سمندر کی ہولناک لہروں کی آغوش سے نمودار ہونے والے ایک بچّے کی انوکھی داستان۔ جسے قدرت نے
عجیب صفات سے نوازا تھا۔ حُسن و عشق کی حشر سامانیاں۔ انوکھے واقعات اور ایڈونچر سے بھرپور

سمندر کا بیٹا

حصّہ اوّل

ایم۔ اے راحت

سمندر کا بیٹا

رات کا شہزادہ بادلوں کی گہری سیاہ نقاب اوڑھے آسمان کے بیچوں بیچ آیا تھا اور پھر عین بلندی پر آکر اُس نے نقاب اُلٹ دی۔ اُس کے حُسن کا سونا اچانک بکھر گیا، سمندر کے سینے پر مچلنے والی چھوٹی چھوٹی لہریں ہنس پڑیں اور انہوں نے اُس کا عکس خود میں جذب کر لیا۔ کائنات کی وسعتوں کے راز دار سمندر میں سونے کی سڑک بن گئی اور سمندر میں رہنے والے انتظار کرنے لگے کہ اب وہ اس راہ سے چلتا ہُوا نیچے آئے گا اور وہ اُسے چوم لیں گے، اپنی آغوش میں بھر لیں گے۔ چاندنی نے پانی کی وسیع و عریض چادر پر ان سیاہ دھبّوں کو نمایاں کر دیا جو اس سے پہلے تاریکیوں سے لپٹے ہُوئے تھے، لمبی لمبی لکیروں کی شکل کے یہ دھبّے ماہی گیروں کی کشتیاں تھیں جن پر بیٹھے وہ سمندر سے رزق مانگ رہے تھے۔

لمبے چوڑے قوی ہیکل ماہی گیر نے جال پانی سے کھینچا اور اُسے پھیلانے لگا، پھر پھیلے ہُوئے جال کو اُس نے پانی پر دوبارہ پوری قوت سے پھینکا، شپ کی آواز ہُوئی اور جال پانی میں بیٹھنے لگا۔ اُس کی موٹی رسّیوں کو گلے کے گرد کئی بل دے کر اُس نے ماہرانہ گرہ لگائی اور پھر لمبی ڈونگی میں بیٹھے دوسرے وجود کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ جو اس دوران اُسے دیکھ رہی تھی۔ اُس کی گردن گھومتے دیکھ کر بل کھا کر پلٹ گئی۔ ماہی گیر مسکرا پڑا۔

"ہے ری سگاں!" اُس نے پکارا، "ٹھوڑا اِدھر کر، دیکھوں گا اسے۔"

"نا رمضے، رہنے دے۔" لہجہ اُداس تھا۔

"کا ہے ری؟"

"تو نے بندر دیکھا ہے، یہ ایچانا لاگے گا روشنی میں۔"

"ایک لات دوں گا تیری کمر پر اور... اور..." ماہی گیر کا لہجہ مدھم پڑ گیا۔

"اور کا رے؟"

"باپ بن جاؤں گا۔" وہ دھیلے لہجے میں بولا۔ "اس میں اور کیا ہو گا۔" اُس نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"بڑا بے شرم ہے تو رمضے!" اُس نے شرماتے ہُوئے لہجے میں کہا۔

"لا چلم نکال دے اور ماچس بھی۔"

"سُلفہ پیے گا تو؟"

"تو اور کیا پیوں، کیا بیٹھا تیری کمر دیکھتا رہوں؟" ماہی گیر پھر بولا اور اُس کی ساتھی عورت نے پتواروں کی جوڑی کے نیچے رکھی گدڑی میں سے چھوٹی سی چلم اور ماچس نکال کر اُسے دے دی۔ وہ اپنی بنڈی کی جیب سے تمباکو نکالنے لگا، پھر اُس نے ماچس سُلگائی

اور چلم نے شعلہ اور دُھواں اُگل دیا۔ ڈونگی سمندر کے بگولوں پر ہلکورے کھاتی رہی اور فضا میں گاڑھا دُھواں منتشر ہونے لگا۔ عورت کھسک کر گلے کے پاس آ بیٹھی کہ ڈوری ہلے تو وہ اپنے مرد کو آواز دے۔ مرد نے ڈونگی میں تھوڑا سا دراز ہو کر تمباکو کے شعلے کو ...ر آسودہ کرنا چاہا مگر اسی دوران اُس کی نظر بائیں سمت اُٹھ گئی۔ شفاف آسمان کے نیچے کافی نیچے بادلوں کا ایک سفید ٹکڑا تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اور اُس میں کہیں کہیں روشن لکیریں چمک رہی تھیں۔ چلم اُس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچی اور وہ حیران نظروں سے اس انوکھے منظر کو دیکھنے لگا۔ اُس کی نظر آسمان پر اُٹھی ہوئی تھی اور عورت سمندر کے پانی کو دیکھ رہی تھی جس میں عین اس ٹکڑے کے نیچے ہلچل پیدا ہونے لگی تھی۔ ایک غیر مرئی دُھواں سا سمندر کی سطح سے اُٹھ رہا تھا اور بلندی پر جا کر اس بادل کے ساتھ شامل ہوتا جا رہا تھا جس سے بادل کے حجم اور اُس کی وسعت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

”رمضے!“ عورت کی گھٹی گھٹی آواز اُبھری اور وہ چونک پڑا۔ اُس نے جلدی سے چلم کا تمباکو پانی میں اُلٹ دیا۔ ”یہ کیا ہے؟“

”پتا نہیں۔“

”میرے خیال میں شاہ جنات کا تخت جا رہا ہے، رمضے، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔“ سگاں نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ ماہی گیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ پانی کا رنگ دیکھ رہا تھا۔ بادل کو اب ٹکڑا نہیں کہا جا سکتا تھا۔ وہ پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ سب سے خوفناک بات سطح سمندر سے اُٹھتا ہوا وہ دُھواں تھا جو اُوپر جا کر اُس بادل میں شامل ہو کر اُس کے حجم کو زیادہ کر رہا تھا... اس کے ساتھ ہی سمندر کے سینے پر مچلنے والی لہروں کی سرکشی بڑھتی جا رہی تھی۔

اوشینوگرافک سائنس کی اصطلاح میں اس عمل کو ”پولیزن“ کہتے ہیں۔ سمندر کی گہرائیوں میں کھولتے آتش فشاں کبھی کبھی اس شدت سے پھٹتے ہیں کہ لاوا سطح تک مار کرتا ہے اور پانی لاوے کی گیس اور دیگر اجزاء سے گاڑھا ہو کر بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔ اُس میں چھپی گیس ہوا کے ساتھ سفر کرتی ہے اور اس میں غضب کی حدت ہوتی ہے جو سطح سمندر سے گزرتے ہوئے پانی کو بھاپ بنا کر اپنے ساتھ شامل کرتی چلی جاتی ہے اور یہ سفر اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک گیس ٹھنڈی ہو کر فضا میں تحلیل نہ ہو جائے۔

بہت دُور کسی کشتی سے سنکھ پھونکا گیا جس کا مطلب تھا کہ شدید خطرہ ہے۔ ماہی گیر کے کانوں میں بھی یہ آواز آئی اور وہ اُچھل پڑا۔ اُس نے دوڑ کر دونوں پتوار سنبھالے اور چیخ کر بولا۔ ”سگاں! جال کھول دے۔“

”ابھی کھولتی ہوں۔“ عورت نے کہا اور جال کی رسّی سے زور آزمائی کرنے لگی۔ رمضان کے ہاتھ کی لگی ہوئی گرہ تھی، آسانی سے نہ کھلتی تھی۔ جال کا وزن ڈونگی کو پانی میں آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔ ادھر رمضان پتواروں پر طاقت لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”جال جلدی کھول دے سگاں! جلدی کر۔“ سمندر کی لہروں میں اب ہیجان پیدا ہو گیا تھا اور وہ اس ننھی سی ڈونگی کو سر پر اُٹھا اُٹھا کر پٹخ رہی تھیں۔

”مجھ سے نہیں کھلتا رمضے کیا کروں۔“ سگاں بے بسی سے بولی۔ ”رسّی گیلی ہو گئی ہے، میری آنکھوں میں پانی چلا گیا ہے، مرچیں لگ رہی ہیں۔“ سگاں کراہتی ہوئی بولی۔

رمضان نے گنڈاسا اُٹھا کر اُسے دیتے ہوئے کہا۔ ”ڈوری کاٹ دے سگاں! جلدی کر، ہمیں کنارے پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔“

”جال بہہ جائے گا رمضے!“ سگاں روتی ہوئی بولی۔

”بہہ جانے دے، دس جال بنا لیں گے۔ ارے دیکھ کیا رہی ہے جلدی کر۔“ وہ وزن بدل بدل کر کشتی سنبھال رہا تھا۔ سگاں نے گنڈاسا ہاتھ میں لیا، بلند کیا اور گلے سے بندھی ہوئی رسّی پر مار دیا۔ تیز دھار گنڈاسے نے جال کی رسّی کاٹ دی اور کشتی پوری قوت سے آگے بڑھ گئی۔ جھٹکا لگا تو سگاں اُچھل کر پوری قوت سے رمضان پر آ پڑی۔ رمضان کے ہاتھوں سے دونوں پتوار چھوٹ گئے اور اُس کے حلق سے چیخ نکل گئی مگر سگاں کی چیخ اُس سے زیادہ تیز تھی۔ بہت زور سے پیٹ کے بل گری تھی اور اُس کے یہ دن پیٹ کے بل گرنے کے نہ تھے۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگی اور رمضان نے اُسے بازوؤں میں سنبھال لیا۔

”سگاں خود کو سنبھال سگاں!“ رمضان حلق پھاڑ کر چیخا مگر سگاں کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں۔ وہ رمضان کو بھنبھوڑے ڈال رہی تھی۔ ادھر ہولناک بادل کا سفر جاری تھا۔ لہروں کی سرکشی میں کوئی کمی نہ ہوئی تھی۔ ننھی سی ڈونگی میں پانی بھر گیا۔ لہریں اُسے کئی کئی فٹ اُونچا اُٹھا اُٹھا کر پٹخ رہی تھیں۔ رمضان نے سگاں کو پوری قوت سے بھینچ لیا اور سگاں نے رمضان کے سر کے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔ ایک بڑی لہر نے کشتی کو دس فٹ اُونچا اُچھال کر اوندھا کر دیا اور سگاں کی آخری ہولناک چیخ سنائی دی۔

”سگاں... سگاں، خود کو سنبھال سگاں... سگاں!“ رمضان چیخا۔ اُس کے منہ میں نمکین پانی بھر گیا... اور پھر رفتہ رفتہ اُس کے حواس بھی ساتھ چھوڑ گئے۔

✦

شکر نجہ تاریخی عمارتوں اور مزارات کا شہر تھا۔ اس سے متعلق بہت سی کہانیاں مُلک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھیں اور اسی بنیاد پر یہاں روحانیت کے پرستاروں اور سیاحوں کا مجمع رہتا تھا۔ قدیم بوسیدہ عمارتوں کی چھتوں میں لاتعداد دُکانیں بنی ہوئی تھیں۔ کچھ لوگوں نے سیاحوں کے لیے رہائش گاہیں بنا لی تھیں جو عموماً بھری رہتی تھیں۔ کسی زمانے میں شکر نجہ کی آبادی صرف چند ہزار تھی لیکن اب یہ شہر وسیع ہو گیا تھا۔ حکومت نے اس کی ترقی کے لیے بہت کام کیا تھا اور نئے شکر نجہ میں لاتعداد پکی عمارتیں نمودار ہو گئی تھیں۔ شکر نجہ کے جنوب مشرق میں تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر یہ نئی آبادی تھی جس کا کوئی نام نہیں تھا۔ بستی ڈیڑھ سو جھونپڑیوں پر مشتمل تھی اور اس کے عقب اور دائیں بائیں ریت کے بھورے ٹیلوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ریت کے طوفان آتے تو یہ ٹیلے جگہ بدل لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ اُس بے نام بستی سے شکر نجہ تک کوئی باقاعدہ سڑک یا پگڈنڈی نہ بنائی جا سکی تھی۔ اس کے علاوہ چونکہ اس بستی کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اس لیے یہ سرکاری توجہ سے بھی محروم تھی جبکہ بستی کے لوگوں کی زندگی کے تار شکر نجہ سے ہی بندھے ہوئے تھے، یہیں سے بستی کے لیے اناج، کپڑا اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں آتی تھیں لیکن بڑی مشکل کے ساتھ۔ شکر نجہ سے بستی میں آنے جانے والوں کو گیارہ میل کا ہولناک سفر پیدل یا زیادہ سے زیادہ خچروں پر کرنا پڑتا تھا۔ قدرت نے انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی روح کو اُس کے ماحول کے مطابق قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ بستی کے لوگ منوں وزن اُٹھائے ریت کے ٹیلوں سے گزر کر شکر نجہ آتے تھے اور اُسی دن واپس بھی لوٹ جاتے تھے۔ ہوائیں ریت کے ٹیلے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتیں اور راستے بھول بھلیاں بن جاتے مگر اُن کی ناک کے ریڈار اُن کی صحیح رہنمائی کر دیتے۔ اُن کی آنکھیں قطب نما تھیں اور شاید بستی کی تاریخ میں کبھی کوئی راستہ نہیں بھٹکا تھا، جب کہ یہ بستی صدیوں پرانی تھی۔ اتنی پرانی کہ شاید شکر نجہ کی تاریخ کا آغاز نہ ہوا ہو۔ بستی کی حالت میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ آمدنی کا ذریعہ سمندر تھا، جو بستی کے سامنے کی سمت سے شروع ہو کر کائنات کی وسعتوں میں پھیل جاتا تھا۔ بستی کا ہر فرد مچھیرا تھا اور سمندر صدیوں سے اُن کی کفالت کر رہا تھا۔ کارخانۂ قدرت کی مشینیں کبھی زنگ آلود نہیں ہوتیں اور نہ اس کارخانے میں بجلی فیل ہوتی ہے کہ کاروبار حیات رُک جائے۔ مچھلیاں آسمانی حکم سے ساحلوں کا رُخ کرتیں اور مچھیروں کے جال بھر جاتے۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق رزق حاصل کر لیتا تھا... بستی داستانوں کے کسی پہلو سے محروم نہیں تھی۔ یہاں حُسن و عشق کے سودے بھی تھے اور رنجش اور انتقام کے لاوے بھی تھے، محبت اور اخوت کے واقعات بھی تھے اور جرم و سزا کی کہانیاں بھی تھیں۔ بستی والوں کے فیصلے سرپنچ کرتا تھا اور ہر شخص ان فیصلوں کا تابع ہوتا تھا۔ یہاں پولیس تھی نہ قانون۔ دس بیس سال میں ہی کبھی کوئی... ناخوشگوار واقعہ ہو جاتا تھا ورنہ سمندر جیسا سکون ہی چھایا رہتا۔

بستی کی سب سے معمر شخصیت مائی ماچھی کی تھی اور سب سے پُراسرار شخصیت بھی۔ شاید بستی کی چوتھی نسل مائی ماچھی کو دیکھ رہی تھی۔ ...اور پچھلی دو نسلیں تو اُسے اسی رُوپ میں دیکھتی آ رہی تھیں۔ خود غلام کا کہنا تھا کہ اُس نے جب سے ہوش سنبھالا مائی ماچھی کو اسی شکل میں دیکھا، اسی کُٹیا میں دیکھا۔ مائی ماچھی کی کُٹیا پکے ٹیلے کی آڑ میں تھی۔ یہ پکا ٹیلہ ہو سکتا ہے کسی زمانے میں ریت کا ٹیلہ ہو لیکن اب وہ تہ در تہ پتھروں کا ٹیلہ تھا اور یہ پتھر اتنے مضبوط تھے کہ اُن پر سو کدالیں مارو تب بھی نہ ٹوٹیں۔ بستی کی عورتوں نے بارہا چاہا کہ ٹیلے کی ایک پرت کا ٹکڑا انہیں مل جائے تو وہ اُس کی مصالحہ پیسنے کی سِل بنا لیں مگر مائی ماچھی کی مرضی کے بغیر کوئی پتھر کا ایک ٹکڑا بھی اُٹھانا گناہ سمجھتا تھا اور وہ وہاں سے ایک پتھر کا ٹکڑا دینے کی روادار نہ تھی۔ طویل عمری کے ساتھ مائی ماچھی میں روحانیت کا عنصر بھی پایا جاتا تھا جس کے کچھ عملی مظاہرے بھی تھے۔ مثلاً وہ درخت جو اس علاقے کا عجوبہ تھا۔ ریت کے سلگتے ٹیلوں کے درمیان جہاں تھوہر اور ناگ پھنی جیسے سخت جان پودے بھی نہ اُگ پاتے تھے، وہاں نیم کا یہ درخت پتھروں کے ٹیلے پر سایہ فگن تھا اور ایسا پھلا پھولا تھا کہ اُس کی موٹی شاخوں نے سورج کو چھپا لیا تھا۔ پوری بستی میں یہ سب سے ٹھنڈی جگہ تھی اور جب چلچلاتا ہوا سورج جھونپڑیوں پر آگ برساتا تھا اور زبانیں باہر نکل آتی تھیں تو عورتیں بچوں کو کندھے سے لگائے ہوئے اس درخت کے نیچے پناہ لیتی تھیں۔ مرد یہاں صاف زمین پر دراز ہو جاتے تھے۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ مائی ماچھی نے جانوروں کے چارے سے ایک نکولی نکال کر یہاں دبا دی تھی جو درخت بنی تھی۔ یا پھر وہ کنواں جس کی تہ نا معلوم تھی اس بستی کے نام کی طرح۔

بہت عرصے پہلے اس بستی میں پانی نہ تھا۔ سمندر کے کھارے پانی کو اُبال اُبال کر ٹھنڈا کیا جاتا اور اُس سے گزارا کیا جاتا۔ یا پھر شکر نجہ سے پانی لایا جاتا اور اُسے آبِ نمود کی طرح استعمال

کیا جاتا۔ بعض اوقات بچے پانی نہ ہونے سے بیمار ہوتے اور مر جاتے۔ ایسے ہی ایک حادثے سے مائی ماچھی مشتعل ہو گئی۔ وہ رات بھر بے چین رہی تھی، بھاگتی دوڑتی رہی تھی، اُس کی چیخیں سنائی دیتی رہی تھیں، پھر دوسری صبح وہ پتھر کے ایک نوکیلے ٹکڑے سے زمین کھرچتی پائی گئی۔ اُس کی بات ہفتوں بعد لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ وہ دن یا رات میں جب بھی دیکھتے مائی ماچھی اُسی طرح زمین کھرچتی نظر آتی۔ زمین میں گڑھا پڑتا جا رہا تھا۔ یہ گڑھا اتنا گہرا ہو گیا کہ مائی ماچھی اس میں گم ہو گئی۔ سب لوگوں نے جانا کہ وہ کنواں کھود رہی ہے۔ اس سے پہلے اس کے لیے کوشش کی جا چکی تھی لیکن انسانی پہنچ جہاں تک ہو سکتی تھی۔ وہاں زمین کی گہرائیوں میں پانی کا نشان بھی نہ ملا تھا۔ جو لوگ مائی ماچھی سے عقیدت رکھتے تھے، وہ اُس کے ساتھ مصروف ہو گئے اور سوا سال تک وہ زمین کی گہرائیوں میں اترتے رہے، تب زمین سے پانی اُبل پڑا۔ ٹھنڈا اور میٹھا پانی اتنا صحت بخش کہ پوری بستی بیماریوں سے آزاد ہو گئی۔ تب سے یہ کنواں مسلسل بستی کی ضروریات پوری کر رہا تھا۔ مائی ماچھی کے نام سے اور بھی بہت سے واقعات منسلک تھے۔ نیم کے پتوں اکو نپلوں اور چھال سے وہ بیماریوں کا علاج کر دیتی تھی۔ ٹیلے کے اُوپری حصے میں ایک بانس گاڑھا ہُوا تھا جس کے اُوپری حصے پر ایک دوسرا بانس رنگین کپڑوں سے لپٹا ہُوا بندھا تھا، جب بھی سمندر میں طوفان کا خطرہ ہوتا اُوپری بانس گھومنے لگتا تھا اور مچھیرے ہوشیار ہو جاتے، یہ اشارہ اتنا واضح ہوتا تھا کہ بعض اوقات سرپنچ کے پاس موجود اکلوتا ریڈیو بھی اس طوفان کی نشاندہی نہ کر پاتا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہُوا کہ ریڈیو نے طوفان کی پیش گوئی کی لیکن بانس نہ گھوما اور طوفان کہیں دکھائی نہ دیا۔

یہ بھی ایک گرم ترین دن کی شام تھی۔ پورے دن کے آرام کے بعد مچھیرے اپنی اپنی کشتیاں سنبھال کر تیار ہو رہے تھے۔ سرِ شام جب سُورج ڈُوبنے لگتا، وہ اپنی کشتیاں لے کر سمندر میں دُور تک نکل جاتے، رات بھر مچھلیاں پکڑتے اور سُورج نکلنے سے پہلے واپس آ جاتے تھے۔ یہ طوفانوں کا موسم نہیں تھا۔ اس لیے کسی نے مائی ماچھی کے بانس کی طرف توجہ بھی نہیں دی تھی۔ یُوں بھی یہ بانس درختوں کی شاخوں کے پیچھے چھپ گیا تھا اور بستی سے نظر نہیں آتا تھا جب تک ٹیلے کے پاس نہ آیا جائے۔ سرپنچ غلام اکثر اِدھر آ کر بانس دیکھ لیا کرتا تھا لیکن آج اُس نے اس پر غور نہ کیا تھا۔ ہاں شام کی خبریں اُس نے ضرور سُنی تھیں اور اس میں سمندر میں کسی طوفان کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ مچھیروں کی کشتیاں جال لیے آگے جاتی رہیں اور ڈُوبتے سُورج کے ساتھ لہروں کی دوسری طرف غروب ہو گئیں۔ انہی میں رمضان اور اُس کی بیوی سگاں بھی تھی۔ رمضان اور سگاں کی شادی پچھلے سال ہُوئی تھی۔ دونوں کا کوئی جوڑ نہ تھا۔ رمضان چھ فُٹ کا ایسا گبرو جوان تھا، جسے جوان لڑکیاں صبح سویرے اُٹھ کر سب سے پہلے دیکھنا پسند کرتی تھیں۔ وہ بے شمار دلوں کی آرزو تھا اور سگاں ایک سیاہ اور چیچک زدہ لڑکی تھی جس کے ماں باپ سمندر میں ڈُوب کر ہلاک ہو گئے تھے اور اُسے... مولوی شمس اللہ نے پالا تھا۔ سگاں کے ہونٹ کبھی نہ مُسکراتے تھے وہ مسکرانا نہیں جانتی تھی۔ اُس کی آنکھیں ہمیشہ دھندلائی رہتی تھیں پھر ایک دن وہ کنوئیں سے پانی لا رہی تھی کہ چکرا کر گر پڑی... اور بے ہوش ہو گئی۔ رمضان اِدھر سے گزر رہا تھا، وہ سگاں کو اُٹھا کر مولوی صاحب کے جھونپڑے میں لایا اور مولوی صاحب اُس سے سگاں کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے رمضان کو بتایا کہ بدنصیب لڑکی اپنے لیے صرف موت کی دُعا مانگتی ہے۔

"کیوں مولوی جی؟" رمضان نے تعجب سے پوچھا۔

"وہ بدصورت جو ہے، جانتی ہے اُسے کوئی قبول نہیں کرے گا، خوبصورت لڑکیوں کے بیاہ نہیں ہوتے تو اُس سے بیاہ کون کرے گا، پھر میرے بعد اُسے پوچھنے والا کون ہو گا؟"

رمضان کسی سوچ میں ڈُوب گیا۔ وہ جانو سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ جنّت بہت خوبصورت تھی اور دوسری لڑکیوں کی طرح اُس کے دل میں بھی رمضان تھا، مگر جانو کی شادی تو کسی سے بھی ہو جائے گی، سگاں سے سچ مچ کوئی شادی نہ کرے گا۔

"مولوی صاحب!" اُس نے کہا۔ "اس کا بیاہ مجھ سے کر دو۔"

"کیا؟" مولوی صاحب اُچھل پڑے۔ "تو سچ کہہ رہا ہے رمضان؟"

"تم سے کبھی جُھوٹ بولا ہے مولوی صاحب!"

"ارے، ارے رمضان! سگاں کی تو تقدیر ہی بدل جائے گی۔ اُس کے تو ستارے ہی چمک جائیں گے۔" مولوی صاحب ہانپتے ہُوئے بولے۔

"تو بدل دو اُس کے ستارے مولوی صاحب... میں تیار ہُوں۔"

"میں سرپنچ سے بات کروں گا، تجھے اُس کے سامنے یہ بات کہنا پڑے گی۔"

"جہاں کہو گے کہہ دُوں گا۔" رمضان نے کہا۔

سرپنچ غلام تو مولوی صاحب کے مُنہ سے یہ بات سُن کر اُن سے زیادہ پاگل ہو گیا۔ اس میں اُس کی غرض پوشیدہ تھی۔ وہ خود جنّت سے شادی کرنا چاہتا تھا اور جب اُس نے مولوی صاحب کی زبانی یہ سب کچھ سُنا تو اُسے خود یقین نہ آیا۔ وہ خود ہی رمضان کے پاس پہنچ گیا۔

"رمضان! میں نے سُنا ہے کہ تو سگاں سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو دل سے یہ بات کہہ رہا ہے؟"

"ہاں، دل سے کہہ رہا ہوں۔"

پھر سرپنچ نے خود رمضان کا ساتھ دیا اور بارات لے کر مولوی صاحب کے گھر پہنچ گیا۔ رمضان بھی ٹوٹا ہُوا نہیں تھا۔ اچھے خاصے پیسے تھے اُس کے پاس، چنانچہ ہر آرزو پوری کی گئی۔ دُلہن کے لیے شکر نجہ خریداری کرنے کے لیے بھی غلام ہی گیا تھا... سرپنچ جو تھا۔ بہرطور سگاں رخصت ہو کر رمضان کے گھر آ گئی۔ خود اُس کا چہرہ حیرت کی تصویر بنا ہُوا تھا۔ ہاں، جب حجلۂ عروسی میں پہنچ کر رمضان نے اُس کا گھونگھٹ اُٹھایا تو سگاں نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لیے اور اُس کی سسکیاں گونج اُٹھیں۔

"روشنی بُجھا دے رمضان! میرا چہرہ روشنی میں دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔"

"میں تجھے روشنی میں ہی دیکھنا چاہتا ہُوں سگاں! کون کہتا ہے تو بدصورت ہے، ذرا میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھ لے۔ اگر تجھے اپنا چہرہ بدصورت نظر آ جائے تو تھوک دینا میرے مُنہ پر۔"

"تو نے ایسا کیوں کیا رمضان؟"

"اس لیے سگاں کہ میں تجھ سے محبت کرتا تھا اور اتنی محبت کروں گا میں تجھ سے کہ تو اپنے چہرے کے داغ بھول جائے گی۔" اور سگاں کو پہلی بار مُسکراتے دیکھا گیا، پھر وہ مُسکراتی ہی رہی۔ رمضان نے اُسے اتنی مُسکراہٹیں بخش دی تھیں کہ لڑکیاں اُس کی تقدیر پہ ناز کرتی تھیں۔ بعض لڑکیوں کو تو یہ کہتے ہُوئے بھی سُنا گیا کہ خُدا کرے کہ اُن کا چہرہ بھی سگاں کی طرح داغ دار ہو جائے۔ تاکہ رمضان جیسا کوئی گبرو جوان اُن سے محبت کرے اور اُنہیں... اپنی زندگی میں شامل کرے۔

رمضان اور سگاں کی خُوب نبھ رہی تھی۔ شام کو جب سُورج اپنی ساری دُھوپ ختم کر کے سمندر کی آغوش میں پناہ لے لیتا تو کچھ فُٹ سے زیادہ کر ٹیل رمضان اپنی لمبی سی ڈونگی سر پر رکھتا، سگاں کے کندھے پہ تھیلے اور جال ہوتے اور دونوں ساحل پر پہنچ جاتے۔ یہاں سے رمضان تیرا۔ کھیتا ہُوا سمندر کے سینے پر سفر شروع کر دیتا اور اس کے بعد چاندنی اور اندھیری راتوں میں وہ سمندر سے اپنا حساب کرتے اور واپس آ جاتے۔ یہاں کا انتظام ذرا مختلف تھا۔ کچھ ایسے تھے جو مچھلیاں لے کر خود شکرنجہ جاتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو مچھلیاں سرپنچ کے حوالے کر دیتے۔ سرپنچ مچھروں پر انہیں شکرنجہ بھیجتا، پھر جو کچھ بھی ملتا اُس کا ایک چھوٹا حصہ سرپنچ کو ادا کر دیا جاتا۔ پہلے رمضان خود مچھلیاں بیچنے چلا جاتا تھا مگر جب سے اُس کی شادی ہُوئی تھی، وہ اپنی مچھلیاں سرپنچ کو دے دیا کرتا تھا۔ پندرہ دن میں ایک بار رمضان سگاں کو لے کر شکرنجہ جاتا اور وہاں سے دونوں لدے پھندے واپس آ جاتے۔ رمضان نے سگاں کو کیا کچھ نہ دیا تھا، کپڑے، گلٹ اور شیشے کے زیور... اور وہ سب کچھ جو کسی عورت کی آرزو ہوتی ہے۔ لڑکیاں سگاں پر رشک کرتی تھیں اور جنّت نے غصّے میں غلام سرپنچ سے شادی کر لی تھی، اُسے یہ تو فوقیت حاصل تھی سگاں پر کہ وہ سرپنچ کی بیوی ہے۔

سال ہونے والا تھا اس شادی کو اور سگاں خوش تھی، بہت خوش تھی کہ اُسے سب کچھ مل گیا تھا۔ رمضان جیسا شوہر اور اب چھوٹی سی جھونپڑی میں ایک اور فرد کے لیے سامان آنا شروع ہو گیا تھا، چھوٹا سا جھولنا، ننھے ننھے کپڑے اور ننھے مہمان کے لیے وہ سامان جو اُس کی ضرورت ہوتا۔

اس شام جب رمضان نے ڈونگی سر پر اُٹھائی اور سگاں نے جال کا تھیلا کندھے سے لٹکایا تو شیداں مائی نے کہا "ہے رے رمضنے! پاگل ہی ہو گیا ہے کیا تو رے، اسے کہاں لے جا رہا ہے؟"

"کام پر ماسی!"

"بالکل ہی باؤلا ہے رے، اس کے پورے دن ہیں، سمندر میں ضرورت پڑ گئی تو کیا کرے گا تو، بھاگتا پھرے گا رے کام سے اور پھر میں تو بہت دنوں سے کہہ رہی ہُوں اب اسے سمندر نہ لے جایا کر بیٹا! جھٹکے لگتے ہیں پانی میں۔"

"مگر میں اکیلا سمندر کیسے جاؤں گا شیداں ماسی؟"

"ہے رے جورو کے پرانے، سب تیری طرح جورو کام پر لے جاویں ہے کیا؟"

"میں ٹھیک ہُوں ماسی اور رمضنے تو بہت تیز ڈونگی چلاوے ہے ضرورت پڑی تو تیر کی طرح پہنچ جاویں گے ہم لوگ۔"

"تم دونوں ہی ایک جیسے ہو۔" شیداں ماسی نے کہا... اور آگے بڑھ گئی۔

رمضان نے ڈونگی پانی میں ڈالی اور بیکراں سمندر کے سینے پر آگے بڑھتا چلا گیا۔ بستی کے معمولات جوں کے توں تھے... چراغ روشن ہوگئے تھے۔ بستی کے اطراف ریت کے ٹیلے سر جھکائے ساکن تھے۔ سرپنچ اپنے احاطے میں بیٹھا جنّت سے باتیں کر رہا تھا کہ مائی ماچھی نے احاطے میں جھانکا اندھیرا تھا اس لیے دونوں اُسے نہ پہچان سکے مگر پھر مائی ماچھی کے گھنگرو بجے تو وہ اُسے پہچان گئے۔ یہ گھنگرو ایک موٹی لکڑی میں بندھے ہوئے تھے۔ اس لکڑی میں کوڑیاں گھونگھے اور نہ جانے کیا کیا الا بلا لٹکی رہتی تھی۔ غلام جلدی سے کھڑا ہوگیا۔

"ارے آ مائی ماچھی کچھ چاہیے تجھے؟"

"وقت پڑا ہے، چھنک چھنک، بُری گھڑی ہے، چھنک چھنک" یہ چھنک چھنک کی آواز اُس کی لکڑی سے آرہی تھی۔

"کیا بات ہے ماسی؟" غلام چونک کر بولا۔

"جاگتے رہنا، چھنک چھنک، سو نہ جانا۔ وقت پڑا ہے، بُری گھڑی ہے، وقت پڑا ہے، بُری گھڑی ہے۔" وہ چلی گئی اور غلام حیرت سے احاطے کا دروازہ دیکھتا رہ گیا۔

"یہ کیا کہہ رہی تھی؟"

"وہ تو کچھ نہ کچھ کہتی رہتی ہے تو کس سوچ میں پڑ گیا؟"

"ایسے کبھی آتی نہیں ہے وہ کسی کے گھر اور پھر اس وقت..."

"ارے چھوڑ، پگلی ہے بے چاری۔"

"ایسے نہیں کہتے جنّت! وہ بہت پہنچی ہُوئی ہے۔"

"ہے رے، تیری بستی میں تو سب پہنچے ہی ہُوئے ہیں... چل اب سو جائیں رات گہری ہوگئی۔"

"تو مائی ماچھی کے بارے میں ایسی باتیں کیوں کرتی ہے جنّت! پوری بستی اُسے کتنا مانتی ہے کوئی بلا وجہ اور یہ بستی صرف میری ہے کیا؟"

"ارے تو میں کیا کروں اب؟ یہاں بیٹھ کر اسے مانتی رہوں۔"

"وہ یہاں کیوں آئی تھی، اُس نے ایسی بات کیوں کہی تھی؟"

"تو ہا بأقصور اس کا ہے میرا تو نہیں' مجھے تو نیند آرہی ہے۔" جانو نے جماہی لے کر کہا۔

"جا کر سو جا میری جان مت کھا، سرپنچ ہُوں اس بستی کا، کل کلاں کو کچھ ہوجائے تو بات مجھ پر آئے گی۔" غلام نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لے کیا ہو جائے گا؟" جانو کسی قدر نرم ہو کر بولی۔

"مالک جانے، مائی ماچھی بہت کم بولتی ہے، پر جو بولتی ہے اس کا کوئی مطلب ہووے ہے، وہ معمولی عورت نہیں ہے، ہمارے باپ دادے اُس کی بات مانتے آئے ہیں، اُس کی بات ماننے سے فائدہ ہی ہووے ہے۔"

"رے غلام! کسی کو پتا ہے کہ یہ مائی ماچھی کون ہے؟"

"مالک جانے، بڑے تو کہتے تھے کہ یہ مچھلی ہے جو سمندر سے نکلی تھی اور پھر انسان بن کر یہاں رہنے لگی تھی، تبھی تو اسے ماچھی کہتے ہیں۔"

"رے ایک بات کہوں تجھ سے غلام، یہ بڑے تو پاگل ہی تھے، دن رات کہانیاں گھڑتے رہتے تھے اور کوئی کام نہ تھا اُنہیں۔"

"ہاں، پاگل ہی تھے تبھی تو تجھے جوان کر کے چھوڑ گئے، بات کرے ہے۔" غلام بدستور جھلاتے ہُوئے لہجے میں بولا... اور جانو ہنسنے لگی۔

"بگڑے کیوں جا ہے رے، چا بناؤں تیرے لیے؟" جانو نے کہا۔

"نا تو سو جا تجھے نیند آرہی ہے۔"

"تیرے بغیر سوؤں ہُوں کبھی، لا چا بناؤں تیرے لیے۔" جانو اُٹھ کر اندر چلی گئی اور غلام بیٹھا سوچتا رہا۔ اُسے باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اُس نے سوچا کہ شاید مائی ماچھی پھر آئی ہے مگر احاطے کے دروازے پر مستان چاچا نظر آیا تھا۔

"کیا بات مستان چاچا، کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"نا غلام بیٹے! تیرے گھر کا چراغ جل رہا تھا یہ سوچ کر اِدھر آگیا کہ کوئی بات تو نہیں ہے؟"

"آ اندر آجا چاچا، کچھ پریشانی ہوگئی ہے۔"

"مولا خیر کرے کیا بات ہے؟" مستان چاچا نے اندر آکر بیٹھتے ہُوئے کہا۔

"وہ چاچا، ابھی تھوڑی دیر پہلے مائی ماچھی نے اندر جھانکا تھا، کچھ عجیب سی باتیں کہہ گئی وہ۔"

"ہیں!" مستان کا مُنہ حیرت سے کھُل گیا۔ "کتنی دیر پہلے کی بات ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"بس زیادہ دیر نہ ہُوئی ہوگی۔"

"مولا رحم کرے، میں بھی کوئی آواز سُن کر ہی تو جاگا تھا۔ ہاں' وہ مائی ماچھی کا ڈنڈا ہی تھا۔ اُس نے میرے دروازے پر بجایا تھا اور کچھ کہے بھی تھی وہ، مگر میں وہم سمجھ کر ٹال گیا۔"

اسی وقت جانو اندر آگئی اور اُس نے چائے کی تین پیالیاں نیچے رکھتے ہُوئے کہا۔ "لو مستان چاچا، چا پیو۔"

"ارے تو بھی جاگ رہی ہے بیٹا اور یہ چا، تجھے کیسے پتا کہ میں یہاں ہُوں۔"

"میں بھی پہنچی ہُوئی ہُوں مائی ماچھی کی طرح چاچا، بس مجھے پتا تھا کہ مستان چاچا آنے والا ہے اُس کے لیے چا بناؤں۔"

"ارے جانو بیٹا، جیتی رہ تو... مولا تجھے چاند سا بیٹا دے، بالکل اپنے غلام کی طرح۔ ارے... ارے... ارے یہ کیا ہُوا... یہ کیا ہوگیا؟" مستان چاچا بولتے بولتے رُک گیا۔ فضا میں اچانک حدت پیدا ہوگئی تھی۔ ورنہ ابھی تھوڑی دیر پہلے موسم بہتر تھا اور رات کی ٹھنڈک پھیلی ہُوئی تھی۔ غلام اور جانو نے بھی یہ تبدیلی محسوس کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے پانی کی پُرشور آواز سُنی تھی۔ غلام چائے کی پیالی رکھ کر اُٹھا اور باہر کی طرف دوڑنے لگا۔ پوری بستی میں جگار ہوگئی، بہت سے لوگ ساحل کی طرف دوڑ پڑے تھے، سمندر میں طوفان تھا، لہریں اونچی اونچی اُٹھ رہی تھیں اور بہت دُور آسمان میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔

"طوفان" غلام بڑبڑایا۔ مگر یہ انوکھا طوفان اُس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ سمندر جیسے کھول رہا تھا، گرم ہواؤں کے جھکڑ فضا کو کافی گرم کر چکے تھے۔ بستی والے شور مچا رہے تھے طرح طرح کی آوازیں اُبھر رہی تھیں، سمندر دیر تک سنسناتا رہا۔ دیو ہیکل موجیں اُٹھتی رہیں، چمکتا بادل دُور نکل گیا تھا۔

"یہ کیا تھا؟" مستان چاچا نے غلام کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔

"مالک جانے، کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔" غلام آہستہ سے بولا۔

"ایسا تو کبھی دیکھا نہ سنا تھا اور پھر یہ طوفان کے دن... کہاں ہیں۔"

"وہ چمکتا بادل کیسا تھا اور اس کی گرمی۔ محکمہ موسمیات کی طرف سے بھی کوئی خبر سُنائی نہیں گئی، میں نے ریڈیو سُنا تھا۔" غلام نے کہا اور پھر بے اختیار چونک کر بولا۔ "ارے ہماری کشتیاں۔ سمندر نوردوں پہ ہے چاچا مستان۔"

"مالک رحم کرے گا۔" مستان نے فکرمند لہجے میں کہا۔ ہر طرف یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ ہر شخص تشویش کا شکار تھا۔ کافی وقت گزر چکا تھا موجیں اب آہستہ آہستہ پُرسکون ہوتی جا رہی تھیں' چمکتا بادل اب کہیں دُور جا چکا تھا اور فضا معتدل ہوگئی تھی لیکن بقیہ رات سمندر کے کنارے ہی گزری۔ اُنہیں سمندر میں جانے والوں کی واپسی کا انتظار تھا۔

صبح کا اُجالا پھُوٹا تو ایک اور بھیانک منظر نگاہوں کے سامنے آگیا سطحِ سمندر مُردہ مچھلیوں سے سفید ہو رہی تھی اور موجیں مری ہُوئی مچھلیوں کو لا لا کر ساحل پر پٹخ رہی تھیں اور تاحدِ نگاہ پھیلا ساحل ان مچھلیوں سے بھرتا جا رہا تھا۔ دیکھنے والوں کے سانس رُک گئے۔ یہ اُن کا رزق تھا جو ضائع ہوگیا تھا۔ ایسا تو بڑے بڑے تباہ کُن طوفانوں میں بھی نہ ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں۔ اب اُن کی زندگی کے لالے پڑ گئے تھے جو شکار پر گئے تھے۔

سمندر میں پہلی تحریک نظر آئی۔ دو کشتیاں تھیں... جو ساتھ ساتھ آرہی تھیں، لوگ شور مچانے لگے آنے والوں کے بارے میں تبصرے ہونے لگے۔ ایک کشتی میں اللہ داد اور شمسو تھے، دوسری میں بلوا اور کھجرا تھے۔ وہ ساحل سے لگے تو سب اُن کی طرف دوڑ پڑے۔ اُن کی حالت خراب تھی، دہشت سے کانپ رہے تھے۔ آواز نہ نکل رہی تھی اُن کے مُنہ سے۔ غلام اُنہیں دوسروں سے چھڑا کر الگ لے گیا اور جب اُن کے حواس بحال ہُوئے تو اللہ داد نے بتایا۔

"اللہ کا قہر نازل ہُوا تھا ہم پر۔ ہمارے گناہ سامنے آئے تھے سرپنچ جی! سب ٹھیک تھا، پھر ایک بادل آیا اور سمندر کا پانی چا کے پانی کی طرح کھولنے لگا۔ ایسی گرمی... ایسی گرمی جیسے جہنّم نیچے اُتر آیا ہو، گرم ہُوا کے جھکڑ اور طوفانی موجیں، ہماری کشتی تو تنکے کی طرح اُچھل رہی تھی۔ ہم نے چالاکی یہ کی کہ جال چھوڑ کر اپنے بدن گلے سے باندھ لیے، کشتی اُلٹ گئی تھی۔ ہم اس کے ساتھ ساتھ پانی میں لڑھکنیاں کھاتے رہے، اللہ جانے کب طوفان ٹلا، پھر سب ٹھیک ہوگیا اور ہم کشتی سیدھی کر کے چل پڑے، دُور نکل گئے تھے مگر راستہ مل گیا۔"

"دوسرے لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"مولا جانے سرپنچ جی! کسی کو کسی کی خبر لینے کا موقع ہی کہاں ملا تھا، مولا رحم ہی کرے۔" اللہ داد نے کہا۔

بستی میں کہرام مچ گیا تھا مرد، بچے، بوڑھے اور عورتیں ساحل پر میلوں دُور پھیل گئے تھے۔ سارے ساحل مری ہُوئی مچھلیوں سے اٹے پڑے تھے، پھر سب سے پہلے لالی کی لاش ساحل سے آکر لگی۔ اس کی بعد کرم خان کی لاش ملی، پھر ٹوٹی پھوٹی کشتیوں کے ٹکڑے۔ مچھیرے پانی میں اُتر گئے تھے۔ خود غلام بھی اُن میں شامل تھا۔ دُور دُور تک کشتیوں اور لاشوں کو تلاش کرتے پھر رہے

تھے آٹھ آدمی اور زندہ واپس آئے۔ باقی سب کی لاشیں ایک ایک کر کے ملتی جا رہی تھیں۔ بستی ماتم کدہ بن گئی تھی ہر طرف رونا پیٹنا مچا ہوا تھا، پھر مچھیرے بستی کے سب سے کڑیل جوان کی لاش لائے۔ یہ رمضان تھا۔ فہرست کے مطابق ابھی نو لاشیں باقی تھیں۔ اُن میں سے کوئی زندہ بھی ہو سکتا تھا۔

بستی کے کسی گھر میں چولھا نہ جلا تھا۔ چاروں طرف اُداسی چھا گئی تھی بس سسکیاں، آہیں اور اچانک بلند ہونے والی رونے پیٹنے کی آوازیں، ماحول میں بڑی گھٹن تھی۔ سارا دن اور ساری رات ایسے ہی گزر گئی۔ دوسرے دن صبح دو کشتیاں اور واپس آئیں۔ ان میں پانچ زندہ اور ایک مُردہ دستیاب ہُوا۔ انہوں نے بھی وہی کہانی سُنائی تھی جو اللہ دا نے سُنائی تھی۔ وہ لاش جو ساتھ لائے تھے وہ سگاں کی تھی۔ رمضان کی لاش کی تدفین ہو چکی تھی سگاں کو بھی اُس کے پہلو میں دفن کرنے کے انتظامات کیے جانے لگے۔ شیداں دائی نے سگاں کو دیکھا تو رو پڑی۔

"ہائے سگاں کو اولاد کی خوشی دیکھنے کو نہ ملی۔ منع کیا تھا اسے میں نے کہ نہ جا بھرے دن ہیں مگر نہ مانی بے چاری"

"بچہ؟" کسی نے پوچھا۔

"بڑا بدنصیب تھا۔ دُنیا میں آتے ہی واپس چلا گیا۔ بچہ ہو چکا ہے۔ اُس کی کچی لاش تھی مچھلیاں ہی کھا گئی ہوں گی۔" شیداں نے جواب دیا۔

بڑا المناک حادثہ تھا۔ پوری بستی غموں کی بستی بن گئی تھی۔ معصوم لوگ اسے اپنے اعمالوں کی سزا سمجھ رہے تھے۔ آٹھ دن گزر گئے، پھر دس دن اور اس کے بعد زندگی کو معمول پر لانا پڑا۔ جو بے آسرا ہو گئے تھے سرپنچ کی پنچایت میں اُن کی کفالت کا انتظام کیا گیا اور لوگوں نے بخوشی اسے قبول کر لیا۔

کشتیاں پھر سمندر میں چل پڑیں۔ سمندر مدہوش تھا، جیسے یہ حادثے سے ناواقف ہو۔ گلاب اور احمدو اپنی کشتی پر جال پھیلائے بیٹھے تھے کہ احمدو نے کوئی مچھلی کشتی کے پاس سے گزرتے دیکھی۔ گلاب آنکھیں بند کیے اُونگھ رہا تھا۔ آسمان پر چاند کھلا ہُوا تھا۔ احمدو اس مچھلی کو دیکھتا رہا۔ اُس کے تیرنے کا انداز عجیب تھا۔ تبھی احمدو کو احساس ہُوا کہ وہ مچھلی نہیں ہے، کوئی عجیب سی شے تھی۔ شاید کوئی اور آبی جانور۔

"بڑے!" اُس نے اپنے بڑے بھائی کو آواز دی اور گلاب چونک پڑا "ذرا دیکھو تو بڑے میری اُنگلی کی سیدھ میں... وہ کیا ہے؟"

"اِیں... ہاں مچھلی تو نہیں ہے وہ"

"نہ جانے کیا ہے، دیکھتا ہوں" گلاب بولا اور اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"ارے چھوڑ رہنے دے ہو گا کچھ" احمدو نے کہا مگر گلاب نے پانی میں چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ پانی کو چیرتا ہُوا اُس شے کے پاس پہنچ گیا اور اس نے قریب سے اُسے دیکھا۔ وہ ایک ننھا سا بچہ تھا، بالکل سفید، بہت خوبصورت اور حیرت ناک بات یہ تھی کہ زندہ تھا۔ پانی میں اوندھا تیر رہا تھا وہ۔ اُس کے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں زندگی کے لیے مدافعت کر رہے تھے اور وہ پانی میں اپنی زندگی برقرار رکھنے میں کامیاب تھا۔

ایک لمحے کے لیے گلاب کے دل پر دہشت کا حملہ ہُوا لیکن دوسرے لمحے اُس نے خود کو سنبھال لیا۔ لرزتے ہاتھوں سے اُس نے بچے کو پانی سے نکال لیا اور سطح کے اُوپر کر کے اُسے دیکھنے لگا۔ اس دوران احمدو کشتی کو آگے لے آیا تھا۔

"ارے دیکھ تو احمدو، بچہ ہے انسان کا بچہ... اور زندہ ہے۔" گلاب نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر بچے کو احمدو کے حوالے کر دیا، پھر خود بھی کشتی پر چڑھ آیا۔

"دس بارہ دن کا ہو گا" اُس نے اوپر آ کر بچے کو دیکھتے ہُوئے کہا۔ احمدو نے جلدی سے اپنا انگوچھا بچے کے بدن سے لپیٹ دیا۔ اُس کی آنکھیں بند تھیں۔ احمدو اُسے بڑے پیار سے سنبھالے ہُوئے تھا "اللہ کا کام ہے وہ جسے بچانا چاہے بچا لیتا ہے، کسی جہاز سے گر پڑا ہو گا"

"مگر جہاز اِدھر سے کہاں گزرتے ہیں بڑے"

"کہیں دُور سے آ گیا ہو گا" گلاب پرخیال لہجے میں بولا۔

"چل بڑے واپس چلتے ہیں" احمدو بولا... اور گلاب نے قمیص پہن کر پگڑی سر پر لپیٹی اور پھر پتوار اُٹھا لیے۔ احمدو بچے کو انگوچھے میں لپیٹے ڈونگی میں بیٹھ گیا تھا۔ گلاب کسی سوچ میں ڈوبا ہُوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا۔

"اتنا سا بچہ تیر کیسے سکتا ہے، یہ تو مولا قسم تیر رہا تھا" گلاب کے لہجے میں ہلکا سا خوف نمایاں تھا۔ احمدو کچھ نہ سمجھ سکا تھا۔ وہ خاموشی سے بچے کو لیے بیٹھا رہا۔ البتہ گلاب کے پتوار چلانے کی رفتار تیز تر ہو گئی تھی۔

ساحل زیادہ دُور نہ رہا تھا۔ بستی کے سارے چراغ بجھے ہُوئے تھے۔ بس تاروں کی مدھم روشنی میں ٹوٹی ہُوئی جھونپڑیاں نظر آ رہی تھیں، پھر انہوں نے ساحل پر کسی کو دیکھا۔ کوئی ساکت و جامد کھڑا تھا۔ دونوں حیران ہو گئے۔ کشتی کنارے آ گئی تھی۔ گلاب

نیچے اُتر کر اُسے کھینچنے لگا تھا، پھر دونوں نے اُسے پہچان لیا۔ مائی ماچھی تھی۔ جو اپنا کوڑیوں اور گھنگرو والا ڈنڈا آسمان کی طرف بلند کیے کھڑی تھی۔ اُس کا چہرہ بھی آسمان کی طرف اُٹھا ہُوا تھا۔ دونوں نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا، پھر احمدو بھی نیچے آ گیا۔ کشتی مناسب جگہ پر پہنچا کر گلاب، احمدو کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آ اب چلیں۔ یہ مائی ماچھی یہاں کیا کر رہی ہے؟"

"اس کا کیا ٹھکانہ جب جو دل چاہے کرے" احمدو نے جواب دیا اور دونوں اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑے۔ گلاب کی بیوی نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔

"خیر تو ہے! ارے احمدو یہ کون ہے، ارے کس کا بچہ اُٹھا لائے تم لوگ؟ لاؤ مجھے دو۔ ارے کس کا بچہ ہے یہ؟ ارے بول نہ گلاب! کون ہے یہ؟"

"تو اسے سنبھال، کچھ کھلا پلا اسے، سمندر سے ملا ہے"

"سمندر سے!"

"ارے میں تیرے کو بولا تو سُنتی نہیں ہے، اسے کچھ کھلا پلا۔ بعد میں بک بک کر لیجیو" گلاب جھلا کر بولا اور اُس کی بیوی بچے کے لیے انتظام کرنے لگی۔ بھیڑ کا دُودھ نرم کپڑے سے بچے کے منہ میں ٹپکا کر اُس نے بڑی محنت سے اُس کا پیٹ بھرا، پھر پیار سے اُسے لے کر بیٹھ گئی۔

⁂

دوسری صبح بچہ سرپنچ کے سامنے لے جایا گیا۔ گلاب اور احمدو کی کہانی سُن کر سب حیران رہ گئے تھے۔ غلام تعجب سے بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے، یہ بچہ زیادہ سے زیادہ دس بارہ دن کا ہو گا۔ اتنا سا بچہ پانی میں کیسے تیر سکتا ہے"

"تیر سکتا ہے غلام، تیر سکتا ہے" چاچا مستان نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو مستان چاچا؟"

"ہاں غلام بیٹا! مالک نے انسان کو بہت کچھ دیا ہے، تجھے شاید گوگاں کے بچے کی بات یاد نہیں رہی، وہ بھی تو پانی میں پیدا ہوا تھا۔ گوگاں کی بیوی بے ہوش ہو گئی تھی اور بچہ کنارے آ لگا تھا۔"

"مگر وہ بعد میں مر گیا تھا چاچا!"

"تین دن کے بعد مرا تھا، تین دن تک جیا تھا وہ۔ وہ تو اُس کا نال اُکھڑ گیا تھا، ورنہ شاید بچ جاتا۔ وہ بھی تیرتا ہُوا کنارے آیا تھا!"

"مگر یہ بچہ سمندر میں آیا کہاں سے؟" غلام بولا۔

مائی شیداں کسی خیال سے چونک کر آگے بڑھی اور غور سے دیکھنے لگی، پھر اُس نے گہری سانس لے کر کہا "ارے سرپنچ! تم لوگوں کی نظر کام نہ کرتی کیا؟ اتنی سی بات نہ سمجھ رہے ہو۔ بچہ دس بارہ دن کا ہے۔ طوفان کو کتنے دن گزرے جو؟"

"اتنے دن ہی ہُوئے ہوں گے شیداں، مگر تو کہنا کیا چاہتی ہے...؟"

"سگاں کا بچہ ہے، شکل بھی پوری رمضان کی ہے، تم لوگوں کو سگاں کا حال تو معلوم ہے"

"شیداں ٹھیک کہتی ہے غلام! ہم نے غور ہی نہ کیا، بچے کی صورت تو رمضان ہی سے ملتی ہے۔ ہاں، یہ رمضان ہی کا بچہ ہے۔" چاچا مستان نے کہا اور غلام نے بھی غور سے بچے کا چہرہ دیکھا۔ ہُو بہو رمضان جھلک رہا تھا اُس کے چہرے میں۔ غلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"تم ٹھیک کہتے ہو چاچا مستان! مگر چاچا مستان ذرا غور تو کرو، بارہ دن تک یہ سمندر کی لہروں میں زندہ رہا ہے، کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟"

"سمجھ سے ہی باہر ہے بھائی، بھلا اتنا سا بچہ! ارے یہ تو پیدا ہی پانی میں ہُوا ہو گا، طوفان نے جنم دیا ہے اسے... مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ پانی میں یہ کیسے زندہ رہ گیا، نہ کھانے کا نہ پینے کا، نہ کسی کی دیکھ بھال۔ پر بھائی بات یہی ہے نا مولا جسے زندہ رکھنا چاہے وہ تو آگ میں بھی پیدا ہو کر زندہ رہ سکتا ہے، یہ سب مولا کا کرم ہے"

"ٹھیک ہے چاچا مستان! میں اسے پرورش کروں گا... سرپنچ کی حیثیت سے بھی یہ میرا فرض ہے کہ ایک یتیم و یسیر بچے کو سینے سے لگا کر رکھوں... اور پھر رمضان، وہ تو میرا دوست بھی تھا" غلام نے کہا۔ بچہ غلام نے جانو کو دیا تو وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"یہ ذمے داری مجھ سے نہیں اُٹھائی جائے گی غلام!"

"ارے کیا کہہ رہی ہے تو، میرا خیال ہے اگر بستی کی کسی بھی عورت کی گود میں اس بچے کو دے دیا جائے تو وہ اپنے بچوں سے زیادہ محبت سے پالے گی اسے۔ اس بے چارے کا تو کوئی بھی نہیں ہے؟"

"وہ تو ٹھیک ہے غلام! مگر تیرا خیال کیا ہے، کیا اپنے بچے نہیں ہوں گے۔ اپنے بھی تو بچے ہوں گے، دُہری... دُہری ذمے داری کیسے اُٹھاؤں گی میں؟"

"توکل ہو رہا ہے نا تیرے بچہ، کیوں بلاؤں شیداں کو،

معلوم کمبدں اُس سے ؟"

"تیری مرضی ہے، پھر بعد میں مجھ سے نہ کہنا!"

"دیکھ جانو! یہ ذمّے داری مَیں نے سرپنچ کی حیثیت سے قبول کی ہے، اس لیے تجھ پر فرض لازم ہوتا ہے کہ تُو اس ذمّے داری کو نبھا۔ اب تو کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا مَیں اور یہ بھی سُن لے کہ بچے کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے" غلام نے کہا اور جانو نے مُنہ ٹیڑھا کر کے گردن ہلا دی۔

معصوم بچہ جانو کی آغوش میں پہنچ گیا۔ غلام کی نگہداشت رہتی تھی اُس پر۔ اس لیے ایسی ویسی کوئی بات بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ غلام نے بچے کے لیے معقول بندوبست بھی کر دیا تھا۔ شکر نجہ سے اُس کے لیے کپڑے بھی آنے تھے۔ غلام اُس کے سلسلے میں بڑا مخلص تھا لیکن جانو کا رویّہ بچے کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔

ایک دن شاداں نے جانو سے کہا "ری کیسی عورت ہے تُو، بچے پر توجہ نہیں دیتی، کیا ہو گیا ہے ری آخر تجھے؟" جانو نے نگاہیں اُٹھا کر شاداں کو دیکھا اور اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ پھر وہ روہانسی آواز میں بولی۔

"جانتی ہے تُو یہ کس کا بچہ ہے شاداں! تُو تو سب کچھ جانتی ہے!"

"سمجھی نہیں مَیں جانو!"

"وہ مر گیا... وہ مر گیا۔ جانتی ہے مَیں نے اُسے موت کی بددُعا دی تھی۔ یہی کہا تھا مَیں نے کہ مولا کرے وہ سمندر میں ڈُوب کر مر جائے، مَیں اُسے چاہتی تھی۔ نہ جانے کب سے چاہتی تھی اُسے، پر... پر اُس نے میری بے عزتی کی، مجھے چھوڑ کر اُس نے سگاں سے شادی کر لی، سگاں جو روشنی میں بھی نظر نہیں آتی تھی، کالی سیاہ چیچک کے داغوں والی، سب نے کتنا مذاق اُڑایا تھا میرا۔ وہ بے شک مر گیا، مگر میرے دل میں آج بھی اُس کی طرف سے نفرت کے داغ پڑے ہُوئے ہیں، کیا کمی تھی مجھ میں کہ اُس نے مجھے چھوڑ دیا؟"

"ہے نری جانو! یہ تو بہت بُری بات ہے، جو مر جاتے ہیں اُن کے بارے میں بُری باتیں نہیں سوچتے، تو اس بچے کو یہ سوچ کر مت پال کہ یہ رمضان کا بیٹا ہے یا سگاں کی اولاد ہے، اب تو یہ تیرے سامنے ایک معصوم بچے کی حیثیت رکھتا ہے۔"

"چاہتی تو ہوں شاداں! پر اُس کے چہرے میں مجھے رمضان نظر آتا ہے اور مجھے غصّہ آنے لگتا ہے۔" جانو نے آہستہ سے کہا۔

"باؤلی ایسی باتیں بھی مُنہ سے مت نکالا کر، دل کھٹّا ہو جانے لگا، تیری طرف سے غلام بھیّا کا، مرد سب کچھ برداشت کر لیتے ہے۔ عورت کے دل میں کسی اور کو نہ برداشت کر سکے ہے۔ سمجھ رہی ہے نا تو میری بات... کاہے کو اپنی زندگی خراب کرنے پر تُلی ہُوئی ہے۔ اگر کبھی غلام بھیّا کو یہ احساس ہو گیا کہ اس بچے کو تُو اس لیے نظرانداز کرے ہے کہ یہ رمضان کا بیٹا ہے اور تُو رمضان سے محبت کرتی تھی تو یُوں سمجھ لے کہ گھر اُجڑ جانے گا تیرا۔ بنائے بات نہ بن سکے گی..." جانو کسی قدر نرم ہو گئی۔ اُس کی بچپن کی سہیلی شاداں کا یہ کہنا دُرست ہی تھا۔

بچے کا نام رمضان کے نام پر شعبان رکھ دیا گیا تھا۔ بہرطور وقت گزرنے لگا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ ننھا سا بچہ بستی کے ماحول میں ضم ہو گیا۔ لوگوں نے اب اُس کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ یہ بستی کی ریت تھی، کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی لیکن کچھ خاص باتیں ضرور تھیں، جو غلام یا جانو کے علم میں آتی رہتی تھیں۔ مثلاً یہ کہ بچہ راتوں کو جاگتا تھا لیکن خاموش اور ساکت و جامد۔ اس کے انداز میں بڑی ملیحی تھی۔ وہ کبھی روتے ہُوئے نہ دیکھا گیا تھا۔ غذا نہ ملتی، تب بھی وہ کسی قسم کا احتجاج نہیں کرتا تھا۔ بغور اُس کا چہرہ دیکھنے سے یہ محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہے جیسے اُس کی خوبصورت آنکھیں سوچ میں ڈُوبی ہُوئی ہیں۔ اُسے عام طور سے بھیڑ کا دُودھ دیا جاتا تھا... لیکن یہ دُودھ اُس کے جسم کو خوب لگ رہا تھا اور اُس کی صحت بھی بہترین تھی۔

دوسری بات یہ کہ مائی ماچھی کو نہ جانے کیوں اس بچے سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی، وہ کبھی کسی کے گھر نہیں جاتی تھی۔ بس ٹیلا ٹیلا اور مائی ماچھی... یا زیادہ سے زیادہ کبھی راتوں کو بھٹکتی پھرتی تھی وہ لیکن اب غلام کے گھر اکثر آتی رہتی تھی... کوئی اطلاع دے کر آنا ضروری نہیں تھا۔ ایک دفعہ جانو کسی کام سے باہر گئی، واپس آئی تو اُس نے مائی ماچھی کو بچے کے پاس بیٹھے دیکھا۔ وہ جانو کو دیکھ کر خاموشی سے اُٹھ کر باہر نکل گئی تھی...

ایک دفعہ رات کو جب جانو کی آنکھ کھلی تو اُس نے دیکھا کہ بچہ اُس کے پاس سے غائب ہے۔ وہ ششدر رہ گئی تھی۔ بچے سے تو خیر اُسے دلچسپی تھی یا نہیں لیکن غلام نے سختی سے کہہ دیا تھا کہ بچے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ اس لیے جانو اُس کا خیال رکھنے لگی تھی۔ وحشت زدہ ہو کر وہ باہر احاطے میں نکل آئی۔ وہاں اُس نے مائی ماچھی کو دیکھا، جو بچے کو گود میں لیے بیٹھی تھی اور غالباً اُونگھ رہی تھی، بچہ بھی اُس کی آغوش میں سو رہا تھا۔

جانو کی اتنی ہمّت تو نہ ہُوئی کہ وہ مائی ماچھی سے بچے کو لے لیتی۔ تاہم اُس نے اتنا ضرور کہا تھا "مائی ماچھی جب دل چاہے اسے اندر سُلا دینا، دروازہ کُھلا ہی ہُوا ہے۔"

مائی ماچھی کے سلسلے میں ساری بستی کے لوگوں کا یہی رویّہ تھا۔ کوئی اُس کو کسی بات پر نہیں ٹوکتا تھا۔ بس اُس کی ایک عجیب سی شخصیت تھی، پھر ایک دن ایک اور واقعہ ہُوا جس پر غور کیا جا سکتا تھا۔ اُس دن بچہ کراہ رہا تھا۔ اُس کا جسم شدید بخار سے تپ رہا تھا۔ رات ہی کو اُس کی کیفیت کا احساس ہو گیا اور جانو نے غلام کو جگا دیا۔

"ذرا دیکھ تو غلام، اسے تو بہت تیز بخار چڑھا ہُوا ہے۔"

"ارے ہاں، یہ تو آگ کی طرح تپ رہا ہے، کیا کروں... اب مَیں اس کا؟"

"میری سمجھ میں تو خود کچھ نہیں آ رہا۔"

"رات میں تو کچھ ہو نہیں سکتا۔ صبح کو اسے شکر نجہ لے جاؤں گا کسی ڈاکٹر کو دکھاؤں گا۔ مَیں نے تو پہلے کبھی یہ سب کچھ نہیں کیا۔"

"تو مجھے بتا، مَیں کیا کروں؟"

"ایسا کر ٹھنڈا کپڑا رکھ اس کے ماتھے پر۔" غلام نے کہا۔

...اور دونوں میاں بیوی رات بھر بچے کی تیمارداری کرتے رہے لیکن اُس کا بخار کم نہیں ہُوا۔ صبح کو غلام اُسے خچر پر بٹھا کر شکر نجہ لے گیا۔ دو آدمی اور اُس کے ساتھ تھے۔ ڈاکٹر کو دکھایا گیا اور ڈاکٹر نے دوائی تجویز کر دی لیکن پورا دن بچے کو آگ کی طرح تپتے ہُوئے گزر گیا۔ رات بھی اسی طرح گزر گئی۔ غلام اُس کے لیے پریشان تھا۔ جانو صرف اس لیے پریشان تھی کہ غلام کی وجہ سے اُسے رات کو جاگنا پڑ رہا ہے۔

اس رات شب کے تقریباً دس گیارہ بجے ہوں گے کہ چاچا مستان ساحل پر ٹہل رہا تھا، مچھیاں پکڑنے والے مچھلیاں پکڑنے جا چکے تھے۔ سوتی ہُوئی بستی میں چاچا مستان کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ سو وہ ساحل پر ٹہلنے آ گیا تھا اور سمندر کی لہروں کے سفید جھاگوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے مائی ماچھی کو دیکھا جس کے ڈنڈے کے گھنگروؤں کی جھنکار گونجی تھی۔ مائی ماچھی اُس سے کافی فاصلے پر تھی۔ ساحل پر پہنچ کر اُس نے ڈنڈے کو زور سے زمین میں گاڑا اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ مائی ماچھی کو پہلے بھی کئی بار سمندر میں جاتے ہُوئے دیکھا تھا... لیکن زیادہ دُور نہیں جاتی تھی وہ، بس زیادہ سے زیادہ پنڈلیوں تک چلی جاتی تھی، ویسے بھی بُوڑھی اور کمزور عورت تھی اس لیے تیز پانی کا بہاؤ برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن اس وقت مستان چاچا نے جو منظر دیکھا وہ اس کے لیے حیران کُن تھا۔ مائی ماچھی پانی میں سیدھی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی، پھر مستان چاچا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔

اُس کا آدھا دھڑ پانی سے باہر نکلا ہُوا تھا اور دونوں ہاتھ دیکھے جا سکتے تھے لیکن وہ پانی میں آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ پھر وہ لہروں کے دوسری سمت پہنچ گئی۔ مستان بڑا پریشان ہو گیا۔ پہلے اُس نے سوچا کہ جا کر سرپنچ کو جگائے، لیکن پھر یہ بھی سوچا اُس نے کہ اس سے فائدہ کیا ہو گا... خوامخواہ ہنگامہ ہو گا۔ تاہم کافی دیر تک وہ ساحل پر بیٹھا رہا تھا۔ پھر مائی ماچھی کو واپس آتے ہُوئے دیکھا۔ وہ عین اس جگہ پہنچی تھی جہاں اُس کا ڈنڈا گڑا ہُوا تھا اور اس کے بعد وہاں سے آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی تھی۔ چاچا مستان اپنا تجسّس دبا نہ سکا اور مائی ماچھی کے پیچھے پیچھے چلتا ہُوا غلام کے جھونپڑے پر پہنچ گیا۔ ماچھی غلام کے جھونپڑے میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ کوئی ایسی شخصیت تو تھی نہیں جس کا کسی کے گھر میں داخل ہونا تشویش کی نگاہ سے دیکھا جائے لیکن چونکہ مستان چاچا جو واقعہ دیکھ چکا تھا۔ وہ اس کے لیے بڑا حیران کُن تھا۔ اس لیے وہ اس وقت تک وہاں رہا، جب تک مائی ماچھی واپس نہ نکل آئی۔ وہ کافی دیر کے بعد واپس آئی تھی۔

دوسری صبح جب غلام نے بچے کو دیکھا تو بچے کے مُنہ میں نیلے رنگ کی سمندری گھاس ٹھنسی ہُوئی تھی جس کے کچھ حصّے باہر لٹک رہے تھے۔ غلام نے حیرت سے اس گھاس کو باہر کھینچ لیا۔ غلام ششدر رہ گیا، سمندر کی اس گھاس کے ٹکڑے کبھی کبھی بہتے ہُوئے ساحل پر آ جاتے تھے لیکن شاذ و نادر ہی اس گھاس کے بارے میں کسی کو علم تھا مگر یہ بچے کے مُنہ میں کہاں سے آ گئی۔ اس نے گھاس نکال کر باہر پھینک دی اور حیرت انگیز طور پر بچے کا بخار اُتر گیا تھا۔ پھر یہ بات مستان ہی نے اُسے بتائی تھی کہ مائی ماچھی کس طرح رات کو پہلے سمندر میں گھسی تھی اور اس کے بعد اس کے جھونپڑے میں۔ تب غلام نے مستان چاچا کو یہ بتایا تھا کہ بچے کے مُنہ میں کیسی گھاس پائی گئی ہے۔

یہ واقعات عجیب و غریب صورتوں میں آگے بڑھتے رہے۔ شعبان بظاہر کوئی ایسی چیز نہیں تھا جسے کوئی خاص

حیثیت دی جائے۔ ایک عام بچہ جس کے بارے میں یہ تصور کر لیا گیا تھا۔ وہ رمضان کا بچہ ہے لیکن اس بچے میں جو انوکھی خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ بعض اوقات تو ان بستی والوں کو حیران کر دیتی تھیں۔ وہ بہت تیزی سے بڑا ہوتا جا رہا تھا۔

یوں چند سال گزر گئے مچھیروں کی زندگی رواں دواں رہتی تھی، لیکن سال میں چند ماہ ایسے بھی ہوتے تھے، جب اُن کی زندگی سست رفتار ہو جاتی تھی۔ سمندر اُنہیں اپنے درمیان جگہ نہ دیتا تھا۔ اُس کی ہیبت ناک آواز کہتی تھی کہ مجھ سے دُور رہنا ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے۔ چنانچہ یہ دن صرف کھانے پینے یا سمندر پر نگاہ رکھنے کے ہوتے تھے۔ بارشیں ہوتی تھیں، طوفان آتے تھے، تیز ہواؤں کے جھکڑ چلتے تھے، چنانچہ جھونپڑیاں مضبوط کر لی جاتی تھیں۔ ویسے سمندر سے اُن کا سمجھوتہ تھا۔ صدیوں سے آباد اس بستی کو کبھی سمندر نے نقصان نہ پہنچایا تھا اور اس کی طوفانی لہریں بستی سے دُور رہتی تھیں۔

اس دن بھی صبح سے بارش ہو رہی تھی، خوب تیز ہوائیں چل رہی تھیں اور سمندر پر گہری دُھند چھائی ہوئی تھی۔ یہ دُھند کئی دنوں سے سمندر پر مسلط تھی اور تھوڑے فاصلے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ بستی کے معمولات جوں کے توں تھے کوئی خاص بات نہ تھی مگر پھر رات کو ایک عجیب و غریب آواز نے اُنہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ ایک خوفناک آواز تھی جو سمندر میں پھیلی ہوئی دُھند سے اُبھری تھی۔ بستی والے جھونپڑوں سے باہر نکل آئے۔ سب کا رُخ سمندر کی طرف ہو گیا۔ بہت دُور اُنہوں نے سمندر میں دُھندلی سی روشنی دیکھی تھی۔

"یہ کیا ہے؟" غلام بولا۔

"مالک جانے کوئی مصیبت تو نہیں آنے والی؟"

"ہوشیار رہو، عورتوں اور بچوں کو سنبھالے رکھو۔" بستی میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ ہولناک آواز بار بار اُبھر رہی تھی۔

"شاہو ماما، یہ تو جہاز کی سی آواز لگے ہے۔" غلام نے کہا۔

"رے تو نے میرے منہ کی بات اچک لی۔ یہی کہنے والا تھا میں بھی۔"

"مگر جہاز اِدھر کیسے آ گیا؟"

"مولا جانے، ہو سکتا ہے طوفان میں پھنس گیا ہو۔"

دوسری صبح اس کی تصدیق ہو گئی۔ مچھیرے ساری رات جاگتے ہوئے اس روشنی کا جائزہ لیتے رہے تھے جو بہت قریب آ کر ساکت ہو گئی تھی۔ دُھند کی وجہ سے وہ نمایاں نہ تھی مگر نظر آتی رہی تھی۔ صبح کو اُنہوں نے ساحل سے کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت شہر آباد دیکھا۔ وہ جہاز ہی تھا اور ریت میں پھنس گیا تھا۔ غلام کے حکم پر مچھیروں نے ڈونگیاں سنبھالیں اور جہاز کی طرف چل پڑے۔ جہاز کے عرشے پر بیٹھے چند لوگ تھے، پھر بے شمار لوگ نظر آنے لگے، پھر اُنہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ وہ بُری طرح چیخ رہے تھے۔ طرح طرح کے اشارے کر رہے تھے۔ کسی برٹش کمپنی کا جہاز تھا۔ کپتان انگریز تھا۔ نہ جانے وہ لوگ کیا سمجھ رہے تھے۔ ڈونگیاں جہاز کے پاس پہنچ گئیں اور عرشے پر موجود لوگ شور مچا مچا کر اُن سے کچھ کہنے لگے لیکن وہ جو کچھ کہہ رہے تھے، وہ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، پھر جہاز سے ایک سیڑھی نیچے اُتاری گئی اور یوسفا اس سیڑھی سے چڑھ کر اُوپر پہنچ گیا۔ عظیم الشان جہاز کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا۔ انگریز کپتان نے یوسفا سے کچھ کہا تو وہ بولا۔

"تمہاری بات ہماری سمجھ میں نا آوے صاحب!"

اسی وقت ایک پُروقار شخص جو ایک قیمتی لباس میں ملبوس تھا آگے بڑھ کر بولا "میں تمہیں ان کی بات سمجھاتا ہوں دوست!" یوسفا اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ انگریز کپتان نے بھی گردن ہلا دی تھی۔ "تم کون ہو اور یہ علاقہ کون سا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہم یوسفا ہیں صاحب اور وہ ہماری بستی ہے۔"

"میرا مطلب ہے یہ کون سی جگہ ہے؟" اُس شخص نے پوچھا۔

"جگہ بھی ہماری بستی کی ہے صاحب! ہماری بستی ہے آگے شکر نجہ ہے۔"

"اوہ، اچھا اچھا تم لوگ شاید ماہی گیر ہو؟"

"نہیں صاحب! مچھلیاں پکڑتے ہیں اور شکر نجہ میں بیچ دیتے ہیں۔" یوسفا نے سادگی سے کہا اور پُروقار شخص کے پاس کھڑی ہوئی ایک نوجوان عورت مسکرا دی۔

"دیکھو دوست! ہمارا جہاز طوفان میں پھنس گیا تھا اور اب یہ ریت پر چڑھ کر یہاں آ پھنسا ہے۔ تمہیں ہماری مدد کرنا ہو گی۔" اُس نے کہا۔

یوسفا پریشانی سے جہاز پر نظر دوڑانے لگا، پھر بولا "مشکل ہے صاحب! یہ بہت بڑا ہے۔"

"اوہ، یہ مطلب نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ... کہ تم ہمیں اپنی بستی میں لے چلو۔ ہم وہاں سے تمہاری حکومت سے رابطہ کریں گے، سرکاری لوگ یہاں آ کر اس جہاز کو نکالیں گے۔

ہمارا کام بن جائے گا۔" اسی وقت کپتان نے اُن کی گفتگو میں مداخلت کی اور اس شخص سے کچھ پوچھا، جو یوسفا کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ دونوں گٹ مٹ کرتے رہے، پھر پُروقار شخص نے کہا۔

"تمہاری اس بستی کا کوئی سردار ہے؟"

"سردار تو نہیں سرپنچ ہے، اُسی نے ہمیں بھیجا ہے۔"

"دیکھو، ہم مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور تمہاری دوستی اور ہمدردی چاہتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ چلتے ہیں، تمہارے سرپنچ سے بات کریں گے کہ وہ ہماری مدد کرے، تم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پُروقار شخص نے کہا۔

یوسفا ڈونگی میں واپس چلا گیا اور ڈونگیاں دُور ہٹ گئیں تب جہاز سے ایک بوٹ نیچے اُتاری گئی۔ کپتان کے علاوہ وہی پُروقار شخص اور مزید دو افراد اُس میں بیٹھ کر چل پڑے۔ ڈونگیاں بوٹ سے بہت پیچھے رہ گئی تھیں۔ تاہم وہ تیز رفتاری سے آ رہے تھے، پھر بوٹ روک دی گئی اور وہ لوگ پانی میں اُتر کر آگے بڑھنے لگے۔ غلام بے شمار لوگوں کے ساتھ کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس شخص نے کہا۔

"میں سرپنچ غلام سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرا نام غلام ہے صاحب!"

"غلام! ہمارا جہاز اسی مُلک کی بندرگاہ سے ایک دوسرے مُلک کے لیے چلا تھا مگر آگے سمندر بہت رف ہو گیا۔ ہم نے اٹھارہ گھنٹے سفر کیا تھا کہ طوفان نے ہمیں گھیر لیا اور ہمارے جہاز میں بہت نقصانات ہوئے ہیں، کئی آدمی زخمی ہو گئے، جہاز کے آلات ٹوٹ گئے اور ہمیں سمت کا اندازہ بھی نہ ہو سکا۔ طوفانی لہروں نے ہمیں یہاں لا پھینکا اور ہم یہاں ریت میں پھنس گئے۔ ہمارا یہ جہاز بیکار ہو گیا ہے اور اب ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"ہم حاضر ہیں صاحب! آپ ہمیں حکم دو۔"

"جہاز کے مسافر طوفان سے خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُنہیں جہاز سے یہاں منتقل کر دیں اور پھر نزدیکی شہر سے رابطہ کر کے یہاں سے جانے کا بندوبست کریں۔ ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔ ہمارے پاس خوراک موجود ہے۔ بس تم ہماری اتنی مدد کر دو کہ ہم میں سے چند افراد کو شہر تک پہنچا دو۔"

"ضرور صاحب! ہمارے یہ جھونپڑے حاضر ہیں۔ اگر آپ ان میں سما سکتے ہیں تو ہمیں اعتراض نہ ہو گا۔"

"نہیں، تم اطمینان رکھو، ہم کھلے آسمان کے نیچے بسیرا کریں گے، اسی درخت کے نیچے بسیرا کر لیں گے ہم لوگ، یہاں سے قریبی شہر کتنی دُور ہے؟"

"شکر نجہ یہاں سے گیارہ میل دُور ہے۔"

"سواری کا کیا بندوبست ہے؟"

"آٹھ خچر ہیں ہماری بستی میں، سب حاضر ہیں۔" غلام بولا۔

"خچر؟" اُس شخص نے چونک کر کہا۔

"جی صاحب!" غلام نے سادگی سے جواب دیا۔

"میرا مطلب ہے خچروں کے علاوہ اور کوئی سواری نہیں ہے تمہارے پاس شہر جانے کے لیے؟" اُس نے پوچھا۔

"نہیں صاحب! ہم غریب مچھیرے ہیں اس کے علاوہ اور کیا سواری ہو سکتی ہے ہمارے پاس اور پھر یہاں سے شکر نجہ تک جانے کے لیے ہمیں ریگستان سے گزرنا ہوتا ہے جہاں ریت کے ٹیلوں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے چنانچہ اگر کوئی سواری بنائی بھی جاتی تو بیکار رہتی۔ ویسے ہمارے خچر بہت مضبوط ہیں... اور ہماری مچھلیاں لاد کر با آسانی شکر نجہ پہنچ جاتے ہیں۔"

اُس شخص نے شانے اُچکائے اور کپتان کی طرف رُخ کر کے بولا "مسٹر چارلس! مشکل پیش آئے گی کیونکہ یہاں سے گیارہ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ یا شہر ہے اور یہاں سے وہاں تک جانے کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہے، ان لوگوں کے پاس خچر ہیں اور بس اس کے علاوہ سفر ریگستان سے گزر کر کرنا ہو گا۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ مسٹر! اس مشکل وقت میں بھی ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ویسے آپ کا نام میرے علم میں نہیں ہے۔" کپتان نے کہا۔

"اسد شیرازی ہے میرا نام مسٹر چارلس!"

"مسٹر اسد شیرازی! آپ کے اس تعاون سے ہمیں بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔ جس طرح بھی ممکن ہو سکے آپ قصبے یا شہر تک جانے کا بندوبست کر دیں، میں چند آدمیوں کو اس کام کے لیے مقرر کیے دیتا ہوں، وہ وہاں جا کر آپ کی حکومت سے رابطہ قائم کریں گے اور پھر ہمارے لیے بہتر انتظامات ہو جائیں گے۔"

"تو آپ واپس جائیے اور اُن لوگوں کو لے کر آئیے جنہیں آپ شہر بھیجنا چاہتے ہیں، میں یہاں باقی انتظامات کرتا ہوں۔"

جہاز کے ریت پر چڑھنے سے جو نقصانات ہوئے تھے، وہ ناقابلِ بیان تھے، مسافر شدید زخمی ہو گئے تھے، جہاز کے اندر باقاعدہ اسپتال موجود تھا اور اس اسپتال میں ہر چیز موجود تھی۔ چنانچہ بہت سی نرسوں اور ڈاکٹروں نے زخمی مسافروں کو ابتدائی

طبی امداد دی اور اس کے بعد دن کی روشنی میں اُنہوں نے اس بستی کو دیکھا اور یُوں مسافروں میں زندگی کی اُمید پیدا ہو گئی۔ درحقیقت پہلے وہ یہی سمجھے تھے کہ وہ کسی جزیرے پر آ گئے ہیں۔ ڈونگیوں میں ان لوگوں کو آتے دیکھ کر بڑی سنسنی سی پھیل گئی تھی لیکن جب یہ لوگ اُنہیں قدرے مہذب نظر آتے تو ان کی جان میں جان آئی تھی۔

کپتان نے جہاز پر آ کر مسافروں کو یہ خوش خبری سُنائی کہ وہ کسی غیر آباد اور ویران جزیرے پر نہیں بلکہ اسی مُلک میں ہیں جہاں سے وہ چلے تھے اور اُن کے لیے فوری انتظامات کیے جا رہے ہیں۔

زندگی سے مایوس مسافروں میں یہ خبر زندگی کے مترادف تھی۔ اُنہوں نے خود کو سنبھالا۔ اسد شیرازی اور اُس کی ساتھی عورت دُردانہ مسعود بھی انہی مسافروں میں سے ایک تھے۔ کپتان سے اُن کا کوئی باقاعدہ تعارف نہیں تھا بلکہ اسد شیرازی خود اُس وقت عرشے پر آ کھڑا ہُوا تھا، جب چھوٹی کشتیوں میں آنے والے مچھیرے جہاز تک پہنچے تھے۔

اِدھر اسد شیرازی سرپنچ غلام سے مذاکرات کر رہا تھا اور اس چھوٹی سی بستی کے لوگ حیرت سے منہ پھاڑے ان جدید لوگوں کو دیکھ رہے تھے حالانکہ شکر بخہ شہر میں اُنہوں نے زندگی کو نئے رُوپ میں بھی دیکھا تھا لیکن بستی کے رہنے والے پھر بھی معصوم لوگ تھے۔ اسد شیرازی نے غلام کو اس بات کے لیے تیار کر لیا کہ وہ جہاز کے مسافروں کو یہاں قیام کی اجازت دے دے۔ یہ وعدہ کر لیا تھا، اس نے کہ یہاں اُنہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی بلکہ اگر وہ چاہیں تو ان خدمات کے سلسلے میں معاوضہ بھی دے سکتے ہیں جسے سرپنچ غلام نے مسترد کر دیا تھا، پھر غلام نے ان لوگوں کو چار نجر بہتا کیے تین آدمی وہ تھے جن کا تعلق جہاز سے تھا۔ تینوں غیر ملکی تھے۔ چوتھا آدمی غلام نے اپنا مہیا کیا تھا جو اُن لوگوں کو راستہ بتانے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ اس طرح چار آدمیوں کا یہ قافلہ شکر بخہ کی جانب چل پڑا... کپتان جالیس اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اسد شیرازی سے مخاطب ہو کر بولا۔

”میں جہاز پر جا کر مسافروں سے کہتا ہُوں کہ جو لوگ اس جگہ وقت گزارنا چاہیں وہ جہاز سے اُتر کر آ سکتے ہیں اور اگر یہ لوگ جہاز ہی پر رہنا چاہیں تو یہ اُن کے حق میں زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ جہاز کی تو ڈائریکشن ہے اس کے بعد اس بات کے امکانات نہیں ہیں کہ اگر تیز سمندری لہریں جہاز تک پہنچیں تو اسے اس ریت سے اکھاڑ لیں۔ جہاز تقریباً تیرہ فٹ کی گہرائی میں ریت میں دھنسا ہُوا ہے اور اس کے اِردگرد ریت کی مضبوط دیواریں ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مسافر اپنے کیبنوں میں محفوظ ہی رہیں گے، یہاں اُنہیں زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا... میرے پاس خوراک کے ذخائر اور پانی وغیرہ کافی مقدار میں موجود ہیں اور اس کے لیے بھی کوئی پریشانی نہ ہو گی۔ کم از کم اس وقت تک جب تک ہمارے لیے امداد نہ آ جائے۔“

”آپ جو مناسب سمجھیں کریں مسٹر کیپٹن! میرے لائق جو ذمّے داری ہے وہ آپ میرے سپرد کر دیں۔“

”بس آپ یہاں کی نگرانی کریں۔“

بستی کے لوگوں میں بھی ہلچل مچی ہُوئی تھی۔ غلام خود ایک سادہ لوح آدمی تھا، بہت سے تشویش ناک خیالات اُس کے دل میں سر اُبھار رہے تھے۔ یہ پُرسکون بستی باہر کی دُنیا کے... ہنگاموں سے محفوظ رہتی تھی۔ اس جہاز میں سفر کرنے والے مسافر بھانت بھانت کے لوگ ہوں گے۔ کہیں ان سے بستی والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن اخلاقی طور پر ان لوگوں کو مدد کرنا بھی ضروری تھا۔ تاہم غلام نے اسد شیرازی سے گفتگو کرنے کے بعد بستی کے عقبی حصّے میں جا کر چند لوگوں کو بُلایا اور اُن سے بولا۔

”میں چاہتا ہُوں کہ آپ لوگ اس وقت تک جب تک یہ یہاں موجود ہیں بہت زیادہ ہوشیار رہیں، خاص طور سے ہماری عورتوں کو محدود رہنا چاہیے اور باقی لوگوں کو بھی ان سے زیادہ راہ و رسم نہیں بڑھانا چاہیے، ایک احتیاط ہر حال میں مدِنظر رکھی جائے گی۔“

”تم ٹھیک کہتے ہُو سرپنچ یہ ضروری ہے۔“ ایک جوان مچھیرے نے کہا۔

”اپنے لیے ایک حد بندی مقرر کر دی جائے، اس حد بندی سے آگے کسی کو آگے نہ آنے دیا جائے، میں اس آدمی سے بات کر لوں گا جس نے اب تک مجھ سے گفتگو کی ہے۔“

اِدھر کپتان جالیس جہاز کے تمام مسافروں کو جمع کرنے کے بعد اُنہیں تمام صورتِ حال تفصیل سے سمجھانے لگا اور پھر اُس نے کہا کہ جو لوگ خشکی پر جا کر رہنا چاہیں وہ اس وقت تک وہاں قیام کریں جب تک کہ امداد نہیں آ جاتی لیکن بہتر یہی ہے کہ جہاز کے کیبنوں میں ہی رہا جائے، یہاں زیادہ...

آرام رہے گا۔ جہاز کے لیے اب مزید کوئی خطرہ نہیں ہے۔“

بہت سے لوگوں نے خشکی پر جانا پسند کیا تھا جن میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ ڈر گئی تھیں اس بات سے کہ کہیں سمندری طوفان جہاز کو پھر اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ اس سے بہتر خشکی ہے۔ باقی کچھ سمجھدار خاندانوں نے جہاز ہی پر رہنا پسند کیا تھا جن لوگوں نے خشکی پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اُنہیں بوٹ کے ذریعے خشکی پر منتقل کیا جاتا رہا اور پکے ٹیلے کے نزدیکی درخت کے نیچے ایک پوری بستی آباد ہو گئی۔ بے شمار مسافر اس جہاز سے سفر کر رہے تھے اور اُن کی منزل نہ جانے کہاں کہاں تھی۔ ان میں غیر مُلکی لوگ بھی تھے، مقامی بھی تھے ہر قسم کے لوگوں کی بہتات تھی۔ وہ لوگ جو کہ زندگی کو ایک ایڈونچر سمجھنے کے قائل تھے خشکی پر آنے کے بعد اس انوکھی بستی کا جائزہ لینے لگے جو بہت ہی غریب اور معصوم سے لوگوں کی بستی تھی۔ کچھ خواتین کیمرے اپنے ساتھ لائی تھیں اور اُنہوں نے بستی کی تصویریں بنانا شروع کر دیں۔ بغرضیکہ جس مزاج اور جس قسم کے لوگ تھے، وہ انہی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔

خود اسد شیرازی اور اُس کی ساتھی عورت دُردانہ اس درخت کے تنے کے پاس ایک جگہ بیٹھ گئے تھے۔ اسد شیرازی کی شخصیت بے حد شاندار تھی، لمبے چوڑے اور قوی ہیکل جسم کے ساتھ ساتھ وہ بہت ہی پُروقار شخصیت کا مالک تھا اور اُس کی فطرت میں ایک نفاست پائی جاتی تھی۔ اس گفتگو کی وجہ سے کیپٹن جالیس سے اُس کی قربت بھی ہو گئی تھی اور جالیس اُسے اپنے معاملات میں استعمال کرنے لگا تھا۔

غیر مُلکی خاص طور سے اس بستی میں بھی دلچسپی لے رہے تھے، لیکن اسد شیرازی نے کپتان جالیس سے بھی اس موضوع پر گفتگو کی اور کہا کہ ان سادہ لوح مچھیروں کو اُن کی روایات میں رہنے دیا جائے ورنہ... صورتِ حال نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔ جالیس خود بھی ایک شریف آدمی تھا۔ اُس نے لوگوں کو ہدایات دے دی تھیں چنانچہ کوئی خاص بات نہ ہُوئی۔ اُدھر بستی کی سادہ لوح اور معصوم عورتوں کے لیے بھی وہ لوگ باعثِ دلچسپی تھے۔ ان میں بعض عورتیں تو ایسی تھیں جنہوں نے اس بستی کے علاوہ باہر کی دُنیا میں کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔ رنگ برنگے قیمتی لباسوں میں ملبوس عورتیں دیکھ کر اُن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ بہرطور اُنہیں ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ ایک مخصوص جگہ سے آگے نہ بڑھیں اور اندر ہی رہیں۔ البتّہ چند عورتوں نے اُن سے رابطہ ضرور قائم کیا تھا، خاص طور سے کچھ غیر مُلکی عورتوں نے بستی کی ان عورتوں کی تصاویر بھی اُتاری تھیں جس پر بستی والوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ خود دُردانہ چونکہ مقامی ہی تھی اور ان لوگوں کی زبان سے اچھی طرح واقف تھی چنانچہ اُس نے کئی عورتوں سے بڑے پُرمحبت انداز میں گفتگو کی تھی اور پھر اُس نے اُنہیں چند چھوٹے چھوٹے تحائف بھی دیے تھے، جس کی وجہ سے اُسے کچھ مقبولیت حاصل ہو گئی۔ مقامی عورتوں میں اور بھی کئی ایسی تھیں جو اُن لوگوں سے دلچسپی رکھتی تھیں لیکن دُردانہ نے یہ کام پہلے کر ڈالا تھا۔

دن گزر گیا چونکہ جہاز کے لوگ انتہائی مشکل اور خطرناک حالات سے گزر کر یہاں تک پہنچے تھے۔ اس لیے یہ دن اُنہیں کسی بھی طور پر تکلیف دہ نہ محسوس ہُوا بلکہ اُنہوں نے ایک خوشگوار سی کیفیت محسوس کی لیکن رات بے حد ٹھنڈی تھی اور جُوں جُوں سُورج ڈھلنے کے بعد اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا فضا میں خنکی اُترتی آ رہی تھی اور اس خنکی نے اس کُھلی جگہ اُنہیں اچھا خاصا پریشان بھی کیا تھا۔ جیسے تیسے رات یہاں گزاری گئی۔ صبح کو چند لوگوں نے جہاز میں واپسی کا فیصلہ کیا کیونکہ رات کی خنکی اُن سے برداشت نہ ہو سکی تھی اور پھر چونکہ جہاز کی رات پُرسکون گزری تھی۔ ان لوگوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ جہاز میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ واپس چلے گئے تھے لیکن اب بھی کچھ ایسے ایڈونچر پسند تھے جو یہیں اس درخت کے نیچے قیام پذیر تھے۔

دُردانہ بھی اپنے طور پر یہاں کی عورتوں میں خُوب گُھل مل گئی تھی اور اُسے یہ لمحات کافی خوشگوار محسوس ہو رہے تھے۔ وہ اسد شیرازی کی پرسنل سیکرٹری تھی اور اسد شیرازی ایک ایڈونچر پسند آدمی تھا۔ انتہائی دولت مند خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت سے لوگ اُس کے اِردگرد تھے۔ سمندر کا یہ سفر اسد شیرازی نے اپنی دلچسپیوں کی بنا پر کیا تھا۔ اُس کی زندگی کا بیشتر حصّہ... مہمات میں گزرا تھا اور وہ دُنیا کے پُراسرار ترین علاقوں کا سفر کر چکا تھا۔ زندگی کے ہر پُراسرار شعبے سے اُسے لگاؤ تھا اور وہ اُس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ اُس نے مختصر سی عمر میں ہی کئی کتابیں بھی لکھی تھیں جو بڑی مقبولیت حاصل کر چکی تھیں اور ان کے تراجم مختلف زبانوں میں چھپ چکے تھے۔ اس طرح اسد شیرازی کو ایک شہرت بھی حاصل تھی۔ اس کے علاوہ وہ خصوصی طور پر سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا اور اس بار

اس کا یہ سمندری سفر انہی مقاصد کے لیے تھا۔ اُس نے ایک... باقاعدہ پروگرام ترتیب دیا تھا۔ جس کے تحت اُسے دُنیا کے مختلف حصّوں میں سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھیں لیکن اس سفر کا ابتدائی مرحلہ ہی خراب ہو گیا تھا۔ دُردانہ بذاتِ خود بھی بہت ذہین اور ایڈونچر پسند عورت تھی۔ عورت اُسے اس لیے کہا جا سکتا تھا کہ اُس کی عمر تقریباً اکتیس سال ہو چکی تھی۔ گو اُس نے شادی وغیرہ نہیں کی تھی اور اس دُنیا میں تن تنہا تھی لیکن بہت مطمئن اور مسرور رہتی تھی۔ اسد شیرازی کے ساتھ اس کا تقریباً نو سال سے گزارا ہو رہا تھا... اور وہ مطمئن تھی... اسد شیرازی کے گھر ہی کے ایک فرد کی سی حیثیت اختیار کر چکی تھی اور اُس کی عالی شان کوٹھی ہی میں رہتی تھی، جہاں ایک پورا خاندان آباد تھا اور خاندان کے ان افراد کا تعلق کسی نہ کسی طور اسد شیرازی سے تھا۔ بہر حال اس بستی میں اُسے ایک انوکھی زندگی کا احساس ہُوا تھا۔

دوسرا دن بھی گزر گیا۔ وہ شخص واپس آ گیا تھا جو تجویں پر جہاز کے آدمیوں کو لے کر گیا تھا۔ اُس نے اُن لوگوں کی ایک تحریر اسد شیرازی کو دی تھی جس میں لکھا تھا کہ شکر نجہ میں شاید ان کا کام ممکن نہ ہو سکے لیکن یہاں سے آگے جانے کے وسائل موجود ہیں۔ چنانچہ اُنہیں کچھ وقت لگ جائے گا اور اُس کا انتظار کر لیا جائے۔ باقی خبر وہ شخص واپس لے آیا تھا اور اس بارے میں اُنہوں نے کہا تھا کہ اب اس بستی تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہو گی۔ اس لیے مطمئن رہا جائے۔

دُردانہ دوپہر کے کھانے کے بعد چہل قدمی کے لیے ساحل کے ساتھ ساتھ چل پڑی اور بہت دُور نکل آئی۔ ساحل کے کچھ فاصلے پہ ریت کے ٹیلوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی۔ بعض جگہ پہ ریت کے ٹیلے بالکل سمندر کی لہروں سے قریب نظر آتے تھے۔ دُردانہ کو یہ جگہ بڑی پُراسرار اور بڑی دل کش محسوس ہُوئی تھی لیکن بستی کے لوگوں کا جائزہ لینے پہ اُسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ہر قسم کے ریا اور فریب سے پاک سادہ اور معصوم سے لوگ ہیں۔ لہروں کے قریب ایک ٹیلے کے پاس وہ بیٹھ کر سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگی۔ نہ جانے کیا کیا خیالات اُس کے ذہن میں آ رہے تھے۔ ہر انسان کی زندگی کا تعلق نہ جانے کہاں کہاں سے ہوتا ہے۔ سمندر کی یہ لہریں دُردانہ کو بہت سی یادوں کی جانب گھسیٹ رہی تھیں کہ کسی انوکھی شے نے اُس کی توجہ اپنی جانب سمیٹ لی۔ غالباً کوئی سمندری مچھلی تھی جو کافی فاصلے پر گہرے پانی میں لڑھکنیاں کھا رہی تھی۔ دردانہ کی نگاہیں اُسے دیکھتی رہیں۔ سمندری مخلوق کے بارے میں اُس کے پاس بہت سی معلومات موجود تھیں اور شیرازی کی دلچسپی کی بنا پر وہ بھی اوشنیوگرافی میں خاصی معلومات حاصل کر چکی تھی۔ وہ اس گول گول لڑھکنیاں کھاتی ہُوئی مچھلی کو دیکھتی رہی لیکن اس وقت اُس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب اُس نے مچھلی کو سیدھا پانی میں کھڑے ہوتے ہُوئے دیکھا۔ یہ مچھلی نہیں تھی بلکہ کوئی انسان ہی تھا۔ شاید کوئی نوعمر بچّہ۔

دردانہ بصارت کی تمام قوت کے ساتھ اس پہ غور کرنے لگی۔ اُس کا اندازہ غلط نہیں تھا یہ مچھیروں کی بستی کا کوئی ننھا سا بچّہ تھا لیکن سمندر میں جس انداز میں وہ نہا رہا تھا اُسے دیکھ کر دردانہ عش عش کر اُٹھی، وہ یہ بات جانتی تھی کہ پانی کی فطرت میں رہنے والے اس سے بڑی واقفیت رکھتے ہیں لیکن تیرنے کا یہ انداز اس کے لیے اجنبی اور انوکھا تھا۔ بچّہ تھوڑی دیر تک آدھے دھڑ سے پانی میں رہا اور پھر اس طرح آگے بڑھا جیسے وہ تیر رہا ہو لیکن اُس کا آدھا دھڑ اوپر ہی اُٹھا ہُوا تھا... دردانہ کو یہ اندازہ بخوبی تھا کہ جس جگہ وہ تیر رہا ہے وہاں پانی اتنا نیچا نہیں ہے کہ اُس کے پاؤں زمین پر ٹکے ہوں لیکن اُس کے تیرنے کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ پانی میں چل رہا ہو کچھ دُور جانے کے بعد وہ ڈولفن مچھلی کی طرح فضا میں اُچھلا اور سر کے بل نیچے چلا گیا۔ دردانہ اُس کے دوبارہ اُبھرنے کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ نہ اُبھرا اور اس کے بعد جب دردانہ نے کسی قدر پریشان ہو کر اپنی جگہ چھوڑی تو اُس نے اچانک بچّے کو لہر پر سوار ساحل کی جانب آتے ہُوئے دیکھا۔ لہر نے ساحل پر دم توڑ دیا اور بچّہ اطمینان سے ریت پر کھڑا ہو گیا۔ پھر اُس نے دردانہ کو دیکھا اور وہ کچھ ٹھٹک سا گیا۔ دردانہ حیران سی چند قدم آگے بڑھ گئی تھی۔ بچّے نے اپنی جگہ نہیں چھوڑی۔ دردانہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ بچّے کے قریب پہنچ کر اُس نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہُوئے کہا۔

"ننھے بچّے کیا نام ہے تمہارا؟"

"شعبان!" اُس نے جواب دیا۔

"سمندر میں کیا کر رہے تھے؟"

"کھیل رہا تھا!"

"تم نے تیرنا کس سے سیکھا؟" دردانہ نے سوال کیا اور بچّہ نہ سمجھنے والے انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔ "تمہیں پانی میں تیرنا

کیسے آ گیا؟"

"میں نہیں جانتا!" اُس نے جواب دیا۔

دردانہ کو بچّے میں ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہُوا تھا۔ وہ چھوٹا سا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بڑے معنی خیز تھے... ان میں معصومیت تو تھی لیکن ایسی متانت لیے ہُوئے جسے کوئی نام دینا مشکل تھا خصوصاً دردانہ نے اس کی آنکھوں کو دیکھا۔ ایسی پُرکشش، ایسی حسین آنکھیں اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھیں۔ ان آنکھوں کا رنگ نہ سنہری تھا نہ نیلا تھا بلکہ اُسے سنہری مائل نیلا یا نیلاہٹ مائل سنہرا کہا جا سکتا تھا اور ان آنکھوں میں ایک ایسی کشش تھی کہ انسان کو اپنا ذہن ان کے بھنور میں پھنسا ہُوا محسوس ہوتا تھا۔ یُوں لگتا تھا جیسے وہ آنکھیں سامنے والے کو اپنے اندر جذب کر رہی ہوں اور اُسے دُور کہیں ویرانوں میں لے جا رہی ہوں۔ ایک ننھے سے بچّے کے اندر یہ تمام کیفیات دیکھ کر دردانہ کو بڑی حیرت ہُوئی تھی۔ اُس نے پیار بھرے انداز میں بچّے کا ہاتھ پکڑا اور بولی۔

"مجھ سے دوستی کرو گے شعبان؟" لڑکے نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ دردانہ نے اپنے لباس میں کچھ تلاش کیا... لیکن کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو بچّے کی دلچسپی کا باعث بن سکتی۔ اُس نے بچّے سے کہا۔ "میں تمہیں بہت خوبصورت خوبصورت... چیزیں دوں گی، بہت پیاری پیاری چیزیں۔"

"کیوں؟" بچّے نے سوال کیا اور دردانہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اُس نے پھر آہستہ سے کہا۔

"تم سے دوستی کرنے کے لیے!" بچّے کے ہونٹوں پہ ایک ننھی سی مسکراہٹ پھیل گئی لیکن یہ مسکراہٹ بھی دردانہ کے لیے حیران کُن تھی۔ اس مسکراہٹ میں ایک عجیب سی کیفیت تھی جیسے وہ کہہ رہا ہو کر لالچ دے رہی ہو مجھے۔ بہ ظاہر زبان سے اُس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ دردانہ اُس کے ساتھ آگے بڑھتی ہُوئی بولی۔

"چلو تم مجھے اپنے گھر لے چلو، میں تمہاری ماں سے ملوں گی!" بچّہ کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے دردانہ کے ساتھ جھونپڑیوں کی جانب چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ غلام کے جھونپڑے کے دروازے پر پہنچ گیا۔

"اوہو، یہ ہے تمہارا گھر، تمہاری ماں کا نام جنّت ہے؟" دردانہ نے کہا۔ وہ غلام کی بیوی جنّت سے مل چکی تھی اور جنّت کو اُس نے بہت دلچسپ پایا تھا، وہ بہت زیادہ باتیں کرنے کی عادی تھی۔ خوبصورت لڑکی تھی اور ابھی تک اُس کے اندر بے پناہ الھڑپن پایا جاتا تھا۔ دُردانہ ابھی اُس کچھ کہنے بھی نہ پائی تھی کہ جانو باہر نکل آئی۔ دُردانہ کو دیکھتے ہی اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر اُس کی نگاہیں شعبان کی طرف اُٹھیں اور دُردانہ کی زیرک نگاہوں نے محسوس کیا کہ بچّے کی طرف دیکھ کر جانو کی نگاہوں میں وہ کیفیت نہیں اُبھری جو ایک ماں کی آنکھوں میں اُبھر آتی ہے اُس نے شعبان سے نگاہیں ہٹا کر دُردانہ کو دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

"کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"اوہو، نہیں یہ تمہارا بچّہ تو بہت پیارا ہے، بے حد خوبصورت اور پُرکشش، سمندر میں نہا رہا تھا، یہ بہت اچھا تیرنا جانتا ہے۔ تم بڑی خوش قسمت عورت ہو۔"

"چل تو اندر جا،" جانو نے شعبان کو جھڑکتے ہُوئے کہا اور وہ دُردانہ سے ہاتھ چھڑا کر اندر چلا گیا۔

"کیا یہ تم سے پوچھ کر نہیں گیا تھا ساحل پر؟"

"میرا بچّہ نہیں ہے یہ، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" جانو بہت زیادہ بولنے کی عادی تھی اور کچھ نہ کچھ بولنا ضروری تھا... اس لیے وہ سچ کہہ گئی جو بہرطور اُس نے بہت کم لوگوں سے کہا تھا۔

"میں تمہارے پاس بیٹھ سکتی کچھ دیر؟"

"ہاں ہاں آؤ کیوں نہیں، کیا میں تمہیں چائے پلاؤں؟" جانو نے پوچھا۔

"بالکل نہیں، تمہارا بے حد شکریہ۔ بس اس بچّے کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہُوں تم سے۔"

"کیا باتیں؟" جنّت نے کسی قدر ناگواری سے پوچھا۔

"میرا مطلب ہے تم نے ابھی یہ بات کہی تھی نا کہ یہ تمہارا بچّہ نہیں ہے، پھر یہ بستی میں کس کا بچّہ ہے؟"

"اس کے ماں باپ مر چکے ہیں اور اب یہ مصیبت میری ہی گردن پر سوار ہے۔"

"کیوں...؟" دُردانہ نے پوچھا۔

"بس، مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے مگر غلام کہتا ہے کہ ہمیں اس کی پرورش کرنا چاہیئے۔" دردانہ کسی قدر سوچ میں ڈوب گئی، پھر اُس نے کہا

"بچّہ تم سے خوش ہے؟"

"میں نہیں جانتی، بڑا عجیب سا ہے یہ، نہ زیادہ باتیں کرتا ہے کسی سے نہ زیادہ بولتا کھیلتا ہے، بس جب دیکھو سمندر میں ڈوبا ہُوا نظر آتا ہے۔ میں تو اس بات کا انتظار کر رہی ہوں کہ کسی دن سمندر کی کوئی لہر اسے بہا کر لے جائے اور یہ دوبارہ

واپس نہ آسکے۔"

"ارے، ارے نہیں، وہ تو بہت پیارا ہے، بہت خوبصورت ہے۔" دُردانہ بولی۔

"ہوگا۔ مجھے اُس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

دُردانہ بغور جانو کو دیکھ رہی تھی اور اُس کے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیالات آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اُٹھ کر واپس آگئی۔ اسد شیرازی اُسی درخت کے نیچے تنے کے پاس موجود تھا اور کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہُوا تھا۔ دُردانہ اُس کے پاس پہنچی تو وہ چونک کر سیدھا ہوگیا۔

"سر ایک بات کرنا چاہتی ہُوں آپ سے۔" دُردانہ اُس کے قریب بیٹھتی ہُوئی بولی۔

"ہاں، ہاں کہو۔"

"تھوڑی دیر پہلے سر! میں سمندر کے کنارے ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھی ہُوئی تھی کہ مَیں نے سمندر میں ایک مچھلی جیسی شے کو دیکھا جو عجیب سے انداز میں گول گول لڑھکنیاں کھا رہی تھی، مچھلیوں کے بارے میں میری معلومات جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اچھی خاصی ہیں۔ مَیں نے اس انداز میں تیرنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا، بعد میں مَیں نے غور کیا تو وہ مچھلی نہیں بلکہ ایک بچّہ تھا اور یہ بچّہ اسی بستی میں رہتا ہے، تیرنے کا انداز اتنا عجیب ہے سر کہ اگر آپ اسے تیرتے ہُوئے دیکھیں تو خود حیران رہ جائیں، بہت سی ایسی باتیں ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آسکیں۔ بہرطور مَیں نے بچّے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں تو مجھے علم ہُوا ہے کہ وہ اس بستی میں ایک یتیم بچّے کی حیثیت سے رہتا ہے، وہ شخص جو یہاں سردار کی حیثیت رکھتا ہے اُس کا کفیل ہے اور بچّے کے ماں باپ مرچکے ہیں جو عورت اُس شخص کی بیوی ہے، وہ بچّے سے بے پناہ نفرت کرتی ہے اور اس بات کی خواہش مند ہے کہ وہ سمندر میں ڈُوب کر مرجائے۔ یہ تمام باتیں سوچ کر یُوں ہی میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اگر ممکن ہوسکے تو کیوں نہ ہم اُس بچّے کو اپنے ساتھ لے جائیں۔"

اسد شیرازی حیرت سے یہ باتیں سُن رہا تھا۔ اُس نے تعجّب سے کہا۔ "حیرت ہے تمہارے دل میں یہ تصوّر کیسے اُبھرا؟"

"بس سر! آپ اس بچّے کو ایک بار تیرتا ہُوا دیکھ لیں پھر مجھے بتائیے کہ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟"

"میرا خیال ہے یہ ایک مشکل کام ہے، بستی والوں کا ایک اپنا مزاج دیکھا ہے، مَیں نے۔ وہ کسی طور یہ پسند نہیں کریں گے کہ ایسا ہوجائے۔"

"سر، اگر آپ اجازت دیں تو مَیں کوشش کر لُوں۔"

"بس مَیں ایک بات چاہتا ہُوں دُردانہ، وہ یہ کہ ہم کسی اور اُلجھن کا شکار ہونا نہیں پسند کریں گے، دوسرے بہت سے لوگوں کا بھی معاملہ ہے، یہ لوگ بہت اچھی طبیعت کے ہیں لیکن معصوم اور دُور دراز کے لوگ ہیں ممکن ہے کچھ چیزیں انہیں ناپسند ہوں، ہم کوئی ایسا تاثر نہیں چھوڑنا چاہتے یہاں۔"

"سر بس! آپ کی اجازت درکار ہے، مَیں بہت سرسری انداز میں کوشش کروں گی۔ اگر کام بن جائے تو آپ یقین کریں کہ وہ بچّہ ہمارے لیے ایک حیرت انگیز چیز ہوگا۔"

*

یہ تیسرے دن کی بات ہے کیپٹن چارلس دوپہر کے کھانے وغیرہ کا انتظام کرکے یہاں پہنچا تھا اور دیر تک ان لوگوں کے ساتھ رہا تھا۔ وہ بہت پُرامید تھا اور اسد شیرازی سے اس کی اس موضوع پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی تھی... پھر اسد شیرازی نے خود جہاز پر چلنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کیپٹن چارلس نے گہرے پانی میں ایک انوکھا منظر دیکھا اور اتنا حیران ہُوا کہ اس نے ایک دم اسٹیمر کا انجن بند کردیا۔ اسٹیمر سے تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا بچّہ پانی میں اس طرح قلابازیاں کھا رہا تھا جس طرح ڈولفن مچھلی پانی سے اچھل کر سر کے بل پانی میں داخل ہو جاتی ہے۔ بچّہ اپنے اس کھیل میں مگن تھا اور تقریباً تمام ہی لوگ اُسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں ایک لمحے کے لیے ہوش ہی نہ رہا تھا کہ وہ کہاں ہیں یہ انوکھا منظر اس سے پہلے کسی نے مشکل ہی سے دیکھا ہوگا۔ تیرنے کا یہ انداز تقریباً ناممکن ہی تصوّر کیا جاسکتا تھا لیکن اسد شیرازی کو دردانہ کے الفاظ یاد آگئے۔ اسی وقت کیپٹن چارلس نے حیران لہجے میں کہا۔

"کیا یہ سمندر کی مخلوق ہے؟"

اسد شیرازی نے نفی کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں اس بچّے کا تعلق اسی بستی سے ہے۔"

"آپ اسے جانتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے میں اسے جانتا ہوں میری سیکرٹری نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا اور کہا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچّہ سمندر میں حیرت انگیز طور پر تیر سکتا ہے۔"

"مسٹر شیرازی! میرا تعلق سمندری زندگی سے رہا ہے۔ میں نے بڑے بڑے ماہر تیراک دیکھے ہیں لیکن یہ چھوٹا سا بچّہ

جس انداز میں پانی پر اُچھل رہا ہے یہ کچھ ناقابلِ یقین سا ہے اور پھر وہ بھی اتنی سی عمر میں! میں اسے قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔" کیپٹن نے انجن اسٹارٹ کرکے اسٹیمر کا رُخ اسی طرف کردیا لیکن اس نے اسی رفتار سے بچّے کو دور ہٹتے ہوئے دیکھا۔ تھا۔ وہ پانی میں تیز رفتاری سے آگے جا رہا تھا اور اس کی گردن پانی سے باہر تھی لیکن اسٹیمر کی رفتار تیز ترین ہونے کے باوجود اسٹیمر بچّے تک نہ پہنچ سکا اور اسد شیرازی ہی نے کپتان کو توجہ دلائی۔

"وہ اسٹیمر دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا ہے کیپٹن! میرا خیال ہے اس کا تعاقب نہ کرو۔ ورنہ وہ زیادہ گہرے پانی میں پہنچ جائے گا۔ چھوٹا سا بچّہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آگے اس سے تیرا نہ جاسکے۔"

"اوہ۔" کیپٹن چونک پڑا پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"لیکن مسٹر شیرازی! وہ تو بہت گہرائی میں جاچکا ہے۔"

"اسٹیمر کو مخالف سمت موڑ دیں، ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ واپسی کا سفر آسانی سے طے کرلیتا ہے یا اُسے کوئی مشکل پیش آتی ہے۔"

"اوہ سانی گاڈ! لیکن وہ جس طرح اسٹیمر کی رفتار کا مقابلہ کرتا رہا ہے وہ ناقابلِ یقین ہے۔"

کیپٹن نے مصلحتاً شیرازی کی بات سے اتفاق کیا اور اسٹیمر کو ایک بار پھر واپس موڑ دیا گیا۔ لیکن سب کی نگاہوں کے رُخ اسی جانب تھے۔ بچّے کی گردن پانی پر نظر آرہی تھی۔ پھر اس کا آدھا بدن پانی پر نظر آنے لگا یہ بھی ایک حیرت ناک بات تھی۔ پانی پر اس طرح اپنے آپ کو روکنا ایک ناقابلِ یقین کام تھا کیپٹن چارلس نے آنکھیں بند کرکے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال غلط معلوم ہوتا ہے مسٹر شیرازی وہ کوئی انسان نہیں ہوسکتا۔" اسد شیرازی نے کوئی جواب نہیں دیا اور بچّے کو دیکھتے رہے۔ وہ تیز رفتاری سے تیرتا ہُوا خشکی کی جانب جا رہا تھا۔ کیپٹن چارلس نے اس وقت تک اسٹیمر کو وہاں سے آگے نہیں بڑھایا جب تک اس نے بچّے کو خشکی پر چڑھتے ہوئے نہیں دیکھ لیا۔ وہ دوڑتا ہُوا بستی کی جانب چلا گیا تھا۔ تب کیپٹن چارلس نے اسٹیمر اسٹارٹ کرکے آگے بڑھایا لیکن وہ سخت متحیّر تھا۔

"اس طرح تیرنے والا کوئی بچّہ میری نگاہوں میں پہلی بار آیا ہے۔ میں اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر شیرازی آپ کا کہنا ہے کہ آپ اُسے جانتے ہیں۔ براہ کرم واپسی میں وہ بچّہ مجھے ضرور دکھائیے گا۔" اسد شیرازی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جہاز پر پہنچ گئے تھے۔

کیپٹن چارلس وغیرہ اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے لیکن اسد شیرازی غور و فکر میں ڈوبا رہا۔ اسے یقین تھا کہ دردانہ نے اسی کا تذکرہ کیا تھا۔

"دردانہ! تم کیا کرتی رہیں اس دوران؟" جہاز سے واپسی پر اس نے دردانہ سے کہا۔

"کچھ نہیں سر! میں اپنے عورت ہونے کا پورا پورا فائدہ اُٹھا رہی ہوں۔" دردانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عورتیں تو میری دوست بن گئی ہیں۔ آج دوپہر کا کھانا میں نے ایک عورت کے ساتھ اس کی جھونپڑی میں کھایا تھا۔ سر آپ جانتے ہیں وہاں کیا تھا؟"

"کھایا تم نے ہے میں کیسے جان سکتا ہوں؟"

"سمندر کی گھاس کی بنی ہوئی روٹی تھی گھرانی لذیذ کہ بیان نہیں کرسکتی، مگر سر! میں نے اپنا مشن جاری رکھا ہے۔ آپ مجھے احمق تصوّر کریں گے لیکن سچ یہ ہے کہ میں اس بچّے پر عاشق ہوگئی ہوں۔ میں اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتی پھر رہی ہوں۔"

"خیر عشق حماقت تو نہیں ہوتا، ہر ایک کو اس کا حق حاصل ہے۔" اسد شیرازی ہنس پڑا۔

دردانہ بھی ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔ "وہ یقیناً پُراسرار ہے اور یوں لگتا ہے جیسے ہماری کوششیں ضرور بارآور ہوں گی۔"

"تو آپ کے ذہن میں یہ خیال بدستور قائم ہے۔"

"پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے۔ کاش! آپ ایک بار اُسے دیکھ لیتے تو آپ میری تائید کرتے سر!"

"میرا خیال ہے میں نے اُسے دیکھ لیا ہے۔" اسد شیرازی نے کہا... اور پھر وہ دردانہ کو اسٹیمر والا واقعہ سُنانے لگا پھر بولا۔ "اب یہ نہیں کہہ سکتا میں کہ یہ وہ بچّہ تھا یا نہیں۔ ویسے یہ ساحل کے باسی ہیں۔ سمندر کا ان کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ ان کے لیے سمندر ہی سیرگاہ ہے اور سمندر ہی کھلونا۔ پانی کا کھیل ان کے لیے معمولی ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ کوئی اور بچّہ ہو۔"

"نہیں سر! سو فیصد وہی ہوگا۔ اس کے بارے میں، میں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں۔"

"تم نے تو اب میرے دل میں بھی اس بچّے کے حصول کا اشتیاق پیدا کردیا ہے۔ تم اسے آسان کیسے سمجھتی ہو؟"

"سر! میں نے عورت ہونے کا پورا... فائدہ اُٹھایا ہے جس عورت کے ساتھ میں نے دوپہر کا کھانا کھایا ہے وہ اس لیڈر

کی بیوی کی بچپن کی دوست ہے۔ شاداں ہے اس کا نام۔"

"خوب! تم ان سے گہرے تعلقات پیدا کر رہی ہو۔"

"بچے کے باپ کا نام رمضان تھا اور ماں کا شگاں۔ یہ بچہ شگاں کے ہاں پیدا ہونے والا تھا۔ محنت کش میاں بیوی سمندر میں مچھلیاں پکڑنے گئے تھے کہ سمندر میں طوفان آ گیا اور دونوں اس طوفان کا شکار ہو گئے۔ ان کی لاشیں ساحل تک پہنچیں تو پتا چلا کہ عورت کے ہاں ولادت ہو چکی ہے۔ سر! دس بارہ دن کے بعد یہ بچہ ساحل پر آیا تھا۔"

"اوہ!" اسد شیرازی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "یہ جدید ترین تحقیق ہو چکی ہے۔ چند بچوں کی ولادت پانی میں کرائی گئی تو ان میں تیرنے کی صلاحیت پائی گئی تھی۔ انہوں نے سطح سے سر ابھار کر اپنے لیے آکسیجن حاصل کی اور پانی سے باہر آنے کی جدوجہد بھی۔"

"اگر یہ کہانی سچ ہے سر! تو اس بچے نے دس بارہ دن سمندر کے بھاری اور نمکین پانی میں گزارے۔ آخر کس طرح؟ میرے خیال میں تو یہ ایک حیرت انگیز بات ہے۔ ان حالات میں کیا یہ قابل توجہ نہیں ہے؟"

"یقیناً ہے مگر تم اسے قابل حصول کیسے سمجھتی ہو؟"

"بعد کی مختصر کہانی یوں ہے کہ لیڈر نے یہ بچہ اپنی بیوی کو پرورش کرنے کے لیے دے دیا... مگر وہاں رحم اور ہمدردی کے جذبے کے بجائے ایک اور جذبہ موجود تھا۔"

"کون سا جذبہ؟"

"رقابت کا۔ لیڈر کی بیوی اس بچے کے باپ سے محبت کرتی تھی جو بہت خوبصورت تھا اور ازراہِ رحم اس نے ایک بدشکل لاوارث لڑکی سے شادی کر کے لیڈر کی بیوی کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس طرح اس بچے سے اسے نفرت کا احساس ہوا اور وہ اس پر بالکل توجہ نہیں دیتی۔ بچہ بس قدرتی طور پر پروان چڑھ رہا ہے۔"

دردانہ! میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے سمندر میں بہت دور سے دیکھا ہے۔"

"ضرور سر! یہ مشکل نہ ہو گا۔"

"آؤ چلتے ہیں۔" اسد شیرازی نے کہا اور وہ بچے کی تلاش میں چل پڑے۔ غلام سے ملاقات ہو گئی اور اسد شیرازی نے کہا۔ "مسٹر غلام! سُنا ہے تم ایک بچے کی پرورش کر رہے ہو، جس کے ماں باپ طوفان میں ہلاک ہو گئے تھے۔"

"ہاں صاب! ہمارا دوست تھا رمضان۔ بڑا بہادر بڑا بانکا۔ سمندر کی لہریں اس کے بازوؤں سے ڈرتی تھیں... مگر طوفان سے ہار گیا۔"

"کہاں ہے وہ بچہ؟ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔" اسد شیرازی نے کہا اور غلام نے آواز لگائی۔

"جانو! اری او جانو۔ باہر آؤ۔" اور جانو باہر آ گئی۔ "شعبان کہاں ہے، بلا اُسے۔"

"گھر میں رہتا ہے وہ، کہیں مر رہا ہو گا۔"

غلام کھسیا کر رہ گیا، پھر بولا۔ "میں اُسے تلاش کر کے لاتا ہوں صاب! کہیں کھیل رہا ہو گا۔" جانو ناک سکوڑ کر اندر چلی گئی۔

"بعد میں تلاش کر لینا۔ کوئی اور اولاد ہے تمہاری؟"

"نہیں صاب! مالک نے ابھی کرم نہیں کیا۔"

"تب تو تمہیں اس بچے سے بہت محبت ہو گی؟"

"بس صاب! بن ماں باپ کے بچہ ہے۔ گھر والی ٹیڑھے مزاج کی ہے۔ زیادہ خیال نہیں رکھتی اس کا۔ وہ تو شکر ہے کہ اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی ورنہ زیادہ مٹی خراب ہو جاتی بے چارے کی، اور جب کبھی ایسا ہوا تو!"

"ایک بات کہنا چاہتا ہوں غلام۔ بُرا تو نہیں مانو گے؟"

"کیا صاب؟"

"یہ بچہ ہمیں دے دو۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ بال بچوں والے ہیں۔ ہم اس کی بہترین پرورش کریں گے۔ اسے تعلیم دلوائیں گے۔ یقین کرو یہ بچہ بہت ترقی کرے گا۔"

"آپ کیا کریں گے صاب اس کا؟"

"بس وہ ہمیں بہت اچھا لگا ہے۔ بُرا مت ماننا ہم تمہیں دس ہزار روپے بھی دے سکتے ہیں۔"

غلام سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔ "مجھے تو اعتراض نہیں ہے صاب! آپ شریف لوگ ہیں... مگر یہ کام میں خود نہیں کر سکتا۔ بستی والوں سے پوچھنا پڑے گا۔ یتیم بچہ ہے، سب کا حق ہے اس پر۔ آپ کہیں تو میں پوچھ لوں بستی والوں سے۔"

"ضرور پوچھ لو، تم لیڈر ہو یہاں کے۔ کوشش کرو کہ یہ بچہ ہمیں ضرور مل جائے۔ دس ہزار روپے ہم خاموشی سے تمہیں دے دیں گے۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"آپ نے دوبارہ یہ بات کہہ دی ہے صاب! تیسری بار نہ کہنا، آپ کو اللہ کا واسطہ۔ ہم نے دس ہزار روپے اکٹھے کبھی نہیں دیکھے صاب، دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔ پیسہ ایمان خراب کر دیتا ہے

ہماری روزی کا حساب سمندر سے ہے اور سمندر بہت بڑا ہے۔ وہ سیکڑوں سال سے روزی دیتا ہے اور وہی روزی ہمیں راس آتی ہے اور پھر صاب ہم بچے بیچتے نہیں ہیں۔ وہ رمضان کی اولاد ہے۔ اس کا قرض ہے ہم پر۔ اس کی روح کیا سوچے گی۔ آپ نے بچے کی اچھی پرورش اور تعلیم کی بات کی ہے۔ وہ بات اچھی ہے۔ ہم بستی والوں سے بھی کہیں گے۔ پیسوں کی بات نہ کرو۔"

"ٹھیک ہے غلام تمہاری مرضی!" اسد شیرازی نے کسی قدر خجل ہو کر کہا۔

❦

شام کے سات بجے تھے۔ دردانہ اور شیرازی بستی کے ٹیلے کی طرف نکل آئے تھے۔ وہاں دردانہ نے شعبان کو دیکھا۔ چت لیٹا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ دردانہ اُسے دیکھ کر چونک پڑی۔

"سر! وہ بچہ ہے۔" دردانہ نے اشارہ کیا اور دونوں دبے قدموں اس کے پاس آ گئے۔

"ہاں یہی تھا۔" اسد شیرازی نے کہا... مگر وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُسے دیکھنے لگا۔ دردانہ بھی پاس آ گئی تھی۔ اسد شیرازی کی گھٹی گھٹی آواز ابھری۔ "دردانہ!"

"جی سر! کیا بات ہے؟"

"اوہ... دردانہ! اس کا تنفس بند ہے۔ یہ سانس نہیں لے رہا۔"

"ایں۔" دردانہ اچھل پڑی۔

"دیکھو! اس کا سینہ ساکت ہے۔ اور... اور سانس بھی نہیں چل رہا۔"

"اوہ میرے خدا یہ کیا ہوا؟" دردانہ کی آواز بھرا گئی۔

"کسی کو بلاؤ یہ کیسے ہو گیا؟" اسد شیرازی نے کہا اور دردانہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ وہ متوحش انداز میں مڑی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک بُری ڈری آواز نکل گئی وہ چہرہ اتنا ہی ڈراؤنا تھا۔ پورے چہرے پر جھریاں لٹک رہی تھیں۔ لباس کی شکل میں چیتھڑے جھول رہے تھے۔ سر پر ریلی پٹی بندھی ہوئی تھی، ہاتھ میں ایک موٹی لکڑی تھی جس میں گھنگرو، کوڑیاں اور نہ جانے کیا کیا لگا ہوا تھا؟ اور آنکھیں بس وہ آنکھیں ہی تھیں جو یہ ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ کچھ ہے۔ اسد شیرازی نے بھی اُسے دیکھ لیا۔ خوفناک عورت نے نرم لہجے میں کہا۔

"جاؤ، تم جاؤ۔ سب ٹھیک ہے جاؤ۔" اس نے ڈنڈا دوبارہ زمین پر پٹخا اور اسد شیرازی کھڑا ہو گیا۔ "سب ٹھیک ہے تم جاؤ۔" عورت نے پھر کہا اور اسد شیرازی نے دردانہ کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اُسے لے کر وہاں سے چل پڑا۔

"آہ! کس قدر خوفناک شکل تھی۔ وہ کون تھی؟"

"میں نہیں جانتا... مگر غلام کو بتانا ضروری ہے۔"

غلام کو صورت حال بتائی تو اس نے کہا۔ "وہ مائی ماچھی ہے اس بستی کی سب سے معمر عورت۔"

"مگر بچہ؟"

"وہ کہتی ہے سب ٹھیک ہے تو پھر سب ٹھیک ہے صاب!"

"تم جا کر دیکھو تو سہی۔"

"نہیں صاب! یہ ٹھیک نہ ہو گا۔" غلام نے جھجکتے ہوئے کہا۔ اس سے زیادہ اس نے مائی ماچھی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا لیکن وہ دونوں بے چین رہے تھے۔

دوسرے دن انہوں نے بچے کو حسبِ معمول کلیلیں بھرتے ہوئے دیکھا۔ اسی دن غلام نے خصوصاً ان دونوں کو اپنی پنچایت میں بُلا لیا۔ چاچا مستان نے پوچھا۔

"کیا تم بے اولاد ہو صاب؟"

"یوں تو میرے بہت سے عزیز و اقارب میرے ساتھ رہتے ہیں۔ بابا جی ان کے بچے بھی ہیں مگر میں نے شادی نہیں کی ہے۔ اس لیے اولاد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"تم اس بچے کو پالو گے؟"

"ہاں بابا صاحب! میں اسے بہترین زندگی دوں گا۔ میرے پاس خدا کا دیا بہت کچھ ہے۔"

"قسم کھاؤ کہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

"میں قسم کھاتا ہوں۔"

"جب بھی تمہیں وقت ملے ایک بار اسے یہاں ضرور لانا۔"

"وعدہ کرتا ہوں بابا صاحب۔"

"تب ہم اسے تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں۔" تمام لوگوں نے اس فیصلے سے اتفاق کر لیا۔ سب سے زیادہ خوش دردانہ تھی۔

"یہ ایڈونچر تم نے کر تو لیا ہے دردانہ، مگر بچہ کچھ سمجھ میں نہ آنے والا ہے۔ اس کا خیال رکھنا ہو گا۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"سر! یہ ذمے داری آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔" دردانہ

نے مسرور لہجے میں کہا۔

ایک ہفتہ گزر گیا تھا' پھر ایک صبح دو جہاز سمندر میں دیکھے گئے' جو اسی سمت آ رہے تھے۔ قریب آنے کے بعد ان دونوں جہازوں پر سے اسٹیمر پانی میں اُتارے گئے' اور وہ جہاز کی طرف چل پڑے۔ بہت سے لوگ سیڑھیوں کے ذریعے جہاز پر پہنچ گئے تھے۔ ان میں بحریہ کے حکام بھی تھے۔ کپتان چارلس نے انہیں صورت حال بتائی اور پھر جہاز سے مسافر اسٹیمروں کے ذریعہ ان جہازوں پر منتقل ہونے لگے۔ بستی میں موجود لوگوں نے بھی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ دردانہ اس دوران شعبان سے مسلسل دوستی کرنے میں مصروف تھی اور معصوم بچہ اس سے مانوس ہو گیا تھا۔

"شعبان! تم میرے ساتھ اس جہاز پر چلو گے؟" اُس نے کہا۔

"ہاں' مجھے چلنا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم اس چھوٹی سی بستی میں رہتے ہو۔ میں تمہیں جہاں لے جا رہی ہوں وہاں بہت بڑے بڑے شہر ہیں۔ کاریں ہیں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ کیا تم انہیں دیکھنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تمہیں یہ بستی چھوڑتے ہوئے دُکھ تو نہیں ہو گا؟"

"نہیں۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ یہاں تمہیں سب سے اچھا کون لگتا ہے۔ غلام' جانو یا تمہارا کوئی دوست۔ وہاں جا کر تم کس کو یاد کرو گے؟"

"ماچھی کو۔" اس نے حسب عادت مُسکراتے ہوئے کہا۔

"کسے؟" دردانہ نے تعجب سے پوچھا۔

"مائی ماچھی۔"

"او میرے خدا... وہ تمہیں سب سے اچھی لگتی ہے؟"

"وہ سب سے اچھی لگتی ہے۔" شعبان نے جواب دیا۔ اور دردانہ تعجب سے گردن ہلانے لگی۔

بہرحال تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ شعبان سے کسی نے کسی قسم کا اظہار نہیں کیا تھا اور دردانہ اور اسد شیرازی اُسے ساتھ لے کر چل پڑے تھے۔ اسٹیمر نے انہیں آنے والے امدادی جہازوں میں سے ایک پر پہنچا دیا تھا۔ انہیں اسی بندرگاہ پر لے جایا جا رہا تھا جہاں سے یہ لوگ اس جہاز میں سوار ہوئے تھے۔ مسافروں کا مال و اسباب بھی اُن جہازوں پر تیزی سے بار کیا جا رہا تھا اور یہ کارروائی رات گئے تک مکمل ہو سکی۔ ان تینوں کو بھی اس مختصر سفر کے لیے ایک کیبن دے دیا گیا تھا۔ شعبان کی کیفیت میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ دونوں جہازوں کے سربراہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ صبح سُورج نکلنے سے قبل یہاں سے روانہ ہوا جائے گا۔ تاکہ بقیہ رات میں دوسری کارروائیاں بھی مکمل کر لی جائیں۔ اسد شیرازی بھی ان کاموں میں دلچسپی لینے لگا تھا۔ کیبن میں دردانہ شعبان کے ساتھ تھی۔

وہ اس بچے کے بارے میں عجیب سے انداز میں سوچ رہی تھی۔ وہ بھی اس دُنیا میں تنہا تھی۔ اس کی زندگی کی کہانی بھی ان بےشمار کہانیوں سے مختلف نہیں تھی جو اس دُنیا میں بکھری ہوئی ہیں۔ اپنوں کے زخم' غیروں کی بےاعتنائی اور ماحول سے عدم واقفیت نے اس کی شخصیت تشکیل کی تھی اور وہ جوانی کی لطافتوں کو چھوئے بغیر عمر کی پختگی کی منزل میں داخل ہو گئی تھی۔ بُرے حالات میں اسد شیرازی کے ہاں نوکری کا آغاز کیا تھا اور پھر اس جگہ کو گوشۂ عافیت پا کر مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور اس کی وجہ اسد شیرازی کی ذات تھی جو انوکھی تھی۔

اسد کی کہانی بھی اُسے معلوم ہو گئی تھی۔ وہ ایک دولتمند باپ کا بیٹا تھا۔ ماں کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب اسد نو سال کا تھا۔ باپ نے دوسری شادی کر لی اور اسد سوتیلی ماں کا شکار ہو گیا لیکن زیرک باپ نے ابتدائی چند ماہ میں ہی اس صورت حال کو محسوس کر لیا اور بیٹے کو یورپ بھجوا دیا۔ وہیں وہ جوان ہو گیا۔ باپ کے ہاں دوسری اولاد نہ ہوئی' پہلے سوتیلی ماں پھر باپ کا انتقال ہو گیا اور اسد کو یورپ سے وطن آنا پڑا۔ یہاں کروڑوں کی جائداد موجود تھی لیکن زمانۂ تعلیم میں نہ جانے کیسے لوگوں سے واسطہ پڑا کہ اس کی فطرت مہم جوئی کی طرف مائل ہو گئی۔ جائداد اور کاروبار وغیرہ کے لیے باپ کے زمانے کے نمائندوں ہی کو برقرار رکھا۔ اور بہت مختصر عرصہ میں سارے حالات پر قابو پا لیا۔ کچھ ایسے اقدامات کے مظاہرے کیے کہ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آ گئی کہ کسی مسئلے میں ہیر پھیر ممکن نہیں۔ اسد ایسے لوگوں کے لیے بہت خطرناک ثابت ہوا تھا اور ہیر پھیر کرنے

والے اپنی حماقت کا خمیازہ بھگت رہے تھے۔ وہ عموماً ملک سے باہر رہتا لیکن واپس آ کر ہر چیز کا جائزہ لیتا اور وہ ساری کوتاہیاں یا بےایمانیاں پکڑ لیتا جو کی گئی ہوتیں اور پھر ایسے لوگوں کو وہ معاف نہ کرتا تھا چنانچہ اس طرح وہ لوگ اس سے دور ہو گئے' جو یہ سمجھتے تھے کہ دانش شیرازی یعنی اسد کے والد کی موت کے بعد اس کے عظیم الشان کاروبار میں ان کا بہت بڑا حصہ بنتا ہے۔ یورپ سے آنے والا... ناتجربہ کار لڑکا بھلا ان جیسے گھاگ لوگوں کی کی ہوئی کارروائیوں کو کیسے پکڑ سکتا ہے لیکن جب اسد شیرازی نے اپنے کام کام کا آغاز کیا تو ان کی گردنیں ایسی پھنسیں کہ گلوخلاصی ممکن نہ ہوئی اور پھر اس کی سخت مزاجی نے ان کے ہوش و حواس درست کر دیے اور انہیں اس پیسے کا پورا پورا حساب دینا پڑا۔ جسے انہوں نے خورد بُرد کیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ لوگ جو اب سکون سے یہاں بیٹھ کر حرام خوری کرنا چاہتے تھے۔ مستعفی ہو گئے کیونکہ اسد شیرازی کا ایڈمنسٹریشن بہت سخت تھا۔ اس نے بہت ہی مختصر وقت میں چھانٹی کر ڈالی۔ نئے نئے لوگوں کو متعین کیا۔ ہاں وہ لوگ جو دیانت داری سے اپنا کام سرانجام دے رہے تھے۔ اعزازات سے نوازے گئے اور انہیں اتنی مراعات دیں کہ وہ خود حیران رہ گئے۔ یہ اسد شیرازی کی شخصیت کا دوسرا پہلو تھا۔ دولت خرچ کرنے میں وہ بالکل کوتاہی نہیں کرتا تھا اور ایک فراخ دل انسان مشہور تھا۔ لیکن بدعنوان شخص کو برداشت کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ خاندان کے بہت سے افراد پھیلے ہوئے تھے۔ اسد شیرازی نے ان سے بھی روگردانی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ان میں سے جن لوگوں کو اس سے قربت حاصل تھی وہ اس کی کوٹھی ہی میں منتقل ہو گئے۔ انہیں بیشک ان کی ذمہ داریاں سونپ دی گئی تھیں لیکن یہ ذمہ داریاں ایسی تھیں کہ وہ بآسانی انہیں پورا کر سکتے تھے۔ اسد شیرازی نے ان سے ایک مؤدبانہ درخواست کی تھی۔ وہ یہ کہ جس کی جو ذمہ داری متعین کر دی گئی ہو اس میں اُسے مستعد رہنا ہے۔ الغرض یہ کہ اسد شیرازی نے اپنی بنیادوں کو نہایت پختہ کر لیا تھا اور اپنے لیے کوئی اُلجھن باقی نہ چھوڑی تھی۔ اس کے بعد دردانہ نے اس سے رجوع کیا اور اسد شیرازی نے اسے اپنی پرسنل سیکرٹری کے طور پر منتخب کر لیا۔ دردانہ ایک اچھی تعلیم یافتہ اور انتہائی ذہین لڑکی تھی۔ اسے اپنے باس کے مزاج کو شناخت کرنے کی پہلی ہی کوشش میں وہ کامیاب ہو گئی اور اس نے خود کو اس رنگ میں ڈھال لیا جو اسد شیرازی کے لیے قابل قبول ہو سکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ دردانہ اور اسد شیرازی کے درمیان مالک اور ملازم کا رشتہ ختم ہو چکا تھا۔ وہ دونوں دوستوں کی طرح رہتے تھے۔ جبکہ دردانہ نے اپنے منصب کو ملحوظ رکھا تھا۔ یہی اسد شیرازی کی توجہ حاصل کرنے کا ذریعہ تھا۔ دردانہ نے یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ یورپ کے رنگین ماحول میں پرورش پانے والا یہ شخص جو ابھی عمر کی اس منزل میں داخل نہیں ہوا جو ڈھلان کہلاتی ہے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود ان رنگینیوں کا حامل نہیں ہے اور اس کے مزاج میں عورت پرستی بالکل نہیں ہے۔ وہ ایک انتہائی پختہ کار اور مخصوص طبیعت کا انسان ہے اور اسی مزاج کو دیکھ کر دردانہ نے اپنے لیے بھی مستقبل کا فیصلہ کر لیا تھا۔ زندگی کے یہ لمحات جنہیں اس نے اب دوسرے انداز میں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسد شیرازی کے ساتھ گزر سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اب اسد شیرازی اُسے اکثر اپنی مہمات میں بھی ساتھ رکھتا اور دردانہ نے یہ ثابت کیا تھا کہ عورت ہونے کے باوجود وہ ایک بہترین باڈی گارڈ کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ عام قسم کی مشرقی سی عورت نظر آنے والی یہ شخصیت اپنے اندر بےشمار صلاحیتیں رکھتی تھی اور اس کے مظاہرے کئی مہمات کے دوران ہو بھی چکے تھے۔ وہ ایک مرنجان مرنج قسم کی خاتون نظر آتی لیکن خطرناک لمحات میں وہ ایک پھرتیلی بلی ہی ثابت ہوتی تھی۔ یورپ میں قیام کے دوران اور اس کے بعد اپنے وطن میں واپس آنے کے بعد اسد شیرازی نے کئی مہمات سرانجام دی تھیں۔ ویسے اس کا کہنا تھا کہ وہ دُنیا کے ان تمام پُراسرار اور پُرخطر حصوں کا سفر کر چکا ہے جو بڑی سنسنی خیز کیفیتوں کی داستانیں رکھتے ہیں۔ مثلاً ایمیزون' تبت' افریقہ اور ایسے ہی کئی دوسرے علاقے اس نے اپنے سفرناموں کو کتابوں کی شکل دے کر شائع بھی کیا تھا اور بلاشبہ ان کی اپنی ایک حیثیت اور ایک حیثیت تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے اسد شیرازی سمندری ماحول پر توجہ دے رہا تھا۔ دردانہ چونکہ اس کی مزاج شناس تھی اس لیے اسد شیرازی اس سے ہر موضوع پر گفتگو کرتا رہتا تھا۔ اس نے ایک بار کہا۔

"دردانہ' مہمات کی دُنیا میں زمین کے وہ حصے جو پُراسرار جنگلوں اور پُرخطر علاقوں پر مشتمل ہیں' بےشک ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور انسان ابھی تک یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جس مختصر زمین پر وہ آباد ہے اس نے اس کے بارے میں سب

کچھ معلوم کر لیا ہے یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ ابھی دُنیا کے بعض ایسے علاقے بھی باقی ہیں جنہیں انسانی قدموں نے نہیں چھوا اور جہاں تک انسانی ذہن کی پہنچ ... بھی نہیں ہو سکی ہے لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود سمندر کے سلسلے میں وہ تمام کارروائیاں نہیں کی گئیں جو زمینی مہمات کے سلسلے میں کی جا چکی ہیں۔ سمندر کے سلسلے میں معلومات ابھی تک محدود ہیں جب کہ یہ دُنیا کی ایک تہائی پر پھیلا ہُوا ہے۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھر رہی ہے کہ سمندر کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جائیں۔"

"اچھا آئیڈیا ہے سر! لیکن اس کے لیے ہمارے پاس کیا وسائل ہیں؟"

"نہیں ہیں، بالکل نہیں ہیں لیکن ایک تصور ہے میرے ذہن میں اگر تم اس سلسلے میں میرا ساتھ دو..!"

"سر! کائنات کی ان وسعتوں میں آپ جہاں تک بھی جائیں گے، میں آپ سے پیچھے نہیں رہوں گی۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے دُردانہ کہ تم ایک حیرت انگیز خاتون ہو۔ میں نے دراصل یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک طویل سمندری سفر کیا جائے، معلومات حاصل کی جائیں اور اس کے بعد ہم ایک ایسے خطّے کا انتخاب کر کے اپنی تمام کارروائیاں وہاں منتقل کر دیں جہاں سے ہم سمندر کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے اپنے یہ وسائل جائز ہی ہوں گے لیکن اس کے لیے ہمیں کثیر سرمایہ خرچ کرنا ہو گا۔ میں سمندری معلومات پر مبنی ایک ایسی کتاب شائع کرنا چاہتا ہوں جو حیرت انگیز نوعیت کی حامل ہو۔ یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں میں سمندر کے سلسلے میں سرکاری طور پر کارروائیاں کی گئی ہیں لیکن ان کارروائیوں میں کوئی ایسی انوکھی بات نہیں ہے، جسے ہم کوئی بہت بڑا درجہ دے سکیں۔ ایسی ہی کوئی بات میں پیدا کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں دردانہ تمہیں کام شروع کر دینا چاہیئے۔ سمندر کے بارے میں جتنی معلومات حاصل ہو سکیں، حاصل کر لو اور میں اس سفر کے لیے تیاریاں کرتا ہوں۔"

دردانہ نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق یہ تمام انتظامات کیے تھے اور اس کے بعد نہایت دل جمعی سے ایک غیر ملکی جہاز کے ذریعے اس سفر کا آغاز کیا گیا تھا لیکن یہ آغاز کچھ غلط ہی ثابت ہوا تھا اور جب وہ لوگ اپنے ملک سے چلے تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہ جہاز طوفان میں پھنس گیا اور وہ عجیب و غریب حالات کا شکار ہو کر اس انوکھی بستی تک پہنچے جس وقت دردانہ نے شعبان کو دیکھا تھا تو اس کے ذہن میں کوئی ایسا انوکھا تصور نہیں اُبھرا تھا جو حیرتناک ہوتا۔ بس اس بچے کی کچھ عجیب سی کیفیات اسے بے حد پسند آئی تھیں۔ خاص طور سے سمندر میں اس کے تیرنے کا انداز اور پھر اس کی شخصیت کی ندرت نے دُردانہ کو اپنی جانب راغب کیا تھا اور خوشگوار بات یہ تھی کہ اسد شیرازی نے بھی دردانہ کی اس بات کو قبول کر لیا تھا۔

اسد شیرازی نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اب گھر ہی واپس چلا جائے اور اس کے بعد از سرِ نو اس پروگرام پر غور کر کے نئے سرے سے اس کا آغاز کیا جائے۔ یہ تھی دردانہ اور اسد شیرازی کی کہانی اور اب اس کہانی میں شعبان بھی شامل ہو گیا تھا جو شاید اس میں گراں قدر اضافے کا باعث بننے والا تھا۔ شعبان سے دردانہ خصوصی دلچسپی محسوس کر رہی تھی۔ اور اس کے لیے اس کے ذہن میں بہت سے منصوبے بن رہے تھے۔ زندگی میں ایک یکسانیت تھی۔ گو سہانی زندگی کبھی یکسانیت کا شکار نہیں ہونے دیتی لیکن انسان کبھی کبھی اپنے بارے میں بھی سوچتا ہے۔ اسد شیرازی بھی ایک تنہا انسان تھا لیکن اس کے ارد گرد بے شمار کردار پھیلے ہوئے تھے جن سے اس کا قلبی واسطہ بھی تھا لیکن دردانہ کی زندگی میں کچھ نہیں تھا... اگر یہ خوبصورت سا معصوم بچہ اس کی زندگی کا سنگِ میل بن جائے تو کیا حرج ہے۔ دردانہ اسے اپنا کہہ سکتی ہے اور اس تصور سے اس کے دل میں شعبان کے لیے محبت بھی پھوٹ رہی تھی۔ وہ اُسے ایک بہتر اور حقیقی زندگی دینا چاہتی تھی جو کسی بھی طور اسے اس چھوٹی سی معصوم بستی میں نہیں مل سکتی یہاں وہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہی گیر بن سکتا تھا۔ ایک بہترین پیراک اور اپنے فن کا ماہر لیکن بیرونی دُنیا میں اس کے لیے بہت سے مواقع تھے اور اس کی خصوصیات اسے اولیت بخش سکتی تھیں۔ اسد شیرازی نے کیبن کا رُخ نہیں کیا تھا۔ وہ باہر ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ مصروفِ عمل تھا۔ دردانہ نے شعبان کو نیند کی آغوش میں دیکھا تو اسے احتیاط سے اپنے کیبن کے بستر پر سُلا دیا اور اس کے بعد خود بھی دوسرے بستر پر جا لیٹی۔ خیالات اس کے ذہن پر یلغار کرتے رہے اور اس کے بعد اس پر غنودگی سی چھا گئی۔

باہر ہلکی پھلکی آوازیں آ رہی تھیں لیکن کیبن کا دروازہ بند کر دینے کے بعد یہ آوازیں بہت مدھم ہو گئی تھیں۔ دروازہ اندر سے بند ہی تھا۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ دردانہ کی آنکھ کھل گئی۔ کیبن میں مدھم روشنی جل رہی تھی۔ آنکھ کھلنے کی کوئی خاص ہی وجہ تھی۔ کوئی آواز تو کوئی آہٹ یا کوئی لمس کچھ نہ کچھ تھا ضرور دردانہ کی چھٹی حس نے اسے اس کا احساس دلایا اور اس نے پوری طرح آنکھیں کھول کر کیبن میں نگاہیں دوڑائیں۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ کیبن میں ایک درمیانی حصّے میں پڑی ہوئی میز کے پیچھے کرسی پر ایک شخصیت براجمان تھی۔ دردانہ اسے دیکھ کر ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ اُٹھی۔ یہ آواز خوف کی آواز نہیں تھی بلکہ اس میں حیرت شامل تھی کیونکہ یہ چہرہ اب اس کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہی جھرّیوں بھرا چہرہ... جو مائی ماچھی کا تھا۔ مائی ماچھی میز پر دونوں کہنیاں ٹکائے بیٹھی ہوئی دردانہ کو دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھیں دردانہ کو معمول کے مطابق انتہائی عجیب اور حیرت ناک لگ رہی تھیں۔

دردانہ نے ایک لمحے میں اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر بند دروازے کی جانب دیکھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا لیکن وہ عقبی کھڑکی جو جہاز کی دوسری سمت ایک پتلی راہداری میں کھلتی تھی، کھلی ہوئی تھی اور اس کھڑکی سے اندر آنا کوئی مشکل کام نہیں تھا جبکہ دردانہ نے یہ کھڑکی بند کر دی تھی۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر مائی ماچھی کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"کیا بات ہے تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

"میرا تمہارے پاس آنا بے حد ضروری تھا۔" اس نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"یہ۔" مائی ماچھی نے شعبان کی جانب اشارہ کیا جو گہری نیند سو رہا تھا۔

"مطلب میں سمجھی نہیں؟" دردانہ نے خود کو فوراً سنبھال کر کہا۔

"تم نے بہت بڑی ذمّے داری قبول کی ہے، بہت بڑی ذمّے داری جو کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ جانتی ہو تم نے کیا منصب قبول کیا ہے اور اس کے نتیجے میں تمہاری اپنی کیا کیفیت ہو گی؟"

"میں نہیں جانتی۔" دردانہ نے کہا۔

"یوں سمجھ لو اگر تم اسے ایک بہتر زندگی دینے میں کامیاب ہو گئیں تو سارے زمانے کی خوشیاں تمہارے قدموں میں ہوں گی۔"

"یہ کون ہے؟" دردانہ نے سوال کیا۔

"سمندر کی امانت سمجھو، یہ سمندر کی امانت ہے۔ اور اب تم اس امانت کی امین بن چکی ہو اور یہ ہونا تھا۔ وقت بالآخر اپنا فیصلہ سُنا ہی دیتا ہے اور وہ فیصلے صحیح ہوتے ہیں۔"

"کیا یہ اس بستی کا رہنے والا نہیں ہے، میرا مطلب ہے تم نے اسے سمندر کی امانت کہا ہے؟"

مائی ماچھی کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ "سنو! اس کی بہتر تربیت اب تمہارے لیے لازمی ہے۔ اسے دُنیا کے ہر فن میں طاق کر دو۔ ایک طویل عرصہ لگے گا۔ تمہیں اس میں لیکن یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ میں تمہارا ساتھ دوں گی۔ جب بھی کبھی ضرورت پیش آئی۔ میں تم سے دُور نہیں رہوں گی اور سنو! میں یہ نشان اس کے سینے پر لگائے دیتی ہوں۔ یہ نشان اس کی شناخت ہوں گے۔"

مائی ماچھی اپنی جگہ سے اُٹھی اور سوتے ہوئے شعبان کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اپنی تین اُنگلیاں شعبان کے سینے پر رکھیں اور انہیں نیچے تک کھینچتی لے گئی۔ دردانہ کو دُور سے نظر تو نہیں آیا تھا کہ اس کا کیا ردعمل ہوا۔ بہرطور وہ دیکھتی رہی تھی اور اس کے بعد مائی ماچھی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دردانہ کے پاس پہنچی۔ اس نے اپنے میلے کچیلے لباس میں سے چمڑے کی ایک تھیلی سی نکالی اور اسے دردانہ کے حوالے کرتی ہوئی بولی۔

"یہ جو کچھ بھی ہے یوں سمجھ لو اس کے ہر مرض کا علاج ہے جب بھی کبھی اسے بیمار پاؤ اس سے اس کا علاج کرنا۔ یہ اس کے لیے بہترین دوا ہے۔"

دردانہ نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر وہ تھیلی مائی ماچھی کے ہاتھ سے لے لی اور اس کے بعد مائی ماچھی نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھ سامنے رکھے اور سر پیچھے کی سمت کر لیا۔ اس کا چہرہ کیبن کی چھت کی جانب تھا۔ دردانہ اسے دیکھتی رہی۔ مائی ماچھی اس عمل کے بعد اُٹھ گئی اور اس نے آگے بڑھ کر دردانہ کا ایک ہاتھ پکڑا۔ اسے ہونٹوں سے بوسہ دیا اور پھر اسی کھڑکی کی جانب چل پڑی۔ چند ہی لمحات کے بعد وہ کھڑکی سے باہر نکل گئی تھی۔ دردانہ دم بخود رہ گئی

تھی۔ نیند کے عالم سے اُٹھی تھی۔ اس لیے ذہن بھی پوری طرح چاق و چوبند نہیں تھا۔ اسے یہ سب کچھ بے حد پُراسرار اور بہت عجیب لگ رہا تھا۔ پھر وہ سنبھل کر کھڑکی کی جانب لپکی۔ اس نے جھانک کر راہداری میں دیکھا۔ وہاں مائی ماچھی کا کوئی وجود نہیں تھا۔ چمڑے کی تھیلی اس کے اپنے ہاتھ میں تھی۔ وہ غور کرنے لگی۔ وہ سوچنے لگی کہ مائی ماچھی کو باقاعدگی سے کسی اسٹیمر کے ذریعے تو سمندر میں لایا نہیں جا سکتا پھر وہ یہاں تک پہنچی کیسے، کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ بستی میں ویسے ہی اسے بہت سے پُراسرار واقعات پیش آ چکے تھے اور اب اس واقعے پر یہ آخری مہر لگ گئی تھی۔ اس نے تھیلی کھول کر دیکھا تو اس میں کالے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے ہوئے تھے جو بہت ہی چکنی شکل رکھتے تھے۔ بہرحال اس نے ایک طویل سانس لی اور وہ تھیلی احتیاط سے اپنے پاس محفوظ کر لی لیکن اس واقعے نے اس کی نیند اُڑا دی تھی۔ وہ چند فٹ کے فاصلے پر سوتے ہوئے شعبان کو دیکھ رہی تھی۔ ایک معصوم اور بے ضرر سا بچہ، لیکن کسی قدر انوکھی شخصیت کا مالک۔ کسی بھی انسان میں کوئی غیر معمولی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے بعض لوگ بچپن ہی سے ایسی صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتے ہیں جو آگے چل کر ان کا مستقبل بن جاتی ہیں مگر یہ بچہ جن پُراسرار کیفیات کا حامل تھا، وہ ناقابلِ یقین سی تھیں۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور سوتے ہوئے شعبان کے پاس پہنچ گئی۔ گہرے گہرے سانس لینے سے اس کا سینہ پھول پچک رہا تھا۔ تبھی اسے شعبان کے سینے پر تین سُرخ لکیریں نظر آئیں اور وہ جھک کر انہیں دیکھنے لگی۔ یہ نشان ابھی اس کے سامنے بنائے گئے تھے۔ نہ جانے کب تک وہ ان نشانوں کو دیکھتی رہی تھی۔

پروگرام کے مطابق دوسری صبح جہاز انہیں لے کر چل پڑے تھے۔ دردانہ نے جان بوجھ کر اسد شیرازی سے رات کے اس واقعے کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ نجانے کیوں اس نے یہ سوچا تھا کہ یہ سب کچھ اسد شیرازی کو بتانا مناسب نہ ہوگا۔ حالانکہ اس کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی۔ بس اندرونی طور پر اس کے دل میں یہ تصور اُبھرا تھا اور وہ یہ بات ہضم کر گئی تھی بالآخر وہ اپنے شہر پہنچ گئے۔

اسد شیرازی کے اہلِ خانہ کو اخباری ذرائع سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ وہ جہاز جس سے اسد شیرازی سمندری سفر کے لیے نکلا تھا طوفان میں ایک حادثے کا شکار ہو گیا ہے اس کے بعد مسلسل اُن لوگوں نے مقامی ذمہ دار حکام سے رابطہ قائم کر رکھا تھا اور پل پل کی خبر معلوم کرتے رہے تھے۔ سب ہی تشویش کا شکار تھے چنانچہ جب یہ جہاز ساحل پر پہنچے تو دوسرے بہت سے افراد میں اسد شیرازی کے اہلِ خاندان کے بہت سے افراد بھی موجود تھے جنہوں نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اور اسد شیرازی سے اس کی خیریت پوچھنے لگے۔ بچے کو دیکھ کر ان میں سے چند ایک نے حیرت کا اظہار بھی کیا تھا لیکن یہ وقت اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کا نہیں تھا۔

دردانہ، اسد شیرازی اور شعبان گھر پہنچ گئے یہاں بھی اسد شیرازی کے بارے میں بڑی تشویش پائی جاتی تھی۔ وہ ہنگامے ہوتے رہے جو ایک دولت مند شخص کے لواحقین اس کی زندگی بچ جانے پر اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لیے کر سکتے تھے۔ اسد شیرازی نے بہرطور ان کی اس محبت کو قبول کیا تھا اور کئی دن ان ہنگاموں میں گزر گئے تھے۔ دردانہ نے یہاں آنے کے بعد ہی اپنا منصب سنبھال لیا تھا اور وہ ان انتظامات میں مصروف ہو گئی تھی جو شعبان کی بہتری کے لیے ہو سکتے تھے۔ بہرطور اس بچے کا کردار بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں پُراسرار تھا اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر اسد شیرازی نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ وہ ایک لاوارث بچہ ہے جو اس بستی میں ملا تھا جہاں ان لوگوں نے جہاز کی تباہی کے بعد قیام کیا تھا اور وہ اسے پرورش کے لیے لے آئے ہیں۔ ان تمام ہنگاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسد شیرازی نے دردانہ سے اس موضوع پر گفتگو کی اور کہا۔

"میرا خیال ہے دردانہ ہمیں از سرِ نو کچھ پروگرام ترتیب دینے پڑیں گے۔ میں تمہاری خواہش کے مطابق اس بچے پر تحقیقات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی سمندری صلاحیتیں کس حد تک ہیں اور کیوں ہیں؟"

"سر جیسا آپ پسند کریں۔ اس کے لیے کیا طریقہ کار متعین کریں گے آپ؟"

"دیکھو دردانہ! بہرطور یہ انسان کا بچہ ہے اور ہم نے اسے بیشک اپنے ایک نظریے کے تحت حاصل کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اب جو ذمہ داریاں ہم نے قبول

کی ہیں، اُن کی انجام دہی بھی ہمارے لیے ضروری ہے مثلاً یہ کہ تمہیں اس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا ہے اور اس سلسلے میں میری رائے ہے کہ کوئی باقاعدگی اختیار کرنے کے بجائے وہ مختصر ذرائع اختیار کرو جو اسے زیادہ سے زیادہ صلاحیتیں بخش سکیں۔"

"سر میں نے بھی اس کے بارے میں یہی سوچا ہے۔"

"تم اس سلسلے میں اگر کچھ لوگوں کی خدمات حاصل کرنا چاہتی ہو تو میں بخوشی ان کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دراصل میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے وہ یہی ہے کہ میں اسے ایک باصلاحیت نوجوان بناؤں اور یہ اندازہ لگاؤں کہ آخر سمندر میں اس کی اتنی زیادہ صلاحیتوں کی وجوہات کیا ہیں اور اگر ایسا ہوتا ہے کہ یہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک نکلتا ہے تو ہم اسے کارآمد بنائیں گے لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ وقت درکار ہوگا۔ کم از کم اتنا کہ یہ عمر کی اس منزل میں داخل ہو جائے جہاں یہ سب کچھ سمجھ سکے اور ہمیں بھی سمجھا سکے۔"

"بے شک یہ سب کچھ بے حد ضروری ہے۔"

"تم اس کے سلسلے میں پروگرام ترتیب دے لو... میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم اپنے اس سفر پر روانہ نہیں ہو سکتے جس کی منصوبہ بندی ہم نے کی تھی۔ ہمارا راستہ کٹ گیا اور میں تو صرف ایک ہی بات سوچتا ہوں کہ جو کام نہ ہو پائے اس میں کچھ مصلحتیں ہوتی ہیں۔ میرے ساتھ تو ہمیشہ یہی ہوا ہے۔"

دردانہ نے اسد شیرازی کی دی ہوئی مراعات سے پورا فائدہ اُٹھایا تھا۔ اس عظیم الشان کوٹھی میں اسد شیرازی کے اہلِ خاندان کے بہت سے بچے بھی تھے لیکن شعبان فطرتاً الگ تھلگ رہنے کا عادی تھا۔ البتہ وہ یہاں آنے کے بعد بددل نہیں تھا اور ایک خاص بات جو دردانہ نے محسوس کی وہ یہ کہ وہ کسی بھی شے سے متحیر نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ اُسے سمجھنے کی کوشش کرتا تھا اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو بڑی سادگی سے اس کے بارے میں سوال کر لیا کرتا تھا۔ یہ چیز بھی اس کی غیر معمولی صلاحیتوں کا پتا دیتی تھی۔ اس کے اندر وہ معصومانہ تجسس نہیں تھا جو اس عمر کے بچوں میں ہو سکتا ہے بلکہ ایک تحقیقاتی فطرت تھی۔ جسے وہ ہمیشہ بروئے کار لاتا تھا اور اس کا ساتھ ہر لمحے حیرت کا باعث بنا رہتا تھا۔

اسد شیرازی کے معمولات یہاں آنے کے بعد جاری ہو گئے۔ دوستوں کی محفلیں، مہم جُوؤں کی رفاقتیں اور ان کی دعوتیں بھی اس کا مشغلہ رہتا تھا۔ کاروبار میں کوئی ایسی اُلجھن پیش آتی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے شعبان پر ریسرچ کا کام بھی جاری رکھا ہوا تھا۔ ہفتے پندرہ دن میں ایک بار وہ صرف دردانہ اور شعبان کو لے کر سمندر میں سیاحت کے لیے نکل جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ساحل سمندر پر اس کی اپنی ایک ہٹ بھی موجود تھی اور اب شعبان کے آنے کے بعد اور سمندر سے دلچسپیوں کی بنا پر اس نے مزید کچھ کارروائیاں کی تھیں۔

کافی دن گزر گئے۔ شعبان پر کی جانے والی محنت پوری طرح بارآور تھی۔ اسے تعلیم دی جا رہی تھی۔ دُنیا سے روشناس کرایا جا رہا تھا۔ ہر چیز کا سلیقہ اسے سکھا دیا گیا تھا۔ خوبصورت لباس میں وہ شاندار نظر آتا۔ اس کے اندر شہزادوں جیسی تمکنت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ تیزی سے قد نکالنے لگا تھا اور اس کا بدن بے حد سڈول ہونے لگا تھا۔ کوئی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ یہ کسی انتہائی عسرت زدہ بستی کے ایک مچھیرے کا بیٹا ہے۔

اسد شیرازی نے ایک دن دردانہ سے کہا "دردانہ طویل عرصہ ہو گیا مجھے گھریلو بنے ہوئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم شعبان کی تربیت کر کے بھی ایک اہم ہی سرانجام دے رہے ہیں لیکن مجھ پر کچھ کہولت طاری ہونے لگی ہے۔"

"کہولت؟" دردانہ نے سوال کیا۔

"ہاں شہر کی نم آلود ہوائیں مجھے راس نہیں آئیں۔ میں آزاد فضاؤں کا پنچھی ہوں۔ ایک ٹیم ایک مہم پر جا رہی ہے ارادہ چین کا ہے جہاں ایک خاص علاقے کا سفر مقصود ہے مجھ سے بھی کہا جا رہا ہے، اگر میں اس سفر پر چلا جاؤں تو میری غیر موجودگی میں تمہیں کیا مشکلات پیش آ سکتی ہیں؟"

"میں سمجھی نہیں سر؟" دردانہ نے کہا۔

"میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ شعبان کے سلسلے میں تمہیں کوئی دقت تو نہیں ہوگی؟"

"میرا خیال ہے نہیں ہوگی سر بھلا اب کیا دقت ہو سکتی ہے۔ ہم نے اس کا سارا سسٹم اپ بنا لیا ہے۔ اس کے مشاغل اور معمولات ہمارے لیے مکمل طور سے تسلی بخش ہیں۔ میں سمجھتی ہوں آپ کی غیر موجودگی میں بھی مجھے کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"گڈ! اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی رضامندی کا اظہار کر دوں؟"

"سر! یہ تو آپ پر منحصر ہے۔" دردانہ نے کہا۔

"اس کے باوجود تم اگر چاہو تو اپنی پسند کے مطابق کوئی بھی تبدیلی کر سکتی ہو۔"

"مثلاً" سر آپ ہی مجھے کوئی مشورہ دے دیں۔"

"دراصل دردانہ اس کوٹھی میں بے شمار افراد ہیں اور ہر شخص کا اپنا اپنا ذہن ہے... اپنی اپنی سوچ ہے۔ تم جس انداز میں شعبان کے لیے کام کر رہی ہو، میری موجودگی میں تو خیر کوئی ایسا تصور بھی نہیں پیدا ہو سکتا تھا جس سے تمہیں یہاں رہنے میں کوئی دقت پیش آتی لیکن ہو سکتا ہے میرا یہ سفر طویل ہو جائے اور تمہارے لیے کچھ الجھنوں کا آغاز ہو جائے۔"

دردانہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔ "اس کا حل کیا ہوگا سر؟"

"تمہاری یہاں سے منتقلی۔" اسد شیرازی نے بے تکلفی سے کہا۔

دردانہ حیرانی سے اُسے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں سر تو بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"میرے مناسب سمجھنے کی بات چھوڑ دو، تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ سب کچھ مناسب رہے گا؟"

"کوئی حرج بھی نہیں ہے سر! ویسے بھی ہم یہاں کسی سے کوئی رابطہ نہیں رکھتے۔ یہی کیفیت شعبان کی بھی ہے۔ وہ مختلف مزاج کا لڑکا ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوٹھی کے دوسرے لوگوں کی جانب وہ کم ہی متوجہ ہوتا ہے۔"

"بالکل یہی تمام باتیں سوچ کر میں کہہ رہا ہوں، میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا دردانہ تمہارے لیے دو جگہوں کا انتخاب کیا ہے میں نے اگر مکان میں رہنا چاہتی ہو تو میری ایک کوٹھی الگن روڈ پر ہے اور اگر کسی فلیٹ میں رہائش پسند کرو تو ایک خوبصورت فلیٹ بھی تمہیں دیا جا سکتا ہے۔"

"میرے خیال میں سر مکان مناسب رہے گا۔"

"تمہیں تمہاری ضروریات کے مطابق وہاں افراد مہیا کیے جائیں گے۔ جیسے ایک ڈرائیور، ایک باورچی، ایک صفائی کرنے والا میرا خیال ہے تین آدمی تمہارے لیے کافی ہوں گے۔"

"جی سر! اگر ان میں سے کچھ کمی بھی کرنا چاہیں تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ ہمارا کام زیادہ طویل نہیں ہوگا۔"

"نہیں! میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کچھ افراد رہیں تاکہ تمہیں کوئی دقت پیش نہ آئے۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

★★★

اسد شیرازی نے دردانہ کو جس عمارت میں منتقل کیا تھا وہ بھی ایک خوبصورت بنگلہ نما عمارت ہی تھی۔ چھ سات کمرے تھے۔ اس میں وسیع و عریض ورانڈہ تھا جس میں کچھ درخت لگے ہوئے تھے۔ عمارت ذرا قدیم طرز کی بنی ہوئی تھی لیکن بہت پُرسکون اور پُرتعیش تھی اور یہاں ضروریاتِ زندگی کی تمام ہی چیزیں مہیا کر دی گئی تھیں جن تین افراد کو اسد شیرازی نے وہاں پہنچایا تھا، وہ بھی اجنبی تھے اور دردانہ سے ان کا تعارف کرا دیا گیا تھا۔ ایک کار اسے استعمال کے لیے دے دی گئی تھی۔ غرضیکہ اسد شیرازی نے وہ تمام انتظامات کر دیے تھے جو دردانہ کے لیے بہت ہی سکون بخش تھے اور اس کے بعد وہ اپنے جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ یہاں اس عمارت میں آ کر دردانہ نے خصوصی طور پر شعبان کے رجحان کا جائزہ لیا۔ وہ بلاشبہ اپنی شخصیت میں منفرد تھا اور کسی بھی تبدیلی کو کسی خاص انداز میں محسوس نہیں کرتا تھا جو مشاغل اس کے لیے متعین کیے گئے تھے ان میں پوری پوری توجہ اور دلچسپی سے حصہ لیتا تھا۔ چنانچہ دردانہ کو اس سلسلے میں بھی کوئی الجھن پیش نہیں آئی۔ اسد شیرازی اس تمام کارروائی کے گیارہ دن کے بعد ملک سے باہر چلا گیا تھا اور اس کی واپسی کا کوئی معلوم نہ تھا۔

دردانہ اس کے جانے کے بعد پوری توجہ شعبان ہی پر صرف کرنے لگی۔ ایک عجیب و غریب ذمہ داری اس نے اپنے سپرد لی تھی لیکن اس میں اس کی ذاتی دلچسپی بھی شامل تھی بلکہ اگر یوں ہوتا کہ شعبان اس ذریعے سے اُسے نہ ملا ہوتا کوئی اور طریقہ ایسا ہوتا جس سے وہ شعبان کو حاصل کر لیتی تو شاید کچھ بھی کرتی لیکن شعبان پر اتنی ہی توجہ دیتی۔ ویسی ہی فطرت کی مالک تھی وہ اور پھر ان نوسالوں نے تو اسے اور بھی نکھار دیا تھا اور وہ خود بھی ایک مہم جو کی حیثیت سے منظرِ عام پر آئی تھی۔ اس کے اپنے مشاغل بھی شاید اسد شیرازی سے الگ ہونے کے بعد یہی رہتے اور اس کے بغیر اسے لطف نہ آتا تھا۔ شعبان کی پرورش بھی ایک ایڈونچر ہی تھی اس کی ذات کے لیے کیونکہ شعبان بذاتِ خود ایک عجوبہ تھا اور اس عجوبے کے لیے وہ تمام چیزیں بھرطور مہیا کی جاتی رہیں جن کا اس کی زندگی سے گہرا تعلق تھا اور جس سلسلے میں اسے تربیت دی جا رہی تھی۔ ہفتے میں ایک بار سمندر کا دورہ ضرور کیا جاتا تھا اور شعبان کے بارے میں یہ بات خاص طور سے محسوس کی گئی تھی کہ سمندر کی لہروں کا پہلا نظارہ ہی اس کے لیے خوشیوں کا باعث ہوتا تھا جوں جوں اس کا قد و قامت بڑھتا جا رہا تھا اس کی کارکردگی میں بھی نمایاں فرق آتا جا رہا تھا۔ ذہانت بے مثال تھی اس کی ہر چیز کو ایک نگاہ دیکھنے کے بعد اس کی گہرائیوں میں اُتر جاتا اور بعض اوقات ایسے ایسے سوالات کر ڈالتا تھا کہ جواب دینے والا بھی حیران رہ جائے۔

ساحلِ سمندر پر وہ ہٹ دردانہ ہی کے تصرف میں رہتی تھی جو اسد شیرازی کی ملکیت تھی۔ ایسے ہی ایک دن کی بات ہے۔ دوپہر کا وقت تھا علاقہ سنسان تھا اور تھوڑی دیر پہلے ہی دردانہ اور شعبان ساحل سے واپس آئے تھے... شعبان کے جسم پر ایک خوبصورت سوئمنگ کاسٹیوم تھا اور وہ بہت وجیہہ نظر آ رہا تھا۔ دردانہ اُسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"تھک گئے؟" دردانہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں آنٹی۔ پانی میں بھی کہیں تھکن ہوتی ہے؟"

"نہیں ہوتی؟"

"بالکل نہیں۔"

"بھئی! تم بہت طاقتور لڑکے ہو۔ اب لباس تبدیل کر لو۔ یا دوبارہ پانی میں جانے کا ارادہ ہے؟"

"آپ اجازت دیں گی تو چلا جاؤں گا۔"

"دل چاہتا ہے؟"

"ہاں۔" شعبان نے جواب دیا۔

"پھر بھی کپڑے بدل لو۔"

"بہتر ہے۔" شعبان دوسرے کمرے میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور دردانہ گردن ہلاتے ہوئے کچھ سوچنے لگی۔

شعبان کے سمندر سے عشق کو وہ اچھی طرح جانتی تھی یہ ہمیشہ سے تھا، ہاں اب اسے اظہار کے لیے زبان مل گئی تھی۔ بہت تبدیل ہو چکا تھا وہ۔ وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور وہ اُدھر دیکھنے لگی پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ وہ سمجھی تھی کہ ڈرائیور نے دستک دی ہے لیکن اپنے سامنے ایک اجنبی چہرہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ ایک دراز قامت آدمی تھا جس کی عمر ساٹھ پینسٹھ سال کے قریب ہوگی۔ جسم دُبلا پتلا تھا لیکن وہ ایک شاندار قیمتی سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر ایک بھی بال نہ تھا اور آنکھوں پر بہت موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔

"سوری ینگ لیڈی! میرا نام شرف ہے۔ تمہیں ڈسٹرب کرنے کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں فرمائیے؟"

"اگر تم مصروف نہ ہو تو مجھے کچھ وقت دو۔"

"کس سلسلے میں؟"

"ایک اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"اس موضوع سے میرا کیا تعلق ہے؟"

"سو فیصد ہے۔ بشرطیکہ تم اس اجنبیت کو محسوس نہ کرو جو میرے تمہارے درمیان ہے۔" دردانہ مسکرا پڑی۔ اس نے کہا۔

"جو چیز ہے اُسے محسوس کرنا تو مجبوری ہے مسٹر شرف۔"

"فلسفے اور منطق سے مجھے نفرت ہے۔ اس لیے دل کی زبان میں گفتگو نہ کرو۔ میں تمہیں کچھ ایسی حقیقتوں سے روشناس کرانا چاہتا ہوں جن کا شاید تمہیں علم نہ ہو۔"

"اندر تشریف لے آئیے۔" دردانہ نے کہا۔ اسے یہ شخص کچھ جھکّی سا لگا تھا۔ بہرحال وہ ایک خود اعتماد عورت تھی اور حالات کا مقابلہ کرنا جانتی تھی۔ شرف اندر آ گیا۔ اس نے بلا اجازت بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے ڈاکٹر شرف کہہ سکتی ہو۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"آپ مجھے دردانہ کہہ سکتے ہیں۔"

"صرف دردانہ؟"

"میرے خیال میں کافی ہے۔" دردانہ نے جواب دیا۔

"ہوں۔ دردانہ میں بے تکلفی سے تمہارا نام لے سکتا ہوں کیونکہ عمر میں تم سے بہت بڑا ہوں۔ تمہاری اس ہٹ سے کوئی بیس ہٹ چھوڑ کر میری رہائش گاہ ہے۔ شاید تم نے وہ ہٹ دیکھی ہو جس پر ایک مینار بنا ہوا ہے۔"

"اوہ، وہ مینار والی ہٹ۔ دیکھی ہے میں نے اور بارہا اس مینار کے بارے میں سوچا ہے۔"

"کیا سوچا ہے؟"

"یہی کہ کسی ہٹ میں اس مینار کی کیا ضرورت ہے۔"

"تب معاف کرنا، تم ذہنی طور پر پسماندہ اور قوتِ فیصلہ

سے محروم خاتون ہو۔"
"ہو سکتا ہے ایسا ہو مگر آپ کے اس خیال کی وجہ؟"
"تمہارے ذہن میں تجسس پیدا ہوا اور تم نے اسے دور کرنے کی کوشش نہ کی۔ چند گز کا فاصلہ طے کر کے تم وہاں تک نہ آ سکیں۔"
"تجسس نے یہ شدت اختیار نہیں کی تھی۔"
"میں تمہیں اس ہٹ میں دعوت دینا چاہتا ہوں۔"
ڈاکٹر شرف نے کہا اور دردانہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اب اسے کسی خاص بات کا احساس ہوا تھا۔ اس نے چند لمحات کے بعد کہا۔
"کیوں مسٹر شرف؟"
"انکل شرف نہیں کہہ سکتیں تم؟"
"کہہ سکتی ہوں۔"
"یہی کہو مجھے خوشی ہوگی اور اس طرح تمہیں مجھ پر اعتماد بھی ہو سکتا ہے۔"
"آپ مجھے وہاں کیوں دعوت دینا چاہتے ہیں انکل شرف؟"
"تاکہ تمہیں اس مینار کا راز بتا سکوں۔" ڈاکٹر شرف نے کہا اور ہنس پڑا۔ جیسے اسے اس برجستگی سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ دردانہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔ وہ شخص چہرے سے تو شریف نہیں معلوم ہوتا تھا بلکہ کچھ جھکی اور سنکی سا تھا۔ اس کے باوجود اجنبی تھا اور اس کی اس طرح آمد کچھ عجیب سی تھی۔ اسے پس و پیش کا شکار دیکھ کر وہ بولا۔ "تم اپنے ساتھ توپ تفنگ مشین گن، رائفل یا پستول بھی لے سکتی ہو۔ مجھ جیسے طاقت ور اور توانا بچا کی طرف سے جونہی تمہیں خطرہ محسوس ہو میرے چیتھڑے اڑا دینا سمجھیں۔ یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر میری باتیں تمہارے لیے باعث دلچسپی نہ ہوں تو مجھ پر حرجانے کا کیس کر دینا۔" مسٹر ڈاکٹر شرف نے اس طرح کہا کہ دردانہ کو ہنسی آ گئی۔
"آپ نے فرمایا تھا انکل شرف کہ آپ مجھ سے ایک اہم موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ آپ مجھے اس مینار کا راز بتانا چاہتے ہیں۔"
"دونوں باتیں درست ہیں۔"
دردانہ نے ایک لمحے کے لیے سوچا پھر بولی۔ "ٹھیک ہے آپ اجازت دیں تو میں شعبان کو اپنے ساتھ لے لوں۔"
"ضرور لے لو۔" ڈاکٹر شرف بولا۔
دردانہ اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔ اسے بہت عجیب لگ رہا تھا لیکن فطرتاً وہ خطرات پسند تھی اور ہر طرح کے حالات سے نمٹنا جانتی تھی۔ چنانچہ باہر نکل کر اس نے ڈرائیور کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ وہ کچھ فاصلے پر تھا۔ اسے دیکھ کر وہ بولی۔
"ڈرائیور! میں ذرا انکل شرف کے ساتھ مینار والے ہٹ میں جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گی۔"
ڈرائیور نے گردن ہلا دی تھی۔
یہ ہٹ اندر سے بھی بہت خوبصورت تھی۔ کسی اور کی یہاں موجودگی کا احساس نہ ہوتا تھا۔ اندر داخل ہو کر ڈاکٹر شرف اسے ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ اس نے کہا۔
"میں مستقلاً یہاں رہتا ہوں۔ یہی میری رہائش گاہ ہے۔ ابھی کچھ دیر کے بعد میں تمہیں اپنی پوری رہائش گاہ دکھاؤں گا گفتگو کی ابتدا کرنے کے لیے پہلے تمہیں ایک چیز دکھا دوں... تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ موضوع تمہاری دلچسپی کا ہے یا نہیں۔" وہ ڈرائنگ روم میں رکھے ہوئے ایک خوبصورت شیلف کی طرف گیا اور پھر اس نے شیلف سے ایک خوبصورت البم نکال لیا۔ دردانہ کے پاس پہنچ کر اس نے ایک نگاہ شعبان پر ڈالی جو دوسرے صوفے پر لاتعلق بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے البم کا صفحہ کھول دیا۔ دردانہ نے پرتجسس نگاہ اس تصویر پر ڈالی جو پہلے صفحے پر لگی ہوئی تھی اور حقیقتاً اسے چونکنا پڑا۔ یہ تصویر شعبان کی تھی سو فیصد شعبان کی اور زیادہ پرانی بھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس میں ہو بہو وہی چہرہ تھا جو اس وقت شعبان کا تھا لیکن سنکی بوڑھا ڈاکٹر شرف۔ اس کے پاس شعبان کی تصویر۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بوڑھے کا اس سے کیا تعلق اور وہ تصویر اس کے پاس کیسے ہے۔ کیا شعبان سے متعلق کوئی اور انکشاف ہونے والا ہے۔
دردانہ نے البم کا دوسرا صفحہ اٹھایا اس میں بھی شعبان کی سمندر کے کنارے کی تصویر تھی تیسرے صفحے میں وہ پانی میں نظر آ رہا تھا۔ ان تصویروں سے اس نے یہ اندازہ لگایا کہ تمام تصویریں شعبان کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہیں لیکن ایک اجنبی شخص کو شعبان میں کیا دلچسپی ہے اس نے اتنے اہتمام سے یہ البم کیوں تیار کیا ہے؟ اور پھر یہ تصویریں مختلف دنوں کی تھیں جن میں دردانہ شعبان کے ساتھ ساحل پر آئی تھی اس کے علاوہ اس فوٹوگرافی کا بھی جواب نہیں تھا جو پانی کے اوپر اور نیچے کی گئی تھی۔ تاہم دردانہ نے خود کو سنبھالا وہ شعبان کے سلسلے میں محتاط

رہنا چاہتی تھی۔ اس نے البم ڈاکٹر کو واپس کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میرے لیے حیرت انگیز ہے ڈاکٹر!"
"کس لحاظ سے؟"
"تصویریں مختلف اوقات کی ہیں، مجھے تعجب ہے آپ نے ایسا کیوں کیا ہے"۔
"تعجب قدرتی بات ہے اسے رفع کرنے کے لیے میں تم سے اپنا کچھ اور تعارف کرا دوں۔ نام میرا ڈاکٹر شرف ہے یہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے میرے والد کا نام عاقل ابراہیم تھا اور وہ ایک برٹش نیوی گیشن کمپنی میں کپتان کے عہدے پر فائز تھے۔ عمر کے چالیس سال انہوں نے سمندروں میں گزارے اس لئے سمندر کا تحفہ مجھے بچپن سے ملا ہے۔ اکلوتا بیٹا ہونے کے ناطے وہ مجھے بے پناہ چاہتے تھے اس لیے عموماً مجھے اور میری ماں کو ان کے ساتھ جہاز پر رہنا پڑتا تھا۔ میری پوری تعلیم پرائیوٹ رہی بس رجسٹریشن کرا لیا جاتا تھا اور امتحانات کے وقت میں امتحان دے لیا کرتا تھا اس طرح میں نے تعلیم مکمل کی۔ ایم۔اے کرنے کے بعد انہوں نے میری شادی کرنا چاہی مگر میں نے انکار کر دیا کیونکہ مجھے سمندر سے عشق ہو گیا تھا۔ میں کائنات کے اس وسیع حصے کے راز جاننا چاہتا تھا اس میں کیا کیا ہے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے خود کو اس کے لیے وقف کر دیا سمندر سے دلچسپی رکھنے والے بیشمار افراد سے میرا رابطہ ہے اور یہی میرا مشغلہ ہے۔ والدین کی موت کے بعد میں نے زیادہ آزادی سے اپنے کام کو جاری رکھا اور بیشمار دولت اس کام میں صرف کی جو میرے والد کا ورثہ نہیں تھی بلکہ اسے میں نے سمندر سے ہی حاصل کیا تھا۔
"سمندر سے؟" دردانہ نے چونک کر پوچھا اور ڈاکٹر شرف کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔
"تمہیں دولت سے دلچسپی ہے؟" ڈاکٹر شرف نے سوال کیا۔
"کوئی خاص نہیں"۔
"پھر تم نے یہ سوال کیوں کیا؟"
"آپ کا انکشاف تعجب خیز ہے؟"
"نہیں بیٹی۔ یہ بات تعجب خیز یوں نہیں ہے کہ اس تھوڑے سے خشک حصے کی مثال لے لو جسے زمین کہتے ہیں۔ زمین کی عمر کے بارے میں جانتی ہو کتنی ہے۔ کھربوں سال اور انسان اس پر کھربوں سال سے اسی سے اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ معدنیات، تیل، سونا، ہیرے، تانبا، کوئلہ اور نہ جانے کیا کیا اور سب کچھ اسی سے حاصل کرتا ہے اور ابھی اس زمین کا لاکھواں حصہ بھی استعمال نہیں ہو سکا۔ ساری زمین مزید کھربوں سال کے لیے انسانی ضروریات پوری کرنے کے لیے پڑی ہے اور زمین سمندر کی چوتھائی ہے جبکہ سمندر کا تو ابھی رخ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی تہہ ٹٹولنے کے لیے ابھی مناسب انتظامات بھی نہیں ہو پائے ہیں پانی کی گہرائیوں میں کیا بکھرا ہوا ہے ابھی پتہ ہی نہیں چل سکا ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں نے ضرورت بھر سمندر سے مانگا اور مجھے مل گیا اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔
دردانہ گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگی۔ ڈاکٹر شرف نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سمندروں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے کرتے اچانک مجھے احساس ہوا کہ میری عمر آگے بڑھ گئی اور قویٰ کمزور ہو گئے اب میں اس پھرتی۔ چستی اور مستعدی سے اپنا کام جاری نہیں رکھ سکتا، بہت افسوس ہوا مجھے مگر بات میرے بس سے باہر تھی چنانچہ صبر کر لیا اور پھر خود کو محدود کرنے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ چنانچہ لب ساحل سمندر پر رہتا ہوں اور حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہتا ہوں جس نے مجھے میری عمر کے ہاتھوں شکست دے دی۔ یہ ہٹ ایک روشنی گرافنگ لیب ہے جس میں میں نے مقدور بھر آلات جمع کیے ہیں اور ان آلات کی مدد سے سمندر کی گہرائیاں جھانکتا رہتا ہوں۔ انہی مشغلوں کے درمیان میں نے اس بچے کو دیکھا اور اس نے مجھے حیران کر کے رکھ دیا، اس دن جب میں نے اسے پہلی بار دیکھا میں اپنے معمولات کے مطابق سمندر دیکھ رہا تھا اور یہ بچہ سطح سمندر سے سمندر کی گہرائیوں میں غوطے کھا رہا تھا، آس پاس کوئی اور تیراک موجود نہیں تھا تم اس سے کافی فاصلے پر ریت پر بیٹھی ہوئی تھیں یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی اکثر لوگ آتے ہیں اور سمندر کے پانی میں نہاتے ہیں لیکن میں نے اس بچے کے تیرنے کے انداز پر غور کیا تو مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا میں خود بھی

فن تیراکی کا ماہر رہا ہوں اور تیرنے کے بے شمار طریقے جانتا ہوں لیکن اس بچے کے تیرنے کے انداز میں جو قدرتی پن تھا وہ میرے لیے ناقابلِ یقین ہے ہوسکتا ہے مائی ڈیئر مس دردانہ تمہیں فن تیراکی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں انسان کے تیرنے کا انداز چاہے وہ کتنا ہی ماہر ہوجائے مصنوعی ہی رہتا ہے یوں سمجھ لو جس طرح خلاء میں ننھے ننھے پرندے، چڑیاں، چیلیں، کوّے اور اُڑنے والے دوسرے جانور پرواز کرتے ہیں اور اُن کے اپنے وسائل ہوتے ہیں یہاں تک کہ ننھے ننھے کیڑے مکوڑے بھی پرواز کرنے کا ایک مخصوص انداز رکھتے ہیں انسان نے اس سلسلے میں کوششیں کیں ہوائی جہاز ایجاد کرلیا گیا اس کے علاوہ راکٹ وغیرہ کی بات بھی کرسکتی ہو تم، خلاء بازی کے اور بھی بہت سے جدید ترین طریقے اختیار کیے گئے ہیں لیکن جو قدرت اور اختیار پرندوں کو قدرتی وسائل کی بنیاد پر خلاء میں پرواز کرنے کے لیے حاصل ہوتا ہے انسان کے لیے وہ ناممکن ہی رہا اسی طرح سمندر کی گہرائیوں میں آبدوزیں دوڑتی پھرتی ہیں، سطح سمندر پر جہاز سینہ تانے ہوئے اپنے فاصلے طے کرتے ہیں غوطہ خوری کے نئے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں لیکن وہ قدرتی شے ایک الگ ہی چیز ہوتی ہے وہ قدرت انسان کو حاصل نہیں ہوئی زمین کے باسی، زمین کے حکمراں ہیں خلاء اور سمندر کی گہرائیوں میں وہ ایک مصنوعی انداز ہی رکھتے ہیں لیکن یہ بچہ سمندر میں تیرنے والی مچھلیوں کی مانند سمندر کی گہرائیاں تڑپتا ہے اور اس کے تیرنے کے انداز میں سو فیصد قدرتی پن پایا اور اس بات نے مجھے ششدر کرکے رکھ دیا۔ پہلے تو میں یقین ہی نہ کرپایا کہ یہ کوئی انسانی بچہ ہے پھر میرا تجسس بھڑک اُٹھا اور میں نے اس کی کچھ تصاویر حاصل کیں میں تمہیں بتادوں گا مائی ڈیئر مس دردانہ کہ یہ سب کچھ کرنے کے لیے میرے پاس کیا ذرائع ہیں غرض یہ کہ وہ دن میرے لیے تجسس اور حیرانی کا دن تھا، میں نے اس کے بعد بھی اس بچے پر نگاہ رکھی اور تمہیں دیکھا تمہاری ہٹ کے بارے میں بھی مجھے علم ہوگیا اس کے بعد میں تمہارا انتظار کرتا رہا۔ یہ جرأت نہیں ہوسکی تھی کہ میں تم سے اسی دن تمہارے بارے میں معلومات حاصل کروں پھر تم دوبارہ آئیں اور میں اپنے کام کے لیے تیار ہوگیا تم نے یقیناً مجھ پر غور نہیں کیا ہوگا لیکن اس دن میں نے اس بچے کی کئی تصاویر حاصل کیں پہلے خشکی پر، پھر سمندر میں اور اس کے بعد اس کے تیرنے کی بہت سے تصاویر لیں جو تم اس البم میں دیکھ چکی ہوگی بعد میں میں ان تصاویر کا گہرا تجزیہ کرتا رہا اور سچ بات یہ ہے کہ مجھے حیرانی کے سوا اور کچھ نہیں ملا بس اس بچے کے تیرنے کے انداز میں ایک قدرتی پن ہے نہ اس کے بدن کی ساخت میں کوئی تبدیلی ہے نہ اس کے اندر اور کوئی خاص بات پائی جاتی ہے، پتہ نہیں تیرنے کا یہ قدرتی انداز اسے کیسے حاصل ہوگیا، اس کی عمر پر غور کرتے ہوئے مجھے یہ اندازہ بھی ہوا کہ اگر اسے بچپن ہی سے پانی میں اتار دیا جاتا تب بھی۔ فنِ تیراکی کا ماہر تو ہوسکتا تھا لیکن ایسا قدرتی انداز حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بالآخر میں مجبور ہوگیا کہ تم سے رابطہ قائم کروں پہلے میں تمہیں اپنی اس نیت سے واضح کردینا چاہتا ہوں۔ جس کی بناء پر میں نے تم سے رابطہ قائم کیا اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس بوڑھے شخص پر کوئی شبہ نہ ہوا ہوگا، یہ بس میرا تجسس میرا شوق ہے کہ میں اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں"۔

دردانہ کو ڈاکٹر شرف کی باتوں میں بالکل سچائی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن وہ اس ڈاکٹر کو یہ کیسے بتاتی کہ یہ بچہ آج تک خود اس کے لیے حیرت انگیز ہے اور اس کا حصول بھی ایسے ذرائع سے ہوا ہے جو بتائے نہیں جاسکتے کیونکہ اس سے بہت سی الجھنیں پیدا ہونے کا امکان تھا اس کے علاوہ جو کہانی مچھیروں کی اس بستی میں اس بچے کے بارے میں سنی گئی تھی وہ بھی تحیر کن تھی اور دردانہ سمجھتی تھی کہ اس کہانی کا عام ہونا مناسب نہیں ہے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ خود اس کے پاس شعبان کے سلسلے میں بہت زیادہ اختیارات نہیں تھے بے شک شعبان کو اپنے ساتھ لانے میں دردانہ کی خواہشوں کا دخل تھا لیکن پھر اسد شیرازی کی ساری توجہ شعبان پر مرکوز ہوگئی تھی اور اس نے دردانہ کو وہ تمام آسانیاں فراہم کرکے اس بات کا اظہار کردیا تھا کہ شعبان اس کے لیے بھی باعثِ دلچسپی ہے اور اس نے دردانہ کا صرف تعاون حاصل کیا ہے۔

"میں نے تمہیں یہ ساری حقیقتیں بتادیں دردانہ بیٹی اور اس کے بعد میں یہ حق رکھتا ہوں کہ تم سے اس بچے کے بارے میں تفصیلات پوچھوں تاہم اگر تم کسی وجہ سے یہ سب کچھ بتانا پسند نہیں کروگی تو ظاہر ہے اس میں جبر کا کوئی پہلو نہیں نکلتا، شوق کی تکمیل کے لیے کسی سے تعارف حاصل کیا جاسکتا ہے سوالات کیے جاسکتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ جواب کے لیے بھی اسے مجبور کیا جائے۔

"نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ ایک اچھے انسان ہیں اور عمر کے لحاظ سے میرے لیے باعثِ احترام بھی مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ شعبان بہترین تیراک ہے اور بہت چھوٹی سی عمر سے اسے سمندر سے

شغف ہے لیکن اس میں کوئی ایسی انوکھی بات ہوگی ہم نے اس بارے میں سوچا بھی نہیں"۔

"تو اس کا نام شعبان ہے"۔ ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں شعبان شیرازی"۔ دردانہ نے فوراً ہی سنبھل کر کہا وہ فیصلہ کرچکی تھی کہ ڈاکٹر شرف سے اسے شعبان کے بارے میں کیا گفتگو کرنا ہے۔

"بہت خوب دوسرا سوال یہ ہے کہ بیٹی اس کا تم سے کیا تعلق ہے کیا تم اس کی ماں ہو معاف کرنا اگر میرا سوال کچھ بے تکلفانہ ہو تو اسے محسوس نہ کرنا"۔

"جی ہاں کوئی بات نہیں ہے میں اس کی ماں نہیں ہوں بلکہ یوں سمجھ لیجئے اتالیق ہوں۔"

"بہت خوب یہ شیرازی صاحب کون ہیں؟"

"اسد شیرازی ایک کامیاب بزنس مین ہیں بہت سے کاروبار کرتے ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کرتے رہتے ہیں اس بچے کی ماں مرچکی ہے اور اسد شیرازی نے مجھے اس کی تعلیم و تربیت پر متعین کیا ہے چنانچہ میں اپنا کام انجام دیتی ہوں سمندر سے چونکہ اسے خاصا شغف ہے اس لیے جب بھی یہ اس بات کی خواہش کرتا ہے میں اسے اسد شیرازی کے اس ہٹ میں لے آتی ہوں اور یہاں یہ اپنا مشغلہ جاری رکھتا ہے"۔

"بہت دلچسپ باتیں ہیں یہ ویسے میں اسد شیرازی صاحب سے بھی اس بارے میں گفتگو کرنا چاہوں گا کیا وہ اس وقت وطن میں ہیں؟"

"جی نہیں وطن سے باہر گئے ہوئے ہیں"۔

"تمہیں زحمتوں پر زحمتیں دیئے جارہا ہوں جب بھی وہ واپس آئیں میرا ان سے تعارف ضرور کرانا، کم ازکم یہ تو معلوم ہوجانا چاہیے کہ اس کے اندر یہ قدرت کیسے بیدار ہوئی اور اس کا پس منظر کیا ہے، تیرنے کے اس انداز کو جو تم نے کم ازکم میری تصویروں میں بغور دیکھا ہوگا بہت ہی اہمیت دی جاسکتی ہے کیونکہ بات کسی ایک تصویر کی نہیں ہے، میں نے مختلف اوقات میں اس کا تجزیہ کیا ہے اور اپنے اس فیصلے پر مجھے کوئی تبدیلی نہیں کرنا پڑی کہ اس کے تیرنے کا انداز انسانی انداز نہیں ہے بلکہ اس میں ایک انوکھا پن ہے جو شاید دنیا میں کسی اور تیرنے والے میں نہ ہو اور پھر خاص طور سے اس کی عمر جس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اُسے سیکھنے سے نہیں حاصل ہوا"۔

"جی"۔

"میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھ سے بھرپور تعاون کیا اگر تم پسند کرو تو میں اس مختصر سی جگہ میں اپنی کاوشیں تمہاری نذر کروں"۔

"جی کیا حرج ہے؟" دردانہ نے شعبان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب بھی خاموشی سے اسی صوفے پر بیٹھا ایک دیوار پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا حالانکہ بہت سمجھ دار تھا وہ زندگی کے تمام ہی مسائل میں دلچسپی لیتا تھا اپنی فطرت کے لحاظ سے ذرا منفرد ضرور تھا لیکن مجموعی طور پر اگر اس کا کوئی تاثر لیا جاتا تو وہ عام بچوں سے بہت زیادہ مختلف نظر نہیں آتا تھا۔ ابھی تک اس نے ان لوگوں کی بات میں کوئی دخل نہیں دیا تھا اور خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا تھا ڈاکٹر شرف اس کی جانب متوجہ ہوگیا۔

"مسٹر شعبان آپ کا ہم سے تعارف ہوچکا ہے لیکن آپ نے ہماری گفتگو میں کوئی حصہ نہیں لیا"۔

شعبان چونکا اور ڈاکٹر شرف کو دیکھنے لگا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "انکل آپ کی اور آنٹی کی جو گفتگو ہو رہی ہے وہ میں سن رہا ہوں میرے دخل دینے کی گنجائش نہیں نکل سکی"۔

"تم یہ جانتے ہو۔ گفتگو تمہارے بارے میں ہو رہی ہے"۔

"جی ہاں اور آنٹی میری نمائندگی کر رہی ہیں"۔

"تم مجھے بتا سکتے ہو بیٹے کہ سمندر سے تمہیں یہ دلچسپی کیوں ہے؟ ڈاکٹر شرف نے سوال کیا اور شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"نہیں انکل میں نہیں جانتا"۔ اس نے مختصر سے جملے میں سارا کیا دھرا چوپٹ کردیا۔

"سمندر کے بارے میں سوچ کر تمہیں کیا محسوس ہوتا ہے اور تم نے تیرنا کہاں سے سیکھا؟"

"یہی کہ پانی میں نہانا بہت پُرلطف ہوتا ہے اور مجھے اس میں دلچسپی ہے۔" اس کا جواب میرا خیال ہے دوسرے لوگ ہی دے سکتے ہیں کیونکہ مجھے جب بھی سمندر کے قریب لایا گیا میں پانی میں داخل ہوگیا اور مجھے پانی میں تیرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی جہاں تک سیکھنے کا سوال ہے تو میں نہیں جانتا کہ مجھے پانی میں تیرنا کس نے سکھایا"۔

"ہماری ان باتوں سے تمہیں کچھ دلچسپی محسوس ہو رہی ہے؟" ڈاکٹر شرف نے سوال کیا۔

"جی کوئی خاص نہیں لیکن چونکہ آپ لوگ گفتگو کر رہے ہیں اور مجھے بھی یہاں ساتھ لایا گیا ہے اس لیے میں یہاں بیٹھا ہوا

ہوں۔"

"آؤ تمھیں تمھارا سمندر دکھائیں"۔ ڈاکٹر فرف نے کہا اور سب سے پہلے وہ ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اس مینار نما جگہ پہنچ گیا جسے دیکھنے والے دیکھ کر یہی سوچتے ہوں گے کہ صرف اس ہٹ کو تعمیر کرانے میں کسی دولت مند نے خواہ مخواہ اخراجات کا مظاہرہ کیا ہے لیکن مینار کے اوپری حصے میں پہنچ کر دردانہ بہت متاثر ہوئی وہاں عجیب و غریب آلات اور مشینری نصب تھی مینار کا سامنے کا حصہ جو سمندر کی جانب کھلتا تھا ایک سیاہ رنگ کے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ ڈاکٹر فرف نے سب سے پہلے اس کپڑے کو ہٹایا اور دردانہ نے دیکھا کہ اس جگہ ایک بہت ہی بڑا اور گہرے سرخ رنگ کا شیشہ لگا ہوا ہے ڈاکٹر فرف نے اس شیشے کے قریب پہنچ کر دردانہ کو اپنے نزدیک بلاتے ہوئے کہا۔

"اس سے سمندر دیکھو"۔ دردانہ نے شیشے کی دوسری جانب دیکھا تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں دنیا کی طاقتور ترین دوربین اتنی طاقتور نہیں ہوگی جتنا یہ شیشہ تھا، حالانکہ قرب و جوار میں کوئی جہاز موجود نہیں تھا لیکن دردانہ اس سے بہت سے جہازوں کو دیکھ رہی تھی اس کے مختلف زاویے تھے ایک زاویہ بندرگاہ کی جانب تھا اور بندرگاہ میں زندگی دوڑتی نظر آرہی تھی، جہازوں پر کام ہو رہا تھا اور مختلف لوگ مختلف کاموں میں مصروف تھے یہ جہاز اتنے قریب محسوس ہوتے تھے کہ لگتا تھا کہ ہاتھ بڑھاؤ اور چھولو، انسانی شکلیں تک نمایاں نظر آرہی تھیں دوسرے زاویے سے سمندر تاحد نگاہ نظر آرہا تھا کئی جہاز سمندر کے سینے پر رواں دواں تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان پر زندگی کے آثار نظر آرہے تھے دردانہ ششدر رہ گئی، اس نے متعجبانہ لہجے میں کہا۔

"آہ کس قدر طاقتور شیشہ ہے یہ جہاز یہاں سے کتنی دور ہوں گے انکل فرف؟"

"بہت فاصلے پر بیٹے بہت فاصلے پر ذرا اس تیسرے زاویے سے سمندر کو دیکھو"۔ ڈاکٹر فرف نے کہا اور دردانہ تیسرا زاویہ استعمال کرنے لگی یہاں بہت دور دور تک سمندر نظر آرہا تھا اور اس میں اکا دکا جہاز بھی موجود تھے۔

"یہ جہاز یہاں سے کم از کم ڈیڑھ دن کا سفر طے کر چکے ہیں" ڈاکٹر فرف نے بتایا۔

"کمال ہے، واقعی انکل آپ صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں"۔

"میں نے اس میں کچھ اور تبدیلیاں بھی کی ہیں دیکھو اب تمھیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں"۔ ڈاکٹر فرف نے کہا اور پھر چونک کر شعبان کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "ارے بھئی! ہمارے ننھے مہمان نے تو یہ منظر دیکھا ہی نہیں شعبان ذرا دیکھو اس شیشے سے باہر تمھیں کیسا لگتا ہے؟"

وہ دیر تک سمندر مختلف زاویوں سے دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "بہت دلچسپ چیز ہے"۔

"اب اس میں ہم مزید دلچسپیاں پیدا کرتے ہیں"۔ ڈاکٹر فرف نے کہا اور مینار کے داہنی سمت لگی ہوئی ایک مشین کی طرف متوجہ ہوگیا اس مشین کے کچھ بٹن دبانے سے شیشہ اچانک ہی رنگ تبدیل کرنے لگا اور اس کے بعد اس کا رنگ گہرا نیلا ہوگیا اس پر ایک اور پلیٹ دیوار سے نکل کر آچڑھی تھی ڈاکٹر فرف نے شعبان سے کہا۔

"اب دیکھو بیٹے اس میں تمھیں کچھ اور دلچسپ چیزیں نظر آئیں گی"۔

شعبان شیشے سے دوسری جانب دیکھنے لگا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی وہ کافی دلچسپی سے دوسری سمت کے مناظر دیکھ رہا تھا دیر تک وہ اس شغل میں مصروف رہا اور پھر گردن ہلاتا ہوا بولا۔ "واقعی یہ بہت عمدہ چیز ہے آہ کاش اس کا حصول میرے لیے بھی ممکن ہوتا"۔

"یوں سمجھو یہ تمھارے تصرف میں ہے جب بھی تم اپنی آنٹی کے ساتھ اس طرف آؤ میری اس لیب میں آسکتے ہو اور یہاں اپنی پسند کی چیزیں دیکھ سکتے ہو، دردانہ اب تم بھی دیکھو سمندر کی گہرائیاں تم نے اتنی قریب سے نہ دیکھی ہوں گی"۔

دردانہ نے شیشے کے زاویوں سے دوسری جانب دیکھا اور اُسے چکر سا آگیا اس بار گہرائیاں اس کی نگاہوں کی زد میں تھیں آبی جانور، سمندری جھاڑیاں، پتھریلی چٹانیں جو نہایت پراسرار منظر پیش کر رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خود ان گہرائیوں کا سفر کر رہی ہو۔ ڈاکٹر فرف واقعی جادوگر لگتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک گہری سانس لے کر شیشے کے پاس سے ہٹ آئی۔ "بلاشبہ ڈاکٹر فرف، آپ نے یہ ایک حیرت انگیز چیز بنائی ہے اس کا مقصد ہے کہ آپ اپنے فن میں یکتا ہیں"۔ ڈاکٹر فرف نے کوئی جواب نہیں دیا وہ مینار کے دوسری جانب پہنچ گیا تھا۔ پھر وہاں سے وہ ایک مشین کو دیوار ہی کے درمیان بہت ہی آسانی سے چلاتا ہوا ایک بار پھر شیشے کے پاس آگیا، یہ مشین بھی عجیب و غریب ساخت کی تھی۔ ڈاکٹر فرف نے اُسے دردانہ کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "اس سوراخ سے شیشے کے دوسری جانب دیکھو۔"

دردانہ خود بھی اس معاملے میں کافی دلچسپی لینے لگی تھی۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اُس نے دوسری طرف دیکھا، کوئی خاص بات نظر نہیں آئی البتہ شیشے سے جو چیزیں نظر آرہی تھیں وہ مزید کچھ واضح ہوگئی تھیں اس نے گردن گھما کر سوالیہ نگاہوں سے ڈاکٹر فرف کو دیکھا۔

"یہ ایک انتہائی طاقتور کیمرہ ہے اور اس کے ذریعے سمندر کی گہرائیوں کی، اور سطح کی اتنے ہی فاصلے پر تمام تصویریں لی جاسکتی ہیں جتنے فاصلے پر میری یہ دوربین کام کرتی ہے۔"

"اوہ میرے خدا۔ اس کا مقصد ہے کہ ہمارے وطن کے اس حصے میں آپ اپنے اس کیمرے اور دوربین کی مدد سے یہ پتہ چلا سکتے ہیں کہ سمندر کی سطح پر اور اس کی گہرائیوں میں، اتنے فاصلے پر کیا ہو رہا ہے؟"

"وطن عزیز کو ضرورت پڑی تو میں سرکاری سطح پر بھی اپنی ان تمام چیزوں سے کام لے سکتا ہوں اور دور دور تک کے علاقے دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ اگر ہمارے وطن کے خلاف کوئی کارروائی ہو رہی ہے تو اس میں کیا کیا جارہا ہے"۔

"کیا آپ کی اس لیبارٹری کے بارے میں حکومت کو معلوم ہے؟" دردانہ نے پوچھا۔

"ہاں کسی حد تک، یہ سب کچھ میں نے حکومت کی اجازت سے کیا ہے اور اس سلسلے میں، میں نے متعلقہ محکموں سے اجازت نامے حاصل کیے ہیں لیکن وہ لوگ ایک چھوٹی سی جگہ پر پوری توجہ نہیں دے سکے اور کسی کو نہیں معلوم کہ میں کیا کیا کر چکا ہوں، میری یہ کارروائی کسی بھی طرح ملک و ملت کے خلاف نہیں ہے اور اس کے لیے جب بھی کبھی ضرورت پڑی، میں اپنی صفائی پیش کر دوں گا۔"

"یقینی طور پر انکل۔ آپ نے بہت بڑے کام کیے ہیں، آپ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں"۔

"آؤ، تمھیں اس مینار کا راز معلوم ہوگیا ہوگا، اب ذرا نچلے حصوں میں دیکھ لو، میں نے کیا کچھ کیا ہے"۔

دردانہ دلچسپی کے ساتھ ڈاکٹر فرف کے ہمراہ نیچے کے حصے میں آگئی، شعبان بھی ساتھ تھا اور اب وہ ایک ایک چیز کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، ڈاکٹر فرف نے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ کر دردانہ کو وہ نظام دکھایا جو سمندر سے حاصل ہونے والی تصاویر کو ان کا اصل روپ دیتا تھا اور پھر وہ مختلف مشینوں کے بارے میں دردانہ کو بتاتا رہا کہ سمندری تحقیقات کے سلسلے میں وہ مشینیں کس طرح کام آسکتی ہیں۔ دل ہی دل میں دردانہ نے سوچا کہ تعجب کی بات ہے، اسد شیرازی جیسا شخص ڈاکٹر فرف جیسی شخصیت سے واقف نہیں ہے۔ حالانکہ سمندری زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں اسد شیرازی کو بہت دلچسپی تھی اور اب وہ یہی مشغلہ اپنانے کا فیصلہ کر رہا تھا۔ بلکہ اس کے لیے وہ سفر پر نکل بھی کھڑا ہوا تھا اگر اسد شیرازی کو ڈاکٹر فرف کا تعاون حاصل ہوجاتا تو اس کے بہت سے مسائل حل ہوسکتے تھے۔ دردانہ نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اس بار اسد شیرازی واپس آیا تو ڈاکٹر فرف سے اس کا تعارف ضرور کرائے گی اور اس کے بعد اسد شیرازی اگر شعبان کی مدد سے کوئی کام کرنا چاہے گا تو یقینی طور پر ڈاکٹر فرف کا تعاون اُسے حاصل ہوگا، کیونکہ ڈاکٹر فرف خود بھی بہت زیادہ شعبان میں دلچسپی لے رہا تھا۔

اپنی لیبارٹری کے مختلف حصے دکھانے کے بعد ڈاکٹر فرف دردانہ کو لے کر ایک جانب بڑھ گیا اور اس بار دردانہ کو ایک کمرے میں پہنچنے کے بعد کچھ سیڑھیاں طے کرنی پڑی تھیں جو نیچے جاتی تھیں۔

دردانہ نے چونک کر ڈاکٹر فرف کو دیکھا اور بولی۔ "انکل کیا آپ نے اپنی اس لیبارٹری کے نیچے کوئی زمین دوز جگہ بھی بنا رکھی ہے؟"

"ہاں بیٹے ظاہر ہے اس مختصر سے پلاٹ پر میں بہت بڑے کام نہیں کر سکتا تھا اس لیے میں نے زمین کے نیچے کا تھوڑا سا حصہ بھی استعمال کیا ہے۔"

سیڑھیوں کا اختتام ایک گول کمرے میں ہوا تھا جو بہت زیادہ وسیع نہیں تھا بس ایک چھوٹا سا کمرہ معلوم ہوتا تھا جس کی ساخت انتہائی عجیب و غریب تھی۔ فرش پر صرف ایک قالین بچھا ہو تھا اور کچھ بھی نہ تھا لیکن اس کی دیواریں موٹے شیشے کی بنی معلوم ہوتی تھیں جن کا دوسرا حصہ تاریک تھا، تاہم مدھم روشنی میں شیشے کی یہ دیواریں چمک رہی تھیں۔ ڈاکٹر فرف نے یہاں پہنچنے کے بعد مسکراتی نگاہوں سے دردانہ کو دیکھا اور پھر اس دیوار کے اوپری حصے میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز نیچے گرادی۔ یہ ایک موٹی پلیٹ تھی جو ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ تہہ میں پہنچ گئی تھی گویا یہ گول کمرہ اب بند ہوگیا تھا۔ گول کمرے کے ایک حصے میں دائرے کی شکل میں بہت سے بٹن لگے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر فرف اس جگہ پہنچ گیا۔ پھر اُس نے ایک بٹن اوپر کیا اور دو بٹن نیچے کر دیئے۔ دردانہ اور شعبان کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمین کی گہرائیوں میں اتر رہے ہوں۔ دردانہ نے متحیرانہ نگاہوں سے ڈاکٹر فرف کو دیکھا اور وہ آہستہ سے

بولا۔ "ہاں یہ لفٹ ہے۔"

"یہ کہاں جاتی ہے انکل؟"

"ابھی چند لمحات میں یہ اپنا سفر طے کر لے گی تو تم دیکھو گی کہ یہ کہاں تک جاتی ہے۔" ڈاکٹر شرف نے جواب دیا۔

یہ گول کمرہ نیچے اترتا رہا اور مدھم سی روشنی کے علاوہ انہیں کچھ نظر نہیں آیا لیکن پھر اچانک ہی اس مدھم سی روشنی کے علاوہ باہر کی سمت تیز روشنی پھیل گئی اور باہر کے مدھم مدھم مناظر شیشے میں روشن ہو گئے۔ دردانہ کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں، وہ ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہی تھی۔ چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ شیشے کی دیواروں کے دوسری طرف سمندر کی دنیا آباد تھی۔ بڑی اور چھوٹی مچھلیاں اطراف میں گردش کر رہی تھیں۔

ڈاکٹر شرف ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اور باہر کا ماحول اس کی نگاہوں میں چمک پیدا کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ یہ گول کمرا رک گیا۔

"کہو دوستو، میری یہ کاوش تمہیں پسند آئی؟"

"یہ..... یہ سب کچھ کیا ہے ڈاکٹر۔"

"زمین کی گہرائیاں ختم کر کے سمندر کی گہرائیوں تک لے آیا ہوں تمہیں۔"

"میں سمجھی نہیں؟"

"تو یوں سمجھ لو کہ یہ ایک لفٹ ہے، جو ہمیں لے کر تقریباً چار سو فٹ کی گہرائی میں اتر چکی ہے۔ یہ میرے بائیں سمت تمہیں جو ایک محدود سی دنیا نظر آ رہی ہے، یہ شیشے کا ایک خول ہے، جو میں نے یہاں قائم کیا ہے اس کا ایک حصہ باقاعدہ پانی میں کھلتا ہے، دوسرا اوپر تک میری لیبارٹری میں جاتا ہے۔ اس پانی میں آ جانے والے آبی جانور اگر اس خول میں پہنچ جائیں تو ان کے لیے نیچے جانا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے چاروں سمت شیشے کی دیواریں موجود ہیں، اس کے علاوہ یہ تین اطراف جو تم دیکھ رہی ہو۔ یہ کھلا سمندر ہے، میرا مطلب ہے سمندر کی گہرائیاں۔ میں اس لفٹ کے ذریعے نیچے یہاں تک آیا ہوں اور اس کا تعلق شیشے کے میرے اس بنائے ہوئے خول سے ہے جو چوکور ہے۔ میں اپنی پسند کے مطابق سمندری جانوروں کا اس خول میں تجزیہ کرتا رہتا ہوں۔ سمندر کی اس گہرائی تک میں اپنی اس لفٹ پر آنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس سے زیادہ گہرائیاں پانی کا دباؤ برداشت نہیں کر سکیں گی اور میری یہ لفٹ ناکارہ ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو یہیں تک محدود کر لیا ہے۔ اس طرح میں سمندر کی زمین کے بعد چار سو فٹ کی گہرائیوں کا اچھی طرح جائزہ لے سکتا ہوں۔"

"اوہ ڈاکٹر شرف آپ تو واقعی بہت عظیم انسان ہیں آپ نے اتنا زبردست کارنامہ اس چھوٹی سی جگہ پر سرانجام دے لیا ہے اور باہر کی دنیا آپ کے اس کارنامے سے واقف بھی نہیں ہے۔"

"ہاں یہ سچ ہے کہ صرف چند افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں میں نے سمندری تحقیقات کے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے لیکن یوں سمجھ لو کہ یہ میری اُن حسرتوں کا توڑ ہے، جو عمر رسیدہ ہو جانے کے بعد میرے دل میں پیدا ہو گئی تھیں، سمندر کے بارے میں تو میں بہت کچھ جاننا چاہتا تھا دردانہ بیٹی، لیکن اب اپنی اس عمر کو کیا کرتا، جس نے میرے قویٰ مضمحل کر کے مجھے آگے بڑھنے سے روک دیا چنانچہ میں نے سمندر کو اپنی اس چھوٹی سی لیبارٹری میں قید کر کے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ میرے پاس سمندری تحقیقات کے سلسلے میں کافی مواد ہے اور میں اپنا یہ کام یہیں تک محدود کر کے جاری رکھے ہوئے ہوں لیکن میرا رابطہ دنیا کے بڑے بڑے اوشنو گرافرز سے ہے اور وہ لوگ میری اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ میرے مقالات ان کے ہاں ان کی نصابی کتابوں میں بھی شامل ہیں اور وہ اکثر مجھ سے رابطے قائم کرتے رہتے ہیں۔ البتہ انہیں اس بات پر حیرت ہے کہ میں محدود رہ کر مزید معلومات کیسے حاصل کر رہا ہوں اور دردانہ بیٹی، تم ان لوگوں کے بعد پہلی فرد ہو جو اس معاملے میں جان چکی ہے۔ جنہوں نے یہ لیبارٹری تعمیر کی تھی لیکن وہ سمندری دلچسپیوں سے واقف نہیں تھے اور صرف اپنا کام کر کے اپنا معاوضہ لے کر دنیا میں منتشر ہو گئے۔"

"انکل آپ نے ہم پر بہت بڑا اعتماد کیا ہے۔"

"ہاں اور اس اعتماد کی وجہ یہ ننھا سا بچہ ہے جس نے میری زندگی بھر کی معلومات میں ایک ہلچل مچا دی ہے لیکن ایک درخواست میں تم سے ضرور کروں گا دردانہ۔ لوگوں کو اس کے بارے میں نہ بتانا۔ ظاہر ہے تمہارا تعلق ان لوگوں سے نہیں ہوگا جو سمندری تحقیقات میں دلچسپی رکھتے ہیں، غیر متعلق لوگوں کو اس کے بارے میں بتاؤ گی تو وہ مجھے تنگ کریں گے۔"

"نہیں انکل میں اس قسم کی انسان نہیں ہوں۔"

"میں جانتا ہوں، تھوڑا بہت مشاہدہ انسانوں کے بارے میں میرا بھی ہے۔ بہر طور میں نے تمہیں اس تکلیف کی ادائیگی کر دی ہے، جو تمہیں یہاں آ کر ہوئی ہے مگر میرا یہ ننھا سا دوست اپنے کسی خیال کا اظہار نہیں کرتا۔" ڈاکٹر شرف شعبان کی

طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"انکل میرے ذہن میں ابھی بہت سی چیزیں نہیں آئیں آپ کی باتیں سن رہا ہوں اور ان سے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، مجھے یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ آپ نے لیبارٹری نام کی کوئی شے بنائی ہے، جو یہ عمارت ہے اور اس عمارت سے آپ سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں۔"

"بیٹے کیا تمہارے دل میں کبھی یہ جذبہ نہیں ابھرتا کہ تم سمندر کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرو۔"

"میں نہیں جانتا۔" اس نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔ ڈاکٹر شرف گردن ہلا کر دردانہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہ جاننا چاہے گا، لیکن عمر کی ایک منزل میں پہنچنے کے بعد کیونکہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سمندر سے اس کا خصوصی لگاؤ ہے۔"

دردانہ نے آہستہ سے گردن ہلا دی اسی وقت اسے اچانک مائی ماچھی یاد آئی تھی، جس نے پراسرار انداز میں اس سے ملاقات کر کے کہا تھا کہ یہ لڑکا تمہارے پاس سمندر کی امانت ہے، اس کا خیال رکھنا۔ زندگی کی لطافتوں سے ہمکنار ہوتی رہو گی اور اس کے ذریعے تمہیں بہت کچھ حاصل ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شعبان ایک پراسرار شخصیت تھی اور دردانہ کو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔ ڈاکٹر شرف نے واپسی کا سفر شروع کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس لیبارٹری میں واپس آ گئے۔

دردانہ نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس وقت اتنا دلچسپ گزرا ہے ڈاکٹر کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میرا خیال ہے کہ شعبان بھی اس سے کافی لطف اندوز ہوا ہے، تاہم وقت کافی گزر چکا ہے اور میری واپسی ضروری ہے۔"

"صرف ایک ہی گزارش ہے میری اس لیبارٹری کے بارے میں کسی اور کو نہ بتانا ہاں مجھ سے ملنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہو سکتا ہے میں تمہیں اور بھی دلچسپ چیزوں سے روشناس کراؤں، اس کے علاوہ میری یہ درخواست بھی یاد رکھنا کہ جب بھی اسد شیرازی واپس آئیں، میرا ان سے تعارف ضرور کرانا۔"

"اسد شیرازی صاحب آپ سے مل کر بے حد خوش ہوں گے اور یقینی طور پر وہ آپ سے بھرپور تعاون کریں گے۔"

"یہاں میں تمہاری کوئی خاطر مدارت نہیں کر سکا، کیونکہ مجھے ان چیزوں کے لیے وقت ہی نہیں ملتا، بس جو بھی الٹا سیدھا مل جاتا ہے کھا لیتا ہوں اور وقت گزار لیتا ہوں"۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اس کی حاجت بھی نہیں ہے"۔ دردانہ نے کہا اور ڈاکٹر شرف ان دونوں کو لیبارٹری کے دروازے کے باہر تک چھوڑنے آیا۔ اس کے بعد وہ دونوں اپنی ہٹ کی جانب چل پڑے۔

دردانہ کے ذہن میں خیالات کی یلغار ہو چلی تھی لیکن شعبان کسی بھی کیفیت سے بے تعلق ہٹ کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔ دونوں ہٹ میں داخل ہو گئے۔

"کیا خیال ہے شعبان۔ ہمیں اور یہاں رکنا ہے؟"

"نہیں اب واپس چلتے ہیں"۔ شعبان نے جواب دیا..... دردانہ نے ڈرائیور کو ہدایت کر دی۔ ڈرائیور نے ہٹ سے ضروری چیزیں سمیٹیں اور وہ اپنی رہائش گاہ چل پڑے۔

بعد کے معمولات میں کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن دردانہ ڈاکٹر شرف کی اس لیبارٹری سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ چونکہ خود بھی ایک ایسے آدمی سے منسلک ہو چکی تھی جو غیر معمولی ذوق اور غیر معمولی خیالات رکھتا تھا اس لیے خود بھی ان چیزوں کی اہمیت سے واقف ہو گئی تھی۔ اسد شیرازی سے دنیا بھر کی باتیں ہوتی تھیں ان پر بحث ہوتی تھی اپنے وطن کے ایسے باصلاحیت افراد کے بارے میں بھی گفتگو ہوتی تھی جو بہت کچھ ہونے کے باوجود کچھ نہ تھے۔ کوئی نہ جانتا ہوگا کہ یہ ساحل سمندر پر ایک بہترین محقق نے ایک ایسی انوکھی تجربہ گاہ بنا رکھی ہے جو دنیا کے لیے نہ سہی اس ملک کے لیے ایک عجوبہ ضرور ہے۔ اسد شیرازی اور ڈاکٹر شرف کا گٹھ جوڑ شاندار رہے گا۔ لیکن اسد شیرازی کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ایک اور خیال اس کے ذہن میں آیا تھا۔ ڈاکٹر شرف کی شعبان میں غیر معمولی دلچسپی کسی پریشانی کا باعث نہ بن جائے۔ بہت احتیاط کرنا ہوگی گو اس لیبارٹری میں کوئی خاص بات نہ ہوئی تھی لیکن.....

کئی دن گزر گئے شعبان کے معمولات جاری رہے اس کی تعلیم کے لیے کئی لوگوں کو مقرر کیا گیا تھا جو اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ شعبان سے اسد شیرازی کی جو دلچسپی تھی وہ اپنی جگہ لیکن اس نے شعبان کو معاشرے کا ایک اچھا فرد بننے کے لیے دوسرے تمام انتظامات بھی کر دیئے اور یہ کام دردانہ نے بخوبی سنبھال لیا تھا... ڈاکٹر اسد شیرازی غیر متوقع طور پر چند روز میں ہی واپس آ گیا اپنی کوٹھی کے معمولات سے فارغ ہو کر وہ وہاں پہنچ گیا جہاں دردانہ شعبان کے ساتھ رہتی تھی۔ دردانہ اسے دیکھ کر

ششدر رہ گئی۔

"آپ واپس آگئے"۔

"ہاں عارضی طور پر دردانہ۔ دراصل جن لوگوں کے ساتھ میں نے اس سفر کا پروگرام بنایا تھا انھیں کچھ مشکلات پیش آگئیں، جن کی وجہ سے آگے کام جاری نہ رہ سکا اب کچھ اور انتظامات کر کے ہم اس سفر کو دوبارہ جاری کریں گے، ایک دلچسپ سفر ہوگا یہ، تم سناؤ میری غیر موجودگی میں تمہارے معمولات کیا رہے؟"

جو ذمہ داری آپ نے مجھے سونپی ہے اس کی تکمیل کر رہی ہوں"۔

"چلو تمہارے پاس ایک بہترین مشغلہ ہے، تھوڑے سے تجربات بھی ہو رہے ہیں تمہارے، مثلاً یہ کہ ایک پسماندہ بستی کا ننھا سا بچہ، اگر بہتر تربیت کرنے والے ہاتھوں میں پہنچ جائے تو اُس کی فطرت میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ دراصل انسانوں کی تقسیم کرلی گئی ہے۔ حالانکہ ہمارے مسلک میں انسانوں کی کوئی تفریق نہیں ہے، ہر شخص ماحول اور جگہ کی مطابقت سے ذہنی تربیت حاصل کرتا ہے، حالانکہ قدرت نے ہر شخص کو صلاحیتیں بخشی ہیں، اب یہ ایک مچھیرے کا بیٹا بہترین تربیت حاصل کر رہا ہے اور یقینی طور پر یہ معاشرے کا ایک بہترین نوجوان بنے گا، خداوندِ عالم نے اسے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے، ہم اس کی ان صلاحیتوں کو جلا دے کر اسے سمندروں کا شہنشاہ بنائیں گے، سمندر سے اس کی دلچسپی اور سمندر میں اس کی جولانیاں یقینی طور پر اس کی مددگار ہوں گی اور ہوسکتا ہے یہ سمندری تحقیقات میں دنیا کو بہت سے انوکھے تحفے دے۔"

"یقیناً سر۔ میں آپ کو ایک اور حیرتناک واقعہ کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں"۔

کوئی اہم بات ہوگئی کیا؟"

"سر ساحل سمندر پر آپ کی ہٹ سے کچھ فاصلے پر ایک ایسی ہٹ بنی ہوئی ہے جس کے سامنے کے حصے پر ایک مینار بنایا گیا ہے"۔

"ہاں مجھے یاد ہے، ایک ایسا مینار بنایا گیا ہے وہ جسے دیکھ کر ہی احساس ہوتا ہے کہ بس جس کے جو ذہن میں آیا وہ اُس نے کرلیا، حالانکہ اُس کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"جی سر، میں اُسی ہٹ کی جانب آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اس ہٹ میں ایک شخص ڈاکٹر فرف کے نام سے رہتا ہے اور پھر دردانہ نے تفصیل کے ساتھ ڈاکٹر فرف سے ملاقات کا احوال سنا دیا۔

جب دردانہ خاموش ہوئی تو اسد شیرازی نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ "تم تو جیسے مجھے کوئی الف لیلی کی کہانی سنا رہی ہو ایک تصوراتی خواب، جسے صرف خواب سمجھا جاتا ہے، اتنا بڑا کام اتنی خاموشی سے کرلینا اور وہ اتنی چھوٹی سی جگہ، بھلا کیسے ممکن ہے دردانہ؟"

"سر اگر مجھے بھی یہ واقعہ صرف سنایا جاتا، تو شاید میں سنانے والے کی بات پر یقین نہ کرتی لیکن میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی تردید بھی ممکن نہیں ہے۔"

"آہ یہ سب کچھ تو میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں دردانہ واقعی یہ ایک حیرت ناک بات ہے۔ ڈاکٹر فرف اس کا مطلب ہے بہت باکمال ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں کبھی اخبارات میں کوئی تفصیل نہیں دیکھی اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر صرف اپنی دلچسپی کی بناء پر کام کر رہا ہے"۔

"یقیناً سر۔ تاہم میں نے یہ بھی سوچا، کہ کہیں اُس کی یہ دلچسپی، ہمارے کسی مقصد کو ختم نہ کردے۔ اس کے بعد سے آج تک میں نے ساحل کا رُخ نہیں کیا ہے، سوچا یہی تھا میں نے اور اب ذرا احتیاط بھی رکھوں گی۔"

"ہوں، اگر ڈاکٹر فرف واقعی اپنے آپ میں محدود ایک انسان ہے تو ہمارا اور اُس کا اشتراک، ہمارے لئے بہت سی آسانیاں فراہم کرسکتا ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ خود بخود ایک بہت بڑا کام ہوگیا ہے، سمندری دنیا سے مجھے دلچسی ضرور ہے لیکن میری اپنی معلومات تو ابھی اس بارے میں بالکل نہیں ہیں اور نہ ہی میں اس سلسلے میں کوئی صحیح راستہ متعین کر پایا تھا کہ کس طرح اپنے کام کا آغاز کروں گا میرا خیال ہے دردانہ کہ تم مجھے ڈاکٹر فرف سے ملا دو۔ میں اس کے بارے میں اندازہ لگاؤں گا کہ وہ کس قسم کا انسان ہے اگر صورت حال بہتر ہوئی تو ہم شعبان کو ڈاکٹر فرف کی تحویل میں بھی دے سکتے ہیں، میرا مطلب ہے شعبان کے متعلق معلومات کے لیے ڈاکٹر فرف کی مہارت ہمارے کام آسکتی ہے۔

"میرا خیال ہے ہم کل ہی ڈاکٹر فیرف سے ملاقات کرتے ہیں"۔

دردانہ چند لمحات خاموش رہی، پھر اس نے کہا۔ "سر جب اس نے مجھ سے آپ کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں، تو میں نے اُسے شعبان کا نام شعبان شیرازی بتایا اور آپ کا بیٹا ظاہر کیا۔"

"ہوں تم نے جو کچھ کیا، وہ ایک حد تک درست تھا۔ لیکن اگر ڈاکٹر فرف کوئی بہتر آدمی نکلتا ہے تو ہم اسے تمام تفصیلات بتا دیں گے تاکہ اُسے شعبان کے بارے میں فیصلے کرنے میں آسانی ہو۔ بعد میں میں تمہیں ہدایت دے دوں گا کہ ڈاکٹر فرف کو ہم کہاں تک حیثیت دیں گے۔" دردانہ خاموش ہوگئی۔

دوسرے ہی دن تینوں ساحل کی جانب چل پڑے۔ شعبان تو ساحل کا نام سن کر ہی خوش ہوجایا کرتا تھا۔ سمندر سے اُس کی یہ بے پناہ دلچسپی بعض اوقات ان لوگوں کو حیران کردیا کرتی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اگر اُسے اجازت دے دی جائے تو وہ ساری عمر ہی سمندر میں گزار دے۔

اپنے شاندار ہٹ میں پہنچنے کے بعد اسد شیرازی تھوڑی دیر تک وہاں رہا اور پھر اس نے دردانہ سے کہا کہ ڈاکٹر فرف سے ملاقات کرلی جائے۔ چنانچہ تینوں وہاں پہنچ گئے۔

ڈاکٹر فرف کے ہٹ پر پہنچ کر دردانہ نے دستک دی اور چند لمحات کے بعد ہی ڈاکٹر فرف نے دروازہ کھول دیا۔ ان تینوں کو دیکھ کر اس نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور اسد شیرازی کی طرف رُخ کر کے بولا۔ "یقینی طور پر آپ اسد شیرازی ہیں؟"

"ہاں ڈاکٹر فرف۔ آپ کے بارے میں دردانہ سے سن کر میں اپنے اشتیاق کو نہ دبا سکا اور آپ سے ملاقات کرنے چلا آیا۔"

"آپ کی آمد سے مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ یہاں اپنے وطن میں تو میں اس طرح اپنے لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر رہ گیا ہوں کہ اب اپنے دروازے پر ہونے والی دستک حیران کر دیتی ہے۔ بہرطور آپ نے مجھے اس قابل سمجھا اور میری جانب رُخ کیا اس کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں"۔ ڈاکٹر فرف انہیں لے کر اپنے خوب صورت ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا اور پھر اُس نے مسکرا کر دردانہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ مائی ڈیر دردانہ میں تمہارے جانے کے بعد سے اب تک شعبان کے بارے میں سوچتا رہا ہوں اور یقین کرو کہ بہت سی ایسی چیزیں میں نے بڑے عرصے کے بعد کھنگالی ہیں جن میں اس قسم کے کسی کردار کا تذکرہ ہو۔ میں مسلسل شعبان ہی کے بارے میں غور کرتا رہا ہوں۔ بہرطور مسٹر شیرازی یہ بچہ اتنا حیرت انگیز ہے کہ اگر اس کے بارے میں ایک باقاعدہ کمیٹی قائم کردی جائے تو وہ بھی اس پر باآسانی ریسرچ نہ کرسکے گی۔ میں اس میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہوں اور میں خود آپ سے ملنے کا شائق تھا۔ براہِ کرم آپ مجھے یہ بتائیے کہ یہاں آپ کی آمد کس مقصد

کے تحت ہوئی۔ میں آپ کو مکمل طور پر تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور آپ کی خواہش کے مطابق ہر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ لیبارٹری جس کی تفصیل ہوسکتا ہے بس دردانہ نے آپ کو بتادی ہو آپ کے سامنے ہے آپ اس کا بھرپور طریقے سے جائزہ لے لیجئے۔ اس کے بعد مجھے موقع دیجئے کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرسکوں"۔

"آپ کا بے حد شکریہ ڈاکٹر شرف یقینی طور پر میں اس حیرت انگیز لیبارٹری کو دیکھنا چاہوں گا، بشرطیکہ آپ اس کی اجازت دیں مجھے؟"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے آپ یقین کیجئے کہ میں نے کبھی کسی بھی شخص کو اس لیبارٹری تک نہیں آنے دیا دردانہ پہلی خاتون تھیں اور شعبان پہلا بچہ تھا جس نے اس لیبارٹری کا تفصیلی معائنہ کیا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ میں کسی شہرت کا خواہش مند نہیں ہوں، بلکہ اپنے طور پر مکمل کررہا ہوں اور اپنی ذات ہی کو اس سے مطمئن کرنا چاہتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ اگر اس کی شہرت عام ہوجائے تو میری پریشانیوں میں اضافہ ہوجائے گا۔ تاہم تشریف لائیے۔ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کی تفصیلات آپ کو بھی دکھادی جائیں"۔

ڈاکٹر شرف بالکل اسی انداز میں جس طرح اس نے دردانہ کو اس لیبارٹری کی سیر کرائی تھی اسد شیرازی کو بھی اس کی ایک ایک چیز کے بارے میں بتاتا رہا۔ دردانہ یقینی طور پر اس قدر تجربے کار اور ماہر نہیں تھی کہ ان تمام چیزوں کی گہرائیوں پر غور کرتی لیکن اسد شیرازی نے جو کچھ دیکھا اس نے اُسے دنگ کردیا تھا۔ یہ ایسا جدید ترین سازو سامان تھا جس کے بارے میں دعوے سے یہ کہا جاسکتا تھا کسی بھی ملک کی جدید ترین تحقیقاتی لیبارٹری اس سے زیادہ شاندار نہیں ہوگی، خاص طور سے زیر سمندر جو کچھ ڈاکٹر شرف نے کیا تھا وہ ناقابلِ یقین تھا اور اسد شیرازی کے اندازے کے مطابق اس پر کروڑوں روپے کا صرفہ ہوا ہوگا اس طرح یہ کہا جاسکتا تھا کہ ڈاکٹر شرف کو اپنی تحقیقات سے عشق ہے اور بلاشبہ وہ سمندری دنیا کے بارے میں بہت گرانقدر معلومات رکھتا ہوگا، یہ زیرِ زمین لیبارٹری دیکھ کر اسد شیرازی کی آنکھیں منجمد سی ہوگئی تھیں۔

"یوں لگتا ہے مسٹر اسد شیرازی، جیسے آپ اس لیبارٹری کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں۔" ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف متاثر ہونے کا لفظ استعمال کررہے ہیں ڈاکٹر شرف اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میرے وطن میں کتنا بڑا آدمی موجود ہے اور لوگ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"۔

"یہی اس بڑے آدمی کی بقاء ہے۔ ورنہ بہت سے بڑے آدمیوں کے بارے میں جاننے کے بعد اُن کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے اس کا علم آپ کو بھی ہوگا مسٹر شیرازی"۔

اسد شیرازی نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن بہر طور برتری اپنی جگہ قائم رہتی ہے آپ بلاشبہ ایک عظیم محقق ہیں ڈاکٹر شرف"۔

"تو پھر مسٹر اسد شیرازی اس عظیم محقق کی تحقیقاتی سرگرمیوں میں آپ بھی اس کی تھوڑی سی مدد کریں"۔

"دل و جان سے حاضر ہوں۔ یقینی طور پر مجھے آپ کے لیے کچھ کرکے فخر بھی ہوگا اور مسرت بھی"۔

"ویسے مائی ڈیر مسٹر اسد شیرازی اس لیبارٹری کو دیکھنے کے بعد آپ کے ذہن میں کوئی سوال اُبھرا؟"

"سوالات ہی سوالات ہیں ڈاکٹر شرف میں نے اس سے پہلے کبھی اتنی عمدہ تجربہ گاہ نہیں دیکھی، خاص طور سے زیرِ سمندر آپ نے جو کچھ کیا ہے یہ ایک ناقابلِ یقین سی بات ہے اور اس کے لیے آپ نے جس طرح یہ جدید ترین طریقہ کار اختیار کیے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے کیا میں اس سمندری لیبارٹری کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرسکتا ہوں کہ اس سے آپ کے مقاصد کیا ہیں؟"

"شیشے کا یہ خول بہت مضبوط ہے اور ہم اس میں بڑے بڑے آبی جانوروں کو لاسکتے ہیں عموماً یہ ہوتا ہے کہ سمندری جانور تہہ میں تیرتے ہوئے خود شیشے کے اس خول میں آجاتے ہیں اگر کسی خاص جانور کا بھی کوئی تجزیہ کرنا ہوتا ہے تو پھر نیچے سے ایک جال اس کے نچلے حصے میں پھیلا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ جانور شیشے کی اس لیبارٹری میں قید ہوکر رہ جاتا ہے اور پھر ہم اس کا بھرپور طریقے سے تجزیہ کرلیتے ہیں بعض اوقات ہم ایسی ضرورتیں بھی پوری کرلیتے ہیں جن سے ہمیں خاص نتائج حاصل ہوسکیں مثلاً لیبارٹری کے اس خول میں ایک خاص قسم کی گرمی بھی پیدا کی جاسکتی ہے جو انہی آلات کی مدد سے زیرِ عمل آتی ہے یہ گرمی بعض اوقات ضرورت کے مطابق اس قدر تیز کردی جاتی ہے کہ یہاں پانی میں ابال تک آجاتا ہے، یعنی ہم اس لیبارٹری میں موجود پانی کو ایک مخصوص درجہ حرارت بھی دے سکتے ہیں اور اس طرح ہم بعض چیزوں پر ایسے سمندری تجربات کرلیتے ہیں جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتے"۔

"بہت عمدہ کیا یہ معمولی بات ہے میں کہتا ہوں اگر اس لیبارٹری کو آپ دنیا سے روشناس کرادیں تو شاید کئی ملکوں کی حکومتیں اس کی جانب متوجہ ہوجائیں میں آپ کے نظریات کو نہیں سمجھ سکتا ڈاکٹر شرف لیکن میرا خیال ہے اگر اس لیبارٹری کو آپ قومی تحقیقاتی سطح پر وقف کردیں تو حکومت آپ کو ہر طرح کی مراعات سے نواز سکتی ہے"۔

"نہیں میرے بھائی، دراصل اس کے پس منظر میں ایک انوکھی کہانی پوشیدہ ہے جو پھر کبھی تم سے ملاقات کرنے پر تمہیں سناؤں گا، یوں سمجھ لو کہ میں نے عمر کا ایک بڑا حصہ اس کوشش میں گزارا ہے کہ مجھے کسی طرح سمندری تحقیقات کی مراعات مل جائیں اور ان کوششوں کو جس طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس نے مجھے اس دنیا سے بہت بددل کردیا ہے پھر میں نے سمندر ہی سے کچھ بھیک مانگی اور سمندر کی بھیک مل جانے کے بعد میں نے اپنے ان کاموں کا آغاز کیا یوں سمجھ لو میری یہ لیبارٹری سمندر کی امانت ہے میں جو کچھ معلومات حاصل کررہا ہوں اسے ایک کتابی شکل دوں گا اور اس کتاب کی تکمیل کے بعد ایک وصیت کے ساتھ اسے محفوظ کردوں گا، وصیت یہ ہوگی کہ میری موت کے بعد اس کتاب سے استفادہ کیا جائے میں اپنے طور پر ان لوگوں کا سامنا کرکے مخلص نہ رہ سکوں گا جنہوں نے مجھے لمحہ لمحہ میرے مقاصد سے ہٹانے کی کوشش کی، شاید یہ الفاظ آپ کی سمجھ میں آکر میری حیثیت کو واضح کردیں مسٹر اسد شیرازی"۔

"یقیناً جو کچھ میں سمجھ رہا ہوں شاید بات اس سے مختلف نہیں ہے ڈاکٹر شرف۔ بہر طور اس دنیا کا یہی اصول ہے کہ ہر مکمل آدمی پر توجہ دیتی ہے نامکمل کو یہ کبھی مکمل کرنے کی کوشش نہیں کرتی تاہم میں آپ کا قدر دان ہوں ڈاکٹر شرف"۔

"آؤ پھر اوپر بیٹھ کر باتیں ہوں گی"۔ ڈاکٹر شرف نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد لفٹ نے اُنہیں اوپر کے حصے میں پہنچا دیا اور ڈاکٹر شرف ان تینوں کو لے کر اپنے ڈرائنگ روم میں واپس آگیا۔ "میں شعبان کے بارے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں مسٹر اسد شیرازی"۔

"میری خوش بختی ہے کہ آپ جیسے زبردست محقق سے میرا رابطہ قائم ہوگیا اور آپ نے شعبان میں دلچسپی لی"۔

"یہ تمہارا بیٹا ہے اسد شیرازی؟"

"جی جی میں اس کے بارے میں آپ سے ابھی مزید گفتگو کروں گا میرا خیال ہے دردانہ کہ شعبان میںنار میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اگر تم پسند کرو تو اس کے ساتھ تجربہ گاہ میں جاکر مینار سے سمندر کا جائزہ لے سکتی ہو"۔

"خود میرے دل میں بھی یہی خواہش تھی"۔ دردانہ نے شیرازی کی بات سمجھ کر جلدی سے کہا اور پھر شعبان سے بولی۔ "آؤ شعبان دیکھیں سمندر کے کیا کیا رنگ ہیں"۔

"میرا سوال تشنہ ہے مسٹر اسد شیرازی"۔

"شعبان میرا بیٹا نہیں ہے ڈاکٹر شرف"۔

"ہوں۔ کون ہے پھر؟" ڈاکٹر شرف نے اپنے تجسس کو دباتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ عرصہ نہیں گزرا ڈاکٹر شرف میں اپنی سیکرٹری دردانہ کے ساتھ ایک سمندری سفر کے لیے نکلا تھا مختصراً میں آپ کو اتنا ضرور بتادوں ڈاکٹر شرف کہ میری فطرت میں مہم جوئی ہے زندگی کا ایک بڑا حصہ ملک سے باہر گزرا ہے اور کچھ ایسے دوستوں کا ساتھ مل گیا تھا جو مہم جوئی سے دلچسپی رکھتے تھے میں نے ان کے ساتھ دنیا کے بیشتر ممالک کی سیر کی اور اس دنیا میں پھیلی ہوئی عجیب و غریب چیزوں کے بارے میں معلومات میرا محبوب ترین مشغلہ رہا ہے میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ سمندریات کے بارے میں معلومات حاصل کروں میرے وسائل محدود تھے اور مجھے اس سلسلے میں پہلے سے کوئی خاص بات معلوم نہیں تھی تاہم اس سلسلے میں جو کچھ بھی مواد مجھے مل سکا میں نے اسے پڑھا اور اس کے بعد میں نے ایک بے مقصد سے سفر کا آغاز کردیا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس سے مجھے کوئی بہت ہی اہم معلومات حاصل ہوجائیں گی کچھ لوگوں کی تلاش میں تھا جن کے بارے میں پڑھ چکا تھا میرا خیال تھا ان سے مل کر میں اپنے اس شوق کی تکمیل کروں گا لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمارا جہاز طوفانی لہروں کی نذر ہوکر ایک ایسے علاقے میں پہنچ گیا جسے ہم ابتداء میں نہ جان پائے تھے بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنے ہی وطن کا ایک حصہ ہے یہ جہاز ساحل کی ریت میں پھنس گیا اور اس کے کنارے آباد مچھیروں کی ایک بستی کے لوگوں نے ہماری بھرپور مدد کی۔ وہاں سے ہم رابطے قائم کرکے بخیر و عافیت واپس آنے میں کامیاب ہوگئے وہیں مچھیروں کی اس بستی میں مجھے یہ بچہ ملا جس کا نام شعبان ہے یہ بستی کے سردار کے پاس رہتا تھا معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا کہ وہ سردار کا بیٹا بھی نہیں ہے بلکہ ایک ایسے جوڑے کی اولاد ہے جو سمندر کی نذر ہوگیا اس بچے کی ولادت بقول سردار کے سمندر ہی میں ہوئی اور بارہ دن تک یہ پانی میں گم رہا بارہ دن کے بعد اس کا ننھا سا وجود ساحل سے آلگا۔ یہ زندہ سلامت تھا اور اس کے بعد انتہائی سخت جانی کے عالم میں اس نے زندگی پائی

میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے اپنے ساتھ رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو سردار نے اس سے انکار نہ کیا اس طرح اس بچے کو لے کر میں یہاں آیا، اس کے تیرنے کے انداز نے نہ صرف مجھے بلکہ سبھی کو حیران کر رکھا تھا یہاں تک کہ بستی کے مچھیرے بھی اس کے بارے میں عجیب و غریب روایتیں سناتے تھے سمندر میں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کے اندر یہ انوکھی خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں میں بھی یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے اندر کیا کیا انوکھی چیزیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ سمندر کی دلچسپی کی بناء پر میرے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ اگر اسے بہترین تربیت دی جائے اور اس کی عمدہ پرورش کی جائے تو ہوسکتا ہے کہ یہ سمندر کے سلسلے میں میرے لیے بہت سی معلومات حاصل کرنے کا باعث بن جائے اس تصور کے تحت میں اس پر اپنی تمام کوششیں اور توجہ صرف کر رہا ہوں لیکن اس بات کا اعتراف کرتا ہوں ڈاکٹر شرف کہ خود میں یہ نہیں جانتا کہ میں اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کیا کچھ کر سکتا ہوں، میری یہ تمام کوششیں خلاء میں ہاتھ پاؤں مارنے کے مترادف تھیں اور جب میری سیکرٹری دردانہ نے مجھ سے آپ کا تذکرہ کیا تو میں آپ میں دلچسپی لیے بغیر نہ رہ سکا، ڈاکٹر شرف آپ نے مجھے جو کچھ دکھایا ہے وہ میرے لیے ناقابلِ یقین سا ہے لیکن اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں اور اس بات کا اعتراف بھی کر چکا ہوں آپ سے کہ آپ ایک بہترین سمندری محقق ہیں یہ بچہ جس کے بارے میں اب میں نے آپ کو تمام تر تفصیلات بتائیں میرے لیے باعثِ محبت بھی ہے اور باعثِ دلچسپی بھی یہ میرے ایک مقصد کی تکمیل بھی ہے اور میری اپنی زندگی میں ایک حیثیت رکھتا ہے تاہم اگر اسے آپ کا سہارا مل جائے تو میں سمجھتا ہوں میرے اس تصور کا عملی پیکر سامنے آجائے گا جو خود میرے ذہن میں مبہم ہے"۔

ڈاکٹر شرف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ پرجوش نظر آرہا تھا اس نے اسد شیرازی کا ہاتھ پکڑ کر اسے دباتے ہوئے کہا "میرے لئے بھی یہ ایک دلچسپ اور انوکھی تخلیق ہے میں اس کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہوں کوئی ایسا نقصان نہیں پہنچاؤں گا میں اسے جو اس کے لیے پریشان کن ہو لیکن یہ بڑی دلچسپ اور انوکھی بات ہے، سمندر میں بہت سی ولادتیں ہوتی ہیں اور اس کے بارے میں جدید ترین تحقیقاتی رپورٹیں موجود ہیں، کہنا یہی ہے کہ قدرت نے چونکہ انسان کو اپنے تحفظ کے لیے ہر شے عنایت فرمائی ہے اور اس کے اندر حوادث سے بچنے کی بے شمار قوتیں پوشیدہ کر دی گئی ہیں اس طرح وہ نوزائیدہ ہو کر بھی اپنا تحفظ کر لیتا ہے لیکن یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ ایک ایسا بچہ جو سمندر میں پیدا ہوا اور بارہ دن تک سمندر کے نمکین اور تیز پانی میں زندہ رہا کس حد تک اپنے اندر ایسی پراسرار قوتیں پوشیدہ کر سکتا ہے جو دوسروں کے لیے ناقابلِ فہم ہوں اس طرح میری تحقیقات میں ایک نیا اضافہ ہوگا اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ کے ذہن میں جو مقصد ہے میں اس کی تکمیل بھی کروں گا میں نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کتنی باقی ہے لیکن وقت سے پہلے موت کا انتظار کرنے بیٹھ جانا بھی تو ایک حماقت کی بات ہے جب تک میں زندہ ہوں آپ کے تعاون کے ساتھ اس سلسلے میں کام کر سکتا ہوں اور آپ کو لمحہ لمحہ اپنی معلومات سے آگاہ کرتا رہوں گا ہوسکتا ہے میں اور آپ مل کر کوئی ایسا پروگرام بھی ترتیب دے لیں جو ہماری اس معلومات کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہو"۔

"میں آپ سے مکمل تعاون کروں گا۔ ڈاکٹر شرف آپ اطمینان رکھیئے جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے تو میں اس سے اتنا متاثر ہوا ہوں کہ آپ پر مکمل بھروسہ کرتا ہوں میں شعبان کو آپ کی تحویل میں دیتا ہوں اس کی پرورش دردانہ ہی کرے گی دنیاوی معلومات سے ہم اسے پوری طرح بہرہ ور کریں گے اور جب بھی آپ اس کے سلسلے میں کوئی ہدایت دردانہ کو دیں گے وہ اس کی تعمیل کرے گی میں اسے ہدایت کر دوں گا جہاں تک میرا مسئلہ ہے تو یوں سمجھ لیجیئے کہ آپ مجھے جس قابل بھی سمجھیں میں اس کے لیے حاضر ہوں کچھ عرصے کے لیے مجھے ملک سے باہر جانا ہے لیکن واپس آنے کے بعد میں اس وقت تک کوئی دوسرا پروگرام ترتیب نہیں دوں گا جب تک ہم اور آپ مل کر اس سلسلے میں کوئی پروگرام نہیں بنا لیتے"۔

بے حد شکریہ! میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ دن کا کچھ حصہ مختلف اوقات میں میرا مطلب ہے روزانہ نہ سہی مجھے اس کے ساتھ صرف کرنے کی اجازت دی جائے میں اسے سمندری سفر پر بھی لے جاؤں گا تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر ہم یہ جائزہ لینے کی کوشش کریں گے کہ سمندر میں اس کی حسیات کہاں تک ہوتی ہیں اور یہ سمندر میں رہ کر کیا کیا کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے اس کے علاوہ میری لیبارٹری میں سمندر سے متعلق جو کچھ بھی چیزیں موجود ہیں میں ان کے ذریعے بھی اس پر تحقیقات کروں گا لیکن اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہوگی جس سے اسے کوئی نقصان پہنچ سکے"۔

"میں نے آپ کو اس سلسلے میں مکمل اختیارات دے دیئے ہیں ڈاکٹر شرف اب جو کچھ بھی ہوگا آپ کی ہدایت کے مطابق ہی ہوگا"۔

اسد شیرازی اور ڈاکٹر شرف بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے تھے اور پھر وہ دردانہ کی تلاش میں اوپری حصے کی جانب چل پڑے دردانہ اور شعبان بڑی دلچسپی سے سمندر کا نظارہ کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد اسد شیرازی، دردانہ اور شعبان کے ساتھ واپس اپنی ہٹ میں آگیا دردانہ نے ہٹ میں عمدہ قسم کی چائے بنائی اور پھر چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے اسد شیرازی اپنے تاثرات کا اظہار کرنے لگا اس نے ڈاکٹر شرف سے مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا اور اس سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل دردانہ کو بتانے کے بعد کہا۔

"میں سمجھتا ہوں دردانہ ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے ڈاکٹر شرف ایک بہترین آدمی ثابت ہوگا میں نے اس سے یہ بھی وعدہ کر لیا ہے کہ میری غیر موجودگی میں بھی تم اس سے مکمل تعاون کرو گی، ڈاکٹر شرف سے ملاقات کرتی رہا کرو وہ اگر کوئی پروگرام ترتیب دے تو اس میں اس سے بھرپور تعاون کرنا، تم خود سمجھدار ہو اور جانتی ہو کہ کیا چیز نقصان دہ ہوسکتی ہے اور کیا چیز فائدہ مند ہر بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے اس عمل کو جاری رکھنا"۔

"بہتر ہے سر! آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا جائے گا"۔

...ooo...

اسد شیرازی کئی دن تک یہاں رہا اور پھر اس کے ان مقاصد کی تکمیل ہو گئی، جس کے لیے اسے اپنا سفر ملتوی کرنا پڑا تھا، ایک دن اس نے دردانہ کو اطلاع دی کہ وہ جا رہا ہے اور واپسی کے بارے میں کوئی تعین نہیں کیا جاسکتا کہ اسے کتنا وقت لگ جائے دردانہ نے اپنا کام معمول کے مطابق جاری رکھا۔

ڈاکٹر شرف سے دردانہ کی ملاقاتیں جاری رہیں ڈاکٹر شرف ابتداء میں تو ذرا کچھ محدود رہا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ دردانہ اور شعبان سے اس کی بے تکلفی بڑھتی چلی گئی، شعبان اپنی فطرت کے مطابق ہر ایک سے تعاون کرنے والا تھا۔ اسد شیرازی کی غیر موجودگی میں وہ ایک طرح سے ڈاکٹر شرف کی اسسٹنٹ ہی بن گئی تھی۔ ڈاکٹر شرف نے شعبان پر تحقیقات کے سلسلے میں انتظامات چند روز کے اندر اندر مکمل کر لیے کچھ عجیب و غریب ساخت کی مشینیں اس نے اپنی اس تجربہ گاہ میں نصب کی تھیں اور پھر ایک دن ان مشینوں کا تصرف عمل میں آگیا۔

ڈاکٹر شرف نے شعبان کے جسم کے مختلف حصوں کے ایکسرے لیے تھے اور اس کے بعد وہ اپنی لیبارٹری میں ان تصاویر پر کام کرنے میں مصروف ہو گیا تھا جو شعبان کی اندرونی ساخت کی تھیں۔ شعبان ڈاکٹر شرف کی آبزرویٹری میں چلا گیا تھا۔

"میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں ڈاکٹر؟" دردانہ نے کہا۔

"تم میری مسلسل تو مدد کر رہی ہو دردانہ اور کیا مدد کرنا چاہتی ہو؟" ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ان تصاویر کے سلسلے میں۔ میں خود بھی ان کاموں میں اتنی ہی دلچسپی لے رہی ہوں جتنی آپ"۔

"تم شعبان کے ساتھ سمندر کی گہرائیاں جھانکو"۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دردانہ کو وہ اپنی تمام کارروائیوں سے آگاہ رکھتا تھا۔ ان تصاویر کے نتائج موصول ہو گئے اور ڈاکٹر شرف نے اُسے بتایا "اس کی اندرونی ساخت میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہے وہ تمام اعضاء جن سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ ہوسکتا ہے اُن کی ساخت میں کوئی بنیادی فرق ہو، بالکل عام انسانوں جیسے ہیں میں نے اس کے پھیپھڑے اور وہ دوسرے تمام حصے اچھی طرح چیک کر لیئے ہیں وہ سب بالکل عام انسانوں جیسے ہیں اس کا مقصد ہے کہ اس کی ساخت میں کوئی انوکھا پن نہیں ہے اور اس میں جو غیر معمولی صلاحیتیں ہیں وہ اسی ساخت کے ساتھ بالکل قدرتی حیثیت رکھتی ہیں آئندہ ملاقات کے لئے دردانہ میں نے ایک اور تجربے کا فیصلہ کیا ہے میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ سمندر میں اُس کے تیرنے کی کیا رفتار ہے؟"

"ضرور ڈاکٹر! میں آپ سے تعاون کروں گی"۔

"شعبان کے تعلیمی مشغلوں کے علاوہ اور کوئی مصروفیت نہیں ہے مجھے"۔

"تو کیوں نا کل ہی کا دن اس کے لئے رکھ لیا جائے، تم اگر چاہو تو یہیں ہٹ میں قیام کر سکتی ہو میں تو یہاں رہتا ہی ہوں"۔

"نہیں ڈاکٹر یہ ممکن نہیں ہے واپسی ضروری ہے کیونکہ میں آپ کو جو وقت دیتی ہوں وہ بالکل وہی وقت ہوتا ہے جب ہمیں فرصت ہوتی ہے میں نہیں چاہتی کہ شعبان کے معمولات میں کوئی تبدیلی رونما ہو..."

"تو پھر ٹھیک ہے کل دو بجے میں تمہارا انتظار کروں گا"۔

دوسرے دن دو بجے جب دُردانہ شعبان کے ساتھ پہنچی تو ڈاکٹر شرف اپنے ہٹ کے باہر ہی اُن کا انتظار کر رہا تھا اُس کے پاس ایک بڑا سا تھیلا موجود تھا جسے اُس نے اپنے پاس رکھا ہوا تھا ان دونوں کو دیکھ کر اُس نے خوش آمدید کہا اور اُس کے بعد انہیں لیے ہوئے ساحل کے اُس حصے کی جانب چل پڑا جہاں لہروں پر ایک انتہائی جدید ساخت کا اسٹیمر ہچکولے کھا رہا تھا، ڈاکٹر شرف نے شعبان سے کہا۔

"آج آپ کو سمندر میں اپنی تیز رفتار تیراکی کا مظاہرہ کرنا ہے"۔

"کیوں نہیں ڈاکٹر شرف میں پانی میں بہت تیز تیرتا ہوں"۔ شعبان نے عادت کے مطابق مختصر جواب دیا۔

"یہ اسٹیمر بہت شاندار نظر آرہا ہے ڈاکٹر آپ نے اسے کہاں سے حاصل کیا"۔

"میرے کچھ وسائل ہیں ڈیئر جن کے تحت میں اپنا کام نکال ہی لیتا ہوں۔ یہ اُدھار مانگا گیا ہے اور اسے میں اپنے تجربے کے بعد واپس کر دوں گا"۔ شعبان ڈاکٹر شرف کے ساتھ اسٹیمر میں سوار ہوگیا اور ڈاکٹر شرف نے اسٹیمر اسٹارٹ کر کے لہروں پر چھوڑ دیا، اسٹیمر سمندر میں کافی دور نکل آیا اور جب وہ کنارے سے اتنی دور ہٹ گئے کہ لہروں کا زور ختم ہوگیا تو ڈاکٹر شرف نے اُس کی رفتار مدھم کرتے ہوئے کہا۔

"تیاریاں کرلیں شعبان آپ کو اس اسٹیمر کے ساتھ ساتھ تیرنا ہے"۔ شعبان تیار ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے نہانے کے لباس میں سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

ڈاکٹر شرف نے اپنے تھیلے میں سے ایک مووی کیمرہ نکال لیا اور دُردانہ سے بولا۔

"کیا تم اسٹیمر کنٹرول کر سکتی ہو دُردانہ ڈیئر، یہ میں نے اس لئے پوچھا ہے تم سے کہ اگر اسٹیمر تم چلا سکتی ہو تو میں کیمرہ اپنے ہاتھوں میں سنبھال لوں ورنہ دوسری صورت میں اسے اسٹیمر پر نصب بھی کیا جا سکتا ہے"۔

"نہیں ڈاکٹر میں اسٹیمر چلا سکتی ہوں"۔ دردانہ نے جواب دیا اور اُس کے بعد اس نے اسٹیمر کا اسٹیرنگ سنبھال لیا ڈاکٹر نے کیمرہ اسٹارٹ کیا اور پھر شعبان کو اشارہ کیا شعبان نے سطح سمندر سے سر نکالا اور اُس کے بعد اُس نے تیز رفتاری سے تیرنا شروع کر دیا اُس کے دونوں ہاتھ سامنے کی سمت پھیلے ہوئے تھے اور وہ ان ہاتھوں کو کوئی خاص جنبش بھی نہیں دے رہا تھا کیمرہ کام کرنے لگا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ڈاکٹر شرف دردانہ کو ہدایت دیتا رہا وہ اسٹیمر کی رفتار بڑھاتی جاتی رہی تھی اور ڈاکٹر شرف کا پورا جسم کانپ رہا تھا کیونکہ وہ اسٹیمر کی رفتار کو دیکھتے ہوئے شعبان کی تیز رفتاری کو بھی دیکھ رہا تھا اس سے پہلے اسد شیرازی بھی شعبان کی جانب ایسی تیز رفتاری کی وجہ سے متوجہ ہوا تھا اور یہ تو پھر بھی پرانی بات ہوگئی تھی اب تو شعبان میں بہت سی مزید خوبیاں پیدا ہوگئی تھیں اسٹیمر کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی خود دردانہ بھی شدت حیرت سے دانت بھینچے ہوئے پھٹی پھٹی نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہی تھی اور ڈاکٹر شرف بار بار اپنے کیمرے کا استعمال بھول جاتا تھا کیونکہ پانی میں شعبان کی رفتار کسی تارپیڈو کی طرح تھی جسے فائر کیا گیا ہو اور وہ اپنے نشانے کی جانب برق رفتاری سے لپک رہا ہو۔ اسٹیمر بار بار اُس کی رفتار سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ دنیا کے تیز ترین تیراک میں کم از کم یہ صفت نہیں ہو سکتی یہ تو یہ ایک ناقابل یقین منظر تھا جس سے وہ دیر تک روشناس ہوتے رہے، شعبان کبھی کبھی ایک لمبا چکر لگا کر اسٹیمر کے پاس پہنچتا اور سطح سے سر نکال کر شوخ نگاہوں سے انہیں دیکھتا اس کے اندر ذرہ برابر تھکن کے آثار نہیں پائے جاتے تھے جبکہ دردانہ شدید ذہنی اور جسمانی ہیجان کی بناء پر اسٹیمر کی رفتار کنٹرول نہیں کر پا رہی تھی، بلآخر ڈاکٹر شرف نے کیمرہ نیچے رکھ دیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر شعبان سے بولا۔

"شعبان رک جاؤ۔ واپس آجاؤ اسٹیمر پر واپس آجاؤ بس ہمارا آج کا یہ کھیل ختم"۔

شعبان نے قہقہہ لگا کر کچھ کہا جو ان دونوں کی سمجھ میں نہیں آسکا ڈاکٹر شرف دردانہ کی طرف دیکھ کر بولا"۔

"تم نے محسوس کیا دردانہ! یہ بچہ باہر کس قدر سنجیدہ ہوتا ہے اس کے اندر کی شوخی اور کھلنڈرا پن سمندر میں آکر ہی پیدا ہوا ہے کیا تم اس بات پر غور کر رہی ہو"۔

"ہاں ڈاکٹر اس بات پر میں نے پہلے بھی کئی بار غور کیا ہے"۔

"خدا کی پناہ اس کی زندگی میں یہ کیا راز ہے سمندر سے اس کا کیا تعلق ہے آخر، صرف سمندر میں پیدا ہو جانا کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے لیکن، لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سمندر اسے زندگی بخشتا ہو۔ دردانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد شعبان اسٹیمر پر چڑھ آیا اُس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں انکل شرف آپ رک کیوں گئے کیا آپ لوگ

تھک گئے"۔

ڈاکٹر شرف اور دردانہ حیرت زدہ نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہے تھے ڈاکٹر شرف نے آہستہ سے کہا۔

"تم نہیں تھکے شعبان؟"

"آپ کے اسٹیمر کا سارا پٹرول ختم ہوجائے گا انکل لیکن میں اسی طرح بغیر پیٹرول کے تیرتا رہوں گا"۔

"ہم نے تمہیں اسٹیمر سے زیادہ تیز رفتار تیراک مان لیا ہے اب آرام کرو"۔ ڈاکٹر شرف نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے اسٹیمر کو واپس ساحل کی جانب موڑ دیا

اسٹیمر کو اُس کی جگہ لنگر انداز کر کے وہ پانی سے گزرتے ہوئے کنارے پر آگئے ڈاکٹر شرف ساحلی ریت پر لمبا لیٹ گیا اور دردانہ اُس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئی، شعبان بھی اُن کے قریب ہی موجود تھا وہ لوگ اس سلسلے میں کوئی گفتگو بھی نہیں کر پا رہے تھے۔ دفعتاً ہی ڈاکٹر شرف کو کچھ سوجھا اور اُس نے شعبان کی طرف رُخ کر کے کہا۔

"سمندر میں تم بہت تیز تیر سکتے ہو شعبان یہ بتاؤ خشکی میں تمہارے دوڑنے کی رفتار کیا ہوگی۔"

شعبان نے ایک لمحے کے لئے ڈاکٹر شرف کو دیکھا پھر بولا۔

"میں نہیں جانتا"۔

"میں تمہیں تیز رفتاری سے دوڑتے دیکھنا چاہتا ہوں، جتنی برق رفتاری سے دوڑ سکتے ہو میرے سامنے خشکی پر دوڑ کر دکھاؤ۔"

شعبان ہمیشہ ہی تعاون کرنے والا ثابت ہوا تھا ان لوگوں کی اس فرمائش پر وہ کھڑا ہوگیا اور اُس کے بعد اُس نے پھرتی سے دوڑنا شروع کر دیا بیشک اُس کے بھاگنے کی رفتار بھی بہت تیز تھی لیکن سمندری رفتار کے مقابلے میں کچھ نہیں تھی"۔

"دیکھ رہی ہو تم! یقینی طور پر وہ پوری قوت سے دوڑ رہا ہے لیکن کیا تیرنے کی رفتار کا مقابلہ ہو سکتا ہے اس رفتار سے"۔

"نہیں ڈاکٹر شرف یہ بات اس سے پہلے میں نے بھی نہیں سوچی تھی بے شک وہ سمندر میں زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے"۔

"یہ لڑکا بلاشبہ ایک عجوبہ ہے اور شاید ہم اس کی گہرائیوں کو کبھی نہ سمجھ پائیں"۔

"انکل شرف ہم اس سلسلے میں مسلسل کوششیں جاری رکھیں گے"۔

آج کا یہ تجربہ ڈاکٹر شرف کے لئے واقعی حیرت انگیز ثابت ہوا تھا اُس نے اپنی تجربہ گاہ میں جا کر اُس فلم کو ویڈیو پر لگا کر اُس کی رفتار کا جائزہ لیا دردانہ اور شعبان واپس جا چکے تھے ڈاکٹر شرف نے اُن سے دوسری ملاقات کے لئے وقت کا تعین کر لیا تھا دیر تک وہ شعبان کو بار بار سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھتا رہا اور اُس کے بعد دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا برق رفتاری کا یہ ریکارڈ شاید دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا تیراک نہ توڑ پائے ڈاکٹر شرف نے سوچا۔ لیکن اس کی وجہ... اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا صرف یہ کہ وہ سمندر میں پیدا ہوا ہے۔ صرف یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ خود ڈاکٹر شرف کا اب تک کا تجربہ اس خیال کی نفی کرتا تھا۔

OOO---OOO

شیرازی اپنے من پسند مشغلے میں مصروف تھا لیکن ڈاکٹر شرف کو بھی ایک ایسا تحفہ دے گیا تھا جس نے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کر دی تھیں وہ دن رات اس معمے کو حل کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ اسے دردانہ کا بھرپور تعاون حاصل تھا۔ ایک دن دردانہ اس کے پاس پہنچی تو وہ بخار میں مبتلا تھا۔

"ارے انکل، بخار ہے آپ کو؟ آپ نے کسی ڈاکٹر سے رجوع کیا؟"

"میری بات پر یقین کرو گی دردانہ"۔ تقریباً تیس سال گزرے میں نے کسی ڈاکٹر سے رجوع نہیں کیا"۔

"تیس سال"۔

"ہاں پورے تیس سال"۔

"آپ کی صحت قابل رشک ہے انکل"۔

"نہیں بیٹے ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بارہا چھوٹی موٹی بیماریوں کا شکار رہا ہوں"۔ "بس میں نے اپنی خود اعتمادی سے ان کا علاج کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس میں کامیاب رہا ہوں"۔

"یہ عمدہ بات ہے انکل لیکن حالات یکساں نہیں ہوتے۔ عمر بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گی"۔

"بیٹے میرے موجودہ بخار کی ایک وجہ ہے"۔ "شعبان"۔

دردانہ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "وہ کیسے انکل؟"

"وہ میرے ذہن میں اُلجھا ہوا ہے۔ تم مجھے بتاؤ کیا تم اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچتیں؟"

"ضرور سوچتی ہوں انکل لیکن میرے خیال میں بھی آپ نے اسے خود پر بہت زیادہ طاری کر لیا ہے۔ بیشک وہ ایک انوکھی شخصیت کا مالک ہے لیکن خالق نے اس کائنات میں کروڑوں عجوبے پیدا کئے ہیں۔ لاتعداد چیزیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ اگر

کائنات پر ایک تصوراتی نگاہ ڈال جائے تو نہ جانے کیا کیا ایسا نظر آتا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے ہم سمجھتے ہیں مگر سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں"۔

"وہ ایک جیتا جاگتا انسان ہے۔ ہم جیسا، تم جیسا"۔

"بہت سے جیتے جاگتے انسان ہماری نگاہوں کے سامنے ایسے گزرے ہیں ڈاکٹر، جن کے بارے میں آج تک کوئی تحقیق نہیں ہوسکی وہ نارمل نہیں تھے، انہوں نے ناقابل یقین کردار کا مظاہرہ کیا، لیکن ہم آج تک اُن پر ریسرچ کرنے میں ناکام رہے، چند نام بالکل سامنے ہیں۔ چنگیز خان ایک وحشی جنگجو، بہر طور ایک عام انسان ہی تھا، کوئی بھی ایسی خصوصیت نہیں پائی جاتی تھی اس میں جو اسے کسی بھی عام انسان سے منفرد کردے، جو کچھ کرتا تھا کر کے، بالآخر ختم ہوگیا۔ ہٹلر مسیولینی یہ تو سامنے کے نام ہیں اگر گہرائی میں غور کیا جائے تو بے شمار ایسے انسان نظر آئیں گے جنہوں نے نارمل ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ منفرد رہے اور بالآخر اپنی انفرادیت کے ساتھ ختم ہوگئے۔ لیکن اس کے لئے بیمار پڑجانا تو مناسب نہیں ہے نا انکل"۔

ڈاکٹر شرف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "واہ اس طرح تو تم نے میرا مقام بڑھا دیا مائی ڈیر یعنی تم مجھے بھی تاریخ کے ان ابنارمل انسانوں میں شمار کر رہی ہو جو کوئی ایسا ناقابل یقین کارنامہ سرانجام دے کر مرگئے۔ مثلاً میں اس کے لئے مر جاؤں گا کہ میں اس لڑکے کے بارے میں صحیح معلومات حاصل نہیں کرسکا، یہ ناکامی میری موت کا باعث بھی بن سکتی ہے کیا خیال ہے یہ کارنامہ ان کارناموں سے کسی طور کم نہ ہوگا۔ ڈاکٹر شرف نے پر مزاح انداز میں کہا اور دردانہ ہنسنے لگی۔

"نہیں انکل ہمیں آپ کی ضرورت ہے، براہ کرم یہ ساری باتیں خود پر طاری نہ کیجئے۔ ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں مجھے بھی تو دیکھئے۔ میں تو اُس وقت سے اُس کی شناسا ہوں، جب سے ہم اُسے اس بستی سے لائے، بلکہ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ شیرازی صاحب اُس کی جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے میں نے ہی اسے دیکھا تھا اور میں نے ہی اُس کے حصول کے لیے ضد کی تھی، بے یقینی کے ساتھ کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی سکیں گے یا نہیں اور یہ صرف اتفاق ہی تھا کہ وہ ہمیں حاصل ہوگیا۔ میں دن رات اس کے ساتھ رہتی ہوں آپ یقین کیجئے انکل اس کی بے پناہ صلاحیتیں ہر شخص کو حیران کر دیتی ہیں اس کے لیے ہم نے تعلیمی ماحول کا بندوبست کیا ہے اور کچھ افراد اُس کی تربیت پر مامور ہیں، وہ حیرت سے اُسے دیکھتے رہ جاتے ہیں، کیونکہ اُس کے اندر سب کچھ سمجھ لینے کی بے پناہ صلاحیتیں ہیں وہ اکثر مجھ سے اس کا تذکرہ بھی کرتے رہتے ہیں اور میں اس کے بارے میں سوچتی بھی ہوں۔ لیکن انکل بیمار پڑجانا دانشمندی نہیں ہے۔

بس ذرا سی یہ گرہ کھل جائے کہ آخر یہ سب ہے کیا، تو یوں سمجھ لو کہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا"۔ اس کے بعد وہ مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے، کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر شرف کہنے لگے"۔ "شعبان ہے کہاں؟"

"اپنی پسندیدہ جگہ پہنچ گیا ہے آپ نے اسے اجازت دے دی ہے کہ وہ مینار میں جاکر سمندر کا جائزہ لے سکے، سو اُس کے لیے اس سے دلچسپ مشغلہ اور کوئی نہیں ہے۔

"سمندر سے اُس کا غیر معمولی لگاؤ بھی عجیب ہے یوں لگتا ہے جیسے اُسے سمندر سے عشق ہو۔

"ہاں انکل اس میں کوئی شک نہیں ہے سمندر کے تذکرے سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اُس نے اپنی رہائش گاہ میں ایسی تصاویر لگائی ہوئی ہیں جو سمندر کی ہیں۔"

"اچھا۔ یہ تصاویر اُس نے کہاں سے حاصل کیں"۔

"میں نے ہی خریدی ہیں، اُس کی پسند کے مطابق ہم لوگوں سے وہ اتنا بے تکلف ہے کہ اپنی پسند کا باآسانی اظہار کر دیتا ہے، جو چیز بھی ضروری سمجھتا ہے اس کی فرمائش کر دیتا ہے۔ عام حالات میں وہ صرف ایک بچہ ہے انکل۔ لیکن بہت ذہین بہت سمجھدار بچہ۔

"اس کا راز ایک نہ ایک دن کھل جائے گا"۔

معمولات یونہی جاری رہے۔ پھر ایک دن ڈاکٹر شرف نے دردانہ کو بتایا کہ وہ کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر جا رہا ہے۔

"کہاں انکل؟"

"بس یوں سمجھ لو کہ کبھی کبھی میں اس قسم کے معاملات میں دلچسپی لے لیتا ہوں۔ ایک کانفرنس ہو رہی ہے، اوشیئن ریسرچ کانفرنس"، اس میں میرے کچھ دوست بھی شرکت کر رہے ہیں۔ کانفرنس غیر سرکاری نوعیت کی ہے، بس یوں سمجھ لو کہ ایک پیشل ہے۔ جو اپنے طور پر سمندری معلومات کے لیے کام کرتا رہتا ہے، کبھی کبھی تمام لوگ مل بیٹھتے ہیں، میرا بہت ہی عزیز دوست ڈاکٹر فرید ہے جس نے مجھے اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے ڈاکٹر فرید سے میرے تعلقات تقریباً بیس سال سے ہیں، وہ بہت معروف انسان ہے، جب بھی کوئی ایسا مسئلہ ہوتا ہے تو وہی مجھے دعوت دیتا ہے، بلاشبہ اس نے مجھے بڑی عزت

بڑا مقام دیا ہے۔ "تقریباً پندرہ دن مجھے لگ جائیں گے وہاں۔"

"اوہ"۔ دردانہ نے آہستہ سے کہا۔

"اس ہٹ کی چابی تمہارے پاس ہوگی دردانہ، یوں سمجھ لو کہ یہ تمہاری ملکیت ہے"۔

"میں جانتی ہوں انکل، لیکن درحقیقت میں یہ ذمہ داری قبول کرنا نہیں چاہتی، کیونکہ بہر طور یہ ایک خطرناک جگہ ہے۔

"ارے کیوں"۔

"میں بار بار سوچتی ہوں انکل کہ لوگوں کو اس کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ ورنہ نجانے کون کون اِدھر دوڑ پڑتا"۔

"یہ تو میں بھی سوچتا ہوں، کہ کوئی میرے اس آخری آرام گھر کو اپنی ہوس کے لیے خراب نہ کردے۔ بہر طور یہ خطرہ تو میری موجودگی میں بھی رہتا ہے۔ میرا خیال ہے یہاں سے دور ہٹ کر تم لوگوں کو بھی کچھ الجھن ہوگی کیونکہ تم لوگ بھی اس کے عادی ہو چکے ہو"۔

"نہیں انکل میں کسی قسم کا پرہیز نہیں کر رہی۔ لیکن ضروری سمجھتی ہوں کہ ایسا نہ ہو۔ "آپ براہ کرم کسی غلط تصور کو ذہن میں جگہ نہ دیں کیونکہ دس پندرہ دن ہی کی تو بات ہے ویسے بھی بعض اوقات ہم لوگ پندرہ پندرہ دن تک ساحل پر نہیں آتے۔

*

"جیسی تمہاری مرضی دردانہ"۔

اوشیئن ریسرچ سینٹر کی عمارت میں بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ یہ ایک بین الاقوامی نوعیت کا ادارہ تھا اور اکثر یہاں اس قسم کی کانفرنسیں ہوتی رہتی تھیں۔ ڈاکٹر شرف کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اُس کے معمر دوست ڈاکٹر فرید نے اُس کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی ملاقات اپنے دو خاص دوستوں، ایڈوگارڈز اور مذابہہ سے کرائی، دونوں ہی نے ڈاکٹر شرف سے مل کر خوشی کا اظہار کیا۔

"اتفاق ہے ڈاکٹر شرف کہ اس سے پہلے کبھی آپ سے اس سلسلے میں ملاقات نہیں ہوسکی اور نا ہی آپ کا نام کسی خاص سلسلے میں سنا جاسکا"۔ ایڈوگارڈز کی اس بات کا جواب ڈاکٹر شرف کے دوست ڈاکٹر فرید نے دیا۔

"ڈاکٹر شرف ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہے جو کسی ادارے سے منسلک ہو کر پابند نہیں ہوجاتے، بلکہ اپنے طور پر اپنے مشغلے جاری رکھتے ہیں، ہم لوگ کہیں نہ کہیں پابندیوں کا شکار ہیں لیکن ڈاکٹر شرف من موجی ہے جو جی چاہتا ہے کرتا ہے، اپنے وطن میں رہتا ہے اور اپنے طور پر اپنے مشاغل جاری رکھتا ہے۔"

"ویری گڈ پھر تو سمندر سے متعلق ڈاکٹر شرف کے پاس بہترین ریکارڈ ہوگا"۔

"کیوں نہیں، میں نے ڈاکٹر شرف کو بعض جگہ بولتے ہوئے سنا ہے اور میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر شرف چاہے تو اوشینوگرافری میں اپنا نام بڑی آسانی سے ابھار سکتا ہے اس کی ریسرچ بڑی سودمند ثابت ہوسکتی ہے، لیکن اُسے مجبور کون کرے"۔ ڈاکٹر شرف مسکرا کر خاموش ہوگیا تھا۔

پانچ روزہ کانفرنس تھی اور اس سلسلے میں تمام تر ممالک کے نمائندے آچکے تھے۔ اپنی اپنی سمندری تحقیقات کے بارے میں انہیں مقالے پڑھنے تھے۔ ڈاکٹر شرف کی نوعیت ذرا پرائیویٹ قسم کی تھی اور اس کا نام ان لوگوں میں شامل نہیں تھا۔ یہ صرف ڈاکٹر فرید کی کوشش تھی کہ اُس نے ڈاکٹر شرف کو بھی اس کانفرنس میں طلب کرلیا تھا تاکہ وہ اپنے طور پر اس کانفرنس سے لطف اندوز ہوسکے اور نئی سمندری معلومات کے بارے میں واقفیت حاصل کرسکے۔ بڑی بڑی کارآمد باتیں ہوئی تھیں، سمندر کی دنیا کے بارے میں بڑے بڑے انکشافات کئے گئے تھے لیکن جو راز ڈاکٹر شرف کے ذہن میں محفوظ تھا وہ اپنی نوعیت کا واحد ہی تھا۔ ڈاکٹر شرف کا دل بار بار مچل رہا تھا کہ وہ اس کانفرنس میں شعبان پر گفتگو کرے لیکن اس نے ناسمجھی کا مظاہرہ نہیں کیا اور اس بات کو خاموشی سے پی گیا۔

کانفرنس کے پانچ روز ڈاکٹر شرف کے لیے بڑے کارآمد رہے تھے، بالآخر یہ کانفرنس ختم ہوگئی، آنے اور جانے کا وقت اور پھر ڈاکٹر فرید کی معیت ڈاکٹر شرف کے لیے باعث دلچسپی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے طور پر جو پندرہ روزہ پروگرام بنایا تھا وہ اس سے کم وقت میں ختم نہیں ہوسکتا تھا کانفرنس کے اختتام پر یہ عمارت چھوڑ دی گئی، ڈاکٹر فرید نے ایک ہوٹل میں کمرے حاصل کیے اس کا خیال تھا کہ وہ مزید کچھ روز رک کر اپنے طور پر کچھ کام کرے گا۔ اس سلسلے میں ایڈوگارڈز اور مذابہہ بھی اس کے ہم نوا بن گئے تھے۔ یہ دونوں نوجوان بڑی ذہانت کے مالک تھے اور اس کا اعتراف ڈاکٹر شرف نے بھی کیا تھا۔ کیونکہ کانفرنس میں انہوں نے جو مقالے پڑھے تھے وہ بڑی گہری نوعیت کے تھے۔ بہر طور ڈاکٹر شرف اور فرید آپس میں اس سلسلے میں گفتگو کرتے رہے۔ ڈاکٹر شرف سے لب رہا نہ گیا۔ فرید اس کا پرانا دوست تھا اور انتہائی قابل اعتماد اور نفیس قسم کا آدمی۔

"مائی ڈیر فرینڈ فرید۔ آج کل میں ایک ایسی الجھن کا شکار

ہوں کر سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے؟"

"ڈاکٹر شرف تم اور الجھن۔ دو متضاد باتیں ہیں۔"

"لیکن اس وقت یہ ایک سچائی ہے۔ اس لیے تم سے تذکرہ کیا ہے۔" فرید دلچسپی سے اس جانب متوجہ ہو گیا۔

"تازہ ترین ریسرچ پر کچھ مضامین پڑھے گئے ہیں۔ وہ خاص طور سے میرے لیے باعثِ دلچسپی تھے۔ اور میں تمہاری توجہ اس سمت دلانا چاہتا ہوں، جس میں سمندری مخلوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ہم بعض چیزوں کو صرف قصے کہانیوں کا درجہ دیتے ہیں لیکن یہ بتاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ بچہ جو سمندر میں پیدا ہو، صرف تیرنے ہی کی نہیں بلکہ عجیب و غریب خصوصیات کا حامل بن سکتا ہے؟"

"تمہاری بات کچھ الجھی ہوئی ہے" ذرا وضاحت کرو"۔ ڈاکٹر فرید نے جواب دیا۔

"تازہ ترین ریسرچ کے مطابق اگر انسانی بچہ کسی طرح پانی میں پیدا ہو جائے تو اُس میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ اپنا بچاؤ کرتے ہوئے سطح پر آ کر سانس لے سکے اور عارضی طور پر اپنی زندگی بچا سکے۔ لیکن اس قسم کے تجربات آج تک باقاعدہ کئے گئے ہیں کسی غیر متوقع حادثے کے تحت ایسی کوئی ولادت نہیں ہوئی، یا اگر ہوئی ہے تو اس کی کوئی کہانی منظرِ عام پر نہیں آسکی"۔

ڈاکٹر فرید کچھ سوچنے لگا۔ پھر اُس نے کہا۔ "ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی حادثے کے تحت ایسا کوئی تجربہ ہمارے سامنے نہیں آیا کہ پانی میں پیدا ہونے والا بچہ کسی طرح اپنے طور پر بچ گیا ہو"۔

"تب میں اپنی بات زیادہ وضاحت سے کہہ سکتا ہوں اور اس سلسلے میں ڈاکٹر فرید تمہاری رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں"۔

"ایک بات بتاؤ میرے دوست، کیا ہم اس گفتگو میں ایرو گارنر اور منہار پر کو بھی شریک کر سکتے ہیں"۔

"میرا خیال ہے وہ دونوں کافی ذہین ہیں اور ہماری مدد کر سکتے ہیں"۔

"تو پھر میں انہیں طلب کیے لیتا ہوں"۔ فرید بولا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی یہاں آگئے۔ اب تک تو انہوں نے نہایت ذہانت اور فراست کا مظاہرہ کیا تھا اور ڈاکٹر شرف ان سے بہت متاثر تھا۔ ڈاکٹر فرید نے یہ دلچسپ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔

"ایرو گارنر اور منہار پر، ڈاکٹر شرف ایک ایسا مسئلہ ہم لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں، جو واقعی دلچسپ نوعیت کا ہے۔ ابھی ہم اس پر گفتگو کر رہے تھے کہ میں نے ڈاکٹر شرف سے درخواست کی کہ اگر ہم ہارپر اور گارنر کو اس گفتگو میں شامل کر لیں تو کیسا رہے گا۔ ڈاکٹر شرف نے اس کی اجازت دی ہے۔"

"ویری گڈ! مسئلہ کیا ہے؟" ایرو گارنر نے پوچھا اور ڈاکٹر فرید سوالیہ نگاہوں سے ڈاکٹر شرف کو دیکھنے لگا۔ تب ڈاکٹر شرف نے کہا۔

"مختصر الفاظ میں۔ میں اپنے دوست ڈاکٹر فرید کو یہ مسئلہ بتا چکا ہوں۔ لیکن چونکہ آپ اس سے ناواقف ہیں اس لیے میں اسے دہرا رہا ہوں"۔ "ہم نے آج تک جو معلومات حاصل کی ہیں اور خصوصاً اس کانفرنس میں بھی اس کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ یعنی ایک ایسا بچہ جس کی ولادت پانی میں ہوتی ہے اپنے اندر وہ صلاحیتیں رکھتا ہے کہ وہ پانی کی سطح سے بہرہ اٹھا کر آکسیجن لے سکے اور تھوڑی سی تیرنے کی صلاحیتیں بھی حاصل کر سکے۔ یہ تجربات تازہ ترین ہیں اور ان کے بارے میں یقیناً آپ کو علم ہوگا کہ کانفرنس میں بھی مقالے پڑھے گئے ہیں۔ میں ڈاکٹر فرید سے یہ کہہ رہا تھا کہ کیا حادثتاً کوئی ایسی ولادت جو گہرے پانی میں ہوئی ہو۔ تو وہ بچہ کوئی خاص نوعیت اختیار کر سکتا ہے"۔

"ایسا کوئی واقعہ ابھی تک ہمارے علم میں نہیں آیا لیکن اس سلسلے میں ایک بہت اہم سوال ہے ڈاکٹر شرف کہ حادثتاً اگر بچے کی ولادت ہوگی تو ٹھہرے ہوئے اور کم پانی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ فرض کیجیے کسی ڈوبتی ہوئی عورت کے ہاں اگر یہ ولادت ہو جائے تو ظاہر ہے ڈوبنے کی جگہ گہرا پانی ہوگا۔ دریا ہوگا یا سمندر ہوگا۔ سمندر میں اگر ولادت ہو جاتی ہے تو بہت سے مسئلے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً پہلی بات تو یہ کہ اتنے تیز پانی میں وہ کمزور اور ناتواں بچہ کیسے اپنا بچاؤ کر سکتا ہے، اس کے ساحل تک پہنچنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر وہ گہرے دریا میں ہے تو پھر دریا کے بہاؤ کا مقابلہ کرنا اُس کے لیے ناممکن ہے، خصوصاً یہ کہ مقابلے کا تصور ہی اس کے ذہن میں نہیں ہوگا اگر ہم کسی ساکن جھیل کی بات کرتے ہیں تو اس میں یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ بچہ اپنا تھوڑا سا بچاؤ کرے لیکن گہرے پانی کی اپنی ایک قوت ہوتی ہے۔ اور وہ قوت اُسے بہر طور جینے نہ دے گی۔ ہاں اگر تجرباتی طور پر کسی چھوٹے سے تالاب میں جس میں پانی کی مقدار اتنی کم رکھی جائے کہ پانی کی اپنی قوت نہ ہونے کے برابر ہو تو یہ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"اس کے علاوہ اگر اس کی ولادت سمندر میں ہوتی ہے تو پھر پانی کا زہر اور سب سے بڑی بات آبی جانور، چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بھی اسے لقمہ تر بنا سکتی ہیں یہ ممکن نہیں ہے ڈاکٹر اور میرا خیال ہے کہ ایسی بات کبھی سامنے نہیں آسکتی۔ منہار پر نے کہا۔

ڈاکٹر شرف کے چہرے پر ایک تشویش بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ "اس موضوع کو شروع کرنے کا مقصد یہی ہے مائی ڈیر فرینڈز، کہ ایسی ایک بات سامنے آچکی ہے"۔ ڈاکٹر فرید بھی یہ الفاظ سن کر چونک پڑا اور تینوں نے بیک وقت کہا۔

"کیسے، کہاں؟" ان تینوں کے چہروں سے شدید دلچسپی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ ان کا پروفیشن ہی یہی تھا اور جدید ترین سمندری معلومات حاصل کرنا ان کے لیے انتہائی دلچسپی کا باعث تھا۔ تینوں متجسس نگاہوں سے ڈاکٹر شرف کو دیکھ رہے تھے، ڈاکٹر شرف نے پر خیال انداز میں کہا۔ "ایک بچہ ایک ماہی گیر کے ہاں پیدا ہوتا ہے ماہی گیر اور اس کی بیوی، جس کے ہاں بچے کی ولادت کا وقت قریب تھا، سمندر میں مچھلیاں پکڑنے گئے تھے"۔ اور پھر ڈاکٹر شرف نے پوری تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کو شعبان کی ولادت سے لے کر اب تک کے واقعات بتا دیے۔

"خصوصی بات یہ ہے فرید کہ اُس کی جسمانی ساخت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اُس کے پھیپھڑے عام پھیپھڑوں کی طرح ہیں اُس کا سارا نظام بالکل انسانی ہے خشکی میں وہ اتنی تیز نہیں دوڑ سکتا جتنی تیز رفتاری کا مظاہرہ وہ سمندر میں کرتا ہے میں تم لوگوں سے یہ سوال کرتا ہوں دوستو کہ کیا صرف ان صلاحیتوں کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ولادت پانی میں ہوئی ہے؟"

تینوں سمندری محقق شدتِ حیرت سے گنگ تھے اُن کی آنکھوں میں ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ڈاکٹر شرف کی بات پر یقین نہ کر رہے ہو، بہت دیر تک خاموشی رہی پھر ڈاکٹر فرید نے گہری سانس لے کر کہا۔ "سب سے پہلے سوال تم سے یہ ہے ڈاکٹر شرف کہ کیا تم نے اُس بچے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟"

"ہاں!" بہت قریب سے بہت اچھی طرح۔ "اور جو کہانی اُس سے منسوب ہے اُس پر یقین ہے"۔

"تب یہ ہمارے لیے ایک انتہائی حیرتناک بات ہوگی ابھی ہم اس سلسلے میں یقین بھی نہیں کر سکتے معاف کرنا ڈاکٹر شرف بات ہی کچھ ایسی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ بچہ ولادت کے بعد بارہ دن تک سمندر میں رہا ناممکن سمندری مچھلیاں ہی اُسے ہلاک کر دیتیں اور پھر سمندری پانی، دھوپ، سردی، رات اور دن ایک اتنے ننھے سے بچے کے لیے تو انتہائی مضر ثابت ہو سکتے تھے یہ کیسے ممکن ہو سکا کہ بارہ دن تک سمندر میں رہ کر وہ ساحل تک پہنچا کیا اس بات کے امکانات ہیں کہ ساحل پر پہنچنے سے پہلے وہ کسی طرح انسانی ہاتھوں میں رہ چکا ہو اور اُس کے بعد کسی طرح دوبارہ سمندر تک پہنچا ہو"۔

"فرض کرو اگر یہ بات مان بھی لی جاتی ہے تو تمہارا کیا خیال ہے اُس کے سمندر میں اس قدر تیرنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے وہ پانی کا عاشق ہے سمندر میں جا کر اُس میں زندگی دوڑتی ہے ورنہ ایک طرح سے وہ ایک سنجیدہ سا بچہ نظر آتا ہے"۔

"اوہ مائی گاڈ! آخر وہ ہے کہاں کیا ہم اُسے دیکھ سکتے ہیں؟"

ڈاکٹر شرف کسی سوچ میں ڈوب گیا، تھوڑی دیر کے بعد اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ہاں اگر تم چاہو تو میں وہ بچہ تمہارے سامنے پیش کر سکتا ہوں"۔

تینوں کے چہرے سُرخ ہو گئے تھے ان لوگوں کی زندگی ہی ان کاموں میں گزری تھی اور یہ بات جو ڈاکٹر شرف نے اُنہیں بتائی تھی اُن کی تمام زندگی پر حاوی تھی نہ صرف ڈاکٹر فرید بلکہ ایرو گارنر اور منہار پر بھی اس سلسلے میں شدید متجسس ہو گئے اور انھوں نے درخواست کی کہ اگر ڈاکٹر شرف ازراہ مہربانی اُن لوگوں کو بھی اس حیرت انگیز بچے کی زیارت کرا سکے تو یہ اُس کا احسان ہوگا، ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے اُن تینوں کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

"درحقیقت میں بہت عرصے سے اس سلسلے میں پریشان ہوں اور وہ بچہ میرے لیے باعثِ اُلجھن بنا ہوا ہے اس سلسلے میں اگر مجھے تین ذہین ترین دوستوں کی مدد حاصل ہو جائے تو یہ میری خوش بختی ہوگی"۔

"اور اگر ہم اپنے دوست ڈاکٹر شرف کے ساتھ ایسے کسی انوکھے بچے کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کر سکیں تو ہم اسے اپنی خوش بختی قرار دیتے ہیں"۔ منہار پر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید تم دونوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ ڈاکٹر شرف نے اپنے وطن میں ساحلِ سمندر پر اپنی ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بنائی ہوئی ہے یہ اتفاق کی بات ہے کہ ڈاکٹر شرف کی دو بار کی دعوت کے باوجود میں وہاں نہیں جا سکا لیکن اب سمجھتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے کہ میں ڈاکٹر شرف کی اس تجربہ گاہ کو بھی دیکھ لوں یہ سب کچھ میرے لئے بھی انتہائی باعثِ دلچسپی ہوگا"۔

"چنانچہ یہ طے پا گیا کہ یہ تینوں ڈاکٹر شرف کے ساتھ اُس کے وطن جائیں گے اس سلسلے میں کچھ ضروری کارروائیاں کرنا تھیں جس کی ذمے داری ڈاکٹر فرید نے اپنے ذمے لے لی۔ ایرو گارنر اور منہار پر بھی مصروف نظر آرہے تھے۔

اپنے کمرے میں تنہا بیٹھتے ہوئے ایرو گارنر نے منہار پر سے کہا۔ "اگر ایسا کوئی لڑکا ڈاکٹر شرف کی تحویل میں ہے تو کیا وہ ایک

حیرت ناک چیز نہیں ہوگی، ڈاکٹر شرف اس پر پورا پورا تسلط رکھتا ہوگا اور ظاہر ہے کہ ایک مختصر معلومات کے علاوہ ہمیں اس بارے میں اور کچھ نہیں معلوم ہوسکے گا لیکن ایسی کوئی چیز کیا ہمارے اس مشن کے لیے کارآمد نہیں ہوگی جس کی تکمیل کی ذمہ داری ہم نے اپنے شانوں پر لی ہے"۔ ہاربر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا"۔

"یقین کرو میں خود بھی اس بارے میں سوچ رہا ہوں بلکہ جب ڈاکٹر شرف ہمیں یہ تفصیل بتا رہا تھا تو خود میرے ذہن میں بھی یہی بات تھی"

"مذہار پر دنیا صرف اتنا ہی جانتی ہے کہ ہم اوشینن ریسرچ کرنے والے دو محقق ہیں لیکن جو ذمہ داریاں ہم نے اپنے سپرد لی ہیں اُن کی تکمیل کے لیے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ہر ایسی کسی شے پر بھرپور نگاہ رکھیں جو ہمارے مقصد میں ہماری معاون ہوسکے"۔

"ڈاکٹر فرید اس سلسلے میں کارروائی کر رہا ہے اُسے کچھ وقت لگ جائے گا کیوں نہ ہم ہیڈکوارٹر سے رجوع کر کے وہاں سے اس سلسلے میں ہدایات حاصل کریں"۔

"میں تم سے متفق ہوں"۔ مذہار پر نے ایروگارٹر سے کہا اور دونوں دیر تک گفتگو کرتے رہے یہ نوجوان سمندری تحقیقات کے ماہر بظاہر اچھے خاصے شریف لوگ نظر آتے تھے ویسے بھی ان کی اپنی ایک الگ حیثیت تھی اور انہیں تسلیم کیا جاتا تھا سمندری تحقیقاتی معاملات میں ان کے نام مستند تھے اور ایسی کانفرنسوں میں انہیں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی لیکن ان کی اس گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ خفیہ طور پر کوئی اور مقصد بھی ان کے ذہن میں ہے جس کی تکمیل کے لئے وہ کچھ مجرمانہ سی سوچ رکھتے ہیں، بہرطور اس پراسرار گفتگو کے بعد وہ دونوں خاموش ہوگئے ڈاکٹر فرید تھوڑی دیر کے بعد اُن کے کمرے میں پہنچ گیا تھا ایروگارٹر نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا تو ڈاکٹر فرید کہنے لگا۔

"یقینی طور پر تم لوگ بھی اُسی تجسس کا شکار ہوگے جس تجسس کا شکار ڈاکٹر شرف نے مجھے کر دیا ہے"۔ فرید نے کہا۔

"آپ سے ہم کچھ گفتگو بھی کرنا چاہتے تھے مسٹر فرید براہ کرم تشریف رکھیئے"۔ فرید اُن کے ساتھ بیٹھ گیا تو ایروگارٹر نے کہا۔ "ڈاکٹر شرف کے بارے میں آپ جو کچھ کہا اور جن الفاظ سے کہا ہے اُس سے ہمارے دل میں اُن کا بھی ایک بڑا مقام پیدا ہوگیا ہے لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر فرید آپ سے کچھ سوالات کرنے کو جی چاہتا ہے"۔

"ہاں ضرور"۔

"ڈاکٹر شرف آپ کے خیال میں ایک قابلِ اعتماد انسان ہیں"۔

"ہاں بھئی بالکل وہ بہت نفیس شخصیت کا مالک ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس نے اپنی تحقیقات میں کبھی کسی کا دباؤ قبول نہیں کیا حالانکہ دُنیا کے بڑے بڑے ممالک میں اُسے سمندریات سے معلومات کے سلسلے میں بڑے بڑے عہدوں کی پیشکش کی گئی ہے لیکن اُس نے معذرت کرلی ہے، محدود وسائل کا آدمی ہے ساری زندگی سمندر گردی میں صرف کر دی ہے اور اب اپنے طور پر محدود ہوگیا ہے"۔

"آپ کا مطلب ہے ڈاکٹر فرید، کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے"۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ اس سلسلے میں کسی قسم کی غلط بیانی سے کام لے سکتا ہے میں اُس پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں"۔

"شکریہ ڈاکٹر فرید بس یہی تردد تھا ہمارے ذہن میں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ کس قدر مصروف ہیں اور خود آپ بھی ڈاکٹر"۔

"سو فیصد یقینی طور پر میں بھی کسی بے مقصد کام کے لیے وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرونگا بہرطور ہم اپنے پاسپورٹ وغیرہ درست کرائے لیتے ہیں تم دونوں مجھے اپنے پاسپورٹ دے دو میں تمام انتظامات باآسانی کرلوں گا"۔ ایروگارٹر اور مذہار پر نے گردن ہلا دی تھی۔

ڈاکٹر فرید اپنی کارروائیوں میں مصروف ہوگیا، اور اِدھر ایروگارٹر اور مذہار پر کچھ پراسرار سی کارروائیاں کرنے لگے جن کی تفصیلات نہ ڈاکٹر فرید کو معلوم تھیں اور نہ خود ڈاکٹر شرف کو ویسے ڈاکٹر شرف نجانے کیوں ہلکی سی الجھن کا شکار تھا ڈاکٹر فرید پر اُسے مکمل اعتماد تھا اور یوں بھی زندگی کے بیس سال ڈاکٹر فرید کے شناسا تھے اس لیے اسے فرید سے کوئی الجھن نہیں تھی لیکن وہ دونوں نوجوان اس کے لیے کسی قدر باعثِ تشویش تھے یہ ڈاکٹر فرید کی خواہش تھی کہ ان دونوں کو بھی اس سلسلے میں شامل کرلیا جائے شرف کو بس اتنا سا تردد تھا کہ اپنے وطن میں اس نے کسی کو اپنی اس لیبارٹری کا رازدار نہیں بنایا تھا اور وہاں تک کسی کی پہنچ نہیں ہوسکی تھی اور اب جب یہ تینوں اس کے مہمان ہوں گے تو یقینی طور پر اس لیبارٹری کے بارے میں عام لوگوں کو بھی معلومات حاصل ہوجائیں گی ظاہر ہے وہ لوگ اس

لیبارٹری میں قیام کریں گے اور اس کے بارے میں سب کچھ جان لیں گے پھر یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں اس طرح ڈاکٹر شرف کی پرسکون زندگی میں ایک ہلچل پیدا ہوجانے کی اور ممکن ہے دوسرے لوگ بھی اس سے رجوع کر کے اُسے پریشان کریں لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا، ڈاکٹر فرید نے اپنی سادہ طبیعت کی بنا پر ان دو اور افراد کو اس سلسلے میں رازدار بنالیا تھا ڈاکٹر شرف اب یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان دونوں کو درمیان سے ہٹا دیا جائے لیکن وہ کچھ فیصلے ضرور کر رہا تھا اوّل تو یہ کہ ان لوگوں کا قیام لیبارٹری میں نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس طرح کسی بھی قسم کی رازداری قائم نہ رہ سکے گی تاہم یہ بات بھی اس کی نگاہوں کے سامنے تھی کہ وہاں پہنچ کر یہ لوگ لیبارٹری سے کیسے دور رہ سکتے ہیں بہت دیر تک وہ اس بارے میں سوچتا رہا پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ ان سب کا قیام کسی عمدہ سے ہوٹل میں کرائے گا اور انہیں جس حد تک بھی ممکن ہوسکا لیبارٹری سے دور رکھے گا، ضرورت کی وہ چیزیں جس کا تعلق شمہان کے بارے میں تحقیقات سے ہوگا اُن کے سامنے لائی جائیں گی باقی چیزوں سے ان کو دور رکھنا ہی مناسب ہوگا۔ ڈاکٹر فرید سے رات کو ملاقات ہوئی تو اس نے اس بات کا اظہار بھی کر دیا۔

"جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میرے دوست کہ میں نے زندگی میں بہت زیادہ الجھنیں نہیں پالیں یعنی شادی اور بچے وغیرہ کی بات کر رہا ہوں وہاں اپنے وطن میں تمہاری معلومات کے مطابق میں نے ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا مکان بنایا ہے اور اپنے آپ کو وہیں تک محدود کرلیا ہے کوئی ملازم وغیرہ بھی نہیں رکھا میں نے اپنے اس مکان میں اپنے چھوٹے موٹے کام خود کرلیتا ہوں چنانچہ میں مسلسل اس مشکل کا شکار ہوں کہ وہاں میں تم تینوں کی پذیرائی کیسے کرسکوں گا؟"

"ڈاکٹر فرید نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "ہم لوگ زندگی کے ان تکلفات سے دور ہوتے ہیں ڈاکٹر شرف کیا تم یہ بات بھول گئے؟"

"قطعی نہیں لیکن مجھ پر ایک میزبان کے فرائض عائد ہوتے ہیں میں نے اس سلسلے میں فیصلہ کیا ہے ڈاکٹر فرید کہ تم لوگوں کو میرے وطن میں ایک ہوٹل میں قیام کرنا ہوگا تاکہ تمہیں بنیادی آسائشیں مہیا ہوں باقی رہا ہماری اس تحقیقات کا معاملہ تو وہ بہرحال جاری رہے گی"۔

"تم میزبان ہو جس طرح بھی مناسب سمجھو کرنا ہمیں بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے"۔ ڈاکٹر فرید نے پر تعاون انداز میں کہا اور ڈاکٹر شرف کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوگیا۔

چودہ دن ہوچکے تھے ڈاکٹر شرف کو یہاں آئے ہوئے، اس نے دردانہ سے پندرہ دن کا وعدہ کیا تھا اور وقتِ مقررہ پر وہ لوگ طیارے میں بیٹھ کر ڈاکٹر شرف کے وطن روانہ ہوگئے۔ ڈاکٹر شرف گہری سوچوں کا شکار رہا تھا بالآخر طیارہ ان کے وطن کے ایئرپورٹ پر پہنچ گیا اور یہاں سے ڈاکٹر شرف نے فوراً ہی میزبانی کا انداز اختیار کرلیا۔

ان لوگوں کو ساتھ لے کر وہ ایک بہترین میں ہوٹل پہنچ گیا اور یہاں ان کے لیے بہت ہی عمدہ قسم کے کمرے حاصل کر لئے گئے ڈاکٹر فرید نے راستے میں شاید ایروگارٹر اور مذہار پر کو اس سلسلے میں بتا دیا تھا چنانچہ کسی نے اس پر کوئی تعرض نہیں کیا، ہوٹل انتہائی شاندار تھا دیر تک ڈاکٹر شرف بھی ان کے ساتھ رہا اور آئندہ کے پروگرام طے ہونے لگے اس کے بعد ڈاکٹر شرف ان سے اجازت لے کر چل پڑا۔

اپنی لیبارٹری میں پہنچ کر اس نے ہر شے کا جائزہ لیا سوائے اس کے اور کوئی تبدیلی نہیں تھی کہ ہلکی سے گرد ہر چیز پر جم گئی تھی ڈاکٹر شرف بقیہ وقت اپنی اس رہائش گاہ کی صفائی میں معروف رہا۔ اس بات سے اسے اطمینان ہوا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔ یقینی طور پر دردانہ نے بھی اِدھر کا رُخ نہیں کیا ہوگا بہرطور وہ لوگ قابلِ اعتماد تھے ڈاکٹر شرف نے فوری طور پر ٹیلی فون پر دردانہ سے رابطہ قائم کیا اور دردانہ کی آواز اسے سنائی دی۔ "میں ڈاکٹر شرف ہوں"۔

"لوہ انکل آپ واپس آگئے!"۔

"ہاں دردانہ آج ہی واپس آیا ہوں تم کہو کیا حال ہے تمہارا؟"

"معمول کے مطابق میں نے آپ سے کہا تھا نا انکل کہ ہمارے ہاں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی"۔

"اسد شیرازی کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟"

"کوئی رپورٹ نہیں ہے مسٹر شیرازی نجانے کون سے جہانوں کی سیر کر رہے ہوں گے"۔

"ملاقات کب ہو رہی ہے تم سے؟"

"جب حکم دیں انکل ویسے آپ سے ملاقات کے لیے تو آنا ہی ہے"۔

"اس وقت تو میں زحمت نہیں دوں گا کل معمول کے مطابق اپنی ہٹ میں آؤ میں تم سے خود ہی رابطہ کروں گا"۔

"او کے انکل، کل گیارہ بجے تک میں وہاں پہنچ جاؤں گی"۔

ڈاکٹر شرف نے اس سے زیادہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا کیونکہ وہ کسی قدر الجھنوں کا شکار تھا خاص طور سے لیبارٹری کے مسئلے میں، بہت عرصہ ہوا تھا اسے یہ لیبارٹری قائم کیے ہوئے لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے کسی کو اپنی اس لیبارٹری میں آنے کی دعوت دی تھی اب جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا تھا خود اس کا تجسس بھی حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ شعبان کے سلسلے میں وہ مسلسل ناکامیوں کا شکار رہا تھا اور کوئی ایسی بات نہیں معلوم ہوسکی تھی جو اسے مطمئن کر سکتی مجبوراً اس نے ڈاکٹر فرید کا سہارا لے لیا تھا بس تھوڑی سی الجھن تھی تو اس کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں بہرحال لاتعداد الجھنیں پال کر اپنی زندگی بھی تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ چنانچہ اس نے دوسرے دن صبح ہی صبح ان لوگوں کے ہوٹل کا رخ کیا اور پھر انہیں ساتھ لے کر اپنی لیبارٹری آگیا، یہ چھوٹی سی عمارت ڈاکٹر فرید اور اس کے ساتھیوں کے لیے بہت ہی دلکشی کا باعث تھی ایروگارٹر اور مذہابر تو اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔

"ڈاکٹر شرف اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے دنیا کے بے شمار ممالک میں سرکاری تجربہ گاہیں دیکھی ہیں ان میں بہت کچھ اکٹھا کر دیا گیا ہے لیکن جو ایک سادہ سا حسین انداز آپ نے اختیار کیا ہے ہم اس سے بے حد متاثر ہیں۔" مذہابر نے کہا۔

ڈاکٹر شرف نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر سرسری طور پر انہیں اپنی لیبارٹری دکھائی، مینار سے سمندر کا جائزہ لے کر مذہابر اور ایروگارٹر کی زبانیں بند ہو گئی تھیں، ڈاکٹر فرید بھی بہت متاثر تھا۔

"ویسے میرے دوست اس بیس سالہ رفاقت میں، میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ تم اتنی بلندیوں پر ہو گے یہ سمندر سے عشق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یہ سب کچھ کر لینا ایک ناقابل یقین سی بات ہے تم نے مجھے اپنی ایک نئی شخصیت سے روشناس کرایا ہے"۔ ڈاکٹر شرف نے کوئی جواب نہیں دیا تھا پھر ڈاکٹر فرید نے شعبان کے بارے میں سوال کیا تو ڈاکٹر شرف نے کہا کہ گیارہ بجے وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ مذہابر اور ایروگارٹر اپنی گھڑیاں دیکھتے رہے لیبارٹری کا اوپری طور پر اچھی طرح جائزہ لے لیا گیا تھا اب صرف زیر زمین معاملہ رہ گیا تھا جس کا ابھی ڈاکٹر شرف نے ان سے تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ خود اپنے ہاتھوں مفلوج ہو چکا تھا جو کچھ اس نے سوچا تھا وہ ممکن نہ ہو سکا اور یہاں آنے کے بعد ایک فطری جذبے نے ڈاکٹر کو اپنے آپ ہی سے منحرف کر دیا اور اس نے اپنی تمام تر کارروائیاں ان کے سامنے پیش کر دیں اور اس پر انہوں نے جس طرح ڈاکٹر شرف کی پذیرائی کی، ڈاکٹر شرف محسوس کرنے لگا کہ یہ تمام اس کی محنتوں کا پھل ہے وہ لوگ خود بھی بہت بڑی شخصیتوں کے مالک تھے۔ لیکن، ڈاکٹر شرف کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔

ٹھیک گیارہ بجے ڈاکٹر شرف اپنی جگہ سے اٹھا اور ان لوگوں کے ساتھ باہر نکل آیا اس نے دردانہ کی کار دیکھ لی تھی شعبان بھی دردانہ کے ساتھ ہی تھا اور ایک خوبصورت سے لباس میں ملبوس بہت پیارا نظر آ رہا تھا ڈاکٹر شرف نے اپنے تینوں دوستوں سے ان کا تعارف کرایا اور پھر وہ دردانہ سے بولا۔

"دردانہ ڈیئر یہ میرے ہی مسلک کے لوگ ہیں سمندر کی دنیا کے عاشق اور اس کانفرنس میں میرے ساتھی، میں نے ان سے شعبان کا تذکرہ کیا تو یہ اپنے تجسس پر قابو نہ پا سکے اور انہوں نے شعبان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا، میں تم سے صرف ایک بات کہہ سکتا ہوں دردانہ وہ یہ کہ یہ لوگ قابل اعتماد ہیں اور ہم ان سے کسی نقصان کی توقع نہیں رکھتے"۔

"آپ نے جو کچھ سوچا ہوگا مناسب ہی سوچا ہوگا انکل، اسد شیرازی نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ سے مکمل تعاون کیا جائے اور آپ کی ہر خواہش کا احترام کیا جائے میں آپ کی ہر ہدایت کے مطابق عمل کروں گی آپ اگر بہتر سمجھتے ہیں تو مجھے بھلا ان سے ملاقات سے کیا اختلاف ہو سکتا ہے"۔ دردانہ نے اردو میں کہا اور ڈاکٹر شرف نے گردن ہلا دی۔

"ڈاکٹر فرید مسکراتا ہوا بولا۔ "تم لوگوں کو یہ آسانی حاصل ہے کہ تم اپنی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو جس کا مفہوم ہم نہیں سمجھ پاتے تاہم ہم یہ درخواست ضرور کریں گے کہ جو کچھ بھی کہا جائے ہماری زبان میں کہا جائے تاکہ ہم بھی سمجھ سکیں"۔

"دردانہ آپ لوگوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہی ہے اور یہ پوچھ رہی ہے کہ اس سلسلے میں اس کے سپرد کیا فرائض کیے جاتے ہیں میں نے اسے بتا دیا ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ہوٹل میں منتقل کر دیا ہے اور وہاں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہے"۔

"شکریہ مس دردانہ ہماری تمام تر توجہ اس ننھے دوست پر ہے جس کی عجیب و غریب کہانیاں ڈاکٹر شرف نے ہمیں سنائی ہیں ویسے مس دردانہ کیا آپ کا اس بچے سے کوئی رشتہ ہے؟"

"جی مسٹر فرید یوں سمجھ لیجئے کہ میں اس کے لیے ماں کے

برابر ہوں اور اس کی پرورش کی ذمے داری میرے ہی سپرد کی گئی ہے"۔

"ڈاکٹر فرید اس کے حصول کی کہانی میں نے آپ کو سنا دی تھی اس کے بعد سے مس دردانہ ہی اس کی اتالیق ہیں"۔

"مس دردانہ ڈاکٹر شرف نے ہمیں ہمارے ننھے دوست کے بارے میں جو تفصیلات بتائی ہیں کیا وہ درست ہیں؟"

"یقینی طور پر مسٹر فرید، ڈاکٹر شرف کبھی جھوٹ نہیں بولتے"۔

"تو پھر کیوں نا اس کا مظاہرہ ہو جائے؟"

"کیا چاہتے ہو؟" ڈاکٹر شرف بولا۔

"تم نے اس کی خصوصیات بتائی تھیں مجھ سے کہا تھا کہ سمندر میں اس کی رفتار بے پناہ تیز ہوتی ہے اور اس کے تیرنے کا انداز کسی مچھلی ہی کی مانند ہوتا ہے، پہلے تو ہم مسٹر شعبان کے تیرنے کے انداز کو دیکھنا چاہتے ہیں"۔

"اس کا مظاہرہ ہو جائے گا، تیز رفتاری کا اندازہ بھی تمہیں اسی طرح ہو جائے گا"۔ ڈاکٹر شرف نے کہا اور پھر وہ شعبان سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ہمارے یہ دوست تمہیں سمندر میں تیرتے دیکھنا چاہتے ہیں"۔

"آپ کا حکم ہے ڈاکٹر انکل میں تو ویسے بھی سمندر میں جانا چاہتا ہوں"۔ شعبان نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے بعد پروگرام ترتیب پا گیا وہ لوگ ساحل پر ہی رہے تھے اور شعبان کو نہانے کے لباس میں سمندر میں جانے کی اجازت دے دی گئی تھی اس نے تھوڑی دیر تک سمندر کی سطح پر پیراکی کی اور اس کے بعد دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پانی میں غوطہ لگا گیا وہ لوگ اسے تلاش کرتے رہے لیکن شعبان نظر نہیں آیا اور ڈاکٹر فرید نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او ڈاکٹر وہ کہاں گیا چھوٹی سی عمر کا بچہ ہے ابھی تک سطح پر برآمد نہیں ہوا"۔ ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور انگلی سے ایک جانب اشارہ کر دیا۔ ڈاکٹر فرید اور اس کے ساتھیوں نے ایک ننھے سے انسانی جسم کو ڈولفن کی طرح سمندر کی سطح پر بلند ہو کر دوبارہ سمندر میں جاتے ہوئے دیکھا اور اس کے بعد وہ مسلسل ڈولفن مچھلی کی طرح اپنے جسم کو رول کرتا رہا اور پانی میں نہاتا رہا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ ہر لمحے کے بعد جب وہ دوسری جگہ سے برآمد ہوتا تو اس کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جاتا کہ اتنے مختصر وقت میں اس فاصلے پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر فرید منہ پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا اور ایروگارٹر اور مذہابر کے چہرے جوش سے سرخ ہو رہے تھے۔۔ مذہابر نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ کہا۔

"آہ کاش ہم لوگ بھی اسی طرح کھلے سمندر میں جا سکتے"۔

"اس کا بندوبست کل ہو سکے گا میں اسٹیمر حاصل کر لوں گا اور اس کے بعد تم سمندر میں اس کی رفتار کا مجسم مظاہرہ دیکھ سکو گے"۔ ڈاکٹر شرف نے کہا بہت دیر تک شعبان پانی میں نہاتا رہا اور پھر دردانہ کے اشارے پر وہ پانی سے باہر نکل آیا ڈاکٹر شرف نے دردانہ سے کہا۔ "میرے معزز مہمان خصوصاً شعبان میں دلچسپی لے رہے ہیں میں انہیں شعبان کے بارے میں مزید تفصیلات بتاؤں گا اس لیے مائی ڈیئر تمہیں اپنی ہٹ میں اپنے ان مہمانوں کے لیے ضیافت کا اہتمام کرنا ہے کیا یہ تمہارے لیے ممکن ہے؟"

"کیوں نہیں۔ انکل آپ حکم دیں سب کچھ ہو جائے گا"۔

"تو پھر دوپہر کا کھانا ہم تمہارے ساتھ کھائیں گے"۔ ڈاکٹر شرف نے کہا اور دردانہ نے اس بات کی حامی بھر لی، وہ شعبان کو ساتھ لے کر اپنے ہٹ میں چلی گئی اور ڈاکٹر شرف اپنے تینوں دوستوں کے ساتھ اپنی لیبارٹری میں آگیا۔

ڈاکٹر شرف نے وہ تمام تصاویر ان لوگوں کو دکھائیں جو اس نے حاصل کی تھیں اور دوپہر تک شعبان ہی کے بارے میں گفتگو جاری رہی وہ لوگ درحقیقت شعبان سے بے پناہ دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام دردانہ نے نہایت شاندار کیا تھا اور شام تک وہ لوگ ساتھ رہے اس کے بعد دوسرے دن کا پروگرام طے پایا گیا سب کے درمیان دوستی اور مفاہمت کی فضا پیدا ہو گئی تھی، دردانہ کو البتہ اس سلسلے میں کوئی تعرض نہیں تھا کیونکہ اسد شیرازی نے اسے بھی حکم دیا تھا کہ ڈاکٹر شرف سے مکمل تعاون کیا جائے اور ان کی ہر خواہش کا احترام کیا جائے، چنانچہ دردانہ نے وہ سب کچھ کیا جو ڈاکٹر شرف نے اس سے کہا تھا۔

*

دوسرے دن اسٹیمر حاصل کر لیا گیا، دردانہ وقت مقررہ پر پہنچ گئی وہ جانتی تھی کہ ڈاکٹر شرف کے مہمانوں کے لیے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں ہے چنانچہ اس نے ڈرائیور سے کافی تیاریاں کرنے کے لیے کہا تھا اور اس دن اس نے ڈاکٹر شرف کو یہ پیشکش بھی کی کہ وہ ساحل پر بھی مہمانوں کے مستقل آرام کا بندوبست کر سکتی ہے لیکن ڈاکٹر شرف نے اردو میں اسے بتایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ یہ پیشکش ان لوگوں کو کرے ان کا ہوٹل میں مقیم رہنا درست ہوگا، اسٹیمر میں بیٹھ کر وہ لوگ گہرے سمندر کی جانب نکل گئے اور اس کے بعد وہ ناقابل یقین

مظاہرہ دیکھنے میں آیا جسے دیکھ کر تینوں غیر ملکی مہمانوں کی آنکھیں بند ہوگئیں اور دماغ سنسنانے لگے تھے ایک ننھے سے انسانی جسم میں یہ بلا کی قوت، پھرتی اور ایک انوکھی کیفیت نجانے کس طرح سرائیت کر گئی تھی۔ یہ ایک ناقابلِ فہم معمہ تھا جس کا حل نہ ڈاکٹر شرف کے پاس تھا اور نہ ڈاکٹر فریڈ کے پاس، گارنر اور ہارپر بھی اسی کیفیت کا شکار تھے۔ سمندر سے واپسی پر دردانہ اور شعبان تو اپنے ہٹ میں چلے گئے۔ بقیہ افراد اور ڈاکٹر شرف کے ساتھ اس کے ہٹ میں آگئے۔

"بلاشبہ ہم اسے ایک عجوبہ کہہ سکتے ہیں۔ وہ سمندر کی ایک حیرت انگیز مخلوق نظر آتا ہے لیکن جو کچھ آپ نے اس کے بارے میں بتایا ہے ڈاکٹر شرف وہ بہت تعجب خیز ہے۔ آخر اس کی ان صفات کی کوئی وجہ تو ہوگی۔" فریڈ نے کہا۔

"وجہ ہی تو معلوم نہیں ہے ڈاکٹر فریڈ۔"

"آپ اس سلسلے میں کچھ نہیں معلوم کرسکے؟"

"ہاں ابھی تک الجھن میں ہوں"۔ ڈاکٹر شرف نے اپنی لیبارٹری میں تیار کی ہوئی تصویریں نکال کر سامنے رکھ دیں اور پھر ان پر بحث ہونے لگی لیکن کوئی نتیجہ اخذ نہ ہوسکا تھا۔

"ہم اسے دنیا کا دلچسپ ترین کیس بھی کہہ سکتے ہیں اور یقیناً اگر اس کے بارے میں ہمیں کچھ تجربہ ہوجائے تو یہ ایک اہم تجربہ ہوگا۔"

"افسوس ہمارے وسائل محدود ہیں۔ ہم زیرِ سمندر اگر اس کا تجزیہ کرسکیں تو یقینی طور پر کچھ معلومات حاصل کرلیں گے لیکن ہمارے پاس زیرِ سمندر اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے وسائل نہیں ہیں"

ڈاکٹر شرف نے چونک کر گارنر کو دیکھا اور چند لمحات پُرخیال نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا، پھر بولا۔ "زیرِ سمندر آپ اس پر کیا تجربہ کرنا چاہتے ہیں مسٹر گارنر؟"

"دراصل اس کے اندر سب سے حیرتناک بات یہ ہے کہ وہ سمندر میں مسرور نظر آتا ہے اگر ہم پانی کے اندر اس کی جسمانی کیفیات کا قریب سے جائزہ لے سکیں تو یقینی طور پر ہم پر کچھ ایسے انکشافات ہوں گے جو ہمارے لیے باعثِ دلچسپی ہوسکتے ہیں"۔

ڈاکٹر شرف کسی سوچ میں ڈوب گیا درحقیقت یہ ایک نیا تصور تھا جو گارنر نے پیش کیا تھا۔ ڈاکٹر شرف کو اپنی لیبارٹری کے اس سب سے اہم حصے میں اس تجربے کی آسانیاں حاصل تھیں وہ شیشے کی اس تجربے گاہ میں جس کا تعلق سمندر کی گہرائیوں سے تھا بہ آسانی یہ کام کرسکتا تھا۔ ابھی تک اس نے ان لوگوں کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور اس وقت بھی اُس نے فوراً ہی اس کا تذکرہ نہ کیا، البتہ اس نے ایڈگارنر سے کہا۔ "اگر آپ یہ سمجھتے ہیں مسٹر ایڈگارنر کہ اس کا زیرِ سمندر تجزیہ ہمارے لیے کارآمد ہوسکتا ہے تو میرا خیال ہے میں اس کا بندوبست کرسکتا ہوں"۔

"آپ میری رائے سے اختلاف یا اتفاق کیجئے ڈاکٹر فریڈ، ہم سمندر میں اس کی تیراکی کا مظاہرہ دیکھ چکے ہیں اور اس بات پر مکمل اتفاق کرچکے ہیں کہ سمندر کے اندر اس کی کیفیت عام انسانی کیفیات سے مختلف ہوتی ہے اگر ہم قریب سے یہ جائزہ لے سکیں کہ پانی کے اندر اُس میں اور کون کون سی نمایاں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں تو یقینی طور پر ہمیں اس سے بڑی مدد حاصل ہوسکتی ہے۔"

ڈاکٹر فریڈ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ اس پر مسلسل تجربات ہی یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ اس میں عام انسانوں سے ہٹ کر ایسی کون سی خوبی ہے، جس کی بناء پر وہ مافوق الفطرت بن گیا ہے"۔

"ٹھیک ہے میں اس کے لیے بہت جلد کوئی بندوبست کردوں گا آپ مطمئن رہیں"۔

بہت دیر تک یہ لوگ اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے اور اس کے بعد ڈاکٹر فریڈ نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ شرف نے اُن کے لیے جو انتظامات کیے تھے وہ مکمل تھے۔ دردانہ کا تعاون بھی حاصل تھا۔ بہرطور وہ اپنے ہوٹل پہنچ گئے، یہاں پہنچنے تک ان تینوں کے درمیان اسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہی اور اس کے بعد معمر ڈاکٹر فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نوجوانوں مجھے تو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی صرف اسی لیے وقف نہیں ہے، یہاں آئے ہو تو اپنے طور پر تفریحات بھی کرو تمہارے پاس اس کے ذرائع موجود ہیں۔ ایڈگارنر اور ہارپر مسکراتے ہوئے ڈاکٹر فریڈ کے کمرے سے نکل آئے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے کمرے میں پہنچ گئے۔

"میرا خیال ہے ہمارا متعین کردہ وقت ہوچکا ہے ہمیں رابطے کی کوشش کرنی چاہیے۔" ہارپر نے کہا۔

"ابھی تک خود ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جبکہ ہیڈکوارٹر کو اس سلسلے میں آگاہ کردیا گیا تھا۔

"جو جگہ ہمیں بتائی گئی ہے، وہاں پہنچ کر ہم تھوڑی سی معلومات حاصل کیے لیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے چلو"۔

دونوں تیار ہوکر باہر نکل آئے پھر انہوں نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے پتہ بتا کر اس میں بیٹھ گئے ٹیکسی نے تھوڑی دیر کے بعد انہیں ان کی مطلوبہ جگہ پر چھوڑ دیا۔ ایک غیر ملکی فرم کا دفتر تھا۔ چند لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد فرم کے جنرل منیجر کے آفس میں پہنچ گئے۔ جہاں ان کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ منیجر بھی سفید فام نسل سے تعلق رکھتا تھا۔

"آپ کے بارے میں، مجھے مکمل ہدایت دے دی گئی تھیں اور حقیقی بات یہ ہے کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا، مجھے یہ بھی کہا گیا تھا کہ میں خود آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کروں، کیونکہ اس سلسلے میں احتیاط لازمی ہے۔"

"اوہ بہت بہت شکریہ، آپ کا نام نہیں معلوم ہوسکا۔" گارنر نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے رابرٹ ہاک کہہ سکتے ہیں۔" منیجر نے پُرجوش انداز میں ان سے مصافحہ کیا اور انہیں بیٹھنے کی پیش کش کی۔

"شکریہ مسٹر ہاک، بہرطور ہیڈکوارٹر سے ہمیں رابطہ قائم کرنے کی اشد ضرورت محسوس ہورہی ہے۔"

"تمام انتظامات مکمل ہیں۔ ہیڈکوارٹر آپ کی طرف سے ہونے والی گفتگو کا منتظر ہے۔" رابرٹ نے کہا اور اس کے بعد اس نے ایک بٹن دبایا تو دروازے پر ایک ونک شیلڈ آگری، گویا یہ کمرا اس طرح ساؤنڈ پروف ہوگیا تھا۔ اس کے بعد منیجر نے اپنی میز کے نچلے حصے میں کچھ ٹٹول کر بٹن دبائے اور میز ہی کی سطح پر ایک تختہ اوپر اٹھ گیا اس کے نیچے ایک بہت ہی شاندار ٹرانسمیشن کا نظام نظر آرہا تھا جو انتہائی جدید ترین تھا، رابرٹ نے مزید دو تین بٹن دبائے اور دو طاقتور مائک اپنی جگہ سے الٹ کر سامنے کی سمت آگئے۔ پھر اسپیکر سے ہلکی ہلکی آوازیں ابھرنے لگیں اور چند لمحات کے بعد ایک انسانی آواز سنائی دی۔

"یس، ہیڈکوارٹر۔"

"رابرٹ ہاک مخاطب ہے۔"

"ہاں مسٹر رابرٹ ہاک آپ کی طرف سے رابطہ قائم ہونے کا بے چینی سے انتظار کیا جارہا تھا۔ براہِ کرم چند سیکنڈ" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے بعد کھڑکھڑاہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ پھر ایک بھاری آواز ابھری۔

"کہیئے مسٹر رابرٹ کیا صورتحال ہے؟"

"سر ان دونوں سے رابطہ قائم ہوچکا ہے اور وہ خود ہی یہاں تشریف لاتے ہیں اور آپ سے گفتگو کرنے کے منتظر ہیں۔

"انہیں مائیک پر بلاؤ" ۔ دوسری طرف سے اجازت ملی اور گارنر اور ہارپر مائیک پر آگئے۔ دونوں نے مخاطب کرنے والے کو سلام کیا تھا اور دوسری طرف سے ان لوگوں کو ہیلو کہا گیا تھا پھر آواز آئی۔ "ہاں مسٹر گارنر، آپ نے جو تفصیلات بتائی تھیں اس کے سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے آپ نے؟"

"سر یہاں آنے کے بعد ہم نے آپ کو دی ہوئی اطلاعات کے مطابق ہر چیز کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی ہیں، ڈاکٹر شرف بلاشبہ ایک ذہین آدمی ہے اور اس نے جو کچھ بتایا تھا ہم نے اس سے کچھ زیادہ ہی پایا۔"

"میں تفصیل سننا چاہتا ہوں"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تفصیل مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ سر وہ بچہ سمندر میں پیدا ہوا تھا اور یا پیدا ہونے کے بعد ساحل تک پہنچا"۔

"یہ تم کہہ چکے ہو۔ اس کے بعد کی تفصیل بتاؤ"۔

"عام حالات میں وہ نارمل ہے۔ لیکن سمندر میں وہ ناقابلِ یقین خصوصیات کا حامل ہوجاتا ہے۔ "اس کے تیرنے کی رفتار ناقابلِ یقین ہوتی ہے"۔

"اس کی فطرت میں ایک انوکھی جولانی نظر آتی ہے لیکن سمندر سے باہر وہ نارمل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کی تجربہ گاہ حیرت انگیز ہے۔ مگر سر ہم اس کا سمندر کی گہرائیوں میں تجزیہ کرنا چاہتے ہیں"۔

"اس کے ذرائع ہیں تمہارے پاس"۔

"ابھی تک کچھ نہیں!"

"اس سلسلے میں کیا کرسکتے ہو؟"

"فیصلہ نہیں کیا جاسکا سر"۔

"ہم تم پر مکمل اعتماد کرتے ہیں ہارپر۔ تم اپنے ذرائع سے کام لو رابرٹ تمہاری ہر وہ ضرورت پوری کرے گا جو اس کے لیے ممکن ہو۔ وہ اس کا پابند ہے اگر تم مطمئن ہوتے ہو تو اس پر تجربات کرکے ہم سے رابطہ قائم کرنا تاکہ تمہیں مزید ہدایات دی جاسکیں۔" دوسری طرف سے یہ کہہ کر رابطہ منقطع کردیا گیا۔

رابرٹ نے میز کی سطح برابر کردی اور پھر کمرے کا ماحول پہلے جیسا ہوگیا۔ اس نے ان لوگوں کی کافی سے تواضع کی تھی۔

"ہیڈکوارٹر کی ہدایت کے مطابق میں آپ کے ساتھ ہر تعاون کا پابند ہوں آپ لوگ ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ قائم کرنا

چاہیں تو بھی آپ کو ٹرانسمیٹر فراہم کردوں گا اور اگر ٹیلی فون سے کام بن سکتا ہو تو میرا خاص نمبر نوٹ کرلیں۔"

"ٹرانسمیٹر بہتر رہے گا" - ہارپر نے فوراً کہا۔

"اس کے لیے آپ کو کچھ وقت انتظار کرنا ہوگا۔ میں اسے آپ کی قیام گاہ پر پہنچادوں گا۔"

"فون نمبر دیجئے۔" گارڈنر بولا۔ رابرٹ نے انھیں ایک نمبر نوٹ کرادیا۔

"یہاں تو آپ کو آپ کی ضرورت کے مطابق کارکن مل سکتے ہیں گاڑیاں مل سکتی ہیں ہمارے پاس تمام انتظامات ہیں۔

"اس بہترین تعاون کا بے حد شکریہ" - گارڈنر نے کہا اور اس کے بعد دونوں اٹھ گئے۔ کچھ دیر ادھر ادھر آوارہ گردی کرکے وہ واپس اپنے ہوٹل آگئے اور پھر دیر تک اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔

دوسرے دن معمول کے مطابق پھر ڈاکٹر شرف کے پاس پہنچ گئے تھے اور ڈاکٹر شرف اپنی زندگی کی اس تبدیلی سے خوش معلوم ہوتا تھا۔ خاص طور پر ڈاکر فرید کی معیت اسے بہت پسند تھی۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ آج انھیں اپنی زمین دوز لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتادے گا۔

"ہارپر نے فوراً ہی موضوع چھیڑ دیا۔ "آپ نے وعدہ کیا تھا مسٹر شرف کہ آپ زیر سمندر اس کے تجزیے کا بندوبست کریں گے۔"

"ہاں مسٹر ہارپر۔ مجھے وہ وعدہ یاد ہے" -

"کوئی بندوبست کیا ہے آپ نے؟"

"کچھ کیا تو ہے اگر آپ کو پسند آئے" - ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم بے حد الجھن میں ہیں وہ لڑکا حیرت انگیز ہے ہی لیکن آپ بھی ہمارے لیے اس سے کم نہیں ہیں" -

"میں؟" - شرف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر، میں اور گارڈنر رات کے دو بجے تک آپ کے موضوع پر بات کرتے رہے ہیں" -

"میں بھلا کیا موضوع بن سکتا ہوں" - ڈاکٹر شرف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ "انسانی کمزوری سے کوئی نہیں بچ سکتا ڈاکٹر شرف بھی اس کا شکار ہو رہا تھا اپنی تعریفیں اسے پسند آرہی تھیں۔

"اعلیٰ ترین وسائل اور حکومتوں کا تعاون تو ہر شخص کو کسی بھی کام کے قابل بنادیتا ہے - بڑے بڑے بین الاقوامی تحقیقاتی ادارے ہر طرح کے وسائل مہیا کردیتے ہیں لیکن اتنے بڑے کام کرنے کے لیے صرف اپنے وسائل پر انحصار بہت بڑی بات ہے۔ آپ نے یہ سب کچھ کرکے ایک ایسی مثال قائم کی ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ لیبارٹری ایک چھوٹی سی جگہ پر قائم ہے لیکن میرے خیال میں اس میں آپ نے جو کچھ مہیا کرلیا ہے۔ وہ ناقابلِ یقین ہے" - ہارپر مسلسل ڈاکٹر شرف کو بام پر چڑھا رہا تھا۔

"ہاں مسٹر ہارپر، جب اعضا کی کمزوری کا احساس ہوا اور خود کو بے بسی کی طرف بڑھتے ہوئے پایا تو یہ حل دریافت کیا میں نے بہرحال آپ کی خواہش کے مطابق جو انتظامات ہیں پیش خدمت ہیں" - ڈاکٹر شرف نے کہا اور ان لوگوں کو لے کر اس طرف چل پڑا جہاں زیر زمین سمندر کی دنیا آباد تھی۔

گول کمرہ لفٹ کی طرح نیچے اترا تو وہ دونوں اچھل پڑے اور پھر شیشے کا وہ خول جس میں سمندر قید کرلیا گیا تھا جب ان کے سامنے آیا تو ان کے سانس رک گئے۔ لفٹ ٹھہر گئی اور وہ سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ لینے لگے۔

ڈاکٹر فرید سب سے پہلے بولا تھا۔

"تم اتنی بلندیوں تک پہنچ گئے ہو ڈاکٹر مجھے گمان تک نہیں تھا" -

"یہ بلندیاں نہیں گہرائیاں ہیں ڈاکٹر" - ڈاکٹر شرف نے مسکراتے ہوئے مذاق کیا۔

"آہ۔ یہ سب کچھ بہت زیادہ ہے۔ گارڈنر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"بیشک! اور میرے خیال میں نہایت مکمل بھی" -

"میں خود تو سمندر کی گہرائیوں کے سفر کے قابل نہیں تھا مسٹر ہارپر میں نے سمندر کی گہرائیاں یہاں سمیٹ لیں۔ یہ لفٹ پہلے سمندر کی گہرائیاں ختم کرتی ہے اس کے بعد ہم سمندر کے نیچے آجاتے ہیں تو یہ شیشے کی دیواریں گر جاتی ہیں اور سمندری مخلوق اس میں آجاتی ہے اور جو چیز اس میں آجاتی ہے جب تک نکل نہیں سکتی جب تک یہ جال پھٹ نہ جائے ڈاکٹر شرف انہیں تمام فنکشن دکھانے لگا اور وہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ پھر گارڈنر نے پوچھا۔

"اگر اوپر کی کوئی شے اس شیشے کے خول میں لانے کی کوشش کی جائے۔ ڈاکٹر پھر اس کے لیے کیا ہوگا" -

"ایک میکنیزم کے تحت اسے اس میں پہنچایا جاسکتا ہے" -

"ونڈرفل۔ آپ عظیم ہیں ڈاکٹر" -

شکریہ دوستو۔ اب تم بتاؤ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ہم اس میکنیزم کو اور دیکھنا چاہتے ہیں ڈاکٹر" - ہارپر بولا۔

"ٹھیک ہے۔" ڈاکٹر شرف نے کہا اور پھر وہ لفٹ کو اوپر لے گئے ایک حصے میں پہنچ کر اس نے وہ جگہ دکھائی جو کسی بھی شے کو شیشے کے اس خول میں پہنچا سکتی تھی۔ ہارپر کا چہرہ چمکنے لگا۔

وہ لوگ دیر تک ڈاکٹر شرف کی تعریفیں کرتے رہے۔ پھر باہر آگئے اور ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے ڈاکٹر آپ نے اس مقصد کی تکمیل کرلی ہے۔ جس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے" - گارڈنر نے کہا۔

کس لحاظ سے؟"

"مقصد یہ ہے کہ اس لیبارٹری میں بہ آسانی اس بچے پر تمام تجربات کیے جاسکتے ہیں" -

"ایک بات بتائیے۔" ڈاکٹر ہارپر نے پوچھا۔ "کہ آپ نے خود اس پر تجربہ کیوں نہیں کیا؟"

"آپ کا اشارہ کون سے تجربے کی طرف ہے مسٹر ہارپر؟" ڈاکٹر شرف نے سوال کیا۔

"اس بچے کو شیشے کے اس خول میں رکھ کر آپ بہ آسانی سمندر میں اس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

"سوچا تھا میں نے اس بارے میں لیکن" -

"لیکن کیا؟"

"ہمت نہ کرسکا۔ اسے کوئی خطرہ پیش آسکتا تھا۔

"کیسا خطرہ" -

"آکسیجن کی کمی یا کچھ بھی۔ سمندر کے بیچ سے اسے یہاں لانا ناممکن تھا اوپری حصے سے اندر کرکے اسے واپس لانے کا کوئی طریقہ میرے پاس نہیں تھا اگر میں اسے اوپر سے خول میں پہنچاتا اور وہ سمندر کی گہرائیوں میں داخل ہوکر باہر نہ نکل پاتا تو اس کی زندگی بھی جاسکتی تھی" -

"اوہ ڈاکٹر، پھر یہ تجربہ کیسے ممکن ہے؟"

"ہاں یہ مشکل ہے۔ وہ معصوم بچہ ہے مجھ سے انسیت رکھتا ہے میں اس کے سلسلے میں تمہیں ضرور لایا ہوں مگر اس کی زندگی کے لیے کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا" -

"میرے خیال میں ڈاکٹر یہ تجربہ ہمیں اس کی اصلیت سے روشناس کرسکتا ہے۔" گارڈنر بولا۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہو کیا اس شکل میں بہتر ہوگا کہ ہم اس کے تحفظ کا بندوبست کرلیں" -

"لیکن صاحب آپ کے خیال میں اس کا کیا بندوبست ہوسکتا ہے؟"

"میں ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کرسکا" -

"ہوسکتا ہے ڈاکٹر وہ باہر آنے کی صلاحیت رکھتا ہو؟"

"ہم صرف ایک مفروضے پر یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے ہمیں اسے تحفظ دینا ہوگا۔" ڈاکٹر شرف نے کہا تو ڈاکٹر فرید نے اس کی تائید کی۔

"چلیئے پھر کچھ اور سوچا جائے گا اس سلسلے میں" - ہارپر نے بات ختم کردی۔

"دیکھو آج انہوں نے شعبان سے ملاقات نہیں کی تھی پورا دن ڈاکٹر شرف کے ساتھ گزارنے کے بعد تینوں واپس اپنے ہوٹل آگئے ہارپر اور گارڈنر ڈاکٹر شرف کی تعریفیں کرتے رہے تھے البتہ اپنے کمرے میں پہنچ کر دونوں کے انداز بدل گئے۔

"ہاں ڈیر! ہارپر اب بتاؤ کیا خیال ہے؟"

"یہی سوچ رہا ہوں میں" - ہارپر نے پُر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر شرف کسی قیمت پر ہمیں اس تجربے کی اجازت نہیں دے گا گارڈنر، اور ہم کوئی صحیح تجزیہ نہیں کرپائیں گے اس لیے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم جس قدر جلد ممکن ہو اپنے کام کی تکمیل کریں اس مسئلے کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ کہ ہم اس بچے کو اغواء کرکے اپنے ساتھ لے جائیں اور اسے ہیڈکوارٹر کے حوالے کردیں لیکن یہ صرف اسی صورت میں بہتر ہوگا کہ ہمارا اور اس کا تجربہ مکمل ہوجائے اگر یہ صرف اتفاق ہے اور اسے اس کی قدرتی صلاحیتوں پر محمول کیا جاسکتا ہے تو پھر تو کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ ایسے باصلاحیت لوگ، بعض اوقات مل جاتے ہیں، حالانکہ ہیڈکوارٹر کے لیے اس کا حصول باعثِ دلچسپی ہوگا۔ لیکن یہ صرف ہیڈکوارٹر کی طلب پر ممکن ہے کیونکہ بہرطور یہ ایک مشکل کام ہوگا، دوسری بات یہ کہ اگر اس پر ہونے والا تجربہ ہمارے لیے کوئی بہت ہی اہم معلومات فراہم کردیتا ہے تو پھر ہم اپنے طور پر ہر طرح کا خطرہ مول لے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں ڈاکٹر کی یہ لیبارٹری ہمارے اس مقصد کے لیے کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔ ہمیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی اور فیصلہ کرنے کے بعد ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم کرلیا جائے گا۔ یہاں مسٹر رابرٹ ہماری ہر طرح کی مدد کرنے کے لیے موجود ہیں" -

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہم اپنے طور پر یہ تجربہ کریں" - گارڈنر نے سوال کیا" -

"کیا تم اسے ضروری نہیں سمجھتے مسٹر ہارپر" -

"اس کے لیے ہمیں سختی کرنا ہوگی۔ ڈاکٹر شرف اس بات پر کبھی آمادہ نہیں ہوگا کہ اسے زیر سمندر لے آئے۔"

"ڈاکٹر شرف کا مسئلہ اصل مسئلہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر فرید کے بارے میں کیا خیال ہے"۔

"ڈاکٹر فرید بے شک ایک کار آمد شخصیت ہے لیکن اگر وہ ہمارے راستے میں مزاحم ہوتا ہے تو ہمارے لیے اتنا اہم بھی نہیں ہے اس کا بھی بندوبست کرلیا جائے گا"۔

"لیکن اس کے بعد کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارا مقصد محفوظ رہ سکے گا"۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میرا مطلب صاف اور واضح ہے۔ ڈاکٹر فرید سے ہمارے تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائیں گے۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" ہارپر نے سوال کیا۔

"ہمیں اس قسم کی کانفرنسوں میں شرکت کی جو مراعات حاصل ہیں۔ وہ ختم ہوجائیں گی اور ہم بڑے بڑے تحقیقات کرنے والوں کے تعاون سے محروم ہوجائیں گے۔"

"ہارپر اس بات پر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔" تو پھر ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر فرید اور ڈاکٹر شرف کو ختم کر دیا جائے"۔

گارڈنر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ہیڈ کوارٹر کے مفادات کے لیے ہمیں جو کچھ بھی کرنا پڑا کرلیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی ضروری ہے۔"

"تو اس سلسلے میں پروگرام کیا رہے گا"۔ گارڈنر نے سوال کیا۔

"وہ لڑکی جو اس لڑکے کی نگراں ہے، سب سے پہلے اُسے راستے سے ہٹانا ہوگا۔ اس کے بعد لڑکے کو اپنی تحویل میں لے کر ڈاکٹر شرف کی تجربے گاہ میں پہنچنا ہوگا۔ ڈاکٹر شرف کو اس کے لیے مجبور کیا جاسکتا ہے"۔

"یہ تو ایک بڑا آپریشن ہوجائے گا"۔ گارڈنر نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"اس کے بغیر چارہ کار بھی تو نہیں ہے، بہر طور ہم اُسے نظر انداز نہیں کرسکتے۔

"تو پھر پورا منصوبہ کیا ہے؟"

"میری رائے ہے کہ فی الحال کسی کو نقصان پہنچائے بغیر کام کیا جائے تو مناسب ہوگا، لڑکے کو ہم اپنے طور پر تحویل میں لے لیں گے اور لڑکی کے لیے یہ کوشش کریں گے کہ وہ زندہ رہ کر ہی اس سے دور رہے، میرا خیال ہے اس سلسلے میں رابرٹ سے مشورہ لے لینا ضروری ہے۔"

"تو پھر مسٹر رابرٹ سے رابطہ قائم کرو۔ وہ لوگ ابھی یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، دروازہ کھولا تو رابرٹ ان کے سامنے تھا۔ وہ دونوں حیران رہ گئے۔

"اتفاق کی بات ہے مسٹر رابرٹ کہ آپ ہی کے سلسلے میں گفتگو ہو رہی تھی۔"

"میرے بارے میں میرے دوستوں کا کہنا ہے کہ جب بھی وہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ میں ان کے پاس پہنچ جاتا ہوں"۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب تو آپ کچھ اور خصوصیات کے حامل قرار پائے۔"

"فرمائیے میرا ذکر خیر کس سلسلے میں تھا"۔

"سب سے پہلے تو آپ یہ بتائیے مسٹر رابرٹ کہ آپ اچانک یہاں کیسے وارد ہوگئے؟"

"آپ سے ٹرانسمیٹر فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ بس وہی ٹرانسمیٹر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ لیکن اب آپ یہ بتائیے کہ آپ کو میری طلب کیوں محسوس ہوئی"۔

"نہ صرف طلب بلکہ آپ کے زبردست تعاون کی ضرورت بھی پیش آگئی ہے مسٹر رابرٹ!"

"میں پہلے ہی اس پر آمادگی کا اظہار کرچکا ہوں"۔ ہارپر نے چند لمحات توقف کیا اور اس کے بعد رابرٹ کو اپنا مقصد بتایا، رابرٹ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

"یہ زیادہ مشکل کام نہ ہوگا، میرے خیال میں ہم چند افراد کو ڈاکٹر شرف کی تجربے گاہ پر بھیج دیں گے جو وہاں کی پوزیشن سنبھال لیں گے اور اس کے بعد ہم اس لڑکی اور اس کے ساتھی بچے کو اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ میرا مطلب ہے لڑکی کو بے ہوش کرکے اس کی ہٹ میں باندھ دیا جائے گا اور لڑکے کو ہم ڈاکٹر شرف کی لیبارٹری میں لے جائیں گے۔ وہاں یہ کام بآسانی کیا جاسکتا ہے۔"

"آپ یہ ذمہ داری قبول کرسکتے ہیں مسٹر رابرٹ"۔

"یہ میرا فرض ہے جناب۔ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے مجھے بھی کچھ ہدایات موصول ہوئی ہیں اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں آپ کے مقصد کی تکمیل کے لیے ہر عمل کروں۔ میں بھی بہر طور آپ کے وفاداروں میں سے ہوں"۔

"کیا ہم یہ سارا کام آپ کے سپرد کرسکتے ہیں"۔ مسٹر رابرٹ ہارپر نے سوال کیا۔

رابرٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "یوں سمجھ لیجئے جناب کہ یہ ذمے داری میں نے قبول کرلی۔ اب آپ مجھے کچھ تفصیلات بتادیجئے اس نے کہا اور اس کے بعد وہ دیر تک دونوں

سے گفتگو کرتا رہا۔

دوسرے دن معمول کے مطابق ڈاکٹر فرید ہارپر اور گارڈنر کے ساتھ ساحل پر پہنچ گیا۔ ڈاکٹر شرف اپنے دوستوں کا انتظار کر رہا تھا۔ رسمی گفتگو ہوئی۔

"کہیئے ڈاکٹر شرف۔ آپ کا دوست کہاں ہے؟" ہارپر نے کہا۔

"اپنے گھر پر ہوگا۔ کیا آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں۔ اس حیرت انگیز لڑکے کے ساتھ ہر وقت رہنے کو جی چاہتا ہے۔ آپ اسے بلا لیجئے۔" ہارپر نے کہا۔

"میں ابھی فون کیے دیتا ہوں۔" ڈاکٹر شرف نے سادگی سے کہا اور پھر فون پر دردانہ سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

دردانہ نے فوراً آنے پر آمادگی ظاہر کردی تھی وہ لوگ انتظار کرنے لگے کچھ دیر کے بعد ہارپر گارڈنر کو اشارہ کرکے اٹھتا ہوا بولا۔

"میں ذرا باہر جا رہا ہوں بس دردانہ آگئی تو انہیں بھی ساتھ لے آؤں گا"۔ کسی نے کوئی تعرض نہ کیا اور ہارپر باہر نکل آیا۔ اس نے کچھ مشکوک لوگوں آس پاس دیکھا تھا۔ پھر ایک جگہ منتخب کرکے ہارپر نے ٹرانسمیٹر پر رابرٹ سے رابطہ قائم کیا

"ہاں مسٹر ہارپر آپ میری نگاہوں میں ہیں اور میرے آدمی آپ کے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں"۔

"گڈ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا"۔ ہارپر نے رابرٹ کو کچھ ہدایات کیں اور ٹرانسمیٹر بند کرکے جیب میں ڈال لیا۔ کچھ دیر کے بعد دردانہ کی گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔ اور ہارپر مستعد ہوگیا۔ اس نے دردانہ کے ہٹ کے سامنے اس کا استقبال کیا تھا۔

"ہیلو مسٹر ہارپر"۔ دردانہ نے کہا۔

"ہیلو مس دردانہ، ڈاکٹر بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔

"او کے۔ شاید مجھے دیر ہوگئی"۔

"کوئی بات نہیں۔ آئیے"۔ ہارپر نے کہا اور دونوں کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ تین اجنبی آدمی ڈاکٹر شرف کے ہٹ کے پاس سمٹ آئے تھے۔ ہٹ کے پاس پہنچ کر ہارپر نے شعبان سے کہا۔ "مسٹر شعبان آپ اندر جائیے ڈاکٹر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ مس دردانہ ایک منٹ مجھے آپ سے کچھ گفتگو کرنا ہے"۔ شعبان خوشی سے اندر چلا گیا۔ دردانہ ٹھٹک کر رک گئی تھی۔

"وہ بات دراصل یہ ہے مس دردانہ کہ۔" ہارپر نے کہا اور اسی وقت عقب سے دو آدمیوں نے دردانہ کو دبوچ لیا اور تیسرے نے اس کی ناک پر کلوروفام میں ڈوبا رومال رکھ دیا۔ دردانہ ایک لمحے میں بے ہوش ہوگئی تھی اس کے بے ہوش ہوتے ہی ہارپر نے کہا۔

"اسے واپس اسی ہٹ میں لے جاؤ جہاں ڈرائیور موجود ہے اسے بھی سنبھالنا ہوگا دونوں کو مضبوطی سے کس کر اندر ڈال دو اور چاروں طرف سے ہوشیار رہو۔" یہ ہدایت دے کر ہارپر اندر داخل ہوگیا اندر ڈاکٹر شرف اور دوسرے لوگ شعبان سے گفتگو کر رہے تھے۔

"مِس وردانہ ہمارے لیے کچھ اہتمام کرنا چاہتی ہیں اس لیے وہ تھوڑی دیر میں واپس آئیں گی۔ آپ لوگ کیا گفتگو کر رہے ہیں؟"

"مسٹر شعبان سے باتیں کر رہے ہیں۔" گارنر نے کہا اور ہارپر اچانک بولا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر شعبان۔ آپ ایک منٹ کے لیے میرے ساتھ آئیے۔" شعبان خاموشی سے اٹھ گیا تھا۔

"کہاں ہارپر؟" فرید نے پوچھا۔

"بس ایک منٹ ڈاکٹر۔" ہارپر نے کہا اور شعبان کے ساتھ باہر نکل گیا۔ وہ اسے لیے تجربہ گاہ کے اس حصے میں پہنچا جہاں سے شیشے کے اس خول میں جانے کا راستہ تھا۔ اس نے شعبان کو اس جگہ کھڑا کیا اور اسے باتوں میں لگا کر کھسکتا ہوا اس مقام تک پہنچ گیا جسے دبانے سے فرش کھل جاتا تھا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے لیور اٹھا دیا۔ فرش کا یہ حصہ اچانک درمیان سے کھل گیا اور شعبان کے حلق سے ایک تیز آواز نکلی دوسرے لمحے وہ نیچے سمندر میں غروب ہو گیا تھا۔ ہارپر نے جلدی سے لیور اوپر کیا اور جیب سے رومال نکال کر پسینہ خشک کرتا ہوا واپس چل پڑا۔

ڈاکٹر شرف، فرید اور گارنر سے گفتگو کر رہا تھا۔ ہارپر نے اندر داخل ہو کر پریشان لہجے میں کہا۔ "ڈاکٹر شرف، ڈاکٹر شرف براہ کرم میرے ساتھ آئیے۔" اس کا لہجہ کچھ اس طرح "گھبرایا" ہوا تھا کہ وہ سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خیریت مسٹر ہارپر۔" فرید نے پوچھا۔

"پلیز آئیے۔" ہارپر نے کہا اور وہ تینوں اس کے پیچھے لپک پڑے۔

"شعبان کہاں ہے۔" ڈاکٹر شرف نے کہا۔ لیکن ہارپر نے جواب نہیں دیا۔ وہ انہیں وہاں لے گیا جہاں ڈاکٹر شرف کی لیبارٹری کا دوسرا حصہ تھا۔

"شعبان کہاں ہے مسٹر ہارپر؟ کہاں گیا وہ؟" ہارپر نے اپنے دوست کو دیکھا اور اس کے بعد کہنے لگا۔

"مسٹر شرف شعبان، یہاں اس جگہ کھڑا ہوا تھا اور میں اس سے اسی شیشے کی لیبارٹری کے بارے میں بات چیت کر رہا تھا کہ دفعتہً میرا ہاتھ اس لیور پر دب گیا اور شعبان پانی میں جا گرا۔" ڈاکٹر شرف کے حلق سے ایک دھاڑ سی نکل گئی تھی وہ پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پھر اس طرف دوڑا جہاں سے لفٹ نیچے کی سمت جاتی تھی اس نے لفٹ میں داخل ہو کر نیچے جانا چاہا مگر ڈاکٹر فرید اور اس کے پیچھے گارنر اور ہارپر دونوں ہی لفٹ میں داخل ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر شرف نے لفٹ نیچے کی سمت دبا دی اور آہستہ آہستہ شیشے کی لیبارٹری روشن ہونے لگی دفعتہً ڈاکٹر شرف نے لفٹ کو ایک جگہ روکا۔ شعبان اسے نظر آ گیا تھا شیشے کی لیبارٹری میں وہ متحیرانہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا پانی میں اس کی کیفیت پوری طرح نمایاں نظر آ رہی تھی پھر اس نے شاید ان لوگوں کو بھی دیکھ لیا اور تیرتا ہوا ان کے قریب آ گیا درمیان میں شیشے کی دیوار حائل تھی اس کے ہونٹ ہلے وہ کچھ کہہ رہا تھا لیکن یہاں اس کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی، ڈاکٹر شرف نے بے چینی سے اسے دیکھا اور اس کے بعد وہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ شعبان چند لمحات کچھ کہتا رہا لیکن اس کے چہرے پر وحشت کے آثار نہیں تھے وہ اس پراسرار دنیا کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پانی کے جانور اس کے آس پاس سے گزر رہے تھے اور شعبان ان کی جانب متوجہ تھا جب اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کی آواز دوسری طرف نہیں سنی جا سکتی تو وہ پانی میں اور نیچے اترنے لگا، ساتھ ہی ڈاکٹر شرف نے لفٹ کو بھی نیچے لے جانا شروع کر دیا تھا۔ ہارپر نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"تم دیکھ رہے ہو مائی ڈیئر گارنر پانی میں وہ کتنا پرسکون ہے؟"

"میں کہتا ہوں تم اپنی بکواس بند کرو اب اسے باہر کیسے نکالا جا سکے گا؟" ڈاکٹر شرف جھلائے ہوئے لہجے میں بولا اور ہارپر اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"ڈیئر ڈاکٹر کیا تم مجھے داد نہیں دو گے کہ میں نے تمہیں کتنا بڑا تجزیہ کرنے کا موقع دیا۔ دیکھو اب اسے اور زیادہ قریب سے دیکھو ہم اسے سمندر کی سطح پر تیرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے سمندر کی گہرائیوں میں اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے اس کا تمہیں کوئی اندازہ بھی نہیں ہو گا لیکن اب تم اسے قریب سے دیکھ سکتے ہو کہ پانی کی گہرائی میں اس پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے، کیا آپ بھی محسوس کر رہے ہیں۔ فرید کہ وہ پانی میں اتنا پرسکون ہے کہ کوئی انسان اس قدر پرسکون نہیں رہ سکتا وہ گہرائیوں میں ہے لیکن سانس لینے کے لئے اس اُسے کسی مصنوعی سہارے کی ضرورت نہیں پیش آ رہی آپ دیکھیے اس کے چہرے پر تردد کے آثار بھی نہیں ہیں نہ ہی وہ خوف کا شکار ہے۔"

"میرا خیال ہے ہارپر تم نے یہ حرکت جان بوجھ کر کی ہے لیکن تم اس کے سنگین نتائج سے واقف نہیں تھے کیا؟" ڈاکٹر فرید نے بھی ناخوشگوار انداز میں کہا اور ہارپر کہنے لگا۔

"تجربے کے لئے تو انسانی زندگیاں ضائع ہوتی ہی رہتی ہیں مسٹر فرید اگر آپ کا خیال ہے کہ میں نے جان بوجھ کر یہ ساری کارروائی کی ہے تو میں اس کی تردید نہیں کروں گا۔ یہ

فیصلہ تو میں نے بہت پہلے کر لیا تھا۔" ہارپر کے الفاظ پر ڈاکٹر شرف غراتے ہوئے انداز میں آگے بڑھ کر بولا۔

"لیکن اس تجربے کے جائزے کے لئے تم زندہ نہیں رہ سکو گے تم نے تم ----" ڈاکٹر شرف جملہ ادھورا چھوڑ کر ہارپر پر جھپٹا لیکن ہارپر نے اُسے زور سے پیچھے دھکا دیا اور دوسرے لمحے اپنی جیب سے پستول نکال کر اس کا رُخ ڈاکٹر شرف کی جانب کر دیا پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔

"نہیں ڈاکٹر فرید تم بھی اپنے دوست ڈاکٹر شرف کے ساتھ وہیں کھڑے ہو جاؤ جہاں وہ کھڑا ہے۔ ہاں ڈاکٹر شرف اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے یہ تجربہ جان بوجھ کر کیا ہے میں تم لوگوں کو وہاں چھوڑ کر شعبان کے ساتھ یہاں آیا اور اُسے اس جگہ کھڑا کر کے لیور دبا دیا تاکہ وہ پانی میں گر پڑے۔"

"ذلیل، کمینے انسان یہ تجربہ تو میں بھی بہت پہلے کر سکتا تھا اب تو مجھے یہ بتا کہ ہم اسے باہر کیسے نکالیں گے تو نے تو نے ------"

"دیکھا گارنر، ڈاکٹر شرف اپنی اصلیت پر اُتر آئے اور میں جانتا تھا کہ وہ سیدھے ہاتھوں کبھی ہمیں کام نہ کرنے دیں گے، ڈاکٹر شرف! ہم اس کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں آپ کے لئے ہماری مخلصانہ پیشکش ہے کہ آپ بھی اس کا جائزہ لیں باقی جہاں تک رہا مسئلہ اُس کو باہر نکالنے کا تو دیکھیے دو ہی باتیں ہیں سطح سمندر سے سمندر کی گہرائیوں تک پہنچ کر اگر وہ اس لیبارٹری سے باہر نکل سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کم از کم ہم اس کا اتنا جائزہ تو لے ہی سکیں گے کہ وہ کتنی دیر پانی میں رہ سکتا ہے۔ اور اس کی کیفیات کیا ہو سکتی ہیں؟"

"گویا اگر وہ نہ نکل سکا تو ---؟"

"تو پھر مر جائے گا۔" ہارپر نے بے رحمی سے کہا اور ڈاکٹر شرف اپنے بال نوچنے لگے پھر وہ فرید کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"فرید یہ دھوکہ مجھے تمہاری وجہ سے ہوا ہے زندگی میں کبھی میں نے اس قسم کی حماقت نہیں کی کسی کو یہاں اپنی اس لیبارٹری تک نہیں لایا۔ یہ پہلی حماقت میرے لئے آخری حماقت ہی ثابت ہو رہی ہے۔ آہ وہ، میں کیا جواب دوں گا کس کو --- میں ---" ڈاکٹر شرف بے پناہ پریشان نظر آ رہا تھا، فرید نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے ڈاکٹر شرف واقعی لیکن اس بات کا بھی تم یقین کرو کہ مجھے ان دونوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ اپنے ذہن میں کوئی بری بات رکھتے ہیں۔"

"فرق صرف سوچنے کا ہے مسٹر فرید ہمارے ذہن میں اب بھی کوئی بری بات نہیں ہے یہ تو ایک تجربہ ہے، جس کے لئے ہمارے پاس دوسرے ذرائع نہیں تھے ظاہر ہے اس لڑکے کو آپ لوگ ہمارے حوالے کرنے پر کسی طور تیار نہ ہوتے اور ایسی شکل میں ہم اس تجربے سے محروم رہ جاتے اگر ہمارا تجربہ کامیاب رہتا ہے اور ہم اس کے بارے میں صحیح صورت حال کا اندازہ لگا پاتے ہیں تو میرا خیال ہے اس سے ہم سب ہی کو فائدہ ہو گا۔ دوسری صورت میں اگر یہ مر بھی گیا تو بہر طور ایک تجربہ تو کم از کم ہمارے سامنے آئے گا کہ پانی کے اندر کسی ایسے انسان کی کیا کیفیت ہو سکتی ہے، نہیں شرف آپ اس سلسلے میں مجھے برائی نہیں دے سکتے۔"

پستول کے آگے وہ دونوں بے بس ہو گئے تھے، گارنر پوری طرح شعبان کا جائزہ لے رہا تھا ان دونوں کو بھی شعبان نظر آ رہا تھا پھر ہارپر بھی اُس کی جانب متوجہ ہو گیا البتہ پستول اس نے اسی طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا کہ اگر اُدھر سے ذرا بھی کوئی گڑبڑ ہو تو اس کا بہتر طریقے سے جواب دیا جا سکے، ڈاکٹر شرف نے لفٹ روک دی تھی اور اب وہ خود بھی پریشان نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہا تھا، پھر دفعتہً ہی اس نے شعبان کو گہرائیوں میں اُترنے کا اشارہ کیا مقصد یہ تھا کہ وہ تہہ میں پہنچ کر باہر نکلنے کی کوشش کرے ساتھ ساتھ ہی وہ شعبان کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس تحقیق میں اضافہ ہو رہا تھا، شعبان پانی میں اتنا پرسکون تھا اور وہ سانس بھی نہیں لے رہا تھا اس کا منہ بھی کھلتا تھا، آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں اور شفاف پانی میں اس کی کلیلیں نظر آ رہی تھیں وہ جانوروں کے ساتھ گُتھا ہو جاتا اور ان کے ساتھ ہی پانی کی بلندیوں کی جانب دوڑنے لگتا، پھر ایک دم سے گہرائیوں کی جانب سفر کرتا اور اس کی رفتار مچھلی کی طرح نہ ہوتی تھی بلکہ شاید مچھلی میں بھی یہ قوت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ پانی میں سیدھی نیچے اُتر سکے اس کے لئے اُسے راستہ لمبا کرنا پڑتا تھا لیکن شعبان دونوں ہاتھ نیچے کر کے پانی کی تہہ میں کسی راکٹ ہی کی طرح جا سکتا تھا، ڈاکٹر شرف پانی کی گہرائیوں میں اور نیچے چلا گیا کیونکہ شعبان نیچے اتر رہا تھا، اس کے بعد دفعتہً ہی ہارپر نے گارنر کو اشارہ کیا اور گارنر نے اپنا پستول جیب سے نکال کر ان دونوں پر تانتے ہوئے کہا۔

"براہ کرم ڈاکٹر شرف اب آپ یہاں سے ہٹ جائیے یہ مشینری اب میرے کنٹرول میں آنے والی ہے۔"

"تم بے وقوف احمق لفنگے تم اس مشینری کو کیا کنٹرول کرو گے لو کر لو، آؤ اس مشینری کو کنٹرول کر لو ----" ڈاکٹر شرف مشین کے پاس سے ہٹ گیا اور گارنر نے اسے گھورتے ہوئے مشین کا وہ حصہ سنبھال لیا جو لیبارٹری کے ایک گوشے میں بنا ہوا

تھا ڈاکٹر شرف غرا کر بولا۔

"ذرا اسے اوپر نیچے کر کے ہی دکھادو چلو کوشش کرو، میں دیکھتا ہوں کہ تم کتنے بڑے سائنسدان ہو۔" گارٹر عجیب سی نگاہوں سے ڈاکٹر شرف کو دیکھتا رہا پھر اس نے شاید لفٹ کو نیچے اوپر لے جانے کی کوشش کی لیکن لفٹ جام ہو گئی تھی۔

"یہ.... یہ.... کیا.... کیا تم نے ڈاکٹر شرف ---؟" گارٹر نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تم ---، تم کیا سمجھتے ہو تم یہاں سے زندہ واپس جا سکو گے یہ میری لیبارٹری ہے اور یہاں کے راز باہر کی دنیا میں کبھی نہیں جا سکتے۔ اس کے علاوہ تم نے جو کچھ کیا ہے، تمہارے خیال میں تمہیں اس کی کوئی سزا نہیں ملے گی؟" ڈاکٹر شرف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا، ڈاکٹر فرید کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو گیا تھا۔

"تم --- مگر --- یہ سب کچھ، تو بہتر نہیں ہے، ڈاکٹر شرف میں میں بے قصور ہوں، میں نے کیا کیا ہے؟" ڈاکٹر شرف خونخوار نگاہوں سے ان تینوں کو دیکھنے لگا پھر بولا۔۔

"تم سفید چمڑی والے ایک ہی قسم کے لوگ ہوتے ہو کسی بھی سانولے رنگ پر تم کبھی اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس کی کی ہوئی کاوشوں کو ہمیشہ اپنانے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہو، غلطی میری ہی تھی، مجھے تم سے یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہئے تھا لیکن اب اس غلطی کی سزا میں بھی تمہارے ساتھ ہی بھگتوں گا۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو ڈاکٹر شرف، تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" ڈاکٹر فرید پریشان لہجے میں بولا۔

"میں، اب یہ لفٹ اوپر نہیں جائے گی مجھے اس شعبان کو بچانے کا کوئی اور ذریعہ تم نے سوچا اور یہ زندہ نہ بچا تو یہ لفٹ کبھی اوپر نہیں جائے گی۔ یہ میرا قول ہے۔"

"تم ---- مگر اس طرح تو ہم اس میں مر جائیں گے۔"

"ابھی کہاں بھائی ڈیئر! ابھی تو تمہیں یہاں آکسیجن کی کمی بھی نہیں محسوس ہو رہی ذرا آکسیجن ختم ہو جانے دو اس لفٹ کی پھر تمہیں لطف آئے گا۔" ڈاکٹر شرف پر شاید جنون ہی طاری ہو گیا تھا، گارٹر اور ہاپر کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، ہاپر نے ڈاکٹر شرف کی طرف خونخوار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر شرف دیکھو ہم اس تجربے کو کر لیں اس کے بعد تم اگر چاہو گے تو ہم تمہاری دی ہوئی سزا بھی بھگتنے کے لئے تیار ہوں گے ایسی کوئی کارروائی نہ کرو جس سے ہماری زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں۔" ڈاکٹر شرف منہ پھیر کر کے خاموش ہو گیا تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا ایک بار پھر وہ لوگ شعبان کی جانب متوجہ ہو گئے شعبان مزے سے تیر رہا تھا گارٹر نے کہا۔

"ذرا دیکھو تو سہی ڈاکٹر شرف براہ کرم، ہم سے تعاون کرو اور اس کے تیرنے کا انداز کیا ہے اسے پانی میں آکسیجن کی کمی محسوس نہیں ہوتی اور اور یہ مسرور بھی ہے مجھے یقین ہے کہ یہ نیچے پہنچ جائے گا اور باہر نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔" ڈاکٹر شرف نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا، فرید کی نگاہیں کبھی ڈاکٹر شرف کی جانب اٹھ رہی تھیں اور کبھی شیشے کے خول میں تیرتے ہوئے شعبان کی جانب اس نے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر شرف بس اب اوپر چلو ہم کسی بھی طرح کوشش کرتے ہیں کہ اس لیبارٹری کے نیچے پہنچ کر اسے بچانے کی کوشش کریں۔"

"کیا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو ڈاکٹر فرید، یہ باہر نکل آیا تو تم سب بھی اس جگہ سے باہر جا سکتے ہو ورنہ تمہاری موت بھی اسی جگہ لکھی ہوئی ہے میں تم سے کہے دے رہا ہوں کہ میں کسی قیمت پر اب تم سے تعاون نہیں کروں گا تمہاری وجہ سے جو حماقت میں نے کی ہے اس کا خمیازہ میں اکیلا ہی نہیں بھگتنا چاہتا تمہیں بھی اس کے ساتھ شامل ہونا پڑے گا۔" ڈاکٹر فرید جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تمہارا دماغ بالکل خراب ہو گیا ہے ہاپر نے یہ مجرمانہ حرکت کی ہے اس نے ہم پر پستول تانا ہے، تم کیا سمجھتے ہو میں اس کا ساتھی ہوں بے شک تم بھی لیکن تم جو کچھ کر رہے ہو وہ بھی عقل سے تعلق نہیں رکھتا۔"

"ڈاکٹر فرید یہ سب تمہاری کارروائی کی ہوئی ہے، سب تمہاری کارروائی کی ہوئی ہے اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو یوں سمجھ لو کہ ویسے بھی یہ تمہارا قبرستان بنے گا دوسری شکل میں بھی ایسا ہی ہو گا۔"

"لفٹ اوپر لے چلو کتے لفٹ اوپر لے چلو۔" ہاپر نے آگے بڑھ کر پستول کی نال ڈاکٹر شرف کی پیشانی پر چپکا دی۔

"اتنا ہی کمزور سمجھتے ہو مجھے پستول جیب میں رکھ لو تو میں تمہیں بتاؤں گا کہ کیا ہو سکتا ہے؟"

"میں تمہیں گولی مار دوں گا ڈاکٹر شرف، میں تمہیں گولی مار، مار دوں گا۔"

"مار دو لیکن اگر یہ زندہ میری وجہ سے موت کا شکار ہوا تو شاید میں خود بھی زندہ نہ رہ سکوں، یہ اعتماد کی کہانی ہے دوست اور ہم اعتماد کے متلاشی ہیں ہمارا تعلق اس دنیا کی سفید چمڑی سے نہیں ہے جو تمہارے جسم اور چہرے پر لگی ہوئی ہے ہم تو اس وزیاں کے ایک ہونے ہیں جہاں تم میں وہی غلطی اس حد تک

تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے تمہیں یہاں لانے کا گناہ کیا اور بے چارے شعبان کے بارے میں یہ تفصیلات بتا دیں لیکن اس کے بعد جو کچھ ہو گا وہ صرف تمہاری اپنی ذمے داری ہو گی۔"

"میں تمہیں گولی مار دوں گا تم سمجھتے کیا ہو۔؟" ہاپر نے کہا لیکن ڈاکٹر شرف خاموشی سے ایک گوشے میں جا بیٹھا تھا اس کی نگاہیں بار بار شعبان کی جانب اٹھ رہی تھیں شعبان نے کئی بار شیشے کے نزدیک آکر ان لوگوں سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی وہ کچھ اور نیچے اترا تو ہاپر نے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

ڈاکٹر شرف اپنی لفٹ کو نیچے تو لے چلو۔ کم از کم دیکھو وہ نیچے جا رہا ہے۔"

"یہاں سے جنبش نہیں ہو گی اس وقت تک جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ اس کے باہر نکلنے کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟"

"آہ میں کیا بتاؤں میں نے تو اس پر غور نہیں کیا تھا۔" ہاپر نے کہا اور ڈاکٹر شرف منہ موڑ کر خاموش بیٹھ گیا۔

شعبان اور نیچے اتر گیا تھا پھر وہ اتنا نیچے اتر گیا کہ اب یہاں سے اسے نہیں دیکھا جا سکتا تھا، ہاپر نے ایک بار پھر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو ڈاکٹر شرف مان لو میری بات، مان لو نیچے چلو ورنہ، ورنہ کیا فائدہ مجھے بھی جنون سوار ہو جائے گا۔"

"تو اس جنون میں کیا بگاڑ لو گے میرا، ہیں بولو کیا بگاڑ لو گے میرا۔"

"میں تمہیں گولی مار دوں گا...... میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ ہاپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر شرف پر فائر کر دیا ڈاکٹر فرید کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی لیکن ڈاکٹر شرف اپنی جگہ سے اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور گولی شیشے کے خول کی دیوار پر پڑی دیوار پر ایک چھناکے کے ساتھ کئی دراڑیں پڑ گئیں لیکن ہاپر نے اس پر توجہ نہیں دی تھی اس نے مزید دو گولیاں چلائیں اور ڈاکٹر شرف ان گولیوں سے بچنے لگا لیکن چوتھی گولی ڈاکٹر شرف کی پیشانی پر لگی تھی۔ فرید مسلسل چیخ رہا تھا اور گارٹر پریشان نگاہوں سے ہاپر کو دیکھ رہا تھا جس پر جنون سوار ہو گیا تھا ڈاکٹر شرف کی پیشانی پر پستول کی گولی نے اپنا کام دکھا دیا تھا اس کی کھوپڑی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اس سے خون کا فوارہ بلند ہو گیا تھا ڈاکٹر شرف کے دونوں ہاتھ پھیلے اور اس کے بعد وہ اوندھے منہ نیچے آ رہا، لیکن ساتھ ہی گارٹر کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی تھی۔

"او احمق گدھے دیکھو، گدھے دیکھو تیری دیوانگی نے کیا رنگ دکھایا۔" اس کا اشارہ شیشے کے خول کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی جانب تھا جس سے اب پانی رس رہا تھا اور شاید پانی کا دباؤ شیشے کے خول پر بڑھتا جا رہا تھا چونکہ سوراخ ہو چکا تھا اس لئے پانی کا دباؤ اس سوراخ کو مزید وسیع کر رہا تھا۔ ہاپر نے یہ صورتحال دیکھی تو اس کے اوسان خطا ہو گئے وہ پاگلوں کی طرح دوڑا اور اس مشینری کے قریب پہنچ گیا جو لفٹ کو نیچے اوپر لے جاتی تھی، مشین پر اس نے پوری قوت صرف کر دی لیکن لفٹ ٹس سے مس نہ ہوئی اس میں پانی بھرتا جا رہا تھا اور شیشے کا سوراخ جس قدر چوڑا ہو رہا تھا۔ پانی کی دھار اسی تیزی سے اندر آ رہی تھی پھر ایک خوفناک آواز کے ساتھ شیشے کی دیوار کا ایک تقریباً دو فٹ چوڑا حصہ ٹوٹا اور اس کے بعد پانی کے تیز دھارے نے آن کی آن میں لفٹ میں چھت تک رسائی حاصل کر لی وہ تینوں اس پانی میں ڈوب گئے ان کے سانس رک رہے تھے اور وہ خوفزدہ انداز میں چیخنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن پانی ان کے حلق میں بھر گیا تھا اور اس کے بعد پانی کا خوفناک ریلا لفٹ کے ٹکڑے اڑا کر اوپر کی جانب چل پڑا۔ وہ طوفانی انداز میں بلند ہو کر لفٹ کے سب سے اوپری حصے میں آیا اور اس کے بعد اس کے ہٹ کے ایک ایک گوشے میں پھیل گیا اطراف میں کچھ لوگ موجود تھے، تھوڑے فاصلے پر دردانہ کی ہٹ بھی تھی جہاں وہ ابھی تک بے ہوش پڑی ہوئی تھی شاید رابرٹ ہاک اور دوسرے لوگ بھی آس پاس موجود تھے وہ اس کارروائی میں حصہ لے رہے تھے انہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچائی، پانی کا خوفناک ریلا فضا میں بلند ہوا اس کی کیفیت ایک فوارے کی سی ہو گئی تھی اور اس کے بعد وہ نشیب میں بہتا ہوا سمندر کی جانب چل پڑا، یہ دنیا کا سب سے حیرت انگیز منظر تھا ایک ہٹ تھی جو بہت خوبصورت بنی ہوئی تھی لیکن اب اس کے ہر حصے سے پانی بہہ رہا تھا اور پانی نیچے گر کر خشکی کا ایک کافی فاصلہ طے کرتا ہوا نشیب میں سمندر تک پہنچ رہا تھا اس کا پھیلاؤ صرف اس لئے زیادہ نہیں ہو سکا تھا کہ یہاں سے نشیب تھا اور پانی ایک محدود دائرے میں نشیب کی جانب بہہ رہا تھا، دیکھنے والوں نے یہ ہولناک منظر دیکھا اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، ان کی سمجھ میں یہ سب کچھ نہیں آ رہا تھا، تھوڑی دیر کے بعد کھلبلی مچ گئی۔ اطراف میں شاید پولیس کا پہرہ بھی رہتا تھا چنانچہ سمت سے پولیس والے اس طرف چل پڑے لیکن جو منظر انہوں نے دیکھا وہ ان کے لئے بھی ہوشربا تھا ان کی نگاہیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں پھر ان میں سے کسی نے ہیڈ کوارٹر کو فون کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پولیس کی گاڑیاں یہاں پہنچ گئیں، لیکن ہٹ کے قریب کوئی نہیں جا رہا تھا، سمندر کے اس حصے کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا

تھا، پانی کہاں سے آرہا تھا اور اس طوفانی انداز میں کس طرح نیچے کی جانب سفر کر رہا تھا یہ بات کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔

پولیس کے جوان اُدھر سے اِدھر بھاگے بھاگے پھر رہے تھے پھر دوسرے متعلقہ محکموں کو اطلاع دی گئی فائر بریگیڈ کی گاڑیاں، پولیس کے جوان بے شمار گاڑیوں میں وہاں پہنچ گئے تھے سارے علاقے کو گھیر لیا گیا تھا آس پاس کے جو ہٹ تھے وہ خالی کرائے جا رہے تھے، ایک ہٹ میں دردانہ بھی بے ہوشی کے عالم میں مل گئی اور اسے وہاں سے منتقل کر دیا گیا پولیس والوں نے اسے بھی اپنی تحویل میں رکھا تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ دردانہ میں بھی ابھی ہوش کے آثار نہیں تھے چنانچہ ایک گاڑی میں لٹا کر اسے ہسپتال بھجوا دیا گیا۔ قرب وجوار کے ہٹوں میں جو لوگ موجود تھے ان سے بھی فوری طور پر ہٹ خالی کر دینے کے لئے کہا گیا اور ایک انوکھا طوفان کھڑا ہو گیا، یہ خبریں رفتہ رفتہ پھیلتی جا رہی تھیں اور لوگ جوق درجوق اس حیرت ناک واقعے کو دیکھنے کے لئے آنے لگے تھے، دور ہی سے دیکھ سکتے تھے وہ اسے لیکن بات ان میں سے کسی کی سمجھ میں بھی نہیں آسکی تھی کہ ایک ہٹ سے پانی اس طوفانی انداز میں کیسے بلند ہو رہا ہے البتہ سمندر نے کوئی بھیانک اختیار نہیں کیا تھا سطح سے پانی اوپر جا رہا تھا اگر ہٹ کے دروازے کھڑکیاں کھلے ہوئے نہ ملتے تو شاید یہ ہٹ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، لیکن اس میں زیادہ وقت نہیں لگ سکتا تھا کیونکہ پانی کا تیز بہاؤ بلاشبہ اس ہٹ کا خاتمہ کرنے ہی والا تھا۔

صبح سے رات ہو گئی اور معمہ حل نہیں ہو سکا تھا دو ہیلی کاپٹر فضا میں چکر لگا رہے تھے اور کافی نیچے پرواز کر کے جائزہ لے رہے تھے لیکن یہ معمہ حل نہیں ہو رہا تھا پھر اچانک ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہٹ کے پرخچے اُڑ گئے بڑے بڑے پتھر ریلے میں بہہ کر دور تک سمندر میں جا گرے اور اب یہاں ایک خوفناک گڑھے کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا، گڑھے سے پانی کی دھار اُبل رہی تھی اور نشیب میں بہہ کر دوبارہ سمندر میں جا ملتی تھی۔ اس علاقے کو انتہائی خطرناک قرار دے دیا گیا اعلیٰ حکام احکامات جاری کرنے لگے اطراف میں فوراً ہی خاردار تاروں کی باڑھ لگا دی اور جتنے ہٹ اس باڑھ کے علاقے میں آرہے تھے انہیں مشکوک قرار دے کر خالی کرا لیا گیا اب یہاں کسی ذی روح کا وجود نہیں تھا خاردار باڑھ کی دوسری طرف پولیس چوکنا تھی اور کسی بھی لمحے کسی خوفناک واقعے سے نمٹنے کی منتظر۔

دوسرے دن کے اخبارات بڑی سنسنی خیز سرخیوں سے سجے ہوئے تھے اس خبر کو کوئی صحیح نام نہیں دیا جا سکا تھا کہ یہ ہوا کیا تھا تحقیقات کرنے والی ٹیمیں یہاں اپنا بوریا بستر لے کر آبیٹھی تھیں اور اس سلسلے میں معلومات کی جا رہی تھیں کہ اچانک ہی کسی ہٹ کی تہہ میں سوراخ کیسے ہو گیا اور سمندر کا پانی اس سوراخ سے وہاں تک کیسے جانے لگا۔ دوسری طرف نیوی کے ارکان نے بھی سمندر میں جائزہ لینا شروع کر دیا تھا اور یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ سمندر کی کیفیت اس سلسلے میں کیا ہے اور اس واقعہ سے سمندر کا کیا تعلق ہے۔ انہیں یہ سب کچھ تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن سمندر سے چار لاشیں ضرور دستیاب ہوئی تھیں جن میں سے تین غیر ملکیوں کی لاشیں تھیں۔ اور ایک کوئی مقامی آدمی ہی تھا تاہم ان لاشوں سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ مقامی آدمی گولی سے ہلاک ہوا ہے اور باقی تینوں پانی میں ڈوبنے سے۔

☆☆

دردانہ کو ہسپتال میں ہوش آیا تھا۔ کچھ دیر تک تو اُسے صورتحال کا احساس ہی نہ ہو سکا، کلوروفام کی بو دماغ میں رچی ہوئی تھی اور طبیعت بھاری بھاری ہو رہی تھی اس نے اجنبی نگاہوں سے اس کمرے کے ماحول کو دیکھا اور پھر اُسے واقعات یاد آگئے وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی تھی، سامنے ہی اُسے ایک نرس نظر آئی جو کسی کام سے ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی، دردانہ نے چونک کر نرس کو دیکھا اور پھر اس کی سمجھ میں آگیا کہ یہ سفیدی ہسپتال کی ہے، نرس اُسے دیکھنے لگی تھی۔

"ہیلو۔ سنو میں کہاں ہوں، کیا تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔؟"

"ہسپتال میں ہو اور بے ہوشی کے عالم میں یہاں لائی گئی تھیں۔"

"اوہ میرے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا کیا وہ۔۔۔؟"

"نہیں تم یہاں تنہا آئی ہو۔"

"براہ کرم تم مجھے کسی ڈاکٹر سے ملوا دو، میں کسی ڈاکٹر سے ملنا چاہتی ہوں۔" نرس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر باہر نکل گئی اور چند لمحات کے بعد وہ ایک نوجوان ڈاکٹر کے ساتھ واپس آئی تھی۔

"ہیلو ڈاکٹر۔"

"ہیلو میڈم کیسی ہیں آپ؟"

"بالکل ٹھیک ہوں میں جانا چاہتی ہوں۔"

"میڈم آپ کو پولیس نے یہاں پہنچایا ہے مجھے اجازت نہیں ہے کہ میں پولیس کی اجازت کے بغیر آپ کو یہاں سے جانے دوں۔"

"پولیس، لیکن آخر کیوں۔؟"

"براہ کرم یہ سوال آپ اسی پولیس آفیسر سے کیجئے جو آپ کو یہاں لے کر آیا ہے۔"

"سنو ڈاکٹر میں کوئی بے حیثیت انسان نہیں ہوں۔ یہاں اگر مجھے میری مرضی کے خلاف رکھا گیا تو تم لوگوں کو مشکلات پیش آسکتی ہیں میری کچھ ذمہ داریاں ہیں جنہیں میں پورا کر رہی ہوں، بہتر یہ کہ فوری طور پر مجھے اس انسپکٹر سے ملا دو۔"

"اتفاق کی بات ہے کہ پولیس آفیسر ابھی ابھی یہاں آئے ہیں اور انہوں نے بڑے ڈاکٹر سے آپ کے بارے میں پوچھا ہے میں انہیں اطلاع دیئے دیتا ہوں۔"

"میں تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں۔" دردانہ نے کہا اور ڈاکٹر نے شانے ہلا دیئے، دردانہ ڈاکٹر کے ساتھ چل پڑی، ڈاکٹر شاید ہسپتال کے سرجن کے کمرے میں اُسے لے گیا تھا یہاں دردانہ نے ایک پولیس آفیسر کو دیکھا پولیس آفیسر دردانہ کو دیکھ کر چونک پڑا تھا اس نے دردانہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"آیئے آیئے کیسی ہیں آپ....؟"

"ٹھیک ہوں انسپکٹر مجھے یہ بتائیں کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہے میڈم، دراصل ساحل پر ایک حادثہ ہو گیا تھا اور آپ اپنے ہٹ میں بے ہوش پائی گئی تھیں ظاہر ہے آپ کو ہسپتال پہنچانا ہمارا فرض تھا۔"

"ساحل پر کیا حادثہ ہو گیا ہے؟"

"عجیب وغریب، ناقابل یقین۔ ایک ہٹ میں سے اچانک پانی اُبلنے لگا اور اب یہ کیفیت ہے کہ اب اس ہٹ کی جگہ ایک ہولناک گڑھا ہے اس گڑھے میں سے پانی اُبل کر سمندر میں واپس جا رہا ہے اپنی نوعیت کا یہ اتنا حیرت ناک واقعہ ہے کہ سب کی عقلیں چکرائی ہوئی ہیں۔"

دردانہ اپنے بارے میں پولیس کو مطمئن کر کے وہاں سے نکل آئی اُسے شعبان کے بارے میں فکر بہت تھی چہرے سے پریشانی عیاں تھی اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر اپنے گھر کی جانب چل پڑی سر بری طرح چکرائے جا رہا تھا یہ احساس اُسے خوفزدہ کر رہا تھا کہ کہیں شعبان کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے غلطی اس کی نہیں تھی اس نے تو اسد شیرازی کی ہدایت پر ہی ڈاکٹر شرف سے تعلقات استوار کئے تھے اور اسد شیرازی نے ڈاکٹر شرف سے پورے پورے تعاون کا وعدہ کر لیا تھا۔

ٹیکسی نے اُسے اس کی منزل پر چھوڑ دیا اور وہ ڈرائیور کو بل ادا کر کے اندر چل پڑی پاؤں میں لڑکھڑاہٹ تھی اندر داخل ہوئی تو سب سے پہلی شخصیت جو نظر آئی وہ شعبان ہی کی تھی اُسے دیکھ کر دردانہ ششدر رہ گئی تھی پھر وہ شعبان کی طرف دوڑی شعبان کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی دردانہ نے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک...... ہونا شعبان؟"

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔" شعبان نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا اور دردانہ اُسے لئے ہوئے اندر داخل ہو گئی شعبان کو دیکھ کر اس کی تمام پریشانی یک لخت دور ہو گئی تھی شعبان کو اس نے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ میرے خدا، میں تو مر ہی گئی تھی۔"

"کیا ہوا...... کیا واقعہ ہوا براہ کرم مجھے بتاؤ۔؟"

"آپ سکون کا سانس لیجئے آنٹی کوئی خاص بات نہیں ہے میں آپ کو تفصیل بتائے دیتا ہوں۔"

شعبان نے ہٹ میں ہونے والی تمام کارروائی دردانہ کو بتائی اور وہاں سے نکل آیا۔

"دردانہ نے بے اختیار شعبان کو اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

"تم بچ گئے شعبان یہ میری زندگی کا سب سے بڑا خوشگوار واقعہ ہے، آہ ڈاکٹر شرف بے چارہ اپنے دوستوں کا شکار ہو گیا مگر غلطی اُسی کی تھی۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا تھا۔

دوسرے دن کے اخبارات میں دردانہ نے پوری تفصیل پڑھی اور ششدر رہ گئی ڈاکٹر شرف کی موت کی اطلاع درج تھی اور ان تینوں آدمیوں کی لاشوں کا تذکرہ بھی وہ اپنی ہی سازش کا شکار ہوئے تھے، ڈاکٹر شرف کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا لیکن دردانہ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا ظاہر ہے اسد شیرازی کی ہدایت پر اس نے اب تک یہ عمل کیا تھا ورنہ باقی زندگی تو جس انداز میں گزر رہی تھی گزر ہی رہی تھی۔ اس کے فرائض یہ تھے کہ وہ شعبان کی نگہداشت کرے اور اس کا تجزیہ کرتی رہے اسد شیرازی پورے تین ماہ کے بعد واپس آیا تھا اپنے گھر اور کاروبار کا جائزہ لینے کے بعد وہ دردانہ کے پاس پہنچا شعبان کو دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو شعبان تم تو تین ماہ میں بہت بدل گئے۔"

"شاید" شعبان نے معمول کے مطابق مختصراً کہا۔

"کہو دردانہ، کیسے گزرے یہ تین ماہ۔"

"بہت اچھے، سب کچھ ٹھیک ہے۔"

"ہمارے ڈاکٹر شرف کا کیا حال ہے؟"

"ڈاکٹر فرف اب دنیا میں نہیں ہیں۔" دردانہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ اور شیرازی اچھل پڑا۔

"ارے کیا ہو گیا تھا انہیں......؟" اور جواب میں دردانہ نے پوری کہانی سنا دی۔ اسد شیرازی سکتے کے سے عالم میں رہ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "میں تو اس کے تعاون سے بہت سے منصوبوں کی تکمیل کا تصور رکھتا تھا۔"

"غلطی ڈاکٹر فرف کی تھی شیرازی صاحب۔ انہیں ابھی شعبان کی کہانی عام نہیں کرنی چاہئے تھی۔"

"اس سے مجھے بھی ایک سبق ملا ہے۔" اسد شیرازی نے متاثرہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا جناب۔؟" دردانہ نے اسد شیرازی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل شعبان ہمارے لئے ایک انوکھی شخصیت رکھتا ہے اور اس مہم کے دوران بھی میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے انسان انوکھی شخصیتوں کا تذکرہ اپنے دوستوں کے سامنے کرتا ہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ شعبان کی شخصیت کو منظرِ عام پر لانے سے ہمیں یہ خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کہ جرائم پیشہ افراد اس کے پیچھے لگ جائیں۔ کیا ایسا کوئی نوجوان ان کے لئے بھی باعثِ کشش ہو سکتا ہے۔ دردانہ میری رائے ہے کہ شعبان کو خاموشی سے پروان چڑھایا جائے اس کی اس شخصیت کا تذکرہ کسی سے نہ کیا جائے بلکہ اسے اس قابل بنا لیا جائے کہ وہ خود بھی حالات کو سمجھ کر صحیح فیصلے کر سکے۔ اب دیکھو نا ان لوگوں نے اپنی جان بھی کھوئی اور ڈاکٹر فرف جیسے قیمتی انسان کو بھی ختم کر دیا جو سمندریات کے سلسلے میں ہمارا بڑا معاون ثابت ہو سکتا تھا اگر وہ ان لوگوں کو شعبان کے بارے میں تفصیلات نہ بتاتا تو یقینی طور پر یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ میں نے اس مہم کے دوران صرف سمندر پر نگاہ رکھی ہے دنیا کے ایسے لاتعداد پُراسرار خطے ہیں جہاں کی کہانیاں ابھی انسانی زبانوں تک نہیں پہنچی ہیں۔ سمندر کا بیشتر حصہ ایسا ہے جہاں سمندری جہازوں کا گزر بھی نہیں ہوتا وہاں جزائر بھی ہیں اور زیرِ سمندر انوکھی کہانیاں بھی، ایسی کہانیوں میں شعبان ہمارا بہترین معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر ہم نے اس کی شخصیت کو عام کر دیا تو جرم کی دنیا کے لوگ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ابھی خاصی قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو جائے گا۔ نہیں دردانہ ہمیں اپنی پالیسی تبدیل کرنا ہو گی۔"

شعبان کو اب بالکل خاموشی سے ایک عام نوجوان کی حیثیت سے پرورش کیا جائے گا اور اس کی کہانی اب صرف ہم دونوں کے ذہنوں میں محفوظ رہے گی۔ اس مہم کے دوران میری ملاقات ایک کیپٹن سے ہوئی ہے جو یمن سے تعلق رکھتا ہے یہ جوان بہت پُرعزم اور جنگجو ہے سمندر کی دنیا میں اس کا بہت بڑا مقام ہے میں نے یونہی اس سے کہہ دیا تھا کہ سمندر میں ولادت پانے والا ایک نوجوان میری نگاہوں میں ہے جو عجیب و غریب خصوصیات کا مالک ہے کیپٹن بلال نے مجھ سے اس نوجوان سے ملاقات کی فرمائش کی اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا البتہ خوش قسمتی ہے میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ وہ نوجوان میرے پاس ہی پروان چڑھ رہا ہے یہ بہت اچھا کیا میں نے۔ حالانکہ کیپٹن بلال ایک عمدہ انسان ہے تاہم میرا خیال ہے کہ اسے اتنا بتا کر بھی غلطی کی ہے۔ تو اب ہم دردانہ یوں کریں کہ آئندہ اپنے طور پر ہی شعبان پر تجربات کرتے رہیں گے میرا خیال ہے مجھے اپنی مہماتی زندگی کا دور ختم کرنا پڑے گا اور چند سال صرف شعبان پر ریسرچ کرتے ہوئے گزارنا ہوں گے۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا لیکن اب ہمیں نئے منصوبوں پر عمل کرنا ہو گا۔

دردانہ نے اسد شیرازی کی بات سے اتفاق کیا تھا اسد شیرازی نے واقعی اپنے آپ کو محدود کر لیا اور اپنے طور پر جو کچھ بھی وہ کر سکتا تھا کرتا رہا تھا اُدھر شعبان کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر لمحہ ایک نئے اکتشاف کا حامل بنتا تھا اور یہ لوگ اس کی تمام کیفیات کو نوٹ کرتے جا رہے تھے ذہانت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ تعلیم اُسے دی گئی تھی اس نے اُسے کئی گنا بڑھا کر پیش کیا تھا جسمانی طور پر بھی اس کے بڑھنے کی رفتار بہت تیز تھی چند ہی سالوں میں وہ ایک خوبصورت نوجوان نظر آنے لگا جس کی عمر ان لوگوں کے حساب سے اتنی نہیں تھی جتنا وہ نظر آنے لگا تھا۔ اس کی بے مثال جوانی اور مردانہ وجاہت بہت سی دلچسپ کہانیوں کا باعث بھی بنی ہوئی تھی اور خود دردانہ ایک عورت کی نگاہ سے اُسے دیکھتی تو اسے یہ محسوس ہوتا کہ وہ صنفِ نازک کے لئے انتہائی پُرکشش نوجوان ہے یہ ایک نیا مسئلہ تھا جو ان لوگوں کے لئے الجھن کا باعث بھی بن سکتا تھا۔

اسد شیرازی اس دوران سمندر کے بارے میں اتنی معلومات حاصل کر چکا تھا کہ اب اسے ماہر سمندریات کہا جا سکتا تھا۔ لاتعداد قیمتی اور نایاب کتابیں اس نے سمندر سے متعلق حاصل کی تھیں۔ اس میں شواہد جمع کئے تھے جن میں سمندر سے متعلق پُراسرار کہانیاں موجود تھیں اور اس طرح ان کے پاس بہترین مواد مہیا ہو گیا تھا۔

دردانہ شعبان کی تربیت کے دوران دلچسپ واقعات سے دوچار ہوتی رہتی تھی ایک رات شعبان کی کیفیت اچانک بگڑ گئی تھی اور وہ شدید بیمار ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو انہوں نے اس

کا علاج شروع کر دیا تھا لیکن تقریباً ایک ہفتہ شعبان شدید بیماری کا شکار رہا اس کی کیفیت میں کوئی افاقہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ آخر ڈاکٹر سلمان نے انہیں مشورہ دیا کہ شعبان کو ہسپتال میں داخل کر دیا جائے اور اسد شیرازی نے شعبان کی بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھ کر اس بات پر عمل کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا۔ لیکن یہ اتفاق تھا کہ اس دن دردانہ کی نگاہ اس تھیلی پر پڑ گئی جس میں کچھ عجیب و غریب قسم کے پتھر موجود تھے اور اسے اس پُراسرار عورت کا کہا ہوا یہ جملہ یاد آ گیا کہ اس تھیلی میں شعبان کی ہر بیماری کا علاج موجود ہے نہ جانے دردانہ کو کیا سوجھی کہ اس نے اس میں سے ایک پتھر نکال لیا اور اسے پانی میں ڈبو دیا تقریباً ایک گھنٹے تک پانی میں ڈوبنے کے بعد اس نے وہ پانی شعبان کو پلا دیا۔ اس کے جو نتائج برآمد ہوئے انہیں دیکھ کر دردانہ ششدر رہ گئی شعبان بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔ اُدھر اسد شیرازی شعبان کو ہسپتال لے جانے کے تمام انتظامات مکمل کر چکا تھا لیکن شعبان کو دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گیا اس نے دردانہ سے کہا۔

"یہ کیا ہوا دردانہ شعبان کی کیفیت تو ٹھیک نظر آ رہی ہے میرا خیال ہے اب اسے ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"غلطی مجھ سے ہوئی تھی کچھ باتیں بھول گئی تھی میں شعبان کا علاج تو ہمارے پاس موجود ہے۔"

"وہ کیا؟ اسد شیرازی نے متعجبانہ انداز میں کہا۔ اور دردانہ نے پتھروں کی وہ تھیلی اسد شیرازی کے سامنے پیش کر دی اسد نے متحیرانہ انداز میں اسے دیکھا اور بولا۔

"یہ کیا ہے۔" جواب میں دردانہ نے وہ کہانی اسد کو سنائی تھی جو اس کے علم میں تھی اور وہ حیران رہ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس میں سے ایک پتھر مجھے دے دو دردانہ میں اس کا کیمیاوی تجزیہ کراؤں گا معلوم کروں گا کہ یہ کیا ہے۔" اور دردانہ نے ایک پتھر اسد شیرازی کو دے دیا جو پتھر پانی میں... استعمال کیا گیا تھا اس کا حجم کسی قدر کم ہو گیا تھا دردانہ نے تین دن تک اس پتھر کو استعمال کیا تھا اور تیسرے دن وہ پتھر پانی میں تحلیل ہو گیا تھا لیکن تین دن کے استعمال سے شعبان کے چہرے کی کھوئی ہوئی وہ رونقیں واپس لوٹ آئیں اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اُدھر اسد شیرازی نے اپنے طور پر اس پتھر کے کیمیاوی تجزیے کے لئے متعلقہ لوگوں سے رابطے قائم کئے تھے اور اس کی درخواست پر ایک ماہر اس پتھر کا کیمیاوی تجزیہ کرنے لگا لیکن اس کی رپورٹ بڑی حیران کن تھی۔ اس نے کہا کہ یہ پتھر مختلف نمکیات کا مرکب ہے جس میں چند چیزیں معلوم کی جا سکتی ہیں اور باقی چیزیں ایسی پُراسرار کیفیت کی حامل ہیں کہ ان کا سراغ ہی نہیں لگا۔ اس نے کہا تھا۔

"ایسے کسی پتھر کا وجود ابھی تک نہیں پایا گیا یہ کہاں سے حاصل ہوا شیرازی صاحب؟"

"بس ایسے ہی مجھے سمندر کے کنارے پڑا مل گیا تھا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ اس پتھر میں کوئی نمایاں خوبی ہے۔"

"جو کیمیائی اشیاء اس میں موجود ہیں ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے ایک نئی تحقیق کا باب کھول دیں۔ لیکن آپ کے اس انکشاف سے کہ یہ پتھر سمندر کے کنارے سے ملا ہے ایک اور خیال پیش کر سکتا ہوں۔"

"کیا۔" اسد شیرازی نے پوچھا۔

"سمندر کے بارے میں ابھی ہماری معلومات محدود ہیں وہاں سے جو کچھ برآمد ہو سکا ہے وہ دنیا کے علم میں آ گیا ہے لیکن سمندر کی وسیع و عریض دنیا میں نہ جانے کیا کیا موجود ہے اگر اس کے بارے میں تحقیق کی جائے تو یہ دنیا حیران رہ جائے گی انسان خشکی پر آباد ہے اور سمندر ان خزانوں سے محروم ہے جو اسے صحت و زندگی بھی مہیا کر سکتے ہیں اگر ماہرین سمندر سے صرف قیمتی اشیاء نکالنے کے بجائے اس کی تہہ میں موجود ہر چیز کا جائزہ لیں تو یقیناً دنیا کو ایسی ایسی حیرتناک چیزیں پیش کی جا سکتی ہیں جو اس کے بہت سے مسائل کا حل بن جائیں۔ کچھ عرصے قبل کی بات ہے کہ کچھ غوطہ خوروں کو سمندر سے ایک عجیب و غریب گھاس دریافت ہوئی اتفاق کی بات یہ کہ وہ اس گھاس کو صرف خوبصورت گھاس سمجھ کر باہر لے آئے اور انہوں نے اسے دیکھنے کے بعد جب وہ مرجھانے لگی تو پھینک دیا جس جگہ اس گھاس کو پھینکا گیا تھا وہاں کھیت اُگے ہوئے تھے اور ان کھیتوں کی کیفیت بعد میں یہ ہوئی وہ اس طرح بڑھے کہ ان کے مالکان حیران رہ گئے بعد میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ یہ چلا کہ یہ صرف اس گھاس کے اثرات تھے بعد میں غوطہ خوروں کو وہ گھاس دوبارہ دریافت نہ ہو سکی لیکن سمندر میں اس کی موجودگی پتہ دیتی ہے کہ اگر اسے حاصل کر لیا جائے تو دنیا کی غذائی ضروریات پورا کرنے کے لئے وہ انتہائی کارآمد ہو سکتی ہے دلچسپ بات یہ کہ اس گھاس کی مدد سے جو فصل اُگی اس کا بھی پورا پورا تجزیہ کیا گیا اس میں زیادہ غذائیت اور قوت پائی گئی جبکہ کوئی مضر چیز اس میں موجود نہیں تھی۔ یہ میں نے آپ کو ایک مثال دی ہے۔ اسد شیرازی لیکن جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سمندر سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں تو

ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں آپ یہ دیکھئے کہ خشکی کے رہنے والے اپنے وسائل کو انسانی زندگی کے لئے مفید بنانے میں تو بڑی مہارت حاصل کر چکے ہیں لیکن انسانی زندگی کو فائدہ پہنچانے کے سلسلے میں ان کی کوششیں محدود ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے غذائی مسئلہ ہولناک صورت حال اختیار کر چکا ہے اور اس مسئلے کو حل کرنا ایک مشکل ترین مرحلہ بن چکا ہے۔ اگر ہماری توجہ پوری پوری سمندر کی جانب مبذول ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت کے لئے یہ ایک عظیم کارنامہ ہوگا۔ اگر کبھی آپ کو کوئی اور پتھر دریافت ہو جائے تو براہ کرم اس میں سے ایک مجھے بھی عنایت فرمائیے میں اس سے زیادہ گہرائی سے تجزیہ کر کے یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس میں موجود نمکیات کے مزید کیا اثرات ہو سکتے ہیں۔

اسد شیرازی نے گردن ہلا دی تھی لیکن اس شخص کی گفتگو سے اس کے ذہن میں ایک نیا باب کھل گیا اس ماہر کے الفاظ نے اسد شیرازی کو ایک نئے راستے پر ڈال دیا تھا۔ واقعی اگر سمندریات سے متعلق کچھ ایسی چیزیں اسے معلوم ہو جائیں تو وہ اس دنیا کے لئے بہتر انسان بن سکتا ہے اور اس موضوع پر اس نے دردانہ سے بھی گفتگو کی۔

"دردانہ انسان اپنی ذات کو ہمیشہ نامکمل محسوس کرتا ہے بہت سے شوق ایسے ہوتے ہیں جو نہ جانے کہاں کہاں کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اپنے نوادر خانے میں جن قیمتی اشیاء کا اضافہ کر چکا ہوں وہ بے شک اپنے طور پر بڑی اعلیٰ حیثیت کی حامل ہیں لیکن اس کے بعد جب اس دنیا سے جاؤں گا تو یہ تمام چیزیں منتشر ہو جائیں گی میں نہیں جانتا لیکن جس طرح میں نے انہیں حاصل کیا ہے اس طرح دوسرے لوگ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے تو پھر یہ بتاؤ مجھے اس سے کیا ملا۔"

"سر آپ کی سوچ بالکل درست ہے لیکن ظاہر ہے اس کا کوئی حل ہمارے پاس نہیں ہے۔"

"ہے، دردانہ ہمارے پاس اس کا حل موجود ہے میرے پاس بڑی قیمتی چیزیں موجود ہیں اور میں ان کے ذریعہ بہت ساری دولت اکٹھی کر سکتا ہوں لیکن دولت مجھے یا میرے کسی چاہنے والے کو کیا دے سکتی ہے۔ ظاہر ہے یہ ختم ہو جائے گی اگر کوئی ایسا عمل ہم شروع کریں دردانہ جس کے تحت انسانیت کو اس کائنات میں کچھ مل سکے تو کیا یہ ہماری موت کے بعد بھی ہمارے لئے کارآمد نہیں ہوگا لوگ کم از کم یہ تو کہہ سکیں گے کہ یہ اسد شیرازی تھا جس نے ان کی یہ مشکل حل کی۔" دردانہ عجیب سی نگاہوں سے اسد شیرازی کو دیکھنے لگی۔

"کیا آپ کے ذہن میں کوئی نیا خیال پرورش پا رہا ہے۔؟"

"ہاں دردانہ میری خواہش ہے کہ میں ایک کتاب لکھوں، ایک ایسی کتاب جو میری موت کے بعد یا میری زندگی میں دنیا کے لئے ان کے مسائل کے حل کا ایک نیا باب کھول دے۔ اور اس کا تصور میرے ذہن میں اس پتھر کے کیمیاوی تجزیے سے جاگا ہے۔" اسد شیرازی نے دردانہ کو اس ماہر کی کہی ہوئی تمام باتیں تفصیل سے بتائیں اور دردانہ بھی حیران رہ گئی۔۔۔۔

"یہ بات تو واقعی قابل غور ہے۔ سر"

"دردانہ سمندر سے تیل نکالا جا رہا ہے سمندر میں معدنیات تلاش کی جا رہی ہیں اور بھی بہت سے کام ہو رہے ہیں سمندر میں لیکن یہ ساری چیزیں میرا خیال ہے ابتدائی حیثیت رکھتی ہیں ہم اگر اپنی تحقیق کا انداز بدل دیں اور کچھ اس طرح کام کریں کہ ہمیں سمندر سے ایسی ناقابل یقین چیزیں دریافت ہوں جو بعد میں دنیا کے مسائل کا حل ہو جائیں تو کیا یہ ہماری زندگی کا ایک بہت بڑا کارنامہ نہیں ہوگا یہ ساری دولت یہ سارا سب کچھ جو میرے پاس موجود ہے میرے کسی کام نہیں آسکتا لیکن اگر ہم اپنی مہم جو زندگی کا آغاز اس طرح کریں کہ دنیا بھر کے سمندروں میں جگہ جگہ کام کرتے پھریں اور وہاں سمندر کی گہرائیوں میں تحقیقات کریں اور کچھ ایسی چیزیں دریافت کرلیں جو انسانیت کے لئے کارآمد ہوں تو کیا یہ ہمارا بیش بہا کارنامہ نہیں ہوگا۔"

"یقیناً سر میں سمجھ رہی ہوں لیکن کیا یہ کام آسان ہوگا۔"

"اس مشکل کو ہم شعبان کے ذریعہ آسان بنا سکتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ شعبان ہمیں۔۔۔۔۔ اس ساری دنیا میں روشن کر دے گا لیکن چند چیزیں صرف چند چیزیں ایسی دستیاب ہو جائیں تو میری خیال میں یہ بہت بڑی بات ہوگی۔"

"تو سر آپ کا منصوبہ کیا ہے۔؟"

"اس پر دردانہ بہت غور و خوض کرنا پڑے گا میں سمجھتا ہوں میرے ہاں آمدنی کا جو اوسط ہے وہ اتنا ہے کہ اس سے میں بے شمار کام کر سکتا ہوں لیکن باقی اشیاء جب میرے پاس بیکار پڑی ہیں اور میں نے انہیں صرف اپنی ذات کی تسکین کے لئے محدود کر رکھا ہے وہ میرے لئے واقعی بے کار ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان اشیاء سے جو دولت حاصل ہو اس کے تحت میں ایک ایسی لیبارٹری قائم کروں جس میں سمندروں سے متعلق چیزوں کی تحقیقات کی جا سکے۔ میرا خیال ہے ہم شعبان کی شخصیت کو تاریکی میں رکھتے ہوئے اپنے اس کام کا آغاز جدید ترین پیمانے پر کریں میں سمجھتا ہوں دنیا بھر میں سمندر میں سے متعلق معلومات حاصل کرنے والے مجھ سے بہترین تعاون کریں گے۔"

"تو سر اس میں حرج کیا ہے اگر آپ کے ذہن میں یہ بات ہے تو اس پر کام شروع کر دیں۔"

"ہاں دردانہ میرے خیال میں مجھے اس کا آغاز کر دینا چاہئے تمہاری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ تم شعبان پر بھرپور نگاہ رکھو۔ ہمیں ابھی اس کی زندگی کے چند سال اور درکار ہیں میرا مطلب ہے کہ وہ چند سال جو اسے ایک مکمل جوان بنا دیں۔ اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں خود اس کے اپنے ذہن میں تصورات جاگ اٹھیں گے تم اسے دنیا کی اور زبانوں کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرواؤ دنیا کی کئی زبانیں آنی چاہئیں تاکہ اس کے لئے مشکل نہ ہو اس طرف میں اپنے کام کا آغاز کئے دیتا ہوں۔"

دردانہ نے گردن ہلا دی تھی اسد شیرازی کے بارے میں جانتی تھی کہ وہ کس فطرت اور کس طبیعت کا انسان ہے اس نے اپنی زندگی کو ان فطری راستوں سے ہٹا کر ان دوسرے راستوں کی طرف منتقل کر دیا تھا جو انسانیت کی ضرورت ہوتے ہیں اور بہر طور ایسے سرپھروں کی بھی کائنات میں کمی نہیں ہوتی۔ دنیا کی مختلف کتابیں جن میں انسانوں سے متعلق انوکھی باتیں درج ہوتی ہیں ایسے ہی انسانوں کا تذکرہ کرتی ہیں جنہوں نے فطرت سے ہٹ کر کام کئے ہوں ان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہو۔

اسد شیرازی کے ذہن میں یہ بات جم گئی تھی چنانچہ اس نے ایک انتہائی انوکھی لیبارٹری کی بنیاد ڈالی اس کے لئے اس نے کثیر سرمایہ خرچ کر کے ایک بڑی سی جگہ حاصل کی اور وہاں ایک عمارت کی تعمیر شروع کر دی۔ سمندر کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے دنیا کے تقریباً تمام ہی ممالک سے میں باقاعدہ ادارے ہوتے ہیں لیکن جو لیبارٹری اسد شیرازی تعمیر کر رہا تھا وہ اپنی طرز کی واحد تھی۔ یہاں سمندر کی گہرائی میں پائی جانے والی اشیاء کے بارے میں تحقیقات کے لئے راہ ہموار کی جا رہی تھی وہ دھن کا پکا تھا سرمائے کی کمی نہیں تھی چنانچہ دنیا بھر سے اسے جو دستیاب ہو سکتا تھا اس کے حصول کے لئے کوشاں ہو گیا اور یہ عظیم الشان اور انوکھی لیبارٹری اپنی تکمیل کے مراحل پر پہنچنے لگی اسد شیرازی نے اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنا نوادر خانہ فروخت کر دیا تھا اور قیمتی ترین اشیاء دنیا کے بے شمار ممالک کے شوقین لوگوں نے حاصل کرلیں اسد شیرازی کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی دردانہ کے سپرد جو ذمہ داری تھی وہ اسے بحسن و خوبی سرانجام دے رہی تھی بلاشبہ وہ ایک انوکھی شخصیت تشکیل کرنے میں مصروف تھا زبانوں کے ماہر اسد شیرازی کی ہدایت پر شعبان کو مختلف زبانوں کی تربیت دے رہے تھے اور جہاں تک شعبان کا تعلق تھا وہ اپنی ذات میں ہمیشہ ہی انوکھا ثابت ہوا تھا جو ذمہ داری اس کے سپرد کر دی جاتی اس کی تکمیل میں مشین کی طرح مصروف ہو جاتا ان دنوں وہ خصوصاً جاپانی زبان سیکھ رہا تھا اور اس کی تربیت کنندہ ایک جاپانی خاتون میڈم کویانی کو تھیں میڈم یانی کو کا کہنا تھا کہ اتنا ہونہار شاگرد انہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا جسے کوئی چیز سمجھانے کے بعد سمجھانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ دردانہ کے بھی میڈم یانی کو سے بہترین تعلقات قائم ہو گئے تھے وہ دردانہ سے اکثر شعبان کے بارے میں گفتگو کرتی رہتی تھیں۔

"یہ نوجوان تم سے کیا تعلق رکھتا ہے مس دردانہ۔" اس نے دردانہ سے سوال کیا۔ اور دردانہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"رشتوں کو نام دینا بعض اوقات مشکل ہو جاتا میڈم یانی کو، بس یوں سمجھ لیجئے کہ یہ میرے پاس بہت پہلے آیا تھا اور مجھے اس کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔"

"آپ کا کہنا درست ہے مس دردانہ رشتے صرف خون ہی سے تشکیل نہیں پاتے بعض اوقات انتہائی مضبوط رشتے ایسے ہوتے ہیں جن میں خون کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

"اس کے والدین کون تھے؟"

"بس جو تھے اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اور میرے باس اسد شیرازی نے اسے اولاد کی طرح پرورش کیا ہے۔"

شعبان اپنے آپ میں گم انسان تھا کبھی کبھی وہ بہت شگفتہ گفتگو بھی کر لیتا تھا لیکن ایسے لمحات بہت کم ہوتے تھے ایک دن اس نے یانی کو سے کہا۔

"آپ کا تعلق جاپان سے ہے میڈم۔"

"ہاں، کیوں؟"

"جاپان کیسی جگہ ہے۔؟"

"ایک ایسے شخص سے تم اس کے وطن کے بارے میں پوچھ رہے ہو جو وطن سے دور ہے اور دور رہ کر تو محبت اور شدید ہو جاتی ہے ویسے بھی میرا جاپان بے مثال ہے۔"

"اگر میں آپ کا وطن دیکھنا چاہوں تو۔؟"

"تمہارے لئے بھلا کیا مشکل ہے مسٹر شعبان۔ میرا خیال ہے کہ اگر تم اس کا اظہار مسٹر اسد شیرازی سے کرو تو وہ تمہاری اس خواہش کی تکمیل فوراً کر دیں گے۔"

"میں دنیا کے دوسرے ممالک بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔" شعبان نے کہا۔

"یقیناً تمہیں دیکھنا چاہئے۔" میڈم یانی کو نے جواب دیا۔

"آپ جو کچھ مجھے سکھا رہی ہیں اس کی تکمیل میں کتنا عرصہ لگ جائے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ مزید ایک ماہ مجھے درکار ہوگا تم میری زبان اتنی خوبصورتی سے بول لیتے ہو کہ تم پر اہل زبان ہونے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔"

"مجھے جو کچھ سکھایا جاتا ہے میڈم میں اس میں صرف سکھانے والے کی زبان پر غور نہیں کرتا بلکہ اس کے چہرے کے تاثرات کو نوٹ کرتا ہوں تاکہ مجھے یہ اندازہ ہوجائے کہ کون سا جملہ کس تاثر کے تحت بولا جاتا ہے۔"

"تمہاری بے مثال ذہانت کا تو میں دل سے اعتراف کر چکی ہوں۔ تمہاری تربیت مکمل ہوجانے کے بعد میں واپس جاپان چلی جاؤں گی۔"

"شکریہ میڈم۔" شعبان نے جاپانی زبان میں کہا اور میڈم یانی کونے گردن خم کردی۔

زندگی کے معمولات یونہی چلتے رہے اور اسد شیرازی اپنے کام کی تکمیل میں مصروف رہا اس کی جدوجہد حکومت کی نگاہوں سے دور نہیں رہ سکی تھی اور اس سلسلے میں وہ جو جو کام کر رہا تھا کسی طور اخباری نمائندوں کو بھی اطلاع مل گئی اور انہوں نے اسد شیرازی پر حملہ کردیا وہ اس سے اس انوکھی لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے جو بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر تعمیر ہو رہی تھی جس پر بے پناہ سرمایہ صرف کیا جا رہا تھا اسد شیرازی نے ان سے معذرت کرنا چاہی تو اخباری نمائندوں نے اسے مجبور کردیا کہ کم از کم اپنے اس کام کی تھوڑی بہت تفصیلات تو انہیں بتائے۔ تب اسد شیرازی ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"دوستو! جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ میرے ذہن کا فتور سمجھا جائے بس ایک تصور آیا تھا ذہن میں اور اس کی تکمیل کے لئے یہ کھیل کھیلنا شروع کردیا۔ میری زندگی کی داستان تو بہت طویل ہے مختصر تمہیں اس بارے میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے آپ کو اس دنیا میں ایک ایسے راستے پر چلانے کی کوشش کی جس کے عام لوگ رسیا نہیں ہوتے اسے میرا شوق سمجھ لیا جائے یا میری ذہنی رو۔ میں نے مہم جوئی کا راستہ منتخب کیا والدین کے ترکے میں سے بھی بہت کچھ مل چکا تھا حالانکہ ایک مہم جو زندگی کا مالک ہونے کا بعد کاروباری مسائل پر ذرا کم ہی توجہ دی جا سکتی تھی لیکن میں نے دونوں کام ایک ساتھ ہی کئے اور انہیں قابو میں کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے مہم جویانہ زندگی میں بہت سے تجربات بھی کئے جن کا مجھے بظاہر خواہ فائدہ حاصل ہوا اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک بار سمندر کی دنیا کا خیال آگیا میں نے یہ سوچا کہ سمندر دنیا کا تہائی حصہ ہے ہم خشکی کے رہنے والے بے شک سمندر کی دنیا سے تھوڑا بہت واقف ہو چکے ہیں لیکن ہم اپنی دنیا کو مکمل طور پر سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے، تو ایک نئی دنیا کے بارے میں تمام تر معلومات حاصل کر لینے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں جبکہ قدرت کا نظام کسی جگہ کسی طور پر کمزور نہیں ہوتا۔ ہم اگر قدرت کے کارناموں کا تھوڑا بہت بھی تجزیہ کرتے ہیں تو ایسے ایسے انوکھے انکشافات ہوتے ہیں بعض اوقات عقل و فہم سے ہٹ جاتے ہیں انسان، جانور، نباتات، معدنیات اور بے شمار چیزیں ایسی ہیں جن میں سے کسی ایک چیز پر نظر دوڑاؤ اور اس کی گہرائیوں میں اترنا چاہو تو عمر کی کمی کا احساس ہونے لگے لیکن وہاں ہر شے کی تکمیل موجود ہے میں نے سوچا کہ انسان اس دنیا میں ترقی پانے کے بعد جہاں تعمیری کاموں کی جانب متوجہ ہوا وہاں اس کے ذہن میں تخریب نے بھی جنم لیا ہے۔ اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ تخریب کاری پر بہت زیادہ کام ہوا ہے ایٹم بم تیار کیا گیا ہائیڈروجن، کیمیاوی ہتھیار اور ایسی گیسیں جو انسانیت کو فنا کرنے کے لئے بہت مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں، جبکہ دوسری سمت بھوک، بے روزگاری، بیماریاں، اس سے کہیں زیادہ وسعت اختیار کر گئیں اگر ہمارے یہ تجربات زیادہ سے زیادہ انسانیت کی بھلائی کے لئے ہوتے تو کیا اس دنیا میں ایک نمایاں تغیر نمودار نہ ہوتا یقینی طور پر ایٹم بم اور ستاروں پر جو تجربات کئے گئے ان پر اتنا کثیر سرمایہ صرف ہوا ہے کہ اگر اس سرمائے ایک چوتھائی حصہ بھی اس بات پر صرف کردیا جاتا کہ بیماریاں کیسے دور ہوتی ہیں یا کھیتیاں کس طرح زیادہ سے زیادہ اگائی جا سکتی ہیں یہ گفتگو وہ ہے جو ہزار بار کی جا چکی ہے میں اس میں طوالت نہیں اختیار کروں گا۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ سمندر کی مخلوق میں بھی زندہ رہتی ہے۔ اور یقینی طور پر سمندر کی وسعتوں کے لحاظ سے وہاں جانداروں کی تعداد زمین کی مخلوق سے کہیں زیادہ ہوگی بڑی بڑی مچھلیاں جن میں وہیل، شارک، اور ایسی ہی بے شمار مچھلیاں ہمارے علم میں ہیں سمندر میں زندہ رہتی ہیں وہیل کی عمر کے بارے تو آپ لوگوں کو پتہ ہی ہوگا کہ شاید کائنات میں سب سے زیادہ عمر جاندار ہے اسی طرح آکٹوپس اور لاتعداد ایسے جانور جن کے ناموں سے بھی ہم واقف نہیں ہیں سمندر کی دنیا میں موجود ہیں اور صدیوں سے جی رہے ہیں وہاں بھی آبادی بڑھ رہی ہے لیکن اس کا کوئی ایسا اثر نہیں آیا ہے جسے ہم کوئی نام دے سکیں یقینی طور پر سمندر میں بھی یہی تمام مسائل موجود ہوں گے اور اس مخلوق کو زندہ رہنے کے لئے ان مسائل سے نمٹنا پڑتا

ہوگا میرے ذہن میں یہ تصور آیا تھا کہ سمندر میں ہم تیل تلاش کرتے ہیں معدنیات تلاش کرتے ہیں لیکن سمندر میں اشیاء کیوں نہیں تلاش کرتے جو خشکی پر رہنے والوں کی بھلائی کے لئے استعمال کی جا سکیں یہ لیبارٹری میں اس مقصد کے لئے تیار کر رہا ہوں کہ اس میں سمندری تحقیقات ہوں اور سمندر کی تہہ میں پائی جانے والی اشیاء کا تجزیہ کر کے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ان سے انسانیت کی بھلائی کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے اخباری نمائندوں نے اسد شیرازی کی اس بات کو بے حد سراہا اور پوچھا۔

"سمندر میں اشیاء کے حصول کے لئے بھی تو آپ کو تیاریاں کرنا ہوں گی۔ ظاہر ہے یہ آسان کام نہیں ہوگا۔"

"یقینی طور پر اس لیبارٹری کی تکمیل کے بعد میں ایسے لوگوں کو دعوت دوں گا جو اس سلسلے میں کام کرنا چاہتے ہوں۔ انہیں بہتر ذرائع فراہم کئے جائیں گے اور انہیں ذریعہ معاش بھی فراہم کیا جائے گا تاکہ وہ تحقیقاتی کام کرتے ہوئے کسی قسم کی بدحالی کا شکار نہ ہوں۔"

"کیا اس سلسلے میں آپ بیرونی دنیا سے بھی مدد لیں گے؟"

"اگر یہ لیبارٹری کام شروع کر دیتی ہے تو میں سمجھتا ہوں میرے موقف سے متاثر لوگ اس کی جانب ضرور متوجہ ہوں گے اور اس کے لئے اپنی خدمات مالی طور پر بھی پیش کریں گے اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو میرے جس قدر وسائل ہیں انہی سے کام لوں گا۔"

اسد شیرازی کے اس بیان کو اخباروں میں نمایاں سرخی کے ساتھ شائع کیا گیا تھا یہ حقیقت ہے کہ اس کا خاطر خواہ اثر ہوا دنیا کے بیشتر ممالک سے اسے امداد کی یقین دہانی کرائی گئی اور بہت سے لوگوں کے ذاتی خطوط بھی اسے موصول ہوئے اسد شیرازی اپنی اس چھوٹی سی کوشش کے جواب میں اتنا سارا تعاون پاکر بہت زیادہ مسرور ہوا تھا۔ دردانہ کو بھی نہیں معلوم تھا کہ اسد شیرازی نے کوئی پریس کانفرنس کی ہے جب اس نے اخبارات میں تفصیلات پڑھیں تو اسد شیرازی کو ٹیلیفون کیا اسد شیرازی نے کہا۔

"سوری دردانہ در حقیقت میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا بس یوں سمجھو کر مجھے گھیر لیا گیا تھا۔ جب اخباری نمائندوں نے مجھ سے چبھتے ہوئے سوالات کئے تو میں [illegible] نہ روک سکا۔ کیا تم میری اس کارروائی سے متفق [illegible] ہو۔"

"نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں [illegible] ہے میں دراصل یہ سوچ رہی تھی کہ......"

"تم ایسا کرو دردانہ میرا انتظار کرو۔ میں آرہا ہوں۔ وہیں تم سے تفصیلی گفتگو ہوگی اس موضوع پر۔ اسد شیرازی نے کہا اور دردانہ نے ٹیلیفون بند کردیا اسد شیرازی کچھ دیر کے بعد ہی دردانہ کے پاس پہنچ گیا تھا رسمی گفتگو ہوئی شعبان کی خیریت معلوم کی گئی اور اس کے بعد اسد شیرازی نے دردانہ سے کہا۔

"دراصل دردانہ جس کام کا آغاز میں نے کیا ہے اس کی طرف دوسرے لوگوں کو اور خاص طور سے پریس کو تو متوجہ ہونا ہی تھا پریس کے نمائندے بغیر کسی پروگرام کے مجھ تک پہنچ گئے اور جب انہوں نے ایسے چبھتے ہوئے سوالات کئے جن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ شاید ان کے ذہنوں میں میری اس کاوش کے بارے میں کچھ شکوک و شبہات ہیں تو پھر میں نے ساری تفصیلات بتادیں۔ وہ بہت متاثر ہوئے۔ بہر طور دردانہ میں نے شعبان کو پس منظر میں رکھا ہے بات دراصل یہ ہے دردانہ کہ میں نے زندگی کے ڈھب کو کسی قدر بدلا ہے دنیا ایک مخصوص انداز میں زندگی گزارنے کی عادی ہوتی ہے اس میں وہی لگے بندھے اصول ہوتے ہیں۔ اس لیبارٹری کا تصور ذہن میں آنے کے بعد میرے دل کو ایک سکون ضرور ہوا ہے۔ زندگی میں ایک طلب تھی ایک ایسی پیاس تھی جسے میں خود بھی الفاظ نہیں دے سکتا تھا اور اب مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری پیاس بجھ گئی ہو اور میں کچھ پانے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

"دردانہ اس سلسلے میں تم میری ابتدائی اور آخری معاون ہو تمہاری مدد سے میں اپنا یہ کام جاری رکھنا چاہتا ہوں ڈاکٹر شرف کا واقعہ میں بھولا نہیں ہوں۔ تعمیری تخریبی ذہن رکھنے والے شعبان کو اپنی ملکیت بنانے کی کوشش کریں گے لیکن شعبان ہمارے لئے بھی جس قدر اہم ہے اس کا تمہیں اندازہ ہے وہ اپنی عمر کی صحیح منزل میں آجائے اس کے بعد میں اس کے ساتھ ایک سمندری سفر اختیار کروں گا۔ اس کے لیے میں ابھی سے پلاننگ کر رہا ہوں یہ سمندری سفر ایسے نامعلوم علاقوں کی جانب ہوگا جو عام انسانی آنکھوں سے محفوظ ہیں۔ ادھر کے سمندر خطرناک قرار دئے گئے ہیں اور میں انہی خطرناک سمندروں کو کھنگالنا چاہتا ہوں اس دوران میری یہ لیبارٹری مکمل ہوجائے گی اور اس میں ایسے ایسے ٹیکنیشن پہنچ جائیں گے جو میرے اس کام کو آگے بڑھا سکتے ہیں میں ان سب کے لئے ایک طریقہ کار ترتیب دوں گا تاکہ یہ اپنا کام بخوبی جاری رکھ سکیں اور اس کے بعد ہم شعبان کی انوکھی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ سمندر میں جانے والے غوطہ خور بے شمار وسائل کے ساتھ سمندر تک جاتے ہیں لیکن محدود ہوتے ہیں۔ جب کہ ایک ایسا شخص ہمارے پاس موجود ہے جو

سمندر میں نامحدود ہوتا ہے اور زیادہ انوکھے طریقوں سے کام کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم شعبان کو آزمائیں گے اور اس کے لئے ایک وسیع منصوبہ میرے ذہن میں موجود ہے کام صرف اتنا ہے کہ اس وقت تک شعبان کو دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا ہے جب تک کہ وہ ہمارے اس مقصد کی تکمیل نہ کر دے۔ ورنہ اس کے لئے بہت سے لوگ لاگو ہو جائیں گے۔"

"میں سمجھتی ہوں جناب۔"

"اچھا یہ بتاؤ میرے اس منصوبہ سے تم غیر مطمئن تو نہیں ہو۔؟"

"ہرگز نہیں دراصل اس سے پہلے صرف ایک انوکھی شخصیت کی حیثیت سے شعبان کو پروان چڑھا رہے تھے اور شاید اسی لئے اپنے ساتھ بھی لائے تھے لیکن آپ نے جس کام کا آغاز کیا ہے وہ تو ایک عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے ہم دنیا والوں کو کچھ دینے میں کامیاب ہو جائیں اور اس طرح جناب یہ بات ناممکن نہیں کہ ہمارے نام زندہ و جاوید ہوں۔"

"آہ...... یہ میری آرزو ہے دردانہ۔"

"آپ کی اس آرزو کی تکمیل کے لئے میں بھی اپنی اس زندگی کو وقف کرنے کا اعلان کرتی ہوں میں آپ کے برابر کبھی مقام نہ طلب کروں گی لیکن کم از کم میرا ضمیر یہ سوچ کر مطمئن رہے گا کہ دنیا کی بھلائی کے لئے ایک شخص نے جس کام کا آغاز کیا میں اس کی معاون کار رہی۔" اسد شیرازی نے دردانہ کو دیکھا اور پھر متاثر لہجے میں دردانہ سے بولا۔

"نہیں دردانہ اس میں تمہارا بھی اتنا ہی مقام ہے جتنا میرا اپنا۔ خیر چھوڑو اب ان جذباتی باتوں کو تمہاری الجھن تو دور ہو گئی ہوگی۔"

"ہاں جناب دراصل میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس پبلسٹی سے آپ کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا۔"

"میرا خیال ہے نہیں پہنچے گا بلکہ اس سلسلے میں دوسری دنیاؤں کا تعاون حاصل ہوگا اور میں اس کام کا آغاز کر کے اپنے آپ کو بے حد مسرور محسوس کرتا ہوں۔"

"یقیناً یہ خوشی کی بات ہے۔"

"بس تم سے ایک درخواست تھی شعبان کو دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا۔ وہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے ہی جانا پہچانا جائے ہم نے اسے ابھی تک بہت زیادہ حفاظت میں رکھا ہے لیکن عمر کے لحاظ سے اور پھر اپنی جسامت اور ذہنی نشوونما کے لحاظ سے اب ضرورت پیش آنے گی کہ اسے دنیا سے بھی روشناس کرایا جائے ورنہ وہ ایک عجوبہ بن کر رہ جائے گا میں یہ نہیں کہتا کہ تم نے اب تک اسے اس سے محروم رکھا ہے لیکن باہر کی دنیا بہت وسیع ہے میں سمجھتا ہوں دردانہ کو اس دوران جب کہ میں اپنا کام مکمل کر رہا ہوں تم اسے دنیا کے بارے میں کچھ اور بتادو اس کا طریقہ کار تمہیں ہی دریافت کرنا ہے۔"

"تب تو ایک بہت اچھی بات ہو گئی جناب" دردانہ نے کہا۔

"کیا۔؟"

"مس مشیل یانی کو سے گفتگو کرنے کے بعد شعبان کے دل میں دنیا دیکھنے کی خواہش بیدار ہوئی ہے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو وہ یانی کو کے ساتھ جاپان جائے اور جاپان کی سیر کرے۔"

"اوہ ...... میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے بلکہ اچھا ہے اس دوران جبکہ میں یہاں مصروف ہوں تم اسے جاپان کی سیر کرا دو۔ کیا وہ تنہا یانی کو کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔"

"اس سلسلے میں اس نے کوئی بات نہیں کی میرا خیال ہے یانی کو ایک نفیس خاتون ہے وہ خود بھی مجھے اپنے ساتھ لے جانا پسند کریں گی۔"

"تمہارے بغیر تو میں اسے کہیں بھیجنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ یہ چاہتا ہے تو پھر ٹھیک ہے تم تیاریاں کر لو اور اس کے بعد جاپان روانہ ہو جاؤ۔ میرا خیال ہے میں یانی کو سے گفتگو کئے لیتا ہوں۔"

شعبان یانی کو کے ساتھ ہی مصروف گفتگو تھا جب دردانہ نے اسے اسد شیرازی کی طلبی کا پیغام دیا دونوں ہی وہاں پہنچ گئے تھے یانی کو نے اسد شیرازی کو سلام کیا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ شعبان جاپان جانا چاہتا ہے۔"

"ہاں انکل اگر آپ اجازت دیں تو میں میڈم اور آنٹی کے ساتھ جاپان کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔"

یانی کو کے بجائے شعبان نے براہ راست ان سے کہا اور اسد شیرازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی

"کیوں نہیں بیٹے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تم نے مجھ سے پہلی فرمائش کی ہے میڈم پر مجھے مکمل اعتماد ہے اور دردانہ تمہاری بہترین نگراں ہے پھر مجھے بھلا تمہارے جاپان جانے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" وہ دردانہ سے مخاطب ہوئے۔

"ہمارے شعبان کو دنیا دکھاؤ، اسے اس کی پسند کے تمام ممالک کی سیر کراؤ، شعبان تم دنیا کے جس ملک میں بھی جانا چاہو میں تمہارے لئے اس کا بندوبست کر دوں گا اور تمہیں اس کی

اجازت دیتا ہوں۔"

"اوہ ونڈرفل آنٹی ونڈرفل ہم تینوں جاپان کی سیر کریں گے۔ میڈم آپ ہمیں جاپان کے ہر گوشہ سے روشناس کروائیں۔" شعبان نے پُر مسرت لہجے میں کہا اور اسد شیرازی مسکرانے لگا۔ پھر اس نے دردانہ سے کہا۔

"تم تمام تیاریاں کر لو۔"

"جناب روانگی کے لیے میں سب تیاریاں کر لوں گی جاپان جا کر میڈم ہماری رہنما ہوں گی ویسے جہاں تک میڈم کا تعلق ہے تو وہ یہ کہتی ہیں شعبان کو جاپانی زبان سکھانے کے سلسلے میں وہ اپنا کام مکمل کر چکی ہیں تاہم ابھی ہم ان کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔"

"سارے کام میڈم کی خواہش کے مطابق ہونے چاہئیں میری مدد جس سلسلے میں بھی درپیش ہو میں اس کے لئے موجود ہوں اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر مجھے میرے مقصد کی تکمیل میں لگا رہنے دو۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیں جناب۔"

اس کے بعد دردانہ اسے رخصت کرنے کار تک آئی۔

"آخری ہدایت تمہیں یہ کرنا چاہتا ہوں دردانہ کہ شعبان کے بارے میں جو تفصیلات ہمیں معلوم ہیں وہ صرف مجھ تک اور تم تک ہی محدود رہنی چاہئیں مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ شعبان کے بارے میں کہیں بھی کوئی انکشاف خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں مسٹر شیرازی۔" دردانہ نے کہا اور اس کے بعد اسد شیرازی وہاں سے چلا گیا۔ وہ اپنی مصروفیات میں لگ گیا اور دردانہ اس سلسلے میں بقیہ کارروائیاں کرنے لگی۔ اسد شیرازی کو اپنے اس مقصد سے عشق سا ہو گیا تھا حالانکہ مختلف طبیعت کا مالک تھا لیکن اب اس نے اپنی ذہنی کیفیات کا رُخ بدل دیا تھا۔ اور اپنی تمام تر توجہ اس لیبارٹری کی تکمیل میں صرف کر دی تھی۔

❦❦

"ٹام اٹلس نامی فرم کی عمارت شہر کے ایک کاروباری علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اس میں بہت سے افراد کام کرتے تھے فرم کے عملے میں اسی فیصد تعداد مقامی لوگوں کی تھی اور باقی بیس فیصد غیر ملکیوں پر مشتمل تھی۔ فرم کا جنرل مینیجر رابرٹ ہاک تھا جو ایک درمیانی عمر کا تیز آنکھوں والا غیر ملکی آدمی تھا۔ بظاہر یہ فرم اپنا ایک باقاعدہ کاروبار کرتی تھی اور طویل عرصے سے اس ملک میں اپنے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔ لیکن فرم کے عملے کے کچھ غیر ملکی افراد کسی اور کام کے لئے بھی مخصوص تھے اور بعض اوقات ان کی پراسرار سرگرمیاں مقامی حکام کے لئے باعث توجہ بن جاتی تھیں۔ لیکن بعض لوگوں کا تجزیہ کرنے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ صرف شکوک و شبہات تھے اور ان کی کوئی بنیاد نہیں تھی اس طرح رابرٹ طویل عرصے سے اپنا کام سرانجام دے رہا تھا اور مقامی لوگوں میں ایک باعزت شخص سمجھا جاتا تھا لیکن کچھ سچائیاں بھی تھیں جو اس نے اپنی ذہانت سے ابھی تک منظر عام پر نہیں آنے دی تھیں مثلاً یہ کہ وہ ایک ایسے ادارے سے منسلک تھا جو سمندری تحقیقات کے سلسلے میں بہت سے کام کرتا تھا لیکن خفیہ طور پر اس ادارے کے اغراض و مقاصد کیا تھے یہ شاید ادارے کے افراد ہی کو معلوم تھا باقی لوگوں کو اس کا کوئی علم نہیں تھا یہاں تک کہ فرم کے وہ غیر ملکی ارکان جو یہاں کام کرتے تھے وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ رابرٹ دوہری شخصیت کا مالک ہے اور فرم کسی اور سلسلے میں بھی کام کرتی ہے وہ سب کچھ کیا تھا اس کے بارے میں شاید رابرٹ کے وہ ساتھی بھی نہیں جانتے تھے جو اس کے مقاصد کے کام کرتے تھے بس صرف رابرٹ کا اس ادارے سے براہ راست تعلق تھا جو خفیہ پیمانے پر نہ جانے کیا کیا کام کرتا تھا کبھی کبھی رابرٹ کو اس ادارے سے پیغامات مل جایا کرتے تھے اور وہ ان پر عمل کیا کرتا تھا اس وقت بھی بہترین تن و توش کا مالک رابرٹ اپنی وسیع و عریض میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا کہ میز کی نچلی سطح سے اسے مدھم سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ وہ چونک پڑا یہ آواز اس ٹرانسمیٹر پر اشارے کے طور پر موصول ہوئی تھی جو اسی عمارت کے ایک ایسے کمرے میں نصب کیا گیا تھا جسے خفیہ کمرہ کہا جا سکتا تھا بظاہر وہ رابرٹ ہاک کی آرام گاہ تھی لیکن اس آرام گاہ میں اس ادارے سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ایک بہترین ٹرانسمیٹر نصب تھا سیٹی کا اشارہ ملتے ہی رابرٹ ہاک اپنی جگہ سے اُٹھ گیا اس نے میز کی سطح کے نیچے ہاتھ ڈال کر بٹن دبا دیا اور سیٹی کی آواز بند ہو گئی اس کے بعد وہ تیزی سے باہر نکلا اور ایک سمت چل پڑا ایک چھوٹا سا زیلی زینہ عبور کر کے وہ اپنی آرام گاہ کے اس دروازے تک پہنچ گیا جو بالکل الگ تھلگ تھا اور دفتری معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اوپر لگے ہوئے ایک ننھے سے بٹن کو دبا دیا جس سے دروازے کے اوپر لگی ہوئی ایک سیسے کی پلیٹ نیچے آ گئی اور کمرہ ساؤنڈ پروف ہو گیا اب کوئی آواز باہر نہیں جا سکتی تھی اس کام سے فارغ ہونے کے بعد رابرٹ ہاک ایک دیوار کی جانب بڑھ گیا یہاں دیوار میں بھی کچھ بٹن لگے ہوئے تھے تین بٹن مختلف انداز میں

دبانے کے بعد دیوار میں ایک چور خانہ کھل گیا اور اندر وہ طاقتور ٹرانسمیٹر نظر آنے لگا جس میں دو سرخ بلب بار بار جل اور بجھ رہے تھے رابرٹ باک نے ٹرانسمیٹر کے کچھ بٹن آن کئے اور پھر اس میں سے ایک مائک نکال کر اپنے سامنے کر لیا پھر وہ اس مائک میں بولا۔

"رابرٹ باک بول رہا ہوں جناب"

"بالکل ٹھیک ہوں جناب بہت عرصے کے بعد مجھے مخاطب کیا گیا۔"

"ہمارے درمیان یہ بات طے ہے رابرٹ کہ تم بخوبی اپنے کام سرانجام دیتے رہو بس جب بھی تمہاری ضرورت ہوگی تمہیں مخاطب کیا جائے گا۔"

"جی سر۔" رابرٹ نے کہا۔

"میں تمہاری توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جب ہمارے کچھ اہم ساتھی ایک حادثہ کا شکار ہو گئے تھے کیا تمہیں وہ حادثہ یاد ہے۔"

"کیوں نہیں جناب۔ مسٹر کارٹر اور مسٹر پارکر کی موت میں کبھی نہیں بھول سکوں گا۔"

"بالکل میں تمہیں وہی واقعہ یاد دلانا چاہتا تھا کیا اس واقعہ کے بعد کبھی تمہاری ملاقات اس لڑکے سے ہوئی جس کے لئے یہ حادثہ پیش آیا تھا۔"

"کبھی نہیں جناب۔ ہم نے اُسے دوبارہ کبھی نہیں دیکھا لیکن اخبارات کے ذریعہ یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہ لڑکا بخیر و خوبی موجود ہے۔ اور پھر آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ اب اس سلسلے میں مکمل خاموشی اختیار کر لی جائے۔"

"ہاں درحقیقت اس حادثہ کے بعد سے ہم لوگ بھی اس سلسلے میں کافی محتاط ہو گئے تھے۔ ابھی پچھلے دنوں کے کچھ اخبارات میں یہاں کے بارے میں ایک عجیب و غریب خبر پڑھنے کے بعد میری توجہ پھر اس جانب ہو گئی ہے اور میں اس موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ اس وقت جب ڈاکٹر شرف نامی شخص سے تمہاری ملاقات ہوئی تھی تو اس نے اس لڑکے سے متعلق کسی ایک شخص کا تذکرہ بھی کیا تھا اس کا نام اسد شیرازی تھا۔"

"جی ہاں یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے۔"

"تو اب میں تمہاری توجہ ان اخبارات کی جانب کرانا چاہتا ہوں جن میں اسد شیرازی کے نام سے کچھ بیانات شائع ہوئے ہیں یہ اسد شیرازی اپنے وطن میں ایک لیبارٹری تعمیر کر رہا ہے جس میں سمندری تحقیقات سے متعلق کچھ عجیب و غریب کام شروع کیا جائے گا اس کام کی وضاحت تو کی گئی ہے لیکن ابھی ہم یہ سمجھ نہیں پائے کہ اسد شیرازی وہ کون سے ذرائع اختیار کرے گا جن سے وہ سمندر کی گہرائیوں میں انسانی زندگی کے متعلق اشیاء تلاش کرے گا بہرطور یہ ایک الگ سلسلہ ہے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اسد شیرازی کی اس لیبارٹری سے اس لڑکے کا کیا تعلق ہے مجھے یہ تمام معلومات حاصل کر کے تفصیلات مہیا کرو۔ اور اسی کے لئے میں تمہیں بہت زیادہ وقت نہیں دے سکتا اب یہ تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہیں اپنا یہ کام کس طرح سرانجام دینا چاہیئے۔"

"میرا خیال ہے جناب یہ کام زیادہ مشکل نہ ہوگا کیونکہ اس دوران جب یہ واقعہ پیش آیا تھا ہم نے بعد میں کچھ معلومات حاصل کی تھیں اور ہمیں یہ پتہ چل گیا تھا کہ وہ لڑکی جو اس لڑکے کے ساتھ رہتی تھی کہاں مقیم ہے۔ کیونکہ ہم نے اسے بے ہوش کر کے اس کی ہٹ میں پہنچا دیا تھا بعد میں وہ سنگین حادثہ پیش آ گیا جس میں خود ہمیں اپنی جان بچانا مشکل ہو گئی تھی اس لئے ہم توجہ نہیں دے سکے تھے لیکن معلومات کرنے سے پتہ چل گیا ہے کہ لڑکی ہسپتال پہنچی اور پھر وہاں سے اپنے گھر واپس پہنچ گئی اور لڑکا بھی اس کے ساتھ ہی مقیم ہے کیونکہ جب میں نے آپ کو اطلاع دی تھی تو آپ نے اس سلسلہ میں مجھے مزید ہدایت نہیں دی تھیں اس لئے میں نے اس مسئلے پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی لیکن اس وقت کی کی ہوئی کاوشوں سے مجھے یہ علم ہو گیا تھا کہ ان کی قیام گاہ کہاں ہے۔"

"ویری گڈ۔ تو پھر تم مجھے یہ معلومات کب فراہم کر رہے ہو؟"

"آپ صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت دے دیں۔"

"ٹھیک چوبیس گھنٹے کے بعد میں تم سے اسی وقت دوبارہ رابطہ قائم کروں گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب میں یہاں آپ کے اشارے کا منتظر رہوں گا۔" رابرٹ نے کہا اور دوسری طرف آواز بند ہونے کے بعد اس نے بھی سلسلہ منقطع کر دیا پھر وہ اپنے اس کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس اپنے دفتر کے کمرے میں پہنچ گیا یہاں پہنچنے کے بعد اس نے بیل بجا کر ملازم کو بلایا اور چند نام اس کے سامنے دہرائے جن کی وہ طلبی چاہتا تھا اسے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ انتظار کرنا پڑا ہوگا چار آدمی اندر داخل ہو گئے تھے رابرٹ نے دروازے کی جانب اشارہ کیا انہوں نے دروازہ بند کر دیا یہ چاروں غیر ملکی ہی تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔" رابرٹ بولا۔ اور وہ اِدھر اُدھر سے کرسیاں گھسیٹ کر رابرٹ باک کے سامنے بیٹھ گئے۔

"ہیڈ کوارٹر سے مجھے ایک کام سونپا گیا ہے جس کے لئے مجھے تمہاری خدمات درکار ہیں۔ تمہیں وہ واقعہ یقیناً یاد ہوگا جس میں ہم ایک لڑکے کے سلسلے میں کام کر رہے تھے اور ساحل سمندر پر ہمیں ایک ہولناک حادثے سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اور اس دوران تمہیں اس لڑکے کے گھر کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم ہوئی تھیں۔؟" اس کے بعد وہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا لیکن کیا تمہیں وہ جگہ یاد ہے جہاں وہ لڑکا رہتا تھا۔؟"

"مجھے یاد ہے۔" ایک شخص نے کہا۔

"تو پھر جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ اُسے غور سے سنو۔ ہیڈ کوارٹر سے ہمیں چوبیس گھنٹے کا نوٹس دیا گیا ہے اور ان چوبیس گھنٹے کے اندر ہمیں مکمل تفصیلات درکار ہیں۔"

"ہم ہدایت کے منتظر ہیں۔" ان میں سے ایک شخص نے مستعدی سے کہا۔

"اس لڑکے کے ساتھ ایک نوجوان عورت بھی رہتی تھی جسے تم لوگوں نے اغوا کر کے ہٹ میں پہنچایا تھا اب تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ لڑکا اور وہ نوجوان عورت کیا کر رہے ہیں اور ان کی کیا کیفیت ہے یہ تفصیل مجھے جس قدر جلد معلوم ہو جائے بہتر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک مکمل اور جامع رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو ارسال کی جائے تمہیں اس بارے میں چند باتوں کا خاص طور سے خیال رکھنا ہے مثلاً یہ کہ ان چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر یہ معلومات بھی حاصل کرو کہ اسد شیرازی نامی کسی شخص سے ان دونوں کا کیا تعلق ہے اور ان کے درمیان کیا معاملات چل رہے ہیں جس قدر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہو جائے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

"آپ مطمئن رہیں۔ آپ کی ہدایت کے مطابق عمل ہوگا" ان چاروں میں سے ایک آدمی نے کہا اور رابرٹ نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

"مجھے یقین ہے کہ تم لوگ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرو گے جیسا کہ تم اب تک کرتے رہے ہو۔"

"کیا ہم جا سکتے ہیں مسٹر رابرٹ......."

"ہاں بہت بہت شکریہ تم جا سکتے ہو" رابرٹ نے کہا اور وہ چاروں اپنی جگہ سے اٹھ گئے ان کا انداز کچھ مشینی سا تھا۔ رابرٹ پُرخیال انداز میں رخسار کھجانے لگا تھا ورکشہ دونوں جگہ بیٹھا سوچتا رہا اور پھر خود بھی وہاں سے اٹھ گیا ہیڈ کوارٹر کی طرف سے جو ہدایات ملی تھیں اس کے سلسلے میں وہ صرف ان چاروں پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس سے رپورٹ مانگی گئی تھی اگر وہ چاروں اس سلسلے میں کوئی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکے تو اس کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں چنانچہ خود بھی اس سلسلے میں عمل کرنا ضروری تھا۔

اس نے جو کچھ کیا اس کا کوئی مقصد حاصل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن جن لوگوں کو اس نے اس ذمہ داری پر مامور کیا تھا انہوں نے اُسی رات اُسے مفصل رپورٹ پیش کر دی تھی یہ رپورٹ رابرٹ باک کی رہائش گاہ پر اُسے موصول ہوئی تھی اور وہ چاروں اس کے پاس پہنچے تھے رابرٹ اس وقت اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا مے نوشی کر رہا تھا اس نے ان چاروں کو پُرخیال نگاہوں سے دیکھا اور شاید ان کے چہرے سے صورتحال کا اندازہ لگانے لگا پھر اس نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ہاں تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم میرے لئے اچھی خبر ہی لائے ہو۔"

"یقیناً مسٹر رابرٹ ہم اس خبر کو اچھی اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے جو ذمہ داری ہمیں سونپی تھی ہم نے اس کی تکمیل کر لی ہے اور اس کی مفصل رپورٹ آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں کہو۔"

"اس سے پہلے آپ نے مسٹر کارٹر، مسٹر پارکر، کی ہدایت پر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ملنے والی ہدایت کے مطابق عمل کیا تھا اور اس بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں حاصل کی تھیں بلکہ جب یہ حادثہ پیش آیا تو آپ کو علم ہے کہ ہمارے لئے زندگی بچانا مشکل ہو گیا اگر ذرا سی لغزش ہو جاتی تو ہم بھی پانی کے اس ریلے کی زد میں آ جاتے جو حیرت ناک طور پر ڈاکٹر شرف کی رہائش گاہ سے نمودار ہوا تھا اس کے بعد چونکہ ہیڈ کوارٹر کی جانب سے اس سلسلے میں کوئی تفصیلی ہدایت نہیں موصول ہوئی تھی اس لئے ہم نے معلومات بھی نہیں حاصل کیں اب آپ کی ہدایت کے مطابق تفصیلی عرض ہے اس لڑکے کا نام شعبان ہے اور وہ اسد شیرازی سے ہی متعلق ہے، دردانہ نامی عورت جو شیرازی کی سیکریٹری ہے پہلے وہ اسد شیرازی کی رہائش گاہ پر رہتی تھی لیکن اس کے بعد اسد شیرازی نے اس کے لئے وہ جگہ منتخب کر دی جہاں اب اس کا قیام ہے لیکن اس کی ذمہ داریاں شیرازی کی سیکریٹری کی حیثیت سے جاری ہیں شعبان نامی لڑکا نوعمری کے عالم میں ان کے ساتھ دیکھا گیا تھا اور اس کے بعد سے وہ دردانہ کی ہی تحویل میں ہے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ دردانہ سے اس کا کیا رشتہ ہے یہ تمام دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور لڑکا دردانہ کو آنٹی کے نام سے پکارتا ہے اس وقت ایک جاپانی خاتون اس لڑکے کو شاید جاپانی زبان کی تربیت دے رہی ہیں جن کا نام سیشل یاں کو

ہے تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ میشل یائی کو مس دردانہ اور مسٹر شعبان ٹوکیو جا رہے ہیں ان کے تمام کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ تیار ہو گئے ہیں اور ہو سکتا ہے ایک یا دو دن کے اندر یہ ٹوکیو روانہ ہو جائیں کیونکہ اس سلسلے میں دردانہ کام کر رہی ہیں۔ اسد شیرازی ایک بہترین کاروباری انسان ہیں ان کی کئی فرمیں اور ادارے یہاں موجود ہیں لیکن اس لیبارٹری کی تعمیر کے سلسلے میں انہوں نے اپنے نوادر خانے کی کچھ نادر اشیاء فروخت کی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ فرم بھی فروخت کر دی ہیں جو اس سے پہلے بہترین بزنس کرتی تھیں اسد شیرازی جنون کی حد تک اپنی اس لیبارٹری کی تعمیر میں مصروف ہے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شعبان سے اس کا رشتہ ہے۔ یہ تمام تر معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں کافی محنت کرنا پڑی ہے جناب لیکن جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے اس پر آپ مکمل طور پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔" رابرٹ دلچسپی کی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ بہترین رپورٹ ہے، یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ لوگ ٹوکیو کب روانہ ہو رہے ہیں۔"

"نہیں جناب اس کا علم نہیں ہو سکا لیکن مس دردانہ نے ہنگامی بنیادوں پر سارے کام کرائے ہیں اور ان کے تمام کاغذات وغیرہ تیار ہو گئے ہیں ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا کہ وہ جاپان کب روانہ ہو رہی ہیں۔"

"نہ ہی اس روانگی کا کوئی مقصد پتہ چلا ہو گا؟"

"بالکل نہیں کیونکہ جو لوگ ان معلومات کا ذریعہ بنے ہیں وہ نچلی سطح کے لوگ ہیں یعنی مس دردانہ کے ملازمین وغیرہ۔ اور چند ایسے ہی افراد جن کا تعلق اسد شیرازی سے ہے وہ اتنی زیادہ معلومات نہیں رکھتے اگر آپ حکم دیں تو ہم اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں صرف کر دیں کہ مس دردانہ کی روانگی کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکے۔"

میرا خیال ہے مائی ڈیئر کہ تمہیں اس سلسلے میں کام کرنا چاہئے فوری طور پر مجھے اطلاع موصول ہونا ضروری ہے لیکن اگر ابھی وہ روانگی کے لئے تیار نہ ہوں تو ظاہر ہے تم یہ بات نہیں بتا سکتے لیکن اب ان تینوں افراد کی نگرانی اشد ضروری ہے تاکہ تم بر وقت مجھے ان کی روانگی کی اطلاع دے سکو۔"

"بہتر ہے آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔" مشینی انسانوں نے کہا حالانکہ وہ مشینی نہیں تھے لیکن رابرٹ باک کے سامنے شاید ان کا یہی انداز ہوا کرتا تھا۔

رابرٹ نے تھوڑی دیر کے بعد انہیں جانے کی اجازت دیدی اور اس کے بعد اپنے سامنے رکھی شراب کی بوتل سے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔

دوسرے دن وقت مقررہ پر اس کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے قائم ہو گیا وہ خود ہی دیے ہوئے وقت کے مطابق وہاں پہنچ گیا تھا اور ہیڈ کوارٹر سے بھی مقررہ وقت پر ہی ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ رابرٹ باک نے اپنے اس مخصوص کمرے میں ٹرانسمیٹر پر پیغام موصول کیا اور دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور رابرٹ نے ہیڈ کوارٹر کو تمام تفصیل بتا دی اب وہ جواب کا منتظر تھا۔

"ہوں، سنو رابرٹ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کی ٹوکیو روانگی سے پہلے تم اس کے اغوا کا بندوبست کر لو۔" رابرٹ چند لمحات پر خیال انداز میں گردن ہلاتا رہا پھر بولا۔

"جناب عالی میں ایک خدشہ کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ گارٹر اور ہارپر کے سلسلے میں جو حادثہ پیش آیا تھا وہ معمولی نوعیت کا نہیں تھا آج تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس حادثے کی وجوہات کیا تھیں۔ لڑکے کی شخصیت ابھی تک صیغۂ راز میں ہے، میں خدشے کا اظہار اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر وقت مقررہ پر ہم اس کے اغوا کو عمل میں نہ لا سکے تو مشکل پیش آ جائے گی کیونکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس وقت جاپان روانہ ہو جائے گا۔"

"میں تم سے صاف صاف گفتگو ہی سننا چاہتا تھا مائی ڈیئر مسٹر، خیر تمہیں اس سلسلے میں فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے یہاں اغواء کا منصوبہ غیر مناسب ہو جائے گا اس کے لئے جاپان ہمارے لئے بہترین جگہ رہے گی کیونکہ وہاں ہماری نمائندگی اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے، اگر تم یہ محسوس کرتے ہو کہ وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ٹوکیو روانہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر تمہیں فوراً۔ ٹوکیو روانہ ہونے کا بندوبست کر لینا چاہئے تم اپنے ساتھ اگر ایک آدھ آدمی کو اور لے جانا چاہو تو لے جا سکتے ہو ٹوکیو کے بارے میں میں تمہیں تفصیلی معلومات مہیا کئے دیتا ہوں یہاں سب سے پہلے تم یہ کام کرو گے کہ ان لوگوں کو نگاہ میں رکھو اور جب تمہیں یہ علم ہو جائے کہ ان کی رہائش گاہ کہاں ہے تو تم میرے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جاؤ اور وہاں متعلقہ لوگوں سے ملاقات کرو اس ملاقات کے بعد تمہیں ان لوگوں کی مکمل امداد حاصل ہو جائے گی میرا خیال ہے اگر ہم اسے یہاں اغوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے وسائل بہت زیادہ ہوں گے اور پھر اسے یہاں سے نکال کر لے جانا بھی ایک مشکل مرحلہ ہو گا جبکہ ٹوکیو میں یہ بات نہیں ہو سکتی بلکہ وہاں ہمارے نمائندے بہترین کارکردگی کے مالک ہیں اور اس کے اغوا میں وہ تمہاری زیادہ مدد کر سکتے ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبہ پہلے منصوبے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔"

"تو پھر تمام تفصیلی معلومات نوٹ کر لو میں تمہیں ان کے بارے میں بتاتا ہوں۔"

رابرٹ کاغذ پر ٹرانسمیٹر سے ملنے والی تمام ہدایات نوٹ کرنے لگا، اس نے وہ نام پتے اور جگہ اچھی طرح نوٹ کر لی تھی جہاں اُسے اپنے محکمے کے لوگوں سے ملاقات کرنا تھی تمام تر تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اس نے مطمئن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ منصوبہ نہایت موثر اور مکمل ہے اب میں فوری طور پر ان لوگوں کے پیچھے ہی پیچھے ٹوکیو جانے کا بندوبست کئے لیتا ہوں۔"

"کسی لمحے تم ان کے سامنے تو نہیں آئے رابرٹ۔"

"نہیں بالکل نہیں اس وقت بھی نہیں جب اس لڑکی دردانہ کو اغوا کیا گیا تھا جو لوگ اس کو اغواء کرنے والوں میں شامل تھے وہ آج بھی میرے سامنے موجود ہیں۔ لیکن اگر اپنے ساتھ میں نے کسی شخص کو لے جانا ضروری سمجھا تو یہ ان میں سے نہیں ہو گا باقی لڑکا ہر شخص سے اور مجھ سے ناواقف ہے۔"

"تب پھر تمہیں ان پر نگاہ رکھنے میں کوئی مشکل درپیش نہ ہو گی۔"

"یقیناً نہیں جناب آپ یقین رکھئے۔"

"اوکے۔ جاپان سے رابطہ قائم کر کے میں تم سے تمہاری کارکردگی کی رپورٹ معلوم کر لوں گا، دراصل وہ لڑکا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے۔ میں اس کے انداز کو اس لیبارٹری کی تشکیل سے منسلک کر رہا ہوں وہ سمندر کا ماہر ہے۔ اور اسد شیرازی نے بلاوجہ اتنا بڑا جھگڑا نہ پھیلایا ہو گا یقیناً اس کے پس پردہ کچھ ہے اور یہی کچھ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں تم جانتے ہو سمندر ہماری زندگی ہے اور ہم سمندر میں جو کچھ کر رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ دوسرے بھی اس طرف متوجہ ہوں جبکہ اسد شیرازی کے اس منصوبے سے ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ کب کہاں اور کیا کرتا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن سمندر میں ہم کسی کا دخل ہی پسند نہیں کرتے۔"

"میں سمجھتا ہوں جناب۔" رابرٹ نے کہا۔

"اوکے تمہیں کسی قسم کی اور کوئی دقت تو نہیں پیش آئے گی۔"

"نہیں جناب ہیڈ کوارٹر کی طرف سے مجھے جو آسانیاں فراہم کی گئیں ہیں ان کے بعد میرے لئے کوئی مسئلہ مشکل نہیں ہو گا۔"

"تھینک یو، تھینک یو ویری مچ۔" دوسری طرف سے آواز آنا بند ہو گئی اور رابرٹ باک نے مسرور انداز میں گردن ہلا کر ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا...... اس کے بعد اس پر ٹوکیو کے سفر کا بھوت سوار ہو گیا تھا جس کے لیے اُسے مکمل تیاریاں کرنا تھیں اپنے معاون کار کے طور پر اس نے ایک شخص ڈیوڈ کا انتخاب کیا تھا۔

دردانہ اپنے کام کی تکمیل کر چکی تھی وہ خود بھی خوش تھی کہ اُسے جاپان کی سیر کا موقع مل رہا ہے۔ یائی کو اس کی معاون کار تھیں اور ان دونوں نے مل کر تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے پھر دردانہ نے اسد شیرازی سے رابطہ قائم کیا اور اسد شیرازی نے فون پر اس سے گفتگو کی۔

"سر میں اپنے تمام کام کر چکی ہوں۔ کاغذات وغیرہ مکمل ہیں اور اب ہمیں آپ کی ہدایت کی ضرورت ہے کہ کب ہم ٹوکیو روانہ ہو جائیں۔"

"میری طرف سے تمہیں اجازت ہے دردانہ ہاں صرف وہ مشکل بتاؤ جس کا تعلق مجھ سے ہو۔"

"نہیں جناب ایسی تو کوئی مشکل نہیں ہے۔"

"ڈالر وغیرہ کا مسئلہ طے کر لیا تم نے اور اگر یہاں کوئی دقت ہو رہی ہے تو جاپان میں مسٹر نوجویاؤ سے فوری طور پر رابطہ قائم کرنا وہ خود تمہیں ٹوکیو ائر پورٹ پر خوش آمدید کہیں گے۔" اسد شیرازی دردانہ کو ہدایت دیتا رہا اور دردانہ انہیں نوٹ کرتی رہی پھر اسد شیرازی نے کہا۔

"تو پھر تم کب روانہ ہو رہی ہو؟"

"بس جناب میں ذرا ٹکٹ کنفرم کرا لوں۔ اس کے بعد آپ کو اطلاع دے دوں گی کہ کونسی فلائٹ سے جا رہی ہوں۔"

"او کے اور کوئی خاص بات؟"

"نہیں وہاں کے لئے کچھ اور ہدایت ہو تو دے دیجئے۔"

"نہیں دردانہ صرف ایک بات کا خیال رکھنا تم جہاں کہیں بھی ہو تمہیں خاص طور پر شعبان پر نگاہ رکھنی ہے۔ اس سلسلے میں شعبان کو بھی آگاہ کر دینا کہ وہ اپنے تحفظ کا

خیال رکھیے تمہیں بس یہ احتیاط رکھنی ہے باقی ہر طرح کی آزادی ہے جہاں دل چاہے جاسکتی ہو۔"

"اوکے آپ مطمئن رہیں ایسا ہی ہوگا۔" دردانہ نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع کردیا.... بہر طور اس نے باقی تمام کارروائیاں بھی کیں اور اپنی روانگی کی اطلاع مسٹر اسد شیرازی کو دے دی۔

اس کے بعد وقت مقررہ پر دردانہ شعبان اور میڈم یائی کو ائرپورٹ پہنچ گئے اور وہاں سے ان کی فلائٹ انہیں لے کر جاپان چل پڑی۔

"شہر بے مثال ٹوکیو۔ قدیم جاپانی مندروں اور اعلیٰ پائے کی خوبصورت عمارتوں کا شہر جس کے ائرپورٹ پر مسٹر فوجویاؤ نے ان لوگوں کا استقبال کیا وہ ایک کارڈ لئے ہوئے ائرپورٹ کی عمارت کے بیرونی حصہ میں کھڑے ہوئے تھے جس پر مس دردانہ لکھا ہوا تھا دردانہ نے یہ کارڈ دیکھا اور ان کی جانب بڑھ گئی اتفاق کی بات یہ کہ مسٹر فوجویاؤ، یائی کو کے شناسا نکلے یائی کو نے آگے بڑھ کر مسٹر فوجویاؤ سے مصافحہ کیا اور پھر دردانہ کا ان سے تعارف کرایا۔

"واہ یہ دلچسپ بات ہے کہ آپ میڈم یائی کو مس دردانہ کی شناسا ہیں ویسے میں نے آپ لوگو کے لئے امپیریل سٹی ہوٹل میں کمروں کا بندوبست کیا ہے دو کمرے امپیریل سٹی میں بک کرالئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کو وہ ہوٹل پسند آئے گا۔"

"بہترین ہوٹل کا انتخاب کیا ہے آپ نے مسٹر فوجویاؤ۔" یائی کو نے کہا اور اس کے بعد فوجویاؤ کی خوبصورت کار ان لوگوں کو لے کر ہوٹل امپیریل سٹی چل پڑی۔ شعبان کی پُرشوق نگاہیں ٹوکیو کے مناظر کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نظر آرہے تھے۔ ہوٹل امپیریل سٹی کی بلند و بالا عمارت . آٹھویں منزل کے دو کمرے ان کے لئے مخصوص تھے مسٹر فوجویاؤ کی رہنمائی میں پورٹر ان لوگوں کو ان کے کمرے میں لے گئے اور دردانہ نے ان کمروں سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا شعبان خاموش ہی سا تھا یہاں پہنچنے کے بعد یاؤ نے کہا۔

"دوسرا کمرہ غالباً آپ کے لئے ہوسکتا ہے میڈم یائی کو میں نے اس دوران یہی اندازہ لگایا ہے۔"

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے مسٹر یاؤ۔"

مسٹر فوجویاؤ اور سب لوگ آرام دہ صوفوں پر بیٹھ گئے وسیع و عریض کمرے میں ہر طرح کی آسائش کا بندوبست تھا ایک بڑی سی کھڑکی پردے سے ڈھکی ہوئی تھی اور اس کھڑکی کے دوسری طرف جاپان کے خوبصورت مناظر محفوظ تھے مسٹر یاؤ نے کہا۔

"میں آپ : کا بہت زیادہ وقت نہیں لوں گا مس دردانہ اور معزز حضرات کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ خود بھی تھکے ہوئے ہوں گے۔ بنیادی باتیں عرض کئے دیتا ہوں - مس دردانہ میرے دوست مسٹر اسد شیرازی نے مجھے جو ہدایت دی تھیں ان کے مطابق میں نے یہ ابتدائی کام کر دیے ہیں۔ ایک کار معہ ڈرائیور کے آپ کے پاس آجائیگی اور ڈرائیور آپ کو آپ کی پسندیدہ جگہوں پر لے جائے گا وہ چوبیس گھنٹے آپ کی تحویل میں رہے گی اس کے علاوہ مس دردانہ میں آپ کا ایک چھوٹا سا اکاؤنٹ یہاں کے بینک میں کھولے دیتا ہوں اور اس کی چیک بک آپ کو پہنچا دی جائے گی تاکہ آپ وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق کرنسی حاصل کر سکیں۔ مزید جو کچھ بھی ضروریات ہوں آپ میرا یہ کارڈ رکھ لیجئے اور اس پر درج ٹیلیفون نمبروں پر اگر میں نہیں ملتا تو میرے ایسے ساتھی ملتے ہیں جو ہر لمحہ کی رپورٹ مجھ تک پہنچا سکتے ہیں۔ مزید اگر کوئی ہدایت ہو تو براہ کرم آپ مجھے دیدیں۔" دردانہ نے ممنون انداز میں گردن جھکا کر کہا۔

"میرا خیال ہے اس کے علاوہ اور کسی چیز کی ضرورت تو تصور میں بھی نہیں آسکتی مسٹر یاؤ۔"

"ویسے آپ سے بہت دن کے بعد ملاقات ہوئی مسٹر یاؤ کیوں نہ آپ ہمارے ساتھ ایک کپ چائے لیں۔" یائی کو نے کہا۔

"نہیں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ اور اس معذرت کی وجہ بھی یہی ہے کہ میرے مہمان پہلے آرام کرنا پسند کریں گے تاکہ سفر کی کوفت دور ہو جائے۔"

"نہیں مسٹر یاؤ ہمارا سفر بہت خوشگوار تھا۔" دردانہ نے کہا۔

"اس کے باوجود دردانہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اخلاقی طور پر آپ کا خیال رکھوں چنانچہ اب اجازت دیجئے دوسری ملاقات آپ کے ٹیلیفون کرنے پر ہوگی تاہم میری درخواست ہے کہ آپ یہاں کسی قسم کی پریشانی نہ اٹھائیں ورنہ میرے لئے اپنے دوست اسد شیرازی کو جواب دینا مشکل ہوجائے گا۔"

"بہت شکریہ۔"

دردانہ نے یاؤ کو ہاتھ ملا کر رخصت کیا اور وہ باہر نکل گئے میڈم یائی کو نے مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنا دیس اپنا ہی دیس ہوتا ہے میں طویل عرصے سے آپ لوگوں کے ساتھ رہی ہوں اور اپنے وطن کی یادیں مجھے ستاتی رہی ہیں اس کے باوجود آپ لوگوں نے مجھے کبھی کسی تکلیف کا شکار نہ ہونے دیا میری خواہش ہے کہ اب مجھے آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہو اور میں آپ لوگوں کے لئے اپنی پسند کے پروگرام بناؤں۔"

"ہم لوگ جاپان کی سیر کے لئے آئے ہیں۔ اور اس کی تحریک میڈم آپ کو ہی دیکھ کر پیدا ہوئی تھی میرے دوست شعبان اس کے گواہ ہیں چنانچہ ہم آپ کی اس رہنمائی سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔"

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں چلتی ہوں آپ لوگ یہاں اپنی ضروریات پوری کیجئے ویسے آپ کے وطن کی نسبت یہاں سردی بہت زیادہ ہے۔ اس کے لئے اس کمرے میں تمام انتظامات موجود ہیں۔" یائی کو تھوڑی دیر کی اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی تو دردانہ نے مسکرا کر شعبان کی طرف دیکھا اور بولی۔

"کیا تم کسی چیز کی ضرورت محسوس کر رہے ہو ڈیئر شعبان۔"

"نہیں آنٹی۔ میرا خیال ہے ہم لوگ بالکل مطمئن ہیں تاہم اگر لباس تبدیل کر لئے جائیں تو کیا حرج ہے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ فی الحال ہم اپنے اس ہوٹل سے باہر نہیں جائیں گے بلکہ کچھ وقت آرام کریں گے اس کے بعد باہر کی سیر و سیاحت کے باقاعدہ پروگرام ترتیب دے جائیں گے۔" شعبان کا لباس دردانہ ہی نے نکالا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ باتھ روم سے لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ دردانہ نے کہا۔

"دوران گفتگو اگر چائے یا کافی ہوتی تو لطف دے جاتی لیکن اس کے لئے ہمیں میڈم کو بھی طلب کرنا ہوگا چنانچہ ایسا کرتے ہیں یہ پروگرام فی الحال ملتوی کر دیتے ہیں جب میڈم یائی کو بھی اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائیں گی تو پھر کافی کا پروگرام بنائیں گے۔"

"جی آنٹی ابھی میرا موڈ بھی نہیں ہے۔"

"ویری گڈ۔ ویسے یہ بتاؤ شعبان یہاں آکر تم کیسا محسوس کر رہے ہو۔" شعبان پر خیال نگاہوں سے دردانہ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"آنٹی نہ جانے کیوں مجھے اپنا بچپن بار بار یاد آتا ہے میں اس بستی کو نہیں بھول سکا ہوں جہاں سمندر اور ریت کے علاوہ کچھ نہیں تھا مائی ماچھی بھی مجھے یاد آتی ہے اور میں خاص طور سے اس کے بارے میں سوچتا رہ جاتا ہوں بعد میں آپ لوگ مجھے اپنی دنیا میں لے گئے اور آپ کی اس دنیا میں جاکر میں نے اس کائنات کی وسیع و عریض دنیاؤں کے بارے میں بہت کچھ جانا ہے یہ ساری کی ساری چیزیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں ائرپورٹ سے یہاں تک کا سفر کرتے ہوئے راستے میں ایسی ایسی عمارتوں کو دیکھتا آیا ہوں جن کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا جاپان کا یہ شہر بے مثل شہر کی حیثیت رکھتا ہے اور میں اسے دیکھنا پسند کروں گا مجھے یہاں آکر خوشی ہوئی ہے۔"

"گڈ سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ تم جاپانی زبان سے بھی واقف ہو جبکہ میں اس کے صرف چند الفاظ جانتی ہوں۔"

"آپ کی ضرورتیں میں پوری کرتا رہوں گا آنٹی۔"

" مائی ڈیئر کیوں نہیں ویسے ایک بات میں

تمہیں خاص طور پر سمجھانا چاہتی ہوں شعبان اسے ذہن میں رکھنا۔"

"کیا آنٹی۔؟" شعبان نے سوال کیا۔

"شعبان تمہاری شخصیت میں ایک انوکھی بات ہے جو بہت سے لوگوں کے لئے باعثِ کشش ہو سکتی ہے۔ میں تمہیں ہدایت کرتی ہوں کے کہ اپنا تحفظ ہر جگہ نگاہ میں رکھنا کوئی اگر تمہارے خلاف کچھ کرنے کی کوشش کرے تو اپنی بھرپور قوتوں سے اُسے اس کا جواب دینا کسی کے جال یا فریب میں آنے سے گریز کرنا۔ دشمن کو اگر محسوس کر لو تو پھر اس کے ساتھ رعایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسد شیرازی نے بھی یہی کہا ہے مجھ سے۔"

"میں خیال رکھوں گا آنٹی لیکن اگر کسی کو میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ جائے تو۔"

"کوشش کرنا کہ یہ نقصان بد ترین نہ ہو۔ تاہم تمہیں اپنے تحفظ کے لئے اس بات کی اجازت ہے کہ اگر صورتحال بالکل ہی ناگزیر ہو جائے تو ہر طرح سے اپنا تحفظ کرنا۔"

"او کے آنٹی۔" شعبان نے دردانہ کو دیکھتے ہوئے کہا دردانہ کو اس کے چہرے میں ایک انوکھی تبدیلی کا احساس ہوا۔ اُسے یوں لگا جیسے شعبان کے اس خوبصورت اور حسین چہرے کے پیچھے ایک سفاک ایک درندگی رہی ہو۔ یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا اور دوسرے لمحے شعبان کا چہرہ پھر پہلے جیسا ہو گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتائیے آنٹی میری شخصیت میں وہ کونسی انوکھی بات ہے جو کسی کے لئے باعثِ دلچسپی ہو سکتی ہے۔؟" دردانہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گئی شعبان کو وہ اس سلسلے میں کوئی مناسب جواب دینے کے بارے میں سوچ رہی تھی شعبان نے پھر کہا۔

"اور اس انوکھی بات کی بنا پر میرے کچھ دشمن بھی وجود میں آ سکتے ہیں کیوں آنٹی آخر کیوں۔؟" اس دوسرے سوال پر دردانہ کو جواب سوجھ گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"دراصل تمہاری سمندر میں تیرنے کی صلاحیتوں کو بہت سے لوگ رشک کی نگاہ سے اور بہت سے حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں عام لوگ تمہاری طرح تیراک نہیں ہو سکتے اور وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم سمندر میں اتنے پھرتیلے کیسے ہو جاتے ہو۔ تمہیں ڈاکٹر شرف یاد ہوں گے جن کی لیبارٹری میں تمہیں ایک خوفناک واقعے سے دوچار ہونا پڑا تھا۔" شعبان ہنس پڑا پھر اس نے کہا۔

"آنٹی دردانہ۔ ڈاکٹر شرف بہت اچھے آدمی تھے لیکن ان کی لیبارٹری میں مجھے کسی خوفناک حادثہ سے دوچار نہیں ہونا پڑا بلکہ ان لوگوں کو خوفناک واقعہ سے دوچار ہونا پڑا جنہوں نے مجھے اس پانی کے حصار میں قید کرنے کی کوشش کی تھی دراصل آنٹی پانی تو میری زندگی ہے سمندر کی گہرائیاں میرے وجود میں روح پھونکتی ہیں۔ سمندر میں اُتر کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں اپنی اصل دنیا میں واپس آ گیا ہوں باہر کی یہ دنیا بے شک آپ کی موجودگی میں اچھی لگتی ہے ابھی میں نے اس شہر کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے یہ ساری چیزیں بے حد خوبصورت ہیں لیکن آپ یقین کیجئے اگر مجھ سے کہا جائے کہ سمندر کی گہرائیاں اور زمین کی بلندیاں دونوں میں سے کون سی چیز مجھے زیادہ اچھی لگتی ہے تو میں یہی جواب دوں گا کہ زمین پر جو کچھ بھی موجود ہے وہ سمندر کی گہرائیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے آنٹی بس سمندر کی گہرائیوں سے مجھے اپنی روح کا گہرا تعلق محسوس ہوتا ہے۔"

دردانہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہی تھی شعبان جس طرح سمندر سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا تھا یہ ایک حیرت ناک بات تھی اس سے پہلے اس نے اتنے جذباتی انداز میں سمندر کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا اس موقع سے فائدہ اُٹھا کے اس نے جلدی سے کہا۔

"تم نے کبھی یہ محسوس کیا شعبان کہ تمہیں سمندر سے اس قدر دلچسپی کیوں ہے۔؟"

"میں آنٹی...... میں نے تو یہ محسوس نہیں کیا بلکہ سچی بات ہے کہ اس پر غور ہی نہیں کیا بس پانی میں جا کے مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری جسمانی قوتیں ہزار گنا بڑھ گئی ہوں۔ آنٹی میرا خیال ہے کہ اتنا کچھ پڑھ لیا ہے میں نے لیکن اپنے ان جذبات کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔"

"اچھا یہ بتاؤ سمندر میں اُتر کر تمہیں کیا کچھ اور بھی یاد آتا ہے۔"

"کیا آنٹی۔؟"

"میرا مطلب ہے کوئی ایسی کہانی کوئی ایسا واقعہ جو تمہارے ذہن میں محفوظ ہو۔"

"نہیں آنٹی۔ کونسا واقعہ کونسی کہانی۔ کوئی کہانی یا واقعہ تو مجھے یاد نہیں بس سمندر میں تیرتے جانور مجھے اپنے ساتھی لگتے ہیں سمندر میں موجود ہر شے مجھے اپنی اپنی سی لگتی ہے یوں لگتا ہے جیسے میں اس سے بہت زیادہ واقفیت رکھتا ہوں آنٹی میرا دل چاہتا ہے کہ میں سمندر کی اس دنیا میں دور تک نکل جاؤں اتنی دور تک جہاں تک یہ سمندر موجود ہیں وہاں جو کچھ ہے اس سے شناسائی حاصل کروں سب کچھ دیکھوں اپنی اس دنیا میں اور آپ یقین کیجئے اتنا لگاؤ مجھے آپ کی بیرونی دنیا سے بھی نہیں ہے آنٹی میں نے بارہا راتوں کو خواب میں سمندر دیکھے ہیں یوں لگتا ہے جیسے بہت سی ایسی چیزیں موجود ہیں جن سے میں واقف ہوں جنہیں میں جانتا ہوں لیکن جو میری آنکھوں سے دور ہیں۔ جن کے بارے میں مجھے یہ اندازہ ہے کہ مجھے زمین کے اوپر نظر نہیں آ سکیں گی ان کے لئے مجھے سمندر کی گہرائیوں کا سفر کرنا پڑے گا پانی کے نیچے نیچے مجھے اتنی دور تک جانا پڑے گا جہاں وہ چیزیں موجود ہوں بس نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے سمندری گہرائیوں سے میرا بہت ہی گہرا رشتہ ہو۔"

دردانہ ششدر رہ گئی تھی یہ الفاظ اس کے لئے نہایت حیرت ناک تھے بہت کچھ یاد آیا تھا اسے بہت کچھ لیکن بہت زیادہ دیر اسے اس تصور میں ڈوبے نہ رہنا پڑا کیونکہ دروازے پر مدھم سی دستک سنائی دی تھی اور آنے والی میشل یائی کو کے علاوہ کوئی نہیں تھی میشل یائی کو نے انہیں مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری لیڈی اینڈ جینٹل مین، میں جانتی ہوں کہ میں نے بے جا مداخلت کی ہو گی لیکن اس کے باوجود دیکھو میں اندر آ گئی۔" یائی کو کے انداز پر دونوں مسکرا اٹھے۔ دردانہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہم تو آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ کی وجہ سے ہم نے ابھی کافی بھی نہیں پی جب کہ آپ کے جاپان کے اس خوبصورت موسم میں کافی بہترین ثابت ہو گی۔"

"اب آپ جاپان میں آ گئے ہیں تو پھر مجھے میزبانی کا موقع دیجئے میں نے آپ کو اتنا وقفہ صرف اس لئے دیا تھا کہ آپ لوگ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اب اس وقت سے میری میزبانی کا آغاز ہوتا ہے۔"

"اچھا کہاں سے میزبانی کا آغاز کریں گی آپ۔"

"بس اس ضرورت سے جو آپ کو کافی کی شکل میں محسوس ہو رہی ہیں۔" یائی کو نے کہا اور پھر ٹیلیفون کے قریب پہنچ کر روم سروس کو ٹیلیفون کیا اور جاپانی زبان میں انہیں کچھ ہدایت دینے لگیں پھر انہوں نے ٹیلیفون رکھ دیا۔

"ویسے میڈم اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک آپ نے ایک بہت ہی مخلص اور بااخلاق دوست ہونے کا ثبوت دیا ہے اور جاپانی زبان میں اپنے دوستوں سے رابطہ نہیں کیا لیکن آئندہ بھی آپ ایسا ہی کریں گی تاکہ صورتحال میرے علم میں رہے اور آپ میرے خلاف کوئی سازش نہ کر پائیں۔" میشل یائی کو ہنس پڑیں۔ اس نے کہا۔

"افسوس اس کا چانس ہی نہیں ہے میرے پاس کیونکہ میرے جاسوس مسٹر شعبان جو ہوں گے جاپانی زبان میں جو بھی گفتگو کی جائے گی مسٹر شعبان بآسانی سمجھ کر آپ کو بتا دیں گے مس دردانہ بھلا فائدہ کیا۔" دردانہ اور شعبان بھی مسکرانے لگے۔ شعبان بولا۔

"نہیں میڈم میں آپ کے خلاف جاسوسی کبھی نہیں کروں گا کیونکہ آپ نے مجھے جاپانی زبان کا علم دیا ہے آپ مس دردانہ کے خلاف جس طرح چاہیں سازش کر سکتی ہیں کم از کم میں اس کا انکشاف ان پر نہیں کروں گا۔"

"اے مسٹر شعبان اس کا مقصد ہے کہ آپ نے ہم سے غداری شروع کر دی ہے۔" دردانہ نے شعبان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں آنٹی اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوتی ہے آپ نے کہا تھا کہ علم سکھانے والے کی قدر اور عزت اس طرح کرنی چاہئے کہ وہ عبادت کی حیثیت اختیار کر جائے کیونکہ علم عبادت ہے اور عبادت منصب۔"

"او مائی گاڈ۔ آپ نے یہ تعلیمات دی ہیں مس درد، شعبان کو......"

"ہاں یہ تعلیمات ہمارے مذہب سے مطابقت رکھتی ہیں۔" تھوڑی دیر کے بعد ایک ویٹر ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا لے آیا ٹرالی پر اتنے حسین اور نفیس برتن سجے ہوئے تھے کہ دردانہ کی آنکھیں انہیں دیکھ کر چمکنے لگیں وہ تجسس اور شوق سے ان برتنوں کو دیکھ رہی تھیں۔ ویٹر برتن چھوڑ کر گردن خم کر کے واپس چلا گیا اور میڈم یائی کو ان چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں ایک خاص قسم کی چائے انڈیلنے لگیں جو جاپان میں ایک بہترین اور مقبول چائے تصور کی جاتی ہے اس کی لذت ان دونوں کو بھی بے حد پسند آئی اور شعبان نے چائے کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اپنے جاپان کے بارے میں تفصیلات بتائیے۔" یائی کو نے مسکرا کر گردن خم کی اور بولی۔

"جاپان کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو شعبان۔؟"

وہی سب کچھ جو شہروں اور ملکوں کے بارے میں جانا جاتا ہے۔" شعبان نے جواب دیا۔

"اگر میں روایتی انداز میں بتاؤں تو اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہوگی مثلاً میرا جاپان بے شمار جزائر پر مشتمل ہے بحیرہ جاپان اس کو روس شمالی اور جنوبی کوریا سے ملاتا ہے بحرا لکاہل اس کے مشرق میں ہے اور یہاں بے شمار اہم ترین جزیرے ہیں یہ صنعتی ملک ہے اور ہماری صنعتیں دنیا بھر میں عام ہو چکی ہیں۔ یہاں کا ہر شخص زندگی کا صحیح انداز سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ محنت زندگی کا حاصل ہے اور اس سے قومیں ترقی کرتی ہیں بہت خوبصورت ہے میرا ملک اور میری دلی خواہش ہے کہ میں تمہیں اپنے وطن کے بہت سے علاقوں کی سیر کراؤں خاص طور سے میرا اپنا چھوٹا سا قصبہ جو یقینی طور پر تمہیں پسند آئے گا۔"

"آپ کا اپنا قصبہ میڈم۔" شعبان نے دلچسپی سے پوچھا۔

ہاں میری چھوٹی سی خوبصورت جنت یہ جنت بندرگاہ کوابے کے شمال میں ہے اور سمندر کا ایک بڑا حصہ اس چھوٹے سے قصبہ کو چھوتا ہوا گزرتا ہے کوالے کی بندرگاہ بھی یہاں بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ اور صنعتوں کا محور ہے۔"

"آپ مجھے اپنا قصبہ ضرور دکھائیے میڈم۔"

"بہت عرصے سے میں اپنے اہلِ خاندان سے دور ہوں۔ تم اس خوبصورت جگہ کو دیکھو گے تو یقیناً خوش ہو گے۔" میڈم نے کہا دردانہ بھی دلچسپی سے میڈم یائی کو کی گفتگو سن رہی تھی وہ میڈم کے اہلِ خاندان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگیں اس نے بتایا کہ اس کے کئی بہن اور بھائی ہیں اور اس کے والد کسی زمانے میں شہتوت کے درختوں پر ریشم کے کیڑے پالتے تھے اور ان سے ریشم تیار کیا جاتا تھا جو جاپان کی مشہور صنعتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بہر طور بہت سی باتیں میڈم یائی کو جاپان کے بارے میں کرتی رہیں اور اس کے بعد انہوں نے پروگرام ترتیب دیئے کہ کس طرح ٹوکیو کی سیر کی جائے گی شعبان ان تمام باتوں میں دلچسپی لے رہا تھا اور رات ہوئی تو تمام ضروریات سے فارغ ہو کر آرام کرنے لیٹ گئے۔

شعبان دردانہ سے باتیں کرنے لگا دردانہ نے محسوس کیا تھا کہ شعبان یہاں آکر اپنے جذبات کے اظہار میں کچھ بے باک ہو گیا ہے سمندر کے بارے اس نے جو کچھ کہا تھا وہ قابل غور تھا اور یقیناً اس کی گفتگو سے احساس ہوتا تھا کہ اس کے ذہن میں سمندر جاگ رہا ہے یہی سب کچھ سوچتے ہوئے دردانہ سو گئی تھی۔

دوسری صبح سردی رات سے بھی زیادہ تھی جس کا احساس کمرے میں تو نہ ہوا کیونکہ ہیٹر آن کر دیے گئے تھے لیکن شعبان نے کھڑکی کھولی تو سرد ہواؤں کے ریلے نے کمرے کا درجہ حرارت ختم کر دیا باہر نیلگوں دھند پھیلی ہوئی تھی اور ٹوکیو زندگی کے عمل میں مصروف ہو چکا تھا۔

"اوہ شعبان کھڑکی بند کرو - سردی بہت ہے۔" دردانہ نے اپنے گرد کمبل لپیٹے ہوئے کہا اور شعبان نے مسکراتے ہوئے کھڑکی بند کر دی پھر اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اور شعبان دروازے کی طرف بڑھ گیا باہر یائی کو کھڑی ہوئی تھی شعبان نے اسے جاپانی سلام کیا۔ اور وہ اندر داخل ہو گئی۔

"ہیلو دردانہ تم فرصت کے لمحات کا فائدہ اٹھا رہی ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آہ میڈم آپ نے اس سرد موسم میں اتنی جلدی بستر چھوڑ دیا۔" دردانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت میزبان ہوں اور اپنے فرائض پورے کرنا میری ذمہ داری ہے چنانچہ میں نے فون پر ناشتہ کے لئے کہہ دیا ہے اور ویٹر ناشتہ لا رہا ہوگا۔"

"اوہ تب تو مجھے بھی اٹھ جانا ہوگا۔" دردانہ نے بے چارگی سے کہا۔ اور کمبل ہٹا کر نیچے اتر گئی پھر جب باتھ روم سے برآمد ہوئی تو دو ویٹر ناشتہ لگا رہے تھے اور شعبان رنگین بروشر دیکھ رہا تھا جو ٹوکیو سٹی سے متعلق تھے اور جن میں ٹوکیو کی سیرگاہیں اور قابل دید مقامات کی نشاندہی کی گئی تھی یائی کو نے انہیں ناشتے کی میز پر آنے کی دعوت دی اور بہر کیف ناشتہ شروع ہو گیا دردانہ نے بروشر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں سے لائے؟"

"میں نے طلب کئے تھے۔ ویٹر ناشتے کے ساتھ لایا ہے۔" میڈم نے بتایا۔

"خوب گویا آپ نے ٹوکیو دکھانے کی تیاریاں کر لیں" دردانہ بولی اور شعبان نے ایک بروشر سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"ہم ٹوجو ہوز، اوشین ٹاؤن اور ہیو پارک دیکھیں گے۔"

"بہترین انتخاب ہے۔" یائی کو نے سرونس کرتے ہوئے کہا۔

"اور سردی کا کیا ہوا گے" - دردانہ گرم کمبل لپیٹتے ہوئی بولی۔

"جوں جوں سورج بلند ہوتا جائے گا یہ نیلی دھند سمٹ جائے گی اور پھر ٹوکیو گرم ہو جائے گا۔" یائی کو نے اُسے تسلی دیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ ٹوکیو کے بارے میں باتیں کرنے لگے دن کے گیارہ بجے موسم تبدیل ہو گیا تھا سوا گیارہ بجے کسی نے دروازے پر دستک دی اور دردانہ نے دروازہ کھول دیا باہر نیلی وردی میں ملبوس ایک شخص نظر آیا جس نے ضرورت سے زیادہ جھکتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹاؤ بن ہے اور مجھے مسٹر فوجو یاؤ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔" اس کی زبان شکستہ انگریزی تھی۔

"اوہ.... آؤ.... خیریت......" دردانہ نے کہا۔

"میں آپ کے لئے گاڑی لایا ہوں اور اس کا ڈرائیور ہوں۔"

"مگر ہمیں کچھ دیر لگ جائے گی تقریباً دس پندرہ منٹ۔"

"کوئی حرج نہیں میں نیلی پریسلو میں آپ کا انتظار کئے لیتا ہوں۔ براہِ کرم آپ ہی نیچے آجائیے۔"

"ٹھیک ہے ہم پہنچ رہے ہیں۔" دردانہ نے کہا۔ اور ڈرائیور گردن خم کر کے واپس چلا گیا۔

"مسٹر یاؤ ایک ذمے دار انسان ہیں تم مجھے صرف پانچ منٹ دے دو میں تیار ہو کر آتی ہوں۔"

"اوکے میڈم۔" دردانہ نے کہا اور اس کے بعد وہ خود بھی تیار ہونے لگی شعبان ایک گرم سوٹ میں ملبوس ہو گیا اور دردانہ نے بھی سات منٹ سے زیادہ صرف نہیں کئے اور یائی کو نے دروازے پر دستک دی اور اندر آگئی ان دونوں تیار دیکھ کر وہ مسکرائی اور پھر انہوں نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ اچانک ہی دروازے پر دستک ہوئی میڈم یائی چونکہ دروازے کے بالکل قریب ہی تھی اس لئے انہوں نے اس دستک پر چونک کر دروازے کی سمت دیکھا اور پھر دروازہ کھول دیا اس بار ایک دبلے پتلے بدن کا لمبا سا آدمی سامنے نظر آیا جو ویٹر کے لباس میں نہیں تھا، میڈم یائی کو دیکھ کر اس نے گردن خم کی اور آہستہ سے بولا۔

"مجھے مسٹر فوجو یاؤ نے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ

کو گاڑی کی ضرورت تھی میں گاڑی لے آیا ہوں۔" یائی کو کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار پھیل گئے اور انہوں نے اس سے جاپانی زبان میں کہا۔

"اور وہ جو اس سے پہلے آیا تھا کیا واپس چلا گیا؟" دراز قامت جاپانی کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے اور اس نے آہستہ سے کہا۔

میں سمجھا نہیں میڈم۔" ابھی کچھ دیر پہلے جو شخص نیلی وردی میں یہاں آیا تھا کیا اُسے مسٹر فوجویاؤ نے نہیں بھیجا تھا۔"

"میں نہیں جانتا میڈم لیکن کیا ایسا شخص کوئی گاڑی لے کر آچکا ہے؟" اب اس گفتگو میں دردانہ نے مداخلت ضروری سمجھی تھی وہ دو قدم آگے بڑھ کر بولی۔

"کیا بات ہے میڈم؟" اور جواب میں میڈم حیران لہجے میں اس کو تفصیلات بتانے لگیں تو دردانہ کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار پھیل گئے اور پھر دفعتہً ہی اس کے انداز میں خوف کی سی ایک کیفیت پیدا ہو گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"ذرا ایک منٹ میڈم......" اور وہ دو قدم آگے بڑھ کر اس کے سامنے پہنچ گئیں نیا آنے والا دروازے کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔

"کوئی حرج نہیں ہے ہم مسٹر فوجویاؤ سے رابطہ قائم کر کے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"ہاں یہاں سے نکلنے سے پہلے یہ ازحد ضروری ہے۔" دردانہ نے کہا وہ کس قدر پریشان سی ہو گئی تھی شعبان خاموش کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کی نگاہیں دروازے کے باہر کھڑے ہوئے آدمی پر بھی جم جاتی تھیں میڈم یائی کو نے تیزی سے ٹیلیفون کے قریب پہنچ کر ٹیلیفون پر نمبر ڈائل کئے اور ریسیور کان سے لگا لیا، مسٹر فوجویاؤ سے رابطہ قائم ہونے میں کچھ سکینڈ لگے تھے تب میڈم یائی کو نے کہا۔

"مسٹر یاؤ آپ نے کس گاڑی کو ہمارے پاس بھیجا ہے؟"

"کیا شن یان آپ کے پاس نہیں پہنچا؟"

"ایک شخص ہمارے پاس آیا ہے جو کہتا ہے کہ اُسے مسٹر فوجویاؤ نے بھیجا ہے لیکن ہم تصدیق کر لینا چاہتے ہیں کہ کیا یہ آپ ہی کا بھیجا ہوا آدمی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں میڈم۔"

"بات دراصل یہ ہے مسٹر یاؤ کہ اب سے کچھ منٹ پہلے ایک اور شخص یہاں آیا تھا جس نے بتایا کہ اُسے فوجویاؤ نے بھیجا ہے ہم لوگوں نے تیاریوں کے لئے اس سے کچھ وقت لیا اس کا کہنا تھا کہ نیلی پریسلو نیچے کھڑی ہوئی ہے اور ہم اس میں پہنچ جائیں۔"

"نہیں میڈم میں نے جو گاڑی بھیجی ہے وہ بلو رنگ کی گاڑی ہے آپ یوں کیجئے کہ نئے آنے والے کو ذرا ٹیلیفون پر بلا دیجئے۔ میڈم نے اس شخص کو انگلی سے اشارہ کیا اور وہ آدمی اندر پہنچ گیا میڈم نے ٹیلیفون اُسے دیا اور اس نے ذرا حیران سا ہو کر وہ ٹیلیفون سنبھالا اور ریسیور کان سے لگا لیا دوسری طرف سے مسٹر فوجویاؤ اس سے گفتگو کرنے لگے اور وہ شخص اپنے بارے میں انہیں بتانے لگا پھر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور میڈم یائی کو کے ہاتھ میں دیا اور یائی کو نے ریسیور کان سے لگا لیا۔

"ہاں یہی شخص شن یان ہے جسے میں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ اصل آدمی ہے لیکن حیران کن بات ہے کہ پھر وہ کون تھا جو اس سے پہلے آپ کے پاس پہنچ گیا۔"

"میں نہیں جانتی لیکن یہ ایک حیرتناک بات ہے کیا ہمیں اس سلسلے میں کوئی احتیاطی تدبیر کرنی چاہئے مسٹر یاؤ۔" میڈم یائی کو نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔ دوسری طرف سے مسٹر فوجویاؤ جو کچھ کہا اس نے شاید میڈم کو مطمئن کر دیا اور انہوں نے ٹیلیفون کا ریسیور رکھ کر ایک گہری سانس لی اور پھر بولیں۔

"ہمارا اصل ساتھی شن یان ہی ہے لیکن مس دردانہ کیا تم اس نئے آدمی کی کچھ نشاندہی کر سکتی ہو میرا مطلب اس شخص سے ہے جو اس سے پہلے یہاں آیا تھا۔"

"آئیے ہم اُسے دیکھتے ہیں۔" دردانہ نے کہا۔ اور پھر

تینوں اس ڈرائیور کے ساتھ باہر نکل آئے جس کا نام شن یان تھا نیچے پہنچنے کے بعد انہوں نے بلو پریسلو کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں لیکن قرب و جوار میں کوئی بلو پریسلو نہیں تھی وہ فٹ پاتھ پر کھڑے اِدھر اُدھر دیکھتے رہے جبکہ شن یان بلو رنگ کی خوبصورت کار اسٹارٹ کر کے ان کے نزدیک لے آیا بالآخر وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر کار میں بیٹھ گئے میڈم یائی کو نے چند الفاظ اس اجنبی شخص کے بارے میں کہے جو فوجویاؤ کے حوالے سے ان کے پاس پہنچا تھا اور اس کے بعد شاید انہوں نے اس خیال کو ہی دل سے نکال دیا لیکن دردانہ دیر تک اس شخص کے بارے میں سوچتی رہی تھی اس کے دل میں ہلکا سا اضطراب بیدار ہو گیا تھا اگر اسد شیرازی یہاں ہوتا تو شاید اتنی مشکل پیش نہیں آتی لیکن اس کی غیر موجودگی میں ایک اجنبی ملک میں ہو سکتا ہے کچھ مشکلوں کا سامنا پڑ جائے حالانکہ اُسے اس بات کی امید نہیں تھی میڈم یائی کو اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی لیکن نہ جانے کیوں دردانہ کے دل میں ایک ہلکی سی خلش بیدار ہو گئی تھی جبکہ دوسری طرف شعبان اپنے معمول کے مطابق ٹوکیو کی حسین عمارتوں اور سڑکوں وغیرہ کا نظارہ پُر شوق انداز میں کر رہا تھا میڈم یائی کو اور شعبان آپس میں گفتگو بھی کرتے جا رہے تھے اور شعبان میڈم یائی کو سے مختلف جگہوں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا خوبصورت پگوڈے جو جاپانی کھلونوں کی مانند نظر آتے تھے خاص قسم کے پھولدار لباسوں میں ملبوس گیشائیں اور اس کے علاوہ ٹوکیو کی حسین ترین اور پُر رونق سڑکوں پر بکھری ہوئی زندگی، میڈم یائی کو بڑے محبت بھرے انداز میں اپنے ملک کے بارے میں شعبان اور دردانہ کو تفصیلات بتا رہی تھیں بہت سی حسین چیزیں دیکھی گئیں میوزیم کی عمارت بے مثال تھی اور جاپانیوں نے جو کارہائے نمایاں اپنی سر زمین پر دکھائے تھے وہ منہ سے بولتے نظر آ رہے تھے شعبان تو یہاں آ کر بے حد مسرور تھا اور اس نے کئی بار اپنی اس خوشی کا اظہار کیا اور دردانہ سے کہا۔

"آنٹی حقیقی بات یہ ہے کہ یہاں آ کر مجھے زندگی کی سب سے بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے میں بہت سی دنیاؤں کو دیکھنے کا خواہش مند ہوں۔ وہ سب کچھ دیکھنا چاہتا ہوں جو آپ نے کتابوں کے ذریعہ میرے ذہن تک پہنچایا ہے۔"

"میں تمہیں سب کچھ دکھاؤں گی شعبان یقینی طور پر وہ سب کچھ تمہیں دکھایا جائے گا۔"

آج کا دن بے حد پُر مسرت رہا تھا پھر وہ واپس ہوٹل آ گئے راستہ میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی لیکن ایک لہر کی مانند اس اجنبی کی آمد کا تصور دردانہ کے ذہن سے ضرور گزر جاتا تھا رات کو جب وہ خنک ماحول میں سونے کے لئے لیٹے تو دردانہ نے شعبان سے کہا۔

"شعبان ان باتوں کو ذہن سے نکال دینا بہتر نہیں ہوتا جو ہماری سمجھ میں نہ آسکیں ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے اور اس مقصد کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے۔" شعبان کے ہونٹوں پر ایک پُر اسرار مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے آہستہ سے کہا۔

"آنٹی یقیناً آپ کو وہ ڈرائیور یاد آ رہا ہے جو ہمیں لے جانے کے لئے فوجویاؤ کے بھیجے ہوئے ڈرائیور سے پہلے آیا تھا۔"

"وہ تمہارے ذہن میں ہے"

"آپ کا کیا خیال ہے کیا میرا ذہن اتنا ہی محدود ہے؟"

"نہیں میں جانتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے لیکن اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟"

"یہی کہ کچھ لوگ شاید ہمیں یہاں اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں اب ان کا مقصد کیا ہے یہ میں نہیں جانتا لیکن مقصد تو ہم ان کا بھی نہیں جانتے تھے جو ڈاکٹر فرف کی لیبارٹری میں مجھے سمندر میں دھکیل کر میری زندگی سے دشمنی کر رہے تھے۔" دردانہ کی آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے پُر اطمینان انداز میں کہا۔

"تمہارے منہ سے یہ الفاظ سننے کے بعد مجھے بہت اطمینان ہوا ہے شعبان اس کا مطلب ہے کہ تم بے خبر نہیں ہو۔"

ہاں آنٹی۔ میں بے خبر نہیں ہوں۔" شعبان نے کہا اور دردانہ کو اس کے مضبوط لہجے کا احساس ہوا۔ پھر دوسرا اور تیسرا دن بھی ٹوکیو کی سیر میں گزرا چوتھے دن میڈم نے بتایا۔

آج ہم یوتو روئی جن پارک چلیں گے جہاں ایک خاص طبقہ فکر کے لوگ آج جشن مناتے ہیں یہ جشن ایک مذہبی روایت کا حامل ہے تمہیں وہاں کا ماحول بہت پسند آئے گا۔"

"یقیناً میڈم" شعبان نے کہا اور پھر وہ یائی کو سے اس مذہبی روایت کے بارے میں پوچھتا گیا۔ مقررہ وقت پر وہ انہیں لے کر چل پڑی راستے میں انہوں نے انسانی ہجوم اس پارک کی طرف بڑھتے دیکھے تھے۔ وہ وہاں پہنچ گئے.. اتنا وسیع و عریض پارک تھا کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھنا ممکن نہ ہو، سارے کا سارا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جگہ جگہ طرح طرح کے سوانگ بھرے لوگ بکھرے ہوئے تھے موسیقی کی پراسرار آوازیں کان پڑی آواز نہ سننے دے رہی تھیں، مقامی لوگ روایتی کپڑوں میں ملبوس ادھر سے ادھر بھاگ دوڑ رہے تھے۔ سفید چمڑی والے سیاحوں کی بھی بہتات تھی اور بہت سے لوگ تصاویر بنا رہے تھے۔

میڈم یائی کو دردانہ کو اس بارے میں بتاتی جا رہی تھیں، ہجوم میں ایک جگہ ایک دلچسپ تماشہ ہو رہا تھا کوان ین کے بڑے سے سر کے نیچے کوئی ڈھائی میٹر کے حجم کے گھیرے میں لوگ رقص کر رہے تھے۔ یہ کھیل ایک بڑے احاطے میں ہو رہا تھا صورت حال یوں تھی کہ کوان ین کا مسکراتا ہوا بڑا چہرہ بلندی پر ہوتا اور نیچے وسیع گھیرے ہی میں جسم کا تصور پیش کیا گیا تھا وہاں کپڑے پر سرخ اور نیلے رنگ کے بڑے بڑے پھول بنے ہوئے تھے اور اس حجم میں شاید ایک سے زیادہ لوگ موجود رقص کرتے کبھی کبھی کپڑا درمیان سے کھلتا اور کسی بھی اجنبی کو اس میں داخل کر لیا جاتا تھوڑی دیر اس اجنبی کو کوان ین کا رقص کرنا پڑتا پھر وہ ہنستا مسکراتا باہر آ جاتا لوگ اس رقص میں دلچسپی لے رہے تھے۔

میڈیم یائی بھی اس وقت اس طرف نکل آئیں اور دردانہ کو اس بارے میں بتانے لگیں۔ شعبان کچھ آگے بڑھ گیا تھا بڑے دائرے میں رقص کرنے والے اپنے فن کا کمال پیش کر رہے تھے کہ اچانک ایک کوان ین برق رفتاری سے شعبان کی طرف بڑھا اور اس کا درمیانی حصہ شق ہو گیا دوسرے لمحے شعبان کو اندر گھسیٹ لیا گیا۔ میڈیم یائی کو مسکرانے لگی تھیں لیکن دردانہ کا چہرہ نہ جانے کیوں سفید پڑ گیا وہ بے چین نظروں سے اس کپڑے کے اندر ہونے والے رقص کو دیکھنے لگی اسے شعبان کے نمودار ہونے کا انتظار تھا لیکن دوسرے رقاص ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے آگے گئے اور چونکہ سب بالکل ایک جیسے تھے اسی لئے چند ہی لمحات میں یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کونسا گھیرا ہے جس میں شعبان موجود ہے۔

میڈم یائی۔۔۔۔" دردانہ نے ہیجان انداز میں یائی کو کا ہاتھ پکڑ لیا اور یائی کو چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اور دردانہ کا چہرہ دیکھ کر اس نے حیرت سے کہا۔

ارے کیا ہوا، کیا ہو گیا مس دردانہ۔"

"وہ، وہ۔۔۔۔" دردانہ نے ہراساں لہجے میں رقص کرنے والوں کی طرف اشارہ کیا اور پھر یک لخت خاموش ہو گئی رقص کرنے والے ایک گھیرے سے کوان ین کا سر نیچے گر گیا تھا اور پھر اس میں سے شعبان برآمد ہوا تھا وہ باہر نکلا تو اچانک ہی اس گھیرے سے دوسرا آدمی بھی باہر نکل آیا اس نے متوحش نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور پھر دہشت زدہ سے انداز میں ایک لمبی چھلانگ لگا دی وہ بے تحاشہ دوڑتا ہوا دور نکل گیا چند لوگوں نے کوان ین کے گرے ہوئے سر کو اٹھایا اور سیاہ لبادہ سمیٹا تو پھر اس کے نیچے سے ایک اور انسان برآمد ہوا جو آنکھیں بند کئے ہوئے بے سدھ پڑا ہوا تھا کئی آوازیں ابھریں اور بہت سے لوگ اس بے سدھ پڑے ہوئے آدمی پر جھک گئے شعبان پیچھے ہٹ آیا تھا۔

دردانہ نے آگے بڑھ کر شعبان کا بازو پکڑ لیا اور وہاں سے پیچھے ہٹ آئی۔ کیا ہوا شعبان؟" میڈم یائی کو نے پوچھا اور شعبان مسکرانے لگا اور پھر بولا۔

"ویسے تمہیں میڈم۔ اسی دلچسپ کہانی کا معاوضہ عمدہ سی چائے ہو گی۔"

تو آؤ۔۔۔" یائی کو نے کہا۔ اور وہ وہاں سے چل پڑے چھوٹے چھوٹے اوپن ایئر چائے خانے پارک کے جنوبی حصے میں تھے جہاں تک پہنچنے کے لئے انہیں کافی دور چلنا پڑا تھا۔ بالآخر وہ وہاں پہنچ گئے۔ اور کرسیوں پر بیٹھ گئے یائی کو نے چائے کا آرڈر دیدیا تھا۔ شعبان بدستور مسکرا رہا تھا۔ یائی کو نے اس سے کہا۔

"اپنا وعدہ پورا کرو۔۔"

"ضرور میڈم" دراصل ان رقص کرنے والوں کے اصولوں سے ناواقفیت کی بنا پر مجھ سے کچھ غلطی سرزد ہو گئی۔"

"کیا؟" یائی کو نے پوچھا۔

انہوں نے رقص کرتے ہوئے مجھے خود ہی سمیٹ لیا اور پھر اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ اندر دو افراد تھے ان میں سے ایک نے دوسرے سے جاپانی زبان میں کہا کہ جلدی کرو وہ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور دوسرا مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے میری گردن پکڑ لی دوسرے نے پوری قوت سے دبانے لگا۔ بس میڈم جو عمل اس نے کیا وہی میں نے ان کے ساتھ کیا اور شاید اس سے پہلے کر لیا چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ اور دوسرے کو تو آپ نے دیکھ لیا۔ وہ اپنے ساتھی کی ناکامی پر بھاگ کھڑا ہوا کیسے کہانی دلچسپ ہے نا۔

"اوہ۔ تو۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ یائی کو نے عجب سے کہا۔ دردانہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔ مگر ایک کیوں۔۔۔ آخر ایسا کیوں۔۔۔؟" میڈم یائی کو نے پریشان لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں لیکن شاید آپ نے اس شخص کو دیکھا نہیں جس نے یہ کوشش کی تھی اور جیسے میں نے بے ہوش کر دیا۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟" دردانہ نے بے اختیار کہا۔

"اوہ آنٹی یہ وہی نیلی وردی والا ڈرائیور تھا جو اس دن ہمیں نیلی کار میں لینے آیا تھا اور اصل ڈرائیور کے آ جانے پر روپوش ہو گیا تھا۔" شعبان نے جواب دیا۔

شعبان کے انکشاف نے انہیں حیران کر دیا۔ دردانہ کی آنکھوں سے تشویش جھلکنے لگی تھی۔ میڈم یائی کو چونکہ صورت حال سے واقف نہیں تھیں اس لیے اصل بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔

"یہ کیا قصہ ہے۔ کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

دردانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب میڈم یائی کو نے کہا۔ "ہمیں ان واقعات کی اطلاع پولیس کو دے دینی چاہیے"۔

"نہیں میڈم!" دردانہ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیوں.....؟"

"ہم یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں کسی جھگڑے میں پڑنا مناسب نہیں ہو گا"۔

"لیکن مسٹر فوجویاؤ کو اس بارے میں بتانا ضروری

ہے"۔

"ہاں اس میں حرج نہیں ہے"۔ دردانہ نے کہا۔ شعبان اس گفتگو کے دوران خاموشی سے چائے میں مصروف رہا تھا۔ وہاں مختصر لمحات کے لئے ہنگامہ ہوا تھا اس کے بعد سب کچھ معمول کے مطابق جاری ہو گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد دردانہ نے وہاں سے واپسی کی فرمائش کر دی اور وہ لوگ باہر نکل آئے۔ پارکنگ پرش یان آرام سے کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اس صورت حال کا کوئی علم نہیں تھا۔ ہوٹل واپس آکر میڈم یائی کو نے کہا۔

"کیا خیال ہے مس دردانہ مسٹر فوجو کو فون کر دوں۔۔۔؟"

"کر دیں میڈم....." دردانہ نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے آپ کے لہجے پر حیرت ہے مس دردانہ"۔

"کیوں.....؟"

"حالانکہ یہ مسئلہ تشویش ناک ہے اور یہ سوچنے کی دعوت دیتا ہے کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں لیکن آپ کے انداز میں ہچکچاہٹ ہے"۔

"آپ کو علم ہے کہ اصولی طور پر میں صرف شعبان کی نگران ہوں اور مسٹر اسد شیرازی کی ملازم مجھے حد سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مسٹر شیرازی کے مزاج سے میں واقف ہوں وہ کیا پسند کریں گے اور کیا ناپسند کریں گے یہ بھی جانتی ہوں اس لئے میں یہی بہتر سمجھتی ہوں کہ اپنے طور پر خیال رکھا جائے اور کسی الجھن میں نہ پڑا جائے۔ تاہم فوجو یاؤ کی حد تک یہ مناسب ہوگا، آپ انہیں اطلاع دے دیں"۔

"او کے" اور پھر فون پر مسٹر فوجو سے رابطہ قائم کرنے لگیں رابطہ قائم ہونے پر انہوں نے کہا۔ "مسٹر فو آپ کو ایک ضروری اطلاع دینا ہے۔

"فرمائیے یائی کو.....؟"

"میڈم یائی کو نے پوری تفصیل انہیں بتائی پھر بولی۔ "سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ وہی شخص تھا جو ڈرائیور کی حیثیت سے ہمارے پاس آیا تھا"۔

"یہ تو بہت پریشان کن اطلاع ہے"۔

"ہمیں اس سلسلے کیا کرنا چاہیئے مسٹر یاؤ.....؟"

"براہ کرم مس دردانہ سے بات کرا دیں"۔ مسٹر یاؤ نے کہا اور یائی کو نے ریسیور دردانہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"میڈم نے جو مجھے بتایا ہے دردانہ خاتون اسے سن کر میں بھی تشویش کا شکار ہو گیا ہوں۔ آخر وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جنہیں شعبان سے اور آپ سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی ہے۔ کیا چاہتے ہیں وہ آپ سے۔ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ نشاندہی کر سکتی ہیں؟"

"بالکل نہیں مسٹر یاؤ۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"۔

"ہوں، ویسے یہاں بہت سی ایسی جرائم پیشہ جماعتیں موجود ہیں جو اس قسم کے جرم کرتی ہیں۔ کسی کو اغوا وغیرہ کر کے لوٹ لینا ان کا کام ہوتا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو پولیس کا تحفظ دلو سکتا ہوں۔ یا پرائیویٹ طور پر چند لوگوں کو آپ کی نگرانی کے لیے مقرر کر سکتا ہوں۔ آپ جیسا بھی پسند کریں"۔

"مسٹر یاؤ۔ دراصل آپ اسد شیرازی کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ یہ بات بالکل پسند نہیں کریں گے کہ پولیس اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائے اور ہم خوا مخواہ الجھنوں کا شکار ہو جائیں۔ ہم کسی کا نام تو لے نہیں سکتے۔ اور نہ ہی کسی کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں پولیس سے رجوع کرنا بیکار ہوگا۔ اور میں اسے پسند نہیں کرتی۔ ہاں دوسری صورت کسی حد تک ممکن ہے آپ کچھ ایسے لوگوں کو ہماری نگرانی کے لیے متعین کر دیجئے جو اس قسم کے واقعات سے نمٹ سکیں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا"۔

آپ بالکل فکر نہ کریں میں ابھی کچھ دیر کے اندر ہی یہ انتظام کیے دیتا ہوں اور اگر اس کے باوجود بات آگے بڑھی تو پھر یہ تصور بھی آپ ذہن سے نکال دیں کہ پولیس آپ کو پریشان کرے گی۔ یقیناً وہ کوئی جرائم پیشہ گروہ ہے جو صرف یہ سوچ رہا ہے کہ آپ سے کچھ دولت حاصل کرے۔

لیکن اسے کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ یہاں آپ کے ہر طرح کے تحفظ کی ذمے داری مجھ پر ہے"۔

"بے حد شکریہ مسٹر یاؤ۔ آپ بس یہی کر دیں۔ باقی ہم لوگ خود بھی ہوشیار ہیں"۔

مسٹر فوجو یاؤ سے رابطہ منقطع کر کے دردانہ نے میڈم کی جانب دیکھا۔ جن کے چہرے پر بدستور تشویش چھائی ہوئی تھی۔ اور پھر دردانہ کی نگاہیں شعبان کی جانب اٹھ گئیں۔ جو پراطمینان انداز میں بیٹھا ہوا چھت کو گھور رہا تھا۔ میڈم نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"ہمیں اس سلسلے میں بہت زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں۔ ہم کسی بھی طور پر اپنے تفریحی پروگرام ختم نہیں کریں گے۔ اور کم از کم ٹوکیو کی مکمل سیر کی جائے گی"۔

"تفریحی پروگرام ختم کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میڈم۔ میں تو یہاں آیا ہی اس مقصد کے لئے ہوں اور اس کے علاوہ میں آپ لوگوں سے ایک بات کہہ دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ دونوں میں سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو آپ ضرور اپنا تحفظ کیجئے۔ لیکن آج کی اس کوشش سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈرائیور کی وردی میں جو شخص بھی تھا وہ آپ دونوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا بلکہ اسے میری ضرورت تھی۔ اور میں نے اس کی ضرورت ذرا بدلے ہوئے انداز میں پوری کر دی۔ اس کے علاوہ اگر میرے سلسلے میں مزید کوئی کوشش کی گئی تو آپ بالکل مطمئن رہیں میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ اس کی ذمے داری میں خود قبول کرتا ہوں۔ آنٹی یہ بات میں آپ سے بھی کہہ رہا ہوں۔ میری جانب سے بالکل مطمئن ہو جایئے"۔

"ہاں شعبان اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم بے حد بہادر اور دلیر نوجوان ہو اور اپنے دشمنوں کو شکست دینا جانتے ہو۔" دردانہ نے طنزیہ انداز میں کہا اور شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"میں جانتا ہوں آنٹی آپ یہ الفاظ ناراض ہو کر کہہ رہی ہیں لیکن آپ دیکھ لیجئے میں انہیں سچ ثابت کر کے دکھا دوں گا۔ اور اس کا ہلکا سا نمونہ میں آپ کو پیش کر چکا ہوں۔ وہ تو یوں کہیے کہ آپ لوگوں کا خوف میرا راستہ روک رہا تھا۔ ورنہ میں اس بیہوش ڈرائیور کو اٹھا کر ہی لے جاتا۔ بس ذرا سی مشکل یہ پیش آجاتی کہ اس رقص میں شریک لوگ اس بات پر ناراض ہو جاتے اور ان کی طرف سے ہونے والا ہنگامہ غیر مناسب ہوتا۔ کیونکہ غیر ملکیوں کو کسی ملک کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہئے" میڈم نے آنکھیں بند کر کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تم جب اپنی زبان سے بڑی بڑی باتیں کرتے ہو تو میں عجیب و غریب کیفیت کا شکار ہو جاتی ہوں اور تمہیں بغور دیکھ کر یہ سوچتی ہوں کہ تم جو کچھ نظر آ رہے ہو وہی ہو یا تمہارے اندر کوئی دوسرا وجود بھی موجود ہے" شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"بعض اوقات ایسی اہم باتیں اتنے غیر اہم انداز میں کہی جاتی ہیں کہ ان کی اہمیت ہی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ حالانکہ سچائی سے کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیے کہ میرے اندر ایک دوسرا وجود موجود ہے۔ جو مجھے میری عمر سے آگے کی باتیں بتاتا ہے۔ مجھے سمجھاتا ہے اور میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں اس طرح آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ہم دو افراد کسی بھی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح مستعد رہتے ہیں"۔

میڈم اور دردانہ اس کی بات پر مسکرانے لگیں۔ بہر طور کافی دیر تک اس سلسلے میں تذکرے ہوتے رہے۔ پھر دروازے پر دستک ہوئی تو دردانہ اور میڈم دونوں ہی چونک پڑیں۔ دونوں ایک لمحے کے لئے ہچکچائیں تو شعبان خود اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر تین افراد کھڑے ہوئے تھے۔ جو مضبوط جسامت کے مالک تھے اور جو آخری فرد ان کے عقب میں تھا وہ مسٹر فوجو یاؤ تھا جو ان لوگوں کو ہٹا کر ان کے سامنے آگیا۔ پھر اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور شعبان نے مسکراتے ہوئے اسے رستہ دے دیا۔ یاؤ نے اپنے ساتھ آنے والوں کو اشارہ کیا اور وہ تینوں بھی اندر آگئے۔ اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ یاؤ نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ دردانہ کو فوجو یاؤ کی آمد سے کافی ڈھارس ہوئی تھی۔ اس نے مخصوص

اندازمیں گردن خم کر کے کہا۔

"میری آمد بے شک اس وقت غیر متوقع ہے لیکن اپنی ڈیوٹی انجام دینے آیا ہوں۔ یہ تینوں آپ لوگوں کے محافظ ہیں تینوں مسلح ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ انہیں کس طرح اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔ میں نے آپ لوگوں کو ان کی صورتیں دکھادی ہیں۔ انہیں پہچان لیجئے۔ یہ ہر لمحہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ اور الگ الگ آپ کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ احتیاطی طور پر میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہوگا۔ چنانچہ میری رائے ہے کہ اب آپ مطمئن ہو جائیے اور اپنی تفریحات کو جاری رکھیے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور وقت ہو تو براہ کرم مجھے بتا دیجئے"۔

"او مسٹر یاؤ۔ آپ نے واقعی ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ ہم اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے"۔

"اس وقت آپ کے ساتھ زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ میرا آنا اس لئے ضروری تھا کہ آپ لوگ بالکل مطمئن ہو جائیں اور کہیں انہیں بھی غلط آدمی نہ سمجھ بیٹھیں۔ چنانچہ اب میں اجازت چاہوں گا"۔ یاؤ نے گردن خم کی اور پھر ان لوگوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

ان لوگوں کے چہروں پر اطمینان کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ خاص طور سے یائی کے اور دردانہ کے چہروں پر۔ شعبان تو پہلے ہی ان تمام معاملات سے بے نیاز معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اپنے آپ پر بہت زیادہ اعتماد ہو۔ میڈم نے تھوڑی دیر کے بعد خود بھی اجازت طلب کر لی اور کمرے سے باہر نکل گئیں۔ اور کمرے میں صرف دردانہ اور شعبان رہ گئے دردانہ نے کہا۔

"شعبان میں تمہیں بہت زیادہ بے پروا دیکھ رہی ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟"

"وجہ تو میں بتا چکا ہوں آپ کو۔ دراصل اب میں جوان ہو گیا ہوں بچہ نہیں ہوں۔ آپ سے پہلے بھی اس موضوع پر گفتگو کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ کوئی بھی اپنی مطلب برآری کے لئے میری جانب متوجہ ہو سکتا ہے۔ ہم اسے بقول یاؤ کے جاپان کے جرائم پیشہ افراد کا کارنامہ نہیں کہیں گے۔ ہو سکتا ہے فوجو یاؤ ہی کا کہنا درست ہو لیکن ہم دوسرے حالات کو کیوں نظر انداز کریں"۔

"دوسرے حالات؟"

"ہاں۔ اتفاق کی بات ہے کہ جو کچھ آپ نے مجھے سمجھایا ہے اب خود ہی آپ کے ذہن سے نکلتا جا رہا ہے"۔

"یعنی دردانہ نے پوچھا۔"

"آنٹی آپ نے مجھے بتایا تھا کہ کچھ لوگ مجھے اپنی مطلب برآری کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور میری جستجو کر سکتے ہیں مجھے ان سے ہوشیار رہنا ہے اور ان سے نمٹنا بھی ہے۔ دیکھ لیجئے میں نے آپ کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اب آپ خواہ مخواہ پریشانی کا شکار ہو جائیں تو اس کا علاج میرے پاس نہیں ہے"۔

"پھر بھی آدمی کو اپنا تحفظ کرنا تو ضروری ہوتا ہے"۔

"ہاں۔ بے شک آپ ضرور اپنا تحفظ کیجئے جہاں تک میرا معاملہ ہے تو آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میرے اندر موجود شخص مجھے اطلاع دیتا رہتا ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ کیا آپ یقین کریں گی اس بات پر آنٹی کہ جس وقت ان دونوں نے مجھے رقص میں شامل کیا تھا اور میری نگاہوں میں باہر کا منظر معدوم ہو گیا تھا تو میں نے فوراً ہی اپنے بچاؤ کے بارے میں سوچا تھا اور یہ بات کسی نے میرے ذہن میں کہی تھی کہ یہ لوگ بہتر نہیں ہیں اور ان کا مقصد نیک نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی اپنا انتظام کر لیا اور دیکھ لیجئے آرام سے باہر نکل آیا۔ میرے اندر موجود شخصیت اب بھی مجھ سے بار بار یہ کہتی ہے کہ میں اپنا تحفظ کر سکتا ہوں اور وہ میری معاون رہے گی"۔ دردانہ نے حیرت بھری نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور بولی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"یقین کیجئے آنٹی۔ بالکل جھوٹ نہیں بول رہا۔ آئندہ کبھی اس کا مظاہرہ ہوا تو آپ دیکھ لیں گی کہ میں کس طرح اپنے دشمنوں پر قابو پا لیتا ہوں"۔ دردانہ چند لمحات

ہونٹ سکوڑے شعبان کو دیکھتی رہی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدا کرے تم اپنے اس اعتماد کو ہمیشہ برقرار رکھ سکو۔ شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ دوسرا دن آگیا۔ میڈم یائی کو نے معمول کے مطابق ان لوگوں کے ساتھ ناشتا کیا۔ کل کے واقعات کے اثرات دردانہ اور یائی کو پر موجود تھے۔ لیکن شعبان معمول کے مطابق ٹوکیو کا شہری نقشہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس نے اس نقشے کے مطابق اپنا ایک چارٹ بنایا اور اسے میڈم کے سامنے رکھتا ہوا بولا۔

"آج ہم ان ان مقامات کی سیر کریں گے۔ میڈم یائی"۔

"ضرور انہوں نے اس کا چارٹ دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک نگاہ دردانہ پر ڈالی۔ دردانہ نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور بولی۔

"ٹھیک ہے ٹوکیو میں ہم صرف اس ہوٹل میں قیام کرنے کے لیے تو نہیں آئے۔ اور پھر میرا خیال ہے اب حالات ذرا مختلف ہوں گے۔ تاہم ہمیں ہر طرح کی احتیاط رکھنا ہوگی"۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیاریاں ہوئیں اور اس کے بعد وہ خوبصورت ٹوکیو میں نکل آئے۔ اور ٹوکیو کے بازاروں سڑکوں اور گلیوں کی آوارہ گردی کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ اس دوران دردانہ نے بہت ہی خاص قسم کی موٹر سائیکلوں پر تینوں افراد کو اپنے اردگرد دیکھ لیا تھا۔ جن کی چہرہ شناسی یاؤ نے کرا دی تھی۔ وہ بڑی مستعدی سے اپنا فرض انجام دے رہے تھے۔ جس کی بنا پر دردانہ کو مزید اطمینان حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ آج کا دن باقی دنوں کی نسبت زیادہ پر لطف گزرا تھا۔ رات کو امپیریل سٹی واپس آئے تھے اور اپنے کمروں میں پہنچ گئے تھے۔ آج کا دن واقعی پر سکون تھا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے یاؤ کا ٹیلیفون ملا اور انہوں نے ان لوگوں کی خیریت دریافت کی اس کے بعد ٹوکیو کے نو دن انتہائی پر سکون گزر گئے اور انہوں نے تقریباً تمام مقامات کی سیر کر لی۔ تب شعبان نے کہا۔

"میڈم آپ ہمیں دعوت دے کر شاید بھول گئیں"۔

"نہیں مجھے اپنی دعوت یاد ہے لیکن میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف تو کچھ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی"۔

"لیجئے ہماری مرضی کے خلاف بات کیا ہو گی ہم نے یہاں کی شہری زندگی اچھی طرح دیکھ لی ہے۔ مطلب تھوڑی سی دیہی زندگی بھی دیکھنا چاہتے ہیں"۔ شعبان نے کہا۔

"میرا قصبہ ہٹویا بہت خوبصورت ہے۔ ٹوکیو میں بے شمار جدید چیزیں ہیں اور ان کا حسن اپنی جگہ بے مثال لیکن ہٹویا کو بے کی بندرگاہ کے نواح میں ایک خوبصورت ترین قصبہ ہے اور جاپانیوں نے اسے اس قدر سرسبز و شاداب بنا دیا ہے کہ اسے بے مثال کہا جا سکتا ہے۔ اس کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے صنعتی کارخانے لگے ہوئے ہیں کسان اپنے طور پر سبزیاں بھی اگاتے ہیں بہت سے ایسے اہم مراکز ہیں جہاں بڑا کام ہوتا ہے۔ خاص طور سے ہٹویا کے مشرقی حصے میں ساحل پر ایک انوکھی دنیا آباد ہے۔ یہاں سمندری موتیوں کی تجارت ہوتی ہے اور غوطہ خور ہر وقت سمندر میں موتی تلاش کرتے رہتے ہیں اور بہت دور دور تک نکل جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ علاقہ موتیوں کا علاقہ کہلاتا ہے"۔ شعبان کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک نمودار ہو گئی اس نے کہا۔

"شہری زندگی دیکھتے ہوئے تو ایک طویل عرصہ گزر گیا میڈم۔ ہمیں اس دیہی زندگی کا نظارہ کرائیے۔ میں خاص طور سے وہ علاقہ دیکھنا چاہتا ہوں جہاں موتیوں کی تجارت ہوتی ہے"۔

"کیوں مس دردانہ کیا خیال ہے۔ کیا اب میں اپنے قصبے میں روانگی کا بندوبست کر لوں۔ دراصل وہاں میرا پورا خاندان آباد ہے اور ان لوگوں کو صرف یہ علم ہے کہ میں آپ کے ملک گئی ہوئی ہوں۔ میں نے ابھی تک انہیں اپنی واپسی کی اطلاع بھی نہیں دی۔ یہ سوچ کر کہیں وہ بے قرار نہ ہو جائیں اور مجھ سے ملنے نہ آ جائیں۔ اس طرح آپ کے پروگراموں میں خلل پڑ سکتا تھا"۔

"آپ نے بہت زیادہ تکلف کیا میڈم۔ اگر وہ لوگ

یہاں آ بھی جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ تاہم اب جو ہوا سو ہوا۔ میری اپنی بھی یہ خواہش ہے کہ آپ کے اہل خاندان سے ملوں"۔ میڈم کے ہونٹوں پر دلنواز مسکراہٹ پھیل گئی۔ انہوں نے کہا۔

"تو پھر آج اس گفتگو کے بعد آپ اپنے کو میرا مہمان سمجھیں ۔ اور میں آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کر لوں گی۔"

"وہ تو آپ اب بھی ہیں میڈم"۔ شعبان نے کہا۔

"نہیں یہاں میں خاص تمہاری میزبان نہیں تھی۔ چنانچہ مجھے اجازت دو کہ میں روانگی کا بندوبست کر لوں۔ یوں بھی اپنے گھر کا تصور بہت خوبصورت ہوتا ہے اور تم لوگوں کی کی اس اجازت کے بعد میرا دل اپنے لوگوں سے ملنے کے لیے مچلنے لگا ہے"۔ میڈم یائی کو نے یہ تیاریاں کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف نہ کیا۔ فوجو یاؤ سے تو مسلسل رابطہ رہتا ہی تھا۔ چنانچہ انہیں اطلاع دے دی گئی کہ یہ لوگ قصبہ ہٹویا روانہ ہو رہے ہیں۔ مسٹر فوجو یاؤ نے فون پر کہا۔

"آپ لوگ ہٹویا جا رہے ہیں۔ کیا میں اپنے محافظوں کو آپ کے ساتھ وہاں روانہ کر دوں"۔

"نہیں میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہو گی۔ کسی کو یہ اندازہ نہ ہونے دیں گے کہ ہم ٹوکیو چھوڑ رہے ہیں"۔

"آپ کو کسی اور شے کی ضرورت تو نہیں ہے"۔ مس دردانہ"

"نہیں قطعی نہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے"۔

یائی کو نے تمام انتظامات کر لیے تھے۔ انہیں بذریعہ ٹرین ایک سفر کرنا تھا۔ ہوٹل امپیریل سٹی رات کو اس وقت چھوڑا گیا تھا جب عام طور سے مسافر روانہ نہیں ہوتے تھے۔ میڈم نے جو تیاریاں کی تھیں وہ بھی بہت محتاط تھیں۔ چنانچہ یہاں سے انہیں بذریعہ کار بھی سفر کرنا پڑا۔ جو صبح پونے پانچ بجے تک جاری رہا اور ایک اور چھوٹے سے شہر میں پہنچ گئے جہاں سے وہ ٹرین پر سوار ہو کر ہٹویا کی جانب روانہ ہونے والے تھے۔ دردانہ نے میڈم یائیکو کے اس اقدام کو بے حد پسند کیا اور کہا۔

"آپ تو واقعی اس سلسلے میں بہت ذہین نکلیں میڈم۔ آپ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے وہ بہت بہتر ہے"۔

"اب میں آپ کی میزبان بن گئی ہوں اس لیے مجھ پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ آپ کو ہر خطرے اور ہر تشویش سے دور رکھوں"۔

"ٹرین بے حد خوبصورت تھی اور اسے ایک انوکھا طریقہ کار سفر قرار دیا گیا تھا۔ خاص طور سے دردانہ کو یہ سفر بہت پسند آیا تھا۔ شعبان کے لیے چونکہ ٹرین کا سفر بہت زیادہ جانا پہچانا نہیں تھا اس لیے وہ صحیح صورت حال نہ سمجھ سکا۔ ٹرین کی رفتار بھی بے حد تیز تھی اور وہ طویل ترین فاصلے مختصر کرتی ہوئی بالآخر اس جگہ پہنچ گئی جہاں سے انہیں قصبہ ہٹویا کا سفر کرنا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر معمول کے مطابق رونق تھی اور جاپانی لوگ ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ کچھ غیر ملکی سیاح بھی تھے جو جاپان کے مختلف گوشوں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ یہاں سے میڈم نے بذریعہ کار سفر کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور شاید اس سلسلے میں اپنے قصبے میں کسی کو اطلاع بھی دی تھی ۔ کیونکہ ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلتے ہی ایک معمر عورت ایک بوڑھا شخص اور ایک نوجوان آدمی نے ان تینوں کا استقبال کیا اور معمر عورت نے آگے بڑھ کر پہلے میڈم یائی کی پیشانی چومی پھر ان دونوں سے مصافحہ کیا۔ یہی سب کچھ معمر مرد نے کیا تھا۔ جوان آدمی شاید کوئی ڈرائیور وغیرہ تھا۔ میڈم نے ان دونوں کا تعارف اپنے انتہائی قریبی عزیزوں کی حیثیت سے کرایا اور خوبصورت کار ان سب کو لے کر چل پڑی۔ راستے بہت دلکش تھے اور سفر بہت زیادہ طویل نہیں تھا۔ سر سبز و شاداب ڈھلوان اطراف میں بہت سی خوبصورت چیزیں اور اس طرح سے یہ مختصر سا سفر ایک انتہائی حسین قصبے پر ختم ہوا یہی ہٹویا تھا۔ قصبے کے خاص طرز کے بنے ہوئے لکڑی

کے ایک بہت بڑے مکان میں ان لوگوں کو لے جایا گیا۔ جہاں بہت سے لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ ان میں ہر عمر کے لوگ موجود تھے۔ میڈم یائی کو نے ان سب سے شعبان اور دردانہ کا تعارف کرایا۔ پھر جب شعبان نے ان سے جاپانی زبان میں گفتگو کی تو وہ سب انتہائی خوش ہو گئے تھے۔ ایک غیر ملکی کو اپنی زبان بولتے دیکھ کر جو خوشی ہوتی ہے وہی انہیں حاصل ہوئی تھی۔ اور اس طرح شعبان ان کا منظور نظر بن گیا تھا۔ ان دونوں کے قیام کے لیے اسی مکان میں ایک خوبصورت کمرے کا بندوبست کیا گیا۔ یہاں تک آتے ہوئے جو اطراف کے مناظر نظر آئے تھے وہ اتنے مسحور کن تھے کہ شعبان بہت زیادہ مسرور ہو گیا تھا اس نے دردانہ سے کہا۔

"بلاشبہ آنٹی یہ علاقہ بہت ہی خوبصورت ہے"۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے"۔ دردانہ نے جواب دیا۔ پھر ان کی ضیافت کا خصوصی بندوبست ہوا۔ میڈم یائی کو چونکہ ان کے ملک میں رہ کر آئی تھی اور جانتی تھی کہ ان کے کھانے پینے کا طریقہ کیا ہوتا ہے چنانچہ اس نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے ان تمام ضروری اشیاء کا بندوبست کیا جو ان کے لیے ضروری ہو سکتی تھیں۔ بہر طور ہٹویا کے اس خوبصورت مکان کا قیام شعبان کے لیے ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ پہلی رات بہت ہی خوبصورت گزری۔ یہاں خصوصی طور پر ان لوگوں کے لیے قیام کیا گیا تھا دوسرے دن سے میڈم یائی کو نے انہیں ہٹویا کی سیر کرانا شروع کر دی۔ سب سے پہلے وہ انہیں اپنے اس فارم میں لے گئی جہاں شہتوت کے درختوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے تھے۔ یوں تو اس پورے قصبے کے ہر گھر میں چھوٹی چھوٹی صنعتوں کا قیام تھا اور یہاں ہر شخص یعنی عورتیں اور بچے تک کام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی مشینوں پر سوئیاں، بال پینس اور اس قسم کی بے شمار اشیاء بنائی جاتی تھیں۔ ننھے ننھے سے بچے تک اس کام میں مصروف رہتے تھے۔ بظاہر یہ اشیاء بے وقعت تھیں لیکن ان کے بارے میں میڈم یائی کو نے بتایا کہ یہ سب لوگ اپنے اپنے طور پر روزی حاصل کرنے کے لیے شدید محنت کرتے ہیں اور ان میں سے ہر شخص خوشحال ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ اپنا ایک مقام ہے۔ شہتوت کے درختوں کا فارم انتہائی وسیع علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ اور یہاں ریشم تیار کرنے کا ایک خوبصورت کارخانہ لگا ہوا تھا۔ شہتوت کی میٹھی میٹھی خوشبو چاروں طرف ہوا میں شامل تھی۔ اور فضائیں اس خوشبو سے بوجھل بوجھل سی ہو رہی تھیں۔ اس پر سحر منظر کو دیکھ کر شعبان نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

"واہ ۔ آنٹی درحقیقت زندگی گزارنے کے لیے یہ ایک حسین ترین جگہ ہے اور پھر یہاں سے ساحل کا نظارہ کس قدر خوبصورت ہے۔ شہتوت کا یہ فارم اس رہائش گاہ سے بہت زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ جہاں ان لوگوں کا قیام تھا۔ یہاں میڈم یائی کو نے اپنی وہ تمام چیزیں دکھائیں جس سے ریشم حاصل ہوتا تھا۔ ریشم کی صنعت کا طریقہ کار دیکھ کر خود مس دردانہ کو بھی حیرت ہوئی تھی۔ غرض یہ کہ یہ دن بہت ہی خوبصورت گزرا۔ دور سے ساحل کا نظارہ بے حد حسین لگ رہا تھا۔ اور دردانہ نے محسوس کیا تھا کہ سمندر کی لہروں کی آواز سنتے ہی شعبان کے اندر ایک عجیب سی تروتازگی دوڑ گئی ہے۔ رات کو دردانہ نے اس سلسلے میں شعبان سے سوال بھی کر ڈالا۔

"کیا سمندر کے قریب آ کر تمہاری طبیعت میں ایک بار پھر جولانی نہیں پیدا ہو گئی ہے شعبان؟"

"آنٹی میں آپ کو بہت پہلے یہ بات بتا چکا ہوں کہ سمندر مجھ میں روح پھونکتا ہے۔ پانی سے مجھے اتنی قربت محسوس ہوتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا"۔

"یہ سوال میرے لیے بالکل بے کار ہے۔ ویسے آنٹی اس جگہ کو ہم حسین ترین کہہ سکتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں یہاں کچھ زیادہ وقت گزار دوں"۔

"اسد شیرازی صاحب کی طرف سے ہم پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ بس وہی تصور مجھے خوفزدہ کر دیتا ہے یعنی جو کوشش ہو چکی ہے"۔

"بد قسمتی سے میں آپ کو اس بارے میں یقین دلانے میں ابھی تک ناکام رہا ہوں کہ میں اپنے دشمنوں سے

نمٹنا جانتا ہوں۔ میرا نصب العین ہے آنٹی کہ کسی کو میری ذات سے تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اس نصب العین میں یہ تصور بھی شامل ہے کہ اگر کوئی مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو میں اپنے دفاع کا پورا پورا حق رکھتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں مجھے کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ دردانہ نے پر تشویش انداز میں گردن ہلائی اور بولی۔

"اس کے باوجود میں تشویش زدہ رہتی ہوں"۔

"میں جانتا ہوں آنٹی لیکن آپ کو مجھ پر بھی بھروسہ کرنا چاہئیے۔ آپ کے ساتھ اتنا طویل وقت گزر چکا ہے"۔

بہرطور میں تمہارے راستے بھی نہیں روکوں گی۔ تم اپنے طور پر جس طرح بھی چاہو سیر و سیاحت کرو"۔ میں خود تمہارا خیال جس انداز میں رکھوں گی وہ میری اپنی ذمے داری ہوگی"۔ شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

یہاں جو لوگ ملے تھے وہ بہت پر محبت اور مخلص لوگ تھے۔ ہر طرح کی آسائش کا خیال رکھاجاتا تھا۔ میڈم یہاں صرف ان کی میزبان تھیں۔ میڈم کے عزیز و اقارب ان لوگوں کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچا رہے تھے۔ اور اب یہاں آئے ہوئے انہیں کئی دن گزر چکے تھے۔ کوبے کی بندگاہ کے آس پاس کے علاقے میڈم نے انہیں دکھائے تھے۔ وہ علاقہ بھی دکھایا تھا جہاں سمندر سے موتی نکالنے کا کام ہوتا تھا اور شعبان نے سب سے زیادہ دلچسپی اسی علاقے میں لی تھی۔ وہ غوطہ خوروں کا طریقہ کار دیکھتا رہا تھا اور اس سلسلے میں اس نے میڈم یائی کو سے بہت سے سوالات کیے تھے۔ چھوٹے چھوٹے ٹرالر سمندر میں دور تک نکل جاتے تھے اور اس میں انہیں کامیابی بھی حاصل ہوتی تھی۔ موتیوں کی صنعت یہاں کافی مقبول تھی اور بے شمار افراد اس کے لیے کام کرتے تھے۔ جن میں لڑکیاں بھی ہوتی تھیں اور مرد بھی ہوا کرتے تھے۔ شعبان کئی دن تک اس طرف کا نظارہ کرتا رہا اور پھر ایک دن اس نے عجیب سے انداز میں دردانہ سے کہا۔

"آنٹی آپ کو موتیوں سے دلچسپی نہیں ہے؟"

"نہیں میں نے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں دی"۔

"یہاں یہ صنعت مجھے بہت پسند ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی سمندر کی گہرائیوں میں آپ کے لیے کچھ تلاش کروں؟"

"او ہو نہیں مجھے سمندر کی گہرائیوں سے کچھ درکار نہیں ہے۔ لیکن تم اگر چاہو تو سمندر میں اتر سکتے ہو۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ کئی بار تمہارے دل میں یہ امنگ جاگی لیکن تم نے اس سلسلے میں مجھ سے ابھی تک کوئی بات ہی نہیں کی"۔ میڈم یائی سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا۔

"دراصل سمندر کے ساحل کی کچھ حدود مقرر ہے اور خاص طور سے یہ حصہ یہاں کے ایک بہت بڑے دولت مند مسٹر ٹویوڈا کا ہے اور موتیوں کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ ان کے پاس سب سے زیادہ ملازمین اور ٹرالر ہیں۔ جو سمندر میں موتی تلاش کرتے ہیں۔ کچھ چھوٹے چھوٹے صنعتکار بھی ہیں لیکن ان سب کا تعلق مسٹر ٹویوڈا ہی سے ہے۔ چنانچہ اس علاقے کو چھوڑنے کے بعد ساحل کے کسی اور علاقے پر یہ کوشش کی جاسکتی ہے۔ اور میرا خیال ہے شعبان کو ہم اس سلسلے میں نہیں روک سکتے۔ ویسے بھی یہاں کئی تفریحی ساحل ہیں جہاں لوگ سمندر میں نہاتے اور اپنے مشاغل سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ میں تمہیں ایک ایسے ساحل پر لے جاسکتی ہوں جو بے حد خوبصورت ہے"۔

میڈم یائی کو انہیں اپنے بیان کردہ ساحل کی جانب لے گئیں۔ بلاشبہ ساحل حسین ترین تھا۔ یہاں خصوصی طور پر ریت میں گھاس اگائی گئی تھی۔ اور اتنی سرسبز و شاداب جس کا تصور ریت میں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھولوں کے قطعے لگائے گئے تھے۔ چاروں طرف خوشنما ماحول بکھرا ہوا تھا۔ تھوڑی سی بلندی تھی اس کے بعد ڈھلان شروع ہو جاتی تھی لیکن ڈھلان بھی گھاس سے بھری ہوئی تھی اور ساحل کی لہریں اس گھاس کو سیراب کرنے آجاتی تھیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ نمک کے پانی نے گھاس کو کوئی

نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اس کے لیے شاید کسی خاص کیمیکل کا سہارا لیا گیا تھا۔ سمندر جب جولانی پر ہوتا تو پانی اس ڈھلان پر چڑھ آتا تھا۔ لیکن زیادہ اوپر تک نہیں اور اسی بے مثال علاقے میں ساحل کے ڈھلانوں پر گشت کرتے ہوئے شعبان کی ملاقات تنویا سے ہوئی۔ اس دن میڈم اور دردانہ شعبان کے ساتھ سیر کے لیے آئی تھیں۔ شعبان سیر کرتا ہوا بہت دور نکل آیا تھا۔ ایک خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار تنویا نے ایک پھولوں کے کنج کے قریب اپنے گھوڑے کو روکا اور نیچے اتر گئی۔ وہاں اس نے اپنا لباس وغیرہ تبدیل کیا اور اس کے بعد پانی کی جانب رخ کر لیا وہ ساحل پر چند لمحات گہری لہروں کو دیکھتی رہی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی پانی میں غائب ہوگئی شعبان دور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وجہ کوئی خاص نہیں تھی۔ بس اس کے تیرنے کے انداز کو دیکھ کر شعبان اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ وہ کافی اچھی تیراک معلوم ہوتی تھی۔ شعبان کا خود بھی دل چاہ رہا تھا۔ کہ وہ پانی میں اتر جائے اور اس کے لیے وہ تیار ہو کر بھی آیا تھا لیکن اب چونکہ وہ لڑکی پانی میں داخل ہوئی تھی اس لیے اس نے اس کے پیچھے سمندر میں جانا مناسب نہیں سمجھا۔ بہت دیر تک وہ دور سے لڑکی کو پانی میں تیرتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر یہ صرف ایک اتفاق تھا کہ جب وہ پانی سے باہر نکلی تو جگہ وہ تھی جہاں شعبان نے اپنا ڈیرا جمایا تھا۔ لڑکی نے دور سے شعبان کو دیکھا اور ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالتی ہوئی اس طرف دیکھنے لگی جہاں اس کا گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحات ادھر دیکھتی رہی اور اس کے بعد پانی سے باہر نکل آئی۔ شعبان اس کے سامنے ہی تھا۔ لیکن وہ اسے نظر انداز کر کے اس سمت بڑھ گئی جہاں اس کا گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ تب شعبان اپنی جگہ سے اٹھا اور خود سمندر میں چلا گیا۔ وہ دیر تک تیرتا رہا جب باہر نکلا تو لڑکی خصوصی طور پر اس کی جانب متوجہ تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر شعبان کے قریب پہنچ گئی اور اس نے انگریزی میں کہا۔

"ہیلو"

"ہیلو" شعبان نے پر اخلاق انداز میں کہا۔

"تم بہت اچھا تیرتے ہو"۔ لڑکی نے کہا۔

"شکریہ۔ ویسے میں نے بھی تمہیں سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھا تھا.... تم بھی فن تیراکی میں ماہر معلوم ہوتی ہو"۔

"ہاں میں بچپن سے سمندر سے کھیلتی رہی ہوں"۔

"سمندر کا کھیل بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ پانی میں تیرنا زندگی کی ضمانت ہے اور مجھے خوبصورت مچھلیوں پر رشک آتا ہے"۔

"اوہ یہی سوچ میری ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"شعبان"۔ اس نے جواب دیا۔

"میرا نام تنویا ہے"۔

"تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی"۔

"مگر تم جاپانی تو نہیں لگتے"۔

"ہاں.... میں جاپانی نہیں ہوں"۔

"یورپ کے کسی ملک سے تعلق رکھتے ہو؟"

"نہیں ایشیا ہی کا باشندہ ہوں"۔

"کیا تم کچھ دیر میرے ساتھ پانی میں تیرنا پسند کرو گے"۔ تنویا نے معصومانہ انداز میں سوال کیا

"کیوں نہیں...."

"میں پانی کی گہرائیوں میں بہت دور تک نکل جاتی ہوں۔ لوگوں کو کا خیال ہے کہ میں زمانے قدیم میں سمندر کی کوئی مچھلی تھی اور اب میں نے انسانی روح اختیار کرلی ہے"۔

"شاید۔ میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ شعبان نے کہا۔

"تو پھر آؤ ہم لوگ تھوڑی دیر تک سمندر کی گہرائیاں ناپتے ہیں۔ ویسے ایک بات کو ذہن میں رکھنا کہ تم سمندر میں جس قدر نیچے جاسکتے ہو جانا۔ اگر کوئی خطرہ محسوس کرو تو اسے اپنی انا کا سوال نہیں بنانا۔ چونکہ میرے پھیپھڑوں میں خصوصی قوت ہے اور میں سمندر کی گہرائیوں میں بغیر آکسیجن کے زیادہ دیر رہ سکتی ہوں۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلادی اور وہ دونوں دوستوں

کی مانند ساحل کی جانب بڑھ گئے اور پھر گہرے پانیوں کی طرف تنویا نے غوطہ لگایا اور سیدھی سمندر میں نیچے اترتی چلی گئی۔ شعبان نے اپنی مہارت کا کوئی خاص مظاہرہ نہیں کیا تھا لیکن وہ تنویا کا ساتھ دے رہا تھا وہ سمندر کی گہرائیوں میں کافی نیچے تک چلے گئے اور تنویا بغور شعبان کا جائزہ لیتی رہی۔ بلاشبہ وہ بھی فن تیراکی میں ماہر تھی اور اس نے کچھ خصوصی مہارت حاصل کی تھی۔ لیکن وہ جو پانی کے جانوروں سے زیادہ پانی کا رسیا تھا بھلا تنویا کی مہارت کو کیا خاطر میں لاتا۔ تنویا اس کا جائزہ لیتی رہی۔ کئی بار اس نے شعبان کو مختلف طریقوں سے اشارے کیے تھے۔ کہ وہ اگر سطح پر جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ لیکن شعبان نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ پھر تنویا ہی کی قوت برداشت ختم ہوئی۔ اور وہ سطح کی جانب ابھرنے لگی۔ شعبان اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ سطح پر پہنچ کر اس نے شعبان کا چہرہ دیکھا اور حیرت زدہ لہجے میں بولی۔

"ارے تم تو بالکل نارمل ہو"۔

"ہاں.... کیوں اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟"

"میرا خیال تھا کہ تم بری طرح پانی میں تھک چکے ہو گے اور تمہارا سانس اکھڑ چکا ہو گا"۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔

"تو پھر تم بھی میری ہی طرح حیرت انگیز ہو"

"شاید...."

"کیا اب تم دوبارہ پانی کی گہرائیوں میں جانا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں"

"مگر میں اس کی ہمت نہیں کر سکتی۔ زیادہ سے زیادہ کچھ دیر اور پانی میں رہ سکتی ہوں کیونکہ اس سے زیادہ سمندر کی گہرائیوں میں اترنا ممکن نہیں ہے۔ جب کہ ہمارے پاس آکسیجن بھی نہ ہو"۔

"میں شاید پورا دن سمندر کے نیچے گزار سکتا ہوں"۔

"اوہ.... نہیں۔ مجھے تمہاری زندگی کی خواہش ہے۔ میں کبھی تمہیں ایسا مشورہ نہیں دوں گی"۔ شعبان ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تو پھر آؤ میرے ساتھ کچھ دیر کے لیے نیچے چلتے ہیں۔ میں تمہیں فن تیراکی کے کچھ اور مظاہرے دکھاؤں گا"۔ تنویا نے ایک لمحے کے لیے تشویش بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر بولی۔

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ تو ضرور کیونکہ مجھے تیرنے والے بہت پسند ہیں اور میرے پسندیدہ مشغلوں میں پانی میں تیرنا شامل ہے"۔

شعبان نے چونکہ اس سے کہا تھا کہ وہ پانی کے نیچے اپنی مہارت کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اب اسے آزادی حاصل تھی اور پانی میں نیچے پہنچنے کے بعد اس نے اپنی مہارت کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ جو ناقابل یقین تھا۔ تنویا اسے دیکھتی رہی اور اپنی جگہ ساکت سی ہو گئی۔ شعبان نے تیز رفتار مچھلی کی مانند تیرنا شروع کر دیا اور وہ دونوں ہاتھ سیدھے کیے ہوئے کسی راکٹ کی مانند سمندر کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا۔ یہ ایک ناممکن عمل تھا۔ کیونکہ پانی کو کاٹنے کے لیے ہاتھ پاؤں کی جنبش ضروری تھی اور اس طرح گہرائیوں میں اتر جانا ایک ناقابل یقین سی بات تھی۔ سوائے ان وزنی پتھروں کے جو اوپر سے اپنے وزن کے ساتھ پانی کی گہرائیاں کاٹتے نیچے چلے جاتے ہیں۔ پھر جب شعبان اوپر آیا تو تنویا نے اسے اوپر چلنے کا اشارہ کیا اور شعبان نے اس کی بات سے انکار نہ کیا۔ وہ سطح پر آئی تو اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اس نے آہستہ سے کہا۔

"اب میں ساحل پر جانا چاہتی ہوں"۔ شعبان نے گردن ہلائی اور دونوں تھوڑی دیر کے بعد ساحل پر آ گئے۔ تنویا ساحل کی ریت پر لیٹ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ اس پر حیرت کا حملہ بھی ہوا تھا اور پھر پانی میں اتنی گہرائیوں میں اترتے ہوئے وہ تھک بھی گئی تھی۔ شعبان نے اسے دیکھا اور نجانے کیوں اسے یہ لڑکی کافی بھلی لگی۔ وہ دیر تک اس کا جائزہ لیتا رہا۔ تنویا پانی میں تیرنے والے جسم کی مالک تھی اور ایسے جسم اپنی ساخت میں بے مثال ہوتے ہیں۔ لیکن شعبان کو اس سے زیادہ اس کی دلکشی پسند

آئی تھی۔ پھر جب تنویا کی سانس بحال ہو گئی تو اس نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"ناممکن.... ناممکن.... یقین کرو تم مجھے پانی ہی کی کوئی مخلوق [illegible] تھے اور سب سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ تمہارے اندر تھکن کے آثار نہیں ہیں"۔

"میں نے تم سے غلط نہیں کہا تھا اگر کوئی اس خواہش کا اظہار کرے کہ میں پانی میں پورا دن گزار دوں تو شاید مجھے اس میں کوئی مشکل نہیں ہو گی"۔

"تب تو پھر میں تمہیں اپنا گہرا دوست بنانے پر مجبور ہوں۔ میرے باپ کا نام ٹویوڈا ہے اور یہاں سمندری صنعت میں سب سے بڑے آدمی کہلاتے ہیں۔ میں تمہیں اپنے گھر دعوت دیتی ہوں میں تمہیں اپنے باپ سے ملاتے ہوئے بہت خوشی محسوس کروں گی"۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔

"تو پھر کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گے؟"

"ابھی اسی وقت"۔

"ہاں اگر کوئی حرج نہ ہو"۔

"نہیں میں تنہا نہیں ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ میں یہاں میڈم یائی کو کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہوں جن کے والد کا شہتوت کا فارم ہے"۔

"ہاں میں مسٹر شوئی گاؤ کو جانتی ہوں"۔ تنویا نے کہا پھر بولی "تو تم میرے ساتھ اس وقت نہیں چل سکتے"۔

"لیکن کیا تم میری دعوت قبول کرتے ہو۔ اگر کل تم میرے گھر آ سکو تو مجھے دلی خوشی ہو گی"۔

"کیوں نہیں میں یہاں آزاد ہوں اور سیر و سیاحت کے لیے ہی آیا ہوں تم سے دوستی مجھے پسند ہے تم جس وقت کہو میں تمہارے پاس آ جاؤں۔

"تم رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ کل شام کو سات بجے میں اپنے گھر پر تمہارا انتظار کروں گی۔ بلکہ اگر تم چاہو تو میں اپنا ڈرائیور تمہارے پاس بھیج دوں وہ تمہیں میرے گھر لے آئے گا"۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا"۔ شعبان نے جواب دیا۔

"اچھا تو اب میں واپسی کی تیاریاں کرتی ہوں۔ اکثر میں یہاں ساحل پر آ نکلتی ہوں۔ اب تو جب تک تم یہاں ہو ملاقات رہا کرے گی"۔ تنویا نے کہا اور شعبان نے گردن ہلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر واپس چلی گئی۔ شعبان کو اس ملاقات سے مسرت ہوئی تھی۔ واپس آ کر اس نے یائی کو اور دردانہ کو اس ملاقات کے بارے میں بتایا اور کہا"۔

"وہ لڑکی بہت اچھا تیرتی ہے اور اس میں کچھ ایسی خوبیاں ہیں جو عام لوگوں میں نہیں ہوتیں"۔

"کیا وہ مسٹر ٹویوڈا کی بیٹی تنویا ہے میڈم یائی نے پوچھا؟"

"ہاں یہی اس کا نام ہے"۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ تنویا کی تیراکی کے قصے مشہور ہیں"۔

گھر واپس پہنچنے کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ شعبان نے دردانہ کو بتایا کہ کل وہ تنویا سے رات کے کھانے پر جانے کا وعدہ کر چکا ہے"۔

"اس میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی وہ لوگ صاف ستھرے ہیں جیسا کہ یائی کو نے بتایا۔ بات ختم ہو گئی۔ دوسرے دن کے مشاغل کوئی خاص نہیں تھے۔

شعبان کے ذہن میں تنویا کا خیال ضرور تھا لیکن بس ایک خیال کی حد تک البتہ شام کو اس نے تنویا کے گھر جانے کی تیاریاں کی تھیں۔

شعبان خوبصورت لباس میں ملبوس ہو کر انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد باہر سے کسی نے آ کر اطلاع دی کہ مسٹر ٹویوڈا کا ڈرائیور شعبان کو لینے آیا ہے۔ شعبان باہر نکل گیا اور ڈرائیور نے گردن خم کر کے کہا۔

"مس تنویا آپ کو بلاتی ہیں۔ مجھے اس کے لیے بھیجا"۔ ڈرائیور کی انگریزی بہت ٹوٹی پھوٹی اور عجیب سی تھی۔ شعبان دردانہ وغیرہ سے اجازت لے کر آیا تھا۔ چنانچہ ڈرائیور کے ساتھ ایک خوبصورت کار میں بیٹھ کر چل پڑا۔ کار کا سفر بہت زیادہ طویل نہیں تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک

خوبصورت مکان کے سامنے وہ رک گئی۔ اور دروازے پر تنویا ایک خوبصورت لباس میں ملبوس گڑیا نظر آرہی تھی اس کے ساتھ موجود خواتین نے بھی پر اشتیاق نگاہوں سے شعبان کو دیکھا۔ تنویا نے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

یہ میرے اہل خاندان ہیں لیکن بد قسمتی سے یہ انگریزی نہیں جانتے............... اس لیے یہ تم سے زیادہ گفتگو نہ کر سکیں گے۔ تاہم میں تمہیں ان سے ملائے دیتی ہوں۔ اس نے سب کا تعارف کرایا ملنے والوں میں اس کی ماں بھی شامل تھی اور اس کی دو بڑی بہنیں بھی۔ پھر وہ اسے اندر لے گئی اور ایک خوبصورت کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا۔ کمرہ جاپانی طرز آرائش سے آراستہ تھا اور بالکل خوبصورت کھلونے کی مانند نظر آرہا تھا۔ شعبان نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ذوق بہت شاندار ہے۔ بالکل تمہاری طرح"۔

"خوب گویا تم مجھے ان الفاظ میں شاندار کہہ رہے ہو"۔

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم خوبصورت بھی ہو اور پر ذوق بھی۔ مجھے ایسے لوگ بہت پسند آتے ہیں جو دوہری صفات کے مالک ہوں مگر تم ایک اور صفت بھی رکھتی ہو۔ یعنی سمندر میں بہترین تیرنے والی"۔

"سچ جانو شعبان تو زندگی میں پہلی بار کسی اور شخص سے متاثر ہوئی ہوں جو سمندر میں مجھ سے اچھا تیرنا جانتا ہے"۔ شعبان مسکرا دیا اور پھر اس نے کہا۔

"مسٹر لیوبوڈا سے ملاقات نہیں ہو سکی...."

"ڈیڈی ٹرالر لے کر سمندر میں گئے ہیں اور کسی وقت بھی واپس آسکتے ہیں۔ ان سے تمہاری ملاقات ضرور ہو جائے گی۔ باقی لوگوں سے تم مل ہی لیے۔ آؤ میں تمہیں اپنا گھر دکھاؤں۔ گھر بے شک چھوٹا سا ہے لیکن ہم نے اسے سمندری چیزوں سے آراستہ کیا ہے"۔

شعبان اس کے ساتھ گھر کے مختلف گوشے دیکھنے لگا۔ بلاشبہ حسین ترین مکان تھا اور اس کی سجاوٹ بے حد پسند آئی تھی۔ سمندر کے نوادرات اس گھر میں جابجا موجود تھے۔

خود اس کی خوابگاہ میں بہت سی سمندری چیزیں موجود تھیں لیکن ایک تصویر کو دیکھ کر اس کی نگاہیں اس پر جم گئیں۔ رنگوں کا کمال دکھایا گیا تھا اس تصویر میں ایک موتی نظر آرہا تھا جو سمندری گھاس کے اوپر رکھا ہوا تھا اور پانی کے نیچے محسوس ہوتا تھا۔ پانی کا تاثر انتہائی خوبصورتی سے پیش کیا گیا تھا۔ شعبان کی نگاہیں اس تصویر پر جم گئیں۔ دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا اور اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"یہ بہت خوبصورت تصویر ہے"۔

"نہ صرف خوبصورت بلکہ روایتی بھی"۔ تنویا نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا اس کے ساتھ کوئی روایت بھی منسوب ہے؟"

"ہاں۔ میرا خیال ہے اگر تم ملنا چاہو تو میں تمہیں اپنے دادا سے بھی ملاؤں۔ تم ان سے مل کر یقینی طور پر خوش ہو گے۔ میرے دادا مسٹر لیوفیوجی الگ تھلگ رہنے والے انسان ہیں اور بہت کم لوگوں سے ان کی دوستی ہے۔ وہ اپنی دنیا میں مست رہتے ہیں صرف ایک میں ہوں جسے وہ بہت زیادہ چاہتے ہیں اور میں ہی ان سے سب سے زیادہ قریب ہوں لیکن افسوس وہ انگریزی نہیں جانتے۔ اس لیے تمہیں ان سے ملنے میں الجھن ہو گی"۔

"اس تصویر سے ان کا کیا تعلق ہے؟" شعبان نے سوال کیا۔

"اوہ ہاں! میں تمہیں یہ بتانا بھول گئی کہ یہ تصویر میرے دادا کی بنائی ہوئی ہے"۔ تنویا نے کہا اور شعبان تحسین آمیز انداز میں گردن ہلانے لگا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تصویر میں مصوری کا کمال چھپا ہوا ہے اور یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ اسے تمہارے دادا نے بنایا ہے۔ لیکن ایک بنائی ہوئی تصویر سے کیا روایت وابستہ ہے۔ شعبان نے پوچھا اور تنویا مسکرا کر گردن ہلانے لگی۔ پھر بولی۔

"روایت یہ ہے کہ میرے دادا اس موتی کو ایک حقیقت بتاتے ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ یہ موتی ہمارے ہی

علاقے میں سمندر میں پوشیدہ ہے۔ دادا کا کہنا ہے کہ نوجوانی کے عالم میں جب وہ سمندر کی گہرائیوں سے موتی نکالنے کا کام کرتے تھے ایک روز انہوں نے سمندر کی تہہ میں اس موتی کو دیکھا اور اسے حاصل کرنے کی خواہش ان کے دل میں بیدار ہو گئی۔ لیکن ابھی وہ اس موتی کی جانب بڑھ ہی رہے تھے کہ ایک آکٹوپس نے سمندر میں نمودار ہو کر اس موتی کو اپنے جسم کے نیچے چھپا لیا۔ دادا نے اس آکٹوپس سے جنگ کی لیکن پھر انہیں واپس آنا پڑا کیونکہ آکٹوپس کو ختم کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ البتہ دوسرے دن وہ پوری طرح مسلح ہو کر سمندر کی گہرائیوں میں پہنچے اور اس جگہ موتی تلاش کیا لیکن وہ انہیں وہاں نہ ملا اور نہ ہی وہ آکٹوپس۔ اس کے بعد دادا تقریباً بیس سال تک مسلسل اس موتی کی تلاش میں سرگرداں رہے لیکن وہ انہیں دستیاب نہ ہو سکا۔ مصوری میرے دادا کا بچپن کا شوق تھا۔ اور یہ تصویریں سمندری زندگی پر مشتمل تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی یادداشت کی بنا پر اس موتی کی یہ تصویر بنائی اور اس کے بعد بے شمار لوگوں سے ان کا رابطہ رہا اور انہوں نے انہیں موتی کی تلاش پر مامور کیا۔ لیکن پھر کوئی غوطہ خور یہ موتی نہ تلاش کر سکا۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں خود بھی بارہا اس موتی کی تلاش میں سمندر میں اتر چکی ہوں لیکن مجھے بھی یہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دادا کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اتنا حسین موتی سمندر کی گہرائیوں میں کہیں نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے اپنے دادا پر یقین ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سچ ہوتا ہے"

شعبان نے انتہائی دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "تب تو میں تمہارے دادا سے ضرور ملوں گا"۔

"رات کے کھانے کے بعد میں تمہاری ان سے ملاقات کراؤں گی۔ ان کے پاس سمندر سے متعلق نایاب تصاویر موجود ہیں۔ یہ ساری تصویریں انہوں نے خود بنائی ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ یہ سب حقیقتیں ہیں۔ جن کا تعلق سمندر سے ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے یہ حقیقتیں مطابقت نہ رکھتی ہوں"۔

شعبان نے مسٹر لیوفیوجی کے بارے میں بہت سی باتیں کیں اور تنویا اسے دوسری چیزیں دکھاتی رہی۔ یہاں تک کہ رات کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ شعبان کا یہ وقت بہت ہی عمدہ گزرا تھا۔ اور تنویا کے لیے اس کے دل میں کافی گنجائش پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی گفتگو کرنے کا انداز اس کی خوبصورت شخصیت ان سب چیزوں نے شعبان کو بہت زیادہ متاثر کیا تھا۔

"دوسری جانب خود وہ بھی اس کیفیت کا شکار تھی۔ اسے بارہا یہ محسوس ہوا تھا کہ جس نوجوان سے اس کی گفتگو ہو رہی ہے وہ بے مثال شخصیت کا مالک ہے۔ رات کا کھانا بڑا پرتکلف تھا اور اس میں بے شمار اشیاء فراہم کی گئی تھیں۔ تنویا کے ساتھ ساتھ اس کے خاندان کے کئی افراد تھے اور وہ سب کے سب شعبان سے بہت پر محبت انداز میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر رات کے کھانے سے فراغت حاصل ہو گئی اور تنویا نے اپنی ماں سے کہا۔

"میں مسٹر شعبان کو دادا ابو سے ملانا چاہتی ہوں"۔

اس کی ماں کے چہرے پر خشک سے تاثرات پیدا ہو گئے لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

"کیا حرج ہے لیکن انہیں بھلا ان سے مل کر کیا لطف آئے گا۔ تاہم اگر تم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو جیسا تم مناسب سمجھو شعبان نے اس کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اس سے سوال کیا۔

"مگر تمہارے دادا کیا اس مکان میں نہیں رہتے"۔

"نہیں اسی مکان میں رہتے ہیں لیکن انہوں نے اپنی رہائش گاہ الگ تھلگ بنا رکھی ہے اور وہ زمین دوز ہے"۔

"واہ یہ کیوں"۔

"بس میں نے کہا کہ دادا کے اپنے مشاغل ہیں اور چونکہ وہ نوجوانی کی عمر میں موتیوں کے حصول سے کافی دولت کما چکے ہیں اور انہوں نے اس دولت کو اپنے ہی تصرف میں رکھا ہے اس لیے وہ کسی کے محتاج نہیں"۔

شعبان اس انوکھے شخص کے بارے میں اتنی ساری

باتیں سن کر انہیں دیکھنے کا شائق ہو گیا تھا۔ وہ اسے لیے ہوئے مکان کے ایک آخری گوشے میں پہنچی جو اس سے پہلے شعبان نے نہیں دیکھا تھا۔ اس الگ تھلگ حصے میں ایک بڑا سا کمرہ بنا ہوا تھا۔ اس میں داخل ہونے کے بعد اس نے سامنے کی جانب رخ کیا جہاں ایک چوکور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اور اس دروازے کی دوسری جانب تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دروازے کے دوسری طرف چھ سیڑھیاں نیچے اتر گئی تھیں اور ایک وسیع و عریض ہال نما کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں انتہائی قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ جا بجا فانوس لٹکے ہوئے تھے۔ دیواروں پر بے شمار نادر اشیاء آویزاں تھیں اور اس ہال نما کمرے کے ایک گوشے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے شاید قدموں کی آہٹ پر چونک کر سامنے دیکھا اور اس کے بعد اس کی نگاہیں ان دونوں کا جائزہ لینے لگیں۔

یہ دراز قامت کا معمر شخص تھا لیکن بہترین صحت کا مالک اس کی پتلی سی نوک دار داڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی تھی۔ اور سر کے بال بھی شانوں تک بکھرے ہوئے تھے۔ بھنویں تک سفید تھیں لیکن ان کے باوجود وہ چاق و چوبند نظر آ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک تھی۔ وہ گہری نگاہوں سے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ان کا جائزہ لیتا رہا۔ خاص طور سے اس نے شعبان کو دیکھا تھا اور اس پر سے نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں۔ تنویا مسکراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ بری بات ہے کہ دادا جان کہ کسی معزز مہمان کی آمد پر آپ نے اس کا استقبال نہیں کیا"۔ یہ الفاظ اس نے جاپانی زبان میں ادا کیے تھے۔ بوڑھے کے چہرے میں تبدیلیاں ہوئیں اور اس نے کرسی کھسکا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی اتفاق ہی ہے کہ تم پہلی بار اپنے کسی مہمان کو میرے پاس لائی ہو اور وہ یہاں تک آنے پر آمادہ ہو گیا۔ تاہم میں معزز مہمان کو خوش آمدید کہتا ہو"۔ بوڑھے نے جاپانی زبان میں کہا۔ اور جھک کر معمول کے مطابق شعبان کا استقبال کیا جس کے جواب میں شعبان نے کہا۔

"معزز مسٹر فیوجی۔ مجھے خوشی ہے کہ مس تنویا نے مجھے آپ جیسے معزز شخص سے ملایا۔ آپ سے مل کر میں مسرت کا اظہار کرتا ہوں"۔ شعبان کے منہ سے جاپانی زبان سن کر بوڑھے کی تو جو کیفیت ہوئی سو ہوئی لیکن تنویا کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ بوڑھے لیو فیوجی نے مسرور لہجے میں کہا۔

آہ۔ اے شخص میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں۔ کسی اجنبی کی زبان سے اپنی زبان سن کر کتنی خوشی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ بہت سے لوگ لگا چکے ہوں گے۔ لیکن تیرا لہجہ حیرت انگیز طور پر بہت شاندار ہے۔ میں واقعی تجھ سے مل کر مسرور ہوا"۔

تنویا نے کہا۔ "تم جاپانی زبان جانتے ہو شعبان؟"

"کیوں نہیں تنویا۔ آپ کی زبان مجھے بہت پسند ہے"۔

"کمال ہے مگر اس سے پہلے تم نے مجھ سے کبھی جاپانی زبان میں گفتگو نہیں کی ...."

"اس سے پہلے تم مجھ سے انگریزی زبان میں گفتگو کرتی رہی ہو؟"

"وہ صرف اس لیے کہ مجھے یقین تھا کہ تم میری زبان نہیں جانتے ہو گے"۔

"بہتر ہے کہ اس کے بعد ہماری تمام گفتگو جاپانی زبان ہی میں ہو"۔

"اور اس سے مجھے جس قدر خوشی ہو رہی ہے اس کا اندازہ لگانا تمہارے لیے شاید ممکن نہ ہو"۔

"تمہیں معزز لیو فیوجی سے گفتگو کرنا ہے۔ مجھے اگر اس کی اجازت دو تو میں ان سے بات چیت کروں"۔

"ظاہر ہے میں تمہیں دادا جان سے ملانے لائی ہوں"۔ اس نے کہا۔ ادھر بوڑھا فیوجی شعبان میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا تھا۔ جس کا اظہار اس کے چہرے سے ہوتا تھا۔ اس نے بہت ہی محبت سے انہیں بیٹھنے کی پیشکش کی تھی اور پھر کہا تھا۔

"میں عمر کی اس منزل سے گزر چکا ہوں جب مجھے دوستوں کی قربت سے خوشی ہوتی تھی۔ میری پوتی تنویا میری پسندیدہ شخصیت ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اس نے ایک اور پسندیدہ شخصیت سے میرا تعارف کرایا۔ میں تمہاری آمد سے بہت خوش ہوں نوجوان"۔

"شکریہ معزز لیو! میں دراصل آپ کی بنائی ہوئی تصویر دیکھ کر آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں اور پھر انہوں نے مجھے آپ کی انوکھی کہانیاں سنائی ہیں"۔

"ہاں جوانی کی یادیں اگر نقوش اختیار کر جائیں تو پھر انسان کے پاس اس سے زیادہ قیمتی سرمایہ اور کوئی نہیں ہوتا میرا اپنا خزانہ میری اپنی ذات کے لیے ہے۔ یہ یادوں کی شکل میں میرے دماغ میں محفوظ ہے اور اس کے تھوڑے سے حصے کو رنگ اور برش کی مدد سے کاغذوں پر منتقل کر لیا ہے۔ اپنے اس خزانے کو دیکھ کر اپنے آپ کو زندہ محسوس کر لیتا ہوں یہ موتی جس کا تم تذکرہ کر رہے ہو در حقیقت سمندر کی گہرائیوں میں آج تک موجود ہے لیکن میرے بوڑھے جسم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں سمندر کی گہرائیوں کو اس طرح چھان سکوں جس طرح ایک نوجوان انسان چھان سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کا تصور چھوڑ دیا ہے۔ ابتدا میں چند لوگوں نے اس کے حصول کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکے ہم بیرونی دنیا کا تذکرہ کرتے ہیں۔ سمندر کی کہانیاں بھی ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ سمندر کی گہرائیوں میں دوڑنے پھرنے والی آبدوزیں اور اس کی سطح پر چلنے والے جہاز بھلا سمندر سے کیا واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ موتی کی یہ تصویر بھی میں شاید اپنے نگار خانے میں پوشیدہ رکھتا لیکن میری پسندیدہ لڑکی تنویا نے یہ تصویر مجھ سے مانگ لی اور میں نے اسے دے دی"۔

"آہ۔ تو کیا آپ نے اور بھی کچھ ایسی تصاویر بنائی ہیں۔ جن کا تعلق سمندر کی گہرائیوں سے ہے؟"

"ہاں۔ میرے دوست میں نے وہ سرمایہ جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ تصویروں کی شکل میں محفوظ کر لیا ہے اپنے پاس بڑی احتیاط سے رکھا ہے۔"

تنویا کہنے لگی۔ "شعبان تم نے اس موتی کی تصویر دیکھی ہے۔ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے کہ میں اس موتی کی مالک بن جاؤں اور اس کے لیے میرے باپ نے بے پناہ کوششیں کی ہیں۔ ہر چند کہ وہ اپنے طور پر میرے دادا سے متفق نہیں ہیں اور اس موتی کا وجود تسلیم نہیں کرتے"۔

"تو یوڈا بے وقوف ہے"۔ بوڑھے کیو نے کہا۔ "اگر وہ مجھ سے متفق نہیں ہے تو پھر اس نے اتنی بڑی مہم کیوں سر انجام دی تھی سمندر کی گہرائیوں میں۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ نوجوان تم بتاؤ تمہارا دلچسپ مشغلہ کیا ہے"۔ اس نے شعبان کو مخاطب کر کے کہا۔

"مختصر سے الفاظ میں آپ کو بتا چکی ہوں دادا جان شعبان یہاں سیر و سیاحت کے لیے آئے ہیں اور مسٹر شون گاؤ کے ہاں قیام پذیر ہیں لیکن میں نے انہیں سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھا ہے یہ فن تیراکی میں بے مثال ہیں"۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ پانی جسم کو جو غذا مہیا کرتا ہے وہ زمین کے اوپر کسی اور شے میں موجود نہیں ہے۔ سمندر میں تیرنے والے لمبی عمریں پاتے ہیں اور انہیں کوئی بیماری مشکل ہی چھو پاتی ہے۔ چنانچہ نوجوان اپنا یہ مشغلہ عمر کی جس منزل تک ممکن ہو جاری رکھنا یہ میری نصیحت ہے"۔

"میں اس موتی کے بارے میں اور کچھ جاننا چاہتا ہوں۔ معزز فیوجی"

"پانی مدو جزر سے کہیں دور لے گیا ہو لیکن اسکی موجودگی سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔

"آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ آپ کے پاس کچھ اور تصاویر بھی موجود ہیں کیا مجھے وہ تصویریں دیکھنے کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے" شعبان نے کہا اور اس کے اس سوال پر تنویا کچھ بے چین سی ہو گئی۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے بوڑھے لیو فیوجی کی طرف دیکھا اور پھر شعبان کی طرف لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی لیو فیوجی خود ہی بول پڑا۔

"ہاں میں تمہیں اپنا نگار خانہ ضرور دکھاؤں گا"۔ تنویا

کے حلق سے ایک ہنسی سی نکل گئی تو دونوں نے چونک کر اسے دیکھا...۔ تو وہ بولی۔ "جب تم نے دادا جان سے یہ فرمائش کی تو مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی شعبان کیونکہ دادا جان نگار خانے تک شاید کبھی کسی کو لے جانا پسند نہیں کرتے تھے مگر دادا جان نے میری بھی عزت رکھ لی اور تمہاری بھی بے شک تمہیں اس کی سعادت حاصل کرنے کی مبارک باد پیش کرنا چاہیے"۔

"تنویا نوجوان کو میری طرف سے کچھ پلاؤ؟

"تنویا نے گردن خم کی اور ایک جانب بڑھ گئی پھر ایک بہت ہی چھوٹے سے چائے کے برتن سے ان نے ننھی ننھی پیالیوں میں خاص قسم کا قہوہ انڈیلا اور اس کی تین پیالیاں بنا کر ایک شعبان کو پیش کی دوسری لیوفیوجی کو اور تیسری خود لے کر بیٹھ گئی۔ شعبان گہرے سبز رنگ کے انوکھے مشروب کو دیکھ رہا تھا۔ جس سے ہلکی ہلکی بھاپ اٹھ رہی تھی۔ لیوفیوجی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی ایک سمندری گھاس ہی کا تحفہ ہے۔ میں صبح کو تھوڑی سی گھاس سے یہ قہوہ بنواتا ہوں اور یہ میرے لیے دن بھر کار آمد رہتا ہے۔ اسے تم شربت حیات کہہ سکتے ہو جسم کے لیئے ایک ایسی قوت بخش چیز ہے جو عام لوگوں کو حاصل نہیں ہوسکتی"۔

"مشروب کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتے ہوئے شعبان نے اپنے وجود میں ایک عجیب سا سرور محسوس کیا اور اسے یہ قہوہ بہت پسند آیا۔ بہر طور اس سے فارغ ہونے کے بعد لیوفیوجی نے کہا۔

"آؤ۔ اب میں تمہیں اپنے نگار خانے میں لے چلوں جہاں میری سمندری دنیا بسی ہوئی ہے"۔

یہ نگار خانہ بھی اس زمین دوز تہہ خانے کے ایک حصے میں تھا۔ جس میں داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ بنا ہوا تھا۔ دروازے کی دوسری جانب چھوٹی چھوٹی تصاویر دیواروں پر آویزاں تھیں اور بلاشبہ انہیں دنیا کی نایاب تصاویر کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ یہ سب سمندر کی گہرائیوں سے متعلق تھیں۔ پہاڑ، گھاس، سمندری جانور جن کی شکلیں باہر کی دنیا میں موجود نہیں تھیں۔ ناقابل یقین چٹانیں اور ایسے ہی دوسرے بے شمار نقش اس نگار خانے میں موجود تھے۔

ایک عجیب وغریب شے کو دیکھ کر شعبان کی نگاہیں اس پر جم گئیں۔ لہلہاتی ہوئی سبز گھاس تھی۔ جس میں ایک انسانی چہرہ چھپا ہوا نظر آرہا تھا۔ ایک اتنا حسین چہرہ جس کا تصور انسانی آنکھ کے لیے ممکن نہ ہو۔ وہ ایک لڑکی کا چہرہ تھا جس کے بال گہرے گھنے اور سیاہ تھے۔ آنکھیں [illegible] اور اتنی روشن تھیں کہ جلتی ہوئی سی محسوس ہو رہی تھیں۔ اور اس طرح اس کے نازک اور سبک نقوش جو دل پر اس طرح اثر انداز ہوتے تھے کہ انسان اپنے حواس کھو بیٹھے۔ وہ اس آبی گھاس میں چھپی ہوئی نظر آرہی تھی۔ لیوفیوجی نے شعبان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نوجوانی کی اس عمر میں اس چہرے کا انتہائی متاثر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہاں یہ آبی مخلوق ہے"۔

"میں سمجھا نہیں۔ معزز لیوفیوجی"۔ شعبان نے حیرانی سے کہا تو تنویا بولی۔

"دادا جان کا کہنا ہے کہ یہ لڑکی انہیں ایک بار ایسے ہی انداز میں سمندر گھاس میں چھپی ہوئی نظر آئی تھی اور اس کے بعد وہ ایک دم غائب ہو کر لکیر کی مانند تیرتی ہوئی چلی گئی تھی۔ پھر اس کا کوئی نشان دادا جان کو دوبارہ نہیں ملا۔

"لیکن غوطہ خوری کے لباس کے بغیر یہ اس آبی گھاس میں موجود تھی"۔ شعبان نے کہا

"ہاں! دادا جان دعوے سے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق خشکی کی دنیا سے نہیں تھا۔ بلکہ یہ سمندر ہی کی کوئی مخلوق تھی"

شعبان دیر تک اس تصویر کی جانب متوجہ رہا بلاشبہ سمندر کی گہرائیوں کی حسین ترین نقشہ کشی کی گئی تھی۔ اس نے مسٹر لیوفیوجی کو تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سمندر کے مناظر کو ذہن میں محفوظ رکھنا اور انہیں کاغذ پر منتقل کر دینا آپ کا بے مثال کارنامہ ہے میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ یہ نایاب

تصاویر ایک قیمتی خزانے سے کم نہیں"۔

"تمہیں پسند آئیں"۔

"ہاں۔ بہت زیادہ"۔

"ٹھیک ہے آؤ تمہارا بے حد شکریہ!" لیوفیوجی اسے لے کر باہر آگیا اور پھر اس نے کہا۔

"یہاں ہوشویا میں کتنے دن قیام ہے تمہارا....؟"

"بس بہت زیادہ نہیں ہوگا۔ لیکن ابھی میں آپ لوگوں سے جدا نہیں ہونا چاہتا"۔

تنویا کہنے لگی۔ "دادا جان میں انہیں طویل عرصے تک روکنا چاہوں گی اور اس سلسلے میں کامیاب ہوں گی"۔ اس کی فریر نگاہیں شعبان کے حسین چہرے کا طواف کر رہیں تھیں اور وہ ایک عجیب وارفتگی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔ شعبان کی نگاہیں دوسری طرف متوجہ ہوگئیں۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں معزز لیوفیوجی تو میں سمندر کی گہرائیوں میں یہ موتی تلاش کروں"۔ لیوفیوجی کے بولنے سے پہلے ہی تنویا بول پڑی۔

"اور جب تم اسے تلاش کرلو تو مجھے تحفتاً دے دینا کیا مجھ سے زیادہ کوئی ہستی تمہارے لیے ایسی ہوسکتی ہے۔ جسے تم اس قیمتی موتی کا تحفہ پیش کرو گے"۔ شعبان ہلکی سی ہنسی ہنس پڑا تھا۔ بوڑھے لیوفیوجی نے کہا۔

"مگر میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا"۔ کیونکہ سمندر کی گہرائیاں عام لوگوں کے لیے بہت خطرناک ہوتی ہیں۔ اس موتی کو اب ایک روایت ہی رہنے دیا جائے۔ تو بہتر ہے کیونکہ اس کے لیے میں بہت سی انسانی زندگیوں کی قربانی دے چکا ہوں۔ تاہم اس کی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے۔"

لیوفیوجی کے پاس کافی وقت گزارنے کے بعد شعبان نے وہاں سے اجازت لی اور اس کے بعد تنویا کے ساتھ اس جگہ سے باہر نکل آیا۔ مسٹر لوبوڑا ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔

شعبان نے کہا.... "اس میں کوئی شک نہیں ہے تنویا کہ آپ نے مجھے ایک بہترین انسان سے ملایا ہے۔ درحقیقت مسٹر لیو بے حد شاندار آدمی ہیں۔ افسوس کہ انہیں ان کے شایان شان شہرت نہیں ملی ورنہ سمندر کی گہرائیوں سے جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے وہ بے مثال ہے"۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی پھر بولی۔

"لیکن میرے خیال میں اس سے زیادہ حیرت انگیز انسان تم ہو۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے میرے دادا جان ملاقات کر کے خوش ہوتے ہیں۔ میں نے حیرت انگیز طور پر ان کی توجہ تمہاری جانب مبذول دیکھی ہے۔ بہر طور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اپنے طور پر بھی بے مثال ہو اور سچی بات یہ ہے کہ اب میں تمہارے بارے میں عجیب انداز سے سوچنے لگی ہوں"۔

شعبان نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس کا عجیب انداز کیا ہے۔ وہ شاید اس بات کا انتظار کرتی رہی تھی کہ شعبان اس سے یہ سوال کرے گا لیکن مایوس ہو کر اس نے کہا۔

"اور جب تم واپس جانے کی بات کرتے ہو تو میرے دل کی کیفیت عجیب ہوجاتی ہے میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں شعبان"۔

"کیا .. تنویا؟" شعبان نے کہا۔

"جاپان میں تم زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ قیام کرسکتے ہو؟"

"میرا خیال ہے یہ وقت بہت زیادہ طویل نہیں ہوگا"۔

"اور اگر میں تم سے یہ چاہوں کہ تم جاپان کو مستقل اپنی رہائش گاہ بنالو تو؟"

"تو یہ ناممکن ہے"۔

"کیوں؟

"اس لیے کہ میرا اپنا ایک وطن ہے اور میں وہاں رہتا ہوں"

"پھر میرا کیا ہوگا؟" اس نے اداس لہجے میں کہا۔

اور شعبان اسے خاموش نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"میں سمجھا نہیں مس تنویا؟"

"میں۔ میں شاید تم سے محبت کرنے لگی ہوں"۔

"میں خود بھی تمہیں اپنا بہترین دوست سمجھتا ہوں اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے بہت کم دوست بنائے ہیں۔ بلکہ یوں سمجھو کہ میرے دوستوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے تاہم میرے وطن واپس جانے کے بعد اگر کبھی تمہارا دل مجھ سے ملنے کو چاہے تو تم میرے وطن آ سکتی ہو میں تمہارا پرجوش استقبال کروں گا"۔

"نہیں شعبان یہ ایک مشکل کام ہے کہ اب میں تم سے جدا ہو جاؤں"۔ شعبان نے ایک گہری سانس لے کر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اب میری واپسی مناسب نہیں ہے"۔

"پتہ نہیں چلا کتنا وقت گزر گیا۔ شعبان کل مجھ سے ملاقات کرو گے نا"۔

"ہاں کیوں نہیں۔ یہاں تم میری واحد دوست ہو"۔ شعبان نے جواب دیا۔ تنویا نے بحالت مجبوری اسے واپسی کی اجازت دی اور پھر وہ اپنے ڈرائیور کے ساتھ اس کی رہائش گاہ تک چھوڑنے آئی۔ جہاں میڈم یائی کو اور دردانہ اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ تنویا نے میڈم یائی کو سے کہا۔

"میڈم آپ کا مہمان بہت دلکش ہے۔ بہت دلچسپ وقت گزرا میرا۔ لیکن آپ براہ کرم اسے مجھ سے ملنے کی مسلسل اجازت دے دیں"۔

"ایک معزز انسان کی معزز بیٹی سے شعبان کی ملاقات پر مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ یائی کو نے کہا۔

"شعبان کل ساحل پر آؤ گے نا؟" تنویا نے پھر کہا۔

"ہاں میری تم سے ملاقات ساحل پر ہو گی"۔ شعبان نے جواب دیا اور تنویا اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی چلی گئی۔

شعبان اپنے کمرے میں جا کر بستر پر دراز ہو گیا تو میڈم یائی کو نے دردانہ سے کہا۔

"مسٹر ٹویوڈا کی بیٹی شاید شعبان سے متاثر ہو گئی ہے۔ یہ عمر ہی ایسی ہے لیکن شعبان کو کہیں اس سے محبت نہ ہو جائے"۔

دردانہ نے تشویش بھری نگاہوں سے دیکھا لیکن اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ بہت دیر تک وہ خاموش رہی تو یائی کو نے کہا۔

"تاہم ہمیں اس بات پر نگاہ رکھنی ہو گی ٹویوڈا بہت با اثر انسان ہے اور یقینی طور پر ایک معزز شخص بھی۔ وہ شاید اس بات کو پسند نہ کرے"۔

"میرے خیال میں ہمیں یہاں سے بھی جلد ہی چلے جانا چاہیے میڈم"۔ وہ ہونٹ سکوڑ کر کچھ سوچنے لگی تھی۔

*

جدید ترین سازو سامان سے آراستہ ٹرالر سمندر کے سینے پر رواں دواں تھا۔ یہ ٹرالر مسٹر ٹویوڈا کی ملکیت تھا اور سمندر میں موتیوں کی تلاش پر مامور تھا۔ ان سے سمندر کی گہرائیوں سے موتی نکالنے کا کام جاری رہتا تھا۔ اس شاندار اور قیمتی ٹرالر پر مسٹر ٹویوڈا بھی اس وقت موجود تھے۔ اور اس کام میں پوری پوری دلچسپی لے رہے تھے۔ وہ بہت ہی جدید پیمانے پر سمندر سے موتی نکالنے کا کام کیا کرتے تھے اور اس کے لیے ان کے پاس ایسے ایسے شاندار قیمتی آلات موجود تھے جو شاید ہی اس قسم کا کام کرنے والے دوسرے لوگوں کے پاس موجود ہوں۔ مسٹر ٹویوڈا درحقیقت جاپان میں موتیوں کی صنعت کے شہنشاہ کہلاتے تھے۔ ان کا بہت بڑا شوروم ٹوکیو کی ایک مشہور شاہراہ پر موجود تھا اور اپنی مثال آپ تھا۔ بیرونی دنیا میں بھی اس شوروم کی بڑی وقعت تھی۔ ٹرالر سمندر کا سینہ چیرتا ہوا کافی دور نکل آیا اور پھر مسٹر ٹویوڈا کے اشارے پر ایک جگہ اسے روک کر لنگر انداز کر دیا گیا۔ پانچ غوطہ خور جو آکسیجن سیلنڈر، آکسیجن ماسک اور دوسری ایسی تمام ضروریات سے آراستہ تھے۔ ایک ایک کر کے سمندر کے سینے پر اتر گئے اور پھر اس کی گہرائیاں ناپنے لگے۔ اس سلسلے میں انتہائی جدید ترین پیمانے پر کام ہوتا تھا اور سمندر کے نیچے جن حصوں کی تلاش کی جاتی تھی وہاں کی تصاویر حاصل کر کے انہیں مسٹر ٹویوڈا تک پہنچایا جاتا تھا۔ جہاں ماہرین اس جگہ کی جانچ پڑتال کیا کرتے تھے۔

اور یہ اندازہ لگایا کرتے تھے کہ کہاں کہاں موتیوں کے ذخائر دستیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ کام اس وقت بھی معمول کے مطابق کیا جا رہا تھا۔ ایسے کئی اور ٹرالر جو مسٹر ٹویوڈا کی ملکیت تھے سمندر کے مختلف حصوں میں اپنا کام کر رہے تھے۔ غالباً کسی خاص وجہ سے رات کے وقت کا خصوصی طور پر انتخاب کیا جاتا تھا۔

غوطہ خور ایک طویل دائرے میں پھیل کر سمندر کی گہرائیوں میں اترے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سمندر کی تہہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے لباسوں سے انتہائی طاقتور اور چوڑے شیشوں والی بڑی بڑی ٹارچیں نکالیں اور روشنیوں کا ایک احاطہ سمندر کی تہہ پر قائم ہو گیا۔ سمندر کا یہ حصہ پوری طرح اجاگر ہو گیا تھا۔ انہیں غالباً اس جگہ کی شناخت بتا دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ پانی میں جلنے والی ٹارچوں کے ساتھ بالکل نیچے اتر کر زمین کا جائزہ لینے لگے۔ یہاں عجیب و غریب قسم کے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ جن کے درمیان ننھی ننھی کونپلیں جھانک رہی تھیں۔ سمندر کی گہرائیوں میں یہ کونپلیں بالکل اسی طرح موجود تھیں جیسے زمین کی بلندی پر ہوا کرتی ہیں اور ان میں کوئی کمی نہ پائی جاتی تھی۔ ان کا رنگ ہلکا سا گلابی مائل تھا۔ پتھروں کے نیچے مختلف چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے غوطہ خور اپنے ہاتھوں میں دبے چھوٹے چھوٹے مخصوص آہنی ہتھیاروں سے ان پتھروں کو اپنی جگہ سے اکھاڑنے لگے۔ ان کی تمام تر توجہ اس کام پر مصروف تھی۔

آبی جانور ان کے آس پاس سے گزر رہے تھے۔ اور غوطہ خوروں کے پاس ان سے نمٹنے کے لیے بھی معقول بندوبست تھا۔ ویسے بھی جن علاقوں میں غوطہ خوری کی جاتی ہے وہاں کے بارے میں غوطہ خوروں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ وہاں کون کون سے خطرناک آبی جانور پائے جا سکتے ہیں۔ غوطہ خور پورے انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھے۔

دفعتاً ہی انہیں کچھ فاصلے پر پانی میں ہلکی ہلکی سی ہلچل محسوس ہوئی اور وہ چونک پڑے۔ انہوں نے ہلچل کو محسوس کرنے کے بعد اپنے رخ تبدیل کیے اور ان کی روشنیوں کے دائرے مختلف جگہوں پر گردش کرنے لگے۔ پانی کے اندر کام کرنے والی یہ ٹارچیں اپنی طرز کی عجیب و غریب ٹارچیں تھیں اور ان ٹارچوں نے جو منظر ان غوطہ خوروں کے سامنے نمایاں کیا وہ ان کے لیے انتہائی خطرناک تھا۔ سمندر کی تہہ میں بغیر آکسیجن ماسک اور آکسیجن سلنڈر کے اترنا ایک ناممکن عمل تھا۔ لیکن ان کی روشنیوں نے جس شخص کو اپنے احاطے میں لیا تھا وہ کسی آکسیجن ماسک یا سیلنڈر کے بغیر پانی کی تہہ میں کلیلیں کر رہا تھا۔ غوطہ خوروں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انہوں نے اچھی طرح دیکھا تھا۔ کہ وہ خشکی کی مخلوق ہی تھی۔ یعنی ایک مکمل انسان جو نہانے کا مخصوص لباس پہنے ہوئے تھا۔ انہوں نے اس روشنی کے احاطے میں لے کر چاروں طرف سے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ پانی میں تیرنے والا نوجوان ایک دم سیدھا ہو گیا تھا۔ روشنیاں پڑتے ہی اسنے ان کی زد سے نکلنے کی کوشش کی تھی لیکن چونکہ احاطہ وسیع تھا۔ اس لیے اسے رک جانا پڑا تھا۔ وہ چونکی نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھتا رہا اور پھر دفعتاً آہستہ آہستہ سمندر کی تہہ میں جا کھڑا ہوا۔ یہ بھی ایک ناقابل یقین منظر تھا۔ چونکہ پانی میں اس طرح تہہ میں پاؤں جا کر کھڑا ہونا ناممکن ہی نہیں بلکہ ناقابل یقین تھا۔ غوطہ خوروں نے اس کے بارے میں ایک دوسرے سے گفتگو کرنا شروع کر دی۔ جو ایک خاص قسم کے ٹرانسمیٹر پر ہوتی تھی۔ جس کا ریسیور ماسک کے نیچے کان کے پاس لگا ہوتا تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔

"یقیناً یہ کوئی سمندری مخلوق ہے"۔

"لیکن بالکل انسان کی مانند۔ آہ ہم دنیا کا ایک حیرت انگیز عجوبہ دیکھ رہے ہیں"۔

"بلاشبہ کیا خیال ہے اسے پکڑنے کی کوشش کی جائے"۔

"یہ ہمارے لیے ایک ناقابل یقین تجربہ ہو گا"۔

"پہلے یوں کرو اس کی تصاویر بنا لو تاکہ بعد میں جو کارروائی ہو اور اس میں ہماری کامیابی یا ناکامیابی کچھ بھی ہو وہ

ایک الگ شے تصور کی جائے اور کم از کم ہم اس کی تصویریں محفوظ کرلیں"۔

پانی میں کام کرنے والے کیمرے حرکت میں آگئے جوان کے پاس دوسرے مقصد کے لیے ہوتے تھے۔ کیمروں کی روشنیوں کے جھماکے نوجوان کے جسم پر پڑے۔ تو اس نے ایک بار پھر اپنی جگہ چھوڑدی اور تیزی سے پانی کی سطح پر اوپر اٹھنا شروع کیا۔ کیمرے تصاویر حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ غوطہ خور اپنے مخصوص انداز میں اس کے پیچھے لگ گئے۔ اور دفعتاً ہی نوجوان نے ایک بار پھر اپنی جگہ چھوڑدی اور سمندر کی تہہ میں آگیا۔ وہ غالباً غوطہ خوروں کو پریشان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تہہ میں آنے کے بعد اس نے جو حرکت کی وہ غوطہ خوروں کے لیے ناقابل یقین تھی۔ اس نے تہہ میں پاؤں سے کچھ کھرچنا شروع کر دیا اور تہہ سے سیاہی سی اوپر ابھرنے لگی۔ نوجوان نے اس تیزی سے اپنے پیروں کو جنبش دی کہ سیاہی کا طوفان پانی میں بلند ہو گیا اور روشنیاں ماند پڑ گئیں۔ غوطہ خوروں نے اپنی جگہ تبدیل کرلی وہ اس بات سے بھی خوف زدہ تھے کہ کہیں اس آبی مخلوق کی جانب سے اور کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے انہیں نقصان پہنچ جائے۔ لیکن اس سیاہی سے فائدہ اٹھا کر نوجوان نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ یہ بالکل سمندری جانور آکٹوپس جیسی حرکت تھی۔ جو خطرے کے وقت اپنے جسم سے سیاہ مادہ خارج کر کے دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جایا کرتا ہے۔ جب غوطہ خوروں کے سامنے سے سیاہ دھند چھٹی تو انہوں نے وہاں کسی کو موجود نہ پایا۔ کچھ دیر وہ ادھر ادھر اس نوجوان کی تلاش کرتے رہے۔ لیکن انہیں مایوسی ہوئی تھی وہ آپس میں اس پر تبصرہ کرنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"وہ ہمارے کیمروں میں محفوظ ہو گیا ہے۔ بلاشبہ ہم اسے اپنی زندگی کا حیرت ناک تصور قرار دے سکتے ہیں۔ جسے حقیقت کہنا ایک مشکل کام ہے۔ لیکن اب ہمیں اپنا کام جاری کر دینا چاہیئے"۔

سب نے اس بات سے اتفاق کیا اور ایک بار پھر وہ زمین کی تہہ میں اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

ان کے لیے ایک مخصوص وقت مقرر تھا۔ جب تک انہیں سمندر کی تہہ میں اپنا کام سرانجام دینا تھا اس کے بعد دوسری ٹیم کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی تھی۔ آکسیجن سیلنڈر میں جتنی آکسیجن موجود ہوتی تھی اس کے استعمال سے پہلے انہیں سطح پر پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ چنانچہ وہ مخصوص طریقے سے کام کرتے رہے۔ انہوں نے زمین کی تصاویر حاصل کیں اور بہت سی جگہوں کو کھود کھود کر دیکھا۔ وہاں سے جو جو کچھ انہیں حاصل ہوا اس کے نمونے لے کر بالآخر وہ سمندر کی تہہ میں اوپر کی جانب اٹھنے لگے۔ اوپر سے بھی ان کے سلسلے میں مسلسل کارروائی ہو رہی تھی اور ان کا ایک مخصوص رابطہ اوپر سے قائم تھا۔ لیکن ابھی اس سلسلے میں انہوں نے اوپر والوں کو کوئی ہدایت نہیں کی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹرالر پر پہنچ گئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے۔ ان کی جگہ پانچ نئے غوطہ خور سمندر کی تہہ میں جانے کے لیے تیار تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے لائے ہوئے نمونے ایک جگہ رکھے۔ مسٹر ٹویوڈا ان سے اس سلسلے میں سوالات کرنا چاہتے تھے۔

انہوں نے اپنے لباس اتارے اور گہری گہری سانسیں لینے لگے۔ ٹرالر کے کچن سے چائے تیار ہو کر آگئی تھی۔ مسٹر ٹویوڈا نے انہیں اپنے سامنے میز پر بیٹھنے کی پیشکش کی اور جب وہ بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا۔

"ہاں اب تم بتاؤ کہ ہمارا یہ کام کس حد تک کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا سمندر کی تہہ میں تم نے ایسے نشانات پائے ہیں جو وہاں موتیوں کے ذخائر کی موجودگی کا پتہ دیں گے"۔

"جی ہاں ہم نمونے حاصل کر لائے ہیں اور میرا خیال ہے یہ جگہ ہمارے لیے کافی منافع بخش ثابت ہو سکتی ہے لیکن جو بات ہم آپ کو بتانے والے ہیں وہ یقیناً آپ کے لیے بھی ناقابل یقین ہو گی"۔ وہ متجسس نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"مثلاً... کیا بات؟"

"کیا آپ اس بات پر یقین کریں گے کہ سمندر کی تہہ میں ہم نے ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جو کسی آکسیجن ماسک

یا سیلنڈر کے بغیر سمندر کی گہرائیاں کھنگال رہا تھا"۔

"مطلب" انہوں نے کس قدر حیران لہجے میں کہا۔

"ہم نے ایک ایسے نوجوان کو دیکھا ہے اور جس کے بارے میں ہم دعوے سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ سمندر ہی کی مخلوق ہے"۔

"کیا اس کا جسم مکمل تھا؟" ٹویوڈا نے سوال کیا۔

"انتہائی مکمل، نہ صرف مکمل بلکہ وہ اپنے جسم پر جو لباس پہنے ہوئے تھا وہ بھی ایک جدید ترین لباس ہی تھا۔

"پھر تم اسے سمندری مخلوق کیسے قرار دے رہے ہو؟"

"آپ خود تصور کرلیں پانی کے نیچے کافی گہرائی تک اترا جا سکتا ہے کہ وہ واپس جا کر سانس لے سکے لیکن سمندر کی تہہ میں کیا کسی انسان کا بغیر کسی بیرونی سہارے کے اتر جانا ممکن ہے"۔

"قطعی نہیں؟" انہوں نے جواب دیا"۔

"یہی بات اسے دوسروں سے منفرد قرار دیتی ہے۔ ہم اسے کوئی بہترین تیراک یا غوطہ خور سمجھ سکتے تھے لیکن بہترین تیراک یا غوطہ خور سمندر کی ایک مخصوص گہرائی تک جا سکتا ہے۔ انسانی جسم میں اتنی قوت کہاں کہ وہ تہہ میں پہنچ کر بھی کچھ دیر وہاں ٹھہر سکے لیکن وہ اس انداز میں وہاں موجود تھا کہ آپ اگر خود دیکھتے تو حیران رہ جاتے۔ یوں لگتا تھا جیسے سمندر کے نیچے اس کے تمام اعضاء مکمل طور پر اسی طرح کام کر رہے ہوں جیسے سمندری مچھلیاں یا دوسرے آبی جانور نہ صرف یہ بلکہ اس کے بعد اس نے جو کچھ کیا وہ آپ کو مزید حیران کر دے گا"۔

"کیا؟" مسٹر ٹویوڈا نے سوال کیا اور جواب میں وہ لوگ اپنی کوششوں کی داستان سنانے لگے۔ جس کے نتیجے میں انہیں سمندری دھند سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ مسٹر ٹویوڈا کے چہرے پر بھی حیرانی کے آثار شدید ہو گئے تھے۔ اور وہ ان پانچوں کو ناقابل یقین نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو انہوں نے کہا۔

"آپ لوگوں کو یقین ہے کہ آپ نے کوئی انوکھا خواب نہیں دیکھا؟"

"سمندر کی گہرائیاں خواب دیکھنے کے لیے نہیں ہوتیں۔ وہاں تو جان بچانے کا تصور سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے چنانچہ کسی قسم کا ایسا کوئی خیال بھی ناممکن ہے"۔

"یعنی آپ نے پورے ہوش و حواس میں یہ منظر دیکھا"۔

"آپ ہمارے ہوش و حواس پر شک کر سکتے ہیں لیکن ان کیمروں میں جو اس کی تصویریں محفوظ ہیں اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے"۔

"او گڈ گویا تم لوگوں نے اس کی تصاویر حاصل کر لی ہیں؟"

"ہاں یہ کام ہم نے کر ڈالا ہے"۔

"واقعی تم نے مجھے سخت حیران کر دیا ہے۔ کیا ایسے کسی انسان کا وجود سمندر میں ہو سکتا ہے۔ ہم آبی مخلوق کے بارے میں جس قدر زیادہ جانتے ہیں وہ یہی ہے کہ بعض آبی جانور بہت حیرت ناک ہوتے ہیں لیکن تم لوگ کہتے ہو کہ وہ ایک مکمل انسان تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی انسان نے اپنے آپ میں اس طرح قوتیں بیدار کی ہوں کہ وہ سمندر کی تہہ میں بھی بہت دیر تک رہ سکے"۔

"آپ مناسب فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اپنی پوری زندگی میں اتنا حیرت ناک واقعہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔

"میں ان تصویروں کو دیکھنے کے لیے متجسس ہو گیا ہوں"۔

"ہم فلم رول آپ کے حوالے کئے دیتے ہیں ہمارے تمام ہی کیمروں میں اس کی تصاویر موجود ہیں۔ ہم نے اس لیے زیادہ سے زیادہ تصاویر بنانے کی کوشش کی تاکہ وہ ضائع نہ ہونے پائے"۔

"ٹھیک ہے یہ کام بھی میرے لیے انتہائی دلچسپ ہو گا۔ چنانچہ اب تم لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری کرو اور مجھے اپنے کیمروں کے رول دے دو۔ تاکہ میں ان کے پرنٹ بنالوں"۔ یہ سارا انتظام بھی ٹرالر میں موجود تھا۔ مسٹر ٹویوڈا نے کوئی بھی شعبہ خالی نہیں چھوڑا تھا۔ فلموں کے

رول لے کر وہ اپنے ڈارک روم میں پہنچ گئے۔ جو ٹرالر کے ایک بڑے کمرے کے ایک حصہ میں بنا ہوا تھا۔ اس لیے یہاں کسی فلم کے پرنٹ بنانے کے انتظامات بھی کیے گئے تھے۔ ٹوبوڈا اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ اور بہت دیر تک وہ اس کام میں لگے رہے۔ اتنی دیر تک دوسری ٹیم بھی اپنا کام کر کے واپس آ چکی تھی۔ اور پھر جب انہوں نے ان فلموں کے بنائے ہوئے پرنٹ دیکھے تو ان کی آنکھیں بھی شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ انہوں نے ان میں سے کچھ انلارجمنٹ بھی بنائے تھے۔ اور ان تصویروں میں وہ نوجوان نمایاں نظر آ رہا تھا۔ گویا غوطہ خوروں کی کہی ہوئی بات غلط نہیں تھی۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت اور پرکشش نوجوان تھا۔ جس کے جسم پر ایک مخصوص قسم کا انڈرویئر تھا جو پانی میں تیرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ باقی جسم بالکل متناسب تھا۔ پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں تک اسے ایک مکمل انسان ہی قرار دیا جا سکتا تھا۔ خشکی کی دنیا کا انسان۔ لیکن وہ سمندر کی تہہ میں اس انداز میں کیسے پہنچ گیا۔ اس کے اندر ایسی کون سی قوتیں اور صلاحیتیں پوشیدہ تھیں۔

یہ نوجوان آخر یہاں آیا کہاں سے جب کہ مسٹر ٹوبوڈا کو ہشویا کے رہنے والوں کے بارے میں مکمل معلومات تھیں۔ اس کے نقوش بھی جاپانیوں جیسے نہیں تھے۔ بلکہ ایشیا کے کسی اور ملک سے تعلق رکھتا تھا وہ کافی دیر تک اس کام میں مصروف رہے انہوں نے یہ پرنٹ محفوظ کر لیے تھے اور پھر گہری سانس لے کر باہر نکل آئے۔ وہ ٹیم تو آرام کرنے جا چکی تھی جو اپنا فرض پورا کر کے آ گئی تھی۔ البتہ دوسری ٹیم کے ارکان سے وہ یہ معلومات کرنے لگے کہ کیا انہوں نے بھی سمندر میں کسی انسان کو دیکھا تھا لیکن اس بات پر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ وہ اپنے کام میں مصروف رہے لیکن یہ انوکھی مخلوق ان کے ذہن پر منجمد ہو گئی تھی۔ دوسرے دن اپنے معمولات سے فارغ ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر یہ تصویر لے کر بیٹھ گئے۔ اور اس پر غور کرتے رہے۔ پانی کے نیچے کی تصاویر تھیں۔ اور ان میں نوجوان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ جو غوطہ خور ٹیم کے بیان کی تصدیق کر رہا تھا۔ نوجوان کے چہرے سے یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ پانی کسی طرح اس کے لیے پریشان کن ہے۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ہونٹوں کے زاویے بھی اس بات کا اظہار نہیں کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو پانی سے محفوظ رکھنے کی کوئی خاص کوشش کر رہا تھا۔ آخر یہ انوکھی مخلوق ہے کون اور اس کا تعلق کہاں سے ہے پھر فوراً ہی انہیں لیوفیوجی کا خیال آیا وہ سمندری معلومات رکھتے تھے۔ اور اس سلسلے میں بلاشبہ مسٹر ٹوبوڈا اپنے باپ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ انہوں نے آخر اپنے باپ سے اس سلسلے میں مشورہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس کے بعد وہ ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ مسٹر لیوفیوجی اپنے معمولات میں مشغول تھے۔ ٹوبوڈا کو دیکھ کر انہوں نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور بولے۔

"آہا میرے بیٹے تمہیں میرے پاس آنے کی فرصت کیسے مل گئی"۔

"آپ کا حکم جب بھی ہوتا ہے میں آپ کے پاس حاضر ہو جاتا ہوں کیا آپ مجھ سے اس سلسلے میں کچھ ناراض ہیں؟"

"اوہ ہرگز نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ مصروفیت کیا چیز ہوتی ہے اور ایک بڑا آدمی بننے کے لیے انسان کو کیا کیا محنتیں کرنا ہوتی ہیں۔ خیر آؤ کہو تمہارا کاروبار کیسا چل رہا ہے؟"

"آپ کی دعاؤں سے بالکل ٹھیک"۔

"ہوں۔ میرے پاس کسی خاص کام سے آئے ہو یا ایسے ہی مجھے دیکھنے کی خواہش تمہارے دل میں بیدار ہو گئی تھی"۔

"آپ کو دیکھنے کا تو میں ہمیشہ خواہشمند رہتا ہوں لیکن اس وقت واقعی آپ کے پاس ایک ضروری کام سے آیا ہوں"۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ وہ کام کیا ہے؟"

"مجھے یہ بتائیے کہ سمندر میں ایسی کسی مخلوق کا وجود ہو سکتا ہے جو سو فیصد خشکی کے رہنے والے انسان سے

مشابہت رکھتی ہو۔ اس کے ہاتھ پاؤں سر کے بالوں سے لے کر ناخن تک بالکل انسانوں جیسے ہوں اور وہ پانی میں بغیر کسی آکسیجن کے تہہ تک پہنچ جائے"۔ فیوجی نے دلچسپ نگاہوں سے ان کو دیکھا اور بولے۔

"کیا تمہارا واسطہ ایسی مخلوق سے پڑا ہے؟"

"ہاں۔۔۔۔"

"سمندر میں کسی بھی انوکھی شے کا ہونا تو ایک عام سی بات ہے کیونکہ ابھی سمندری دنیا کے بارے میں انسانی معلومات اس حد تک نہیں پہنچی کہ ہم ہر چیز سے واقفیت کا اظہار کر دیں۔ لیکن بالکل انسانوں جیسا کوئی وجود آج تک سمندری مخلوق کی شکل میں نہیں دیکھا گیا۔ البتہ تم اس بات سے انکار کرتے ہو وہ خشکی ہی کوئی مخلوق میرا مطلب ہے کوئی انسان ہو؟"

"مگر سمندر کی تہہ میں خشکی پر رہنے والا کوئی وجود اس طرح نہیں پہنچ سکتا۔ آپ خود ایک عظیم غوطہ خور رہ چکے ہو۔ اور جانتے ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں تک پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ میں کھلے سمندر کی بات کر رہا ہوں اس کے ساتھ ساتھ ہی آکسیجن یا کسی ماسک کے بغیر پانی میں کس طرح وقت گزارا جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے تم وہ تصاویر دیکھ لو اور فیصلہ کر لو کہ یہ سب کچھ کیا ہے"۔

ٹوبوڈا نے اپنے لباس سے ایک لفافہ نکالا اور اس میں سے پہلی تصویر نکال کر فیوجی کے حوالے کر دی۔

لیوفیوجی نے دلچسپ نگاہوں سے اس تصویر کو دیکھا پھر چونک پڑے۔ ان کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ اس دوران مسٹر ٹوبوڈا نے دوسری اور بھی کئی تصاویر نکال کر ان کے سامنے رکھ دی تھیں۔ لیوفیوجی اپنے سامنے یہ تصاویر پھیلا کر ان کا جائزہ لیتے رہے۔ اور پھر ان کے حلق سے ایک قہقہہ نکل گیا۔ ٹوبوڈا حیران نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگے تھے۔

"میں آپ کی ہنسی کی وجہ نہیں سمجھ سکا"۔ ٹوبوڈا نے کہا اور لیوفیوجی مسلسل قہقہے لگاتے رہے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"واہ! میرے بیٹے نے بہت عمدہ سمندری مخلوق دریافت کی ہے۔ بلاشبہ تم اس نوجوان کے بارے جس قدر حیران کن باتیں مجھے بتاؤ گے میں تسلیم کر لوں گا"۔

"میں کچھ بھی نہیں سمجھا؟"

"کیا تم اس سمندر کی مخلوق سے دوبارہ ملنا چاہتے ہو۔ مائی ڈیئر ٹوبوڈا"۔

"آپ کی ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ براہ کرم مجھے بتائیے آپ کی اس ہنسی کی وجہ کیا ہے"۔

"سمندر کی یہ مخلوق ابھی پچھلے ہی دن ہمارے ہاں رات کا کھانا کھا چکی ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ابھی تک یہ شونی گاؤ کے ہاں مقیم ہو گی۔ تم اگر چاہو تو اس سے ملاقات کے لیے شونی گاؤ کے گھر جا سکتے ہو"۔

"مگر۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔ کہ کیا آپ۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔؟"

"ہاں میں نے کہا نا میں ایک دن پہلے ہی اس سے مل چکا ہوں اور اس سے مل کر بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں یہ سمندری مخلوق تمہاری بیٹی کی دوست ہے"۔ لیوفیوجی کے انکشافات ٹوبوڈا کے لیے انتہائی حیران کن تھے۔ وہ منہ پھاڑے اپنے باپ کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"گویا آپ کا مطلب ہے کہ یہ کوئی خشکی کا نوجوان ہے جسے ہم نے سمندر کی گہرائیوں میں دیکھا"۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تصویر بہت حیران کن ہے اور میں خود اس بات پر حیران ہوں۔ ویسے تنویا کہتی تھی کہ وہ بہترین تیراک ہے۔ لیکن کوئی بھی بہترین تیراک سمندر کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ناممکن۔۔۔۔ ہاں میں نے تم سے جو کہا وہ بالکل سچ ہے۔ یہ ایشیا کے ایک ملک کا نوجوان ہے اور شونی گاؤ کے ہاں بطور مہمان آیا ہوا ہے۔ تنویا سے ساحل پر اس کی دوستی ہو گئی اور اس نے اسے اپنے گھر کھانے کی دعوت دی۔ تم موجود نہیں تھے۔ میں نے اس سے ملاقات کی اور بلاشبہ اسے ایک دلچسپ نوجوان پایا اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ جاپانی زبان اچھی طرح جانتا ہے۔ اس نے شونی گاؤ کی بیٹی سے یہ زبان سیکھی ہے"۔ ٹوبوڈا پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ اس نے پر

خیال لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو ہم دنیا کا حیرت انگیز ترین نوجوان قرار دے سکتے ہیں ایسا کوئی شخص تو میرے لیے حد سے زیادہ کارآمد ہو سکتا ہے۔ میں شونی گاؤ کے گھر جا کر اس سے ملاقات کروں گا۔ مگر ان تمام تصویروں کو دیکھیں سمندر کے نیچے یہ بالکل سمندری مخلوق کی مانند ہی نظر آتا ہے۔ اوہ..... حیرت انگیز" ٹویوڈا پرخیال انداز میں اپنا دلہنار رخسار کھجاتا رہا۔ نوجوان کے بارے میں تفصیلات سن کر اسے انتہائی حیرت ہوئی تھی۔ دیر تک وہ اپنے باپ کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کرتا رہا اور مسٹر لیوفیوجی نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ سمندر کے نیچے اس کے چہرے کے تاثرات حیران کن ہیں۔

ٹویوڈا نے تنویا کو اپنے پاس طلب کیا۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنے باپ کے سامنے پہنچی تھی۔ ٹویوڈا نے اس سے کہا۔

"کہو تمہارے مشاغل کیا ہیں آج کل۔ کیسا وقت گزار رہی ہو؟"

"بالکل ٹھیک پپا۔ معمول کے مطابق کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"سنا ہے شونی گاؤ کے ہاں ٹھہرے ہوئے کسی نوجوان سے تمہاری دوستی ہو گئی ہے۔ کون ہے وہ اور اس کا نام کیا ہے؟"

"اوہ پپا اس کا نام شعبان ہے۔ بہت ہی دلچسپ اور دلکش نوجوان ہے۔ میں نے اسے اپنے گھر کھانے پر بلایا تھا۔ مگر آپ سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ آپ تو اتنے مصروف رہتے ہیں پپا کہ میرے دوستوں سے ملنے کا وقت بھی نہیں ہوتا آپ کے پاس..."

"میں اس سے ملنا ضرور پسند کروں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ اسے کب مجھ سے ملا رہی ہو؟"

"آج ہی رات کو پپا۔ اگر آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں تو" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں رات کو اس کا انتظار کروں گا۔"

ٹویوڈا نے کہا اور پھر وہ اپنی بیٹی سے شعبان کے بارے میں مختلف سوال کرتے رہے۔ اس نے اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے لیکن ٹویوڈا کو اس نوجوان سے صرف اس حد تک دلچسپی تھی کہ وہ سمندر کی تہہ میں بغیر کسی آکسیجن ماسک کے پہنچ سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ انتہائی اعلیٰ درجے کا تیراک ہے اور اس سے بہت سے انوکھے کام لیے جا سکتے ہیں۔ ایسے کارآمد آدمی کو ٹویوڈا ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے تھے۔

ادھر شعبان اپنی زندگی کے بہترین مشاغل میں مصروف تھا اور انتہائی کوشش کر رہا تھا کہ سمندر کی تہہ میں سے وہ روایتی موتی تلاش کر لے جس کی تصویر اس نے لیوفیوجی کے پاس دیکھی تھی۔ اگر لیوفیوجی کا کہنا درست تھا تو یہ موتی سمندر کی تہہ میں کہیں نہ کہیں موجود ہونا چاہیے۔ وہ اپنی کوششوں میں مصروف تھا۔

رابرٹ ہاک اپنی زندگی کی بدترین ناکامیوں سے دوچار ہو رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھی ڈیوڈ اور مارک کے ساتھ ان لوگوں کا تعاقب کرتا ہوا ٹوکیو پہنچا تھا اور اس نے بہترین انتظامات کے ساتھ ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ اپنے دونوں ساتھیوں سے مشورہ کر کے اس نے فیصلہ کیا کہ کسی ایسے ذریعے کو استعمال کیا جائے جس سے شعبان زندہ سلامت اور بغیر کسی تکلیف کے ان کے قبضے میں آ جائے۔ ہیڈ کوارٹر کی جانب سے یہی ہدایت کی گئی تھی کہ شعبان کو احتیاط کے ساتھ اغوا کر کے ان تک پہنچا دیا جائے۔ تاکہ اس پر ریسرچ کی جا سکے۔ رابرٹ ہاک نے سب سے پہلے یہ معلومات حاصل کیں کہ ٹوکیو میں ان لوگوں کا رابطہ کسی خاص آدمی سے تو نہیں ہے اور ان معلومات کے نتیجے میں فوجویاؤ ان کے علم میں آئے۔ فوجویاؤ کے بارے میں مفصل معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ چنانچہ رابرٹ ہاک نے انتہائی ذہانت سے کام لے کر وہ ذرائع حاصل کیے تھے جن سے اسے یہ معلوم ہو گیا کہ فوجویاؤ اسد شیرازی کی دوست ہیں۔ اور یہاں ان لوگوں کو ہر طرح کی سہولتیں پہنچانے کی ذمے دار ہیں اور پھر جب اس

بات کا علم ہوا کہ فوجویاؤ ان لوگوں کے لیے سیر و سیاحت کا بندوبست کر رہے ہیں تو رابرٹ ہاک نے اپنی پہلی بہترین کوشش کی اور ایک مقامی شخص کو اچھے معاوضے پر اس بات کے لیے تیار کر لیا کہ وہ مسٹر فوجویاؤ کے بھیجے ہوئے آدمی سے پہلے وہاں پہنچ جائے اور ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے آئے اس شخص کو پورا پلان بتا دیا گیا تھا۔ اور اس سے کہا گیا تھا کہ وہ ان کے ڈرائیور کی حیثیت سے ان لوگوں کی سیر و سیاحت کے بہانے ایک مخصوص جگہ لے آئے جہاں مسٹر رابرٹ ہاک موجود ہوں گے اور باقی کام وہاں بآسانی کر لیا جائے گا۔

لیکن پہلے مرحلے پر انہیں ناکامی کی بری خبر سننا پڑی۔ جب اس مقامی شخص نے واپس آ کے بتایا کہ اس کی بدقسمتی سے یہ پلان فیل ہو گیا اور اس سے پہلے کہ وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے آتا فوجویاؤ کا بھیجا ہوا اصل آدمی بھی وہاں پہنچ گیا اور اس نے ان لوگوں کو سیر و سیاحت کے لیے حاصل کر لیا۔ مقامی آدمی نے بتایا کہ اگر وہ لوگ فوراً ہی وہاں سے نکل آتے تو یقیناً کامیابی حاصل ہو چکی تھی۔ لیکن انہوں نے کچھ وقت طلب کیا اور بس یہی وقت طلبی کرنا نقصان دہ ثابت ہوا اور اصل آدمی وہاں پہنچ گیا جس کے بعد اسے فرار ہوتے ہی بن پڑی۔ اس پہلی ناکامی نے رابرٹ ہاک کو بہت دل برداشتہ کیا اور اس کے بعد وہ یہ منصوبے بنانے لگا کہ اب کہ کوئی ایسا بہتر اقدام کیا جائے جس کے تحت شعبان کو حاصل کرنا آسان ہو جائے۔ اور اس سلسلے میں وہ اور اس کے ساتھی سایوں کی طرح شعبان، میڈم یائی کو اور دردانہ کے پیچھے لگے رہے۔ انہیں علم ہوا کہ یہ لوگ ایک پارک میں جاپان کا خصوصی جشن دیکھنے جا رہے ہیں اور اس جشن میں جو کچھ ہونا تھا اس کے لیے رابرٹ ہاک نے ایک بار پھر اس شخص سے رابطہ کیا جو پہلی بار ناکام ہو چکا تھا۔ اسے اس دوسرے منصوبے کے لیے دوبارہ معاوضے کی پیشکش کی گئی تھی اور معاوضہ پیشگی ادا کر دیا گیا تھا۔ رقص کے دوران ایک خاص قسم کا سوانگ بھرا جانا تھا۔ جس کے تحت یہ کام آسان ہو سکتا تھا۔ اور یہاں بھی رابرٹ ہاک ان

لوگوں کا نگران تھا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ شعبان کو اپنی تحویل میں لینے والوں میں سے وہ شخص جو رابرٹ ہاک کا خاص آدمی تھا۔ شعبان کے ہاتھوں بے ہوش ہو گیا۔ اور دوسرا شخص جسے اس شخص نے ہی اپنے ساتھ شامل کیا تھا وہاں سے نکل بھاگا۔ رابرٹ ہاک کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔ یہ دوسری ناکامی بھی اس کے لیے بہت ہی افسوس ناک تھی۔ بہرطور اس کے بعد اسے کوئی ایسا موقع نہیں مل سکا جس کے تحت وہ شعبان پر ہاتھ ڈال سکتا۔ دوسری طرف اسے ہیڈ کوارٹر کا خوف بھی تھا۔ اپنا منصب برقرار رکھنے کے لیے ہیڈ کوارٹر کی ہدایت پر عمل کرنا بے حد ضروری تھا۔ کافی عرصے قبل ڈاکٹر شرف کے سلسلے میں بھی وہ ہیڈ کوارٹر کے احکامات کی تعمیل میں ناکام رہا تھا۔ لیکن یہ ذمہ داری اس پر نہیں ڈالی گئی تھی کیونکہ اصل نقصان اٹھانے والے وہ لوگ تھے جو سمندر کی نذر ہو گئے تھے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں رہے تھے۔

رابرٹ ہاک کے معمولات جاری تھے اور پھر اسے معلوم ہوا کہ یہ تینوں یہاں سے کہیں باہر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ نہیں پتہ چل سکا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں لیکن چونکہ رابرٹ ہاک خود بھی ایک باعمل انسان تھا چنانچہ اس نے ایسے انتظامات کر لیے تھے۔ کہ جس وقت بھی یہ کسی بھی شکل میں روانہ ہوں وہ ان کا تعاقب کر سکے اور پھر ایک کار اس نے دیکھی جو ان لوگوں کو لے کر ایک لمبے سفر پر روانہ ہوئی تھی۔ اور رابرٹ ہاک، ڈیوڈ اور نئے ساتھی مارک کے ساتھ دوسری کار میں ان کے تعاقب میں موجود تھا۔ پھر ایک اور شہر پہنچنے کے بعد اس نے لوگوں کو ٹرین میں سوار ہوتے دیکھا۔ وہ سخت پریشان ہو گیا تھا لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ چنانچہ اس نے بھی اپنی لائی ہوئی گاڑی بے یار و مددگار چھوڑ دی اور ایک بڑا نقصان برداشت کرنے کا فیصلہ کر کے خود بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹرین میں سوار ہو گیا اور پھر راستے میں ان لوگوں پر نگاہ رکھنا ایک مشکل کام ثابت ہوا۔ لیکن خوش بختی نے اس کا ساتھ دیا اور اس نے انہیں ہنٹویا پہنچتے ہوئے دیکھ لیا۔ پھر ہنٹویا میں رابرٹ

ہاک اور اس کے ساتھیوں نے وہاں پر ان کا تعاقب کیا جہاں میڈم یانی کو کی قیام گاہ تھی اور یہ معلومات حاصل کر کے مطمئن ہو گئے کہ میڈم یانی کو انہیں اپنے گھر لائی ہے۔ اسی رات رابرٹ ہاک نے اپنے دونوں ساتھیوں ڈیوڈ اور مارک کے ساتھ میٹنگ کی اور بولا۔

"یہ چھوٹا سا مسئلہ جس قدر مشکل ثابت ہوا ہے ہمارے لیے ہم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ایک بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ ہم اتنے بڑے ادارے کے کارکن ہونے کے باوجود ایک چھوٹا سا کام سرانجام نہیں دے سکے"۔ ڈیوڈ نے پرخیال انداز میں کہا۔

"یہاں تک اس کی قسمت اس کا ساتھ دیتی رہی ہے مسٹر ہاک لیکن میرے خیال میں تھوڑی سی کوتاہی ہم سے بھی ہوئی ہے"۔

"کیا میں یہی جاننا چاہتا ہوں تاکہ اس بار ہم جو قدم اٹھائیں وہ مکمل طور سے موثر اور ہمارے لیے کارآمد ہو"۔

"دراصل ہم نے بہت ہی معمولی پیمانے پر اس کے خلاف کام کیا ہے۔ وہ ایک انوکھی شخصیت کا مالک ہے اور اس کا اندازہ آپ کو بہت پہلے بھی ہو چکا تھا۔ ہم نے عام قسم کے لوگوں سے اس کے خلاف کام لینے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں مسٹر رابرٹ ہاک کہ ہمیں روز اول ہی سے بذات خود اس کے لیے کام کرنا چاہیئے تھا۔ خیر جو کچھ ہوا وہ تو ہو ہی چکا ہے۔ اب یوں کرنا چاہیئے کہ ہم کسی کی مدد کے بغیر خود ہی یہاں پر تمام کام کریں جہاں تک میرا خیال ہے یہ عورت جو جاپانی ہے اور ان لوگوں کی ساتھی ہے یہاں کسی خاص مقصد کے تحت نہیں آئی۔ بلکہ اس کا مقصد سیاحت تھی۔ خیر یہاں ساحل بھی ہے اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ لڑکا یعنی شعبان سمندر میں تیرنے کا شوقین ہے ہمیں اس کے لیے بہترین انتظامات کرنے ہوں گے۔ اگر ہم زیر سمندر اسے پکڑنے کی کوشش کریں تو وہ ہمیں تنہا مل جائے گا کیونکہ باہر تو اس کے ساتھ بے شمار لوگ ہوتے ہیں جبکہ سمندر میں وہ تنہا ہی ہوتا ہے"۔ رابرٹ ہاک اپنے ساتھی کی صورت دیکھنے لگا۔ اس کی بات رابرٹ ہاک کی سمجھ میں آ رہی تھی چنانچہ اس نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"میں نے اس لیے تم لوگوں کے ساتھ یہ میٹنگ کی ہے کہ تم مجھے کوئی بہترین مشورہ دو۔ تمہارا کیا خیال ہے مارک....."

"سر میں ڈیوڈ سے بالکل متفق ہوں۔ ہم خود ہی یہ کام سرانجام دیں گے اور خوش بختی یہ ہے کہ ہم تینوں ہی بہترین تیراک ہیں۔ ہمارے لیے یہاں غوطہ خوری کے لباس حاصل کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر ہم اسے سمندر میں پکڑنا چاہیں تو اس کے لیے ہمیں خصوصی انتظامات کرنا ہوں گے۔ یوں کیا جائے سر تو غلط نہیں ہوگا کہ ہم میں سے ایک کی ڈیوٹی اس پر مستقل لگی رہے اور باقی دو افراد اس کام میں مصروف ہو جائیں"۔

رابرٹ ہاک نے اپنے ساتھیوں سے اتفاق کیا اور اس کے بعد قصبہ ہنٹویا میں ان کے لیے یہ خریداری مشکل ثابت نہ ہوئی جو ان کے کام آ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک بہتر رہائش گاہ تلاش کی گئی جو اس علاقے سے زیادہ دور نہیں تھی جہاں شعبان کا قیام تھا۔ اور یوں ڈیوڈ کی ڈیوٹی اس بات پر لگا دی گئی کہ وہ شعبان کے ایک ایک لمحے کے مصروفیات سے باخبر رہے۔ اور انہیں ان کے بارے میں رپورٹ دیتا رہے۔ چنانچہ ایک طویل منصوبہ بندی کر لی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابرٹ ہاک نے اپنے لیے وہ تمام آسانیاں فراہم کر لیں جن کے تحت شعبان کا اغوا ممکن ہو سکے۔ اس بات پر وہ سبھی متفق ہو گئے تھے۔ کہ شعبان کو سمندر میں ہی گرفتار کیا جا سکتا ہے۔

ڈیوڈ نے مسٹر ہاک کو رپورٹیں دیں اس نے کہا کہ وہ سمندر کے کنارے اکثر دیکھا جاتا ہے۔ اور دونوں خواتین اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ پھر اس نے یہ رپورٹ بھی رابرٹ کو پیش کی کہ اس کی ملاقات مقامی موتیوں کے تاجر لوبوڈا کی بیٹی تنویا سے ہوئی ہے اور دونوں ایک ساتھ سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں۔ سمندر میں بھی ان کا گزر ہوتا ہے لیکن رابرٹ تمام تر انتظامات کرنے کے باوجود ابھی تک ایسا کوئی موقع نہیں پا سکا تھا کہ وہ شعبان کو سمندر میں پکڑنے کی

کوشش کرے۔ پھر ڈیوڈ کی نئی رپورٹیں رابرٹ کو موصول ہوئیں اور جو آخری رپورٹ تھی وہ بہت ہی شاندار تھی ڈیوڈ نے بتایا کہ رات کی تاریکی میں شعبان اپنی محافظ عورتوں کے بغیر ساحل سمندر پر گیا اور پانی میں داخل ہو گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ کافی رات گئے تک اپنی رہائش گاہ میں چلا گیا۔ یہ اطلاع سب سے زیادہ دلچسپ تھی رابرٹ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ اتفاقاً ہی سمندر میں چلا گیا ہو؟"

"نہیں سر میرا خیال کچھ اور ہے....."

"کیا.....؟"

"غالباً وہ دونوں سمندر میں اس کی تفریحات میں مزاحم ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس نے رات کا یہ حصہ اس لیے منتخب کیا ہے کہ ان دونوں عورتوں کی مزاحمت نہ ہو۔ ایسے حالات میں میرا خیال ہے ہمارا کام بہت زیادہ آسان ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہ جائزہ لینا ہوگا کہ دوسری رات بھی وہ سمندر میں جاتا ہے یا نہیں"۔

"اگر کل کی رات وہ سمندر میں گیا تو ہم یقینی طور پر اس کا تعاقب کریں گے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں ان تمام تر انتظامات کے ساتھ ساحل پر موجود رہنا چاہیئے"۔ رابرٹ نے کہا اور ڈیوڈ نے گردن ہلا دی۔

"ڈیوڈ مسلسل اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا اور پوری طرح شعبان کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ رات کو وہ تمام تر انتظامات کر کے ساحل پر پہنچ گئے اور ایک ایسی جگہ منتخب کر لی جہاں سے وہ ساحل اور شونی گاؤ کی رہائش گاہ پر نگاہ رکھ سکیں۔ وہ وقت تقریباً پونے بارہ بجے کا تھا جب ڈیوڈ نے اچانک ہی رابرٹ ہاک کا شانہ دبایا اور رابرٹ ہاک چونک کر ڈیوڈ کے اشارے کی جانب دیکھنے لگا۔ سو فیصد شعبان ہی تھا۔ جو شونی گاؤ کی رہائش گاہ سے چوروں کی طرح باہر نکلا تھا۔ تینوں نے خوشی سے ہاتھ ملائے۔ گویا ان کی آج کی یہ محنت کارگر رہی تھی۔ انتظامات تو پہلے ہی کر کے آئے تھے۔ وہ سمندر کی گہرائیوں میں اس پر جال ڈال کر اس کو گرفتار کرنا اور پھر اسے گاڑی تک لے کر آنا ان کا کام تھا۔ جو انہوں نے ایک سمت کھڑی کر رکھی تھی اور اس گاڑی میں شعبان کو محفوظ طریقے سے لے جایا جا سکتا تھا۔ بعد کے انتظامات تو بعد میں بھی کیے جا سکتے تھے۔ ہر چند کہ وہ کام بھی بہت مشکل تھا۔ شعبان آہستہ آہستہ ساحل تک پہنچا تھا اس وقت ساحل بالکل سنسان پڑا ہوا تھا۔ ہاں بہت فاصلے پر موتیوں کی تلاش میں نکلنے والے ٹرالر نظر آ رہے تھے۔ جو سمندر کے سینے پر اپنے کام میں مصروف تھے۔ شعبان ٹہلتا ہوا ساحل پر پہنچ گیا۔ شونی گاؤ کی رہائش گاہ میں مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پھر ایک جگہ پہنچ کر شعبان نے اپنا لباس جسم سے جدا کیا اور صرف سوئمنگ ڈریس میں ملبوس رہ گیا۔ وہ پانی کی لہروں سے کھیلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

رابرٹ ہاک اور اس کے ساتھیوں نے تمام تر تیاریوں کے ساتھ آگے رینگنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے جسموں پر غوطہ خوری کے لباس تو پہلے سے موجود تھے۔ صرف وہ آکسیجن ماسک انہیں اپنے چہرے پر فٹ کرنا تھا۔ اور جب انہوں نے شعبان کو انتہائی گہرائی تک پہنچتے دیکھا وہ تیزی سے پانی میں اترتے چلے جا رہے تھے اور ان کی نگاہیں سمت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جہاں انہوں نے شعبان کو سمندر میں نیچے اترتے دیکھا تھا۔ شعبان بڑے پراطمینان انداز میں سمندر کی گہرائیاں طے کر رہا تھا اور خوش قسمتی سے رابرٹ ہاک اور اس کے دونوں ساتھیوں کو وہ نظر آ گیا۔ پانی کے نیچے کی پُراسرار دنیا خاموش تھی۔ اس وقت آبی جانوروں کی نقل و حرکت بھی بند ہو گئی تھی اور سمندر اوپر کی نسبت نیچے بہت پرسکون تھا۔ وہ لوگ اپنی تمام تر تیاریوں کے ساتھ نیچے اترتے رہے اور انہوں نے شعبان کو نگاہوں میں رکھا لیکن سمندر کے نیچے اس قدر گہرائیوں میں اترنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ کچھ خوف زدہ سے ہونے لگے۔ شعبان کے سلسلے میں یہ بات ان تینوں نے بیک وقت سوچی تھی کہ وہ انسانی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ انسان کا بغیر کسی آکسیجن وغیرہ کے سمندر کی گہرائیوں میں اتنے نیچے تک اتر جانا آسان کام نہیں تھا۔ رابرٹ ہاک نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور پھر اشارے سے کہا کہ اب اس سے زیادہ اترنے کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔

کیونکہ اس طرح خود ان کے لیے مشکل درپیش ہوگی۔ انہوں نے کہا اب اس پر اپنے پھندے پھینک دینا چاہئیں انہوں نے اک مثلث بنایا اور اس پر تینوں طرف سے اس پر جھپٹنے کی کوشش کرنے لگے۔

شعبان کو سمندر میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوگیا۔ وہ رک گیا اور ان تینوں کو دیکھنے لگا۔ نجانے اس کی دیکھنے کی قوت کیا تھی لیکن رابرٹ ہاک اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ وہ پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہے۔ تب رابرٹ ہاک نے وہ مشینی پھندا اس کی طرف پھینکا جس سے اسے آسانی سے جکڑا جاسکتا تھا۔ اس مشینی پھندے میں ایک خاص قسم کا تار لگا ہوا تھا جو نائلون سے بنایا گیا تھا۔ پھندا اس کے قریب پہنچا تو اچانک ہی شعبان نے سمندر میں غوطہ لگا کر اس پھندے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے اس نے مارک کو اپنی طرف جانب کھینچا۔ مارک پانی میں قلابازیاں کھا گیا تھا۔ لیکن اسی دوران رابرٹ ہاک اور ڈیوڈ نے اپنی کارروائیاں شروع کر دیں۔ رسیوں کے پھندے اس کی جانب لپکے لیکن یہ ایک حیرت ناک بات تھی کہ شعبان غیر معمولی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور غیر معمولی پھرتی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے آپ کو ان پھندوں کی گرفت سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور درحقیقت وہ تینوں نروس ہوگئے تھے۔ کیونکہ انہیں اپنی ناکامی سامنے نظر آرہی تھی۔

شعبان جگہ تبدیل کرتا رہا۔ غالباً وہ ان سے دور نکل جانا چاہتا تھا لیکن یہ ان کی آخری کوشش تھی اس کے بعد نہیں کہا جاسکتا تھا کہ مزید کامیابی کے لیے انہیں کیا کرنا ہوگا چنانچہ وہ اپنی اس کوشش کو انتہائی حد تک پہنچانا چاہتے تھے اور اس کے نتیجے میں وہ اس سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتے جارہے تھے۔ مشینی ذریعے سے پھینکی جانے والی رسی کے پھندے ان کی انتہائی کوششوں کے باوجود ناکام رہے تھے۔ اور شعبان ان میں نہیں جکڑ سکا تھا۔ لیکن پھر رابرٹ ہاک کا ایک پھینکا ہوا پھندہ اس کے شانوں کے گرد کس گیا اور رابرٹ ہاک نے خوشی سے گردن ہلائی۔ شعبان اس پھندے میں پھنس گیا تھا۔ رابرٹ ہاک برق رفتاری سے اس کی جانب تیرنے لگا۔ اس کے خیال میں اب اس کا کام ہوگیا تھا۔ یہی کوشش ڈیوڈ اور مارک نے کی تھی اور اس طرح وہ شعبان کو پانی میں دیکھ رہے تھے۔ البتہ انہوں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے انداز میں غصے کے تاثرات ہیں۔ وہ اس کے چند گز کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئے۔ اور یہ کوشش کرنے لگے کہ اسے زیادہ سے زیادہ جکڑ لیا جائے۔

لیکن اس وقت ان کی حیرت اور خوف کا ٹھکانہ نہ رہا جب انہوں نے دیکھا کہ شعبان نے اپنے دونوں ہاتھ نائلون کی رسی پر رکھے اور اس کے بعد اس نے طاقت لگا کر رسی توڑ دی یہ ایک ناقابل یقین بات تھی۔ نائلون کی یہ موٹی رسی بے پناہ مضبوط ہوتی تھی اور اسے توڑنا انسانی بس کی بات نہیں تھی۔ سوائے اس کے اسے کاٹا ہی جاسکتا تھا لیکن رسی کا ٹوٹنا ان لوگوں کے لیے حیرت کی بات تھی کہ وہ چند لمحات کے لیے گم صم رہ گئے۔ شعبان خونی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گردن جھٹکی اور سمندر میں ایک گہرا غوطہ لگا کر نکل جانے کی کوشش کی لیکن مارک نے ایک بار پھر رسی کا پھندہ اس پر استعمال کیا تھا۔ شعبان اس پھندے کی زد میں نہیں آیا بلکہ اچانک ہی وہ اوپر کی جانب اٹھنا شروع ہوگیا تھا۔ جیسے اب ان سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ تینوں سوچ بھی نہیں سکے کہ شعبان کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن شعبان کے دونوں ہاتھ پھیل گئے تھے اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ان کے تصور سے باہر کی بات تھی۔ شعبان نے ہاتھ بڑھا کر ان کے آکسیجن ماسک اور سیلنڈر کے درمیانی سسٹم کو پکڑ لیا اور پھر آکسیجن سلینڈر ٹوٹ کر انکے جسم سے جدا ہوگئے تھے اور ماسک ان کے چہروں سے نچ گئے تھے۔ یہ کام رابرٹ ہاک اور اس کے ساتھی مارک کے ساتھ ہوا تھا ڈیوڈ ابھی بچا ہوا تھا۔ چنانچہ عقب سے ڈیوڈ نے یہ کوشش کی کہ شعبان کو پکڑ لے لیکن شعبان اب اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔ دوسری جانب رابرٹ ہاک اور اس کے ساتھی مارک کی بری حالت تھی۔ پانی میں بغیر آکسیجن ماسک کے اتنی گہرائیوں میں تھے کہ اگر اوپر پہنچنے کی کوشش بھی کرتے تو

اس میں بآسانی کامیابی نہ ہوتی۔ پانی سے ان کے دم گھٹے جا رہے تھے۔ ڈیوڈ کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ شعبان نے اس کا ماسک بھی نوچ کر اس کے چہرے سے پھینک دیا تھا اور آکسیجن سیلنڈر کو اس کی کمر سے جدا کر کے پانی کی گہرائیوں میں جانے دیا تھا۔ وہ تینوں بے یارو مددگار تھے۔ پانی میں ان کے دم گھٹے جا رہے تھے اور ان کا ذہن ان کا ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا۔ چند ہی لمحات کے بعد ان کی ناک اور منہ میں پانی اتنا بھر گیا کہ اب ان کے لیے سانس لینا مشکل ہوگیا۔ سب سے پہلے انہوں نے مارک کو ہی کسی مردہ مچھلی کی مانند پانی کی گہرائیوں میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دیکھا تھا اور اس کے بعد ان کے پاس بھی سوچنے سمجھنے کے لیے حواس نہ رہ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی پانی کے اندر مردہ ہوگئے تھے لیکن شعبان نے ان کی جانب توجہ نہیں دی وہ ان تینوں سے نجات حاصل کرنے کے بعد تیرتا ہوا آگے نکل گیا تھا۔

شونی گاؤ نے حیران نگاہوں سے اس آدمی کی بیٹی کو اپنی رہائش گاہ کے دروازے پر دیکھا اور پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور جھک کر بولا۔

"اوہ۔ مسٹر ٹویوڈا کی بیٹی غالباً تمہارا نام تنویا ہے"۔

"ہاں مسٹر شونی گاؤ میں تنویا ہوں"۔

"حیرت ہے مجھے تم اور میرے گھر کے دروازے پر کہو تمہارا آنا کیسے ہوا؟"

"یہاں میرا دوست شعبان رہتا ہے"۔

"اوہو ہمارا مہمان شعبان"

"جی۔ میں انہی سے ملنے آئی ہوں"۔

"ضرور...... ضرور اگر وہ تمہارا دوست ہے تو مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ کم از کم کوئی شخصیت ہمارے درمیان دوستی کا رشتہ قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ آؤ اندر آؤ"۔ شونی گاؤ کسی کام سے باہر جارہے تھے۔ لیکن اتنے بڑے آدمی کی بیٹی کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر وہ حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکے تھے اور پھر اس کی پذیرائی بھی بے حد ضروری تھی۔ چنانچہ وہ محبت کے ساتھ اس کو اس کمرے تک لے گئے جو دردانہ اور شعبان کے لیے مخصوص کیا گیا تھا لیکن دردانہ میڈم یائی کے ساتھ باہر ہی موجود تھی۔ تنویا کو دیکھ کر دونوں کے چہروں پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ وہ شاید چند لمحات پہلے اسی کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں۔ مسٹر شونی گاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو یائی کون آیا ہے۔ وہ جو اس سے پہلے ہمارے گھر کبھی نہیں آئے لیکن تمہارے مہمانوں کی برکت سے اتنے بڑے بڑے لوگ شونی گاؤ جیسے غریب آدمی کی رہائش گاہ کی جانب رخ کرنے لگے ہیں۔ یہ تنویا ہے مسٹر ٹویوڈا کی بیٹی۔ دونوں نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ تنویا گردن خم کر کے بولی۔

"سوری لیڈیز ممکن ہے میری آمد آپ کے کسی مشغلے میں خلل انداز ہوئی ہو لیکن براہ کرم اگر شعبان موجود ہوں تو انہیں میرے آنے کی اطلاع دی جائے"۔

دردانہ نے خود کو سنبھال کر پر اخلاق لہجے میں کہا۔

"آؤ۔ تمہارا ہم لوگوں سے کوئی باقاعدہ تعارف نہیں ہے لیکن شعبان کی زبانی میں سن چکی ہوں کہ تم دونوں کے درمیان دوستی قائم ہوگئی ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ آج شعبان بہت دیر تک سوتے رہے ہیں ابھی ابھی میں نے انہیں جگا کر باتھ روم میں بھیجا ہے۔ اس وقت تک تم ہمارے کمرے میں آکر بیٹھو ہم سے گفتگو کرو۔ شعبان ابھی آنے ہی والے ہیں"۔ اس نے گردن خم کی اور یائی کو اور دردانہ اسے اپنے ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں پہنچ گئیں۔ دردانہ نے گہری نگاہوں سے تنویا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہو تمہارے مشاغل کیا ہیں۔ کیا تم بھی اپنے باپ کے ساتھ سمندر کے سینے سے موتی نکالنا پسند کرتی ہو۔ یا تمہارے مشغلے اس سے مختلف ہیں"۔ تنویا مسکرائی اور اس نے کہا۔

"نہیں آنٹی مجھے موتی نکالنا نہیں آتا۔ یہ کام میرے باپ ہی کا ہے تاہم بچپن سے مجھے سمندر سے دلچسپی ہے اور سمندر میں تیرنا میرا محبوب مشغلہ ہے"۔

"شعبان تمہیں کیسا لگا؟" دردانہ نے تجسس سے

گھورتے ہوئے کہا اور تنویا کے چہرے پر ایک عجیب سی سرخی پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"شعبان بہت اچھے آدمی ہیں اور مجھے صرف اس بات کا دکھ ہے کہ وہ یہاں سے چلے جائیں گے"۔

"جو لوگ جانے والے ہوتے ہیں ان سے بہت زیادہ گہری دوستی نہیں کرنا چاہیئے"۔ دردانہ نے کہا۔

"کیوں آنٹی کیا دوست کہیں اور نہیں مل سکتے۔ میرا مطلب ہے اگر دوستی اتنی گہری ہو تو فاصلے کچھ نہیں رہ جاتے۔ شعبان اگر یہاں سے چلے گئے تو میں انہیں ان کے وطن میں تلاش کر لوں گی اور آنٹی اور..... اور..... وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئی۔ دونوں خواتین سنسنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس کی کیفیت چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ وہ شعبان کو چاہنے لگی ہے۔ اتنی دیر میں شعبان بھی وہاں پہنچ گیا اور اس کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔

"اوہ! تم یہاں آگئیں، میں معذرت خواہ ہوں تم سے وعدے کے مطابق ساحل پر نہ پہنچ سکا۔ آج ذرا کچھ زیادہ دیر تک سو گیا آنٹی آپ نے تنویا کی کوئی خاطر نہیں کی....."

"انہیں یہاں آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی شعبان"۔ دردانہ نے جواب دیا اور میڈم اپنی جگہ سے اٹھ گئی پھر اس نے کہا۔

"کیوں نہیں یہ تو میری ذمے داری ہے۔ میں ابھی تنویا کے لیے کچھ لاتی ہوں"۔

"سوری آنٹی۔ آپ کو واقعی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں میں تو ناشتہ کر کے چلی تھی لیکن میرے خیال میں مسٹر شعبان ابھی ناشتہ کریں گے"۔

"ہاں..... اور تم میرے ساتھ ناشتے میں شرکت کرو گی"۔ شعبان نے کہا اور وہ ہنس کر خاموش ہو گئی۔ بہر طور دردانہ اور یائی کو نے اپنا رویہ فوراً ہی تبدیل کر لیا اور پھر ناشتے پر کچھ زیادہ ہی لوازمات لائے گئے۔ یائی کو نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے تنویا کہ یہ سب کچھ تمہارے شایان شان نہیں لیکن پھر بھی ہماری مہمان نوازی قبول کرو"۔

"آپ کیسی باتیں کرتی ہیں میڈم۔ میں تو خلوص دل سے آپ کی عزت کرتی ہوں"۔

ناشتے کے بعد شعبان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو میں تنویا کے ساتھ ساحل کی سیر کو نکل جاؤں"۔ منع کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ البتہ دونوں خواتین معنی خیز نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھیں۔ اور ان کے باہر نکلنے کے بعد انہوں نے شاید آپس میں کچھ فقروں کا تبادلہ بھی کیا تھا۔

"تمہیں آج کچھ زیادہ ہی گہری نیند آئی شعبان....."

"ہاں۔ بس یونہی"۔ شعبان نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا اور پھر ایک سمت دیکھتا ہوا بولا۔

"ارے اس طرف کیا ہو رہا ہے"۔ اس نے بہت سے لوگوں کو ساحل کے ایک حصے پر دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پولیس والے بھی نظر آرہے تھے۔ اور پولیس کی کئی گاڑیاں وہاں موجود تھیں۔ تنویا نے بھی اس طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں ہوسکتا ہے کوئی واردات ہو گئی ہو۔ ہمیں اس طرف نہیں چلنا چاہیئے۔ آؤ چہل قدمی کرتے ہیں۔ وہ لمبا راستہ کاٹ کر دوسری جانب نکل آئے۔ تب تنویا نے کہا۔

"آج تمہیں میرے ڈیڈی سے ضرور ملنا ہوگا"۔

"میں نے تو کل بھی منع نہیں کیا تھا"۔

"ہاں۔ ڈیڈی نے تم سے ملنے کی فرمائش کی لیکن انہوں نے دوپہر کو مجھ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اتفاق سے آج وہ ایک اہم حصے میں موتیوں کی تلاش پر جا رہے ہیں چنانچہ یہ رات ان کی ساحل پر ہی گزر جائے گی۔ البتہ آج کے لیے انہوں نے خصوصی درخواست کی ہے کہ میں ان سے تمہاری ملاقات کرا دوں"۔

"شعبان شانے ہلا کر خاموش ہو گیا تھا۔ معمول کے مطابق انہوں نے ساحل پر بہت سا وقت گزارا اور پھر دونوں جدا ہونے لگے تو تنویا نے کہا۔

"تمہارے ساتھ گزرنے والا وقت تو یوں لگتا ہے جیسے پر لگا کر اڑ جاتا ہے۔ ٹھیک سات بجے میری گاڑی تمہیں لینے کے لیے پہنچ جائے گی"۔

"شعبان نے گردن ہلا دی تھی اور اس کے بعد دونوں اپنے اپنے راستوں پر چل پڑے۔

آج دردانہ شاید خصوصی طور پر شعبان کا انتظار کر رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر مسکرائی اور پھر بولی۔

"یوں لگتا ہے جیسے قصبہ ہشویا میں تمہارا دل بہت زیادہ لگ گیا ہے۔ کیا خیال ہے۔ یہاں سے واپسی کے بارے میں کیا ارادہ ہے"۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے دردانہ کو دیکھا تھا۔

"آنٹی۔ یہ تو آپ کی مرضی ہے جب بھی آپ یہاں سے واپسی کا ارادہ کریں گی۔ میں آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جاؤں گا۔

"ایک سوال کرنا چاہتی ہوں تم سے یہ لڑکی تنویا شاید تمہیں بہت پسند آئی ہے؟"

"ہاں آنٹی وہ مجھے بے حد پسند ہے"

"شعبان برا نہ ماننا جو کچھ تم سے پوچھ رہی ہوں وہ میرے لیے معلوم کرنا بے حد ضروری ہے۔ تم اب اس قدر بڑے ہو چکے ہو کہ تم سے گفتگو کرتے ہوئے بعض اوقات مجھے خود بھی شرم آتی ہے لیکن میں نے جس طرح تمہارے ساتھ لمحات گزارے ہیں انہوں نے مجھے یہ ہمت بخشی ہے کہ میں تم سے ہر طرح کا سوال کر سکوں"۔

تو پھر اتنی باتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے آنٹی آپ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتی ہیں بے دھڑک پوچھیں"۔

"کیا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو؟"

"ہاں آنٹی..... وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے اور جو اچھا لگتا ہے اس سے محبت تو ہو ہی جاتی ہے"۔

"کیا تم اس سے شادی کرنا چاہو گے؟"

"نہیں آنٹی بالکل نہیں۔ میرے ذہن کے کسی گوشے میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے"۔

"کیا مطلب۔ اگر وہ تمہیں میرا مطلب ہے اگر تم دونوں جدا ہو جاؤ تو تمہیں دکھ نہیں ہوگا"۔

"دکھ تو ہوگا مگر اتنا جتنا دو دوستوں کے جدا ہو جانے سے ہو جاتا ہے۔ میں اس سلسلے میں کوئی خاص بات تو نہیں سوچا!"

"اوہ۔ تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو ایک مرد کی حیثیت سے کیا تم اس لڑکی سے متاثر ہو۔ کیا تم اسے اپنی قربت دینا چاہتے ہو؟"

"نہیں آنٹی۔ میرے ذہن میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے۔ وہ صرف میری اچھی دوست ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ میرے دل میں نہیں آتا۔ میں ان تمام چیزوں سے واقف نہیں ہوں۔ لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں لیکن میں نے ان پر کبھی غور ہی نہیں کیا"۔

"اوہ۔ میرے خدا میں بلاوجہ تشویش کا شکار ہو گئی تھی۔ ہاں شعبان یہ سچ ہے کہ نوجوانی کی عمر کھو جانے کی عمر ہوتی ہے اور نوجوان لڑکیاں نوجوان لڑکوں سے محبت کرتی ہیں اور اسی طرح لڑکے لڑکیوں سے لیکن اس کے لیے ہمیں عقل کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے"۔

"میں نے ان سب باتوں پر کبھی غور نہیں کیا۔ وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ اچھی گفتگو کرتی ہے اچھے انداز میں ملتی ہے بس مجھے اتنا پسند ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر وہ کوئی لڑکا ہوتی تب بھی شاید مجھے اس سے اتنی ہی محبت ہوتی۔

"اوہ۔ لیکن اس کی نگاہوں میں فرق ہے"۔

"میں سمجھا نہیں"۔

"شاید وہ تمہیں چاہنے لگی ہے"۔

"اس نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی آنٹی لیکن اس کے دل میں ایسا کوئی تصور جاگا تو میں اس سے معذرت کر لوں گا۔ چوں کہ میری منزل وہ نہیں ہے جو وہ یا اور کوئی سوچ سکتی ہے۔ میں تو گہرے پانیوں کی کھوج چاہتا ہوں کہ سمندر کی گہرائیاں دیکھ لوں اور اس کے لیے مجھے ایک طبعی عمر درکار ہے اور شاید فرصت بھی، کچھ اور نہ سوچنے کے لیے"۔ دردانہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ اس نے شعبان کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"تب مجھے کوئی فکر نہیں ہے"۔

شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ معمول کے مطابق وہ اپنے کاموں میں مصروف رہا۔ بہترین طریقے سے تیاریاں کیں اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔ جو کسی

خاص وجہ ہی سے ہو سکتی تھی۔ ٹھیک سات بجے ٹیوڈا کی گاڑی وہاں پہنچ گئی۔ شعبان اطمینان سے اس میں بیٹھ کر چل پڑا۔ گاڑی نے ٹیوڈا کی خوبصورت رہائش گاہ پر شعبان کو اتار دیا۔ یہاں تنویا نے اس کا پر جوش خیر مقدم کیا تھا اور پھر وہ اسے ساتھ لیے ہوئے اپنی رہائش گاہ کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں اس کا قیام رہتا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو شعبان تمہاری یہاں آمد پر مجھے جس قدر مسرت ہوئی ہے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ویسے ڈیڈی ٹھیک سوا آٹھ بجے یہاں پہنچ جائیں گے۔ انہوں نے اس بات کی اطلاع ٹیلیفون پر دی ہے۔ اگر تم چاہو تو اس دوران میں دلدا جان سے تمہاری ملاقات کرا دوں۔ کیونکہ تم ان کے لیے پسندیدہ ترین شخص بن چکے ہو"۔ شعبان نے شانے ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ وہ اسے ساتھ لیے ہوئے بوڑھے فیوجی کی رہائش گاہ پر پہنچ گئی جہاں فیوجی نے اس کا پر تپاک خیر مقدم کیا تھا۔

"میرے نوجوان دوست کہو کیا مشاغل چل رہے ہیں۔ تمہارے سمندر کے کھیل جاری ہیں یا آرام کر رہے ہو؟"

"سمندر اتنا دلکش ہے کہ اس سے دور رہنا ممکن نہیں ہوتا میرا اس سے گہرا ربط ہے اور ہم دوست ہیں"۔

"ہاں جسے سمندر کی دوستی حاصل ہو جائے وہ خوش نصیب ہے۔ لیکن بہت کم لوگ یہ فخر حاصل کر پاتے ہیں"۔

"آپ نے سمندر میں ایک موتی دیکھا تھا جس کی آپ نے تصویر بنائی تھی مجھے موتی کی کہانی اتنی پسند آئی کہ میں اس کے سحر میں گرفتار ہو گیا"۔

"وہ لیکن میں تمہیں اس کی تلاش کی اجازت کبھی نہیں دوں گا اسے بس ایک تصور کی حد سے رہنے دیا جائے"۔

"لیکن سمندر میرا دوست ہے میں نے اس سے موتی مانگا تو اس نے انکار نہ کیا"۔ شعبان نے کہا اور فیوجی حیران رہ گئے۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں ..... انہوں نے کہا۔

شعبان نے ایک بڑا موتی نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ دودھیا روشنی کی کرنیں منعکس ہونے لگیں اور فیوجی کا سانس رک گیا۔ تنویا خود بھی چونک پڑی موتی کو دیکھ کر دونوں سحر زدہ ہو گئے تھے۔ لیو فیوجی اپنا چہرہ موتی کے بالکل قریب لے آئے تھے۔ تنویا کی کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں تھی۔ دونوں پر دیر تک سکتہ طاری رہا پھر مسٹر لیو فیوجی نے چہرہ اوپر اٹھا کر شعبان کو دیکھا اور پھٹی پھٹی آواز میں بولے۔

"یہ ..... یہ ..... موتی تمہارے پاس تمہیں .....

وہ شدت حیرت سے جملہ پورا نہ کر پائے۔

"آپ نے سمندر میں اس کی موجودگی کا یقین دلایا تھا مجھے پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ یہ موتی سمندر میں ہو اور میں اسے تلاش نہ کر سکوں"۔

"تم نے اسے کہاں سے نکالا ....."

"صحیح سمت کا میں تعین نہیں کر سکتا فیوجی۔ سمندر کی تہہ میں کسی چیز کو تلاش کرتے کہیں سے کہیں نکلا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں وہ جگہ نہیں بتا سکتا جہاں یہ موجود تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہ سمندر کی تہہ میں کیچڑ میں دب گیا تھا۔ البتہ موتی کہیں بھی ہوں اپنی جگہ کا اعلان کرتے رہتے ہیں اور یہ میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا"۔

"مگر تم نے اسے کب تلاش کیا؟"

"رات کی تاریکیوں میں۔ ایسے موتی رات کی تاریکیوں میں نمایاں ہو جاتے ہیں"۔

"تم سچ کہتے ہو تم واقعی سچ کہتے ہو۔ اگر تم اجازت دو تو میں اسے اپنے ہاتھ میں اٹھا کر دیکھوں"۔

تنویا کے چہرے پر مسرت اس طرح منجمد ہو گئی تھی کہ وہ ایک پھول کی مانند شگفتہ نظر آ رہی تھی اس کی آنکھوں میں طلب تھی اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر یہ موتی حاصل ہو جائے تو اسے تحفے میں دے دیا جائے۔ اس کے خیال کے مطابق اب تنویا اس موتی سے کہیں زیادہ قیمتی تھی۔ شعبان کے لیے اور اس کے حقدار کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ شعبان نے نرم لہجے میں کہا۔

"معزز بزرگ آپ اسے ضرور دیکھیے اور اس بات کی

تصدیق کیجیے کہ کیا یہ وہی موتی ہے؟"

"تصدیق کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ شعبان میری نگاہیں ابھی کمزور نہیں ہوئی ہیں"۔

بوڑھے فیوجی نے کانپتے ہاتھ موتی کی جانب بڑھائے اور اسے اٹھا کر ہتھیلی پر رکھ لیا۔ وہ اس کے وزن اس کی ساخت اور اس کی سچائی پر غور کر رہا تھا۔ تنویا اس موتی کی انوکھی چمک دیکھ رہی تھی جو ذہنوں کو لپیٹ لینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ تب بوڑھے لیو فیوجی نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"ہم اس موتی کی قیمت کا تعین نہیں کر سکتے۔ قدر کرنے والے اس کے لیے اپنے خزانوں کو خالی کر دیں گے اور بلاشبہ یہ بے مثل ہے۔ میں نے اسے ایک نگاہ دیکھا تھا اور اس کی تصوراتی تصویر بنائی تھی لیکن اگر تم مجھے اجازت دو میرے دوست شعبان تو میں اب اس کی حقیقی تصویر بنا لوں۔ تاکہ میں اپنے شناساؤں کو فخر سے یہ بات بتا سکوں کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ ایک ٹھوس سچائی ہے اور میری تصویر صرف خیالی تصویر نہیں ہے کیونکہ بہت سے ذہنوں میں یہ بات ہو گی کہ میں سمندر کے بارے میں صرف تصوراتی خاکے پیش کرتا ہوں"۔ بوڑھے نے موتی واپس اس کی جگہ رکھ دیا اور شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے موتی کو دوبارہ اٹھایا اور بڑے احترام سے لیو فیوجی کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس موتی کو میری ملکیت سمجھتے ہیں اور اس لیے مجھ سے اس کی تصویر بنانے کی اجازت لے رہے ہیں تو میں یہ نہایت احترام سے آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میری طرف سے اسے ایک تحفے کے طور پر قبول فرمائیے۔ تنویا کا چہرہ ایک دم پھیکا پڑ گیا۔ وہ یہ بات خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ ایسا ہو جائے گا۔ لیکن لیو فیوجی کی کیفیت دوسری ہو گئی تھی اس کا سانس تیز تیز چلنے لگا تھا پھر اس نے عجیب سے لہجے میں کہا جس میں حسرت جھلک رہی تھی۔

"نہیں میرے بچے۔ میرے بہترین ساتھی شاید تم اسے عدم واقفیت کی بنا پر میرے حوالے کر رہے ہو۔ ہو سکتا ہے تم بہت دولت مند گھرانے سے تعلق رکھتے ہو لیکن یہ موتی تمہاری مالی حیثیت میں چار چاند لگا دے گا"۔

"بعض چیزوں کو قیمت کی پرکھ نہیں دی جاتی۔ معزز بزرگ بلکہ ان کی ایک الگ حیثیت ہوتی ہے جو نہ بیچی جاتی ہے نہ خریدی جاتی ہیں۔ یہ سمندر کا تحفہ ہے اس کی قیمت کا تعین کیے بغیر میں صرف اس لیے آپ کو پیش کر رہا ہوں کہ اس کا تصور آپ کے ذہن میں تھا۔ اب یہ آپ کو اختیار ہے کہ اسے کس طرح اپنی تحویل میں رکھتے ہیں اس کی قیمت کا تعین کر کے یا اس کے انوکھے پن کا۔ بہرطور میں یہ تحفہ آپ کو پیش کر چکا ہوں اور دوستوں کے دیئے ہوئے تحفے ٹھکرائے نہیں جاتے۔ تاہم اس کی قیمت پر کوئی گفتگو میرے لیے پسندیدہ ہو گی۔ جہاں تک میری مالی حیثیت کا تعلق رہا سمندر وسیع ہے اور اس کی آغوش میرے لیے کھلی ہوئی نہ جانے کیا کیا مجھے اس سمندر سے حاصل ہو سکتا ہے"۔

"تو یہ ..... تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے اور تم نے یہ موتی مجھے تحفے کے طور پر پیش کر دیا"۔ لیو فیوجی کو شاید اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"اس کی کہانی میرے پاس سے اس وقت سے ختم ہو گئی اور اب یہ آپ کی ملکیت ہے میں اس کے بارے میں آپ سے مزید گفتگو نہیں کروں گا"۔

"آہ۔ کون ہو تم ..... تم کون ہو ..... آخر تم کون ہو۔ میں اتنے وسیع انسان کو شاید سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ تمہارا یہ تحفہ مجھے خلوص دل سے قبول ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے پاس اس کے جواب دینے کے لیے اتنی قیمتی شے کوئی نہیں ہے۔ لیکن اس جگہ جہاں میں موجود ہوں سمندر کے لاتعداد نوادرات ہیں جو کچھ بھی یہاں ہے اگر اس میں سے تمہیں کچھ پسند ہو تو میں اسے تمہاری نظر کر کے انتہائی خوشی محسوس کروں گا"۔ لیو فیوجی نے کانپتی آواز میں کہا۔

"میں آپ سے ضرور کچھ طلب کروں گا۔ معزز بزرگ

لیکن فوراً ہی نہیں بعد میں، میں اپنی طلب آپ کو بتا دوں گا۔ بلاشبہ آپ کے پاس ایک ایسی چیز موجود ہے جو میری آرزو ہے"۔

"اگر تم اس وقت مانگ لیتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی"۔

"نہیں معزز بزرگ ابھی اس بات کو جانے دیجئے۔

شعبان نے کہا تنویا ساکت و جامد کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر غم کی پرچھائیاں رقصاں تھیں۔ اسے نجانے کیوں یہ احساس ہو رہا تھا کہ شعبان نے اس کی نفی کی ہے اور اس کی محبت کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے اس کی توہین کر ڈالی ہے۔ تاہم چونکہ ایسی کوئی بات زبانی طور پر نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ کسی ردعمل کا اظہار بھی نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ وہ اس دوران بالکل خاموش کھڑی رہی تھی۔ تبھی ایک ملازم نے باہر سے آ کر بتایا کہ مسٹر ٹوبوڈا آ گئے ہیں اور ان دونوں سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ شعبان نے تنویا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا ہم چلیں؟" بوڑھے لیوفیوجی نے کہا۔

"تم لوگ جاؤ میں بھی ابھی تھوڑی دیر کے بعد آتا ہوں"۔ تنویا سست سے قدموں سے آگے بڑھ گئی اور شعبان بھی اس کے ساتھ چل پڑا بہت بڑے وسیع اور خوبصورت ڈرائنگ روم میں ٹوبوڈا نے ان کا استقبال کیا۔ وہ چمکدار نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہے تھے۔ اس سے پرجوش مصافحہ کر کے انہوں نے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"میں تم سے مل کر بے پناہ خوشی محسوس کر رہا ہوں اور مجھ تمہارا نام شعبان بتایا گیا ہے"۔

"میں بھی آپ سے متعارف ہوں مسٹر ٹوبوڈا اور آپ سے مل کر بے پناہ خوش بھی"۔

"بے حد شکریہ۔ کیا میں تم سے تمہارے بارے میں تفصیلات پوچھ سکتا ہوں"۔

"میری کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اپنے وطن سے یہاں سیر و سیاحت کے لیے آیا ہوں ٹوکیو شہر دیکھا اور اس کے حسین ترین مقامات کی سیر کی اور پھر میری استاد میڈم یائی کو نے مجھ سے اپنے قصبے ہنٹویا کا تذکرہ کیا اور میں ان کے ساتھ یہاں آ گیا۔ ہنٹویا بہت خوبصورت جگہ ہے اور یہاں آپ جیسے لوگوں سے ملاقات کر کے مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے"۔

"اوہ۔ تم شاید شونی گوڈ کی بیٹی یاؤ کی بات کر رہے ہو۔ لیکن وہ تمہاری استاد کیسے ہوئی؟"

"انہوں نے مجھے جاپانی زبان سکھائی ہے"۔

"ویری گڈ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم جاپانی زبان میں بھی گفتگو کر سکتے ہو"۔ ٹوبوڈا نے کہا۔

"جی"۔ شعبان نے جواب دیا۔

"واقعی تم حیرت انگیز نوجوان ہو۔ ویسے اپنے وطن میں تمہارے مشاغل کیا ہیں؟"

"زیر تعلیم ہوں ابھی اور علم کے حصول کے لیے سرگرداں رہتا ہوں"۔

"سنا ہے تمہیں تیرنے سے بہت زیادہ دلچسپی ہے اور سمندر تمہاری توجہ کا مرکز ہے؟"

"ہاں سمندر مجھے بے حد پسند ہے"۔

"ویسے تم نے تیرنے کی تربیت کسی خاص جگہ سے حاصل کی ہے؟" ٹوبوڈا نے سوال کیا۔

"جی نہیں....."

"تمہارا اس سلسلے میں کیا نظریہ ہے۔ انسان آکسیجن کے بغیر سمندر کی گہرائیوں میں کتنی دور تک جا سکتا ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا لیکن میں سمندر کی گہرائیوں میں کسی بیرونی ذریعے کے بغیر بہت دیر تک رہ سکتا ہوں"۔

"کیا تم اس کی تہہ تک پہنچ سکتے ہو؟"

"ہاں مجھے اس میں کوئی خاص دقت نہیں ہوتی"۔

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ تم نے کوئی خاص مشق کی ہے؟"

"نہیں بس بچپن ہی سے مجھے سمندر میں تیرنے کا شوق ہے اور اس کی گہرائیاں مجھے خوفزدہ نہیں کرتیں"۔

"تب تم دنیا کے حیرت انگیز نوجوان ہو۔ ویسے کیا تم

نے کبھی یہ اندازہ لگایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ کتنی دیر تک تم سمندر کی گہرائیوں میں رہ سکتے ہو۔ دراصل یہ سوالات میں اس لیے کر رہا ہوں مائی ڈیئر شعبان کہ میں خود موتیوں کا تاجر ہوں اور سمندر میری خاص دلچسپی کا مرکز ہے"۔

"میں نے کبھی کوئی اندازہ نہیں لگایا۔ لیکن میرا خیال ہے میں وہاں بہت وقت گزار سکتا ہوں"۔

"ہنٹویا میں تمہارا قیام کب تک ہے؟"

"میرا خیال ہے اب زیادہ وقت یہاں صرف نہیں کروں گا کیونکہ میری آنٹی دروانہ کہہ رہی ہیں کہ اب واپسی کا ارادہ رکھتی ہیں"۔

"کوئی وقت متعین کیا تم نے واپسی کے لیے؟"

"ابھی نہیں....."

"بہرحال مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ارے ہاں آج ایک عجیب و غریب واردات ہوئی ہے یہاں۔ تین انسانی لاشیں ساحل سمندر سے آ لگی ہیں۔ تینوں غیر ملکیوں کی ہیں اور پولیس ابھی تک شناخت کرنے میں ناکام رہی ہے کہ یہ کون تھے ان کے کاغذات سے بھی کوئی پتہ نہیں چلا۔ یہاں وہ جس جگہ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ان کا مختصر سا سامان ضرور ملا ہے۔ لیکن وہ ان کی نشاندہی نہیں کرتا۔ تم تو ایسے کسی غیر ملکی کو نہیں جانتے جو یہاں آیا ہوا ہو؟"

"نہیں....."

شعبان نے سرد لہجے میں جواب دیا اور اس وقت لیوفیوجی اندر داخل ہو گئے۔ ٹوبوڈا احتراماً کھڑے ہو گئے تھے۔ باقی لوگ بھی ان کا استقبال کرنے لگے تھے۔ لیوفیوجی آگے بڑھ گئے۔

"تم نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا تھا نا ٹوبوڈا۔ آج تمہیں اس سے ملاقات کر کے کیسا لگ رہا ہے؟"

"بہت حیرت انگیز نوجوان ہے یہ بلاشبہ میں نے اپنی سمندری زندگی میں ایسا عجوبہ اس سے پہلے نہیں دیکھا"۔

"اس نے تو میری سوچ کی تاریخ ہی بدل دی ہے ٹوبوڈا۔ بیٹھو میں تمہیں ایک ایسی شے دکھاتا ہوں جسے دیکھ کر تم حیران رہ جاؤ گے"۔ لیوفیوجی نے کہا اور ٹیوڈا انہیں دلچسپ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ تب انہوں نے وہ موتی نکال کر ٹوبوڈا کے سامنے رکھ دیا اور ان کے جسم کو جیسے ایک جھٹکا سا لگا۔ ان کی کیفیت بھی عام لوگوں سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ وہ دیر تک موتی کو دیکھتے رہے اور ان کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔ پھر انہوں نے اسے چھو کر دیکھا اور گہری سانس لے کر لیوفیوجی کو دیکھنے لگے۔ پھر بولے۔

"کیا یہ وہی موتی نہیں معزز والد جس کی تصویر آپ نے بنائی تھی۔ اور جو اس وقت تنویا کے بیڈ روم میں لگی ہوئی ہے"۔

"آہ..... میں شدت حیرت سے پاگل ہو جاؤں گا آپ کو اس موتی کی قدر و قیمت کا اندازہ ہے؟"

"مجھے تو اس کا اندازہ ہے ٹیوڈا لیکن تم بتاؤ تم تو اسے ایک روایتی موتی قرار دیتے تھے۔ میری بات کو صرف ایک کہانی تصور کرتے تھے"۔

"میں حیران ہوں۔ یہ موتی آپ کو کہاں سے حاصل ہوا؟"

"وہیں سے جہاں میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا"۔

"مگر کیسے سمندر کی گہرائیوں سے یہ موتی آپ تک کیسے پہنچ گیا؟"

ٹوبوڈا نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا اور مسٹر لیوفیوجی کی طرف دیکھنے لگے پھر بولے۔

"میرا دوست شعبان"۔ لیوفیوجی نے شعبان کی طرف اشارہ کر کے کہا اور ٹوبوڈا ساکت نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگا۔ دیر تک وہ خاموش رہا اور پھر دفعتاً ہی اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت پھیل گئی اس نے شعبان کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر بولا۔

"مسٹر شعبان یہ موتی آپ نے سمندر سے نکالا ہے؟"

"ہاں! معزز لیوفیوجی نے مجھے اس کی کہانی سنائی اور مجھے اس کہانی پر یقین آ گیا۔ تب میں نے ان سے اس موتی کے بارے میں مختصر معلومات حاصل کیں اور پھر سمندر کی گہرائیوں میں اسے تلاش کیا یہ مجھے حاصل ہو گیا"۔

"کیسے..... مگر کیسے....."

سمندر کی گہرائیوں سے لانا بہت مشکل کام نہیں تھا۔ موتی مجھے آواز دیتے ہیں"۔ لویوڈا ہیجان کا شکار ہو گیا تھا پھر اس نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"کیا کسی نے یہ موتی نکالنے میں تمہاری مزاحمت کی...؟"

"نہیں..... وہاں سمندر کی گہرائیوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ ہاں ایک دن پہلے کی بات ہے کہ میں نے وہاں چند افراد کو دیکھا تھا۔ جنہوں نے مجھ پر روشنیاں ڈالیں تھیں اور میں انہیں نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا"۔

"ہوں۔ کچھ اور لوگ۔ میرا مطلب ہے یہ موتی تم نے کب نکالا۔

"پچھلی رات"۔ شعبان نے جواب دیا۔

"اور تمہاری مزاحمت نہیں کی گئی؟"

"میں نہیں سمجھتا آپ کن مزاحمت کرنے والوں کا تذکرہ کر رہے ہیں مسٹر لویوڈا"۔

"نہیں..... نہیں کوئی خاص بات نہیں میں نے تم سے ایسے ہی یہ سوال کر ڈالا تھا" بہرحال ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم سے مل کر جس قدر خوشی ہوئی ہے مسٹر شعبان میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں مسٹر شونی گاؤ سے کہوں گا کہ وہ کچھ اور عرصے تمہیں اس قصبے میں اپنا مہمان بنائیں۔ تاکہ مجھے بھی تمہاری میزبانی کے کچھ لمحات مل سکیں"۔

"میں نہیں عرض کر سکتا کہ میری آنٹی میڈم دردانہ کا فیصلہ کیا ہو گا؟"

"ہوں تو اپنے وطن سے یہاں تک تم صرف اپنی آنٹی کے ساتھ آئے ہو؟"

"جی اور میڈم یاؤلب یہیں رہ جائیں گی۔ ہم دونوں ہی کو واپس جانا ہو گا"۔

"مجھے تم سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے مسٹر شعبان۔ آئندہ بھی تم مجھ سے ملاقات کرتے رہو گے میرا مطلب ہے اس وقت تک جب تک اس قصبے میں موجود ہو"۔

"بہت بہتر میں حاضری دیتا رہوں گا"۔

"رات کا کھانا بڑے اہتمام سے کھایا گیا تھا اور لویوڈا شعبان سے بہت ہی محبت سے پیش آ رہا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ خود شعبان کو اس کی رہائش گاہ تک چھوڑنے گیا تھا۔ میڈم یائی کو اور مسٹر شونی گاؤ نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا"۔

یہ معزز مہمان ان کے لیے قابل فخر ہے جن کی وجہ سے ہشویا کے معززین ان کے گھر کا رخ کرتے ہیں"۔ لویوڈا نے مسکراتے ہوئے کہا مسٹر شونی گاؤ.....

"واقعی آپ ایک بہت ہی عظیم شخصیت کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ مسٹر شونی گاؤ....."

"یہ فرض میری بیٹی نے سرانجام دیا ہے"۔

"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے"۔

"لویوڈا تنہا ہی شعبان کو یہاں تک چھوڑنے آئے تھے اور پھر جب وہ یہاں سے واپس پلٹے تو اپنی رہائش گاہ پر جانے کے بجائے ان کی گاڑی کا رخ کسی اور سمت ہو گیا۔ ہشویا کی مشرقی پہاڑی علاقے کی ایک خوبصورت عمارت کے سامنے لویوڈا کی گاڑی رک گئی۔ اور وہ اتر کر اندر داخل ہو گئے تھے اندر چند افراد موجود تھے جو لیوڈا کو دیکھتے ہی مستعد ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو انگلی سے اشارہ کیا اور وہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ....." انہوں نے جاپانی زبان میں کہا اور جاپانی نسل کا یہ پر رعب آدمی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"جی مسٹر لویوڈا....."

"آج ساحل سمندر پر تین لاشوں کی کہانی تم سن چکے ہو گے۔ کیا تمہیں ان کے بارے میں کچھ تفصیلات معلوم ہوئی ہیں"۔

"نہیں"۔ اس شخص نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے میں ان کے قاتل کو دریافت کر چکا ہوں"۔

"کون ہے وہ.....؟"

"بیرون ملک ہی سے آنے والا ایک نوجوان جس کا نام شعبان ہے اور جو مسٹر شونی گاؤ کے ہاں ٹھہرا ہوا ہے"۔ سامنے بیٹھا ہوا شخص متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"تو پھر کیا آپ اس کے بارے میں پولیس کو اطلاع دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"ہرگز نہیں"۔ لیکن ہمیں کچھ اور انتظامات کرنے ہوں گے۔ لویوڈا نے کہا۔

"مثلاً....." اس شخص نے سوال کیا؟"

"وہ نوجوان ہمارے لیے بے حد کارآمد ہے۔ اسے ہمارے ہاتھوں سے نکلنا نہیں چاہیے۔ وہ صرف ایک عورت کے ساتھ یہاں آیا ہے اور مزاحمت کے لیے اس کے پاس زیادہ ذرائع نہیں ہیں۔ پہلے میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی بہتر طریقے سے اسے اپنی تحویل میں لیا جا سکے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو سکا تو پھر۔ وہ دوسرے طریقے سے ہمارے قبضے میں آئے گا لیکن اسے اپنے ہاتھوں سے نکلنے نہیں دینا ہے۔ اس بات کے لیے تم بھی تیار رہنا۔ میں تمہیں موقع کی مناسبت سے آگاہ کرتا رہوں گا اور جو منصوبہ میں تمہیں پیش کروں تم اس پر عمل درآمد کے لیے تیار ہو"۔

"بہتر ہے آپ مجھے جو ہدایت دیں گے اس کی تعمیل میرا فرض ہو گی"۔

"میں چاہتا ہوں کہ اب اس کی باقاعدہ نگرانی کی جائے اور اس کی ذمہ داری بھی تمہیں سونپی جاتی ہے۔ یہ بات میری آخری بات ہے کہ اب اسے ہشویا سے واپس نہیں جانا چاہیے"۔

"وہ کسی قیمت پر یہاں سے واپس نہیں جائے گا، مسٹر لویوڈا۔ سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا"۔

سورج کی ایک شوخ کرن نے کسی جگہ سے راستہ تلاش کیا اور دردانہ کے چہرے تک پہنچ گئی۔ پپوٹوں پر تیز روشنی پڑی تو دردانہ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سورج کی اس آوارہ کرن سے بچنے کے لئے اپنا چہرہ دور ہٹا لیا اور پھر کھوئی کھوئی نگاہوں سے ماحول کا جائزہ لینے لگی۔ سونے کے بعد ہر تصور ذہن سے گم ہو جاتا ہے۔ ایک لمحے تک اسے یاد نہ آیا کہ یہ بدلا ہوا ماحول کون سا ہے لیکن جب ذہن کی قوتیں بھی جاگ گئیں تو اسے یاد آ گیا کہ وہ ہشویا میں میڈم یائی کو کی مہمان ہے اور یہ اس کی خواب گاہ ہے جو مسٹر شونی گاؤ کے خوبصورت مکان میں واقع ہے۔ اسے شعبان یاد آیا اور اس کی نگاہوں کا دوسرا مرکز شعبان کا چہرہ بن گیا۔ وہ دردانہ ہی کی جانب کروٹ بدلے ہوئے سو رہا تھا۔ دردانہ کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ مسکراتا ہوا ملیح چہرہ جسے دیکھ کر آنکھوں میں روشنی اتر آتی تھی۔ شعبان کے خدوخال بلاشبہ بہت ہی سحر انگیز تھے اور اس نے عمر کی منازل جس رفتار سے طے کی تھیں ان پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چند ہی سالوں میں وہ ایک بھرپور نوجوان نظر آنے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ ملاحت تھی اور اس کے ساتھ ہی معصومیت بھی۔ دلکش تو بہت سے نوجوان ہوتے ہیں اور ان کے خدوخال بھی بعض اوقات بہت خوبصورت ہوتے ہیں لیکن شعبان کے نقوش میں جو انوکھا پن تھا وہ اس کی شخصیت کے سحر میں بے پناہ اضافہ کرتا تھا۔ دردانہ بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی اور پھر دفعتاً ہی اسے خیال آیا کہ اس کے دیکھنے کے انداز میں وہ جذبے پوشیدہ نہیں ہیں جن جذبوں کے تحت اس نے اب تک شعبان کی پرورش کی تھی۔ غالباً یہ اپنے آپ کو بھولنے کے لمحات تھے اور اس وقت وہ اسے صرف ایک عورت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔ ممتا کے سوئے ہوئے جذبے بھی ہوش میں آ گئے آخر اس نے شعبان کو اتنے عرصے تک اپنے سینے سے لپٹائے رکھا ہے اور اسکا شعبان سے بہت ہی مقدس رشتہ ہے۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور پھر مسہری سے نیچے پاؤں لٹکا کر اسے دیکھتی رہی۔ کتنا انوکھا ہے یہ جس کی زندگی ایک پراسرار سحر میں لپٹی ہوئی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی فرد شعبان کو دیکھتا تو اس کے بارے میں صرف یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس کی نگاہوں کے سامنے ایک خوبصورت حسین اور معصوم نوجوان ہے۔ کوئی خاص بات محسوس نہ کرتا۔ غالباً یہ دردانہ کی آنکھوں کی گرمی تھی کہ شعبان کی پلکوں کے پپوٹے بھی جھپکنے لگے اور اس نے کروٹ تبدیل کر لی پھر صبح کے ماحول کو محسوس کر کے جاگ گیا۔ دردانہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ شعبان نے دردانہ کو دیکھا اور اس کے سفید موتیوں جیسے دانت چمکنے لگے پھر وہ بھی اٹھ گیا۔

"آپ جاگ گئیں آنٹی؟"

"ہاں شعبان! صبح ہو چکی ہے اب ہمیں اٹھ جانا چاہیئے"۔ شعبان کاہلوں کے سے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا تو دردانہ نے کہا۔

"جاؤ منہ ہاتھ دھولو۔ میرا خیال ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ہمیں ناشتے کے لئے طلب کر لیا جائے گا"۔ شعبان نے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور بولا۔

"ابھی ناشتا کہاں آنٹی! ہم لوگ اگر جاگ پڑیں گے تو اہل خانہ مجبوراً ہمارے لئے ناشتے کا فوری بندوبست شروع کر دیں گے"۔

"یہ بات نہیں ہے۔ مسٹر شونی گاؤ کے اس مکان میں اصولوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ جاپانی قوم اصولوں کو سب سے زیادہ اولیت دیتی ہے۔ یہاں دن کی روشنی میں جاگنے والے بہت کم ہوتے ہیں صبح سویرے ہی چاروں طرف زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے"۔

"آپ جاپانی قوم سے بہت متاثر معلوم ہوتی ہیں آنٹی!"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے میری نگاہ بہت دور تک دیکھتی ہے جو قومیں اپنے آپ کو بنا سنوار کر اس حد تک پہنچا لیتی ہیں کہ ساری دنیا ان کے سامنے مجبور ہو جائے وہ قابل احترام تو ہوتی ہی ہیں۔ بہرطور تم غسل خانے میں جاؤ"۔ تھوڑی دیر بعد شعبان غسل خانے سے واپس آگیا۔ ادھر دردانہ اپنے آپ کو بھی سنوار چکی تھی۔ آخری کام اس نے غسل خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھونے کا کیا اور اس کے بعد یہ لوگ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھ گئے مقصد یہی تھا کہ ان کے جاگنے کو محسوس کر کے فوری طور پر اہل خانہ پریشان نہ ہو جائیں تب دردانہ نے کہا۔

"یوں لگتا ہے کہ ہیٹویا آنے کے بعد تمہارا یہاں سے واپس جانے کو جی نہیں چاہتا"۔

"نہیں! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آپ جب بھی ہیٹویا سے چلنا چاہیں گی مجھے اعتراض نہیں ہو گا"۔ دردانہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"اور مجھے تم سے یہی شکایت رہتی ہے شعبان!"

"کیسی شکایت آنٹی!" وہ حیرت سے بولا۔

"تم اپنی مرضی کبھی نہیں بتاتے حالانکہ میرے اور تمہارے درمیان محبت کے جو رشتے ہیں ان میں میری دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ تم اپنی پسند مجھے بتاؤ اپنا مقصد مجھے بتاؤ"۔ شعبان مسکرانے لگا پھر بولا۔

"افسوس تو یہی ہے آنٹی کہ کبھی آپ نے مجھے اس کا موقع ہی نہیں دیا جو میرے دل اور دماغ میں ہوتا ہے وہ آپ کی زبان پر آ جاتا ہے اگر کوئی ایسی بات میرے ذہن میں رہ جائے جو آپ کی زبان سے نہ نکلے تو پھر میں بتاؤں نا ....."

"مطلب یہ کہ تمہارے دل میں کوئی خواہش بیدار نہیں ہوتی؟"

"ہزاروں خواہشیں بیدار ہوتی ہیں آنٹی لیکن آپ زبان تک آنے سے پہلے ہی ان کی تکمیل کر ڈالتی ہیں"۔ دردانہ ہنسنے لگی پھر بولی۔

"بہت چرب زبان ہو گئے ہو تم، شریر کہیں کے!" ان کی گفتگو کی آواز شاید باہر سن لی گئی تھی چند ہی لمحات کے بعد دروازے پر دستک ہوئی اور جو خاتون دروازہ کھول کر آئیں وہ میڈم کے علاوہ اور کوئی نہیں تھیں"۔

"کس موضوع پر بحث ہو رہی ہے؟ کیا میں اس بحث میں کوئی مداخلت کر سکتی ہوں؟"

"افسوس کہ کوئی بحث ہی نہیں ہے ہم لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ اب ہیٹویا سے واپسی کا فیصلہ کیا جائے۔ بہت عرصے سے میڈم یائی کو کے تمام معمولات میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے"۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی مہمان نوازی کے فرائض پورے نہیں کر پائی"۔ میڈم یائی کو نے کہا۔

"اوہ کیا مطلب!" دردانہ نے چونک کر پوچھا۔

"اگر مہمانوں کا دل کسی جگہ سے اکتا جائے اور وقت سے پہلے اکتا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ میزبان اپنے فرائض پورے نہیں کر رہا ہے"۔

"واہ! بہرطور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایشیائی

انکسار پسند ہوتے ہیں اور آپ نے انکسار پسندی کا ثبوت دیا ہے ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہیٹویا آنے کے بعد یہاں سے واپس جانے کو کس کا جی چاہے گا؟" میڈم یائی کو مسکرانے لگیں پھر بولیں۔

"بہرحال صبح کا آغاز خوبصورت گفتگو سے ہونا چاہیئے اور ہم لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کافی خوبصورت ہے چنانچہ اب ناشتے کے لئے سوچ لیا جائے تو بہتر ہے۔ آپ لوگ اپنا ناشتہ یہیں کرنا پسند کریں گے یا سب کے ساتھ۔ ویسے مسٹر شونی گاؤ ناشتے پر آپ کے منتظر ہیں"۔ میڈم کے ان الفاظ پر دونوں اٹھ گئے اور میڈم یائی کو انہیں لئے ناشتے کے کمرے میں پہنچ گئیں جہاں شونی گاؤ نے ان کا استقبال کیا تھا۔ میڈم کے دوسرے اہل خاندان بھی موجود تھے۔ شونی گاؤ نے اپنے مہمانوں سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے آپ لوگوں کو بہت زیادہ وقت نہیں دے سکا۔ دراصل یہ موسم ریشم حاصل کرنے کا ہے اور ریشم کے کیڑے اپنا فرض بڑی تیز رفتاری سے سرانجام دے رہے ہیں جس کی بنا پر مجھے فارم ہاؤس میں موجود رہنا ہوتا ہے ....."

"آپ کی عدم موجودگی کے تمام فرائض یائی کو پورے کرتی رہتی ہیں انکل شونی گاؤ! چنانچہ ہمیں آپ کی کمی کم از کم اس انداز میں محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں تو آپ کی پُرلطف گفتگو سے ہم لطف اندوز ہوتے رہیں"۔ شونی گاؤ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر انہوں نے ناشتے کی پیشکش کی اور یہ لوگ خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔ زندگی کا سفر روشنی کے ساتھ ساتھ جاری ہو گیا تھا جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ہیٹویا کے معمولات باقاعدگی سے جاری ہوتے جا رہے تھے ہر جگہ اپنے مسائل کے مطابق عمل شروع ہو چکا تھا۔

❋

ٹویوڈا اپنی خوبصورت رہائش گاہ میں پُرسکون انداز میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی تمام تر ذمہ داریاں رات ہی کو رہتی تھیں اور دن عموماً فارغ ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے لوگوں کو ہدایت کر کے رات کو جلد واپس آ جایا کرتے تھے اور صبح کو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی معمولات کا آغاز کرتے تھے۔

یہ صبح بھی ایک ایسی ہی صبح تھی اور اس صبح مسٹر ٹویوڈا نے اپنے اہل خاندان کے ساتھ ہی ناشتہ کیا تھا۔ اس وقت وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ دروازے پر تنویا کی صورت نظر آئی اور ٹویوڈا سے آنکھیں ملنے پر وہ اندر چلی آئی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے بیٹی کا خیر مقدم کیا اور اسے بیٹھنے کی پیشکش کی پھر کچھ یاد کر کے بولے۔

"ہاں بھئی! تنویا تمہارے دوست شعبان کا کیا حال ہے؟"

"صبح ہی صبح مجھے اس کا حال کیسے معلوم ہو سکتا ہے ڈیڈی!" تنویا نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کی مسکراہٹ میں صبح کی تازگی نہیں تھی یا اس کے چہرے پر شعبان کے نام کے ساتھ کوئی ایسا تصور بیدار نہیں ہوا تھا جس کے شاید وہ خواہش مند تھے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یوں لگتا ہے جیسے تم شعبان سے کافی متاثر ہو گئی ہو"۔

"نہیں ڈیڈی! ایسی کوئی خاص بات تو نہیں ہے"۔

"مگر میرے خیال میں وہ ایک پُرکشش نوجوان ہے اور مجھے شبہ تھا کہ کہیں تم اس کے لئے اپنے ذہن میں کوئی جگہ نہ پیدا کر لو"۔ تنویا چونک کر باپ کو دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"آپ [illegible] سی باتیں کرتے ہیں ڈیڈی!"

"نہیں بیٹا! بس ایسے ہی میرے ذہن میں یہ خیال آ گیا تھا ویسے وہ نوجوان مجھے بھی بہت پسند ہے۔ عجیب و غریب صلاحیتوں کا مالک ہے میں تو اس کی صلاحیتوں پر حیران رہ جاتا ہوں کیا تم نے کبھی ایک بات سوچی ہے تنویا"۔

"کیا ڈیڈی .....؟"

"ہمارا کام سمندر سے موتی اور سیپیاں نکالنا ہے اور

یہی ہمارا ذریعہ معاش ہے۔ تم جانتی ہو کہ اس ذریعہ معاش نے ہمیں مالی طور پر بہت بہتر کر دیا ہے۔ ہم سمندر سے موتی نکالنے کے لئے جو ذرائع اختیار کرتے ہیں وہ مشینی ہوتے ہیں یا ہمارے غوطہ خور ان مشینوں کی مدد سے جہاں جہاں پہنچ سکتے ہیں وہاں تک ہی ان کی رسائی ممکن ہے لیکن شعبان کے بارے میں یہ سوچ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ آخر کون سی قوت اس میں پوشیدہ ہے جس کی بنا پر وہ آکسیجن کے بغیر سمندر کی گہرائیاں چھان سکتا ہے"۔

"ڈیڈی یوں لگتا ہے جیسے اس نے اس سلسلے میں کافی مشق کی ہے"۔

"ہاں بیٹے ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا لیکن ایسے مشاق شاید دنیا میں ایک دو ہی ہوں بلکہ یوں سمجھ لو کہ میں نے تو پہلے کبھی کسی ایسے شخص کے بارے میں نہیں سنا جو آکسیجن ماسک کے بغیر سمندر کی گہرائیوں میں اتنا وقت گزار سکے یا اس کی تہہ میں جانے کی قوت رکھتا ہو"۔ تنویا نے کوئی جواب نہیں دیا اگر کچھ وقت قبل اس کے سامنے شعبان کے بارے میں یہ ساری باتیں کہی جاتیں تو وہ خوشی سے دیوانی ہو جاتی لیکن جب سے شعبان نے وہ موتی لیوفیوجی کے حوالے کیا تھا اس کا دل بجھ سا گیا تھا ویسے بھی سرکش لڑکی تھی اور باپ کی چہیتی ہونے کی وجہ سے اس احساس کا شکار تھی کہ دنیا کا ہر فرد صرف اس کے لئے جیتا ہے یا اس کی خوشی کو پورا کرنا اپنی زندگی سمجھتا ہے لیکن شعبان نے اسے اس موتی کے قابل نہیں سمجھا تھا بلکہ وہ تحفہ اس نے مسٹر لیوفیوجی کو پیش کر دیا تھا اس بات نے اس کی طبیعت میں تکدر پیدا کر دیا تھا اور وہ کسی حد تک بددلی کا شکار تھی۔

مسٹر ٹوبوڈا نے پھر کہا "بہرحال میں اس سے تمہاری دوستی کو برا نہیں سمجھتا یہ دوستی اگر طویل سے طویل تر ہو جائے تب بھی اچھا ہے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اسے زیادہ سے زیادہ عرصے تک پشویا میں قیام کرنے پر مجبور کرو"۔

"میں ڈیڈی!" تنویا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔ آج نجانے اس کا باپ کیسی باتیں کر رہا تھا حالانکہ عموماً یہ ہوتا تھا کہ اگر اس کی کسی نوجوان سے دوستی بھی ہوئی تو اس کے باپ نے اسے سختی سے سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ زیادہ دوستیاں بڑھانا اچھی بات نہیں ہے اور وہ بھی نوجوان لڑکوں کے ساتھ یہ بات بری نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ تنویا نے اس سے پہلے ایسی کوششیں ہی نہیں کیں تھیں بس چند ہی نوجوان تھے جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح اس سے ہو گیا تھا لیکن اپنے باپ کی اس ہدایت کے بعد وہ محتاط ہو گئی تھی اور آج مسٹر ٹوبوڈا اس سے یہ بات کہہ رہے تھے کہ ایک نوجوان سے دوستی بڑھائی جائے۔

مسٹر ٹوبوڈا نے چند لمحات کے بعد کہا "دراصل اس نوجوان کی حیرت انگیز صلاحیتوں نے مجھے متحیر کر دیا ہے تاہم تم خیال رکھنا میں اس سے کچھ فوائد حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔ تنویا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش ہو گئی تھی۔

چند لمحات کے بعد مسٹر ٹوبوڈا ہی نے کہا "آؤ ان محترم بزرگ لیوفیوجی سے بھی کچھ گفتگو کرنا ہے"۔ تنویا باپ کے ساتھ ان کی رہائش گاہ کی جانب چل پڑی اور چند لمحات کے بعد وہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ مسٹر لیوفیوجی کے معمولات ہمیشہ ہی پُراسرار ہوا کرتے تھے۔ اس وقت بھی اپنے سامنے وہ موتی رکھے ہوئے کچھ ایسے عمل کر رہے تھے جو ان لوگوں کے لئے اجنبی سے تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر مسٹر لیوفیوجی نے اپنے عمل ترک کر دیئے اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"یوں لگتا ہے جیسے تم آج کل بہت زیادہ فراغت سے ہو یہی وجہ ہے کہ عموماً گھر پر دیکھے جاتے ہو اور کبھی کبھی اس بوڑھے کی جانب بھی رُخ کر لیا کرتے ہو"۔

"کیسے کیسے مشاغل چل رہے ہیں آپ کے؟"

مسٹر ٹوبوڈا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"بات دراصل یہ ہے معزز باپ کہ آپ نے جو ہدایت مجھے کی ہیں میں ان پر عمل کر رہا ہوں۔ کیا آپ نے مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ہمیشہ محنت کی جائے تاکہ ملک کی حیثیت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو"۔

"بلاشبہ میں نے تم سے یہ بات کہی ہے اور اب بھی اس سے انحراف نہیں کرتا"۔

"تو بس یوں سمجھ لیجیے کہ میری مصروفیات اسی سلسلے میں رہتی ہیں ہاں آپ کی موجودہ مصروفیت یہ موتی بن گیا ہے لیکن افسوس ایک ایسی چیز آپ کے پاس آگئی ہے معزز باپ جس کا خواہش مند میں بھی ہوں"۔

مسٹر لیوفیوجی نے حیران نگاہوں سے ٹوبوڈا کو دیکھا اور بولے۔

"میں سمجھا نہیں ٹوبوڈا!"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ موتی مجھے دے دیں"۔

"تم اس کا کیا کرو گے؟"

"اس موتی کی قیمت کا اندازہ شاید لگانا ہی مشکل ہو جائے۔ دراصل میں اسے اعلیٰ ترین نمائش میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت ہمیں حاصل ہو جائے"۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ تم اسے بیچ دو گے"۔

"موتیوں کی اس منڈی میں، میں اگر اس موتی کو پیش کروں گا تو میری عزت اور شہرت میں اضافہ ہو گا اور پھر اس کے بعد دولت میں بھی۔ یقینی طور پر کوئی قدردان اس موتی کو خریدنے کے لئے منہ مانگی قیمت ادا کر سکتا ہے"۔

مسٹر لیوفیوجی کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے آثار پیدا ہو گئے انہوں نے کہا۔

"میں تمہیں بہت کچھ دے چکا ہوں ٹوبوڈا یوں سمجھو میں نے پوری زندگی ہی تمہیں دے دی لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو دینے کے قابل نہیں ہوتیں اور اگر میں یہ موتی تمہیں دے بھی دوں تم اس کی وہ قدر نہ کر سکو گے جو اس کی اصل حیثیت ہے اگر اس کی قیمت بازار میں لگ گئی تو یہ داغ دار ہو جائے گا۔ بات دراصل یہ نہیں ہے کہ یہ موتی میں اپنی زندگی سے چمٹائے رکھنا چاہتا ہوں بلکہ یوں سمجھ لو بعض چیزوں میں بڑی گہری روحانیت ہوتی ہے اور یہ روحانیت صرف روح ہی سے تعلق رکھتی ہے اسے بازار میں نہیں لایا جا سکتا۔ یوں سمجھ لو کہ یہ موتی میرا تصور تھا ایک ایسا تصور جس کے بارے میں مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ کبھی عملی شکل اختیار کر جائے گا لیکن تم نے دیکھا کہ میرا یہ تصور کس طرح حقیقت میں تبدیل ہو گیا اور ایک اور روحانی شخصیت اس کے حصول کا باعث بنی۔ ہاں اس لڑکے کو جس کا تعلق ہمارے ایشیا ہی سے ہے میں ایک روحانی حیثیت کا حامل سمجھتا ہوں اس نے یہ موتی بطور تحفہ مجھے دیا ہے اور تحفے زندگی سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں"۔

"تو کیا آپ کا مطلب ہے کہ آپ اسے اپنے پاس ہی رکھیں گے"۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں اسے بیچنے کے لئے منڈی میں بھجوا دوں گا"۔ بوڑھے لیوفیوجی نے بدستور ناخوش گوار لہجے میں کہا اور مسٹر ٹوبوڈا کسی سوچ میں گم ہو گیا۔

پھر اس نے کہا "بہرحال یہ نظریات کا فرق ہے آپ اسے قید رکھنے کے قائل ہیں جب کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باہر کی دنیا میں آئے لوگ اسے دیکھیں اس کی حیثیت سے واقف ہوں"۔

"نہیں یوں سمجھ لو کہ یہ گوہر آبدار بازار کے لئے نہیں ہے اسے تو بس دلوں ہی میں سجا رہنا چاہئے"۔

مسٹر ٹوبوڈا نے ہونٹ ٹیڑھے کئے لیکن باپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں تھی البتہ وہ بشاشت سے بولا۔

"بہرحال سمندر وسیع ہے اور ہمارے پاس ایک ایسی شخصیت موجود ہے جو اس وسیع سمندر کے سلسلے میں بہت سے انکشافات کر سکتی ہے۔ اچھا معزز باپ مجھے اجازت دیجیے۔ ویسے موتی سے آپ کی وابستگی نے مجھے حیران کیا ہے میرا تو خیال یہ تھا کہ کچھ عرصے کے بعد میں ایک نمائش کا اعلان کروں اور خصوصی طور پر اس موتی کو اس نمائش میں پیش کروں"۔

"اگر بات صرف موتی کو نمائش میں پیش کرنے کی ہے تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہو گا تم اسے مجھ سے ادھار لے سکتے ہو اور پھر بعد میں مجھے واپس کر دینا تمہاری ذمہ داری ہو گی"۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ پسند کریں"۔ مسٹر ٹویوڈا نے کہا اور اُٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ وہاں سے چلنے لگے تو مسٹر لیوفیوجی نے تنویا سے کہا۔

"کیا تم کچھ دیر میرے پاس ٹھہرنا پسند کرو گی؟"

"کیوں نہیں دادا جان"۔ تنویا بولی اور مسٹر ٹویوڈا وہاں سے باہر نکل گئے۔ تنویا مسٹر لیوفیوجی کے سامنے بیٹھ گئی تھی وہ چند لمحات اسے دیکھتے رہے پھر انہوں نے کہا:

"میں نے ٹویوڈا کے چہرے کے تاثرات میں ایک ایسی نمایاں تبدیلی محسوس کی ہے جسے میں سمجھ نہیں پایا"۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھی دادا جان"۔

"یوں لگتا ہے جیسے ٹویوڈا کسی ذہنی دباؤ کا شکار ہے"۔

"میں نہیں جانتی۔ ہو سکتا ہے ایسی بات ہو لیکن وہ ایک اور عجیب بات مجھ سے کہہ رہے تھے جو آپ کی بات کی تصدیق کرتی ہے"۔

"کیا؟" مسٹر لیوفیوجی نے تعجب خیز لہجے میں پوچھا۔

"اس سے پہلے وہ مجھے نوجوانوں سے ملاقات کرنے کے لئے منع کرتے رہے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ شعبان سے ملاقات کے بعد وہ مجھے اس قدر پسند آیا کہ میں اسے اپنے گھر میں دعوت دے بیٹھی حالانکہ اس بات سے خوفزدہ تھی کہ بعد میں وہ مجھ سے کہیں گے کہ خبردار ایسی حماقتیں نہیں کرنا چاہئیں، کسی سے اتنا زیادہ میل جول بڑھانا مناسب نہیں ہے جب کہ بات اس کے برعکس ہوئی"۔

"کیا؟" مسٹر لیوفیوجی نے تعجب سے پوچھا۔

"انہوں نے کہا ہے کہ میں اس نوجوان یعنی شعبان سے دوستی بڑھاؤں اور میری یہی کوشش ہونا چاہئے کہ اسے ہشویا سے واپس نہیں جانے دیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے اس نوجوان سے بہت سے مفادات وابستہ ہیں چنانچہ میری کوشش یہی ہونا چاہئے کہ میری اس سے زیادہ سے زیادہ دوستی ہو اور وہ ہشویا سے بہت عرصے تک واپس جانے کا تصور بھی نہ کرنے پائے"۔ مسٹر لیوفیوجی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے تشویش کے آثار پھیل گئے وہ پریشان نگاہوں سے تنویا کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے آہستہ سے بڑبڑاتے ہوئے کچھ کہا جو اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا اس نے چونک کر مسٹر لیوفیوجی کو دیکھا اور پوچھا:

"آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں دادا جان؟"

"نہیں کچھ نہیں"۔ لیوفیوجی نے مدھم آواز میں کہا اور موتی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر ایک چمڑے کی تھیلی میں محفوظ کر لیا۔

ooooo

معمول کے مطابق شعبان کی ملاقات ساحلِ سمندر پر ہی تنویا سے ہوئی۔ وہ ایک خوبصورت لباس میں ملبوس وہاں پہنچا تھا اور ساحل کے ساتھ ساتھ چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس کی نگاہیں سمندر کی جانب نگراں تھیں حالانکہ وہ کافی تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچی تھی۔ اس نے اپنا گھوڑا کافی فاصلے پر چھوڑ دیا تھا لیکن شعبان نے تو گھوڑے کے قدموں کی آوازیں سنی تھیں اور نہ ہی تنویا کے پیروں کی ہلکی سی چاپ۔ غالباً سمندر کی لہروں میں وہ کچھ تلاش کر رہا تھا اور اس کے انداز میں بہت زیادہ بے نیازی تھی۔ تنویا کو نجانے کیوں اس پر غصہ سا آنے لگا۔ وہ اپنی جگہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئی اور شعبان کو دیکھتی رہی جو مدھم قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور سمندر کی لہریں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ تنویا سے کافی دور نکل گیا تو وہ تیز تیز چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچی اور تیز لہجے میں بولی:

"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم مجھے نظرانداز کر رہے ہو"۔ شعبان چونک کر رک گیا تھا اس نے تنویا کی جانب دیکھا اور وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ شعبان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت پائی جاتی تھی جیسے اس کی آنکھوں کے سفید ڈیلے نیلے ہو رہے ہوں اور یقینی طور پر قدرتی رنگ نہیں تھا۔ اپنا سوال وہ بھول گئی اور شعبان کی آنکھوں میں گم ہو گئی تب رفتہ رفتہ شعبان کی کیفیت واپس آئی اور اس کے ہونٹوں پر ایک سبک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دو قدم آگے بڑھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ارے! مجھے تو تمہاری آمد کا پتا ہی نہ چلا"۔

"ہاں مجھے یوں لگتا ہے جیسے آج کل تم میری آمد کو

نظرانداز کر رہے ہو"۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے"۔ شعبان نے کہا۔

"میں تمہاری بھرپور توجہ چاہتی ہوں شعبان۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میرے علاوہ کچھ نہ سوچو جب کہ میں دیر تک تمہارے ساتھ چلتی رہی ہوں پھر ایک جگہ کھڑے ہو کر تمہاری چہل قدمی دیکھتی رہی ہوں لیکن تمہیں میرے لباس سے اٹھتی ہوئی خوشبو کا احساس بھی نہیں ہو سکا۔ تم نے میرے قدموں کی چاپ بھی نہیں سنی"۔

"اس کے لئے تم سے معافی مانگ چکا ہوں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ آج تم گھر سے نکلتے وقت اپنے لباس میں خوشبو لگانا بھول گئیں"۔

"میرے بدن سے بھی خوشبو اٹھتی ہے"۔

"افسوس میں نے تمہارے جسم کی خوشبو کبھی نہیں سونگھی"۔ شعبان نے کہا۔

ان الفاظ نے اسے گدگدا دیا۔ شعبان اس کا بدلا ہوا موڈ دیکھتا رہا پھر تنویا نے کہا۔

"کیا بات ہے آج سمندر سے دور کیوں ہو؟"

"میں نہیں سمجھا"۔ وہ بولا۔

"میرا مطلب ہے پانی میں نہانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟"

"اوہ! سمندر سے میری دوری تو اس وقت بھی نہیں ہوتی جب میں سمندر سے میلوں دور ہوتا ہوں"۔

"میں منطقی نہیں ہوں کہ منطق سمجھ سکوں"۔

"نہیں یہ منطق نہیں ہے میرے دل کی آواز ہے"۔

"خیر تمہارے دل کی آواز سمندر ہی کے بارے میں ابھرتی ہے۔ کبھی تم نے میرے بارے میں کچھ نہیں کہا"۔

شعبان پھر ہنس پڑا اور بولا "اب تم سمندر سے بھی رقابت محسوس کرنے لگی ہو"۔

"کیوں نہ کروں۔ میرے ڈیڈی نے مجھ سے منع کیا تھا کہ خبردار کسی نوجوان کی قربت کبھی اختیار نہ کرنا لیکن میں نے تمہارے لئے خطرات مول لئے اور تم سے ڈیڈی کی ہدایت کے باوجود ملتی رہی"۔

"میں سمجھتا ہوں یہی بری بات ہے۔ ماں باپ جو ہدایت کریں اس پر عمل کرنا ضروری ہے"۔

"بعض جگہ یہ عمل نہیں ہوتا مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ناقدر انسان ہو اور میری اس محبت کی قدر نہیں کرتے"۔

"میرا خیال ہے مجھ سے ایسی غلطی تو کبھی نہیں ہوئی"۔

"ہوئی ہے"۔ اس نے کہا اور ایک جگہ ریت پر بیٹھ گئی۔ شعبان بھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا پھر اس نے کہا۔

"کیا تم میری غلطی کی نشاندہی کر سکتی ہو تنویا؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ تم نے وہ موتی مجھے نہیں دیا بلکہ میرے بجائے میرے دادا جان کو وہ موتی پیش کر دیا مجھے اس بات سے بہت دکھ پہنچا ہے۔ کیا میں اس موتی کے قابل نہیں تھی"۔ تنویا نے شکایتی لہجے میں کہا اور شعبان اسے تعجب سے دیکھتا رہا پھر بولا:

"نہیں میرے خیال میں وہ موتی تمہارے قابل نہیں تھا"۔

"کیا مطلب ہے؟ اب مجھے بہلا رہے ہو تم"۔

"نہیں تنویا تم میری دوست ہو میں تو تمہارے لئے سمندر کی گہرائیاں کھنگال کر سکتا ہوں۔ وہ موتی اتنا قیمتی تو نہیں ہے کہ ہمارے دوستی اس سے متاثر ہو جائے۔ دراصل میں نے اسے تمہارے دادا جان کے حوالے صرف اس لئے کیا تھا کہ برسوں پہلے وہ اس کے خواب دیکھتے رہے تے اور یہ خواب انہوں نے تصور کی شکل میں ڈھال دیئے تھے میں انہیں اس موتی کا حقدار سمجھتا تھا جس موتی کی تصویر وہ اپنے پاس رکھتے تھے میں نے وہ موتی ہی انہیں پیش کر دیا باقی جہاں تک رہی تمہاری بات تو میں تمہارے لئے سمندر سے اس سے زیادہ قیمتی موتی نکال سکتا ہوں"۔

"کیوں؟" تنویا نے لگاوٹ سے پوچھا۔

"اس لئے کہ تم میری دوست ہو"۔

"صرف دوست ہوں؟"

"دوست بہت کچھ ہوتا ہے تنویا۔ دوستی کے لفظ سے تمام وسعتیں سمٹ جاتی ہیں"۔ شعبان نے جواب دیا اور تنویا اسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"تمہاری چالاکی میں اچھی طرح سمجھ گئی"۔

"نہیں تنویا اس میں چالاکی کی بات نہیں ہے میں نے تم سے سچ کہا ہے داداجان نے سمندر میں وہ موتی دیکھا اور اس کے خواب دیکھتے رہے موتی بلاشبہ بہت قیمتی ہے لیکن میں اس سے زیادہ قیمتی موتی بھی نکال سکتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں کسی چالاکی کا ثبوت نہیں دیا"۔

"میں اس سلسلے میں نہیں کہہ رہی"۔ تنویا بولی۔

"تو پھر"۔

"تم نے داداجان سے ایک بات کہی تھی جو مجھے ابھی تک یاد ہے"۔

"کیا بات کہی تھی میں نے؟" شعبان نے پوچھا۔

"تم نے کہا تھا ناکہ تم داداجان سے کچھ مانگو گے مگر ابھی نہیں"۔

"ہاں۔ ان کے پاس ایک ایسی نایاب شے ہے تنویا جو میں ان سے مانگنا چاہتا ہوں"۔

"کیا وہ نایاب شے میں نہیں ہوں۔ کیا تم ان سے مجھے نہیں مانگو گے"۔ تنویا نے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا اور شعبان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں؟" اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں اچھی طرح سمجھتی ہوں تمہیں اور یہ ایک سچ بھی ہے داداجان ہی میرے مستقبل کا بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں اور میں یہ بات جانتی ہوں کہ میرے والد کبھی اپنے باپ سے انحراف نہیں کریں گے"۔

شعبان کے چہرے پر عجیب سی الجھن کے آثار پھیل گئے۔ چند لمحات وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں تنویا میری طلب کچھ اور ہے؟"

"کیا مطلب؟" تنویا بری طرح اچھل پڑی۔

"ہاں میں تمہارے داداجان سے تمہیں نہیں مانگوں گا اور پھر تمہیں مانگنے کا تصور ہے بھی نہیں میرے ذہن میں تم میری دوست ہو اور ہمیشہ دوست رہو گی۔ بھلا تم بھی کوئی مانگنے کی چیز ہو۔ انسان کسی سے اشیا طلب کر سکتا ہے انسان نہیں"۔ شعبان نے کہا لیکن تنویا اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"تمہاری طلب کیا ہے؟ کیا مانگو گے تم داداجان سے؟" اس نے سوال کیا۔

"ان کے پاس ایک بہت حسین تصویر ہے اور وہ تصویر مجھے بے حد پسند ہے جب میں یہاں سے جاؤں گا تو ان سے اس تصویر کا مطالبہ کروں گا اگر وہ دینا چاہیں گے تو دے دیں گے ورنہ منع کر دیں گے"۔ تنویا بری طرح بگڑ گئی اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تم مسلسل میری توہین کرتے رہے ہو....."

شعبان تعجب سے اسے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"اس میں توہین کی کیا بات ہے تنویا؟"

"تم سمجھتے ہو میں تمہاری محبت کے قابل نہیں ہوں۔ شاید تم اس بات پر ناز کرتے ہو کہ میں نے اپنی زبان سے تم سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ نہیں شعبان ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ بے شک میرے دل میں تمہارے لئے پیار پیدا ہو گیا ہے لیکن مجھے اپنی انا اپنا وقار بہت عزیز ہے۔ میں اتنے بڑے باپ کی بیٹی ہوں کہ جس طرف نگاہیں اٹھاؤں نوجوان میرے تلوے چاٹنے لگیں لیکن تم ..... تم اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتے ہو۔ آخر کیا ہو تم؟ میرے مقابلے میں کیا ہو تم؟" تنویا بپھرے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی اور شعبان تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس کے چہرے پر بھی آہستہ آہستہ سنجیدگی طاری ہو گئی۔

"ہاں تم بہت بڑے باپ کی بیٹی ہو مسٹر ٹویوڈا ایک دولت مند انسان ہیں اور وہ یقینی طور پر ان علاقوں میں مشہور ہیں لیکن میں نے تمہاری توہین بالکل نہیں کی۔ جہاں تک محبت کا سوال ہے تو سنو میں تم سے ایک بات صاف صاف کہے دیتا ہوں تم میری بہت اچھی دوست ہو

میں نے تم سے صرف دوستی کی ہے۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا تنویا میں تمہیں ایک عورت کی حیثیت سے کبھی نہیں چاہ سکتا اور جہاں تک تمہارے باپ کی دولت کا تعلق ہے تو تم یہ سمجھ لو کہ یہ دولت انہیں سمندر سے حاصل ہوتی ہے اور سمندر سے میرا جتنا گہرا رشتہ ہے کسی اور کا نہیں۔ تم اگر غلط فہمی کا شکار ہو تو اپنے دل سے یہ غلط فہمی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکال دو"۔

"ٹھیک ہے میں یہ غلط فہمی اپنے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکال دوں گی"۔ تنویا نے کہا اور تیز تیز قدموں سے اپنے گھوڑے کی جانب چل پڑی۔ اس کا خیال تھا کہ شعبان اس کے پیچھے پیچھے دوڑا آئے گا اور اسے روک لے گا پھر اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگے گا اور کہے گا کہ وہ تو شرارت کر رہا تھا لیکن شعبان اپنی جگہ خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور اس نے گھوڑے کا رخ تبدیل کیا تب بھی شعبان نے اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی پھر جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو وہ ایک بار پھر سمندر کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ وہ دیر تک سمندر کی لہروں کو دیکھتا رہا اور چند لمحات کے بعد اس نے اپنا لباس اپنے بدن سے جدا کرنا شروع کر دیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کی محبت اسے آواز دے رہی ہو اور یہ محبت صرف سمندر سے تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ پانی میں کلیلیں کر رہا تھا۔

00000

مسٹر ٹویوڈا کو شعبان کے بارے میں مسلسل رپورٹیں مل رہی تھیں۔ جیوٹو جو ٹویوڈا کے دستِ راست تھے اور اس کے لئے ہر قسم کی کارروائیاں سرانجام دیتے تھے جن میں بعض اوقات مجرمانہ کارروائیاں بھی شامل ہوتی تھیں۔ ٹویوڈا کی ہدایت کے مطابق شعبان کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان کے آدمی انتہائی احتیاط سے شعبان کی ہر طرح کی نقل و حرکت کا جائزہ لیتے رہے تھے اور اس رات جب ٹویوڈا خفیہ جگہ مسٹر جیوٹو سے ملے تو مسٹر جیوٹو نے کہا۔

"آپ آ گئے مسٹر ٹویوڈا بہت اچھا ہوا میں بھی آپ سے رجوع کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی سی حیرانی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں"۔

"کس سلسلے میں؟"

"ایک منٹ ابھی آپ کو کچھ تصاویر دکھاتا ہوں"۔ مسٹر جیوٹو نے کہا اور اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور میز کی دراز سے تصویروں کا ایک پیکٹ نکال لائے۔ یہ تصویریں انہوں نے مسٹر ٹویوڈا کے سامنے پھیلا دیں۔ تمام تصویروں میں شعبان کو دکھایا گیا تھا جو زیرِ سمندر کلیلیں کر رہا تھا۔ یہ تصویریں غالباً ان لمحات کی تھیں جب ٹویوڈا کی بیٹی شعبان سے مل کر واپس جا چکی تھی اور شعبان سمندر میں داخل ہو گیا تھا۔

"مس تنویا اس کے ساتھ ساحلِ سمندر پر تھیں پھر وہ وہاں سے چلی گئیں اور وہ لباس اتار کر پانی میں داخل ہو گیا۔ ہم نے خصوصی طور پر پانی کے نیچے کام کرنے والے کیمرے استعمال کئے اور اس کے تیرنے کا طریقہ کار دیکھنے لگے۔ مسٹر ٹویوڈا ہم اس بات پر شدید حیران ہیں کہ پانی کی گہرائیوں میں وہ بالکل مچھلی کی مانند تیرتا ہے اور اسی طرح بل کھاتا ہے جیسے پانی اس کے لئے کوئی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ وہ کسی قسم کا آکسیجن ماسک استعمال نہیں کرتا۔ اب آپ دیکھیے ہمارے کیمروں نے جہاں تک ہو سکا اس کا تعاقب کیا۔ ظاہر ہے پانی کے نیچے تصویر کشی کرنے والے یہ کیمرے ایک مخصوص حد تک ہی عمل پذیر ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کی رینج ختم ہو جاتی ہے۔ پانی کی رینج میں ہم نے اس کی جو تصاویر حاصل کیں وہ آپ کے سامنے موجود ہیں اور اس کے نیچے جہاں ہمارے کیمرے کام نہیں کر سکے وہ نجانے کہاں تک گیا ہو گا لیکن مسٹر ٹویوڈا سب سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ وہ تقریباً سوا دو گھنٹے تک پانی کے نیچے تیرتا رہا اور کیمروں کی زد سے نکل گیا۔ واپسی تو بالکل پرسکون تھا۔ ہم اس کا مکمل جائزہ لیتے رہے ہیں۔ پانی کے نیچے بنائی ہوئی یہ تصاویر دیکھتے رہے یہ تصاویر خاص کیمروں سے حاصل کی گئی تھیں جو اس سلسلے میں استعمال کئے جاتے تھے اگر ان کیمروں کو پانی کی سطح سے اوپر استعمال کیا جاتا تو ان کی رینج اچھی خاصی ہوتی تھی۔ اسی طرح پانی کے اندر بھی یہ

کیمرے استعمال کئے جاسکتے تھے اور یہ کاروباری کیمرے تھے جو سمندر کے نیچے جواہرات اور موتیوں کی تلاش میں استعمال کئے جاتے تھے"۔ دیر تک وہ ان تصاویر کا جائزہ لیتے رہے پھر ایک گہری سانس لے کر بولے۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے مسٹر جیوٹو کیا میں نے بلاوجہ ہی اس نوجوان سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے یقیناً کچھ ایسی ہی خصوصیات تھیں جن کی بنا پر میں اس کی جانب متوجہ ہوا ہوں لیکن اب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ اسے مزید اپنے آپ سے دور رکھنا ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی ایسا واقعہ یا حادثہ پیش آسکتا ہے جس کی بنا پر یہ نوجوان ہمارے ہاتھوں سے دور ہو جائے۔ میرا خیال ہے مجھے بہت زیادہ عرصے انتظار نہیں کرنا چاہیئے اور پھر جو طریقہ کار میں نے اختیار کیا ہے وہ بہت زیادہ موثر نہیں معلوم ہوتا۔ میں کچھ محسوس کر رہا ہوں کہ میری بیٹی اس سے کچھ کھچی ہوئی ہے"۔

"میں بھی اس سلسلے میں آپ سے ہدایت لینا چاہتا تھا"۔

"میرا خیال ہے مسٹر جیوٹو آپ اسے اغوا کر لیجیے اور اسے اغوا کرنے کے بعد سیدھے اس جہاز پر پہنچا دیجیے جو عموماً سمندر ہی میں رہتا ہے۔ اگر ہم اسے بشونیا ہی میں کسی جگہ رکھنے کی کوشش کریں گے تو ہمارے لئے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں بس میرا خیال ہے اسے وہیں منتقل کر دیجیے بعد میں اس پر اپنی گرفت قائم کرنا میرا کام ہے"۔

"تو پھر اس کام کے لئے ہم آج ہی کا دن کیوں نہ مقرر کر لیں"۔

"نہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ مول لینا مناسب نہیں ہو گا میں نہیں چاہتا کہ ہم اس پر کوئی کمزور گرفت کریں"۔

"میں سمجھا نہیں"۔

"یوں کرتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کو اس بات پر آمادہ کرتا ہوں کہ وہ اسے لے کر ساحل کے اس مشرقی حصے پر پہنچ جائے جو سنسان ہوتا ہے وہاں ہمارا اسٹیمر تیار ہے اور وہاں آپ لوگ بھی موجود رہیں جوں ہی وہ وہاں پہنچے اس پر حملہ کیا جائے اور اسے بیہوش کر کے اسٹیمر میں ڈال لیا جائے پھر اسٹیمر کے ذریعے ہی اسے جہاز پر پہنچا دیا جائے"۔

"اور مس تنویا کا کیا ہو گا؟"

"کچھ نہیں۔ اسے میں سنبھال لوں گا تم لوگ بالکل مطمئن رہو"۔ مسٹر لوبوڈا نے کہا اور پروقار جاپانی شخص گردن ہلانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو میں آپ کی مزید ہدایات کا انتظار کروں گا"۔

"تمہیں یہ ہدایات بذریعہ ٹرانسمیٹر دے دی جائیں گی"۔ مسٹر لوبوڈا نے جواب دیا اور جیوٹو نے گردن ہلادی۔ مسٹر لوبوڈا بالآخر وہاں سے چل پڑے اب وہ سوچ رہے تھے کہ کس طرح اپنی چہیتی بیٹی سے یہ فرمائش کریں کہ وہ اس نوجوان کو لے کر ان کی مطلوبہ جگہ پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے نہایت احتیاط سے تنہائی میں تنویا سے گفتگو کا آغاز کیا۔

"کہو تمہارے دوست کا کیا حال ہے؟ میری مراد اس نوجوان سے ہے جو آج کل تمہاری توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے"۔ تنویا کے چہرے پر غصے کے آثار پھیل گئے اس نے نفرت سے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیڈی آپ کو پتہ ہے کہ میں بہت زیادہ لوگوں سے دوستی کی قائل نہیں ہوں اور خاص طور سے اس وقت سے جب سے آپ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ نوجوانوں سے زیادہ دوستی مناسب نہیں ہوتی"۔

"ہاں..... ہاں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے میں نے تمہیں ایک بہتر مشورہ دیا تھا لیکن مجھے وہ شخص بہت پسند ہے جس کا نام شعبان ہے"۔

"مگر مجھے وہ پسند نہیں ہے"۔ تنویا نے جواب دیا اور ان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ چند لمحات کے بعد وہ بولے۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟ میرا خیال تھا کہ تمہاری اس سے دوستی بہت گہری ہے"۔

"میرا بھی یہی خیال تھا ڈیڈی لیکن وہ اس قابل نہیں ثابت ہوا"۔

"او ہو! کوئی خاص بات ہو گئی کیا"۔ انہوں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"خاص بات کیا ہو گی! نجانے وہ خود کو کیا سمجھتا ہے۔ اپنے آپ کو سمندر کا شہزادہ جانتا ہے شاید وہ، ایک موتی کیا نکال لایا ہے پانی کی تہہ سے کہ اس کی فروتنی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی"۔ مسٹر لوبوڈا کو ہنسی آگئی انہوں نے کہا۔

"تم لوگوں کی دوستی بھی خوب ہوتی ہے۔ ذرا سی دیر میں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی ایک دوسرے کے بغیر جی نہیں سکے گا اور تھوڑی ہی دیر میں اتنی نفرت ہو جاتی ہے کہ حیرت ہونے لگتی ہے"۔

"نہیں ڈیڈی میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے اس سے اب کوئی رغبت نہیں رہی بلکہ شاید میں اس سے نفرت کرنے لگی ہوں"۔

"محبت اور نفرت میں واقعی بہت معمولی سا فرق ہوتا ہے لیکن تم اس سے نفرت کی وجہ نہیں بتاؤ گی"۔

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے بس وہ مغرور ہے....."

"اسے کس بات پر غرور ہے"۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے جذبات سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

"مجھے خود اس بات پر حیرت ہے ڈیڈی کہ آخر وہ کس بات پر غرور کرتا ہے۔ کیا سمندر کی گہرائیوں تک تیر لینا اتنی بڑی بات ہے کہ انسان کا دماغ ہی ٹھکانے نہ رہے؟"

"پورے بشونیا میں تمہارے باپ کا کوئی ثانی نہیں اور کسی احمق نوجوان کی یہ مجال کہ وہ تمہارے ساتھ وہ سلوک نہ کرے جس کا حق تمہیں حاصل ہے"۔

"ہاں ڈیڈی اس میں کوئی شک نہیں ہے میں بہت بڑے باپ کی بیٹی ہوں اور اچھے اچھے میرے قدموں میں جھکنا پسند کریں گے اسی لئے میں اب اس پر تھوکتی بھی نہیں"۔

"مگر کیا اس نے تمہاری توہین کی ہے؟"

"وہ میری توہین کرتا تو شاید اپنے پیروں سے یہاں سے واپس نہیں جاسکتا تھا۔ وہ میری کیا توہین کرتا بس میں خود ہی اس سے منحرف ہو گئی ہوں"۔

"اس کی کوئی وجہ تو ہو گی؟"

"میں نے کہا نا اس کا غرور....."

"تو تم اس کا غرور خاک میں ملا دو۔ اسے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ہماری بیٹی کے سامنے خود کو مغرور ظاہر کرے"۔ مسٹر لوبوڈا نے کہا اور تنویا اسے بغور دیکھنے لگی چند لمحات وہ پرخیال نگاہوں سے مسٹر لوبوڈا کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"ڈیڈی میں آپ کی اس تجویز سے متفق ہوں۔ ہمیں ضرور اسے اس کے غرور کی سزا دینا چاہیئے"۔ مسٹر لوبوڈا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی انہوں نے کہا۔

"اسے اس کے غرور کی سزائیں دینے کے لئے ہمارے پاس بہت کچھ ہے مائی ڈیئر لیکن ہم اسے کوئی ایسی انوکھی سزا دیں گے جس سے اسے یہ احساس ہو کہ بڑے لوگوں کی بیٹیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ یہاں کچھ پولیس افسر ایسے لوگوں کی موت کی تحقیق کر رہے ہیں جو سمندر سے مردہ برآمد ہوئے ہیں یہ غیر ملکی ہیں اور انہیں پانی کے اندر ہلاک کر دیا گیا ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ وہی رات تھی جب وہ لڑکا کیا نام ہے اس کا شعبان سمندر میں وہ قیمتی موتی تلاش کر رہا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ اس موتی کی تلاش کے دوران ان غیر ملکیوں سے اس کا تصادم ہوا اور اس نے حیران کن قوت سے کام لے کر انہیں ہلاک کر دیا میں اگر چاہوں تو با آسانی اسے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر پولیس کے حوالے کر سکتا ہوں۔ مسٹر شونی گاگو بھی پوری قوت صرف کر کے اس کا دفاع نہیں کر سکتے لیکن یہ سزا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے کیا خیال ہے؟ کیوں نہ ہم اسے کچھ عرصے کے لئے اپنی تحویل میں لے لیں"۔

"کس طرح ڈیڈی؟" تنویا نے تعجب خیز لہجے میں پوچھا؟

"کیا تمہاری اس سے ملاقات نہیں ہوتی؟"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے پچھلے ہی دن میری اس سے ملاقات ہوئی ہے"۔

"تو پھر تم یوں کرو کہ اس سے ملو اور اسے اپنے ساتھ لے کر شوگن پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔ شوگن پوائنٹ ایک عمدہ ساحل ہے ہمارے مقصد کے لئے اور جب تم اسے وہاں لے آؤ گی تو میرے آدمی وہاں موجود ہوں گے وہ اسے اپنی تحویل میں لے لیں گے اور اس کے بعد ہم اسے کسی بہتر جگہ رکھیں گے اور اسے یہ بتائیں گے کہ لوبوڈا کی بیٹی کی حیثیت کیا ہے"۔ تنویا پُرخیال نگاہوں سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھتی رہی وہ عورت تھی اور اپنی توہین نہیں برداشت کر سکی تھی یہ بات اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھی کہ شعبان اس کے حسن و جمال کو نظر انداز کر دے۔ وہ اپنے باپ سے متفق ہو گئی اور اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی میں اسے شوگن پوائنٹ پر لے آؤں گی یہ میری ذمے داری ہے"۔

"کب اور کس وقت؟"

"میرا خیال ہے آج یا پھر کل شام کو چھ بجے"۔

"یہ بہت مناسب وقت ہے"۔

مسٹر جیوٹو کو یہ اطلاع دینا ضروری تھا۔ انہوں نے اس کو ٹرانسمیٹر پر طلب کیا تو فوراً ہی ان سے رابطہ قائم ہو گیا۔ مسٹر لوبوڈا نے کہا۔

"جیوٹو تمہارے سپرد جو میں نے ذمے داری کی ہے کیا تم اپنے آپ کو اس کے لئے مستعد پاتے ہو؟"

"میرا مقصد یہی ہے مسٹر لوبوڈا"۔

تو پھر کل شام چھ بجے تم شوگن پوائنٹ پر اس کام کے لئے تیار رہو گے۔ زیادہ مجمع لگانے کی ضرورت نہیں ایک عام سے نوجوان کو پکڑنا ہے اس کے لئے تمہارے ساتھ صرف تین افراد کا ہونا کافی ہو گا۔ خیال رکھنا وہ زخمی نہ ہونے پائے۔ تم ہر قیمت پر اسے زندہ گرفتار کرو گے"۔

"ایسا ہی ہو گا"۔ دوسری طرف سے جواب ملا اور انہوں نے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اپنی دانست میں وہ تمام بندوبست کر چکے تھے۔ کسی بھی قیمت پر وہ اس نوجوان کو حاصل کر کے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے اور دولت کے حصول کے لئے بعض اوقات بہت سے احساسات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ وہ چشمِ تصور میں اپنے آپ کو دنیا کا دولت مند ترین انسان دیکھنے لگے۔ شعبان اگر انہیں مل جائے تو وہ سمندر کی آغوش خالی کر دیں گے اور وہ تمام قیمتی جواہرات ان کی ملکیت ہوں گے جو سمندر میں محفوظ ہیں۔

ooooo

مسٹر شونی گاڈ آج وقت سے کچھ پہلے ہی اپنے فارم سے گھر واپس آ گئے تھے۔ ان کی پیشانی پر غور و فکر کی گہری لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ گھر واپس آنے کے بعد انہوں نے اپنے معمولات سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد اپنی بیٹی یانی کو کی تلاش میں چل پڑے۔ یانی کو انہیں اپنی خواب گاہ میں مل گئی کسی کام میں مصروف تھی۔ اس نے جلدی سے کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے آج جلد واپس آنے کی اطلاع مل گئی تھی اور کچھ لمحات کے بعد میں یہ معلوم کرنے کے لئے آپ کے پاس آنا چاہتی تھی کہ سب خیریت ہے نا۔ آپ کی صحت تو ٹھیک ہے"۔

"ہاں یانی کو میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن تھوڑا سا پریشان ہوں"۔

"خیریت ڈیڈی۔ ایسی کیا بات ہے جو آپ کے لئے باعثِ پریشانی بن گئی؟"

"یوں تو بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جن سے تھوڑی بہت پریشانی لاحق ہو جاتی ہے لیکن اس وقت مجھے جو پریشانی لاحق ہے وہ ذرا عجیب قسم کی ہے"۔

"کیا ڈیڈی؟"

"تم پولیس آفیسر ٹین ہویا کو جانتی ہو نا؟ وہ بہت ہی ذہین اور بااثر آدمی ہے اور عموماً اسے ٹائیگر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے آج تک اپنے فرائض نہایت ذمے داری سے ادا کئے ہیں اور محکمہ پولیس کا ایک نیک نام آفیسر سمجھا جاتا ہے اور یہ بات تم جانتی ہو کہ تمہارا باپ شونی گاڈ بھی ایک باعزت آدمی ہے اور ہر عزت دار ایک دوسرے کی عزت کرتا ہے۔ بہرطور ٹین ہویا میرے پاس سادہ وردی میں

میرے فارم پہنچا تھا تاکہ لوگ اسے دیکھ کر یہ نہ محسوس کریں کہ وہ کسی سرکاری تحقیقات کے سلسلے میں آیا ہے۔ یانی کو حیران نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"لیکن ڈیڈی وہ آیا کس مقصد کے تحت تھا؟"

"اس کی آمد سو فیصد سرکاری حیثیت رکھتی تھی۔ پچھلے دنوں غالباً تم نے بھی سنا ہو گا کہ ساحل سمندر پر تین ایسے غیر ملکیوں کی لاشیں پائی گئی تھیں جن کا ہمارے پاس میرا مطلب ہے محکمہ پولیس کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ یعنی وہ کب ہیٹویا آئے کہاں سے آئے اس کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی تھی۔ غیر ملکیوں کی اس موت کے بارے میں تفتیش کی گئی۔ پولیس والوں کا خیال تھا کہ وہ سمندر میں ڈوب کر مر گئے ہیں لیکن ٹین ہویا کی نگاہوں نے یہ بات اچھی طرح جانچ لی کہ ان کی موت تو سمندر میں واقع ہوئی ہے لیکن وہ حادثے کا شکار نہیں ہوئے بلکہ انہیں قتل کیا گیا ہے"۔

"اوہ میرے خدا اس کا مطلب ہے کہ ان کا قاتل ہیٹویا سے تعلق رکھتا ہے۔ یانی کو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور یہ قاتل کوئی ایسی پُراسرار شخصیت ہے جس کے بارے میں ٹین ہویا کا خیال ہے کہ وہ ایک بہترین سمندری تیراک ہو سکتا ہے۔ یہاں اکثر چھوٹے موٹے جرائم ہو جاتے ہیں موتیوں کی تلاش کے سلسلے میں بعض اوقات تصادم بھی ہو جاتے ہیں اور اس تصادم میں لوگ زخمی ہو جاتے ہیں لیکن زیرِ سمندر کوئی ایسا حادثہ کبھی پیش نہیں آیا کیونکہ ماہر ترین تیراک بھی سمندر کے نیچے جنگ پسند نہیں کرتے اور ان کے اختلافات کے فیصلے خشکی پر ہی ہوا کرتے ہیں لیکن کوئی ایسا شخص جو بہترین تیراک مانا جاتا ہو زیرِ سمندر جنگ کا آغاز کر سکتا ہے اور ایسا بہترین تیراک اس سے پہلے کبھی ہیٹویا میں نظر نہیں آیا لیکن چند دن سے ایک خوبصورت نوجوان لڑکے کو سمندر میں دیکھا جا رہا ہے جو بہترین تیراکی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ دیکھنے والوں نے اسے دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ مچھلی کی کوئی ایسی نسل ہے جو انسان کی شکل اختیار کر گئی ہے اور تم جانتی ہو یہ نوجوان کون ہو سکتا ہے؟"

"شعبان"۔ یانی کو کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"ہاں شعبان ہی کے بارے میں ہیٹویا کے رہنے والوں کا یہ خیال ہے اور ان لوگوں نے جنہوں نے اسے اتفاقیہ طور سے پانی میں تیرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی ہیں۔ گو لوگ ہمارا مہمان ہونے کی وجہ سے اسے زیادہ نہیں گھیرتے اور اس سے دور ہی دور رہتے ہیں لیکن ان کی آپس کی گفتگو اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ وہ اس تیراک نوجوان سے بہت متاثر ہیں۔ اکثر وہ اس کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں یہ معلومات میری اپنی نہیں ہیں بلکہ ٹین ہویا نے مجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں اور درحقیقت وہ اسی نوجوان کے بارے میں مجھ سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے جو ایک

لڑکی کے ساتھ میرا مہمان بنا ہے تو میں نے اسے تمام حقیقت بتا دی اور اس نے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بحالتِ مجبوری اسے اس نوجوان کے بارے میں مکمل تحقیقات کرنا ہوں گی اور اس کے لئے اسے میری مدد درکار ہے۔ گو میں نے ٹین ہویا کو یہ بتایا دیا ہے کہ وہ نوجوان انتہائی سادہ دل اور نیک قسم کا لڑکا ہے لیکن ٹین ہویا اپنی ذمے داریوں سے نمٹنے کے لئے اپنے کسی شبے کو تشنہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔" یائی کو کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار پیدا ہو گئے اس نے کہا۔

"ڈیڈی شعبان کسی کو نقصان پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ وہ تو بہت ہی نرم خو اور نرم مزاج نوجوان ہے۔ ہنسنے مسکرانے والا یہ لڑکا بھلا تین انسانوں کی زندگیاں کیسے لے سکتا ہے۔

مسٹر شونی گاؤ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا "نہیں نہیں! میرا یہ مقصد بالکل نہیں ہے کہ یہ کام اس نے ہی کیا ہو گا۔ میں نے تمہیں اپنی تشویش سے آگاہ کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہو سکتا ہے اسے کچھ الجھنیں پیش آ جائیں۔ ہر چند کہ میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دوں گا کہ اسے کوئی وقت پیش نہ آئے لیکن اگر ٹین ہویا اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہے تو میری درخواست ہے کہ اس نوجوان کو صحیح صحیح گفتگو کرنا چاہئے اور اس کے لئے یہ بہتر ہو گا کہ تم اسے پہلے سے آگاہ کر دو۔ ٹین ہویا کسی بھی وقت یہاں پہنچ کر اس سے بات چیت کر سکتا ہے"۔ یائی کو شدید پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بے شک میں دردانہ کو اس بارے میں تفصیلات بتا دوں گی اور اس سے کہہ دوں گی کہ شعبان سے کہے کہ وہ سادگی میں کوئی غلط بات زبان سے نہ نکال دے۔ اس کے علاوہ اگر آپ اجازت دیں ڈیڈی تو میں خود بھی شعبان سے اسے موضوع پر بات کروں۔ آخر وہ کون غیر ملکی تھے جن سے شعبان کو پرخاش ہو سکتی تھی"۔ یائی کو نے کہا اور مسٹر شونی گاؤ نے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بات چونکہ ذرا سنگین تھی اس لئے میں نے تمہیں آگاہ کر دینا ضروری سمجھا اور یہی وجہ ہے کہ آج میں فارم ہاؤس سے جلد واپس آ گیا"۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ ڈیڈی! دراصل میں نے ان لوگوں کے ساتھ جو وقت گزرا ہے وہ اتنا دلکش ہے کہ میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتی حالانکہ میں ایک ملازمہ کی حیثیت سے ان کے پاس گئی تھی لیکن انہوں نے کبھی مجھے یہ احساس نہ ہونے دیا کہ میں ان کی تنخواہ دار ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں انہیں یہاں تک لے آئی"۔

"میں تمہاری کیفیت سمجھتا ہوں۔ بالکل اطمینان رکھو جب تک میں موجود ہوں انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بالآخر میں ٹین ہویا کا یہ شبہ دور کر دوں گا لیکن ان لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کرنا ضروری تھا اس لئے میں نے تمہارے کانوں تک یہ بات پہنچا دینا ضروری سمجھا"۔

مسٹر شونی گاؤ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے چلے گئے لیکن یائی کو کے لئے بہت سی پریشانیاں چھوڑ گئے تھے وہ اس بات پر سب سے زیادہ پریشان تھی کہ یہ الفاظ آخر وہ دردانہ یا شعبان کے سامنے کیسے کہے گی۔ وہ ایک معزز مہمان کی حیثیت سے اس کے ہاں مقیم تھے اور معزز مہمانوں پر یہ الزام تراشی کچھ عجیب سی لگتی تھی لیکن اگر ٹین ہویا اس کے آگاہ کرنے سے پہلے وہاں تک پہنچ گیا تو ہو سکتا ہے کہ کچھ دشواریاں پیش آ جائیں اور اس وقت زیادہ سنگین صورتِ حال پیش آ جائے گی چنانچہ چند لمحات سوچنے کے بعد وہ بالآخر اپنی جگہ سے اٹھی اور دردانہ کی آرام گاہ کی جانب چل پڑی۔ دردانہ اپنی آرام گاہ میں موجود تھی۔ یائی کو کو دیکھ کر وہ مسکرائی اور اس نے کہا۔

"آؤ یائی کو میں اس وقت تمہارے ہی بارے میں سوچ رہی تھی"۔ یائی کو مسکراتی ہوئی اس کے پاس جا بیٹھی اور اس نے کہا۔

"کیا سوچ رہی تھیں، مس دردانہ؟"

"بس یونہی۔ میرا خیال ہے یائی کو ہمیں یہاں آئے ہوئے کافی وقت گزر گیا اب واپسی کا پروگرام ترتیب دینا

چاہئے"۔

"میرا دل بالکل نہیں چاہتا کہ تم ابھی پٹھویا سے جاؤ۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ میں تمہاری کوئی بہتر خدمت نہیں کر سکی"۔

"نہیں یائی کو حالانکہ میرا تمہارا رابطہ بہت عجیب سا تھا لیکن اس کے باوجود تمہارے ساتھ رہ کر میں نے ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچا کہ میں کسی غیر جگہ ہوں"۔

"یہ غیر جگہ ہے بھی نہیں تاہم میں اس وقت تمہارے پاس ایک خاص مقصد کے تحت آئی ہوں"۔

"کیا؟"

"بہت عجیب صورتِ حال ہے کہیں تم اس سے پریشان نہ ہو جاؤ"

"اور تم جب تک اس بات کو مجھے بتا نہ دو گی میری پریشانیاں کیا عروج پر نہ ہوں گی"۔ دردانہ نے کہا۔

"کیوں نہیں، کیوں نہیں! میں جانتی ہوں اچھا یہ بتاؤ ڈیئر دردانہ کہ ٹوکیو میں جو کوششیں کی گئی تھیں اور جن کی بنا پر ہمیں فوجو یاؤ کی مدد لینا پڑی تھی ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں سمجھی نہیں"۔

"وہ ڈرائیور جو کوئی اور تھا اور ہمیں لینے کے لئے آیا تھا یا پھر اس کے علاوہ پارک میں وہ عجیب و غریب کوشش ان تمام باتوں کو کیا تم نے نظر انداز کر دیا۔ وہ کون لوگ ہو سکتے تھے جو شعبان کے سلسلے میں مصروفِ عمل تھے"۔

دردانہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اس نے کہا "اس سوال کا یہاں کیا مقصد ہے مائی ڈیئر یائی کو؟"

"ایک اہم بات ہے دردانہ۔ میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں۔ ابھی چند روز قبل یہاں پٹھویا کے ساحل پر تین ایسی لاشیں پائی گئی تھیں جن کا تعلق کسی یورپین ملک سے تھا۔ پولیس اس سلسلے میں تفتیش کرتی رہی اور کوئی بھی بات معلوم نہیں کر سکی لیکن اب کچھ ایسی الجھنیں درپیش آ گئی ہیں جن کی بنا پر یہ تذکرہ مجھے تمہارے سامنے کرنا پڑا"۔

دردانہ کے چہرے پر خوف کے آثار پھیل گئے تھے اس نے کہا "کیا الجھنیں ہیں" اور جواب میں مسٹر شونی گاؤ کی سنائی ہوئی پوری کہانی دردانہ کو سنا دی۔ دردانہ کے چہرے پر ایک سنگین سی کیفیت پھیل گئی تھی اس نے کہا۔

"بلاشبہ یہ بات باعثِ تشویش ہے اب کیا کیا جائے؟"

"ہو سکتا ہے پولیس آفیسر ٹین ہویا یہاں آئے ویسے یہ بات تو میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ کوئی غیر ذمے دارانہ کام نہیں کرے گا کیونکہ وہ ڈیڈی کی عزت کرتا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ شعبان سے اس سلسلے میں تفصیلات معلوم کی جائیں اور اسے بتایا جائے کہ اسے ٹین ہویا کو کیا جوابات دینا ہوں گے تاکہ ٹین ہویا اس پر کسی قسم کا کوئی شک نہ کر سکے"۔ دردانہ نے پریشانی سے گردن ہلائی اور کہا۔

"وہ آ جائے تو میں اسے اچھی طرح سمجھا دوں گی" اور یہ اتفاق ہی تھا کہ اسی وقت شعبان دردانہ کے کمرے کے دروازے پر نظر آیا تھا۔ دردانہ نے اسے پریشان نگاہوں سے دیکھا اور شعبان مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"ہیلو آنٹی! ہیلو میڈم!" اس نے ان دونوں سے کہا اور دونوں نے اسے جواب دیا۔ میڈم یائی کو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں چلتی ہوں رات کے کھانے کا انتظام کرنا ہے یقینی طور پر تم لوگ آپس میں گفتگو کر کے کوئی حل نکال لو گے اس بات کا"۔ یہ کہہ کر میڈم یائی کو چلی گئی۔ شعبان معمول کے مطابق مسکراتا ہوا دردانہ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ دردانہ اسے عجیب سے نگاہوں سے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

"شعبان تم سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتی ہوں"۔

"ضرور آنٹی۔ کہیے کیا بات ہے؟"

"کچھ دن پہلے ساحلِ سمندر پر تین غیر ملکیوں کی لاشیں دریافت ہوئی تھیں اور پولیس ان کے سلسلے میں کارروائی کرتی رہی ہے۔ میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کہیں تمہارا تصادم تو کسی سے نہیں ہوا"۔

شعبان نے مسکراتی نگاہوں سے دردانہ کو دیکھا اور بیٹھ

"ہوا تھا آنٹی"۔ اس کے اس جواب پر وردانہ اُچھل پڑی تھی۔

"کک۔ کیا مطلب۔ کس سے۔ کون تھے وہ؟"

"میں انہیں نہیں جانتا لیکن زیرِ سمندر انہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور یہی چاہا تھا کہ مجھے پانی کے اندر گرفتار کر لیں"۔

"تت۔ تو۔ تو۔ تو پھر"۔

"بہت دیر تک میں ان سے بچنے کی کوشش کرتا رہا اور جب ان کی حرکتیں بڑھتی ہی گئیں تو پھر میں نے ان کے وہ نقاب نوچ ڈالے جن کے ذریعے وہ پانی میں سانس لیتے ہیں۔ یعنی آکسیجن ماسک"۔

"پھر پھر اس کے بعد کیا ہوا؟"

"اس کے بعد ظاہر ہے پانی کی گہرائیوں سے بغیر آکسیجن کے اوپر آنا ان کے لئے ممکن نہیں تھا اور وہ پانی ہی میں ہلاک ہوگئے"۔

"اوہ میرے خدا!" میرے خدا! وردانہ کے منہ سے خوفزدہ انداز میں نکلا۔ بہت دیر تک وہ غور کرتی رہی پھر اس نے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ یہ بات قتل کے مترادف ہے"۔

"لیکن اس کے علاوہ میں اور کر بھی کیا سکتا تھا آنٹی۔ آپ خود بتائیے کہ اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیتا"۔

"نن۔ نہیں۔ لل۔ لیکن۔ لیکن۔ اوہ میرے خدا! اب کیا ہوگا"۔

"کچھ نہیں ہوگا آنٹی! ہونا کیا ہے؟"

"پولیس تم سے پوچھ گچھ کرے گی تو تم کیا جواب دو گے؟"

"کیا آپ مجھے بیوقوف سمجھتی ہیں؟"

"مطلب"۔

"مطلب یہ کہ میں اس بات سے لاعلمی کا اظہار کروں گا۔ ظاہر ہے میں پانی کے اندر کسی کو کیسے قتل کر سکتا ہوں"۔ وردانہ نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور بولی:

"ہوشیاری سے کام لینا شعبان انتہائی ہوشیاری سے کام لینا۔ کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ"۔

"اور میں آپ سے آخری بار یہ عرض کر رہا ہوں آنٹی کہ اب آپ میرے بارے میں تشویش کرنا چھوڑ دیں۔ آپ نے مجھے دنیا کے بارے میں اتنا کچھ بتا دیا ہے کہ اب یہ دنیا میرے علم میں آچکی ہے میں اتنی آسانی سے کسی جال میں نہیں پھنس سکتا۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔ بلاوجہ آپ نے اپنے اوپر پریشانیاں اوڑھ رکھی ہیں۔ میں دیوانہ نہیں ہوں کہ ان لوگوں کے سلسلے میں اعتراف کروں لیکن آپ نے مجھ سے حقیقت پوچھی تو میں نے آپ کو سچائی بتا دی۔ ظاہر ہے میں آپ سے جھوٹ نہیں بول سکتا لیکن یہ بات دنیا کے سامنے تو نہیں ہوگی۔ آپ بالکل مطمئن رہیں اور میری طرف سے بے فکر ہو جائیں ایسا چکر دوں گا ان پولیس آفیسر کو کہ وہ بھی کیا یاد کریں گے"۔ شعبان نے بدستور شوخ لہجے میں کہا اور وردانہ اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ ایک سنگین مسئلے میں وہ اس شوخی کا مظاہرہ کر رہا تھا لیکن اس کے الفاظ میں کچھ وزن بھی تھا جسے وردانہ محسوس کر رہی تھی۔

OOOOO

مسٹر لیوفیوجی من موجی آدمی تھے انہوں نے جو زندگی گزاری تھی اس میں نجانے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے تھے لیکن اب اس زندگی سے تھک کر گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ تاہم یہ گوشہ نشینی کسی بھی طور ان کے لئے تکلیف دہ نہیں تھی۔ ہیٹویا کے بہت بڑے آدمی کے باپ تھے اور مسٹر لویوڈا درحقیقت اپنے باپ کی بے پناہ عزت بھی کیا کرتے تھے۔ مسٹر لیوفیوجی کے مشاغل اب بھی وہی سب کچھ تھے۔ سمندر ان کا بہترین موضوع تھا اور اس کے بارے میں ان کے پاس کافی تحقیقاتی مواد موجود تھا۔ پچھلے دنوں شعبان سے وہ بری طرح متاثر ہوئے تھے اور اس کی صلاحیتوں پہ دنگ رہ گئے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ نوجوان کہاں سے اس قدر صلاحیتوں کا مالک بن گیا اور سمندر سے اس کا کیا تعلق ہے۔ بہرطور یہ فیصلہ کرنا ان کے لئے مشکل کام

تھا اور جس بات کا فیصلہ نہ ہو پائے اس کے لئے سر کھپانا ان کے خیال میں ایک بے مقصد بات تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنی رہائش گاہ کے عقبی حصے میں ٹہلتے ہوئے دور تک نکل گئے تھے۔ شام ہو رہی تھی اور آہستہ آہستہ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ سورج ڈوبنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی پھر انہوں نے دور سے شعبان کو دیکھا جو ٹہلنے ہی کے سے انداز میں اس طرف آ رہا تھا۔ مسٹر لیوفیوجی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس وقت وہ اتفاق سے شعبان ہی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ انہوں نے اسے دیکھ لیا۔ شعبان نے بھی غالباً دور سے مسٹر لیوفیوجی کو دیکھ لیا تھا۔ اس کی رفتار کچھ تیز ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ان کے قریب پہنچ گیا۔

"آہا مسٹر لیوفیوجی آپ اور یہاں۔ مجھے علم نہیں تھا کہ آپ کبھی اس طرح چہل قدمی کرتے ہیں"۔ مسٹر لیوفیوجی کے ہونٹوں پر ایک مشفقانہ مسکراہٹ پھیل گئی پھر انہوں نے کہا۔

"اور تم مجھے اس طرح مل جاؤ گے اس کا بھی مجھے یقین نہیں تھا۔ اتفاق سے میں اس وقت تمہارے ہی بارے میں سوچ رہا تھا"۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور بولا۔

"کیسے اس طرف کیسے نکل آئے؟"

"دراصل میری خوابگاہ کے عقبی حصے میں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود ہے جسے میں عموماً کم ہی استعمال کرتا ہوں لیکن جب کبھی تنہائیاں ہوتی ہیں اور میں سمندر کا نظارہ کرنا چاہتا ہوں تو اس دروازے سے باہر نکل آتا ہوں لیکن شرط یہی ہے کہ اطراف پُرسکون ہو"۔

"آہا تو اس کا مطلب ہے کہ اس وقت میرا یہاں آنا آپ کے لئے باعث الجھن بنا ہوگا"۔

"نہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر کبھی الجھن نہیں ہوتی۔ کہو تم اس طرف کیسے گھوم رہے ہو؟"

"بس کوئی خاص بات نہیں ہے یوں سمجھ لیجیے کہ تنویا کی تلاش میں آیا تھا"۔

"اس سمت سے؟"

"ہاں، چونکہ میرا ارادہ اسے باقاعدہ تلاش کرنے کا نہیں تھا بس میں نے یہی سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ گزرگاہ پر مل جائے"۔

"کیا مطلب ہے کیا تنویا سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی؟"

"ہاں وہ مجھ سے ناراض ہے"۔

"ارے کیا ہو گیا۔ ایسی کیا بات ہوئی کہ وہ تم سے ناراض ہو گئی؟"

شعبان مسکرانے لگا پھر بولا۔

"بس کچھ ایسی ہی بے تکی باتیں تھیں مثلاً وہ مجھ سے کہتی تھی کہ میں زندگی بھر ہیٹویا میں گزار دوں۔ تو آپ خود بتائیے مسٹر لیو یہ کیسے ممکن تھا۔ ہیٹویا بہت خوبصورت جگہ ہے لیکن پوری زندگی گزارنا تو یہاں ممکن نہیں ہے۔ میں نے اس بات پر اس سے معذرت کی تو وہ ناراض ہو گئی اور کہنے لگی کہ میری نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بہرطور اس کے بعد سے اب تک وہ مجھ سے نہیں ملی ہے"۔

مسٹر لیو ہنسنے لگے اور بولے۔

"یہ ایک احمقانہ خواہش تھی۔ آؤ میرے ساتھ اندر آؤ تم سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی"۔ شعبان مسٹر لیو کے ساتھ چل پڑا۔ مسٹر لیوفیوجی واپس اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے تھے۔

"یہاں آنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی طلسم خانے میں آ گئے ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے سمندر کے جو نوادرات جمع کئے ہیں وہ بے مثال ہیں اور یہاں سے ایک خاص تصور لے کر میں اپنے وطن جاؤں گا"۔

"کیا تصور ہوگا وہ؟" مسٹر لیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ نوادر خانہ میری پسند کے عین مطابق ہے۔ میں بھی ایک ایسا نوادر خانہ بناؤں گا جس میں سمندر کے نوادرات سجے ہوئے ہوں گے"۔

"اور میں سمجھتا ہوں وہ نوادر خانہ دنیا کا عجیب و غریب نوادر خانہ ہو گا"۔

"کیوں؟" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ تم سمندر پر جو قوت رکھتے ہو کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ تم سمندر کی گہرائیوں سے جو چیز نکال سکتے ہو اس کا دوسرے تصور بھی نہیں کر سکتے"۔

"شاید ایسا ہو"۔ شعبان بدستور مسکراتا ہوا بولا۔

مسٹر لیو اسے دیکھتے رہے پھر انہوں نے کہا۔

"ایک بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں شعبان"۔

"جی مسٹر لیو"۔

"تم نے مجھ سے کہا تھا کہ اس موتی کے بدلے تم مجھ سے کچھ مانگو گے۔ میری خواہش ہے کہ تم وہ موتی واپس لے لو یا پھر اس کے بدلے میں جو کچھ تم چاہتے ہو وہ مجھ سے کہو"۔

شعبان مسکراتا رہا اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے پھر اس نے کہا۔

"آپ نے جو تصویریں مجھے دکھائی تھیں ان میں سے ایک تصویر مجھے بے حد پسند آئی ہے۔ وہ تصویر جس میں زیر سمندر ایک لڑکی مسکرا رہی ہے"۔

"آہ بنت البحر۔ یقینی طور پر وہ تصویر انوکھی ہے اور ....." مسٹر لیو نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ پُرخیال نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگے تھے پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"میں وہ تصویر تمہیں خوشی کے ساتھ پیش کرتا ہوں لیکن کیا تم اسے تلاش کرنے کی کوشش کرو گے"۔

"میں نہیں جانتا"۔

"مطلب؟"

"وہ تصویر ..... وہ تصویر میرے لئے بہت انوکھی ہے۔ کیا آپ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آنکھوں کی ایک زبان ہوتی ہے۔ بولنے والے اگر زبان سے کچھ نہ کہیں نہ بولیں اور صرف آنکھوں سے اپنے مفہوم ادا کرنے کی کوشش کریں تو سمجھنے والے کو کوئی دقت نہیں ہوتی"۔

"ہاں مجھے اس پر پورا پورا یقین ہے۔ آنکھیں ایک تفصیل ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات زبان جو الفاظ ادا نہیں کر پاتی آنکھیں ان کا پورا پورا اخلاصہ پیش کر دیتی ہیں"۔

"اس تصویر کی آنکھیں مجھ سے ایک سوال کر رہی تھیں اور وہ سوال میں نے سمجھ لیا ہے۔ میں اس سوال کا جواب اسے دینا چاہتا ہوں"۔

"کیا سوال ہے وہ؟"

"نہیں یہ میرے اور تصویر کے درمیان ایک خاموش معاہدہ ہے۔ میں وہ سوال کسی اور کو نہیں بتاؤں گا جو وہ مجھ سے کر رہی تھی۔ مناسب سمجھیں تو وہ تصویر مجھے دے دیں"۔

"میں نے وہ تصویر اسی لمحے تمہاری ملکیت کر دی جب تم نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا۔ اب وہ تمہیں پیش کئے دیتا ہوں لیکن تم نے ایک حیرت انگیز بات بتائی ہے اور بلاشبہ یہ بات میرے لئے بہت کچھ سوچنے کو چھوڑ دیتی ہے"۔ مسٹر لیو نے اپنے نوادر خانے میں سے وہ تصویر نکال اور شعبان کے حوالے کر دی۔ شعبان مسرور نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"اور اس وقت سے اب تک میں اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ شاید آپ اس بات پر یقین نہ کریں کہ یہ تصویر اس موتی سے ہزار گنا زیادہ قیمتی ہے جو میں نے آپ کو پیش کیا۔ کسی اور کے لئے نہ سہی کم از کم میرے لئے ....." مسٹر لیو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ انہوں نے کہا۔

"اور مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ میری کوئی کاوش ایک قدردان کے ہاتھ میں پہنچی ہے"۔

"میں اس انمول تحفے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ کافی دیر تک شعبان مسٹر لیو سے باتیں کرتا رہا اور اس کے بعد وہاں سے نکل گیا۔ مسٹر لیو اسے اسی چور دروازے سے باہر چھوڑنے آئے تھے اور اس کے بعد وہ گردن جھٹک کر اندر داخل ہو گئے۔ شعبان کی باتوں نے ان کے ذہن پر ایک عجیب سا اثر چھوڑا تھا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ تصویر کی

آنکھوں میں ایسا کون سا سوال تھا جو وہ اس نوجوان سے کرنا چاہتی تھی اور وہ کون تھی؟ بنت البحر کا تصور ایک روایتی حیثیت رکھتا ہے لیکن لیو کو اپنی آنکھوں اور اپنے ذہن پر پورا پورا بھروسہ تھا انہوں نے اسے سمندر کی گہرائیوں میں دیکھا تھا۔ اسی شکل اور اسی انداز میں جس انداز میں انہوں نے یہ تصویر تخلیق کر دی تھی۔ اس کا مطلب ہے آہ! کیا یہ ممکن ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ نوجوان اس تصویر والی کو بھی پا لے حالانکہ بات بہت پرانی تھی لیکن پرانی بات تو اس موتی کی بھی تھی جسے وہ اپنے طور پر سمندر سے نکال لایا تھا۔

"کاش! کوئی ایسا ذریعہ ہو سکتا کاش! کوئی ایسا ذریعہ ہوتا جس سے وہ یہ معلوم کر سکتے کہ شعبان کو تصویر والی ملی یا نہیں۔ وہ انہی سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے اور یہ احساس ان کے ذہن میں تھا کہ موتی بہر طور ایک بے جان شے ہے لیکن ایک جاندار کی تلاش شاید سمندر میں ممکن نہ ہو پھر انہیں قدموں کی چاپ سنائی دی اور انہوں نے تنویا کو دیکھا جوان کے سامنے آ گئی تھی۔ مسٹر لیو مسکرا پڑے۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تنویا کے بارے میں بھی گفتگو ہوتی رہی تھی انہوں نے کہا۔

"ان دنوں میری خوش بختی عروج پر ہے کہ تم سب لوگ مجھ سے بار بار ملنے آ جاتے ہو ورنہ بعض اوقات تو ہفتوں تمہاری صورتیں دیکھے گزر جاتے ہیں"۔ تنویا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے تم کچھ سنجیدہ سنجیدہ سی ہو"۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے دادا جان بس یونہی ان دنوں طبیعت ذرا بوجھل ہے"۔

"اور اس کی وجہ میں جانتا ہوں"۔

"آپ؟" تنویا نے تعجب سے کہا۔

"ہاں میں"۔

"نہیں دادا جان آپ اس کی وجہ نہیں جانتے ہوں گے"۔

"اور اگر میں تمہیں بتا دوں تو"۔

"تو پھر بتائیے"۔ اس نے معصومیت سے کہا اور مسٹر لیو مسکرانے لگے پھر بولے۔

"میں جانتا ہوں شعبان سے تمہارا جھگڑا ہو گیا ہے"۔ تنویا چونک پڑی اس نے گہری نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا شعبان سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے دادا جان، کیا اس نے یہ بات بتائی ہے؟"

"یہ سوال بالکل الگ حیثیت رکھتا ہے۔ پہلے تم مجھے اس بات کا جواب دو کیا تم سے اس کا کوئی جھگڑا ہو گیا ہے؟"

"اسے جھگڑا نہ کہا جائے تو بہتر ہے دادا جان"۔

"پھر؟"

"یوں سمجھ لیجیے میرے اس کے درمیان اب نفرت کا رشتہ قائم ہو گیا ہے"۔

"ارے ..... ارے ..... ارے تم نوجوانوں میں ایک سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یا تو محبت کرتے ہو یا پھر اسی شدت سے نفرت ..... لیکن بیٹے محبت اور نفرت میں تمیز کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے"۔

"شاید میرے لئے نہیں"۔ تنویا نے کہا۔

"میں اسے نہیں مانتا مگر اس جھگڑے کی بنیاد کیا تھی؟"

"کوئی خاص بنیاد نہیں دادا جان۔ بس یوں سمجھ لیجیے وہ مجھ سے انحراف کرتا ہے۔ اسے میں تیسرے درجے کی لڑکی نظر آتی ہوں"۔

"کیا اس نے یہ الفاظ تم سے کہے ہیں؟"

"الفاظ نہیں کہے لیکن انداز سے یہی ظاہر کیا ہے"۔

"یہ تمام باتیں سوچنے کی نہیں ہوتیں بیٹے ....." انہوں نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ یہ جھگڑا کس طرح ہوا؟"

"کچھ نہیں دادا جان لیکن اس کے بعد جو کچھ ہو گا وہ میں آپ کو ضرور بتائے دیتی ہوں۔ آپ دیکھیں گے کچھ دن بعد وہ ہمیشہ مانگ رہا ہو گا ہم سے محبت، الفت کی، اپنی زندگی کی اور ہم اس کی اس درخواست کو ٹھکرا دیں گے سمجھے

داوا جان وہ ہماری قید میں ہوگا اور ہم ..... ہم ....."۔ تنویا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے وہ چند لمحات اُسے دیکھتے رہے پھر انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تم ایسا کر سکو گی ڈارلنگ۔ کیا یہ کوئی آسان کام ہوگا"۔

"میرا باپ ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے"۔ وہ پُر غرور لہجے میں بولی۔

"تو کیا اس سلسلے میں تمہارا باپ بھی دلچسپی لے رہا ہے"۔

"جس سلسلے میں، میں دلچسپی لینا چاہوں اس میں کون دلچسپی نہیں لے گا۔ آپ بتایئے آپ دلچسپی نہیں لیں گے داوا جان.....؟"

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں تم بتاؤ مجھے شعبان کے خلاف کیا کرنا چاہیئے؟"

"داوا جان بس ہم اسے گرفتار کر لیں اس کے بعد آپ تماشا دیکھیے گا"۔

"لیکن بیٹے اسے گرفتار کرنا بھی تو آسان کام نہیں ہو گا"۔ مسٹر لیو نے کہا۔

"اس کام کو ہم نے آسان بنا لیا ہے"۔

"کس طرح؟"

"میں اسے شوٹنگ پوائنٹ پر لے جا کر ڈیڈی کے حوالے کر دوں گی۔ انہوں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں"۔

"کر لئے ہیں"۔ لیو فیوجی نے حیران لہجے میں کہا۔

"ہاں داوا جان آپ کو پتا ہے کہ وہ ہر وہ کام کر سکتے ہیں جو دوسروں کے لئے مشکل ہو"۔

"کیوں نہیں آخر وہ میرا بیٹا ہے۔ خوب بہت خوب ..... جب تم اسے گرفتار کر لو بیٹے تو مجھے ضرور اطلاع دے دینا اس بارے میں....."

"آپ کو سب سے پہلے اطلاع دوں گی داوا جان اور پھر پھر ہم اس سے اپنا انتقام لیں گے۔ آپ دیکھیے کیسا بھرپور انتقام لیتے ہیں ہم اس سے....." مسٹر لیو پریشان نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگے لیکن انہوں نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بولی۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔ مجھے اپنا کام کرنے کے لئے کافی محنت کرنا ہو گی"۔ مسٹر لیو نے گردن ہلا دی تھی اور اس کے بعد تنویا وہاں سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد مسٹر لیو کافی پریشان ہو گئے تھے۔ وہ بہت دیر تک الجھن کا شکار رہے اور اسکے بعد انہوں نے اپنا دوسرا لباس نکالا اور اسے پہن کر کہیں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ باہر نکلنے کے لئے انہوں نے وہی چھوٹا راستہ اختیار کیا تھا۔

OOOOO

"شعبان کے لئے شاید زندگی میں اتنی خوشی کبھی نہیں آئی تھی جتنی وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ مسٹر لیو سے اس طرح اسے اس تصویر کے مل جانے کی امید نہیں تھی حالانکہ انہوں نے اس سے وعدہ کیا تھا لیکن شعبان بہت جھجک رہا تھا۔ بمشکل اس نے اپنی اس کیفیت کا اظہار کیا تھا اور انہوں نے نہایت فراخدلی سے تصویر اسے پیش کر دی تھی۔ تصویر کے بارے میں اس نے ان سے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ بلاشبہ وہ تصویر اسے اس وقت انتہائی پُر کشش لگی تھی جب پہلی بار اس نے اسے دیکھا تھا تو اس نے اپنی اس کیفیت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ آج جب انہوں نے اس سے اس قسم کی گفتگو کی تو اس کی زبان کھل گئی اور نتیجے میں اب وہ تصویر اس کے پاس تھی۔ تصویر پا کر وہ اتنا خوش ہو رہا تھا جیسے اسے بہت بڑی دولت مل گئی ہو۔

پچھلے کئی دن سے تنویا سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اس سے ایک دن پہلے اس نے جو کچھ کہا تھا وہ شعبان کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث تھا اور وہ دیر تک اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا لیکن جواب میں اس نے تنویا سے جو کچھ کہا تھا وہ اس سے غیر مطمئن بھی نہیں تھا۔ وہ اس عمر میں آ چکا تھا کہ اب جوانی کی لطافتوں کو سمجھنے لگے لیکن خود اس کے اپنے ذہن میں ایسی کوئی تحریک بیدار نہیں ہوئی تھی جس کے تحت وہ کسی حسین وجود کا قرب چاہے۔

بہر حال اس وقت اسے بہت زیادہ خوشی تھی۔ تصویر کو وہ ہر شخص سے چھپانا چاہتا تھا پھر اسے مسٹر شوان

گاؤ کے گھر کا خیال آیا جہاں ایک کمرے میں دردانہ کے ساتھ اس کا قیام تھا اور نجانے کیوں اس نے یہ سوچا کہ تصویر دردانہ کے علم میں بھی نہیں آنی چاہیئے۔ یہ غالباً اس کے دل کا کوئی چور تھا جس کی بنا پر وہ اس تصویر کو سب کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ کوئی ایسی جگہ حاصل ہو جائے جہاں وہ اس تصویر کو محفوظ طریقے سے پوشیدہ کر دے اور جب یہاں سے واپس ہو تو تصویر اس کے سامان میں منتقل ہو جائے۔

ایسی جگہ کونسی ہو سکتی ہے؟ تب اسے وہ چٹان یاد آئی جس کے درمیان ایک انوکھا رخنہ تھا یہ چٹان یہاں سے کچھ فاصلے پر سمندر کے کنارے تھی اور اس رخنے کو اس نے اتفاقیہ طور پر ہی دریافت کر لیا تھا۔ محفوظ ترین جگہ تھی۔ اس کا دل چاہا کہ تصویر کو اس جگہ محفوظ کر دے اور اس کے قدم خود بخود اسی سمت اُٹھ گئے۔

ایک عجیب سا سحر اس کے ذہن پر طاری تھا۔ چٹان کے قریب پہنچ کر وہ اوپر چڑھا اور پھر اس نے وہ تصویر اس رخنے میں داخل کر دی بلاشبہ اس کے لئے اس سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ تصویر کو وہاں محفوظ کر کے اسی جگہ کھڑا اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ تب ہی اس کی نگاہ تنویا پر پڑی جو چہل قدمی کرتی ہوئی اسی سمت آ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے شعبان کا دل چاہا وہاں سے چلا جائے اور تنویا کو یہ پتہ نہ لگنے دے کہ وہ یہاں موجود تھا لیکن پھر اس کا خیال بدل گیا۔ اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ یہاں کیا کر رہا تھا؟ اس سے مل لیا جائے۔ دیکھا تو جائے کہ اب اس کی ذہنی حالت کیا ہے۔ وہ چٹان کی دوسری سمت سے نیچے اتر گیا اور پھر ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔

شاید تنویا نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کے حلق سے چیختی ہوئی سی آواز نکلی جس میں وہ شعبان کو پکار رہی تھی۔ شعبان رک گیا وہ تیز تیز قدموں سے اس کی جانب چل پڑی تھی اس طرح تیز چلنے سے اس کا تنفس بڑھ گیا تھا چہرے پر ہلکی سی سرخی چھا گئی۔ وہ بہت پُرکشش لگ رہی تھی۔ شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تنویا اس کے بالکل قریب آ گئی اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے شعبان کی طرف انگلی اٹھا کر پھولے ہوئے سانس کے ساتھ کہا۔

"تم بہت بے مروّت انسان ہو"

شعبان مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

"بالکل غائب ہو گئے تم۔ میں تم سے ملنے نہیں آئی تو تم بھی مجھ سے ملنے نہیں پہنچ سکے تھے"۔ شعبان نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا تو تنویا جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"بولتے کیوں نہیں کیا تمہاری زبان بھی بند ہو گئی ہے؟"

"نہیں میں سوچ رہا ہوں تم اپنی شکایتوں کا خزانہ ختم کر لو تو پھر میں تم سے کچھ کہوں"۔

"میں تم سے کچھ بھی نہیں سننا چاہتی سمجھے۔ بس یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم بہت ہی بے مروت انسان ہو"۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں یہ الفاظ ادا کر کے خوشی حاصل ہوتی ہے تو میں بھلا تمہاری اس خوشی کو کیسے چھین سکتا ہوں"۔

"یہ بتاؤ تم مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے؟"

"میں تم سے ملنے کہاں آتا تھا تنویا۔ سمندر کے کنارے ہی ہماری ملاقات ہوا کرتی تھی اور سمندر کے یہ کنارے دو دن سے خالی ہیں"۔

"میں تم سے سخت ناراض ہوں....."

"اچھے دوست اگر ناراض ہو جائیں تو انہیں منا لیا جاتا ہے۔ مجھے بتاؤ میں تمہیں کس طرح خوش کرنے کی کوشش کروں"۔

"اس دوران تم نے میرے بارے میں ضرور سوچا ہو گا؟" تنویا نے کہا۔

"کیا؟"

"یہی کہ جو کچھ تم نے مجھ سے کہا وہ مناسب نہیں تھا"۔

"نہیں تنویا یہ الفاظ پھر میں تم سے کہوں گا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا تھا وہی مناسب تھا اگر تم مجھ سے جھوٹ سننا چاہتی تھیں تو میں جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں"۔

"گویا تمہارے دل میں میرے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے"۔

"ایک اچھے دوست کی گنجائش ہمیشہ دل میں ہوتی ہے لیکن بس ایک اچھے دوست کی حیثیت سے"۔ تنویا گردن ہلانے لگی پھر اس نے رُخ بدل لیا اور بولی۔

"آؤ میرے ساتھ ....." شعبان اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ تنویا اسے باتوں میں لگا کر شوگن پوائنٹ تک لے جانا چاہتی تھی۔ شعبان بے جھجک اس کے ساتھ چلتا رہا۔ کچھ دور چلنے کے بعد تنویا نے کہا۔

"تم اپنے وطن واپس کب جاؤ گے .....؟"

"یہ فیصلہ میں نہیں کر سکتا بلکہ میری آنٹی اس بارے میں صحیح فیصلہ کر سکیں گی"۔

"تم یہ بات ذہن میں رکھنا، میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی"۔

"بھولوں گا تو میں بھی تمہیں نہیں۔ تنویا تمہارے ساتھ ہیشویا میں بہت خوبصورت لمحات گزرے ہیں۔ کاش ہم ان جذبوں سے بے نیاز ہو کر صرف دوستی کے جذبوں کے تحت ایک دوسرے کو یاد رکھ سکتے"۔

"مگر ..... میرے دل میں جو بات پیدا ہو گئی ہے میں اس کا کیا کروں؟"

"اچھے دوستوں کو ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا چاہیئے"۔

"کیا تم اپنے وطن کی کسی اور لڑکی سے محبت کرتے ہو؟" تنویا نے سوال کیا۔

"ہرگز نہیں"۔

"یعنی تم کسی سے محبت نہیں کرتے"۔

"نہیں تنویا۔ محبت تو میں تم سے بھی کرتا ہوں ایک اچھے دوست کی حیثیت سے۔ آنٹی سے بھی کرتا ہوں اور بھی چند افراد ہیں لیکن جس انداز میں تم محبت کا تذکرہ کر رہی ہو وہ کیفیت ابھی میرے اندر بیدار نہیں ہوئی"۔

"تعجب ہے اس کے باوجود تم مجھے ٹھکرا رہے ہو؟" گفتگو کرتے ہوئے وہ لوگ شوگن پوائنٹ تک پہنچ گئے تھے۔ مطلوبہ جگہ آ گئی تھی اور تنویا کی نگاہوں نے کچھ فاصلے پر ایک بڑے اسٹیمر کو لنگر انداز دیکھ لیا تھا۔ یہ مسٹر ٹی یوڈاہی کا اسٹیمر تھا اور وہ جانتی تھی کہ اس اسٹیمر کا یہاں لنگر انداز ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ شوگن پوائنٹ پر پہنچ کر وہ رک گئی اور اس نے کہا۔

"کیا یہ ممکن نہیں شعبان کہ تم اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کرو....."

"میں سمجھا نہیں؟"

"جو آرزو میں نے تم سے کی ہے تم اس کی تکمیل کے لئے خود کو آمادہ کر لو۔ کوئی مشکل نہیں رہے گی"۔

"مشکل تو اب بھی نہیں ہے میرے لئے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ زبردستی کسی کی محبت اپنے دل میں کیسے پیدا کی جا سکتی ہے؟"

"تم نے میری توہین کی ہے شعبان، کیا تمہیں اس بات کا احساس ہے؟"

"میں نے اپنی دانست میں تمہاری کوئی توہین نہیں کی۔ تنویا تم اسے اگر اس انداز میں محسوس کرتی ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں"۔

"اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں بہت بڑے آدمی کی بیٹی ہوں۔ بعض اوقات محبت اور نفرت میں بہت معمولی سا فرق رہ جاتا ہے۔ محبت اگر نفرت میں تبدیل ہو جائے تو شعبان مشکلات بھی پیدا ہو سکتی ہیں"۔

"مجھے اس بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہے"۔ شعبان نے جواب دیا۔

"تمہاری بے پروائی تمہارے غرور کا اظہار کرتی ہے اور تمہیں شاید اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ میں جتنے بڑے باپ کی بیٹی ہوں اس کے تحت میرے سامنے کسی کا غرور نہیں چل سکتا مثلاً میں اگر چاہوں تو تمہیں دوسرے طریقے سے بھی آمادہ کر سکتی ہوں"۔ شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"یہ میرے لئے ایک انوکھی بات ہو گی اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی کو محبت کرنے کے لئے کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے"۔

"تو پھر سمجھنے کی کوشش کرو بلکہ اس کا عملی اندازہ لو"۔ تنویا نے مسٹر جیوٹو کو دیکھ لیا تھا جو اپنے تین آدمیوں کے ساتھ شعبان کے مختلف سمتوں میں گھیراؤ کر رہے تھے۔ شعبان تعجب سے اُسے دیکھنے لگا اور پھر اس نے ان لوگوں کو بھی دیکھ لیا جو عجیب سے انداز میں اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے اور اس نے کہا۔

"یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں تنویا؟"

"یہ تمہیں تمہارے غرور کی سزا دیں گے"۔ اس نے جواب دیا اور شعبان عجیب سے انداز میں اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"تم بہت اچھی لڑکی ہو تنویا میں نے تمہیں ساحل سمندر پر پہلی بار دیکھا اور اس کے بعد تمہیں پانی میں تیرتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں تمہارے لئے ایک جذبہ پیدا ہو گیا۔ ایک اچھے دوست کا جذبہ اور اس کے بعد بھی میں نے تمہارے ساتھ جو وقت گزارا اس میں میرے دل میں تمہارے لئے محبت ہی کے جذبات رہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم نے جس انداز میں سوچا میں اس انداز میں تمہارے بارے میں نہیں سوچ سکا۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جس کا اہتمام تم نے کیا ہے اس کا نتیجہ میں نہیں جانتا لیکن ایک بات سن لو اگر اس کا نتیجہ تمہارے حق میں بھی برا نکلے تو بھی میرے دل میں تمہارے لئے کوئی برائی نہیں پیدا ہو گی۔ تم جب کبھی میرے وطن آؤ گی میں ایک اچھے دوست کی حیثیت سے تمہارا استقبال کروں گا اور اب ذرا میں ان لوگوں کی مزاج پرسی کر لوں کیونکہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کروں لیکن اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو اپنا دفاع تمہارا فرض ہے"۔ جیوٹو نے اس کے قریب پہنچ کر اس کے بازو پر ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا"۔

شعبان نے مسٹر جیوٹو کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش نہیں کی لیکن وہ ہلکا سا پلٹا تھا اور جیوٹو کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ اس کے پاؤں کی ٹھوکر اس کے گھٹنے پر کیسے پڑی تھی۔ غالباً وہ اس کی توقع بھی نہیں رکھتے تھے لیکن یہ ضرب کافی زوردار تھی۔ جیوٹو کے حلق سے نہ صرف یہ کہ ایک آواز نکلی بلکہ شعبان کا بازو بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور اسی وقت وہ تینوں آدمی شعبان پر ٹوٹ پڑے لیکن انہوں نے جس انداز میں چھلانگیں لگائیں تھیں وہ غیر مناسب تھا چنانچہ سارے کے سارے جیوٹو سے جا ٹکرائے تھے۔ شعبان جھکائی دے کر ان کے درمیان سے نکل گیا تھا لیکن جیوٹو غالباً ان معاملات کے ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے اوپر آ جانے والوں کو پیچھے دھکیلا اور پھر ایک لمبی چھلانگ شعبان پر لگا دی۔ غالباً جیوٹو کراٹے کے بھی ماہر تھے۔ شعبان کے سامنے پہنچتے ہی انہوں نے زمین پر ہاتھ ٹکائے اور اس بار شعبان ان کی زد میں آ گیا۔ ان کے پیروں کی ٹھوکر شعبان کے سینے پر پڑی اور وہ نیچے گر پڑا۔ ساتھ ہی وہ تینوں جو اپنی پہلی غلطی پر نادم تھے شعبان پر ٹوٹ پڑے اور اس بار شعبان کو انہوں نے جکڑ ہی لیا۔ شعبان ان کی گرفت میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا اور اسے ان کی گرفت سے نکلنے میں کافی مشکل پیش آ رہی تھی۔ بلاشبہ وہ تین تھے اور وہ تنہا۔ جب کہ جیوٹو بھی پوری قوت کے ساتھ اس کی جانب بڑھ رہا تھا اور اس بار وہ شعبان کے ساتھ کوئی برا سلوک کرنے والے تھے چونکہ ان کی چال میں ہلکی سی لنگراہٹ پائی جاتی تھی جو ان کے غصے کا باعث بن گئی تھی۔ اتفاق کی بات کہ جیوٹو کی مداخلت شعبان کے لئے کارآمد رہی۔ جیوٹو نے ان تینوں کو ہٹایا اور شعبان کے گرد اپنی گرفت قائم کرنے کی کوشش کی لیکن شعبان چھلاوے کی طرح ان کی گرفت سے نکل گیا اور اس کے بعد اس نے پانی کی جانب رُخ کیا تھا۔ وہ چیخے۔

"پکڑو پکڑو اسے... پانی میں نہ جانے دو"۔ لیکن شعبان کو پانی میں جانے سے کون روک سکتا تھا۔ وہ تیزی سے دوڑ لگا کر پانی میں داخل ہو گیا۔ البتہ ان کے ساتھیوں نے اس کا

چھپا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ بھی شاید تیرنے کے ماہر تھے۔ شعبان آگے بڑھ رہا تھا اور وہ تینوں اس کا تعاقب کر رہے تھے، وہ بھی اس میں شامل ہو گئے۔ نجانے کیوں تنویا کو ایک خوف کا سا احساس ہونے لگا۔ ایک تصور اس کے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو شعبان ان کے قابو نہ آئے اس طرح تو بڑی مشکل پیش آ جائے گی کیونکہ شعبان پر وہ اپنی ذہنی کیفیت کا بھی اظہار کر چکی تھی۔ اس سے تو بہتر یہ تھا کہ وہ شعبان کو اس بارے میں کچھ بھی نہ بتاتی اور خاموشی سے ان لوگوں کو اپنا کام کرنے دیتی۔ اپنے آپ کو لاتعلق ہی ظاہر کرتی لیکن یہ حماقت ہو گئی تھی اور اس حماقت کے نتائج بھی بڑے سنگین نکل سکتے تھے۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے سمندر کی جانب دیکھا پانی میں وہ لوگ گم تھا ہو گئے تھے لیکن جیوٹو یہ بات نہیں جانتے تھے کہ ساحل سمندر پر ایک ایسا عام انسان جو بہر طور اپنی چالاکی اور پھرتی سے ان کی گرفت سے دور نکل گیا تھا لیکن کسی بھی قیمت پر وہ ان سے باہر نہیں جا سکتا تھا لیکن پانی میں آنے کے بعد کیفیت تبدیل ہو گئی تھی۔ شعبان نے ان لوگوں پر ایسے زبردست ہاتھ جمائے تھے کہ اب ان کے حلیے بگڑ کر رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک کی ناک اور منہ سے خون نکل رہا تھا

دوسرے کی آنکھ پر شدید ضرب لگی تھی۔ شعبان کا ہر ہاتھ اتنا طاقتور ہوتا تھا کہ ان میں سے کسی کو دوبارہ اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی یہاں تک کہ جیوٹو نے اپنی پوری مہارت کے ساتھ شعبان پر حملہ کیا۔ دراصل اس سلسلے میں ٹویوڈا کی ہدایت تھی کہ اسے زخمی تک نہ ہونے دیا جائے لیکن اب جب کہ جیوٹو کے اپنے بھی کئی ہاتھ پڑ چکے تھے اور ان کے آدمی شدید زخمی نظر آ رہے تھے جیوٹو کے لیے اپنے کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ پانی کے اندر بھی وہ اپنی جنگجویانہ صلاحیتوں کو استعمال کر سکتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے شعبان پر اپنی پوری قوت سے حملہ کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ شعبان نے انہیں کسی ہلکے سے کھلونے کی مانند اٹھا کر پانی میں دے مارا تھا اور وہ اس طرح پانی میں گرے تھے کہ انہیں...... خود کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ شعبان نے پھر کر دوسرے آدمی کو پکڑا اور اس کی گردن دبانے لگا۔ تیسرے آدمی نے اس پر عقب سے ضرب لگانے کی کوشش کی تو سامنے والے آدمی کا کام ضرور بن گیا یعنی وہ شعبان کی گرفت سے نکل گیا لیکن جس شخص نے ضرب لگائی تھی وہ شعبان کی گرفت میں آ گیا اور شعبان نے اسے بھی اٹھا کر پانی میں دے مارا۔ پانی میں وہ بے انتہا طاقتور نظر آنے لگا تھا۔

جیوٹو چیخنے چلانے لگا وہ جاپانی زبان میں ہدایت دے رہا تھا اور شاید اس افسوس کا شکار تھا کہ کاش ان کے صرف یہ تین افراد ہی نہ ہوتے۔ شعبان نے ان کا اچھا خاصہ حلیہ بگاڑ دیا تھا لیکن شاید وہ انہیں قتل نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ یہ کام اس کے لئے مشکل نہ ہوتا چنانچہ کچھ اور آگے جانے کے بعد اس نے سمندر میں غوطہ لگایا اور اس کے بعد نیچے ہی نیچے تیرتا ہوا بہت دور نکل گیا۔

اسٹیمر پہ غالباً ٹویوڈا خود بھی موجود تھے اور وہیں سے اس تمام کارروائی کی نگرانی کر رہے تھے چنانچہ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ صورتِ حال کچھ خراب ہو گئی ہے تو اسٹیمر پہ موجود اپنے دوسرے چند افراد کو جو غالباً سمندر میں موتی تلاش کرنے والے غوطہ خور تھے پانی میں اتار دیا اور اس کے بعد آٹھ دس افراد کا یہ گروپ پانی میں تلاش کرنے لگا لیکن ٹویوڈا خود بھی جانتے تھے کہ پانی کا یہ جانور پانی میں ہاتھ آنا انتہائی مشکل ہے ان کے تمام ساتھی اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ جیوٹو جن کی اپنی حالت بُری تھی لیکن وہ اپنی بات نبھانے کے لئے خود بھی اسے تلاش کر رہے تھے۔ بہت دیر تک پانی کے نیچے نیچے تیرتے ہوئے شعبان کو تلاش کرتے رہے اور اس کے بعد انہیں اس بات کا پورا پورا احساس ہو گیا کہ اب اس کا ملنا ممکن نہیں ہے شعبان پانی میں نجانے کتنی دور نکل گیا تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ تمام لوگ سطح سمندر پر سر اُبھارتے۔ ایک دوسرے سے پوچھتے کہ وہ ہاتھ آیا یا نہیں اور ناکامی کے بعد دوبارہ پانی میں غوطہ لگا دیتے۔ مسٹر جیوٹو کا حلیہ بھی بگڑا ہوا تھا اور خود تنویا بھی ششدر کھڑی ہوئی تھی۔

شعبان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہاں سے اتنے طویل فاصلے پر جہاں اس کی چٹان کے پاس پہلی بار شعبان اور تنویا کی ملاقات ہوئی تھی۔ شعبان سمندر سے نکل آیا ہے باہر نکلنے کے بعد اس نے اپنا لباس اتارا اور اسے نچوڑنے کے بعد دوبارہ پہن لیا۔ وہ لوگ وہیں اسے تلاش کر رہے تھے اور انہوں نے ابھی اس طرف کا رُخ بھی نہیں کیا تھا اگر کرنا بھی چاہتے تو یہاں تک پہنچنے میں انہیں بہت دیر لگ سکتی تھی۔ بہر طور شعبان خاموشی سے وہاں سے کھسک لیا اور ان لوگوں کی نگاہوں میں آئے بغیر اپنے ٹھکانے کی جانب یعنی شونی گاؤ کے مکان کی جانب چل پڑا۔

OOOOO

"مسٹر شونی گاؤ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ لیوفیوجی جیسی معزز شخصیت اچانک ہی ان کے گھر کا رُخ کرے گی۔ ملازم نے مسٹر لیو کی آمد کی اطلاع دی تو وہ حیرت سے اچھل پڑے تھے۔

"کون مسٹر لیوفیوجی ..... کیا مسٹر ٹویوڈا کے والد ....." انہوں نے اپنے ملازم سے سوال کیا۔

"جی ..... وہی ہیں۔ میں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے اور وہ آپ کے منتظر ہیں۔ شونی گاؤ جس حالت میں تھے اسی میں دوڑتے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ دروازہ کھول کر انہوں نے اندر دیکھا اور اس بات کی تسلی کر لی کہ آنے والے وہ ہی ہیں۔ تب انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی معزز شخصیت کبھی میرے گھر کا رُخ کرے گی"۔ مسٹر لیو نے مسٹر شونی گاؤ کا پر جوش خیر مقدم کیا اور بولے۔

"تمہاری یہ سوچ غیر مناسب تھی شونی گاؤ دراصل میں دنیا سے کنارہ کش ہو گیا ہوں اور اسی لئے ملنے جلنے والوں کی تعداد میں کمی ہو گئی ہے۔ باقی رہا جہاں تک تمہارا مسئلہ تو تم خود بشویا کی ایک معزز شخصیت ہو اور میں سمجھتا ہوں بہت سے لوگ تم سے مل کر خوشی محسوس کرتے ہوں گے"۔

"آپ کے آنے سے جو مسرت میں محسوس کر رہا ہوں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا"۔ مسٹر شونی گاؤ نے کہا۔

"شکریہ! ویسے مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں اس وقت صرف تم سے ملنے نہیں آیا بلکہ ایک اہم مقصد مجھے یہاں تک لے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں شونی گاؤ کہ اس موضوع پر تم سے فوراً ہی بات کر لوں۔ وقت ہمیشہ قیمتی ہوتا ہے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے"۔

"کوئی ایسا ہی اہم مسئلہ ہے؟"۔ مسٹر شونی گاؤ نے متجسس نگاہوں سے لیوفیوجی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یقیناً یہ مسئلہ تمہارے لئے بھی اہم ہے اور میرے لئے بھی اتنا ہی اہم"۔ مسٹر لیوفیوجی نے کہا اور شونی گاؤ سوالیہ انداز سے انہیں دیکھتے رہے۔ تب مسٹر لیو بولے۔

"میں دراصل تمہاری توجہ تمہارے ان معزز مہمانوں کی جانب کرانا چاہتا ہوں جو تمہاری بیٹی پائی کو کے ساتھ یہاں آئے ہیں"۔

"یعنی وہ لڑکی دردانہ اور اس کا بھتیجا شعبان"۔

"مشورے کے طور پر یہ بات میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اپنے ان معزز مہمانوں کو خفیہ طریقے سے جس قدر جلد ہو سکے یہاں سے نکال دو۔ دراصل ٹویوڈا بااثر ہے میں نہیں چاہتا کہ اس اتنے پیارے نوجوان کو کوئی تکلیف پہنچے اور تمہیں مجھ سے شکایت ہو۔ یہ بس ایک انسانی فرض تھا جسے پورا کرنے کے لئے میں تمہارے پاس آ گیا"۔ شونی گاؤ کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نظر آنے لگے پھر اس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مسٹر ٹویوڈا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"وہ فیصلہ کر چکا ہے تم صرف ارادے کی بات کر رہے ہو، شونی گاؤ"۔

"اور یہ کارروائی کب تک ہو گی؟"

"افسوس اس بارے میں میں صحیح بات نہیں جانتا"۔

"لیکن کوئی بھی لمحہ وہ ہو سکتا ہے جب ٹویوڈا اپنا کام کر گزرے"۔

"آپ کی رائے ہے کہ میں ان لوگوں کو خاموشی سے یہاں سے نکال دوں"۔

"ہاں یہی مناسب ہو گا۔ باقی یہ بات میں نے تمہارے کانوں میں ڈال دی ہے۔ ٹویوڈا سے کوئی جھگڑا مول لینا تمہارے لئے بھی بہتر نہیں ہو گا اور میں بھی ایک اچھے ساتھی کی حیثیت سے یہ نہیں چاہوں گا کہ تم کو کوئی نقصان پہنچے۔ ہم فساد کی جڑ ہی کیوں نہ کاٹ دیں"۔

"میں سمجھ رہا ہوں لیکن ایک تھوڑی سی مشکل پیش آئے گی اس کے لئے کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟"

"کیا مشکل ہے؟"

"پولیس آفیسر مسٹر ٹین یاؤ اس نوجوان کے بارے میں متجسس ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کی کارکردگی کیا رہی ہے۔ اگر بعد میں اس نے مجھ سے یہ سوالات کئے کہ میں نے اس کے مقاصد سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنے مہمانوں کو جانے کی اجازت کیوں دی تو میں اس سلسلے میں کیا جواب دے سکوں گا"۔

"اوہ اگر ٹین ہویا کا کوئی معاملہ ہے تو اس کی فکر مت کرو۔ تم جانتے ہو اس کی پرورش میں میرا بڑا ہاتھ رہا ہے"۔

"ہاں یہ بات میں جانتا ہوں"۔

"بس تو اسے ذہن سے نکال دو۔ وہ تمہارے ساتھ کوئی سختی نہیں کر سکتا"۔

"آپ کا بے حد شکریہ! میں آپ کی اس ہدایت پر فوری طور سے عمل کروں گا"۔ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ مسٹر لیو بولے۔

"مجھے چلنا چاہئے۔ یوں سمجھ لو میں چھپ کر یہاں آیا ہوں اور چھپ کر ہی واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے"۔

"میں سمجھ رہا ہوں"۔ شونی گاؤ نے کہا اور اس کے بعد وہ مسٹر لیو فیوجی کو کافی دور تک چھوڑنے کے لئے آئے۔ مسٹر لیو نے گردن خم کر کے اسے سلام کیا اور اس کے بعد خاموشی سے آگے بڑھ گئے لیکن مسٹر شونی گاؤ کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ وہ سست قدموں سے واپس اپنی رہائش گاہ میں آئے اور ایک جگہ بیٹھ کر یہ سوچنے لگے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے لیکن جو کچھ انہوں نے اُسے بتایا تھا وہ بھی بے حد سنسنی خیز تھا۔ ایسی صورت میں تو بہت ہی مشکل پیش آ جائے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں بدترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اور اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے اپنی بیٹی یائی کو سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ یائی کو اُن کے طلب کرنے پر ان کے کمرے میں پہنچ گئی اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ خیریت سے تو ہیں ڈیڈی"۔ اس نے سوال کیا۔ شونی گاؤ نے گہری سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں تو بالکل خیریت سے ہوں لیکن کچھ مشکلات ہم سب کے لئے پیدا ہو گئی ہیں" اور انہوں نے مسٹر لیو سے ملاقات کے بارے میں تمام تفصیل سے آگاہ کیا۔

"یہ تو بہت مشکل مرحلہ ہے۔ ہم بدنصیب ہیں کہ اپنے مہمانوں سے واپسی کے لئے کہیں گے۔ تاہم میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب بے حد ضروری ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ ہم اگر انہیں یہاں سے روانہ بھی کریں تو کس طرح؟"

"ہاں اس سلسلے میں، میں ابھی کوئی باقاعدہ فیصلہ تو نہیں کر سکا لیکن میری رائے ہے کہ ان لوگوں کو بذریعہ گاڑی کوناؤسٹی پہنچا دیا جائے اور کوناؤسٹی سے یہ باآسانی بذریعہ ٹرین ٹوکیو روانہ ہو سکتے ہیں۔ سفر کا یہ طریقہ محفوظ اور بہتر رہے گا"۔

یائی کو کے چہرے پر سنسنی کے آثار پھیل گئے تھے اس نے کہا۔

"میں اس سلسلے میں آپ سے مکمل تعاون کروں گی۔ میں جاتی ہوں اور دردانہ سے اس موضوع پر بات کئے لیتی ہوں"۔ چنانچہ یائی کو دردانہ کے کمرے میں پہنچ گئیں۔ یہاں ابھی ابھی شعبان اندر داخل ہوا تھا اور اس کے لباس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ پانی میں لباس سمیت اتر گیا ہے۔

اس کے اس حلیے کو تشویش کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ خود دردانہ بھی اس سلسلے میں ابھی اس سے کوئی سوال نہیں کر پائی تھی۔ میڈم یائی کو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مائی ڈیئر شعبان! کیسے یہ آپ نے راتوں کو بھی سمندر میں تیرنا شروع کر دیا اور لباس کے ساتھ؟" شعبان کے چہرے پر ایک شوخ مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"ہاں میڈم میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ پانی میں کپڑوں کے ساتھ تیرنے میں کیا لطف آتا ہے بس یہی تجربہ کر رہا تھا"۔

"میرا خیال اس سے مختلف ہے۔ آپ یہ تجربہ کرنے پانی میں نہیں گئے تھے بلکہ آپ کے کپڑوں سمیت پانی میں جانے کی وجہ کچھ اور ہی تھی"۔

شعبان نے دردانہ اور یائی کو کو اپنے اغواء کے بارے میں ساری بات بتا دی۔

"اوہ میرے خدا!" دردانہ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ میڈم یائی کو بھی سنجیدہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے دردانہ سے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ڈیڈی کے پاس تھی انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں طلب کر کے کچھ تفصیلات بتائیں اور مائی ڈیئر دردانہ میں ان تفصیلات کو تمہیں بتا دینا پسند کرتی ہوں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جاپان میں داخل ہوتے ہی شعبان کو اغوا کرنے کی کوششوں کا آغاز کیوں ہو گیا اور اس کی وجہ کیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ جو ہمیں ٹوکیو میں ملے تھے مسٹر ٹویوڈا کے آدمی تھے کیونکہ یہ اتفاق ہے کہ میں تم لوگوں کو ہیٹویا لے آئی لیکن میرا خیال ہے کہ شعبان سے ذاتی طور پر بہت سے لوگ دلچسپی لینے لگے ہیں جن میں مسٹر ٹویوڈا بھی شامل ہیں۔ میرا خیال ہے تم میری بات سے الجھ رہی ہو گی اس لئے میں تمہیں تفصیل بتائے دیتی ہوں اور یہ تفصیل مجھے مسٹر شونی گاؤ نے بتائی ہے"۔ دردانہ خاموشی سے میڈم یائی کو کو دیکھنے لگی اور یائی کو نے شونی گاؤ کی سنائی ہوئی تمام تفصیل دردانہ اور شعبان کے سامنے رکھ دی۔ اس نے ان کا دیا ہوا مشورہ بھی انہیں بتایا اور دردانہ فوراً بولی۔

"یائی کو تمہاری بے حد مہربانی ہو گی اگر تم فوری طور پر یہاں سے ہماری واپسی کا بندوبست کر دو۔ دیکھو نہ میں خوفزدہ ہوں اور نہ شعبان۔ جیسا کہ تم جانتی ہو کہ شعبان سرکش ہے اور اس پر قابو پانا بلاشبہ ایک مشکل کام ہے لیکن میں نہیں چاہتی کہ یہ کسی جرم میں ملوث ہو کر قانون کا شکار ہو جائے اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ جیسا مسٹر شونی گاؤ نے کہا تم ہماری روانگی کا بندوبست کر دو"۔

یائی کو نے افسردہ نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہرچند کہ میں یہ چاہتی نہیں تھی اور میری خواہش تھی کہ ابھی ہیٹویا میں تم لوگ طویل عرصے میرے ساتھ قیام کرو لیکن مجبوری اس بات کے لئے آمادہ کر رہی ہے کہ ہم اسی پر عمل کریں"۔

شعبان دردانہ سے تھوڑی دیر کے لئے اجازت لے کر تصویر لینے چلا گیا۔

میڈم یائی کو نے آنسو بھری آنکھوں سے انہیں خدا حافظ کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی کوناؤسٹی کی جانب چل پڑی۔ رات کا سفر بہت پُرسکون تھا اور راستے میں کوئی ایسا خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا جو قابلِ ذکر ہوتا۔ سفر تقریباً پونے تین گھنٹے کا تھا چنانچہ جس وقت یہ لوگ کوناؤسٹی پہنچے تو ایک بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے۔

"کیا ہمیں اسی وقت ٹوکیو روانہ ہونا ہو گا آنٹی.....؟"

شعبان نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہاں تمہاری اپنی کیا رائے ہے؟"

"لیکن میں نے آپ سے پوچھا تھا"۔

"کیا تم تھکن محسوس کر رہے ہو؟" دردانہ نے تشویش سے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ آنٹی! بھلا اس میں تھکن کی کیا بات ہے۔ میں نے تو ایسے ہی ایک سوال کر لیا تھا"۔

کوناؤسٹی کا اسٹیشن بہت چھوٹا لیکن نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا۔ دردانہ نے جاپان کے مختصر ترین

علاقے کو دیکھا تھا لیکن جو کچھ اس نے دیکھا تھا اسے اچھی طرح محسوس کیا تھا۔ اس نے جاپان کی مثالی ترقی کا راز پالیا تھا۔ اپنی زمین اپنے دیس سے پیار ہی قوموں کو عروج بخشتا ہے۔ جاپانی اپنے گھر سے نہیں اپنی زمین سے پیار کرتے ہیں اور اس زمین کے چپے چپے کو حسین بنانے کی ذمے داری ہر شخص محسوس کرتا ہے۔

ویٹنگ روم میں آکر دردانہ نے سکون کا سانس لیا۔ کچھ دیر آرام کرتی رہی۔ ڈیجیٹل بورڈ پر اسٹیشن پروگرام کوڈ ہو رہے تھے۔ ٹوکیو کے لئے ٹرین دو بج کر دس منٹ پر آنے والی تھی۔ دردانہ نے ضروری انتظامات کر لئے اور ٹرین ٹھیک دو بج کر دس منٹ پر یہاں پہنچ گئی۔ رات کی تاریکی میں سفر کا آغاز ہوا۔ ٹوکیو پہنچنے کے بعد انہوں نے امپیریل سٹی ہی کا انتخاب کیا تھا۔ شعبان نے کہا۔

"ہمارا جاپان کا سفر بے حد پُر لطف رہا آنٹی"۔

دردانہ محبت بھری نظروں سے شعبان کو دیکھنے لگی، پھر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ٹھیک ہے لیکن پھر بھی....."

"میں یہ نہیں کہتا کہ آپ میری فکر نہ کریں۔ لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ اب مجھے کوئی نقصان پہنچانا آسان نہیں ہے"۔

"خیر یہ بتاؤ جاپان سے دل بھر گیا؟"

"ہاں واپس چلا جاسکتا ہے"۔

"تب میں مسٹر فوجویاؤ سے بات کرتی ہوں۔ دردانہ نے کہا۔ پہلی ہی کوشش میں مسٹر یاؤ سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

"لوہ میڈم دردانہ، کہاں سے بول رہی ہیں؟"

"ہوٹل امپیریل سٹی سے آج ہی واپسی ہوئی ہے"۔

"میں آپ سے ملنے آرہا ہوں روم نمبر کیا ہے آپ کا؟" فوجویاؤ نے پوچھا اور دردانہ نے اپنا کمرہ نمبر بتا دیا۔ مسٹر یاؤ نے ان کے پاس آنے میں دیر نہیں کی تھی۔ وہ بہت پُر خلوص انداز میں ملے۔ "کیسے مسٹر شعبان کموبے کا ساحلی قصبہ آپ کو کیسا لگا؟"

"بے حد خوبصورت"۔

"آپ کو مس دردانہ کوئی خاص مشکل تو پیش نہیں آئی؟"

"نہیں کوئی خاص نہیں۔ سب ٹھیک رہا۔ مسٹر شیرازی کا کوئی پیغام تو موصول نہیں ہوا؟" دردانہ نے پوچھا۔

"ہاں دو بار اسد شیرازی کا فون آچکا ہے"۔ یاؤ نے جواب دیا۔

"اوہ! کیا کہہ رہے تھے کوئی خاص بات تو نہیں؟"

"نہیں! بس آپ لوگوں کی خیریت معلوم کر رہے تھے اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو تو یہ پوچھ لیا جائے کہ جاپان کی سیر سے اگر دل بھر گیا ہو تو اب واپسی کا فیصلہ کر لیں"۔

"تو بس یوں سمجھ لیں کہ اب ہم یہاں سے واپس جانا چاہتے ہیں مسٹر یاؤ"۔ دردانہ نے کہا۔

"جب آپ چاہیں یہ کوئی مشکل کام نہیں ہو گا"۔ مسٹر فوجویاؤ نے جواب دیا۔ دردانہ کچھ دیر ان سے گفتگو کرتی رہی اور اس کے بعد مسٹر فوجویاؤ واپس چلے گئے۔ جاتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ وہ بہت جلد ان لوگوں سے رابطہ قائم کریں گے"۔

مسٹر یاؤ نے ان کی خواہشات کے مطابق انتظامات کر دیئے اور اس کی اطلاع دردانہ کو دے دی چنانچہ دوسرے دن رات کو ساڑھے آٹھ بجے ان کی فلائٹ اپنے وطن کے لئے تھی اور اس کے لئے تمام انتظامات کر کے مسٹر یاؤ نے انہیں ان کے کاغذات وغیرہ دے دیئے تھے۔

"وقتِ مقررہ پر یاؤ انہیں لینے آگئے اور انہیں ان کے وطن کے لئے روانہ کیا۔ طیارے کا سفر نہایت پُر سکون تھا اور کوئی ایسی اہم بات نہ ہوئی جو قابلِ ذکر ہوتی، بس راستے میں یہ لوگ جاپان کے خوبصورت ماحول کے بارے میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ شعبان کے دل میں مسٹر لیو کا ایک خاص

مقام تھا کیونکہ مسٹر لیو فیوجی سے وہ اپنی ایک پسندیدہ چیز لے کر آیا تھا۔ وطن جاتے ہوئے اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات اُمڈتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے شہر کے ائیرپورٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں اسد شیرازی اُن کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ پر موجود تھے۔ دردانہ نے حیرت و مسرت سے اُنہیں دیکھا۔ شعبان بھی مسکرا کر ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اسد شیرازی نے پُر جوش انداز میں ان کا استقبال کیا۔ دردانہ حیرت سے بولی۔

"سر آپ، آپ کو..... میں سمجھ گئی مسٹر فوجویاؤ نے ہمیں روانہ کرنے کے بعد آپ کو یقیناً اس بارے میں اطلاع دے دی ہو گی"۔

"ہاں یہی بات ہے ویسے میں، تم دونوں کو بہت خوش و خرم دیکھ رہا ہوں اور اس سے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی ہے"۔

وہ اسد شیرازی کی کار میں واپس چل دیئے۔ اسد شیرازی اسی مکان کی جانب آئے تھے جہاں دردانہ رہتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مکان میں داخل ہو گئے۔ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا پھر اسد شیرازی نے ایک کمرے میں بیٹھ کر ان سے کہا۔

"تم لوگوں کو کوئی خاص تھکن تو نہیں ہوئی ہو گی لیکن اس کے باوجود میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں تمہیں آرام کرنے کا موقع دوں لیکن کیا کروں اپنی فطرت کو، میں تم سے تمہارے جاپان کے سفر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ معلومات اس لئے بھی اور ضروری ہو گئی ہیں کہ مسٹر فوجویاؤ نے مجھے کچھ تشویش کن اطلاعات دی تھیں اور ان کے ذریعے مجھے یہ اندازہ ہوا تھا کہ کچھ لوگ وہاں پر بھی شعبان کو نقصان پہنچانے کی فکر میں سرگرداں ہیں"۔

دردانہ نے کہا۔ "ہاں یہ سچ ہے اور آپ یقین کریں کہ اس سچ نے مجھے جن مشکلات سے گزارا ہے ان کو یاد کر کے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ کو تفصیلی رپورٹ دینا ضروری ہے اور اس سلسلے میں شعبان کی موجودگی کو میں برا نہیں سمجھتی"۔

"ضرور ضرور"۔ مسٹر اسد شیرازی نے کہا۔

دردانہ نے اسد شیرازی کو تمام تفصیلات بتا دیں اور اسد شیرازی ان حالات پر غور کرنے لگے پھر انہوں نے کہا۔

"بہت زیادہ تشویشناک بات نہیں ہے۔ شعبان کی ایک حیثیت ہے یعنی سمندر میں تیرنے کی اعلیٰ صلاحیت۔ وہ لوگ ذرا پُراسرار ہیں جنہوں نے ٹوکیو میں اور پھر بیٹویا میں شعبان کو اغوا کرنے کی کوشش کی، ہو سکتا ہے ان تین افراد کی ہلاکت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ جہاں تک مسٹر ٹویوڈا کا معاملہ ہے تو میرے خیال میں انہوں نے بھی شعبان کو سمندر میں تیرتے دیکھ لیا ہو گا اور چونکہ وہ موتیوں کی صنعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہیں یہ زیادہ پُر کشش لگا ہو گا۔ تم وہاں سے چلی آئیں اچھا ہوا"۔

"آپ کی کیا مصروفیات ہیں سر.....؟" دردانہ نے پوچھا اور اسد شیرازی مسکرا دیئے۔

"زندگی ایک دلچسپ رُخ اختیار کر گئی ہے دردانہ۔ اور اس کی وجہ شعبان ہی ہے کبھی میں یہ سوچتا تھا دردانہ کہ اس مہم جویانہ زندگی سے کبھی نہ کبھی اکتاہٹ ضرور محسوس کروں گا اس کے بعد کیا کروں گا بقیہ زندگی کیسے بسر کروں گا۔ یہ سوچ سوچ کر بعض اوقات پریشان ہو جاتا تھا لیکن میری یہ مشکل حل ہو گئی ہے"۔

"کیسے سر.....؟" دردانہ نے پوچھا۔

"اس ریسرچ سینٹر کو قائم کر کے....."

"خوب....."

"ایک اعتماد قائم ہوا ہے۔ ایک تصور نے جنم لیا ہے اور اس کے لئے جو پذیرائی ہوئی ہے اس نے دل بڑھا دیا ہے۔ بڑی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ دنیا بھر سے رابطہ قائم ہوا اور اچانک ہی ایک مہم جو بہت بڑی حیثیت اختیار کر گیا ہے"۔

"میری طرف سے مبارکباد سر"۔

"شکریہ! کل تم لوگ میرے ریسرچ سینٹر آؤ۔ دیکھو

کس برق رفتاری سے کام ہو رہا ہے اور اس سے زیادہ برق رفتاری سے اس کی پذیرائی ہو رہی ہے"۔ شیرازی نے کہا۔

"میں ضرور حاضر ہو جاؤں گی سر"۔ دردانہ نے کہا۔

اسے خود بھی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ دوسرے دن صبح ہی صبح وہ ریسرچ سینٹر روانہ ہو گئی۔ اس کا خیال تھا کہ اسد شیرازی ابھی وہاں نہ آیا ہو گا لیکن اس کا استقبال اسد شیرازی نے ہی کیا تھا۔

"ہیلو دردانہ .... شعبان"۔

"ہیلو انکل"۔ شعبان نے کہا۔ دردانہ اس خوبصورت عمارت کو حیرت سے دیکھ رہی تھی اس نے کہا۔

"جاپان میں ہمارا قیام اتنا طویل تو نہ تھا سر"۔

"کیا ہوا؟"

"آپ نے اس عمارت کی تکمیل کے لئے شاید کسی جادوئی چراغ کا سہارا حاصل کیا ہے۔ اتنے مختصر وقت میں اس کی تکمیل حیران کن ہے"۔

"ہاں جادو کا یہ چراغ میرا عزم تھا دردانہ۔ میں یہاں دن رات کام کرتا ہوں اور بہت سے لوگ میرے معاون ہیں۔ کافی اسٹاف بڑھا لیا ہے میں نے۔ ابھی تمہیں ان سب سے ملاؤں گا۔ دراصل ایک مقصد حاصل ہو گیا ہے اور وہ مقصد جاندار ہے۔ آؤ ایک نگاہ جائزہ لو یہاں کا"۔

شیرازی نے دعوت دی اور پھر وہ دردانہ کو پوری عمارت کی سیر کرانے لگا۔ کمال کر دکھایا تھا شیرازی نے۔ پوری دنیا کے سمندروں کو اس نے اس عمارت میں قید کر دیا تھا۔ وسیع و عریض پانی کی دیواروں پر سمندر پینٹ کرائے گئے تھے۔ ندی کی گہرائیوں تک کے مناظر دلکش اور قدرتی رنگوں میں پیش کئے گئے تھے۔ ان کے محل وقوع کو خاص طور سے روایات کے ساتھ نمایاں کیا گیا تھا جو وہاں سے منسوب تھیں۔ مصوروں نے اپنے فن کا کمال دکھایا تھا۔ دردانہ ششدر رہ گئی۔

"کمال کیا ہے آپ نے۔ افسوس میں اس کام میں آپ کی شریک کار نہ رہی"۔ دردانہ نے کہا۔

"کیسی بات کر رہی ہو دردانہ۔ اس پروجیکٹ کے دو پارٹس ہیں ایک حصہ میں نے سنبھال رکھا ہے تو دوسرا تم نے۔ تمہیں اس تحریک کی وجہ معلوم ہے یعنی شعبان"۔

"اوہ جی ہاں"۔ دردانہ نے کہا۔

"اصل حصہ تو تم نے سنبھالا ہوا ہے دردانہ"۔

"شکریہ جناب"۔ دردانہ نے کہا۔

"آؤ تمہیں کچھ تفصیلات بتاؤں"۔ اسد شیرازی نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے دفتر میں لے گیا۔ وسیع و عریض دفتر میں پہنچ کر اس نے انہیں بیٹھنے کی پیشکش کی پھر بولا۔

"امیر ارتغا ہاشمی، مصری نژاد ہے، تیل کا سوداگر ہے اور سمندر کا عاشق، اس نے ایک نہایت جدید اور قیمتی جہاز بنوایا ہے اور اس پر دنیا بھر کے سمندروں کو کھنگالنا چاہتا ہے۔ اس نے باقاعدہ رابطہ قائم کر رکھا ہے مجھ سے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں بھی اس کی اس سمندری مہم میں اس کی معاونت کروں اور اس کے ساتھ شامل ہو جاؤں وہ ہماری اس لیبارٹری کو دس ملین ڈالر کی امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ دوسری دلچسپ شخصیت کیپٹن ایڈگر مورالس کی ہے۔ ایک تجربے کار جہاز راں جس کا کہنا ہے کہ اس نے سمندروں کے وہ ویران خطے بھی دیکھے ہیں جہاں انسانی پہنچ ممکن نہیں ہے۔ وہ ہمیں اپنی خدمات پیش کرنا چاہتا ہے یوں تو بہت سے لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا ہے مگر یہ دو شخص میرے لئے بہت دلچسپ ہیں اور میں انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا"۔

"واقعی بہترین پروگریس ہے سر"۔ دردانہ نے معترف لہجے میں کہا۔

"...... تم سمجھ رہی ہو گی۔ امیر ارتغا ہاشمی، کیپٹن مورالس اور ہم سمندری تحقیقات کے لئے ایک آزاد جہاز جسے دنیا بھر کے سمندروں میں جانے کی اجازت ہو گی اور کیا چاہیئے"۔

"یقیناً سر، مگر یہاں کا کام؟"

"بہترین عملہ سنبھالے گا جس میں سے کچھ میرے

پاس موجود ہے باقی رکھنا ہے۔ کچھ ایسے لوگ مل گئے ہیں جو میرے مقصد کے لئے بہترین ہیں"۔

"ہماری تو زندگی ہی بدل گئی سر"۔

"ہاں دردانہ واقعی یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی میں ہم کبھی کوئی اتنا بڑا کام کریں گے"۔

"اور یہ سب کچھ شعبان کی وجہ سے ہوا"۔

"سو فیصد!"

"تمہارا پروگرام کیا ہے؟"

"میں امیر ہاشمی سے رابطہ قائم کر کے اس کو ملاقات کی دعوت دیتا ہوں اس دوران ہم نیا عملہ بھی ملازم رکھ لیتے ہیں اس کے بعد کیپٹن مورالس کو بھی بلا لیا جائے گا اور پھر ایک طوفانی سمندری سفر، نئی نئی تحقیق۔ شعبان ہمارے ساتھ ہو گا لیکن اس کی شخصیت کو نہایت محنت سے چھپانا ہو گا۔ اسے راز ہی رکھا جائے گا اور یہ راز صرف ہمارے درمیان ہو گا"۔

"اوہ میرے خدا..... اس کا مطلب ہے کہ زبردست جدوجہد کا آغاز"۔

"یقیناً"۔

"شعبان کیا تم ہماری باتیں سن رہے ہو؟" شیرازی نے اسے مخاطب کر کے کہا اور شعبان مسکرا دیا۔

"کیوں نہیں انکل؟"۔

"کیا تم اس پروگرام سے متفق ہو"۔

"نہ صرف متفق ہوں بلکہ یہ میری دلی آرزو ہے"۔ شعبان نے کہا۔ دردانہ اور شیرازی مسکرانے لگے۔

اسپین کے ڈونگ انٹارل سٹی اسکوائر کے بینکوئٹ ہال میں اس وقت دنیا کی ساری دولت جمع تھی۔ یہ دولت ان دولت مندوں کی شکل میں تھی جو دنیا کے آٹھ ملکوں کے اتنے بڑے آدمی تھے کہ ان کی دولت کا تصور ناممکن تھا۔ ان ملکوں سے آنے والوں کا یہ اجتماع بڑی اہم حیثیت کا حامل تھا۔ اسپینش شہریت رکھنے والے مسٹر لیپاک نے انہیں یہاں جمع کیا تھا۔ اس ہال میں عموماً اس قسم کی میٹنگیں ہوا کرتی تھیں لیکن اہم ترین اور بین الاقوامی کاروباری امور کے

سلسلے میں، ویسے اس کا تعلق قطعی غیر سرکاری نوعیت کا تھا اور یہ صرف سرمایہ داروں کے جمع ہونے کی جگہ تھی اور یہاں دنیا بھر کی معیشت کے سلسلے میں اہم فیصلے کئے جاتے تھے۔ ملکوں کی حکومتیں اپنی معیشتیں چلانے کے لئے لاتعداد منصوبہ بندیاں کرتی تھیں لیکن ان لوگوں کا عمل دخل ان حکومتوں سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ دنیا بھر کی مارکیٹ میں یہ اگر چاہتے تو انتشار برپا کر سکتے تھے۔ لیچاک نے اپنے معزز مہمانوں کو مسرور نگاہوں سے دیکھا جن کی میزبانی کا شرف انہیں حاصل تھا۔ بینکوئٹ ہال کی رونق دیدہ زیب تھی۔ دیکھنے والی نگاہیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ ہاں اس وقت اس اجتماع کی نوعیت ذرا مختلف تھی اور آنے والے خفیہ طور پر اور عین وقت پر یہاں پہنچے تھے۔ سرکاری طور پر ان کی آمد کی توقع نہیں کی جاتی تھی ورنہ ان کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے لیکن یہ انتظامات بھی ان انتظامات سے بہتر نہ ہوتے جو لیچاک نے اپنے مہمانوں کے لئے کئے تھے۔ ائرپورٹ سے جن راستوں سے گزر کر معزز مہمانوں کو انٹارل سٹی اسکوائر پہنچنا تھا وہاں راستے میں جگہ جگہ خفیہ طور پر ایسے مسلح گارڈ موجود تھے جو اڑنے والی چڑیوں پر بھی نگاہ رکھتے تھے اور اگر اس راستے میں کہیں بھی کسی جگہ کوئی ایسی کیفیت دیکھنے میں آتی تو جو کچھ ہوتا وہ شاید اسپین کی حکومت کے لئے بھی باعثِ حیرت ہوتا۔

جس انداز میں اس دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا وہ بہت محتاط تھی اور یہ مشکل ہی تھا کہ بیرونی لوگوں کے یہاں جمع ہونے کا علم ہو اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے مشکل نہیں تھا کیونکہ بیشتر ممالک پر اصل حکمران یہی لوگ تھے اور انہی کے ایما پر حکومتیں تبدیل ہو جایا کرتی تھیں۔

بنکوئٹ ہال میں داخل ہونے والا آخری آدمی امریکی نژاد یہودی تھا جس کا نام گاٹن شیورن تھا۔ دولت کہاں کہاں تقسیم ہو جاتی ہے اور کس کس طرح کن کن لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جاتی ہے اس کے بارے میں تو بڑے لطیفے ہیں لیکن گاٹن شیورن کو دیکھ کر یہ سارے لطیفے ایک جگہ جمع ہو جاتے تھے۔ ویسے اس کی شخصیت کا اندازہ ہال میں بیٹھے ہوئے ان تمام لوگوں کے پُراحترام رویے سے ہو جاتا تھا جو اسے دیکھ کر ادب سے کھڑے ہو گئے تھے۔ مسٹر لیچاک نے آگے بڑھ کر گاٹن شیورن کا استقبال کیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم ائرپورٹ سے برابر رابطہ رکھے ہوئے تھے اور صرف آپ کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا"۔ گاٹن شیورن نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی۔ تب لیچاک نے کہا۔

"آج کی اس نشست کے لئے میں صدارت کی تجویز مسٹر گاٹن شیورن کے لئے پیش کرتا ہوں"۔ تمام لوگوں نے تالیاں بجا کر اس اعلان کا خیر مقدم کیا اور وہ اس طرح کرسیٔ صدارت کی جانب بڑھ گیا جیسے جانتا ہو کہ اس کے بغیر یہ کرسی نامکمل ہے۔ افراد نے بھی اپنی اپنی نشستیں سنبھال لیں اور پھر ہال میں ایک پُرسکوت خاموشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ سوچنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ گاٹن شیورن نے اپنا قیمتی سگار نکالا اور اسے دانتوں میں دبا کر اس کا گوشہ توڑا اور پلٹ کر ہونٹوں میں لگایا اور فوراً ہی لیچاک نے آگے بڑھ کر ان کا یہ سگار جلا دیا۔ گاٹن شیورن نے اپنی دبلی پتلی مہین سی آواز میں کہا۔

"آج کی اس نشست کے لئے مجھے جو مختصر اطلاعات ملی ہیں وہ میرے لئے باعثِ حیرت تھیں۔ میں نے لیچاک سے فرمائش کی کہ اس موضوع پر ایک باقاعدہ میٹنگ ہو جائے اور اس کے لئے تمام لوگوں کو تکلیف دی جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ آج ہم اپنے اس اہم مقصد کے سلسلے میں جمع ہوئے ہیں جو ہمارے لئے بہت زیادہ منفعت بخش ہے اور جس کے تحت ہم نے ایک عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے"۔ مسٹر گاٹن شیورن کے خاموش ہونے کے بعد لیچاک نے کہا۔

"اوشین ٹریژرز کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے میں وہ تمام باتیں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں جن کے تحت یہ میٹنگ ہمارے لئے ضروری ہو گئی تھی۔ ہم کسی بھی ایسے ذریعے کو نہیں اپنا سکتے جس کے بارے میں ہمیں ذرہ برابر شبہ ہو کہ ہمارے معاملات کسی دوسرے کے کانوں تک پہنچ سکتے ہیں چنانچہ بحالتِ مجبوری میں نے ان واقعات کو صرف اشارتی شکل میں آپ لوگوں تک پہنچایا۔

"اوشین ٹریژرز ہماری زندگی کا اہم ترین مقصد ہے اور اس کے لئے ہم کہیں اور کسی جگہ کوئی مشکل رکاوٹ یا خطرہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے اوشین ٹریژرز کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے اپنے فرض سے انصاف کیا ہے اور ہم اس کے لئے آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں"۔ ایک آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔ مسٹر لیچاک نے گردن جھکا کر شکریہ ادا کیا اور بولے۔

"چنانچہ اب میں ابتدا سے یہ ساری تفصیلات لوگوں کو بتا رہا ہوں۔ اوشین ٹریژر کے نام سے ہم نے جو خفیہ ادارہ چھ ملکوں کے اشتراک سے قائم کیا اس کا مقصد عظیم تر ہے۔ سمندری دولت ہمارے لئے اپنی آغوش وا کئے ہوئے ہے اور ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہم اس میں سے جو چاہیں حاصل کر لیں۔ خلا کی تسخیر کا تمام کام دنیا بھر کی حکومتوں نے سنبھال لیا ہے۔ سیارے اور خلا کے دوسرے وہ تمام راز جو اس کائنات میں بکھرے ہوئے ہیں اب بڑے بڑے ممالک کی دسترس میں ہیں۔ ہم لوگ بھی اس دنیا کے باشندے ہیں اور ہمارے لئے بھی بہت سی ایسی اہم ضرورتیں کھلی پڑی ہیں جو اس دنیا ہی کے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہیں ہمارے سامنے سمندر موجود ہے ایک خلا کی مانند، جس طرح اس خلا کی بیکراں وسعتیں اہم ترین رازوں سے بھری پڑی ہیں اسی طرح سمندری دنیا بھی نجانے کون کون سے رازوں کا مرکز ہے۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ سرکاری پیمانوں پر سمندر میں جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ محدود ہے اور اس طرح ہمارے لئے گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ ہم پانی کی گہرائیوں میں جھانک سکیں اور یہ بات یقینی ہے کہ سمندر کے نیچے جو کچھ موجود ہے بیرونی دنیا پر اس کا ایک فیصد بھی موجود نہیں ہے۔ البتہ سمندر کی گہرائیوں میں موجود خزانوں کو تلاش کرنے کے لئے ہمارے پاس وسائل کم ہیں اور ہماری اس وقت جو تمام کوششیں جاری ہیں وہ یہی ہیں کہ اپنے ان وسائل کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں اور سمندر کی دنیا کی تلاش کریں۔ ہم نے اس سلسلے میں جو کام کئے ہیں ان کی تفصیل میں جانا بیکار ہے۔ میں نے یہ تمام باتیں اس لئے دہرائی ہیں کہ ہمارے نظریات کا صحیح معنوں میں ایک بار پھر اندازہ ہو سکے اور اس سلسلے میں اگر ہمارے کسی معزز دوست کے ذہن میں کوئی خاص بات آئے تو وہ ہمیں اس کی اطلاع دے۔ اوشین ٹریژر نامی ادارہ جو اس وقت دنیا کے آٹھ ممالک پر مشتمل ہے اپنا کام کر رہا ہے اور ہم نے اس سلسلے میں جو عظیم فنڈ مخصوص کیا ہے اس کے تحت ہم اپنی ان کارروائیوں میں کافی آگے بڑھ چکے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں مختلف ممالک میں کام ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنا پھیلاؤ جس انداز میں بڑھایا ہے اس میں ہم دنیا کے تمام ممالک میں اپنے نمائندے پہنچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ہمارے یہ نمائندے دنیا بھر کے سمندروں سے حاصل ہونے والی معلومات کا ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ دنیا کے جن ممالک میں اوشینن ریسرچ سینٹر موجود ہیں وہاں ہمارے آدمی بھی موجود ہیں اور وہ وہاں کی اہم ترین معلومات ہمارے لئے فراہم کرتے ہیں۔ میں اب اصل موضوع کی جانب آنا چاہتا ہوں"۔

"ایک پسماندہ سے ملک میں ایک چھوٹا سا ادارہ قائم ہوا ہے اور یہ ادارہ وہ تمام تصورات اپنے ذہن میں رکھتا ہے جو ہمارے عظیم تر منصوبہ بندی کرنے والوں نے پیش کئے ہیں۔ مثلاً ان کا کہنا ہے کہ وہ زیرِ سمندر ایسی چیزیں دریافت کریں گے جو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال ہوں۔ سمندر کے نیچے بہت سی ایسی جڑی بوٹیاں مل سکتی ہیں جو دنیا کے لاتعداد امراض کے کام آ سکتی ہیں اور ابھی تک جدید ترین طبی سائنس ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکی۔ ہمارے سمندری پروگرام کا ایک حصہ یہ بھی ہے اور ہم یہ بالکل پسند نہیں کریں گے کہ کوئی اور اس سلسلے میں کام شروع کرے۔ میں یہ تمام چیزیں آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کے مشوروں کا طالب ہوں کچھ اور تفصیلات اس بارے میں عرض کر دوں اس کے بعد میری یہ گفتگو ختم ہو جائے گی"۔

"اس چھوٹے سے ادارے کو ان لوگوں نے کوئی اہم نام نہیں دیا ہے۔ ایک طریقہ کار قائم کیا ہے اور اس کے تحت

عمل کیا جارہا ہے لیکن ان کے پاس کچھ ایسے ذرائع ضرور موجود ہیں جن پر کام کر کے وہ اپنے اس مقصد میں کامیابی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس اہمیت کے حامل نہ ہوتے تو ہماری توجہ ان کی جانب نہ ہوتی مثلاً اس ادارے کا بانی ایک شخص اسد شیرازی ہے جو ایک عام جو اور سرمایہ دار ہے لیکن معمولی سا سرمایہ دار ..... اس نے دنیا بھر کے لوگوں کو اس جانب متوجہ کیا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس ادارے کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے۔ کئی ممالک نے اس ادارے سے تعاون کا وعدہ کیا تھا اور وہ اپنی کارروائیوں میں مصروف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اہم نظریہ جو صرف ہمارے دماغوں میں پیدا ہوا تھا ہمارے ہاں سے منتقل کیسے ہوا؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ انسان وہ سب کچھ سوچنے میں ناکام رہ سکتا ہے جو ہم نے سوچا لیکن جس انداز میں ان لوگوں نے کام شروع کیا ہے وہ ہمارے لئے باعثِ تشویش ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ اس سلسلے میں کچھ کامیابی حاصل کر لیں اور اگر یہ کامیابی انہیں حاصل ہو گئی تو پھر اس بات کا خطرہ سامنے آ جاتا ہے کہ دنیا کے بہت سے ممالک اپنے عظیم سرمائے کے ساتھ سمندر کی جانب متوجہ ہو جائیں گے اور اس طرح ہمیں کھربوں ڈالر کا خسارہ ہوگا۔ جو ہم نے اس مقصد کے لئے وقف کئے ہیں اور خرچ کر چکے ہیں۔ ہم اس خسارے کی پروا نہیں کرتے لیکن کم از کم ہمارے اس مقصد میں کوئی مداخلت نہ ہو یہ ہمارا فرضِ اولین ہے اور ہم اس سلسلے میں تمام تر کوششیں کر لینا چاہتے ہیں۔ میرا کہنا صرف اتنا ہی تھا۔ میں نے اس سلسلے میں کچھ تھوڑی سی کارروائیاں بھی کی ہیں"۔ وہ تھوڑی دیر رکا پھر بولا۔

"جب ہمیں اس بات کا علم ہوا کہ وہ ادارہ قائم ہو رہا ہے اور ایک ایسا شخص ان کے پاس موجود ہے جو زیرِ سمندر بہترین کارکردگی دکھا سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ ترین تیراک ہے اور پانی کے نیچے اس کی عجیب و غریب صلاحیتیں منظرِ عام پر آئی ہیں۔ جب ہمیں اس کی اطلاع ملی تو ہم نے کوشش کی کہ اس نوجوان کو اپنے قابو میں کر لیا جائے اور ہم اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کریں لیکن اس سلسلے میں ہماری کوششیں مسلسل ناکامی سے دوچار ہوتی رہی ہیں اور ہمارے اس ادارے کے ایسے اہم ترین لوگ اس کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں جو ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر شرف نامی ایک شخص جو سمندری دنیا کا بے تاج بادشاہ قرار دیا جاتا تھا ہلاک ہو چکا ہے اور یہ سب کچھ اسی نوجوان کی وجہ سے ہوا۔ جاپان میں ہمارے چند ایسے افراد اس کے ہاتھوں ہلاک ہوئے جو سمندری معلومات کے سلسلے میں ہمارے بہترین مفادات کے حامل تھے اور ہم وہ عظیم نقصان برداشت کرنے پر مجبور ہوئے میں خاص طور سے آپ لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں یہ بہت ضروری ہے کہ ایسے کسی ادارے کو ختم کر دیا جائے اور ایسی کوئی بنیاد نہ چھوڑی جائے جس کی بنا پر ہمیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ جنابِ صدر اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان واقعات کی روشنی میں آپ اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کریں"۔

مسٹر گاٹن شیورین نے ایک نظر سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کی جانب دیکھا ان کی کشادہ اور وسیع پیشانی پر چند شکنیں پھیلی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے غصے کا اظہار ہوتا تھا۔ پھر وہ اپنی منمناتی آواز میں بولے۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تصور کسی اور ذہن تک منتقل کیسے ہوا اور کیا ہم اس بات کو نظرانداز کر سکتے ہیں کہ ہمارے تمام تر طریقہ کار میں کوئی ایسی خامی رہ گئی ہے جس کی بنا پر یہ تصور دوسرے ذہنوں تک پہنچا۔ میں اس کا جواب لیچاک سے طلب کرتا ہوں"۔ لیچاک نے پرادب لہجے میں کہا۔

"جنابِ والا! اس سلسلے میں چند الفاظ میں، میں تذکرہ کر چکا ہوں۔ انسانی ذہن مختلف خیالات کا حامل ہوتا ہے۔ اس بات کے امکانات ہیں کہ وہ عام جو جس کا نام اسد شیرازی ہے اس طرح سوچنے میں کامیاب ہو گیا ہو اور یہ اس کی اپنی سوچ ہو اور اس سلسلے میں ہم کسی پر شبہ نہ کریں"۔

"ہاں۔ اس بات کے امکانات ہیں ایک ذہن یا کچھ ذہن ایک ہی انداز میں ضرور سوچ سکتے ہیں لیکن جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ بھی ہمارے طریقہ کار سے مختلف

نہیں ہے"۔

"اگر سمندر کی گہرائیوں میں کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کا طریقہ کار یکساں ہی ہو سکتا ہے"۔

"ٹھیک ہے کیا تم نے یہ معلومات بھی حاصل کیں لیچاک کہ اس کے اپنے وسائل کیا ہیں؟"

"یقیناً جناب میں نے معلومات حاصل کی ہیں وہ ایک بالکل بے وسیلہ شخص ہے اور اس کے پاس سمندر کی گہرائیوں میں جانے کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے سوائے اس نوجوان کے اور ایک شخص پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا وہ زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتا ہے؟"

"نہیں! میں تمہاری اس بات سے اختلاف کرتا ہوں جو کچھ بھی کیا جائے اس کے نتائج دوسروں کو متوجہ کرنے کے کام تو آ سکتے ہیں۔ ہمارا نظریۂ فکر یہی ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو نظرانداز نہ کیا جائے اور میں آپ کی اس بات سے خوش ہوں کہ آپ نے میرے اس نظریے کو فروغ دیا ہے اور اگر کوئی ایسی صورتِ حال سامنے آئی ہے تو اسے نظرانداز نہیں کیا اور پھر ہم اسے کیسے نظرانداز کر سکتے ہیں جب کہ ہمارے چند افراد بھی اس سلسلے میں کام آ چکے ہیں"۔ لیچاک نے خوش ہو کر کہا۔

"میں آپ کا طریقۂ فکر جانتا ہوں جناب اور اسی بنیاد پر میں نے ان معاملات کو نظرانداز نہیں کیا۔ درحقیقت اوشیئن ٹریژر کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ویسے تو کاروباری دنیا میں ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے اطمینان بخش ہے لیکن اوشیئن ٹریژر کا قیام اسی سلسلے میں عمل میں آیا ہے اور ہم نے اس کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ ایک الگ نوعیت کا حامل ہے۔ میں اس چھوٹے مسئلے کو قطعی طور پر نظرانداز نہیں کر سکتا۔ ایسے چھوٹے چھوٹے بہت سے مسئلے مل کر ہمارے لئے ایک بڑا مسئلہ بن سکتے ہیں"۔

"میں آپ سے متفق ہوں اور اب آپ لوگوں کی رائے جاننا چاہتا ہوں"۔ جاپانی نژاد صنعت کار نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ صورتِ حال بے حد اہم ہے۔ ہم اگر ابھی ابتدائی مرحلے ہی میں اس صورتِ حال پر قابو پا لیں تو کیا ہمارے لئے بہتر نہیں ہوگا؟" فرانسیسی صنعت کار بولا۔

"مقصد یہ ہے آپ کا مسٹر ڈی یوواؤ کہ اس مسئلے کو کس شکل میں ختم کیا جائے"۔

"ہاں میں یہی چاہتا ہوں اگر ایسا کوئی ادارہ قائم ہو بھی گیا ہے تو اسے آگے بڑھنے سے پہلے ختم ہو جانا چاہئے اور یہ کام ہمارے لئے مشکل نہیں ہے"۔ گاٹن شیورین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ اس ادارے کو تباہ کرنے کے لئے ہم کچھ لوگوں کو مخصوص کر دیں تو یقینی طور پر یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس پوری عمارت کو بم سے اڑایا جا سکتا ہے۔ جتنے متعلقہ لوگ ہیں انہیں ختم کیا جا سکتا ہے۔ یقینی طور پر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہمارے ایجنٹ یہ کام کر سکتے ہیں لیکن آپ کا کیا خیال ہے اگر یہ قیمتی شخص اس طرح ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو کیا ہم اس نقصان کو پورا کر سکیں گے؟"

"قیمتی شخص!"

"ہاں۔ وہی نوجوان جس کے بارے میں تذکرہ کیا جاتا رہا ہے۔ بے شک ہم نے اپنی معلومات کے لئے جو ذرائع اختیار کئے ہیں وہ بہت وسیع ہیں لیکن ایک اور شخص کی گنجائش یقینی طور پر باقی ہے۔ میری اپنی رائے ہے جس پر آپ لوگ اختلاف کر سکتے ہیں کہ اس ادارے کو کام کرنے دیا جائے۔ البتہ اس کے گرد ایسا محاصرہ قائم کر لیا جائے کہ اگر وہ کوئی کام کی بات معلوم کر سکتا ہے تو اس معلومات کو کسی اور تک نہیں ہم تک پہنچنا چاہئے۔ اس کا باہر نکلنا مناسب نہیں ہوگا اور اگر صورتِ حال کچھ ایسی ہو جائے جو ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہو تو پھر ہم بعد میں اس انداز میں بھی سوچ سکتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اس نوجوان کو ہم لوگ اپنے قبضے میں لے لیں اور اگر وہ ہمارے قبضے میں نہ آ سکے تو پھر اسے ضرور ختم کر دیا جائے۔ اگر ایسی کوئی صورتِ حال ہے تو آپ یہ سمجھ لیجیے کہ اس کے ختم ہونے کے بعد تمام معاملات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ سمندر کی دنیا میں ہم

کسی کا راستہ باآسانی روک سکتے ہیں اور وہ لوگ ہم سے بڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتے"۔ وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی اور پھر انہوں نے مشترکہ طور پر کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے سوچنے کا انداز بالکل مختلف ہوتا ہے اور ہم آپ سے بہت کچھ سیکھتے ہیں"۔ گاگن کے نسوانی چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"ایک مکھی بھی اگر آپ کو اس قابل نظر آئے کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے تو اس کی اہمیت کا اندازہ کر کے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ ہمارے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ صرف یہ نہیں کہ وہ مکھی ہے اسے مار دیا جائے"۔

"بے شک..... بے شک آپ کا کہنا درست ہے"۔

"چنانچہ اندازِ فکر تبدیل ہو گیا اب ہم تشویش کے بجائے عمل کی دنیا میں آ چکے ہیں۔ ہمارے بہت سے ایجنٹ دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں اور اشینو ریسرچ کے سلسلے میں وہ بہت کام کر رہے ہیں۔ اوشینو ہر ملک میں اس سلسلے میں ہونے والی معلومات سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں اور ہم ان پر زبردست سرمایہ خرچ کرتے ہیں۔ ہماری توجہ کا ایک بہت بڑا حصہ اب اس جانب منتقل ہو جانا چاہیئے۔ دنیا بھر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ہو ہی رہا ہے لیکن ہمیں کچھ ایسے مخصوص لوگوں کی ضرورت ہے جو اس طرف توجہ دیں اور وہاں جیسا کہ میں نے کہا محاصرہ قائم کر لیں۔ اس شخص کا نام غالباً آپ نے اسد شیرازی بتایا تھا لیپاک"۔

"جی سر! اس کے بارے میں میرے پاس تفصیلات موجود ہیں"۔

"براہِ کرم پیش کیجیے"۔ لیپاک نے ایک فائل اٹھائی اور اس میں سے ایک بڑی سی تصویر نکال کر گاگن شیورن کے سامنے رکھ دی۔

"یہ ہے اسد شیرازی۔ معمولی سا سرمایہ دار ہے اور زیادہ تر توجہ مہم جوئی پر صرف کرتا ہے۔ اس کی ذہانت معمولی سی ہے اور ایسا کوئی کارنامہ اس نے سرانجام نہیں دیا جو اہم نوعیت کا ہوتا۔ اس شخص نے جس نوجوان کو سمندری دنیا میں معلومات کے لئے تیار کیا ہے اس کی تصویر یہ ہے"۔ یہ دوسری تصویر شعبان کی تھی جو گاگن کے سامنے پیش کی گئی۔ گاگن کے چہرے پر کسی قدر غور و فکر کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ وہ دیر تک اس تصویر کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ غیر معمولی انسان ہے۔ بعض چیزوں میں میری چھٹی حس کام کرتی ہے اور میری چھٹی حس بتاتی ہے کہ اس کی آنکھوں میں وہ سب کچھ موجود ہے جو کسی غیر معمولی شخص کی آنکھوں میں ہو سکتا ہے۔ اس تصویر کو دیکھنے کے بعد میرا یہ نظریہ پختہ ہو گیا ہے کہ اس نوجوان کو ہر قیمت پر ہمارے قبضے میں آنا چاہیئے اور یہ بالکل آخری مرحلہ ہو گا۔ جب ہم اس سے مایوس ہو کر اسے ختم کر دینے پر تل جائیں گے"۔ گاگن خاموش ہو گیا اور تمام سوالیہ نگاہیں ان کی جانب اٹھ گئیں۔ چند لمحات کے بعد گاگن شیورن نے کہا۔

"لیکن یہ کام معمولی پیمانے پر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کسی طرح یہ بات منظرِ عام پر آ گئی کہ کوئی ایسا ادارہ اس سلسلے میں کوشش کر رہا ہے تو ہمارے لئے زیادہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ میرا مقصد سمجھ رہے ہوں گے لیپاک۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان تمام لوگوں سے ہٹ کر کوئی ایسی ٹیم بنائی جائے جو صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص ہو اور اس ٹیم کی سربراہ کوئی ایسی شخصیت ہونا چاہیئے جس پر ہم پورا پورا اعتماد کر سکتے ہوں"۔ لیپاک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"گار تھا ورتھا......"۔

ooooo

"اسد شیرازی خود بھی کبھی اس بارے میں سوچتے تو انہیں بہت عجیب محسوس ہوتا تھا۔ فطرتاً وہ بہت مختلف قسم کے انسان تھے اور زندگی کے معمولات سے ہٹ کر جینا چاہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے زندگی کا طویل ترین

حصہ مہم جوئی میں بسر کر دیا تھا لیکن اندازِ فکر میں جو نئی تبدیلی رونما ہوئی تھی وہ ان کی دانست میں ان کی زندگی کا سب سے بہتر وقت تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی تحریک شعبان ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ان کے مقاصد کے منظرِ عام پر آنے کے بعد دنیا بھر کی بڑی بڑی شخصیتوں نے ان سے رابطے قائم کئے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جو سمندر کی دنیا سے دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اسد شیرازی ان میں سے دو افراد کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ خود سرکاری سطح پر بھی انہیں پیشکشیں کی گئی تھیں لیکن انہوں نے یہی کہا تھا کہ جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے وسائل سے کرنا چاہتے ہیں اور یہی ان کے حق میں بہتر رہے گا۔ تاہم وہ پیشکشیں اب بھی برقرار تھیں اور انہیں ہر طرح کی آسانیاں فراہم کی جانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس دن بھی وہ اپنی کوٹھی میں شعبان اور دردانہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ دونوں یونہی ان کے پاس آ گئے تھے۔ اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا تھا اور کہا۔

"ایک بات بتاؤ میں شعبان کے بارے میں آج تک لاعلم ہوں۔ کیا تم اس سے اپنی پوری واقفیت رکھتی ہو؟"

"ہرگز نہیں سر۔ روزِ اول سے میں اسے سمجھنے میں ناکام رہی ہوں"۔

"حالانکہ تم اس کے لئے بہت کچھ ہو"۔

"وہ بھی تسلیم کرتا ہے اور میں نے بارہا محسوس کیا کہ اس کے انداز میں نہ صرف میرا احترام بلکہ مجھ سے بے پناہ محبت بھی جھلکتی ہے"۔

"اپنے طور پر کسی خاص چیز سے دلچسپی کا اظہار کرتا ہے؟"

"سمندر کے علاوہ کسی چیز سے نہیں"۔ "ہوں۔ میں دراصل اس لئے یہ بات سوچ رہا تھا کہ اب ہم جس مہم پر نکلنے والے ہیں اس میں ہمیں مختلف واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم اس کے تمام کمزور پہلو اپنے علم میں لانا چاہتے ہیں تاکہ اس کے بارے میں صحیح طور پر معلومات حاصل ہو سکیں"۔

"میرا خیال ہے اس کی فطرت میں کوئی ایسا کمزور پہلو نہیں ہے جو ہمیں تشویش میں مبتلا کر دے"۔ دردانہ نے جواب دیا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ بس یہی میں تم سے معلوم کرنا چاہتا تھا"۔

لیکن دردانہ کو اپنے نظریات میں تھوڑی سی تبدیلی اس وقت پیدا کرنا پڑی جب ایک رات اس نے اتفاقیہ طور پر شعبان کے کمرے میں روشنی دیکھی۔ یہ ایسا وقت تھا جب شعبان عموماً گہری نیند سوتا تھا اور اپنے معمولات میں وہ عموماً کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا تھا۔ دردانہ جاگ گئی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں سے روشنی جھلک رہی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ کی ہول کے دوسری طرف کے مناظر صاف نظر آ رہے تھے اور اس نے شعبان کو دوزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تیز روشنی میں ایک تصویر نمایاں تھی اور یہ تصویر اس سے پہلے دردانہ نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ کی ہول سے دیکھنے پر وہ تصویر اسے بہت زیادہ صاف نظر نہیں آ رہی تھی لیکن اتنا اندازہ اسے ضرور ہو گیا تھا کہ وہ کسی لڑکی کی تصویر تھی۔ دردانہ کو ایک لمحے کے لئے حیرت ہوئی اور پھر اس نے کوئی فیصلہ کیا اور دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ شعبان اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا چند لمحات وہ دروازے کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے تصویر کی جانب دیکھا اور اس کے بعد آہستہ قدموں سے دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دردانہ نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"کیا بات ہے شعبان۔ تمہیں نیند نہیں آئی۔ آج حیرت انگیز طور پر جاگ رہے ہو؟"

"ہاں آنٹی۔ میں جاگ رہا ہوں"۔

"ارے یہ کس کی تصویر ہے؟" دردانہ نے تصویر کو دیکھ کر کہا۔

"میں نہیں جانتا"۔ شعبان کے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

دردانہ تصویر کے بالکل قریب پہنچ گئی اور پھر تصویر کو دیکھ کر اس پر بھی حیرت کا دورہ پڑ گیا تھا۔ ایسا حسین چہرہ اور پُراسرار چہرہ زندگی میں اس سے پہلے کبھی اس کی نگاہوں سے نہیں گزرا تھا۔ یقینی طور پر اسے زمینی مخلوق کہا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ اتنی دل موہ لینے والی صورت تھی کہ انسان پاگل ہو جائے جن پتوں کی اوٹ سے وہ جھانک رہی تھی وہ بھی ناقابلِ شناخت تھے بس ایک عجیب سی کیفیت ایک عجیب رنگ ایک عجیب سا ماحول تھا۔ دردانہ نے بغور اس تصویر کو دیکھا اور اسے یہ احساس ہو گیا کہ اس ماحول میں سمندر کی لہریں بھی نمایاں ہیں۔ یقینی طور پر وہ ہلکے ہلکے لہریے لئے اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ تصویر پانی کے نیچے کی ہے اور شعبان کا تعلق کسی پانی کے نیچے کی مخلوق سے نہ ہو تو اور کس سے ہو؟ دردانہ نے کافی دیر کے بعد گردن گھمائی اور شعبان کو دیکھا۔ وہ ساکت و جامد کھڑا ہوا تھا۔

"تمہارے پاس یہ کہاں سے آئی؟"

"میں نے اسے لیو فیوجی سے لیا تھا"۔

"ان کے پاس یہ تصویر کہاں سے آئی تھی؟"

"انہوں نے بنائی تھی"۔

"یہ صرف ایک ذہنی خاکہ ہے؟"

"نہیں۔ شعبان نے جواب دیا"۔

"کیا مطلب؟"

"لیو کا کہنا ہے کہ یہ تصویر حقیقی ہے"۔

"لیکن مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ پانی کے نیچے بنائی گئی ہے؟"

"ہاں! یہ سمندر کی گہرائیوں کا ایک منظر ہے"۔

"لیکن..... لیکن..... کیا یہ قابلِ یقین ہے؟"

"میں سمجھا نہیں آنٹی"۔

"میرا مطلب ہے کہ یہ ایک لڑکی جیتی جاگتی زندہ مخلوق کی مانند لیکن سمندر کی گہرائیوں میں اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ پانی اس کے وجود پر اثر انداز نہیں ہے"۔

"ہاں یہ ایک سچ ہے"۔

"تم..... مگر..... مگر....."

"مگر کیا آنٹی؟ آپ کو اس بات پر حیرت کیوں ہوئی ہے؟"

"اوہ ہاں۔ میں سمجھ رہی ہوں لیکن تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ تمہاری ہی طرح..... تمہاری ہی طرح.....؟"

"بظاہر ایسا ہی لگتا ہے آنٹی"۔

"میرے خدا! اس کا مقصد ہے کہ تمہارے علاوہ بھی کوئی اور ایسی شخصیت موجود ہے جو پانی کے نیچے اس طرح پُرسکون کھڑی ہو سکتی ہے"۔ شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دردانہ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایک بات بتاؤ شعبان! رات کے اس حصے میں تم اس تصویر کو اتنی محویت سے کیوں دیکھ رہے تھے؟"

"آنٹی۔ یہ مجھے یہ اچھی لگتی ہے اور میں نے مسٹر لیو سے اسے مانگ لیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار میں نے کسی سے کچھ مانگا ہے آنٹی"۔

"گویا..... گویا..... تم اس سے بہت متاثر ہو؟"

"ہاں آنٹی۔ یہ اکثر میرے تصور میں آتی رہتی ہے۔ بولتی ہے مجھ سے باتیں کرتی ہے"۔

"کیا باتیں کرتی ہے؟"

"میں اس کی زبان نہیں سمجھتا۔ بس یہ بولتی ہے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں اس کی آواز مجھے سنائی دیتی ہے لیکن وہ جو کچھ کہتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا"۔

"اوہ! کیا تم اس کے لئے دکھی ہو؟ میرا مطلب ہے کیا تمہارے دل میں یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ یہ تم تک پہنچ جائے؟"

"ہاں! میں یہ چاہتا ہوں"۔

"گویا تم اس سے محبت کرتے ہو"۔

"شاید"۔ شعبان نے بے خوفی اور سچائی سے جواب دیا۔ دردانہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ مسٹر شیرازی سے اس موضوع پر بات ہوئی تھی اور اس نے پورے اعتماد سے کہا تھا کہ شعبان کی زندگی میں ایسا کوئی

تصور نہیں جاگا ہے لیکن آج اسے اپنے اس خیال کی نفی کرنا پڑی تھی لیکن جو تصور شعبان کے ذہن میں جاگا تھا وہ بھی انتہائی حیرت ناک تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"اگر یہ تمہیں نہ ملی شعبان تو تم کیا محسوس کرو گے؟"

"میں نہیں جانتا"۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ تمہیں مل جائیں گی؟"

"ہاں"۔ شعبان نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔ کسی بات کی بہت زیادہ تفصیل میں وہ کبھی نہیں جاتا تھا۔

"کیا تم اسے تلاش کرو گے؟"

"ہاں آنٹی! یہ بات میرے ذہن میں موجود ہے"۔

"پھر بھی کوئی تصور تو ہو گا تمہارے ذہن میں کہ تم اسے کہاں تلاش کرو گے؟"

"سمندر کے نیچے....."۔

"کیا مطلب.....؟"

"جہاں کی یہ تصویر ہے میں اسے وہیں تلاش کروں گا"۔ پھر اس نے موتی جو لیو فیوجی کو دیا تھا اس کی مختصر کہانی دردانہ کو سنائی۔

"اوہ میرے خدا! تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا بھی نہیں"۔

"آنٹی! وہ قابلِ ذکر بات نہیں تھی اور پھر چونکہ میرے اور مسٹر لیو کے درمیان تھی اس لئے میں نے آپ سے اس کا تذکرہ نہیں کیا"۔

"تو تم نے وہ قیمتی موتی مسٹر لیو کو دے دیا"۔

"ہاں! وہ اس کے حق دار تھے کیونکہ وہ اس کی پرستش کرتے تھے"۔

"پھر اس کے بعد کیا ہوا؟"

"مسٹر لیو نے موتی کے ساتھ دوسری تصاویر بھی مجھے دکھائی تھیں اور وہ ساری تصاویر مجھے جانی پہچانی محسوس ہوتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ سب کچھ سمندر کے نیچے موجود ہو۔ مسٹر لیو کا بھی یہی کہنا تھا چنانچہ آنٹی جب وہ موتی سمندر سے نکالا جا سکتا ہے تو پھر زیرِ سمندر اس لڑکی کا وجود کیوں نہیں ہو سکتا؟" دردانہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ ایک انوکھا خیال تھا۔ انوکھا تصور، فائدہ مند بھی اور نقصان دہ بھی۔ کم از کم شعبان کے دل کو وہ کوئی روگ لگتے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا اور مسکرانے لگی۔

"اچھا یہ بتاؤ کوئی پریشانی تو نہیں ہے تمہیں.....؟"

"بالکل نہیں۔ بس اسے دیکھ کر ایک ذہنی سکون کا احساس ہوتا ہے"۔

"اسے محفوظ رکھو، میں چلتی ہوں"۔ دردانہ نے کہا اور عجیب و غریب خیالات لئے ہوئے وہ شعبان کے کمرے سے باہر نکل آئی۔ اسد شیرازی کو اس بارے میں اطلاع دینا ضروری تھا۔

OOOOO

"اٹلی کے دارالحکومت روم کی مشہور و معروف سڑک ایسترونا ایگز کے آخری سرے پر پھیلی ہوئی وسیع و عریض اور حسین ترین عمارت بیوٹی پارکونا کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کی مالک گارتھا نامی ایک عورت تھی جس کا تعلق اٹلی ہی سے تھا اور وہ اٹلی کے ایک بڑے شہر نیپلز سے تعلق رکھتی تھی۔ روم میں اس نے اپنا یہ بیوٹی کلینک کھولا تھا اور اس وقت یہ دنیا کے ان مشہور ترین بیوٹی کلینکس میں سے تھا جس کے بارے میں لوگوں کا کہنا تھا کہ وہاں جانے کے بعد انسان خود اپنی شکل پہچاننے کے قابل نہیں رہتا۔ یہ الفاظ کن معنوں میں استعمال کئے گئے تھے اس کی کوئی تفصیل منظرِ عام پر نہیں تھی لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ اس وسیع و عریض عمارت میں جو کھیل ہوتا تھا وہ ناقابلِ فہم تھا اور دنیا کی مشہور ترین اداکارائیں بڑے بڑے سربراہانِ مملکت کی بیویاں اور ان عظیم ترین سرمایہ داروں کی بیگمات یہاں آنا اپنی شان سمجھتی تھیں جن کا شمار دنیا کے بڑے لوگوں میں ہوتا ہے۔ بیوٹی پارکونا کی مالک گارتھا بہت پُراسرار شخصیت کی مالک تھی اور اس کے بارے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس کا اصل کام کچھ اور ہے۔ بس چند ہی لوگوں کو یہ بات معلوم تھی کہ گارتھا درپردہ کیا ہے۔ بیوٹی پارکونا میں ان

بیگمات کے آنے کے بعد کچھ اور بھی کارروائیاں ہوتی تھی جس کے نتیجے میں گارتھا کے بینک بیلنس اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ اگر وہ دنیا کے کسی دولت مند کا مقابلہ کرنا چاہتی تو اس میں اسے کوئی خاص دقت نہ ہوتی۔

وہ درپردہ بہت سے امور پر کام کرتی تھی اور اس کے تعلقات ایسے لوگوں سے تھے جو اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اس وقت بیوٹی پارکونا کے وسیع و عریض پارکنگ لاٹ پر جو خوبصورت کار آ کر رکی اس میں سے اُترنے والے کے بارے میں کسی کے لئے کہنا مشکل تھا کہ اس اسمارٹ سے آدمی کو دنیا کے بڑے بڑے سرمایہ داروں میں ایک اہم حیثیت حاصل ہے اور لیچاک اسپین کے ان لوگوں میں سے ہے جن کے اشاروں پر حکومتیں بدل جایا کرتی ہیں۔ لیچاک بالکل عام سے انداز میں اپنے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بریف کیس لئے ہوئے بیوٹی پارکونا کے ریسپشن پر پہنچا اور پھر اس نے ایک چھوٹا سا خوبصورت کارڈ نکال کر ریسپشن پر بیٹھی ہوئی لڑکی کے سامنے رکھ دیا۔ لڑکی نے وہ کارڈ دیکھا اور وہ احترام کے انداز میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے گردن خم کی اور فوراً ہی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پھر اس نے ایک اور لڑکی کو قریب آنے کا اشارہ کیا اور جب وہ آئی تو اس نے آہستہ سے اس سے کہا۔

"تم میری جگہ سنبھالو۔ میں ذرا معزز مہمان کو مادام گارتھا کے پاس پہنچادوں۔ دوسری لڑکی اس کی جگہ کھڑی ہو گئی تھی اور ریسپشنسٹ لڑکی نے باہر نکل کر احترام سے لیچاک سے کہا۔"

"تشریف لائیے جناب۔ مادام اس وقت ہال نمبر سات میں ہیں۔ آپ کو شاید کچھ لمحات انتظار کرنا پڑ جائے"۔ لیچاک نے خوش اخلاقی سے گردن خم کر دی اور لڑکی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ گیا۔ حسین ترین عمارت کے فرش میں ان دونوں کی تصویر ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ اتنا خوبصورت فرش بنایا گیا تھا کہ دیکھنے والوں کو شیشے کا محسوس ہوتا تھا۔ ہر طرف ایک عجیب نفاست اور ایک عجیب سی دلکشی چھائی ہوئی تھی اور لیچاک کے لئے شاید یہ جگہ اجنبی نہیں تھی۔ کئی راستوں سے گزرنے کے بعد بالآخر لڑکی لیچاک کے ساتھ ایک ایسے کمرے کے دروازے پر رکی جس پر نمبر سات لکھا ہوا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ چھوٹے چھوٹے کمروں کے دروازے ہوں لیکن اندر کا منظر نہایت حیرتناک تھا۔ وسیع و عریض ہال کے درمیان میں ایک خوبصورت حوض بنا ہوا تھا چھت میں نجانے کس کس قسم کی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ تھوڑی بلندی پر زیادہ بلندی پر دیواروں میں ان عجیب و غریب مشینوں کو دیکھ کر اس ہال پر کسی اعلیٰ ترین سائنسی لیبارٹری کا گمان ہوتا تھا۔ بہرطور لیچاک ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ لڑکی کی نگاہیں درمیانی جگہ پر جمی ہوئی تھیں جس میں ایک سبز رنگ کا سیال کھول رہا تھا۔ اس سیال کے کھولنے سے ہلکا لطیف سبز رنگ کا دھواں فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تین لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں جو پتھر کے بتوں کی طرح ساکت تھیں جنہیں خوبصورتی سے ان کی جگہ نصب کر دیا گیا۔ جگہ جگہ ریشمی لطیف پردے پڑے ہوئے تھے جو بالکل ساکت تھے۔ ہال میں ذرا بھی ہوا نہیں تھی لیکن وہاں کے ماحول میں کوئی ایسی کیفیت بھی نہیں تھی جسے ناخوش گوار کہا جا سکے۔ لیچاک نے مسکراتی نگاہوں سے اس ماحول کو دیکھا۔ لڑکی جو اسے یہاں تک لے کر آئی تھی کسی قدر جھجک رہی تھی۔ تب لیچاک نے اس سے کہا۔

"میں تمہارے چہرے پر الجھن محسوس کر رہا ہوں"۔

"نہیں سر۔ بس چند لمحات آپ کو انتظار کرنا ہوگا"۔

لیچاک نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے پوچھا۔

"اس حوض میں کیا چیز پک رہی ہے۔ لڑکی نے کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا کہ لیچاک نے ساکت کھڑی ہوئی تین لڑکیوں میں سے ایک کو متحرک دیکھا۔ وہ سامنے لگی ہوئی مشین کا ڈائل دیکھ کر اس کے قریب پہنچ گئی تھی پھر اس نے کچھ لیور اوپر سے نیچے کئے اور کچھ نیچے سے اوپر۔ ڈائل پر آہستہ آہستہ چلنے والی سوئی رک گئی تھی پھر لڑکی نے اس

مشین کو آپریٹ کیا اور چھت سے ایک شکنجہ سا نیچے اُترنے لگا۔ اس میں چار کلپ لگے ہوئے تھے اور بڑے بڑے اسپرنگ چمڑے سے ڈھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ شکنجہ آہستہ آہستہ اس حوض کے بالکل اوپر پہنچ گیا اور اس کے بعد اس کے ہک پانی میں اتر گئے۔ لیچاک کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ تاہم وہ اس تمام کارروائی کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا جو نہایت پُراسرار معلوم ہوتی تھی۔ اس کے بعد شکنجے پانی سے باہر نکلے اور اوپر اٹھنے لگے لیکن لیچاک کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے کھلی رہ گئیں کہ وہ چاروں ہک ایک انسان کے چاروں ہاتھ پاؤں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دو پیروں میں اور دو ہاتھوں میں۔ سبز رنگ کا یہ انسان حوض سے باہر نکلا تو یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کون ہے اور کیا ہے لیکن لیچاک کے لئے یہ منظر بڑی دلچسپی کا حامل تھا۔ وہ حیرت ناک نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ شکنجہ ایک مخصوص بلندی تک اپنی جگہ سے اوپر اٹھا اور اس کے بعد وہ کھنچنا شروع ہو گیا۔ لیچاک ایک لمحے کے لئے چونک پڑا۔ یہ مضبوط شکنجہ اپنے آپ میں جکڑے ہوئے انسان کے جوڑوں کو کھول دے گا کیونکہ لیچاک یہ بات محسوس کر رہا تھا کہ اس کے اسپرنگ تن رہے ہیں۔ گویا مشینی عمل ان چاروں ہکوں کو مختلف سمتوں میں کھینچ رہا تھا۔ اسپرنگ آگے پیچھے ہوتے رہے اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں ہاتھ پاؤں کھنچنے لگے لیکن جو کوئی بھی ان کے اندر پھنسا ہوا تھا وہ بہت ہی مضبوط اعصاب اور جسمانی قوتوں کا مالک تھا کیونکہ اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ پھر اس لڑکی نے جو مشین پر بدستور موجود تھی ایک بٹن دبایا اور اس کے فوراً ہی بعد پیروں کے دونوں شکنجوں نے اپنے منہ کھول دیئے۔ ہک میں پھنسی ہوئی لڑکی یا عورت جس کا اندازہ سیدھا ہونے کے بعد ہوا تھا صرف ہاتھوں کے بل شکنجوں میں لٹکی رہ گئی۔ وہ جھول رہی تھی اور پھر اچانک ہی وہ نیچے اتر گئی۔ شکنجے کے دونوں ہک اسپرنگ کے ساتھ لمبے ہو گئے تھے۔ مشینی عمل ہی کے ذریعے یہ دونوں ہک بھی کھل گئے اور وہ عورت یا لڑکی جو بالکل سبز نظر آ رہی تھی سیدھی کھڑی رہ گئی۔ قریب کھڑی ہوئی دونوں لڑکیاں تیزی سے آگے بڑھیں اور انہوں نے اس کے جسم پر سفید رنگ کا ایک موٹا لبادہ لپیٹ دیا۔ لڑکی یا عورت نے لبادے کی بیلٹ کسی اور اس کے بعد اس کی نگاہیں لیچاک کی جانب اُٹھ گئیں۔ تب لیچاک نے اسے پہچانا۔ وہ گارتھا تھی۔ لیچاک مسکراتا ہوا دو قدم آگے بڑھا تو گارتھا مسکراتی ہوئی اس کی جانب بڑھی۔

"اوہ تم مائی گاڈ..... مسٹر لیچاک یہ آپ ہیں اچانک اس طرح مجھے تو اندازہ بھی نہ ہو سکا"۔

"اور میں یہاں آ کر تمہاری جادوگری کے کھیل میں پھنس گیا۔ یہ یقینی طور پر کسی جادوگر کا طلسم خانہ معلوم ہوتا ہے"۔ وہ سبز عورت کو گہری اور دلچسپ نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا جس کے پورے چہرے پر گہرا سبز رنگ چڑھا ہوا تھا۔ بالوں کا رنگ بھی گہرا سبز ہی تھا اور یقینی طور پر لبادے کے نیچے چھپا ہوا وہ جسم بھی جسے چند لمحات قبل لیچاک بالکل سبز رنگ میں رنگا ہوا دیکھ چکا تھا۔

"آپ کی اچانک آمد نے مجھے متحیر کر دیا ہے اور پھر آپ نے اپنے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کا استقبال آپ کے شایانِ شان نہیں کر سکی"۔

"جب اس قسم کا کوئی موقع ہوتا ہے کہ دنیا کو دکھانا مقصود ہو تو تمہیں اطلاع دے دی جاتی ہے مائی ڈیئر مس گارتھا۔ اب ذرا جلدی سے میرے ساتھ کچھ وقت صرف کرو۔ شاید تم کسی قسم کی ورزش کر رہی تھیں لیکن مجھے ایک بات پر شدید حیرت ہے"۔

"کیا؟" اس نے اس کے ساتھ ایک سمت چلتے ہوئے پوچھا۔ اس کے جسم سے سبز رنگ کے سیال کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپک رہا تھا وہ باہر نکلتے ہی بالکل خشک ہو گیا تھا۔ البتہ گہرا سبز رنگ بہت عجیب نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر جس کے درمیان اس کی آنکھوں کی سفیدی اور آنکھوں کی پتلیوں کی سیاہی بس اس کے باقی جسم سے مختلف لگتی تھی ورنہ اسے باآسانی سبز عورت کہا جا سکتا تھا۔

"میں نے اس کھولتے ہوئے سیال سے دھواں بلند

چوستے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کا درجہ حرارت کیا تھا؟" گارتھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس طرح ایک اور سفیدی کا اضافہ ہو گیا۔ یعنی اس کے دانت جن پر یہ سبز رنگ نہیں چڑھا تھا ورنہ ہونٹوں پر بھی سبز رنگ ہی تھا اور ان کی گلابیاں اس میں گم ہو گئی تھیں۔

"اتنا کہ انسانی جسم برداشت نہ کر سکے"۔

"میں محسوس کر رہا تھا لیکن تم اس کے اندر تھیں"۔

"ہاں یہ ایک قسم کا غسل ہے جو جسمانی موزونیت کے لئے ضروری ہوتا ہے"۔

"اور یہ سبز رنگ؟"

"اس میں کیمیکلز ہیں جو اعضا کے لئے بے حد ضروری ہوتے ہیں"۔

"آخر تم اس سلسلے میں کون کون سے نئے تجربات کا اضافہ کرو گی"۔ گارتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ایک ریشمی لطیف پردے کو ہٹا کر اندر داخل ہو گئی۔ چھوٹا سا کیبن نما کمرہ تھا جس میں انتہائی قیمتی اور نفیس کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی گول میز بھی موجود تھی۔ گارتھا نے لیپاک کو بیٹھنے کی پیشکش کی اور وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تب گارتھا اس کے ساتھ بیٹھ کر بولی۔

"پہلے یہ بتائیے آپ کی کیا خاطر کروں؟"

"جو جی چاہے منگوا لو"۔ لیپاک نے جواب دیا اور گارتھا نے ایک طرف دیوار میں لگے ہوئے انٹر کام پر ہدایات جاری کر دیں۔ "پہلے یہ بتائیے کہ کیا میں آپ کے قیام کا بندوبست کروں؟"

"میں ائیرپورٹ سے سیدھا آ رہا ہوں اور میں کچھ دیر تمہارے ساتھ رکوں گا اور اس کے بعد واپس چلا جاؤں گا"۔

"یقیناً۔ کوئی اتنا ہی اہم کام ہو گا جس کے لئے آپ کو اس طرح آنا پڑا"۔

"سو فیصد۔ ویسے میں فی الوقت تمہارے ہی بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں"۔

"آپ میرے بارے میں اتنی گفتگو کر چکے ہیں مسٹر لیپاک کہ میں خود ہی شرمندہ ہو جاتی ہوں۔ بہرحال فرمائیے"۔

"یہ گرم سیال اور اس میں تمہارے جسم کا زندہ سلامت رہنا میری سمجھ میں نہیں آیا؟"

"آپ اپنی یہاں آمد کا مقصد بھول گئے۔ مسٹر لیپاک اور اس سیال کے چکر میں پڑ گئے۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ ان خواتین کو جو اس سیال کے حوض تک پہنچتی ہیں یہاں تک پہنچنے کے لئے مختلف مشقوں سے گزرنا ہوتا ہے اور یہ مشقیں تقریباً ایک ماہ جاری رہتی ہیں۔ اس کے بعد اس حوض میں ان کا جسم بے شکن اور بے داغ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کوئی اچھے سے اچھا آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کی عمر پچاس یا پچپن سال ہے۔ لوگ یقینی طور پر ان کی عمر کے بائیس سال یا پچیس سال خود بخود کم کر دیتے ہیں۔ باقی ان کا حق ہے کہ وہ ان سالوں کو کچھ اور کم کر دیں"۔ لیپاک پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔ پھر جیسے اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی تمہارے اس طلسم خانے میں آنے کے بعد اچھے اچھے لوگ سحرزدہ ہو جاتے ہیں۔ مائی ڈیئر گارتھا میں اپنی آمد کا مقصد فوری طور پر بیان کر رہا ہوں حالانکہ میرا ذہن ابھی تک وہیں الجھا ہوا ہے"۔ اسی وقت ایک ٹرالی کسی مشینی عمل کے تحت اندر داخل ہوئی اور اس پر سجے ہوئے برتن گارتھا نے اٹھا کر میز پر رکھ دیئے۔ ٹرالی اسی طرح پُراسرار انداز میں واپس چلی گئی تھی۔ لیپاک نے سنسنی خیز نگاہوں سے اس ٹرالی کو دیکھا اور بولا۔

"ہم لوگوں نے زندگی بھر سرمایہ اکٹھا کیا ہے لیکن مشینیں اس طرح ہماری ہدایت پر عمل نہیں کرتیں اس سے بہتر تو تم ہو"۔

"آپ ضرورت سے زیادہ ہی میری تعریفیں کر رہے ہیں میں بہت مغرور ہو جاؤں گی"۔

"تم پر تو ہم غرور کرتے ہیں۔ بہرحال سنو اس بار بھی تمہاری ذمہ داریاں اوشینن ریسرچ کے سلسلے میں ہیں"۔ گارتھا نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور بولی۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔ آج کل دنیا کے بڑے بڑے

سرمایہ داروں کے ذہن میں سمندر داخل ہو گیا ہے مگر مسئلہ کیا ہے؟"۔

"دراصل ہم لوگوں نے جس منفرد کام کا آغاز کیا ہے اس میں اپنی انفرادیت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکاری پیمانے پر اور بعض جگہ پرائیویٹ طریقے سے سمندری معاملات میں کام ہو رہا ہے اور بہت سے لوگوں نے انتہائی قیمتی معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن تم یہ بھی جانتی ہو کہ جہاں بھی کہیں کوئی ایسی اہم معلومات حاصل کی جاتی ہے جو عام نہ ہو اور جو ہمیں فائدہ دے سکے وہاں سے وہ تمام تفصیلات ہمیں موصول ہو جاتی ہیں اور ہماری انفرادیت قائم رہتی ہے وہ لوگ منصوبہ بندی کرتے ہیں اور ہم ان سے بہت پہلے عمل شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح ہمیں جو فائدے حاصل ہو چکے ہیں وہ بھی تقریباً تمہارے علم میں ہی ہیں چنانچہ اس منصوبے کے تحفظ کی تمام تر ذمہ داریاں تمہارے شانوں پر ہیں"۔

"تو کیا آپ نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اس میں کبھی آپ کو کسی وقت یا مایوسی کا سامنا کرنا پڑا"۔

"ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب گاڈن شیورن نے یہ بات محسوس کی کہ جس مسئلے کے لئے وہ کام کرنا چاہتے ہیں وہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے تو پھر مجموعی طور پر گارتھا ہی کا نام لیا گیا"۔

"یقیناً اور گارتھا نے کبھی آپ کو مایوس نہیں کیا اور نہ اب مایوس کرے گی لیکن کچھ تفصیلات باقی رہ گئیں۔ میرا مطلب ہے کہ وہ کون سا ملک ہے اور وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کے بس کی چیز نہیں ہے"۔

"میں اسی سمت آ رہا ہوں دراصل کچھ لوگوں نے پرائیویٹ سیکٹر میں یہ کام شروع کیا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ ان کے ذریعے ہمارے چند افراد کو نقصان بھی پہنچ چکا ہے۔ تم نے یقینی طور پر ہماری ایک فرم اٹلس کے بارے میں سنا ہو گا جو مسٹر رابرٹ ہاک کے سپرد تھی"۔

"یقینی طور پر۔ نام اٹلس غالباً جاپان میں"۔

"یقینی طور پر۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں لیکن افسوس مسٹر رابرٹ ہاک اب ہمارے درمیان موجود نہیں اور ان کی موت اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جاپان میں ہوئی ہے اور اسی پارٹی کے ذریعے"۔

"اوہ! بہت افسوسناک خبر ہے۔ مسٹر رابرٹ ہاک سے میں ذاتی طور پر واقف تھی"۔

"مسٹر رابرٹ ہاک مارے گئے۔ نہ صرف وہ بلکہ ان کے ساتھ اور بھی بہت سے افراد۔ بہرحال وہ ایک الگ مسئلہ ہے، تفصیلات یہ ہیں"۔ لیپاک اسے شعبان کی خصوصیات کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا پھر گارتھا نے کہا۔

"اگر اس کے اندر عام انسان سے ہٹ کر کوئی ایسی خوبی ہے تو پھر ہم یقینی طور پر اسے کوئی متعینی ردعمل کہہ سکتے ہیں"۔

"وہ جو کچھ بھی ہے لیکن کم از کم اس بات کو ہم تسلیم کر چکے ہیں کہ اگر وہ لوگ چاہیں تو بہت آگے تک کام کر سکتے ہیں اور اصل مسئلہ یہ بھی ہے کہ سمندری معلومات کے سلسلے میں عام لوگوں کو اس انداز میں متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس شخص نے جو تفصیلات دنیا کے سامنے پیش کی ہیں وہ بڑی دلچسپ ہیں وہ کہتا ہے کہ سمندر میں انسانی بقا کے لئے بہت کچھ ہے اور یہ بات تم جانتی ہو کہ دنیا کے جذباتی لوگ اس کے مقصد سے بھرپور تعاون کریں گے اور اس طرح وہ ہمارے راستوں کا پتھر بن سکتا ہے اور ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے"۔

"تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے مسٹر لیپاک؟"

"آپ براہِ راست اس سلسلے میں کام کریں گی حالانکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس ادارے کو تباہ و برباد کر کے ان تمام لوگوں کو ختم کر دیا جائے لیکن تم جانتی ہو کہ گاڈن شیورن کے سوچنے کا انداز ذرا مختلف ہے اور وہ عام لوگوں سے ہٹ کر سوچتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر اس طرح ان کے پاس کچھ اور معلومات آ سکیں تو کیا حرج ہے اور پھر یہ صورتِ حال بھی ان کے ذہن میں ہے کہ ہو سکتا ہے وہ شخص ہمارے لئے کارآمد ہو چنانچہ طے یہ پایا ہے کہ آپ سے

رجوع کیا جائے اور یہ درخواست کی جائے کہ آپ ذرا وہاں جا کر ان حالات پر نگاہ دوڑائیں اور مفصل رپورٹ ہمیں دیں۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اس ادارے کو تباہ کر دیں کیونکہ یہ بات منصوبے میں شامل نہیں ہے لیکن وہ نوجوان جس میں یہ خوبیاں بتائی گئی ہیں ہماری توجہ کا مرکز ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مس گارتھا ورتھا اگر کسی نوجوان کو اپنے قبضے میں کرنا چاہیں تو پھر دنیا کی کوئی قوت انہیں اس بات سے نہیں روک سکتی"۔

"کیا اسے ختم کرنا ہے؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ کم از کم اس وقت تک بالکل نہیں جب تک کہ آپ اس بات سے مایوس نہ ہو جائیں کہ وہ آپ کے یا ہمارے قبضے میں نہیں آتا"۔ گارتھا ورتھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ گارتھا کسی کو اپنا دوست بنانا چاہے اور وہ اس کے علاوہ کسی اور کا نام لینے کے قابل رہ جائے"۔

"تو پھر آپ کب یہ کام شروع کر رہی ہیں؟"

"فوری طور پر۔ اگر آپ کی یہی ہدایت ہو تو....."

"یہاں اس جگہ آپ کو جو نقصانات پہنچیں گے ان کے سلسلے میں آپ نے کیا سوچا"۔

"کچھ نہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ میرا یہ کام اولیت رکھتا ہے"۔

"تو اس کے بعد میرے اور آپ کے درمیان گفتگو کرنے کے لئے اور کچھ نہیں رہ گیا چنانچہ میں اجازت چاہتا ہوں"۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں"۔ گارتھا نے کہا اور اس کے بعد وہ لیچاک کو ہیوئی پارکوتا کے بیرونی حصے تک چھوڑنے کے لئے آئی جہاں سے انہیں اپنے آئندہ پروگرام کا آغاز کرنا تھا۔

OOOOO

"اسد شیرازی کی خوش بختی تھی کہ اس نے امیر ارتقا کے لئے اپنی کوٹھی میں بندوبست کیا تھا اور کافی بہترین انتظامات کئے تھے۔ مصری نژاد امیر ارتقا کے بارے میں اسے اچھی خاصی معلومات حاصل ہو چکی تھیں لیکن اب جب امیر ارتقا ائرپورٹ پر اترا تھا تو اسد شیرازی کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس کی معلومات انتہائی ناقص تھیں وہ تو شکر تھا کہ امیر ارتقا کے دو نمائندے اس کے آنے سے ایک ہفتے قبل اسد شیرازی کے پاس پہنچ گئے تھے۔ یہ مصری باشندے تھے اور انہوں نے اطلاع دی تھی کہ امیر ارتقا آ رہا ہے اور اس نے انہیں یہاں انتظامات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اسد شیرازی نے ان دونوں کا بہترین استقبال کیا اور انہیں ایک اعلیٰ قسم کے ہوٹل میں قیام پذیر کرایا۔ ان کے لئے تمام انتظامات کر دیئے گئے اور مختصراً اس نے امیر ارتقا کے بارے میں سوالات کئے جن کا ان لوگوں نے تسلی بخش جواب دے دیا لیکن تفصیل انہیں شاید خود بھی نہیں معلوم تھی یا معلوم تھی تو انہوں نے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ اس وقت بھی ائرپورٹ پر امیر ارتقا کی آمد کے لئے انتظامات خود انہی دونوں افراد نے کئے تھے اور انہیں سرکاری امداد حاصل تھی کیونکہ امیر ارتقا بڑے سرمایہ داروں میں شمار ہوتا تھا چنانچہ اسے بہت آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ استقبال کے لئے ائرپورٹ پر اسد شیرازی دردانہ اور دوسرے چند ایسے افراد موجود تھے جن کا تعلق اسد شیرازی کے ادارے سے تھا۔ وہاں اسد شیرازی امیر ارتقا کو اپنے مقاصد سے پوری طرح روشناس کرنے لگا۔ امیر ارتقا اس سے ہر مسئلے میں متفق تھا۔

ادھر دردانہ کو کیپٹن ایڈگر مورالس کے استقبال کی ہدایات کر دی گئی تھی چنانچہ وہ ائرپورٹ پر ایڈگر مورالس کا انتظار کر رہی تھی۔ ایڈگر مورالس کو ائرپورٹ سے اسی عمارت میں لانا تھا اور اس کا تمام بندوبست کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ دن کو بارہ بجے انہوں نے کیپٹن ایڈگر مورالس کا استقبال کیا جو دردانہ کے ساتھ یہاں پہنچا تھا اور اس کا سامان کوٹھی پہنچا دیا گیا تھا یہاں پر ایڈگر مورالس کی ملاقات امیر ارتقا سے ہوئی۔ اسد شیرازی نے ان دونوں کا تعارف کرایا تھا۔ ایڈگر مورالس صورت ہی سے کسی جہاز کا کیپٹن

معلوم ہوتا تھا اس کی چوڑی قد و قامت اور تانبے جیسی رنگت اُسے ایک طاقتور اور مضبوط ارادے کا مالک شخص ظاہر کر رہی تھی۔ امیر ارتقا نے اس سے بھی بڑی بے تکلفی سے گفتگو کی اور اس کے بعد اسے بھی اس عمارت کا معائنہ کرایا گیا کیپٹن ایڈگر مورالس نے بھی اس عمارت کو دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا اور پھر اس نے کہا۔

"میں نے ایک طویل زندگی سمندر میں گزاری ہے اور سمندر کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد کم از کم مجھے ایک اعتماد ضرور حاصل ہوا وہ یہ کہ جو لوگ اس کے سلسلے میں کچھ کر رہے ہیں وہ سمندر کو جانتے ہیں۔"

"اور جتنا نہیں جانتے وہ آپ کے ساتھ سفر کر کے جاننے لگیں گے مسٹر ایڈگر مورالس۔"

"میری تمام تر خدمات اس سلسلہ میں حاضر ہیں۔"

کیپٹن ایڈگر مورالس اور امیر ارتقا کو کوٹھی میں بہترین ڈنر دیا گیا تھا اور بڑا اہتمام کیا گیا تھا ڈنر کے بعد پھر ایک نشست رہی اور اس نشست میں آگے کے پروگرام طے ہونے لگے۔"

امیر ارتقا نے کہا۔

"مسٹر ایڈگر مورالس یہاں کے تمام معاملات سے میں پوری طرح مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی ان مقاصد سے پوری طرح متفق ہوں گے جو مسٹر اسد شیرازی کے ذہن میں ہیں اس وقت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اسد شیرازی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اور اس نئے تصور کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس عمارت سے متعلق لوگوں کی دلچسپی سے ہوتا ہے اگر ہم اپنی بیرونی مہم پر جلد از جلد نکل جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام ذرا تیز رفتار ہو جائے گا آپ کا کیا خیال ہے۔"

"میں اپنے وطن سے آتے ہوئے یہ ہدایات کر کے آیا ہوں کہ اب میں ایک طویل عرصہ تک واپس نہیں آؤں گا اس کا یہی مقصد ہے کہ میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے....."

"تو پھر یہاں سے مصر واپس جاتے ہوئے میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا مسٹر ایڈگر مورالس تاکہ میرے جہاز کا آپ اچھی طرح جائزہ لے لیں اور معائنہ کر لیں۔ تیسری نشست میں ایڈگر مورالس نے ایک اور شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا۔"

"ہم اپنے ساتھ یقینی طور پر پروفیسر بیرن کی کمی محسوس کریں گے اور اگر پروفیسر بیرن ہمارے ساتھ ہو جائے تو یوں سمجھ لیجئے کہ ہم نے سمندر اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہے۔"

"یہ پروفیسر بیرن کون ہے۔؟"

"ہماری اور اس کی ملاقات یوراگوئے میں ہوئی ہو گی .....یوراگوئے میں وہ رہتا ہے۔ اور سمندری دنیا سے اس کا گہرا تعلق ہے۔" کیپٹن ایڈگر مورالس پروفیسر بیرن کی کہانیاں سنانے لگا اور امیر ارتقا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ، اس کا مقصد ہے کہ پروفیسر بیرن کو ہمارے ساتھ ضرور ہونا چاہئے۔"

"ہاں یقیناً پروفیسر بیرن کا ایک بھرپور جائزہ لیا جائے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں مسٹر مورالس آپ ان سے رابطہ قائم کر کے اپنا مقصد ان پر ظاہر کر دیں تاکہ جب ہم یوراگوئے پہنچیں تو وہ تیار ملیں۔"

"بحرِ اوقیانوس میں جب ہمارا جہاز قیام پذیر ہو گا تو ہم پروفیسر بیرن کو اپنے ساتھ شامل کر لیں گے۔"

"اور پروفیسر بیرن کی شمولیت سے ایک خیال میرے ذہن میں اور آتا ہے یقینی طور پر ہمارے اس جہاز میں ایک لیبارٹری کا بندوبست بھی ہونا چاہئے تاکہ پروفیسر بیرن سمندر سے حاصل ہونے والی تمام اشیاء کا وہیں تجزیہ کر سکیں۔"

"بشرطیکہ پروفیسر ہمیں دستیاب ہو جائے اور ہمارے ساتھ سفر کرنے پر آمادہ ہو۔"

"یہ ذمہ داری آپ مجھے سونپ سکتے ہیں مسٹر اسد شیرازی۔"

"مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔؟"

"تو پھر یہ طے پایا کہ کیپٹن ایڈگر مورالس میرے ہمراہ مصر جائیں گے وہیں میرے ساتھ قیام کریں گے اور جہاز کے بارے میں اپنی قیمتی معلومات ہمیں فراہم کریں گے۔ اور اس کے بعد ہم وقتِ مقررہ پر آپ کو اطلاع دے دیں گے چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر پہنچ جائیں گے اور وہاں سے ہم اپنے سفر کا آغاز کریں گے۔ ارتقا ہاشمی نے کہا اور اس کے بعد ان لوگوں کے درمیان باقی تمام معاملات بھی طے ہو گئے۔

اور پھر ایک دن اس کو تمام سازو سامان کے ساتھ روانہ کر دیا گیا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس بھی اس کے ساتھ ہوا تھا۔

--------000--------

"لمبی سیاہ رنگ کی کار ایک خوبصورت عمارت میں داخل ہو کر پورچ میں رک گئی باوردی ڈرائیور نے جلدی سے نیچے اُتر کر کار کا دروازہ کھولا کار کی عقبی نشست سے خوبصورت اور دراز قامت گارتھا نیچے اُتر آئی وہ ایک پُر تکلف لباس میں ملبوس تھی اور اس کے سر پر بڑا ہیٹ نظر آ رہا تھا برآمدے میں کھڑے ہوئے دو افراد تیزی سے آگے بڑھے اور گارتھا کے قریب پہنچ کر انہوں نے گردنیں خم کر دیں گارتھا نزاکت سے پُر وقار انداز میں چلتی ہوئی ان کے ساتھ آگے بڑھی اور انہوں نے صدر گیٹ کھول دیا۔ پھر وہ گارتھا کو ساتھ لیتے ہوئے اس بڑے سے ہال نما کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے جس کی دونوں سمت بڑی سی راہداریاں بنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں وسیع و عریض ہال تھا۔ اور اس ہال میں اس وقت بے شمار نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مارشل آرٹ کی مشق کر رہے تھے وہ خاموشی سے اپنے کام میں مصروف تھے اور ہلکی ہلکی سسکیاں اور آوازیں اُبھر رہی تھیں مارشل آرٹ کے بہترین مظاہرے ہو رہے تھے گارتھا ان دونوں کی رہنمائی میں چلتی ہوئی ایک راہداری کے آخری گوشے میں پہنچی اور یہاں ایک کرسی پر بیٹھ گئی وہ دونوں افراد اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے تھے۔ تب گارتھا نے اپنے پرس سے سگریٹ کیس اور سگریٹ ہولڈر نکالا اور اس نے ایک سگریٹ ہونٹوں میں دبا لیا۔ دونوں آدمیوں میں سے ایک نے جیب سے سنہری رنگ کا لائٹر نکالا اور اس کا شعلہ گارتھا کے سگریٹ کے سرے سے لگا دیا۔ گارتھا نے سگریٹ کے دو تین لمبے لمبے کش لئے اور گہرا گاڑھا سیاہ دھواں چھوڑتے ہوئے نیم باز آنکھوں سے ہال میں مشق کرنے والوں کو دیکھتی رہی۔ دونوں مؤدب اور خاموش کھڑے ہوئے تھے کچھ دیر کے بعد گارتھا نے اچانک اپنی نشست چھوڑ دی اور اس کے منہ سے آواز نکلی۔

"گرنیا اور کورا کو لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ۔" اس کے بعد وہ راہداری کی دوسری جانب مُڑ گئی اور ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی گارتھا نے ایک الماری سے سفید رنگ کا ڈھیلا ڈھالا لباس نکالا اور باتھ روم میں چلی گئی۔

کچھ دیر کے بعد جب وہ باتھ روم سے برآمد ہوئی تو دو خوبصورت لڑکیاں مارشل آرٹ کے لباس میں اس کے استقبال کے لئے تیار تھیں۔ گارتھا کو دیکھ کر وہ دونوں جھک گئیں اور گارتھا ایک کرسی پر جا بیٹھی سفید لباس میں وہ بہت خوبصورت نظر آ رہی تھی اس کے چہرے پر پانی کی ہلکی ہلکی بوندیں اسے اور دلکش بنا رہی تھیں صاف و شفاف چہرے پر ایک عجیب سی تمکنت چھائی ہوئی تھی پھر اس نے دونوں لڑکیوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کورا اور گرنیا تم دونوں بالکل فٹ ہو۔؟"

"جی میڈم۔ ہم بالکل ٹھیک ہیں۔"

"میرا خیال ہے میں تمہیں کچھ عرصے کے لئے باہر کی دنیا کی سیاحت کرا دوں۔"

"میڈم کا حکم ہمارے لئے ایمان کا درجہ رکھتا ہے۔"

"ہوسکتا ہے اس مہم میں ہمیں کافی جسمانی ورزش کرنا پڑے کیا تم اس کے لئے تیار ہو۔"

"سو فی صد میڈم!" دونوں لڑکیوں نے بیک وقت جواب دیا۔

"تو پھر جاؤ تیاریاں کرو۔ کسی بھی وقت میں تمہیں باہر چلنے کے لئے طلب کر سکتی ہوں۔۔" گارتھا کے چہرے پر گہرے غور و فکر کے آثار تھے پھر اس نے ٹیلیفون کا

ریسیور اُٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کئے اور اسے کچھ ہدایات جاری کرنے لگی۔

ریسیور اپنی جگہ رکھنے کے بعد وہ اُٹھی اور میز پر پڑے ہوئے پرس سے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا کافی دیر تک وہ سگریٹ کے گہرے گہرے کش لیتی ہوئی خلا میں گھورتی رہی تھی۔ پھر ایک دراز قد آدمی اندر داخل ہو گیا اور اس نے ایک سفید کتاب گارتھا کے سامنے رکھ کر اس کا پہلا صفحہ کھول دیا۔ گارتھا کتاب پر جھک گئی تھی اس نے اس کتاب پر دیر تک نگاہیں جمائے رکھیں اور پھر اس شخص سے قلم طلب کر کے ایک نام پر نشان لگا دیا یہ کسی فادر جولیس کا نام تھا کتاب کو بند کر کے اس نے سامنے کھڑے ہوئے آدمی سے کہا۔

"فادر جولیس کو اطلاع دو کہ سسٹر کیرولینا ان کے پاس ایک اہم مقصد کے تحت آنا چاہتی ہیں۔

"جی میڈم! مزید ہدایات۔" اس شخص نے مشینی لہجے میں کہا۔

"وہ تم تک بہت جلد پہنچ جائیں گی۔" گارتھا نے جواب دیا اور وہ شخص گردن خم کر کے کتاب اُٹھا کر وہاں سے باہر نکل گیا۔

تقریباً تین دن کے بعد گارتھا گرجا گھر کی کنواریوں کے مقدس لباس میں اپنی دونوں ساتھی لڑکیوں گرینا اور کورا کا انتظار کر رہی تھی گرینا اور کورا بھی اسی لباس میں اس کے پاس پہنچی تھی وہ مقدس نفیس بہت پُر وقار نظر آ رہی تھی دونوں لڑکیوں کو اس نے مطمئن نگاہوں سے دیکھا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی کلائی پر بندھی ہوئی ننھی سی گھڑی میں وقت دیکھ کر اس نے کہا۔

"ہم وقت سے کچھ پہلے ہی ائرپورٹ پہنچ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔" لڑکیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گارتھا باہر نکلی تو وہی شخص اس کے سامنے آ گیا جسے اس نے اس دن ہدایات جاری کی تھیں اس نے پوچھا۔

"سامان بحفاظت پہنچا دیا گیا ہے۔!"

"یس میڈم!" اس شخص نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! چلو۔" وہ شخص گارتھا کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ائرپورٹ پہنچ گیا طیارے کی روانگی میں ابھی کچھ دیر تھی گارتھا نے اسے ہدایات دیں اور وہ گردن خم کر کے آگے بڑھ گیا گارتھا اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ ویٹنگ روم میں داخل ہو گئی تھی جب وہ ویٹنگ روم میں داخل ہوئی تو دو شریر سے نوجوانوں نے اسے دیکھا اور ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"آہ کتنا ظلم ہے ان مقدس کنواریوں کو دیکھو، ان کے چہرے دیکھو ان کے قد و قامت اور ان کی جسامت دیکھو اور ان کا لباس دیکھو میں کہتا ہوں یہ ظلم نہیں ہے کیا ان لوگوں کو دیکھ کر دل و دماغ پر قابو رکھا جا سکتا ہے۔"

--------000--------

امیر ارتقا ہاشمی اور کیپٹن ایڈگر مورالس کو گئے ہوئے کافی دن گزر چکے تھے اسد شیرازی اور دردانہ وغیرہ اپنے کام میں مصروف تھے۔ اسد شیرازی نے اس دوران وہ تمام انتظامات کرنا شروع کر دیے تھے جو اس کی عدم موجودگی میں اس کے قائم کردہ ادارے کو باآسانی چلانے کے لئے کارآمد ہوسکتے تھے۔ ایسے اہم ترین لوگوں کو اس نے مختلف امور پر متعین کر دیا تھا۔ جن کے بارے میں وہ یہ جانتا تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے مقصد کو پوری طرح سنبھالے رکھیں گے اس سلسلے میں قابلِ ذکر نام ارشد مرزا کا تھا ارشد مرزا بہت ہی مستعد اور ذمہ دار آدمی تھا اوشینو گرافی سے خود بھی بہت دلچسپی رکھتا تھا اور اس سلسلے میں بہت سی ڈگریاں اس کے پاس تھیں۔

اسد شیرازی نے خصوصی طور پر اس کو منتظم اعلیٰ مقرر کیا تھا اور اسے خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے اپنے مقصد کی تھوڑی بہت تفصیلات بتا دی تھیں۔ اس نے کہا تھا۔

"ارشد ڈیئر میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے ذہن میں میری ان مصروفیتوں کو رکھو میں تم سے مختلف طریقوں سے رابطہ قائم کرتا رہوں گا ہوسکتا ہے میری روانگی کے یہ لمحات بہت زیادہ طویل نہ ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں

بہت دور چلا جاؤں۔ وہاں پہنچنے کے بعد میں ممکن ہے ایک مختصر سفر کروں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارا یہ سفر طویل ہوجائے تمہیں پوری خوش اسلوبی سے یہ تمام معاملات چلانے ہیں اور اس سلسلے میں میری کمی کو کسی بھی طرح محسوس نہ ہونے دینا۔"

"میں اپنی مقدور بھر کوشش جاری رکھوں گا جناب۔ آپ قطعی طور پر مطمئن رہیں۔" ارشد مرزا نے جواب دیا اور اسد شیرازی کا یہ خیال درست ہی نکلا وہ جانتا تھا کہ ارتقا ہاشمی اور خاص طور سے کیپٹن ایڈگر مورالس بھی اس معاملے میں اتنی ہی دلچسپی لے رہے ہیں جتنی دلچسپیاں خود اس کے اپنے ذہن میں موجود ہیں" اور یقینی طور پر وہ بہت برق رفتاری سے اپنا عمل کریں گے اور اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب ارتقا ہاشمی کی طرف سے اسے دعوت نامہ موصول ہوگیا۔

ارتقا ہاشمی نے لکھا تھا کہ وہ اپنی تمام تر تیاریوں کے ساتھ مصر پہنچ جائے وہ ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں چنانچہ اسد شیرازی نے فوری طور پر انتظامات کا آغاز کردیا شعبان کو ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی حالانکہ کئی بار اسد شیرازی اس سے اس موضوع پر گفتگو کرچکا تھا اور جب بھی اس نے شعبان سے اس موضوع پر بات چیت کی شعبان نے کہا کہ وہ ان کے ہر عمل کے ساتھ پوری طرح متفق ہے اور صرف اس لئے خاموش رہتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ موزوں ترین ہے بہر طور اس سلسلے میں اسد شیرازی کو کوئی پریشانی بھی نہیں تھی وہ تمام تر تیاریاں کرنے کے بعد بالآخر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

ارتقا ہاشمی کو انھوں نے اپنی قاہرہ آمد کی اطلاع دے دی تھی قاہرہ ائر پورٹ پر ارتقا ہاشمی کے چند نمائندوں نے ان کا استقبال کیا۔ دردانہ اور شعبان بھی خاموشی سے ان لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ ان لوگوں کو ایک حسین ترین عمارت میں لے جایا گیا تھا جو قدیم جدید طرز تعمیر کا حسین امتزاج تھی۔ اس عمارت میں ملازمین کی پوری فوج تھی راستہ ہی اتنا دلکش تھا کہ دردانہ اور شعبان اسے مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے آئے تھے انھیں ایک عجیب دنیا نظر آرہی تھی عمارت میں پہنچنے کے بعد ملازموں کا انداز بھی انھیں بے حد پسند آیا اور شعبان نے سرگوشی کے انداز میں دردانہ سے کہا۔

"آنٹی ہم لوگ جاپان گئے تھے، وہاں کا طرز معاشرت عجیب نوعیت کا تھا اور اس میں مجھے بھی لطف آیا تھا لیکن یہاں کی زندگی دیکھ کر بڑے عجیب سے احساسات ہوتے ہیں۔"

"مثلاً" دردانہ نے سوال کیا۔

"یہ سب کچھ مجھے خوابوں جیسا معلوم ہوتا ہے۔ آپ ان لوگوں کو دیکھئے کیسے انوکھے لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کا انداز کیسا ہے۔"

"دنیا کے بہت سے گوشے ایسے ہیں شعبان جو ہم نے ابھی نہیں دیکھے۔ وہاں زندگی کے مختلف انداز نظر آتے ہیں۔ اور ہر تبدیل شدہ شے زیادہ دلکش ہوتی ہے۔"

"ویسے آنٹی اس ملک کے بارے میں آپ نے مجھے جو کچھ بتایا ہے یا جو کچھ میں نے پڑھا ہے وہ عجیب نہیں ہے۔"

"ہاں یہاں کے عجائبات دنیا میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔"

"کیا ہم سب کو دیکھ سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں، ہم یہاں سیاحت کریں گے اور خود میرے دل میں بھی یہاں کے ان نوادرات کو دیکھنے کی شدید آرزو ہے جن کی کہانیاں دنیا کی زبانوں پر عام ہیں۔"

امیر ارتقا ہاشمی اور کیپٹن ایڈگر مورالس رات کو ڈنر میں شریک ہوئے تھے ڈنر کا انتظام یہیں کیا گیا تھا اور بہت ہی پر تکلف تھا امیر ارتقا ہاشمی کے ساتھ اس کی وہ آٹھوں بیویاں اس وقت بھی موجود تھیں اور ان کی ایک ساتھ آمد کچھ عجیب سے انداز میں محسوس کی گئی تھی لیکن کیپٹن ایڈگر مورالس غالباً یہ بات جانتا تھا کہ امیر ارتقا ہاشمی ان آٹھوں بیویوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا بہر طور ان لوگوں نے خود امیر ارتقا ہاشمی کا استقبال کیا تھا اور اس بات پر اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"گویا میری کوشش کامیاب ہوگئی۔ دراصل مائی ڈئر مسٹر اسد شیرازی میں چاہتا تھا کے یہاں آنے کے بعد تم اپنے آپ کو اپنے گھر میں سمجھو میں چاہتا تو تمہیں اپنے ساتھ ہی قیام پذیر کرسکتا تھا لیکن وہاں تم میرے مہمان ہوتے جبکہ اس وقت میں خود تمہارا مہمان بن گیا ہوں۔" اسد شیرازی ہنسنے لگا اور بولا۔

"اچھا طریقہ کار ہے لیکن عمارت تمہاری ہی ہے۔ امیر ارتقا ہاشمی۔"

"نہیں یہاں کے تمام ملازمین تمہارے احکامات پر عمل کریں گے۔ میرا حکم کوئی نہ مانے گا۔ چاہو تو تجربہ کرکے دیکھ لو۔"

"بہر طور میں اس استقبال کا دل سے شکر گزار ہوں۔ تم نے واقعی ہمیں گھر جیسا لطف دیا ہے۔"

امیر ارتقا ہاشمی نے ہنستے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔

"مجھے خوشی ہے بہر طور میں اب اس موضوع پر اور کوئی بات نہیں کروں گا یہاں تمہاری آمد ایک طویل ترین پروگرام کے تحت ہے چنانچہ اس پروگرام کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ تم قاہرہ بلکہ مصر کے جس گوشے کی چاہو سیر کرو تمہارے لئے ہر وہ انتظام ہو جائے گا جو تمہاری پسند کے مطابق ہو۔"

"یقینی طور پر لیکن اس سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ ان تمام کارروائیوں کے بارے میں تم سے معلومات حاصل کروں امیر ارتقا ہاشمی جن کے لئے ہم نے یہ تمام جھگڑا پھیلایا ہے۔" امیر ارتقا ہاشمی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"اس سے پہلے ہونے والی گفتگو کا مقصد یہی تھا کہ ابتدائی وقت میں تم اپنے ذہن پر اس قسم کا کوئی بوجھ نہ ڈالو اور قاہرہ کی سیر کرکے میری میزبانی کا لطف حاصل کرو۔ بعد میں ہم اسی موضوع پر گفتگو کریں گے لیکن اگر تم اس کے لئے بے چین ہو تو میں تمہیں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں ڈئر اسد شیرازی کہ سب کچھ تمہاری پسند کے مطابق ہی ہوا ہے اور اس کی تصدیق تم اپنے قریبی دوست مورالس سے کرسکتے ہو۔" اسد شیرازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"نہیں یا میں تصدیق نہیں کروں گا ارتقا ہاشمی۔ کیونکہ مجھے تم پر بھی اتنا ہی اعتماد ہے جتنا کیپٹن ایڈگر مورالس پر۔" دونوں مسکرا دیے تھے بہر طور ڈنر کے بعد کافی پر تکلف اور پر لطف وقت گزرا اس وقت خصوصی طور پر اسد شیرازی نے شعبان کا امیر ارتقا ہاشمی سے تعارف کرایا اور کہا۔

"میں نے اپنے ساتھ اپنی سکریٹری مس دردانہ اور اپنے قریبی دوست مسٹر شعبان کو ساتھ رکھا ہے یہ یقینی طور پر ہمارے بہترین معاون ہوں گے۔"

"شعبان! کیا سمندروں کے بارے میں کچھ معلومات رکھتا ہے۔"

"ہاں! تھوڑی بہت۔ ویسے یہ ہمارے لئے نہایت کارآمد نوجوان ثابت ہوسکتا ہے۔"

"اسے مصر کی دو خوبصورت رقاصاؤں سے بچانا کیونکہ یہ بے مثال حسن کی مالک ہیں۔ ارتقا ہاشمی نے کہا۔ اور اسد شیرازی نے چور نگاہوں سے شعبان کو دیکھا لیکن پھر اس بات سے وہ مطمئن ہوا کہ شعبان عموماً ایسی باتوں کی جانب توجہ نہیں دیتا تھا اور اپنی دنیا ہی میں مست رہتا تھا بشرطیکہ اسے کسی بات کی طرف متوجہ نہ کیا جائے۔ امیر ارتقا ہاشمی نے یہ الفاظ بے تکلفی سے اس لئے کہہ دئے تھے کہ وہ شعبان کے اور اسد شیرازی کے درمیان موجود رشتے کو نہیں جانتا تھا جبکہ اسد شیرازی کے دل میں شعبان کے لئے ایک بزرگ ہی کا سا جذبہ موجزن تھا دردانہ بھی خاموش ہی رہی تھی۔ دل ہی دل میں وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی کہ شعبان اس کے تصورات سے کہیں آگے کی چیز ہے۔ بہر طور ارتقا ہاشمی اور کیپٹن ایڈگر مورالس چلے گئے تو دردانہ اور اسد شیرازی کے درمیان گفتگو ہونے لگی اسد شیرازی نے کہا۔

"مصر میرے لئے اجنبی جگہ نہیں ہے اور شاید ارتقا ہاشمی نے بھی یہاں کے وہ گوشے نہ دیکھے ہوں جو میں دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ بہتر یہ ہوگا کہ تم اور شعبان سیر و سیاحت کرو۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ ہم کچھ دن تک اس موضوع پر گفتگو نہ

کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اور آپ اس دوران کیا کریں گے جناب۔؟"

"یہاں میرے بہت سے شناسا ہیں اور میں ان سے ملاقات بھی کرنا چاہتا ہوں۔" دردانہ نے گردن ہلادی تھی۔

دوسرے دن دردانہ اور شعبان باہر نکل آئے۔ ان کے لئے ایک خوبصورت کار مہیا کر دی گئی تھی دردانہ شعبان کو مصر کے انتہائی اہم مقامات کی سیر کرانے لگی جن میں ابوالہول کا مجسمہ اور اہرامین اور دریائے نیل کا ساحل شامل تھا۔ فراعین کے زمین دوز مقبرے دیکھ کر شعبان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں وہ صدیوں سے سوئے ہوئے ان انسانوں کو دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا جو اپنی اہم تاریخ رکھتے تھے دردانہ اسے ان کے بارے میں بتا رہی تھی۔"

"اوہ آنٹی! انتہائی پر اسرار جاپان میں ہم نے ان چیزوں کے مقابلے میں کچھ نہیں دیکھا تھا"

"ہاں دنیا کی تاریخ الگ الگ ہے اور مقامات اپنی ایک الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مقبرے مصر میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور اب بھی یہ کہا جاتا ہے بہت سے ایسے مقبرے زمین میں دفن ہیں جو دریافت نہیں ہو سکے اور وہاں مصر کی تاریخ سو رہی ہے۔ شعبان ان چیزوں میں دلچسپی لے رہا تھا۔ اور اس کے انداز سے بالکل یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ کسی اُلجھن کا شکار ہے یا اس مقصد کے بارے میں غور کر رہا ہے جس کے لئے انہوں نے یہاں تک کا سفر کیا ہے یہ اس کی فطرت کا ایک عجیب پہلو تھا دردانہ کو وہ تصویر بھی یاد تھی جس کے بارے میں شعبان نے اپنے عجیب جذبات کا اظہار کیا تھا۔ بہر طور یہ مسئلہ ابھی تک دردانہ کے اپنے ذہن میں تھا حالانکہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اسد شیرازی سے اس موضوع پر طویل گفتگو کرے گی۔ لیکن اس کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

غرض یہ کہ وقت بڑا پُر سکون گزر رہا تھا عموماً دردانہ اور شعبان سیر و سیاحت کے لئے نکل جاتے تھے انہوں نے مصر کی تمام جگہیں دیکھی تھی۔ ویلی آف کنگز خوبصورت علاقے کو دیکھ کر شعبان بہت متاثر ہوا تھا۔ اور اس نے دوبارہ بھی وہاں جانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ دردانہ نے کہا کہ یہ کام مشکل نہیں ہے۔ ویلی آف کنگز کے گائیڈ نے بتایا کہ پورے چاند کی رات ویلی آف کنگز میں ایک انوکھا سماں پیش کرتی ہے اور پورا چاند چند ہی روز کے بعد تھا چنانچہ دردانہ نے فیصلہ کیا کہ وہ ویلی آف کنگز پورے چاند کی مدت میں دیکھا جائے گا فرعون کے بہت سے مقبروں کا مجموعہ جو ایک شہرِ خموشاں کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کے بارے میں بڑی تفصیلات سے شعبان اور دردانہ نے معلومات حاصل کی تھیں وقت گزرتا رہا پھر تیسرے چاند کی رات کو یہ لوگ ویلی آف کنگز کی جانب چل پڑے جو ایک دور دراز مقام پر واقع تھا۔ اور یہاں پر ایک ایسا انوکھا اور دلچسپ واقعہ پیش آیا جس نے ان معمولات میں ایک ہلچل پیدا کر دی۔

▽ ▼

فادر جولیس مذہبی آدمی تھے۔ اور بین الاقوامی کیتھولک مشنری کے ایک اہم ترین رکن بھی تھے۔ مقامی کیتھولک چرچ میں وہ بہت عرصے سے اپنی خدمات سر انجام دے رہے تھے دنیا بھر کے مذہبی اُمور سے متعلق افراد ان سے ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے اور فادر جولیس حسبِ توفیق ان کی خاطر مدارات کیا کرتے تھے ویسے براہِ راست تعلق ہونے کی وجہ سے ان کے وسائل بھی محدود نہیں تھے سسٹر کیرولینا کی آمد کی اطلاع ان کے لئے خوش کن تھی۔ اور وہ اس کے استقبال کے لئے تمام تیاریاں مکمل کر چکے تھے۔

مقررہ وقت پر وہ ائر پورٹ پہنچ گئے یہاں انہیں سسٹر کیرولینا کا استقبال کرنا تھا۔ بہر طور کیرولینا کوئی بھی حیثیت رکھتی ہو فادر جولیس کو اس کی آمد کا پیغام ملا تھا اور یہ ان پر لازم تھا کہ وہ اس کا شایانِ شان استقبال کرتے حالانکہ طیارے کی آمد کا وقت پانچ بجے مقرر تھا لیکن فادر جولیس ساڑھے چار بجے ہی ائر پورٹ پہنچ گئے تھے موسم خوشگوار اور کسی حد تک خنک تھا وہ اپنے ڈرائیور کے ساتھ تنہا ہی آئے تھے اس وقت کسی اور کو تکلیف دینا مناسب نہیں تھا اور پھر مذہبی لوگوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کے

استقبال کے لئے باقاعدہ وفود تیار کئے جائیں پانچ بجے طیارہ ائر پورٹ پر پہنچ گیا۔ اور اس کی آمد کی اطلاع اناؤنس کر دی گئی فادر جولیس نے کسٹم ہاؤس میں ان تین خوبصورت نوجوان ننوں کو برآمد ہوتے ہوئے دیکھا اور ان کی جانب بڑھ گئے کیونکہ مسافروں میں اور کوئی اس لباس میں ملبوس شخصیت موجود نہیں تھی چنانچہ یہ بات مسلّم تھی کہ سسٹر کیرولینا انہیں میں سے ایک ہے وہ آگے بڑھے اور ان کے سامنے پہنچ گئے چونکہ اس کے جسم پر بھی پادریوں کا لباس تھا اس لئے کیرولینا یا گارتھا کو یہ اندازہ لگانے میں مشکل نہ پیش آئی کہ وہ فادر جولیس ہو سکتے ہیں۔ فادر جولیس نے مسکراتے ہوئے ان کا خیر مقدم کیا اور کہا۔

"یقیناً تم تینوں میں سے کوئی سسٹر کیرولینا ہے۔ میں باقی دونوں بچیوں سے بھی اسی طرح متعارف ہونا چاہتا ہوں۔ تم لوگوں کو میں اپنی اس سرزمین پر خوش آمدید کہتا ہوں۔۔۔"

"اور مجھے افسوس ہے فادر کہ آپ کو اس وقت ہمیں لینے یہاں آنا پڑا۔" فادر جولیس نے مسکراتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کی لئے کہا اور انہیں لے کر اپنی کار تک پہنچ گئے ڈرائیور نے سب کے لئے دروازہ کھولا اور تینوں خواتین پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئیں فادر جولیس نے ڈرائیور کے قریب بیٹھتے ہوئے اسے چلنے کا اشارہ کیا وہ لوگ ائر پورٹ سے کیتھولک چرچ کے راستے کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی جا رہی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ چرچ تک پہنچ گئے۔ چرچ کی عمارت وسیع و عریض احاطے میں پھیلی ہوئی تھی اور اس کے اطراف میں خوبصورت باغ لگایا گیا تھا۔ چرچ سے متصل ایک رہائش گاہ تھی جہاں فادر جولیس انہیں لے کر گئے اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں انہیں پہنچاتے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنی حیثیت کے مطابق تم لوگوں کے لئے یہاں انتظام کیا ہے۔ اس کے باوجود میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ کوئی تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں اپنی ضرورت کا اظہار خود کر دینا دل تو چاہتا ہے کہ تم سے تمہاری آمد کے بارے میں تفصیلات فوری طور پر معلوم کی جائیں لیکن یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں انتظار کروں رات بھر کے سفر کے بعد یقینی طور پر تم لوگ تھک گئے ہو گے اس لئے آرام کرو۔ میں ناشتے کا بندوبست کئے دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم سکون سے سو جانا۔"

گارتھا نے کہا۔ "نہیں فادر ہم سونا نہیں چاہتے۔ ظاہر ہے یہ وقت سونے کا نہیں ہے اور جفاکشی تو ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے ویسے بھی جہاز کا سفر تکلیف دہ نہیں ہوتا بہتر ہے کہ آپ ہمیں ناشتہ کرا دیں اور اس کے بعد ہماری آپ کے ساتھ نشست ہو جائے۔" جولیس نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی اور کہا۔

"میں تمہاری خواہش کا احترام کروں گا۔" اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ گارتھا نے مسکرا کر گرنیا اور کورا کی جانب دیکھا اور بولی۔"

"گو ہم نے مشرق کے اس ملک کا ابھی باقاعدہ معائنہ نہیں کیا ہے لیکن جو راستے تم نے دیکھے وہ تمہیں کیسے محسوس ہوئے۔" گرنیا نے کہا۔

"بس میڈم گارتھا! ہمارے لئے راستوں یا شہروں کی کوئی اہمیت نہیں ہے ہم سب سے پہلے اپنا مقصد جاننا چاہتے ہیں یعنی وہ مقصد جس کے لئے آپ ہمیں یہاں لے کر آئی ہیں۔"

"اس کا ہمیں ابھی انتظار کرنا ہوگا۔" گارتھا نے کہا۔ فادر جولیس تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آ گئے تھے وہ ان کے سامنے بیٹھ گئے پھر انہوں نے کہا۔

"انتہائی دور دراز سفر کر کے یہاں تک آنے کا مقصد یقیناً اتنا ہی عظیم ہوگا۔"

"نہیں فادر کوئی چھوٹا سا کام بھی اگر انسانیت کی بقا کے لئے ہو تو وہ ہمارے لئے اتنی ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جتنا کوئی بڑے سے بڑا کام۔"

"جانتا ہوں یقیناً میں جانتا ہوں۔ اور اس جواب سے مجھے خوشی ہوئی ہے تم اپنے ہاں کے حالات سناؤ۔"

"سب کچھ معمول کے مطابق، گناہ و ثواب کا سلسلہ تو

چلتا ہی رہتا ہے اور مقدس یسوع ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جو کچھ بھی ہمارے لئے ممکن ہوتا ہے فادر وہ ہم کرتے رہتے ہیں۔"

"اور ہمیں یہی سب کچھ کرنا چاہیئے ویسے میں متجسس ہوں اور تمہاری آمد کا راز جاننا چاہتا ہوں مگر شہرو غالباً میں جلد بازی سے کام لے رہا ہوں۔ ناشتہ آنے ہی والا ہے۔" پر تکلف ناشتے کے بعد گار تھا نے فادر جولیس سے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہدایت دی گئی ہے کہ یہاں ایک اہم کارروائی کے سلسلے میں معلومات حاصل کرو تاکہ اس نیک مقصد کے لئے ہم اپنا کردار ادا کر سکیں جو انسانیت کی بھلائی کے لئے شروع کیا گیا ہے فادر جولیس۔ آپ کے اس شہر میں کچھ انسان دوستوں نے ایک پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت وہ سمندر کی گہرائیوں سے انسانیت کی بقا کے لئے وہ اشیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں جو انسانوں کے کام آئیں۔"

فادر جولیس نے واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں، کچھ عرصے سے ان لوگوں کے بارے میں اخبارات بہت کچھ لکھ رہے ہیں میں نے بھی اس سلسلے میں تفصیلات سنی ہیں بلاشبہ انسانیت کے لئے جو کام بھی شروع کیا جائے اس میں انسان دوستوں کو اپنا حصہ ضرور تلاش کرنا چاہئے۔"

"تو بس یوں سمجھ لیجیئے فادر جولیس کہ میری آمد کا مقصد یہی ہے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں ان لوگوں سے ملاقات کروں اور ان سے پوچھوں کہ اس سلسلے میں ہم ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔"

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیرولینا کہ لوگوں سے ہم ان کے لئے فنڈ حاصل کریں۔"

"یقیناً فادر وہ اس کے مستحق ہیں آپ کی کوئی واقفیت تو نہیں ہے، ان لوگوں سے۔"

"اوہ نہیں اتفاق سے میں کبھی ان سے نہیں ملا۔"

"خیر کوئی بات نہیں ہے یہ کام ہم کریں گے۔ آپ کم از کم اتنا کر دیجئے گا کہ ہمیں ان کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دیں۔"

"وہ ادارہ یہاں کی ایک مشہور شاہراہ پر واقع ہے اور وہاں پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں ہے میں اس کا بندوبست کر دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ! فادر ہم آج ہی اپنے اس مقصد کے لئے وہاں جانا چاہتے ہیں۔" فادر جولیس نے انتظامات کر دیے ایک پرانی فورڈ کار ان لوگوں کو لے کر چل پڑی جس کا ڈرائیور مقامی باشندہ تھا اور کیتھولک ہی تھا۔ راستے میں گار تھا اس سے گفتگو کرتی رہی تھی۔ اور کچھ دیر کے بعد وہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور باہر ہی بیٹھا رہا گار تھا اپنی دونوں ساتھی لڑکیوں گرنیا اور کورا کے ساتھ اندر داخل ہو گئی استقبالیہ پر ان کا استقبال بڑے احترام سے کیا گیا تھا کیونکہ ان کی شخصیت ان کے لباس سے نمایاں تھی استقبال کرنے میں ایک خوبصورت نوجوان اور چند دوسرے لوگ تھے نوجوان نے آگے بڑھ کر گردن خم کرتے ہوئے انہیں سلام کیا اور گار تھا نے اسے دعائیں دے کر کہا۔

"آسمانی باپ تم پر اپنی برکتیں نازل کرے میں یہاں کے منتظمین سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"مقدس خاتون ہم آپ کو اپنے اس ادارے میں خوش آمدید کہتے ہیں میرا نام شاہد خان ہے اور اس وقت میں یہاں کا ذمہ دار ہوں۔"

بہت خوب! تو میرے بچے کیا تم مجھے وہ تمام معلومات فراہم کر سکتے ہو جو اس ادارے سے متعلق ہیں میں اس کا جائزہ لینا چاہتی ہوں۔ کوئی بہتر جگہ بتاؤ جہاں بیٹھ کر میں تمہیں اپنی آمد کا مقصد بتا سکوں۔"

"بس آپ کا استقبال مقصود تھا اس کے بعد میں آپ کو یہی پیش کش کرنے والا تھا کہ اندر تشریف لائیے۔" شاہد خان نے کہا اور پھر وہ ان تینوں کو لیے ہوئے ایک خوبصورت سی نشست گاہ میں پہنچ گیا یہاں وہ لوگ بیٹھ گئیں اور شاہد خان نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی۔ مقدس خاتون، اب آپ فرمایئے کہ آپ کی آمد کس سلسلے میں ہوئی۔؟"

"میں ایک طویل فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچی ہوں۔ اور میرے کچھ کرم فرماؤں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس ادارے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے انہیں اطلاع دوں تاکہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اس ادارے کی مدد کر سکیں۔"

"آپ کا تعلق کہاں سے ہے۔" شاہد خان نے پوچھا۔

"اٹلی سے آئی ہوں۔"

"بہت خوب بڑی مسرت ہوئی اور خاص طور سے اس بات پر آپ لوگ ہماری ان کاوشوں کی جانب متوجہ ہوئے۔"

"یقیناً تم لوگ اس قابل ہو کہ تمہارے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا جائے۔ انسانیت اس وقت دنیا کے ہر گوشے میں سسک رہی ہے۔ بھوک افلاس، قحط۔ فاقہ زدگی، تمام چیزیں انسانیت کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں اور ایسے عالم میں کچھ مفاد پرست لوگ ہتھیاروں کی ایجاد بڑھائے جا رہے ہیں وہ انسانیت کو قتل کر دینا چاہتے ہیں ایسی خوفناک صورتحال میں تو لوگوں نے جو مقصد سامنے لا کر عمل شروع کیا ہے وہ قابل تحسین ہے اور میں تمہیں اس بات کی مبارکباد دیتی ہوں اور خوش خبری دیتی ہوں کہ بہت جلد ہر شخص تمہارے اس تصور سے متفق ہو گا اور تمہارے ساتھ مل کر کام کرنا پسند کرے گا بے شک مٹی کی مخلوق مٹی سے جنم لینے والی ہر شے سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

ایک جانب مہلک ہتھیار ایجاد کئے جا رہے ہیں تو دوسری جانب بے شمار افراد ان کے توڑ کی دریافت میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ زمین میں سے جو کچھ ہمیں حاصل ہو سکتا ہے وہ ناکافی تصور کیا جاتا ہے لیکن سمندر ایسی دولت سے مالا مال ہے جو انسانیت کی بقا کے لئے کام آ سکے اور تم لوگ اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتی ہوں تمہارا کارنامہ منفرد ہو گا یہی وجہ ہے کہ سبھی تمہاری جانب متوجہ ہوئے ہیں ویسے کیا تم مجھے یہ بات بتا سکو گے کہ اس ادارے کا بانی کون ہے۔؟"

"ہمارے چیئرمین اسد شیر آفریدی ہیں۔"

"میں انہی سے ملنا چاہتی ہوں۔

"افسوس خاتون وہ ابھی تو آپ سے نہ مل سکیں گے۔"

"کیوں کچھ مصروف ہیں وہ۔"؟

"اس وقت وہ ملک میں نہیں ہیں۔"

"اوہ کہاں گئے ہیں۔؟"

"بس یہ کچھ ایسے معاملات ہیں جو صیغۂ راز میں رکھنے کو کہے جاتے ہیں آپ کو یہاں ہر طرح کی معلومات فراہم کی جا سکتی ہے ویسے ان کے قائم مقام ارشد مرزا صاحب ہیں لیکن اتفاق سے ارشد مرزا بھی اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں اور مجھے انچارج بنا کر گئے ہیں گار تھا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے غور و فکر کے آثار نظر آئے پھر اس نے خوبصورت نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا

"تم نے اپنا نام شاہد خان بتایا تھا نا۔"

"ہاں محترم خاتون، لیکن ایک بات آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ادارے سے متعلق مجھے وہ تمام معلومات حاصل ہیں جن کی آپ کو طلب ہے آپ براہ کرم پہلے ہمارے اس ادارے میں ہونے والے کام کا جائزہ لے لیجیئے۔"

"یہی میں چاہتی ہوں۔"

"تو میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ پہلے ہمارے نظریات کو سمجھ لیجیئے گا آپ کی آمد سے مجھے جس قدر خوشی ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔" نوجوان نے ان تینوں پر ایک گہری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا اور گار تھا یا میڈم کیرولینا اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور اس کے بعد شاہد خان اپنی عمارت کے مختلف گوشوں کی سیر کراتا رہا اس جگہ پہنچنے کے بعد جہاں سمندروں کو دیواروں پر نقش کر دیا گیا تھا گار تھا اور اس کی ساتھی لڑکیاں دلچسپ نگاہوں سے ان مناظر کو دیکھنے لگیں جو سمندر کی گہرائیوں سے متعلق تھے گار تھا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"آہ یہ سب کچھ۔ یہ سب کچھ سمندر میں موجود ہے یا صرف ایک تخیل ہے۔؟"

"نہیں محترم خاتون یہ تمام تصاویر جو اس دیوار پر آویزاں کی گئی ہیں اور جنہیں ان پر پینٹ کیا گیا ہے حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں سمندر کی گہرائیاں یہی شکل رکھتی ہیں۔"

"مگر وہ کون ہیں جنہوں نے سمندر میں اتنا نیچے اُتر کر وہاں کی تصاویر حاصل کیں۔"

"ہمارے پاس اس کا معقول انتظام ہے اور بہت سے وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔"

"بلاشبہ ایسے کام آسانی سے تو نہیں کر لئے جاتے۔ یہ سب کچھ کمال کی چیز ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم سمندر کے بیچوں بیچ گہرائیوں میں کھڑے ہوئے اپنی آنکھوں سے یہ مناظر دیکھ رہے ہوں۔ لیکن تم لوگ اس سلسلے میں اور کیا کرنا چاہتے ہو۔"

"آپ براہِ کرم تشریف لایئے۔" پھر شاہد خان انہیں لیبارٹری میں لے گیا جہاں سمندری گھاس پتھر سیپ اور دوسری تمام چیزوں پر تحقیقات ہو رہی تھی۔ حسین موتی بھی سمندر سے نکالے گئے تھے۔ اور ان پر بڑے بڑے محقق ریسرچ کر رہے تھے۔ گارتھا اور اس کی ساتھی لڑکیاں دلچسپی سے یہ مناظر دیکھتی رہیں اور اس کے بعد گارتھا نے گرنیا کے کان میں سرگوشی کی۔

"مجھے یہ نوجوان درکار ہے۔ گرنیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شاہد خان تمام تر تفصیلات ان لوگوں کو بتاتا رہا اور گارتھا دلچسپی سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر گرنیا نے شاہد خان سے کہا۔

"سمندر کے بارے میں جو تفصیلات تم نے ریونڈوں پہ اُتاری ہیں میں ان کے بارے میں کچھ اہم باتیں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔"

"کیا براہِ کرم تم میرے ساتھ آنا پسند کرو گے۔" شاہد خان نے ایک نگاہ گرنیا کو دیکھا اور اس کے بعد گردن خم کر کے بولا۔

"بہت بہتر، جیسا آپ کا حکم۔"

گارتھا نے شاہد خان سے کہا۔ "یہ کچھ رقم ہے بظاہر یہ بہت معمولی ہے لیکن اسے ابتدا سمجھو میری طرف سے بطور نذرانہ اس ادارے کے لئے قبول کرو۔" ایک چیک گارتھا نے نکال کر شاہد خان کے حوالے کیا جو ایک لاکھ روپے کی رقم کا تھا شاہد خان نے پُر احترام نگاہوں سے گارتھا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس کی باقاعدہ رسید پیش کی جائے گی اور یہ چیک میں وہیں ریسپشن پر آپ سے وصول کروں گا۔"

"ہاں ہاں ضرور ضرور گارتھا نے چیک واپس اپنے پرس میں رکھ لیا۔

گرنیا نے کہا۔ "مسٹر کیرولینا میں خود ان صاحب کے ساتھ دوبارہ اس ہال میں جا رہی ہوں۔ ابھی چند لمحات کے بعد واپس آجاؤں گی۔" گارتھا نے خوش دلی سے گردن ہلا دی تھی گرنیا شاہد خان کے ساتھ اس ہال میں پہنچ گئی جہاں سمندری مناظر نظر آ رہے تھے گرنیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دراصل میں تم سے ملنا چاہتی تھی۔" شاہد خان چونک کر اسے دیکھنے لگا اس حسین عورت کو دیکھ کر ویسے ہی اس کے دل میں کچھ گدگدیاں سی پیدا ہوئی تھیں لیکن اب اس کا یہ انداز شاہد خان کو اُلجھا رہا تھا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ میں ذہنی طور پر کچھ اُلجھی ہوئی ہوں۔ کیا اس سلسلے میں تم میری کچھ مدد کر سکتے ہو۔"

"کیا بات ہے محترم خاتون؟"

میں تمہیں تفصیلات نہیں بتا۔۔ سکتی بس یوں سمجھ لو کہ تمہیں دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور میں اسے تمہارے سامنے بیان کرنے سے گریز نہیں کر سکتی۔"

"کیا کیفیت ہے وہ۔؟"

"تمہیں شاید اس بات پر یقین نہ آئے بچپن میں میرا مطلب ہے چرچ میں داخل ہونے سے پہلے میں ایک چھوٹے سے خوبصورت قصبے میں رہتی تھی وہاں میرے بچپن کا ایک دوست پیٹر تھا جو ایک حادثے کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا بچپن کی یادیں محبت کے نقوش بن

کر میرے وجود میں چھپاں ہو گئی تھیں اس کی موت کے بعد دل کچھ اس طرح سے اُچاٹ ہو گیا کہ میں نے مقدس مریم کے قدموں میں پناہ لینا مناسب سمجھا اور اس بات کا اظہار اپنے اہلِ خاندان سے کر دیا گیا چنانچہ مجھے چرچ میں داخل کر دیا گیا کافی دن میں نے چرچ میں گزارے ہیں لیکن تمہیں دیکھنے کے بعد میرے دل میں پیٹر کی یاد تازہ ہو گئی ہے کیونکہ بہت معمولی سے فرق کے ساتھ وہ تمہارا ہمشکل تھا۔" شاہد خان کے بدن میں چیونٹیاں رینگنے لگیں اس نے آہستہ سے کہا۔

"اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں، محترم خاتون"

"کچھ نہیں شاید تم میری بے باکی پر حیران ہو جاؤ لیکن چند لمحات کے لئے میں یہاں آئی ہوں۔ اور اگر دل کی بات دل ہی میں چھپائے رکھتی تو شاید میں بے سکون ہو جاتی مجھے سکون درکار ہے اور اس سکون کے لئے مجھے تم سے تنہائیوں میں کچھ ملاقاتیں کرنا ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ تم میری اس پسند کے جواب میں خود بھی کوئی ایسا ہی طریقہ کار اختیار کرو۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ مجھ سے مل ضرور لینا۔۔۔"

"بہت بہتر میں آپ کے اس حکم کی تعمیل کروں گا۔"

"میرا نام گرنیا ہے۔"

"بہت خوش ہوئی آپ سے مل کر۔"

"تم بھی کیا سوچتے ہو گے بہر طور یہ میرا ایک ایسا مسئلہ تھا جسے زبان تک لائے بغیر میں جی نہیں سکتی تھی۔"

"میں آپ کے پاس آؤں گا لیکن کہاں۔؟"

"ہم لوگ یہاں کیتھولک چرچ میں رہتے ہیں اور میں یہ کوشش کروں گی ہمارا قیام طویل ہو جائے تاکہ میرا دل تمہاری قربت سے سیراب ہو سکے۔" شاہد خان کا سانس پھولنے لگا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں وہاں پہنچ جاؤں گا آپ مجھے اپنا پورا پتہ دے دیجئے۔" اور گرنیا نے اُسے کیتھولک چرچ کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ شاہد خان نے اس سے وعدہ کیا کہ بہت جلد وہ اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے بعد وہ دونوں واپس وہیں آگئے جہاں گارتھا ان لوگوں سے معلومات حاصل کر رہی تھی گارتھا نے ان دونوں کی جانب کوئی توجہ نہ دی تھی البتہ اس نے شاہد خان سے کہا۔

"میں نے اپنا ارادہ کچھ تبدیل کر دیا ہے۔ فادر جولیس یقینی طور پر اس سلسلے میں خود بھی کوئی بہتر کارروائی کرنا پسند کریں گے وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ ان کے پاس ایک بہت بڑا فلاحی پروگرام موجود ہے میں یہ سوچ رہی ہوں کیوں نہ یہ مشترکہ کام ہم دونوں مل کر انجام دیں۔ میں اس وقت تمہیں چیک دینے کا ارادہ ملتوی کر چکی ہوں۔ لیکن میں تمہیں دعوت دیتی ہوں کہ چرچ میں میرے پاس آؤ کچھ وقت قیام کرو لیکن براہِ کرم اس کی پبلسٹی کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم لوگ جو بھی کام کرنا چاہتے ہیں نہایت خاموشی سے کرنا چاہتے ہیں۔" شاہد خان نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ جب بھی مجھے حکم دیں گی میں آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔"

"تو پھر بہت زیادہ وقت صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے، میں تمہارے ان مقاصد سے پوری طرح آگاہ ہو چکی ہوں اور تھوڑی بہت معلومات تم سے حاصل کرنے کے بعد میں روانہ ہو جاؤں گی یہاں پر جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں گے اور اس کے بعد اعلیٰ پیمانے پر تمہارے اس مقصد کے لئے کام شروع کروں گی یہی حکم مجھے ملا ہے۔ شاہد خان نے مجنون انداز میں گردن ہلائی اور طے یہ ہوا کہ آج رات ہی کو آٹھ بجے شاہد خان ان کے پاس پہنچ جائے گا۔

"تو پھر ہم تمہارا انتظار کریں گے۔" گارتھا نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد شاہد خان انہیں ان کی گاڑی تک چھوڑنے آیا تھا۔ اس کی نگاہیں گرنیا سے ملیں تو اس کی آنکھوں میں محبت کے نقوش نمایاں نظر آئے اور شاہد خان بے چارہ سر کھجاتا رہ گیا چرچ کی یہ مقدس راہبائیں اسے نہ

جانے کہاں کہاں کی سیر کرا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فورڈ کار نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔"

------o------

ویلی آف کنگز فرعونوں کا قبرستان چاندنی رات کے پُراسرار سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا جگہ جگہ سلیں بکھری ہوئی نظر آ رہی تھیں اور ان کے درمیان چلتے ہوئے ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا دردانہ نے مسکراتے ہوئے شعبان کو دیکھا اور بولی۔

"شعبان! کیا تمہیں یہاں آ کر خوف محسوس ہو رہا ہے۔؟"

"خوف!۔" شعبان نے حیران نگاہوں سے دردانہ کو دیکھا۔

"ہاں بھئی۔" میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔" کہ میرے جسم میں سرد لہریں دوڑ رہی ہیں زمانہ قدیم کی لاکھوں کہانیاں مجھے یاد آ رہی ہیں ہو سکتا ہے تم نے مصر کے ان شہنشاہوں کے بارے میں بہت زیادہ تفصیلات نہ پڑھی ہوں۔ بڑی عجیب و غریب کہانیاں ان سے منسوب ہیں۔" یقیناً میں نے ان کے بارے میں بہت زیادہ معلومات نہیں حاصل کیں لیکن تھوڑی بہت میں جانتا ہوں۔ مصر کے رہنے والے ایک مخصوص طرز کے عادی تھے اور ان کی زندگی کی عام کہانیاں بھی بہت عجیب و غریب تھیں۔"

"ہاں اس پُراسرار مقبرے میں تم جو کچھ دیکھ رہے ہو۔" کیا ذہنی طور پر اس سے متاثر نہیں ہوئے۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا دونوں خاموشی سے پُراسرار ستونوں کے درمیان سے گزرتے رہے دردانہ درحقیقت دل میں خوف کے ہلکے ہلکے آثار محسوس کر رہی تھی اور کوشش کر رہی تھی کہ اس کے قدم شعبان کے قدموں کے ساتھ ہی اُٹھیں۔ دور دور تک کسی انسان کا وجود نہیں تھا یقینی طور پر ویلی آف کنگز میں سیاحوں کی جماعتیں آتی رہتی ہوں گی۔ لیکن یہ اتفاق تھا کہ جس طرف یہ دونوں موجود تھے وہاں ان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ گائیڈ کو لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے ویلی آف کنگز کا جائزہ لیا جا چکا تھا وہ ایک چوڑے ستون کے عقب سے گزر رہے تھے کہ دفعتاً دردانہ کے کانوں نے کچھ آہٹیں محسوس کیں اور کیونکہ وہ پہلے سے خوف کا شکار تھی اس لئے سہم کر عقب میں دیکھنے لگی شعبان بے خیالی کے انداز میں کئی قدم آگے بڑھ گیا تھا دردانہ ابھی کوئی اندازہ بھی نہیں لگا پائی تھی کہ دفعتاً اسے اپنے سر پر ایک سایہ سا محسوس ہوا اس سے قبل کہ وہ اس چیز کو محسوس کرتی ایک بڑا سا چوڑا کمبل اس پر آ پڑا۔ اسے کمبل اس لئے کہا جا سکتا تھا کہ اس کے روئیں دردانہ کے چہرے سے ٹکرا کر چبھن پیدا کر رہے تھے دردانہ نے چیخنا چاہا لیکن اس کا منہ اس طرح دبوچ لیا گیا کہ اس کے منہ سے آواز نہ نکل سکی اسے کچھ ہلکی ہلکی بو کا احساس بھی ہو رہا تھا جو اس کپڑے میں سے اُٹھ رہی تھی اور چند ہی لمحات کے بعد اس کے حواس پر گھٹن سوار ہو گئی اور وہ ہوش و حواس سے عاری ہو گئی اِدھر شعبان آگے بڑھ کر اس چوڑے ستون کے دوسرے حصے میں پہنچ چکا تھا اس نے محسوس نہیں کیا تھا کہ دردانہ کے قدموں کی چاپ اس کے ساتھ نہیں ہے اور پھر جب اسے احساس ہوا تو وہ پلٹ کر اس طرف دیکھنے لگا۔ لیکن پلٹنے کے یہی لمحات اس کے لئے بھی مشکل ثابت ہوئے کیونکہ دوسرے لمحے اس کی کیفیت بھی دردانہ کی کیفیت سے مختلف نہیں ہوئی تھی شعبان کے لئے یہ مشکل نہیں تھا کہ وہ ان لوگوں سے جسمانی طور پر مقابلہ کرے جو اسے کس چکے تھے لیکن وہ بو جو اس کپڑے سے اُٹھ رہی تھی وہ اس کے لئے بھی پریشان کن تھی اور چند لمحات کے بعد اس کے حواس پر بھی غنودگی سی مسلط ہو گئی۔ وہ یہ احساس نہ کر سکا کہ یہ غنودگی کتنی دیر طاری رہی ہے رفتہ رفتہ ہوش و حواس کی دنیا میں واپس آ گیا۔ جب اس کے حواس جاگے تو وہ فوراً ہی اُٹھ کر بیٹھ گیا وہ نرم شے جو جسم کے نیچے موجود تھی غالباً فوم کا آرام دہ گدا تھا لیکن بعد میں اسے یہ احساس ہوا کہ یہ گدا نہیں بلکہ ایک آرام دہ کرسی تھی جو ایک وسیع و عریض ہال میں پڑی ہوئی تھی اس کی دیواروں سے پھوٹتی ہوئی روشنیوں کو دیکھا چھت میں عجیب و غریب قسم کے فانوس لگے ہوئے تھے یہ

فانوس چھت میں کسی کنڈے سے نہیں لٹکے ہوئے تھے بلکہ رنگین روشنیاں چھت سے پھوٹ رہی تھیں شعبان کی نگاہیں اس عجیب و غریب جگہ کا جائزہ لینے لگیں۔ ذہن ابھی پوری طرح ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ یاد نہیں کر پایا تھا کہ وہ دردانہ کے ساتھ ویلی آف کنگز میں تھا اور یہ جگہ وہاں سے بالکل ہی مختلف ہے۔ اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں دیواروں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے سنگی ستون بنے ہوئے تھے اور ان سنگی ستونوں کے ساتھ انسانی مجسمے کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن یہ مجسمے رنگین کپڑوں رنگین لباس میں ملبوس حسین چہرے والی لڑکیوں کے مجسمے تھے کیا در ــــ یہ مجسمے ہیں۔ اگر ہیں تو کس چیز سے بنائے گئے ہیں۔ لیکن اس وقت وہ بُری طرح چونک پڑا جب اس نے ان مجسموں کو متحرک دیکھا دونوں لڑکیاں اس طرف سے دوسری جانب جا رہی تھیں۔ تب شعبان کے ذہن کو ایک جھٹکا لگا اور وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اب پورے ماحول سے شناسائی کا احساس ہو رہا تھا لیکن اس سے پہلے شاید اس نے یہ جگہ نہیں کبھی نہیں دیکھی تھی۔ سنگی ستونوں کے ساتھ دو دو لڑکیاں بہت دور تک کھڑی ہوئی تھیں زمین پر بہت موٹا قالین بچھا ہوا تھا دیواریں حسین و جمیل چیزوں سے آراستہ تھیں اور سب سے زیادہ انوکھی شے اس کے عقب میں موجود تھی۔ ایک حسین عورت جو عجیب و غریب لباس میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی شعبان کو محسوس ہوا کہ یہاں جو لڑکیاں نظر آ رہی ہیں اور جنہیں وہ اس سے قبل سنگی مجسمہ سمجھا تھا درحقیقت اس عورت کی محکوم ہیں وہ اس عورت کا چہرہ دیکھنے لگا بڑے بڑے لمبے گھرے سیاہ گھنے بال اس کے جسم پر بکھرے ہوئے تھے لباس بہت ہی عجیب و غریب تھا لیکن چہرہ بے حد دلکش۔ شعبان متحیرانہ انداز میں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا تب اسے عورت کی مترنم آواز سنائی دی۔

"آگے آؤ۔ آگے آ جاؤ۔" شعبان کے قدم بے اختیار اس کی جانب بڑھ گئے عورت کے سامنے پہنچ کر وہ رُکا لیکن اب اس کے انداز میں جھجک ختم ہوتی جا رہی تھی یہ جو کچھ بھی تھا اس کے لئے ناقابلِ فہم تھا لیکن وہ اس سے خوف زدہ نہیں تھا۔ اب خوف کا ہر تصور اس کے ذہن سے نکل چکا تھا۔ عورت اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ میرے نزدیک بیٹھو۔"

"کون ہو تم!" شعبان نے بے خوف لہجے میں پوچھا۔

"کیا میں تمہیں بری لگ رہی ہوں۔" عورت کی مترنم آواز اسے سنائی دی۔"

"شعبان کا وہی لہجہ ... اُبھرا۔؟

"کچھ بھی کہہ سکتے ہو تم مجھے، تمہیں یاد ہے کہ تم کہاں ہو۔؟"

"میرے ساتھ ڈرامہ کرنے کی کوشش نہ کرو، میں نے تم سے سوال کیا ہے۔ تم کون ہو۔ تم صرف اس بات کا جواب دو۔"

"تم مجھے قلوپطرہ کہہ سکتے ہو۔ اور اب تمہیں یقینی طور پر یاد آ رہا ہوگا کہ تم سرزمین مصر پر ہو۔"

"مگر تم قلوپطرہ نہیں ہو۔" شعبان نے جواب دیا۔

"کیوں۔"

"اس لئے کہ وہ بہت پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہے۔ اور میں کسی مردہ انسان کی واپسی پر یقین نہیں رکھتا۔" جواب میں عورت کی ہلکی سے ہنسی سنائی دی۔ پھر اس نے کہا۔

"سرزمین مصر دنیا کے دوسرے خطوں کی روایت سے اتفاق نہیں کرتی۔ یہاں فراعون کے زمین دوز مقبرے بکھرے ہوئے ہیں اور وہاں کی کہانیاں ابھی بیرونی دنیا کی علم میں پوری طرح نہیں آئیں ہیں لوگ ان سے متعلق کہانیاں گھڑ تو لیتے ہیں لیکن جو سچائیاں ابھی اس سرزمین میں پوشیدہ ہیں وہ انسانی نگاہوں سے دور ہیں۔"

"دیکھو تم جو کوئی بھی ہو میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ میری آنٹی تھیں وہ کہاں ہیں۔"

"وہ بھی محفوظ ہیں تم فکر مند نہ ہو۔ ہم نے تمہیں دوستوں کی طرح اپنے پاس بلایا ہے تمہیں کوئی نقصان

نہیں پہنچایا گیا۔ ہم اگر چاہتے تو تم دوسرے ذرائع سے بھی یہاں لائے جاسکتے تھے لیکن ہم نے تمہیں محبت سے بلایا ہے ......"

"کیوں بلایا ہے۔" شعبان نے جواب دیا۔

" اس لئے کہ تم درحقیقت فرعونہ کی زمین کے باشندے معلوم ہوتے ہو۔ ایسے ہی قدیم خدوخال کے مالک جو کسی زمانے میں مصر پر حکمرانی کرتے تھے۔"

"ہوں، اب مجھ سے کیا چاہتی ہو۔؟" شعبان نے سوال کیا۔

"ہماری چاہتوں کی ایک طویل فہرست ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ تمہیں آہستہ آہستہ بتادیا جائے گا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

شعبان نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔ جو کچھ بھی تھا اس کا ذہن اسے تسلیم نہیں کررہا تھا اگر یہ سرزمین مصر کی کوئی پُراسرار روایت ہے تو وہ اس روایت سے بھی نمٹنے کی خواہش رکھتا تھا انسانی کارنامے ہیں تو پھر شعبان کے لئے ان کا قیدی بنا رہنا ممکن نہیں تھا چنانچہ بہتر یہی ہے کہ وہ طریقہ کار دریافت کیا جائے جس کی وجہ سے وہ ان کے درمیان سے نکل سکے اس نے اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کی اور آہستہ سے بولا۔

"تو کیا تم واقعی مصر کی قلوپطرہ ہو۔؟"

"نہیں! لیکن تم مجھے قلوپطرہ کا عکس سمجھ سکتے ہو۔"

"وہ کیسے؟"

"یوں سمجھ لو میری بھٹکتی ہوئی روح بھی تمہاری تلاش میں سرگرداں تھی میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔"

"ہوں۔ اور آنٹی دردانہ کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا۔"

"انہیں بحفاظت وہیں پہنچادیا گیا ہے جہاں ان کا قیام ہے۔"

"اور میرے لئے کیا حکم ہے۔"؟

"تم اس رات ہمارے مہمان ہو۔ ہمارے حسین اور معزز مہمان۔ جو ہماری آرزوؤں کو سیراب کرے گا۔ شعبان پر خیال نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بہت خوبصورت ہو۔"

"شکریہ! عظیم دوست آؤ ہمارے قریب آکر بیٹھو ہم تمہیں مصر کے قدیم رقص دکھائیں گے۔"

"مجھے ان قدیم رقصوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"تو پھر ہم تخلیہ طلب کیے لیتے ہیں۔" عورت نے کہا اور ایک نگاہ اُٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔ سنگی ستونوں کے ساتھ کھڑی ہوئی تمام لڑکیاں گردن جھکائے سنگی ستونوں کے عقب میں روپوش ہوگئی تھیں شعبان آہستہ آہستہ تین سیڑھیاں عبور کرکے وہاں پہنچ گیا جہاں عورت اسے نظر آرہی تھی۔ عورت نے ہاتھ بڑھا کر شعبان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے بعد مسکراتی ہوئی اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آؤ ہمارے ساتھ اندر چلو۔" شعبان خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔ اب وہ اس راز کو جان لینا چاہتا تھا جس کی بنا پر اسے یہ سب کچھ دیکھنا نصیب ہوا تھا عقب میں ایک بڑا سا پردہ نظر آرہا تھا۔ پردے کی دوسری جانب ایک خوبصورت ہال نما کمرہ تھا جہاں آرام دہ نشستیں لگی ہوئی تھیں عورت نے شعبان کو ایک نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پورے کمرے میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں سے نکلنے کے لئے کونسا راستہ موزوں ہوسکتا ہے۔ اور ابھی تک اسے کوئی بہتر جگہ نظر نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھالا اور عورت کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔

"تو پھر اگر تمہارا نام قلوپطرہ نہیں ہے تو میں تمہیں کس نام سے پکاروں۔؟"

"بس تم اپنے ذہن میں جو بھی تصور کرو ہمارے لئے وہی نام ہمیں دے سکتے ہو۔"

"گویا تمہارا کوئی نام نہیں ہے۔؟"

"تمہاری چاہنے والی، تم سے محبت کرنے والی جو تم چاہو تو مجھے محبوبہ کے نام سے پکار سکتے ہو۔" شعبان نے پر

خیال انداز میں گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔

"یہاں تمہیں کچھ گھٹن محسوس نہیں ہورہی۔؟"

"تم محسوس کررہے ہو۔؟"

"ہاں کچھ تھوڑی سی"

"یہ ماحول تمہیں پسند نہیں آیا۔؟"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ پُراسرار کہانیوں جیسا ماحول ہے لیکن میں کھلی فضا میں رہنے کا عادی ہوں۔ اور تمہارے ساتھ اگر کھلی فضا میں جانا نصیب ہوجائے تو میں سمجھتا ہوں وہ میرے لئے زیادہ موزوں ہوگی۔" عورت خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"پہلے ایک سوال کا جواب دو۔"

"کیا۔"

"تم کون ہو۔؟"

"میں شعبان ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم شعبان ہو لیکن تمہارا ماضی کیا ہے۔"

"جو انسانوں کا ماضی ہوتا ہے کوئی ایسی نئی بات نہیں میری زندگی میں — — — — — — — — جو مجھے مختلف بنا کر پیش کرے۔ تم اپنے آپ کو ایک روح بتاتی ہو لیکن میں اس دنیا کا ایک جیتا جاگتا انسان ہوں۔ البتہ میں یہ بات ضرور سوچ رہا ہوں کہ کیا کسی روح سے اس قدر قربت کسی زندہ انسان کے لئے ممکن ہے۔"

"ہاں اگر کوئی روح تمہاری محبت میں دیوانی ہو۔"

"تم مجھ سے کتنے عرصے سے محبت کرتی ہو۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ حسین عورت کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"محبت کی کوئی عمر ضروری تو نہیں ہوتی۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن بہر طور میری اور تمہاری یہ پہلی ملاقات ہے اور اس سے پہلے میں نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا۔"

"محبت کی آنکھوں سے دیکھتے تو میں تمہیں نظر آجاتی۔"

"شعبان نے ایک گہری سانس لی اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا بولا۔"

"گھٹن۔ شدید گھٹن۔"

"تعجب ہے! میرے خیال میں تو یہ بہت ہی پُرفضا جگہ ہے۔"

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ اگر تم یہاں رکنا چاہتی ہو تو رکو لیکن مجھے بتاؤ میں تم سے کس قسم کی گفتگو کروں۔"

"سنا ہے محبت کا جواب محبت ہی سے دیا جاتا ہے۔"

"لیکن میں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ جواب کیا ہوتا ہے۔" شعبان نے کہا اور عورت کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آنے لگے۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"انوکھی بات ہے! کوئی کسی کو چاہے اور دوسرے کو اسے یہ بتانا پڑے کہ چاہت کے جواب میں اسے کیا کرنا چاہیے۔ خیر ٹھیک ہے۔ چلو میں تمہاری استاد بن جاتی ہوں۔" وہ چند لمحات سوچتی رہی اور اس کے بعد مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ تمہیں کھلی فضا کی سیر کراؤں۔" شعبان خود بھی یہی چاہتا تھا وہ فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ عورت اسے ساتھ لئے ہوئے ایک جانب چل پڑی۔ اس کے بعد اسے تھوڑا سا نیچے اترنا پڑا۔ پورا علاقہ عجیب وغریب چیزوں سے سجا ہوا تھا۔ اور شعبان کو وہاں بہت سی حیرت انگیز چیزیں نظر آئی تھیں۔ لیکن وہ اس وقت ان میں سے کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ تصور پروان چڑھ رہا تھا کہ یہ جو کچھ اسے نظر آرہا ہے مافوق الفطرت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اسی زندگی سے ہے اور یہ عورت کوئی بہت ہی شاطر عورت معلوم ہوتی ہے۔

دردانہ کے لئے اسکا ذہن پریشان تھا اور سب سے زیادہ فکر اسے اسی کی تھی۔ اس کے ساتھ کیا واقعہ آیا۔ عورت چند سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک عجیب سی جگہ پہنچ گئی۔ یہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور عورت نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ پھر شعبان کسی ایسی شے پر سوار ہوگیا جو اپنی جگہ سے

جنبش کر رہی تھی۔ وہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ اندھیرے کی وجہ سے اس صحیح طور پر معلوم نہیں ہو پایا تھا۔ عورت نے اسے ہاتھ پکڑ کر ایک جگہ پہنچا کر کھڑا کر دیا اور اس کے بعد اس نے نجانے کیا کیا۔ ایک زور دار آواز ابھری جو پیتل کے کسی گھنٹے پر ضرب لگانے کی آواز تھی۔ فوراً ہی جگہ جگہ ننھی ننھی روشنیاں ہونے لگیں۔ اور ان روشنیوں کے نیچے کچھ سائے متحرک ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ جگہ بھی زور زور سے ہلنے لگی تھی جہاں یہ لوگ آئے تھے۔ تب شعبان نے محسوس کیا کہ وہ کسی بڑی اور حسین کشتی میں سوار ہیں اور یہ کشتی عمارت کے نیچے اس طرح سے لائی گئی ہے کہ کہیں سے پانی کو کاٹ کر عمارت کے نیچے پہنچایا گیا اور وہاں اس کشتی کو کھڑا کر دیا گیا۔ وہ متحرک سائے جو اچانک ہی نمودار ہوئے تھے اپنی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ اور کشتی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ روشنی اب پوری طرح پھیل گئی تھی اور اس حسین روشنی میں اس نے کشتی کو بغور دیکھا۔ رنگین کپڑوں سے آراستہ بہت ہی خوبصورت کشتی تھی جس میں نشست گاہ کے لئے ایک بڑا سا بستر بنایا گیا تھا جو نرم گدوں سے آراستہ تھا۔ شعبان خاموشی سے بیٹھا رہا عورت مسکرا رہی تھی۔ وہ بڑی کشتی بالآخر عمارت کے نیچے سے نکل آئی اور آسمان پر کھلا چاند نظر آنے لگا۔ روشنی دریائے نیل کی لہروں پر منعکس ہو رہی تھی۔ اور یہ ماحول اتنا حسین تھا کہ ذہن عجیب سے سحر کا شکار ہوا جا رہا تھا۔

شعبان خود کو سنبھالے رہا۔ اب اس کے اطراف جگمگانے لگے تھے۔ بہت دور سے قاہرہ ٹاور نظر آ رہا تھا۔ اور اسکی روشنیاں بھی یہ اندازہ پیش کرتی تھیں کہ وہ کس جگہ موجود ہیں۔ کشتی آہستہ آہستہ لہروں کی روانی پر بہنے لگی عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو تمہیں گھٹن کا احساس نہیں ہو رہا۔" شعبان پلٹ کر اس عمارت کو دیکھنے لگا۔ جہاں سے کشتی برآمد ہوئی تھی۔ ساحل نیل پر ایک خوبصورت عمارت نظر آ رہی تھی۔ ویسے ایسی عمارتیں اطراف میں اور بھی بہت سی پھیلی ہوئی تھیں۔ شعبان ایک گہری سانس لے کر سامنے کی سمت دیکھنے لگا۔ وہ یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ کشتی کس طرف جا رہی ہے۔ عورت نے آہستہ سے کہا۔"

"اور تم صدیوں پرانی زندگی کو دیکھ رہے ہو۔ جس میں میں موجود تھی۔"

"اور اس وقت" شعبان نے سوال کیا عورت کی آنکھوں میں محبت بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔"

"اس وقت میں تمہارے لئے مجسم ہوئی ہوں۔"

"ورنہ۔"

"ورنہ میری روح فضاؤں میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ شاید تمہاری تلاش میں۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟" شعبان نے پوچھا۔

"محبت! زندگی کا وہ حسین تصور جو کسی خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر دل میں بیدار ہو سکتا ہے۔"

"ہوں! اور مجھے بھی یقینی طور پر تمہاری اس محبت کا جواب اسی انداز میں دینا ہو گا۔"

"یہ تم پر منحصر ہے۔ اگر تم چاہو تو۔"

"مگر میرے محبت کرنے کا انداز ذرا مختلف ہے۔"

"کیا؟" عورت نے مسکرا کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اور شعبان ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ کشتی کافی دور نکل آئی تھی تب شعبان اچانک کھڑا ہو گیا۔

"سنو! تم جو کوئی بھی ہو میرے دل میں تمہارے لئے ذرہ برابر گنجائش نہیں پیدا ہو سکتی۔ میں تم سے سب سے پہلا سوال یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میری آنٹی! جو میرے ساتھ تھیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟"

"کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ بحفاظت انکی آرام گاہ تک پہنچا دیا گیا ہے۔"

"میں بھی وہیں جانا چاہتا ہوں۔"

"نہیں! میرے محبوب - بھلا یہ کیسے ممکن ہے یہ چاندنی رات یہ بہتا ہوا پانی اور یہاں ہم دونوں کی تنہائی۔ کیا تمہارے دل میں کوئی احساس نہیں جاگتا؟" شعبان نے ایک گہری سانس لی اور اس کے بعد اس نے تیزی سے اس عورت

کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور نجانے کیا چیز اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ چیز اسکی مٹھی ہی میں دبی رہی تھی۔ اس نے کشتی کے کنارے کی سمت چھلانگ لگا دی۔ اور عورت کے منہ سے ایک آواز نکل گئی۔ وہ لوگ جو کشتی چلا رہے تھے چونک کر اس جانب متوجہ ہو گئے۔ لیکن شعبان نے برق رفتاری سے کشتی سے پانی میں چھلانگ لگا دی تھی۔ عورت کے منہ سے ایک گرج دار آواز نکلی۔

"پکڑو۔ جانے نہ پائے۔" اور اس کے ساتھ ہی چند لوگ کنارے پر پہنچ کر پانی میں کود پڑے۔ لیکن احمق یہ نہ جانتے تھے کہ پانی کا جانور پانی میں اتر گیا ہے اور اب اس کے قریب جانا کتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ بھی شاید اچھے تیراک تھے۔ کیونکہ ان میں سے تین افراد فوراً ہی شعبان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے پانی میں غوطہ لگا کر شعبان کے پاؤں پکڑنے کی کوشش کی لیکن شعبان نے پلٹ کر ان میں سے ایک کے منہ پر ایسی لات رسید کی کہ وہ سطح سے کئی فٹ اونچا اچھل کر پانی میں گرا۔ باقی دو بھی شعبان سے چمٹنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ شعبان نے ان کی گردنیں پکڑیں اور دونوں کے سر آپس میں دے مارے لیکن پانی کے اندر وہ خود بھی اپنی قوتوں کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان دونوں کے سر خربوزے کی طرح پھٹ گئے اور پانی میں خون کی لہریں پیدا ہونے لگیں۔ بہرطور وہ انہیں چھوڑ کر ایک گہرا غوطہ لگا کر آگے بڑھ گیا تھا۔ دریائے نیل کی مخالف سمت میں تیرنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اور وہ پانی میں کسی تیز رفتار راکٹ کی طرح دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ یہ انوکھا انداز ناقابل یقین تھا۔ اور یہی وہ انداز تھا جس پر لوگ شعبان کی طرف سے حیران ہو جایا کرتے تھے۔ قاہرہ ٹاور تک پہنچنے میں اسے بمشکل تین یا چار منٹ لگے۔ پانی میں اس کی رفتار کسی تیز رفتار ہوور کرافٹ کی مانند تھی جو اپنی پوری قوت سے دوڑ رہا ہو۔ پھر قاہرہ ٹاور کی قریب پہنچ کر اس نے سطح سے گردن ابھاری کہاں کی کشتی کہاں کی عورت۔ وہ سب کچھ تو اتنی دور رہ گئے تھے کہ اب نگاہوں کی حد بھی ختم ہو گئی تھی۔

تب اس نے کنارے کی جانب تیرنا شروع کر دیا۔ قاہرہ ٹاور ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سناٹا ہوتا۔ حالانکہ رات کا نجانے کونسا پہر تھا لیکن وہاں رونق نظر آ رہی تھی۔ شعبان ساحل پر آ گیا اور اس کے بعد اپنے بھیگے ہوئے کپڑوں سے پانی نچوڑنے لگا۔ اطراف میں کوئی موجود نہیں تھا۔ ہاں کچھ فاصلے پر لوگ نظر آ رہے تھے۔ اور شاید کچھ گاڑیاں وغیرہ بھی وہاں موجود تھیں۔ شعبان نے چند لمحات سوچا وہ یہ غور کر رہا تھا کہ جس جگہ انکا قیام کیا گیا ہے کہ کیا کہلاتی ہے۔ اور وہ جگہ اتفاق سے اس کے علم میں تھی۔ ان لوگوں نے اس جگہ کا نام بھی لیا تھا۔ خاص طور سے فسد شیرازی نے اس کے بارے میں دردانہ کو بتایا تھا۔ بہرطور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جب اس نے جگہ کا پتہ بتایا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اس انداز میں گردن ہلا دی جیسے وہ وہاں سے بخوبی واقف ہو۔ شعبان نے اطمینان کی گہری سانس لی تھی۔ اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ وہ چند لمحات انتظار کرے وہ ابھی اسکا بل بھیجتا ہے۔ رقم چونکہ اس کے پاس موجود نہیں تھی۔ چنانچہ یہ مجبوری آڑے آئی۔ لیکن وہ عمارت میں داخل ہونے کے بعد دھڑکتے دل کے ساتھ اندر پہنچ گیا۔ سب سے پہلے اسے ایک ملازم ملا تو اس نے اس سے کہا کہ ٹیکسی کھڑی ہوئی ہے اسے رقم ادا کر دی جائے۔ ملازم خاموشی سے گردن جھکا کر چلا گیا تھا۔ اس نے یہ غور بھی نہیں کیا تھا کہ شعبان کی کیفیت کیا ہو رہی ہے۔ آگے بڑھا تو ایک دوسرا ملازم نظر آیا۔ یہ رات کی ذمہ داریاں سنبھالتے تھے۔ اس سے اس نے پوچھا۔

"میری ساتھی خاتون کہاں ہیں۔" اس ملازم کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔"

"جناب! وہ شاید اپنے کمرے میں ہیں۔ کیا میں دیکھ کر آؤں۔"

"نہیں۔ میں چلا جاتا ہوں۔ شعبان جب کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دردانہ کو دیکھا جو اپنے بستر پر گہری نیند سو رہی تھی۔ شعبان کو ایک لمحے کے لئے حیرت ہوئی۔ لیکن

اپنی اس حیرت کو رفع کرنے کے لئے وہ وردانہ کی قریب پہنچ گیا۔ اور اس نے وردانہ کا پاؤں زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔ زیادہ دیر نہیں لگی چند ہی لمحات کے بعد وردانہ نے آنکھیں کھول دیں اور کھوئی کھوئی نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی۔ پھر ایک دم اچھل کر بیٹھ گئی۔

"اوہ میرے خدا! شعبان تم۔ تم خیرت سے تو ہو۔؟ ارے یہ تمہارا لباس کس بری طرح خراب ہو رہا ہے۔ کیا یہ بھیگ گیا تھا۔ اور ہاں، بال بھی تو دیکھو۔ کیا ہو گیا تمہیں۔ خیریت شعبان۔"

"آنٹی! آپ ہوش میں ہیں۔" شعبان نے سوال کیا اور وردانہ ایک لمحے کے لئے کھو سی گئی۔ پھر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے۔ اور اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔"

"میرے خدا۔ میرے خدا۔ یہ سب کچھ۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟"

"ایک حسین خواب آنٹی۔"

"کمال کرتے ہو۔ خواب کیسے۔ جاؤ تم پہلے اپنا لباس تبدیل کرو۔ تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔"

"نہیں آنٹی۔ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔"

"اور وہ لوگ۔" شعبان خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف چل پڑا تھا۔ جب وہ دوسرا لباس پہن کر باتھ روم سے باہر آیا تو وردانہ اس کے کمرے ہی میں موجود تھی۔ اور کافی پریشان نظر آ رہی تھی۔ شعبان کو دیکھ کر اس نے کہا۔

"آنٹی میرے ساتھ تو بہت دلچسپ واقعات پیش آئے۔ بس یوں سمجھ لیجیے میں نے قدیم مصر کا نمونہ دیکھا ہے۔"

شعبان لطف لے کر کہانی سنا رہا تھا۔ لیکن وردانہ مضطرب نظر آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"براہ کرم تم مجھے سنجیدگی سے بتاؤ اس کے بعد کیا واقعات پیش آئے۔"

"ایک کشتی جو اس عمارت میں ایسی جگہ کھڑی ہوئی تھی جسے واقعی قابل دید جگہ کہا جا سکتا ہے پانی شاید دریائے نیل سے کاٹ کر اندر لایا گیا تھا اور کشتی اسی کی لہروں پر ڈول رہی تھی۔ پھر کچھ ملاح اسے لے کر باہر نکل آئے اور وہ عورت مجھے چاندنی رات کی سیر کرانے لگی۔ بس اس کے بعد۔ اوہو! آنٹی ایک چیز دکھاؤں میں آپ کو شعبان نے کہا اور جلدی سے واپس باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ عورت کے ہاتھ سے جو شے اس کے ہاتھ میں آئی تھی اس نے اسے جیب میں رکھ لیا تھا اور اس وقت اسے بھول ہی گیا تھا لیکن چند لمحات کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے ایک ایسی عجیب و غریب شے وردانہ کے سامنے پیش کی کہ وردانہ کے حلق سے بھی آواز نکل گئی۔ یہ دو انسانی انگلیاں تھیں۔ لیکن کسی مصنوعی چیز سے بنی ہوئی۔ بہت ہی لطیف قسم کی ربر کے دو خول تھے۔ جو انگلیوں کی شکل میں بنائے گئے تھے اور ان کے سروں پر لمبے ناخن بھی نظر آ رہے تھے۔ وردانہ پریشان نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"یہ کیا ہے؟"

"آنٹی۔ انہیں دیکھ کر میں بھی اتنا ہی حیران ہوا ہوں جتنی آپ۔"

"تم۔ مگر یہ کہاں سے آئیں تمہارے پاس؟"

"جب میں کشتی سے کودنے لگا تو اس عورت نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں نے اس سے ہاتھ چھڑایا تو اس کے ہاتھ کے یہ دو انگلیاں نشانی کے طور پر میرے پاس آ گئیں۔ مگر آنٹی یہ عجیب نہیں ہیں۔ نہ تو ان میں ہڈی ہے اور نہ ہی خون۔"

"یہ مصنوعی انگلیاں ہیں۔ وردانہ نے جواب دیا۔

"او ہو! بہر طور میرے پاس اس کی یہی ایک پہلی اور آخری نشانی ہے۔ بس یوں ہوا آنٹی کہ اس کے بعد میں پانی میں کود گیا اور اس کے تین آدمی میرے پیچھے دوڑے تھے لیکن آنٹی شاید پھر وہی ہو گیا جو جاپان میں ہوا تھا۔"

"یعنی۔ یعنی تم نے انہیں قتل کر دیا؟"

"ہاں آنٹی۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔ لیکن اب یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ میں پانی میں رہ کر بھی

دوبارہ ان کے ہاتھ آ جاتا وردانہ نے صوفے کی پشت سے گردن ٹکاتے ہوئے کہا۔

"پھر۔ پھر۔"

"اس کے بعد کیا ہو سکتا تھا آنٹی۔ ظاہر ہے میں یہاں آنے کے لئے تیار ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد یہاں پہنچ گیا۔"

"اوہ میرے خدا! یہ واقعہ کیا جاپان میں پیش آنے والے واقعہ سے مختلف ہے۔"

"میرا خیال ہے مختلف ہے آنٹی۔" شعبان نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"کیوں۔؟"

"وہاں کا مسئلہ ذرا مختلف تھا اور یہاں کا مختلف۔"

"مطلب کیا ہے۔ صاف صاف بتاؤ۔"

"نہیں آنٹی! اس سے زیادہ صاف صاف میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ بس یوں سمجھ لیجیئے یہ ساری حماقتیں بیوقوفیاں۔ بس آنٹی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ آپ کو۔"

"ہوں لیکن ہمیں اسد شیرازی کو یہ بات بتانا ہو گی۔"

"آپ جو کچھ بھی انہیں بتانا چاہتی ہیں میں نے کبھی اس سے انکار کیا ہے۔"

"تم اس عورت کی کچھ اور نشاندہی کر سکتے ہو۔"

"بس میں نہیں جانتا۔ تمام عورتیں مجھے یکساں ہی لگتی ہیں۔ آپ کے علاوہ۔" شعبان نے کہا اور وردانہ حیران ہونے کے باوجود مسکرا دی۔ اس نے انگلیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تعجب خیز ہیں۔"

"اور میرے خیال میں اسد شیرازی صاحب کے لئے قابل دلچسپی بھی۔ اس طرح کم از کم وہ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سرزمین مصر کی وہ پراسرار عورت کون ہے۔" وردانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شعبان نے کہا۔

"آنٹی آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔"

"بالکل ویسا ہی جیسا تمہارے ساتھ ہوا تھا۔ کمبل میرے اوپر بھی ڈالا گیا تھا۔ اور اس کے بعد میں بیہوش ہو گئی تھی۔ لیکن ہوش تمہارے سامنے ہی آیا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ مجھے یہاں تک کس نے پہنچایا ہے۔ اور کیسے پہنچایا۔ لیکن بہرحال۔"

"اسی عورت نے آنٹی۔ اسی عورت نے۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔"

"اس نے مجھے بتایا تھا جب میں نے اس سے آپ کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ آپ بخیریت اپنی رہائش گاہ پر پہنچا دی گئی ہیں۔"

"ہوں! اس کا مقصد ہے کہ کوئی اتنا ہی واقف کار ہے جو یہ جانتا ہے کہ ہم لوگ یہاں قیام کر رہے ہیں۔ بہت ضروری ہے۔ بہت ضروری ہے اسد شیرازی صاحب اس وقت عمارت میں موجود بھی نہیں ہوں گے۔ تم۔ مگر۔ مگر یہ اطلاع۔"

"آنٹی آپ بلاوجہ پریشان ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی عورت نے مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی جو مجھے اپنے آپ سے محبت کے لئے مجبور کرنا چاہتی تھی۔ یہ اگر دشمنی کا کوئی ایسا جذبہ نہیں ہے دشمنی تو اب پیدا ہو گئی ہے۔ اور اب جبکہ دشمنی پیدا ہو گئی ہے تو آپ اطمینان رکھیں۔ وہ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ آپ اتنی پریشان کیوں ہو گئی ہیں۔ آخر کسی مناسب وقت میں شیرازی صاحب کو یہ تمام تفصیل بتا دیجیئے۔" وردانہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"شاہد خان نوجوان آدمی تھا اور زندگی کی ان لطافتوں سے دور نہیں تھا جو اس عمر میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کے دل میں گدگدیاں پیدا ہو رہی تھی۔ گرینا اس قدر حسین تھی کہ وہ اس دعوت کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا اور پھر مسٹر کیرولینا نے بھی اسے وہیں بلایا تھا۔ چنانچہ وہاں جانے کا جواز بھی موجود تھا۔ اس نے پوری طرح تیاریاں کیں۔ بے شک ذمہ داریاں دامن گیر تھیں۔ لیکن زندگی کا یہ مسئلہ بھی بہت بڑا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت سوٹ زیب تن کیا اور اس کے بعد کیتھولک چرچ کی جانب چل

پڑا۔ ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات پیدا ہو رہے تھے۔

چرچ کی مقدس عمارت کے سامنے پہنچ کر وہ ٹیکسی سے اترا اور اس کے بعد آہستہ سے اندر داخل ہو گیا۔ ایک شخص سے اس نے میڈم کیرولینا کے بارے میں معلوم کیا تو اس شخص نے رہائش گاہ کی جانب اشارہ کر دیا جو چرچ کے نزدیک بنی ہوئی تھی۔ اور شاہد خان کچھ دیر کے بعد وہاں پہنچ گیا چاروں طرف گہری خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ روشنیاں مدھم تھیں۔ چرچ کی عمارت کا بڑا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے دستک دی اور چند لمحات کے بعد دوسری لڑکی کورا نے دروازہ کھول دیا اور مسکرا کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ شاہد خان عجیب سے انداز میں اندر داخل ہو گیا۔ کورا اسے لئے ہوئے اندرونی کمرے میں پہنچ گئی تھی۔ یہاں گرینا کے ساتھ مسز کیرولینا بھی موجود تھیں۔ گرینا نے کھڑے ہو کر اسکا استقبال کیا اور مسز کیرولینا بھی مسکراتی ہوئی بولی۔

"آؤ میرے بچے! تمہاری آمد سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ کیونکہ تم ہم پر معلومات کے دروازے کھول دو گے۔ گرینا نے کہا۔

"ڈیئر شاہد خان! یہی نام بتایا ہے نا تم نے۔ آؤ بیٹھو ہم زیادہ تکلف نہیں کرتے اور تمہاری آمد کا ہم تینوں ہی کو انتظار تھا۔ شاہد خان نے کسی قدر گھبرائی ہوئی نگاہوں سے مسز کیرولینا کو دیکھا تو مسز کیرولینا بولی۔

"تمہارے اسی مقصد سے میں بے حد متاثر ہوں شاہد خان۔ اور اس وقت تمہارے اور گرینا کے درمیان مداخلت صرف اس لئے کر رہی ہوں کہ مجھے تم سے ذاتی طور پر بھی کچھ بات چیت کرنا تھی۔ آؤ بیٹھو! اس نے اسے ایک جگہ بیٹھنے کی پیشکش کی اور شاہد خان بیٹھ گیا۔ مسز کیرولینا کہنے لگی۔

"میں نے تمہیں ایک لاکھ روپے کا چیک پیش کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد ارادہ یوں ملتوی کر دیا کہ درحقیقت میں تمہیں اور بھی بہت کچھ پیش کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن بعض ایسی الجھنیں درپیش آگئی ہیں جن کی وجہ سے میں نے تم سے ملاقات کر لینا بہت ضروری سمجھا۔ میرے بچے! کیا تم مجھے کچھ معلومات فراہم کرنا پسند کرو گے۔ دراصل گرینا نے مجھے بتایا تھا کہ آج تم اس کے مہمان ہو۔ اور وہ تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ میں بس تھوڑی دیر تمہارے درمیان مداخلت کروں گی۔"

"نہیں! مسز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ۔ آپ جو چاہیں مجھ سے پوچھ سکتی ہیں۔"

"ہاں چند ایسے سوالات ہیں جو میری معلومات کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ شخص جسکا نام اسد شیرازی ہے سمندر کے بارے میں کس حد تک معلومات رکھتا ہے۔"

"دراصل میڈم! مسٹر اسد شیرازی ایک دولت مند آدمی ہیں پوری زندگی انہوں نے مہم جوئی میں صرف کی ہے اور اس کے بعد وہ شاید قیام کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن پھر اچانک ہی انہیں سمندر سے دلچسپی پیدا ہوئی اور ایک جذبہ ان کے دل میں ابھر آیا۔ وہ یہ کہ وہ معلومات کریں کہ سمندر کے نیچے کیا کچھ موجود ہے۔"

"اس جذبے کے پیدا ہونے کی وجہ کوئی تحریک تھی؟"

"افسوس یہ بات میں نہیں جانتا۔"

"اس وقت وہ لوگ کہاں گئے ہوئے ہیں؟"

"میں معافی چاہتا ہوں اس سلسلے میں مسز کیرولینا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات مجھے معلوم ہے لیکن مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں کسی کو بھی اس بارے میں نہ بتاؤں۔"

"مجھے بھی نہیں۔" کیرولینا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں اپنے مقصد سے وفادار ہوں اور آپ ایک مقدس اور اچھی خاتون ہیں۔ مجھے اپنے مالکان سے غداری پر مجبور نہ کریں۔"

"نہیں! یہ مناسب نہیں ہو گا۔ تم۔ تم۔ مجھے اس بارے میں ضرور بتاؤ۔"

"میں معافی چاہتا ہوں۔"

"اچھا اگر گرینا تم سے یہ سوال کرے تو کیا تم اسے بھی اسکا جواب نہیں دو گے۔"

"آپ سب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ اور مس گرینا بھی۔ وہ بے شک میرا مطلب ہے کہ میں اس سلسلے میں مجبور ہوں۔" شاہد خان نے کسی قدر گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر تم مجھے اس نوجوان کے بارے میں ضرور بتاؤ جو سمندر کی گہرائیوں میں اتر کر ایک انوکھی شخصیت بن جاتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں میڈم۔!" شاہد خان نے جواب دیا۔

"اوہو! اسکا مقصد ہے کہ تم ہم سے تعاون نہیں کرو گے۔"

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں آپ سے ہر طرح کا تعاون کرنا چاہتا ہوں۔"

"مذاق کر رہے ہو۔ یہ بھی نہیں بتاتے کہ یہ تینوں کہاں اور کس مقصد کے تحت گئے ہیں۔ یہ بھی نہیں بتاتے کہ وہ نوجوان کون ہے۔ جو اس تحریک کا باعث بنا۔ تم کیا بتا سکتے ہو ہمیں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ مجھ سے یہ تمام باتیں نہ پوچھیں۔"

"ہاں! یہ ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔"

"تب پھر مجھے افسوس ہے۔ اور کیا اس بات کے بعد میری واپسی مناسب نہیں ہے۔" شاہد خان نے کہا۔

"ارے نہیں۔ نہیں۔ معزز مہمان آتے اپنی مرضی سے ہیں اور جاتے میزبانوں کی مرضی سے ہیں۔ تمہیں اس طرح نہیں جانا چاہیے۔ گرینا کچھ خاطر کرو اپنے دوست کی۔" گرینا مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور شاہد خان کے قریب پہنچ گئی۔

"دیکھو یہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ ہم اس ادارے کی خلوص دل سے مدد کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اس کے لئے بہت بڑا فنڈ اکٹھا کریں۔ لیکن جب ہمیں یہ سب کچھ معلوم ہی نہیں ہو گا تو ہم براہ راست اس میں شامل کیسے ہو جائیں گے۔"

"مس گرینا کاش میں اپنی ذمے داریاں آپ کو بتا سکتا۔ میرے لئے یہ از حد ضروی ہے کہ جو ہدایات مجھے دی گئی ہیں ان پر عمل کروں۔"

"تو پھر میرے لئے بھی یہ از حد ضروری ہے کہ جو ہدایات مجھے دی گئی ہیں اس پر عمل کروں۔ کیا خیال ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" شاہد خان نے کہا اور گرینا نے ایک رسی نکال کر اس کے سامنے کر دی۔"

"براہ کرم اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر لو۔ میں انہیں کسنا چاہتی ہوں۔" شاہد خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ گرینا کے یہ الفاظ کچھ دیر تو اس کی سمجھ ہی میں نہ آ سکے تھے اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ اگر یہ مذاق کر رہی ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں۔ میں اس مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ ہم تم سے ہر قیمت پر یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسد شیرازی کے ذہن میں یہ تحریک کیوں پیدا ہوئی۔ وہ اس وقت کہاں مل سکتا ہے۔ اور وہ نوجوان کون ہے اور اس وقت کہاں ہے؟" یہ الفاظ مسز کیرولینا نے کہے تھے اور شاہد خان خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ گرینا یہ عمل کریگی۔ جوں ہی وہ کھڑا ہوا گرینا نے ہلکی سی ایک ضرب اپنے پاؤں سے اس کے گھٹنے پر لگائی اور شاہد کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دونوں گھٹنے ٹوٹ گئے ہوں۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ جھکا اور گرینا نے اچانک ہی اس کی گردن اپنی بغل میں دبوچ کر دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ اس کی پشت پر کر لئے۔ شاہد خان بھونچکا رہ گیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گھٹنوں پر لگنے والی ضرب شدید اور انوکھی تھی۔ لیکن بہر طور وہ نوجوان تھا اور اس کی رگوں میں جوانی کا خون دوڑ رہا تھا۔ ابھی ان لوگوں سے کسی جھگڑے کا تصور تو اس کے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ لیکن جو کوشش ہو رہی تھی اس کے لئے مدافعت ضروری تھی۔ اس نے سیدھے ہونے کی

کوشش کی تو گرینا نے اسے اپنے شانوں پر اٹھا کر صوفے پر دے مارا اور یہ کام کسی ایسی خوبصورت اور حسین نازک اندام سی لڑکی کے لئے ممکن نہیں تھا۔ گرینا نے اپنا گھٹنا اس کی پشت پر رکھا اور ایک بار پھر اس کے دونوں ہاتھ موڑ کر ہاتھوں میں دبی ہوئی رسی اس کی کلائیوں پر کسنا شروع کر دی۔ اب شاہد خان کے لئے شدید جدوجہد کرنا ناگزیر ہو گئی تھی۔ لیکن چند ہی لمحات میں اسے احساس ہو گیا کہ لڑکی اس سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے۔ اور اس احساس نے شاہد خان کو بری طرح مجل کر دیا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے گرینا کو دیکھنے لگا۔ جس نے اتنی برق رفتاری سے اپنا کام نمٹایا تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔"

شدید حیرت نے شاہد خان کے ذہن سے اس تکلیف کا احساس بھی ختم کر دیا تھا جو اس کے گھٹنے پر ہو رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ خوبصورت لڑکی اس قدر انوکھی شخصیت کی مالک نکلے گی جو کچھ اس نے کر دکھایا تھا وہ کم از کم کسی لڑکی کے لیے ممکن نہیں تھا لیکن اس وقت وہ بے دست و پا اس صوفے پر پڑا ہوا تھا اور گرینا سنجیدہ نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی پھر اس نے ایک اسٹول گھسیٹا اور شاہد خان کے سامنے بیٹھ کر اسے بدستور اسی انداز میں دیکھتی رہی۔ کچھ دیر کے بعد وہ آہستہ سے بولی۔

"سنو! تم ایک نوجوان آدمی ہو اور ابھی تم نے زندگی میں کچھ نہیں دیکھا۔ ہمیں بعض اوقات اپنے معمولات سرانجام دیتے ہوئے بہت سے ایسے ناخوش گوار کام کرنے پڑتے ہیں جن کے لیے ہمیں افسوس بھی ہوتا ہے لیکن ذمہ داری ہوتی ہے اگر ایسے کام ہماری پسند کے مطابق ہو جائیں تو ہمیں زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ میں نجانے کیوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی لیکن اگر میڈم گارتھا یہاں آ گئیں تو پھر صورت حال مختلف ہو جائے گی۔ میری خواہش ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو اور مجھے وہ تمام تفصیلات بتا دو۔ ہو سکتا ہے اس میں یہ گنجائش نکل آئے کہ تمہیں نقصان پہنچانا ہمارے لیے ضروری نہ ہو۔"

میڈم گارتھا کا نام بھی شاہد خان کے لیے اجنبی تھا۔ ایک لمحے کے لیے یہ سوال اس کے ہونٹوں تک آتے آتے رہ گیا کہ یہ میڈم گارتھا کون ہیں؟ اس وقت ذہنی حالت بہت عجیب ہو رہی تھی۔ لیکن گرینا نے اس کے چہرے پر نمودار ہونے والے سوال کو پڑھ لیا۔ اس نے کہا۔

"جو خاتون تمہیں مادام کیرولینا کی حیثیت میں نظر آ رہی ہیں در حقیقت وہ میڈم گارتھا درتھا ہیں اور یقینی طور پر تم ان کے بارے میں نہیں جانتے ہو گے کیونکہ تم ان کے شعبے سے متعلق نہیں ہو۔ میڈم گارتھا درتھا یہاں صرف اس مقصد کے تحت آئی ہیں کہ اسد شیرازی اور اس کے ساتھ موجود وہ نوجوان جو انوکھی صلاحیتوں کا حامل ہے ان کے قبضے میں آ جاتے اور اس کے بعد وہ ان دونوں کو یا ان میں سے ایک کو اس جگہ تک پہنچا دیں جہاں کے لیے انہیں ہدایت کی گئی ہے۔ ہمیں تم سے تفصیلی معلومات درکار ہیں اگر تم یہ تمام معلومات ہمیں فراہم کر دیتے ہو یا کوئی اور ایسا ذریعہ نکل آتا ہے جس کے تحت تمہاری زبان بھی بند رہے تو تمہاری جان بچ سکتی ہے ورنہ پھر میری یہ سوچ میرے لیے کارگر نہیں ہو گی۔"

"تم نے مجھے دھوکا دے کر یہاں بلایا ہے۔ یہ مقدس عمارت ایک عبادت گاہ ہے اور یہاں ایسے کھیل نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک عبادت گاہ میں جرائم پیشہ افراد کا ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟" گرینا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"بعض اوقات کچھ باتیں بے حد معصومیت کی حامل ہوتی ہیں۔ تمہارے خیال میں ہم نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے اس چرچ کا انتخاب کر کے گناہ گار ہونے کا ثبوت دیا ہے، یہی بات ہے نا؟" شاہد خان نے نفرت بھرے انداز میں گرینا کو دیکھا اور بولا۔

"تو کیا تمہارا خیال اس سے مختلف ہے؟"

"نہیں تم ٹھیک کہتے ہو لیکن لذت گناہ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ انسان کتنا عجیب ہے۔ کیا تم چرچ کی اس عمارت میں عبادت کرنے آئے تھے؟" سوال بڑا تیکھا کنٹیلا تھا۔ شاہد خان کے منہ سے کوئی جواب نہ نکل سکا۔ چند لمحات

کے بعد گرینا نے کہا۔

"ہر شخص حسب توفیق گناہ کرتا ہے۔ تم یہاں میرے پاس آئے تھے۔ مجھ سے ملنے اور میں تمہارے سامنے ایک راہبہ کی حیثیت سے پہنچی تھی۔ وہ راہبہ جو دنیا ترک کر کے نیکیوں کے راستے پر سفر کرتی ہے۔ تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ تم نیکی کی راہوں پر چلنے والی کسی نوخیز لڑکی کو بھٹکانے کی کوشش کر رہے ہو، اس عمارت میں تم عبادت کرنے تو نہیں آئے تھے۔"

"میں تمہارا تعاقب کرتا ہوا بھی نہیں آیا تھا۔ تمہیں دھوکا دے کر اپنے فریب میں پھانسنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ تم نے مجھے اس قسم کے حالات میں گرفتار کر دیا تھا اور پھر وہ عورت جسے اب تم گارتھا درتھا کہہ رہی ہو ہمارے ادارے کے لیے کچھ دینا چاہتی تھی۔ یہ ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے میں نے تو اس وقت بھی ایک لاکھ روپے کا چیک وصول کر کے تمہیں رسید دینا چاہی تھی لیکن سمجھ نہیں سکا تھا کہ تمہارا مقصد کچھ اور ہے۔"

"شکوے شکایتیں انسان انسانوں سے کرتے ہیں لیکن بس ان کی ایک حد ہوتی ہے اور یہ جگہ تمہارے لیے شکایتیں کرنے کی نہیں ہے۔ اب اس کے بعد تمہارے منہ سے جو دوسرا لفظ نکلے گا وہ یہ ہو گا کہ اسد شیرازی کہاں ہے۔ نوجوان کہاں ہے اور ان لوگوں کا آئندہ پروگرام کیا ہے۔ فرض کرو اگر یہ اس شہر میں نہیں ہیں یا اس ملک میں نہیں ہیں تو یہ ہمیں کہاں دستیاب ہوں گے۔ یہ تمام باتیں فوراً بتانا شروع کر دو۔"

"سنو۔ اول تو مجھے ان کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم نہیں ہیں اور پھر تم ..... تم بہت ذلیل عورت ہو اور میں تمہارے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کروں گا۔ زیادہ سے زیادہ تم مجھے مار دو گی!۔ یہی کرو گی نا!۔"

"ارے نہیں نہیں۔ یہ سب کچھ معلوم ہونے سے پہلے بھلا تمہیں مارنا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تم اپنی زندگی کے لمحات کم کرتے جا رہے ہو۔ اگر میڈم یہاں آ گئیں تو پھر کھیل میرے ہاتھ میں نہیں رہے گا بلکہ اس کے بعد ان کا کھیل شروع ...

"میں تم سے ایک لفظ کہنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے کھول دو میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں ورنہ دوسری صورت میں یہ سمجھ لو کہ یہ ہمارا وطن ہے اور تمہارے خلاف بہت کچھ کیا جا سکتا ہے"۔ گرینا ہنس پڑی اور بولی۔

"اتنے معصوم لوگ جب ایسی مصیبتوں میں پڑتے ہیں تو ظاہر ہے افسوس ہونا ہی چاہیئے"۔ پھر وہ ایک دم سنبھل گئی کیونکہ اس نے عقب میں آہٹیں سنی تھیں اور آنے والی گارتھا درتھا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ اس کے ہاتھ میں کچھ چیزیں دبی ہوئی تھیں جنہیں اس نے ایک طرف رکھی ہوئی تپائی پر رکھ دیا۔ گارتھا درتھا اس وقت اپنی اصل حیثیت میں نظر آ رہی تھی۔ اس کے جسم پر اب بھی ننوں کا لباس تھا لیکن اس کے چہرے پر جو خوفناک کیفیت نظر آ رہی تھی وہ اس کی دلکشی کے ساتھ ساتھ کچھ عجیب سی لگ رہی تھی اور یہ غالباً اس کی اصل شخصیت تھی۔ اس نے بڑی بڑی پر سر لیکن اس وقت خونخوار نظر آنے والی آنکھوں سے شاہد کو دیکھا اور بولی۔

"جو گفتگو تم نے میری ساتھی لڑکی سے کی ہے وہ میں نے سن لی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ اب اس کے بعد ہمارے پاس اور کوئی چارۂ کار نہیں رہا کہ تم پر تشدد کیا جائے"۔ وہ واپس مڑی اور اس نے تپائی سے ایک چھوٹا ڈبا نکالا۔ اس کی سیل توڑی اور اس میں سے ایک شیشی سی نکال لی۔ بہت چھوٹی سی شیشی تھی اور اس کا اوپری ڈھکن کھولنے کے بعد اس میں ایک ڈراپر نظر آیا تھا۔ شاہد خان حیران نگاہوں سے اس ڈراپر کو دیکھ رہا تھا۔ گارتھا درتھا نے آگے بڑھ کر ڈراپر کے کچھ قطرے زمین پر گرائے اور اس کے بعد شاہد خان کے بالکل قریب پہنچ گئی۔

"کیا تم زبان کھولنا پسند کرو گے اور مجھے میرے سوالات کے جواب دو گے؟"

"ہرگز نہیں"۔

"ٹھیک ہے"۔ اس نے ڈراپر سے ایک قطرہ شاہد خان کے پاؤں کے انگوٹھے پر ٹپکا دیا۔ شاہد خان کی نگاہیں بے

اختیار انگوٹھے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ اسے ایک عجیب سی ٹھنڈک کا احساس اپنے پاؤں کے ناخن پر ہوا تھا اور وہ حیرت سے گارتھاورتھا کے اس مشغلے کو دیکھنے لگا تھا لیکن دفعتاً ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا یہ انگوٹھا ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہو اور پھر یہ کیفیت تمام انگلیوں میں سرایت کرنے لگی۔ اور آہستہ آہستہ پاؤں میں یہ تکلیف بڑھنے لگی۔ بس یہی لگ رہا تھا جیسے پورا پاؤں گلتا جا رہا ہے۔ اس کی نگاہیں اپنے پیر پر جمی ہوئی تھیں اور وہ اپنے پاؤں کے رنگ کو نیلا ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اذیت سے اس کے حلق سے آوازیں نکلنے لگیں اور وہ ہونٹ بھینچ کر بس اس تکلیف کو برداشت کرنے لگا۔ گارتھا نے فوراً ہی ایک اور ڈبا اٹھایا اور اس میں سے ایک سفید رنگ کا پاؤڈر نکال کر شاہد خان کے پاؤں پر چھڑک دیا۔ اس کا ردعمل بھی حیرتناک تھا، چند ہی لمحات کے بعد وہ تکلیف ختم ہو گئی اور شاہد خان کی کیفیت آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی۔ گارتھا نے کہا۔

"اس کے بعد اسی دوا کے چند قطرے میں تمہارے دونوں پیروں پر ڈال دوں گی اور پھر تمہارے شانوں پر اور اس کے بعد تمہارے پورے جسم پر.... اس سے اگر تمہیں کوئی تکلیف ہوئی ہے تو یہ تمہارے بدن میں پھیل جائے گی اور اس کے بعد صرف تمہاری زبان الفاظ ادا کرے گی۔ یہ تکلیف ان الفاظ کو مربوط نہ ہونے دے گی لیکن میں کوشش کروں گی کہ ان سے اپنا مطلب نکال سکوں اور اس کے باوجود اگر تم نے زبان نہ کھولی تو میرا دوسرا عمل بہت خطرناک ہو گا اس تباہی پر تم جو کچھ دیکھ رہے ہو وہ دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ سائنس نے بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور میں ان آسانیوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی ہوں"۔

شاہد خان سخت پریشان ہو گیا تھا بات یہ نہیں تھی کہ وہ کوئی غداری کرنے جا رہا تھا۔ اتنا اسے علم تھا کہ اسد شیرازی جن افراد کے ساتھ مصر گیا ہے وہ اس کے مشن میں اس کا ساتھ دینا چاہتے ہیں لیکن راز کی کوئی ایسی بات نہیں تھی جو بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہو اس نے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچا جو کچھ یہ خوفناک عورت کہہ رہی تھی اگر درحقیقت اس پر عمل کر ڈالے تو بھلا زندہ رہنے کے کیا امکانات ہیں۔ زندگی بچانا تو ضروری ہے۔ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ جو کچھ اسے معلوم ہے وہ انہیں بتا دے چنانچہ اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا تم اس بات پر یقین کر سکتی ہو کہ جو چیز تمہارے لیے بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے میں نے اس پر کبھی غور بھی نہیں کیا۔ میرے باس اسد شیرازی سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے انسانیت کی بہتری کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور اس جذبے کو بین الاقوامی پیمانے پر بہت سراہا جا رہا ہے وہ اپنے طور پر سمندری معلومات حاصل کرنے کے لیے مختلف لوگوں سے رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں اور لوگ ان کی مدد کرتے ہیں"۔

"وہ نوجوان جوان کا ساتھی ہے کون ہے؟"

"اگر تم شعبان کی بات کر رہی ہو تو شعبان اسد شیرازی کا لے پالک ہے اور اسد شیرازی اس سے اپنی اولاد ہی کی طرح محبت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے شادی وغیرہ نہیں کی۔ اس نوجوان کی اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے"۔ گارتھاورتھا شاہد خان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور غالباً اسے اس بات میں بھی مہارت حاصل تھی کہ کسی کی آنکھوں میں وہ اس کی سچائی کا جائزہ لے سکے۔ اس سلسلے میں شاہد خان جو کچھ کہہ رہا تھا درست ہی کہہ رہا تھا۔ یقینی طور پر شعبان کے بارے میں دوسرے لوگوں کو تفصیلات نہیں معلوم ہوں گی اور یہ بات قرین قیاس تھی کہ اسد شیرازی نے اس نوجوان کے بارے میں تفصیلات کسی کو نہ بتائی ہوں۔ صرف اس تصور کے ساتھ کہ کہیں دوسرے لوگ اس کی جانب متوجہ نہ ہو جائیں بلاشبہ ابتداء سے جو رپورٹ گارتھا تک پہنچی تھی اس کے تحت گارتھاورتھا ہی کے ادارے نے بلکہ اگر نوشین ٹریزر کا نام لیا جائے تو زیادہ موزوں ہو گا۔ نوجوان کے حصول کے لیے کئی کوششیں کی تھیں اور اس میں ناکام رہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسد شیرازی نے اپنے ساتھیوں تک کو اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ بہرطور اس نے شاہد خان کی باتوں پر یقین کر لیا اور کہا۔

"تم نے اس نوجوان کے اندر کوئی خاص خوبی پائی؟"

"میری اس سے کبھی کوئی ملاقات براہ راست نہیں ہوئی۔ بس ایک آدھ بار ہی اسے دیکھا گیا ہے۔ وہ یہاں ہمارے اس ادارے میں بھی نہیں آیا پتہ نہیں تمہارے لیے وہ کیوں اہم ہے"۔

"ہوں۔ ہمارے لیے وہ کیا ہے اس کی تفصیل ظاہر ہے عام ذہنوں میں نہیں آ سکتی۔ ان دنوں وہ لوگ کہاں ہیں؟"

"وہ مصر گئے ہوئے ہیں"۔

"مصر! کیوں؟"

"مصری نژاد امیر ارتقا ہاشمی اسد شیرازی کے ساتھ اس مسئلے میں تعاون کر رہا ہے اور اسد شیرازی صاحب اس کے ساتھ کسی مہم پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں"۔

"اور کون ہے ان کے ساتھ؟"

"میں نہیں جانتا لیکن کچھ دن قبل ارتقا ہاشمی یہاں آیا تھا۔ کیپٹن ایڈگر بورلس کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا تھا"۔

"یہ کیپٹن ایڈگر سورالس کون ہے؟"

"میں اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا ہو سکتا ہے وہ اسد شیرازی کا ساتھی ہو"۔

"خوب بہت خوب۔ تو وہ لوگ مصر میں ہیں؟"

"ہاں"۔

"کہاں؟"

"قاہرہ میں"۔

"اور یقیناً.... وہ امیر ارتقا ہاشمی کے مہمان ہوں گے وہ۔ ویسے اس شخص کے بارے میں تم کچھ اور تفصیلات بتا سکتے ہوں"۔

"نہیں۔ میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں اس بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتا۔ میں صرف ادارے کا معمولی سا ملازم ہوں اور اس وقت یہاں عارضی طور پر نگراں بنا دیا گیا ہوں۔ میری معلومات اس ادارے کے بارے میں ہیں، ادارے کو چلانے والوں کے بارے میں مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور یہ بات تم خود جانتی ہو کہ ایک عام آدمی کو اس سے زیادہ کیا تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں"۔

"افسوس کی بات تو یہی ہے کہ میری یہ کوشش ناکام رہی اور مجھے کوئی ایسا شخص نہیں مل سکا جو مجھے اس بارے میں زیادہ تفصیلات بتائے ویسے تم پورے دعوے سے کہہ سکتے ہو کہ وہ نوجوان جس کا نام تم نے شعبان لیا ہے اس وقت اسد شیرازی کے ساتھ ہی ہے"۔

"ہاں"۔ شاہد نے دانت پیستے ہوئے کہا اور گارتھاورتھا ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"بہت زیادہ جھلا گئے ہو مجھ پر"۔

"تم نے راہباؤں کا روپ دھار کر جو گندہ کام کیا ہے وہ ناقابل معافی ہے"۔

"اوہو!۔ تم تو بہت خطرناک جذبات رکھتے ہو ہمارے بارے میں۔ فرض کرو اگر تمہیں یہاں سے فرار ہونے کا موقع مل جائے تو تم کیا کرو گے"۔

"یہاں سے سیدھا پولیس اسٹیشن جاؤں گا اور وہاں جا کر

تمہارے بارے میں رپورٹ درج کراؤں گا۔ صرف رپورٹ ہی نہیں اب اتنا بے اثر بھی نہیں ہوں میں کہ کوئی قدم نہ اٹھا سکوں۔ تم لوگ یہاں سے واپس نہیں جا سکو گی میں تمہیں پوری پوری سزا دلواؤں گا۔ تم نے ایک عبادت گاہ کے تقدس کو مجروح کیا ہے۔ تمہیں اتنی آسانی سے نجات نہیں مل سکتی ہے، سمجھیں تم"۔ شاہد خان دانت پیستا ہوا بولا اور گارتھا ورتھا آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"لوگوں کا طریقہ کار مجھ سے بالکل مختلف ہوتا ہے وہ کسی معمولی شے کو خاطر میں نہیں لاتے اور اپنی بڑائی کے احساس میں گم ہو جاتے ہیں اور یہی احساس انہیں نقصانات پہنچاتا ہے۔ میرا طریقہ کار ذرا بالکل مختلف ہے میرے دوست۔ میں ہر اس شے کو مٹا دینا پسند کرتی ہوں جس کے لیے میرے ذہن میں کوئی تردد رہے۔ کوئی احساس رہے کوئی خوف رہے کہ کہیں اس کے ذریعے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے حالانکہ تم میرے لیے ایک حقیر چیونٹی کی حیثیت رکھتے ہو اور یہ چیونٹی مجھے ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن اس کے باوجود میں اپنی فطرت کے تحت چیونٹی سے بھی محتاط رہنا چاہتی ہوں۔ اچھا کیا تم نے میرے سامنے سچ بولا۔ شاید میرے دل میں تمہارے لیے کوئی نرم گوشہ نمودار ہو جاتا لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے"۔ اسی وقت گرینا اور گارتھا ورتھا چونک پڑیں۔ عقب سے انہیں دروازے کے قریب کچھ آہٹیں سنائی دی تھیں جو یقینی طور پر غیر مانوس تھیں۔

OOOOO

امیر ارتقا ہاشمی کے بارے میں اسد شیرازی کو پہلے ہی یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ بے حد دولت مند انسان ہے۔ اسد شیرازی کے اعزاز میں اس نے کئی بار بڑی اعلیٰ قسم کی دعوتوں کا اہتمام کیا تھا۔ ابھی تک اصل موضوع پر گفتگو نہیں ہوتی تھی اور صرف ملنا ملانا ہی ہو رہا تھا۔ اس وقت بھی ارتقا ہاشمی کو شام کی چائے پر اس کے پاس آنا تھا اور اسد شیرازی اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ارتقا ہاشمی کی عظیم الشان چمکتی ہوئی کار اس عمارت میں داخل ہوئی جس میں اسد شیرازی کے لئے رہائش کا بندوبست کیا گیا تھا اور اسد شیرازی پھولوں کے کنج کے درمیان پڑی ہوئی میزوں اور کرسیوں کے قریب کھڑے ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس نے اپنے مخصوص انداز میں اسد شیرازی کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہا۔

"کہو میرے دوست کیسا وقت گزار رہے ہو۔ مطمئن تو ہو نا؟"

"تم نے یہاں اتنا کچھ اکٹھا کر دیا ہے میرے لیے کسی بات کی کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہ گئی"۔

"میں اسے اپنی خوش بختی تصور کرتا ہوں کہ میرے مہمان مجھ سے مطمئن ہوں۔ تاہم اب یہ بتاؤ کہ تمہاری سیر و سیاحت کے لیے مزید کیا بندوبست کیا جائے۔ مصر بہت وسیع ہے اور اس کی کہانیاں عظیم تر۔ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ تم دیکھنا چاہو اسے تمہارے سامنے پیش کر دوں اور مجھے اس سے دلی خوشی ہو گی"۔

اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس پیشکش میں جو خلوص چھپا ہوا ہے میں اسے دل کی گہرائیوں میں محسوس کر رہا ہوں اور اب تک میرا یہ دوست میرے لیے جو کچھ کرتا رہا ہے میں اسی کے احساس میں ڈوبا ہوا ہوں۔ جہاں تک مصر کے دیکھنے کا تعلق ہے تو میرا دوست ارتقا جانتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی ہی مہمات میں گزاری ہے اور وہ سب کچھ دیکھ ڈالا ہے جو میرے بس میں ہے۔ اس لئے نہ میں مصر کے لئے اجنبی ہوں نہ وہ میرے لئے۔

ارتقا ہاشمی نے خوش دلی سے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تو پھر کیپٹن ایڈگر مورالس تمہیں اس جہاز پر دعوت دیتا ہے جو ہمارے سفر کے لیے تیار ہوا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس جہاز کا معائنہ کر لو تاکہ آخری مراحل میں پہنچنے کے بعد کوئی کمی واقع نہ رہ جائے"۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"میں تو اس کے لیے ہر لمحہ تیار ہوں"۔

"تو بس پھر تم شام کی چائے کا اہتمام کرو اور اس کے بعد ہم وہاں روانہ ہوں گے"۔ اسد شیرازی بہت زیادہ خوش ہو گیا تھا۔ شام کی چائے صرف ان دونوں نے اس خوبصورت لان پر پی اور اس کے بعد اسد شیرازی نے کہا۔

"میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔ امیر ہاشمی"۔

"آؤ میرے دوست! میں تمہیں لیے چلتا ہوں"۔

تھوڑی دیر کے بعد ان کی کار مصر کی پراسرار سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک ایسی عظیم الشان عمارت کے سامنے رک گئی جو دریائے نیل کے کنارے واقع تھی اور اس عمارت میں اس جہاز کے سلسلے میں کام ہو رہا تھا۔ امیر ارتقا ہاشمی عمارت میں داخل ہوا اور عمارت کے اندرونی حصے میں کیپٹن ایڈگر نے جو اس وقت خاص کپتانوں جیسا لباس پہنے ہوئے تھا ان کا استقبال کیا۔ امیر ارتقا ہاشمی نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا اور ایڈگر مورالس نے اسد شیرازی سے کہا۔

"تم تو.... یوں محسوس ہوتا ہے مائی ڈیئر مسٹر مورالس جیسے مصر.... کے باشندے ہی ہو کر رہ گئے ہو اور تم جو اہم ذمہ داریاں انجام دے رہے ہو وہ قابل قدر ہیں"۔

"امیر نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر ممکن ہو سکا تو وہ آج شام آپ کو یہ جہاز دکھانے کے لیے لائیں گے۔ بہر حال میں آپ کو اس عمارت میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ عمارت اس جہاز کے لیے ورکشاپ کی حیثیت رکھتی ہے"۔

"مجھے حیرت ہوئی۔ یہاں بھلا کسی ورکشاپ کی کیا گنجائش ہے"۔

کیپٹن ایڈگر مورالس نے کہا۔ "اب میں اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے جہاز پر لیے چلتا ہوں"۔ ایک عجیب و غریب سرنگ نما راستے سے گزرنے کے بعد وہ جس عظیم الشان احاطے میں پہنچے اسے دیکھ کر اسد شیرازی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ یہ ایک شہر سا معلوم ہوتا تھا اور اس وسیع و عریض بند علاقے میں وہ عظیم الشان جہاز کھڑا ہوا تھا جس کی لمبائی چوڑائی ناقابل یقین تھی اور اس تک پہنچنے کے لیے انوکھے راستوں کا انتخاب کیا گیا تھا اسد شیرازی نے حیران لہجے میں کہا۔

"امیر تم نے تو اس جہاز کی تعمیر کے لیے خود ہی ایک کارخانہ بلکہ کمپنی کھول لی ہے۔ کتنے افراد یہاں کام کر رہے ہیں؟"

"اس وقت ایک سو آٹھ افراد اس جہاز کی تکمیل میں مصروف ہیں"۔

"مگر یہ جہاز....."۔

"ہاں۔ میں نے اس کے لیے بہت عرصے پہلے سے تیاریاں شروع کر دی تھیں مگر اس وقت میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور نہیں تھا کہ یہ جہاز کسی اہم مقصد کے لیے کارآمد ہو سکتا ہے اور جب یہ مقصد میرے علم میں آیا تو میں نے اس پر کام کی رفتار تیز کرا دی۔ بہت پہلے اپنے آپ کو نجانے کس کس روپ میں دیکھا تھا۔ کبھی سندباد اور کبھی کولمبس۔ میرے ذہن میں یہ تصور موجود تھا میرے دوست کہ میں اس جہاز پر بیٹھ کر عظیم الشان سمندروں کی سیر کروں اور ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں۔ میرا یہ شوق بچپن ہی سے میرے ذہن پر مسلط ہے اور میں نے بہت سے طویل ترین سمندری سفر کیے ہیں لیکن یہ سفر خالص تفریحی نوعیت کے ہوا کرتے تھے اس وقت یہ سفر کرنے سے میرے ذہن پر کوئی مقصد طاری نہیں ہوتا تھا۔ میں نے ان تمام باتوں کے بعد اپنے لیے ایک خاص طریقہ کار منتخب کیا وہ یہ کہ میں ایک ایسا جہاز تعمیر کراؤں جس کے لیے میں دنیا بھر کے سمندروں میں سفر کی اجازت حاصل کر لوں اور پھر زندگی کا بہت بڑا حصہ سمندروں ہی میں گزار دوں۔ میں نے سوچا تھا کہ میرے ساتھ بہت کچھ ہونا چاہیئے لیکن اس وقت بھی یہ مقصد میرے علم میں نہیں تھا اور جب اسد شیرازی کے بارے میں مجھے یہ تفصیلات معلوم ہوئیں تو میں نے سوچا کہ شاید یہ شخص میرے مقصد کی تکمیل کے لیے اس دنیا میں آیا ہے اور اس کے بعد مسٹر اسد شیرازی میں نے آپ سے رابطے قائم کرنا شروع کر دیئے۔ بھلا اس سے زیادہ دلچسپ بات کیا ہو سکتی ہے کہ سمندر کا سندباد یا کولمبس ایک ایسے اہم مقصد کے لیے سفر کرے کہ اس کا نام کتابوں میں سندباد اور کولمبس کی ہی طرح روشن ہو جائے اگر انسانیت کی عظمت کے لیے ہم نے سمندروں سے کچھ حاصل کر لیا اور سمندروں نے ہماری درخواست قبول کر کے ہمیں کچھ دے دیا تو تمہارا کیا خیال ہے کیا ہم ان لوگوں کے ہم پلہ نہیں ہو جائیں گے"۔

"بلاشبہ۔ اس وقت دکھی انسانیت جس کرب سے تڑپ رہی ہے اگر ہم اس کے لیے کچھ حاصل کر سکے تو یقینی طور پر یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہو گا"۔

"تو پھر آؤ۔ اخناطون تمہیں خوش آمدید کہتا ہے"۔ اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے ارتقا ہاشمی کو دیکھا تو اس نے کہا۔

"ہاں۔ قدیم مصر کی روایات میں اخناطون کا نام بہت بڑی حیثیت کا حامل ہے اور میں نے اس جہاز کو اخناطون ہی کا نام دیا ہے"۔

"مجھے یہ نام بے حد پسند آیا"۔ اسد شیرازی نے کہا اور اس کے بعد خودکار سیڑھیوں سے گزر کر وہ جہاز میں داخل ہو گئے۔

اسد شیرازی جانتا تھا کہ ارتقا ہاشمی نے اس فیکٹری میں اس جہاز کی تعمیر پر جو کچھ خرچ کیا ہے وہ ایک باقاعدہ انڈسٹری کے برابر ہے اور اس طرح نجانے وہ کیا کیا کارروائیاں کر سکتا تھا۔ بہر طور دولت کے کھیل ایسے ہی ہوتے ہیں اور ایک دولت مند کی سوچ عملی شکل اختیار کر لیا کرتی ہے پھر کیپٹن ایڈگر سورالس کی راہنمائی میں اسد شیرازی اس جہاز کے مختلف حصے دیکھتا رہا۔ مضبوط کیبنوں کی قطار اس کے ساتھ ساتھ ہی تفریحی مقامات جہاز پر وہ سب کچھ اکٹھا کر دیا گیا تھا جو ایک طویل ترین سفر کے لئے کافی تھا۔ کیپٹن ایڈگر سورالس نے انہیں ہر وہ جگہ دکھائی جو قابلِ دید ہو سکتی تھی۔ بلاشبہ ارتقا ہاشمی نے اس جہاز پر کثیر سرمایہ صرف کر ڈالا تھا۔ اسد شیرازی ایک ایک چیز کی تعریف کرتا رہا اور اس نے کہا۔

"میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرے خوابوں کی اس طرح ترتیب ہو جائے گی اور مجھے ارتقا ہاشمی جیسے عظیم انسان سے ملنے کا موقع ملے گا جو میرے ان خوابوں کو آخری حد تک لے جائے گا"۔

"تم اسے ایک حیران کن بات کہہ سکتے ہو۔ اسد شیرازی! میرے دوست معاف کرنا اگر میں بے تکلفی سے تمہیں مخاطب کر جاؤں"۔

"نہیں نہیں! یہ تو میری خواہش ہے کہ ہمارے درمیان اتنی بے تکلفی پیدا ہو جائے کہ ہم تکلفات کے جھگڑوں میں نہ پڑیں"۔

"تو یوں سمجھو کہ یہ ایک عجیب مثلث بن گئی ہے یعنی مجھے ضرورت تھی ایک ایسے جہاز کی جس کے ذریعے میں سمندری سفر کروں اور دنیا کو دیکھوں۔ تمہیں ضرورت تھی ایک ایسے جہاز کی جس کے ذریعے تم اپنے مقصد کی تکمیل کر سکو اور کچھ ایسے ساتھیوں کی بھی جو تمہارے ہمنوا بن جائیں ہمیں کیپٹن ایڈگر سورالس ملا جو جہازوں کا شہنشاہ ہے اور جو دنیا کے بے شمار سمندروں کے بارے میں اتنی تفصیلات جانتا ہے جو نہ مجھے حاصل تھیں نہ تمہیں۔ اس طرح ہم لوگ ایک دوسرے کے لئے ناگزیر تھے اور کس طرح عجیب طریقے سے ہم لوگ ایک دوسرے تک پہنچے۔ گویا کوئی کام سرانجام پانے جا رہا ہے اور اس کے لئے یہ انتظامات قدرتی طور پر ہوئے ہیں"۔

"بلاشبہ اس میں کوئی شک نہیں ہے"۔

"آؤ اب میں تمہیں وہ عظیم جگہ دکھاؤں جہاں تمہارے مقصد کی تکمیل ہو گی۔ کیپٹن ایڈگر سورالس نے اپنی تمام تر معلومات کے ذریعے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن اگر اس میں تم کچھ اضافہ چاہو تو براہ کرم مجھے اس کی تفصیلات بتا دو۔ آج اتفاق سے جب میری گفتگو کیپٹن سے ہوئی تو میں نے اس لیبارٹری ہی کے بارے میں پوچھا اور کیپٹن سے کہا کہ جو کچھ وہ کر چکا ہے اس میں اپنے آپ کو ناکافی سمجھتا ہے اور اس سلسلے میں لازم ہے کہ ہم اسد شیرازی سے مشورہ کر لیں۔ اسد شیرازی کی ہدایت کے مطابق اس میں جو مزید کارروائیاں کرنا ہیں ان کی تکمیل فوری طور پر کر لی جائے کیونکہ جہاز کے تمام حصوں کو تم دیکھ چکے ہو اور اب ہم بہت زیادہ یہاں وقت صرف نہیں کریں گے بلکہ اب مختصر دنوں کی تیاریوں کے بعد ہم اس سمندری سفر کا آغاز کر دیں گے۔ میں اس سلسلے میں بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتا ہوں جن کے لئے باقاعدہ اشتہار شروع کر دیئے گئے ہیں اور ایک جگہ بھی بنا دی گئی ہے جہاں ان کا انٹرویو کر کے انہیں اس جہاز کے لئے حاصل کر لیا جائے گا اس سلسلے میں

سب سے اہم فیصلہ کیپٹن ایڈگر سورالس کا ہو گا لیکن ہم دونوں بھی اس انٹرویو میں شریک رہیں گے۔ آؤ اب وہ لیبارٹری دیکھ لو جہاں سمندری تحقیقات سے متعلق کچھ مشینیں پہنچا دی گئی ہیں اور مزید کے لئے تمہاری ہدایات کا انتظار ہے"۔

جہاز کے نچلے حصے میں وہ عظیم الشان لیبارٹری بنائی گئی تھی اور اسے دیکھ کر درحقیقت اسد شیرازی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ اسے اُمید نہیں تھی کہ ارتقا ہاشمی اتنی محنت کے ساتھ یہ کام سرانجام دے گا۔ اس لیبارٹری کو دیکھ کر یہ اندازہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ کسی جہاز کے تہ خانے میں بنی ہوئی ہے بلکہ یہ ایک باقاعدہ عمارت ہی معلوم ہوتی تھی جس میں ایک عظیم الشان ہال بنا ہوا تھا اور اس ہال میں ارتقا ہاشمی اور کیپٹن ایڈگر سورالس نے اپنی معلومات کے مطابق وہ تمام اشیا مہیا کر لی تھیں جو سمندری تحقیقات کے سلسلے میں معاون ثابت ہو سکتی تھیں۔ ارتقا ہاشمی نے بتایا۔

"اس سلسلے میں جتنا لٹریچر مجھے حاصل ہو سکا حاصل کیا اور اس کے بعد انتہائی تیزی سے میں نے یہ تمام چیزیں دنیا کے مختلف ملکوں سے منگوا کر یہاں تک پہنچائی ہیں۔ بے شمار افراد نے انہیں یہاں نصب کیا اور خاص چیز جو میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور یقیناً اسے دیکھ کر تمہیں بے حد خوشی ہو گی۔" ارتقا ہاشمی نے کیپٹن کو اشارہ کیا اور سورالس ایک مشین کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اس مشین پر کچھ کارروائیاں کیں اور چند ہی لمحات کے بعد لیبارٹری کے ایک حصے کی دیوار کے سامنے سے ایک تہ سی سمٹنا شروع ہو گئی اور اس کے دوسری جانب نظر آنے لگا۔ یہ ایک انتہائی موٹا شیشہ تھا جس کی لمبائی تقریباً اٹھارہ فٹ اور چوڑائی تقریباً دس فٹ تھی۔ اس شیشے کے دوسری جانب دیکھا جا سکتا تھا اس شیشے کو انتہائی ماہرانہ طریقے سے نصب کیا گیا تھا۔ ارتقا ہاشمی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"جب ہم سمندری سفر کریں گے تو اس شیشے کے دوسری جانب سوئی حفاظتی تہ قائم رہے گی لیکن جب ہم اس جہاز کو کہیں لنگر انداز کر کے سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں گے تو یہ حفاظتی خول مشینی عمل سے اپنی جگہ صندوق کے ڈھکن کی مانند کھل جائیں گے اور یہ شیشہ سمندر اور ہمارے درمیان حائل ہو جائے گا۔ اس میں سمندری دباؤ برداشت کرنے کی خصوصی صلاحیتوں کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں نہایت تجربے کارانہ اور ماہرانہ رائے ہمیں حاصل ہو چکی ہے یعنی زیرِ سمندر اس کی وجہ سے ہم کسی نقصان کا شکار نہیں ہوں گے۔ شیلڈ جو صندوق کے ڈھکن کی مانند اوپر بلند ہوں گے اپنی جگہ لینے کے بعد اوپر سے مزید مستحکم کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا ہو گا۔ تمہیں یقیناً اس سلسلے میں کچھ سوالات کرنا چاہو گے۔ اسد شیرازی تم چاہو تو اس بارے میں پوچھ سکتے ہو"۔

"نہیں امیر ارتقا ہاشمی! میں تو حیران ہوں کہ آپ نے ایک سمندری ماہر کی حیثیت سے کس طرح اس جہاز کی تعمیر کرائی ہے۔ میرے پاس اس کے لئے الفاظ نہیں ہیں"۔

"ہمارے ساتھ تقریباً دس انجینئروں کا ایک گروپ بھی سفر کرے گا جس کے سپرد جہاز کی تمام ذمہ داریاں کر دی جائیں گی اور یہ لوگ کیپٹن ایڈگر سورالس کی پسند کے مطابق ہوں گے۔ سورالس ہی نے اس سلسلے میں ان لوگوں کا انتخاب کیا ہے اور ہم نے انہیں یہاں پہنچنے کی دعوت دے دی ہے"۔

"میرا خیال ہے آپ نے اتنا کچھ کر لیا ہے کہ اس کے بعد میرے پاس کچھ کہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ ایک خواب جو میں نے دیکھا تھا اس کی تکمیل میں آپ نے میرے لئے کس قدر آسانیاں پیدا کر دی ہیں"۔ ارتقا ہاشمی ہنس پڑا اور اس نے کہا۔

"آہ! یہی الفاظ تو میں اپنی زبان سے ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ایک خواب جو میں نے دیکھا تھا اس کی تکمیل کے لئے تم نے اور کیپٹن سورالس نے میرے لئے کتنی آسانیاں پیدا کر دی ہیں"۔ سورالس نے کہا۔

"اور اب تم دونوں کی ان باتوں کے بعد میرے لئے کچھ کہنا ممکن ہی نہیں ہے۔
"تینوں کے بلند قہقہے فضا میں گونجنے لگے تھے۔ جہاز کے ایک ایک گوشے کو دیکھنے میں کافی وقت صرف ہو گیا اور رات کے تقریباً دس بجے تھے جب وہ وہاں سے واپس پلٹے۔ امیر ارتقا ہاشمی اسد شیرازی کو اس کی رہائش گاہ پر چھوڑنے کے لئے آیا تھا اور اس کے بعد وہ اسے خدا حافظ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

OOOOO

گارتھا کے پلٹنے کے انداز میں ایک چونکتی شیرنی کی سی کیفیت تھی۔ اس نے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر ایک لمبی سانس لے کر بدن ڈھیلا چھوڑ دیا کیونکہ دروازے میں نظر آنے والا فادر جولیس تھا۔ فادر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اس نے اندر کا پورا منظر دیکھ لیا تھا اور اس کے پاؤں ساکت ہو کر رہ گئے تھے۔ مقدس راہباؤں کے بارے میں کوئی بُری بات سوچنا بھی گناہ تصور کیا جاتا ہے لیکن آنکھیں کچھ بُرا دیکھیں تو ان کی تردید کیسے کی جائے۔ وہ اسی کشمکش میں تھا کہ گارتھا ورتھا کی شیریں آواز سنائی دی۔
"آیئے فادر۔! آیئے آپ کو نیند نہیں آئی۔ آپ تو اس وقت گہری نیند سو جاتے ہیں"۔ فادر جیسے خواب سے چونک پڑا تھا۔ اس کے بدن میں جنبش ہوئی اور آنکھیں حیرانی سے اس منظر کا جائزہ لیتی رہیں پھر وہ دو قدم آگے بڑھا اور اس نے لرزتی آواز میں کہا۔
"ہاں میری بچی! نجانے کیوں مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور پھر میرے کانوں نے کچھ ایسی آوازیں سنیں جنہیں سن کر مجھے حیرت ہوئی۔ میرے دل نے مجھ سے کہا کوئی اذیت کا شکار ہے لیکن میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چرچ کی اس عمارت میں یہ سب کچھ اور وہ بھی تمہارے سامنے یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میری آنکھوں کا خواب تو نہیں ہے میری بچی!"۔
گارتھا نے قہقہہ لگایا اور بولی۔
"نہیں فادر! آیئے آپ بھی اس دلچسپ کھیل میں شریک ہو جایئے۔ ذرا دیکھیے اپنے وطن کے اس خوبصورت نوجوان کو مقدس ننوں سے عشق لڑانا چاہتا تھا اور یہاں تک آ پہنچا ہے۔ اب آپ بتایئے کیا عبادت گاہیں ایسے گناہوں کا بوجھ اٹھا سکتی ہیں"۔ جولیس کے چہرے پر پھر تبدیلی رونما ہوئی اس نے بغور شاہد خان کا چہرہ دیکھا اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔
"کون ہو تم اور یہاں تمہاری آمد لیکن اسے فوراً ہی یہ احساس ہو گیا کہ وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہوا ہے بڑی نڈھال کیفیت کا شکار ہے وہ جو کوئی بھی ہے اور جس مقصد کے تحت یہاں آیا ہے کم از کم اسے چرچ کے احاطے میں کسی تکلیف کا شکار نہیں ہونا چاہیئے تھا"۔ اس نے گارتھا ورتھا کی طرف منہ کر کے کہا۔
"اسے رسیوں سے کیوں جکڑ دیا ہے میری بچی۔! اس نے اگر گناہ کیا ہے تو اسے پولیس کے حوالے کر دیا جانا چاہیئے۔ ہم کسی کو سزا دینے کا حق نہیں رکھتے۔ کیا اس کی یہ بندشیں تمہارے ذریعے عمل میں آئی ہیں؟"
"ہاں فادر جولیس! یہ ضروری تھا"۔ گارتھا ورتھا نے کہا۔
"کھول دو اسے، کھول دو میں ذرا اس سے یہ معلوم کروں کہ اس نے یہ جرأت کیسے کی اور مجھے اس کے بارے میں تفصیل تو بتاؤ۔ میں کسی کو اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔ کیا تم نے اسے کوئی تکلیف بھی پہنچائی ہے"۔
"نہیں فادر! کوئی خاص نہیں لیکن اسے کھولنا قطعی طور پر مناسب نہ ہو گا"۔
"کیوں؟" فادر جولیس نے کہا۔
"اس کی ایک وجہ ہے"۔
"کیا؟" اس نے پوچھا۔
"دراصل ایک مقصد بھی تھا اس سے اور میں اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کی اس وقت کی مداخلت نے مجھے ذہنی طور پر الجھا دیا ہے۔ آپ کو یہاں اس طرح نہیں آنا چاہیئے تھا"۔ فادر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔ انہوں نے کہا۔

"مجھے اس کا احساس ہے مگر میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اس کی درد بھری کراہ سنائی دی تھی مجھے اور ایسی کوئی آواز سننے کے بعد بھلا میرے لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اسے نظر انداز کر دوں"۔
"بعض چیزوں کو نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہوتا ہے فادر جولیس اور انہیں نظر انداز نہ کرنے کا مقصد بڑا اذیت ناک ہوتا ہے"۔ اسی وقت فادر جولیس کے عقب میں دروازے سے گارتھا ورتھا کی تیسری ساتھی لڑکی نمودار ہوئی اور اس نے اندر آ کر گارتھا ورتھا سے کہا۔
"میں اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہی تھی۔ میڈم! مگر فادر جولیس پر نیکیوں کا بھوت سوار ہے۔ اس کی آواز غالباً باہر تک پہنچ گئی تھی۔ یہ جلدی سے اُٹھ کر ادھر آ نکلے اور مجبوراً مجھے ان کا تعاقب کر کے یہاں تک پہنچنا پڑا۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ اگر یہ یہاں سے واپس پلٹ کر پولیس کو اطلاع دینے کی کوشش کریں تو ذرا ان کا حساب کتاب سنبھال لوں"۔
"ان کا حساب کتاب تو اب بھی صاف کرنا پڑے گا"۔ گارتھا ورتھا نے کہا اور گرینا کو اشارہ کر دیا۔ گرینا نے فوراً ہی ایک دوسری کرسی اٹھا کر ایک سمت رکھی اور اس کے بعد فادر جولیس کے پاس پہنچ کر گردن خم کر کے بولی۔
براہِ کرم فادر آپ تشریف رکھیئے"۔
گرینا نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں احترام سے بٹھایا اور پھر ان کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑ کر پشت پر موڑ کر باندھ دیئے۔ فادر کے چہرے پر عجیب سے کرب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ انہوں نے آہستہ سے کہا۔
"کیا تم لوگ وہ نہیں ہو جو نظر آ رہے ہو۔ کیا ننوں کے اس مقدس لباس میں تمہارے اندر شیطان چھپا ہوا ہے"۔
"آپ کی بینائی بہت تیز ہے فادر جولیس اور پھر شیطان کو پہچاننے میں آپ تو کمال رکھتے ہیں اور رکھنا بھی چاہیئے۔ ظاہر ہے آپ نے اپنی زندگی عبادت میں گزاری ہے۔ شیطان کی شناخت آپکو نہ ہو گی تو اور کسے ہو گی"۔
گارتھا کے ساتھ اس کی دونوں ساتھی لڑکیاں بھی ہنسنے لگی تھیں پھر گرینا نے فادر جولیس کے دونوں پاؤں بھی اسی طرح رسیوں سے کس دیئے اور اس کے بعد تینوں ایک سمت کھڑی ہو گئیں۔ فادر جولیس پر اب سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ گارتھا ورتھا نے کہا۔
"ہاں فادر! آپ کی اس طرح آمد اس وقت بالکل مناسب ثابت نہیں ہوئی لیکن بقول آپ کے فیصلے آسمان سے ہوتے ہیں اور یہ شخص تھوڑی دیر پہلے مجھے دھمکی دے چکا ہے کہ اگر اس کی بندشیں کھول دی جائیں تو یہ سیدھا یہاں سے پولیس اسٹیشن جائے گا اور پولیس کو ہمارے بارے میں اطلاع دے گا۔ دراصل فادر ہمیں یہاں ایک اہم مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے اور وہ مقصد ہمیں پورا کرنا ہے لیکن تم اس سے کہو کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ ہم سے کہہ دے تو اس کی زندگی بچ سکتی ہے ورنہ فادر ہم تمہیں موت کی ایک ایسی قسم دکھائیں گے جو اس سے پہلے تم نے نہ دیکھی ہو گی"۔ فادر جولیس نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن آواز نہ نکل سکی تھی۔ گارتھا نے شاہد خان کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔
"ہاں اب تم اپنے دل میں موجود آخری بات بھی کہہ دو ورنہ کیا فائدہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"۔
شاہد کے بجائے فادر جولیس نے کہا۔
"تم شیطان کی بہنو! میں صرف تمہیں دعائیں ہی دے سکتا ہوں۔ کھول دو اس بیچارے کو۔ میرے ساتھ جو کچھ کرنا چاہو کر سکتی ہو۔ اس کا مقصد ہے کہ تم جھوٹ بول رہی تھیں"۔
"اور اب تمہاری خاموشی ہی تمہارے حق میں بہتر رہے گی فادر ورنہ کیا فائدہ۔ تمہاری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں"۔ گارتھا نے کہا۔
"تم اسے کچھ نہ بتانا۔ اگر حق کے راستے پر ہو تو پھر یوں سمجھ لو کہ حق ہر حالت میں فتح حاصل کرتا ہے، بچے"۔ فادر جولیس نے اس بار شاہد خان سے کہا تھا۔ گارتھا ورتھا نے فادر جولیس سے کہا۔
"جو کچھ مجھے اس سے معلوم کرنا تھا کافی حد تک معلوم

کر چکی ہوں۔ بس میں یہ سوچ رہی تھی کہ اب یہ جو کچھ ہو سکے گا ان کی زندگی کی ضمانت ہو گا لیکن اگر تم دونوں کے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ویسے فادر جولیس انتہائی معذرت کے ساتھ آپ کا اس وقت یہاں آنا آپ کی موت کا باعث بنا ہے ورنہ شاید میں آپ کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتی"۔

نہیں میڈم آپ بھول رہی ہیں۔ ہماری واپسی تک یہ راز راز ہی رہنا چاہیئے"۔

"ہوں"۔ گارتھا نے گرینا کی طرف دیکھ کر کہا اور آہستہ سے بولی۔

"تم درست کہتی ہو"۔ پھر اس نے فادر جولیس سے کہا۔

"فادر جولیس آپ کی مذہبی کتابوں میں موت کی مختلف اقسام ہیں۔ موت کہیں بھی آ سکتی ہے۔ زمین پر آسمان پر۔ خلا میں۔ سمندر کے نیچے یا کہیں اور۔ اور ہوتا یوں ہے کہ کوئی شخص بھوک سے مر جاتا ہے کوئی حادثے سے لیکن اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اس کے بعد ہوتا ہے اور اگر کسی شخص کا وجود ہی اس کی جسمانی شکل میں موجود نہ رہے تو کیا آپ اسے اپنی مذہبی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں درج واقعہ کے طور پر بیان کر سکتے ہیں"۔ فادر جولیس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گارتھا ورتھا بولی۔

"میں شاید آپ کو درست الفاظ میں سمجھا نہیں سکی۔ دیکھیے موت کی ایک بالکل ہی انوکھی اور نئی قسم دکھاتی ہوں آپ کو"۔ گارتھا ورتھا اس تپائی کی جانب بڑھی جہاں اس کے ساتھ آیا ہوا سامان رکھا ہوا تھا اور اسی میں سے ایک ڈبے میں سے اس نے وہ ڈراپر نکالا تھا جس کے عجیب و غریب اثرات شاہد خان پر نمودار ہوئے تھے۔ دوسرے بڑے ڈبے کو کھول کر گارتھا ورتھا نے اس کی پیکنگ ایک جانب پھینکی۔ اس ڈبے میں سے ایک عجیب قسم کا اسپرے نکلا تھا جس کی شکل ذرا سمجھ میں نہ آنے والی تھی۔ اوپری حصے میں ایک بڑا سا بٹن لگا ہوا تھا۔ گارتھا ورتھا نے فادر جولیس کو متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اتنی آسانیاں پیدا کر دی ہیں انسانی جسم کے لئے کہ کوئی مشکل ہی باقی نہ رہے۔ اب اس شخص کو اس دنیا سے جانا ہے لیکن یہ اس طرح جائے کہ اس کا کوئی نشان اس زمین پر باقی نہ رہے۔ کیا آپ کو یہ منظر پسند نہیں آئے گا فادر!" فادر جولیس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ گارتھا ورتھا نے سائفن بٹن کو دبایا اور اسے پوری طرح شاہد خان کے جسم پر اسپرے کرنے لگی۔ پہلی ہی پھوار سے شاہد کے چہرے پر انتہائی کرب کے آثار نمودار ہوئے تھے اور اس کا منہ تکلیف سے کھل گیا تھا۔ لیکن آواز نہیں نکلی تھی۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس کی آواز اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی ہو۔ گارتھا اس کے پورے جسم پر اسپرے کرنے لگی اور فادر کی آنکھیں دہشت سے بند ہونے لگیں کیونکہ اسپرے کے ساتھ ساتھ ہی شاہد کا جسم غائب ہوتا چلا جا رہا تھا۔ چہرہ شانے سینہ اور کچھ دیر کے بعد فادر نے دیکھا کہ صوفہ جوں کا توں برقرار تھا۔ ہاتھوں کی رسیاں زمین پر پڑی ہوئی تھیں لیکن شاہد کا پورا جسم گم ہو چکا تھا۔ فادر دم بخود رہ گئے تھے۔ گارتھا ورتھا نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی اور فادر سے کہا۔

"اس قاتل محلول کی پھواریں انسانی جسم کو اس طرح تحلیل کرتی ہیں کہ فضا میں اس کے ذرات بھی محسوس نہیں کئے جا سکتے حالانکہ وہ باقاعدگی سے ریزہ ریزہ ہوتا ہے لیکن یہ ذرات اس قدر مختصر ہو جاتے ہیں کہ ہوا میں شامل عام ذرات کی طرح نظر نہیں آتے۔ ہاں انہیں خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے"۔ گارتھا نے ایک بے معنی سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔

"دراصل یہ سائنس کی ایک بہت ہی انوکھی ایجاد ہے اور ہم نے اس محلول کو بہت ہی بڑی قیمت دے کر حاصل کیا ہے۔ آپ کو۔ فادر یہ تو علم ہو گا کہ جدید پیمانے پر ہونے والی تحقیقات سے انسانی جسم کو ذرات میں منتقل کیا جا سکتا ہے اور ذرات کی شکل میں اسے کسی بھی جگہ ٹرانسمیٹ کیا جا سکتا ہے یعنی انسانی جسم کو کہیں بھی ٹرانسمیٹ کر کے دوبارہ اسے ریسیور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بس آپ یوں سمجھ لیجیے جیسے ایک تصویر ننھے ننھے نقطوں کی شکل میں ٹیلیویژن پر دوبارہ یکجا ہو سکتی ہے وہ ننھے ننھے نقطے اس انسانی جسم کو

نقصان پہنچا کر دوسری جگہ تک نہیں پہنچائے جاتے بلکہ وہ اس محلول کے سلسلے میں پہلا عمل ہے۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ اس انسانی جسم ہی کو منتشر کر دیا جائے جو ہمارے سامنے موجود ہے مگر چھوڑیے۔ آپ ان سائنسی اصلاحات کو جان کر کیا کریں گے۔ میرا خیال ہے دنیا میں اپنا کام پورا کر لیا آپ نے۔ آپ بھی اس سفر پر روانہ ہو جایئے اور ذرا دیکھیے کہ سائنس میں کیا کیا جدتیں پیدا ہو گئی ہیں"۔

گارتھا ورتھا نے وہ اسپرے فادر جولیس پر بھی کر دیا اور کچھ دیر بعد فادر جولیس کا وجود بھی باقی نہ رہا۔ تینوں خواتین خاموشی سے اس عمل کو دیکھ رہی تھیں۔ گارتھا ورتھا نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عجیب سی شیشی اپنی ساتھی لڑکی کو دی اور اس کے بعد اسے وہاں سے واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئیں جہاں ان کا قیام ننوں کی حیثیت سے تھا۔ یہاں آنے کے بعد انہوں نے اپنے اپنے لباس تبدیل کرنا شروع کر دیئے۔ ننوں کے جو مقدس لباس انہوں نے اب تک زیب تن کئے ہوئے تھے انہیں اتار کر بند کر دیا گیا اور اب وہ جس لباس میں نظر آ رہی تھیں وہ تین فیشن ایبل خواتین کے لباس تھے۔ گارتھا ورتھا نے بڑے اطمینان سے یہ سارے کام سرانجام دیئے اور اس کے بعد اپنا مختصر سا سامان اٹھائے ہوئے وہ رات کے اس دوسرے پہر خاموشی سے چرچ سے باہر نکل آئیں۔ راستے میں ورتھا نے کہا۔

"اس حالت میں ہم مشکوک بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ اطراف پر نگاہ رکھو اور کسی عمدہ سے ہوٹل میں قیام ہی اس وقت ہمارے لئے موزوں ہو گا"۔ گرینا اور دوسری لڑکی نے گردن ہلائی اور وہ خاموشی سے چرچ سے دور سے دور ہوتی چلی گئیں۔

OOOOO

شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آنٹی کی اس سرزمین کو دیکھ کر میرے ذہن میں طرح طرح کے خاکے بنتے ہیں اور میں ان کے دورِ سلطنت کے بارے میں سوچنے لگتا ہوں۔ ویسے مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مصر کے بارے میں، میں نے بہت زیادہ تفصیلات نہیں پڑھیں۔ یقیناً تاریخِ مصر بہت پُراسرار ہو گی"۔

"ہاں۔ شعبان دراصل تاریخ کا آغاز مصر سے ہی تصور کیا جاتا ہے۔ ویسے تہذیب کے سلسلے میں کئی اور جگہوں کا بھی نام لیا جاتا ہے لیکن تان مصر پر ہی آ کر ٹوٹتی ہے اور یہ اندازے قائم ہوتے ہیں کہ انسانی تہذیب کا آغاز سرزمین مصر سے ہی ہوا۔ اس سے کم از کم تم اس بات کا اندازہ لگا لو کہ انسانی تاریخ میں مصر کی حیثیت کیا ہے۔ فراعنہ کا دور بہت طویل رہا ہے اور ہر دور کی مختلف کہانیاں یہاں موجود رہیں ہیں۔ دورِ فراعنہ میں بھی دریائے نیل کی ایک بڑی حیثیت تھی۔ ہمیں ان اہراموں کا بھی کوئی صحیح تصور نہیں ملتا کہ ان کی تعمیر کس انداز میں کی گئی۔ بہر طور سرزمینِ مصر ایک پُراسرار سرزمین ہے اور شاید عرصۂ دراز تک بلکہ ہو سکتا ہے کبھی اس سرزمین کے بارے میں مکمل تفصیلات منظرِ عام پر نہ آ سکیں حالانکہ صدیوں سے تحقیق ہو رہی ہے اور ہر دور میں سرزمینِ مصر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہوا کرتی ہے لیکن آج بھی مصر کے ریگستانوں میں اگر کہیں کوئی کھدائی ہو جاتی ہے تو وہاں ایک نیا مقبرہ نکل آتا ہے جس کی تاریخ عظیم ہوتی ہے"۔

"ویسے آنٹی۔ یوں تو میں نے بادشاہوں کی اور سلطنتوں کی بہت سی کہانیاں سنی اور پڑھیں ہیں لیکن فرعونوں کی ممیاں دیکھ کر عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ کیا اپنے دورِ حکومت میں انہوں نے انسانیت پر بہت زیادہ مظالم نہیں کیے؟"

"بے شک بہت سے فرعون تو ظلم و ستم میں بے مثال قرار دیئے جاتے تھے اور آج دیکھ لیجیے کہ ان کی یہ ممیاں کس طرح بے بسی کے عالم میں زیرِ زمین مقبروں میں موجود ہیں"۔ وہ لوگ سرزمینِ مصر کے بارے میں بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے پھر اچانک ہی باہر کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وقت کافی ہو چکا تھا لیکن چونکہ دونوں ہی جاگ رہے تھے اس لئے ان آوازوں کو سن کر وہ باہر نکل آئے اور انہوں نے اسد شیرازی کو دیکھا جو کہیں سے واپس آیا تھا۔ اسد شیرازی کے

ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں نے دل میں سوچا تھا کہ تم دونوں جاگتے ہوئے مل جاؤ تو میں تم سے کچھ باتیں کروں"۔

"اوہو! تشریف۔ لائیے۔ ہم دونوں آپ کو جاگتے ہوئے مل گئے ہیں"۔ دردانہ نے مسکرا کر کہا اور اسد شیرازی انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک کھلے برآمدے میں آ بیٹھا۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"کیا بہت عمدہ قسم کی کافی کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ کافی کے دوران میں جو گفتگو تم سے کروں گا وہ دو آتشہ والی بات ہو گی یعنی اول تو اس گفتگو کا نشہ اور پھر کافی۔ کیا خیال ہے؟"

"میں ابھی پیش کرتی ہوں جناب!" دردانہ نے کہا اور اس کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی۔ اسد شیرازی شعبان کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"شعبان تم سناؤ! سرزمین مصر تمہارے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے"۔ شعبان مسکرا دیا۔ اس نے کہا۔

"بہت اچھا انکل۔ مجھے یہ جگہ بہت پسند آئی ہے۔ یہاں تو چاروں طرف مقبرے، اہرام اور کہانیاں بکھری پڑی ہیں"۔

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تمہیں ان کہانیوں سے دلچسپی ہے؟"

کہانیاں کسے پسند نہیں ہوتیں انکل!" شعبان نے کہا۔

"لیکن یہ کہانیاں بالکل سچی ہیں"۔

"ہاں۔۔یہی چیز ان کی دلکشی میں اضافے کا باعث ہوتی ہے ورنہ ہمارے ہاں ایک پرستان، ایک کوہ قاف ہے۔ وہاں پریاں ہیں جن ہیں اور پرواز کرنے والے تخت ہیں"۔ شعبان ہنس پڑا۔ اسد شیرازی بھی ہنسنے لگا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس کا مقصد ہے کہ تم نے بہت کچھ لکھ پڑھ لیا ہے"۔ شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دردانہ واپس آ گئی تھی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"بھئی اب یہ محسوس ہوا کہ شعبان تو بہت دلچسپ باتیں کر لیتا ہے۔ نجانے کیوں میں اس سے کچھ زیادہ ہی دور رہا ہوں اور اس کی فطرت اور مزاج کے بارے میں میری معلومات بہت مختصر ہیں"۔

"آپ کی مصروفیات بھی تو ہیں سر۔ آپ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر شعبان سے گفتگو کریں تو آپ اس سے گفتگو کر کے ایک بہت ہی فرحت انگیز کیفیت محسوس کریں گے۔ اس کی گفتگو میں بڑی لطافت اور بعض اوقات ظرافت بھی ہوتی ہے۔

"تم نے اس کے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی باعث حیرت ہے۔ یہ خوبیاں اس کے اندر کہاں سے پیدا ہو گئیں کہ یہ اپنے دشمنوں کو زیر کر لیتا ہے اور وہ اگر تعداد میں زیادہ ہوں تب بھی"۔ دردانہ نے مسکراتے ہوئے شعبان کو دیکھا۔ شعبان پھر اپنے مزاج کے مطابق بے تعلق سا ہو گیا تھا اور کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ دردانہ نے کہا۔

"مجموعی طور پر شعبان ایک نفیس ترین اور یقینی طور پر ایک عجیب ترین شخصیت کا مالک ہے"۔

"تم آج کل شعبان پر شاعری کر رہی ہو شاید"۔ اسد شیرازی نے ہنس کر کہا اور دردانہ بھی ہنس دی پھر اسد شیرازی کہنے لگا۔

"دراصل اس وقت میں بہت ہی انوکھی چیز دیکھ کر آ رہا ہوں۔ اتنی انوکھی کہ تم دیکھو گی تو حیران رہ جاؤ گی"۔

"مصر میں انوکھی چیزوں کے علاوہ اور ہے کیا انکل"۔ شعبان نے پھر اچانک ہی ان کی گفتگو میں دخل دیا۔

"لیکن یہ انوکھی چیز اب بہت عرصے تک ہمارے استعمال میں رہے گی"۔

"کیا ہے وہ سر"۔ دردانہ نے پوچھا۔

"اخناطون"۔ اسد شیرازی نے جواب دیا۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟" شعبان پھر بول پڑا۔

"ایک عظیم الشان جہاز جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور اس جہاز سے ہم دنیا بھر کے سمندروں کا سفر کریں گے"۔

"اوہ! اس کا مقصد ہے کہ امیر اپنے وعدے کے

مطابق اس جہاز کو تعمیر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے"۔

"ہاں۔ اب وہ جہاز بالکل مکمل ہے۔۔۔۔۔۔اور یہاں سے روانگی سے پہلے میں تمہیں اس کی سیر کرا دوں گا۔ دیکھو گی تو حیران رہ جاؤ گی۔ دردانہ نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور پھر اس ملازم کی طرف دیکھنے لگی جو کافی کے برتن اٹھائے ہوئے ان کی جانب آ رہا تھا۔ ملازم نے ادب سے کافی کے برتن ان کے سامنے سجائے اور دردانہ نے کافی سرو کی۔ امیر ارتقا کے بارے میں بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور اس کے بعد کافی ختم ہو گئی تو اسد شیرازی نے کہا۔

"میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ امیر ارتقا اپنے اس سفر کا آغاز کب تک کر سکے گا لیکن میرا خیال ہے تم لوگوں کا دل سرزمین مصر سے بھر گیا ہو گا"۔

"قاہرہ میں رہ کر ہی ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ بہت کافی ہے"۔ شعبان نے جواب دیا اور دردانہ بے اختیار ہنس پڑی۔ شعبان کے ان الفاظ میں ہلکا سا طنز تھا۔ اسد شیرازی نے بھی اس طنز کو محسوس کیا اور پُرلطف نگاہوں سے ان دونوں کا چہرہ دیکھنے لگا پھر بولا۔

"کیا کوئی ایسا واقعہ کوئی ایسی خاص بات ہوئی ہے جو قابلِ ذکر ہو۔"

"جی سر۔ درحقیقت شعبان کے ساتھ ایک ایسا دلچسپ واقعہ پیش آیا ہے جو قابلِ ذکر ہے۔

"شعبان کو سرزمین مصر نے اپنے معزز مہمان کے طور پر خوش آمدید کہا ہے اور یہاں کی قدیم روحیں اس سے ملاقات کر رہی ہیں"۔

"روحیں!" اسد شیرازی نے شعبان کی طرف دیکھا۔ دردانہ بولی۔

"ہاں۔ مثلاً مصر کی سب سے مشہور اور سب سے انوکھی شخصیت قلوپطرا اس نے شعبان سے براہِ راست ملاقات کی ہے اور اسے اپنے محل میں شرفِ میزبانی بخشا ہے"۔

"اگر یہ صرف ایک کہانی ہے تو دلچسپ ہے لیکن میں اس کے بارے میں مزید تفصیلات جاننا چاہتا ہوں"۔ اسد شیرازی نے کہا۔ دردانہ بولی۔

"ویلی آف کنگز یقینی طور پر آپ کو اس کے بارے میں ہم سے کہیں زیادہ تفصیلات معلوم ہوں گی۔ فرعونوں کا سب سے بڑا قبرستان جو چاندنی راتوں میں انتہائی پُراسرار کیفیات کا حامل ہوتا ہے ہمیں وہاں کے گائڈ نے یہی بتایا تھا۔ ایک بار ہم نے ویلی آف کنگز کا جائزہ لیا تو ہمیں وہ جگہ بہت ہی دلکش محسوس ہوئی۔ طے یہ کیا گیا کہ چاندنی رات کو اس کا ہم بھرپور جائزہ لیں گے۔ میں اور شعبان اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے ویلی آف کنگ پہنچ گئے لیکن نجانے کہاں سے دو روحوں نے ہم پر اپنی کارستانی کا اظہار کیا اور موٹے کمبل ڈال کر ہمیں بیہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسد شیرازی صاحب میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب شعبان میرا پاؤں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا تھا اور رات کا بہت بڑا حصہ بیت چکا تھا لیکن اس وقت میں اپنے کمرے میں اپنے بستر پر ہی موجود تھی اور کوئی بھی شاید یہ بات نہیں بتا سکتا کہ میں واپس یہاں کس طرح پہنچی۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو ملازموں میں سے کوئی اس کا تذکرہ ضرور کرتا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کسی بھی ملازم نے کسی ایسی خاص بات کا اظہار نہیں کیا جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ مجھے یہاں واپس لاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ بہرطور میری کہانی تو صرف یہیں تک محدود رہی لیکن شعبان نے جو کہانی سنائی ہے وہ بہت زیادہ دلچسپ ہے"۔

"وہ کیا۔ اور کیا جو کچھ تم کہہ رہی ہو وہ ایک سچائی ہے؟"

"جی سر۔ آپ کے سامنے بھلا جھوٹ بولنے کی گستاخی کیسے کر سکتی ہوں"۔ اسد شیرازی نے دلچسپی سے شعبان کو دیکھا اور دردانہ ..ن کی کہانی دہرانے لگی۔ اسد شیرازی بے یقینی کے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ شعبان نے کہا۔

"انکل یہ بالکل درست ہے۔ ایسا ہی ہوا تھا بعد میں اس عورت نے اعتراف کیا کہ وہ قلوپطرا نہیں بلکہ میری ایک پرستار ہے"۔

"مگر۔۔۔مگر۔ یہ واقعہ کہاں پیش آیا۔ میرا مقصد ہے کیا تم اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہو؟"

"نہیں انکل۔ لیکن وہ جگہ دریائے نیل کے کنارے بنی ہوئی کسی عمارت میں سے ایک تھی"۔

"دریائے نیل کے کنارے تو بے شمار عظیم الشان عمارتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم کسی کے بارے میں کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ عمارت ہے جب تک کہ اس کا بغور جائزہ نہ لیا جائے"۔

"سوری انکل! میرے ذہن میں اول تو یہ بات نہیں تھی اور اس وقت اس کے مواقع بھی نہیں تھے کیونکہ پانی میں کچھ لوگوں نے مجھ سے مقابلہ بھی کیا اور مجھے دوبارہ پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ مجھے قابو میں نہیں کر پائے"۔

"اوہو! تو کیا تمہارے ہاتھوں کوئی؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ اگر لوگ میرے ہاتھو مر جاتے ہیں تو اس میں میری کوششوں کو دخل نہیں ہوتا۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ وہی کمزور پڑ جاتے ہیں اور نجانے کیسے یہ سب کچھ ہو جاتا ہے"۔ یہ بات اسد شیرازی اور دردانہ بخوبی جانتے تھے کہ پانی کے نیچے پہنچ کر شعبان کی جسمانی قوتیں اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ اسے خود اپنی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں رہتا اور اس کے بعد اس کا مدمقابل موت سے ہم آغوش ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے۔ بہرطور انہوں نے یہ بات شعبان کو بھی نہیں بتائی تھی لیکن اسد شیرازی کے چہرے پر حیرت کے نقوش تھے۔ اس نے چونک کر کہا۔

"تم نے ابھی کہا تھا کہ وہ اپنی کوئی نشانی دے کر۔ میرا مطلب ہے یہ تذکرہ کیا تھا تم نے"۔

"ہاں سر! ایک بہت ہی انوکھی چیز جو میں آپ کو پیش کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا چیز ہے وہ؟" دردانہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور کمرے میں داخل ہو گئی پھر چند لمحات کے بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں وہی دونوں خوبصورت انگلیاں تھیں جو کسی انتہائی نفیس پلاسٹک یا کسی اور مسالے سے بنائی گئی تھیں اور سو فیصد انسانی انگلیوں کی شکل میں تھیں۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان دو انگلیوں کو کسی انسان کے ہاتھ سے جدا نہیں کیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی جسم سے جدا ہونے والی انگلیاں سوکھ کر خشک ہو جاتی ہیں جب کہ یہ بالکل تروتازہ نظر آ رہی تھیں۔ اسد شیرازی متحیرانہ انداز میں ان انگلیوں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"نفیس۔ بے انتہا نفیس۔ لیکن... لیکن یہ میرا مطلب ہے"۔

"آپ کو بتایا تھا نا کہ کلوپیٹرا نے شعبان کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی اور شعبان نے جب اپنا ہاتھ جھٹکا تو یہ دو انگلیاں اس کے ہاتھ سے جدا ہو کر شعبان کے ہاتھ میں آ گئیں۔ بعد میں شعبان نے انہیں اپنے پاس ہی محفوظ رکھا"۔

"یہ مصنوعی انگلیاں ہیں۔ کسی ایسے ہاتھ میں لگائی گئی ہیں جو کسی وجہ سے دو انگلیوں سے محروم ہو گیا ہو اور ان کی جگہ ان مصنوعی انگلیوں سے پُر کر دی ہو تاکہ ہاتھ کی بدنمائی نمایاں نہ ہو لیکن یہ ایک بہت ہی انوکھی بات ہے۔ وہ عورت کیا شکل و صورت رکھتی تھی"۔ اسد شیرازی نے شعبان سے پوچھا اور شعبان مسکرا دیا۔

"مجھے تمام عورتیں یکساں شکل و صورت کی معلوم ہوتی ہیں، آنٹی دردانہ کے علاوہ"۔ اسد شیرازی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے کہا۔

"اچھا ہوا تم نے آنٹی کی شخصیت کو محفوظ رکھا۔ بہرطور اس کی عمر کے بارے میں تو کوئی اندازہ ہو گا تمہیں؟"

"نہیں انکل۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ کوئی تفصیل نہیں بتا سکوں گا۔ سوائے اس کے کہ خوبصورت تھی۔ نوجوان تھی اور بڑی عجیب و غریب شخصیت کی مالک تھی۔ دراصل اس سلسلے میں ابھی میں نے کوئی خصوصی تحقیق نہیں کی ہے۔ اس لئے ... اس کی تفصیلات نہیں بتا سکتا"۔ اسد شیرازی شعبان کے مزاج کو سمجھ رہا تھا اس نے آہستہ سے کہا۔

"تاہم یہ واقعہ انتہائی انوکھا ہے۔ ہو سکتا ہے اس سلسلے میں ارتقا ہاشمی میری کوئی مدد کر سکے۔ اس سے کم از کم اس کا تذکرہ ضرور کروں گا۔ کیا یہ انگلیاں میں اپنے پاس رکھ لوں"۔

"یقیناً ہمیں یادگار کے طور پر انہیں اپنے پاس نہیں

رکھنا ہے"۔

دردانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسد شیرازی دیر تک اس واقعہ پر حیرانی کا مظاہرہ کرتا رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"وہ جو کوئی بھی ہے کم از کم دردانہ تم اس کی ذہنیت کا تجزیہ کر سکتی ہو۔ میری رائے ہے کہ آئندہ محتاط رہنا"۔

"یقیناً یقیناً"۔ دردانہ نے جواب دیا اور اسد شیرازی پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

OOOOO

اسد شیرازی دردانہ کے پاس سے اُٹھ کر اپنی آرام گاہ میں آ گیا۔ وہ انگلیاں اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر تیز روشنی میں ان انگلیوں کا جائزہ لینے لگا۔ بلاشبہ انتہائی نادر چیز تھی اور اتنی خوبصورتی سے انہیں تیار کیا تھا کہ رنگ میں کوئی فرق محسوس ہوتا تھا نہ ساخت میں۔ نجانے کس نے کہاں تیار کرائی ہوں گی۔ اس کی آنکھوں میں شعبان کا سراپا گھوم گیا۔ بلاشبہ شعبان کو دیکھ کر کوئی بھی صاحب دل، دل کی بیماری کا شکار ہو سکتا تھا اور پھر صنف مخالف۔ یقینی طور پر مصر کی کوئی دولت مند حسینہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی ہو گی۔ بے شک شعبان وہاں سے نکل آیا لیکن اس کے بعد بھی اس کے لئے مزید کوششیں کی جا سکتی ہیں چنانچہ اس کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔ دوسرے ہی دن ناشتے کے بعد اسیر ارتقا ہاشمی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے آج شام کے پروگراموں کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔ اس نے کہا۔

"دراصل اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں بہت زیادہ عرصہ یہاں نہیں گزارنا چاہیئے۔ جس مقصد کا ہم نے آغاز کیا ہے اس کی ابتدا ہو جانا بے حد ضروری ہے چنانچہ جن لوگوں کو ہم اپنے اس جہاز میں بھرتی کریں گے ان کے سلسلے میں اشتہارات جاری کر دیئے گئے ہیں اور میں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ ان کے استقبال کا انتظام کریں۔ تاہم شام کو ایک بہت ہی معزز دوست نے ہمیں اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا ہے اور اس کے ہاں جانا ہی ہو گا لیکن یہ آخری دعوت ہے اور اس کے بعد ہم صرف عمل کریں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے"۔

"کیوں نہیں۔" اسد شیرازی نے کہا اور اسیر ارتقا ہاشمی اسے اپنے پروگرام کی تفصیلات بتانے لگا۔ اس نے کہا کہ کس طرح انہیں یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ اس موضوع پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی پھر اتفاق سے ارتقا ہاشمی نے دردانہ اور شعبان کا تذکرہ کر دیا۔

"تمہارے وہ دونوں ساتھی آرام سے تو ہیں نا۔ ان کی خیریت دریافت کرنا میرا فرض ہے"۔

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں وہ لوگ آپ کی نوازشوں سے بہت مطمئن ہیں لیکن قاہرہ میں انہیں ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ پیش آیا ہے جس کی تفصیل آپ کو نہ بتانا ناانصافی ہو گی"۔

"ہاں ہاں ضرور ضرور۔ کیا واقعہ تھا وہ؟"

"آپ نے اس لڑکے شعبان کو دیکھا ہے۔ خوبصورت اور نوجوان لڑکا ہے"۔

"بلاشبہ۔ میں نے اس پر تبصرہ بھی کیا تھا تم سے۔ یقینی طور پر ایسے جوان بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسے مصر کی رقاصاؤں سے بچانا۔ مصر کی رقاصاؤں کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ موجود ہے۔ بہرطور اس وقت میں اس کا تذکرہ نہیں کروں گا"۔

"مصری رقاصاؤں کی تو بات میں نہیں کرتا لیکن کوئی حسینۂ مصر اس کی جانب متوجہ ضرور ہو گئی ہے"۔

"خوب خوب لیکن یہ مناسب نہیں ہو گا۔ اس طرح ہمارے مقصد میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے"۔

"پوری تفصیل تو سن لیجیے اسیر ارتقا ہاشمی [illegible] ہم نے واقعات تو بہت سے سنے تھے لیکن [illegible] یہ ایک دلچسپ اضافہ ہے"۔

"کیا؟"

اسد شیرازی نے دردانہ اور شعبان پر گزرنے والا واقعہ اسیر کو بتا دیا۔

"کمال کی کہانی ہے۔ میں اس نوجوان سے ملنا چاہتا

ہوں۔ ذرا اس سے تفصیلات تو معلوم کروں۔ ارے ہاں تم نے کہا تھا کہ وہ کلوپیٹرا کی دو انگلیاں بھی لے آیا ہے"۔

"ہاں۔ شاید کلوپیٹرا کی وہ انگلیاں مصنوعی تھیں"۔ اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک منٹ کے لئے معذرت کر کے اُٹھ گیا۔ اس نے حفاظت سے رکھی ہوئی دونوں انگلیاں نکال کر امیر کے سامنے رکھ دیں اور امیر ارتقا ہاشمی نے دلچسپ نگاہوں سے ان انگلیوں کو دیکھا۔ انہیں اُٹھا کر چہرے کے قریب کیا اور پھر دفعتاً ہی اس کے چہرے پر عجیب سے آثار نظر آئے۔ اس کے انداز میں گھٹن سی پیدا ہو گئی تھی۔ چہرہ گہرا سرخ ہو گیا تھا لیکن اسد شیرازی اس کی اس کیفیت پر توجہ نہیں دے پایا تھا۔ وہ دلچسپی سے مسکراتے ہوئے امیر کو دیکھ رہا تھا۔ ارتقا ہاشمی نے چور نگاہوں سے اسد شیرازی کو دیکھا اور یہ محسوس کر کے کہ اسد شیرازی کے چہرے پر موجود کیفیت کا کوئی ردعمل پیدا نہیں ہوا ہے۔ امیر ارتقا ہاشمی نے خود کو سنبھالا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"کہانی واقعی دلچسپ ہے لیکن ساتھ ساتھ ہی باعثِ تشویش بھی۔ مصر میں ایسی دولت مند خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اپنے طور پر ہر طرح کی تفریحات کر لیا کرتی ہیں اور پھر تم جانتے ہو کہ یہ سرزمین واقعی کلوپیٹرا ہی کی ہے اور کلوپیٹرا کی پُراسرار داستانیں تم سن چکے ہو۔ سرزمین مصر پر ابھی تک کلوپیٹرا کے وجود کے جراثیم موجود ہوں گے اور کوئی نہ کوئی اس کا شکار ہو جاتا ہو گا لیکن اگر تم اجازت دو تو یہ انگلیاں میں اپنے پاس رکھ لوں۔ دراصل اس سلسلے میں تھوڑی سی تحقیق بھی ضروری ہے۔ ویسے اطمینان رکھو۔ آئندہ جہاں کہیں بھی یہ دونوں سیر و سیاحت کے لئے جائیں گے میرے چند افراد اس سے الگ رہ کر ان کی نگرانی کریں گے اور اس کے بعد ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ میں تمہیں اس کا یقین دلاتا ہوں"۔

"بہت بہت شکریہ میرے دوست۔ درحقیقت میں بھی اس شخص کی حفاظت چاہتا ہوں۔ وہ بالکل معصوم ہے لیکن انتہائی کارآمد اور پھر میں نے اسے بچپن سے پرورش کیا ہے اس لئے تھوڑی سی توجہ خصوصی طور پر بھی اس پر دیتا ہوں"۔

"تم بالکل مطمئن رہو۔ میں اس کی تمام تر ذمہ داری قبول کرتا ہوں"۔ امیر ارتقا ہاشمی نے دونوں انگلیاں احتیاط سے اپنے لباس کے اندرونی حصے میں رکھ لیں اور پھر اُٹھتا ہوا بولا۔

"تو پھر ہم شام کو ملاقات کر رہے ہیں"۔

"یقینی طور پر"۔ اسد شیرازی نے کہا اور امیر ارتقا ہاشمی اس سے اجازت لے کر چلا گیا۔ اسد شیرازی ایک گہری سانس لے کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا تھا۔ اس کا ذہن مختلف خیالات میں ڈوبا ہوا تھا۔

OOOOO

گارتھا ورتھا اپنی دونوں ساتھی لڑکیوں کورا اور گرینا کے ساتھ قاہرہ ائرپورٹ پر اُتری۔ تینوں ہی بے حد خوبصورت نظر آ رہی تھیں اور بہت سی نگاہیں ان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ گارتھا کی شخصیت میں ایک انوکھا بانکپن پوشیدہ تھا۔ اس کی عمر کے بارے میں صحیح اندازہ لگانا تقریباً ناممکن تھا۔ تمام معمولات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ ائرپورٹ سے باہر نکلی اور اس کے بعد خاموشی سے ایک ٹیکسی کی جانب بڑھ گئیں۔ گارتھا نے ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد ڈرائیور سے کہا۔

"نیل ہلٹن"۔ اور ڈرائیور نے گردن خم کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ نیل ہلٹن قاہرہ کے شاندار ہوٹلوں میں سے ایک تھا اور گارتھا ورتھا کو اس کے بارے میں کافی معلومات حاصل تھیں۔ ویسے اس کی دونوں ساتھی پہلی بار اس کے ساتھ قاہرہ آئی تھیں۔ گارتھا ورتھا کے ساتھ انہوں نے کئی بار مختلف مہمات میں حصہ لیا تھا۔ دراصل گارتھا کا ایک مخصوص طریقہ کار تھا۔ اس نے اپنے لئے جو جگہ ترتیب دی تھی وہاں جسمانی موزونیت کے علاوہ ذہن کے سلسلے میں بھی بہت ہی خاص ذرائع سے کام ہوتا تھا۔ ذہن کے ساتھ ساتھ اگر جسمانی کارکردگی بھی شاندار ہو تو گارتھا کسی خاص مہم کے لئے اپنی پسند کی لڑکی کو منتخب کر لیا کرتی تھی۔ بعض اوقات کسی بڑی مہم کے سلسلے میں وہ زیادہ لڑکیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر

لیتی تھی لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ کوئی مرد اس کے ساتھ کبھی کسی مہم میں شریک نہیں ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ "نیل ہلٹن" پہنچ گئیں اور یہاں گارتھا نے اپنے لئے الگ اور کورا اور گرینا کے لیے ایک ساتھ ہوٹل میں دو کمرے منتخب کر لئے اور کچھ دیر کے بعد اپنے مختصر سے سامان کے ساتھ ان کمروں میں مقیم ہو گئی۔ کورا اور گرینا کو اس نے اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں جا کر تمام انتظامات کر لیں۔ ابھی اسے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خود وہ اپنا لباس لے کر باتھ روم میں داخل ہو گئی اور کافی دیر تک غسل کرتی رہی۔ غسل سے فارغ ہو کر خاموشی سے ایک آرام دہ صوفے پر دراز ہو گئی اور اس کے ذہن میں خیالات کے چرخے چلنے لگے۔ وہ جس مقصد کے تحت وہاں پہنچی تھی اس میں اسے نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ ارادہ یہ تھا کہ وہاں سے شعبان کو اغوا کر کے اپنے قابو میں کرے اور اس کے بعد خاموشی سے اُسے اٹلی لے آئے اس طرح مختصر وقت میں اس کا کام ختم ہو سکتا تھا لیکن یہاں صورت حال بہت مختلف ہو گئی تھی۔ شعبان وہاں نہیں ملا تھا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی تفصیلی معلومات گارتھا کو حاصل ہوئی تھیں۔ البتہ یہ پتہ چل گیا تھا کہ یہ لوگ اس وقت قاہرہ میں ہیں اور یہاں گارتھا کو ارتقا ہاشمی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا تھیں۔ اسے یہ اندازہ ہوتا جا رہا تھا کہ کھیل لمبا ہو گیا ہے مگر ہر کام کو وہ بہت آسانی سے سرانجام دے لیا کرتی تھی اور اگر کبھی اس سلسلے میں مشکلات پیش آتیں تو ان مشکلات سے نہ گھبرانا اس کی فطرت تھی چنانچہ یہاں بھی اس کے چہرے پر سکون کے آثار تھے البتہ یہ سوچنا بے حد ضروری تھا کہ کام کا آغاز کس طرح کیا جائے لیکن قاہرہ میں کسی ایسے دولت مند شخص کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا یقینی طور پر کوئی مشکل عمل نہیں تھا بس اس کے لئے بہتر ذرائع تلاش کرنا ضروری ہو گا اور اس کے لئے بھی فوری کارروائی کرنا مناسب نہیں ہے۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور اس کے بعد اس نے کورا اور گرینا کو طلب کر لیا۔ دونوں لڑکیاں سادہ سے لباسوں میں بہت ہی

نازک اندام اور حسین نظر آ رہی تھیں۔ گارتھا نے انہیں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔

"ہمیں تقریباً دو دن پُرسکون گزارنا ہوں گے اور اس کے بعد یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہمارے کام کا آغاز کہاں سے ہو۔ ویسے کیا تم لوگوں نے کچھ کھایا پیا ہے؟"

"نہیں میڈم"۔

"تو پھر کافی طلب کر لو۔" گارتھا کے اشارے پر گرینا نے انٹر کام پر روم سروس کو ٹیلیفون کر کے اپنے لئے کافی طلب کر لی۔ ایک سیاہ فام ویٹر ان کے لئے کافی کے برتن سجائے ہوئے اندر آ گیا تھا۔ کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے گارتھا ان دونوں سے آئندہ پروگراموں کے بارے میں گفتگو کرتی رہی۔ اس نے کہا۔

"اب ہمیں ارتھا ہاشی کو تلاش کرنا ہے اور اس کام کے لئے میرا خیال ہے ہمیں خاصا وقت صرف کرنا پڑ جائے گا لیکن تم اپنے طور پر بھی نگاہ رکھنا۔ کچھ ایسے لوگوں کا انتخاب ضروری ہے جو ہمارے معاون ثابت ہو سکیں۔" گرینا نے گردن ہلا دی۔ رات کو تقریباً ساڑھے سات بجے وہ بلڈنگ کے اس حصے میں پہنچ گئیں جہاں تفریحی پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ مصری خصوصیات کی نمائندگی یہاں بڑی خوبصورتی سے کی گئی تھی اور ہوٹل کے اس ہال کو بھی اہرام مصر بنانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس کوشش میں بہت ہی نفاست کا ثبوت دیا گیا تھا اور ماحول پر اس وقت ایک عجیب سا سکوت طاری تھا ایک طرف سے مدھم مدھم مصری موسیقی اُبھر رہی تھی اور ایک رقاصہ ہیولے کی شکل میں چوبی فرش پر رقصاں تھی۔ ہال میں ویٹر ادھر سے اُدھر گردش کر رہے تھے۔ مختلف میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ گفتگو کر رہے تھے۔ تب ہی چند لمحات کے بعد ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے گارتھا ورتھا کے قریب آ کر دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے اور آہستہ سے بولا۔

"میڈم کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں۔" گارتھا نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ایک لمحے دیکھتی رہی اور پھر اس کے چہرے پر شناسائی کے آثار نظر آئے لیکن اس کی آواز سرگوشی ہی کے انداز میں اُبھری تھی۔

"لائن پاور"۔

"اس کا مقصد ہے کہ میں نے بھی میڈم گارتھا کو بالکل درست پہچانا ہے"۔ گارتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے کورا اور گرینا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم اگر چاہو تو مسٹر لائن پاور کی میز پر جا کر بیٹھ سکتی ہو۔ مسٹر لائن پاور انہیں اپنی میز پر پہنچا دیجیے۔ لائن پاور نے گردن خم کی۔ گرینا اور کورا نے گہری نگاہوں سے اس نوجوان شخص کو دیکھا تھا جو دور سے دیکھنے پر بڑا اسمارٹ نظر آتا تھا لیکن اس کے چہرے کے کچھ نقوش بتاتے تھے کہ اس کی عمر کسی بھی طرح چالیس سال سے کم نہیں ہے۔ البتہ جسمانی موزونیت بہت شاندار تھی اور وہ ایک ورزشی جسم کا مالک اور خوش پوش آدمی نظر آتا تھا۔ دونوں خاموشی سے اس کی میز پر جا کر بیٹھ گئیں اور لائن پاور گارتھا ورتھا کے پاس آ گیا"۔

"بیٹھو۔ لائن پاور نے انتہائی مودبانہ انداز میں کرسی گھسیٹی اور بیٹھتا ہوا بولا۔

"یہ میری زندگی کا شاید سب سے سنہری لمحہ ہے جب میڈم گارتھا نے مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کی پیشکش کی ہے"۔ گارتھا کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے لائن پاور کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سناؤ چور۔ یہاں قاہرہ میں کیسے نظر آ رہے ہو۔ کیا کر رہے ہو یہاں؟"

"اوہ میڈم۔ بس میں آج تک اپنی تقدیر کے ان ستاروں کی تلاش میں ہوں جن کا رنگ تبدیل کیا جا سکے"۔

"اور یہ ستارے کبھی نہیں ملیں گے۔ میں اس کی پیش گوئی کر چکی ہوں"۔

"نہیں میڈم آپ ایسا نہ کہیں۔ کیا آپ اس بات پر یقین کر سکتی ہیں کہ میں تو آپ کو اپنا روحانی پیشوا مانتا ہوں جو کام بھی شروع کرتا ہوں آپ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں اور اس امید پر کہ یقینی طور پر کامیابی حاصل ہو گی"۔

"خوب در پردہ تم نے اپنی ناکامیوں کا ذمہ دار مجھے قرار دے دیا"۔

"نہیں۔ بلکہ میں اپنے آپ کو احمق تصور کرتا ہوں کہ اس سے پہلے میں نے میڈم کے نام سے اپنے کسی کام کا آغاز کیوں نہ کیا کیونکہ یہ پہلا موقع ہے اور وہ بھی آپ سے کئی ملاقاتوں کے بعد جب میں نے فیصلہ کیا کہ میڈم کو نگاہوں میں رکھنے کے بعد کسی کام کا آغاز کیا جائے تو یقینی طور پر اس میں کامیابی حاصل ہو گی کیونکہ میڈم کا نام ہی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے"۔

"خوشامدی شو۔ تم آج بھی کل سے مختلف نہیں ہو۔ وہی انداز اور وہی کیفیت ویسے وقت تم پر قائم ہو گیا ہے اور تم کسی بھی طرح وقت سے متاثر نہیں ہوتے۔ تمہاری صحت تمہاری شخصیت سب کچھ بالکل پہلے جیسی ہے حالانکہ میں تقریباً سات سال کے بعد تمہیں دیکھ رہی ہوں"۔ لائن پاور نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی اور کہنے لگا۔

"اپنے آپ کو فٹ رکھنا ہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے"۔

"تو آج تم کامیابی زندگی گزار رہے ہو؟"

"نہیں میڈم دراصل قناعت پسندی اختیار کر لی ہے میں نے آپ کو علم ہے کہ آج تک جو کچھ بھی کیا اس میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کی اور جب آخری مرحلہ آ گیا تو میں نے بالآخر سیسل براؤن سے شادی کر لی"۔

"کس سے"۔ گارتھا ورتھا نے چونک کر پوچھا؟"

"آپ کو سیسل براؤن یاد ہو گی۔ سات افراد کی قاتل۔ جسے چوبیس سال کی مجموعی سزا ہوئی تھی"۔

"اور وہ لڑکی تمہاری بیوی ہے؟"

"ہاں میڈم۔ زندگی میں بس ایک ہی کامیابی حاصل ہوئی یعنی اس لڑکی کو قید خانے سے نکال لانا اور اس کے بعد ظاہر ہے اس سے شادی کیے بغیر چارۂ کار نہیں تھا"۔

"تو اس کا مقصد ہے کہ تم آج کل گھریلو زندگی گزار رہے ہو اور وہ بھی قاہرہ میں"۔

"نہیں میڈم گھریلو زندگی بھی میری تقدیر میں نہیں لکھی لیکن سیسل براؤن سے شادی کرنے کے بعد مجھے کچھ آسانیاں ضرور حاصل ہو گئی ہیں۔ گو میں اسے اپنی زندگی کا آخری حصہ نہیں سمجھتا بلکہ جدوجہد میں مصروف ہوں لیکن اب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے زندگی میں پہلی کامیابی حاصل کی ہے"۔

"بیوی کی شکل میں؟"

"نہیں۔ بیوی کے اقدامات کی شکل میں۔ سیسل براؤن کے بارے میں آپ کو مختصر تفصیلات تو معلوم ہی ہیں۔ اس وقت جب وہ ذہنی طور پر اس بوجھ سے آزاد ہو گئی جس کی بنا پر اس نے سات افراد کو قتل کر دیا تھا تو وہ ایک ذہین ترین لڑکی ثابت ہوئی"۔

"آج کل یہاں کیا کر رہے ہو؟ کیا قاہرہ سیر و سیاحت کی غرض سے آئے ہوئے ہو یا یہاں قدم جما لئے ہیں؟"

"نہیں۔ قاہرہ میرے لئے ایک اچھا گھر ثابت ہوا ہے اور میں کافی عرصے سے یہاں مقیم ہوں۔ آپ سے کیا چھپانا۔ سیسل براؤن ایک مقامی ہوٹل میں رقص کرتی ہے لیکن درحقیقت ہم دونوں مل کر کچھ اور کام بھی کر رہے ہیں یہاں کے لوگ بڑے سادہ دل اور سادہ لوح ہوتے ہیں۔ انہیں بس تھوڑی سی مشکلات میں گرفتار کر دیا جائے۔ گھر کے اخراجات آسانی سے ادا کر دیا کرتے ہیں"۔ گارتھا ہنس پڑی۔ اس نے کہا۔

"گویا تم اب بھی اتنے ہی چور ہو"۔

"کیا کروں میڈم۔ تقدیر کے ستارے کبھی ہاتھ نہیں آتے۔ بس ایک بار میری ملاقات میرے ستاروں سے ہو جائے تو آپ یقین کریں کہ میں انہیں تبدیل کر لوں گا مگر کیا کروں ستاروں کا ہاتھ آنا ایک ناممکن عمل ہے"۔

"سیسل براؤن کون سے ہوٹل میں رقص کرتی ہے؟"

"مختلف ہوٹلوں میں ہم کانٹریکٹ کرتے رہتے ہیں ویسے وہ یہاں کی ایک مقبول رقاصہ کے نام سے جانی جاتی ہے"۔

"نام تبدیل کر لیا ہے اس نے؟"

"نہیں سیسل براؤن ہی کے نام سے وہ روشناس ہے لیکن مقامی لوگ اسے اپنوں ہی میں تصور کرتے ہیں۔ وہ بہترین قسم کی مقامی زبان بولتی ہے اور یہ زبان تو میں نے

بھی سیکھی ہے۔ ہم یہاں کے ماحول میں پوری طرح رچ بس گئے ہیں اور تھوڑے بہت تعلقات بھی پیدا کر لئے ہیں۔ ویسے میرے اور سیسل براؤن کے علاوہ میرے گروہ میں چار افراد مزید شامل ہیں جو ہماری تنخواہوں پر پلتے ہیں لیکن بہترین آدمی ہیں"۔ گارتھا نے مسکرا کر گردن ہلائی اور بولی۔

"اس کا مقصد ہے کہ کام کے آدمی ہو؟"

"ہاں میڈم لیکن آپ کی یہاں آمد؟"

"ظاہر ہے ایک کام ہی سے یہاں آئی ہوں اور مجھے تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔

میرے کمرے کا نمبر نوٹ کر لو۔ کل دن کو گیارہ بجے میں اپنے کمرے میں تمہارا انتظار کروں گی"۔ گارتھا نے اسے اپنے کمرے کا نمبر بتا دیا اور اس کے بعد کافی دیر تک لائن پاور اس کے ساتھ بیٹھا رہا پھر اس نے کہا۔

"سیسل براؤن کو آپ کے بارے میں بتاؤں گا تو وہ بے پناہ خوش ہو گی۔ کیا کل گیارہ بجے اسے بھی اپنے ساتھ لے آؤں"۔

"نہیں۔ وہ جانی پہچانی شخصیت ہے اور میں نہیں چاہتی کہ لوگ ہماری جانب متوجہ ہوں۔ تم بھی نہایت اطمینان سے آؤ گے اس کے بعد گارتھا نے اس سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم یہاں سے جاؤ اور میری دونوں ساتھی لڑکیوں کو میرے پاس بھیج دو۔ لائن پاور نے برا مانے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔ چند لمحات کے بعد کورا اور گرینا گارتھا کے پاس آ گئیں۔ اس نے کہا۔

"سوری لیکن اتفاق کی بات ہے کہ ہمیں ایک بہت ہی کام کا آدمی مل گیا ہے۔ اس کا نام لائن پاور ہے۔ وہ... ان دونوں کو اس کے بارے میں بتانے لگی۔ دوسرے دن گیارہ بجے لائن پاور بڑی مستعدی سے گارتھا کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا اور گارتھا نے اسے اندر طلب کر لیا۔ لائن پاور اسی انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"تم نے سیسل براؤن کو میرے بارے میں تفصیلات بتا دیں؟"

"جی میڈم اور وہ آپ سے ملنے کی بے انتہا خواہش مند ہے"۔

"ابھی یہ ممکن نہیں ہے۔ اس سے کہو کہ وہ اپنا کام جاری رکھے۔ میں کسی نہ کسی وقت اس سے ضرور مل لوں گی اور سنو تمہیں میرا ایک اہم کام کرنا ہے"۔

"جی میڈم۔ فرمایئے"۔

"یہاں مجھے ایک شخص کی تلاش ہے۔ اس کا نام ارتقا ہاشمی ہے"۔

"امیر ارتقا ہاشمی"۔ لائن پاور نے سوال کیا اور گارتھا در تھا اسے چونک کر دیکھنے لگی۔

"جانتے ہو اسے؟"

"میڈم میری یہی تو لائن ہے۔ مجھے بھلا یہاں کے اہم لوگوں کے بارے میں معلومات کیوں نہ حاصل ہوں گی"۔

"امیر ارتقا ہاشمی کیا شے ہے؟"

"ایک بے پناہ دولت مند آدمی جس کی ہزاروں صنعتیں پورے مصر میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی دولت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ مقامی لوگوں کی طرح تعیش پسند ہے اور اس نے اپنے عیش و عشرت کے لئے بے شمار محل تعمیر کرا رکھے ہیں۔ آٹھ بیویوں کا شوہر ہے اور بہت ہی نفیس زندگی گزارتا ہے"۔

"تم سے کیسے تعلقات ہیں؟"

"بالکل نہیں ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ مجھے نہیں جانتا"۔

"اس کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے تفصیلات درکار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہو سکتا ہے میں تمہیں کوئی مزید کام دوں اور اس کا بھرپور معاوضہ تمہیں دیا جائے گا"۔ لائن پاور نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم سے معاوضہ لینے کا مقصد یہی ہے کہ میں نے اپنے آپ سے غداری کا آغاز کر دیا۔ میڈم مجھے تفصیلات بتائیں۔ ارتقا ہاشمی کے بارے میں اور کیا کرنا ہے"۔

"نہیں فی الحال مجھے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ اور اس کے مشاغل کے بارے میں بھی کچھ تفصیلات مہیا کرو"۔

"اگر آپ پسند کریں میڈم تو میں آپ کو کسی ایسے وقت کا تعین کر کے بتا دوں جب امیر ارتقا ہاشمی کا جائزہ لیا جا سکے"۔

"ہاں یہ نہایت مناسب ہو گا"۔

"تو پھر یوں سمجھ لیجیے آج شام کو ٹھیک چار بجے میں آپ کو ٹیلیفون کر کے اس کی آج شام کی مصروفیات کی اطلاع دے دوں گا"۔

"میں تمہارے ٹیلیفون کا انتظار کروں گی"۔ گارتھا نے کہا اور اس کے بعد اس نے لائن پاور کو جانے کی اجازت دے دی۔ شام کو چار بجے تک لائن پاور کا کوئی ٹیلیفون نہیں آیا تھا۔ گارتھا انتظار کرتی رہی لیکن چار بج کر پندرہ منٹ پر اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور جب اس نے دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی تو وہ لائن پاور ہی تھا۔ اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"پندرہ منٹ زیادہ ہو چکے ہیں اور میڈم یقینی طور پر میرے فون کا انتظار کر رہی ہوں گی لیکن اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمایئے دراصل ان دنوں امیر ارتقا ہاشمی بہت زیادہ مصروف ہے اور اس کی مصروفیات کا صحیح اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہو گیا۔ میں تو پریشان ہو گیا تھا اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ آپ براہ کرم اس کی تفصیلات نوٹ فرما لیجیے لیکن اگر آپ پسند کریں تو آج شام ساڑھے چھ بجے اس سے کہانا پارک ہوٹل میں مل سکتی ہیں۔ میرا مطلب ہے وہاں وہ ایک چلڈرن شو میں شریک ہو رہا ہے۔ دراصل وہ اس چلڈرن ایسوسی ایشن کا صدر ہے اور اپنی تمام مصروفیات کے باوجود اسے اس شو میں شریک ہونا پڑ رہا ہے۔ مجھے ان معلومات کے حصول میں تھوڑی سی دقت ہوئی لیکن بعد میں میں نے سوچا کہ اگر میڈم اس سے کچھ دلچسپی رکھتی ہیں تو کیوں نہ میڈم کو اس شو کی زیارت ہی کرا دی جائے۔ میرا مطلب ہے وہاں آپ اس شخص سے مل سکتی ہیں۔ ویسے معلومات کے دوران یہ بھی علم ہوا ہے کہ آج کل اس کے ہاں کچھ مہمان مقیم ہیں جن کا تعلق ایشیا کے ملک سے ہے"۔ گارتھا نے گہری نگاہوں سے لائن پاور کا جائزہ لیا اور بولی۔

"تمہاری اس کوتاہی کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے لیکن صرف اس شرط پر کہ اس جگہ جہاں تم نے یہ شو بتایا ہے تم بذات خود مجھے لے کر چلو گے اور وہاں تک میری نشاندہی کرو گے۔ میں امیر ارتقا ہاشمی کو پہچانتی بھی نہیں ہوں۔ تم اس کی نشاندہی بھی کر سکو گے"۔

"وہ ٹھیک ساڑھے چھ بجے میں یہاں پہنچ جاؤں گا بلکہ چھ بج کر پندرہ منٹ پر یہاں پہنچنا مناسب رہے گا۔ دو گھنٹے باقی ہیں۔ ہم پندرہ منٹ کے اندر کہانا پارک ہوٹل پہنچ جائیں گے"۔

"ہوں ٹھیک ہے میں سوا چھ بجے تمہارا انتظار کروں گی"۔ ٹھیک سوا چھ بجے جب کہ گارتھا اپنی دونوں ساتھی لڑکیوں کے ساتھ کیل کانٹے سے لیس ہو کر تیار تھی۔ لائن پاور نے ایک بار پھر ان کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ وہ اپنے ساتھ بہت خوبصورت کار لے کر آیا تھا خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا چنانچہ وہ تینوں خواتین کو لے کر چل پڑا۔ کہانا پارک ہوٹل بھی اتفاق سے دریائے نیل کے کنارے ہی ایک خوبصورت مقام پر واقع تھا اور وہاں بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ ہوٹل کے ایک بہت بڑے لان پر سجاوٹیں دیکھنے کے قابل نظر آ رہی تھیں۔ بہت سے مہمان جمع تھے۔ اس شو میں شرکت کے لئے کوئی ایسی پابندی نہیں تھی ہر شخص دیکھ سکتا تھا۔ مصری تہذیب کے بے شمار نمونے وہاں نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف ایک خوبصورت سی جگہ بنائی گئی تھی جہاں کچھ مہمان بیٹھے ہوئے تھے اور پھر لائن پاور نے گارتھا کو ایک سمت متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مطلوبہ شخصیت"۔ گارتھا نے گہری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا جو چہرے ہی سے خوش مزاج نظر آتا تھا اور اس کے لباس اور انداز سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ بلاشبہ وہ ایک دولت مند شخصیت ہے لیکن اس کے علاوہ اس نے کچھ اور بھی دیکھا تھا۔ یہ تین افراد تھے جن میں ایک ایشیائی عورت ایک بہت ہی حسین نوجوان اور تیسری شخصیت یقینی طور پر

اسکی معلومات کے مطابق اسد شیرازی ہی کی ہو سکتی تھی۔ وہ ایک خوبصورت سوٹ میں ملبوس ارتقا ہاشمی کے برابر چل رہا تھا۔ چوتھی شخصیت ایک قوی ہیکل آدمی کی تھی جس کی پرسنالٹی بہت ہی شاندار تھی۔ یہ یقینی طور پر کسی یورپی ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ گہری نگاہوں سے ان میں سے ایک ایک کا جائزہ لیتی رہی اور پھر اس کی نگاہوں کا مرکز وہ نوجوان بن گیا جو ایک نیلے رنگ کے سوٹ میں اتنا پرکشش نظر آ رہا تھا کہ گرینا اور کورا بھی اسے دیکھتی رہ گئی تھیں۔ خود وہ بھی اسے تعریفی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرا رہی تھی۔ پھر اس کے ہونٹوں سے آہستہ سے نکلا۔

"خوب... بہت خوب..."۔

OOOOO

"صاعقہ ہاشمی امیر ارتقا کی پانچویں بیوی تھی۔ ایک معزز گھرانے سے اس کا تعلق تھا اور امیر ارتقا کی زوجیت میں آئے ہوئے اسے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ اس وقت پانچ عورتیں اس کے حسن و جمال کی آرائش کر رہی تھیں اور ایک بڑے سے آئینے کے سامنے صاعقہ بیٹھی ہوئی آئینے میں اپنا حسن و جمال دیکھ رہی تھی۔ میک اپ کی ماہر خواتین کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے اور انہوں نے صاعقہ کے چہرے سے ایک ایک شکن مٹا دی تھی۔ وہ ایک بالکل ہی جوان اور نوخیز حسینہ نظر آ رہی تھی۔ امیر ہاشمی کے آنے کی اطلاع ملی تھی اور کہا گیا تھا کہ آج رات امیر ہاشمی کا قیام صاعقہ ہی کے ساتھ ہوگا۔ یہ معمولات میں سے تھا اور اس میں کوئی ایسی انوکھی بات نہیں تھی البتہ وہ تمام تر تیاریاں ضرور کرنا ہوتی تھیں جو امیر ہاشمی کے کسی بھی جگہ آنے پر اس کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوی کیا کرتی تھی چنانچہ صاعقہ نے اپنے طور پر خود آپ کو بہت ہی دلکش بنا لیا تھا۔ جب تمام تر تیاریاں مکمل ہو گئیں تو اس نے اس جگہ کی آرائش کا جائزہ لیا۔ جہاں امیر ہاشمی کا اس کے ساتھ قیام ہوا کرتا تھا۔ موسم کے لحاظ سے ان جگہوں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ دریائے نیل کے کنارے اس خوبصورت اور عالیشان مکان کا ایک عقبی حصہ ہر

طرح سے بیرونی نگاہوں سے محفوظ تھا۔ یہاں بہترین قسم کے سوئمنگ پول بنے ہوئے تھے جو زیادہ کشادہ نہیں تھے اور صرف موسم کی مناسبت سے ان کا استعمال کیا جا سکتا تھا۔ صاعقہ نے ایک سوئمنگ پول میں امیر ہاشمی کی پسند کا ایک عطر شامل کرایا جس سے سوئمنگ پول کا تمام تر پانی خوشبو سے معطر ہو گیا اور اس کی خوشبو فضا میں منتشر ہونے لگی۔ غرض امیر کے استقبال کے لئے وہ تمام تیاریاں صاعقہ نے مکمل کر لیں جو عموماً کی جاتی تھیں اور اس کے بعد وہ امیر کے استقبال کے لئے صدر دروازے پر پہنچ گئی۔ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور اس کے بعد کھانے کا یہیں ارادہ تھا۔ وقتِ مقرر پر امیر ارتقا ہاشمی کی خوبصورت کار وہاں پہنچ گئی اور صاعقہ نے تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ شوہر کا استقبال کیا۔ امیر ارتقا ہاشمی حسبِ معمول بہت زیادہ خوش و خرم نظر آ رہا تھا۔ اس نے محبت بھری نظروں سے اپنی چہیتی بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہو صاعقہ کیسے مزاج ہیں تمہارے۔ تم خوش تو ہو نا"۔

"امیر کا التفات جسے حاصل ہو خوشیاں اس سے دور کب رہتی ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں"۔

"شکریہ صاعقہ۔ ہم ان دنوں۔ بہت زیادہ مصروف ہیں خصوصاً ان مہمانوں کی وجہ سے جو ہمارے لئے بہت معزز حیثیت کے حامل ہیں"۔

"یقیناً۔ میں امیر کی مصروفیات کو اچھی طرح جانتی ہوں اور اسی لئے مجھے امیر کی آمد کی اطلاع پر انتہائی حیرت ہوئی تھی لیکن یہ بھی میں جانتی ہوں کہ امیر مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں اور میں اپنی اس خوش بختی پر زندگی بھر ناز کرتی رہی ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی"۔ ارتقا ہاشمی نے مسکراتے ہوئے بیوی کا ہاتھ پکڑا اور ٹہلنے کے سے انداز میں چلتا ہوا کافی دور تک نکل آیا۔ صاعقہ نے کہا۔

"امیر کا اگر حکم ہو تو کھانے کی تیاریاں کر لی جائیں۔ امیر ارتقا ہاشمی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور بولا۔

"ہاں مناسب ہے اس وقت کھا لینا۔ میرے خیال میں تم ملازموں کو ہدایت کر دو۔ صاعقہ امیر ارتقا ہاشمی کو ایک وسیع و عریض کمرے تک لے آئی جہاں خوبصورت نشست گاہیں لگی ہوئی تھیں اور پھر اس نے گھنٹی بجا کر ایک ملازمہ کو طلب کیا جو قدیم زمانے کی کنیزوں کی مانند لباس پہنے ہوئے تھی۔ اس نے آ کر گردن خم کی اور صاعقہ نے اس سے کہا کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک عظیم الشان میز کے قریب پہنچ گئے جس پر ایک سرے سے لے کر آخری سرے تک کھانے چنے ہوئے تھے۔ صاعقہ کو امیر نے بہت محبت کے ساتھ اپنے قریب ہی بٹھایا۔ تو صاعقہ نے کہا۔

"میری تو خواہش تھی کہ آپ کسی دن اپنے مہمانوں کو بھی میری اس آرام گاہ میں ضیافت دیتے۔ مجھے نہایت مسرت ہوتی"۔

"ہاں اس کے لئے کوئی نہ کوئی وقت مقرر کیا جائے گا۔ فی الحال نہیں"۔ کھانے کے دوران دونوں گفتگو کرتے رہے۔ صاعقہ نے پوچھا۔

"ویسے امیر اپنے اس سفر کی تیاریاں کب تک مکمل کر لیں گے"۔

"وہ ہمارے سفر کی تمام تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں اور اب ...... کسی بھی لمحے ہم اپنے اس سفر کے آغاز کا اعلان کر دیں گے"۔

"بہت خوب۔ مجھے دلی مسرت ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ امیر کے ہمراہ ایک حسین سمندری سفر کتنا خوشگوار ثابت ہو سکتا ہے"۔ امیر ارتقا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے محبت بھرے انداز میں صاعقہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یقیناً میرے ساتھ اگر تم لوگ موجود نہ ہو تو مجھے اپنی زندگی ادھوری محسوس ہوتی ہے"۔

"پچھلے دنوں بھی میرا خیال تھا کہ امیر مجھے یقینی طور پر دعوت دیں گے۔ میرا مطلب ہے [illegible] یوسی ایشن کے پروگرام میں جس میں پچھلے سال آپ مجھے لے گئے تھے"۔

"اس بار یہ پروگرام ہنگامی طور پر ترتیب دیا گیا ہے۔ میں صرف اپنے مہمانوں کو لے جا سکا۔ شاید میں پرسوں ہی تم سے ملاقات کے لئے آتا لیکن مجھے پرسوں ہی یہ اطلاع دے دی گئی تھی کہ کل ہنگامی طور پر وہ شو کیا جا رہا ہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ کچھ غیر ملکی مہمان بھی آئے ہوئے ہیں جن کے سامنے یہ شو ضرور کیا جانا چاہیئے تھا کیونکہ وہ بھی اسی بین الاقوامی ادارے سے تعلق رکھتے ہیں"۔

"میں نے گفتگو شکایت کے طور پر نہیں کی بلکہ امیر کی مصروفیات معلوم کرنا چاہ رہی تھی"۔

"ہاں۔ میں نے بھی یہ سوچا کہ اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا جائے کیونکہ اس کے بعد ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا یہ سفر کتنا طویل ہوگا۔ یہاں کے سارے معمولات میں نے دوسروں کے حوالے کر دیئے ہیں اور اب ایک طویل سفر کے لئے اپنے آپ کو بالکل تیار پاتا ہوں"۔

"میں بے حد مسرور ہوں"۔ صاعقہ نے کہا اور امیر مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ کھانے کے بعد چہل قدمی کرتے ہوئے صاعقہ اسے اسی عقبی حصے کی جانب لے آئی جہاں یہ سب اہتمام کیا گیا تھا۔ اب یہاں خوبصورت میز اور خوش رنگ پھلوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ مشروبات کے برتن بھی نظر آ رہے تھے۔ امیر ارتقا ہاشمی نے کہا۔

"تمہاری نفاست کے ہم دل سے قائل ہیں صاعقہ تمہارے اندر بہت خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں"۔ مسند پر بیٹھنے کے بعد امیر نے ایک .... سیب اُٹھا کر دانتوں سے کترا اور پھر اسے ایک سمت اُچھال دیا۔

امیر ارتقا نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"بہر طور ہم نے تمہیں ہمیشہ اپنی بیوی بنانے کے بعد خوش رکھنے کی کوشش کی۔ ہم تو ان لمحات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں جب تمہیں ہماری ذات سے کوئی دکھ پہنچا ہو"۔

"امیر نے مجھے حکم دیا تھا کہ اگر کبھی میرے ذہن میں

کوئی ایسی بات آئے جو مجھے ناگوار گزرے تو میں امیر کو بلا تردد بتا دوں اور میں نے ہمیشہ ایسا ہی کیا"۔

"اور کیا ہم نے تمہارے اس دکھ کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی"۔

"امیر کی عنایتوں کا تو میں نے ہمیشہ ہی شکریہ ادا کیا ہے"۔

"اور ہم نے تم سے ایک بات اور بھی کہی تھی صاعقہ۔ وہ یہ کہ ہم دنیا کی ہر چیز برداشت کر لیتے ہیں، بیوفائی اور کردار کی خرابی کبھی نہیں برداشت کرتے"۔

"ہاں امیر۔ آپ نے یہ کہا تھا۔ مجھ سے کوئی قصور ہو گیا کیا؟" صاعقہ نے کسی قدر پریشان لہجے میں پوچھا"۔

"اگر ہم کوئی گفتگو کرتے ہیں تم سے تو تم اس سلسلے میں یہ کیوں سوچتی ہو کہ اس کی گہرائیوں میں کوئی بہت بڑی بات ہے۔ ہاں اگر تم سے کوئی شکایت ہوئی تو کہیں گے ضرور کہیں گے اور وعدے کے مطابق تمہیں بتا دیں گے۔ بولو ہمیں ایسا کرنا چاہیئے یا نہیں"۔

"کیوں نہیں امیر۔ میں آپ کی خادمہ ہوں"۔

"نہیں، نہیں تم ہماری محبت ہو۔ ہماری پسند ہو۔ ارے ہاں ہم تمہارے لیے کچھ تحائف لائے ہیں۔" امیر نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے عقب میں موجود ملازموں میں سے ایک کو طلب کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی گھنٹی بجا دی جو یہاں موجود تھی۔ چند ہی لمحات کے بعد ایک قوی ہیکل ملازم یہاں پہنچ گیا اور اس نے گردن خم کر دی۔

"ہماری کار کے پچھلے حصے میں کچھ پیکٹ رکھے ہوئے ہیں، وہ اٹھا لاؤ"۔ امیر نے کہا اور اس کے بعد فضاؤں میں گہری گہری سانسیں لینے لگا پھر اس نے اس چھوٹے سے حوض کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج جو خوشبو تم نے اس حوض میں ملائی ہے وہ یقینی طور پر وہی ہے جو ہمیں پسند ہے لیکن ہم اس خوشبو کو تھوڑا سا تبدیل کرنا چاہتے ہیں"۔

"حکم دیں امیر۔ کون سی تبدیلی پسند فرمائیں گے"۔

"ہم اس کے لئے خود ایک چیز لائے ہیں۔ وہ تمہیں بعد میں دکھائیں گے۔" کچھ دیر کے بعد وہ ملازم ہاتھوں میں چند پیکٹ لیتے ہوئے اندر آ گیا۔ امیر ارتقا ہاشمی نے یہ پیکٹ کھول کھول کر صاعقہ کے سامنے رکھنا شروع کر دیئے۔ انتہائی قیمتی زیورات ان پیکٹوں میں موجود تھے۔ صاعقہ کی آنکھوں میں ہیرے چمکنے لگے اور عورت کی فطرت کے مطابق وہ ہزاروں قسم کے زیورات سے آراستہ تھی لیکن نئے زیورات اس کے لئے باعث خوشی تھی۔ وہ ایک ایک کو دیکھ کر اپنی پسند کا اظہار کرنے لگی۔

اس دوران امیر ارتقا ہاشمی اپنی جگہ سے اٹھا اس نے ایک پیکٹ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی چوڑی شیشی نکالی اور پھر اس کی ڈاٹ کھول کر اس پوری شیشی کو اس پانی میں انڈیل دیا جس سے نفیس خوشبو اٹھ رہی تھی۔ پانی کی خوشبوں میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس دوران صاعقہ بدستور زیورات میں الجھی ہوئی تھی۔ ارتقا ہاشمی اس کے پاس آ بیٹھا اور اس نے زیورات کے ڈبے ایک جانب سرکاتے ہوئے کہا۔

"یہ زیورات بہت قیمتی بہت خوبصورت ہیں۔ تمہاری نذر کئے یہ ہم نے لیکن ہم تمہارا التفات چاہتے ہیں"۔ صاعقہ جلدی سے سنبھل گئی اس نے ڈبے بند کئے اور انہیں ایک طرف رکھتی ہوئی بولی۔

"امیر کا سب سے قیمتی تحفہ ان کا التفات ہے"۔

"ہاں لیکن ہمیں اچانک ہی تم سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں"۔

"کیسی شکایتیں؟"

"تم نے ہمارے ان مہمانوں کو دیکھا جو ایشیا سے آئے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں۔ ہم تو خود وہاں جا چکے ہیں اور میں ان سب سے مل چکی ہوں"۔

"سب سے نہیں ملی تم۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے جن سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی مثلاً جیسے وہ نوجوان جس کا نام شعبان ہے اور جو یہاں آیا ہے"۔ صاعقہ نے امیر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ نہایت خوبصورت نوجوان ہے"۔

"کیا اس قابل کہ اسے ہر چیز پر فوقیت دی جائے؟" امیر ارتقا ہاشمی نے پوچھا اور پہلی بار صاعقہ کے چہرے پر... عجیب سے تاثرات پیدا ہو گئے جس میں خوف کا عنصر شامل تھا۔ اس نے سہمے ہوئے انداز میں امیر ارتقا ہاشمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں امیر کے ان الفاظ کا مطلب سمجھنا چاہتی ہوں؟"

"اوہو۔ پھر وہی مطلب کی گہرائیاں۔ مطلب کی بات تو انسان ہر قیمت پر کر ہی لیتا ہے۔ ہماری قربت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاؤ گی، نزدیک آؤ"۔ امیر نے کہا اور اس کے بعد صاعقہ کو بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کھینچ لیا پھر اچانک ہی اس نے کہا۔

"ہم نے تو ہمیشہ تمہیں پھولوں کی طرح رکھا ہے۔ تمہیں یاد ہیں وہ لمحات جب ایک بار تمہارے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا تھا اور تمہاری دو انگلیاں کٹ گئی تھیں"۔ صاعقہ بُری طرح سہم گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں امیر مجھے یاد ہے"۔

"اور اس کے بعد ہم تمہیں اپنے ساتھ پیرس لے گئے تھے جہاں ہم نے تمہاری وہ دو انگلیاں مصنوعی طور پر لگوا دی تھیں"۔

"جی امیر۔ آپ نے درست فرمایا"۔

"ذرا اپنے دستانے اتارو۔ ہم ان انگلیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں"۔ صاعقہ کا چہرہ اب بالکل ہی زرد پڑ گیا تھا۔ چند لمحات پہلے جو مسرت اور تازگی اس میں نظر آ رہی تھی اب اس کا نام و نشان نہیں تھا۔ امیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے سیاہ دستانے کھینچ لئے اور پھر متعجبانہ انداز میں بولا۔

"ارے وہ مصنوعی انگلیاں کہاں گئیں۔ کیا انہیں تم نے کہیں اتار کر پھینک دیا ہے؟"

"جج... جی امیر۔ جی امیر"۔

"یہ دو انگلیاں ملی ہیں ہمیں۔ ذرا دیکھو یہ تمہاری تو نہیں ہیں"۔ ارتقا ہاشمی نے اپنے لباس سے وہ دو مصنوعی انگلیاں نکال کر صاعقہ کے سامنے رکھ دیں جنہیں شعبان نے اس کے حوالے کیا تھا۔ صاعقہ کو چکر آنے لگے۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ جھومنے لگی۔ امیر ارتقا ہاشمی نے کہا۔

"تمہاری دو انگلیاں غائب ہیں اور دو انگلیاں ہمیں دستیاب ہوئی ہیں۔ کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ تم نے انہیں اس بے قدری سے کہیں کیوں ڈال دیا"۔ صاعقہ نے اپنے آپ کو ایک بار پھر سنبھالا۔

"کیا یہ انگلیاں امیر ارتقا ہاشمی کو کہیں پڑی ہوئی ملی ہیں۔؟" اس نے امید بھری نگاہوں سے امیر ارتقا ہاشمی کا چہرہ دیکھا اور بولی۔

"یہ آپ کو کہاں سے ملیں امیر؟"

"یہ بتاؤ صاعقہ یہ تم نے کہاں رکھی تھیں"۔

"کبھی کبھی غسل کے وقت میں انہیں اپنے ہاتھ سے جدا کر دیتی ہوں اور اس کے بعد کئی بار انہیں مختلف جگہوں پر بھول چکی ہوں۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن یہ مجھے دوبارہ نظر نہیں آئیں"۔

"حیرت کی بات ہے۔ ہمارے اس نوجوان دوست نے ہمیں ایک قصہ سنایا ہے۔ اچانک ہی یاد آیا کہ ایسی دو مصنوعی انگلیاں تو ہم نے تمہارے لگوائی تھیں۔ صاعقہ۔ اب بھلا یہ بتاؤ ارے ہاں ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ کوئی دوسری انگلیاں ہوں۔ ذرا ہم انہیں تمہارے ہاتھوں میں لگا کر دیکھیں"۔

"نہیں امیر۔ یہ میری ہی ہیں۔ صاعقہ نے اس طرح کہا جیسے کسی کنوئیں کی گہرائیوں سے بول رہی ہو۔

"تمہاری لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ کہانی"۔

"کک... کہانی... کک... کہانی۔ غلط ہے"۔

"نہیں۔ یہ بات ہم سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے صاعقہ کہ کون سی کہانی غلط ہوتی ہے اور کون سی درست۔ میرا خیال ہے تمہارے وجود پر کوئی سیاہی طاری ہو گئی ہے۔ تمہارے دل میں کچھ کالا پن پیدا ہو گیا ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہماری منظور نظر ہماری بہت ہی پیاری بیوی ہم سے بیوفائی

کرے اور اس کے وجود پر کوئی کالک لگی رہے۔ ایسا کرو صاعقہ اپنے وجود کی اس کالک کو دھو ڈالو۔ یہ اچھی نہیں ہوتی"۔ صاعقہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ نہ سمجھنے والے انداز میں ارتقا ہاشی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ ارتقا ہاشی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا پھر وہ اسے اس حوض کے قریب لے جاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں غسل کر لینا چاہیئے۔ اس کے بعد تمہارے وجود کی ساری سیاہی دھل جائے گی"۔

"تم ---- تم ---- میں ---- میں سمجھی نہیں۔ امیر میں سمجھی نہیں"۔

"اپنا لباس اپنے جسم سے جدا کر دو"۔ امیر ارتقا ہاشی نے کہا اور اس کے بعد صاعقہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی لیکن اس کا پورا جسم لرز رہا تھا اور ارتقا ہاشی مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ہم کچھ عجیب و غریب باتیں کرنے لگتے ہیں بعض اوقات لیکن کیا کریں ہمارا مزاج ہی ایسا ہے۔ وجود کی سیاہی دھونے کے لئے یہ غسل بے پناہ ضروری ہوتا ہے اور یہ غسل ہمارے خیال میں غسلِ صحت تصور کیا جاتا ہے"۔ امیر نے کہا اور اس کے بعد اچانک .... اس کی لات صاعقہ کی کمر پر پڑی اور صاعقہ اچھل کر پانی میں جا گری لیکن اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں انتہائی بھیانک تھیں۔ پانی میں جو خوشبو تھی وہ آہستہ آہستہ ختم ہو چکی تھی اور اس کی جگہ ایک عجیب سی کیفیت نے لے لی تھی لیکن صاعقہ کے اس میں گرتے ہی اچانک ہی پانی سے دھواں بلند ہونے لگا تھا۔ غالباً وہ کوئی بہت ہی طاقتور قسم کا تیزاب تھا جو اس پانی میں انڈیلا گیا تھا۔ تیزاب کی چھینٹیں صاعقہ کے چہرے پر پڑیں تو اس کی آنکھوں سے بھی ٹکرائیں اور چند لمحات میں اس کی بینائی گم ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کی کھال جلنے کی بدبو فضا میں اُبھر رہی تھی اور ہلکا ہلکا دھواں بھی۔ امیر ارتقا کے قہقہے گونجنے لگے۔

"غسل .... ایک غسلِ پاکیزگی انتہائی ضروری ہوتا ہے تاکہ اس کے بعد زندگی میں کوئی گندگی کی تھملی نہ رہے"۔ چند چیخیں اور اس کے بعد خاموشی پھر صاعقہ کی لاش آہستہ آہستہ پانی پر ابھر آئی۔ اس کا وجود ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور شاید امیر ارتقا کا دل بھی۔ وہ سرد نگاہوں سے اس لاش کو دیکھتا رہا اور اس کے بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ارتقا ہاشی کے حکم پر صاعقہ کو پھولوں کے کنج میں دفن کر دیا گیا۔ پھر ارتقا ہاشی نے اپنے ملازم کو حکم دیا۔

"یہاں سے یہ تمام چیزیں اٹھا کر لے جا"۔ اس نے ایک بار بھی اس ملازم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ تمام واقعہ کہیں اور نہ بیان کیا جائے۔ شاید وہ لوگ امیر ارتقا ہاشی کو جانتے تھے اور امیر کو خود بھی ان پر اتنا ہی بھروسہ تھا۔ اس طرح دو مصنوعی انگلیوں کی کہانی ختم ہو گئی تھی اور یہ دونوں انگلیاں امیر ارتقا ہاشی نے اس لاش کے ساتھ ہی دفن کر دی تھیں تاکہ یہ قصہ کبھی دوبارہ منظرِ عام پر نہ آئے۔

OOOOO

"دردانہ اور شعبان نے قاہرہ کا گوشہ گوشہ دیکھ ڈالا تھا اور ہر شے سے لطف اندوز ہوئے تھے۔ ان کا تعارف ان چند افراد سے بھی کرایا گیا تھا جنہیں ان کے محافظ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور ان دونوں کو بتا دیا گیا تھا کہ ان کا جہاں دل چاہے جا سکتے ہیں۔ ان کے محافظ ان کی نگرانی کریں گے۔ اس طرح بعد میں کوئی ایسی صورت حال پیش نہ آئی جو باعث تشویش ہوتی۔ کئی دن گزر گئے تھے ارتقا ہاشی اور کیپٹن ایڈگر مورالس مسلسل مصروف تھے اور اسد شیرازی دل ہی دل میں بہت خوش تھا۔ اس نے اس تمام سلسلے میں ارتقا ہاشی کی دلچسپی دیکھی تھی۔... جہاز کی تیاریاں برق رفتاری سے ہو رہی تھیں۔

اسد شیرازی سے تمام لوگوں کا تعارف بھی کرایا گیا تھا جو جہاز رانی میں کمال رکھتے تھے۔ انہیں بہترین تنخواہوں پر اور انتہائی بھاری معاوضے بطور پیشگی دے کر اس جہاز پر رکھا گیا تھا۔ ان میں انجینئر تھے اوشین ایکسپرٹ تھے اور جہاز اور سمندر سے متعلق معلومات رکھنے والے ایسے بہت سے انسان تھے جو اپنے فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کو خاص طریقہ کار کی نشاندگی کی بنیاد پر کئی ممالک سے بلایا گیا تھا اور بہترین پیشکشوں کے ساتھ ملازمتیں دی گئی تھیں۔ ان سے معاہدے ہو چکے تھے۔ دوسری جانب ارتقا ہاشی نے وہ تمام

انتظامات بھی کیے تھے جن کے تحت یہ سمندری جہاز دنیا کے دوسرے ممالک میں بے دھڑک جا سکتا تھا اور یہ کام اتنا آسان نہیں تھا کہ کچھ دنوں میں کر لیا جائے۔ بعد میں اس کے بارے میں ارتقا ہاشی نے بتایا کہ یہ سلسلہ بہت پہلے سے جاری تھا۔ ایک دن اسد شیرازی نے دردانہ اور شعبان سے کہا۔

"آج میں تمہیں وہ عظیم الشان جہاز دکھانا چاہتا ہوں جس میں ہمیں ایک بہترین مستقبل گزارنا ہے"۔ تیاریاں ہی کیا کرنا تھیں۔ دونوں نے لباس تبدیل کئے اور تھوڑی دیر کے بعد اسد شیرازی کے ساتھ چل پڑے۔ قاہرہ کی معروف سڑکوں اور گلیوں سے گزرتے ہوئے بالآخر وہ اس عمارت تک پہنچ گئے جسے حیرت ناک کہا جا سکتا تھا اور اس کے بعد وہاں انہوں نے ارتقا ہاشی اور کیپٹن ایڈگر مورالس کو دیکھا جو ان کے استقبال کے لئے موجود تھے پھر جہاز کے ایک ایک گوشے کی سیر کی جانے لگی۔ دردانہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ شعبان بھی دلچسپی سے ایک ایک چیز کے بارے میں ان لوگوں سے سوالات کر رہا تھا پھر اسد شیرازی اور ارتقا ہاشی دردانہ اور شعبان کو ایک خوبصورت کیبن میں لے گئے جو دو بستروں سے آراستہ تھا۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"یہ کیبن تم دونوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ یہاں کسی شے کی کمی ہو تو بتا دو"۔

"لوہ نہیں سر یقینی طور پر جو کچھ اس جہاز پر دیکھا گیا ہے۔ اس سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر بقیہ زندگی سمندر کے سینے پر ہی بسر کر لی جائے تو کوئی تکلیف نہیں ہو گی"۔ دردانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے معزز دوستوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہاں ہر طرح کی تفریحات کا انتظام بھی کیا گیا ہے"۔ ارتقا ہاشی نے کہا۔

"ہم تو یہ سب کچھ دیکھ کر بڑے حیران ہیں جناب"۔ دردانہ نے ارتقا ہاشی سے کہا۔

"اور تم جوان آدمی۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے"۔ اس بار ارتقا ہاشی نے شعبان سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

"میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ سب کچھ بہت شاندار ہے"۔

"تم مجھے بعض اوقات بے حد عجیب لگتے ہو۔ میں نے ابھی تک تمہارے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں کی لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم انتہائی پُرکشش نوجوان ہو"۔ ارتقا ہاشی کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔ شاید یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کے ذہن میں کچھ یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔ اسد شیرازی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ تم دونوں یہاں ہونے والی تمام کارروائیوں سے مطمئن ہونا"۔

"میں سمجھی نہیں سر؟"

"میرا مطلب ہے اگر ہم سفر کے لئے کوئی وقت متعین کر لیں تو تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں محسوس ہو گی"۔

"ہم تو آپ کے ساتھ ہیں۔ بھلا ہم اس سلسلے میں کیا کہہ سکتے ہیں"۔

"تو پھر اپنے اس کیبن میں قیام کرو۔ کچھ دیر کے بعد تمہارا سامان یہاں پہنچ جائے گا"۔ اسد شیرازی کے ان الفاظ نے دردانہ کو چونکا دیا تھا۔ اس نے تعجب بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا تو اسد شیرازی مسکرا کر بولے۔

"ہاں سفر کے لئے ہم تیار ہیں اور اس جہاز میں اب اس مقصد کے تحت آئے ہیں کہ یہاں سے اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں"۔

"لوہ میرے خدا! مجھے آپ نے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا"۔

"بس تمہیں چونکانا چاہتا تھا میں۔ تمہارا سامان ابھی چند لمحات کے بعد یہاں پہنچ جائے گا۔ تقریباً تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اور اس کے بعد جہاز کو آگے بڑھا دیا جائے گا"۔ دردانہ کو واقعی ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہوئی تھی۔ اس نے شعبان کی طرف دیکھا جو مسکراتی نگاہوں سے اسد شیرازی کو دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اچانک اس سفر کے آغاز

سے لطف حاصل ہوا ہو۔ بہرحال اس نے اس موضوع پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا پھر کچھ اور لوگ جہاز پر پہنچے اور اس کے بعد ان لوگوں نے ارتقا ہاشمی کی سات بیویوں کا استقبال کیا جو مخصوص لباسوں میں بے شمار سامان وغیرہ کے ساتھ جہاز پر پہنچی تھیں۔ اسد شیرازی کے ساتھ ساتھ دردانہ بھی ان بیویوں کی گنتی کرنے لگی جن میں ایک کم تھی لیکن اس کے بارے میں کوئی سوال کرنا بالکل غیر مناسب بات تھی۔ البتہ ان لوگوں کا پُرجوش استقبال کیا گیا اور ارتقا ہاشمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لوگ اپنے ساتھ اپنا سازوسامان رکھتے ہیں اور اپنی ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کرتے ہیں۔ میری ضروریات کے لئے یہی خواتین ہوتی ہیں اور جہاں یہ ہوں وہاں یوں میری ایک الگ دنیا بس جاتی ہے اور مجھے مزید کسی شے کی حاجت نہیں رہتی"۔

اسد شیرازی نجانے کیوں اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکا۔ ارتقا ہاشمی سے اس دوران کافی بے تکلفی بھی ہو گئی تھی اور وہ ہر موضوع پر گفتگو کر لیا کرتے تھے چنانچہ اس نے ہنستے ہوئے ارتقا ہاشمی سے کہا۔

"ہاشمی صاحب جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ آپ کے ہاں آٹھ خواتین ہوتی تھیں۔ میرا مطلب ہے ہماری آٹھ بھابیاں۔ ایک کہاں ہے"۔ ارتقا ہاشمی کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔ اس نے کہا۔

"خواتین کو بعض اوقات لمبی چھٹی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ سمجھتے ہو نا مگر تم کیا سمجھو گے۔ تم نے تو شادی ہی نہیں کی"۔

"شادی بے شک نہیں کی لیکن آپ کی بات سمجھ گیا ہوں ہاشمی صاحب"۔

"بس یہی مسئلہ ہے"۔ ارتقا ہاشمی نے کہا اور پھر جہاز کے اس مخصوص حصے کی جانب چل پڑا جہاں اس کی بیویوں کی قیام گاہ بنائی گئی تھی۔ جہاز پر تمام ہی لوگ بھاگ دوڑ میں مصروف تھے۔ بہترین لباسوں میں بہت ہی چاق و چوبند بڑے دلچسپ نظر آ رہے تھے۔ شعبان ان میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا تھا۔ دردانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے تو ہمیں اس سفر کے لئے روانہ ہونا تھا لیکن مجھ پر یہ دو حیرتیں بہت ہی بھاری گزری ہیں"۔

"کون سی حیرتیں"۔ اسد شیرازی نے پوچھا۔

"اول تو یہ عظیم الشان جہاز۔ آپ یقین کیجیے میرے ذہن میں ایک دولت مند شخص کی کوششوں کا تصور ضرور تھا اور میں جانتی تھی کہ ارتقا ہاشمی جس حیثیت کے مالک ہیں اس کے تحت یقینی طور پر وہ بہترین انتظامات کریں گے لیکن یہ جہاز دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ ایک پرائیویٹ جہاز ہے۔ کتنی آسائشیں مہیا کی گئی ہیں اور کتنی شاندار تعمیر ہے اس کی۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے دردانہ یہ مقصد میرے ذہن میں ہمیشہ سے تھا اور میں نے اس کے لئے نجانے کیا کیا خواب دیکھے تھے لیکن میرے خوابوں کی یہ تعبیر میرے ان خوابوں میں نظر آنے والی دوسری شکلوں سے بالکل مختلف ہے۔ شاید میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس جہاز پر وہ ساری ضرورتیں مہیا کر لی گئی ہیں جو ہمیں اس سفر کے لئے پیش آ سکتی ہیں بلاشبہ اس کے ذریعے ہم نجانے کہاں کہاں اور کتنے عرصے تک سفر کر سکتے ہیں۔ میں تو یہ سوچتا ہوں کہ اب زندگی کے بقیہ لمحات سمندر ہی کے سینے پر رہ کر گزار دیئے جائیں"۔ دردانہ ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"لیکن زندگی کے لمحات گزارنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ تو کچھ اور بھی چاہتے ہیں۔ وہ ایک بہت بڑا ادارہ جو آپ اپنے وطن میں قائم کر کے آئے ہیں آپ کی طرف سے ملنے والے پیغامات کا منتظر رہے گا"۔ اسد شیرازی ایک دم جذباتی ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"یہ بات تو میں نے بس یونہی خوشی کے عالم میں کہہ دی تھی دردانہ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جذبے جو شعبان کی موجودگی سے ہمارے دل میں پروان چڑھے ہیں ہم سے بہت کچھ چاہتے ہیں اور میں ان جذبوں کو وہ یہ سب کچھ دینا چاہتا ہوں جو ان کی طلب ہے۔ ہمارے تمام انتظامات مکمل ہیں مختصراً اس کی تفصیل میں تمہیں اس سلسلے میں بتائے دیتا

ہوں۔ ہمیں ایک اور شخص کے لئے ایک لمبا سفر کرنا پڑے گا۔ درمیان میں جو تفریحات ہوں گی وہ الگ حیثیت رکھتی ہیں لیکن یہاں سے وہ طویل ترین سفر نجانے کتنے عرصے میں طے ہو گا اور اس شخص کے حصول کے بعد ہم اصل کام شروع کریں گے اس دوران یہ انتظامات رکھے گئے ہیں کہ جب بھی کوئی آبادی نظر آئے ہم اپنی تحقیقات کا نچوڑ ہر طرح سے اپنے اس ادارے تک پہنچا سکیں گے اور اس سلسلے میں، میں جو انتظامات کر کے آیا ہوں وہ بے حد کارآمد ہیں۔ ہمارا خاص آدمی ارشد مرزا اس کام کو بخوبی سرانجام دے لے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی جو ماہرین ہمیں راستے میں ملیں گے ہم انہیں بہترین معاوضے پر حاصل کر کے اپنے وطن روانہ کر دیں گے۔ یوں یہ کام بخیر و خوبی جاری رہے گا۔ اس طرح یہ ایک مہم بھی ہو گی اور ایک بہت بڑا کارنامہ بھی جو انسانیت کے لئے سرانجام دیا جائے گا"۔

"مجھے واقعی خوشی ہو رہی ہے سر"۔ وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

جہاز پر تقریباً تمام ہی افراد آ چکے تھے اور کیپٹن ایڈگر مورالس نے ان سب کو جہاز کے عرشے پر ایک جگہ جمع کر لیا تھا۔ اسد شیرازی ارتقا ہاشمی اور بقیہ افراد بھی وہیں جمع ہو گئے۔ صرف ارتقا ہاشمی کی بیویاں اپنی حرم سرا میں تھیں جو جہاز ہی میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے بعد کیپٹن ایڈگر مورالس نے ان تمام لوگوں کو اپنے سفر کی تفصیلات بتائیں اور ان میں سے ایک ایک سے سوالات کئے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کوئی ایسا کام تو نہیں چاہتے جس میں انہیں سکون محسوس ہو۔ تمام ہی لوگوں نے اس سفر پر خوشی سے آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ تب کیپٹن مورالس نے کپتان کی حیثیت سے انہیں آخری ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اس جہاز پر موجود ہر شخص کو میرے احکامات کا پابند ہونا ہو گا۔ سمندر میں اس جہاز پر میری حکمرانی ہو گی اور کوئی بھی ایسا عمل نہیں کیا جائے گا جو میری پسند کے خلاف ہو۔ میں آپ لوگوں سے یہاں سے روانہ ہونے سے قبل یہ اجازت چاہتا ہوں اور یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب ہم سب کی زندگی کے لئے انتہائی ضروری ہو گا۔ اگر کسی جگہ ڈسپلن نہ ہو تو پھر کام ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ساری ذمہ داریاں صرف ڈسپلن کی وجہ سے میں آپ لوگوں پر عائد کر رہا ہوں ورنہ میں آپ کا خادم ہوں۔ مجھے مشورہ دیا جا سکتا ہے اور اس مشورے کے لئے میں اپنے ہر دوست کو آزادی دیتا ہوں لیکن آخری فیصلہ میرا ہو گا۔ میں خاص طور سے اسیر ارتقا ہاشمی اسد شیرازی اور دوسرے چند افراد سے مخاطب ہوں۔ آپ لوگوں کا احترام سر آنکھوں پر لیکن سمندری زندگی سے متعلق چونکہ مجھے ایک ذمہ دار آدمی قرار دیا گیا ہے اس لئے وہاں جو کچھ ہو گا وہ میری ذمہ داری پر ہو گا اور اگر آپ لوگ مجھے غیر ذمہ دار پائیں تو آپ کو یہ حق حاصل ہو گا کہ مجھے پتھروں سے کچل کر ہلاک کر دیں لیکن جو کچھ اصول کے مطابق ہے اس کی پابندی ہر فرد پر لازم ہو گی۔ خواہ وہ اسیر ارتقا ہاشمی ہی کیوں نہ ہوں"۔ اسد شیرازی اور اسیر ارتقا ہاشمی نے نہایت پُرجوش انداز میں اس بات کو تسلیم کیا اور کہا کہ وہ سمندری معمولات میں اور جہاز پر ہونے والے کسی بھی اہم واقعہ کے سلسلے میں کیپٹن ایڈگر مورالس کی رائے سے اتفاق کریں گے اور اسے آخری حیثیت حاصل ہو گی۔ اس کے بعد ایک کیپٹن کی حیثیت سے ایڈگر مورالس نے ان تمام ذمہ دار افراد کو حکم دیا کہ جہاز کی مشینوں پر پہنچ جائیں اور اس کے احکامات کا انتظار کریں۔ یوں ایک فضا بن گئی اور اس فضا سے سب ہی خوش تھے۔ اصول بہر طور اصول ہوتے ہیں اور پھر جہاز نے آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے رینگنا شروع کر دیا۔ جدید ترین طریقہ کار کے مطابق اسے پانی میں اتارا جانے لگا اور کچھ دیر کے بعد وہ دریائے نیل کی لہروں پر رواں دواں ہو گیا۔ وہ لوگ ساحل چھوڑ رہے تھے اور ان کے دل خوشی سے سرشار تھے۔ ہر شخص مسرت میں ڈوبا ہوا تھا اور اپنے اس سفر کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

نیل ہلٹن کے خوبصورت کمرے سے باہر کے مناظر کا نظارہ کرتے ہوئے گارتھا ورتھا نے کسی خیال سے گردن ہلائی اور پھر وہاں سے ہٹ کر دروازے کی جانب چل پڑی۔ گرینا اور کورا کا کمرہ قریب ہی تھا۔ دستک دینے پر اندر سے

آواز سنائی دی اور گارتھا اندر داخل ہو گئی۔ دونوں بستر میں دراز کچھ گفتگو کر رہی تھیں لیکن شاید انہیں گارتھا کی آمد کا اندازہ نہیں تھا۔ وہ بُری طرح اُچھل کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ گارتھا نے کھلے ہوئے دروازے کو پاؤں سے بند کیا اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صوفے پر آ بیٹھی۔ دونوں لڑکیاں مؤدب اس کے قریب کھڑی ہو گئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ۔ میں اس دوران کافی الجھنوں کا شکار رہی ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے اس بار ہماری کارکردگی متاثر نظر نہیں آ رہی۔ ابھی تک ہم اس سلسلے میں کوئی مناسب کارروائی نہیں کر سکے ہیں"۔

"جی میڈم۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن یہاں ہمارے وسائل بھی محدود نظر آتے ہیں اور بظاہر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان لوگوں کے مقابلے میں صحیح انداز میں کام نہیں کر سکے"۔

"یہ بات نہیں ہے میں دراصل ان وسائل کو بروئے کار نہیں لانا چاہتی جو بالکل مختلف لوگوں کے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ہے کہ مقابلہ ایک مقامی آدمی سے ہے۔ ارتقا ہاشمی کے بارے میں، میں نے اس دوران بہت معلومات حاصل کی ہیں۔ سرکاری سطح پر وہ ایک انتہائی معزز شخص تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی کرتے ہوئے ہر شخص سوچ میں ڈوب جاتا ہے"۔

"یقیناً طور پر یہ ایک مشکل کام ہے میڈم لیکن ہم ہار تو نہیں مان سکتے"۔ کورا نے کہا اور گارتھا کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے۔ اس نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔

"میں جس کام کا بیڑا اٹھاتی ہوں اسے بالآخر سرانجام دے لیتی ہوں ورنہ میری پوری شخصیت بیکار ہو جاتی ہے۔ میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے یہ جو کام کہیں اور سے میرے سپرد کیا گیا ہے وہ پوری طرح کامیابیوں سے منسوب کیا جاتا ہے اور گارتھا ورتھا کے کسی کام کے سلسلے میں ناکامی کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے اس چھوٹے سے کام میں کامیاب نہ ہو پاؤں لیکن بعض اوقات مصلحتوں کو ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے لئے جان کی بازی لگانے پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن میں ان سے کام نہیں لینا چاہتی اور اس کی کچھ خصوصی وجوہات ہیں جو میں بتانا پسند نہیں کرتی"۔ دونوں لڑکیاں خاموشی سے گارتھا کا چہرہ دیکھتی رہیں۔ گارتھا نے کہا۔

"اور اس کے بعد صرف ایک ہی شخص رہ جاتا ہے لائن پاور۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انتہائی ذہین آدمی ہے اور بہت سے ایسے مسئلوں میں، میں اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر چکی ہوں جو مشکل ترین تھے لیکن اس نے بخوبی انہیں سرانجام دیے۔ البتہ بدنصیبی ہے کہ کوئی ایسا مسئلہ درمیان میں اٹک کر رہ جاتا ہے کہ اس کی کامیابی ناکامی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ ابھی تک اس کے بارے میں الجھنوں کا شکار رہی ہوں"۔ گرینا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میڈم! اگر آپ اس سے کام لینا چاہیں تو اس بار طریقہ کار مختلف ہو گا"۔ گارتھا نے نگاہیں اٹھا کر گرینا کو دیکھا تو گرینا بولی۔

"میرا مطلب ہے کہ وہ اپنے طور پر سارے کام کرتا رہا ہو گا۔ میڈم کا ہاتھ اس کے سر پر نہیں ہو گا۔ ان کی سرپرستی اسے حاصل نہ ہو گی۔ آپ اسے صرف آلۂ کار کے طور پر منتخب کریں اور گائیڈ لائن آپ خود اسے دیں"۔

"یہی سوچ کر تم سے مشورہ کرنے آئی تھی کیونکہ ظاہر ہے مشورہ کر لینا ضروری ہوتا ہے"۔

"میرے خیال میں مناسب ترین قدم ہے۔ میڈم ویسے بھی اس نے ہمیں ارتقا ہاشمی کے بارے میں کافی تفصیلات بتائی ہیں اور اس کے بعد سے بڑی مستعدی سے اپنے سارے کام سرانجام دے رہا ہے"۔

"ہوں۔ تو پھر تمہارا بھی یہی مشورہ ہے کہ میں اسے یہاں اس کام کے لئے منتخب کر لوں۔ ویسے بھی ہمیں ایک مشکل ترین مرحلے سے گزرنا ہو گا اور اس کی وجہ میں ابھی چند لمحات قبل تمہیں بتا چکی ہوں۔ یعنی ارتقا ہاشمی کے اثرات"۔

"یقیناً یقیناً۔ کیوں نہیں"۔

"تو پھر لائن پاور کو ٹیلی فون کرو۔ اس سے کہو کہ فوراً آ کر مجھ سے ملاقات کر لے۔ کورا فوراً ہی اس حکم کی تعمیل

کرنے کے لئے آگے بڑھ گئی تھی۔ لائن پاور اس گفتگو کے تقریباً پینتالیس منٹ کے بعد گارتھا ورتھا کی خدمت میں حاضر تھا اور گارتھا ورتھا نے اس کا استقبال اپنے کمرے ہی میں کیا تھا۔

"آؤ لائن کہو کیا ہو رہا ہے آج کل؟"

"کوئی خاص کام نہیں میڈم۔ آپ کے آنے کے بعد ذہن پوری طرح آپ کی جانب متوجہ ہے اور جی چاہتا ہے کہ آپ کی کچھ خدمت کروں۔ سیسل براؤن کو بھی آپ کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں وہ بھی آپ سے ملنا چاہتی ہے"۔

"سیسل براؤن کو کسی وقت میرے پاس لے آؤ۔ مجھے اس سے مل کر خوشی ہو گی لیکن اس سے پہلے دراصل میں اپنے کچھ کام نمٹا لینا چاہتی ہوں۔ یہاں تمہارے قاہرہ میں مجھے ایسے اچھے لوگ نہیں ملتے جو میرے لئے کچھ ذمہ داریاں سرانجام دے سکیں اور چونکہ تم نے بھی اس کی پیشکش نہیں کی ہے اس لئے میں نہیں چاہتی کہ تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف کسی کام پر مجبور کروں"۔ لائن پاور کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے گردن خم کر کے کہا۔

"میرے لئے اس سے زیادہ خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے میڈم گارتھا کہ میں آپ کی کوئی خدمت سرانجام دوں، زندگی بھر اس پر فخر کرتا رہوں گا"۔

"صرف فخر ہی نہیں کرتے رہو گے! بلکہ میں اپنے کاموں کا اتنا معقول معاوضہ دیتی ہوں کہ دوسرے آدمی کم از کم اس کام سے مطمئن ہو جاتے ہیں"۔

"یہ آپ کی مہربانی ہے۔ ورنہ میں تو آپ کے پرستاروں میں سے ہوں اور پرستار کوئی معاوضہ لے کر کام نہیں کرتے"۔

"تاہم میں تمہیں اس کا معاوضہ دینا پسند کروں گی لیکن پاور میرے لئے تم نے ابھی تک کوئی ایسا کام نہیں کیا جو سو فیصد رازداری رکھتا ہو۔ اس بار اگر میں تمہیں اپنا رازدار بناؤں گی تو یہ بات سمجھ لو کہ میرے دو طریقہ کار ہیں"۔ لائن پاور سوالیہ نگاہوں سے گارتھا کو دیکھنے لگا تو گارتھا نے کہا۔

"سب سے اوّل چیز ہے رازداری۔ میں جو ذمہ داری تمہارے سپرد کروں گی اسے تم ہمیشہ اپنے سینے میں محفوظ

رکھو گے۔ یہاں تک کہ تمہاری بیوی سیسل براون بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں جان پائے گی۔ بولو کیا اپنے آپ کو اس قدر رازداری کے لئے تیار پاتے ہو"۔

"میڈم کا حکم سر آنکھوں پر، آپ دیکھیں گی کہ لائن پاور کس طرح آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے"۔

"کام ہو یا نہ ہو لیکن زبان نہیں کھلنا چاہیئے کسی کے سامنے۔ نمبر دو بہترین معاوضہ ادا کرتی ہوں تاکہ آدمی کو یہ خوشی ہو کہ اس نے جو کچھ کیا اس کا کچھ صلہ ملا۔ بغیر معاوضے کے میں کسی سے بھی کوئی کام نہیں لیتی"۔

"میڈم جو بھی پسند فرمائیں گی"۔ لائن پاور اس کے لئے حاضر ہے"۔

"تو پھر سنو لائن پاور اسی وقت سے میرے اور تمہارے درمیان اس معاہدے کا آغاز ہو جاتا ہے اور میں تمہیں جو کچھ بتا رہی ہوں اس کی تفصیلات سن کر مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں اس میں کوئی دقت تو نہیں ہو گی اور تم یہ کام سرانجام دے سکو گے یا نہیں؟"

"میں حاضر ہوں میڈم"۔ لائن پاور نے کہا۔

"تو پھر تم ان مہمانوں کو اپنے ذہن میں لاؤ جو ہاشمی کے پاس آئے ہوئے ہیں ان میں ایک شخص اسد شیرازی ہے۔ دوسرا ایک نوجوان ہے اور تیسری ایک عورت۔ یہ تینوں افراد جو ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں میرے لئے باعث دلچسپی ہیں۔ مجھے نہ اسد شیرازی سے کچھ لینا ہے اور نہ اس بی عورت سے۔ وہ نوجوان مجھے درکار ہے اور میں اسے یہاں سے باہر لے جانا چاہتی ہوں۔ تمہیں اس نوجوان کو اغوا کرنے کے انتظامات کرنا ہوں گے اور اس کے لئے اس قدر ہوشیاری کی ضرورت ہے کہ ایک ذرا سی لغزش ہوئی اور مصیبت ہمارے سروں پر پہنچ جائے گی چنانچہ اس نوجوان کے اغوا کے لئے ایک بہترین پلان تیار کرنا ہو گا۔ میں ایک مخصوص وقت میں اسے یہاں سے اغوا کر کے ایران لے جانا چاہتی ہوں۔ ایران پہنچ کر میں اسے وہاں سے آگے بڑھانے کا بندوبست بآسانی کر لوں گی لیکن مصر میں مجھے یہ آسانیاں نظر نہیں آ رہیں جب کہ ایران میں میرا ایک باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ موجود ہے چنانچہ مائی ڈیئر لائن پاور تمہیں ابھی یہ فیصلہ کرنا ہے کہ تم یہ کام سرانجام دے سکو گے یا نہیں"۔ لائن پاور چند لمحات سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے بدستور مودبانہ انداز میں کہا۔

"میڈم گارتھا! میں تو اس بات پر شدید حیرت کا شکار ہوں کہ بظاہر یہ چھوٹا سا کام میڈم گارتھا کسی اور کے سپرد کر رہی ہیں۔ معاف کیجیے گا جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں صرف خلوص چھپا ہوا ہے اور کوئی طنز نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ایک نوجوان کے اغوا کا معاملہ ہے اور آپ جس قدر پرکشش ہیں اور آپ کی یہ دونوں ساتھی لڑکیاں جس قدر حسین ہیں اس کے تحت تو یہ کام مزید آسان ہو سکتا ہے لیکن یہ بات بھی جانتا ہوں کہ میڈم گارتھا نے اگر یہ طریقہ کار اختیار نہیں کیا تو اس کی کوئی وجہ ہو گی"۔ گارتھا نے اس بات کا ذرا بھی بُرا نہیں مانا اور سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں تمہاری یہ سوچ اپنی جگہ بالکل بجا ہے لیکن بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے لیے چکر چلانے پڑتے ہیں۔ میرے لئے ان لوگوں کے اتنے نزدیک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ فرض کرو اگر میں یہ طریقہ کار نکال بھی لیتی ہوں تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کتنے عرصے مصر میں میرا مطلب یہ ہے قاہرہ میں مقیم رہیں اور ظاہر ہے کسی تک براہ راست پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز تو پیدا کرنا ہی ہوتا ہے۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر میں یہ جواز پیدا کرنے میں مصروف ہو گئی اور وہ لوگ یہاں سے نکل گئے تو میرا سارا کام دھرا رہ جائے گا۔ اس کے لئے ایک بہترین طریقہ کار یہی ہے کہ اسے اغوا کر لیا جائے۔ میں اس سلسلے میں ایک باقاعدہ پلان تمہارے سامنے پیش کرتی ہوں۔ ہمیں یہ کام ٹھیک چار دن کے اندر اندر کر لینا ہے۔ چوتھا دن ہمارے لئے آخری دن ہو گا۔ آج ہی سے اس کام کا تم آغاز کر دو اور میں اس کا طریقہ کار تمہیں تفصیلی طور پر بتاتی ہوں۔ تمہیں ان لوگوں کا مکمل طریقہ سے تعاقب کرنا ہو گا۔ میں تمہیں ایک ٹرانسمیٹر دوں گی جس پر تم مجھ سے مسلسل رابطہ قائم رکھو گے اور مجھے لمحے لمحے کی سچویشن بتاتے رہو گے۔ چار دن تک تم پر دن رات کا آرام حرام ہو

چکا ہے۔ رات کو ان لمحات میں تم تھوڑی بہت نیند لے سکتے ہو جب یہ محسوس کرو کہ وہ لوگ بھی گہری نیند سو چکے ہیں اور ان کا اور کوئی پروگرام نہیں ہے تمہیں ان کے اطراف میں چاروں سمت نگاہیں رکھنا ہوں گی اور کوئی بھی ایسی شخصیت جو ان کی جانب نگراں ہو اپنی نگاہوں میں لا کر مجھے اس کے بارے میں اطلاع دینا ہو گی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ وہ نوجوان بے پناہ حفاظت میں ہے اور اس کے اغوا کا معاملہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا ہم سمجھ سکتے ہیں حالانکہ وہ آزادانہ طور پر ہر جگہ آتا جاتا ہے لیکن میں اس بات پر یقین نہیں رکھتی کہ اسے اتنا آزاد چھوڑ دیا گیا ہو گا اور چونکہ یہ ایک غیر جگہ ہے اور یہاں میں اپنے پاؤں مستحکم نہیں پاتی اس لئے میں ایک ایک لمحہ احتیاط سے گزارنا چاہتی ہوں۔ اس دوران میں جو عمل کروں گی وہ یوں ہو گا اس کی تفصیل سن لو۔ میں ایران کی ایک فلائٹ میں چار افراد کے لئے سیٹیں بک کرائے لیتی ہوں۔ اس کے بارے میں ہمیں ابھی تھوڑی دیر کے بعد ایران ائر لائن سے رابطہ قائم کر کے یہ مسئلہ حل کر لینا ہو گا۔ تین عورتیں اور ایک بیمار مرد جو نیم بیہوشی کی کیفیت کا شکار رہتا ہے۔ اس بیمار مرد کے لئے ہم آرام دہ نشست کا خصوصی بندوبست کریں گے اور یہ بات تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ بیمار نوجوان مرد کون ہو گا۔ تم میری ہدایت کے مطابق اسے اغوا کرو گے اور وہاں سے سیدھے ائرپورٹ پہنچو گے جہاں تم اسے میری تحویل میں دے دو گے اور ہر لمحہ اس کے لئے تیار رہو گے کہ اگر کوئی بیرونی مداخلت ہو تو اس کا مقابلہ کرو۔ اس وقت تک جب تک ہمارا جہاز فضا میں پرواز نہ کر جائے۔ کوئی بھی آواز کسی موثر کان تک نہ پہنچنے دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ کیا سمجھے؟"

"بہت نفیس پروگرام ہے۔" اس بات پر یقین کر لیں کہ جو ذمہ داری آپ نے لائن پاور کے سپرد کی ہے وہ انتہائی احتیاط سے سرانجام دے دی جائے گی"۔

"صرف اور صرف میری ہدایت کے مطابق اس میں تم اپنے طور پر کوئی اقدام نہیں کرو گے۔ محتاط رہنا تمہاری ذمہ داری ہو گی۔

"ٹھیک ہے میڈم۔" "یہ دس ہزار ڈالر پیش ہیں۔ مزید چالیس ہزار ڈالر میں تمہیں اس وقت ادا کروں گی جب تم ٹرانسمیٹر پر مجھے اطلاع دو گے کہ تم اسے لے کر ائرپورٹ روانہ ہو چکے ہو۔ ائرپورٹ پر جب تم اسے میرے حوالے کرو گے تو چالیس ہزار ڈالر تمہاری جیب میں پہنچ چکے ہوں گے"۔ لائن پاور کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ پچاس ہزار ڈالر کا تصور اس کے لئے جس قدر دلکشی کا حامل تھا وہی جانتا تھا۔ بہر طور اس نے خود پر قابو رکھا اور گارتھا کی صورت دیکھنے لگا۔ دس ہزار ڈالر کے نوٹوں کی گڈی گارتھا نے اس کے حوالے کر دی اور اس نے نہایت ادب سے اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر چوما اور اپنی جیب میں منتقل کر لیا پھر گارتھا نے اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی نکال کر اسے دی اور کہا۔

"یہ وہ ٹرانسمیٹر ہے جو اس وقت کے بعد سے تمہارے پاس رہے گا اور جس پر تم اپنی لمحہ لمحہ کی رپورٹ پیش کرو گے اور مجھے بتاتے رہو گے کہ اس وقت تم کہاں ہو اور وہ لوگ کس کیفیت میں ہیں"۔

"بہت بہتر میڈم"۔

"اور یہ کام صرف چار دن کا ہے چنانچہ تمہیں کوئی طویل مسئلہ بھی اختیار نہیں کرنا پڑے گا۔ اس دوران تم اس کے اغوا میں ناکام رہے تو پھر کوئی اور صورت اس دوران اپنے درمیان طے کر لی جائے گی چنانچہ تم اس مسئلے میں بالکل بے فکر رہو"۔

"ایک اجازت البتہ ضروری ہو گی۔ میڈم گارتھا؟"

"کیا؟"

"میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں نے چند افراد کا ایک چھوٹا سا گروہ بنا رکھا ہے بے شک ان لوگوں کو یہ علم کبھی نہیں ہو گا کہ میرا اصل مقصد کیا ہے لیکن آپ اگر اجازت دیں تو وہ میرے ساتھ کام کریں۔ میں کسی کو بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا لیکن آپ یہ سمجھ لیجیے کہ بعض اوقات کچھ ایسی ضرورتیں بھی پیش [illegible]"

"بس بس میں سمجھ رہی ہوں۔ تم ان افراد کو ساتھ رکھ سکتے ہو۔ ان کی تعداد کتنی ہو گی؟"

"صرف چار"۔

"لیکن حقیقت حال سے ان کا باخبر ہونا بالکل مناسب نہیں ہوگا"۔

"یہ بات تو میڈم پہلے ہی بتا چکی ہیں مجھے"۔

"اب تم جا سکتے ہو اور کوئی خاص بات۔؟"

"جی۔ اس ٹرانسمیٹر کو آپریٹ کرنے کا طریقہ؟" لائن پاور نے پوچھا اور گارتھا ورتھا نے اسے اپنے قریب کر لیا۔

"اس انگلی میں یہ انگوٹھی پہن لو"۔ لائن پاور نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تو گارتھا نے انگوٹھی کے سیاہ پتھر کو دبا دیا۔ سیاہ پتھر کے بالکل درمیانی حصے میں ایک ننھا سا سرخ دائرہ نمودار ہو گیا تھا۔

"یہ ریسیور بھی ہے اور اسپیکر بھی اور اسے آپریٹ کرنے کا انتہائی آسان طریقہ یہی ہے جو تم نے دیکھا یعنی اس پتھر کو انگوٹھے سے دبا دو اور یہ ننھا سا دائرہ نمودار ہو جانے پر اسے اپنے چہرے کے قریب کر کے مجھے ہر طرح کی اطلاعات فراہم کرو"۔ لائن پاور نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔

"اس کا ریسیور؟" گارتھا نے اپنے پرس سے دوسری انگوٹھی نکال کر اپنی انگلی میں پہن لی جو بالکل اس جیسی تھی پھر اس نے لائن پاور سے کہا۔

"سمجھ گئے نا"۔

"یقیناً میڈم یقیناً"۔ لائن پاور نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔"

لائن پاور بڑی مستعدی سے اپنے کام کا آغاز کر چکا تھا۔ وہ اپنے چار آدمیوں کے ساتھ مستعدی سے امیر ارتقا ہاشمی کی اس عمارت کی نگرانی کر رہا تھا جس میں دردانہ شعبان اور اسد شیرازی مقیم تھے۔ وہ اس سلسلے میں تمام تر رپورٹیں معمول کے مطابق جو طے ہو چکا تھا، گارتھا ورتھا کو فراہم کر رہا تھا۔ پہلے گھنٹے میں اس نے گارتھا ورتھا سے کہا۔

"میڈم میں نے اسد شیرازی کو عمارت سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا ہے اور اپنے ایک آدمی کی موٹر سائیکل پر اس کے پیچھے روانہ کر دیا ہے البتہ وہ نوجوان لڑکا اور اس کی ساتھی عورت عمارت ہی میں موجود ہیں"۔

"اس کا اندازہ تمہیں کس طرح ہوا؟" گارتھا نے پوچھا۔

"وہ دونوں اسد شیرازی کو خدا حافظ کہنے برآمدے تک آئے تھے"۔

"ویری گڈ۔ بہت ہوشیاری سے اپنا کام سرانجام دیتے رہو۔ میں دوسرے گھنٹے میں تمہاری اطلاع کا انتظار کروں گی"۔ دوسرے گھنٹے میں بھی اس نے یہی اطلاع دی تھی کہ وہ دونوں وہیں موجود ہیں اور پھر ہر گھنٹے کے بعد شام تک وہ یہی اطلاع فراہم کرتا رہا۔ شام کو سات بجے اس نے اپنی اطلاع میں تبدیلی پیدا کی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا کہ اسد شیرازی ارتقا ہاشمی کے ساتھ ایک مخصوص عمارت میں گیا ہے اور وہیں پر موجود ہے۔ اس نے اس مخصوص عمارت کے بارے میں کوئی خاص تفصیل نہیں بتائی تھی پھر ان دونوں کے بارے میں اس نے بتایا کہ وہ دونوں سیاحت کے لئے نکلے ہیں اور قاہرہ میوزیم دیکھنے گئے ہیں اس نے بتایا کہ یہ اطلاع وہ قاہرہ میوزیم ہی سے گارتھا کو دے رہا ہے پھر رات کو تقریباً ساڑھے بارہ بجے اس نے گارتھا کو آخری اطلاع دی اور یہ بتایا کہ وہ دونوں سونے جا چکے ہیں جب کہ اسد شیرازی ابھی اس عمارت ہی میں موجود ہے۔ ورتھا نے کہا۔

"اس عمارت کے بارے میں جس طرح بھی ممکن ہو سکے مجھے تفصیلی اطلاع فراہم کرو"۔

"عمارت دریائے نیل کے کنارے واقع ہے اور بہت عظیم الشان ہے لیکن وہاں اس کے بیرونی دروازے پر بہت سخت پہرہ رہتا ہے"۔ پھر اس کے بعد گارتھا نے اسے سونے کی اجازت دے دی تھی۔ البتہ دوسری صبح ساڑھے آٹھ بجے اس نے پہلا پیغام گارتھا کو دیا اور کہا کہ سب لوگ خیریت سے ہیں اور اسد شیرازی نے رات وہیں گزاری ہے۔ بعد میں وہ تقریباً تمام دن ہی گارتھا کو اطلاعات دیتا رہا پھر چار بجے اس نے تشویش زدہ لہجے میں گارتھا ورتھا سے کہا۔

"میڈم حالات کافی خطرناک ہیں۔ کچھ عجیب سے معاملات سامنے آئے ہیں"۔

"کیا؟" گارتھا نے بے چینی سے پوچھا۔

"آپ یقینی طور پر جانٹ کو نہیں جانتی ہوں گی۔ یہ شخص بہت خوفناک ہے اور اس کے نام سے بہت سے قتل

ہوئے ہیں۔ پورا نام حیات مدی ہے لیکن جانٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جانٹ پچھلے دن بھی قاہرہ میوزیم میں موجود تھا لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ ان لوگوں کی نگرانی کر رہا ہے"۔

"مطلب؟"

"میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں میڈم کہ جانٹ دراصل ان لوگوں کی حفاظت کر رہا ہے وہ اور اس کے پانچ ساتھی مسلح ہیں اور بہترین قسم کی گاڑیوں پر سوار ہیں۔ یہ لوگ جہاں بھی جاتے ہیں جانٹ ان کے پیچھے لگا رہتا ہے اور جانٹ کا چونکہ خصوصی طور پر امیر ارتقا ہاشمی سے تعلق ہے اس لئے یہ بات دعوے سے کہی جا سکتی ہے کہ جانٹ صرف اس وقت ان کے محافظ کا کردار سرانجام دے رہا ہے"۔

"کیا یہ اطلاع پریشان کن نہیں ہے، لائن پاور؟"

"سو فیصد ہے۔ میڈم سو فیصد ہے"۔

"تو پھر کیا کیا جائے۔ اس طرح تو جانٹ عین وقت پر ہمارے راستے میں حائل ہو سکتا ہے"۔

"آپ اطمینان رکھیے۔ لائن پاور کو درحقیقت آپ نے سمجھا ہی نہیں ہے میڈم"۔

"دیکھو لائن میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم بہترین کارکردگی کے مالک ہو لیکن ہمارا۔ یہ پروگرام فیل نہیں ہونا چاہیے"

"تو پھر میڈم کو اس بات پر یقین کر لینا چاہیے کہ یہ پروگرام فیل نہیں ہوگا۔ جانٹ جیسے دس آدمی میرے راستے میں آ جاتیں اور اگر یہ پروگرام فیل ہو گیا تو لائن پاور صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ وہ بخوشی آپ کو اپنی گردن پیش کر دے گا"۔ گارتھا ورتھا کے لہجے میں ایک عجیب سی کیفیت بیدار ہوئی اور اس نے کہا۔

"تو پھر سنو لائن پاور۔ تمہاری گردن کا حصول میرے لئے باعث خوشی ہوگا لیکن میں چاہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو"۔ لائن پاور نے گردن ہلا دی تھی۔

بہرطور اسے مستعدی سے اپنا کام جاری رکھنا تھا۔ اس کے باوجود وہ تمام تر رپورٹیں گارتھا ورتھا کو پیش کر رہا تھا۔ تیسرے دن اس نے جو رپورٹ گارتھا ورتھا کو دی وہ یوں تھی

"میڈم ابھی ابھی چند لمحات قبل یہ لوگ میرا مطلب ہے اسد شیرازی وہ لڑکا اور اس کی ساتھی عورت ایک کار میں بیٹھ کر باہر نکلے ہیں اور ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں"۔

"رابطہ مسلسل رکھو"۔

"جی میڈم۔ وہ لوگ اسی عمارت کی جانب جا رہے ہیں۔ میں راستوں کی سمت کا تعین کر چکا ہوں"۔

"تمہارے آدمی کہاں ہیں؟"

"میرے آدمی مختلف کاموں میں مصروف ہیں۔ اس وقت میں تنہا ان کا تعاقب کر رہا ہوں"۔

"ویری گڈ۔ یہ اچھی بات ہے۔ اب کیا پوزیشن ہے"

"سفر جاری ہے اور وہ عمارت سامنے نظر آ رہی ہے"۔ لائن پاور نے جواب دیا پھر چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

"وہ لوگ اس عمارت میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہاں کچھ ضرورت سے زیادہ آدمی نظر آ رہے ہیں۔ افسوس میں اس عمارت کے اندرونی حصے میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن بہرطور میں ان لوگوں کا کسی نہ کسی طور جائزہ لیتا ہوں"۔ گارتھا ورتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لائن پاور تھوڑی دیر تک یہاں رکا۔ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ عمارت میں کیا ہو رہا ہے پھر وہ عمارت کا بیرونی حصہ نظرانداز کر کے اس کے عقبی حصے میں پہنچ گیا جہاں دریائے نیل بہتا تھا۔ وہ دلچسپی سے یہ تمام کارروائی دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک حیرت ناک منظر دیکھا۔ عمارت کے بہت بڑے عظیم الشان دروازے سے ایک سمندری جہاز باہر نکلا اور دریائے نیل کی لہروں پر ہچکولے لینے لگا۔ لائن پاور حیران نگاہوں سے اس منظر کو دیکھنے لگا پھر اس نے فوراً ہی گارتھا کو اس بارے میں اطلاع دی۔

"جہاز دریائے نیل کی لہروں پر نکلا ہے"۔ گارتھا سے کہا اور اسی وقت لائن پاور کی نگاہیں جہاز کے عرشے کی جانب اٹھ گئیں اور دفعتاً ہی اسے اپنا حلق بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ عرشے پر اس نے نوجوان اس کی ساتھی عورت اور شیرازی، ارتقا ہاشمی اور کیپٹن ایڈگر مورالس کو دیکھا تھا جو نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کو ہاتھ اٹھا کر الوداع کہہ رہے تھے۔ گارتھا کی

آواز آہستہ آہستہ ٹرانسمیٹر سے ابھر رہی تھی۔

"اب کیا صورت حال ہے؟" لیکن صورت حال بیان کرنے کے لئے اب لائن پاور کی آواز ہی گم ہو چکی تھی۔ اسے یہ اندازہ بخوبی ہو رہا تھا کہ یہ لوگ کہیں لمبے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دفعتاً ہی اس کی نگاہ انگوٹھی پر پڑی۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر انگوٹھی کا وہ سیاہ پتھر دبا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ قریب ہی ایک فقیر نے اس سے دست سوال دراز کیا تو لائن پاور نے جلدی سے انگلی سے انگوٹھی نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اس وقت میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے"۔ اور پھر وہ اس طرح پلٹ کر بھاگا کہ اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ جہاز آہستہ روی سے آگے بڑھ رہا تھا اور لائن پاور کو اپنی گردن شانوں سے اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اب ایک ہی طریقہ کار تھا۔ سیسل براؤن کو لے کر جس قدر جلد ہو سکے قاہرہ سے نکل جائے ورنہ گارتھا ور تھا کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ یقینی طور پر اب اس کی زندگی کی ضمانت کسی طور نہیں دی جا سکتی۔

"اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حالات اس طرح ڈرامائی شکل اختیار کر لیں گے۔ اس نے ان لوگوں کے بارے میں گارتھا سے کہا تھا کہ وہ ان پر مکمل نگاہ رکھتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں تھا لیکن اب وہ ان سے اتنا قریب بھی نہیں ہو سکا تھا کہ ان کے پروگرام اسے معلوم ہو جاتے۔ وہ کسی سمندری سفر پر روانہ ہو چکے تھے اور ور تھا۔

"سیسل براؤن نے اسے حیران نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔ "خیریت لائن کیا بات ہے بہت بدحواس نظر آ رہے ہو"

"خوشی سے دیوانہ ہو رہا ہوں۔ پاگل بالکل پاگل"۔

"ارے۔ کیا بات ہے؟"

"تمہیں ایک ایسا تحفہ دینا چاہتا ہوں جسے تم کبھی نہ بھول سکو گی لیکن اگر تم نے تیاری میں وقت لگا دیا تو یوں سمجھو پھر کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

"کیا مطلب"۔

"مختصر سامان، زیور اور نقد رقم جو پاس ہے لے لو اور بذریعہ کار سفر کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

"مگر کہاں جا رہے ہو؟"

"دور نہیں ڈارلنگ ... دور نہیں"۔ لائن پاور نے محبت بھرے لہجے میں کہا پھر کچھ دیر کے بعد ان کی کار اڑی چلی جا رہی تھی۔ لائن پاور نے قاہرہ ہی نہیں مصر سے نکل بھاگنے کا منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔ پھر جب سفر کا ایک تسلی بخش راستہ طے ہو گیا تو لائن پاور نے اسٹیرنگ سیسل براؤن کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم گاڑی چلاؤ"۔

"مگر وہ تحفہ کیا ہے؟" سیسل اسی میں الجھی ہوئی تھی۔

"زندگی۔ میری اور تمہاری دونوں کی زندگی ... کیسا تحفہ ہے؟" وہ دانت نکال کر بولا۔

**

سمندر پر سکون تھا اور موسم معتدل۔ اخناطون اب کھلے سمندر میں سفر کر رہا تھا اور قاہرہ کا تصور بھی بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ ابتدائی سفر تیز رفتاری سے کیا گیا تھا اور کھلے سمندر میں ایک طویل ترین سفر اختیار کرنے کے بعد کیپٹن ایڈگر کے حکم پر جہاز کی رفتار مناسب کر دی گئی تھی۔ جہاز کو چونکہ ایسی نامانوس سمندری پٹیوں پر سفر کرنا تھا جہاں عموماً جہاز رانی نہیں ہوتی ہے چنانچہ کیپٹن ایڈگر نے اس کے لیے جو انتظامات کئے تھے وہ بھی عام جہازوں سے مختلف تھے۔ جہاز میں ایسی جدتیں اختیار کی گئی تھیں کہ جدید ترین جہاز راں کمپنیوں کے پاس اتنے انتظامات نہیں ہو سکتے تھے۔ خوراک کے پوشیدہ ذخائر کے انتخاب میں بہت عمدگی سے کام لیا گیا تھا اور یہ ایسے ذخائر تھے جو دس سال میں بھی خراب نہیں ہو سکتے اور انہیں اس طرح جہاز کی دیواروں میں محفوظ کر دیا گیا تھا کہ دیکھنے والوں کو علم بھی نہ ہو سکے کہ ان میں کیا چیز موجود ہے۔ جبکہ کھلے ذخائر کی تعداد بھی اتنی تھی کہ ایک طویل ترین عرصے کے لئے کافی ثابت ہو سکتی تھی۔ جدید ترین سائنسی ایجادات سے بھی فائدہ اٹھایا گیا تھا اور انتہائی ہنگامی حالات میں ایسی غذا اور ایسے ہتھیار مہیا تھے جو ضرورت پر بہترین ثابت ہو سکیں۔

سب سے عظیم چیز اس جہاز کی وہ ریسرچ لیبارٹری تھی جس کا انچارج پروفیسر بیسن کو مقرر کیا گیا تھا حالانکہ ابھی ان کو اس سلسلے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔

سفر بڑی خوبصورتی سے جاری تھا۔ تمام لوگ خوش و خرم تھے۔ موسم بھی ساتھ ہی دے رہا تھا۔ آسمان پر بادل چھائے رہتے تھے۔ غالباً یہی کیپٹن ایڈگر کا کارنامہ تھا کہ اس نے سفر کے لئے اس موسم کا انتخاب کیا تھا۔ البتہ یہ بات وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس طویل ترین سفر میں موسم زیادہ عرصے ساتھ نہیں دے سکتا لیکن جہاز پر اور بھی ایسے انتظامات کیے گئے تھے جن سے موسم کو شکست دی جا سکے۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ جہاز پر سفر کرنے والے جفاکش سمندری سفر کا پورا پورا لطف لینے کے لیے ہر طرح کے موسم کو اپنے آپ سے گزار دیں۔

دردانہ اس سلسلے میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی تھی کہ اس نے اسد شیرازی جیسے آدمی کا ساتھ حاصل کر لیا تھا اور دردانہ کو اس شخص کی بڑائی کا پورا پورا احساس اعتراف تھا۔ حالانکہ بعض مہمات میں ایسے خوفناک مراحل پیش آئے جن میں اگر کوئی اور ہوتا تو صرف اپنے بچاؤ کے بارے میں سوچتا لیکن اسد شیرازی نے اس سے ہٹ کر نہیں سوچا تھا۔ عجیب و غریب فطرت کا مالک تھا یہ شخص بھی۔

شعبان اپنے طور پر خوش تھا اور زیادہ تر اس کا وقت عرشے پر ریلنگ سے لگے سمندر کو دیکھتے گزرتا۔ سمندر سے اس کا عشق تو دردانہ اور اسد شیرازی کو اچھی طرح معلوم تھا لیکن دردانہ پھر بھی اس پر نگاہ رکھتی تھی کہ کہیں یہ نوجوان جذباتی ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھا بیٹھے جو اس کے لئے خوفناک اور ان لوگوں کے مقصد کے لئے قاتل ثابت ہو۔ شعبان اول تو ویسے ہی خوش رہنے کا عادی تھا اور کسی بھی ماحول میں اپنے آپ کو بیزار نہیں ظاہر کرتا تھا لیکن یہ سمندری سفر تو اس کے لیے خوشیوں کا سفر تھا اور اس کے چہرے پر ہمیشہ تازگی، اور مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ ادھر امیر ارتقا اپنی سات بیویوں کے ساتھ خوش تھا۔ اس نے جہاز کے جس حصے کا انتخاب کیا تھا۔ وہ بالکل ہی دور دراز گوشے میں تھا۔ کچھ غلام ساتھ تھے جو اس علاقے کی نگرانی کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ہر شخص اس سفر سے خوش تھا۔

اخناطون سمندر کے سینے پر رواں دواں منزلوں کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ شام چار بجے دردانہ اپنے کیبن سے سو کر باہر نکلی اسے شعبان کی تلاش ہوئی جو یہاں موجود نہیں تھا۔ اور وہ ٹہلتی ہوئی عرشے کی جانب نکل گئی۔ اندازہ درست تھا۔ شعبان معمول کے مطابق اپنے پسندیدہ گوشے میں کھڑا سمندر پر نگاہیں جمائے نہ جانے کیا دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی اور اس نے شعبان کے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر اس کو دیکھنے لگا۔ شعبان کی حسین کالی آنکھوں میں اس وقت جو کھویا کھویا پن تھا۔ اسے دیکھ کر دردانہ کی آنکھوں میں محبت امڈ آئی۔ ان حسین آنکھوں کو دیکھ کر اگر کوئی نوجوان لڑکی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہوتی۔ ان آنکھوں میں ایسا ہی حسن پوشیدہ تھا لیکن دردانہ کے دل میں اس کے لئے ممتا کے جذبات ابھر آئے۔ وہ در حقیقت اس کی ماں ہی تھی کیونکہ اس نے شعبان کو اپنی اولاد کی طرح پروان چڑھایا تھا۔ ضروری نہیں ہے کہ پیدا کرنے والی ہی ماں کہلائے، پرورش کرنے والی بھی ماں کا سا درجہ رکھتی ہے۔

"تم ہمیشہ یہاں کھڑے نظر آتے ہو۔ کیا یہ جگہ تمہیں بہت پسند ہے؟"

"مجھے تو یہ پورا جہاز ہی پسند ہے۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ میری زندگی کا آغاز ہوا لیکن ذرا دیر میں۔"

"کیا مطلب؟" دردانہ مسکرا کر بولی۔

"دنیا میں، میں نے آپ لوگوں کے ساتھ بہت خوبصورت زندگی گزاری ہے اور سکون حاصل کیا ہے۔ آپ نے میری ہر پسند کا خیال رکھا۔ انکل شیرازی اور آپ میرے لیے جو کچھ ہیں وہ میرے سینے میں محفوظ ہے لیکن اپنے چاروں سمت اس بیکراں پانی کو دیکھ کر میری روح کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ اس کی پیاسی تھی۔ میں نے ساحلوں پر وقت گزارا ہے لیکن ہمیشہ میرے دل میں یہ آرزو جاگتی رہی ہے کہ یہ ساحل نہ ہوتے، صرف سمندر ہوتا... صرف... صرف... سمندر... اور میں اس میں کسی مچھلی کی مانند تیرتا پھرتا۔ پانی ہی میں لیٹتا اور پانی ہی میں سوتا، پانی ہی میں جیتا جاگتا۔ یہ آرزو میرے دل میں کیوں ابھرتی ہے۔ آنٹی میں نے کبھی کبھی بہت سی باتوں پر غور کیا ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کی دنیا سے ناواقف ہوں لیکن بے شمار باتیں میرے ذہن میں آتی رہیں اور ان کا کوئی حل مجھے نہیں مل سکا۔ میں نے سوچا کہ دنیا میں رہنے والے تمام ہی لوگ اس سکون سے تو نہیں رہتے۔ وہ

سارے کے سارے مسائل کا شکار ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ مسائل نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن میں ان سب میں منفرد ہوں۔ میرے لیے ہر طرح کا کام کرنے کو بہت سے لوگ تیار رہتے ہیں۔ آپ انکل، کبھی آپ لوگوں نے مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ مسائل نام کی کوئی چیز بھی اس کائنات میں ہوتی ہے۔ مجھے بہت زیادہ مطمئن ہونا چاہیئے تھا لیکن ایک بے چینی سی ایک بے قراری سی میرے سینے میں ہمیشہ کیوں رہتی ہے۔ آنٹی مجھے پانی سے اتنا عشق کیوں ہے؟" دردانہ پرخیال نگاہوں سے اُسے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"اگر تم نے کبھی اپنی اس بات پر غور کیا ہے تو کیا تمہاری سمجھ میں یہ کبھی نہیں آیا کہ تم پانی کو اتنا چاہتے کیوں ہو۔"

"نہیں آیا بس مجھے کچھ انوکھے خواب نظر آتے ہیں۔ ایک ایسی دبی دبی کیفیت میرے سینے میں بیدار ہو جاتی ہے جسے میں کوئی لفظ نہیں دے سکتا۔ اور وہ میرے لئے بے معنی ہی رہتی ہے۔ میں پریشان نہیں ہوں بہت خوش ہوں ہر طرح سے۔ اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں منزل کی تلاش میں سرگرداں ہوں مجھے اس کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔ مجھے اس کے لئے تمام مواقع دیئے گئے ہیں۔ میں آپکا بہت شکر گزار ہوں آنٹی۔ انکل شیرازی کا بے حد احسان مند ہوں کہ انہوں نے اس طرح مجھے پروان چڑھایا۔"

"تم ہماری اولاد ہو۔ شعبان، ہمارے لئے تم اپنے بچوں کی مانند ہو۔ ہاں اپنے احساسات کو الفاظ کی شکل دے کر ہمیں بتاتے رہے تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ شیرازی صاحب مہم جو ہیں اور انہیں سمندری معلومات حاصل کرنے کا بے پناہ شوق ہے۔ تمہارے بارے میں انہوں نے یہاں موجود کسی بھی فرد کو کچھ نہیں بتایا لیکن اب ایک ایسا مرحلہ آنے والا ہے جب تم سمندر کی گہرائیوں میں جا کر شیرازی صاحب کے لئے کام کرو گے۔ وہاں سے جو معلومات حاصل کرو گے اس کی مکمل تفصیل ان کو فراہم کرو گے۔ ان کی محنتوں کا اور اگر تم سمجھتے ہو تو ان کے احسانات کا یہی صلہ ہے۔" شعبان کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں سمندر کے سارے دران کے لئے کھول دوں گا۔ یہ میرا آپ دونوں سے وعدہ ہے۔"

"ایک بات اور پوچھوں شعبان، برا تو نہیں مانو گے۔"

"نہیں میں آپ کی کسی بات کا برا نہیں مان سکتا کیونکہ آپ میری ماں کے برابر ہیں۔"

"یہاں عمر کے ساتھ ساتھ کچھ اور تصورات بھی ذہن میں ابھر آتے ہیں۔ مثلاً عورت، تمہارا واسطہ اب تک کئی ایسی عورتوں سے پڑ چکا ہے جنہوں نے تم تک پہنچنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ خود تمہارے دل میں کبھی کوئی ایسا احساس جاگا کوئی حسین صورت تمہیں اپنے لئے اضطراب محسوس ہوئی۔"

"نہیں آنٹی۔ جاپان میں جس لڑکی سے میری دوستی ہوئی تھی وہ مجھے اچھی لگی تھی مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے میں اسکی طرف مائل ہوں۔ لیکن یہ ایک سطحی بات تھی۔ دل کی گہرائیوں میں میں نے جب دیکھا تو وہ مجھے وہاں نظر نہیں آئی۔ اور مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ ایک دوست کی حیثیت سے تو وہ میرے لئے قابل قبول ہے اور کوئی حیثیت میں اسے اپنے دل میں نہیں دے پایا۔"

"تب تم اس کا موقع دے رہے ہو مجھے تو میں کچھ اور سوالات بھی کروں۔"

"کریں آنٹی.... لیکن جواب میں، میں بھی آپ سے کچھ سوالات کروں گا۔"

"لو ہو اچھا.... ضرور.... تم نے تو کبھی مجھ سے اس انداز میں کوئی بات ہی نہیں کی۔"

"میں آپ سے محبت بھی کرتا ہوں آنٹی اور بے پناہ احترام بھی۔"

"چلو تو کیا فرق پڑتا ہے۔ دوستوں کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔ لیکن دوستی اپنی جگہ ہوتی ہے۔ اور کوئی سوال ایسا نہیں ہوتا جس کا برا مان لیا جائے۔"

"تو پھر آپ مجھ سے پوچھیے کیا پوچھ رہی ہیں؟"

"وہ تصویر کہاں ہے۔ جو تم جاپان سے لے کر آئے تھے؟ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" شعبان ایک لمحے تک آنکھیں بند کئے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"اگر محبت کا کوئی تصور دل میں بیدار ہوتا ہے اگر عورت کسی شکل میں ذہن پر حاوی ہو سکتی ہے تو تصویر

میرے خیالات پر حاوی ہے۔ ہاں اگر میں آپ سے یہ کہہ دوں کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ تو مجھے اس بات پر یہ احساس نہیں ہوگا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔"

"مگر وہ ایک خیالی تصویر ہے۔"

"نہیں، میں نے اس پر غور کیا ہے۔ وہ اگر صرف ایک خیال ہوتا تو اس خیال کو یہ صورت کبھی نہ ملتی۔"

"مطلب....؟"

"میرا نظریہ کہتا ہے کہ کوئی بھی تصور اگر ذہن میں آجائے تو اس کا ایک وجود ضرور ہوتا ہے۔ اگر یہ وجود نہ ہو تو وہ تصور ذہن تک کبھی نہ پہنچے۔ ذہن تصویر کائنات ہے اور اس کائنات میں جو نقش موجود ہے وہ ہی ذہن تک آسکتا ہے۔ جو نقش ذہن تک نہ پہنچ پائے اس کا مقصد ہے کہ اس کا وجود نہیں ہے۔"

"اچھی منطق ہے۔ انتہائی مضبوط اور قابل اعتماد۔" دردانہ نے متاثر لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ یہ تسلیم کیجئیے کہ وہ کہیں موجود ہے۔"

"کیا سمندر میں؟" دردانہ نے پوچھا۔ اور شعبان اس سوال پر پھر کھو گیا۔ پھر اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ممکن ہے سمندر میں...."

"لیکن سمندر میں تو انسان زندہ نہیں رہ سکتے۔"

"رہ سکتے ہیں آنٹی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"آج تک کی تاریخ میں تو ایسا نہیں ہوا۔"

"میرے بارے میں آپکا کیا خیال ہے؟" شعبان نے سوال کیا اور دردانہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر وہ لاجواب ہو کر بولی۔

"ہاں یہ بات تو درست ہے۔ اگر تمہیں پانی میں کافی دیر تک چھوڑ دیا جائے تو تم وہاں زندہ رہ سکتے ہو۔"

"کافی دیر نہیں۔ شاید ساری زندگی۔ میں خود کو کبھی کبھی تصورات میں ایک مچھلی کی مانند پاتا ہوں۔ جس کے لئے پانی جاں بخش ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو نقصان دہ ہو۔"

"کبھی اس کا تجربہ نہ کر بیٹھنا۔"

"تجربے تو میں کر چکا ہوں۔"

"نہیں میرا مطلب ہے کہیں تم سمندر ہی میں رہ جانے کی کوشش نہ کرنا۔"

"ایک بات کہوں آنٹی۔ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذہن میں لکھ لیجیے گا۔ کہ اگر مجھے پانی میں کوئی حادثہ پیش آجائے میں سمندر میں گم ہو جاؤں تو آپ مجھے گم نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ سمجھ لیں کہ سمندر کی دلچسپیوں میں ایسا پھنس گیا ہوں کہ آپ تک نہیں پہنچ پایا۔ اگر مجھے فوراً ہی فرصت ملی تو میں آپ تک پہنچ جاؤں گا۔ لیکن آپ کسی قسم کی تشویش کا شکار نہ ہوں۔"

"نہیں بھئی نہیں....، اس کی اجازت میں تمہیں نہیں دوں گی۔ کبھی ایسے انداز میں سمندر میں گم نہ ہونا کہ مجھے اس کا علم نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی ایسا فیصلہ کر بھی لو تو مجھ سے کہہ کر سمندر میں رہ سکتے ہو۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"کوشش تو یہی کروں گا کہ آپ کی کسی بات سے انحراف نہ ہو۔ لیکن میں نے حادثے کے طور پر ہی بات کہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے کہ میں سمندر میں گم ہو جاؤں۔ میں چند روز کے بعد یا چند ہفتوں کے بعد آپ تک پہنچ جاؤں گا۔"

"نہیں شعبان نہیں.... میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔" شعبان خاموش ہو گیا۔ چند لمحات گہرے انداز میں سوچتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"آپ کے ذہن میں اور کوئی سوال ہے؟"

"ہاں۔ وہ لڑکی...."

"اس لڑکی کا وجود ہے۔ یہ بات میرے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔"

"اور تم اسے سمندروں میں تلاش کرو گے۔"

"ہاں آنٹی۔ میں اسے سمندروں میں تلاش کروں گا۔"

"کب۔"

"جب آپ مجھے اس کی اجازت دیں گی۔"

"لیکن سمندر تو ایک وسیع تر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ تم صحیح جگہ کا تعین کیسے کر سکو گے؟"

"میں کوششیں کرتا رہوں گا آنٹی۔ جب تک یہ احساس

میرے دل میں پیدا نہیں ہو جائے گا کہ جو تصور میرے ذہن میں آبسا ہے۔ اس کا وجود نہیں ہے۔"

"بڑی پریشان کن بات ہے۔"

"نہیں آپکو میری ذات سے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"خیر یہ بات تو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"اب آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔"

"اوہو۔ ہاں بھئی ـــــ وہ تو مجھ پر قرض ہیں۔"

"آنٹی آپ ایک عورت ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح مرد کے ذہن میں عورت کا تصور جاگتا ہے اسی طرح عورت بھی اس تصور سے دور نہیں رہ سکتی۔ آپ نے اپنی زندگی کے لئے کبھی کسی ساتھی کا انتخاب نہیں کیا؟" دردانہ حیران رہ گئی۔ شعبان اس سے یہ سوال کر سکتا ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ وہ چند لمحات سوچنے پر اس نے سادگی سے کہا۔

"ہاں شعبان۔ مسائل کے بارے میں اب تم اچھی طرح جان چکے ہو میری زندگی جن مسائل سے دوچار رہی ان میں مجھے یہ موقع نہیں مل سکا۔ اور اب جبکہ زندگی کو کچھ سکون ملا اور اسد شیرازی جیسی شخصیت سے واسطہ پڑا تو یہ وقت نکل چکا تھا۔ یعنی متاثر ہونے کا وقت اور اب تو تم دیکھ رہے ہو کہ میں بوڑھی ہو رہی ہوں۔" شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"بوڑھے ایسے ہوتے ہیں آنٹی۔"

"پھر بھی شعبان۔ اگر ذہن بوڑھا ہو جائے تو سمجھ لو انسان پر بڑھاپا طاری ہو گیا۔"

"اور انکل شیرازی کے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپکا آنٹی؟"

"کیا مطلب....؟"

"انہوں نے بھی شادی نہیں کی۔"

"ہاں! اسد شیرازی نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا لیا ہے انہیں اس شوق کی تکمیل میں تمام آسودگی مل جاتی ہے۔ اور اس وقت وہ کسی اور شے کے طالب نہیں رہتے۔ شیرازی صاحب بھی اپنے آپ سے اور اپنی زندگی سے اس قدر مطمئن ہیں کہ انہوں نے مزید کسی شے کی حاجت نہیں محسوس کی اور یہ غیر فطری بات ہے۔"

"نہیں یونہی پوچھ لیا تھا۔ اب آپ دیکھئے نا میں سمندر کا رسیا ضرور ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی زندگی کی ان ضرورتوں سے الگ نہیں میرے دل کے اندر بھی وہی تمام جذبات جنم لیتے ہیں جو عام لوگوں کے دل میں ہیں۔ ویسے آنٹی کبھی کبھی یہ دنیا مجھے اجنبی اجنبی سی لگنے لگتی ہے۔ نجانے کیوں میں یہ سوچتا ہوں کہ میری دنیا اس سے الگ تھلگ ہے۔"

"ہاں۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے۔" دردانہ نے کہا اور خیالات میں گم ہو گئی۔ اسی وقت عقب سے کیپٹن ایڈگر آتا ہوا نظر آیا اور مسکراتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"واہ آپ لوگ صحیح معنوں میں سمندر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کیا میرا خیال غلط ہے؟"

"نہیں۔ آپکا خیال بالکل درست ہے۔"

"میرے ذہن میں کچھ الجھنیں ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان الجھنوں کا حل تلاش کیا جائے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ ایک میٹنگ کروں اور اپنے ان احساسات کا اظہار کر دوں۔ دراصل ہم لوگ مصر سے چل پڑے ہیں اور کھلے سمندر میں بہت دور نکل آئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ابھی مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے منصوبے مکمل نہیں ہیں۔ ایک میٹنگ کر کے میں ان منصوبوں کی تکمیل کردوں گا۔ تاکہ اپنے کام کا آغاز ہم وہیں سے کر دیں۔ جہاں اس وقت موجود ہوں۔ اس کے لئے کسی خاص جگہ کا تعین ضروری نہیں ہے۔"

"تو پھر آپ یہ میٹنگ کب طلب کر رہے ہیں؟"

"یہی سوچ کر اپنے کیبن سے باہر نکلا تھا کہ میٹنگ میں جن لوگوں کو شریک کیا جانا ہے انہیں اطلاع دے دوں کل شام چار بجے آپ دونوں کو اس بڑے کیبن میں پہنچ جانا ہے جو میٹنگ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم پہنچ جائیں گے انکل۔" شعبان نے کہا اور کیپٹن ایڈگر شانے ہلا کر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ شعبان دردانہ کی جانب دیکھ کر مسکرانے لگا تھا۔

✕

گارتھا کو اسی وقت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب اس ملک میں پہنچنے کے بعد اسے شعبان نہیں مل سکا تھا۔ اور

وہ کچھ لیٹ ہو گئی تھی حالانکہ اگر مقررہ وقت سے پہلے پہنچ جاتی تو شاید شعبان کے لئے کافی مشکلات کا سامنا ہو جاتا اور گارتھا اس کے حصول میں کوئی پریشانی محسوس نہ کرتی تھی۔ لائن پاور اسے مسلسل اطلاعات فراہم کر رہا تھا۔ کورا اور گرینا بھی اس کے پاس ہی موجود تھیں۔ اور اس کی جانب متوجہ۔ کیونکہ اس کام کی تکمیل کے بعد انہیں یہاں سے واپس روانہ ہو جانا تھا اور شاید وہ واپس جانا بھی چاہتی تھیں۔ کیونکہ ان کے اپنے کچھ معاملات انہی سے وابستہ تھے۔ گارتھا نے اچانک اس انگوٹھی کی جانب دیکھا۔ جو ریسیور کے طور پر اس کے پاس موجود تھی اور جس پر اسے لائن پاور کے پیغامات مل رہے تھے۔ طے یہی تھا کہ ٹرانسمیٹر آن رکھا جائیگا۔ اور لمحے لمحے کی رپورٹ اسے دی جاتی رہے گی۔ ٹرانسمیٹر کے آف ہونے کا کوئی منصوبہ ذہن میں نہیں تھا۔ لیکن اچانک ہی ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ گارتھا چند لمحات انتظار کرتی رہی۔ اور یہ سوچتی رہی کہ یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے لیکن پانچ منٹ دس منٹ پندرہ منٹ اور پھر بیس منٹ گزر گئے لیکن ٹرانسمیٹر کا سلسلہ دوبارہ قائم نہیں ہو سکا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہونے لگے۔

"یہ کیا ہوا؟ لائن پاور کہیں کسی مصیبت کا شکار تو نہیں ہو گیا؟" اس نے تشویش زدہ لہجے میں آہستہ سے کہا۔ کورا اور گرینا خاموشی سے اس کی صورت دیکھ رہی تھی۔ مزید دس منٹ گزر گئے اور اس کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر پھر سے کام کرنے لگا۔ گارتھا نے ایک طویل سانس لی اور ٹرانسمیٹر کی جانب متوجہ ہو گئی لیکن وہ خود کچھ نہیں بولی تھی۔ البتہ دوسری طرف سے چند آوازیں ابھریں اور گارتھا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کوئی مقامی زبان میں کہہ رہا تھا اور مقامی زبان گارتھا بآسانی سمجھتی تھی۔

"ہاں کیا قیمت ہو گی اسکی....؟"

"انگوٹھی تو قیمتی ہی لگتی ہے۔ مگر اس کا یہ نگینہ کچھ ڈھیلا ہے۔ اندر دب جاتا ہے۔ دیکھوایسے...." ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع ہوا پھر جاری ہو گیا۔ پھر منقطع ہو گیا اور پھر جاری ہو گیا گارتھا کی آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔

ٹریفک کا شور لوگوں کی صدائیں اس کا مقصد تھا کہ انگوٹھی لائن پاور سے بہت دور نکل چکی ہے۔ مگر اس شخص کے کہنے کے مطابق کہ کسی نے اسے انگوٹھی اتار کر دی ہے اور وہ شخص جس نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر کسی کو دی لائن پاور کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ لیکن کیوں آخر کیوں؟ لائن پاور نے ایسا کیوں کیا۔ کورا اور گرینا خاموشی سے گارتھا کی شکل دیکھ رہی تھی کورا نے آہستہ سے کہا۔

"مس گارتھا یہ آواز۔ لائن پاور کی تو نہیں تھی۔ اور.... اور یہ الفاظ۔" گارتھا نے جلدی سے انگوٹھی کا نگینہ دبایا اور ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے گرینا۔"

"کیا۔" گرینا نے حیرت سے پوچھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ لائن پاور لیکن.... لیکن کوئی بات تو سمجھ میں آئے اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ مگر نہیں میں نہیں مانتی یقینی طور پر کسی شاطر جیب تراش نے انگوٹھی اس کی انگلی سے نکال لی ہے۔ مگر یہ بہت برا ہوا۔ اب لائن پاور ہمیں ان کے بارے میں اطلاع کیسے دے سکے گا۔ ویسے بھی صورتحال کافی خراب ہے۔" گرینا اور کورا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دونوں خاموشی سے گارتھا کی صورت دیکھتی رہیں۔

گارتھا انگوٹھی لئے بیٹھی رہی اور انتظار کرتی رہی۔ لیکن لائن پاور کی جانب سے کوئی رابطہ نہیں قائم ہوا تھا۔ گارتھا نے کہا۔

"اب انتظار کرنا مشکل ہے۔ لائن پاور کہیں نہ کہیں ٹیلیفون سے ہمیں اطلاع دیتا۔ میں مسلسل یہ انتظار کر رہی تھی کہ اس کی جانب سے کوئی اطلاع موصول ہو۔ کورا تم میرے ساتھ آجاؤ گرینا تم ہوٹل ہی میں رہو۔ لائن پاور اگر آجائے تو اس کو ہر قیمت پر روکنا ہے۔"

"جی میڈم۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔" گرینا نے کہا اور اس کے بعد گارتھا تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ دونوں لائن پاور کے گھر گئیں وہاں تالا لگا ہوا تھا وہیں سے اس کی بیوی سیسلی کے ہوٹل کا پتا معلوم کیا اور ہوٹل روانہ ہو گئیں مگر منیجر کی بات سن کر گارتھا پریشان ہو گئی اس نے کہا کہ ان دونوں میاں بیوی کو جلد ہی میں کار میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ گارتھا اور کورا واپس ہوٹل پہنچ گئیں۔ ہوٹل میں گرینا ان دونوں کا

انتظار کر رہی تھی۔ اس نے بے اختیارانہ انداز میں سوال کیا۔

"کچھ پتہ چلا میڈم؟"

"نہیں لائن پاور فرار ہو گیا۔ اپنی بیوی کے ساتھ۔"

گرینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ گارتھا مسلسل سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔ پھر گارتھا نے آہستہ سے کہا؟

"جانٹ۔ اس کا نام جانٹ ہی لیا گیا تھا نا۔"

"کس کا میڈم؟"

"جس کے بارے میں لائن پاور نے یہ کہا تھا کہ وہ ان لوگوں کی نگرانی پر ہے۔"

"جی میڈم شاید۔"

"اس جانٹ کے بارے میں ہمیں پتہ چلانا ہو گا میرا خیال ہے، ہمیں ارتقاہاشمی کے کسی خاص آدمی سے ملاقات کرنی چاہیے۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں میڈم۔"

"ایک بار پھر ہمیں باہر چلنا ہو گا کورا۔ تم ہی میرے ساتھ آؤ۔ بلکہ نہیں ایسا کرو تم اس سلسلے میں کام کرو گی میں ان لوگوں کے سامنے آنا نہیں چاہتی۔ ویسے مجھے وہ جگہ معلوم ہے جہاں امیر ارتقا کے کسی آدمی سے ملاقات ہو سکتی ہے۔"

گارتھا نے گرینا کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ امیر ارتقا کی ایک رہائش گاہ تک سفر کیا۔ اور اندر صرف کورا داخل ہوئی تھی۔ ویسے وہ بھی بہت خوش لباس اور خوش شکل لڑکی تھی۔ اس کی ملاقات اپنی عمر کی ایک لڑکی سے ہوئی جو مقامی تھی لیکن تعلیم یافتہ معلوم ہوتی تھی۔ کورا نے خود کو امیر ارتقا کی غیر ملکی دوست ظاہر کر کے لڑکی سے معلومات کیں۔ اس نے جو کچھ بھی بتایا وہ اس کے حواس گم کرنے کے لئے کافی تھے کورا کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جنہیں دیکھ کر گارتھا کے چہرے سے پریشانی عیاں ہو گئی کورا نے واپس آ کر گارتھا کو بتایا وہ کہنے لگی۔

"امیر ارتقا اپنے ایشیائی دوستوں کے ساتھ اپنے سمندری جہاز اختاطون پر ایک لمبے سفر کے لئے آج روانہ ہو گئے ہیں اور ان کی واپسی کافی عرصے بعد ہو گی کیونکہ وہ جو انتظامات یہاں کر گئے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔"

"اوہ.... صورتحال میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ لیکن.... یہ میری پوری زندگی کا مسئلہ ہے۔ آؤ واپس چلو۔" ایک بار پھر وہ ہوٹل واپس آ گئی تھیں۔ گارتھا انتہائی بے چین نظر آ رہی تھی اور بار بار اپنے ہاتھ مل کر وہ کمرے میں ٹہلنے لگتی تھی۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لائن پاور کے بارے میں میرا اندازہ ہے کہ وہ یقینی طور پر غیر متوقع صورتحال کا شکار ہو گیا اور اس کے بعد وہ یہ جانتا تھا کہ اسے یہاں نہیں رکنا چاہیے کیونکہ اسے گارتھا کے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اس کمبخت کتے نے وہ فرض پورا نہیں کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ لائن پاور کا نام میں نے اپنی اس فہرست میں لکھ لیا ہے۔ لڑکیو جس میں ان لوگوں کا نام لکھا جاتا ہے جن کے لئے دنیا ناپسندیدہ جگہ قرار دے دی جاتی ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ پہلی بار مجھے ان ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ مسلسل ناکامیوں سے اور میں ناکامیاں برداشت کرنے کی عادی نہیں، ہرگز نہیں ہوں۔ وہ لوگ میرے چنگل سے نکل نہیں سکیں گے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ جہاز کا سفر کہاں تک کا ہے۔ وہ اس سمندری جہاز سے کہاں گئے ہیں۔ کوئی نہ کوئی جگہ تو انہوں نے منتخب کی ہو گی۔ اوہ یہ کیسے معلوم ہو کس سے معلوم ہو۔" گارتھا کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ اور پھر چند لمحات کے بعد اس نے رک کر کہا۔"

"جانٹ۔ یہی نام تھا اس شخص کا جس کا تذکرہ کیا گیا تھا۔"

"ہاں میڈم۔ وہ ان لوگوں کی نگرانی اور ان کا تحفظ کر رہا ہے۔"

"لیکن اب جانٹ کا تحفظ کون کرے گا۔ اسے ان لوگوں کا پورا پروگرام پتہ نہ ہو گا۔"

دوسرے دن سے گارتھا نے اس کام کا آغاز کر دیا۔ اس نے ایسی جگہوں کا انتخاب کیا جہاں سے جانٹ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی تھیں اور پہلے ہی مرحلے پر اسے کامیابی حاصل ہو گئی۔ ایک بوڑھے مجبور سے شخص نے چند ڈالر کے عوض جانٹ کا پتا بتا دیا گارتھا اس کا شکریہ ادا کر کے آگے روانہ ہو گئی۔

گارتھا نے وہاں سے قاہرہ ٹاور کا رخ اختیار کیا تھا۔ جس ہیلے ہاؤس کی نشاندہی بوڑھے شخص نے کی تھی وہ قاہرہ ٹاور کی

پہلو میں نظر آ گیا۔ خاصی وسیع اور کشادہ عمارت تھی اور اس وقت خالی خالی نظر آ رہی تھی۔ وہاں جو کچھ بھی ہوتا ہو گا اس کے لئے شام کا وقت ہی مناسب ہو گا۔ گارتھا نے کورا اور گرینا کو چند ہدایات دیں۔ اور اس کے بعد ان دونوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ تین خوبصورت لڑکیاں جب اس ہیلے ہاؤس میں داخل ہوئیں تو وہاں موجود ہر شخص نے گہری آنکھوں سے ان کا جائزہ لیا۔ گارتھا لڑکیوں میں تو شمار نہیں ہوتی تھی لیکن اس کی جسامت اور اس کی دلکشی کا یہ عالم تھا کہ کورا اور گرینا اس کے آگے کچھ بھی نہیں محسوس ہوتی تھیں۔ چنانچہ انہیں پسندیدگی کی نگاہوں ہی سے دیکھا گیا تھا۔ گارتھا نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اس بوڑھے اور بھدے شخص سے کہا؟

"کیا آپ مجھے کچھ معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔"

"جی.... جی کیوں نہیں۔"

"میں مسٹر جانٹ سے ملنا چاہتی ہوں۔ اور ان سے ملاقات میرے لئے ضروری ہے۔" اس شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے آہستہ سے کہا؟

"مسٹر جانٹ ہر خوبصورت لڑکی سے ملنا پسند کرتے ہیں۔ آپ کچھ دیر انتظار کریں۔ میں ان سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔ وہ انٹرکام پر کسی سے بات کرنے لگا کورا اور گرینا خاموشی سے اس کی صورت دیکھ رہی تھیں۔ گارتھا کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہو گیا اور اس نے ہنستے ہوئے کہا....

"ایک شخص آپ کے استقبال کے لئے ابھی آ رہا ہے۔ وہ آپ کو مسٹر جانٹ کے پاس لے جائے گا۔ پھر ایک دراز قامت آدمی ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اور اس نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ تشریف لائیے۔" گارتھا نے دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور اس شخص کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

رات کا تقریباً ایک بجا تھا۔ سمندر پر سکون تھا اور اختاتون پر کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا تھا جن لوگوں پر ذمے داریاں تھیں وہ اپنے فرائض پورے کر رہے تھے۔ اور باقی لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ کیپٹن ایڈگر اپنے کیبن سے باہر نکل آیا۔ سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اسے سمندر سے عشق تھا۔ زندگی کا بیشتر خوبصورت حصہ اس نے سمندر میں گزارا تھا۔ اور سمندر کی دنیا اُسے خشک آبادیوں سے کہیں زیادہ پیاری ہو گئی تھی۔ مگر ان دنوں اس کے ذہن میں ایک خیال آ رہا تھا کہ ایک ایسا شخص جو اس کا عکس ہو۔ جسے وہ اپنے لئے تیار کر سکے۔ جو اُسی کے انداز میں سوچے اسی کے طور پر عمل کرے۔ کئی بار اس نے جہاز پر لوگوں کا جائزہ لیا تھا لیکن کوئی بھی اسے اپنی پسند کا انسان نہیں ملا تھا۔

ایڈگر ٹہلتا ہوا جہاز کے ایک دور دراز گوشے میں پہنچ گیا۔ یہاں کسی قدر تاریکی تھی مگر اتنی بھی نہیں کہ وہ اس شخص کو نہ دیکھ سکتا جو اس تاریک گوشے میں کچھ کر رہا تھا وہ آنکھیں پھاڑنے لگا۔ پھر دوسرے لمحے اس نے اس طرف چھلانگ لگا دی کیونکہ اس نے کسی کو سمندر میں کودتے دیکھا تھا۔ تیزی سے بھاگ کر اس جگہ پہنچ گیا۔ وہاں ایک لباس رکھا ہوا تھا اس نے یہ لباس اٹھا کر دیکھا اور اسے پہچان لیا۔ یہ اسد شیرازی کے ساتھ رہنے والے نوجوان لڑکے کا تھا۔ کیا اس نے خودکشی کی ہے۔ اس نے سوچا اور ریلنگ کے پاس پہنچ کر نیچے جھانکنے لگا۔ لیکن دوسرے منظر نے حیران کر دیا۔ اس نے نوجوان کو ڈولفن مچھلی کی طرح آدھے جسم سے کھڑے ہو کر اسے سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ جہاز کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ منظر انتہائی تعجب خیز تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے نوجوان کو سمندر میں کلیلیں کرتے دیکھتا رہا۔ حالانکہ جہاز کی رفتار مناسب تھی مگر وہ اس جسے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا بلاشبہ وہ شاندار تیراک تھا کبھی وہ گہرائیوں میں گم ہو جاتا اور پھر جہاز سے کچھ آگے ہی ابھرتا اور اس کو وقت کا احساس تک نہ ہو سکا۔ دو گھنٹے گزر گئے اور پھر اس نے نوجوان کو سمندر میں رواں جہاز پر اوپر آتے دیکھا۔ یہ بھی ایک ناممکن عمل تھا۔ سمندر کے پانی کی چکناہٹ پر ہاتھ لگانا ناممکن تھا لیکن وہ چھوٹے چھوٹے رخنوں، کے سہارے بہ آسانی اوپر آ گیا۔ اپنے لباس کے قریب ایڈگر کو کھڑے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

مسوری سر ایڈگر۔" اس نے کہا اور ایڈگر نے اس کا لباس اٹھا کر اسے دیدیا۔ "شکریہ"۔ وہ بولا۔

"میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"آئیے۔ بیٹھ جائیں۔" وہ لباس پہن کر بولا اور ایڈگر اسے لئے ہوئے ایک رسیوں کے ڈھیر پر جا بیٹھا۔

"تم بہترین تیراک ہو۔"

"شکریہ۔۔۔۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"تیرنا تم نے کہاں سے سیکھا؟"

"سمندر سے۔" شعبان کے لہجے میں شوخی تھی۔

"کیا مطلب؟" ایڈگر کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

"سمندر میرے لئے ماں کی آغوش ہے۔ میں نے کسی سے تیرنا نہیں سیکھا میں سمندر میں اترتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے کسی نے مجھے پیار سے گود میں اٹھا لیا ہو۔"

"اسد شیرازی اور مس دردانہ تمہارے کون ہیں؟"

"انکل اور آنٹی۔" شعبان کا لہجہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"تمہارے ماں باپ کون ہیں؟" ایڈگر شعبان سے کرید کرید کر پوچھ رہا تھا۔

"سمندر میری ماں ہے اور سمندر ہی میرا باپ ہے۔" شعبان کا لہجہ محبت سے پر تھا۔

"سمندر کے بارے میں کیا جانتے ہو۔"

"وہ سب کچھ جانتا ہوں جو آپ اس دنیا کے بارے میں جانتے ہیں۔"

"دعویٰ کرتے ہو۔ ایڈگر کا لہجہ چیلنج کرنے والا تھا۔

"ہاں!" شعبان نے پر اعتماد کے ساتھ کہا۔

"سمندر میں کتنے دھارے ہوتے ہیں؟"

"تین۔" شعبان نے فوراً جواب دیا۔

"غلط۔ اس کے دو دھارے ہوتے ہیں۔"

"ایک سو فٹ نیچے، دوسرا دو سو فٹ نیچے۔ لیکن ایک ہزار فٹ کی گہرائیوں میں تیسرا دھارا بھی ہوتا ہے۔ جو دونوں دھاروں کے متوازی چلتا ہے۔ یہ آپ کی زبان میں بنیکونا کہلاتا ہے۔

"اوہ میرے خدا۔ تم نے بنیکونا کہا ہے۔ کہاں سنا ہے۔ یہ تو سمندر کی دنیا کا پر اسرار حصہ ہے۔"

"آپ کا یہ جہاز۔" شعبان نے ہاتھ اٹھایا۔ پھر بولا۔ "آپ کا یہ جہاز سی گون۔ میں چل رہا ہے دیکھئے ہوا کی نمی نے میرا ہاتھ بھگو دیا ہم اس کا مخالف رخ اختیار کریں تو سی نان میں آجائے گا یہ دیکھے۔" اس نے ہاتھ کا رخ بدلا اور وہ خشک ہو گیا۔ ایڈگر ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ یہ کیفیت انتہائی حساس آلات سے پتا چلتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔؟

"تیسرے دھارے کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"بنیکونا کے نیچے بھی دو دھارے بہتے رہتے ہیں جہاں مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور بھی نہیں جاتے مگر میں جا سکتا ہوں۔ وہاں زمین خشک ہو جاتی ہے۔

"اوہ میرے خدا۔۔۔۔ تم۔۔۔۔" مور اس جملہ نہ پورا کر سکا پھر اس نے کچھ دیر کے بعد شعبان سے بہت سے ٹیکنیکل سوالات کئے اور اس نے اتنی تفصیل سے جواب دیئے کہ وہ ششدر رہ گیا اس کے دل میں اچانک ایک خیال پیدا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ "شیرازی تمہاری اس معلومات کے بارے میں جانتا ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"تمہیں جہاز رانی کا شوق ہے۔"

"مجھے سمندروں کا شوق ہے۔"

"کسی جہاز کے کپتان بننا پسند کرو گے۔"

"نہیں۔" شعبان کا لہجہ سپاٹ ہو گیا۔

"کیوں۔۔۔۔"

"میں خود پر پابندیاں نہیں چاہتا۔"

"میں تمہاری دوستی چاہتا ہوں۔ مگر ایسے نہیں۔"

"پھر کیسے۔" شعبان کا لہجہ دوستانہ ہو گیا۔"

"تم میرے معاون ہو گے۔ اور سمندر سے متعلق ہماری دوستی گہری ہو گی۔ سمندر سے مجھے بھی عشق ہے۔ ہم دوسروں سے ہٹ کر سمندر کی سیر کریں گے اور ایک دوسرے کو معلومات فراہم کریں گے۔"

"تب مجھے منظور ہے۔"

"تم سمندر میں کتنی رفتار سے تیر سکتے ہو؟"

"سی لون مچھلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے۔"

"مجھے یقین ہے۔" ایڈگر نے کہا۔ پھر وہ روشنی پھوٹنے تک بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ دونوں نے آسمان دیکھتے ہوئے کہا۔

"لڑکے تم نے مجھے جس قدر حیران کیا ہے اتنا میں پوری سمندری زندگی میں حیران نہیں ہوا۔ تم ایک پر اسرار کتاب ہو میرے لئے جسے میں آہستہ آہستہ پڑھوں گا بہت آہستہ آہستہ تو تم میری پیشکش قبول کرتے ہو۔"

"انکل اور آنٹی کو اعتراض نہ ہو تو۔"

"انہیں میں سنبھال لوں گا! مجھ سے کچھ چاہتے ہو۔"

"ہاں!" شعبان نے کہا۔

"کیا؟"

"صرف یہ کہ آپ اس ملاقات اور اس گفتگو کا تذکرہ انکل اور آنٹی سے نہیں کریں گے انہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ میں نے آپ سے یہ باتیں کی ہیں۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے اطمینان رکھو۔ ہم اپنی دوستی راز میں رکھیں گے؟ جاؤ آرام کرو۔" وہ دونوں وہاں سے چل پڑے۔

میٹنگ کے سلسلے میں ایڈگر نے جن افراد کو مدعو کیا تھا ان کی تعداد گنی چنی تھی۔ بس امیر مرتضیٰ ہاشمی تھا اسد شیرازی دردانہ، شعبان اور کچھ انجینئرز وغیرہ یہ تمام لوگ اس بڑے ہال میں جمع ہو گئے تھے جس میں انہیں طلب کیا گیا تھا۔ ایڈگر نے اس سلسلے میں خصوصی اہتمام کیا تھا اور سامنے ہی ایک اسکرین نظر آ رہی تھی۔ اس کے بالکل سامنے ایک پروجیکٹر رکھا ہوا تھا ایڈگر نے کہنا شروع کیا۔

"اول بات تو یہ کہ میں جہاز کے تمام امور کا نگران ہوں۔ اور بے شک میرے ساتھ کچھ ذہین افراد جو میری پسند کے لوگ ہیں مصروف عمل ہیں وہ میرے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک اور ایسی شخصیت کو اپنے معاون کے طور پر تیار کروں جو ذہین ہو نوجوان ہو اور جہاز کے تمام امور کو سمجھ سکے۔ اس کے علاوہ وہ شخصیت میری راز دار بھی ہو۔ میرا مطلب ہے کہ وہ سمندری امور اور اس سفر میں میرے معاون کی حیثیت سے صرف اور صرف مجھ سے تعاون کرے۔ مجھے جواب دہ ہو۔ میں ایک ایسی شخصیت کا انتخاب بھی کر چکا ہوں اور آپ لوگوں کے ذریعے اس سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے منسلک ہو جائے۔"

"کون ہے وہ؟" مرتضیٰ ہاشمی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"وہ نوجوان اور خوبصورت شخص شعبان ہے۔ جسے میں نے بہت گہری نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں شعبان کو اس کام کے لئے انتہائی مناسب سمجھتا ہوں۔ اسد شیرازی اور مس دردانہ آپ لوگوں سے میں درخواست کروں گا کہ ہمارے نوجوان دوست کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اس عہدے کو سنبھال لے۔"

دردانہ نے اسد شیرازی کی جانب دیکھا اور اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے شعبان کی طرف۔ پھر اس نے کہا۔

"شعبان ایک آزاد نوجوان ہے۔ اور اس کی طبیعت اور پرورش ایک بالکل آزاد انسان کی حیثیت سے ہوئی ہے۔ ہم نے کبھی اس پر اپنی کوئی رائے مسلط نہیں کی۔ اگر سمندری سفر اور سمندر سے دلچسپی کی بنیاد پر کیپٹن ایڈگر کے معاون کے طور پر وہ سمندری تجربہ حاصل کرنا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا اور نہ ہی اسے اعتراض ہونا چاہیے۔ ہم اس بات کی سفارش کرتے ہیں۔" ایڈگر مور اس نے شعبان کی طرف دیکھا۔ اور بولا۔

"مسٹر شعبان۔ کیا آپ میری اس تجویز کو قبول کرنا پسند کریں گے۔" شعبان نے دردانہ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اس جہاز پر سفر کرتے ہوئے میں بہت خوش ہوں۔ اور اس کی ہر چیز سے بہت زیادہ متاثر ہوں میں خود بھی یہ چاہتا ہوں کہ اس جہاز پر مجھے بھی میری ذمہ داریاں سونپی جائیں۔ اب مجھے اجازت مل گئی ہے۔ "تو میں آپکو اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ کیپٹن۔" شعبان نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ آپ تمام حضرات کا۔ شعبان تمہارا سمندری امور کے بارے میں میرا راز دار ہونا بے حد ضروری۔

ہے جس پر میں مکمل اعتماد کر سکوں۔ اب جو تبدیلی میں پیدا کرنا چاہتا ہوں اس کے بارے میں بھی آپ لوگوں کا مشورہ آخری حیثیت رہے گا۔ دراصل پہلی چیز یہ سفر ہے۔ ہم نے طے کیا ہے کہ سمندری تحقیقات کے سلسلے میں ہم ایسی سمتیں اختیار کریں گے جو عام سمندری راستوں سے ہٹ کر ہوں گی۔ جہازرانوں نے اور سمندری ماہرین نے جن راستوں کو سفر کے لئے منتخب کیا ہے وہ محفوظ ترین ہیں۔ اور ان کے بارے میں تمام تر معلومات ان لوگوں کو کی ہیں جو سمندر سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن وہ پوشیدہ مقامات ابھی تک دوسروں کے علم سے بچے ہوئے ہیں جہاں سمندری سفر نہیں کیا جاتا۔ ان مقامات پر خوفناک خطرات بھی ہیں اور ان خطرات کی کتابوں میں نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ اوشینوں گرافر اس بارے میں اپنے بہت سے مقالات لکھ چکے ہیں اور ہم نے ان کا مطالعہ کیا ہے۔ تاہم ہم خود کچھ خطرات بھی مول لیں گے۔ چونکہ ان علاقوں کا سفر ہمارے مقصد کے لئے نہایت کارآمد ہوگا۔ اس کے علاوہ میں نے پروفیسر بیرن کے بارے میں جو تفصیلات آپ لوگوں کو پیش کی تھیں وہ آج بھی میری نگاہوں میں اتنی ہی اہمیت کی حامل ہیں اور مجھے اجازت مل چکی ہے کہ میں پروفیسر بیرن کو اپنے اس مقصد میں شریک کروں۔ آج بھی میں اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایڈگر پروفیسر بیرن تو ہماری فہرست میں سرفہرست ہیں۔"

"ہمیں یوراگوئے سے پروفیسر بیرن کو اپنے ساتھ لانا ہوگا۔ یہ ایک طویل ترین سفر ہے۔ اور میں نے روانگی کے بعد یہ سوچا ہے کہ اگر ہم یہاں سے یوراگوئے تک صرف اس لئے سفر کریں کہ پروفیسر بیرن کو لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بے مقصد ہم ایک طویل وقت ضائع کر دیں گے۔"

"میرا خیال ہے میں نے تم سے اس سلسلے میں پہلے بھی گفتگو کی تھی۔ کیپٹن میں نے کہا تھا تم سے کہ پروفیسر بیرن کو اگر ہم مصر میں ہی بلالیں تو کیا حرج ہے۔"

"میں نے آپ سے عرض کیا تھا امیر ابھی افناطون کے معاملات سے مجھے اتنی فرصت نہیں ہے کہ میں پروفیسر تک جاسکوں۔"

"ہاں۔ یہ بات تم نے کہی تھی۔"

"چنانچہ اب میں اپنے اس کام کو پورا کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر پروگرام کیا ہے۔"

"مطلب یہ ہے کہ ہمیں تھوڑا سا انتظار اسی جگہ رک کر کرنا ہوگا۔ اور میں نے اس کے لئے بحر اسود کا انتخاب کیا ہے۔ ترکی میں ہم بحر اسود میں قیام کریں گے۔ میں اور شیرازی صاحب یوراگوئے جاکر پروفیسر بیرن کو اپنے ساتھ لے آئیں گے۔ میں نے اس سلسلے میں پروفیسر سے کچھ خط و کتابت کی ہے۔ اور انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ وہ ہمارے اس سمندری سفر میں ہمارا ساتھ دیں۔ گو انہیں تفصیلات ابھی تک نہیں معلوم لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر میں انہیں یہ تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دوں گا تو وہ ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ دوستو میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ اب ہمارا جہاز ترکی میں قیام کریگا۔ اور وہاں سے میں اور اسد شیرازی یوراگوئے جاکر جلد از جلد پروفیسر کو اپنے ساتھ لے آئیں گے۔"

"نہایت مناسب بات ہے۔"

"اس کے ساتھ ساتھ ہی میں آپ کو وہ سمندری علاقے دکھانا چاہتا ہوں جو ہمارے نشانے پر ہیں۔" اب ایڈگر نے پروجیکٹر کا استعمال شروع کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ دنیا بھر کے سمندروں سے متعلق تفصیلات اس پروجیکٹر پر بتانے لگا۔ اس نے یہ فلمیں نجانے کہاں سے حاصل کی تھیں۔ لیکن وہ اتنی واضح اور کامیاب فلمیں تھیں کہ ایڈگر ان لوگوں کو جن راستوں کے بارے میں بتا رہا تھا وہ پورا ذہن نشین ہوتے جا رہے تھے اور ان راستوں سے ہٹ کر جو سمندری دنیا تھی وہ بھی ان کے علم میں آتی جا رہی تھی۔ بہت دیر تک یہ فلم چلتی رہی اور ایڈگر انہیں سمندری معلومات فراہم کرتا رہا۔ اس کے بعد فلم بند ہو گئی ایڈگر نے کہا۔

"تو یہ ہیں وہ راستے جہاں سے ہم اپنے مقصد کا آغاز کریں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بحر اسود میں داخل ہونے کے بعد جب ہم وہاں سے آگے بڑھیں تو بائیں سمت اس علاقے میں جس کا میں نشان بتا رہا ہوں ہم اپنی تحقیقات کا پہلی بار آغاز کریں۔ بلاوجہ یہاں سے یوراگوئے تک کا طویل سفر اختیار کرنا حماقت ہوگی۔ کیونکہ اس دوران ہمیں تمام سمندری علاقے چھوڑ دینا ہوں گے۔"

"تمہارا خیال بالکل درست ہے بلکہ اب مجھے اس بات پر حد افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے یہ بات مصر میں کیوں نہ سوچی۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"میں نے یہ بات مصر میں سوچی تھی۔ لیکن ایک ذرا سی تبدیلی ضروری تھی میں ترکی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس جہاز کا بھی اچھی طرح جائزہ لے لیا جائے۔"

"خیر اب جو کچھ بھی ہوا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ترکی کے قیام میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"ہم نے جو بین الاقوامی اجازت نامے حاصل کئے ہیں ان کے تحت دنیا کے کسی بھی ملک میں سمندری قیام میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ بس ہر ملک کے قوانین کا پاس کرنا ہوگا۔"

ایڈگر اپنی اس کامیاب میٹنگ سے بہت خوش تھا۔ اور اس نے اس میٹنگ کے بعد تمام لوگوں کے لئے کافی کا اہتمام کیا۔ اس وقت یہ سب اس کے مہمان بن گئے تھے۔ اور پر لطف سی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ پھر کچھ دیر کے بعد یہ میٹنگ ختم ہو گئی اور کیپٹن نے ہال سے باہر نکلتے ہوئے شعبان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"مسٹر شعبان آج سے آپ میرے ساتھی ہوں گے۔ میں آپ کو آپکی ذمہ داریاں سمجھا دوں گا اور ایک اجازت دی جاتی ہے کہ آپ کو کہ جب بھی آپ ان ذمہ داریوں سے اکتاہٹ محسوس کریں اپنے طور پر تفریحات میں مصروف ہو جائیں۔"

"جی بہتر ہے۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے اندر کافی خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی۔ حالانکہ اس وقت بھی اس نے دردانہ سے مشورہ طلب کیا تھا کہ ایڈگر کی ہدایت پر عمل کیا جائے یا اس سے انکار کر دیا جائے۔ لیکن ان لوگوں کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد وہ پرسکون انداز میں کیپٹن کے ساتھ چل پڑا تھا۔

❦

گارتھا اور تھا اپنی دونوں ساتھی لڑکیوں کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہو گئی جہاں ہلکا پھلکا فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ اور ایک لمبی چوڑی میز کے پیچھے ایک عجیب سی شخصیت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ انتہائی چوڑا تھا۔ اور بدن بھی اس کی مناسبت سے نہایت ٹھوس اور مضبوط۔ ایک نگاہ دیکھنے سے وہ کوئی طاقتور پہلوان معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں دو باریک لکیروں کی مانند تھیں۔ اور کھلتی ہی نہیں تھیں۔ نجانے ان ننھی ننھی آنکھوں سے وہ دیکھ کیسے لیتا تھا۔ مصری نژاد ہی تھا اور کافی خونخوار نظر آتا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے ان تینوں کو دیکھا اور اپنی جگہ سے کرسی کھسکا کر کھڑا ہوا اور اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"معزز خواتین کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں۔ میرا نام جانسنٹ ہے۔" گارتھا مسکراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی اور اس نے اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے جانسنٹ کے ہاتھ میں دیا۔ اور پھر اسے اس بات کا افسوس ہوا کہ اس نے یہ احمقانہ حرکت کیوں کی تھی۔ چوکور اور اتنے بھدے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنے ہاتھ میں شدید تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ گارتھا جانسنٹ کے سامنے بیٹھ گئی۔ جانسنٹ نے کورا اگرینا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ معزز خواتین۔ آپ لوگ بھی تشریف رکھیئے۔ میرے ہاں آنے والے ہر مہمان کا استقبال بہت احترام سے کیا جاتا ہے۔"

گارتھا ہونٹ سکوڑ کر اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"مسٹر جانسنٹ۔ میں آپ کے پاس ایک کام سے حاضر ہوئی ہوں۔"

"آپکا آنا سر آنکھوں پر میڈم! بتایئے کیا کام ہے۔"

"تھوڑی سی معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں آپ سے۔"

"میں آپ کو اپنے کمرے خاص میں لے جاکر دنیا کی تمام معلومات فراہم کر سکتا ہوں۔" گارتھا نے ایک نگاہ کورا اور گرینا کو دیکھا اور پھر بولی۔۔۔"

"جیسا آپ پسند کریں۔ لیکن یہ معلومات ہمیں حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔"

"آپ اطمینان رکھیئے۔ اگر میں اس بارے میں کچھ جانتا ہوں تو وعدہ کرتا ہوں کہ بتانے سے گریز نہیں کروں گا۔" جانسٹ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس کمرے کے عقب میں ایک دروازہ بنا ہوا تھا۔ جس پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا۔ جانسٹ نے اس پردے کو ایک طرف ہٹایا اور ان تینوں سے اندر آنے کے لئے کہا تینوں اندر داخل ہوئیں۔ ایک چھوٹی سی گیلری نما جگہ تھی۔ جس میں سیڑھیاں نیچے اترتی چلی گئی تھیں۔ جانسٹ نے ایک بٹن دبایا اور سیڑھیاں روشن ہو گئیں۔ اس روشنی میں بیس سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ جس جگہ پہنچیں وہ واقعی قابل دید جگہ تھی۔ ایک بہت بڑا وسیع و عریض ہال۔ ائرکنڈیشنڈ تھا اور اس میں قیمتی ساز و سامان پڑا ہوا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ جانسٹ بے پناہ دولت مند انسان ہے۔ گارتھا نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا ذوق بہت عمدہ ہے مسٹر جانسٹ۔"

"جی ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بہت ہی خوش ذوق آدمی تصور کیا جاتا ہوں۔ خاص طور سے خواتین کے معاملے میں آپ یقین کیجئے میڈم۔ میں آپکے نام سے بھی واقف نہیں ہوں۔ اگر آپ اور آپکی ساتھی لڑکیاں اسقدر جاذب نگاہ نہ ہوتیں تو اس جگہ تک ان کی رسائی ناممکن تھی۔ خیر اب ہم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میں دوسروں کی مداخلت کے راستے بند کیے رہتا ہوں۔ جانسٹ نے ایک دیوار کے قریب جا کر ایک سرخ بٹن دبایا اور جس راستے سے یہ لوگ اندر داخل ہوئے تھے وہاں ایک دیوار سی آ گئی۔ کورا اور گرسنا کو اس نے ایک سمت بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ اور پھر خود دوسری جگہ آ بیٹھی جانسٹ اس کے سامنے ہی صوفے پر آ گیا تھا۔ گارتھا اور تھا نے جانسٹ کی طرف توجہ دی اور بولی۔

"ہاں تو مسٹر جانسٹ۔ آپ مجھے وہ معلومات فراہم کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔"

"پوچھیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتیں ہیں۔"

"امیر ارتقا پاشی۔"

"بے پناہ دولت مند لاتعداد بیویوں کا شوہر۔ اور لاتعداد لڑکیوں کا خواہش مند۔" جانسٹ نے کہا اور بے اختیار ہنسنے لگا۔

"تم نے مسٹر جانسٹ کچھ وقت پہلے امیر ارتقا کی نوکری اختیار کی تھی۔" جانسٹ کے ہونٹ سکڑ گئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں میڈم۔ بولتے ہوئے ذرا احتیاط کیجئے گا۔ جانسٹ نے ساری زندگی کبھی کسی کی ملازمت نہیں کی۔ ہاں کمیشن ایجنٹ کی حیثیت سے وہ ہر شخص کے لئے کام کرتا رہا ہے۔ آپ کے لئے بھی کام کر سکتا ہے۔ لیکن آپ سے کمیشن ذرا مختلف ہو گا۔" وہ پھر بے تکے انداز میں ہنسنے لگا۔

"خیر کمیشن ایجنٹ ہی سہی۔ آپ نے کچھ لوگوں کے تحفظ کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔"

"ہاں وہ امیر ارتقا کے مہمان تھے۔ اور ایشیا کے ایک ملک سے آئے ہوئے تھے۔ امیر ارتقا کو ان کے لئے خطرات لاحق تھے اور اس کا خیال تھا کہ کچھ لوگ ان لوگوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میں انکا تحفظ کروں۔ دراصل یہ ایک مخصوص وقت کے لئے تھا۔ کیونکہ اس کے بعد انہیں مصر سے روانہ ہو جانا تھا۔"

"وہ لوگ جن کا تم تحفظ کر رہے تھے مسٹر جانسٹ۔ ایک عورت اور ایک نوجوان لڑکا تھے نا۔"

"جی ہاں۔ یہ دو ہی افراد تھے۔ ان میں ایک تیسری شخصیت بھی تھی۔ لیکن اس کے تحفظ کے لئے مجھے کوئی خاص ہدایت نہیں سونپی گئی تھی۔"

"اس نے ایک جہاز بنایا ہے۔ جس کا نام اخناطون ہے۔"

"ہاں۔ عظیم الشان جہاز۔ میں اس کا جائزہ لے چکا ہوں۔"

"اس جہاز کا مقصد کیا تھا۔"

"سفر۔ دنیا بھر کے سمندروں کا سفر۔ وہ ایک عظیم الشان سمندری سفر پر روانہ ہوا ہے۔ اور اب اس کے شناسا یہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ اس سفر سے کبھی واپس نہ آئے۔" جانسٹ پھر اپنے مخصوص انداز میں ہنسنے لگا۔

"آپ بتا سکتے ہیں مسٹر جانسٹ کہ اس سفر کا مقصد کیا ہے؟"

"عظیم الشان سمندری سفر سے سمندری معلومات حاصل کرنے کا خواہش مند ہے وہ اس کے لئے اس نے بڑے بڑے ماہرین طلب کئے ہیں۔ غالباً ایشیا سے آنے والے وہ تین افراد

بھی اسی سلسلے میں اس کے معاون کار تھے۔ ویسے کیا آپ شادی شدہ ہیں۔" جانسٹ نے پھر ایک احمقانہ سوال درمیان میں داخل کر دیا۔ جس کا جواب گارتھا نے دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ پھر اس نے کہا

"آپ بتا سکتے ہیں مصر سے روانہ ہونے کے بعد وہ کہاں قیام کریں گے۔"

"نہیں۔ یہ میرے فرائض میں داخل نہیں تھا۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے بہت بہت شکریہ۔ مسٹر جانسٹ بس آپ سے اسی قدر معلومات درکار تھیں۔"

"کوئی بات نہیں۔ آپ نے یہاں تک آنے کی زحمت کی۔ لیکن آپ کو امیر ارتقا سے کیا دلچسپی ہے میڈم اور یہ دونوں لڑکیاں اس قدر خاموش کیوں ہیں۔ بھئی تم لوگ بھی باتیں کرو۔ میں تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں۔" جانسٹ نے کہا۔

"آپ ہمیں اجازت دیجئیے مسٹر جانسٹ!" گرسنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ کیا مسکراہٹ ہے۔ بہت خوب صورت اور آواز بھی بہت حسین ہے۔ اور لڑکی تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام کورا ہے۔" کورا نے گردن خم کر کے کہا۔

"تعاون کرنی والی کورا۔ جو پہلی بات پر فوراً جواب دیتی ہے۔ ویسے مس روتھا آپ کا ان دونوں لڑکیوں سے کیا تعلق ہے۔"

"میرا ان سے کوئی بھی تعلق ہے مسٹر جانسٹ۔ اب آپ ہمیں اجازت دیجئیے۔"

"نہیں ڈیئر۔ آپ کو یہاں آنے سے پہلے جانسٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا چاہیے تھیں۔ کیا آپ میری آنکھوں میں پسندیدگی کے تاثرات نہیں دیکھ رہیں۔" جانسٹ نے کہا۔

"میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھیئے۔ مس گارتھا آپ لوگ یہاں کچھ وقت قیام کریں۔ میں ایک بہترین میزبان ثابت ہوں گا۔ ویسے آپ کو یہاں آنے سے پہلے معلوم کر لینا چاہیے تھا حسین خواتین مہمان اپنی مرضی سے آتی ہیں اور پھر جانسٹ کی مرضی سے واپس جاتی ہیں۔"

"یعنی اگر ہم نہ رکنا چاہیں تب بھی آپ ہمیں روکیں گے۔" گارتھا نے نرم اور پر اخلاق لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ یہی سمجھ لیجئیے۔ بس انسان کا اپنا اپنا طریقہ کار ہے آپ یہ دیکھئیے یہ چھ دروازے نظر آ رہے ہیں آپ کو۔ ان کے عقب میں بہترین اور سجے ہوئے خوبصورت کمرے ہیں۔ جہاں زندگی کی تمام آسائشیں موجود ہیں اور یہ ساتواں بڑا دروازہ ایک اور کیفیت کا حامل ہے۔"

"مثلاً؟" گارتھا نے اس دروازے پر غور نہیں کیا تھا۔

جانسٹ نے پھر ایک دیوار کے قریب پہنچ کر ایک اور بٹن پر انگلی رکھی اور پردہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک بڑا سا پنجرے نما کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جس کے سامنے کے حصے پر باریک باریک خوبصورت تیلیاں لگی ہوئی تھیں۔ یہ تیلیاں غالباً شیشے یا کسی خاص چمکدار قسم کی دھات سے بنائی گئی تھیں۔ ان تیلیوں میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان کے درمیان ایک گول دروازہ نمودار ہو گیا۔ اور جانسٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اندر کا منظر آپ دیکھ رہی ہیں۔ دراصل یہ پنجرہ ہے۔ اس پنجرے میں میری پسندیدہ چڑیاں رہتی ہیں اور جب وہ اس پنجرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ تو پھر کبھی نہیں اڑ پاتیں۔ خوبصورت حسین حسین چڑیاں پنجرے کی ان رنگین تیلیوں کے پیچھے کتنی پیاری لگتی ہیں۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتا میڈم اور آپ سے زیادہ خوبصورت چڑیاں اور کون ہو سکتی ہیں۔"

"مسٹر جانسٹ اس پنجرے میں داخل ہونے کے بعد کیا ان چڑیوں کو باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا۔"

"مسٹر جانسٹ۔ آپکا یہ عجائب گھر بہت خوبصورت ہے اور ہمیں اب یہاں سے جانے کی اجازت دیجئیے۔"

"براہ کرم میری یہ دعوت قبول فرما لیجئیے۔ ورنہ اس کے بعد میرے انداز تبدیل ہو جائیں گے۔"

"مثلاً کیا ہو گا؟"

"آپ کو اس پنجرے میں قید کر دیا جائیگا۔"

"تو پھر ہمیں ایک پنجرے میں قید کر دیجئیے گا۔" گارتھا نے ہنستے ہوئے کہا اور جانسٹ کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میڈم کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ گارتھا دراصل یہی اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ یہاں اس جگہ جائنٹ کے علاوہ اور کوئی ہے یا نہیں۔ اور یہ اندازہ اسے بخوبی ہو گیا۔ چونکہ چھ دروازوں سے پردے ہٹے اور چھ سیاہ فام اندر داخل ہو گئے۔ یہ آہنی جسموں کے مالک فولادی قسم کے آدمی تھے۔ ان کے جسموں پر بہت مختصر لباس تھا اور گارتھا نے ایک لمحے میں ان کی چال ڈھال سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ مارشل آرٹ کے ماہر ہیں۔ چھ کے چھ غالباً افریقی نژاد تھے اور خاصے خونخوار نظر آ رہے تھے۔ ان کی پیشانیوں پر سرخ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ گارتھا نے کورا اور گرینا کی جانب دیکھا دونوں چہروں سے مطمئن نظر آ رہی تھیں۔ گارتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تماشا دیکھنا پسند کریں گے مسٹر جائنٹ۔"

"کیسا تماشا۔"

"چڑیوں کی پرواز کا؟" گارتھا نے کہا اور جائنٹ نے سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں سمجھا نہیں۔ مس گارتھا۔"

"یہ چڑیاں بہترین پرواز کرتی ہیں۔ اور کسی کے قابو میں نہیں آتیں۔ یہ ہال تو بہت وسیع ہے۔ اگر آپ صرف چار گز کے دائرے میں انہیں چھوڑ دیں تو آپ میں سے کوئی بھی شخص انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ میں یہ تماشا آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔" جائنٹ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر بولا۔

"میں یہ تماشا اچھی طرح دیکھنا پسند کروں گا۔ ہاں تو تم لوگ سمجھ رہے ہو نا۔ تمہیں یہ دونوں چڑیاں پکڑ کر اس پنجرے میں ڈالنی ہیں۔ کیا خیال ہے۔ ڈال سکو گے۔" اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا اور سب نے گردنیں خم کر دیں۔ کورا اور گرینا تیار ہو گئی تھیں۔ وہ ہال کے وسط میں آ گئیں۔ حالانکہ فرنیچر وغیرہ کافی پڑا ہوا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے وہ خالی جگہ بھی دیکھی تھی جو اس کام کے لئے موزوں ترین تھی۔ چھ سیاہ فاموں میں سے دو فوراً آگے بڑھے اور ان میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بہتر ہے میڈم۔ خود کو ہمارے حوالے کر دیں۔ ہم آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔" جواب میں کورا نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور مسکراتی نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے بدن کو ہلکی سی جنبش دی۔ اور وہ پھرکنی کی طرح گھوم گئی۔ لیکن اس کے ایک پاؤں میں پہنے ہوئے جوتے کی نوکیلی ٹھوکر اس شخص کی ٹھوڑی کے نچلے حصے میں لگی تھی۔ اور یہ دیکھ کر جائنٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ کافی وزنی اور قد آور سیاہ فام اپنی جگہ سے تقریباً چار فٹ اونچا اچھلا اور قلابازی کھا کر سر کے بل نیچے گرا۔ کورا اور گرینا نے مل کر ان چھ آدمیوں کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ گارتھا جائنٹ کی طرف سے ہونے والی کسی بھی جنبش کے لئے اپنے آپ کو تیار کیے ہوئے تھی۔ گرتھا نے مسکرا کر آنکھیں بند کیئے ہوئے گردن ہلا دی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"مسٹر جائنٹ میں آپ سے ایک تماشے کے لئے کہا تھا نا۔ کیا آپکو یہ تماشا پسند نہیں آیا۔"

"پر یہ۔" جائنٹ نے منہ سے عجیب قسم کی آوازیں نکالیں۔ مقصد ان دونوں ہی کے بارے میں کچھ کہنا تھا جن کی وجہ سے اس کے بہترین آدمی بری حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اسی وقت جائنٹ نے اپنی جگہ سے تڑپ کر بغلی ہولسٹر سے پستول نکالا۔ لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ قریب بیٹھی ہوئی گارتھا کا پاؤں وہیں سے اٹھ جائیگا۔ اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلے گا اور پھر گارتھا کے ہاتھ میں آ جائیگا۔ یہ کام اتنی برق رفتاری سے ہوا تھا کہ جائنٹ کو احساس بھی نہ ہو سکا کہ کیا ہو گیا۔ اس نے منہ پھاڑ کر گارتھا کو دیکھا اور اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھیے مسٹر جائنٹ۔"

"ب..... بکواس مت کرو۔ تو..... تت..... تم..... تم۔" جائنٹ کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں۔ گارتھا نے پستول اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر اپنی جگہ کھڑی ہو گئی۔ گارتھا نے جائنٹ سے پستول کے زور پر دروازہ کھلوایا اس کے کھلتے ہی گارتھا کی ٹانگ چلی اور جائنٹ کی گدی پر جا کر لگی جائنٹ کو یوں محسوس ہوا جیسا کوئی بم پھٹا ہوا اور وہ وہی ڈھیر ہو گیا گارتھا اپنی دونوں ساتھیوں کی طرف پلٹی اور کہا۔

"چلو چلتے ہیں۔ بیکار ہے اب یہاں رکنا۔" گارتھا نے کہا اور اس کے بعد پر اطمینان قدموں سے چلتی ہوئی وہاں سے باہر نکل آئیں۔

★★★

"یورا گوئے کے دارالحکومت میں ان لوگوں نے ہوٹل لسکارا میں قیام کیا۔ اسد شیرازی دردانہ کو شعبان کے سلسلے میں خصوصی ہدایات دے کر آیا تھا۔ شعبان کی شخصیت کو اس نے مستقل چھپائے رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ حالانکہ ایڈگر نے شعبان کو اپنے ماتحت کی حیثیت سے منتخب کر کے ان دونوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ ایڈگر مورالس نے جہاز کے سلسلے میں مزید کچھ کارروائیاں کی تھیں اور بہت سی تصاویر بنا کر اپنے ساتھ رکھ لی تھیں۔ راستے میں اس نے پروفیسر بیرن کے بارے میں باتیں کی تھیں۔ اور اسد شیرازی کو بتایا تھا کہ وہ سمندریات سے کس قدر متعلق رہا ہے۔ ایڈگر شعبان کو جہاز کا مکمل طور پر نگراں بنا کر یورا گوئے کی جانب روانہ ہوا تھا۔ بہرطور ان لوگوں کا پروگرام تھا کہ اس سلسلے میں بہت زیادہ وقت صرف نہیں کیا جائیگا۔ ایڈگر نے کہا تھا۔

"چونکہ میں نے پروفیسر بیرن کو اس بارے میں تمام تفصیلات لکھ دی تھیں اور انہیں اپنے مقصد سے آگاہ بھی کر دیا تھا اس لئے اس بات کے امکانات ہیں کہ پروفیسر ہمیں تیار ملے گا۔

لسکارا میں قیام کرنے کے بعد وہ پروگرام بناتے رہے پروفیسر کی رہائش گاہ کے بارے میں انہیں پتہ چلا تھا کہ وہ ساحلی علاقے میں ہے۔ یہ بات بھی ڈاکٹر مشرف سے مماثلت رکھتی تھی۔ بہرطور ان تمام معلومات کے بعد وہ پروفیسر سے ملاقات کرنے کے لئے چل پڑے۔ عمارت کے صدر دروازے پر گاڑی روکنے کے بعد پروفیسر کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ ایک خوش اخلاق شخص نے کہا۔

"جناب عالی۔ پروفیسر کی کوٹھی یہی ہے۔ اور آپ لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے خوشی ہو گی۔"

"تم کون ہو؟ ایڈگر نے اس شخص سے پوچھا اور وہ گردن خم کر کے بولا۔

"مجھے پروفیسر کے ذاتی سیکرٹری ہونے کا فخر حاصل ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو تم نے میرے خطوط ضرور پڑھے ہوں گے۔ میرا نام ایڈگر ہے۔"

"کیپٹن ایڈگر مورالس۔" اس شخص نے گردن خم کر کے کہا۔ ایڈگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"براہ کرم تشریف لائیے۔ آپکا استقبال کر کے مجھے دلی مسرت ہو گی۔ ویسے پروفیسر اس وقت اپنی تحقیقاتی نشست پر ہیں اور ہو سکتا ہے بہت دیر میں واپس آئیں۔ لیکن چونکہ آپ باہر سے تشریف لائے ہیں اس لئے میں آپ کو ان کے پاس لے جا سکتا ہوں۔ "ویسے یہ تحقیقاتی نشست کہاں ہے۔؟"

"ساحل پر۔" اس شخص نے جواب دیا۔ اور ایڈگر نے اسد شیرازی کو دیکھا۔ اسد شیرازی بولا۔

"بہتر یہ ہو گا کہ پروفیسر سے ملاقات کر لی جائے۔ بعد کے معاملات ہم انہی کے مشورے سے طے کریں گے۔" سیکرٹری ان کے ساتھ ساحل کی جانب چل پڑا۔ وہاں پر جابجا اونچی نیچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ لہریں چٹان سے کچھ فاصلے پر تھیں۔ لیکن اس کے باوجود قرب و جوار کی جگہ پانی سے نم محسوس ہوتی تھی۔ اور یہاں اسد شیرازی نے ایک عجیب الخلقت شے دیکھی۔ جسے دیکھ کر اسے یقین نہیں آیا کہ یہ کوئی انسان ہو سکتا ہے لیکن چونکہ جسامت انسانوں جیسی ہی تھی اور جسم کا لباس بھی بالکل انسانوں ہی جیسا چنانچہ تسلیم کرنا پڑا کہ وہ کوئی انسان ہی ہے۔ گوشت اور ہڈیوں کا ایک ڈھیر کسی مینڈک کی طرح اپنے

گھٹنوں اور ہاتھوں کی کہنیوں کے بل پر زمین پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اور اس کی ٹھوڑی ایک پتھر کے ٹکڑے پر رکھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں سمندر کی جانب نگراں تھیں۔ اور بدن میں کوئی جنبش نہیں محسوس ہوتی تھی۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑے سائز کے مردہ مینڈک کی لاش یہاں پڑی ہوئی ہو۔ ان لوگوں کی آمد پر بھی اس کے اس انداز میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ ہی اس کے جسم کی جنبش سے یہ پتہ چلتا تھا کہ وہ سانس لے رہا ہے۔ کیپٹن نے اسد شیرازی کا ہاتھ دبا کر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"پروفیسر بیرن۔ اور اسد شیرازی نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔ تب ایڈگر سے سیکرٹری نے کہا۔

"کیا اس حالت میں ہم پروفیسر بیرن کو ڈسٹرب کر سکتے ہیں؟"

"آپ چونکہ مہمان ہیں جناب۔ اس لئے میں آپکو یہاں لانے کی جسارت کر سکا ہوں۔ ایڈگر نے آہستہ سے پروفیسر کے قریب پہنچ کر کہا۔

"پروفیسر۔ میرا نام ایڈگر مورالس ہے۔" اس کے ان الفاظ پر اس انسانی گوشت کے ڈھیر میں جنبش پیدا ہوئی اور بڑی سی گردن اچانک ہی گھومی۔ اس کے دیکھنے کے انداز میں ایک بڑی خونخوار سی کیفیت تھی۔ جیسے اسے اپنے اسطرح ڈسٹرب کیے جانے پر سخت غصہ آیا ہو۔ پھر وہ خاموشی سے ایڈگر کو دیکھتا رہا۔ اور اس کے بعد اچانک ہی دونوں ہاتھ ریت پر ٹکا کر گھٹنوں کے بل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ایڈگر کے بعد اس نے اسد شیرازی کو دیکھا۔ پھر اپنے سیکرٹری کو اور سیکرٹری نے آہستہ سے کہا۔

"کیپٹن ایڈگر مورالس سر۔ جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر ان کا کوئی پیغام ملے یا یہ یہاں آئیں تو آپ کو فوراً اطلاع دی جائے۔" پروفیسر کے چہرے پر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو۔ کیپٹن ایڈگر مورالس۔" اس نے اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھا دیا تھا۔ ایڈگر نے اس سے پُرجوش مصافحہ کیا۔ اور اس کے بعد پروفیسر اسد شیرازی کی جانب متوجہ ہوا۔"

"ہیلو سر۔ لیکن آپکا مجھ سے کوئی تعارف نہیں ہے۔

"میرا نام اسد شیرازی ہے۔

"میں پہچان گیا۔ ایڈگر نے مجھے آپکے بارے میں کافی تفصیلات لکھی تھیں۔ معافی چاہتا ہوں۔ سمندر میری زندگی ہے۔ یہاں رہ کر میں سمندر کو دیکھتا رہتا ہوں اور سمندر مجھے اپنی کہانیاں سناتا ہے۔ آپ کو انتظار کی زحمت گوارا کرنا پڑی۔ پروفیسر ان دونوں کے ساتھ دوبارہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ وہ ان لوگوں کو لے کر ڈرائنگ روم کے دروازے تک آیا سیکرٹری بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے سیکرٹری سے کہا۔"

"معزز مہمانوں کو بٹھاؤ۔ میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔" سیکرٹری نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"تشریف لائیے۔" سیکرٹری نے کہا۔ پروفیسر لباس تبدیل کر کے واپس آ رہا تھا۔ لیکن آنے والی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی۔ جو بہت ہی حسین لباس میں ملبوس بے حد دلکش نظر آ رہی تھی۔ دونوں نے استقبالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ لڑکی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور پھر دفعتاً ہی ایڈگر نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کہا۔

"اوہ۔ مس سونڈا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آپ سونڈا ہی ہیں۔" سونڈا نے تعجب بھری نگاہوں سے ایڈگر کو دیکھا اور پھر ایک دم بولی۔

"اوہو۔ انکل ایڈگر۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آپ بھی کیپٹن ایڈگر مورالس ہیں۔"

"ظاہر ہے۔ ہم دونوں کے اندازے غلط نہیں ثابت ہو سکتے۔ مسٹر شیرازی یہ پروفیسر کی صاحبزادی جس نے میرے ساتھ سمندری سفر بھی کیا تھا۔" اسد شیرازی نے اٹھ کر گردن خم کی اور لڑکی مسکراتی ہوئی بولی۔

"آپ لوگ یہاں کب پہنچے انکل۔

آؤ بیٹھو۔ کہاں سے آ رہی ہو؟"

"بس ایسے ہی کام سے گئی ہوئی تھی۔ ڈرائنگ روم کھلا ہوا دیکھا اور اندازہ ہوا کہ کوئی مہمان آیا ہوا ہے تو یہ دیکھنے چلی آئی کہ کون ہو سکتا ہے۔ میں ڈیڈ کو اطلاع بھجوا دوں ویسے آپ یوراگوئے کب آئے۔ انکل۔"

"بس زیادہ وقت نہیں گزرا۔ لیکن یہ تحقیقاتی نشست کیا چیز ہے سونڈا؟" کیپٹن نے وہ سوال کر ڈالا جو اسد شیرازی کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ سونڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساحل پر ایک چٹان منتخب کی ہوئی ہے ڈیڈی نے۔ اور وہاں وہ بیٹھ کر سمندر پر نگاہیں جمائے رہتے ہیں۔ آپ کو ہنسی آئے گی اس بات پر کہ ان کے بیٹھنے کا انداز بھی بہت مخصوص ہے۔" پھر وہ منظر بیان کرنے لگی جو وہ دیکھ آئے تھے۔ ویسے آپکو اس بات پر یقیناً حیرت ہوگی انکل کہ ڈیڈی تمام تر معلومات اپنی اسی تحقیقی نشست پر حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت کم سمندری سفر کیے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ مچھلیوں سے باتیں کرتے ہیں اور مچھلیاں انہیں گہرائیوں کی کہانیاں سناتی ہیں۔ سمندر کے چھوٹے چھوٹے کیڑے ان کے کانوں کے قریب اپنی آوازوں سے انہیں بتاتے ہیں کہ سمندر میں کیا ہو رہا ہے۔ یا کیا ہونے والا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو آپ پھر مجھے بتائیے کہ ان کی کتابوں کے صفحات کیسے بھر جاتے ہیں۔ تحقیقی نشست پر بیٹھ کر وہ سمندر کی کہانیاں کیسے معلوم کر لیتے ہیں۔ وہ کہانیاں جو تازہ ترین ہوتی ہیں۔ اور ان کی پیشگوئیاں آپ یقین کریں کہ دنیا بھر کے رسائل میں ان کی پیشگوئیاں سمندر کے بارے میں چھپتی ہیں اور کچھ عرصے کے بعد ان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ وہ صرف سمندر کی کہانیاں سناتے ہیں۔ اور یہ تحقیقی نشست اسی کا ایک حصہ ہے۔" ایڈگر نے ایک بار اسد شیرازی کی جانب دیکھا۔ اور اس کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات تھے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔"

"تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی بے بی۔ پروفیسر سے ہماری ملاقات ہو چکی ہے۔ اور وہ لباس تبدیل کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔"

"اوہو۔ ڈیڈی وہاں سے واپس آ گئے ہیں۔ تب تو میرا یہاں رکنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ میں کچھ لیٹ ہو گئی ہوں۔ براہ کرم آپ انہیں یہ نہ بتائیے کہ آپ کی مجھ سے ملاقات ہو گئی ہے۔" سونڈا نے کہا اور پھرتی سے دروازے سے باہر نکل گئی۔ اگر وہ پروفیسر سے چھپنا چاہتی تھی تو اس وقت اس کا باہر نکل جانا اس کے حق میں بہت ہی بہتر ثابت ہوا۔ چونکہ اس کے نکلنے کے چند ہی لمحات کے بعد پروفیسر ایک عمدہ قسم کے سوٹ میں ملبوس اندر داخل ہوا تھا۔ بلاشبہ اس کی شخصیت میں نمایاں تبدیلی رونما ہو گئی تھی۔ اندر آ کر وہ ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ چہرے کا کھویا کھویا پن اسی طرح تھا۔ جیسا سمندر کے کنارے نظر آیا تھا۔

"ڈیئر کیپٹن۔ تم سے کئی بار ملاقات ہوئی۔ اور اس وقت بھی ہمیشہ کی مانند مجھے تمہاری آمد سے خوشی ہوئی ہے۔ اور مسٹر شیرازی کے نام سے جو کہانیاں منسوب ہیں وہ درحقیقت میرے لئے بھی بہت دلکش ہیں۔ چونکہ سمندر ایک وسیع و عریض کائنات ہے اور اس کائنات کے بارے میں جو بھی تجسس کرے میں اسے عظیم سمجھتا ہوں۔ مسٹر شیرازی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں میں کہ آپ نے کم از کم ایک ایسا قدم اٹھایا جس کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی تھی۔" اسد شیرازی نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور بولا۔

"بے شک پروفیسر۔ میں نے سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک جدوجہد کا آغاز کیا ہے۔ لیکن اس جدوجہد میں میں تنہا اپنے آپ کو نہایت کمزور پاتا ہوں۔ اور پھر ویسے بھی سمندر کے بارے میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مجھے یقینی طور پر اس عمل کو جاری رکھنے کے لئے ایسے تجربے کار افراد کی ضرورت ہوئی جو میرے اس مشن میں میرا ساتھ دیں اور اس کے لئے مجھے آپکے بارے میں علم ہوا مسٹر ایڈگر نے مجھے یہ بتایا کہ آپ بہت عرصے سے سمندر پر کام کر رہے ہیں۔ میں آپکی مہارت اور ذہانت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں پروفیسر اور آپ

کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ میرے جہاز پر سفر کرتے ہوئے سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔" پروفیسر کے چہرے پر اب بھی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ نہایت سپاٹ اور غیر جذباتی چہرہ تھا البتہ آواز کے تاثر میں بھی کوئی فرق واقع نہیں ہوا تھا۔ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے میں اپنی زندگی کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ میں آپ لوگوں کے اس مقصد کی تمام تفصیلات معلوم کر لوں۔ اور یہ کام ابھی نہیں ہو گا۔ بلکہ یوں کرتے ہیں کہ ڈنر کے بعد ایک نشست رکھی جائے گی اس میں ہم فیصلہ کریں گے کہ ہمیں آگے کیا قدم اٹھانا ہے۔ ویسے مسٹر ایڈگر کے خطوط مجھے ملتے رہے اور ان کی پیشکش سے مجھے دلچسپی بھی محسوس ہوئی۔ میں نے اکثر اس بارے میں سوچا ہے۔ ویسے اگر آپ لوگوں سے میرے معاملات طے ہو گئے تو اس سلسلے میں ایک خصوصی بات میں آپ سے اور عرض کرنا چاہوں گا۔ وہ یہ کہ میری ایک بیٹی ہے۔ سینڈرا جواب بڑی ہو چکی ہے اور اگر میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا تو کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں گے کہ میری بیٹی بھی میرے ساتھ چلے۔"

"آپ اپنے تمام معاملات میں خود بااختیار ہوں گے پروفیسر۔ اور ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ آپ اپنے ساتھ کتنے افراد کو لے جاتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔ تو پھر آئیے اب دوسری باتیں کریں۔ ویسے مسٹر شیرازی سمندری تحقیقات کے سلسلے میں میں آپ نے جو ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کی اس وقت کیا کیفیت ہے۔" اسد شیرازی پروفیسر کو اپنے ادارے کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔ اور پھر تمام تر معلومات اس نے پروفیسر کو فراہم کر دیں۔ جس میں امیر ارتغاشی کا ذکر بھی تھا۔ پروفیسر نے اس کے بعد اپنے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ ہاں رات کو ڈنر کے بعد وہ ان لوگوں کو لے کر ایک مخصوص کمرے میں چلا گیا۔ یہاں وہ ان کے ساتھ تنہا ہی تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"اب میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا پروگرام ترتیب دیا ہے۔"

"اس کی تفصیل مسٹر ایڈگر ہی بتا سکیں گے۔" اسد شیرازی نے کہا۔ اور ایڈگر پروفیسر کو وہ تمام تفصیلات بتانے لگا۔ اس نے اپنے ساتھ لائے ہوئے جہاز کے تمام فوٹو گراف بھی پروفیسر کے حوالے کر دیئے اور جب اس نے پروفیسر کو یہ بتایا کہ جہاز پر سمندری تحقیقات کے لیے ایک لیبارٹری قائم کی گئی ہے اور اس کا انچارج پروفیسر کو منتخب کیا گیا ہے اور وہ اس سلسلے میں مکمل طور پر بااختیار ہو گا کہ لیبارٹری میں کس انداز میں کام کریگا۔ کوئی بھی اس سلسلے میں اس کے ساتھ مداخلت نہیں کریگا۔ لیبارٹری کی تمام تصاویر بھی پروفیسر بیرن کو پیش کی گئیں۔ اور پروفیسر بیرن حسب معمول سپاٹ اور سنجیدہ چہرے کے ساتھ ان تمام تصاویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"یہ جو کچھ میرے سامنے آیا ہے میری آرزوؤں کا مرکز ہے۔ میرے دل میں بھی یہی آرزو تھی کہ کبھی مجھے ایسا کوئی موقع ملے کہ کسی بہت بڑے سمندری جہاز میں سمندر میں تحقیقات کرنے کے لئے میرے پاس ذرائع موجود ہوں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے یہ احسان مجھ پر کیا ہے کہ مجھے اس کا موقع فراہم کیا۔ میں خوش دلی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور یوں سمجھ لیجئے کہ آپ کی یہ پیشکش میں نے قبول کر لی ہے۔ پروفیسر کی اس آمادگی پر دونوں ہی کو خوشی ہوئی تھی پروفیسر کے چہرے سے البتہ یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس سلسلے میں کتنا جذباتی ہو رہا ہے۔ بعد کے معاملات طے کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی۔ اسی رات یہ تمام باتیں طے ہو گئیں کہ پروفیسر بیرن کو کس طرح ان کے ساتھ روانہ ہونا ہے۔ سینڈرا سے ان کی ملاقات ہو چکی تھی اور پروفیسر نے کہا تھا کہ وہ بھی جب یہ سنے گی کہ ہم لوگوں نے یہ پروگرام ترتیب دیا ہے تو بے حد خوش ہو گی۔ پروفیسر بیرن نے کہا۔"

"اور میں آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بلکہ تمام انتظامات میرے ذمہ۔ یعنی یہاں سے روانگی کے سلسلے میں۔ آپ لوگ اپنی واپسی کے لئے کوئی وقت متعین کر کے آئے ہیں۔"

"نہیں پروفیسر اس کی ذمہ داری ہم نے آپ ہی کو سونپ دی تھی۔ اور یہ سوچا تھا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ آنے پر تیار ہو گئے تو پھر آپ سے درخواست کریں گے کہ جلد از جلد واپسی کے وقت کا تعین کر لیں۔ ہاں اگر آپ اس کے لئے تیار نہ ہوتے تو پھر ہم خود سب کچھ کرتے۔" پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ میرے لئے بالکل مشکل نہیں ہو گا۔ کل شام تک کا وقت مانگتا ہوں آپ سے اور اس کے بعد کسی بھی وقت ہماری روانگی متوقع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ لوگ میرے خیال میں یہیں میرے گھر پر آرام کیجئے یا اپنے ہوٹل جانا پسند کریں گے۔"

"ہمارا قیام ہوٹل اسکدرا میں ہے اور وہاں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے پروفیسر اس لئے آپ یہ زحمت نہ کریں البتہ آپ باقی تمام انتظامات جس انداز میں بھی کرنا چاہیں کر لیجئے گا۔"

"آپ لوگ یہاں سے واپس جائیں گے تو میرا سیکرٹری آپ کے ساتھ جائے گا اور وہ ضروری کاغذات آپ سے حاصل کر لے گا۔ بس اس کے بعد جو وقت میں نے آپ سے مانگا ہے اس کے اندر اندر تمام کام ہو جائے گا۔" واپسی میں یہ دونوں مسرور تھے۔ پروفیسر سے ہونے والی گفتگو نہایت کامیاب تھی پروفیسر بیرن بخوشی ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسکدرا کے کمرے میں پہنچنے کے بعد پاسپورٹ اور دوسری تمام چیزیں سیکرٹری کے حوالے کر دی گئیں جو ان کے ساتھ ہی آیا تھا اور اس کے بعد اسد شیرازی اور ایڈگر اس موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔ پروفیسر بیرن درحقیقت بہت بااختیار نکلا کیونکہ دوسرے دن دوپہر کو دو بجے اس نے انہیں ٹیلیفون کر کے کہا کہ ساڑھے پانچ بجے کی فلائٹ سے یہ واپس ترکی روانہ ہو رہے ہیں اور پروفیسر نے اس سلسلے میں تمام انتظامات کر لیئے ہیں۔ باقی پروگرام بھی طے ہو گیا۔ چنانچہ اسی شام ان لوگوں نے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

■

مگر تھا نے جائنٹ کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کا اسے ذرہ برابر افسوس نہیں تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر خوشی کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی تھی۔ ہوٹل پہنچنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہ دونوں اپنے کمرے میں۔ دونوں ہی پریشان نظر آ رہی تھیں۔ گرینا نے کورا سے کہا۔"

"تعجب کی بات ہے میڈم کو اس بار مسلسل ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ جب انہیں کسی سلسلے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کی حالت کیا ہو جاتی ہے۔"

"میں یہی بات تم سے کہنا چاہتی تھی۔" ابھی ان کے درمیان اتنی ہی گفتگو ہوئی تھی کہ ان کی طلبی کی اطلاع آ گئی۔ اور چند لمحات کے بعد وہ مگر تھا کے سامنے پہنچ گئیں۔ مگر تھا کا چہرہ درحقیقت تاریک ہو رہا تھا اور یہ ایک جنونی کیفیت ہوتی تھی۔ جب اس کا چہرہ ایسا نظر آنے لگتا تھا۔ لیکن اس کا لہجہ نہایت نرم اور پرسکون تھا۔ اس نے دونوں لڑکیوں سے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔" دونوں باادب بیٹھ گئیں تو وہ بولی۔

"میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے ماتحتوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے مددگاروں کی حیثیت سے لائی ہوں۔

"دراصل میں تجزیہ کرنا چاہتی ہوں اس بات کا کہ ایک چھوٹے سے کام میں ہمیں مسلسل ناکامیوں کا سامنا کیوں کرنا پڑ رہا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ مجھ سے کہاں کہاں غلطیاں ہوئی ہیں۔"

تینوں مل کر پچھلے تمام حالات پر غور کرنے لگیں کہیں کوئی غلطی نہ ہوئی وہ اپنے حساب سے بالکل درست تھیں مگر ان کے آگے اتفاقات تیز دوڑ رہے تھے آخر تھک ہار کر مگر تھا بولی۔

"میں اپنی حماقت کو خود ہی تسلیم کر رہی ہوں۔ اور اب میں یہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کوئی مزید حماقت نہ ہو۔ اس لئے میں تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ اگر تم مجھے کہیں ٹوکنے کی ضرورت محسوس کرو تو ضرور ٹوک دینا۔"

"جی میڈم۔ ہم آپ کے اس حکم کی تعمیل کریں گے۔"

"اوشین ٹریژر میرے لئے کوئی بہت بڑی چیز نہیں ہے۔ لیکن سب سے بڑی بات میری اپنی ساکھ کے خراب ہو جانے کی ہے۔ اگر میرے نام کے ساتھ کسی ناکامی کا لفظ منسوب ہو گیا تو پھر یوں سمجھ لو میں کبھی بھی اپنے آپ کو باعمل ثابت نہیں کر سکتی۔ اور آئندہ کبھی میں ایسا کوئی کام اپنے ذمہ نہیں لوں گی میں اس سلسلے میں اب نئے پیمانے پر کوششیں کرنا چاہتی ہوں ہمیں اصل کام جہاز کی سمت معلوم کرنا ہے۔ یہاں قاہرہ میں میرے پاس ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں اور چونکہ میں ایران روانگی کا بندوبست کر چکی ہوں بس تھوڑی سی تبدیلی کرنا پڑے گی۔ ہمیں ایران پہنچ جانا چاہیے۔ تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہو کہ ایران میں ہمارے گروپ کے افراد موجود ہیں اور نہایت کامیابی سے وہ اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ غالباً تمہارے ذہن میں لائق زاہدی ضرور ہو گا۔"

"جی میڈم۔"

"اس کے پاس بہترین ذرائع موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اس جہاز کی سمت کے بارے میں معلومات کر کے ہمیں اطلاع دے گا اور اس کے بعد ہم یہ دیکھیں گے کہ اپنا کام کس انداز میں سرانجام دے سکتے ہیں۔"

گارتھا نے درحقیقت اس سلسلے میں زیادہ وقت صرف نہیں کیا۔ وہ لوگ ایران کے لئے روانہ ہو گئے۔ سفر پُرسکون تھا۔ وہ تہران پہنچ گئے۔ اور پھر یہاں انہوں نے ایک عمدہ سے ہوٹل کا انتخاب کیا۔ گارتھا کی سنجیدگی بدستور قائم تھی۔ ہوٹل کے خوبصورت کمرے میں پہنچنے کے بعد اس نے سب سے پہلا کام ایک ٹیلیفون کرنے کا کیا۔ یہ ٹیلیفون کسی ادارے کو کیا گیا تھا۔ دوسری طرف سے ادارے کی ریسپشنسٹ نے ٹیلیفون موصول کیا۔

"معاف کیجیئے گا خاتون میں مسٹر لائق زاہدی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"افسوس اس وقت آپ کی ان سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ وہ موجود نہیں ہیں۔"

"کہاں ہیں؟"

"میں یہ بات نہیں جانتی۔"

"سنو میرا نام گارتھا ورتھا ہے۔ لائق زاہدی سے جہاں بھی رابطہ قائم ہو سکے کسی بھی شکل میں یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ انہیں میرے بارے میں اطلاع دو۔ ان سے بہت جلد ملنا بے حد ضروری ہے۔"

"تب میں آپکی ملاقات ایک اور ذمہ دار شخصیت سے کرائے دیتی ہوں۔" اس نے کہا۔

"جلدی کرو۔" گارتھا سرد لہجے میں بولی اور تھوڑی دیر کے بعد ایک مردانہ آواز ابھری۔

"جی فرمائیے۔"

"مسٹر آپ جو کوئی بھی ہیں میں لائق زاہدی سے ملنا چاہتی ہوں وہ جہاں بھی ہوں اور کتنی ہی اہم مصروفیت میں ہوں آپ انہیں میرے بارے میں اطلاع دیجیے۔ اور یہ کہیے کہ میں یہاں ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہوں۔ آپ براہ کرم میرے ہوٹل کا پتہ نوٹ کر لیجیے گا۔ زاہدی کو اگر آپ نے فوراً تلاش کر کے مجھ تک نہ پہنچایا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔"

"میں نے انکار کب کیا ہے محترمہ۔ آپ پتہ نوٹ کرا دیجیئے گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور گارتھا نے پتہ نوٹ کرانے کے بعد ٹیلیفون بند کر دیا۔ وہ سخت بے چین نظر آئی تھی اور یہ بے چینی مسلسل چھ گھنٹے تک طاری رہی۔ چھ گھنٹے کے بعد اسے ایک ٹیلیفون موصول ہوا۔ دوسری طرف بولنے والا زاہدی تھا۔

"میڈم کیا آپ ہی ہیں میں نے غلط تو نہیں سنا۔" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"زاہدی میں نے تمہیں چھ گھنٹے قبل ٹیلیفون کیا تھا

یہ چھ گھنٹے تم جانتے ہو کہ کس حساب میں تمہیں شامل کرنا ہیں۔"

"معافی چاہتا ہوں میڈم میں بہت ہی ضروری کام میں معروف تھا۔ تاہم اگر مجھ تک اطلاع پہنچ جاتی تو آپ یقین فرمائیے میں فوری طور پر آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ اب حکم دیجیئے مجھے کیا کرنا ہے۔"

"جہنم میں جانا ہے۔ سمجھ رہے ہو تم۔"

"جج۔ جی جی۔ بہتر۔ بہتر مم۔ میرا مطلب ہے میں حاضری دوں۔"

"اگر ضروری سمجھو تو۔؟"

"میں ابھی بہت جلد پہنچ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے انتظار کئے بغیر فون بند کر دیا گیا اور پھر جو شخص اس جگہ پہنچا تھا جہاں گارتھا مقیم تھی وہ بہت ہی شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ قد تقریباً چھ فٹ سے بھی نکلتا ہوا تھا اور جس کار میں وہ یہاں تک آیا تھا وہ قیمتی ترین تھی۔ اس کی انگلیوں میں ہیرے کی انگوٹھی پڑی ہوئی تھی۔ ہوٹل میں داخل ہوا تو وہاں کا عملہ مؤدب ہو گیا لیکن وہ رکے بغیر لفٹ کی جانب بڑھ گیا اور چند لمحات کے بعد وہ گارتھا کے کمرے کے دروازے پر تھا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے دستک دی اور اندر سے جواب ملنے کے بعد اندر داخل ہو گیا۔ کورا اور گرینا وہیں موجود تھیں۔ گارتھا ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس شخص کی حالت قابل دید تھی۔ اپنی شخصیت کے برعکس وہ اس وقت بالکل چوہا محسوس ہو رہا تھا۔ گارتھا نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"میں معافی کے لئے الفاظ نہیں پاتا میڈم۔ خاص طور سے اس لئے کہ آپ کی فوری طلبی کے باوجود میں نہیں پہنچ سکا۔ دراصل میں۔"

"میں کہانیاں نہیں سننا چاہتی۔ تمہارے سپرد میں ایک اہم کام کرنا چاہتی ہوں اور تمہیں اپنی تمام معروفیات ترک کر کے اس پر توجہ دینی ہے۔"

"آج سے چھ دن قبل مصر سے ایک سمندری جہاز روانہ ہوا ہے۔ جس کا نام اخناتون ہے اور ایک شخص امیر ارتقا ہاشمی کی پرائیویٹ ملکیت ہے۔ اس جہاز کا سفر تفریحی نوعیت رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں پوری تفصیل درکار ہے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات تک۔ یہ بھی بتانا ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ سمجھ رہے ہو تا میری بات۔"

"براہ کرم مجھے تاریخ نوٹ کرا دیجیئے گا۔" زاہدی نے کہا اور گارتھا نے اسے وہ دن بتا دیا جب اسے ایک بدترین نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ زاہدی نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی تمام کوششیں اس کام میں صرف کر دوں گا اور جس قدر جلد ممکن ہو سکا آپ کو اس بارے میں اطلاع دوں گا۔"

"طریقہ کار کیا اختیار کرو گے؟"

"سمندر میں اور فضاؤں میں جس قدر ٹریفک رواں دواں رہتا ہے وہ سب اخناتون کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس خادم اطلاع دے گا اور آپ اطمینان رکھیئے یہ کام بہت جلد ہو جائے گا۔" اس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں یہیں اسی کمرے میں تمہارے اس جواب کا انتظار کروں گی اور اب تم واپس جا سکتے ہو۔" وہ وہیں کھڑے کھڑے گردن خم کر کے واپس چل پڑا۔ گارتھا کے چہرے پر اب بھی مسکراہٹ کی کوئی رمق نہیں تھی۔ غالباً اسے شدت سے اپنی ناکامیوں کا احساس تھا۔ بہرطور زاہدی نے اپنے کام میں بہت زیادہ دیر نہیں لگائی۔ انہیں صرف ایک رات انتظار کرنا پڑا تھا۔ دوسرے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہی گارتھا کو بیدار کیا تھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔

"ہاں کون ہے۔"

"آپ کا خادم زاہدی۔"

"ہوں کوئی کامیابی حاصل ہوئی تمہیں؟"

"میڈم کا حکم تھا اس لئے کامیابی کیوں نہ ہوتی۔ اخناتون کے بارے میں علم ہو گیا ہے وہ اس وقت بحر اسود

میں لنگر انداز ہے۔ وہ ترکی پہنچ چکا ہے۔"

"کیا تمہاری یہ اطلاع بالکل درست ہے؟"

"میڈم کو غلط اطلاع دینے کا مقصد میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"ویری گڈ۔ اور اس کے بعد تمہیں ہمارے لئے ایک اور کام کرنا ہے۔ زاہدی تم نے دیکھا ہو گا میرے ساتھ دو لڑکیاں اور بھی ہیں۔ ہم تینوں کو ترکی روانہ ہونا ہے اور اس کے لئے انتظامات میں تمہارے سپرد کرتی ہوں۔"

"میڈم جب بھی حکم فرمائیں۔ کب تک روانگی چاہتی ہیں۔"

"جلد از جلد۔ بہت جلد۔"

"میں حاضر ہو رہا ہوں۔ آپ مجھے اپنے پاسپورٹ وغیرہ دے دیجیئے اطمینان رکھئیے۔ تمام کام آپ کی خواہش کے مطابق ہو جائے گا۔" ٹیلیفون بند کرنے کے بعد گارتھا نے کورا اور گرینا کی جانب دیکھا اور بولی۔"

"یہ شخص یہاں بہت بڑی حیثیت کا مالک ہے۔ بہت بڑی سیاسی سماجی اور سرکاری حیثیت ہے اس کی لیکن ہمارے ادارے کے لئے ایک معمولی رکن۔ کیا سمجھیں۔"

"عظیم الشان اخناتون بحر اسود میں لنگر انداز تھا اور اس کی شان و شوکت قابل دید، اطراف میں خوبصورت شہر کی آبادی بکھری ہوئی تھیں اور امیر ارتقا نے تمام مراعات حاصل کر لی تھیں۔ وہ جہاز پر عیش و عشرت میں مصروف تھا اور عموماً سیر و سیاحت کے لئے اپنی ساتوں بیویوں کے ساتھ اسٹیمر کے ذریعے شہر کی جانب نکل جاتا تھا۔ دردانہ یا شعبان کو اس کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی کہ وہ سیر کرتے۔ امیر کے کہنے پر بس ایک بار وہ شہری سیاحت کے لئے گئے تھے اور پورا دن سیر و تفریح کر کے واپس آ گئے تھے۔ شعبان خصوصی طور پر جہاز کی نگرانی کرتا تھا۔ کیونکہ ایڈگر نے اسے اپنا نائب مقرر کیا تھا اور تمام تر ذمہ داریاں اس کے سپرد کر دی تھیں۔ نائب کپتان کی حیثیت سے شعبان نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا وہ سب ہی کے لئے باعث دلچسپی تھا۔ ویسے شعبان کو جاننے والے تو یہاں موجود نہیں تھے سوائے دردانہ کے۔ لیکن اس نوجوان لڑکے کی انتظامی صلاحیتوں کا اعتراف اخناتون پر موجود ہر شخص نے کیا تھا۔ اور دبی دبی زبان میں بہت سے لوگوں نے کہا تھا کہ بلاشبہ وہ بہترین کپتان ثابت ہو سکتا ہے اس کے اندر بڑے سے بڑے مسئلے کو سنبھالنے کی صلاحیتیں موجود تھیں دردانہ اس وقت بھی عرشے کے ایک گوشے میں کھڑی شعبان کو مصروف دیکھ رہی تھی۔ تاحد نگاہ سمندر میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز اسٹیمر لانچیں نظر آ رہے تھے۔ معمولات زندگی رواں دواں تھے اور دردانہ نائب کپتان کی وردی میں انتہائی حسین نظر آنے والے شعبان کو دیکھ کر نجانے کون کون سی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ شعبان نے جو کچھ سیکھا دردانہ کے سامنے سیکھا لیکن دردانہ آج تک اس کے اندر موجود پوشیدہ قوتوں سے ناواقف تھی۔ البتہ جب کبھی کوئی حیرت ناک واقعہ ہو جاتا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی کہ شعبان کے اندر کوئی ایسی روح موجود ہے جس کا علم غالباً دنیا کے کسی فرد کو بھی نہیں ہے اور اس کے لاتعداد شواہد ملے تھے۔ وہ لمحہ لمحہ شعبان کے بارے میں سوچتی رہتی تھی اور جہاں بھی کبھی اسے شعبان کے عمل کا احساس ہوتا تو وہ یہ محسوس کر لیتی کہ ان لوگوں کی صلاحیتیں شعبان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ بہت پر اعتماد تھا اور جب بھی کبھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا تھا بہت دیر اسی طرح گزر گئی پھر شعبان کی نگاہ اس پر پڑی اور وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دردانہ کے قریب آ گیا۔ دردانہ کے ہونٹوں پر استقبالیہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"ہیلو شعبان۔"

"ہیلو آنٹی۔"

"بھئی تم مجھے ہر جگہ حیران کر دیتے ہو۔"

"آپ حیران ہونے میں کچھ زیادہ ہی خوشی محسوس کرتی ہیں آنٹی اور میں کو اس لئے حیران ہونے سے نہیں روکتا کہ یہ آپ کا ایک مشغلہ ہے۔" شعبان نے شگفتہ لہجے میں کہا اور دردانہ ہنسنے لگی۔

"اسی وقت جہاز کا ایک انجینئر شعبان کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کچھ ضروری گفتگو کرنے لگا۔ دردانہ ان دونوں کو گفتگو کرتا ہوا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ پھر عرشے پر اسے کچھ آوازیں سنائی دیں اور وہ اس جانب متوجہ ہوئی۔ چند افراد سمندر کی جانب اشارہ کر رہے تھے۔ دردانہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی ان کے قریب پہنچ گئی تب اس نے دور سے اس اسٹیمر کو آتے ہوئے دیکھا جس میں کیپٹن ایڈگر اسد شیرازی کچھ اور مہمانوں کے ساتھ آتے نظر آ رہے تھے۔ ان لوگوں کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے وہیں لوگ بھی جاتے۔ شعبان کو بھی یہ اطلاع مل گئی اور چند لمحات کے بعد وہ عرشے پر پہنچ گیا۔ ان لوگوں کو جہاز پر لانے کے لئے انتظامات کئے گئے اور تمام تیاریاں چند لمحات کے اندر اندر ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ سب ایک سیڑھی کے ذریعے اوپر آنے لگے۔ دردانہ نے ان لوگوں کے ساتھ پروفیسر بیرن کو دیکھا تھا اور ایک ہی نگاہ میں اس کی شخصیت دردانہ کو بے حد پراسرار محسوس ہوئی تھی۔ پھر اس کی نگاہ میں اس حسین اور نازک اندام لڑکی پر بھی پڑی جو چہرے سے ہی شوخ نظر آتی تھی۔ اس کے بارے میں ابھی کوئی علم نہیں تھا کہ یہ کون ہے۔ اسد شیرازی اور ایڈگر اوپر آ گئے۔ امیر ارتقا اس وقت جہاز پر موجود نہیں تھا اور سیر و سیاحت کے لئے اپنی بیویوں کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ اسد شیرازی ان سب سے پر خلوص انداز میں ملا۔ کیپٹن ایڈگر فوراً ہی شعبان کے پاس پہنچا اور اس نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ہیلو ینگ بوائے۔ کہو تمہارے معاملات کیسے چل رہے ہیں؟"

"آپ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق۔"

پروفیسر بیرن اور شیرازی کے ساتھ دوسرے لوگوں سے مل رہے تھا۔ وہ بہت سنجیدہ قسم کا آدمی تھا۔ اسد شیرازی نے دردانہ سے بھی اس کا تعارف کرایا اور پھر اسے سینڈا کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں۔ سینڈا کی شوخ آنکھوں میں چمکتی ہوئی مسکراہٹ دردانہ کو بہت بھلی لگی تھی اس نے سینڈا کو قریب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم میری بہترین دوست ثابت ہو گی۔ سینڈا بہ غور دردانہ کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"ایشیائی خواتین میری کمزوری ہیں اور میں اکثر ان کے بارے میں بہت کچھ سوچتی رہتی ہوں۔ اگر مجھے اس کا موقع مل جائے کہ میں آپ کے اچھے دوستوں میں شمار ہو جاؤں تو میری ایک بہت پرانی خواہش پوری ہو جائے گی۔" دردانہ نے مسکرا کر اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔

پروفیسر بیرن تمام لوگوں سے رسمی طور پر ملاقات کرنے کے بعد کیپٹن ایڈگر کی جانب متوجہ ہوا۔ جو ابھی تک شعبان سے گفتگو کر رہا تھا اور پھر پروفیسر خود ہی آگے بڑھ کر ان دونوں کے قریب پہنچ گیا۔ شعبان نے مسکرا کر پروفیسر سے ہاتھ ملایا اور پروفیسر اس کا ہاتھ ہاتھ میں لئے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے گھورتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرانے لگی تھی اور وہ کسی قدر حیران سا ہو گیا تھا۔ چند لمحات کے سکوت کے بعد جیسے اسے ایک دم سنبھلا سا محسوس ہوا۔ اس نے گردن جھٹکی اور پھر ایڈگر سے بولا۔

"یہ نوجوان کون ہے؟"

"اخناطون کا نائب کیپٹن۔" ایڈگر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ بہت دلکش بہت شاندار۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس مسکراتا رہا۔ پروفیسر دوسرے لوگوں کی جانب متوجہ ہو گیا۔ امیر ارتقا کے بارے میں دونوں ہی نے سوالات کئے تھے اور انہیں بتا دیا گیا کہ امیر سیر و سیاحت کے لئے شہر گیا ہوا ہے۔ پھر وہ لوگ پروفیسر کو ایک مخصوص جگہ لائے اور کیپٹن ایڈگر سے شعبان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے کیپٹن ایڈگر کے اس مشن کے بارے میں تفصیلات معلوم تھیں اور میں نے معزز مہمانوں کے لئے ایک خوبصورت کیبن آراستہ کرا دیا ہے لیکن اس کی بیٹی

اس کے ساتھ ہوگی یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی۔ تاہم اس کیبن میں دو بستر موجود ہیں اور اگر اس کے لئے الگ کیبن درکار ہوا تو میں فوراً ہی بندوبست کردوں گا۔"

"میرا خیال ہے پروفیسر کی بیٹی اس کے ساتھ ہی رہے گی۔ تاہم تم اس کے برابر ایک اور کیبن کا بندوبست کردو۔ تاکہ اگر وہ الگ رہنا چاہے تو اسے کوئی دقت نہ ہو۔" شعبان گردن خم کر کے چلا گیا تھا۔ ایڈگر اور اسد شیرازی واپسی کے سفر کے باوجود فوراً ہی انتظاموں پر مصروف ہوگئے تھے اور کچھ دیر بعد پروفیسر کو اس کا کیبن دکھایا گیا۔ یہاں اسد شیرازی نے کیپٹن ایڈگر سے کہا کہ وہ پروفیسر سے معلوم کرے کہ اس کی بیٹی اس کے ساتھ ہی رہے گی یا الگ اور جب پروفیسر سے یہ سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا۔

"بیٹی سینڈا میرے ساتھ رہنا پسند نہیں کرے گی۔ اس کے لئے کسی الگ جگہ کا بندوبست ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دراصل میرے مشاغل اس قدر بیزار کن ہوتے ہیں کہ کوئی بھی میرا ساتھ برداشت نہیں کرپاتا۔"

"تب آپ اپنی رہائش گاہیں دیکھ لیجیئے۔" جاسکتا ہے۔ پروفیسر اور سینڈا نے اپنے اپنے کیبن بہت پسند کئے تھے اور ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"ہمیں امیر ارتقا کی واپسی کا انتظار ہے۔ چنانچہ ان کی واپسی کے بعد آپ کو اس لیبارٹری کا معائنہ کرنے کے لئے زحمت دی جائے گی۔" امیر کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی تھی۔ اس دوران دردانہ سینڈا کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جہاز کی سیر کراتی رہی تھی اور سینڈا نے ایک ایک چیز دیکھ کر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔"

"حیران کن بات یہ ہے میڈم کہ میں نے آج تک کبھی سمندری سفر نہیں کیا۔ تاہم میرے دل میں یہ آرزو ہمیشہ پروان چڑھتی رہتی تھی کہ کبھی چاندنی راتوں میں سمندر کا اس طرح نظارہ کروں کہ میرے اطراف میں کوئی آبادی نہ ہو اور یہ کام ایک سمندری جہاز کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا تھا۔ میری اس آرزو کی کبھی اس انداز میں پوری ہو جائے گی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ڈیڈی نے مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔" اسی گفتگو کے دوران امیر کی واپسی ہوئی تھی۔ امیر اپنی بیگمات کے ساتھ جہاز پر پہنچا تو سینڈا کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔ اس نے حیرت و دلچسپی سے اس منظر کو دیکھا اور سرسراتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"یہ کون ہے۔ آہ کس طرح قصے کہانیوں والی بات معلوم ہوتی ہے یہ شخص کتنا عجیب نظر آرہا ہے۔ میڈم یہ کون ہے؟"

"اس جہاز کا مالک امیر ارتقا ہاشمی۔"

"مگر میں نے الف لیلیٰ سے متعلق کچھ کہانیاں پڑھی اور سنی ہیں جو مشرقی ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہیں یہ اُن جیسے نظر ہی نہیں آرہے۔"

"ہاں اس کا تعلق مصر سے ہے۔"

"بہت عجیب۔ تو یقیناً ہمارے ساتھ سفر کریں گی۔ یہ عورتیں کتنی خوبصورت نظر آرہی ہیں اس لباس میں امیر کی بیگمات اپنے کیبنوں کی جانب چلی گئی تھیں اور امیر ایک ایک سے گلے مل رہا تھا۔ اس نے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پروفیسر سے گفتگو کی اور اس سے اس کی خیریت دریافت کرنے کے بعد اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے لگا رات کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کھانے سے پہلے پروفیسر کو اس لیبارٹری کی سیر کرانے کا فیصلہ کیا گیا جو اس کے چارج میں رہنے والی تھی اور یہ تمام ہی لوگ اسے لے کر لیبارٹری کی جانب چل پڑے۔ پروفیسر خاموش طبع اور کسی قدر عجیب سی فطرت کا مالک تھا۔ اس کا انداز گفتگو انتہائی نرم ہوتا تھا۔ جبکہ اس کا چہرہ دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ہر وقت شدید غصے کے عالم میں رہتا ہے اس نے بالکل خاموشی سے لیبارٹری کے ایک ایک گوشے کو دیکھا تھا اور پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر اسد شیرازی اور کیپٹن ایڈگر کو دیکھا۔ پھر بولا۔

"میں تم لوگوں کو اس شاندار لیبارٹری کی تعمیر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ویسے میں تھوڑے سے تمہاری مقاصد

جاننے کا خواہش مند ہوں۔ حالانکہ کیپٹن ایڈگر نے مجھے تفصیل سے بہت کچھ بتا دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس لیبارٹری کو دیکھ کر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر اسد آپ مجھے بتائیے کہ اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے آپ کے ذہن میں کیا کیا خیالات ہیں۔"

پروفیسر بہت عرصے سے میں مہم جویانہ زندگی گزار رہا ہوں اور میں نے دنیا کے بیشتر علاقوں میں بہت سے عجیب و غریب مناظر دیکھے ہیں عمر کے اس حصے میں پہنچنے کے بعد میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اب تک میں نے جو کچھ کیا ہے وہ ایک بے مقصد سا کام ہے اور اس سے انسانیت کو کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکا۔ اب جبکہ زندگی اپنے اس مقصد کے لئے وقف کر دی ہے تو آخری وقت میں کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دیا جائے جو انسانیت کی بھلائی کے لئے بھی ہو اور میں اس کارنامے کے سہارے زندہ رہوں۔ پروفیسر میری خواہش ہے کہ سمندر کی گہرائیوں میں انسانیت کی بھلائی کے لئے جو کچھ موجود ہے اس میں سے کچھ حاصل کر کے دنیا کے سامنے پیش کروں تاکہ میرا ایک مقام ہو اور اسی کچھ کے حصول کے لئے میں نے امیر ارتقا ہاشمی اور ایڈگر مورالس کے ذریعے اس سفر کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ بلاشبہ اس میں ہمیں انتہائی اہم مدد امیر سے حاصل ہوئی ہے اور اب ہم چار افراد اس مہم کے سربراہ ہیں۔ میں آپ لوگوں کے کسی شعبے میں مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتا کیپٹن جہاز سنبھالنے ہوئے ہیں۔ امیر ہمارے ساتھی ہیں۔ میں سمندری تحقیقات کے سلسلے میں کچھ نہیں جانتا اور مجھے انتہائی مسرت ہے کہ پروفیسر جیسی شخصیت ہمیں حاصل ہو گئی جو ہمارے مقصد کی مکمل طور پر تکمیل کرے گی۔ میرے ذہن میں جو منصوبے ہیں وہ کیپٹن کی مدد سے ترتیب پائے ہیں۔ دنیا کے نقشے پر جس قدر سمندری سفر کے لئے گزر گاہیں بنائی گئی ہیں میں ان سے ہٹ کر سفر کرنا چاہتا ہوں اور یہ جہاز اس مقصد کے لئے مکمل ترین ہے۔ یہ شدید ترین سمندری خطرات کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں پروفیسر اگر چاہیں تو اس کا کل دن میں معائنہ کر سکتے ہیں۔ میں خواہش مند ہوں اس بات کا کہ ہمارے پاس موجود بہترین غوطہ خور سمندری گہرائیوں میں اتر کر پروفیسر کی ہدایت کے مطابق عمل کریں اور وہاں سے وہ تمام جڑی بوٹیاں حاصل کریں جن سے یہ اندازہ ہو سکے کہ سمندر کی گہرائیوں میں کیا کچھ ہے۔ اس کام کے لئے ہم نے آٹھ ماہر ترین آدمیوں کا انتخاب کیا ہے۔ جو سمندری جڑی بوٹیوں کے تحقیقات کے سلسلے میں پروفیسر کے معاون کار ہوں گے۔ مختصر یہ کہ میری غرض صرف اس حد تک ہے ہم سمندری دنیا سے متعلق معلومات حاصل کریں اور اس کے بعد انسانیت کی بھلائی کے لئے جو کچھ بھی پاسکیں اسے انسانیت کے سامنے پیش کردیں۔ پروفیسر نے یہ تمام گفتگو سننے کے بعد کہا۔

"میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں مسٹر شیرازی بیشک سمندر کی گہرائیوں میں بہت سے کام دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کئے جارہے ہیں اور ان کے لئے بہت سی حکومتیں بڑے بڑے سرمائے صرف کر رہی ہیں خاص طور سے تیل اور گیس وغیرہ کی تلاش کے سلسلے میں اعلیٰ پیمانے پر کارروائی ہوئی ہے۔ سمندری جڑی بوٹیوں سے بھی دنیا کے بہت سے ممالک فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ مہم اپنی نوعیت کی انوکھی مہم ہے۔ میں اپنے آپ کو ماہر سمندریات نہیں کہتا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس سلسلے میں مجھے تحقیقات کرنے میں آسانیاں ہوں گی یا نہیں۔ لیکن ایک بات ضرور کہہ سکتا ہوں وہ یہ کہ میری اپنی تمام تر خدمات اس کام کے لئے پیش ہیں۔ میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے لئے آپ لوگ غور فرمائیے اور یونہی چلتے چلتے ہم ان تجاویز پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔"

"ہم ان تجاویز کا خلوص دل سے خیرمقدم کریں گے۔" امیر نے کہا۔

"ہمیں کچھ اور ایسے ماہرین کی ضرورت ہوگی جو سمندری جڑی بوٹیوں پر خصوصی طور پر نگاہ رکھتے ہوں اور میں آپ لوگوں کی راہنمائی کروں گا کہ ایسے ماہرین ہمیں

کہاں سے مل سکتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں ان سے رابطے بھی رکھتا ہوں اور وہ ہمارے مددگار ثابت ہوں گے اس کے علاوہ اس لیبارٹری میں مجھے جن چیزوں کی کمی محسوس ہوگی دنیا کے کسی جدید ملک میں پہنچنے کے بعد ہم وہ چیزیں بھی حاصل کرلیں گے تاکہ ہمارے کام میں ہمیں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سفر مختصر نہیں ہوگا بلکہ جب ہم سمندری دنیا کی تلاش میں نکلیں گے تو ہمیں طویل ترین زندگی اس جہاز پر گزارنا ہوگی۔ اس کے سلسلے میں ایک لائحہ عمل بنا لیا جائے گا اور اسی کے مطابق ہم سب عمل کریں گے۔ میں اپنی خدمات صرف اس لیبارٹری کے لئے پیش کرتا ہوں اور نہایت خلوص سے اس کام پر آمادہ ہوں۔" پروفیسر کے اس بیان کے بعد انتہائی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور اس کے بعد کیپٹن ایڈگر نے امیر ارتقا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور امیر اگر اجازت دیں تو ہم اب اس قیام کو مختصر ترین کردیں یعنی چند گھنٹوں کے اندر اندر ہمیں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ کافی وقت ہم لوگ یہاں صرف کر چکے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ بھی معلومات چاہتا ہوں کہ اب ہمارا رخ کس جانب ہوگا۔ آیا ہم سمندری پٹی چھوڑ دیں اور اس پٹی سے ہٹ کر کام کریں یا پروفیسر کی خواہش کے مطابق کسی ایسے ملک کا رخ۔ پروفیسر نے جس طرح فرمایا کہ وہ کچھ ماہرین کو طلب کریں گے تو اس کے لئے ہم ان سے ہدایت چاہتے ہیں کہ ہمیں کس سمت جانا چاہیے۔" پروفیسر نے مستانہ انداز میں کہا۔

"چلتے رہو چلتے رہو۔ مجھے جہاں ضرورت ہوگی میں مداخلت کرلوں گا۔ میرا خیال ہے سفر اگر سمندری پٹی سے ہٹ کر ہو تو زیادہ دلکش اور دلچسپ ہوگا۔ ہم آغاز کر کے دیکھیں گے کہ اپنے مقصد میں کہاں تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔" امیر نے سفر کے لئے منظوری دیتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے دوستوں کے تعاون کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ جہاز کو جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہاں سے روانہ کر دیا جائے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے صبح پانچ بجے میں جہاز کی روانگی کے بندوبست کئے لیتا ہوں۔"

"بالکل مناسب۔" باقی تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ رات کے کھانے کے بعد کیپٹن ایڈگر نے اسد شیرازی کو اپنا منصوبہ بتایا اور جہاز کے انجن روم کی جانب بڑھ گیا۔ اسے کیپٹن کی حیثیت سے تمام کاروائیاں مکمل کر لینی تھیں جہاز کے یہاں سے روانہ ہونے کے سلسلے میں سرکاری طور پر جن ذمہ داریوں کو پورا کرنا تھا اس کی ذمہ داری اسد شیرازی کے سپرد کردی گئی تھی۔ چنانچہ تمام ہی لوگ مصروف ہوگئے اور پھر دوسری صبح اس وقت جبکہ جہاز کے عام مسافر سو رہے تھے جہاز نے روانگی کی وسل بجائی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ساحل سے دور ہو کر گہرے پانیوں کی جانب رواں دواں ہوگیا۔

"ان دونوں نے میڈم کو کبھی اس قدر الجھا ہوا اور پریشان نہیں دیکھا تھا جس قدر وہ اس وقت نظر آرہی تھیں۔ گارتھا کی زندگی میں بہت سے ایسے سنگین واقعات تھے جن کی مناسبت سے اسے ایک خونخوار ترین عورت کہا جاسکتا تھا۔ لیکن اس بار جو ذمہ داری اسکے سپرد کی گئی تھی اس نے اسے ناکوں چنے چبوادیئے تھے۔ زاہدی کے ذریعے اس نے تمام انتظامات کئے۔ ترکی روانہ ہوگئی۔ یہاں پہنچنے کے بعد معمول سے مطابق ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنی کاروائیوں کا آغاز کر دیا۔ اور ابتدائی کارروائی کے طور پر اس نے ٹیلیفون ڈائریکٹری میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف کرنے کے بعد ایک ٹیلیفون نمبر نکالا اور ریسیور ہاتھ میں لے کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد کسی سے رابطہ قائم ہو گیا اور اس نے کہا۔

"میں مسٹر حارث بے سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ پھر اس نے اپنی رہائش گاہ وغیرہ کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور اس کے بعد اپنا نام بھی بتا دیا اور ریسیور رکھ کر انتظار کرنے لگی۔ وہ دونوں اس بار اس کے ساتھ ہی کمرے میں مقیم تھیں۔ کافی دیر گزرنے کے بعد ٹیلیفون کی

گھنٹی بجی اور گارتھا نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی آواز سننے کے بعد اس نے کہا۔

"ہاں حارث میں گارتھا بول رہی ہوں۔"

"میڈم! آپ۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔ میرا مطلب ہے گارتھا اور تھا کیا آپ۔"

"تم پر اس قدر بدحواسی کیوں طاری ہوگئی۔" گارتھا نے کہا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب یہ تھا کہ مجھے آپکی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

"مجھے اچانک ہی یہاں آنا پڑا ہے اور اس وقت مجھے تمہاری اشد ضرورت ہے۔"

"مجھے اپنی قیام گاہ کے بارے میں بتائیے۔ میں فوراً حاضر ہوا چاہتا ہوں۔ گارتھا نے اسے اپنی رہائش گاہ کی تفصیل بتائی اور حارث نے کہا کہ وہ تھوڑی دیر بعد پہنچ رہا ہے۔ پھر یہ لوگ اس کا انتظار کرتی رہیں۔ سفید سوٹ میں ملبوس ایک نہایت خوبصورت اور توانا آدمی ان کے کمرے میں پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے جیسے وہ گارتھا سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو اور رسمی گفتگو کے بعد گارتھا نے کہا۔

"میں انتہائی پریشانی کے عالم میں ہوں۔ اس وقت مجھے بحر اسود میں لنگر انداز اس جہاز کے بارے میں مکمل تفصیلات درکار ہیں جس کا نام اخناطون ہے۔ میں یہ ذمہ داری تمہارے سپرد کرتی ہوں اور اس سلسلے میں کوئی وقت کا تعین نہیں کیا جانا چاہیے۔ میرا مطلب ہے دن کی روشنی ضروری نہیں ہے۔ یہ کام جس قدر جلد ہوسکے بہتر ہے۔" گارتھا نے کہا اور حارث نے گردن خم کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں فوراً روانہ ہو رہا ہوں۔ اس کے علاوہ میڈم مجھے یہاں میری خدمات بتائیں۔"

"نہیں سب سے بڑا کام یہی ہے تم فوری طور پر جس طرح بھی ممکن ہوسکے اخناطون کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور کسی بھی وقت مجھے رنگ کر کے اطلاع دے سکتے ہو۔"

"بہت بہتر۔ حارث وہاں سے چل پڑا۔ اس کے بعد کے معمولات جاری رہے تھے۔ رات کے تقریباً ساڑھے تین بجے تھے جب ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور گارتھا نے ریسیور اٹھا لیا دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ گارتھا نے کہا۔

"ہاں حارث کہو کیا رپورٹ ہے؟"

"جہاز اخناطون کل صبح ساڑھے پانچ بجے یہاں سے آگے روانہ ہوگیا ہے۔"

"کک۔۔۔۔ کیا مطلب؟" گارتھا نے ہکلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جی میڈم۔ وہ جہاز ایک مصری نژاد شخص امیر ارتقا پاشی کا تھا۔ یہاں وہ کئی دن قیام پذیر رہا اور اس کے بعد کل صبح ساڑھے پانچ بجے یہاں سے آگے بڑھ گیا اس کا رخ کس جانب ہے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس سلسلے میں متعلقہ حکام سے اگر معلومات حاصل کی جائے تو اس کے لئے کچھ دن درکار ہوں گے۔ تاہم اگر آپ حکم دیں تو میں۔۔۔۔"

"تو وہ جہاز روانہ ہوگیا۔"

"جی میڈم۔"

"ہوں۔" گارتھا نے کہا اور پھر اس کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون پھیل گیا۔"

"حارث تم صبح ساڑھے آٹھ بجے میرے پاس پہنچ جاؤ۔"

"میڈم اس وقت تو ضرورت نہیں ہے میری۔"

"نہیں۔" گارتھا نے کہا اور ٹیلیفون بند کر دیا دونوں اس کے الفاظ سے سمجھ چکی تھیں کہ کیا صورتحال ہے۔ تاہم گارتھا نے ان سے کہا۔

"اخناطون کل صبح ساڑھے پانچ بجے یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو گارتھا نے کہا۔

"اب تم لوگ لباس تبدیل کرو اور سکون کی نیند سو جاؤ۔ یہ کام میری توقع سے کہیں زیادہ مشکل نکلا اور ہمیں شاید اس کے لئے کافی وقت صرف کرنا پڑے گا۔" گارتھا خود باتھ روم کی جانب چلی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد لباس تبدیل کر کے اپنی مسہری پر آگئی۔ بظاہر یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سو رہی ہے۔ لیکن دونوں جانتی تھیں کہ وہ جاگ رہی ہے۔ کسی وقت ان کی آنکھ لگ گئی پھر صبح ساڑھے سات

بجے وہ جاگی تھیں۔ گارتھا جاگ رہی تھی اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر چکی تھی۔ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم دونوں تیار ہو جاؤ تو میں ناشتا طلب کر لوں اور سنو کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں ہے ہاں بس اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار رکھو کہ ہمیں ایک طویل مشن پر روانہ ہونا پڑے گا۔" دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ ناشتے میں مصروف ہو گئیں۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے حارث ان کے پاس پہنچ گیا اس وقت بھی بہت شاندار نظر آ رہا تھا۔ گارتھا نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور کہا۔

"کہو حارث یہاں کے معاملات کیسے چل رہے ہیں۔"

"بہت بہتر میڈم۔ آپ کو اس کے بارے میں ہر تیسرے ماہ رپورٹ ارسال کی جاتی ہے۔"

"ہاں تمہاری رپورٹیں یقینی طور پر مل رہی ہوں گی۔ اور کوئی ایسی پریشانی تو نہیں ہے۔ جس کا اظہار تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔"

"نہیں میڈم۔"

"اخناطون کے بارے میں اور کیا معلومات حاصل ہوئیں۔"

"میں نے ابھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا ہے۔ تاہم اگر آپ حکم دیں تو میں معلومات حاصل کر لوں۔"

"ہاں وقت مل جائے تو کر لینا۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں ایک اور کام کرنا ہے۔"

"کیا میڈم۔"

"میں اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم کرنا چاہتی ہوں۔ وہاں مسٹر لیپاک ہیں۔ ان سے ملاقات کرنا بےحد ضروری ہے۔"

"اوشین ٹریزر کے مسٹر لیپاک۔ بہتر ہے میڈم۔ یہ انتظام ہو جائے گا۔ لیکن آپ کو میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔"

"میں جانتی ہوں۔" گارتھا نے کہا۔

"تو پھر جو بھی حکم ہو۔"

"گاڑی ہے تمہارے پاس؟"

"جی۔"

"تو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں اور اس کے بعد میرے سامنے ہی تم تمام کارروائی کر لینا۔"

"بہت بہتر میڈم۔" حارث نے جواب دیا کچھ دیر کے بعد گارتھا ایک خوبصورت لباس میں ملبوس ان دونوں کے ساتھ حارث کی شاندار گاڑی میں سفر کر رہی تھی گاڑی مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی بالآخر ایک عمارت میں داخل ہو گئی اور حارث گارتھا کو لیے ہوئے اندرونی حصے میں پہنچ گیا۔ عمارت کے ایک خاص کمرے میں پہنچنے کے بعد وہ ایک تہہ خانے میں گئے۔ جہاں بہت اعلیٰ قسم کی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ حارث نے اپنے کانوں پر ہیڈ فون چڑھائے اور اس کے بعد ان مشینوں پر مصروف ہو گیا۔ گارتھا اور وہ دونوں کافی سے شغل کرنے لگی تھیں جس کا انتظام حارث نے یہاں آتے ہوئے کر دیا تھا۔ وہ کافی کے سپ لیتی رہیں اور حارث کافی دیر تک اس مشین پر مصروف مختلف لوگوں سے گفتگو کرتا رہا۔ اس نے اپنا پیغام بھی مسٹر لیپاک کے لئے دے دیا تھا۔ وہ وہیں بیٹھا انتظار کرتا رہا اور کافی ختم ہو گئی اور اس کے بعد حارث لسی کافی پینے لگا۔ پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اشارہ موصول ہوا اور چند لمحات کے بعد بڑی سی مشین سے ایک آواز ابھری۔

"مسٹر لیپاک موجود ہیں۔ گفتگو کیجئے۔" گارتھا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس مشین کے سامنے پہنچ گئی اور دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ہاں کہو کیا بات ہے۔ کون ہے۔"

"لیپاک میں گارتھا بول رہی ہوں۔" اس نے کہا اور دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو میڈم گارتھا۔ بہت دن سے آپ کی جانب سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہو سکی۔ کہئیے کیسے مزاج ہیں آپ کے۔"

"مسٹر لیپاک آپ نے ایک کام میرے سپرد کیا تھا۔"

"ہاں او۔ مجھے علم ہوا کہ آپ اس کی تکمیل کے لئے روانہ ہو چکی ہیں۔"

"لیکن نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ اطلاع دینا پڑتی ہے کہ میں وہ کام ابھی تک کرنے میں ناکام رہی ہوں۔"

"ہمیں اس بات کا علم ہے۔ میڈم گارتھا۔"

"کیا مطلب۔"

"جی ہاں۔ جب آپ ان کے ملک پہنچیں تو وہ وہاں سے مصر کے لئے روانہ ہو چکے تھے اور جب آپ مصر پہنچیں تو وہاں بھی شاید آپ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں اور وہ اخناطون نامی جہاز سے سفر کرتے ہوئے ترکی پہنچ گئے۔ کیا یہ اطلاعات غلط ہیں۔ پیاری میڈم۔"

"اوہ اس کا مقصد ہے مسٹر لیپاک آپ بہت اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہے ہیں۔"

"بات اتفاق سے اعلیٰ پیمانے ہی کی ہے میڈم اور ہم اس بات کا اندازہ لگا چکے ہیں کہ صورتحال اتنی آسان نہیں جتنی ہم نے سمجھی تھی۔"

"یقینی طور پر ایسی ہی بات ہے۔ لیکن میری ناکامی کی وجہ مختلف ہے۔"

"آپ اسے ناکامی نہ کہیں میڈم۔ کامیابی تو اس شکل میں ہوتی ہے جب آپ نے ایک عمل کیا ہو اور اس میں کامیاب نہ ہو پائی ہوں۔ یہاں تو اتفاقات دوسری شکلیں اختیار کر رہے ہیں۔"

"بالکل یہی بات ہے مسٹر لیپاک۔"

"ہمیں اس بات کا علم ہے میڈم اور آپ یقین کیجئے کہ بہت مختصر وقت میں ہم خود ہی آپ سے رابطہ قائم کرنے والے تھے۔ ویسے اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آپ ترکی پہنچ چکی ہیں۔"

"ظاہر ہے جب آپ سے ترکی سے رابطہ قائم کیا گیا ہے تو میں اس وقت ترکی ہی میں ہوں۔"

"آپ فرمائیے آئندہ آپ کا کیا منصوبہ ہے۔"

"جب آپ اس کام سے اس قدر ہوشیار ہیں مسٹر لیپاک تو آپ نے بھی کچھ فیصلے کئے ہوں گے۔ ویسے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اب تک کی میری کارروائیوں کے بارے میں اوشین ٹریزر میں کیا تاثرات پائے جاتے ہیں۔"

"بالکل آپ کے حق میں میڈم اور اس سلسلے میں ایک اہم کارروائی عمل میں لائی گئی ہے جس کی تکمیل کے فوراً بعد آپ کو اس کی اطلاع دی جانی تھی۔"

"کیا۔؟" گارتھا نے پوچھا

"میڈم یہ مسئلہ بہت لمبا چل جائے گا۔ چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک سب میرین آپ کے لئے روانہ کر دی جائے۔ جس کے ذریعے آپ ان لوگوں کا تعاقب کریں انہیں کوئی نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہے۔ بس ان پر نگاہ رکھنی ہے کہ وہ زیر سمندر کیا کر رہے ہیں۔ فی الحال اس نوجوان کو اغواء کرنے کا منصوبہ بھی ترک کر دیا گیا ہے۔ ہاں اگر وہ آپ کے ہاتھ باآسانی کبھی آ جائے تو آپ اسے سب میرین پر منتقل کر لیں۔ اس سب میرین پر بہت سے کارآمد لوگ بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے موجود ہوں گے۔ سب میرین کی انچارج آپ ہوں گی اور آپ کے احکامات پر ہر لمحہ عمل کیا جائے گا۔ تمام کارروائی کر لی گئی ہے یہ سب میرین آپ کو بلغاریہ میں دستیاب ہو گی اور آپ جب بلغاریہ پہنچیں گی تو آپ کو اس بارے میں اطلاع دے دی جائے گی کہ سب میرین وہاں پہنچ چکی ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ اوشین ٹریزر بڑے اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہا ہے۔"

"میڈم ہم لوگ دراصل کسی بھی مسئلے کو سطحی انداز میں نہیں لیتے۔ وہ نوجوان ہمارے لئے بے حد اہم ہے اور اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کو اس مسئلے میں بہت زیادہ آگے نہیں بڑھنے دینا چاہتے۔ سمندری معلومات کے سلسلے میں ہم نے جس قدر کام کیا ہے اگر ہمارے علاوہ کوئی اور ان میں کامیابیاں حاصل کرے تو ظاہر ہے یہ بات ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہو گی۔ چنانچہ اس انداز میں سوچا گیا ہے اور ہمارے بے شمار افراد اس پر کام کر رہے ہیں۔"

"اگر آپ چاہیں مسٹر لیپاک تو مجھے اس کام سے بری الذمہ کر سکتے ہیں۔"

"نہیں میڈم آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری تمام تر نگاہیں آپ کی جانب نگراں ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ بہترین طریقے سے ہی اپنا یہ کام سرانجام دیں گی۔ آپ کے اور ہمارے درمیان جو رابطہ ہے اس میں کچھ اضافہ ہی ہو چکا ہے۔ کسی قسم کی کمی نہیں۔"

"تو مجھے بلغاریہ تک پہنچنا ہے۔"

"ایک ہفتے کے اندر اندر میڈم۔"

"کیا اس دوران اخناطون پر نگاہ رکھی جائے گی۔"

"سو فیصد۔ آپ اطمینان رکھئیے اس کے سلسلے میں تمام کارروائیاں مکمل ہو چکی ہیں۔"

"بہت خوب۔ تو پھر میں مطمئن رہوں۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیں میڈم۔ بس ایک ہفتے کے اندر اندر آپ بلغاریہ پہنچ جائیے۔ وہاں آپ کو سب میرین کے بارے میں مکمل اطلاع فراہم کر دی جائے گی۔"

پھر مزید کچھ رسمی گفتگو کے بعد سلسلہ گفتگو منقطع ہو گیا۔ لیکن لب گار تھا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ اس نے یہ تمام سلسلہ ختم کرنے کے بعد حارث کی جانب دیکھا اور بولی۔

"بہت بہت شکریہ حارث۔ میرا خیال ہے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی اور ہو سکتا ہے کچھ وقت کے بعد تمہیں ہی اس سلسلے میں تکلیف دی جاتی۔ لیکن یہ اچھا ہوا کہ ہم نے وقت سے پہلے مسٹر لیپاک سے گفتگو کر لی۔" حارث نے مسکرا کر گردن خم کر دی گار تھا نے کہا۔

"اور اب تم ہمیں ہمارے ہوٹل پہنچا دو اور ساتھ ہی ہمارے لئے ایک گاڑی کا بندوبست بھی کر دو میں یہاں کے مختلف مقامات کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ میں اور میری ساتھی لڑکیاں کافی تھکن محسوس کر رہی ہیں۔ اور اب ہم اس تھکن کو دور کرنے کی خواہش مند ہیں۔ اس کے بعد ہمیں بلغاریہ روانہ ہونا ہوگا لیکن یہاں سے کم از کم تین چار دن کے بعد یہ روانگی۔ اس دوران تم ہمارے لئے انتظامات کر سکتے ہو۔"

"میڈم کے تمام احکامات کی تعمیل کی جائے گی۔ کچھ دیر کے بعد گار تھا ورتھا حارث کے ساتھ واپس اپنے ہوٹل جا رہی تھی۔"

اخناطون کسی پر ہیبت دیوتا کی مانند سمندر کے سینے پر رواں تھا۔ اس میں وہ تمام سہولتیں موجود تھیں جو دنیا کے ہنگاموں سے دور کسی بھی انسان کی دلچسپی کے لئے اپنے اندر اتنی جاذبیت رکھتی ہوں کہ کبھی ان سے دل نہ اکتائے جدید ترین سائنسی آلات کی مدد سے دنیا کو اس جہاز میں سمیٹ لیا گیا تھا اور ایسے انتظامات تھے کہ جن کے تحت خشکی کے کسی بھی حصے سے کتنا ہی فاصلہ ہو لیکن اس کے بارے میں معلومات کی جا سکیں اس کے علاوہ جتنے افراد اخناطون پر موجود تھے ان کے لئے اتنا راشن جمع تھا کہ سالہاسال سمندر میں گزارنے کے باوجود کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے ہاں جہاز کے لئے جو ایندھن جمع کیا گیا تھا اس کی مقدار محدود رکھی گئی تھی کیونکہ اس سے زیادہ خطرات لاحق ہو سکتے تھے پھر جنگی پیمانے پر اس جہاز میں یہ تمام انتظامات کئے گئے تھے کہ اگر کسی ہنگامی حالات کا سامنا کرنا پڑ جائے تو کم از کم جہاز کے مکین ہاتھ پر ہاتھ رکھے نا بیٹھے رہیں اس طرح اس جہاز کو انتہائی ضرورت کے وقت ایک جنگی جہاز میں تبدیل کیا جا سکتا تھا اور بلاشبہ اس کا سہرا کیپٹن ایڈگر کے سر تھا جس نے اپنی طویل ترین سمندری زندگی کے دوران جو تجربات حاصل کئے تھے انہیں اس جہاز میں سمو دیا تھا۔

گو وہ سرزمین مصر سے نکل چکا تھا اور اب اچھی خاصی مسافت طے کر چکا تھا لیکن اب سے کچھ وقت پہلے وہ اپنی تکمیل ہی کے مراحل میں تھا جنگی ہتھیاروں کے استعمال کے لئے کچھ ایسے ماہرین جہاز پر موجود تھے جو کسی بھی وقت اسے بہترین جنگی جہاز میں تبدیل کر سکتے تھے سمندری سفر میں درپیش مشکلات کے باعث ایڈگر نے ایسے ماہرین کو جمع کیا تھا جو ہر مشکل کا سامنا کر سکتے تھے اور اس کے علاوہ باقی تمام لوگ اپنے اپنے فن میں یکتا تھے اور اب جب ترکی کے سمندر سے یہ جہاز روانہ ہوا تھا تو اس کی تمام تیاریوں کو مکمل قرار دے دیا گیا تھا اور یہ اعلان ہو گیا تھا کہ اب جہاز اپنے اصل مقصد کے لئے سفر شروع کر چکا ہے اور یہ اصل مقصد اسد شیرازی کی خواہشات کی تکمیل تھا چنانچہ آخری مرحلے کے طور پر بحیرہ اسود کے ان راستوں کا انتخاب کیا گیا جو عام راستے سے ہٹ کر تھے اور ایک مخصوص جگہ سے جہاز کا رخ تبدیل کر دیا گیا جب یہ رخ تبدیل کیا گیا تو ایک باقاعدہ اجتماع ہوا جس میں کامیابیوں کے لئے دعائیں کی گئیں اور پھر جدید ترین طریقے سے جہاز کے راستوں کے نقشے سب کے سامنے پیش کئے گئے ان کی ترتیب کیپٹن نے کی تھی اس نے انہیں بتایا کہ کس طرح ان سمندری پٹیوں سے ہٹ کر سفر کرنے کے بعد ایک طویل عرصے سمندر میں قیام کیا جائے گا اور اس کے بعد کون سے ملک کا رخ کیا جائے گا تاکہ آبادیوں سے رابطہ بالکل ہی منقطع نہ ہو جائے۔

ایک زگ زیگ راستہ متعین کیا گیا تھا جس میں یہ خیال رکھا گیا تھا کہ بحالت مجبوری یا اشد ضرورت کے تحت آبادی سے اتنا دور رہا جائے کہ ان تک پہنچنا ہی ممکن نہ ہو سکے کیپٹن کے اس ذہانت آمیز عمل نے سب کو متاثر کیا تھا۔

جہاز نامعلوم سمت کی جانب قدم بڑھا چکا تھا اور گہری

نگاہوں سے سمندر کا تجزیہ کیا جا رہا تھا رفتار بہت ہی مناسب رکھی گئی تھی کیونکہ کوئی جلدی نہیں تھی ایسے راستے سے اتنا دور ہٹ کر جہاں کسی مداخلت کا امکان نہ ہو پہلے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا اور وہاں سے سمندری ریسرچ کی ابتدا ہونے والی تھی جس کے لئے تیاریاں شروع ہو گئی تھیں اور یہ خصوصی طور پر پروفیسر سیرف اور اسد شیرازی کا شعبہ تھا ادھر سمندر کے عام راستے سے ہٹ کر سمندر میں سفر کرنے کے باوجود کیپٹن ایڈگر کو یہ سفر پرسکون محسوس ہو رہا تھا۔

ہر شخص پرسکون تھا کیپٹن ایڈگر نے اب تک کی تمام کارروائیوں میں شدید جدوجہد کی تھی چنانچہ اب وہ بھی آرام کر رہا تھا اور اسے اپنے نائب شعبان پر مکمل بھروسہ تھا۔ کیپٹن ایڈگر نے اس شام خصوصی طور پر اس کے نزدیک پہنچ کر اس سے جہاز کے حالات پوچھے اور وہ اسے مفصل رپورٹ دینے لگا سو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اس نے شعبان سے کہا۔

"تم نے میرے نائب کی حیثیت سے جس طرح جہاز کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں شعبان اس سے یہ محسوس ہوتا ہے جیسے اس نوعمری کے باوجود تمہیں سمندری زندگی اور کسی جہاز کو کنٹرول کرنے کا بہترین تجربہ حاصل ہے کیا خیال ہے کافی کی ایک ایک پیالی پیتے ہوئے ہم لوگ اس سلسلے میں گفتگو کریں۔"

"آپ لوگوں نے مجھے جو کچھ سکھایا ہے اس میں ایک بات یہ بھی شامل ہے کہ آفیسر کی خواہش کی تکمیل ماتحت کا فرض ہوتی ہے اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ موسم کی مناسبت سے کافی کی ایک پیالی نہایت خوشگوار ثابت ہوگی۔" کیپٹن نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اور پھر اسے لئے ہوئے ایک گوشے میں آ بیٹھا ایک خادم سے اس نے کافی کے لئے کہہ دیا تھا۔ دور سمندر اور آسمان کی درمیانی لکیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں اس بات پر حیرانی نہیں ہوئی کہ یہاں بڑے بڑے تجربہ کار اور سمندری ماہرین موجود ہیں لیکن اپنے ساتھ معاون کے طور پر میں نے تمہارا انتخاب کیا۔" شعبان نے اپنے مخصوص لاابالی انداز میں اس کو دیکھا اور بولا۔

"سوری سر دراصل میں ان باتوں کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا جن سے میرا براہ راست واسطہ نہ ہو یہ آپ کا فیصلہ تھا مجھ تک پہنچا مجھے مشورہ دیا گیا کہ وہ مناسب ہے میرے اپنے شوق کی تکمیل بھی تھی اگر اس میں کوئی حیران کن بات ہے تو آپ ہی میری راہنمائی کریں گے۔" کیپٹن نے مزید پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری شخصیت کی ایک اور خوبی ہے ڈیئر ویسے یہ سر جو تم مجھے کہتے ہو یا یہ جہاز کے رشتے سے تو مناسب ہے ورنہ میری خواہش یہ تھی کہ تم مجھے انکل کہتے۔"

"جب آپ مجھے حکم دیں گے تو میں اس خواہش کی تکمیل بھی کر دوں گا۔"

"خیر یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اس طرح میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں تھوڑا سا تم سے جذباتی رشتہ بھی رکھتا ہوں اور اس کی بنیاد سمجھتے ہو کیا ہے؟"

"سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"میں نے تمہیں سمندر میں ایک سفر کرتے ہوئے دیکھا اور چونکہ میری تمام زندگی سمندر سے متعلق رہی ہے اسی لئے میں سمندر کا عاشق ہوں اور سمندر سے متعلق کوئی بھی انوکھی بات مجھے دل سے پسند آتی ہے، میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانی میں تم اتنے حیرتناک انداز میں اپنا وقت کیسے گزارتے ہو۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میں پانی میں پیدا ہوا تھا۔"

"ہاں ایک بار نہایت مختصر الفاظ میں مسٹر شیرازی نے مجھے یہ تفصیل بتائی تھی اور تھوڑی بہت معلومات فراہم کی تھیں لیکن یہ سب کچھ میرے ذہن کو مطمئن نہیں کرتا میں سوچتا ہوں کہ سمندر میں ایک باقاعدہ تربیت کے بغیر یہ مہارت حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے کیا اس بستی کے لوگوں نے تمہیں سمندری زندگی کی کوئی خاص مشق کرائی تھی۔"

"نہیں شاید یہ بات نہیں ہے مجھے اپنے بچپن کے بارے میں جو کچھ بتایا جاتا رہا ہے اسے ذہن میں لاتے ہوئے اگر میں اس بارے میں سوچتا ہوں تو صرف ایک بات میرے علم میں آتی ہے۔"

"کیا؟"

"وہ یہ کہ میرا نگراں کوئی نہیں تھا سمندر نے مجھے بارہ دن اپنی آغوش میں رکھا اور اس کے بعد جب اس نے یہ سوچا کہ اب میری پرورش خشکی پر ہونی چاہئیے تو مجھے خشکی پر لا پھینکا اور اس کے بعد میں نے جب بھی سمندر کی جانب رخ

کیا مجھے یوں ہی لگا جیسے سمندر میری ماں ہو سمندر میرا باپ ہو اس کی آغوش میں اس کی لہروں میں مجھے کبھی کوئی خوف نہیں محسوس ہوتا اس کی گہرائیوں میں مجھے محبت اور مامتا ملتی ہے کبھی یہ احساس میرے دل میں نہیں پیدا ہوا کہ سمندر مجھے نگل لے گا یا مجھے ماں کی آغوش میں اور باپ کے سائے میں کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے۔"

"گویا میں تمہیں "سمندر کا بیٹا کہہ سکتا ہوں۔" کیپٹن نے کہا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تمہیں سمندر میں اترنے کے بعد کچھ اور کیفیات کا احساس ہوتا ہے؟"

"میں نے کبھی غور نہیں کیا۔"

"ہوں۔ کبھی غور کرنا تو مجھے بتانا بلاشبہ تم میرے لئے ایک حیرتناک نوجوان ہو اور ہم یوں بھی کریں گے کہ اپنے پچھلے قیام کے دوران سمندر کی گہرائیوں میں اتریں گے مجھ سے تعاون کرو گے نا؟"

"کسی بھی مہم کے سلسلے میں میرا سارا تعاون آپ کے ساتھ ہے۔"

"ٹھیک۔" ایڈگر نے اس خلاصی کی جانب دیکھا جو کافی کی ٹرے سنبھالے ہوئے ان کی طرف آرہا تھا پھر وہ کافی بنانے لگا اور اس نے ایک پیالی اپنے نائب کو پیش کی جس کو شکریہ کے ساتھ شعبان نے قبول کر لیا کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتے ہوئے ایڈگر نے کہا۔

"اس کے علاوہ تمہاری زندگی میں اور کوئی ایسا مشکل مرحلہ پیش آیا شعبان، میں دراصل تمہاری تمام تر زندگی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"میری زندگی سادہ اور سپاٹ ہے انکل اور آنٹی نے مجھے اپنی اولاد کی مانند پرورش کیا میں نے کبھی ان سے اپنے بارے میں پوچھا تو مختصر طور پر انہوں نے مجھے میری کہانی سنادی مجھے کوئی ایسی مشکل پیش ہی نہ آنے دی گئی جس کے سلسلے میں مجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔" کافی دیر تک کیپٹن اس سے اس کے بارے میں گفتگو کرتا رہا اور کیپٹن نے یہ محسوس کیا کہ شعبان اپنی لاابالی فطرت کے باوجود زیرک ہے اور اس کے جوابات اتنے ٹھوس ہوتے ہیں کہ کوئی اس کی گہرائیوں میں اترنے کی جرات نہیں کر سکتا لیکن کیپٹن کچھ الجھا ہوا تھا کوئی ایسی بات ضرور تھی اس نوجوان میں جو سمجھ میں نہیں آتی وہ سادگی سے اپنے بارے میں بتاتا ہے اور اس میں کہیں کوئی ایسا نقطہ نہیں ملتا جو الجھاوے لیکن الجھنیں اپنی جگہ قائم رہتی ہیں اس نے مسکراتے ہوئے شعبان سے کہا۔

"رازداری کے بارے میں تمہاری اپنی کیا رائے ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"اگر میں تمہارے چیف کی حیثیت سے، دوست کی حیثیت سے تم سے کچھ ایسی بات کہوں جس کے بارے میں مجھے یہ کہنا پڑے کہ وہ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہئیے تو کیا تم اس پر اعتراض کرو گے۔" شعبان نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔

"نہیں سر میں اعتراض نہیں کروں گا لیکن اگر کسی ایسے عمل سے مجھے واقفیت حاصل ہو جائے جس سے کسی اور کو نقصان پہنچتا ہو تو پھر مجھ پر یہ لازم ہو جائے گا کہ میں آپ کو اس عمل سے منع کروں اور اگر آپ میری اس بات کو تسلیم نہ کریں تو اس شخص کو آگاہ کر دوں جسے نقصان پہنچنے والا ہو۔" کیپٹن نے ایک گہری سانس لی اور پھر بولا۔

"تم بہت ذہین ہو، شعبان اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو کیا میرے ساتھ رازداری سے تعاون کرنا پسند کرو گے۔"

"کیوں نہیں سر۔" شعبان نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"کوئی بہت اہم بات نہیں ہے دراصل میں نے سمندر میں بہت وقت گزارا ہے اس سے متعلق تمام معلومات سے مجھے دلچسپی ہے تمہیں سمندر میں دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی تھی۔ میں دوسروں کے علم میں لائے بغیر سمندر کی سیر کرنا چاہتا ہوں، اور تمہارے ساتھ۔"

"یہ تو کوئی پریشان کن مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمندر میں اترتا رہتا ہوں۔" شعبان نے کہا۔

"مجھے علم ہے اور میں بھی تمہاری طرح سمندر میں اترنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے خوشی ہوگی۔"

"مگر کچھ تیاریوں کے ساتھ۔" کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا۔ "میں عمر کی دوسری منزل میں ہوں اور میرے اندر وہ جسمانی صلاحیتیں نہیں ہیں جو تم میں موجود ہیں اس لیے کچھ تیاریاں کرنی ہوں گی لیکن سب کچھ رازداری کے ساتھ۔"

"اس کا میں آپ سے وعدہ کر چکا ہوں۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا تب پھر کل رات۔" کیپٹن بولا شعبان کے لیے یہ ایک دلچسپ مشغلے سے زیادہ نہیں تھا لیکن ایڈگر اس پورے مشن سے مخلص ہونے کے باوجود اس انوکھے تیراک کی

صلاحیتوں کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ اس کیلئے اس نے یہ بھی سوچا تھا کہ اسد شیرازی یا اس کی ساتھی خاتون نے کبھی شعبان کی ان خصوصیات کا تذکرہ نہیں کیا تھا اس کے استفسار پر انہوں نے مختصراً اتنا ضرور بتایا تھا کہ شعبان کا ماضی کیا ہے۔ دوسرے دن اس نے دوپہر نکلنے کے بعد شعبان سے ملاقات کی۔

"کہو آفیسر تمہارا جہاز کیسا چل رہا ہے؟"

"بالکل درست۔"

"آج رات میں تمہارے ساتھ سمندر میں اتر رہا ہوں۔ غوطہ غوری کا سارا سامان موجود ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ایک خاص انتظام کیا ہے۔"

"وہ کیا سر؟"

دو چیزیں۔ نمبر ایک لنگر کے پاس میں نے ایک ایسی زنجیر کا اضافہ کیا ہے جسے میں اپنی اور تمہاری کمر سے منسلک رکھوں گا دوسرا اوپر آنے کا ذریعہ ایک سیڑھی۔"

"آپ نے درست کہا سر، لیکن ایک اجازت چاہتا ہوں۔"

"کیا.....؟"

"مجھے ان چیزوں کا سہارا لینے کے لئے مجبور نہ کریں ماں کی آغوش میں مجھے خطرہ نہیں ہوتا اور اس پر شک کرنا ماں کی توہین ہے۔" شعبان نے کہا اور کیپٹن تشویش زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"او کے!"

*

گارتھا بلغاریہ پہنچ گئی۔ صوفیہ کے ایک ہوٹل میں اس نے قیام کیا تھا اور پھر خاموشی سے وہ اوشین ٹریزر کی طرف سے رابطے کا انتظار کرتی رہی تھی۔ پھر ایک شام اس نے اپنی دونوں ساتھیوں سے کہا۔

"ادارے کے معمولات کے سلسلے میں، میں غیر مطمئن نہیں ہوں اور وہاں جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کے بارے میں یہ جانتی ہوں کہ یہاں کے کام بخوبی چلتے رہیں گے اس کے باوجود میں جانتی ہوں کہ تم دونوں میں سے ایک واپس چلی جائے اور میرے کچھ پیغامات لے جائے یہ کام جتنا طویل ہو گیا ہے اس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ابھی اور طوالت اختیار کرے گا چنانچہ یہاں کھلی اطلاعات ہونی چاہئیں۔"

"میڈم" گرینا نے کہا۔

"یہ سب کچھ بہت عجیب ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنے کام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بالکل مناسب اقدامات کرتے رہے ہیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے کچھ غیر مرئی قوتیں ہمیں ناکامیوں سے دوچار کرتی رہی ہیں وہ ہمارے سامنے سے ہٹتے رہے ہیں جبکہ ہم نے کئی قتل بھی کر دیئے ہیں۔ اوشین ٹریزر اگر ان کے لئے اتنا ہی کام کر رہا ہے تو پھر کیوں نہ یہ کیس ہم اسے واپس کر دیں۔"

"میں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ یہ میری ایک قسم ہے اور اگر مجھے ناکامی ہوئی تو اس قسم یا عہد کے تحت مجھے ہمیشہ کے لئے ایسے معاملات سے کنارہ کش ہونا پڑے گا۔ اس کے علاوہ میں خود بھی اب اس نوجوان کے جنون کا شکار ہو گئی ہوں اور اسے اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہوں۔"

"جی میڈم!" گرینا نے گردن خم کر دی۔

"بہتر ہے تم یہاں سے واپس اٹلی چلی جاؤ۔"

"جو حکم میڈم۔"

"سنو تم میرے ساتھ رہو گی۔"

"جو حکم میڈم۔" کورا نے کہا۔

بلغاریہ کے ہوٹل برسٹل سٹی میں جس شخصیت نے میڈم سے ملاقات کی وہ مسٹر لیباک کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ لیباک نے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے کہا ملکہ ملک کی سیاحت نے حسن کی ملکہ کو مزید حسن بخشا ہے نہ جانے اس حسن نے کیا کیا قیامتیں برپا کی ہونگی۔"

"مجھے امید نہ تھی کہ آپ بلفرد چلے جائیں گے۔"

"ملکہ حسن جس مشن پر نکلی ہوئی ہیں وہ اتنا عام نہیں ہے کہ اسے سرسری نگاہوں سے دیکھا جائے۔ بات صرف اس..... کی نہیں رہی جسے اوشین گریزر اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"پھر.....؟"

جہاز اختاطون، جس کے بارے میں اور اس کو معلومات حاصل ہوئی ہیں ایک بڑا آدمی جس کا تعلق مصر سے ہے اس جہاز کا مالک ہے اور اس نے ایسی تمام مراعات حاصل کر لی ہیں قانونی طور پر اور کسی کو حاصل نہیں ہیں اور اس جہاز پر جدید ترین سمندری تحقیقاتی آلات رکھے گئے ہیں۔"

"بہت خوب۔" گارتھا نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اوشین ٹریزر سمندر کو اپنی ملکیت سمجھتا ہے اور اس کے سلسلے میں ہونے والی یہ اس کارروائی کو اپنے لئے تصور کرتا

ہے جو کارآمد ہو۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنے والے ہیں وہ بالآخر اوشین ٹریرز کے لئے ہوگا وہ لوگ اپنی سادگی کے ساتھ ہمارے ساتھ نہیں گئے ہیں۔ سمندر کے سلسلے میں یہ جس قدر قیمتی معلومات حاصل کریں گے اور بالآخر ہمارا اثاثہ بن جائیں گی اس سے ہم انہیں کام کرنے کا موقع دینا چاہتے ہیں ان کا نظریہ کچھ بدل گیا ہے اور قبضہ کیا گیا ہے کہ اس کا کام جاری رہنا چاہئیے۔"

"تب میرے خیال میں میری ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔" گارتھا نے کہا۔

"نہیں میڈم مجھے اس لئے آپ کے پاس آنا پڑا کہ آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں پہلے صرف اس کو دنیا کے حصول کا معاملہ تھا اب اس پورے جہاز پر ہونے والی کارروائیوں سے آگاہ رہنے کا مسئلہ درپیش ہے اور اس کے لئے آپ سے بہتر کوئی فرد ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ بشرطیکہ آپ اپنی پسند کے معاوضے پر ہمارے لئے یہ طویل مصروفیت قبول کریں۔"

"اب میرا کام کیا ہوگا۔"

"وہ نوجوان تو مسلسل ہماری طلب رہے گا اگر وہ مل جائے وہ اضافی عمل ہوگا۔ اصل کام اخناطون کی کارروائیوں کا اندرونی جائزہ نہیں ہوگا۔"

"آپ کے لئے مشکل نہ ہوگا میڈم۔"

"وہ کیسے؟"

"آپ کا حسن جہاں سوز دلوں کو مسحور کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ سمندر میں اگر مشکل کا شکار کچھ خواتین کسی جہاز کو حاصل ہوں تو وہ تمہیں ضرور سہارا دے گا اور یہ خواتین دلوں کو مسحور کر دیں گی اور کام جاری ہو جائے گا۔" لیباک نے مسکراتے ہوئے کہا اور گارتھا سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کام دلچسپ ہے۔"

"بے حد دلچسپ۔" لیباک نے ہنس کر کہا پھر بولا۔ "مجھے اوشین ٹریرز سے احکامات ملے ہیں کہ اس سلسلے میں آپ کی یہ شرط تسلیم کروں اور آپ کی طرف سے انہیں منظوری کی اطلاع دوں۔"

"میرا خیال ہے مسٹر لیباک کہ کام میری پسند کے مطابق ہے ہرچند کہ ابھی تک میں اس سلسلے میں....."

"اس کے بارے میں ہماری پہلے گفتگو ہو چکی ہے میڈم جو کچھ ہوا ہے اوشین ٹریرز اس سے غیر مطمئن نہیں ہے بلکہ اس سے اسے کچھ فوائد حاصل ہوئے ہیں جن کی تفصیل مجھے بھی نہیں معلوم، مجھے بس یہ بتایا گیا ہے کہ میڈم کے زیورات بہترین ہیں۔"

"شکریہ میں اس سلسلے میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"سب میرین آچکی ہے میڈم۔ ہم آپ کو اس پر خوش آمدید کہیں گے۔"

"گڈ۔ لیکن ابھی مجھے مزید تفصیلات درکار ہوں گی۔"

"اس کا انتظام سب میرین پر ہو جائے گا۔"

"کیا وہ خفیہ طور پر یہاں رکی ہے۔"

"نہیں میڈم اس کے لئے ہم نے روس سے تعاون حاصل کیا ہے۔ بلغاریہ رشین بلاک میں ہے اس لئے وہاں سے ہدایات حاصل کی گئی ہیں ہمیں اور بھی بہت تعاون حاصل ہوتے رہے گا۔ اس وقت آپ ایک روسی ایجنٹ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس حوالے سے آپ کو مختلف جگہوں سے امداد حاصل ہو سکتی ہے۔"

"دلچسپ اور حیرت انگیز مگر اس سے پہلے ایک اور کام کرنا ہے مسٹر لیباک۔"

"حکم۔"

"میری ایک ساتھی لڑکی کو اٹلی واپس پہنچا دو تاکہ اسے کچھ خاص ہدایات مل سکیں۔"

"اگر جلدی ہے تو فوری بندوبست ہو سکتا ہے ورنہ آپ کے روانہ ہونے کے بعد میں واپسی میں انہیں ساتھ لے جاؤں گا۔"

"نہیں جلدی نہیں ہے۔"

"لیباک نے انتظامات کئے اور گارتھا اپنے اس نئے مشن کے لئے تیار ہو گئی لیباک خود اسے ساتھ لے کر سب میرین پر آیا تھا جو کھلے سمندر میں تھی اور اس تک پہنچنے کے لئے اسٹیمر سے کھلے سمندر میں آنا پڑا تھا۔ سب میرین نے سطح پر آکر ان کا استقبال کیا تھا اوشین ٹریرز نے اسے بھی شاید کسی کمیونسٹ ملک سے حاصل کیا تھا گارتھا جانتی تھی کہ اوشین ٹریرز کے وسائل محدود تھے اور اس کے بارے میں حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کی پہنچ کہاں تک ہے۔"

سب میرین پر کمانڈر ٹورکاڈو نے اس کا استقبال کیا تھا۔

"اس شاندار ایڈونچر میں مجھے آپ کے معاون کے طور پر کام کرنا ہے میڈم۔"

"ہیلو۔" گارتھا نے دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور ٹورکاڈو میرین اسٹاف سے اس کا تعارف کرانے لگا۔ پھر اسے مزید تفصیلات بتانے لگا۔

"جہاز اخناطون نے بحیرہ اسود سے روانہ ہونے کے بعد شمالی سمندر کا رخ اختیار کیا ہے اور عام روٹ سے ہٹ چکا ہے۔ ہم اسے ایک جرأت مندانہ قدم قرار دیتے ہیں، عام سمندری راستوں سے ہٹ کر سفر کرنے کی جرأت عام لوگوں سے نہیں ہو سکتی اور کوئی اعلیٰ پائے کا کیپٹن ہی ہنگامی حالات کے تحت یہ قدم اٹھا سکتا ہے اگر اخناطون پر کوئی تجربہ کار کپتان موجود نہیں ہے تو پھر اسے ایک احمقانہ کوشش ہی قرار دیا جا سکتا ہے جو خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ نامعلوم سمندر علاقے ہر لمحہ موت کا پیغام دیتے ہیں اور وہاں شدید ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن فی الحال وہ کسی بھی خطرے سے دور ہے۔ مگر ذرا سی بے احتیاطی خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ مگر میری سوچ ذرا مختلف ہے۔"

"کیوں؟" گارتھا نے پوری طرح اس کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا، ٹورکاڈو نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔

"میں تقریباً سترہ سال سے اوشین ٹریرز کے لئے کام کر رہا ہوں مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کو میں ان باتوں سے بھی آگاہ کر دوں جو اوشین کی خفیہ فائلوں میں ایک قیمتی خزانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اوشین کو دنیا کے چند ایسے ممالک کی حمایت حاصل ہے جو بے حد ترقی یافتہ ہیں اور منظر عام پر جو کچھ کر رہے ہیں پس منظر میں اس سے زیادہ مصروف ہیں، یہ ایک غیر متعلق گفتگو ہو جائے گی، لیکن مختصراً آپ کو اس سے آگاہ کرنا ضروری ہے دنیا اس وقت جن جنگی خطرات سے دوچار ہے اس کے تحت ذہین ترین اور دولت مند ترین ممالک نے کچھ ایسے خصوصی انتظامات کئے ہیں کہ اگر جنگی جنون خوفناک شکل اختیار کر جائے تو ان کے لئے کوئی جائے پناہ ہو اور وہ اپنا مخصوص دفاع کر سکیں دنیا کے مختلف گوشوں کو کہیں نہ کہیں سے دیکھا جا چکا ہے، بے شک اب بھی لاتعداد علاقے ایسے ہیں جو انسانی نگاہ ہی سے نہیں بلکہ خلاء میں بکھرے ہوئے مصنوعی سیاروں کی نگاہوں سے بھی پوشیدہ ہیں لیکن ان پر انحصار نہیں کیا گیا۔"

"کائنات کا تین گنا بڑا حصہ سمندر اس کے لئے منتخب کیا گیا اور سمندر کے ایسے دور دراز گوشوں میں کچھ پوائنٹس بنائے گئے جہاں انسانی گزر ابھی تک نہیں ہوا نامعلوم جزیرے دریافت کئے گئے اور ان جزیروں پر بہت کچھ کیا جا رہا ہے اوشین ٹریڈرز کے پاس بھی ایسے چند پوائنٹس موجود ہیں جہاں ہم نے بہترین طریقے سے منصوبہ بندی کی ہے اور وہاں ہمارے اپنے لوگ موجود ہیں ان جزیروں پر اوشین کے لئے کام بھی ہوتا ہے اور مزید کچھ ایسے اقدامات بھی جن کا علم صرف سربراہوں کو ہے اور یہ جزیرے مختلف سمندروں میں پھیلے ہوئے ہیں ہمیں اپنے اس سفر کے دوران وہاں سے بھی ہر طرح کی امداد حاصل ہو سکتی ہے اور اس طرح ہم سمندر میں قطعی طور پر محفوظ ہیں، اخناطون جس جانب سفر کر رہا ہے اس طرف بھی ہمارے اپنے کچھ پوائنٹس ہیں اور ہمیں ضرورت کے وقت وہاں سے امداد حاصل ہو سکتی ہے اخناطون کو نگاہوں میں رکھا جائے گا اور کسی بھی مناسب جگہ سے آپ کو اس تک پہنچنے کی آسانیاں فراہم کر دی جائیں گی، چنانچہ آپ کے لئے مشکل نہیں ہو گی۔" گارتھا انتہائی دلچسپی کی نگاہوں سے اس کو دیکھ رہی تھی، اسے یہ ساری کہانی بہت عجیب محسوس ہوئی تھی پھر اس نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے تعجب ہے اخناطون کو آخر اس قدر اہمیت کیوں دی جا رہی ہے، کیا اتنے وسائل رکھنے کے باوجود اخناطون کو بس سے باہر سمجھا جا رہا ہے۔" ٹورکاڈو نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم اوشین ٹریرز میں جہاں بہترین دماغ سمندری دولت تلاش کرنے میں مصروف ہیں وہیں کچھ ایسے دماغ بھی موجود ہیں جو دنیا کو سرسری نگاہ سے نہیں دیکھتے وہ لوگ کسی بھی کاوش کو نظرانداز نہیں کرتے اور ان کا سوچنا یہ ہے کہ ہر شخص اپنے طور پر ایک الگ صلاحیت رکھتا ہے اور اس کے تحت کام کرنا جانتا ہے اخناطون کو اہمیت اس لئے دی گئی ہے کہ اس کی تیاریوں میں جو اعلیٰ ذہانت کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور جس طرح اس کے سلسلے میں کام ہوا ہے وہ یقینی طور پر بے مقصد نہیں ہے اس کے پس پردہ کچھ ایسے عوامل ہیں جن سے اخناطون پر کام کرنے والے بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں، چنانچہ اوشین ان کی صلاحیتوں کو بھی استعمال کرنا چاہتا ہے وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اخناطون کے پاس وہ کون سے ایسے وسائل ہیں جن کی بنا پر وہ اس قدر پرامید ہیں اور اگر ان وسائل

سے کام لے کر وہ لوگ کوئی بہتر کارنامہ سرانجام دیتے ہیں تو کیا حرج ہے کہ لوشین کو ان کے ذریعے بڑے مفادات حاصل ہو جاتیں۔"

"میں سمجھ گئی میرے سپرد جو ذمہ داریاں کی گئی ہیں میں انہیں سرانجام دینے میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دوں گی۔"

"شکریہ میڈم ہم لوگ آپ کے ماتحتوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کو اپنے سفر کے دوران یہ اطمینان رہنا چاہئیے کہ ہم بھرپور طریقے سے آپ کی نگرانی کر رہے ہیں۔" گارتھا نے گریتا کو لیماک کے سپرد کر دیا جو اسے لے کر اٹلی چل پڑا اور وہ تمام ترتیاریوں کے بعد سب میرین میں منتقل ہو گئی اور اس نے بلغاریہ کا سمندر چھوڑ دیا۔

***

ایڈگر زندہ دل اور مہم جو شخص تھا اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو زندگی کو آخری لمحات تک دلچسپیوں میں گم رکھ کر گزارنا چاہتے تھے۔

سمندری دولت، خزانوں کا حصول عام انسانوں کی طرح اسد کی نگاہوں میں بھی پرکشش تھا۔ وہ اس شیرازی کے منصوبے سے پوری طرح متفق تھا اور دنیا کو سمندری دولت دینے کا تصور اس کے ذہن میں بھی اتنا ہی مخلصانہ تھا جتنا اس جہاز پر موجود دوسرے لوگوں کے ذہن میں لیکن اپنی دلچسپیوں کو وہ کسی طور نہیں روک سکا تھا، کیونکہ ایک ذمے دار کپتان کی حیثیت سے اس نے ہمیشہ ہی خطرات سے بچنے کی کوشش کی تھی کیونکہ بہت سے لوگوں کی زندگی کا مسئلہ ہوتا تھا اور ان فرائض کی تکمیل کا بھی جو اس کے سپرد کئے جاتے تھے، یہ مہم جو زندگی اسے اپنی پسند کے مطابق ملی تھی اور اس نے اسے بخوشی اپنا لیا تھا، لیکن شعبان کا ایک نظارہ کرنے کے بعد اسے یوں محسوس ہوا تھا، جیسے اس کی اب تک کی کاوشیں بے مقصد رہی ہیں، سمندر کی گہرائیوں میں ایک انوکھا فن پیش کرنے والا یہ نوجوان آخر ان بے پناہ صلاحیتوں کا حصول اپنے لئے کیسے ممکن بنا سکا، وہ اس کا انکشاف چاہتا تھا اور آج رات وہ ان کوششوں کے لئے بھرپور انتظامات کے ساتھ تیار تھا۔

شعبان تو تھا ہی سمندروں کا رسیا ایڈگر نے مقررہ جگہ پر اس سے ملاقات کی اور ایک بار پھر تشویش کی لہریں اس کے چہرے پر پھیل گئیں اس نے شعبان کو برہنہ بدن دیکھا تھا زیریں حصے پر ایک مخصوص قسم کا لباس تھا جو نہایت چست اور چمکدار تھا، ٹانگ پر چمڑے کی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جس میں ایک بہت ہی خوفناک خنجر اڑسا ہوا تھا اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، کھلے سمندر میں جہاں لاتعداد سمندری عفریتوں سے مڈبھیڑ ہو سکتی تھی اتنا بے سروسامان ہونا مناسب نہیں تھا، کم از کم آکسیجن سیلنڈر اور حفاظتی خود ہونا تو بے حد ضروری تھا، ایڈگر نے اس کا بندوبست شعبان کے لئے بھی کیا تھا اور اس وقت بھی اس نے شعبان سے کہا۔

"دیکھو شعبان، میں تمہارا بزرگ ہوں اور بزرگ کی حیثیت سے یا میرے ماتحت کی حیثیت سے تمہیں میری بات اس حد تک ماننی چاہئیے کہ تم اپنے لیے حفاظتی انتظامات کر لو میں تمہاری جذباتی کیفیت سے واقف ہوں جو کچھ تم نے کہا ہے، اس کی اہمیت تسلیم کرتا ہوں لیکن....."

"مسٹر ایڈگر سمندر سے میرا معاہدہ ہے اور اگر دوستوں پر اعتماد نہ کیا جائے تو نقصانات ہو جاتے ہیں یہ آپ کی خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ سمندری دنیا کی سیر کریں چنانچہ آپ کو مجھ سے تعاون بھی کرنا چاہئیے آپ مجھے ان اقدامات کے لئے کہہ رہے ہیں جن سے مجھے نفرت ہے، میں معذرت طلب کر لوں گا آپ سے سمندر میں، میں حفاظتی اقدامات کے ساتھ نہیں اتر سکتا اس طرح اس سے انحراف ہو گا، آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے سلسلے میں بالکل فکرمند نہ ہوں اور صرف اپنے آپ پر نگاہ رکھیں ہم ایک تفریحی کوشش کر رہے ہیں آپ یہ بھی بھروسہ رکھیں کہ آپ کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچ پائے گا کیونکہ آپ اس وقت میرے ساتھ ہیں سمندر آپ کو بھی دھوکہ نہیں دے گا۔"

ایڈگر نے گہری سانس لی اور گردن جھٹکتا ہوا بولا۔

"تمہارا یہ اعتماد میرے لئے ایک انوکھی کی حیثیت رکھتا ہے ٹھیک ہے آؤ۔" ایڈگر نے اپنے جسم پر غوطہ خوری کا لباس پہنا، آکسیجن سلنڈر باندھا اور اس کے بعد اس پوائنٹ پر پہنچ گیا جہاں سے انہیں سمندر کی گہرائیوں میں اترنا تھا، اس نے اپنے لئے بہترین انتظامات کئے تھے، ایک بہت ہی جدید قسم کی سیڑھی جہاز سے نیچے پانی تک گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی لنگر کے اس حصے میں ایک مضبوط زنجیر منسلک تھی جو سیڑھی کے نزدیک ہی تھا، وہ آہستہ آہستہ سیڑھی سے نیچے اترنے لگا جبکہ شعبان اوپر سے اسے نیچے اترتے دیکھتا رہا، نیچے پہنچنے کے بعد ایڈگر نے زنجیر کا مضبوط کمر میں بندھی

ہوئی فولادی بیلٹ سے باندھا اور اسے لاک کرنے کے بعد اوپر رخ کر کے ہاتھ ہلانے لگا، تب اس نے بلندیوں سے شعبان کو نیچے گرتے ہوئے دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں، شعبان نے رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترنا پسند نہیں کیا تھا، ایڈگر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑایا۔

"جوانی کی عمر دیوانگی کی عمر ہوتی ہے اور بعض نوجوان حد سے زیادہ دیوانے ہوتے ہیں۔" لیکن پھر اس نے اس دیوانے کو ڈولفن مچھلی کی طرح سمندر میں سیدھا کھڑے ہوئے دیکھا اس کے گھٹنوں سے نیچے تک کا حصہ پانی سے باہر تھا اور وہ ہاتھ ہلا ہلا کر ایڈگر کو سیڑھی چھوڑ دینے کے لئے کہہ رہا تھا، ایڈگر نے ماہر غوطہ خوروں کی مانند سیڑھی چھوڑی اور سمندر میں آ گیا اور اس کے بعد وہ تیرتا ہوا شعبان کے پاس پہنچ گیا جو مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کے اپنے قریب آنے کا انتظار کر رہا تھا ایڈگر نے اشاروں سے شعبان کو بتایا کہ وہ جہاز سے زیادہ دور تک سفر نہیں کر سکے گا یہ زنجیر اتنی بڑی ہے کہ وہ سمندر کی گہرائیوں میں بہت نیچے تک جا سکتا ہے لیکن جہاں سے زنجیر ختم ہو جائے گی اس سے زیادہ نیچے اترنا کم از کم اس کے لئے ممکن نہ ہو گا، شعبان نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی جہاز آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا تھا اور اس کے بعد ایڈگر نے اسی کی سیدھ میں تیرنا شروع کر دیا تھا۔

ایک جگہ جا کر انہوں نے پانی میں غوطہ لگایا اور سمندر کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے، یہ کام ایڈگر جیسا ماہر کیپٹن ہی کر سکتا تھا کیونکہ کھلے سمندر میں اتنی گہرائیاں بھی انتہائی خوفناک ہوتی ہیں تاہم نیچے جا کر وہ پرسکون ہو گئے ایڈگر سمندر سے زیادہ شعبان کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں، پانی کی گہرائیوں میں اس نے کسی بیرونی انسان کو پہلی بار اتنا پرسکون دیکھا تھا، گہرائیاں زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی گئیں، لیکن شعبان کے وجود پر کسی دباؤ کا احساس نہیں تھا وہ سمندر میں اٹھکیلیاں کر رہا تھا اور اس کے تیرنے کے انداز میں سمندری جانوروں ہی کی سی کیفیت پائی جاتی تھی، ایڈگر کو تھوڑا سا افسوس ہوا اس وقت اگر ایک واٹر پروف کیمرہ بھی اس کے پاس ہوتا تو وہ اس حیرت ناک نوجوان کی بے شمار تصاویر بناتا۔ سمندر میں اترنے کے بعد سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ اس کا خشکی سے بھی کوئی تعلق ہے "ایڈگر سمندر اور شعبان کا جائزہ لیتا رہا، مچھلیوں کے غول

کے غول آس پاس سے گزر رہے تھے، کبھی وہ رک کر اپنی حیران نگاہوں سے ان دو اجنبی جانداروں کو دیکھتے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے کہ ان کا تعلق کونسے خطے سے ہے نہ سمجھ کر وہ آگے بڑھ جاتے یا پھر ان کے جسم کی جنبشوں سے خوفزدہ ہو کر فوراً ہی کنی کاٹ کر گزر جاتے، شعبان بڑے سکون سے تیراکی کا مظاہرہ کرتا رہا اور ایڈگر اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا، پانی میں اتنی دیر تک اس طرح بغیر کسی پریشانی کے رہنا ناقابل یقین سی بات تھی، بعض اوقات سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ خوری کے ریکارڈ قائم کرنے والے اس قسم کی مشق کرنے کے بعد پانی میں اتر جاتے ہیں لیکن وہ اپنی آدھی زندگی اسی مشق میں صرف کر دیتے ہیں جبکہ اس نوجوان کی عمر بھی اتنی نہیں تھی کہ اسے کسی بہت بڑی مشق کا حامل سمجھا جائے، ایڈگر ان تمام چیزوں کا جائزہ لیتا رہا، اس کی عقل ساتھ چھوڑنے لگی تھی اور اب اسے اس بات میں کسی شک کا احساس نہیں تھا کہ شعبان ناقابل فہم ہے، یہ خیال بھی اس کے دماغ میں آیا تھا کہ ہو سکتا ہے اسد شیرازی نے اسی بنیاد پر اس سفر کا آغاز کیا ہو کہ اس کے ساتھ ایک ایسا انوکھا نوجوان موجود ہے۔

سمندری دنیا نگاہوں کے سامنے تھی، بلندی پر جہاز ایک مخصوص انداز میں اپنا سفر کر رہا تھا اور ایڈگر نے محسوس کیا کہ اب اس کی کمر سے بندھی ہوئی زنجیر تن گئی ہے شعبان اس سے ہمیشہ ہی آگے نکل جاتا تھا اور اس کو تیز رفتاری سے آگے کا سفر کرنا پڑتا لیکن شاید وہ اب جہاز کی رفتار کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔ اور تنی ہوئی زنجیر کے سہارے خود آگے بڑھ رہا تھا۔ حالانکہ ابھی بہت وقت نہیں ہوا تھا۔ ایڈگر خود کو گھسیٹتا رہا اس کے ساتھ ہی اپنی زندگی کا سب سے حیرتناک مشاہدہ بھی کر رہا تھا اپنی طویل ترین زندگی میں اس نے اتنا انوکھا تیراک نہیں دیکھا تھا اس نے دوست کے بارے میں سوچا۔

سمندر میں کافی وقت گزار چکا تھا اور اب اس کے بازو شل ہوتے جا رہے تھے ویسے خطرہ نہیں تھا کیونکہ جو انتظام اس نے اپنے لئے کیا تھا وہ انتہائی کارآمد ثابت ہو رہا تھا لیکن جب بھی اس کی نگاہ شعبان پر پڑتی اسے یوں محسوس ہوتا جیسے شعبان کے اندر پہلے سے زیادہ جولانیاں جاگ رہی ہوں اس کے چہرے کی مسحور کن کیفیت کا ایڈگر نے اچھی طرح جائزہ لیا تھا اور بار بار اس کا سر چکرانے لگتا تھا آخر یہ کون سی مخلوق ہے کیا ہے یہ

نوجوان، مچھلیوں کا ایک غول حیرت و دلچسپی کے ساتھ ان کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا ان کی گول گول آنکھیں چاروں طرف سے ان کا جائزہ لے رہی تھیں غالباً یہ ڈاگ فش تھیں جو ایک مخصوص شکل رکھتی ہیں اور بھونکنا جانتی ہیں ایڈگر نے اتنے قریب سے ان مچھلیوں کو سمندر کے نیچے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ اس کی دلچسپی کا مرکز بن گئیں لیکن چند ہی لمحات کے بعد دفعتاً مچھلیوں کے ایک غول میں دہشت کی ایک کیفیت پیدا ہوئی اور وہ گہرائیوں میں غوطہ لگا کر چاروں طرف منتشر ہو گیا ایڈگر جیسا ذہین کپتان جانتا تھا کہ یہ کیفیت کون سے خطرے کی گھنٹی بجا رہی ہے اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اردگرد نظر ڈالی اور اسے پانی کی ہر تگ وہ مچھلی نظر آ گئی جسے ساخت کے اعتبار سے سفید شارک کہا جا سکتا تھا مچھلیوں کے جو غول ایڈگر کو نظر آئے تھے انہیں دیکھنے کے بعد اس نے اس بات کا اندازہ لگایا تھا کہ یہاں شارک بھی ہو سکتی ہے اس قسم کے سمندروں میں شارک کی موجودگی کے امکانات ہوتے ہیں چنانچہ اس نے فوراً ہی شعبان کو اس جانب متوجہ کیا اور اوپر کی سمت تیرنے لگا ایک لمحے کے لئے رک کر اس نے شعبان کو دیکھا اور اس کے دل میں خوف کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔

شعبان شارک کے عین سامنے دونوں ہاتھ سیدھے کئے ہوئے اسی سمت دیکھ رہا تھا، یہ دیوانگی ہے، ایڈگر نے دل ہی دل میں سوچا بحالت مجبوری اسے تھوڑا سا نیچے آنا پڑا اور اس نے شعبان کے پاؤں کو پکڑ کر زور زور سے ہلایا شعبان نے پانی میں ایک مست سی انگڑائی لی اور تھوڑا سا گہرائی میں اتر گیا شارک برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی اور اب اس بات کا خدشہ ہو گیا تھا کہ شعبان اور ایڈگر دونوں اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے کافی بڑی اور خوفناک شارک تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ کس قدر تباہ کن ہو سکتی ہے اس نے ایک بار پھر کوشش کی کہ شعبان کو اوپر گھسیٹے لیکن شعبان کا پاؤں اس کے ہاتھ سے پھسل گیا اس دوران شارک اپنی مضبوط اور طاقتور دم کا رخ تبدیل کر چکی تھی اور غالباً اپنے شکار کو اپنی دم کے ذریعے ہلاک کرنا چاہتی تھی، شارک مچھلیوں کے بارے میں اس کی معلومات بہت زیادہ تھی اور وہ جانتا تھا کہ تنہا شارک کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ سمندروں میں ان کے پورے قبیلے آباد ہوتے ہیں اور عموماً یہ غول کی شکل میں کسی بھی سمت کا رخ کرتی ہیں لیکن غول سے بھٹکی ہوئی شارک بھوکی ہوتی ہے اور ہر قیمت پر اپنے شکار کو تلاش کر کے اسے ختم کر دینا چاہتی ہے شارک کی تیز دم شعبان کے سر کے اوپر سے نکلی تو وہ اپنی ہمت برقرار نہ رکھ سکا اس نے برق رفتاری سے رخ تبدیل کیا اور شارک سے کافی دور نکل آیا۔

اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ فوراً سطح سمندر کا رخ کرے لیکن فطری طور پر وہ اس قدر بزدل نہیں تھا کہ شعبان کو اس طرح مصیبت میں چھوڑ کر فرار ہو جائے البتہ دل سے یہی چاہتا تھا کہ شعبان فوری طور پر بچاؤ کی کوشش کرے۔ لیکن پھر اسے ٹھٹک جانا پڑا کیونکہ شارک اور انسان کے درمیان جو مقابلہ شروع ہوا تھا وہ ناقابل یقین تھا پانی کا جانور جانتا تھا کہ پانی میں کون کون سے رخ سے حملہ کیا جائے تو مدمقابل کو چکرایا جا سکتا ہے۔ لیکن شاید یہ شخص جو اس وقت اس کے سامنے تھا اس سے زیادہ حسیات رکھتا تھا اور اس سے زیادہ تیز رفتار بھی تھا۔ شارک نے فوراً ہی اپنا رخ تبدیل کیا تھا اور اسے ایڈگر نظر آ گیا تھا چنانچہ اس نے ایک لمبا چکر لے کر اس کی جانب رخ کیا تھا ایڈگر کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ تیزی سے دوسری سمت بھاگا لیکن اس نے شعبان کو نہیں دیکھا تھا جو قلابازی کھا کر اپنے پاؤں سے وہ خنجر کھینچ چکا تھا اور پھر بلاشبہ ایک ناقابل یقین منظر دیکھنے کو ملا وہ اس تیزی سے شارک کی جانب آیا تھا کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بالکل یہی محسوس ہوا تھا جیسے کسی طاقتور مشین سے تارپیڈو پھینکا گیا ہو اس نے شارک کے عین سامنے پہنچ کر اس کی آنکھ کو نشانہ بنایا تھا تیز خنجر اس طرح آنکھ میں ہو کر باہر نکل آیا جیسے کسی صابن کو کاٹ دیا گیا ہو اور شارک کی اچھل کود نے چاروں طرف کا ماحول دھندلا دیا ایڈگر نے پانی میں خون کے بلبلے بلند ہوتے ہوئے دیکھے تھے اور اس کے بعد تمام منظر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

وہ وحشت کے عالم میں اپنی زنجیر کو سنبھالے جہاز کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ ہوش و حواس رخصت ہونے لگے تھے اسے اب شعبان کی زندگی کی امید نہیں رہی تھی۔ البتہ تقریباً کافی دور نکلنے کے بعد جب وہ سطح پر بلند ہوا تو اس نے تھوڑے ہی فاصلے پر شعبان کا چہرہ دیکھا تھا جو پانی کی سطح پر آدھے جسم سے باہر نکلا ہوا اسی جانب آ رہا تھا ایڈگر نے آنکھیں بند کر لیں اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑنے لگا تھا اور وہ بری طرح چکرا رہا تھا پھر اسے شعبان کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا اور اس نے غالباً اس سے کچھ کہا جو چہرے پر خول

موجود ہونے کی وجہ سے ایڈگر نہیں سن سکا تھا اس نے خود ہی آگے بڑھ کر ایڈگر کا خول اس کے چہرے سے اتار دیا اور ایڈگر فضا میں گہری گہری سانسیں لینے لگا اس کا چہرہ بری طرح نڈھال نظر آ رہا تھا اس نے گہری نگاہوں سے اس کو دیکھا اور پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولا۔

"واپس۔ خدا کے لئے واپس چلو۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور اس کے بعد وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سیڑھی تک آئے اور اس کے بعد وہ بڑی ہمت کر کے آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا اور جب عرشے پر اس کے قدم پہنچے تو وہ بغیر لباس وغیرہ اتارے ہوئے لمبا لمبا عرشے پر دراز ہو گیا، شعبان اس کے نزدیک بڑے مسرور سے انداز میں بیٹھ گیا تھا۔!

پروفیسر بیرن اپنی اس لیبارٹری میں مگن تھا اسے اس بات سے غرض نہیں تھی کہ باہر کیا ہو رہا ہے وہ پوری طرح مطمئن تھا اس کے کاموں میں کوئی مداخلت نہیں ہوتی تھی، حالانکہ اسد شیرازی خود بھی اسی شعبے سے متعلق تھا لیکن اس نے پوری سچائی سے پروفیسر کو بتا دیا تھا کہ وہ سمندری معاملات کے بارے میں بذات خود کچھ نہیں جانتا بس اپنے شوق کی بنیاد پر اس نے یہ سب کچھ کیا ہے اور وہ پوری طرح پروفیسر پر تکیہ کرتا ہے۔

"اس لیبارٹری میں اور کچھ ردوبدل ہو تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہوگا۔" پروفیسر نے پوچھا تھا۔

"قطعی نہیں بلکہ میں خود کو آپ کے معاون کی حیثیت سے پیش کر کے خوشی محسوس کروں گا۔"

"نہیں مجھے کوئی معاون درکار نہیں ہے۔ پروفیسر نے خشک لہجے میں جواب دیا تھا اور اسد شیرازی شانے ہلا کر خاموش ہو گیا تھا۔"

پروفیسر نے اپنی پسند کے مطابق کام شروع کر دیا۔ یہ سمندری جائزہ لینے کے لئے اس نے دن رات محنت کر کے ایسا کیمرہ تیار کیا تھا جو ایک فولادی غواص کے ذریعہ سمندر میں اتار دیا گیا تھا۔ پروفیسر اسے ریموٹ سے کنٹرول کرتا تھا اسے آگے پیچھے ایک طویل رینج میں بھیجا جا سکتا تھا یہ اس کا بنیادی کام تھا اور اس کیمرے کی کارکردگی سے مطمئن ہو کر اس نے باقی کام لیبارٹری میں کام شروع کر دیا تھا۔ اپنی بیٹی سے اس کا بس اتنا رابطہ تھا کہ رات کا کھانا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ کھاتی تھی اس وقت بھی رات کے نو بجے تھے اور سینڈرا اپنے اور اس کے لئے کھانا لے کر آئی تھی۔ لیبارٹری کے لئے مخصوص ملازم نے قرینے سے کھانا اس کے سامنے چن دیا اور پروفیسر میز پر آ بیٹھا۔

"ڈیڈی۔" اس نے اسے کھانے کے دوران مخاطب کیا۔

"آپ نے زندگی میں کس چیز سے دلچسپی لی ہے۔"

"ہوں۔ کیوں نہیں۔"

"کیا ہے وہ چیز۔"

"دو چیزیں ہیں۔" سمندر اور سینڈرا

"ہرگز نہیں۔" اس نے کہا دوسری چیز سینڈرا نہیں ہے

"وضاحت کرو۔"

"میرا دل کتنا چاہتا ہے ڈیڈی۔ آپ کو اچھے لباس پہناؤں، آپ کے بال سنواروں، آپ کا ہاتھ پکڑ کر سیر کروں۔ آپ نے کبھی مجھے اس کا موقع دیا؟"

"جب تمہیں میرے ہاتھ کا سہارا درکار تھا تو میں نے کبھی تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑا اب تمہارے قدم مضبوط ہیں اور تم ہرنی کی طرح قلانچیں بھر سکتی ہو ایک بوڑھا تمہیں سہارا نہیں دے سکتا تمہارے ساتھ نہیں دوڑ سکتا۔ اسے اس کی دنیا میں گم رہنے دو، تم اپنے جیسوں کو ساتھی بناؤ۔ ویسے جہاز کی زندگی تم نے کیسی پائی۔"

"بہت خوبصورت ڈیڈی وہ بہل گئی۔"

"لوگ کیسے ہیں۔"

"بہت اچھے بالکل اپنوں جیسے سب مجھ سے پیار سے گفتگو کرتے ہیں مجھے اہمیت دیتے ہیں اور وہ الف لیلوی ہیں۔"

"لا یعنی ہاشمی۔"

"ہاں ڈیڈی، کتنا پر اسرار انوکھا ہے ڈیڈی میں نے ایک فلم کنگ اینڈ آئی دیکھی تھی اس میں ایک شخص کی بہت سی بیویاں تھیں مگر وہ فلم تھی اور یہ حقیقت، میں آنٹی دردانہ کے ساتھ ان سے ملی تھی۔"

"دردانہ پروفیسر نے سوالیہ نگاہوں سے اس کو دیکھا۔"

"وہ نیک دل اور پروقار خاتون جن کے لہجے میں بے پناہ شیرینی ہے اور جن کا انداز بہت محبت بھرا ہوتا ہے۔"

"اوہو..... میں سمجھ گیا اسد کی سیکریٹری کی بات کر رہی ہو تم۔"

"ہاں ڈیڈی وہ بہت اچھی خاتون ہیں میں آپ کو بتا رہی تھی کہ میں ان کے ساتھ ان عورتوں سے ملی تھی بہت

سی باتیں کہیں تھیں میں نے وہ تو سب کی سب تعلیم یافتہ ہیں میں نے آنٹی کے ساتھ مل کر ان سے بہت سے سوالات کئے تھے اور انہوں نے جو کہانیاں سنائی ہیں مجھے وہ ناقابل یقین ہیں اس نے ان کو وہ ساری تفصیل بتا دی۔" اس کی بات سن کر پروفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"ہاں..... آج کا انسان بھی انہی راستوں کا راہی ہے جو قدیم تھے۔ میں نے دنیا کو بہت گہری نگاہ سے دیکھا ہے۔"

"ڈیڈی ان حالات میں بھلا مجھے یہاں کوئی پریشانی یا دقت ہو سکتی ہے۔" پروفیسر ہنسنے لگا پھر بولا۔

"یوں لگتا ہے اسد شیرازی کی سیکریٹری بھی تمہیں بہت پسند آئی ہے۔"

"ہاں ڈیڈی سچی بات یہ ہے کہ جہاز پر میرا پہلا پر محبت استقبال انہی خاتون نے کیا تھا اور اس کے بعد مجھے کسی دوست کی کمی محسوس نہیں ہوئی بلکہ وہ مجھے نہایت خوش دلی سے خوش آمدید کہتی ہیں۔"

"اسد شیرازی کے ساتھ وہ نوجوان بھی تو ہے جسے شعبان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

"وہ جو جہاز کا نائب کپتان ہے۔"

"ہاں۔ کیا اس سے تمہاری براہ راست ملاقات نہیں ہوئی؟"

خصوصی طور پر نہیں ڈیڈی آنٹی کے پاس ایک دو بار وہ آیا اور مجھ سے بھی مخاطب ہوا۔" اس نے سادہ سے لہجے میں کہا، پروفیسر گہری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"ایک فلم دکھانا چاہتا ہوں تمہیں۔"

"کیسی فلم۔"

"جو میں نے اس جہاز پر تیار کی ہے۔"

"دکھائیے۔ اس نے کہا اور پروفیسر انتظامات کرتا رہا جدید ساخت کے ایک پروجیکٹر پر اس نے ایک بہت ہی باریک تقریباً مائکرو فلم جیسی ایک فلم کا رول لگایا اور اسے ایک اسکرین پر دکھانے لگا، سمندر کا منظر تھا اور سمندر کی گہرائیوں میں پانی کی زندگی رواں دواں تھی بہت ہی خوبصورت مناظر تھے سینڈرا پسندیدگی کی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی پھر اس منظر میں غوطہ خوری کے لباس میں ملبوس شخص نظر آیا، یہ جہاز کا کیپٹن ایڈگر تھا جس کی کمر سے ایک زنجیر بندھی نظر آ رہی تھی اور اس کے بعد اس نے جو دوسری شخصیت دیکھی یہ وہی نوجوان تھا جس کے بارے میں ابھی ابھی پروفیسر نے کہا تھا

لیکن وہ کسی قسم کے حفاظتی لباس یا خود سے مبرا تھا اور بالکل عام سے انداز میں پانی کی گہرائیوں میں نظر آ رہا تھا۔" سینڈرا نے حیرانی سے کہا۔

"اوہ ڈیڈی یہ غوطہ خوری کے لباس میں نہیں ہے۔"

"ہاں اسے دیکھتی رہو میرے کیمرے نے اسی کا تعاقب کیا ہے، پروفیسر نے جواب دیا اور اس کے بعد سینڈرا حیرانی اور دلچسپی سے نوجوان کا پانی سے کھیلنا دیکھتی رہی ایک خاص پیمانہ ان گہرائیوں کا جائزہ پیش کر رہا تھا۔" سینڈرا نے اس کے بارے میں بھی پوچھا تو پروفیسر نے کہا۔

"ہاں۔ غوطہ خوری کے لباس میں خصوصی طور پر سمندر کی ان گہرائیوں میں اترا جاسکتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ نیچے جایا جاسکتا ہے لیکن غوطہ خوری کے لباس کے بغیر آکسیجن سلنڈر اور ماسک کے بغیر پانی کی اتنی گہرائیوں میں نہیں پہنچا جاسکتا زیادہ سے زیادہ بہترین تیراک تھوڑی گہرائیوں میں اتر سکتا ہے اور اس کے بعد اسے اوپر آنا لازمی ہوتا ہے اگر وہ بہت زیادہ ماہر ہے اور سانس روک سکتا ہے تو پھر بھی پانی کی گہرائیوں میں اس کی زیادہ سے زیادہ موجودگی آدھے گھنٹے سے لے کر ایک گھنٹے تک ہو سکتی ہے مگر تم گھڑی پر وقت دیکھ رہی ہو وہ تقریباً سوا گھنٹے سے پانی میں اترے ہوئے ہیں گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ رہی ہیں، میں نے پورے طور پر تحقیقاتی طریقہ کار اختیار کیا ہے یعنی جب میں نے انہیں پانی میں دیکھا تو اس کیمرے میں گہرائیوں اور وقت کا تعین کر دیا گیا جو فلم پر موجود ہے اور تمہیں اب اس سلسلے میں مدد دے گا۔ سینڈرا نے گردن ہلا دی اور حیران نگاہوں سے ان لوگوں کی پانی میں خرمستیاں دیکھتی رہی اور اس کے بعد اس نے وہ سب کچھ دیکھا جو ان دونوں کے ساتھ ہوا تھا۔ جب یہ فلم ختم ہو گئی تو سینڈرا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پروفیسر کو دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اف میرے خدا کتنا پھرتیلا تھا وہ، کتنا دلیر میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں ڈیڈی کہ یہ شارک سے زیادہ وحشی ہے آہ میں نے ایسا منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا، ڈیڈی میں نے وہ فلم دیکھی تھی جس کا نام "جاز" تھا اور جاز میں میں نے ایک شارک کو بالکل دیکھا تھا وہ تو اتنی وحشی ہوتی ہے کہ۔" اور پھر ڈیڈی وہ اس سے بڑی بھی نہیں تھی، میں مانتی

ہوں کہ وہ ایک فلم تھی لیکن کیا شارک اس سے کم خطرناک ہوتی ہے اوہ میرے خدا یہ تعجب کی بات ہے۔" پروفیسر نے فلم بند کر دی اور تمام چیزیں ان کی جگہ محفوظ کر دیں پھر گہری نگاہوں سے ایک کرسی پر بیٹھ کر سینڈرا کا جائزہ لینے لگا۔

"ایک قابل اعتماد ساتھی جو سمندر میں ہمارا ہم سفر ہے اور جس سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کی تیزی پھرتی اور چالاکی کسی بھی لمحے کسی بھی انسان کی مدد کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس کا بہترین دوست ہو، تمہارا کیا خیال ہے۔" وہ سمجھنے والی نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھنے لگی" پھر اس نے کہا۔

"اس منظر نے میرے ہوش و حواس گم کر دیئے ہیں ڈیڈی، لیکن یہ کب کی بات ہے آپ نے فلم۔"

"بالکل تازہ کل رات کی۔"

"مگر یہ دونوں سمندر میں کیا کر رہے تھے۔"

"غوطہ خوری۔" پروفیسر ایک بار پھر مسکرایا۔

"ہم نے دن میں تو اس ہولناک واقعہ کا تذکرہ نہیں سنا۔"

"اور کبھی نہیں سنو گی لیکن ایک بات میں تم سے بھی کہنا چاہتا ہوں یہ فلم میں نے بنائی ہے اور یہ میرے پاس ایک امانت کے طور پر محفوظ ہے اور اس امانت کی حفاظت تم بھی کرو گی، کبھی بھول کر بھی کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا، سمجھ رہی ہو نا اس سے ہماری حیثیت داغدار ہو جائے گی، میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ یقینی طور پر اپنے مفاد میں ہے جن کے تحت اخناطون پر یہ مشن شروع کیا گیا ہے لیکن بعض معاملات ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ بیٹے اگر یہ فلم میں نے تمہیں دکھا دی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اسے منظر عام پر لے آؤ کبھی کسی سے اس کا کوئی تذکرہ مت کرنا۔"

"ٹھیک ہے ڈیڈی آپ نے مجھے منع کر دیا میں نہیں کروں گی لیکن اس میں کوئی خاص پہلو پوشیدہ ہے۔"

"ہاں یوں سمجھو بہت ہی خاص۔" وہ سوالیہ نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھتی رہی تو پروفیسر نے کہا۔

"اور میں اس کی زیادہ وضاحت نہیں کروں گا البتہ تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں سینڈرا۔"

"جی ڈیڈی۔ اس نے جواب دیا۔"

"اس نوجوان سے دوستی کرو کیا تمہیں ایک اچھے دوست کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ کسی قدر الجھی ہوئی نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھنے لگی یہ جملہ بھی اس کے لئے باعث حیرت تھا کیونکہ پروفیسر بہت سخت گیر انسان تھا۔ آج پہلی بار، آج پہلی بار پروفیسر اسے ایک نوجوان سے دوستی کا درس دے رہا تھا" اس نے پروفیسر کی طرف دیکھا تو بیرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس سے دوستی پر مجھے اعتراض نہیں ہو گا، انسان انسان کا فرق ہوتا ہے اور وہ پیرا گونے کا نوجوان نہیں ہے۔" اس کو اندازہ تھا کہ پروفیسر پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور وہ ذہنوں کی بات بھی بخوبی جان لیتا ہے۔ اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیڈی یہ بات نہیں تھی بس میں یہ سوچ رہی تھی کہ آپ۔"

"ہاں بیٹے وہ ہم سے بہت قریب ہے اور ہمارے لئے بہت بہترین معاون ثابت ہو سکتا ہے اور پھر میں تمہارے بارے میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ تمہیں اپنے کسی ہم عمر سے دوستی کا شوق یقیناً ہو گا اور اس کے لئے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ اس نوجوان سے دوستی کرو اس سے قربت حاصل کرو کیونکہ وہ سمندر کا بیٹا ہے۔"

بادلوں نے آسمان پر کچھ نئے رنگ پیش کئے اور شام انتہائی خوبصورت ہو گئی یہ رنگ ذہنوں میں امنگ پیدا کرتے تھے اور طبیعت ایک عجیب سی فرحت محسوس کر رہی تھی یوں بھی اب تک اخناطون کا سفر بے حد پرسکون رہا تھا اور اس پر موجود تمام افراد کے ذہنوں میں سکون اور اطمینان رقصاں تھا چنانچہ اس خوبصورت شام کی رنگینیاں ان ذہنوں کو آسودگی بخش رہی تھیں، عرشے کے سب سے خوبصورت گوشے میں رنگین کرسیاں بچھا دی گئی تھیں اور خوبصورت پودے جو گملوں میں لگے ہوئے تھے مخصوص جگہ سے نکال کر سجا دیئے گئے تھے اس حصے کو خوبصورت بنانے کے لئے تمام اہتمام کیا گیا تھا، آرکسٹرا بھی موجود تھا جسے چند ماہر فن سازندوں نے سنبھالا ہوا تھا ارتقاء ہاشمی نے اپنے مزاج کے مطابق ان تمام اشیاء کا بہترین بندوبست کیا تھا چنانچہ آرکسٹرا شام کی موسیقی بکھیر رہا تھا اور آسمان تلے تیرتے ہوئے اس خوبصورت شہر میں زندگی رواں دواں تھی، ارتقاء ہاشمی اپنی بیگمات کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا ان کی بیگمات ایک گوشے میں بیٹھی کھانے پینے کی

اشیاء سے شغل کر رہی تھیں آہستہ آہستہ لوگ پہنچتے جا رہے تھے اور چونکہ یہ سفر پرسکون تھا اس لئے کوئی بھی افراتفری کا شکار نہیں نظر آتا تھا پروفیسر بھی خصوصی طور پر اپنی بیٹی کے ساتھ لیبارٹری سے باہر آ گیا تھا اور تمام لوگوں کو اس سمت رخ کرتے دیکھ کر خود بھی اس جانب بڑھ گیا تھا اسد شیرازی نے پرتکلف انداز میں پروفیسر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اور ایسے مواقع مجھے بہت ہی کم نظر آئے ہیں جب پروفیسر نے اپنی جگہ چھوڑی ہو ورنہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ پروفیسر بیرن لیبارٹری میں سجے ہوئے آلات اور مشینوں کے ساتھ خود بھی ایک مشین ہی معلوم ہوتا ہے۔" پروفیسر مسکرایا اور بولا۔

"شام بہت خوبصورت ہے مسٹر شیرازی اور دراصل مجھ پر جو یہ اعتراض کیا گیا ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مجھے جس مقصد کے لئے جہاز پر طلب کیا گیا ہے اور اپنی اس مہم میں شامل کیا ہے میں اس کی بھرپور طریقے سے تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ کام اسد شیرازی نے نہیں کیا پروفیسر بلکہ یہ تو آپ کا اپنا کام ہے، آپ اس مقصد کے لئے ہمارے معاون ہیں جس کے لئے ہم نے اپنے قدم بڑھائے ہیں۔"

"جو کچھ بھی سمجھا جائے میں اس پر اعتراض نہیں کروں گا بس کہنا یہی تھا کہ میری غیر موجودگی کو کسی غلط انداز میں محسوس نہ کیا جائے میں سوچتا ہوں کہ ابھی ہم نے آغاز کیا ہے تھوڑی سی محنت کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے زندگی کو آسودہ حال کرنے کے لئے تو بہت سا وقت مل جائے گا۔"

"آپ سب نے مل کر میرے حوصلے اس قدر بڑھا دیئے ہیں پروفیسر کہ میں بیان نہیں کر سکتا ایک چھوٹا سا جذبہ جو میرے ذہن میں پیدا ہوا تھا میرے دوستوں کے سہارے اس قدر تناور درخت بن جائے گا میں، میں واقعی اس قدر توقع نہیں رکھتا تھا۔" پھر اسد شیرازی سینڈرا کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے بولا۔

"لیکن نوجوان لڑکی کو چاہیئے کہ وہ اس جہاز پر اپنے لئے اچھے دوستوں کا بندوبست کرے اور ان کے ساتھ خوش و خرم رہے کیونکہ اس کے ذہن پر کوئی بوجھ ہم لوگوں کے لئے خوشگوار نہیں ہو گا۔" سینڈرا مسکرا دی اور بولی۔

"انکل میں نے اپنی ضرورت کے مطابق دوست مہیا کر لئے ہیں دیکھیئے وہ میری دوست آ بھی رہی ہیں اور اب یقیناً وہ مجھے طلب کریں گی۔" اس نے کہا اور مسکراتی ہوئی وہاں سے آگے بڑھ گئی، اسد شیرازی، پروفیسر کو دیکھ کر ہنسنے لگا تھا، دونوں ایک مناسب جگہ بیٹھ گئے اور پروفیسر آسمان کی جانب دیکھ کر موسم کی تعریف کرنے لگا، اسد شیرازی نے ایک مشروب طلب کر لیا تھا، پھر اس نے پروفیسر سے کہا۔

"لیبارٹری میں آپ کا کام تسلی بخش طور پر جاری ہے پروفیسر؟"

"ہاں، تم لوگوں نے جو ذمے داری مجھے سونپی ہے میں اس کی تکمیل کے لئے مصروف ہوں۔"

"آپ کوئی ایسی کمی محسوس تو نہیں کرتے پروفیسر جس سے آپ کے کام میں رکاوٹ کا اندیشہ ہو؟" اسد شیرازی نے پوچھا اور پروفیسر پیشانی کھجانے لگا پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ایک خیال میرے ذہن میں بارہا آیا ہے اگر ہم سمندر سے کچھ ایسی اشیاء نکالتے ہیں جن پر تحقیق کرنا ضروری ہو تو اس کے لئے ہمارے پاس کیا ایسے ماہرین موجود ہیں جو میری معاونت کر سکیں۔" اسد شیرازی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسے تین افراد ہمارے پاس موجود ہیں لیکن مزید کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"خیر چند کوششیں تو میں بھی کر سکتا ہوں ان تین افراد کو تم نے مجھ سے نہیں ملایا۔"

"دراصل تعارف تو آپ کا سب سے کرایا گیا ہے پروفیسر لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جنہیں ان کا شعبہ الگ دیا گیا ہے چنانچہ خصوصی طور پر ان کے بارے میں آپ کو تفصیل نہیں بتائی گئی اگر یہ تعارف نامکمل ہے تو میرا خیال ہے ایک بار پھر اس کی رسم پوری کر لی جائے۔"

"نہیں رسومات سے گھبراتا ہوں، بس میں نے یہ سوچا کہ فرض کرو اگر میں کچھ چیز تمہیں پیش کرتا ہوں اور لیبارٹری میں اس کے بارے میں تحقیقات ہوتی ہے اور ہم میں سے کوئی اسے سمجھ نہیں پاتا تو کیا ہمارے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو ان اشیاء کو سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں؟"

"ان تینوں میں سے دو ڈاکٹرز ہیں اور ایک سائنسدان، یہ تینوں افراد اپنے فن میں ماہر ہیں اور میں نے غالباً آپ کو وہ چھوٹا سا کیبن دکھایا ہے جہاں ان کے لئے ان کی خواہش کے مطابق اشیاء مہیا کر دی گئی ہیں، ایک ایک چیز کی تفصیل اس

لئے کسی کو نہیں بتائی گئی کہ اس جہاز پر بالآخر سب ایک دوسرے کے معمولات سے واقف ہو ہی جائیں گے یہ تینوں افراد اپنے فن کے ماہر ہیں اور انہوں نے اپنی اپنی ضروریات کے مطابق ہر شے کی تکمیل کر لی ہے، میرا خیال ہے میں ان لوگوں سے آپ کو کل دن میں ملا دوں گا۔"

"جلدی نہیں ہے، ویسے تمہاری کیا رائے ہے مسٹر شیرازی، کیا ہمیں اپنے کام کا آغاز نہیں کر دینا چاہیئے ہم عام سمندری راستوں سے اتنی دور ہٹ آئے ہیں کہ اب اگر ہم یہاں اس جہاز کو لنگر انداز کر دیں اور سمندر کی پہلی تلاشی لی جائے تو غلط نہیں ہو گا؟"

"آپ نے میرے منہ سے بات چھین لی پروفیسر میں خود بھی یہی بات کہنا چاہتا تھا۔"

"کیپٹن ایڈگر سے مشورہ ضروری ہے لنگر انداز ہونے کے بارے میں وہی بتا سکتا ہے کیونکہ وہ جہاز کا کپتان ہے" اتفاق سے ایڈگر بھی اسی وقت نظر آ گیا تھا چنانچہ اسد شیرازی نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایڈگر مسکراتا ہوا انہی کی جانب آ گیا۔

"ویری گڈ پروفیسر بیرن کو ان کے بل سے باہر دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔" لفظ بل پر پروفیسر بھی مسکرا دیا تھا اس نے کہا۔

"جہاز کی عظیم الشان لیبارٹری کو اگر تم بل کہنا چاہتے ہو تو میرا خیال ہے امیر ارتقا سے اس سلسلے میں مشورہ کر لیا جائے کہ وہ اس بل کو وسیع کریں تاکہ اسے بل نہ کہا جا سکے۔"

"ویری گڈ پروفیسر بیرن کو پر مزاح گفتگو کرتے دیکھ کر خوشی ہوئی ہے ورنہ عموماً یہی خیال ذہن میں آتا ہے کہ یہ کسی درخت پر بیٹھے ایسے گدھ کی مانند ہیں جو صدیوں سے بسیرا کئے ہوئے ہو اور صرف اس وقت اپنی غنودگی سے چونکتا ہو جب اس کے سامنے شکار آ جائے۔" کیپٹن نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے بعد دیر تک یہ پرلطف گفتگو جاری رہی پھر پروفیسر نے کہا

"مسٹر شیرازی سے ابھی اسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی تم ہمیں ہمیں کام کے آغاز کی اجازت کب دو گے کیپٹن؟"

"میرے خیال میں یہ موزوں ترین موسم ہے اور بہترین سمندر ہے یہاں ہم جہاز کو لنگر انداز کر سکتے ہیں اور اس مجہول سمندر سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔" پروفیسر ہنسنے لگا اور پھر بولا۔

"یوں لگتا ہے مسٹر شیرازی جیسے ہم تینوں ایک ہی مقصد لے کر اس کائنات میں وارد ہوئے ہوں اور ہمیشہ ایک ہی انداز میں سوچ سکتے ہوں، دراصل کیپٹن ابھی ہم یہی گفتگو کر رہے تھے اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔"

"میرے ذہن میں تو نجانے کیا کیا تجاویز رقص کرتی رہتی ہیں میں نے بھی سوچا تھا کہ آپ دونوں حضرات سے ایک خاص موضوع پر گفتگو کروں۔" ایڈگر بولا۔

"ضرور کرو تمہیں اس کی اجازت ہے۔"

"دراصل امیر ارتقا تو اپنی بیگمات کے ساتھ سیر و سیاحت کے لئے نکلا ہے اور اس نے تمہیں تمام ترذمہ داریاں سونپ دی ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر ارتقا اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی کرنے کا خواہش مند کیوں نہیں ہے۔"

"ارتقا پاشی کو اگر موضوع بنانا ہے تو یہ ایک بیکار موضوع ہو گا، اسے اس کی زندگی کے لئے تنہا چھوڑ دو اور اپنے طور پر بات کرو۔"

"بے شک بے شک۔"

"ہاں کیپٹن تمہارے ذہن میں کیا تجاویز ہیں؟" پروفیسر نے سوال کیا، بہت کم بولنے والا یہ شخص اس وقت موسم کی مناسبت سے خاصا خوشگوار موڈ میں نظر آتا تھا اور اپنی فطرت کے برعکس زیادہ گفتگو کر رہا تھا۔" ایڈگر کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پھیل گئے اس نے اسد شیرازی اور پروفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سمندر کی گہرائیاں انسانی پہنچ سے دور ہیں اور جن علاقوں میں ہم نے سفر کیا ہے وہ تو سو فیصدی دوسرے لوگوں کی پہنچ سے باہر ہیں، ہو سکتا ہے مسٹر شیرازی یہاں ہمیں ایسی چیزیں دستیاب ہوں جن کا ہمارے اپنے مقاصد سے کوئی تعلق نہ ہو لیکن اگر ہم انہیں اپنے مقاصد سے منسلک کر لیں تو کیا ہرج ہے۔"

"وضاحت کرو ایڈگر۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"سمندر کی گہرائیوں میں تیل کے ذخائر ہیں معدنیات کے پہاڑ ہیں اگر ہم ایسی چیزیں دریافت کر لیتے ہیں تو کیا انہیں نظرانداز کر کے آگے بڑھ جائیں گے۔" اسد شیرازی پرخیال نگاہوں سے ایڈگر کی صورت دیکھتا رہا پھر بولا۔

"فرض کرو ایڈگر، اگر ہم نے کسی غیر علاقے میں یہ چیزیں دریافت کر لیں تو ہمارا ان سے کیا واسطہ ہو گا؟"

"میرا ذہن بہت سے خیالات کا حامل رہا ہے اور اس

سلسلے میں، میں نے بہت سی ایسی باتیں سوچی ہیں جن کی بناء پر مجھے ایک لالچی اور غلط قسم کا انسان تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے پہلے میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا نہ کیا جائے بلکہ میرے مقاصد پر غور کر لیا جائے۔ لسد آپ کو اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے ابھی بہت کچھ درکار ہوگا ہم سمندر میں جو کچھ کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں اگر ہمیں ایسی اشیاء بھی اتفاقیہ طور پر مل جاتی ہیں جیسے تیل اور معدنیات تو ہم اس سلسلے میں ان پرائیویٹ سوداگروں سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں جو سمندر میں دولت تلاش کرنے نکلتے ہیں ایسے بے شمار سرمایہ کار اور سرمایہ دار اس دنیا میں موجود ہیں اور تقریباً تمام ہی ممالک میں پائے جاتے ہیں جو گمنام جزیروں کے ٹھیکے لیتے ہیں اور وہاں اپنے طور پر کارروائیاں کرتے ہیں، ان کے پاس بعض اوقات وسائل ہوتے ہیں اور بعض اوقات نہیں ہوتے۔ فرض کرو ہم ایسی جگہیں دریافت کر لیتے ہیں تو ہم مناسب معاوضے پر ان جگہوں کی نشاندہی ان لوگوں کو کرسکتے ہیں۔"

"ارادہ اچھا ہے اور میں تمہارا مطلب سمجھ گیا کیپٹن بلاشبہ یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے لیکن اس سے ہمارے دوسرے معمولات متاثر ہوں گے اور ہم جس مقصد کے لئے نکلے ہیں اس میں مزید دیر ہو جائے گی، فرض کرو ہمیں کچھ ایسے ذخائر دریافت ہو جاتے ہیں تو ہمیں ان کے لئے رابطے قائم کرنے میں خاصا وقت صرف ہو جائے گا اور اس طرح ہمارا کام رک جائے گا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" کیپٹن نے گردن ہلاتے ہوئے کہا پھر بولا۔

"اچھا ایک بات بتائیے پروفیسر یہ شعبہ آپ کا ہے؟" فرض کیجئے ہمیں سمندر کے کسی حصے میں ایسی کوئی انوکھی شے دریافت ہوتی ہے جسے ہم مکمل طور پر اپنی تحویل میں نہیں لے سکتے تو کیا کائنات کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے سمندر کے اس حصے کو ہم اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکتے ہیں کوئی ایسی ترکیب ہے کہ ہم اس خاص جگہ کی نشانی اپنے پاس محفوظ کر سکیں۔ پروفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے

"ہاں یہ کام چونکہ ہماری اس مہم سے متعلق ہے چنانچہ میں نے ایسے پیمانے تیار کئے ہیں جن کی مناسبت سے ہم اپنے پاس موجود نقشوں کی مدد سے یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ جو شے ہم نے دریافت کی اس کا علاقہ کون سا ہے ہم اس جگہ کو اپنے کیمروں میں بھی محفوظ کرسکتے ہیں اور میں یقینی طور پر اس کی تمام تفصیلات کاغذ پر مہیا کر کے آپ کو اس کا موقع فراہم کرسکتا ہوں کہ دوبارہ جب آپ اس جگہ آنا چاہیں تو آپ کو ذرہ برابر دقت نہ ہو بلکہ باآسانی آپ ان اعداد و شمار کے ذریعے سمندر کے اس حصے میں پہنچ جائیں جہاں وہ شے محفوظ ہے۔"

"ویری گڈ تو لسد شیرازی ہمارا کام تو اس انداز میں مکمل ہو جاتا ہے مثلاً ہم کوئی ایسی چیز دریافت کرتے ہیں اور اسے فروخت کرنے کا خیال ذہن میں لاتے ہیں تو ہم اپنے کام کی تکمیل میں مصروف رہیں سوائے اس جگہ کے بارے میں تفصیلات ہمارے پاس محفوظ ہو جائیں اور پھر وہ تفصیلات مع ثبوتوں کے ہم ان تاجروں کے ہاتھ فروخت کرسکتے ہیں، جیسے سی ورچ ایک ادارہ ہے اور یہ دنیا کے مختلف علاقوں میں تیل تلاش کرتا ہے کئی جگہ اس نے سمندر کے بیچوں بیچ اپنے پلیٹ فارم قائم کر رکھے ہیں۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات دوسرے اور تیسرے (آخری) حصے میں ملاحظہ کیجئے

سمندر کی ہولناک لہروں کی آغوش سے نمودار ہونے والے ایک بچے کی انوکھی داستان۔ جسے قدرت نے عجیب صفات سے نوازا تھا۔ حُسن و عشق کی حشر سامانیاں۔ انوکھے واقعات اور ایڈونچر سے بھرپور

سمندر کا بیٹا

حصّہ دوم

ایم۔اے راحت

علی میاں پبلی کیشنز
۲۰۔عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور فون ۷۲۲۷۳۱۴

سمندر کا بیٹا

"ہاں مجھے اس بارے میں تھوڑی بہت تفصیلات معلوم ہیں میرا خیال ہے کیپٹن اس میں کوئی حرج نہیں اگر اپنے طور پر آپ یہ کام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں قطعی، اعتراض نہیں ہو گا۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"بالکل نہیں اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک تھوڑی سی وضاحت ہے مثلاً یہ کہ اگر ہم ایسا کوئی کارنامہ سرانجام دے لیتے ہیں تو اس وقت بنیادی طور پر ہم چار افراد ہیں پروفیسر کو اس میں ضرور شامل کروں گا اس لئے کہ وہ ہمارے معاون ہیں ہمارے ساتھی ہیں اور ہماری اس مہم کا ایک اہم شعبہ سنبھالے ہوئے ہیں۔" ہم چار افراد ان معاملات میں تمام تر کارروائی کریں گے اور اس کے بعد اگر ہمیں کوئی مالی منافع حاصل ہوتا ہے تو چاروں برابر کے حصے دار ہوں گے۔ ایڈگر نے پروفیسر کی طرف دیکھا وہ خاموشی سے اور پھر غنودہ نگاہوں سے اسد شیرازی اور ایڈگر مورالس کو دیکھ رہا تھا جب ایڈگر نے اس سے سوال کیا تو اس نے ایک دم گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل تم لوگ اگر ایسا کوئی کام کرنا چاہو تو میں اس میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا اور میری اپنی تمام تر خدمات تمہارے لئے موجود ہیں۔"

"ویری گڈ۔ یہ ایک اچھی بات ہے میں، سمجھتا ہوں ارتقا باشی بھی کاروباری آدمی ہے بے شک اس نے نہایت فراخدلانہ انداز میں اخناطون ترتیب دیا ہے اور اپنی دولت کا بہت بڑا حصہ اس کی نذر کر دیا ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے دولت کے حصول کا کوئی اور ذریعہ حاصل ہو جائے تو وہ کبھی اس پر معترض نہیں ہو گا۔"

"یہ بات ہم ابھی اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھتے ہیں، پروفیسر کا کہنا ہے کہ آپ سے مشورہ کر کے کیپٹن ہم جہاز کو لنگر انداز کر دیں اور اپنی مہم کا آغاز یہیں سے کریں۔"

"بے شک یہ بہترین موسم ہے سمندر معقول ہے اور طوفان دور دور تک نہیں ہے۔"

"تو پھر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد میرا مطلب ہے رات گزرنے کے بعد صبح کے کسی حصے میں ہم اپنے جہاز کو لنگر انداز کئے دیتے ہیں۔"

"بہت اچھا کیا آپ نے کہ یہ بات مجھے بتا دی میں اس کی تمام تیاریاں کئے لیتا ہوں۔" ایڈگر نے کہا اور اس کے بعد وہ دیر تک اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔

رات اسد شیرازی خصوصی طور پر وردانہ کی موجودگی میں شعبان سے ملا، وردانہ اور شعبان بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے کہ اسد شیرازی ان کے کیبن میں داخل ہو گیا، دونوں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، اور اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بار بار یہ سوال ذرا بے کار معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کا وقت کیسا گزر رہا ہے، ہم سبھی انحاطون پر خوش و خرم ہیں اور ایک دوسرے سے مکمل طور پر مفاہمت اور ذہنی ہم آہنگی رکھتے ہیں، چنانچہ یہ سوال بے مقصد ہو جاتا ہے، میں دراصل یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ہماری مہم کا پہلا مرحلہ شروع ہو رہا ہے آج رات کے کسی لمحے میں جہاز لنگر انداز ہو جائے گا اور اس کے بعد غوطہ خور سمندر میں اترنے کی تیاریاں کریں گے، دراصل مائی ڈیئر شعبان میں نے بہت کم تم سے ذاتی طور پر فرمائش کی ہیں لیکن اس وقت چند باتیں ضرور کر لینا چاہتا ہوں، تمہیں اندازہ ہے شعبان کہ سمندر سے تمہاری دلچسپی کی بناء پر میرے ذہن میں یہ تمام تصورات پیدا ہوئے اور اس ادارے کا وجود سامنے آیا، یہ سمجھ لو کہ یہ صرف تمہاری ہی طرف سے پیدا کی گئی تحریک تھی جس نے یہ تصور میرے ذہن میں پیدا کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت کی بھلائی کے لئے اگر ہم اس دنیا میں کچھ کر جائیں تو تمہارا نام اس میں سرفہرست ہو گا، کیا تم میرے احکامات پر آنکھیں بند کر کے عمل کر سکتے ہو؟" شعبان نے گہری نگاہیں اسد شیرازی پر ڈالیں اور آہستہ سے بولا۔

"انکل آپ کو یہ شبہ کیوں کر پیدا ہوا کہ میں کبھی آپ سے انحراف کروں گا؟"

"بالکل شبہ نہیں ہے دراصل یہ تو ابتداء تھی، تمہید تھی اس اطلاع کی جو میں تمہیں دینے جا رہا ہوں تمہیں بھی ایک غوطہ خور ہی کی حیثیت سے سمندر میں جانا ہو گا ان تمام تر تیاریوں کے ساتھ جو غوطہ خور اپنے طور پر کیا کرتے ہیں اور ان تمام تر حفاظتی اقدامات کے ساتھ جو ضروری ہوتے ہیں میں جانتا ہوں سمندر میں، تمہیں ان اشیاء کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن جیسا کہ تمہیں اندازہ ہے کہ میں نے تمہیں اب تک دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان کوششوں میں میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا اور تمہیں کچھ ایسے لوگوں سے سامنا کرنا پڑا جو تمہاری طرف سے مشکوک ہیں اور تمہارے بارے میں جاننے کے خواہش مند ہیں بہر طور ہم ان لوگوں کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکیں گے وہ کسی بھی شکل میں کسی بھی لمحے ہمارے سامنے آ سکتے ہیں ایسے نئے نئے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو تمہاری اس صلاحیت کو جاننے کی کوشش کریں گے لیکن تمہیں ان سے محفوظ رہنا اور ہمارے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کام کرتے رہنا ہے۔"

"میں حاضر ہوں انکل آپ جس طرح بھی حکم دیں۔" شعبان نے جواب دیا۔

"تم عام غوطہ خوروں کی طرح سمندر میں جاؤ گے اور اپنی ذہانتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سمندر سے ایسی نادر اشیاء تلاش کرو گے جو قیمتی بے شک نہ ہوں لیکن جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ انسانی جسم، انسانی بیماریوں یا انسانی ضروریات کے لئے کارآمد ثابت ہو سکیں، تمہیں خصوصاً ان چیزوں کی جانب توجہ دینی ہے ویسے یہاں خاصے دنوں تک کام کیا جائے گا اور ہم لوگ اس سلسلے میں اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے، تاکہ ہماری مہم کا پہلا ہی حصہ کارآمد ثابت ہو سکے۔"

"ٹھیک ہے انکل میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔"

"اور وردانہ تمہیں میں شعبان کی بدستور نگرانی پر مقرر رکھتا ہوں تم اپنے اطراف پر بھی نگاہ رکھو گی ویسے بھی جو ذمے داری تمہیں سونپی گئی ہے وہ تمہیں یاد ہے ناں؟"

"سر میں نے کبھی اپنی ذمے داریوں سے روگردانی کی ہے؟"

"نہیں وردانہ مجھے تم پر فخر ہے۔" اسد شیرازی نے جواب دیا اور پھر وہ ان لوگوں کو مزید کچھ تفصیلات بتا کر چلا گیا شعبان وردانہ کی جانب دیکھ کر مسکرانے لگا تھا۔

"کہو شعبان، لطف آ رہا ہے ناں اس زندگی کا؟"

"کیوں نہیں آنٹی۔" شعبان نے جواب دیا اور پھر اسی رات تقریباً پانچ بجے جہاز ایک مخصوص علاقے میں لنگر انداز ہو گیا، کیپٹن ایڈگر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے لگا۔ امیر ارتقا بھی اپنی بیگمات کے جھرمٹ سے باہر نکل آیا۔

اور خود ان لوگوں کے ساتھ آ کر شامل ہو گیا تھا اسے بھی تفصیلات بتا دی گئی تھیں اور وہ پوری طرح ان تمام کاموں میں دلچسپی لے رہا تھا۔ پورے جہاز پر گویا ہنگامی حالات نافذ ہو گئے تھے۔ اور ہر شخص شدید مصروفیت کا شکار نظر آ رہا تھا، غوطہ خور اپنے طور پر تیاریاں کر رہے تھے وہ تمام آلات پہلی بار استعمال کئے جا رہے تھے جو اس شاندار سمندری مہم کے لیے مہیا کئے گئے تھے۔ غوطہ خوروں نے اپنے لباس پہن لئے، دن روشن

تھا اور سورج بلند ہونے لگا تھا، لیکن فضا میں نمی کی بناء پر دھوپ کی شدت کا کوئی احساس نہیں تھا گویا اس کام کے لئے ہر طرح کی آسانیاں حاصل تھیں۔

کیپٹن ایڈگر گہری نگاہوں سے شعبان کا جائزہ لے رہا تھا، اس نوجوان کے بارے میں اس کے ذہن میں جو کچھ تصورات تھے اور اس کی آنکھوں نے اس کی جو کیفیت دیکھی تھی، اس نے کیپٹن ایڈگر کو شدید سنسنی کا شکار کر دیا تھا لیکن جو بار اسے بذات خود نہیں بتائی گئی تھی وہ اس کی گہرائیوں میں خود نہیں اترنا چاہتا تھا، جتنا اسے معلوم تھا بس اتنا ہی کافی تھا اور آگے چل کر اگر ان معلومات سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکا تو ایڈگر نے سوچا تھا کہ وہ اسے ضرور حاصل کرے گا، البتہ اسے ایک بات پر حیرت تھی جب رات کو شعبان اس کے ساتھ سمندر میں اترا تھا تو اس نے حفاظتی لباس پہننے سے انکار کر دیا تھا لیکن اس وقت یہ لباس دوسرے غوطہ خوروں کی مانند اس کے جسم پر تھا اس نے دل میں سوچا کہ شعبان سے اس بات پر اعتراض ضرور کرے گا، لیکن فی الحال یہ سب کچھ ممکن نہیں تھا، غوطہ خوروں کو سمندر کی گہرائیوں میں پہنچانا انہیں مختلف ہدایات دینا اس کی ذمے داری تھی۔ انہیں آخری بار تفصیلات سمجھائی جا رہی تھیں اور اس کے بعد ایک حصے سے غوطہ خور سمندر میں اترنا شروع ہو گئے، ان کے اوپری رابطے کے لئے بھی تمام انتظامات کر کے آپریٹر مقرر کر دیا گیا تھا۔

اس ریسرچ لیبارٹری میں جہاں سمندری اشیاء کا جائزہ لینے کے لئے فلپائن کا ایک ماہر جے کاس، ہندوستان کا ایک قدیم اور خاندانی ماہر کشن داس جسے سمندری جڑی بوٹیوں کا زبردست تجربہ حاصل تھا اور یہ اس کا خاندانی کام تھا، اس کے علاوہ آسٹریلیا کا گن پاور جو ایک معمر شخص تھا، اور اپنے فن کا ماہر یہ تین افراد اس ریسرچ کے لئے مخصوص کئے گئے تھے اور انہیں اعلیٰ قسم کی مراعات فراہم کی گئی تھیں، یہ لوگ بھی اپنی لیبارٹری میں ان تمام تیاریوں میں مصروف تھے جن کا اب آغاز ہو گیا تھا۔

غوطہ خور سمندر کی گہرائیوں میں اتر گئے اور عرشے پر لوگ ان کے بارے میں قیاس آرائیاں کئے جا رہے تھے اور یہ دن سمندری زندگی کا سب سے ہنگامی دن تھا اور اس میں زندگی پوری طرح مصروف عمل نظر آ رہی تھی۔ غوطہ خوروں کے لئے مخصوص اوقات متعین کئے گئے تھے اور انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ ان میں سے ایک گروپ کتنی دیر میں واپس آئے گا اور دوسرا گروپ اس کی جگہ کب لے گا چنانچہ اسی انداز میں عمل شروع کیا گیا تھا۔

اسد شیرازی وردانہ کے ساتھ عرشہ کے ایک دور دراز گوشے میں کھڑا ان ہنگامہ آرائیوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ غوطہ خوروں کی پہلی ٹیم سمندر میں اتری تو وردانہ نے مسکراتے ہوئے اسے مبارکباد دی اور اسد شیرازی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"آپ کسی گہری سوچ میں گم تھے۔"

"ہاں وردانہ، نہ جانے کیوں اس وقت اندرونی طور پر عجیب سے احساسات کا شکار ہو گیا ہوں۔"

"اس کی وجہ یہ ہے سر کہ یہ آپ کی خواہشات کی تکمیل کا دن ہے، اس دن کے لئے آپ نے سخت محنت کی ہے۔"

"تم نے میرے ساتھ زندگی کا ایک طویل دور گزارا ہے وردانہ مجھے تو لوگ سر پھرا کہتے تھے لیکن تم پر غور کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں تم نے میرے ساتھ......."

"سر، میں نے اپنی زندگی پورے اطمینان و مسرت کے ساتھ گزاری ہے۔ ہاں مجھے اس کا اندازہ ہے۔ لیکن یہ سوچتا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ چند لمحات خاموشی سے سامنے دیکھتی رہی اس کے بعد اس نے کہا..."

"سر، اس مہم کے آغاز پر آپ کی ذہنی کیفیت کیا ہے۔" اسد شیرازی ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی اس کیفیت کو کن الفاظ میں بیان کروں۔ لیکن کم از کم تم سے ضرور کہہ سکتا ہوں وردانہ کہ میرے ان تمام جذبوں میں سچائی ہے۔ دیکھو دولت کا حصول اب میری نگاہوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جو کچھ میرے پاس موجود ہے اتنا ہے کہ میری زندگی ان تمام متعلقین کے ساتھ جن کے ساتھ میں رہتا ہوں اور جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں بہت ہی اچھی گزر رہی ہے۔ اور مجھے کوئی ایسی پریشانی نہیں ہے جس کے لئے میں کوئی جدوجہد کروں۔ مہم جوئی کی زندگی بچپن ہی سے میرے ذہن کا ایک حصہ ہے اور اس کے لئے میں نے تقریباً اپنی وہ تمام خواہشات پوری کر لی ہیں جو میرے دل میں تھیں۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"یقیناً سر، لیکن میرا خیال ہے اس کے سلسلے میں اب ہماری تشویش بیکار ہے۔"

ہاں، میں سمجھتا ہوں۔ شیرازی نے جواب دیا۔ غوطہ خوروں کے سلسلے میں معلومات حاصل ہو رہی تھیں جو انتظامات کئے گئے تھے ان سے غوطہ خوروں کی تمام سچویشن پتہ چل رہی تھی۔ اور عرشے پر بڑا زبردست اہتمام تھا۔ اس کو ایک تفریحی شکل دینے کی کوشش ہر جگہ کی گئی تھی۔ چنانچہ دوسرے شعبے کے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ چائے اور کافی کا دور چل رہا تھا۔ امیر ارتقا بھی اپنے طور پر پوری طرح اس کارروائی سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور اس کے دلچسپ تبصرے جاری تھے۔ پروفیسر بھی عرشے پر ہی آ گیا تھا اور سینڈرا کے ساتھ ان تمام چیزوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ باقی لوگ بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد غوطہ خوروں کی پہلی ٹیم واپس آئی اور اپنے ساتھ کچھ سمندری اشیاء لائی جس میں ذرا مختلف انداز کی سمندری گھاس جھاڑیاں، پتھر اور دوسری تمام چیزیں تھیں۔ غوطہ خوروں کی دوسری ٹیم سمندر میں جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔ اور اس کے بعد جب یہ نئی ٹیم سمندر میں اتر گئی تو وہ لوگ پہلی ٹیم کے افراد سے گفتگو کرنے لگے۔ اور ان سے سمندری معلومات حاصل کی جانے لگیں۔ ان اشیاء کا جائزہ بھی لیا گیا۔ جو لائی گئی تھیں۔ پروفیسر بھی قریب موجود تھا۔ ایڈگر بھی اور وہ سمندری اشیاء کے ماہرین بھی جن کے سپرد یہ ذمہ داری تھی۔ پتھروں کا جائزہ لیا گیا۔ اور اس کے بعد گھاس وغیرہ دیکھی گئی۔ پھر صرف چند چیزیں منتخب کر لی گئیں۔ باقی کو بیکار اشیاء قرار دیا گیا تھا۔ جس کی تصدیق پروفیسر نے بھی کی تھی۔ شعبان بھی ان چیزوں کا سرسری نگاہ سے جائزہ لے رہا تھا۔ ایڈگر سے اس کی نگاہیں ملیں تو وہ مسکرا دیا اور اس نے کہا

"ہیلو کیپٹن۔ کہو کیا حال ہے۔ شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیپٹن کے تخاطب سے اسے ہنسی آئی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"سر آپ مجھے بہت بڑا درجہ دے رہے ہیں۔ میں پورے خلوص کے ساتھ آپ ہی کو کیپٹن کہنا چاہتا ہوں۔ ایڈگر ہنسنے لگا اور اس نے بے تکلفی سے شعبان کا ہاتھ پکڑا اور ٹہلتا ہوا عرشے پر دوسری جانب چل پڑا۔ کچھ فاصلے پر پہنچ کر جہاں اس نے یہ اندازہ لگا لیا کہ دوسرے لوگ ان کی گفتگو نہیں سن سکتے اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے شعبان۔ ایک سلسلے میں تم نے مجھے اعتراض کرنے کا موقع دیا ہے۔" شعبان سوالیہ نگاہوں سے ایڈگر کو دیکھنے لگا تو وہ بولا۔

"جب میں نے تم سے کہا تھا کہ حفاظتی لباس پہن لیا جائے تو تم نے اس سلسلے میں بڑی جذباتیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ماں کی آغوش میں حفاظتی تیاریوں کے ساتھ جانا مناسب نہیں ہوتا۔ لیکن اس وقت تمہارے پاس وہ لباس موجود ہے اور اسے پہننے کے لئے مکمل طور پر تیار ہو جو سمندر میں اترنے کا لباس ہوتا ہے۔" شعبان آہستہ سے ہنسا اور بولا۔

"آپ کہنا بالکل درست ہے کیپٹن۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ آنٹی اور انکل میرے لئے ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں جن کی کہی ہوئی ہر بات کی زنجیروں میں میں جکڑا جاتا ہوں۔ میرا بچپن ان کے سہارے گزرا ہیں اور انہیں کی عنایتوں سے آج میں اس قابل ہوا ہوں چنانچہ جب میں ان کی آنکھوں میں ایسا تاثر پڑھتا ہوں جس کے نتیجے میں مجھے پتہ چلتا ہے کہ وہ میری ذات سے کسی ایسے کام کے خواہشمند ہیں تو میرا پورا جسم میرا رواں رواں ان کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیپٹن نے متاثر لہجے میں گردن ہلائی اور بولا۔

"یقیناً میرا اندازہ تمہارے بارے میں یہی تھا میرے دوست کہ تم ایک انتہائی قابل اعتماد انسان ہو۔ میں اس بات سے بالکل معترض نہیں ہوں۔ بلکہ مجھے خوشی ہے کہ اگر کسی طرح میں نے کسی وقت تمہاری دوستی حاصل کر لی تو مجھے ایک ایسا ہی قابل اعتماد ساتھی مل جائے گا۔ جس کے بارے میں آنکھیں بند کر کے میں یہ سوچ سکتا ہوں کہ اس نے جو کہا وہ پتھر کی لکیر ہے۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی۔ ایڈگر کہنے لگا۔

"کیا خیال ہے یہاں کوئی ایسی چیز دریافت ہو سکے گی جو ان لوگوں کے لینے کا مقصد ہو۔"

"جو اشیاء غوطہ خور سمندر سے لے کر آئے ہیں وہ اتنی عام ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں میں ان کا تصور عام طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر ایک چھوٹے سے حصے میں رہ کر ہم کوئی بہت بڑا کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ کون جانے کہ جو حصہ ہم نے چھوڑ دیا ہے وہاں کیا ہو گا؟"

"لو تم نے ایک ایسی بات کہی ہے جو بہت زیادہ غور کرنے کے قابل ہے۔"

"لیکن صرف آپ سے کہی ہے۔ آپ براہ کرم اس کا

تذکرہ کسی سے نہ کیجئے گا۔"

"کیوں...؟"

"اس لئے کہ اس کے بعد یہ لوگ ذہنی الجھنوں اور تشویش کا شکار ہو جائیں گے اور ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے ان کے پاس جس سے وہ مسلسل سمندر کے چپے چپے کا جائزہ لے سکیں۔ چنانچہ یہ بات ان کو ذہنی طور پر منتشر کر دے گی اور وہ اس کا شکار ہو جائیں گے کہ اگر انہیں کچھ نہیں مل رہا تو یہ ان کی ناقص کارروائی ہے۔ کیپٹن نے حیرت سے شعبان کو دیکھا اور بولا۔

"تم اتنی گہرائیوں میں سوچ سکتے ہو شعبان۔ بظاہر تم ایک لاابالی نوجوان نظر آتے ہو۔"

"اب اس میں میرا کیا قصور ہے کیپٹن۔ اگر میں کوئی کام کی بات کہہ دیتا ہوں تو آپ لوگ اس کا موازنہ میری عمر سے کرنے لگتے ہیں۔"

"سوری شعبان۔ ویسے خدا کی قسم تم میری زندگی کے سب سے حیرت انگیز انسان ہو۔" ہر شخص اپنے اپنے طور پر ایک دوسرے سے مصروف گفتگو تھا۔ دوسری ٹیم سمندر کی گہرائیوں میں موجود تھی۔ اور سمندر کے بارے میں جو معلومات فراہم کر سکتی تھی۔ فراہم کر رہی تھی اور پھر اس کا بھی وقت گزر گیا۔ اور اس کی واپسی کا انتظار کیا جانے لگا۔ تیسری ٹیم میں شعبان کو بھی شریک ہونا تھا۔ اور اس ٹیم میں کل چھ افراد تھے۔ جو اپنے اپنے غوطہ خوری کے لباس درست کر رہے تھے۔ پروفیسر نے آہستہ سے سینڈرا کا بازو پکڑا۔"

"مجھے یقین ہے بے بی کہ اتنی دیر سے عرشے پر موجود رہ کر تم تھک گئی ہو گی۔ آؤ تھوڑی دیر آرام کر لیا جائے۔ سینڈرا نے باپ کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت پانے کے بعد تیار ہو گئی۔ حالانکہ یہاں کا ماحول اس کے لیے باعث دلکشی تھا۔ سب ہی پر لطف انداز میں ایک ایک شے کی جانب متوجہ تھے۔ سمندر سے لائی ہوئی اشیاء کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ اور اس پر تبصرے کئے جا رہے تھے۔ پروفیسر چونکہ اپنا تبصرہ کر چکا تھا اس لیے اب وہ اس طرف سے بے پروا ہو گیا تھا۔ سینڈرا پروفیسر کے ساتھ چل پڑی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اسے لئے ہوئے اس لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اس کے بعد سینڈرا کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کر کے ایک جگہ جا بیٹھا۔

ایک بڑے سے اسکرین کے نیچے لگے ہوئے بٹن اس نے دبائے اور اس کے بعد کچھ اور کارروائیاں کرنے لگا پھر اس نے خاموشی سے ایک بٹن دبایا تھوڑی دیر کے بعد وہ اسکرین روشن ہو گیا۔ اس میں سمندر نظر آ رہا تھا۔ سینڈرا اب اس کام میں دلچسپی لینے لگی۔ اور اس نے پروفیسر سے پوچھا۔

"یہ کیا ہے ڈیڈی؟"

"میں نے تم سے اس کیمرے کا تذکرہ کیا تھا اور اس سے بنائی ہوئی فلم بھی دکھائی تھی۔ جو زیر سمندر کے متعلق ہے"

"ہاں ڈیڈی بالکل۔"

"میں نے اس وقت وہ کیمرہ دوبارہ سمندر میں پہنچا دیا ہے۔

لیکن ڈیڈی کس طرح۔ یہاں سے بیٹھے بیٹھے۔ پروفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے

"ہاں بے بی۔ میں بھی اپنی کارروائیوں میں اپنے مقصد کے مطابق مصروف رہا ہوں۔ جہاز کے ایک ایسے حصے میں میں نے اپنے لئے ایک ایسی پوشیدہ جگہ بنائی ہے جہاں سے میں بیرونی طور پر بھی عمل کر سکتا ہوں اور یہ سارا عمل ریموٹ کے ذریعے ہوتا ہے چنانچہ یہ کیمرہ بھی اس وقت ریموٹ ہی کے ذریعے پانی میں اترا ہے۔ اور اب دیکھو اسے یہاں سے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ پروفیسر نے ایک چھوٹے سے ریموٹ کنٹرول مشین پر پہنچ کر اس میں کارروائی کرنا شروع کر دی اور کیمرہ جگہ تبدیل کرنے لگا۔ جس کا اظہار اسکرین پر بدلتے ہوئے مناظر سے ہو رہا تھا۔ سینڈرا اپنے باپ کو اچھی طرح جانتی تھی۔ پورا گوشے میں پروفیسر نے ایک بہترین لیبارٹری قائم کی تھی۔ اور بلاشبہ یہ لیبارٹری پوری زندگی سینڈرا کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ غالباً اس لیبارٹری سے دنیا کا کوئی بھی فرد واقف نہیں تھا۔ سوائے چند لوگ اتنا جانتے تھے کہ پروفیسر سمندروں کا ماہر ہے اور اس سلسلے میں کبھی کبھی کچھ لوگ پروفیسر سے ملنے آ جاتے تھے۔ لیکن لیبارٹری کی ہوا پروفیسر نے کسی کو نہیں لگنے دی تھی۔ سینڈرا اس کے بارے میں جانتی تھی۔ لیکن اس کو بھی پروفیسر نے آزادی دے رکھی تھی۔ اور اس کے لئے لازم نہیں تھا کہ وہ لیبارٹری کے معاملات میں مداخلت کرے۔ لیکن اس وقت یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس جگہ عارضی قیام کے دوران پروفیسر نے یہ سب کچھ کر لیا ہے۔ تو اپنے وطن میں اس نے کیا کچھ نہ کیا ہو گا۔ اسکرین کے مناظر تبدیل ہوتے رہے اور اس کے بعد وہ حصہ سامنے آ گیا جہاں

عرشے پر غوطہ خوروں کے نیچے اترنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ سینڈرا نے آہستہ سے پوچھا۔

"ڈیڈی یہ کیمرہ اس جگہ کو کیسے فوکس کئے ہوئے ہے جہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔"

"تم نے ان تصویروں میں ایک مدہم سی ارتعاش کیفیت پائی ہو گی۔ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"اوہو میں سمجھ رہی ہوں۔ غالباً یہ زیر آب فوٹو گرافی ہو رہی ہے اور سمندر کے نیچے سے اس جگہ کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ لیکن اتنا شفاف جائزہ۔"

"ہاں یہ اس کیمرے ہی کی خوبی ہے" پروفیسر نے جواب دیا غوطہ خوروں کی وہ ٹیم بھی واپس پہنچ گئی تھی جو دوسری بار سامان وغیرہ لے کر آئی تھی اور وہی سب کچھ ہو رہا تھا جو پہلی بار ہو چکا تھا۔ پھر تیسری ٹیم پانی میں اترنے لگی اور انہی میں شعبان بھی تھا۔ سینڈرا نے اس وقت شعبان پر کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن اسے یہ بات نہیں معلوم تھی کہ پروفیسر اسے کیا دکھانا چاہتا ہے۔ غوطہ خور آہستہ آہستہ پانی میں نیچے اتر رہے تھے۔ اور کیمرہ ان کے ساتھ ساتھ گہرائیوں کا سفر کر رہا تھا۔ پروفیسر بڑی مہارت کے ساتھ اپنا یہ کام سرانجام دے رہا تھا۔ اور سینڈرا دلچسپی سے اسکرین کا جائزہ لے رہی تھی۔ سمندر کی گہرائیوں میں پہنچنے کے بعد غوطہ خور منتشر ہو گئے۔ یہ سارے اندازے اسکرین پر لگائے جا رہے تھے۔ کہ گہرائیاں کتنی ہیں اور غوطہ خور کتنی دیر میں تہہ تک پہنچ جاتے ہیں باہر شاید اس سلسلے میں کسی کو علم بھی نہیں تھا کہ اندر ہی اندر پروفیسر اپنے طور پر کیا کارروائیاں سرانجام دے رہا ہے۔ ویسے یہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ یہاں کے بارے میں تفصیلات کی لیبارٹری رپورٹ پیش کرے۔ اور اس سلسلے میں اس نے ابھی تک کام کا آغاز ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن یہ زیادہ مشکل کام نہیں تھا۔ اس کے لئے دوسرے آلات بھی تھے جو اس سلسلے میں راہنمائی کر سکتے تھے۔ کیمرے میں سمندر کی گہرائیوں کا منظر پیش کیا تاحد نگاہ عجیب و غریب قسم کے اونچے نیچے پہاڑی ٹیلے، گھاس کے انبار اور اس کے درمیان گردش کرتے ہوئے آبی جانور جو عجیب عجیب شکل رکھتے تھے۔

باپ کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے سینڈرا نے کئی بار سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ تصویری طور پر لیا تھا۔ لیکن اس وقت یہ سب کچھ وہ تھا جو پیش آ رہا تھا۔ اس لئے زیادہ باعث دلچسپی تھا۔ سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کیمرہ بالآخر شعبان پر مرکوز ہو گیا حفاظتی خود کے شیشے کے دوسری جانب اس کا چہرہ نمایاں ہوا تو سینڈرا نے چونک کر باپ کو دیکھا۔ شعبان کے بارے میں پروفیسر بیرن سینڈرا کو جو کچھ بتا چکا تھا اس نے سینڈرا کو اس وقت چونکنے پر مجبور کر دیا۔ ابھی تک وہ شعبان سے راہ و رسم بڑھانے کا کوئی ذریعہ تلاش نہیں کر سکی تھی۔ اس کی تربیت جس انداز میں ہوئی تھی اس کے تحت نوجوانوں سے براہ راست دوستی اس کے لئے ایک مشکل کام تھا۔ لیکن باپ کی ہدایت بہر طور اس کے ذہن میں تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے چونک کر پروفیسر کا چہرہ دیکھا اور پھر اسکرین کی جانب متوجہ ہو گئی اس نے محسوس کیا کہ شعبان غوطہ خوروں کے پاس سے آہستہ آہستہ ہٹ رہا ہے۔ اور کیمرہ مسلسل اسی کا تعاقب کر رہا ہے۔ دوسرے غوطہ خوروں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اور پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ شعبان کا فاصلہ ان لوگوں سے کافی ہو گیا ہے اور وہ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ جبکہ شعبان غوطہ خوروں ہی کے انداز میں تیرتا ہوا ان سے دور سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ سینڈرا نے آہستہ سے کہا۔

"ڈیڈی یہ وہی نوجوان ہے نا۔ جس کے بارے میں۔"

"ہاں یہ شعبان ہے۔ اور ایک بار پھر میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ تفصیلات بتانا چاہتا ہوں۔ سینڈرا منتظر رہی۔ لیکن پروفیسر خاموش ہو گیا تھا۔ وہ جو کچھ بھی سینڈرا کو بتانا چاہتا تھا کیمرے کی زبانی بتانا چاہتا تھا۔ شعبان ایک جگہ رکا اس نے مڑ کر غوطہ خوروں کی طرف دیکھا جو اب اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے اور پھر دفعتاً ہی پانی میں اس کے اندر ایک جولانی سی پیدا ہوئی۔ اس نے عجیب انداز میں پانی میں مسلسل پلٹنیاں کھائیں اور اس کے بعد تیزی سے ایک سمت بڑھتا چلا گیا۔ کیمرہ اب تیزی سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور سینڈرا یہ دیکھ کر حیران تھی کہ اسکرین پر بڑی تیز رفتاری سے منظر تبدیل ہو رہا تھا۔ پروفیسر نے کوئی اور کارروائی نہیں کی۔ اور اس کے بعد اسکرین پر ایک فیگر دوڑنے لگا۔ سینڈرا نہ سمجھ پائی تھی کہ یہ فیگر کیا ہے۔ لیکن اب ان مناظر پر نگاہ جمائے رکھنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ مناظر ایک تیز رفتار ریل کی طرح چل رہے تھے۔ اور اس رفتار کا سینڈرا کوئی اندازہ نہیں کر پا رہی تھی۔ بس ایک لکیر سی بن کر رہ گئی تھی اور فیگر تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ تب پروفیسر کے منہ سے آہستہ سے نکلا۔

"اوہ میرے خدا۔"

"کک کیوں ڈیڈی۔"

"تم اس فیگر کو دیکھ رہی ہو۔ یہ اس کے سمندر میں تیرنے کی رفتار ہے ساٹھ میل فی گھنٹہ۔ خشکی میں ایک تیز رفتار اور برق رفتار جانور اتنی تیز رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ اس کا تمہیں اندازہ ہے۔ میں مشینی بات نہیں کر رہا۔ لیکن ایک جانور سینڈرا وہ ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سمندر میں تیر رہا ہے۔ اب سینڈرا کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ دفعتاً ہی کیمرے پر مناظر ساکت ہو گئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ شعبان خود بھی رک گیا تھا۔ جس جگہ کا منظر کیمرہ فوکس کر رہا تھا وہاں بلند و بالا سمندری پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اور ان میں ہولناک اور سیاہ رنگ کے غاروں کے دہانے نظر آ رہے تھے۔ بڑے بڑے سمندری جانور اور دیو ہیکل مچھلیاں یہاں موجود تھیں۔ اور ان دہانوں سے باہر آ جا رہی تھیں۔ نیچے گھاس کے بڑے بڑے جھاڑ تھے جو پانی میں ساکت و جامد کھڑے ہوئے تھے۔ گہرائیوں میں پتھروں کے انبار نظر آ رہے تھے۔ جو پانی کی کائی سے گہرے سیاہ ہو رہے تھے۔ اتنا خوفناک منظر تھا کہ دیکھ کر بدن میں جھرجھری سی آتی تھی۔ شعبان یہاں رک گیا۔ اس کا انداز عجیب تھا۔ بالکل چوروں جیسا۔ اور اس کے بعد دفعتاً سینڈرا کے حلق سے آواز بھی نکل گئی۔

شعبان نے اپنی پشت سے آکسیجن سلینڈر اتار دیا تھا اور اس کے بعد وہ حفاظتی خود بھی جو انتہائی ضروری چیز تھا۔ سینڈرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے لگی۔ لیکن پروفیسر کا چہرہ نجانے کیوں کچھ مطمئن سا تھا۔ پھر غوطہ خوری کا لباس بھی شعبان کے جسم سے جدا ہو گیا۔ اس کے زیریں بدن پر ایک بہت خوبصورت لباس موجود تھا۔ جو یقینی طور پر وہ خصوصی طور سے پہن کر گیا تھا۔ اس نے یہ تمام چیزیں ایک جگہ لپیٹیں اور اس کے بعد ان غاروں کی جانب دیکھنے لگا۔ پھر وہ ہاتھ پاؤں چلائے بغیر اس طرح آگے بڑھا کہ سینڈرا بھی ششدر رہ گئی۔ یہ تیرنے کا نجانے کونسا انداز تھا اس کا جسم کسی راکٹ کی مانند آگے بڑھ رہا تھا۔ اور پھر وہ سیدھا ایک پہاڑی کے سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر کا منظر کیمرہ نہیں لے سکتا تھا۔ حالانکہ اگر پروفیسر چاہتا تو کیمرے کو غار کے اندر داخل کر سکتا تھا لیکن اتنی قیمتی شے کو کسی خطرے کے پیش نگاہ اس نے ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

تقریباً دو منٹ انتظار کرنا پڑا۔ اور اس کے بعد شعبان طوفانی طور پر غار سے برآمد ہوا اور تیز رفتار تارپیڈو کی طرح اپنے پیچھے پانی کی ایک لکیر چھوڑتا ہوا سمندر کی گہرائیوں میں اترنے لگا وہ بہت ہی عجیب و غریب انداز میں سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اور بار بار رخ تبدیل کر لیتا تھا۔ یہ اس کا اظہار مسرت تھا۔ پانی میں وہ اس طرح کلیلیں کر رہا تھا کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں اس پر نہ جم سکیں۔ سینڈرا اسے دیکھتی رہی اور پروفیسر کا چہرہ بھی حیرت کا آئینہ بنا رہا۔ بہت دیر تک شعبان سمندر میں یہی حرکات کرتا رہا اور اس کے بعد ایک جگہ رک کر کچھ سوچنے لگا۔ سینڈرا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا جہاں وہ رکا تھا وہاں اس کے پاؤں سمندر کے نیچے تہہ میں پڑے ہوئے ایک بڑے سے پتھر پر جمے ہوئے تھے۔ وہ اس پتھر پر سیدھا کھڑا تھا۔ اور اس کے جسم کا کوئی انداز ایسا نہیں تھا جس سے یہ اظہار ہوتا کہ پانی میں خود کو روکے رکھنے کے لئے اس نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے۔

پروفیسر نے ششدر لہجے میں کہا۔

"دیکھ رہی ہو سینڈرا۔"

"ہاں ڈیڈی میں تیراکی کے اصولوں سے درحقیقت رکھتی ہوں اور خود بھی سمندر میں تیرنا جانتی ہوں لیکن یہ کیا چیز ہے۔ کیا یہ واقعی انسان ہے۔ پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر بولی۔"

"یہ پتھر پر کھڑا ہوا ہے۔ کیا سمندر کی گہرائیوں میں اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ڈیڈی۔"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر۔"

"میں نے تم سے کہا تھا سینڈرا اس سے دوستی کرو۔"

"اوہ ڈیڈی... مجھے یہ سب کچھ نہیں آتا۔ بس کوئی مجھ سے مخاطب ہو جائے تو میں اس سے بے تکلف ہو سکتی ہوں لیکن ڈیڈی۔ اور پھر۔"

"نہیں سینڈرا میری بیٹی یہ نہایت ضروری ہے مجھے۔" پروفیسر بیرن نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ شعبان نے سوچنا بند کر کے ایک سمت بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ یہ ایک دوسرا پہاڑی غار تھا۔ جس کے دہانے کیمرے کی زد میں تھے اور ایک بڑے دہانے کی جانب شعبان کا رخ تھا۔ وہ اس بڑے دہانے سے اندر داخل ہو گیا۔ ایک بار پھر کیمرے کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ سینڈرا خاموش ہو گئی تھی۔ پروفیسر نے آہستہ سے کہا۔

"نہایت ضروری ہے۔ ہم اس کے بارے میں اس کے قریب رہ کر زیادہ سے زیادہ جان سکتے ہیں۔ ویسے اگر تم غور کرو سینڈرا تو یہ نوجوان اس پورے جہاز پر ایک سب سے بڑا عجوبہ ہے۔ کیا تم اس بات سے انکار کرو گی کہ اس جیسی حرکات کوئی نہیں کر سکتا۔"

"میں تو اپنی آنکھوں پر بھی یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"اسد شیرازی اس نوجوان کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کے بارے میں کسی نے بھی مختصراً یہ سنا ہے کہ اس شیرازی سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس کا لے پالک ہے۔" سینڈرا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو پروفیسر پھر بولا۔

"بس یوں سمجھ لو سینڈرا یہ ایک ضرورت ہے۔ ایک اہم ضرورت اور تم اس نوجوان سے دوستی کر کے اس کے بارے میں مجھے تفصیلات فراہم کرو گی۔"

"ضرور ڈیڈی۔ اب تو میں اس سے خصوصی طور پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گی۔ وہ واقعی حیرتناک اور تعجب خیز ہے۔" پروفیسر خاموش ہو گیا۔ کافی دیر گزر گئی تھی۔ پھر غار کے ایک دہانے سے ایک عظیم الشان آکٹوپس برآمد ہوا اور تیرتا ہوا مخصوص انداز میں ایک سمت بڑھنے لگا۔ سینڈرا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔"

"ڈیڈی کیا یہ آبی جانور اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

"سمندر کی خوفناک ترین مخلوق یعنی شارک کا حشر تم نے اس کے ہاتھوں دیکھ لیا۔ اگر یہ آکٹوپس بھی اسے اپنے بازوؤں میں لپیٹنے کی کوشش کرے تو میرا خیال ہے شعبان اس سے بآسانی نمٹ لے گا۔"

"اس طرح ڈیڈی۔ مگر یہ آیا کہاں سے۔ کون ہے آخر۔" سینڈرا نے آہستہ سے کہا۔ کافی دیر اس طرح گزر گئی اور اس کے بعد شعبان وہاں سے برآمد ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں کوئی چیز دبی ہوئی تھی۔ جسے سنبھال کر وہ اس غار کی جانب بڑھ گیا جہاں غالباً وہ آکسیجن سلنڈر اور اپنا لباس چھوڑ کر آیا تھا۔ اس غار کے دہانے سے داخل ہونے کے بعد تقریباً پانچ منٹ تک وہ اندر رہا اور ایک بار پھر باہر نکل آیا۔ یہاں سے باہر نکلنے کے بعد اس نے ایک اور عجیب طریقہ اختیار کیا یعنی پانی میں وہ لمبا لمبا اوندھا لیٹ گیا اور اس کے بعد کسی آبدوز ہی مانند گہرائیوں

میں اترنے لگا۔ یہاں بھی اس کے جسم کو کوئی جنبش نہیں تھی۔ وہ کسی وزنی پتھر کی طرح نیچے بیٹھتا جا رہا تھا۔ بڑی بڑی اور وزنی مچھلیاں عموماً یہی طریقہ کار اختیار کرتی ہیں اور اس طرح پتھروں پر بیٹھ کر اپنی غذا تلاش کرتی ہیں۔ چنانچہ شعبان بھی سمندری گہرائیوں میں پتھروں پر اوندھا لیٹ گیا اور اب اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ جنبش کرنے لگے تھے۔ جب وہ اس کے بعد اوپر اٹھا تو اس کے ہاتھوں میں شاید کسی سمندری گھاس کا ایک ڈھیر تھا۔ جب اس نے سنبھال کر یکجا کیا اور ایک بار پھر اس کا رخ اسی غار کی جانب ہو گیا۔ پروفیسر اور سینڈرا اس کی یہ تمام کارروائیاں حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ دوبارہ اس غار میں داخل ہوا اور اس بار جب وہاں سے باہر نکلا تو اس کی پشت پر آکسیجن سلنڈر بھی تھا اور چہرے پر خود بھی۔ اب وہ یہاں سے واپسی کا ارادہ رکھتا تھا۔ سینڈرا نے کہا۔"

"یہ اس جگہ سے کافی دور نکل گیا ہے۔ کیا یہ آسانی سے ان غوطہ خوروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"ہاں۔ پروفیسر نے جواب دیا اور کیمرہ مسلسل اس کا تعاقب کرتا رہا۔ چند ہی لمحات کے بعد باہر سے کسی نے لیبارٹری کے دروازے پر دستک دی۔ تو پروفیسر نے جلدی سے اسکرین کا بٹن دبایا اور اسکرین تاریک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر کا دروازہ کھول دیا۔ آنے والے اسد شیرازی اور کیپٹن ایڈگر تھے۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا تو اسد شیرازی کہنے لگا۔"

"کیوں پروفیسر آپ وہاں سے واپس کیوں چلے آئے۔"

"بھئی تم مجھے لیبارٹری میں کام نہیں کرنے دو گے کیا۔"

"مگر اس وقت میرا مطلب ہے لیبارٹری میں کام تو آپ اس وقت شروع کریں گے جب یہ کام ختم ہو جائے گا۔ میری ٹیم آخری ٹیم ہے اور یہ جو کچھ لانے گئی ہے اس کے بارے میں ہم تصدیقی رپورٹ آپ کو پیش کریں گے پروفیسر۔"

"مگر تمہاری ہدایت ہے تو چلو میں چلتا ہوں۔"

"نہیں نہیں۔ اگر آپ مصروف ہیں تو دوسری بات ہے۔ ہم تو یہ سوچ کر آ گئے تھے کہ اس سلسلے میں تبصرہ آپ سے طلب کریں گے۔"

ابھی کچھ نہیں۔ میرے دوست ابھی میں کیا تبصرہ کر سکتا ہوں۔ کام کا آغاز بڑی خوش اسلوبی سے ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ بہتر انداز میں جا رہی ہے۔ میری رائے ہے کہ ہمیں اس جگہ سے جو کچھ دستیاب ہو اس کا تجزیہ کرنے کے بعد ہم آگے کا سفر اختیار کریں۔"

"ٹھیک ہے۔ پروفیسر پہلے تو سارے کام مشترکہ مشوروں ہی سے ہوں گے۔ اسد شیرازی نے کہا اور اس کے بعد ایڈگر کی طرف دیکھ کر بولا۔"

"میرا خیال ہے اس وقت پروفیسر کو مصروف رہنے دو۔ ہم بعد میں ان سے ملاقات کریں گے۔ ایڈگر نے شانے ہلا دیئے اور اس کے بعد وہ واپس باہر نکل گئے۔ پروفیسر خاموشی سے سینڈرا کا چہرہ دیکھتا رہا تھا۔"

●●

"شاندار گدھا۔" گارتھا نے کسی کے کسی سوال کے جواب میں کہا اور کورا ہنس پڑی۔ پھر بولی۔"

"میڈم۔ بعض اوقات آپ کی فطرت میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"کیوں۔ گارتھا نے اپنی بھویں اٹھا کر اسے دیکھا۔"

"کبھی تو آپ کسی حسین ترین شخصیت کو جوتے کی نوک پر مار دیتی ہیں اور کبھی کسی ایسے شخص کے بارے میں بہت کچھ سوچنے لگتی ہیں جو بے شک کچھ ہوتا ہے لیکن آپ کے مقابلے میں کچھ نہیں۔"

"اوہ کورا میں ان دنوں سخت ذہنی بحران کا شکار ہوں۔ تم کیا سمجھتی ہو کیا اوشین ٹریزر والے مجھے اتنا معاوضہ دے دیں گے اور میں ساری زندگی اس سے اپنا کام چلا سکتی ہوں۔ میرا ادارہ مجھے جو کچھ دیتا ہے وہ میرے لیے اتنا ہے کہ اگر میں نے چاہوں تو باہر کا کوئی کام نہ کروں لیکن اوشین سے ہمارے بہترین تعلقات رہے ہیں اور ہم اس کے لیے پیسے سے بہت کچھ کرتے رہے ہیں۔ اس بار یعنی میں نے یہی سوچا تھا کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے۔ وہ میرے دیگر مشاغل سے مختلف نہیں ہوگی اور نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے پوری طرح معلومات کرنے کے بعد اس کام کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ لیکن اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا وہ میری ذات کے لیے ایک چیلنج بن گیا ہے اور تم جانتی ہو جب میں چیلنج قبول کر لیتی ہوں تو پیچھے نہیں ہٹتی چاہے اس میں زندگی جانے کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔"

"میں جانتی ہوں میڈم۔"

"تو بس یوں سمجھ لو کہ یہ ذہنی بحران مجھے اپنے آپ کو بانٹنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ورنہ کیپٹن ٹور کاڈو جیسی شخصیتیں میرے تلوے چاٹتی ہیں۔"

"اس لیے تو مجھے حیرانی ہوتی ہے۔ میڈم۔"

"تو بھی بس یوں سمجھ لو کہ تقریباً ہی میں نے یہ مشغلہ اختیار کیا تھا۔ اس سب میرین پر سمندر کے نیچے سفر کرتے ہوئے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ میری فطرت نئے ہنگاموں کی متلاشی رہتی ہے۔ کورا خاموش ہو گئی۔ سب میرین کا سفر جاری تھا اور کیپٹن ٹور کاڈو نے بے پناہ مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے بالآخر اخناطون کو پالیا تھا۔ جس آبدوز سے یہ دونوں سفر کر رہی تھیں۔ وہ جدید ترین آبدوز تھی اور اس میں بے شمار ایسے سسٹم موجود تھے جو عام آبدوزوں میں یا جنگی آبدوزوں میں نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ اخناطون کو نگاہوں میں رکھے اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ گارتھا کا منصوبہ یعنی جگہ بالکل درست تھا لیکن اس کے لیے کوئی ایسی جگہ درکار تھی جہاں یہ لوگ اپنے آپ کو باآسانی اس حقیقت سے پیش کر سکیں۔ جس حقیقت سے اخناطون پر خود کو متعارف کرانا چاہتی تھیں۔ اس دوران دوسرے بہت سے معمولات چلتے رہے تھے اور کیپٹن ٹور کاڈو درحقیقت ایک ذہین ترین انسان ہونے کے باوجود نجانے کیوں گارتھا نے سامنے جوبا بنا رہتا تھا۔ وہ اس کا بے پناہ احترام کرتا تھا۔ جبکہ گارتھا اس کو رجھانے کی کئی بار کوشش کر چکی تھی لیکن کیپٹن ٹور کاڈو کے ذہن میں آتا تھا کہ اس خطرناک عورت کے پس منظر میں کوئی ایسی شخصیت بھی ہوسکتی ہے جسے دوسری نگاہ سے دیکھا جاسکے اور اس وقت اسی موضوع پر ان دونوں کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی۔ اخناطون نگاہوں کے سامنے تھا اور کیپٹن ٹور کاڈو اس سے کافی فاصلے پر ایک جگہ سب میرین کو روکے ہوئے تھا۔ گارتھا نے اس سے اس موضوع پر بات بھی کی تھی اور یہ کہا تھا کہ اخناطون کی طرف سے کوئی کارروائی ہو تو اس کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ کیپٹن ٹور کاڈو نے اس کا وعدہ کر لیا تھا۔ کافی دیر تک کورا اور گارتھا گفتگو کرتی رہیں اور اس کے بعد اٹھ کر وہاں پہنچ گئیں۔ جہاں ٹور کاڈو اور اس کے ساتھی بدستور اخناطون کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔"

"یوں لگتا ہے میڈم جیسے وہ لوگ اپنی سمندری کارروائیوں کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیا اس بات کے امکانات ہیں کیپٹن۔ کہ ہم قریب سے ان کا جائزہ لے سکیں۔"

"نہیں میڈم۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ بلکہ اس سے پہلے میں نے اس انداز میں نہیں سوچا تھا۔ میں اپنے نائب سے اس موضوع پر گفتگو کرتا رہا ہوں اور ہم لوگ اس سلسلے میں خاصے پریشان ہیں۔ اگر اخناطون پر خصوصی طور پر ان آلات کو استعمال کیا جائے جو سمندر میں کسی سب میرین کی موجودگی کی نشاندہی کر سکتے ہیں تو یقیناً وہ لوگ اس بات سے غافل نہ رہیں گے کہ کوئی سب میرین پاس ہی موجود ہے۔ اگر ہم نے مزید کارروائیاں کیں تو پھر اپنے آپ کو بہت زیادہ خطرات میں ڈالنا پڑ جائے گا۔ گارتھا صورتحال سے واقف ہونے کے بعد سنجیدہ ہو گئی۔ اس نے کہا۔"

"خیر۔ لیکن اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں اپنے کام کا آغاز کب سے کر سکتی ہوں۔"

"میڈم میرا خیال ہے اگر یہاں سے مزید تھوڑا سا سفر کر لیا جائے تو پوائنٹ سیون ہمارے بالکل قریب ہوگا اور پوائنٹ سیون پر پہنچنے کے بعد ہم باآسانی اس کا بندوبست کر سکتے ہیں۔"

"اگر پوائنٹ سیون پر پہنچنے کے بعد ہم نے بندوبست میں کچھ وقت لگا دیا تو کیا اخناطون بہت زیادہ آگے نہیں نکل جائے گا۔"

"نہیں میڈم۔ بہرطور سب میرین سب میرین ہوتی ہے۔ اگر وہ آگے نکل بھی گیا تو ہم اسے بہت جلد پالیں گے۔"

"گویا تمہارا خیال ہے کہ ہمیں انتظار کرنا چاہیئے۔"

"جی میڈم میری یہی رائے ہے۔ ویسے آپ تو مناسب سمجھیں۔"

"پوائنٹ سیون تک کتنا طویل سفر طے کرنا پڑے گا۔ ہمیں سب میرین کے ذریعے۔" گارتھا نے پوچھا۔ اور ٹور کاڈو اسے اس بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔ گارتھا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی تھی۔ اس وقت بھی اس کی نگاہیں ٹور کاڈو کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جس پر صرف احترام کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ گارتھا بور ہو گئی حسن کو خراج درکار ہوتا ہے خواہ وہ کسی بھی حیثیت میں ہو۔ اور گارتھا کو یہاں اس سب میرین پر کسی کی نگاہوں میں احترام کے سوا اور کچھ نہیں ملا تھا۔ چنانچہ وہ جلد از جلد سب میرین چھوڑ دینا چاہتی تھی۔ اخناطون سے جو کارروائی ہو رہی تھی اس

کا صرف یہ تجزیہ کیا جاسکتا تھا کہ وہ زیر آب اپنے کام میں مصروف ہو گئے ہیں۔ چونکہ گارتھا اس بارے میں تفصیلات معلوم تھیں اس لئے اسے یہ سوچنے کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی کہ وہ کیا کر رہے ہوں گے۔ ہاں اب اس کے بعد صورتحال بھی مناسب تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے وہ اخناطون تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اس سلسلے میں گارتھا نے بالآخر ٹور کاڈو کو حکم دیا کہ وہ پوائنٹ سیون تک چلے اور اس کے بعد ان لوگوں کو وہاں کارروائی کے لئے چھوڑ کر اخناطون کے قریب موجود رہے۔ تاکہ اس کی سمت کا اندازہ ہوسکے۔ اور پھر گارتھا کو وہاں تک پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے۔ ٹور کاڈو نے حکم کی تعمیل کی تھی اور اس کے بعد سب میرین کو وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔

"ٹور کاڈو خوف کا شکار تھا کہ اخناطون جیسے جہاز جس کے بارے میں اسے کافی تفصیلات حاصل ہو چکی تھیں چونکہ وہ سب میرین کا کمانڈر تھا اور اسے سب میرین کی زندگی بھی بچانا تھی۔ چنانچہ اخناطون سے ہونے والی کوئی کارروائی سب میرین کو نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔ اتنا فاصلہ بالکل نہیں رکھا جاسکتا تھا کہ اخناطون کا قرب سے رک کر جائزہ لیا جائے چنانچہ اس نے پوائنٹ سیون کی طرف سفر کرنا ہی مناسب سمجھا۔ اس سلسلے میں گارتھا کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ صرف ٹور کاڈو میں جانتا تھا کہ پوائنٹ سیون کیا ہے اور اس پر پہنچنے کے لئے کون کون سے ذرائع اختیار کرنے چاہئیے۔ جب آبدوز کافی فاصلے پر نکل آئی تو ٹور کاڈو نے اسے سطح سمندر پر پہنچا دیا اور سطح کے ساتھ ساتھ سفر کیا جانے لگا۔ کیونکہ یہ علاقے عام سمندری پٹیوں سے ہٹ کر تھے اور زیادہ سے زیادہ کوئی ہوائی جہاز میں ان لوگوں کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کے لئے کوئی تشویش نہیں تھی۔ چنانچہ ٹور کاڈو اپنا یہ سفر پرسکون طریقے سے طے کرتا رہا۔ سمندر کا عجیب و غریب حال تھا اور یقینی طور پر دیکھنے والے اگر سمندر سے تھوڑی بہت بھی واقفیت رکھتے تو یہ جائزہ لے سکتے تھے کہ یہاں کے سمندر کا مزاج بالکل مختلف ہے اور وہ دھند جسے گارتھا بہت دور سے دیکھ رہی تھی اب آہستہ آہستہ قریب آتی جارہی تھی۔ اس سلسلے میں اس نے کیپٹن سے سوال کر ہی ڈالا۔

"یہ دھند نہیں ہے۔ جبکہ سمندر کے دوسرے حصے صاف ستھرے نظر آتے ہیں۔ ٹور کاڈو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی" اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"مصنوعی دھند۔"

"مطلب"

"وہ پوائنٹ سیون ہے۔ ٹور کاڈو نے انکشاف کیا اور گارتھا ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ سب میرین پوائنٹ سیلون کی جانب بڑھتی رہی اور پھر اس دھند میں داخل ہو گئی۔ جہاں سے اندر پہنچنے کے بعد منظر اس قدر دھندلائے ہوئے نہیں رہے تھے بلکہ وہ جگہ صاف دیکھی جاسکتی تھی۔ جو یقینی طور پر ایک جزیرہ تھی۔ لیکن عجیب و غریب جزیرہ۔ اس کے ساحل پر اونچی اونچی کوہان نما چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ کورا اور گارتھا متحیر نگاہوں سے ان چٹانوں کو دیکھنے لگی۔ سب میرین ایک خاص جگہ جاکر رک گیا تھا۔ کیپٹن ٹور کاڈو مطمئن نظر آتا تھا اور اس کے انداز میں کسی قسم کی پریشانی کی جھلک نہیں تھی۔" کورا نے آہستہ سے کہا۔

"میڈم آپ زمین دیکھیے یہ عجیب و غریب جگہ نہیں محسوس ہوتی۔ گارتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔" کیپٹن ٹور کاڈو نے انہیں اترنے کی پیشکش کی تو گارتھا نے کہا۔

"کیا یہاں یہ کالی کیچڑ کیچڑ۔ میرا مطلب ہے۔"

"جی میڈم۔ افسوس ہمیں اسی راستے سے گزرنا ہوگا۔ گارتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ لوگ ساحل پر اتر گئے۔ ساحل کیا تھا عجیب گھناؤنی جگہ تھی۔ اجنبی لوگ ادھر کا رخ اگر کبھی کر بھی لیتے تو یہاں کی کیفیت دیکھ کر وہ یہاں سے فوراً واپسی کا فیصلہ کر لیتے اور کسی قیمت پر یہاں اترنا پسند نہیں کرتے۔ بہرطور گارتھا کے ساتھ ٹور کاڈو بھی نیچے اتر گیا تھا اور سب میرین سے آنے والے مزید کئی افراد بھی ٹور کاڈو نے ان لوگوں کو ایک تنظیم رکھنے کے لئے کہا۔ اور انہیں آگاہ کیا کہ کوئی بھی ادھر ادھر ہونے کی کوشش نہ کرے۔ اس کے بعد اس نے اندر داخل ہونے کے لئے ایک خاص ترتیب رکھی اور سب سے آگے خود رہا پیچھے مزید دو افراد کو رکھا اور اس کے پیچھے گارتھا اور کورا کو۔ اس طرح یہ لوگ ایک قطار کی شکل میں آگے بڑھنے لگے۔ جوں جوں یہ آگے قدم بڑھا رہے تھے منظر اور بھیانک اور بدصورت ہوتا جارہا تھا۔ کالے رنگ کی کیچڑ کی گہرائی بھی بڑھتی جارہی تھی اور اس میں چلتے ہوئے اس سے زبردست چھینٹیں اڑ رہی تھیں۔ جس سے ان کے آدھے آدھے جسم غلیظ ہو گئے تھے۔" گارتھا نے پریشان نگاہوں سے کیپٹن ٹور کاڈو کو دیکھا اور جھنجلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے کیپٹن۔ یہ کیا جگہ ہے"۔

"میڈم معافی چاہتا ہوں۔ اس جگہ کی یہی کیفیت ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کو پوائنٹ کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائی گئی ہوں۔ لیکن سمندری دنیا میں ذرا فاصلے سے ہٹ کر اوشین ش نے جو کچھ کیا ہے وہ اسی قسم کے عجائبات پر مشتمل ہے اور یہ ہماری بقا کے لئے نہایت ضروری بھی۔" گارتھا نے ناک سکوڑ کر آگے دیکھا اور بولی۔

"اگر ہم مزید آگے بڑھے تو یہ کیچڑ ہمارے شانوں اور پھر گردن سے اوپر پہنچ جائے گی اور ہم اس میں غرق ہو جائیں گے۔" تورکاڈو نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں میڈم۔ قطعی نہیں آپ اطمینان سے ہمارے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی چلی آئیے کورا کے چہرے پر بھی بر ہمی کے آثار تھے۔ انہیں کیچڑ میں پاؤں آگے بڑھانا سخت مشکل ہو رہا تھا۔ دفعتاً کورا کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل گئی اس کی نگاہ ایک طرف اٹھ گئی تھی کیچڑ میں لت پت ایک شخص زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ ٹکائے ہوئے تھے اور گھٹنے موڑے ہوئے تھا۔ اس کے بیٹھنے کا انداز بالکل مینڈک جیسا تھا۔ پھر اس نے دفعتاً اپنی جگہ سے جست کی اور پھر تقریباً تین فٹ آگے پھر زمین پر جا گرا تب کورا اور گارتھا نے ایسے بہت سے انسانوں کو دیکھا جو بظاہر انسان ہی لگتے تھے لیکن مینڈک کی طرح اس کالی کیچڑ والی زمین پر اچھلتے پھر رہے تھے۔ گارتھا کا سانس تیز ہونے لگا۔ اس نے دانت پیس کر کیپٹن تورکاڈو کو دیکھا جو آگے بڑھ رہا تھا۔ اطراف میں انہوں نے اب بہت سے ایسے انسانوں کو دیکھا تھا جو کیچڑ میں اچھل کود رہے تھے۔" ورتھا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اور یہ کیا ہے۔"

"یہاں کی مخلوق۔ تورکاڈو نے جواب دیا۔"

"تم اس سے پہلے یہاں آچکے ہو؟"

"نہیں میڈم۔ میں بھی ان کے درمیان اجنبی ہوں۔ لیکن مجھے ان پوائنٹس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہیں۔ چونکہ میں سب میرین لے کر مختلف مقامات پر جاتا ہوں۔ ابھی ہمیں ان کے درمیان شدید خطرہ لاحق ہے یہ ابتدا ہے اور اگر ہم نے آگے چل کر اپنی شناخت انہیں نہیں کرادی تو کسی بھی سمت سے ہم پر حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ دراصل ان پوائنٹس پر یہ خیال رکھا گیا ہے کہ اجنبی لوگ یہاں داخل ہونے نہ پائے اگر بھولے بھٹکے یہاں آ بھی جائیں تو انہیں فنا کرنے سے پہلے یہ باور کرا دیا جائے کہ ان کا یہاں سے چلے جانا مناسب ہے۔ اور یہ جگہ انسانی زندگی کے لئے مناسب نہیں۔ یہاں اگر کبھی کوئی ایڈونچر پسند ہمت کر کے تفتیش کے لئے آگے بڑھ ہی آتا ہے تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی کام کی شخصیت ہوئی تو پھر اسے زندگی تو دے دی جاتی ہے لیکن اوشین کی غلامی میں رہ کر ورنہ دوسری صورت میں اس جزیرے کا راز باہر نہیں جانے دیا جاتا۔"

گارتھا کے جسم میں چیونٹیاں سی دوڑ گئیں۔ ایک بہت ہی خوفناک انکشاف تھا اس کے لئے اوشین ٹریز کے بارے میں اسے یہ تو معلوم تھا کہ وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے مجرمانہ طور پر دنیا بھر میں اپنی کارروائیاں کرتا ہے۔ لیکن یہ انداز اتنا خوفناک ہو گا اس کا علم گارتھا ورتھا کو نہیں تھا۔ بہرحال اس کے بعد اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ادھر کیپٹن تورکاڈو نے اپنے لباس سے ایک چھوٹا سا جھنڈا نکال لیا۔ جس میں چار رنگ نظر آ رہے تھے۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ بلند کر کے وہ جھنڈا لہرانا شروع کر دیا۔ کالی کیچڑ میں اچھلتے کودتے مینڈک نما لوگ اپنی اپنی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ پھر ان میں سے کسی نے غالباً کیپٹن تورکاڈو کے ہاتھ میں وہ جھنڈا دیکھ لیا اور اس کے بعد ان میں آپس میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ مدہم مدہم آوازیں انکے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ کیپٹن تورکاڈو اب آگے بڑھنے کے بجائے اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔ اور باقی لوگ اس کے پیچھے قطار میں کھڑے ہوئے تھے۔ تب گارتھا اور کورا نے ان مینڈک نما انسانوں کو سیدھا ہو کر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا اور ان میں سے ایک شخص جس کا پورا چہرہ کیچڑ سے لت پت تھا اور جو انتہائی بھیانک صورت کا نظر آ رہا تھا۔ انسانوں کی طرح چلتا ہوا آگے پہنچا اور کیپٹن تورکاڈو کے قریب آ گیا۔ پھر اس نے کسی نامعلوم زبان میں کچھ الفاظ کہے۔ جس کے جواب میں کیپٹن تورکاڈو نے بھی ویسی ہی زبان استعمال کی اور وہ شخص ہنس پڑا۔ پھر اس نے کیپٹن تورکاڈو سے ہاتھ ملایا۔ اور اس کے بعد باقی لوگوں کی طرف دیکھ کر بڑے شائستگی سے ہیلو کہا۔" اس کے بعد بولا۔

"آئیے آپ لوگ میرے پیچھے پیچھے آگے بڑھئیے۔ راستہ بالکل تبدیل نہ کریں ورنہ آپ کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ وہ شخص ایک سیدھ میں آگے بڑھ گیا۔ گارتھا اور کورا خشک

ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھیں۔ کافی دور چلنے کے بعد وہ ایک طرف مڑا۔ یہاں بھی ایک کالا سیاہ سیڈی نظر آ رہا تھا۔ جس کے اطراف میں ویسی ہی کالی کیچڑ بکھری ہوئی تھی۔ اور پھر ٹیلے کے دوسری جانب پہنچ کر گارتھا اور کورا نے ایک بڑا سا گول دروازہ دیکھا جو بظاہر کسی غار کا دہانہ معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے قریب پہنچنے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ انسانی ہاتھوں کی تراش کا کارنامہ ہے۔ جو شخص ان کی رہنمائی کرتا ہوا یہاں تک آیا تھا اس نے انہیں اندر داخل ہونے کے لئے کہا اور جب انہوں نے اندر قدم رکھا تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے انہیں فرحت کا احساس دلانے لگے۔ یہ جگہ بالکل ایئر کنڈیشنڈ معلوم ہوتی تھی غار کے دروازے کو بھی ایک خاص طریقے سے بنایا گیا تھا۔ وہ شخص جو خود بھی کیچڑ میں لت پت تھا اور جس کے جسم سے ٹپکنے والی کیچڑ اس صاف و شفاف جگہ کو داغ دار بنا رہی تھی۔" وہ انہیں لے کر ایک سمت پہنچا اور اس نے کہا۔

"یہ چاروں طرف جو غسل خانے بنے ہوئے ہیں یہ آپ کے لئے ہیں۔ لباس بھی ان میں موجود ہیں۔ فی الحال ان لبادوں پر اکتفا کیجئے۔ اور اس کے بعد آپ کو آپ کے لباس مہیا کر دیئے جائیں گے۔ براہ کرم آپ میں سے ایک شخص تیار ہو کر فوراً میرے پاس آ جائے۔ باقی لوگ غسل خانوں کے دوسرے دروازے سے اس بڑے ہال میں پہنچ جائیں جہاں آپ سب کو یکجا ہونا ہے۔ وہ شخص نہایت نفیس اور شستہ انگریزی بول رہا تھا۔ گارتھا نے کورا کی طرف دیکھا اور اشارے سے اسے اجازت دی کہ وہ باتھ روم میں داخل ہو سکتی ہے۔ اور پھر اپنے سامنے آنے والے باتھ روم سے اندر داخل ہو گئی۔ جدید ساخت کا باتھ روم بنا ہوا تھا۔ ایک سمت ایک بہت ہی عمدہ سفید لبادہ لٹکا ہوا تھا۔ باتھ روم میں وہ تمام چیزیں موجود تھیں جو ضروریات کے لئے ہونی چاہئے تھیں۔ کیچڑ بھی عجیب و غریب تھی۔ پانی کی پھواریں پڑتے ہی وہ اس طرح ڈھل گئی جیسے وہاں اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔"

گارتھا کا ذہن گہری سوچوں میں گم تھا۔ یہ تمام کارروائی اتنے اعلیٰ پیمانے پر کی گئی ہو گی اس سے پہلے یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ بہرطور لباس تو اتارنا ہی پڑا تھا۔ چہرہ وغیرہ البتہ بالکل صاف ستھرا ہو گیا تھا۔ بحالت مجبوری اس نے وہ لبادہ جسم پر ڈال دیا اور اس کے بعد اپنا لباس وہیں چھوڑ دیا۔ پھر ننگے پاؤں ہی دوسرے دروازے سے باہر نکل گئی۔ بڑا عجیب و غریب منظر تھا۔ ایک بہت وسیع و عریض ہال تھا۔ جس کے اندر پہنچنے کے بعد یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ باہر کا ماحول اس قدر بدنما ہو گا۔ ہال میں مدہم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ فرش پر انتہائی قیمتی قالین بچھا ہوا تھا اور بہت ہی اعلیٰ قسم کی شمعیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک ایک کر کے تمام افراد ہال میں داخل ہو گئے۔ کورا گارتھا کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔"

"یہاں آ کر ہم بالکل بے بس ہو گئے ہیں میڈم کیا آپ اس بات کو محسوس کر رہی ہیں۔ گارتھا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ تورکاڈو بھی آ گیا تھا اور خاصا متاثر نظر آتا تھا۔ پھر ایک دراز قد آدمی ایک دروازے سے اندر داخل ہوا۔ جس نے بہت ہی عمدہ قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور گالوں میں گہرے گڑھے پڑ رہے تھے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"پوائنٹ سیون پر مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے آپ کی یہاں آمد کے بارے میں اطلاع ملی ہے۔ آپ لوگ پرسکون ہیں نا۔ کوئی ایسی دقت اور الجھن جو آپ کے ذہنوں میں موجود ہو۔ کیپٹن تورکاڈو نے فوراً ہی جواب دیا۔"

"نہیں ہم بالکل ٹھیک ہیں۔"

"پہلے آپ کے لئے عمدہ سی کافی پیش کی جائے گی اور اس کے بعد آپ کی تمام ضروریات کا بندوبست کر دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد واپس اسی دروازے کی جانب مڑ گیا۔ گارتھا اور کیپٹن تورکاڈو سنسنی خیز نگاہوں سے اس تمام کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔ کیپٹن تورکاڈو یہ بات کہہ چکا تھا کہ وہ اس سے پہلے یہاں نہیں آیا۔ اس کا اظہار اس کے چہرے سے بھی ہوتا تھا۔ کورا نے پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ لیکن گارتھا کے اشارے پر خاموش ہو گئی۔"

شام جھک آئی تھی، سورج ڈوب چکا تھا اور فضا میں تیزی سے اندھیرا اترتا آ رہا تھا۔ آخری ٹیم بھی اپنی کارروائی کے بعد واپس پہنچ گئی اور اس کے بعد عرشے پر اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پروفیسر اپنی بیٹی سینڈرا کے ساتھ باہر نکل آیا اور یہاں کے ہنگاموں میں گم ہو گیا تھا۔ جو چیزیں سمندر سے نکالی گئی تھیں ان کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اسد

شیرازی نے کہا۔

"آج کے دن یہ تمام اشیاء ہم اپنے ماہرین کے حوالے کرتے ہیں تاکہ ان کا تجزیہ کرکے ہمیں اپنی ماہرانہ رائے سے نوازیں اور اس کے بعد اگر کوئی ایسی شے یہاں خصوصاً دستیاب ہوئی جو ہمارے لیے کارآمد رہی تو کل مزید یہاں قیام کیا جائے گا اور صرف اسی شے کی تلاش کی جائے گی ورنہ اس کے بعد یہاں سے آگے کا سفر شروع کردیا جائے گا۔ یہی طریقہ کار پہلے متعین ہوچکا تھا، امیر ارتضا بھی سمندر کے ان نوادرات کا جائزہ لے رہا تھا، نادر قسم کی گھاس، قیمتی سیپیاں جن میں موتی جگمگا رہے تھے، بڑے عجیب و غریب قسم کے پتھر، پروفیسر نے خصوصی طور پر ان اشیاء کا جائزہ لیا تھا جو اس کے سامنے شعبان غار سے لے کر آیا تھا اور نیلے رنگ کی گھاس کی پتیاں جو ننھے ننھے پودوں کی شکل میں تھیں، پروفیسر کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھیں اور ان تمام چیزوں کے بارے میں تبصرے جاری تھے، غوطہ خور کیونکہ تھک چکے تھے، چنانچہ انہیں آرام کی اجازت دے دی گئی تھی اور جب رات ہوئی تو یہاں سے تمام سامان ہٹادیا گیا۔ ویسے یہ رات خاصی خوشگوار رات تھی کیونکہ کافی دیر تک جہاز پر رقص و موسیقی کا پروگرام ہوتا رہا تھا اور سب تفریحات میں مشغول رہے تھے۔"

دوسرے دن بھی جہاز وہیں لنگرانداز رہا۔ ماہرین کی رپورٹ کا انتظار تھا، ریسرچ لیبارٹری میں جے کاس، کشن داس اور گناپاور مصروف تھے اور بہت برق رفتاری سے ان تمام اشیاء کے تجزیے کئے جارہے تھے۔۔ جدید مشینوں پر ان اشیاء کا بھرپور طریقے سے معائنہ کیا گیا اور دوپہر کو دو بجے ان لوگوں نے اپنی ابتدائی رپورٹ پیش کردی جس میں بتایا گیا تھا کہ ایسی شے دستیاب نہیں ہوئی جو بہت زیادہ غور طلب ہو۔ ان کے اس فیصلے کو تسلیم کرلیا گیا اور اسی رات ساڑھے نو بجے لنگر اٹھادیا گیا۔ وہ تمام اشیاء جو حاصل کی گئی تھیں۔ محفوظ کرلی گئی تھیں اور لیبارٹری میں کام کرنے والوں کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ مسلسل ان کا تجزیہ کرتے رہیں۔ جہاز کا سفر پھر سے جاری ہوگیا تھا اور زندگی معمول پر آگئی تھی، شعبان نے بھی کسی خاص کیفیت کا اظہار نہیں کیا، کیپٹن ایڈگر بھی خاموش تھا، البتہ اسی شام تقریباً ساڑھے چار بجے تھے اور کیپٹن ایڈگر اپنے کیبن میں موجود تھا کہ پروفیسر کا گزر اس جانب سے ہوا اور ایڈگر اسے دیکھ کر باہر نکل آیا۔

"ہیلو پروفیسر، چہل قدمی ہورہی ہے۔"

"ہاں شام کے مناظر بہت حسین ہوتے ہیں اور عموماً میں باہر نکل کر ان کا جائزہ لیتا ہوں۔"

"آپ سے کچھ باتیں ہوجائیں پروفیسر کیا خیال ہے۔؟"

"کوئی ہرج نہیں، آؤ عرشے پر چلتے ہیں۔ پروفیسر نے کہا اور ایڈگر اس کے ساتھ عرشے پر آگیا۔"

"میں اس طریقہ کار کے بارے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں پروفیسر؟"

"کرو۔" پروفیسر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"کیا اس طرح ہم کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟" پروفیسر بولا۔

"میرا مطلب ہے سمندر وسیع ترین ہے اور ہم اس کے بہت سے ایسے علاقے چھوڑتے چلے جائیں گے جہاں ہمیں کام کی اشیاء دستیاب ہوسکتی ہیں۔"

"اس بات کا کوئی حل نہیں ہے ہمیں اسی طرح سمندر پر رواں دواں رہنا ہے ہاں اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں سے ہم اپنے ان مقاصد کی تکمیل کرسکیں تو پھر زیادہ بہتر طریقے سے کارروائی ہوسکتی ہے لیکن میرا خیال ہے خود اسد شیرازی کسی جگہ قیام نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ سمندر پر رواں رہنا چاہتا ہے۔"

"تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ ہمیں اس میں کامیابی حاصل ہوسکتی ہے؟" پروفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ بولا۔

"سمندر کی وسعتوں کو کھنگالنا کیا کسی کے لیے ممکن ہے میرے دوست ہاں اگر اس کے کسی حصے سے کوئی ایک بھی چیز مل جائے تو ہم اپنے اس سفر کو کامیاب سفر کہہ سکتے ہیں۔ ویسے اب میرے ذہن میں بھی ایک سوال پیدا ہوا ہے جس کا تم جواب دینا پسند کروگے۔"

"کیوں نہیں پروفیسر؟" ایڈگر نے کہا۔

"جس لڑکے کو تم نے اپنا نائب بنایا ہے اسے غوطہ خور کی حیثیت سے سمندر میں اتارنا کیا معنی رکھتا ہے؟" ایڈگر نے سنسنی خیز نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھا اور ایک لمحے میں فیصلہ کرلیا کہ شعبان کے مسئلے کو ہر طور پر پوشیدہ رکھنا ہے، چنانچہ اس نے کہا۔

"وہ لڑکا خود غوطہ خوری کا شوقین ہے پروفیسر اور اس کی اس خواہش پر میں نے انکار بھی نہیں کیا ویسے بھی آپ

جانتے ہیں کہ وہ اسد شیرازی کا خاص آدمی ہے اور اگر اسد شیرازی اس کے سلسلے میں کسی قسم کی رکاوٹ کا مظاہرہ نہیں کرتا تو میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے، اس میں انتظامی صلاحیتیں بھی ہیں اور جہاز کو بہتر طریقے سے آگے بڑھانے کا جذبہ بھی، چنانچہ میں نے اسے بطور نائب قبول کرلیا ہے۔" ایڈگر نے پروفیسر کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ دیکھی۔ پروفیسر نے اس کے بعد اور کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا، کچھ دیر گفتگو کے بعد اور کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد پروفیسر نے دور سے اسد شیرازی اور امیر ارتضا کو آتے ہوئے دیکھا تو اس کی جانب متوجہ ہوگیا،

ایڈگر کے ذہن میں تصور بیٹھ گیا تھا کہ پروفیسر کو شعبان پر کچھ شک ہوگیا ہے تاہم یہ ایسی بات نہیں تھی۔ شعبان کے سلسلے میں اسد شیرازی نے ہی کچھ باتیں صیغہ راز میں رکھی تھیں اگر اسد شیرازی ان کا انکشاف کردیتا اور یہ بتادیتا کہ شعبان سمندر میں غیر معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہ بات قابل قدر ہی ہوتی اس سے بظاہر تو کوئی نقصان نہیں تھا اور چونکہ ایڈگر موراس بذات خود کبھی کسی خاص لالچ کا شکار نہیں تھا اور شعبان سے کوئی ایسا فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتا تھا، جو باقی لوگوں کے علم میں نہ لاتا ہو، چنانچہ اس نے بھی اس پر کوئی بہت زیادہ توجہ نہیں دی تھی اور صرف دلچسپی کی خاطر یہ سب کچھ کرتا رہا تھا۔ چاروں ایک جگہ جمع ہوگئے اور وہ پروفیسر سے اپنی اس پہلی کارروائی کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ پروفیسر نے کہا۔

"یقینی طور پر تمہاری ریسرچ لیبارٹری میں ایسے لوگ موجود ہیں جو سمندری زندگی سے بہت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں لیکن میری رائے ہے کہ یہ طریقہ کار ناقص ہے ہمیں پہلے کسی ایک بہتر جگہ کا تعین کرنا چاہیئے اور اس کے بعد زیر آب مختلف گوشوں کی تلاش لینی چاہیئے۔ میری ابھی کیپٹن سے یہی گفتگو ہورہی تھی، چلتے پھرتے ہمیں کوئی چیز مل جائے تو یقینی طور پر یہ ممکن ہے لیکن اگر ہم سمندر کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیں تو کسی جگہ ہمیں واقعی کوئی بہت بڑی چیز بھی مل سکتی ہے۔ سرسری نگاہ سے کسی چیز پر تجربات کرکے اسے ناکارہ قرار دے دینا میرے خیال میں ایک بہتر عمل نہیں ہے۔"

"آپ کا کہنا بالکل درست ہے لیکن ہم جو اشیاء سمندر سے لائے ہیں انہیں ضائع نہیں کیا گیا اور ان پر مسلسل ریسرچ جاری ہے، بعض چیزیں تو ایسی ہیں جو بالکل ہی بے کار قرار دی گئی ہیں۔ بعض کے کیمیاوی اجزاء کا تجزیہ کیا جارہا ہے اور ہوسکتا ہے اس سے کوئی نتیجہ برآمد ہوجائے۔"

"اس کے باوجود اگر کوئی مناسب جگہ پسند آجائے تو میرے خیال میں وہاں ایک طویل قیام غیرمناسب نہیں ہوگا؟"

"ہم آپ سے بالکل متفق ہیں پروفیسر۔" اسد شیرازی نے جواب دیا اور پروفیسر گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

"اگر تم سمندر سے کوئی ایسی چیز پالیتے ہو اسد شیرازی جو کارآمد ہو تو تمہارا کیا خیال ہے اس پر مزید ریسرچ کے لیے تم کیا طریقہ کار اختیار کروگے۔"

"جو ادارہ میں نے بنایا ہے پروفیسر وہاں میں نے اپنی بساط کے مطابق ایسے انتظامات کئے ہیں جہاں ان چیزوں پر بڑی گہرائی سے نگاہ ڈالی جائے اور اگر کوئی کارآمد چیز مل جائے تو اسے باقاعدہ حکومت کے سپرد کردیا جائے اور حکومت اسے اپنی تحویل میں لے کر اس پر مزید کام کرے۔"

"تم خلوص اور سچائی کے پیامبر ہو اسد شیرازی اور تمہارے اندر کوئی کھوٹ کوئی لالچ نہیں ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تم اپنی کوششوں میں کامیاب رہوگے۔" پروفیسر نے کہا اور اسد شیرازی نے شکرگزاری کے انداز میں گردن خم کی اور بولا۔

"درحقیقت آپ کا کہنا بالکل درست ہے پروفیسر، میں ہر لالچ سے پاک ہوں اور مجھے دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بس اپنی زندگی میں اگر ایک دو کام بھی کرجاؤں تو انہیں حاصل زندگی سمجھوں گا اور بات صرف مجھ تک ہی محدود نہیں ہے ہم سب ہی ایک کشتی کے سوار ہیں اور دنیا کی فلاح کے لیے کوششوں میں مصروف ہیں تاہم پروفیسر ایک بات آپ سے اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟" پروفیسر نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اگر ریسرچ لیبارٹری میں ایسی کوئی چیز آپ کے علم میں آسکے تو آپ اس کے بارے میں انکشاف سے گریز نہ کیجیئے گا، میری خواہش ہے کہ ایک بار آپ کی ماہرانہ رائے بھی اس سلسلے میں معلوم کرلوں۔" پروفیسر ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا پھر آہستہ سے بولا۔

"مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، زیر آب کی دنیا کا

تجزیہ کرتے ہوئے اگر کوئی شے ابتداء میں میرے علم میں آگئی ہو تو میں اس کے بارے میں یہ بتاسکتا ہوں کہ اس پر کس قسم کی کارروائی کرنی چاہیئے۔"

"تو پھر آیئے کیوں نہ آپ بھی ایک نگاہ ان تمام چیزوں کا جائزہ لے لیں اور یہ بتائیں کہ ہم نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے، اس میں کہاں کمی ہے۔" پروفیسر تیار ہوگیا اور یہ لوگ لیبارٹری کی جانب بڑھ گئے امیر ارتقا بھی ساتھ تھا اور کیپٹن ایڈگر بھی۔

لیبارٹری میں ان تینوں افراد نے بڑی نفاست سے ان تمام اشیاء کو محفوظ کیا تھا اور اس کے سلسلے میں مختلف قسم کے تجربات اب بھی جاری تھے، پروفیسر ان تمام چیزوں کو دیکھنے لگا، اسی وقت شعبان بھی وہاں پہنچ گیا، دردانہ اس کے ساتھ تھی۔ اندر داخل ہو کر اس نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"مداخلت کے لیے معافی چاہتا ہوں، دراصل میں انکل شیرازی کو تلاش کر رہا تھا۔"

"آؤ۔" پروفیسر نے انگلی سے اشارہ کر کے اپنے نزدیک بلایا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس شیشے کے جار کے قریب پہنچ گیا جس میں وہ نیلی پتیاں رکھی ہوئی تھیں، پروفیسر نے انگلی سے اس کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان نیلی پتیوں کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟" بے اختیار شعبان کے منہ سے آواز نکلی۔۔

"مازم مازم۔" اور پروفیسر کے ہونٹوں پہ ایک پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن یہ بے ربط الفاظ کسی اور کی سمجھ میں نہیں آئے تھے اور وہ شعبان کے کچھ اور بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن شعبان خاموش ہوگیا تھا۔ پروفیسر نے فوراً ہی بات بدل کر کہا۔

"آپ لوگوں کو اطمینان رکھنا چاہیئے۔ اگر ایسی کسی شے کے بارے میں مجھے کچھ معلومات ہوئیں تو میں پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔ ہم اپنے طریقہ کار کو مزید بہتر بنانے کے لیے کوشش کرتے رہیں گے۔

بات ختم ہوگئی تھی پھر موضوع تبدیل ہوگیا اور وہ لوگ باتیں کرتے ہوئے لیبارٹری سے باہر نکل آئے، اسد شیرازی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ پروفیسر اپنی لیبارٹری کی جانب چلا گیا اور ایڈگر، ارتقا ہاشمی وغیرہ گفتگو کرتے ہوئے عرشے کی جانب آگئے۔ دردانہ، شعبان کے ساتھ وہاں سے چلی گئی تھی، امیر ارتقا کہنے لگا۔

"آپ لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہوں مجھے اور میری بیگمات کو اس سمندری سفر کا بہترین لطف آرہا ہے، یہ دلچسپ بات ہے کہ ہم میں سے ہر شخص ایک ہی جذبے ایک ہی خیال سے منسلک ہے لیکن ہر ایک کا طریقہ سوچ مختلف ہے۔"

"وہ کس طرح امیر ہاشمی؟" اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں سمندر سے لطف اٹھا رہا ہوں اور آپ لوگ اس کی گہرائیاں کھنگال رہے ہیں۔ آپ بھی مسرور ہیں اور میں بھی، میرا خیال ہے اس سمندری سفر سے کبھی دل نہیں بھر سکتا، کاش آپ لوگ بھی اپنی اپنی بیگمات کے ساتھ یہاں آتے۔" اسد شیرازی ہنس پڑا، کیپٹن ایڈگر بھی ہنسنے لگا پھر ایڈگر نے کہا۔

"مسٹر شیرازی نے اس سلسلے میں کوئی جھگڑا ہی نہیں پالا ویسے مسٹر شیرازی آپ نے اپنے آپ کو زندگی کے اس اہم مسئلے سے دور کیوں رکھا؟" اسد شیرازی مسکرانے لگا اور بولا۔

"اس کی وجہ میری اپنی فطرت، میری جبلت تھی، مہمات میری زندگی کا سب سے بڑا حصہ رہیں اور مجھے کسی دوسری جانب توجہ دینے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی۔"

"اس لحاظ سے آپ واقعی عجیب ہیں۔" کچھ دیر کے بعد یہ لوگ منتشر ہوگئے۔

شام جھکتی آرہی تھی اور کافی اندھیرا پھیل گیا تھا، زندگی کے معمولات جاری رہے، اسد شیرازی وغیرہ نے رات کا کھانا کھایا، اس کے چہرے پر ایک انوکھی بات دردانہ نے بھی محسوس کی تھی، یوں لگتا تھا جیسے شیرازی کسی گہری سوچ میں گم ہو، شعبان کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد یونہی ایک کرسی پر آرام کر رہا تھا، دفعتاً اسد شیرازی شعبان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"کیا تم چہل قدمی کرنے نہیں جاؤ گے شعبان؟"

"کیوں نہیں انکل، تھوڑی دیر کے بعد میں عرشے پر گشت کرنے جاؤں گا، موسم بے حد خوشگوار ہے۔"

"تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں شعبان؟" اسد شیرازی ذرا مختلف لہجے میں بولا اور دردانہ چونک کر اسد شیرازی کو دیکھنے لگی، اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ شیرازی ذرا سنجیدہ سنجیدہ سا ہے، شعبان اس کی جانب متوجہ ہوگیا۔

"جس وقت پروفیسر نے تم سے ان نیلی پتیوں کے بارے میں پوچھا تھا تو تمہارے منہ سے دو دفعہ ایک جملہ نکلا تھا۔ غالباً مازم مازم۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"بالکل انکل اس نیلی پتی کا نام مازم ہی ہے۔"

"کیا؟" اسد شیرازی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اسی وقت شعبان نے اپنے لباس سے تھوڑی سی نیلی پتیاں نکال کر ان کے سامنے رکھ دیں۔

"ارے تم نے ان نیلی پتیوں کو محفوظ رکھا ہے؟"

"ہاں انکل میں آپ کو ان کے بارے میں اپنی معلومات بتانا چاہتا تھا۔"

"اوہ خوب، بہت خوب کیا ہے یہ؟" اسد شیرازی نے سوال کیا اور شعبان نے دردانہ کی جانب دیکھا ایک لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

"مجھے کوئی ایسا چھوٹا سا برتن چاہیئے آنٹی جس میں اس پتی کا عرق نکالا جاسکے۔" دردانہ نے فوراً ہی ایک پلیٹ اس کے سامنے کر دی تھی۔ شعبان نے پتیوں کو مسلا اور انہیں چٹکیوں میں دبا دیا وہ پوری قوت صرف کر کے ان پتیوں کا عرق نچوڑنے لگا اور چند قطرے اس پلیٹ میں آگئے جن کا رنگ نیلا ہی تھا۔ پھر شعبان نے ایک ایسے برتن میں پانی مانگا جو چھوٹا ہو اور جس سے اسے دھار کی شکل میں بہایا جاسکے، دردانہ نے یہ دلچسپ تجربہ خود بھی دلچسپی سے کیا، پانی جب سامنے آگیا تو شعبان نے اس سے کہا۔

"آنٹی آپ اسے ایک دھار کی شکل میں زمین کی جانب بہائیے۔" اسد شیرازی حیرت اور دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، پانی کی دھار زمین کی جانب بڑھی اور شعبان نے وہ نیلا عرق اپنی انگلیوں میں لے کر پانی کی اس دھار پر چھڑک دیا دھار ایک دم ساکت ہوگئی تھی۔ بہتا ہوا پانی جم گیا تھا اور ایک موٹا برف کا ٹکڑا بن کر رہ گیا تھا، شعبان نے اسے انگلی سے پکڑ کر الگ کیا اور اسد شیرازی کے سامنے پیش کر دیا، ایک لمحے تک وہ کچھ بول نہ سکے، شعبان نے کہا۔

"یہ تو پانی تھا آنٹی، اگر انسان زخمی ہو جائے اور اس سے بے پناہ خون بہہ رہا ہو تو مازم کے دو قطرے اس خون پر لگا دیئے جائیں وہاں زخم اس طرح بند ہوگا کہ زندگی بھر اس جگہ سے دوبارہ خون نہیں نکلے گا۔"

"اوہ میرے خدا۔" اسد شیرازی ششدر رہ گیا۔

"دردانہ کی آنکھوں میں بھی شدید حیرت کے آثار تھے، اس نے کہا۔

"تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم شعبان؟"

"میں جانتا ہوں آنٹی اور پتھروں کے کچھ ٹکڑے بھی میں اپنے ساتھ لایا تھا یہ دیکھیئے میں نے صرف آپ کو دکھانے کے لیے ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے۔"

"ہاں تم پتھروں کے ٹکڑے لائے تھے۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"آیئے باہر آیئے آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا۔ میں ان پتھروں کے بارے میں بھی آپ کو تفصیلات بتا دوں۔" اس وقت اسد شیرازی اور دردانہ انتہائی حیرت کی نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہے تھے، یہ پراسرار وجود ایک بار پھر ان کی نگاہوں میں بے حد پراسرار ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکل آئے، شعبان نے جو تجربہ کیا تھا اور نیلی پتیوں کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ انتہائی حیرتناک تھا اور وہ اس کے سحر میں گرفتار تھے، باہر اندھیرا پھیل گیا تھا اور انہیں شعبان کی ہدایت پر اس وقت تک انتظار کرنا تھا جب تک چاند نہ نکل آیا۔ جہاز کے تمام ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اور کسی نے ان کی جانب توجہ نہیں دی تھی، چاندنی چاروں طرف پھیل گئی تو شعبان نے اپنے لباس سے پتھروں کے دو ٹکڑے نکال کر ایک جگہ رکھ دیئے پھر اس نے کہا۔

"شاید آپ کو دیر تک انتظار کرنا پڑے۔"

"کوئی بات نہیں ہم انتظار کرلیں گے۔" دردانہ اور اسد شیرازی ان پتھروں کے ٹکڑوں کو دیکھ رہے تھے جو بدنما بھدے اور بظاہر کوئی خاص اہمیت نہ رکھنے والے تھے لیکن جب چاند کی شعاعوں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا تو ان کے رنگ میں تبدیلی رونما ہونے لگی، ان کی سیاہی بھورے رنگ میں تبدیل ہوتی جارہی تھی اور یہ بدلتا ہوا رنگ ان دونوں کے لیے شدید حیرت کا باعث تھا۔

وقت گزرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد ان بھورے پتھروں نے سفید رنگ اختیار کرلیا، چاندنی کے ساتھ ساتھ ان کی رنگت میں تبدیلی ہوتی جارہی تھی اور واقعی ایک صبر آزما وقفہ رہا تھا اور خوش قسمتی یہ تھی کہ کسی نے ان تینوں کو یہاں ڈسٹرب نہیں کیا تھا، اسد شیرازی اور دردانہ پوری ہمت اور

خاموشی کے ساتھ پتھروں پر ہونے والے اس تجربے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر سفید پتھروں کا رنگ مزید تبدیل ہوا اور ان میں چمک سی پیدا ہوگئی، وہ چمکنے لگے اور پھر یہ تجربہ مکمل ہوگیا حالانکہ اس میں کافی وقت لگا تھا لیکن اس کے جو نتائج برآمد ہوئے تھے وہ اس قدر حیرت ناک تھے کہ اسد شیرازی اور دردانہ کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ پتھروں کے یہ دونوں ٹکڑے اب چاند کے دو ٹکڑے معلوم ہو رہے تھے۔ نکلتی ہوئی شعاعیں ان سے خارج ہو رہی تھیں اور وہ اس قدر خوبصورت لگ رہے تھے کہ دردانہ نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر ان میں سے ایک ٹکڑے کو اٹھایا وہ ٹھنڈا، چمکدار اور وزنی تھا وہ اسے آنکھوں کے قریب کر کے دیکھنے لگی کوئی نام نہیں دیا جاسکتا تھا اسے سوائے اس کے کہ اگر چشم تصور سے چاند کو دیکھا جاتا اور پھر اس کے کسی ٹکڑے کا تصور کیا جاتا تو وہ ٹکڑا اس وقت دردانہ کے ہاتھ میں تھا، اس کے منہ سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں نکلا۔

"میرے خدا، یہ کیا ہے؟" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"آپ چاہیں تو اسے چاند کا ٹکڑا کہہ سکتی ہیں آنٹی۔"

"مگر شعبان یہ۔"

"میں آپ کو ان کے بارے میں تفصیلات بتا رہا ہوں انکل، دراصل یہ پتھر ایک ایسے سمندری غار سے حاصل کئے گئے ہیں جہاں ہزار ہا سال سے روشنی نہیں پہنچی، پتھروں کے یہ ٹکڑے اس غار میں پڑے رہے ہیں۔ اگر انہیں سورج کی روشنی میں رکھ دیا جائے تو کچھ دیر کے بعد یہ سورج کی کرنیں جذب کریں گے اور سورج جیسے ہوجائیں گے، چاند کی روشنی میں انہوں نے چاند کا رنگ اختیار کیا ہے، یہ ان پتھروں کی نمایاں خصوصیت ہے۔" اسد شیرازی اور دردانہ بہت دیر تک سکتے کے سے عالم میں رہے تھے پھر اسد شیرازی نے آہستہ سے کہا۔

"شعبان ایک سوال کروں میں تم سے جواب دو گے؟"

"کیوں نہیں انکل۔"

"تمہیں، تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا، نیلی پتیاں، پتھروں کے ٹکڑے تم نے، تم نے ان کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کیں اور کہاں سے؟" شعبان سادہ سی نگاہوں سے اسد شیرازی کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"سمندر میرا گھر ہے انکل اور اپنے گھر کے بارے میں کون نہیں جانتا، میں سمندر کی ہر شے سے واقف ہوں، ہاں انکل سمندر کے بارے میں اگر میں آپ کو کہانیاں سنانے بیٹھ جاؤں تو آپ یقین نہیں کریں گے لیکن ہم ان کہانیوں کی جانب بڑھ رہے ہیں آپ کے سامنے ہر شے آجائے گی۔" اسد شیرازی نے ایک نگاہ دردانہ کی طرف دیکھا۔ دردانہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی، چند لمحات کے بعد اسد شیرازی نے کہا۔

"پروفیسر نے تم سے گھاس کے بارے میں پوچھا تھا تو تم نے اسے مازم کا نام کیوں بتایا؟"

"میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا تھا انکل مگر بعد میں مجھے اس کا احساس ہوا۔" چند لمحات اسد شیرازی سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ابھی تمہیں ان واقف کاریوں سے گریز کرنا ہوگا شعبان یہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے، پتھروں کے یہ ٹکڑے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے پاس رکھ لوں؟"

"مجھے ان کا کیا کرنا ہے انکل میں نے تو بس آنٹی دردانہ کو ان کی کہانی سنانے کے لیے ان میں سے دو ٹکڑے اپنے پاس محفوظ کر لیئے تھے۔"

"ٹھیک ہے اب تم چاہو تو یہاں آرام کرو یا جیسا بھی تم پسند کرو۔"

"میں ابھی عرشے پر بہت وقت گذاروں گا انکل، آپ لوگ اگر جانا چاہیں تو جائیں۔" واپسی میں اسد شیرازی نے دردانہ سے کہا۔

"پروفیسر بہت خطرناک آدمی ہیں اور میں خاصی اُلجھنوں کا شکار، اگر شعبان کے بارے میں مزید کچھ تفصیلات ان لوگوں کو بتائی جائیں تو پھر وہی خطرہ سامنے آجاتا ہے یعنی یہ کہ ان میں سے کسی کے ذہن میں لالچ پیدا ہوجائے، تم نے غور کیا ہوگا کہ شعبان کس طرح دوسروں کی توجہ کا مرکز رہا ہے، نہیں دردانہ ہمیں ہر قیمت پر شعبان کا تحفظ کرنا ہے، پروفیسر اگر کسی ایسے احساس کا شکار ہوتا ہے تو یہ اس کا عمل ہے، ہم پر لازم نہیں ہے کہ شعبان کے راز کو ان کے سامنے کھول دیں۔"

"میں آپ سے متفق ہوں سر۔" دردانہ نے جواب دیا اور اسد خاموشی سے دردانہ کے ساتھ آگے بڑھتا رہا پھر بولا۔

"لیکن شعبان کے بارے میں تم کیا کہو گی وہ کہتا ہے سمندر میرا گھر ہے، مانتا ہوں وہ سمندر میں پیدا ہوا لیکن صرف سمندر میں پیدا ہوا لیکن صرف سمندر میں پیدا ہونے کا مطلب

کیا یہ ہے کہ سمندر کی ایک ایک شے سے واقف ہوجایا جائے۔" دردانہ بھلا اس سلسلے میں کیا جواب دے سکتی تھی۔ دونوں خاموشی سے غور کرتے رہے تھے اور شاید کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے۔

"دردانہ کافی دیر تک خاموش رہی تھی اور اسد شیرازی بھی گہری سوچ میں ڈوبا رہا تھا۔" پھر اچانک وہ مسکرا دیا اور اس نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں دردانہ کہ ہمارا وہ سمندری سفر ہماری زندگی کے لیے ایک نیا آغاز تھا اور ہم جن تبدیلیوں سے روشناس ہوئے وہ شاید کبھی ہماری زندگی میں نہیں ہوتی تھیں۔"

"آپ کا یہ کہنا بالکل درست ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے چند مہمات میں بھی حصہ لیا اور میرے سپرد یہ ذمہ داری کر دی کہ شعبان کی پرورش کروں لیکن یقین کریں نجانے کیوں ذہنی طور پر میں غیر متوازن رہی اور اس کے بارے میں سوچتی ہی رہ گئی۔ کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے کہ ایک بچہ ہمارے ہاتھوں میں پل کر جوان ہوا لیکن ہم اس کی اصل شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔"

"یہی تو اس کی کشش ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ اس کے اندر یہ خوبیاں کیوں ہیں تو شاید وہ اپنی کشش کھو بیٹھے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے ایک بہت بڑی تحریک بن چکا ہے اور اس تحریک کا ردعمل تم دیکھ ہی چکی ہو۔ اپنی زندگی کا ڈھانچہ ہی تبدیل کر دیا۔ خیر مجھے ان تمام باتوں سے کوئی غرض نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ شعبان کو کسی کے ہاتھوں نقصان نہ پہنچے حالانکہ بارہا میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کچھ لوگوں کو اپنا رازدار بنا لوں۔"

"وہ کس سلسلے میں سر؟" دردانہ نے سوال کیا۔

"شعبان کے بارے میں تحقیق کے لیے اگر کچھ لوگوں کی مدد حاصل کی جائے جو قابل اعتماد ہوں تو ہم شعبان کے بارے میں بہت کچھ جان سکیں گے۔ جیسے پروفیسر بلاشبہ بڑا قابل آدمی ہے۔ تاہم یہاں سمندری تحقیقات کے لیے جو لوگ موجود ہیں وہ بھی کارآمد ہوسکتے ہیں۔ لیکن یہ سوچنے کے بعد کبھی میں اس پر عمل نہیں کر سکا۔"

دردانہ حیران نگاہوں سے شیرازی کو دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔ "لیکن سر! آپ خود یہ بتائیے کہ ہم شعبان کے بارے میں کچھ لوگوں کا اپنا رازدار بنا لیتے ہیں تو پھر سارا مسئلہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ ویسے اگر شعبان کو مکمل آزادی دی جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ سمندر میں داخل ہو کر ہمیں ایسی نادر اشیا فراہم کرے جو انسانیت کی فلاح کے کام آسکتی ہیں تو ظاہر ہے کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن پھر لوگ شعبان کی کھوج میں لگ جائیں گے۔"

"تم کیا سمجھتی ہو دردانہ، اصلیت کہیں چھپ سکتی ہے۔ مجھے نجانے کیوں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ لوگ آہستہ آہستہ شعبان کے بارے میں جانتے جا رہے ہیں۔ لیکن میں نے ایک اور فیصلہ کیا ہے؟"

"وہ کیا سر؟" دردانہ نے سوال کیا۔

"ایک بڑی عجیب بات ہے تم نے بھی اس طرح نہیں سوچا اور میں نے بھی نہیں شعبان جوان ہوچکا ہے اپنا اچھا برا سمجھتا ہے کل اگر ہم سے وہ یہ کہہ دے کہ ہم اس کے بارے میں تشویش نہ کریں وہ اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالنے کو تیار ہے تو ہم کس طرح اسے روک سکیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے یہ بات ضرور کریں گے کہ اب اپنے تحفظ کی ذمہ داری وہ خود سنبھالے اسے یہ بھی بتا دیں گے کہ اسے کیا خطرات لاحق ہوسکتے ہیں اور پھر میرا خیال ہے ہمیں اسے آزاد چھوڑنا ہوگا۔ البتہ وہ ہمارا مقصد سمجھ لے گا اس لیے وہ ہم سے خود بہتر تعاون کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ ہمارے لیے اولاد کی مانند رہے گا۔"

"آپ کا کہا درست ہے سر اور ایک بات میں بھی آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ ہم تھوڑی سی غلط فہمی کا شکار ہیں۔"

"کس سلسلے میں؟" شیرازی نے سوال کیا۔

"شعبان اس قدر احمق یا معصوم نہیں ہے۔ آپ کو ماضی کے وہ تمام واقعات یاد ہوں گے جب اسے قابو میں کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں اور اس نے اپنا دفاع خود کیا بلکہ کچھ ایسے واقعات بھی پیش آئے تھے جن کی مختصر تفصیل میں آپ کو بتا چکی ہوں۔"

اسد شیرازی کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر ہنستے ہوئے بولا۔ "تم کسی وقت اس سے بات ضرور کرنا اس موضوع پر......"

"جی سر ضرور۔" دردانہ نے جواب دیا اور اس کے بعد

خاموش ہوگئی۔

000......000

"پوائنٹ سیون پر گارتھا اور ٹورناڈو کو آئے ہوئے تقریباً سات گھنٹے گزر چکے تھے وہ ایک طرح سے بے کار ہی بیٹھے ہوئے تھے اور ابھی تک ان سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ ٹورناڈو بھی کافی پریشان نظر آ رہا تھا۔" گارتھا نے کہا۔

"کیپٹن ٹورناڈو یہاں آنے کے بعد میں ایک عجیب بات محسوس کر رہی ہوں کہ ہم لوگوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی۔ تمہیں اس سلسلے میں جو کچھ معلومات ہیں مجھے ان سے آگاہ کر دو۔ شاید تم میرے بارے میں تفصیلات نہ جانتے ہو۔ میرا اپنا ایک ادارہ ہے۔ یہ دنیا کے مختلف ملکوں کے لیے مختلف کام کرتا ہے۔ میں ان لوگوں سے بہت زیادہ تعاون کرتی ہوں۔ جن سے میرا زیادہ کاروبار رہتا ہے۔ اوشین ٹریژر انہی میں سے ایک ہے اور اس کے لیے میں نے بارہا مختلف کام سرانجام دیے ہیں لیکن اپنے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اور یہاں میں یہ محسوس کر رہی ہوں جیسے ہمیں ثانوی حیثیت دی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ اب تمہیں ہی بتانا ہوگی۔"

ٹورناڈو کے چہرے پر شرمندگی کے آثار پہلے ہی نظر آتے رہے تھے وہ دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔ "میڈم در حقیقت مجھے یہاں کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہیں معلوم، یہ بات نہیں ہے کہ میں اوشین ٹریژر کے لیے ایک بے کار اور تیسرے درجے کی حیثیت رکھتا ہوں۔ مجھے اہم ترین معاملات میں شریک کیا جاتا ہے اور اس مسئلے کو بھی اہم قرار دے کر میری خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ لیکن اوشین ٹریژر نے جو جال پھیلائے ہوئے ہیں وہ عجیب نوعیت کے ہیں گویا سمندر کی دنیا میں عام راستوں سے ہٹ کر جو پوائنٹس قائم کیے گئے ہیں دنیا کو بیوقوف بنانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں اور اس کے لیے کام کرنے والے صرف اوشین ٹریژر کے وہ رکن نہیں ہیں جو اس کے خدمت گار تصور کیے جاتے ہیں بلکہ اوشین ٹریژر نے اپنے طور پر ایسے لوگوں کا بھی تعاون حاصل کیا ہے جو بذات خود بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ اس کے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں۔"

"اس کا ثبوت میں ہوں۔" گارتھا نے کہا۔

"جی آپ نے بالکل درست کہا میرا یہی مقصد تھا۔ اب آپ دیکھیے نا کہ کوئی ایسا کام جو آپ اس ادارے کے لیے کر رہی ہوں اگر کسی جگہ آپ کے مفادات سے ٹکرا جاتا ہے تو آپ یقیناً اس سے انحراف کر لیں گی۔"

"سو فیصد۔"

"ان پوائنٹس پر بھی یہی کیفیت ہے۔ سب تو نہیں لیکن بعض پوائنٹس ایسے ہیں جہاں رہنے والے کام کرنے والے خود صاحب اختیار ہیں۔"

"اس بارے میں مجھے پہلے بتایا جانا چاہیے تھا اگر تم یہ سمجھتے ہو کیپٹن کہ میں ایک بے بس عورت ہوں اور کسی بھی جگہ کچھ نہیں کر سکتی تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ فوری طور پر تم ان سے رابطہ قائم کرو اور یہ طے کرو کہ ہمیں اپنے کام کا آغاز کب کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رکھنی ہے کہ جہاز اخناطون کہیں ہماری پہنچ سے باہر نہ نکل جائے۔"

"جی میں سمجھ رہا ہوں۔ بہتر ہے میں چلتا ہوں۔" کیپٹن ٹورناڈو وہاں سے باہر نکل گیا۔ کورا خاموش بیٹھی ہوئی گارتھا کو دیکھ رہی تھی اس نے کہا۔ "ان لوگوں نے جس طرح ہمیں نظرانداز کیا ہے یہ بات باعث توہین ہے۔" گارتھا نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ٹورناڈو واپس آگیا اور اس نے کہا۔

"میں نے بات کی ہے اور ہمیں جواب دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔"

"وقت۔" گارتھا نے سوال کیا.....

"غالباً تھوڑی ہی دیر بعد۔"

وقت کچھ اور گزر گیا یہاں دن اور رات کا صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا اور عجیب سے بے کیف لمحات گزر رہے تھے پھر ایک اور آدمی اندر آیا اور اس نے گارتھا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"میڈم آپ کو اور کیپٹن کو طلب کیا جا رہا ہے۔ آپ کی ساتھی خاتون یہیں رہیں گی۔"

گارتھا اور کیپٹن ٹورناڈو اٹھ کر آگے بڑھ گئے اس عجیب و غریب دنیا میں درحقیقت عجیب و غریب مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ زیر زمین جن

جگہوں پر ان کا قیام ہے وہ کس نوعیت کی ہیں اور سمندر کی گہرائیاں ان سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ راہداریاں بے ترتیب اور ناہموار تھیں۔ بس یہی لگتا تھا جیسے قدرتی غاروں کو قابل استعمال بنا لیا گیا ہو۔ ایک جگہ پہنچنے کے بعد اس شخص نے کیپٹن ٹورناڈو سے کہا۔

"سر آپ ادھر تشریف لے آئیے اور میڈم آپ سامنے والے راستے سے اندر چلی جائیں مسٹر گارڈیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

گارتھا نے ایک لمحے کے لیے کیپٹن ٹورناڈو کو دیکھا اور خاموشی سے اس راستے پر چل پڑی جس طرف اسے جانے کا اشارہ کیا گیا تھا۔ دروازہ بہت تنگ تھا لیکن اس کی دوسری جانب ایک بہترین اور کشادہ ہال نما کمرہ پھیلا ہوا تھا۔ جس کی چھت میں فانوس لٹکے ہوئے تھے جن میں شمعیں روشن تھیں۔ اس جگہ سوٹ میں ملبوس وہی شخص ایک کرسی پر بیٹھا نظر آیا جو گارتھا سے پہلے ملا تھا اور جس کے رخساروں میں پڑنے والے گڑھے بہت خوبصورت لگتے تھے۔

گارتھا کا اس نے کوئی استقبال نہیں کیا بس اسے دیکھ کر مسکراتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرا رہی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور اس کے قریب پہنچ گئی۔

"تشریف رکھیے میڈم! آپ کو یقیناً انتظار کی تکلیف برداشت کرنا پڑی ہوگی اور کوئی تکلیف نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں؟"

گارتھا جواب دیے بغیر آہستہ سے چلتی ہوئی ایک کرسی پر جا بیٹھی اور اس شخص کی جانب دیکھنے لگی۔ حالات کا احساس اسے بخوبی ہو رہا تھا۔

"مجھے یہ احساس ہے کہ آپ شدید ذہنی بحران کا شکار ہیں۔" اس شخص نے دوبارہ کہا۔

"مسٹر اپنے احساسات کا تذکرہ مجھ سے نہ کیجیے۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اب آپ کا پروگرام کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کیپٹن ٹورناڈو کے ساتھ جس مقصد کے لیے یہاں آئی ہوں کیا آپ کو اس سے واقفیت حاصل ہے یا نہیں۔"

"کیوں نہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ اب ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اوشین ٹریژر کے احکامات کے مطابق مجھے اور میری ساتھی لڑکی کو اس جہاز تک پہنچ جانا چاہیے؟"

"یقیناً مجھے تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔"

"آپ کو میں کس نام سے مخاطب کروں؟"

"او ہو مجھے یہاں گارڈیل کہا جاتا ہے۔"

"اور میرا نام گارتھا ہے۔"

"گڈ کم از کم ہمارے ناموں میں کچھ اتفاق ہے۔" گارڈیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے رخساروں کے گڑھے مزید گہرے ہوگئے۔

گارتھا نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے ان ناموں کے مل جانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مسٹر میں نے آپ سے جو کچھ کہا ہے اس کا جواب ابھی تک نامکمل ہے۔"

"میں یہی عرض کر رہا تھا کہ کچھ وقت لگ جائے گا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم آپ کو کچھ دیر اپنا مہمان رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک آپ کا خیال ہے کہ دیر ہو جانے کی وجہ سے وہ جہاز زیادہ فاصلہ طے کر لے گا تو بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ جہاز عام سمندری راستوں سے ہٹ کر اس سمت نکل آیا ہے اور اب وہ جگہ ہماری نگاہوں میں ہے۔ اگر اس کا سفر کچھ طویل بھی ہوگیا تو آپ کو انتہائی برق رفتاری سے وہاں پہنچا دیا جائے گا اور آپ بآسانی اپنا یہ کام کر سکیں گی۔"

"اتفاق سے آپ کو حالات کا علم نہیں ہے میں اوشین ٹریژر کی نمائندہ ضرور ہوں ملازم نہیں اور آپ کو یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ میرا اپنا ایک ادارہ ہے اور میں اسے چلاتی ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوئی یہ سن کر۔" اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ میں وقت کا خصوصی طور پر خیال رکھتی ہوں گزرنے والا ایک ایک لمحہ میرے لیے قیمتی ہوتا ہے جو کام مجھے کرنا ہے اسے پورا کرنے کے بعد دوسرے کام کا فیصلہ کرتی ہوں۔"

"میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں۔ لیکن مہمان نوازی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ یہ عجیب و غریب جزیرہ آپ کو کیسا لگا۔ یہ بات تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس سے پہلے آپ کا اس طرف آنا نہ ہوا ہوگا۔"

"ہاں ظاہر ہے۔ اوشین ٹریژر سے میرا صرف اتنا ہی واسطہ ہے کہ میں اس کے لیے چھوٹے موٹے کام کر دیتی ہوں۔"

"اوہو میں نے ابھی تک آپ کی خاطر مدارات کا کوئی بندوبست نہیں کیا۔" یہ کہہ کر اس شخص نے بیٹھے بیٹھے ایک بٹن دبایا اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک خودکار ٹرالی اس سمت آنے لگی۔ گارڈل نے اس پر رکھے ہوئے برتن اپنے سامنے اٹھا کر سجا لیے پھر شراب کے دو گلاس بنائے اس نے مختلف بوتلوں سے شراب گلاسوں میں ملائی تھی اور ایک گلاس بڑے احترام سے گارتھا کو پیش کر دیا تھا گارتھا نے خود کو نڈر ظاہر کرنے کے لیے گلاس اپنی جانب سرکایا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگی۔ گارڈل نے بھی اپنا گلاس اٹھالیا تھا۔

"ہاں تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ مہمان نوازی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تھوڑا سا وقت تو ہمیں دیجیے اور پھر آپ سے ایک عرض کی جائے۔ سمندر سے ہٹ کر اس عجیب و غریب دنیا میں آپ نے اوپر کے مناظر دیکھے ہوں گے کوئی انسان غلطی سے یہاں آ بھی جاتا ہے تو انتہائی نفرت سے منہ سکوڑ کر واپس چلا جاتا ہے یہ اوشین ٹریژرز ہی کا کارنامہ ہے کہ اس نے ان پوائنٹس کو ایسا بنا دیا ہے کہ یہاں انسان کا گزر نہ ہو اور آپ دیکھ رہی ہیں کہ ہم یہاں کس طرح کی بدگمان زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں طویل عرصے کے لیے یہاں بھیج دیا گیا ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری واپسی کب ممکن ہو۔ چنانچہ اگر کوئی حسین مہمان آجائے تو وہ ہمارے لیے کس قدر قابل احترام ہو سکتا ہے آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہے۔ ارے آپ کا گلاس جوں کا توں بھرا ہوا ہے۔ لگتا ہے آپ پینے کے معاملے میں زیادہ پرجوش نہیں ہیں۔"

گارتھا نے غصیلے انداز میں گلاس اٹھا کر اپنے حلق میں انڈیل لیا۔

اس نے گارتھا کا گلاس پھر سے بھر دیا گارتھا نے چونک کر اسے دیکھا، دیکھتی رہی..... اور گارتھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ گارڈل بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہا تھا وہ اسے شراب پلا کر نشے میں لانا چاہتا تھا تاکہ اپنی مطلب براری کر سکے لیکن شراب اور گارتھا دو ایسی چیزیں تھیں جن میں آپس میں کوئی اختلاف تھا ہی نہیں۔ وہ خالی پیٹ اتنا پی سکتی تھی کہ عام آدمی اس کا آٹھواں حصہ [illegible] کر دوبارہ سانس نہ لے سکے۔ اس نے یہ گلاس بھی اسی انداز میں معدے میں انڈیل لیا اور گارتھا نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی۔

"ویری گڈ۔ آپ جیسی حسین شخصیت کو اسی قسم کا ہونا چاہیے تھا۔ آپ مجھے کسی بھی طور ایک عام خاتون نہیں معلوم ہوتیں۔"

"میں یہاں سے بہت جلد چلی جانا چاہتی تھی مسٹر گارڈل لیکن آپ نے اپنی شخصیت کے کچھ ایسے نقوش چھوڑے ہیں کہ اب مجھے جانے کی جلدی نہیں ہے۔"

گارڈل کے ہونٹ ایک لمحے کے لیے سکڑ گئے۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ اس کا اندازہ پہلے تو یہ تھا کہ گارتھا نے اچانک ہی یہ رویہ کیوں بدلا ہے لیکن شراب کے خالی گلاس کو دیکھ کر اسے اس بدلے ہوئے روپ کی وجہ معلوم ہو گئی جبکہ درحقیقت وجہ نہیں تھی۔

"مسٹر گارڈل!" گارتھا بولی۔ "آپ نے ابھی کہا تھا کہ اگر میں اوشین ٹریژرز کو خیرباد کہہ دوں تو اس کے بعد آپ کے پاس میرے لیے بہت سے کام ہیں۔ یہ جانے بوجھے بغیر کہ میری شخصیت کیا ہے۔ آپ نے مجھے یہ پیشکش کر دی؟"

"اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ اوشین ٹریژرز کا کام کرنے کے باوجود اپنے لیے بھی کچھ کرتے رہتے ہیں۔"

"پوائنٹ سیون کے بارے میں مجھے کچھ اور تفصیلات بتائیے۔ مسٹر گارڈل۔"

"پوائنٹ سیون ہی نہیں میں آپ کو یہاں اوشین ٹریژرز کے سارے معاملات کے بارے میں تفصیلات بتانے سے گریز نہیں کروں گا۔ دراصل ہم لوگ یہاں بہت کچھ کرتے رہتے ہیں۔ ویسے اوشین ٹریژرز دنیا بھر کے سمندروں سے اپنے مطلب کی اشیا نکال کر دنیا میں روشناس کرانے کا خواہشمند ہے اور اس کا مقصد دولت کا حصول صرف اور صرف دولت کا حصول؟ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ شاید آپ کو اس بات کا علم ہو کہ اوشین ٹریژرز کے ذریعے بہت سے ایسے سرمایہ کار سرمایہ کاری کرتے ہیں جو عجیب و غریب اشیاء کے تاجر ہوتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ سمندری تیل بھی بہت سے لوگوں کا نکتہ نگاہ ہوتا ہے اور اس وقت دنیا میں چھ ایسے ممالک ہیں جنہیں اوشین ٹریژرز نے ان کے نواحی سمندروں میں تیل دریافت کر کے دیا ہے اور اس کی باقاعدہ رائلٹی حاصل کرتا ہے۔"

"ویری گڈ لیکن یہ بتائیے کہ آپ نے اس جزیرے کو اوپر سے جتنا بدنما بنا رکھا ہے اور جس طرح آپ کے آدمی اس پر زندگی گزارتے ہیں کیا اس سے آپ کو بیزاری نہیں ہوتی۔"

"انتہائی شدید لیکن کیا، کیا جائے۔ بعض اوقات کاروبار اسی انداز میں چلتے ہیں۔ ویسے یہ جزیرہ بے حد خوفناک ہے اور اوپر سے اسے ایسا بنا دیا گیا ہے کہ اگر کوئی یہاں آکر پھنس جائے اور ہم سے عدم تعاون کر کے نکلنے کی کوشش کرے تو یہ اس کے لیے ممکن نہیں ہوسکتا۔ صرف چند ایسی پٹیاں ہیں جن سے گزر کے ساحل تک جایا جاسکتا ہے۔ اگر راستے تبدیل کر کے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی جائے تو اس کے بعد زندگی کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔"

"کیوں؟" گارتھا نے سوال کیا۔

"بڑے بڑے گہرے گڑھوں میں کیچڑ اوپر تک بھری ہوئی ہے اور اس کی سطح اطراف کی زمین کے برابر ہے اگر کوئی ان میں گر جائے تو پھر ان گڑھوں کی گہرائیوں میں ایک لمحے سانس لینے کی مہلت نہیں ملتی۔"

"بہت خطرناک انتظامات کر رکھے ہیں۔ آپ کے آدمی اس میں نہیں پھنستے ہیں؟"

"ہاں پھنس جاتے ہیں۔ شراب کے نشے میں اگر کوئی باہر نکل جائے تو یہ اس کی اپنی ذمہ داری ہے اور پھر اس کی واپسی کے کوئی امکانات نہیں ہوتے۔ آپ کا یہ گلاس ابھی تک خالی ہے۔"

گارتھا نے وہ گلاس بھی اپنے معدے میں اتار لیا تب گارڈل نے کہا۔

"میڈم گارتھا آپ اتنی حسین ہیں کہ میں نے پہلی ہی نگاہ میں آپ کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کچھ وقت آپ کو اپنا مہمان ضرور رکھوں گا۔"

گارتھا مسکرائی پھر بولی "مجھے اعتراض نہیں ہے۔ لیکن خطرہ صرف یہ ہے کہ وہ جہاز کافی دور نکل جائے گا۔"

"اس کی ضمانت میں لیتا ہوں۔"

"تو پھر میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں مسٹر گارڈل؟" گارتھا نے سوال کیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خطرناک چمک لہرا رہی تھی۔ شاید وہ کسی فیصلے پہ پہنچ گئی تھی۔ دفعتاً دو افراد دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ وہ ہانپ رہے تھے انہوں نے کہا۔

"ایک حادثہ ہو گیا ہے ان خاتون کی ساتھی لڑکی نے دو افراد کو قتل کر دیا ہے۔ جل اور جان اس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں"

گارڈل اچھل کر اٹھ کھڑا ہو گیا۔ گارتھا بھی چونک پڑی تھی۔

000......000

"پروفیسر کے چہرے پر لاتعداد شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔ نیلی پتیاں ایک میز پر رکھی ہوئی تھیں اور اس پر چھوٹے چھوٹے گیس کے چولہے اور ایسی ہی کئی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ پروفیسر ان پتیوں پر کئی گھنٹوں سے مصروف تھا۔ اس وجہ سے اس کے چہرے پر تھکن کے آثار پائے جاتے تھے۔ گیس کے ایک جلتے ہوئے چولہے پر اس نے اسٹیل کی ایک پلیٹ رکھی اور اس کے گرم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ بعد ازاں اس نے نیلی پتیوں میں سے چار پتیاں اٹھا کر اس پلیٹ پر رکھیں گرم پلیٹ پر پتیاں فوراً ہی چرمرا کر رہ گئی تھیں۔ اب ان کی جلی ہوئی راکھ کے سوا پلیٹ پر اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ پروفیسر نے چولہا بند کیا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اور اس کی نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں۔

"کون ہے آجاؤ۔" اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ آنے والا لیب انچارج کشن داس تھا۔ پروفیسر اسے دیکھ کر چونک گیا کشن داس پہلی بار اس طرح اس لیبارٹری میں داخل ہوا تھا اس نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"پروفیسر مداخلت کی معافی چاہتا ہوں مگر آنا ناگزیر تھا۔" کشن داس نے اپنی جیب سے وہی چند نیلی پتیاں نکال کر پروفیسر کے سامنے رکھ دیں اور پروفیسر سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ "سر ہم نے بہت سی چیزوں پر تجربات کیے ہیں جیسے کہ سمندر سے ملنے والے کچھ پتھروں میں ایسے کیمیاوی مادے دریافت ہوئے ہیں جو بڑے کارآمد ہیں اور ان کے بارے میں ہم نے سرسری رپورٹیں تیار کی ہیں۔ جو بعد میں پیش کی جائیں گی لیکن یہ نیلی پتیاں ابھی تک ناقابل فہم ہیں۔"

"سمندری گھاس۔ اس کے علاوہ یہ اور کیا ہو سکتا ہے۔" پروفیسر نے بے نیازی سے کہا اس نے غیر محسوس انداز میں میز پر رکھی ہوئی نیلی پتیاں اٹھا کر جیب میں ڈال لی تھیں۔ کشن داس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نظر آرہے تھے۔

اس نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ تمام چیزیں جو بیکار سمجھی گئی تھیں اور جس کے لیے آپ کی منظوری حاصل کی گئی تھی بیکار سمجھ کر پھینک دی گئی ہیں۔ لیکن ان نیلی پتیوں کے بارے میں، میں ایک ایسی بات جانتا ہوں جو ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی اور میں کسی قدر پریشان بھی ہوں۔"

پروفیسر کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے کچھ تبدیلیاں ہوئیں دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور بولا۔

"وہ کیا بات ہے کشن داس جو آپ اس سلسلے میں جانتے ہیں؟"

"سر۔ میرا تعلق ہندوستان سے ہے اور ہندوستان جس قسم کی روایات کا مرکز ہے شاید آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں۔ یہ بات میری نوجوانی کی ہے میں نے اپنا کام تو شروع کر دیا تھا اور جڑی بوٹیوں پر میری ریسرچ جاری تھی میں نے اس زمانے میں ایک سادھو کو دیکھا اسی کے پاس نیلی پتیاں دیکھیں سادھو کے پاس وہ پتیاں کہاں سے آئیں اور ان کا تعلق سمندر سے تھا؟ یہ بات اس وقت میرے علم میں بالکل نہیں تھی۔ سادھو نے اپنے شعبدے دکھاتے ہوئے ان پتیوں کا بھی ایک شعبدہ کھایا تھا اور چونکہ یہ میری فیلڈ کی چیز تھی اس لیے وہ شعبدہ میرے ذہن میں محفوظ رہا۔"

"کیسا شعبدہ تھا؟" پروفیسر نے سوال کیا۔

"سر اس نے ایک پیالے میں پانی منگوایا تھا اور ان میں سے چند نیلی پتیوں کو چبا کر پانی میں ڈال دیا تھا لمحہ بھر میں وہ پانی پتھر جیسا بن گیا تھا ایک عجیب و غریب پتھر اور سر پھر وہ پتھر کبھی توڑا نہیں جا سکا۔"

پروفیسر نے عجیب سی نگاہوں سے کشن داس کو دیکھا اور بولا۔ "کشن داس انہی پتیوں کی بات کر رہے ہو نا تم....."

اس نے جیب سے دو پتیاں نکال کر سامنے رکھ دیں۔

"جی سر بالکل یہی۔ یہ میرے پاس بھی موجود ہیں۔"

"انہیں کبھی زبان تک نہ لے جانا۔ یہ مہلک ترین زہر ہے اگر اس ایک پتی کو تم نے دانتوں کے نیچے دبا لیا اور اس کے ذائقے سے روشناس ہو گئے تو پھر تم اس ذائقے کے بارے میں کسی کو بتانے کے قابل نہیں رہو گے۔ شاید سائنائٹ اسی سے بنایا گیا ہے۔ بشرطیکہ سائنائٹ کا فارمولا ہمیں مل جائے۔"

کشن داس کے چہرے پر خوف کے آثار پھیل گئے اس نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن سر یہ میری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے کہ اس شخص نے یہ پتیاں چبائی تھیں اور انہیں پانی میں تھوک دیا تھا۔"

پروفیسر بیرن نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں اس بات سے انکار نہیں کرتا۔ تمہارے ہاں جو سادھو ہوا کرتے ہیں ان کی کچھ تفصیلات میرے علم میں ہیں۔ اپنی زندگی کو وہ اسی قسم کے تجربات کی نذر کر دیتے ہیں اور پھر تجربات کو اپنے سینے میں دبائے اس دنیا میں چلے جاتے ہیں بس لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے وہ اپنے آپ کو اس قسم کا بنا کر پیش کیا کرتے ہیں اس سادھو نے یقیناً بچپن سے زہر کا استعمال کیا ہو گا اور پھر وہ زہر اس کے جسم میں اس قدر رچ بس گیا ہو گا کہ کوئی دوسرا زہر اس پر اثر انداز نہیں ہوتا ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ پتی چبانے کے باوجود وہ زندہ رہا لیکن ایک عام آدمی اس قسم کے زہر کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

"جی سر میں سمجھ رہا ہوں۔ اس کا مقصد ہے کہ آپ بھی ان پتیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نیلی پتیاں میرے لیے بھی باعث دلچسپی ہیں لیکن کشن داس کسی بھی طرح ہم ان کا عرق حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ انہیں اگر آگ میں جلاؤ تو ان میں سے تیل نہیں نکلتا۔ ان میں صرف پانی ہوتا ہے اور یہ ایک لمحے میں جل کر خاکستر ہو جاتی ہیں۔ اگر انہیں بھاپ میں پکا کر ان کا عرق نکالنے کی کوشش کی جائے تب بھی کچھ نہیں ہوتا چونکہ پانی ان پتیوں سے گزر نہیں سکتا۔ یہ سارے تجربے میں نے کر لیے ہیں اور ابھی تک ان کا راز پانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ اگر تم چاہو تو کسی چھوٹے موٹے جاندار پر اس کا تجربہ کر سکتے ہو۔"

"نہیں سر۔ مجھے اندازہ ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا درست کہا ہو گا۔" پروفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"یوں کرو اپنے ساتھیوں کو اس کی حقیقت بتانے کے لیے سمندر سے ایک زندہ مچھلی نکالو اور اسے پانی میں چھوڑ دو۔ مچھلی کے سامنے پانی کی یہ پتی ڈال دو مچھلی وہاں سے بھاگ جانے کے لیے بے چین ہو جائے گی۔"

"یہ ایک دلچسپ تجربہ ہو گا سر اور میں اسے ضرور اپنے ساتھیوں کے سامنے کروں گا۔ لیکن سر آپ......"

"ہاں ظاہر ہے میں بھی سمندری دنیا سے دلچسپی رکھتا ہوں اور اس سلسلے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر کسی طرح تم اس پتی میں سے عرق کی دو بوندیں نکالنے میں بھی کامیاب ہو جاؤ تو مجھے وہ طریقہ کار بتانا میں تم سے آئندہ بھی مسلسل تعاون کروں گا۔"

"آپ کا بے حد شکریہ پروفیسر۔ بس میں اس لیے آپ کے پاس آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کچھ راہنمائی آپ سے حاصل ہو جائے۔" یہ کہہ کر کشن داس نے اجازت طلب کی اور باہر نکل گیا سینڈرا اندر داخل ہو گئی۔ پروفیسر نے اپنی بیٹی کو دیکھا اور اس کے چہرے پر کسی قدر ناخوشگوار تاثرات پھیل گئے۔

"ہیلو ڈیڈی۔ کیا ہو رہا ہے؟" پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سینڈرا اس کے قریب پہنچ گئی۔

"کیا بات ہے آپ بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔"

"ہاں مجھے تم سے ایک شکایت ہے۔" پروفیسر نے کہا۔ "تمہیں یاد ہو گا میں نے تم سے کہا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے تم شعبان سے دوستی کرو لیکن ابھی تک تم اس میں ناکام رہی ہو۔"

"آپ نے مجھے لڑکوں سے اس قدر دور رکھا ہے اور اس طرح تربیت کی ہے کہ دوستیاں کرنے کی اب میری عادت نہیں رہی ہے۔"

پروفیسر نے بدستور ناخوشگوار انداز میں سینڈرا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر اتفاق سے مجھے کوئی ضرورت پیش آ جائے تو کیا تم ان لمحوں کا انتقام لو گی مجھ سے جو تمہارے لئے ناخوشگوار رہے۔"

"لوہ نہیں۔ ڈیڈی آپ نے یہ کیوں محسوس کیا؟"

"تو پھر میرے حکم کی تعمیل کرو۔ کسی سے دوستی کرنے کے لیے سابقہ تجربہ ضروری نہیں ہوتا۔ اگر تم اس سے دوستی کر لو تو میرے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔"

"ڈیڈی آخر وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس کے لیے آپ اس نوجوان کو اس قدر اہمیت دے رہے ہیں؟"

"کیا میں نے تمہیں زیر سمندر اس کی شخصیت کا نظارہ نہیں کرایا تھا؟"

"بے شک وہ ایک انوکھا انسان ہے۔ لیکن ڈیڈی آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں تو اس معاملے میں اس حد تک جانے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہاں میں اس حد تک جانے کے لیے تیار ہوں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مجھے تمہارے مستقبل کا احساس بھی ہے وہ نوجوان ہر طرح سے قابل اعتماد ہے۔ اگر تم اسے اپنا دوست بنانے میں کامیاب ہو گئیں اور یہ دوستی محبت کی حدود میں داخل ہو گئی تو وہ ایک بہترین ساتھی ثابت ہو گا۔ تمہاری زندگی کا بھی اور میرے اپنے مشاغل کا بھی۔"

سینڈرا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ وہ کسی خیال میں گم ہو گئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پروفیسر کی سختیوں نے اسے تھوڑا سا مختلف بنا دیا تھا۔ لیکن دل میں جو جذبات قدرتی ہوا کرتے ہیں ان سے وہ بھلا کیسے دور رہ سکتی تھی اور اس کے چہرے پر ایک گلابی سی کیفیت ابھر آئی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آپ حکم دے رہے ہیں مجھے اس کام کا اس لیے مجبوراً میں یہ کوشش کروں گی اور پھر آپ کا کوئی اعتراض مجھے ناپسند ہو گا۔"

"وہ۔ میں نے تم سے کب کہا کہ میں کوئی اعتراض کروں گا لیکن کچھ حدود ہوا کرتی ہیں دوستی کی اور اس کے بعد کے معاملات کی....."

"او کے اب آپ مجھے ان حدود کی جانب نہ لے جائیے۔" سینڈرا نے کہا اور پروفیسر پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

☆☆

گارتھا گارڈیل کے ساتھ دوڑتی ہوئی وہاں تک پہنچی جہاں اس کے دونوں ساتھیوں نے اس کی راہنمائی کی تھی۔ وہی جگہ تھی جہاں کورا مقیم تھی۔ گارڈیل بے اختیارانہ انداز میں اندر داخل ہو گیا اور پیچھے ہی گارتھا بھی کورا ایک گوشے میں پرسکون بیٹھی ہوئی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر زمین پر دو افراد پڑے ہوئے تھے۔ جن کے منہ ناک اور کان سے خون نکل رہا تھا۔ جس اس طرح مڑے تڑے ہوئے تھے جیسے انہوں نے سخت اذیت کے عالم میں جان دی ہو۔ گارڈیل انہیں وحشت ناک نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ گارتھا نے فوراً ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کی گردنیں توڑ دی گئی ہیں کورا نے سرد نگاہوں سے گارڈیل اور اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمیوں کو دیکھا لیکن اس کے عقب میں گارتھا کو دیکھ کر وہ احتراماً کھڑی ہو گئی اور اس نے گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر گردن خم کی۔

گارتھا آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی تھی۔

"کورا۔ کیا یہ سچ ہے کہ تم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔؟"

"جی میڈم۔" کورا نے سپاٹ اور سرد لہجے میں جواب دیا۔

گارڈیل نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"لیکن کیوں؟"

"میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔ مسٹر آپ جو کوئی بھی ہیں ان کی لاشیں یہاں سے اٹھوائیے۔ مجھے گندگی ناپسند ہے۔" کورا نے درشت لہجے میں جواب دیا۔ گارتھا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور اسے تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا تھا کورا۔ بتاؤ تو سہی!"

"میڈم۔ یہ دونوں شرط لگا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان میں سے ایک پہلے مجھے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ دوسرا کہہ رہا تھا کہ نہیں میں اس کی ملکیت ہوں۔ میں نے ان دونوں کو سمجھایا لیکن یہ دونوں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنی اس شرط کو پورا کر لینے کے لیے بالآخر میری جانب پیش قدمی کی تھی پھر ظاہر ہے میڈم اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا تھا۔"

"تم نے انہیں ہلاک کر دیا۔" گارڈیل غراتے ہوئے کہا۔

"یہ ضروری تھا مسٹر اور جو اقدامات ضروری ہوتے ہیں میں ان میں کسی سے مشورہ نہیں کرتی۔"

"اس کا نتیجہ جانتی ہو۔" گارڈیل بدستور دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں یہ میرا شعبہ نہیں ہے۔ نتیجے سے واقفیت صرف میڈم کو ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کو نہیں۔"

"میڈم گارتھا یہ ایک انتہائی اقدام ہے اور آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ آپ نہیں جانتیں یہ موت کا جزیرہ ہے اور یہاں اچھے اچھے چوکڑی بھول جاتے ہیں۔"

"میں خود موت ہوں مسٹر۔ مجھ سے بات کرو، کتنے آدمی ہیں آپ کے اس جزیرے میں اور کتنے بہادر ہیں وہ لوگ۔ آپ یوں کیجیے ان میں سے چار چار کو اس کمرے میں بھیج دیجیے کچھ دیر بعد آپ یہاں تنہا ہوں گے۔"

"تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو؟"

"سوری مائی ڈیئر گارڈیل وہ سچ کہہ رہی ہے آپ کے یہاں کتنے ہی افراد ہوں، پوری آبادی ہو یہاں، چار چار

اس نے احتیاطاً و اخلاقاً کہا ہے کیونکہ بہت ساری لاشوں کو اٹھانے میں بھی دقت ہوتی ہے اگر ضرورت پڑنے پر آپ آٹھ آٹھ افراد کو اس کمرے میں اس کے ساتھ تنہا چھوڑ دیں اور ان سے کہیں کہ اس پر قابو پالیں تو ناممکن ہوگا آپ چاہیں تو یہ تماشا کر کے دیکھ سکتے ہیں۔" گارتھا نے کہا۔

گارڈیل شدید غصے میں اور پریشان تھا اور شاید حیران بھی تھا۔ پھر اس نے گارتھا سے کہا۔

"اس کارروائی کے بعد میں بھی تمہاری مدد نہیں کر سکوں گا اور یہ لڑکی یہ حد سے بڑھ کر دعوے کر رہی ہے اور تم اس کا ساتھ دے رہی ہو۔ کون ہو تم لوگ اور اپنے آپ پر اس قدر نازاں کیوں ہو یہ آٹھ آدمیوں کو ہلاک کر سکتی ہے۔ شاید میں پہلی بار اپنے آپ کو اتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں ورنہ تم نہیں جانتیں گارتھا یہ جان اور بل ہمارے آدمی نہیں تھے۔ بلکہ وہ کسی کے بھیجے ہوئے تھے۔ اس لیے اب میں تمہارے معاملے میں بھی خود کو بے بس سمجھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری مدد نہ کر سکوں کیونکہ ان کے بارے میں مجھے اوپر اطلاع دینا ہوگی۔ افوہ یہ غلط ہو گیا اگر میرے دو آدمی مارے جاتے تو میں خاموشی سے برداشت کر لیتا۔ لیکن اب اس صورتحال میں تم نے میرے سارے منصوبے فیل کر دیے ہیں۔"

"مسٹر گارڈیل ہم اوشین ٹریژر کے حوالے سے یہاں آئے ہیں اور ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ پوائنٹ سیون پر اوشین ٹریژر کے مفادات کی نگرانی ہوتی ہے۔ ہمیں اس بیوقوف کپتان نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں سے ہمیں اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے آسانیاں فراہم ہو سکتی ہیں لیکن آپ کے ساتھیوں نے شاید ہمیں مال غنیمت سمجھ لیا تھا۔ آپ کو اس کا بندوبست کرنا چاہیے تھا کہ یہ احمق اعتدال میں ہی رہتے تو اچھا تھا۔"

"پھر بھی گارتھا میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔ کپتان سے میں بات کیے لیتا ہوں وہ اپنے بارے میں خود اوشین ٹریژر کو جواب دہ ہوگا فی الحال میں آپ لوگوں کو یہاں قید کیے دیتا ہوں۔" گارڈیل نے کہا اور ایک دیوار پر ہاتھ رکھ کر بٹن دبا دیا۔ ایک تیز سرسراہٹ کے ساتھ سلاخوں کا ایک کٹہرہ اوپر سے نیچے آ پڑا اور اس حصے کو اس نے محدود کر دیا۔ جہاں اس وقت گارتھا اور کورا موجود تھیں۔

گارتھا نے گارڈیل کو دیکھا اس کے چہرے پر شدید غصے

کے آثار نظر آئے۔ پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کیے اور ایک خوفناک آواز نکال کر فضا میں اچھلی۔ اس کا ایک پاؤں اس سلاخوں والے دروازے کی ایک سلاخ پر پڑا اور سلاخ درمیان سے دوہری ہو گئی اس کا اوپری حصہ جو غالباً چھت کے پتھروں میں پیوست تھا اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے جھک آیا اور اوپر سے پتھروں کی کرچیاں نیچے آ پڑیں۔ گارتھا بآسانی دوسری چھلانگ لگا کر اس مڑی ہوئی سلاخ کے درمیانی حصے سے باہر نکل آئی لیکن گارڈیل چالاک آدمی تھا۔ اس نے برق رفتاری سے لمبی چھلانگ لگائی اور غار سے باہر نکل گیا۔ فوراً ہی ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک پتھریلی چٹان نے اس دہانے کو بند کر دیا۔ جو یہاں آنے جانے کا راستہ تھا۔

گارتھا اب اس پتھریلے غار میں قید ہو گئی تھی اور اب اس غار سے باہر نکلنا ان کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔

دوسری جانب گارڈیل کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔ وہ خوفزدہ بھی تھا اور پریشان بھی۔ اس کے دونوں ساتھی اس سے پہلے ہی باہر نکل گئے تھے۔ گارڈیل نے اپنے آپ کو سنبھالا اپنا حلیہ درست کیا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ جن حالات کا شکار نظر آتا تھا اب ان کا شائبہ بھی اس کے چہرے پر نہیں تھا۔ وہ اسی جگہ واپس آگیا جہاں اسے قتل کی اطلاع دی گئی تھی۔ دونوں لاشیں ابھی اندر ہی پڑی ہوئی تھیں اور انہیں وہاں سے نکالنا بھی ضروری تھا۔ غالباً وہ ایسی مشکلات میں پھنس گیا تھا جس کا حل ابھی اس کے پاس موجود نہیں تھا۔ اپنے رہائشی حصے میں پہنچنے کے بعد اس نے شراب کی وہی بوتل اٹھائی اور ہونٹوں سے لگالی۔

کافی شراب حلق میں انڈیلنے کے بعد اس نے بوتل رکھی اور اپنے ہونٹ خشک کر کے خلا میں گھورنے لگا۔ چند لمحے وہ اسی طرح بیٹھا رہا اور پھر ایک جگہ پہنچ کر اس نے ایک چھوٹے سے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"سب میرین کے کیپٹن نورناڈو کو فوراً میرے پاس پہنچا دو۔"

کیپٹن گارڈیل کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ پریشان نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"بیٹھ جاؤ کیپٹن نورناڈو۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی سر۔"

"اوشین ٹریژر میں تم کتنے عرصے سے کام کر رہے ہو۔"

"طویل عرصہ ہو گیا ہے۔" نورناڈو نے جواب دیا۔

"اس سے پہلے تم پوائنٹ سیون تک آئے ہو؟"

"نہیں سر۔"

"مسٹر نورناڈو یہاں ایک خوفناک حادثہ ہو گیا ہے اور ہمارے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔"

نورناڈو متحیرانہ نگاہوں سے اس کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"سب سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیجیے مسٹر گارڈیل، وہ دونوں عورتیں تو خیریت سے ہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ اگر انہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔"

گارڈیل چند لمحات خاموشی سے نورناڈو کو دیکھتا رہا پھر بولا۔

"انہیں کوئی نقصان پہنچا تو نہیں ہے۔ لیکن اب انہیں کسی نقصان سے بچانا نہ میرے بس میں ہے نہ تمہارے۔"

"میں سمجھا نہیں سر؟"

"ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے دو افراد کو قتل کر دیا ہے اور وہ دو افراد ہمارے آدمی نہیں تھے ان کا تعلق ایک اور ہی گروہ سے ہے اور اگر ہم نے اس کی صحیح جوابدہی نہ کی تو ہمیں بے پناہ مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے اوشین ٹریژر کو بھی ایک بڑے گروہ سے دشمنی مول لینا پڑے۔"

کیپٹن نورناڈو چونک پڑا وہ اس کو دیکھتا رہا پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجبوری ہے مسٹر گارڈیل۔ میرے ذہن میں جو کچھ ہے وہ میں آپ سے کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں اوشین ٹریژر والوں کا یہ خیال ہے کہ جو پوائنٹ انہوں نے بنائے ہیں وہاں مکمل طور پر ان کے مفادات کی نگرانی ہوتی ہے اور ان کے احکامات کی تعمیل بھی مجھے یہی اطلاع دی گئی تھی کہ میں اپنی ضرورت کے تحت یہاں آجاؤں اور آپ لوگوں سے امداد حاصل کروں۔ اول تو آپ نے اس سلسلے میں بہت دیر کی ہے اور ہمیں فوری طور پر ہماری ضروریات سے مطمئن نہیں کیا ہے۔ دوئم یہ کہ آپ نے ہمارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو اوشین ٹریژر کے ارکان ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور میں نے اپنے ذہن میں آپ لوگوں کے لیے ایک رپورٹ تیار رکھی

ہے۔ نیز یہ کہ آپ ایک نئی کہانی سنا رہے ہیں مجھے۔ ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھی پاگل نہیں تھی اور اگر اس نے ایسا کوئی کام کیا ہے تو اس کی کچھ وجوہات بھی ہوں گی۔"

"مسٹر ٹورناڈو، میری بات غور سے سنو۔ تم جانتے ہو یہ جزیرہ عورتوں سے خالی ہے اور یہاں رہنے والے زندگی کی کچھ ضروریات کے لیے اس طرح ترسے ہوئے ہیں کہ بعض اوقات دیوانگی کی حدود چھونے لگتے ہیں۔ اوشین ٹریژر کے لیے اگر کام کرنے والی دو عورتیں یہاں آئی ہیں تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ گھریلو قسم کی شریف عورتیں ہوں گی۔ میں اور میرے ساتھی بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں اگر انہوں نے کچھ قدم آگے بڑھا لیے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ انہیں قتل کر دیا جاتا اور اب یہ مجبوری ہے کہ ہم اوپر سے ہدایت لیے بغیر ان خواتین کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ ورنہ ہمارے لیے جو مشکلات پیدا ہوں گی اس کا تمہیں اندازہ نہیں ہے۔"

"آپ اس جزیرے پر ایک بڑی حیثیت کے مالک ہیں ظاہر ہے جو فیصلہ آپ کریں گے میں اسے تبدیل کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تو کیا اب وہ دونوں عورتیں آپ کی قیدی ہیں۔" ٹورناڈو نے کہا۔

"ہاں۔ بحالت مجبوری میں نے انہیں بند کر دیا ہے۔ وہ شاید مارشل آرٹ کی ماہر ہیں بہرحال اب اس بات کا خیال رکھا جائے گا۔"

"تو پھر مجھے اجازت دیجیے۔ ظاہر ہے اب میرا یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔"

"میں اس سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ویسے ایک مدد ضرور لینا چاہتا ہوں آپ سے......"

"جی مسٹر گارڈیل۔"

"میرا خیال ہے اوشین ٹریژر سے گفتگو کرنے کے بعد میں اس سلسلے میں کوئی بہتر فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اگر میں وہاں سے اجازت لے لوں تو آپ کو ان عورتوں کو یہاں چھوڑنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"جی نہیں۔" کیپٹن ٹورناڈو نے بھاری لہجے میں جواب دیا۔

"تو آپ کچھ دیر انتظار کریں۔ میں آپ کو صحیح طور پر جواب دے دوں گا لیکن ایک بات ذہن میں رکھیے یہ جزیرہ موت کا جزیرہ ہے اور یہاں سے نکل بھاگنا ممکن نہیں ہے۔ آپ بھی یہ کوشش نہ کریں تو بہتر ہوگا حالات نے جو غیر متوقع رخ اختیار کیا ہے اس کے بارے میں مجھے بھی علم نہیں تھا۔ ورنہ شاید میں اس قدر کوتاہی سے کام نہ لیتا۔"

"یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔"

"شکریہ آپ جا سکتے ہیں۔" گارڈیل نے کیپٹن سے کہا اور وہ وہاں سے پریشان چہرہ لیے واپس آ گیا۔ اسے اس جگہ چھوڑ دیا گیا تھا جہاں اس کا قیام تھا۔

کیپٹن ٹورناڈو کو بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ گارڈیل نے اسے ایک بار پھر طلب کیا اس کا چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ اور اس کی شخصیت میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کو کیا شے درکار ہے؟"

"ایک کشتی اور ایسا سامان جس کے ذریعے یہ سمندر میں سفر کر سکیں۔ میں آپ کو اس کی تفصیل پہلے ہی بتا چکا ہوں۔"

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم لوگ یہ جزیرہ چھوڑ دو اب سے پندرہ منٹ بعد تم لوگوں کو ساحل تک پہنچا دیا جائے گا اور مطلوبہ اشیا بھی تمہارے پاس موجود رہیں گی لیکن تمہیں ہماری نگاہوں کی حد میں نہیں رہنا چاہیے۔ ورنہ میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکوں گا۔"

کیپٹن ٹورناڈو نے گردن خم کر دی اور گارڈیل کے دو آدمیوں نے اسے اس جگہ پہنچا دیا جہاں گارتھا اور کورا مقید تھیں۔ کیپٹن ٹورناڈو غار کا دہانہ کھلنے کے بعد اندر داخل ہوا تو گارتھا اسے خونی نگاہوں سے دیکھ کر بولی۔

"کیپٹن ٹورناڈو تم جانتے ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے نتائج کیا ہوں گے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اس جزیرے میں مقید رہ سکتی ہوں تو تم اس بات کو ذہن سے نکال دو اور وہ بیوقوف آدمی جس کا نام گارڈیل ہے ہمیں یہاں قید کرنے کے بعد غالباً یہ بھول گیا کہ اس کے بعد اسے کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

کیپٹن ٹورناڈو پھیکے سے انداز میں ہنس پڑا اور بولا۔ "میڈم میری حالت بھی عجیب ہو گئی اور پوزیشن بھی، ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں آپ سے جو کچھ ہو چکا ہے اسے

نظر انداز کر کے اپنے آپ کو اعتدال پر رکھیے اب سے کچھ دیر کے بعد آپ یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور میں سب میرین لے کر جیسا کہ آپ سے عرض کیا تھا اس کے مطابق عمل کر دوں گا۔"

"کتنی دیر لگے گی ہمیں یہاں سے نکلنے میں؟"

"بہت جلد۔" کیپٹن ٹورناڈو نے جواب دیا اور اس کا کہنا درست ہی تھا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد کوئی پندرہ بیس مسلح افراد وہاں پہنچ گئے۔ وہ ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس تھے اور ان کے چہروں پر برے آثار نظر آ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"آپ لوگ ہمارے ساتھ ساتھ چلیے اور خبردار اپنا راستہ تبدیل نہ کریں اور کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے آپ کو نقصان اٹھانا پڑے۔ اس بات کی آپ کو خصوصی ہدایت کی جاتی ہے۔"

کیپٹن ٹورناڈو نے گردن ہلا دی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ان غاروں کی دنیا سے باہر نکل آئے اور وہی کالی کیپر کا جزیرہ ان کا منتظر تھا ایک مخصوص راستے پر سفر کرتے ہوئے بالآخر وہ ساحل سمندر تک جا پہنچے۔ جہاں ایک بوسیدہ کشتی موجود تھی اور ضروریات کا سارا سامان جو انہیں سفر کے لیے درکار تھا۔ کیپٹن ٹورناڈو تھوڑے فاصلے پر سمندر میں موجود سب میرین کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ گارتھا اور کورا کشتی میں جا بیٹھیں اس وقت وہ ایک ہولناک سفر کا آغاز کر رہی تھیں.....

❤

اخناطون کے معمولات اب ایک ترتیب حاصل کر چکے تھے اور تھوڑے سے سفر کے بعد اس کا قیام لازمی ہو گیا تھا اور اس وقت بھی وہ لنگر انداز تھا تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف، غوطہ خور سمندر کی گہرائیوں میں وہ سب کچھ تلاش کر رہے تھے جس کے لیے یہ سفر اختیار کیا تھا، شعبان نے بہت زیادہ پرجوش ہونے کا مظاہرہ نہیں کیا اور صرف نگرانی کرتا رہا تھا، اسد شیرازی اور پروفیسر وغیرہ بھی ان لوگوں کی کارکردگی کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔

شعبان عرشے کے ایک دور دراز گوشے میں سمندر کی آخری حد پر نظر جمائے کھڑا کچھ سوچ رہا تھا، کہ اس نے اپنے عقب میں قدموں کی آواز سنی اور پلٹ کر دیکھا تو سینڈرا کو اپنے نزدیک پایا سینڈرا سے ابھی تک اس کی کوئی خاص بے تکلفی نہیں ہو پائی تھی بس اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ پروفیسر بیرن کی بیٹی ہے تاہم شعبان کے چہرے پر کسی قدر تپاک کے آثار نظر آئے اور اس نے خوش اخلاقی سے سینڈرا کی طرف دیکھ کر گردن خم کی۔

"ہیلو۔" سینڈرا اس کے نزدیک پہنچ گئی۔

"مس سینڈرا کیسے مزاج ہیں؟"

"ٹھیک ہوں آپ سنائیے۔"

"جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے تاہم میں اس سفر کے بارے میں آپ کے تاثرات جاننا چاہتا ہوں؟"

"بے حد خوشگوار اور بہت اچھے لوگوں کے درمیان۔" سینڈرا نے جواب دیا اور شعبان نے مسکرا کر گردن خم کی۔

"ویسے آپ کے مشاغل کچھ عجیب ہیں شعبان، کیا آپ یہاں کسی الجھن میں مبتلا ہیں؟"

"الجھن، نہیں یہ سب میری پسند کے مطابق ہے اور ہم لوگوں نے یہ سمندری سفر اسی لیے کیا ہے کہ سمندری عجائبات سے لطف اندوز ہوں۔"

"سنا ہے کہ آپ بہت اچھے تیراک ہیں اور غوطہ خوری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔"

"ہوسکتا ہے ایسا ہو میں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا، ہو سکتا ہے ان افراد میں مجھ سے اچھے سمندری تیراک بھی موجود ہوں۔"

"میرے پپا آپ سے بہت متاثر ہیں مسٹر شعبان۔"

"کیسے کہہ سکتا ہوں؟"

"یہ بات میں کہہ رہی ہوں۔"

"ہوسکتا ہے ایسا ہو بہرحال وہ خود بہت اچھے انسان ہیں۔"

"شعبان میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا.....؟" شعبان نے پوچھا۔

"آپ مجھ سے دوستی کریں گے؟"

"جی۔" شعبان متحیرانہ انداز میں بولا۔

"ہاں، دراصل ہم لوگ پیراگوئے میں تھے اور وہاں میرے پپا نے خود کو بالکل تنہا رکھا تھا، سمندری دنیا سے انہیں اس قدر دلچسپی تھی کہ وہ اسی میں گم رہتے میری پرورش ملازموں کے ہاتھوں ہوئی میری ماں کا بچپن ہی میں انتقال ہو چکا تھا اور میں نے اپنی ماں کی صورت بھی نہیں دیکھی لیکن پپا نے مجھے کبھی اس کا احساس نہیں ہونے دیا۔ تاہم پپا کی خواہش ہے کہ میں لڑکوں سے دوستی نہ کروں، لڑکیوں سے بھی میری دوستی کم رہی ہے ویسے جانتے ہیں آپ کہ اس کی وجہ کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔" شعبان مسکرا کر بولا لڑکی کے انداز میں معصومیت گھلی ہوئی تھی اور اس چیز نے اسے بہت متاثر کیا تھا۔

"پپا نے مجھے اس لیے لوگوں سے دور رکھا ہے کہ وہ..... کہ وہ بہت عجیب سے انسان ہیں اور کچھ ایسے معمولات ہیں ان کے جو عام لوگوں کے نہیں ہوتے۔ لوگ مجھ سے اس بارے میں سوال کرتے تو میں انہیں کیا جواب دیتی یا اگر جواب دیتی تو الٹے سیدھے اور ان اس طرح کے جوابات کو پپا پسند نہ کرتے، سمجھ رہے ہیں نا آپ میری بات.....؟"

"ہاں، ہوسکتا ہے وہ آپ کے ساتھ مجھے دیکھ کر کچھ برا محسوس کریں۔"

"نہیں..... نہیں اس کے لیے تو انہوں نے خود مجھ سے کہا ہے۔"

"اوہ اچھا یہ بات انہوں نے کب کہی؟"

"بہت دن سے کہہ رہے ہیں مگر مجھے اس کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہے، اب آج میں نے سوچا کہ پپا کہہ رہے ہیں تو مجھے وہ کام کر ڈالنا چاہیے لہٰذا میں آپ کے پاس آگئی۔"

"گویا میرے پاس آنے میں آپ کے پپا کی اجازت کا دخل تھا؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں مس سینڈرا۔"

"اس کا مقصد ہے ہماری دوستی ہوگئی؟"

"یقیناً ہوگئی۔"

"تو آپ اکثر میرے ساتھ رہا کریں خاص طور سے اس وقت جب پپا ہمارے آس پاس موجود ہوں۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا۔ "ویسے آپ کے پپا آپ کی مجھ سے دوستی کیوں چاہتے ہیں؟"

"اس لیے کہ آپ سمندری تیراک ہیں اور پپا آپ میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ آپ زیرِ سمندر بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"

شعبان دلچسپ نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے بھی اس نے کئی بار پروفیسر کی اس بیٹی کو دیکھا تھا لیکن اس کے اپنے ذہن میں کوئی خاص تاثر نہیں پیدا ہوا تھا، لیکن اس وقت سینڈرا کی باتوں سے اسے کافی لطف آیا تھا، اس نے جس انداز میں اس سے دوستی کا اظہار کیا تھا اور جس طرح اسے تمام تفصیلات بتاتی چلی گئی تھی اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی لڑکی ہے۔

"مس سینڈرا آپ کے اپنے مشاغل پیراگوئے میں کیا رہے ہیں؟" شعبان نے اچانک پوچھا۔

"بتا چکی ہوں کہ کوئی خاص نہیں بہت محدود رہی ہوں اور اب اس سمندری سفر پر آئی ہوں تو یہ سمجھتی ہوں کہ یہاں مجھے زیادہ لوگوں سے ملنے کا موقع ملا ہے جبکہ پیراگوئے میں میرے پاس اتنے وسائل نہیں تھے۔"

"آپ کے پپا کو اگر یہ بات معلوم ہوگی کہ آپ نے اس دوستی کی وجہ مجھے بتا دی ہے تو کیا وہ آپ سے ناراض ہوں گے؟" شعبان نے سوال کیا۔

سینڈرا اس کے سوال پر غور کرنے لگی بدن میں ایک لمحے کے لیے جھرجھری سی پیدا ہوگئی، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شعبان کو دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم..... میں نے..... میں نے آپ کو یہ سب کچھ بتا دیا، اوہو..... تو اچھا نہیں ہوا..... میں کتنی بے وقوف ہوں پپا کی بات تو مجھے اپنے دل میں رکھنی چاہیے تھی کیسی افسوس کی بات ہے اگر پپا کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں، پہلے ہی وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں بیوقوف ہوں آپ مجھے بتائیے شعبان کیا میں بیوقوف ہوں؟"

"ہرگز نہیں۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میں بیوقوف نہیں ہوں تو پھر میں نے یہ بات آپ کو کیسے بتا دی مجھے چاہیے تھا کہ یونہی آپ سے دوستی کا اظہار کرتی اور آپ کو دوست بنا لیتی۔ پپا کی بات کو مجھے اپنی زبان پر نہیں لانا چاہیے تھا۔"

"آپ نے مجھے دوست بنا لیا ہے نا مس سینڈرا؟"

"ہاں آپ تو یہی کہتے ہیں ناں کہ آپ میرے دوست بن چکے ہیں اور میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگئی ہوں جس کے لیے پپا نے مجھے مجبور کیا تھا۔"

"تو پھر دوست، دوست کی بات ہمیشہ راز میں رکھتے ہیں۔" شعبان نے کہا۔

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ آپ نے جو مجھے یہ سب کچھ بتا دیا ہے کہ درحقیقت مجھ سے دوستی پر آپ کو آپ کے پپا نے آمادہ کیا تھا تو اب یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کے اس راز کو راز رکھوں۔"

"ویری گڈ اس کا مقصد ہے کہ آپ بہت اچھے انسان ہیں۔"

"شکریہ آپ بالکل اطمینان رکھیے آپ کے پپا کو اس بارے میں کچھ نہیں پتا چلے گا۔"

"اچھا تو اب یہ بتائیے کہ دوست بن کر ہمیں کیا کرنا ہو گا؟" سینڈرا نے سوال کیا اور شعبان ہنس پڑا۔

"آپ میرے ساتھ کچھ دیر یہاں گزاریے پھر ہم چائے کے کیبن میں چلیں گے آپ میرے ساتھ چائے پیجیے پھر ہم جہاز کے ہر گوشے پر گھومتے رہیں گے اور اس کے بعد دوسرے دن کا پروگرام طے کرلیں گے۔"

"ہاں بالکل ٹھیک ہے پپا دور سے ہمیں دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ ہم گہرے دوست بن گئے ہیں۔" سینڈرا نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

اسی وقت دردانہ دور سے آتی ہوئی نظر آئی۔ شعبان نے آہستگی سے کہا۔ "دیکھیے مس سینڈرا دوستوں کی بات ایک دوسرے کو کسی سے کہنی نہیں چاہیے اب یہ آنٹی آرہی ہیں آپ ان سے بالکل نہیں کہیں گی بلکہ آپ کسی سے بھی نہیں کہیں گی کہ آپ اپنے پپا کے حکم پر میری دوست بنی ہیں۔"

"بالکل نہیں کہوں گی میں کوئی بے وقوف ہوں۔" سینڈرا نے جواب دیا دردانہ ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔

"ہیلو شعبان، ہیلو سینڈی۔" اس نے سینڈرا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو آنٹی۔" سینڈرا نے بھی بڑے پیار بھرے انداز میں کہا ویسے بھی دردانہ سے اس کی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔

"تمہیں شعبان کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے تم دونوں کو پہلے ہی ایک دوسرے کا دوست بن جانا چاہیے تھا۔"

"پہلے ہی۔" سینڈرا نے تعجب سے اسے دیکھا اور شعبان مسکرا کر دوسری جانب دیکھنے لگا۔

"ہاں بھئی شعبان کیا ہو رہا ہے؟" دردانہ نے اسے مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں آنٹی بس سمندر کو دیکھ رہا ہوں۔" شعبان نے جواب دیا۔

"تو پھر میرا خیال ہے مجھے تمہارے درمیان مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آئیے آپ کو چائے پلوائیں۔"

"نہیں بھئی میں چائے پی کر آئی ہوں تم لوگ جاؤ۔" دردانہ نے کہا شعبان سینڈرا کو ساتھ لے کر کیفٹین کی جانب بڑھ گیا ویسے اسے بار بار ہنسی آ رہی تھی سینڈرا کی معصومیت پر لیکن ایک معصوم لڑکی کو دوست بنانا زیادہ اچھا کام تھا دور سے امیر ارتقا اپنی بیویوں کے غول کے ساتھ ایک سمت جاتا ہوا نظر آیا سینڈرا ہنس کر بولی۔

"جب امیر ارتقا اپنی بیگمات کے ساتھ کسی سمت سفر کرتے ہیں تو مجھے بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے کوؤں کا ایک غول آسمان پر پرواز کر رہا ہو۔" شعبان ہنس پڑا پھر اس نے کہا۔

"آپ کو اگر ایسا محسوس ہوتا ہے مس سینڈرا تو کسی سے اس کا اظہار نہ کیجیے گا۔"

"میں کوئی بے وقوف ہوں۔" سینڈرا نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا اور شعبان اس سیدھی سادی لڑکی کو لے کر کیفٹین کی جانب چل پڑا۔

جہاز پر کام معمول کے مطابق ہو رہا تھا اب تک کی کوششوں سے کوئی بہت بڑا نتیجہ تو حاصل نہیں ہوا تھا لیکن کام اطمینان بخش تھا۔ ہر شخص اپنے کام میں مگن تھا۔ کبھی کبھی شعبان کو بھی غوطہ خوری کے لیے سمندر میں اتار دیا جاتا تھا اور اس سلسلے میں جو سب سے زیادہ الجھن اسد شیرازی کو پیش آتی تھی وہ یہ تھی کہ شعبان سمندر کی گہرائیوں میں جا کر واپس آنے کا راستہ بھول جاتا تھا اور اس کے بعد انہیں دیر تک انتظار کرنا ہوتا تھا۔ اسد شیرازی کو اس بات کا خوف تھا کہ بالآخر شعبان کے بارے میں تمام ہی لوگ کسی نہ کسی طور جان لیں گے چونکہ یہ عام بات نہیں تھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سمندر سے اس کی دلچسپیاں کسی سے پوشیدہ نہیں رہی تھیں۔

اس دن شعبان کے ساتھ ہی سینڈرا پروفیسر کی لیبارٹری میں داخل ہوئی تھی اور پروفیسر ان دونوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا، پھر اس نے پر مسرت انداز میں کہا۔

"آؤ آؤ مسٹر شعبان تم سینڈرا کے ساتھ یہ احمق لڑکی کہیں تمہیں پریشان تو نہیں کرتی، آؤ اندر آؤ وہاں دروازے پر کیوں ٹھٹک گئے؟"

شعبان مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا، سینڈرا کچھ جھینپی جھینپی نظر آ رہی تھی اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ شعبان کو ساری حقیقت بتا چکی تھی اور اس وقت اس کا باپ شعبان کے سامنے اداکاری کر رہا تھا، بہر طور اس نے کچھ نہ کہا اور شعبان اس کے ساتھ پروفیسر کے سامنے پہنچ گیا۔

"کیسے پروفیسر آپ کا کام کیسا جا رہا ہے" اس نے سوال کیا۔

"ابھی کوئی خاص چیز ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی بیٹھو، ویسے تم اس سے پہلے کبھی میری لیبارٹری میں نہیں آئے۔"

"آپ کی اس لیبارٹری میں حاضری دے چکا ہوں پروفیسر آپ کے ذہن سے نکل گیا ہے شاید....."

"ہوں، اچھا یہ بتاؤ کہ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی جہاز کے سوار ہیں اور اپنے اپنے گھروں سے بہت دور چنانچہ ہمیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ کوئی کسی کا مہمان نہیں ہے یہاں تو ہم سب دن رات کے ساتھی ہیں ایسی حالت میں خدمت وغیرہ کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔" پروفیسر مسکرا پڑا پھر اس نے کہا۔

"یہ جملہ تم نے خوب کہا اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن شعبان تم دوسرے لوگوں سے بہت مختلف انسان ہو اگر تم اپنے آپ کو چھپانا چاہتے ہو تو میں تمہیں بالکل نہیں روکوں گا لیکن میری اپنی معلومات کا معاملہ بھی ہے اور میں اس کا اظہار تم پر کر دینے میں کوئی عار نہیں سمجھتا، سمندر میں تمہاری غیر معمولی دلچسپی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ تم کوئی عام انسان نہیں ہو میرے دل میں بارہا تمہارے بارے میں تفصیلات جاننے کی خواہش بیدار ہوئی لیکن میری تم سے اتنی قربت نہیں تھی، بہرحال سمندر سے تمہاری جو دلچسپی ہے اور سمندر میں تمہاری جو خاص حیثیت ہوتی ہے میں اسے جاننا ہوں۔"

"ہی اگر آپ مجھ سے یہ سوال پہلے ہی کر لیتے پروفیسر تو میں آپ کو بتانے میں کوئی دقت محسوس نہ کرتا۔" شعبان نے جواب دیا اور پروفیسر گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"یہ اچھی بات ہے کہ اس وقت تم میرے پاس موجود ہو میں کئی بار تمہارے بارے میں سوچ چکا ہوں شعبان، سوری سینڈرا تم اپنے دوست کو یہاں لائیں لیکن ظاہر ہے تم نے یہ

بھی سوچا ہو گا کہ اس کی ملاقات مجھ سے ہو گی اور میں اس سے گفتگو بھی کروں گا تم ہماری اس گفتگو سے ذرا بھی کوفت نہ محسوس کرنا۔"

"نہیں کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ، ظاہر ہے آپ کو مسٹر شعبان سے جو دلچسپی ہے مجھے اس سے کوئی الجھن نہیں ہوتی۔"

"شکریہ سینڈرا ہاں تو مسٹر شعبان میں تمہارے ماضی کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں۔"

"میری کہانی کوئی اہمیت نہیں رکھتی پروفیسر، آپ کو انکل شیرازی کی زبانی معلوم ہو چکا ہو گا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ میں ایک سمندری بستی کے قریب رہتا تھا میرے ماں باپ سمندری حادثے کا شکار ہو گئے تھے اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ میری پیدائش سمندر میں ہوئی تھی اور میں دس بارہ دن تک نوزائیدہ حیثیت میں سمندر میں تیرتا رہا تھا اور اس کے بعد ساحل سے آ لگا تھا۔"

"ٹھیک یہ کہانی میں سن چکا ہوں تمہیں خود کوئی خاص احساس ہوتا ہے؟"

"کچھ نہیں یعنی اس پیدائش کی وجہ سے سمندر سے مجھے غیر معمولی دلچسپی ہے اور پانی کی آغوش مجھے ماں کی آغوش محسوس ہوتی ہے کیونکہ میری ماں نے مجھے پانی ہی میں جنم دے کر سمندر کے حوالے کر دیا تھا۔"

پروفیسر عجیب سی نگاہوں سے شعبان کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی احساس....."

"نہیں پروفیسر۔ مجھے پرورش کرنے والے بے حد مہربان تھے۔"

"میں تم سے کچھ خصوصی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں شعبان۔"

"ضرور پروفیسر۔ میں آپ کی بے حد عزت کرتا ہوں۔" شعبان نے کہا۔

پروفیسر کچھ دیر خاموشی سے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"اس دن جب تم غوطہ خوری کے بعد سمندر سے باہر آئے تھے اور تم نے دو چیزیں پیش کی تھیں جن میں نیلے رنگ کی کچھ پتیاں اور پتھروں کے کچھ ٹکڑے تھے۔ تو جب میں نے نیلی پتیوں کے بارے میں تم سے گفتگو کی تھی تو تم نے ایک نام لیا تھا مازم یہ ان نیلی پتیوں کا نام ہے۔ تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا کہ انہیں مازم کہا جاتا ہے؟"

شعبان پروفیسر کا چہرہ دیکھتا رہا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"پروفیسر آپ سے اب جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بہت سنجیدگی سے سننے میں آپ سے کچھ کہوں اور آپ اسے غلط سمجھیں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے منہ سے اس چیز کے لیے مازم کا نام کیوں نکلا تھا۔ آپ نے جب یہ سوال کیا کہ یہ کیا شے ہے تو بے اختیار میں کہہ بیٹھا کہ وہ مازم ہے مازم بوٹی۔"

"اور اس بات کا تمہارے ذہن سے کوئی تعلق نہیں تھا۔"

"میں نہیں جانتا بس میری زبان بول پڑی تھی۔ سمندر میں جو کچھ ہے پروفیسر اس کے بارے میں میں جانتا ہوں۔ سب کچھ جانتا ہوں۔ مجھ سے سمندر کی گہرائیوں سے متعلق جو سوال بھی کیا جائے میں اس کی تفصیل بتا سکتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ یہی محسوس ہوتا ہے کہ سمندر میرا گہرا شناسا ہے اور اس کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔"

"پروفیسر کے ہونٹوں پر ایک پر اسرار مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔ "میں تمہاری بات پر یقین کرتا ہوں مجھے اس پر مکمل اعتماد ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ مازم بوٹی کے بارے میں اور کیا معلومات حاصل ہیں میرا مطلب ہے اسے کس طرح کشید کیا جا سکتا ہے؟"

"مازم بوٹی پر سائنسی تجربات پتا نہیں ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ آگ کی آنچ اس کے لیے بے مقصد ہے۔ اس کا ایک سیدھا سادھا طریقہ ہے جو اس کا عرق نکال سکتا ہے۔"

"کیا؟" پروفیسر نے متجسس نگاہوں سے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ شعبان چند لمحات سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے کہا۔

"میں مازم بوٹی کی چند پتیاں لیبارٹری سے لے آؤں گا اور اس کے بعد ان کا عرق نکالنے کا عملی تجربہ کر کے دکھا دوں گا۔"

"وہ چند پتیاں میرے پاس موجود ہیں۔" پروفیسر نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنی محفوظ الماری سے مازم بوٹی کی چند پتیاں نکال لایا۔ شعبان نے انہیں دیکھا پھر مسکرا کر انہیں اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور آہستہ سے بولا۔

"اس کے اندر باریک باریک نسیں ہیں اور اس کا عرق انہیں نسوں میں پوشیدہ ہے۔ یہ نسیں سیدھی سیدھی ہیں اور اگر اس پتی کو دبایا جائے تو یہ نسیں اتنی مضبوط ہیں کہ کتنا

ہی وزن ان پر ڈال دیا جائے یہ اپنا رس نہیں نکالیں گی لیکن اگر ان کو توڑ مروڑ کر مخالف سمت کیا جائے تو پھر یہ نازک ہو جاتی ہیں اور ان میں رخنے پیدا ہو جاتے ہیں. جیسے میں کر کے دکھاتا ہوں۔

شعبان نے ان پتیوں کو اپنی چٹکیوں میں مسلا اور اس کے بعد ایک چھوٹے سے شیشے پر انہیں دبانے لگا۔ پتیوں سے عرق کے چند قطرے ٹپک پڑے تھے۔ اور پھر شعبان نے ان پتیوں کو پھونک دیا لیکن پروفیسر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"بلاشبہ اس سے زیادہ آسان طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا شعبان میرے بچے..... میرے دوست!" وہ کپکپاتی آواز میں بولا اور اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں سینڈرا کو دیکھنے لگیں۔ سینڈرا خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ تب پروفیسر نے کہا۔

"اور جب تم ان پتیوں سے عرق نکالنا جانتے ہو تو تمہیں اس بات کا بھی علم ہوگا کہ اس عرق کی کیا خصوصیات ہیں؟"

"تھوڑا بہت پروفیسر۔ اس سے زیادہ نہیں۔" شعبان نے کہا۔ "یہ بہتے پانی کو جما دیتا ہے اور وہ پانی برف کی مانند سرد نہیں ہوتا اس کے علاوہ یہ عرق بہت سے ایسے کاموں میں استعمال کیا جا سکتا ہے جو انسان کے لیے ناقابل یقین ہوں۔"

"ہوں ٹھیک ہے ٹھیک ہے کیا میں اسے اپنے پاس محفوظ کر کے اس سے کوئی تجربہ کر سکتا ہوں۔"

"آپ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہے ہیں۔ پروفیسر؟"

"اچھا سنو۔ اگر مازم بوٹی کی کچھ اور پتیاں تمہیں سمندر سے دستیاب ہوں تو مجھے ضرور لا کر دینا۔ میں چند تجربات کرنا چاہتا ہوں۔"

"مازم بوٹی کی یہ پتیاں سمندر کی گہرائیوں میں ہر جگہ موجود ہوتی ہیں۔ دراصل یہ خاص قسم کے پتھروں کے رخنوں میں اگتی ہیں عام زمین پر ان کی نمو کبھی نہیں ہوتی۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔" پروفیسر نے تعریفی لہجے میں کہا۔ "میں تم سے ایک اور درخواست کرنا چاہتا ہوں جس مقصد کے لیے یہ لوگ سمندر کے سفر پر نکلے ہیں وہ بہت مقدس اور عظیم ہے اور ہم اس سے پوری طرح متفق ہیں لیکن بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں اپنی ذات تک محدود رکھنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ اگر ہر چیز ہر شخص کے ہاتھ لگ جائے تو اس سے برائیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تم ابھی اس معاملے پر غور نہ کر پائے ہو اور ویسے بھی میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ اسد شیرازی اور دردانہ سے تمہیں انتہائی پیار ہے میں کبھی بھی تمہیں ان کے خلاف کچھ کرنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ لیکن انسانیت کی بھلائی کے لیے سمندر سے بعض ایسی اشیا جو تمہیں دستیاب ہوں اور جن کے بارے میں تم جانتے ہو اور جو اپنا ایک خاص اثر رکھتی ہوں اگر عام لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچا دی جائیں گی تو ان کا غلط استعمال شروع ہو جائے گا۔ اسی لیے صرف ایک درخواست ہے تم سے اگر کوئی ایسی شے جس کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کے خواص کیا ہو سکتے ہیں تمہیں دستیاب ہو تو تم اسے دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا اور مجھ سے اس کے سلسلے میں مشورہ کر لینا یہ سمجھ لو کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان ایک خفیہ سمجھوتا ہے۔" شعبان ہنسنے لگا پھر بولا۔

"مجھے منظور ہے پروفیسر۔"

"پھر بعد میں ہم فیصلہ کریں گے کہ اس کے بارے میں کسے کسے بتایا جائے اگر اسد شیرازی تک یہ بات رہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں صرف عام لوگوں پر معترض ہوں۔"

"ٹھیک ہے پروفیسر میں جانتا ہوں۔"

"کیپٹن ایڈگر بہت اچھا انسان ہے۔ بڑے خلوص سے اس نے یہ ساری کارروائیاں سرانجام دی ہیں۔ میرا دوست اور میرا شناسا ہے۔ لیکن لالچ ہر انسان کے دل میں ہوتا ہے اور کسی بھی وقت یہ لالچ اسے ذہنی طور پر بھٹکا سکتا ہے۔ اس طرح اس جہاز کے تمام مسافر مصیبت کا شکار ہو جائیں گے۔ یہ بنیادی چیز ہے جس کے بارے میں تمہیں خاص طور سے ہوشیار رہنا ہے۔"

"میں ہوشیار رہوں گا پروفیسر۔"

"مجھے اس بات کی امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے اس قدر تعاون کرو گے شکریہ کے علاوہ اور میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ ہاں آنے والے وقت میں اگر وہ لمحات آئے جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں تو پھر تمہیں پروفیسر سے زیادہ کسی سے قربت محسوس نہ ہوگی۔" پروفیسر نے کہا اور شعبان پرخیال نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ڈیڈی اگر آپ لوگ بہت دیر تک گفتگو کرنا چاہیں تو میں باہر جاؤں۔" سینڈرا نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھی بور ہو رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم بے زار ہو رہی ہو۔ یہ لڑکی ہمیشہ میرے معاملات سے الجھتی رہی ہے۔ خیر کوئی بات نہیں ہے تم اپنے دوست کو لے کر باہر جاؤ۔" تھوڑی دیر وہ دونوں وہاں سے باہر نکل آئے تھے۔

بھورے مٹیالے رنگ کی بادبانی کشتی سمندر کے سینے پر ہچکولے کھا رہی تھی۔ اس کے بادبان بالکل درست کام کر رہے تھے گارتھا نے پہلے ہی اندازہ لگایا تھا کہ کشتی ٹھیک ہے کھانے پینے کی جو اشیا کشتی کو فراہم کی گئی تھیں وہ بھی مناسب مقدار میں تھیں اور بظاہر ایسی کوئی بات نہیں تھی جو ان کے لیے پریشانی کا باعث ہوتی۔ تاحد نگاہ ویران سمندر ہوا تھا۔ آبدوز زیر سمندر چلی گئی تھی۔ اس پراسرار جزیرے سے دور نکل آنے کے بعد گارتھا اور کورا کافی پرسکون ہو گئی تھیں۔

پھر ان کے سفر کی پہلی رات آ گئی اور تاحد نگاہ تاریکی پھیل گئی۔ گارتھا اب بھی خاموش تھی کورا نے اس کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کیا اور گارتھا خاموشی سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔ تب کورا نے کہا۔

"میڈم ایک خیال مسلسل پریشان کر رہا ہے کہ جزیرے پر ان دو افراد کا قتل کیا آپ کی مرضی کے خلاف تھا؟"

"نہیں۔" گارتھا نے خوشگوار لہجے میں کہا اور کورا کا چہرہ بحال ہو گیا وہ دوبارہ بولی۔

"تب اس کے بعد یہ مسلسل خاموشی کیا معنی رکھتی ہے۔ میں تو اب تک یہ سوچتی رہی ہوں کہ شاید میرے اقدام سے آپ ناراض ہو گئی ہیں۔"

"نہیں میری خاموشی کی وجہ کچھ اور ہے۔" گارتھا نے کہا۔

"میڈم یہاں صرف ہم دو افراد ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنی خاموشی کی وجہ بتائیں ہم لوگ ایک دوسرے ہی سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔ میں آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

گارتھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"میں درحقیقت کچھ اس قدر الجھ گئی تھی کہ تمہاری جانب توجہ نہیں دی میں اس دوران مسلسل یہ سوچتی رہی ہوں کہ کیا میں نے اوشین ٹریزر کے لیے یہ ذمہ داری قبول کر کے غلطی کی ہے۔ دراصل اس سے پہلے اوشین ٹریزر سے ہمارے بہت سے مفادات وابستہ رہے ہیں اور انہوں نے بھی ہمارے لیے خلوص دل سے کام کیا ہے۔ جو ذمہ داری ہمیں سونپی گئی ہے ہم نے اسے بخوشی انجام دیا ہے۔ میں نے اپنا ایک معیار برقرار رکھنے کے لئے اوشین ٹریزر کے ساتھ کام کرنا منظور کر لیا میں نے یہ فیصلہ کیا جس طرح بھی ممکن ہو سکا میں ان کے لیے کام کروں گی۔ اوشین ٹریزر نے بعد میں اپنا پروگرام تبدیل کر دیا۔ انہوں نے ہمیں اس جہاز کے لیے مخصوص کیا جس پر سمندری کام ہو رہے ہیں اور ہمیں یہ پیشکش کی کہ ہم ان لوگوں کی کارکردگی کی اطلاع فراہم کریں۔ اس سلسلے میں ابھی تک جو کارروائی ہوئی ہے میرے خیال میں وہ بہت زیادہ موثر نہیں ہے لیکن پوائنٹ سیون پر آنے کے بعد ہمارے ساتھ جو واقعات پیش آئے انہوں نے مجھے اس احساس کا شکار کر دیا ہے کہ اوشین ٹریزر نے میرے معیار کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"سو فیصد انہیں اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا میڈم۔" کورا نے جواب دیا۔

"انہوں نے اس کا خیال نہ رکھا اور ایک طرح سے مجھے بھی اپنے کارکنوں کی حیثیت سے استعمال کیا۔ جبکہ میں ان کی کارکن نہیں تھی۔"

"آپ اس بات پر احتجاج کریں۔" کورا نے کہا اور گارتھا مدھم سی ہنسی ہنس پڑی لیکن اس ہنسی میں جتنی خوفناکی تھی اس کا اندازہ کورا کو تھا اس ہنسی میں بڑی خوفناک کہانیاں جنم لے رہی تھیں بالآخر گارتھا نے کہا۔

"اوشین ٹریزر کو اس غلطی کا بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور میں صرف یہی سوچتی رہی ہوں کہ اوشین ٹریزر کو ایسا کون سا سبق دوں کہ جس سے اسے یہ احساس ہو کہ گارتھا کوئی معمولی عورت نہیں ہے اور اسے اس کے بارے میں اچھی طرح سوچنا سمجھنا چاہیے تھا۔"

کورا خاموشی سے اس کی صورت دیکھتی رہی۔ گارتھا نے پھر خاموشی اختیار کر لی کھانے پینے کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا اور کورا نے تمام برتن وغیرہ سمیٹ کر رکھ دیے تھے۔

گارتھا سمندر پر نگاہیں جانے کچھ سوچتی رہی تھی رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی دوسری صبح کورا جاگی تو سورج نکل

آیا تھا اور اس کے بدن میں سوئیاں سی چبھ رہی تھیں۔ گرمی نے شدت اختیار کر لی لیکن گارتھا ان تمام چیزوں سے بے نیاز بادبانوں کے رخ درست کرتی رہی تھی۔ وہ فولادی عورت تھی۔ لیکن کورا اس کی طرح سخت جان نہیں تھی۔ گرمی نے کورا کو نڈھال کر دیا تھا وہ خاموشی سے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی ان حالات سے گزرتی رہی۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی یہ پورا دن بھی اسی طرح گزر گیا تھا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد کورا نے گارتھا سے کہا۔

"میڈم ابھی تک سمندر میں اس جہاز کے آثار نظر نہیں آئے۔ کیا اس طرح ہم سمندر میں بھٹک کر موت کی آغوش میں نہیں جاسکتے؟"

"تم بددل ہو رہی ہو کورا۔"

"ہاں میڈم۔ میں آپ کے ساتھ چلی تھی یہ سوچ کر کہ اگر ہمیں کچھ بھی کام کرنا پڑا تو ہم آپ کے حکم پر جان نچھاور کر دیں گے میں آج بھی وہی جذبہ اپنے دل میں رکھتی ہوں۔ لیکن آج دن کا سفر جس انداز میں گزرا ہے اس کے بعد مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے جیسے میں بہت زیادہ دیر تک ان حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

"نہیں کورا۔ میں اپنی ساتھی لڑکیوں کو اسی رنگ میں دیکھنا چاہتی ہوں جس رنگ میں میں خود رنگی ہوئی ہوں۔ ہمیں سخت جانی کا مظاہرہ کرنا ہے اور اور لوشین ٹریزر کے خلاف کام کرنا ہے۔ سمجھیں تم۔ ہمیں ان کے خلاف کام کرنا ہے۔"

"یہ ساری باتیں اپنی جگہ میڈم لیکن دن کل پھر دن نکل آئے گا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم جو کچھ کریں اس جہاز پر پہنچ کر کریں۔"

"ابھی نہیں ہمیں اپنی حالت ایسی بنا لینی ہوگی کہ جہاز والوں کو ہم پر کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔"

"مگر میرے لیے میڈم آپ کا ساتھ بہا مشکل ہو جائے گا۔"

گارتھا نے سرد نگاہوں سے کورا کو دیکھا پھر بولی۔ "تو یہاں سمندر میں کہا کیا جاسکتا ہے۔"

"کچھ کریں میڈم یہ سفر ختم کریں مجھے تو وہ جہاز کہیں نظر نہیں آ رہا اور میرے دل میں مختلف خدشات جنم لے رہے ہیں۔"

"جہاز کی تلاش سب میرین کر رہی ہے اور وہ ہمیں اطلاع دے گی کہ جہاز کتنے فاصلے پر ہے۔ اس دوران میں یہ دیکھتی رہوں گی کہ ہمارا حلیہ کیسا ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ بے حد ضروری ہے اس وقت میں جن احساسات سے گزر رہی ہوں تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہے میرے دل میں لوشین ٹریزر کے خلاف بغاوت ابھر رہی ہے اور میں نے اپنے انداز میں چند تبدیلیاں کی ہیں۔ میں اپنی سوچ کو تبدیل کر رہی ہوں کورا۔"

رات کے کسی حصے میں اسے نیند آ گئی لیکن جوں ہی صبح سورج نے سر ابھارا اس کے دل میں خوف کی لہریں بیدار ہونے لگیں۔ گارتھا اسی طرح مطمئن اور پر سکون نظر آ رہی تھی لیکن آج کا دن کورا کے لیے بڑی آزمائش کا دن تھا اس پر دیوانگی کی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔ اس نے گارتھا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میڈم..... میڈم کچھ کیجیے ورنہ..... ورنہ میں سمندر میں چھلانگ لگا دوں گی۔"

"میں تمہیں اتنا کمزور نہیں سمجھتی تھی تمہیں ہمت سے کام لینا ہوگا۔" کورا خاموش ہو گئی اب تو گارتھا کی خدمت گزاری کرتے ہوئے بھی اسے وحشت ہونے لگی تھی۔ ایک عجیب سا احساس اس کے دل میں ابھر رہا تھا کیا اس کی موت اسی طرح سمندر میں لکھی ہوئی ہے۔ گارتھا اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اور کورا کی جان نکلی جا رہی تھی۔

سورج جوں جوں بلند ہو رہا تھا اسے گزشتہ دن کی خوفناک گرمی کا خیال آ رہا تھا اور اس وقت دن کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تھے جب سب میرین سمندر میں ابھرنے لگی۔ کشتی اس سے کوئی سو گز کے فاصلے پر تھی۔ سب میرین آہستہ آہستہ سمندر پر ابھر آئی اور پھر اس کے اوپری حصے پر کچھ افراد نظر آئے ایک کشتی سمندر میں اتاری گئی اور اس کشتی میں کیپٹن نورناڈو بیٹھا تھا ایک آدمی اس کے ساتھ تھا۔ کشتی آہستہ آہستہ اس کشتی کی جانب چل پڑی۔ جس میں گارتھا اور کورا موجود تھیں۔ کورا کے اندر ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کشتی قریب آ پہنچی اور کیپٹن نورناڈو اس کشتی پر اتر آیا۔

"میڈم گارتھا ہم نے اس جہاز کو دیکھ لیا ہے آپ کو تقریباً چار گھنٹے مزید سفر کرنا پڑے گا اور اس کے بعد جہاز سے آپ کو

دیکھ لیا جائے گا۔"

"لیکن کیا جہاز کی رفتار تیز نہیں ہوگی کشتی اس تک پہنچ جائے گی۔" گارتھا نے سوال کیا۔

"جہاز سمندر میں لنگر انداز ہے اور غالباً وہ لوگ یہاں کوئی خاص کام کر رہے ہیں۔"

"یہ تشویشناک بات ہے کیونکہ ابھی ہم اس کیفیت کو نہیں پہنچے جن حالات میں ہم جہاز والوں کی ہمدردیاں حاصل کر سکتے ہیں۔"

"میں نے آپ کو صرف اطلاع دی ہے آپ کی زیر ہدایت ہی سارے کام ہوں گے اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ ابھی جہاز پر پہنچنا مناسب نہیں ہے تو انتظار کر لیجیے گا لیکن اس کے لیے آپ کو کشتی کا رخ تھوڑا سا تبدیل کرنا پڑے گا تاکہ وہ ایک لمبے راستے پر نکل جائے اور جہاز سے نہ دیکھا جاسکے۔"

"ہاں یہی کیا جائے گا۔ میں اپنا کام اپنے طور پر کرنا چاہتی ہوں۔ جس میں مجھے موثر فائدہ ہونے کی امید ہو۔"

"میڈم میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔" کورا نے بمشکل تمام کہا اور گارتھا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "کہو، کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"اگر ہم ابھی جہاز پر نہ جانا چاہیں تو کیا سب میرین میں جاسکتے ہیں۔ کم از کم ہمیں اس شدید گرمی سے نجات ملے گی۔"

گارتھا ایک لمحے خاموش رہی۔ پھر اس نے کھوکھلا سا قہقہہ لگایا اور بولی۔ "تم شاید سوچنے سمجھنے کی قوتیں کھو بیٹھی ہو کورا۔ سب میرین میں چلے جانے سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ ہم تو صرف اس لیے سمندر پر سفر کر رہے ہیں کہ ہماری حالت خراب سے خراب تر ہو جائے سب میرین میں تو ہمیں سکون ملے گا۔ اس سے بہتر کیا یہ نہیں ہے کہ ہم جہاز تک پہنچ جائیں۔"

کورا خاموش ہو گئی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ واقعی اس نے ایک احمقانہ بات کہی ہے۔

"آپ کو اور کسی شے کی ضرورت تو نہیں ہے۔" کیپٹن نورناڈو نے پوچھا۔

"نہیں تم اطمینان سے اپنا کام سرانجام دیتے رہو۔ میں مطمئن ہوں۔"

"او کے ہم چلتے ہیں۔" نورناڈو نے کہا اور اس کی کشتی واپسی کے لیے چل پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد سب میرین پانی میں بیٹھنے لگی تھی اور پھر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ گارتھا نے بادبانوں کے رخ تبدیل کرنا شروع کر دیے تھے تاکہ کشتی اس سمت سے مختلف راستے کا سفر اختیار کر لے۔ جہاں جہاز کی موجودگی کے امکانات تھے۔ کورا کشتی کے ایک گوشے میں نیم دراز ہو گئی تھی۔ وہ بے حد نڈھال نظر آ رہی تھی۔ سورج سر سے گزرتا رہا اور پھر پورا دن گزر گیا۔ شام ہو گئی۔ کورا خاموش اپنی جگہ پڑی رہی تھی گارتھا نے اس سے کہا۔

"کورا کیا آج شام کے معمولات سرانجام نہیں دو گی تم؟"

"میرے اندر اب اتنی سکت نہیں ہے۔ معافی چاہتی ہوں آپ سے۔" کورا نے جواب دیا اور گارتھا خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"میں محسوس کر رہی ہوں کورا کہ تمہارے اندر باغیانہ کیفیات پیدا ہوتی جا رہی ہیں۔"

"ہاں میرے اور آپ کے درمیان یہ معاہدہ نہیں تھا کہ آپ مجھے ان مشکلات میں مبتلا کریں گی ہم بے شک آپ کے خادموں میں سے ہیں لیکن ہماری اپنی زندگی بھی ہے۔ ہمارے اپنے خیالات ہیں آپ نے گرینا کو واپس کر دیا اس کی جگہ آپ مجھے بھی بھیج سکتی تھیں۔ میڈم میں سخت بددلی کا شکار ہوں آپ کچھ کیجیے ورنہ شاید میں آپ سے تعاون نہ کر سکوں۔"

"تم نے تعاون کرنے کا حلف اٹھایا تھا۔ کورا تم نے کہا تھا کہ حالات کتنے ہی مشکل ہوں تم کبھی مجھ سے انحراف نہ کرو گی۔"

"میں نے یہ بھی نہیں سوچا تھا میڈم کہ آپ اس دیوانگی کا شکار ہو جائیں گی اور مجھے بھی اس میں شامل ہونا پڑے گا۔" کورا نے تلخ لہجے میں کہا۔

گارتھا نے آنکھیں بھینچ لی تھیں۔ کچھ دیر وہ اسی طرح خاموش رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"یوں لگتا ہے جیسے میرے حالات کچھ تبدیل ہو رہے ہوں مجھے شدید احساس ہو رہا ہے کہ میری توہین کی جا رہی ہے۔ میرے وقار کو پامال کیا جا رہا ہے۔ جگہ....." گارتھا نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ کورا کہنے لگی۔

"میڈم انسان کو معقول ہونا چاہیے۔ آپ کی انتہا پسندی ہر جگہ کارآمد نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ کو اس جہاز تک پہنچ جانا چاہیے ہم اپنی کارروائی کے دوسرے دور میں داخل ہو جائیں تو آخر کیا حرج ہے۔"

"اگر کسی سلسلے میں میں نے کچھ سوچا ہے کورا تو تمہیں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں یہ گرمی برداشت نہیں کر سکتی۔ میں آپ سے آخری بار یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ فوری طور پر اس گرمی اور اس کشتی سے نجات حاصل کر لیجیے۔ ورنہ..... ورنہ شاید میں آپ سے تعاون نہ کر سکوں۔ اگر آپ نے مجھے اس طرح بددل کیا تو اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ جہاز پر پہنچنے کے بعد میں جہاز والوں کو آپ کی شخصیت سے آگاہ کر دوں۔ سمجھ رہی ہیں نا آپ۔" کورا نے کہا اور گارتھا ہنس پڑی۔

"ہاں سمجھ رہی ہوں کورا۔ اچھی طرح سمجھ رہی ہوں لو اب تم کھانا کھاؤ۔ آج یہ کام میں سر انجام دے رہی ہوں۔"

کورا نے جلتی ہوئی نگاہوں سے گارتھا کو دیکھا اور پھر "میڈم گارتھا میں اب اس سمندر سے نکلنا چاہتی ہوں اور میں آپ کا ساتھ اسی شکل میں دے سکتی ہوں کہ آپ فوری طور پر اس جہاز تک رسائی حاصل کریں۔ سمندر کی یہ تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔"

"تھوڑا سا صبر کر لو کوئی تو تمہارے حق میں بہتر ہے لو کھانا کھا لو اس کا فیصلہ ہم بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔"

"نہیں میڈم۔ فیصلہ پہلے ہو گا۔" کورا نے جنونی لہجے میں کہا اور گارتھا کے چہرے پر تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ اس نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"میں اسے تمہاری بغاوت قرار دیتی ہوں کورا۔"

"میں آپ سے باغی ہونے کا اعلان کرتی ہوں۔"

گارتھا ہنسنے لگی پھر بولی۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی مگر مجھے اپنے پروگرام میں خاصی تبدیلیاں کرنا پڑیں گی، اب تم دیکھو نا یہاں سے میں تمہیں کوئی آزادی بھی تو نہیں دے سکتی، ظاہر ہے یہ سمندر ہے اور اس سمندر میں تم کسی اور سمت بھی اختیار نہیں کر سکتیں، پانی میں ڈوب کر مرنا ایک دردناک کام ہوتا ہے کورا اور اس موت کا تصور بہت کم لوگوں نے کیا ہو گا۔"

"میں بس یہ چاہتی ہوں کہ آپ کشتی جہاز تک لے جائیں اور جہاز پر پناہ حاصل کریں۔"

"مگر جو پروگرام میرے ذہن میں ہے مائی ڈیئر کورا اس کے لیے ہمیں ابھی کچھ وقت سمندر میں گزارنا بے حد ضروری ہو گا اور میں اپنے اس منصوبے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی۔"

کورا خاموش ہو گئی لیکن اس کی آنکھوں میں آگ سلگ اٹھی تھی، سمندر کی ویرانی نے اس پر جنون طاری کر دیا تھا۔ اس کے اندر کی کیفیت بالکل نمایاں ہو گئی، اس نے کشتی میں کوئی ایسی وزنی چیز تلاش کی جس سے گارتھا پر حملہ کرنے میں آسانی ہو اور ایسی ایک شے اسے چوبی کندے کی شکل میں مل گئی، جو ایک سمت پڑا ہوا تھا، لکڑی کا بہت وزنی ٹکڑا جسے کورا نے آہستہ آہستہ رینگ کر اٹھا لیا، اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ لیا، اس نے کشتی میں کھڑے ہونے کی کوشش نہیں کی تھی، کیونکہ اس طرح کشتی کا توازن بگڑ سکتا تھا اور اس کے زیادہ ہلنے سے گارتھا جاگ سکتی تھی، لیکن کورا کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ چالاک عورت نیم وا آنکھوں سے جاگ رہی ہے، اس نے لیٹے ہی لیٹے اپنے ورزشی جسم کو آدھا اوپر اٹھایا اور دونوں ہاتھوں میں کندے کو تول کر گارتھا پر نشانہ لیا۔

کورا کے حلق سے مارشل آرٹس کی تربیت کے مطابق ایک وحشیانہ آواز نکلی تھی، لیکن اس آواز کی گارتھا کو ضرورت بھی نہیں تھی، وہ کورا کی ہر جنبش کو دیکھ رہی تھی، چنانچہ کندہ کشتی پر پڑا، اور ایک زوردار آواز کے ساتھ کشتی کا ایک تختہ ہلکا سا تڑخ گیا، گارتھا نے کروٹ لے کر اپنے آپ کو کورا کے اس وار سے بچایا تھا، دوسرا وار کورا نے کشتی میں کھڑی ہو کر گارتھا پر کیا، اس نے اندازہ لگایا تھا کہ گارتھا جاگ گئی ہے، لیکن گارتھا کشتی کے لیے کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھی، کندہ اگر زیادہ طاقت سے کشتی کے تختے پر پڑ جاتا تو تختہ درمیان سے ٹوٹ بھی سکتا تھا، البتہ اس نے کورا کے دونوں ہاتھوں کا وزن اپنے پیروں پر سنبھالا اور اپنے پاؤں اس کی بغل میں دے کر ایک زوردار پلٹی کھائی، کورا پوری قوت سے کشتی میں جا گری تھی اور کشتی ایک جانب سے جھک گئی تھی، لیکن گارتھا نے فوراً ہی اس پر حملہ آور ہونے کے بجائے اپنے آپ کو کشتی کے دوسرے رخ پر لے جا کر کشتی کے ایک سمت جھک جانے کے خطرے کو دور کیا تھا، اس دوران کورا اسی جگہ سے اٹھ گئی، وہ بہترین جمناسٹ تھی، چنانچہ اس نے فضا ہی میں دو تین قلابازیاں کھائیں، اب وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ گارتھا سے ایک بہترین مقابلہ ہی اس کی زندگی کا ضامن ہو سکتا

ہے، چنانچہ اس نے دونوں پاؤں گارتھا کے سینے پر مارنے کی کوشش کی، کندہ اس کے ہاتھ میں تھا، لیکن گارتھا نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور کسی چھپکلی کی طرح پرواز کرتی ہوئی کورا کی جانب بڑھی، اس کے دونوں پاؤں گارتھا کی بغل میں آ دبے، اور گارتھا اس کو الٹ کر اس پر بوسٹن کریب لگا دیا، اس کے حلق سے وحشت ناک چیخیں نکلنے لگیں، لیکن اب وہ ذہنی طور پر بالکل ہی ختم ہو گئی تھی، اس نے وحشیانہ انداز میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر گارتھا کو خود پر سے گرانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں اس کی ریڑھ کی ہڈی درمیان سے ٹوٹ گئی، چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کورا کے حلق سے ایک خوفناک آواز نکلی اور وہ تڑپنے لگی، گارتھا نے اسے چھوڑ دیا تھا، کورا اپنے آدھے جسم کو سنبھال کر اٹھنے کی کوشش کرتی رہی اور اس کے حلق سے کربناک چیخیں بلند ہوتی رہیں، گارتھا دونوں ہاتھ باندھے خاموشی سے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتی تھی کورا کہ تجھ پر دیوانگی طاری ہو گئی ہے، پہلے میں نے سوچا تھا کہ تجھے زندہ رکھوں، لیکن ایسی دیوانگی موت کی ہی کہی جاتی ہے اور جب تجھ پر موت نازل ہو چکی تھی، تو تیرا زندہ رکھنا میرے لیے ممکن نہیں تھا، تیری موت ہی میرے حق میں ہے، تیری موت سے مجھے فائدہ بھی حاصل ہو گا، میں تیری لاش محفوظ رکھوں گی اور جب میں جہاز تک پہنچوں گی تو جہاز والے میرے ساتھ ایک مردہ لڑکی کو بھی دیکھیں گے اور یہ اندازہ لگا لیں گے کہ میری کسی بات میں کوئی فریب نہیں ہے، ورنہ میں ایک لاش اپنے ساتھ لیے نہ پھرتی، میں یقیناً مصیبتوں کا شکار ہوں، ہاں تیری موت اس وقت مکمل طور پر میرے حق میں ہے اور تو بالکل فکر نہ کرنا تو نے اپنا فرض بخوبی انجام دیا ہے، بہت عمدگی سے......"

گارتھا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی، کورا جانکنی کی کیفیت کا شکار تھی، اس پر موت طاری ہو رہی تھی، ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں اور اس کے حلق سے مسلسل کراہیں نکل رہی تھیں، آہستہ آہستہ ان کراہوں نے دم توڑنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ بے جان ہو گئی، اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئی تھیں، گارتھا نے آگے بڑھ کر نہایت محبت سے اس کی دونوں آنکھیں بند کر دیں اور اس کے جسم کو سیدھا کر کے کشتی میں لٹا دیا پھر ہنستی ہوئی بولی۔

"اب میں ایک مظلوم عورت لگ رہی ہوں، ایک ننھی مظلوم عورت جو سمندری حادثات کا شکار ہوئی ہے اور اس کے لیے میرے پاس ایک بہترین کہانی تیار ہے لیکن یہ کہانی سنانے کے لیے تو مجھے طویل عرصہ درکار ہو گا اور سن کورا یہ بات میں غلط نہیں کہہ رہی ابھی میں اس جہاز تک جانے کی کوشش نہیں کروں گی میں نے اس کے لیے مزید پانچ دن مخصوص کیے ہیں اور پانچ دنوں کے بعد میں اپنا یہ سفر شروع کروں گی، وقت نے مجھ پر بہت سی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں اور ان ذمہ داریوں کو پورا کیے بغیر کچھ کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن..... لیکن میں ان ذمہ داریوں کو پورا کیے بغیر دم نہیں لوں گی، میرا نام گارتھا ہے۔"

پچھلے چند روز سے گرمی بہت سخت پڑ رہی تھی، سورج طلوع ہوتا تو گرمی کا آغاز ہو جاتا اور پھر پورا دن تپتا ہوا گزرتا، شاید یہ اس خطے کا خاصہ تھا، لیکن جہاز والوں کو اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں تھی، جہاز ایک بار پھر لنگر انداز تھا اور غوطہ خور سمندر کھنگال رہے تھے، اس دوران کئی ایسی کارآمد چیزیں دریافت ہوئیں جو ریسرچ کے بعد بہت قیمتی تھیں اور ان کے لیے غوطہ خوروں کو خصوصی طور پر ہدایت دی گئی تھی، لیبارٹری میں کام کرنے والے کشن داس اور دوسرے افراد ان تمام چیزوں کی چھان بین میں مصروف تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے بہترین رپورٹیں پیش کی تھیں۔

اسد شیرازی اور دردانہ ان دنوں خاص طور سے مصروف ہو گئے تھے اور اسد شیرازی کو اس سفر میں پہلی بار اپنی کامیابی کا یقین ہوا تھا، جو اشیاء انہوں نے دریافت کی تھیں ان کی تفصیلات کو باقاعدہ کاغذی شکل دی گئی تھی اور اس سلسلے میں یہ طے کیا گیا تھا کہ ان اشیاء کے سلسلے میں مہذب دنیا کو تفصیلات فراہم کی جائیں گی اور اس کے لیے اسد شیرازی نے ایک طریقۂ کار متعین کیا تھا، یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جو جہاز پر سفر کرنے والوں کے لیے انوکھی ہوتی، لیکن بس کامیابی کے احساس نے سیاہی کو خوشی بخشی تھی خاص طور سے امیر ارتقا نے تمام افراد کو مبارکباد پیش کی تھی اور خصوصاً اسد شیرازی کو جسے اس کے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

صبح کے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے تھے جہاز کے کیبنوں

میں سونے والے جاگتے جا رہے تھے اور ہر طرف اپنے اپنے کام میں مشغول ہوگئے، برج پر جس شخص نے اس وقت کنٹرول سنبھالا ہوا تھا وہ دوربین میں نظر بن جانے روشن اور چمکدار دن میں دور دور تک سمندر دیکھ رہا تھا اور اسی کشتی کے بادبان اس نے دیکھے تھے، جو سمندر میں کافی فاصلے پر نظر آرہی تھی، کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کے تھرڈ افسر نے پوری طرح جائزہ لینے کے بعد فوراً الارم بجادیا اور اخناطون کے مصر سے روانہ ہونے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ جہاز میں آلارم بجایا گیا تھا، ہنگامی حالات پیدا ہوگئے اور فوراً ہی صورتحال معلوم کرنے کے لیے کچھ لوگ دوڑ پڑے، ان میں کیپٹن ایڈگر بھی تھا، جس نے برج پر پہنچتے ہی تھرڈ افسر سے صورتحال معلوم کی، کیپٹن ایڈگر نے بھی غور سے جائزہ لینا شروع کردیا اور پھر دوربینوں کی مدد سے اس کشتی کو دیکھ لیا گیا، کھلے سمندر میں اور خاص طور سے ایسے علاقہ میں کسی کشتی کا وجود ناقابل یقین تھا، چنانچہ کیپٹن ایڈگر نے فوراً ہی کارروائیاں شروع کردیں صورتحال معلوم کرنے کے لیے آنے والوں کو اس نے تفصیلات بتائیں اور بہت سے لوگ عرشے پر جمع ہوگئے، جہاں سے دوربینوں کی مدد سے اس کشتی کو دیکھا جانے لگا، اس دوران ایڈگر نے فوراً ہی ایک اسٹیمر سمندر میں اتارنا شروع کردیا تھا اسد شیرازی اٹھ کر اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوگیا، عملے کے چند افراد کو اسٹیمر میں پہنچایا گیا اور اس کے فوراً بعد اسٹیمر اس کشتی کا رخ اختیار کرکے آگے بڑھ گیا، اسد شیرازی اور ایڈگر دوربین کی مدد سے مسلسل کشتی کو دیکھ رہے تھے، اور اس کے بارے میں آپس میں تبصرے بھی کرتے جا رہے تھے، ایڈگر نے کہا۔

"اس کشتی کا خصوصاً ان سمندروں میں نظر آنا ناقابل یقین ہے، فرض کیجیے اگر کسی سمندری جہاز کو حادثہ پیش آیا ہے یا کوئی اور ایسا ہی واقعہ ہوا ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کشتی ان علاقوں تک کیسے پہنچ گئی، ہم سمندری سفر کے راستے سے بہت دور ہٹ آئے ہیں۔"

اسد شیرازی نے اس سلسلے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا، اس کے دل میں ہمدردی کا سمندر موجزن تھا اور وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ بدنصیب کشتی کے مسافر کون ہیں، آہستہ آہستہ کشتی واضح ہوتی جارہی تھی، وہ بہت بڑی نہیں تھی اور دور ہی سے انتہائی خستہ حال نظر آرہی تھی، کشتی میں کوئی ایسا فرد نظر نہیں آرہا تھا جو امداد کا طالب ہوتا تو اس میں جو افراد موجود تھے وہ ہلاکت کا شکار ہوچکے تھے یا پھر کوئی موجود ہی نہیں تھا، تاہم وہ اس کے قریب پہنچنے کا فیصلہ بدل نہیں سکتے تھے، سمندر میں اسٹیمر کی رفتار تیز کردی گئی تاکہ جلد از جلد کشتی کے نزدیک پہنچا جاسکے، کشتی اب ان سے بہت مختصر فاصلے پر رہ گئی تھی، چنانچہ اسٹیمر کا انجن بند کردیا گیا اور پھر اسٹیمر آہستہ آہستہ کشتی سے جالگا، نہایت مہارت کے ساتھ اسٹیمر کو کشتی سے جوڑ دیا گیا تھا اور ایسے ذریعے استعمال کیے جانے لگے، جن سے کشتی اسٹیمر سے منسلک ہوجائے، اس کام سے فارغ ہوتے ہی کیپٹن ایڈگر اور اسد شیرازی نے کشتی میں چھلانگ لگادی اور ان کی نظروں نے دو انسانی جسموں کو دیکھا جو بے سدھ پڑے ہوئے تھے، پوری کشتی میں اتنا سخت تعفن پھیلا ہوا تھا کہ ان کے سانس بند ہونے لگے، اور یہ تعفن یقیناً انسانی گوشت کے سڑنے کا تھا، انہوں نے اپنی ناکیں بند کرلیں اور صورتحال کا جائزہ لینے لگے، کیپٹن ایڈگر نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کو دیکھا جو زندگی سے محروم ہوچکی تھی اور اس کا چہرہ بھیانک ہوتا جارہا تھا، پورا جسم پھول گیا تھا، لیکن دوسری لڑکی کسی حد تک بہتر کیفیت میں نظر آرہی تھی، اسد شیرازی نے آگے بڑھ کر دوسری لڑکی کی نبض کو چیک کیا تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"یہ زندہ ہے، کیپٹن یہ زندہ ہے۔" کیپٹن بھی اس کے قریب پہنچ گیا اور پھر ان دونوں نے کسی کی مدد کے بغیر لڑکی کو کشتی سے اٹھا کر اسٹیمر تک پہنچادیا اور فوراً ہی اسٹیمر کا رخ کیا اور کچھ دیر کے بعد اسٹیمر کشتی سے دور ہوتا چلا گیا۔

کیپٹن ایڈگر اور اسد شیرازی لڑکی کا جائزہ لے رہے تھے، اس کے بارے میں وہ ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کرپائے تھے، البتہ اسٹیمر کو تیز رفتاری سے چلنے کی ہدایت کردی گئی تھی تاکہ لڑکی کو جلد سے جلد جہاز پر لے جاکر طبی امداد فراہم کی جاسکے، اس کا لباس بہت بوسیدہ تھا، البتہ یہ اندازہ انہوں نے ضرور لگایا تھا کہ اس کی زندگی فوری طور پر خطرے میں نہیں ہے، کشتی کے بارے میں بھی یہ لوگ کوئی صحیح اندازہ قائم نہیں کرپائے تھے، کشتی اس قسم کی نہیں تھی جیسی جہازوں پر موجود ہوا کرتی ہے، اس سے انہیں یہ احساس ہورہا تھا کہ لڑکی کسی سمندری جہاز کے حادثے کا شکار نہیں ہوئی ہے، پھر یہ کہ

اس کی معمولی سی کشتی میں کھلے سمندر میں کیا کررہی تھی لیکن یہ سب باتیں بعد کی تھیں، پہلے اس کی زندگی بچانے کی کوشش کرنی تھی، ادھر جہاز پر تمام انتظامات پورے تھے، چنانچہ جہاز کے اسپتال کے ڈاکٹر عرشے پر موجود تھے، اسٹریچر وغیرہ منگوالیے گئے تھے، اسٹیمر کو فوراً ہی اوپر اٹھالیا گیا، اسد شیرازی اور کیپٹن ایڈگر نے لڑکی کو اسٹریچر پر منتقل کردیا اور اسے فوری اسپتال لے جایا گیا۔

ڈاکٹروں نے اسپتال میں اپنا کام شروع کردیا تھا، لڑکی کا ہر طرح سے معائنہ کیا جارہا تھا، کچھ دیر بعد وہ سب ڈاکٹروں کے پاس پہنچ گئے، ڈاکٹر کارروائی میں مصروف تھے، لڑکی کو تمام ضروری طبی امداد فراہم کردی گئی تھی، اور اب وہ آنکھیں بند کیے گہری گہری سانس لے رہی تھی، ڈاکٹر تیمور نے بتایا۔

"بہت طاقت ور اور قوت مدافعت رکھنے والی لڑکی ہے، اسے کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچا، یہ صرف سمندری صعوبتوں کا شکار ہے۔"

"آپ کے خیال میں اسے کوئی خاص نقصان تو نہیں پہنچے گا ڈاکٹر؟" امیر ارتقا نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے نہیں، ان انجکشنوں کے زیر اثر وہ کچھ دیر سوتی رہے گی، پھر اسے ہلکی غذا دی جائے گی، البتہ لباس کا بندوبست ضرور کردیں، جو سمندری ہواؤں کا شکار ہوچکا ہے۔"

"اس کا بندوبست ابھی ہوجاتا ہے۔" امیر ارتقا نے کہا اور پھر اس نے ہدایت دے کر اپنے حرم سے لڑکی کے لیے ایک نیا لباس منگوایا اور یہ انتظام بھی کردیا کہ اس کا لباس بھی تبدیل ہوجائے، لڑکی کی زندگی بچالی گئی تھی، البتہ ڈاکٹروں کو ہدایت کردی تھی کہ وہ جیسے ہی ہوش میں آئے انہیں اطلاع کردی جائے، اسد شیرازی اور دردانہ ایک گوشے میں جا کھڑے ہوئے اور دردانہ اسد شیرازی سے تفصیلات معلوم کرنے لگی۔

"ایسے حادثے اکثر پیش آتے رہتے ہیں، لڑکی ہوش میں آکر ہی بتاسکے گی کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا تھا۔" دردانہ گہری سانس لے کر خاموش ہوگئی، جہاز کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا، اسد شیرازی کارکردگی سے بے حد مطمئن تھے، اس نے دردانہ سے کہا۔

"اور اب میں یہ سوچ رہا ہوں دردانہ کہ جو رپورٹیں مجھے فراہم ہوئی ہیں انہیں میں اپنے ادارے تک پہنچادوں۔"

"کیا آپ نے اس کے لیے کوئی انتظام کررکھا ہے؟" دردانہ نے سوال کیا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ اب ہمیں کچھ عرصہ کے بعد کسی آبادی کا رخ کرنا پڑے گا، ویسے بھی سمندر میں کافی دن صرف ہوگئے ہیں۔"

"جی سر، ویسے ایک سوال میرے ذہن میں بار بار گردش کرتا ہے، وہ یہ کہ جو چیزیں سمندر سے برآمد ہوئی ہیں ان کے بارے میں کیا کوئی ایسی مؤثر رپورٹ ملی ہے جسے ہم قابل اعتماد کہہ سکیں۔"

"ہاں، چند چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم خصوصی طور پر ریسرچ کے لیے پیش کرسکتے ہیں اور ان کے نتائج نہایت شاندار برآمد ہوں گے، ابھی تک نیلی پنیوں کا معاملہ اور ان پتھروں کے ٹکڑوں کا مسئلہ پراسرار ہے اور اس کے بارے میں کوئی ایسی رپورٹ ہمارے لیبارٹری آفیسر نے نہیں دی ہے، جو قابل غور ہو، جبکہ شعبان ان کے بارے میں عجیب و غریب انکشافات کرچکا ہے۔"

"دراصل آپ سے اس سوال کا مقصد یہی تھا سر میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ان دونوں چیزوں کے بارے میں ہماری لیبارٹری صحیح رپورٹ نہ پیش کرسکی تو کیا خود آپ انہیں محفوظ رکھنا پسند کریں گے، میرا مقصد ہے کہ عام لوگوں کے علم میں نہیں لائیں گے۔" اسد شیرازی اس بارے میں غور کرنے لگا پھر اس نے کہا۔

"اصولی طور پر تو یہ دیانت داری کے خلاف ہے، لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس طرح شعبان کو منظر عام پر لانا پڑے گا۔"

"میری ایک رائے ہے سر! پروفیسر سے آپ اس سلسلے میں اور مشورہ کرلیں اور اگر مناسب سمجھیں تو انہیں اصل صورتحال بتادیں۔"

"یعنی یہ کہ شعبان..... شعبان؟"

"نہیں سر شعبان کے بارے میں تقریباً تمام تفصیلات لوگوں کو معلوم ہوچکی ہیں اور اب شعبان سمندر میں جو کچھ کررہا ہے اس سے یہ اندازہ بھی لوگوں نے لگالیا ہوگا کہ وہ غیر معمولی طور پر سمندر کی دنیا سے دلچسپی رکھتا ہے، ہم اب اس جہاز پر موجود لوگوں سے تقریباً مطمئن ہوچکے ہیں، میں یہ تو نہیں کہتی کہ آپ شعبان کے بارے میں تمام تر تفصیلات بتادیجیے

اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ پانی میں کیسی کیسی کیفیتوں کا حامل ہے، لیکن ہم اس کی دریافت کی ہوئی اشیاء کو ریسرچ کے لیے تو پیش کر سکتے ہیں، ورنہ ہمارا مقصد بالکل ہی تاریکی میں چلا جائے گا، ان تمام لوگوں کے علاوہ اور کوئی ایسا ساتھی بھی نہیں ہے ہمارا جس سے ہم اپنے طور پر کچھ گفتگو کر سکیں یا کام کرا سکیں۔"

اسد شیرازی دردانہ کی باتوں پر غور کرنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو ویسے بھی میرا خیال ہے کہ یہاں کوئی ایسا فرد موجود نہیں ہے جو شعبان کے لیے نقصان کا باعث ہو اور اگر ایسا ہوا تو بعد میں ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی سدباب تلاش کر لیں گے۔"

"شعبان کے بارے میں کیا رپورٹ ہے، وہ یہاں مطمئن ہے؟"

"بہت مطمئن ہے، سمندر تو اس کی زندگی ہے، مگر اس پر جو پابندیاں عائد ہیں ان کے سلسلے میں وہ کبھی کبھی الجھتا نظر آتا ہے، ویسے ان دنوں پروفیسر کی لڑکی سے اس کی خاصی دوستی ہے۔" شیرازی ہنسنے لگا پھر بولا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ وہ عورت کی دنیا سے ناواقف نہیں ہے"

"نہیں سر، آپ کا یہ خیال غلط ہے، جوانی کی عمر میں ہے اور ایسی عمر بھٹکانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔"

"لیکن تم نے جاپان کے بارے میں مجھے جو تفصیلات بتائی تھیں وہ تو بڑی حوصلہ بخش تھیں۔"

"جی سر، وہ صاحب کردار انسان ہے، میں نے اس پر جس قدر گہری نگاہ رکھی ہے آپ کو یقیناً اس کا اندازہ ہوگا، وہ بھٹکنے والوں میں سے نہیں ہے، لیکن میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ اس کے دل میں بالکل ہی تاریکی نہیں ہے اور وہاں کچھ نہ کچھ نظر آتا ہے۔"

دردانہ کو دراصل وہ تصویر یاد آگئی تھی جو آج بھی شعبان کے سامان کی زینت تھی اور کبھی کبھی دردانہ چوری چھپے دیکھ لیا کرتی تھی کہ شعبان اس تصویر کو سامنے رکھے اسے عجیب سی نگاہوں سے گھور رہا ہوتا ہے، بعض اوقات دردانہ کو اس پر افسوس بھی ہوتا تھا کہ شعبان کی نگاہوں میں جو تصویر تھی وہ ایسی کہ جسے صرف خیالی تصور کہا جا سکتا ہے، اگر کہیں یہ مسئلہ ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا تو ہوسکتا ہے شعبان کی شخصیت میں کوئی جھول پیدا ہو جائے، لیکن وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکی تھی، اسد شیرازی اس کا مسئلہ قبول کر کے مطمئن ہو گیا تھا، ویسے بھی وہ الجھن سی محسوس کرتا تھا، کیونکہ شعبان کو اس طرح چھپانا پڑتا تھا جیسے وہ کوئی بہت ہی نایاب اور قیمتی شے ہو اور بعض اوقات یہ کام مشکل ہو جاتا تھا، لیکن طریقہ کار بہتر ہونا چاہیے اور اس کے لیے اپنے آپ کو مشکوک کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

اسی شام اس کی ملاقات پروفیسر سے ہو گئی، وہ عرشے پر ٹہل رہا تھا، بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ اپنی لیبارٹری سے باہر آتا ہو، اکثر تنہا ہی رہتا تھا، اس وقت بھی اسد شیرازی نے دور سے اسے دیکھا اور اس کی جانب بڑھ گیا، پروفیسر قدموں کی آہٹ سن کر چونکا اور پھر رک کر اسد شیرازی کو دیکھنے لگا، اس کی آنکھوں میں وہی خاموش کیفیت تھی اور اسد شیرازی مسکراتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

"ہیلو پروفیسر؟"

"ہیلو مسٹر شیرازی کہیے کیا حال چال ہیں؟"

"ہم سب ٹھیک ہیں پروفیسر، اچھا ہوا آپ سے اس وقت ملاقات ہو گئی، کچھ دنوں سے میں آپ سے کچھ باتیں کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا، اب تک جو چیزیں ہمیں سمندر سے ملی ہیں، انہیں اپنے ادارے کو منتقل کر دوں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی آبادی کا رخ کیا جائے، تاکہ وہاں مزید کچھ کام ہو سکے اور ان کی تفصیلات اخبارات کو دے دی جائیں، نہ صرف اخبارات کو دے دی جائیں بلکہ ان اداروں کو بھی اس سے مطلع کیا جائے جو اس سلسلے میں کہیں کہیں کام کر رہے ہیں۔"

"میں آپ کو ایسے چھ اداروں کا پتا دے سکتا ہوں، جو قطعاً طور پر اس سلسلے میں مصروف عمل ہیں۔"

"میں آپ کی قیمتی معلومات سے ضرور استفادہ کروں گا، لیکن میرا خیال ہے ابھی ہم بہت پیچھے ہیں، میرے ذہن میں تو بہت سے خیالات ہیں، جنہیں عمل میں لانا میری زندگی کی اولین خواہش ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں اسد جس طرح تمہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے اس سے یہ بات بخوبی محسوس کی جا سکتی ہے کہ آئندہ

چل کر اس سلسلے میں بہت سے ایسے اقدامات بھی ہوں جو انتہائی کارآمد ہوں۔"

"گویا آپ ان تمام کوششوں سے مطمئن ہیں۔"

"سو فیصد، ورنہ میں اپنے گھر میں سب سے زیادہ مطمئن تھا اور اگر یہاں آکر مجھے میری پسند کا کام نہ ملتا تو شاید میں واپس جانے کے بارے میں سوچتا۔"

"آپ نے میری بڑی ہمت افزائی کی ہے، اس کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔"

"انسانیت کی بقا کے لیے اگر ایک بھی ایسی چیز انسانیت کے حوالے کر دی جائے جو اس کے لیے کارآمد ہو تو میں سمجھتا ہوں آپ کا کام پورا ہو جاتا ہے، جبکہ آپ تو ایسی بہت سی نادر اشیاء کے حصول میں مختصر وقت میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں، آپ دیکھیے بعض لوگوں نے صرف ایک ایک چیز ایجاد کی اور زندۂ جاوید ہو گئے، آپ اس وقت کی طبی دنیا کو ایک ایسا تحفہ دے رہے ہیں جو ناقابل یقین ہوگا۔"

"پروفیسر آپ کو میں خصوصاً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس ایجاد کی بنیاد کیا ہے؟"

"اگر آپ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں مسٹر اسد تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"آپ نے میرے ساتھ نوجوان شعبان کو دیکھا ہوگا، جسے کیپٹن ایڈگر نے اپنا نائب مقرر کیا ہے۔"

"کیوں نہیں، وہ بڑا ہونہار نوجوان ہے اور میری نگاہوں نے اسے بہت دور تک دیکھا ہے۔"

"آپ کی دوررس نگاہوں کی داد دیتا ہوں پروفیسر میرے لیے درحقیقت اس سلسلے میں آپ کو اپنا رازدار بنانا بے حد ضروری تھا، اس کی کہانی تو میں منظر عام پر لے ہی آیا ہوں، یعنی یہ کہ وہ کس طرح مجھے انوکھے انداز میں دستیاب ہوا اور کس طرح میں نے اس کی پرورش کی، اس دوران پروفیسر ایسے واقعات ہوتے رہے جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کچھ لوگ اس کی سمندری مہارت سے فائدہ اٹھا کر اس کا حصول چاہتے ہیں، چنانچہ میں نے اسے عام نگاہوں سے پوشیدہ رکھا اور اس کے بارے میں تفصیلات عام نہیں کیں، بچپن ہی سے وہ سمندر کا شوقین ہے اور زیر سمندر یا سطح سمندر پر اس قسم کی تیراکی کا مظاہرہ کرتا ہے جو عام انسان سے بعید ہے، ان دنوں بھی وہ سمندر کے نیچے جاتا ہے تو اسی قسم کے مظاہرے کرتا ہے، اس کی یہ بے پناہ صلاحیت دیکھ کر ہی میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ میں اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھاؤں اور اسی بنیاد پر اس ادارے کا قیام عمل میں آیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسا ماہر اگر اس کی راہنمائی کرے تو ہوسکتا ہے ہمیں زیر سمندر کچھ ایسی اہم معلومات حاصل ہو جائیں جو دنیا کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتی ہوں۔"

"اگر آپ میری یہ رہنمائی قبول کرتے ہیں اسد شیرازی تو میں بھی اس کام کے لیے خود کو پیش کرتا ہوں، آپ نے یہ تفصیلات مجھے بتا دیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ صیغہ راز میں رہے تو یہ آپ کے پاس میری امانت ہے، میں اس کے ساتھ زیر سمندر جا کر معلومات حاصل کر سکتا ہوں؟"

"آپ..... پروفیسر..... آپ....."

"ہاں، مجھے بھی سمندر سے عشق رہا ہے اور ایک طویل عرصہ میں نے اسی میں گزارا ہے، آپ کو اس کا علم تو ہو ہی چکا ہوگا، اب اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوگی اس کے ساتھ سمندروں میں جاتے ہوئے۔"

"اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف آپ کا تعاون حاصل کرنے کے بعد میں اپنا مقصد پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

"میری طرف سے مکمل تعاون کی پیشکش ہے، مسٹر اسد شیرازی۔" ابھی وہ دونوں یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک خلاصی ان کے پاس پہنچ گیا۔

"سر ڈاکٹروں نے اطلاع دی ہے کہ لڑکی ہوش میں آگئی ہے، اگر آپ پسند کریں تو اسپتال جا کر انہیں دیکھ لیجیے گا، امیر ارتقا کیپٹن ایڈگر وغیرہ وہیں موجود ہیں۔"

"آئیے پروفیسر چلتے ہیں۔" اسد شیرازی نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھ گئے، اسد شیرازی پروفیسر سے ہونے والی گفتگو سے بے حد مطمئن تھا، اسپتال میں مجمع لگا ہوا تھا، تمام ہی لوگ موجود تھے، ڈاکٹر تیمور لڑکی کے بارے میں تفصیلات بتا رہے تھے، لڑکی ایک بستر پر آدھے جسم سے دراز تھی، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، امیر ارتقا نے اسے جو لباس پیش کیا تھا، اس لباس کو پہننے کے بعد اس کی شخصیت میں نکھار پیدا ہو گیا تھا، ڈاکٹر تیمور نے ان لوگوں کو بتایا۔

"لڑکی بالکل متصل حالت میں ہے، لیکن اس کی زبان بند ہے، اس کی آنکھیں حیران ہیں، جو کچھ اس پر بیتی ہے اس کے گہرے اثرات اس کے ذہن پر ہیں، یہ رفتہ رفتہ ہی اعتدال پر آسکتی ہے اور میں اس سلسلے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کتنا وقت لگ جائے گا، ویسے اب وہ جسمانی طور پر بالکل تندرست ہے اور اسے اسپتال میں رہنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے، ہاں اس کی دیکھ بھال کی جاتی رہے گی اور ابھی جن دواؤں کی ضرورت ہوگی وہ اسے استعمال کرائی جائیں گی، اس کے لیے کسی نگران کو مقرر کر کے تمام تر بندوبست کر دیے جائیں تو بہتر ہوگا۔" امیر ارتقا ہاشمی نے کہا۔

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے کوئی کیبن دے دیں کیپٹن ایڈگر اور کسی کو اس کی خدمت پر مامور کر دیں۔"

"یہی مناسب ہے۔"

"کیا ہم اس سے گفتگو کر سکتے ہیں ڈاکٹر؟"

"اگر اس کے ذہن پر زور نہ ڈالیں تو بہتر ہے، ایک آدھ دن اور رک جائیں پھر آپ اس سے گفتگو کر سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر تیمور سے یہ مشورہ کرنے کے بعد لڑکی کو ایک کیبن میں منتقل کر دیا اور ایک عورت کو اس کی نگرانی کے لیے مقرر کر دیا گیا، امیر ارتقا نے کہا۔

"اسد شیرازی کا خیال ہے کہ اب یہ سمندری علاقہ چھوڑ کر آبادی کا رخ کیا جائے تاکہ سمندر سے حاصل ہونے والی اشیاء اس کی جگہ بھیج دیا جائے اور اس لڑکی کو بھی ہم وہاں چھوڑ دیں تاکہ وہ جہاں بھی چاہے چلی جائے۔"

"یہ کام مشکل نہیں ہوگا۔" امیر ارتقا نے کہا۔

اختاطون نے ایک بار پھر لنگر اٹھا دیے اور آگے بڑھ نکلا، یہ پروگرام ضرور بنا تھا کہ اب کسی آبادی تک پہنچنا چا لیکن اس سلسلے میں جلد بازی کا کوئی مظاہرہ نہ کیا گیا، ویسے بھی سمندری دنیا اس قدر خوبصورت اور حسین ہے کہ کوئی بھی اس سے نہیں اکتایا تھا، ہر صبح کا آغاز کسی جدوجہد سے ہوتا تھا اور ہر شام اپنے اندر بے پناہ دلکشی لیے رات کی آغوش میں پہنچ جاتی تھی، کوئی بھی غیر مطمئن نہیں تھا اور سب ہی اپنے اپنے طور پر اپنی تفریحات میں مشغول تھے، کبھی کبھی دلچسپ شاموں کا انعقاد ہوتا تھا اور رقص و موسیقی کی محفلیں جم جاتی تھیں، جو انتظامات امیر ارتقا نے کیے تھے وہ سبھی کے لیے باعث دلچسپ تھے، اس طرح سے یہ تفریحی شعبہ امیر ارتقا نے سنبھال لیا تھا۔

اس شام خصوصی طور پر سمندر سے آنے والی کے لیے اہتمام کیا گیا تھا، اس کی حالت اب کافی بہتر تھی، آنکھوں کی حیرانی میں کسی قدر کمی واقع ہوگئی تھی لیکن اس نے ایک بار بھی کسی سے گفتگو نہیں کی تھی، شام کو جب رقص و موسیقی کی محفل جمی اور طرح طرح کے کھیل تماشے ہونے لگے تو خصوصی طور پر اسے بھی مدعو کیا گیا تھا، وہ بہت ہی نرم فطرت اور ہر ایک سے تعاون کرنے والی تھی، جو بھی اسے جو حکم دیتا وہ اس کی تعمیل کرنے سے ذرا بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتی تھی، کرسی پر بیٹھی وہ درحقیقت ایک ملکہ معلوم ہو رہی تھی اور کچھ فاصلے پر ان تفریحات میں مگن امیر ارتقا کی نگاہیں کئی بار اس کی جانب اٹھ چکی تھیں، کیپٹن ایڈگر ان کے قریب ہی موجود تھا، اس نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"کیا تمہیں یہ سب کچھ پسند نہیں ہے؟" جواب میں اس عورت نے نگاہیں اٹھائیں اور کیپٹن کو دیکھنے لگی پھر اس کے ہونٹوں میں کپکپاہٹ سی بیدار ہوئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیوں نہیں۔" ایڈگر اچھل پڑا، یہ اس کے منہ سے نکلنے والے پہلے الفاظ تھے، کیپٹن کو ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی تھی، اس نے نرم اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہماری خواہش ہے کہ ہم یہاں اپنے اس جہاز میں تمہیں دنیا کی ساری سہولتیں فراہم کر دیں اور تمہیں تمہاری خوشیاں واپس کر دیں، کیا تمہیں گزرنے والے وہ لمحات یاد ہیں جن میں تم نے سمندر میں سفر کا آغاز کیا تھا۔"

اس نے سادہ سادہ سی نگاہوں سے کیپٹن ایڈگر کو دیکھا اور بولی۔

"تم...... تم...... میں...... میں، مجھے کچھ یاد نہیں آتا، میں اس دوران تم لوگوں کی محبتوں کو اور کوششوں کو دیکھتی رہی ہوں اور یاد کرتی رہی ہوں کہ میں کون ہوں، تمہارے درمیان کیسے ہوں، لیکن...... لیکن۔" اس کے چہرے پر بے چینی کے آثار نظر آنے لگے اور ایک عجیب سا دکھ اس کی آنکھوں میں نمودار ہوگیا، ایڈگر نے چاروں طرف دیکھا، اتفاق سے اس وقت کوئی بھی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا، وہ یہ

دیکھنا چاہتا تھا کہ دوسرے لوگوں کو اس حیرتناک واقعہ کا علم ہوا ہے یا نہیں، کہ اس نے بولنا شروع کر دیا، کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر ایڈگر نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو بالکل پرسکون رکھو، تم اپنے گہرے دوستوں میں ہو، اور سب ہی تمہاری بہتری کے خواہشمند ہیں۔"

"میں شکریہ ادا کرتی ہوں تمہارا، درحقیقت میرے ساتھ جو کچھ یہاں کیا جا رہا ہے وہ ناقابل یقین ہے، لیکن بس ایک ایک تکلیف ہے مجھے...... یہ یاد نہیں آرہا کہ میں کون ہوں، میرا ماضی کیا ہے، بہت بار میرا جی چاہا کہ تم سے باتیں کروں لیکن اپنے بارے میں سوچتے ہوئے میرے دل میں عجیب طرح کے خیالات آنے لگتے ہیں۔"

ایڈگر بے پناہ خوش ہو رہا تھا، وہ اس وقت عجیب بچوں کی سی خوشی محسوس کر رہا تھا، یہ سوچ کر کہ وہ پہلی بار اس سے ہمکلام ہوئی ہے تب اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا میں تمام لوگوں سے تمہارا تعارف کراؤں۔"

"ابھی نہیں، دیکھو وہ کیسا رقص کر رہا ہے، اسے دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔" اس نے کہا اس کی آواز بھی بے حد دلکش اور مترنم تھی، ایڈگر سوچنے لگا کہ وہ بے پناہ پرکشش ہے اور دلوں کو موہ لینے والا سحر رکھتی ہے، تب ہی اتفاقیہ طور پر امیر ارتقا کی نگاہیں اس کی جانب اٹھ گئیں، اس نے فاصلے کے باوجود یہ محسوس کر لیا تھا کہ سمندر سے نکلنے والی ایڈگر سے گفتگو کر رہی ہے، وہ حیران ہو کر ادھر دیکھنے لگا تھا، کچھ دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایڈگر کے قریب پہنچ گیا، اس نے عورت کو دیکھا اور پھر ایڈگر سے بولا۔

"کیا تم اس سے گفتگو کر رہے تھے۔"

"ہاں، یہ مجھ سے باتیں کر رہی ہیں۔"

"اوہ ویری گڈ، اس کا مقصد ہے کہ اب ان کی حالت بالکل بہتر ہوگئی ہے، خاتون کیا آپ ہمیں اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گی۔"

ایڈگر نے فوراً ہی ارتقا ہاشمی کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "ان کا کہنا ہے کہ انہیں اپنا ماضی یاد نہیں آرہا اور یہ اس کے لیے بہت دکھی ہیں۔"

"اس کا مقصد ہے کہ یادداشت متاثر ہوئی ہے۔" امیر ارتقا نے کہا۔

"ابھی انہیں ان کا ماضی یاد دلانے کی کوشش کرنا مناسب بھی نہیں ہوگا۔" ایڈگر نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں، خاتون آپ ان تفریحات سے لطف اندوز ہوں کچھ پینا پسند کریں گی آپ؟"

عورت نے خاموشی سے نگاہیں اٹھائیں، امیر ارتقا کو دیکھا اور پھر خاموش ہوگئی، غالباً وہ یہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ اسے کیا پینا چاہیے۔

"میرے خیال میں خاتون کے لیے اس وقت کافی مناسب رہے گی، ویسے آپ کو اپنا نام بھی یاد نہیں؟" ایڈگر بولا۔

"نام۔" اس نے مدھم سے لہجے میں کہا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

امیر ارتقا گہری سانس لے کر خاموش ہوگیا، اس کے بعد اس کا یہاں رکنا غیر مناسب سا تھا، چنانچہ وہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا، رات گئے تک یہ ہنگامہ جاری رہا اور اس کے بعد ختم کر دیا گیا، کھانے کا وقت ہوگیا تھا، چنانچہ اجتماعی طور پر کھانا کھایا گیا اور پھر سب آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے کیبنوں کی جانب چل پڑے۔

گارتھا مطمئن تھی، اس نے جس کھیل کا آغاز کیا تھا وہ بڑی خوبی سے آگے بڑھ رہا تھا، بے شک اس نے سمندر میں کٹھن تکلیف دہ دن گزارے تھے، جنہوں نے اسے جسمانی طور پر نڈھال کر دیا تھا، لیکن اس کے ذہن پر ذرہ برابر اثر نہیں ہو سکا تھا، وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بے پناہ طاقتور تھی اور جانتی تھی کہ اپنے کھیل کو اسے کس طرح آگے بڑھانا ہے، کورا کی لاش اس نے اپنے پاس محفوظ رہنے دی تھی، دوسرے ہی دن سے کورا کا جسم سڑنا شروع ہوگیا تھا، لیکن گارتھا جانتی تھی کہ یہ لاش اس کے لیے کس قدر معاون ثابت ہو سکتی ہے، کورا کے سلسلے اسے کوئی تکلیف یا افسردگی نہیں تھی، کیونکہ کورا نے اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی اور پھر گارتھا کو اس کی موت کے بعد کچھ اور بھی احساس ہوا تھا، جو پروگرام اس نے اپنے ذہن میں ترتیب دیا تھا کورا کی وجہ سے اس میں دقتیں بھی پیش آسکتی تھیں، جہاز میں بے شمار افراد ہوں گے اور ان کے ساتھ اسے جو طریقہ کار اختیار کرنا ہے ممکن ہے کورا اسے کنٹرول نہ کر پائے اور اس کا راز فاش کر دے، اس لیے کورا کی زندگی اس لحاظ

سے بھی کچھ خطرناک محسوس کی جارہی تھی، لیکن کورا کی موت کے بعد سارے مسائل حل ہوگئے تھے، گو کشتی میں تعفن پھیلا ہوا تھا، لیکن گارتھا نے اسے بڑی ہمت کے ساتھ برداشت کیا تھا اور مزید تین دن گزار دیے، یہاں تک کہ اسے جہاز نظر آگیا تھا اور اس نے اپنا کام شروع کر دیا تھا، جہاز والوں نے اس کی خواہش کے مطابق ہی یہ سارا عمل کیا تھا اور اس کے بعد گارتھا کی اداکاری قابل دید تھی، اس نے ان لوگوں کو ذہنی طور پر اتنا متاثر کر لیا تھا کہ ایک ایک شخص اس کے لیے ہمدردی کا سرچشمہ بن گیا تھا، گارتھا یہی چاہتی تھی اور یہاں آکر پورے طور پر مطمئن تھی، اس نے ایک لمحہ بھی بے مقصد نہیں گزارا تھا اور اس دوران مسلسل اپنے کام میں مصروف تھی، یعنی جہاز پر موجود تمام افراد کی شناخت ان کی حیثیت کے بارے میں اندازہ، اس نے شعبان کو بھی دیکھا تھا اور ایک نگاہ میں اسے پہچان لیا تھا، یہی وہ نوجوان تھا جس کے حصول کے لیے اس کھیل کا آغاز ہوا تھا لیکن اب گارتھا نے اپنا سارا پروگرام بدل دیا تھا اور اس کی وجہ لوشین ٹریژر کی جانب سے پوائنٹ سیون پر ہونے والی کارروائی تھی، جسے گارتھا نے اپنی توہین محسوس کیا، اگر کوئی عام عورت ہوتی تو ان لمحات کو یہ سوچ کر ٹال جاتی کہ لوشین ٹریژر کے سلسلے میں نورناڈو نے جو تفصیلات بتائی تھیں ان کے تحت لوشین ٹریژر ان پوائنٹس پر پوری طرح کنٹرول نہیں رکھتا تھا، بلکہ یہاں آباد لوگ اپنے طور پر بھی کچھ کارروائیاں کر لیتے تھے، لیکن اس کے لیے لوشین ٹریژر کو پہلے سے گارتھا کو مطلع کرنا ضروری تھا۔

وہ ذہنی طور پر اسی قسم کی عورت تھی کہ اگر ایک بات اس کے ذہن میں جم جائے تو اسے نکالنا ناممکن ہو جاتا تھا، اس نے بدستور کیپٹن نورناڈو کا تعاون حاصل کر رکھا تھا اور لوشین ٹریژر کا پروگرام بھی یہی تھا، لیکن اب وہ لوشین ٹریژر کے پروگرام سے متفق نہیں تھی، اٹلی میں اس کا ادارہ بہتر نگرانیوں میں چل رہا تھا اور اسے کوئی زوال نہیں تھا، وہ جانتی تھی کہ وہاں جو انتظامات اس نے کیے ہیں اور گرنیا نے یہاں سے روانہ ہونے کے بعد مزید جو انتظامات کیے ہوں گے ان سے اس ادارے کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ باقی نہیں رہ گیا ہوگا، جہاں تک لوشین ٹریژر کا معاملہ ہے تو گارتھا نے یہ سوچا تھا کہ اسے سنبھالنے کے لیے وہ یقینی طور پر بہترین اقدامات کر سکے گی، البتہ نورناڈو کے سلسلے میں اسے تھوڑی سی تشویش تھی کہ وہ مسلسل جہاز کا تعاقب کر رہا ہے اور اس بات کا متمنی ہے کہ اسے معلومات فراہم کی جائیں، لوشین ٹریژر نے نئے پروگرام میں جو تبدیلیاں کی تھیں اس کے سلسلے میں بھی گارتھا ذہنی طور پر غیر مطمئن تھی لیکن اب سب کچھ ٹھیک ہوگیا تھا، لوشین ٹریژر کو یہ حق نہیں حاصل تھا کہ جس کام کے لیے اس نے گارتھا کو مخصوص کیا تھا اس میں تبدیلی کر کے اپنے طور پر کوئی لمبا پروگرام ترتیب دے لے جو گارتھا کی منظوری کے بغیر ہو، اس طرح بھی گارتھا کی توہین کی گئی تھی اور گارتھا نے ساری باتوں کا انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا، جہاز پر آنے کے بعد اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے حیرت ہوئی تھی اور کافی دلچسپی کا احساس بھی ہو رہا تھا، اخناطون پر اس قدر اعلیٰ طریقہ سے انتظامات کیے گئے ہوں گے، اس نے سوچا بھی نہیں تھا، حالانکہ ابھی صرف سرسری جائزہ لیا تھا اور اسے مزید تفصیلات معلوم نہیں تھیں، لیکن جو اندازے اس نے قائم کیے تھے وہ سو فیصد درست تھے۔

گارتھا اب یہ سوچنے میں مصروف تھی کہ اپنی یہ اداکاری ترک کر کے اسے عمل کے میدان میں آجانا چاہیے اور اس کے لیے اس نے بہت سے فیصلے کیے تھے، چنانچہ کیپٹن ایڈگر سے پہلی بار لب کشائی کا مقصد یہی تھا کہ اب وہ اپنی قوت گویائی کو واپس لے آئے تاکہ ان لوگوں سے زیادہ قریب ہونا نصیب ہو سکے اور جب اس کام کا آغاز ہوگیا تھا تو اب اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں تھی، چنانچہ اس رات کو اس نے کچھ نئے فیصلے کیے اور دوسرے دن صبح اپنی اس خادمہ سے کہا کہ وہ باہر جانا چاہتی ہے، خادمہ بھی اس کے منہ سے الفاظ سن کر بے چین ہوگئی تھی اور اس کے بعد اس نے گارتھا کو تیار کیا اور گارتھا اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔

جہاز پر معمولات جاری تھی، کیپٹن ایڈگر ہی نے دور سے اسے دیکھا اور تیزی سے اس کی جانب بڑھ آیا، پھر وہ گارتھا کے قریب پہنچ گیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اسے صبح بخیر کہا، گارتھا کے انداز میں ایک نرم سی مسکراہٹ پیدا ہوگئی، اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں آپ کو کس نام سے مخاطب کروں جناب؟"

"اوہو، میرا نام ایڈگر موراِلس ہے۔"

"میرا نام کیا ہے......؟" گارتھا نے کیپٹن ایڈگر سے سوال کیا تھا اور ایڈگر بغلیں جھانکنے لگا، پھر ہنستا ہوا بولا۔

"ابھی ہم آپ کو کچھ بھی کہہ سکتے ہیں، بعد میں آپ کو آپ کا نام یاد آجائے گا۔"

"میں اپنا نام کیوں بھول گئی ہوں۔"

"ہوتا ہے، سمندر میں آپ نے ایک تکلیف دہ وقت گزارا ہے اور اس نے آپ کے ذہن پر برے اثرات چھوڑے ہیں، لیکن آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے، آپ دوستوں کے درمیان ہیں جب بھی آپ کو آپ کا نام اور آپ کا شہر اور آپ کے اپنے عزیز و اقارب یاد آجائیں گے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو ان کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"

گارتھا نے ایک مغموم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ، آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔"

"آپ کو میرا نام یاد ہے نا۔"

"ہاں ایڈگر۔" گارتھا نے جواب دیا۔

"میں آپ کا اب ایک ایک شخص سے تعارف کراؤں گا اور ہم آپ کو کوئی خوبصورت سا نام دے دیں گے۔" گارتھا نے گردن ہلا دی۔

کیپٹن ایڈگر دوبارہ بولا۔

"تو آیئے ہم آپ کو امیر ارتقا کے پاس لے چلیں تم بھی آؤ!" کیپٹن ایڈگر نے خادمہ عورت سے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ امیر ارتقا کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے حرم کے باہر کسی کام میں مصروف تھا ان دونوں کو دیکھ کر مسکرایا اور گارتھا کو صبح بخیر کہا، گارتھا نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو ایڈگر نے کہا۔

"یہ اس جہاز کے مالک ہیں، امیر ارتقا گارتھا نے گردن خم کی اور امیر ارتقا بولا۔

"یہ کیپٹن ایڈگر کی انکساری ہے میڈم! آپ کا نام نہیں معلوم ہو سکا ہے مجھے۔"

"اوہو دراصل خاتون کا کہنا ہے کہ انہیں ان کا نام یاد نہیں آرہا، کیا خیال ہے کیا ہم انہیں کوئی بہتر نام دے دیں۔" امیر ارتقا مسکرانے لگا پھر بولا۔

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں انہیں؟"

"آپ بتایئے۔"

"میرے خیال میں کلوپیٹرا۔" امیر ارتقا نے ازراہ مذاق کہا اور کیپٹن ایڈگر ہنسنے لگا، پھر اس نے کہا۔

"آپ کے ان الفاظ میں بڑی گہرائیاں پوشیدہ ہیں امیر ارتقا! کیپٹن ایڈگر ان کے خوبصورت چہرے کو اور ان کی تمکنت کو دیکھ کر کسی ملکہ کا تصور ابھرا اور جب میرے ذہن میں کسی ملکہ کا تصور ابھرا اور میں اسے کوئی بہت ہی بڑا مقام دینا چاہوں تو کلوپیٹرا کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"مصری ہونے کی حیثیت سے آپ کے ذہن میں اس تصور کا آنا ایک لازمی امر ہے، اگر آپ پسند کرتے ہیں تو آج سے ان میڈم کو کلوپیٹرا ہی کہیں گے۔" اس کے بعد اسد شیرازی، پروفیسر اور شعبان سے میڈم کلوپیٹرا کا تعارف کرایا گیا، گارتھا چہرہ پر کوئی ایسا تاثر نہیں ابھرا تھا، جس سے یہ اندازہ ہو کہ اسے اپنے اس نام پر کوئی اعتراض ہے، اس کے انداز میں سادگی تھی یہ جان کر سبھی کو خوشی ہوئی تھی کہ اس کی قوت گویائی واپس آگئی ہے، بس وہ اپنے ماضی کے بارے میں ابھی فراموش ہے۔

ڈاکٹر فتح اور ڈاکٹر تیمور کا یہی کہنا تھا کہ کچھ عرصے کے بعد اسے اس کا ماضی بھی پھر یاد آجائے گا، اس سارے مسئلے کو مدنگاہ رکھتے ہوئے یہ بات بھی سوچی جاسکتی تھی کہ جب تک کلوپیٹرا کو اس کا نام اور ماضی یاد نہ آجائے اس کی واپسی بھی بے مقصد ہی ہوگی، چنانچہ ابھی مزید کچھ وقت سمندر میں گزارا جائے، آج کا دن گارتھا نے پوری طرح جہاز پر مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہوئے گزارا تھا، اس نے جہاز کے ایک ایک گوشے کو دیکھا تھا، پروفیسر سے بھی اس کی ملاقات ہوئی سینڈرا کو بھی اس نے دیکھا، شعبان سے البتہ وہ بالکل سرسری طور پر مخاطب ہوئی تھی اور جب شعبان سامنے آیا تھا تو اس نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی، یہ صرف اس کا احتیاطی قدم تھا، شعبان سے گہری دلچسپی کا اظہار کر کے وہ کسی کو مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی، سارے کام اتنے مضبوط انداز سے ہونے چاہئیں کہ کوئی شبہ نہ کر سکے، یہ گارتھا کی پہلی کوشش تھی یہ دن مزید بہتر گزرا اور گارتھا نے تمام لوگوں سے ایسے سلوک کا مظاہرہ کیا کہ سب ہی اس کے گرویدہ ہوگئے، رات کو پھر اس نے آرام کرنے کے لیے اپنے کیبن کی جانب قدم بڑھائے تھے اور اپنی خادمہ سے کہا تھا۔

"تم اگر چاہو تو اپنی جگہ آرام کر سکتی ہو، میں اب مطمئن ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ رات کی تنہائیوں میں مجھے زیادہ پرسکون نیند آتی ہے، اگر تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو میری نیند خراب ہوتی ہے۔"

خادمہ خاموشی سے باہر نکل گئی تھی اور گارتھا کو سوچنے کے لیے بہتر مواقع میسر آگئے تھے، تب اس نے تمام کرداروں کے بارے میں سوچا جن سے ان کی ملاقات ہوچکی تھی، بس جہاز پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے ان میں سے کون سا کردار اس کے لیے سب سے بہتر ثابت ہوگا اور اس سلسلے میں ایک ہی نام اس کے ذہن میں آیا امیر ارتقا ہاشمی، جو اس جہاز کا مالک اور مصر کا رئیس تھا، جس کے حرم میں بے شمار عورتیں موجود تھیں، کیا ان میں اس کا اضافہ ہوسکتا، اس نے سوچا اور پھر اسے امیر ارتقا کی نگاہیں اور اس کے الفاظ یاد آگئے، امیر ارتقا نے اسے کلوپیٹرا کا نام دیا تھا اور گارتھا کلوپیٹرا کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی، اس نے مسکرا کر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"امیر ارتقا میں دریائے نیل کی ساحرہ کو ایک بار پھر سے زندہ کروں گی، تمہیں کلوپیٹرا نہ مل جائے تو میرا نام گارتھا نہیں ہے۔" اس نے مسکرا کر انگڑائی لی اور اس کی نگاہیں اس کیبن کی چھت کو گھورنے لگیں، اس کا ذہن لاتعداد منصوبوں کے جال بن رہا تھا۔

اخناطون کا ابھی تک کا سفر نہایت پرسکون رہا تھا نہیں کسی سمندری طوفان سے سابقہ بھی نہیں پڑا تھا۔ کیپٹن ایڈ گر کا کہنا تھا کہ اس طرف کی جغرافیائی کیفیت کے بارے میں بھی کوئی تفصیلات کسی کو معلوم نہیں ہیں۔ سمندر کی یہ حیرت انگیز خاموشی سمندری معلومات میں ایک اضافہ ہے۔ ایڈ گر کا کہنا تھا کہ اس وقت اخناطون جن سمندری علاقوں میں ہے ان کی کہانی کبھی منظر عام پر نہیں آئی۔ اور اگر یہاں سے آبادی کا رخ کیا جائے تو بہت مشکل سے راستے تلاش کرنے پڑیں گے۔ تاہم کسی کو اس سلسلے میں کوئی فکر نہیں تھی۔ ان دنوں وہ کئی دن سفر کرنے کے بعد پھر لنگر انداز ہوا تھا۔ اور سمندر میں کام کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس دوران جو کچھ کیا گیا تھا وہ بہت ہی کارآمد تھا۔ بے شمار نوادرات کے انبار لگے ہوئے تھے۔ اور ان پر دن رات تحقیق کی جارہی تھی۔ بہت سی کام کی چیزیں دریافت ہو چکی تھیں۔ جن کا باقاعدہ ریکارڈ بنایا جارہا تھا اور اسد شیرازی کے ساتھ ساتھ دردانہ بھی مصروف ہو گئی تھی۔ انہیں ان کی کاوشوں کا پھل مل رہا تھا اور ان کے پاس ایک بہترین رپورٹ تیار تھی۔ جس سے اسد شیرازی بہت مطمئن تھا۔ کیپٹن ایڈ گر نے شہبان کے سلسلے میں حیرت انگیز خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ گو شہبان سے اس کا رابطہ اب بھی جاری تھا۔

گارتھا اخناطون پر آنے کے بعد اپنی ہی گہرائیوں میں گاڑ رہی تھی۔ اس کی ذہنی حالت بالکل تبدیل ہو گئی تھی۔ اب وہ اوشین ٹریژر کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے مصروف عمل تھی۔ اوشین ٹریژر سے اسے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اور نجانے کیوں یہ نفرت پروان ہی چڑھتی جارہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ سب میرین مسلسل اخناطون کا تعاقب کررہی ہے وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ گارتھا اپنا کام شروع کرے۔ یہاں آنے کے لیے کوئی ایسی چیز گارتھا کے پاس نہیں چھوڑی گئی تھی جس سے اس کی ذات پر کوئی شبہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں کیپٹن ٹورناڈو سے جو معاملات طے ہوئے تھے ابھی تک ان کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس دوران گارتھا جہاز کے ایک ایک گوشے سے بخوبی واقف ہو گئی تھی۔ کبھی اس نے کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ اس کی سرگرمیاں غیر معمولی ہیں۔ لیکن وہ ایک ایک فرد کا جائزہ لے کر اس کی شخصیت کا تعین کر چکی تھی۔ اس نے پروفیسر بیرن سے ابھی تک کوئی براہ راست ملاقات نہیں کی تھی لیکن اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ شخص اس جہاز پر سب سے خطرناک انسان ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں گارتھا نے سارے جہان کے تجربات محفوظ دیکھے تھے۔ بہت کم گو، بہت کم لوگوں سے ملتا تھا۔ گارتھا کو توجہ سے اس کے بارے میں سوچنا پڑ گیا تھا۔ جہاں تک امیر ارتقا ہاشمی کا تعلق تھا تو گارتھا اس کی شخصیت کا تجزیہ بھی کرتی رہی تھی۔ اسے بے شمار علوم پر عبور حاصل تھا اور اپنے مخصوص ادارے میں اس نے یوگا مارشل آرٹس اور دوسرے علوم کی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر کچھ اور تربیتوں کا آغاز کیا تھا۔ جنہیں اس نے اپنی ذات تک ہی محدود رکھا تھا اور اس کے پراسرار علوم سے غالباً اس کے اپنے شناسا بھی واقف نہیں تھے۔ لیکن یہ علوم اس کی شخصیت میں رچے بسے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کے استعمال کا کوئی موقع ابھی تک گارتھا کو نہیں ملا تھا۔ لیکن اب اخناطون پر آنے کے بعد اسے یہ احساس ہورہا تھا کہ اس کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔ اس نے تمام لوگوں کی فطرت کا جائزہ لیا تھا ایک دوسرے کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا اب سب سے پہلے امیر ارتقا کو اپنے شکنجے میں جکڑنا تھا۔ اس رات بھی چاند آسمان پر کھلا ہوا تھا اور جہاز پر پراسرار سناٹا چھایا اور خاموشی طاری تھی۔

گارتھا نے امیر ارتقا کو دیکھا جو چہل قدمی کے لیے نکل کر باہر گیا تھا اور یہ بہترین موقع تھا اس نے ایک خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ امیر ارتقا ہاشمی نے ازراہ عنایت اپنی بیگمات کے

لباسوں کے بے شمار انبار میں سے اسے کچھ لباس دیے تھے۔ ویسے بھی یہاں کسی شے کی کمی نہیں تھی۔ یہ سب دولت کا کھیل تھا اور ارتقا ہاشمی اپنی بیگمات کے لیے بہت انتظامات کر کے آیا تھا۔ البتہ ان عورتوں سے گارتھا کا ابھی کوئی خاص سابقہ نہیں پڑا تھا اس نے گلے سے ایک مالا اتار کر توڑ دی اور اسے زمین پر پھیلا دیا پھر وہ جوگنوں کے سے انداز میں دوزانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر ان دانوں کو سمیٹنے لگی اس نے ارتقا کا رخ دیکھ لیا تھا۔ جو ٹہلتا ہوا اسی سمت آرہا تھا۔ چاندنی رات میں گارتھا اس پراسرار جگہ بیٹھی ہوئی کوئی انوکھی مخلوق لگ رہی تھی۔ اس نے لباس بھی اسی قسم کا پہن رکھا تھا کہ اس کے جسم کے حسین نقوش واضح ہوجائیں۔ ارتقا نے دور ہی سے اسے دیکھا اور حیران ہو گیا وہ آہستہ آہستہ بے آواز چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا تھا تاکہ گارتھا کی محویت میں کوئی فرق نہ آئے اور اس دوران اس نے نزدیک آکر گارتھا کو دیکھا اور حیران رہ گیا۔ ویسے بھی سمندر سے ملنے والی یہ لڑکی ارتقا کی نگاہوں میں ایک پراسرار تھی وہ فطری طور پر حسن پرست تھا۔ اس کے بارے میں اکثر اس نے سوچا تھا۔ اس کے حسن کے بارے میں کئی بار اس کے ذہن میں خیالات کی لہریں آکر گزری تھیں۔ اس نے گارتھا کی اس محویت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ زمین پر بکھرے ہوئے موتیوں کے دانے ایک ترتیب سے رکھے تھے۔ اور نجانے وہ کیا کر رہی تھی۔ تب اس کی حیران نگاہوں نے گارتھا کو ذرا غور سے دیکھا اور یہ دیکھ کر اس کے دل میں عجیب سے احساسات بیدار ہو گئے کہ وہ جس بے ترتیبی سے بیٹھی ہوئی ہے اس میں ایک انوکھا حسن جھلک رہا ہے۔ اس کا مرمریں جسم اس کی نگاہوں کے سامنے تھا اور امیر ارتقا کے بدن پر ہلکی ہلکی لرزشیں طاری ہو گئی تھیں۔ تب آہستہ آہستہ گارتھا نے اپنے دونوں ہاتھ سیدھے پھیلائے اور انہیں ایک مخصوص زاویے سے اوپر نیچے کرنے لگی۔ اس سے اس کے پورے بدن میں جنبشیں پیدا ہونے لگی تھیں۔ ارتقا کی ٹانگیں لرزنے لگیں اور پھر وہ وہیں بیٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر تک اس عمل میں مصروف رہی۔ اس کے بعد اس نے دونوں ہاتھ سیدھے پھیلا دیے۔ ارتقا ہاشمی کا فاصلہ اتنا تھا کہ اس کا ہاتھ ارتقا کے جسم کو چھو گیا اور جب وہ اس بات کو محسوس کر کے چونکی تو ارتقا ہاشمی کے ہونٹوں پر معذرت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی اس نے اپنی خوبصورت اور حسین آنکھیں اس کی جانب اٹھائیں۔ ان آنکھوں میں معصومیت تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری محویت میں خلل انداز ہوا۔"

"نہیں امیر ارتقا ہاشمی۔ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وقت تم صرف میری طلب پر یہاں پہنچے ہو تو یقیناً تمہیں اس بات پر تعجب ہوگا اور تم اسے میرا جھوٹ سمجھو گے۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں.....؟"

"میں نے تمہیں یہاں چاہا تھا ارتقا اور یہ وقت تمہارے یہاں آنے کے لیے نہایت موزوں تھا۔ دیکھو ستارے زمین پر اتر آئے ہیں اور انوکھی کہانیاں سنا رہے ہیں۔ کیا تم ان کہانیوں میں اپنی کہانی تلاش کرو گے۔" اس نے موتیوں کی جانب اشارہ کر کے کہا اور ارتقا کی نگاہیں ان چمکدار موتیوں پر جم گئیں۔ جو چاند کی روشنی سے عجیب طرح سے دمک رہے تھے۔ اس نے پھر اس کا چہرہ دیکھا اور بولا۔

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آسکی۔" گارتھا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ اپنے مخصوص انداز میں اس نے اپنے جسم کو ایک جنبش دی ارتقاء نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اس نے کہا۔

"میری باتیں سمجھنے کے لیے تمہیں میری قربت حاصل کرنا ہوگی امیر ارتقا ہاشمی۔"

"تمہاری قربت تو مجھے حاصل ہے۔ کلوپیٹرا۔" اس نے کہا۔

"نہیں بہت دور سے دیکھتے ہو۔ قریب سے دیکھو۔ ان کہانیوں کو اپنے آپ میں محسوس کرو جو تمہاری ذات میں پوشیدہ ہیں۔ دیکھو ستاروں کا کھیل عجیب ہے۔ تم نے سرزمین مصر کی روایات کو چھوڑ کر سمندر کی یہ دنیا اپنائی ہے اور یہ دنیا تمہارے لیے بہت زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔ ارتقا اگر غور کرو گے تو احساس ہوگا کہ جس خسارے کو تم نے قبول کیا ہے وہ تمہارے لیے ناقابل برداشت ہے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔" اس نے تعجب خیز لہجے میں کہا۔

"سمجھنے کے لیے ایک عمر درکار ہوتی ہے۔ لمحے اگر سمجھا سکیں تو ہر انسان نجانے کیا سے کیا بن جائے۔"

"تمہاری باتیں بڑی فلسفیانہ ہیں۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

"ستاروں سے ماضی کا حال پوچھ رہی ہوں یہ ستارے میرے دوست ہیں اور جب بھی میں انہیں زمین پر طلب کرتی

ہوں یہ اتر آتے ہیں اور مجھے اردگرد رونما ہونے والی کہانیاں سناتے ہیں۔"

"ان کہانیوں میں وہ کہانی کہاں تلاش کرو قلوپطرا جس کا تعلق مجھ سے ہو۔" ارتقا نے کہا اور گارتھا نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا پھر بولی۔

"اس میں سب سے نزدیکی کہانی وہ ہے ارتقا جس میں تمہیں میری خلوت حاصل ہے۔" اس نے بے باکی سے یہ الفاظ کہے اور وہ چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ ان الفاظ کے بارے میں سوچنے لگا پھر چونک کر بولا۔

"تمہاری خلوت!" ارتقا نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ کہا۔

"ہاں دیکھو۔ اسے دیکھو۔" گارتھا ورتھا نے ایک موتی اٹھاکر اس کے سامنے رکھ دیا پھر کچھ فاصلے پر ایک دوسرے موتی کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"اس سے جو چمکدار لکیر چل رہی ہے وہ کہاں تک پہنچتی ہے۔"

"اس موتی تک۔!" ارتقا نے سامنے والے موتی کی جانب اشارہ کیا۔

"وہ میں ہوں اور یہ تم یہ لکیریں ہمارے درمیان قربتیں پیدا کر رہی ہیں اور آنے والا وقت یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری قربت ضرور حاصل کروں گی۔ ارتقا ہم ستاروں کے کہے ہوئے کو نہیں ٹال سکتے نہ اس میں میری ذات کا کوئی دخل ہوگا نہ تمہاری ذات کا۔ وقت ہمیں ایک دوسرے کے اتنے قریب لے آئے گا کہ ہمارے جسم یکجا ہوجائیں گے اور ہماری روح ایک۔!" ارتقا کے اندر ایک عجیب سی ہلچل بیدار ہوگئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں اسے اپنی سب سے بڑی خوش بختی تصور کروں گا کلوپیٹرا....."

"سمندر میں میرا سفر بے مقصد نہیں تھا۔ نجانے وقت نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچایا اور ستارے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوا وہ تقدیر کا لکھا تھا اور ہم تقدیر کسے کہتے ہیں اس بات کو نجانے کون سمجھ پائے گا اور کون سمجھا سکے گا۔ لیکن..... لیکن۔" دفعتاً ہی گارتھا کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اس نے حیران نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ارتقا ہاشمی پر مرکوز ہوگئیں۔ پھر اس نے عرشے کے تختوں پر رکھے ہوئے ان موتیوں کو دیکھا اور جلدی سے دونوں ہاتھوں سے انہیں سمیٹ لیا پھر وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آہ یہ..... یہ..... سب کیا ہے۔ میں کہاں ہوں کہاں ہوں میں اوہ..... تم..... تم..... امیر ارتقا ہاشمی ہو نا۔" ارتقا ہاشمی بوکھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہوگیا۔ گارتھا کے اندر یہ تبدیلی اسے بہت عجیب محسوس ہوئی تھی۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد اس کی نگاہوں میں شرمندگی کے آثار ابھر آئے اس نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔

"معافی چاہتی ہوں ارتقا ہاشمی نجانے میں یہاں تک کیسے آگئی۔ پتا نہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" ارتقا ہاشمی اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"مگر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے کلوپیٹرا۔ تم ذرا غور کرو اپنے کیبن سے اٹھ کر کب یہاں آئیں اور یہاں کیا کر رہی تھیں۔؟"

"تم..... میں..... کچھ سمجھ میں نہیں آتا، آہ یہ میری مالا کیسے ٹوٹ گئی یہ یہ سب کچھ..... مجھے کیا ہوگیا ہے۔ میرا کیا بنے گا۔ امیر ارتقا ہاشمی۔ میرا کیا بنے گا۔" اس نے سسکتے ہوئے کہا اور ارتقا کے دل میں اس کے لیے ہمدردی کی لہریں بیدار ہونے لگیں۔ وہ ایک قدم آگے بڑھا اور اس نے گارتھا کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ تمہیں کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں، ہم سب تمہارے اپنے ہیں۔ ہم سب تم سے ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں۔ تم اپنوں میں ہو غیروں میں نہیں ہو۔"

"میرے اپنے میرے اپنے، کون ہے میرا اپنا کہاں ہیں۔" گارتھا نے بسورتے ہوئے کہا اور اس کے بسورنے کے انداز میں بھی اتنی دلکشی تھی کہ امیر ارتقا ہاشمی کا دل پھٹنے لگا۔ وہ گارتھا سے تھوڑا سا اور قریب ہوا اس نے اپنا سر اس کے سینے پر لگا دیا وہ سسک سسک کر رو رہی تھی اور ارتقا عجیب سی کیفیات محسوس کرتے ہوئے اسے دلاسے دے رہا تھا۔

"پروفیسر بیرن اور شعبان سمندر میں اترنے کے لیے تیار تھے۔ رات کا اچھا خاصا وقت گزر چکا تھا۔ آسمان پر چاند کھلا ہوا تھا اور تاحد نگاہ پراسرار چاندنی سمندر پر رقصاں تھی۔ ان دنوں پروفیسر بیرن اور شعبان کی کافی گاڑھی چھن رہی تھی۔ سینڈرا بھی اکثر شعبان کے ساتھ ہی دیکھی جاتی تھی۔ شعبان کی سادا مزاجی سے پروفیسر بیرن اچھی طرح واقف تھا اور سینڈرا کو لگ رہا

تھا کہ اب تک وہ زندگی کے جس رمز سے ناآشنا رہی ہے۔ وہ تو زندگی کے سب سے دلکش لمحات میں شمار ہوتا ہے۔ حالانکہ شعبان کی طرف سے ابھی تک اس کی کوئی ایسی پذیرائی نہیں ہوئی تھی بس وہ ایک دوست کی حیثیت سے سینڈرا کو دیکھتا تھا۔ لیکن سینڈرا اپنے دل میں اس کے لیے بڑی چاہت محسوس کرنے لگی تھی۔ ان لوگوں کے راستوں میں کوئی رکاوٹ بھی باقی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ اسد شیرازی نے شعبان کے سلسلے میں باقاعدہ پروفیسر سے معاہدہ کرلیا تھا۔ اور وہ اب شعبان کو اپنی بہت سی باتوں میں زبردست اہمیت دینے لگا تھا۔ عموماً لیبارٹری میں وہ شعبان کے ساتھ کام میں مصروف نظر آتا تھا اور اس شام ان دونوں کے درمیان طے ہوا تھا کہ رات کی تاریکیوں میں سمندر کی گہرائیوں میں اتریں گے۔ شعبان نے پروفیسر سے کہا تھا۔

"آپ میرے ساتھ سمندر کی گہرائیوں میں بہت زیادہ دور تک نہیں جاسکیں گے۔ پروفیسر۔"

"کیوں شعبان؟" پروفیسر نے سوال کیا.....

"میرا مطلب ہے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ سمندر کی دنیا سے ناواقف ہیں لیکن گہرائیاں یعنی ان لوگوں کے انداز میں جس طرح یہ لوگ سمندر میں اترتے ہیں بہت زیادہ نیچے تک نہیں جایا جاسکتا۔"

"نہیں شعبان اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آکسیجن سلینڈر اور ماسک کے بغیر سمندر میں نہیں اترا جاسکتا تو تمہارا یہ خیال غلط ہے۔"

"تو کیا پروفیسر آپ.....؟"

"ہاں میں نے بھی اس سلسلے میں تھوڑی سی مشق کی ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ یہ لوگ جو مضحکہ خیز حرکتیں کرتے ہیں۔ مجھے بالکل پسند نہیں آتیں۔ سمندر کی گہرائیوں میں اگر اپنے آپ پر خول چڑھائیں جائیں تو لطف ہی نہیں آتا۔"

"بالکل میں تم سے متفق ہوں۔" عرشے کے ایک تاریک گوشے سے وہ سمندر کی گہرائیوں میں اترنے کے لئے تیار تھے۔ پروفیسر نے بھی شعبان ہی کی طرح صرف جسم کے زیریں حصے میں ایک لباس پہنا ہوا تھا۔ ویسے اس کا ٹیڑھا میڑھا بدن عجیب و غریب لگ رہا تھا۔ اس نے مسکراتی نگاہ سے شعبان کو دیکھا اور اس کے بعد سمندر کی جانب اشارہ کیا اور دونوں نے سمندر میں

چھلانگ لگا دی اور وہ سمندر کی گہرائیوں میں اترنے لگے۔ شعبان آنکھیں پروفیسر کی طرف نگراں تھیں وہ کسی چکنی اور سڈول کی

ڈول فن مچھلی کی مانند پانی کو کاٹتا ہوا سیدھے ہاتھ کی سمندر کی گہرائیوں میں جارہا تھا۔ لیکن اس نے جب بھی اپنے قریب نگاہ دوڑائی پروفیسر کو اپنے نزدیک ہی پایا۔ پروفیسر کے تیرنے کا انداز البتہ کچھوؤں جیسا تھا۔ وہ چاروں ہاتھ پاؤں کو عجیب سے انداز میں مارتا ہوا پانی کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا اور یہ منظر شعبان کے لئے انتہائی دلچسپ تھا پروفیسر مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا جارہا تھا۔ اس کی آنکھیں پانی میں شعبان ہی کی طرح کھلی ہوئی تھیں۔ وہ پراطمینان انداز میں شعبان کے ساتھ ساتھ سمندر کی تہہ میں پہنچا تھا۔ ایک جگہ بیٹھ کر انہوں نے زمین کے پتھروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ شعبان پروفیسر کی جانب بار بار دیکھنے لگتا تھا۔ پھر دفعتاً اس کے کانوں میں پروفیسر کی آواز ابھری۔

"شعبان ان پتھروں کو دیکھ رہے ہو۔ اوپر کی دنیا میں یہ کس قدر قیمتی ہو سکتے ہیں۔ تمہیں اس کا اندازہ ہے۔" شعبان بری طرح اچھل پڑا۔ پانی میں سانس لینا اور آنکھیں کھلی رکھنا کسی قدر آسان کام تھا لیکن وہاں زبان کا استعمال اس سے پہلے شعبان نے بھی کبھی نہیں کیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کبھی کوئی ایسا ساتھی نہیں ملا جس سے وہ گفتگو کرتا اس نے مدھم لہجے میں کہا.....

"ہاں میں جانتا ہوں پروفیسر۔"

"لیکن ہمیں ان جھگڑوں میں نہیں پڑنا۔ یہ پتھر تو ہمارے چاروں سمت بکھرے ہوئے ہیں اور ہمارے لئے بے معنی ہیں۔" پروفیسر نے کہا۔

"بالکل درست پروفیسر۔ مجھے بھی کبھی ان سے کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔"

"پانی میں تمہیں کوئی ایسی چیزیں نظر آئی جو تمہارے لیے حیران کن ہو۔" پروفیسر سمندر کی تہہ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ وہ پانی کی ہزاروں فٹ کی گہرائیوں میں اس طرح چل رہے تھے جیسے زمین پر قدم بڑھا رہے ہوں۔ نہ ان کے سانسوں پر کوئی بوجھ تھا نہ بولنے سے ان کے جسموں پر کوئی اثر پڑا تھا اور یہ ایک عجیب و غریب کیفیت تھی۔ جسے پہلی بار شعبان نے محسوس کیا اس سے پہلے پانی میں بس خاموش ہی رہتا تھا لیکن اب ایک بولنے والا ساتھ تھا تو وہ خود بھی اس سے باتیں

کر کے دلچسپی محسوس کر رہا تھا۔ ایک جگہ پہنچ کر پروفیسر رکا اور کہنے لگا۔

"اس گھاس کو دیکھو۔ تمہیں معلوم ہے شعبان زمین کی دنیا میں یہ گھاس کیا اہمیت رکھتی ہے۔"

"میں اس بارے میں نہیں جانتا۔"

"اس کا نام بھی تمہیں معلوم نہیں ہے؟" شعبان ذہن پر زور ڈالنے لگا۔ پھر اس کے منہ سے نکلا۔

"تونتا۔"

"بالکل یہ مارزم کی طرح ایک گھاس ہے۔ جس کا عرق بہت سے مسائل کا حل بن سکتا ہے۔"

"زمین کی دنیا میں اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے پروفیسر۔" شعبان نے کہا۔

"بالکل درست کہا تم نے۔ چنانچہ اس گھاس کا ذرا سا بھی حصہ ساتھ نہ لینا۔ ورنہ نجانے یہ کتنوں کے لئے نقصان دہ بن جائے۔"

"پروفیسر آپ اس کے بارے میں کیسے جانتے ہیں؟"

"آگے بڑھو۔ دیکھو وہ ایک پودا نظر آرہا ہے جانتے ہو وہ کیا ہے؟"

"تغرش۔" شعبان کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"بالکل وہ تغرش ہے۔ اس پودے کی کونپلیں سینکڑوں سال میں سمندر کی تہہ میں نمودار ہوتی ہیں اور پھر ہزاروں سال میں یہ پودا بڑا ہوتا ہے۔ لیکن باہر کی دنیا کے لئے یہ ایک نایاب چیز ہے۔ انسانی جسم کے مہلک جراثیم جن کی بنا پر متعدد بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس پودے کے ایک قطرے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہیں اور اس میں خوبی یہ ہے کہ یہ صرف ان جراثیم کو مارتا ہے جو انسانی جسم کے لئے مہلک ہوسکتے ہیں۔"

"مجھے اس بات کا علم نہیں تھا پروفیسر۔" شعبان نے جواب دیا۔

"آؤ۔ یہ پودا ہم حاصل کر لیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے پودوں کی تلاش ناممکن ہے۔ لیکن یہ کچھ لوگوں کے کام آسکتا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اسے جہاز پر محفوظ رکھنا چاہیے۔" پروفیسر آگے بڑھا اور اس کے بعد اس نے وہ پودا جڑ سے اکھاڑ دیا۔ عجیب و غریب قسم کی نوکیلی سیاہ رنگ کی پتیاں تھیں۔ کیچوؤں کی مانند لمبی لمبی اور اسی کے رنگ کی۔ پروفیسر نے اسے اپنے ساتھ لائے ہوئے تھیلے میں محفوظ کر لیا۔ اور وہ وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ پروفیسر کافی دور تک نکل گیا تھا اور اس کے انداز میں ذرہ برابر کوئی خرابی نظر نہیں آتی تھی۔ کئی بار شعبان نے اس بارے میں سوچا تھا۔ دفعتاً پروفیسر کی آواز ابھری۔

"تمہیں ترشمولا یاد ہے شعبان۔" وہ اس لفظ پر غور کرنے لگا۔ شناسا محسوس ہوتا تھا۔ لیکن اسے کچھ یاد نہیں آسکا تھا۔ پروفیسر کی آواز دوبارہ ابھری۔

"ترشمولا اغمونیا کی سلطنت......"

"رانمرا!" دفعتاً ہی شعبان کے منہ سے نکلا۔ اور پروفیسر دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر ہنس پڑا۔

"ہاں۔ رانمرا" اس کے بعد وہ خاموش ہوگیا۔ وہ لوگ سمندر میں نجانے کتنے فاصلے پر نکل آئے تھے۔ پروفیسر بیرن نے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد شعبان سے کہا۔

"میرا خیال ہے اب واپسی مناسب ہے نامعلوم کتنا وقت ہمیں یہاں گزر چکا ہے۔ ہم پھر سمندر میں آئیں گے اور سمندر کی کہانیاں میں تمہیں پھر یاد دلاؤں گا شعبان۔" وہ خاموشی سے پروفیسر کی ہدایت پر عمل کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد وہ جہاز کے نزدیک پہنچ گئے۔ سطح سمندر پر ابھرنے کے بعد انہوں نے جہاز کے لنگر کے ایک حصے کو پکڑا۔ اور باآہستگی اوپر جانے لگے تاکہ کوئی آواز پیدا نہ ہو۔ یہ اندازہ تو پہلے ہی لگا لیا گیا تھا کہ اوپر کی دنیا پرسکون ہے اور اس وقت کوئی بھی جاگ نہیں رہا۔ لیکن جب وہ عرشے پر پہنچے تو یہاں سے کچھ فاصلے پر ہی انہوں نے دو افراد کو دیکھا اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ ان میں سے ایک ارتقاباشی تھا اور دوسری وہ سمندری عورت جسے کشتی سے حاصل کیا گیا تھا لیکن جو منظر ان کی نگاہوں کے سامنے تھا اسے دیکھ کر دونوں ہی ششدر رہ گئے تھے عورت کا سر ارتقاباشی کے سینے پر ٹکا ہوا تھا اور ارتقاباشی جذبات میں ڈوبا ہوا تھا۔ پروفیسر نے شعبان کا ہاتھ پکڑا اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔

"قدموں کی چاپ نہ پیدا ہونے دو۔ خاموشی سے اس سمت سے بڑھتے چلے آؤ۔" شعبان نے پروفیسر کی ہدایت پر عمل کیا لیکن یہ منظر اسے ہنسا بھی رہا تھا اور حیران بھی کر رہا تھا۔ لیبارٹری میں پہنچ کر اس نے کہا۔

"وہ تو ارتقاباشی تھا پروفیسر۔ آپ نے دیکھا۔"

"بس اس سلسلے میں خاموش ہی رہو وہ ایک ایسی سرزمین کا باشندہ ہے جہاں حسن و عشق کی داستانیں جنم لیتی رہتی ہیں۔ فراعنہ کی اس سرزمین میں ان تمام چیزوں کے علاوہ اور جو بھی کیا سکتا ہے۔"

"لیکن پروفیسر؟"

"نہیں میرے بچے تمہیں ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھنی چاہئیے۔ اپنا لباس پہن لو۔ ہم کچھ دیر باتیں کریں گے۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے خاموشی سے اپنا لباس پہن لیا جسے وہ یہیں چھوڑ گیا تھا۔ اس دوران پروفیسر بھی لباس تبدیل کر چکا تھا۔ پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے شعبان کو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اس کو گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ غالباً وہ کسی تجزیے میں مصروف تھا اور اب اسے اس بات کا اندازہ بخوبی ہوگیا تھا کہ جو تجربہ وہ کرنا چاہتا تھا وہ مکمل طور پر کامیاب ہوا ہے۔ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تغرش اور ترشمولا کے بارے میں تمہیں اور کیا معلوم ہے؟"

"مجھے اس بارے میں کچھ یاد نہیں ہے۔ پروفیسر۔"

"سمندر کی کائنات پر چمکنے والے سورج اور دمکنے والے چاند سے بالکل الگ ہے۔ اس کی گہرائیوں میں جو کچھ ہے وہ گہرائیوں میں رہنے والے ہی جانتے ہیں۔ ہاں تم رانمرا کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے ہو گے۔ لیکن فکر نہ کرو۔ بہت عرصہ گزرا۔ بہت وقت گزرا۔ کئی صدیاں گزریں تب میں نے رانمرا کو جانا اور ترشمولا کو جانا۔ مجھے اغمونیا بہت عرصے کے بعد یاد آئی تھی اور تمہیں بھی اسی کی ضرورت ہے۔ لیکن فکر مند نہ ہونا۔ بہت کچھ ابھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اور بہت کچھ گزرنے والا ہے۔ تم اپنے آپ کو مکمل Å طور پر پرسکون رکھنا۔ کبھی بھی دل میں کوئی خیال پیدا ہوا مجھے ضرور بتا دینا۔ میرے بچے اس وقت میں تمہارا واحد مددگار ہوں۔" شعبان نہ سمجھنے والے انداز میں پروفیسر کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن اندرونی طور پر اسے ایک احساس ضرور پیدا ہو رہا تھا۔ پروفیسر بیرن اپنا ہے۔ کافی حد تک اپنا ہے اس کی باتوں میں بڑی اپنائیت اور سچائی ہے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اب مجھے اپنے کیبن میں واپس جانا چاہئیے پروفیسر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مجھے تلاش کر کے پریشان ہونے لگیں۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔ پروفیسر نے جواب دیا اور پھر وہ شعبان کو لیبارٹری کے دروازے تک چھوڑنے کے لئے آیا تھا۔

■

"اخناطون سے کافی دور اتنی دور کہ اخناطون پر موجود برقی آلات جو سمندر میں کسی دوسرے جہاز یا آبدوز کا پتا دے سکتے تھے کام نہ کر سکیں۔ کیپٹن ٹورناڈو کی آبدوز سطح سمندر پر ابھر آئی تھی۔ جس جگہ آبدوز سطح سمندر پر ابھری تھی۔ وہاں سے اخناطون کا جائزہ تو نہیں لیا جاسکتا تھا لیکن اس کی موجودگی محسوس کی جاسکتی تھی۔ کیپٹن ٹورناڈو اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا۔ اس نے گارتھا کے بارے میں اپنے مخصوص ذرائع سے اور ان آلات کی مدد سے پوائنٹ سیون اوناٹن کو اطلاع دی تھی کہ گارتھا اخناطون پر پہنچ گئی ہے۔ پوائنٹ سیون اوناٹن سے اس بارے میں تفصیلات معلوم کی گئی تھیں اور ظاہر ہے یہ رابطہ وہاں کے ذریعے براہ راست اوشین ٹریژر کے ہیڈ آفس سے ہوا تھا۔ چنانچہ کیپٹن ٹورناڈو سے اس سلسلے میں لیپاک کی گفتگو ہوئی اور لیپاک نے کہا۔

"کیپٹن میں تم سے تمام تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"جناب عالی۔ ہدایت کے مطابق ہم جہاز اخناطون تک پہنچ گئے ہیں۔" پھر اس نے تمام حالات سے اسے آگاہ کر دیا۔

"ویری گڈ۔ گارتھا جن بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے اس کا ہمیں پورا پورا احساس ہے۔ جو ذمہ داری اس کے سپرد کی گئی ہے اس سے زیادہ اور کوئی شخص اسے اس خوش اسلوبی سے پورا نہیں کر سکتا تھا اور پوائنٹ سیون سے گارڈل کے بارے میں ہمیں تین شکایتیں موصول ہو چکی تھیں اور اب یہ چوتھی شکایت ہے۔ گارڈل یہ سمجھتا ہے کہ اسے تمام اختیارات حاصل ہیں اور جو سہولتیں اسے اوشین ٹریژر کی جانب سے فراہم کی گئی ہیں وہ مسلسل ان کا ناجائز استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ میں یہ رپورٹ آگے بڑھا دوں گا اور اس کے بعد گارڈل کو مکمل طور پر سزا دی جائے گی۔ اس کا اگر تمہیں موقع ملے تو گارتھا سے اظہار کر دینا۔"

"بہت بہتر جناب، اس کے علاوہ ایک اور تکلیف دہ خبر ہے۔"

"وہ کیا؟" لیپاک نے سوال کیا۔

"میڈم گارتھا کی ساتھی لڑکی کسی سمندری حادثے کا شکار ہوگئی ہے، اس کی لاش اس کشتی میں پائی گئی ہے جسے میڈم چھوڑ دیا تھا اور اس کے بعد جہاز میں منتقل ہوگئی تھیں، ہم نے

نے جہاز کے آگے نکل جانے کے بعد اس کشتی کا جائزہ لیا تھا۔"

"اوہ! یقینی طور پر کورا سمندری صعوبتوں کا مقابلہ نہیں

کرسکی، گارتھا کو اس ناقابل تلافی نقصان کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے گا، ویسے اب وہ جہاز میں کس حالت میں ہے؟"

"ابھی تک ہمارا ان سے رابطہ نہیں قائم ہوسکا، کیونکہ ان کے پاس وہ ٹرانسمیٹر نہیں پہنچایا جاسکا۔"

"میرا خیال ہے کافی وقت ہوچکا ہے، ہمیں اخناطون پر ہونے والی کارروائیوں کی ابھی تک ایک بھی رپورٹ موصول نہیں ہوئی، مسٹر لورناڈو یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ فوری طور پر کسی بہتر آدمی کا بندوبست کرکے نہایت ذہانت کے ساتھ ٹرانسمیٹر گارتھا تک پہنچادو، تاکہ اس کا رابطہ تم سے قائم ہوجائے اور اس کے بعد تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے، ہم جس وقت بھی مناسب سمجھیں گے اخناطون سے ان تمام چیزوں کا حصول آسان بنالیں گے، یہ ہماری ذمہ داری ہوگی اور اس کے سلسلے میں غالباً تم سے کام نہیں لیا جائے گا۔"

"بہتر جناب میں فوری طور پر ٹرانسمیٹر منتقل کرنے کی کارروائی شروع کرتا ہوں۔" رابطہ منقطع ہوگیا اور اس کے بعد کیپٹن لورناڈو دوسری طرف سے ملنے والی ہدایت کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔

یہ سارا منصوبہ اس وقت طے ہوگیا تھا جب گارتھا کیپٹن لورناڈو کے ساتھ تھی، طے یہ پایا تھا کہ وہ کشتی کے ذریعے سمندر میں نکل جائے اور جس وقت وہ اخناطون پر منتقل ہوجائے تو کچھ عرصے کے بعد کیپٹن سب میرین سے ایک ایسا ٹرانسمیٹر اسے فراہم کردے جس کے ذریعے سب میرین سے رابطہ قائم رہے اور وہ اخناطون پر ہونے والی کارروائیوں کی تفصیلات سب میرین تک منتقل کرتی رہے، یہ ٹرانسمیٹر پہلے اس لیے نہیں دیا گیا تھا اس کے بارے میں اخناطون پر شبہات نہ پیدا ہونے پائیں، چنانچہ اس سلسلے میں پروگرام کے مطابق کیپٹن نے ایک ایسے نوجوان کو تیار کردیا تھا جسے سمندر میں اس کام کی موزوں تربیت دی گئی تھی، اس کا نام پال تھا، وہ ایک نوعمر نوجوان تھا، دبلے پتلے جسم کا مالک لیکن سمندر میں اپنے فن کا بادشاہ تھا، پال پوری طرح اپنے کام کے لیے مستعد نظر آتا تھا، خصوصی طور پر رات ہونے کا انتظار کیا گیا تھا اور ساری اسکیم بہت ہی جدید ذرائع سے پال کو سمجھادی گئی تھی

اس تمام منصوبے کے تحت آبدوز سطح سمندر سے نیچے بیٹھنے لگی اور اب اسے انتہائی محتاط انداز میں اپنے اور اخناطون کے اس درمیانی فاصلے کو کم کرنا تھا، جب اخناطون کا فاصلہ اسقدر کم رہ گیا کہ اس کا دیوپیکر وجود ان کی نگاہوں میں واضح ہوگیا تو سب میرین کو سطح سمندر پر لے جایا جانے لگا، سمندر پر آنے کے بعد پال پانی میں اتر گیا، اس کی پشت پر واٹر پروف چڑے کا تھیلا لٹکا ہوا تھا، اس میں اس کے علاوہ بھی کچھ ایسی چیزیں بھی اس کے پاس محفوظ تھیں جو اس کے لیے کارآمد تھیں، پال برق رفتاری سے اخناطون کی جانب تیرنے لگا اور آبدوز سمندر میں بیٹھ گئی اور خاصے فاصلے پر چلی گئی، جبکہ پال برق رفتاری سے تیرتا ہوا لنگروں کے ان زنجیروں کی جانب جارہا تھا!

اپنے کام میں بلاشبہ وہ بہترین مہارت رکھتا تھا، لنگر پر پہنچنے کے بعد وہ سطح سمندر پر ابھرا اور اس کے بعد دوسرے لمحے وہ لنگر پر پہنچ گیا، زنجیر کے ذریعے اوپر پہنچنا آسان کام نہیں ہوتا، لیکن پال لیے اپنی بے پناہ مہارت سے کام لیتا ہوا بالآخر اخناطون کی بلندیاں طے کرنے میں کامیاب ہوگیا اور عرشے پر پہنچ کر لمبا لمبا لیٹ گیا، وہ یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ آس پاس کوئی موجود تو نہیں ہے، جب اسے یقین ہوگیا کہ چاروں طرف مکمل خاموشی طاری رہی ہے تو اس نے تھوڑا سا سر ابھار کر دیکھا دور دور تک سناٹا پھیلا ہوا تھا، وہ کسی چھپکلی کی مانند آگے بڑھنے لگا اور تھوڑی دیر بعد تاریکی نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، یہ عرشے کا عقبی حصہ تھا، جہاں اسے چھپنے کے مواقع میسر ہوسکتے تھے، یہاں فالتو زنجیروں کے ڈھیر تھے، رسیاں پڑی ہوئی تھیں اور کچھ ایسا سامان موجود تھا جو کسی خاص ہی موقع پر اخناطون میں استعمال کیا جاسکتا تھا اور ایسی ہی کوئی جگہ پال کو چھپانے میں کارآمد ثابت ہوسکتی تھی، ایک محفوظ جگہ اپنی قیام گاہ کے طور پر بنانے کے بعد پال نے اپنے ساتھ لایا ہوا تمام سامان ایک جگہ محفوظ کردیا، تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کیا جاسکے اور پھر ایک پستول نکال کر اس کا چیمبر بھرنے لگا، اسی جگہ سے اس نے دور دور تک جائزہ لینے کے بعد بالآخر پال اپنی جگہ سے نکل آیا اور مختلف جگہوں کی آڑ لیتا ہوا جہاز کا جائزہ لینے لگا

یہ رات اس کے لیے انتہائی کارآمد تھی، کیونکہ وہاں مکمل خاموشی اور سناٹے کا راج تھا، لیکن گارتھا کا کیبن تلاش کرنے میں وہ مکمل طور سے ناکام رہا، دل ہی دل میں اس نے یہ طے کیا کہ کل دن کا وقت اس کام کے لیے صرف کرے گا تاکہ گارتھا کے بارے میں صحیح طور پر اندازہ قائم کرلے اور اس کے بعد رات کی تاریکی میں ٹرانسمیٹر اس تک منتقل کرنے کے بعد اپنی واپسی کے سفر کے لیے روانہ ہوجائے گا، دن کی روشنی اس کے لیے خطرہ بن سکتی تھی، لیکن مجبوری تھی اس کے علاوہ اور

کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا، البتہ اس نے اخناطون کے ان تمام کیبنوں کا جائزہ لے لیا تھا اور یہ اندازہ لگالیا تھا کہ انہی میں سے کسی ایک کیبن میں گارتھا تنہا یا کسی کے ساتھ موجود ہوگی،

بہت رات گئے تک وہ اپنے کام میں مصروف رہا اور اتفاق سے اسے کوئی بھی خطرہ پیش نہ آیا، پھر جب صبح کی روشنی کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور رسیوں کے ایک بڑے ڈھیر کے درمیانی حصے میں جا بیٹھا، یہاں پہنچ کر اس نے کھانے پینے کی کچھ اشیاء نکالیں اور انہیں کھانے کے بعد آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا، دن میں اس وقت اس کی آنکھ کھلی جب روشنی اچھی خاصی تیز ہوچکی تھی، اخناطون پر معمولات چل رہے تھے اور خصوصی طور پر اس حصے میں جہاں سے غوطہ خوروں کو سمندر میں اتار کر سمندری معلومات حاصل کی جارہی تھیں، پال بہت دیر تک سوچتا رہا، دن کی روشنی میں کوئی ایسا کام کیا جاسکتا ہے جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے پھر دوپہر کے وقت اسے موقع مل گیا اس وقت تمام جہاز کے خلاصی وغیرہ آرام کرنے کے لیے چلے گئے تھے اور عرشے کے اس حصے پر جہاں سمندری تحقیقات ہورہی تھیں، کچھ لوگ نظر آرہے تھے، جو سمندر کی جانب متوجہ تھے، اس دوران کئی بار اس نے جہاز پر گھومنے پھرنے والوں کو دیکھا تھا، لیکن گارتھا ورتھا ان میں نظر نہیں آئی تھی، پال لیے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا،

اس کے بعد رسیوں کے اس ڈھیر سے باہر نکل آیا اور پھر وہ ہمت کرکے وہاں سے آگے بڑھا اور کیبنوں کے اس حصے میں پہنچ گیا، جہاں وہ رات کو گشت کرچکا تھا، اسے گارتھا کی تلاش تھی اور پھر یک بارگی اس کا دل خوشی سے دھڑک اٹھا، اس نے گارتھا کو آتے ہوئے دیکھا تھا، وہ تنہا ہی تھی۔ پال ایک لمبی جست لگا کر گارتھا کے سامنے پہنچ گیا، وہ اسے دیکھ کر متحیر رہ گئی تھی، غالباً اس کے لیے بھی یہ ایک اجنبی چہرہ تھا، لیکن دوسرے لمحے پال نے اس سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میڈم گارتھا، میں پال ہوں، کیپٹن لورناڈو کا بھیجا ہوا، میڈم رات کو میں لنگر کی زنجیروں کے ذریعے یہاں تک پہنچا ہوں، مجھے وہ ٹرانسمیٹر دے کر بھیجا گیا ہے جس سے آپ کا رابطہ سب میرین سے رہے گا۔" گارتھا نے اپنی حیرت پر قابو پالیا جو جلد ہی پھر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد اسے آگے دھکیلتی ہوئی بولی۔

"بے وقوف آدمی تمہیں نہیں معلوم یہاں تمہیں کس قدر خطرات پیش آسکتے ہیں، تم رات کو کہاں چھپے رہے۔"

"رسیوں کے اس ڈھیر کی جانب۔"

"اوہ..... کہیں تم میرے لیے بھی کوئی عذاب نہ بن جانا، وہ ٹرانسمیٹر کہاں ہے۔"

"وہیں موجود ہے میڈم۔"

"تم جاؤ میں ٹہلتی ہوئی وہاں تک آؤں گی اگر کوئی خطرہ درپیش ہوا تو تمہیں مخاطب نہیں کروں گی، لیکن کوئی خطرہ نہیں ہوا تب تو میں تمہیں آواز دوں گی اور تم وہ ٹرانسمیٹر میرے حوالے کردینا، اس کے بعد جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس جہاز کو چھوڑ دینا اور خبردار اگر پکڑے جاؤ تو میرا حوالہ کسی طور پر نہیں دوگے، تم جانتے ہو کہ اوشین ٹریژر کو اس سے کس قدر خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔"

"میں اپنا فرض پہچانتا ہوں، میڈم۔" پال نے کہا اور اسی برق رفتاری سے رسیوں کے اس ڈھیر کی جانب بڑھ گیا، گارتھا نے چاروں طرف دیکھا مگر دور دور تک کوئی نہ تھا، یہ مسئلہ اس کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا، اب تک اس نے جو کچھ کیا تھا اگر پال ان کے ہاتھ لگ گیا تو اس کی تمام محنت پر پانی پھر سکتا تھا، اسے سب میرین یا اوشین ٹریژر سے دلچسپی نہیں تھی، لیکن خود کو محفوظ رکھنا اور اپنے مقصد کے لیے عمل کرنا اس کی خواہش تھی، چنانچہ کچھ دیر کے بعد وہ رسیوں کے اس ڈھیر کے پاس پہنچ گئی، آس پاس کوئی موجود نہ تھا، چنانچہ اس نے پال کو آواز دی اور اس نے پلک جھپکتے ٹرانسمیٹر اس کے حوالے کردیا، گارتھا نے اسے آخری ہدایت دی اور وہاں سے چلی گئی، پال مطمئن تھا کہ اس کے سپرد جو ذمہ داری کی گئی تھی وہ اسے بخوبی پوری کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے اور اب اسے رات کا انتظار تھا، رات کو اسے پھر پورا پورا موقع مل گیا، تاریکیوں میں اس نے سمندر کا راستہ اپنایا اور اس جانب تیرنے لگا اور سب میرین تک پہنچ گیا، پال کی واپسی سب میرین میں موجود تمام لوگوں کے لیے انتہائی خوشی کا باعث تھی، سب میرین اپنے اس مقصد کی تکمیل کے بعد زیر سمندر چلی گئی اور کیپٹن لورناڈو نے اب تک کی تمام کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد اپنے اس مشن کو انتہائی اطمینان بخش قرار دیا تھا۔

☆☆

اخناطون بالآخر یہاں سے بھی آگے بڑھ گیا، معمولات میں کوئی نمایاں تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی، کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری تھے، لیکن ان دنوں جہاز پر موجود تمام ہی لوگوں

نے امیر ارتقا ہاشمی کی اس نئی دلچسپی کو محسوس کیا تھا جو وہ گارتھا یا اپنے دیے ہوئے نام کے مطابق کلوپیٹرا سے لے رہا تھا، اس سلسلے میں آپس میں چہ میگوئیاں بھی ہوئی تھیں، البتہ اس وقت سب حیران رہ گئے تھے جب ایک شام جہاز کے اس مخصوص حصے میں بیٹھ کر ارتقا ہاشمی نے اپنی شادی کا اعلان کیا، اس وقت گارتھا یا کلوپیٹرا یہاں موجود نہیں تھی، ارتقا نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"دوستو! اخناطون پر تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں، انسانیت کی بقاء کے لیے اونچے پیمانے پر کام ہو رہا ہے، صرف ایک میں ہوں جو معطل زندگی گزار رہا ہوں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نہ تو مجھے سمندر سے اس قدر معلومات ہے اور نہ ہی میں لیبارٹری میں کوئی تحقیقاتی کام کر سکتا ہوں، میری تمام تر تحقیقات اپنی بیگمات پر ہے اور اس تحقیقات کے نتیجے میں میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کہ میری بیگمات میں ایک اور کا اضافہ ہونا چاہیے اور اس وقت میں آپ لوگوں کے سامنے اس اضافے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں، سمندر نے مجھے ایک تحفہ دیا ہے اور اس تحفے کا نام ہے کلوپیٹرا، میں اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ارے۔" ایڈگر کے منہ سے نکلا، اسد شیرازی نے آنکھیں پھاڑ لیں، دردانہ نے ہونٹ بھینچ لیے، پروفیسر نے ایک نگاہ ارتقا کو دیکھا اور پھر کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے شعبان کو دیکھنے لگا جو سینڈرا سے گفتگو کر رہا تھا، اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مس کلوپیٹرا بھی اس کے لیے تیار ہیں ارتقاء ہاشمی۔"

"ظاہر ہے، جب تک دونوں فریقین کے مابین مسئلہ طے نہ پایا جائے اتنا بڑا اعلان کیسے کیا جا سکتا ہے۔" اس کے جواب میں دبے دبے قہقہے ابھرے، ارتقاء ہاشمی نے کہا۔

"چنانچہ اخناطون سمندر پر رواں دواں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تین دن تک جہاز پر جشن منایا جائے گا۔" پھر دوسری شام نکاح کا اہتمام کیا گیا، ایک شخص کو قاضی منتخب کیا گیا اور امیر ارتقاء ہاشمی نے جہاز پر خاصی تفریح کا سامان مہیا کر دیا۔ ارتقاء ہاشمی دولہا بنا بے حد خوش نظر آ رہا تھا، وہ گارتھا کے بارے میں اپنے دوستوں سے گفتگو کر رہا تھا۔

"بہت پراسرار عورت ہے وہ، انتہائی دلکش اور اب میری بیوی ہے، وہ مستقبل شناس ہے، میں تو اس کے کردار پر حیران ہوں۔"

"مستقبل شناسی سے تمہاری کیا مراد ہے؟" ایڈگر مورالس نے پوچھا۔

"وہ مستقبل کی پیش گوئیاں کرتی ہے اور انتہائی حیران کن طریقے سے۔"

"واہ، تب تو پھر ہم سب کو اپنا اپنا مستقبل معلوم کرنے سے بڑی دلچسپی ہے، کبھی اس سلسلے میں ہمارا بھی کام کراؤ۔"

"دوستو! ابھی صبر کرو، پہلے میں اس سے پوری طرح روشناس تو ہو جاؤں۔" اور اس روشناسی کے لیے جس کیبن کو سجایا گیا تھا اس میں ارتقاء ہاشمی بڑے پر مسرت انداز میں اپنی نئی دلہن کے ساتھ داخل ہوا تھا، دوسرا اور تیسرا دن بھی انہی ہنگاموں میں گزرا، پھر جشن ختم ہو گیا، چوتھے دن گارتھا اور ارتقاء ہاشمی دوسرے لوگوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے، ایڈگر نے مسکراتے ہوئے گارتھا سے کہا۔

"خاتون آپ سمندر میں ہمیں ملیں اور اس کے بعد اس جہاز کی مالک بن گئیں، امیر ارتقاء ہاشمی کا کہنا ہے کہ آپ مستقبل داں ہیں، آپ ہمیں ہمارا مستقبل بتا سکتی ہیں۔" گارتھا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے کہا۔

"کیوں نہیں، تمہارے مستقبل کے بارے میں میں تمہیں کوئی ایسی بات ضرور بتا سکتی ہوں جو تمہارے لیے قابل غور ہو۔"

"تو پھر ہم اسے جاننا پسند کریں گے۔" ایڈگر مورالس تفریح کے موڈ میں نظر آ رہا تھا، تمام لوگ قریب ہی موجود تھے، گارتھا نے اپنی جیب سے موتیوں کی وہی مالا نکالی جس کے دانے الگ الگ کر لیے گئے تھے اور سنگ مرمر کی میز پر دانے پھیلا لیے، پھر وہ کافی دیر تک دانوں کو مختلف جگہوں پر رکھتی رہی تھی اور ان کی ترتیب بدلتی رہی تھی، تمام لوگ حیرت اور دلچسپی سے اس کے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے، دفعتاً ہی گارتھا چونک پڑی، اس نے کیپٹن ایڈگر کی صورت دیکھی، دیکھتی رہی اور اس کے بعد آہستہ سے بولی۔

"تم اس جہاز کے کپتان ہو نا؟"

"جی میڈم، آپ کا خادم اور ملازم ہوں۔"

"لیکن ایڈگر تم نے اس جہاز کے معمولات سے غفلت برتی ہے۔"

"جی! میں سمجھا نہیں۔" ایڈگر کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"کیا تمہیں کبھی اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ سمندر کے نیچے کی ان گہرائیوں میں بھی جھانک لو جہاں مختلف قسم کے خطرات جنم لے سکتے ہیں۔"

"سمندر کی گہرائیاں تو تلاش کی جاتی رہی ہیں میڈم، غالباً آپ کو ان غوطہ خوروں کی کارروائیوں کا علم نہیں ہے، جو جہاز کے لنگر انداز ہونے کے بعد سمندر دور دور تک کھنگالتے رہتے ہیں۔"

"ہاں لیکن آپ نے صرف سمندر کی گہرائیوں میں جھانکا ہے، اس کے اطراف میں نہیں دیکھا، کیا آپ کو ایک دشمن کا کبھی احساس ہوا ہے، جو مسلسل آپ کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"دشمن!" ایڈگر کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی حیران رہ گئے۔

"ہاں، کوئی ایسا دشمن جو آپ کے ان کاموں سے بے چینی محسوس کرتا ہے اور آپ کی ان کارروائیوں کے سلسلے میں کوئی تخریبی عمل کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے، اخناطون کی تباہی کا کوئی منصوبہ ان کے زیر غور ہو۔" ایڈگر نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک ایک آدمی کی شکل دیکھی اور پھر آہستہ سے بولا۔

"اگر آپ کچھ اور تفصیل سمجھا دیں تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"میرا نہیں ستاروں کا علم ہے اور ستارے یہ کہتے ہیں کہ بہت جلد اخناطون ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے جس کے بعد شاید اس کا سارا مقصد ہی ختم ہو جائے گا، میں اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کر کے آپ کو اطلاع دیتی ہوں۔" گارتھا نے ایک بار پھر دانوں میں ترتیب بدلنا شروع کر دی اور ایڈگر کے ساتھ ساتھ ہی بقیہ افراد بھی اس کی اس حرکت میں دلچسپی لینے لگے، پھر گارتھا نے آہستہ سے کہا۔

"ایڈگر آپ کے پاس ایسے برقی آلات موجود ہیں جو سمندر میں کسی سب میرین کا پتا چلا سکتے ہیں تو آپ ان کے ذریعے یہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں کہ ایک سب میرین بہت عرصے سے آپ کے تعاقب میں لگی ہوئی ہے اور اس موقع کی تلاش میں ہے کہ آپ کو کسی بھی شکل میں نقصان پہنچا دے۔" یہ ایک بہت بڑا دعویٰ تھا، جو ناقابل یقین تھا، اول تو اخناطون کا دشمن کون ہو سکتا تھا اور پھر آج تک تو کبھی ایسی کوئی صورتحال سامنے نہیں آئی تھی، لیکن ارتقاء ہاشمی کی آنکھوں میں پریشانی کے آثار نظر آنے لگے اور اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں، اس نے کہا۔

"کلوپیٹرا نے جو کچھ کہا ہے ہمیں اس پر توجہ دینا ہوگی کیپٹن ایڈگر۔"

"یہ بے شک ایک ناقابل یقین بات ہے لیکن اس میں کوئی مشکل نہیں ہے، ہاں یہ ایک سچ ہے کہ ہم نے کبھی سمندر کے اطراف میں ایسی کسی چیز پر غور نہیں کیا، اخناطون جب لنگر انداز ہوتا ہے تو ہم سب سمندر میں اترتے ہیں لیکن کسی سب میرین وغیرہ کے بارے میں کبھی خیال ہی نہیں آیا، میرا خیال ہے یہ کام میں فوراً کیے لیتا ہوں، اس میں ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" جہاز پر انتہائی تباہ کن آلات بھی موجود تھے، تاکہ کبھی کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اس سے بخوبی نمٹا جا سکے، ایڈگر کو اب نئی ملنے والی ہدایات کے تحت یہ سمت بھی دیکھنا تھی، ایڈگر اپنے تمام ساتھیوں سمیت کام میں مصروف ہو گیا اور ساتھ ہی شعبان کو مختلف ہدایات دیتا رہا، ایڈگر نے جب آلات پر نظر ڈالی تو اسے سب میرین کی موجودگی کا علم ہو گیا اور اس کے سگنل محسوس ہونے لگے، ایڈگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں، جدید ترین آلات کی مدد سے اس سب میرین کو دیکھ لیا گیا جو ایک فاصلے سے ان کے تعاقب میں چل رہی تھی اور اس کے بارے میں پوری پوری تفصیلات ان لوگوں کو معلوم ہو گئیں اور یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد درحقیقت ان کے دل لرزنے لگے تھے، ایڈگر نے شعبان سے کہا۔

"تم نے دیکھا شعبان، اس کا کہنا بالکل درست ہے۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ خود بھی متعجب تھا اور اس سلسلے میں حیرانی سے سوچ رہا تھا، پھر اس نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں سمندر میں جا کر اس سب میرین کا قریب سے جائزہ لوں۔"

"ہرگز نہیں، یہ ایک انتہائی خطرناک کام ہے، میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر ان لوگوں کو اطلاع دینی چاہیے اور اس سلسلے میں ہدایات لے لینی چاہئیں، کیپٹن حواس باختہ ہو رہا تھا، اسد شیرازی اور تمام لوگ ابھی وہاں سے ہٹے بھی نہیں تھے اور گفتگو میں مصروف تھے کہ انہوں نے کیپٹن اور شعبان کو آتے ہوئے دیکھا، ایڈگر کے چہرے پر اڑنے والی ہوائیاں دیکھ کر وہ سب ہی حیران رہ گئے اور پھر ایڈگر نے یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ کلوپیٹرا کا کہنا بالکل درست ہے، ایک سب میرین ان کا تعاقب کر رہی ہے، سب لوگوں میں سنسنی پھیل گئی، ہر شخص تصویر حیرت بن گیا اور سب ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے، امیر ارتقاء نے کھڑے ہوتے کہا۔

"یہ ایک فاش غلطی ہے ایڈگر فوری طور پر اس کا بندوبست کیجیے۔" ایڈگر نے اسد شیرازی کی طرف دیکھا اور آہستہ

سے بولا۔

"دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس پر صرف نگاہ رکھی جائے یا پھر اسے تباہ کر دیا جائے۔"

"میرا خیال ہے اس سلسلے میں کلوپیٹرا ہی بہتر مشورہ دے سکتی ہے۔" کلوپیٹرا یعنی گارتھا نے کہا۔

"دشمن کو نظر انداز کرنا سب سے بڑی غیر دانشمندی ہے، اگر ہم نے اسے محسوس کر لیا ہے تو پھر اس کی تباہی لازمی ہے۔"

"ایڈگر اس سب میرین کی تباہی کا انتظام کیجیے، ہوسکتا ہے کسی بھی وقت وہ ہم پر حملہ آور ہوجائے اور اس طرح ہمارا یہ سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔" اسد شیرازی کو بھی اس بات سے اختلاف نہیں تھا، جہاز پر سنسنی کی فضا پھیل گئی، سب میرین پر حملے کی تیاریاں شروع ہوگئیں، کئی تارپیڈو ایک ساتھ پھینکے گئے تو آبدوز کے ٹکڑے بکھر گئے اور جہاز پر ایک بار پھر جشن کا اعلان کر دیا گیا، اس کوشش میں وہ کامیاب ہوگئے تھے اور بلاشبہ اس کا سہرا میڈم کلوپیٹرا ہی کے سر جاتا تھا، اس مقصد کے بعد گارتھا اہمیت اختیار کر گئی اور سب کے پاس سوچنے کے لیے ایک حیران کن بات موجود تھی کہ آخر وہ کیا ہے یہی چہ میگوئیاں ہورہی تھیں۔

-□-

"شعبان پروفیسر کے پاس پہنچ گیا، اس وقت بھی پروفیسر بیرن نے اپنی لیبارٹری میں قدموں کی چاپ سن کر اس نے گردن گھمائی اور شعبان کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔"

"آؤ" اس نے اپنائیت سے کہا۔

"آپ نے ان پتھروں کا کوئی خاص تجزیہ کیا ہے۔"

"نہیں، ان میں بس یہ خوبی ہے کہ یہ چاند اور سورج کی چمک اپنے اندر جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کے لیے ایک خاص وقت طے کر لیا جائے تو پھر یہ اپنی یہ حیثیت کبھی نہیں کھوئیں گے، یعنی تم انہیں چاند کا ٹکڑا بھی بنا سکتے ہو اور سورج کا پتھر بھی اس سے وہ شعاعیں خارج ہوتی رہیں گی جو سورج سے خارج ہوتی ہیں، اسی طرح رات کی تاریکیوں میں انہیں چاند کی طرح منور بھی کیا جاسکتا ہے، اس دنیا کے لیے بس یہ انہیں دو خواص کے حامل ہوسکتے ہیں۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ خاموش بیٹھ گیا تھا، پروفیسر خود بھی اس کے سامنے آبیٹھا اور بولا۔

"کوئی خاص بات سوچ رہے ہو کیا؟"

"ہاں، وہ عورت کیا ہے؟" شعبان نے سوال کیا۔

"یقیناً تم کلوپیٹرا کے بارے میں کہہ رہے ہوگے۔"

"ہاں۔"

"میں نہیں جانتا۔" اس نے جواب دیا اور شعبان اسے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا، پھر بولا۔

"تم اس کا تجزیہ نہیں کرسکتے پروفیسر۔"

"دیکھو، دنیا میں بے شمار پراسرار علوم بکھرے ہوئے ہیں اور ہمیں بعض اوقات ان علوم کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو پاتا، ہاں ان کے جو عوامل سامنے آتے ہیں وہ ہمیں حیران ضرور کر دیتے ہیں، سمندر سے برآمد ہونے والی یہ عورت اس قدر حسین ہے اور دلکش ہے، اس کا اندازہ تم نے بھی لگالیا ہوگا، ارتقاء ہاشمی جیسی حسن پرست شخصیت اس کے قریب میں آسکتی ہے لیکن نجانے کیوں میرے دل میں بار بار ایک خیال ابھرتا ہے۔"

"کیا پروفیسر......؟"

"اس نے ارتقاء ہاشمی ہی کا انتخاب کیوں کیا، اگر وہ ان پراسرار قوتوں کی مالک ہے تو سمندر میں اس طرح کیوں بھٹک رہی تھی، اس نے اپنی ان پراسرار قوتوں سے کام لے کر اپنی جان بچانے کی کوشش کیوں نہیں کی، اس کے علاوہ، ہمیں اس کی شخصیت کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے، وہ اپنی یادداشت کے بل پر یا اپنی پراسرار قوتوں کے بل پر اپنا ماضی ہمیں بتا سکتی تھی، لیکن اس سلسلے میں اس نے مسلسل خاموشی اختیار کر رکھی ہے، جب اسے اپنا ماضی یاد نہیں تو اپنے اس پراسرار علم سے کام لینا اسے کیسے آیا۔" شعبان گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا، پھر اس نے کہا۔

"ہاں یہ ایک اہم نکتہ ہے، لیکن اس طرح آپ کے ذہن میں کوئی شبہ جنم لیتا ہے۔"

"دراصل میں یہاں اس جہاز پر اپنے ایک خاص مقصد کے تحت آیا ہوں اور وہ کام میں بخوبی کر رہا ہوں، میری زندگی کے لیے اس سے زیادہ دلچسپ بات اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ میں سمندر کا تجزیہ کروں اور یہ کام مجھے یہاں باآسانی کرنے کو مل رہا ہے، اس سے جو نتائج اخذ کرنا چاہتا ہوں ان میں دیر تو لگے گی

لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہوجاؤں گا، کیونکہ اس سے پہلے مجھے اس قسم کے مواقع حاصل نہیں ہوسکے، جبکہ یہ میری خواہش تھی، میں اپنے کام میں مصروف رہوں اور وہی کام کرتے رہنا چاہتا ہوں، یہاں تم سے ملاقات ہوگئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کا ایک دلچسپ اور اہم ترین واقعہ ہے، تمہارے بارے میں تمہیں میں صرف اتنا بتادوں شعبان کہ ابھی تمہارا ذہن بند ہے اور اس ذہن میں کلی کی مانند آہستہ آہستہ شگفتگی پیدا ہوگی، تب بہت سے خیالات تمہارے ذہن تک آتے چلے جائیں گے، کیونکہ تم نے اسی دنیا میں آنکھ کھولی ہے اور....." ایک دم پروفیسر خاموش ہوگیا اس نے غور سے شعبان کا چہرہ دیکھا جو دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا، پھر اس نے کہا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ وقت تمہیں بہت سی اہم باتوں سے روشناس کرائے گا، جس میں اس قسم کے پراسرار علوم بھی ہوں گے۔"

"یہ بات آپ کی پہلی بات سے بالکل مختلف ہے، آپ مجھے میرے ذہن کے بارے میں بتا رہے تھے۔"

"ہاں، تجربہ صرف تجربہ، انسان کو بہت کچھ دیتا ہے اور جب تمہیں تمام تر تجربات حاصل ہوجائیں گے تو تم بہت سی باتوں سے آشنا ہوجاؤ گے....." شعبان نے محسوس کیا تھا کہ پروفیسر کچھ کہتے کہتے رک گیا ہے، تب اچانک انہوں نے کہا۔

"منتشا سوبیرا یاد ہے تمہیں؟"

"منتشا سوبیرا!" شعبان چونک پڑا۔ "نہیں یہ نام زندگی میں پہلی بار سنا ہے۔"

"بہت بڑا مستقبل شناس تھا وہ، مستقبل کے بارے میں اتنا کچھ بتاسکتا تھا کہ شاید ہی کوئی دوسرا اس قدر پیشن گوئیاں کرسکتا ہو، اس نے تردونہ کی تباہی کی پیشن گوئی کی تھی اور تردونہ تباہ ہوگیا تھا۔" شعبان کی آنکھیں خوابناک انداز میں پھیل گئیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"چٹانیں سرخ ہوگئی تھیں۔ آگ کی لکیروں نے زمین میں شگاف ڈال دیئے تھے۔"

"ہاں۔ اور اس کے بعد تردونہ پر دوبارہ زندگی نہ پیدا ہو سکی۔ اسے ایک سیاہ زمین قرار دے دیا گیا۔"

"لیکن بہت عرصے کے بعد اس سیاہ زمین پر کونپلیں اگنا شروع ہوگئیں اور وہاں ہریالی آگئی۔"

"لیکن ان پودوں میں زہر تھا اور ان زہر سے پودوں سے جو ہوائیں مست ہوکر چلتی تھیں وہ قرب و جوار میں زہریلی آلودگی پھیلاتی تھیں۔" شعبان کچھ نہ بولا وہ خاموشی سے پروفیسر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اس نے پھر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"تمہیں وہ چہرہ یاد ہے جس کے وجود سے تم نے نمود پائی تھی شعبان؟"

"وہ چہرہ....."

"وہ چہرہ....." شعبان نے کہا اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھلا اور شعبان نے گردن گھما کر سینڈرا کو دیکھا وہ مسکراتی ہوئی اندر آگئی۔ اس نے کہا۔

"میں تمہیں ہر جگہ تلاش کرتی پھر رہی تھی اور تم ڈیڈی کے پاس موجود ہو۔ یوں لگتا ہے تمہیں ڈیڈی سے بہت زیادہ محبت ہوگئی ہے۔"

"کیوں نہیں سینڈرا۔ شعبان بھی میرے لئے بیٹوں ہی کی طرح ہے۔ آؤ بیٹھو تم کہاں گھومتی پھر رہی ہو۔ ویسے شعبان یہ حیران کن بات ہے کہ اس جہاز پر سینڈرا کا دل اچھی طرح لگ گیا ہے۔ حالانکہ مجھے اس کے بارے میں سب سے زیادہ تشویش تھی۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اپنے دماغ میں عجیب بے کلی محسوس کر رہا تھا۔ ایک ہلکا ہلکا درد اس کے ذہن میں ابھر رہا تھا اور ایک انوکھی کیفیت بیدار ہوتی جارہی تھی۔ پھر اس نے زور سے گردن جھٹکی اور سینڈرا کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"باہر کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ بس اس شادی کے بارے میں لوگ تذکرے کر رہے ہیں۔ ویسے مجھے یہ شادی بے حد پسند آئی ہے۔ اوہ ڈیڈی آپ نے دیکھا کلوپیٹرا کس قدر حسین ہے۔"

"کاش تم نے دریائے نیل کی کہانیاں سنی ہوتیں۔ یہ کہانیاں بڑی انوکھی ہیں اور درحقیقت جس عورت کا نام کلوپیٹرا تھا اس نے دریائے نیل ہی نہیں بلکہ مصر کے طول و عرض میں عجیب و غریب کہانیاں بکھیر دی تھیں۔"

"مجھے ان کہانیوں سے کافی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔ ویسے میں ارتقا ہاشمی کی بیگمات سے ملنا چاہتی ہوں۔ ذرا ان سے معلوم کروں کہ اس شادی کے بعد ان کی اپنی حالت کیا ہے۔"

"یہ ایک بیکار کوشش ہوگی۔ شعبان تم اس سے باز رہنا۔" شعبان ہنسنے لگا۔ پھر سینڈرا نے کہا۔

"باہر کا موسم بہت خوشگوار ہو رہا ہے۔ آسمان پر بادلوں کے ٹکڑے آ گئے ہیں اور ان سے ہلکے ہلکے قطرے ٹپک رہے ہیں غالباً بارش تیز ہو جائے گی۔"

"اوہ! کیا واقعی، ویسے اخناطون کے اس سفر میں اگر بارش ہوئی تو یہ اس سفر کی پہلی بارش ہو گی۔ چلو میں بھی باہر چلتا ہوں۔" کچھ دیر بعد وہ تینوں باہر نکل آئے۔ باہر واقعی رم جھم ہو رہی تھی اور موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا اور اس خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہونے کے لئے وہ تمام ہی لوگ باہر نکل آئے تھے۔ عرشے کے ایک گوشے میں اسد شیرازی اور دردانہ گفتگو کر رہے تھے۔

"میری چھٹی حس نجانے کیوں مجھے کسی بات کی جانب متوجہ کر رہی ہے۔ مگر وہ بات ابھی تک میرے ذہن میں نہیں آ سکی ہے۔ کیا تمہیں اس کا کوئی اندازہ ہے؟" دردانہ نے چونک کر اسد شیرازی کی شکل دیکھی اور بولی۔

"میں سمجھی نہیں سر۔"

"نجانے کیوں میرے دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔ نجانے یہ کیسی گڑبڑ ہے۔"

"میرے ذہن میں بھی کچھ وسوسے جنم لے رہے ہیں۔" دردانہ نے کہا۔

"تم بتاؤ کیا.....؟"

"میرے ذہن میں ارتقا ہاشمی اور وہ عورت کلوپیٹرا ہے۔ اور یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ کس مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اول تو یہ ایک انوکھی بات ہے دوسری یہ کہ وہ عورت مجھے انتہائی پراسرار نظر آتی ہے کہ وہ اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتی جبکہ دنیا کے بارے میں نجانے کیا کیا پیشگوئیاں کرتی رہتی ہے۔ آبدوز والا واقعہ بے شک عجیب ترین ہے اور اس کی طرف سے اس کی نشاندہی اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے لیکن میرے دل میں کچھ عجیب سے احساسات جاگ رہے ہیں۔ کلوپیٹرا درحقیقت وہ نہیں ہے جو خود کو ظاہر کرتی ہے اور اس کا ارتقا ہاشمی کی جانب بڑھنا بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔" اسد شیرازی پرخیال نگاہوں سے دردانہ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ہاں۔ صورتحال خاصی الجھی ہوئی ہے۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ ہم اس کی کوئی توجیہہ نہیں تلاش کر سکتے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں ایڈگر سے بات کرنی چاہیے۔"

"کیا....؟"

"وہ یہ کہ جہاز کا رخ تبدیل کیا جائے ہم بہت دور نکل آئے ہیں اب کوئی شہر تلاش کیا جائے جو قریب ہو خواہ کسی بھی ملک سے اس کا تعلق ہو۔ لیکن ہمارے لئے یہ کارآمد بات ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی جو رپورٹیں اور جو ساز و سامان جمع ہو گیا ہے اس کی ترسیل اپنے وطن کے لئے کرنا بے حد ضروری ہے۔"

"ہاں سر۔ یہ مناسب ہے اور بہترین موقع ہے۔ آپ ایڈگر سے ضرور گفتگو کر لیں۔ دیکھیے وہ آ رہا ہے۔" دردانہ نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ایڈگر مسکراتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا اور آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"اسد شیرازی۔ آج تو موسم بہت خوشگوار ہو گیا ہے۔ مگر خطرہ یہ ہے کہ تیز بارش شروع نہ ہو جائے۔ تاہم میں نے اپنے تمام عملے کو ہدایات کر دی ہیں ویسے سمندر پرسکون ہے اور یہ موسم ہمارے اپنے اندازے کے مطابق بارشوں کا موسم نہیں ہے۔ لیکن آسمان کی مہربانی ہو رہی ہے۔ اچھا ہے بارش ہو جائے۔"

"اتفاق سے ہم تمہارے بارے میں بات کر رہے تھے۔"

"کیا بات تھی؟ لیکن اگر دوران گفتگو گرم گرم چائے بھی ہو جائے تو کیا حرج ہے۔ کیا خیال ہے میں چائے کے لئے کہہ دوں ہم یہیں بیٹھ کر چائے پئیں گے۔ سمندر کی لہروں کو دیکھتے ہوئے۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" اسد شیرازی نے کہا بوندیں کچھ اور تیز ہو گئی تھیں۔ ایڈگر نے ایک خلاصی کو اشارہ کر کے چائے لانے کے لئے کہا۔ پھر ریلنگ سے ٹک کر بولا۔

"ہاں۔ خیریت۔ میرے موضوع پر کیا گفتگو ہو رہی تھی؟"

"دراصل ہمارا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمیں فوری طور پر رخ تبدیل کر دینا چاہیے۔ جس مقصد کے تحت ہم سمندر گردی کر رہے ہیں اس میں ایک چھوٹا سا مرحلہ طے ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس جو معلومات ہیں ان کی تفصیلات میں اپنے ادارے کو فراہم کر دوں اور اس کے لئے ہمیں کسی شہر میں جانا بے حد ضروری ہے۔ جہاں ہمارے وسائل ہمارا ساتھ دے سکیں اور ہم یہ کام کر سکیں چنانچہ ہم سوچ رہے تھے کہ اس موضوع پر تم سے بات کریں کہ تم نظر آ گئے۔" ایڈگر سوچ میں گم ہو گیا پھر اس نے کہا۔

"میری بھی یہی رائے ہے اب ہمیں کچھ دن کسی بندرگاہ پر گزارنے چاہئیں۔ آپ اپنا کام سرانجام دیں۔ میں جہاز کی تمام ضروریات پوری کر لوں گا اور ویسے بھی سمندر میں ہمارا ایک اچھا

خاصا وقت گزر چکا ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے تمام لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کر لیتے ہیں۔" پھر تمام افراد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو سب ہی نے اس بات کی حمایت کی۔

☆☆☆

ٹرانسمیٹر گارتھا کے پاس محفوظ تھا۔ سب میرین تباہ ہو چکی تھی اور ایک مرحلہ ختم ہو گیا تھا۔ اب گارتھا درتھا کو اس جہاز پر کام کرنے کی مکمل آزادی تھی۔ امیر ارتقا ہاشمی کا ساتھ حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو بہت مضبوط محسوس کر رہی تھی۔ اور اس نے مستقبل کے لئے بہت سے فیصلے کئے تھے۔ اور اس نے مستقبل میں بھی ٹرانسمیٹر کو پھینکنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ امیر ارتقا ہاشمی اس وقت اپنی بیگمات کے پاس گیا ہوا تھا۔ اور وہ کیبن میں تنہا تھی کہ اچانک ہی اسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ ایک لمحے کے گارتھا حیران رہ گئی تھی۔ تاہم اس نے فوراً ہی ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور اسے ایک آواز سنائی دی۔

"ہیلو میڈم گارتھا۔ ہیلو میڈم گارتھا۔ پوائنٹ تھرٹین آپ سے مخاطب ہے۔ میں پیٹر لاؤ ہوں۔ پوائنٹ تھرٹین سے بول رہا ہوں گارتھا نے پھرتی سے اٹھ کر کیبن کا دروازہ بند کیا اور ٹرانسمیٹر پر آ گئی۔ جہاں سے مسلسل گفتگو کی جا رہی تھی۔" پھر اس نے کہا۔

"گارتھا اسپیکنگ اوور۔"

"ہیلو میڈم گارتھا میں پوائنٹ تھرٹین سے پیٹر لاؤ بول رہا ہوں۔ یہاں کا چیف ہوں اور مجھے اوشین ٹریژر کی جانب سے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔"

"ہیلو مسٹر پیٹر لاؤ۔ سب میرین کا کیا حال ہے۔ اس کی خیریت بتائیے۔ کیا آپ کو علم ہے ایک سب میرین جسے کیپٹن نور ناڈو کنٹرول کر رہا تھا۔ ہمارے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اور وہ اچانک غائب ہو گئی ہے۔"

"میں بھی آپ سے اسی سلسلے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میڈم اوشین ٹریژر کی جانب سے مجھے تفصیلات بتا کر ہدایت کی گئی ہے کہ آپ سے رابطہ قائم کروں۔ سب میرین کے اشارے ہمیں بھی موصول نہیں ہو رہے۔ جبکہ اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جس پوائنٹ کے قریب سے گزرے وہاں سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ پیش کرے۔ لیکن کیپٹن نور ناڈو سے کوششوں کے باوجود کوئی رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں آپ سے مخاطب ہوں۔"

"کیپٹن نور ناڈو غائب ہے اور مجھے خدشہ ہو رہا ہے کہ کہیں اس کی سب میرین کسی حادثے کا شکار نہ ہو گئی ہو۔"

"آپ کی اس سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو ہوئی تھی۔"

"ایک بار بھی نہیں۔ البتہ اس نے اپنے آدمی کے ہاتھ ٹرانسمیٹر میرے پاس بھیجا تھا۔ جس نے نہایت خطرات مول لے کر یہ کارروائی کی تھی اور ٹرانسمیٹر مجھ تک پہنچا دیا تھا میں انتظار ہی کرتی رہی۔ لیکن سب میرین سے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں قائم ہوا۔ جبکہ مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ میں اس سے اس ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے اسے اخناطون پر ہونے والی کارروائی سے مطلع کروں۔"

"بالکل یہی تمام تفصیلات مجھے اوشین ٹریژر سے بتائی گئی ہیں اور اب جبکہ میں اپنی تمام تر کوششیں کیپٹن نور ناڈو سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ختم کر چکا ہوں تو میں نے اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم کر کے یہ تفصیلات بتائیں۔ وہاں سے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں ٹرانسمیٹر پر آپ سے گفتگو کروں۔"

"اب مجھے بتاؤ۔ مجھے کیا کرنا چاہئے مسٹر پیٹر لاؤ۔ ویسے ایک سوال میں تم سے ضرور کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا؟"

"پوائنٹ تھرٹین کس جگہ واقع ہے۔"

"ہم آپ سے بہت زیادہ دور نہیں ہیں۔ ہمارے ذرائع ہمارے وسائل آپ کے اس جہاز کو دیکھ رہے ہیں اور ہمیں اس کی سمت کا مکمل طور سے اندازہ ہو رہا ہے۔ غالباً کل شام چار ساڑھے چار بجے تک وہ پوائنٹ تھرٹین کے پاس سے گزرے گا۔ اس کا رخ پوائنٹ تھرٹین کی جانب نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہمارے بغلی حصے سے گزر رہا ہے۔ تاہم وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس قسم کے انتظامات ہیں کہ ہم ادھر سے گزرنے والے کسی سمندری جہاز کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکیں۔ یہی کیفیت ہوائی سفر کی ہے۔ ہم نے اس کے لئے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ اور اگر اتفاق سے جہاز کا رخ اس جانب ہو گیا تو ہم آپ کو اس سلسلے میں اطلاع دیں گے۔"

"ہوں۔ ٹھیک اچھا اب یہ بتاؤ کہ مجھے آئندہ کیا کرنا ہے۔ سب میرین سے میں مسلسل رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتی رہوں گی اور جیسے ہی رابطہ قائم ہوا میں کسی نہ کسی پوائنٹ کو اطلاع دے دوں گی یا پھر کیپٹن نور ناڈو سے یہ بات کہہ دوں گی

کہ وہ اپنی خیریت کی رپورٹ دے۔ ویسے نجانے کیوں مجھے اس کے بارے میں تشویش ہو رہی ہے۔"

"یقیناً میڈم۔ اتنی دیر تک اس کا خاموش رہنا باعث تعجب ہے۔ آپ کا جہاز یہاں سے گزر جانے اس کے بعد ہم سمندر میں سب میرین تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب آپ ہمیں دوسری بات بتائیے۔ جس کی ہدایت اوشین ٹریژر کی جانب سے کی گئی ہے۔"

"کیا؟" گارتھا نے سوال کیا۔

"کیا سمندری تحقیقات کے سلسلے میں اخناطون پر کوئی نمایاں کارروائی ہو رہی ہے۔"

"بہت زیادہ۔ وہ لوگ اپنی کاوشوں میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اس کے لئے ایک لیبارٹری بنائی ہے جہاں بہت سے افراد سمندر سے ملنے والے نوادرات پر ریسرچ کرتے ہیں۔"

"آپ کے پاس اخناطون پر ہونے والی کارروائی کے سلسلے میں کوئی تفصیلی رپورٹ موجود ہے۔"

"نہیں۔"

"تو آپ یوں کیجیے کہ ایک رپورٹ تیار کر لیجیے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس بات کے لئے ہوشیار ہو جائیے کہ ہم آپ تک پہنچنے والے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" گارتھا نے کسی قدر پر تشویش لہجے میں کہا۔

"ہم نے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے اخناطون کل شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب یہاں سے گزرے گا اور کافی دیر بعد اس جگہ تک پہنچے گا جہاں ہمارا ایک اور چھوٹا سا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہم یہاں سے اخناطون تک پہنچنے کے لئے موثر کارروائی کر سکتے ہیں۔ دراصل ہمارے پاس بحری قزاقوں کا تربیت یافتہ ایک گروہ موجود ہے۔ جو عموماً یہی کام انجام دیتا ہے اور سمندر میں اس طرف سے بھٹک آنے والے جہازوں کو لوٹ لیا کرتا ہے۔ اس طرح ہم اپنے وسائل پورے کرتے ہیں۔ اس گروہ کو لے کر ہم اخناطون پر حملہ آور ہوں گے اور یہ بات انتہائی ضروری ہے۔ میڈم ورتھا کہ اخناطون پر تھوڑی سی لوٹ مار کی جائے۔ لیکن ہمارے چند افراد ان لوگوں کے ساتھ وہ بھی ہوں گے جو صرف آپ سے رابطہ قائم کرنے کے لئے وہاں پہنچ رہے ہیں۔ یہ لوگ آپ تک پہنچیں گے اور آپ ان کی راہنمائی اس جگہ تک کریں گی۔ جہاں سمندری نوادرات موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں وہ رپورٹ بھی درکار ہے جو آپ فوری طور پر تیار کر لیں گی۔ میرا خیال ہے اس کے لئے کافی وقت ہے۔ آپ کے پاس۔ آپ یہ کام بخوبی اس وقت میں سرانجام دے سکتی ہیں۔"

"یہ اوشین ٹریژر کی ہدایت ہے....."

"ہاں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ لیکن بحری قزاقوں کا وہ گروہ کب تک اخناطون پر حملہ آور ہو گا۔"

"کل رات ساڑھے دس بجے۔ یہ موزوں وقت ہے۔ آپ اطمینان رکھیں ہمارے تجربہ کار افراد جہاز پر پہنچنے میں کسی قسم کی غلطی نہیں کریں گے اور انہیں آپ تک پہنچنے میں بھی کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ البتہ آپ مکمل طور پر ہوشیار رہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ رپورٹ تیار ملے گی تمہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میں تمہاری راہنمائی وہاں تک کر دوں گی۔ لیکن کیا وہ لوگ مجھے پہچان سکیں گے۔"

"آپ بہت معروف شخصیت ہیں میڈم گارتھا میں تو بذات خود ایک بار آپ سے مل چکا ہوں۔ آپ کی تصویر بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جو اوشین ٹریژر کی جانب سے ہمیں فراہم کی گئی ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ ہم آپ کو باآسانی تلاش کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ بحری قزاقوں کے اس گروہ کی تعداد کتنی ہو گی۔"

"سات افراد۔ جو بہترین ذرائع سے جہاز تک پہنچیں گے اور ان کے پاس ایسے انتظامات ہیں کہ وہ جہاز پر باآسانی آ جائیں۔"

"کل ساڑھے دس بجے۔" گارتھا نے سوال کیا۔

"بالکل ٹھیک ساڑھے دس بجے۔ آپ اپنی گھڑی میں وقت ٹھیک کر لیں۔" دوسری طرف سے ٹرانسمیٹر پر سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لیکن گارتھا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوب گئی پھر اس نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر بند کر کے محفوظ کر دیا۔ اس ٹرانسمیٹر کا موجود ہونا بہت بڑی کامیابی کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اسے ہر قیمت پر محفوظ رکھنا ہے اس نے سوچا اور پھر وہ بیوٹی پارکونا کے بارے میں سوچنے لگی۔ جو اس نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ اس کا تحفظ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اوشین ٹریژر سے براہ راست نکر نہ لی جائے۔ لیکن یہ بھی انتہائی ضروری تھا کہ اخناطون کو ان لوگوں

سے بچایا جائے۔ دوہرے کام کرنا تھے اور اس کے لئے نہایت ذہانت کی ضرورت تھی۔ گارتھا اپنے سازشی ذہن میں لاتعداد منصوبے جنم دینے لگی۔

* *

موسم دوسرے دن بھی اتنا ہی خوشگوار تھا۔ تمام لوگ جا رہی تھی۔ اسد شیرازی نے موقع ملتے ہی پروفیسر بیرن بھی اس سلسلے میں گفتگو کی اور اس نے کہا۔

"پروفیسر سمندر میں ہم کافی دور تک نکل آئے ہیں اور آپ کی محنت اور کوششوں سے ہمیں اس قسم کے بہت سے نوادرات حاصل ہو گئے ہیں۔ جن کی خصوصیات کی رپورٹ اب میں اپنے ادارے کو ارسال کرنا چاہتا ہوں۔ کل میں نے کیپٹن ایڈگر سے بھی گفتگو کی تھی اور انہوں نے ہمیں مشورہ دیا تھا کہ اگر تمام لوگوں کی رائے ہو تو ہم جہاز کا رخ تبدیل کر کے اسے آبادیوں کی سمت لے جانے کی کوشش کریں۔" پروفیسر بیرن نے کہا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مسٹر اسد شیرازی ظاہر ہے آپ اسی مقصد کے لئے سمندر میں نکلے ہیں اس کی تکمیل تو ہر حالت میں ہونے رہنا ضروری ہے۔ آپ نے اچھا کیا۔ میں بھی اپنی رپورٹیں آپ کی رپورٹوں میں شامل کر دوں گا۔"

"میرا خیال ہے امیر ارتقا سے بھی گفتگو کر لی جائے اور اس کے بعد ہم ایک آدھ دن میں فیصلہ کرنے کے بعد اپنا رخ تبدیل کر دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پروفیسر نے کہا اور اس وقت ان کی نگاہیں امیر ارتقا باشی کی جانب اٹھ گئیں۔ جو اپنے خاص لباس میں ملبوس گارتھا کے ساتھ ان کے قریب پہنچ گیا اور اس نے اسد شیرازی سے کہا۔

"میڈم کلوپیٹرا سب سے پہلی بات آپ ہمیں یہ بتائیے کہ سب میرین کا جو واقعہ پیش آیا تھا اس کے علاوہ ہمارے اس جہاز کو اور کوئی خطرہ درپیش نہیں ہے۔ جو مستقبل قریب میں ہو۔ آپ کے ستارے اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔" گارتھا دل ہی دل میں مسکرا اٹھی اس موضوع کو تو وہ بڑی خوش اسلوبی سے چھیڑنا چاہتی تھی۔ اور سب کے سامنے تاکہ وہ عمل ہو سکے جس کے لئے ابھی کافی وقت باقی تھا۔ اس وقت بھی وہ ارتقا باشی کے ساتھ اسی مقصد کے تحت نکلی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک پرسکون مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"مسٹر اسد حقیقت یہ ہے کہ ارتقا باشی کا ساتھ حاصل ہو جانے کے بعد مجھے یہ احساس بھی نہیں رہا کہ میرا کوئی ماضی ہے۔ اگر میرا کوئی ماضی ہوتا اور مجھے یاد آ جاتا اور اس کے ساتھ مجھے امیر ارتقا باشی کا سہارا نہ ملتا تو وہ ماضی ایک بے مقصد چیز بن کر رہ جاتا۔ آج بھی میں اپنے حال سے خوش ہوں اور مجھے اپنے ماضی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جہاں تک ستاروں کی چال کا معاملہ ہے تو ستارے اس وقت آسمان میں روپوش ہیں۔ لیکن وہ ستارے جو میرے پاس محفوظ ہیں اپنا بیان دے سکتے ہیں اچانک ہی اس کی حالت میں تبدیلی رونما ہوئی۔ پھر اس نے چند دانوں کو ایک جگہ رکھا اور اس کے بعد انگلیوں پر پھر اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تمام لوگ اس کی اداکاری کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔" اس نے کہا۔

"خطرہ۔ ایک خوفناک خطرہ اور وقت بھی زیادہ نہیں ہے آپ لوگوں کو بہت تیز رفتاری سے وہ کام کرنا ہے جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔" دوسرے لوگ تو ابھی حیران ہی تھے۔ لیکن امیر ارتقا باشی پوری طرح گارتھا کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اور اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کیا بات ہے؟ کیا بتاتے ہیں تمہارے یہ ستارے؟" گارتھا نے ایک بار پھر انگلیوں پر حساب لگا کر کچھ بڑبڑایا اور اس کے بعد کہنے لگی۔

"بحری قزاق..... بحری قزاق، جو ہم سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ رات کی تاریکیوں میں وہ ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ اور زبردست خونریزی کا خطرہ ہے۔ ہاں وہ ہم پر گھات لگائے بیٹھے ہیں اور ان کی نگاہیں ہماری جانب اٹھی ہوئی ہیں۔ جہاز پر موثر حملہ ہونے والا ہے۔ بچنے کی کوشش کر سکتے ہو تو بچو، کیپٹن ایڈگر تمہارے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تم جہاز کو چاروں طرف سے اسلحہ سے لیس کر دو، سنو ان کے پاس جدید ترین سازو سامان ہو گا وہ بھرپور طریقے سے جہاز پر حملہ کریں گے اور تمہیں اس حملے کو ناکام بنا کر انہیں موت کے گھاٹ اتارنا ہے میں ستاروں کے تعین کے مطابق تمہاری گھڑیوں کے وقت سے موازنہ کرتی ہوں تو مجھے تقریباً ساڑھے دس بجے کا وقت ملتا ہے جب وہ ہمارے جہاز پر حملہ آور ہوں گے اور یہ نشست ملتوی کر دو۔ اور فوری طور پر اخناطون کے بچاؤ کی تیاریاں کرو یہ اچھی بات ہے کہ اسد شیرازی نے اس وقت مجھے ستارے یاد دلا دیے۔ میرے ستارے یہی کہتے ہیں۔ اسد شیرازی میرے ستارے یہی

کہتے ہیں۔" ان سب کے چہرے عجیب سے ہوگئے تھے۔ اگر سب میرین کا واقعہ پیش نہ آچکا ہوتا اور وہ پیشن گوئی بالکل درست نہ ثابت ہوتی تو شاید اس بات کو وہ مذاق ہی سمجھتے۔ لیکن گارتھا نے پہلے بھی جو کچھ کہا تھا وہ ایک سچ ثابت ہوا تھا۔ کیپٹن ایڈگر نے ہنگامی بنیادوں پر جہاز پر کام کا آغاز کر دیا اور پورے عرشے پر جگہ جگہ ایسے ہتھیار پھیلا دیے گئے مورچے بنا لیے ایک سنسنی خیز شام کا آغاز ہو گیا تھا اور جوں جوں شام ڈھلتی جارہی تھی ان لوگوں کے دلوں میں بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ شعبان نے برج سنبھال رکھا تھا۔ بڑی بڑی دور بینیں دور دور تک کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کیپٹن ایڈگر اور اسد شیرازی کے درمیان تو اس موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ان کا موضوع کلوپیٹرا صرف گارتھا تھی۔ ایڈگر نے کہا۔

"وہ پراسرار عورت اس قسم کے واقعات معلوم کیسے کر لیتی ہے۔" کیپٹن ایڈگر مسکرا کر بولا۔

"اس عورت کی پراسراریت پر تو کچھ کہا نہیں جاسکتا کس طرح سمندر کے ذریعے ہمارے جہاز تک پہنچی اور اب ارتقا ہاشی کے دل میں جا بیٹھی ہے۔" اس قسم کی گفتگو وہ کافی دیر تک کرتے رہے تھے وہ لمحات آگئے جن کا وہ بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ برج پر سے اور بلندیوں پر موجود لوگوں نے جو دوربینوں کی مدد سے سمندر دیکھ رہے تھے اطلاع دی کہ روشنیاں کئے بغیر کچھ برق رفتار کشتیاں چاروں سمت سے جہاز کی جانب بڑھ رہی ہیں۔ اس اطلاع سے بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ برق رفتار ہوور کرافٹ کشتیاں آن کی آن میں جہاز تک پہنچنے والی تھیں۔ دوربینوں سے جائزہ لے کر تمام اقدامات نشر کئے جارہے تھے اور جہاز والوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ گارتھا کا کہا ہوا ایک ایک لفظ درست ہے۔ ہوور کرافٹ کشتیاں بالآخر جہاز تک پہنچ گئیں اور انہیں جدید ترین ساز و سامان سے لیس دیکھا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان پر مشین گنوں سے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔ کچھ ایسی افراتفری مچی تھی کہ ہر شخص ان کشتیوں کو سمندر میں تباہ کرنے پر تل گیا تھا۔ مارٹر گنوں پر متعین گنر ان کا نشانہ لے لے کر فائر کر رہے تھے۔ فوراً ہی کشتیوں میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور ان کے رخ تبدیل ہونے لگے۔ بس یہ سوچا جارہا تھا کہ ایک بھی ہوور کرافٹ قریب نہ پہنچنے پائے اور جہاز کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کامیاب نہ ہونے دی جائے۔ گولیوں کی تڑ تڑاہٹ مارٹر گنوں کے گولے مسلسل چھٹ رہے تھے اور سمندر میں پانی اچھل رہا تھا۔ جہاز سے شدید مدافعت کی جارہی تھی۔ پھر بہت ہی حیرت ناک طریقے سے چند کشتیاں جہاز کے قریب پہنچ گئیں اور ان پر کسی مشینی ذریعے سے عمل کیا جانے لگا۔ چند سائے فضا میں بلند ہوئے۔ غالباً کسی ایسی چیز سے انہیں پھینکا گیا تھا جو بہت قوت سے ایک مخصوص وزن کو بلندیوں تک پہنچا سکتی تھی اور یہ مخصوص وزن انسانی جسم کا تھا۔ چند افراد فضا میں بلند ہو کر جہاز کے عرشے پر آگرے۔ جیسے ہی وہ سائے جہاز کے عرشے پر گرے دوسری جگہوں پر متعین افراد نے انہیں رائفلوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ تاہم ان سے چند افراد جہاز پر خاص قسم کے دستی بم پھینکنے میں کامیاب ہو گئے تھے جس سے جہاز کے کچھ حصوں کو نقصان پہنچا۔ دھماکوں سے جو جہاز کے مختلف حصوں پر ہونے تھے ایک جگہ آگ بھی لگ گئی تھی۔ یہ آگ ایک ایسی لائف بوٹ میں لگی تھی جو اپنے ہینگر پر لٹکی ہوئی تھی چنانچہ اس آگ کو فوری طور پر بجھا دیا گیا۔ ادھر جہاز پر سے اب مدافعت مزید شدید ہو گئی تھی اور قریب مار کرنے والے ہتھیار بھی استعمال کئے جارہے تھے۔ غالباً بارہ یا تیرہ ہوور کرافٹ کشتیاں تباہ کر دی گئیں اور اس کے بعد ان لوگوں کو یہ احساس ہو گیا کہ جہاز تک پہنچنا ایک ناممکن عمل ہے۔ چنانچہ کشتیاں واپس چل پڑیں اور تھوڑی دیر کے بعد نگاہوں سے گم ہو گئیں۔ اس دوران جہاز کی رفتار میں کوئی کمی نہیں پیدا کی گئی تھی۔ امیر ارتقا ہاشی کی جانب سے ہدایت ملی کہ جہاز کی رفتار جس قدر تیز کر دی جائے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ خطرہ ہے کہ ان لوگوں کا کوئی ٹھکانہ سمندر میں موجود ہے اور ہو سکتا ہے وہاں سے وہ جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہو کر دوبارہ جہاز پر حملہ آور ہوں۔ جہاز کی رفتار کافی تیز ہو گئی۔ ساری رات جہاز کے تمام افراد جاگتے رہے اور حفاظتی اقدامات مزید سخت کر دیئے گئے۔ اور ادھر گارتھا نے حملے کی ابتدا ہوتے ہی فوری طور پر ٹرانسمیٹر پر پوائنٹ تھرٹین سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسٹر لاؤ تو ٹرانسمیٹر پر دستیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن وہاں کسی اور نے گارتھا کا پیغام موصول کیا تھا۔ گارتھا نے ہیجانی لہجے میں کہا۔

"ہیلو..... ہیلو پوائنٹ تھرٹین۔ گارتھا بول رہی ہے۔"

"جی میڈم۔ فرمائیے۔"

"کیا اخناطون پر حملہ کرنے کے لئے لوگ روانہ ہو چکے ہیں۔"

"جی میڈم۔"

"براہ کرم مسٹر لاؤ کو بلائیے۔"

"سوری میڈم وہ براہ راست اس حملے کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"اوہ بہت خطرناک صورتحال ہو گئی ہے۔ کیا کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ تم ان لوگوں سے رابطہ قائم کر سکو۔"

"نہیں میڈم۔ اس وقت تو کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ لیکن کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں۔ جہاز پر بے پناہ مستعدی ہے اور وہ لوگ ہوشیار ہیں۔ نجانے کس طرح انہیں اس کا علم ہو گیا ہے۔ یا پھر شاید وہ رات کو محتاط رہتے ہیں۔ مجھے اب سے تھوڑی ہی دیر پہلے یہ اندازہ ہوا ہے۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ حملہ آوروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کوئی فوری عمل کیا جائے۔ جس کے تحت مسٹر لاؤ کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کر دی جائے۔" دوسری طرف چند لمحات خاموشی رہی۔ پھر جواب ملا۔

"نہیں میڈم گارتھا۔ اس وقت اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم لوگ بے بس ہیں۔"

"تب پھر مجبوری ہے۔ مسٹر لاؤ کو میرے اس پیغام کی اطلاع ضرور دے دینا۔"

"جی بہت بہتر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور گارتھا نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

■ ■
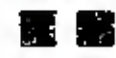
بالآخر سورج کی روشنی نمودار ہو گئی اور سمندر پر دن پھیل گیا۔ جہاز پر ابھی تک مستعدی تھی اور ہر شخص اپنی جگہ تیار نظر آرہا تھا۔ ناشتے وغیرہ کا بندوبست کیا گیا۔ رات کی اس شاندار کامیابی پر سب ہی بے حد خوش تھے۔ ویسے گارتھا کے لئے ان لوگوں کے دلوں میں ایک خاص تاثر پیدا ہو گیا تھا۔ اتنی صحیح پیشن گوئیاں ناممکن تھیں اور گارتھا نے اخناطون کو دو بڑے حادثوں سے بچا لیا تھا۔ ارتقا ہاشی کا سینہ تو فخر سے پھولا ہوا تھا۔ صبح کو وہ گارتھا در تھا کے کیبن میں پہنچا تھا تو اس نے اسے ایک گوشے میں دوزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں دو ہاتھ سینے پر جڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بالکل کسی بت کے سے عالم میں بیٹھی ہوئی پتھر کا کوئی بت معلوم ہوتی تھی۔ ارتقا ہاشی اسے عقیدت بھری نگاہوں سے دیکھتا رہا اور کچھ دیر کے بعد گارتھا نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ارتقا ہاشی کو اخناطون کی فتح کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔" وہ بدستور عقیدت بھری نگاہوں سے گارتھا کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"درحقیقت تجھے دریائے نیل کی بیٹی ہونا چاہیے تھا گارتھا۔ پتا نہیں تو کہاں پیدا ہوئی ہے۔ لیکن میں خوش ہوں کہ بالآخر تو ایک صحیح جگہ پہنچی اور میرے دل میں تیرا جو احترام ہے میں اسے الفاظ کی شکل نہیں دے سکتا۔" گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امیر یہ تیری ملکیت ہے اور تیری ہر چیز اب میری ملکیت ہے۔ تیرا تحفظ اب میری زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ جو کچھ مجھے آتا ہے وہ تیرے لئے ہے اور میں زندگی کی آخر سانس تک تیرے مفادات کا تحفظ کرتی رہوں گی اور تیری زندگی کا بھی لیکن سن امیر جو کچھ میں کہوں اس سے کبھی انحراف نہ ہو کہ یہ میری نہیں تیری بہتری کے لئے ہو گا اور میں اسے اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ بہتری کے لئے ہر وہ بات جو میرے ذہن میں آئے تجھ تک پہنچا دوں۔ میرے مشورے کے بغیر ایک قدم ادھر سے ادھر نہ ہٹانا کہ تو جس وقت دریائے نیل سے سمندر میں داخل ہوا تھا اس وقت سے اب تک کی کہانی میرے علم میں ہے اور میں جانتی ہوں کہ تیرے ساتھ ساتھ کون کون سفر کر رہا ہے۔ وہ کون ہیں جو تیرے دشمن ہو سکتے ہیں۔ اور وہ کون ہیں جو تیری دوستی میں اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں۔ لیکن بہت سی باتیں وقت سے پہلے بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا ہاں اگر تو میری باتوں پر اعتبار کرے تو وقت کے ساتھ ساتھ صرف وہ کرنا جو میں کہوں۔"

"کلوپیٹرا تیری شمولیت تو اس جہاز کے لئے ایک نئی زندگی کے مترادف ہے۔ بات صرف میری ہی نہیں ہے۔ بلکہ تو نے باقی لوگوں کی زندگی کا تحفظ بھی کیا ہے اور اخناطون اب تیری ملکیت ہے اور وہ بحری قزاق اپنے منصوبے کے مطابق جہاز پر پہنچ جاتے تو لازمی امر ہے کہ جہاز پر خونریزی ہوتی۔ بے شمار افراد مارے جاتے اور اس کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا یہ منصوبہ جاری رہتا یا نہیں۔ چنانچہ کون تجھ سے انحراف کرے گا اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو اس بات کا اطمینان رکھ کہ تیرا مقام اب شاید مجھ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔" گارتھا خاموش ہو گئی تھی۔ دن گزرتا رہا شام تقریباً ساڑھے چار بجے تمام

لوگ اس جگہ جمع ہو گئے جہاں سب جمع ہوتے تھے یہاں جانے کا دور چلا اور پھر اس مسئلے پر تبصرہ آرائیاں ہونے لگیں۔ کیپٹن ایڈ گر مورالس نے کہا۔

"ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سب میرین کا اور ان بحری قزاقوں کا کیا تعلق تھا۔ لیکن میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس جگہ کچھ افراد کی ڈیوٹی لگا دی ہے جہاں سے سمندر کی گہرائیوں پر نگاہ رکھی جا سکتی ہے۔ میرا خیال ہے آگے کا سفر پر سکون ہو گا۔"

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا کیپٹن ایڈ گر مگر کلو پیٹرا اس سلسلے میں کیا کہتی ہیں۔" یہ سوال امیر ارتقا ہاشمی سے کیا گیا تھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"وہ صرف یہ کہتی ہے کہ اس کے سینے میں جس قدر علم محفوظ ہے وہ اخناطون کی بقا کے لئے کار آمد رہے گا اور ہمیشہ اس کے کام آتا رہے گا۔"

"اس وقت اخناطون پر انہوں نے بہت بڑا احسان کیا ہے کاش ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کون ہیں اور ان کا علم کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔"

"یہ سب کچھ رفتہ رفتہ ہی معلوم ہو گا اور میرا خیال ہے ہمیں اس سلسلے میں انہیں پریشان بھی نہیں کرنا چاہیے۔" امیر ارتقا ہاشمی نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں کسی ساحل کی طرف چلنا چاہیے تاکہ سمندر سے حاصل نوادرات اور دوسری چیزوں کو لیبارٹری تک پہنچنے کا انتظام کیا جائے ویسے بھی ہمیں سفر کرتے کافی وقت گزر گیا ہے کیا خیال ہے ارتقا ہاشمی؟"

"میں کلو پیٹرا سے اس سلسلے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔" یہ بات کسی قدر باعث حیرت تھی۔ تاہم ارتقا ہاشمی کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر اعتراض نہیں کیا گیا اور انہوں نے اس سے کہہ دیا کہ وہ چاہے تو کلو پیٹرا سے مشورہ کر سکتا ہے۔ لیکن اسی شام کیپٹن ایڈ گر نے ارتقا ہاشمی کی غیر موجودگی میں اسد شیرازی سے ملاقات کی اور اسے ایک سمت تنہائی میں لے جاتا ہوا بولا۔

"مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ ارتقا ہاشمی اب اس عورت کو سر آنکھوں پہ بٹھالے گا اور ہماری اس کارروائی میں کسی عورت کا مشورہ شامل ہو جائے گا میں کسی بھی بات پر کوئی اعتراض نہیں کرتا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے بروقت انکشاف نے ہمیں ایک بہت بڑی تباہی سے محفوظ رکھا۔ لیکن آپ خود سوچیں۔ آخر اس کی جہاز پر آمد کیا معنی رکھتی ہے۔ اس کی گمنام شخصیت کیا حیثیت رکھتی ہے وہ کون ہے۔ جب وہ اس قدر پر اسرار علوم جانتی ہے تو اس نے اپنے بارے میں ہمیں تفصیلات کیوں نہیں بتائیں۔ یہ تمام چیزیں مجھے شکوک و شبہات میں مبتلا کرتی ہیں اور یہ بات میں کئی دن سے محسوس کر رہا ہوں کہ اس کا تسلط جہاز پر خوبصورت طریقے سے قائم ہوتا جا رہا ہے۔ میری چھٹی حس مجھے کئی دن سے اس سلسلے میں احساس دلا رہی ہے کہ کوئی گڑ بڑ پیدا ہو گئی ہے۔"

اسد شیرازی پرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں کیپٹن میں آپ سے متفق ہوں اور اس سلسلے میں ہمیں کوئی ایسی بات سوچنا پڑے گی جس سے ہمارا یہ اتحاد برقرار رہ جائے ورنہ بہت سے مزید خدشات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔"

"ہاں میں نے آپ کو اپنا رازدار بنایا ہے اور مکمل اعتماد کے ساتھ میں اخناطون سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی کوئی اپنی اولاد سے کر سکتا ہے۔ اور آپ کا یہ مقصد جس کے لئے ہم نے آبادیاں چھوڑ کر سمندر کی ویرانیاں اپنائی ہیں۔ مجھے بھی اتنا ہی عزیز ہے جتنا آپ کو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس مقصد کے پس پردہ انسانیت کی بقا چھپی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ ایک طرح سے ہمارے جذباتی لگاؤ کا اظہار ہے اور ہم اس جذباتیت پر کسی کا تسلط قبول نہیں کر سکتے چاہے وہ ہمارے لئے کتنی ہی اہمیت کا حامل ہو سب میرین سے جو کچھ ہوتا ہم اس کا جواب دیتے۔ بحری قزاق اگر حملہ آور ہوتے تو ظاہر ہے ہم بھی ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جاتے۔ ہم اپنے دفاع کے لئے ذرا دیر سے تیار ہوتے۔ اخناطون کو کچھ نقصانات پہنچ جاتے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ سب تو معمولات میں سے ہوتا۔ صرف ان دو باتوں کے عیوض ہماری باگ دوڑ کسی اور کے ہاتھ میں چلی جائے یہ مجھے ناپسند ہے اور میں اس وقت آپ کے سامنے کھل کر اپنی اس ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ لمحات اتنے تلخ ہو جائیں کہ ہم سب اس بارے میں سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور ہو جائیں۔" کیپٹن ایڈ گر کا لہجہ یہ بتاتا تھا کہ وہ بہت دن سے پک رہا ہے اب یہ بات ذرا باعث تشویش ہو گئی تھی اگر ان افراد میں ہی کوئی چپقلش پیدا ہو جائے تو یہ مستقبل کے لئے ایک بہت بھیانک تصور ہو سکتا تھا۔ اس نے چند لمحات سوچنے کے بعد کیپٹن ایڈ گر سے کہا۔

"ہمیں ارتقا ہاشمی کا جواب مل جانے اس کے بعد کسی مناسب طریقے سے ہم اسے یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ جہاز کے معاملات میں اس کی ذاتی حیثیت کا کوئی دخل نہیں ہو گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" کیپٹن ایڈ گر نے کہا۔

"آپ اطمینان رکھیں کیپٹن۔" ارتقاء ہاشمی کو اس سلسلے میں کوئی احساس نہیں تھا، اس نے سادگی سے یہ بات کہہ دی تھی کہ وہ کلو پیٹرا سے مشورہ کر لے، وہ گارتھا کے پاس اپنے کیبن میں موجود تھا۔

"میں تم سے ایک خاص بات پوچھنا چاہتا ہوں، اتفاق کی بات ہے کہ تم نے بہت مختصر وقت میں پہلے مجھ سے یہ کہا تھا کہ آئندہ سمندر میں جو بھی اقدامات کیے جائیں ان کے بارے میں تم سے مشورہ کر لیا جائے اور یہ کام بہت جلدی مجھے کرنا پڑ گیا، دراصل شاید یہ بات تمہارے ذہن میں ہو کہ اخناطون کا مقصد سمندر میں ایسی چیزوں کی تلاش ہے جو انسانیت کی بہتری کے لیے معاون ثابت ہو سکیں اور اس سلسلے میں نیک جذبوں کے تحت اسد شیرازی نے اس کام کا آغاز کیا ہے اور ہم سب لوگ اس سے تعاون کر رہے ہیں، سمندر سے اس دوران جو معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں یا جو نادر اشیاء ہمیں ملی ہیں ان کے بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار ہو چکی ہے اور لیبارٹری اپنے کام سے فارغ ہو گئی ہے، چنانچہ اسد شیرازی چاہتا ہے کہ اب یہ تمام معلومات اپنے ادارے کو منتقل کر دے اور کسی شہر کا رخ کیے بغیر یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے، ان لوگوں نے تجویز پیش کی ہے کہ اب ہمیں کسی شہر کا رخ کرنا چاہیے اور چند روز وہاں قیام کر کے دوبارہ سمندر پر واپسی ممکن ہو سکتی ہے۔" گارتھا نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا، دراصل یہ مسئلہ اس کے لیے کسی مشکل کی بات نہیں تھا، اگر کسی شہر تک پہنچ جاتے تو وہ اپنے مستقبل کے لیے بہتر فیصلے کر سکتی تھی کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے، لیکن جس فطرت کی مالک تھی اس کے تحت وہ صرف اپنے اقتدار کا جائزہ لینا چاہتی تھی، چنانچہ اس نے بہت غور و خوض کرنے کے بعد کہا۔

"نہیں ارتقاء ہاشمی ابھی کسی شہر کی جانب رخ کرنا ہمارے لیے سود مند نہیں ہو گا۔" وہ چونک پڑا، اس نے کہا۔

"مگر کیوں....."

"اس لیے کہ سمندر اس کے لیے ناموافق ہے اور ہمیں واپسی کے سفر میں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، میں اس کی بالکل رائے نہیں دے سکتی، مگر میں زیادہ اس لیے نہیں بول سکتی کہیں تم اسے بے جا مداخلت نہ کہو۔"

"نہیں تم کبھی ایسا نہ سوچنا میں دنیا میں سب سے زیادہ تمہیں چاہتا ہوں۔"

"تمہارا شکریہ امیر، چنانچہ جو کچھ کہوں گی اب صرف وہ کہوں گی جو میرے اور تمہارے دونوں کے حق میں بہتر ہو گا، سنو تمہارے جتنے ساتھی ہیں اس جہاز پر میں ان میں سے کسی کی نیت پر بھی کوئی شک نہیں کرنا چاہتی، لیکن جن حقیقتوں کا علم مجھے میرا علم دیتا ہے وہ کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہ زمانہ بہت مختلف ہے اور اس زمانے میں لوگ زیادہ تر اپنے بارے میں سوچتے ہیں، بقائے انسانیت کی کہانیاں انسان کے لیے سب سے مؤثر اور سیدھا ذریعہ ہیں، جس سے وہ دوسروں کو متاثر کر سکتا ہے، ہو سکتا ہے اسد شیرازی کے دل میں یہ تمام جذبے پروان چڑھ رہے ہوں لیکن جذبے دیکھے نہیں جا سکتے، صرف محسوس کیے جا سکتے ہیں، اسد شیرازی سمندری نوادرات سے مالی فائدے بھی حاصل کر سکتا ہے، اسے بہت سے ایسے قیمتی نوادرات بھی ملے ہوں گے جن سے وہ دولت سمیٹ سکتا ہے، ان نوادرات کو اپنے ادارے تک منتقل کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی وقت کوئی ان پر قبضہ جمانے کی کوشش نہ کرے، خیر یہ ایک الگ چیز ہے، تمہیں اتنا کچھ ملا ہے اپنی تقدیر سے کہ ان چیزوں کی تمہیں ضرورت نہیں باقی رہی، لیکن اخناطون تمہاری ملکیت ہے اور اس کے ذریعے تمہیں حق حاصل ہے کہ سمندر سے وہ سب کچھ بھی حاصل کر سکو، جو تمہاری دولت میں اضافہ کرے، میری رائے ہے کہ اس سلسلے میں ان لوگوں سے دو ٹوک باتیں جائیں، پہلی بات یہ ہے کہ ابھی ہماری واپسی کسی طرح ممکن ی

نہیں ہو گی، دوسری بات یہ ہے کہ تم ایک ٹارگٹ مقرر کرو اور اپنے غوطہ خوروں سے کہو کہ وہ سمندری نوادرات کا ایک بڑا ذخیرہ تمہیں مہیا کریں، جن کی مالیت کروڑوں ڈالر کی شکل میں تمہیں موصول ہو سکے، تم اپنے حق کا اظہار اس طرح کر سکتے ہوں کہ اخناطون تمہاری ملکیت ہے اور تمہیں اس کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ اس کے ذریعے اپنی دولت میں اضافہ کرو، چونکہ تم نے اپنا کاروبار چھوڑا ہے اپنا قیمتی وقت سمندروں پر گزار رہے ہو اس کا کچھ صلہ تمہیں حاصل ہونا چاہیے، ان لوگوں کو بتانے

انسانیت کے لیے ایسی اشیاء کی ضرورت ہے نا جو انسانیت کی بھلائی میں استعمال ہوسکیں، سمندری جڑی بوٹیاں اور ایسی چیزیں جو دوائیں بنانے کے کام آسکیں یا بقائے انسانیت کے لیے وہ سمندری نوادرات بھی چاہتے ہیں، ان کی نیت کھل کر سامنے آجائے گی اور یہ اندازہ ہوجائے گا کہ وہ کس قدر مخلص ہیں، تمہارے ساتھ یہ تو تمہارا حق ہے کہ تم جس مقصد کے لیے اتنی تیاریاں اور اتنا کثیر سرمایہ صرف کر کے نکلے ہو وہ تمہیں مل جائے اور جس مقصد کے لیے وہ اپنی اس مہم پر آئے ہیں وہ انہیں مل جائے، ہمیں خاص ٹارگٹ مقرر کرنے کے بعد واپسی کا سفر اختیار کرسکتے ہیں اور اگر اس سے پہلے اس کے لیے ہمیں مجبور کیا جائے تو ہم اپنے اختیارات استعمال کریں گے۔" امیر ارتقاء ہاشمی منہ پھاڑے گارتھا کی باتیں سن رہا تھا، یہ سب کچھ تو اس کے تصور میں کبھی نہیں آیا تھا، لیکن عورت اچھے اچھوں کا دماغ پلٹ دیتی ہے اور پھر گارتھا جیسی عورت جو اپنی بات کو منوانا جانتی تھی اور جس میں یہ صلاحیت پوشیدہ تھی کہ وہ جو کچھ کہے اسے ذہنی طور پر محسوس کرادے، چنانچہ ارتقاء ہاشمی کے ذہنی انداز میں ایک دم نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی تھی، چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے میرے ان ساتھیوں کو اس بات پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، ان میں سے کسی نے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا کہ وہ دولت بھی اپنے قبضے میں رکھے گا میرا مطلب ہے جو اتفاقیہ طور پر ہمیں سمندر کی گہرائیوں میں نصیب ہوجائے ایسے حالات اگر میں ان سے اس بات کا اظہار کروں تو انہیں اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اخناطون کی تعمیر پر جتنا کچھ خرچ ہوچکا ہے ان میں سے کوئی بھی فرد اتنا خرچ نہیں کرسکتا تھا، میں نے تو اس کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے تھے اور کبھی بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ کیا خرچ ہورہا ہے، جو کچھ انہوں نے چاہا میں نے وہ کیا، اب اگر میں اس کی واپسی کا ارادہ رکھتا ہوں تو یہ کوئی ایسی بری بات نہیں ہے، چونکہ یہ سب کچھ میں ان کی جیبوں سے تو نہیں وصول کروں گا۔"

"میں بھی یہی کہنا چاہتی ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ اس سلسلے میں وہ لوگ تم سے مخلص نہ ثابت ہوسکیں گے۔" ارتقاء ہاشمی تشویشناک نگاہوں سے گارتھا کو دیکھتا رہا، پھر اس نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"نہیں، اگر وہ اس بات سے اختلاف کریں گے تو پھر تو ان کی نیت واضح ہوجاتی ہے، میرے جہاز کے ذریعے کم از کم انہیں دولت تو نہیں ملنی چاہیے، یہ تمام تر اصولوں کے خلاف بات ہوگی۔"

"کسی پر حقیقت کا اظہار کرو گے وہ کبھی تم پر نہیں کھلے گا، چنانچہ انہیں احتیاط سے کھولنا اور جب وہ کھل جائیں تو ان کے بارے میں فیصلہ کرلینا، ہاں ایک سوال میں تم سے ضرور کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا؟" ارتقاء ہاشمی نے پوچھا۔

"اس جہاز پر جتنا عملہ ہے جتنے لوگ اس پر کام کر رہے ہیں ان میں سے کتنے افراد تمہارے حق میں ہیں۔"

"کبھی غور نہیں کیا اس بات پر، میرا خیال ہے میرے اپنے آدمیوں کی تعداد بھی کافی ہوگی اور وہ عام قسم کے لوگ ہیں، جہاز کا کیپٹن ایڈگر ہے، یہاں پر موجود ماہرین ہیں وہ بھی اس کے توسط سے آئے ہیں، باقی عملہ وغیرہ جو ہے اسے ہم نے مشترکہ طور پر ملازم رکھا ہے اور اسے ادائیگیاں میں نے کی ہیں، چنانچہ اصولی طور پر اس عملے کو میرا ہی وفادار ہونا چاہیے۔"

"جو ہونا چاہیے وہ نہیں پوچھ رہی جو ہے اس کے بارے میں تفصیلات بتاؤ۔"

"میں اس کے بارے میں مکمل طور پر کچھ نہیں بتاسکتا۔"

"ہوں، اس کا مقصد ہے ہمیں سخت رویہ اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔"

"نہیں سخت رویہ تو بالکل نہیں اختیار کیا جائے گا، کم از کم میری اصولی بات تو مان لینی چاہیے اور اگر وہ اصولی بات نہ مانیں تو پھر مجھے اس کا حق حاصل ہے کہ میں ان کی بات نہ مانوں اور اپنا آخری فیصلہ صادر کردوں....."

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

"مگر اس سلسلے میں کچھ خرابیاں بھی پیدا ہوں گی، اس سے نمٹنے کے لیے کیا کیا جائے؟"

"پہلے تو یہی کوشش کرو کہ یہ سب کچھ نہ ہونے پائے، وہ لوگ اپنے آپ کو مہذب کہتے ہیں اور مہذب لوگوں میں جنگ و جدل نہیں ہوتی، بلکہ اصولی فیصلے ہوتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات ہوتی ہے تو پھر میں تمہیں آئندہ کے لیے بتاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔" ارتقاء ہاشمی پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔

گارتھا نے اپنا کھیل شروع کردیا تھا اور بڑے منظم پیمانے پر اس نے یہ سب کچھ شروع کیا تھا، البتہ ابھی اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ جہاز پر امیر ارتقاء ہاشمی کے کتنے افراد اس کا ساتھ دے سکتے ہیں، بے شک کیپٹن ایڈگر جہاز کا کمانڈر تھا اور عملہ وغیرہ اسی کی تحویل میں تھا لیکن ارتقاء ہاشمی کی اپنی حیثیت کیا ہے، اس کا صحیح طور پر اندازہ ہوجانا چاہیے، خیر گارتھا کو اس بات کی فکر نہیں تھی کہ بعد میں کیا ہوگا، سب سے پہلے تو اسے اپنا تحفظ درکار تھا اور اس کے بعد اپنا مقصد اور اس کے لیے اگر ارتقاء ہاشمی مؤثر نہ ثابت ہوسکے تو اپنی وفاداریاں تبدیل بھی تو کی جاسکتی ہیں، اس نے مسکرا کر سوچا۔

ادھر ارتقاء ہاشمی پریشان تھا اور اس نے بہت دیر تک سوچتے رہنے کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ کلوپیٹرا کی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے، پھر جب اس نے اپنا یہ خیال ان لوگوں پر ظاہر کیا تو سب کے سب حیران رہ گئے، اس وقت بھی ایک مجلس جمع تھی، جس میں پروفیسر بھی شریک تھا، ارتقاء ہاشمی نے کہا۔

"دوستو، میں تم پر ایک انوکھا انکشاف کرنا چاہتا ہوں، یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ میری نئی بیوی پراسرار علوم کی ماہر ہے اور اب تک اس نے جو دو ایسے کارنامے سرانجام دیے ہیں جن کی توجیہ ہمارے ذہن ابھی تک نہیں تلاش کرسکے، ایسی حالت میں اگر وہ ہمارے کسی مقصد کے لیے ہم سے کچھ کہتی ہے تو میرا خیال ہے ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔"

"آپ نے وعدہ کیا تھا ارتقاء ہاشمی کہ کلوپیٹرا سے مشورہ کرنے کے بعد ہمیں یہ بتائیں گے کہ واپسی کے سفر کے لیے کیا فیصلہ کیا جائے۔"

"ہاں میں اسی کے بارے میں بتارہا ہوں، وہ یہ کہتی ہے کہ ابھی واپسی کا سفر ہمارے لیے نامناسب ہوگا۔"

"وہ کیوں....."

"اس لیے کہ سمندر ہمارا ساتھ نہیں دے گا اور واپسی کے سفر میں ہمیں خدشات لاحق ہیں۔"

"جہاں تک سمندر کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے پروفیسر سمندری معلومات سے بہت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں، ایک جہاز راں ہونے کی حیثیت سے موسموں کی تفصیلات میں بھی جانتا ہوں اور جو سفر ہم طے کر کے آئے ہیں اگر اسے واپسی کے لیے طے کریں تو ہمیں کم از کم موسمی خرابی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اسد شیرازی اپنے جس مقصد کے لیے سمندری مہم پر نکلے ہیں اس کی تکمیل کا پہلا حصہ مکمل ہوچکا ہے اور انہیں وہ کام کر ڈالنا چاہیے، ہمارا اصل مقصد تو یہی تھا۔" کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو کیپٹن، لیکن اگر ہم مزید کچھ وقت سمندر میں گزاریں تو آخر کیا حرج ہے؟" ارتقاء ہاشمی کے لہجے میں تبدیلی رونما ہونے لگی تھی، جسے ہر فرد نے محسوس کیا تھا۔

"مزید سفر کرنے کی وجہ کیا ہے؟"

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ کلوپیٹرا نہیں چاہتی کہ ابھی واپسی کا سفر اختیار کیا جائے۔"

"کیا یہ بات آپ مناسب کررہے ہیں ارتقاء ہاشمی، کلوپیٹرا سے صرف مشورہ لیا جاسکتا ہے اس کی چاہتوں کا تو ہمارے پروگرام میں کوئی دخل نہیں ہے۔" ایڈگر بھی کافی تلخ ہوگیا تھا اور اس کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"نہیں کیپٹن، میں اس جہاز کا مالک ہوں اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں کوئی ایسی مشورہ دے سکوں جو مجھے بہتر محسوس ہو، آپ کو صرف اس ہدایت پر عمل کرنا چاہیے۔"

"نہیں، میں کیپٹن کی حیثیت سے آپ کی ملازمت میں نہیں آیا ہوں امیر ارتقاء ہاشمی، یہ تو ایک باہمی تعاون تھا، جس کے تحت ہم نے اس مہم کو سرانجام دینے کا فیصلہ کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اسد شیرازی کو اس سلسلے میں اپنے موقف کا اظہار کرنا چاہیے۔" اسد شیرازی نے آخری اور قطعی لہجے میں کہا۔

"ہاں ارتقاء ہاشمی اس سلسلے میں آپ ہمارے سرپرست بے شک ہیں، لیکن وہ مشورے آپ کے قبول نہیں کیے جاسکتے جو ہمارے مفاد کے خلاف ہوں، بے شک میڈم کلوپیٹرا نے ہمیں دو مصیبتوں سے بچایا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ ان کی ہر پیش گوئی درست ثابت ہو اور اگر ہو بھی تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے، ہمیں واپسی کے لیے سفر تو اختیار کرنا ہی تھا، پہلے ہم نے تمام اشیاء کو کسی شہر پہنچنے کے بعد اپنے ادارے کو منتقل کردیں، اس کے بعد ضرور کچھ کیا جاسکتا ہے۔"

"میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اسد شیرازی۔" امیر ارتقاء ہاشمی نے کرخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم آپ کی یہ مخالفت قبول نہیں کریں گے ارتقاء ہاشمی، کیونکہ یہ ہمارے مقصد کے خلاف ہے۔" اسد شیرازی نے جواب دیا، رردانہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی تھی، جو فضا جہاز پر پیدا ہوگئی تھی وہ انتہائی خطرناک تھی اور کسی بڑے

خطرے کا پیش خیمہ تھی، ارتقاء ہاشمی کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں، ویسے بھی تیز مزاج تھا اور اس وقت اسے نجانے کیوں اپنی مخالفت بے حد گراں گزری تھی، اس نے سرد لہجے میں اسد شیرازی سے کہا۔

"میں نے ہمیشہ آپ لوگوں کے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کیا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے آپ کے مقصد سے بھرپور تعاون کیا اور اخناطون کی تیاری میں کیپٹن ایڈگر کو ہر وہ اجازت دے دی جو ہمارے اس سفر کے لیے بہتر ثابت ہوسکتی تھی، لیکن اس کے باوجود میں اس جہاز پر اپنی ملکیت کا حق برقرار رکھتا ہوں اور ایک چھوٹے سے مسئلے کو اس قدر اہمیت دیے جانے پر احتجاج کرتا ہوں، یہ احتجاج صرف زبانی نہیں ہے بلکہ اگر میرے مقصد کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی تو میں اسے اپنے خلاف کارروائی تصور کروں گا اور اس کارروائی کے خلاف جوابی حق میرے پاس محفوظ ہے۔" پروفیسر نے پہلی بار اس معاملے میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ایک چھوٹے سے مسئلے کو بہت بڑھایا جارہا ہے اور یہ ہمارے مفاد کے خلاف ہوسکتا ہے، اگر ہمیں مزید آگے کا سفر اختیار کرنا چاہیے، ارتقاء ہاشمی تو کیا اس بات کا تعین کیا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد ہماری واپسی ممکن ہوسکے گی۔"

"ہاں کیا جاسکتا ہے۔"

"کب تک......؟"

"جہاز پر جو کارروائی ہورہی ہے اس میں سمندر سے ایسی اشیاء کا حصول اولیت رکھتا ہے جو انسانی بیماریوں کا علاج ہوں لیکن جو قیمتی اشیاء سمندر سے برآمد ہورہی ہیں ان کا مصرف میرے علم میں لایا جائے۔" ارتقاء ہاشمی کی یہ ایک اور ایسی بات تھی جو ان لوگوں کو سخت گراں گزری، اسد شیرازی نے کہا۔

"اول تو سمندر سے ایسی اشیاء برآمد نہیں ہوئی ہیں ارتقاء ہاشمی جن کی کوئی بہت بڑی مالیت ہو، ہاں وہ چیزیں جو آپ کے خیال میں قیمتی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کا استعمال دواؤں وغیرہ میں نہیں ہوسکتا ان کی فہرست آپ خود تیار کرلیں اور ہم انہیں بخوشی آپ کی ملکیت میں دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔" کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"کیوں کیپٹن، آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔"

"نوادرات میں میرا بھی حصہ ہونا چاہیے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ارتقاء ہاشمی اپنے مقصد سے منحرف ہوگئے ہیں اور بات کو صرف یہیں تک نہیں رکھنا چاہتے تو پھر ہم میں سے ہر شخص اس کا حق رکھتا ہے، میں نے پروفیسر بیرن کو اس کام کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر بلایا ہے، تو ان قیمتی اشیاء میں سے پروفیسر کا بھی ایک بڑا حصہ ہونا چاہیے، اسد شیرازی آپ کو بھی ان کا اتنا ہی حصہ ملنا چاہیے یا اگر آپ اپنے حق سے دستبردار ہوتے ہیں تو یہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے، حالانکہ اصولی طور پر یہ طے کیا گیا تھا کہ یہ سب سمندری تحقیقاتی ریسرچ کے لیے وقف کردیا جائے گا اور ہم اس سے کوئی مالی مفاد حاصل نہیں کریں گے۔"

"میں ان تمام باتوں کی مخالفت کرتا ہوں، اخناطون میری ملکیت ہے اور اس سے جو مالی مفادات ہوں گے وہ میرے حصے میں آئیں گے، باقی آپ لوگ اپنا کام کرتے رہیے اور سنیے جو کچھ اب تک حاصل کیا جاچکا ہے وہ انتہائی ناکافی ہے، آپ لوگوں کو اور خاص طور سے کیپٹن ایڈگر کو اس کا علم ہے کہ جہاز کی تکمیل میں کتنا سرمایہ خرچ ہوا ہے، یہ سرمایہ اگر مجھ تک پہنچ جاتا ہے تو یہ جہاز میں آپ لوگوں کے ہاتھ فروخت بھی کرسکتا ہوں، لیکن اس سے پہلے ان کارروائیوں کا ترک کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہوگا، میں اس سلسلے میں ایک ہدف مقرر کرتا ہوں، اس کے مطابق سمندر سے غوطہ خوروں کے ذریعے مجھے وہ مال و دولت ملنی چاہیے جس کا میں حق دار ہوں اور اس سے پہلے جہاز کی واپسی ممکن نہیں ہے، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" ارتقاء ہاشمی اپنی جگہ سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیبنوں کی قطار کی جانب چل پڑا، سب کے سب تشویش زدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے، اب تک کا سفر نہایت پرسکون گزرا تھا، لیکن اس وقت کی باتوں نے سب کے ذہنوں پر برا اثر ڈالا تھا، سمندر سے دو بار ان پر حملے ہوئے تھے اور دونوں بار انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے انہیں ناکام بنادیا تھا، لیکن یہ تیسرا حملہ سب ہی کے لیے باعث تشویش تھا، اور ہر ذہن میں ایک ہی سوال تعاقب کیا ہوگا؟

"امیر ارتقاء کے ان الفاظ اور اس رویے نے جہاز کی پرسکون زندگی میں ایک ہلچل مچادی تھی، ابھی تک اخناطون بہت ہی خوشگوار سفر کررہا تھا، جو حادثات سمندر میں پیش آئے تھے اس کے لیے تو یہ لوگ پہلے ہی سے تیار تھے اور بڑی ذہانت سے اس تمام مسئلے سے نمٹنے کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن جو حادثہ اب پیش آیا تھا وہ ان کے لیے بڑی گھٹن کا باعث تھا اور کیپٹن ایڈگر تو پہلے ہی کہہ چکا تھا، اسد شیرازی سے کہ وہ ایک

عجیب سی کیفیت محسوس کررہا ہے اور اس کی چھٹی حس اس بات کا احساس دلا رہی ہے کہ کوئی اہم واقعہ ہونے والا ہے اور کیپٹن ایڈگر کا یہ خیال درست ہی نکلا تھا، امیر ارتقاء کیبن میں واپس چلا گیا، تمام لوگ گم صم بیٹھے ہوئے تھے، پھر کیپٹن ایڈگر نے اپنے وہی الفاظ دہرائے.....

"مسٹر اسد شیرازی میں نے آپ کو اس خطرے سے بہت پہلے آگاہ کردیا تھا اور اپنی چھٹی حس کا حوالہ دیا تھا، کیا آپ میری بات تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔"

"نہیں لیکن امیر سے مجھے کم از کم اس چھوٹے پن کی توقع نہیں تھی، وہ بہت بڑا آدمی ہے اور اس نے پورے خلوص سے میرے اس مقصد کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی شمولیت کی پیشکش کی تھی، ورنہ ظاہر ہے ہم جس پیمانے پر کام کررہے ہیں، اس کے تحت سمندر میں اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوئی نہ کوئی بہتر کارروائی کرسکتے تھے، امیر ارتقاء نے سمندر میں آکر بدعہدی کی ہے......"

"اور میں یہ پیشگوئی بھی کرتا ہوں پروفیسر کہ بات اس سے آگے بڑھ جائے گی، شاید امیر ارتقاء کو میں اس قدر الزام نہ دوں، لیکن جو خوفناک بلا سمندر کے راستے اخناطون پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے آگے بھی بہت کچھ کرائے گی۔"

"تمہاری مراد اس عورت کی طرف سے ہے جسے امیر ارتقاء کلوپیٹرا کہتا ہے۔"

"سارا فساد اسی کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ بات ڈھکی چھپی تو نہیں ہے، امیر ارتقاء نے کہا تھا کہ وہ اس سے مشورہ کرے گا اور یہ مشورہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔"

"کیپٹن مسئلہ تو اب یہ پیدا ہوگیا ہے میرے دوست کہ امیر ارتقاء اب ہم سب سے زیادہ اس پر اعتماد کرتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس نے جو دو پیشگوئیاں کی تھیں، وہ حرف بہ حرف درست نکلی ہیں اور اس عورت نے اپنے آپ کو ایک پراسرار مخلوق ثابت کردیا ہے، اس پراسرار مخلوق کا قبضہ قدرت میں اور نجانے کیا کیا کچھ ہوگا، یہ بات آہستہ آہستہ منظر عام پر آئے گی، میری رائے ہے کہ جذباتی نہ ہوا جائے، جس طرح ہمیں سمندر میں دو حادثے پیش آئے ہیں اور وقت نے ہمیں ان حادثوں سے بچادیا ہے، اسی طرح اس حادثے سے بھی نمٹنے کی کوشش کی جائے اور ایسا کوئی طریقہ کار منتخب کیا جائے جس سے یہ حادثہ بھی اس طرح ٹل جائے، جس طرح دو بار اخناطون بچ چکا ہے۔" پروفیسر نے بڑے نرم انداز میں ایڈگر کو سمجھاتے ہوئے کہا، اسد شیرازی اور دردانہ وغیرہ کے چہروں پر تشویش کے آثار تھے اور اسد شیرازی نے اس گفتگو میں مزید کوئی حصہ نہیں لیا تھا، اس کے اپنے ذہن میں کیا تھا یہ کسی کو نہیں معلوم تھا، کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"مگر اس کا تو یہ مقصد ہوا پروفیسر کہ ہم سب اپنے آپ کو امیر ارتقاء کا نوکر تصور کرلیں اور اب صرف اس کے اشاروں پر ناچتے رہیں، بات بہت سنگین ہے۔" "لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم امیر ارتقاء کے اشاروں پر ناچیں، جہاز پر بہت برے حالات پیدا ہوجائیں گے پروفیسر۔"

"یہی بات تو میں تم سے کہہ رہا ہوں کیپٹن ایڈگر کہ ہمیں برے حالات پیدا ہونے سے بچنا ہے اور اگر ہم نے سمجھداری کا ثبوت نہیں دیا تو سوچو اس کے بعد کیا ہوگا۔"

"تو پھر آپ کی کیا رائے ہے اس سلسلے میں؟"

"مجھے ایک موقع دو، امیر ارتقاء سے ملاقات کرکے میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، ہوسکتا ہے بات بن جائے۔" اسد شیرازی نے فوراً ہی کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے کیپٹن ایڈگر! امیر ارتقاء اگر اس جہاز کا مالک ہے تو ہم بھی اس کے تعمیر کنندہ ہیں، ہم بعد میں بھی کچھ سوچ سکتے ہیں، اگر پروفیسر امیر ارتقاء سے گفتگو کرکے اسے کچھ سمجھانے میں کامیاب ہوجائیں تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔"

پروفیسر کو اس بات کے اختیارات دے دیے گئے اور موقع ملتے ہی پروفیسر نے تنہائی میں امیر ارتقاء سے ملاقات کی، اس دوران اخناطون کا سفر برابر جاری تھا اور اس کے رخ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی گئی تھی، اس کی ہدایت بھی پروفیسر ہی نے کی تھی، تاکہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو، امیر ارتقاء بھی شاید سفر کے راستوں کی نگرانی کرتا رہا تھا، اس نے سرد انداز میں پروفیسر کا استقبال کیا۔

"میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں امیر ارتقاء۔" پروفیسر نے کہا۔

"جی پروفیسر! میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں، آپ صاحب علم ہیں، فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔"

"جو فیصلہ تم نے کیا ہے وہ برائیوں کی جانب جاتا ہے اور اس ... خطرات لاحق ہوگئے ہیں کہ کہیں تم لوگوں کے درمیان اختلاف نہ پیدا ہوجائے۔"

"آپ کمال کرتے ہیں پروفیسر، آپ کے جسم پر جو لباس ہے وہ آپ کی ملکیت ہے، اگر بہت سے لوگ اس کی دھجیاں کرنے پر آمادہ ہوجائیں تو کیا آپ خوشی سے اس بات کو تسلیم کرلیں گے، اخناطون میری ملکیت ہے، میں نے کثیر سرمایہ صرف کرکے اس کی تعمیر کی ہے، میں نے اسے بین الاقوامی سمندروں میں سفر کرنے کے لیے دنیا بھر سے رابطے قائم کیے اور اجازت نامے حاصل کیے، میں نے اس کے لیے ایک جنگی جہاز ہونے کا اجازت نامہ جس طرح حاصل کیا ہے میرا خیال ہے اور کوئی اس کارروائی میں کامیاب نہیں ہوسکتا تھا، یہ صرف میرے اختیارات تھے میرے تعلقات تھے، جس کی بناء پر ہمیں یہ اجازت مل گئی، اس کے علاوہ ایک پرائیویٹ جہاز کی حیثیت سے اسے دنیا بھر میں سفر کا اجازت نامہ ملا، یہ ساری باتیں معمولی نہیں ہیں پروفیسر، کیپٹن ایڈگر، اسد شیرازی یا کوئی بھی یہ کارروائیاں کرتا تو آپ یقین کریں کہ آدھی عمر اس میں بیت جاتی، جب اخناطون کو مکمل حیثیت دینے کا سارا کام میں نے کیا ہے اس کی تعمیر میں میں نے کتنی دولت صرف کی ہے، جتنی دولت سے ایک کارخانہ لگایا جاسکتا تھا، جو لاکھوں روپے روزانہ کی آمدنی ہمیں دے سکتا تھا، تو اگر آج میں اخناطون پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہوں تو آپ لوگوں کو اعتراض کیوں ہوتا ہے۔"

"اخناطون سو فیصد تمہاری ملکیت ہے امیر ارتقاء پاشی، ہم میں سے کون اس پر اپنا دعویٰ کرتا ہے؟ لیکن تم نے بھی اس مقصد کو اس مؤقف کو تسلیم کیا تھا جس کے تحت ہم سمندر میں نکلے ہیں، سمندر سے دولت سمیٹنا مقصد نہیں تھا ہمیں، ہم تو سمندروں سے وہ دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو انسانیت کی بھلائی کے کام آئے، دیکھو بڑے کام تو بے شمار ہورہے ہیں، ساری دنیا ایٹم کے جال میں پھنسی ہوئی ہے ہر ملک ایٹمی توانائی حاصل کرکے دوسروں کی تباہی کا سامان کررہا ہے، اگر یہ سارے دیوانے دیوانگی پر آمادہ ہوگئے اور انسانیت کو کوئی بدترین نقصان پہنچا تو کیا تم اخناطون میں بیٹھ کر سمندر میں سفر کرتے رہو گے، اس کے برعکس اگر ہم انسانیت کے لیے کچھ کرسکے تو رہتی دنیا تک ہمارا نام رہے گا۔"

"مجھے نام کی ضرورت نہیں ہے پروفیسر، میں کب اس بات سے اختلاف رکھتا تھا، میرا بہت بڑا نام ہے، بہت بڑی حیثیت ہے، اتنا کچھ ہے میرے پاس کہ اخناطون جیسے دس جہاز بناسکتا ہوں، بات صرف اصول کی ہے، کلوپیٹرا میری بیوی ہے اگر ہم لوگ یہ بات تسلیم کرچکے ہیں کہ اس نے دوبار اخناطون کی زندگی بچائی ہے تو پھر ہم اس کی یہ بات کیوں نہیں مانتے کہ ابھی کسی مہذب آبادی میں واپسی ہماری لیے مناسب نہیں ہے، اس کے علاوہ پروفیسر، اسد شیرازی تو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ بھی اس دعوے میں شریک ہیں، وہ کیپٹن ایڈگر بھی اس دعوے میں برابر کے حصہ دار ہیں کہ آپ لوگوں کا مقصد صرف انسانیت کی بھلائی کے لیے سمندری جڑی بوٹیاں حاصل کرنا ہے اور وہ سمندری عجائبات جس سے کسی نہ کسی طرح انسانیت کو فائدہ پہنچے، اگر بات صرف اتنی سی ہے تو پھر اس دولت پر اپنا حق کیوں جتایا جارہا ہے جو سمندر سے حاصل ہورہی ہے، اس دولت کو اگر میری ملکیت قرار دے دیا جائے تو اس سے کسی کو کیا نقصان پہنچتا ہے، میں آپ کو بتادوں پروفیسر آپ کے بارے میں نہیں کہتا، ایڈگر اور اسد شیرازی ایک ذہن لے کر اخناطون پر نکلے ہیں اور ان کا مقصد انسانیت کی بھلائی کی آڑ میں درحقیقت دولت کا حصول ہے، جو جڑی بوٹیاں ملتی ہیں، وہ اسد شیرازی اپنے قبضے میں لے لے، لیکن سمندری موتیوں اور سمندر سے نکلنے والی دولت وہ کیوں اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہے، ہم سمندر میں ایسی چیزیں بھی تلاش کرسکتے ہیں جو دنیا کے لیے قیمتی ہوا، ان کی نشاندہی کرکے ہم ان دولت مندوں کو ادھر متوجہ کرسکتے ہیں جو سمندری خزانہ نکالنے کی شائق ہیں اور اس کے لیے ہم ان سے رائلٹی طلب کرسکتے ہیں، بہت دولت مل جائے گی ہمیں، آپ لوگ اپنا یہ کام کریں پروفیسر اور مجھے میرا کام کرنے دیں، کیا حرج ہے اس میں، لیکن بات صرف یہ ہے کہ ایک آڑ لی گئی ہے اور اس آڑ میں دولت حاصل کی جارہی ہے، پھر یہ ساری دولت اس ادارے کو منتقل ہوجائے گی جو سمندری معلومات کے لیے شہرت پاچکا ہے، اس کا مالک کون ہوگا صرف اور صرف اسد شیرازی حصے دار کون ہوگا، کیپٹن ایڈگر اور شاید آپ بھی پروفیسر، معاف کیجیے گا میں یہ الفاظ کہنے پر مجبور

ہوگیا ہوں، اگر آپ سب مخلص ہیں تو میری بات کیوں نہیں مان لی جاتی، ایسا کیا جائے کہ غوطہ خور جب سمندر میں جڑی بوٹیاں تلاش کرنے نکلیں تو ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہو جس کے سپرد صرف موتی اور قیمتی اشیاء نکالنے کا کام کیا جائے اور یہ کام میرے لیے ہو دنیا بھر کے سمندر موتیوں سے بھرے پڑے ہیں، قیمتی زیورات سمندروں میں موجود ہیں، بے شمار ممالک ان کے حصول کے بعد ان کا کاروبار کررہے ہیں، اگر میں بھی یہ سب کچھ چاہتا ہوں تو اس میں کوئی غلط بات تو نہیں ہے، آپ سب لوگ تو انسانیت کے مخلص ہیں، چلیے مجھے دولت کا طلبگار مان لیجیے، ہر انسان کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے، اگر میں اس میں دلچسپی رکھتا ہوں تو مجھے کیوں روکنے کی کوشش کی جارہی ہے، میں نے دوسری صورت بھی پیش کردی ہے، اخناطون کو آپ قیمتاً خرید لیں، مجھے اس کا معاوضہ ادا کردیں، چلیے معاوضہ نہیں لوں گا، جو اخراجات اس پر ہوئے ہیں وہ میرے حوالے کردیں اور اس کے بعد اس کے مالک بن جائیں میں اس سے دستبردار ہوجاؤں گا اور اس کے بعد آپ اس کے حقدار ہوں گے کہ اسے جہاں چاہے لے جائیں، پروفیسر درحقیقت میں ایک ضدی آدمی ہوں اور میں نے کبھی شکست تسلیم نہیں کی ہے، جو کچھ مجھ سے کہا گیا ہے اس کے بعد اس کی گنجائش نہیں رہی ہے کہ میں اپنے فیصلے میں کوئی ترمیم کرسکوں، آپ اگر ان کی طرف سے کوئی رائے لے کر آئے ہیں تو میرا جواب آپ کو مل چکا ہے، جو کچھ میں نے کہا ہے وہی ہونا چاہیے، اخناطون کے مالک کی حیثیت سے میں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ میری پسند سے انحراف نہیں کیا جائے، ورنہ اس کے بعد حالات کے خراب ہونے کی ذمہ داری آپ سب لوگوں پر ہوگی۔"

"تمہارے اس فیصلے میں کوئی لچک کی گنجائش ہے امیر ارتقاء؟"

"ہرگز نہیں، جو بات میں آخری بار کہہ دیتا ہوں اس میں کوئی لچک نہیں ہوتی ہے۔"

"بہتر ہے جب تمہارے فیصلے میں کوئی لچک کی گنجائش نہیں ہے تو میں ان سے کہہ دیتا ہوں کہ تمہارا حکم مانیں، اسی میں اخناطون کی بہتری ہے۔"

"ہاں اسی میں اخناطون کی بہتری ہے۔" امیر ارتقاء نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"ہیلو دردانہ کیا کررہی ہو۔"

"اوہ سر، کچھ نہیں، حکم دیجیے۔" دردانہ نے مستعدی سے کہا اور اسد شیرازی کا چہرہ دیکھنے لگی جس پر پریشانی کے آثار نظر آرہے تھے، وہ گہری سانس لے کر دوبارہ بولی۔

"سر میں جانتی ہوں، آپ بہت پریشان ہیں۔" مجھے بتائیے ان حالات میں آپ کے لیے کیا کرسکتی ہوں؟"

"آؤ کہیں کھلی فضا میں کھڑے ہوکر باتیں کریں گے، ذہن پر شدید بحران طاری ہے۔" اسد شیرازی نے کہا اور دردانہ فوراً تیار ہوگئی، اسد شیرازی اسے ساتھ لیے ہوئے عرشے پر پہنچ گیا اور ایک دور دراز گوشے میں وہ دونوں ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہوگئے، دردانہ تشویش زدہ نگاہوں سے اسد شیرازی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"اور تم جانتی ہو کہ میری پریشانی کی وجوہات کیا ہیں۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"اچھی طرح جانتی ہوں سر..... اور ایک نظریہ بھی رکھتی ہوں اس سلسلے میں وہ یہ کہ امیر ارتقاء اس عورت کی آمد سے پہلے ایک نہایت مخلص آدمی تھا اور پوری طرح ہمارے تمام منصوبوں سے متفق، لیکن اس عورت کی آمد نے صورتحال بہت خراب کردی ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے اور اگر اخناطون پر کوئی گڑبڑ ہوئی تو اس کی مکمل ذمہ دار وہی عورت ہوگی۔ میں صرف یہ سوچتا ہوں کہ وہ کون ہے۔"

"فرض کیجیے سر اگر ہمیں یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ وہ کون ہے تب بھی یہ ہمارے لیے ایک بے مقصد سی بات ہوگی، وہ جو کوئی بھی ہے اب تو ہمیں صرف یہ سوچنا ہے کہ اس نے امیر ارتقاء پر تسلط جماکر کون سے منصوبے کی تکمیل کرنا چاہی ہے۔"

"میرا ذہن بہت دور تک سوچ رہا ہے، ہوسکتا ہے کہ اسے ایک احمقانہ تصور خیال کرو، لیکن نہ جانے کیوں میرے اندر یہ احساس قوی ہوتا جارہا ہے، کیا ہم اس عورت کو ان تمام واقعات سے منسلک نہیں کرسکتے، جو اب تک ہمیں پیش آتے رہے ہیں، میری مراد ان واقعات سے ہے جن کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے، جب ایک سمندری ماہر کی لیبارٹری

پانی سے بھر گئی تھی اور مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی اور اس کے بعد جاپان میں شعبان پر متعدد حملے کیے گئے تھے اور اس وقت تک جب تک ہم اپنے وطن سے روانہ نہیں ہوئے تھے، شعبان کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی کارروائی کی جاتی رہی تھی، میرا احساس مجھے یقین دلاتا ہے کہ اس عورت کا تعلق بھی کسی نہ کسی طرح انہی لوگوں میں سے ہے۔"

دردانہ پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی، پھر اس نے کہا۔ "سر اگر ایسا ہے تو کیا آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ یہ عورت انتہائی طاقتور اعصاب کی مالک ہے، انتہائی اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل ہے، انتہائی بہترین جسمانی قوتیں رکھتی ہے، کیونکہ اس نے وہ خطرہ مول لیا جو کوئی عام آدمی نہیں لے سکتا، اس کے ساتھ ایک لاش بھی پائی گئی تھی، جو ہوسکتا ہے اسی سازش کا ایک حصہ ہو۔"

"میں سمجھ رہا ہوں، اگر ہم انہی بنیادوں پر سوچیں تو اور بھی بہت سے خیالات ہمارے ذہن میں آتے ہیں، اس نے آج تک اپنا نام بھی نہیں بتایا اور کتنی دلچسپ بات ہے کہ اسے ایک مضبوط حیثیت سے تسلیم کرنا پڑا ہے، بلاشبہ امیر ارتقاء کی نئی بیوی ہونے کی وجہ سے وہ ہم سب کے لیے قابل احترام ہو گئی ہے، اس نے یہاں آنے کے بعد وہ فیصلہ کیا ہے جو ایک انتہائی زیرک عورت کرسکتی تھی، یعنی امیر ارتقاء ہاشی کا انتخاب، کیونکہ امیر ارتقاء ہاشی کی اپنے طور پر ایک حیثیت ہے اور اس کے بعد جب ہم اس سب میرین اور ان بحری قزاقوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو تب بھی ہمارا ذہن اسی سازش کی جانب جاتا ہے، لیکن حیرت کن بات یہ ہے کہ صرف اس سازش کی تکمیل کے لیے ایک سب میرین تباہ کرادی جاتی ہے، بے شمار ایسے لوگوں کو مروادیا جاتا ہے، جو بحری قزاق ہیں، وہ لوگ کون تھے آخر اور اگر اتنے لوگوں کی قربانی دی گئی ہے تو پھر سوچ لو یہ منصوبہ کس قدر خطرناک ہوسکتا ہے، ورنہ جہاں تک اس کی پیشگوئیوں کا تعلق ہے تو کیا ایک ایسی پراسرار قوتوں کی مالک عورت سمندر میں اپنے تحفظ کے لیے کچھ نہیں کرسکتی تھی، اپنی ساتھی عورت کی زندگی نہیں بچاسکتی تھی۔"

"بلاشبہ سر، یہ انتہائی مشکل اور الجھا ہوا مسئلہ ہے، اس بات کے امکانات بھی ہوسکتے ہیں سر کہ وہ سب میرین دھوکہ سے وہاں بلوائی گئی ہو اور اس طرح ہمارے ہاتھوں اسے تباہ کرادیا گیا ہو۔" دردانہ نے کہا۔

اسد شیرازی نے کوئی جواب نہیں دیا، دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر اس نے کہا۔ "میں تم سے صاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باقی لوگ دوسرے نمبر پر آتے ہیں، میں، تم اور شعبان، ہم تینوں کا ایک الگ مسئلہ ہے اور اب ہمیں اپنے تحفظ کے لیے مناسب انداز میں سوچنا ہے، شعبان کو تم ہوشیار کردو، ہوسکتا ہے وہ عورت شعبان ہی کے چکر میں ہو اور اس طرح اس نے آہستہ آہستہ اپنے اقدامات کا آغاز کیا ہو۔"

"اس کام میں دیر نہیں کرو دردانہ۔"

"بہت بہتر ابھی شعبان تک پہنچ جاتی ہوں۔" دردانہ نے کہا اور اسد شیرازی نے اسے جانے کی اجازت دے دی، دردانہ شعبان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی، ادھر شعبان بھی جہاز کے ایک گوشے میں کھڑا سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا اور ایسے لمحات میں سینڈرا کو بھلا کیوں نہ موقع مل جاتا، چنانچہ وہ بھی شعبان کے نزدیک کھڑی ہوئی تھی اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم سمندر کی لہروں کو مجھ سے زیادہ اہمیت دیتے ہو شعبان۔"

شعبان نے چونک کر اسے دیکھا، دیکھتا رہا، مسکرایا پھر بولا۔ "ہاں سینڈرا اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"کیوں....."

"اس لیے سینڈرا کہ تم صرف ایک کہانی ہو جبکہ سمندر میں بننے والی ہر لہر اپنی ایک الگ کہانی رکھتی ہے اور مجھے سمندر کی کہانیاں بہت پسند ہیں۔"

"میں اب تم سے وہ سب کچھ کہنے پر مجبور ہو گئی ہوں شعبان جو شاید کبھی نہ کہہ پاتی، تم جانتے ہو کہ میرے ڈیڈی نے مجھے ہمیشہ نوجوانوں سے دور رکھا ہے، میں تمہیں اس کے بارے میں ساری تفصیلات بہت پہلے بتاچکی ہوں، اس لیے دوبارہ نہیں دہراؤں گی، انہوں نے مجھے تم تک پہنچایا، اس لیے کہ تم انہیں عجیب لگے تھے، لیکن اب تمہارے پاس پہنچنے کے بعد میرا اپنا ذاتی سلسلہ شروع ہوچکا ہے، ڈیڈی بھی یہی چاہتے ہیں کہ تم ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں شامل ہوجاؤ، جہاز پر جو کچھ ہورہا ہے، لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ ان کا معاملہ ہے، تم

بھی جس حد تک اس میں دلچسپی لیتے ہو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، لیکن..... لیکن شعبان اب میں تمہیں اپنے لیے چاہتی ہوں، خالص اپنی ذات کے لیے۔"

اسی وقت دردانہ کے قدموں کی چاپ سنائی دی، سینڈرا کسی قدر افسردہ سی ہو گئی تھی، دردانہ کے آنے پر اسے سنبھلنا پڑا، دردانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سینڈرا، ہیلو شعبان۔"

شعبان چونک کر دردانہ کی جانب متوجہ ہو گیا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو آنٹی۔"

"کیا ہورہا ہے بھئی، دنیا سے الگ تھلگ جہاز کے اس حصے میں تم دونوں کو دیکھ کر مجھے بڑا عجیب سا احساس ہوا ہے۔"

"کیا احساس ہوا ہے آنٹی؟"

"تم دونوں ایک جگہ کھڑے بہت خوبصورت لگتے ہو۔"

"یہ بات آپ شعبان کو کیوں نہیں سمجھاتیں، پتا نہیں یہ کس قسم کے آدمی ہیں، دنیا کی کوئی بات ان پر اثرانداز نہیں ہوتی، آنٹی دردانہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" سینڈرا نے کہا۔

"ضرور مائی ڈیئر سینڈرا، جب بھی تمہارا دل چاہے میرے پاس، میرے کیبن میں آجانا، میں تمہارا انتظار کروں گی، کیا اس وقت تم چند لمحات کے لیے مجھے شعبان سے گفتگو کرنے کی اجازت دو گی۔"

"ہاں آپ شعبان سے گفتگو کریں، میں چلتی ہوں۔" سینڈرا نے کہا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی، شعبان ایک گہری سانس لے کر مسکراتی نگاہوں سے دردانہ کو دیکھنے لگا تھا، دردانہ بھی مسکرادی۔

"کوئی خاص بات ہے آنٹی۔" شعبان نے سوال کیا۔

"ہاں شعبان بہت سی خاص باتیں ہیں، سب سے پہلے تمہیں مسٹر اسد شیرازی کا ایک خصوصی پیغام دینا چاہتی ہوں۔"

"جی... جی آنٹی فرمائیے۔" شعبان متوجہ ہو گیا۔

"ان واقعات سے تم لاعلم نہیں ہوگے، یقیناً یہ بات تمہارے علم میں آچکی ہوگی کہ امیر ارتقاء کچھ بددل ہو گیا ہے اور اس نے اتنے سخت حالات پیدا کردیے ہیں کہ اب اخناطون پر ناپسندیدہ کارروائیاں ہونے کا خدشہ ہے۔"

شعبان نے شانے ہلائے اور بولا۔ "آنٹی یہ کام ان بڑے لوگوں کا ہے جو حالات پر پوری پوری نگاہ رکھتے ہیں، میں تو صرف آپ لوگوں کے احکامات کی تعمیل کرتا ہوں، نہ ہی میں نے اس بارے میں کبھی ہٹ کر کچھ سوچا ہے۔"

"اب سوچنا ہوگا شعبان، اب ہمیں بہت کچھ سوچنا ہوگا، امیر ارتقاء نے اپنا نظریہ الگ کرلیا ہے، لہٰذا ہمیں ان سے ہٹ کر سوچنا پڑے گا، یہ خودغرضی نہیں ہے بلکہ اپنا تحفظ کرنے کی بات ہے، میں اسد شیرازی کا یہ پیغام تم تک پہنچانا چاہتی ہوں کہ تمہیں پورے ماحول سے ہوشیار رہنا ہے وہ عورت جس کا نام کلوپیٹرا رکھ دیا گیا ہے، بہت پراسرار معلوم ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے وہ اخناطون پر کوئی بڑا فساد کرانے کا باعث بن جائے، تمہیں اپنے طور پر اس سے بہت محتاط رہنا ہے۔"

شعبان دردانہ کو دیکھ کر مسکراتا رہا، اس کی آنکھوں میں ایک شرارت آمیز چمک تھی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جب آپ لوگ کسی مشکل کا شکار ہوجائیں تو مجھے بتادیں حالات ٹھیک ہوجائیں گے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ان کا وہی مطلب ہے اور وہی ہوگا بھی۔"

"بہرطور یہ اسد شیرازی کا پیغام تھا جو میں نے تمہیں دیا ہے، جاؤ سینڈرا کا پیچھا کرو، وہ تمہیں یہیں کہیں مل جائے گی۔" دردانہ نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔

شعبان اس کی بات سن کر ہنسنے لگا۔

------ooo------

"میٹنگ ایسی کھلی جگہ پر ہورہی تھی جہاں وہ لوگ شام کو اکثر جمع ہوجاتے تھے، اس میٹنگ کو خفیہ نہیں رکھا گیا تھا، ابھی تک کوئی ایسا انداز اختیار نہیں کیا گیا تھا جو دوسرے کے لیے باعث تکلیف ہو، خصوصی طور پر امیر ارتقاء کا خیال رکھا جانے لگا تھا، تاکہ کشیدگی بڑھ نہ سکے، لیکن امیر ارتقاء نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی، وہ زیادہ تر کلوپیٹرا کے ساتھ اپنے کیبن ہی میں رہتا تھا اور دوسری بیویوں کی جانب بھی توجہ نہیں دے رہا تھا، نجانے گارتھا کا شیطانی ذہن اسے کیا سمجھا رہا تھا، بہرطور پروفیسر نے امیر ارتقاء کا آخری فیصلہ سننے کے بعد ان لوگوں کو اطلاع دی تھی اور کہا تھا کہ اس سلسلے میں فائنل گفتگو

کرلی جانے اور اس وقت اسی مقصد کے تحت یہ سب لوگ جمع ہوئے تھے، شعبان بھی تھا، دردانہ، اسد شیرازی، پروفیسر وغیرہ قریب قریب بیٹھ گئے تھے اور یہاں پروفیسر نے امیر ارتقاء سے ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ ان لوگوں کو بتایا، کیپٹن ایڈگر کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا، اس نے کہا۔

"میں نے یہ بات پہلے بھی کہی تھی کہ ارتقاء ہوش و حواس سے بیگانہ ہوچکا ہے، ہم لوگ اگر جرائم پیشہ ہوتے تو اس جہاز پر کوئی ایسی کارروائی شروع ہوچکی ہوتی جو امیر ارتقاء کے خلاف ہوتی، لیکن مسئلہ وہی ہے کہ جب ہم انسانیت کے ہمدرد بن کر اپنے عمل کا آغاز کرچکے ہیں تو پھر کوئی ایسی کارروائی نہ کی جانے جو کسی کے لیے باعث تکلیف ہو، لیکن امیر ارتقاء جو تصور کھو بیٹھا ہے اور اب اسے سمجھانا ناممکن نظر آرہا ہے۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیپٹن ایڈگر کہ اب کیا کیا جائے۔"

"میرے خیال میں ہم اس جہاز کی خریداری کی بات کرتے ہیں اس سے، کیا قیمت متعین کرتا ہے وہ اس جہاز کی، یہ بات میرے علم میں ہے کہ جہاز کی تعمیر پر کتنا سرمایہ صرف ہوا ہے اور کتنا منافع وہ طلب کرے گا، اگر اس کی بات قابل قبول ہو تو ہم سمندر کو آواز دیں گے اور ہمارے غوطہ خور کوئی اور کام کرنے کے بجائے سمندر کی گہرائیوں میں امیر ارتقاء کے لیے دولت تلاش کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ سمندر ہمیں مایوس نہیں کرے گا، خصوصاً ہم اس موقع پر اپنے ایمان کو آواز دیں گے اور سمندر سے امداد طلب کریں گے کہ ہم اگر نیک کام کے لیے اس کے سینے پر رواں ہیں تو وہ بھی ہماری مدد کرے۔"

"یہ گفتگو جذباتی ہے کیپٹن ایڈگر، لیکن ہم اس کی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے، بہرطور اتنی دولت کا حصول ہمارے لیے ممکن نہیں ہے، میرا خیال ہے مسٹر اسد شیرازی بھی اس جہاز کی قیمت ادا نہ کرپائیں گے، تاہم ہمیں اب تک سمندر سے جو کچھ حاصل ہوچکا ہے وہ اور ہماری مزید کوششیں کچھ نہ کچھ کرکے رہیں گی، تو پھر کیا مشورہ ہے آپ لوگوں کا، کیا امیر ارتقاء سے یہ گفتگو کرلی جائے۔"

"ہاں اور یہ بات بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ امیر ارتقاء اس سلسلے میں جو مطالبہ کرے گا وہ بالکل غیر مناسب ہوگا، لیکن ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے، کیا آپ مجھے اس گفتگو میں شریک کرنا پسند کریں گے پروفیسر۔" کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"نہیں مسٹر ایڈگر میں خود ہی امیر ارتقاء سے بات کروں گا، کیونکہ آپ لوگ تیز مزاج کے مالک ہیں، بات بگاڑ دیں گے۔"

"ٹھیک ہے پروفیسر، آپ امیر ارتقاء سے دوسری ملاقات کرلیجیے۔"

پروفیسر بیرن نے امیر سے دوسری ملاقات کی اور ان لوگوں کا نظریہ اس کے سامنے ظاہر کردیا، اس وقت گارتھا بھی ارتقاء ہاشی کے ساتھ تھی، پروفیسر جانتا تھا کہ اس عورت نے کا یہ سارا چکر چلایا ہوا ہے، چنانچہ بات اس کے سامنے ہی ہو تو اس کا صحیح جواب مل سکتا ہے۔ امیر ارتقاء نے یہ سنا تو ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"اگر آپ لوگ اتنے ہی بہترین وسائل کے مالک تھے تو مجھے اس مشن میں شریک کرنے کی کیا ضرورت تھی، مجھے کیوں تکلیف دی گئی۔"

"تم جانتے ہو امیر ارتقاء کہ میں اس وقت تم لوگوں کے ساتھ موجود نہیں تھا، جب یہ ساری باتیں طے ہوئی تھیں جہاں تک مشن کا تعلق ہے تو اس کا مقصد تو بہت نیک ہے، لیکن اب حالات چونکہ دوسرا رخ اختیار کرچکے ہیں اس لیے یہ ناگوار باتیں کرنا پڑ رہی ہیں، تاہم جیسا کہ تم نے کہا میں نے تمہارا پیغام ان لوگوں تک پہنچادیا، وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جہاز کی قیمت کیا لگاتے ہو تم؟"

امیر ارتقاء ہاشی ایک لمحے تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"دو ارب ڈالر۔"

"ٹھیک ہے میں نہیں جانتا کہ اس جہاز پر تمہارا کیا خرچ ہوا ہے لیکن میں ان لوگوں کو یہ قیمت بتادوں گا، نیز یہ کہ سمندر سے نکالے جانے والے موتی جواہرات اور دوسری چیزیں جو سامنے آئیں گی ان کی مالیت کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا۔"

"آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں پروفیسر، ساری زندگی ہیرے اور جواہرات میں کھیلتا رہا ہوں، بڑے بڑے قیمتی موتی میرے خزانے میں موجود ہیں، جو شاید آپ کو سمندر سے بھی نہ مل

سکیں، میں ان کی صحیح قیمت لگاسکتا ہوں، آپ ان چیزوں کو میرے سامنے لائیں، میں خود ان کا تجزیہ کرکے آپ کو بتادوں گا۔"

"تو آپ کا یہ جواب میں انہیں پہنچادوں امیر ارتقاء۔"

"ہاں پروفیسر، اب اس میں مزید کوئی گنجائش نہیں ہے۔" پروفیسر بیرن نے ایک نگاہ گارتھا پر ڈالی اور اس کے بعد وہاں سے اٹھ آیا، پھر اس نے ان تمام لوگوں کو جمع کرکے امیر ارتقاء کا جواب انہیں سنادیا، کیپٹن ایڈگر کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں، اس نے کہا۔

"امیر ارتقاء نے میری معلومات کے مطابق اس سے آدھی رقم بھی جہاز پر خرچ نہیں کی ہے، لیکن اب آپ کیا جواب دیتے ہیں مسٹر اسد شیرازی۔"

"وہ برائی پر آمادہ ہے، ہمارے پاس اب تک جو سمندری موتی ہیں انہیں اس کے سامنے پیش کرکے کم از کم ان کی قیمت کا اندازہ کرلیں، اس کے علاوہ وہ مزید کچھ طلب کرنا چاہے تو اس کا انتظام بھی ہوسکتا ہے، سمندر سے کچھ قیمتی موتی حاصل ہوئے تھے، جنہیں الگ کردیا گیا تھا، معاوضے کے طور پر ہاشی نے نہایت بیگانگی کے انداز میں انہیں دیکھا اور ان کی قیمتوں کا تعین کرنے لگا، اس نے کہا۔

امیر ارتقاء نے نہایت توجہ سے تمام اشیاء کا جائزہ لیا، بعد ازاں کہنے لگا۔

"اگر تم لوگ سمندر سے سونا حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہو تو میں اس کو سب پر ترجیح دوں گا، یہ موتی اور یہ تمام چیزیں بہت قیمتی ہوتی ہیں اور ان کا مارکیٹ میں پہنچانا نہایت مشکل کام ہے، جبکہ سونا میرے لیے انتہائی منفعت بخش ہوگا۔"

"سمندر میں سونا۔" کیپٹن ایڈگر نے تلخ لہجے میں کہا۔ "دنیا بھر کے سمندروں میں گھومے ہوئے ہو تمہیں علم ہوگا کہ سونا کہاں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔"

کیپٹن ایڈگر نے خاموشی اختیار کی اور نفرت سے دوسری جانب دیکھنے لگا، امیر ارتقاء نے پھر کہا۔

"بہرطور میں نے قیمت کا تعین کردیا ہے اور اسی کے مطابق تم لوگ جہاز اختاطون کی خریداری کا اندازہ لگالو اور کوئی بات میرے لیے قابل قبول نہیں ہے۔" اس گفتگو کے بعد

سحری اور

سمندر میں جہاز کو لنگر انداز کردیا گیا، اس وقت سب ہی اپنی عزت بچانے کی فکر میں سرگرداں ہوگئے تھے، غوطہ خوروں کو خصوصی ہدایت کی گئی اور وہ سمندر میں اتر گئے، شعبان اور دوسرے لوگوں نے سمندر میں اترنے کی کوشش نہیں کی تھی، پروفیسر، اسد شیرازی اور کیپٹن ایڈگر غوطہ خوروں کو خصوصی ہدایات دینے کے بعد انتظار کرنے لگے، حالانکہ انہیں بھی اس بات کا یقین نہیں تھا کہ جو قیمت امیر ارتقاء نے ان موتیوں کی لگائی ہے اتنی مقدار میں سمندری موتی اور ایسی ہی نایاب اشیاء انہیں دستیاب ہوسکتی ہیں؟ تاہم کوششیں کی جارہی تھیں اور اپنے طور پر سب لوگ بڑے پرجوش تھے، غوطہ خور خصوصی ہدایت کے تحت سمندر میں موتی تلاش کرتے رہے اور اس سلسلے میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہوئی، پہلی کوشش میں ایسی بہت سی چیزیں سمندر سے نکالی گئیں جو نہایت قیمتی حیثیت رکھتی تھیں، انہیں ایک خاص طریقے سے لیبارٹری میں صاف کیا جانے لگا۔

امیر ارتقاء ہاشی ان تمام باتوں سے بیگانہ ہوگیا تھا، وہ پوری طرح گارتھا کے جال میں جکڑ چکا تھا، دوسری جانب پروفیسر نے سینڈرا کو شعبان کے پاس بھیجا اور اسے اپنی لیبارٹری میں طلب کرلیا، پروفیسر بیرن اس وقت سفید رنگ کا ایک بڑا سا کاغذ میز پر پھیلائے اس میں کچھ نقشہ ترتیب دے رہا تھا، ٹیڑھی میڑھی لائنیں بہت سے جزیرے اور اس قسم کی نجانے کیا کیا چیزیں اس نے بناڈالی تھیں، لیکن خاص توجہ ایک سرخ نقطے پر تھی جو ایک سمت بنا ہوا تھا اور پروفیسر نے اس پر خصوصی نشانات لگا رکھے تھے، اس نے جگہ جگہ اس نقشے پر نمبر بھی دیے ہوئے تھے۔

پروفیسر نے ایک گہری سانس لی پھر کہنے لگا۔

"اس وقت ہمیں تنہائی درکار ہے سینڈرا اور تمہارے سپرد یہ ذمہ داری کی جاتی ہے کہ کسی کو میری طرف نہ آنے دینا، کیا تم یہ ذمہ داری قبول کرتی ہو۔"

سینڈرا نے خاموشی سے گردن ہلائی اور باہر نکل گئی، پروفیسر نے لیبارٹری کا دروازہ بند کردیا، پھر وہ پرخیال نگاہوں سے شعبان کو دیکھتا ہوا بولا۔

"سامنے سے وہ کرسی اٹھاؤ اور میرے نزدیک بیٹھ جاؤ۔" شعبان نے خاموشی سے پروفیسر کی ہدایت پر عمل کیا، پروفیسر

کے چہرے پر اس وقت عجیب سے تاثرات نظر آرہے تھے، شعبان نے ایک نگاہ اس نقشے پر بھی ڈالی لیکن کچھ سمجھ نہیں پایا، جب وہ بیٹھ گیا تو پروفیسر بیرن نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"جو انکشاف اس وقت جہاز پر موجود تمام لوگوں پر پڑی ہے اس سے خوش اسلوبی سے نمٹنا ہماری ذمہ داری ہے، کیا تم اس سلسلے میں اپنا کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہو۔"

"میں کیا کر سکتا ہوں پروفیسر۔" شعبان نے کہا۔

"نہیں شعبان ہم یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ سمندری سفر بہت سے مقاصد کی تکمیل بھی کرتا ہے اور اگر اس وقت افراتفری پر یہ افراتفری پھیل گئی تو ہم بھی اپنے مقصد کو پانے میں خاصی مشکلات کا شکار ہوجائیں گے، میں ان کے لیے نہیں اپنے اور تمہارے لیے آگے بڑھ کر کچھ کرنا چاہتا ہوں، سنہرے ڈھیر اور چمکتے پتھروں کے رسیا ان چیزوں کے اصول کے لیے اصل مقصد کو بھلا بیٹھے ہیں، لیکن ہمارے لیے یہ بے معنی ہیں اور شاید تمہارا ذہن ابھی اس طرف نہ جاسکے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اگر کوشش کرو تو تمہیں لوکائی کی کہانی یاد آجائے گی۔"

شعبان کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، وہ خاموشی سے پروفیسر کا چہرہ دیکھتا رہا، پروفیسر نے سفید کاغذ پر نگاہیں جمادیں، اس نے ایک پنسل اٹھائی اور بولا۔

"ہم اس وقت اس جگہ ہیں، میں نے یہ نقشہ خود بنایا ہے، کیا یہ تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے۔"

شعبان سفید کاغذ پر جھک گیا، پروفیسر نے جس جگہ پنسل کی نوک رکھی تھی شعبان اس پر غور کرنے لگا، دیر تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے پروفیسر کی طرف دیکھ کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں پروفیسر میں اس نقشے کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

پروفیسر نے نگاہیں اٹھا کر شعبان کو دیکھا اور پھر نقشے پر نظریں جمادیں، وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر گہری سرخی چھاتی جارہی تھی، پھر اس کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔

"لوکائی تاریک بستیوں کا سردار، لوکائی جسے سورج سے چمکنے والی بستیوں کا علم ہوچکا تھا اور وہ عرصے دراز تک ان بستیوں کی تلاش میں سرگرداں رہا، اس نے ایک ایسی مشین بنائی جس کے ذریعے وہ تیرتا ہوا سمندر کی سطح پر جا پہنچے، اس نے چمکدار بستیوں کی دنیا کی کہانیاں نجانے کہاں کہاں سے اکٹھا کی تھیں، ان کہانیوں کو سمیٹ کر اس نے اپنے پانچ ہمنوا بنائے اور ان پانچوں ہمنواؤں کو ساتھ لے کر چمکدار آبادیوں کی تلاش میں چل پڑا، اس نے ان چمکدار آبادیوں کے لیے سنہری دھات کے انبار کشتی پر اکٹھے کرلیے تھے اور وہ چمکتے ہوئے رنگین پتھر جو تاریک دنیا میں روشنی کا باعث تھے اپنے ساتھ لے کر منزل کی جانب چل پڑا، لیکن تقدیر اس کے ساتھ نہیں تھی، اس کی کشتی بھٹک کر کھولتے پانیوں کی جانب جا نکلی اور یہاں وہ موسم کی خرابی کا شکار ہوگیا، پھر سمجھداروں نے بتایا کہ اس کی وہ کشتی جسے وہ بڑے اعتماد سے لے کر روشن دنیا کی تلاش میں نکلا تھا، سالہا سال تک سمندر میں چکراتی رہی اس پر ایک بھی جاندار موجود نہیں تھا، ہاں جھلسی ہوئی چند لاشیں اس میں ضرور نظر آرہی تھیں، یہاں تک کہ وہ کشتی کھولتے پانیوں سے نکل کر نجانے کہاں کہاں بھٹکتی ہوئی بالآخر ٹھنڈے سمندر تک جا پہنچی اور یہاں پہنچنے کے بعد اس پر جب موسم کے اثرات رونما ہوئے اور آسمان سے پانی برسا تو وہ سمندر کی گہرائیوں میں جا چھپی۔" پروفیسر چند لمحے کے لیے خاموش ہوا پھر بولا۔

"شعبان بیٹے! میں نے اس چمکدار دنیا میں رہ کر یہاں کے تمام علوم سے واقفیت حاصل کی ہے اور بلندی سے سمندروں کا تجزیہ کرتا رہا ہوں، مجھے وہ راستے معلوم ہیں جو ہماری منزل کی جانب جاتے ہیں، لیکن آہ میں ان سب کو کیسے چھوڑ دوں جو میرے منتظر ہیں، جن کی ذمہ داری مجھ پر ہے، لیکن وہ واقعات مجھے معلوم ہیں اور میں ایسی بہت سی جگہوں کو جانتا ہوں جہاں سے ہمیں آسانیاں حاصل ہوسکتی ہیں اور میرا کام ہی کیا تھا اس دنیا میں، نجانے کتنا عرصہ میں نے بھٹک کر گزارا ہے، شاید میں اب بھی بھٹک گیا ہوں اور تجھے وہ کہانیاں سنانے لگا ہوں جو تیرے نوخیز دماغ میں ابھی نہیں آئیں گی، جب تک کہ وقت تجھے خود ان کہانیوں سے آشنا نہ کرے، تو کون ہے..... کیا ہے..... یہ میرے علم سے بھی باہر ہے، لیکن تجھے یہ سب کچھ جاننا چاہیے، دیکھ اس نقشے میں دیکھ یہ ہے وہ جگہ جہاں لوکائی کی کشتی غرق ہوئی تھی، کیا تجھے اب بھی یاد نہیں آیا۔"

شعبان کا ذہن بھٹک رہا تھا، ایک ہلکی سی آواز اس کے ذہن میں گونج رہی تھی، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے، لیکن اس کا ذہن اس آواز کو سمجھنے سے قاصر تھا، وہ نہیں سمجھ پارہا تھا کہ..... کہ پروفیسر کیا کہہ رہا ہے، تب پروفیسر نے جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"بہت وقت باقی ہے..... ابھی بہت وقت باقی ہے، ہوش کی دنیا میں آ، میں تجھے بتاتا ہوں کہ تجھے کیا کرنا ہے۔" شعبان ایک بار پھر چونک پڑا، اس نے پروفیسر کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر ایک مشفق مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے کہا۔

"یہ سرخ نشان ان راستوں سے گزر کر ہمیں ملتا ہے اور اس سرخ نشان کے قریب پہنچنے کے بعد اگر ہم سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ لیں تو ہمیں سونے کے وہ انبار مل سکتے ہیں جو ایک بہت بڑی کشتی میں بھرے ہوئے ہیں اور یہ کشتی ایسی نہیں ہے جیسی مقامی لوگ بناتے ہیں بلکہ یہ کشتی اس سے مختلف ہے اور سمندر کی گہرائیوں میں محفوظ ہے، میں نے اسے دیکھا ہے، لیکن چونکہ یہ میرے مقصد کی چیز نہیں تھی اس لیے اس وقت میں نے اسے نظرانداز کردیا تھا، مگر آج یوں لگتا ہے کہ ہمیں اس کی شدید ضرورت ہے، دیکھ شعبان اگر ہم ان راستوں سے گزریں تو ہمیں بے شک ایک لمبا سفر اختیار کرنا پڑے گا، میں ان راستوں کو بخوبی پہچانتا ہوں، وہاں ہمارا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔"

شعبان اب سنبھل گیا تھا، وہ حیران نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھ رہا تھا، پروفیسر نے ایک بار پھر کہا۔

"ہاں میں نے اعتراف کیا ہے کہ میں خود ہی بھٹک گیا ہوں، شعبان میرے دوست دیکھو اگر کیپٹن ایڈگر ہم سے تعاون کرے تو ہم اس جگہ پہنچ کر اسے وہ سونا مہیا کرسکتے ہیں جو اس کی تمام ضروریات پوری کردے، نہ صرف سونا بلکہ قیمتی پتھروں کے انبار بھی اس جگہ اس کشتی میں موجود ہیں، بس اس کشتی کی تلاش ہمارے لیے ضروری ہے۔"

"آپ نے مجھے عجیب ذہنی الجھن کا شکار کردیا ہے پروفیسر، نجانے آپ کی باتوں نے مجھ پر کیا اثر کیا ہے، ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہورہی ہے مجھے۔"

"ہاں۔" پروفیسر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور خاموش ہوگیا، چند لمحات خاموش رہنے کے بعد وہ بولا۔

"میں دراصل یہ جاننا چاہتا تھا کہ تمہاری ذہنی قوتیں کہاں تک جوان ہوسکی ہیں، لیکن ابھی وقت ہے..... ابھی بہت وقت ہے، بہت عرصہ درکار ہوگا تمہیں، جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں نے سمندری علم حاصل کیا ہے اور جو کچھ میں بتا رہا ہوں وہ غلط نہیں ہے ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا، ٹھیک ہے میری یہ کوشش ناکام رہی اور میں تمہیں وہ سب کچھ یاد دلانے میں کامیاب نہیں ہوسکا لیکن کوئی بات نہیں ہے، میرا ساتھ تو دوگے نا اس سلسلے میں۔"

شعبان خاموش نگاہوں سے پروفیسر کو دیکھتا رہا اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے، پھر اس نے کہا۔

"دراصل پروفیسر میں زبان کا پابند آدمی ہوں، آپ کی سمندری صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوا ہوں اور آپ پہلے انسان ہیں جس نے مجھے حیران کیا ہے، لیکن پروفیسر آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کرنے کے باوجود اس سے پہلے میں آپ کے ان الفاظ کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، کیا یاد دلانا چاہتے ہیں آپ مجھے، وہ سب کچھ کیا ہے، کون کون سی کہانیاں سنائی ہیں آپ نے مجھے اور ان کہانیوں کا مفہوم کیا ہے، ان کہانیوں سے میرا کیا تعلق ہے، اس سے پہلے کہ میں آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کروں اور آپ کی ہدایت پر عمل کروں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کیا سمجھانے کے خواہش مند ہیں۔" شعبان کا لہجہ بہت ٹھوس اور برا چبھتا ہوا تھا۔

پروفیسر سرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا، پھر اس نے نقشے پر نگاہ ڈالی اور اس کے بعد مایوسی سے ہونٹ سکوڑتا ہوا بولا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے شعبان وقت سے پہلے کہہ دیا ہے۔" "جس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔"

"وہ وقت کون سا ہوگا پروفیسر۔"

"خود بخود آئے گا وہ وقت، مجھے الجھنوں کا شکار مت کرو۔"

"نہیں پروفیسر آپ نے خود مجھے الجھن کا شکار کردیا ہے، آپ کے بارے میں میرا ایک نظریہ ہے، وہ یہ کہ آپ بے حد ذہین اور سمندروں کے ماہر آدمی ہیں، لیکن آپ کے یہ الفاظ

جو مجھے بہتکا رہے ہیں، مجھے یہ احساس دلاتے ہیں کہ آپ کوئی ایسی بات میرے ذہن تک پہنچانے کے خواہش مند ہیں جسے میرا ذہن نہیں جانتا، پروفیسر یہ بات میرے ذہن میں شبے کا باعث بن سکتی ہے، آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، میرے اپنے ذہن میں تو صرف یہ تھا کہ آپ ایک سچے اور مخلص انسان ہیں اور مخلصانہ طور پر ہی میرے ساتھ محبت کا سلوک کر رہے ہیں، لیکن یہ ساری کہانیاں یہ انوکھی کہانیاں کیا معنی رکھتی ہیں؟"

پروفیسر کے چہرے پر جھنجلاہٹ نمودار ہوگئی، اس نے کہا۔ "نہیں شعبان، اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ ان کہانیوں کے پس پردہ میرے ذہن میں چھپی ہوئی کوئی خواہش ہے تو اس تصور کو ذہن سے نکال دو۔ یہ تمہاری وسیع دنیا جو میرے سامنے پھیلی ہوئی ہے میرے لیے بے مقصد ہے، اس دنیا سے میں وہ سب کچھ حاصل کر سکتا ہوں جو مجھے درکار ہے، لیکن میرا مشن میرا مقصد کچھ اور ہی ہے اور اگر میں ابھی سے تمہیں اس کے بارے میں سمجھانا شروع کر دوں تو تم مزید شبہات کا شکار ہو جاؤ گے، میں نے ایک کوشش کی تھی تمہارے ذہن کو ٹٹولنے کی، لیکن تمہاری عمر ابھی بہت کم ہے، تم اپنی جسامت اپنے حلیے سے جتنے نظر آتے ہو اس سے بہت چھوٹے ہو میرے بچے، ایسا کرو کہ میری کہی ہوئی باتوں کو ابھی اپنے ذہن سے نکال دو، اور صرف میرا ساتھ دو......"

"آپ بزرگ ہیں پروفیسر، میں آپ کا اب بھی احترام کرتا ہوں اور بے حد احترام کرتا ہوں، لیکن ایک بات میں بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو بتادوں، میری زندگی کا آغاز جہاں سے ہوا ہے اس کے کچھ نقوش اب بھی میرے ذہن پر موجود ہیں، ایک چھوٹی سی بستی تھی، جہاں میں نے آنکھ کھولی اور اس بستی کے رہنے والے بہت سیدھے سادے لوگ تھے، جن کی زندگی کے وسائل کچھ بھی نہیں تھے، پھر اسد شیرازی صاحب اور آنٹی دردانہ مجھے وہاں سے لے آئے اور انہوں نے میرے سامنے عیش و عشرت کے دروازے کھول دیے، انہوں نے مجھے تربیت دی، انہوں نے مجھے دنیا دکھائی، مجھے انسان بنایا، مجھے اپنی زندگی کے بارے میں بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے پروفیسر کہ میں سمندر میں پیدا ہوا، میرے ماں باپ تھے اور وہ سمندری طوفان کا شکار ہو گئے تھے، پروفیسر اس سے آگے کی کہانیاں صرف وہ ہیں جو بیرونی دنیا سے میرے کانوں تک پہنچی ہیں، اپنی حقیقت میں جانتا ہوں میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی اور کہانی سنانے کی کوشش نہ کی جائے، سمندر میں تیرنے کی جو صلاحیتیں میرے اندر موجود ہیں، میں خود بھی ان سے واقف ہوں اور کبھی بھی اس کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں، میں اپنی ان صلاحیتوں کے ساتھ آپ کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے تیار ہوں، لیکن پروفیسر کسی ایسی کہانی کے ساتھ نہیں جو مجھے مجھ سے جدا کر دے، سمجھ رہے ہیں نا آپ، میرا مقصد ہے اگر آپ مجھے ایک بالکل ہی معصوم بچہ سمجھتے ہیں تو یہاں آپ غلط فہمی کا شکار ہیں، میرے ذہن کو بھٹکائے بغیر اگر آپ مجھے اپنے کام میں لا سکتے ہیں تو میں خوشی سے تیار ہوں اس کے لیے، لیکن اگر کہانیوں میں الجھا کر مجھے آپ نے کسی اور راستے پر لگانے کی کوشش کی تو پروفیسر میں آپ سے متفق نہیں ہو سکوں گا۔"

پروفیسر کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو رہا تھا، اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات پیدا ہو چکے تھے، اب وہ خونخوار نگاہوں سے شعبان کو گھور رہا تھا اور شعبان کے چہرے پر بے پروائی کے نقوش گہرے ہوتے جا رہے تھے، جیسے وہ پروفیسر کو نظر انداز کر رہا ہو، کافی دیر اسی انداز میں گزر گئی اور اس کے بعد پروفیسر کا چہرہ معتدل ہوتا چلا گیا، پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے کہا۔

"یہ تمہارے ایک اچھا انسان ہونے کی دلیل ہے، حالانکہ تمہارے الفاظ نے مجھے غصے میں مبتلا کر دیا تھا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ تم مجھ پر واقعی شبہ کر رہے ہو لیکن پھر میں نے اپنا نظریہ تبدیل کر دیا، ہاں میں تم سے کبھی یہ نہیں کہوں گا کہ تم اسد شیرازی سے بغاوت کر دو یا اس کے کسی مقصد کے خلاف کام کرو، دردانہ بھی تمہاری محسن ہے اور اگر تم اپنے محسنوں کو ہر طرح سے اولیت دینا چاہتے ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا، میرا یہ مقصد قطعی نہیں تھا کہ کسی بھی حکم کے لیے تمہیں اسد شیرازی یا دردانہ کی مرضی کے خلاف استعمال کروں، بالکل نہیں، یہ لوگ ہمارے ساتھی ہیں، آؤ میں تم سے اسی زبان میں گفتگو کروں جو تمہاری پسند کی زبان ہوگی، درحقیقت میری پسند کی زبان ذرا مختلف ہے، لیکن اس کا مفہوم غلط نہیں ہے، دیکھو بڑے سچے دل اور بڑی صاف گوئی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اختاطون ہماری بھی ضرورت ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں، شعبان میرے بچے میرے دوست اختاطون کے ذریعے ہمیں بہت سی ایسی مشکلات کا حل تلاش کرنا ہے جو ہمارے راستے میں ہمیشہ

رکاوٹ رہی ہیں، لیکن دردانہ، اسد شیرازی اور وہ جو یہاں اچھے انسان ہیں ہم سے دور نہیں رہیں گے، میں امیر ارتقاء کے بارے میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ جب تک یہ عورت جس کا کوئی نام نہیں ہے اس جہاز پر موجود ہے حالات بہتر نہیں ہو پائیں گے، لیکن ہم کسی انسان کو نقصان بھی تو نہیں پہنچا سکتے، یہ فیصلہ کرنا تو امیر ارتقاء کا کام تھا کہ وہ کسے کیا درجہ دیتا ہے، لیکن اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ چکی ہے اور وہ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا، بہرحال اس نے ایک مطالبہ کیا ہے اور تم کیا سمجھتے ہو کیا غوطہ خور سمندر سے اتنی دولت نکال لائیں گے کہ وہ امیر ارتقاء کے مطالبہ پورا کر دیں، نہیں ہو سکے گا ایسا اور وہ عورت کبھی ایسا نہیں ہونے دے گی، کیونکہ سمندر سے نکلنے والے موتی مختلف قیمتوں کے ہوتے ہیں اور وہ یقیناً ان قیمتوں سے انحراف کرے گی، امیر ارتقاء ہاشی نے جہاز کی قیمت مقرر کر دی ہے، یہ قیمت اگر اسے سونے کے انبار کی شکل میں مل جائے تو پھر اس کے پاس اعتراض کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا، سمجھ رہے ہو نا تم.... اور میں تمہیں ایک ایسی کشتی کے بارے میں بتا رہا تھا جو غرقاب ہے اور یہیں سمندر میں کہیں موجود ہے، اس کے بارے میں تم صرف اتنا سمجھ لو کہ سمندر کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے اس کشتی کا علم ہوا اور خوشی سے میں اب بتا سکتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہے، اس کے لیے میرے پاس مختلف ذرائع ہیں، جنہیں تم خود بھی تسلیم کرو گے اور صرف میں اور تم ہیں جو اس کا صحیح جائزہ لینے کے بعد یہ کام کر سکتے ہیں، میں اتنی طویل گفتگو تم سے صرف اس لیے کر رہا ہوں کہ سمندر سے وہ سونا حاصل کرنے کے بعد ہم اسے امیر ارتقاء کو دے دیں گے اور اختاطون ہماری ملکیت بن جائے گا اور اگر اس میں بھی کوئی گڑبڑ کی گئی تو پھر مجبوراً دوسرے طریقے اختیار کرنے پڑیں گے، کیونکہ اختاطون ہم لوگوں کے کنٹرول میں رہنا چاہیے، ایک عورت کے کنٹرول میں نہیں۔"

"میں آپ سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں پروفیسر! حالانکہ صورتحال کے بارے میں مجھے تفصیلات نہیں بتائی گئیں لیکن جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ اختاطون پر اب وہ حالات نہیں ہیں جو پہلے تھے۔"

پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ چند لمحات سوچتا رہا، پھر اس نے وہ نقشہ اٹھایا، جو بڑی محنت سے بنایا تھا اور اس کے پرزے پرزے کر دیے، وہ خود بھی بددلی کا شکار نظر آتا تھا، شعبان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے کہا۔

"میرے لیے کوئی اور حکم پروفیسر۔"

"صرف اتنا کہ ہر حالت میں مجھ سے تعاون کرنا، میں تمہارا دوست ہوں اور ہمیشہ تمہارا دوست رہوں گا۔"

"مجھے اس پر کوئی شک نہیں ہے پروفیسر، کیا اب میں جا سکتا ہوں۔"

"ہاں تمہارا بہت بہت شکریہ۔" پروفیسر نے کہا اور شعبان وہاں سے واپس پلٹ پڑا، پروفیسر عجیب سی نظروں سے شعبان کو دیکھتا رہا تھا۔

❀

جہاز کی پررونق فضا مسموم ہو گئی تھی، اب تک جو سفر کیا گیا تھا وہ انتہائی خوشگوار حالات میں کیا گیا تھا، کوئی بھی شخص اپنے آپ کو کسی کا محکوم نہیں سمجھتا تھا، سب کے سب اپنے اپنے کاموں میں مست رہتے تھے اور جب شام ہو جاتی تھی تو انہیں یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ کسی اجنبی جگہ نہیں ہیں تاحد نگاہ بیکراں سمندر نہیں ہے، بلکہ بالکل انہیں گھر کا سا ماحول مل جاتا تھا، ہنسنا بولنا ایک دوسرے سے خوش گپیاں کرنا یہ سب کچھ جہاز میں موجود ہر شخص کو خوشیوں سے ہمکنار کیے ہوئے تھے، لیکن اب ایک عجیب سی اداس فضا پیدا ہو گئی تھی، اختاطون لنگر انداز تھا، اور ہر شخص صرف ایک ہی تصور میں ڈوبا نظر آتا تھا کہ اسے سمندر سے دولت نکالنی ہے، غوطہ خوروں نے جہاں جہاں تک ان کی رسائی ہو سکتی تھی کوشش کر کے قیمتی سیپیاں اور موتی وغیرہ نکالے تھے، لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ جہاں اختاطون لنگر انداز ہو گیا تھا، وہاں جواہرات کے انبار ہوں۔

غوطہ خوروں نے اعلان کیا کہ اب دور دور تک کے علاقے میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے قیمتی کہا جا سکے اور یہ بات کیپٹن ایڈگر کو بتادی گئی تھی اب دو فریق بن گئے تھے، ایڈگر پارٹی اور دوسری شخصیت امیر ارتقاء کی تھی، وہ اپنی عقل و دانش سے اس طرح ہاتھ دھو بیٹھے گا یہ بات کسی کے تصور میں بھی نہیں تھی، کیپٹن ایڈگر نے جہاز کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا اور اسی رات لنگر اٹھا دیا گیا، ایڈگر بہت سنجیدہ رہنے لگا تھا، جو اشیاء سمندر سے برآمد ہوئی تھیں ان کی مالیت کا

اندازہ لگایا جا سکتا تھا، ایڈگر نے اسد شیرازی سے کہا۔
"ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سمندری خزانہ ہمیں کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے اور ہم امیر ارتقاء کا مطالبہ پورا کرنے میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں، بات بہت بگڑ گئی ہے اور ہمیں اس کے علاوہ بھی کچھ اور سوچنا چاہیے۔" اسد شیرازی نے رخسار کھجاتے ہوئے کہا۔

"دو ہی صورتیں ہیں کیپٹن ایڈگر! اول تو یہ کہ ہم امیر ارتقاء کے مقصد کی تکمیل کے لیے سمندروں میں سفر کرتے رہیں اور اس وقت تک اپنے مقاصد کو ترک کر دیں جب تک کہ اس کا مطالبہ پورا نہ کر دیا جائے، دوسری یہ کہ ہم ان تمام کاموں سے دستبرداری کا اعلان کر دیں اور امیر ارتقاء سے کہیں کہ ہمیں کسی بھی ملک کے ساحل پر چھوڑ دے اور خود اختاطون کو لے کر جہاں چاہے، اب ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں رہا ہے۔"
ایڈگر تڑپ گیا اس نے کہا۔ "نہیں اسد شیرازی یہ ممکن نہیں ہے، چاہے اس کے لیے مجھے جان ہی کیوں نہ دینی پڑے، اختاطون کی تیاری میں میں نے اپنے تجربات کا نچوڑ صرف کیا ہے، ایسا جہاز کوئی اور کمپنی یا کوئی اور شخص نہیں تیار کر سکتا، لیکن اس میں جو کچھ میں نے مہیا کیا ہے وہ کسی ایک جہاز میں ممکن نہیں ہے، اسد شیرازی یوں کہہ لیجیے کہ اپنی طوفانی زندگی کو پر سکون کرنے کے بعد میں نے ایک بار پھر طوفان سے آشنائی کی ہے اور میں اس غیر معمولی جہاز کو کسی ایسے شخص کی تحویل میں نہیں دے سکتا جو بعد میں اس سے دوسرے مقاصد حاصل کرنے میں مصروف ہو جائے، امیر ارتقاء چیز ہی کیا ہے، صرف ایک دولت مند اور اوباش طبع آدمی، جس نے اپنے آپ کو ایک عورت کے لیے وقف کر کے سب سے منہ موڑ لیا ہے، وہ بھلا اختاطون کی قدر کیا کر سکے گا، ہمیں ہر قیمت پر یہ جہاز اپنے قبضے میں رکھنا ہوگا، پروفیسر کیونکہ ایسا دوسرا جہاز اور اس پر موجود دوسرے اوزار حاصل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔"

اسد شیرازی کے چہرے پر غم آلود کیفیت پھیل گئی اس نے کہا۔ "تو میں یہ کب چاہتا ہوں، لیکن اس کا جو مطالبہ ہے کیا ہمارے لیے ممکن ہے۔ تم خود سوچو سمندروں سے موتی نکالنا اور ایک نامعلوم شے کی تلاش میں سمندروں میں بھٹکتے پھرنا ہمیں ہمارے مقاصد سے کس قدر دور کر دے گا اور پھر کیا ضروری ہے امیر ارتقاء ہماری پیش کی ہوئی دولت کی مالیت وہی تسلیم کرے، جو ہو، وہ اپنی پسند سے قیمت لگا سکتا ہے، یہ کام نہایت مشکل ہوگا۔"
"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا پڑے گا اسد شیرازی، میں نہیں چاہتا کہ مجھے کوئی ناگوار فرض انجام دینا پڑے، امیر ارتقاء کو ہم اپنا محکوم بھی بنا سکتے ہیں، کونسی ایسی قوتیں رکھتا ہے وہ....."
"نہیں کیپٹن نہیں، ہم میں اور ان سمندری لٹیروں میں کچھ فرق تو ہونا چاہیے، جو قزاقی کرتے ہیں، ہم امیر ارتقاء کے ساتھ یہ سلوک بھی کر سکتے ہیں لیکن نہیں۔"

"اسد شیرازی برائی کے جواب میں نیکیاں پھیلانے کی کوشش میرے نزدیک ایک احمقانہ عمل ہے، براہ کرم آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنے طور پر بھی کچھ کروں۔" کیپٹن ایڈگر نے کہا۔
"نہیں ایڈگر یہ مناسب نہیں ہوگا میرے دوست میری بات مان لو ہم اپنے مقصد کو نیکیوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں، اس میں بدی نہیں آنی چاہیے۔"
ایڈگر ہونٹ سکوڑ کر خاموش ہو گیا، اسد شیرازی تشویش کا شکار ہو گیا تھا، اس نے اس رات دردانہ اور شعبان سے بھی مشورہ کیا اور ان دونوں کی موجودگی میں اس نے کہا۔
"دردانہ بد نصیبی سے ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اب ہاتھ ملنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے، وہ عورت یقینی طور پر شیطان کی آلۂ کار ہے اور جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ میں اب اس کے بارے میں شبے کا شکار ہو گیا ہوں تو یقیناً کوئی ایسی قوت ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہے جو ہمیں مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دینا چاہتی، ہمیں اس کے خلاف کیا کرنا چاہیے۔"
شعبان نے کہا۔ "انکل شیرازی اگر آپ حکم دیں تو میں اس عورت پر اپنا اثر استعمال کروں۔"
دونوں چونک کر شعبان کو دیکھنے لگے اور پھر دردانہ نے کہا۔
"نہیں شعبان تم ابھی اپنے آپ کو محفوظ رکھو، تم سے ہماری بہت سی امیدیں وابستہ ہیں، جو عورت صحیح فیصلے

کر سکتی ہے اور تنہا ہونے کے باوجود جہاز کی تقدیر بدل سکتی ہے وہ معمولی صلاحیتوں کی مالک نہیں ہوگی، ہم شعبان کو اس کے راستے پر نہیں ڈال سکتے۔"
"ہاں شعبان ابھی تم اس سلسلے میں یہ سب کچھ نہ کرو، البتہ میں تمہیں ایک اور بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، کیا تم میری ہدایت پر اپنی ذمہ داری سنبھال سکو گے۔"
"کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں انکل شیرازی کہ میں خود بھی الجھنوں کا شکار ہو گیا ہوں، مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے آپ نے جن لوگوں کو جمع کیا ہے وہ سب اپنے اپنے مقصد کے لیے عمل کر رہے ہیں، کوئی بھی آپ کے مقصد سے مخلص نہیں ہے۔" شعبان نے کہا۔
"یہ الفاظ تم نے کسی خاص نکتہ نگاہ سے کہے ہیں۔" اسد شیرازی نے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"جی انکل یہی بات ہے۔"
"کیا؟" دونوں سحر زدہ سے ہو کر شعبان کو دیکھنے لگے۔
"پروفیسر بیرن بہت اچھے انسان ہیں، میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ سمندر میں وہ انتہائی پراسرار قوتوں کے مالک نظر آتے ہیں، وہ عمر رسیدہ ہیں، لیکن وہ کچھ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جو میرے لیے ناقابل فہم ہیں۔"
"کیا۔"
"وہ مجھے کسی اور دنیا کی یاد دلاتے ہیں، ایسی کہانیاں سناتے ہیں جو میرے ذہن کو مضطرب کر دیتی ہیں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔"
"مثلاً..... مثلاً..... اسد شیرازی نے سوال کیا۔"
"بس وہ ایک کشتی کی کہانی سنا رہے ہیں جو سونے سے بھری ہوئی ہے اور یہ کشتی کسی لوکائی کی ہے، جو روشنی کے سفر پر چلا تھا ایسی پراسرار کہانیاں سنا کر وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں اپنے ذہن میں ان صلاحیتوں کو بیدار کروں جو میری اصلیت سے تعلق رکھتی ہیں، میں ان باتوں سے بری طرح الجھ جاتا ہوں، پروفیسر بہت اچھے انسان ہیں، یہ بات میں اب بھی کہتا ہوں لیکن وہ مجھے یہ کہانیاں کیوں سنا رہے ہیں۔"
دردانہ اور اسد شیرازی حیران نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، پھر اسد شیرازی نے کہا۔
"پروفیسر کو میں برا انسان نہیں سمجھ سکتا، آخر ان کہانیوں کا مفہوم کیا ہے، کیا میں ان سے اس بارے میں معلومات حاصل کروں۔"
"ابھی اس بارے میں پروفیسر بیرن سے ایک لفظ بھی نہیں کہیں گے اور نہ ہی اپنی کسی بات سے اس کا اظہار کریں گے کہ آپ کو میں نے یہ تمام تفصیلات بتائی ہیں، میں آپ لوگوں کے سائے میں پروان چڑھا ہوں انکل شیرازی، اس دنیا کو آپ نے مجھے جس قدر سمجھایا ہے میں نے حتی الامکان سمجھنے کی کوشش کی ہے، لیکن...... لیکن ابھی کچھ باتیں باقی ہیں، میں یہ نہیں چاہتا کہ وقت سے پہلے وہ سامنے آجائیں، اگر میں آپ سے کچھ کہہ دوں تو اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ میرے آگے بڑھنے کے راستے روک دیں، پروفیسر نے اپنی بیٹی سینڈرا کو میرا دوست بنایا ہے، سینڈرا بہت نفیس لڑکی ہے، بہت سادہ اور معصوم ہے، اس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ پروفیسر میری قربت چاہتا ہے اور اس کی وجہ اس نے یہ بتائی ہے کہ میں چونکہ سمندر میں ایک انوکھی حیثیت رکھتا ہوں اس لیے پروفیسر میری جانب متوجہ ہے۔"
اسد شیرازی نے تعجب سے شعبان کی بات سنی، پھر بولا۔ "نہیں ہرگز نہیں، میں نے ایک چھوٹی سی بات سے

متاثر ہو کر اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے اور اس کے لیے میں نے جو کچھ کیا ہے دردانہ تم جانتی ہو میں یہ سب کچھ ضائع نہیں کر سکتا، میرا ادارہ تحقیقات میں مصروف ہے اور میں بالآخر دنیا کو وہ کچھ دے کر جاؤں گا جو رہتی دنیا تک کار آمد رہے یہ بات یہ نظ... آج بھی میرے دل میں زندہ ہے اور میں اس کی تکمیل کے لیے زندگی کی آخری سانس تک جدوجہد کرتا رہوں گا، یہ میرا عزم ہے اور اسی سے میری زندگی کے تار منسلک ہیں۔" اسد شیرازی جذباتی ہو گیا تھا، شعبان نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اور انکل میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اپنی اس جدوجہد میں تنہا نہیں ہیں، آپ نے شعبان کو مچھلی پکڑنے والوں کی ایک بستی سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر لا رکھا ہے یہ سب میری زندگی پر ایک ایک لمحہ کا قرض ہے او میں ایک ایک لمحہ آپ کی محبت، آپ کی رفاقت اور آپ کے مقصد کی تکمیل میں صرف کر دوں گا انکل شیرازی میں یہ نہیں کہتا کہ میری رگوں میں کوئی بہت ہی قیمتی خون دوڑ ہے لیکن قیمتی لوگ صرف بلند و بالا کوٹھیوں اور عالی شان مکانات میں نہیں پائے جاتے وہ مچھیروں کی بستی میں بھی مل سکتے ہیں، ہوسکتا ہے میرا باپ اچھے خون کا مالک ہو اور میر اسی اچھے خون کے حوالے سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو ک میں نے کہا ہے اس کی تکمیل میں بھی زندگی کی آخری سان صرف کر دوں گا، یہ میرا عزم ہے۔"

اسد شیرازی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ نم نگاہوں سے شعبان کو دیکھتا رہا پھر جذباتی ہو کر وہ اٹھا او نے شعبان کو اپنے سینے سے بھینچ لیا اور وہ گلوگیر آواز میں

"شعبان میرے بیٹے، میرے بچے، تمہیں آج بھی ا وہ بستی یاد ہے جہاں تم نے ہوش سنبھالا تھا، میں خود بھی سے متعلق ہوں، اچھی نسل اور اعلیٰ خون کہیں بھی پیدا ہوسکتا ہے، اس کے لیے جگہ مخصوص نہیں ہوتی، آج تم نے مجھے وہ سب کچھ دے دیا ہے جس کی آرزو کبھی کبھی میرے دل میں بیدار ہوتی رہتی تھی، دردانہ میں آج تمہیں اپنی زندگی کی ایک انوکھی کیفیت سے روشناس کرا رہا ہوں، کچھ ایسے عوامل تھے جن کی بنا پر میں نے اپنی زندگی کے لیے یہ ڈگر اپنائی تھی، مہم جوئی کی زندگی میں، میں کچھ بھولنا چاہتا تھا، میں اپنی کہانی دہرانا پسند نہیں کروں گا، بس یوں سمجھ لو میں نے اپنے آپ سے بغاوت کی تھی اور خود کو ایک نئی دنیا کی جانب مائل کر لیا تھا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ مجھے اس میں کامیابی حاصل ہوتی چلی گئی اور اپنی شخصیت کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن کبھی کبھی انتہائی انوکھے لمحات میں زندگی سے بہت دور چلا جاتا تھا میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی تھی وہ یہ کہ کاش میں بھی عام انسانوں جیسا ہوتا، ایک چھوٹا سا گھر بناتا اپنے لیے اور اس گھر میں میری زندگی کے وہ تمام سامان ہوتے جو اس دنیا میں رہنے والوں کی پہلی اور آخری آرزو ہوتے ہیں، اس آرزو میں ایک بیٹا بھی شامل تھا، ایک ایسا بچہ جو آنکھیں بند کر کے مجھ پر صرف مجھ پر بھروسہ کرے اور ساری دنیا کو مجھ پر ترجیح دے، جب یہ سب کچھ مجھے نہیں مل سکا تو میں نے اسے ایک حسرت کی شکل میں اپنے سینے میں دبا لیا، یہ آرزو کئی بار میرے دل میں ابھری، لیکن میں جانتا تھا کہ اس کی تکمیل ممکن نہیں ہے، مگر..... مگر دردانہ میری سوچ محدود تھی، مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ کبھی کسی شکل میں اس طرح میری اس آرزو کی تکمیل ہو جائے گی، آج جہان کے ان الفاظ نے مجھے وہ تحفہ بخش دیا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ شعبان سے مخاطب ہوا "کون کہتا ہے کہ تو کسی مچھیرے کا بیٹا ہے کون کہتا ہے کہ تجھے کہیں سے لایا تھا، تو میرا بچہ ہے، میرا بیٹا ہے، ہاں ایک بیٹا ہی والدین کے عزم کو پورا کرتا ہے، تو نے میرے دل کو وہ ڈھارس دی ہے شعبان جسے اس دنیا کی کسی قیمت پر نہیں خرید سکتا تھا، بے شک شعبان بے شک مجھے یقین ہے کہ تو میرا عزم پورا کرے گا، میرے بیٹے میرے بچے......"

اسد شیرازی دیوانہ وار شعبان کو چومنے لگا، دردانہ کی آنکھیں بھی آنسو برسانے لگی تھیں اور ایک عجیب سا ماحول پیدا ہو گیا تھا پھر دردانہ نے اسد شیرازی سے کہا۔

"سر آپ بہت زیادہ جذباتی ہو گئے ہیں، ہمیں شعبان پر تو ہمیشہ سے ہی یہ یقین تھا، میرا خیال ہے خود کو سنبھالنا چاہیے اور ہمیں آئندہ کے لیے ایک پروگرام ترتیب دینا چاہیے۔"

"کیپٹن ایڈگر تشدد پر آمادہ ہے اور اس کا کہنا درست بھی ہے، وہ کہتا ہے کہ افلاطون اس نے جس محنت سے تیار کرایا ہے اس میں اس نے اپنی زندگی کا سارا تجربہ اور نچوڑ

شامل کر چکا ہے اسے کسی بھی طور اس کے ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے، بظاہر یوں لگتا ہے جیسے کیپٹن ایڈگر ہمارے مقاصد سے متفق ہے، چنانچہ اس کے جذبات بھی بالکل درست ہیں، لیکن میں جہاز پر تشدد نہیں چاہتا، اس کے نتیجے میں خونریزی ہوگی اور اس کے بعد میں کبھی یہ نہ کہہ سکوں گا کہ میں نے انسانیت کی بھلائی کے لیے قدم اٹھایا تھا، ہم لوگ ہوس کے غلام ہو کر رہ جائیں گے، چنانچہ سب سے پہلی کوشش ہمیں اس سے بچنا ہے۔"

"لیکن انکل یہ صورتحال ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے، امیر ارتقاء کو عین سمندر میں یہ اعلان نہیں کرنا چاہیے تھا، اگر وہ اس قسم کے کوئی مقاصد رکھتا تھا تو اسے پہلے ان سے آگاہ کرنا چاہیے تھا، تاکہ ہم اپنے طور پر بھی مناسب فیصلے کر سکتے۔" شعبان بولا۔

"ہاں میں جانتا ہوں، اس نے بدعہدی کی ہے، لیکن میں اب بھی اسے بے گناہ سمجھتا ہوں، وہ بس اپنی فطرت کے مطابق اس عورت کے جال میں پھنس گیا ہے۔"

"تو ہم اس عورت ہی سے نجات کیوں نہ حاصل کر لیں۔" شعبان نے کہا۔

"نہیں شعبان ہوش سے کام لینا ہوگا، تم نے ابھی ایک کشتی کا تذکرہ کیا ہے، جس کی نشاندہی پروفیسر نے کی ہے۔"

"ہاں پروفیسر نے مجھے گہرے پانیوں کی ایک کہانی سنائی ہے، اس نے بتایا ہے کہ لوکائی نامی ایک شخص ایک کشتی کو سونے سے اور رنگین پتھروں یعنی جواہرات سے بھر کر چلا تھا، روشن دنیا کی تلاش میں مگر وہ غرق ہو گیا، پروفیسر نے ایک نقشہ بھی بنایا تھا جس کے تحت وہ اس کشتی تک پہنچ سکتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ اگر ان جواہرات کی صحیح قیمت نہ لگائی جا سکے تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہوگی، جبکہ سونے کی قیمت کا تعین کیا جا سکتا ہے اور یہ سونا اس کشتی سے نکال کر امیر ارتقاء کو پیش کیا جا سکتا ہے۔"

"مگر وہ کشتی کہاں ہے۔"

"پروفیسر کے ذہن میں۔"

"تو تم اس سے رابطہ رکھو اور اس کشتی کی تلاش میں اس کی مدد کرو شعبان۔"

"بہتر ہے انکل، آپ کی ہدایت بھی مجھے مل چکی ہے، اپنے طور پر بھی میں نے یہی سوچا تھا، لیکن ایک بات میں بھی آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور کہو۔"

"ہمارا ایک نظریہ ہونا چاہیے، میں آنٹی دردانہ اور آپ، ہم نے اس مقصد کا آغاز کیا ہے اور ہم اس کے لیے اپنی تمام تر جدوجہد کریں گے، باقی تمام افراد ہمارے ساتھی ہیں اور انہیں ہم صرف اپنا آلۂ کار قرار دیتے ہیں، ان میں جو بھی ہم سے تعاون کرے ہم اسے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے اور جو بھی ہمارے راستے کی رکاوٹ بنے اس کے لیے ہمیں صحیح فیصلے کرنا ہوں گے، جو کچھ اب تک سمندری تحقیقات سے حاصل ہو سکا ہے، اس کو منتقل کرنے کے لیے آپ اتنی جلد بازی نہ کریں، ہوسکتا ہے ہم اور بہترین چیزیں لے کر اپنی دنیا میں واپس جائیں، اس وقت تک ہمیں تھوڑی سی سمجھ داری سے کام لینا ہوگا اور وقت اور حالات کو مد نگاہ رکھ کر اپنے لیے دوستوں کا انتخاب کرنا پڑے گا اور آپ انکل شیرازی، آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ ساری ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دیجیے گا، بے شک آپ کے سامنے میں ایک معصوم اور احمق قسم کا نوجوان ہوں، لیکن تھوڑے عرصے مجھے ایک آزمائشی مرحلے سے گزرنے دیجیے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ میں اپنی کوششوں میں ناکام رہا ہوں تو پھر میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا۔"

اسد شیرازی پرخیال انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے.... مجھے منظور ہے۔"

"بہت بہت شکریہ، اب مجھے اجازت دیجیے۔"

"کہاں جا رہے ہو؟" اسد شیرازی نے سوال کیا۔

"برج پر، کیونکہ وہاں میری ذمہ داریوں کا آغاز ہوتا ہے، آج رات کی ذمہ داری نائب کپتان کی حیثیت سے مجھے سونپی گئی ہے۔"

شعبان برج پر آ گیا اور اس نے نائب کپتان کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کیپٹن ایڈگر ٹہلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا، اس کا چہرہ ستا ہوا تھا، اس نے مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور بولا۔

"ہیلو کیپٹن شعبان۔"

"نہیں سر، کیپٹن تو آپ ہیں۔"

"نائب سہی، بہرطور تم بہت ذہین اور بہترین کپتان

ثابت ہوسکتے ہو۔"

"بے حد شکریہ جناب۔"

"دراصل اب ہمیں کچھ ایسے معاملات کی جانب قدم اٹھانا ہے جو ناخوشگوار بے شک ہوں گے لیکن ہم ان کے لیے مجبور ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں کیپٹن ایڈگر۔"

"سمندر میں تمہاری صلاحیتوں کو میں دیکھ چکا ہوں اور تم سے اس کا اظہار بھی کرچکا ہوں، ان صلاحیتوں کو صحیح انداز میں بروئے کار لانا اب ہمارے لیے ناگزیر ہوگیا ہے، جہاز پر جو فضا پیدا ہوگئی ہے وہ بہت خوفناک ہے، میں تمہیں ایک اور ذمہ داری سونپنا چاہتا ہوں۔"

"جی سر فرمائیے۔" شعبان نے کہا۔

"دیکھو ایک کپتان کی حیثیت سے مجھے اس بات کا یقین ہے کہ جو پروفیشنل ملاح میں وہ ایک نظریہ رکھتے ہیں، یعنی یہ کہ آنکھیں بند کر کے کپتان کی ہدایت پر عمل کرنا، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے کون کون اس نظریے کا قائل ہے، تمہیں خاموشی کے ساتھ ان لوگوں کا جائزہ لینا ہے اور صرف یہ اندازہ لگانا ہے کہ ان میں سے کون کون ہمارا ساتھی بن سکتا ہے۔"

"جی سر مجھے یہ کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"بس فی الحال تمہاری ذمہ داری یہی ہے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ مزید کیا کرنا ہے۔"

ایڈگر کچھ دیر تک برج پر اس کے ساتھ رہا، پھر وہاں سے واپس پلٹ آیا، شعبان عجیب سے احساسات کا شکار تھا، بہت دیر تک وہ پرخیال انداز میں سمندر پر نگاہیں جمائے رہا، پھر اس نے گردن جھٹکی اور نائب کپتان کی حیثیت سے گشت کرنے نکل پڑا، وہ عرشے پر ٹہلتا ہوا اس تاریک حصے کی جانب پہنچ گیا، جو جہاز کا عقبی حصہ تھا، یہاں عرشے پر اس نے ایک انسانی جسم متحرک دیکھا، وہ چونک پڑا اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا وہ پروفیسر تھا جو عجیب انداز میں نظر آرہا تھا، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اس کے دونوں ہاتھ دائیں بائیں سر پر ٹکے ہوئے تھے اور گردن آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھی، اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی نظر آرہی تھیں اور وہ بار بار پہلو بدل کر اپنا رخ تبدیل کررہا تھا، شعبان کو اس کی یہ کیفیت دیکھ کر حیرت ہوئی، لیکن اس نے پروفیسر کے کام میں مداخلت نہیں کی البتہ کچھ فاصلے پر کھڑا ہوکر اسے دیکھتا رہا، پروفیسر کے اندر ایک عجیب سی ہیجانی کیفیت پائی جاتی تھی، وہ بار بار اپنی جگہ سے اچھل اچھل کر رخ تبدیل کررہا تھا، لیکن اس کا چہرہ آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا اور پھر ایک جگہ وہ سیدھا ہوگیا اور آہستہ آہستہ اس نے اپنے انداز میں تبدیلی پیدا کرلی، وہ فرش پر چت لیٹ گیا تھا اور آسمان کو دیکھتا رہا تھا، شعبان نے اب بھی اسے مخاطب نہ کیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور وحشت زدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا، تب ہی اس کی نظریں شعبان کی جانب اٹھ گئیں اور وہ ایک لمبی چھلانگ لگا کر شعبان کے قریب پہنچ گیا، شعبان کو اس کا یہ انداز انتہائی پراسرار محسوس ہوا تھا، پروفیسر شعبان کو دیکھتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آہ شعبان میرے بچے، تم یہاں موجود ہو یہ بھی ہماری کامیابی کی دلیل ہے، وقت ہمیں کامیابی کی طرف لے جارہا ہے، مجھے اس وقت شدت سے تمہاری تلاش تھی، دیکھو آسمان میں ان دو ستاروں کو دیکھو جو اپنی جگہ تبدیل کررہے ہیں، وہ دیکھو میری انگلی کی سیدھ میں، میرے اشارے کی جانب۔" اس نے آسمان کی جانب رخ کر کے کہا۔

شعبان آسمان پر نگاہیں جما کر دیکھنے لگا، لیکن اسے کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

"دیکھا دیکھا تم نے یہ ستارے ہمارے راہنما ستارے ہیں اور وہ دیکھو وہ چھ ستارے، جو یکجا ہیں، جانتے ہو کون ہیں، تم نہیں جانتے، جاننے کی کوشش بھی نہ کرو، ابھی تمہارا ذہن اس طرف پہنچنے کے قابل نہیں ہوسکا ہے آنے والا وقت تمہارے ذہن میں وہ تمام کھڑکیاں کھول دے گا جن کی تمہیں ضرورت ہے، لیکن وقت اپنا عمل خود دہراتا ہے، غلطی میری ہے، تم انہیں نہیں دیکھ سکتے، چنانچہ ان کا تذکرہ ہی بیکار ہے، شعبان میرے دوست جہاز کا رخ تبدیل کرنا پڑے گا ہم مخالف سمت میں جارہے ہیں، آہ کیا تم میری بات پر توجہ دو گے، کیا جو کچھ میں کہوں گا تم اسے مان لو گے۔"

شعبان ایک لمحے تک پروفیسر جیرن کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "ہاں میں تمہاری بات مانوں گا پروفیسر کہو۔"

"تو پھر جہاز کا رخ فوراً بدلوادو، ہم بہت فاصلے پر نکل آئے ہیں، کل، آج رات یا صبح تک یا کل دوپہر تک یا کل شام تک میں تمہیں بتادوں گا، پہلے رخ تبدیل کرادو، میرے بچے رخ تبدیل کرادو۔"

"ہمیں کون سی سمت اختیار کرنی ہے پروفیسر اور آپ آسمان پر ستاروں میں کیا دیکھ رہے تھے؟"

پروفیسر ایک دم سنبھل گیا، اس کے انداز میں جو عجیب سی کیفیت پائی جاتی تھی وہ رفتہ رفتہ ختم ہوگئی اور اس نے ٹھہرے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے جو نقشہ بنایا تھا وہ میرے اپنے لیے تھا، لیکن آسمان پر کھلے ہوئے ستارے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بھی میری معلومات سے مختلف نہیں ہیں، دیکھو ہمارا جہاز غلط سمت جارہا ہے، جس جگہ ہمیں پہنچنا ہے وہ داہنی سمت سفر کرنے کے بعد ہم تک آسکے گی، شعبان کسی قسم کا کوئی پریشان کن خیال اپنے دل میں لائے بغیر جہاز کا رخ اس جانب موڑ دو، سنو یہ کام تم اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر بھی کرسکتے ہو، ابھی کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں، وقت آنے پر ہم سب کچھ صاف صاف بتادیں گے، جہاز کا رخ فوری طور پر تبدیل کرادو، بولو یہ سب کچھ کرسکتے ہو تم۔"

"جی پروفیسر، آپ براہ کرم میرے ساتھ آئیے اور میری راہنمائی کیجیے۔" شعبان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

پروفیسر اس کے ساتھ چل پڑا، برج پر پہنچنے کے بعد شعبان نائب کپتان کی حیثیت سے اپنے پیغامات نشر کرنے لگا اور جہاز کے رخ کو تبدیل کرنے کی ہدایات دیتا رہا، کیپٹن ایڈگر شاید اپنے کیبن میں جاچکا تھا، ویسے بھی وہ لوگ بین الاقوامی سمندروں کی حدود سے گزر کر سفر کررہے تھے اور سمت کا تعین ممکن نہیں تھا، جہاز کو آزادی سے نامعلوم سمندروں کی جانب چھوڑ دیا گیا تھا، بہرحال اس کے احکامات کی تعمیل ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد جہاز نے رخ تبدیل کرلیا، غالباً آرام کرنے والوں کو یہ احساس بھی نہیں ہوسکا تھا کہ جہاز کا رخ ایکدم تبدیل کردیا گیا ہے، پروفیسر شعبان کے ساتھ تھا اور آسمانوں کی جانب دیکھے جارہا تھا، وہ شعبان کو آہستہ آہستہ ہدایات بھی دے رہا تھا اور جب رخ اس کی مرضی کے مطابق تبدیل ہوگیا تو اس نے گہری گہری سانسیں لیں اور بولا۔

"آج کی رات میں اسی تاریک گوشے میں گزاروں گا، براہ کرم کسی کو اس سمت نہ آنے دینا، مجھے تنہا چھوڑ دو، دیکھو ایک بات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، فائدہ ہوگا یقیناً فائدہ ہوگا۔"

"آپ جائیے پروفیسر اور اپنا کام سرانجام دیجیے۔" شعبان نے پراعتماد لہجے میں کہا اور پروفیسر وہاں سے چلا گیا، شعبان گہری سوچوں میں گم تھا، اس نے اسد شیرازی سے وعدہ کیا تھا اور اب اس وعدہ کی تکمیل کے لیے اسے اپنے طور پر بھی اقدامات کرنے تھے، جس کے لیے وہ انتہائی ٹھوس طریقے سے عمل کرنا چاہتا تھا، ایڈگر کے بارے میں اس کے خیالات خراب نہیں ہوسکے تھے اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کسی بھی سلسلے میں ایڈگر سے کچھ کہے گا تو وہ اعتراض نہیں کرے گا۔"

❋

گارتھا وحشیانہ فطرت کی مالک تھی، اس کا ماضی پتا نہیں کیا تھا، لیکن طویل عرصے سے دنیا کے مختلف ممالک اسے جانتے تھے اور اس سے بہت سے ایسے کام لے چکے تھے جو بین الاقوامی نوعیت کے تھے، اوشین ٹریژر نے بھی اسے کئی بار اہم ترین ذمہ داریاں سونپی تھیں اور گارتھا نے بہترین معاوضے کے عوض یہ ذمہ داریاں سرانجام دی تھیں اور اب اوشین ٹریژر کی جانب سے اسے شعبان کو اغوا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اور اس سلسلے میں اسے پے در پے ناکامیاں ہوئی تھیں، جنہوں نے اسے ذہنی طور پر بہت منتشر کردیا تھا، اس کے بعد اوشین ٹریژر کی جانب سے اس کی کارکردگی کا انداز تبدیل کردیا گیا، گارتھا کو اس پر بھی شاید کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن پوائنٹ سیون پر اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا اس کی بناء پر اچانک ہی اس کا دماغ پلٹ گیا تھا اور اس نے [illegible] کے طور پر اوشین ٹریژر والوں کو دو بدترین حادثوں سے دوچار کرایا تھا اور اسی دیوانگی کے عالم میں اس نے اپنی ساتھی لڑکی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، یہ سب کچھ اس نے کس جذبے کی بنیاد پر کیا، شاید اس کا صحیح الفاظ میں اظہار وہ خود بھی نہیں کرسکتی تھی، بس وہ اسی قسم کی عورت تھی اور اب اخناطون پر وہ امیر ارتقاء پر اپنا تسلط جما کر مسرور تھی اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ساری دنیا سے رابطے ترک کرچکی ہو حالانکہ امیر ارتقاء جیسا آدمی اس کے لیے ایک بے

معنی شے تھا، کوئی بھی ایسی کشش اس میں گار تھا کے لیے نہیں تھی جس سے متاثر ہو کر وہ اس پر فدا ہوتی لیکن بس اتنا کافی تھا کہ اسے یہاں اقتدار حاصل ہو گیا تھا اور وہ اپنے مقاصد میں امیر ارتقاد کی وجہ سے کامیابی حاصل کرتی جا رہی تھی، مستقبل کا کوئی منصوبہ اس کے ذہن میں تھا یا نہیں اس کی وضاحت شاید وہ خود بھی نہیں کر سکتی تھی، لیکن اس کی کارروائیاں بدستور جاری تھیں، اس وقت بھی امیر ارتقاد کے کیبن میں وہ بڑے ناز سے مسہری پر دراز تھی اور امیر ارتقاد ایک کرسی پر بیٹھا محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا، گار تھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے کہا۔

"کیا تمہیں نیند نہیں آ رہی امیر۔"

"کیا بتاؤں کلوپیٹرا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے، میں کیوں تمہاری محبت میں اس قدر گرفتار ہو گیا ہوں، میری بقیہ بیویاں یقینی طور پر تم سے جلنے لگی ہوں گی، کیونکہ جب سے تم میری زندگی میں شامل ہوئیں میں نے ان کے چہرے تک نگاہ بھر کر نہیں دیکھے ہیں۔"

"میں نے تم کو اس سے انکار تو نہیں کیا امیر، تمہارے جو مسائل ہیں میں انہیں اپنی زندگی میں شامل کر چکی ہوں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اچھی طرح جانتا ہوں، تم ایک فراخ دل عورت ہو کون کون سی خوبیوں کا تذکرہ کروں، تمہاری ذات تو مجسم خوبی ہے۔"

"ہاں امیر میں یہی چاہتی ہوں کہ میری حیثیت کو تسلیم کیا جاتا رہے اور جہاں بھی میری حیثیت کو ٹھکرانے کی کوشش کی جاتی ہے یا اسے کم کیا جاتا ہے وہاں سے میرا انتقام شروع ہوتا ہے۔"

"میری جانب سے بالکل مطمئن رہنا کلوپیٹرا، میں تمہارے لیے ساری کائنات چھوڑ سکتا ہوں۔"

"اگر تم میرے لیے ساری کائنات چھوڑ سکتے ہو امیر ارتقاد تو میں بھی تم سے یہ وعدہ کرتی ہوں کہ کائنات میں تمہیں اتنا کچھ دوں گی کہ تم اپنے تصور میں بھی نہ پا سکو گے۔"

"مجھے تمہاری حیثیت میں جو کچھ مل گیا ہے کلوپیٹرا اس کے علاوہ مجھے کسی اور شے کی حاجت نہیں ہے، اس طویل سفر سے واپسی کے بعد جب تم میرے ساتھ مصر میں داخل ہو گی تو تمہیں صحیح طور پر اندازہ ہو گا کہ امیر ارتقاد کیا ہے، البتہ ان دنوں تھوڑی سی ذہنی پریشانیوں کا شکار ہو گیا ہوں۔"

گار تھا نے چونکنے کی اداکاری کی اور امیر ارتقاد کو غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیوں کیا پریشانی ہے تمہیں اور وہ ایسی کون سی پریشانی ہے جس کے بارے میں تم مجھے بتانا پسند نہیں کرتے۔"

امیر ارتقاد کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے کہا۔ "دراصل ان لوگوں سے اختلاف مجھے بہت زیادہ پسند نہیں ہے، میں یہ جانتا ہوں کہ ان کی طرف سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں، لیکن جب اخناطون تیار کیا جا رہا تھا اس وقت میرے دل میں صرف یہی تصور تھا کہ ان لوگوں سے مکمل تعاون کروں گا۔"

گار تھا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے، پھر اس نے کہا۔ "امیر ارتقاد دوستی اور محبت بہت قیمتی چیزیں ہیں اور انسان کو یقینی طور پر اپنے دوست بنانے چاہئیں، لیکن دوست وہ نہیں جو بیوقوف بنانے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں، یہ شخص جس کا نام اسد شیرازی ہے بہت تیز اور چالاک آدمی ہے، میری نگاہیں بہت دور تک دیکھتی ہیں، میں تمہیں تمہارے دشمنوں سے ہوشیار کر دیتی ہوں، اگر مجھ پر بھروسہ کرتے ہو تو پھر اس بات پر یقین کرو کہ اس شخص نے مکمل طور پر تمہیں بیوقوف بنایا ہے، یہ سمندری تحقیقات کے بہانے دولت کے انبار جمع کرنا چاہتا ہے، یہ بات تو ایک طے شدہ امر ہے کہ سمندر کی گہرائیوں میں بیش بہا خزانے چھپے ہوئے ہیں، بے شمار لوگوں نے ان خزانوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور بے شمار افراد اس میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں، لیکن وہ مہم جو سیاح اور سمندر گرد یہی تمام لوگ رہے ہیں، کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کر رہا ہے اور اس کی آڑ میں دولت جمع کرتا ہے، جبکہ اس شخص نے ایسا ہی کیا ہے، آخر اس کے پاس وہ کون سے ذرائع تھے جس کے ذریعے یہ سمندر کی گہرائیاں چھان سکتا تھا، دوسروں کے کاندھوں پر بندوق چلا کر اس نے یہ تمام کارروائی کی، اگر یہ سچا اور مخلص انسان ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کے مقصد کی تائید کرتی، لیکن..... لیکن اس نے تمہارے اتنی قیمتی جہاز پر اپنا تسلط قائم کر لیا ہے، یہ تمام لوگ ہوس کے بندے ہیں اور صرف دولت اکٹھی کرنا چاہتے ہیں، اگر یہی بات ہے تو پھر اس دولت کا اصل حقدار امیر ارتقاد کیوں نہ ہو۔"

"سنو امیر! ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی برتنا اب تمہارے لیے بہت خطرناک ہو سکتا ہے، ان لوگوں کے دلوں میں بال پڑ گیا ہے اور یہ تم سے نہ تو پہلے مخلص تھے اور نہ اب مخلص ہوں گے، انہیں اپنا غلام بنا کر رکھو، اسی میں تمہاری بقا ہے، ورنہ سمندروں کے بیچوں بیچ تم نقصان اٹھا سکتے ہو۔"

"میں نے تو تمہاری یہ بات پہلے ہی مان لی تھی، کلوپیٹرا میں نے بھلا اس سے کب انکار کیا ہے، میں تو بس تمہیں یہ بتا رہا تھا کہ دراصل یہ سب کچھ مجھے بہت عجیب سا لگا، لیکن اب تو ایسا ہو ہی چکا ہے۔"

"اپنے فیصلے پر مضبوطی سے قائم رہو اور تم نے جو کچھ کیا ہے اسی پر عمل کرو، یہ لوگ سمندر سے اتنا خزانہ نکال لیں اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، نجانے کتنا عرصہ لگ جائے گا انہیں اتنے موتی اور قیمتی اشیاء اکٹھا کرنے میں، جو قیمت تم نے متعین کر دی ہے اور پھر ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ وہ تمہیں بطور قیمت پیش کریں ہم اسے اسی حیثیت سے تسلیم کر لیں۔" گار تھا نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمندر سے نکلنے والے موتیوں کی قیمت کا تعین تو ہم ہی کریں گے، کیا ضروری ہے کہ ہم انہیں ان کی متعین کردہ قیمت پر خرید لیں، یہ سونا تو نہیں ہے کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کا تعین کر لیا جائے، ہم موتیوں کی قیمت اپنی پسند کے مطابق لگائیں گے اور اتنی قیمت یہ لوگ کبھی نہیں ادا کر سکیں گے۔"

"مگر اس کے بعد کیا ہو گا کلوپیٹرا۔"

"اس کے بعد ہم جب سمندر کی سیر سے اکتا جائیں گے تو [illegible] کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔" گار تھا کا کھنکتا ہوا قہقہہ فضا میں بلند ہو گیا اور امیر ارتقاد بھی بے ساختہ ہنس پڑا۔

*

کیپٹن ایڈگر کے چہرے سے اس کی بددلی کا اظہار ہوتا تھا، وہ بعض اوقات بہت زیادہ مضمحل نظر آنے لگتا تھا، لیکن شعبان اپنے طور پر مطمئن اور پرجوش تھا، البتہ کیپٹن کی کیفیت سے وہ کسی سوچ میں ڈوب گیا آج رات بھی وہ برج پر تھا اور کیپٹن ایڈگر بھی تھوڑی دیر کے بعد اس کے پاس پہنچ گیا تھا، اس نے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو شعبان...... کیا ہو رہا ہے، تمہارا سمندر کیسا جا رہا ہے۔"

"سمندر ٹھیک ہے، کیپٹن ایڈگر لیکن تمہاری اس کیفیت سے میں تشویش کا شکار ہو گیا ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں ڈیئر شعبان۔"

"کیپٹن ایڈگر صحیح معنوں میں ابھی ہمارے سفر کا آغاز بھی نہیں ہوا ہے، کیا اتنے طویل سمندری سفر پر نکلتے ہوئے تم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ہمیں بیشتر ایسے پریشان کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جو ہمارے لیے بہت ہی خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں، ابھی یہ پہلا مرحلہ ہے، لیکن تم مجھے بددل نظر آتے ہو کیپٹن تمہارے جیسے زیرک اور تجربہ کار انسان سے میں اس بات کی توقع نہیں رکھتا تھا۔"

"بہت درست کہا تم نے میرے نوجوان دوست۔" کیپٹن ایڈگر کہنے لگا۔ "لیکن اگر ہمیں سمندری خطرات پیش آتے تو یقین کرو ہم اسی طرح ان کا مقابلہ کرتے جس طرح ہم نے بحری قزاقوں کو فنا کر دیا تھا اور میں اس وقت بڑی مسرت محسوس کرتا اور اپنے آپ کو ایک بار پھر سے نوجوان سمجھتا، لیکن بغل میں جو چھری ماری جاتی ہے وہ زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے، کسی ایسے شخص کی طرف سے اگر ایسی کارروائی ہو جو ہمارا اپنا ہو تو پھر ظاہر ہے مشکلات بڑھ جاتی ہیں اور دکھ بھی زیادہ ہوتا ہے۔"

"امیر ارتقاد اس سحر کا شکار ہو گیا ہے کیپٹن، جو کلوپیٹرا کی شکل میں اس پر طاری ہو گیا ہے، آنے والا وقت اس سحر کو ضرور توڑ دے گا، مجھے یقین ہے۔"

"میں اس بلا کو اپنے اس جہاز کے لیے خطرناک سمجھ کر موت کے گھاٹ کیوں نہ اتار دوں یہ میرا حق ہے اور کپتان کو یہ حق بین الاقوامی طور پر دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص جہاز کے لیے خطرناک ثابت ہو جائے تو پھر اس سے نمٹنے کے لیے قانون اپنے ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے، سمندر میں رواں دواں جہاز پر قانون صرف کپتان ہی کا ہوتا ہے یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو اور اگر نہیں جانتے تو آج اسے ذہن نشین کر لو، میں کیوں نہ اس عورت کو ہلاک کر دوں یا قید کر دوں اور امیر ارتقاد کو یہ وارننگ

دے دوں کہ اگر اس نے میرے کام میں مداخلت کی تو یہ کیپٹن کے کام میں مداخلت ہوگی اور اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"میں آپ کے خیالات کی تائید نہیں کروں گا کیپٹن۔"

"تو پھر آخر ہوگا کیا؟"

"امیر ارتقاد باشی کو اس جہاز کی قیمت ادا کر دی جائے گی، چونکہ یہ متفقہ فیصلہ ہے اور ہم دیکھیں گے کہ اس کے بعد ہمیں کیا کرنا ہوگا۔"

"سنو کیا یہ قیمت ادا کرنا آسان کام ہوگا؟"

"ہاں کیپٹن ایڈگر تمہارے افسردہ چہرے کو دیکھ کر مجھے زبان کھولنی پڑ رہی ہے، ورنہ شاید میں اسے راز میں رکھتا، لیکن تمہیں مجھ سے تعاون کرتے ہوئے اس بات کو راز میں رکھنا ہوگا۔"

"وہ کیا اہم بات ہے میرے دوست، جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو، بہر حال میں رازداری کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"شکریہ کیپٹن!" شعبان نے رازدارانہ انداز میں کہا۔ "ہم لوگ سمندر میں جس سمت بڑھ رہے ہیں وہاں سے ہمیں اتنا بڑا خزانہ مل جانے کی توقع ہے کہ ہم امیر ارتقاد کا مطالبہ پورا کر دیں۔"

کیپٹن ایڈگر کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے، اس نے شعبان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا جہاز کا رخ تم نے جان بوجھ کر بدلوایا ہے۔"

"ہاں کیپٹن آپ کو اس بدلے ہوئے رخ کا احساس نہیں ہوا۔"

"ہوا تھا مجھے آلات نے بتایا جہاز کا رخ تبدیل ہو گیا ہے لیکن میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، ویسے بھی ہم کسی تعین کردہ سمت میں نہیں چل رہے ہیں بلکہ یونہی سمندر میں سفر کرتے پھر رہے ہیں، لیکن تم یہ جو کچھ کہہ رہے ہو کیا اس پر پوری طرح اطمینان رکھتے ہو۔"

"ہاں ایڈگر تھوڑا سا انتظار کر لو۔"

"مگر اس خزانے کا پتا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"پروفیسر نے اس کی نشاندہی کی ہے اور پروفیسر بہر طور ایک مخلص آدمی ہے۔"

"اب تو تم نے مجھے بہت زیادہ حیران کر دیا ہے، بہر حال یہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہماری توقعات کے خلاف ہے، اس لیے میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔"

کیپٹن ایڈگر دیر تک اس خزانے کے بارے میں شعبان سے گفتگو کرتا رہا۔ شعبان نے کہا کہ درحقیقت اسے بھی اس کی مکمل تفصیل نہیں معلوم، پروفیسر ہی اس کا صحیح معنوں میں انکشاف کر سکتا ہے۔"

※

رات کو جب ستارے چمکے تو برج سے شعبان نے پروفیسر بیرن کو دیکھا وہ ٹھیک اسی جگہ تھا جہاں پچھلی رات اسے دیکھا گیا تھا۔ اور اسی انداز میں وہ ستاروں کا تجزیہ کرتا رہا تھا۔ لیکن آج شعبان نے اس کے کام میں مداخلت نہیں کی۔ پھر دوسرا دن اور دوسری رات بھی آ گئی اور اس رات بھی شعبان نے پروفیسر کو اسی انداز میں دیکھا۔ غالباً وہ چوتھی رات تھی جب اچانک ہی پروفیسر کے حلق سے کچھ آوازیں نکلیں اور وہ دوڑتا ہوا برج پر پہنچ گیا اس نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

"شعبان ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں شعبان میرے بچے میرے دوست میرے ساتھی چھوڑ دو یہ جگہ میں صبر نہیں کر سکتا ہم..... ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جو ہماری منزل مقصود تھی۔ آہ اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو کامیابی ہمارے قدم چومنے کے لئے بے چین ہے۔"

"آپ کے خیال میں ہمیں کس طرف اور کس سمت بڑھنا چاہئے پروفیسر؟"

"بس جہاز لنگر انداز کر دو۔ ہمیں یہیں سے اپنے کام کا آغاز کرنا ہے۔" شعبان نے اقرار میں گردن ہلائی اور اس کے بعد ہدایات جاری کرنے لگا۔ اچانک ہی جہاز کے رک جانے کی وجہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کیپٹن ایڈگر جو غالباً اپنے کیبن میں آرام کرنے چلا گیا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ محسوس کر کے کہ جہاز کے لنگر ڈالے جا رہے ہیں باہر نکل آیا اور برج پر پہنچ گیا اس نے شعبان سے سوال کیا تو شعبان نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"اس بات کو منظر عام پر نہ لایا جائے اور کیپٹن ایڈگر اب آپ جہاز کے تمام معاملات سنبھال لیجیے گا۔ غالباً ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔"

"تو اب تم کیا کرو گے۔"

"ہم سمندر میں اس خزانے کو تلاش کریں گے جس کی نشاندہی پروفیسر نے کی ہے اور آپ ہمارے لئے دعائیں کریں گے۔"

باقی لوگوں کو غالباً اس صورتحال کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ ویسے بھی تقریباً تمام ہی افراد سونے کے لئے اپنے اپنے کیبنوں میں چلے گئے تھے تاہم جہاز رک جانے کا علم تو غالباً سب ہی کو ہو چکا ہوگا۔ اس دوران شعبان کا اپنا ایک خصوصی کام بھی جاری تھا وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کون کون لوگ ہیں جو کیپٹن ایڈگر کا حکم مانتے ہیں یا جو ذہنی طور پر پوری طرح ان لوگوں سے متفق ہیں اور اپنے کام کو دیانت داری سے سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔ باقی چند ایسے افراد بھی تھے جن پر شبہ کیا جا سکتا تھا۔ شعبان نے اپنے طور پر انہیں ذہن میں رکھا تھا۔

شعبان، پروفیسر کی لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ پروفیسر ضروری انتظامات میں مصروف تھا اور اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک رقصاں تھی۔ آج شعبان نے پروفیسر کو کچھ نئے انداز میں دیکھا تھا۔ پروفیسر نے ایک مخصوص قسم کا لباس پہنا تھا اور ویسا ہی لباس اس نے شعبان کو بھی پہننے کے لئے دیا تھا اس لباس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بس اس قسم کا لباس تھا جس میں چند چیزوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ مثلاً دو چمکدار کلہاڑیاں جن میں سے ایک پروفیسر نے اپنے لباس کے ایک ہک میں لگائی تھی اور دوسری اس بیلٹ میں جو شعبان کو پہننے کے لئے دی گئی تھی۔ انہیں حفاظتی ماسک وغیرہ پہننے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور یہ بات پروفیسر جانتا تھا چنانچہ اس نے اس کا کوئی بندوبست نہیں کیا تھا کچھ اور ایسے آلات جو اس وقت شعبان کی سمجھ میں نہیں آئے تھے پروفیسر نے شعبان کو دیئے تھے اس کے بعد دونوں رات کی تاریکی میں پراسرار روحوں کی مانند آگے بڑھتے ہوئے جہاز کے ایک ایسے حصے میں پہنچ گئے جہاں سے انہیں سمندر میں اترنا تھا۔

شعبان نے کیپٹن کو ساری صورتحال پہلے ہی بتا دی تھی اور وہ پوری رازداری سے تعاون کر رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد دونوں سمندر میں کود گئے اور پانی کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے۔ شعبان کی اپنی ذہنی کیفیت بالکل مناسب تھی۔ وہ

سمندر میں اترنے کے بعد دنیا کی تمام فکروں سے بے نیاز ہو جاتا تھا۔ پانی کی گہرائیوں کو چیرتے ہوئے وہ دونوں آگے بڑھ رہے تھے۔ شعبان کے اندر جہاں تیر کی سی تیزی تھی وہیں پروفیسر اپنے تجربے کی بنا پر کسی مینڈک کی مانند پانی کو اپنے ہاتھوں اور پیروں سے چیرتا ہوا نیچے اتر آیا تھا۔ جلد ہی وہ سمندر کی گہرائیوں تک پہنچ گئے۔ خاموش سمندر اپنی عظیم دنیا میں پرسکون تھا اور اس کے اندر موجود عجائبات نگاہوں کے سامنے تھے پروفیسر جیسے زمین کو سونگھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ لاتعداد خوشنما پتھر بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے بعض جگہ سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ روشن پتھر دنیا والوں کے لئے کس قدر قیمت رکھتے ہیں لیکن دونوں ہی بے نیازی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور انہیں ایک طویل فاصلہ طے کرنا پڑا۔ غالباً پروفیسر بیرن کے اندر کوئی ایسی خصوصی حس تھی جس کی بنا پر وہ صحیح سمتوں کا تعین کر رہا تھا اور بار بار راستے تبدیل کر دیتا تھا۔

شعبان اس وقت اس کی تمام تر صلاحیتوں پر غور کر رہا تھا اور اطراف کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا دیکھنے والی آنکھ نے کبھی ان پراسرار سمندروں میں جو بین الاقوامی گزرگاہوں سے اتنی دور تھے کہ انسان ان تک پہنچنے کا تصور بھی نہ کر سکے۔ ایسے عجائبات کہاں دیکھے ہوں گے۔ یہی محسوس ہوتا تھا کہ پانی میں ایک عظیم دنیا آباد ہے اور اس کی ہئیت تقریباً خشکی کی دنیا جیسی ہی ہے۔ جنگلوں اور درختوں کا سلسلہ بھی اس طرح تھا۔ پہاڑ بھی نظر آ رہے تھے۔ بس پانی کی موجودگی اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ وہ زیر سمندر ہیں۔

پروفیسر آگے بڑھتا رہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ وہاں سے واپس پلٹ پڑا۔ شعبان نے چونک کر اسے دیکھا تو اس نے انگلی سے ایک سمت اشارہ کیا اور اس کے بعد اپنے تیرنے کی رفتار تیز کر دی شعبان خاموشی سے اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں بھوری چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ ان چٹانوں میں پودے اگے ہوئے تھے۔ جو آہستہ آہستہ پانی کے ارتعاش سے ہل رہے تھے۔ پروفیسر ایک جگہ رک گیا اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ چند لمحات کے بعد وہ ایک سمت پلٹا اور ایک بہت وسیع و عریض چٹان کے پاس پہنچ گیا جو بالکل سپاٹ نظر آ رہی تھی۔ پروفیسر اس چٹان کو پھر نیچے

سے ٹٹولنے لگا۔ شعبان خاموشی سے صرف اس کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ پروفیسر کے ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات تھے۔ البتہ تھوڑی ہی دیر کے بعد شعبان نے بھی یہ بات محسوس کی کہ یہاں جو چٹانیں بکھری ہوئی ہیں ان کی ایک مخصوص ساخت ہے جبکہ پروفیسر جس چٹان کے قریب رکا ہے وہ بہت مختلف ساخت کی تھی اس کے دونوں سرے نوک دار تھے اور درمیانک سے وہ بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

پروفیسر نے اپنے لباس میں لگی ہوئی کلہاڑی اتاری اور اس کے بعد ایک جگہ کا تعین کر کے وہ اس چٹان پر چڑھ گیا۔ اس نے پہلے چٹان پر سے مٹی ہٹائی پھر جب خاطر خواہ انداز میں پروفیسر مٹی ہٹا چکا تو اس نے کلہاڑی کا پہلا وار اس چٹان پر کیا اور اچانک ہی کلہاڑی کا تیز چمکدار اور مضبوط پھل اس چٹان میں گڑ گیا پروفیسر کی آنکھیں ایک بار پھر مسرت سے چمکنے لگیں۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں شعبان کو اشارہ کیا اور شعبان پروفیسر کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ پروفیسر غالباً یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس چٹان پر کلہاڑی چلائی گئی ہے وہ پتھر کی بنی ہوئی نہیں ہے۔

شعبان بھی پروفیسر کے ساتھ کارروائی میں مصروف ہو گیا اور وہ دونوں چٹان کے اس حصے کو توڑنے لگے۔ حصہ زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ کلہاڑیوں کے چند واروں نے اس میں ایک بڑا سوراخ پیدا کر دیا اور پروفیسر کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ اس نے ایک لمحے کے لئے شعبان کو دیکھا۔ پھر ہاتھ ڈال کر تختے اکھاڑنے لگا۔ تختے زیادہ موٹے اور چوڑے نہیں تھے اور انہیں اکھاڑنے میں اس لئے زیادہ دقت پیش نہیں آئی تھی کہ وہ پانی میں گل چکے تھے۔ چند ہی لمحات کے بعد ایک اتنا بڑا سوراخ پیدا ہو گیا جس سے اندر داخل ہوا جا سکتا تھا۔ پروفیسر نے اس سوراخ میں جھانکا اور اس کے بعد اس کی سیدھ اختیار کر کے اس کے اندر اترتا چلا گیا شعبان بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ چند گز نیچے اترنے کے بعد انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اندر ایک عجیب سی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی جس کے مخرج کا صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ لیکن اس روشنی میں اندر کا ماحول بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

یقیناً یہ وہی عجیب و غریب کشتی تھی جس کا تذکرہ پروفیسر نے کیا تھا۔ شعبان حیران نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پروفیسر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ کشتی بلاشبہ بہت وسیع تھی اور اسے صرف کشتی کہنا مناسب نہیں تھا جگہ جگہ کمرے سے بنے نظر آ رہے تھے اور ان کی تعداد بھی کئی تھی۔ زمانہ قدیم میں اگر ایسی کشتی بنائی گئی تھی تو یہ بہر طور حیرت کی بات تھی کیونکہ اس میں اچھا خاصہ جدید انداز محسوس ہوتا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد پروفیسر رک گیا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا ماحول انتہائی پراسرار تھا اور اس سوراخ کے علاوہ اور کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے باہر نکل جانے کا راستہ ہو۔ پروفیسر چند لمحات سوچتا رہا اور اس کے بعد سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے دروازے کے سامنے کے حصے کو پکڑا اور اسے اپنی جانب کھینچنے لگا۔

تھوڑی سی کوشش کے بعد دروازہ اپنی جگہ سے ہلنے لگا۔ اور پھر وہ کھل گیا لیکن اندر جو کچھ شعبان کو نظر آیا اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تو وہ بدحواس ہو گیا۔ چوڑے جسموں والے عجیب و غریب انداز کے سانپ دروازے کے دوسری جانب بے شمار تعداد میں بھرے ہوئے تھے۔ ان کے رنگ گہرے سبز تھے اور صورتیں انتہائی خوفناک۔ اندر گہری تاریکی تھی۔ لیکن باہر سے آنے والی روشنی جب ان پر پڑی تو وہ جاگ اٹھے اور ان میں زبردست ہلچل پیدا ہو گئی یہ ہولناک سانپ اتنی تعداد میں تھے کہ اگر باہر نکل آتے تو ان کا بچنا مشکل ہو جاتا پروفیسر نے انتہائی برق رفتاری سے دروازے کو واپس اس کی جگہ دھکیل دیا۔ لیکن دروازہ جس شکل میں بند تھا۔ اب اس طرح بند نہیں ہو سکا تھا اندر عجیب و غریب آوازیں ابھر رہی تھیں۔ جن میں پانی کی شڑاپ، شڑاپ بھی شامل تھی۔

پروفیسر دروازے پر مسلسل قوت صرف کئے جا رہا تھا۔ لیکن اندر سے بھی شاید طاقت آزمائی شروع کر دی گئی تھی۔ سانپ باہر نکلنا چاہتے تھے۔ پروفیسر نے شعبان کی جانب دیکھا۔ شعبان خود اس صورتحال سے خاصا پریشان ہو گیا تھا اس کی نگاہیں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔ پھر تھوڑے ہی فاصلے پر اسے ایک صندوق نما شے نظر آئی اس کا ڈھکنا بھی نظر آ رہا تھا۔ شعبان نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر وہ صندوق کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن اس کے ذہن میں یہ خوف بھی تھا کہ کہیں اس صندوق کے اندر بھی سانپوں کا بسیرا نہ ہو۔

ادھر پروفیسر بری طرح ہانپنے لگا تھا۔ شعبان نے ہمت

کر کے صندوق کا وہ ڈھکن اٹھا دیا مضبوط بنے ہوئے صندوق کے اندر سانپ موجود نہیں تھے۔ البتہ پانی بھرا ہوا تھا۔ شعبان نے پروفیسر کو ایک مخصوص اشارہ کیا اور پروفیسر نے گردن ہلا دی۔ وہ شعبان کا مقصد سمجھ گیا تھا دوسرے لمحے شعبان صندوق میں داخل ہو گیا۔ پروفیسر نے بھی برق کی سی تیزی کے ساتھ صندوق کی جانب رخ کیا تھا اور دوسرے لمحے اس میں داخل ہو گیا تھا شعبان نے انتہائی پھرتی کے ساتھ صندوق کا ڈھکن بند کر لیا۔

پھر وہی ہوا جس کا انہیں اندیشہ تھا دروازہ سانپوں کے بے پناہ بوجھ سے کھل گیا چونکہ وہ اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا اس لئے لمبے لمبے خوفناک شکلوں کے سانپ باہر نکل آئے اور پانی میں لہریں لینے لگے۔ ان کے وزنی جسم اس طرح پانی کو ہلا رہے تھے۔ کہ وہ کشتی نما شے بھی ڈولنے لگی تھی اور اس میں رکھا ہوا صندوق بھی پروفیسر اور شعبان اس صندوق میں بند تھے۔ اور اس طرح سانپوں سے محفوظ ہو گئے تھے۔ لیکن اب یہ خوف دامن گیر تھا کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ سانپ کشتی سے باہر نہ نکلے تو ان لوگوں کا بھی باہر نکلنا ممکن نہیں ہو گا۔ وہ سانپوں کے جسموں کی خونخوار آوازیں سن رہے تھے۔ کافی دیر اس طرح گزر گئی اور سانپ پانی میں لہریں لیتے رہے۔ پھر شاید انہیں باہر جانے کا راستہ معلوم ہو گیا اور وہ ایک ایک کر کے وہاں سے باہر نکلنے لگے۔ پتا نہیں یہ سانپ کب سے یہاں قید تھے۔ یا کہیں سے آ گئے تھے۔ لیکن بظاہر یہی محسوس ہوتا تھا کہ ان کی نمو اس کشتی میں ہوئی ہے اور وہ اس سے باہر جانے کا راستہ نہیں جانتے اور اب جبکہ انہیں باہر جانے کا راستہ ملا تھا تو وہ برق رفتاری سے سمندر کی وسعتوں میں پھیلنے جا رہے تھے۔ پروفیسر نے کافی دیر انتظار کیا اور اس کے بعد اس نے اپنے لباس سے چوڑے پھل والا چاقو نکالا ایسا ہی دوسرا چاقو شعبان کے پاس بھی موجود تھا شعبان غالباً پروفیسر کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ صندوق میں بہت زیادہ وقت نہیں گزارا جا سکتا تھا۔

چند لمحات کے بعد پروفیسر نے چاقو سے صندوق میں تھوڑی سی جھری پیدا کی اور گردن اٹھا کر باہر جھانکنے لگا۔ سانپ نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس نے ڈھکن تھوڑا سا اور اوپر اٹھایا اور اس کے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس سانپ موجود نہیں ہیں تو وہ آہستہ سے ڈھکن کھول کر باہر نکل آیا۔ لیکن

ابھی اس نے پہلا ہی قدم نیچے رکھا تھا کہ دفعتاً ہی اسے اپنے پیروں کے پاس ایک سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ ایک بہت ہی موٹا سانپ اس کے پاؤں سے لپٹ گیا تھا اس نے اپنا پھن بلند کیا لیکن پروفیسر کا ایک ہاتھ اس کے پھن پر صحیح جگہ پڑا اور اس نے سانپ کو گردن کے پاس سے پکڑ لیا۔ اس دوران شعبان بھی صندوق سے نکل آیا تھا۔ اطراف میں غالباً اور کوئی سانپ موجود نہیں تھا۔ لیکن جو خوفناک سانپ پروفیسر کے پاؤں کے ساتھ لپٹا ہوا تھا وہ اپنا کام پورا کرتا جا رہا تھا اور یقینی طور پر وہ اتنا طاقتور تھا کہ پروفیسر کے چہرے پر موت رقصاں ہو گئی تھی۔ شعبان نے فوراً ہی اپنا چھوٹے پھل والا ہتھیار نکالا اور سانپ کو درمیان سے کاٹ دیا وہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر رہا تھا اور سانپ کا نچلا جسم لہریں لے رہا تھا۔ پروفیسر کے انداز سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ اگر سانپ تھوڑی دیر اور اس کے جسم سے لپٹا رہا تو وہ یقینی طور پر دم توڑ دے گا۔ لیکن شعبان کی بروقت مدد نے پروفیسر کی زندگی بچالی تھی۔ اب اس سانپ کے پھن میں بھی جان نہیں رہی تھی۔ چنانچہ پروفیسر نے پوری قوت سے اسے پانی میں ایک سمت اچھال دیا اور وہ پانی میں بیٹھتا چلا گیا۔

پروفیسر دہشت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے شکر گزاری کے انداز میں شعبان کو دیکھا اور شعبان مسکرا دیا۔ پانی میں یہ اس کا نوجوان ساتھی بلاشبہ اتنا ہی شاندار ثابت ہو رہا تھا جتنی پروفیسر کو توقع تھی۔ چند لمحات پروفیسر اپنے حواس بحال کرتا رہا اور اس کے بعد اس نے شعبان کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور پوری طرح مستعد تھے۔ سانپوں کو غالباً آزادی ملی تھی تو انہوں نے پانی میں جا کر جشن آزادی منانا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ اب اور کوئی سانپ یہاں اس کشتی میں موجود نہیں تھا۔

تھوڑی دور چلنے کے بعد کشتی کا آخری سرا آ گیا لیکن یہاں سے وہ دوسری جانب گھومے تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ کہانی جو پروفیسر نے شعبان کو سنائی تھی اب عملی شکل میں ان کے سامنے موجود تھی۔ سونے کی سنہری چمک بھلا پانی کی گہرائیوں میں کہاں چھپ سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے انتہائی قیمتی اور بڑے

بڑے ہیرے دیکھے۔ جو یقیناً عام آدمی کے لئے ناقابل یقین تھے۔ لیکن نجانے کونسی دنیا سے انہیں لایا گیا تھا۔ ان ہیروں کی روشنی ہی نے پوری کشتی کو منور کر رکھا تھا۔ شعبان متعجبانہ انداز میں انہیں دیکھتا رہا۔

پروفیسر کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس نے شعبان کو اشارے سے اس جانب متوجہ کیا۔ اور شعبان گردن ہلانے لگا۔ قریب پہنچ کر وہ اس سونے کا جائزہ لینے لگے۔ بلاشبہ اس کی مقدار اتنی تھی کہ امیر ارتقا کا مطالبہ پورا ہو سکتا تھا۔ بلکہ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ قیمت ہو سکتی تھی انہوں نے شاندار کامیابی حاصل کی تھی جس کے لئے پروفیسر نے شعبان سے وعدہ کیا تھا اور شعبان جانتا تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ اس کامیابی کے بعد ان کی حالت کافی بہتر ہو گئی تھی اور تھوڑی دیر قبل پیش آنے والے واقعہ سے جو اعصابی انتشار پیدا ہوا تھا وہ اب دور ہو گیا تھا۔

اب وہ واپسی کا سفر طے کرنے لگے۔ ظاہر ہے یہ سونا وہ تنہا نہیں لے جا سکتے تھے کشتی کے اس سوراخ سے باہر نکلتے ہوئے پروفیسر نے اطراف کا جائزہ لیا تھا اور اس کے بعد اس نے شعبان کو انگلی سے اشارہ کیا تھا مقصد یہ تھا کہ اسے سیدھا ہی سطح سمندر کی جانب جانا ہے۔ اس طرح سیدھے اوپر اٹھنے سے غالباً پروفیسر کا کوئی اور مقصد بھی تھا بہرحال سطح سمندر پر پہنچنے میں انہیں بہت زیادہ وقت لگا تھا۔ شعبان نے اوپر پہنچنے کے بعد اپنی جگہ نہ چھوڑی اور پروفیسر کے اوپر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ پھر کافی دیر کے بعد پروفیسر بھی اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں سے وہ باآسانی اپنے جہاز کو دیکھ سکتے تھے۔۔ اخناطون جس جگہ لنگر انداز تھا وہ یہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔ لیکن وہ اس کی صحیح سمت کا تعین کر سکتے تھے۔ پروفیسر چند لمحات پانی پر رک کر غالباً اس فاصلے کا جائزہ لیتا رہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس جگہ کا صحیح تعین بھی کر لیا تھا۔ پھر اس نے شعبان کو اشارہ کیا اور دونوں آہستہ آہستہ اخناطون کی جانب تیرنے لگے۔

بہت دور سمندر کے انتہائی سرے سے روشنی نمودار ہو رہی تھی۔ صبح ہونے میں بہت زیادہ دیر باقی نہیں رہ گئی تھی وہ لوگ اخناطون کی جانب بڑھنے لگے۔ اوپر سے شاید کیپٹن ایڈگر نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ چند ہی لمحات کے بعد انہیں سبز مارچ کی روشن کے اشارے موصول ہونے لگے۔ ان اشاروں کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن ایڈگر نے اپنی مسرت کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ ان دونوں کے اوپر لانے کا معقول ترین بندوبست کر دیا گیا تھا۔ پھر جب یہ دونوں اوپر پہنچے تو کیپٹن ایڈگر نے بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ تقریباً دس افراد اس کے ساتھ موجود تھے اور کیپٹن ایڈگر نے یقینی طور پر انہیں اپنا رازدار بنالیا تھا یہ پہلے ہی کے لوگ تھے۔ کیپٹن ایڈگر نے ان کے لئے کافی وغیرہ کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جو فوراً ہی ان کے سامنے پیش کر دی گئی۔ شعبان نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ہماری اس کارروائی کی اطلاع اور لوگوں کو تو نہیں ہو سکی۔"

"نہیں میرے دوست۔ میں نے انتہائی رازداری سے رات بھر تمہارا انتظار کیا ہے۔"

"یہ بہت اچھا ہوا کیپٹن تمہاری نیک نفسی اور محبت کی میں داد دیتا ہوں۔ کیونکہ تم نے ابھی تک ہم سے ہماری کامیابی کے بارے میں سوال نہیں کیا۔"

"میری کامیابی تو یہ ہے کہ آپ دونوں زندہ سلامت واپس اخناطون پر پہنچ گئے۔ باقی معاملات تقدیر سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"تو پھر میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کیپٹن ایڈگر کہ ہماری تقدیر بہت اچھی ہے اور اس نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔"

ایڈگر کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو گیا اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "پروفیسر! کیا آپ اس کشتی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس کا تذکرہ آپ نے کیا تھا۔"

"ہاں۔ اور وہ کشتی سونے سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اخناطون کی قیمت ادا کرنے کے بعد بھی اس میں سے کافی سونا بچا سکتے ہیں۔ اور اب وہ سونا مکمل طور پر ہماری ملکیت ہے۔"

پروفیسر نے جواب دیا اور ایڈگر سکتے کے سے عالم میں کھڑا رہ گیا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگی تھیں۔ پھر اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"اس کا مقصد ہے کہ اخناطون اب ہماری ملکیت ہے۔"

"ہاں ایڈگر اور میں تمہیں اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

ایڈگر نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ سمندر سے سیڑھی وغیرہ ہٹالیں اور تمام چیزیں اسی مانند کر دیں۔ جس سے کسی کو شبہ نہ ہو سکے۔ وہ سب کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ پروفیسر نے پوچھا۔

"کیا تم نے ان لوگوں کو اپنا رازدار بنالیا ہے۔ کیپٹن ایڈگر۔"

"ہاں پروفیسر۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں۔ مجھے ان پر مکمل اعتماد ہے۔"

"خوب ہمیں ایسے افراد کی اشد ضرورت ہو گی۔"

"تو پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"تم اگر چاہو تو ہم فوری طور پر کام شروع کر سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہو گا کہ کچھ وقت ہمیں آرام کرنے کا موقع دو۔ تاکہ ہم رات بھر کی تھکن دور کر لیں۔ جہاز کو اسی طرح لنگر انداز رہنے دو اور انتظامات کرو ان غوطہ خوروں کے لئے جنہیں سمندر میں اترنا ہے۔ دو یا تین گھنٹے آرام کے بعد ہم بھی تمہارے ساتھ اس کام میں شریک ہو جائیں گے۔"

"آپ مکمل طور سے آرام کیجیے پروفیسر، اور ڈیئر شعبان تم بھی آرام کرو۔ میں تمام انتظامات بہتر انداز میں کر لوں گا۔"

شعبان اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا تھا اور پروفیسر لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔

شعبان اپنے کیبن میں پہنچا تو اس پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہیں تھے۔ وہ سمندر کی گہرائیوں میں پیش آنے والے واقعات پر غور کرنے لگا اور پھر وہ اس وقت چونکا جب دردانہ نے اس کے کیبن میں جھانکا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے دردانہ کو صبح بخیر کہا اور دردانہ اس کے کیبن میں آگئی۔

"دیکھ رہی تھی کہ تم نے زیادہ دیر تک سونا کیوں شروع کر دیا ہے جبکہ تم صبح خیزی کے عادی تھے....."

"نہیں آنٹی میں سو تو نہیں رہا تھا اگر میں سو رہا ہوتا تو آپ کو کیسے دیکھ لیتا۔"

"ہاں مسٹر شیرازی بھی صبح اٹھنے کے عادی ہیں۔" دردانہ نے کہا

شعبان اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ لباس وغیرہ تبدیل کر چکا تھا پھر وہ دردانہ کے ساتھ باہر نکل آیا اور اسد شیرازی کے کیبن میں داخل ہو گیا۔ اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے دونوں کا خیر مقدم کیا ویسے ان دنوں جو حالات پیش آرہے تھے اس کے اثرات ہمیشہ ہی ان سب کے ذہنوں پر طاری رہتے تھے اور ان کے چہروں سے اس کا اظہار ہوتا تھا۔

"جہاز شاید لنگر انداز کر دیا گیا ہے۔ اچانک ہی کیپٹن نے یہ فیصلہ کیسے کر لیا۔ جبکہ پہلے سے اس کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔" اسد شیرازی نے پوچھا

"نہیں انکل جہاز میں نے لنگر انداز کرایا تھا بعد میں کیپٹن کو اس کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی۔"

"تم نے؟" اسد شیرازی نے چونک کر پوچھا۔

"جی انکل۔ پروفیسر کی ہدایت کے مطابق مجھے جہاز لنگر انداز کرنا پڑا۔ میں نے آپ کو مختصراً اس پروگرام کے بارے میں بتایا تھا جو میرے اور پروفیسر بیرن کے درمیان طے ہوا تھا۔ یعنی سونے سے بھری ہوئی اس کشتی کی تلاش جو سمندر کی گہرائیوں میں گم تھی اور پروفیسر مسلسل اس کے سلسلے میں مصروف تھا۔ چنانچہ پچھلی رات انکل شیرازی ہم نے وہ کشتی تلاش کر لی۔"

"کیا؟" اسد شیرازی کے ساتھ ساتھ دردانہ بھی اچھل پڑی۔ "ہاں، ایسا ہو چکا ہے۔" شعبان نے کہا "باہر کیپٹن ایڈگر سمندر میں سے سونا نکالنے کے انتظامات کرنے میں مصروف ہے۔ میں اور پروفیسر ساری رات سمندر میں مصروف رہے ہیں۔"

"اوہ میرے خدا! اور ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہو سکا۔"

"ابھی کسی کو اس کا علم نہیں ہے انکل شیرازی، سوائے چند افراد کے اور ہمیں نہایت احتیاط سے یہ کام کرنا ہے....."

"میرے خدا! حالات اچانک ہی انتہائی سنسنی خیز ہو گئے ہیں۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں کیپٹن ایڈگر کی مدد کروں....." اسد شیرازی نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر کے بعد تمام ہی لوگوں کو کیپٹن ایڈگر کے ساتھ مصروف ہونا پڑے گا۔ ہمیں جہاز کو یہاں سے تھوڑے فاصلے پر لے جانا ہے اور اس کے بعد اسے دوبارہ لنگر انداز کرنا ہو گا۔ اس وقت تک کسی کو یہ اطلاع نہیں دی جائے گی کہ اصل معاملہ کیا ہے۔"

لسد شیرازی بہت زیادہ سنسنی کا شکار ہو گیا تھا۔ پروفیسر کو بھی بھلا اپنی لیبارٹری میں قرار کہاں آسکتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا تم نے مسٹر لسد شیرازی کو اپنی کامیابی کی اطلاع دے دی ہے شعبان۔" پروفیسر نے کہا۔

"ہاں پروفیسر۔" کافی حد تک۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور پروفیسر میں تو اب کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔ مجھے صرف ایک بات پر یقین تھا وہ یہ کہ ہماری غیبی مدد ہو گی اور غیبی مدد کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور بنا دیا جاتا ہے اور اس وقت آپ ہمارے لئے بہترین ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔" لسد شیرازی نے کہا۔

" یہ نہیں کہہ سکتے تم مسٹر لسد شیرازی۔" پروفیسر نے جواب دیا

"کیوں؟" لسد شیرازی نے سوال کیا۔

"میں اگر اس جہاز پر نہ بھی ہوتا تو کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو کہ شعبان تمہارے پاس میرا نعم البدل نہیں تھا جو کام میں نے کیا ہے یقینی طور پر شعبان بھی اسے اسی انداز میں کر لیتا۔"

"میں اس بات سے تھوڑا سا اختلاف رکھتا ہوں۔ پروفیسر وہ ابھی آپ جیسا تجربہ نہیں رکھتا۔"

"خیر چھوڑو ہم نے کامیابی حاصل کر لی ہے اور اب اس کامیابی کے خوش اسلوبی سے برقرار رکھنے کی ذمہ داری تم لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ میں دوسرے معاملات سے قطعی ناواقف ہوں آؤ میرا خیال ہے چلتے ہیں۔ ہم کیپٹن ایڈگر کے انتظامات کا جائزہ لیں گے۔"

پروفیسر کی ہدایت پر وہ سب کیبن سے نکل آئے اور کیپٹن ایڈگر کے انتظامات کا جائزہ لینے چل پڑے۔ ایڈگر تو تن من سے مصروف تھا اس نے بہترین انتظامات کر ڈالے تھے۔ غوطہ خوروں کی وہ پوری ٹیم اس سے ہدایات حاصل کر رہی تھی۔ جو اب تک زیر سمندر کام کرتی رہی تھی ایڈگر نے ابھی تک ان لوگوں کو یہ نہیں بتایا تھا کہ انہیں اس بار سمندر میں کیا کرنا ہے۔ البتہ جو انتظامات اس نے کئے تھے وہ بہت شاندار تھے۔ سمندر سے سونا نکالنے کے لئے اس نے بڑی بڑی کرینیں جہاز کے ایک مخصوص حصے پر پہنچائی تھیں تاکہ غوطہ خوروں کو اپنے کام میں مشکل نہ ہو۔ لیکن آج ان کرینوں کے یہاں لانے کا مقصد یہ تھا کہ سمندر سے کسی گہرائیوں سے کوئی خاص چیز نکالی جانے والی ہے۔ غوطہ خوروں کے چہروں پر بھی تجسس چھایا ہوا تھا لیکن انہوں نے اپنے کیپٹن سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے تیار تھے۔ کیپٹن ایڈگر نے اپنے مخصوص آدمیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم جہاز کو مطلوبہ جگہ سب سے آخر میں لے جائیں گے۔ اور اس سے پہلے ہم ان تمام لوگوں کو بریفنگ دیں گے۔ اس کے علاوہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی راہنمائی کی جائے یہ راہنمائی کون کرے گا پروفیسر یا شعبان؟"

"میں!" پروفیسر نے حتمی لہجے میں جواب دیا شعبان نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

غالباً امیر ارتقا بھی جاگ گیا تھا اور گارتھا کے ساتھ چہل قدمی کرنے نکل پڑا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر ان لوگوں کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی تھی اب وہ تقریباً الگ تھلگ ہی رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک گوشے میں کھڑا ان لوگوں کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اور گارتھا اس سے آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی اس جانب چل پڑے اور ان کے قریب پہنچ گئے ان کے انداز میں کوئی ایسی بات نہیں پیدا ہوئی تھی جو اختلاف کا مظہر ہوتی تاہم امیر ارتقا نے سرد لہجے میں کہا۔

"اب جبکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کیپٹن ایڈگر مورالس کہ ہم فریق بن چکے ہیں تو اخناطون کے مالک کی حیثیت سے اخناطون پر کئے جانے والے ہر قدم سے مجھے آگاہ رکھنا ضروری ہے۔ آپ نے جہاز کو رات کے کسی حصے میں لنگر انداز کر دیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے آپ کو مجھ سے اجازت لینا چاہئیے تھی۔"

"امیر ارتقا ابھی ایسے حالات نہیں پیدا ہوئے ہیں کہ تم حتمی طور پر اس جہاز پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دو۔ اگر ایسی بات ہے اور تم اس جہاز کے مالک بن بیٹھے ہو تو جہاز پر جتنا عملہ موجود ہے ان کی تنخواہوں کی ادائیگی کر دو۔ تاکہ ہم اپنے آپ کو تمہارا ملازم سمجھنے لگیں۔ میں سمجھتا ہوں تمہارے یہ الفاظ انتہا پسندی پر محمول ہیں اور ظاہر ہے انتہا پسندی

برداشت نہیں کی جاسکتی۔" کیپٹن ایڈگر نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"کیپٹن! اگر تم یہ محسوس کر رہے ہو کہ میں مصر سے دور اس کھلے سمندر میں ہوں اور تم یہاں جس طرح چاہو میرے خلاف کوئی اقدام کر سکتے ہو تو یہ تمہاری بھول ہے۔ جہاں تک تنخواہوں کا معاملہ ہے تو تم اپنی تنخواہوں کا تعین کر لینا۔ میں تم سب کی ادائیگی کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس بات پر لسد شیرازی کو بھی غصہ آگیا اور اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن مصر سے روانہ ہوتے وقت یہ بات ہمارے تمہارے درمیان طے نہیں پائی تھی امیر ارتقا کہ ہم تمہارے ملازموں کی حیثیت سے یہ سفر کریں گے اچانک ہی تم نے اگر اس کا فیصلہ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ بددیانتی ہے اور تمہیں یہ بددیانتی نہیں کرنی چاہئیے۔"

"حالات ایسے پیدا کر دیئے گئے ہیں مسٹر لسد شیرازی کہ میں یہ سب کچھ کہنے پر مجبور ہوں۔ تاہم میری خواہش ہے کہ جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو جائے کہ اخناطون کا مستقبل کیا ہو گا آپ لوگوں کو میرے حکم کے بغیر کوئی عمل نہیں کرنا چاہئیے۔ آپ نے یہاں جہاز کس لئے لنگر انداز کیا ہے۔"

"وہی پروگرام ہے ہمارا۔ ہم سمندر میں تمہاری خواہش کے مطابق قیمتی پتھر تلاش کریں گے اور تمہارا مطالبہ پورا کریں گے۔"

"آپ میرا مطالبہ جانتے ہیں؟" امیر ارتقا نے پوچھا

"دو ارب ڈالر۔"

"اور تم لوگ سمندری نوادرات سے یہ ادائیگی کرو گے؟"

"تم نے فرمائش کی ہے امیر۔"

"روشن پتھر قیمتی ضرور ہوتے ہیں لیکن ان کی قیمت کا تعین کون کرے گا۔"

"ہم سب۔" لسد شیرازی بولا۔

"آپ لوگ ہیروں کی قیمت سے واقف ہیں؟" اس بار گارتھا نے سوال کیا۔

"ہاں میڈم۔ لیکن افسوس امیر ان کے بارے میں تمیز کھو بیٹھے ہیں۔" ایڈگر خاموش نہیں رہ سکا۔

"مطلب۔" امیر ارتقا نے کہا

"امیر فرعونوں کی سرزمین مصر سے تعلق رکھتے ہیں جس کی داستانوں کا سحر آج بھی کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ مصر کی صاحب جبروت ملکہ کلوپیٹرا تاریخ کی امانت ہے اس کا ایک انداز تھا اس کا ایک معیار تھا اور امیر نے یہ عظیم نام بے نام ہستیوں میں بانٹنا شروع کر دیا ہے جن کا نہ ماضی معلوم ہے اور نہ حقیقت۔" ایڈگر نے کہا

"کیپٹن۔ اپنی اوقات سے بڑھ کر بات نہ کرو۔ وہ احترام مدنظر رکھو جو تمہیں کرنا چاہئیے۔ تم اخناطون کے ملازم رہ چکے ہو۔" امیر ارتقاء نے کہا

"حالانکہ ایسا نہ تھا لیکن جب سے اس مصری دولت مند نے وعدہ کیا ہے کہ ہمیں اس عرصہ ملازمت کی تنخواہ دی جائے گی۔ ہمارے ذہن الجھ گئے ہیں۔" لسد شیرازی نے کہا

یہ وعدہ پورا کیا جائے گا۔"

"اب اخناطون کی پوری قیمت تمہیں ادا کی جاچکی ہے۔" کیپٹن بولا۔

"کیا؟ امیر ارتقا اچھل پڑا کیسے۔"

"جس پائے کے لوگ اخناطون پر موجود ہیں تمہیں، انہیں کی حیثیت کے مطابق تنخواہیں ادا کرنا ہوں گی امیر ارتقا۔"

"اوہ تو یہ سازش کی جارہی ہے۔ تم نے سنا امیر یہ ہو رہا ہے جہاز پر اس طرح یہ لوگ تمہارے قیمتی جہاز پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ اب یہ بدنما اور بے قیمت پتھروں کے انبار جمع کریں گے اور ان کی قیمت اپنی پسند سے لگائیں گے کیا تم وہ قیمت تسلیم کر لو گے؟" گارتھا نے کہا

"میں نے جواہرات میں زندگی گزاری ہے۔ مجھ سے زیادہ ان کی قیمت کی پرکھ کسے ہو سکتی ہے۔" امیر ارتقا نے کہا

"اس سے بہتر سونا ہوتا ہے جس کی قیمت کا تعین ہے۔" "تاہم انہیں کوشش کرنے دو۔ ارتقا نے کہا

"تنخواہ والی بات رہ گئی امیر ارتقا۔" کیپٹن ایڈگر طنزیہ لہجے میں بولا۔

"جہاز پر تم میرے لئے تو کوئی کام نہیں کر رہے تھے تمہیں تنخواہیں لسد شیرازی دیں گے۔" امیر ارتقا نے کہا

"تمہاری اس دوران کیا حیثیت رہی؟"

"جہاز کے مالک کی۔"

"گویا یہ جہاز کرائے پر استعمال ہوا۔"

"جو بھی سمجھ لو۔"

"پھر تم احترام ملازمت کی بات کیسے کر رہے ہو۔ جاؤ امیر ارتقا جہاز ہماری ضرورت کے مطابق لنگر انداز ہوا ہے آئندہ اس بارے میں کوئی سوال نہ کرنا یہ کرائے کا جہاز ہے اور اس کی قیمت کے ساتھ اس کے کرائے کا تعین بھی کر لینا۔"

"چلو امیر ٹھیک ہے ان لوگوں کو سمندر سے بھیک مانگنے دو۔ دیکھیں انہیں کیا ملتا ہے۔" گار تھا نے کہا اور امیر ارتقا کو وہاں سے لے گئی۔ اسد شیرازی نے پروفیسر کی طرف دیکھا اور وہ ہنس پڑا۔

"عورت کا جادو۔ کچھ کر کے رہے گا۔"

"اندازہ ہو رہا ہے پروفیسر۔" اسد شیرازی نے گہری سانس لے کر کہا ادھر ایڈگر اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس کے احکامات کے منتظر تھے۔

سب انتظامات تقریباً مکمل ہو چکے تھے، کیپٹن ایڈگر کے چہرے پر البتہ کبیدگی کے آثار نظر آ رہے تھے، امیر ارتقاء نے جو بات کی تھی اس سے سبھی کو افسوس ہوا اور غصہ بھی آیا تھا، اس نے جہاز پر موجود تمام افراد کی توہین کی تھی، لیکن ایڈگر سب سے زیادہ متاثر تھا، اس نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"اب یہ ضروری ہو گیا ہے مسٹر اسد کہ ہم اپنے ہر اقدام کو امیر ارتقاء سے چھپائیں، میں فوری طور پر کام شروع کرا دیتا لیکن اس سے پہلے آپ کی اجازت سے کچھ اور کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟" شیرازی نے سوال کیا۔

"اس حصے کو کورڈ کر دیا جائے اور اس کے اطراف میں لوگوں کو مقرر کر دیا جائے کہ وہ امیر ارتقاء یا اس کی ساتھی عورت کو اس طرف نہ آنے دیں اور ان لوگوں کو بھی ہم امیر ارتقاء ہاشمی سے متعلق سمجھتے ہیں۔"

یہ کوئی غلط بات نہیں ہے، ویسے بھی جو لوگ کام کر رہے ہیں، بس معاملہ انہی تک محدود رہنا چاہیے، جبکہ ہم نے ابھی تک انہیں بھی اصل صورتحال سے آگاہ نہیں کیا ہے، کیپٹن نے وہ تمام انتظامات کیے، جہاز کے اس حصے کو بڑے بڑے بادبانوں سے کورڈ کر دیا گیا اور اس کام سے فارغ ہونے کے بعد پروفیسر کی راہنمائی میں غوطہ خوروں کے گروہ کے گروہ پانی کی تہہ میں اترنے لگے، اختاطون پر وہ تمام جدید ترین انتظامات تھے جو پانی میں کسی خاص شے کی تلاش کے لیے کارآمد ہو سکتے تھے، ان کے پاس اعلیٰ قسم کی کرینیں اور بیشمار ایسے آلات موجود تھے جن کے ذریعے سمندر کی تہہ میں پہنچ کر کارروائی کی جا سکے، امیر ارتقاء کے فرشتے بھی ان تمام آلات سے واقفیت نہیں رکھتے تھے، یہ صرف ایڈگر کی ذہنی پہنچ تھی جس نے ان تمام مسائل کو حل کر دیا تھا اور اس وقت اس کے کیے ہوئے انتظامات ہی کارآمد ثابت ہو رہے تھے، پروفیسر اپنے تمام ساتھی گروہوں کے ساتھ سمندر کی تہہ میں ایک عظیم مشن سرانجام دینے کے لیے چلا گیا اور کیپٹن اس کی کامیابی کا انتظار کرنے لگا، اسد شیرازی وغیرہ بھی اس کے ساتھ ہی تھے، شکر تھا کہ امیر ارتقاء نے دوبارہ مداخلت کی کوشش نہیں کی تھی اور اپنے کیبن ہی میں محدود ہو گیا تھا، شعبان بھی نظر نہیں آ رہا تھا، غالباً وہ کہیں چلا گیا تھا، کیپٹن ایڈگر مورالس کا چہرہ اب بھی ستا ہوا تھا، اسد شیرازی نے مسکرا کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ذہن کو پرسکون رکھو کیپٹن، ہم پہلے ہی سے اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ اس طویل اور عظیم سفر کے دوران ایسے واقعات پیش آئیں گے جو ناقابل یقین ہوں گے اور ان کا آغاز ہو چکا ہے، اگر پہلے ہی مرحلے پر تم نے دل چھوڑ دیا تو ہم لوگ کیا کر سکیں گے؟"

"میں ایک بات دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ امیر ارتقاء اس عورت کے فریب میں آ کر پاگل ہو چکا ہے، لیکن اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی تو ہیں اس نے اتنی طویل زندگی اس دنیا میں گزاری ہے، جہاں تک عورت کا تعلق ہے وہ بہت سی عورتوں سے متعلق رہ چکا ہے، پھر اس طرح دیوانگی کی حدود میں کیوں داخل ہو گیا۔" اسد شیرازی پرخیال لہجے میں بولا۔

"تم اس بات کو نظر انداز نہیں کرو گے کیپٹن کہ وہ عورت بھی حیرتناک صلاحیتوں کی مالک ہے، میں نے اپنی زندگی مہمات میں گزاری ہے اور اس زندگی میں بے شمار افراد ملے ہیں اور ان میں کچھ ایسے کردار بھی تھے جنہوں نے مجھے سخت حیران کیا اور اپنے اسی تجربے کی بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ عورت کوئی معمولی شے نہیں ہے اور ابھی ہمیں اس کی ذات سے بہت سے خطرے وابستہ ہیں۔" کیپٹن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اور یہ کام میرے لیے مشکل نہیں ہو گا کہ میں خاموشی سے اسے اٹھا کر واپس سمندر میں پھینک دوں۔" اسد شیرازی نے گردن ہلا کر کہا۔

"میں جانتا ہوں، لیکن ہم ابھی دیوانگی کی حدود میں نہیں داخل ہوئے، ہو سکتا ہے کوئی مرحلہ ایسا بھی پیش آ جائے اس وقت تک ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے، وہ انتظار کرتے رہے، وقت گزرتا رہا سورج چڑھ گیا تھا، تمام کام معطل تھے، جہاز کے دوسرے حصوں میں بھی لوگ موجود تھے، کیونکہ یہاں بہت زیادہ مجمع نہیں تھا، انہیں جو ذمہ داریاں سونپ دی گئی تھیں وہ انہیں سرانجام دے رہے تھے، کیپٹن سمندر کی جانب نگراں تھا، اسد شیرازی دردانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا خود بھی سمندر کا جائزہ لے رہا تھا، دیوہیکل کرینیں یہ ظاہر کر رہی تھیں کہ غوطہ خور سمندر کی انتہائی تہہ میں پہنچ چکے ہیں، باہر موجود آلات کی بہترین طریقے سے نگرانی کی جا رہی تھی، شعبان کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو کیپٹن نے اسے ہدایات دیں۔

"مسٹر شعبان آپ نائب کپتان کی حیثیت سے جہاز کے دوسرے عوامل پر نگاہ رکھیے گا۔" شعبان نے مسکرا کر گردن خم کر دی۔

پھر نیچے سے اشارے موصول ہوئے اور کرینوں کے ذریعے وہ پہلی کھیپ اوپر اچھال گئی، جس میں سونا لدا ہوا تھا اور جب یہ پہلی ہی کھیپ اوپر پہنچی اور کرینوں نے اسے جہاز کے عرشے پر بار کیا تو دیکھنے والوں کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اتنا سونا کسی حکومت کے بینک کے ڈپازٹ میں ہو تو ہو ورنہ کسی ایک جگہ اکٹھا نہیں دیکھا جا سکتا تھا اور یہ تو صرف پہلی کھیپ تھی، کرینیں اپنا کام کرتی رہیں، غالباً غوطہ خوروں کی ٹیموں نے پروفیسر بیرن کی سرکردگی میں بہترین کارنامے سرانجام دیے تھے، کیونکہ یکے بعد دیگرے سونے کے انبار جہاز کے عرشے تک پہنچتے جا رہے تھے اور کام نہایت برق رفتاری سے ہو رہا تھا، تمام ہی لوگ اس سونے کو سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اس پر کوئی تبصرہ کرے، یہ پروفیسر بیرن کا ایسا کارنامہ تھا جس کے تحت یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ اس وقت وہ جہاز کی سب سے اہم شخصیت بن گیا اور اصولی طور پر تو یہ جہاز اگر امیر ارتقاء سے خرید لیا جائے تو پھر اسے پروفیسر اور شعبان کی ملکیت ہی قرار دیا جا سکتا تھا، تاہم ایسی کوئی بات ابھی تک کسی کی زبان تک نہ پہنچی اور یہ کام شام کو تقریباً ساڑھے چار بجے تک جاری رہا، ساڑھے چار بجے پروفیسر آخری کھیپ کے ساتھ واپس آ گیا تھا، اس دوران عرشے پر جتنا سونا پہنچ چکا تھا اس کا تخمینہ لگایا جا رہا تھا اور یہ بات طے تھی کہ یہ سونا اس مطلوبہ رقم سے کہیں زیادہ مالیت کا ہے جو امیر ارتقاء

نے طلب کی ہے، پروفیسر جب اوپر آیا تو تمام لوگ اس کی جانب دوڑ پڑے، اس نے جس مشقت سے کام کیا تھا وہ قابل داد تھی، غوطہ خور تو آتے جاتے رہے تھے، لیکن پروفیسر بیرن نے اتنا طویل وقت سمندر کی تہہ میں گزارا تھا، گو غوطہ خوروں کی راہنمائی کے لیے اور ایک خاص طریقہ کار کو جاری رکھنے کے لیے اسے بھی اس وقت غوطہ خوری کا لباس اور آکسیجن ماسک وغیرہ پہننا پڑی تھی، اس کے پاس نئے سلنڈر پہنچائے جاتے رہے تھے، جن کی مدد سے وہ سمندر میں زندہ رہ سکے، لیکن اس کے باوجود اس نے اتنے عرصے سمندر کی تہہ میں رہ کر ایک ریکارڈ قائم کیا تھا، بڑی سنسنی پھیل گئی تھی، امیر ارتقاء بھی اس کے بعد اس طرف نہیں آیا تھا، بہرطور جب یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا تو سونے کو محفوظ کرنے کے لیے طریقہ کار دریافت کیا جانے لگا اور پھر اسے نہایت حفاظت سے پروفیسر کی لیبارٹری میں منتقل کر دیا گیا، کیونکہ وہی اس کے لیے محفوظ ترین جگہ تھی، یہاں بھی رازداری سے کام لیا گیا تھا اور زیادہ لوگوں کو سونے کی مقدار کے بارے میں اطلاع نہیں مل سکی تھی، کیونکہ اس وقت تقریباً یہ باتیں سبھی لوگوں کو معلوم ہو چکی تھیں اور اب دیکھنا یہ تھا کہ اس کے بعد کے حالات کیا ہوتے ہیں۔

گارتھا ورتھا ارتقاء ہاشمی کے ساتھ واپس اپنے کیبن میں آ گئی، امیر ارتقاء بہت زیادہ کبیدہ خاطر نظر آ رہا تھا، اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے، گارتھا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے امیر! بہت زیادہ پریشان نظر آ رہے ہو۔"

"ذہنی حماقتوں پر غور کر رہا ہوں کلوپیٹرا، مجھے درحقیقت سوچنا چاہیے تھا کہ ان اجنبی لوگوں کے ساتھ یہ سمندری سفر نہیں اختیار کرنا چاہیے تھا، لیکن اس وقت میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں کند ہو گئی تھیں اور میں کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔" گارتھا ہنس دی پھر اس نے کہا۔

"اگر تم اس سفر پر نہ آتے امیر تو پھر میرا تمہارا ساتھ کیسے ہوتا۔" ارتقاء ہاشمی نے چونک کر گارتھا ورتھا کو دیکھا پھر بولا۔

"صرف یہی ایک احساس ہے جس کی وجہ سے مجھے اس سفر پر آنے کا افسوس نہیں ہے۔"

"تمہیں زندگی میں کوئی افسوس نہیں ہوگا امیر، شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو۔"

امیر ارتقاء ہاشمی نے محبت بھری نگاہوں سے گارتھا ورتھا کو دیکھا اور بولا۔

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اب تمہارے سوا اس کائنات میں میرے لیے اور کچھ نہیں رہ گیا ہے۔"

"تمہاری کائنات کی حفاظت کرنے والی میں جو موجود ہوں، ویسے ان لوگوں کا لہجہ اب بدل گیا ہے اور ہمیں فوری طور پر کارروائیاں کر لینی چاہیے۔"

"میں یہی سوچ رہا ہوں کہ اب کیا کیا جائے، تم دیکھ رہی ہو وہ لوگ کیا کیا کر رہے ہیں، تمہارا کیا خیال ہے، کیا وہ ہمیں اتنی دولت مہیا کر دیں گے کہ جہاز کی قیمت ادا ہو سکے۔" گارتھا ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اگر وہ سمندر کے سارے موتی نکال کر ہمارے سامنے انبار کر دیں تو بھلا کیوں ہم یہ تسلیم کریں گے کہ یہ موتی جہاز کی قیمت ہو سکتے ہیں اور سمندر میں سونے کے پہاڑ وہ لوگ دریافت نہیں کر سکتے کیونکہ سونے کی اصل قیمت کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے، بہرحال یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، اگر وہ برائی پر آمادہ ہیں تو دوسرے طریقے بھی اختیار کر سکتے ہیں اور اب یہ وہ وقت ہے امیر ارتقاء ہاشمی کہ تم اپنے آدمیوں کو اکٹھا کر لو ہمیں انہیں مسلح کر دینا چاہیے، یہ انتہائی ضروری ہے۔" امیر ارتقاء ہاشمی گہری نگاہوں سے گارتھا ورتھا کا جائزہ لینے لگا، پھر اس نے کہا۔

"بہت مناسب بات سوچی ہے تم نے، میں ابھی اس سلسلے میں کارروائیاں کرتا ہوں، ان لوگوں کو خاص طور سے دور رکھا گیا تھا جن کا تعلق براہ راست امیر ارتقاء ہاشمی

سے ہو سکتا تھا اور وہ جہاز کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے تھے، گارتھا ورتھا اور امیر ارتقاء ہاشمی نے دیکھا کہ بڑے بڑے بادبانوں سے عرشے کے اس حصے کو محفوظ کر دیا گیا ہے، جہاں کرینوں کے ذریعے سمندر کے نیچے کام ہو رہا تھا، تاہم اس پر انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا، امیر ارتقاء ہاشمی خاموشی سے اپنا کام کرتا رہا، اس نے ایک ایک آدمی کے پاس جا کر کہا کہ وہ اس کے کیبن میں پہنچ جائے، اس طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی تھی، جتنے افراد جہاز کے دیگر کاموں پر مامور تھے وہ بھی اس وقت بیرونی حصے میں تھے، امیر ارتقاء ہاشمی کے وہ تمام آدمی جنہیں اس نے مصر سے اپنے ساتھ لیا تھا یا جو خالص اس کے ہی آدمی تھے، ایک ایک کر کے اس جگہ پہنچ گئے، جہاں ارتقاء ہاشمی نے انہیں بلایا تھا، تب امیر ارتقاء نے ان سے کہا۔

"تم لوگوں کو علم ہے کہ جہاز کے حالات بدل گئے ہیں، کیپٹن ایڈگر اور ہمارے ساتھ آنے والے اجنبی بدعہدی پر آمادہ ہو گئے ہیں اور ایسے لمحات میں جنگ و جدل کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا، کیا تم میرے لیے اپنی زندگی کی بازی لگانے کو تیار ہو۔"

"ہم آپ کے خادم ہیں امیر، جہاز والوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے، ہم صرف ان احکامات کی تعمیل کریں گے جو آپ ہمیں دیں گے۔"

"تو پھر تم لوگ اس بات کے لیے تیار ہو جاؤ کہ ہمیں جہاز پر ایک جنگ لڑنا ہوگی اور ان لوگوں کو ختم کرنا ہوگا جو ہمارے مخالف ہیں۔"

"ہم سب آپ کے حکم پر جان دینے کے لیے تیار ہیں۔" یہ افراد تقریباً تیئیس (۲۳) تھے، جو اس کے ساتھ کام کرنے کو تیار تھے، ان لوگوں کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے ان میں سے چند افراد کو ساتھ لیا اور ہتھیاروں کے سلسلے میں اقدامات کرنے چل پڑا، گارتھا بھلا ان سے پیچھے کیسے رہ سکتی تھی، امیر ارتقاء جہاز کے معاملات میں کوئی زیادہ مداخلت نہیں رکھتا تھا، لیکن یہ جانتا تھا کہ ہتھیار کہاں محفوظ کیے گئے ہیں اور اس سے پہلے کہ صورتحال ان لوگوں کے خلاف ہو جائے وہ ہتھیاروں پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا، چونکہ بحری قزاقوں کے سلسلے میں تمام لوگ ہتھیار استعمال کر چکے تھے، اس لیے اس وقت بھی انہیں کوئی دقت نہیں ہو سکتی تھی، لیکن یہ لوگ جب اس ذخیرہ گاہ پر پہنچے جہاں ہتھیار انبار تھے تو وہاں پہنچ کر ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے، ہتھیار وہاں موجود نہیں تھے، بلکہ ہتھیاروں کے نام پر کوئی چیز بھی نہیں تھی، وہ جگہ بالکل خالی تھی، امیر ارتقاء ہاشمی ناچ کر رہ گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ سارے ہتھیار اس جگہ موجود تھے، انہیں یہاں سے کہاں پہنچا دیا گیا۔"

"تم نے دیکھا امیر، برائیاں ان کے دلوں میں نجانے کب سے پروان چڑھ رہی ہیں اور اس کا ٹھوس ثبوت ہے، ورنہ ہتھیاروں کو یہاں سے غائب کر دینا کیا معنی رکھتا تھا۔" گارتھا ورتھا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم لوگ پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ انہوں نے ہتھیار کہاں منتقل کیے ہیں، لیکن کئی گھنٹے کی کوشش کے باوجود انہیں کوئی ہتھیار نہیں مل سکا تھا، امیر دانت پیس کر رہ گیا، اس نے گارتھا سے کہا۔

"اس کا مقصد ہے کہ یہ لوگ مکمل کارروائی کر رہے ہیں، اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"سوچنا پڑے گا امیر۔" گارتھا نے کہا اور اس کے بعد وہ امیر ارتقاء کے ساتھ وہاں سے باہر نکل آئی، اس نے کہا۔

"ان لوگوں کو اندازہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے ایسی کوئی کوشش کی ہے، میں دیکھوں گی کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔" امیر ارتقاء اب بہت زیادہ پریشان نظر آنے لگا تھا، گارتھا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں موجود ہوں، تم اطمینان رکھو، میں ماحول کی حکمراں ہوں اور ہمیشہ ہی اپنے لیے راستے بنا لیتی ہوں، اگر ان لوگوں نے چھوٹے ہتھیار غائب کر دیے ہیں تو جہاز پر نصب ان بڑے ہتھیاروں پر تو یہ قابو نہیں پا سکتے جو وہاں سے ہٹائے نہیں جا سکتے، یہ لوگ بڑے ہتھیار وہاں سے نہیں ہٹائیں گے اور ہم ان بڑے ہتھیاروں کو استعمال کریں گے

سمجھے، لیکن ابھی اس کا اظہار مناسب نہیں ہے، مقررہ وقت پر جب صورتحال تبدیل ہوجائے گی تو ہم یہ کام کریں گے اور اس سے پہلے ان لوگوں کو یہ احساس بھی نہیں ہونے دیں گے کہ ہمیں ہتھیاروں کی گمشدگی کا علم ہوگیا ہے، تم اپنے آدمیوں کو یہ آخری ہدایت دے دو کہ وہ ہر لمحہ مستعد رہیں، بڑے ہتھیاروں کی جانب توجہ بھی نہ دیں تاکہ ان کا ذہن ان کی طرف منتقل نہ ہوجائے، میں دیکھوں گی کہ یہ لوگ کتنے ذہین ہیں، یہ نہیں جانتے کہ ان کا مقابلہ کس سے ہے۔" گارتھا کی آنکھوں میں شیطانی چمک نظر آرہی تھی۔

٭

ادھر کیپٹن ایڈگر خوشی سے دیوانہ ہورہا تھا، اسے سونا مل جانے کی اتنی خوشی نہیں تھی جتنی اس کی کہ اب اخناطون سب کی ملکیت ہوگا اور اب وہ ہر کام اپنی مرضی کے مطابق کرسکیں گے، بلاشبہ ایک مشکل وقت آپڑا تھا، جب بھی یہ لوگ اس بارے میں سوچتے انہیں دکھ ہونے لگتا تھا، امیر ارتقاء ایک خوش مزاج انسان تھا اور اس کی وجہ سے جہاز پر بڑی رونق ہوا کرتی تھی، لیکن صورتحال کچھ اس طرح تبدیل ہوئی تھی کہ وہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے، کوئی بیرونی آفت نہیں آئی تھی، بلکہ اس آفت کا آغاز اندرونی طور پر ہی ہوا تھا، اسد شیرازی پروفیسر اور دوسرے لوگ یہ بات جانتے تھے کہ کیپٹن ایڈگر کی سب سے زیادہ توہین کی گئی ہے، چنانچہ انہوں نے اسے وہ مقام دیا تھا جو جہاز کے کپتان کا ہونا چاہیے تھا جب اس نے ان لوگوں سے مشورہ کیا تو اسد شیرازی نے صاف الفاظ میں کہا۔

"درحقیقت یہ سب کچھ میری پسند کے مطابق تو نہیں ہورہا، کیپٹن لیکن کیا کریں امیر ارتقاء نے ہمیں مجبور کردیا ہے، میں تمام تر اختیارات تمہیں سونپتا ہوں، تم جس انداز میں بھی کام کرنا چاہو کرو ہم تمہارے معاون ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

کیپٹن نے ان کا شکریہ ادا کیا تھا، وہ ساری رات نہیں سویا اور مختلف انتظامات میں مصروف رہا تھا، شعبان اس کا دست راست تھا اور سب لوگ حیران تھے کہ شعبان کی اپنی سوچ اس سلسلے میں کیا ہے، وہ ایڈگر کے ساتھ بالکل ایک معاون کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا اور ساری رات نہیں سویا تھا، صبح کو اس جگہ بڑے اہتمام سے انتظامات کیے گئے جہاں عام طور سے شام کو ان لوگوں کی نشست ہوا کرتی تھی، دلچسپ بات یہ تھی کہ پروفیسر اور اس کی بیٹی سینڈرا بھی اس رات اپنی لیبارٹری میں نہیں رہے تھے اور یہ لیبارٹری ایڈگر کی تحویل میں رہی تھی، اس نے جو کچھ بھی انتظامات کیے تھے وہ بڑی ڈرامائی نوعیت کے تھے اور صبح کو وہ اسد شیرازی کے ساتھ دست بستہ امیر ارتقاء کے پاس پہنچ گیا، اس نے نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔

"امیر ہم نے آپ کی خواہش پوری کردی ہے، آپ براہ کرم زحمت فرمائیے اور جہاز کی قیمت ہم سے وصول کرلیں، جس کا ارادہ آپ نے ظاہر کیا ہے۔"

"تو کیا تم سمندر سے وہ نوادرات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے جس سے اخناطون کی قیمت ادا ہوسکے۔"

"اخناطون ایک بے قیمت چیز ہے امیر ارتقاء ہم سب کی محنتوں کا پھل ہمارے ایک اہم مقصد کے لیے ایک سنگ میل، اس لیے ہم اس کی قیمت نہیں دے سکتے، البتہ آپ نے اس کے عیوض جو کچھ طلب کیا ہے ہم نے اس کا بندوبست کرلیا ہے اور آپ دیکھ لیجیے کہ ہم سچے ہیں، کیونکہ سمندر نے ہماری معاونت کی ہے، بے لوث بے غرض۔" اس سے پہلے کہ امیر ارتقاء ہاشمی کچھ بولے، گارتھا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق کون سے ملک سے ہے کیپٹن ایڈگر؟"

"اس وقت میرا تعلق صرف اخناطون سے ہے خاتون۔" اس نے کہا۔

"بہت چرب زبان اور تیز انسان ہو تم، چلو امیر ذرا دیکھیں انہوں نے سمندر سے کیا خزانے نکالے ہیں۔"

امیر ارتقاء ہاشمی خاموشی سے اٹھ گیا، گارتھا اس کے ساتھ اس جگہ تک آئی جہاں بڑے اعلیٰ اور نایاب قسم کے موتی سجا رکھے تھے، سمندر سے ملنے والے یہ موتی انتہائی نادر تھے، امیر ارتقاء نے قریب سے انہیں دیکھا تو اس کی فطرت

جاگ اٹھی، وہ ایک ایک موتی کو حیرت اور خوشی سے دیکھ رہا تھا، ایک موتی ہتھیلی پر رکھ کر اس نے کہا۔

"آہ نایاب...... بے حد نایاب...... میں سمجھتا ہوں کہ جوہر کی دنیا میں یہ موتی تہلکہ مچادے گا، اتنا حسین اور اتنا بڑا موتی شاید ہی اس سے پہلے کبھی دیکھا گیا ہو، تم لوگوں نے...... تم لوگوں نے تو سمندر خالی کردیا اور یہ...... یہ...... اوہ یہ...... یہ شاید یہ موتی میں نے فرانس کی ایک بہت دولت مند عورت کے پاس دیکھا تھا، اپنی طرز کا واحد موتی تھا اور وہ اس پر ناز کرتی تھی، بالکل ویسا ہی دوسرا موتی، میں کہتا ہوں اگر یہ فرانس پہنچادیا جائے تو اس کی منہ مانگی قیمت مل جائے گی، تم نے بہت بڑا خزانہ نکالا ہے۔" اسی وقت گارتھا آگے بڑھی اور اس نے ایک موتی ارتقاء ہاشمی کے ہاتھ سے لے کر موتیوں کے اس انبار میں ڈال دیا اور پھر حقارت آمیز لہجے میں بولی۔

"لیکن اس کے باوجود امیر یہ موتی ہمارے اخناطون کا نعم البدل نہیں بن سکتے، ان کی قیمت کچھ بھی ہو لیکن ہم موتیوں کا کاروبار نہیں کرتے اور کیا تم ان موتیوں کو فروخت کرنے کے لیے اپنا پرانا کاروبار چھوڑ دو گے، ان موتیوں کو منڈیوں میں آسانی فروخت تو نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیں دولت حاصل ہوجائے، ہمیں ان رہزنوں اور چوروں کا بھی خیال رکھنا پڑے گا، جو ایسی قیمتی اشیاء پر جھپٹتے ہیں، نہیں امیر ہمیں یہ موتی نہیں چاہیے اور نہ ہی ہم ان تمام موتیوں کو اخناطون کی قیمت قرار دیتے ہیں، کیپٹن آپ اگر دے سکتے ہیں تو ہمیں ہمارے جہاز کی قیمت کا سونا ادا کردیجیے، اس کے علاوہ ہم قیمت کے طور پر اور کوئی شے قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، نہ ہی ہم آپ کے لائے ہوئے ان موتیوں کو قبول کرتے ہیں، کیا سمجھے آپ۔" ایڈگر کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہوگیا، اس نے گردن ہلائی اور پھر آہستہ سے بولا۔

"ٹھیک ہے محترمہ میں آپ کو کلوپیٹرا نہیں کہوں گا کیونکہ مصر کی توہین صرف امیر ارتقاء کرسکتے ہیں، اس لیے کہ مصر ان کی ملکیت ہے، تاہم آپ کی طلب پر یہ سونا بھی حاضر ہے۔" ایڈگر نے اس پارٹیشن کو ہٹادیا جو موتیوں اور سونے کے درمیان کیا گیا تھا، امیر ارتقاء ہاشمی ایک بار پھر ششدر رہ گیا تھا اور پہلی بار گارتھا ورتھا کے چہرے پر بھی مایوسی کی لکیریں نظر آئی تھیں، وہ دونوں آہستہ آہستہ سونے کی جانب بڑھ گئے جو میزوں کو جوڑ کر رکھا گیا تھا، امیر ارتقاء ہاشمی سونے کے ان ٹکڑوں کا جائزہ لینے لگا، ان کے وزن کا اندازہ کیا اور پھر پورے سونے پر نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے ایک گہری سانس لی، اب اس کے چہرے پر چمک ماند پڑگئی تھی اور اس کی آنکھیں دھندلائی دھندلائی نظر آنے لگی تھیں، گارتھا دانت پیس رہی تھی۔ اس نے سرد نگاہوں سے کیپٹن ایڈگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ سونا تم نے کہاں سے حاصل کیا کیپٹن۔" اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے حقارت سے گارتھا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دراصل خاتون آپ اس وقت ہمارے ساتھ موجود نہیں تھیں، جب ہم نے انسانیت کے نام پر اس مشن کا آغاز کیا تھا اور ارتقاء ہاشمی ہمارے ساتھی تھے، آپ کو نہیں معلوم کہ اخناطون کی تیاریوں میں کتنے جذبات شامل تھے اور جب یہ کھلے سمندر میں پہنچا تھا تو ہم لوگوں کے دلوں میں کتنی خوشیاں تھیں اور آپ یہ بھی نہیں جانتیں معزز خاتون کہ میں نے کیپٹن کی حیثیت سے اپنے زندگی کا ایک طویل عرصہ سمندروں میں گزارا اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ اب سمندر کی زندگی چھوڑ کر اپنی دنیا میں رہوں گا، لیکن جب میرے سامنے ایک ایسا مقصد لایا گیا جو انسانیت کی بھلائی کے لیے اہمیت رکھتا تھا تو میرا دل بے اختیار اس کام کے لیے مچل اٹھا، ہم کسی بھی لالچ کے بغیر اپنے مقصد کے لیے مصروف عمل ہوگئے اور امیر ارتقاء ہاشمی نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا، ہمارے جذبات آج بھی بالکل پہلے دن کی طرح ہیں اور ہم اپنے اس مقصد میں غیبی قوتوں کی امداد پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں، جب ایک مسئلہ ہمارے سامنے کھڑا کردیا گیا تو ہم نے اپنی غیبی قوتوں سے مدد طلب کی اور آپ دیکھ لیجیے کہ سمندر نے اپنی آغوش سے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو ہمارے اس

خودکشی ہوگی میرے لیے......!"

"یہ خودکشی آپ کو کرنا ہوگی امیر، ہم آپ کو اخناطون پر رکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور یہ بھی نہیں تسلیم کرتے کہ اخناطون اب آپ کی پسند کے مطابق ساحلوں کی جانب جائے گا، ہمارا خود بھی یہ منصوبہ تھا، لیکن یہ منصوبہ اس وقت صرف اس لیے ترک کیا جارہا ہے کہ یہ آپ کی خواہش ہے۔" اسد شیرازی نے غیر متوقع طور پر جواب دیا اور ارتقاء ہاشمی کا منہ حیرت سے کھل گیا، پھر اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ میرے خلاف سازش ہے، یہ انتقامی کارروائی ہے۔"

"ہاں امیر آپ کا یہ سوچنا بالکل درست ہے کہ یہ انتقامی کارروائی ہے، جہاں تک سازش کا مسئلہ ہے تو اگر ہم آپ کے خلاف سازش کرنا چاہتے تو سمندر میں اتنی جدوجہد نہ کرتے، اخناطون کی قیمت ادا کرنے کے لیے۔" کچھ اور ہوتا ادھر اس میں شاید ہمیں کامیابی حاصل ہوجاتی۔

"غلط فہمیوں کا شکار ہو۔ کونسی لانچ دے سکتے ہو تم لوگ مجھے۔" امیر ارتقاء ہاشمی کو بھی جوش آگیا تھا۔

"ان میں سے کوئی بھی لانچ ہم لوگ منتخب کریں گے اور اپنی پسند کی قیمت پر آپ کو فروخت کریں گے، کیونکہ اخناطون کی ایک کیل پہ بھی اب آپ کا کوئی حق باقی نہیں رہا ہے، آپ یہاں جتنے دن قیام کریں گے اس کے لیے آپ کو باقاعدہ کیبن کا کرایہ اور کھانے پینے کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے اور یہ سب کچھ ہماری پسند سے ہوگا۔" کیپٹن نے کہا اور ارتقاء ہاشمی گارتھا کی طرف مڑا، گارتھا نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس سازش کا پہلے سے یقین تھا امیر، آؤ ذرا سوچیں فیصلہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" گارتھا ارتقاء ہاشمی کو وہاں سے واپس لے کر چل پڑی، دونوں اپنے کیبن میں آگئے۔

ارتقاء ہاشمی کا چہرہ اترا ہوا تھا، اسے شدت سے احساس تھا کہ اس کی سخت توہین ہوئی ہے، لیکن بالکل ہی پاگل بھی نہیں تھا، گارتھا کے کہنے میں آکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اور جو گفتگو کی تھی اس کا جواب یہی ہونا چاہیے تھا، اصولی طور پر وہ کیپٹن کے فیصلے سے متفق تھا، اخناطون کی قیمت اب اس کی تحویل میں آچکی تھی اور اخناطون ان کی ملکیت تھا، تو پھر وہ بھلا...... وہ اس کے احکامات کیوں مانتے، ارتقاء ہاشمی کے ذہن میں وہ تمام الفاظ گونجنے لگے جو اس نے کیپٹن ایڈگر سے کہے تھے، اس نے ان لوگوں کو اپنا ملازم قرار دے دیا تھا، حالانکہ ماضی کی باتیں بھولا نہیں تھا اور پھر وقت ہی کتنا گزرا تھا، بڑے دوستانہ انداز میں سب کچھ ہوا تھا، اگر وہ ایسا رویہ اختیار نہ کرتا تو ایڈگر یا اسد شیرازی اس قدر بداخلاق نہ ہوتے، گارتھا کی آنکھوں میں بھی گہری سوچ کے آثار تھے، وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی اور پھر اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بہت پریشان ہوگئے ہو۔" امیر ارتقاء ہاشمی نے گارتھا کے چہرے کی جانب دیکھا اور بولا۔

"میں واقعی پریشان ہوں اور میری پریشانی کی جو وجوہات ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں کلوپیٹرا...."

"مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے امیر، تم نے ان لوگوں پر بھروسا کیا تھا، ان جیسے ناشکرے لوگوں پر جو ایک لمحے میں آنکھیں بدل لیتے ہیں، کیا تمہیں یہ احساس نہیں ہے کہ انہوں نے تمہاری کس قدر توہین کی ہے، تم نے جو سرمایہ اخناطون پر خرچ کیا اور جس محبت کا ان لوگوں کے ساتھ سلوک کیا اس کے نتیجے میں یہی سب کچھ ہونا چاہیے تھا کیا؟" امیر ارتقاء ہاشمی نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں کلوپیٹرا اگر اصولی طور پر دیکھا جائے تو ان کا موقف درست ہے، انہوں نے جوابی کارروائی کی ہے، ابتداء تو ہم نے کی تھی، میرا مطلب ہے کہ میں نے اپنا رویہ سخت کیا تھا، ورنہ ان کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔"

گارتھا چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"اور تمہیں اپنے اس انداز پر افسوس ہے امیر۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا، بہت دیر تک خاموش رہی، پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"لیکن اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا ہے، گیا وقت واپس نہیں لایا جاسکتا۔"

"تم گیا وقت واپس لانا چاہتے ہو۔"

"یہ گفتگو اب بالکل بیکار ہے، میں اس سلسلے میں ان لوگوں کے ساتھ مزید کوئی بات چیت نہیں کرنا چاہتا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ بات بھی اہم حیثیت رکھتی ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہوگا، اگر میں ان کے بیان کے مطابق ان سے کوئی موٹر لانچ خرید لیتا ہوں تو نامعلوم سمندروں میں ہم سونے کے انبار لیے کہاں بھٹکتے پھریں گے اور کیا ہمیں کوئی ساحل مل جائے گا۔"

"نہیں مائی ڈیئر کلوپیٹرا یہ تو بالکل ناممکن ہے، اخناطون کو اپنی خواہش کے مطابق کسی ساحل تک بھی نہیں لے جایا جاسکتا، میں کسی بھی قیمت پر کسی موٹر لانچ سے سفر کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا، یہ جنون موت کے مترادف ہے اور اس سے موت کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔" گارتھا گہری نگاہوں سے ارتقاء ہاشمی کا جائزہ لیتی رہی، پھر اس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں۔" پہلی بار ارتقاء ہاشمی نے کچھ عجیب سی نگاہوں سے گارتھا کو دیکھا۔

"میں نے پہلی بار بھی تم سے یہی کہا تھا کہ پریشان نہ ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں اور اب بھی یہی کہہ رہی ہوں، جب میں نے ایک دعویٰ کیا ہے تو اس دعوے کو پورا بھی کروں گی۔"

"آخر کیا کرو گی تم، جو کچھ کرتی رہی ہو کیا اس کے نتائج بہت اچھے نکلے ہیں۔" اس نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا اور وہ ہنس پڑی، پھر اس نے کہا۔

"تم ناراض ہو رہے ہو امیر، چلو میں تمہاری اس ناراضگی کا برا نہیں مانوں گی، تم سے بڑے دعوے کرتی رہی ہوں اب تک اور تمہارا کیا خیال ہے کیا میں نے اپنے ان دعوؤں میں ہار مان لی ہے، نہیں میری قوتیں ان سے کہیں بڑھ کر ہیں، میں جو کرتی ہوں وہ آخر ہوتا ہے، آؤ اب اس سلسلے میں دوسرا مرحلہ شروع کرتے ہیں، پہلا مرحلہ ختم ہوگیا۔" گارتھا نے کہا اور ارتقاء ہاشمی کسی قدر ناخوشگوار انداز میں اسے دیکھنے لگا، اب اسے اس بات کی امید نہیں رہی تھی کہ کچھ ہوسکے گا، بھلا یہ عورت کیا کرسکتی ہے، زیادہ سے زیادہ وہ پراسرار قوتوں کی مالک ضرور ہے لیکن ان سب کو اپنے سحر میں جکڑنا تو اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا، ارتقاء ہاشمی کو یہی خیال تھا۔

⚜

ان دونوں کے نگاہوں سے اوجھل ہوجانے کے بعد اسد شیرازی نے ایک گہری سانس لی۔ "کیپٹن ایڈگر جو گفتگو ارتقاء ہاشمی سے کرچکا تھا وہ گفتگو کرنا ان میں سے کسی کے بس کی بات نہیں تھی، لیکن بنیادی طور پر ارتقاء ہاشمی کی غلطی تھی۔" کیپٹن ایڈگر نے آہستہ سے کہا۔

"انتہائی معذرت خواہ ہوں پروفیسر، جو کچھ ہوا ہے اس میں قصور میرا نہیں ہے، ارتقاء ہاشمی نے ہماری توہین کی تھی اور یہ اس توہین کا انتقام ہے۔"

"عورت کے کھیل ایسے ہی ہوتے ہیں کیپٹن تم تو کبھی کسی عورت کا شکار نہیں ہوئے۔"

"میری بیوی دنیا کی نیک عورت تھی اور اس نے مجھے کبھی کسی مشکل کا شکار نہیں ہونے دیا، جہاں تک ارتقاء ہاشمی کا تعلق ہے وہ خود اپنے جال میں گرفتار ہوا ہے، مصری دولت مند کے لیے کیا یہ ضروری تھا کہ سمندر سے برآمد ہونے والی کسی پراسرار بلا کے سحر میں گرفتار ہوجائے، اس ساحرہ کا شکار ہوکر اس نے ہم لوگوں کی جو توہین کی ہے اسد شیرازی آپ اس سے ناواقف نہیں ہیں، میں اس سلسلے میں قطعی اور آخری موقف اختیار کرچکا ہوں، امیر ارتقاء ہاشمی اگر سمندر میں سفر کرنا چاہے تو اسے قیمتاً ایک لانچ دی جاسکتی ہے اور اس لانچ کی قیمت میں اپنے طور پر

وصول کروں گا، انتہائی معافی چاہتا ہوں یہ فیصلے کرنے کے لیے، لیکن آپ لوگ کم از کم اس بات پر مجھ سے متفق ضرور ہوں گے کہ غلطی میری نہیں ہے۔"

"فرض کرو ارتقاء ہاشمی اپنے ان تمام ساتھیوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہوگئے ہیں اور کھلے انداز میں انہوں نے اس کی وفاداری کا اعلان کردیا ہے، ایک لانچ لے کر سمندر میں جاتا ہے، تو کیا وہ صحیح راستے تلاش کرسکے گا۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"نہیں، لیکن اسے اس کی برائیوں کی سزا ملے گی۔"

"وہ اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ موت کا شکار ہوجائے گا۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا، جن سمندروں سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں اسد شیرازی ان میں سے ایک لانچ کے ذریعے واپسی ممکن نہیں ہے اور پھر صحیح طور پر راستوں کا تعین سب سے مشکل کام ہے۔"

"تو پھر دوسری صورت کیا ہوگی؟"

"دوسری صورت یہی ہوگی کہ وہ اخناطون پر ہمارے ساتھ سفر کرتا رہے، یہ ہماری مرضی ہے کہ جب چاہیں کسی ساحل کا رخ کریں اور اسد شیرازی میں آپ سے بھی یہی درخواست کروں گا کہ صرف ارتقاء ہاشمی کو سزا دینے کے لیے اب ہم طویل عرصے تک کسی ساحل کا رخ نہیں کریں گے۔"

"نہیں کیپٹن! میں ابھی دیوانگی کی حدود میں داخل نہیں ہوا ہوں، ہم کچھ عرصے کے بعد بھی اپنے اس مقصد کی تکمیل کرسکتے ہیں، لیکن میں صرف ایک بات کا خواہش مند ہوں، ارتقاء ہاشمی نے برائی کی ہے لیکن اسے اس برائی کی سزا برائی کی شکل میں نہیں ملنی چاہیے۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"تو پھر آپ کا کیا خیال ہے کیا ہم اسے کسی ساحل تک پہنچادیں۔" کیپٹن ایڈگر نے کہا، اسد شیرازی اس کے لہجے کا اندازہ کرتا رہا پھر اس نے کہا۔

"نہیں میں فوری طور پر یہ بات نہیں کہتا، تم سے پہلے بھی اتفاق کرچکا ہوں، لیکن اب یہ بتاؤ کہ ارتقاء ہاشمی کا ہمارے جہاز پر کیا کردار رہے گا، میرا مطلب ہے کہ اگر ہم اس دوران سمندر میں گھومتے رہیں اور وہ ہماری بات تسلیم کرلے کہ جب ہمارا جی چاہے ہم ساحلوں کا رخ کریں تو پھر اس کا جہاز پر رہنا کس حیثیت کا حامل ہوگا۔"

"ہم اس سے جہاز پر رہنے کی قیمت وصول کریں گے، مع اس کے ان ساتھیوں کے اور اس کی بیویوں کے اور یہ قیمت ہماری پسند کے مطابق ہوگی، ارتقاء ہاشمی سے اگر یہ تمام سونا واپس نہ لے لوں تو میرا نام بھی کیپٹن ایڈگر مورالس نہیں ہے، میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ زندگی میں محبتوں اور خلوص کی کیا قیمت ہوتی ہے، باقی تمام چیزیں بے قیمت ہوتی ہیں، وہ اخناطون سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور یہ سونا بھی وہ اپنی زندگی کے لیے خرچ کردے گا۔"

کیپٹن کا منصوبہ نہایت خوفناک تھا، اس بات کو سبھی نے محسوس کیا لیکن وہ اس سے متفق بھی تھے اور یہ احساس بھی تھا کہ اب کسی نئے اختلاف کا آغاز نہیں ہونا چاہیے، بہرحال سب منتشر ہوگئے، وقت گزرتا رہا، اس وقت دن کے تقریباً بارہ بجے تھے تمام خلاصی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، جہاز پر باقی تمام کارروائیاں بھی ہورہی تھیں کہ اسد شیرازی نے گارتھا اور ارتقاء ہاشمی کو ان کے کیبن سے برآمد ہوتے ہوئے دیکھا، گارتھا ایک نیا لباس پہنے ہوئے تھی اور کمبخت ہمیشہ کی طرح حسین نظر آرہی تھی، اسد شیرازی نے وردانہ کو اشارہ کیا، وردانہ آہستہ سے اس کے قریب پہنچ گئی۔

"اس کا چہرہ دیکھ رہی ہو۔" اسد شیرازی بولا۔

"ہاں..... کیوں... کیا بات ہے سر.....؟"

"یوں لگتا ہے جیسے اب یہ کچھ کرنا چاہتی ہو۔"

"کیا کرسکتی ہے؟" وردانہ نے سوال کیا، اسد شیرازی خاموش رہا، گارتھا ارتقاء ہاشمی کے ساتھ اس جگہ پہنچ گئی جہاں اس کی ملکیت سونے کا ڈھیر موجود تھا اور اس کے آدمی جہاز کے کاموں میں حصہ نہ لیتے ہوئے صرف اس سونے کی حفاظت کررہے تھے، گویا انہوں نے پوری طرح ارتقاء ہاشمی سے اپنی وفاداری کا اعلان اور اخناطون سے لاتعلقی کا اظہار کردیا تھا، گارتھا امیر ہاشمی کے ساتھ وہاں پہنچ گئی، اس

نے ایک میز آگے بڑھائی اور اس کے بعد اس میز پر کھڑی ہوگئی اور پھر اس نے چیخ چیخ کر ہاتھ ہلانا شروع کردیے، امیر ارتقاء ہاشمی بھی میز کے پاس کھڑا ہوا تھا، جہاز پر کام کرنے والے تقریباً تمام ہی لوگ اس کی جانب متوجہ ہوگئے، گارتھا انہیں اپنے قریب بلارہی تھی، وہ کہہ رہی تھی۔

"جہاز پر موجود ایک ایک فرد سے میری درخواست ہے کہ یہاں آجانے میں ان سے کچھ کہنا چاہتی ہوں، جہاز پر کام کرنے والے تمام لوگ میرے پاس پہنچ جائیں، جہاز لنگر انداز ہے، ان کی مصروفیتیں کچھ نہیں ہیں، میں ان لوگوں سے بھی کہتی ہوں جو جہاز کا انجن چلارہے ہیں، براہ کرم آپ لوگ انہیں بھی اطلاع دے دیجیے، میں ایک اہم اعلان کرنا چاہتی ہوں، آپ سب کے لیے یہ اعلان انتہائی ضروری ہے۔"

لوگوں کو کافی دلچسپی پیدا ہوگئی، اسد شیرازی نے برج کی جانب دیکھا جہاں کیپٹن بھی کھڑا ہوا اسی سمت دیکھ رہا تھا، شعبان بھی قریب ہی کہیں موجود تھا، پروفیسر اپنی بیٹی سینڈرا کے ساتھ باہر آگیا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ گارتھا کے گرد مجمع ہونے لگا، ارتقاء ہاشمی کے چہرے پر ایک سنگین خاموشی طاری تھی اور وہ خاموشی سے گارتھا کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا، خود اس نے ابھی تک کسی بھی بات میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا، گارتھا ورتھا مسلسل کہہ رہی تھی۔

"جو لوگ ادھر ادھر کاموں میں مصروف ہیں براہ کرم باقی افراد انہیں اطلاع دے دیں، اس وقت آپ سب لوگوں کا یہاں جمع ہوجانا بے حد ضروری ہے، سنیے آپ میں سے کوئی کہیں نہ رہے، ورنہ اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔"

اور رفتہ رفتہ جہاز کا تمام عملہ وہاں آکھڑا ہوا، گارتھا نے ایک فاتحانہ نگاہ سب پر ڈالی اس کے ہونٹوں پر کامیابی کی مسکراہٹ تھی اور سب اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، اسد شیرازی وغیرہ بھی یہیں ایک گوشے میں کھڑے ہوگئے تھے، جب تقریباً تمام افراد یہاں آگئے تو گارتھا نے کہا۔

"تم لوگوں نے سمندر میں ایک طویل سفر جس مشقت سے طے کیا ہے اس کا اندازہ مجھے بھی ہے اور تمہیں بھی ہوگا، اخناطون کچھ وقت پہلے امیر ارتقاء ہاشمی کی ملکیت تھا، لیکن اس کے بعد کچھ ایسے اختلافات ہوئے کہ امیر ارتقاء ہاشمی جہاز سے خود کو علیحدہ کرنے پر مجبور ہوگئے اور یہ جہاز اس سونے کی قیمت پر کیپٹن ایڈگر اور اسد شیرازی وغیرہ نے خرید لیا اور اب یہ لوگ اخناطون کے مالک کہلاتے ہیں، میں چند حقائق سے تم لوگوں کو روشناس کرانا چاہتی ہوں اور تم سب سے ان کا جواب طلب کررہی ہوں، بنیادی طور پر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اسد شیرازی نے ایک ایسے ادارے کی بنیاد رکھی جو انسانیت کی بقاء کے لیے سمندری جڑی بوٹیوں اور ایسی اشیاء سے استفادہ کرے جو انسانی بھلائی میں کام آسکیں، امیر ارتقاء ہاشمی نے زبردست سرمائے سے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے اخناطون کی تیاریاں شروع کرادیں اور اس کے بعد اس سفر کا آغاز ہوگیا، یہ دوستانہ سفر چند بنیادی اختلافات کی بناء پر دوستانہ نہیں رہ سکا اور مجبوراً اس میں دو گروہ بنے، جن میں ایک امیر ارتقاء ہاشمی تھے، ارتقاء ہاشمی نے اس سفر کے سلسلے میں اپنے چند خیالات پیش کیے، جنہیں تسلیم نہیں کیا گیا، تو وہ ناراض ہوگئے اور ان لوگوں نے اخناطون خریدنے کا فیصلہ کیا، اخناطون خریدنے کے لیے جو سونا امیر ارتقاء ہاشمی کو پیش کیا گیا ہے اس کے بارے میں میں آپ سب سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ کیا یہ سونا اسد شیرازی یا کیپٹن ایڈگر کی ملکیت ہے؟ ہم سب سمندر میں ایک اہم مقصد کے لیے نکلے تھے، آپ لوگ مجھے اس میں شامل نہ کریں، لیکن آپ سب یہ بات جانتے ہیں کہ میرا ہاشمی سے کیا تعلق ہے اور اس تعلق کی بناء پر میں اپنے آپ کو بھی آپ لوگوں میں شامل کررہی ہوں، تو سوال یہ تھا کہ ہم میں سے ہر شخص عام دنیا ہی نہیں بلکہ عام سمندری دنیا چھوڑ کر اس خوفناک مہم پر نکلے ہیں، جہاں زندگی ہر لمحہ خطرات سے دوچار ہے، تو کیا ہم میں سے کسی کا یہ حق نہیں بنتا کہ ہم سمندری نوادرات میری مراد ان چیزوں سے ہٹ کر ہے جنہیں تحقیقاتی کام کے لیے استعمال کیا جائے گا، میں

سمندری نوادرات کی بات کر رہی ہوں، اس سونے کی بات کر رہی ہوں جو غوطہ خوروں نے جان کی بازی لگا کر سمندر سے نکالا ہے۔ کیا اسد شیرازی یا کیپٹن ایڈگر کی ملکیت قرار پائے گا، میں بہت دکھ کے ساتھ یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ سب لوگوں کو صرف جہاز کے دوسرے کل پرزوں کی مانند سمجھا گیا ہے اور آپ کو انسانیت سے دور تصور کیا گیا ہے، سمندری جڑی بوٹیاں انسانیت کی بقاء کے لیے استعمال ہوں گی اور یہ دولت جس کا ایک معمولی سا حصہ اخناطون کی قیمت کے طور پر دیا گیا ہے صرف ان بڑے بڑے لوگوں کی ملکیت ہے، میں نے امیر ارتقاء ہاشمی سے یہ سوال کیا کہ اگر یہ سونا انہیں حاصل ہو جاتا تو کیا وہ اسے اپنا حق سمجھ کر اس پر قبضہ جما لیتے اور اس جہاز پر جو غریب لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر کام کر رہے ہیں ان کے حقدار نہ ہوتے تو امیر نے قسم کھا کر کہا کہ صرف وہ جڑی بوٹیاں جن کے حصول کے لیے یہ سفر اختیار کیا گیا تھا اولرے کی ملکیت قرار پائیں اور یہ دولت ہم میں سے ہر شخص کا حصہ ہوتا، امیر کے ان الفاظ نے مجھے بہت متاثر کیا اور میں نے یہ خیال آپ کے سامنے بھی پیش کرنے کا فیصلہ کیا، مجھے بتائیے کیا اس سمندری دولت پر ان لوگوں کا قبضہ جائز ہے اور آپ اس قبضے کو تسلیم کریں گے، میں اسے نہیں مانتی اور اس سلسلے میں سب سے پہلے قدم کے طور پر میں خود ایک قدم اٹھاتی ہوں، یہ سونا جو امیر کے اخناطون کی قیمت کے طور پر پیش کیا گیا ہے میں اسے آپ سب کی ملکیت قرار دیتے ہوئے آپ کو حق دیتی ہوں کہ اسے آپس میں تقسیم کر لیں، یہ آپ کی ملکیت ہے، یہ آپ کا ہو گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ لوگ اس سونے کو بھی اپنی تحویل میں لیں جو ان لوگوں کے پاس محفوظ ہے اور اگر یہ اس میں مداخلت کریں تو پھر قوت بازو سے کام لیا جائے اور انہیں یہ بتادیا جائے کہ یہ سب کچھ ان کی ملکیت نہیں ہے، بلکہ اس میں ہم سب کا برابر کا حصہ ہے، دوڑیے اور میرے ساتھ آواز ملائیے یہ سونا آپ سب کی ملکیت ہے، امیر منصفانہ طور پر سب سے پہلے اخناطون کی ادا کی ہوئی یہ قیمت آپ کے حوالے کرتے ہیں، آپ لوگ میری صورت کیا دیکھ رہے ہیں، اپنی ملکیت پر قبضہ کر لیجیے اور اسے انصاف سے آپس میں تقسیم کر لیجیے۔"

گارتھا کا لہجہ پرجوش ہوتا چلا گیا اور لوگ سکتے کے سے عالم میں اس کی صورت دیکھتے رہے، تب اس نے امیر ارتقاء ہاشمی کو جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

"امیر آپ انہیں اجازت دیجیے، آپ انہیں اجازت دیجیے امیر۔"

امیر ارتقاء ہاشمی ایک دم سے چونکا اور پھر اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں آپ لوگوں کو اس کی اجازت دیتا ہوں، اخناطون فروخت نہیں ہو سکتا، ہم اسے نہیں بیچ سکتے، اگر اخناطون کی قیمت ادا کرنی ہے کیپٹن کو تو وہ کسی مناسب ساحل پر پہنچے اور اس کے بعد اپنی جیب سے ادا کرے، تب یہ جہاز اس کی ملکیت بن سکتا ہے ورنہ نہیں، اس قیمت کو اخناطون کی قیمت کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔" گارتھا نے فوراً ہی کہا۔

"اور آپ لوگ اس کے خلاف پوری طرح بغاوت کر دیں گے، اپنا حق حاصل کرنے کے لیے آپ کو اگر اخناطون پر قتل و غارت گری بھی کرنا پڑے تو کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہ تیئیس افراد آپ کے ساتھ ہیں۔"

"ان لوگوں نے بہت غلط طریقہ کار اختیار کیا ہے، انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اخناطون پر برائیوں کو جنم دیں گے اور اس کے نتیجے میں جانتے ہیں آپ کیا ہوا ہے، انتہائی شاطرانہ طور پر انہوں نے ہتھیاروں کا ذخیرہ اس کی اصل جگہ سے منتقل کر کے کہیں چھپا دیا ہے، لیکن..... لیکن یہ نہیں جانتے کہ جب حقدار اپنا حق لینے کے لیے منظر عام پر آتا ہے تو ہتھیار اس کا راستہ نہیں روک سکتے، ہتھیار چھپا دیے گئے ہیں، لیکن میں اس کے لیے ایک نیا طریقہ کار بتاتی ہوں آپ کو اور اپنی نگرانی میں آپ لوگوں کو آپ کا حق دلواتی ہوں۔" گارتھا اور تھا نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ لوگ جھپٹا مار کر ان بڑے ہتھیاروں کی جانب دوڑ پڑے جو جہاز کے مختلف گوشوں میں نصب تھے، ان لوگوں کو غالباً

ہتھیاروں کے استعمال کے طریقہ بتادیا گیا تھا، یا پھر انہوں نے خود ہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کر لیا تھا، دیکھنے والے سکتے کے سے عالم میں دیکھتے رہ گئے اور ان لوگوں نے جہازوں کے بڑے ہتھیار اپنے قبضے میں کر لیے، گارتھا خود بھی دوڑ کر وہیں پہنچ گئی تھی، اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن ایڈگر تم نے اپنی زندگی کا سب سے بدنما کھیل کھیلا ہے اور دیکھو تم اس کھیل میں کس طرح ناکام رہے ہو، خبردار اپنے جسموں کو جنبش نہ دینا ورنہ اتنے ٹکڑے ہوں گے تمہارے جسموں کے کہ گنے بھی نہ جا سکیں۔" وہ سب سکتے کے عالم میں کھڑے رہ گئے تھے، ایڈگر، اسد شیرازی اور دوسرے تمام افراد حیران کن نگاہوں سے گارتھا کے اس اقدام کو دیکھ رہے تھے، امیر ارتقاء ہاشمی بھی گارتھا کے پاس جا کھڑا ہوا اور اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن! ایک معمولی سی بات تھی، جس کے لیے تم نے ہنگامہ کھڑا کیا، لیکن اب صورتحال میرے بس میں نہیں ہے، یہ بات تو مجھے بہت زیادہ ناگوار گزری ہے کہ تم لوگوں نے ہتھیاروں کے ذخیرے بھی چھپا دیے، اس کا مقصد ہے کہ جرم تمہارے ذہن میں پوشیدہ تھا۔" کسی نے کوئی جواب نہیں دیا، گارتھا پھر بولی۔

"آپ لوگ بزدلی کا ثبوت دے رہے ہیں، میں کہتی ہوں فوراً میرے ساتھ شامل ہو جائیے، اپنے حق کے لیے۔" اور گارتھا کے ان الفاظ کا نمایاں ردعمل ہوا، کافی لوگ گارتھا کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے، لیکن اب بھی بے شمار ایسے افراد تھے جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی اور صرف ساکت نگاہوں سے اس سارے تماشے کو دیکھ رہے تھے، گارتھا نے غرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو فیصلہ ہو گیا جو لوگ میرے قریب ہیں وہ میرے ساتھی ہیں اور آپ لوگ اپنا حق کھو بیٹھے ہیں، ٹھیک ہے وفاداری کیجیے اور اس وفاداری کے نتیجے میں جو کچھ آپ کو ملے اسے حاصل کر لیجیے، یہ ہتھیار اب میرے قبضے میں ہیں اور خبردار اگر کسی نے اپنی جگہ سے جنبش کی تو میں انہیں استعمال کرانا شروع کرا دوں گی اور اس کے بعد چاہے اخناطون کو کتنا ہی نقصان پہنچے میں مجبور ہوں گی کہ ان ہتھیاروں کو آپ لوگوں پر استعمال کیا جائے، اس کے اشاروں پر ہتھیاروں پر متعین افراد نے گنوں کے رخ تبدیل کرنا شروع کر دیے اور انہیں ان لوگوں کی جانب کر دیا، جنہوں نے گارتھا کے ساتھ ہم آواز ہو کر اس کی جانب رخ نہیں کیا، ساکت و جامد لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے، کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، اس وقت درحقیقت سب ہی کی سٹی گم ہو گئی تھی، گارتھا نے فاتحانہ نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھا اور پھر بولی۔

"اور اب بحالت مجبوری میں آپ سب لوگوں کی گرفتاری کا اعلان کرتی ہوں اور جن لوگوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا وہ بھی قیدیوں کی حیثیت سے اخناطون پر بقیہ سفر کریں گے اور یہ فیصلہ امیر ارتقاء ہاشمی کریں گے کہ اب اخناطون کا آئندہ پروگرام کیا ہوگا، کیپٹن ایڈگر کو کیپٹن کی حیثیت سے معزول کیا جاتا ہے اور میں ان سب کی گرفتاری کا حکم دیتی ہوں، خبردار ان ہتھیاروں کا رخ آپ ہی کی جانب ہے۔ اپنی زندگیوں کا تحفظ کریں اور اپنے ہاتھ بلند کر دیں۔" تمام لوگ ذہنی بحران کا شکار تھے، شعبان نے اپنی جگہ سے جنبش کی اور کیپٹن ایڈگر کے سامنے آ کر اسے سلیوٹ کیا، کیپٹن ایڈگر چونک کر اسے دیکھنے لگا تھا، شعبان نے آہستہ سے کہا۔

"سر! میں نے سارے انتظامات کر لیے ہیں، ہتھیار ہمارے قبضے میں ہیں اور یہ لوگ جو بڑے ہتھیاروں پر موجود ہیں انہیں استعمال نہیں کر سکتے، کیونکہ میں نے ان تمام بڑے ہتھیاروں کو گولہ بارود سے خالی کرا دیا ہے اور اب یہ صرف خالی مشینیں ہیں، جو عمل نہیں کر سکتیں۔" کیپٹن ایڈگر نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شعبان کو دیکھا اس کے کان جھنجھنا اٹھے تھے، جو کچھ شعبان نے کہا تھا وہ اسے ناقابل یقین لگ رہا تھا، لیکن شعبان کے چہرے پر ایک اعتماد تھا اور اس اعتماد نے دفعتاً ہی کیپٹن ایڈگر کے چہرے کے

تاثرات تبدیل کرنا شروع کر دیے، اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک واپس آگئی، اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کک..... کک..... کیا مطلب ہے شعبان۔"

"مطلب صرف یہ ہے جناب کہ یہ لوگ بالکل ناکارہ ہیں، یہ ان بڑے ہتھیاروں کو استعمال نہیں کرسکتے اور ادھر دیکھیے میں نے یہ معمولی سا انتظام بھی کیا ہے۔" شعبان نے ایک سمت اشارہ کیا اور کیپٹن ایڈگر کی نظریں اس کے اشارے کی سمت اٹھ گئیں، لیبارٹری میں تحقیقاتی کام کرنے والے تین غیر ملکی جن میں ایک جیکاس، دوسرا کشن داس اور تیسرا گن پاور تھا، ہلکی مشین گنیں اپنے لباس سے نکال چکے تھے اور انہوں نے وہ مشین گنیں سیدھی کرلی تھیں، شعبان نے کہا۔

"ابتدائی طور پر ان لوگوں کو سنبھالنے کے لیے یہ سب مشین گنیں موجود ہیں، چند لمحات کے بعد بقیہ ہتھیار بھی میں لوگوں کے سپرد کر دیتا ہوں۔" کیپٹن ایڈگر کے حلق سے ایک بے اختیار سی چیخ نکل گئی تھی، اس نے فوراً ہی جے کاس کے ہاتھ سے سب مشین گن لے لی اور اس کا رخ گارتھا اور امیر ارتقاء ہاشمی کی جانب کرتا ہوا بولا۔

"مصری امیر اور سمندری عورت تمہارا منصوبہ تمہاری بدقسمتی سے ناکام ہوگیا، اپنے تمام لوگوں سے کہو کہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں، ورنہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی، خبردار ہاتھ اٹھا دو۔" کیپٹن کی آواز میں ایک خوفناک گرج تھی، لیکن گارتھا نے جنونی لہجے میں کہا۔

"فائر! تباہ کر دو انہیں، فنا کر دو ان سب کو۔" اور امیر ارتقاء ہاشمی کے آدمیوں نے ہتھیاروں کو چلانا شروع کر دیا، لیکن ان سے کچھ نہ برآمد ہوا، تمام ہتھیار ناکارہ تھے اور انہیں خالی کر دیا گیا تھا، جب وہ اپنی کوششوں میں ناکام ہوگئے تو کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"اب تم سب اپنے اپنے ہاتھ بلند کر دو ورنہ....." کیپٹن ایڈگر کی سب مشین گن سے کچھ فائر ہوئے اور گولیاں ان لوگوں کے قریب سے نکل گئیں، ایڈگر نے جان بوجھ کر ان کا نشانہ نہیں لیا تھا، کشن داس اور گن پاور بھی اپنی سب مشین گنیں سیدھی کیے آگے آگئے تھے، شعبان اپنے ساتھ دس بارہ افراد کو لے کر پھرتی سے ایک طرف چلا گیا اور چند ہی لمحات کے بعد وہ لوگ بھی سب مشین گنیں سنبھالے ہوئے ان لوگوں میں آشامل ہوئے، گارتھا، امیر ارتقاء ہاشمی اور اس کے سارے ساتھی ششدر کھڑے ہوئے تھے، کیپٹن ایڈگر نے کہا۔

"اب تم دو دو افراد نیچے اتر کر یہاں سامنے آکر کھڑے ہو جاؤ، ارتقاء ہاشمی تم بھی اور سمندری عورت تم بھی، فوراً....." اس نے پھر کچھ فائر کیے، امیر ارتقاء ہاشمی کے آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں ہاتھ اٹھائے نیچے اترنے لگے، کیپٹن ایڈگر کے انداز میں شدید وحشت پائی جاتی تھی اور اس وقت شاید اسے کوئی بھی اس کے اس عمل سے نہیں روک سکتا تھا، پروفیسر، اسد شیرازی، دردانہ اور باقی لوگ حیران کھڑے ہوئے تھے، ان کی سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب ہوگئی تھیں اور کوئی بھی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اس وقت اس کو کیا اقدام ہونا چاہیے، ایڈگر مورالس نے اپنے خاص آدمیوں کی طرف رخ کر کے کہا۔

"ان سب کو رسیوں میں جکڑنا ہے۔" وہ تمام افراد جو سب مشین گنیں سنبھالے ہوئے تھے ایک قطار میں مستعد کھڑے ہوگئے اور باقی لوگ کیپٹن کے حکم کے مطابق عمل کرنے دوڑ پڑے یہ مکمل طور پر وفادار لوگ تھے، کیونکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خطرے میں ڈال کر گارتھا کے حکم کو ٹھکرا دیا تھا، چنانچہ اب ان پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا تھا، انتظامات کر لیے گئے اور اس کے بعد ان سب کو رسیوں میں جکڑا جانے لگا، کیپٹن ایڈگر نے کپتان کی حیثیت سے اس پورے پروگرام کی کمان سنبھال رکھی تھی اور گرفتار شدگان کو اچھی طرح رسیوں میں جکڑ لیا گیا تھا، یہی عمل گارتھا کے ساتھ دہرایا گیا، ارتقاء ہاشمی کو بھی اپنے ہاتھ سامنے کرنے پڑے تھے اور اسد شیرازی کی آنکھوں میں شدید افسوس کے تاثرات ابھر آئے تھے، لیکن جو صورتحال پیش آئی تھی اس

کے پیش نگاہ کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا تھا، ایڈگر شعلہ انتقام بنا ہوا تھا اور وہ اس وقت کسی کے ساتھ رعایت کرنے کے لیے تیار نہیں تھا، ان تمام گرفتار شدہ افراد کو ایک قطار کی شکل میں جہاز کے نیچے کے حصے میں لے جایا گیا اور اس کے بعد وہاں ان کا قید خانہ بنا دیا گیا، ارتقاء ہاشمی اور گارتھا کو بھی انہی کے ساتھ رکھا گیا تھا، پھر ان پر چند افراد متعین کر دیے گئے جنہیں ان کی نگرانی کرنا تھی، بڑی ہنگامی صورتحال تھی، پانسہ پلٹ گیا تھا اور اس وقت کیپٹن ایڈگر اخناطون پر اہم حیثیت اختیار کر چکا تھا، شعبان نے اس کا جس طرح ساتھ دیا تھا وہ ناقابل یقین سی بات تھی، اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا جیسے شعبان کا مکمل تعلق صرف ایڈگر سے ہو، نائب کپتان کی حیثیت سے اس نے اپنا فرض جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا تھا وہ باعث حیرت تھا، تمام تر انتظامات کیپٹن ایڈگر نے اپنی نگرانی میں کرائے تھے اور آخر میں اس نے قیدیوں کو حکم دیا تھا۔

"اگر تم لوگوں میں سے کسی نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو اسے جہاز کے قانون کے مطابق صرف اور صرف موت کی سزا دی جائے گی، تم میں سے کوئی بھی شخصیت اس سزا سے نہیں بچ سکے گی۔" اس کے بعد کیپٹن باہر نکل آیا تھا، باہر کافی افراتفری مچی ہوئی تھی، اس نے اسد شیرازی، پروفیسر اور دوسرے تمام افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر نئے سرے سے جہاز کا انتظام سنبھالنا ہوگا، یہ بات انتہائی خوش کن ہے کہ نہ تو انجن روم کے عملے نے امیر ارتقاء ہاشمی کا ساتھ دیا اور نہ ہمارے ان خلاصیوں نے جن کا تعلق براہ راست ہم سے رہا ہے، یہ سب لوگ قابل اعتماد ہیں، امیر ارتقاء ہاشمی کا سونا بھی محفوظ کر دیا جائے اور یہ فیصلہ اب ہمیں بعد میں کرنا ہے کہ ہمارا آئندہ اقدام کیا ہوگا۔" کیپٹن ایڈگر ان انتظامات میں مصروف ہوگیا، اسد شیرازی، دردانہ، پروفیسر اور اس کی بیٹی سینڈرا کے ساتھ اپنے کیبن کی جانب چل پڑا تھا، سب تھکے تھکے نظر آرہے تھے، سب ہی کے چہروں پر تشویش کے آثار تھے، اسد شیرازی نے پروفیسر سے کہا۔

"ایڈگر مورالس کے اقدامات جہازی قانون کے مطابق بالکل درست ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دلی طور پر ان سے متفق نہ ہوتے ہوئے بھی ہمیں اصولی طور پر اس سے متفق ہونا پڑے گا۔"

"اگر بڑے ہتھیار کام کرتے تو میرا خیال ہے اس وقت ہماری لاشوں کے چیتھڑے اخناطون پر بکھرے ہوتے اس کے بعد بھی اگر ارتقاء ہاشمی کے ساتھ کوئی رعایت برتی جاتی تو یہ صرف جنون کہلا سکتا تھا۔" پروفیسر بیرن نے کہا۔

"آپ کا کہا بالکل درست ہے پروفیسر، آپ اس موضوع کو جانے دیجیے، امیر ارتقاء ہاشمی بالکل ہی پاگل ہوچکا ہے اسے کم از کم اس عورت کا ساتھ اس طرح نہیں دینا چاہیے تھا۔"

"اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں کیپٹن ایڈگر سے کہوں گا کہ کم از کم اس عورت سے نجات حاصل کرلی جائے، ارتقاء ہاشمی اس وقت ایک قیدی کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ اپنی کوئی بات منوانے کا حق دار نہیں ہے، ہم اس عورت کو ہلاک تو نہیں کریں گے لیکن اسے ایک چھوٹی سی کشتی میں بٹھا کر سمندر میں چھوڑ دیا جائے، باقی اس کی تقدیر ہے کہ زندہ رہے یا مر جائے اور اس کا ہمیں پورا پورا حق پہنچتا ہے، بعد میں اگر امیر ارتقاء ہاشمی کا دماغ درست ہوا تو اس کے ساتھ پھر کوئی بہتر سلوک کیا جاسکتا ہے، لیکن اس وقت یہ ممکن نہیں ہے۔" اسد شیرازی نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔

"ایڈگر اپنے کاموں سے فارغ ہو جائے تو اس کے بعد ہم یہ گفتگو اس سے کرلیں گے۔" پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا اور دیر تک خاموشی طاری رہی، دفعتاً دردانہ کو شعبان کا خیال آیا اور وہ بول پڑی۔

"شعبان کہاں ہے؟" اسد شیرازی، پروفیسر، سینڈرا تینوں ہی چونک پڑے تھے، پروفیسر بیرن نے کہا۔

"تم نے ایک خاص بات محسوس کی تھی مسٹر شیرازی۔"

"کیا.....؟"

"میرا خیال ہے ہتھیاروں کا سارا معاملہ شعبان ہی نے کیا تھا، ورنہ وہ خطرناک عورت اپنے منصوبے میں کامیاب ہوگئی تھی، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ کیپٹن ایڈگر کے چہرے پر مایوسی طاری تھی اور شعبان نے اس سے سرگوشیوں کے انداز میں کچھ کہا تھا، اس کے بعد ہی جیکاس، کشن داس اور گن پاور سامنے آئے تھے۔" اسد شیرازی نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور دردانہ سے بولا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہتھیاروں کو...... ارے ہاں اس عورت نے یہ بھی تو کہا تھا کہ ہتھیاروں پر قبضہ کرلیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت...... اوہو... کیا یہ منصوبہ شعبان کا تھا...... ارے نہیں...... واقعی لگتا تو ایسا ہی ہے، اس کا مقصد ہے کہ شعبان نے......" دردانہ کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی، اس نے کہا۔

"آپ نے جب شعبان سے کہا تھا سر کہ اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے تو اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے گا اور میرا خیال ہے اس وقت اس نے جو یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ باقی تمام کارناموں پر حاوی ہے، کیونکہ اس کے بعد ہماری بقاء کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا۔"

"سو فیصد یہ شعبان ہی نے کیا ہے اور اسد شیرازی تم لوگ لاکھ چھپانے کی کوشش کرو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ جن ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہے اور جن جسمانی قوتوں کا مالک ہے وہ کم از کم مجھ سے نہیں چھپی رہ سکتیں اور اب تو اس بات کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ زیر سمندر اس نے جو کچھ کیا ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ درحقیقت اس قدر کامیابی کا حصول صرف شعبان ہی کا کارنامہ تھا۔"

"مگر وہ ہے کہاں؟"

"آؤ تلاش کریں۔" پروفیسر نے کہا اور اس کے بعد وہ لوگ باہر نکل آئے، کیپٹن ایڈگر نے جہاز پر تمام انتظامات مکمل کرلیے تھے، سونا محفوظ جگہ منتقل کردیا گیا تھا اور یہ جگہ پروفیسر کی لیبارٹری ہی ہوسکتی تھی، بڑے ہنگامی حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا ان لوگوں کو، لیکن بہرطور وہ تمام صورتحال سے بخیروخوبی نمٹ رہے تھے، اس کے بعد ایڈگر بھی فارغ ہوگیا۔ شعبان بدستور معروف تھا، ایڈگر نے ان لوگوں کو دیکھا تو مسکراتا ہوا ان کے قریب آگیا اور بڑی چہکتی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہیلو! آپ کو اس شاندار کامیابی کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اسد شیرازی، آپ نے جو تیاریاں کی تھیں وہ اس وقت ہمارے بے حد کام آرہی ہیں، ارتقاء ہاشمی بدنصیب تھا کہ اتنے اچھے لوگوں کا ساتھ کھو بیٹھا، آپ نے دیکھا میرے ماتحت کو...... آپ نے میری ذہنی اور نظری صلاحیتوں کو دیکھا کیسے شخص کا انتخاب کیا تھا میں نے اپنے نائب کپتان کی حیثیت سے، کیا آپ میں سے کسی کو یہ بات معلوم ہے کہ اس وقت جب غوطہ خور سمندر سے سونا نکال رہے تھے شعبان ہمارے درمیان موجود نہیں تھا، اس نے اس صورتحال کا ہم لوگوں سے بہت پہلے اندازہ لگالیا تھا، یہ بات اس نے ثابت کردی ہے کہ وہ ذہنی طور پر ہم سب سے زیادہ طاقتور ہے، اگر وہ اس کا اندازہ نہ لگاتا تو بھلا اسے کیا پڑی تھی کہ ہتھیاروں کی ذخیرہ گاہ میں داخل ہوکر سارے ہتھیار وہاں سے ہٹاکر ایک ایسی جگہ پوشیدہ کردیتا جہاں انہیں تلاش کرنا آسان کام نہیں ہوتا اور اس کے بعد اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ بڑے ہتھیار بھی خالی کردیے تاکہ ہنگامی طور پر انہیں نہ استعمال کیا جاسکے، یہ ایک ایسا ذہنی کارنامہ ہے جس کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے، اس وقت درحقیقت اخناطون کو اور ہمیں بچالیا ہے ورنہ تھوڑی ہی دیر بعد یہ ہوتا کہ ہماری لاشیں سمندروں میں تیر رہی ہوتیں اور اخناطون کے ٹکڑے ہمارے ساتھ بکھرے پڑے ہوتے۔" ایڈگر پرجوش لہجے میں کہہ رہا تھا اور سب ہی کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے، بلاشبہ یہ ایک نوجوان اور نوخیز لڑکے کا ایسا کارنامہ تھا جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

❀

قید خانہ جہاز کے دوسرے حصے میں ایک وسیع و

عریض ہال تھا۔ امیر ارتقاء ہاشمی کے ان تیئیس ساتھیوں کے علاوہ تقریباً چودہ افراد تھے ان تیئیس ساتھیوں کے علاوہ تقریباً چودہ افراد تھے جو سونے کے حصول کے لالچ میں اس وقت گارتھا کے ہمنوا بن گئے تھے، لیکن نتیجہ بہت ہی مختلف نکلا تھا، کبھی کبھی ان کی خونخوار نگاہیں گارتھا کا چہرہ بھی دیکھنے لگتی تھیں، جس کی وجہ سے یہ مصیبت ان پر نازل ہوئی، گارتھا بھی ایک لکڑی کی دیوار سے پشت لگائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی، اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے اسے خاصی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا، اتنی حسین و دلکش عورت کو اس حال میں دیکھ کر امیر ارتقاء ہاشمی کے چہرے پر بھی کسی قدر تاسف کے آثار تھے، لیکن اس وقت اس کی سوچ خاصی تبدیل ہوگئی تھی، زندگی میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ایسے حالات سے واسطہ پڑے گا اور اسے اس طرح ہاتھ بندھوا کر ننگے فرش پر بیٹھنا پڑے گا، لیکن ٹھنڈے دل سے سوچنے پر اسے یہ احساس ہوگیا تھا کہ قصور اسے قید کرنے والوں کا نہیں ہے، بلکہ اس کا اپنا ہی ہے اور یہ سوچتے ہوئے اس کی نگاہیں گارتھا کے چہرے کا طواف کرنے لگتی تھیں، اپنی حسن پرست فطرت سے اب بھی وہ اتنا ہی متاثر تھا اور گارتھا کی وجہ سے نازل ہونے والی ان مصیبتوں کے باوجود اسے یہ عورت بے حد پسند تھی، لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ بہت برا ہوا تھا اور اس کی وجوہات پر غور کرتا تو یہی احساس ہوتا کہ اس نے اپنی عقل سے کام نہ لے کر دھوکا کھایا ہے، بہت سے اقوال اس کے ذہن میں گونجنے لگتے تھے، وہ یہ کہ عورت کے اشاروں پر کبھی نہیں چلنا چاہیے، ارتقاء ہاشمی اپنی بیویوں کے سلسلے میں بہت سخت تھا، اس نے ان سب کے لیے زندگی کی تمام آسائشیں مہیا کردی تھیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کی کڑی نگاہ بھی ان پر رہتی تھی، ان ساری باتوں کو سوچتے ہوئے ارتقاء ہاشمی کے ذہن میں اپنی ان آٹھوں بیویوں کا خیال آیا جو قیدی نہیں تھیں اور وہیں اپنے کیبنوں میں مقیم تھیں، ارتقاء ہاشمی کے چہرے پر اضطراب کی ایک لہر نمودار ہوگئی، وہ اس وقت بے یارومددگار ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے، ساری باتیں اپنی جگہ تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اس کی عزت تھیں اور اس کو کافی عرصے کے بعد ان کا خیال آیا تھا، اس نے اس دوران یعنی اس وقت سے جب سے کلوپیٹرا اس کی زندگی میں آئی تھی ان آٹھوں بیویوں کی جانب دیکھنا تک چھوڑ دیا تھا، لیکن اب اچانک ہی اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے غلطی کی تھی، اسے کم از کم ان کے بارے میں خبرگیری تو کرتے رہنا چاہیے تھا، لیکن یہ ایک غلط بات ہے، اگر اسے قید کیا گیا ہے تو اس کے ساتھ ان عورتوں کو بھی اس قید خانے میں بھیج دیا جانا چاہیے تھا، وہ مضطرب ہوگیا اور بے چین نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ اگر کوئی نظر آجائے تو اس سے کہے کہ وہ کیپٹن ایڈگر سے بات کرنا چاہتا ہے، محافظ جوان کی نگرانی کے لیے مقرر تھے قید خانے کے دروازے کے باہر تھے، ارتقاء ہاشمی اٹھ کر وہیں جاسکتا تھا، چنانچہ چند لمحات کے بعد اس نے پہلو بدلا اور سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا، بندھے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے یہ کام مشکل ثابت ہوا، وہ جنبش میں آیا تو گارتھا نے بھی اسے محسوس کرلیا اور آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی اب تک وہ بھی خاموش رہی تھی اور اس نے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی تھی، نہ ہی ارتقاء ہاشمی نے اس سے کوئی بات کی تھی، لیکن جب ارتقاء ہاشمی سہارا لے کر اٹھنے میں کامیاب ہوگیا تو گارتھا نے اس سے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے امیر۔ کچھ ضرورت محسوس کررہے ہو؟" ارتقاء ہاشمی نے ٹھٹک کر گارتھا کی جانب دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا۔ اس نے گارتھا کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آگ روشن ہوگئی۔ اور وہ امیر کو دروازے کی جانب جاتے دیکھتی رہی۔ ارتقاء ہاشمی نے دروازے پر دو تین ٹھوکریں ماریں تو دروازہ کھل گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سب مشین گن کی نال امیر ارتقاء ہاشمی کے سینے کی جانب اٹھ گئی۔" مسلح محافظوں نے اپنا فرض پورا کیا اور کرخت لہجے میں پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ کیا تکلیف ہوگئی تمہیں۔" امیر ارتقاء

ہاشی نے اس شخص کو دیکھا جو اب سے کچھ عرصے پہلے احترام کی وجہ سے نگاہیں نہیں اٹھا سکتا تھا۔ لیکن اب اس کی تیز آنکھیں امیر ارتقا ہاشی کو گھور رہی تھیں اور اس کا لہجہ بے حد سخت اور کرخت تھا امیر ارتقا ہاشی نے حالات کی نزاکت کو محسوس کیا اور بولا۔

"میں کیپٹن ایڈگر یا اسد شیرازی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اپنی جگہ جاکر بیٹھ جاؤ اور دروازے پر کوئی ٹھوکر نہ مارنا۔ تمہارا یہ پیغام ان دونوں تک پہنچ جائے گا۔" محافظ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سخت تھے اور ذرا بھی رعایت نہیں برت رہے تھے۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور واپس اپنی جگہ آگیا۔ گارتھا نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ غالباً کھلی آنکھوں سے وہ ارتقا ہاشی کو نہیں دیکھنا چاہتی تھی تاکہ اس کے احساسات کا اظہار نہ ہونے پائے۔ ارتقا ہاشی انتظار کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد اسد شیرازی دردانہ کے ساتھ اندر داخل ہوگیا۔ اس نے ان لوگوں کو دیکھا اور اس کے چہرے پر ایک غم آلود کیفیت پھیل گئی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ارتقا ہاشی کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"تمہارا پیغام مجھے ملا امیر ارتقا ہاشی کہو کیا بات ہے؟" امیر نے نگاہیں اٹھا کر اسد شیرازی کو دیکھا اور بولا۔

"میں اپنی بیویوں کے بارے میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں اسد شیرازی۔"

"ہاں بولو....."

"ان کا کیا حال ہے اور جب مجھے قیدی بنایا گیا ہے تو انہیں میرے پاس کیوں نہیں بھیجا گیا۔"

"اس لئے کہ وہ تمہاری اس سازش میں شریک نہیں تھیں اور کسی بے گناہ کو قیدی نہیں بنایا جاسکتا۔"

"لیکن وہ میری بیویاں ہیں۔" وہ غرا کر بولا۔

"تمہاری بیویاں ہیں اور ہمارے لئے بہنوں کی طرح قابل احترام یہ بات صرف میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ میری آواز اس جہاز پر موجود ہر شخص کی آواز ہے۔ وہ ہمارے لئے مقدس اور محترم ہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔"

"اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں بھی یہاں منتقل کر دو۔"

"یہ ایک مشکل مسئلہ ہے۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتے جو وحشت پر مشتمل ہو۔"

"بہت زیادہ نیک بننے کی کوشش نہ کرو اسد شیرازی یہ فرض ہے تمہارا کہ تم میری عزت کی حفاظت کرو۔"

"میرے پاس اور الفاظ نہیں ہیں کہ میں نے انہیں بہن کہہ دیا ہے۔" اس کے انداز میں نرمی پیدا ہوگئی اور اس نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم نیک نفس انسان ہو لیکن اس کے باوجود میرا یہ حق ہے کہ تم سے میں یہ مطالبہ کروں۔"

اسد شیرازی اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں اس کے بارے میں دوسرے لوگوں سے مشورہ کر لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے جواب ملنے میں دیر نہیں ہونی چاہئیے۔" اسد شیرازی دردانہ کو اشارہ کر کے وہاں سے باہر نکل گیا۔ گارتھا اب بھی خاموش تھی امیر ارتقا ہاشی نے کہا۔

"یہ بہت ضروری ہے ان لوگوں کو یہاں آجانا چاہئیے۔"

"مجھے کیا اعتراض ہے؟" گارتھا نے صاف لہجے میں جواب دیا۔ وہ خاموش ہوگیا۔ گارتھا اس کا چہرہ دیکھتی رہی اب اس نے غالباً اپنے آپ کو پرسکون کر لیا تھا پھر وہ بولی۔

"تم بہت زیادہ بددل ہو گئے اس ساری کارروائی سے....."

"تمہارے خیال میں کچھ نہیں ہونا چاہئیے۔" اس نے سادہ لہجے میں کہا۔

"نہیں....."

"کیوں.....؟"

"اس لئے کہ اس قسم کے معاملات میں ایسے حالات آتے ہی رہتے ہیں وہ لوگ ماحول پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ہماری بھی باری آئے گی۔" ارتقا ہاشی کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"اس معرکہ آرائی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بلاوجہ ہم نے ان سے اختلاف کیا اور بات اس حد تک پہنچ گئی۔ خیر اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ہے اس پر افسوس کرنا بے مقصد ہوگا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ سے بددل ہو چکے ہو۔ امیر۔"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"اس کی پیش گوئی میں ابھی نہیں کروں گی لیکن ایک بات غور سے سن لو۔ وقت بالآخر ہمارے قبضے میں آجائے گا اور فیصلہ کرنے والے ہم ہوں گے۔" ارتقا ہاشی خاموش ہوگیا اور اس وقت تک مکمل خاموش رہا جب تک کہ اسد شیرازی دوبارہ واپس نہ آگیا۔ اس کے ساتھ چار آدمی اور تھے اور یہ جہاز کے عام لوگوں میں سے تھے اسد شیرازی نے کہا۔

"میں نے کیپٹن سے مشورہ کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اس قید خانے سے نکال لیا جائے۔" ارتقا ہاشی نے چونک کر اسے دیکھا اور بولا۔

"صرف مجھے.....!"

"تمہارے ساتھ سمندری عورت کو بھی۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"تم بھی وہی الفاظ استعمال کر رہے ہو اسد شیرازی کلوپیٹرا کے بارے میں جو کیپٹن ایڈگر کرتا ہے۔"

"حقیقت تو یہ ہے کہ یہی عورت تمہاری اور ہماری بربادی کا سبب بنی ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی زندگی آئندہ ہم پر کیا مصیبتیں لائے گی۔"

"افسوس تم میری قید سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ ورنہ میری بیوی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کسی بھی طرح اچھائی کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔"

"میں معذرت خواہ ہوں۔ تم میرے ساتھ آسکتے ہو۔ اٹھو اور اس عورت کو بھی اپنے ساتھ اٹھالو۔ افسوس ہم اب ایک ایسی عورت کا احترام نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے مصیبت ہم پر نازل ہوتے ہوتے رہ گئی۔" اسد شیرازی نے کہا اور امیر ارتقا ہاشی اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے دروازے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور ان لوگوں کا کیا ہوگا؟"

"انہیں بدترین سزائیں دی جائیں گی۔ مجھے امیر تم کیا سمجھتے ہو کیا انہیں معاف کر دیا جائے اگر ہم سے ایک لمحے کی چوک ہوگئی ہوتی تو ہماری خون میں لتھڑی لاشیں اب تک سمندر میں پھینکی جاچکی ہوتیں اور مچھلیاں ان لاشوں سے ضیافت اڑا رہی ہوتیں۔ بڑے ہتھیاروں کو اگر خالی نہ کر دیا جاتا تو کیا وہ ہم پر استعمال نہ کئے جاتے۔ جبکہ تمہاری ساتھی عورت ان لوگوں کو فائر کرنے کا حکم دے چکی تھی۔ چنانچہ امیر ارتقا ہاشی تمہاری اس خواہش پر تمہیں تمہاری بیویوں کے پاس پہنچایا جارہا ہے۔ اور تمہیں ان کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ صرف انہی کی وجہ سے تمہیں یہ رعایت دی جارہی ہے۔ کیونکہ انہیں قید کر کے یہاں نہیں لایا جاسکتا یہ قانون کے خلاف بات ہے۔ جہاز کے قانون کے خلاف بھی اور انسانیت کے قانون کے خلاف بھی کہ کسی بے گناہ کو قید خانے میں ڈال دیا جائے۔ صرف انہی کے لئے تمہیں اور تمہاری اس ساتھی عورت کو آزاد کیا جارہا ہے۔ لیکن یہ آزادی ایسی نہیں ہوگی کہ تم پورے جہاز میں دندناتے پھرو بلکہ تمہیں اپنے کیبن میں قید رہنا ہوگا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ تم اپنی بیویوں کے کیبنوں میں جاسکتے ہو۔ اس سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو تمہیں زخمی کر کے یہیں ڈال دیا جائے گا اور بہتر مشورہ ہے کہ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا تم اپنے سارے گر آزما چکے ہو اور اب تمہارے پاس کوئی گر باقی نہیں ہے۔" امیر ارتقا ہاشی نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ اپنے کیبن پر پہنچ کر اس نے پھیکے سے لہجے میں کہا۔

"میری درخواست ہے اسد شیرازی کہ کم از کم تم مجھ سے اپنا لہجہ نرم رکھو۔ کیونکہ تم سے میری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔"

"افسوس امیر تم ہمارے دل پر گھونسے مارے جارہے ہو۔ ہم نے ہمیشہ تمہارا ایک دوست کی حیثیت سے احترام کیا۔ لیکن..... لیکن تم نے سب کچھ بھلا دیا۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو ان میں کیا رکھا ہے یہ تمہارا کیبن ہے آرام کرو۔" اسد شیرازی نے امیر کے کیبن کا دروازہ کھلواتے ہوئے کہا۔

"راہداریوں کے دونوں سمت اور سامنے والے کیبنوں میں مسلح افراد موجود ہوں گے اگر کوئی ایسی غلط کوشش کی گئی جس سے جہاز کا قانون مجروح ہوا تو جو کچھ میں نے کہا ہے میں خود بھی شاید کسی کو اس سے باز نہ رکھ سکوں۔" امیر ارتقا باشی نے اسد شیرازی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمارے ہاتھ اسی طرح بندھے رہیں گے۔"

"نہیں ہاتھ کھلوائے دیتا ہوں۔" اسد شیرازی بولا اور اس نے اپنے ساتھ آنے والوں کو اشارہ کیا۔

"دونوں کے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے اور ارتقا باشی گارتھا کے ساتھ اپنے کیبن میں داخل ہوگیا۔ گارتھا اپنی کلائیاں مسل رہی تھی۔ جس پر نشانات پڑ گئے تھے اور اسد شیرازی دروانہ کو ساتھ لے کر واپس جا چکا تھا امیر اپنے بستر پر آبیٹھا اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار تھے۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی گارتھا بھی اپنے بستر پر جالیٹی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد امیر اٹھ کھڑا ہوا۔ گارتھا نے ایک لمحے کے لئے اسے دیکھا لیکن اس وقت بھی وہ کچھ بولی نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ کہاں جاسکتا ہے۔"

امیر کچھ کہے سنے بغیر کیبن کے دروازے سے باہر نکل آیا اور اپنی بیویوں کے کیبن کی جانب چل پڑا۔ جو ایک قطار میں بنے ہوئے تھے۔ گارتھا خاموشی سے دروازے کو دیکھتی رہی چند لمحات غور کرتی رہی اور پھر پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازے کے قریب آگئی اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا راہداری کے دونوں سروں پر مسلح افراد نظر آرہے تھے اس کے علاوہ راہداری میں اور کوئی موجود نہیں تھا۔ چنانچہ گارتھا نے پھرتی سے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کرلیا اور اس کے بعد وہ برق رفتاری سے کسی پھرتیلی بلی کی طرح چلتی ہوئی اس جگہ پہنچ گئی جہاں اس نے اپنا ٹرانسمیٹر چھپا رکھا تھا۔ ٹرانسمیٹر آن کر کے اسے اپنی گود میں رکھ لیا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر اشارے کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کام میں اسے کافی دیر لگ گئی اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر کے مائکروفون پر مکھیاں بھنبھنانے کی سی آوازیں بلند ہونے لگیں یہ آوازیں آہستہ آہستہ ابھرتی جارہی تھیں اور چند لمحات اسی طرح گزر گئے پھر ایک صاف آواز سنائی دی۔

"ہیلو..... ہیلو..... کیا تم نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے ہیلو۔ ہیلو کون ہو تم؟" گارتھا کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ اس کا سانس تیز ہوگیا اور اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"ہیلو۔"

"کون ہو تم؟ اور کہاں سے بول رہی ہو۔" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"اس سے پہلے کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو۔" گارتھا نے کہا

"بالکل نہیں۔" دوسری طرف سے صاف لہجے میں جواب دیا گیا۔

"تو پھر میرے بارے میں سنو میرا نام گارتھا ورتھا ہے اور میں اوشین ٹریژر کے ایک نمائندے کی حیثیت سے کام کرتی ہوں۔" دوسری طرف چند لمحات مکمل خاموشی طاری رہی اور اس کے بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"تمہارے صرف اتنا کہہ دینے سے سارے کام پورے نہیں ہو جاتے اگر تمہارا نام گارتھا ورتھا ہے تو اپنے بارے میں مکمل تفصیلات بتاؤ۔" گارتھا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے پریشانی کے آثار نظر آئے پھر اس نے فوراً خود کو سنبھال کر کہا۔

"میں اٹلی میں رہتی ہوں اور وہاں میرا ایک ادارہ جیولی پارکونا کے نام سے کام کرتا ہے۔ اوشین ٹریژر کے مسٹر لیپاک نے اپنے ادارے کے چھ معزز افراد کی میٹنگ کے بعد یہ طے کیا تھا کہ مجھے ایک کام میں مصروف کیا جائے کام

کی تفصیلات نہیں بتائی جاسکتیں اور میں اس کام میں مصروف رہی اور مصر سے ایک جہاز کا پیچھا کرتی ہوئی بالآخر ان کھلے سمندروں تک آگئی یہاں مجھے ان پوائنٹس کے بارے میں بتایا گیا جو نامعلوم سمندروں میں بکھرے ہوئے ہیں اور جہاں اوشین ٹریژر کے لئے کام کیا جاتا ہے مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ضرورت پڑنے پر میں ان پوائنٹس سے مدد لے سکتی ہوں اور اوشین ٹریژر کے ایک کام کی غرض سے میں اختاطون نامی ایک جہاز تک زندگی کی بازی لگا کر پہنچی اور اب بھی میں اسی جہاز پر ہوں اور مجھے مدد کی ضرورت ہے۔"

"میڈم آپ نے جو تفصیلات بتائی ہیں وہ محفوظ کرلی گئی ہیں اور آپ سے ایک گھنٹے کے بعد رابطہ قائم کیا جائے گا۔"

"میں بہت مشکل کا شکار ہوں اور ان حالات میں میری زندگی کو خطرہ بھی پیش آسکتا ہے۔"

"یقیناً ایسا ہوگا لیکن اس سے پہلے یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔ ہمارے اپنے مسائل ہوتے ہیں جن کے لئے ہمیں کام کرنا پڑتا ہے۔"

"ایک گھنٹے کے بعد ممکن ہے میں تم سے رابطہ نہ قائم کرسکوں۔" گارتھا ورتھا بے چینی سے بولی۔

"آپ کو ایسا کرنا ہوگا میڈم اس کے لئے موقع نکالیے ویسے اس وقت کے بعد سے ہمارا ایک آدمی اس ٹرانسمیٹر پر موجود رہے گا جس سے آپ ہم سے رابطہ قائم کرسکتی ہیں۔ اگر آپ کو دقت پیش آئے تو ایک گھنٹے کے بعد یہ رابطہ قائم کرسکتی ہیں۔"

"مگر مجھ سے کہا گیا تھا کہ ان پوائنٹس سے مجھے ہر طرح کی مدد فوری حاصل ہوسکتی ہے۔"

"جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس کے بعد جو کچھ کہنا ہوگا میں صرف ایک گھنٹے کے بعد کہہ سکتا ہوں اور اب میں ٹرانسمیٹر بند کر رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ایک آواز آئی اور ٹرانسمیٹر بند ہوگیا۔ گارتھا دانت پیس کر خاموش ہوگئی تھی اس نے ٹرانسمیٹر بٹن بند کردیا اور ایک گہری سانس لے کر دروازے کی جانب دیکھنے لگی پھر اس نے ٹرانسمیٹر فوراً ہی ایک جگہ پوشیدہ کردیا اور دروازہ کھول دیا باہر جھانکا راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی سوائے اس کے آخری سروں پر مستعد ان پہرے داروں کے جو ان پر ہر لمحہ کڑی نگاہ رکھ رہے تھے۔ گارتھا ہونٹ سکوڑ کر سرسراتی آواز میں بولی۔

"تم لوگوں کو فنا کرنا میری زندگی کا پہلا مقصد ہے سمجھے اور تم یہ نہیں جانتے کہ تمہارا واسطہ کس سے پڑا ہے۔" پھر اس نے کیبنوں کے اس قطار پر نگاہ ڈالی جس میں امیر ارتقا باشی کی بیویاں رہتی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"امیر ارتقا باشی تمہارا کھیل ختم ہوگیا ہے اور اب تم میرے لئے ایک بے جان شے کی مانند ہو بہتر ہے کہ اب بقیہ وقت تم اپنی بیویوں کے ساتھ ہی گزارو۔ اتنا وقت جتنا تمہاری زندگی کو ملا ہے۔" اس نے ایک بار پھر دروازہ بند کردیا اور اندر آکر بستر پر دراز ہوگئی۔

جہاز بدستور لنگر انداز تھا اور پتا نہیں اس پر موجود لوگوں کا آئندہ کیا پروگرام ہوگا لیکن گارتھا کی دلی خواہش تھی کہ ابھی وہ لوگ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کریں تو بہتر ہے۔ ٹرانسمیٹر پر اس نے کارروائی صرف ایک احساس کے تحت کی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ ممکن ہے اوشین ٹریژر کا کوئی اور پوائنٹ آس پاس موجود ہو اور اس سلسلے میں اسے جو کامیابی حاصل ہوئی تھی اس نے اسے مسرور کیا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے جو جواب ملا تھا وہ اس کے لئے مایوس کن تھا۔ پہلے بھی اس بات پر بددل ہوگئی تھی کہ اوشین ٹریژر نے ان پوائنٹس پر اس کی مکمل شخصیت کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائی تھیں اور اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اگر حالات سازگار ہوتے اور اس کی حیثیت اختاطون پر ایسی نہ ہوجاتی تو شاید اس کا پروگرام کچھ اور ہوتا۔ لیکن اب ان حالات میں اسے اوشین ٹریژر کی مدد درکار تھی۔ ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد ٹرانسمیٹر پر دوبارہ اشارہ موصول ہوا۔ اور اس نے جلدی سے اسے آن کردیا۔ ٹرانسمیٹر پر چند لمحات

ویسی ہی آوازیں ابھرتی رہیں اور اس کے بعد ایک مدھم آواز سنائی دی۔

کیا میڈم گارتھا ٹرانسمیٹر پر موجود ہیں؟

"ہاں۔ میں موجود ہوں۔" اس نے کہا۔ ایک لمحے میں اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اس بار آواز بدلی ہوئی ہے۔ اور یہ وہ پہلا آدمی نہیں ہے جس سے اس کی گفتگو ہوئی تھی۔ دوسری طرف سے پرتپاک انداز میں کہا گیا۔

"اوہو میڈم ادھر آپ کا خادم آر ڈی شاؤٹ ہے۔ کیا آر ڈی شاؤٹ آپ کا شناسا نام ہے۔" گارتھا کے ذہن میں فوراً ہی آر ڈی شاؤٹ آ گیا اور اس نے کسی قدر حیران لہجے میں کہا۔

"کیا ہماری تمہاری ملاقات برازیل میں ہوئی تھی مسٹر آر ڈی شاؤٹ؟"

"یہ میری خوش بختی ہے کہ اتنی بڑی شخصیت نے مجھ جیسے معمولی آدمی کو یاد رکھا میں وہی ہوں۔"

"حیرت ہوئی مجھے تم نے اوشین ٹریژر سے رابطہ کب قائم کیا؟"

"طویل عرصہ ہو گیا میڈم لیکن آپ.....آپ....."

مگر تم کس حیثیت سے ٹرانسمیٹر پر بول رہے ہو۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جس شخص سے میرا رابطہ قائم ہوا تھا اس نے مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

"وہ بیوقوف میرا اسسٹنٹ تھا۔ وہ آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔"

"مجھے حیرت ہوئی۔ کیا تم اس جگہ انچارج کی حیثیت رکھتے ہو؟"

ہاں میڈم یہ پوائنٹ ڈبل سیون ہے۔ میں یہاں اوشین ٹریژر کے مفادات کے لئے کام کرتا ہوں۔ درحقیقت حکومت فرانس نے مجھے سزائے موت دے دی تھی اور اس کے بعد جس طرح زندگی بچی ہے وہ ناقابل یقین ہے۔ انٹرپول نے میرا دنیا کے کئی ملکوں میں پیچھا کیا اور جب میں نے یہ دیکھا کہ اب میری زندگی بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے تو میں نے اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم کر لیا اور اس نے میری حیثیت تسلیم کر کے مجھے یہاں بھیج دیا۔ یہاں میں بہت مطمئن اور مسرور ہوں۔"

"کیا تمہارے اس ٹرانسمیٹر پر فاصلوں کا تعین بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر میں یہ معلوم کرنا چاہوں کہ یہ تمہارا پوائنٹ ڈبل سیلون کہاں ہے تو مجھے اس کا علم کیسے ہو سکے گا؟"

جیسا کہ میرے اسسٹنٹ نے مجھے بتایا اگر آپ جہاز اخناطون سے بول رہی ہیں تو ہمارے اور آپ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ اخناطون جہاں لنگر انداز ہے وہاں سے کچھ فاصلے پر ہی ہماری یہ رہائش گاہ ہے اور ہم یہاں سے اخناطون کو لنگر انداز دیکھ سکتے ہیں۔ بلکہ یہاں اس سلسلے میں احتیاطی کارروائیاں بھی کر لی گئیں ہیں کہ اگر جہاز کا رخ اس جانب ہو جائے تو ہمیں کیا کرنا ہو گا۔"

"اوہ ویری گڈ۔ بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے تم نے اور یہ مزید دلچسپ بات ہے کہ ہماری شناسائی بہت پہلے سے ہے۔ میں تمہیں کچھ تفصیلات بتانا چاہتی ہوں۔ کیا تمہارے پاس وقت ہے۔"

"کیوں نہیں میڈم آپ اطمینان سے گفتگو کیجیئے۔"

"کیا تمہاری ان یادداشتوں میں یہ تفصیل بھی محفوظ ہے کہ میں اوشین ٹریژر کے لئے کام کر رہی ہوں اور اخناطون پر میرا کیا کام ہے؟"

"ہاں میڈم۔ ساری تفصیلات میرے سامنے موجود ہیں اگر میں آپ سے چند سوالات کروں تو یوں سمجھ لیجیئے گا کہ یہ وہ کارروائی ہے جس کا حکم ہمیں اوشین ٹریژر کی جانب سے دیا گیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں بالکل برا نہیں مانیں گی۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"میڈم آپ کو اخناطون کا تعاقب کرنے کے لئے ایک سب میرین دی گئی تھی۔ جس کا سربراہ کیپٹن ٹورناڈو نامی آدمی تھا۔ آپ اخناطون کا تعاقب کرتی ہوئی ہمارے پوائنٹ سیون تک پہنچیں۔ جہاں مسٹر گارڈل رہتے تھے آپ نے وہاں پہنچنے کے بعد اخناطون تک جانے کے لئے ایک منصوبے کی تکمیل میں مسٹر گارڈل کی مدد طلب کی لیکن

وہاں کچھ ایسی کارروائیاں ہوئیں جو بہت خطرناک تھیں کیا آپ ان کی وجہ بتا سکتی ہیں۔" گارتھا ور تھا نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر بولی۔

"کیا تمہیں یا اوشین ٹریژر کو یہ تفصیلات نہیں معلوم ہو سکیں۔ مسٹر گارڈل جنون پر آمادہ ہو گئے تھے اور میری دو ساتھی لڑکیاں ان کے جنون کی نذر ہو گئیں۔"

"اوہو یہ بات ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔"

"تو پھر یوں سمجھو کہ ایک لڑکی کو بحالت مجبوری مجھے اٹلی روانہ کرنا پڑا۔ دوسری لڑکی میرے ساتھ تھی لیکن مسٹر گارڈل کی وحشت ناک کارروائیوں نے اس کی زندگی لے لی۔"

"یہ بہت افسوسناک بات ہے۔ دوسری بات کیپٹن ٹورناڈو کی سب میرین حادثے کا شکار ہو گئی اور وہ سمندر میں غرق ہو گئی۔ جس کی تفصیلات سارے پوائنٹس کو دے دی گئیں۔ وہ حادثہ کیسے رونما ہوا؟"

"یہ بات میں بالکل نہیں جانتی۔ بلکہ اچانک ہی کیپٹن ٹورناڈو سے میرا رابطہ منقطع ہو گیا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی سمندری پہاڑ سے ٹکرا گئے ہوں۔" دوسری جانب سے چند لمحات خاموشی رہی اور پھر آر ڈی شاؤٹ نے کہا۔

"پوائنٹ تھرٹین کے مسٹر پیٹرلاڈ نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ آپ نے اخناطون پر انہیں حملہ کرنے کی دعوت دی تھی اور وہ بحری قزاقوں کی حیثیت سے اخناتون پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن ان کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ مسٹر پیٹرلاڈ شدید زخمی حالت میں پوائنٹ تھرٹین واپس پہنچے یہ معلومات اوشین ٹریژر کے لئے بے حد ضروری ہیں کہ ان لوگوں کا حملہ کیسے ناکام ہوا اور جہاز سے یہ مقابلہ کس طرح کیا گیا؟"

"اگر اوشین ٹریژر کے علم میں یہ بات نہیں ہے تو اس کا مقصد ہے کہ وہ ادارہ بہت زیادہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ جب اخناطون پر حملہ کرنے کے لئے وہ لوگ بحری قزاقوں کی حیثیت سے آئے تو انہوں نے اپنے آپ کو پوشیدہ نہیں رکھا تھا۔ اخناطون پر ایسے انتظامات پہلے سے موجود تھے جن کے تحت ایسے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا جا سکے وہ لوگ اپنی حفاظت نہیں کر سکے اور میں ٹرانسمیٹر پر چیختی رہی کہ حملے میں احتیاط کی جائے۔ اخناطون پر ان کے حملے کا علم ہو گیا ہے۔"

"ہاں یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے کہ آپ نے پوائنٹ تھرٹین سے رابطہ قائم کیا تھا لیکن اس وقت مسٹر لاڈ اپنے حملے کے لئے جا چکے تھے اور بعد میں وہ شدید زخمی حالت میں پوائنٹ تھرٹین تک واپس لائے گئے۔"

"تو پھر اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ ان لوگوں نے نہایت احمقانہ انداز میں اخناطون کی جانب بڑھنے کی کوشش کی اور اخناطون پر سے انہیں دیکھ لیا گیا۔"

"یہ ساری باتیں اس ریکارڈ سے ملتی ہیں اور آپ کی گفتگو مکمل طور پر یہاں ریکارڈ ہو رہی ہے گویا میرا کام اس عالم میں ختم ہو جاتا ہے اور اب میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہو گی وہ مختلف نوعیت کی ہو گی۔ اوشین ٹریژر سے ہمیں جو احکامات موصول ہوئے تھے وہ یہی تھے کہ آپ سے تفصیلات معلوم کی جائیں اور اگر اس بات کو قابل اطمینان پایا جائے تو پھر آپ سے مزید رابطے رکھے جائیں۔"

"ہاں میں جانتی ہوں کہ اوشین ٹریژر محتاط ادارہ ہے اور ظاہر ہے وہ کسی پر بھی شبہ کر سکتا ہے لیکن بیوٹی پارکونا سے چلتے ہوئے میں نے یہ بات ذہن میں نہیں رکھی تھی کہ یہ طویل مہم میرے لئے اس قدر دردسر ثابت ہو گی بہرحال اب تم مزید تفصیلات نوٹ کرو۔ اس وقت اخناطون پر میں ایک قیدی کی حیثیت ہوں۔"

"سمجھا نہیں میڈم؟"

"اخناطون پر مجھے اس لئے بھیجا گیا تھا کہ میں اس کے معاملات سے اوشین ٹریژر کو آگاہ رکھوں اور اس کے بعد پے در پے حادثے ہوتے چلے گئے۔ جن کے نتیجے میں میرا رابطہ پوائنٹ سے کٹ گیا اور میں بمشکل تمام اس پوزیشن میں آسکی کہ کسی پوائنٹ سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر استعمال کروں۔ خوش بختی ہے یہ ٹرانسمیٹر جہاز والوں کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکا تھا۔ خیر چھوڑو اب حالت یہ

ہے کہ اس وقت یہ جہاز یہاں لنگر انداز ہے اور شاید بہت مختصر وقت کے بعد وہ یہاں سے آگے بڑھے گا۔ سمت کون سی ہوگی یہ میں نہیں جانتی۔ لیکن اس وقت جہاز پر قبضہ کر لینا بہت ضروری ہے چونکہ اوشین ٹریژر کے لئے اس پر بہترین معلومات موجود ہیں اور ان معلومات کا اوشین ٹریژر کو علم ہونا بے حد ضروری ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کچھ عرصے کے بعد مجھے قتل کر دیا جائے گا اور پھر سارا کام یونہی دھرا رہ جائے گا۔ چنانچہ اس وقت اس بات کی اہم ترین ضرورت ہے کہ اس جہاز پر جس طرح بھی ممکن ہو قبضہ کر لیا جائے۔ اس کے بغیر اور کوئی کام ممکن نہیں ہو سکتا۔ کیا میں پوائنٹ ڈبل سیون سے اس بات کی توقع رکھ سکتی ہوں کہ وہ جہاز پر حملہ کر کے جہاز کو اپنے قابو میں کر لے گا اور اوشین ٹریژر کے لئے وہ کارنامہ سرانجام دے گا جس کے لئے مجھے یہ طویل مہم سرانجام دینی پڑی ہے۔" شاؤٹ چند لمحات خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

"لیکن میڈم بہت سے ایسے پریشان کن حالات ہیں جن کی وجہ سے میں آپ سے وعدہ نہیں کر سکتا اور مجھے ایک طویل وقفہ درکار ہوگا اس کے لئے کہ میں دوسرے پوائنٹس سے رابطہ قائم کر کے امداد طلب کروں۔ لیکن اس امداد کے آنے میں بھی پندرہ سے بیس روز تک لگ سکتے ہیں کیا اس دوران جہاز یہاں سے روانہ ہو سکتا ہے۔"

"اوہ۔ جہاز کے بارے میں تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کس وقت اپنے لنگر اٹھا دے۔"

"تب آپ مجھے بتائیے میں کیا کروں؟"

"شاؤٹ یہاں اس جگہ جہاں آپ مقیم ہیں آپ کی افرادی قوت کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس ایسے کون سے ہتھیار ہیں جن سے آپ جہاز پر حملہ کریں۔ مزید یہ کہ کیا جہاز تک پہنچنے کے لئے آپ کے پاس وسائل ہیں؟" شاؤٹ نے ایک لمحے توقف کیا پھر بولا۔

"پوائنٹ ڈبل سیون دراصل صرف ایک پوائنٹ ہے یہاں ایسے آلات موجود ہیں جن سے سمندر کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں اور مقررہ وقت پر یہ معلومات اوشین ٹریژر کو فراہم کر دی جاتی ہیں سمندر کے مخصوص حصوں میں ہم لوگ کام کرتے ہیں میرے ساتھ جو افراد موجود ہیں ان کی تعداد صرف تیس ہے اور ان تیس افراد میں زیادہ تر سمندری غوطہ خور اور سمندری اشیاء کے ماہرین ہیں یہ لوگ جنگ و جدل نہیں جانتے صرف دس آدمی ایسے ہیں جو محافظت کا کام سرانجام دیتے ہیں جس علاقے میں ہم رہتے ہیں یہ انتہائی وسیع و عریض جنگلات پر مشتمل ہے اور یہاں نیم وحشی لوگوں کی بہت بڑی آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ نیم وحشی لوگ کبھی مہذب دنیا سے تعلق رکھتے ہوں گے بلکہ ان میں زیادہ تر افراد وہ ہیں جن کو مہذب دنیا نے موت کی جانب دھکیل دیا تھا اور انہوں نے مہذب دنیا سے فرار حاصل کر کے یہاں زندگی کو اپنایا یہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں کی شکل میں ننھی آبادیاں بنا کر رہتے ہیں اور کسی نہ کسی طریقے سے مہذب دنیا میں جا کر لوٹ مار کرتے ہیں۔ سمندری لوٹ مار بھی ان کے پروگراموں میں شامل ہے۔ بشرطیکہ کوئی طوفان میں پھنسا ہوا جہاز ان کے علاقے میں آنکلے۔ اس کے علاوہ اور بھی دوسرے چھوٹے چھوٹے وسائل پیدا کئے ہوئے ہیں انہوں نے ادھر ادھر لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں۔ نہایت وحشی اور غیر مہذب قسم کے لوگ ہیں حالانکہ ان میں سے بعض بہت اچھے تعلیم یافتہ ہیں میرا ایک ملاقاتی آرنوڈوم ہے جس کا قبیلہ تقریباً ڈیڑھ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور ان ڈیڑھ ہزار افراد میں تقریباً چھ سو خطرناک طاقتور قسم کے مرد ہیں باقی عورتیں اور بچے وغیرہ۔ یہ لوگ سمندر کے ماہر ہیں اور انہوں نے مخصوص طریقے کی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنا رکھی ہیں جن میں یہ لوٹ مار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ویسے تو یہ لوگ نہایت کارآمد ہیں لیکن وہی مسئلہ درپیش ہے۔"

"کیا؟" گارتھا نے بے چینی سے پوچھا۔

"انہیں لوٹ مار کے لئے مال درکار ہوتا ہے اگر فرض کیجیئے میں آرنوڈوم کو اختاطون پر لوٹ مار کرنے کے لئے

آمادہ کر لوں تو یہ اختاطون خالی کر کے رکھ دیں گے اور اس کے بعد بہت سے مسائل پیش آسکتے ہیں ہاں اگر انہیں لوٹ مار کے لئے اچھی چیزیں مل جائیں تو پھر وہ زندگی کی بازی لگانے کو تیار ہو جائیں گے۔" گارتھا کے حلق سے قہقہہ نکل گیا وہ بولی۔

"اور تم کہتے ہو کہ تمہارے پاس وسائل نہیں ہیں اور یہ وسائل تمہیں باہر سے اکٹھا کرنا پڑیں گے۔"

"میں سمجھا نہیں میڈیم؟" شاؤٹ نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اس جہاز پر سونے کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ شاید تمہیں بعض ممالک کے سرکاری بینکوں میں بھی نہ ملے یہ سونا اس جہاز پر انبار ہے۔ اور وہ لوگ اس سونے کو بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"کک..... کیا..... آپ درست کہہ رہی ہیں۔"

"میں تمہیں جو کچھ بتا رہی ہوں اس کا ایک ایک لفظ درست ہے سنو یہ سونا انہوں نے سمندر سے نکالا ہے اور اس وقت یہ جہاز پر ہے اگر تمہارا وہ دوست لوٹ مار کا شوقین ہے تو میرا خیال ہے سونے کا اتنا بڑا ذخیرہ اسے ہزاروں آدمیوں کی قربانی دے کر بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ میں اس کی مکمل ذمہ داری قبول کرتی ہوں اگر ایسا کام ہو جائے تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے۔" شاؤٹ ایک بار پھر خاموش ہو گیا تھا اور اس بار وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"ان تمام انتظامات کے لئے مجھے چوبیس گھنٹے درکار ہیں۔"

"ٹھیک ہے تو پھر تم مجھے کب اطلاع دو گے؟"

"اب سے آٹھ گھنٹے کے بعد میں آپ کو یہ اطلاع دوں گا کہ ڈوم سے میری کیا بات چیت ہوئی اور ہو سکتا ہے اسی وقت میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ فیصلہ کیا ہے؟"

"او کے۔" گارتھا نے کہا اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس گفتگو سے وہ کافی مطمئن نظر آ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

"اخناطون پر ایک عجیب سی خاموشی اور اداسی طاری تھی۔ کیپٹن اس کام سے فارغ ہونے کے بعد جہاز کے انتظامات سنبھالنے میں مصروف ہو گیا تھا شعبان اس کے ساتھ تمام کارروائیوں میں حصہ لے رہا تھا۔" خلاصیوں کی بہت بڑی تعداد کو جہاز کے کاموں میں مصروف کر دیا۔ انجن روم کا تمام انتظام سنبھال لیا۔ کرینیں وغیرہ وہاں سے ہٹالیں اور دیگر انتظامات کرنے لگا۔ بالکل ہی نیا طریقہ اختیار کیا گیا تھا جے کاس، کشن داس، اور گن پاور بھی اس وقت اپنے معمولات سے ہٹ کر کیپٹن ایڈگر کا ساتھ دے رہے تھے۔ شعبان کو کیپٹن نے الگ مصروف کیا ہوا تھا اور وہ سارے کام ایڈگر کی ہدایت کے مطابق سرانجام دے رہا تھا اس وقت بھی یہ تینوں افراد یعنی جے کاس وغیرہ ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے ایڈگر مسکراتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا انہوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔

"ہیلو۔ آپ لوگ بھی کیا سوچ رہے ہوں گے کہ کس جھگڑے میں پڑ گئے....."

"نہیں کیپٹن ایسی بات نہیں ہے۔ ہم ہر لمحہ خلوص دل سے آپ کے ساتھ ہیں اور پھر جس زندگی میں ہم نے قدم رکھا ہے وہ یونہی تو نہیں گزر جانے والی ہمیں اندازہ ہے کہ اس طویل ترین سفر میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوں گی اور ہم اس کے لئے اپنا کردار سرانجام دینے کو تیار ہیں۔"

"آپ کا واقعی دلی شکر گزار ہوں میں۔ خصوصاً یہ کہ آپ نے صرف اپنے کام سے کام نہیں رکھا۔ بلکہ جہاز کے معاملات میں پوری پوری دلچسپی لی ہے۔"

"اس میں ہماری کوئی خوبی نہیں ہے سارے کام تو شعبان نے ہی کئے ہیں ہم نے صرف عمل کیا ہے۔"

"ہاں بلاشبہ۔" کیپٹن دیر تک ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا جہاز کے تقریباً تمام ہی کام مکمل ہو گئے تھے پھر وہ پروفیسر کے پاس پہنچ گیا۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا تھا۔ ایڈگر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں نے آپ کو واقعی بڑی غلط جگہ زحمت دی ہے۔ پروفیسر آپ بھی کیا سوچتے ہوں گے کہ کس جھگڑے میں پڑ گیا۔"

"ابھی میں اپنی بیٹی سینڈرا سے اسی پر گفتگو کر رہا تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل میں بھی یکسانیت سے تنگ آ گیا تھا۔ سمندر کا جائزہ لیتے لیتے میری عمر گزر گئی ہے اور یہ ایک بہت ہی بہتر عمل ہے کہ ہم سمندر ہی پر رواں دواں ہیں۔ میں اور میری بیٹی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اسے ہم اپنے سنہری دنوں میں شمار کریں گے۔"

"بہت اچھے ساتھی ملے ہیں مجھے اور اب مجھے ذرہ برابر اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ امیر نے میری توہین کی۔ ایک شخص اگر ہمیں ایسا ملا ہے تو باقی افراد وہ ہیں جو ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں اور انتہائی خلوص دلی کے ساتھ۔"

"کیوں نہیں کیپٹن کیوں نہیں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ اسد شیرازی کے ساتھ مل کر اب ہم اس سلسلے میں کچھ آخری فیصلے کریں۔ جہاز کو آگے بڑھانے کے لئے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ یہاں سے لنگر اٹھا دینے چاہئیں۔"

"بالکل میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

"تو پھر آئیے باقی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں اسد شیرازی اور ان کی ساتھی خاتون کو بھی۔" وہ تینوں باہر نکل آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسد شیرازی دردانہ اور شعبان بھی اسے مل گئے تھے ان سب کو ساتھ لے کر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کھانے پینے کے انتظامات ہوتے تھے۔ چائے ان کے سامنے لا کر رکھ دی گئی اور کیپٹن ایڈگر نے چائے کی پیالی اپنے ہاتھ میں اٹھا کر اسے بلند کرتے ہوئے کہا۔

"آپ سب کی محبتوں کا جام۔" تمام لوگ مسکرانے لگے تھے۔

سب نے اپنی اپنی چائے کی پیالیاں اٹھا کر کیپٹن کی

بات کا جواب دیا۔

"تم نے فیصلہ کیا تھا کیپٹن اس عورت کو سمندر میں اتار دو گے اور اس کے بعد جہاز کو یہاں سے آگے بڑھا دو گے....."

"ہاں میں نے یہ رائے پیش کی تھی....."

"اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ یا تم یہ عمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔"

"آپ کے مشوروں کے بغیر میں کوئی بھی عمل نہیں کرنا چاہتا۔ اب تک جو کچھ ہو رہا تھا وہ ہیجانی کیفیت کے زیر اثر ہوا ہے لیکن اب میں پرسکون ہوں۔"

"تو اس کا مقصد ہے کہ ہم کیپٹن کو مشورے دے سکتے ہیں۔"

"اگر کبھی میں نے اپنے آپ کو کیپٹن کہہ کر اپنی رائے جہاز پر مسلط کرنے کی کوشش کی ہے مسٹر اسد شیرازی تو اس کے لئے میں آپ سے شرمندہ ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔" اسد شیرازی ہنسنے لگا پھر بولا۔

"میری ایک رائے ہے کہ وہ عورت یعنی کلوپیٹرا امیر کو نجانے کہاں سے کہاں پہنچا دے گی ہم اگر اس عورت کو سمندر میں اتار دیتے ہیں تو امیر ارتقا ہاشمی کے دل پر ایک زخم رہ جائے گا ہماری طرف سے اور وہ ہمیں جارحیت کرنے والا سمجھے گا دراصل میں یہ سب کچھ نہیں چاہتا۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ کسی ساحل پر پہنچ کر میں اپنی سمندری معلومات اپنے وطن منتقل کر دوں گا پھر وہاں سے ہم دوبارہ سفر کا آغاز کریں گے امیر ارتقا ہاشمی نے اس پر اعتراض کیا تھا اور میں نہیں جانتا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا بہرحال یہ الگ بات ہے لیکن اگر ہم ظرف کا ثبوت دیتے ہوئے دوبارہ ایسا ہی کریں تو کیا حرج ہے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" ایڈگر نے کہا اور اسد شیرازی ایک دم چونک پڑا۔

"گویا تمہیں کسی ساحل پر جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اگر سچ پوچھئے تو یہ تو میری ڈیوٹی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمارے جو مقاصد ہیں انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ٹھیک ہے میں آپ سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اگر آپ ایسا پسند کرتے ہیں تو پھر ہم اپنی پسند کی جگہ جہاز کو لنگر انداز کریں گے اور امیر ارتقا ہاشمی کو اس کی بیگمات اور اس عورت سمیت ساحل پر اتار دیں گے۔ سونا بھی اس کے حوالے کر دیا جائے گا اس کے بعد جس طرح بھی وہ اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں پسند کرے۔ لیکن جہاں تک اخناطون کا معاملہ ہے اخناطون اسے واپس نہیں دیا جا سکتا اور اور نہ ہی امیر ارتقا ہاشمی کو اب ہم اپنے ساتھ شامل رکھ سکتے ہیں ہاں اگر وہ اس عورت سے چھٹکارا پا لے اور کوئی ایسی صورت حال بنے تو دوسری بات ہے۔" اسد شیرازی وغیرہ سوچ میں ڈوب گئے تھے پھر اسد شیرازی نے کہا۔

"یہ بات ابھی امیر ارتقا ہاشمی سے کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ تاہم ہم ابتدائی کارروائیاں کر لیتے ہیں مثلاً یہ کہ امیر ارتقا ہاشمی سے ہم اس جہاز کی منتقلی کے کاغذات مکمل کرا لیتے ہیں اور ایسی تحریریں لیتے ہیں جن کے تحت وہ یہ ظاہر کرے کہ جہاز ہم نے خرید لیا ہے اور اس نے فروخت کر کے اس کا معاوضہ وصول کر لیا ہے۔"

"یہ انتہائی ضروری ہے ورنہ ہمیں بین الاقوامی سمندروں میں سفر کرتے ہوئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ اب ایک سمت ہمیں وہ نقشے ترتیب دینے ہیں جن کے تحت ہمیں دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی آباد ساحل تک پہنچنا ہے اور دوسری جانب ارتقا ہاشمی سے یہ تحریر لکھانے کے انتظامات کئے جائیں۔"

"ٹھیک ہے یہ دوسری ذمہ داری تم میرے سپرد کر دو اور نقشوں کی ترتیب تم خود کراؤ۔" اسد شیرازی نے کہا اور اس بات پر تمام لوگ متفق ہو گئے جہاز کی فضا میں کچھ اور سکون پھیل گیا تھا۔

"آر ڈی شاؤٹ نے مقررہ وقت پر گارتھا سے رابطہ کیا

وہ انتظار کر رہی تھی۔

"میڈم گار تھا۔"

"ہاں میں موجود ہوں۔"

"آپ کے لئے خوشخبری ہے۔"

"سناؤ" گار تھا بولی۔

"میں نے آرنوڈوم کو تیار کر لیا ہے وہ جہاز پر حملہ کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گیا ہے۔ پوائنٹ ڈبل سیون سے جہاز کو دیکھا جا سکتا ہے گو فاصلہ کافی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس ایسے ذرائع موجود ہیں کہ ہم اسے بآسانی دیکھ سکتے ہیں میں نے ڈوم کو بھی آپ کا یہ جہاز دکھا دیا ہے اور ساری معلومات فراہم کر دی ہے۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ جہاز سے زیادہ مدافعت نہیں کی جائے گی۔ جہاز پر پہنچنے کے بعد اسے چند ہتھیاروں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ڈوم تیار ہو گیا ہے لیکن سونے کے سلسلے میں وہ بہت زیادہ پرجوش ہے اور میں نے اس سے آخری وعدہ یہی کیا ہے کہ اسے سونے کے ذخائر جہاز پر مل جائیں گے اور رات چار بجے کے بعد ڈوم اپنے حملے کا آغاز کرے گا یہ وقت اس کے لحاظ سے مناسب ہے کیونکہ تاریکیوں میں وہ جہاز کی جانب سفر کرے گا اور جہاز چونکہ لنگر انداز ہے اور آگے نہیں بڑھ رہا اس لئے اس پر زیادہ لوگ مستعد نہیں ہوں گے۔ یہ وقت ڈوم کے جہاز پر پہنچنے کے لئے مناسب ترین ہو گا اور پھر آہستہ آہستہ صبح ہونے تک وہ اپنا کام مکمل کر لے گا۔"

"اس کے ساتھ کتنے افراد ہوں گے؟"

"اس کے ساتھ تقریباً چار سو جوان ہوں گے۔"

"بہت ہیں جہاز تک پہنچنے کے ذرائع کیا ہوں گے؟"

"میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں کہ ڈوم کی اپنی ایجاد کی ہوئی چھوٹی چھوٹی کشتیاں اس سلسلے میں اس کی معاون ثابت ہوں گی۔ ہر کشتی پر صرف ایک آدمی ہوتا ہے۔"

"ایک کشتی پر ایک آدمی۔"

"ہاں میڈم۔ آپ کو میں ان کشتیوں کی ساخت بتائے دیتا ہوں درختوں کے تنوں کے تقریباً چار فٹ لمبے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں۔ درمیان میں ایک خول ہوتا ہے اور ویسے بھی یہ ٹکڑے اندر سے خالی کر لئے جاتے ہیں اس خول میں بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے اور بیٹھنے والے کا آدھا جسم اوپر نکلا ہوا ہوتا ہے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے پتوار ہوتے ہیں جن سے وہ کشتیوں کو اس برق رفتاری سے آگے بڑھاتے ہیں کہ آپ کو اس میں انجن لگے ہوئے محسوس ہوں گے یہ ہے اس کا مخصوص طریقہ کار اور میرا خیال ہے تقریباً چار سو کشتیاں اخناطون کے اردگرد پہنچ جائیں گی۔"

"اوہ میرے خدا۔ عجیب و غریب منظر ہو گا۔"

"اگر آپ چاہیں تو رات کو چار بجے یہ منظر دیکھ سکتی ہیں۔"

"ایسا ممکن نہیں ہے۔" گار تھا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میڈم آپ سے اس وقت تک کے لئے اجازت چاہتا ہوں جب تک کہ ڈوم کا قبضہ اخناطون پر نہ ہو جائے اس قبضے کے بعد ڈوم اخناطون کو ساحل تک لے آئے گا۔ میں نے اسے مکمل ہدایات جاری کر دی ہیں۔"

"کیا تم میں سے کوئی جہاز پر نہیں پہنچ سکتا۔"

"نہیں میڈم۔ لیکن ڈوم کو آپ کے بارے میں مکمل تفصیلات بتا دی گئی ہیں وہ خود آپ تک پہنچ جائے گا۔ عام حالات میں وہ ایک انتہائی ذہین آدمی ہے اور آپ اسے کسی بھی طرح مہذب دنیا کے ذہین ترین لوگوں سے الگ نہیں پائیں گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا طرز زندگی مختلف ہے۔ بہرحال یہ سب بعد کی باتیں ہیں میں نے آپ کو یہ اطلاع دے دی ہے۔"

"بہت بہت شکریہ آرڈی شاؤٹ۔ تمہاری یہ کارکردگی اوشین ٹریژر کے لئے اعزاز ہو گی اس کی ذمہ داری میں قبول کرتی ہوں۔"

"اوکے میڈم۔" شاؤٹ نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔

گار تھا نے ٹرانسمیٹر اس محفوظ جگہ رکھ دیا تھا اب اس انتظار میں اس کا وقت گزرنا تھا کہ ڈوم کی جانب سے اخناطون پر حملہ کب ہوتا ہے۔ زیادہ دیر نہیں گزری کہ ارتقا

ہاشمی کو خود ہی اس کا خیال آیا اور کچھ دیر بعد وہ اس کے پاس پہنچ گیا اس نے دروازے پر دستک دی تو گار تھا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ارتقا ہاشمی اندر داخل ہو گیا تھا۔

"تم نے دروازہ کیوں بند کر لیا تھا کلوپیٹرا۔"

"اس لئے کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اب تم شاید واپس نہ آؤ....."

"کیوں؟" ارتقا ہاشمی نے اسے تیکھی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت عرصے کے بعد تمہیں اپنی ان بیویوں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہے اور وہ اس کا حق رکھتی ہیں۔"

"ہوں" ارتقا ہاشمی ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اس کے چہرے پر بدستور مایوسی اور غم کے آثار تھے۔ گار تھا نے اسے دیکھا اور ہنس کر بولی۔

"یقیناً تمہارا واسطہ ان حالات سے کبھی نہیں پڑا ہو گا امیر لیکن میرے خیال میں اس کے لئے اتنا زیادہ پریشان ہونا مناسب نہیں ہے۔" ارتقا ہاشمی نے گہری نگاہوں سے گار تھا کو دیکھا اور بولا۔

"حالات اتنے برے ہو جائیں گے میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

"یہ لوگ انسان دوست نہیں ہیں ارتقا ہاشمی ان کے لئے افسردہ ہونا بیکار ہے۔"

"سارا قصور ان کا بھی نہیں ہے کلوپیٹرا۔ ہم نے بھی کافی سختیاں کی تھیں ان کے ساتھ۔ میں نے بہت سخت الفاظ استعمال کئے تھے کیپٹن ایڈگر سے۔ بالآخر وہ بھی انسان ہیں ان کے ذہن میں انتقامی جذبے پیدا ہو گئے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے اب تو سب کچھ ختم ہو گیا اگر ہم کسی طرح واپس مصر پہنچ جائیں تو یہ ہماری خوش بختی ہو گی ورنہ مجھے تو اس کے امکانات نظر نہیں آتے۔" گار تھا ہنسنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان حالات سے مایوس ہو گئی ہوں تو یہ تمہاری غلطی ہے تم اس بات کا اعتراف کرو گے کہ میں نے اس جہاز کو بحری قزاقوں سے بچا کر سلامت رکھا ہے اور اس جہاز کی سلامتی اس وقت بھی میری مٹھی میں ہے۔ دیکھو یہ میری مٹھی بند ہے اور اگر یہ مٹھی کھل گئی امیر ہاشمی تو تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ سمجھے، میری اس مٹھی میں اخناطون کی تقدیر ہے۔" گار تھا کا لہجہ بھیانک ہو گیا اور وہ ایک بار پھر اس کے سحر میں گرفتار ہو گیا لیکن اس وقت صورتحال مختلف تھی وہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ عورت کیا ہے ویسے اس کے یہ الفاظ تو اب امیر ہاشمی کو دیوانگی ہی محسوس ہوتے تھے کیونکہ ان حالات میں کیا ہو سکتا تھا! ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہو پایا تھا کہ باہر آوازیں ابھریں اور پھر چار آدمی اندر داخل ہو گئے یہ جہاز ہی کے کارکن تھے ان میں سے ایک نے سرد لہجے میں امیر ارتقا ہاشمی سے کہا۔

"آپ کو کیپٹن ایڈگر نے طلب کیا ہے۔ وہ آپ کا تنہا انتظار کر رہے ہیں آپ اس وقت ان خاتون کو اپنے ساتھ نہیں لائیں گے۔" ارتقا ہاشمی نے گار تھا کی طرف دیکھا تو وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

"ہاں جاؤ۔ شاید وہ تمہارے سامنے کوئی نیا مطالبہ رکھنا چاہتا ہے۔" ارتقا ہاشمی نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا.....

☆

"کالی رات نے سمندر کا پانی اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ تاحد نگاہ ایک بیکراں خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی سمت روشنی کی کوئی رمق نہیں تھی۔ سوائے اخناطون کی روشنیوں کے جو ایک تھوڑے سے علاقے کو منور کر رہی تھیں۔ اخناطون پر بھی مکمل خاموشی اور سناٹے کا راج تھا رات آدھی سے کہیں آگے بڑھ چکی تھی۔ اور غالباً اس وقت چار بجے کا وقت ہو گا اس سے پہلے رات کو تقریباً ساڑھے بارہ بجے کیپٹن نے جہاز پر آخری گشت کیا تھا۔ تمام معاملات پرسکون تھے۔ چنانچہ اس نے برج پر سیکنڈ آفیسر کی ڈیوٹی لگا دی اور سیکنڈ آفیسر اپنے ماتحت کے ساتھ برج پر آ بیٹھا جہاز چونکہ لنگر انداز تھا اور سمندری ضروریات اس وقت بالکل ختم تھیں اس لئے تمام ہی لوگ آرام کرنے لیٹ گئے تھے اور گہری نیند میں ڈوبے ہوئے تھے شعبان نے تقریباً ڈیڑھ بجے

اپنا ایک گشت مکمل کیا تھا اور اس کے بعد اپنے کیبن میں جا کر سو گیا تھا۔ ہر شخص اس وقت گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا اس خاموش اور پراسرار ماحول میں برج پر موجود سیکنڈ آفیسر اور اس کے ماتحت کو بھی نیند ستانے لگی ویسے انہیں رات کی ڈیوٹی سرانجام دینا تھی۔ چنانچہ جس حد تک ممکن ہو سکا تھا وہ اپنے آپ کو چوکس رکھنے کی کوشش کرتے رہے تھے پھر بھی ماحول نے ان پر نیند کا غلبہ طاری کر دیا تھا اور وہ اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہی کسی قدر غنودگی کے عالم میں ڈوب گئے تھے پھر نجانے کس آواز سے ان کی آنکھ کھل گئی سیکنڈ آفیسر نے اپنے ماتحت کی جانب دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں سر۔"

"کوئی آواز سنی ہے تم نے.....؟"

"نہیں سر۔ کوئی آواز نہیں۔"

"پھر تم جاگ کیسے گئے۔"

"میں میں سو نہیں رہا تھا سر۔"

"یہ آواز۔ یہ آواز کیسی ہے۔" سیکنڈ آفیسر نے کہا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا پہلے اس نے اپنے آس پاس نگاہیں دوڑائیں لیکن ان عجیب آوازوں کا راز اسے معلوم نہیں ہو سکا تھا جو نجانے کہاں سے بلند ہو رہی تھیں شراپ شراپ کی ہلکی ہلکی آوازیں جیسے کوئی چیز پانی میں غوطہ لگا رہی ہو۔ اس آواز کے بارے میں بہت دیر کے بعد اندازہ ہو سکا کیونکہ ذہن سوئے ہوئے تھے۔ سیکنڈ آفیسر نے اپنے ماتحت کو ساتھ لیا اور اس جگہ آ کھڑا ہوا جہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا تبھی اس نے ایک انوکھی چیز دیکھی جسے وہ اپنے وہم کے سوا اور کچھ نہیں قرار دے سکتا تھا جہاز کے اردگرد چاروں سمت سے ہلکی ہلکی سیاہیاں امنڈ رہی تھیں۔ متحرک سیاہیاں نجانے یہ کیا چیز تھی یہ وہم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یہ سیاہی چاروں طرف سے ان کی جانب بڑھ رہی تھی سیکنڈ آفیسر نے اپنی دوربین اٹھائی اور آنکھوں سے لگائی۔ لیکن تاریکی میں وہ صحیح طور پر اندازہ نہیں لگا سکا کہ یہ متحرک شے کیا چیز ہے۔ ہو سکتا ہے مچھلیوں کا کوئی غول ہو۔ لیکن وہ جہاز ہی کی جانب بڑھ رہی ہیں اختاطون کوئی معمولی جہاز نہیں تھا کہ اسے مچھلیوں سے خطرہ پیدا ہو سکتا اس کے باوجود چونکہ یہ یلغار چاروں طرف سے ہو رہی تھی اس لئے باعث توجہ تھی۔ چونکہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

سیکنڈ آفیسر فوری طور کوئی عمل بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اس کا ماتحت بھی دیوانوں کی مانند ادھر سے ادھر نگاہیں گھما رہا تھا۔ ہر سمت ایک ہی منظر نظر آ رہا تھا کوئی کالی اور متحرک چیز جو آہستہ آہستہ جہاز کی جانب بڑھ رہی تھی لیکن یہ بھی ان کا ابتدائی خیال تھا کیونکہ جہاز کی جانب بڑھنے کی رفتار آہستہ آہستہ نہیں تھی بلکہ ان کا فاصلہ کم سے کم ہوتا جا رہا تھا اور پھر جب وہ متحرک شے یا متحرک طوفان جہاز کے بالکل نزدیک پہنچا تو اختاطون پر جلتی ہوئی مدھم روشنیوں نے جو جہاز سے چند گز کے فاصلے کا احاطہ کئے ہوئے تھیں اس شے کو نمایاں کر دیا لیکن یہ بھی ایک ناقابل یقین منظر تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی ڈونگیاں تھیں جو بہتی ہوئی اس جانب آئی تھیں اور ان کی تعداد کا کوئی اندازہ لگانا ممکن نہیں تھا ڈونگیوں کے درمیان میں سوراخ تھا اور اس سوراخ میں آدھے انسان بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے انکے دونوں ہاتھ پتوار پر چل رہے تھے اور رفتار اتنی تیز تھی کہ آن کی آن میں وہ جہاز سے ٹکراتے اور اس کے بعد ہلکی ہلکی آوازیں بلند ہونے لگیں سیکنڈ آفیسر اور اس کا ماتحت یہ اندازہ نہیں لگا سکے تھے کہ یہ آوازیں کیسی ہیں لیکن اب اپنی نگاہوں پر وہ دھوکا بھی نہیں کھا سکتے تھے چنانچہ فوری طور پر جہاز والوں کو ہوشیار کرنا ضروری تھا سیکنڈ آفیسر نے خود ہی چھلانگ لگا کر الارم کا بٹن دبایا اور پورے جہاز میں الارم کی بھیانک آوازیں گونجنے لگیں۔ سائرن خوفناک آواز میں چیخے تو آہستہ آہستہ نیند کی آغوش میں مست لوگوں کی نیندیں ٹوٹنے لگیں۔ لیکن دوسری جانب سے جو کچھ ہو رہا تھا وہ ناقابل یقین تھا وہ آوازیں جو بعد میں سنائی دی تھیں آہنی آنکڑوں کی تھیں جہاز کے مختلف حصوں میں پھنستے جا رہے تھے اور ان آنکڑوں سے بندھی ہوئی رسیوں سے جو

لوگ اوپر آ رہے تھے ان کی رفتار بہت تیز تھی جیسے وہ رسوں پر چڑھنے کے ماہر ہوں۔ اب سیکنڈ آفیسر کو یہ اندازہ لگانے میں دقت نہیں پیش آئی کہ کوئی بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے اور وہ ڈونگیاں جو اس جانب بڑھی ہیں کسی اہم واقعے کی جانب اشارہ کرتی ہیں الارم کی آوازیں سن سن کر لوگ اپنے اپنے کیبنوں میں سے باہر آنے لگے چونکہ صورتحال کسی کے علم میں نہیں تھی اور ان کے ذہن ابھی تک نیند کی آغوش میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے صحیح اندازہ کوئی بھی نہ لگا سکا۔ تمام ہی لوگ باہر نکل آئے تھے اور ایک دوسرے سے صورتحال معلوم کرتے پھر رہے تھے لیکن اس میں انہیں زیادہ وقت نہ لگا اور صورتحال خود ان کی نگاہوں کے سامنے آ گئی وہ تقریباً نیم برہنہ تھے صرف ان کے جسم کے خاص حصوں پر جانوروں کی کھالیں مخصوص انداز میں لپٹی ہوئی تھیں بدن انتہائی قوی ہیکل اور جسم تقریباً سیاہی مائل یا سانولے تھے ان کی تعداد اتنی تھی کہ یقین نہیں آتا تھا انتہائی وحشیانہ انداز میں وہ جہاز پر چھلانگیں لگاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور پہلا گروہ جو انہیں نظر آیا وہ یہی تھا جس میں نسد شیرازی اور اس کے دوسرے ساتھی شامل تھے۔ کیپٹن کے حلق سے ایک تیز آواز نکلی لیکن اسی وقت ایک قوی ہیکل شخص نے بلندی سے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا زمین پر لوٹ لگ گیا وہ اتنا پھرتیلا تھا کہ زمین پر شانے لگاتے ہی اٹھ کھڑا ہوا البتہ ایڈگر کے جسم کو کافی ضربیں لگی تھیں اور اس شخص نے دوسرے لمحے ایڈگر کی گردن پر ایک چوڑا کھانڈا رکھ دیا جس کی دھار انتہائی تیز تھی وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا ان کے چہروں پر ایسی خوفناک وحشت طاری تھی کہ دیکھنے سے دل دہلتا تھا ویسے بھی روشنیاں اتنی تیز نہیں تھی کہ ان کا صحیح جائزہ لیا جا سکے آنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ایک ایک فرد پر کتنے ہی آدمی مسلط ہو گئے تھے انہوں نے ابھی تک انہیں کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن جس طرح نظر آ رہا تھا کہ اگر کسی نے ذرہ برابر مداخلت کی تو وہ موت کا شکار ہو جائے گا ایک بھی ہتھیار نہ اٹھایا گیا ایک بھی گولی نہ چلائی گئی کہیں سے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکا مقابلہ کیا جاتا بھی تو کس سے اتنے تھے یہ کہ اگر دس بیس مار بھی دیئے جاتے تو کوئی فرق نہیں پڑتا وہ آن کی آن میں پورے جہاز پر پھیل گئے تھے اور ان کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی اب ان کے حلق سے مدھم مدھم آوازیں بھی نکلنے لگی تھیں اور ادھر گرفتار ہونے والوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ موت ان کے بالکل قریب ہے اور اس وقت ان کے سانس کی ذرا سی غلط جنبش بھی انہیں موت سے ہمکنار کر سکتی ہے آنے والوں نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی تھی البتہ جہاز والے کبھی کبھی چیخ پڑتے تھے بات ان کی سمجھ ہی میں نہیں آ رہی تھی گار تھا اور ارتقا ہاشمی کو بھی ان کے کیبنوں سے نکال لیا گیا تھا وہ پہرے دار جو ان کی ذمہ داری قبول کئے ہوئے تھے مدافعت نہیں کر سکے تھے اور ان سے ان کے ہتھیار چھین لیے گئے تھے۔ غالباً یہ نیم وحشی لوگ ہتھیاروں سے واقف تھے۔ چنانچہ فوری طور پر انہوں نے اپنی زندگی بچانے کے نئے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ایک المناک سانحہ تھا جسے عجیب و غریب طریقے سے محسوس کیا جا رہا تھا اور پھر اس ہولناک سناٹے میں گار تھا ورتھا کے خوفناک قہقہے گونجنے لگے امیر ارتقا ہاشمی اس بھیانک عورت کو دیکھ رہا تھا اور گار تھا چلا رہی تھی۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا امیر ہاشمی کہ بلائیں میری مٹھیوں میں بند ہیں اور جب یہ مٹھیاں کھلیں گی تو یہ بلائیں تم پر مسلط ہو جائیں گی۔" وہ قہقہے لگاتی ہوئی بولی۔

"تم نے مجھے گرفتار کرایا تھا کیپٹن ایڈگر اور اب تم اپنی زندگی کے بدترین لمحات کا مزہ چکھو۔" مورالس ساکت کھڑا ہوا تھا کیونکہ اسے یہ اندازہ تھا کہ سامنے کھڑے ہوئے تین افراد اسی پر نگراں ہیں اور ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے ہتھیاروں جو کلہاڑوں کھانڈوں اور عجیب و غریب ساخت کے بنے ہوئے تھے لوہے کے کمانوں پر مشتمل تھے ایک لمحے میں انسانی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے جہاز کے نچلے حصے میں ان قیدیوں کو بھی نکال لیا گیا تھا آنے والے کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کر رہے تھے لیکن پھر ایک قوی

ہیکل آدمی جو بہت لمبا اور بہت چوڑا تھا آہستہ آہستہ گارتھا کی جانب بڑھا جو یہاں جہاز پر سب سے زیادہ خوش نظر آرہی تھی اور اس کے الفاظ جہاز پر گونج رہے تھے وہ اس کے قریب پہنچ گیا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"گارتھا ورتھا۔"

"ہاں آرنوڈوم۔ میں ہی ہوں۔"

"میڈم مسٹر آرڈی شاؤٹ نے مجھ سے کہا ہے کہ جہاز پر آپ کے احکامات کی تعمیل کی جائے اور جہاز پر قبضہ کرنے کے بعد باقی ذمہ داریاں آپ کو دے دی جائیں اور اس وقت آپ کو میری راہنمائی کرنی ہوگی۔"

"بالکل کیا تمہارے آدمیوں نے جہاز کے ایک ایک آدمی کو گرفتار کرلیا ہے۔ ہاں اس کے باوجود وہ لوگ جہاز کے مختلف گوشوں میں تلاشی لیتے پھر رہے ہیں۔"

"عرشے کے اس حصے میں ان سب کو قطار کی شکل میں بٹھادو اور اس کے بعد صبح ہونے کا انتظار کرو۔" گارتھا نے جواب دیا یہ الفاظ اس نے آہستہ نہیں کہے تھے اور تقریباً تمام ہی نگاہیں اس کی جانب نگراں ہوگئی تھیں۔

قوی ہیکل آدمی نے اسے ایک اجنبی نام سے مخاطب کیا تھا اور جو گفتگو اس نے کی تھی وہ انگریزی ہی میں کی تھی اور اس کے الفاظ کو سب سمجھ رہے تھے۔ لیکن یہ ایک ناقابل یقین بات تھی کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ گارتھا کا رابطہ ان لوگوں سے کیسے قائم ہوا اور وہ لوگ اسے کس نام سے مخاطب کر رہے ہیں۔ لیکن اس وقت کسی کی بات کا کوئی جواب نہیں مل سکتا تھا۔ خوفناک آدمی چاروں طرف گھومتے پھر رہے تھے اور بعد میں بھی وہ کئی ایسے لوگوں کو پکڑ کر لائے جو جہاز کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے تھے اور اب تقریباً ہر فرد گرفتار ہو کر عرشے پر پہنچ چکا تھا اور وہاں وہ لوگ ان کی قطاریں لگا رہے تھے۔ کسی کو بھی معاف نہیں کیا گیا تھا سوائے گارتھا کے۔ امیر ارتقاباشی کی بیویاں بھی مختلف جگہوں پر بیٹھی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ تمام ہی لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جارہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ عورت جس نے اس جہاز پر بلا کی شکل میں نازل ہو کر یہ تباہی مچائی تھی ان سب سے کوئی دلچسپی نہ رکھتی ہو اور اس کا اپنا کوئی الگ مقصد ہو۔ دلوں میں بہت سے خیالات تھے لیکن الفاظ زبان تک نہیں آرہے تھے۔ آنے والے خوفناک لوگ نجانے کہاں سے سمندر میں پہنچ گئے تھے۔ لیکن ایک اندازہ ان کے بارے میں بخوبی ہوتا تھا کہ وہ نہایت خونخوار اور وحشی قسم کے لوگ ہیں اور اگر کسی نے کوئی گڑبڑ کی تو یقینی طور پر اسے موت کے علاوہ اور کوئی چیز نہ مل سکے گی۔ چنانچہ سب ہی اس صورتحال کو محسوس کر کے خاموش تھے یوں اختلاطون پر یہ دوسرا بدترین حادثہ انتہائی خوفناک اہمیت کا حامل تھا اور گارتھا مسلسل ہنستی مسکراتی ہر چیز کی نگرانی کرتی پھر رہی تھی۔ وحشی لوگوں کے خوفناک ہتھیار چمک رہے تھے اور وہ انہیں ہاتھوں میں تھامے مستعد تھے قوی ہیکل آدمی ایک بار پھر گارتھا کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کیا واقعی اس جہاز پر سونے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔"

"ہاں آرنوڈوم۔ میں تمہیں اتنا سونا دوں گی کہ اس کے بعد تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں رہے گی سمجھے یہ میرا وعدہ ہے۔ گارتھا کا وعدہ......"

آرنوڈوم کے ہونٹ عجیب سے انداز میں پھیل گئے اس کی آنکھوں میں شکاری کتوں کی سی چمک تھی۔ اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"وعدہ۔ ہاں آپ نے ٹھیک کہا میڈم گارتھا لیکن وعدے باعث تسلی نہیں ہوتے آپ کوئی اور ذمہ داری مجھے سونپیں اور اس کے بعد میری اس محنت کا معاوضہ میرے سپرد کر دیجیے۔ صحیح معنوں میں میڈم آدمی اسی وقت پرسکون ہوتا ہے جب کہ سودے مکمل ہوجائیں۔ ان سب نے جو محنت کی ہے آپ کو اس کا علم ہے۔ انہیں ان کی محنت کے معاوضے کا یقین ہوجانا چاہیئے۔" گارتھا نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور پھر بولی۔

"اُدھر رسیوں کے انبار دیکھ رہے ہو۔ آرتھ ڈوم۔"

"جی میڈم۔ نظر آرہے ہیں مجھے۔"

"اپنے ان کھانڈوں سے ان رسیوں کے اتنے بڑے بڑے ٹکڑے کرو کہ ان کے ذریعے ان لوگوں کے ہاتھ باندھے جاسکیں یہ خطرناک سازشی قسم کے لوگ ہیں انہیں بے بس کرنا بے حد ضروری ہے۔"

"ابھی یہ کام ہوا جاتا ہے۔" آرنوڈوم نے کہا افرادی قوت کی اس کے پاس کوئی کمی نہیں تھی۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ساتھ اس کام میں مصروف ہوگیا اور پتلی رسیاں خصوصاً تلاش کر کے ان کے گز گز بھر کے ٹکڑے تیار کیے جانے لگے اور بہت سے لوگ اس کام میں مصروف ہوگئے۔ پکڑے جانے والے خاموش بیٹھے ہوئے تھے گارتھا نے اس وقت کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی تھی۔ جو لوگ ارتقاباشی کے ہمنوا ہوگئے تھے اور گارتھا کے کہنے سے سونے کے لالچ میں آکر ان لوگوں کے ساتھی بن گئے تھے انہیں بھی جہاز کے دوسرے لوگوں ہی کی طرح گرفتار کرلیا گیا تھا اور گارتھا نے ان کے سلسلے میں کوئی آواز نہیں اٹھائی تھی اور شاید اب وہ اپنے کیے پر پشیمان تھے۔ بلکہ پشیمان تو وہ اس وقت بھی تھے جب پانسہ پلٹ گیا تھا اور گارتھا کی سازش ناکام بنادی گئی تھی۔ مگر پھر بھی انہیں کسی رعایت کی توقع تھی۔ اب جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی اس سے چھٹکارے کی تو کوئی صورت بھی نہیں نظر آتی تھی۔ وہ سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان عجیب وغریب لوگوں کو دیکھ رہے تھے جو بظاہر وحشی معلوم ہوتے تھے لیکن وہ آپس میں زیادہ تر انگریزی ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان لوگوں کے ہاتھ کھولے جانے لگے اور اس کام میں بھی بہت زیادہ وقت نہیں لگا۔ گارتھا ایک جانب بڑے سکون سے دونوں ہاتھ باندھے کھڑی نیم وا آنکھوں سے آرنوڈوم کی یہ کارروائی دیکھ رہی تھی اور آرنوڈوم کے بارے میں اندازے قائم کر رہی تھی۔ سونے کا اسے کوئی لالچ نہیں تھا وہ اگر چاہتی تو کوئی اور ترکیب کر کے اس سونے کو اپنے قبضے میں کرسکتی تھی لیکن عجیب وحشیانہ فطرت کی مالک تھی وہ بھی کیا اس وقت اس کے ذہن میں صرف انتقام تھا۔ ان لوگوں کو نیچا دکھانے کی خواہش۔ اور وہ اسی کے تحت تمام کام کر رہی تھی اور شاید اس نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اس کے آئندہ اقدامات کیا ہوں گے۔ تمام لوگوں کے ہاتھ کس دیئے گئے اور آرنوڈوم ایک بار پھر گارتھا کے سامنے جاکھڑا ہوا تھا۔ گارتھا ورتھا نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور اسے لے کر ایک طرف چل دی۔ آرنوڈوم تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ گارتھا اسے اس جگہ لے گئی جہاں سونے کا بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ آرنوڈوم نے یہ ذخیرہ دیکھا۔ اس کی باچھیں خوشی سے کھلی پڑ رہی تھیں پھر اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ تمام سونا اب میری ملکیت ہے۔ آپ یہی کہنا چاہتی ہیں نا۔ خاتون گارتھا۔"

"ہاں اور میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔"

"تو مجھے اجازت دیں کہ میں اسے اپنی تحویل میں لوں۔"

یہ اب تمہاری ملکیت ہے۔ لیکن ان لوگوں کی طرف سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تمام لوگ گرفتار ہوچکے ہیں لیکن آخر تک ہمیں ان پر نگاہ رکھنی ہے۔" آرنوڈوم نے ایک وحشیانہ قہقہ لگایا اور بولا۔

"اس کی ذمہ داری آپ مجھ پر چھوڑ دیں میڈم۔ ستاون آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد میں نے پوائنٹ ڈبل سیون پر رہائش اختیار کی تھی اور یہ کارنامہ میں نے صرف چند گھنٹوں میں سرانجام دیا تھا اور اس کے بعد نجانے کب تک پولیس میرے پیچھے لگی رہی مگر وہ پرانی بات ہوگئی میں اپنے آدمیوں کو بلائے لیتا ہوں اور ہاں یہ پورا جہاز اب آپ کی ملکیت ہے اور اس کا تحفظ میرا فرض۔ آپ جہاں چاہیں آرام کریں۔ رات بھر جاگنا چاہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن میں آپ کے سپاہی کی حیثیت سے ساری رات مستعد رہوں گا اور پھر رات اب بہت کم رہ گئی ہے۔" گارتھا نے گردن ہلائی اور آہستہ آہستہ اپنے کیبن کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے ہونٹوں سے بڑبڑاہٹ سی نکل رہی تھی۔

"جنگلی جانور، احمق، بزدل، بیوقوف، میرے بارے میں اندازہ لگائے بغیر میرے حریف بن گئے تھے۔ اب ان کی تقدیر میں رات کی سیاہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔" وہ اپنے کیبن میں پہنچ کر لیٹ گئی۔ بہت تھوڑے وقت

پہلے وہ اس جہاز پر ایک قیدی کی حیثیت سے تھی لیکن اس وقت افناطون اس کی ملکیت تھا۔ ایک لمحے میں اسے تباہ کر سکتی تھی اور گارتھا اسی قسم کی عورت تھی اسے اپنی برتری ہر حال میں عزیز تھی۔ وہ اپنی برتری کو دنیا بھر کی تمام دولت پر ترجیح دیتی تھی اور اسے وہ لمحات سب سے زیادہ قیمتی محسوس ہوتے تھے۔ جب اس کے سامنے موجود افراد اس کے محکوم ہوں اور اس وقت ایسی ہی کیفیت تھی۔ نجانے کتنے عرصے کے بعد اسے یہ لمحات نصیب ہوئے تھے۔

رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی یہاں تک کہ روشنی کی کرنیں آسمان سے اترنے لگیں اور سمندر کا چہرہ منور ہوتا چلا گیا۔ سورج سر ابھار رہا تھا اور افناطون پر ایک عجیب سی خاموش فضا طاری تھی اس کے انجن بند ہو چکے تھے اور پورا جہاز سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا دن کی روشنی میں آرنوڈوم کے ساتھی اور زیادہ بھیانک نظر آنے لگے۔ رات کی تاریکیوں میں تو انہیں پوری طرح نہیں دیکھا جا سکا تھا لیکن دن کی روشنی ان کا مکمل خاکہ پیش کر رہی تھی۔ عجیب وغریب تھے یہ وحشی لوگ۔ آرنوڈوم کو سونے کا جو ذخیرہ ملا تھا وہ اس کے لیے تسلی بخش تھا۔ اور آرڈی شاؤٹ نے اس سے جو وعدہ کیا تھا اس کی تکمیل افناطون پر ہو گئی تھی۔ گارتھا نے ایک نگاہ قیدیوں پر ڈالی اور اس کے بعد آرنوڈوم سے کہنے لگی۔

"میں آرڈی شاؤٹ سے بات کرتی ہوں پھر بقیہ پروگرام ترتیب دیں گے۔" ٹرانسمیٹر پر گارتھا نے آرڈی شاؤٹ سے رابطہ قائم کیا۔ اُدھر شاید اس کی طرف سے ملنے والے پیغام کا انتظار کیا جا رہا تھا اس نے آرڈی شاؤٹ کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ اس کی مرضی کے مطابق کام ہو گیا ہے۔

"مجھے یقین تھا میڈم کیونکہ آرنوڈوم ایک ایسا انسان ہے جس کا واسطہ مہذب دنیا سے بھی رہا ہے اور وحشت میں بھی وہ بے مثال ہے۔"

"میں جہاز کو پوائنٹ ڈبل سیون تک لانا چاہتی ہوں۔ آرنوڈوم کو ادھر راہنمائی کرنے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئے گی۔"

"آپ اسے اپنی پسند کا ہر حکم دے سکتی ہیں۔"

تب پھر ہم پوائنٹ ڈبل سیون تک آ رہے ہیں۔"

"میں آپ کے استقبال کے لیے تیار ہوں۔"

"اوشین ٹریژر سے اس سلسلے میں اور تو کوئی رابطہ نہیں قائم ہوا۔"

"نہیں میڈم اس کے لیے۔ ہمیں طویل عمل کرنا ہوتا ہے اور یہ حکم اتنا آسان نہیں ہے البتہ آپ جب تشریف لے آئیں گی تو اس کے بعد آپ کا رابطہ کرا دیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں" اس نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا پھر وہ دوبارہ آرنوڈوم کے پاس پہنچ گئی۔ آرنوڈوم نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔"

"آرڈی شاؤٹ کا کہنا ہے کہ ہم اس جہاز کو پوائنٹ ڈبل سیون تک لے جائیں گے۔ اور اس کے لیے آرنوڈوم ہمیں چند افراد کا انتخاب کرنا پڑے گا جو جہاز کو چلا سکتے ہوں"

"جی میڈم۔" آرنوڈوم نے کہا۔

"تو پھر آؤ میں تمہیں ان کی نشاندہی کر دوں۔" اس نے کیپٹن ایڈگر ہی کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ وہ جہاز کا کپتان تھا۔ آرنوڈوم کے تین آدمی کیپٹن ایڈگر کو بازوؤں سے پکڑ کر اس طرف لے آئے جہاں گارتھا موجود تھی۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے کیپٹن ایڈگر کو دیکھا اور پھر لچک دار لہجے میں بولی۔

"ہیلو کیپٹن۔ سمندری سفر میں یقیناً تمہیں بڑی مہماتی زندگی گزارنا پڑی ہو گی اور ایسے معاملات تمہارے لیے بالکل ہی اجنبی نہیں ہوں گے۔ میں افناطون پر پھیلے ہوئے جمود کو توڑنا چاہتی تھی۔ اور میں نے اس سلسلے میں جو کچھ کیا ہے یقیناً تمہیں پسند آیا ہو گا۔ اب موجودہ صورتحال یہ ہے کہ یہ وحشی شخص میرے احکامات کی تعمیل کر رہا ہے اور اگر میں اسے حکم دے دوں کہ جہاز پر موجود تمام افراد کو قتل کر دو تو یہ ایک لمحہ ضائع نہیں کرے گا۔ میرا مطلب تمہیں صورتحال سے آگاہ کر دینا ہے۔ چنانچہ اگر تمہیں ان لوگوں کی زندگی عزیز ہے اور ان سے کچھ دلچسپی رکھتے ہو تو اس وقت صرف میرے احکامات کی تعمیل ان سب کو زندگی دے سکتی ہے۔ ورنہ موت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں

ہو گا۔" رات گزر چکی تھی۔ کیپٹن ایڈگر نے بھی صورتحال کا تجزیہ کر لیا تھا اور جو کچھ پیش آیا تھا اس کے لیے اپنے آپ کو تیار بھی کر لیا تھا اس وقت بہترین طریقہ یہی تھا کہ خاموشی سے ملنے والے احکامات کی تعمیل کی جائے اور بعد میں جب بھی موقع ملے اپنے بچاؤ کا بندوبست کیا جائے۔ احمقانہ دلیری نقصان دہ ہو سکتی تھی۔" اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میڈم کلوپیٹرا مجھے صورتحال کا اندازہ ہے اور میں کسی بھی طور آپ کے احکامات سے روگردانی نہیں کرنا چاہتا۔"

"واہ سمجھدار آدمی مجھے ہمیشہ پسند آئے ہیں اور تمہارے ان الفاظ نے میرے ذہن میں ایک نیا تصور جگا دیا ہے۔ خیر ابھی اس سلسلے میں ہم کوئی خاص بات نہیں کریں گے تم یوں کرو کہ ان افراد کا انتخاب کر لو جو تمہارے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں جہاز کو یہاں سے آگے لے جا سکتے ہیں اور پھر ہماری راہنمائی میں تمہیں ایک چھوٹا سا سفر طے کرنا ہو گا۔ بعد میں ہمارے اور تمہارے درمیان مزید گفتگو ہو گی میں صرف ان احکامات کی تکمیل چاہتی ہوں۔" کیپٹن نے سینے پر ہاتھ رکھا خم ہوا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"میں حاضر ہوں میڈم۔ آپ پورے اطمینان کے ساتھ اپنا کام جاری رکھے مجھے اعتراض نہیں۔"

"ویری گڈ۔" گارتھا نے مسکراتی نگاہوں سے ایڈگر کو دیکھا اور وہ اس کی ہدایت کے بعد ان لوگوں کا انتخاب کرنے لگا جو اس سلسلے میں کارآمد ہو سکتے تھے۔ انجن روم کے عملے کو اس نے علیحدہ کیا اور ضروری افراد کو اپنے ساتھ لیا۔ باقی لوگ خاموشی سے اس کی یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ ان تمام لوگوں کی بندشیں کھول دی گئی تھیں اور گارتھا کے اشارے پر آرنوڈوم کے ساتھیوں نے ان کی مکمل تلاشی لے ڈالی تھی۔ تاکہ وہ کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکیں۔ گارتھا نے آرنوڈوم سے کہا کہ انجن روم میں آٹھ مسلح افراد ہونے چاہئیں۔ جو انجن چلانے والوں کی نگرانی کر سکیں۔ دو افراد کو کیپٹن پر متعین کر دیا اور اس کے بعد جہاز کے انجن اسٹارٹ ہو گئے اور آرنوڈوم ان کی راہنمائی کرنے لگا۔ اس سے پہلے

اس کے بہت سے ساتھی نیچے سمندر میں اُتر گئے تھے انہیں اپنی وہ ڈونگیاں بھی سنبھالی تھیں جن میں سوار ہو کر وہ یہاں تک پہنچے تھے۔ دن کی روشنی میں سمندر میں سفر کرنے کا یہ عجیب وغریب طریقہ جہاز پر موجود تمام افراد کے لیے باعث حیرت تھا سوائے کیپٹن ایڈگر وہ جانتا تھا کہ بے شمار قبائلی اس قسم کی ڈونگیاں استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے ڈونگیوں کو آپس میں زنجیروں سے اور رسیوں سے باندھ دیا تھا اور چند آدمی انہیں گھسیٹ رہے تھے۔ لیکن آرنوڈوم نے ایک نیا کام کیا۔ اس نے یہ ڈونگیاں جہاز کے مختلف حصوں سے باندھ دیں اور اس طرح جہاز کے ساتھ ساتھ یہ ڈونگیاں آگے بڑھنے لگیں۔ آرنوڈوم جزیرے کی جانب راہنمائی کر رہا تھا اور سمندر میں یہ عجیب وغریب سفر انتہائی انوکھی نوعیت کا تھا۔ سفر کرنے والوں کو بالکل یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کا جہاز کس سمت جا رہا ہے لیکن گارتھا دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی۔ کیپٹن ایڈگر کی یہ مستعدی بزدلی کا نتیجہ نہیں تھی۔ غالباً اس کے ذہن میں کوئی منصوبہ ہو گا۔ گارتھا نے یہی سوچا تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ خود بھی جرائم پیشہ تھی اور جانتی تھی کہ وقت پڑنے پر کون سا عمل زندگی کے لیے موثر ہو سکتا ہے۔

چنانچہ وہ کیپٹن ایڈگر کی مستعدی کے جال میں نہیں پھنسی تھی۔ اور اس نے آرنوڈوم سے کہہ دیا تھا کہ اس پر بھرپور نگرانی رکھی جائے۔ یہ سفر بہت زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر کے سفر کے بعد انہوں نے سمندر پر وہ بھوری لکیر دیکھی جو پہلے ایک لکیر نظر آتی رہی اور اس کے بعد اس پر سبزہ نمودار ہوتا چلا گیا۔ دور ہی سے دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت جزیرہ ہے۔ پھر جزیرہ مزید واضح ہوا زمین نظر آنے لگی۔ ریت کے بھورے ٹیلے جا بجا نظر آ رہے تھے اور اس کے پس منظر میں درخت جھولتے نظر آ رہے تھے۔ یہ منظر صرف کیپٹن ایڈگر ہی دیکھ سکتا تھا۔ دوسرے لوگوں کو ابھی یہ نہیں پتا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ان کی سخت نگرانی ہو رہی تھی۔ پھر ساحل پر کچھ لوگ متحرک نظر آئے۔ یہ آرڈی اور اس کے ساتھی تھے جو ساحل پر ان کے استقبال کے لیے

موجود تھے۔ جزیرہ اب بالکل صاف نظر آنے لگا تھا اور کچھ دیر بعد جہاز کو سمندر کے گہرے پانیوں میں لنگر انداز کر دیا گیا۔ کیونکہ یہاں سے آگے جانے کے لیے صرف اسٹیمر یا کشتیاں استعمال کی جاسکتی تھیں۔

آرنوڈوم اور اس کے ساتھی یہاں آکر مستعد ہو گئے۔ گارتھا نے کیپٹن ایڈگر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اپنے ساتھیوں کو انجن روم سے باہر بلا لے اور اس کے بعد ان لوگوں کو دوبارہ رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ وہ کسی قسم کی کوئی رعایت کسی کے ساتھ برتنا نہیں چاہتی تھی لیکن اس بات پر کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔ بالآخر انہیں چھوٹی کشتیوں اور ڈونگیوں کے ذریعے ساحل پر لایا گیا۔ گارتھا خود ان لوگوں کی منتقلی کی نگرانی کر رہی تھی۔ بہت ہی شاطر عورت تھی۔ اور اس کی ان حرکات سے اب اس کے بارے میں صحیح طور پر یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کی مالک تھی۔ ابھی تک ان لوگوں کے درمیان مکمل خاموشی طاری رہی تھی۔ گارتھا ساحل پر اترنے کے بعد آرڈی شاڈٹ سے ملی اور شاڈٹ نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ وہ کہنے لگا۔

"یقین نہیں تھا میڈم کہ زندگی میں دوبارہ کبھی آپ سے ملاقات ہوگی۔ اور کیا ہی دلچسپ اتفاق ہے اس حسین اور پرفضا مقام پر ہم ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔

ڈیل سیون دیکھ کر آپ کو دلی مسرت کا احساس ہوگا۔ درحقیقت مہذب دنیا سے دور ان آبادیوں سے الگ جہاں انسان نے ترقی کر کے نجانے کیا کیا کچھ بنا دیا ہے یہ جزیرہ انتہائی حسین روایات اور خوبصورتی کا حامل ہے۔" گارتھا کے حلق سے قہقہہ آزاد ہو گیا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے ملنا بے شک خوشی کی بات ہے لیکن تم اس انداز میں گفتگو کر رہے ہو جیسے میں سیاحت کے لیے یہاں آئی ہوں اور تم اس جگہ کی تعریفیں کر رہے ہو۔ ہمیں اس پرتکلف گفتگو کے بجائے ابتدائی طور پر عملی اقدامات کرنے ہیں تم نہیں جانتے میں کس قدر تھکی ہوئی ہوں اور میری ذہنی اور جسمانی حالت کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ لمحات آرام کرنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ میں کچھ کام کرنا چاہتی ہوں جس میں تمہارا شامل ہونا لازمی ہے۔" شاڈٹ نے مستعدی سے کہا۔

"میڈم میں تو ہر لمحہ حاضر ہوں۔"

"جہاز سے عملے اور جہاز کے افراد کی مکمل منتقلی کے بعد میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ اخناطون جہاز پر چلو کیونکہ اصل کام وہی ہے جس سے اوشین ٹریژر کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"میں حاضر ہوں۔ میرا خیال ہے تمام افراد اب جزیرے پر پہنچ چکے ہیں آپ پہلے ان کے لیے مجھے ہدایات دیجیے۔"

"فی الحال انہیں ایک ایسی جگہ منتقل کر دو جہاں ان پر بھرپور نظر رکھی جائے۔ چونکہ ہمارے پاس پورا دن موجود ہے بعد میں ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ آرنوڈوم کے آدمیوں کو مستعد کر دو اور انہیں ہدایات کر دو کہ کوئی بھی غلط حرکت کرنے کی کوشش کرے تو اس کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے سنبھال لیں مگر ابھی ان میں سے کسی کو قتل نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ بعد میں میں صورتحال کا جائزہ لے کر مزید فیصلے کروں گی۔"

"میں ڈوم کو یہ ہدایت دیئے دیتا ہوں۔" آرڈی شاڈٹ نے کہا اور وہ ڈوم کے پاس پہنچ گیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے آرڈی شاڈٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے بعد بھی آپ مجھ سے بہتر کام لیتے رہیں آپ نے جو یہ ذمہ داری مجھے سونپی ہے میں اس سے بے حد خوش ہوں لیکن کچھ اور بھی مراعات چاہتا ہوں میں آپ سے۔"

"وہ کیا؟" اس نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ جہاز دولت سے مالا مال ہے اور اس کی بناوٹ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اسے بنایا ہے بڑے شوق بنایا ہے۔ یقیناً اس میں سے کچھ ایسی اشیاء ضرور ہوں گی جو میرے لیے نہایت دلکش ہو سکتی ہیں۔"

"تمہیں تمہاری پسند کے مطابق سونا مل گیا۔ مسٹر ڈوم۔"

"ہاں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ وہ سونا بھی منتقل کر لیا

جائے لیکن آپ کی ہدایت کے بعد۔"

"یہ معاملات بعد میں طے کیے جائیں گے کہ کیا ہونا ہے اور کیا نہیں ہونا۔ یہ لوٹ کا مال نہیں ہے بلکہ میرے محکمے کے لوگوں نے مجھے اس کے سلسلے میں ہدایت کی ہے اور اگر مجھے وہاں سے اس کی اجازت نہ ملی تو میں مجبور ہو جاؤں گا۔"

"اس کے باوجود میں آپ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چونکہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ میری پسند کے مطابق ہے۔" ڈوم نے گردن خم کر کے کہا۔ اور شاڈٹ نے گردن ہلا دی پھر بولا۔

"تو پھر سب سے پہلے تم ان لوگوں کے لیے کسی ایسی معقول جگہ کا بندوبست کرو جہاں انہیں ٹھہرایا جاسکے اور پھر ان پر اپنے آدمی مسلط کر دو مگر ان میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی غلط حرکت کرے تو اسے مار پیٹ کر درست کر دینا۔ یہ اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دو۔"

"اس کے لیے آپ کی رہائشگاہ کا عقبی حصہ بہت مناسب ہے۔ فی الحال ہم انہیں کھلی جگہ بٹھا دیتے ہیں بعد میں ان کے لیے کوئی معقول بندوبست کر دیا جائے گا۔"

"مناسب ہے۔" شاڈٹ نے کہا اور ڈوم اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ گرفتار شدگان کو ایک کھلی جگہ بٹھا دیا گیا جہاں درخت تو بے شمار تھے لیکن سائبان نہیں تھا۔ البتہ درختوں کے سائے تلے کے نیچے وہ لوگ بالکل محفوظ تھے۔ یہاں بٹھانے کے بعد انہیں ہدایت کی گئی کہ ان میں سے کوئی بھی ایسی حرکت نہ کرے جس کی وجہ سے اسے نقصان اٹھانا پڑے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ڈوم اس کام سے فارغ ہونے کے بعد آرڈی شاڈٹ کے پاس پہنچ گیا۔ شاڈٹ نے اس دوران پندرہ ایسے آدمی تیار کر لیے تھے جنہیں اس کے ساتھ اخناطون پر جانا تھا اور گارتھا کو بھی واپس جہاز پر پہنچنا تھا، چنانچہ ایک طرف نوڈوم اپنے آدمیوں کے ساتھ سونا اٹھانے کے لیے جہاز کی جانب چل پڑا۔ اور دوسری طرف شاڈٹ نے گارتھا کے ساتھ ہی واپسی کا سفر کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سب اخناطون پر پہنچ گئے۔

شاڈٹ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اخناطون کو دیکھ رہا تھا۔ گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

"یہ جہاز۔ میرا خیال ہے اس وقت دنیا کے کسی جہاز راں کمپنی کے پاس اتنا حسین اور مکمل جہاز نہیں ہوگا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بہت مالیت سے تیار کیا گیا ہے۔ مصر کے ایک بے حد دولت مند شخص نے اسے اپنی تمام تعیشات کی تکمیل کے لیے بنایا ہے۔" آرنوڈوم سونا اپنے قبضے میں کر کے بڑی احتیاط سے ساحل پر منتقل کرنے لگا۔ گارتھا نے شاڈٹ سے پوچھا۔

"آرنوڈوم نے یہ سونا تو حاصل کر لیا ہے مگر اس ویران اور بیابان جزیرے میں وہ اس کا کیا کرے گا۔ اس کے عوض جو کچھ اسے درکار ہے وہ کہاں سے حاصل کرے گا؟"

شاڈٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"نہیں میڈم مہذب دنیا سے ہمارے رابطے بالکل ہی ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں۔ گو وہاں تک پہنچنے کے لیے ہمیں مشکل سفر اختیار کرنا پڑتے ہیں اور اس کے لیے ہمارے پاس معقول بندوبست موجود ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی مہذب جگہ یہاں سے قریب موجود ہے۔"

"جی ہاں۔ میں اس کی تمام جغرافیائی تفصیل آپ کو بتا دوں گا۔"

"ہوں۔ آؤ اب اس جہاز کا معائنہ کیا جائے۔" اور اس کے بعد گارتھا شاڈٹ کو لیے پورے جہاز پر گھومتی رہی۔ اس نے کہا۔

"کس قدر قیمتی ساز و سامان ہے یہاں۔ پھر جب وہ پروفیسر بیرن کی لیبارٹری میں پہنچے تو آرڈی شاڈٹ کی آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ سونے کا بہت بڑا ذخیرہ یہاں بھی موجود تھا۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔"

"یہ ذخیرہ اس کے علاوہ ہے جو آرنوڈوم کو دیا گیا۔"

"ہاں یقیناً۔"

"مگر میڈم انہوں نے اتنا سونا کہاں سے حاصل کر لیا؟"

سمندر کی گہرائیوں سے۔ وہ لوگ جو ساحل پر موجود ہیں بڑی عجیب و غریب حیثیت کے حامل ہیں ان میں بڑے بڑے ماہرین موجود ہیں۔ میرا خیال ہے ہم اوشین ٹریزر کو اتنا بڑا خزانہ دے سکتے ہیں کہ اس کے تصور میں بھی نہ آئے گا۔ کیونکہ سمندر کی گہرائیوں میں ان لوگوں نے جو کام کیا ہے وہ ناقابل یقین ہے۔ یہ میرا ذاتی معاملہ تو نہیں ہے اور نہ ہی مجھے سمندر کی گہرائیوں سے کوئی خاص دلچسپی ہے لیکن اوشین ٹریزر کے لیے یہ ماہر افراد بہت بڑا خزانہ ثابت ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ اوشین ٹریزر کے لیے سمندری نوادرات بے شمار موجود ہیں اور یہ لیبارٹری بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ قیمتی اشیاء اور بہت سا ساز و سامان اخناطون پر موجود تھا اس کے علاوہ خوراک کے بڑے بڑے ذخائر۔" آرڈی شاؤٹ نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں اخناطون میں ایسی ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنہیں میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اوشین ٹریزر کی ہدایت کے مطابق اگر یہ چیزیں مجھے حاصل ہو جائیں تو۔" گارتھا ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"معاملہ بڑے دلچسپ مرحلے میں داخل ہو چکا ہے پہلے مجھے اوشین ٹریزر سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے گرفتار کیا ہے ان کے لیے ہمیں کرنا کیا ہے اگر اخناطون کو یہیں تباہ کر دینا ہے یا اوشین ٹریزر اپنی تحویل میں لینا چاہتا ہے۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور اس وقت تم لوگ آپس میں یہ طے کر لینا کہ کسے کیا لینا ہے۔ جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں اپنے لیے سونے کا یہ ذخیرہ کافی سمجھتی ہوں۔ اور اسے میری ملکیت تصور کیا جائے۔ کیونکہ میں ایک معقول معاوضے پر اوشین ٹریزر کے لیے کام کر رہی ہوں۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے اب تک میں نے کبھی کسی چیز کے بارے میں نہیں سوچا لیکن سونے کے اس فاضل ذخیرے کو دیکھ کر یہ احساس میرے دل میں پیدا ہوا ہے کہ اسے میری ملکیت بننا چاہیے۔"

شاؤٹ نے گردن ہلائی اور بولا۔

"بہرحال میں نے اس کا جائزہ لے لیا۔ میرا کام صرف اتنا ہی تھا باقی ہدایات جو کچھ بھی موصول ہوں گی ان کے مطابق کام کروں گا۔" گارتھا نے چور نگاہوں سے شاؤٹ کو دیکھا اس کے دماغ نے فوراً ہی اعلان کیا تھا کہ اس کے دل میں کافی لالچ آ چکا ہے اور اخناطون پر موجود بے شمار اشیاء کے حصول کے لیے کوششیں کرے گا اور اس سلسلے میں گارتھا کو محتاط رہنا تھا وہ جانتی تھی کہ ایسے کسی مرحلے پر کسی ایسے شخص کو ہینڈل کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ بہت دیر تک جہاز کے مختلف حصوں کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ گارتھا خصوصی دلچسپی ان سمندری نوادرات سے لے رہی تھی جو اوشین ٹریزر کے کام آ سکتے تھے۔ بدلے ہوئے منصوبے کے مطابق اوشین ٹریزر نے اسے جو ہدایات جاری کی تھیں وہ ان سے ہٹنا پسند نہیں کرتی تھی۔ بہرحال ان ساری کارروائیوں میں دوپہر ہو گئی اور دوپہر کے بعد وہ لوگ جہاز سے واپس چل پڑے۔ اخناطون پر شاؤٹ کے چھ آدمیوں کو متعین کر دیا گیا تھا جن کے سپرد یہ ذمہ داری تھی کہ وہ وہاں موجود ایک ایک شخص کی حفاظت کریں شاؤٹ واپس جزیرے پر آ گیا۔ گارتھا نے کہا۔

"مجھے عمدہ قسم کا کھانا چاہیے اور اس کے بعد میں آرام کروں گی اور تم اس وقت تک مجھے پریشان نہیں کرو گے جب تک میں تمہیں طلب نہ کروں۔" شاؤٹ نے مسکراتے ہوئے گردن ہلادی تھی۔ گارتھا کو اس نے بہترین کھانا پیش کیا اور وہ کھانے کے دوران اس سے گفتگو کرتی رہی۔ اس نے پوچھا۔

"ان لوگوں کے لیے کھانے پینے کا کیا بندوبست ہوگا؟"

"میڈم ہمارے پاس خوراک کے کافی ذخائر موجود ہیں لیکن اتنے آدمیوں کے لیے جتنے آدمی یہاں موجود ہیں ہمارے پاس تقریباً چھ ماہ کا ذخیرہ ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے محفوظ ذخائر بھی ہوتے ہیں جنہیں ہم انتہائی مشکل حالات میں استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔ چنانچہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ان لوگوں کے لیے میرے پاس بہت ہی معقول بندوبست ہے لیکن جہاز پر جو ذخائر ہیں انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ اجازت دیں تو ان ذخائر

میں سے کچھ اشیاء لے کر ان لوگوں کے لیے شام کا کھانا تیار کرایا جا سکتا ہے۔ دوپہر کو تو میں ان کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا۔"

"اوہو نہیں۔ میرا خیال ہے کم از کم انہیں چائے اور بسکٹ دے دو۔ شام کو ان کے لیے باقاعدہ کھانے کا بندوبست ہونا چاہیے۔ اوشین ٹریزر سے مکمل ہدایات لینے کے بعد ہی کوئی کام کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی ہم بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتاریں گے۔ اور میرے خیال میں اس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ ویسے یہاں تمہارے اس جزیرے میں خوراک کا کیا بندوبست ہے۔"

"یہاں بہترین شکار مل جاتا ہے۔ گوشت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ لیکن اس کے لیے کارتوس خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ سمندر سے مچھلیاں حاصل ہو سکتی ہیں باقی کچھ پھل وغیرہ بھی دستیاب ہو جاتے ہیں۔ بظاہر خوراک کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے لیکن اس کے لیے خود بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کو اس جزیرے سے پوری طرح روشناس کراؤں لیکن ابھی آپ آرام کریں یہ کام بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔"

"یقیناً۔ اب تم بھی میرے آرام کے لیے کوئی مناسب جگہ بتا دو۔" شاؤٹ نے بڑے احترام کے ساتھ گارتھا کو ایک ایسی جگہ پہنچا دیا جو اسے پسند آئی تھی۔

❋

"جزیرے کا موسم معتدل تھا۔ نہ تیز گرمی نہ سرد ہوائیں بلکہ درختوں کی چھاؤں میں انہیں ہوا بڑی خوشگوار لگ رہی تھی اور موسمی طور پر ان میں سے کوئی متاثر نہیں تھا۔ اب تک کا وقت نہایت صبر و تحمل سے گزرا تھا۔ زیادہ تر وہ لوگ خاموش ہی رہے تھے آرنوڈوم کے نیم برہنہ ساتھی چوڑے کھانڈوں سے مسلح ان لوگوں کی کڑی نگرانی کر رہے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ ابھی تک کوئی سختی نہیں کی گئی تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ بھوکے تھے۔ نہ صبح کا ناشتہ ملا تھا اور اب تقریباً دوپہر ہو رہی تھی۔ دلچسپ صورتحال یہ تھی کہ اس وقت پروفیسر بیرن اپنی بیٹی سینڈرا کے ساتھ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر اسد شیرازی اور دردانہ موجود تھے۔ تھوڑے سے فاصلے پر ایڈگر جیکاس کشن داس گن پاور وغیرہ تھے ادھر امیر ارتفا ہاشمی اپنی بیویوں کے غول میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اسی طرح ان لوگوں نے اپنی ترتیب کر لی تھی۔ لیکن جب وہ یہاں اس احاطے میں پہنچے تھے تو پہلی بار اسد شیرازی نے دردانہ سے سرگوشی کے انداز میں کہا تھا۔"

"کیا تمہیں شعبان نظر آیا۔؟" دردانہ اچھل پڑی۔ اس نے شیرازی کی طرف چونک کر دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"نہیں میں نے اسے نہیں دیکھا۔" دردانہ کے لہجے میں پشیمانی بھی تھی خوف بھی تھا اسد شیرازی نے آہستہ سے کہا۔

"میں رات سے اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ شعبان ان لوگوں کے درمیان نظر نہیں آیا۔"

"اوہ میرے خدا۔ کہیں اسے کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو۔"

"مگر وہ تو پورے احاطے میں کہیں نہیں ہے۔ آہ" شعبان ہم لوگوں کے درمیان نہیں ہے۔" دردانہ کی آواز میں آنسوؤں کی نمی پیدا ہو گئی۔ اسد شیرازی نے آہستہ سے کہا۔

"اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا خیال ہے وہ واحد شخص ہے اس جہاز کا جس نے اپنے تحفظ کا بندوبست کر لیا ہے۔"

"مطلب میں نہیں سمجھی!"

"شعبان کو تم نے ابھی تک نہیں سمجھا دردانہ۔" اسد شیرازی بولا اور دردانہ عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"ہاں میں یہ بات کہہ سکتی ہوں اسد شیرازی کہ اسے میں نے ابھی تک نہیں سمجھا۔ حالانکہ بچپن سے اس کی پرورش کسی ماں ہی کی حیثیت سے کر رہی ہوں۔"

"میں اس بات پر تم سے کوئی اعتراض نہیں کر رہا۔ دردانہ مگر مجھے اس وقت بھی یہ خدشہ گزرا تھا کہ شعبان ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگ سکا۔"

"تو کیا وہ جہاز پر پوشیدہ ہے؟ مگر بظاہر تو یوں محسوس

ہوتا ہے جیسے انہوں نے پورے جہاز کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔"

"ہو سکتا ہے وہ جہاز میں نہیں بلکہ سمندر میں پوشیدہ ہو۔" اسد شیرازی نے خیال ظاہر کیا اور دردانہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔ دوسرے کسی شخص کو شاید شعبان کا خیال بھی نہیں آیا تھا۔ لیکن اسد اور دردانہ اس سلسلے میں ذرا الگ حیثیت رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ شعبان ہی ان تمام کاروائیوں کا نشانہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ اس سے اپنی اولاد ہی کی مانند محبت کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے دوسرے لوگوں کے دلوں میں یہ جذبہ نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ اسد شیرازی نے آہستہ سے کہا۔

"اگر شعبان سمندر اُتر گیا ہے تو یوں سمجھ لو کہ ہمیں اس سے بڑی امیدیں وابستہ کر لینی چاہیں۔" دردانہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔!

"سر وہ اکیلا ہے کیا کر سکتا ہے۔"

"اس کا ان لوگوں کے چنگل سے نکل جانا ہی بہت بڑی بات ہے۔ کچھ نہ کچھ ہو گا دردانہ دیکھو ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور پھر عمل کا رد عمل بھی ہوتا ہے۔ ہم یہاں تک پہنچے ہیں اس کے بعد یقینی طور پر کچھ نہ کچھ ہونا ہے۔"

"سر میں اس شخص کی شدید مخالفت کرتی رہی ہوں جس نے ہمیں اس منزل تک پہنچایا ہے۔" دردانہ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اشارہ امیر ارتقا ہاشمی کی طرف تھا۔ اور شیرازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"دردانہ زندگی میں کچھ معاملات ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے انحراف ممکن نہیں ہوتا۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"یہ حقیقت ہے دردانہ۔ اگر امیر ارتقا ہاشمی یہ سب کچھ نہ کرتا تو اخناطون کی کہانی سیدھی اور سپاٹ ہوتی۔ یہ ایک موڑ ہے اور ہمیں اس موڑ کا جائزہ لینا ہے۔"

"مگر شعبان! سر شعبان۔ کیا۔ کیا۔ وہ محفوظ رہ سکے گا۔"

"ہاں میرا خیال ہے اگر وہ سمندر میں اتر گیا ہے تو اس پر قابو پانا ممکن نہیں ہو گا۔" بات صرف انہی لوگوں تک محدود نہیں رہی تھی۔ کیپٹن ایڈگر نے بھی شعبان کی غیر موجودگی کو محسوس کر لیا تھا اور گردن اٹھا اٹھا کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں یعنی جیکاس کشن داس اور گن پاور سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ تینوں بھی چونک پڑے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں شعبان اس احاطے میں نہیں ہے۔" کیپٹن کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اس نے پر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے وہ لڑکا واقعی انتہائی پر اسرار ہے...."

پروفیسر بیرن البتہ خاموش تھا۔ سینڈرا بھی ان حالات کا مکمل جائزہ لینے کے بعد یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ شعبان ان کے درمیان موجود نہیں ہے۔ اس نے بھی سرگوشی کے انداز میں پروفیسر بیرن سے کہا۔

"شعبان نظر نہیں آرہا۔" پروفیسر بیرن نے مسکراتی نگاہوں سے سینڈرا کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"یہ اندازہ تم نے بہت دیر بعد لگایا۔ میری بچی۔"

"میں نے۔ میں نے ابھی غور کیا ہے۔ ڈیڈی۔"

"ہاں وہ ان لوگوں کے ہاتھ نہیں آسکا۔" پروفیسر بیرن نے پر اطمینان لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب وہی ہے جو میں نے کہا۔ وہ ہماری طرح ان کا قیدی نہیں ہے اور شاید... شاید میں بھی ان کا قیدی نہ ہوتا اگر... اگر تم میرے ساتھ نہ ہوتیں۔" پروفیسر بیرن نے پر اسرار لہجے میں کہا اور سینڈرا نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"ڈیڈی مجھے ان لوگوں سے بہت خوف محسوس ہوتا ہے...."

"اپنے آپ کو پر سکون رکھو وقت اپنے فیصلے خود کرتا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں تم سے کہ تم ایک باہمت لڑکی ہونے کا ثبوت پیش کرو گی۔" سینڈرا خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر خاموش ہو گئی دن کے تقریباً ڈھائی بج رہے تھے جب اس خاموش ماحول میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا ہوئی شاؤٹ

خود اس طرف آیا تھا اور اس کے عقب میں چند افراد کچھ ایسی چیزیں اٹھائے ہوئے تھے جن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ شاید انہیں کھانے پینے کے لیے کچھ دیا جا رہا ہے۔ چائے کے ساتھ بسکٹوں کے پیکٹ تھے جن کی تعداد کافی تھی ایک ایک پیکٹ چائے کے برتن کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آرڈی شاؤٹ درمیان میں کھڑا اس تقسیم کی نگرانی کر رہا تھا۔ اتنے میں شیرازی اپنی جگہ سے اٹھا اس نے دونوں ہاتھ سیدھے کیے اور شاؤٹ کی طرف بڑھتا ہوا بولا.."

"مسٹر آپ اپنی شکل و صورت سے اپنے لباس سے مہذب دنیا کے ایک انسان نظر آتے ہیں کیا مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔" شاؤٹ نے شیرازی کو دیکھا اور پھر کسی قدر نرم لہجے میں بولا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں مسٹر شیرازی۔"

"کیا میں آپ سے تھوڑی سی معلومات حاصل کر سکتا ہوں...."

"کوئی حرج نہیں ہے۔ پوچھیے۔ کیا پوچھنا ہے آپ کو۔" شاؤٹ بدستور نرم لہجے میں بولا۔

"ہم لوگ یک پر سکون سفر کر رہے تھے اور کچھ ایسے واقعات و حالات رونما ہوئے جن سے آپ واقف ہیں ہمیں یہاں لے آیا گیا۔ یقینی طور پر اس کے پس پشت کوئی ایسی ہی بات ہو گی جس کے لیے آپ نے کام کیا۔ ہمیں اپنی اس گرفتاری کی وجہ بتائی جا سکتی ہے۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ کیا ہمارے رہنے کے لیے یہی جگہ منتخب کی گئی ہے۔ اور کھانے پینے کے لیے بس یہی سب کچھ یا ہمیں زندہ رہنے کا حق دیا جائے گا۔ کم از کم آپ ہمیں ہمارے مستقبل سے آگاہ کر دیں۔ یہ آپ کی عنایت ہو گی بشرطیکہ میرا یہ مطالبہ آپ کے مفادات کے خلاف نہ ہو۔" شاؤٹ نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر بولا۔

"رات کو آپ کو کھانا دیا جائے گا۔ فی الوقت آپ کے قیام کے لیے یہی جگہ ہے ہمارے پاس لیکن اگر آپ کا قیام طویل ہوا تو بندوبست کر دیا جائے گا۔ مزید یہ کہ شاید چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یا زیادہ سے زیادہ چھتیس گھنٹے کے اندر اندر آپ کے بارے میں مناسب فیصلے کر لیے جائیں گے اور آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ کھلی جگہ پر قیام کے سلسلے میں آپ کے ذہن میں اگر کوئی پریشانی ہو تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کے موسم میں شدت نہیں ہوتی۔ نہ آپ کو سخت سردی کا سامنا کرنا پڑے گا اور نہ سخت گرمی کا۔ فی الحال میں اس سے زیادہ آپ کو کچھ اور نہیں بتا سکتا۔ آپ مطمئن رہیں۔ میرے خیال میں آپ کی تسلی کے لیے کافی ہو گا۔"

"آپ کی اس مہربان گفتگو کا بے حد شکریہ جناب۔ کچھ اور کہہ سکتا ہوں آپ سے۔"

"ہاں کہیئے۔ آرڈی شاؤٹ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔"

"ہم پر امن لوگ ہیں اور کسی بھی طور جنگ و جدل کے حامی نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم ان پر اعتراضات نہیں کرتے۔ اگر چاہیں تو ہماری تلاشی لے لی جائے ہم میں سے کسی کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کو یہ ہدایت کی جائے کہ اس وقت تک جب تک ہم میں سے کوئی شورش پر آمادہ نہ ہو کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہمیں جسمانی نقصان نہ پہنچایا جائے اس کے بعد اگر ممکن ہو سکے تو ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ ہم یہاں قیدی رہیں گے۔ یا ہمارے ساتھ اور کوئی سلوک کیا جائے گا۔ یا ہماری گرفتاری کی وجہ کیا ہے؟"

"یقیناً یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ کو آپ کے مستقبل سے آگاہ کیا جائے۔ جہاں تک مسئلہ آپ کے اس مطالبے کا ہے تو اطمینان رکھیے میں ان لوگوں کو ہدایت کر دوں گا کہ انفرادی طور پر کوئی گڑبڑ کرے تو اس کے خلاف کارروائی بے شک ہو۔ اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے آپ کو جسمانی نقصان پہنچے۔ ہم آپ سے بہتر تعاون کر رہے ہیں۔ آپ کو یہاں لانا اور دوسرے معاملہ کا تعلق براہ راست ہم سے نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو سکا تو آپ کو اس بارے میں تفصیلات بتا دی جائیں گی.."

"بے حد شکریہ مسٹر..." اسد نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو آرڈی شاؤٹ مسکرا کر بولا۔

"آرڈی شاؤٹ۔" اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ

گیا۔ تمام لوگ اس کو اس سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو وہ سب اس سے اس بارے میں سوالات کرنے لگے۔ اس نے انہیں اپنی گفتگو بتائی۔ ظاہر ہے یہ بات قابل اطمینان نہیں تھی وہ سب تبصرہ آرائی کر رہے تھے۔ البتہ آرڈی شاؤٹ نے نگرانی کرنے والوں کو اس سلسلے میں ہدایات دے دی تھیں۔ چنانچہ اب ان کی نقل و حرکت کو غور سے نہیں دیکھا جارہا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہوا تھا کہ ان کی نگرانی کرنے والوں نے تنگ حلقہ کشادہ کر دیا تھا۔ اور وہ دور دور تک ہٹ گئے تھے۔ اس طرح یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کر سکتے تھے۔ اسد شیرازی پروفیسر بیرن ایڈگر اور باقی چند افراد ایک ساتھ بیٹھ گئے۔ سب نے ایک دوسرے سے ایک ہی سوال کیا تھا۔ شعبان کہاں ہے۔ لیکن اس سوال کا تفصیلی جواب کسی نے نہیں دیا تھا۔ البتہ پروفیسر بیرن نے اس سلسلے میں یہاں بھی پہلی رائے کا وہی اظہار کیا تھا۔

"شعبان کے سلسلے میں کوئی تشویش غیر مناسب ہے۔ وہ بہت اعلیٰ کارکردگی کا مالک نوجوان ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اب تک اس کے بارے میں غور نہیں کیا تو یہ آپ کی نادانی ہے سمندر سے جتنی قدر وہ آشنا ہے شاید اس پورے جہاز پر اور کوئی اور ہو۔ موقع کی [illegible] دیکھ کر وہ پانی میں اتر گیا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ کر دکھانے گا۔"

اسد شیرازی نے کہا

"اس کی معلومات اس قدر وسیع نہیں ہیں وہ کبھی ایسے معاملات سے دوچار نہیں ہوا۔ ان حالات میں کہیں وہ تنہا رہ کر کوئی نقصان نہ اٹھا جائے۔۔"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا اور پھر ہماری دعائیں بھی اس کے ساتھ ہیں۔ تاہم ہمیں سب سے پہلے اس جزیرے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ ویسے اس سے زیادہ حیرتناک بات اور کوئی نہیں ہو سکتی خاص طور سے وہ عورت جو ارتقاہاشی کی نادانی کی وجہ سے ہم پر حاوی ہو گئی اور پھر یہ جگہ جو مہذب دنیا سے بہت دور واقع ہے جہاں انسانی پہنچ نہیں ہوتی۔ اس عورت کا اس جگہ سے کیا واسطہ اور اس بات میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ جس طرح ہم نے اس کا یہاں استقبال ہوتے ہوئے دیکھا اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس کا رابطہ کسی مخصوص ذریعے سے ان لوگوں سے تھا اور اب یہ بات بھی پورے اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ سمندر میں اس کا سفر کسی منصوبے کے تحت اور جو کچھ ہم نے دیکھا وہ صرف ایک ڈراما ہے بے شک اس کے ساتھ ایک لڑکی کی لاش تھی اور وہ تباہ حال نظر آتی تھی لیکن وہ بھی ایک کہانی ہی تھی۔ ہمارے خلاف باقاعدہ سازش ہوئی ہے۔ سازشی کون ہے اور کیا چاہتے ہیں یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ فی الحال ہمیں پر امن رہنے کی ضرورت ہے۔ اور ہاں ذرا یہ تو بتائیے کہ اب اس شخص کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے آپ لوگوں نے۔۔۔۔؟"

"کون؟" کیپٹن ایڈگر کے چہرے پر غصے کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے کہا۔

"اس شخص کو تو کتے کی موت مرجانا چاہیے۔ کتنا پرسکون سفر تھا ہمارا عیاش طبع آدمی نے صرف اپنی عیاشی کی وجہ سے ہم سب کو عذاب میں گرفتار کر دیا۔ ورنہ وہ عورت اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔" اسد شیرازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"کیپٹن انسان خطا کا پتلا ہے۔ ہر شخص کی ذہنی سوچ مختلف ہوتی ہے۔ لیکن یہ مشترکہ مصیبت ہم سب پر نازل ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بیویاں بھی ہیں۔ جو بے قصور ہیں اگر وہ شرمندہ ہو تو اسے معاف کیا جاسکتا ہے۔"

"میں آپ کی یہ بات تو رد نہیں کر سکتا مسٹر اسد شیرازی۔ لیکن آپ یہ سوچ لیجیے کہ اس شخص نے کتنی غلط حرکت کی ہے۔ اور کیا گفتگو کی ہے؟ ایڈگر نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن اب اس وقت وہ چاروں طرف سے ہار چکا ہے۔ میرا خیال ہے اس پر رحم کیا جاسکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں بھی کیپٹن سے یہ سفارش کروں گا کہ جو کچھ ہوا ہے اسے نظرانداز کیا جائے۔ مناسب نہیں ہوگا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کو اس کی کسی حماقت کی بنا پر اس طرح چھوڑ دیں۔ آئندہ ہم سے بھی کوئی حماقت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس بات کو نظرانداز کر دیا جائے تو بہتر ہے۔"

"مگر اس کی طرف سے تو ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی اسد شیرازی۔" ایڈگر نے کہا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ اس کی جرأت نہیں کر پائے گا خیر تھوڑا وقت گزر جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ عورت جس کا نام یہاں گار تھا لیا جارہا ہے ارتقاہاشی کے لیے کیا کرتی ہے۔ وہ سامنے آئے ارتقاہاشی سے اس کا رابطہ ہو تو صورتحال کی وضاحت ہوجائے گی اور اس کے بعد اگر ہم یہ دیکھیں گے کہ ارتقاہاشی واقعی اپنی تقدیر کا شکار ہوگیا ہے تو پھر ہم اسے معاف کردیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔" کیپٹن فطرتاً شریف آدمی تھا۔ چنانچہ راضی ہوگیا۔ درحقیقت سب سے زیادہ اسی کی توہین کی گئی تھی۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا اور پھر فضا میں تاریکیاں اترنے لگیں۔

شعبان کے بارے میں پروفیسر بیرن نے جو کچھ کہا تھا اور ان لوگوں کا جو کچھ خیال تھا وہ غلط نہیں تھا۔ اس وقت جب اختاطون پر یورش ہوئی اور ہنگامہ آرائی ہونے لگی تو شعبان کی بھی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور برق رفتاری سے ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے وہ اس صورتحال کا جائزہ لے سکتا تھا اور پھر دوسروں کی طرح وہ بھی ششدر رہ گیا تھا۔ بیچ سمندر میں اچانک حملہ آور ہونے والی یہ مخلوق اس کی سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی۔ اس کے پاس موقع تھا۔ وہ اگر چاہتا تو کسی بھی سمت سے ان لوگوں پر آتشی ہتھیار استعمال کر سکتا تھا لیکن یہ بھی اس کی ذہانت تھی کہ وہ موقع کی نزاکت کا اندازہ لگا رہا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اس نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ جہاز کے بے خبر مکیں حملہ آوروں کے نرغے میں آچکے ہیں اور اب اگر کسی طرف سے کوئی کارروائی ہوتی ہے تو یقینی طور گرفتار شدہ افراد کو شدید نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ بات اس نے اچھی طرح محسوس کرلی تھی۔ وہ مختلف گوشوں سے جائزہ لیتا رہا۔ جہاز پر چڑھ آنے والے نیم وحشی لوگ ایک ایک گوشے کا جائزہ لے رہے تھے لیکن شعبان انتہائی مہارت سے ان لوگوں کی نگاہوں سے بچ رہا تھا۔ ان کی تعداد اتنی تھی کہ شعبان کو اپنی دانشمندی پر خوشی ہوئی کہ اس نے ان میں سے کسی کو ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کی۔

یہ اندازہ اسے بخوبی ہوگیا تھا کہ جہاز اب ان لوگوں کے قبضے میں آچکا ہے۔ اس نے بحری قزاقوں کے بارے میں بھی سنا تھا ہوسکتا ہے یہ سمندری لٹیرے ہوں لیکن جو کوئی بھی ہیں دیکھنا یہ تھا کہ اب وہ کرتے کیا ہیں۔ ویسے اسے خدشہ محسوس ہورہا تھا کہ جتنی تعداد میں وہ لوگ جہاز پر چڑھ آئے ہیں اور جس طرح اس کے چپے چپے پر جہاز والوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں وہ خود بھی ان کی نگاہوں میں آجائے گا۔ اس وقت ان کی تمام توجہ جہاز پر تھی۔ چنانچہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ سمندر میں اتر جایا جائے اور یہ جائزہ سمندر میں رہ کر لیا جائے کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ سب ہی گرفتار ہوگئے تھے۔ وہ خود ان لوگوں کے چنگل میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ لوگ کہیں نہ کہیں تو رہتے ہوں گے اور جو کچھ بھی کریں گے اس کا اندازہ ہو ہی جائے گا۔ چنانچہ انتہائی مہارت کے ساتھ اس نے پانی میں چھلانگ لگادی۔ اتفاق سے یہی ایک جگہ خالی تھی ورنہ جہاز کے اردگرد لکڑی کے وہ کھوکھلے تنے جو کشتیوں کی شکل میں تھے اتنی تعداد میں بکھرے ہوئے تھے کہ سمندر خالی نہ رہا تھا۔

شعبان نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا یہ کشتیاں لمبا سفر طے نہیں کر سکتیں اور آس پاس کہیں نہ کہیں ان لوگوں کا کوئی جزیرہ موجود ہے۔ چھپنے کے لیے ان کشتیوں سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں تھی۔ وہ چاہتا تو جہاز سے بہت دور جاسکتا تھا لیکن اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ کھلے سمندر میں تیرنا اور اس کے بعد کچھ کرنا کوئی عقل کی بات نہیں تھی۔ چنانچہ وہ ایک ڈونگی میں جا بیٹھا۔ اور اس طرح پوشیدہ ہوگیا کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔ جہاز پر کارروائیاں ہوتی رہیں اور رات گزرتی رہی۔ ویسے شعبان خاصا پریشان تھا اور اس وقت اس کی تمام ترہمدردیاں اور محبتیں صرف دردانہ اور اسد شیرازی کے لیے تھیں۔ انہیں کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے فی الحال اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ان پر نگاہ رکھی جائے۔ پھر جب صبح کی روشنی نمودار ہوئی اور اسے خدشہ ہوا کہ اب ڈونگی میں اسے دیکھ لیا جائے گا تو اس نے ڈونگی چھوڑ دی اور سمندر میں اتر گیا۔

پانی میں رہنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔
اس نے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا اور وہاں سے حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے احساس ہو گیا کہ جہاز روانگی کے لیے تیار ہے۔ نیم وحشی لوگوں نے ڈونگیوں کو ایک دوسرے سے منسلک کر کے انہیں جہاز سے باندھ دیا تھا کچھ لوگوں نے ڈونگیاں سنبھال بھی لی تھیں۔ شعبان نے محسوس کیا کہ ان میں سے بیشتر افراد جہاز پر ہی موجود ہیں اگر وہ لوگ اپنی ڈونگیوں میں بیٹھ کر چل پڑتے تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ جہاز والوں کو نقصان پہنچ چکا ہے اور ان لوگوں کا اب ان سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن جہاز کے آگے بڑھنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ اسے کہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ شعبان کا اندازہ درست نکلا۔ جہاز ایک مخصوص سمت سفر کر رہا تھا اور پھر اچھا خاصا سفر طے کرنے کے بعد شعبان نے بھی اس جزیرے کی بھوری لکیر دن کی روشنی میں دیکھ لی جو دور سے نظر آ رہا تھا۔ اس نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی اور پھر پانی کی گہرائیوں میں خاصا نیچے پہنچ کر برق رفتاری سے اس جزیرے کی جانب تیرنے لگا۔

جہاز اس سے پیچھے رہ گیا تھا اور وہ تیزی سے جزیرے کی جانب جا رہا تھا۔ دیکھنے والوں کو اگر یہ منظر نظر آتا تو وہ اس پر یقین نہ کرتے ایک انسانی جسم بالکل مشینی انداز میں ساحل کی جانب جا رہا تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ ساحل پر پہنچ گیا۔ اس نے ایک ایسی غیر آباد جگہ منتخب کی تھی جہاں دور دور تک انسان نظر نہیں آ رہے تھے۔ پانی سے نکلنے کے بعد بھوری ریت پر کھڑے ہو کر اس نے جزیرے کا جائزہ لیا سرسبز و شاداب درختوں کی بہتات تھی۔ اور جزیرے کا موسم بہت خوشگوار نظر آ رہا تھا اگر یہاں انسانی زندگی ہے تو درحقیقت یہاں کے رہنے والے بہت ہی خوشگوار وقت گزارتے ہوں گے۔ لیکن شعبان کو ان لوگوں کی فکر تھی وہ ذہانت کے ساتھ یہ جائزہ لینے لگا کہ اب جہاز والوں کا کیا ہوتا ہے اور اس کے لیے اس نے ایک بلند و بالا درخت کا انتخاب کیا۔ جہاں سے وہ دور دور تک ساحل کو دیکھ سکتا تھا۔ ویسے بھی جہاز کے رخ کی سمت اس نے ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ درخت کی بلندی پر پہنچ کر اس نے ان چھوٹے چھوٹے مکانات کو دیکھا جن کے زیادہ تر حصے غالباً زمین کے نیچے بنے ہوئے تھے اور زمین سے صرف چند فٹ اونچی دیواریں اٹھا کر ان پر چھتیں بنائی گئی تھیں۔ یہ انوکھا طرز رہائش شعبان کے لیے اجنبی تھا۔ لیکن اس وقت ان باتوں پر توجہ نہیں دی تھی وہ جہاز کی جانب دیکھ رہا تھا اور اس کے بعد تمام کارروائی اس کی نگاہوں کے سامنے ہوئی۔ خود وہ دوسروں کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ بہتر سوچنے والے جہاز پر موجود تھے۔ جس جگہ وہ موجود تھا اُدھر کوئی بھی نہیں تھا اور اطراف سنسان پڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹا نیچے اترنے لگا اور اس کے بعد زمین پر پہنچنے کے بعد اس نے ایک سمت اختیار کی۔ اور چھپتا چھپاتا اس جانب چل پڑا۔ جزیرے کو بے حد خوبصورت بنایا گیا تھا۔

آبشار سے بن جانے والی ایک جھیل ایک سمت نظر آ رہی تھی اور اس کے اطراف بھی خوبصورت درخت لگے ہوئے تھے جن پر پھل لگے ہوئے تھے۔ یہ پھل اجنبی تھے۔ لیکن انہیں دیکھ کر شعبان کی بھوک چمک اٹھی۔ ویسے بھی سورج بلندی پر پہنچ چکا تھا اور وہ رات ہی کا کھانا کھائے ہوئے تھا درختوں پر چڑھ کر اس نے چند پھل توڑے اور پھر انہیں کھانے لگا اس کے دل میں ان لوگوں کا خیال آیا اور اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر سوچا کہ پتا نہیں ان بیچاروں پر کیا گزرے گی یا آئندہ کے لیے کیا ہونا چاہیئے۔ کافی دیر تک وہ جزیرے کا مختلف انداز میں جائزہ لیتا رہا اور وہاں سے بھی ہٹ گیا۔ سورج اب ڈھلان کی جانب تھا۔ پیٹ کی مانگ پوری کرنے کے لیے جھیل کے قریب ہی کا وہ حصہ زیادہ موزوں تھا اور رات بھی وہاں بآسانی گزاری جا سکتی تھی۔ چنانچہ وہ اسی سمت چل پڑا۔

شعبان نے انہی پھلوں سے پیٹ بھرا۔ جھیل کا پانی شفاف و شیریں تھا نہایت صاف ستھرا اور اس کے بعد اس نے اپنے آرام کے لیے دو بڑے پتھروں کی آڑ میں ایک سبزہ زار منتخب کیا۔ جسم کے نیچے گھاس تھی اور سر پر شفاف آسمان جس پر آہستہ آہستہ ستارے نمودار ہوتے جا رہے تھے۔ وقت گزرتا رہا شعبان یہ سوچتا رہا کہ ان حالات میں وہ اپنے

ساتھیوں کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ البتہ جوانی کی نیند نے ان حالات میں بھی پیچھا نہیں چھوڑا اور اس کی پلکیں دھیرے دھیرے بوجھل ہونے لگیں پھر وہ گہری نیند سو گیا۔ پھر پرندوں کی تیز آوازوں ہی نے اسے جگایا تھا۔ سورج ابھی صحیح طور پر نہیں نکلا تھا وہ اٹھا اور غسل کے لیے جھیل میں کود گیا۔ وہ جھیل کی گہرائیوں میں اتر گیا اور دیر تک پانی کے نیچے ایک جگہ کھڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس نے اوپر ابھرنا شروع کر دیا اور پھر جونہی اس نے پانی سے سر ابھارا۔ اس کی نگاہ کنارے پر کھڑی ہوئی ایک نوجوان لڑکی پر پڑی جس نے اپنا لباس اتار کر ایک سمت رکھ دیا تھا۔ لمبے لمبے بال اس کے جسم کو ڈھکے ہوئے تھے۔ لمبا قد اور انتہائی متناسب اور سڈول جسم جو پلک جھپکتے پانی کی گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔ شعبان ایک لمحے کے لیے بوکھلا کر رہ گیا۔ لڑکی کو غالباً اس کی موجودگی کا علم نہیں ہے اور وہ بے خیالی میں اسی کی مانند جھیل میں اتر گئی ہے۔ شعبان نے ایک بار پھر گردن ابھار کر اس سمت دیکھا جہاں اس کا لباس موجود تھا۔ بڑی احتیاط سے اُدھر جانا تھا۔ کیونکہ لڑکی اس کے راستے ہی میں تھی۔ ایک اخلاقی جرم تھا یہ جو وہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ اس سمت تیرنے لگا۔

لیکن جھیل میں تیرنے والی لڑکی کو شاید ایک لمحے ہی میں احساس ہو گیا تھا کہ پانی میں اس کے علاوہ بھی اور کوئی موجود ہے اور شاید تجسس یا کسی اور احساس نے اسے شعبان کی جانب رخ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شعبان کے تیرنے کی رفتار سست تھی۔ وہ لڑکی کو احساس نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ اس نے اسے پانی میں دیکھا ہے لیکن اس وقت وہ مجبور ہو گیا۔ جب اچانک ہی لڑکی پانی کی گہرائیوں میں اس کے سامنے آ گئی۔ وہ خونخوار نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے وحشیانہ انداز میں شعبان پر حملہ کر دیا۔ وہ تیزی سے پانی کو چیرتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنے بدن کی ٹکر شعبان کو مارنا چاہی ساتھ ہی ساتھ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں شعبان کی آنکھوں کی جانب بڑھی تھیں۔ شعبان نے گہرائی میں غوطہ لگایا اور لڑکی کے نیچے سے نکل گیا۔ لیکن وہ بھی مچھلی سے زیادہ برق رفتار معلوم ہوتی تھی اور پانی میں تیرنے کی ماہر تھی اس نے ایک دم پانی میں پلٹی کھائی اور ایک بار پھر شعبان پر لپکی وہ بہت زیادہ خونخوار ہو گئی تھی۔ اور اس کے چہرے سے وحشت جھلکنے لگی تھی۔ حالانکہ حسین چہرہ تھا۔ لیکن اس وقت وحشت نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ ہر قیمت پر اس شخص کو اندھا کر دینا چاہتی تھی جس نے اسے بے لباس دیکھا تھا اور اس کی نوکدار ناخنوں والی انگلیاں بار بار شعبان کی آنکھوں کی جانب لپک رہی تھیں۔

لیکن وہ شعبان سے ناواقف تھی شعبان نے ایک بار بھی اسے اپنے بدن کو چھونے نہیں دیا تھا۔ اس نے ایک لمبا غوطہ لگایا اور جھیل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید لڑکی جھیل کی گہرائیوں میں آنا پسند نہ کرے۔ کیونکہ وہاں اس کے لیے خطرات ہو سکتے تھے اور عام آدمی پانی کے اندر اتنی دیر تک نہیں رہ سکتا تھا۔ لیکن جنگلی لڑکی نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا وہ خود بھی تیر کی مانند شعبان کے ساتھ ساتھ ہی نیچے آئی اور یہاں اس نے پھر شعبان پر حملے کرنا شروع کر دیئے۔ شعبان بآسانی اس کے ان حملوں سے بچ رہا تھا لیکن لڑکی کا تنفس تیز ہوتا جا رہا تھا وہ بہت زیادہ خود کو پانی میں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ اس کی وحشت کا وہی عالم تھا یہ بھی ایک غیر معمولی بات تھی کہ پانی کے نیچے اتنی دیر تک سطح پر جا کر سانس لیے

بغیر اتنی تیز رفتاری سے عمل کیا جاتا رہے اس سے لڑکی کی غیر معمولی قوت کا اندازہ ہوتا تھا۔ لیکن شعبان کو یہ اندازہ تھا کہ اگر اس دیوانگی کے عالم میں وہ زیادہ دیر تک پانی میں رہی تو اس کے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔ اس نے صرف لڑکی کی زندگی بچانے کے لیے ایک بار پھر سطح کا رخ کیا اور لڑکی مجبوراً اس کے ساتھ ساتھ سطح پر آگئی۔

شعبان پانی پہ ابھرا لڑکی نے بھی پانی سے سر نکالا شعبان کا چہرہ دیکھا اور پھر دانت پیستی ہوئی اس کی جانب لپکی شعبان ایک بار پھر پانی میں غوطہ لگا گیا تھا۔ اور اس بار اس نے محسوس کیا کہ لڑکی نے دوبارہ پانی کی گہرائیوں میں اترنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ پانی کے نیچے ہی نیچے وہ دیوانگی کے عالم میں کچھ بھی کر سکتی تھی۔ لیکن سطح پر جا کر جب اس نے سانس لیا تو دوبارہ نیچے آنے کی ہمت نہ پڑی۔ شعبان پانی میں رک کر یہ جائزہ لیتا رہا کہ لڑکی کی طرف سے دوسری کوشش کیا ہو سکتی ہے اور جب اسے یہ احساس ہو گیا کہ لڑکی پانی میں اتری ہے تو اس نے نیچے ہی نیچے گہرائیوں میں سمت کا تعین کر کے اس طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جہاں اس کا لباس موجود تھا اس بار لڑکی اس کے راستے میں مزاحم نہیں ہوئی تھی اور وہ کنارے پر پہنچ گیا تھا لیکن کنارے پر قدم رکھتے ہی اس نے دیکھا کہ لڑکی تھوڑے فاصلے پر موجود ہے۔ وہ اپنا تھوڑا سا لباس پہن چکی تھی اور بری طرح سانس لے رہی تھی اور وہ صرف شعبان کی نگاہوں سے بچنے کے لیے لباس پہننے یہاں تک پہنچ گئی تھی۔ پھر اس نے اپنا پورا لباس پہن لیا۔ اور زمین پر گر پڑی۔ زمین پر لمبی لمبی لیٹی وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ شعبان نے زور سے گردن جھٹکی اور خود بھی درخت کی آڑ میں جا کر اپنا لباس پہن لیا۔ وہ لڑکی سے معذرت کرنا چاہتا تھا۔ لباس پہننے کے بعد جب وہ لڑکی کے سامنے آیا تو دفعتاً ہی اسے ایک سمت ہٹ جانا پڑا۔ یہ صرف ایک احساس تھا جس نے اس وقت اس کی جان بچائی تھی۔ ورنہ لمبا پتلا اور نوکدار چاقو اتنی تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا کہ اگر وہ اس کی زد میں آجاتا تو شاید یہ خاص قسم کا چاقو اس کے جسم سے پار ہو کر دوسری جانب نکل جاتا۔ کیونکہ جس قوت سے وہ پھینکا گیا تھا اس کے عقب میں موجود درخت میں چاقو کئی انچ اندر دھنس گیا تھا۔ شعبان نے فوراً ہی اپنے بچاؤ کے لیے درخت کا سہارا لیا اور اس کے عقب میں آگیا اور یہ بھی بہتر ہی ہوا کیونکہ لڑکی دوسرا چاقو پھینک چکی تھی اور یہ دوسرا چاقو شعبان کے شانے کو بالکل چھوتا ہوا گزرا تھا۔ یہ خوش بختی تھی اس کی کہ وہ اس کی زد میں نہیں آسکا تھا۔ شعبان نے ایک ہاتھ سیدھا کر کے زور سے چیخ کر کہا۔

"بیوقوف لڑکی اپنی احمقانہ حرکات سے باز آؤ۔ تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے۔" لیکن ان الفاظ کے ساتھ ہی اسے اپنا ہاتھ جلدی سے پیچھے کر لینا پڑا تھا۔ کیونکہ تیسرا چاقو اس کے ہاتھ کی سمت لپکا تھا۔ پتا نہیں اس کمبخت کے پاس کتنے چاقو ہیں۔ شعبان کو غصہ آنے لگا۔ لڑکی اس کی زندگی لینے کے درپے ہو گئی تھی۔ حالانکہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے کچھ سوچا اور پھر فیصلہ کیا کہ لڑکی کے سامنے آکر کھل کر اس سے مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے بہت احتیاط سے لڑکی کو دیکھا وہ چاقو ہاتھ میں تولے کھڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے۔ شعبان کو ہنسی آگئی۔ اس نے دوسرے درخت کو دیکھا اور پھر پھرتی سے اپنی جگہ چھوڑ کر اس دوسرے درخت کی جانب لپکا۔ مقصد یہی تھا کہ لڑکی چاقو استعمال کرے اور کم از کم یہی ہو کہ اس کے پاس چاقوؤں کی تعداد ختم ہو جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے ذہانت کا ثبوت یہ دیا تھا کہ درخت کی آڑ چھوڑتے ہی دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا دیتے تھے۔ لڑکی نے اس کے سینے کا نشانہ لیا تھا اور اس بار بھی چاقو کی شائیں شعبان نے صاف سنی تھی۔ وہ دوسرے درخت کی آڑ میں پہنچ گیا اور لڑکی کو بھی احساس ہو گیا کہ غالباً وہ اس [illegible] پھینک کر مارے جانے والے چاقوؤں سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس بار ایک وحشیانہ چیخ کے ساتھ اس نے شعبان کی سمت دوڑ لگا دی تھی اور شعبان کو اپنی جگہ چھوڑنا پڑی تھی۔ لڑکی کے ہاتھ میں پکڑا ہوا چاقو ایک مخصوص ساخت کا تھا اور ایسے چاقو عام طور سے نظر نہیں آتے۔ لڑکی کے ہونٹ ٹیڑھے ہو رہے تھے۔ آنکھیں خون اگل رہی تھیں۔

وہ حد سے زیادہ جنون میں معلوم ہوتی تھی۔ اس نے

پوری قوت سے شعبان پہ چاقو کا وار کیا اور شعبان نے جھکائی دے کر اس کی کلائی پکڑلی اور اس کے ساتھ ہی اسے پوری قوت سے موڑ کر اس کی بغل میں زور سے گھٹنا مارا۔ لڑکی کئی فٹ اونچی اچھل گئی تھی اور چاقو اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ شعبان نے اس کی دوسری کلائی بھی پکڑلی اور دونوں ہاتھ موڑ کر پیچھے کر لیے اب لڑکی کی پشت اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔

شعبان نے اس کی کلائیاں پوری گرفت میں لی ہوئی تھیں۔ شعبان اپنے تمام تر تجربے کی بنیاد پر یہ کہہ سکتا تھا کہ لڑکی مہذب دنیا میں رہنے والے عام مردوں سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے اور اگر اس کی کلائیوں پر پوری قوت صرف نہ کی جاتی اور یہ قوت غیر معمولی نہ ہوتی تو وہ کسی عام آدمی پر باآسانی قابو پا سکتی تھی۔ پھر اس نے ایک اور بھی حرکت کی۔ اچانک ہی نیچے بیٹھی اور شعبان کو اپنے کاندھے پر لاد کر نیچے پٹخنے کی کوشش کی۔

لیکن شاید پہلی بار شعبان نے اپنی مکمل قوتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس نے لڑکی کی کلائیاں پکڑیں اور انہیں دبا کر اسے ایک بار پھر سیدھا کھڑا کر دیا۔ وہ یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ لڑکی کے جسم میں لباس کا وہ کون سا حصہ ہے جہاں یہ چاقو پوشیدہ ہیں لیکن شاید اس کے پاس یہی چند چاقو تھے۔ جنہیں اس نے استعمال کر لیا تھا اور اب اس کے لباس میں اور کوئی چاقو موجود نہیں تھا۔ چنانچہ شعبان نے اسے زور سے جھٹکا دیا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گر پڑی۔ شعبان اس کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاگل لڑکی اس کے بعد اگر تم نے کوئی ایسی احمقانہ کوشش کی تو میں تمہیں سزا دینے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ ہوش میں آکر میری بات سننے کی کوشش کرو۔ اگر تم میری زبان سمجھتی ہو تو سنو مجھے یہ علم نہیں تھا کہ تم پانی میں ہو اور تمہیں اس کا یقین اس لیے ہو جانا چاہیئے کہ میں تم سے پہلے پانی میں موجود تھا اور یہاں نہا رہا تھا۔ تم اچانک ہی پانی میں اتریں اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ تم پانی میں ہو تو میں نے خاموشی سے جھیل سے نکل کر یہاں سے دور جانے کا فیصلہ کیا لیکن تم خود میرے راستے میں آگئیں۔ اگر تم صرف اس وجہ سے مجھے ختم کرنا چاہتی ہو کہ میں نے تمہیں بے لباس دیکھا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ اور اگر تم پاگل یا وحشی ہو تو پھر بحالت مجبوری مجھے تمہاری زندگی لینا پڑے گی۔ یا کم از کم تمہیں اس حالت میں پہنچا دینا پڑے گا کہ تم اپنی یہ دیوانگی ترک کر دو۔ سمجھیں۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا تم سے۔ بات اگر سمجھ میں آگئی ہو تو اٹھ کر بیٹھ جاؤ اپنا سانس بحال کر لو اور اس کے بعد یہاں سے چلی جاؤ۔ یا اگر تم نہیں جانا چاہتیں تو میں یہاں سے ہٹ جاتا ہوں۔ اس سلسلے میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ شعبان لڑکی کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا اور اس نے اپنے الفاظ کا خاطر خواہ ردعمل دیکھا تھا۔ لڑکی کے خدوخال نرم پڑتے جا رہے تھے پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور چند ہی لمحات کے بعد اس کی آواز ابھری۔

"میں تم سے معذرت چاہتی ہوں۔" شعبان اچھل پڑا تھا۔ اس نیم وحشی لڑکی کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسے انگریزی میں جواب دے گی اور اس کی بات سمجھ لے گی۔ لیکن اس کا لہجہ نہایت صاف تھا اور انگریزی بالکل مکمل۔ شعبان نے گہری سانس لے کر گردن جھٹکی اور پھر واپسی کے لیے وہاں سے مڑ گیا۔ تب ہی اسے لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"سنو رک جاؤ۔ سنو۔" اور شعبان ٹھٹک کر رک گیا۔ لڑکی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی پھر وہ اس کے قریب پہنچ گئی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے چمکدار نگاہوں سے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب جبکہ تم نے وضاحت کر دی ہے اور میں نے صورتحال پر غور کیا تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ درحقیقت تم درست کہہ رہے ہو۔ غلطی میری ہی تھی۔" شعبان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"اور تم نے غلط فہمی میں مجھے قتل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

"میں شرمندہ ہوں۔ اس نے جواب دیا اور شعبان شانے ہلا کر بولا۔"

چلو ٹھیک ہے۔"

"مگر تم اتنی صبح جھیل میں میرا مطلب ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ تم بہت پھرتیلے ہو اور تیراکی کے ماہر بھی جبکہ میرے قبیلے میں مجھے ڈولفن کہا جاتا ہے۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ سمندر میں کوئی میرا مقابل نہیں ہوتا لیکن تم نے مجھے پانی میں نچا مارا۔ اور پھر باہر بھی تم۔ تم واقعی بہت انوکھے ہو۔ مگر تم ہو کون۔؟"

"شعبان ہے میرا نام۔" اس نے جواب دیا۔

"اور مجھے سوسانا کہتے ہیں۔ یہاں میں اس سمت وہ جو جھونپڑیاں تمہیں نظر آرہی ہوں گی وہاں رہتی ہوں۔ میرا بھائی آرنوڈوم اس چھوٹے سے قبیلے کا راہنما ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ہی رہتی ہوں۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ آؤ اب جب ہماری دوستی ہو گئی ہے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر باتیں کریں۔ واقعی بڑے عجیب و غریب حالات میں ہمارا تعارف ہوا۔ آہ تم پانی میں کتنی برق رفتاری سے اپنا رخ تبدیل کر لیتے ہو۔ میرا خیال ہے اتنی پھرتیلی تو سمندر کی مچھلیاں بھی نہیں ہوتیں۔ تم نے فن تیراکی میں کمال حاصل کیا ہے؟" شعبان نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور اس کے بعد گردن ہلا کر بولا۔"

"وہ چوڑا درخت ہمارے بیٹھ کر گفتگو کرنے کے لیے کیسا رہے گا۔"

"میری پسند کے عین مطابق" لڑکی نے جواب دیا اور دونوں اس جانب بڑھ گئے درخت کی جڑ میں شعبان ایک جگہ پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔ اور لڑکی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر وہ بولی۔"

"تم نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ شعبان ہنس پڑا۔"

"کیوں۔ ہنسی کیوں آئی؟"

تمہارا تاثر عجیب ہے۔ تمہارے پھینکے ہوئے چاقوؤں میں سے کوئی بھی اگر میرے جسم میں پیوست ہو جاتا تو پھر تمہارا تاثر کیا ہوتا۔"

"اس وقت میں غلط فہمی کا شکار تھی۔"

"اور میری زندگی چلی جاتی۔"

"تمہاری زندگی بچ جانے پر مجھے خوشی ہے۔ اور اپنے عمل پر افسوس۔ مگر میں برداشت نہیں کر پاتی تھی۔ یہاں کسی کی مجال نہیں کہ وہ مجھ سے نگاہیں ملا کر بھی بات کر سکے اور تم نے پانی میں مجھے..." وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر حیا کی سرخی آگئی تھی۔ شعبان نے گردن جھٹکی اور بولا۔"

"تمہارا بھائی آرنوڈوم اوہ اس قبیلے کا راہنما ہے۔ اوہو! ایک بات بتاؤ۔ اس کا حلیہ کیا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میں اس کا حلیہ جاننا چاہتا ہوں۔" اور جواب میں سوسانا نے آرنوڈوم کا جو حلیہ بتایا وہ وہی تھا جسے شعبان نے جہاز پر دوسرے لوگوں کو کنٹرول کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ گویا یہ لوگ بحری قزاق تھے۔ اور انہوں نے ہی اخناطون پر تباہی مچائی تھی۔ اور بالآخر اسے قابو میں کر لیا تھا شعبان چند لمحات سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں سوسانا۔ میرے سوالات کا برا تو نہیں مانو گی۔"

"نہیں۔ چونکہ میں نے ایک ایسی غلطی کی ہے جس کی بنا پر تمہاری جان بھی جا سکتی تھی چنانچہ اب تمہیں آزادی ہے کہ جس لہجے میں چاہو مجھ سے گفتگو کرو۔ میں اپنی غلطی کا کفارہ ادا کرنا چاہتی ہوں"

"یہ انداز غلط ہو جاتا ہے۔ سوسانا۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"غلطیوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے دل میں خلوص نہیں ہوتا۔ کیا ہم عارضی طور پر ہی سہی ایک دوسرے سے دوستی کا دعویٰ نہیں کر سکتے؟" وہ مسکرا کر بولی۔

"بشرطیکہ تم پسند کرو۔"

"تو پھر ہم دوست ہیں اور اس وقت تک جب تک کہ ہمارے مفادات ایک دوسرے سے مجروح نہ ہوں ہمیں اپنے آپ کو ایک دوسرے کا دوست ہی سمجھنا چاہیے۔" سوسانا ہنس پڑی پھر بولی۔

"تمہارا گفتگو کرنے کا انداز بہت دلکش ہے۔ ویسے بھی تم ایک خوبصورت نوجوان ہو۔ بہت عجیب۔ کہاں سے آئے ہو۔ اور کون سے قبیلے سے تمہارا تعلق ہے۔ اگر میرا

اندازہ غلط نہیں ہے تو تم اوشین ٹریزر والوں میں سے ہو"

"اوشین ٹریزر!" شعبان نے حیران لہجے میں پوچھا۔

"ہاں وہ جو ساحل پر آباد ہیں اور مہذب انسانوں کی بستیوں سے آئے ہیں وہی لوگ جن میں چیف کی حیثیت آرڈی شاؤٹ رکھتا ہے۔" شعبان نے فوراً ہی لاعلمی کا اظہار نہیں کیا اور خاموشی سے گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں فی الحال تو ہم دونوں دوستوں کی حیثیت سے یہاں ہیں۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ تمہارے بھائی آرنوڈوم نے ایک جہاز پر قبضہ کیا ہے۔" سوسانا ایک بار پھر چونک پڑی اور پھر اس نے پرخیال انداز میں گردن ہلا کر شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہو غلط فہمی مجھے ہی ہوئی ہے نجانے کیوں میرا ذہن اس طرف نہیں گیا۔ یقیناً تم ان جہاز والوں میں سے ہو۔ کیونکہ اگر اوشین ٹریزر سے تمہارا تعلق ہوتا تو اس سے پہلے بھی میں نے تمہیں کہیں نہ کہیں ضرور دیکھا ہوتا۔ وہ تو بہت تھوڑے سے آدمی ہیں اور ابھی وہ وقت نہیں آیا جب نئے لوگ آتے ہیں۔ میں سمجھ گئی" شعبان اس کی گفتگو سے نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن بہت سی باتیں وہ نہیں سمجھ پایا تھا۔ اوشین ٹریزر کا نام اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔ لیکن لڑکی کی باتوں پر حیرت کا اظہار کر کے وہ اس کی زبان نہیں بند کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح لڑکی سے بہت سی معلومات حاصل ہونے کی امید تھی۔ اس نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"تم بھی پانی میں واقعی ڈولفن نظر آتی ہو سوسانا میں نے بہت سی تیراک لڑکیوں کو بھی دیکھا ہے۔ اول تو لڑکیاں بہت اچھی تیراک نہیں ہوتیں اور پانی میں بہت جلد تھک جاتی ہیں۔ اور اگر ہوتی بھی ہیں تو بس یونہی سی لیکن تم پانی کے اندر برق بن جاتی ہو۔ بالکل بجلی کی مانند گردش کرتی ہو۔" شعبان یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ اس کے ان الفاظ سے لڑکی پر کیا ردعمل ہوتا ہے۔ اس نے لڑکی کے چہرے پر شگفتگی دیکھی اور اپنی ذہانت پر مسکرانے لگا۔ تھوڑی سی تعریف نے لڑکی کو بہت خوش کر دیا تھا۔ شعبان اس سے بہت سی تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا اس نے کہا۔

"تمہارا بھائی آرنوڈوم بھی بہت طاقتور اور بہادر انسان معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میرے بارے میں تمہارا خیال غلط نہیں ہے تو مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں تم میری دشمن نہ بن جاؤ.."

"کیوں؟" لڑکی نے حیرانی سے پوچھا۔

"اس لیے کہ تمہارا بھائی اس جہاز کو اور اس میں سفر کرنے والوں کو قید کر کے لایا ہے۔"

"میرے بھائی کو ایسے کاموں سے دلچسپی نہیں ہے۔ بے شک ہم اپنے مسائل کا حل سمندر میں بھٹک جانے والے جہازوں پر تلاش کرتے ہیں۔ دیکھو نا ہمارے پاس زندگی گزارنے کا اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ضروریات کی تمام چیزیں میرا بھائی اپنے قبیلے کو ایسی ہی لوٹ مار کر کے فراہم کرتا ہے۔ لیکن زندگیاں لینا اور بے مقصد کسی کو پریشان کرنا اس کا کام نہیں اور پھر اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ تمہارے جہاز پر حملہ کرنے کی ترغیب اوشین ٹریزر والوں نے دی اور شاید میرے بھائی نے انہی کی ہدایت پر تمہارے جہاز پر حملہ کیا تھا۔ کیا اس نے تمہارے جہاز پر قتل غارت گری کی..."

"نہیں میرے جہاز کے لوگ محفوظ ہیں۔ لیکن انہیں قیدی بنا لیا گیا ہے۔"

"اور ان قیدیوں کو کہاں رکھا گیا ہے۔"

"ساحل پر جہاں زمین دوز مکانات بنے ہوئے ہیں۔"

"تو پھر یہ سب اوشین ٹریزر والوں کا کام ہے اور میرے بھائی نے صرف ان کے لیے کام کیا ہے۔"

"تم لوگ کون ہو؟" شعبان نے سوال کیا۔

سوسانا اسے حیران نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ شعبان جلدی سے بولا۔

"اس دور دراز سمندری جزیرے پر رہنے کے باوجود اور یہ حلیہ اختیار کرنے کے باوجود تم لوگ مہذب دنیا کے لوگوں کی طرح ہو تمہاری شکل و صورتیں بھی ویسی ہی ہیں لیکن تم نے نیم وحشیوں کا سا انداز اختیار کر رکھا ہے۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں اور کیا یہ بھی جان سکتا ہوں تمہاری دوستی کے حوالے سے کہ یہاں جس جگہ ہم لوگ موجود ہیں اور تم بھی جہاں رہتی ہو کیا کیفیت ہے۔ یہ کونسی جگہ

ہے۔ کوئی جزیرہ ہے۔ اور اگر جزیرہ ہے تو اس کا نام کیا ہے۔ اس کی وسعت کتنی ہے۔" سولی سانا ہنس پڑی اس نے کہا۔

"تم نے اتنے ڈھیر سارے سوالات ایک ساتھ کر دیے ہیں مجھے تو ان کی ترتیب بھی یاد نہیں رہی مگر میں تمہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ یہاں موجود جتنے بھی قبیلے آباد ہیں ان کا کوئی نام نہیں ہے مجھے یقین ہے۔ یہاں موجود اکثر لوگوں کی کہانی میرے بھائی آرنوڈوم جیسی ہوگی۔ میرے بھائی کی چند برے لوگوں سے دشمنی ہو گئی وہ ان سے غلط کاموں پر آمادہ کر رہے تھے جب وہ نہ مانا تو انہوں نے ہمارے گھر کو نذر آتش کر دیا جس میں میرے والدین زندہ جل گئے میرا بھائی مجھے بمشکل تمام اپنی گود میں لے کر وہاں سے بچ نکلا والدین کی موت نے اسے پاگل کر دیا تھا وہ ان لوگوں سے انتقام لینے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے تمام دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا اور اس شہر سے بھاگ نکلا۔ اسے ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں وہ اور میں پر سکون زندگی گزار سکیں اور وہ اس جزیرے پر آ نکلا اور یہاں کے لوگوں نے اس سے متاثر ہو کر اپنا سردار بنا لیا۔ اب ہم اپنی ضروریات کے لیے جہازوں کو لوٹ کر انہیں پورا کرتے ہیں۔ یہاں مختلف جگہوں پر بے شمار قبیلے آباد ہیں جن کا بظاہر ایک دوسرے سے کوئی خاص رابطہ نہیں ہے مگر وقت پڑنے پر وہ ایک دوسرے کی مدد ضرور کرتے ہیں۔ اور خون خرابے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور یہاں اوشین ٹریژر کے کارکن کافی عرصے سے موجود ہیں۔ اور یہ سمندر میں کام کرتے ہیں ان پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو دوسرے لوگوں کی مدد کریں۔ کیونکہ ان کا مہذب دنیا سے براہ راست رابطہ ہے۔ البتہ انہیں ایک ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ یہاں زیادہ لوگوں کو نہیں لایا جائے گا اور بہت زیادہ مشینیں نہیں لائی جائیں گی۔ ہتھیاروں کے سلسلے میں بھی ان پر پابندی عائد ہے۔ کہ یہ لوگ ایسے ہتھیار یہاں نہ رکھیں جن سے قبیلے والوں پر قابو پایا جا سکے۔ ان لوگوں نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی اور اب تک پر امن طریقے سے ہمارے ساتھ رہ رہے ہیں۔ یہ ہے اس علاقے کی تفصیل اور کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔" شعبان پھٹی پھٹی آنکھوں سے سوسانا کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا۔

"اور تم نے یہیں پرورش پائی!"

"ہاں اپنے بھائی کے زیر سایہ۔" اس نے جواب دیا۔

"ڈوم کیسا آدمی ہے؟"

"بے حد خونخوار۔ لیکن انتہائی نرم دل۔ اگر اس کے ساتھ سختی کی جائے تو پھر اس سے زیادہ سخت آدمی اور کوئی نہیں ہوتا اور اگر اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو پھر وہ ایک اچھا دوست ہوتا ہے۔"

"تمہارے اس تعاون کا بے حد شکریہ سوسانا۔ حالانکہ ہماری ابتدا بڑے عجیب انداز میں ہوئی لیکن انتہا بہت اچھی ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

"مجھ سے تو تم نے اتنی ساری معلومات حاصل کر لیں لیکن اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"اتنا تو تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا تعلق اسی جہاز سے ہے۔ ہم لوگ بھی سمندری تحقیقات کے لیے نکلے تھے لیکن اوشین ٹریژر نامی کسی جگہ سے واقف نہیں تھے کہ آرنوڈوم نے ہمارے جہاز پر حملہ کیا اور ہم لوگوں کو جہاز سمیت گرفتار کر کے یہاں لے آیا۔ میرے تمام ساتھی ان کے قیدی ہیں۔ میں جہاز ہی سے نکل بھاگا تھا۔"

"اوہو تو تم مفرور ہو۔" سوسانا نے کسی قدر تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"

"مگر اب تم کیا کرو گے۔ ان لوگوں سے الگ رہ کر تو تمہارے لیے زندگی گزارنا بھی مشکل ہو جائے گا۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ لوٹ مار کرنے کے باوجود میرے ساتھیوں کو کیوں قید کیا گیا ہے۔"

"ہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کیونکہ آرنوڈوم عموماً لوٹ مار کرنے کے بعد جہاز والوں کو زندہ واپس چلا جانے دیتا ہے۔ بلکہ ان کے پاس ایسے وسائل بھی چھوڑ دیتا ہے جن سے وہ اپنا مختصر سفر طے کر کے کسی آبادی تک پہنچ سکیں۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اس بار آرڈی شاؤٹ نے میرے بھائی کو اس کام کے لیے آمادہ کیا تھا اور غالباً اس کے عوض میرے بھائی کو سونے کے ذخائر ملے ہیں۔ میں بہت زیادہ

تفصیلات نہیں جانتی لیکن اتنا ضرور معلوم ہے۔"

"یہ اوشین ٹریژر کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔ لیکن وہاں جو لوگ زمین دوز مکان بنا کر رہتے ہیں اپنے آپ کو اوشین ٹریژر کا نمائندہ کہتے ہیں۔ میں نے کبھی یہ بات نہیں معلوم کی کہ خود اوشین ٹریژر کیا ہے۔"

"بہر حال تمہارا ایک بار پھر شکریہ ادا کروں گا۔"

"صرف شکریہ ادا کر کے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوگا تمہیں۔ مجھے بتاؤ کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔"

"اب مجھے اجازت دو۔"

"ارے نہیں کہاں جاؤ گے تم؟"

"تو پھر میں کیا کروں؟" شعبان نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہمارے درمیان دوستی ہوئی ہے اور مجھے تمہاری مدد کرنی چاہیے دیکھو میں تمہیں ایک ایسی جگہ پہنچا سکتی ہوں جہاں تم دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہو۔ مجھے بتاؤ کہ اپنے ساتھیوں کے سلسلے میں تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ تم تو تنہا ہو ان کا بھلا کیا بگاڑ لو گے۔ اور وہ لوگ تمہارے دشمن کیوں ہیں یہ بات بھی مجھے نہیں معلوم۔ ورنہ لوٹ مار اپنی جگہ لیکن تمہیں قید نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔"

"جو ہو چکا اس کے بارے میں تفصیلات مجھے بھی نہیں معلوم۔ لیکن معلوم کرنا پڑیں گی۔"

"کیا وہ لوگ تمہیں کوئی جسمانی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے اوشین ٹریژر والے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"پھر بھی تمہیں ایک ایسا ٹھکانہ درکار ہے جہاں تم ان لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکو۔ میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کروں گی اور تمہیں کسی طرح ان کے چنگل میں نہیں پھنسنے دوں گی۔" شعبان پر خیال نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے سوسانا اگر تم میری مدد کرنا چاہتی ہو تو میں دوستی کے نام پر تم سے یہ مدد حاصل کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ یہ میری ضرورت بھی ہے۔"

"تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہارے لیے خوراک کا بندوبست بھی کردوں گا۔ ویسے یہاں تمہیں جنگلی پھل اور شکار کے جانور مل سکتے ہیں لیکن ان کے لیے تمہیں کافی جدوجہد کرنا ہوگی۔ میرے لیے یہ مشکل نہیں ہے کہ میں تمہیں چند روز کی خوراک یہاں پہنچا دوں۔ بعد میں جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔" شعبان سوسانا کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوگیا وہ اسے ان جھونپڑیوں کے عقب میں ایک ایسی جگہ لے گئی جہاں پہاڑی ٹیلے نظر آرہے تھے اور ان ٹیلوں میں غار بھی بنے ہوئے تھے۔ اس نے کہا۔

"یہاں کبھی درندے ہوا کرتے تھے مگر قبیلے والوں نے انہیں چن چن کر ہلاک کر دیا ہے یہ غار بالکل محفوظ ہیں اور ان میں تمہیں کوئی دیکھنے بھی نہیں آئے گا کیونکہ لوگ عموماً اس طرف نہیں آتے۔ میں رات کی تاریکی میں تمہیں خوراک پہنچادوں گی اور اس کے بعد تم اپنا کچھ وقت آسانی سے گزار سکتے ہو میں خود ہی تم سے ملاقات بھی کر لیا کروں گی اور تمہارے لیے اور بھی بہت سے کام کروں گی۔ دیکھو اپنی حفاظت کرنا۔ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔"

جس غار میں وہ اسے لائی تھی وہ خاصا کشادہ تھا اور بالکل صاف ستھرا۔ جیسے انسانی ہاتھوں نے اسے شفاف کیا ہو۔ سوسانا کافی دیر تک شعبان کے ساتھ رہی اور اس کے بعد وہ اس سے اجازت لے کر چلی گئی۔ شعبان اس حیرت ناک اتفاق پر حیران تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر تشویش کے آثار بھی تھے۔ یہاں چھپ کر وہ صرف اپنی زندگی نہیں بچانا چاہتا تھا۔ باقی لوگوں کی زندگی بھی اس کی نگاہوں میں قیمتی تھی لیکن دردانہ اور اسد شیرازی کے لیے اس کا دل اس طرح تڑپ رہا تھا جیسا لیکن اپنے کے لیے۔

⚜

گار تھا مسلسل آرام کر رہی تھی۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے مشکل کیس تھا۔ اس میں اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن ایسے حالات سے واسطہ اس سے پہلے نہیں پڑا تھا۔ اوشین ٹریزر کے لیے بھی اس کے دل میں نفرت تھی کیونکہ ان کی وجہ سے ان مصیبتوں کا شکار ہونا پڑا تھا حالات پر اس دوران وہ غور کرتی رہی تھی۔ پھر اس نے اپنی رہائش گاہ سے باہر نکل کر ایک شخص سے کہا کہ فوراً آرڈی شاؤٹ کو اس کے پاس بھیج دے اس شخص نے پوچھا۔

"میڈم ناشتے کا بندوبست کیا جائے آپ کے لیے..."

"ہاں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی آرڈی شاؤٹ کو فوراً میرے پاس بھیج دو۔" گار تھا نے حکم دیا۔ آرڈی شاؤٹ کو اس کے حکم کی اطلاع مل گئی ناشتے کے ساتھ ساتھ ہی آرڈی شاؤٹ بھی پہنچ گیا تھا اس نے مسکراتے ہوئے گار تھا کو صبح کا سلام کیا اور پھر بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ میڈم اپنی تھکن اتار چکی ہوں گی۔"

"ہاں کسی حد تک۔ تم نہیں سمجھتے کہ مجھے اس دوران کتنی مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا مادام۔ لیکن اب آپ بالکل پر سکون ہو جائیں میں آپ کی ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔" شاؤٹ نے گردن خم کر کے کہا۔

"تم میری اٹلی روانگی کا کیا بندوبست کر سکتے ہو۔ ویسے ڈیئر شاؤٹ ذاتی طور پر میں تم سے یہاں کے حالات کی تفصیل معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں؟" میڈم آرڈی شاؤٹ نے سوال کیا

"یہاں اوشین ٹریزر والوں کا کس حد تک دخل ہے۔ تم لوگ اس پوائنٹ پر جسے تم ڈیل سیون کہتے ہو کس طرح زندگی گزار رہے ہو۔"

اس جگہ کے بارے میں، میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ یہ بہت پر کشش اور بہت پر سکون ہے۔ یہاں آبادیاں۔ ہیں لیکن بہت ہی عمدگی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتی ہیں۔ ان لوگوں کا تعلق براہ راست مہذب دنیا سے نہیں ہے لیکن کچھ لوگ ہیں جو مختلف ذرائع سے مہذب دنیا سے رابطہ رکھتے ہیں۔ ہم انہیں کچھ سہولتیں پہنچاتے ہیں۔ چھ ماہ کے بعد اوشین ٹریزر والوں کی جانب سے یہاں ایک جہاز آتا ہے۔ جو ہماری ضرورت کی اشیاء لے آتا ہے۔ کبھی ہنگامی بنیاد پر سب میرین وغیرہ بھی استعمال کرلی جاتی ہے۔ فضائی آسانیاں یہاں نہیں ہیں۔ اور آج تک کوئی ہیلی کاپٹر وغیرہ نہیں آیا۔ یہاں رہ کر ہم سمندری معلومات حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادہ تر ماہرین ہیں اور یہ جو کچھ بھی یہاں معلوم کرتے ہیں چھ ماہ کے بعد اسے اوشین ٹریزر کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے رابطے بھی بہت مشکل سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کئی جگہوں سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ہم اوشین ٹریزر کے ہیڈکوارٹر تک اپنی بات پہنچا سکتے ہیں اور وہاں سے معلومات وصول کرتے ہیں ان تمام مشکلات کے باوجود زندگی یہاں بہت پر سکون ہے۔ بے شک مہذب آبادیوں کی رونقیں یہاں نہیں ہیں لیکن ایک پر سکون زندگی گزارنے کے لیے یہ جگہ بے حد دلکش ہے۔"

"اوہو مجھے ان ساری چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا اٹلی پہنچنے کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے؟"

"میڈم آپ کے تازہ دم ہونے کا انتظار تھا۔ اس کے بعد آپ جو بھی حکم دیں گی اس کی تعمیل ہوگی۔"

"اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم کر کے میری خواہش ان تک پہنچاؤ کہ میں فوری طور پر یہاں سے اٹلی جانا چاہتی ہوں اور مجھے ایسے بہتر ذرائع درکار ہیں جن کے ذریعے سونے کا وہ ذخیرہ بھی میں اٹلی منتقل کر سکوں۔ یہ میرے معاوضے کا ایک حصہ ہوگا۔ اور اسے میری ذاتی کاوش ہی تصور کیا جائے گا۔ ویسے جہاز کا کیا حال ہے۔ اخناطون کی مکمل نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔"

میں نے اپنے آدمی وہاں تعینات کر دیے ہیں وہ اپنی ڈیوٹی بخوبی انجام دے رہے ہیں آپ بے فکر رہیں ویسے بھی یہ جزیرہ عام سمندری راستے سے ہٹ کر ہے۔ کوئی بھی اس جانب متوجہ نہیں ہو سکتا۔" گار تھا پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگی پھر بولی۔۔

"آرڈی شاؤٹ اخناطون اتنا قیمتی جہاز ہے کہ اگر اس پر موجود تمام ساز وسامان اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کے ذریعے سفر کر کے مہذب دنیا تک پہنچ جائیں تو اس کے بعد کم از کم تمہیں اور تمہاری تین نسلوں کو مزید کچھ کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ سمجھ رہے ہونا میری بات۔"

آرڈی شاؤٹ نے چونک کر گار تھا کو دیکھا پھر بولا۔

"مگر میڈم باہر کی دنیا کے دروازے تو میرے لیے بند ہو چکے ہیں اور میں وہاں بالکل غیر محفوظ ہوں۔"

کیسی بچوں جیسی باتیں کرتے ہو۔ تم جیسا ذہین آدمی یہ الفاظ کہہ رہا ہے۔ خیر اگر تم یہ تصور کرتے ہو کہ ایسا ہے تو میں تمہیں مکمل تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہوں۔ اٹلی میں آباد ہو جاؤ اور آرڈی شاؤٹ ہی کے نام سے دندناتے پھرو۔ کسی کی نگاہ تمہاری جانب اٹھ جائے تو مجھے میرے دیئے ہوئے پستول سے گولی سے اڑا دینا۔" آرڈی شاؤٹ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں میڈم آپ ایسی ہی صلاحیتوں کی مالک ہیں۔ لیکن اوشین ٹریزر سے بھی تو رابطہ نہیں توڑا جا سکتا۔ یہ بھی ایک مشکل کام ہے۔"

"خیر..... خیر..... میں تمہیں بغاوت پر آمادہ نہیں کر رہی ہوں یہ تو ایک تذکرہ تھا اخناطون کے بارے میں جو میں نے تم سے کر دیا میرا خیال ہے مجھے یہاں بھی خاصا وقت گزارنا پڑ جائے گا۔ تم سے بہت سی باتیں ہوں گی مختلف موضوعات پر البتہ اتنا ضرور بتا دینا چاہتی ہوں تمہیں کہ جو لوگ میری پناہ میں آجاتے ہیں زندگی کی مشکلات سے بہت دور ہو جاتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں تمہیں پیش کر سکتی ہوں۔ چائے پیو میرے ساتھ۔" گار تھا نے پیشکش کی اور آرڈی شاؤٹ نے گردن خم کر کے کہا۔

"ناشتہ کر چکا ہوں۔ گنجائش نہیں ہے۔"

"ہاں ان لوگوں کا کیا کیا۔ ان لوگوں کو کھانے پینے کو کچھ دیا گیا یا نہیں؟"

"ہاں۔ انہیں رات کا کھانا مہیا کر دیا گیا ہے۔ صبح ناشتہ بھی دے دیا گیا ہے لیکن ہمیں اس سلسلے میں کافی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ میں آپ سے اس موضوع پر بھی گفتگو کرنا چاہتا تھا۔"

"چلو اخناطون پر چلتے ہیں۔ وہاں تفصیل سے بات کریں گے۔" آرڈی شاؤٹ تیار ہو گیا۔ گار تھا ناشتے سے فارغ ہو کر کچھ دیر بعد اپنی رہائش گاہ سے باہر نکل آئی وہ لوگ چہل قدمی کرتے ہوئے ساحل پر پہنچ گئے۔ نگرانی کرنے

والے ساحل پر بھی موجود تھے۔ تاکہ کوئی غیر متعلق شخص اخناطون تک پہنچنے کی کوشش نہ کرے۔ کشتیاں بھی تھیں اور ایسی ہی ایک کشتی میں بیٹھ کر دونوں اخناطون کی جانب چل دیئے۔ گارتھا خاموشی سے اس جہاز کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اخناطون تک پہنچ گئے۔ وسیع و عریض جہاز اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ نظر آرہا تھا۔ آرڈی شاؤٹ نے بھی ہنگامی حالات کے بعد پہلی بار اس جہاز کا بھرپور نگاہ سے جائزہ لیا تھا اور اس کی تعریفیں کرتا رہا تھا۔ گارتھا اس کے ساتھ جہاز کے ایک ایک گوشے کا معائنہ کر رہی تھی۔ آرڈی شاؤٹ نے کہا۔

"بلاشبہ شاید ہی کوئی اتنا قیمتی اور شاندار جہاز دوسرا موجود ہو اور اس پر تقریباً تمام ہی انتظامات کیے گئے ہیں۔ کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہم اسے دنیا کا شاندار ترین جہاز کہہ سکتے ہیں۔"

"ہاں اور ان احمق لوگوں نے سمندر سے سونے کے ذخائر نکال کر اربوں ڈالر کی مالیت کے اس جہاز کی قیمت ادا کردی تھی۔ گارتھا نے کہا۔"

"میں سمجھا نہیں۔!"

"لمبی کہانی ہے۔ بعد میں تمہیں سنادوں گی۔ آؤ ذرا سونے کے اس ذخیرے کو دیکھ لیتے ہیں ویسے آرڈی شاؤٹ اس جہاز کے لیے میں نے جتنی محنت کی ہے اس کے تحت یہ پورا جہاز میری ملکیت ہونا چاہیے اور ہوسکتا ہے میں اوشین ٹریژر والوں سے یہ معاہدہ کرلوں کیونکہ مستقبل میں بہت سے کام انہیں مجھ سے پڑ سکتے ہیں ایسا کوئی جہاز اپنی تحویل میں لے کر مجھے خوشی ہوگی۔ حالانکہ یہ میرے لیے ایک نیا تجربہ ہے۔ لیکن تم اسے فی الحال میری ملکیت سمجھ کر اس کا مکمل تحفظ کرو گے۔"

"ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا ہے۔ میڈم جہاز کے عملے اور گرفتار شدہ افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرے پاس افرادی قوت محدود ہے۔ ان لوگوں کے لیے خوراک کی تیاری بھی آسان کام نہیں ہے۔ بہت وقت لگتا ہے۔ میں نے ایک بات سوچی ہے۔ ہمارے اپنے پاس تو خوراک کے کافی ذخائر موجود ہیں اگر ہم اس ذخیرے کو انہی کے لیے وقف کردیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد میں اوشین ٹریژر سے رابطے کے بعد جو بھی فیصلہ ہو یہ سامان ان لوگوں تک پہنچا دیا جائے اور انہیں خوراک تیار کرنے کی آسانیاں فراہم کردی جائیں۔ وہ لوگ خود اپنی خوراک تیار کریں۔ اور اس طرح اپنا پیٹ بھریں ورنہ دوسری صورت میں یہ سب کچھ مشکل ہوجائے گا۔" گارتھا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھوکا مرنے دو کمبختوں کو۔ مرجائیں تو ہمیں کیا۔ مجھے ان لوگوں سے ذرہ برابر دلچسپی نہیں ہے۔"

"یہ ابھی ممکن نہیں ہوگا میڈم۔ اوشین ٹریژر سے جب تک ان کے لیے احکامات نہ آجائیں ہمیں ان کی زندگی کا تحفظ کرنا ہوگا۔ میرے خیال میں آپ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں۔ خوراک کے یہ ذخائر ہم لوگ خود ان تک پہنچادیں گے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے ہم انہیں اخناطون تک پہنچنے سے بے شک روکیں باقی اگر ان میں سے کوئی جزیرے کے دوسرے حصوں تک پہنچ جاتا ہے تو خود ہی اپنی تقدیر کو روئے گا۔ کیونکہ کسی اجنبی کے لیے یہاں بہت سے مصائب ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر آرنوڈوم کے ساتھی زیادہ عرصے تک ان کی نگرانی نہ کرسکیں تو ہمیں انہیں تھوڑی سی آزادی دینا ہوگی کیونکہ یہ کام ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"تم بہت دور تک سوچتے ہو۔ جب اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم ہوجائے تو ان سے میری بھی گفتگو کرادینا۔ میں کوئی بہتر حل فوری طور پر دریافت کرلوں گی۔ ویسے آرنوڈوم کے ساتھیوں کے بارے میں کیا تمہیں یہ خدشہ ہے کہ وہ تمہارے احکامات سے روگردانی کریں گے۔"

"ہمارا ان پر کنٹرول نہیں ہے وہ تو صرف معاوضے پر تعاون کر رہے ہیں اور چونکہ آرنوڈوم کو اس کی پسند کے مطابق سونے کا ذخیرہ مل گیا ہے اس لیے اس نے ابھی تک کوئی اعتراض نہیں کیا اور ہم سے تعاون کر رہا ہے لیکن یہ تعاون مسلسل جاری نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے خوراک کے ذخائر کے سلسلے میں تم اپنی پسند کے مطابق کام کرسکتے ہو لیکن باقی چیزیں بالکل محفوظ رہنی چاہئیں اور جب تک میں اوشین ٹریژر سے گفتگو نہ کرلوں ان چیزوں کو میری امانت سمجھا جائے۔"

"میں خود بھی انہیں چھونے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ البتہ کچھ کام مجھے ضرور کرنا ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ یہاں جو ماہرین موجود ہیں وہ اخناطون پر موجود سمندری نوادرات کا تجزیہ کر کے مجھے ان کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گے۔ تاکہ میں اوشین ٹریژر کو ان کی تفصیلات بتاسکوں۔ اس کام کے لیے آپ مجھے اجازت دیں۔"

"ہاں لیکن جلد از جلد یہ کام کرالو۔ کیونکہ تم اپنے پہلے ہی رابطے میں اوشین ٹریژر کو ان کی تفصیلات بتاؤ گے۔"

"جی میڈم۔" آرڈی شاؤٹ نے جواب دیا۔

"تو پھر اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ کام بھی تم جلد از جلد کرالو۔ تاکہ مجھے یہاں سے واپس جانے میں کوئی دقت نہ اٹھانی پڑے۔ آرڈی شاؤٹ نے گردن ہلادی تھی۔ کافی دیر تک گارتھا اخناطون پر موجود رہی اور وہاں کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیتی رہی اس کے انداز میں برتری تھی اور یہ برتری آرڈی شاؤٹ کو اب کسی حد تک ناگوار گزرنے لگی تھی۔ اس کا گارتھا سے صرف اتنا رابطہ تھا کہ ایک بار ان دونوں کا ساتھ رہ چکا تھا۔ اس سے زیادہ اس کو اس پر برتری حاصل نہیں رہی تھی بلکہ ان واقعات کے پیش نگاہ جو فرانس میں پیش آئے تھے۔ اس نے خود سے بہت اچھا سلوک کیا تھا اور اس سے نہایت مؤدبانہ انداز میں پیش آتا رہا تھا لیکن دفعتاً ہی اسے یہ احساس ہوا تھا کہ گارتھا کا رویہ اس کے ساتھ ایسا ہے جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔ حالانکہ اس کا تعلق براہ راست اوشین ٹریژر سے بھی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے واپسی کا فیصلہ کیا اور کچھ دیر بعد ساحل کی جانب چل پڑے۔ راستے میں گارتھا نے کہا......؟

"ذرا ان لوگوں کا جائزہ بھی لے لیا جائے۔" شاؤٹ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ ساحل پر آگئے اور اس کے بعد اس طرف چل دیئے جہاں قیدیوں کو رکھا گیا تھا۔ گارتھا کے دل میں احساس برتری جنم لے رہا تھا۔ اخناطون پر ہونے والے واقعات اسے یاد آرہے تھے۔ سب سے زیادہ اسے کیپٹن ایڈگر سے نفرت ہورہی تھی۔ جس نے اس پر سختیاں کی تھیں اور اس کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آیا تھا۔ وہ کچھ دیر بعد ان لوگوں کے درمیان پہنچ گئی۔ تمام نگاہیں اسے دیکھ رہی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ان لوگوں کے درمیان سے گزرتی رہی اور مسکراتے ہوئے گردن ہلاتی رہی۔ وہ دفعتاً ہی چونک پڑی۔ اسے احساس ہوگیا تھا کہ شعبان ان لوگوں کے درمیان موجود نہیں ہے وہ اس احاطے میں بیٹھے ہوئے تمام افراد کا جائزہ لینے لگی اور پھر اس نے مدہم لہجے میں آرڈی شاؤٹ سے کہا۔

"ان میں سے کوئی اس جگہ سے اٹھ کر کہیں گیا ہے؟"

"سمجھا نہیں میڈم۔" آرڈی شاؤٹ نے کہا۔

"ایک اہم آدمی کم ہے۔ میں نے تمہیں اس نوجوان لڑکے کے بارے میں بتایا تھا جس کے لیے اس کام کی ابتداء ہوئی تھی وہ ان میں موجود نہیں ہے۔"

"ہوسکتا ہے ضروریات کے سلسلے میں کہیں آس پاس گیا ہو۔"

"معلوم کرو۔" گارتھا نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ اور آرڈی شاؤٹ کا چہرہ تن گیا۔ اس نے ایک لمحے توقف کیا اور اس کے بعد نگرانی کرنے والوں سے شعبان کے بارے میں پوچھا مگر ہر ایک نے اس کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی۔ آرڈی شاؤٹ نے یہ بات گارتھا کو بتائی تو وہ بپھر گئی۔"

"کیا کہتے ہو آرڈی شاؤٹ۔ وہ ان کے درمیان نہیں ہے۔ وہ انتہائی اہم شخصیت ہے۔ میں تم سے یہ بات کہہ چکی ہوں کہ اس مہم کا آغاز صرف اسی کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہاں گیا وہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ تلاش کرواسے۔ کیا کھیل ہے یہ۔ اتنے تھوڑے سے افراد اور ان میں سے ایک شخص غائب۔" آرڈی شاؤٹ سرد نگاہوں سے گارتھا کو دیکھنے لگا۔ گارتھا تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سامنے ہی کیپٹن ایڈگر موجود تھا۔ وہ اس کے سامنے پہنچی اور سرد لہجے میں بولی۔

"کھڑے ہوجاؤ۔" وہ پتھریلا چہرہ بنائے ہوئے کھڑا ہوگیا۔

"شعبان کہاں ہے؟" اس نے اس سے سوال کیا اور ایڈگر نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے جھلا کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور اسے جھنجوڑتی ہوئی بولی۔

"میں پوچھتی ہوں شعبان کہاں ہے.....؟" کیپٹن نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور پھر آہستہ بولا۔

"میرا گریبان چھوڑ دیجیے میڈم۔"

"میں پوچھتی ہوں شعبان کہاں ہے؟" اس نے کہا۔ کیپٹن نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اپنا گریبان چھڑا لیا۔ وہ خونی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اگر شعبان نہیں ملا تو میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گی کیپٹن سمجھ رہے ہو نا میری بات۔" اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اسد شیرازی کی طرف بڑھ گئی۔ وہ خود ہی خاموشی سے کھڑا ہو گیا تھا۔ ظاہر تھا کہ یہ الفاظ اس نے بھی سنے تھے۔ دردانہ کا چہرہ البتہ زرد پڑ گیا تھا۔ اس نے شیرازی سے کہا۔

"شعبان کہاں ہے مسٹر شیرازی؟"

"ہمیں نہیں معلوم....." اسے ابتداء ہی سے ہم نے نہیں دیکھا۔"

"اوہ..... اوہ..... وہ جہاز پر بھی موجود نہیں ہے۔ میں تم لوگوں کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ شعبان اگر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ سب کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گی۔"

"آپ سب کچھ کرنے کے لیے آزاد ہیں لیکن درحقیقت ہمیں شعبان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔" اس نے ایک بار پھر شاؤٹ کو اشارہ کیا اور کہنے لگی۔

"مسٹر شاؤٹ آپ نے بہت غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ اخناطون پر موجود ایک ایک آدمی ہمارے لیے قیمتی تھا اور وہ نوجوان اگر وہ نکل گیا ہے تو آپ کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

"میری رائے ہے میڈم کہ آپ آرام کریں۔ آپ شدید ذہنی انتشار کا شکار معلوم ہوتی ہیں۔" آرڈی شاؤٹ نے بمشکل تمام غصہ ضبط کر کے کہا۔

"تم صورتحال کو سمجھ نہیں رہے وہ نوجوان بے حد خطرناک اور مجھے اس کی اشد ضرورت ہے۔ فوری طور پر اسے تلاش کرو۔ ہر قیمت پر اسے میرے سامنے ہونا چاہیے سمجھ رہے ہو نا۔ اگر وہ نہیں ملا تو صورتحال بہت بدل جائے گی۔" وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھی اور اس کے بعد اپنی رہائش گاہ کی جانب چل پڑی۔ شاؤٹ اسے سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس کے عقب میں کھڑے ہوئے اس کے ایک ماتحت ساتھی نے کہا۔

"اس خاتون کا رویہ بہت خراب ہے۔ کیا یہ آپ کی انچارج ہیں؟" شاؤٹ نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"شٹ اَپ۔" وہ شخص خاموش ہو گیا تھا تمام افراد سکوت کے عالم میں تھے۔ ارتقا ہاشی بدستور اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آرڈی شاؤٹ چند لمحات اپنی ذہنی کیفیت کو کنٹرول کرتا رہا اور اس کے بعد اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ لوگوں میں سے کیپٹن کون ہے۔ میرا مطلب ہے جہاز کا کیپٹن؟"

"میں ہوں۔" کیپٹن نے کہا۔

"کیا واقعی آپ میں سے ایک آدمی کم ہے۔"

"ہاں..... اس کا نام شعبان ہے اور وہ اسی وقت سے ہمارے درمیان موجود نہیں ہے جب ہمیں جہاز سے نیچے اتارا گیا تھا۔"

"لیکن جہاز میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اگر وہ کہیں چھپا ہوا ہے تو اسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بہرحال اسے تلاش کر لیا جائے گا۔ آپ لوگوں کو میں کچھ خصوصی باتیں بتانا چاہتا ہوں مسٹر کیپٹن۔ جہاز میں آپ کی خوراک کے وہ ذخائر موجود ہیں جو آپ دوران سفر استعمال کر رہے تھے۔ یہاں باقاعدہ راشن موجود نہیں ہے۔ ضرورت کی وہ تمام چیزیں ہمارے پاس ہیں جو عام استعمال میں آتی ہیں لیکن ان کی مقدار ایک مخصوص وقت کے لیے ہے۔ چنانچہ یہاں سے ہم آپ کی خوراک کی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکیں گے۔ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پر امن طریقے سے

میرے آدمیوں کی نگرانی میں اپنے جہاز تک جائیں اور اتنا راشن لے آئیں کم از کم دس دن کے لیے کافی ہو آپ اطمینان رکھیے آپ کا وہ ذخیرہ بالکل محفوظ رہے گا اور آپ ہی کے استعمال میں آئے گا اس وقت تک جب تک آپ کے بارے میں کوئی مناسب فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ خود وہ خوراک تیار کیجیے اور آپس میں تقسیم کر لیجیے گا۔ ہمارے پاس اتنے افراد نہیں ہیں جو آپ کو بہتر طریقے سے خوراک فراہم کر سکیں گے۔"

"اگر آپ یہ رعایت ہمیں دے رہے ہیں تو اس کے لیے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ البتہ چند سوالات ہمارے ذہنوں میں ہیں۔ اگر آپ ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ہمیں ان کا جواب دے دیں تو آپ کو کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔ ہم مطمئن ہو جائیں گے۔"

"آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں گے کہ آپ کی گرفتاری کی وجہ کیا ہے اور یہاں آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا تو میں اس سلسلے میں بھی آپ سے مہلت چاہتا ہوں مجھے تھوڑا سا وقت دیں میں آپ کو بتا دوں گا۔ میری آپ سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں بھی کسی اور کے ایما پر کام کر رہا ہوں۔ آپ تھوڑے عرصے صبر کر لیں اس کے بعد میں آپ کو تمام صورتحال بتا دوں گا اور سنیے اس جزیرے کے بارے میں میں آپ کو مختصر تفصیل بتائے دیتا ہوں۔ یہاں بہت سے قبائل آباد ہیں اور یہ کبھی کسی زمانے میں مہذب دنیا سے تعلق رکھتے تھے لیکن اب صرف جنگل کی زندگی گزارنا جانتے ہیں خطرناک بھی ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہر کام کر سکتے ہیں۔ اگر آپ بھٹک کر ان کے درمیان پہنچ گئے تو انتہائی کوشش کے باوجود ہم آپ کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ محتاط طریقے سے یہاں وقت گزر رہے ہیں جہاں تک میرا اندازہ ہے آپ لوگوں کی زندگی کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہو گا میں آپ کو اس سے آگاہ کر دوں گا اور اگر آپ لوگوں نے کوئی ایسا کام کیا جس سے ہمیں خطرہ پیش آیا تو اپنی زندگی بچانے کے لیے مجبوراً ہمیں آپ کی زندگی ختم کرنا پڑے گی۔ میں اس سے زیادہ رعایت دینے کا حقدار نہیں ہوں ورنہ آپ لوگوں کے ساتھ ضرور رعایت کرتا۔ باقی میں کوشش کروں گا کہ آپ کو اور کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ یہ جگہ یا آس پاس کی کوئی بہتر جگہ جو آپ کے اپنے ذہن میں آئے آپ اپنی آرام گاہ کے طور پر منتخب کر سکتے ہیں اور کچھ دن وہاں گزارنے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ کیا آپ مجھ سے تعاون کریں گے مسٹر کیپٹن؟"

"بہت بہت شکریہ مسٹر شاؤٹ۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ سے مکمل تعاون کریں گے لیکن جہاز سے ہمیں کچھ کپڑے اور بستر وغیرہ بھی ساتھ لانے کی اجازت دی جائے۔"

"جہاز پر جو کچھ موجود ہے اور جو آپ لوگ استعمال کرتے رہے ہیں وہ مختصر تعداد میں آپ وہاں سے لے آئیے۔ ہو سکتا ہے کسی دن آپ کو وہ تمام چیزیں واپس کر دی جائیں۔ میں آپ کے لیے اچھی خواہشات رکھتا ہوں۔" تمام لوگ آرڈی شاؤٹ کی گفتگو سن رہے تھے اور کسی قدر پرسکون ہو گئے تھے۔ ایڈگر نے آرڈی شاؤٹ کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا۔

"ہم کتنی دیر میں وہاں جا سکتے ہیں؟"

"تھوڑا سا انتظار کریں میں انتظامات کر دیتا ہوں۔"

اسی وقت امیر ارتقا ہاشی اپنی جگہ سے اٹھا اور آرڈی شاؤٹ کے قریب پہنچ گیا۔ شاؤٹ نے اسے دیکھا اور بولا۔

"آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں وہ عورت جو ابھی کچھ دیر قبل آپ کے ساتھ تھی میں اس سے ملنا چاہتا ہوں کیا مجھے اس کی اجازت دیں گے۔"

"میڈم گار تھا۔" آرڈی شاؤٹ نے پوچھا۔

"یہی سمجھ لیں۔ حالانکہ اس نے ہمیں اپنا نام کچھ اور ہی بتایا تھا شاید۔ خیر چھوڑیئے کیا اس سے ملاقات کرنا ممکن ہے۔"

"آپ کے لیے خطرات ہی رہیں گے مسٹر۔ وہ بہت مغرور خاتون ہیں شاید آپ سے گفتگو کرنا پسند نہ کریں۔"

"وہ مغرور عورت میری بیوی ہے۔" امیر ارتقا ہاشی نے کہا اور آرڈی شاؤٹ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے اس کو دیکھنے لگا پھر اس نے اطراف میں

کھڑے ہوئے لوگوں کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور پھر اس کی طرف رخ کر کے بولا۔

"کیا آپ مجھ سے اپنا تعارف کرا سکتے ہیں..... مسٹر؟"

"میرا نام ارتقا ہاشمی ہے۔ مصر سے تعلق رکھتا ہوں اور اس مہم پر آنے کے لیے یہ جہاز میں نے اپنے سرمائے سے تعمیر کرایا تھا۔ ہم سب سمندری تحقیقات کے لیے نکلے تھے اور بعد میں اس حادثے کا شکار ہو گئے۔"

"اوہ..... لیکن آپ نے میڈم گارتھا کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟"

"یہ عورت ہمیں دوران سفر ملی تھی۔ پانی میں ایک بوسیدہ سی کشتی میں موجود تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک اور لڑکی کی لاش تھی اس نے اپنے آپ کو مصیبت زدہ بتایا اور ہم نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اسے جہاز پر اٹھالیا بعد میں اس نے مجھ سے شادی کر لی۔" اور اور۔ امیر ارتقا ہاشمی خاموش ہو گیا۔ آرڈی شاؤٹ کچھ سوچتا رہا اور پھر دفعتاً ہنس پڑا پھر اس نے کہا۔

"آپ نے جو کچھ مسٹر ارتقا میں اس کے بارے میں کیا تبصرہ کر سکتا ہوں۔ بہر حال اگر آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں تو مل لیں لیکن..... لیکن۔ خیر کوئی بات نہیں بعد میں اس موضوع پر آپ سے کبھی گفتگو ہوگی۔" امیر ارتقا ہاشمی آرڈی شاؤٹ کے ساتھ وہاں سے چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد وہ اسے لیے ہوئے ان رہائش گاہوں میں پہنچ گیا جن میں سے ایک میں گارتھا موجود تھی۔ اس نے گارتھا کی رہائش گاہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اندر چلے جائیے۔ لیکن ایک بات ذہن میں رکھیے۔ وہ بہت خطرناک ہے۔ آپ صرف اس سے زبانی گفتگو کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اگر اور کوئی کارروائی ہوئی تو آپ کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

ارتقا ہاشمی نے گردن ہلائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ آرڈی شاؤٹ نے ایک لمبی چھلانگ لگائی تھی اور ایک سمت دوڑتا چلا گیا تھا ویسی ہی زمین دوز رہائش گاہوں میں سے ایک میں داخل ہونے کے بعد اس نے پھرتی سے ایک میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک وی سی آر بکس نکال کر سامنے رکھا۔ اور برق رفتاری سے اس کے بٹن آن کرنے لگا۔ چند ہی لمحات کے بعد غالباً وہ اس کمرے کی آوازیں سننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جس میں گارتھا مقیم تھی۔ دوسری جانب کی آوازیں۔ صاف سنائی دے رہی تھیں اور جو پہلی آواز اس کے کانوں میں گونجی وہ گارتھا کا ایک طویل قہقہہ تھا۔ غالباً وہ امیر ارتقا ہاشمی کو دیکھ کر ہنس رہی تھی پھر امیر ارتقا ہاشمی کی آواز ابھری۔

"تمہارا نام گارتھا ورتھا ہے۔"

"ہاں مصری دولت مند مجھے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔"

"میں تم سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ظاہر ہے اب تمہاری یادداشت واپس آگئی ہوگی۔ جیسا کہ خود تم نے اعتراف کیا کہ تم کلوپیٹرا نہیں بلکہ گارتھا ہو۔" وہ پھر ہنس پڑی۔ اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"کلوپیٹرا تو میں کبھی بھی نہیں تھی امیر ارتقا ہاشمی۔ یہ نام تو تم نے مجھے دیا تھا۔ نیل کی ساحرہ تمہارے ذہن میں اتری تھی اور تم نے مجھے کلوپیٹرا بنا دیا تھا مجھے خود بھی یہ نام پسند آیا۔ امیر ہاشمی اور یقیناً جتنا وقت میں نے تمہارے ساتھ گزارا تمہیں بھی اس میں کسی نقصان کا احساس نہ ہوا ہوگا۔"

"خیر۔ شاید میں تمہیں گارتھا کے نام سے نہ پکار سکوں۔ کلوپیٹرا ہی کہوں گا۔ مجھے بتا سکتی ہو کہ ہمارے ساتھ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا ہے؟"

"اب کوئی حرج نہیں ہے یہ بات تمہیں بتانے میں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میرا کام یہاں آکر مکمل ہو گیا ہے اور اس سے زیادہ میں اب تم لوگوں کے ساتھ رہ بھی نہیں سکتی۔ بات دراصل یہ ہے مسٹر ارتقا ہاشمی میرا تعلق اٹلی سے ہے اور اٹلی میں میری پوری ایک آرگنائزیشن ہے۔ جسے میں سربراہ کی حیثیت سے چلاتی ہوں۔ میری یہ آرگنائزیشن دنیا کے مختلف ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے اور میں معقول معاوضہ لے کر بہت سے لوگوں کے کام آتی ہوں۔ اوشین ٹریژر نامی ایک ادارہ ہے۔

جو سمندری تحقیقات کرتا ہے اور اس کے ہاتھ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سمندری معاملات پر وہ اپنی اجارہ داری رکھنا چاہتا ہے۔ اسد شیرازی نے جو یہ کام شروع کیا تو اوشین ٹریژر اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اور پھر مختلف ذرائع سے اسے ایک ایسے نوجوان کے بارے میں اطلاع ملی جو سمندر میں بے پناہ مہارتوں کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کا نام شعبان تھا۔ مجھ سے رابطہ قائم کر کے کہا گیا کہ میں شعبان کو اوشین ٹریژر کے لیے حاصل کر لوں۔ اور میں ایک معقول معاوضے کے بدلے یہ کام کرنے پر تیار ہو گئی لیکن دیر ہو چکی تھی۔ شعبان اسد شیرازی کے ساتھ تمہارے پاس مصر میں تھا میں نے وہاں سے تمہارے جہاز اخناطون کا تعاقب شروع کر دیا۔ اوشین ٹریژر کے بہت سے جزیرے ان دور دراز سمندروں میں موجود ہیں اور مجھے ان سے مدد دی جانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں مجھے بہت کچھ کرنا پڑا۔ میں اپنے مزاج کی مالک ہوں مجھے ایک سب میرین کے ذریعے افناطون کے پیچھے روانہ کیا گیا تھا پھر ایک جزیرے پر میری ملاقات ایسے چند لوگوں سے ہو گئی جو اوشین ٹریژر کے آدمی تھے لیکن ان سے میرا اختلاف ہو گیا اور وہاں سے میری ذہنی رو بدل گئی۔ میں نے ان میں سے چند افراد کو قتل کیا اور اس کے بعد ایک ایسی حیثیت سے چل پڑی جس کے ذریعے میں اخناطون پر پہنچنے میں کامیابی حاصل کر لوں اور ایسا ہی ہوا مسٹر ارتقا ہاشمی۔ میں نے ایک پراسرار عورت کی حیثیت سے کچھ پیشگوئیاں کیں اور تمہارے ہاتھوں اس سب میرین کو تباہ کرا دیا جس کے ذریعے مجھے اوشین ٹریژر کی جانب سے ہدایت ملتی تھیں۔ میں اب اپنی پسند سے کام کرنا چاہتی تھی۔ پھر ایک اور پوائنٹس سے حملہ کرایا میں نے ان حملہ آوروں کو تمہارے ہی ہاتھوں فنا کرا دیا تاکہ اخناطون پر اور تم لوگوں پر اپنا اعتبار قائم کر سکوں۔ بعد میں یہ صورتحال پیش آئی اور تمہارے جہاز کے لوگ خصوصاً وہ کمینہ کیپٹن ایڈگر میری مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے ہم لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ بات صرف یہ ہے امیر ارتقا ہاشمی کہ میں بہت بڑی شخصیت کی مالک ہوں۔ اپنی برتری اور دنیا کو اپنی غلامی میں دیکھنا پسند کرتی ہوں۔ اور اس کے لیے ہر ممکن قدم اٹھانے پر آمادہ ہو جاتی ہوں۔ چنانچہ اس وقت جب میں نے یہ دیکھا کہ صورتحال میرے خلاف ہو گئی ہے تو مجبوراً میں نے پھر ایک ایسے پوائنٹ کا سہارا لیا جو انہی سمندروں میں موجود تھا اور اس کے نتیجے میں اب تم لوگ اس جزیرے کے قیدی ہو۔ میری ذہانت کی داد نہیں دو گے امیر ارتقا ہاشمی۔ میں صرف اپنی برتری کی قائل ہوں۔ کسی کو تسلیم نہیں کرتی اور وقت ہمیشہ میرے تابع رہتا ہے۔ اسے مجھ سے بغاوت کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس جزیرے پر بھی جو انچارج موجود ہے وہ میرے تلوے چاٹتا ہے اور تم لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ میری مٹھی میں ہے۔" امیر ارتقا ہاشمی کی جو کچھ بھی سمجھ رہا تھا یا نہیں سمجھ رہا تھا لیکن آرڈی شاؤٹ کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اس نے جو کچھ سنا تھا اس کے لیے ناقابل یقین تھا۔ اور اس کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ایک بہت بڑا انکشاف ہوا تھا۔ بہت ہی سنسنی خیز انکشاف۔"

امیر ارتقا ہاشمی سکتے کے سے عالم میں گارتھا کو دیکھ رہا تھا۔ ذہن عجیب و غریب خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا زندگی میں بہت سے ادوار گزارے تھے دولت کی فراوانی تھی کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جس نے زندگی میں کبھی ذہنی طور پر نقصان پہنچایا ہو۔ ایک عورت کے ہاتھوں وہ اتنا بے بس ہو گیا کہ اس وقت اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ اس کے انکشاف نے اسے انتہائی دکھ سے دوچار کیا تھا بات ایک عورت کی نہیں تھی یہ کھیل تو اس نے زندگی میں لاتعداد بار کھیلا تھا لیکن اپنی نادانی میں اپنے دوستوں کو جس طرح اس کے ہاتھوں نقصان پہنچا تھا اس کا ذمہ دار وہ خود کو ہی قرار دے رہا تھا۔ دل میں بہت سے خیالات آرہے تھے۔ آج تک اس نے یہی کیا تھا خود سے بیوفائی کرنے والے کو اس نے کبھی زندہ نہیں چھوڑا تھا۔

جس کی تازہ ترین مثال اس کی بیویوں میں سے ایک کم ہوجانے والی بیوی تھی۔ گارتھا کو بھی اس نے اپنی بیوی ہی خیال کیا تھا لیکن اس وقت اسے احساس ہو رہا تھا کہ کس طرح ایک عورت ہی اس کے زوال کا باعث بنی۔ اپنے غصے کو اس نے دبالیا مصلحت بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور اس وقت وہ یہ جانتا تھا کہ کسی قسم کی نادانی اس کے لیے اور اس کے ساتھیوں کے لیے کس حد تک نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ اسے ہنسی آگئی۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے گارتھا کو دیکھنے لگا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"تم ہنس رہے ہو امیر۔"

"ہاں کلوپیٹرا میں ہنس رہا ہوں۔"

"کیوں.....؟"

"اپنے آپ پر ہنس رہا ہوں۔"

"وجہ بتاؤ۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وجہ، وجہ شاید تمہیں پسند نہیں آئے گی۔ ڈیئر کلوپیٹرا۔"

"تم مجھے میڈم گارتھا کہو گے۔ سمجھے جو کہانی جہاز پر شروع ہوئی تھی وہ ختم ہوگئی۔ ارتقا ہاشمی اس کے بعد تم پر لازم ہے کہ میرا احترام کرو۔"

"یقیناً کروں گا میں حالات سے بغاوت کی ہمت نہیں رکھ سکتا میڈم گارتھا! ہنسی یوں آئی تھی مجھے کہ میں نے زندگی میں بہت سے کھیل کھیلے ہیں بہت دولت ہے میرے پاس۔ اخناطون جیسے بیس جہاز تیار کرسکتا ہوں اور میرے اوپر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ دنیا کے لاتعداد بینکوں میں میرا سرمایہ پڑا ہوا ہے اور شاید تمہیں اس بات پر یقین نہ آئے کہ وہ بینک اس سرمائے سے اپنی ساکھ قائم کیے ہوئے ہیں یہ سب کچھ میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے میں نے اپنی دولت سے بہت سے کھیل کھیلے ہیں اپنی ہر پسندیدہ شے کو حاصل کیا ہے اور اس پر اتنا لٹایا ہے کہ لوگ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے تھے۔ تم پر بھی میں نے جو کچھ خرچ کیا وہ میری پسند کے کھاتے میں شامل ہوجاتا ہے لیکن مجھے ہنسی اس بات پر آرہی تھی کہ میں تمہارے ہاتھوں کس طرح بیوقوف بنا۔ ویسے تم یقین کرو میڈم گارتھا کہ تمہارا ساتھ مجھے دنیا کی ہر شے سے دلکش لگتا تھا۔ تم مجھے بے انتہا پسند تھیں اور اب تم نے جس انداز میں روپ بدلا ہے یہ میرے لیے اذیت ناک ہے۔ خاص طور سے ماضی سے ان واقعات کا رشتہ جوڑتا ہوں تو مزید شرمندگی ہوتی ہے۔ مجھے اپنے ان ساتھیوں کا افسوس ہے جو میری وجہ سے اس حادثے کا شکار ہوئے۔ اگر تم مناسب سمجھو اور برا نہ محسوس کرو تو ذرا سا گزرے ہوئے واقعات پر نگاہ ڈال لو اگر میں تمہارا ساتھی نہ بنتا اور ان لوگوں سے غداری کا مرتکب نہ ہوتا تو شاید یہ سب کچھ نہ ہوتا۔"

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو امیر ارتقا ہاشمی میں بیوقوف ہوں جہاز پر جس انداز میں میں پہنچی اور اس کے لیے میں نے جتنا طویل کام کیا اس کے بعد کیا میں یہ اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ جہاز پر وہ کون سی شخصیت ہوسکتی ہے جو میری آلہ کار بن جائے اور مجھے وہ تم نظر آئے امیر ارتقا ہاشمی چونکہ تم اس جہاز کے مالک تھے ورنہ تمہاری جگہ کوئی بھی شخص لے سکتا تھا۔ جو جہاز پر طاقت ور ہوتا۔ ایڈگر

تم سے لاکھ درجے بہتر ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو مطلب یہ ہے کہ تم نے جو کچھ کیا وہ تمہارا اپنا عمل تھا اور اگر تم واقعی اپنے آپ کو گھاٹے میں نہیں سمجھتے تو مجھے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری زندگی میں تم پہلے انسان تو نہیں تھے بہت سے لوگ میرے راستے میں آئے ہیں اور میں نے ان سے اپنی ضرورتیں پوری کی ہیں۔" امیر ارتقا ہاشمی کے دل پر ایک گھونسا پڑا اسے اپنی نادانی کا بے حد افسوس ہو رہا تھا وہ سرد نگاہوں سے اس کو دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"یہاں میرے ساتھیوں کو قید کر کے تمہارا مستقبل میں کیا پروگرام ہے؟"

"ان کی تقدیر کا فیصلہ اوشین ٹریژر سے ہوگا۔"

"میں تم سے ان کے تحفظ کا سودا کرنا چاہتا ہوں۔" امیر ارتقا ہاشمی نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔" گارتھا مسکرا کر بولی۔

"تم نے ابھی مجھے اپنے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں تم نے کہا ہے کہ تمہارا اپنا ایک ادارہ ہے اٹلی میں اور تم اس کے لیے بہت سے کام کرتی ہو۔ ظاہر ہے تمہارا مقصد صرف دولت کا حصول ہوگا۔"

"ہاں بالکل میں دولت کے انبار لگانا چاہتی ہوں اپنے اردگرد....."

"تو تمہارے وجود کا پورا حصہ میں نوٹوں کی گڈیوں یا سونے کے انبار سے ڈھک سکتا ہوں۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مجھے ان لوگوں کی زندگی کا تحفظ فراہم کرو۔ اخناطون کو یہاں سے واپس لے جانے کی اجازت دو۔ عزت و احترام کے ساتھ ہر شخص کو رخصت کرو۔ بتاؤ کیا لوگی؟" گارتھا نے چونک کر امیر کو دیکھا سوچتی رہی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"سودے بازی میرا پسندیدہ مشغلہ ہے اوشین ٹریژر نے بھی مجھے معاوضے پر کام کرنے کے لیے تیار کیا تھا اگر کوئی بہتر معاوضہ تم مجھے دے سکتے ہو تو میں تم سے تعاون کروں گی۔"

"تم قیمت کا تعین کرو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے ان دوستوں کی زندگی کے لیے تمہیں تمہاری منہ مانگی رقم تمہاری پسند کے مطابق ادا کروں گا۔"

"دو ارب ڈالر۔" گارتھا نے کہا۔

"اس میں میری طرف سے کچھ اضافہ ہی کرلو اور جس شکل میں بھی چاہو تمہیں یہ رقم مل سکتی ہے۔" گارتھا کا منہ حیرت سے کھلا اور اس کے بعد اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم سے سودا کیا جاسکتا ہے امیر ارتقا ہاشمی لیکن اس کے سلسلے میں ہمیں تفصیلات طے کرنا ہوں گی۔"

"میں تم سے ہر طرح کی گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں اور سچ مانو ان تمام تر تفصیلات کے بعد میرے دل میں یہ بات پوری طرح مستحکم ہوگئی ہے کہ تم ان لوگوں کی زندگی کی ضامن بن سکتی ہو۔"

"بلاشبہ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ اوشین ٹریژر کے پوائنٹس اس کے اپنے ہیں

لیکن ہر جگہ میرا تسلط ہے اور میں جہاں جو چاہوں کر سکتی ہوں۔"

"مجھے یقین ہے اس کا میں تمہیں تمہاری منہ مانگی رقم ادا کرنے کے لیے تیار ہوں اگر تمہارے ذہن میں یہ خیال ہو کہ میں اس سودے بازی سے انحراف کر جاؤں گا تو سنو۔ پہلے تم اپنی یہ دولت حاصل کر لو اس کے بعد ہمیں رہائی دے دینا۔ مگر ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔" گارتھا کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے آہستہ سے کہا

"شعبان کہاں ہے امیر ارتقا....؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"دیکھو شعبان کا حصول میرے لیے انتہائی ضروری ہے۔ یہ سمجھ لو کہ اس میں میرا ذاتی مفاد بھی شامل ہے۔"

"ضرور ہوگا اور اگر شعبان کے بارے میں مجھے علم ہوتا تو تمہیں ضرور بتادیتا کیونکہ اس کی زندگی بھی ان تحفظ حاصل کرنے والوں کی زندگی میں شامل ہوگی۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ مجھے اسے نقصان پہنچانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ لیکن کم از کم یہ پتا تو چلنا چاہیے کہ وہ گیا کہاں؟"

"وہ شاید اسی وقت سے غائب ہے جب وحشیوں نے جہاز پر حملہ کیا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ سمندر میں اتر گیا۔"

"اس بات کے امکانات ہیں۔ کیونکہ وہ بہترین سمندری تیراک ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں۔ لیکن وہ تنہا کیا کر سکے گا۔ کہیں وہ کسی منصوبے کے تحت پانی میں نہ گیا ہو۔"

"وہ واقعی تنہا کچھ نہیں کر سکے گا۔ یہاں کی تو دنیا ہی نرالی ہے۔ میں حیران ہوں کہ سمندر کے دور دراز حصوں میں بھی اس طرح کی آبادیاں موجود ہیں۔"

"ہوں، شعبان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تمہاری ذمہ داری ہوگی۔ جہاں تک ان لوگوں کے تحفظ کا معاملہ ہے تو ابھی انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میری اور مسٹر آر ڈی شاڈٹ کی گفتگو ہو چکی ہے خوراک کے ذخائر یہاں منتقل ہو جائیں گے اور تم لوگ ان سے اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرو گے۔ باقی جہاں تک مسئلہ اس سودے کا ہے جو تم نے مجھ سے کیا ہے تو دوسری ملاقات میں ہم اس کے لیے مزید گفتگو کریں گے۔ تم مجھے سوچنے کا موقع دو۔"

"کیا اس بات پر سوچنے کی ضرورت بھی ہے۔ تم یہاں حاکمانہ حیثیت رکھتی ہو۔ ان لوگوں کی مجال نہیں ہے کہ تم سے انحراف کریں۔ اس کے بعد اخناطون کو یہاں سے روانہ ہونے میں کیا دقت پیش آسکتی ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابھی حالات میرے کنٹرول میں ہیں۔ آرڈی شاڈٹ نے تم لوگوں کی گرفتاری کے بارے میں اوشین ٹریزر سے رابطہ ضرور قائم کیا ہے لیکن اسے ابھی تک یہ ہدایت نہیں ملی کہ بعد میں اسے کیا کرنا ہے۔ ایسی صورت میں خود کام کر سکتی ہوں۔ لیکن مجھے ابھی وقت درکار ہوگا۔ کیونکہ میں تمہارے جال

میں بھی نہیں پھنسنا چاہتی۔ بات یہ نہیں ہے کہ مجھے تمہاری دولت میں کمی کا احساس ہو یا ایسی اور کوئی بات ہو۔ لیکن میں نے جو کارروائی کی ہے اس کے جواب میں تمہاری طرف سے بھی کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنے دشمنوں پر نگاہ رکھی ہے اور یہ سوچا ہے کہ میرے دشمن مجھے کس انداز میں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تمہیں بھی میں اپنے دوستوں میں نہیں شمار کر سکتی خاص طور سے ان واقعات کے بعد۔"

"میں جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں حق بجانب ہو۔ جو کچھ بھی کرنا چاہو مجھ سے اس سلسلے میں گفتگو کرو۔"

"ابتدا میں، میں تمہیں یہ ضمانت دیتی ہوں کہ ان میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ ہاں شعبان کی تلاش بے حد ضروری ہے اور اگر اس نے مجھ سے انحراف کیا اور نکل جانے کی کوشش کی تو میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے گا یا نہیں۔ ہو سکتا ہے اسے مرنا پڑے۔ تاہم میں کوشش کروں گی کہ وہ زندہ ہی گرفتار ہو اور اس کے بعد میں یہ سودا مکمل کر لوں گی۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں آرڈی شاڈٹ کو بھی کچھ چکر دینا پڑے گا۔ کیونکہ میں تنہا ہوں اور وہ یہاں اپنے پورے عملے کے ساتھ ہے۔ لیکن غور کرنے کے بعد کوئی ایسا مسئلہ ضرور بنالوں گی جس سے ان لوگوں کے ہاتھوں سے تمہیں نکالا جا سکے۔ حالانکہ ایک، منصوبہ میرے ذہن میں فوری طور پر آرہا ہے۔ یہ یہاں تعداد میں کل تیس ہیں اور تمہارے ساتھی ان کے قیدی ہیں۔ قیدیوں میں بغاوت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ قیدی ان لوگوں کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں میں یہ پروگرام بناؤں گی اگر اس کی ضرورت پیش آئی تو پھر تمہارے ساتھیوں کو بھی اپنا بقاء کی جدوجہد کرنا ہوگی۔ میں صرف یہ بات چاہتی ہوں کہ اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم ہوئے بغیر ہم لوگ اس سلسلے میں کوئی منصوبہ بنالیں۔"

"یہ تم پر منحصر ہے۔ تم واقعی کوئی منصوبہ بنالیتی ہو تو پھر یوں سمجھ لو کہ میں نے جو وعدہ تم سے کیا ہے اس کی تکمیل کروں گا۔"

"ٹھیک ہے لیکن جلد بازی نہ کرو اپنے ساتھیوں سے کہہ دینا کہ ان لوگوں سے تعاون کرتے رہیں۔ اب تمہاری اور ان کی حفاظت کی ذمہ دار میں ہوں ہم کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے یہ میرا وعدہ ہے۔"

"تو میری تم سے دوسری ملاقات کیسے ہوگی۔"

"مجھے خود ہی اس سلسلے میں تم سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اطمینان سے رہو ضرورت کی ہر چیز تمہیں پہنچا دی جائیگی۔ ویسے بھی اخناطون پر تم نے جو ذخائر جمع کر رکھے ہیں وہ تو تمہارے لیے سالہا سال کو کافی ہیں جبکہ ہمیں یہاں چند روز سے زیادہ نہیں گزارنے ہوں گے۔"

"میڈم گارتھا میں خود بھی تمہارے ساتھ اس منصوبے میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

"مطلب......"

"میں اپنے دوستوں سے گفتگو کروں گا ایک

خیال اور میرے ذہن میں آتا ہے۔"

"کیا؟" اس نے سوال کیا۔

"یہاں ان لوگوں کے پاس اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم کرنے کے آلات ہوں گے"

"ظاہر ہے۔"

"کسی طرح تم ان آلات کو ناکارہ بنادو۔ اگر وہ آلات ناکارہ ہوجائیں تو فوری طور پر یہ خطرہ ٹل جائے گا کہ آرڈی شاؤٹ کو اوشین ٹریژر کی طرف سے کچھ ہدایات مل سکتی ہیں۔ ویسے بھی آرڈی شاؤٹ اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم کرکے اپنے لیے امداد حاصل کرسکتا ہے۔ جبکہ اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ ہمیں اس کے خلاف عمل کرنا پڑے گا۔" گارتھا نے حیران نگاہوں سے امیر ارتقاہاشی کو دیکھا اور آہستہ سے بولی

"مجھے تمہاری یہ تجویز بے حد پسند آئی ہے۔ واقعی ہمیں ہر قیمت پر آرڈی شاؤٹ کو اوشین ٹریژر سے رابطہ قائم کرنے سے روکنا ہے۔ لیکن جلد بازی نہیں"

"میں تمہاری اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں سمجھتی ہوں کہ تمہارا آنا بہتر ثابت ہوا اور میرے تمہارے درمیان ایک کارآمد گفتگو ہوئی ہے۔ لیکن امیر ارتقاہاشی ایک بات اور ذہن نشین کرلو۔ میں دھوکے بازوں کی نسلیں فنا کردیتی ہوں۔"

"بہتر ہے کہ تم مجھے یہ دھمکیاں نہ دو۔ جو معاوضہ تم نے مجھ سے ان لوگوں کے تحفظ کا طلب کیا ہے اگر اسے چار گنا بھی کردیا جاتا تو میں اپنی ان دوستوں کی زندگی بچانے کے لیے یہ سب کچھ ضرور کرتا۔ کیونکہ مجھے اس بات کا بھی غم ہے کہ تمہاری وجہ سے میں ان لوگوں سے کٹ گیا۔ وہ لوگ بہت اچھے ہیں بلاشبہ وہ سب بہترین ہیں۔"

"ڈھائی ارب ڈالر معاوضہ ایسا نہیں ہے امیر ارتقاہاشی کہ میں تم سے اختلاف کروں۔" گارتھا نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا

"تو پھر مجھے اجازت دو میں تم سے رابطے کا انتظار کروں گا۔" امیر ارتقاہاشی نے کہا اور گارتھا نے آنکھیں بند کرکے مسکراتے ہوئے گردن ہلادی۔ پھر گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا اور جو شخص اندر آیا اس سے کہا کہ امیر ارتقاہاشی کو عزت و احترام کے ساتھ واپس ان کے ساتھیوں کے درمیان پہنچا دو۔ امیر ارتقاہاشی کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

❀

شعبان ایک سرکش گھوڑے کی مانند تھا کسی بھی چیز کو خاطر میں نہ لانے والا۔ سولی سانا نے اسے جس جگہ مقیم کیا تھا وہ وہیں پر تھا لیکن دن کی روشنی میں جب سولی سانا کی آمد کا کوئی امکان نہیں تھا شعبان نے غار چھوڑ دیا اور باہر چل پڑا۔ وہ چھپتا چھپاتا ساحل کے اسی حصے کی سمت جارہا تھا جہاں وہ لوگ قیام پذیر تھے۔ جہاں اوشین ٹریژر والوں نے اپنی آبادیاں قائم کررکھی تھیں۔ اس نے ان لوگوں کو پرسکون دیکھا اور خود بھی کسی حد تک مطمئن ہوگیا۔ یقیناً وہ شیرازی اور دردانہ کے لیے پریشان تھا۔ وہ کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتا تھا جس سے ان لوگوں کی رہائی ممکن ہوجائے۔ گو ابھی تک ایسی کوئی ترکیب اس کے ذہن میں نہیں

آسکی تھی۔ لیکن وہ غیر مطمئن نہیں تھا۔ سولی سانا سے جو معلومات اسے حاصل ہوئی تھیں وہ بھی اس کے ذہن میں تھیں اور وہ ان سوچوں میں مبتلا تھا کہ ان کی رہائی کے لیے کیا بندوبست کیا جائے۔ اخناطون کا جائزہ بھی وہ لے چکا تھا۔ اخناطون پر ان لوگوں کا مکمل قبضہ تھا اور کسی طرح سے اخناطون پر پہنچنے کی کوشش کر بھی لی جائے تو وہ تنہا وہاں کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ وہ جذباتی ہوکر کام کرنے کا عادی نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اخناطون پر جو کارروائیاں کی تھیں وہ نتیجہ خیز رہی تھیں اور اس نے بڑا فائدہ اٹھایا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ دوسرے لوگوں کے لیے اس کے دل میں احترام تھا اور انہی کے احمقانہ اقدامات کی وجہ سے یہ نتائج برآمد ہوئے تھے۔ اس وقت وہ انہی غاروں میں موجود تھا۔ آسمان پر چاند کھلتا جارہا تھا اور اس پراسرار جزیرے کا ماحول منور ہونے لگا تھا۔ سولی سانا کی کیفیت کا اس نے کسی حد تک اندازہ لگایا تھا۔ وہ بہت اچھی دوست ثابت ہورہی تھی۔ لیکن جہاں تک شعبان کا اندازہ تھا اس کے ذہن میں بھی وہی تمام تصورات جنم لے رہے تھے جن کا شعبان کے ذہن سے کوئی گزر نہیں تھا۔ اس کے اپنے دل میں ایک خیال تھا اور وہ اس تصور کو حقیقت کے روپ میں دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ اس کے علاوہ اس کے دل میں کوئی اور خیال کبھی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ حالانکہ انسانی زندگی میں یہ ساری چیزیں ایک انوکھی حیثیت رکھتی ہیں اور صرف تصورات کو حقیقتوں کا رنگ نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن نجانے شعبان کے ذہن میں وہ کون سے جذبے تھے جو اسے اس بات کا یقین دلا رہے تھے کہ جو تصور اس کے اپنے ذہن میں ہے وہ حقیقت سے دور نہیں ہے اور پھر اسے کوئی جلدی بھی نہیں تھی۔ زندگی بڑے پرسکون انداز میں گزر رہی تھی اس کے اپنے لیے سمندر موجود تھا جس کی بیکراں وسعتوں میں کھوکر وہ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز ہوجاتا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے سمندر اس کی زندگی ہے۔ اگر یہی زندگی اسے ملتی رہے تو باقی کسی اور شے کی خواہش اس کے دل میں کبھی پیدا نہ ہو۔ وہ محبت کرنے والے جنہوں نے اسے پروان چڑھایا تھا اس سمندر کے بعد اس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ تھے۔ خاموش ماحول میں قدموں کی چاپ پیدا ہوئی اور وہ چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔ ایک پتھریلی چٹان پر لیٹا ہوا تھا۔ سولی سانا کے قدموں کی آواز اب اس کے کانوں سے پوری طرح آشنا تھی۔ وہ آرہی تھی۔ روزانہ اس کے لیے بہت کچھ لے کر آتی تھی۔ اب اس کے انداز میں بڑی تبدیلی آچکی تھی۔ اس وقت بھی وہ حسین پھول اپنے بالوں میں سجائے چاندنی میں انتہائی دلکش نظر آرہی تھی اور شعبان اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سولی سانا غار کے دروازے پر پہنچی تو شعبان اوپر سے نیچے کود آیا اور وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"تم، تم اوپر تھے۔"

"ہاں"

"مجھے افسوس ہے کہ تم یہاں تنہا رہتے ہو دل تو چاہتا ہے کہ سارا دن اور ساری رات تمہارے ساتھ رہوں لیکن تمہارے تحفظ کے خیال سے دل کی

اس بات کو عملی جامہ نہیں پہنانا چاہتی۔"

"ظاہر ہے تمہارے اپنے بھی مسائل ہوں گے سولی سانا"

"ہاں۔ لیکن دل چاہتا ہے کہ اگر مسائل سے دور نکل آؤں اور اپنا زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزاروں" شعبان نے کوئی جولب نہیں دیا سولی سانا نے کہا۔

"دیکھو میں نے تمہارے لیے چند چیزیں تیار کی ہیں تمہیں پسند آئیں گی۔ حالانکہ میں کھانے پکانے سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں لیتی۔ لیکن ان دنوں بہت سے ایسے شناسا اور میری دوست لڑکیاں جو مجھے بہت عرصے سے جانتے ہیں حیران ہیں کہ میرے اندر یہ تبدیلی کیوں رونما ہوگئی ہے۔ دراصل آرنو ڈوم نے مجھے مردوں کی طرح پرورش کیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ میرے اندر عورت پن پیدا ہونے پائے اور اسی وجہ سے میں نے ان چیزوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی مجھے گھڑ سواری سے عشق ہے۔ نشانہ بازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی اور بہت سے ہتھیار چلانا جانتی ہوں۔ سمندر میں تم نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ پانی کی گہرائیوں میں، میں مچھلی کی مانند تیرتی ہوں لیکن اس کے باوجود اب میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہونے لگی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو سجاؤں اور تمہارے سامنے اس انداز میں آؤں کہ تمہاری آنکھوں میں مجھے دیکھ کر چمک پیدا ہو جائے۔" سولی سانا نے انتہائی بے باک انداز میں اظہار کیا۔ لیکن شعبان ظاہر ہے ان الفاظ کا جولب اس انداز میں نہیں دے سکتا تھا جس انداز میں سولی سانا کی خواہش ہوگی۔ اول تو اس میں جھوٹ شامل ہوجاتا اور اس کے علاوہ وہ اس لڑکی کو دھوکے میں بھی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ مصلحت اس بات کا تقاضہ کرتی تھی کہ اسے جس طرح بھی ہو سکے اپنے جال پھانسے رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ان لوگوں کی رہائی کا کوئی معقول بندوبست ہوسکے۔ پھر بھی اس نے اپنے آپ کو نرم کرتے ہوئے کہا۔۔

"تم میری دوست ہو اور میں اس بارے میں اکثر سوچتا ہوں۔ یہ خیال میرے ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اس دوستی کے جواب میں تمہیں کیا دوں گا۔" سولی سانا کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"تم صرف وعدہ کرلو کہ اس دوستی کے جولب میں مجھے کچھ دو گے۔"

"مطلب۔۔۔"

"بعض اوقات انسان اپنی طلب خود ہی مانگ لیتا ہے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ لیکن میں خالی ہاتھ ہوں اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں تمہیں دے سکوں۔"

"تمہارے پاس تمہارا اپنا وجود ہے جو اتنا قیمتی ہے کہ کائنات کے سارے خزانے اس کے سامنے بیکار ہوجاتے ہیں۔"

"اوہ یہ تمہاری سوچ ہے صرف ایک محبت کرنے والے دوست کی سوچ۔" شعبان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب جو میں لائی ہوں اسے کھالو جب تم میری بنائی ہوئی چیزیں کھاتے ہو تو مجھے ذہنی سکون

ملتا ہے۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور اس کی لائی ہوئی چیزیں کھانے میں مصروف ہوگیا۔ وہ اسے خاموش نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔

"ایک بات پوچھوں شعبان۔۔۔"

"ہاں ضرور۔۔۔"

"میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر کبھی تمہیں یہاں سے جانے کا موقع مل گیا تو کیا تم چلے جاؤ گے۔"

"میں سمجھا نہیں۔۔"

"میرا مطلب ہے اگر گرفتار شدہ لوگوں کو رہائی نصیب ہوگئی تو وہ یقیناً تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جانا پسند کریں گے تم اس وقت کیا کرو گے۔۔"

"میں ہر قیمت پر ان لوگوں کی رہائی چاہتا ہوں۔ اور جہاں تک میرے جانے کا مسئلہ ہے تو۔ تو اگر ان لوگوں کی رہائی میری زندگی کی قیمت پر ہوجائے تو میں ان کے لیے یہاں رہ بھی سکتا ہوں۔" وہ شعبان کی بات سن کر سوچ میں ڈوب گئی پھر کسی قدر حیران لہجے میں بولی۔۔

"ان کے لیے۔۔۔"

"میرا مطلب ہے اگر انہیں رہائی حاصل ہوجائے تو میں یہاں رہ سکتا ہوں تمہارے پاس تمہارے ساتھ۔" سولی سانا کھل اٹھی۔ دیر تک وہ بند آنکھوں سے شعبان کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"تم یہاں رہ جاؤ تو میں سمجھوں گی کہ اس ویران جزیرے پر جو دنیا کی آبادیوں سے بہت دور ہے زندگی کی ہر خوشی مجھے حاصل ہو جائے گی۔"

شعبان نے کوئی جولب نہیں دیا سولی سانا کہنے لگی۔

"مگر ان لوگوں کی رہائی کیسے ہوگی؟"

"میں اسی کے لیے پریشان ہوں پتا نہیں آرنوڈوم اس سلسلے میں میرے کام آسکتا ہے یا نہیں۔" سولی سانا کسی قدر تشویش سے ہونٹ سکوڑ کر خاموش ہوگئی۔ وہ گہری سوچ میں گم ہوگئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

"میرے خیال میں ممکن نہیں ہے۔۔۔"

"کیا مطلب؟" شعبان نے سوال کیا

"آرنوڈوم ان لوگوں کا بہت گہرا دوست ہے۔ اوشین ٹریڈرز کے تمام لوگ اس کے ساتھی ہیں کیونکہ یہ ہمارے سب سے زیادہ قریب ہیں۔"

"ایک بات بتاؤ۔ کیا یہاں نئے آنے والوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے؟"

"نہیں سمجھی۔"

"میرا مطلب ہے کہ اوشین ٹریڑر والے جس وقت یہاں آئے ہوں گے تو آرنوڈوم پہلے سے یہاں موجود ہوگا۔"

"بہت پہلے سے۔"

"ان کو آرنوڈوم نے کیسے قبول کرلیا۔"

"یہ تو میں نہیں جانتی لیکن آرنوڈوم نے اگر ان لوگوں کو قبول کیا تو صرف طاقت کی زبان سن کر ورنہ وہ اپنے قریب غیروں کی آبادی پسند نہیں کرتا۔ اس سے بہت سے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ غالباً ان دونوں کے درمیان ایسی بات ہوئی ہوگی جس سے دونوں نے اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا ہوگا ویسے ان لوگوں نے کبھی آرنوڈوم کے مفادلت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی اور جو ذمہ داریاں ان پر عائد کردی گئیں انہیں قبول کیا۔ آرنوڈوم کے اور ان کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا اگر اختلاف ہوتا تو میں نہیں کہتی کہ اس کے نتائج کیا ہوسکتے تھے چنانچہ آرنوڈوم اور یہ اچھے دوستوں کی طرح ساتھ رہتے ہیں اور اگر مجھے کبھی کوئی خدشہ پیدا ہوتا ہے تو صرف یہی کہ آرنوڈوم ان کا دوست ہے اور ان کے خلاف کوئی کارروائی کسی کے کہنے سے پسند نہیں کرے گا۔"

"تب تو بڑی مشکلات پیدا ہوجائیں گی۔ ویسے آرنوڈوم کو دولت بہت زیادہ پسند ہے۔ اگر دولت کے نام پر ہی اس سے کچھ سمجھوتا ہوسکے تو۔"

"ہاں مگر اس کے اپنے اصول ہیں۔ دولت لے کر بھی وہ شاید اپنے ان ساتھیوں کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔"

"تو پھر تو میرا یہاں چھپے رہنا بالکل بے کار ہوجاتا ہے۔" شعبان نے کسی قدر مایوسی سے کہا اور سولی سانا اس کا چہرہ دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"میں جو ہوں شعبان۔"

"مگر تم کیا کرسکتی ہو؟"

"تمہارے لیے سب کچھ۔ سنو اگر آرنوڈوم ان لوگوں سے تمہارے ساتھیوں کو رہا کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکا تو ضرورت پڑی تو ہم سلانوبیہ کا سہارا لیں گے۔"

"سلانوبیہ! یہ کون ہے؟"

"ہمارے مشرقی حصے میں کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد نوبیہ قبیلہ آباد ہے۔ نوبیہ قبیلے کی حکمراں ایک عورت ہے جس کا نام سلانوبیہ ہے۔ سلانوبیہ میری اچھی دوست ہے۔ وہ طاقت کے بل پر اس قبیلے کو اپنے قابو میں کیے ہوئے ہے اور وہاں ملکہ کی حیثیت سے مانی جاتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آرنوڈوم اور سلانوبیہ کے درمیان مفاہمت ہے اور یہ دونوں بھی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے اگر سلانوبیہ کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ میں تمہیں چاہنے لگی ہوں اور تمہارے ساتھ رہنے کی خواہش مند ہوں اور تمہاری شرط یہ ہو کہ تمہارے قبیلے والوں کو رہا کردیا جائے اور انہیں واپسی کی اجازت دے دی جائے تو تم میری زندگی میں شامل ہوسکتے ہو۔ اگر سلانوبیہ ان تمام تفصیلات کو جان لے تو وہ اس کے بعد یا تو آرنوڈوم کو اس بات کے لیے تیار کرسکتی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو مجبور کردے یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ خود تمہاری مدد کرنے پر آمادہ ہوجائے۔"

"آرنوڈوم کے خلاف۔"

"نہیں شاید اس کے خلاف تو وہ عمل نہ کرے لیکن ہماری کسی ترکیب پر عمل کرلے۔" شعبان غیر مطمئن انداز میں گردن ہلانے لگا اور بولا۔

"نہیں یہ حل نہیں ہے۔ ویسے سلانوبیہ کا قبیلہ کہاں آباد ہے۔"

"شمال میں اس طرف جہاں درختوں کی چوٹیاں پہاڑوں سے اونچی نکل گئی ہیں ان پہاڑوں کے عقب میں تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد نوبیہ کے لوگ آباد ہیں۔"

"یہاں کتنے افراد وہاں رہتے ہیں؟"

"آرنوڈوم کے قبیلے سے بڑی تعداد ہے ان کی۔ کیونکہ وہ وہاں ہم سے پہلے سے آباد ہیں۔"

"سلانوبیہ کی عمر کیا ہے۔"

ہم عمروں کا کوئی اندازہ نہیں رکھ پاتے۔ ویسے وہ جوان ہے خوبصورت ہے۔"

"کیا اس کا شوہر بھی اس کے ساتھ ہے۔" شعبان نے پوچھا اور وہ ہنس پڑی اس نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے شادی نہیں کی کیونکہ وہ اس قبیلے کی روحانی پیشوا بھی ہے اور ایسے لوگ شادیاں نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے معاملات سے اس انداز میں متاثر نہیں ہوتے جس انداز میں دوسرے۔ یہی حکمرانی کی شرط ہے۔"

"خوب۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا۔

"لگتا ہے جیسے یہ آبادی جہاں تم لوگ رہتے ہو انسانی آبادی سے بالکل الگ تھلگ ایک ایسی پراسرار دنیا کی آبادی ہو جس کا تعلق مہذب دنیا سے بالکل نہ ہو۔"

"یہ ایک سچ ہے شعبان تم سمجھتے کیوں نہیں۔ ہم مہذب دنیا سے اتنا فاصلہ رکھتے ہیں کہ بس وہاں سے ہماری کچھ ضرورتیں ہی پوری ہوجائیں ورنہ وہاں کے معمولات کا یہاں پر کوئی دخل نہیں ہے۔" شعبان کافی دیر تک سوچتا رہا اور پھر اس کے بعد گہری سانس لے کر بولا۔

"بہرحال یہ ذمہ داری تمہاری ہے اگر تم یہ چاہتی ہو کہ میں یہاں رہ جاؤں تو میرے ساتھیوں کی آزادی کا کوئی نہ کوئی بندوبست کردو۔" وہ سوچ میں ڈوب گئی اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"نوبیہ بہت طاقتور ہے اور آرنوڈوم ان سے بگاڑ نہیں سکتا۔ لیکن یہ بڑا الجھا ہوا مسئلہ ہے۔ اگر کسی طرح آرنوڈوم ان لوگوں سے بگڑ بھی جائے میرا مطلب ہے اوشین ٹریڑر والوں سے تب بھی شاید وہ ان کے خلاف جنگ کرکے کامیاب نہیں ہوسکتا۔"

"کیوں؟"

"ان کے پاس سائنسی ہتھیار ہیں۔ آرنوڈوم نے ایک بار مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس کا قبیلہ ان لوگوں کے مقابلے پر آجائے تو ان کے پاس موجود سائنسی ہتھیار اس کے آدھے قبیلے کو ضرور ختم کرسکتے ہیں اور وہ اپنے آدمیوں سے ایک باپ کی طرح ہی محبت کرتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے لیے نقصان نہیں خریدنا چاہے گا۔ تاہم میں دیکھوں گی کہ میں اس سلسلے میں کیا کرسکتی ہوں۔" سولی سانا خاموش ہوگئی۔ شعبان بھی کچھ سوچنے لگا لیکن اس کے حساس کانوں نے کچھ

اور آہٹیں محسوس کی تھیں اور وہ چونک کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے تعجب سے کہا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"یہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔" شعبان نے کہا اور وہ بھی حیرانی سے کھڑی ہوگئی۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر تھوڑے ہی فاصلے پر اسی غار کے دوسرے حصے میں اسے آرنوڈوم کھڑا ہوا نظر آیا۔ سولی سانا کے حلق سے ایک آواز نکلی اور وہ ساکت رہ گئی۔ شعبان بھی پریشان نگاہوں سے آرنوڈوم کو دیکھنے لگا جو کسی سنگی ستون کی مانند خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے اور اس کا بھیانک چہرہ ان کے سامنے تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید غصے کے آثار نظر آرہے تھے چاند کی مدھم روشنی میں اسے بغور دیکھا جاسکتا تھا وہ شاید دیر سے یہاں موجود تھا اور ان لوگوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ جب اسے یہ اندازہ ہوگیا کہ اسے دیکھ لیا گیا ہے تو وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا۔ شعبان کو نظر انداز کر کے اس نے سولی سانا کو دیکھا اور سرد لہجے میں بولا۔

"کیا تو مجھ سے غداری کی مرتکب نہیں ہوئی ہے سولی سانا؟"

اس کے ہونٹ کھلے اور پھر بند ہوگئے۔ وہ بری طرح بدحواس ہوگئی تھی۔

"اور تو یہ بھی جانتی ہے کہ میں نے زندگی میں صرف اس شخص سے نفرت کی ہے جس نے مجھ سے نفرت کا آغاز کیا ہو۔ ورنہ میں تو کسی جانور سے بھی محبت کرتا ہوں سول سانا تو میری بہن ہے اور میں نے تجھے جس انداز میں پروان چڑھایا اس کے بارے میں تجھے خود اندازہ ہے۔ لیکن آج اس اجنبی کے سامنے تو نے جس طرح ہر بات کھول کر رکھ دی ہے کیا اس کے بعد اس بات کی گنجائش ہے کہ میں تجھے اپنا ہمدرد اپنا دوست اور اپنی بہن تصور کروں۔" سولی سانا نے پھر بولنے کی کوشش کی لیکن نہ بول سکی۔ شعبان خود ہی دو قدم آگے بڑھ آیا تھا۔ اس نے کہا۔

"آرنوڈوم میں تمہیں جانتا ہوں۔ اس وقت سے جانتا ہوں جب تم نے اخناطون پر حملہ کیا تھا، میں اس وقت اخناطون سے پانی میں اُتر گیا تھا اور اس کے بعد اپنی زندگی بچانے کی جدوجہد کرتا رہا ہوں اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے کسی جانور سے بھی محبت کی ہے تو مجھے دیکھو میں ایک انسان ہوں مصیبتوں کا شکار ایک انسان اور پناہ لینے کے لیے تمہارے قبیلے میں آگیا ہوں۔" آرنوڈوم کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"مہذب دنیا سے میرا اتنا واسطہ رہ چکا ہے نوجوان کہ میں وہاں کے رہنے والوں کے ایک ایک پہلو کو سمجھتا ہوں۔ میں الفاظ کی مار بھی جانتا ہوں اور وحشت و بربریت کی مار بھی۔ میں نے وہ کچھ سہا ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اور اب وقت نے مجھے یہ بتایا ہے کہ اگر کسی جعل ساز سے بچ سکو تو یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔ تم مجھے الفاظ کی زبان استعمال کر کے گھیرنا چاہتے ہو۔ لیکن ابھی تمہاری عمر بہت کم ہے۔ تم نے ابھی اس دنیا کا کوئی تجربہ نہیں کیا۔ میں وہ شخص ہوں جو ہر تجربے سے گزر چکا ہوں۔ میں تم سے محبت کیسے

کرسکتا ہوں تم ان لوگوں میں سے ہو جو گرفتار ہوتے ہیں اور جن کی گرفتاری کے لیے مجھے معاوضہ ادا کیا گیا ہے۔ دکھ ہے تو مجھے اپنی بہن پر جس نے میرے تمام خیالات کو جاننے کے باوجود تم سے دوستی کی جانب قدم بڑھایا۔ آج تک میں یہی سمجھتا رہا تھا کہ جس کے خلاف میں عمل کروں گا میری بہن اسے دل سے برا تسلیم کرے گی اور کسی بھی جال میں گرفتار نہیں ہوگی لیکن یہ بھی میرا تجربہ ہی ہے کہ بڑے بڑے سرکشوں نے بڑے بڑے طاقتوروں نے بڑے بڑے دلیروں نے اگر مار کھائی ہے تو صرف عورت کے ہاتھوں۔ یہ عورت کبھی اسے محبوبہ کی شکل میں ملی کبھی ماں کی شکل میں کبھی بہن اور بیٹی کی شکل میں۔ لیکن اس کا وجود عورت ہی کا وجود رہا اور آج وہ کہانیاں میرے سامنے زندہ ہوگئی ہیں۔ ایک عورت ایک لڑکی جسے میں نے اپنی روح سے زیادہ چاہا میرے لیے موت کا وہ سامان مہیا کررہی ہے جو بالآخر مجھے فنا کی گھاٹیوں میں پہنچادے گا۔ میں کوئی قسم نہیں کھاسکتی کیونکہ جن قسموں کو کھایا جاتا ہے ان سے میرا اعتماد اٹھ چکا ہے۔ لیکن میں سچ کی قسم ضرور کھاؤں گا اور وہ سچ یہ کہتا ہے کہ میں اس وقت اپنی بہن کے ہاتھوں مصیبت کے جال میں گرفتار ہونے جارہا تھا۔ اگر کوئی ایسا مرحلہ ہوتا جس میں مجھے سولی سانا کے لیے زندگی قربان کرنا پڑتی تو محبتوں کے ان رشتوں کے نام پر جو میرے لیے اس کے دل میں اور اس کے لیے میرے دل میں تھے میں اس کے لیے اپنی زندگی قربان کردیتا لیکن اس نے پورے قبیلے کو داؤ پر لگادیا ہے۔ ہاں اس نے تمہیں جو کچھ بتایا بالکل سچ ہے۔ وہ لوگ سائنسی ہتھیاروں سے آراستہ ہیں اور ہم ان ویرانوں میں ان ہتھیاروں کا توڑ نہیں دریافت کرسکتے۔ ہم ہی کیا بلکہ یہاں رہنے والے جتنے قبیلے ہیں وہ سائنسی ہتھیاروں کے ذریعے ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ گو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اگر ہم ان کے مقابلے پر جائیں گے تو نقصان ہمیں ہی اٹھانا پڑے گا۔ میں کسی سے ڈرتا نہیں ہوں لیکن اپنے قبیلے کے ایک ایک فرد کی زندگی بچانا چاہتا ہوں اور یہ کسی بھی طور ممکن نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں ان سے محفوظ رکھوں۔ سمجھ رہے ہو یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہیں گرفتار کر کے ان کے پاس پہنچادوں۔" شعبان سرد نگاہوں سے آرنوڈوم کو دیکھنے لگا۔ سولی سانا ایک قدم آگے بڑھا کر بولی۔

"لیکن اس میں میری تم سے نفرت یا تمہارے خلاف کسی عمل کا پہلو نہیں نکلتا۔ بے شک تم میرے بھائی ہو اور تم نے مجھے وہ سب کچھ دیا ہے جسے زندگی کہا جاسکتا ہے لیکن غالباً یہ بھی تم ہی نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ ایک مخصوص وقت تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد انسان کو اپنی زندگی پر اختیار ہوتا ہے۔ کیا تم مجھ سے میری زندگی کا اختیار چھین لینا چاہتے ہو۔"

"نہیں۔" آرنوڈوم نے پتھریلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ میری زندگی ہے۔ اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو میں اپنی زندگی کھودوں گی۔"

"وہ تمہارا عمل ہوگا تم نے وہ تمام دھاگے اپنے ہاتھ سے توڑ دیے ہیں جو میرے اور تمہارے

درمیان تھے۔ اب تم اگر مرجاؤ تو میں اسے اپنی مجبوری ہی تصور کروں گا۔ تمہاری محبت میں میں اپنے قبیلے کے لیے نقصان نہیں خریدنا چاہتا۔"

"لیکن میں بھی ان سے جنگ نہیں چاہتا آرنوڈوم۔ میں صرف اپنے ساتھیوں کی رہائی کے لیے کوششیں کر رہا ہوں۔"

"اور میں یہ بات جانتا ہوں کہ میری بہن سولی سانا نے تمہیں نوبیہ کے بارے میں بتایا ہے۔ میں دولت کے لالچ میں اخناطون پر حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کرانے کا باعث بنا ہوں اگر انہیں دولت کا لالچ دیا جائے تو نوبیہ والے بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے نتیجے میں میرے قبیلے کو جو نقصان پہنچے گا وہ میرے لئے ناقابل قبول ہو گا۔"

"فرض کرو اگر نوبیہ والے ان لوگوں کے خلاف کچھ کرتے ہیں تو اس کے ذمہ دار تم تو نہ ہو گے۔"

"نہیں یہ تم بالکل درست کہتے ہو لیکن یہاں جس کام کا آغاز ہو جائے گا وہ میرے لئے ناقابل قبول ہے۔"

"یہ تم غلط بات کر رہے ہو آرنوڈوم۔ اگر تم اپنی محبتوں کو اسی قدر محدود پاتے ہو تو میں بھی جواب میں تم سے یہی کہہ سکتی ہوں کہ تمہارا یہ پروپیگنڈہ بیکار ہے۔ فرض کرو اگر سلا نوبیہ میری خواہش پر ان لوگوں کے خلاف عمل کرنے پر تیار ہو جاتی ہے تو اس سے بھلا تمہارے قبیلے کو کیا نقصان پہنچے گا۔"

"اور میں اس وقت کے بارے میں کبھی بھول کر بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ تو ایک دن مجھ سے اس زبان میں گفتگو کرے گی۔"

"میں نے ایک سچ کہا ہے۔ یہ شخص میرے لیے بہت قیمتی ہے تمہارے لیے اگر یہ بے مقصد ہو سو ہو۔ اگر اس کے لیے مجھے تم سے بھی بغاوت کرنا پڑی تو میں یہ کروں گی پہلے میری زبان بند تھی تمہارے احترام میں تمہاری محبت میں تمہاری عنایتوں کے جواب میں لیکن تم نے یہ سارے دھاگے خود ہی توڑ دیئے ہیں تو اب میں بھی آزاد ہوں۔"

"لیکن تو آزاد نہیں ہے سولی سانا۔ مجھے تجھ پر شبہ تھا جب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ تو غداری کر رہی ہے تو میں نے تیرا تعاقب کیا اور یہاں تک پہنچ گیا۔ میں تنہا نہیں ہوں دیکھ اپنے چاروں طرف میرے وفادار تیرے اردگرد موجود ہیں۔" سولی سانا اور شعبان نے نگاہیں گھما کر دیکھا دو دو آدمیوں کی ٹولی میں آرنوڈوم کے ساتھی بے شمار تعداد میں یہاں موجود تھے۔ سولی سانا نے کہا۔

"تو اب مجھے کیا کرنا ہو گا میرے بھائی۔"

"خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دے غداروں کے بارے میں میں خود ہی فیصلے کرتا ہوں اور تو نے غداری کی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں تجھے جواب دہی کرنا ہو گی اور فیصلہ کرنے کا حق اب میرے پاس نہیں رہا ہے۔ بلکہ کچھ دوسرے بھی میرے ہم آواز ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے اگر تیری محبت کا پورا صلہ تجھے مل جاتا ہے تو میں تیرا یہ قرض چکانے کے لئے تیار ہوں۔"

"اسے گرفتار کر لو۔" آرنوڈوم نے سرد لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور آٹھ آدمی سولی سانا کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔

"میں نے کہا ہے اسے گرفتار کر لو۔ اسے رسیوں میں جکڑ لو۔" آرنوڈوم غرایا اور ان لوگوں نے بحالت مجبوری یہی عمل کیا۔ اس نے کوئی جدوجہد نہیں کی تھی۔ شعبان کو صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا وہ اس وقت کسی دلیری کا مظاہرہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اگر آرنوڈوم اسے گرفتار کر رہا ہے تو اس وقت گرفتار ہو جانا ہی مناسب ہے۔ بعد میں اپنے لیے صورتحال کا کوئی نہ کوئی جائزہ لے لیا جائے گا۔ آرنوڈوم نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا۔

"اسے بھی گرفتار کر لو۔"

"میں گرفتار ہونے کے لئے خوشی سے تیار ہوں لیکن اگر میں چاہوں تو اپنے لئے موت بھی قبول کر سکتا ہوں۔ تاہم مرنے سے پہلے میں تجھ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے اسے گرفتار کر لو۔" آرنوڈوم نے سرد لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر کے بعد شعبان کو بھی رسیوں سے جکڑ لیا گیا۔ شعبان خاموشی سے آگے بڑھ گیا تھا سولی سانا بھی پتھرائی ہوئی سی تھی۔ ان دونوں کو بستی میں لایا گیا اور شعبان کو بستی کے ایک بڑے سے جھونپڑے میں قید کر دیا گیا۔ آرنوڈوم اس کے سامنے پہنچ گیا تھا۔ رات کا وقت تھا جھونپڑے میں ایک مشعل روشن تھی۔ آرنوڈوم قوی ہیکل آدمی تھا۔" وہ شعبان کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"ہاں تو نے مجھ سے کچھ گفتگو کرنے کے لئے کہا تھا بول تو کیا چاہتا ہے۔"

"میری اور تمہاری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اگر تمہارے ذہن میں یہ تصور ہے کہ میں نے تمہاری بہن کو بہکایا تو اسے بھی دل سے نکال دو۔ اگر وہ تم سے سچ بولنے پر آمادہ ہو تو اس سے یہ بات پوچھ لینا کہ اس کی محبت کے الفاظ کی ادائیگی کے جواب میں، میں نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا اور اس کی بنیادی وجہ کچھ اور ہے۔"

"کیا.....؟" اس نے گہری نگاہوں سے شعبان کو دیکھا۔

"میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں اور وہ میری منزل نہیں ہے....."

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے سولی سانا تو تمہیں چاہنے لگی ہے۔"

"میں صرف اپنے ساتھیوں کی رہائی کے لئے یہ کام کر رہا تھا تمہاری بہن کے ذہن تک میری پہنچ نہیں تھی۔ میں اسے کسی بھی قیمت پر دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا۔ اگر اس میں تم میرا قصور سمجھتے ہو تو پھر تمہیں آزادی ہے۔ اگر تم واقعی اپنے دل میں تھوڑی بہت انسانی محبت رکھتے ہو، تو یہ بات سمجھ لو کہ اگر تم نے واپس مجھے ان لوگوں کا قیدی بنا دیا تو میرے ساتھ یہ تمہاری زیادتی ہو گی۔"

"لیکن تمہارا آزاد ہونا بھی ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیسے.....؟"

"اس لئے کہ تمہیں نوبیہ کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ نوبیہ عورت ہے۔ وہ تمہاری باتوں میں آ سکتی ہے اور ہو سکتا ہے وہ یہ کام کر دے لیکن اس طرح اس جزیرے پر جو کھیل

شروع ہوگا وہ بہت بھیانک ہوگا۔ ان لوگوں کا تعلق ایک بہت بڑے اور طاقتور ادارے سے ہے۔ فرض کرو سلانویہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور تمہارے ساتھیوں کو رہائی دلادی تو اس کے بعد اس ادارے کے دوسرے ارکان جہازوں کے ذریعے یہاں پہنچیں گے اور پھر یہ دنیا بھی ہمارے لئے محفوظ نہیں رہے گی۔ ہم نے تمام مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے آج تک عمل کیا ہے اور دوستی کے رشتے قائم رکھے ہیں۔ لیکن..... لیکن تمہاری وجہ سے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔"

"اور میری وجہ سے اگر میرے ساتھیوں کو نقصان پہنچا تو۔"

"ان سے ہمیں کیا غرض ہو سکتی ہے۔"

"تو پھر تم میری ایک درخواست ضرور قبول کرو۔ انسانیت کے نام پر سہی یا جو کچھ تم سمجھ لو۔"

"کیا.....؟" آرنوڈوم نے سوال کیا۔

"مجھے ان لوگوں کے حوالے نہ کرو۔ بلکہ اپنے ہاتھوں سے مجھے ہلاک کر دو۔ اس کے بعد تو کوئی جھگڑا نہیں رہے گا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو نوجوان۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"شعبان۔"

"میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے نہیں ہلاک کر سکتا۔"

"تو پھر تم ظلم ہی کرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ظاہر ہے میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"تم..... تم....." آرنوڈوم نے شعبان کو دیکھا، دیکھتا رہا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"نہیں ہرگز نہیں اگر تمہاری آزادی میرے قبیلے کے لئے خطرہ بن جائے تو میں یہ خطرہ کبھی مول نہیں لوں گا۔ میری زندگی ہی تمہارے لئے خطرہ بن سکتی ہے نا۔ کیا تم مجھے موت نہیں دے سکتے۔"

"تم مرنا چاہتے ہو۔"

"ہاں۔"

"اگر مجھے یہ بھی کرنا پڑا تو میں اس میں کوئی گریز نہیں کروں گا۔ سمجھ رہے ہو نا تم۔" آرنوڈوم بولا۔

"میں صرف دو باتیں چاہتا ہوں یا تو تم مجھے قتل کر دو یا پھر آزاد کر دو۔"

"نہیں میں تمہیں آزاد نہیں کر سکتا۔"

"تو پھر تم مجھے موت تو دے سکتے ہو۔"

"تمہارا کیا خیال ہے کیا میں اس میں کوئی قباحت محسوس کروں گا۔"

"تمہیں محسوس بھی نہیں کرنی چاہئیے۔ لیکن کم از کم اتنا تو کر سکتے ہو تم میرے لئے۔"

"ٹھیک ہے میں اس مجبوری کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بولو کیا سلوک کیا جائے تمہارے ساتھ۔ تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دیا جائے یا کھانڈے کے وار سے ہلاک کر دیا جائے۔ کون سی موت پسند کرو گے تم۔"

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میری موت ضروری ہے اور اس کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا تو تم میرے ہاتھ پاؤں میں وزن باندھ کر مجھے سمندر میں غرق کر دو۔ یہ موت میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہو گی۔"

"اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اس سے گریز کروں گا تو یہ تمہاری بھی بھول ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں تمہاری پسند کی موت دینے کے لئے تیار ہوں۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آرنوڈوم چند لمحات کھڑا اسے گھورتا رہا اور پھر اس نے کہا۔

"میری بہن مجھ سے بغاوت پر آمادہ ہے اور اس نے جو کچھ کہا ہے اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور اس سب کے تم ذمہ دار ہو اس لئے پہلے میں تمہیں موت کے گھاٹ اتاروں گا اگر میں نے تمہیں قیدیوں میں شامل کر دیا اور کسی طرح تم وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو بعد میں میرے لئے خطرہ بن سکتے ہو۔ تم نے میرے لئے صحیح راہنمائی کی ہے۔ تمہاری موت ہی زیادہ مناسب ہے۔ میں انتظامات کرتا ہوں تمہیں تمہاری پسند کی موت دی جائے گی اور اس کی نگرانی میں خود کروں گا۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا آرنوڈوم وہاں سے باہر نکل گیا تھا۔

یہ رات اتنی سنسنی خیز ہو جائے گی اس کا اندازہ شعبان کو نہیں تھا لیکن اگر آرنوڈوم نے واقعی اس کی پسند کے مطابق اسے موت دے رہا ہے تو..... تو شعبان کے ہونٹوں پر ایک باریک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ آدمی بہت چالاک ہے اور ہونا بھی چاہئیے مہذب دنیا میں یہ ایک مجرم کی سی زندگی گزار چکا ہے۔ مگر اس دفعہ وہ زبردست قسم مار کھا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں موت دیتے ہوئے مجھے خوشی نہیں ہے۔ لیکن یہ میرا اتنا اہم مسئلہ ہے کہ میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آؤ تمہیں تمہاری پسند کی موت دی جا رہی ہے میں نے تمہاری ایک خواہش ضرور پوری کی ہے۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دیئے گئے تھے البتہ پاؤں آزاد تھے اور اسے آرنوڈوم کی نگرانی میں ساحل تک لایا گیا۔ جہاں ایک بڑی کشتی موجود تھی رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی آسمان پر چاند روشن تھا شعبان کو کشتی میں بٹھایا گیا چھ آدمی اس کشتی میں سوار تھے ساتواں خود آرنوڈوم تھا جس نے شاید باقی انتظامات بھی کر لئے تھے کشتی ساحل سے آگے بڑھنے لگی اور اسے گہرے سمندر کی جانب لے جایا جانے لگا۔ کچھ دیر کے بعد آرنوڈوم اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ گیا بڑے بڑے پتھر خاص قسم کی رسیوں کے جال میں باندھے گئے تھے اور پھر رسیوں کے اس جال کے سروں کو شعبان کے پیروں میں اور دونوں ہاتھوں میں باندھ دیا گیا ان پتھروں کا وزن اتنا تھا کہ ایک انسان کو بآسانی سمندر کی گہرائیوں میں لے جا سکے۔ کئی کئی افراد نے مل کر ان پتھروں کو سنبھال لیا اور اس کے بعد آرنوڈوم کے اشارے پر شعبان کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا گیا۔ آرنوڈوم نے پتھریلی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ شعبان سمندر کی گہرائیوں میں اترنے لگا۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ دل ہی دل میں اس نے سوچا کہ بیوقوف آرنوڈوم درحقیقت تو نے مجھے میری پسند کی موت دے کر اپنی موت کا سامان کر لیا ہے۔

☘

"امیر ارتقا ہاشی گارتھا کے پاس سے واپس

چلا آیا بلاشبہ یہ سب کچھ تقدیر ہے ورنہ ایسا ہوتا ہی کیوں زندگی عیش و عشرت سے گزر رہی تھی عظیم الشان کاروبار تھا۔ دنیا کی ہر آسائش مہیا تھی لیکن اب یہ سب ہوچکا تھا۔ اسے تقدیر ہی کہا جاسکتا تھا۔ کسی بھی چیز کا افسوس نہیں تھا اسے سوائے اس کے کہ چند اچھے دوستوں کے سامنے نظریں جھک گئی تھیں اور اس نے وہ کیا جو اس کی فطرت میں شامل نہیں تھا لیکن جو ہونا تھا وہ ہوگیا تھا اور اب سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اس احاطے میں جہاں تمام لوگوں کو رکھا گیا تھا معمولات ہمیشہ کے مطابق تھے آرڈی شاؤٹ نے جو کچھ کہا تھا اسے تسلیم کرلیا گیا تھا اور زندگی میں تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوگئی تھی۔

آرڈی شاؤٹ کی ہدایت کے مطابق اخناطون سے غذائی اشیا یہاں پہنچائی جارہی تھیں اور انہیں محفوظ طریقے سے رکھا جارہا تھا تاکہ آہستہ آہستہ استعمال میں آسانی ہو۔ کوئی بھی کسی بھی مسئلے میں اعتراض نہیں کر رہا تھا تمام لوگوں کو اندازہ تھا کہ جو واقعات پیش آئے ہیں وہ حادثاتی نوعیت کے ہیں اور ان کے لئے کسی کو ذمہ دار نہیں قرار دیا جاسکتا۔ وہ لوگ حد سے زیادہ شرمندہ تھے جو جہاز پر امیر ارتقا ہاشی اور گارتھا کے جال میں پھنس گئے تھے اور اس وقت اس تمام کارکردگی میں وہی نمایاں حصہ لے رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اپنی غلطی کا احساس تھا۔

امیر ارتقاء ہاشی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اسد شیرازی کے قریب پہنچ گیا۔ وردانہ اس کے پاس موجود تھی۔ اس نے سادہ سی نگاہوں سے ارتقاء ہاشی کو دیکھا تو وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اسد شیرازی..."

"تشریف رکھیے امیر ارتقا ہاشی۔ بد قسمتی ہے اس وقت ہمارے پاس کوئی ایسی شے نہیں ہے جو کسی کے لیے جذبات کا اظہار بن جائے۔ چنانچہ یہی زمین موزوں ہے۔ ہاں کیا وردانہ کو میں یہاں سے ہٹادوں؟"

"نہیں اسد اس کی ضرورت نہیں ہے۔" ارتقا ہاشی نے کہا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی وہ اسد شیرازی سے نگاہیں نہیں ملا رہا تھا۔ پھر اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"انسان کے پاس اظہار کے لیے الفاظ ہی ہوتے ہیں جو اسے بہت سہارا دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ جو کچھ کر بیٹھتا ہے اس کا ازالہ اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن لفظوں کے سہارے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں میں غالباً تمہید میں الجھ گیا ہوں۔ آپ لوگوں سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔ میری خواہش تھی کہ ان حالات کو نظر انداز کر کے مجھے معاف کردیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانی دل میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ بے شک میں... میں..." امیر ارتقا ہاشی خاموش ہوگیا۔ اسد شیرازی سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا اس کے دل میں اس کی طرف سے بدگمانی ضرور تھی وہ دوسروں کی طرح اس سے ناراض تھا لیکن موجودہ حالات کسی ایسی چیز کو برقرار رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اس نے امیر ارتقا ہاشی سے کہا۔

"مسٹر ہاشی اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں

چند لوگوں کو یہاں بلالوں تاکہ اجتماعی طور پر تمام کام طے ہوجائے۔ آپ مجھ سے یہ بات کہیں گے۔ میں تو خیر سادہ مزاج آدمی ہوں اور ظاہر ہے کہ اس کارروائی کا ذمہ دار بھی میں ہی ہوں۔ میری ہی تحریک پر یہ تمام لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی باقی لوگوں کا مسئلہ بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اجتماعی فیصلہ ہوجائے گا..."

"میں نے آپ کے سامنے یہ سب کچھ کہنے کی جرأت کی ہے مسٹر اسد شیرازی۔ آپ سے ہی سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا میں قابل معافی ہوں۔"

"بات اگر میری ذات کی ہے امیر ہاشی تو میں نے خلوص دل سے آپ کو معاف کیا ہے۔ میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ نہ ہی میں انسانوں سے نفرت کا قائل ہوں۔ غلطیاں ہم سب سے ہوتی ہیں اور بعض اوقات ہم جان بوجھ کر ایسی نادانی کر جاتے ہیں جس کا جواز خود ہمارے پاس نہیں ہوتا۔ لیکن میرے خیال میں آپ مجھے ضرور اجازت دے دیں گے۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں اسد شیرازی۔" امیر ارتقا ہاشی نے کہا اور اسد شیرازی نے وردانہ کو ہدایت کی کہ تمام ذمہ دار لوگوں کو بلا لائے۔ چنانچہ کچھ ہی دیر بعد وہ سب یہاں جمع ہوگئے۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"امیر ارتقا ہاشی ہم سب سے معافی مانگنا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے آپ کو زحمت دی اور یہاں بلالیا۔ درحقیقت پہلے میں اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ بات یہ ہے کہ امیر ارتقا ہاشی نے ہمارے ساتھ جس طرح تعاون کیا ہے میں اسے نظر انداز نہیں کرسکتا۔ کیپٹن آپ بھی یہ بات جانتے ہیں کہ امیر ارتقا نے دل کھول کر بغیر کسی لالچ کے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا تھا۔ درحقیقت سمندری زندگی سے انہیں اس قدر دلچسپی نہیں تھی جتنی ہمیں لیکن ہم سے تعاون کرتے ہوئے انہوں نے خود کو بھی اس کام میں شریک کرلیا۔ بعد میں جو کچھ ہوا ہم اسے ایک ایسی کارروائی کہہ سکتے ہیں جس کا تعلق تقدیر سے ہوتا ہے اور پھر سچی بات یہ ہے کہ مہم جوئی کی زندگی میں مجھے بھی ایسے لاتعداد حیران کن واقعات کا سامنا کرنا پڑا ہے جو میرے لیے قطعی غیر متوقع ہوتے تھے۔ لیکن ہم اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ہماری مہمات صرف ایک سیدھی لکیر پر جاری نہیں رہیں گی اور ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کر کے واپس نہیں آسکتے۔ راستے کی رکاوٹیں اور واقعات ہی مہم جوئی کی کہانیوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارتقا ہاشی کی یہ کارروائی ایک فطری عمل تھا میں آپ لوگوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ارتقا ہاشی کے لیے اپنا دل صاف کرلیں اور یہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں سن لیں" اسد شیرازی کی بات پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ تب امیر ارتقا ہاشی نے گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔

"دراصل میری زندگی جس انداز میں گزری ہے اس کے بارے میں تھوڑا بہت علم آپ کو ہوگا۔ میں نے کبھی کسی چیز کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ میں نے جو غلطیاں کیں وہ اس کے کہنے میں آکر کیں کیونکہ میں اسے دل کی گہرائیوں سے پسند

کرنے لگا تھا۔ اس نے مجھ پر ایک سحر سا طاری کر دیا تھا۔ جس کے زیر اثر میں یہ حرکتیں کرتا رہا۔ اور آپ کے لیے مشکلیں کھڑی کرتا رہا۔ اور اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں اس کا سحر ٹوٹ چکا ہے اور آپ کو وہ حقائق بتانا چاہتا ہوں جو میرے علم میں ہیں اور ان کو بتانے کے بعد آپ سے معافی طلب کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سب سے ایک بات عرض کردوں۔ بے شک یہاں ہم اس جگہ ایک عذاب میں گرفتار ہوگئے ہیں اور نہیں کہا جاسکتا کہ بعد کے حالات کیا ہوں اس لیے اب میرے یہ الفاظ کافی حد تک مضحکہ خیز ہیں لیکن ان کی ادائیگی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اخناطون کی قیمت آپ لوگ ادا کرچکے ہیں۔ اب یہ میری نہیں آپ کی ملکیت ہے۔ اور اگر آپ فراغ دلی سے کام لیں اور حالات ہمارے حق میں ہوجائیں تو مجھے ایک ادنیٰ شخص کی حیثیت سے اخناطون پر رکھ لیا جائے۔ اگر مجھے کچھ ذمہ داریاں سونپی جائیں گی تو میں اپنی فطرت کے خلاف انہیں سرانجام دوں گا۔ میں کلوپیٹرا جس کا اصل نام گارتھا ہے سے ملا اور اس سے اپنے حقوق طلب کیے تو اس نے میرا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ درحقیقت اس کا تعلق ایک ایسے ادارے سے ہے جو ابتداء ہی سے ہمارے خلاف کام کر رہا ہے اور اسی ادارے کے ایما پر وہ بہت عرصے سے ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس نے ہمارے لیے بڑی بڑی کارروائیاں کی ہیں اور اس میں وہ کامیاب نہیں ہوسکی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں مزید تفصیلات بتاؤں۔"

"ضرور بتائیے مسٹر ارتقا ہاشمی" پروفیسر نے کہا۔

"درحقیقت اسد شیرازی کے ساتھ ایک نوجوان شعبان نامی جو گم ہوچکا ہے وہ اوشین ٹریژر کے لیے بہت زیادہ دلچسپی کا باعث تھا۔ یہ ادارہ سمندری تحقیقات کرتا ہے۔ اور شعبان کے بارے میں اسے علم ہوچکا تھا کہ وہ سمندری ماہر ہے۔ چنانچہ گارتھا کو اس کے لیے مخصوص کیا گیا کہ وہ شعبان کو اغوا کر کے اوشین ٹریژر کے ہیڈ کوارٹر پہنچادے۔ وہ اٹلی کی رہنے والی ہے اور اس کا ایک جرائم کا ادارہ ہے۔ تاہم وہ اس کوشش میں ناکام رہی اور مجبور ہوکر اسے سمندر میں آنا پڑا۔ اور وہ چالاکی سے ہمارے جہاز پر پہنچ گئی اور ہم بیوقوف بن گئے۔ درحقیقت اوشین ٹریژر کے بہت سے ارکان اس سلسلے میں کام کر رہے تھے چنانچہ جو آبدوز تباہ کی گئی اس کا تعلق بھی اوشین ٹریژر ہی سے تھا۔ اور جو لوگ جہاز پر حملہ آور ہوئے اور گارتھا کی بروقت اطلاع سے ہم انہیں فنا کرنے میں کامیاب ہوگئے وہ بھی اوشین ٹریژر ہی کے آدمی تھے۔ اس طرح اس نے ہم پر اپنا اعتماد قائم کیا اور غالباً اپنے کسی مقصد کی تکمیل بھی کی یعنی ان لوگوں کے قتل اور آبدوز کی تباہی کے ذریعے وہ بہت چالاک اور شیطان قسم کی عورت ہے۔ بعد میں اس نے میرا مذاق اڑاتے ہوئے کہا اخناطون پر مجھے اس نے اسی قابل سمجھا تھا کہ میری قربت حاصل کرے اور یہ صرف اخناطون پر ایک حیثیت حاصل کرنے کی کوشش تھی۔ جس میں اسے کامیابی حاصل ہوئی۔ ہم لوگ بھی اس کے جال میں پھنس گئے اور اب وہ ہمیں یہاں لے آئی ہے اور اوشین ٹریژر سے رابطے ہورہے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ آنے والا وقت کیا

ہوگا لیکن آپ سب لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر مجھے درحقیقت زندگی کے سب سے کٹھن لمحات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں بے شک اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ یہ معلومات بھی آپ تک پہنچانا چاہتا تھا اور خود معافی بھی مانگنا چاہتا تھا۔ تمام لوگوں میں عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر سب سے پہلے کیپٹن ہی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور ہم سب نے اپنا دل صاف کرلیا ہے کیوں دوستو۔" ایڈگر نے سب کی طرف دیکھا۔ سب نے اثبات میں سر ہلایا۔ ارتقا ہاشمی نے ان لوگوں کا بہت بہت شکریہ ادا کیا تھا۔ اس نے کہا۔

"کم از کم میرے دل سے یہ بوجھ ہلکا ہوگیا اور ہاں وہ مجھ سے شعبان کے بارے میں بھی پوچھ رہی تھی ظاہر ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔"

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں دیکھنا یہ ہے کہ آنے والا وقت ہمارے لیے کیا فیصلہ کرتا ہے۔" اسد شیرازی نے کہا امیر ارتقا ہاشمی کافی خوش نظر آنے لگا تھا۔ آرڈی شاؤٹ کے بہتر رویے کے وجہ سے یہاں کی صورتِ حال بھی خاصی مناسب ہوگئی تھی کھانا تیار ہوگیا اور کافی عرصے کے بعد ان لوگوں کو جہاز سے لائی ہوئی بہترین خوراک حاصل ہوئی۔ کافی وغیرہ پی گئی تھی اور اس کے بعد بحث چھڑ گئی کہ آنے والا وقت کیا ہوگا اور اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ امیر ارتقا ہاشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ ہمارے ساتھ ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ اسد شیرازی مہم جو ہیں اور یہ واقعہ خالص مہم جوئی سے تعلق رکھتا ہے جب سمندری سفر کیا جائے گا تو کیپٹن ایڈگر ہمارا رہنما ہوں گے۔ لیکن اس وقت تمام تر ذمہ داری اسد شیرازی کو سونپی جانی چاہیے وہ اپنی بہترین مہم جویانہ صلاحیتوں سے کام لے کر ان مصیبتوں سے نکلنے کا حل دریافت کریں گے۔" اسد مسکراتے ہوئے گردن ہلانے لگا۔

پتھروں کا وزن شعبان کو سمندر کی تہہ میں دور تک لیتا چلا گیا اس نے جو سوچا غلط نہیں تھا۔ پانی کے اندر اس میں بے پناہ قوتیں بیدار ہو جاتی تھیں۔ ایسی قوتیں جن کا انسانی تجزیہ ممکن نہیں تھا۔ کافی گہرائی میں پہنچنے کے بعد اس نے ایک پلٹی کھائی اور اس کے بعد اپنے پیروں میں بندھے وزن کی جانب متوجہ ہوا۔ مخصوص انداز میں جسم کو موڑ کر اس نے سب سے پہلے اس رسی پر زور آزمائی کی جو اس کے پیر میں وزن کے ساتھ باندھی گئی تھی۔ بلاشبہ یہ انسانی قوت کا حیرت ناک کارنامہ تھا۔ رسی کچے دھاگے کی مانند ٹوٹ گئی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ اس کے جسم سے بندھے ہوئے وہ وزنی پتھر سمندر کی گہرائی میں بیٹھتے چلے گئے۔

اس نے اپنے آپ کو اس رسی سے نجات دلائی اور ایک سمت تیرنا شروع کر دیا۔ وہ خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ سطح پر آئے بغیر اس نے سمندر کے نیچے نیچے کافی فاصلہ طے کرلیا اور پھر اس نے سطح پر ابھر کر اِدھر اُدھر کا ماحول دیکھا، خاموش اور پر سکون سمندر کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا لیکن

اسے یہ نہیں دیکھنا تھا کہ آرنوڈوم اس وقت کہاں ہے یقیناً وہ واپس جا چکا ہوگا۔ اس کے وہم گمان میں بھی نہ ہوگا۔ کہ اتنے وزن کے ساتھ کوئی انسان دوبارہ سطح سمندر پر ابھر سکتا ہے۔ شعبان قرب و جوار کے مناظر سے یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ وہ اس جزیرہ کے کون سے حصے میں ہے۔ تیرنے کا انداز البتہ اس نے اسی قسم کا رکھا تھا کہ وہ ساحلوں سے زیادہ دور نہ ہونے پائے اور ساحل واقعی اس سے زیادہ دور نہیں تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ تیرتا ہوا ساحل کی جانب آنے لگا اور تھوڑی دیر بعد ریت پر جا کر بیٹھا۔ یہاں وہ دیر تک اسی انداز میں بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر ایک جانب چل دیا۔ علاقہ یہ بھی بہت حسین اور یہ جگہ آبادی سے کافی دور تھی تھوڑے ہی فاصلہ پر خوبصورت جنگلات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

شعبان اس وقت زیادہ دور نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ اسے بہت سے فیصلے خود کرنے تھے۔ یہ بھی ایک بڑی سچائی تھی کہ آج تک وہ ان لوگوں کا محکوم رہا اور جہاں بھی اسے کام کرنے کا موقع ملا اس نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اب جو صورت حال تھی وہ یہی تھی کہ اسے اپنی ہی صلاحیتوں سے کام لینا پڑے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ لیٹ گیا اور آسمان کو گھورتے ہوئے یہ فیصلے کرنے لگا کہ اب اس کا آئندہ قدم کیا ہونا چاہیے۔ انہی سوچوں میں گم اس کا خیال ایک دم اس تصور میں نکا جو اسے جاپان کے ساحل سے ملی تھی۔ سمندر کی گہرائیوں میں سمندری گھاس کے اندر جھانکتی ہوئی حسین لڑکی کی تصویر نہ جانے وہ کون تھی لیکن شعبان جب بھی کبھی اپنی زندگی میں اپنی ذات کے لیے کبھی کوئی خوبصورت خیال محسوس کرتا تو اس کے تصور میں وہی جھانکتی ہوئی آنکھیں ابھر آتیں اور اس کے سینے میں اس کے حصول کے جذبے بیدار ہو جاتے۔ نہ جانے وہ کہاں ہے لیکن ان جذبوں میں کوئی دیوانگی یا شدت نہیں تھی اور وہ دھیمے انداز میں اس سے محبت کر رہا تھا۔ ان ساری چیزوں سے قطع نظر اب یہ مسئلہ اس کے سامنے تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے سولی سانا کا انکشاف بھی اس کے ذہن میں تھا یعنی وہ عورت جو ملکہ سلانوبیہ کے نام سے جانی پہچانی جاتی تھی اگر اس کی مدد حاصل ہو جائے تو اس مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن یہ اتنا طویل مسئلہ تھا کہ شعبان کو سوچ کر وحشت ہوتی تھی۔ اس دوران نہ جانے ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہو جائے۔ وہ ان سے زیادہ دور بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔ غرض انہیں سوچوں میں وہ گم تھا اور وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ اس طرح لیٹا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دل میں وحشتیں بیدار ہو رہی تھیں۔ سب سے بڑا مسئلہ ان لوگوں کا تھا اگر وہاں کسی وجہ سے انہی کوئی نقصان پہنچا دیا گیا تو شعبان کے لیے اس سے زیادہ بہترین لمحات اور کوئی نہیں ہو سکتے تھے۔ اس نے ایک بار پھر اسی جانب سفر شروع کر دیا۔ جدھر وہ لوگ مقیم تھے اپنے لیے اس نے ایک پوشیدہ جگہ منتخب کی ہوئی تھی۔ وہاں سے ان کا جائزہ لینے کے بعد وہ راتوں رات اس جگہ سے ہٹ آئے گا اور یہ فیصلہ کرے گا کہ اب اس کا آئندہ قدم کیا ہونا چاہیے۔

چنانچہ وہ اسی جانب بڑھنے لگا۔

"آرڈی شاؤٹ اس شاطر عورت کی ذہنی صلاحیتوں پر انگشت بدنداں رہ گیا تھا۔ جو انکشافات اس نے کیے تھے وہ ناقابل یقین تھے اور اس سے اس کی فطرت کا بھی اندازہ ہوتا تھا۔ ان حالات کے پیش نگاہ آرڈی شاؤٹ نے یہی فیصلہ کر لیا کہ گارتھا سے فوری طور پر نجات حاصل کر لی جائے۔ اس نے گارتھا اور امیر ارتقا ہاشی کی گفتگو سنی تو اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ گارتھا کی ایک لمحے کی زندگی بھی خطرناک ہو سکتی ہے۔ کس وقت وہ کیا قدم اٹھا بیٹھے اس کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک اوشین ٹریزر کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنا ایک مشکل امر تھا لیکن ناممکن نہیں تھا۔ آرڈی شاؤٹ گارتھا کو ٹال سکتا تھا۔ لیکن اب اس کے لیے لازمی ہو گیا تھا کہ فوری طور پر اوشین ٹریزر کو ان حالات سے آگاہ کرے۔ تب اس نے اوشین ٹریزر سے رابطہ شروع کر دیا۔ کافی کوششوں کے بعد وہ اس میں کامیاب ہو سکا اور دوسری جانب سے اسے مسٹر لیچاک کی آواز سنائی دی۔

ہاں لیچاک لائن پر ہے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سر آرڈی شاؤٹ بول رہا ہے۔"

"کیوں شاؤٹ، اختا طون اور اس پر ہونے والی کارروائی کے سلسلے میں تمہارے پاس کیا رپورٹ ہے۔"

"سر میں جو رپورٹ دینا چاہتا ہوں اسے سن کر آپ حیران ہوں گے رپورٹ کو تفصیل کے ساتھ سنا جائے کیونکہ مجھے اس پر فیصلہ بھی فوری درکار ہوگا۔"

"تم تھوڑا سا انتظار کرو میں تمام بڑے لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کے بعد فوری فیصلہ طلب کر رہا ہوں تاکہ تمہیں دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔"

"میری خود بھی یہی خواہش ہے۔" شاؤٹ نے کہا اور اس کے بعد اسے تقریباً تین منٹ کا انتظار کرنا پڑا تھا اور تین منٹ کے بعد لیچاک کی آواز دوبارہ سنائی دی۔"

"مسٹر شاؤٹ۔"

"جی سر میں منتظر ہوں۔"

"تمام لوگوں کو ان کی شغلوں پر طلب کر لیا گیا ہے اس وقت آپ ہمارے درمیان ایک میٹنگ میں شریک ہیں تمام لوگ ہمیں فیصلے دے سکتے ہیں۔ یہ بھی اپنے طور پر عمل کر سکتے ہیں۔"

"شکریہ مسٹر لیچاک"۔ در حقیقت اس وقت کیا جانے والا انکشاف اسی حیثیت کا حامل تھا پھر آرڈی شاؤٹ کو اوشین ٹریزر کے تمام بڑے لوگوں کی آواز سننے کو ملی۔ شاؤٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اختا طون کے سلسلے میں مفصل کارروائی کی تفصیل پیش کرے۔" اس نے کہا۔

"سر جو ذمہ داری بھی سونپی گئی تھی اور جس کے تحت مجھے میڈم گارتھا کے مدد کرنا تھی اسے میں نے بخیر و خوبی سرانجام دیا اختا طون اب پوائنٹ ڈبل سیون کے ساحل پر لنگر انداز ہے اس میں موجودہ تمام افراد کو ہم نے قیدی بنا لیا ہے۔ میڈم گارتھا ورتھا میرے پاس موجود ہیں بظاہر حالات پر سکون ہیں لیکن میڈم گارتھا کے بارے میں کچھ تفصیلات آپ کو بتانی ہیں۔ یہ باتیں میں

نے اپنے کانوں سے سنی ہیں۔ شاؤٹ نے اخناطون پہ قبضے سے لے کر گارتھا کی سازشوں تک تمام حالات سے آگاہ کردیا۔

دوسری طرف غالباً بُری طرح سنسنی چھا گئی۔ تمام ہی لوگ خاموش تھے اور گہری سوچوں میں مبتلا چند لمحات کے بعد مسٹر لیچاک نے کہا۔

"مسٹر شاؤٹ ہم تمہیں تھوڑی دیر بعد کوئی مشورہ دے سکتے ہیں۔"

"میں منتظر ہوں۔" شاؤٹ نے کہا اور اس کے بعد دیر تک اسے انتظار کرنا پڑا لیچاک ہی اس وقت ان کے درمیان ذریعہ تھا اور ان انکشافات نے یقینی طور پر اوشین ٹریژر میں کھلبلی مچا دی ہوگی اور وہ سب کے سب یہ سوچنے میں مصروف ہوں گے کہ اب کیا کیا جائے۔ بالآخر کچھ دیر کے بعد دوسری طرف سے پھر لیچاک کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر آر ڈی شاؤٹ......"

"یس سر۔"

"فیصلہ کیا گیا ہے کہ درحقیقت گارتھا بہت خطرناک عورت ہے اس نے اوشین ٹریژر کے لیے بہت سے کارنامے سرانجام دیے ہیں لیکن یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کہ اپنے مفادات کے لیے ہر شخص کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ تفصیل میں جائے بغیر میں بڑوں کے فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ نہایت احتیاط کے ساتھ گارتھا کو خصوصی ہدایت کی جاتی ہے کہ اس کی قید کی سخت نگرانی کی جائے۔ ہم اسے قتل کرنے کا حکم بھی دے سکتے تھے تمہیں لیکن ہوسکتا ہے۔ آنے والے وقت میں ہمیں اس کی کچھ ضرورت پیش آجائے۔ چنانچہ اسے نہایت احتیاط کے ساتھ قید کیا جائے۔ جو لوگ اخناطون سے قیدی بنائے گئے ہیں ان میں سمندری ماہرین کی تعداد بہت ہے اس سلسلے میں بتایا تھا کہ ان لوگوں کو ہم اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ فی الحال ہیڈ کوراٹر سے تمہیں کوئی فوری مدد نہیں فراہم کی جاسکتی ہے اس لیے یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ ان لوگوں کو حکم دو کہ وہ سمندر میں اوشین ٹریژر کے لیے کام کریں۔ اسی میں ان کی بقا ہے اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو ان کی قید سخت کردی جائے اور انہیں سہولتوں سے محروم رکھا جائے اور اگر وہ سمندر میں معلومات فراہم کر کے ہمیں فائدہ پہنچاتے ہیں تو پھر ان کی ذمہ داری تمہیں عارضی طور پر قبول کرنا ہوگی اور پھر ہیڈ کوارٹر سے ان کے لیے صحیح فیصلہ کیا جاسکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی چونکہ پوائنٹ ڈبل سیون پر افرادی تعداد کی کمی ہے اس لیے ہم نے ایک اور پوائنٹ یعنی تھری فور کو ہدایت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تھری فور کا انچارج فوری طور پر کافی افراد کو لے کر تمہارے پاس پہنچے گا اور اس کی مدد سے تم اپنا یہ حکم جاری رکھ سکتے ہو۔ اس طرح تمہیں طاقت حاصل ہو جائے گی۔ یہ فیصلے کیے گئے ہیں وہ لوگ تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ مزید اگر کچھ چاہتے ہو تو ہمیں بتاؤ؟"

"نہیں سر۔ میرا خیال ہے یہ فیصلہ اطمینان بخش ہے۔ پوائنٹ تھری فور میرے پاس کب تک پہنچ جائے گا۔"

"جلد از جلد انہیں تم سے گفتگو کرنے کے بعد فوری ہدایت کی جائے گی۔"

"بہت بہتر جناب میں اس فیصلے میں مکمل طور پر مطمئن ہوں۔" شاؤٹ نے کہا۔

"تو پھر اب رابطہ ختم کیا جاتا ہے۔"

"اوکے سر! شکریہ" شاؤٹ نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع کردیا گیا شاؤٹ بہت مطمئن نظر آرہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی کسی قدر تشویش بھی ہوئی کیونکہ وہ گارتھا کو اچھی طرح جانتا تھا۔ تاہم یہ اتنا مشکل مسئلہ بھی نہیں تھا۔ فوری طور پر اس نے تیاریاں شروع کردیں اور یہ پورا دن ہی تقریباً ان تیاریوں میں صرف کیا گیا۔ اسے ان لوگوں کی فکر نہیں تھی۔ جو اس وقت مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔ بلکہ وہ گارتھا کے لیے مناسب انتظامات کرنا چاہتا تھا۔ گارتھا اس وقت اپنی آرام گاہ میں میں آرام کر رہی تھی۔ جب شاؤٹ اس کے پاس پہنچا گارتھا نے پرغرور نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولی۔

"کہو شاؤٹ کیا ہو رہا ہے قیدی کیا کر رہے ہیں......"

"میڈم گارتھا! آپ تو بالکل ہی گوشہ نشین ہوگئیں ہیں۔" "میں پریشان ہوں اس شخص کے لیے جس کا نام شعبان ہے۔ سمندر میں اس کی کارروائیاں ہمارے لیے خطرناک بھی ہو سکتی ہیں اس کے حصول کے لیے ابھی تک کیا کیا ہے؟"

میڈم جس حد تک مجھ سے کوشش ہوسکتی ہے میں کر رہا ہوں ویسے اس جزیرے سے اس کا نکل جانا ممکن نہیں ہے۔ سمندر میں طویل سفر کر کے زندگی کھو نہیں سکتا اور اگر جنگلات کی جانب نکل گیا تب بھی اس کے لیے زندگی مشکل ہو جائے گی یا پھر ہوسکتا ہے بہت جلد ہمیں اس کے بارے میں اطلاع مل جائے۔"

"تم جس قدر تاخیر کر رہے ہو وہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور میں اس سے ناخوش ہوں۔"

"آپ تشریف لائیے میڈم۔ آپ سے بہت اہم مسئلے میں مشورہ کرنا ہے۔"

"کہاں.....؟"

"بس تھوڑے ہی فاصلے پر۔ دراصل اوشین ٹریژر سے رابطے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئی ہیں اور میں اس سلسلے میں ایک اور کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا.....؟ گارتھا نے سوال کیا اور شاؤٹ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"آپ تشریف لائیے۔" گارتھا کچھ سوچتی رہی پھر اٹھ کھڑی ہوئی، شاؤٹ اسے ساتھ لیئے ہوئے بالآخر اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس نے گارتھا کے قید کرنے کا معقول بندوبست کیا تھا۔ گارتھا اس اندھیرے کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"روشنی کرو شاؤٹ یہاں تو بالکل تاریکی ہے۔"

"جی میڈم۔" شاؤٹ نے کہا اور اس کے بعد کمرے میں روشنی کر دی تب گارتھا نے چاروں کونوں میں کھڑے ہوئے ان مسلح افراد کو دیکھا جن کے پستول اس کی جانب اٹھے ہوئے تھے۔ شاؤٹ نے آہستہ سے کہا۔

"میڈم اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دیں۔" گارتھا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا اور پھر آہستہ آہستہ معتدل ہونے لگا۔

"مطلب مسٹر آرڈی شاؤٹ۔"

"ہیڈ کوارٹر کی طرف سے آپ کی گرفتاری کے احکامات ملے ہیں۔"

"وجہ....."

"وجہ، ہیڈ کوارٹر ہی سے معلوم ہوسکے گی۔"

"کیا تم دیوانگی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہو؟"

"کیوں میڈم؟"

"میں نے تمہیں جو پیشکشیں کی تھیں اور جو نتائج میری کارروائی کے نکلنے والے تھے وہ تمہارے مستقبل کے لئے کیا ہوتے اس کا تم نے اندازہ نہیں لگایا۔"

"اندازے لگا لیے ہیں میں نے میڈم۔ لیکن آپ نے ہاتھ ابھی تک بلند نہیں کئے۔"

"اوہ بیوقوف آدمی تم جانتے ہو میں اس وقت خالی ہاتھ ہوں لیکن اس قدر بے بس بھی نہیں تاہم میں تمہیں سوچنے کا موقع دینا چاہتی ہوں۔ جو دیوانگی تم کر رہے ہو وہ تمہارے لئے بدترین ہو سکتی ہے۔"

"فی الحال مجھے اوشین ٹریزر کے احکامات پر عمل کرنے دیں۔" شاؤٹ نے کہا اس نے گارتھا کی ہلکی تلاشی لی اور اس کے بعد اپنے ایک آدمی کو حکم دیا تمام انتظامات پہلے سے موجود تھے چنانچہ گارتھا کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کس کر ایک جگہ بٹھایا گیا اور اس کے بعد اس کے پاؤں بھی کس دیئے گئے" آرڈی شاؤٹ نے کہا۔

"یہ جگہ بہت محفوظ ہے میڈم! دو آدمی جو مسلح ہوں گے ہمیشہ آپ کے کمرے کی نگرانی کریں گے اور انہیں ہدایت کر دی ہے کہ اگر کسی بھی قسم کا خطرہ آپ کی طرف سے پائیں تو فوراً آپ کے دونوں پیروں کو زخمی کر دیں بلکہ اس حد تک ان پر گولیاں چلائیں کہ پھر آپ کی جانب سے کوئی خطرہ نہ رہے۔ آپ کو اس وقت تک یہاں انتظار کرنا ہو گا۔ جب تک ہیڈ کوارٹر کی جانب سے آپ کے لئے کوئی دوسری ہدایت نہیں ملتی۔"

"اس کا مقصد ہے کہ اوشین ٹریزر کو اب میرے ہی ہاتھوں تباہ ہونا پڑے گا۔ سنو یہ میرا عزم ہے اب میری دشمنی ان لوگوں سے نہیں بلکہ اوشین ٹریزر سے ہے۔"

"میں جانتا ہوں اور مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے۔ آپ مطمئن رہیں اوشین ٹریزر خود اپنا تحفظ کرے گا۔" اس نے کہا اور گارتھا نے منہ ٹیڑھا کر کے گردن دوسری جانب کر لی۔ شاؤٹ اپنے آدمیوں کو اشارہ کر کے باہر نکل گیا تھا۔ جس کمرے کا اس نے قید خانے کے طور پر انتخاب کیا تھا وہ درحقیقت اس کے خیال میں بہت مضبوط اور کسی بھی قسم کی پریشانی کا باعث نہیں تھا۔ کیونکہ اس کو اس بات سے مکمل طور پر اطمینان تھا اوشین ٹریزر کی جانب سے اسے مکمل طور پر تحفظ دیا گیا تھا اور اس کے بعد اس نے کچھ فیصلے کئے اوشین ٹریزر سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ تمام لوگ اوشین ٹریزر کے لئے کام کرنے پر آمادہ ہوں تو بہتر ہے ورنہ ان کے لئے مشکلات کا سامنا شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ اب شاؤٹ انہیں اس بارے میں اطلاع دینا چاہتا تھا۔

*

"فطرتاً چونکہ ان لوگوں میں کوئی بھی برا نہیں تھا اور اس مہم کا آغاز نہایت دوستانہ جذبات کے ساتھ کیا گیا تھا۔ چنانچہ امیر ارتقا ہاشمی کے معافی مانگنے کے بعد تمام لوگ ایک بار پھر یکجا ہو گئے۔ اور وہ ان مشکل حالات میں بھی خوش و خرم وقت گزار رہے تھے۔ موسم نہایت معقول تھا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں مستقبل کے اندیشے اور تشویش بھی تھی لیکن جو صورتحال اب درپیش تھی اس سے نمٹنا ضروری تھا، دردانہ اور اسد شیرازی اندر ہی اندر بہت زیادہ افسردہ تھے۔ انہیں شعبان کے سلسلے میں بڑا دکھ تھا۔ شعبان کا کوئی پتا نہیں تھا ویسے شعبان کے سلسلے میں انہیں اس بات کا یقین تھا کہ گارتھا اور شاؤٹ خاموش نہ بیٹھے ہوں گے ظاہر ہے ان کی کارکردگی کا علم ان کو نہیں ہو پاتا تھا۔ لیکن سب یہ جانتے تھے کہ اب جبکہ گارتھا کا مشن سامنے آچکا ہے تو بھلا شعبان کی تلاش کیوں نہ کی جارہی ہو گی۔ اسد شیرازی اکثر اس سلسلے میں متفکر اور ملول نظر آتا تھا۔

آرڈی شاؤٹ انہیں اپنی جانب آتا ہوا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آرہے تھے جیسے کوئی خاص بات ہو گئی ہو۔ اس درمیان انہیں اس سے بھی واقفیت ہو گئی تھی۔ وہ انہی کی سمت آیا اور خصوصاً کیپٹن ایڈگر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میں آپ لوگوں سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ بہت اہم گفتگو ہے یہ اور میں آپ کا کچھ وقت لوں گا۔"

"ضرور مسٹر شاؤٹ۔" اس نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور وہ بولا۔

"کچھ انکشافات آپ کے لئے باعث دلچسپی ہوں گے۔ اب اس دوران یہ بات تو آپ کے علم میں بخوبی آچکی ہے کہ ہم لوگ اوشین ٹریزر نامی ادارے کے لئے کام کرتے ہیں اور وہ سمندری تحقیقات کے سلسلے میں پوری دنیا میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ وہ کسی بھی ملک کے تحت نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ بھی کرتا ہے خود کرتا ہے۔ پروفیسر بیرن اور مسٹر اسد شیرازی اسے آپ لوگوں کی کارکردگی کی طرف سے تشویش ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آپ کے درمیان بہترین ماہرین موجود ہیں۔ میں نے اس تمام کارروائی کے بعد جو میڈم گارتھا کے ایما پر ہوئی تھی اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم کیا اور تفصیلی گفتگو کی۔ آپ لوگوں کی گرفتاری اور میڈم گارتھا کے اقدامات کے بارے میں میڈم نے مسٹر امیر ارتقا ہاشمی سے بھی کچھ کاروباری گفتگو کی۔ ظاہر ہے یہ گفتگو اوشین ٹریزر کے مفاد میں نہیں تھی اور اس سے آپ لوگوں کو بھی شدید خطرات لاحق ہوسکتے تھے میں نے اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم کر کے مفصل حالات بتائے اور کچھ احکامات حاصل کئے جن میں پہلی اجازت یہ تھی کہ میڈم کو گرفتار کیا جائے۔" شاؤٹ کے ان الفاظ پر سب ہی چونک پڑے تھے۔ انہوں نے متجسس نگاہوں سے آرڈی شاؤٹ کا چہرہ دیکھا تو اس نے کہا۔

"اور میں نے میڈم کو گرفتار کر کے قید کر دیا ہے اور اب ان کا کوئی حکم ہم پر مسلط نہیں ہے۔

اوشین ٹریژر سے میں نے آپ لوگوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں اور کچھ ہدایات دی گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ آپ یہاں اس پوائنٹ یعنی اس جزیرے پر رہ کر اوشین ٹریژر کے لئے کام کریں۔ آپ کے ماہرین ہمارے ماہرین کے ساتھ مل کر وہ تمام سمندری تحقیقات کریں جو ہم اب تک کرتے رہے ہیں اور آپ اپنے جہاز اختاطون پر رہ کر کر چکے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا تعاون حاصل رہے۔ اب تک آپ نے جو سمندری معلومات حاصل کی ہیں اس کی تمام تفصیل اوشین ٹریژر کو پہنچادی گئی ہے۔ اختاطون جہاز پر جو کچھ موجود ہے وہ اب آپ کی نہیں اوشین ٹریژر کی ملکیت ہے آپ کو اپنی زندگی کے تحفظ کے لئے یہ کام کرنا ہوگا اور اس کے نتیجے میں آپ کو بہتر طرز زندگی دیا جائے گا۔ فی الحال میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان گھرائیوں میں جو یہاں سے کچھ فاصلے پر ان درختوں کی آڑ میں نظر آتی ہیں آپ کے لئے عارضی رہائش گاہیں بنادی جائیں۔ وہاں آپ کو زندگی گزارنے کی آسائشیں مہیا کی جائیں۔ اختاطون پر بہت سامان موجود ہے۔ کھانے پینے کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے میری خواہش ہے کہ آپ لوگ مجھ سے اس سلسلے میں تعاون کریں اور مجھے بتادیں بصورت دیگر بڑے مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ حالات کیا ہوں۔ ابھی کچھ دن کے اندر اندر اوشین ٹریژر کے احکامات کے مطابق ایک اور پوائنٹ سے کچھ لوگ یہاں آنے والے ہیں جن کے سپرد آپ سب کی نگرانی کی جائے گی۔ وہ کیا احکامات لے کر آرہے ہیں میں نہیں جانتا۔ ہاں اس بات کی ضمانت میں آپ کو دیتا ہوں کہ اگر آپ میری خواہش کے مطابق یہاں کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا۔"

تمام لوگ پرسکوت انداز میں شاؤٹ کی گفتگو سن رہے تھے۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اس سلسلے میں نہ مشورہ کرنے کی ضرورت تھی نہ کسی بحث وغیرہ کی ظاہر ہے زندگی بچانا مقصود تھا سب نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آمادگی کے تاثرات پڑھ لئے اور اس کے بعد کیپٹن ایڈگر کو اجازت دی گئی کہ وہ آرڈی شاؤٹ سے آمادگی کا اظہار کردے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"مسٹر شاؤٹ بلاشبہ ہم جس طرح مصیبت کا شکار ہوئے ہیں آپ بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ اس پر ہم خوش تو نہیں ہو سکتے۔ مجبوریاں بعض اوقات اپنی مرضی کے خلاف فیصلے کرنے پر آمادہ کردیتی ہیں اور اس وقت ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم آپ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ ہم جینا چاہتے ہیں اور باعزت زندگی بھی چاہتے ہیں اگر یہ زندگی ہمیں اسی انداز میں مل سکتی ہے تو ٹھیک ہے ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

"آپ لوگوں کی سجھدار فطرت سے مجھے یہ یقین تھا اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ اپنے لئے الجھنیں خریدیں اور نہ مجھے الجھنوں کا شکار ہونے دیں جب یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے تو پھر آیئے اس کام کا آغاز ابھی سے کیوں نہ کردیا جائے۔"

تقریباً تمام ہی لوگ اٹھ گئے تھے اس رہائش

گاہ سے کافی فاصلے پر گھنے درختوں کی آڑ میں ایک گھاٹی نما جگہ تھی۔ جو نیچے سے ناہموار نہیں تھی بس اس میں کچھ گہرائیاں تھیں اور یہ گہرائیاں بھی بہت زیادہ نہیں تھیں۔ نیچے بھی درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ لگے ہوئے تھے۔ صاف ستھرا ماحول تھا اس جگہ کو ان لوگوں کی قیام گاہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ شاؤٹ اس کے بعد پورا دن ان لوگوں کو یہاں قیام کے لئے مشورے دیتا رہا تھا اور جہاز سے اترنے والے تمام ہی افراد کام کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ چونکہ رہائش گاہ عارضی بنانی تھی اس لئے بہت زیادہ محنت کا پروگرام نہیں بنایا گیا تھا۔ درختوں کی آڑ میں پتھریلی دیواروں کے ساتھ ساتھ اس قسم کی رہائش گاہیں بنالی گئیں جن میں عارضی طور پر گھنی جھاڑیوں کی چھتیں قائم کرلی گئی تھیں اور اس طرح پہلے ہی دن کافی کام ہوا یعنی ایک ایسی جگہ تیار ہوگئی جہاں آرام سے رہا جاسکے شاؤٹ نے تمام معمولات زندگی کا اطمینان بخش بندوبست کردیا تھا۔

رات کی نشست جم گئی اور وہ لوگ چائے تیار کر کے اس کی پیالیاں ہاتھوں میں اٹھائے مستقبل کے بارے میں فیصلے کرنے لگے۔ ابھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا جس سے رہائی کی کوئی امید پیدا ہو جائے لیکن متفقہ طور پر یہ بات مان لی گئی تھی کہ فی الحال وہی کرنا پڑے گا جو آرڈی شاؤٹ چاہتا ہے یا اوشین ٹریژر کی جانب سے اسے جو ہدایات ملی ہیں۔ پروفیسر نے کہا۔

"ہم سمندری معلومات کے درمیان یہ اندازہ بھی لگا سکیں گے کہ شعبان کہاں ہے اور زیر سمندر ہماری ملاقات شعبان سے بھی ہو سکتی ہے۔ آہ وہ لڑکا اب میرے لئے بھی باعث تشویش بن گیا ہے۔ لیکن اس بات کے امکانات ہیں کہ یہاں اس الگ تھلگ جگہ اسے ہم سے ملنے میں آسانی ہو۔ میں اس کارروائی سے بہت خوش ہوں اس طرح ہم قیدیوں کی حیثیت سے صرف ایک احاطے میں نہیں پڑے رہیں گے بلکہ ہمیں ہاتھ پاؤں ہلانے کا موقع ملے گا۔ اور یہ چیز ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔" تنہائی میں دردانہ نے اسد شیرازی سے کہا۔

"سر کیا آپ کو بھی یقین ہے کہ شعبان زندہ ہوگا؟" اسد شیرازی ٹھنڈی سانس لے کر آسمان کی جانب دیکھنے لگا تھا۔

❖

گار تھا ورتھا نجانے کون سے جہاں کی مخلوق تھی۔ شیطان سے اس کا کیا رشتہ تھا۔ عورتوں میں وہ شاید دنیا کی سب سے زیادہ عجیب عورت تھی۔ مشکل ترین حالات میں بھی اپنے اعصاب پر قابو پائے رکھنا اس کی شخصیت کا ایک حصہ تھا۔ چنانچہ اس قید خانے میں جب بھی اسے دیکھا گیا پرسکون دیکھا گیا اس کے ہاتھ اور پاؤں مستقل بندھے رہتے تھے بس اس وقت جب اسے خوراک دی جاتی تھی چند آدمی پستول تان کر اس پر کھڑے ہو جاتے اور اس کے ہاتھ پاؤں کھول دیے جاتے۔ اس عالم میں وہ بڑے اطمینان سے کھانا کھاتی ایک بار بھی اس نے کسی قسم کی برہمی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ آرڈی شاؤٹ بھی روزانہ ہی دن میں ایک بار اس کے پاس آتا تھا۔ چار دن گزر گئے۔

گارتھا نے نہ تو کسی سے کوئی فرمائش کی تھی نہ ہی اس نے کوئی ایسی حرکت کی تھی جس سے آرڈی شاؤٹ کو کسی قسم کی الجھن ہو۔ بلکہ وہ بڑے پرسکون انداز میں اپنی جگہ بیٹھی رہتی تھی۔

آرڈی شاؤٹ کے فرشتوں کو بھی گارتھا کے اقدامات کا علم نہیں تھا۔ رات کو عموماً محافظ آخری بار تقریباً بارہ بجے اس کا جائزہ لیتے تھے اس کے ہاتھوں اور پیروں کی بندشوں کو دیکھتے تھے پھر وہ مطمئن ہو کر چلے جاتے اور کوٹھری کا دروازہ باہر سے بند کر دیا جاتا۔ دوسری جانب وہ کیا کرتے ہیں گارتھا کو اس کا علم نہیں تھا۔ لیکن ایک دلچسپ منظر اس کے بعد دیکھنے میں آسکتا تھا۔ وہ دلچسپ منظر یہ تھا کہ گارتھا جب یہ اندازہ کر لیتی کہ محافظوں کی دوبارہ آمد کا اب کوئی امکان نہیں ہے تو اچانک ہی وہ اپنے آپ کو بالکل سیدھا کر لیتی تھی۔ اس کے بدن میں عجیب سی کیفیات پیدا ہو جاتیں وہ سانس روک لیتی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے بدن کا حجم گھٹنے لگتا۔ وہ اپنی جسامت سے کسی قدر دبلی ہو جاتی اور اس کے بعد وہ بآسانی اپنے ہاتھوں سے رسیوں کی بندش نکال دیتی اور یہی کیفیت پیروں کی بھی ہوتی تھی۔ یہ دونوں بندشیں اس کے ہاتھوں اور پیروں سے پھسل جاتی تھیں اور وہ رسیوں کو احتیاط سے ایک جانب رکھ کر آرام سے زمین پر دراز ہو جاتی تھی۔ صبح کو غالباً اس وقت جب سورج کی پہلی کرن کمرے کے دروازے کو منور کرتی وہ یہ رسیاں اپنے ہاتھ میں ڈال لیتی اور اسی طرح پیروں میں ڈالنے کے بعد اسی پوزیشن میں آکر بیٹھ جاتی تھی۔

آرڈی شاؤٹ یا پہرہ دینے والوں کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوتا تھا کہ ان کی یہ بندشیں کس قدر ناکارہ ہیں اور وہ اس خطرناک عورت کو کسی بھی شکل میں قید نہیں رکھ پاتیں یہ گارتھا کا تقریباً تین دن کا معمول رہا تھا۔ صرف پہلے دن اس نے اپنے آپ کو قید میں محسوس کیا تھا اور اس کے بعد وہ ذہنی اور جسمانی طور پر کافی حد تک آزاد ہو گئی تھی لیکن اس کا پروگرام غالباً صرف چار ہی دن کا تھا۔ چار دن تک وہ مسلسل صبر و سکون کا مظاہرہ کر کے ان لوگوں کو اعصابی دباؤ کا شکار کر دینا چاہتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مطمئن بھی۔ اگر آرڈی شاؤٹ مطمئن نہ بھی ہو کیونکہ وہ گارتھا کی شخصیت سے واقف تھا لیکن جو لوگ پہرہ دیتے تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے ان چار دنوں میں جس قدر مستعدی کا مظاہرہ کیا تھا وہ اپنی حماقت پر ضرور شرمندہ رہتے ہوں گے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ گارتھا میں جنبش کی ہمت بھی نہیں ہے۔

چوتھے دن رات کو اس وقت جب بارہ بجے وہ لوگ جائزہ لینے کے بعد واپس چلے گئے اور دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ گارتھا نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کی بندشیں اسی انداز میں کھولیں اور کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ پیروں کو ایک خاص انداز میں جنبش دینے لگی۔ اس دوران اس کے چہرے پر اضمحلال کے آثار دیکھے گئے تھے اور اس کے جسم پر بری طرح کھولت پائی جاتی تھی۔ لیکن اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے کینچلی بدل لی ہو وہ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنی جگہ اچھل کود کر اپنے جسم میں خون کی روانی بحال کر رہی تھی۔ یہ خاص قسم کی ورزش بالکل

بے آواز تھی۔ پھر اس نے ادھر اُدھر دیکھا دونوں ہاتھ جوڑ کر چھت کی جانب اٹھائے دونوں پاؤں بالکل سیدھے کیے اور بدن کو تان لیا۔ چند لمحات وہ اسی طرح کھڑی رہی اس کے بعد ایک ہلکی سی آواز اس کے حلق سے نکلی اور وہ پوری قوت سے دروازے کی جانب دوڑی۔ دروازے کے قریب تقریباً تین فٹ پیچھے رک کر اس نے اپنے آپ کو فضا میں بلند کیا اور پھر ایک تیز دھاڑ کے ساتھ دروازے کے جوڑ پر لات ماری۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ دروازہ پر شور آواز کے ساتھ کھل گیا۔ گارتھا باہر آگئی اور پنجوں کے بل ہی زمین پر پہنچی۔ وہ دونوں محافظ جو غنودگی کے عالم میں پہرہ دے رہے تھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن انہیں یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ دو نرم و نازک ہاتھ کس طرح ان کی گردن میں آپڑے اور انہوں نے ان کی گردنوں کو اسی طرح جکڑ لیا جیسے کوئی طاقتور سانپ اپنے لچلجے بدن سے انسانی جسم کو جکڑ لیتا ہے۔ گارتھا نے فوراً ہی اچھل کر ان دونوں کی گردنوں پر اپنے دونوں گھٹنے رکھ دیئے۔ محافظوں کی گردنوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں لیکن اس نے انہیں آواز نکالنے کا موقع نہ دیا۔ ان کے ہونٹوں کے دونوں حصوں سے خون کی لکیریں باہر نکل آئی تھیں اور ان کی آنکھیں شدت دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ وہ پھرتی سے کھڑی ہو گئی اور ہونٹ سکوڑے وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ وہ اس قید خانے کا بھرپور جائزہ لے رہی تھی۔ یہ ایک راہداری تھی جو تہہ خانے تک آتی تھی اور اس کے اختتام پر سیڑھیاں تھیں جس کے بعد ایک اور دروازہ تھا جو یقیناً باہر سے بند ہوگا

گارتھا آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر چڑھنے لگی اور اس دروازے کے قریب پہنچ گئی۔ پہلے اس نے اس دروازے کو آزمایا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ یہ باہر سے بند ہے یا نہیں پھر اس کی خوش بختی ہی تھی یا ان لوگوں کی بے پروائی کہ اسے دروازہ کھلا ہوا ملا۔ دروازے کے دوسری جانب سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔ یقیناً وہاں چند افراد موجود تھے۔ گارتھا درتھا کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بآہستگی دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی وہ چاروں حیرت پاش نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ گارتھا نے ان کی حیرانگی سے فائدہ اٹھایا اور چاروں کو ایک خاص ٹرک سے قابو کیا اور پھرتی سے چاروں کے نرخرے دبا دیے اور وہ تڑپ کر وہیں ٹھنڈے ہو گئے اور وہ باہر نکل آئی۔ پہلے ان روشنیوں کی زد سے نکل جایا جائے اس کے بعد سوچا جائے گا کہ آئندہ قدم کیا ہو۔ ان رہائش گاہوں کے درمیان سے

ہوتی ہوئی وہ ایک کھلے حصے میں نکل آئی۔ اس جزیرے کی خوبصورتی کا اندازہ اسے بہت پہلے سے تھا۔ کافی دور پہنچنے کے بعد درختوں کے ایک بڑے جھنڈ کے درمیان وہ رک گئی

اس نے اپنے رک جانے کو ہی غنیمت جانا کیونکہ دوسرے جانب سے ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور ان ڈھلانوں کے اختتام پر اس نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی تھیں۔ یہاں بہت سے انسان موجود تھے۔ جگہ جگہ روشنیاں ہو رہی تھیں۔ گویہ روشنیاں عارضی چیزوں سے تھیں لیکن صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لوگ یہاں آباد ہیں اس جگہ کے

بارے میں گارتھا کے علم میں کوئی بات نہیں آئی تھی۔ گارتھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان لوگوں کو دیکھنے لگی جو یہاں مقیم تھے اور کچھ ہی دیر بعد اسے حقیقت حال کا اندازہ ہو گیا۔ اگر اس کا اندازہ غلط نہیں تھا تو یہاں جہاز اخناطون کے لوگوں کو آباد کیا گیا تھا۔ اسے اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ چند لمحات وہ جلتی نگاہوں سے اس جگہ کو دیکھتی رہی اور اس کے بعد اپنے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ لیے وہاں سے بھی آگے بڑھ گئی۔ ابھی کچھ نہیں کرنا تھا۔ وقت اور صورت حال کا انتظار کیا جائے۔ اس کے بعد اگر تم میں سے ایک بھی شخص زندہ رہ جائے تو میں سمجھوں گی کہ میں نے ساری زندگی جھک ہی ماری ہے اور میں کسی بھی طرح اس ادارے کو چلانے کے قابل نہیں ہوں۔ جو دنیا میں اپنی شہرت رکھتا ہے۔ گارتھا کی غراہٹیں اُبھریں اور اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ اب سوچ سمجھ کر اسے ایسی کسی جگہ کا انتخاب کرنا تھا جہاں وہ اپنے آپ کو پوشیدہ بھی رکھ سکے اور ان لوگوں سے بہت زیادہ دور بھی نہ ہو وہ سکے۔ ویسے بھی ہلچل سی مچی تھی اور اس کے پاس ایسے وسائل نہیں تھے جن سے وہ فوری طور پر عمل کر سکے۔

اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ وہ ایک پھرتیلی بلی کے مانند دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اور اس نے ساحل کو نہیں چھوڑا تھا۔

ساحل سے بہت زیادہ فاصلہ اختیار کیے بغیر وہ آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ تقریباً دو یا ڈھائی گھنٹے اسے دوڑتے ہوئے گزر گئے۔ اب کچھ جسمانی تھکن بھی ہو گئی تھی۔

ڈھائی گھنٹے مسلسل سفر کرنے کے بعد اسے یہ اندازہ تو ہو گیا کہ اب وہ ان لوگوں سے اتنی دور نکل آئی ہے کہ اگر اس کے فرار کا علم سو جائے اور وہ سب اسے تلاش کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوں تو بآسانی نہیں پہنچ سکتے رات اس نے آرام سے گزار دی۔

✥

"شاؤٹ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ اس ناقابل یقین اطلاع پر سکتے میں رہ گیا تھا اور بے اختیار اس جانب دوڑ پڑا تھا۔ جہاں گارتھا کو قید رکھا گیا تھا۔ یہ ایک زمین دوز عمارت تھی۔

ہال نما کمرے میں جس کے بعد باہر کا راستہ آجاتا تھا اس نے وہ چار لاشیں دیکھیں اور ان ہیبتناک لاشوں کو دیکھ کر اس کے ہوش و حواس رخصت ہونے لگے قتل بغیر کسی آلے کے کیا گیا تھا جبکہ یہ سب کے سب مسلح تھے اور ان کے پاس پستول بھی موجود تھے۔ لیکن جس طرح انہیں قتل کیا گیا تھا وہ کسی عام کے انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ گارتھا جیسی وحشی عورت سے اتنے خوفناک اقدام کی توقع شاید آرڈی شاؤٹ کو بھی نہیں تھی۔ وہ سہمے ہوئے انداز میں ان چاروں لاشوں کو دیکھتا رہا اور صورتحال اس کے ذہن میں فلم کی طرح چلنے لگی۔ وہ اس راہداری میں آگے بڑھا جہاں باقی دو لاشیں موجود تھیں۔ اور ان دونوں کو بھی اسی وحشتناک طریقے سے قتل کیا گیا تھا۔ اور اس کمرے میں جہاں گارتھا کو رکھا گیا تھا وہ رسیاں پڑی ہوئی تھیں جن سے اس کو باندھا گیا تھا۔ یہ دروازہ بالکل ناکارہ ہو گیا تھا اور اسے اس طرح اس کی

جگہ سے ہلا دینا بھی ایک ناکام ممکن کن ہی تھا۔ اس کے لیے تو کسی بے پناہ طاقت پہلوان نما آدمی کی ضرورت تھی۔ گارتھا اس قدر خوفناک جسمانی صلاحیتیں بھی رکھتی ہے اس کا علم آرڈی شاؤٹ کو نہیں تھا۔ اس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "آہ مجھے اس کی امید نہیں تھیش۔ میں یقیناً اس کے ہاتھوں دھوکہ کھا گیا اور بھی کئی افراد آرڈی شاؤٹ کے ساتھ یہاں داخل ہو گئے تھے اس کے ایک خاص ساتھی آرگن نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ان چھ آدمیوں کا قتل ہمارے لیے بہت بڑی مصیبت کا باعث ہے ویسے ہی ہم محدود تعداد میں تھے اور یقیناً اوشین ٹریزر کی طرف سے ہمیں ان لوگوں کی موت پر معاف نہیں کیا جائے گا۔" آرڈی شاؤٹ نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"میں نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا مسٹر شاؤٹ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے ظاہر ہے ہم سب ایک عورت کی نگرانی پر تو نہیں مصروف ہو سکتے تھے۔ میرے خیال میں فوری طور پر اوشین ٹریزر کو اس حادثے کی اطلاع دینی چاہیے۔"

"بکواس مت کرو۔ اگر میں تم سے مشورہ مانگوں تو مجھے مشورہ دینا درمیان میں فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"سوری، مجھے احساس ہے کہ آپ کس قدر پریشان ہیں۔" پھر اس نے چونک کر کہا۔

"لیکن ہمیں اسے تلاش کرنا چاہیے وہ ہمارے باقی افراد کے لیے بھی خطرناک ہو سکتی ہے۔"

آرڈی شاؤٹ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم لوگ ان لاشوں کی تدفین کا انتظام کرو۔" اس کے بعد وہ اس عمارت میں سے باہر نکل آیا۔ اس کا چہرہ سُت گیا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں پریشانی کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار بھی پائے جاتے تھے۔ اب یہ اندازہ کسی کو نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ خوف گارتھا کا تھا یا اوشین ٹریزر کی جانب سے ہونے والی جواب طلبی کا بہرحال ایک سوگ کی سی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ ادھر گہرائیوں میں نئی آبادی کے لوگ اس حادثے سے لاعلم تھے فاصلہ بھی کافی تھا۔ اور چند افراد کو وہاں بھی پہرے پر تعینات کیا گیا تھا دن کی روشنی میں البتہ انہیں ساحل کی جانب لایا جانے والا تھا۔ تاکہ وہ اپنے کام کا آغاز کریں لیکن اس حادثے کے بعد آج یہ ممکن نہیں رہا تھا آرڈی شاؤٹ نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا تھا۔ ایک طرح سے قیدیوں کا یہاں سے دور ہو جانا ہی بہتر ہوا تھا۔ تاکہ انہیں یہاں کے معمولات کا اندازہ صحیح طور پر نہ ہو سکے کون کس وقت کیا کر سکتا ہے کیا سوچ سکتا ہے یہ فیصلہ کرنا آسان کام نہیں تھا۔ بظاہر وہ لوگ تعاون پر آمادہ نظر آتے تھے۔ لیکن بہر طور انہیں قیدی بنا لیا گیا تھا ان سے ان کا مستقبل چھین لیا گیا تھا۔ وہ خوشی سے تو ان کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہوں گے اور اسی طرح موقع کے منتظر ہوں گے۔ جس طرح گارتھا نے یہ چار دن گزارے تھے۔ آرڈی شاؤٹ ذہنی طور پر بے پناہ پریشان تھا۔ اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں جواب دینے جا رہی

تھیں۔ آرگن اور دوسرے چند افراد اسے سنبھالے ہوئے تھے۔ تدفین کا کام نہایت تیزی سے کیا گیا باقاعدہ اہتمام تو نہیں ہوسکا تھا لیکن جس قدر بھی ممکن ہوسکا کیا گیا اور خاموشی سے ان لاشوں کو دفن کر دیا گیا۔ آرڈی شاؤٹ کے چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے۔ جیسے اس کے چند قریبی عزیز حادثے کا شکار ہو گئے ہوں۔ میں اس کے بعد گارتھا ہی کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ اس کی تلاش کو بے حد ضروری قرار دیا گیا دفعتاً آرگن نے کہا۔

"سر میرے خیال میں ہمیں اسے اخناطون پر بھی تلاش کرنا چاہئے ہوسکتا ہے وہ شاطر عورت کسی طرح وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ آرڈی شاؤٹ کو یہ بات کسی قدر بہتر معلوم ہوئی تھی چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر اپنے ذرائع سے وہ اخناطون کی جانب چل پڑے۔ وہ متجسس بھی تھے۔ اور مایوس بھی اخناطون پر موجود افراد جو اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ مستعد تھے اور تھوڑی دیر بعد جب آرڈی شاؤٹ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ آرڈی شاؤٹ نے ان سے صورتحال معلوم کر کے انہیں ابھی تفصیل نہیں بتائی تھی۔ اور اس کے بعد آرڈی شاؤٹ اپنے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ اخناطون کے چپے چپے کی تلاشی لینے لگا۔ کئی گھنٹے اس کام میں صرف ہوگئے لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ادھر اخناطون پر موجود لوگوں نے بتایا کہ وہ رات کو پوری طرح مستعد رہے ہیں اور ایسی کوئی بات نہیں جو حیران کن ہو۔ تب انہیں گارتھا کے فرار کی کہانی سنائی گئی اور انہوں نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا کہ کم از کم اس عورت نے ادھر رخ نہیں کیا ہے۔ آرڈی شاؤٹ پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ گارتھا یقینی طور پر اخناطون کی جانب نہیں آئی تھی لیکن وہ کہاں ہے۔ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ آرگن نے ہی اس سلسلے میں ایک اور مشورہ آرڈی شاؤٹ کو دیا۔

"مسٹر شاؤٹ میرا خیال ہے ہمیں ان قیدی لوگوں کو اعتماد میں لینا چاہیے ابھی وہ صورتحال سے بے خبر ہیں انہیں بہتر ذرائع سے گارتھا کے فرار کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وہ نہ صرف ہمارے لیے بلکہ ان کے لیے بھی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے ہوسکتا ہے وہ لوگ اس سلسلے میں ہمیں کوئی بہتر مشورہ دے سکیں آرڈی شاؤٹ کو یہ تجویز پسند آئی تھی۔ چنانچہ وہ اخناطون سے واپس چل پڑا۔ ویسے اس کی ذہنی کیفیت اعتدال پر نہیں تھی اور نہ جانے کیوں اسے ایک عجیب سے خوف کا احساس ہو رہا تھا۔

اسد شیرازی نے ایک گہری سانس لی اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے لگا کر درخت کی ایک جڑ پر نیم دراز ہوگیا۔ دردانہ اس سے تھوڑے فاصلے پر تھی اور اس کی کیفیت کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہاں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی مطمئن نہیں تھا۔ واقعات کی جو تبدیلیاں ان کے ساتھ ہوئی تھیں انہوں نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔ وقت عجیب انداز میں بیت رہا تھا۔ دردانہ نے اسد شیرازی کے چہرے پر اس قدر ویرانی اور مایوسی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسے بے پناہ دکھ ہوا۔ اسد شیرازی اس کے لیے کیا حیثیت رکھتا تھا یہ بات تو شاید خود اسے بھی معلوم نہ ہو لیکن زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اس نے اسد شیرازی کے ساتھ گزارا تھا اور اس کی کیفیات سے واقف تھی وہ اس عجیب و غریب انسان سے بہت متاثر بھی تھی جس نے زندگی کے ان

راستوں کو نہیں اپنایا تھا جو انسانی فطرت کا حصہ ہوتے ہیں۔ خود دردانہ کی بھی یہی کیفیت تھی اور شاید اس لیے ان دونوں کے درمیان بہت زیادہ ذہنی ہم آہنگی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اسد شیرازی کے قریب پہنچ گئی۔ اسد شیرازی نے اس کی آمد پر نگاہیں گھمائیں اس کی جانب دیکھا لیکن اپنی کیفیت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ دردانہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"سوری سر! آپ کو نجانے کن خیالات سے چونکایا ہے میں نے۔" اسد شیرازی مدھم سے انداز میں ہنس پڑا اور بولا۔

"کیا یہاں بھی کچھ ایسی چیزیں ہوسکتی ہیں دردانہ جن کے لیے تکلف بھرے الفاظ استعمال کیے جائیں۔"

"آپ کا رتبہ میری نگاہوں میں ہمیشہ وہی رہے گا سر جو ہمیشہ سے تھا اس میں کوئی تبدیلی میں سمجھتی ہوں حالات کے تحت ممکن نہیں ہوسکتی۔"

"تم بہت اچھی فطرت کی مالک ہو میں نے ہمیشہ ہی تمہاری عزت کی ہے۔ سناؤ کسی خاص وجہ سے تو نہیں آئی ہو پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر کچھ کہنا چاہتی ہو تو کہو ورنہ بیٹھ جاؤ باتیں ہی کریں گے۔"

"سر! آج آپ بہت افسردہ نظر آرہے ہیں۔"

"دردانہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میری مہم جویانہ زندگی میں بے شمار واقعات ایسے پیش آئے ہیں جب مجھے غیر یقینی حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے بہت سی جگہ زندگی موت کے قریب پہنچ جاتی تھی اور ہم یہ محسوس کرتے تھے کہ یہ ہمارا آخری وقت ہے لیکن اس وقت ایک آسانی ہمیں حاصل ہوتی تھی وہ یہ کہ ہم جدوجہد کے لیے آزاد ہوتے تھے۔ ہاتھ پاؤں ہلاتے تھے اور اپنی زندگی کو بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ یہاں یہ کیفیت ختم ہوگئی ہے اور صحیح معنوں میں مجھ پر مایوسی طاری ہوئی ہے اور خصوصاً میں تم سے اس وقت شعبان کا ذکر کروں گا۔ ہم نے زندگی کے وہ راستے نہیں اپنائے جو عام انسانوں کی زندگی کے راستے ہوتے ہیں۔ مثلاً شادیاں، گھر، بچے وغیرہ شعبان ہماری اولاد تو نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے ذہنی طور پر تم بھی اسے ماںتا کی نگاہوں سے دیکھتی ہو اور میرے دل میں بھی اس کے لیے بڑے عجیب جذبے پروان چڑھ رہے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو اس کے لیے ذمہ دار محسوس کیا ہے۔ اور یہ ہماری نیک دلی نہیں ہے بلکہ خود اس کی اپنی ذات میں بھی ایسی ہی خوبیاں تھیں۔ وہ کتنی اچھی طبیعت اور فطرت کا نوجوان تھا۔ اس نے کبھی ہمیں شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا اور ہمارے ساتھ اس احترام سے پیش آتا رہا کہ ہم اسے اپنا سمجھنے پر مجبور ہوئے اس کے اندر جو خوبیاں تھیں ہم نے ان کا تجزیہ بھی کیا جائزہ بھی لیا لیکن ان تمام تر خوبیوں کے باوجود وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سر جھکائے رہا اور اس نے کبھی کوئی ایسی گستاخی نہیں کی جس سے بددلی پیدا ہوتی۔ بعض اوقات دل کی گہرائیوں میں خیال ابھرتا ہے کہ کہیں اسے کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو تو دل ڈوبنے لگتا ہے میں یہ محسوس کر رہا ہوں شاید مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"غلطی؟"

"ہاں دردانہ ذرا سا ماضی پر غور کرو میں ایک چھوٹی سی بات سے متاثر ہوا تھا اور اس کے بعد یہ خیال ذہن میں آیا کہ انسانیت کی فلاح کے لیے اگر سمندر گردی کی جائے تو اچھی بات ہے ہوسکتا ہے ہم سمندر سے کچھ ایسی اشیاء حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں جو انسانیت کے لیے بہت زیادہ کارآمد ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس تمام کارروائی سے میں اپنے نام کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ میرا نام بھی انہی لوگوں میں شامل ہوجائے جو آج دنیا کے لیے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں۔ میں اس بات سے انحراف نہیں کروں گا کہ میں نے اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر سوچا تھا۔ حالانکہ میں صرف ایک مہم جو تھا اور اس حیثیت کا مالک نہیں بن سکتا تھا۔"

"میں آپ سے اختلاف کرتی ہوں سر۔"

"کیوں؟"

"سر! بہت چھوٹی چھوٹی سی باتیں بعض اوقات انسان کی شخصیت کو بہت بڑا کر دیتی ہیں۔ یہ تصور اگر کسی دل میں پیدا ہوجائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اسے اس کا صلہ ملنا ضروری ہے۔"

"بہرحال دردانہ یہ تو کچھ ذرا ذاتی باتیں ہوگئیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں اتنا آگے نہیں بڑھنا چاہیئے تھا۔ بہتر یہ ہوتا کہ ہم صرف اپنے وسائل سے کام لے کر جو کچھ بھی کوششیں کرسکتے کرتے رہتے اتنے بڑے پیمانے پر ہمیں یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مثلاً ہم شعبان کو ساتھ لے کر کسی ایسے دور دراز مقام پر چلے جاتے جہاں انسانی آبادیاں نہ ہوتیں وہاں اپنا کیمپ قائم کرتے جو کچھ بھی ہمیں حاصل ہوتا اس کے ذریعے ہم کوششیں کرتے زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہم اپنے طور پر ایک چھوٹی سی لیبارٹیری قائم کرالیتے جہاں کچھ ماہرین کو اپنے ساتھ رکھتے اور چھوٹے پیمانے پر کام کیا جاتا۔ میں یہ بات مسلسل محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے جس قدر بلند پرواز کی تھی وہ میرے حق میں بہتر ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس کی وجہ سے ہمیں ان مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے ساتھ بہت اچھے لوگ ہیں اور میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ لیکن میرے خیال میں ہماری منصوبہ بندی ناقص رہی ہے اور ہم زیادہ بہتر پیمانے پر کام نہیں کرسکے۔ اب دیکھو نا یہ مشکل مرحلہ آگیا ہے اور ہم میں سے کوئی اس قابل نہیں ہے کہ وہ کوئی موثر فیصلہ کرسکے۔ ہم جنگ و جدل کے انسان نہیں ہیں بے شک اخناطون پر بہت سی تیاریاں کی گئیں تھیں لیکن کیا انسانی زندگی اتنی ہی بے وقعت ہے کہ ہم صرف اپنے تحفظ کے نام پر لاتعداد انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔" وہ دیر تک کچھ نہ بولی تو اسد شیرازی نے ہی کہا۔

"یہاں فرصت کے لمحات ملے ہیں مجھے اور بہت سوچنے کا موقع ملا ہے۔ گارتھا بڑی ہی ہوشیار عورت ہے اور اب حالات کسی حد تک ہمارے علم میں آگئے ہیں تو مجھے بار بار یہ احساس ہوتا ہے کہ میری ناسمجھی نے مجھے بہت سا برا وقت دکھایا ہے۔ مثلاً اس کی ابتدا ڈاکٹر شرف کی لیبارٹیری ہی سے ہوجاتی ہے ہمیں یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے ڈاکٹر شرف کو اس بری طرح ختم کردیا کہ اس بیچارے کی لیبارٹری کا نام و نشان تک نہ رہا۔ پھر وہاں سے بات آگے بڑھی جاپان کے معاملے کو لے لو تم نے ابتدا ہی سے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کچھ لوگ شعبان کے پیچھے نظر آتے ہیں اور اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ گیا کہ وہ لوگ اوشین ٹریژر والے ہی ہوسکتے ہیں حالانکہ اوشین ٹریژر کے بارے میں مجھے بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں لیکن اب جب کہ تجزیہ کرتا ہوں تو یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں۔ سمندری نوادرات اور دوسری اشیاء کے محافظ یا سمجھ لو ان پر قابض۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی اور ایسی شخصیت منظر عام پر آئے جو ان کے کام میں مداخلت کر کے ان کے قریب آسکے۔ یا ان سے سبقت لے جائے۔ انہوں نے اسی کے لیے کام شروع کیا اور بالآخر ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ جو معلومات یہاں پر ہوئی ہیں وہ ناقابل یقین ہیں۔ ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا۔ ہم سے کہیں زیادہ اعلیٰ پیمانے پر لوگ سمندر کے لیے کام کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہی کامیاب ہوجائیں بشرطیکہ انسانیت کی بقاء کے لیے بھی کچھ کام ہو۔ تاہم اب میں اپنے آپ کو احساس کمتری کا شکار پاتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ میری وجہ سے بہت سے لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔" دردانہ نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"سر یہ بددلی ہمیں نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں دے گی۔"

"نہیں دردانہ میں اس قدر بددل نہیں ہوں کہ جدوجہد کا خیال ہی ترک کردوں۔ میں تو بس تمہارے سوالات کے جواب دے رہا ہوں اور اب تو یہی خواہش ہے کہ شعبان ہمیں خیریت سے مل جائے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیئے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر ہمیں ایک بار یہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے تو یہ مہم ہی ہمیں ترک کردینا چاہیئے اور اگر خدانخواستہ شعبان اب اگر اس دنیا میں نہیں ہے تو ہمیں خسارے کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔"

"میں نے انتہائی کوشش کی کہ اپنے کان بند رکھوں اپنا ذہن کسی اور طرف ہٹائے رکھوں لیکن آپ یقین کریں کہ میں جان بوجھ کر اس طرف نہیں آیا بلکہ میں بہت دیر سے ایک درخت کے پیچھے یونہی سوچ میں بیٹھا ہوا تھا اور مسٹر اسد شیرازی آپ بھی بعد میں یہاں پہنچے۔ آپ نے جو گفتگو کی وہ میرے کانوں تک پہنچ چکی ہے اور انتہائی

مجبوری کی حالت میں میں اس میں مداخلت کر رہا ہوں۔" یہ پروفیسر بیرن کی آواز تھی۔ دونوں ہی چونک پڑے۔ پروفیسر گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھا اور مینڈک ہی کی طرح ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس عجیب و غریب شخص کی جو صفات تھیں وہ قابل قدر تھیں پھر اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے پروفیسر بیرن کو دیکھا اور کہا۔

"آپ بلاوجہ معذرت کر رہے ہیں پروفیسر آیئے ہم تو ویسے بھی بور ہو رہے تھے اور باتیں کرنے بیٹھ گئے تھے آپ نے ہماری باتیں سن لی ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھے بتایئے پروفیسر کیا میرا خیال غلط ہے؟"

"بالکل غلط ہے۔" پروفیسر نے پرسکون لہجے میں کہا اور دردانہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اسد شیرازی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پروفیسر اسی طرح اپنی کہنیاں زمین پر ٹکائے اور گھٹنے موڑے گردن اٹھائے اپنی مینڈک جیسی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا اور اس وقت اس کے اس طرح بیٹھنے کے انداز پر دردانہ کو ہنسی آرہی تھی لیکن وہ اسے قابو میں کیے رہی۔

"تو پھر آپ ہماری راہنمائی کیجیئے۔"

"انسانیت کے لیے اگر کچھ تلاش کرنے نکلے ہو تو یہ تصور مت کرو کہ تمہارے سامنے ایک درخت ہے جس میں پھل لگے ہوئے ہیں۔ جب تم اس درخت کے نیچے پہنچو گے تو وہ پھل ٹوٹ ٹوٹ کر تمہاری آغوش میں آگریں گے۔ بلکہ تمہیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ درخت جس میں یہ پھل لگے ہوئے ہیں جنہیں تم حاصل کرنا چاہتے ہو اتنا بلند ہے کہ اس کے سرے آسمانوں میں گم ہیں۔ پھلوں کی جھلکیاں تمہیں نظر آرہی ہیں اور درخت کی بلندیاں تمہارے لیے ناقابل عبور۔ اگر یہ بلندیاں عبور کرکے تم اس درخت تک پہنچو گے تو ان پھلوں کا حصول ممکن ہوگا اگر تم نے پہلی بات تصور کرلی ہے تو میرے خیال میں تم اپنی طلب میں نامکمل ہو۔" اسد شیرازی اور دردانہ پروفیسر کو دیکھنے لگے اس نے کہا۔

"میرا تجربہ یہی کہتا ہے تاہم اگر تم اس سے اختلاف رکھتے ہو تو کم از کم مجھے تم سے اختلاف نہیں ہوگا۔"

"نہیں آپ درست فرماتے ہیں۔ اگر درخت کی بلندیاں ناقابل عبور ہوں تو۔"

"طلب بعض اوقات معجزے دکھاتی ہے اور انسان کو وہ سب کچھ دے دیتی ہے جو اس کے لیے ناقابل حصول ہوتا ہے۔ تم نے جس کام کے لیے قدم اُٹھایا ہے اس میں تمہیں بہت سی کامیابیاں حاصل ہوں گی اور پھر زندگی اگر مکمل طور پر ایڈونیچر میں گزر جائے تو انسان کو اور کیا چاہیئے۔ تم جانتے ہو کہ موت ایک مکمل چیز ہے وہ ہر لمحے ساتھ رہتی ہے۔ بس ہاتھ بڑھانا اور ختم کردینا اس کا کام ہوتا ہے لیکن اس کا ہاتھ کب آگے بڑھتا ہے اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ تم اس ہاتھ کو کہیں روک نہیں سکتے۔ اب یہاں آنے کے بعد ہی کس قدر واقعات پیش آگئے تم نے ان کا تجزیہ نہیں کیا۔ کیسے کہہ سکتے ہو کہ آنے والا وقت کسی دوسرے واقعہ کا پیش خیمہ نہیں ہوگا۔ ہوگا اور ضرور ہوگا اس میں تمہارے لیے بہتری کے راستے نکل سکتے ہیں۔ مائی ڈیئر اسد وقت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تو لمحاتی چیز ہے جو ہمارے سامنے آگئی ہے۔ کل کا دن بھی تو ہے اور اس کے بعد کے بہت سے دن اس وقت تک جب تک کہ زندگی ختم نہ ہوجائے۔ زندگی ختم ہونے تک ہمیں کسی ایسے ٹھہراؤ پر افسوس نہیں کرنا چاہیئے جدوجہد کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہاتھ پاؤں ہی ہلتے رہیں۔ دماغی کوششیں بھی کی جاسکتی ہیں۔ منصوبہ طرازیاں کی جاسکتی ہیں اور یہ کسی نہ کسی دن کام آہی جاتی ہیں۔"

"آپ کی گفتگو کا ایک ایک لفظ درست ہے۔"

"تسلیم کیا نا تم نے۔"

"کیوں نہیں پروفیسر۔"

"تو پھر ذہن کو بھی تبدیل کرلو۔"

"کوشش تو ضرور کی جائے گی۔"

"گڈ۔ مجھے خوشی ہوئی کہ کم از کم میں نے صحیح آدمی کے سامنے صحیح الفاظ ادا کیے۔ اب ایک سوال میں تم سے کرنا چاہتا ہوں؟" "ڈاکٹر شرف کو تم کیسے جانتے ہو؟" اسد شیرازی چونک کر پروفیسر کی صورت دیکھنے لگا۔ پروفیسر اسی طرح اپنی گول گول آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ دردانہ بھی

دلچسپی لیے بغیر نہ رہ سکی۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"ڈاکٹر شرف میرے ہی وطن کے باشندے تھے۔"

"ہاں وہ تو میں جانتا ہوں لیکن تمہارا ان سے کیسے تعارف ہے؟"

"شعبان ہی کے سلسلے میں ڈاکٹر شرف ہماری جانب متوجہ ہوئے تھے اور انہوں نے شعبان پر تجربات کرنا چاہے لیکن پروفیسر بیرن اس وقت جب ڈاکٹر شرف اپنی لیبارٹری میں بہت سا کام کر چکے تھے اچانک ہی ان کا انتقال ہو گیا۔"

"ہیں...... ڈاکٹر شرف مر گیا؟"

"نہیں۔ وہ مر نہیں گئے بلکہ انہیں قتل کر دیا گیا۔"

اسد شیرازی نے ڈاکٹر شرف کی موت کی پوری کہانی پروفیسر کو سنائی اور پروفیسر نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسد شیرازی کے خاموش ہونے کے بعد بھی وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔"

"تم درست کہتے ہو۔ وہ بہت ذہین آدمی تھا اور سمندری معلومات رکھتا تھا۔ وہ وقت دور نہیں تھا جب وہ سمندر کی گہرائیوں سے بہت سی واقفیت حاصل کر لیتا اور اسے منظر عام پر لے آتا۔ جس سے دنیا حیران رہ جاتی آہ برا ہوا۔"

"کیا آپ ان کے شناسا ہیں؟"

"وہ میرا بہترین دوست تھا لیکن خط و کتابت کی حد تک۔ میری کبھی اس کی براہ راست ملاقات نہیں ہوئی تھی۔"

"ہاں وہ ایک اچھا انسان تھا۔"

"آہ مجھے بہت افسوس ہوا۔ ہم اب بات کا رخ تبدیل کرتے ہیں اور میں تم سے شعبان کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" دردانہ اور اسد شیرازی چونک کر پروفیسر بیرن کو دیکھنے لگے پروفیسر بیرن ایک بار پھر انہیں گھورنے لگا تھا۔

"شعبان کے بارے میں تم نے مختصر تفصیلات مجھے بتائی ہیں تمہیں علم ہے کہ اختاطون پر میرا اور اس کا کافی ساتھ رہ چکا ہے اور اس کے علاوہ ہم نے زیر سمندر بھی بہت سی کارروائیاں کی ہیں۔ کیا تمہیں اس بات پر کبھی حیرت نہیں ہوئی کہ میرے اور اس کے درمیان اتنی ذہنی ہم آہنگی کیوں ہوئی۔"

"ہمارا خیال ہے کہ چونکہ آپ ماہر سمندر ہیں اور وہ سمندر میں ایک انوکھا شخص اسی وجہ سے آپ کے اور اس کے درمیان یہ ربط پیدا ہوا۔"

"بالکل درست۔ وہ سمندر کا انوکھا انسان ہے لیکن آج پہلی بار میں تم سے کچھ الفاظ کہنا چاہتا ہوں ان پر بہت زیادہ غور مت کرنا کیونکہ نہ تو میں ان کی وضاحت کر سکوں گا اور نہ اس بارے میں تمہیں زیادہ بتا سکوں گا۔ سمندر کے بارے میں میری جو معلومات ہیں ان کے تحت میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اس کے بارے میں ابھی تک تمہارا کیلکولیشن درست نہیں ہے۔"

"میں سمجھا نہیں پروفیسر۔"

"تم اگر یہ سمجھ رہے ہو کہ اسے کوئی نقصان پہنچ چکا ہے تو تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جنہیں آسانی سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس نے اس دوران جن ذہانتوں کا ثبوت دیا کیا وہ تمہارے لیے متوقع تھیں۔"

"ہرگز نہیں۔ دراصل بچپن سے وہ ہمارے ساتھ رہا ہے اور ہم نے اسے ایک بے ضرر اور سادہ سا نوجوان پایا اس نے صرف وہی کیا جو ہم نے اس سے کہا اگر کوئی بات خصوصی طور پر اس پر چھوڑ دی گئی تو وہ نہایت کامیابی سے اس کی تکمیل کر کے ہمارے پاس پہنچ گیا لیکن یہ اس کی فطرت کا ایک حصہ ہے کہ وہ کسی چیز سے انحراف نہیں کرتا اور اپنے طور پر کسی مسئلے میں کودنے کی کوشش نہیں کرتا۔ پروفیسر بیرن مسکرایا اور بولا۔"

"ان صفات کو تم کوئی نام نہیں دو گے اسد شیرازی۔"

"اس کے علاوہ اور کیا پروفیسر بیرن کے وہ ایک نیک فطرت نوجوان ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کی فطرت میں کچھ ایسے راز پوشیدہ ہیں جن کے بارے میں خود

تم بھی اندازہ نہیں لگا پائے۔ اسد شیرازی مجھے معاف کرنا میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں اس کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ شعبان اتنی آسانی سے سمندر برد ہو گیا تو یہ تمہارا غلط خیال ہے۔ وہ سمندر میں کوئی نقصان نہیں اٹھا سکتا کیونکہ وہ اپنے مرکز کی طرف رواں ہے۔ اسے بہت سے مراحل سے گزرنا ہو گا۔" پروفیسر کے یہ دو الفاظ نہ اسد شیرازی کی سمجھ میں آئے تھے اور نہ دردانہ کی۔ اسد شیرازی نے اس کی وضاحت چاہی۔

"آپ نے کیا کہا وہ اپنے مرکز کی جانب رواں ہے اور اسے بہت سے مرحلوں سے گزرنا ہو گا۔" پروفیسر اس طرح چونکا جیسے اس دوران غنودگی کا شکار ہو گیا ہو۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ اسی انداز میں ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتا ہوا درخت کے پیچھے پہنچ گیا۔ دردانہ اور اسد شیرازی حیرت سے ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہ گئے تھے۔ دردانہ نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"یہ شخص بھی بے حد پراسرار ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے ایک ماہر سمندر ہونا الگ بات ہے لیکن اس کی یہ خصوصیات اور یہ سب کچھ۔"

"مگر اس کے الفاظ۔"

"خدا جانتا ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" اسد شیرازی پرخیال انداز میں خلا میں گھورنے لگا۔ دردانہ بھی خاموش ہو گئی تھی۔

٭

"شعبان پرسکون تھا۔ یہ اس کی فطرت کا حصہ تھا۔ اس کے چہرے پر کبھی اضطراب کی لہریں نہیں دیکھی گئی تھیں۔ مشکل سے مشکل حالات میں وہ بڑے سکون سے وقت گزارتا تھا۔ اس وقت وہ ذہنی طور پر کتنا ہی مضطرب ہو لیکن اگر کوئی اس کا چہرہ دیکھتا تو قطعی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کے ذہن میں کوئی الجھن ہے۔ البتہ وہ ان لوگوں کی جانب سے ابھی تک مطمئن تھا اور جان پر کھیل کر وہ انہیں اس وادی میں دیکھ چکا تھا جہاں انہوں نے بسیرا کیا تھا۔ یہ اندازہ بھی لگا چکا تھا کہ وہ لوگ بظاہر پرسکون ہیں اور ان پر کوئی تشدد نہیں کیا جا رہا۔ سورج بلندی پر پہنچ چکا تھا اور سمندر مدھم نظر آ رہا تھا بہت دیر تک شعبان اسی طرح بیٹھا رہا سمندر کی طلب محسوس ہو رہی تھی چنانچہ اس نے اپنا لباس اتار کر ایک محفوظ جگہ رکھا جہاں سے وہ اسے دوبارہ باآسانی حاصل کر سکتا تھا اور اس کے بعد ایک مختصر سا لباس پہنے ہوئے وہ سمندر کی جانب بڑھ گیا ساحل اسے آواز دے رہا تھا اور لہریں اسے پکار رہی تھیں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جب پانی میں ہوتا تو دنیا سے اس کی دلچسپی بے حد کم ہو جاتی اور اسے یوں لگتا جیسے یہ پانی اس کا گہرا عزیز ہے اور اس سے زیادہ اسے اور کوئی شے عزیز نہیں ہے۔ سمندر کی لہروں میں گم ہو کر وہ سب کچھ بھول گیا۔ پانی کی گہرائیوں میں اس کے اندر جولانیاں پیدا ہونے لگیں اور وہ مچھلیوں کے غول کے غول دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ وہ پانی میں مست ہرن کی طرح کلیلیں کر رہا تھا کہ دفعتاً ہی اسے احساس ہوا کہ پانی میں اس کے علاوہ بھی اور کوئی موجود ہے۔ شعبان ساکت ہو گیا۔ اس نے ابھی تک اس علاقے میں کسی انسانی وجود کو نہیں دیکھا تھا لیکن اب پانی کے اندر اس کی حس اسے دھوکا بھی نہیں دے سکتی تھی۔ کوئی تھا اور ضرور تھا لیکن کون؟ کوئی آبی جانور یا انسان۔ لیکن آبی جانور

کی پانی کی ہر طرح کی چاپ سے وہ واقف تھا اس کے حساس کان یہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ اس وقت جو کوئی پانی میں حرکت کررہا ہے وہ جانور نہیں بلکہ انسان ہے۔ شعبان کی آنکھیں دور دور تک کا جائزہ لیتی رہیں اور پھر اس نے گارتھا کو دیکھ لیا۔ شعبان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ گارتھا زیر سمندر! گارتھا کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا اس خطرناک عورت نے اخناطون کی تقدیر بدل دی تھی لیکن یہ یہاں تنہا کیا فرار ہوکر آئی ہے۔ وہ بھی تو اسی جگہ تھی جہاں باقی لوگ موجود تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہیں اس حالت میں پہنچانے والی وہی تھی۔ شعبان کے دل میں نفرت کا طوفان اٹھا اس عورت کو قابو میں کر کے اسے مجبور کیا جائے کہ وہ اخناطون کو رہائی دلائے تو یہ کام برا نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے ضروری تھا کہ سمندر کی زیادہ گہرائیوں میں جاکر وہ اوپر ابھرے اور گارتھا کو سمندر ہی میں زیر کرلے۔ اب وہ گارتھا سے ذہنی طور پر جنگ کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ پانی کی گہرائیوں میں زیادہ سے زیادہ تیرنے والے افراد ایک عام مقصد کے لیے پانی میں اُترتے تو لتنے ہی اونچے ہوسکتے تھے جتنی اس وقت گارتھا تھی۔ البتہ شعبان کا مسئلہ بالکل مختلف تھا وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچنے لگا لیکن اس کی بلندی سے کافی نیچے تاکہ اسے اس کے بارے میں شبہ نہ ہوسکے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ خطرناک عورت پانی میں کس حد تک تیز و طرار ہوسکتی ہے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد جب اس نے اوپر دیکھا تو اسے یہ اندازہ ہوگیا کہ گارتھا اس کی طرح یا پروفیسر بیرن کی طرح تیرنے والی کوئی عورت نہیں ہے کیونکہ وہ سطح پر جاکر سانس لے رہی تھی شعبان آہستہ آہستہ بلند ہوتا رہا۔ گارتھا کو پانی کی سطح پر پکڑنا خطرناک ہوسکتا تھا ممکن ہے کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں جو آس پاس کہیں ہوں اسے زیادہ سے زیادہ پانی کی گہرائیوں میں لے جایا جائے تاکہ صورتحال شعبان کے قابو میں آسکے۔ گارتھا چند لمحات پانی میں سانس لیتی رہی اور اس کے بعد ایک بار پھر اس نے غوطہ لگایا لیکن شعبان اب اس سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ گارتھا کو بھی فوراً ہی یہ احساس ہوگیا کہ کوئی نزدیک موجود ہے۔

چنانچہ وہ برق رفتاری سے اوپر کی جانب بلند ہوئی لیکن شعبان نے نیچے سے اس کا پاؤں پکڑ کر اسے گھسیٹ لیا اور نیچے لیتا چلا گیا۔ اس نے فوراً ہی پلٹ کر ایک مخصوص داؤ کے ذریعے اپنا پاؤں اس کی گردن پر مارا لیکن نجانے کیوں عجیب سے انداز میں بل کھا کر رہ گئی۔ وہ یقین نہیں کرسکتی تھی کہ جس انسانی جسم نے اسے پکڑا ہے وہ اتنا سخت اور پتھر جیسا ہوگا کہ اس کے پاؤں کی ضرب اسے ہی نقصان پہنچائے گی۔ تاہم ہار ماننے کے لیے تیار نہیں تھی، شعبان کی گرفت میں اس کا پاؤں پھنسا ہوا تھا۔ اس نے گہرا غوطہ لگایا اور شعبان کی گردن کو پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ گردن بھی اس کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں آگئی۔ مارشل آرٹس کی ایک ایسی ماہر جو بے شمار افراد کو تربیت دے چکی تھی اور اس کی تربیت یافتہ بہت سی لڑکیاں اور مرد ناقابل تسخیر بن چکے تھے۔ پانی میں شعبان پر اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے لگی لیکن اسے دانتوں پسینے آرہے تھے کیونکہ جس شخص کی اس نے گردن پکڑی تھی وہ انسان تو تھا ہی نہیں گارتھا ورتھا شعبان کی طرح آنکھیں کھول کر اسے نہیں دیکھ سکتی تھی چنانچہ آنکھیں بند کیے ہی کیے وہ اپنا عمل دہرا رہی تھی لیکن شعبان کو اس کی گرفت سے نکلنے میں بہت زیادہ دقتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

گارتھا اس پتھریلے انسان کے بارے میں یہ اندازہ تو لگا چکی تھی کہ اس کا جسم غیر معمولی قوتوں کا حامل ہے لیکن وہ آسانی سے ہار ماننے کو تیار نہیں تھی۔ اپنے طور پر وہ بھی ایک اچھی تیراک تھی اور جانتی تھی کہ پانی میں کتنی دیر رہا جاسکتا ہے۔ وہ یہ کوشش کررہی تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس کی کوئی ضرب اس دشمن کے جسم کے کسی ایسے حصے پر کارآمد ہوجائے کہ اس کا پاؤں اس کی گرفت سے نکل سکے اور اس سلسلے میں اس نے اپنے بہترین داؤ آزمائے تھے لیکن جس شخص سے اس کا پانی میں مقابلہ تھا وہ واقعی بڑی خطرناک حیثیت کا حامل تھا۔ گارتھا کی ہر ضرب اس کے جسم پر ناکام ہورہی تھی۔

شعبان نے اس کا پاؤں چھوڑا اور اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے گردن سے دبا لیا۔ وہ بے بس ہوگئی تھی۔ تاہم اس نے اپنی تمام تر قوت صرف کرکے اوپر اٹھنے کی

کوششیں شروع کردی تھیں تاکہ پانی کی سطح پر جاکر سانس لے سکے اور نئے سرے سے اپنے دشمن سے مقابلہ کرسکے۔ اس کوشش میں البتہ وہ کافی حد تک کامیاب ہوگئی اور چند ہی لمحات کے بعد اس کا سر پانی کی سطح سے بلند ہوگیا۔ تبھی اس نے اپنے مدمقابل کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی ذہنی صلاحیتیں ختم ہونے لگیں۔ بھلا شعبان کو وہ کیسے نہیں پہچانتی۔ اس بار اس نے پوری قوت سے ایک کھرا ہاتھ شعبان کے سر پر رسید کیا تھا اور شعبان کے جسم میں ہلکی سی کمزوری نمودار ہوئی تاہم اس نے پلٹ کر پانی میں غوطہ لگایا اور ایک بار پھر گارتھا کی کمر کو پکڑ کر اسے پانی ہی میں اٹھا دے مارا۔ گارتھا اب خاصی نڈھال ہوچکی تھی اتنی دیر تک جنگ کرنے سے اس کے اعصاب مفلوج ہوتے جارہے تھے اور وہ یہ اندازہ لگا رہی تھی کہ اگر پانی میں اسے زیادہ دیر تک رہنا پڑا تو وہ بیہوش ہوجائے گی۔

چنانچہ اس بار اس نے اپنا سب سے شاندار داؤ آزمایا اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کیکڑے کی طرح شعبان کے جسم میں پیوست کردیئے۔ شعبان کے جسم سے اس طرح لپٹ کر اسے ایک عجیب سی حرارت کا احساس ہوا اور دوسرے لمحے وہ چونک سی پڑی۔ یہ لطیف حرارت اس کے ذہن و دل میں اس سے پہلے کبھی بیدار نہیں ہوئی تھی۔ ایک عجیب سی کیفیت تھی ایک عجیب سا انداز تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے مغلوب سی ہوگئی اور یہی لمحہ شعبان کے لیے کارآمد ثابت ہوا۔ اس نے گارتھا کی کنپٹی پر ایک ضرب لگائی اور اس کے دونوں ہاتھ پانی میں پھیل گئے۔ وہ ذہنی طور پر معطل ہوگئی تھی۔ شعبان اسے گھسیٹتا ہوا کنارے کی جانب لے جانے لگا۔ اس دوران اسے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ گارتھا تنہا ہے۔ گارتھا اب مکمل طور پر بیہوش ہوگئی تھی۔ شعبان اسے سنبھالے ہوئے کنارے تک لایا اور اس کے بعد کنارے سے اٹھا کر اس نے گارتھا کو اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ بیہوش گارتھا اس کے کاندھے پر جھول رہی تھی اس کے جسم پر بھی لباس مختصر ہی تھا۔ غالباً وہ بھی پانی میں نہانے ہی کے لیے آئی تھی اور اسے اس بات کا قطعی اندازہ نہیں تھا کہ وہاں اس کا ٹکراؤ شعبان سے ہوجائے گا۔ شعبان اسے لیے ہوئے ایک درخت کے نیچے پہنچ گیا اور اس کے بعد اس نے گارتھا کو وہاں لٹا دیا۔ وہ کڑی نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا اس کی آنکھوں میں کوئی کیفیت نہیں تھی سوائے اس کے کہ ایک دشمن اس کے سامنے ہے جس سے اسے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔

گارتھا بہت زیادہ بیہوش نہ رہی تھوڑی ہی دیر بعد اس کی پلکیں جھپکنے لگیں اور پھر اس نے غالباً شعبان ہی کو دیکھا تھا۔ جسمانی طور پر بے حد توانا اور اچھا۔ فوراً ہی سنبھل کر اٹھنے کی کوشش کی اور اٹھ کر بیٹھ گئی لیکن چند لمحات قبل جو کیفیت اس پر طاری ہوئی تھی وہ اسے فوراً ہی یاد آئی اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی نرمی پیدا ہوگئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"تم شعبان ہو نا؟"

"ہاں؟ شعبان نے سپاٹ لہجے میں کہا...

"تم انسان ہو؟" اس نے پھر سوال کیا۔ اور شعبان نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔ گارتھا ورتھا پھر بولی...

"تم یہاں کیا کررہے ہو؟" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گارتھا نے خود ہی چونک کر پھر کہا۔

"اوہ تم تو وہاں سے فرار ہوگئے تھے۔ ہاں ابتدا ہی سے تم وہاں موجود نہیں تھے۔" شعبان اب بھی کچھ نہ بولا تو گارتھا ہنس پڑی اور کہنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ حیرت کی بات ہے کہ تم مجھے مل گئے مجھے تو تم سے بہت سی باتیں کرنا تھیں۔ اور ہاں ذرا میرے قریب تو آؤ۔ ذرا ادھر آؤ تھوڑا سا اور قریب براہ کرم میرے اور قریب آؤ۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔"

"آپ مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش تو کرچکی ہیں میڈم کلوپیٹرا!۔"

"کلوپیٹرا نہیں گارتھا تم مجھے گارتھا کہہ سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟" شعبان حیرت سے بولا۔

میرا نام گارتھا ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤں گی شعبان لیکن شرط یہ ہے کہ اب تم دوستوں

کے انداز میں میرے سامنے بیٹھو۔"

"تم میرے ساتھیوں کی دشمن ہو۔ تم میری دوست کیسے ہو سکتی ہو میڈم"

"پلیز مجھے گارتھا کہو۔ مجھے کلوپیٹرا کے نام سے نفرت ہے۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"بات دراصل یہ ہے میڈم گارتھا کہ میں نے ابھی تک نہ آپ کے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش کی نہ کچھ سوچا البتہ یہ اندازے لگاتا رہا تھا میں آپ کے بارے میں کہ آپ ہماری دوست نہیں ہیں۔ ابتداء ہی سے مجھے آپ پر شبہ تھا لیکن میں ان لوگوں کے سامنے اپنی زبان نہیں کھول سکتا تھا ہاں اپنے طور پر میں آپ کی ان تمام کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے مصروف رہا جو میرے ساتھیوں کو نقصان پہنچا سکتی تھیں۔ لیکن میں کیا کرتا وہ لوگ خود ہی آپ سے دھوکا کھانے پر آمادہ تھے۔"

"تم بہت ذہین اور چالاک ہو اخناطون پر تم نے میری سب سے بڑی کارروائی ناکام بنادی ورنہ شاید ہمیں ادھر کا رخ نہ کرنا پڑتا۔" شعبان خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ گارتھا پھر بولی۔

"تاہم میں تم سے ناخوش نہیں ہوں۔ اور چند لمحات پہلے میں تم سے متاثر نہیں تھی لیکن پانی میں تم نے جو مجھ سے خوفناک جنگ کی ہے۔ اس نے میرے ذہن میں ایسی تبدیلیاں پیدا کردی ہیں جو شاید میری زندگی میں کبھی نہیں آئیں وہ یہ کہ میں تم سے مخلص ہوں اور اس سچائی کا کوئی عملی ثبوت میں اس وقت تمہیں نہیں دے سکتی۔ ہاں اگر کچھ لمحات دوستانہ انداز میں میرے ساتھ گزارو تو شاید میں تمہیں اس کا یقین دلاسکوں..."

"میڈم میں نے اس دنیا میں ہوش سنبھالنے کے بعد لوگوں پر اعتماد کرنا سیکھا ہے۔ اور صرف اتنا آپ کو بھی بتادینا چاہتا ہوں اپنے بارے میں کہ اعتماد کرلیا کرتا ہوں اور اس کے باوجود میرے ساتھ بے اعتمادی کا سلوک کیا جائے تو وقت مجھے اس کی مہلت دیتا ہے کہ میں اپنے دشمن کو نقصان پہنچا سکوں..."

"تم یقیناً ایسا کرسکتے ہو۔" میں اسے خلوص دل سے تسلیم کرسکتی ہوں۔ آہ میں نے تم پر اپنے وہ داؤ آزمائے ہیں جو اس سے پہلے میں نے اگر کسی شخص پر آزمائے ہوتے تو وہ دوبارہ ایک لمحے سانس نہیں لے سکتا۔ لیکن تمہارا یہ بدن ذرا مجھے اس جسم کو چھو کر دیکھ لینے دو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ ایسا کیوں ہے۔" گارتھا نے شعبان کے بازو پر ہاتھ رکھا اسے دبایا اور اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔

"بالکل نارمل۔ بالکل عام انسانوں جیسا۔ لیکن پانی میں۔ پانی میں کیا ہوا تھا؟ یقیناً پانی میں تم ایک پراسرار قوت حاصل کرلیتے ہو۔ لوشین ٹریژر کے لوگوں کا یہی خیال تھا کہ تم کوئی ایسی انوکھی مخلوق ہو جسے کوئی بھی آج تک نہیں سمجھ پایا۔ تمہارا یہ جسم اس وقت ایک دلکش مردانہ جسم ہے۔ لیکن پانی کے اندر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لوہے کا کوئی مجسمہ ہو یا کوئی ایسا فولادی انسان جس کے جسم کے کسی حصہ میں کوئی لچک نہ ہو۔ تعجب ہے انتہائی تعجب کی بات ہے۔ اب تو میں ذاتی طور پر بھی تم پر تجربہ کرنے کے لیے مجبور ہو گئی ہوں۔" شعبان خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا خود شعبان کا چہرہ اس وقت بھی ہر طرح کے تاثرات سے عاری تھا۔ گارتھا نے کہا۔"

"تم مجھ سے کچھ بولو گے نہیں۔ اور کچھ نہیں بتاؤ گے مجھے اپنے بارے میں۔ شعبان گہری نگاہوں سے گارتھا کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بے پناہ تجسس تھا اور وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ گارتھا یہاں کیسے پہنچ گئی یا اتنا فاصلہ طے کرکے وہ اس جگہ کیوں آئی ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی اپنا رویہ تبدیل کرلیا اور آہستہ سے بولا۔"

"میڈم سب سے پہلے تو مجھے آپ کا یہ بدلا ہوا نام اپنی زبان سے ادا کرتے ہوئے ہی تعجب ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں آپ کو اپنے بارے میں کیا بتاؤں۔ میرا خیال ہے آپ میرے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں گی۔ وہ کچھ جو جہاز اخناطون پر موجود دوسرے لوگ جانتے ہیں۔" گارتھا مسکرادی اس نے کہا۔"

"نہیں میں تمہارے بارے میں ان لوگوں سے کچھ

زیادہ ہی جانتی ہوں۔ تم اس وقت کہاں چلے گئے تھے۔ جب آرنوڈوم جہاز پر حملہ آور ہوا تھا اور دوسرے لوگوں کو اس نے اپنے قبضے میں کرلیا تھا۔ یہ تو مجھے بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ تم ان کے درمیان نہیں ہو۔"

"میڈیم مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ میرے ساتھی اس شخص کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ جس کا نام تم نے آرنوڈوم لیا۔ میں اس کی گرفت میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں جہاز سے پانی میں کود گیا۔ اور اس کے بعد تیرتا ہوا دور نکل گیا۔"

"تم ایسی انوکھی حقیقتوں سے روشناس ہوگے ڈیئر شعبان کے حیران رہ جاؤں گے۔ اور ان حقیقتوں سے تمہیں روشناس کرنے والی صرف میں ہوسکتی ہوں میں تمہاری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں۔ بولو کیا تم میری دوستی قبول کرلو گے۔"

"میڈیم ورتھا شاید میں اس دنیا میں کسی کا دشمن نہیں ہوں۔"

"دشمن نہ ہونا دوسری بات ہے اور دوست ہونا بالکل الگ۔"

ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔"

"تو پھر میں تمہاری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں۔ گارتھاورتھا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھادیا شعبان چند لمحات اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مصلحتاً گارتھاورتھا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ گارتھاورتھا نے پرجوش انداز میں اسے ایک جھٹکا دے کر اپنے قریب کرلیا اور کہنے لگی۔"

تم شاید اس کائنات میں میرے تنہا دوست ہو۔ ڈیئر شعبان اور یہ فیصلہ چند لمحات کا فیصلہ ہے۔ لیکن یہ فیصلہ اور جب میں کوئی فیصلہ کرتی ہوں تو پھر وہ فیصلہ ہوتا ہے اور اس میں تبدیلی موت کی قیمت پر بھی نہیں ہوتی۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات شعبان نے معصومیت سے گردن ہلادی۔ گارتھاورتھا قربان ہوجانے والی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر حیران لہجے میں بولی۔"

"اور مجھے حیرت ہے کہ اس سے پہلے تم میری نگاہوں میں اس انداز میں کیوں نہیں آئے۔ خیر جو ہوتا ہے بہتر ہوتا ہے۔ چاہے وہ دیر سے کیوں نہ ہو آؤ اب ہم بیٹھ کر اطمینان سے باتیں کریں اور سنو میں بھوکی ہوں۔ کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی ایسی چیز موجود ہے جس سے میں شکم سیری کرسکوں۔"

"پھلوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

"پھل دنیا کی سب سے بہترین چیز ہوتے ہیں۔ اور میرے دوست تمہیں میرے لیے یہ کام کرنا ہے۔"

"پھلوں کا ذخیرہ میرے پاس موجود ہے۔ لیکن کچھ فاصلے پر۔ آؤ ادھر چلیں۔ شعبان نے بھی دوستانہ انداز میں کہا۔ غالباً اپنے ذہن میں بھی اس نے کوئی فیصلہ کیا تھا جس کا اظہار وہ گارتھاورتھا پر نہیں کرسکتا تھا۔ پھلوں کا ذخیرہ واقعی اس نے ایک درخت کے پاس جمع کرلیا تھا اس نے خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل گارتھاورتھا کے سامنے رکھ دیے اور وہ مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھتے ہوئے یہ پھل کھانے لگی۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"اور میرے دوست میری زندگی کا سب سے قیمتی انسان کی طرف سے یہ پہلا تحفہ مجھے دل و جان سے زیادہ عزیز ہے۔ بہت بہت شکریہ شعبان بہت بہت شکریہ۔ گارتھاورتھا ویسے بھی نارمل عورت نہیں تھی۔ اس کے انداز میں جو اچانک تبدیلیاں رونما ہوتی تھیں وہ ایک تاریخ بن جاتی تھیں۔ اور اس تاریخ سے ایسی بہت سی بھیانک داستانیں وابستہ تھیں جنہیں دہرانا عجیب لگتا ہے۔ اور اس وقت بھی یہی ہوا تھا شعبان کے سلسلے میں وہ غیر مخلص نہیں تھی۔ نہ ہی اس کے انداز میں کوئی مکاری تھی۔ بلکہ اس وقت سچ مچ شعبان سے اس قدر متاثر ہوگئی تھی۔ کہ اسے جاننے والے اس کی زندگی کا پہلا واقعہ کہہ سکتے تھے۔ شعبان کے لیے اس کے دل میں کوئی مصلحت یا کوئی کھوٹ نہیں تھی۔ اسے بس وہ وجود یاد تھا جو پانی میں اس پر حاوی ہوگیا تھا اور شاید ہی کوئی ایسا لمحہ آیا ہو جب گارتھاورتھا نے اپنی ذات پر کسی کو حاوی دیکھا ہو۔ اب تک وہ دوسروں پر حاوی ہوتی رہی تھی اور زندگی میں جب یہ پہلا موقع آیا تو وہ حاوی ہونے والے پر قربان ہوگئی تھی۔ اور اگر کوئی تجزیہ نگار اس کا تجزیہ کرتا تو اسے یقینی طور پر گارتھاورتھا کے اس انداز پر

شدید حیرت ہوتی لیکن سامنے ایک ایسا سادہ لوح نوجوان تھا جو بہت سی کیفیات کو کم از کم سمجھنے کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ جس طرح گارتھاورتھا اپنی ذات میں منفرد تھی شعبان بھی آج تک اپنے قریب ترین شناساؤں کے لیے معمہ بنا ہوا تھا کافی پھل کھانے کے بعد گارتھاورتھا اسی جگہ دراز ہوگئی۔ وہ اپنے آپ سے بے حجاب خاموشی سے شعبان کے سامنے تھی۔ شعبان نے آہستہ سے اس سے کہا۔"

"میرا لباس دوسری جانب ہے تم مجھے اجازت دو میڈم ورتھا کہ میں لباس تبدیل کرلوں۔"

"اوہ لباس۔ ہاں مگر میرا لباس تو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے اس کے لیے کیا جائے۔"

"کتنے فاصلے پر۔ کیا اس جگہ جہاں تمہارا قیام ہے۔ شعبان نے پوچھا اور گارتھا ہنس پڑی پھر بولی۔"

"جاؤ تم اپنا لباس تبدیل کرلو بعد میں، میں اپنا لباس جاکر لے آؤں گی لیکن وہ وہاں نہیں ہے جہاں میں نے قیام کیا تھا اور سنو اگر تمہارے دل میں یہ خیال ایک لمحے کے لیے بھی آیا کہ اب میں تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گی تو مجھے افسوس ہوگا میں تمہیں نقصان پہنچانے کی منزل سے بہت دور نکل گئی ہوں شعبان۔ میں نہیں جانتی کہ تم دنیا کو کتنا سمجھتے ہو لیکن کم از کم تمہیں مجھے سمجھنا ہوگا۔ کیا تمہارے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اگر میرا لباس وہاں موجود ہے تو میں وہاں جاکر ان لوگوں کو تمہارے بارے میں بتادوں گی اور تمہیں گرفتار کرادوں گی۔ شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔"

"میں لباس تبدیل کرلوں اس کے بعد تمہاری اس بات کا جواب دوں گا میڈم ورتھا۔ ورتھا نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلادی اور شعبان وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

✣✣

"آرڈی شاؤٹ کی ذہنی کیفیت کافی خراب معلوم ہوتی تھی۔ وہ اوشین ٹریژر کا مقامی نمائندہ تھا اور ظاہر ہے اوشین ٹریژر کے بارے میں کافی معلومات رکھتا تھا۔ ان لوگوں کا جو طریقہ کار تھا اس سے آرڈی شاؤٹ کو مکمل واقفیت تھی۔ اور اس وقت وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس غلطی پر اوشین ٹریژر والے اسے کبھی معاف نہیں کریں گے۔

آرڈی شاؤٹ کا اپنا ایک ماضی رہا تھا۔ اور اس ماضی میں وہ کسی بے بسی کا شکار نہیں تھا۔ بلکہ اس نے جو کچھ کیا تھا وہ اس قدر تھا کہ بالآخر بہت سی حکومتیں اس کی دشمن ہوگئی تھیں اور اس کے بعد اسے کسی ایسی پناہ گاہ کی تلاش تھی جہاں انٹرپول اور بے شمار ممالک کے سیکریٹ ایجنٹ اس تک پہنچنے میں ناکام رہے ہیں تب ہی اس کا رابطہ اوشین ٹریژر سے ہوا تھا۔ اور اوشین ٹریژر والے آرڈی شاؤٹ کو جانتے تھے۔ انہوں نے ایسے بے شمار افراد کو اپنے ساتھ شامل کیا تھا جو بہترین صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ کسی تنظیم کو سنبھالنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں۔ چنانچہ آرڈی شاؤٹ کو اوشین ٹریژر میں لے لیا گیا لیکن ساتھ ساتھ اسے اوشین ٹریژر کے اصول اور مقاصد بھی سمجھا دیے گئے۔ اور ان سے انحراف کا نتیجہ بھی بتادیا گیا اس وقت آرڈی شاؤٹ کو کوئی پناہ گاہ درکار تھی۔ چنانچہ اس نے اوشین ٹریژر کے تمام قواعد اور اصول تسلیم کرلیے۔ بعد میں جب اس نے سمندری دنیا کے اس دور دراز جزیرے میں اپنا منصب سنبھالا تو اسے یہ احساس ہوگیا کہ اوشین ٹریژر ایک طاقتور ادارہ ہے۔ اور اس کے پاس وہ تمام ذرائع موجود ہیں جن کی مدد سے سمندر کی اس دنیا میں بھی وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کرسکتی ہے۔ آرڈی شاؤٹ کو جوں جوں اوشین ٹریژر کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اس کی حیرانگی بڑھتی گئی۔ یہ ادارہ درحقیقت بہت بڑی حیثیت کا حامل تھا۔ اور شاید مستقبل میں کوئی انوکھی چیز بن کر منظر عام پر آنے والا تھا۔ بہرطور اسے چونکہ کوئی الجھن اور کوئی پریشانی نہیں تھی چنانچہ وہ اوشین ٹریژر کے مقاصد کی تکمیل کرتا رہا۔ لیکن اب جو صورتحال پیش آئی تھی اس سے اسے یہ اندازہ ہورہا تھا کہ اب اوشین ٹریژر کے عتاب کا وقت آگیا ہے۔ اور اسے اس غلطی کے لیے معاف نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا اس کے ساتھ جو چند افراد تھے وہ سب اوشین ٹریژر کے وفادار تھے۔ اور ان سے یہیں آکر رابطہ قائم ہوا تھا۔ بے شک چند لوگ اس کے دوست بھی بن گئے تھے لیکن یہ دوستی اوشین ٹریژر ہی کے حوالے سے تھی۔ اس

سے الگ ہٹ کر آج تک آرڈی شاؤٹ کو بھی کچھ سوچنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ لیکن اب اس کے ذہن میں یہ خیال آرہا تھا کہ اگر وہ اس سے ہٹ کر سوچے تو ان میں سے کوئی اس کا ساتھ دے سکتا ہے یا نہیں۔ اور اسے مکمل یقین ہوگیا تھا کہ ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس کی ذات سے دلچسپی رکھتا ہو ان سب کو اوشین ٹریژر کے مقاصد عزیز تھے۔ اور وہ اسی کے لیے کام کرسکتے تھے۔ چنانچہ ایک طرح سے وہ تنہا رہ گیا تھا۔ اور یہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ پھر اس کے ذہن میں یہ تمام قیدی آئے جن کا تعلق اخناطون سے تھا۔ اور اس کے ذہن میں کچھ نئے خیال جنم لینے لگے۔ یہ لوگ اوشین ٹریژر کے دشمن تھے بیچاروں کو پہلے اس کے بارے میں معلومات بھی حاصل نہیں تھیں۔ اور اب یہ معلومات حاصل کر کے ان کی جو کیفیت ہوئی تھی اس کا اسے بخوبی اندازہ تھا۔ چنانچہ اس وقت وہ انہیں اپنا بہترین دوست بناسکتا ہے۔ آرڈی شاؤٹ بہت سے مقاصد ذہن میں ترتیب دیتا رہا۔ اور بالآخر اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب ان لوگوں سے مل لیا جائے ابھی تک اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس کے باقی ساتھیوں کو نہیں ہوسکا تھا۔ چنانچہ اگر وہ مقامی انچارج کی حیثیت سے ان لوگوں سے ملاقات کے لیے جائے تو کوئی ایسی حیران کن بات نہیں تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو مستعد رہنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اس وادی کی جانب چل پڑا جہاں ان لوگوں کو قیام کے لیے جگہ دی گئی تھی۔ اس وقت وہ بالکل تنہا تھا ویسے قیدیوں کی جانب سے اسے کوئی خطرہ بھی نہیں تھا۔ وہ تہذیب یافتہ لوگ تھے اور آرڈی شاؤٹ ان کے بارے میں بخوبی اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کی دنیا کے انسان نہیں ہیں۔ بس ان پر یہ افتاد پڑی ہے ویسے بھی تحقیق کرنے والے تھے۔ اور انسانیت کی بھلائی کے لیے سمندر گردی کر رہے تھے۔ آرڈی شاؤٹ کے کچھ ساتھی وادی پر تعینات تھے۔ جن کے سپرد ان لوگوں کی نگرانی کی ذمہ داری کی گئی تھی۔ انہوں نے آرڈی شاؤٹ کو دیکھ کر گردنیں خم کیں اور شاؤٹ ان سے بے پروا ڈھلانوں میں اترتا چلا گیا۔ وہاں تمام لوگ اپنے اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔ آرڈی شاؤٹ کو اس بات کی خوشی ہوئی کہ اس نے ایک بہترین فیصلہ کیا تھا۔ یعنی یہ کہ ان لوگوں کو مصیبتوں کا شکار رکھنے کے بجائے اخناطون پر جو خوراک کے ذخیرے تھے ان میں سے انہیں خاصا حصہ دے دیا جائے۔ تاکہ انہیں زندگی گزارنے میں دشواری نہ ہوں۔ اور اس کام نے کم از کم ان کے دلوں میں آرڈی شاؤٹ کے لیے کوئی نہ کوئی نرمی ضرور پیدا کی ہوگی۔ اور اس وقت یہ نرمی آرڈی شاؤٹ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ وہ سرکردہ افراد جن کا تعلق ذمہ داروں سے تھا اس کی جانب متوجہ ہیں یعنی اسد شیرازی، کیپٹن مورالس، ارتقا ہاشمی اور پروفیسر بیرن وغیرہ۔ آرڈی شاؤٹ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے درمیان پہنچ گیا۔ انہوں نے سرد اور سپاٹ نگاہوں سے شاؤٹ کا استقبال کیا لیکن شاؤٹ نے آج اپنے انداز میں گرم جوشی پیدا کرلی تھی۔

"ہیلو۔ کیسے ہیں آپ لوگ..."

"ٹھیک ہیں مسٹر شاؤٹ۔"

"مجھے یہاں دیکھ کر آپ کو حیرانی تو نہیں ہوئی...؟"

"ہمیں کیا حیرانی ہوسکتی تھی مسٹر شاؤٹ بلکہ ہم تو آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ کیپٹن مورالس نے کہا۔"

"وہ کس لیے۔"

"غالباً آپ نے ہمیں ایک پیشکش کی تھی اور حکم ملا تھا ہمیں کہ ہم تیار ہیں۔ ہمارے غوطہ خور ہماری ہدایت پر آپ کے آدمیوں کے ساتھ سمندر کی گہرائیوں میں اترنے کے لیے تیار ہیں۔ مزید ہمارے لیے جو حکم ہو ہم اس کی تعمیل بھی کریں گے۔ کیونکہ بہرطور ہم آپ لوگوں کے قیدی ہیں۔"

میں آپ لوگوں سے کسی ایسی جگہ بیٹھ کر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں جہاں پر یہ گفتگو دوسرے لوگ نہ سنیں۔"

"دوسرے لوگوں سے آپ کی کیا مراد ہے...؟ مسٹر شاؤٹ۔ اسد شیرازی نے پوچھا۔"

میرا مطلب ہے کہ گفتگو محدود افراد کے درمیان ہوگی۔ نہایت اہم گفتگو ہے۔ جو میرے اور آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے۔ مجھے آپ سے کچھ اہم مشورے کرنے

ہیں۔"

"تو پھر آپ ہم میں سے انتخاب کر لیجیے کہ آپ کس سے یہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیپٹن مورالس نے کہا۔"

"اوہ نہیں مسٹر کیپٹن۔ میرا مطلب ہے کہ آپ میں سے جو افراد اخناطون پر بڑی حیثیت کے مالک ہوں۔"

"اخناطون پر موجود تمام افراد بڑی حیثیت کے مالک تھے بہر طور آپ ادھر تشریف لے آئیے۔ پروفیسر بیرن۔ آئیے مسٹر ہاشی۔ اسد شیرازی صاحب براہ کرم ادھر آجائیے۔ مورالس نے کہا۔ اور آرڈی شاؤٹ ان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ کر ایک ایسے گوشے میں پہنچ گیا۔ جہاں جہاز کے عملے کے افراد دور دور تک نہیں تھے۔ آرڈی شاؤٹ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اسد شیرازی کیپٹن مورالس ارتقا ہاشی پروفیسر بیرن بھی بیٹھ گئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر تجسس نظر آرہا تھا۔ اسد شیرازی نے پوچھا۔"

"کیا آپ نے آج کے لیے سمندر میں جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے مسٹر آرڈی شاؤٹ۔"

"ہاں۔ کچھ ایسے حالات پیش آگئے ہیں کہ مجھے یہ پروگرام ملتوی کر کے آپ لوگوں سے یہ مشورہ کرنے کے لیے یہاں آنا پڑا۔ آرڈی شاؤٹ نے جواب دیا وہ سب سوالیہ نگاہوں سے مسٹر شاؤٹ کو دیکھنے لگے۔ شاؤٹ کا چہرہ خیالات کا آئینہ بنا ہوا تھا۔

چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔"

"مختصراً کچھ باتیں آپ کو بتاؤں گا۔ اور ان حالات میں یہ سب کچھ آپ کو بتانا بے حد ضروری ہے۔ میڈم گارتھا ورتھا کے بارے میں مجھ سے زیادہ آپ لوگ جانتے ہیں اور یقینی طور پر اب ان واقعات کا علم آپ کو بھی ہو چکا ہوگا۔ کہ میڈم گارتھا ورتھا درحقیقت اوشین ٹریزر کے ایما پر آپ لوگوں کے جہاز تک پہنچی تھیں۔ اور اس کے بعد انہوں نے جو کارروائی کی تھی وہ اوشین ٹریزر ہی کے مفادات کے لیے کی تھی۔ میڈیم ورتھا اٹلی کی ایک خطرناک عورت تصور کی جاتی ہیں۔ اور انہوں نے بے شمار ممالک کے لیے سیکرٹ ایجنٹ کا کام کیا ہے۔ اور ایسے ایسے خطرناک کارنامے سرانجام دیے ہیں جن سے جرائم کی دنیا میں ان کی حیثیت بہت بلند سمجھی جاتی ہے۔ میں چونکہ خاص طور سے اوشین ٹریزر سے رابطے رکھتا ہوں لیکن میڈم ورتھا سے میری ذاتی ملاقات بھی تھی اور ہم نے مشترکہ طور پر کچھ ایسے کارنامے سرانجام دیے تھے۔ جن سے ہم لوگوں کے درمیان قربت ہو گئی تھی۔ لیکن میں اوشین ٹریزر کے مفادات کے لیے زیادہ مخلص تھا اور جب مسٹر ارتقا ہاشی کو میڈم گارتھا ورتھا تمام تفصیلات بتا رہی تھیں تو انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ انہوں نے اوشین ٹریزر کی ایک سب میرین تباہ کرائی۔ اس کے علاوہ ایک پوائنٹ بنانے کے لیے انہیں سمندر میں تباہ کرا دیا۔ تو یہ اطلاع مجھے اوشین ٹریزر کو دینا پڑی۔ اور وہاں سے احکامات ملے کہ میڈم ورتھا کو گرفتار کر کے قید کر لیا جائے۔ اور اوشین ٹریزر کے دوسرے حکم کا انتظار کیا جائے۔ بات یہاں پر میرے نزدیک ختم ہو گئی تھی۔ مسٹر ارتقا ہاشی لیکن پچھلی رات میڈم گارتھا ورتھا ہمارے چھ آدمیوں کو ہلاک کر کے یہاں سے فرار ہو گئیں۔ سب چونک پڑے تھے اور ان سب کے چہرے عجیب سی کیفیت کے آئینہ دار بن گئے تھے۔ کیپٹن مورالس نے کہا۔"

"اوہ میرے خدا۔ وہ نکل گئی۔ م۔ مگر کہاں؟ کیا سمندر کے راستے کہیں اور یا.....!"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا مسٹر ایڈگر مورالس لیکن بہرطور چھ آدمیوں کی ہلاکت میں سمجھتا ہوں میری ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔ اور اب مجھے خطرہ ہے کہ اوشین ٹریزر کی جانب سے مجھ پر عذاب نازل ہوگا۔ بات دراصل یہ ہے دوستوں کہ میرا آپ سے ذاتی جھگڑا نہیں ہے۔ میں صرف ایک ایسے ادارے کے لیے کام کر رہا تھا جس سے میرے اپنے مفادات وابستہ تھے۔ میں مہذب دنیا کا ایک مجرم ہوں اور ان ویرانوں میں اپنی زندگی کے بقیہ دن پورے کر رہا تھا۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے اب یہاں بھی میرے لیے مشکلات ہو گئی ہوں ان حالات میں، میں نے آپ لوگوں سے مشورہ کرنا مناسب سمجھا۔ سچ بات یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنی ذات کے لیے جیتا ہے۔ اور اس کے بعد دوسروں کے بارے میں سوچتا ہے۔ میرے ساتھ جتنے لوگ موجود ہیں وہ اوشین ٹریزر کے وفادار ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ میرا مقابلہ کریں گے کسی

بھی شکل میں لیکن اس کے باوجود میں ان سے مشورہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ لوگوں کو میں نے یہاں جو مراعات دی ہیں وہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ اور یہ صرف اس بنیاد پر دی گئی تھی کہ میں ذاتی طور پر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ آپ کا فیصلہ اوشین ٹریزر ہی کو کرنا تھا۔ اب جو صورتحال پیش آگئی ہے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کیا شکل اختیار کر جائے۔ لیکن جس عورت کا نام گارتھا ورتھا ہے وہ سانپ سے زیادہ زہریلی اور زہر سے زیادہ قاتل ہے۔ میں اس کی طرف سے بھی پریشان ہوں۔ حالانکہ اس بات کے امکانات نہیں ہے کہ یہاں اس غیر مہذب جزیرے پر وہ ایسا کوئی کام کر سکتی ہے جو بہت زیادہ مشکلات کا باعث بن جائے بلکہ ہو سکتا ہے وہ خود ہی اپنی مصیبت میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جائے۔ لیکن ہمیں اوشین ٹریزر کی جانب سے ہونے والی کارروائی کا بہرطور خیال کرنا ہوگا۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی مؤثر مشورہ مجھے دے سکتے ہیں۔ ایڈگر مورالس نے متجسس نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کا چہرہ دیکھا ظاہر ہے الفاظ میں وہ ان لوگوں سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں نے سب ہی کے چہروں پر وہ آمادگی پائی جس کی رو سے ان لوگوں کو آسانیاں حاصل ہو سکتی تھیں۔ اور جس کے نتیجے میں آرڈی شاؤٹ سے سودے بازی کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ مورالس نے مطمئن ہونے کے بعد آرڈی شاؤٹ سے کہا۔"

"بات جب ذاتی مفادات کی آجاتی ہے مسٹر آرڈی شاؤٹ تو ہم لوگ بھی اس سے گریز نہیں کریں گے۔ آپ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم سمندر میں جنگ کرنے کے لیے نہیں نکلے۔ بلکہ ہماری جنگ انسانیت کے خلاف مصائب سے ہے۔ ہم سمندری دنیا سے انسانیت کے لیے کچھ ایسی اشیاء حاصل کرنا چاہتے تھے جو انسانیت کے کام آسکیں۔ اور اس کے لیے ہمیں ساری دنیا سے این او سی مل چکا تھا۔ اور ہم کام کر رہے تھے کہ اوشین ٹریزر نے مجرمانہ طور پر ہمارے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر ہمیں پہلے سے اس کے بارے میں معلومات حاصل ہوتیں تو یقینی طور پر ہم اتنا نرم چارہ بھی نہیں تھے کہ آسانی سے اس کا شکار ہو جاتے۔ آپ لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہمیں قابو میں کرنے کے لیے۔ مگر ہم اندرونی طور پر سازش کا شکار ہو گئے۔ تاہم جو ہوا وہ ایک الگ چیز ہے۔ ہم آج بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں آزادی ملے ہم اخناطون پر پہنچ جائیں۔ اخناطون ایک بار پھر سمندر میں رواں دواں ہو جائے۔ تو اس کے بعد اوشین ٹریزر آسانی سے ہم پر قابو نہیں پا سکے گا۔ وہ کوئی باقاعدہ فوج نہیں لا سکتا اگر سمندر میں ہم سے جنگ کی جائے تو اخناطون کا جائزہ آپ بھی لے چکے ہوں گے۔ وہ ایک بہترین جنگی جہاز ہے۔ اور ہم ہر قسم کے مقابلوں کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہم غفلت کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ ہمیں کسی ایسے دشمن کا اندازہ نہیں تھا۔ اس گفتگو کا مقصد یہ ہے مسٹر آرڈی شاؤٹ کہ اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب اوشین ٹریزر آپ کے لیے خطرناک ہو گیا ہے۔ تو آپ براہ کرم ہمیں یہاں سے جانے کی اجازت دیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم آپ کو یہ پیشکش کرتے ہیں کہ آپ اپنے ان پسندیدہ ساتھیوں کے ساتھ جنہیں آپ اخناطون پر لے جانا چاہیں ہمارے ساتھی بن جائیں۔ ہمارے ساتھ رہیں۔ اگر مہذب دنیا آپ کی دشمن ہے تو اخناطون آپ کو اپنے درمیان جگہ دیتا ہے۔ اور ایک آدمی یا چند آدمیوں کو اپنے پاس رکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ امیر ارتقا ہاشمی ہیں سرزمین مصر کی ایک اہم شخصیت کیا ضروری ہے کہ آپ کو آرڈی شاؤٹ ہی کے نام سے جانا جائے آپ کسی بھی نام سے ارتقا ہاشمی کے دوست کی حیثیت سے ان کے ساتھ قیام کر سکتے ہیں۔ اور اگر ارتقا ہاشمی آپ کو مصر لے جائیں تو اس کے بعد کسی کی مجال نہیں ہے کہ آپ پر ہاتھ ڈال سکے۔ یہ مسٹر اسد شیرازی ہیں اپنے وطن کی ایک اہم شخصیت۔ اگر یہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں تو کوئی یہ سوال نہیں کرے گا کہ ان کے یہ دوست کون ہیں۔ پروفیسر بیرن بھی معمولی شخصیت کے مالک نہیں ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم لوگ سمندری دنیا میں ایک طویل عرصے کے لیے نکلے ہیں۔ وقت گزر جاتا ہے تو ساری باتیں ختم ہو جاتی ہیں مسٹر شاؤٹ۔ آپ ہمارے درمیان نہایت پرسکون رہ سکیں گے کم از کم اس جگہ سے کہیں زیادہ۔ یہاں آپ [illegible] گئے ہیں اور باہر کی دنیا

سے بالکل کٹ کر رہ گئے ہیں جبکہ اخناطون پر آپ نئی دنیاؤں کی سیر کریں گے۔ ہماری اس پیشکش کو توجہ سے سنیے اور اس پر غور کیجیے ہم آپ کو اپنا ساتھی بننے کی پیشکش کرتے ہیں۔ آرڈی شاؤٹ کے چہرے پر گہرے غور و فکر کے آثار تھے۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔"

"اور میں سمجھتا ہوں مسٹر ایڈگر مورالس کہ اس وقت یہ پیشکش میرے لیے زندگی کے مترادف ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے فوراً اس پیشکش کو قبول کر لینا چاہیے اور ہمیں نہایت احتیاط کے ساتھ...... ابھی آرڈی شاؤٹ نے اتنا ہی کہا تھا کہ بلندیوں سے چار آدمی نیچے اترتے ہوئے نظر آئے۔ اور آرڈی شاؤٹ وغیرہ چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔ یقیناً وہ لوگ کسی اہم ہی مقصد سے آئے تھے۔ آرڈی شاؤٹ چونک کر کھڑا ہو گیا۔ وہ لوگ قریب پہنچ گئے تھے۔"

"کیا بات ہے؟ آرڈی شاؤٹ نے سوال کیا۔"

"سر وہ تین جہاز تین فریگیٹ اس طرف آ رہے ہیں اور یقینی طور پر وہ لوشین ٹریزر ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"اوہ میرے خدا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں مجھے اطلاع دی گئی تھی۔ جنہیں میری مدد کے لیے آنا تھا۔ اوہ میرے خدا۔ آرڈی شاؤٹ کے چہرے پر عجیب سی مایوسی پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔"

"سوری کیپٹن۔ وری سوری ہم اس گفتگو میں کچھ لیٹ ہو گئے۔ آہ ہم اس گفتگو میں کچھ لیٹ ہو گئے۔ میں، میں آپ سے دوسری ملاقات کروں گا لیکن آپ یہ سمجھ لیجیے کہ ذہنی طور میں آپ کے ساتھ اس عمل کے لیے تیار ہو گیا ہوں۔ سوری کیپٹن کاش کچھ پہلے یہ گفتگو ہو جاتی۔ مجھے اجازت دیجیے۔ آرڈی شاؤٹ ان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور وہ لوگ عقب سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ اس وقت سبھی کو بے حد افسوس تھا لیکن وہ اس بات کے لیے بھی متجسس تھے کہ تین فریگیٹ جہازوں کے آمد کیا معنی رکھتی ہے۔"

❖

گارتھادرتھا کو خود بھی اپنے آپ پر حیرت تھی۔ اس سے پہلے اخناطون پر اس نے کئی بار شعبان کو دیکھا تھا۔ شعبان کبھی بھی اس کی نگاہوں میں کوئی خاص حیثیت نہیں اختیار کر سکا تھا۔

شعبان واپس آگیا گارتھادرتھا نے اسے بھرپور نگاہوں سے دیکھا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دل کی پیاس بجھ رہی ہو یہی تو تھا جس کا اسے انتظار تھا۔ اسی کے انتظار میں تو اس نے صدیاں گزار دی تھیں۔ بے شک یہ وہی ہے سو فیصدی وہی ہے اور اب اس کے علاوہ اس کائنات میں کیا رکھا ہے۔ یہ اگر مستقبل کا ساتھی بن جائے تو زندگی کو ایک ایسا درجہ مل جائے جس کی آرزو ہر دل کرتا ہے۔ گارتھادرتھا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھا شعبان کے چہرے پر وہی لاابالی چھائی ہوئی تھی۔ نجانے کیسا نوجوان تھا خطرناک ترین مسائل میں الجھنے کے باوجود اس کا چہرہ اس طرح پر سکون رہتا تھا جیسے ان کا واسطہ اس کی زندگی سے نہ ہو بلکہ وہ کسی اور ہی دنیا کا انسان ہو۔ دیکھنے والا صرف دیکھنے والا جس کے پاس آنکھیں ہوں، عمل نہ ہو۔ شعبان بھی ایک جگہ بیٹھ گیا۔ گارتھادرتھا نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا۔"

"یہ لباس پہن کر تم بہت خوبصورت نظر آ رہے ہو شعبان میں تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ کیا تم ذہنی طور پر الجھ تو نہیں جاؤ گے۔"

"نہیں میڈم ورتھا۔"

"میرے بارے میں کیا سوچا تم نے اس دوران۔ یقیناً تمہیں میری یہاں موجودگی اور ان تمام باتوں پر حیرت ہوئی ہوگی۔"

"ہاں ہوئی ہے۔ شعبان نے جواب دیا۔"

"تو کچھ سوچا تو ہوگا تم نے میرے بارے میں۔ تم بہت ذہین اور سمجھدار انسان ہو شعبان۔ میں ان واقعات کو فراموش نہیں کر سکتی جو اخناطون پر پیش آئے تھے۔ تمہاری وجہ سے مجھے شدید ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ شعبان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا آہستہ سے مسکرایا اور بولا۔"

"اور یقیناً تمہارے دل میں میرے لیے غصہ ہوگا۔"

"تھا۔ مگر اب اس کا شائبہ بھی نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے شعبان کہ میں..... میں..... مگر نہیں چند الفاظ تمہیں مطمئن نہیں کر سکیں گے۔ میں تم سے سب سے پہلے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور۔ شعبان آہستہ سے ہنس پڑا۔"

"ہنسے کیوں۔ گارتھادرتھا نے پوچھا؟ شعبان بولا۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ تم مجھ سے ساری باتیں کر رہی ہو میڈم ورتھا اب اس کے بعد ایک سوال کی بات کر رہی ہو۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ سنو میں تمہارے ہر سوال کا جواب خوشی سے دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"اوہ شکریہ ڈیئر شعبان بے حد شکریہ۔ پہلا سوال یہ ہے کہ تم میری قربت سے الجھ تو نہیں رہے ہو؟"

"نہیں میڈم ورتھا۔ بالکل نہیں۔"

"دوسرا سوال یہ ہے شعبان کہ کیا تم میری مستقل قربت پسند کرو گے؟ شعبان نے ایک بار پھر نگاہیں اٹھا کر گارتھادرتھا کو دیکھا ذہین تھا۔ یقینی طور پر ذہین تھا۔ فوری فیصلہ کرنا جانتا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ اس وقت اس کی پوزیشن کیا ہے چنانچہ چہرے پر کوئی اور تاثر پیدا کیے بغیر کہا۔"

"ہاں مجھے انسانوں سے نفرت نہیں ہے۔"

"انسانوں کی بات نہیں میں اپنی بات کر رہی ہوں۔ اگر میں یہ چاہوں شعبان کہ میں۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں تمہیں چاہتی رہوں تم سے محبت کرتی رہوں تو تمہیں اس بات سے الجھن تو نہیں ہوگی۔ "شعبان نے گردن جھکالی پھر چند لمحات کے بعد بولا۔"

"نہیں۔"

"اوہ مائی ڈیئر۔ اوہ مائی ڈیئر شعبان تم..... تم..... تم...... درحقیقت تم اسی قابل ہو۔ آہ مجھے حیرت ہے مجھے حیرت ہے کہ پہلے میں نے تمہیں اس نگاہ سے کیوں نہیں دیکھا پہلے میں نے سب پر تمہیں ترجیح کیوں نہ دی۔ میں شرمندہ ہوں شعبان میں شرمندہ ہوں۔ دراصل شعبان میں بہت عجیب عورت ہوں۔ شعبان میں اتنی عجیب ہوں کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔ میری زندگی کا آغاز بڑے عجیب طریقے سے ہوا تھا۔ بہت اچھے گھرانے کی لڑکی تھی میں۔ بہت اچھے تھے میرے ماں باپ۔ مجھے وہی تمام تر محبتیں ملیں جو ماں باپ دے سکتے ہیں لیکن میرے والد کچھ لوگوں کا شکار ہو گئے۔ کچھ ایسے لوگوں کا جو اپنے مفاد کے لیے ان کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان سے انحراف کیا۔ تو انہیں مجبور کر دیا گیا وہ لوگ انہیں قتل کے ایک چکر میں پھنسا کر بلیک میل کرنے لگے اور میرے والد سے انہوں نے وہ سب کچھ کرایا جو وہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ ذہنی طور پر زخمی ہو گئے۔ انہوں نے اپنے آپ سے فرار حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور پھر ایک دن ان لوگوں کی زیر دستیوں سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ میری ماں بے یار و مددگار رہ گئی۔ ہم لوگوں کے سر پر کوئی سایہ نہ رہا اور پھر انہوں نے میری ماں کو بھی قتل کر دیا۔ کچھ ایسی چیزیں میرے والد کے پاس تھیں جو ان لوگوں کی نشاندہی کرتی تھیں۔ انہوں نے میری ماں کو اغوا کر کے ان سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ وہ چیزیں والد صاحب نے کہاں چھپا دی ہیں۔ ماں کو کچھ علم نہیں تھا۔ انہوں نے تشدد کر کے اسے قتل کر دیا اور میں بالکل ہی بے سہارا رہ گئی پھر مجھ سے محبتوں کا اظہار کر کے کچھ لوگوں نے مجھے اپنی سرپرستی میں لے لیا اور اس کے بعد مجھے جرائم کی تربیت دینے لگے۔ یہ وہی لوگ تھے جو میری ماں اور باپ کے قاتل تھے۔ پورا گروہ تھا ان کا جو ستائیس افراد پر مشتمل تھا۔ جرائم کی بہترین تربیت دی گئی مجھے۔ مارشل آرٹ سکھایا گیا۔ بہت سے ایسے اداروں نے میری تربیت کی۔ جو مجرم تخلیق کرتے ہیں اور بالآخر میں ان کے لیے مکمل ہو گئی لیکن ان کی بدقسمتی کہ پہلے ہی مرحلے پر مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میری ماں اور میرے باپ کے قاتل ہیں اور نتیجے میں میرے دل میں انتقام کی آگ سلگ اٹھی۔ شعبان میں نے ان ستائیس افراد کو کتے کی موت مار دیا ایسی بدترین موت مارا میں نے انہیں کہ دنیا ہل کر رہ گئی۔ لوگوں کو یہ بھی علم ہو گیا کہ ان کی قاتل میں ہوں اور اس کے بعد میری تلاش شروع کر دی گئی لیکن میں نے ہر اس شخص کو قتل کر دیا جو میرا دشمن ہو سکتا تھا اور بالآخر میرا خوف دنیا پر بیٹھ گیا۔ میں جانتی تھی کہ اب جرم کی دنیا ہی میری دنیا ہے۔ چنانچہ

میں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اٹلی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ وہاں ایک ادارہ قائم کیا جہاں میں اسی پیمانے پر مجرم تخلیق کرتی تھی۔ جس پیمانے پر مجھے تخلیق کیا گیا تھا اور مجرموں کی ایک بڑی تعداد نے دنیا بھر میں پھیلا دی۔ میں نے اپنے ادارے میں لڑکیوں کو بھی ایسی تربیت دی کہ وہ دنیا کی بہترین لڑکیاں بن گئیں۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ نرم و نازک لڑکیاں ایٹم بم ثابت ہو سکتی ہیں۔ بہر طور پھر میں مجرموں کے لیے کام کرنے لگی بہترین معاوضہ لے کر اپنی پسند کی دولت لے کر۔ میں دنیا کی مالدار ترین عورت ہوں شعبان اور اس تمام زندگی میں مجھے کبھی اپنے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ میں نے اپنے دل کی طرف کبھی نگاہ ہی نہیں ڈالی۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ دل دھوکے دیتا ہے۔ دل مجبور کر دیتا ہے دل بے بسی کا شکار کر دیتا ہے۔ میں بے بس اور بے کسی کا شکار نہیں ہونا چاہتی تھی اور یوں عمر اس طرح آگے بڑھ گئی کہ مجھے اندازہ بھی نہیں ہو سکا کوئی بھی تیر دل کی گہرائیوں کو نہیں چھو سکا۔ میں نے کبھی غور بھی نہیں کیا شعبان کہ محبت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ وہ جذبے بھی ہر انسان کے دل میں موجود ہوتے ہیں جو کہانیاں تخلیق دیتے ہیں لیکن وہ سب سچ تھا۔ ہاں وہ سب سچ ہے۔ پانی میں تم نے مجھ سے جنگ کی تم نے مجھے زیر کر لیا اور پہلی بار شعبان یقین کرو پوری زندگی میں پہلی بار میں کسی کے سامنے مغلوب ہوئی ہوں۔ بہت سے ایسے بدترین حالات پیش آئے جب میری اپنی قوتیں جواب دے گئیں لیکن میری ذہنی قوتیں کبھی نہیں سو سکیں۔ میں نے انتظار کیا اور بالآخر اپنے دشمنوں کو پست کر دیا۔ پہلی بار صرف پہلی بار میں اس طرح تمہارے سامنے بے بس ہوئی کہ اگر تم چاہتے تو میری گردن دبا کر مارتے اور شاید یہی لمحات ہیں جب گارتھا ورتھا کی موت ہو گئی اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وجود میں ایک محبت کرنے والی عورت نے جنم لیا۔ شعبان تم میری پہلی محبت ہو بالکل پہلی اور آخری بھی۔ میں اب تمہارے لیے جینا اور تمہارے لیے مرنا چاہتی ہوں۔ میں جانتی ہوں شعبان کہ یہ فیصلے چند لمحوں میں نہیں ہوتے لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ یہ صرف دنیا کی سوچ ہے۔ گارتھا ورتھا کی نہیں۔ خیر میرا خیال ہے میں نے تم سے وہ باتیں کی ہیں جن میں سے شاید کچھ باتیں تمہاری سمجھ میں بھی نہ آئی ہوں چونکہ تم عمر میں مجھ سے بہت چھوٹے ہو لیکن مجھے بتاؤ شعبان میری عمر کہاں ہے۔ وہ گارتھا ورتھا کہاں ہے جو معصوم تھی نوجوان تھی جب اسے ضائع کرنے میں میرا کوئی قصور نہیں ہے تو پھر میں اپنے آپ کو عمر رسیدہ کیوں تصور کروں چنانچہ شعبان اب یوں سمجھ لو کہ میں تمہارے لیے ہوں صرف تمہارے لیے۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔ بولو قبول کرو گے مجھے۔ شعبان آہستہ سے ہنس پڑا پھر بولا۔

"میڈم ورتھا۔ آپ نے بے شک چند لمحات میں فیصلہ کر لیا لیکن میں آپ کی طرح تجربہ کار نہیں ہوں۔ مجھے فیصلے کرنے میں وقت ہوتی ہے۔ تھوڑا سا وقت تو دیجیئے مجھے۔"

"کتنا ہی وقت لے لو۔ اتنا وقت لے لو شعبان یہاں تک کہ بوڑھے نہ ہو جاؤ۔ فیصلہ کسی بھی لمحے کر لینا لیکن یہ فیصلہ میرے حق میں ہی ہونا چاہیئے۔ ہاں اس دوران میں مر جاؤں تو تم آزاد ہو گے کہ اپنا فیصلہ میری توقعات سے مختلف کرو۔ سمجھ رہے ہو نا۔ تم اگر یہ سوچتے ہو کہ مجھے تم سے کوئی طلب ہے تو ایسی بات نہیں ہے میری ہر طلب پوری ہو چکی ہے شعبان اب میں صرف تمہاری ہر طلب پوری کرنا چاہتی ہوں۔ شعبان بدستور ہنستا رہا پھر اس نے کہا۔"

"آپ نے اس مسئلے کو بہت سنجیدہ بنا دیا ہے میڈم ورتھا۔ آپ یوں سمجھ لیجیئے کہ میں آپ سے الگ نہیں رہنا چاہتا۔"

"اوہ شکریہ بے حد شکریہ۔ گارتھا کی آنکھیں خوابناک ہو گئیں اور پھر کافی دیر تک وہ خاموش نگاہوں سے شعبان کو دیکھتی رہی اور اس کے بعد ایک دم سنبھل گئی پھر ہنس کر بولی۔"

"میں تم سے اتنی باتیں کر گئی ہوں کہ تمہارا دماغ بھی تھک گیا ہوگا۔ اب تم کہو میں سنوں گی شعبان اب تم کہو۔ میں نے اپنے جذبات کا اظہار کر دیا اور اس کے بعد میں

اپنے آپ کو دلی طور پر بہت ہلکا محسوس کر رہی ہوں۔ کم از کم اپنا کیس تو پیش کر دیا ہے میں نے، فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے لیکن میں تم سے کبھی جلد بازی نہیں کروں گی۔ میرا وعدہ ہے اب میں صرف وہ کروں گی شعبان جو تم پسند کرو گے۔ ویسے شعبان کیا ایک اچھے انسان اچھے دوست اچھے ساتھی کی حیثیت سے تم یہ وعدہ کر سکتے ہو کہ میرے سلسلے میں مہربان رہو گے۔ شعبان نے آہستہ سے ہاتھ اٹھا اور گارتھا ورتھا کے ہاتھ پر رکھ دیا۔"

"ہاں میڈم ورتھا۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں۔ گارتھا ورتھا نے بڑے پیار سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگی۔"

"تم نے اپنی زندگی کا آغاز کہاں سے کیا شعبان۔" شعبان پر خیال نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔"

"میڈم ورتھا بہت پرانی بات ہے۔ بہت ہی پرانی۔ میں نے مچھیروں کی ایک بستی میں ہوش سنبھالا تھا۔ مچھیرے یعنی مچھلیاں پکڑنے والے بہت عجیب و غریب واقعات سناتے تھے میرے اپنے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ میں سمندر میں پیدا ہوا اور میرے ماں باپ طوفان کی نذر ہو گئے۔ بعد میں اسد شیرازی نے مجھے دیکھا اور اس کے بعد وہ مجھے اپنے ساتھ لے آئے۔ آنٹی دردانہ نے میری پرورش کی۔ وہ میرے لیے ماں اور باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے سمندر سے میرا رشتہ کبھی نہیں توڑا۔ میں نے دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپی اگر محسوس کی تو سمندر سے اور ان دونوں نے میری اس دلچسپی کو ہمیشہ آگے بڑھایا۔ یہاں تک کہ انکل شیرازی نے میرے لیے اس سفر کا فیصلہ کیا تاکہ میں سمندر سے اپنی دلچسپیوں کو جاری رکھ سکوں بس اس سے زیادہ میری کہانی اور کچھ نہیں ہے اتنا ہی ہوا ہے۔ گارتھا ورتھا پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگی پھر بولی۔"

"سمندر سے تمہارے اس رشتے کا علم بہت سے لوگوں کو ہو چکا ہے۔ خصوصاً اوشین ٹریژر کو وہ تمہیں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جہاز پر جب آرنوڈوم نے حملہ کیا تو تم وہاں سے اترنے کے بعد کہاں پہنچے تھے شعبان؟"

"خشکی پر آ گیا تھا۔ مارا مارا پھرتا رہا تھا۔ ویسے میں نے ان لوگوں پر نگاہ بھی رکھی تھی اور انہیں دیکھتا بھی رہا تھا۔ میں کچھ نہیں کر پایا تھا پھر مجھے سولی سانا مل گئی۔"

"یہ کون ہے؟"

"بعد میں مجھے اس کا علم ہوا کہ وہ آرنوڈوم کی بہن ہے سولی سانا شاید مجھ سے متاثر ہو گئی تھی۔ اس نے میرے لیے چھپنے کی ایک جگہ منتخب کی اور وہاں مجھ سے ملنے آتی رہی۔ آرنوڈوم نے ہمیں دیکھا اور اس کے بعد وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کو تیار ہو گیا۔ تب میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ میرے لیے میری پسند کی موت پسند کرتا ہے تو مجھے سمندر میں ڈبو کر مار دے۔ اس نے میرے پیروں میں وزن باندھا اور مجھے سمندر میں پھینک دیا۔ مگر سمندر میں اس وزن سے آزاد ہو جانا میرے لیے مشکل کام نہیں تھا اس کے بعد میں اسی سمت نکل آیا۔ گارتھا ورتھا حیرت سے یہ کہانی سن رہی تھی اس نے کہا۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ تم ان مشکلات کا شکار رہے ہو۔"

"ہاں کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا۔"

"مگر اب تم کیا چاہتے ہو۔ اب تمہاری کیا خواہش ہے اگر میں تم سے پوچھوں کہ اس وقت میں ہر وہ کام کرنے کو تیار ہوں جو تمہاری خوشی کے لیے ہو تو کیا تم مجھے اس کا جواب دینا پسند کرو گے۔"

"میڈم ورتھا ہم لوگ ساحل سمندر پر اپنے ایک مقصد کے لیے نکلے تھے۔ میں انکل شیرازی اور آنٹی دردانہ کے مشن سے پوری طرح متفق تھا۔ میں خود بھی دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سمندروں کی چھان بین کرنا چاہتا ہوں اور یہی خواہش آج بھی میرے دل میں ہے۔ میری آرزو ہے کہ اختاخون یہاں سے آزاد ہو جائے اور ہم لوگ پھر اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے مصروف ہو جائیں۔ بس اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔"

"آہ۔ اگر میں بھی اس سفر میں تمہارے ساتھ رہوں تو؟"

"تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"مگر تمہاری قربت میں۔"

"میڈم ورتھا۔ میں آپ کے ساتھ رہ کر خوش رہ

سکوں گا۔ شعبان نے جواب دیا۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو کہ اخناطون آزاد ہو جائے گا۔"

یقیناً آزاد ہو جائے گا۔ آرنوڈوم اس سلسلے میں ہماری مدد نہیں کر سکتا اس کے بارے میں مجھے اندازہ ہے۔ ہمیں کچھ اور ہی سوچنا ہوگا۔"

"ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں میڈم ورتھا۔ آپ یقینی طور پر اس سلسلے میں بہتر سوچ سکیں گی۔"

"کیا؟"

سولی سانا نے مجھے کوئین سلانوبیہ کے بارے میں بتایا تھا۔ کوئین: نوبیہ یہاں سے کچھ فاصلے پر آباد ایک اور قبیلے کی ملکہ ہے اور سولی سانا کا کہنا ہے کہ وہ قبیلہ آرنوڈوم کے قبیلے سے زیادہ طاقتور ہے۔ گو ان لوگوں میں کبھی جنگ نہیں ہوئی لیکن سلانوبیہ کے بارے میں خود آرنوڈوم کا بھی یہی خیال ہے کہ اگر وہ کبھی اس کا دشمن بن گیا تو آرنوڈوم کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گارتھا ورتھا ایک بار پھر چونک کر شعبان کی صورت دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرا رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔"

"سلانوبیہ۔" بہترین نشاندہی کی ہے تم نے۔

یقینی طور پر ایک شاندار نشاندہی۔

اٹھو آؤ چلتے ہیں۔ میں اپنا لباس پہن لوں اور اس کے بعد ہم قبیلہ سلانوبیہ کی تلاش میں نکلیں گے۔ میں جانتی ہوں آرڈی شاؤٹ آسانی سے ان لوگوں کو آزادی نہیں دے گا۔ اور ان کے درمیان گھس کر کوئی عمل کرنا ایک ناممکن کام ہے لیکن اگر سلانوبیہ۔ اوہ مجھے یقین ہے کہ میں کچھ نہ کچھ کر دکھاؤں گی۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ میں لباس تبدیل کر لوں۔ ویسے بھی میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم میری اس بے لباسی سے الجھ رہے ہو۔ آؤ پلیز گارتھا ورتھا نے کہا اور شعبان کا ہاتھ پکڑ کر اس جانب چل پڑی جہاں اس کا اپنا لباس موجود تھا اور جہاں سے اس نے سمندر کا سفر اختیار کیا تھا۔"

※

"آرڈی شاؤٹ نے اپنے تقریباً تمام ہی ساتھیوں کے ساتھ ساحل پر جہازوں سے آنے والوں کا خیر مقدم کیا تھا۔ ان کی تعداد تقریباً اسی تھی اور وہ بڑے بڑے اسٹیمروں میں بیٹھ کر ساحل کی جانب آ رہے تھے۔ آرڈی شاؤٹ ان کے سربراہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ سربراہ سب سے آخر میں ساحل پر پہنچا اس دوران آرڈی شاؤٹ نے آنے والوں کو اس پوائنٹ پر خوش آمدید کہا تھا پھر جب آخری اسٹیمر سے ان لوگوں کا سربراہ اور اس جزیرے کا انچارج یہاں پہنچا تو اسے دیکھ کر آرڈی شاؤٹ کا چہرہ ست گیا یہ ایک قوی ہیکل لمبا تڑنگا آدمی تھا جس کا چہرہ زخموں سے بھرا ہوا تھا اور جو صورت ہی سے بے حد خطرناک اور شاطر نظر آتا تھا۔

آرڈی شاؤٹ سکتے کے سے عالم میں رہ گیا تھا۔ لدگارون اس کے لیے اجنبی نہیں تھا اور خصوصیت یہ تھی کہ آرڈی شاؤٹ سے اس کی بدترین دشمنی تھی۔ مہذب دنیا میں اس وقت جب آرڈی شاؤٹ مجرمانہ حیثیت کا مالک تھا لدگارون کے گروہ سے کئی بار اس کا سابقہ پڑ چکا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی لاتعداد کوششیں کی تھیں لیکن دونوں ہی اس میں ناکام رہے تھے۔ البتہ ان دونوں کے گروہوں کے دوسرے بہت سے ساتھی اس جنگ میں کام آ گئے تھے۔ لدگارون بھی بے شمار ممالک کو مطلوب تھا۔ آرڈی شاؤٹ کو ہنسی بھی آنے لگی جتنے بھی ایسے مجرم تھے انہوں نے اوشین ٹریژر ہی کی پناہ حاصل کی تھی اور یہ ایک حقیقت بھی تھی کہ اوشین ٹریژر ایسے لوگوں کے لیے بہترین معاون و مددگار ثابت ہوا تھا لیکن لدگارون کو دیکھ کر آرڈی شاؤٹ کو بہت زیادہ خوف محسوس ہوا تھا۔ وہ جس قدر خطرناک آدمی تھا شاؤٹ سے زیادہ اسے اور کون جانتا تھا۔ لدگارون بھی ساحل پر آ اترا اور اصولی طور پر آرڈی شاؤٹ ہی کو اس کا استقبال کرنا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی آرڈی شاؤٹ لدگارون کے سامنے پہنچا گارون ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا اس نے بھیانک نگاہوں سے آرڈی شاؤٹ کو دیکھا دو قدم آگے بڑھا پھر رک گیا۔ آرڈی شاؤٹ خود ہی مسکراتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا تھا اس نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔"

"اپنے قدیم دوست اور دشمن کو میں پوائنٹ ڈبل سیون پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ لدگارون نے اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیے نہیں بڑھایا تھا۔ آرڈی شاؤٹ پھر بولا۔"

"اور اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ ماضی میں جو

کچھ ہو چکا ہے وہ اب ختم ہو گیا ہے۔ ہم نے سمندروں کی دنیا عبور کر لی ہے اور اسی ویرانے میں آ کر آباد ہو گئے ہیں چنانچہ جو کچھ تھا وہیں رہ گیا۔ جہاں دنیا رواں دواں ہوتی ہے یہاں ہم صرف اوشین ٹریژر کے معاونوں کی حیثیت سے رہتے ہیں۔"

"تم زندہ ہو۔ لدگارون نے بھاری لہجے میں کہا۔"

"شاید۔ آرڈی شاؤٹ نے بدستور ہاتھ پھیلائے ہوئے کہا۔ لدگارون گردن ہلا کر بولا۔"

"نہیں مائی ڈیئر شاؤٹ۔ میں تم سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا۔ ہم لوگوں نے وعدہ کیا تھا ایک دوسرے سے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے بدترین دشمن رہیں گے۔ ایک دوسرے کی ہلاکت کے خواہاں ہاتھ مل جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دشمنی ختم ہو گئی۔"

"میرے خیال تو دشمنی اس وقت ختم ہو گئی تھی مائی ڈیئر لڈ جس وقت میں نے دنیا سے شکست مان لی تھی اور سمندری ویرانوں کا رخ کیا تھا۔ ہاں اگر تم ابھی دنیا سے لڑ رہے ہو تو ٹھیک ہے میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا اس سے زیادہ بے عزتی آرڈی شاؤٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لڈ نے خشک لہجے میں کہا۔"

"بہرحال یہ اپنے اپنے خیالات ہیں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم مجھے یہاں مل جاؤ گے۔ تاہی مجھے بتایا گیا تھا کہ اس جزیرے کے انچارج تم ہو اور نہ ہی شاید تمہیں یہ بتایا گیا ہوگا کہ جو شخص اوشین ٹریژر کی جانب سے بھیجا جا رہا ہے وہ لدگارون ہے۔"

"ہاں یہ بات میرے علم میں نہیں تھی۔"

"بہرحال کوئی بات نہیں ہے۔ ہماری یہ ملاقات بھی کافی دلچسپ رہے گی۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کیا صورتحال ہے اور تم نے ہم لوگوں کے لیے کیا تیاریاں کی ہیں۔"

"تیاریوں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا لڈ۔ یہ اوشین ٹریژر کی ملکیت ہے اور یہاں اس نے جو کچھ تعمیر کرایا ہے۔ وہ تمہارے سامنے ہے۔ آؤ میں تمہیں وہ رہائش گاہیں دکھا دوں جن میں سے کچھ کو تمہیں اپنے لیے منتخب کرنا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں ان میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ تم اپنے تمام ساتھیوں سمیت سما سکو۔ تاہم ڈبل سیون پر تم مہمان ہو۔ چنانچہ ہم تمہیں زیادہ سے زیادہ آسانیاں اور آسائشیں پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ لدگارون نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا تھا پھر اس کی نگاہیں اخناطون کی جانب اٹھ گئیں۔ وہ اسے دیکھتا اور بولا۔"

"تو یہ ہے وہ شاندار جہاز جو اس وقت اوشین ٹریژر کے قبضے میں ہے۔ خوب بہت خوب چلو آؤ اور ہاں تم سب لوگ اپنے اپنے ہتھیار ساتھ رکھو یہاں ہمارا واسطہ ان خطرناک قیدیوں سے ہے جن سے کسی بھی لمحے ہماری جنگ ہو سکتی ہے۔ آرڈی شاؤٹ نے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔"

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے قیدیوں کے لیے مناسب بندوبست کر لیا ہے۔"

"مائی ڈیئر شاؤٹ میں تم سے اور بھی بہت سی باتیں کروں گا لیکن اس وقت صرف ایک بات کہنا ضروری ہے۔ یہ وہ کہ تم مجھے کوئی حکم نہیں دو گے میرے کسی عمل میں مداخلت نہیں کرو گے۔ یہ انتہائی ضروری ہے میرے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی۔ آرڈی شاؤٹ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے تھے۔ جبکہ لدگارون نے اپنے ساتھیوں کو ہتھیار سنبھال کر آگے بڑھنے کے لیے کہا تھا۔ آرڈی شاؤٹ کو پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ تقدیر اس پر نامہربان ہو گئی ہے۔ اسے پے در پے ذہنی حادثوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ گارتھا ورتھا یہاں پہنچی تھی اور اسے آرڈی شاؤٹ نے بمشکل تمام شیشے میں اتارا تھا۔ ویسے گارتھا ورتھا ابتدا میں خطرناک نہیں تھی لیکن بعد میں جو کچھ ہوا اس نے آرڈی شاؤٹ کو مجبور کر دیا کہ وہ گارتھا ورتھا کے خلاف عمل کرے۔ اوشین ٹریژر کی جانب سے اسے احکامات ملے اور اس نے ان پر عمل کیا لیکن وہ ان احکامات کی تکمیل میں ناکام رہا تھا اور اس کے بعد اس نے دوسرا فیصلہ کیا اور ان لوگوں سے ملا جو قیدی تھے اور اخناطون کے مالک لیکن اس سلسلے میں دیر ہو گئی تھی۔ اسے یہ امید نہیں تھی کہ لدگارون اس کا بدترین دشمن اوشین ٹریژر کی

جانب سے یہاں پہنچے گا۔ وہ لدگاردن سے ملاقات کے لیے بالکل تیار نہیں تھے۔ البتہ اس کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ انتہائی کینہ پرور اور کسی بھی صورت میں معاف نہ کرنے والا آدمی تھا۔ آرڈی شاؤٹ سے اس کے بڑے گہرے رابطے رہ چکے تھے اور اس وقت وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ بری طرح مصیبتوں میں گھر گیا ہے۔ لدگاردن کو سنبھالنا آسان کام نہیں تھا اور اس کے پاس اتنے آدمی بھی نہیں تھے کہ اگر سب کو لدگاردن کے مقابلے پر لے آئے تو کوئی کام بن سکے لیکن کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا تھا۔ وہ شدید ذہنی انتشار کا شکار تھا اور لدگاردن حاکمانہ انداز انداز میں اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ اس علاقے کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں آرڈی شاؤٹ نے اوشین ٹریژر کے مقاصد کی تکمیل کے لیے رہائش گاہ بنا رکھی تھی۔ بالآخر وہ اس جگہ پہنچ گئے اور لدگاردن نے یہاں آکر اپنا رویہ اچانک ہی تبدیل کر لیا۔ اس نے ایک قہقہہ لگا کر آرڈی شاؤٹ سے کہا۔"

"بہت خوب بہت ہی خوب۔ جس پوائنٹ پر میں کام کرتا ہوں مسٹر آرڈی شاؤٹ وہاں مجھے زندگی کی یہ سہولتیں میسا نہیں ہیں۔ تاہم یہ بات میں نے ہمیشہ قبول کی ہے کہ تم کارکردگی کے معاملے میں مجھ سے زیادہ ذہین آدمی رہے ہو۔ تمہارے ہاں ایک باقاعدگی ہے اور میں اس کا مقابلہ نہیں کر پایا۔ اس کے نرم انداز سے آرڈی شاؤٹ کو موقع ملا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"مسٹر لدگاردن میں آپ کی گفتگو سے نہایت مایوس ہوا ہوں۔ دشمنیاں تو وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرے ہاتھوں آپ کو کچھ نقصانات پہنچے ہیں لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اب جبکہ ہم اپنے طور پر کام نہیں کر رہے اور دنیا کے ان ہنگاموں کو ترک کر چکے ہیں جن کی وجہ سے ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہوئی تھی تو کیوں نہ نئے سرے سے دوستی کا آغاز کیا جائے۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں اور اگر آپ کو آج تک مجھ سے کچھ شکایتیں ہیں تو ان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کے ذرائع میرے پاس موجود ہیں۔ لدگاردن نے چونک کر آرڈی شاؤٹ کو دیکھا پھر اچانک مسکرا دیا۔"

"اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے مسٹر آرڈی شاؤٹ کہ میں ہمیشہ ایک کاروباری آدمی رہا ہوں اور اگر اپنے بدترین دشمن سے ہر اس شخصیت سے جس سے مجھے بے پناہ نفرت ہو اگر کوئی کاروباری فائدہ ہو سکتا ہے تو میں نے اس بات کو کبھی نظرانداز نہیں کیا آپ کے یہ الفاظ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں اپنے رویے پر نظرثانی کروں۔"

"یہ نہایت ضروری ہے اور آپ یقین کریں مسٹر لدگاردن کہ اگر آپ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ میں آپ کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہوں تو آپ میرے ساتھ ہر طرح کی دشمنی ترک کر دیں۔"

"چلیئے پھر ٹھیک ہے۔ ہم لوگ دشمنی نظرانداز کر کے کاروبار کریں گے۔"

"یقیناً یقیناً۔ آرڈی شاؤٹ قہقہہ لگا کر بولا اور پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔"

"تو اب ہمارے اور آپ کے ہاتھ مل جانے میں کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ لدگاردن ہنس پڑا اور اس نے اپنا چوڑا ہاتھ آرڈی شاؤٹ کی جانب بڑھا دیا۔ لدگاردن سے ہاتھ ملا کر آرڈی شاؤٹ کو بہت سکون ہوا تھا۔ اس کے بعد فضا میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ اس ذہنی انتشار سے چھٹکارا پانے کے بعد آرڈی شاؤٹ بہتر طریقے سے لدگاردن کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔ بہرطور اس نے سب سے پہلا کام لدگاردن کے لیے بہتر قیام گاہ کا بندوبست کیا اور اپنے ساتھیوں کو ان آرام دہ کمروں سے نکال لیا جہاں وہ قیام کیے ہوئے تھے۔ انہیں سمجھا بجھا کر اس نے اس جگہ اکٹھا کر دیا جہاں پہلے اخناطون کے قیدیوں کو رکھا گیا تھا۔ مصلحتاً یہ سب کچھ ضروری تھا۔ لدگاردن کو شیشے میں اتارنے کے لیے یہ تمام کارروائیاں بحالت مجبوری کرنا پڑ رہی تھیں۔ لدگاردن بھی بہت زیادہ مطمئن نظر آ رہا تھا۔ آرڈی شاؤٹ نے اس کے ساتھیوں کی آسائش کے لیے ہر طرح کے انتظامات کیے اور اسی رات جب لدگاردن نے اسے اپنی رہائش گاہ میں بلایا تو آرڈی شاؤٹ یہ سمجھ گیا کہ اب لدگاردن اس سے کیا گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ اس نے بڑی احتیاط سے اس گفتگو کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔ کافی کی گرم گرم پیالیاں دونوں

کے سامنے آگئیں اور لدگاردن نے کہا۔

"تو مسٹر آرڈی شاؤٹ باقی تمام باتیں کرنے سے پہلے کیوں نہ ہم وہ کاروباری گفتگو کریں جو میرا مزاج بدل دے۔ آرڈی شاؤٹ دل ہی دل میں شدید احساس کمتری کا شکار ہو رہا تھا لیکن لدگاردن سے مصالحت بے حد ضروری تھی۔ اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔"

"میں ہر طرح کی گفتگو کے لیے تیار ہوں۔"

"بات دراصل یہ ہے مائی ڈیئر شاؤٹ کہ ہم اوشین ٹریژر کے مفادات کے لیے طویل عرصے سے کام کر رہے ہیں لیکن یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی کہ اوشین ٹریژر ہمیں بہتر معاوضہ دے کر ہم سے اپنے مقاصد کی تکمیل کرا رہا ہے اور ہم نے اسے بڑے بڑے فائدے پہنچائے ہیں لیکن وہ ہمارا تحفظ نہیں کر سکتا۔ ان جزیروں پر ہمیں اپنی ہی زندگی جینا پڑتا ہے چنانچہ ہم آزاد ہیں کہ اوشین ٹریژر کے مفادات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے مفادات کے لیے بھی بھرپور طریقے سے کام کریں مگر ہمیں ایسا کوئی فائدہ حاصل ہو جاتا ہے تو اوشین ٹریژر کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس کا کام صرف سمندر گردی ہے اور سمندر سے ایسے نوادرات کا حصول جو اس کی تحقیق کے لیے کارآمد ہوں۔ اس کے ان مفادات کو مدنگاہ رکھتے ہوئے اگر ہم اپنے مفادات کے لیے بھی کچھ کر لیتے ہیں تو اس پر یقیناً اوشین ٹریژر کو اعتراض نہیں ہوگا۔ اب آپ مجھے وہ باتیں بتایئے جن کے لیے آپ نے اشارہ کیا ہے۔ آرڈی شاؤٹ نے گردن ہلا کر گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔"

"یہ ایک عجیب کہانی ہے اور غالباً اس کے کچھ حصے آپ کے علم میں بھی لائے گئے ہوں گے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ مجھے اوشین ٹریژر سے ہدایات ملی ہیں کہ میں پوائنٹ ڈبل سیون پر پہنچنے کے بعد تمہارے مفادات کی نگرانی کروں۔ اخناطون اور اس سے حاصل شدہ قیدیوں کے بارے میں بھی مجھے تفصیلات فراہم کی گئی تھیں اور یہ کہا گیا تھا کہ ان قیدیوں سے سمندر میں اہم کام لیتے ہیں اور میں تمہارے ساتھ مل کر ان کاموں کی نگرانی کروں۔"

"بالکل بالکل۔ میں اس سلسلے میں تمہیں تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ اوشین ٹریژر کے لیے ایک خطرناک عورت گارتھا ورتھا یہ کام کر رہی تھی۔ گارتھا ورتھا نے اخناطون پر اپنا اقتدار قائم کیا اور اس کے بعد اسے اس سمت لے آئی۔ ادھر اوشین ٹریژر سے مجھے حکم ملا کہ اخناطون کو اپنے قبضے میں لینا ہے۔ مگر چونکہ میرے پاس زیادہ افراد نہیں تھے۔ اس لیے میں نے ایک مقامی قبائیلی سردار آرنوڈوم سے مدد لی جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر کے اخناطون کو یہاں تک پہنچایا۔ اور اس پر میرا قبضہ کرا دیا ورنہ میرے پاس اتنے افراد موجود نہیں تھے۔"

"گڈ۔ کیا آرنوڈوم تمہارا دوست ہے...؟"

"وہ صرف دولت کا دوست ہے۔ درحقیقت اس کا تعلق بھی مہذب دنیا سے رہا ہے اور وہ بھی دنیا ترک کر کے اپنے خاندان کے ساتھ یہاں آباد ہو گیا تھا لیکن اب وہ ایک جنگلی سردار ہے۔ ویران جزیروں کا باشندہ اور اس کی فطرت میں وہی وحشت آچکی ہے بس دولت اس کے لیے دلکش ہے۔ اور میرا یہ کام بھی اس نے گارتھا ورتھا کی فراہم کی ہوئی اطلاع کے مطابق کیا تھا۔ درحقیقت مائی ڈیئر لدگاردن اگر تم اخناطون کا جائزہ لے لو تو تمہیں تمام صورتحال کا اندازہ ہو جائے گا۔"

"آہ یوں لگتا ہے آرڈی شاؤٹ میرے دوست جیسے تم نے ابھی تک اپنے طور پر بہترین منصوبہ بندیاں کی ہوں۔ اور ان قیدیوں کو قابو میں رکھا ہو۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ امن پسند لوگ ہیں صرف جہاز کا عملہ سمندر کے نیچے کام کرنے والے ماہرین اور ان کے کنٹرولر چار یا پانچ افراد جو جنگ و جدل کی دنیا سے ناواقف ہیں اور صرف اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے ابھی تک کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو میرے لیے باعث تشویش ہوتی۔ ان میں ایسے ایسے ماہرین ہیں مائی ڈیئر شاؤٹ جو سمندر کی گہرائیوں سے ہر چیز نکال سکتے ہیں۔ تو بات ہو رہی تھی اس خطرناک عورت گارتھا ورتھا کی جو معاوضہ لے کر دنیا بھر کے سنگین جرائم میں حصہ لیتی رہتی ہے۔ میرا بھی اس سے پہلے ٹکراؤ ہو چکا تھا۔

اور وہ میری شناسا تھی یہاں آکر اس نے اپنی فطرت کے مطابق اپنا اقتدار قائم کرنا چاہا لیکن اس دوران وہ جو کچھ کر چکی تھی وہ لوشین ٹریژر کے مفادات کے خلاف تھا۔ چنانچہ اسے گرفتار کرنے کی ہدایات جاری کر دی گئیں۔ مگر وہ کمبخت عورت میرے چھ ساتھیوں کو قتل کر کے صاف نکل گئی۔"

"نکل گئی۔ لوگارون نے تعجب سے پوچھا۔"

"ہاں۔"

"مگر وہ فرار کیسے ہوئی.....؟"

"وہ اس جزیرے سے باہر نہیں گئی ہے۔ لیکن ہم اسے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جزیرے میں یقینی طور پر ایسے مشکل حالات بکھرے ہوئے ہیں کہ اس عورت کا صحیح سلامت نکل جانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن وہ پراسرار قوتوں کی مالک ہے۔ ذہنی طور پر بے پناہ طاقتور۔ اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ وہ قبیلوں تک پہنچ کر انہیں ہمارے خلاف آمادہ نہ کر لے۔"

"مگر تمہیں اس کی بھرپور حفاظت کرنا چاہیے تھی آرڈی شاؤٹ اگر لوشین ٹریژر کی جانب سے اسے قیدی بنانے کی ہدایت کی گئی تھی تو پھر اسے قیدی ہی ہونا چاہیے تھا۔"

"آپ یقین کریں مسٹر لدگارون میں نے اپنے طور پر تمام کوششیں کی تھیں اور اس کے لیے بہترین انتظامات کر دیے تھے۔ لیکن وہ شاطر عورت بالآخر نکل گئی۔"

"خیر ہم اس کے مفاد کی باتیں کر رہے تھے۔ اس موضوع کو بعد میں طے کریں گے۔ لدگارون نے کہا۔"

"اخناطون پر سونے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ قیمتی اشیاء کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ تم ایک نگاہ اسے دیکھو گے لدگارون تو دیوانے ہو جاؤ گے۔ آرنوڈوم کو بھی سونے کے تھوڑے سے ذخیرے کی قیمت پر اخناطون پر قبضہ کرنے کے لیے آمادہ کیا گیا تھا۔ اور وہ سونا اسے دے دیا گیا ہے۔"

"لوشین ٹریژر کے حکم سے..."

"نہیں ظاہر ہے۔ ہر مسئلے میں لوشین ٹریژر سے رابطہ تو نہیں قائم کیا جا سکتا۔ یہ کام گارتھا ورتھا کے اشارے پر میں نے کیا تھا۔"

"ہوں۔ بہت خوب بہت خوب تم نے مجھے واقعی خوشخبری دی ہے مسٹر آرڈی شاؤٹ اور مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میرے اور تمہارے درمیان اختلافات کی دیوار گرتی جا رہی ہے۔ خیر خیر کل صبح دن کی روشنی میں ہم سب سے پہلے اخناطون کا جائزہ لیں گے..."

"میں اس کے لیے تیار ہوں۔ آرڈی شاؤٹ نے کہا۔ لدگارون سے گفتگو کا سلسلہ یہیں ختم ہو گیا تھا۔ اپنی آرام گاہ میں جو اس وقت کھلے میدان میں ان قیدیوں کی مانند تھی جو لب ان لوگوں سے بہتر وقت گزار رہے تھے۔ آرڈی شاؤٹ نے آسمان کو دیکھتے ہوئے واقعات کے بارے میں سوچا درحقیقت بات معمولی نہیں تھی۔ لوشین ٹریژر سے اگر رابطہ بھی ہو جائے اور وہ لدگارون کے رویے کی شکایت کرے تو فوری طور پر کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ لدگارون جیسا جانور نما آدمی اس دوران کچھ بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ بہترین طریقہ یہی تھا کہ لدگارون کو الجھالیا جائے۔ اور اس طرح اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ آرڈی شاؤٹ بے پناہ حیرتوں کا شکار تھا۔ اگر قیدیوں کا مسئلہ کچھ پہلے حل ہو چکا ہوتا تو شاید وہ اس وقت آرڈی شاؤٹ کے مددگار ہوتے لیکن واقعات نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا اور ایسے غیر متوقع طور پر نمودار ہوتے رہے تھے کہ وہ کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر رہا تھا اب اگر ذرا سی بھی غلطی ہو جائے تو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے بے شک آرڈی شاؤٹ سے اتفاق رکھتے تھے۔ لیکن ان میں سے چند ہی افراد ایسے تھے جن پر آرڈی شاؤٹ اعتماد کر سکتا تھا۔ آنے والے وقت میں یہ لدگارون کا بھی ساتھ دے سکتے تھے۔ لیکن وہ خصوصی چار افراد جن سے آرڈی شاؤٹ کے گہرے تعلقات تھے اور جو اس کے بہت پرانے دوست تھے کسی بھی طرح اس سے باغی نہیں ہو سکتے تھے۔ تاہم اس سلسلے میں بھی آرڈی شاؤٹ نے جلد بازی سے کام نہیں لیا۔ البتہ بہت سے منصوبے اس کے ذہن میں گردش کرتے رہے تھے۔ دوسری صبح وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان موجود تھا اور اس کے ساتھی اس سے مختلف سوالات کر رہے تھے۔ انہیں احساس ہو رہا تھا کہ ان کے

مددگار ان کے آقا بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آرڈی شاؤٹ نے ابھی تک انہیں مطمئن رکھنے کوششیں جاری رکھی تھیں اور کہا تھا کہ مہمانوں کو احترام کی نگاہوں سے دیکھنا ہو گا کیونکہ وہ لوشین ٹریژر کے نمائندے ہیں۔ پھر لدگارون نے آرڈی شاؤٹ کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور اس کے بعد اخناطون تک سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لدگارون بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اخناطون پر پہنچ گئے یہاں بھی لدگارون نے ان لوگوں کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھا جو اخناطون کے محافظ مقرر تھے۔ لدگارون اپنے ساتھ بھی چند افراد کو لے کر آیا تھا وہ ایک مستعد اور ہوشیار آدمی تھا۔ اور یہ مسلح افراد جو اس کے ساتھ آئے تھے ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لیے تیار تھے۔ لیکن آرڈی شاؤٹ نے دوستانہ فضا برقرار رکھی اور اس کے بعد وہ لدگارون کو اخناطون کی سیر کرانے لگا۔ لدگارون کی آنکھیں فرط حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ وہ اخناطون کی ایک ایک چیز کو دلچسپی اور مسرت سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اسے لیبارٹری میں محفوظ سونے کا ذخیرہ دکھایا گیا اور وہ دیوانوں کی طرح ہنسنے لگا۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔"

"آہ مائی ڈیئر شاؤٹ کیا تم نے اس عظیم الشان خزانے کی اطلاع لوشین ٹریژر کو دے دی ہے...؟ کیا تم نے ان لوگوں کو بتا دیا ہے کہ پوائنٹ ڈبل سیون پر ایک عظیم الشان خزانہ موجود ہے۔ جس کی مالیت کروڑوں ڈالر تک پہنچتی ہے۔ اور جس کی صحیح حیثیت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔"

"نہیں مائی ڈیئر لڈ میں بھی اتنا بیوقوف نہیں ہوں۔ اور پھر ویسے بھی لوشین ٹریژر کو سمندر کے نوادرات سے دلچسپی ہے۔ خزانوں وغیرہ کی بات ہمارے درمیان نہیں ہوئی۔"

"تم بلاشبہ ایک ذہین انسان ہو اور میں اس بات کی قدر کرتا ہوں۔ لدگارون نے کہا۔ یہ چلتا پھرتا خزانہ ہماری ملکیت ہونا چاہیے۔ لوشین ٹریژر کا بھلا اس سے کیا واسطہ۔ واہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھے اتنی بڑی چیز سے روشناس کراؤ گے۔ لیکن لیکن اخناطون والے سونے کا اتنا بڑا ذخیرہ لیے سمندر پر کیوں رواں دواں ہیں۔ اور تم نے بہت ہی برا کیا کہ آرنوڈوم کو سونے کا اتنا بڑا ذخیرہ دے دیا۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ یہ حماقت تم نے کیوں کی..."

"اس سے بھی بڑی اطلاع میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ مائی ڈیئر لدگارون۔"

"اوہو۔ کیا اس سے بھی بڑی کوئی خبر ہے۔ کیا اس سے بھی بڑا کوئی خزانہ تمہارے پاس محفوظ ہے؟"

"شاید۔"

"کہاں ہے۔ کہاں رکھا ہوا ہے اسے تم نے؟"

"وہ خزانہ ابھی کسی ایسی حیثیت سے نہیں ہے جسے محفوظ کیا جا سکے۔ البتہ قیدیوں میں کچھ افراد ایسے ہیں جو سمندر کے نیچے سے ہر طرح کی اشیاء تلاش کر سکتے ہیں۔ گارتھا ورتھا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ سونا سمندر ہی سے نکالا گیا ہے۔ ان کے پاس ایسے ماہرین موجود ہیں جو سمندر کی گہرائیوں میں سب کچھ تلاش کر سکتے ہیں۔ لدگارون پر خیال نگاہوں سے آرڈی شاؤٹ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔"

"اور یقینی طور پر ایسے آدمی ہمارے لیے خزانہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ لوہ شاؤٹ میرے دوست بلاشبہ یہ سب کچھ بہت کچھ ہے۔ بہت کچھ لیکن بہتر یہ ہے کہ اب تم ان آدمیوں سے آرام کرنے کے لیے کہو جو اخناطون پر پہرہ دے رہے ہیں۔ یہاں میرے آدمی موجود رہیں گے۔ اور ہاں یہ اسلحہ اب میرے قبضے میں آ جانا چاہیے اس وقت وہ لوگ اس جگہ موجود تھے جہاں آرڈی شاؤٹ کے آدمی اخناطون پر پہرہ دے رہے تھے۔ آرڈی شاؤٹ کے دل کو ایک دھکا سا لگا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے عجیب سی نگاہوں سے لدگارون کو دیکھا۔ اور پھر گہری سانس لے کر بولا۔"

"ایک بہتر تعاون کرنے کا وعدہ۔ میں آپ سے پہلے ہی کر چکا ہوں مسٹر لڈ۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ لدگارون کے آدمی جو پہلے ہی وہاں مستعد تھے آرڈی شاؤٹ کے آدمیوں سے اسلحہ لینے لگے واپسی میں آرڈی شاؤٹ کے آدمیوں کو کشتیوں کے ذریعے ساحل تک لے آیا گیا تھا اور انہیں بھی باقی لوگوں کے ساتھ ہی اس جگہ پہنچا دیا گیا تھا۔ آرڈی شاؤٹ لدگارون کی اس

حرکت سے ایک بار پھر نروس ہوگیا تھا بعد میں لدگارون نے اسے اپنے پاس طلب کیا اور کہنے لگا۔"

"اب یہاں اوشین ٹریزر کی وہ تمام چیزیں مکمل تفصیلات کے ساتھ تم میرے حوالے کرنو آرڈی شاؤٹ جن سے تم ان سے رابطے رکھتے ہو۔ میں ان تمام چیزوں کو کنٹرول کروں گا۔ آرڈی شاؤٹ کے ہونٹ سکڑ گئے۔ اس نے کہا۔"

"مسٹر لدگارون آپ کا انداز ایک بار پھر تبدیل ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے مجھے۔"

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے مائی ڈیئر شاؤٹ۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں تمام تر مفاہمت کے باوجود تمہاری شخصیت کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ ہم لوگ ایک دوسرے کے اچھی طرح شناسا ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم کسی بھی وقت مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔ اس لیے تم سے یہ اختیارات لے لینا بے حد ضروری ہے۔"

"اس کا مقصد ہے کہ تم نے صرف اپنے مفاد کے لیے میرے ساتھ نرمی برتی تھی۔"

"بالکل درست ہے۔ کیا تم یہ بات پہلے نہیں سمجھے تھے؟"

"نہیں سمجھا تھا مائی ڈیئر لڈ لیکن تمہیں یہ اختیار نہیں ہے کیونکہ پوائنٹ ڈیل سیون کا انچارج میں ہی ہوں۔ لدگارون نے قہقہہ لگایا اور بولا۔"

"جنگل کا قانون ایک چیز ہوتی ہے۔ ہم اسے تبدیل کرکے جزیرے کا قانون کہہ سکتے ہیں۔ جس کے ہاتھ میں طاقت ہے۔ وہی اس چیز کا مالک ہوتا ہے جو اس کی پسندیدہ ہو۔ فی الحال یہ طاقت میرے پاس ہے۔"

"تب پھر میں مجبور ہوں کہ اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم کرکے اسے تمہارے عدم تعاون کی اطلاع دوں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو۔ کیا یہ رابطہ قائم کرنا تمہارے لیے ممکن ہوگا مائی ڈیئر شاؤٹ۔ ویسے بھی تو اوشین ٹریزر کے مجرم ہو۔ تم نے ایک قیمتی عورت کو فرار ہونے میں مدد دی۔ نہیں مائی ڈیئر شاؤٹ تمہیں یہ اختیارات نہیں دیے جاسکتے۔ بہتر طریقہ یہی ہے کہ صرف میرے معاون رہو۔ میں تمہیں اس سے زیادہ سزا نہیں دینا چاہتا ہر کام میں میری معاونت کرکے تم اپنی بقا کا انتظام کرسکتے ہو بعد میں جب اوشین ٹریزر سے رابطہ قائم ہوگا تو پھر ہم دیکھ لیں گے کہ ادھر سے کیا فیصلہ ہوتا ہے آرڈی شاؤٹ خاموش ہوگیا تھا۔ لدگارون نے بالآخر وہی کیا جس کا خطرہ اسے لمحہ لمحہ رہتا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ اس کی توقع کے بالکل خلاف تھا۔ مصیبتوں کا جو آغاز ہوا تھا اس کے خاتمے کا کوئی امکان نہیں تھا کیا کرنا چاہیے۔ کیا کرنا چاہیے۔ وہ سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ اور اس کے بعد لدگارون نے اسے وہاں سے نکال دیا تھا۔ تاہم یہی بہتر بات تھی کہ یہاں ان لوگوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تھی۔ البتہ لدگارون کے مسلح ساتھی ہر لمحہ ان پر مسلط رہتے تھے۔"

*

گارتھا ورتھا طوفانی انداز میں شعبان پر عاشق ہوئی تھی۔ اور کچھ وقت کے لیے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی۔ لیکن تمام تر اعتماد اور محبت کے باوجود اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک اور خیال نے بسیرا کیا تھا۔ اس نے شعبان پر اپنی تمام تر محبتیں لٹادی تھیں لیکن ابھی تک اس کی زبان سے اپنے لیے ایک لفظ بھی نہیں سنا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شعبان اس کے ہر حکم پر سر جھکا دیتا تھا۔ اس کے اندر تعاون کرنے کی بے پناہ صلاحیتیں تھیں۔ لیکن ایک بار بھی اس کے کسی انداز میں گارتھا ورتھا کو یہ احساس نہیں ہوسکا تھا کہ خود شعبان کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ نوبیہ قبیلے کی تلاش کے لیے ان لوگوں نے وہاں سے اپنے سفر کا آغاز کردیا تھا۔ لیکن بہت زیادہ فاصلہ طے نہیں ہوا تھا۔ وہ لوگ احتیاطاً سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے۔ اور شعبان بھی گارتھا کے منصوبے سے متفق ہوگیا تھا۔ لیکن گارتھا کے دل میں مسلسل خدشات جنم لے رہے تھے۔ بہت سے عجیب عجیب احساسات اس کے ذہن میں تھے چنانچہ اس نے سفر کی رفتار جان بوجھ کر سست رکھی تھی۔ ویسے بھی یہ سفر چونکہ پیدل ہی طے کیا جارہا تھا اور راستے دشوار گزار تھے۔ اس لیے بمشکل تمام انہوں نے بہت مختصر سا سفر طے کیا تھا۔ حالانکہ

دونوں مستعد تھے۔ اس وقت بھی رات ہوگئی تھی۔ اور گارتھا ساحل سے صرف چند گز کے فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ کی آڑ میں "قیام پذیر ہوگئی تھی۔ شعبان بھی اس کے ساتھ تھا۔ کھانے پینے کا انتظام شکار کے ذریعے کیا گیا اور گارتھا نے بڑی محبت سے شعبان کو بھنا ہوا گوشت کھلایا۔ وہ سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور شعبان الگ ایک درخت کے نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ گارتھا اسے دیکھ رہی تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ اگر قبیلہ نوبیہ میں پہنچنے کے بعد انہیں واقعی نوبیہ کے باشندوں کی مدد حاصل ہوگئی تو شعبان کا رویہ کیا ہوگا۔ اسے کسی قسم کی جلد بازی نہیں تھی اور وہ کسی بھی ایسی مشکل کا شکار نہیں تھی جس کے لیے اسے فوری عمل کرنا ہو مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے وہ لوگ اور گارتھا کو ان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں شعبان سے گفتگو کرنے کے بعد اس نے جو اندازہ لگایا تھا وہ یہی تھا کہ اگر شعبان کی خواہش کے مطابق عمل کرلیا جائے تو شعبان اسے ہمیشہ کے لیے حاصل ہوسکتا ہے۔ باقی اسے اور کسی چیز کی کیا پروا ہوسکتی تھی۔ ہوسکتا ہے آنے والا وقت اس کے لیے کوئی اور حسین راستہ منتخب کردے۔ ملکہ سلانوبیہ کے بارے میں بھی اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات تھے۔ شعبان جیسا نوجوان ایسی پرکشش شخصیت کا مالک ہے کہ کوئی بھی اس کی جانب متوجہ ہوسکتا ہے۔ اور اگر ایسا کچھ ہوگیا تو پھر گارتھا ورتھا کے پاس اپنی زندگی بچانے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس وقت اس نے اپنے ذہن میں یہی تہیہ کیا کہ ابھی تھوڑا سا انتظار کرلینا مناسب ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ شعبان بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور زندگی میں خطرات تو تھے یہاں وہ انتہائی غیر یقینی صورتحال سے دوچار تھی۔ شعبان کے تصور سے اس نے جس طوفانی انداز سے کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا وہ اس کے حق میں نقصان دہ بھی ہوسکتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ کسی طرح آرڈی شاؤٹ کو اس بات کے لیے آمادہ کرلیا جائے کہ وہ ان قیدیوں کو زندگی سے آزاد کردے۔ اور اس کے بعد شعبان کے دل میں ان کا کوئی تصور ہی نہ رہ جائے۔ یہ ایک زیادہ بہتر طریقہ تھا لیکن آرڈی شاؤٹ کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ اس کا بدترین دشمن بنا ہوا ہوگا۔ کیونکہ خود اس کے چھ ساتھیوں کو ہلاک کرچکی تھی۔ [illegible] عجیب الجھن میں گرفتار تھی۔ [illegible] رہی وہ سوگئی۔ اس دوران اس نے کم از کم یہ اندازہ [illegible] لگالیا تھا کہ شعبان اس کے پاس سے فرار ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔ بظاہر وہ اس سے ہر قسم کا تعاون کر رہا تھا۔ لیکن اس کی اصل کیفیت ابھی تک گارتھا ورتھا کے علم میں نہیں آسکی تھی۔ یہ چھوٹی سی عمر کا نوجوان اس کے لیے واقعی بہت پراسرار شخصیت کا مالک تھا۔ ویسے بھی اس کی شخصیت گارتھا کے لیے حیران کن تھی۔ کیونکہ اس دوران سمندر میں بھی تھوڑی دیر رہا گیا تھا۔ اور گارتھا ورتھا نے سمندر میں شعبان کی جولانیاں دیکھیں تھیں۔ اس سلسلے میں اس نے شعبان سے گفتگو بھی کی تھی۔ بہرطور دوسرے دن صبح کا آغاز ہوگیا اور اس دن شعبان نے ایک عجیب تجویز پیش کی۔ اس نے کہا۔"

"میڈیم ورتھا ہم لوگ سلانوبیہ کی تلاش میں جس نشاندہی پر سفر کر رہے ہیں اس کے تحت ہمیں سمندر کے کنارے ہی اختیار کرنے ہیں اور یہ محفوظ بھی ہیں۔ کیونکہ جزیرے کے اندرونی حصے کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم اگر یہ سفر اسی انداز میں کرنا ہے تو کیوں نہ سمندر کے ذریعے کیا جائے۔"

"تمہارا مطلب ہے سمندر میں تیرتے ہوئے۔"

"ہاں۔"

"اوہ نہیں ڈیئر شعبان۔ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گی۔ تم سمندر کے کیڑے معلوم ہوتے ہو کسی آبی جانور ہی کی طرح تیرتے ہو۔ میرے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے۔ شعبان مسکرا کر خاموش ہوگیا۔ گارتھا کہنے لگی۔"

"لیکن تم بددل نہ ہونا۔ میں نے تمہیں تو سمندر میں اترنے کے لیے منع نہیں کیا ہے۔"

"نہیں میڈم ورتھا یہ تو میری ایک تجویز تھی۔ ویسے میں تھوڑی سی الجھن کا شکار ہوں۔ گارتھا ورتھا چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔"

"کیسی الجھنیں؟ اور تم نے مجھے اس کے بارے میں بتانا کیوں پسند نہیں کیا۔"

"نہیں میڈم ورتھا۔ دراصل میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ احساس ہوتا ہے کہ اگر ہم نے ایک طویل سفر اختیار کیا اور ان سے بہت دور ہوگئے اور وہ سب کچھ نہ کرسکے جو ہم کرنا چاہتے ہیں تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان لوگوں کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ اور میں ان کے بارے میں جان بھی نہ سکوں۔"

"گویا تم ان سے بہت زیادہ دور ہونا نہیں چاہتے۔"

"ہاں، لیکن میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ قریب رہ کر بھی میں ان کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔" گارتھا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی۔ اس وقت اسے بہترین موقع ملا تھا کہ وہ اپنے اس سفر کو ملتوی کردے اور نئے خدشات جو اس کے ذہن میں آئے ہیں ان کی تکمیل نہ ہونے دے۔ اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر ہم ان کی کیا مدد کرسکتے ہیں۔"

"یہ تو ممکن ہے میڈم ورتھا فرض کیجیے کہ اگر ہم قبیلہ نوبیہ تک پہنچ بھی جائیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ نوبیہ والے ہماری مدد پر آمادہ ہوجائیں۔"

"پہلے میرے ذہن میں بھی یہی خیال تھا کہ ہم انہیں کسی نہ کسی طرح اس کام کے لیے تیار کرلیں گے لیکن میں اب یہ سوچتی ہوں کہ اس کا طریقہ کار کیا ہوگا۔"

"تو پھر کیوں نہ آگے کا سفر ملتوی کردیا جائے؟"

"تم سوچ لو شعبان میں تو ہر طرح سے تمہارے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ایک طرف آرڈی شاؤٹ میرا دشمن ہے تو دوسری طرف ظاہر ہے جہاز کے باشندے بھی میرے دوست نہیں ہوں گے۔ میں صرف تمہارے لیے جنونی ہوگئی ہوں اور موت کا خطرہ مول لے رہی ہوں۔ یہ خطرہ تو میرے لیے دونوں سمت سے ہی ہے لیکن اگر تمہارے لیے جان بھی چلی جائے تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔"

"نہیں میڈم ورتھا بہت سے وعدے تو میں بھی آپ سے کرچکا ہوں۔"

"ہاں لیکن ضروری نہیں ہے کہ لوگ تمہاری بات ہی مانیں۔ خصوصی طور پر کیپٹن ایڈگر مورالس جو اس جہاز پر میرا بدترین دشمن ہے۔"

"اگر آپ کے ذریعے اخناطون والوں کو اس قید سے آزادی مل گئی تو اس کے بعد ظاہر ہے وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اور پھر میں خود جو آپ کے ساتھ ہوں۔"

"ہوں۔" گارتھا ورتھا نے گردن ہلائی۔ دن کی روشنی پوری طرح پھیل چکی تھی۔ سمندر تاحد نگاہ نظر آرہا تھا وہ لوگ ابھی خاموش بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ دفعتاً گارتھا ورتھا چونک پڑی بہت دور سمندر کی حد کے قریب جہاں آسمان اور سمندر مل جاتے تھے گارتھا ورتھا نے کوئی ایسی چیز دیکھی تھی جس نے اسے چونکا دیا تھا اور پھر اس نے شعبان کو اس جانب متوجہ کیا اور بولی۔

"ذرا دیکھو شعبان وہ کیا چیز ہے۔ شعبان ادھر نگاہیں جمائے دیکھتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش ابھر آئے۔

"تین جہاز، تین سمندری جہاز۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے مگر یہ کون ہوسکتے ہیں۔"

"کیا کہا جاسکتا ہے ہاں اگر تم اجازت دو تو میں ان تک پہنچ جاؤں۔ اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرکے تمہیں رپورٹ دوں؟"

"وہاں تک جاؤ گے تم؟" گارتھا ورتھا نے پوچھا۔

"ہاں سمندر مجھے کبھی دھوکا نہیں دیتا۔"

"اوہ نہیں۔ میں ایسا تمہیں کبھی نہیں کرنے دوں گی لیکن..... لیکن اب ہم آگے کا سفر جاری نہیں رکھ سکتے ہم ان کا انتظار کرتے ہیں۔ اندازہ ہوجائے گا کہ وہ کس سمت جارہے ہیں ویسے اس سمندر کے یہ راستے عام گزرگاہوں کے لیے نہیں ہیں۔ یا تو ان جہازوں کا رخ اسی سمت ہے یا پھر وہ راستہ بھٹک کر ادھر آگئے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کا انتظار کرنا ہوگا۔ یہ جہاز بھی گارتھا کے لیے معاون ثابت ہوئے تھے۔ اس طرح کم ازکم شعبان آگے جانے کا ارادہ رکھتے ہوئے بھی یہاں رکنے کی کوشش کرے گا۔ درحقیقت وہ شعبان کو سمجھ لینا چاہتی تھی۔ اس کے بعد جو کچھ بھی ہوتا اس پر اعتراض نہیں ہوتا شعبان کے لیے وہ خلوص دل سے ہر کام کرنے کے

لیے تیار تھی۔ لیکن زندگی کی قیمت پر نہیں چنانچہ یہ لوگ وہیں رک گئے۔ البتہ جہازوں کو نمایاں ہونے میں آدھے سے زیادہ دن گزر گیا تھا اور پھر یہ اندازہ لگانے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کہ ان کا رخ اسی جزیرے کی جانب ہے۔ جسے پوائنٹ ڈبل سیون کا نام دیا جاتا ہے گارتھا ورتھا نے جب یہ بات اچھی طرح محسوس کرلی تو شعبان سے کہا۔

"دلچسپ اور بے حد دلچسپ، صورت حال میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے شعبان۔ میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے دور نہیں جانا چاہیے۔ اور واپسی کا سفر کرکے ان لوگوں کی آبادیوں کے قریب کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیئے جہاں ہم صورت حال کا اندازہ لے سکیں۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس تبدیل شدہ صورت حال میں ہمیں اخناطون والوں کی مدد کرنے کا موقع مل جائے۔"

"جیسا آپ پسند کریں میڈم ورتھا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" شعبان نے کہا اور گارتھا ورتھا نے واپسی کا سفر شروع کردیا بس ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی بالکل اسی طرح جیسے ایک بار وہ لوشین ٹریژر والوں سے برگشتہ ہوگئی تھی اور ان کے خلاف اس نے آج تک اپنی مہم جاری رکھی ہوئی تھی۔"

آرڈی شاؤٹ سنگین حالات سے دوچار تھا۔ دیوار کا لکھا اس کے سامنے آچکا تھا۔ لدگارون شیطان صفت تھا اور آرڈی شاؤٹ جانتا تھا کہ وہ اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیل رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اس وقت آرڈی شاؤٹ کو باآسانی موت کے گھاٹ اُتار سکتا تھا لیکن نجانے اس نے ایسا کیوں نہیں کیا تھا۔ مزے سے وقت گزار رہا تھا اور اس کی ہر بات عجیب و غریب تھی اخناطون بھی اب اس کے قبضے میں تھا۔ قیدیوں سے اس نے ابھی تک کوئی ملاقات نہیں کی تھی اور انہیں ان کے مشاغل جاری رکھنے دیئے تھے۔ چنانچہ قیدی بھی اپنے طور پر مطمئن وقت گزار رہے تھے۔ کئی دن تک آرڈی شاؤٹ نے قیدیوں کی طرف جانے کی کوشش نہیں کی لیکن پھر اس دن اس نے ان سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں لدگارون کا ردعمل بھی دیکھنا چاہتا تھا اور یہ ردعمل فوراً ہی سامنے آگیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو لدگارون کے آدمیوں نے اس کا راستہ روک دیا۔

"نہیں مسٹر شاؤٹ۔ مسٹر لد کا حکم نہیں ہے۔ آپ وہاں نہیں جاسکتے۔"

"مسٹر لد اس جزیرے کے انچارج نہیں ہیں۔"

"ہمارا خیال ہے اس وقت وہی اس جزیرے کے انچارج ہیں۔ براہ کرم آپ ہمیں کسی گستاخی کے لیے مجبور نہ کریں لدگارون کے آدمیوں نے کہا اور شاؤٹ کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اگر اس نے اس سلسلے میں آگے قدم بڑھانے کی کوشش کی تو اسے فوراً ہی برے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اب پانی سر سے اوپر ہوچکا تھا۔ لوشین ٹریژر والوں نے ابھی تک کوئی رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ وہ ان سے بھی بددل ہوگیا تھا۔ چنانچہ اسے اب جو کچھ کرنا تھا وہ خود ہی کرنا تھا۔ حیرانی اس بات پر تھی کہ لد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قیدی کیوں نہیں بنایا تھا۔ اس کے بعد وہ پورا دن اپنے ساتھیوں سے مشورے کرتا رہا۔ منصوبے ترتیب دیتا رہا اور اس رات اس نے آرنوڈوم سے ملنے کا فیصلہ کرلیا تھا چنانچہ رات کی تاریکی میں وہ اپنی جگہ سے ہٹا اور ٹہلتا ہوا درختوں کے ایک جھنڈ کی جانب چل پڑا۔ اس نے اپنے کچھ ساتھیوں کو بھی مخصوص کردیا تھا۔ جنہیں مختلف مراحل میں مختلف کام سرانجام دینا تھے۔ احمق وہ بھی نہیں تھا کہ لدگارون کی طرف سے محتاط نہ ہوتا۔ لدگارون کے اس رویئے نے اسے یہ احساس دلادیا تھا کہ لدگارون گہری سوچوں میں ہے اور یقینی طور پر کوئی ایسا عمل کرنا چاہتا ہے جو بعد میں ان لوگوں کے لیے تباہ کن ہو چنانچہ لدگارون کا پوری طرح جائزہ لے کر ہی اس نے اپنا یہ منصوبہ ترتیب دیا تھا اور اس منصوبے میں اس نے کئی آدمیوں کو شریک کیا تھا۔ وہ درختوں کے جھنڈ کے پاس اس طرح جا بیٹھا جیسے آج یہیں قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ لدگارون کا کوئی بھی آدمی اس کی جانب متوجہ نہیں ہے۔ آرنوڈوم کو اپنے کام پر آمادہ کرنا بھی ایک مرحلہ تھا۔ ڈوم کی وحشی فطرت کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ سودے بازی کرے گا لیکن اب آرڈی شاؤٹ

اپنے سارے اثاثے ہر چیز اسے دینے پر آمادہ تھا۔ کیونکہ بات اس کی عزت زندگی اور آن پر آبنی تھی اور ایک بار اس گمنام جزیرے پر وہ پھر لدگارون کو شکست دینا چاہتا تھا چنانچہ اس نے اپنی تمام ذہنی قوتوں کو بروئے کار لا کر عمل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ رات گہری ہوتی چلی گئی۔ آرنوڑوم تک پہنچنے کا سفر بھی آسان نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ اس سفر کو ایسے وقت شروع کرنا چاہتا تھا جب لدگارون کے ساتھی بے خبر ہوں اور یہ موقع اسے رات کو تقریباً دو بجے ملا تھا۔ دو بجے اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے غالباً یہ اپنے ساتھیوں کے لیے کوئی خصوصی اشارہ تھا۔ اس کے بعد انہیں چیل کے انداز میں فضا میں پھیلا کر جنبش دی اور پھر اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ وہ برق رفتاری سے اب اس آبادی سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ چاندنی راتیں تھیں چاند آسمان پر نکل آیا تھا اور آرڈی شاؤٹ برق رفتاری سے یہ سفر کر رہا تھا۔ اسے کئی بار قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تھی لیکن اس نے مطلمئن انداز میں گردن ہلائی تھی جیسے یہ آہٹ اس کی توقع کے خلاف نہ ہو۔ وہ سفر کرتا رہا۔ آرنوڑوم کا قبیلہ اس جگہ سے خاصے فاصلے پر آباد تھا اور اس تک پہنچنے کے لیے دو ڈھائی گھنٹے کا مسلسل سفر کرنا تھا وہ بھی تیز رفتاری کے ساتھ۔ سفر کا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ طے ہوا تھا اور وہ اس وقت ایک درختوں کے جھنڈ سے گزر کر اس سپاٹ اور ہموار میدان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جہاں سے سفر میں ذرا آسانی ہو جاتی۔ یہاں پہنچنے سے پہلے اس نے چند لمحات توقف کیا اور پھر درختوں کے جھنڈ سے نکل آیا۔ سپاٹ اور ہموار میدان میں کہیں کہیں جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ یہ جھاڑیاں بھی قدآدم تھیں اور ان کا سلسلہ میدان میں دور تک چلا گیا تھا وہ میدان کے درمیانی حصے میں پہنچا اور پھر اچانک ہی اسے ٹھٹک جانا پڑا جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ لدگارون کو اس جگہ یہاں جھاڑیوں کے قریب دیکھے گا۔ اس کے پورے بدن میں سنسنی پھیل گئی اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے لدگارون کو دیکھنے لگا۔ جس کے چہرے پر سفاک مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور وہ مضحکہ خیز نگاہوں سے آرڈی شاؤٹ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بڑی شاہانہ چال چلتا ہوا آرڈی شاؤٹ کے سامنے آ گیا۔

"ہائی، ڈیر آرڈی شاؤٹ رات کا یہ وقت یہ ویران میدان اور پرمشقت سفر۔ تعجب کی بات ہے شاؤٹ نے خود کو سنبھال لیا اسے اچانک احساس ہوا تھا کہ وہ بھی بے بس نہیں ہے چنانچہ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ڈیر گارون۔"

"شاید تم نے یہ بات کبھی محسوس نہ کی ہو میرے دوست لیکن میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ مستعد رہنا ہی کامیابی کا راز ہے نظر چوک جائے تو سارا کھیل ختم ہو جاتا ہے اور پھر میرا دوست شاؤٹ نہ تو احمق ہے نہ بزدل مجھے یقین تھا کہ وہ خاموش نہیں بیٹھے گا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے، شاؤٹ نے زہریلے لہجے میں کہا۔ لدُ نے ایک بلند آہنگ قہقہہ لگایا تھا پھر اس نے کہا۔"

"اس بات سے تمہاری یہ حیرت ختم ہو جانی چاہیئے کہ میں یہاں کیوں ہوں اور میں تنہا نہیں بلکہ کچھ اور لوگ بھی میرے ساتھ ہیں۔ اس بات کی داد نہ دو گے شاؤٹ کہ ہم نے تم سے ملاقات کے لیے بہترین جگہ کا انتخاب کیا ہے۔ میرے ساتھیوں سے ملو! لدگارون نے کہا اور تین جھاڑیوں کے عقب سے تین آدمی باہر نکل آئے وہ مسلح تھے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ ان کے قریب پہنچ گئے۔

آرڈی شاؤٹ سنسنی خیز نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ سچویشن بہت عجیب ہو گئی تھی اور شاید فیصلہ کن بھی۔ اگر لدُ کے ساتھ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو شاید فیصلہ کن مرحلہ آ گیا ہے وہ مرحلہ جس میں اسے آرنوڑوم کی مدد کی ضرورت بھی پیش نہ آئے۔

"آرڈی شاؤٹ کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے لدگارون کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یوں لگتا ہے مسٹر لدگارون جیسے آپ اوشین ٹریژر

کے وفادار نہ ہوں بلکہ اب بھی اپنے آپ کو اس مہذب دنیا میں محسوس کر رہے ہوں جہاں جرم کے کھیل ہوتے ہیں۔ حالانکہ میں ذہنی طور پر آپ سے مکمل تعاون کا فیصلہ کر چکا تھا اور میں نے سوچا تھا کہ آپ اپنی فطرت کے مطابق جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس میں مداخلت نہیں کروں گا۔ ہاں اگر کبھی وقت ملا تو یہ کیس اوشین ٹریژر کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور وہی فیصلہ کرے گا۔ لدگارون نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔"

"مگر میرے دوست تمہارا یہ سفر کیسا ہے۔ اگر تم مجھے اس بات سے مطمئن کر دو کہ تم کس مقصد کے تحت یہ سفر کر رہے تھے تو ہو سکتا ہے ہمارے درمیان تعلقات کا انداز بدل جائے۔"

"کیا یہ بھی میرے لیے ضروری ہے کہ میں تمہیں اپنی نقل و حرکت سے آگاہ رکھوں۔"

"بے حد ضروری۔ کیونکہ اب تم میرے محکوم ہو۔"

"یہی چیز قبول کرنے سے میں نے پہلے بھی انکار کیا تھا اور آج بھی انکار کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں آپ سے کوئی دشمنی نہیں چاہتا بلکہ اوشین ٹریژر کے رشتے سے آپ کا دوست ہی بننے کا خواہش مند ہوں۔"

"تمہاری چرب زبانی میرے لیے بیکار ہے کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ ہم ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہیں؟"

"تو پھر اب یہ بتائیے کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں۔ تمہیں ان کارروائیوں سے روکنا مقصود تھا جس کے لیے تم یہ خفیہ سفر کر رہے ہو۔"

"آپ کے خیال میں میری یہ کارروائیاں کیا ہو سکتی ہیں؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا علم ضرور رکھتا ہوں کہ یہ سفر بے مقصد نہیں ہو گا کہ تم مجھے اپنی اس مقصد سے بھی آگاہ کر دو۔ اگر نہیں کرو گے تو میں خاموشی سے تمہیں قتل کر کے تمہاری لاش یہیں محفوظ کر دوں گا۔"

"گویا تم کھل کر سامنے آ گئے ہو۔"

"میں تو پہلے ہی دن کھل کر سامنے آ گیا تھا۔"

"اگر یہ بات ہے تو اپنے ان ساتھیوں کو واپس کر دو اور مقابلہ اپنے اور میرے درمیان ہی رہنے دو۔"

"واہ اب تم مجھے کوئی فلمی کہانی کا منظر سنا رہے ہو۔ یعنی ہیرو ولن کو یا ولن ہیرو کو لڑائی کا چیلنج دیتا ہے۔ دونوں آمنے سامنے آ جاتے ہیں اور اس کے بعد مقابلہ ہوتا ہے۔ فیصلہ کچھ بھی ہو لیکن دوسرے لوگ مداخلت نہیں کرتے۔ نہیں مسٹر آرڈی شاؤٹ نہ میں کوئی فلمی کردار ہوں اور نہ تمہارا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میں نے اپنے ساتھ صرف یہ تین آدمی رکھے ہیں اور اس کے ساتھ میں خود ہوں۔ گویا کل چار افراد ہوئے اور ہم قطعی طور پر یہ خطرہ مول نہیں لیں گے کہ کوئی نقصان اٹھائے۔ کیا تم تلاشی دینا پسند کرو گے۔"

آرڈی شاؤٹ کے جبڑے بھینچ گئے تھے۔ یہ بہترین موقع تھا کہ وہ اپنے کام کو پورا کر دے۔ لدگارون نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور وہ آرڈی شاؤٹ کے قریب پہنچ گئے۔ آرڈی شاؤٹ نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھوں کو وہ مخصوص جنبش دی تھی جو اس کے ساتھیوں کے لیے مخصوص اشارے تھے اور اس نے اس جنبش سے اپنے ساتھیوں کو تمام صورتحال سمجھا دی تھی۔ لدگارون خود بھی ان لوگوں کی جانب متوجہ تھا۔ چنانچہ وہ بھی یہ نہ دیکھ سکا کہ اس کے اطراف میں کچھ ردوبدل ہوئی ہے اور اس کے بعد آرڈی شاؤٹ کے آدمی اس کام پر مستعد ہو گئے ہیں کہ لدگارون کے ساتھیوں کو سنبھال لیں۔ لدگارون کے ساتھیوں نے آرڈی شاؤٹ کی تلاشی لی اور جو کچھ اس کے پاس سے برآمد ہوا اپنے قبضے میں کر لیا اور اس کے بعد وہ پیچھے ہٹے لدگارون مسکراتی نگاہوں سے آرڈی شاؤٹ کو دیکھ رہا تھا لیکن اسے اپنے ساتھیوں کی کچھ آوازیں سنائی دیں وہ چونک کر پلٹا اور ششدر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ چند افراد اس کے ساتھیوں کی پشت سے پستول کی نالیں لگائے ہوئے کھڑے ہیں۔ دوسرا ذہنی جھٹکا اسے اس وقت برداشت کرنا پڑا جب اچانک ہی عقب سے آرڈی شاؤٹ اس پر ٹوٹ پڑا اور اس نے لدگارون کی

دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر ایک مخصوص انداز میں اس کے ہاتھ پشت پر کس دیے۔ ساتھ ہی اس کے دوسرے ہاتھ نے لدگاردن کو نہتا کر دیا تھا۔ صورتحال ایک دم ہی تبدیل ہوگئی تھی۔ آرڈی شاؤٹ کے چہرے پر مسرت کی چمک تھی اس نے لدگاردن کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی لگائی اور آہستہ سے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔"

"ہمارے درمیان یہ سب کچھ نئی بات نہیں ہے اور ہاں ایک بات آرنوڈوم میرا دوست بھی ہے اور ایک لالچی آدمی بھی ایک بار پھر اسے دولت کا لالچ دیا جائے گا اور وہ تمہارے تمام آدمیوں کو ختم کر دے گا سمجھے۔ کہانی وہی ہوگی یعنی افلاطون کے قیدیوں کا معاملہ۔ وہ لوگ بغاوت کریں گے اور میں اوشین ٹریژر کو یہ دردناک اطلاع دوں گا کہ مسٹر لدگاردن نے عقل مندی سے کام نہیں لیا اور خفیہ طور پر ان لوگوں سے بھڑ گئے جس کے نتیجے میں وہ اپنے تمام آدمیوں کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

"ٹھیک ہے تسلیم کرتا ہوں کہ یہاں بھی تمہیں مجھ پر برتری حاصل ہوگئی۔ تم ایک چالاک انسان ہو لیکن کیا ہمارے اور تمہارے درمیان سمجھوتے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے؟" آرڈی شاؤٹ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے لدگاردن کے قریب پہنچ کر اس کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا۔

"کتے میں نے ہمیشہ ہی تجھ پر برتری حاصل کی ہے۔ اوشین ٹریژر کے حوالے سے اگر میرے ساتھ تعاون کرتا تو میں پرانی رنجشیں بھول سکتا تھا لیکن تو نے خود ہی یہ تمام راستے بند کر دیئے اور اب تیری موت تیرے سامنے ہے۔ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا اور یہ کھیل ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔" آرڈی شاؤٹ نے اپنا پستول نکال کر کر سیدھا کیا۔ چند قدم پیچھے ہٹا اور لدگاردن کی پیشانی کا نشانہ لے لیا۔"

❊

گارتھا اور شعبان اس صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے۔ انہوں نے احتیاط سے واپسی کا سفر طے کیا اور بہت ہی ہوشیاری سے اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں قیدیوں کی رہائش گاہ اور آرڈی شاؤٹ کے ساتھیوں کے رہنے کی جگہ تھی۔ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھ کر انہوں نے تمام صورتحال کا مستقل جائزہ لینا شروع کر دیا۔ آنے والوں کے بارے میں انہوں نے کافی حد تک اندازہ لگالیا تھا کیونکہ ان کا باقاعدہ استقبال کیا گیا تھا اس کا مقصد تھا کہ ان لوگوں کا تعلق بھی اوشین ٹریژر سے ہے۔ بعد میں دوسرے بہت سے معاملات بھی گارتھا کے علم میں آئے اور اس نے محسوس کیا کہ آرڈی شاؤٹ اور نئے آنے والے شخص کے درمیان کوئی ایسی بات ہے جسے ان کی باہمی کشمکش پر مشتمل کیا جاسکتا ہے اور اس چیز کو گارتھا نے دلچسپی سے محسوس کیا تھا۔ وقت گزر گیا گارتھا اور شعبان یہاں سے دور نہیں گئے تھے بلکہ ان لوگوں کا جائزہ لیتے ہوئے وقت گزارتے رہے تھے۔ گارتھا اپنے ذہن میں شعبان کے لیے ابھی تک کوئی واضح حکمت عملی طے نہیں کر سکی تھی۔ وہ شعبان کی دیوانی ہوگئی تھی لیکن شعبان کی صحیح شخصیت کا اندازہ اسے اپنے تمام تر تجربات کے باوجود آج تک نہیں ہو سکا تھا۔ اس نے کبھی شعبان کے چہرے پر کوئی ایسی چیز نہیں پائی تھی جس سے اسے یہ اندازہ ہو کہ شعبان بھی اس کے ساتھ کوئی ڈبل گیم کھیل رہا ہے۔ وہ ایک سادہ نوجوان معلوم ہوتا تھا۔ اس کی آنکھیں کسی بات کی چغلی نہیں کھاتی تھیں اور بالآخر گارتھا نے خود کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا۔ پسند کے لیے تو زندگی بھی لگائی جاسکتی ہے اور شعبان اچانک ہی اس کی اپنی سب سے بہتر پسند بن گیا تھا پھر وہ موقع آگیا جب گارتھا نے آرڈی شاؤٹ کو خاموشی سے وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ شعبان اس وقت سو رہا تھا۔ گارتھا نے اسے جگایا اور وہ فوراً ہی مستعد ہوگیا۔

"ہمیں کچھ کام کرنا ہے شعبان۔ خود کو ہوشیار کرلو۔"

"میں ہوشیار ہوں۔"

"آؤ چلیں۔ اس نے آرڈی شاؤٹ کا تعاقب شروع کر دیا اور وہ تمام صورتحال سے واقفیت حاصل کرنے لگی۔ اسے ایک لمحے میں یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ آرڈی شاؤٹ کا رخ آرنوڈوم کی جانب ہے۔ نجانے اس شخص نے اس بارے

میں کیا سوچا تھا۔ گارتھا ان کا تعاقب کرتی رہی اور پھر وہ لمحات بھی اس کی نگاہوں سے دور نہ ہوئے جب چالاک لدگاردن نے آرڈی شاؤٹ کو سنبھال لیا تھا گارتھا کو اچھی طرح اندازہ ہوگیا کہ یہ نیا آنے والا شخص ہے۔ وہ ہی آدمی جو یہاں غالباً اب انچارج کی حیثیت اختیار کر گیا تھا اور اس نے آرڈی شاؤٹ کے اختیارات معطل کر دیئے تھے۔ گارتھا ورتھا کے چہرے پر دلچسپی کے آثار پیدا ہوگئے۔ بھلا اس سے زیادہ اور کون جانتا تھا کہ آرڈی شاؤٹ کے چند افراد بڑی خاموشی سے اور محتاط طریقے سے آرڈی شاؤٹ کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ غالباً آرڈی شاؤٹ کو اس کا اندازہ ہوگا کہ اسے کوئی مشکل پیش آسکتی ہے۔ گارتھا نے شعبان کو مخاطب کیا۔

"شعبان......اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔"

"جی ہاں"

"نہیں میڈم۔"

"اوہ، تم اس قدر سادہ لوح کیوں ہو؟" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"میڈم آپ جو میرے ساتھ ہیں۔"

"کیا مطلب؟" گارتھا مسکرا کر بولی۔

"میرے اندر ایک بہت بڑی کمی ہے۔ میں جب کسی پر اعتماد کرتا ہوں تو سارے معاملات اسی پر چھوڑ دیا کرتا ہوں اور خود اپنی ذہانت سے کوئی کام کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا ان الفاظ سے؟"

"میں آپ پر مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ میڈم اور آپ مجھے جو حکم دیں گی اس کی تعمیل کروں گا۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کچھ سوچنے کی ضرورت ہے نہ کچھ کرنے کی۔ ہاں اگر آپ مجھے یہ حکم دیں کہ میں اس بارے میں سوچوں تجزیہ کروں غور کروں تو پھر میں باعمل ہو جاؤں گا۔" گارتھا ہنس پڑی اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت پیارے انسان ہو تم لیکن اپنے ذہن سے بھی سوچا کرو۔ خود فیصلے کیا کرو۔ مثلاً اب اگر میں تم سے اس بارے میں پوچھوں کہ ان لوگوں کے بارے میں تم نے کیا اندازہ لگایا تو کیا تم سادگی سے میرے چہرے کا جائزہ لینے لگو گے یا خود اپنی رائے کا بھی اظہار کرو گے۔"

"آپ نے حکم دیا ہے میڈم۔ چنانچہ میں اپنی رائے کا اظہار کرنے میں کوئی دقت نہیں محسوس کرتا۔"

"تو پھر بتاؤ۔"

"یہ شخص جو جہاز سے آیا ہے بہت شاطر آدمی معلوم ہوتا ہے اس نے آرڈی شاؤٹ کو معطل کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ نے شاید غور نہیں کیا کہ اس نے آرڈی شاؤٹ کے لوگوں کو بھی ایک طرح سے اپنا قیدی بنالیا ہے اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آرڈی شاؤٹ اس وقت کسی ایسی خفیہ کارروائی کے لیے نکلا ہے جس کے تحت وہ اس شخص کو شکست دے سکتا لیکن یہ چالاک آدمی اس کا راستہ روکنے کے لیے موجود ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے بڑے بڑے جرائم میں حصہ لیا ہے۔ بہت سے لوگوں کا تجزیہ بھی کیا ہے میں نے۔ لیکن ایک حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہوں گی۔ ڈیئر شعبان کہ تم جیسا آدمی اس سے پہلے میری نگاہوں سے کبھی نہیں گزرا۔ تم ان حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو جنہیں الفاظ کی صورت نہیں دی جاسکتی۔ اب دیکھو تم ان تمام معاملات سے کس قدر لاتعلق رہے ہو لیکن جو کچھ تم نے ان کے بارے میں سوچا ہے وہ ایک ٹھوس سچائی ہے اور یہی ایسے لمحات ہوتے ہیں جب میں تمہارے بارے میں الجھن کا شکار ہو جاتی ہوں۔" شعبان نے چونک کر گارتھا ورتھا کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"الجھن؟"

"ہاں الجھن۔"

"وہ کیوں میڈم؟"

شعبان میں تمہاری گہرائیوں میں پہنچنا چاہتی ہوں۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتے ہو۔ تمہاری سادگی دیکھ کر دل یہ کہتا ہے کہ تم اندر و باہر سے یکساں آدمی ہو لیکن جب تم اپنی کسی ایسی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہو تو میں خوفزدہ ہو جاتی ہوں۔"

"آپ خوفزدہ کیوں ہو جاتی ہیں؟"

"یہ کہ اگر تم نے مجھے دل سے تسلیم نہ کیا تو میرا کیا ہوگا۔"

"میڈم میری آپ سے اس موضوع پر بہت سی بات ہوچکی ہے اور مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آپ ابھی تک میرے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کر پائیں۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ میں آپ کو یقین نہیں دلاسکا۔"

"اوہ نہیں ڈیئر۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ خیر چھوڑو میرا خیال ہے میں ہی غلط گفتگو میں الجھ گئی ہوں۔ اوہو دیکھو آرڈی شاؤٹ کے آدمیوں نے ان لوگوں کو قابو میں کرلیا ہے اور اس وقت آرڈی شاؤٹ صورتحال کو اپنے قابو میں کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ گڈ ویری گڈ۔ اچھا اگر میں تم سے یہ سوال کروں شعبان کہ اس وقت ہمارا عمل کیا ہونا چاہیئے۔ تو تمہاری کیا رائے ہوگی اس سلسلے میں۔"

شعبان نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر آہستہ سے بولا۔

"ہمیں اس اجنبی شخص کی مدد کرنا چاہیئے۔" گارتھا کا منہ حیرت سے کھل گیا اس نے انتہائی حیران نگاہوں سے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میڈم کہ آرڈی شاؤٹ ہمارے ساتھیوں کو قید کرچکا ہے اور جیسا کہ آپ نے مجھے مختصراً بتایا آپ بھی اسی سے فرار ہوئی ہیں۔ میڈم وہ ہمارے لیے کسی طرح ایک بہتر آدمی نہیں ثابت ہوسکتا۔ جبکہ یہ شخص ہمارے لیے نہایت کارآمد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ابھی آرڈی شاؤٹ ہی کے خلاف ہے اگر ہم اس وقت اس سے دوستی کرلیں تو یہ ہمارے کام آسکتا ہے۔" گارتھا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑلیا اور بولی۔

"تم..... تم..... اچھا خیر چھوڑو۔ اوہو دیکھو میرا خیال ہے آرڈی اپنا کام کرنے کے لیے تیار ہے۔ اوہ وہ۔ وہ دیر ہوگئی شعبان۔ دیر ہوگئی کچھ کرنا چاہیے کچھ کرنا چاہیے۔ یہ لوگ ان لوگوں سے بہت زیادہ فاصلے پر نہیں تھے اور یہ بھی ان کی ذہانت تھی کہ انہوں نے اب تک نہایت کامیابی سے ان کا تعاقب کیا تھا اور ایک سمت آرڈی شاؤٹ سے اور دوسری طرف اس کے تمام ساتھیوں سے پوشیدہ رہے تھے۔ شعبان خود بھی دیکھ چکا تھا کہ آرڈی شاؤٹ نے اس اجنبی شخص کی پیشانی کا نشانہ لے لیا ہے۔ اور اس کی انگلی ٹرائیگر پر دباؤ ڈال رہی ہے۔ شعبان نے ادھر اُدھر دیکھا اور قریب ہی پڑا ہوا ایک نوکیلا پتھر اٹھالیا۔ گارتھاورتھا سمجھ نہ پائی تھی کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن دوسرے لمحے پتھر پوری قوت سے شعبان کے ہاتھ سے نکلا اور سنسناتا ہوا آرڈی شاؤٹ کی جانب بڑھا۔ حالانکہ آرڈی شاؤٹ کی پشت ان کی جانب تھی لیکن شعبان کا نشانہ اس قدر پکا تھا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ نوکیلا پتھر آرڈی شاؤٹ کی گدی پر پڑا اور آرڈی شاؤٹ کا ہاتھ فضا میں بلند ہوگیا۔ ساتھ ہی فائر بھی ہوا۔ لیکن نشانہ لدگاردن نہیں تھا بلکہ اٹھے ہوئے ہاتھ نے آسمان کی جانب فائر کیا تھا اور اس کے بعد آرڈی شاؤٹ سیدھا پشت کے بل زمین پر آرہا۔ اس کے وہ ساتھی جو لدگاردن کے ساتھیوں کو کور کیے ہوئے تھے حیران ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ لیکن گارتھا ورتھا اور شعبان کے لیے اب دیر کرنے کا موقع نہیں تھا۔ دونوں ہی ایک ساتھ باہر آئے تھے۔ اور اس کے بعد دونوں ہی جیسے پرواز کرتے ہوئے آرڈی شاؤٹ کے آدمیوں پر جاپڑے تھے۔ مسلح افراد اس قدر بدحواس ہوگئے تھے کہ وہ کوئی کارروائی بھی نہ کرسکے۔ ایک سمت گارتھا ورتھا جو مارشل آرٹ کی ماہر تھی اور دوسری جانب عجیب و غریب صلاحیتوں کا مالک شعبان۔ شعبان نے ان میں سے دو آدمیوں کی گردنیں اپنی بغل میں دبالیں۔ فضا میں قلابازی کھائی اور پھر اس طرح آگے کی جانب جھکا کہ وہ دونوں منہ کے بل زمین پر آئے۔ ان کے چہرے پوری قوت سے زمین پر ٹکرائے تھے اور شعبان قلابازی کھاکر کھڑا ہوگیا تھا۔ گارتھاورتھا نے الگ دوسرے دو آدمیوں کو سنبھال لیا تھا اور مارشل آرٹ کی ماہر یہ چھلاوہ نما عورت ان دونوں کو بری طرح چکر دے رہی تھی۔ وہ اس کوشش میں تھی کہ ان کے ہاتھوں سے پستول نکل جائیں اور اس میں اسے زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ شعبان نے جن دو افراد کو اپنا نشانہ بنایا تھا وہ تو شاید ایک لمحے ہی میں دنیا میں رخصت ہوگئے تھے۔ الٹی قلابازی کھانے کے بعد شعبان نے ایک ایک ٹھوکر ان دونوں

کی پسلیوں پر رسید کی اور وہ زمین پر تڑپنے لگے۔ غالباً کچھ زندگی باقی تھی۔ شعبان نے فوراً ہی ان کی کلائیوں پر ٹھوکریں ماریں اور پستول ان کے ہاتھ سے نکل دیے۔ دوسرے لمحے اس نے دونوں پستول اپنے قبضے میں کرلیے تھے۔ اوھر گارتھاورتھا بھی ان دونوں آدمیوں کو نہتا کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ آرڈی شاؤٹ کی گدی پر لگی ہوئی چوٹ نے اسے ہوش و حواس میں نہ رہنے دیا اور وہ بیہوش ہوگیا۔ ایک لمحے میں پانسہ پلٹ گیا تھا۔ لدگاردن اور اس کے ساتھ بھی نہ سمجھ پائے تھے کہ یہ دو چھلاوے کہاں سے پرواز کرتے ہوئے آئے اور انہوں نے صورتحال کو تبدیل کرکے رکھ دیا۔ گارتھاورتھا اور شعبان پلک جھپکتے اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکے تھے۔ اور اب گارتھاورتھا مسکراتی نگاہوں سے لدگاردن کو دیکھ رہی تھی۔ لدگاردن اپنے حواس میں آیا تو اس نے ان دونوں کو گہری نگاہوں سے دیکھا پھر دو قدم آگے بڑھا اور اس نے گارتھاورتھا کے سامنے پہنچ کر کہا۔

"میں نہیں جانتا خاتون کہ آپ کون ہیں۔ اور آپ کا یہ ساتھی۔ لیکن آپ نے جس طرح میری مدد کی ہے میں اسے کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔"

"پہلے ان لوگوں کے بارے میں مناسب فیصلہ کرلو ڈیئر اس کے بعد ہمارے درمیان تعارف بھی ہوجائے گا۔"

"کیا آپ مجھے ان کے بارے میں مناسب فیصلہ کرنے کی اجازت دیں گی۔ لدگاردن نے پوچھا۔"

"ظاہر ہے میں جس دوستانہ جذبے کے تحت اس کام پر آمادہ ہوئی ہوں اس سے تمہیں یہ اندازہ لگالینا چاہیے کہ میں تمہیں اس شخص سے بچانا چاہتی تھی۔"

"تو پھر آپ مجھے اجازت دیجیے۔ کہ میں انہیں اس دنیا سے رخصت کردوں۔ ویسے میرا نام لدگاردن ہے۔ تفصیل بعد میں بتادوں گا۔ پہلے آپ کا اس سلسلے میں نکتہ نگاہ جاننا چاہتا ہوں۔"

"یہ تمہارے شکار ہیں۔ اگر ایک لمحے کی چوک ہوجاتی تو یقیناً یہ شخص جس کا نام آرڈی شاؤٹ ہے تمہیں ختم کردیتا اور اس کے ساتھ ہی تمہارے ساتھیوں کو نہ چھوڑتے۔ صورتحال کو بدلنا میرے لیے نہایت ضروری تھا سو میں نے اپنا فرض انجام دیا۔ باقی کام تمہارا ہے لدگاردن نے قریب پڑا ہوا پستول اٹھالیا اور اس کے بعد اس نے آرڈی شاؤٹ کی پشیانی کا نشانہ لے کر فائر کردیا۔ آرڈی شاؤٹ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی وہ تڑپنے لگا اور اس کے بعد سرد ہوگیا لدگاردن کے ساتھیوں نے باقی افراد کے ساتھ بھی یہی عمل کیا تھا اور جن میں تھوڑی بہت زندگی باقی رہ گئی تھی وہ بھی زندگی سے محروم ہوگئے۔ پانچ لاشیں یہاں پڑی ہوئی تھیں۔ شعبان کی اپنی کیفیت کیا تھی اس کا تو کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا تھا لیکن گارتھاورتھا کے لیے لاشوں کا کھیل کوئی نیا کام نہیں تھا وہ بے پرواہی سے اس کارروائی کو دیکھ رہی تھی۔ لدگاردن نے کہا۔"

"میڈم یہ نہایت ضروری تھا۔ ہمیں یہاں صورتحال پر قابو پانے کے لیے بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ اور اس سلسلے میں ہم اپنے لیے مشکلیں نہیں چھوڑنا چاہتے۔"

"میں نے کہا نا رالی ڈیئر کہ میں تمہارے کسی عمل میں، میں مداخلت کی کوشش نہیں کرتی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کرتی ہوں۔"

"آپ کے اس تعاون کا ایک بار پھر شکرگزار ہوں میں۔ چلو تم لوگ ان لاشوں کو اٹھاکر ان جھاڑیوں میں محفوظ کردو۔ جنگل کے جانور ان سے فائدہ اٹھالیں گے۔ لدگاردن نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا پھر دوستانہ انداز میں شعبان کی طرف بڑھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔"

"میرا نام لدگاردن ہے۔ تمہارا نام کیا ہے دوست؟"

"شعبان۔" شعبان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ اور میڈم آپ۔ آپ سے میں متعارف نہیں ہوسکا۔"

"تم مجھے گارتھاورتھا کہہ سکتے ہو۔ لدگاردن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔"

"اوہ میڈم ورتھا۔ یقیناً میں آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔"

"کیا۔ گارتھاورتھا نے پوچھا۔"

"میرا مطلب ہے اس وقت سے جب اخناطون آرڈی

شاؤٹ کے قبضے میں آیا تھا۔ آپ بھی ہماری ہی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ سنا ہے اٹلی میں آپ کا کوئی ادارہ قائم ہے۔ جس کے ذریعے آپ ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتی ہیں گارتھاورتھا نے قہقہہ لگایا اور آہستہ سے بولی۔"

"تمہارا خیال بالکل درست ہے مسٹر گاردن۔ اور اس وقت بھی میں بہت سوں کی مدد کر رہی ہوں۔"

"خاص طور سے میری۔ کیونکہ اب ماحول بالکل صاف ستھرا ہے۔ اس لیے آئیے کسی ایسی جگہ بیٹھ کر بات کریں جو بیٹھنے کے لیے مناسب ہو اور یہ جگہ تھوڑے ہی فاصلے پر انہیں مل گئی۔ لدگاروان اپنے ساتھیوں کو ہدایت دے کر شعبان اور گارتھاورتھ کے ساتھ آگے بڑھا اور اس جگہ آبیٹھا۔ گارتھاورتھا گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔ لدگاروان نے کہا۔"

"میڈم ورتھا درحقیقت آرڈی شاؤٹ نے مجھے آپ کے بارے میں تھوڑی بہت تفصیلات بتائی تھیں۔ آپ اوشین ٹریژر کے لیے کام کر رہی ہیں اور یہاں آکر آپ کے آرڈی شاؤٹ سے اختلاف ہوگئے تھے جس کی بنیاد پر آپ نے راہِ فرار اختیار کی۔ وہ آپ کے لیے بے چین تھا۔ اور آپ سے خوفزدہ بھی۔ اور اسے خوفزدہ ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ بات شاید اس کے لاشعور میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کی موت آپ ہی کے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے اور آج یہ ہوگیا۔ لیکن میڈم ورتھا میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے میری زندگی کیوں بچائی۔ حالانکہ اس وقت آرڈی شاؤٹ نہایت چالاکی سے اپنے کام کی تکمیل کر چکا تھا اور میں نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ مجھے شکست ہوگئی ہے۔"

مسٹر لدگاروان ہم لوگ جس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اس میں کسی بھی چیز کو نیک نیتی سمجھنا حماقت ہوتی ہے۔ کیا تم اس سے اختلاف کرتے ہو۔"

"بالکل نہیں میڈم بالکل نہیں۔"

"تو بس یوں سمجھ لو کہ مجھے یہ فیصلہ کرنے میں وقت نہیں ہوئی کہ اس وقت تمہاری زندگی میرے لیے نہایت قیمتی ہے۔"

"ویری گڈ۔ جی کچھ اور تفصیل۔ میڈم گارتھاورتھا۔"

"اس سے پہلے میں تمہارا تھوڑا سا تعارف اور چاہتی ہوں۔ گارتھاورتھا بولی۔"

"اوہ ضرور ضرور۔ میں بھی اوشین ٹریژر کے لیے کام کرتا ہوں اور اوشین ٹریژر کے ایک اور پوائنٹ کا انچارج ہوں۔ اخناطون کو یہاں قیدی بنالیا گیا اور اس کے لیے آرڈی شاؤٹ نے اوشین ٹریژر سے کچھ اور افراد مانگے تاکہ وہ اپنا جو کام کرنا چاہتا ہے بخوبی کرلے۔ مجھے ہدایت ملی اور میں یہاں کے لیے چل پڑا۔ لیکن اتفاق کی بات ہے کہ دوسری دنیا میں آرڈی شاؤٹ کا اور میرا سخت ترین مقابلہ تھا اور ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن تصور کیے جاتے تھے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہاں آرڈی شاؤٹ انچارج کی حیثیت سے متعین ہے۔ جب میں یہاں پہنچا اور میں نے اسے دیکھا۔ میری ذہنی کیفیت بدل گئی اور اس کے بعد موت کے ذریعے میں نے اسے زیر کرلیا۔ لیکن وہ میرے خلاف سازشوں میں مصروف تھا اور یقیناً اس وقت وہ کسی ایسے عمل کے لیے جارہا تھا جس سے مجھے نقصان پہنچ سکے۔"

"میں تمہیں بتاسکتی ہوں کہ وہ عمل کیا ہے۔"

"گڈ۔ کیا خیال ہے آپ کا میڈم۔ لدگاروان نے دلچسپی سے پوچھا۔"

"یہاں ایک مقامی شخص ہے۔ مقامی سے مراد میری یہ ہے کہ بہت عرصے سے آباد۔ حالانکہ وہ بھی اسی دنیا کا ایک باشندہ ہے۔ لیکن اب اپنی اس دنیا کو بھول چکا ہے۔ اور ایک انتہائی وحشی قوم کا حکمران ہے۔ نام ہے اس کا آرتوڈوم۔"

"ہاں یہ نام بھی میرے علم میں آچکا ہے۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ آرڈی شاؤٹ تمہارے خلاف اسی سے مدد لینے جارہا تھا۔"

"میرا بھی بالکل یہی خیال تھا کہ وہ بھی ایسی ہی کارروائی کے لیے نکلا تھا۔"

"ہاں یقیناً"

"تو پھر میڈم آپ میرے تعارف سے پوری طرح مطمئن ہیں یہ ہے میری کیفیت۔ اور اب میں یہاں اپنے طور پر تمام کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔"

"مختصر الفاظ میں، میں بھی تمہیں یہ بتارہی ہوں کہ آرڈی شاؤٹ مہذب دنیا میں بھی مجھ سے مل چکا تھا اور بہت سے ایسے کام کیے تھے میں نے اور اس نے ساتھ مل کر جو اہم حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن میں اس کی برتری قبول کرنے کو تیار نہیں تھی جس کے نتیجے میں اس نے مجھے قید کردیا اور بالآخر مجھے اس کی قید سے فرار ہونا پڑا۔ یہ شخص میری مرلو اس نوجوان سے ہے اخناطون ہی کا ایک آدمی ہے۔ اور میرے ساتھ بھرپور تعاون کر رہا ہے۔ یہ بھی ان لوگوں کی قید سے نکل بھاگا تھا۔ نہایت شاندار آدمی ہے اور بڑی اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک۔ آرڈی شاؤٹ اسی کے پھینکے ہوئے پتھر کا شکار ہوا تھا۔"

"خوب مسٹر شعبان اس کا مقصد ہے کہ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ میں آپ کو اس کی مکمل ادائیگی کروں گا۔ اور بہت اچھا ہوا میڈم ورتھا کہ آپ مجھے مل گئیں۔ اب آپ کے نظریات بھی جاننا چاہتا ہوں اور ہمیں جلدی نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس بہت وقت ہے اور ادھر بالکل سکون ہے۔"

"جی بے شک۔ لدگاروان نے جواب دیا۔"

"دراصل مسٹر لدگاروان اوشین ٹریژر نے مجھے اس سلسلے میں ایک خاص کام کے لیے حاصل کیا تھا وہ کام تو نہ ہو سکا کیونکہ اوشین ٹریژر ہی کی جانب سے پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ لیکن میں اخناطون کو یہاں تک لانے میں کامیاب ہوگئی۔ اخناطون یوں سمجھ لو کہ ایک عظیم الشان خزانہ ہے۔ ہر لحاظ سے۔"

"میں اس کا جائزہ لے چکا ہوں۔ وہاں سونے کے ذخائر ہیں اور سنا ہے کہ آرڈی شاؤٹ نے سونے کا بہت بڑا ذخیرہ اس شخص کے حوالے کیا جس کا نام آرتوڈوم ہے۔"

"ہاں بہت بڑا ذخیرہ۔ لیکن اس سے بھی بڑا ذخیرہ اخناطون پر موجود ہے۔"

"میں اسے دیکھ چکا ہوں۔"

"نہیں۔ تم اسے نہیں دیکھ سکے مسٹر لدگاروان یہ لوگ جو کہ زیرِ سمندر کام کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے بڑی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ لیکن صلاحیتیں اس وقت استعمال میں آتی ہیں جب تعاون ہو۔ گارتھاورتھا نے اپنی مہم کا آغاز کردیا۔"

"میں ذرا وضاحت چاہتا ہوں میڈم۔"

"اخناطون کے قیدیوں کو ہم غلط طریقے سے استعمال کر رہے ہیں میرا مطلب ہے آرڈی شاؤٹ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے بعد کیا تم اس بات کی توقع رکھتے ہو لدگاروان کہ وہ ہم سے تعاون کریں گے۔"

"ہرگز نہیں۔"

"اس کے برعکس اگر ہمیں ان کی دوستی حاصل ہوجائے تو سمندر کے اتنے خزانے ہمارے ہاتھ لگیں کہ ہم دنیا کے امیر ترین لوگ بن جائیں۔ لدگاروان کی آنکھوں میں ہوس کی چمک پیدا ہوگئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔"

"میں آپ کے منصوبے کو سمجھ رہا ہوں۔"

"اخناطون ہماری ملکیت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے مائی ڈیئر لدگاروان کہ اوشین ٹریژر کے زیرِ نگران تمہیں ایک تحفہ تو حاصل ہوگیا ہے۔ لیکن کائنات بہت وسیع ہے۔ کیا تمہیں دنیا کے کسی گوشے میں ایک تبدیل شدہ شکل میں زندگی نہیں مل سکتی۔"

"کیوں نہیں۔ ہم اس قدر بے صلاحیت تو نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو تحفظ نہ دے سکیں۔"

"تو پھر سوچ لو۔ یہ عظیم الشان خزانہ سمندر سے حاصل ہونے والے نوادرات ہمیں دنیا کسی بھی حصے میں ایک اعلیٰ زندگی کا مالک بناسکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ہمیں ان لوگوں سے کام لینا پڑے گا۔"

"اوہ میڈم کیا کوئی ایسا ذریعہ ہے۔ کہ یہ لوگ ہمارے لیے آمادہ ہوجائیں۔"

"ہاں مسٹر شعبان۔ گارتھاورتھا نے شعبان کی جانب اشارہ کرکے کہا۔"

"آپ بتاچکی ہیں کہ ان کا تعلق بھی اخناطون سے ہے۔"

"نہ صرف تعلق بلکہ اخناطون کے نائب کپتان ہیں یہ۔ اور وہاں کے ہر دل عزیز انسان۔"

"ویری گڈ۔ اب جبکہ آرڈی شاؤٹ کا کھیل ختم ہوچکا

ہے تو میں آپ سے اس سلسلے میں رہنمائی چاہوں گا۔ میڈم گارتھاورتھا کہ ہمارا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔"

"سب سے پہلے تو ان افراد پر مکمل کنٹرول۔ میں ان کی ہلاکت کی بات نہیں کر رہی لیکن انہیں صورتحال بتانے کے بعد اس حد تک مجبور کردیا جائے کہ وہ ہماری خدمت پر آمادہ ہوسکیں بلکہ یہ سمجھو کہ اوشین ٹریژر کے وہ افراد جو آرڈی شاؤٹ سے تعلق رکھتے ہیں اب ہمارے غلاموں کی سی حیثیت سے زندگی بسر کریں گے اور اس وقت تک جب تک ہم یہاں اس پوائنٹ پر موجود ہیں ہمارے لیے وہ کام سرانجام دیتے رہیں گے جو مزدوروں کا کام ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھی ان کی بھرپور نگرانی کریں گے اور جہاز کے آدمی ہم سے تعاون کرنے کے بعد ہمارے لیے سمندر میں کام کریں گے۔ ہم ایک ایسا معاہدہ کرلیں گے ان سے جس کے تحت انہیں بھی کوئی الجھن نہ ہو مثلاً جیسے یہ کہ ہم ان سے کہیں کہ ہمیں مطلوبہ تعداد میں سمندری نوادرات فراہم کردیں اس کے بعد ہم اختاطون ان کے سپرد کردیں گے۔ یہ سمندری نوادرات ہمارے تعین کیے ہوئے ہوں گے اور اس کے بعد مسٹر لدگارون ہم انہیں واقعی آزادی دے دیں گے۔ لیکن۔ گارتھاورتھا نے غیر محسوس انداز میں آنکھ دبائی۔ شعبان تو اس جانب متوجہ ہی نہیں تھا یہ اس کا مخصوص انداز ہوتا تھا۔ لیکن لدگارون نے گارتھاورتھا کے چہرے کو پڑھا اور اس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ دونوں نے شعبان کی جانب دیکھا اور مطمئن ہوگئے۔"

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے میڈم۔ واقعی بالکل درست۔"

"تو پھر کیا تم مجھ سے تعاون کرنے کے لیے آمادہ ہو ڈیئر گارون۔"

"میں تو آپ کا غلام ہوں۔ چونکہ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔"

"تو بس پھر ٹھیک ہے تمہیں ایک مرحلے سے آزادی حاصل ہوگئی ہے اور اب ہمارے پاس ایسا کوئی خطرہ موجود نہیں ہے چنانچہ کیا خیال ہے ہمیں واپس چلنا چاہیے۔"

"سو فیصدی میڈم! میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ لدگارون نے جواب دیا اور گارتھاورتھا شعبان سے بولی۔

"تم اس سلسلے میں مسٹر گارون سے کوئی گفتگو کرنا چاہتے ہو ڈیئر شعبان۔"

"نہیں میڈم آپ نے ان سے بات کرلی۔"

"ہاں۔ اور طے یہ ہوا ہے کہ مسٹر گارون تمہارے تمام ساتھیوں کو آزاد کردیں گے۔ لیکن کچھ شرائط کے ساتھ ہم یہ شرائط اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر آپس میں طے کرلیں گے۔ اور تم اس میں برابر کے شریک ہوگے۔"

مجھے اعتراض نہیں ہے۔ شعبان نے جواب دیا اور اس تمام گفتگو کے بعد انہوں نے واپسی کا سفر شروع کردیا۔ یہ ایک نیا مرحلہ تھا۔ گارتھاورتھا اتنے عرصے غائب رہنے کے بعد واپس وہاں پہنچ گئی تھی اور شعبان کے دل میں بھی یہ احساس تھا کہ اب اسے اپنے ساتھیوں تک پہنچنے میں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

❦

"لدگارون کے دل میں گارتھاورتھا کے لیے واقعی احترام تھا۔ یہ اس کی اپنی فطرت بھی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ اس وقت وہ بے بس ہوچکا تھا اور بس اس نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ اس کی زندگی چند لمحات کی باقی رہ گئی ہے۔ مشکل ہی کیا رہی تھی۔ آرڈی شاؤٹ کے لیے بس ایک ذرا سی جنبش اس نے اپنے آپ کو بے حد بے بس محسوس کیا تھا۔ مگر یہ گارتھاورتھا اور اس کا ساتھی ہی تھا جس نے صورتحال کو بدل دیا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ لدگارون گارتھاورتھا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والی یہ عورت کس قدر بھیانک ہے اور اس کا ساتھ کسی بھی شخص کے لیے کس طرح خوفناک ثابت ہوسکتا ہے۔ بڑے احترام سے وہ گارتھاورتھا اور شعبان کو اپنی رہائش گاہ پر لایا تھا یعنی اس جگہ جہاں گارتھاورتھا کچھ عرصے پہلے موجود تھی۔ اور جہاں تھوڑی دیر قبل آرڈی شاؤٹ کا راج تھا۔ اوشین ٹریژر والوں کا طرزِ عمل واقعی عجیب تھا اور ان کا طریقہ کار شاید غیر مناسب۔ انہوں نے ان پوائنٹس پر اپنے لوگوں کو تعینات تو

کردیا تھا۔ لیکن صورتحال کچھ ایسی تھی جسے تسلی بخش نہیں کہا جاسکتا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے طور پر ہر کام کرنے کے لیے آزاد تھے اور یقینی طور پر جس طرح اس پوائنٹ پر یہ گڑبڑ ہوئی تھی اسی طرح دوسری جگہوں پر بھی اوشین ٹریژر کے مفادات کو ضرب پہنچتی رہی ہوگی۔ کیونکہ وہ ان جگہوں پر مکمل کنٹرول نہیں رکھتے تھے۔ گارتھاورتھا شعبان کے ساتھ اس رہائش گاہ میں آگئی جسے لدگارون نے ان کے لیے آراستہ کرایا۔ لدگارون نے پر احترام لہجے میں کہا۔

"اور میڈم آپ سے کچھ وقت کی اجازت چاہوں گا۔ تاکہ میں اپنا وہ تمام کام مکمل کرلوں جو میرے لیے نہایت ضروری ہے آرڈی شاؤٹ زندہ تھا تو ان لوگوں کا مسئلہ بالکل مختلف تھا لیکن اب ان پر مکمل طور پر قابو حاصل کرنا پڑے گا اور یہ نہایت ضروری ہے۔ انہیں یہ اطلاع بھی دے دی جائے گی کہ اب ان کا چیف اس دنیا میں موجود نہیں ہے بلکہ میں آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس حادثے کے بارے میں کیا بتایا جائے۔"

"میرے خیال میں تم اس کا اظہار نہ کرو کہ اس کے قاتل تم ہو بلکہ اسے کسی ایسے حادثے کا شکار بتادو جو اتفاقی ہو اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دوں کہ بہرطور انہیں تمہارے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ لدگارون نے گردن ہلائی اور اس کے بعد وہ گارتھاورتھا کے پاس سے چلا گیا تھا۔ گارتھاورتھا نے ایک گہری سانس لی اور بستر پر دراز ہوگئی شعبان اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک صوفے پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔ گارتھاورتھا مسکراتی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ شعبان کے چہرے سے اب بھی اسے اس کی اندرونی کیفیات کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ پھر اس نے شعبان کو آواز دی اور شعبان چونک کر اسے دیکھنے لگا گارتھاورتھا نے اسے اشارے سے اپنے قریب بلایا اور شعبان اس کے نزدیک پہنچ گیا۔"

"سوری شعبان۔ تھک گئی ہوں۔ اگر تم اجازت دو تو لیٹی رہوں۔"

"کیوں نہیں میڈم"

"کیا سوچ رہے تھے تم۔"

"ان ہی واقعات کے بارے میں۔"

"شعبان کیا تم اب بھی مجھے اپنے دل کی کہانی نہیں سناؤ گے۔ شعبان ہنس پڑا۔ گارتھا کو اس کی یہ ہنسی بہت حسین محسوس ہوئی تھی۔ وہ محبت بھری نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی۔ دیکھتی رہی ہے۔ اس ہنسی میں اسے نجانے کون سے جہانوں میں پہنچادیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیوں ہنسے؟"

"میڈم آپ کو کہانیاں سننے کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے۔ شگفتگی سے بولا اور گارتھاورتھا بھی مسکرادی۔"

"نہیں۔ اِدھر اُدھر کی کہانیوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بس میں تمہارے دل کی کہانی سننا چاہتی ہوں۔"

"اور اگر میرے دل میں کوئی کہانی ہی نہ ہو تو۔"

"نہیں شعبان۔ کونسا دل تصورات سے خالی ہے۔ کس دل میں احساسات نہیں ہوتے۔"

"مگر احساسات کہانی تو نہیں بنتے میڈم۔"

"ہاں میں تمہاری اس سوچ کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔"

"آپ یقین کیجیے اس میں کوئی گہرائی نہیں تھی۔ بس میں سوچ رہا تھا کہ اب ہمیں آئندہ کیا قدم اٹھانا ہوگا۔"

"میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے شعبان"

"کئی بار اظہار کرچکا ہوں میڈم"

"تمہیں اندازہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے لیے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔"

"خطرہ؟"

"ہاں خطرہ..."

"وہ کیوں میڈم؟"

"چاروں طرف دشمنوں کے انبار لگالیے ہیں میں نے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ شخص میرا دوست ہے۔ نہیں بہت مشکل کام ہے یہ اور پھر اختاطون والے تو میری جان کے گاہک ہیں۔ خاص طور پر ہیر ارتقا ہاشی۔ گارتھا ہنس پڑی پھر بولی۔"

"وہ بدبخت خود کو میرا شوہر سمجھتا ہے۔ اب بھی اور

آج بھی۔"

شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گارتھا جلدی سے بولی۔"

شعبان تم اس سے رقابت تو نہیں محسوس کرتے۔"

"میڈم مجھے ابھی ان تمام باتوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"ہاں مجھے اس بات کا یقین ہے۔ اچھا ایک بات بتاؤ جہاز پر میں نے عموماً تمہارے ساتھ ایک لڑکی دیکھی تھی غالباً اس کا نام سینڈرا تھا۔"

"جی۔ وہ پروفیسر بیرن کی بیٹی تھی۔"

"بہت زیادہ رہتی تھی تمہارے ساتھ۔"

"جی۔"

"کیوں؟" گارتھا نے سوال کیا اور شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"یہ سوال بعد میں آپ اس سے کرسکتی ہیں میڈم۔"

"نہیں میں تم سے یہ سوال کررہی ہوں۔ کیا تمہارے دل میں اس کے لیے کوئی گنجائش تھی۔"

"صرف اتنا احترام کرتا تھا اس کا کہ وہ پروفیسر بیرن کی بیٹی تھی اور پروفیسر بیرن سمندر کے ماہر۔"

"محبت تو نہیں کرتے تھے تم اس سے۔"

"نہیں میڈم محبت مجھے صرف دو افراد سے ہے۔ مسٹر اسد شیرازی اور آنٹی دردانہ۔ ان دونوں نے مجھے بچپن سے اب تک پروان چڑھایا ہے۔ اور اس طرح میرا خیال رکھا ہے کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ بس اس کے علاوہ میں نے کبھی اس انداز میں نہیں سوچا۔"

"ہوں۔ اور میں۔؟" گارتھا ورتھا نے سوال کیا۔

"آپ ایک بہت اچھی خاتون ہیں اور میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں۔"

صرف احترام۔"

"جی میڈم۔ ابھی صرف احترام۔"

"ابھی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"میرا مطلب ہے آنے والے وقت میں، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے دل میں آپ کا کیا مقام ہوگا۔"

"جو مقام میں چاہتی ہوں اس کی گنجائش ہے؟"

"شاید۔ شعبان نے جواب دیا۔ اور گارتھا ورتھا ٹھنڈی سانس لے کر چھت کو گھورنے لگی پھر اس نے کہا۔"

"خیر چھوڑو یہ جذباتی باتیں قبل از وقت ہیں تمہیں یہ اندازہ ہے کہ میری زندگی کے لیے کتنی مشکلات ہوں گی۔ یہ کہ اگر ہم اپنے اس کام میں کامیاب ہوجائیں اور سارے مراحل طے کرلیں تو اس کے بعد اخناطون پر میری کیا کیفیت ہوگی۔ کیا یہ لوگ میری زندگی کے دشمن نہیں ہوں گے۔"

"نہیں۔ ہم اپنے محسن کو کبھی فراموش نہیں کرتے شعبان نے جواب دیا۔"

"تم اس کی ذمہ داری کیسے لے سکتے ہو۔"

"آپ جانتی ہیں میڈم کہ وہاں سب مجھ سے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ ایڈگر مورالس بھی۔"

"ہاں ہاں یہ بات تو میرے علم میں ہے اور تم جو کچھ ہو بلکہ یہ سارا کھیل جس کے لیے شروع ہوا ہے وہ تم ہی تو ہو شعبان۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ اب ذرا غور سے سنو کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہے۔ گارتھا ورتھا شعبان کو سرگوشی کے انداز میں بہت کچھ بتاتی رہی اور شعبان غور سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم میں آپ کی ہدایت کے مطابق ہی کام کروں گا۔ گارتھا ورتھا گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ لدگارون نے واپس آکر اسے بتایا کہ اس نے اپنا کام مکمل کرلیا ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ اخناطون والوں سے گفتگو کرلی جائے۔ اس کے لیے میڈم ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے مسٹر شعبان اس مسئلے میں بہترین ثابت ہوں گے۔ یہ انہیں تفصیلات بتائیں گے اور اس کے بعد ان کے اور ہمارے درمیان مذاکرات کرائیں گے یہ تو میں تمہیں بتا ہی چکی ہوں کہ اخناطون والے بھی میرے دشمن ہیں۔ کیونکہ میں ہی انہیں یہاں تک لے کر آئی تھی۔ لیکن اب یہ ذمہ داری مسٹر شعبان کی ہے کہ وہ موجودہ

منصوبے کے تحت ان لوگوں کو صورتحال سمجھائیں اور ہم سے تعاون پر آمادہ کریں۔"

"آپ اس کے لیے تیار ہیں مسٹر شعبان؟"

"کیوں نہیں مسٹر لدگارون اور آپ دیکھیے گا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان بہترین تعاون ہوگا۔ اور اس تعاون کے تحت ہم ایک شاندار کارنامہ سرانجام دیں گے۔"

"تو پھر میری طرف سے آپ کو مکمل اجازت ہے۔ آپ اپنے ساتھیوں کے درمیان جائیں۔ جب بھی آپ حکم دیں گے میں انہیں ایک معزز مہمان کی حیثیت دینے کے لیے تیار ہوجاؤں گا۔ ویسے بھی آپ اپنی پسند کے مطابق انہیں ضروریات زندگی کی اشیاء فراہم کریں اور جو آسانی انہیں دینا چاہیں اس کے لیے میں اور میرے ساتھی خوشی سے تیار ہیں۔"

"تو پھر شعبان تم ابھی چلے جاؤ اور ان لوگوں سے گفتگو کرو۔ گارتھا ورتھا نے کہا اور شعبان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لدگارون گارتھا ورتھا سے اجازت لے کر شعبان کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔ اور اس کے بعد اس نے شعبان کو آگے جانے کا اشارہ کردیا تھا۔ شعبان کے قدم ہلکی سی لرزشوں کا شکار تھے۔ بہت دن ہوگئے تھے ان لوگوں سے جدا ہوئے نجانے کیا کیا سوچا ہوگا انہوں نے شعبان کے بارے میں لیکن اب ان کے درمیان جاتے ہوئے اسے بے پناہ خوشی ہورہی تھی۔

*

قیدیوں کے کیمپ پر مسلسل خاموشی طاری تھی۔ امیر ارتقا ہاشمی کو اب ان سب نے پوری طرح معاف کردیا تھا اور اس کی عزت اور حیثیت بحال کردی گئی تھی۔ یہ لوگ مسلسل بے یقینی کا شکار تھے آرڈی شاؤٹ نے جو تجویز ان کے سامنے پیش کی تھی ابھی تک اس پر عمل کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ ادھر جو کچھ ہوا تھا اس کا تھوڑا بہت اندازہ تو انہیں ہورہا تھا لیکن مکمل طور پر کسی کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ اور وہ اس دوران مسلسل بے چینی سے آرڈی شاؤٹ کی واپسی کا انتظار کرتے رہے تھے۔ لیکن آرڈی شاؤٹ بالکل ہی غائب ہوچکا تھا۔ البتہ لاتعداد اجنبی چہرے انہیں نظر آئے تھے۔ اور انتظامی امور میں جو رد و بدل ہورہی تھی وہ ان کے لیے باعث تشویش تھی۔ شعبان اب ان کے دلوں میں ایک دکھ بن گیا تھا۔ اس کی زندگی کا تصور بھی اب وہ کھوتے جارہے تھے بعض اوقات تو دردانہ اور اسد شیرازی کے چہرے بری طرح اداس ہوجاتے تھے اور ان کے انداز سے غم ٹپکنے لگتا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دردناک حادثے کا شکار ہوگیا ہو۔ اس وقت بھی قیدیوں کے کیمپ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ امیر ارتقا ہاشمی اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس پروفیسر بیرن سے باتیں کررہا تھا۔ سینڈرا وغیرہ ایک جانب موجود تھے۔ باقی لوگ بھی اپنے اپنے مشاغل میں لگے ہوئے تھے۔ یہ آسانی انہیں ضرور حاصل ہوگئی تھی کہ اب انہیں کھانے پینے یا رات کو سونے کے لیے بستروں وغیرہ کے سلسلے میں نہیں الجھنا پڑتا تھا۔ تمام اشیاء یہاں منتقل کردی گئی تھی۔ جنہیں بڑی احتیاط سے استعمال کیا گیا تھا۔ لیکن سب ہی کے دلوں پر یہ احساس طاری تھا کہ کیا زندگی کے بقیہ دن اس طرح گزر جائیں گے۔ کوئی ایسا عمل نہیں ہوگا جو ان لوگوں کو اس قید سے نجات دلادے۔ دردانہ اور اسد شیرازی بھی ایک طرف خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اسد شیرازی نے دردانہ کا چہرہ دیکھا اور دکھ بھرے لہجے میں کہنے لگا۔"

"دردانہ۔ دردانہ چونک کر اسد شیرازی کی طرف دیکھنے لگی۔"

"جی سر۔ اس نے مستعدی سے کہا۔ اور اسد شیرازی پھیکے سے انداز میں ہنسنے لگا پھر بولا۔

"دردانہ اب تم مجھے اس انداز میں مخاطب نہ کیا کرو۔"

"کیوں مسٹر شیرازی؟ دردانہ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔"

"بس کیا بتاؤں دردانہ نجانے کیوں دل بے پناہ اداس ہوگیا ہے۔ دردانہ اب تو مجھے یہ خیال آنے لگا ہے کہ ہمارا شعبان اس دنیا میں نہیں ہے۔ دردانہ کی آنکھیں بھر آئیں۔ دیر تک تو وہ کچھ نہ بول سکی اسد شیرازی اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس نے خود ہی کہا۔

"میں جانتا ہوں دردانہ مجھ سے زیادہ تم اس کے لیے

غمزدہ ہو۔ دردانہ میں تو ایک دیوانا آدمی تھا۔ لیکن تم نے بلاوجہ اپنی زندگی ضائع کر دی۔ دردانہ نے آنکھیں اٹھا کر اسد شیرازی کی طرف دیکھا اور بولی۔

"سمجھی نہیں سر۔"

"بھئی! پاگل کے ساتھ پاگل تو نہیں ہوا جاتا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی مقصد ہی نہیں رکھا اور بس زندگی کو ایک کھیل بنا لیا لیکن دردانہ زندگی کھیل نہیں ہوتی۔ عمر کا ایک حصہ سوچوں سے الگ ہوتا ہے۔ حالانکہ میں اس حصے میں بھی بے احساس نہیں تھا۔ لیکن نجانے کیوں دل نہیں چاہا کہ زندگی کو ایک مخصوص ڈگر پر گزاروں میں اس ڈگر سے ہٹنا چاہتا تھا لیکن دردانہ اندازہ یہ ہوا کہ انسان کی فطرت ایک ہی سمت سفر کرتی ہے ہم اس سے اختلاف کریں تو بعد میں ہمیں اس کے نتائج بھگتنا پڑتا ہے۔ میں کسی محرومی کا شکار نہیں ہوں دردانہ زندگی میں میں نے سب کچھ کر لیا لیکن بس ایک یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ آگے کا وقت بہت زیادہ پرسکون نہیں ہوگا۔ اول تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں سے ہمیں کب نجات ملتی ہے۔ حالات بڑے الجھے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر نجات مل بھی گئی دردانہ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا زندگی یونہی آسانی سے گزر جائے گی۔"

"اب یہ سب باتیں سوچنے سے کیا فائدہ مسٹر شیرازی۔"

"ہاں ٹھیک کہتی ہو۔ گزرنے والا وقت اپنی کہانیاں چھوڑ جاتا ہے۔ آنے والے وقت کے لیے۔ خیر میں شعبان کے لئے بہت غمزدہ ہوں۔ جانتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ تم نے اس کی خدمت کی ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ تمہیں تو ایک ماں کی ممتا حاصل ہو گئی۔ میں۔ میں اپنے آپ کو کس خانے میں فٹ کروں۔ دردانہ کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی اس نے آہستہ سے کہا۔"

"نگاہیں تلاش کرتی ہیں اسے مسٹر شیرازی۔ یہاں بیٹھ کر بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ وہ سامنے سے آ رہا ہے وہ سامنے سے آ رہا ہے۔ دردانہ نے نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ ان آنکھوں میں حسرت تھی۔ لیکن دوسرے لمحے ان آنکھوں کی کیفیت بدل گئی۔ ان آنکھوں نے شعبان کا تصوراتی خاکہ پیش کیا تھا۔ وہ آ رہا تھا۔ درحقیقت سامنے سے آ رہا تھا۔ دردانہ اسے دیکھتی رہی۔ چشم تصور کا اس طرح مجسم ہو جانا پہلی بار ہی اس کے علم میں آیا تھا اسد شیرازی کی نگاہیں بھی اس کے ساتھ سامنے اٹھ گئیں اور پھر اسد شیرازی حیرت سے اچھل پڑا۔"

دردانہ۔ دردانہ۔ او۔ دردانہ ایک دم چونک پڑی۔ اس نے پلٹ کر اسد شیرازی کو دیکھا۔

"جی سر۔"

"وہ کون ہے۔ دیکھو وہ کون ہے۔ اسد شیرازی بے اختیار کھڑا ہو گیا تھا۔ دردانہ نے پھر اس جانب نگاہیں گھمائیں۔ چشم تصور میں نظر آنے والا چہرہ مسلسل آگے بڑھ رہا تھا لیکن صرف چہرہ ہی تو نہیں تھا۔ وہ تو مجسم شعبان تھا۔ دردانہ نے آہستہ سے کہا۔

"سر کیا آپ بھی وہی سب دیکھ رہے ہیں جو میں دیکھ رہی ہوں۔

"دردانہ وہ شعبان ہی ہے۔ خدا کی قسم وہ شعبان ہی ہے۔"

"جی۔ دردانہ بھی چونک پڑی۔"

"ہاں۔ آؤ۔ آؤ۔ اسد شیرازی نے دردانہ کا ہاتھ پکڑا اور بے اختیار اس جانب دوڑنے لگا۔ دوسرے لوگوں نے غالباً اس طرف توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن اسد شیرازی کو دوڑتے دیکھ کر ان کی نگاہیں بھی اس جانب اٹھ گئیں اور اس کے بعد کیمپ میں ہلچل مچ گئی۔ یہ دردانہ کا تصور نہیں تھا بلکہ درحقیقت شعبان تھا۔ جو بے فکری اور آزادی سے اس جانب آ رہا تھا۔ وہ خود تو زیادہ تیز رفتاری سے ان تک نہ پہنچا لیکن کیمپ میں موجود لوگ اس کی جانب دوڑنے لگے سب سے آگے اسد شیرازی اور دردانہ ہی تھے۔ اور دردانہ اس وقت اس قدر بے اختیار ہوئی کہ اپنا سارا وقار بھول گئی وہ شعبان سے لپٹ گئی تھی۔ ہاں درحقیقت وہ جذبے جو ہمیشہ سینے کی گہرائیوں میں پوشیدہ رہتے ہیں مصلحتوں کے لحاف میں لپٹے رہتے ہیں کبھی کبھی اس طرح بے لگام ہو جاتے ہیں کہ انسان ان کے سامنے بے بس ہو جائے اور اس وقت دردانہ کی بھی یہی کیفیت ہوئی تھی۔ اس وقت اس میں صرف ایک

ماں سا گئی تھی اور یہ ممتا رو رہی تھی۔ شعبان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اس نے دردانہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔"

"آنٹی۔ آنٹی۔ خود کو سنبھالیے آنٹی۔ پلیز خود کو سنبھالیے۔ اسد شیرازی پروفیسر بیرن اور دوسرے تمام ہی لوگ شعبان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ پروفیسر بیرن نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم کسی نہ کسی وقت اسی طرح زندہ سلامت میرے سامنے پہنچ جاؤ گے۔ ہاں یہ لوگ تمہیں نہیں جانتے میں جانتا ہوں صرف اور صرف میں۔ سینڈرا بھی ایک جانب کھڑی ہوئی شعبان کو دیکھ رہی تھی اور اگر کوئی اس کے چہرے کا جائزہ لے لیتا تو اس کی تمام کیفیت اس پر عیاں ہو جاتی۔ سینڈرا کے اندر ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ جو اس کی محبت کا اظہار کرتی تھی لیکن دوسروں کی طرح سے وہ شعبان کے قریب جا کر اس سے لپٹ نہیں سکتی تھی۔ محبتوں کا یہ انداز شعبان کو بہت دیر تک برداشت کرنا پڑا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس بھی تھا۔ امیر ہاشمی بھی اور دوسرے تمام لوگ بھی شعبان سے طرح طرح کے سوالات کیے جا رہے تھے اور وہ خاموشی سے ایک ایک کی شکل دیکھ رہا تھا۔ دردانہ اب بھی اس سے لپٹی ہوئی تھی۔ آہستہ سے اسد شیرازی نے اسے شعبان سے الگ کیا اور پھر وہ شعبان سے بولا۔

"تم ٹھیک تو ہو۔ یہاں آتے ہوئے تمہیں کوئی خطرہ تو پیش نہیں آیا۔"

"نہیں جناب میں بالکل مطمئن اور مسرور ہوں اور آپ لوگ آپ لوگ براہ کرم مجھے کچھ کہنے کا موقع دیجیے۔"

اتنے دن تک غائب رہے ہو تم ہم تو تمہاری زندگی کا تصور بھی کھو بیٹھے تھے۔ ایڈگر مورالس نے بے تکلفی سے وہ بات کہہ دی جو ان سب ہی کے دل میں تھی۔ شعبان مسکرا دیا پھر اس نے کہا۔

"آپ لوگ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ میرا مرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ پھر میں کیسے مر سکتا تھا۔ دوسرے تمام لوگ بھی اپنے اپنے طور پر شعبان سے ہمدردی اور محبت کا اظہار کرتے رہے۔ اس سے مسلسل سوالات کیے جا رہے تھے۔ پروفیسر بیرن ہی نے کہا۔"

"نہیں دوستوں بھلا اتنی جلدی کسی سوال کا جواب کیسے دیا جا سکتا ہے۔ اگر تم لوگ ہمیں موقع دو تو ہم شعبان سے پوچھیں کہ وہ اتنے عرصے کہاں غائب رہے اور اس کے بعد ہم تمہیں اس کی تفصیل بتا دیں۔ یہ ایک شریفانہ التجا تھی۔ اور حکم بھی کہ اب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں اور ان لوگوں کو شعبان سے گفتگو کرنے دیں۔ شعبان کو سب ہی لوگوں کے درمیان بیٹھنا پڑا تھا اس وقت انفرادی طور پر وہ کسی کی ملکیت نہیں تھا کیونکہ سب ہی اس پر اپنا حق رکھتے تھے اور سب اس سے محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ شعبان ایک جگہ بیٹھ گیا۔ پروفیسر بیرن نے کہا۔"

"اور میں نے آپ لوگوں سے کہا تھا کہ اسے صرف میں جانتا ہوں۔ صرف میں۔ معافی چاہتا ہوں مسٹر اسد شیرازی۔ یہ صرف کا لفظ میں نے کسی خاص مقصد کے تحت ہی لگایا ہے۔"

"اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" اسد شیرازی نے مسکرا کر کہا۔ "شعبان کی اچانک آمد ان سب کے لیے بڑی دلکش تھی اور پراسرار بھی۔ وہ سب اس کی اب تک کی گمشدگی کا راز جاننا چاہتے تھے۔ شعبان کے چہرے پر وہی سادگی وہی معصومیت تھی۔ ایڈگر مورالس نے کہا۔

"مائی ڈیئر شعبان اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنے طویل عرصے میں ہمیں پہلی بار سچی خوشی حاصل ہوئی ہے اور وہ تمہاری واپسی کی بنیاد پر۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ تم اپنی اب تک کی گمشدگی کا راز بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ کیا تم گرفتار ہو کر یہاں آئے ہو۔ تمہارا آنا ایک عجیب سا انداز رکھتا ہے۔ بالکل یہ محسوس ہوا جیسے یہاں تم ان سب کی دوستی حاصل کر چکے ہو تمہارے انداز میں ایسی ہی کیفیات پائی جاتی ہیں شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"اور یقینی طور پر مسٹر ایڈگر مورالس آپ مجھ سے اس وقت سے اب تک کی کہانی سننا چاہتے ہوں گے جب میں آپ لوگوں کے درمیان سے گم ہوا تھا۔"

"پوری تفصیل کے ساتھ۔" امیر ہاشمی بے اختیار بول

پڑا شعبان نے مسکرا کر امیر ہاشمی کو دیکھا۔ ان نگاہوں میں جو کچھ تھا وہ سب ہی نے محسوس کیا۔ اسد شیرازی نے جلدی سے کہا۔

"امیر کی عزت اور ان کا احترام ہمارے دل میں پہلے ہی کی مانند ہے شعبان۔ جو حماقتیں ہوئی تھیں۔ وہ نظرانداز کر دی گئی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی ان کا اسی طرح احترام کرو گے۔"

شعبان نے ہنس کر کہا۔ "میں نے تو کبھی کسی کے احترام میں کوئی کمی نہیں کی۔ انکل شیرازی۔"

"ہاں لیکن میں تمہیں خصوصی طور پہ بتا رہا ہوں۔"

"مجھے ان باتوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ میرے بزرگ جو کچھ کرتے ہیں وہی بہتر ہوتا ہے۔ جب جہاز پہ حملہ ہوا تھا تو میں سمندر میں اتر گیا تھا۔ پھر کہانی میڈم گارتھا ورتھا ہی سے شروع ہوئی۔ میڈم ورتھا یہاں جن حالات کا شکار رہیں میں نے اس کی تفصیل ان سے کبھی نہیں پوچھی لیکن بعد میں جب وہ یہاں سے فرار ہوئیں تو مجھے مل گئیں۔ میں نے ان سے پورا پورا تعاون کیا۔ کیونکہ بہرحال جو کچھ بھی تھا مجھے ساتھیوں کی ضرورت تھی۔ اور پھر میڈم ورتھا کے ساتھ مل کر ہم نے ایک منصوبے پر عمل کیا۔ شاید آپ لوگوں کو اس بات کا علم ہو گا کہ اوشین ٹریژر نے اپنے ایک اور پوائنٹ سے کچھ مددگار یہاں بھیجے جو یہاں کے مقامی انچارج مسٹر آرڈی شاؤٹ کے شانہ بشانہ آپ لوگوں پہ کنٹرول حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن آرڈی شاؤٹ اور مسٹر لدگاروں آپس میں دشمن تھے۔ اور ان کی دشمنی سے سازشی ذہن کی مالک میڈم گارتھا ورتھا نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور نتیجے میں آرڈی شاؤٹ ہلاک کر دیا گیا۔"

"آرڈی شاؤٹ مر گیا۔ ایڈگر مورانس نے بے اختیار پوچھا۔"

"جی مسٹر ایڈگر مورانس وہ اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ مر چکا ہے اور اس کے باقی تمام ساتھی جو یہاں موجود تھے قیدی بنا لیے گئے ہیں اور اب اس وقت لدگاروں اس جزیرے کا انچارج ہے۔ اور میں نے اسے دوست بنا لیا ہے۔"

"اوہ۔ مائی گاڈ۔ تم اس قدر صلاحیتوں کے مالک ہو۔ ہم نے تو سوچا بھی نہیں تھا۔ امیر ارتقا ہاشمی نے تعریفی لہجے میں کہا۔ شعبان نے امیر ارتقا ہاشمی کے الفاظ پر توجہ نہیں دی۔ اسد شیرازی سحر زدہ نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہا تھا۔ شعبان پرخیال انداز میں بولا۔"

"اور اس وقت میں انہی لوگوں سے مکمل مشورہ کر کے آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ میڈم گارتھا ورتھا میرے ساتھ ہیں اور انہوں نے شروع ہی سے میرا مطلب ہے اس وقت سے جب میری اور ان کی ملاقات ہوئی تھی میرے ساتھ اچھا رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ خود بھی آپ لوگوں کی رہائی کی خواہشمند تھیں۔ لیکن انکل شیرازی آپ جانتے ہیں بلکہ آپ تمام لوگ جان چکے ہوں گے کہ وہ کس قسم کی خاتون ہیں تاہم میں نے کسی بھی مرحلے پر انہیں اس شبے کا موقع نہیں دیا کہ میرے ذہن میں ان کی عزت اور احترام نہیں ہے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں تنہا جو نہیں کر پایا ہو سکتا ہے میڈم ورتھا کے تعاون سے وہ سب کچھ ہو جائے۔ یہ سب کچھ تو ہمیں بعد میں سوچنا ہے کہ کونسا کردار ہمارے لیے کیا رہا ہے۔ اور ہمیں مستقبل میں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہو گا لیکن صورتحال میں آپ کو مکمل تفصیل کے ساتھ بتائے دیتا ہوں۔ یہ میرا اور میڈم ورتھا کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ ہم نے لدگاروں کے ساتھ تعاون کیا اور آرڈی شاؤٹ کو ہلاک کرنے میں اس کی مدد کی۔ کیونکہ بنیادی طور پہ یہ ضروری تھا۔ اگر یہ دونوں دوست رہتے تو پھر ہمارا کسی سے کام نہیں بن سکتا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس طرح لدگاروں ہمارا دوست بن گیا کیونکہ اسے بھی آرڈی شاؤٹ سے خطرہ تھا۔ میں نے اور میڈم ورتھا نے لدگاروں کو یہ سمجھایا ہے کہ ہم سمندر کے نیچے سے بہت سی ایسی نادر اشیاء نکال سکتے ہیں جن سے لدگاروں کی دولت کی طلب پوری ہو سکے لدگاروں اس سلسلے میں ہم سے مکمل تعاون کے لیے تیار ہو گیا ہے۔ وہ آپ تمام افراد کو آزادی دینے کا خواہشمند ہے اور آپ سے مکمل تعاون چاہتا ہے۔ ہم اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس کے لیے کچھ وقت کام کریں گے۔ اور اس کے بعد دوسرے منصوبے پہ عمل ہو گا۔"

"دوسرا منصوبہ کیا ہے؟ امیر ارتقا ہاشمی نے بے اختیار پوچھا۔ اور شعبان نے ایک گہری نگاہ ان سب پر ڈالی پھر بولا۔"

"اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو اس دوسرے منصوبے کو ابھی راز ہی میں رہنے دیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ آپ میں سے کوئی ناقابل اعتبار ہے بلکہ اتفاقیہ طور پر لدگاروں کے سامنے کہیں ایسا نہ ہو کہ مشکوک جملہ کسی کے منہ سے نکل جائے یہ لوگ جرائم پیشہ ہیں اور جرائم پیشہ افراد بے حد چالاک ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس دوسرے منصوبے کو میں مقررہ وقت پر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ فی الحال یہی کرنا ہے۔ اور آپ لوگوں کو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرنا ہے۔ مجھے انہوں نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ میڈم گارتھا ورتھا سے بھی ہمیں ابھی مکمل تعاون کرنا ہو گا لیکن اس انداز میں کہ انہیں شبہ نہ ہونے پائے کہ ہم ان کے لیے بظاہر کچھ اور باطن میں کچھ ہیں۔ سب لوگ حیران نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہے تھے۔ ایڈگر مورانس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

مائی ڈیئر مسٹر شعبان تم نے وہ حیرت ناک کارنامے سرانجام دیے ہیں جو ہم نہ دے سکے تھے چنانچہ ہم تمہاری ہدایت پر عمل کریں گے اور خلوص دل سے کریں گے۔"

"یہ نہایت بہتر ہے۔ تو بس آپ یہ سمجھ لیجیے کہ اب آپ کو لدگاروں کے ساتھیوں کی حیثیت سے ہر قسم کی آمادگی کا اظہار کر دینا ہے۔ اور اس سلسلے میں کچھ ایسے منصوبے بنانے ہیں جن سے لدگاروں کو یہ اندازہ ہو جائے کہ آپ لوگ بھی دولت کے حصول کے خواہاں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ گفتگو کے دوران یہ ساری چیزیں ہونی چاہییں تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔

تم اطمینان رکھو اور لدگاروں سے ہماری ملاقات کرا دو۔ اسد شیرازی نے شعبان سے کہا۔"

"بہت بہت شکریہ! ویسے میں معافی چاہتا ہوں کہ بہت زیادہ وقت آپ کے ساتھ نہیں گزار سکوں گا اور خصوصی طور پر میں امیر ارتقا ہاشمی سے یہ کہوں گا کہ اگر وہ مجھے میڈم گارتھا ورتھا کے ساتھ دیکھیں تو محسوس نہ کریں۔ وہ میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ امیر ارتقا ہاشمی نے شرمندہ لہجے میں کہا۔"

"مجھے اور شرمندہ نہ کرو۔ شعبان۔ میں پہلے ہی بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔"

"سوری انکل۔ میرا بالکل یہ ارادہ نہیں تھا۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ہم جس منصوبے پر عمل کریں گے اس میں کہیں کوئی ایسا جھول نہ آ جائے جس سے ہمیں ناکامی کا خطرہ پیدا ہو جائے۔"

"تم اطمینان رکھو۔ شعبان۔ تم مکمل طور پر اطمینان رکھو۔ امیر ارتقا ہاشمی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔"

"اب میں آنٹی دردانہ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ شعبان نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ دردانہ بھی تھکے تھکے سے انداز میں اٹھ گئی تھی۔ شعبان اسے کافی فاصلے پر لے گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔"

"آنٹی آپ کو یقیناً میری غیر موجودگی سے بہت پریشانی ہوئی ہو گی۔"

"تمہیں اس کا احساس ہے شعبان"

"ہاں آنٹی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں رشتوں ناطوں کو نہیں جانتا مجھے بہت سی ایسی باتیں معلوم نہیں ہیں جو اس دنیا میں رہنے والوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن میں نے ہوش کی آنکھ سے آپ ہی کو دیکھا ہے۔ اور آپ کو ایک مہربان شخصیت پایا ہے اگر ماں کا کوئی درجہ کسی انسان کے دل میں ہو سکتا ہے تو شاید میرے دل میں وہ آپ کے لیے ہے اور میں آپ کا سب سے زیادہ احترام کرتا ہوں اور آپ سے محبت دردانہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اس نے چند لمحات کے بعد کہا۔"

"مجھے تمہاری زندگی درکار تھی شعبان۔ مجھے تمہاری زندگی درکار تھی۔"

"میرا خیال ہے آنٹی بہت مختصر وقت رہ گیا ہے کہ ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ بڑی ہوشیاری سے کام کرنا ہو گا ہمیں بھی اور آپ سب کو بھی۔ آپ اپنے طور پر انکل شیرازی کو بھی سنبھالے رکھیں۔"

"تم اطمینان رکھو۔ ویسے شعبان۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی محنت کو اس طرح بار آور ہوتے دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوں۔ شعبان نے گردن جھکادی اور کہا۔"

"جو کچھ سیکھا ہے میں نے آپ ہی سے سیکھا ہے آنٹی شعبان نے کہا اور اس کے بعد اٹھ گیا۔ پھر اس نے ان سب سے اجازت لی اور واپس چل پڑا۔ وہ سب پر سکون اور مسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔"

*

"شعبان کا استقبال گارتھاورتھا ہی نے کیا تھا اس دوران وہ مسلسل کیمپ پر نگاہ رکھے ہوئے تھی۔ خود اس کے اپنے ذہن میں شدید تردد تھا۔ بہت بڑا رسک لیا تھا اس نے۔ زبردست خطرہ مول لیا تھا۔ جانتی تھی کہ اخناطون پر تمام ہی لوگ اس کے دشمن ہیں جو کارروائی ہوئی تھی اور ان لوگوں پر جو مصیبتیں نازل ہوئی تھیں وہ گارتھاورتھا ہی کی وجہ سے ہوئی تھیں اور گارتھاورتھا اس بات کو کبھی نظرانداز نہیں کرسکتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ لوگ بھی اپنی اس مصیبت کو کبھی نہیں بھول سکیں گے۔ اگر گارتھاورتھا کی سازشیں نہ ہوتی تو اخناطون اس جزیرے تک کبھی نہ پہنچ پاتا لیکن گارتھاورتھا کے دماغ میں شاید کوئی خلیہ ایسا موجود تھا جس میں دیوانگی پائی جاتی تھی۔ اور یہ دیوانگی اس پر اس قدر سوار ہوگئی تھی کہ وہ ہر طرح کا خطرہ مول لینے پر آمادہ تھی۔ شعبان گارتھاورتھا کو دیکھ کر مسکرایا اور وہ جلدی سے اس کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔"

"لڈ بھی ہماری کامیابی کا اسی طرح منتظر ہے جیسے میں۔ لیکن میں نہایت مشکل سے اسے یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئی ہوں کہ ہم لوگ اس سے بالکل مخلص ہیں۔ ویسے بھی وہ آرڈی شاؤٹ کے سلسلے میں ہم سے بہت زیادہ متاثر ہوگیا ہے لیکن مجھے جلدی سے بتاؤ کہ ان لوگوں سے تمہاری ملاقات کس طرح ہوئی پوری تفصیل سے بتانا تاکہ میں اپنے طور پر بھی کچھ اندازہ لگا سکوں۔"

"بس میڈم ورتھا وہ مجھے دیکھ کر دم بخود ہوگئے۔ انہیں میرے اس طرح پہنچ جانے کا یقین نہیں تھا۔ پھر سب مجھ سے نہایت محبت سے ملے خاص طور سے آنٹی دردانہ اور انکل شیرازی۔ باقی لوگوں کا انداز بھی محبت آمیز تھا۔ میں نے انہیں مختصر الفاظ میں تفصیلات بتائیں اور جب آپ کا تذکرہ کیا تو امیر ارتقاباشی کا منہ بن گیا۔ لیکن کچھ بولے نہیں باقی لوگ حیران رہ گئے تھے۔ میڈم ورتھا مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے آپ کی پرزور وکالت کی اور کہا کہ آپ کے ذریعے ان لوگوں کو جو نقصانات پہنچے وہ اپنی جگہ ایک الگ حیثیت رکھتے ہیں لیکن اب آپ ہی کی وجہ سے انہیں اس مشکل سے رہائی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور آپ اس سلسلے میں خلوص کا مظاہرہ کررہی ہیں انہیں یہ خلوص تسلیم کرنا چاہیے۔"

"کیا جواب دیا۔ گارتھاورتھا نے پوچھا؟"

"خاموش ہوگئے۔ لیکن انداز یہ تھا کہ وہ اس بات کو تسلیم کرچکے ہیں۔"

"شعبان۔ جہاز پر میری پوزیشن بہت مخدوش ہوگی میں جانتی ہوں کہ میرے خلاف کوئی بھی سازش کی جاسکتی ہے۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا شعبان۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔"

"یہ الفاظ آپ بار بار کیوں ادا کرتی ہیں میڈم ورتھا۔"

"نجانے کیوں خطرات محسوس ہورہے ہیں۔ یہ سب کچھ کر تو رہی ہوں میں لیکن یہ کرنا میرے لیے ضروری بھی ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو تو تم نے انہیں یہ بتایا کہ تمہیں آئندہ کیا کرنا ہے۔"

"میں نے انہیں صرف اتنا بتایا کہ میں لڈگاروں کے ذریعے ان کے لیے آسانیاں حاصل کرچکا ہوں۔ اور اب انہیں میرے اس منصوبے پر عمل کرنا پڑے گا۔ ان میں سے چند نے مجھ سے اس منصوبے کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن میں نے ان سے کہا کہ یہ بتانا قبل از وقت ہوگا اور میں اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں"

"تم ایک سمجھدار نوجوان ہو۔ اور اس کا تجزیہ میں بارہا کرچکی ہوں۔"

"میڈم ورتھا اب ہمیں آئندہ قدم کیا اٹھانا چاہیے۔"

"ہم اپنا کام جس قدر جلد ممکن ہوگا سرانجام دے لیں گے لڈگاروں خود بھی یہاں سے نکل جانا چاہتا ہے۔ مجھ سے

بہت سی باتیں کی ہیں اس نے وہ بے شک لوشین ٹریڈرز کے لیے کام کررہا ہے۔ لیکن ان ویران جزیروں پر اس کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا ہے وہ دولت کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کرکے کسی نامعلوم سمت میں نکل جانا چاہتا ہے۔ اور اس کی خواہش ہے کہ جس قدر جلد یہ کام ہوجائے اچھا ہے۔ یوں سمجھ لو ایک طرح سے وہ ہماری مٹھی میں دبا ہوا ہے۔"

"تو پھر میڈم ورتھا لڈگاروں کو ان لوگوں سے ملادیا جائے"

"آؤ۔ گارتھاورتھا نے کہا اور لڈگاروں کی تلاش میں چل پڑی۔ وہ لوگ ابھی تھوڑے ہی آگے بڑھے تھے کہ لڈ انہیں نظر آگیا۔ مسکراتا ہوا ان کی جانب آیا۔ اور بولا۔"

"مجھے شعبان کی واپسی کی اطلاع میرے ایک آدمی نے دی ہے اور میں سیدھا چلا آرہا ہوں۔"

"مسٹر لڈگاروں ساری صورتحال آپ کے علم میں ہے۔ ہمیں نہایت احتیاط کے ساتھ ان لوگوں سے گفتگو کرنی ہے اور اگر اس سلسلے میں ہمیں تھوڑا بہت ان سے تعاون بھی کرنا پڑے تو میں سمجھتی ہوں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ شعبان ان میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ اس سے کسی طور پر انحراف نہیں کریں گے اور شعبان اور میں خلوص دل سے آپ کے ساتھ ہیں۔"

"میں بھی اس بات پر مکمل یقین رکھتا ہوں میڈم اسی میں ہم سب کا مفاد وابستہ ہے۔ کوئی بھی لمحہ ایسا ہوسکتا ہے جب لوشین ٹریڈرز والے یہاں سے رابطہ قائم کریں۔ خیر کوئی ایسی بات میں تو انہیں سنبھال لوں گا بلکہ میں نے اپنے طور پر اپنے منصوبوں میں کچھ تبدیلیاں بھی کی ہیں میرا مطلب ہے لوشین ٹریڈرز کے سلسلے میں۔ میں انہیں بہت سی ایسی باتیں بتاؤں گا جن سے وہ خوش ہوجائیں اور پھر مطمئن ہوکر انتظار کریں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ ان کے ہاں کیا طریقہ کار ہے۔ وہ مکمل طور پر ہم پر یقین کریں گے یا اپنے طور پر بھی کوئی کارروائی کریں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے با عمل ہونے سے پہلے ہم یہ جزیرہ خالی کردیں۔"

"میں خود بھی تم سے متفق ہوں۔ ظاہر ہے اس جزیرے پر ہمارے لیے دلچسپی کا کوئی سامان نہیں ہے۔" گارتھاورتھا نے کہا۔

"مسٹر شعبان کی مہم کا کیا نتیجہ نکلا۔"

"شعبان نے ان لوگوں کو تیار کرلیا ہے اور اب ان سے تمہاری ملاقات ہوجانی چاہیے۔"

"میں تو تیار ہوں۔"

"تو پھر اپنے ساتھ چند ایسے افراد لے لو جن پر تمہیں اعتماد ہو کہ وہ تمہارے بہتر مشیر ہوسکتے ہیں۔"

"ویسے تو آپ کے علاوہ اور کسی کو میں اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا لیکن آپ کہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ لڈگاروں نے کہا اور بہت مختصر وقت کے بعد ایک بار پھر ان لوگوں کا رخ اسی جانب ہوگیا جہاں سے شعبان ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس آیا تھا۔ کیمپ میں باقاعدہ کارروائیاں ہورہی تھیں ان سب نے آنے والوں کو دیکھا۔ گارتھاورتھا بھی ان کے ساتھ ہی تھی اور یہ گارتھاورتھا کی خوبی تھی کہ اس کی آنکھوں میں کبھی شرمندگی کی کوئی لہر نہیں دیکھی گئی تھی۔ ان لوگوں کا سامنا اس نے بڑے بے باکانہ انداز میں کیا جنہیں بدترین نقصان سے دوچار کرچکی تھی۔ البتہ اسد شیرازی۔ پروفیسر بیرن اور ایڈگر مورالس نے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کرلیا تھا کہ گارتھاورتھا کے ساتھ کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا۔ جب گارتھاورتھا نے لڈگاروں اور شعبان کے ساتھ ساتھ خود بھی ایڈگر مورالس سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مورالس نے کسی قدر پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔"

"حالانکہ میرے اور آپ کے درمیان ایک طویل دشمنی کا آغاز ہوا تھا۔ میڈم ورتھا لیکن میں خود بھی وقت کا قائل ہوں۔ ہم لوگ دشمن رہ کر وہ فائدہ نہیں حاصل کرسکتے جو دوست بن کر حاصل کرسکتے ہیں اس لیے گزرے وقت کو بھول جانا ہی بہتر ہوگا۔"

"میں خود بھی یہی چاہتی ہوں کیپٹن اور پھر یہ تو سیاست ہے۔ بڑے بڑے لوگ اقتدار حاصل کرنے کے لیے سیاسی چالیں چلتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے قتل سے بھی گریز نہیں کرتے انہیں وہ وہ نقصانات پہنچاتے ہیں جس سے انسانیت

لرز اٹھے۔ لیکن جب کبھی وہ مشترکہ اقتدار میں آتے ہیں تو ان کے درمیان دوستی اور اخوت دیکھنے کے قابل ہوتی ہیں۔ ہم لوگ بھی سیاسی زندگی سے گزر رہے ہیں۔ میرے مفادات جہاں آپ لوگوں سے ٹکراتے تھے وہاں میں نے آپ کے خلاف عمل کیا۔ اور جہاں میں نے یہ دیکھا کہ آپ لوگوں کی دوستی میرے حق میں رہے گی تو میں نے وہاں آپ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ آپ کو بھی یہی اختیار ہے زندگی کے اگر کسی مرحلے پر آپ کو اپنی یہ دشمنی نکالنے کی ضرورت پیش آجائے تو میرا پتہ آپ کے پاس موجود ہوگا اٹلی میں رہتی ہوں اور وہاں کی ایک مشہور شخصیت ہوں۔ لیکن اس وقت میرے خیال میں ہماری دوستی ہم دونوں کے لیے کارآمد ہے۔ گارتھاورتھا نے کہا اور ایڈگر مورالس گردن ہلانے لگا۔"

"اس کا اعتراف تو میں پہلے ہی کرچکا ہوں۔"

"امیر ارتقاہاشی۔ گارتھاورتھا نے امیر ارتقاہاشی کی طرف دیکھا لیکن امیر ارتقاہاشی نے اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی۔"

"کیا آپ مجھ سے دوستی کا مصافحہ نہیں کریں گے امیر۔"

"نہیں مجھے اس سے گریز کرنے دو۔ گارتھاورتھا کیونکہ میں بیزار دوسری فطرت کا انسان ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں اعتراض نہیں کرتی مسٹر اسد شیرازی" شیرازی نے ہاتھ بڑھادیا تھا۔ پروفیسر بیرن نے گارتھاورتھا کا پرجوش استقبال کرتے ہوئے کہا۔"

"میڈم ورتھا کافی حد تک میں آپ کی باتوں سے متفق ہوں۔ گارتھاورتھا ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔"

"اچھا اب یہ رسمی بات چیت تو ہوگئی۔ میرا خیال ہے آپ چند افراد بیٹھ جائیں اور مسٹر لدگارون سے سارے معاملات طے کرلیں۔"

"ٹھیک ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ نشست جم گئی۔ گارتھاورتھا نے کہا۔

"شعبان آپ کو بتاچکے ہوں گے کہ مسٹر لدگارون کا منصوبہ کیا ہے۔ آرڈی شاؤٹ مرچکا ہے اور اس وقت مسٹر لدگارون اس جزیرے کے حکمران ہیں۔ ہم چاہتے ہیں پروفیسر بیرن کہ آپ سمندر سے ہمیں اتنا خزانہ نکال کردیں کہ میں او. مسٹر لدگارون اسے تقسیم کرلیں تو ہماری زندگی آرام سے گزر جائے اور ہمیں کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے میری مرزا اوشین ٹریژر سے ہے۔ مسٹر لدگارون بھی اوشین ٹریژر چھوڑنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ آپ کا بھرپور تعاون حاصل ہونا چاہیے۔ ہم آپ کو پورا پورا موقع دیتے ہیں سمندر میں جس طرح چاہیں آپ چھان بین کریں اور اس کے لیے آپ کو بہت زیادہ وقت نہیں دیا جاسکتا۔ جس قدر جلد یہ کام ہوجائے آپ کو اخناطون واپس مل جائے گا۔ اور آپ اپنے سفر پر روانہ ہوجائیں گے۔ باقی ساری باتیں آپ کے علم میں ہیں۔ ہمارا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

لدگارون کہنے لگا۔ "اور حقیقت یہی ہے پروفیسر بیرن میں یہی چاہتا ہوں کہ کام جس قدر جلد ہوجائے اچھا ہے۔ آپ کو ہر طرح کی آزادی اس وقت کے بعد حاصل ہے اب یہاں اس کیمپ کے قیدی نہیں ہیں آپ بلکہ ہمارے ساتھ چلیں اپنے تمام ساتھیوں کو ساتھ لے لیں ان رہائشگاہوں میں جو جگہ آپ لوگ پسند کریں آپ کے لیے پیش کردی جائے گی۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جلد از جلد آپ اس کام کا آغاز کردیں۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیوں مسٹر سد شیرازی۔ پروفیسر بیرن نے کہا۔"

"ہاں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ کو ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرنا ہوگا۔"

"اس کا اظہار میں پہلے ہی کرچکا ہوں۔"

اور جہاں تک رہا اس کیمپ کا مسئلہ تو میں اور میرے تمام ساتھی یہاں مطمئن ہیں ہمیں کچھ اور اشیاء کی ضرورت ہوگی اور یہ چیزیں تو ہمیں رات بسر کرنے کے لیے درکار ہوں گی۔ دن تو ہمارا سمندروں ہی میں گزرے گا۔"

"اگر آپ یہاں خود کو مطمئن محسوس کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ ہماری عارضی رہائش گاہ ہے۔ تو پھر مجھے اس سلسلے میں یہ بتادیجیے کہ مجھے کیا کیا کرنا ہوگا۔"

"میں سمجھتی ہوں کہ ہم ان تمام بڑوں کو اپنے ساتھ لے چلیں اور ساری منصوبہ بندیاں ہوجائیں۔ اس کے بعد کام کا آغاز کردیا جائے یہ لوگ مکمل طور پر اختیار حاصل کرلیں اور ہمارے آدمی ان کا ساتھ دیں۔ کیوں آپ کی کیا رائے ہے مسٹر شیرازی۔"

"بالکل ٹھیک ہے میڈم ورتھا۔ گارتھاورتھا نے کہا اور یہ ساری باتیں طے ہوگئیں۔ لدٌ بھی بہت خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے باری باری تمام لوگوں سے ہاتھ ملایا اور پھر پروفیسر بیرن سے بولا۔"

"میڈم ورتھا مجھے بتاچکی ہیں پروفیسر کہ آپ نے سمندر کے نیچے ان لوگوں کی رہنمائی کی ہے ظاہر ہے آپ سمندر کے لوگ ہیں۔ اور سمندر کے حالات جانتے ہیں۔ ویسے آپ کا کیا خیال ہے کیا سمندر میں ہمیں ایسی نادر اشیاء مل سکتی ہیں۔"

"زمین کا چپا چپا تو انسانوں نے اپنے طور پر ہر چیز تلاش کرکے خالی کردیا ہے۔ سمندر ابھی ہر ایک کی گرفت میں نہیں آسکا اس لیے وہ ابھی کائنات کے خزانوں سے مالا مال ہے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں میں آپ کو سمندر سے ایسی قیمتی اشیاء نکال کردوں گا کہ آپ تصور بھی نہیں کرسکتے اور جب آپ ایک نئے انسان کی حیثیت سے منظر عام پر آئیں گے تو دنیا آپ کا لوہا مانے گی۔"

"مجھے یقین ہے پروفیسر۔ مجھے یقین ہے لدگارون نے مسرور لہجے میں کہا۔ اسد شیرازی پروفیسر بیرن اور کیپٹن ایڈگر مورالس لدگارون کے ساتھ چل پڑے تھے۔ شعبان وغیرہ بھی ساتھ ہی تھے۔ ساحل پر پہنچنے کے بعد ان لوگوں نے اپنے طور پر لدگارون کو بتایا کہ انہیں کیا عمل کرنا ہوگا اور لدگارون نے ان سے آمادگی کا اظہار کردیا کہ وہ سارے کام ان کی پسند کے مطابق ہی کرے گا چنانچہ ماحول تبدیل ہوگیا اب کیمپ کے قیدی ہر جگہ آزادانہ طور پر آجاسکتے تھے۔ سمندر کے کنارے کنارے انہوں نے ٹولیاں بناکر سیر و سیاحت شروع کردی تھی۔ ان سب کو ہدایت کردی گئی تھی کہ پوری ہوش مندی سے کام لیں ویسے پروفیسر بیرن اور شعبان نے اپنے طور پر ابتدا جس طرح کی تھی اس سے لدگارون کو یہ یقین دلانا مقصود تھا کہ وہ لوگ جو کچھ کررہے ہیں وہ اس کے حق میں بہتر ہی ہے۔ اور گارون ایک شاطر آدمی ہونے کے باوجود گارتھاورتھا جیسی عورت کا مقابلہ نہیں کرسکا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ تصور نہیں آسکا تھا کہ گارتھاورتھا کا منصوبہ دوسرے مرحلے میں داخل ہوگا تو ان لوگوں کا کیا بنے گا۔ گارتھاورتھا بلاشبہ بے حد ذہین تھی یہ ساری کارروائیاں تو ہوہی رہی تھیں لیکن وہ اپنی خفیہ آنکھ سے ان لوگوں کا بھی بھرپور جائزہ لیتی رہی تھی۔ شعبان تو اس کے سینے کی گہرائیوں میں جاچھپا تھا۔ لیکن باقی لوگوں کی بات ذرا مختلف تھی۔ وہ یہ اندازے قائم کررہی تھی کہ اب خود اس کے بارے میں ان لوگوں کا نظریہ کیا ہے۔ اور یہ لوگ بھی اپنے طور پر اس سے بہترین مقابلہ کررہے تھے۔ ارتقاہاشی کو خصوصی طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ گارتھا سے کھنچا کھنچا رہے۔ اگر وہ بھی گارتھا سے محبت کا اظہار کردیتا تو بات شبے کی حد میں داخل ہوجاتی لیکن وہ اس قسم کا اظہار کررہا تھا۔ جیسے وہ گارتھا سے نفرت کرتا ہو۔ باقی لوگوں کا رویہ روز بروز بہتر ہوتا جارہا تھا۔ اور پھر وہ گارتھا سے اس طرح گھل مل گئے جیسے اب ان کے دل میں کوئی کدورت باقی نہ رہی ہو۔ یوں وقت گزرتا رہا۔ پروفیسر بیرن کو ان ساری کارروائیوں کا انچارج بنادیا گیا تھا۔ اوشین ٹریژر کی ملکیت ان تین جہازوں میں سے ایک جہاز کو سمندر کے نیچے ہونے والی کارروائیوں کے لیے تیار کیا گیا۔ اور پروفیسر بیرن اپنے مخصوص لوگوں کو ساتھ لے کر جن میں شعبان بھی تھا کھلے سمندر میں جانکلا وہ بلاشبہ اس سلسلے میں بہت زیادہ تجربے کار تھا اور منصوبے کے مطابق اسے ابتدا میں لدگارون کو مطمئن کرنے کے لیے بہت کچھ کرنا تھا۔ ان لوگوں کو صورتحال کی سنگینی کا پورا پورا احساس تھا۔ لدگارون نے بالکل ہی حماقت کا ثبوت نہیں دیا تھا اور اخناطون پر ابھی تک اس کے آدمی قابض تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اخناطون سے ذرا بھی رغبت کا اظہار نہیں کیا تھا کہ لدگارون کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے وہ اگر چاہتے تو اخناطون کو بھی کھلے سمندر میں لے جاسکتے تھے لیکن اس طرح منصوبے پر مکمل کارروائی نہ ہوسکتی تھی۔ چنانچہ یہ چھوٹا جہاز کھلے سمندر میں پہنچ گیا۔ اور اس کے بعد پروفیسر بیرن نے اپنی ٹیم کے ساتھ سمندر کی گہرائیوں میں اتر کر

ان لوگوں کے لیے نوادرات تلاش کرنا شروع کر دیے۔ تین دن اس کام میں صرف کیے گئے۔ اور تیسرے دن پروفیسر بیرن کے منصوبے کے مطابق جہاز کو جگہ جگہ تبدیل کرنے کے بعد ایک ایسی جگہ لے جایا گیا جہاں پروفیسر بیرن نے لڈگارون کو بہترین نتیجہ دیا۔ اس شام جب پروفیسر بیرن اپنی غوطہ خوروں کی ٹیم کے ساتھ واپس آیا تو سمندری موتیوں کی بہت بڑی مقدار اس کے ساتھ تھی۔ یہ موتی دیکھنے سے ہی انتہائی قیمتی محسوس ہوتے تھے۔ یہ چیزیں جب لڈگارون کے سامنے پہنچی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ ایک ایک موتی کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔ ناتراشیدہ موتیوں سے وہ ان کی قیمت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ وہ خود بھی شاید اس سلسلے میں کچھ مہارت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔"

"پروفیسر بیرن یہ تو بہت قیمتی موتی ہیں۔ انتہائی قیمتی۔"

"سمندر کا یہ حصہ چونکہ ساحل سے بہت زیادہ قریب ہے مسٹر لڈگارون اس لیے ہمیں یہاں بہت ساری چیزیں نہیں مل سکیں۔ تاہم چونکہ اس طرف انسانی آمد کم رہی ہے اور سمندر کی گہرائیاں نہیں تلاش کی گئیں اس لیے یہ چیزیں ہمیں دستیاب ہو گئیں۔ ہاں اگر کھلے سمندر میں ہم اس سلسلے میں کارروائیاں کریں تو ہمیں زیادہ بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔"

"آپ اس کے لیے منصوبہ بندی کریں پروفیسر۔ میں آپ کا بھرپور طریقے سے ساتھ دوں گا۔"

"ابھی ابتدا ہی میں کام کرنے دو تو اچھا ہے۔ مائی ڈیئر لڈ۔ بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہمیں دوسرے مرحلے پر کیا کرنا چاہیے۔"

"آہ پروفیسر جو کچھ آپ سمندر سے لے آئے ہیں اسے دیکھ کر تو مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بہت مختصر وقت میں ہم اتنے دولت مند بن جائیں گے کہ اپنی الگ مملکت آباد کر سکیں۔"

"اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے جس پر میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں لڈ۔ پروفیسر بیرن نے کہا۔"

"آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں میں پروفیسر حکم دیجیے کیا منصوبہ ہے۔"

"لڈ ضروری نہیں ہے کہ ہم اسی مہذب دنیا میں جا کر آباد ہوں تم آبادیوں سے قریب ایک ایسا جزیرہ حاصل کر سکتے ہو جہاں تم اپنی مملکت قائم کر لو۔ دولت کے سہارے کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس آزاد جزیرے پر تم ایک نئے انسان کی حیثیت سے قیام کر سکتے ہو اور وہاں دنیا کی تمام آسائشیں جمع کر سکتے ہو۔ لڈ کی آنکھیں خوابوں میں ڈوب گئیں۔ اس نے آہستہ آہستہ کہا۔"

"یہ تصور تو میرے ذہن میں ایک خواب کی حیثیت سے نجانے کب سے جنم لیتا رہا ہے۔ میں اس بارے میں سوچتا رہا ہوں پروفیسر۔ لیکن پھر میں نے اسے ایک دیوانے کا خواب ہی سمجھا۔ البتہ اب مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے اس خواب کی تعبیر مجھے ملنے والی ہے۔"

"یقیناً یقیناً اور اس کے لیے ہمیں نہایت بہتر طریقے سے کام کرنا ہوگا میں کچھ ایسی تیاریاں کرنا چاہتا ہوں جس سے ہم کھلے سمندر میں عمل کر سکیں۔"

پروفیسر آپ بالکل بااختیار ہیں جس طرح مناسب سمجھیں عمل کرتے رہیں۔"

"اخناطون پر ہم نے ایسی بہت سی تیاریاں کی ہیں جن سے ہم کھلے سمندر کی گہرائیاں ناپ سکیں لیکن ابھی اخناطون کو استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ہم ابتدائی علاقوں کو دیکھ رہے ہیں تاہم میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے تیاریاں کر لینا ضروری ہے۔"

"براہ کرم آپ تیاریاں شروع کر دیجیے پروفیسر۔ لڈگارون نے کہا۔ جو نایاب ذخیرہ پروفیسر نے اسے لا کر دیا تھا اس نے لڈگارون کو دیوانا کر دیا تھا اور دولت ایسی ہی پراسرار چیز ہے کہ انسان اس کے سامنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ یہ لوگ اپنے منصوبے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اسی شام پروفیسر بیرن نے اخناطون کا رخ کیا اور اپنے ساتھ کئی افراد کو لے گیا۔ اخناطون کا بھرپور جائزہ لیا گیا۔ ایڈگر مورالس بھی پروفیسر بیرن کے ساتھ تھا۔ پروفیسر بیرن نے موقع ملتے ہی مورالس سے کہا۔

"اور اب وقت آ گیا ہے مسٹر مورالس کہ میں تمہیں

مستقل طور پر اخناطون پر منتقل کر دوں۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں پروفیسر۔ ایڈگر مورالس نے کہا۔

رفتہ رفتہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچتا جا رہا ہے۔ پھر ایک دن ایسا بھی ہوا کہ شام کے وقت یہ تمام لوگ اخناطون پر جمع ہو گئے۔ پروفیسر بیرن' ایڈگر مورلس' شعبان اسد شیرازی' امیر ارتقاء ہاشمی' تمام ہی لوگ یہاں آ گئے تھے۔ یہاں پہنچنے کے بعد منصوبہ بندیاں کی گئیں اور ساری چیزوں کا بھرپور طریقے سے جائزہ لیا گیا گولڈ گارون کی آدمی اخناطون پر موجود تھے لیکن اب انہیں ہدایت کر دی گئی تھی کہ ان لوگوں کے ساتھ بہترین رویہ اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اس میں آسانی ہوئی اور اس کے بعد شعبان نے منصوبے کا دوسرا حصہ ان سب لوگوں کی سامنے دھرایا جسے سن کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ گارتھا ورتھا نے اس منصوبے کی ایک ایک تفصیل ان لوگوں کو بتائی اور وہ سب ششدر رہ گئے۔ گارتھا ورتھا ہنس کر بولی۔"

اور اس کی ابتدا ارتقا ہاشمی سے ہوگی۔ امیر ارتقا ہاشمی نے ناخوشگوار نگاہوں سے گارتھا ورتھا کو دیکھا پروفیسر بیرن جلدی سے بولا۔

یعنی کیا منصوبہ ہے اس سلسلے میں میڈم ورتھا آپ کا۔"

امیر ارتقا ہاشمی کے ساتھ ان کی بیویوں کا ریوڑ ہے اور ظاہر ہے کہ اتنے عرصے وہ اپنی بیگمات سے دور رہے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کیمپ میں ان کی قربت کے مواقع حاصل نہیں ہیں کیا لڈگارون امیر ارتقا ہاشمی کو یہ اجازت نہیں دے گا کہ امیر ارتقا ہاشمی مسلسل اخناطون پر اپنا قیام اختیار کر لے تاکہ انہیں اپنی بیگمات کے ساتھ وقت بسر کرنے میں دقت نہ پیش آئے۔ یوں ایک شخص یہاں پہنچ جائے گا اور رفتہ رفتہ ہم اخناطون کو اپنی خواہش کے مطابق آباد کر لیں گے۔

تجویز گارتھا ورتھا نے پیش کی تھی جس سے سب ہی دل میں نفرت کرتے تھے لیکن اتنی موثر تجویز تھی کہ لڈگارون کے لئے انکار کرتے نہ بن پڑتی چنانچہ اسے خوش دلی کے ساتھ تسلیم کر لیا گیا اور سب ہی نے گارتھا ورتھا کی اس ذہانت کی تعریف کی۔ گارتھا ورتھا مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھتی ہوئی بولی۔

"میرا نام گارتھا ورتھا ہے۔ آپ لوگوں کے ہاں ایک روایتی پرندہ ہوتا ہے جسے آپ لوگ ہما کہتے ہیں ہما کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ وہ جس کے سر پر بیٹھ جائے اس کے سامنے ہر چیز سرنگوں ہو جاتی ہے۔ تو یوں سمجھ لیجئے کہ میں ہما ہوں اور آپ سب کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے ہوں میرے احکامات پر عمل کرتے رہے تو آپ دیکھئے کہ آپ نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے کہیں بہتر کر ڈالیں گے۔ میں صرف اوشین ٹریژر کا مقابلہ کر سکتی ہوں آپ کے لئے اور اس کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا سکتی ہوں اور آپ کے تمام منصوبوں کو کارآمد۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میرا اعتراف کریں مجھے تسلیم کریں۔"

"یہ تو کر لیا گیا ہے میڈم ورتھا ورنہ ہم آپ سے شدید اختلاف کرتے تھے۔ یہ سارا اختلاف دور کرنے کی وجہ آپ کی ذہانت ہی ہے جس نے آج ہمیں اس قابل کیا ہے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس نے کہا اور ورتھا اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔"

"تمہیں خود پر بہت جبر کرنا پڑا ہے کیپٹن مورالس۔"

"ہاں آپ ہی نے ہمیں سمجھایا تھا میڈم ورتھا کہ سیاست میں یہ سارا کھیل جاری رہتا ہے۔"

"لیکن اب ہمیں کوئی سیاسی چوٹ نہ دینا مسٹر ایڈگر مورالس۔"

"اس کی گنجائش نہیں چھوڑی آپ نے میڈم ورتھا۔ مورالس نے کہا اور ہنس پڑا۔ منصوبے کے

دوسرے مرحلے کے لئے تمام معاملات طے ہوگئے تھے۔ اس لئے یہ سب انتہائی خوشگوار کیفیت میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے اور اس کے بعد تمام پروگرام مکمل ہوا اور اخناطون چھوڑ دیا گیا۔ یہ لوگ واپس لڈگارون کے پاس آگئے تھے جو ان دنوں ان سب کا عاشق تھا اور دیوانہ ہو رہا تھا۔ امیر ارتقاء ہاشمی کی مشکل لڈگارون کے سامنے بیان کردی گئی۔

"تمہیں علم ہے مائی ڈیئر لڈگارون کہ امیر ارتقاہاشمی کا تعلق مصر سے ہے۔ اور وہاں کی روایات کے مطابق وہ بہت سی بیویوں کے شوہر ہیں۔ ایک طویل عرصہ گزر گیا ان کیمپوں میں زندگی بسر کرتے ہوئے اور یقینی طور پر اس وقت امیر ارتقاہاشمی پر جو کچھ بیت رہی ہے وہ قابل افسوس ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو مائی ڈیئر لڈ۔ امیر ارتقاہاشمی کو تنہائی درکار ہے اور اس کے لیے ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ تم سے ایک درخواست کی جائے۔"

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں مجھے حکم دیں مسٹر اسد شیرازی"

"امیر ارتقاہاشمی کو اس کی بیویوں کے ساتھ اخناطون پر منتقل کردیا جائے اور ہمیں تم سے اس کی اجازت درکار ہے۔"

"کیا اب اس بات کی گنجائش رہ گئی ہے مسٹر اسد شیرازی کہ ہم لوگ ایک دوسرے سے اجازت طلب کریں ہمارا مفاد مشترک ہوگیا ہے۔ اور اب ہم جو کام بھی کریں گے، وہ مشترک ہی ہوگا اور جب ایک مشترکہ کام کیا جارہا ہے تو ایک دوسرے سے اجازت طلب نہیں کی جاتی۔ میں آپ پر مکمل اعتماد کرتا ہوں کیونکہ اب ہم جو کام بھی کریں گے وہ ہمارے مشترکہ مفاد میں ہوگا۔"

"بہت بہت شکریہ مائی ڈیئر مسٹر لڈ۔ ہم یوں کرتے ہیں کہ امیر ارتقاہاشمی کو ان کی بیویوں کے ساتھ اخناطون پر منتقل کیے دیتے ہیں اور یہاں ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"تو پھر انتظامات کر دو۔ انتظامات کیے جانے لگے ارتقاہاشمی حیران رہ گیا تھا۔ اسد شیرازی نے اسے خفیہ طور پر تفصیلات بتائیں اور کہا کہ یہ اخناطون پر واپس پہنچنے کی تیاریوں کے سلسلے میں پہلا قدم ہے۔ اور اسے نہایت احتیاط سے وہاں اپنا کام سرانجام دینا ہے۔ اخناطون پر لڈگارون کے کوئی آٹھ آدمی موجود تھے جو اس کی نگرانی کیا کرتے تھے اور ان سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ امیر ارتقاہاشمی کو کیمپ سے اس کے تمام سامان کے ساتھ واپس اخناطون پر پہنچا دیا گیا اس کی دلی کیفیت کیا تھی یہ تو بیان نہیں کیا جاسکتا لیکن ان لوگوں کو اپنے منصوبے کے پہلے مرحلے کی تکمیل کی بے حد خوشی تھی۔ لڈگارون کا ایک جہاز پروفیسر بیرن اور دوسرے تمام افراد کو لے کر ایک بار پھر سمندر میں دور دراز حصے کی جانب چل پڑا۔ یہاں مکمل انتظامات تھے۔ لڈگارون خوشیوں کے خزانے لوٹ رہا تھا۔ سمندر سے جو کچھ اسے حاصل ہورہا تھا وہ اس کی توقع سے کہیں دور کی چیز تھی۔ شعبان اور پروفیسر بیرن سمندروں کے ماہر تھے اور سمندر کی گہرائیوں میں انہیں علم تھا کہ کہاں وہ خزانے پوشیدہ ہوتے ہیں جو دنیا والوں کے لیے انتہائی دلکشی کے حامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزانہ ہی کچھ نہ کچھ لڈگارون کو پیش کیا جاتا رہا اور لڈگارون کی آنکھیں خوشی سے پھیلتی رہیں اس نے ایک دن کہا۔"

"یوں لگتا ہے پروفیسر بیرن کہ آپ لوگوں کو سمندر میں تمام خزانوں کا علم ہے۔ اگر یہ چیزیں اتنی ہی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہیں تو پھر اہل دنیا یہ کوشش کیوں نہیں کرتے کہ سمندروں کو خالی کردیں۔ سمندر ابھی تک ان کی پہنچ سے دور کیوں ہیں۔ پروفیسر بیرن ہنس پڑا اس نے کہا۔"

"اس لیے کہ ان کی گہرائیوں تک رسائی آسان بات نہیں ہوتی اور پھر یہ تو ابتدائی حصہ ہے مسٹر لڈگارون کھلے سمندر میں جو کچھ موجود ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کرسکتے۔ یہ سونا جس کا ایک حصہ آرنوڈوم کو دیا گیا اور دوسرا حصہ بھی اخناطون پر محفوظ ہے ایک ایسے ڈوبے ہوئے جہاز سے نکالا گیا

تھا جس میں اس جیسا بے پناہ سونا بھرا پڑا ہوا ہے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ یعنی اس سے بھی زیادہ۔ یعنی ابھی کافی سونا وہاں۔ چھوڑ دیا گیا ہے۔"

"ہاں۔ مجھے ایک روایت یاد تھی جس میں اس جہاز کے ڈوبنے کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ایک لمبی کہانی ہے لیکن جب ان خطوں سے ہمیں گزرنا پڑا تو مجھے وہ کہانی یاد آگئی اور یہی وجہ تھی کہ وہ خزانہ سمندر سے حاصل کیا گیا۔"

"آپ کے خیال میں اس کی تعداد مزید کتنی ہوگی۔"

"اتنی کہ اگر پوری کی پوری حاصل کرلی جائے تو تم تصور نہیں کرسکتے کہ کیا ہوسکتا ہے۔ تم سونے کا مکان بناسکتے ہو لڈگارون۔ لڈگارون کو چکر آگیا۔ دیر تک وہ آنکھیں بند کیے جھومتا رہا پھر بولا۔"

"اور اس جگہ کا فاصلہ یہاں سے کتنا ہے؟"

"بہت زیادہ نہیں۔ اگر ہم کوشش کریں تو باآسانی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

"تو پھر تو پھر پروفیسر بیرن آپ دیر کیوں کر رہے ہیں یہ کام کیوں نہیں کرلیتے۔ بجائے اس کے کہ ہم طویل عرصہ سمندر کی تلاش کرنے میں گزاریں ہم ایک مرتبہ ہی یہ کام کیوں نہیں کرلیتے۔"

"ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیوں ڈیئر شعبان تم بتاؤ۔"

"ہاں کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ تمام سونا اخناطون پر منتقل کیاجاسکتا ہے۔" "تو پھر ہمیں یہاں سے ادھر ہی کا رخ کرنا چاہیے۔"

"نہیں مائی ڈیئر لڈ۔ اگر ہم تمہارے اس جہاز سے ادھر کا رخ کریں گے تو ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

"کیوں؟"

"اس کا جواب تمہیں اخناطون پر پہنچ کر دیا جاسکتا ہے۔"

"میں جواب چاہتا ہوں پروفیسر بیرن۔"

"تو تم یوں سمجھ لو کہ اخناطون چونکہ سمندری تحقیقات کے لیے نکلا تھا اس پر ایسی وزنی کرینیں موجود ہیں جو سمندر کی گہرائیوں سے وزنی اشیاء نکال سکتی ہیں جبکہ تمہارا یہ جہاز اس مقصد کے لیے بالکل بیکار ہے۔"

"اوہو میں سمجھتا ہوں۔ پروفیسر کیا آپ اخناطون کو استعمال نہیں کرسکتے؟"

"اب یہ تو تم پر منحصر ہے۔ اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے مگر ہمیں کئی دن کا سفر کرنا ہوگا۔"

"کتنا ہی وقت لگ جائے یہاں کنارے کنارے اگر ہم یہ ساری کارروائی کریں تو ہمیں مہینوں لگ جائیں گے۔ جبکہ اگر اخناطون کے ذریعے ہم یہ کام کرلیں تو ہمارا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ ظاہر ہے دنیا بھر کے سمندر تو خالی نہیں کرسکتے۔ لیکن پروفیسر بیرن زندگی بہت طویل ہوتی ہے۔ اور اس

طویل زندگی میں ہمیں جب بھی کبھی دولت کی ضرورت ہوئی تو ہم سمندروں میں اتر سکتے ہیں۔"

"تو پھر واپس چلو اور اخناطون کو درست کرنے کی تیاریاں کرو۔"

"فوراً واپس چلیں پروفیسر اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ لدگارون پوری طرح ہوس کے جال میں گرفتار ہو گیا تھا۔ شاید یہ آرڈی شاؤٹ کی موت ہی تھی جس نے اسے ان لوگوں کی جانب سے بالکل مطمئن کر دیا تھا اور وہ تمام مشکل مرحلے بھول گیا تھا۔ جہاز واپس چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد یہ ساحل پر پہنچ گئے۔ ساحل کی زندگی معمول کے مطابق تھی۔ لدگارون کے آدمیوں کے مکمل کنٹرول یہاں موجود تھا۔ ایک میٹنگ کی گئی اور اس میں اخناطون کے بارے میں فیصلے کیے گئے۔ پروفیسر بیرن کیپٹن ایڈگر مورالس اور دوسرے افراد نے انہیں بتایا کہ اخناطون بہت عرصے سے بند پڑا ہوا ہے اس کے تمام انجنوں وغیرہ کی دیکھ بھال اور ضروری چیزوں کی درستگی کے لیے تمام آدمیوں کو مصروف ہونا ہوگا۔ لدگارون نے ان کی امداد کے لیے اپنے آدمیوں کی پیشکش کی جسے قبول کر لیا گیا اور اس کے بعد بہت سے افراد کشتیوں میں بھر کر اخناطون کی جانب چل پڑے۔ اخناطون کے عملے کے تقریباً تمام ہی افراد دوبارہ اخناطون پر واپس پہنچ گئے تھے۔ سامان بھی وہاں منتقل کر دیا گیا تھا اور اس سلسلے میں نہایت ذہانت سے کام کیا جا رہا تھا۔ گار تھا ورتھا اب ان لوگوں کے درمیان مقبول تھی اور یوں لگتا تھا جیسے تمام ہی لوگوں نے اس سے رنجشیں بھلا دی ہوں۔ وہ زیادہ تر شعبان کے ساتھ رہا کرتی تھی اور ان لوگوں کے سامنے بھی اس نے بے باکی کے کئی ایسے مظاہرے کیے تھے کہ اسد شیرازی اور دردانہ کو تو رخ ہی بدل لینا پڑا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی اس کیفیت کو معیوب سمجھا تھا۔ لیکن گار تھا ورتھا جس قسم کی عورت تھی اس کے بارے میں سبھی کو تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ تو شکر تھا کہ امیرار ششاہاشی اس وقت یہاں موجود نہیں تھا۔ ورنہ اسے نجانے ماضی کی کون کون سی باتیں یاد آ جاتیں۔ بہرطور اخناطون پر تمام سازوسامان معہ اس کے آدمیوں کو منتقل ہو گیا اس کے ساتھ ہی لدگارون کے تقریباً اٹھارہ آدمی اخناطون پر ان لوگوں کے ساتھ مصروف عمل تھے اور درحقیقت اخناطون کی درستگی کے لیے ابھی انہیں ان لوگوں کی امداد درکار تھی۔ لدگارون خود بھی اخناطون پر موجود تھا اور ان بھاری کرینوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ پروفیسر بیرن اور ایڈگر مورالس اس بتا رہے تھے کہ اخناطون پر کام کا انداز کیا ہے۔ اسے لیبارٹری بھی دکھائی گئی۔ سونے کا وہ ذخیرہ تو وہ پہلے یہ دیکھ چکا تھا جو یہاں موجود تھا اور اسے اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ اس ذخیرے کے تحفظ کے لیے اس نے معقول بندوبست کیا تھا اور ان لوگوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ لدگارون خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا اس نے کہا۔"

"آہ میری تو دلی آرزو ہے کہ یہ کام جلد از جلد ہو جائے۔ میں خوفزدہ بھی رہتا ہوں کہ کہیں اوشین ٹریژر کی جانب سے کوئی ایسا قدم نہ اٹھا لیا جائے جو ہمارے ان منصوبوں کو خاک میں ملا دے۔"

"اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم جلد از جلد اخناطون پر اپنا کام مکمل کر لیں۔

آپ تمام تیاریاں مکمل کر لیجیے مسٹر ایڈگر مورالس میں آپ کے ساتھ مکمل تعاون کے لیے حاضر ہوں اور لدگارون نے جو کچھ کہا تھا وہ کر بھی دکھایا۔ اس کے آدمی دن رات ان کے آدمیوں کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ ان کا آنا جانا رہتا تھا۔ وہ آٹھ آدمی جو یہاں ڈیوٹی دیا کرتے تھے بالکل مطمئن تھے اور کسی بھی لمحے ان کے انداز میں چوکسی نہیں پائی گئی تھی جس سے یہ خوف محسوس کیا جاتا کہ درپردہ انہیں لدگارون کی جانب سے کچھ اور بھی ہدایات ہیں۔ گار تھا ورتھا بھی مسرور تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ اس وقت لدگارون جزیرے پر گیا ہوا تھا اور اس کے آدمی مسلسل کام میں مصروف تھے یہ لوگ بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس وقت صرف دس آدمی یہاں موجود تھے۔ یعنی آٹھ آدمی وہ جو یہاں مستقل ڈیوٹی دیا کرتے تھے اور دو مزید۔ لیکن وہ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ گار تھا ورتھا ان تمام لوگوں کے

درمیان موجود تھی اس نے کہا۔"

"تو پھر اب کیا خیال ہے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس ہم اپنی تمام کارروائیاں مکمل کر چکے ہیں آپ لوگ اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کریں گے کہ میری ذہانت ہی آپ کو دوبارہ اخناطون کا مالک بنانے کا باعث بنی ہے۔ اور حقیقتاً یہ فرض میرا ہی بنتا تھا۔ میں نے ہی آپ لوگوں کو اوشین ٹریژر کے جال میں پھنسایا تھا اور دیکھ لیجیے آپ لوگ اپنی کوششوں سے اس جال سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہ صرف میں تھی جس نے آپ کو دوبارہ اخناطون کا مالک بنا دیا۔ اچھا خیر یہ باتیں تو ہم لوگ بعد میں کر لیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے بعد ہماری کارروائیاں کیا ہوں گی۔"

"آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے میڈم ورتھا۔ ایڈگر مورالس نے مودبانہ انداز میں پوچھا۔"

"صرف ایک۔ میرا خیال ہے اس وقت یہاں لدگارون کے آدمیوں کی تعداد دس ہے۔ لدگارون کے آنے سے پہلے ہمیں ان دس افراد کو قبضے میں کر لینا چاہیے۔ اور اس کے بعد ہم مکمل طور پر یہاں اپنا کنٹرول قائم کر کے ان لوگوں پر تباہی اور بربادی نازل کیے دیتے ہیں۔ ہتھیاروں کی دیکھ بھال کر لی جائے اور فوری طور پر ان کا رخ ان آبادیوں کی جانب کر دیا جائے۔ اتنی گولہ باری کی جائے وہاں کی کوئی چیز قائم نہ رہے اور اس کے بعد اخناطون کے لنگر اٹھا دیے جائیں۔ میرا خیال ہے اس سلسلے میں، میں اپنے دوست اور ساتھی شعبان کو تمام ذمہ داریاں سونپتی ہوں۔ یہ آپریشن کمانڈر کہلائیں گے۔

"کیوں بھئی آپ لوگوں کا خیال ہے۔"

"میڈم ورتھا جو کچھ کہہ رہی ہیں وہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایڈگر مورالس نے کہا۔ اسد شیرازی نے مضطربانہ انداز میں مورالس کو دیکھا لیکن مورالس کی آنکھیں اس سے کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا شام کو تقریباً چھ بجے لدگارون یہاں واپس پہنچ گیا۔ تمام انتظامات کر کے آیا تھا۔ اور بہت خوش تھا۔ دو آدمی مزید اس کے ساتھ تھے۔ اس نے یہ محسوس بھی نہیں کیا تھا کہ اس کے آٹھ آدمی جو جہاز پر پہرہ دیتے ہیں اس وقت اپنے پہرے پر موجود نہیں ہیں اور نہ ہی وہ دو افراد جو وہ یہاں چھوڑ گیا تھا۔ البتہ اس کے ساتھ آئے ہوئے وہ دونوں افراد اب بھی اس کے ساتھ تھے۔ لدگارون مسکراتا ہوا ان کے درمیان پہنچ گیا۔ اس جگہ نشست جائی گئی تھی جہاں یہ لوگ خاص طور سے شام کو بیٹھا کرتے تھے۔ اخناطون کی زندگی بحال ہو گئی تھی۔ اور اس کی رونقیں ایک بار پھر سے منظر عام پر آ گئی تھیں۔ لدگارون اس جہاز کو دیکھتا تو تعریف کرتے کرتے اس کا منہ خشک ہو جاتا تھا کہنے لگا۔"

"بہت پرفضا مقام ہے اور جب یہ جہاز سمندر میں رواں دواں ہوتا ہوگا آسمان پر بادلوں کے پرے چھائے ہوتے ہوں گے تو اس جگہ بیٹھ کر آپ کو کتنا لطف آتا ہوگا۔ بے شک میں نے بھی سمندری زندگی بہت زیادہ گزاری ہے۔ لیکن جو آسانیاں آپ نے اخناطون کو فراہم کر دی ہیں وہ کسی عام جہاز پر کبھی نہیں دیکھیں۔ خیر تو پھر اب کیا خیال ہے ہمیں کب روانہ ہونا ہے۔ آپ نے کہا تھا کیپٹن کہ آپ کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں مسٹر لدگارون۔ آج ہم لوگ اپنا کام ختم کر چکے ہیں اور اب آپ سے اس سلسلے میں آخری گفتگو کرنی ہے۔"

"مجھ سے گفتگو کیا کرنی ہے۔ مجھے تو بس یہ بتایا جائے کہ مزید کتنے آدمی اخناطون پر درکار ہوں گے۔ جو اس کام کے لیے آمادہ ہو جائیں گے۔"

"وہ بھی آپ کو بتا دیا جائے گا لیکن اصل بات ابھی اور باقی ہے۔"

"کیا؟ لدگارون نے پوچھا۔"

"مائی ڈیئر مسٹر لدگارون بات درحقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ اخناطون پر سمندری تحقیقات کے لیے نکلے تھے اور ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کریں دولت یا سرمایہ ہمیں درکار نہیں تھا اور اگر ایسا ہوتا تو ہمیں یہاں تک آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم تو سمندر کے دور دراز اور ویران گوشوں میں ایسی نادر چیزیں تلاش کرنا چاہتے ہیں جو انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کی

جاسکیں مثلاً- جڑی بوٹیاں سمندری پتھر اور ایسی ہی تمام چیزیں- دولت کا مسئلہ جہاں تک ہے اس کے ذرائع دنیا میں بھی موجود ہیں اور زیر سمندر بھی- ہم یہ سب کچھ حاصل کرکے آپ کو اپنا شریک کار کیوں بناتے- یا اوشین ٹریژر کے لیے کام کیوں کرتے- اوشین ٹریژر نے مجرمانہ طور پر ہماری کاوشوں پر ہاتھ ڈالنا چاہا اور میڈم گار تھاور تھا ... ذریعے ہمیں کچھ مشکلات کا شکار ہونا پڑا لیکن یہاں آنے کے بعد بھلا ہم آپ لوگوں سے تعاون کے لیے مجبور کیوں ہوتے- جس طرح ہمیں چالاکی کے ساتھ یہاں تک لایا گیا تھا اور قید کرلیا گیا تھا ہمیں بھی چالاکی کرنے کا موقع ملا اور ہوتا یہی ہے مائی ڈیئر مسٹر لڈ کہ کوئی کسی کے ساتھ کچھ کرتا ہے اور دوسرا کسی اور کے ساتھ کچھ لڈ نے حیرانی سے کیپٹن ایڈگر مورالس کی صورت دیکھی اور بولا-"

"آپ کا لہجہ کچھ بدلا ہوا محسوس ہورہا ہے کیپٹن"

"ہاں مائی ڈیئر لڈ تم ایک سادہ آدمی ہو- پتا نہیں اس بری دنیا میں کیوں آگئے- بہر طور ظاہر ہے تمہاری سادگی پر ہم اپنی آزادی قربان نہیں کرسکتے-"

"میں اب بھی کچھ نہیں سمجھا- لڈ کی آواز بھراگئی-"

"مطلب یہ ہے مسٹر لڈ کہ اب آپ لوگ اپنی زندگی کا آخری سفر طے کرلیجیے- اس بار گار تھاور تھا نے کہا اور لڈ چونک کر گار تھا کو دیکھنے لگا-"

"میڈم میری سمجھ میں ایک بات بھی نہیں آرہی- براہ کرم واضح الفاظ میں کہیے-"

"تو پھر واضح الفاظ میں آپ یہ سنیے مسٹر لڈ کہ آرذی شاؤٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہم نے صرف اس لیے قتل کیا تھا کہ آپ کو اپنے جال میں پھانس سکیں اور ہم اس میں کامیاب ہوگئے- دراصل ہمیں آپ سے دلچسپی تھی نہ مسٹر آرذی شاؤٹ سے- ہمیں تو اپنا کام سرانجام دینا تھا اور اختاطون کو یہاں سے واپس لے جانا تھا- یہ جہاز آپ کے باپ کی ملکیت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا اوشین ٹریژر پر کوئی حق ہے- یہاں سے جانے کے بعد یہ آزادانہ طور پر ایک بار پھر اپنے کام کا آغاز کردے گا اور اگر کبھی ہمیں راستے میں یا دوران سفر اوشین ٹریژر سے دوبارہ سامنا کرنا پڑا تو ہم بھرپور انداز میں اس کا مقابلہ کریں گے- اور اب آپ تھوڑی دیر کے بعد یہاں سے روانہ ہوجائیں گے دیکھیے اپنے ساتھیوں کو سنبھالیے- پیچھے بھی مسلح افراد موجود ہیں- گار تھاور تھا نے لڈ گاردن سے کہا- لڈ گاردن کے ساتھ آئے ہوئے دونوں آدمی اپنے اپنے ہتھیاروں پر ہاتھ رکھنے لگے تھے لیکن ان کے عقب میں باقی لوگ موجود تھے جنہوں نے انہیں بآسانی قبضے میں کرلیا اور ان کے ہتھیار ان سے چھین لیے- گار تھاور تھا بولی-"

"آپ کے باقی آدمی جو یہاں پہرے پر موجود تھے گرفتار کرلیے گئے ہیں- اور انہیں کشتی میں آپ کے ساتھ روانہ کردیا جائے گا اور اس کے بعد ہمارے آدمی آپ کی آبادیوں کو تباہ و برباد کردیں گے- یہ اوشین ٹریژر سے اس قید کا انتقام ہوگا اور آپ کو یقینی طور پر اس بات پر ہنسی آئے گی کہ ان لوگوں کو قیدی بھی میں نے ہی بنایا تھا اور اب آزادی بھی میں ہی دلا رہی ہوں جبکہ اوشین ٹریژر کو آپ سے ہاتھ دھونا پڑیں گے-"

"میڈم ور تھا آپ جانتی ہیں کہ اب میرا اوشین ٹریژر سے کوئی رابطہ نہیں رہا-"

"میں کچھ نہیں جانتی اور نہ ہی جاننا چاہتی ہوں- بس آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور ہمیں آپ سے خطرہ ہے اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے-"

"لیکن یہ ظلم ہے آپ لوگوں میں سے کوئی بھی انسانیت کے ناطے کچھ نہیں سوچے گا- آخر میں نے تو آپ سے تعاون کیا ہے-"

"اگر ہم نے انسانیت کے ناطے سوچا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور اب ہمارے پاس بہت زیادہ وقت نہیں ہے- ہمارے آپریشن کمانڈر مسٹر شعبان ہیں اور مسٹر شعبان کا یہی فیصلہ ہے کہ آپ کو کشتی میں بٹھا کر آپ کی آبادی تک پہنچادیا جائے- آپ لوگ وہاں پہنچ کر فوری طور پر کوشش کرسکتے ہیں- ہمارے تمام آدمی منٹوں کے اندر اندر اپنے ان شاندار ہتھیاروں پر پہنچ جائیں گے جن کے ذریعے اعلیٰ درجے کی گولہ باری کی جاسکتی ہے اور میرا

خیال ہے ہماری پہلی کوشش آپ کی ان آبادیوں کے اندر موجود ایک ایک فرد کو فنا کردے گی- مسٹر شعبان آپ براہ کرم اپنا حکم سنائیے- شعبان نے مسکراتی نگاہوں سے لڈ گاردن کو اور گار تھاور تھا کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا-"

"متفقہ طور پر مجھے آپریشن کمانڈر بنایا گیا ہے- اور جب مجھے یہ اختیارات دے دیے گئے ہیں تو پھر باقی فیصلے کرنے کا حق مجھ تک منتقل ہوجاتا ہے- میڈم گار تھاور تھا کا کہنا بالکل درست ہے مسٹر لڈ گاردن آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور ہم آپ کو اپنے اوپر مسلط نہیں کریں گے- یہ سارا منصوبہ اسی انداز کا تھا اور ہم اپنے تمام آدمیوں کو آپ کے ذریعے جہاز پر منتقل کرلینا چاہتے تھے- ہمارے ساتھ چونکہ مجرمانہ کارروائی ہوئی تھی اس لیے مجبوراً ہم بھی مجرمانہ کارروائی کرنے پر آمادہ ہوئے- اب آپ یوں کیجیے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر ساحل پر پہنچ جائیے لیکن آپریشن کمانڈر کی حیثیت سے میں اس فیصلے میں ذرا سی ترمیم کرتا ہوں- ہم آپ کی آبادیوں کو تباہ و برباد نہیں کریں گے- آپ کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا- البتہ آپ کے یہ تینوں جہاز ڈبو دیے جائیں گے اور ہمارے تمام ہتھیاروں کا رخ انہی جہازوں کی جانب ہے- گار تھاور تھا چونک کر شعبان کو دیکھنے لگی- لیکن شعبان نے گار تھاور تھا کی جانب نہیں دیکھا- شعبان کہنے لگا-"

"اور یہ صرف انسانیت کے رشتے سے کیا جارہا ہے- آپ نے چونکہ ہم لوگوں میں کسی کو کوئی جانی نقصان نہیں پہنچایا اس لیے ہم بھی آپ کو جانی نقصان نہیں پہنچائیں گے یہاں رہ کر آپ اپنی بقا کے لیے مزید جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کرتے رہیں لیکن یہ جہاز آپ کو سلامت نہیں مل سکتے- بس اس سے زیادہ میں آپ کے ساتھ اور کچھ نہیں کرسکتا مسٹر لڈ گاردن- گار تھاور تھا کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ ہوگیا- باقی لوگ بھی بظاہر حیرانی کا اظہار کررہے تھے لیکن حقیقت یہ تھی کہ ان کے درمیان یہ بات طے ہوچکی تھی- یہ جرائم پیشہ لوگ نہیں تھے کہ انتقامی طور پر زندگی کے دشمن ہی بن جائیں یہ گار تھاور تھا تھی جس نے آرذی شاؤٹ اور اس کے آدمیوں کو شعبان کے ہاتھوں مروادیا تھا ورنہ شاید شعبان انہیں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرتا- لیکن جو ہوچکا تھا وہ تو ہو ہی چکا تھا- لڈ گاردن کی گردن جھک گئی اس نے آہستہ سے کہا-

"ٹھیک ہے میں سمجھ رہا ہوں آپ لوگوں کی صورتحال بھی سمجھ رہا ہوں- مجھے افسوس ہے مجھے واقعی بے حد افسوس ہے-"

"زندگی کے کسی اور حصے میں مسٹر لڈ گاردن اگر آپ ایک علیحدہ انسان کی حیثیت سے ہمیں ملے تو ہم آپ کو اپنے دوست کی حیثیت سے خوش آمدید کہیں گے- اور اب اختاطون کی روانگی کا وقت ہوچکا ہے- نیچے انجن اسٹارٹ ہیں اور جہاز لنگر اٹھانے والا ہے- چنانچہ آپ براہ کرم ساحل کی جانب روانہ ہوجائیے- لڈ گاردن جب جہاز سے واپس اترا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے- شعبان نے اسے خدا حافظ کہا اور اس کی کشتی کو دور تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا- اس کی ہدایت کے مطابق جہاز پر نصب ہتھیار سنبھال لیے گئے تھے اور ان کا رخ ان تینوں جہازوں کی جانب تھا جو ساحل پر لنگر انداز تھے- اور ذرا سی ہی دیر میں آگ کی بارش شروع ہوگئی آگ اور دھماکے گولے ان جہازوں پر جاجاکر گر رہے تھے اور وہاں تباہی پھیلتی جارہی تھی- کافی دیر تک اختاطون سے خوفناک گولہ باری ہوتی رہی یہ ایک شاندار جنگی جہاز بھی تھا جس کا اندازہ اب لڈ گاردن کو ہورہا تھا- غالباً اس سلسلے میں وہ یہ نہ سمجھ پایا تھا کہ اختاطون پر یہ تباہ کن جنگی ہتھیار بھی موجود ہیں- تینوں جہاز چور چور ہوگئے- ان کے ٹکڑے سمندر میں پھیل گئے اور وہ آہستہ آہستہ سمندر کی گہرائیوں میں اترنے لگے اب ان کی یہ کیفیت نہیں رہ گئی تھی کہ انہیں استعمال کیا جاسکے- تمام آبادی جو اس وقت وہاں تھی اور جس میں آرذی شاؤٹ کے آدمی بھی موجود تھے ساحل پر جمع ہوگئی تھی اور اس تباہ کاری کو دیکھ رہی تھی لڈ گاردن موجود تھا لیکن ادھر سے کوئی کارروائی نہیں کی گئی اختاطون کے لنگر اٹھادیے گئے- اور عرشے پر کیپٹن مورالس امیرار تقابا شمی اسد شیرازی اور باقی تمام لوگ آکھڑے ہوئے لڈ گاردن کی طرف ہاتھ ہلا رہے تھے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں رومال پکڑے ہوئے تھے جنہیں لہرا رہے تھے - البتہ

گارتھاورتھا ان لوگوں کے درمیان موجود نہیں تھی۔ شعبان اچھی طرح جانتا تھا کہ گارتھاورتھا کو اس کے اس فیصلے سے افسوس ہوا ہے۔ لیکن اب کوئی مسئلہ مسئلہ نہیں تھا زیادہ سے زیادہ گارتھاورتھا اخناطون پر کیا کر سکتی ہے لیکن شعبان بہت چالاک آدمی تھا اس نے اس وقت بھی گارتھاورتھا کی نگرانی کے لیے چند لوگوں کو متعین کیا ہوا تھا اور انہیں خصوصی ہدایات دی گئی تھیں لیکن شکر تھا کہ گارتھاورتھا کیبن سے باہر نہیں نکلی۔ اخناطون ساحل سے دور ہونے لگا اور ان لوگوں کے دل خوشی سے معمور ہوگئے۔

"مائی ڈیئر مسٹر شعبان ابھی تو ہمیں اور بھی بہت سے مسئلوں سے گزرنا ہے۔ لیکن میں آپ سب کو اخناطون کی رہائی اور اپنی زندگیوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سب نے قہقہے لگائے اور ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔ بلاشبہ بہت بڑی مصیبت کٹی تھی یہ وقفہ یہ وقفہ زندگی کا طویل ترین وقفہ محسوس ہوتا تھا اور انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی تک خواب کے سے عالم میں ہوں۔

شعبان نے کہا۔ "اور اب میں میڈم گارتھاورتھا سے ملاقات کرتا ہوں۔ اور ان کے خیالات کا جائزہ لیتا ہوں۔

"دردانہ نے آہستہ سے کہا۔" "شعبان ایک بات کہوں تم سے۔"

"جی میڈم۔ شعبان نے کہا۔"

"میڈم۔"

"میرا مطلب ہے آنٹی"

"ٹھیک ہے سنو۔ اب تمہیں بہت زیادہ گارتھاورتھا کے چکر میں نہیں رہنا چاہیے۔ میں تم سے بہت سے سوالات نہیں کر سکتی کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن سنو میرے بچے عورت بہت حسین شے ہے لیکن یہ حسین شے جب ناگن بنتی ہے تو پھر اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ اس بات کا خیال رکھنا شعبان نے مسکرا کر دردانہ کو دیکھا اور دردانہ جھینپ گئی۔ شعبان کی آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ آنٹی تم بھی تو عورت ہو۔ دردانہ نے آہستہ سے کہا۔ "عورتوں کی بھی اقسام ہوتی ہیں اس کا خیال رکھنا اور ذرا ادھر دیکھو۔"

کہاں آنٹی؟"

"ادھر اپنے بائیں جانب انتہائی سرے پر۔"

"وہاں کیا ہے۔" شعبان نے ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو تمہارا نہیں ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سینڈرا۔ جو تمہیں مسلسل عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہی ہے۔" شعبان ہنس پڑا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آنٹی ان تمام باتوں میں مردوں کا تو قصور نہیں ہوتا۔ یہ ساری لڑکیاں ایک ہی انداز میں کیوں سوچتی ہیں۔"

"اس موضوع پر پھر گفتگو کریں گے۔ جاؤ تم ذرا گارتھاورتھا کو دیکھو اور ہوشیار رہنا۔ دردانہ نے کہا اور اسد شیرازی کی جانب چل پڑی۔ شعبان مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر وہی سنجیدہ اور وہی معصوم سی کیفیت چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کیبن میں داخل ہوگیا جہاں گارتھاورتھا ایک بستر پر دراز تھی اس نے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور کیبن کی چھت کو گھور رہی تھی۔ شعبان کی آہٹ پر اس نے نگاہیں گھمائیں اور سرد نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی۔ اب اس کا چہرہ کسی حد تک نارمل نظر آرہا تھا۔"

"ہیلو میڈم۔ شعبان نے آہستہ سے کہا اور گارتھاورتھا کہنیوں کے بل سرک کر مسہری کی پشت سے جا لگی۔ وہ عجیب سی نظروں سے شعبان کا جائزہ لے رہی تھی۔"

"آپ کی طبیعت کچھ خراب معلوم ہوتی ہے میڈم۔" شعبان نے سوال کیا لیکن گارتھاورتھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مسلسل شعبان کو گھورتی رہی تھی اور اس کی آنکھوں کی کیفیات لمحہ بہ لمحہ بدل رہی تھیں۔ شعبان کسی قدر بوکھلائے ہوئے سے انداز میں اسے دیکھنے لگا تب گارتھاورتھا نے کہا۔

"تم اس زمین کی مخلوق نہیں معلوم ہوتے شعبان۔"

"جی۔" شعبان حیرت سے بولا۔"

"ہاں۔ میری پوری زندگی تجربات میں گزری ہے

نجانے کیسے کیسے انسانوں کو دیکھا ہے میں نے بہت سے تجربات کئے ہیں میں نے اپنی ذات پر لیکن شعبان میں تمہیں نہیں سمجھ سکی۔ میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں تمہیں نہیں سمجھ سکی۔ جبکہ میں نے دنیا کے ہر فرد کو سمجھنے کا دعویٰ کیا ہے۔"

"میں تو ایک سیدھا سادا آدمی ہوں۔ میڈم ورتھا میرے اندر کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے نہ سمجھا جاسکے۔ لیکن آپ نجانے کیسی باتیں کر رہی ہیں کیا بات ہے۔ خیریت کوئی غلطی ہوگئی مجھ سے۔"

"نہیں شعبان اب غور کرتی ہوں تو حیرت ہوتی ہے اپنے آپ پر بہت پریشان ہوں میں کہ میں کیا ذہنی طور پر اس حد تک کمزور ہوگئی ہوں کہ صحیح فیصلہ نہ کر پاؤں۔"

"میڈم آپ کو جو کہنا ہے کہتی رہیں لیکن میری سمجھ میں الجھے ہوئے الفاظ نہیں آتے۔ میں صرف صاف الفاظ کو سمجھ سکتا ہوں اس لئے آپ کی اگر کسی بات کا صحیح جواب نہ دے سکوں تو آپ مجھے معاف کر دیجیئے گا کیونکہ اس میں میرا قصور نہیں ہوگا۔ گارتھاورتھا اسے دیکھتی رہی پھر اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔"

"تم اس قدر معصوم نہیں ہو شعبان جتنا خود کو ظاہر کرتے ہو۔"

"میڈم میں شاید کسی کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ بڑا مشکل کام ہے یہ میرے لئے۔"

"دھوکا نہیں دے سکتے۔ گارتھاورتھا زہریلے انداز میں مسکرائی۔ شعبان کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔"

"ہاں ممکن ہے تم سچ کہتے ہو۔ تم نے مجھے دھوکا نہیں دیا۔ لیکن میں دھوکا کھا گئی اور میں اسی بات پر حیران ہوں میرے شناسا مجھے ساحرہ کہتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ اس دور نے میری جیسی ساحرہ دوسری نہیں پیدا کی لیکن تم مجھ سے بڑے ساحر ہو شعبان اور مجھے حیرت اسی بات پر ہے کہ مجھے احساس بھی نہ ہوسکا اور میں تمہارے سحر میں گرفتار ہوگئی۔ اب جبکہ گزرے ہوئے لمحات پر غور کرتی ہوں تو مجھے عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ مجھے کیا ہوگیا تھا آخر میں جو دنیا کو اپنی چٹکیوں میں مسلنے کی قوت رکھتی ہوں خود تمہاری چٹکی کے بیچ میں کیوں آگئی۔"

"میں پھر آپ سے یہی سوال کروں گا میڈم کہ کیا کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے آپ مجھ سے ناراض ہوگئی ہوں۔"

"تم مجھے بتاؤ شعبان تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی۔ جبکہ یہ بات طے ہوچکی تھی کہ جہاز سے گولہ باری کرکے اوشین ٹریڈر کے ان ساتھیوں کو ہلاک کر دیا جائے جو اس جزیرے پر آباد ہیں۔ تو پھر تم نے میرے حکم میں تبدیلی کیوں پیدا کی۔"

"میڈم اول تو یہ بات آخری طور پر طے نہیں ہوئی تھی کہ ان سب لوگوں کو مار دینا ہے۔ دوئم یہ کہ آپ نے اس سلسلے میں مجھے اختیار دیا تھا اور آپ نے سب کے سامنے مجھے آپریشن کمانڈر قرار دیا تھا تو میرا یہی خیال تھا کہ آپ نے مجھے کچھ اختیارات دے دیئے ہیں اگر آخری فیصلہ آپ کو دیتیں تو میں آپ کے فیصلے سے انحراف نہیں کرتا۔"

"لیکن وہ مجھ سے انحراف تھا۔"

"ممکن ہے ایسا ہو لیکن میں کسی کو بلاوجہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔ خیر چھوڑو شعبان میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔"

"میڈم کیا میں آپ کے بارے میں فیصلہ کرنے کا کوئی حق رکھتا ہوں۔"

"تو پھر میرا فیصلہ سن لو۔"

"جی میڈم۔ شعبان بولا۔"

"تمہیں مجھ سے شادی کرنا ہوگی۔"

"مگر میڈم آپ تو امیر ارتقا پاشی کی بیوی ہیں۔"

گارتھاورتھا کا چہرہ سرخ ہوگیا اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دوبارہ اس بوڑھے بیوقوف کا نام میرے سامنے نہ لینا۔"

"لیکن میڈم میں نے تو یہی دیکھا کہ ایک عورت کی ایک مرد سے شادی ہوجاتی ہے تو تو وہ اسی کی بیوی ہوتی

ہے۔"

"تم۔ تم بیکار باتیں نہ کرو شعبان جو کچھ میں تم سے کہہ رہی ہوں وہ کرو اور سنو اس سلسلے میں میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرسکوں گی۔"

"سوری میڈم شاید میں یہ اپنے طور پر نہ کرسکوں۔"

"کیا مطلب۔ گارتھا نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "آنٹی دردانہ ہیں۔ انکل اسد شیرازی ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں اور پھر امیر ارتقاہاشی ہیں اگر میں آپ سے یہ اعتراف کرلوں اور امیر ارتقاہاسی یہ دعوی کردیں کہ آپ ان کی بیوی ہیں تو پھر۔

"تم سمندر کے بیٹے ہو۔ شعبان تم سمندر کے بیٹے ہو۔ ان میں سے کسی کا حق نہیں ہے تم پر۔ تمہاری کہانیاں ابھی نجانے کون سے پردوں میں پوشیدہ ہیں لیکن ان کہانیوں کی پردہ کشائی میں ہی کروں گی سمجھ رہے ہو نا تم۔ امیر ارتقاہاشی کی مجال نہیں کہ وہ مجھ سے کچھ کہہ سکے میں نے اسے پہلے ہی صاف الفاظ میں یہ بتادیا تھا کہ یہ جو کھیل کھیلا گیا وہ اس جہاز پر اپنے پاؤں مضبوط کرنے کے لئے کھیلا تھا میں نے۔"

"لیکن اب تو آپ دوستوں کی حیثیت سے ہمارے درمیان ہیں۔"

"تم مجھ سے بالکل فضول بحث کررہے ہو۔ کسی سے بات کرنا چاہتے ہو تو ضرور کرلو۔ لیکن فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہئیے۔ ورنہ نتائج کے ذمہ دار تم خود ہوگے گارتھا ورتھا نے کہا اور شعبان گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔"

"اچھا میں ابھی آنٹی دردانہ سے اس موضوع پر بات کرتا ہوں اور اس کے بعد وہ رکے بغیر کیبن سے باہر نکل آیا۔ دوڑتا ہوا دردانہ کے کیبن میں پہنچا تھا دردانہ اس وقت آرام سے بیٹھی ہوئی تھی فوراً ہی سنبھل گئی۔"

خیریت تو ہے۔ کیا بات ہے۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہوگئی۔

"آنٹی آپ۔ آپ براہ کرم جلدی سے انکل شیرازی کو بلائیے وہ عورت تو میری جان کی دشمن ہوگئی ہے۔"

"کیا کررہی ہے وہ۔" دردانہ اچھل کر کھڑی ہوگئی۔

"شادی۔ شعبان نے مسخرے پن سے جواب دیا اور دردانہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔"

"شعبان شرارت مت کرو۔"

"آنٹی شرارت وہ کررہی ہے۔"

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ۔"

"دھمکیاں دے رہی ہے کہتی کہ اگر میں نے اس سے شادی نہ کی تو نتائج کے ذمہ دار ہم سب ہوں گے۔ آنٹی ویسے ہی بہت خطرناک عورت ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ دردانہ خونخوار نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی تو شعبان سہم کر بولا۔"

"میں نے اس سے کچھ نہیں کہا آنٹی۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ وہ ناگن ہے شعبان اور ناگن جب تک زندہ رہے گی ڈستی رہے گی کوئی نہ کوئی وار کرتی رہے گی یہ یہ مجھے یقین ہے۔ ان لوگوں کو اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ نہ کیا تو پچھتائیں گے۔"

"آپ جو کچھ بھی فیصلہ کریں آنٹی کم ازکم میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔" دردانہ غصے کے باوجود پھر ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"میں اسد شیرازی سے بات کرتی ہوں اور اس کے بعد دونوں ہی باہر نکل آئے۔ اسد شیرازی کیپٹن ایڈگر مورالس سے گفتگو کررہا تھا۔ دردانہ اور شعبان کو دیکھ کر ان کی جانب متوجہ ہوگئے۔"

"ہاں دردانہ کوئی خاص بات"

"جی سر۔ دردانہ نے سرد لہجے میں کہا۔"

"بتاؤ۔ یا کیپٹن ایڈگر مورالس کے سامنے نہیں بتایا جاسکتی۔"

"نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس وہی ایک مسئلہ اس کے علاوہ کوئی اور مسئلہ نہیں ہے۔"

"یعنی گارتھا ورتھا۔"

"جی سر۔"

"اس کے بارے میں ابھی ہم دونوں گفتگو کررہے تھے مگر خیر چھوڑو تم بتاؤ کیا ہوا۔ کوئی نئی بات ہوگئی؟"

"شعبان سے پوچھے"

"م۔ میں۔ میں آنٹی۔ م میں کچھ نہیں بتاؤں گا میں جارہا ہوں میں باہر جارہا ہوں۔ فیصلہ آپ خود کر لیجیئے۔" شعبان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔ اسد شیرازی اور دردانہ اسے دیکھتے رہے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس بھی حیران سا تھا۔

"کیا ہوا۔ مس دردانہ۔" اس نے پوچھا اور دردانہ اسے گارتھا ورتھا کے بارے میں بتانے لگی۔ ایڈگر مورالس ہنس پڑا تھا پھر اس نے اسد شیرازی سے کہا۔

"تو پھر میرے خیال میں آپ امیر ارتقاہاشی سے اس موضوع پر گفتگو کرلیجیئے گا اور دردانہ صاحبہ آپ ابھی شعبان کو کنٹرول کریں۔ کل دن کی روشنی میں ہم یہ سارے فیصلے کرلیں گے۔ شعبان سے کہیں کہ ابھی اسے ہاتھ میں رکھے اور کسی بھی طرح اسے نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے۔ ویسے تو ہم نے بھی اس کی نگرانی کے لئے سارے انتظامات کو لئے ہیں لیکن شعبان کا اسے قابو میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔"

"جی مسٹر ایڈگر مورالس۔ ٹھیک ہے دردانہ نے کہا اور وہاں سے باہر نکل آئی۔ اس نے شعبان کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں اور شعبان کو ایک اور مشکل میں گرفتار پایا۔ وہ سینڈرا تھی جو شعبان سے تیز تیز لہجے میں باتیں کررہی تھی اور شعبان اسے بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہہ رہا تھا۔ دردانہ اچانک ہی سنبھل گئی۔ وہ عقب سے ہوتی ہوئی اس جگہ پہنچ گئی جہاں سینڈرا اور شعبان باتیں کررہے تھے دونوں کو یہ اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ دردانہ ان کے قریب موجود ہے۔ سینڈرا کہہ رہی تھی۔"

٭

"اور تم۔ تم یقین کرو شعبان میرے ڈیڈی تمہیں بے پناہ چاہتے ہیں۔ بڑے انوکھے انداز میں سوچتے ہیں وہ تمہارے بارے میں لیکن میرا نظریہ تبدیل ہوگیا ہے۔"

"مس سینڈرا آپ مجھے ایک بات بتائیے۔ کیا میں نے خود کبھی آپ سے اظہار محبت کیا۔" شعبان نے کہا۔

"زبان سے اظہار محبت نہ کیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" سینڈرا آہستہ سے بولی۔

"تو پھر وہ کون سا ذریعہ ہوسکتا ہے جس سے کسی لڑکی کو یہ یقین دلادیا جائے کہ اس کے سامنے جو شخص ہے وہ مرد ہو یا عورت صرف اس کا دوست ہے اور اس کے دل میں اس کے لئے محبت کا پودا نہیں لگا ہے۔"

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو شعبان۔"

"بالکل نہیں۔ مس سینڈرا درحقیقت پروفیسر بیرن اتنے عظیم انسان ہیں کہ میں ان کے کسی کتے سے بھی مذاق نہیں کرسکتا اور نہ اس کا مذاق اڑاسکتا ہوں۔ لیکن مس سینڈرا میں نے آپ کو ایک دوست کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مس سینڈرا اگر آپ کے دل میں یہ تصور پیدا ہورہا ہے تو براہ کرم آپ اسے ذہن سے نکال دیں۔ میری زندگی کا سودا ہوچکا ہے۔ درحقیقت میں محبت کرتا ہوں ایک ایسی شخصیت سے جسے میں نے نہیں دیکھا ایک ایسی ہستی سے جسے میں نہیں جانتا۔ ہاں مس سینڈرا میں میں صرف ایک تصور سے پیار کرتا ہوں۔ براہ کرم اپنے آپ کو سنبھال لیجیئے۔ میں آپ کے اچھے دوستوں میں شامل ہوسکتا ہوں۔"

شعبان خاموش ہوگیا اسی وقت سینڈرا کی نگاہ دردانہ پر پڑ گئی اور وہ ایک دم سے سنبھل گئی۔ چند لمحات دردانہ کو دیکھتی رہی اور اس کے بعد تیز تیز قدموں سے واپس پلٹ گئی۔ دردانہ شعبان کے پاس پہنچ گئی تھی۔ شعبان کا چہرہ مظلومیت کا شکار نظر آتا تھا۔

"اب کیا مصیبت آئی؟"

"مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں آنٹی آپ کے علاوہ بس جہاز پر کسی عورت کو نہیں ہونا چاہئیے تھا۔ وہ تو شکر ہے کہ وہ تمام عورتیں امیر ارتقاہاشی کی بیویاں ہیں ورنہ نجانے جہاز پر کیا کیا قیامتیں لوٹتیں۔"

دردانہ ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"کیا کہہ رہی تھی یہ لڑکی۔"

"چھوڑئیے آنٹی۔ وہ بہت بڑے آدمی کی بیٹی ہے۔ میں پروفیسر بیرن کی بے انتہا عزت کرتا ہوں اور میری خواہش ہے آنٹی کہ سینڈرا کو اس مصیبت کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔ وہ مجھ سے اظہار محبت کررہی تھی۔ اس کا کہنا ہے کہ میں گارتھا ورتھا کے جال میں پھنس گیا ہوں۔ یہ لوگ

مجھے اپنے جال میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ نجانے کیا سمجھ رہے ہیں یہ مجھے۔ آنٹی ان میں سے کوئی مجھے نہیں سمجھ سکا۔ یہ رہی ہیں آنٹی۔ انہیں بتایئے کہ میں میں۔"

شعبان اچانک خاموش ہو گیا۔ دردانہ سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں شعبان۔ سب ٹھیک ہو جائے گا دردانہ نے اسے تسلی دی اور شعبان گردن جھٹک کر ایک جانب چلا گیا۔

وہ عرشے کے ایک گوشے سے جا لگا تھا اور اس کی نگاہیں سمندر پر جمی ہوئی تھیں۔ نجانے کیوں اس وقت وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ بہت دور سمندر کے آخری کنارے پر جہاں آسمان اور پانی ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے اسے ایک چہرہ نظر آ رہا تھا ایک انوکھا چہرہ جسے اس نے اپنی زندگی سے زیادہ قیمتی سمجھ کر اپنے پاس ہی محفوظ رکھا تھا۔ کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اسے۔ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ شعبان کے لباس کے ایک حصے میں ایک تصویر چھپی ہوئی ہے۔ جسے وہ کسی بھی قیمت پر اپنے آپ سے جدا نہیں کرتا اور جو ایک واٹر پروف کاغذ میں لپٹی ہوئی اس کے سینے سے بندھی ہوئی ہے۔ وہی تصویر جو جاپان میں اسے دی گئی تھی۔

اخناطون کا ماحول ابھی تک سنسنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ جو کچھ گزری تھی اس سے ہر شخص متاثر تھا۔ رات گزر گئی دوسری صبح پورے اخناطون پر تمام لوگ پھیل گئے۔ ایک ایک چیز کا جائزہ لیا جانے لگا تمام چیزیں جو منتشر ہو گئی تھیں انہیں سنبھال کر رکھا جانے لگا۔ پروفیسر بیرن وغیرہ بھی کاموں میں مصروف تھے۔ گویا اخناطون پر ایک نئی زندگی کا آغاز کیا جا رہا تھا اور وہ سب کے سب پوری محنت سے اخناطون کو دوبارہ سنوارنے میں مصروف تھے ہر ذہن ایک نئی کیفیت کا شکار تھا انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے جہاز پر کوئی طلسمی چادر آ پڑی ہو۔ جس نے اس کے پورے ماحول کو ڈھک لیا ہو اور اب وہ اپنے آپ کو اس سحر سے آزاد پا رہے تھے تو اخناطون ان کی نگاہوں میں ایک نئی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ ان کا یہ قیمتی اور شاندار جہاز محفوظ ہے گار تھاور تھا کے آنے کے بعد ہی کہانیاں بدل گئی تھیں اور دلچسپ بات یہ کہ گار تھاور تھا ان تمام ہولناک واقعات کی ذمہ دار ہونے کے باوجود اس وقت بھی ایک اہم شخصیت ہونے کی وجہ سے جہاز پر موجود تھی۔ گو دل سے کوئی اس کی شخصیت کو قبول نہیں کرتا تھا لیکن ہر ذہن میں گھٹن ضرور تھی کہ کم از کم اس کے سلسلے میں کارروائی مکمل ہو جائے۔ گار تھاور تھا اپنے کیبن ہی میں تھی۔ شعبان خاص طور سے ادھر اُدھر چھپا پھر رہا تھا کہ کہیں گار تھاور تھا کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ اور اس کے لیے اس نے اپنے آپ کو مختلف گوشوں میں مصروف رکھا تھا۔ صرف دردانہ تھی جو اس کی اس کیفیت سے واقف تھی لیکن اس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ نہیں بلکہ تشویش کے آثار تھے کہ کسی طرح اس مسئلے کا حل دریافت کر لیا جائے۔ لنچ کے بعد اتفاقیہ طور پر ہی سب جمع ہو گئے۔ اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہونے لگی۔ امیر ارتقاہاشی بھی تھا۔ ایڈگر مورالس بھی۔ پروفیسر بیرن۔ اسد شیرازی دردانہ سب ہی لوگ یکجا ہو گئے تھے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد گار تھاور تھا بھی ان کے درمیان پہنچ گئی۔ ان سب نے عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ گار تھاور تھا کے چہرے پر ایک سنگین خاموشی طاری تھی۔ ان کے نزدیک آ کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"آپ مجھ سے کچھ الگ الگ محسوس ہوتے ہیں اور میں نے یہ غور کیا ہے کہ جہاز پر آنے کے بعد آپ کا رویہ تبدیل ہو گیا ہے۔ درحقیقت میں خود بھی آپ سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتی تھی۔ شعبان بھی صبح سے مجھ تک نہیں پہنچا براہ کرم اسے طلب کیجیے گا۔"

اسد شیرازی نے دردانہ کو اشارہ کیا اور دردانہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ شعبان کو تلاش کر کے وہاں تک لے جانے میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی۔ جب وہ وہاں پہنچ گیا تو گار تھاور تھا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شعبان میں نے تم سے کچھ کہا تھا۔"

"وہ۔ وہ۔ مسٹر شیرازی۔ آنٹی، آنٹی"

شعبان لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔ دردانہ نے آہستہ سے کہا۔"

"شعبان نے مجھے بتایا تھا کہ میڈم ورتھا اپنی اس تمام

خدمات کے عوض اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں۔"

اسد شیرازی سرد لہجے میں بولا۔

"لیکن میڈم ورتھا تو امیر ارتقاہاشی کی بیوی ہیں۔ اور میرے خیال میں امیر ارتقاہاشی نے ابھی تک انہیں طلاق نہیں دی۔"

"اوہ یہ۔ سب ڈھونگ تھا۔ آپ لوگ بار بار میرے منہ سے یہ سننا کیوں چاہتے ہیں کہ امیر ارتقاہاشی سے شادی صرف ایک ڈرامہ تھا۔"

"امیر ارتقاہاشی اس سلسلے میں کچھ کہنا پسند کریں گے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس نے کہا۔ امیر ارتقاہاشی نفرت بھرے لہجے میں بولا۔

"ہاں مجھے اپنی بدکاری کی بدترین سزا مل گئی ہے۔ بے شک یہ کھیل ہوا تھا لیکن اگر ضروری سمجھا جاتا ہے تو گار تھاور تھا کو فوری طور پر طلاق دینے کا خواہشمند ہوں اس عورت کے سائے سے بھی اب مجھے نفرت ہے۔ اپنی تمام کوتاہیوں کی سزا بھی بھگت چکا ہوں۔ اور ایک بار پھر آپ لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے۔ تو اب مسئلہ شعبان کا رہ جاتا ہے۔ فرض کیجیے کہ آپ گار تھاور تھا کی نگاہوں میں ایک ذرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تو پھر شعبان اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"آنٹی۔ یہ سوال مجھ سے نہ کیا جائے۔ شعبان نے پہلی بار ٹھوس لہجے میں کہا۔"

"شعبان فرض کرو ہم تمہیں اس سارے مسئلے میں ایک بار پھر آپریشن کمانڈر بنا دیتے ہیں میڈم ورتھا کے بارے میں فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہو گا۔"

"کیا میں اس کے لیے مجبور کیا جا رہا ہوں۔"

"ہاں یہ سمجھ لو کہ یہ میرا حکم ہے۔ اسد شیرازی نے کہا اور شعبان کا انداز ایک دم بدل گیا۔ اس نے چند لمحات سوچا پھر وہ ٹھوس لہجے میں بولا۔

"اگر میڈم گار تھاور تھا کا کیس میرے سپرد کیا جا رہا ہے تو پھر میں اپنا فیصلہ سنانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا لیکن ایک بات ذہن نشین کر لی جائے یہ فیصلہ آخری ہو گا اور اس میں کسی کو بولنے کی گنجائش نہیں ہو گی۔"

"تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس نے کہا۔"

"آپ تمام لوگوں کو میرے فیصلے پر اعتراض تو نہیں ہو گا۔"

"ہرگز نہیں۔ سب نے بیک وقت کہا۔"

"اور میڈم ورتھا آپ کو؟"

"میں فیصلہ سننا چاہتی ہوں اس کے بعد اپنے بارے میں کچھ کہوں گی۔"

"میڈم ورتھا اخناطون ایک تحقیقی جہاز ہے۔ اور اس کا مشن انسانیت کی بھلائی کے لیے اہم ترین حیثیت رکھتا ہے۔ ہم سب کی انتہائی دلی خواہش ہے کہ ہم اپنے مقصد کی تکمیل کرتے رہیں۔ آپ مجرمانہ طور پر اوشین ٹریژر کے حکم کے تحت اس جہاز تک پہنچیں۔ آپ نے امیر ارتقاہاشی سے شادی کی۔ اس کے بعد سب میرون کا معاملہ درمیان میں آیا۔ پھر آپ نے ہمارے جہاز پر آرڈی شاؤٹ کا قبضہ کرا دیا۔ اور اس کے لیے ہمارے آدمیوں کی زندگی خطرے میں ڈالی گئی۔ اس کے بعد اخناطون غیروں کے قبضے میں پہنچ گیا۔ ہم اور ہمارے ساتھیوں کو قیدیوں کی حیثیت سے رہنا پڑا۔ آپ کی اپنی ذمہ داری تھی اور آپ کی اپنی سازش تھی کہ آپ نے آرڈی شاؤٹ کو قتل کرایا۔ اور اس کے بعد یہ نیا کھیل کھیلا لیکن اخناطون کی عدالت آپ کو ایک مکمل طور پر مجرم قرار دیتی ہے۔ چنانچہ میرا پہلا حکم ہے کہ میڈم گار تھاور تھا کو فوراً گرفتار کر لیا جائے۔ پروفیسر بیرن ایڈگر مورالس دونوں کھڑے ہو گئے۔ گار تھاور تھا اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی لیکن دونوں اس کے اردگرد جا کھڑے ہوئے اور انہوں نے پستول گار تھاور تھا کے جسم سے لگا دیے۔"

"نہیں میڈم ورتھا آپ کوئی حرکت نہیں کریں گی۔"

ایڈگر مورالس نے کچھ لوگوں کو اشارہ کیا۔ جو آس پاس موجود تھے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد گار تھاور تھا کے ہاتھ اس کی پشت پر کس دیے گئے۔ گار تھاور تھا کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ وہ شعبان کو خونی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

لیکن شعبان اس وقت پتھرایا ہوا محسوس ہوتا تھا اس نے پتھریلے لہجے میں کہا۔

"میرا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ اب سے تھوڑی دیر کے بعد انہیں ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر میں اتار دیا جائے۔ اور جس طرح یہ اختاطون تک پہنچی تھیں اسی طرح انہیں اختاطون سے دور کر دیا جائے۔ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جس طرح میں نے لڈگارون اور اس کے ساتھیوں کو معاف کر دیا اسی طرح میں میڈم گار تھا اور تھا کو بھی اختاطون پر موت کے گھاٹ نہیں اتارنا چاہتا۔ انہیں کھانے پینے کی کچھ اشیاء فراہم کر دی جائیں اور اس کے بعد ان کی کشتی کو سمندر میں چھوڑ دیا جائے۔ بعد میں ان کی تقدیر کہ یہ زندہ بچتی ہیں یا موت کے گھاٹ اتر جاتی ہیں اور آپریشن کمانڈر کا یہ عہدہ مجھے دینے کے بعد میں اپنے اس فیصلے میں کوئی ترمیم برداشت نہیں کروں گا۔ شعبان نے کہا اور تیز تیز قدموں سے وہاں سے پلٹ کر واپس چل پڑا۔ اس کے الفاظ کی بازگشت گونج رہی تھی اور سب عجیب سے انداز میں اس کے بارے میں سوچ رہے تھے۔"

شعبان نگاہوں سے دور ہو گیا تھا۔ فضا میں ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا فیصلہ اتنا سخت ہو گا۔ گار تھا کے چہرے پر خون کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں۔ کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی اور ایڈگر نے اس خاموشی کو توڑا۔

"اس نے جو فیصلہ کیا ہے اسے پورا کیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے آپ اسی کی ہدایت کے مطابق تیاریاں کیجیئے۔" اسد شیرازی نے کہا۔

گار تھا نے گردن اٹھائی آنکھیں کھولیں ایک ایک کا چہرہ دیکھا اور بولی۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ لوشین ٹریزر کے لئے کام کرتے ہوئے میں بہت عرصے سے اپنے محور سے الگ ہو گئی ہوں میں نے اپنی شخصیت کھو دی ہے اور غلط فیصلوں کے خمیازے اسی طرح بھگتنے پڑتے ہیں اور میں جس نقصان سے دوچار ہو چکی ہوں شاید کبھی اس کا ازالہ نہ ہو سکے۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" سب خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔ گار تھا نے کہا۔

"لوشین ٹریزر، اختاطون اور اسد شیرازی کی کارروائیوں سے الجھن کا شکار ہو گیا ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس نے نامعلوم سمندروں میں جہاں انسانی پہنچ نہیں ہے جہاں جہازی راستے نہیں ہیں اپنے ادارے قائم کئے ہوتے ہیں اور ایسے پوائنٹس آپ لوگ درمیان میں دیکھ چکے ہیں یقینی طور پر آپ کا واسطہ مستقبل میں ایسے پوائنٹس سے پڑے گا اور لوشین ٹریزر مسلسل یہ کوششیں جاری رکھے گا کہ آپ لوگوں کے راستے روکے وہ نہیں چاہتا کہ سمندری تحقیقات کے سلسلے میں کوئی اور اس طرح پر کام کرے کہ اس کا مدمقابل ہو جائے میں اگر زندہ رہ سکتی تو آپ لوگوں کی اس سلسلے میں مدد کر سکتی تھی اور میں نے یہ آغاز کافی دن پہلے سے کر دیا تھا۔ بے شک ان کی ہدایت پر میں آپ لوگوں کو پوائنٹ ڈبل سیون تک لے آئی تھی۔ لیکن مجھے یہ احساس ہوا کہ آپ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور جب میں وہاں سے فرار ہوئی اور شعبان مجھے ملا تو یہ شعبان کی کوششیں نہیں تھیں کہ آپ لوگوں کو رہائی دلائی جا سکے بلکہ اس سلسلے میں اصل کام میں نے کیا تھا۔ اگر آپ کے ہاں بہتری کا یہی صلہ ملتا ہے تو ضرور مجھے یہ صلہ دیجیئے لیکن میں ایک بات اور کہنا چاہتی ہوں۔ میری موت آپ لوگوں کے حق میں ہو گی۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے بے یار و مددگار سمندر میں چھوڑ دیا جائے تو میں زیادہ عرصے زندہ نہ رہ سکوں۔ مگر جو موت مجھے آ جائے گی وہ بہت اذیت ناک ہو گی اور میں اس اذیت ناک موت سے بچنا چاہتی ہوں میں نے دو صورتیں رکھی ہیں۔ مجھے معاف کر کے اپنے آپ میں شامل کر لیجیئے میں آپ کی بہت سے مرحلوں پر مدد کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے یہیں اسی جہاز پر ہلاک کر دیجیئے۔ میرے ساتھ یہ ناانصافی مناسب نہیں ہو گی۔ ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ اگر کسی طرح مجھے سمندر سے نکلنے کا موقع مل گیا تو میری زندگی کا باقی مقصد اختاطون کو تباہ کرنا ہو گا۔ آپ لوگوں کو ہر طرف سے نقصان پہنچانا ہو گا اور شاید مجھ جیسی عورت اس میں کامیاب ہو جائے۔ فیصلہ آپ لوگ خود کر لیجیئے۔"

ایڈگر ہنس پڑا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم دنیا کی چالاک ترین عورت ہو۔ ہم لوگ اب تمہارے لفظوں کی حقیقتیں سمجھنے لگے ہیں۔ شعبان کو آپریشن کمانڈر بنایا گیا ہے اور وہ جو فیصلہ کر کے گیا ہے ہم سب لوگ اس سے پوری طرح متفق ہیں۔ تمہاری تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ باقی جہاں تک رہا اختاطون کو نقصان پہنچانے کا مسئلہ تو ہم اس کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں گے۔ براہ کرم گار تھا کی حفاظت کی جائے اس وقت تک جب تک کہ میں باقی کارروائیاں مکمل نہ کر لوں۔"

ایڈگر چلا گیا ایک چھوٹی سی کشتی تیار کی گئی اس میں شعبان کی ہدایت کے مطابق تمام ضروری سامان رکھا گیا اور اس کے بعد گار تھا کو اس میں بٹھا کر کرین کے ذریعے نیچے اتار دیا گیا وہ خاموش تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک پتھریلی کیفیت طاری تھی۔ شعبان کچھ فاصلے پر کھڑا یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا اور بالکل بے پروا نظر آتا تھا۔ دور کھڑے ہوئے اسد شیرازی نے دردانہ کے کان میں کہا۔

"کیا یہ انوکھا انسان نہیں ہے دردانہ۔"

"بعض اوقات تو یوں لگتا ہے جیسے ہم اس سے بالکل ہی اجنبی ہوں اسے کسی بھی طور نہ جانتے ہوں، تعجب کی بات ہے۔" اسد شیرازی ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا۔

اختاطون کا نیا سفر شروع ہو گیا تھا۔ چونکہ طویل عرصے تک وہ زندگی کے معمولات سے کٹے رہے تھے اور پریشانیوں کا شکار رہے تھے زندگی اور موت کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ امیر ارتقا باشی جھینپا جھینپا نظر آتا تھا ویسے ان دنوں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا سلوک کر رہا تھا۔ اس کی بیویاں بھی خوش نظر آتی تھیں لیکن جب بھی کبھی ان لوگوں کا سامنا ہوتا اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آنے لگتے۔ حالانکہ اس کے بعد کسی نے اس سے کسی طرح کی بے تعلقی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا بلکہ ایک بار جب گفتگو ہو رہی تھی تو سب ہی نے متفقہ طور پر یہ الفاظ کہے تھے کہ امیر ارتقا باشی سحر کے زیر اثر آ گیا تھا اور وہ جادوگرنی اس پر چھا گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی ذہنی کیفیتیں معطل ہو گئی تھیں اور وہ لمحات ایسے نہیں ہیں کہ انہیں درج کیا جائے۔"

اختاطون کا یہ تفریحی مشغلہ جاری تھا بہت سے ایسے معاملات پر ابھی تک کھل کر گفتگو نہیں کی گئی تھی جو ان کے ذہنوں میں کھٹک رہے تھے۔ شعبان ریلنگ سے ٹکا سمندر میں جھانک رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک تھی اور اس وقت اگر کوئی اس چمک کو دیکھ لیتا تو شعبان کو ایک نیا انسان کہہ سکتا تھا۔ یہ چمک عام انسانی آنکھوں میں نہیں ہوتی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سمندر کی گہرائیوں کو ناپ رہا ہو۔ دفعتاً ہی قدموں کی چاپ ابھری اور اس نے چونک کر پیچھے کی سمت دیکھا اب اس کی آنکھوں کی کیفیت بحال ہو گئی تھی۔ آنے والی سینڈرا تھی جو ایک خوبصورت لباس میں اسی کی جانب آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک سنگین سی خاموشی طاری تھی۔ شعبان نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور سینڈرا اس کے قریب پہنچ گئی۔

"ہیلو شعبان۔"

"ہیلو سینڈرا۔" شعبان نے خوشگوار انداز میں کہا۔

"شعبان تم سے چند باتیں کرنا ہیں پسند کرو گے۔ تمہاری تنہائیوں میں مداخلت تو نہیں کی میں نے۔"

"نہیں! نہیں! ایسی کیا بات ہے آؤ بیٹھو۔"

"نہیں پلیز۔" وہ ریلنگ سے ٹک کر کھڑی ہو گئی۔

"کہو کیا بات ہے؟" شعبان نے کہا۔

"شعبان بہت غور کیا ہے میں نے اپنے آپ پر بہت کچھ سوچا ہے۔ میری ان کیفیات سے میرے ڈیڈی بھی غافل نہیں ہیں۔" شعبان نے گہری سانس لی اور خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ سینڈرا نے پوچھا۔

"پوچھو گے نہیں کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں؟"

"بتاؤ سینڈرا۔" شعبان نے کہا۔

"شعبان میرے ڈیڈی نے مجھے اپنے وطن میں میرا مطلب ہے جہاں ہم لوگ رہتے تھے عام انسانی زندگی سے

بہت دور رکھا۔ جیسا کہ میں نے تمہیں مختصر الفاظ میں بتایا۔ مجھے نوجوانوں کے ساتھ کھل کھیلنے کی بالکل اجازت نہیں تھی۔ میری بالکل الگ دنیا بن گئی تھی۔ انہوں نے میرے لئے بھی ایسی مصروفیات پیدا کردی تھیں کہ مجھے تنہائی محسوس نہ ہو اور اس کے بعد اس سمندری سفر کا آغاز ہوا ڈیڈی مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ یہاں آنے کے بعد ڈیڈی نے مجھ پر پابندیاں برقرار رکھیں لیکن تم سے تھوڑا سا رابطہ ہوگیا اور اس کے نتائج جو نکلے آج انہیں دیکھ کر یہ کہتی ہوں کہ ڈیڈی نے میرے لئے جو کچھ سوچا تھا وہ بالکل درست تھا۔ انسانی ذہن نجانے کیسی کیسی الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض لوقات ان الجھنوں سے نمٹنا اس کے بس میں نہیں ہوتا۔ سو مجھے بھی ایسا ہی حادثہ پیش آیا شعبان اس سے زیادہ کھل کر میں تم سے اور کیا کہہ سکتی ہوں کہ اب میری زندگی میں تمہارے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ جب بھی سوچتی ہوں اپنے مستقبل پر غور کرتی ہوں اپنی چاہتوں کا تجزیہ کرتی ہوں تو تم میرے سامنے آجاتے ہو۔ گویا اب اس کائنات میں تمہارے علاوہ میرے لئے اور کچھ نہیں ہے اور میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تم میری زندگی کو اپنی زندگی میں شامل کرنا پسند کروگے۔"

"نہیں!" شعبان نے بالکل نارمل لہجے میں کہا۔

سینڈرا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ کسی شخص سے اس صاف گوئی کی توقع نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ خاص طور سے ایسے الفاظ کے جواب میں۔ سینڈرا اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"وجہ بتا سکتے ہو۔"

"نہیں!" شعبان نے پھر اسی انداز میں کہا۔

"گویا! تمہاری نگاہوں میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔"

"ہے۔" "تم پروفیسر بیرن کی بیٹی ہو اور پروفیسر بیرن میرے لئے اس جہاز پر بہت زیادہ محترم شخصیت ہیں۔ میں انہیں اپنا استاد تسلیم کرتا ہوں اور ان کے رشتے سے تم میرے لئے اہمیت کی حامل ہو۔ لیکن ایک اچھی دوست کی حیثیت سے زندگی میں شامل ہونے کا جہاں تک مسئلہ ہے تو پہلی بات تو میں تمہیں یہ بتادوں کہ میں اپنے مستقبل سے بے خبر ہوں۔ اگر تم اہمیت کی بات کرتی ہو تو میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں آج تک میں نے آنٹی دردانہ یا انکل شیرازی سے بھی نہیں کہا۔ ان دونوں کا نام میں نے اس لئے لیا ہے سینڈرا کہ میں نے جب ہوش کے عالم میں دنیا دیکھی تو اس دنیا میں یہی دونوں افراد مجھے نظر آئے۔ جو میرے اپنے تھے۔ جنہوں نے میری شخصیت کو زمین سے اٹھا کر بلندی تک پہنچادیا اس لئے میں اس کائنات میں سب سے زیادہ ان سے محبت کرتا ہوں۔ دل کے گوشوں میں کچھ اور احساسات بھی ہیں لیکن انہیں ابھی الفاظ کا روپ نہیں دے سکا۔ تاہم تم ایسی شخصیت ہو جسے میں ایک اہم حیثیت دے رہا ہوں میں نے تم سے ابھی کہا کہ میں اپنے مستقبل کا تعین نہیں کرسکا ہوں۔ میری زندگی کا ایک دور اس وقت سے جب میں نے ایک گندی سی بستی میں ہوش سنبھال آج تک گزرتا رہا ہے میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ لیکن سینڈرا مجھے اس سے آگے خلا میں کچھ بھٹکے بھٹکے سے نقوش محسوس ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے میں اپنے اطراف میں کوئی ایسا ماحول رکھتا ہوں جو میرا اپنا ماحول ہے۔ جس سے مجھے واقفیت ہے۔ لیکن اس ماحول پر اب دھند چھائی ہوئی ہے۔ میں اس دھند کو مجبور کرنا چاہتا ہوں سینڈرا۔ میں اسی کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ اس دھند میں میرے اپنے چھپے ہوئے ہیں وہ جن سے میرے دوسرے رشتے ہیں تمہیں شاید میں صحیح الفاظ میں نہ بتاسکوں کہ یہ رشتے کیا ہیں، کیونکہ ان رشتوں کا ابھی تک میری نگاہوں میں بھی مفہوم نہیں ہے سینڈرا جب تک میں اپنے آپ کو تلاش نہ کرلوں میں اپنی زندگی میں کسی دوسرے کی شمولیت کیسے پسند کرسکتا ہوں اور اگر وہ دوسرا کوئی ایسا ہوتا جسے میں اس دھند میں داخل ہونے سے پہلے اپنی زندگی کا ساتھی بنا سکتا تو شاید وہ تم نہ ہوتیں۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ وضاحت میں اور نہیں کرسکتا۔" سینڈرا خاموش ہوگئی اس نے گردن جھکالی کہنے کے لئے اب کیا باقی رہ گیا تھا اس سے زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اس نے گہری سانس لی اور آہستہ سے بولی۔

"مجھے غور کرنا ہوگا شعبان کہ میں تمہاری دوست رہ سکتی ہوں یا نہیں۔"

"سنو دوست نہ رہ سکو تو دشمن مت بن جانا۔ مجبوریوں پر غور کرلینا چاہئے۔ میں تمہیں دھوکا دے سکتا ہوں۔ سینڈرا اس دنیا میں میں نے بہت وقت گزار دیا ہے یہ سب مجھے میرے لئے ناشناس نہیں ہے۔ میں حالات کو سمجھتا ہوں میں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ میں اپنی مرضی سے اگر کسی کو کچھ دینا چاہوں اپنے وجود میں سے تو نہیں دے سکتا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرا وجود مجھ پر قرض ہے۔ مجھے کچھ اور کرنا ہے سینڈرا۔ سینڈرا ایک چہرہ میرے ذہن میں گردش کرتا ہے ایک تصویر میرے دل کے انتہائی گوشوں میں پوشیدہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ کسی کا کہنا ہے کہ وہ سمندر کی مخلوق ہے۔ سمندر میں رہتی ہے سمندر سے شاید میرا عشق اسی کی وجہ سے ہے۔ یا پھر کیا ہے۔ اس دھند کے دوسری جانب ہے جسے میں دیکھ نہیں پاتا لیکن سینڈرا وہ تم نہیں ہو۔"

سینڈرا آہستہ قدموں سے پلٹی اور اس کے بعد واپس چلی گئی۔ شعبان گہری سانس لے کر سمندر کی جانب دیکھنے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز روشنی کی چمک پھر سے بیدار ہوگئی تھی۔ بہت دور تک وہ نگاہیں دوڑاتا رہا اور پھر دفعتاً اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ بہت دور نگاہوں کی حد سے بھی آگے جہاں دوسرے نہ دیکھ سکیں شاید مشینی آنکھ اس جگہ کو دیکھ سکتی، شعبان کو ایک روشنی نظر آئی تھی ایک انوکھی روشنی۔ دھندلی دھندلی مدھم مدھم لہروں میں ڈوبی ہوئی وہ اس روشنی کو دیکھتا رہا۔ اس کی ذہنی قوتیں اس روشنی کی جانب پرواز کررہی تھیں اور پھر اس نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں وہ تیزی سے واپس پلٹا اور برج کی جانب جانے لگا۔ دوڑتا ہوا وہ برج پر پہنچا یہاں ایڈگر موجود نہیں تھا بلکہ کچھ اور لوگ برج سنبھالے ہوئے تھے۔

"سنو! اپنے ورمن لینس سے دیکھو دور اس سمت جدھر میں اشارہ کروں۔" اس نے وہاں موجود لوگوں سے کہا اور وہ فوراً ہی اس کی بات پر مستعد ہوگئے۔ آلات استعمال کئے جانے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس روشنی کو فوکس کرنے میں کامیاب ہوگئے جس کے بارے میں شعبان نے بتایا تھا وہ روشنی نظر آرہی تھی لیکن یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ وہ لوگ اس کا تجزیہ کرتے رہے۔ شعبان بھی اسے دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے کہا۔

"کیپٹن ایڈگر سے میری بات کراؤ۔" کیپٹن ایڈگر اس وقت اپنے کیبن میں شاید سو رہا تھا کیونکہ خاصی دیر کے بعد اس سے رابطہ قائم ہوا۔

"ہاں کیا بات ہے۔ خیریت؟"

"کیپٹن میں شعبان ہوں۔"

"کہو شعبان خیریت؟"

"ہاں کیپٹن آپ کی اس وقت برج پر موجودگی ضروری ہے۔"

"میں آرہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایڈگر مورالس شعبان کے پاس پہنچ گیا۔"

"ادھر دیکھئے وہ کیا ہے؟" ایڈگر دیکھتا رہا۔ کافی دیر تک وہ تجزیہ کرتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایک جہاز ہے جو سمندر پر لنگر انداز ہے۔"

"کیا اس جگہ کھلے سمندر میں کسی جہاز کا لنگر انداز ہونا قرین قیاس ہے۔"

"لیکن وہ ہے۔"

"یقیناً کسی مصیبت کا شکار ہے۔ کیا خیال ہے ہم اسے دیکھیں۔"

"حرج بھی کیا ہے۔" کیپٹن نے کہا۔

"تب" شعبان نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ایڈگر نے فوری انجن روم کو ہدایت جاری کی اور اس کے بعد برج پر سے جہاز کا رخ کنٹرول کیا جانے لگا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد جہاز نے اپنا رخ تبدیل کرلیا۔ اور ایک لمبا چکر لینے کے بعد اس روشنی کی جانب بڑھنے لگا۔ کسی اور کو اس بارے میں اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا گیا تھا لیکن ایک کیپٹن اور نائب کیپٹن کی حیثیت سے ان لوگوں نے وہ تمام ضروری اقدامات کرلئے تھے۔ اور تمام لوگوں کو خصوصی طور پر مستعد

کردیا گیا تھا۔ ہر آدمی نے اپنی اپنی جگہ سنبھال لی اور مستعد ہوگیا۔ اس وقت جب رات اپنے آخری پہر میں داخل ہو رہی تھی وہ اس جہاز کے قریب پہنچ گئے جو اب صاف نظر آرہا تھا۔ کسی شاندار کمپنی کا بہت خوبصورت جہاز تھا۔ لیکن اس وقت وہ سمندر پر ساکت تھا۔ مدھم مدھم روشنیاں جل رہی تھیں۔ جہاز کے جنریٹر چل رہے تھے اور ان کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جہاز سے تقریباً اتنے فاصلے پر جہاں تک پہنچنا ممکن تھا پہنچنے کے بعد ایڈگر مورالس نے اپنے جہاز کی رفتار سست کردی اور پھر شعبان سے مشورے کرنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہیں سے اس کا تجزیہ کرنا چاہیئے۔ اور دن ہونے کا انتظار بھی، شعبان نے اس بات سے اتفاق کیا بڑی بڑی دوربینیں نصب کرلی گئیں اور اس کے بعد وہ لوگ اس جہاز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے جہاز پر مکمل خاموشی اور سناٹا نظر آرہا تھا۔ اس کے مکین غالباً آرام کررہے تھے۔ لیکن اس طوفانی سمندر میں جہاز کا لنگر انداز ہونا واقعی عجیب و غریب کیفیت کا حامل تھا۔" شعبان نے کہا۔

"ضروری ہے کہ اب ہم لوگ اس کی طرف ایک مشن بھیجیں۔"

"اس کے لئے کچھ اور بندوبست بھی کرنا ہوگا۔" شعبان نے اس سے اتفاق کیا اور کیپٹن تیاریاں کرنے لگا۔ جہاز کی طرف توپوں کے رخ کردیئے گئے اور اس کے بعد ایک بڑا اسٹیمر تیار کرلیا گیا جس میں شعبان آٹھ خلاصیوں کے ساتھ سوار ہوگیا۔ ضروری سامان بھی ساتھ لے لیا گیا جن میں ہتھیار وغیرہ بھی تھے۔ یہ خلاصی ان ہتھیاروں کا استعمال جانتے تھے۔ باقی ایسی چیزیں بھی ساتھ لے لی گئیں جن سے جہاز پر پہنچا جاسکتا۔ شعبان اسٹیمر پر موجود جہاز پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جہاز کے قریب پہنچ گئے اسٹیمر سے خصوصی ذرائع سے ایسے رسے پھینکے گئے جن کے ذریعے اوپر پہنچا جاسکتا تھا۔ یہ رسے جہاز کے مختلف حصوں میں پھنسائے گئے اور اس میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور اس کے بعد ماہرین اوپر چڑھنے لگے۔ شعبان سب سے آگے آگے تھا۔ اس کے پاس بہترین قسم کے دو پستول موجود تھے جنہیں وہ ضرورت پڑنے پر استعمال کرسکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ جہاز کے عرشے پر پہنچ گئے۔ جہاز پر مکمل خاموشی اور سناٹا طاری تھا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی لیکن جو چیز انہوں نے یہاں داخل ہوتے ہی محسوس کی۔ وہ بدبو تھی۔ انسانی جسم کے سڑنے کی بدبو اور یہ بدبو جہاز پر جگہ جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ چاند ڈوب چکا تھا لیکن اس کے بعد وہ وقت شروع ہوگیا تھا۔ جب آنکھیں اس تاریکی میں دیکھ لیا کرتی ہیں یعنی مدھم مدھم قدرتی اجالا۔ وہ جہاز پر پھیلتا جارہا تھا۔ شعبان کی نگاہیں دور دور تک کا جائزہ لے رہی تھیں پھر اس نے چند انسانوں کو زمین پر لیٹے لیٹے دیکھا اور تیزی سے اس جانب بڑھ گیا۔ خلاصی وغیرہ پستولیں سنبھالے متجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ شعبان ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا پھر اسے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لینا پڑا۔ یہ مرچکے تھے جو ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے اور ان کی تعداد پندرہ یا بیس کے قریب تھی جہاز کو کوئی بدترین حادثہ پیش آیا تھا اور اس کا لنگر انداز ہونا بے وجہ نہیں تھا۔ یہ محسوس کرنے کے بعد کہ یہاں بدترین تباہی پھیلی ہے شعبان اس کے مختلف گوشوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ قدموں کی چاپ سناٹے میں ابھر رہی تھی۔ خلاصی بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے اور مختلف سمتوں میں انہوں نے انسانی جسموں کی نشاندہی کی تھی شعبان کو انتہائی حیرت تھی اس نے برج کا رخ کیا اور برج پر پہنچ گیا برج کے ایک مخصوص حصے میں چند افراد موجود تھے دو آدمی آرام کرسیوں پر دراز تھے ان میں ایک غیر ملکی دراز قامت آدمی تھا۔ لیکن اس کی داڑھی بڑی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے نقاہت ٹپک رہی تھی۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور بظاہر وہ زندہ محسوس ہوتا تھا۔ شعبان اس کے قریب پہنچ گیا اور اس نے اس شخص کو شانے سے جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے کیا تم اپنے بارے میں بتانا پسند کروگے۔" شعبان نے ایک لمحے میں اندازہ لگالیا تھا کہ وہ جہاز کا کیپٹن ہے۔ کیپٹن نے بمشکل تمام اپنی آنکھوں کو گردش دی اور شعبان کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر اس

نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کچھ کہنا چاہا اور شعبان نے فوراً خلاصیوں سے کہا۔

"پانی۔" خلاصیوں نے فوراً شعبان کو پانی پیش کیا اور شعبان نے ایک کپڑے سے اس شخص کے ہونٹ تر کرنے لگا پھر اس نے چند قطرے اس شخص کو پلائے اور وہ زبان بار بار باہر نکالنے لگا۔ شعبان خلاصیوں سے بولا۔

"پانی کی جتنی بوتلیں ہیں وہ سب اوپر منگوالی جائیں۔ نیچے والوں کو اس سلسلے میں اطلاع دے دو۔ دو خلاصیوں کو نیچے اسٹیمر میں چھوڑ دیا گیا تھا اور شعبان کے ساتھ صرف چھ خلاصی اوپر آئے تھے۔ فوراً ہی سارے انتظامات کرلئے گئے۔ جہاز کے کپتان کو آہستہ آہستہ پانی پلایا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوگیا اس نے مدھم اور نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔"

"ہم حادثے کا شکار ہوگئے ہیں۔ ہم بھوکے اور پیاسے ہیں۔ ہمارے پاس خوراک ختم ہوگئی ہے۔ میں نہیں جانتا جہاز پر کتنے افراد زندہ ہیں لیکن زیادہ تر مرچکے ہیں۔ ہمیں مدد..... مدد......" اس نے بمشکل تمام آنکھیں کھولیں اور اس کے بعد بند کرلیں۔ صورتحال کا اندازہ ہوگیا تھا۔ شعبان نے خلاصیوں سے کہا۔

"دو افراد نیچے اتر جاؤ۔ چار آدمی یہیں رہیں۔ پانی اوپر منگوالیا جائے اور باقی لوگ اسٹیمر پر واپس جاکر کیپٹن کو بتائیں کہ جہاز کے حالات کافی خراب ہیں۔ مسافر بردار جہاز ہے اور چاروں طرف لاشیں بکھری ہیں فوری طور پر اختاطون کو اس سے زیادہ سے زیادہ قریب لے آیا جائے۔ اور غذائی امداد فراہم کی جائے۔ ساتھ ساتھ ہی پانی بھی یہاں پہنچادیا جائے۔" خلاصی فوراً نائب کپتان کا یہ حکم لے کر عرشے کی جانب بڑھ گئے اور اسٹیمر تیزی سے اختاطون کی جانب روانہ ہوگیا۔ کیپٹن ایڈگر کو یہ خبر ملی تو اس نے فوراً جہاز میں سائرن بجوادیئے اور سارے کے سارے لوگ جاگ گئے اور کیپٹن ایڈگر کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ایڈگر ان لوگوں کو ہدایات جاری کرنے لگا مختصر الفاظ میں اس نے مصیبت زدہ جہاز کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ ہر شخص کا دل ہمدردی سے معمور ہوگیا۔ بہت سے اسٹیمر اس بدحال جہاز کی جانب چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں پہنچ گئے۔ پورے جہاز پر پھیل کر ان لوگوں نے زندہ انسانوں کو تلاش کرنا شروع کردیا اور تقریباً۔ سترہ افراد ایسے ملے جو زندگی اور موت کی کشمکش کا شکار تھے۔ انہیں فوری طور پر طبی امداد فراہم کی گئی اور خلاصی چہروں پر کپڑے باندھ کر لاشوں کو اکٹھا کرنے لگے۔ مرد عورتیں بوڑھے بچے بے شمار افراد کی لاشیں تھیں جو بے کسی کی موت مرگئے تھے۔ انہیں دیکھ دیکھ کر دل کو انتہائی غم کا احساس ہوتا تھا۔ سب کے چہروں پر ہیجان طاری تھا اور سب کے سب دکھی نظر آرہے تھے۔ جہاز کے کیپٹن کو جسے صرف لباس کی بنا پر پہچانا گیا تھا طبی امداد دینے کے بعد ایک جگہ لٹا دیا گیا تھا۔ جہاز کے ہر گوشے میں لاشیں تلاش کی جارہی تھیں تقریباً ڈیڑھ سو افراد کی لاشیں ملی تھیں۔ یہ اندازہ نہیں ہوپایا کہ حادثہ کس طرح پیش آیا۔ ایک مسافر بردار جہاز اتنے فاصلے پر کیسے نکل آیا۔ یہ ساری باتیں اسی وقت پتا چل سکتی تھیں جب جہاز پر زندہ انسان بہتر حالت میں آجائیں۔ اس ساری کارروائی میں دن کے تقریباً گیارہ یا بارہ بج گئے۔ ہر شخص مصروف تھا۔ اختاطون کو لنگر انداز کردیا گیا اسٹیمر آجارہے تھے ضرورت کی ساری چیزیں اکٹھا کرلی گئی تھیں۔ اور ان لوگوں کو زندہ رکھنے کے لئے کوششیں کی جارہی تھیں۔ اختاطون کے سارے لوگ ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر افسردہ تھے جو اس جہاز پر موت کا شکار ہوئے تھے۔ ان کے بارے میں یہ اندازہ لگالیا گیا تھا کہ یہ سب بھوک پیاس سے مرے ہیں۔ جہاز پر پانی کا ایک قطرہ موجود نہیں تھا غذا نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ باقی سترہ افراد جو ابھی تک بچے ہوئے تھے بس اپنی قوت برداشت پر ہی جی رہے تھے ورنہ یہ بھی ہلاکت کا شکار ہوگئے ہوتے۔ لاشوں کے بارے میں فیصلہ کیا گیا کہ انہیں سمندر کی نذر کردیا جائے۔ ان تمام بدنصیبوں کو سمندر کے سپرد کردیا گیا۔ اس کام سے نمٹنے کے بعد جہاز کے مختلف گوشوں کی صفائی کی جانے لگی۔ شام کو تقریباً چار بجے جہاز کا کپتان خاصی بہتر حالت میں آگیا۔ اسے ہر طرح کی امداد فراہم کی گئی تھی۔ باقی افراد بھی زندگی کی جانب لوٹ رہے تھے ان میں تین خواتین تھیں باقی سب مرد تھے ان میں زیادہ

تر جہاز کے عملے کے افراد تھے۔ کپتان نے ہوش میں آنے کے بعد جب اپنے آپ کو پوری طرح حواس میں محسوس کیا تو نقاہت بھری آواز میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور ان کے سربراہ سے ملنا چاہا اسد شیرازی اور دوسرے تمام افراد کپتان کے گرد جمع ہوگئے۔ وہ کہنے لگا۔

"میرا نام جان سیموئل ہے اور میں اس جہاز کا کیپٹن ہوں یہ جہاز مسافر بردار ہے اور ہم دنیا کے مختلف حصوں میں مسافروں کو ادھر سے ادھر لاتے اور لے جاتے ہیں۔ تقریباً تین ماہ قبل ہم لوگ اپنے سفر پر روانہ ہوئے تھے اور بارہ دن تک سفر جاری رہا تھا لیکن تیرھویں دن ہمیں سمندری طوفان نے آگھیرا اور جہاز سمندری طوفان کا شکار ہو کر راستے سے بھٹک گیا۔ یہ طوفان نہایت خوفناک تھا اور ہم زبردست نقصانات سے دوچار ہوگئے تھے ہمارے کمپاس لوٹ گئے تھے اور راستہ بتانے والے آلات بالکل خراب ہوگئے تھے جس کی بنا پر ہم طوفان ختم ہوجانے کے بعد بھی صحیح راستہ تلاش نہ کرسکے۔ اور بھٹکنے لگے کچھ عرصے کے بعد ہمارے پاس ایندھن بھی ختم ہوگیا اور جہاز کا آگے بڑھنا ناممکن ہوگیا کمپاس خراب ہوجانے کی وجہ سے ہم صحیح راستوں کا تعین بھی نہیں کرسکے۔ جہاز کو لنگر انداز کردیا گیا۔ اور پھر بے کسی کا دور شروع ہوگیا۔ ہمارا خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے لگا۔ پانی ختم ہوگیا اور اس کے بعد جہاز پر تباہی کا راج ہوگیا۔ یہ راستے چونکہ عام راستے نہیں معلوم ہوتے چونکہ اس تمام عرصے میں ہم نے کہیں بھی دور دور تک کسی سمندری جہاز کو گزرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ رفتہ رفتہ لوگ بھوک پیاس سے مرنے لگے اور بالآخر ایسا ہوا جو آپ کے سامنے ہے۔ ہم یہاں صرف اور صرف موت کا انتظار کررہے تھے۔ کیونکہ ایک کیپٹن کی حیثیت سے میں نے یہ اندازہ بخوبی لگا لیا تھا کہ ہم عام سمندری راستوں سے اتنے فاصلے پر ہیں کہ ہماری شنوائی نہیں ہوسکتی اور اس کے علاوہ یہ فضائی راستے بھی نہیں ہیں آپ لوگوں کا ادھر نکل آنا اتنا تعجب خیز ہے کہ ہمیں اب بھی یقین نہیں آتا لیکن یہ حقیقت ہے اس لئے نظر انداز نہیں کی جاسکتی کیا آپ ہمیں اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گے کیا آپ بھی سمندر میں بھٹکے ہوئے ہیں۔ آپ کا جہاز وغیرہ۔"

"کیا آپ نے ہمارے جہاز کو دیکھا تھا کیپٹن سیموئل۔"

"نہیں۔ مجھے سات دن کا فاقہ تھا پانی کا ایک قطرہ میرے منہ میں نہیں گیا۔ پتا نہیں کس طرح زندہ تھا ورنہ مجھے مرجانا چاہیئے تھا جہاز کے جنریٹر البتہ کام کررہے تھے۔ کیونکہ یہ شمسی توانائی سے چلتے ہیں۔ ورنہ شاید رات کو روشنی بھی نہ ہو پاتی۔ لیکن ہمیں روشنی کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ خالی روشنی سے پیٹ تو نہیں بھرا جاسکتا۔ آپ لوگوں نے ہم میں سے جن لوگوں کی زندگی بچالی ہے بس ہم شکریہ ہی ادا کرسکتے ہیں۔ ورنہ جو حادثہ ہمارے ساتھ گزر چکا ہے اس کے بعد جینا زیادہ مشکل لگتا ہے۔"

"نہیں کیپٹن سیموئل۔ خدا نے جب تک زندگی دی ہے اسے قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ شکر ہے کہ ہم اس سمت آنکلے۔ بے شک جہاز پر بدترین تباہی پھیلی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو افراد موت کا شکار ہوئے ہیں ہم نے ان کی لاشیں سمندر میں بہادی ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ ان کی وجہ سے شدید بیماریاں پھیلنے کا خطرہ تھا۔"

"آہ بدنصیب لوگ سب کا خون میری گردن پر ہے۔ مگر..... مگر۔"

"کیا جہاز پر صرف اتنے ہی افراد سفر کررہے تھے۔"

"نہیں بے شمار افراد تھے۔ آپ لوگوں نے غور نہیں کیا ہوگا جہاز پر ایک بھی لائف بوٹ موجود نہیں ہے۔ کافی عرصے تک لوگ امداد کا انتظار کرتے رہے۔ مختلف قسم کے حادثات پیش آئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنے اپنے طور پر کارروائیاں شروع کردیں۔ لوٹ مار ہوئی قتل و غارت گری ہوئی۔ ایک نے دوسرے کو نوچا کھسوٹا۔ سامان لوٹا گیا۔ میں ایک بے بس تماشائی کی حیثیت سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کیونکہ میرے پاس ان لوگوں کو تسلی دینے کے لئے ایک بھی لفظ نہیں تھا۔ جھوٹی تسلیاں کب تک کام آسکتی ہیں۔ کوئی امدادی کارروائی بھی ممکن نہیں تھی کیونکہ اس جگہ کے بارے میں مجھے اندازہ ہوچکا تھا بہرحال لوگوں نے لائف بوٹیں سنبھالیں اور اس کا جدھر منہ اٹھا نکل گیا۔ میں ان

لوگوں کے بارے میں نہیں جانتا جو سمندر میں ایک نامعلوم سفر کی تیاریاں کرکے چل پڑے تھے یقینی طور پر ان کا آبادیوں تک پہنچنا ممکن نہیں ہوگا وہ بھی موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں گے۔ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا۔ میں نے اس سلسلے میں ان میں سے کسی کو نہ روکا اور نہ انہیں کوئی مشورہ دیا۔ باقی یہ بیچارے تھے جو یہاں سے بھاگ بھی نہیں سکے تھے اور موت کا شکار ہوگئے۔ کیا آپ مجھے بتاسکتے ہیں کہ میرے کتنے ساتھی زندہ بچ گئے۔"

"ابھی کچھ دیر بعد جب آپ کی حالت بہتر ہوجائے تو آپ خود ان کا جائزہ لے لیجیئے۔"

"آہ میں...... میں آپ کا شکریہ کس طرح ادا کروں یہ میری سمجھ سے باہر ہے وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعے آپ کا شکریہ ادا کروں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں یہ ہمارا انسانی فرض تھا اور ہم آپ کو ایک بہترین سفر کے لئے تمام آسانیاں فراہم کردیں گے۔ آپ کے کمپاس بھی درست کردیئے جائیں گے۔ گو صحیح سمت کا اندازہ ہمیں بھی نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں۔"

"میں اندازہ لگاسکتا ہوں بشرطیکہ کمپاس میری مدد کرسکیں۔" کیپٹن نے کہا۔ جان سیموئیل کے جہاز کی مرمت کردی گئی تھی اور اب وہ روانگی کے لئے تیار تھا کہ ایسے میں امیر ارتقا ہاشمی نے مہذب دنیا کی طرف لوٹ جانے کی خواہش کا اظہار کیا اگرچہ وہ لوگ ایسا نہیں چاہتے تھے مگر امیر ہاشمی کی فطرت اور سمندر سے حاصل معلومات کو اسد شیرازی کی قائم کی ہوئی لیبارٹری تک پہنچانے کی ضرورت کے پیش نظر انہوں نے امیر ہاشمی کی خواہش کا احترام کیا سمندری معلومات کی رپورٹوں کو انتہائی محنت سے تیار کرکے لفافوں میں بند کردیا گیا اور امیر ہاشمی نے عہد کیا کہ وہ مہذب دنیا میں پہنچتے ہی سب سے پہلے ان رپورٹوں کو اسد شیرازی کی لیبارٹری تک پہنچائے گا۔

امیر ارتقا ہاشمی نے اپنی بیویوں کو اس نئے جہاز پر منتقل کردیا تھا اور جان سیموئیل نے اسے بہترین رہائش گاہیں دی تھیں۔ بدنصیب جہاز میں دوسرا سامان بے پناہ موجود تھا جو سارے کا سارا مسافروں کا تھا۔ آسائش کی ہر چیز موجود تھی ایندھن اور خوراک وغیرہ کا مسئلہ تھا جسے مہیا کردیا گیا تھا۔

❖

"شعبان تم سے بہت اہم گفتگو کرنی ہے۔ مجھے۔"

"جی پروفیسر۔"

"ہماری اور تمہاری ملاقات بڑے دلچسپ انداز میں ہوئی شعبان اور ہمارا وقت بھی بہت خوبصورت گزرا۔ سمندر میں تمہاری جوانی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیئے۔ ابھی تم نے عمر کا آغاز کیا ہے میں نے کچھ باتیں کہی تھیں تم سے تم نے ان پر غور تو کیا ہوگا۔ نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وقت کی ہوائیں خود ذہن کے بند دروازے کھولتی ہیں۔ بہت سے دروازے ان ہواؤں کے دباؤ سے کھلتے ہیں اور جب تک یہ ہوائیں ان دروازوں تک نہیں پہنچتیں وہ دروازے بند رہتے ہیں۔ میں تمہیں ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ شعبان میری طرف سے یہ تحفہ قبول کرو۔" پروفیسر بیرن اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے ایک چوکور سا بکس نکال کر شعبان کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اس بکس کے اندر ایک کتاب ہے۔ لیکن یہ کتاب تم ابھی نہیں کھولو گے۔ بلکہ میری روانگی کا انتظار کرو گے۔ میرے جانے کے بعد جب بھی تمہارا دل چاہے اس بکس کو کھول کر اس کتاب کو نکال لینا اور اس کے اوراق الٹ لینا یہ کتاب تمہیں بہت کچھ سکھائے گی۔"

"آپ کے جانے کے بعد پروفیسر۔"

"ہاں شعبان میں نے جان سیموئل سے بات کرلی ہے میں بھی اسی جہاز پر واپس جارہا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہیں آپ پروفیسر۔ آپ..... آپ۔"

"ہاں۔"

"لیکن آپ نے ابھی کسی کو اس بارے میں نہیں بتایا۔"

"آج رات کو ڈنر پر میں اس بات کا انکشاف کرنے والا تھا۔"

"لیکن آپ کیوں جارہے ہیں پروفیسر۔"

"اس کی کچھ وجوہات ہیں میرے دوست۔"

"کیا۔ مجھے بتانا پسند کریں گے۔"

"ہاں۔ کیونکہ ان کا تعلق تم ہی سے ہے۔"

"مجھ سے۔" شعبان نے حیرانی سے کہا۔

"ہاں شعبان دراصل سینڈرا لڑکی ہے نوخیز ہے نوجوان ہے۔ نوعمر ہے۔ ناواقف ہے حالات سے واقعات سے، ضدی بھی ہے اس کے مزاج کو میں پہچانتا ہوں۔ اس کے خیالات کو بدلنے کی نہ قوت رکھتا ہوں نہ صلاحیت تمہیں چاہنے لگی ہے۔ تم سے محبت کرنے لگی ہے اور تمہیں اپنی ملکیت سمجھنے لگی ہے اور جب ملکیتیں چھنتی ہیں تو زلزلہ آجاتا ہے۔ شعبان میں اس کی ذات کو کسی زلزلے سے دوچار نہیں کرنا چاہتا۔ سمجھ رہے ہو نا تم۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ذہنی طور پر اس کی جانب متوجہ نہیں ہو اگر ہوتے تو میں نہایت خوشی سے تم دونوں کو ایک دوسرے سے منسلک کردیتا۔ لیکن دلوں کے سودے مختلف ہوتے ہیں۔ ان پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہوتی میں تمہارے دل کو سینڈرا کے لئے نرم نہیں کرسکتا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ابھی تمہارے سامنے ایک عظیم مقصد ہے اور میں اس مقصد کی تکمیل سے تمہیں روکوں گا نہیں۔ کاش میں یہ جان سکتا کہ تم کون سے راعل سے تعلق رکھتے ہو۔ اگر تمہارے راعل کا پتہ چل جاتا تو میں تمہیں ذہنی طور پر دوسرے راستوں کی طرف موڑ سکتا تھا۔ لیکن مجھے یہ بات معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میں اتنی قوت رکھتا ہوں کہ یہ معلوم کرلوں۔ تشنا سوبیرا کو ذہن سے کبھی مت نکالنا۔ ترشمولا ہی ہماری منزل ہے اور اغمونیا ہمارا فرض سمجھ رہے ہونا میری بات، نہیں سمجھ رہے ہوگے۔ یہ کتاب تمہیں سمجھادے گی۔ کئی نئی دنیائیں دیکھنی ہیں تمہیں اور بہت کچھ کرنا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے راستے روکے جائیں مجھے یقین ہے میرے بچے کہ اگر میں تم سے یہ درخواست کروں کہ سینڈرا کو میری وجہ سے اپنی زندگی میں شامل کرلو تو تم اتنے نفیس انسان ہو کہ انکار نہیں کروگے لیکن میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ میری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ تردانہ ہم سے قربانی طلب کرتا ہے اور ہم تردانہ کی قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھتے ہیں۔ چنانچہ سینڈرا کو لے کر میرا یہاں سے چلے جانا مناسب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کون سی دنیا کا رخ کروں گا۔ لیکن بہرطور میری ایک منزل ہے ایک گھر ہے میرا۔ ہوسکتا ہے میں وہاں واپس چلے جاؤں اور ہوسکتا ہے میرا فیصلہ بدل جائے۔ شعبان پروفیسر بیرن کو دیکھ رہا تھا۔ بڑی عجیب سی کیفیت ہورہی تھی اس کی۔ جتنے الفاظ پروفیسر بیرن نے اس کے سامنے دہرائے تھے وہ اس کے لئے اجنبی نہیں تھے لیکن ان کا مفہوم اس کے ذہن میں واضح نہیں تھا اس کے دونوں ہاتھوں میں وہ چوکور بکس موجود تھا۔ جس میں پروفیسر بیرن کے کہنے کے مطابق کوئی کتاب رکھی ہوئی تھی۔ لیکن وہ اس کتاب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ البتہ اسے اس بات کا افسوس تھا کہ پروفیسر بیرن کو اس کی وجہ سے واپس جانا پڑرہا ہے۔" اس نے کہا۔

"آپ اپنا ارادہ تبدیل کردیجئے پروفیسر۔ ان لوگوں کو آپ کا جانا اچھا نہیں لگے گا۔ دل ٹوٹ جائے گا ان کا اور یہ لوگ شاید اپنی مہم سے مایوس ہوجائیں۔ بڑی تبدیلیاں آرہی ہیں پروفیسر ہم اخناطون کی اس مہم کو ناکام نہیں ثابت کرنا چاہتے۔"

"اخناطون کی یہ مہم ناکام نہیں ہوگی میرے کچھ اور فرائض ہیں مجھے وہ اپنے فرض پورے کرنے دو۔ اخناطون ایک مقصد ہے ایک عظیم مقصد اور تم کیا سمجھتے ہو اس کی تکمیل بے معنی ہے۔ نہیں میرے دوست اس کی تکمیل بے معنی نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی مہاتی جہاز ہے یہ اس عظیم مقصد کے لئے ایک اشارہ ہے جس کی جانب تمہیں روانہ ہونا ہے اور اس عظیم مقصد کے راستے بہت مشکل ہیں۔ اخناطون والوں کو اپنے آپ کو فولاد بنانا ہوگا۔ اخناطون تو ایک مشن ہے۔ ایک عظیم مشن۔ اور یہ بات ابھی تم ان لوگوں سے نہ کہنا لیکن بعد میں انہیں ضرور بتادینا اخناطون کسی نے تیار نہیں کیا وہ خود تیار ہوا ہے۔ ایک کام کے لئے سمجھ رہے ہو تم اور جو لوگ وہاں سے ہٹ رہے ہیں ان کا ہٹ جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اخناطون پر فولاد کے انسان درکار ہیں بس میری بات تم سمجھ گئے ہوگے۔"

"پروفیسر آپ۔ آپ۔" شعبان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں میرے بچے کیا میں تم سے دور ہوں کیا میں تم سے دور رہوں گا۔ بالکل نہیں۔ قطعی نہیں۔ اس بات کو ذہن سے نکال دو میری تعلیمات تمہارا ساتھ دیں گی اور یہ کتاب یہ کتاب تمہارے مقصد کے لئے ایک اہم تحفہ ہے میری طرف سے یوں سمجھ لو کہ میں نے اپنی ساری زندگی کا نچوڑ تمہیں دے دیا ہے۔"

"اور اس کے بدلے میں آپ کو کیا دوں۔ پروفیسر بیرن۔"

"وقت بہت لمبا ہے اور ہمارا مقصد بہت عظیم، ہوسکتا ہے کبھی میں تم سے اس کتاب کی قیمت وصول کرلوں۔" شعبان الجھی ہوئی نگاہوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھنے لگا۔ اسد شیرازی، ایڈگر مورالس ارتقا ہاشمی وغیرہ اچانک ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔ پروفیسر بیرن انہیں دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اور بولا۔

"اچھا ہوا آپ لوگ بھی آگئے۔ شعبان کو اس بات کی پریشانی تھی کہ میں نے آپ لوگوں پر اپنے مقصد کا اظہار نہیں کیا اور یہ اچھا وقت ہے یہاں زیادہ لوگ بھی نہیں ہیں میں آپ کو بتادوں کہ میرا اگلا قدم کیا ہے وہ سب تعجب سے پروفیسر بیرن کو دیکھنے لگے۔" پروفیسر بیرن نے کہا۔

"میں بھی جان سیموئل کے ساتھ اپنی دنیا میں واپس جارہا ہوں۔"

"کیا۔" ایڈگر مورالس اچھل پڑا۔

"ہاں ڈیئر مورالس میرا جانا ازحد ضروری ہے۔ یوں سمجھ لو کہ میں اس سلسلے میں آخری فیصلہ کرچکا ہوں۔"

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی پروفیسر۔ آپ چلے جائیں گے تو پھر ہمارا مقصد ہی ختم ہوجائے گا۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ ہم بھی مہذب آبادیوں کا رخ کریں اور اس مشن کو ختم کردیا جائے۔"

"نہیں تم لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہو۔ ایک ایسی شخصیت کو تم بھولے ہوئے بیٹھے ہو جو تمہارے لئے اتنا کچھ ہے کہ میں اس کے جوتے کی خاک بھی نہیں ہوں ہاں ذرا وقت لگے گا اسے سمجھنے میں اور اسے باعمل ہونے میں بھی کچھ دن لگے گی۔ لیکن یوں سمجھ لو وہ تمہارے مقصد کی مکمل تکمیل ہے مجھے بھول جاؤ۔ میرا جانا اگر ضروری نہ ہوتا تو میں یہ فیصلہ کبھی نہ کرتا۔ تم سمجھ رہے ہو نا میرا اشارہ کس جانب ہے۔ شعبان یہ لڑکا۔ نوجوان جو سمندر کا بیٹا ہے سمجھ رہے ہو تم۔ میرے ان الفاظ کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھنا یہ سمندر کا بیٹا ہے اور سمندر کے بارے میں اس سے زیادہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔"

"مگر آپ نے اچانک یہ فیصلہ کیوں کرلیا۔ پروفیسر۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"یہ فیصلہ میں نے اچانک نہیں کیا ہے۔ بہت غور کرنے کے بعد کیا ہے۔ بہت عرصے سے میں یہ بات سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنی دنیا میں واپس جانا چاہئیے۔ اخناطون پر آکر میں محدود ہوگیا ہوں اور اخناطون ایک طرح سے اس سفر کے لئے میری مجبوری بن گیا ہے۔ بے شک میں اپنی مرضی سے یہاں تک آیا تھا اور میرے ذہن میں کچھ تھا لیکن وقت کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ اور آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہوائیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ صورتحال میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ بہرطور مجھے یقین ہے کہ آپ اچھے انسانوں کی طرح اچھے دوستوں کی طرح مجھے رخصت کریں گے۔"

"ہمارے دل ٹوٹ گئے ہیں پروفیسر۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ کے اس فیصلے سے تو ہم بالکل ہی معطل ہوکر رہ گئے ہیں۔"

"براہ کرم میری بات کو مذاق نہ سمجھا جائے جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر پوری طرح توجہ دی جائے آپ لوگوں کے مقصد میں مزید تیزی پیدا ہوجائے گی۔ کچھ کام اس وقت شروع ہوتے ہیں جب تحریک کو ایک دھکا لگتا ہے اور میری اس پیشگوئی کو آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کی تحریک اب صحیح معنوں میں جان پکڑے گی۔"

اسد شیرازی نے بددلی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"آپ کچھ بھی کہہ لیں پروفیسر۔ لیکن ہم ان دو آدمیوں کی کمی کبھی پوری نہیں کرسکیں گے۔ امیر ارتقا ہاشمی بہت باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں اور آپ ہمارے لئے ایک راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

پروفیسر بیرن نے شعبان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اپنا ایک جانشین چھوڑے جارہا ہوں اسے بے مقصد اور بیکار چیز نہ سمجھنا۔"

جان سیموئل سے پروفیسر بیرن نے واقعی کسی وقت گفتگو کرلی تھی۔ دوسرے ہی دن ساری کارروائیاں مکمل ہوگئیں امیر ارتقاہاشمی۔ پروفیسر بیرن اس جہاز پر منتقل ہوگئے۔ جہاز روانگی کے لئے تیار تھا۔ جان سیموئل ایک ایک کے گلے ملا اس نے ایک بار پھر ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اسے نئی زندگی کی جانب رواں دواں کیا تھا اور اس کے بعد جان سیموئل نے اپنے جہاز کے لنگر اٹھادیئے۔ جہاز نے تین بار وسل دے کر سلامی دی اور اس کے بعد اس کی رفتار آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ اخناطون لنگر انداز تھا اور وہ سب عرشے پر کھڑے عجیب سی نگاہوں سے جاتے ہوئے جہاز کو دیکھ رہے تھے۔ سینڈرا رات ہی کو جان سیموئل کے جہاز پر منتقل ہوچکی تھی۔ دردانہ شعبان کے پاس کھڑی ہوئی تھی باقی لوگ بھی بڑے دلبرداشتہ سے تھے۔ سب کے چہروں پر غم اور مایوسی کے آثار نظر آرہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد دردانہ نے ایک گہری سانس لی اور شعبان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"ان لوگوں کے جانے کے بارے میں تمہارے کیا احساسات ہیں شعبان؟"

شعبان چونک کر دردانہ کی طرف مڑا اور بولا۔ میں سمجھا نہیں آنٹی!"

"سینڈرا سے تمہاری اچھی خاصی دوستی تھی، کیا تمہیں اس سے دلی لگاؤ بھی تھا۔"

شعبان ہنس پڑا آنٹی آپ مجھے اس دلی لگاؤ کے بارے میں ذرا کچھ تفصیلات بتائیے۔ یہ کیا ہوتا ہے دلی لگاؤ تو کسی سے بھی ہوسکتا ہے آنٹی آپ سے انکل شیرازی سے۔ پروفیسر بیرن سے۔ پھر ایک سینڈرا ہی کیوں رہ جاتی ہے۔"

دردانہ ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔ "یہ بڑی وضاحت طلب بات ہے پھر کبھی اس موضوع پر بات کریں گے۔ ویسے تم افسردہ ہو۔ مجھے تمہارے چہرے سے نظر آتا ہے۔"

"نہیں آنٹی یہ صرف آپ کا خیال ہے۔ حقیقتاً میں کبھی کسی چیز کے بارے میں بہت زیادہ نہیں سوچتا۔ جو چیز وقتی طور پر اثرانداز ہو بے شک وہ اپنے کچھ اثرات رکھتی ہے۔ لیکن اس کے بعد اس چیز کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے میں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا، گزرے ہوئے لمحات مجھے کبھی یاد نہیں آتے۔"

"کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے شعبان؟"

"ہوسکتا ہے۔" شعبان نے جواب دیا۔

"ان لوگوں کی روانگی کو تم کس انداز سے محسوس کررہے ہو۔"

"بس اس انداز سے کہ یہ لوگ روانہ ہوگئے۔" شعبان نے سادگی سے کہا۔

"شعبان میرا خیال ہے کہ ابھی تمہیں اپنے بارے میں کچھ اور غور کرنا چاہئیے۔ شاید تم نے کبھی خود پر غور نہیں کیا۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ تم نے اپنے آپ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی شعبان۔"

"یہ ایک نیا موضوع ہے آنٹی اور کیا آپ اس وقت اس موضوع پر بات کرنا پسند کریں گی۔"

"دل تو چاہتا ہے لیکن اگر تم نہ چاہو تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"نہیں آنٹی مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور اس وقت اور کام ہی کیا ہے مجھے۔"

"تو پھر تم مجھے بتاؤ کہ تم ہر معاملے میں اتنا سادہ کیوں ہوجاتے ہو اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ جب کسی بات پر عمل کرنے پر آتے ہو تو سب کو پیچھے چھوڑ دیتے ہو۔ ایسا کیوں ہے۔"

"آنٹی آپ کا پہلا کہنا بالکل درست ہے۔ شاید میں نے خود پر کبھی غور نہیں کیا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ مجھے اشارہ کریں۔ انکل شیرازی مجھے کوئی حکم دیں میں خاموشی سے اس کی تکمیل کردوں کیونکہ مجھے آپ لوگوں پر بہت سے زیادہ اعتماد ہے۔ آنٹی اگر کبھی آپ مجھے مشورہ دینے کے لئے میرے ساتھ موجود نہیں ہوتیں تو پھر میں سوچتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے اور اس کے بعد میں وہ کرلیتا ہوں جو مجھے کرنا چاہئیے۔ بس اتنی سی بات ہے آنٹی اور تو کوئی ایسی خاص بات نہیں۔"

"تمہیں اپنے طور پر ہر طرح کے فیصلے کرنا چاہئیں شعبان۔ غور کیا کرو کہ وقت تم سے کیا طلب کررہا ہے اور بس وقت کے مطابق یہ عمل کر ڈالا کرو۔ میرا مطلب ہے ہر چیز پہ تمہیں غور کرنا چاہئیے۔ اب ان لوگوں کے چلے جانے سے جو نتائج ظاہر ہوں گے اس پر بھی تمہیں سوچنا چاہئیے۔"

"آپ کہیں گی تو ضرور سوچ لوں گا آنٹی۔ ویسے ضرورت نہیں محسوس کی تھی میں نے کیونکہ سوچنے والے آپ لوگ ہیں۔"

"تم نے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ اخناطون کو واپسی کا سفر نہیں کرنا چاہئیے۔"

"ہاں آنٹی آپ یقین کریں کہ بات بس زبان سے نکل گئی تھی۔ میری قوتِ ارادی کا اس میں دخل نہیں تھا۔"

"تم نے بعد میں اس کے بارے میں غور کیا۔"

"نہیں ضرورت نہیں پیش آئی۔" دردانہ ہنس پڑی۔ "بہت عجیب ہو تم۔ ویسے پروفیسر بیرن بے حد پراسرار انسان تھا۔ میں ہمیشہ اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی وہ بہت اچھا آدمی بھی تھا لیکن اس کی شخصیت میں کوئی ایسی بات تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔"

"جاتے ہوئے پروفیسر بیرن نے مجھے ایک بکس دیا ہے اس کے کہنے کے مطابق اس بکس میں ایک کتاب ہے اور اس نے کہا ہے کہ میں اس کتاب کا ضرور مطالعہ کروں۔"

"اوہو کہاں ہے وہ؟" دردانہ نے پوچھا۔

"میں نے اپنے کیبن میں رکھ دی ہے۔"

"مجھے دکھاؤ گے وہ کتاب؟"

"کیوں نہیں آنٹی۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔"

"میں ضرور دیکھوں گی وہ پراسرار شخص تمہیں کیا تحفہ دے گیا ہے۔ ویسے ایک بات کہوں شعبان۔ دراصل صنفِ مخالف ایک دوسرے میں ایک انوکھی کشش رکھتے ہیں اور یہ کشش بہت سے دلچسپ واقعات کا پیش خیمہ بن جاتی ہے اس کشش کی بنیاد پر ایسے ایسے کارنامے سرانجام پاجاتے ہیں جس کا عام حالات میں سرانجام پانا ممکن نہیں ہوتا۔ ایسے ایسے انوکھے واقعات وابستہ ہیں ان دو اصناف کے ملاپ میں کہ تم حیران رہ جاؤ گے۔ میں تمہیں سناؤں گی کہ دنیا میں کیا کیا کچھ ہوچکا ہے۔"

"آنٹی ایک سوال کروں آپ سے؟"

"ضرور۔"

"آپ بھی تو صنفِ نازک ہیں۔ آپ کا پسندیدہ انسان کون ہے؟"

دردانہ ہنس پڑی پھر بولی۔ "اس وقت تم۔"

"میں یہی اہم سوال کرنا چاہتا تھا آپ سے۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری ہے آنٹی کہ دو مختلف اصناف ہوں جو ایک دوسرے کو چاہیں یا پھر ان کی عمروں میں ایسی یکسانیت ہو۔ آنٹی محبت کرنے کے لئے تو بہت سے جذبے ہوتے ہیں۔ جیسے آپ، میں آپ کو چاہتا ہوں آپ نے ابھی اعتراف کیا کہ آپ مجھے چاہتی ہیں۔"

"دیکھو شعبان اب تم اتنے معصوم یا بچے نہیں ہو کہ باتوں کو سمجھ نہ پاؤ وہ تصویر کون سی ہے جسے تم اپنے سینے سے لگائے پھرتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔ اس تصویر کی کیا نوعیت ہے وہ کیوں تمہیں اس قدر عزیز ہے۔ وہ تو صرف ایک تصویر ہے۔"

شعبان ہکابکا ہوکر دردانہ کی صورت دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "آنٹی وہ تصویر مجھے نجانے کیوں اپنی ذات کا ایک حصہ محسوس ہوتی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میرے وجود کا ایک حصہ مجھ سے جدا ہوکر کہیں پوشیدہ ہوگیا ہو اور مجھے اپنے آپ کو مکمل کرنے کے لیے اس تصویر کی شخصیت کی تلاش ہے۔ میں نے اسے تصویر ہی میں سمندر کی گہرائیوں میں دیکھا ہے۔ آنٹی آپ یقین کریں میں نے کبھی کوئی بات آپ لوگوں سے نہیں چھپائی جو کچھ میرے اندر موجود ہے میں نے آپ کے سامنے لارکھا ہے لیکن بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا۔ آنٹی جب میں سمندر کی گہرائیوں میں اترتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میرے چاروں طرف سکون پھیل گیا ہو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری اصل زندگی وہیں سے شروع ہوتی ہے اور جب

میں وہاں سے باہر آتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے میں کہیں مہمان آیا ہوا ہوں۔ کچھ چھوڑ آیا ہوں میں اپنے پیچھے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس تصویر کے بارے میں بھی میں آپ سے صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں یہ نہیں جانتا کہ مجھے اس تصویر سے کیا دلچسپی ہے۔ یا تصویر والی شخصیت کون ہے۔"

"ہم اسے اپنی دنیا میں محبت کا نام دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ کوئی ایسی شکل ہو جو تمہاری لاشعور میں جا بیٹھی ہو۔ سمندر سے چونکہ تمہیں ایک گہرا لگاؤ ہے اس لیے اس بات کے امکانات ہیں کہ اسے سمندر میں دیکھ کر تمہارا ذہن کا کوئی ایسا حصہ متاثر ہوا ہو جس میں سمندر سے تمہاری پسند چھپی ہوئی ہے۔"

"کچھ بھی ہے آنٹی۔ بہر طور میں نے آپ کو اپنے دل کی بات بتادی۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ نے عمر کے کسی اور حصے میں میرا مطلب ہے اب سے بہت پہلے کبھی ایسی کسی شخصیت سے متاثر ہوکر دیکھا۔"

"نہیں۔ لیکن اگر تم حقیقتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تو مسٹر اسد شیرازی میرے لیے بہت بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔"

"جی"

"ہاں۔ اسد شیرازی ایک انوکھی شخصیت ہے۔ وہ زندگی کی ان تمام لطافتوں سے دور کا انسان ہے لیکن اس کے اندر ایک ایسی کشش ہے ایک ایسی جاذبیت ہے جو اس سے دور رہ کر مضطرب کردیتی ہے۔ جب وہ قریب ہوتا ہے تو ایک سکون کا احساس ہوتا ہے۔ شاید اسی طرح جس طرح وہ تصویر تمہارے پاس محفوظ رہتی ہے۔ اسد شیرازی نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں چاہی۔ اگر وہ تبدیلی چاہتا تو میں اس بات کی خواہش کرتی کہ اپنی اس تبدیلی میں وہ مجھے شامل کرلے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مجھے قبول نہ کرتا لیکن چونکہ وہ اپنے آپ سے مطمئن ہے۔ چنانچہ میں بھی اپنے آپ سے مطمئن ہوں۔ لیکن اسد شیرازی کے ساتھ رہ کر۔"

شعبان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اس نے چونک کر دردانہ کو دیکھا۔ دردانہ نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور یہ انکشاف تم پر اعتماد کا اظہار ہے شعبان میں جانتی ہوں کہ تم ایک انتہائی ٹھوس اور مضبوط کردار کے انسان ہو اور کسی کے الفاظ کو امانت کے طور پر اپنے سینے میں محفوظ رکھ سکتے ہو۔"

"سمجھ رہا ہوں آنٹی۔ آپ مطمئن رہیں۔ شاید کبھی یہ تذکرہ زبان پر نہ لاؤں جب تک آپ حکم نہ دیں۔"

"نہیں حکم دینے کا وقت گزر چکا ہے شعبان اچھا تو پھر وہ کتاب مجھے کب دکھاؤ گے۔"

"جب آپ حکم دیں آنٹی۔"

"تو پھر رات کو میں تمہارے پاس آؤں گی۔"

"میں آپ کا انتظار کروں گا۔" شعبان نے جواب دیا۔

جان سیموئل کا جہاز نگاہوں کی حد تک پہنچ چکا تھا اور اس کے بعد اس کے مستول کے آخری جھلکیاں نظر آئیں اور پھر وہ نگاہوں سے گم ہوگیا۔ اخناطون پر پھر ایک بار زندگی کا آغاز ہوگیا تھا۔ سب لوگ کچھ خاموش خاموش سے تھے پھر وہ سب ایک جگہ جمع ہوگئے اور کیپٹن ایڈگر مورالس نے کہا۔

"امیر ارتقا ہاشمی کا جانا ایک طرح سے درست تھا کیونکہ وہ ایک دولت مند انسان ہے۔ اس مہم جوئی میں وہ ہمارے ساتھ صرف اس لیے شامل ہوگیا تھا کہ یہ اس کے لیے نیا شوق تھا۔ البتہ پروفیسر بیرن کا چلے جانا بڑا تعجب خیز ہے۔ اس کے فیصلے سے ہم لوگ انحراف بھی نہیں کرسکتے تھے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔"

"جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اخناطون کے بارے میں ہمارے نئے تصورات اب نئی شکل اختیار کرچکے ہیں ایڈگر مورالس اور اب میں چاہتا ہوں کہ اخناطون کو پوری رفتار سے سمندر کی ان نامعلوم دنیاؤں کی جانب بڑھا دیا جائے جن کی تلاش میں ہم نکلے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شعبان ہمارے لیے بے حد قیمتی شخصیت ہے اور سمندر کی گہرائیوں میں ہم اس سے مکمل طور پر فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب اخناطون پر ایک لائحہ عمل بنایا جائے اور اس کے تحت

سارے کام کیے جائیں۔ باقی افراد ہمارے ساتھ ہیں۔ شعبان کو اب اس سلسلے میں مکمل ذمہ داریاں سنبھالنا ہوں گی۔ میرا خیال ہے رات کے کسی حصے میں اخناطون کے لنگر اٹھادو اور اس کے بعد اپنے نئے منصوبے کے تحت روانہ ہوجاؤ۔"

"ہمیں سفر کے لیے یہی سیدھ اختیار کرنا ہوگی۔" مسٹر اسد شیرازی ایڈگر مورالس بولا۔

"ہاں ظاہر ہے سمندر کی یہ دنیائیں ہمارے لیے نامعلوم ہیں۔ اب وقت کی ہوائیں ہمیں جدھر بھی چاہیں لے جائیں۔"

ایڈگر مورالس نے اسد شیرازی سے اتفاق کیا اور اخناطون کو آگے بڑھانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ البتہ انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ جان سیموئیل کو انہوں نے نئی زندگی کی جانب رواں کردیا ہے۔ ورنہ وہ بیچارہ سمندر ہی میں دم توڑ دیتا۔

❋

رات کا کھانا کھانے کے بعد شعبان اپنے کیبن کی جانب چل پڑا۔ ایڈگر مورالس برج پر تھا۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ گیارہ بجے اخناطون کے لنگر اٹھادیئے جائیں گے۔ سمت متعین کرلی گئی تھی۔ سب اس بات سے متفق ہوگئے تھے تھوڑی سی اداسی ضرور تھی۔ ہر شخص کے دل میں لیکن اب اتنی بھی نہیں کہ اس کا اظہار ہوجائے۔ اسد شیرازی ایک طرح سے مطمئن تھا کہ کم ازکم اس کی تحقیقات کا نچوڑ اس کی لیبارٹری تک پہنچ جائے گا۔ امیر ارتقا ہاشمی پر اسے پورا پورا اعتماد تھا۔ البتہ رہ رہ کر پروفیسر بیرن کے چلے جانے کا خیال آجاتا تھا۔

شعبان ایک آرام کرسی پر دراز کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ دردانہ اس کے پاس پہنچ گئی۔ دروازہ کھلنے کی آہٹ پر شعبان نے نگاہیں اٹھائیں اور دردانہ اسے دیکھ کر مسکرادی۔

"ہیلو شعبان۔"

"ہیلو آنٹی"

"میرا خیال تھا کہ تم اس کتاب کا مطالعہ کررہے ہوگے۔" شعبان آہستہ سے ہنس دیا پھر اس نے کہا۔

"آنٹی کسی شخص پر اعتماد کرنا اعتماد کرنے والے کی اپنی ذات کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہم نے وہ کتاب ساتھ ساتھ دیکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر میں وقت سے پہلے اسے کھول لیتا تو میرے خیال میں یہ بددیانتی ہوتی۔"

"مجھے تم پر فخر ہے شعبان۔ بلاشبہ تمہاری شخصیت کی تشکیل میں میری محنتیں بھی شامل ہیں اور جب تم کوئی اتنی اچھی بات کرتے ہو تو میں اسے اپنے آپ سے منسوب سمجھتی ہوں۔"

"یہ حقیقت ہے آنٹی اور میں اس بات کا اعتراف اپنی زندگی کی آخری سانس تک کروں گا کہ زندگی کی راہیں میں نے آپ کی انگلی پکڑ کر دیکھی ہیں اور میں ان سے بہت مطمئن رہتا ہوں۔"

"شکریہ شعبان تم نے میرا درجہ بہت بڑھادیا ہے۔" دردانہ نے کہا پھر بولی۔

"اور اب میں بے صبری سے اس کتاب کی منتظر ہوں جس کے لیے تم نے میرے دل میں تجسس پیدا کردیا ہے۔"

شعبان اپنی جگہ سے اٹھا۔ احتیاط کے ساتھ اس نے وہ بکس نکالا جو پروفیسر بیرن نے اسے دیا تھا اور پھر اس نے اس بکس کا ڈھکن کھول دیا۔ سرخ جلد کی ایک موٹی سی کتاب بکس میں رکھی ہوئی تھی۔ یہ جلد بے حد خوبصورت تھی اور اس کے اندر جو اوراق نظر آرہے تھے وہ موٹے کارڈ سے بنے ہوئے تھے۔ جس طرح تصاویر کے البم میں ہوتے ہیں

اس سرخ جلد کی کتاب کے اوپر ایک سفید لفافہ رکھا ہوا تھا۔ جس کے اوپری حصے پر روشنی سے لکھا نظر آرہا تھا۔

"پہلے اسے کھول کر دیکھو۔" دردانہ نے دلچسپی کی نگاہوں سے اس کتاب اور اس لفافے کو دیکھا شعبان نے لفافہ کھول لیا۔ اس میں ایک سفید پرچہ رکھا ہوا تھا جس پر انگریزی میں ایک تحریر درج تھی۔ دردانہ اس تحریر پر جھک گئی۔ شعبان بھی اسے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

"شعبان میرے بچے میں تمہیں اسی نام سے مخاطب کرسکتا ہوں کیونکہ اس دنیا میں تمہیں یہی نام دیا گیا ہے۔ اگر تم اس کتاب کو کھول کر دیکھو گے تو اس کے سارے اوراق تمہیں سادہ نظر آئیں گے کیونکہ یہ کتاب عام لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ ہاں جب اپنی رہائشگاہ کی تمام روشنیاں گل کردو گے اور گہرا اندھیرا چھا جائے گا تو اس کتاب میں تحریر و تصاویر ابھریں گی۔ تب تم اس کا صحیح طور پر مطالعہ کرسکتے ہو چنانچہ بہتر یہ ہے کہ اسے رات میں پڑھو اور اپنے اطراف کی ساری روشنیاں گل کردو۔ پروفیسر بیرن۔"

خط کے مختصر مضمون کو پڑھنے کے بعد شعبان اور دردانہ نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ دردانہ اپنی جگہ سے اٹھی اس کے ذہن میں بڑا تجسس جاگ اٹھا تھا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کرکے ساری روشنیاں گل کردیں۔ گھپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندازے سے شعبان کے قریب آبیٹھی۔ شعبان کتاب ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔ دردانہ نے کہا۔

"کھولو تو سہی۔ ذرا دیکھیں اس انوکھی کتاب کو پروفیسر بیرن کیا شعبدہ گری کرگئے ہیں۔"

شعبان نے ٹٹول کر کتاب کا پہلا ورق کھول دیا۔ کتاب پر ایک تحریر نظر آرہی تھی۔ انگریزی ہی میں تھی لیکن لکھنے کا انداز بڑا عجیب تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اور کسی زبان میں لکھنے کی کوشش کی گئی ہو لیکن پڑھی وہ انگریزی ہی میں جارہی تھی۔ حیران کن بات یہ تھی کہ اس تحریر کے حروف سنہرے اور نیلے رنگ میں ترتیب دیے گئے تھے اور یہ لمحہ لمحہ چمکتے جارہے تھے۔ پہلے ان میں ہلکی سی دھندلاہٹ ابھری تھی اور لکیریں لکیریں سی محسوس ہوئی تھیں لیکن رفتہ رفتہ روشن حروف نمایاں ہونے لگے تھے۔ شعبان نے انہیں پڑھنا شروع کیا۔ دردانہ بھی باآسانی انہیں پڑھ رہی تھی۔ لکھا تھا۔

"ایک بار پھر میں تمہیں شعبان کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ حالانکہ اگر تمہیں تمہارا اصل نام دیا جاتا تو وہ سرگ پاگ یا توسا ہوتا۔ یا ایسا ہی کوئی اور نام۔ تمہیں میرے ان الفاظ پر یقیناً حیرت ہوئی ہوگی۔ لیکن سچ یہ ہے اور سچ کیا ہے۔ شروع کرتا ہوں تمہاری کہانی سے وہ کہانی جو تمہاری اس دنیا میں مشہور ہے۔ یعنی کہا یہ گیا کہ مچھیروں کی ایک بستی تھی اور اس بستی میں مچھلیاں پکڑنے والے رہتے تھے۔ سو یوں ہوا کہ مچھلیاں پکڑنے کے لیے ایک عورت ایک مرد اپنی کشتی میں بیٹھ کر سمندر میں اترے۔ سو سمندر نے رنگ تبدیل کیا اور طوفان کی شکل اختیار کرگیا کہ عورت حاملہ تھی اور اس کے ہاں تولید ہونے والی تھی اور مچھیروں نے ان دونوں کی لاشیں پائیں اس طوفان کے نتیجے میں اور عورت کی لاش کسی بچے کو جنم دے چکی تھی لیکن وہ بچہ سمندر کی لہروں کے ساتھ ساحل تک نہیں پہنچا تھا اور یہ بھی بتایا گیا کہ بارہ دن کے بعد ایک ننھا سا بچہ لہروں کے دوش پر سوار ساحل کی ریت پر آپڑا اور مچھیروں نے یہی جانا کہ قدرت ہے کہ بارہ دن تک یہ بچہ سمندر کی آغوش میں جیتا رہا اور اس بچے کو مچھیرے کا بچہ سمجھا گیا۔ یہ ممکن تھا یقینی طور پر یہ ممکن تھا۔ چونکہ قدرت جسے زندہ رکھنا چاہتی ہے اسے آگ کے شعلوں میں بھی زندہ رکھ سکتی ہے اور یہ کھیل وہ ہیں جو انسانی سمجھ سے باہر لیکن انسانی آبادیاں بھی قدرت کی نگاہ میں ہیں اور وہی جانتی ہے کہ کون کہاں آباد ہے اور چھوٹے سے خشکی کے ٹکڑے پر رہنے والے نہیں جانتے کہ آبادیاں کہاں کہاں ہیں اور رہنے والے کون کون سی صورتوں میں رہتے ہیں۔ سو شعبان جسے اس دنیا میں شعبان کا نام دیا گیا اور اگر وہ اپنی دنیا میں ہوتا تو سرک، پاگ یا توسا ہوتا۔ لیکن تمہارا خطاب شعبان ہی ہے اور میں تمہیں اسی نام سے پکار کر تمہاری شناخت کراسکتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا تعلق اس خشک زمین سے نہیں ہے۔ جو سمندر کے چوتھائی حصے کے مطابق ہے اور تین حصے کی وسعتوں میں کیا گیا ہے

خشکی کے اس چھوٹے سے ٹکڑے پر رہنے والے قطعی نہیں جانتے کہ جس طرح ان کی اپنی زمین پر ایسی دنیائیں آباد ہیں جن کی تلاش میں وہ آج تک سرگرداں ہیں اور جو نہ پاسکے اس زمین کی کہانی کو تو سمندر کی گہرائیوں تک ان کی نگاہ کیسے پہنچ سکتی ہے اور یہی چیز آسمان کی وسعتوں میں ہے۔ جسے یہاں کے لوگ خلا کہتے ہیں اور خلا میں موجود سیاروں میں آبادیوں کے نشان تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان آبادیوں سے شناسائی ہو۔ لیکن سمندر بھی تو ایک خلا ہی ہے۔ جب تم آسمان کی بلندیوں میں جاتے ہو اور وہاں سے سیاروں کا تجزیہ کرتے ہو تو کیا زمین سے تمہیں پانی گرتا محسوس ہوتا ہے۔ یہ پانی کہاں ساکت ہے۔ خلا میں یعنی یہ پانی بہہ کر خلا میں نہیں آجاتا اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ پانی اپنی جگہ ساکت ہے اور ایک چھوٹا سا سیارہ ہے۔ جس میں آبادیاں ہیں اور اگر تم غور کرو تو سمندر کی وسعتیں بھی خلا کی ایک شکل پیش کرتی ہیں اور ان وسعتوں میں اسی طرح آبادیاں موجود ہیں جس طرح دوسرے سیاروں میں تو صرف یہ تمہاری سوچ ہے جسے تم سائنس سے منسوب کردیتے ہو تیرا تعلق خشکی سے نہیں بلکہ تو سمندر کا بیٹا ہے۔ سمندر کی دنیاؤں میں آباد کسی مخلوق سے متعلق۔ اس مخلوق سے جس کا تعلق مجھ سے یعنی پروفیسر بیرن سے ہے اور جسے تم لوگ بیرن کہتے ہو اور جو اگر اپنی دنیاؤں میں ہوتا تو اس کا نام سرک پاگ یا توسا ہوتا یا اور کچھ۔ لیکن پروفیسر بیرن نہ ہوتا اور میں اپنی کہانی نہیں سناؤں گا تجھے۔ تو یہ سمجھ کہ جس طرح تو اپنی ننھی سی عمر میں اپنے ماں باپ سے بچھڑ کر پانی کی لہروں پر کھیلتا ہوا خشکی تک جا پہنچا جسے دنیا والے ساحل کہتے ہیں سو اسی طرح میں عالم ہوش میں ایک بار سفر کرکے بھٹکتا ہوا اس دنیا میں نکل آیا۔ لیکن میں واقف تھا اپنی دنیاؤں کا۔ ہاں یہاں پہنچنے کے بعد مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی اور یہ مخلوق تھی خشکی کی اس زمین کی اور میں ایسا اس کے پیار میں گرفتار ہوا کہ میں نے اپنی دنیا میں واپس جانے کا ارادہ ترک کردیا اور ایک بیٹی ہماری محبتوں کی امین تھی۔ سو اس کے لیے مجھے اسی دنیا میں رہنا پڑا اور میں نے اسی دنیا کا ایک گوشہ آباد کرلیا لیکن شناسائی ہے مجھے اپنی دنیاؤں سے۔ اور تشا سویرا ہماری زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ سو وہاں کی مخلوق میں تیرا بڑا مقام ہوگا لیکن تجھے اپنی زمین پر واپس جانے کے لیے طویل ترین جہاد کرنا ہوگا اور اخناطون کی تشکیل جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا بے مقصد نہیں ہے یہ تشکیل کرلی گئی ہے اور اس کے سلسلے میں کون کون سے عوامل کارفرما ہیں یہ بات نہ تو جانتا ہے نہ میں۔ سو اس دنیا کے رہنے والے کیا جانیں گے اور اخناطون تو ایک عمل ہے۔ جسے ہونا تھا اور جن لوگوں نے سوچا ان کے ذہن پر تیرا عکس پڑا تھا میں اسد شیرازی اور اس کی ساتھی خاتون دردانہ کا تذکرہ کروں گا۔ جنہوں نے یہ تحریک پیدا کی اور انہیں بتاکہ اگر تو ان کے نزدیک نہ ہوتا تو تیرے جسم سے منتشر ہونے والی لہریں اپنی مانگ ان کے ذہنوں تک نہ پہنچا پائیں اور وہ کبھی نہ سوچتے کہ سمندر کے سلسلے میں یہ تحقیق کی جائے۔ گویا یہ عمل تھا جو تیری ضرورت سے ان کے ذہنوں تک پہنچا اور یہ ضرورت اس وقت تک تیری زبان تک نہ آئی تھی اور ابھی نہ آتی اس وقت تک جب تک کہ تیرے اندر یہ لہریں بلغ نہ ہوجاتیں سو تشا سویرا کے رہنے والے حقیقت یہ ہے کہ تو سمندر کے نیچے آباد کسی بستی کا باشندہ ہے اور تیری ماں اور تیرے باپ وہ نہ تھے جنہیں سمجھا گیا۔ بلکہ ہوا یوں کہ دنیا والے غلط فہمیوں کا شکار ہوئے اور تجھے رمضان کا بیٹا سمجھا گیا اور تیری پرورش انہوں نے وہاں کی لیکن حقیقتیں تجھے حقیقتوں تک لے آئیں اور اسد شیرازی نے تجھے پایا اور تجھے تیری ضرورت کے مطابق پروان چڑھایا اور سمندر سے تیرا رشتہ کبھی نہ ٹوٹ سکا۔ سو یہ بھی ممکن ہے کہ تو تردانہ سے تعلق رکھتا ہو یا الباشہ کا باشندہ ہو یا ترشولا تیری سلطنت ہو یا اغمونیا تیرا گھر ہو۔ کون جانے سمندر کے نیچے آباد دنیاؤں کو اور یہ دنیائیں دنیا والوں کی نگاہوں سے بہت دور ہیں اور ابھی ان کے سلسلے میں انہوں نے تحقیق کا آغاز بھی نہیں کیا لیکن سفر شروع ہوگیا ہے اس جانب اور تجھے اپنی منزل تک جانا ہے کہ یہ منزل تجھے آواز دے رہی ہے اور جو تیرے ساتھی ہوں گے وہ گھاٹے میں نہ رہیں گے۔ بلکہ ان کے پاس تحقیق کا ایک خزانہ ہوگا جسے وہ اپنی دنیا کی بہتری کے لیے استعمال

کر سکیں گے کہ سچائیوں کے راستے ہمیشہ مضبوط ہوتے ہیں اور ان پر چلنا پُرخطر لیکن ان کے نتائج بہت ہی شاندار اور قیمتی۔ اور یہ ہے تیری کہانی اور میں یعنی پروفیسر بیرن یعنی وہاں کا رہنے والا سرک پاگ یا توسا۔ یا کچھ اور۔ بیان کرتا ہوں تجھ سے کہ میرا تعلق لاغرا سے ہے اور لاغرا جو بستی ہے وہ میری آبادی ہے اور وہاں میرا کنبہ رہتا ہے۔ تو یقیناً وہاں تک پہنچے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مرحلے پر میرا تیرا ساتھ دوبارہ ہو جائے۔ کیونکہ مجھے بھی سوچنا ہے اپنے بارے میں۔ اپنی بیٹی سنیڈرا کے بارے میں کہ اگر میری بستی میں ہوتی تو اس کا کچھ اور نام ہوتا۔ یوں غلط فہمی نکال اپنے دل سے کہ تو اس خشکی کا ایک فرد ہے۔ تیرا تعلق پانیوں سے ہے اور اس کا اندازہ تو اپنی ذات میں چھپی ہوئی خواہشوں سے لگا لے اور جو کوئی بھی تیرے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اس کا تعلق اس خشکی کی زمین سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ سمندر کی مخلوق ہی ہوسکتی ہے کہ حقیقت اپنی اصلیت کی جانب سفر کرتی ہے اور وہاں جو کچھ ہے یہاں تیرے لیے نہیں ہے کہ تیرا دل اسی جانب راغب ہوتا رہے گا۔ یہ تھا تیرے بارے میں انکشاف اور اس میں کوئی غلط بیانی نہیں ہے کہ آنے والا وقت تجھے بتائے گا۔ یہاں تک کی اس تحریر کے بعد اب تو صفحہ کھول اور شناسائیوں سے آشنا ہو۔ یہ تحریر دردانہ نے بھی پڑھی شعبان نے بھی پڑھی اور اس کے بعد وہ گہری سوچوں میں گم ہوگئے۔ دردانہ رات کی تاریکی میں شعبان کے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی اور حقیقت یہ تھی کہ اسے شعبان کتنا بھرپور نظر آرہا تھا۔ اس اندھیرے میں بھی۔ لیکن اس چہرے میں چمک نہیں تھی البتہ خدوخال اس طرح واضح تھے جیسے دن کی روشنی میں اور کھوئے کھوئے شعبان نے صفحہ الٹ لیا۔ اس صفحے پر ایک سمندر لہریں لے رہا تھا۔ پرشور لہریں جو بلند ہو ہو کر آگے بڑھ رہی تھیں اور ان میں ایک انتشار برپا تھا اور ان کی سرسراہٹیں کانوں تک بخوبی پہنچ رہی تھیں۔ سمندر کا رنگ سبز تھا اور اس میں ستاروں کی چمک نظر آرہی تھی۔ یہ طوفان بہت دیر تک جاری رہا اور شعبان نے آگے کا ورق الٹ دیا۔ تب ان دونوں نے دیکھا کہ پانی بلند ہورہا ہے دونوں سمت سے اور ایک دوسرے کے اوپر سے گزرتا ہوا دوسری جانب گر گیا ہے اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک بھنور ہے جو گردش کررہا ہے اور یہ سب کچھ اس طرح متحرک تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ نیچے ویسی ہی چمکتی تحریر تھی اور لکھا تھا۔

✤

"یہ دروازہ ہے تشتا سو بیرا کا۔ اور یہاں سے سمندر کی زمین شروع ہوتی ہے۔ لیکن ان انسانوں کی زمین کی مانند اور سمندر کے نیچے کی یہ دنیا ان انسانوں کی دنیا سے بالکل مختلف ہے لیکن وہاں آبادیاں ہیں۔ مکانات ہیں اور وہاں کے رہنے والے زندگی اسی طرح گزارتے ہیں جس طرح خالق کائنات نے اسے ترتیب دیا۔ سو یہ دروازہ ہے اور آگے بڑھ کے تجھے اپنی دنیا سے شناسائی حاصل ہو۔ شعبان نے اگلا صفحہ الٹ دیا۔ ایک انوکھی سرزمین کا منظر نظر آرہا تھا۔ خاص قسم کے مکانات تاحد نگاہ بکھرے ہوئے تھے اور اس کے بعد الٹنے والے ہر ورق پر ایک نئی کہانی تحریر تھی۔ نئے نئے چہرے تھے اور اس کا اختتام جس جگہ ہوتا تھا وہاں پہنچ کر دردانہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس نے اس ورق پر ہاتھ رکھ دیا اور اس پر نظر آنے والی تصویر کو دیکھنے لگی۔ یہ تصویر اس کے ذہن میں محفوظ تھی اور اس تصویر کو وہ اچھی طرح پہنچانتی تھی۔ یہ وہ عورت تھی جسے اس نے مچھیروں کی بستی میں دیکھا تھا اور جو ایک دیوانی مجذوب مشہور تھی۔ یعنی مائی ماچھی مائی ماچھی کا کردار اس لیے دردانہ کے لیے باعث حیرت تھا کہ وہ بعد میں سمندر میں نظر آئی تھی اور اس نے پتھروں کی وہ تھیلی دردانہ کو دی تھی جس کے بارے میں اس نے بتایا تھا کہ اس میں شعبان کے ہر مرض کا علاج موجود ہے۔ بات تو ذہین سے پراسرار ہوگئی تھی بشرطیکہ اس پر غور کیا جاتا اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ تھیلی میں موجود پتھر ہی اس تحقیق کا باعث بنے تھے اور یہ مائی ماچھی اس کے بارے میں کوئی تحریر نہیں تھی لیکن یہ چہرہ بھلا دردانہ کیسے بھول سکتی تھی۔ کتاب نے اسے اپنے سحر میں جکڑ رکھا تھا اور آخر میں ایک بار پھر پروفیسر بیرن کی تحریر تھی اس نے لکھا تھا۔

"تو میرے بچے کہ تو اپنی بستی میں ہوتا پاگ توسا یا سرت کہلاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تجھے تیری شناخت مل گئی اور یہ تجھ پر منحصر ہے کہ تو اپنے آپ کو کون سے رخ پر ڈھالتا ہے۔ اگر یہ دنیا تیرے لیے باعث کشش ہے تو بہتر ہوگا کہ اخاطون کو واپسی کا راستہ دکھا کہ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ یہ تجھے تشتا سو بیرا تک لے جائے۔ تیری دنیا تک لے جائے اور اگر یہ سمندری تحقیق میں معروف رہا تو بے شک کچھ پالو گے تم ان سمندروں سے کہ ان میں بہت کچھ ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کا کوئی مناسب انجام نہیں اور میں کہ تیری دنیا سے متعلق ہوں اور میں نے تجھے تیری منزل بتادی۔ سو میرا یہی فرض تھا۔ اور چونکہ یہ بے حد ضروری ہوگیا تھا اس لیے میں تجھ سے جدا ہوا کہ اب وہ جگہ آگئی ہے جہاں سے اخاطون کا رخ تیری دنیا کی جانب ہو اور یہ جو تیرے ساتھ ہیں گھاٹے میں نہ رہیں گے کہ یہ خبر میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ البتہ انہیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا وہ ان کی مہم جوئی کا ایک حصہ ہوں گی اور ضروری نہیں ہے کہ یہ سب کچھ تو انہیں بتاوے۔ سوائے ان چند رازداروں کے جنہیں تو اپنا رازدار بنانا پسند کرے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ یہ کتاب دوسروں کے لیے ہو۔ سو اب اس کا آخری ورق بند کردے اور اسے اپنی ذات میں سمولے کہ اس کا طریقہ میں نے دریافت کیا ہے اور تجھ تک پہنچا دیا ہے۔ یہاں پر یہ تحریر بھی ختم ہوگئی تھی۔ شعبان نے کھوئے کھوئے انداز میں کتاب کا صفحہ بند کردیا اور اسی وقت ایک ایسا حیران کن واقعہ رونما ہوا کہ دردانہ کی عقل چکرا کر ہی رہ گئی۔ کتاب کا آخری صفحہ جیسے ہی بند کیا دفعتاً ہی کتاب سے نیلے رنگ کا لطیف دھواں اٹھنے لگا اور اس دھوئیں کے ساتھ ساتھ ہی کتاب کا حجم چھوٹا ہونے لگا۔ شعبان نے اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑنے کی کوشش کی لیکن یوں محسوس ہورہا تھا جیسے وہ دھوئیں کو پکڑے ہوئے ہو۔ یہ نیلا دھواں جو چمکدار تھا فضا میں ایک لکیر کی شکل میں بلند ہونے لگا اور اس کا براہ راست رخ شعبان کے چہرے پر پڑا۔ سو دردانہ نے دیکھا کہ شعبان کے چہرے پر نیلاہٹیں رقصاں ہوگئی ہیں۔ خصوصاً اس کی آنکھیں اس طرح چمکنے لگی ہیں جیسے کوئی ٹرانسپیرنٹ چیز ہو۔ شعبان اپنے دونوں ہاتھوں میں اس دھوئیں کو گرفت میں لینے کی کوشش کررہا تھا لیکن اس کی انگلیاں آپس میں ٹکرا جاتی تھیں اور بھلا دھواں بھی کبھی گرفت میں آسکا ہے کہ اب اس کتاب کا کوئی وجود نہیں تھا۔ البتہ وہ خالی بکس کچھ فاصلے پر پڑا ضرور نظر آرہا تھا جس میں یہ کتاب رکھی ہوئی تھی اور یہ حیرت ناک واقعہ یقینی طور پر عالم ہوش میں ہی رونما ہوا تھا ورنہ دردانہ اسے خواب کی حیثیت دیتی یا اگر اس سے یہ کہانی سنائی جاتی تو وہ حیرانی سے کہانی سنانے والے کا چہرہ دیکھتے ہوئے یہ سوچتی کہ یہ انوکھی کہانی سنانے کا مقصد کیا ہے لیکن ہوا یہی تھا کہ اب اس کتاب کا کوئی وجود نہیں تھا اور شعبان کی آنکھوں کی نیلاہٹیں چمک رہی تھیں لیکن یہ نیلاہٹیں بھیانک نہیں تھیں۔ یہ نیلاہٹیں کچھ دیر تک قائم رہیں اور اس کے بعد شعبان کی آنکھوں میں سفیدی رونما ہوگئی۔ البتہ اس کی پتلیوں کے انتہائی درمیان میں ایک ایسا نیلا روشن نقطہ نمودار ہوگیا جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ گویا یہ کتاب اس کی آنکھوں میں سما گئی تھی۔ دردانہ نجانے کب تک پتھرائی ہوئی بیٹھی رہی۔ شعبان بھی خاموش تھا اور دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ تب دردانہ نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور جیسے عالم سحر سے نکل آئی۔ لڑکھڑائے ہوئے قدموں سے وہ اپنی جگہ سے اٹھی ایک انوکھی دنیا کی حقیقت اس پر منکشف ہوئی تھی اور وہ اس انکشاف کو سنبھال نہ پارہی تھی۔ نجانے کس طرح وہ روشنی کے سوئچ تک پہنچی اور اس نے کیبن میں اجالا کردیا۔ شعبان خاموش بیٹھا ہوا دردانہ کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ دردانہ بمشکل تمام واپس اس تک پہنچی اور اس بکس کو اٹھا کر دیکھنے لگی جو گتے کا بنا ہوا تھا پھر اس نے شعبان کی طرف دیکھا اور بولی۔

"شعبان کیا یہ سب کچھ ایک انوکھے خواب کی مانند نہیں ہے۔"

شعبان چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"مگر یہ خواب نہیں ہے۔ آنٹی دردانہ۔"

"تم کیا کہتے ہو اسے۔" دردانہ نے شعبان کو دیکھتے

ہوئے سوال کیا اور شعبان نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے دردانہ کو عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شعبان کے خدوخال تبدیل ہوتے جا رہے ہوں۔ دردانہ کو ہلکے سے خوف کا احساس ہوا اور اس نے زور سے شعبان کو پکارا۔ تو شعبان نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحات سحرزدہ سے انداز میں دردانہ کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"آنٹی یہ ہے میری زندگی کی کہانی۔"

"کیا تم اسے حقیقت تسلیم کرتے ہو شعبان؟"

شعبان نے شکایتی نگاہوں سے دردانہ کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"میرے وجود کی حقیقتوں کو تسلیم نہ کرنا میرے ساتھ ناانصافی ہوگی۔"

"اوہ تمہارا مطلب ہے کہ تم سمندر کی دنیا کے باشندے ہو۔ تمہارا تعلق سمندر سے ہے۔ تم سمندر کے بیٹے ہو۔" اور...... اور...... مچھیروں کی وہ بستی وہ صرف ایک کہانی تھی یا جیسا کہ اس میں تحریر کیا گیا تھا ان لوگوں کی غلط فہمی۔"

شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آہستہ سے بولا۔

"آنٹی میں آرام کرنا چاہتا ہوں میں بری طرح تھک گیا ہوں۔"

"میں محسوس کر رہی ہوں مجھے معاف کرنا شعبان مجھے معاف کرنا۔ چلتی ہوں۔ بہت بہت شکریہ کہ تم نے مجھے ایک ایسے انوکھے واقعے سے روشناس کرایا۔"

دردانہ کو ایک دم ہی یہ احساس ہوا تھا کہ اسے اب یہاں سے اُٹھ جانا چاہیئے۔ واقعی اس کی اپنی جو کیفیت ہو رہی تھی شعبان کی کیفیت اس سے مختلف نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ کہانی تو شعبان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی تھی۔ ہوسکتا ہے اس پر کسی اور انداز میں اثر انداز ہوئی ہو۔ اپنے کیبن تک پہنچنے میں دردانہ کو جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا وہی جانتی تھی اور بستر پر لیٹ کر اس نے تھکے تھکے انداز میں اس کہانی کے بارے میں سوچا، انوکھی کہانی تھی۔ واقعی بے حد انوکھی جس پر یقین نہ کرنے کو جی چاہے لیکن جب کوئی اپنی آنکھوں سے اتنا کچھ دیکھے تو کیا کہے۔ دردانہ سوچوں میں ڈوبی رہی۔ انوکھے الفاظ تھے یعنی یہ سب کچھ ایک عمل تھا جو کسی وجہ سے ہوا۔ آہ کیا اسد شیرازی کو اس راز سے روشناس کرنا مناسب ہوگا یا پھر خاموشی اختیار کی جائے اور دفعتاً دردانہ کو یوں لگا جیسے اس کے ذہن میں ایک کھڑکی بند ہوگئی ہو اور یہ بند کھڑکی اس بات کا اشارہ تھی کہ جو کچھ اس نے سنا ہے یا دیکھا ہے کسی کے اعتماد کی بنیاد پر اسے اپنے ذہن میں محفوظ رکھے اور شاید اس نے اپنی زندگی میں یہ پہلی بات سوچی تھی کہ کسی بات سے اسد شیرازی کو آشنا نہ کرے اور یہ اس کا آخری فیصلہ تھا۔

☙

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات تیسرے (آخری) حصہ میں ملاحظہ فرمائیں

سمندر کی ہولناک لہروں کی آغوش سے نمودار ہونے والے ایک بچے کی انوکھی داستان۔ جسے قدرت نے عجیب صفات سے نوازا تھا۔ حُسن و عشق کی حشر سامانیاں۔ اَنوکھے واقعات اور ایڈونچر سے بھرپور

سمندر کا بیٹا

حصّہ سوم

ایم۔اے راحت

سمندر کا بیٹا

اخناطون مسلسل سفر کر رہا تھا اور اس پر تمام ضروری کارروائیاں جاری تھیں۔ ابھی انہیں یہاں سے کافی دور نکل جانا تھا اور اس کے بعد گیارہویں دن لنگر انداز ہو کر سمندر میں کارروائیاں کرنی تھیں۔ اس دوران بڑی ذمہ داری کے ساتھ بہت سے فیصلے کئے گئے تھے۔ جیکاس، کشن داس اور گن پاور کو تمام اختیارات دے دیے گئے تھے اور وہ لیبارٹری کو بڑی محنت سے سمندری تحقیقات کے لیے استعمال کر رہے تھے بہت سی ایسی اشیاء مل جاتی تھیں جن پر ریسرچ کی جاتی تھی اور ان کے نتائج ایک باقاعدہ کتاب میں درج کیے جاتے تھے۔ یہ سلسلہ پہلے کی نسبت زیادہ موثر ہو گیا تھا۔ ادھر تمام ہی لوگ شعبان میں نمایاں تبدیلیاں محسوس کر رہے تھے۔ اب وہ عجیب وغریب پراسرار حرکتیں کرنے لگا تھا۔ زیادہ تر وہ جہاز کے ایک گوشے میں ایسی جگہ پایا جاتا تھا جہاں سے سمندر کا نظارہ نہایت آسان ہو اور اس کی فطرت میں وہ سادگی اور وہ شوخی باقی نہ رہی تھی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا تو بے حد سنجیدہ نظر آتا۔ اسد شیرازی نے کئی بار دردانہ سے اس کا تذکرہ کیا تھا لیکن دردانہ مسلسل خاموش تھی۔ البتہ اسد شیرازی نے خود ہی ایک دن کہا تھا۔

"یوں لگتا ہے جیسے پروفیسر بیرن کے جانے کے بعد وہ کسی قدر افسردہ ہو گیا ہو اور اس کی وجہ پروفیسر بیرن کی ساتھی لڑکی بھی ہو سکتی ہے۔"

دردانہ کا دل چاہا کہ اسد شیرازی کو بتادے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن پھر وہی خیال آگیا اور اس نے خاموشی ہی مناسب سمجھی۔ البتہ اس دن کیپٹن ایڈگر مورالس نے ایک عجیب وغریب انکشاف کیا جو اسد شیرازی کے لیے بے شک نیا تھا۔ اس نے اسد شیرازی سے کہا۔

"مسٹر اسد شیرازی شعبان کے سلسلے میں اب بعض اوقات میں نہایت الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ صرف میرا وہم ہو لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس کا تجزیہ کریں۔ شعبان کے انداز میں کچھ تبدیلیاں محسوس کی ہوں گی آپ نے۔ کیا آپ ان کی وجہ جانتے ہیں۔"

"ایسی کوئی اہم تبدیلی تو نہیں مسٹر مورالس۔ آپ کسی خاص تبدیلی کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ گو وہ کچھ خاموش سا ہو گیا ہے۔ سنجیدہ اور بردبار سا ہو گیا ہے۔ پہلے کی مانند اس کے انداز میں بے پروائی نہیں رہی۔ جہاز کے عملے کے ایک ایک فرد پر نگاہ رکھتا ہے۔ انجن روم کا جائزہ لیتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس نے اپنے آپ کو بہت زیادہ ذمہ داریوں کا اہل ثابت کرنے کا فیصلہ کیا ہو لیکن جو حیران کن بات میں نے دیکھی اس پر شاید آپ کو یقین نہ آئے۔"

"کیا" دردانہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"پچھلی رات کی بات ہے تقریباً ایک بجا تھا۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ برج پر سارا کنٹرول بہترین طریقے سے کام کر رہا تھا۔ میں ٹہلتا ہوا باہر نکل آیا اور پھر برج کے ایک گوشے میں جا کر سمندر کو دیکھنے لگا۔ تبھی اچانک میری

نظر دو ایسی چمکدار چیزوں پر پڑی جنہیں میں کوئی نام نہیں دے سکا۔ اس طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی لیکن یہ دو روشنیاں اتنی تیز چمک رہی تھیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ ان سے کرنیں نہیں ابھر رہی تھیں بلکہ بس ایک عجیب سی کیفیت تھی ان کی۔ مسٹر اسد شیرازی آپ جانتے ہیں میں خوابوں میں رہنے کا عادی نہیں ہوں جاگتا ہوں تو صرف جاگتا ہوں۔ جاگتے میں سوتا نہیں۔ یہ دونوں روشنیاں ایسا لگتا تھا جیسے دو نہایت قیمتی اور سچے نیلم ہوں جو ایک جگہ ساکت ہوں۔ بہت دیر تک میں ان کا جائزہ لیتا رہا۔ عجب سویا سویا سا انداز تھا ان روشنیوں کا۔ بالآخر جب مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے قریب جا کر دیکھنے کا فیصلہ کیا لیکن ابھی اس جگہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ دفعتاً مجھے شعبان نظر آیا۔ شعبان کی دونوں آنکھیں نیلم کی طرح چمک رہی تھیں۔ ایسی تیز اور عجیب روشنی کہ دیکھنے والے کا ذہن ان کی گرفت میں آ کر گم ہو جائے۔ میں نے اس کے جسم کو دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں کو لیکن اچانک ہی اس کی نظر میری جانب گھوم گئی۔ غالباً اس نے میرے قدموں کی آہٹ پالی تھی اور پھر میں نے ایسا ہی محسوس کیا جیسے روشنیوں کے دو نیلے بلب سوئچ بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک بجھ گئے ہوں۔ شعبان آہستہ سے چلتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا اور اس نے مجھے حسب معمول سلام کیا اور رات کو اس طرف نکل آنے کی وجہ پوچھی۔ میں سحر زدہ سا تھا۔ ہمت کے باوجود اس سے یہ نہ پوچھ سکا کہ اس کی آنکھوں میں یہ نیلاہٹیں کیسی تھیں۔ مسٹر اسد شیرازی یہ سب کچھ میں اپنے پورے ہوش و حواس کے عالم میں کہہ رہا ہوں۔ شعبان مجھ سے باتیں کرتا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ دن کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے جہاز کا رخ بائیں سمت کر دیا جائے۔ یہ جہاز کے حق میں بہتر ہو گا۔ ہمیں اسی سمت سفر کر کے کچھ کارآمد معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ بہرحال میں نے ایسا ہی کیا ہے لیکن کیا آپ میری اس بات کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں۔"

"نہیں ایڈگر مورالس اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو اس میں جھوٹ کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے لیکن بات ہمارے لیے بھی اتنی ہی تعجب خیز ہے جتنی آپ کے لیے کیوں دردانہ۔ کیا میں نے غلط کہا۔"

"ن۔ نہیں۔ ب۔ بالکل نہیں جناب۔" دردانہ نے فوراً خود کو سنبھال کر جواب دیا۔

"ویسے کیپٹن یہ بات آپ نہیں بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ شعبان ہمارے لیے ایک انتہائی قابل اعتماد شخصیت کا نام ہے۔ اس نے بارہا یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ہم سب سے محبت کرتا ہے اور اخناطون کے مقاصد کے لیے ہر طرح تیار رہتا ہے۔ چنانچہ آپ میرے الفاظ سے کوئی ایسا نتیجہ اخذ نہ کریں کہ میں شعبان کے سلسلے میں کسی تشویش کا شکار ہوں۔ بس آپ اسے میرا تجسس کہہ سکتے ہیں حالانکہ آپ میں سے کسی نے شعبان کی کہانی نہیں چھپائی اور جو کچھ مجھے بتایا ہے یا ہم سب کو جو اس کے بارے میں علم ہے وہ یہ ہے کہ وہ آپ کا بیٹا نہیں ہے آپ کا کوئی نہیں ہے۔ بلکہ اسے مچھیروں کی بستی سے حاصل کیا گیا تھا اور اس کی پیدائش سمندر میں ہوئی تھی۔ بلاشبہ یہ ایک دلچسپ تجربہ ہے کہ سمندر میں پیدا ہونے والا بچہ سمندر سے اتنا گہرا لگاؤ رکھتا ہے لیکن آپ ذرا ماضی پر پھر غور کیجئے آپ اسے کسی مچھیرے کا بیٹا ہی کہہ سکتے ہیں یا......"

"میں سمجھا نہیں مسٹر ایڈگر مورالس۔"

"سمندری زندگی کا بڑا تجربہ کیا ہے میں نے۔ انسان بہر طور سمندر میں محدود ہوتا ہے اور پانی کے نیچے رہ کر اگر اسے بہت زیادہ مشق ہے تو وہ ایک مخصوص وقت گزار سکتا ہے لیکن شعبان کے جسمانی نظام میں ایسی کیا تبدیلی ہے کہ وہ عام لوگوں سے مختلف ہو جاتا ہے۔"

"خدا کی دین کے بارے میں ہمارا ایمان ہے مسٹر ایڈگر مورالس کہ وہ کسی کو کچھ بھی دے سکتا ہے۔"

"میرا ایمان بھی اس سلسلے میں کمزور نہیں ہے جناب بس یونہی نجانے کیوں کبھی کبھی یہ محسوس ہوتا ہے جیسے شعبان ہم میں سے نہیں ہے۔ دردانہ کا دل دھک سے ہو گیا۔ اب یہ بات دوسرے لوگ محسوس کرنے لگے ہیں۔ اب سے کچھ وقت پہلے تو دردانہ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ شعبان کیا چیز ہے اور اب بھی دعوے سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی تھی کہ پروفیسر بیرن نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا

تھا وہ درست ہے لیکن کم از کم دردانہ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ اسے جھٹلا نہیں سکتی تھی۔ وہ ایک طلسمی کتاب تھی جو دھواں بن کر فضاؤں میں تحلیل ہو گئی یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا اور اگر اس پر غور کیا جاتا تو کوئی جواز نہیں ملتا تھا۔ پروفیسر بیرن بھی سمندر میں اسی طرح نیچے پہنچ جاتا تھا لیکن وہ کہانی جو پروفیسر بیرن نے لکھی تھی وہ کہانی سچ ہے۔ کیا سمندروں کی دنیا میں ایسے عجائبات موجود ہیں بڑے شاندار دلائل دیئے گئے تھے جب انسان سیاروں پر آبادیوں کا یقین کر سکتا ہے تو قدرت کے لیے یہ کیا مشکل ہے کہ زیر سمندر بھی اس نے انسانوں جیسی آبادیاں ہی تخلیق کی ہوں۔ آخر پانی کے نیچے لاتعداد آبی جانور رہتے ہیں۔ وہ زندہ رہتے ہیں اور ان کا نظام زندگی بالکل بہترین ہوتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی تو کیا انسان نما کوئی آبی مخلوق زیر سمندر نہیں ہو سکتی۔ سو فیصد ہو سکتی ہے اس میں کوئی شبہ حماقت ہے لیکن بہر طور شعبان کے بارے میں یہ تذکرہ کر کے نہ تو وہ اپنا عہد توڑنا چاہتی تھی اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کرنا چاہتی تھی جس سے شعبان کو تکلیف ہو یا شعبان دوسروں کی نگاہوں میں کچھ مختلف ہو جائے۔

اسد شیرازی نے پوچھا۔ "تو کیا آپ نے جہاز کا رخ تبدیل کر دیا اس کی ہدایت کے مطابق؟"

"ہاں...... میں اس کی صلاحیتوں کو تسلیم کرتا ہوں مسٹر اسد شیرازی اور صحیح معنوں میں اب تو مجھے یہ لگتا ہے جیسے میں نے اسے اپنا نائب بنا کر خود اپنا مذاق اڑایا ہے کیونکہ وہ سمندروں کو مجھ سے زیادہ سے زیادہ جانتا ہے اور میں نے اس بات کو خلوص دل سے تسلیم کیا ہے۔"

"بہرحال اس کے نتائج دیکھ لیں گے۔ جہاں تک شعبان کے بارے میں آپ کے تجسس کا معاملہ ہے تو کیپٹن ایڈگر مورالس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو کہانی ہم نے آپ لوگوں کو سنائی ہے وہ بالکل درست ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ شعبان کی زندگی سے کوئی اور گہرا راز وابستہ ہو۔ تاہم وہ ہمارے لیے کسی طور نقصان دہ نہیں ہے ویسے جو تجاویز اس نے پیش کی ہیں وہ بھی انتہائی شاندار ہیں اور سب نے انہیں مانا ہے۔"

"تجاویز۔"

"میرا مطلب ہے سمندری تحقیقات کے سلسلے میں جو اس نے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا ہے میں سمجھتا ہوں وہ نہایت مؤثر ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں اس طرح ہم اپنی تحقیقات کو مؤثر بنا سکیں گے اور مجھے تو یہ خوشی ہے کہ امیر ارتقا ہاشمی نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ خدا کرے کیپٹن جان سیموئل اپنا جہاز لے کر مہذب دنیا تک پہنچ جائے اور اسے راستے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ میری تحقیقات کا ایک مرحلہ مکمل ہو جائے گا۔ ہم دوبارہ بھی ایسی ہی کوششیں کریں گے۔ اگر اخناطون کو واقعی کسی ساحل کی جانب نہ لانا پڑا تو پھر یہ سمجھ لیجیئے کہ ہم سمندر کی تحقیقات کے سلسلے میں اپنے وہ سارے مقاصد حاصل کر لیں گے جن کے ہم خواہشمند ہیں۔ بعض اوقات کچھ ایسے معاملات کی طرف ذہن متوجہ ہو جاتا ہے۔ مسٹر اسد شیرازی جس سے مجھے تشویش ہوتی ہے۔"

"کیا۔"

"ہمارے پاس بلاشبہ ایک طویل ترین عرصے کے لیے غذا اور ایندھن کا ذخیرہ ہے۔ پانی کی بھی کوئی کمی نہیں ہے لیکن ابھی تک ہم نے ایسا کوئی ذریعہ اختیار نہیں کیا جس سے ہمارے اس ذخیرے میں اضافہ ہو۔ کیا ایک مخصوص وقت گزرنے کے بعد ہمیں مہذب دنیا کی طرف واپسی کا فیصلہ نہیں کرنا پڑے گا۔"

"کیوں نہیں کیپٹن ایڈگر مورالس! یہ بات تو ہمارے منشور میں پہلے سے تھی کہ بالآخر ہم ایک مخصوص وقت گزار کر مہذب دنیاؤں کی جانب واپس لوٹیں گے۔ چاہے وہ مصر ہو یا وہ علاقہ جہاں ہم سب سے پہلے پہنچ سکیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے منشور میں طے کیا تھا کہ جب ہمارے پاس تین مہینے کا خوراک کا ذخیرہ رہ جائے گا تو ہم واپسی کا سفر شروع کر دیں گے۔ میرا خیال ہے ابھی تو ہمارے پاس بہت بڑا ایندھن اور خوراک کا ذخیرہ موجود ہے۔"

"ہاں یقینی طور پر لیکن ذرا سی تبدیلی میں کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھ سے اتفاق کریں۔"

"ضرور ضرور مائی ڈیئر بھلا اس میں کسی ترمیم کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔"

"ہمیں ان راستوں کے نقشے ترتیب دے لینے چاہئیں جن سے ہم گزر کر آگے بڑھ رہے ہیں تاکہ واپسی کے سفر میں ہم صحیح سمت اختیار کر سکیں اور سمندر میں بھٹک کر جان سیموئل جیسے کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائیں۔"

اسد شیرازی نے دردانہ کی طرف دیکھا۔ دردانہ نے تعریفی نگاہوں سے کیپٹن ایڈگر مورالس کو دیکھا اور بولی۔

"کیپٹن ظاہر ہے آپ سمندر کے ماہر ہیں۔ ایسی کوئی تجویز آپ ہی پیش کر سکتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ یہ نہایت مؤثر بات ہے اور ایسا ہمیں کرنا چاہیئے۔"

"یہ کام میری ذمہ داری پر چھوڑ دیا جائے۔ بس میں اس سلسلے میں فوری طور پر عمل کروں گا بلکہ اگر دوران سفر ہمیں کوئی ایسا پوائنٹ مل جائے جہاں سے ہم نئے سرے سے مہذب آبادیوں سے ویران سمندروں کی جانب کیے جانے والے رخ کا صحیح تعین کر سکیں تو بہت زیادہ بہتر ہوگا۔"

"بلاشبہ...... لیکن اس کے باوجود جتنا سفر ہم لوگ کر چکے ہیں اس سے آگے کے لیے آپ کو اپنے آپ کو تیار کر لینا چاہیئے کیپٹن ایڈگر مورالس۔" شام کے تقریباً پونے چار بجے تھے تمام معمولات جوں کے توں تھے اختاطون پر زندگی اسی انداز میں رواں دواں تھی۔ ہر شخص ذہنی طور پر مطمئن تھا اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث تشویش ہوتی دراصل اختاطون پر جو انتظامات کیے گئے تھے وہ ایک باقاعدہ حیثیت رکھتے تھے۔ پورا ورکشاپ موجود تھا اختاطون پر۔ اگر جہاز میں کوئی خرابی ہو جاتی تو اس کے نئے پرزے تک بنائے جا سکتے تھے اور اس کے لیے انجینئروں کا انتخاب کر لیا گیا تھا۔ یہ وہ تمام باتیں تھیں جن سے سمندر پر مکمل طور پر بااعتماد سفر کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ تشویش زدہ کوئی بھی نہیں تھا۔ پونے چار بجے تھے شعبان برج پر تھا اچانک اس نے جہاز کے انجن بند کرنے کے احکامات صادر کیے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس اس وقت انجن روم میں تھا اور وہاں انجینئروں سے گفتگو کر رہا تھا کہ برج پر سے کیپٹن شعبان کی آواز ابھری اور ایڈگر مورالس چونک پڑا۔ اس نے فوراً ہی برج سے رابطہ قائم کیا اور بولا۔

"کیا بات ہے شعبان۔ خیریت۔"

"انجن بند کرا کے جہاز لنگر انداز کرا دیجیئے۔" کیپٹن شعبان کی پروقار آواز ابھری۔

"کوئی خاص وجہ ہے؟" کیپٹن ایڈگر مورالس نے پوچھا لیکن دوسری طرف سے جواب نہیں ملا تھا۔

"ہیلو شعبان۔"

"جی کیپٹن۔" شعبان نے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ تمہارے اس حکم کی کوئی خاص وجہ ہے۔"

"کیپٹن براہ کرم جہاز کے انجن بند کر دیجیئے اور جہاز لنگر انداز کرا دیجیئے۔"

ایڈگر مورالس نے فوراً ہی حکم دیا اور جہاز کے انجن بند کر دیئے گئے اسے فوراً ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ اس کے اس سوال کا شعبان نے برا منایا ہے۔ شعبان کی بدلی ہوئی شخصیت میں یہ بات بھی رونما ہو چکی تھی کہ وہ لب اپنے آپ کو لیے دیئے رہتا تھا لیکن ایڈگر مورالس اس بات کا برا نہیں مانا تھا اس نے فوراً ہی شعبان کی ہدایت پر عمل کرایا اور تھوڑی دیر کے بعد اختاطون لنگر انداز ہو گیا۔ ساتھ ہی کیپٹن ایڈگر مورالس برج کی جانب چل پڑا تھا۔ شعبان برج پر موجود نہیں ملا۔ اس نے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ شعبان ابھی ابھی نیچے گیا ہے۔ مورالس اس کی تلاش میں چل پڑا۔ سمندر چاروں طرف پرسکون تھا کوئی بھی ایسی شے نظر نہیں آ رہی تھی جسے دیکھ کر شعبان نے یہ حکم دیا ہو چند ہی لمحوں کے بعد کیپٹن مورالس نے شعبان کو اپنے کیبن سے باہر آتے ہوئے دیکھا۔ شعبان ایک مخصوص بس پہنے ہوئے تھا۔ جس میں آکسیجن ماسک وغیرہ نہیں تھیں البتہ کچھ ایسی چیزیں ضرور تھیں جن کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ زیر سمندر استعمال ہوتی ہیں۔ کیپٹن ایڈگر مورالس شعبان کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا تم سمندر میں اترنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"ہاں کیپٹن۔ اگر آپ پسند کریں تو خود بھی میرے ساتھ غوطہ خوری کا لباس پہن کر سمندر میں اتر سکتے ہیں۔"

"یقیناً کوئی ایسی ہی اہم بات ہوگی تمہارے ذہن میں جس کے لیے تم نے یہ فوری کارروائی کی ہے۔"

"جی" شعبان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو پھر چند لمحات انتظار کر لو۔ میں ابھی آیا۔" ایڈگر مورالس وہاں سے چل پڑا پھر اچانک اس نے رک کر پوچھا۔

"کیا ہمیں سمندر کی گہرائیوں میں زیادہ دور تک جانا ہوگا؟"

"ہاں کیپٹن اور آپ کو مکمل انتظامات کر کے آنا ہے۔ کیپٹن گردن ہلا کر چلا گیا۔ اسد شیرازی اور دردانہ بھی جہاز کے لنگر انداز ہونے کی وجہ سے باہر نکل آئے تھے۔ انہوں نے بھی شعبان کو دیکھا اور دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

"کوئی خاص بات ہے شعبان۔"

جی سر۔ لیکن ابھی میں بتا نہیں سکتا۔" شعبان نے جواب دیا عجیب سا لہجہ تھا جسے دردانہ نے بھی محسوس کیا لیکن بہر طور اس لہجے کو نظر انداز کیا گیا۔ ایڈگر مورالس نے تیار ہو کر آنے میں زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ عرشے پر اس جگہ پہنچ کر جہاں سے سمندر میں چھلانگ لگائی جا سکتی تھی اور جہاں سے زیر سمندر کارروائیوں کے انتظامات کا جائزہ لیا جاتا تھا ایڈگر مورالس نے اپنے لباس کا آخری حصہ مکمل کیا اور اس کے بعد شعبان سے بولا۔

"یہاں جن لوگوں کو تعینات کیا جانا ہے۔ ان کے لیے کوئی خاص ہدایت۔"

"نہیں۔ آپ نے اپنے ساتھ کچھ ہتھیار لیے ہیں۔"

"ہاں تم نے کہا تھا کہ گہرائیوں میں اترنے کے مکمل انتظامات ہونے چاہئیں۔ چنانچہ میرے پاس آبی ہتھیار سمندر کے نیچے گفتگو کرنے والے آلات موجود ہیں اور بہتر ہوتا کہ تم بھی کم از کم آکسیجن ماسک لگا لیتے تاکہ میرے اور تمہارے درمیان گفتگو ہو سکتی۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے کیپٹن۔ پانی میں آکسیجن ماسک لگا کر اترنا مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے میں اپنے آپ سے مذاق کر رہا ہوں۔ براہ کرم آئیے۔" شعبان نے کہا اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔ ایڈگر مورالس نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ شعبان اس کی راہنمائی کرتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ مورالس کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یقینی طور پر شعبان نے کوئی ایسا اشارہ دریافت کیا ہے جس سے زیر سمندر کسی شے کے مل جانے کے امکانات ہیں۔ پانی کی گہرائیوں میں وہ نیچے اترتے رہے۔ ایڈگر مورالس اگر ایک زبردست کیپٹن اور ایک اعلیٰ غوطہ خور نہ ہوتا تو سمندر کی گہرائیوں میں وہ شعبان کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔ شعبان کو پانی کی گہرائیوں میں اترتے دیکھ کر اسے رشک آ رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے شعبان خشکی پر چل رہا ہو۔ کوئی تردد نہیں تھا اس کے چہرے پر۔ جبکہ کیپٹن ایڈگر مورالس کو خاصہ محتاط ہونا پڑ رہا تھا۔ وہ لوگ سمندر کی تہہ میں اترتے رہے اور نجانے کتنی گہرائی میں اترنے کے بعد اچانک ہی کیپٹن ایڈگر مورالس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایک نہایت شاندار سمندری جہاز تہہ میں نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس کے ہوش و حواس رخصت ہونے لگے۔ اس جہاز کی موجودگی کا پتہ کیسے لگایا گیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ شعبان نے رک کر انگلی سے اس جانب اشارہ کیا اور ایڈگر مورالس نے گردن ہلائی اور یہ ظاہر کیا کہ جو کچھ شعبان اسے دکھانا چاہتا ہے وہ دیکھ چکا ہے۔ وہ لوگ آہستہ آہستہ جہاز کی جانب بڑھنے لگے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس اب پوری دلچسپی سے اس غرق شدہ جہاز کو دیکھ رہا تھا اور اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد جہاز کا نام اس کی نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ ایک غیر معروف جہاز تھا۔ دور ہی سے دیکھنے پر کارگو شپ محسوس ہوتا تھا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس اس کی جانب بڑھ گیا۔ ویسے جہاز کی بناوٹ یہ بتاتی تھی کہ وہ تقریباً تیس سال پہلے بنایا گیا تھا۔ تاہم اچھا خاصہ جہاز تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ جہاز کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ چند لمحات جائزہ لیا گیا اور اس کے بعد شعبان ہاتھ سے اشارہ کر کے جہاز میں داخل ہو گیا۔ وہ تیرتے ہوئے عرشے پر پہنچے اور اس کے بعد جہاز کے مختلف حصوں کا جائزہ لینے لگے۔ جہاز میں انسانی وجود نہیں ملتا تھا لیکن کچھ دیر کے بعد جب وہ جہاز کے نچلے حصے میں پہنچ کر کیبنوں کے قریب پہنچے تو ایک کیبن میں انہیں چند افراد نظر آئے۔ جن کے بدن پانی میں تیر رہے تھے۔ وہ ان لوگوں

کا جائزہ لینے لگے۔ مردہ اجسام پانی میں پوری طرح بگڑے نہیں تھے۔ بلکہ مکمل حالت میں نظر آرہے تھے۔ ان کی تعداد پانچ تھی۔ ان کے جسموں اور لباسوں سے وہ ان کی قومیت کا اندازہ لگاتے رہے۔ ظاہر ہے ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ کیبن بند کرکے وہ باہر نکل آئے۔ شعبان دوسرے گوشوں کی تلاشی لیتا پھر رہا تھا۔ اور ایڈگر مورالس کسی قدر دہشت زدہ تھا۔ سمندری زندگی میں سے بے شمار عجیب و غریب واقعات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن بہرطور انسان تھا۔ خوف انسان کے دل میں ہوتا ہی ہے۔ ہر شخص شعبان کی طرح بے جگر نہیں ہوتا۔ جہاز میں انہوں نے تقریباً آٹھ ایسے افراد کو دیکھا جو وہاں قید رہ گئے تھے۔ باقیوں کی لاشیں یقینی طور پر سمندر میں موجود آبی جانوروں کی نذر ہوگئی ہوں گی۔ لیکن جو تعجب خیز چیز کیپٹن ایڈگر مورالس نے وہاں دیکھی تھی وہ ایندھن کے بہت بڑے بڑے ڈرم تھے۔ جو وہاں کافی تعداد میں موجود تھے۔ یہ اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ خود اخناطون میں طویل عرصے تک استعمال کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ جہاز کے مختلف گوشوں میں ایسے کارٹن رکھے ہوئے تھے جن میں خشک غذا کی موجودگی کے امکانات تھے اور بھی ایسی بہت سی چیزیں جو قابل استعمال تھیں۔ یقینی طور پر یہ ایک عظیم الشان خزانہ تھا جو اخناطون کے مستقبل کے لئے کارآمد ہوسکتا تھا۔ اور ایڈگر مورالس کو یہ اندازہ ہوگیا کہ شعبان اسے اس جہاز تک کیوں لایا ہے۔ اس میں موجود افراد کا تو کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سوائے ان کی موت پر افسوس کرنے کے لیکن جو اشیاء اس میں موجود تھیں۔ انہیں اخناطون کی تحویل میں لیا جاسکتا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے تک اس جہاز کا جائزہ لیا جاتا رہا اور اس کے بعد آکسیجن کی مقدار کے حساب سے واپسی کے سفر کا بندوبست کرنا ازحد ضروری تھا۔ جس کا اظہار کیپٹن ایڈگر مورالس نے واٹر پروف گھڑی کو سامنے کرکے اور آکسیجن ٹینک کی جانب اشارہ کرکے شعبان پر کیا۔ شعبان نے گردن ہلائی اور کیپٹن ایڈگر مورالس سے واپسی کے لئے اشارہ کیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اس پراسرار جہاز سے باہر نکل آئے۔ اور سیدھے سطح سمندر کی جانب ابھرنے لگے۔ سطح سمندر پر پہنچنے کے بعد کیپٹن ایڈگر مورالس نے اپنا آکسیجن ماسک اتار دیا۔ اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اخناطون کافی فاصلے پر نظر آرہا تھا اور اتنے فاصلے تک تیرتے ہوئے جانا اس وقت ایک مشکل کام محسوس ہورہا تھا۔ لیکن شاید شعبان کیپٹن ایڈگر مورالس کے علم میں لائے بغیر وہاں کچھ ہدایات دے کر آیا تھا اور یہاں سے سمندر میں دور دور تک دیکھا جارہا تھا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس نے کس قدر پریشان لہجے میں کہا۔

"زیر سمندر ہم کافی دور نکل آئے ہیں شعبان۔ لیکن اب کیا ہمیں تیر کر وہاں تک جانا ہوگا۔"

"نہیں کیپٹن میں کچھ لوگوں کو ہدایت کر کے آیا تھا وہ دیکھئے سمندر میں اسٹیمر اتارا جارہا ہے۔"

"اوہ ڈیئر تم نے مجھے اتنا حیران کردیا ہے کہ اب میری عقل میرا ساتھ چھوڑنے لگی ہے۔ گویا یہ سارا پلان تمہارے ذہن میں تھا۔"

"ہاں کیپٹن میں آپ کو اس کے بارے میں تفصیلات بتادوں گا۔" "آیئے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہیں۔" شعبان نے کہا اور سطح پر تیرنے لگا۔ اسٹیمر پانی میں اترنے کے بعد برق رفتاری سے ان کی جانب چل پڑا۔ کیپٹن ایڈگر مورالس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ انتظامات نہ کرتے تو واپسی کا یہ سفر میرے لئے انتہائی دشوار گزار ہوتا۔ ویسے شعبان درحقیقت عمر انسان پر اثر انداز ہوتی ہی ہے۔ میری اس معذوری کا ذرا خیال رکھا کرو۔"

"سوری کیپٹن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہمیں سمندر میں اتنی دور تک آنا پڑے گا۔ ورنہ اخناطون کو کچھ اور قریب لاکر لنگر انداز کیا جاسکتا تھا۔"

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔ تم نے یہ انتظامات کرکے ساری مشکلات کا ازالہ کردیا ہے۔" ایڈگر مورالس نے کہا۔ اسٹیمر قریب آتا جارہا تھا۔ پھر اس نے ان کے گرد ایک چکر لگایا اور اس کے انجن بند ہوگئے۔ ایڈگر مورالس اور شعبان کچھ ہی دیر کے بعد اسٹیمر پر پہنچ گئے تھے اور اسٹیمر نے واپسی کا سفر شروع کردیا تھا۔ ایڈگر مورالس اسٹیمر میں دراز ہوکر گہری گہری سانسیں لے رہا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

تھی اور اس کی نگاہیں شعبان پر گڑی ہوئی تھیں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے اس جہاز کے بارے میں بتادو گے۔"

"ہاں کیپٹن سمندر میں مجھے اس کی موجودگی کے اشارے ملے اور میں نے سوچا کہ اسے دیکھ لیا جائے۔ ہوسکتا ہے اس میں سے کچھ کارآمد چیزیں اخناطون کو حاصل ہوسکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو کچھ اس میں دیکھا ہے اس میں بے شمار اشیاء ہمارے لئے کارآمد ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے لیکن اتنے فاصلے پر اس کی موجودگی کے کیا اشارات ملے تھے تمہیں۔"

"بہت سی باتوں کو کیپٹن خفیہ راز ہی میں رہنے دیا جائے تو بہتر ہوتا ہے آپ صرف ایک بات کا اطمینان رکھئیے میں اخناطون پر یا اس پر موجود اثرات کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"نہیں میرے دوست یہ بات تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہم میں سے کون یہ سب کچھ نہیں جانتا۔ لیکن بس ذرا فاصلے کا احساس ہوتا ہے شعبان۔ اور تم ذرا دور دور سے نظر آتے ہو۔ جب کہ ہم تم سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ تمہیں اپنے بالکل قریب دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔"

"ہوسکتا ہے کوئی لمحہ ایسا آجائے جب میں آپ کو بہت کچھ بتاسکوں کیپٹن۔ اس وقت تک ایک مجبوری سمجھ کر میری اس خاموشی کو نظرانداز کردیجئے گا۔"

"چلو وعدہ ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے۔ حالانکہ تم نے نہایت خشک لہجے میں جہاز کو لنگر انداز ہونے کا حکم دیا تھا۔ لیکن دیکھ لو میں نے تم سے تعاون کیا۔"

"ایک بار پھر یہی عرض کروں گا کہ اخناطون کے مفاد کے خلاف کبھی میں کوئی ایسا عمل نہیں کرسکتا جس پر آپ کو اعتراض ہو۔"

"اوکے۔ اوکے۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس جہاز پر ایندھن کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اور میرا خیال ہے ہمیں کافی خوراک بھی مل سکتی ہے اور بھی بہت سی ایسی اشیا ہیں جو اخناطون کے کام آسکتی ہیں اور ایک عظیم الشان دریافت کی ہے تم نے مجھے اس وقت پروفیسر بیرن یاد آرہے ہیں۔ جو تمہارے بھرپور ساتھی تھے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے تجربے سے ہمیں بڑے فائدے حاصل تھے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ کیا وجہ تھی جس کے تحت پروفیسر بیرن نے اچانک اخناطون چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تاہم پروفیسر بیرن کا یہ فیصلہ بے حد ناخوشگوار تھا لیکن وہ جس شخصیت کے مالک تھے اس کے تحت ہم انہیں روک نہیں سکتے تھے۔"

شعبان نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔
اختاطون پر ان کا انتظار کیا جارہا تھا اسٹیمر اختاطون سے جاملا اور یہ لوگ اوپر پہنچ گئے ہے کاش کشن داس، گن پاور وغیرہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔

"سمندر میں اس جگہ جہاں ہم سطح پر ابھرے تھے گہرائیوں میں ایک غرق شدہ جہاز موجود ہے جس میں غذائی ذخیرہ اور خصوصی طور پر ایندھین کے ڈرم موجود ہیں جن کے حصول کے بعد اختاطون کے سمندری سفر میں کئی ماہ کا اضافہ ہوسکتا ہے۔" ایڈگر مورالس نے انہیں بتایا۔ صورتحال چونکہ ان کے علم میں نہیں تھی اس نے انہیں اشتیاق ضرور پیدا ہوگیا مگر وہ حیران نہیں ہوئے کیونکہ اس دریافت کا طریقہ انہیں معلوم نہیں تھا پھر ساری کارروائیاں ضرورت کے مطابق تھیں۔ اختاطون کو اس مقام تک لے جایا گیا جہاں نیچے غرق شدہ جہاز موجود تھا تمام لوگ مصروف ہوگئے اسد شیرازی نے حسرت سے کہا۔

"کاش میں بھی سمندر کی گہرائیوں میں اتر کر ان جگہوں کا جائزہ لے سکتا جہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔" دردانہ مسکرانے لگی تھی۔ ایڈگر مورالس نے ہنگامی بنیادوں پر تیاریاں کیں اور کرینیں وغیرہ لگادی گئیں شعبان بھی تمام کاموں کی نگرانی کررہا تھا مشکل کام تھا۔ گہرائیوں کا حساب بھی رکھنا تھا اور اس کا صحیح تجزیہ شعبان نے ہی پیش کیا تھا ایڈگر مورالس بھی اس بارے میں مکمل تفصیل نہیں بتاسکتا تھا۔ تمام کام مکمل ہوگئے اور غوطہ خوروں کی ایک بڑی تعداد لوکیل کانٹے سے لیس سمندر میں اتر گئی۔ شعبان ان کی رہنمائی کررہا تھا۔ مورالس اس مہم میں اتنا ہی ساتھ دے سکتا تھا کہ وہ اوپر رہ کر نگرانی کرسکے۔ اس نے اسد شیرازی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اس دریافت پر کوئی تبصرہ کرسکتے ہیں مسٹر شیرازی۔"

"اس کے سوا اور کیا کہ اختاطون کو اور طاقت حاصل ہوجائے گی اور اس کا انداز زیادہ اطمینان بخش ہوجائے گا۔"

"میرا مطلب کچھ اور تھا۔"

"کیا۔"

"آپ بہت اچھے انسان ہیں مسٹر شیرازی میں آپ کے کسی عمل پر شبہ نہیں کرسکتا لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اگر آپ شعبان کی حقیقتوں کو نہ جانتے تو اختاطون تخلیق نہ ہوتا سمندر کی گہرائیوں میں جھانکتے ہوئے اس کی آنکھیں نیلم کی طرح چمکتی ہیں اور وہ تہہ تک دیکھ لیتا ہے اور بتادیتا ہے کہ یہاں کیا ہے۔ بعض اوقات تو میں کچھ اور سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہوں۔"

"وہ کیا۔" شیرازی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کیا وہ گوشت پوست کا انسان ہے یا کوئی سائنسی تخلیق۔ کوئی مشین۔" مورالس بولا۔ اور اسد شیرازی ہنس پڑا۔

"تم نے تو میرے لئے بھی فکر کے لمحات پیدا کردیئے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے دنگ ہوکر کہا۔ مگر دردانہ اس ہنسی میں شریک نہ ہوئی اسے بہت سی ایسی باتیں معلوم تھیں جو دوسروں کو معلوم نہ تھیں۔

سمندر کی تہہ میں ڈوبے ہوئے جہاز سے وہ اشیاء باہر نکال گئیں جو ہر شخص کی دلچسپی کا باعث بن گئیں۔ ایندھن کے ڈرم ذخیرہ کرلیے گئے۔ خوراک بالکل تروتازہ تھی۔ تاہم طے یہ کیا گیا تھا کہ جو چیز سمندر سے برآمد کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کی تاریخ کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا کہ وہ کتنی پرانی ہے۔ چنانچہ لیبارٹری میں اس پر تحقیقات کرنے کے بعد ہی اس کو قابل استعمال قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس میں زہریلے اثرات پیدا ہوگئے ہوں۔ تاہم یہ ساری باتیں اپنی جگہ۔ لیکن شعبان نے جو انوکھا کارنامہ سرانجام دیا تھا وہ ایڈگر ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام ہی لوگوں کے لیے حیرت کا باعث تھا۔ یہاں تک کہ وہ تینوں محقق جو سمندری اشیاء پر تحقیقات کرنے کے ماہر ماہر تھے اور جنہیں اپنے کام میں بڑی مہارت حاصل تھی حیرانی سے اس موضوع پر گفتگو کررہے تھے۔"

"واقعات اس قدر پراسرار ہیں مسٹر جیکاس کہ ہم صحیح معنوں میں فیصلہ نہیں کرسکتے آپ کے خیال میں یہ شخص کیا ہے۔" کشن داس اور گن پاور پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگے۔ پھر گن پاور نے ہنس کر کہا۔

"میں تم لوگوں کی ذہنی حالت کے بارے میں تو

بیان نہیں کرسکتا لیکن بہت عرصے پہلے یہ شخص میرے ذہن میں ایک الجھن بن گیا تھا۔ اور یقین کرو میں آج تک اس الجھن کا حل نہیں تلاش کرسکا۔ سمندر میں آبسی کی مانند تیر لینا الگ حیثیت رکھتا تھا۔ اور سمندر کی گہرائیوں میں جھانک لینا بھلا یہ انسانی کارنامہ ہوسکتا ہے۔"

یہاں کافی وقت صرف ہوگیا۔ اور اس کے بعد شعبان نے گرین سگنل دے دیا اور ایڈگر نے اختاطون آگے بڑھادیا۔

شام کی نشست میں اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں نے بڑی سوچ سمجھ کے بعد شعبان کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ لیکن اب میں یہ محسوس کررہا ہوں کہ مجھے اپنے آپ کو اس کے نائب کی حیثیت سے پیش کردینا چاہیے۔ اختاطون کا کنٹرول اب میرے نہیں اس کے ہاتھ میں ہے۔"

"نہیں مسٹر ایڈگر آپ کی حیثیت کسی قیمت پر ختم نہیں ہوسکتی۔"

"بات یہ ہے اسد شیرازی کہ میں فطری طور پر گھٹیا انسان نہیں ہوں۔ میں نے سمندر میں ایک فاتح کی حیثیت سے زندگی گزاری ہے" ایڈگر نے خاموشی اختیار کرلی۔

اختاطون کی آئندہ کی ذمہ داریوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ایک دن یہ مسئلہ شعبان کے سامنے بھی رکھا گیا تو وہ پرخیال انداز میں گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"میں جانتا ہوں انکل شیرازی آپ کے دل میں کیا ہے۔ ہم لوگ سمندر میں بہت دور تک نکل آئے ہیں۔ میرا خیال ہے اب اگر ہم یہ سوچیں کہ ہمارا رخ مہذب آبادیوں کی طرف ہوجائے تو یہ ایک دانشمندانہ سوچ نہیں ہوگی۔ آپ نے اپنی دنیا کے لیے جو نیک منصوبے اپنے دل میں تخلیق کیے ہیں وہ بہت قیمتی ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ ایک عظیم کتاب ترتیب دیں۔ سمندری نوادرات اور سمندر سے برآمد ہونے والی ایسی اشیاء جن پر آپ طبی تحقیق کرنا چاہیں۔ مسٹر جیکاس۔ کشن داس اور گن پاور کے حوالے کیجیے۔ خود بھی ان کے ساتھ شامل ہوکر ان سے رپورٹیں طلب کیجیے۔ اور ان رپورٹوں کو نہایت آسان زبان میں اپنی اس کتاب میں درج کیجیے۔ ہوسکتا ہے مہذب دنیا تک ہماری واپسی ممکن نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح آپ نے اپنی تمام تر معلومات ارتقا باشی کے ذریعے مہذب دنیا کو بھجوائی ہیں ہمیں ایسا ہی کوئی موقع دوبارہ مل جائے اور آپ کی وہ کتاب آپ کی تخلیق کی ہوئی لیبارٹری تک پہنچ سکے۔ اب تو اس سے آپ کا رابطہ ٹوٹ ہی چکا ہے۔ لیکن یہ کتاب سمندری تحقیقات پر دنیا کی نادر ترین کتاب ہوگی۔ آپ یہ کتاب تاریخ کے حوالے کردیجیے۔ تاریخ خود فیصلہ کرے گی کہ اسے کیا کرنا ہے" بڑی سنجیدہ اور قابل غور بات تھی۔ سب ہی نے اس کی تعریف کی۔ اسد شیرازی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم نے مجھے ایک ایسا راستہ دکھایا ہے شعبان جسے دل قبول کرتا ہے۔ ہم کسی ایک مخصوص شخص کے لیے تو کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ہمارا مشن تو انسانیت کے لیے تھا۔ اور انسانیت کسی بھی دور میں ہو اگر اسے فائدہ پہنچ جائے تو ہمارا مقصد بھی پورا ہوجاتا ہے۔ میں اس کی تیاریاں کرتا ہوں۔"

اسد شیرازی دردانہ کی مدد سے ایک ایسی کتاب کی تیاری میں مصروف ہوگیا جس میں وہ اپنے مشاہدات سمندری دنیا سے متعلق کہانیاں اور وہ ساری چیزیں لکھ سکے جو انسانیت کی بھلائی ہی کے لیے بلکہ مستقبل کے سمندرگردی کرنے والوں کے لیے کارآمد ہوسکے۔ سب سے پہلے اللہ کا بابرکت نام لکھا۔ اور اس کے بعد اپنے اب تک کے سفر کے مختصر واقعات اور پھر پہلی بار اس نے جیکاس اور گن پاور اور کشن داس کے ساتھ شمولیت اختیار کرکے سمندری تحقیقات کے بارے میں تفصیلات لکھنا شروع کردیں۔ ان اشیاء کے بارے میں بھی درج کیا گیا جو اسد شیرازی نے ارتقا باشی کے ہاتھ بھجوائی تھیں۔ غرض یہ کہ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے باعث سکون تھی۔ ادھر شعبان تھا کہ اس نے اسد شیرازی کو ہر روز سمندر کی ایک نئے دینے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اور اس کے مشاغل سب کے علم میں تھے۔ ہوتا یوں تھا کہ رات کو جب سارے معمولات سے فراغت حاصل ہوجاتی تو شعبان سمندر میں اتر جاتا۔ اور اس کے بعد وہ کب واپس آتا یہ بہت کم لوگ جانتے تھے۔ لیکن صبح وہ سمندری

کھاس نایاب پتھر یا کوئی ایسی چیز اسد شیرازی کو ضرور پیش کرتا جو نئی اور انوکھی ہوتی۔ جیکاس وغیرہ کو بھی ایک بہتر مشغلہ ہاتھ آ گیا تھا۔ اور لیبارٹری میں کام پورے زور و شور سے شروع ہو گیا تھا۔ ایڈگر کا کہنا تھا کہ اب تک اس انداز میں یہ کام نہیں شروع کیا گیا تھا اس میں اب بڑی باقاعدگی آ گئی ہے۔ شعبان کی اپنی ذہنی کیفیت کیا تھیں بہت کم ہی کسی کو معلوم ہوتا تھا سوائے دردانہ کے اور دردانہ اس وقت بھی شعبان کا دماغ کھا رہی تھی۔

"بے شک سمندر سے تمہاری دلچسپی بے پناہ ہے۔ لیکن تم نے جس انداز میں اب اپنے کام کا آغاز کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے پہلے تم اس انداز میں کام نہیں کرتے تھے۔" شعبان مسکرا دیا اس نے کہا۔ "آنٹی جو تصویر آپ نے میرے پاس دیکھی تھی اور جسے میں جاپان سے لے کر آیا تھا میرے دل میں بڑی ہو گئی ہے۔"

"بڑی ہو گئی ہے۔"

"ہاں سمندر کی آواز مجھے بتاتی ہے کہ تصویر والی سمندر میں موجود ہے اور کبھی نہ کبھی وہ مجھے مل جائے گی۔ اخناطون کے سفر کے ساتھ ساتھ میں سمندر کی گہرائیوں میں اس جگہ کو تلاش کرتا ہوں جو مخصوص قسم کے نوکدار پتوں میں چھپی ہوئی ہے اور اسی جگہ وہ مجھے نظر آئے گی۔ جہاں بھی مجھے سمندر کی گہرائیوں میں ایسے درخت نظر آئے جیسے درخت اس تصویر میں موجود ہیں وہاں اخناطون کا قیام طویل تر ہو گا اور اس کے بعد آنٹی میں اس لڑکی کو تلاش کروں گا۔" دردانہ پر محبت انداز میں مسکرائی اور بولی۔

"اس کا مقصد ہے کہ اب تمہارے دل میں اس کی محبت جوان ہو گئی ہے۔"

"بس یہ الفاظ آپ سے کہتے ہوئے تھوڑا سا شرمسار ضرور ہوں۔ لیکن اس کا اعتراف نہ کرنا جھوٹ بولنے کے مترادف ہو گا اور میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی جھوٹ نہ بولوں۔"

"میں جانتی ہوں۔ دردانہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور دعا کرتی ہوں کہ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیابی حاصل ہو جائے ہم ایک ایسے انوکھے وجود کو اخناطون پر خوش آمدید کہنے میں انتہائی خوشی محسوس کریں گے جو تمہارا پسندیدہ ہو گا اور میں یہ بھی جانتی ہوں شعبان کہ جو چیز تمہارے ذہن میں اس درجہ گہرائیوں میں اتر چکی ہے اس کا وجود ناقابل یقین نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہے۔"

"ہاں آنٹی وہ ہے۔"

"اب یہ بتاؤ اخناطون کا جو یہ سفر جاری ہے اس کے سلسلے میں تمہاری کوئی خاص رائے ہے۔"

"ہم لوگ اس جانے پہچانے سمندر سے بہت دور نکل آئے ہیں جس کی کہانی دنیا سناتی ہے اور آپ نے شاید غور نہیں کیا ہو گا لیکن میں پانی اور اس کی گہرائیوں میں موجود تبدیلیوں کا جائزہ لے رہا ہوں۔ پچھلے دنوں میں جن گہرائیوں میں اترا تھا اگر آپ کو اس کے بارے میں تفصیل بتادوں تو آپ حیران رہ جائیں......"

"کیا مطلب؟" دردانہ نے دلچسپی سے پوچھا اور شعبان پرخیال نگاہوں سے دردانہ کو دیکھنے لگا۔

"سمندر کی گہرائیوں میں اتنی نیچے کہ جہازوں کو پانی میں سفر کرنے میں دقت نہ ہو میں نے انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ دیواریں دیکھیں۔ آنٹی یہ دیواریں سمندر کی تہہ تک اتر گئی تھیں اور سمندر کی تہہ میں ایسے انوکھے مکانات بنے ہوئے تھے جو ٹوٹ پھوٹ چکے تھے اور خالی تھے۔ لیکن درحقیقت ایک چھوٹے سے خطے میں یہ دنیا آباد ہو گی کسی زمانے میں وہاں کچھ نہیں تھا پوری ایک رات میں نے اس ویران شہر میں بسر کی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ہم آپ کی سائنس کی کسی زبان سے اس کا صحیح تجزیہ کر کے یہ بات نہیں بتا سکتے کہ وہ شہر کب تھا کیسے آباد ہوا کیسے برباد ہو گیا۔ لیکن ہم اسے ایک برباد شدہ سمندری شہر کہہ سکتے ہیں۔ جس کے در و دیوار آج بھی سمندر کی تہہ میں موجود ہیں۔" دردانہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھیں اس نے کہا۔

"کیا وہاں ایک بھی انسان نہیں ملا۔"

"نہیں بلکہ سارے مکانات ٹوٹے پھوٹے ہوئے تھے۔ اور کوئی بھی شے ایسی نہیں تھی جس سے وہاں کی آبادی کے بارے میں کوئی تحقیق ہو سکتی۔ یوں سمجھ لیجئے کہ وہ کوئی صدیوں پرانا شہر تھا۔ ہو سکتا ہے کبھی وہ سمندر

کے اوپر ہو۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا اگر ہم اسے کوئی جزیرہ بھی قرار دیتے ہیں تو وہ جزیرہ سمندر کی گہرائیوں میں بیٹھ سکتا ہے۔ لیکن اس کی بلند تر دیواریں۔ آہ آنٹی ہم انہیں پہاڑ کہہ سکتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ میرے ساتھ سمندر کی گہرائیوں میں اترنے والا اور ایسی چیزوں کی تحقیق کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ورنہ شاید میں سمندر کی گہرائیوں میں وہ انوکھا منظر آپ کو دکھانے کی کوشش کرتا۔" دردانہ کا سر چکرانے لگا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کتنی پرانی بات ہے؟"

"آج چوتھا دن ہے۔ چار دن اور چار راتیں گزر چکے ہیں میں نے کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ میں خود اس شہر کا جائزہ لے چکا تھا۔ لیکن میں یہ بات جانتا تھا کہ اگر میں اس کا تذکرہ کروں گا تو لوگ اس سمندر کی تہہ میں اترنے کی کوشش کریں گے حادثے پیش آئیں گے اور حاصل کچھ نہیں ہو گا۔ چنانچہ میں نے اخناطون کو وہاں سے آگے بڑھ جانے دیا۔"

"شعبان سمندری دنیا کے بارے میں تمہارا یہ کہنا ہے کہ اب ہم جس علاقے میں سفر کر رہے ہیں اس کی کہانیاں دنیا کے انسانوں کے پاس نہیں ہیں اور میں تمہاری اس بات پر یقین کرتی ہوں۔ لیکن کیا کبھی تمہارے ذہن میں کوئی ایسا تصور آتا ہے جس میں کوئی ایسی انوکھی بات چھپی ہوئی ہو۔ جو عام انسانوں کے ذہنوں سے باہر ہو۔"

شعبان گہری سوچ میں ڈوب گیا اور دردانہ نے محسوس کیا کہ اس کی آنکھوں کی نیلاہٹوں میں بجلیاں سی کوندنے لگی ہیں یہ اس کے سوچنے کا انداز تھا۔ شعبان کی پرخیال آواز ابھری۔

"ہم جس جانب بڑھ رہے ہیں وہاں ہمیں سمندر کی وہ دنیائیں ملیں گی جن کے بارے میں صرف تصور آرائی تو کی جا سکتی ہے پراسرار کہانیاں لکھی جا سکتی ہیں سوچنے والوں کا تخیل انوکھے منصوبے ترتیب دے سکتا ہے ان منصوبوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لیکن سچ یہ ہے کہ وہ دنیائیں ہمارے سامنے آنے والی ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے وہ ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ ہم ان تک جائیں گے آنٹی اور وہاں نہ سمجھنے والی باتیں ہوں گی وہ باتیں جو بہت مشکل سے سمجھ میں آئیں، چنانچہ اخناطون کا یہ سفر تحقیقی لحاظ سے اگر واقعی دنیا کے علم میں آ جائے گا تو انسانیت کو نجانے کتنے فائدے پہنچ سکتے ہیں اس سفر کو جاری رہنا چاہئے۔"

شعبان خاموش ہو گیا۔ دردانہ اس کی نیلی آنکھوں میں تڑپتی بجلیوں کو دیکھ رہی تھی۔ جو آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ کھوئی کھوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"سوری آنٹی۔" دردانہ خاموش نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ اسے شعبان کی کیفیات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ لیکن وہ خود بھی اس کیفیت پر کوئی تبصرہ نہیں کر سکتی تھی۔

اخناطون کے مسافر اسد شیرازی اور لیفٹیننٹ ایڈگر اب سمندری تبدیلیوں کو بہتر طور سے محسوس کر رہے تھے ان کے ذہنوں میں تجسس تھا۔ دلچسپی تھی ویسے یہ بات واقعی قابل داد تھی کہ ابھی تک جو لوگ اخناطون میں موجود تھے انہوں نے اپنے اس طویل ترین سفر سے اکتاہٹ کا اظہار نہیں کیا تھا اور وہ خود بھی سمندری تبدیلیوں میں دلچسپی لے رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی پراسرار قوت نے ان کے سینوں میں داخل ہو کر ان کے ذہنوں سے اپنی دنیا کا احساس مٹا دیا ہو اور وہ کسی انوکھے جذبے کے تحت اخناطون کے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہوں۔ یہ واقعات رفتہ رفتہ پیش آ رہے تھے اور اس دوران انہیں اور کوئی آبادی نہیں ملی تھی اندازہ یہ تھا کہ لوشین ٹریزر کے وہ پوائنٹس جو اس نے اپنی دانست میں دنیا بھر کے سمندر میں پھیلا رکھے تھے اس علاقے میں نہیں بنائے جا سکے تھے۔ کیونکہ ڈیڑھ ماہ کے طویل ترین سفر کے باوجود اب انہیں کوئی انسان آبادی یا جزیرہ نظر نہیں آیا تھا۔ سمندر بس سمندر اور اس سلسلے میں وہ اکثر باتیں کرتے رہتے تھے۔ موسمی تبدیلیاں بھی رونما ہو رہی تھیں اور اب موسم عموماً ٹھنڈا رہنے لگا تھا دن بھر سورج نہیں نکلتا تھا۔ رات کو چاند کا پتہ نہیں ہوتا تھا۔ بس روشن دن تاریک راتیں لیکن یہ دن سورج کی روشنی سے

روشن نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ایک عجیب سا اجالا فضا پر طاری رہتا تھا۔ جوں جوں اخناطون آگے بڑھتا رہا اس اجالے میں کمی واقع ہوتی چلی گئی اور اس تبدیلی کو نمایاں طور پر محسوس کیا جاتا تھا بلکہ ایڈگر اس سے کسی قدر خوفزدہ بھی تھا۔ اس نے کہا۔

"اگر ہم جہاز کا رخ تبدیل کر دیں تو کیا یہ مناسب نہیں ہوگا میرا مطلب ہے آگے کا ماحول کچھ عجیب سا ہوتا چلا جارہا ہے کیا آپ لوگ یہ بات محسوس کر رہے ہیں۔"

"جہاز کا رخ اگر واپسی کے لئے تبدیل کیا جائے مسٹر مورالس تب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس موسم سے بچ نکلیں گے۔ ورنہ دائیں اور بائیں جہاں تک آپ کی نظر کام کرتی ہے اور جہاں ان آلات کی نگاہ عمل کرتی ہے موسم یہی ہے سوسوائے واپسی کے سفر کے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے باعث دلچسپی کہا جاسکے۔"

کیپٹن ایڈگر نے شعبان کی اس بات سے اتفاق کیا تھا۔ جہاز آگے ہی کی سمت روانہ رہا لیکن اب کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ چاروں طرف دھندلاہٹیں اترتی چلی آرہی تھیں اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ایک ایسی سرنگ میں داخل ہو رہے ہوں جس کے اوپر بادلوں کی چھت ہو وہ اخناطون کو آگے بڑھاتے جارہے تھے رات ہوچکی تھی اور اخناطون کی تفریحات جاری تھیں۔ شعبان معمول کے مطابق سمندر میں اتر گیا تھا۔ اور پھر اپنا مخصوص وقت گزارنے کے بعد وہ واپس آکر اپنے کیبن میں سو گیا تھا لیکن ان کی کلائیوں پر بندھی ہوئی گھڑیوں نے وقت کا اعلان کیا اور سب سے پہلے ایڈگر اپنی گھڑی دیکھ کر چونکا۔ انجن روم میں بھی کام ہو رہا تھا اور لوگ جاگ رہے تھے لیکن جب انہیں یہ احساس ہوا کہ ابھی صبح ہی نہیں ہوئی تو وہ چونک پڑے۔ ایڈگر نے دیکھا اندازے کے مطابق دن کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ لیکن گہری تاریکی چاروں طرف مسلط تھی۔ ایڈگر اپنی گھڑی کا جائزہ لینے لگا۔ سیکنڈ بتانے والی سوئی چل رہی تھی اس کا مقصد ہے کہ گھڑی غلط وقت نہیں دے رہی۔ لیکن یہ اس قدر تاریکی وہ برج پر پہنچا تو اس نے وہاں پر موجود تمام افراد کو حیران دیکھا اور وہ ان سے تبادلہ خیال کرنے لگا۔

"سر رات ختم ہوچکی ہے لیکن روشنی نہیں ہے۔ کیا آپ اسے بادلوں کا اندھیرا کہہ سکتے ہیں۔" مورالس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور بولا۔

"نہیں بادل ہوں تو نظر آئیں سورج کبھی اس طرح بھی نہیں چھپا ہوگا اس دنیا پر جیسے یہاں چھپ گیا ہے۔ آہ کہیں آگے ہمارے لئے تباہی نہ ہو۔"

"اگر آپ حکم دیں تو۔"

"نہیں ابھی نہیں۔ چلتے رہو۔ لیکن بہت زیادہ وقت نہیں گزرا جہاز پر زندگی بیدار ہوگئی تھی لیکن فضائیں اسی طرح رات کا اندھیرا پیش کر رہی تھیں نہ کسی ستارے کا وجود تھا اور نہ کوئی اور چیز نظر آرہی تھی۔ بس تاحد نگاہ ایک بیکراں خلا محسوس ہوتا تھا اور اگر اخناطون کی روشنیاں نہ جل رہی ہوتیں تو وہ لوگ شاید اس تاریکی میں موت ہی کا شکار ہوجاتے۔ وہ خدشہ جو کئی دن سے محسوس کیا جارہا تھا بالآخر سر تک پہنچ گیا تھا۔ ایڈگر شعبان کی تلاش میں نکلا اس کا خیال تھا کہ شعبان اپنے کیبن میں ہوگا۔ لیکن شعبان کیبن میں موجود نہیں تھا۔ اسد شیرازی اور دردانہ البتہ اسے مل گئے۔ سب کے چہرے دھواں دھواں نظر آرہے تھے۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"مورالس کیا ہماری گھڑیاں غلط ہوگئی ہیں۔ یا....."

"نہیں مسٹر شیرازی۔ اخناطون اب ایک ایسے طلسم میں داخل ہوچکا ہے جسے الفاظ تک نہیں دیئے جاسکتے۔" شعبان کہاں ہے؟

"مجھے نہیں معلوم۔"

"میں اسے لاؤڈ اسپیکر پر طلب کرتا ہوں۔"

مورالس نے کہا اور برج پر پہنچنے کے بعد اس نے شعبان کو پکارا۔ اخناطون پر جگہ جگہ لگے ہوئے چھوٹے لاؤڈ اسپیکر ایڈگر کی آواز نشر کرنے لگے۔ اور کچھ دیر کے بعد شعبان وہاں پہنچ گیا۔ لیکن ان کے درمیان کوئی گفتگو بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک نئی افتاد کا سامنا کرنا پڑا۔ سمتیں بتانے والے کمپاس اچانک ہی جام ہوگئے تھے اور ان کی سوئیاں ٹیڑھی ہونے لگی تھیں۔ جدید ترین کمپاس جو سمت بتانے کا کام کرتے تھے اس طرح تڑ مڑ گئے تھے کہ بعض کی

سوئیاں بھی اپنی اصل شکل کھو چکی تھیں۔ دوسری صورت یہ ہوئی کہ ان کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی گھڑیاں اور دوسری وہ گھڑیاں جو کہیں کیبنوں پر دیواروں پر آویزاں تھیں اور کہیں، کسی اور جگہ اپنا کام چھوڑ چکی تھیں۔ گویا اب وقت بھی ختم ہوگیا تھا اور سمت بھی۔ اس دہشت انگیز تبدیلی کو انتہائی خوف کے ساتھ محسوس کیا گیا۔ زبانیں بند ہوگئیں ایڈگر کو اس کے ساتھی کمپاس کے بارے میں بتا رہے تھے اور وہ خاموش کھڑا ہوا تھا۔ شعبان بھی خاموش تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر مورالس ہم سمتیں کھو چکے ہیں اور اب یوں سمجھ لیجیئے کہ ہم وقت سے آگے نکل آئے ہیں یا وقت ہمارے درمیان سے گم ہوگیا ہے۔"

"اور اگر آگے چل کر ہمارا یہ جہاز کسی تاریک حادثے کا شکار ہوگیا تو۔"

"حادثے تو زندگی کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ کیپٹن ہم موت کی نیند سو جائیں گے اور اس کے بعد ہوسکتا ہے تاریخ کے کسی دور میں ہمارے جہاز کا انکشاف بھی اسی مانند ہو جس طرح سمندر میں غرق شدہ جہاز سے ہم نے اشیاء کے ساتھ ساتھ اس کی تاریخ نکالی تھی۔ آپ خوفزدہ کیوں ہیں موت تو بہر طور زندگی کا آخری حصہ ہوتی ہی ہے" مورالس خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر خاموش ہوگیا اسد شیرازی دردانہ کو ساتھ لے کر لیبارٹری میں داخل ہوگیا۔ چاروں طرف ہلچل مچی ہوئی تھی۔ لیکن اخناطون کو آگے بڑھنے سے نہیں روکا جاسکتا تھا اور اس کی وجہ بھی تھوڑی دیر کے بعد انجن روم سے معلوم ہوگئی شاید انجن روم کے انجینئر اس خوفناک کیفیت سے خوفزدہ ہوکر انجن بند کر دیتے لیکن وہاں سے یہ اطلاع ملی کہ انجن بند کرنے کے تمام سوئچ کام کرنا چھوڑ چکے ہیں اور تمام انجن خود بخود چل رہے ہیں انہیں بند کرنے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوسکیں صرف ایک ہی شکل میں انہیں بند کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ ان کے سارے سسٹم ختم کر دیئے جائیں اور جہاز میں توڑ پھوڑ کر دی جائے مورالس بھلا یہ خطرناک قدم کیوں اٹھاتا لیکن اب سب کے سب اپنے اپنے معمولات ترک کر کے ایک جگہ جمع ہوگئے تھے

اسد شیرازی اپنی کتاب میں اس انوکھے واقعے کو درج کر رہا تھا دردانہ سہمی ہوئی کھڑی تھی اسد شیرازی نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم موت سے خوفزدہ ہو دردانہ.....؟"

"نہیں سر۔ موت کا ڈر تو لگتا ہے۔ لیکن پھر اندر سے یہ تصور بھی ابھرتا ہے کہ اس سے فرار کیسے ممکن ہے۔ مگر یہ سب آخر اس کی کوئی سائنسی وجہ بھی ہوگی۔"

"خدا ہی جانے۔ یہ قدرتی سائنس ہے اور انسان شاید اس کی تحقیق نہ کر پائے۔" دردانہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگئی۔ اسد شیرازی نے اپنی کتاب میں یہ تمام تفصیلات لکھیں اور آخری جملہ لکھنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ جو یوں تھا۔"

"ہم سمندر کے ایک ایسے حصے میں داخل ہوگئے ہیں جو گہرا تاریک ہے ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارا جہاز پانی کی سرنگ میں چل رہا ہو۔ حالانکہ اوپر سے پانی کی آوازیں نہیں سنائی دیتیں اور نہ ہی اوپر سے گزرنے والا پانی جہاز میں گر رہا ہے۔ لیکن جو ماحول ہماری نگاہوں کے سامنے ہے وہ ایسا ہی ہے کہ ہم اپنے اس سفر کے اس مرحلے کو یہی نام دے سکتے ہیں اگر زندگی باقی رہی اور آگے ہمیں کوئی خوفناک حادثہ نہ پیش آیا تو اس سے آگے کتاب میں کچھ درج ہوگا۔ فی الحال مہذب دنیا کے دوستو یہاں پر الوداع۔" شیرازی نے کتاب بند کی اور لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔ انہیں موسم میں ایک بار پھر تبدیلی سی محسوس ہوئی یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان پر بادل گرج رہے ہوں۔ گڑگڑاہٹیں ایسی ہی تھیں۔ جیسی بادلوں کے رگڑ سے پیدا ہوتی ہیں۔ سب کے سب سر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ روشنی بھی ہونے لگی تھی۔ اسی طرح جیسے بجلی چمکتی ہے۔ لیکن ایک اور ناقابل یقین منظر نگاہوں کے سامنے تھا اس چمک کا رنگ تیز سفید نہیں تھا بلکہ گہرا سبز تھا۔ "سبز چمک" اسد شیرازی کے منہ سے نکلا۔ بجلیاں گرجتی رہیں۔ گڑگڑاہٹیں ہوتی رہیں اور اخناطون کا یہ سفر جاری رہا۔ اندازے کے مطابق انہوں نے پورا دن اس ہولناک تاریک میں سفر کیا۔ گفتگو برابر جاری تھی۔ ایڈگر مورالس یہ اندازہ لگانے کی کوشش

کررہا تھا کہ کیا یہ کوئی مقناطیسی عمل ہے وہ کسی ایسے حصے میں داخل ہوچکے ہیں جہاں مقناطیسی زندگی ہے لیکن اگر ایسا ہوتا تو جہاز کے فولادی آلات یقینی طور پر متاثر ہوتے۔ سب کچھ جوں کا توں تھا۔ یہاں تک کہ آکسیجن کی کمی بھی نہیں محسوس ہوتی تھی ہر چیز اپنے عمل سے گزر رہی تھی انجن روم سے برابر رابطہ تھا، کیپٹن نے ماہر انجینئروں کو ہدایات جاری کردی تھیں کہ انجنوں میں کوئی ایسی رود بدل نہ کی جائے جس سے انھیں نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہو۔ ہوسکتا ہے یہ آبی سرنگ ختم ہوجائے اور ایک بار پھر وہ روشن اجالوں میں نکل آئیں۔ چنانچہ بہت محتاط رہا جائے اور کسی چیز کو نہ چھوا جائے لیکن اب ان کا ذہن جھنجھنے لگا تھا۔ غالباً اس تاریکی میں سفر کرتے ہوئے انہیں بارہ سے لے کر چودہ گھنٹے گزر چکے تھے۔ گھڑیاں بھی بیکار ہوگئی تھیں اور اب صرف اندازوں سے کام کیا جاسکتا تھا۔ زندگی کچھ لمحے کے لئے سہم گئی تھی۔ لیکن بعد میں اسد شیرازی نے اور ایڈگر نے جہاز میں موجود تمام افراد میں زندگی کی لہر بیدار کی۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"آپ لوگ کسی نہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں میں مسلمان ہوں۔ مسٹر مورالس عیسائی ہیں اور آپ سب بھی بہر طور مذہبی افراد ہیں زندگی اور موت کا جو فلسفہ ہے اس پر یقین رکھتے ہیں بے شک یہ سب کچھ انوکھا ہے۔ لیکن اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوگا اپنے آپ کو ذہنی طور پر پرسکون کیجیئے۔ میرا خیال ہے جو مشاغل ہم وقت کے ساتھ تعین کرتے ہیں ان میں کمی نہیں آنی چاہئیے۔ جسمانی طور پر ہم بالکل درست ہیں۔ چنانچہ کھانے پینے کا عمل جاری رہے۔ بلکہ جو شخص سونا چاہے وہ آرام کی نیند سو جائے۔ خوف سے نجات مل جائے گی۔ جو جاگنے کا خواہش مند ہو اور اپنے اندر اس ماحول کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو وہ جاگتا رہے۔" اسد شیرازی کے ان الفاظ نے لوگوں کو ڈھارس دی تھی۔ چنانچہ معمولات جاری ہوگئے لیکن یہ سفر معمولی نہیں تھا۔ مزید کچھ وقت انہیں سبز بجلیوں اور گرجتے بادلوں کے بیچ سے گزارنا پڑا۔ اس کا کوئی تجزیہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یہ کیا عمل تھا۔ لیکن اس کے بعد جب یہ وقت گزرا اور غالباً جہاز کے تمام مسافر بیزار ہوکر اس طرف سے توجہ ہٹانے میں کامیاب ہوگئے کچھ سو گئے کچھ جاگتے رہے اور جاگنے والوں نے ان سبز روشنیوں کو ٹھہرتے ہوئے دیکھا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے گڑگڑاہٹ بھی ختم ہوگئی ہو اور سبز روشن ہوتا جارہا ہو اس سبز اجالے کو حیران نگاہوں سے دیکھا گیا جو سو رہے تھے انہیں جگایا گیا اور ان میں سب ہی شامل تھے۔ اسد شیرازی درواند۔ مورالس اور دیگر تمام اور سب ہی نے یوں محسوس کیا جیسے خوش گوار ہوائیں ان کا استقبال کررہی ہوں۔ اور یہ مدھم مدھم پھوٹتی ہوئی سبز روشنی زندگی کا کوئی نیا پیغام دے رہی ہو۔ سب ہی ایک جگہ جمع ہوگئے۔ جہاز ان کے کنٹرول سے باہر تھا۔ لیکن جب انجینئروں نے بھی اس منظر کو محسوس کیا تو نجانے کس نے جہاز کے انجنوں کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کی اور فوراً ہی چاروں طرف سے یہ پیغام نشر ہونے لگا کہ جہاز کا کنٹرول ایک بار پھر ان کے قبضے میں آگیا ہے۔" ایڈگر نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسد شیرازی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور ایسا میری سمندری زندگی میں کبھی نہیں ہوا۔ اس کا مقصد ہے کہ ہم کچھ غیر مرئی قوتوں کے تابع آگئے ہیں۔" کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا ایڈگر کی بات کو خاموشی سے سنا گیا۔ اطراف میں سمندر کی لہروں کا بغور جائزہ لیا جاسکتا تھا بالکل یوں لگ رہا تھا جیسے روشنی طلوع ہورہی ہو اور فرق صرف اتنا ہو کہ سورج کا رنگ سبز ہے اور وہ تیز روشنی نہیں پیدا کررہا لیکن جوں جوں وقت گزرا اور جہاز آگے بڑھتا رہا انہیں یہ بھی احساس ہوا کہ وہ مدھم اُجالا تیز ہوتا جارہا ہے اور پھر انہوں نے سورج کے گولے کو دیکھا۔ جس پر سبز تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ اندازہ یہ ہوا کہ سورج مختلف نہیں ہے یہ صرف جغرافیائی کیفیت ہے۔ جس کی بنا پر اس کے نیچے چھائی ہوئی دھند سبز ہے اور اس کی شعاعیں اس سبز دھند سے گزر کر نیچے تک پہنچ رہی ہیں اسد شیرازی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"آہ اس کا مقصد ہے کہ ہم اب ایک بار پھر جیتی جاگتی دنیا میں ہیں گویا۔ یہ دنیا ہمارے تصورات سے بالکل الگ قصے کہانیوں سے دور کی دنیا ہے لیکن یہ ہے۔" اسد

شیرازی کی بات پر کسی نے تبصرہ نہیں کیا تھا سب اسی کیفیت کا شکار تھے کوئی اس سلسلے میں اگر تبصرہ بھی کرنا چاہتا تو کیا کہتا لیکن پھر جہاز کے مستولوں پر چڑھ جانے والے خلاصیوں نے شور مچانا شروع کردیا اور ان کی زبان پر ایک ہی لفظ تھا۔

"زمین، خشکی، درخت، پہاڑ۔" وہ بے اختیار شور مچا رہے تھے ایڈگر نے انہیں باخبر کیا کہ کوئی بھی خوشی کے عالم میں نیچے اترنے کی جلد بازی نہ کرے کہ کہیں موت کا شکار نہ ہوجائے۔ خلاصی جو نجانے کب اوپر چڑھ گئے تھے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے۔ تاکہ اپنے کیپٹن کو اس بارے میں اطلاع دیں۔ ادھر برج سے بھی ایڈگر کو پکارنے کی آواز ابھری اور سب ہی برج کی جانب دوڑ پڑے۔ ایک نئی زندگی کا پیغام ملتا ہوا محسوس ہورہا تھا موت کے تاریک اندھیروں سے نکلنے کے بعد اب یہ سب کچھ اجنبی نہیں رہ گیا تھا زندگی کا پیغام مل چکا تھا۔ برج سے بھی ایڈگر مورالس کے ماتحت اس زمین کو دیکھنا چاہتے تھے جو بڑی بڑی اور طاقتور دوربینوں کی زد میں آچکی تھی۔ گو اس کا فاصلہ کافی تھا لیکن یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ سبز رنگ کا ایک سمندر ہے جو تاحد نگاہ بکھرا ہوا ہے یقینی طور پر کوئی ایسا بڑا خطۂ زمین جس کی لمبائی چوڑائی کا شاید صحیح اندازہ ابھی نہ لگایا جاسکے۔ ایڈگر مورالس بھی دوسروں کی مانند خوش تھا۔ وہ موسمی اثرات کا جائزہ لے رہے تھے اور زندگی کے نئے جو ہنگامہ خیزیاں ضروری ہوتی ہیں انہیں دوبارہ آغاز کررہے تھے۔ ایڈگر نے شعبان کو بھی اپنے ساتھ طلب کرلیا اور وہ تمام ہنگامی اقدامات کرنے لگا جو کسی سرزمین پر پہنچنے کے لئے کئے جاسکتے ہیں۔ کائنات کی نامعلوم وسعتوں میں یہ خطۂ زمین کس حیثیت کا مالک ہے اس کا ابھی کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا ہوسکتا ہے اس خوبصورت سرزمین پر انہیں خوفناک خطرات لاحق ہوں اور یہاں ان کی زندگی مختلف انداز میں خطرے میں پڑجائے۔ چنانچہ اس کے لئے باہم مشورہ ضروری تھا تاکہ پہلے سے اقدامات کرلئے جائیں۔ جہاز کے تمام ہی افراد ایک بار پھر مصروف ہوگئے تھے اور کیپٹن کی ہدایت کے مطابق بھاگ دوڑ میں مصروف تھے۔ شعبان برج پر ایڈگر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ مورالس نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر شعبان کہنے کو تو تم جہاز پر میرے نائب کی حیثیت سے ہو لیکن تم نے اپنی بے مثال صلاحیتوں سے یہ ثابت کردیا ہے کہ سمندری معاملات میں تم مجھ سے زیادہ واقفیت رکھتے ہو۔ چنانچہ اب اس سرزمین کو دیکھ کر میں تم ہی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔" شعبان ہنس دیا پھر اس نے کہا۔

"کیپٹن آپ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کو کیپٹن کہوں۔ ورنہ میں آپ کو انکل کہہ کر بھی مخاطب کرسکتا تھا جہاں تک سمندری صلاحیتوں کا تعلق ہے میں آپ کو ایک تجربہ کار انسان سمجھتا ہوں اور بلاشبہ آپ کا تجربہ مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ بس یہ جو کچھ چھوٹا موٹا کام میں کرلیا کرتا ہوں اس کے بارے میں بعض اوقات میں خود بھی حیران رہ جاتا ہوں۔ بہرحال اس وقت یہ غرض نہیں ہے کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں آپ کو کیا۔ یہ اجنبی سرزمین بلاشبہ سمندر کی دور دراز وسعتوں میں ایک انوکھی جگہ ہے اور اگر میرے الفاظ غلط نہیں ہیں تو دنیا میں موجود نقشے کے مطابق اس کا وجود نامعلوم ہے میرے خیال میں ہمیں اس تک پہنچنے کے بعد فوراً ہی بے اختیار نہیں ہوجانا چاہئیے۔ بلکہ جہاز کو جس حد تک اس کے قریب لے جاسکتے ہیں لے جاکر لنگر انداز کردیا جائے اور ایک طویل وقت اس کا تجزیہ کرنے میں صرف کیا جائے۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ یقین ہوجائے کہ ہم اس پر اتر سکتے ہیں یا نہیں لوگوں کو کنٹرول کرنا آپ کا کام ہوگا۔ دوربینیں نصب کرلی جائیں گی۔ اور ہم احتیاطوں کو روک کر اس کا جائزہ لیتے رہیں گے۔ بد قسمتی سے ہم وقت کی حدود سے نکل گئے ہیں۔ میرا مطلب ہے ہماری گھڑیاں فیل ہوگئی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے۔"

"یہ بات میرے لئے بھی ناقابل یقین ہے۔ کوئی ایسی مقناطیسی قوت بھی ہمارے سامنے نہیں آئی جس کے تحت ہم یہ کہہ سکیں کہ گھڑیوں کا بند ہوجانا اس کی وجہ سے ہے۔ سوائے کمپاس اور گھڑیاں مفلوج ہوئے ہیں اور سب کچھ

ٹھیک ٹھاک ہے۔ میں نے یہاں کی فضا کا بھی جائزہ لیا ہے۔ آکسیجن میرے خیال میں یہاں زیادہ خوش گوار ہے کیا تم اپنی اندرونی کیفیات محسوس نہیں کرسکتے۔ کم ازکم میں یہ محسوس کررہا ہوں کہ ہم ست ہلکی اور صاف ستھری فضا میں سانس لے رہے ہیں۔"

"بالکل کیپٹن۔"

"تو میں تمہاری اس رائے سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ جہاز کو ہم اس سرزمین سے کافی فاصلے پر لنگر انداز کریں گے۔" ایڈگر کو درحقیقت شعبان کی یہ بات پسند آئی تھی بہرحال ابھی تو کافی فاصلے تھے۔ اسد شیرازی اور دردانہ وغیرہ بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ پروفیسر بیرن اور امیر ارتقاشی کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ بہرحال ایک سنسنی خیز باب کا آغاز ہونے والا تھا۔ اگر یہ جگہ عام جگہوں کی مانند ہوتی اور انہیں انتہائی پراسرار حالات سے تاریک دھند سے سمندر کی سرنگ سے گزر کر یہاں نہ آنا پڑتا اور سامنے نظر آنے والا علاقہ بھورے اور سبز رنگ کا ملا جلا منظر پیش کرتا تو شاید ان کے ذہنوں میں اس قدر سنسنی نہ ہوتی۔ لیکن ایک پراسرار اور اجنبی سرزمین جس کی فضا میں سبز رنگ بکھرے ہوئے تھے ان کے لئے باعث تعجب تھی۔ اخناطون کی رفتار آہستہ آہستہ تیز کی جانے لگی۔ دوربینوں پر تمام ہی لوگ اس سرزمین کا جائزہ لے رہے تھے۔ جیکاس نے شعبان سے کہا۔

"مسٹر شعبان یوں لگتا ہے جیسے یہ زمین نہ ہو بلکہ سبز کائی اکٹھی ہوکر سمندر کے حصے پر خشک ہوگئی ہو۔ کیا یہ ممکن ہے۔" شعبان پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔

"دعوے سے نہیں کہا جاسکتا لیکن آپ کی بات قابل توجہ بھی ہے مسٹر جیکاس۔ ایسا ممکن تو ہوسکتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر اس پر زندگی نہیں ہوگی۔ کیونکہ کائی پانی کے اوپر کتنی ہی سخت ہوجائے اس قدر سخت نہیں ہوسکتی کہ وہ سمندر پر قائم رہ سکے اور پھر اس کی وسعتیں آپ دیکھ رہے ہیں جہاں تک نظر جاتی ہے سمندر چھپا ہوا محسوس ہوتا ہے یوں لگتا ہے جیسے اس کے کنارے لامحدود ہوں۔"

"ہم کچھ اور آگے بڑھیں گے تو ممکن ہے صحیح اندازہ ہوسکے۔" اخناطون کے انجن روم میں بھی زندگی تیز ہوگئی تھی۔ کیپٹن ایڈگر کی ہدایت سے رفتار مزید تیز کی گئی اور دوربینوں نے اس سبز زمین کا منظر مزید روشن کردیا۔ گو فاصلہ اب بھی خاصہ تھا لیکن اب وہ صنف نظر آرہی تھی۔ گہرا سبز رنگ تاحد نگاہ تھا لیکن اب وہ صاف نظر آرہی تھی۔ گہرا سبز رنگ تاحد نگاہ ہر شے پر مسلط تھا۔ اخناطون کی فضا بھی سبز رنگ میں نہائی ہوئی تھی۔ آسمان سبز سمندر سبز ہر چیز سبز نظر آرہی تھی۔ سبز رنگ کو عموماً ٹھنڈا رنگ تصور کیا جاتا ہے اور اس وقت ان کی آنکھوں کو جو روشنی اور ٹھنڈک مل رہی تھی وہ ان کے لئے بے حد فرحت بخش تھی دوربینیں دوسری طرف کا منظر واضح کررہی تھیں۔" جیکاس نے خود ہی اپنے خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"آہ مسٹر شعبان کیا آپ نے وہاں انسانوں کو متحرک دیکھا ہم ایک آباد زمین کی جانب سفر کررہے ہیں۔"

"ہاں مجھے لوگ چلتے پھرتے نظر آرہے ہیں اور ان کی تعداد اچھی خاصی ہے۔" ایڈگر نے بھی یہ انکشاف کیا تھا۔ اسد شیرازی اور دردانہ نے بھی اس خطۂ زمین پر انسانوں کو دیکھا تھا اور انہیں بے حد خوشی ہوئی تھی اسد شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس کا مقصد ہے کہ ہم خلاء میں نہیں بلکہ سمندر میں سفر کرکے ایک ایسی نامعلوم دنیا میں پہنچ رہے ہیں جس کے بارے میں شاید انسانوں کو علم نہ ہو۔ لیکن اس بات کے امکانات ہیں مسٹر ایڈگر کہ یہ انسان عام انسانوں سے مختلف ہوں اور ہمارے لئے خطرناک ہوں۔" ایڈگر نے اسد شیرازی کو شعبان کی تجویز کی ہوئی باتیں بتائیں اور اسد شیرازی نے ان سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ہمیں ان سے اتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے کہ اگر ان کے پاس ہتھیار بھی ہوں اور وہ اخناطون پر حملہ آور ہونا چاہیں تو ہم ان کی زد میں نہ آسکیں۔ ویسے ہم اپنی طرف سے انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ بلکہ یہ کوشش کریں گے کہ ہمیں ان کی دوستی حاصل ہوجائے اور یہ دوستی ہمارے لئے انتہائی بہترین ہوگی۔"

"تاہم میری رائے ہے کہ ہتھیاروں کو بھی سنبھال

لیا جائے تاکہ اگر کوئی ایسی ہی ناقابل یقین صورتحال پیش آجائے تو کم ازکم ہم اپنی مدافعت کے لئے کچھ کرسکیں۔" شعبان نے کہا۔

"بالکل شعبان اور یہ کام تم خود ہی سرانجام دے سکتے ہو۔" ایڈگر نے کہا اور شعبان وہاں سے چلا گیا ایڈگر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"اس کے بارے میں تعین اب ناممکن ہوگیا ہے۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ اسے ایک بچے کی مانند محسوس کیا جائے اور کبھی اس سے خوف محسوس ہوتا ہے کہ نجانے وہ کس کائنات کی مخلوق ہے۔" اسد شیرازی گردن جھٹک کر خاموش ہوگیا تھا۔ اخناطون بالآخر اتنے فاصلے پر پہنچ گیا کہ وہاں سے سمندر کا اختتام سمجھا جاسکتا تھا۔ یعنی وہ جگہ جس سے آگے جہاز کو لے جانا جہاز کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا تھا اور اسے زمین میں دھنس جانے کا خطرہ پیدا ہوسکتا تھا۔ چنانچہ جہاز کے انجن بند کردیئے گئے اور لنگر پانی میں ڈالے جانے لگے۔ خلاصی اور دوسرے تمام لوگ اس کام میں مصروف ہوگئے تھے۔ ایڈگر اسد شیرازی دردانہ اور شعبان بڑی بڑی دوربینوں سے اس خوبصورت جزیرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ جسے قریب سے دیکھنے کے بعد ہوش و حواس قائم رکھنا مشکل ہوا جارہا تھا۔ ایسا سرسبز ایسا شاداب ایسا حسین کہ خوابوں کی سی بات معلوم ہو۔ چاروں طرف درخت جھول رہے تھے اور ان درختوں میں بالکل اجنبی پھل لٹک رہے تھے۔ زمین کا ایک چپہ ایسا نہیں تھا جو حسین اور انتہائی سبز گھاس سے مرصع نہ ہو اور وہاں کوئی باقاعدہ آبادی یا بستی نظر نہیں آرہی تھی لیکن انسان چلتے پھرتے صاف نظر آرہے تھے۔ یہ ایک ایسی دنیا کے انسان محسوس ہوتے تھے جس کا تہذیب سے تعلق نہ ہو۔ ان کے جسم پتوں اور گھاس سے ڈھکے ہوئے تھے۔ لمبے لمبے سیاہ بالوں والی عورتیں چھوٹے چھوٹے ننگ دھڑنگ بچے اور پتوں سے جسموں کو چھپائے ہوئے مرد۔ سارے کے سارے دوڑ دوڑ کر ساحل پر جمع ہورہے تھے۔ اور ان کی نگاہیں اخناطون کی جانب نگراں تھیں۔ جہاں تک نظر ڈالی جارہی تھی ان کی قطاریں نظر آرہی تھیں۔ وہ شدید حیران محسوس ہورہے تھے۔ لیکن نہ تو کسی کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار تھا اور نہ ان کے چہروں پر وحشت خیزی تھی۔ دوربینیں جہاں تک ان کے چہروں کو فوکس کرسکتی تھیں یہی اندازہ ہورہا تھا کہ وہ حیرت و شوق سے ان لوگوں کا جائزہ لے رہے ہیں اور حیران ہیں یہ اندازہ تو ہوچکا تھا کہ بہرحال یہ مہذب دنیا سے دور کی آبادی ہے۔ لوگوں کے چہرے بھی نظر آرہے تھے اور یہ چہرے خوبصورت تھے۔ انتہائی سبک نقوش تانبے جیسی ہلکی ہلکی رنگت اور خوبصورت سیاہ آنکھوں والے یہ لوگ دور سے دیکھنے سے بالکل بے ضرر محسوس ہوتے تھے۔ تاہم ابھی جلد بازی نہیں کی جاسکتی تھی۔ بالآخر اخناطون لنگر انداز ہوگیا۔ خلاصی اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہوگئے۔ انہیں بھی اس انوکھی سرزمین کو دیکھنے کا شوق تھا۔ چنانچہ یہ سارے کے سارے عرشے پر آکر جمع ہوگئے اور پھر اس انوکھی آبادی کے بارے میں تبصرہ آرائیاں ہونے لگیں۔ ایڈگر نے پرتشویش انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے جتنے لوگ یہاں نظر آرہے ہیں ان کی تعداد لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے تو کم نہیں ہوگی۔ ذرا دیکھیں مسٹر شیرازی تاحد نگاہ یہ لوگ بکھرے ہوئے ہیں مگر ایک بات ذرا تعجب خیز ہے۔ کوئی مکان یا جھونپڑا وغیرہ نظر نہیں آرہا۔"

"خدا جانے ان کا طرز رہائش کیا ہے۔" اسد شیرازی نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بے حد خوبصورت لوگ ہیں۔ آپ غور کررہے ہیں۔"

"ہاں۔" اسد شیرازی آہستہ سے بولا۔ کیپٹن ایڈگر بڑی سی دوربین ایک جگہ نصب کرنے لگا۔ جہاں سے ان کا مستقل جائزہ لیا جاسکے۔ اخناطون پر موجود تمام افراد اس دلکش آبادی کے سلسلے میں تجسس کا شکار ضرور تھے۔ لیکن کسی نے بھی ایڈگر اور شعبان کے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا تھا کہ پہلے ان کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا آسمان پر چاند یا سورج نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ بس وہی سبز دھند آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جارہی تھی اور وہ گہرائی سے اس کا تجزیہ کررہے تھے۔ غالباً یہ شام ہونے کا منظر تھا۔ پھر یہ سبزہ خاصہ گہرا ہوگیا اور جزیرہ نما جگہ یا وہ پراسرار زمین مدہم

ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ گہری سبز دھند اس زمین پر آ گئی اور وہاں کا ماحول نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اندازے کے مطابق رات ہو گئی تھی۔ اخناطون کے لوگوں نے اپنے معمولات کی طرف توجہ دی۔ اب تک یہ سب کچھ ان کے لئے اس قدر دلکشی کا باعث بنا ہوا تھا کہ دوسرے تمام معمولات ترک کر دیئے گئے تھے۔ لیکن بالآخر اپنا پیٹ بھرنے کا مسئلہ بھی تھا۔ چنانچہ وہ لوگ جو کہ خوراک کے منتظم تھے اخناطون کے باورچی خانے میں جا کر جلدی جلدی کھانا تیار کرنے لگے۔ رات کا کھانا کھایا گیا۔ ایڈگر اور دوسرے تمام لوگوں نے طے کیا کہ سرزمین کا مستقل تجزیہ کرنے کے لئے اخناطون کی بلندیوں پر تیز روشنیوں کا بندوبست کیا جائے اور یہ روشنیاں وہاں سرزمین پر پھینکی جائیں چنانچہ یہ دلچسپ انتظامات بھی فوراً ہی شروع ہو گئے۔ بڑی بڑی سرچ لائٹیں بلندیوں تک پہنچا دی گئیں۔ خصوصی جنریٹر چلا دیئے گئے اور اس کے بعد اچانک سمندر پر سورج نکل آیا۔ تیز سفید روشنی غالباً مقامی سرزمین کے لئے اجنبی جگہ تھی۔ دفعتاً ہی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور روشنیوں نے ان دھندلے دھندلے سایوں کا احاطہ کر لیا جو منتشر ہو کر ادھر سے ادھر بھاگ رہے تھے۔ غالباً وہ اس سفید روشنی سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ ایڈگر نے اس کا دلچسپ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی سبز روشنی میں یہ سفیدی ان کے لئے باعث حیرت ہے اور وہ اس سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ معصوم اور ناواقف لوگ ہیں۔ مگر تعجب ہے واقعی تعجب ہے قصے کہانیوں میں تو اس قسم کی داستانیں سنی جا سکتی تھیں۔ ادب کے خوبصورت ذہن کی خوبصورت اختراع لیکن جو کچھ ہم اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اگر عام دنیا کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیا تو شاید لوگ اس بات پر یقین نہ کر پائیں۔"

"آہ اگر ہمیں مہذب دنیا تک جانے کا موقع مل جائے تو خدارا اسد شیرازی اس سرزمین کا تذکرہ اس دنیا والوں سے نہ کریں کیونکہ تباہی کے متمنی دنیا کو خاک بنانے کے خواہاں اس طرف کا رخ کریں گے اور پھر یہ سبز زمین بھی جل کر سیاہ ہو جائے گی۔ کیونکہ تہذیب کے خوفناک سائے اس تک بھی پہنچ جائیں گے۔" ایڈگر کی بات بڑی دکھ بھری لیکن وزن دار تھی۔ اسد شیرازی ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ ساحل پر مسلسل انتشار تھا۔ خوفزدہ چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ سرچ لائٹیں اتنی اعلیٰ قسم کی تھیں کہ انہوں نے دور تک اس سرسبز زمین کا احاطہ کر لیا تھا اور بھاگتے ہوئے لوگوں کو نمایاں کر رہی تھی۔ پھر کچھ موسمی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور آہستہ آہستہ آسمان روشن ہونے لگا۔ جو خاص بات اس روشنی میں محسوس کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اس سے پہلے جو سبز اجالا پھیلا ہوا تھا اس میں تندی تھی۔ گویا اسے سورج کی شعاعوں کا سبز روشنی سے چھن کر زمین تک پہنچنا کہا جا سکتا تھا۔ لیکن اس وقت جو روشنی پھیلی ہوئی تھی اس میں ایک ٹھنڈک اور فرحت آمیز کیفیت تھی۔ گویا یہ چاندنی تھی۔ سبز چاندنی لیکن نہ تو دن میں سورج کا گولہ نظر آیا تھا اور نہ رات میں چاند نظر آ رہا تھا۔ انوکھی فضا تھی۔ انوکھا ماحول تھا۔ دیکھنے والے پر سحر سا طاری ہوتا تھا۔ تیز روشنی پھیل جانے کی وجہ سے طے یہ کیا گیا کہ اخناطون کی سرچ لائٹیں بجھا دی جائیں اس تیز روشنی میں ساحل کا ماحول نظر آ رہا تھا۔ وہ بے شمار مرد عورتیں اور بچے جو پہلے بڑی دلچسپی سے اخناطون کا تجزیہ کر رہے تھے روشنیوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے تھے۔ بس ان کا انداز ذرا ذرا سا تھا اور کچھ لوگ چھپے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ عرشے پر کھڑے ہوئے تمام افراد حیرت و دلچسپی سے یہ سارے مناظر دیکھ رہے تھے اور ان پر عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ خاصی ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ سب ہی کی پسندیدہ جگہ تھی یہ۔ اسد شیرازی، ایڈگر، دردانہ اور شعبان ساتھ ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے۔ شیرازی نے کہا۔

"سمندر کے بارے میں ہمیشہ کچھ کہنے سے گریز کرتا رہا ہوں۔ لیکن مہم جوئی میری زندگی رہی ہے اور میں نے اپنی مہم جوئی کے دوران بے شمار ایسے خطے دریافت کئے ہیں جہاں انسانی آبادی ہوتی ہے۔ لیکن وہاں کے لوگ تہذیب کی دنیا سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض جگہ تہذیب سے کچھ اس قسم کی آشنائی پائی گئی کہ وہاں کے رہنے والے تہذیب کے دشمن بن گئے اور مہذب

دنیا سے آنے والوں کے خلاف شدید ترین کارروائیوں سے نہیں چوکے۔ لیکن بعض علاقے ایسے بھی تھے جہاں صرف محبت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ یہ لوگ اپنے مخصوص انداز میں مجھے بے ضرر ہی معلوم ہوتے ہیں تاہم میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ فوراً ہی ان پر اعتماد کر لیا جائے۔ خطۂ زمین کی نوعیت چونکہ دنیا سے مختلف اور سمندری حیثیت رکھتی ہے اس لئے میں دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"تاہم ہمیں اس سرزمین پر قدم ضرور رکھنے ہیں۔ اس حسین جگہ کا تجزیہ ہمارے لئے زندگی بخش ثابت ہوگا بس تھوڑی سی احتیاط ضروری ہے۔"

"میری خواہش ہے کیپٹن اور انکل شیرازی کہ میں آپ سب لوگوں سے پہلے اس زمین پر قدم رکھ کے اس کا جائزہ لوں۔" شعبان کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔

"مطلب؟" اسد شیرازی نے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ سمندر میں اتر کر میں وہاں کا تجزیہ کروں اور اس کے بعد آپ لوگوں کو رپورٹ دوں۔" اسد شیرازی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے بھی شعبان تم پوائنٹ ڈی سیون پر ہم سب کی مدد کر چکے ہو اور تمہاری وجہ سے ہمیں وہاں سے رہائی حاصل ہوئی اور اس کا طریقہ کار تم نے یہی اختیار کیا تھا کہ خاموشی سے پانی میں اتر گئے تھے مگر اس وقت صورتحال مختلف تھی جہاز پر حملہ ہوا تھا اور تم نے وہ انوکھا کارنامہ سرانجام دیا تھا لیکن اس وقت کیا ہم یہ خطرہ مول لے سکتے ہیں۔" ایڈگر ہنس پڑا پھر بولا۔

"اس کا مطلب ہے مسٹر شیرازی کہ آپ شعبان سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا انداز برقرار رکھے اور کسی سے کچھ کہے بغیر یونہی کارروائیاں کرتا رہے۔"

"نہیں بالکل نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے لیکن پھر بھی میں شعبان سے درخواست کر سکتا ہوں کہ تھوڑا سا انتظار کر لیا جائے اور یہی بہتر ہوگا۔" شعبان خاموش ہو گیا۔

اخناطون کی روشنیاں بجھ گئیں تو وہ لوگ پھر اسی انداز میں ساحل پر اکٹھے ہونے لگے۔ وہ اپنی دلچسپی و تجسس کو نہیں دبا پا رہے تھے اور تجزیہ نگار تجزیہ کر کے یہی کہہ رہے تھے کہ یہ معصوم لوگ اخناطون کو دیکھ کر حیران ہو گئے ہیں اور ان کا یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔ شعبان نے حیران کن طریقے سے اسد شیرازی کی بات قبول کر لی تھی اور اسے اخناطون پر ہی پایا گیا تھا۔ یہ لوگ تھک گئے مگر ساحل والے نہیں تھکے تھے۔ ان کی تعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ اگر اتنے ہی افراد اس جزیرے پر ہیں تو تقریباً ڈیڑھ لاکھ کی آبادی تھی یہ بہت دور تک انسان مرد عورتوں اور بچوں کی شکل میں بکھرے ہوئے تھے۔ یقینی طور پر خطے کی پوری آبادی ہی سمٹ آئی ہوگی یا پھر ہو سکتا ہے کہ دور دراز کے رہنے والوں کو اس انوکھی شے کی یہاں آمد کا علم نہیں ہوا ہو۔ آدھی رات کے قریب چند لوگوں کی ڈیوٹی لگائی گئی اور باقی لوگ آرام کرنے چلے گئے۔ یہ آدھی رات صرف اندازے کے مطابق تعین کی گئی تھی۔ ان کی گھڑیاں تو ایسی تباہ ہوئی تھیں کہ کسی کام کی ہی نہ رہی تھیں اور ایک اور انوکھا تجربہ ہوا تھا انہیں۔ وقت کا اندازہ لگانا کسی قدر ضروری ہے انسانی زندگی کے لیے یہ احساس گھڑیاں بند ہو جانے کے بعد ہوا تھا۔ بعض چیزوں کو ہم نے اتنا معمولی سمجھ لیا ہے کہ غور ہی نہیں کرتے لیکن سچائی یہی ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں۔ غرض یہ کہ باقی آدھی رات بھی اپنے اندازوں کے مطابق گزارنے کے بعد وہ سب جاگ گئے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح کا ناشتہ تیار کیا گیا۔ خوراک کے ذخائر ایندھن اور دوسری تمام اشیاء اتنی مقدار میں یہاں موجود تھیں کہ اس طرف سے انہیں بالکل فکر نہیں تھی۔ ایک لائحہ عمل بھی طے کیا جانا تھا چنانچہ صبح کے ناشتے کے بعد جہاں ساحل پر نگاہ دوڑانے والوں نے ان بچوں اور عورتوں کو اور مردوں کو وہیں پایا تھا وہیں یہ بھی طے کیا جاتا تھا کہ اب آئندہ اقدامات کیا ہوں اور نہایت سنجیدگی سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ زمین کے اس خطے کو یا سمندروں کی اس دنیا کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہاں کچھ وقت گزار کر سمندری حالات اور اس انوکھی سرزمین کا تجزیہ کرنا انتہائی ضروری ہے چنانچہ اخناطون پر ایک طریقہ کار متعین کیا جائے۔ جس کے تحت زندگی کے

معمولات جاری رہیں۔ اگر اس سرزمین پر قدم رکھے بھی جائیں تب بھی اختاطون سے رابطہ ایک لمحے کے لیے ختم نہ ہو بلکہ آنے جانے والے وہاں جائیں اور مقررہ وقت کے بعد اختاطون پر واپس آجائیں۔ بشرطیکہ وہاں کی زندگی اختاطون والوں کے لیے سازگار ہو اور مقامی باشندے ان سے نفرت کا اظہار نہ کریں۔ دن کی روشنی میں وہاں اور بھی حسین مناظر دیکھنے میں آئے۔ ہرنوں کی ڈاریں، نیل گائے، پرندے جو اپنے رنگوں میں بالکل مختلف تھے۔ بھاگتے دوڑتے نظر آرہے تھے۔ ہرنوں کے غول کے غول انسانوں کے درمیان سے گزر جاتے اور انہیں بھاگنے کی جگہ دی جاتی یوں لگتا تھا جیسے وہ انسانوں سے بالکل خوفزدہ نہ ہوں اور اس بات کو محسوس کرنے والوں نے ذرا مختلف انداز میں محسوس کیا تھا اور اس پر تبصرے بھی کیے تھے جو کچھ یونہی تھے کہ شاید یہ لوگ جانوروں کو بھی ضرب نہیں پہنچاتے۔ اتنا طویل تجزیہ ہوچکا تھا لیکن اس کے باوجود ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا گیا تھا کہ لوگ وہاں پہنچ جائیں۔ جلدی بھی نہیں تھی ان لوگوں کی دلچسپی مسلسل برقرار تھی اور وہ سب اپنے اپنے معمولات چھوڑ کر ساحل پر جمع ہوگئے تھے۔ پتہ نہیں ان کے زندگی گزارنے کے مشاغل کیا ہیں۔ تب شیرازی ہی نے شعبان سے کہا۔

"شعبان رات کو تم نے اس زمین پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور میں نے تمہیں روک دیا تھا۔"

"جی انکل۔"

"تمہارے دل میں اب بھی یہ تصور ہے کہ تم ان کی زمین پر جاؤ؟"

"انکل ہم سب کے دل میں یہ خیال موجود ہے۔"

"تو پھر ہمت کرو بیٹے لیکن احتیاط شرط ہے میری خواہش ہے کہ تم ناقابل انداز نہ اختیار کرو بلکہ انتہائی محتاط انداز میں وہاں جاؤ۔ اپنے ساتھ پستول بھی رکھو اور ایسی اشیاء بھی جن سے کسی خطرے کے وقت تم اختاطون کو اطلاع دے سکو۔" شعبان نے سرد نگاہوں سے شیرازی کو دیکھا اور بولا۔

"ٹھیک ہے انکل آپ حکم دیتے ہیں تو میں ایسا کروں گا لیکن میں آپ سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جسے آپ ذہن میں محفوظ رکھیے۔ اگر میں تنہا ہوتا ہوں تو اپنی زندگی کا تحفظ ہر طرح کے حالات میں کرلیا کرتا ہوں۔"

"تو ہو تمہارا مطلب ہے کہ......."

"جی انکل میرا یہی مطلب ہے۔" شیرازی نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے بولا۔

"اس کے باوجود میں اسی خواہش کا اظہار دوبارہ کروں گا۔"

شعبان نے خاموشی سے گردن ہلادی اور اس کے بعد وہ وہاں سے واپس مڑگیا۔ دردانہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے کیبن تک آئی تھی۔ شعبان نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"آپ کا کیا خیال ہے آنٹی۔ کیا میں انکل شیرازی کی بات کا برا مان گیا؟"

"ہرگز نہیں۔ تم اس قسم کے آدمی ہی نہیں ہو۔ ویسے شعبان میرے اور تمہارے درمیان کچھ اور ایسے معاملات ہیں جن کا تعلق کسی اور سے نہیں ہے۔" شعبان مسکرادیا اور بولا۔

"ہاں آنٹی آپ نے میری پرورش کی ہے آپ نے مجھے دنیا کو دیکھنا سکھایا ہے۔ آپ سے میرا جو رابطہ ہے وہ بھلا کسی اور سے کہاں ہوسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی جو خصوصی رابطے ہیں ان کے بارے میں بھی میں یہ جانتا ہوں کہ آپ بہتر سمجھتی ہیں کہ کون سی بات منظرِعام پر لائی جائے اور کون سی نہ لائی جائے۔"

"تمہیں مجھ پر اتنا ہی اعتماد ہے شعبان۔"

"نہیں آنٹی۔"

"کیا مطلب؟"

"مجھے آپ پر اعتماد نہیں ہے۔"

"تو پھر...... یعنی وہ کیوں۔"

"اعتماد ایک ایسی چیز کا نام ہوتا ہے جو کسی دوسرے پر کیا جاتا ہے۔ آپ تو میرے وجود کا ایک حصہ ہیں۔ ہم اپنے آپ پر اعتماد کرسکتے ہیں اور مجھے اپنے آپ پر اعتماد ہے۔"

"تھینک یوں شعبان۔ تھینک یو ویری مچ۔ بہت بڑا مقام دیا ہے تم نے مجھے۔ لفظوں کا حقیقتوں کا۔" شعبان ہنسنے لگا پھر بولا۔

"آنٹی میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی اس گفتگو کے آغاز میں کوئی سوال بھی کرنا چاہتی ہیں۔"

"ہاں میں تم سے ذاتی طور پر یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس سرزمین کے بارے میں تمہارا اپنا کوئی اندازہ ہے۔"

"سویرا...... شعبان نے جواب دیا اور دردانہ حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔"

"کیا مطلب"

"پاک۔ تشنا۔ سویرا۔" شعبان پراسرار انداز میں بولا اور دردانہ اچھل پڑی۔ یہ الفاظ اس کے آشنا تھے۔ وہ انہیں کیسے بھول سکتی تھی۔" اس نے چمکدار نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور بولی۔

"تت تو کیا"

"ہاں آنٹی...... یہ آغاز ہے اور آغاز سویرا سے ہوتا ہے۔"

دردانہ خاموش ہوگئی۔ اچانک ہی اسے بڑی پُراسرار سی کیفیت کا احساس ہوا تھا۔ گویا شعبان جانتا ہے شعبان بہت کچھ جانتا ہے۔ آہ کیسا انوکھا انسان ہے یہ اور کیسی انوکھی بات ہے کہ اس کا تعلق دردانہ کے دل کی گہرائیوں سے ہے۔ ان دونوں کے درمیان محبت کا وہ رشتہ قائم ہے جس کی بنا پر شعبان کہتا ہے کہ اعتماد دوسرے پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ہے لیکن یہ اپنا آپ ایک دوسرے سے کتنا اجنبی ہے۔ تاہم یہ باتیں دردانہ صرف سوچ سکتی تھی اس نے شعبان کو لباس اتارتے ہوئے دیکھا۔ شعبان نے اپنے زیریں جسم پر چمڑے کا ایک مخصوص لباس رہنے دیا تھا۔ باقی لباس اتار دیا تھا اور اس کا خوبصورت کندن بدن آنکھوں میں چکاچوند پیدا کررہا تھا۔ دردانہ نے رخ تبدیل کرلیا کہ کہیں اس کی نظر اس جسم کو نہ لگ جائے جسے دیکھ کر انسانی ذہن عجیب سی کیفیت کا شکار ہوجاتا ہے۔ شعبان نے کہا۔

"اور یہ بے نیازی ہر حالت میں فائدہ مند ہوتی ہے آنٹی تو اب میں جاؤں۔"

"ٹھیک ہے میں تمہیں خداحافظ کہتی ہوں۔" وہ شعبان کے ساتھ ساتھ ہی باہر نکل آئی۔ شعبان بجلی کی طرح تڑپتا ایک سمت دوڑا اور کوئی اس پر نگاہ نہ جما سکا۔ دردانہ بھلا اس کی رفتار کا کیسے ساتھ دے سکتی تھی۔ ایک لمحے کے لیے وہ تڑپ کر عرشے کے اوپری حصے پر نظر آیا اور دوسرے لمحے سمندر کی گہرائیوں میں غروب ہوگیا دردانہ نے انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا تھا لیکن جب وہ عرشے تک پہنچی تو شعبان نگاہوں سے اوجھل تھا اور اس کا کوئی پتا نہیں تھا۔ وہ پانی کے نیچے نیچے تیرتا ہوا کافی فاصلے پر جارہا تھا۔ اس کی ذہانت

ے مثال تھی اور اسے نے اپنے طور پر جو ایک تجزیہ کیا تھا اسی کے تحت پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ ان بے پناہ باشندوں کی تعداد کتنی ہے اور ان کا پھیلاؤ کہاں تک رہے۔ اخناطون کی بلندیوں سے لوگوں نے تو ان کے حسن وجمال کو دیکھا تھا۔ سرزمین کو دیکھا تھا اس کی خوبصورتی دیکھی تھی۔ ہرنوں کی ڈاریں دیکھی تھیں۔ جانور دیکھے تھے لیکن شعبان کی نگاہوں نے بہت دور تک کا تجزیہ کرکے کام کی باتیں دیکھی تھیں اور اسے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کتنے فاصلے تک تیرنے کے بعد وہ ان کے عقب میں پہنچ سکتا ہے اور بھلا یہ اس کے لیے کیا مشکل تھا کہ سمندر کی گہرائیوں میں اپنا محبوب مشغلہ جاری رکھے اور تیرتا ہوا اتنے فاصلے تک پہنچ جائے کہ عام آدمی شدید تھکن محسوس کرنے لگے۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی اور سمندر کے نیچے وہ ایک برق رفتار مچھلی کی مانند اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ جب اسے یہ اندازہ ہوگیا کہ اب اتنا سفر طے کرچکا ہے کہ اگر وہ ساحل کا رخ کرے تو ان لوگوں سے کافی فاصلے پر نکل سکتا ہے۔ سو اس نے سطح سمندر پر گردن اٹھائی اور اپنا اندازہ درست دیکھنے کے بعد ساحل کی جانب بڑھنے لگا۔ انوکھی سرزمین بھی اس کے لیے اجنبی تھی لیکن نجانے کیوں اس کے منہ سے سویرا کا نام نکل گیا تھا۔ حالانکہ وہ ان تمام چیزوں کا شناسا نہیں تھا اس نے تو بچپن کی معصوم آغوش میں جو آنکھ کھولی تھی تو اپنے آپ کو مختلف دنیا میں پایا تھا اور انوکھی سرسبز شاداب زمین پتھریلی اور سخت ہی تھی۔ عام زمینوں کی مانند بس اس پر اگی ہوئی گھاس خاصی نرم اور فرحت بخش تھی۔ وہ پھرتی سے اوپر چڑھا اور برق رفتاری سے دوڑنے لگا۔ اس کی آنکھیں زمین کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ کسی درخت کے قریب پہنچ جانا چاہتا تھا تاکہ اگر آس پاس کوئی ہو بھی تو اسے دیکھنے نہ پائے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک درخت کے تنے کے قریب پہنچ گیا۔ درخت بہت خوبصورت اور اوپر سے بے حد گھنا تھا۔ اس میں جڑی جڑی لاتعداد شاخیں تھیں اور اس کے پتوں میں سبز رنگ کے سیب جیسے پھل لٹکے ہوئے تھے۔ اتنا زرخیز تھا وہ درخت کہ پھلوں سے جھکا پڑ رہا تھا۔ نجانے ان پھلوں کی نوعیت کیا ہے لیکن چونکہ شعبان یہاں یہی معلوم کرنے آیا تھا کہ اس سرزمین کی کیفیت کیسی ہے چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک پھل توڑا اور اسے دانتوں سے کترنے لگا۔ سیب اس کے آگے بے حقیقت تھا۔ رنگ گہرا سبز لیکن اتنی مٹھاس اور اتنا نفیس کہ شعبان ایک لمحے میں اسے کھا گیا اور اس نے مسکراتی نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھا پھر اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کا کام یہی تھا کہ ان لوگوں کا تعین کرے۔ جگہ جگہ جھاڑیاں اور درخت اگے ہوئے تھے لیکن سب کے سب ہلکے پھلکے نرم ولطیف ایک جگہ اس نے بڑے بڑے چوڑے پتوں والے جھنڈ دیکھے۔ یہ پتے ایسے ہی تھے جن سے وہ لوگ اپنے جسموں کو چھپائے ہوئے تھے۔ شعبان کو نجانے کیا سوجھی کہ وہاں رک کر اس نے بہت سے پتے توڑے۔ طویل تجزیہ کرچکا تھا ان لوگوں کا۔ چنانچہ ان پتوں کو اس نے اپنے جسم پر انہی کے سے انداز میں سجالیا اور سر پر بھی ویسے ہی پتے لپیٹ لیے اور اب کوئی بھی اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس سرزمین کا باشندہ نہیں ہے۔ پیر پہلے ہی ننگے تھے چنانچہ وہ مکمل اسی سرزمین کا باشندہ بن گیا۔ اب اس طرح اسے گھومنے پھرنے میں قدرے آسانی ہوگئی تھی۔ ویسے بھی آس پاس اسے مقامی انسان نظر نہیں آرہے تھے۔ وہ چلتا رہا اور تقریباً دو گھنٹے تک اس نے اس علاقے کے مختلف حصوں کو دیکھا۔ خوشنما پھولوں درختوں اور گھاس کے جھنڈ کے جھنڈ اس کے علاوہ یہاں اور کوئی چیز نہیں پائی گئی تھی۔ شعبان اپنے طور پر بھی تمام تجزیے کررہا تھا اسے اس بات پر حیرت تھی کہ ان لوگوں کی رہائش گاہیں کہاں ہیں اور یہ لوگ کہاں رہتے ہیں۔ کیا کھاتے ہیں کیا پہنتے ہیں الغرض۔ اس نے اس دوران ہرن، نیل گائے اور اسی قسم کے دوسرے جانور اتنی تعداد میں دیکھے تھے کہ اسے حیرت ہوئی تھی اگر یہ جانور شکار کیے جائیں تو صدیوں تک ان کا گوشت اس مقامی آبادی کے لیے ختم نہ ہو۔ وہ بڑی بے فکری سے چر رہے تھے۔ پرندوں کے مختلف رنگ بھی بے حد حسین لگ رہے تھے۔ شعبان کو اس دنیا پر رشک آنے لگا۔ بیرونی دنیا سے کس قدر مختلف ہے۔ وہاں ہنگامہ شور اور یہاں سکون کا لامتناہی سمندر۔ لیکن یہ مکمل تجزیہ نہیں تھا۔ وہ صرف یہ

دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر یہ لوگ جنگ جو ہیں تو کس طرح کے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ آتشی ہتھیاروں سے ان کی کیا واقفیت ہے اور یہ جب ہی معلوم ہوسکتا تھا جب وہ ان کی رہائش گاہوں کو پالیتا۔ اس نے یہی محسوس کیا تھا کہ وہ سارے کے سارے اپنے معمولات چھوڑ کر ساحل پر جمع ہوگئے ہیں اور اخناطون ان کے لیے ایسی انوکھی چیز ہے کہ وہ اس سے دور ہٹنا ہی نہیں چاہتے۔ شعبان نے مزید سفر کیا اور اپنے اندازے کے مطابق میلوں دور نکل آیا لیکن میلوں دور آنے کے باوجود اسے نہ تو کوئی انسان نظر آیا اور نہ ان کی رہائش گاہیں۔ یہ بات واقعی بڑی تعجب خیز تھی۔ جہاں تک اس سے ممکن ہوسکا وہ کوششیں کرتا رہا پھر اسے اکا دکا انسان نظر آنے لگے۔ غالباً وہ لوگ بھی اخناطون سے تھک کر اپنی اپنی رہائش گاہوں کو آگئے تھے اور دفعتاً ہی شعبان کے ذہن میں ایک تصور پیدا ہوا۔ اس نے ان میں سے ایک شخص کو تاکا۔ تقریباً بیس بائیس سال کی عمر کا نوجوان آدمی تھا۔ کسی خیال میں ڈوبا خاموشی سے ایک سمت چلا جارہا تھا۔ شعبان اس کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ دیکھنا چاہ رہا تھا کہ اب یہ شخص کہاں جاتا ہے۔ کافی فاصلے پر چلنے کے بعد وہ نوجوان ایک درخت کے نیچے رک گیا۔ یہ درخت بھی بڑے بڑے اور عجیب وغریب قسم کے پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ نوجوان نے اچھل کر ایک پھل دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے ساتھ لیے ہوئے زمین پر آرہا۔ اس کا اچھلنا بھی بڑا عجیب تھا۔ بس ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی شکاری جانور نے چھلانگ لگائی ہو اور اپنے شکار کو دبوچ لیا ہو۔ نوجوان زمین پر بیٹھ کر دانتوں سے پھل کو چھلکوں سمیت کھانے لگا اس کے کھانے کے انداز میں بڑی معصومیت اور سادگی تھی جسے وحشت نہیں کہا جاسکتا تھا۔ پورا پھل کھانے کے بعد نوجوان جیسے آسودہ ہوگیا اور پھر وہ وہیں اسی زمین پر لیٹ گیا۔ یعنی درخت کے نیچے۔ اب شعبان کو پریشانی ہوئی تھی وہ اس کا تو خیال تھا کہ نوجوان کا تعاقب کرکے کم از کم وہ اس کے گھر تک پہنچ سکتا ہے اور اس طرح ان لوگوں کی رہائش گاہوں کا اسے کچھ پتہ چل جائے گا لیکن نوجوان وہاں گہری نیند سو گیا تھا۔ شعبان نے گردن جھٹکی اور وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا پھر اس نے اسی طرح کئی لوگوں کا تعاقب کیا۔ وہ اپنے اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف ہوئے تھے۔ ایک آدمی کا پیچھا کرتا ہوا وہ ساحل تک پہنچا۔ ساحل پر وہی مجمع لگا ہوا تھا اور وہ سب کے سب اخناطون کو دیکھنے میں سرگرداں تھے۔ شعبان سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے اور اس کے بعد اس نے ایک اور آخری فیصلہ کیا اس فیصلے کے بعد ہی صحیح قدم اٹھایا جاسکتا تھا۔ چنانچہ اس بار اس نے پھر ایک ایسے شخص کا تعاقب کیا جو عمر رسیدہ تھا اور ایک سمت جارہا تھا۔ کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد اس شخص نے بھی وہی حرکت کی یعنی درخت سے ایک پھل توڑا اسے کھانے لگا۔ شعبان اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس شخص نے شعبان کو دیکھا۔ بس ایک نگاہ شعبان پر ڈالنے کے بعد وہ پھل کھانے میں مصروف ہوگیا تھا۔ شعبان اس کے سامنے جا بیٹھا۔ جیسے ہی شعبان بیٹھا اس شخص نے پھر سوالیہ نگاہوں سے شعبان کو دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔ شعبان اس بات کی توقع کررہا تھا کہ وہ شخص اس سے کوئی گفتگو کرے گا لیکن وہ صرف نگاہوں سے کام چلا رہا تھا۔ شعبان خاموش بیٹھا رہا تو اس نے گردن جھٹکی اور پھر پھل کھانے میں مصروف ہوگیا۔ تب شعبان کے منہ سے آہستہ سے آواز نکلی۔

"میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" اس شخص نے پھر چونک کر شعبان کو دیکھا۔ دیکھتا رہا چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوئے اور اس کے بعد وہ اسی انداز میں گردن جھٹک کر پھل کھانے میں مصروف ہوگیا۔ جیسے شعبان کی بات نہ سمجھ سکا ہو۔ شعبان نے مختلف زبانوں میں اس سے بہت سی باتیں کیں اور آخر میں اس نے ایک لفظ دہرایا۔

"سویرا......" لیکن اس شخص کے انداز میں اس لفظ سے بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ شعبان ٹھنڈی سانس لے کر اٹھ گیا اور اس نے یہی تجزیہ کیا کہ یہ لوگ کوئی زبان نہیں استعمال کرتے بلکہ صرف اشاروں سے گفتگو کرتے ہیں اب اندازے کے مطابق رات ہونے والی تھی۔ چنانچہ شعبان کو اخناطون پر واپس پہنچنا ضروری تھا۔ اس نے ساحل کی جانب رخ کیا اب بھی اس نے ان لوگوں کے مجمع میں حصہ پسند نہیں کیا تھا اور ایک ایسی جگہ سے سمندر میں داخل ہوا تھا جو انسانوں سے خالی تھی۔ گو اسے اخناطون پر

پہنچنے کے لیے یہاں سے طویل فاصلہ طے کرنا تھا لیکن شعبان کو اپنے محبوب مشغلے سے کوئی دقت نہیں محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ وہ سمندر میں تیرتا ہوا اختاطون کی جانب بڑھنے لگا۔

"اختاطون پر اس کا بے چینی سے انتظار کیا جارہا تھا۔ جب وہ عرشے پر نمودار ہوا تو ملازموں نے اسد شیرازی کو اطلاع دی اور کچھ دیر کے بعد وہ سب اس کے گرد جمع ہوگئے۔ سب نے اسے دلچسپ نظروں سے دیکھا تھا۔ شعبان نے مسکرا کر کہا۔

"اس طرح مجھے ان کا سامنا کرنے میں دقت نہیں ہوئی تھی۔"

"شیرازی نے ایک چوڑا پتہ شعبان کے جسم سے حاصل کرنے کے بعد اسے بغور دیکھ کر کہا۔

"اس میں ربر کے جیسی لچک پائی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اسے درمیان سے آسانی سے نہیں توڑا جاسکتا۔" اس نے یہ کوسٹن مورالس کو دے کر کہا۔ اور مورالس اس کا جائزہ لینے لگا۔

"مجھے لباس تبدیل کرنے کی اجازت ہے انکل شیرازی۔" شعبان نے مسکرا کر پوچھا۔

"ضرور، اس کے بعد تم کرن لو میں آجاؤ۔ یقیناً بھوکے پیاسے ہوگے۔ ہم وہاں تمہارے لیے عمدہ کافی اور دوسری چیزوں کا بندوبست کرتے ہیں۔" شعبان اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کرکے وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں تمام لوگ جمع ہوگئے تھے۔ انتظام کرنے والوں نے کافی اور دوسرے لوازمات سامنے رکھ دیئے۔ شعبان نے کہا۔

"یہ معصوم انسانوں اور جانوروں کی ایک ایسی آبادی ہے جہاں کے لوگ زمانۂ قدیم کے انسانوں جیسے ہیں جیسا کہ تہذیب کی تجزیہ نگار کتابوں میں درج ہے۔

"زمین کی کیا نوعیت ہے؟" مورالس نے پوچھا

"سخت۔ ٹھوس پتھروں کا رنگ کاہی جیسا سبز ہے۔ مگر اس کا ایک انچ کا ٹکڑا سبزے سے خالی نہیں ہے۔

"لوگوں کا طرز زندگی؟" دردانہ بولی۔

"وہ بھی زمانۂ قدیم جیسا یہ لوگ گھر نہیں بناتے۔"

"رہتے کہاں ہیں؟"

"زمین پر۔"

"ان کے پاس سازوسامان نہیں؟"

"قطعی نہیں۔"

"ہتھیار؟"

"ان کے پاس لکڑیاں بھی نہیں دیکھی گئیں۔"

"تم نے کتنا سفر طے کیا؟"

"کوئی چار میل پیچھے تک دیکھا۔ وہاں سرسبز و شاداب درخت جو پھول سے لدے ہوئے ہیں۔ زرد رنگ گھاس، حسین رنگوں کے پھول اور ان کے درمیان جانوروں کی ڈاریں پھیلی ہوئی ہیں۔"

"ہوسکتا ہے کہ ان کی رہائش گاہیں بہت دور ہوں۔ یا وہ زیر زمین رہتے ہوں۔"

"زیر زمین کوئی جگہ نظر نہیں آئی۔ ساحل سے چھ میل دور تک ان کی کوئی رہائش گاہ نہیں ہے۔" شعبان نے کہا۔

"تمہاری کیا رائے ہے شعبان اس زمین پر اترا جائے۔" اسد شیرازی نے پوچھا۔

"ہاں انکل کیوں نہیں یہ زمین بے حد خوبصورت ہے۔"

"ایک بات تو تم نے بتائی نہیں شعبان۔" دردانہ بولی۔

"کیا آنٹی؟"

"وہ کونسی زبان بولتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے صرف قدرتی۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ صرف اشاروں کی زبان جانتے ہیں۔"

"نہیں؟"

"میرا تجزیہ غلط بھی ہوسکتا ہے۔"

"بہرحال کچھ بھی ہے۔ ہم اس انوکھی دنیا کو نظرانداز نہیں کرسکتے نامعلوم سمندروں کی یہ پہلی آبادی ہے اس کا تجزیہ ہمیں بہت سے تجربات سے روشناس کرائے گا۔"

"تو پھر کیا پروگرام ہے؟"

"سب لوگ رائے دیں۔"

"تب تو کچھ دیر بعد رات ہوجائے گی۔ کل صبح ہمارا پہلا گروپ ساحل پر جائے گا۔ طے یہ کرنا ہے کہ اس پہلے گروپ میں کتنے افراد شامل ہوں گے اور انہیں اپنے ساتھ کیا کیا لے کر جانا ہے ابھی تک ہم نے جو جائزہ لیا ہے اس کے مطابق یہ لوگ بے ضرر نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اگر شرارت پر آمادہ ہوگئے تو اختاطون کے تمام افراد ان کے لیے بڑی معمولی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلے گروپ میں جو لوگ جائیں گے وہ ہتھیاروں سے مسلح ہوں گے لیکن یہی کافی نہیں ہے بلکہ وزنی ہتھیاروں کا رخ بھی ساحلوں کی طرف کردینا چاہیے اور ان پر لوگوں کو تعینات رہنا چاہیے اس کے لیے کچھ اشارے مقرر کرلیے جائیں اگر صورتحال ایسی ہی پیش آجائے کہ بڑے ہتھیاروں کو استعمال کرنا پڑے تو پھر ان اشاروں کو کام میں لایا جائے اور اگر ان لاتعداد انسانوں کو ہلکے ہتھیاروں سے خوفزدہ کیا جاسکے تو پھر بڑے ہتھیاروں کو استعمال نہ کیا جائے جو پہلا گروپ ساحل پر قدم رکھے گا اس سے اندازہ ہوجائے گا اس کے ساتھ ان لوگوں کا رویہ کیسا ہوتا ہے اور اس کے بعد مناسب فیصلے کرلیے جائیں گے۔"

مزید گفتگو کے بعد پہلا گروپ یوں تشکیل پایا کہ اسد شیرازی جیکاس اور ساتھ میں آٹھ خلاصی ساحل پر جائیں گے دردانہ نے خود بھی اسد شیرازی کے ساتھ جانے کی فرمائش کی تھی اس نے مسکراتے ہوئے معذرت کرلی اور کہا۔

"سوری دردانہ ابھی نہیں تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔" لیکن شعبان نے فوراً کہا۔

"انکل آپ مجھ سے انتظار کرنے کے لیے نہیں کہیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنے طور پر کچھ اور خواہشات رکھتا ہوں۔"

"کیا؟"

"جن اشاروں کا تعین کیا گیا ہے بڑے ہتھیاروں کے استعمال کے لیے وہ اس وقت تک نہ دیئے جائیں جب تک کہ میں ان کے بارے میں نہ کہوں اول تو اس بات کا امکان نہیں ہے کہ وہ لوگ وہاں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے تو ہم ان کا جانی نقصان کیے بغیر اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ بعد میں اگر یہ بات ناگزیر ہوگئی تو مزید فیصلے کرلیے جائیں گے۔"

"نہیں شعبان ہمیں خود معصوم انسانوں کی زندگی سے کھیلنے سے دلچسپی نہیں ہے یہ تو صرف آخری حالات کی بات ہے۔ اگر ایسی ہی نوبت آجائے تو۔" اسد شیرازی نے کہا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"اور تمہارا شمار تو رہبروں میں ہوتا ہے اسی لیے باقاعدہ تمہارا نام نہیں لیا گیا۔"

"خلاصیوں کو باقاعدہ اس سلسلے میں ہدایات جاری کردی گئیں اور سختی سے منع کردیا گیا کہ وہ اپنے طور پر ہتھیار استعمال نہ کریں۔ اگر ان میں سے کوئی پھنس جائے تو دوسروں کی طرف سے امداد وصول کرنے کا انتظار کرے یہاں تک کہ اس کی جان پر ہی نہ بن جائے۔ تب الگ بات ہے۔ رات بے صبری سے گزاری گئی دوسری طرف اگر ساحل پر ان لوگوں کے ہجوم میں اسی طرح میلہ لگائے ہوئے تھے تو ادھر اختاطون پر موجود لوگوں کے دلوں میں بھی اتنا ہی تجسس موجود تھا اور وہ ان کے قریب پہنچنا چاہتے تھے۔

بالآخر سبز صبح ہوئی۔ بڑا اسٹیمر تیار کرلیا گیا تھا۔ ابھی ان لوگوں کے لیے تحفے تحائف بھی نہیں لے گئے تھے۔ یہ تو اس وقت کی بات تھی جب ان سے دوستانہ مراسم کا آغاز ہوجائے اسٹیمر اختاطون سے نیچے اتار گیا اور اس کے بعد دھڑکتے دل کے ساتھ اس کا سفر ساحل کی جانب شروع ہوگیا اسٹیمر پر موجود تمام افراد اور دوربینوں پر اختاطون پر موجود لوگ انتہائی باریک بینی سے اس نئی دنیا اور اس میں رہنے والوں کا تجزیہ کررہے تھے۔ جوں جوں اسٹیمر ساحل کے قریب ہوتا جارہا تھا ساحل پر موجود افراد میں خوف کا احساس ہونے لگا تھا۔ اسد شیرازی اور شعبان ساتھ ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور ان کی کیفیات کا جائزہ لے رہے تھے۔ مرد عورتیں اور بچے کسی قدر سہمے سہمے نظر آنے لگے تھے۔ اسٹیمر آخری حد تک پہنچنے کے بعد رک گیا اور یہ لوگ پانی میں اتر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ساحل پر موجود لوگ رفتہ رفتہ پیچھے ہٹ رہے ہیں ان کے چہروں پر پھیلے ہوئے خوف کے آثار گہرے

ہوتے جارہے ہیں اور ان میں اچھا خاصا انتشار برپا ہوگیا تھا۔ جونہی یہ گروپ خشکی پر پہنچا وہ بھرا مار کر پیچھے دوڑ پڑے عورتوں نے اپنے بچوں کو سینوں سے چمٹا لیا اور دور دور تک وہ لوگ دوڑتے ہوئے چلے گئے۔ اسد شیرازی اور دوسرے لوگوں نے اپنے ہاتھ بلند کردیئے تھے اور منہ سے آوازیں نکال نکال کر انہیں روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن خوفزدہ لوگ ان سے کافی پیچھے ہٹ گئے تھے اور اب ان کا اور ان کے درمیان کا فاصلہ کوئی ایک فرلانگ کا ہوگیا تھا یہی نہیں جہاں سے یہ لوگ ساحل پر پہنچے تھے وہیں سے یہ لوگ پیچھے ہٹ جاتے بلکہ ان کی فوج کی فوج دور دور تک پیچھے ہٹ گئی تھیں اور یہ اس بات کا اظہار تھا کہ وہ ان سے خوفزدہ ہیں لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ تمام لوگ رک گئے اور اس کے بعد فیصلہ کرکے پھر وہاں سے آگے بڑھا گیا لیکن صورتحال وہی رہی۔ یہ چار قدم آگے بڑھتے تو وہ بیس قدم پیچھے ہٹ جاتے لیکن رک ضرور جاتے تھے ابھی تک انہوں نے بالکل ہی ان کے سامنے سے بھاگ جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہ ان کی معصومیت کا اظہار تھا اسد شیرازی نے آہستہ سے کہا۔

"اور اپنی مہم جوئیانہ زندگی کے ہزاروں تجربوں کے ساتھ ساتھ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ ضرر رساں نہیں ہیں اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ درحقیقت یہ ایک انوکھی دنیا ہے ہماری دنیا سے بالکل مختلف اگر ہم کسی خلائی جہاز سے خلاء میں سفر کر رہے ہوتے تو ہم اسے ایک اجنبی سیارہ کہہ سکتے تھے لیکن اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس طرح بیکراں خلاء میں ہزاروں سیاروں پر آبادی کا وجود ہے۔ اسی طرح اس کائنات میں پھیلے ہوئے بیکراں سمندروں میں بھی جگہ جگہ ایسی دنیائیں آباد ہیں جن پر رہنے والے تہذیب کی دنیا سے ناآشنا ہیں۔ اور صحیح معنوں میں ہم ان کی تاریخ کا تجزیہ نہیں کرسکتے۔ کیونکہ تاریخ کا ارتقاء جن علاقوں میں ہوا ہے وہ تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہے ہیں۔ یوں ہم اسے ایک خوش نصیب دنیا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس دنیا کا اصل رنگ نظر آرہا ہے۔ مہذب آبادیوں سے دور یہ دنیا جس قدر سرسبز و شاداب ہے ہوسکتا ہے اگر خدا کی بنائی ہوئی اس کائنات کا وہ حصہ بھی برائیوں سے محفوظ رہتا تو اس کی پھلواریاں اسی جیسی ہوتیں ہم نے اپنے دل کی آلودگی کو اپنی دنیا کی فضا پر مسلط کردیا ہے۔ ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات ختم کرکے صرف اپنی ذات کے لیے جینا شروع کرکے ہم نے اس ماحول کو اتنا آلودہ کردیا ہے کہ اب اس میں خود ہماری سانس گھٹتی ہیں۔ دیکھ رہے ہو شعبان یہ سب کتنے سرسبز و شاداب ماحول میں سانس لے رہے ہیں جبکہ آج ہماری دنیا آلودگی آلودگی چیخ رہی ہے اور آلودگی کا ہولناک جن اس کی گردن پر انگوٹھا جما چکا ہے۔ آہ کاش تخریب کے بجائے تعمیر کو انسانیت کی معراج سمجھا جاتا جس کا درس مذاہب دیتے رہے اور جس کے لیے کائنات میں رنگینیاں پیدا کی گئیں لیکن اسد شیرازی خاموش ہوگیا کچھ دور مزید چلنے کے بعد اس نے کہا۔

"اندازہ یہ ہوگیا ہے کہ جوں جوں ہم لوگ آگے بڑھتے رہیں گے یہ پیچھے ہٹتے رہیں گے چنانچہ بہت زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس ایک تھوڑا سا فاصلہ اور طے کرلیا جائے اور اس کے بعد ہم یہاں رک کر اپنے تجربات کا آغاز کریں۔ میرا خیال ہے ایک دن اور ایک رات ہمیں یہاں گزارنا چاہیے ان لوگوں کا انداز دیکھنا چاہیے اگر ان کی طرف سے کوئی ایسا عمل ہوتا ہے جو تکلیف دہ ہو تو پھر ہم واپس جائیں گے اور یہ فیصلہ کریں گے کہ یہاں اپنی جگہ بنانے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ معصوم لوگ اسی طرح ہم سے دور دور ہٹتے رہیں تو پھر بہتر یہ ہوگا کہ ہم ساحل سے کچھ فاصلے پر اپنے لیے قیام گاہ بنائیں اور یہاں رک کر یہ فیصلہ کریں کہ ہمارے آئندہ اقدامات کیا ہوں؟"

شعبان اس سلسلے میں اسد شیرازی کو کوئی مشورہ تو دے نہیں سکتا تھا اور پھر ویسے بھی اسد شیرازی کا یہ منصوبہ اس کے لیے ناقابل قبول نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے بھی آمادگی کا اظہار کردیا۔ انداز وہی رہا۔ یہ تھوڑے سے لوگ جن کی تعداد دس گیارہ تھی جتنا آگے بڑھتے وہ لوگ اتنا ہی پیچھے ہٹ جاتے ان کے قریب پہنچ کر ان کا خوف دور کرنے کا کوئی ایسا عمل فی الحال ذہن میں نہیں آیا تھا جسے فوری

طور پر کیا جاسکے۔ چنانچہ یہی مناسب محسوس ہوا کہ انتظار کیا جائے اور جب وہ لوگ قریب آئیں تو ان سے دوستی کا اظہار کرکے اس سرزمین پر محبت کی وہی بنیاد رکھی جائے جو۔ یہاں کی خصوصیت ہے ساحل بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اخناطون کی دوربینیں البتہ ان لوگوں کا احاطہ کرسکتی تھیں کیونکہ ان کی رینج بہت زیادہ تھی اور ایسی جگہ تک نہیں پہنچا جاسکتا تھا جہاں سے اخناطون سے مدد لینے میں ناکامی ہو۔ ایک مخصوص زاویہ طے کرلیا گیا اور بالآخر انہوں نے اپنے ساتھ لائے ہوئے سامان کے تھیلے زمین پر ڈال دیے اور وہاں پڑاؤ اختیار کرلیا۔ قرب و جوار میں پھلوں کے درختوں سے پھیلنے والی خوشبو دماغ کو مست کیے دے رہی تھی ہر طرف رنگین پھول کھلے ہوئے تھے جو آنکھوں کو اتنے بھلے لگ رہے تھے کہ سو جانے کو جی چاہے فضا میں ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی ہوا اتنی ہلکی اور نرم تھی کہ چہروں کو چھو کر گزرتی تو ایسا ہی محسوس ہوتا جیسے کسی کی سانس چہرے سے ٹکرا گئی ہو۔ ماحول کے اس حسن کو صحیح معنوں میں اس کے شایانِ شان الفاظ نہیں دیے جاسکتے تھے۔ ہتھیار رکھ دیے گئے اور وہ لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔ آبادی والوں کا انداز وہی تھا ان کے پرے کے پرے تاحد نگاہ پھیلے ہوئے تھے عجب معصوم سے لوگ تھے بھاگ بھی سکتے تھے لیکن بھاگ نہیں رہے تھے ان کا تجسس انہیں قدم جمائے رکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اسد شیرازی کو انتظار رہا کہ شاید ان میں سے کچھ لوگ ہمت کریں اور ان کے قریب پہنچ کر ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں لیکن ایسا بھی نہیں ہوا تھا یہ ان کی ناسمجھی ہی تھی چنانچہ خلاصیوں کو اس بات پر تیار کرلیا گیا کہ وہ بلندیوں پر پہنچ جائیں اور ایسی جگہوں پر سے ان پر نظر رکھیں جہاں سے چاروں طرف دیکھا جاسکے اس کے بعد یہاں رک کر درختوں اور گھاس پھوس وغیرہ کا تجزیہ کیا جاسکے اب اس کے علاوہ یہ لوگ اور کیا کرسکتے تھے کیونکہ وہ لوگ تو قریب ہی نہیں آئے تھے ان لوگوں کو نظر انداز کرکے اسد شیرازی شعبان کے ساتھ اور جیکاس کو ساتھ لے کر وہاں کے گھاس پتے اور پھول دیکھنے لگا گھاس میں پانی تھا پتے نرم اور تر تھے پھول نازک اور خوشگوار تھے بس ایک ہلکی سی اذکھی لچک ان میں پائی جاتی تھی یہاں تک کہ پھولوں کی پتیوں کو بھی توڑا جاتا تو اس میں خاصی طاقت صرف کرنا پڑتی تھی بس یہ تبدیلی تھی دوسری دنیا اور اس دنیا کی ان سب چیزوں میں جانور البتہ انسانوں کی طرح سمجھدار نہیں تھے چنانچہ اس وقت یہ لوگ حیران رہ گئے جب خوبصورت ہرنوں کی ایک ڈار ان کے قریب سے ہوکر گزر گئی۔ دو ہرن ان سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوگئے تھے اور اپنی معصوم نیلی چمکیلی نگاہوں سے ان کا تجزیہ کر رہے تھے ان کے چہروں پر خوف نہیں تھا اسد شیرازی نے کہا۔

"کیا خیال ہے شعبان شکار کیا جائے؟" شعبان جیسے تڑپ اٹھا اس نے جلدی سے کہا۔

"نہیں انکل نہیں کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟"

"اوہو بھئی معاف کرنا مطلب نہیں سمجھا میں۔"

"نہیں انکل ان معصوم جانوروں کو شکار نہیں کیا جائے گا۔"

لیکن وہ خلاصی جو بلندیوں پر پہرہ دے رہے تھے شاید اپنی نشانہ بازی کا کمال دکھانا چاہتے تھے بھلا اتنے قریب ایک جانور آجائے اور اسے شکار نہ کیا جائے خصوصاً ایسے حالات میں جب ان کے پاس ہتھیار بھی ہوں شاید اس خلاصی نے شکار کی اجازت لینا ضروری نہیں سمجھی تھی چنانچہ دھماکے کی آواز پر اسد شیرازی اور شعبان بھی اچھل پڑے تھے۔ خوفناک دھماکے کی آواز فضا میں ضرورت سے زیادہ ہی بلند ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی معصوم ہرن خون اگلتا ہوا زمین پر ڈھیر ہوگیا تھا دوسرا ہرن اب بھی اس سے کچھ فاصلے پر حیرانی سے گردن اٹھائے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا پھر شاید اس کی نگاہ اپنے زخمی ساتھی پر پڑی اور وہ دوڑ کر اس کے قریب آگیا۔ شیرازی اور شعبان ساکت رہ گئے تھے وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ دلدوز منظر دیکھ رہے تھے ہرن کے جسم سے بہنے والا خون سرخ ہی تھا اس کا ساتھی ہرن بے چینی سے اس کے گرد چکر لگا رہا تھا وہ پریشان تھا کہ آخر اس کے ساتھی کو کیا ہوگیا۔ وہ اٹھتا کیوں نہیں ہے۔ وہ بار بار اپنی تھوتھنی اس کے جسم سے رگڑ رہا تھا۔ پھر ایک اور دوسرا واقعہ ہوا بہت دور جمع ہوجانے والے مقامی باشندوں کے گروہوں میں پھر

چیخیں بلند ہوئی بالکل اسی طرح جیسے وہ اس وقت خوفزدہ ہوگئے تھے جب اخناطون پر روشنیاں جلائی گئی تھیں انہیں پھر بھاگتے ہوئے دیکھا گیا۔

شیرازی اور شعبان نے یہ منظر بھی دیکھا۔ وہ لوگ اس بار نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوگئے تھے۔ ہرن کا شکاری پھر دارا اپنی جگہ سے نیچے آگیا اور چاقو نکال کر ہرن کی طرف بڑھا دوسرا معصوم ہرن اب بھی اپنے ساتھی کے پاس سے نہیں ہٹا تھا وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ قدرتی موت کے علاوہ کوئی اور موت بھی ہوتی ہے۔ دوسرا آدمی جو قریب تھا اس دوسرے ہرن کو دیکھ کر آگیا۔ غالباً وہ اسے بھی شکار کرنا چاہتا تھا۔ یہ دیکھ کر شعبان نے تڑپ کر چھلانگ لگائی دوسرے خلاصی نے چاقو نکال لیا تھا اور اپنے ساتھی کی موت پر افسردہ کھڑے ہرن پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ شعبان کی لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ اچھل کر دور جاگرا۔ اور پہلا شکاری اپنے شکار کی گردن پر چاقو پھیر چکا تھا۔ شعبان نے وحشیانہ انداز میں اسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر زمین پر دے مارا۔ اس نے خلاصی کے ہاتھ سے چاقو چھین لیا اور پھر جھک کر اس کے زخرے کی کھال پکڑلی۔

"کیا کہتے ہو؟ وہ غرایا۔ شیرازی یہ منظر دیکھ کر دوڑا اور ان کے قریب پہنچ گیا۔"

"شعبان! اس کے منہ سے کپکپاتی آواز نکلی۔

"کس کی اجازت سے انکل۔ کس کی اجازت سے انہوں نے یہاں شکار کھیلنا شروع کردیا۔"

"ان سے جواب طلب کیا جائے گا؟" شیرازی بولا۔

اتنی دیر میں وہ خلاصی اٹھ کر قریب آگیا جس کی کمر پر لات پڑی تھی۔ اس نے شعبان کے الفاظ سن لئے تھے۔

"یہ جنگل کس کے باپ کا ہے۔" اس نے غرا کر پوچھا چاقو اس کے ہاتھ میں لہرا رہا تھا۔ شیرازی نے چونک کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں خون کے آثار تھے۔ شیرازی کی مداخلت پر شعبان نے نیچے گرے ہوئے خلاصی کو چھوڑ دیا تھا۔ "کس کے باپ کا ہے یہ جنگل۔" خلاصی کہہ رہا تھا۔

"تمہیں یہاں کی ذمے داری دی گئی تھی۔"

"تم میں سے کوئی یہاں چڑیا کے بچے کو بھی نہیں مار سکتا۔" شعبان غرایا۔

"کون روکے گا ہمیں۔ خلاصی نے چاقو سیدھا کرلیا۔ مگر شعبان نے جو کچھ کیا اس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس نے ایک دم اپنے جسم کو دوسری سمت موڑا اور اس کی داہنی لات پلٹ کر خلاصی کے جبڑے پر پڑی۔ خلاصی بلا مبالغہ چار فٹ اونچا اچھل کر سات فٹ کے فاصلے پر جا پڑا اور شاید بے ہوش ہوگیا۔"

"کوئی چڑیا کے بچے کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔" شعبان نے دوسرے ہاتھ سے خلاصی کو گریبان سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایسا ہی ہوگا لارڈ ایسا ہی ہوگا۔" خلاصی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اسے دیکھو۔" شعبان نے اسے چھوڑ دیا۔ دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے لیکن انہوں نے شکار کرنے والے خلاصی کو ہی لعن طعن کی تھی۔ شیرازی نے پہلی بار ہنسنے اور مسکرانے والے سعادت مند شعبان کا یہ روپ دیکھا تھا اور دنگ رہ گیا تھا۔"

ایک بار پھر ان لوگوں سے کہا تھا کوئی عمل اس وقت تک اپنی مرضی سے نہ کیا جائے جب تک اجازت نہ ملے۔ سنبھال رکھا جائے گا۔"

بے ہوش خلاصی کو ہوش میں لانے کی کوششیں کی جانے لگیں۔ ہرن کو وہاں سے ہٹا کر پانی میں پھینک دیا گیا اور اس کے گوشت کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تاکہ یہ عادت نہ بن جائے!

اخناطون والے بے چین تھے اور سب آنا چاہتے تھے۔ انہیں زیادہ روکے رکھنا ممکن نہیں تھا چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ پہلے کچھ وقت انہیں پوری آزادی دی جائے اور شیرازی جیکاس کے ساتھ اخناطون پر اس کی نگرانی کے لئے رہے۔ دودھ کے جلے تھے پوائنٹ ڈبل فور پر جو کچھ ہوا تھا وہ کبھی نہیں بھول سکتے تھے چنانچہ اب بھی محتاط تھے۔ اس کے بعد صرف دو دو افراد کی ڈیوٹی لگادی جائے۔ کھلا سمندر سامنے تھا اور اخناطون کے ساحل سے بھی نگرانی کی جاسکتی تھی صرف راتوں کو محتاط رہنا پڑے گا۔ فی الحال سب کو آنے کی اجازت دے دی جائے۔ چنانچہ اس کے لئے کارروائی کی جانے لگی اور

اسد شیرازی اسٹیمر لے کر اخناطون کی طرف چل پڑا۔ جیکاس اس کے ساتھ تھا شعبان کو وہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ انتظار کرنے لگا اس بار کئی اسٹیمر ساحل پر آئے تھے کیپٹن مورالس سیدھا شعبان کے پاس آیا تھا۔

"ہیلو سند باد۔ کہو تمہاری نئی دنیا کیسی ہے۔ آپ نے یہ انوکھا نام لیا کیپٹن!" شعبان مسکرا کر بولا۔

"اوہو۔ میرے خیال میں میڈم اس بارے میں زیادہ بہتر بتا سکتی ہیں کیونکہ یہ نام تمہارے کلاسکس میں ہے۔"

"مگر یورپ نے اس نام کو ہم سے زیادہ استعمال کیا ہے۔" دردانہ مسکرا کر بولی۔

"ہم ہر دلچسپ چیز کی پذیرائی کرتے ہیں میڈم۔ مگر حیرت ہے مسٹر شعبان اس کے بارے میں نہیں جانتے۔"

"ہاں اتفاق ہے۔"

"آنٹی یہ سند باد کون ہے مجھے بتائیے۔" شعبان بچوں جیسے انداز میں بولا۔

"اس وقت تو یوں سمجھ لو کہ ہم میں سے ہر شخص سند باد ہے۔"

"آنٹی میرا پہلا اندازہ درست ہے۔ یہ لوگ بے حد معصوم ہیں آتشیں ہتھیار ہی نہیں یہ تو ہتھیار نام کی کسی شے کو نہیں جانتے جبکہ زمانہ قدیم کے لوگ تک پتھروں اور لکڑیوں کو ہتھیار بنالیتے تھے۔ مگر یہ بے چارے اس سے بھی دور ہیں۔"

"تعجب ہے۔"

"ایک خلاصی نے ایک ناخوشگوار عمل کرکے ہمیں ان کی دوستی سے محروم کردیا ہے اب ان کا قریب آنا مشکل ہوگا۔"

"ہاں۔ مسٹر شیرازی نے بتایا ہے۔ اس نے واقعی احمقانہ عمل کیا۔ مگر مسٹر مورالس اس بار انتظام کرکے آئے ہیں۔"

"کیا؟" شعبان نے پوچھا۔

"ہتھیار ساتھ لانا اس لئے ضروری تھا کہ کسی ناگہانی آفت کا مقابلہ کیا جاسکے۔ فرض کرو وہ مشتعل ہوکر ہم پر آپڑیں تو انہیں روکا جاسکے مگر میں چند خیمے ساتھ لایا ہوں۔"

"خیمے؟"

"ہاں تمام ہتھیار ان خیموں میں محفوظ کرکے یہاں پہرہ لگادیا جائے گا اور انتہائی مجبوری کی حالت میں انہیں نکالا جائے گا۔ میں نے بریفنگ دے دی ہے تمام لوگ محتاط رہیں گے۔"

"یہ خطۂ امن ہے۔ یہاں جانور بھی انسانوں کا شکار نہیں ہوتے ہمیں اس خطے کے اصولوں سے تعاون کرنا ہوگا گوشت کے لئے مسٹر شیرازی نے صرف اتنی اجازت دی ہے کہ اخناطون پر آکر مچھلیاں شکار کی جاسکتی ہیں یہاں کے کسی ساحل پر ان کے لئے بھی ممانعت ہے۔" دردانہ نے کہا۔

"بہت مناسب فیصلہ کیا ہے انکل شیرازی نے۔ ہم اس کے معصوم دنیا کے حسن کو داغدار نہیں کریں گے۔"

"اچھا یہ بتاؤ اور کوئی نئی بات معلوم ہوئی۔"

"وہ لوگ اس دھماکے سے مزید خوفزدہ ہوگئے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ اب کوئی بھولا بھٹکا بھی نظر نہیں آیا۔"

"اس کا مطلب ہے انتظار کیا جائے۔"

"آپ اس حسین دنیا کے عجائبات دیکھیئے۔ آہ دیکھیئے خوبصورت پرندوں کی اس ڈار کو دیکھیئے۔ سب اس طرف متوجہ ہوگئے۔ آدھے سرخ آدھے سفید رنگ کے چیل کے برابر کے سینکڑوں پرندے اندرونی فضا سے پرواز کرتے ہوئے اٹھے اور یہاں سے چند گز کے فاصلے پر زمین پر بیٹھ گئے حالانکہ یہ لوگ متحرک تھے مگر پرندے ان کی موجودگی سے بالکل خوفزدہ نہیں لگتے تھے۔ بلکہ بڑے اطمینان سے وہ گھاس پر پھیل کر دانہ دنکا چگ رہے تھے۔ پتا نہیں ان کی غذا کیا تھی یہ لوگ دور ہی سے ان کا تجزیہ کرتے رہے۔ شعبان نے مسکراتے ہوئے ایڈگر سے کہا۔

"آپ دیکھ رہے ہیں مسٹر مورالس یہ بالکل خوفزدہ نہیں ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اس خطۂ زمین پر خوف نام کی کوئی شے نہیں ہے یا پھر اگر ہے بھی تو صرف ایسی اجنبی چیزوں سے، جیسے اخناطون یا اس پر نظر آنے والی روشنیاں یا پھر ہم لوگ جو اجنبی لباسوں میں ملبوس ان کے درمیان

نے ہیں پرندے اس بات سے بے نیاز ہیں کہ ہمارے جسموں پر لباس کیسے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو میں تجربہ کر کے دکھادوں۔"

"کیسے۔" ایڈگر مورالس بچوں کی طرح کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے میرا اندازہ غلط نہیں ہوگا۔" شعبان نے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ پرندوں کی جانب بڑھنے لگا۔ سب لوگ اس دلچسپ تجربے سے لطف اندوز ہو رہے تھے وہ پرندوں کے درمیان پہنچ گیا اور پھر ان کے دوسری جانب نکل گیا لیکن ہر پرندہ اپنے کام میں مصروف رہا تھا ایک نے بھی پر نہیں پھڑپھڑائے تھے شعبان ایک لمبا چکر کاٹ کر واپس آگیا۔ ایڈگر عجیب سی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"ابھی تک میں نے اخناطون سے یہاں کے حالات کا جائزہ لیا ہے یا پھر اسد شیرازی کا ہرن کا بتایا ہوا واقعہ سنا ہے۔ لیکن یہ قابل رشک سرزمین واقعی ایک مثالی حیثیت کی حامل ہے وہ لوگ گفتگو کرتے رہے دردانہ بھی اس انوکھے ماحول سے سحرزدہ تھی ایک ایک چیز کو چھو کر دیکھ رہی تھی۔" اس نے شعبان سے کہا۔

"ذرا میرے ساتھ آگے تو آؤ۔ یہ درختوں پر لٹکے ہوئے پھل کتنے خوبصورت ہیں۔"

"اور آنٹی اتنے ہی لذیذ بھی ہیں۔"

"ہاں تم نے بتایا تھا کہ تم نے درخت سے ایک پھل توڑ کر کھایا تھا۔"

"آپ یقین کیجیئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قدرت نے یہاں موجود جانداروں کے لئے اپنے خزانے کھول دیئے ہوں اور وہ تمام شیرینی یہاں تقسیم کردی ہو جو اس نے انسانوں کے لیے مخصوص کی تھی۔ ٹھہریئے میں آپ کو ایک پھل توڑ کر دیتا ہوں شعبان نے اپنی جگہ سے دوڑ لگائی، پھلوں کے ایک درخت کے قریب پہنچا اور سیب نما پھل توڑ کر دردانہ کو دیا۔" دردانہ پھل کھانے لگی پھر اس نے کہا۔

"اگر اس خطۂ زمین کو مستقل اپنی رہائش گاہ بنالیا جائے تو میرے خیال میں زندگی میں کسی اور شے کی حاجت نہ رہے مصنوعی ماحول سے اکتانے کے بعد اگر انسان کو ایسی کوئی جگہ نظر آجائے تو۔ تو اسے اپنی سوچ کے مطابق نجانے کیا کیا نام دیے جاسکتے ہیں۔ لیکن شعبان اب کرنا کیا ہے۔"

"آنٹی ہم سمندر کی دنیا کی سیر کرنے نکلے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پہلے سمندری بستی نے ہمیں خوش آمدید کہا ہے بشرطیکہ یہاں اس منحوس خلاصی جیسی کوئی حرکت نہ دہرائی جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جگہ ہم سب کے لیے ایسی ہے کہ ہم یہاں کافی وقت گزار سکتے ہیں۔"

"ہاں بشرطیکہ اسد شیرازی کے کام میں یہاں آگے بڑھنے کی کوئی گنجائش ہو۔" شعبان پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔"

"آنٹی میں سمجھتا ہوں یہاں انسانی قدم نہیں پہنچے ہر چیز اپنی اصل حالت میں ہے اس خشک جگہ پر بھی اور زیر سمندر بھی ہم یہاں کافی عرصے رک کر کام کرسکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کوئی رخنہ اندازی بھی نہیں ہوگی جیساکہ گارتھا نے بتایا تھاکہ لوشین ٹریزر نے اپنے شاندار وسائل سے کام لے کر سمندر میں جگہ جگہ ایسے جزیروں کا انتخاب کیا ہے جہاں وہ اپنے تجربات کررہے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جتنے فاصلے پر ہم نکل آئے ہیں اتنے فاصلے پر لوشین ٹریزر والے نہیں پہنچ پائے چنانچہ یہ مسئلہ بھی ہمارے لیے الجھن کا باعث نہیں بن سکتا" دردانہ بے اختیار مسکرا پڑی پھر بولی۔

"تمہاری اس گفتگو سے مجھے اندازہ ضرور ہوگیا ہے کہ کم ازکم یہاں تم طویل عرصے تک رکنے کے خواہش مند ہو۔"

"میری بات نہ کریں آنٹی میرے لیے تو یہ ساری دنیا ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے میری پسندیدہ چیز سمندر اور ساتھ ساتھ ہی یہ خشک علاقہ میں سمجھتا ہوں اگر مجھے زندگی بھر یہاں رکنے کی اجازت دے دی جائے تو میں یہاں بخوشی قیام کرلوں گا"

"اس کے بغیر۔" دردانہ نے سوال کیا۔

"کس کے بغیر آنٹی۔"

"وہی تمہاری سمندر کی رانی۔" دردانہ نے ہنس کر کہا اور شعبان ایک دم خاموش ہوگیا وہ سنجیدہ ہوکر کچھ سوچنے لگا دردانہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

"سوری شعبان کوئی غلط بات تو نہیں کہہ گئی میں؟"

"اوہ نہیں آنٹی میں کچھ اور سوچنے لگا تھا در حقیقت زیر سمندر مجھے صرف وہ جگہ نظر آجائے جو تصویریں موجود ہے میں وہاں سے اس کا سراغ لگالوں گا۔"

"تمہیں یقین ہے شعبان کہ وہ مجسم ہے۔"

"ہاں مجھے بھرپور یقین ہے لیکن اگر آپ مجھ سے اس یقین کی وجہ پوچھیں گی تو میں نہیں بتاسکوں گا لیکن یہ ایک سچ ہے کہ وہ سمندر کی اس دنیا میں ضرور موجود ہے اور بالآخر میں اسے تلاش کرلوں گا۔"

"چلو پھر تو تمہاری زندگی کا ایک مقصد ہوگیا وہ یہ کہ تم سمندر میں اپنے مطلوب کو تلاش کرو۔"

"نہیں آنٹی میں دوسرے فرائض بھی تو اسی طرح سرانجام دے رہا ہوں جس طرح میری ذمہ داری بنتی ہے۔"

"بھئی سنجیدہ نہ ہوا کرو۔ اب میں تم سے مذاق نہ کروں تو وہ لوگ کہاں سے لاؤں جو تم سے مذاق کریں یا مجھ سے مذاق کریں۔"

"نہیں آنٹی آپ یقین کریں میں کسی بات کا برا نہیں مانتا اچھا اب ایک بات بتائیے آپ؟"

"کیا۔"

"ہمیں یہاں محدود نہیں رہنا مجھے اجازت دے دیجیے اور اجازت دلوادیجیے کہ میں اس خشک زمین کی اندرونی دنیا میں جاکر ان کا جائزہ لوں ظاہر ہے وہ اپنی آبادیاں چھوڑ کر تو نہیں بھاگ جائیں گے آنٹی سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رہنے کے لیے گھر نہیں بنائے کیا انسان ایسے بھی رہ سکتے ہیں؟"

"جو کچھ یہاں نظر آرہا ہے شعبان اس کے تحت ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ بظاہر یہ تہذیب آشنا لوگ زمانۂ قدیم کے انسانوں کی مانند رہتے ہیں۔ میں نے بظاہر کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ موجودہ تہذیب نے جو ماحول پیدا کردیا ہے اسے تہذیب تو کہا ہی نہیں جاسکتا بلکہ یہ ماحول تو تہذیب کے نام پر ایک دھبہ ہے ہر شخص برائیوں کا مرکز بن چکا ہے کہاں تک اس کا رونا رویا جائے بات ان لوگوں کی ہو رہی تھی۔ ان لوگوں نے گھر کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہوگی۔"

"مگر اتنے سارے افراد آپ نے ساحل پر ان کا مجمع دیکھا تھا۔ میں تو صحیح طور پر انہیں گن بھی نہ پایا تھا آخر کہیں نہ کہیں تو آپ اپنے آپ کو سموئیں گے؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ مگر کیا تم تنہا؟"

"ہاں آنٹی کسی کو ساتھ لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم حقیقت سے دور ہوتے چلے جائیں۔ میں ان کی حقیقتیں تلاش کروں گا اور اس بار مجھے زیادہ وقت دیا جانا چاہیے میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ یہاں ہر طرح کا تحفظ رہے بظاہر ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اب بغاوت کرسکے لیکن کوئی ایسا نظام قائم کرلیا جائے کہ جتنے بھی ہمارے ساتھ ہیں وہ ہمارے کنٹرول میں رہیں ہم کسی پر اپنی اجارہ داری نہیں چاہتے۔ لیکن اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ کوئی اس پیاری پیاری سرزمین پر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے یہاں کے رہنے والوں کو تکلیف ہو۔"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا کیپٹن ایڈگر بذات خود نفیس شخصیت کے انسان ہیں اور مسٹر شیرازی کو تو تم جانتے ہی ہو۔ مگر جہاں تک تمہاری اجازت کا معاملہ ہے ویسے مسٹر ایڈگر اپنے ساتھ ٹرانسمیٹرز بھی لائے ہیں وہ چھوٹے ٹرانسمیٹرز جن سے ایک مخصوص فاصلے تک رابطہ رکھا جاسکتا اخناطون کے رابطے کے لیے یہ ٹرانسمیٹر استعمال کیے جائیں گے۔"

"واہ تو پھر آپ انکل شیرازی کے میرے لیے اجازت طلب کرسکتی ہیں۔"

"ہاں۔ ابھی تک تو تم نہایت کارآمد شخصیت ثابت ہوئے ہو اور کوئی ایسی مشکل نہیں پیش آئی تمہاری وجہ سے جس کی وجہ سے مسٹر اسد شیرازی تمہیں اس تحقیق سے روکیں۔"

"تو پھر آپ ان سے بات کرلیں آنٹی یہاں کا ماحول تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے یہ سرسبز وشاداب پھلوں سے بھرے ہوئے درخت میرے خیال میں ہماری غذائی

ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہیں اخناطون پر جو غذائی اشیاء موجود ہیں انہیں بطور ذخیرہ محفوظ رکھا جائے اور ہم اس سرزمین کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں ہر چند کہ ان لوگوں کے ساتھ حصہ داری ہے لیکن ہم اپنے آپ کو ان کا مہمان بھی سمجھ سکتے ہیں۔" دردانہ شعبان کی بات پر دوبارہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔

"اسے کہتے ہیں زبردستی کے مہمان؟"

"اب جو کچھ بھی ہے آنٹی بہر طور بیرونی دنیا سے اپنے ساتھ ہم کچھ جارحانہ کیفیتیں تو لائے ہی ہیں۔ اتنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر قدرت نے جس طرح اپنی نعمتوں سے ان درختوں کو نوازا ہے میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کے لیے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ آہ کاش، ہمیں یہاں کے بارے میں کچھ بتانے کے لیے کوئی ایسا شخص مل جائے جس کے پاس زبان ہو۔

"کیا یہ لوگ بولتے نہیں۔"

"میں نے آپ کو بتایا تو تھا آنٹی۔"

"ہاں ہوسکتا ہے جس سے تمہاری ملاقات ہوئی ہو وہ کوئی ایسا بولتا ہو جو ہم لوگ نہ سمجھ پائیں ان کی آواز تو کم از کم سننے کو ملے۔

"ان کی آواز تو اس وقت ہم نے سنی تھی آنٹی جب اخناطون پر روشنیاں بجھی تھیں۔ وہ چیخ چلا کر خوفزدہ ہو کر پیچھے بھاگ گئے تھے۔"

"بڑا انوکھا ماحول ہے واقعی بڑا انوکھا اس جگہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے زبان نہیں تھکتی تھی ایک ایک چیز کو وہ تحسین کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے خلاصی بھی تعاون کر رہے تھے۔ ہر شخص یہاں کے بارے میں جان لینا چاہتا تھا دردانہ نے شعبان کی خواہش کے مطابق کیپٹن سے ٹرانسمیٹر لے کر اسد شیرازی سے رابطہ قائم کیا اور شعبان کی خواہش کے بارے میں اسد شیرازی کو بتایا۔ اسد شیرازی نے جواب میں کہا۔

"دردانہ سچی بات تو یہ ہے کہ شعبان اس وقت ہم لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہے وہ فطرتاً نیک انسان ہے اور اپنے آپ کو ہمارے سامنے سعادت مند بنائے ہوئے ہے بہر طور میں سمجھتا ہوں کہ اسے اجازت نہ دینا ہمارے لیے حماقت کی بات ہے اسے جانے دو بلکہ یوں کرو مورالس سے ایک ٹرانسمیٹر لے کر اس کے حوالے کردو اس سے کہو کہ اس ٹرانسمیٹر کو اپنے پاس چھپائے رکھے اور جب بھی کوئی خاص بات ہو وہ ہمیں اس کی اطلاع دے۔"

"نا صرف اطلاع دے مسٹر شیرازی بلکہ ہر نئی معلومات سے آگاہ کرتا رہے۔"

"ہاں بالکل۔ میں بھی اس سے اپنے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم رکھوں گا۔ مورالس کے پاس کئی ٹرانسمیٹر موجود ہیں۔"

"ٹھیک ہے مسٹر شیرازی تو آپ کی اجازت ہے۔"

"ہاں ہاں کوئی ہرج نہیں ہے۔" اسد شیرازی نے جواب دیا اور یہ خوشخبری شعبان کو سنادی گئی۔

ایڈگر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "نائب کپتان تم ہمیشہ کپتان سے بازی لے جاتے ہو زیر سمندر ہم تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتے اور اب تم نے خشکی پر بھی قبضہ جمالیا ہے کاش ہم اخناطون کے کیپٹن نہ ہوتے اور تمہارے دوست ہوتے تو اس وقت تم سے یہی فرمائش کرتے کہ تم ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ اس حسین دنیا کے وہ مناظر جو ہم سے پہلے تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے ہم ان سے نجانے کب تک محروم رہیں گے۔"

"آپ فکر کیوں کرتے ہیں سر میں سب سے پہلے آپ ہی سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے کسی بھی نئی نظر آنے والی چیز کی اطلاع دوں گا۔"

"ٹھیک ہے پھر ہم تمہاری رہنمائی میں اس سرزمین پر آگے بڑھتے رہیں گے۔ واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ دنیا کا سب سے عجیب و غریب خطہ ہے اور ہم اسے کسی سیارے کی حسین ترین سرزمین سے زیادہ حسین کہہ سکتے ہیں۔" شعبان نے ایک بار پھر وہی انداز اختیار کیا تھا اور اپنے جسم کا زیریں حصہ چمڑے کے ایک مخصوص لباس سے ڈھکنے کے بعد ان لوگوں کے پاس سے رخصت ہوگیا تھا سب سے پہلا کام اسے یہی کرنا تھا کہ اپنے جسم کو انہی لوگوں کی مانند پتوں سے ڈھک لے اور اس کے بعد آگے بڑھے۔ یہ

اندازہ تو انہیں ہو ہی چکا تھا کہ وہ لوگ ایسے کسی شخص کو اجنبی نہیں سمجھتے اس کی کچھ وجوہات بھی ہوں گی۔ ہوسکتا ہے سب ایک دوسرے کے شناسا نہ ہوں۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شناسائی کا تصور ہی ان کے ذہن میں نہ ہو بہر طور یہ سب کچھ شعبان کے لیے بے حد دلکش تھا کچھ فاصلے پر جا کر اس نے اپنے جسم کو اسی مخصوص انداز میں پتوں سے ڈھکا گلے اور سر پر پتے لپیٹے اور اس بار زیادہ طویل عرصے تک جانے کا فیصلہ کر کے وہاں سے آگے بڑھ گیا ٹرانسمیٹر کو اس نے انتہائی احتیاط سے مضبوط چمڑے کے تسمے سے کس کر اپنے جسم کے ایک ایسے حصے پر باندھ لیا تھا جہاں سے وہ پتوں میں چھپ جائے اور باآسانی نظر نہ آسکے۔

حسین علاقے کے بیشتر مناظر کو دیکھ چکا تھا۔ اب اس سے آگے جا رہا تھا۔ اور اسے احساس تھا کہ آگے کی دنیا اس سے بھی زیادہ حسین ہے اس جگہ پہنچا جہاں وہ سمٹ کر جمع ہوگئے تھے اور خلاصی کی حرکت کے بعد وہاں سے بھی فرار ہوگئے تھے وہاں اب کوئی نہ تھا۔ شعبان کو افسوس ہونے لگا اب وہ زیادہ خوفزدہ ہوگئے ہیں۔ بہرحال اسے وقت مل گیا تھا ٹرانسمیٹر کی وجہ سے اس کا اپنے ساتھیوں سے رابطہ بھی نہیں ٹوٹا تھا۔

چنانچہ وہ اطمینان سے آگے بڑھتا گیا۔ کافی دور نکل جانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اب کچھ تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ مثلاً درخت گھنے اور قریب قریب اُگے ہوئے تھے اور آگے جا کر گھنے جنگل کی شکل اختیار کرتے جا رہے تھے بہت کم ایسے درخت تھے جن پر پھل نہ ہوں۔ طرح طرح کے پھل تھے جن کی خوشبو سے فضا مست ہوگئی تھی۔ عجیب جگہ تھی جس کے بارے میں انسان سوچ بھی نہ سکے مگر وہ لوگ کہاں جا پہنچے تھے۔ شعبان کوشش کے باوجود کسی کو تلاش نہ کرسکا۔ یہاں کے ماحول کے مطابق شام ہوگئی گھنے درختوں کے نیچے ویسے بھی ماحول مدھم ہوگیا تھا۔ شعبان کافی طویل فاصلہ طے کرچکا تھا۔ رات کے تصور کے ساتھ بالآخر اس نے قیام کا فیصلہ کیا اور ایک جگہ منتخب کرلی۔ ابھی وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا فوراً اس نے اسے آن کردیا۔

"ہیلو۔ شعبان" دوسری طرف سے اسد شیرازی کی آواز سنائی دی۔"

"جی انکل؟"

"تم نے رابطہ نہیں کیا۔"

"کوئی اہم بات نہیں ہوئی انکل۔"

"کتنا فاصلہ طے کرچکے ہو۔"

"اندازاً" چھ میل۔

"بہت آگے چلے گئے ہو شعبان۔" شیرازی کے لہجے میں تشویش ابھر آئی تھی۔

"اس کی مجھے اجازت مل گئی ہے انکل۔"

"وہ تو ٹھیک ہے میں بھی یہی سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ تمہیں کوئی خطرہ نہ پیش جائے۔ ایسا ہوا تو تم اکیلے پڑ جاؤ گے۔"

"میرا اندازہ ہے انکل کہ یہاں خطرے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

"پھر بھی امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔"

"آپ اطمینان رکھیں میں خطرات سے نمٹنا جانتا ہوں۔"

"آگے کی تفصیل بتاؤ۔"

"علاقہ خوبصورت ترین ہے جنگل شروع ہوچکا ہے۔"

"جنگل۔"

"ہاں...... آپ اسے پھلوں کا باغ کہہ سکتے ہیں مگر قدرتی باغ پھلوں سے لدے یہ باغ کاشت نہیں کیے گئے بلکہ یہ انسان کے لیے تحفۂ قدرت ہیں۔ بہت گھنے اور پھیلے ہوئے ایک خاص بات میں نے محسوس کی ہے انکل۔"

"کیا؟"

"درخت ہلکے اور قدرتی پھلوں سے لدے ہوئے ہیں وہ جھک گئے ہیں مگر یہ پھل ٹوٹ کر نہیں گرتے۔"

"انوکھی بات ہے۔" "تمہارا مطلب ہے کہ......

"ہاں وہ ڈالیوں پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور ہوا کے زور سے نیچے نہیں گرتے۔ اس کے علاوہ شاید وہ اس وقت تک شاداب رہتے ہیں جب تک استعمال نہ ہوجائیں۔"

"خدا کی پناہ انوکھا تجربہ ہے بڑا اثر انگیز۔ اس سے کچھ اندازہ ہوتا ہے شعبان۔"

"میں تو بہت کم علم ہوں انکل۔"

"اچھا یہ بتاؤ وہ لوگ نظر آئے۔"

"بالکل نہیں دھماکے نے ان سے نگاہ تجسس چھین لیا وہ مایوس اور خوفزدہ ہوگئے ہیں اور شاید بہت دور اپنی محفوظ پناہ گاہوں میں چلے گئے ہیں۔" شعبان نے جواب دیا۔

"کوئی نہیں نظر آیا۔"

"بالکل نہیں۔"

"تم کتنی دور آگے جاؤ گے؟"

"انکل اگر کوئی پابندی نہ ہو تو...... زیادہ دور تک۔"

"نہیں...... بالکل پابندی ہے تمہیں تنہا نہیں چھوڑا جاسکتا۔"

"میری خواہش ہے انکل کہ مجھے کچھ معلوم کرنے دیجیئے۔ ورنہ ہم یہاں بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے اگر ہم اس خطۂ زمین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تو ہمیں یہاں کام کرنے میں بہت سی آسانیاں حاصل ہوجائیں گی۔"

"بیٹے میں صرف تمہاری حفاظت چاہتا ہوں۔"

"ایک بار پھر آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ محفوظ رہوں گا۔"

"اگر تم سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے۔"

"ٹرانسمیٹر پر آپ سے رابطہ تو رہے گا۔"

"ہاں اتنا ضرور چاہتا ہوں۔ اس کی رینج سے نہ نکل جانا۔"

"اوکے انکل۔" شعبان نے کہا اور رابطہ منقطع کردیا وہ معمول کے مطابق مطمئن تھا۔ تجسس کا جذبہ اس کے دل میں بھی تھا وہ اس دنیا کے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتا تھا حالانکہ پورا دن گزر چکا تھا مگر اسے کوئی تھکن نہیں تھی البتہ بھوک لگ رہی تھی اس نے اپنے اوپر جھکے ہوئے درخت کو دیکھا۔ بڑے بڑے اناس کی شکل کے پھل لگے ہوئے تھے اتنے جھک آئے تھے کہ اٹھ کر انہیں بہ آسانی توڑا جاسکتا تھا اس نے دو پھل توڑے ان کے چھلکے وغیرہ کا جائزہ لیا اور پھر انہیں کھانے لگا۔ دل خوش ہوگیا تھا نہایت شیریں اور لذیذ پھل تھے۔ شکم سیر ہونے کے بعد اس نے سوچا کہ اب یہیں آرام کیا جائے۔ اسد شیرازی کی طرف سے اجازت مل گئی تھی چنانچہ اب کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ وہیں لیٹ گیا۔ جوانی دیوانی ہوتی ہے نیند بھلا کیوں نہ آتی سوگیا اور اسی وقت جاگا جب مست نیند پوری ہوگئی۔ یہاں کے ماحول کے مطابق صبح ہوگئی تھی جس کا اندازہ روشنی سے ہورہا تھا۔ ابھی وہ زمین پر لیٹا انگڑائیاں لے رہا تھا کہ اسے کچھ سرسراہٹیں سنائی دیں۔ شعبان چونکنے چیتے کی طرح ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا اور دفعتاً ہی اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ بغلی حصے سے ایک چوڑے درخت کے تنے کی آڑ سے اس نے ایک خونخوار شیر کو برآمد ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ تندرست و توانا بہت لمبا شیر تھا جو اپنی سرخ خونی نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ صرف ایک ہی خیال ذہن میں آیا تھا زندگی بچانے کا۔ وہ یہ کہ اس درخت پر چڑھ جائے جس کے نیچے کھڑا ہوا ہے اور اس میں شعبان نے دیر نہیں کی۔ دوسرے لمحے وہ برق رفتاری سے اچھلا درخت کی ایک نیچی شاخ کو تھاما اور اپنے پھرتیلے بدن کو موڑ کر درخت کی شاخ پر جا پہنچا۔ یہاں سے چھلانگ لگا کر دوسری شاخ پر اور پھر اس سے اونچی شاخ پر یہاں رک کر اس نے شیر کا جائزہ لیا یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ خونخوار شیر نے اسے دیکھا ا نے یا نہیں۔ ویسے اسے پورا پورا اندازہ ہوچکا تھا کہ شیر اسے دیکھ چکا ہے۔ اس درخت کی شاخ پر پتہ نہیں وہ شیر سے محفوظ رہ سکے گا یا پھر یا پھر۔ اس کی نگاہیں شیر کا جائزہ لینے لگیں۔ شیر درخت کے عین نیچے آکر اسے گردن اٹھا کر دیکھنے لگا تھا۔ غالباً اسے اپنے شکار کے اس طرح نکل جانے کا افسوس تھا۔ شعبان اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا لیکن نجانے کیوں اسے یہ احساس ہوا کہ شیر کی آنکھوں میں وہ بھوکا پن نہیں ہے جو اس کی خاصیت تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ ایک عجیب سا نرم سا انداز تھا۔ وہ بیٹھا بھی اسی طرح ہوا تھا جیسے بہت مطمئن اور پرسکون ہو۔ شعبان نے دل میں سوچا کہ شیر کا خیال ہے کہ اس کا شکار کب تک اس درخت پر

رہے گا۔ وہ نیچے اس کا انتظار کرے گا۔ شعبان عجیب الجھن میں پھنس گیا تھا۔ کسی کو مدد کے لیے بھی طلب نہیں کرسکتا تھا۔ حالانکہ ٹرانسمیٹر موجود تھا اس کے پاس۔ لیکن ظاہر ہے اتنا طویل فاصلہ اور پھر صحیح نشاندہی تقریباً ناممکن ہی ہوجائے گی۔ عجب مصیبت آگئی تھی۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلا اور کوئی ایسا حل تلاش کرنے لگا جس کے ذریعے اس شیر سے بچاؤ ممکن ہوسکے۔ وہ شیر کی توانائی کا جائزہ لے رہا تھا۔ شیر کے اندر وہ دھاڑ وہ گرج نہیں تھی۔ جو شیروں میں ہوا کرتی ہے بلکہ ایک عجیب سا انداز تھا شعبان کی سمجھ میں نہیں آیا رفتہ رفتہ اس کا ذہن دوسری سوچوں کی جانب مبذول ہوگیا۔ وہ اپنے آپ کو ذہنی طور پر اس خوف سے نجات دینے کی کوشش کررہا تھا۔ اس کے بازو درخت کی شاخوں کو مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے لیکن پھر اس نے سوچا کہ کوئی ایسی محفوظ جگہ ہونی چاہیے جہاں وہ زیادہ اطمینان سے اور آزادی سے بیٹھ سکے۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں پھر ایک اور شاخ منتخب کرکے آہستہ آہستہ سرکتا ہوا اس کی جانب بڑھنے لگا۔ اسی کوشش میں درخت پر لگے ہوئے ایک بڑے پھل سے اس کا شانہ کافی زور سے رگڑا اور پھل ٹوٹ کر نیچے جا گرا۔ شعبان نے چونک کر ادھر دیکھا وہ یہ جائزہ لینا چاہتا تھا کہ پھل کے نیچے گرنے سے شیر کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور پھر اس نے ایک اور حیرت ناک منظر دیکھا۔ شیر اپنی جگہ سے اٹھا۔ پھل کے قریب پہنچ گیا اسے سونگھ کر دیکھا پھر وہیں بیٹھ گیا اور پھل کو اپنے دونوں پنجوں میں دبا کر اس میں دانت گڑھا دیئے یہ منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھنے میں آیا تھا نہ ہی ایسی کوئی کہانی سنی گئی تھی۔ شیر نے چند ہی لمحات میں پھول کو توڑ پھوڑ کر کھالیا اور اس کے بعد منتظر نگاہوں سے اوپر دیکھنے لگا۔ شعبان کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار تھے۔ اس دلچسپ تجربے کو مزید مستحکم کرنے کے لیے اس نے اس بار ایک اور بڑا سا پھل توڑا اور اسے شیر کے بالکل نزدیک پھینک دیا۔ شیر جیسے اسی بات کا منتظر تھا۔ اس نے یہ پھل بھی اپنے پنجوں میں دبایا اور اسے کھانے لگا اور اس کے بعد وہی انداز۔ شعبان نے تیسرا پھل بھی اس کے پاس پھینکا اور شیر وہ پھل بھی چٹ کر گیا۔ اس کے بعد وہ پر اطمینان انداز میں اٹھا اور سر جھکائے ہوئے ایک جانب بڑھ گیا۔ شعبان کی آنکھیں شدت حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کا مقصد ہے کہ شیر اس کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا یہ واقعہ دوسرے واقعات سے منسلک کیا جاتا تو یہ اندازہ ہوتا کہ اس حسین دنیا میں اس معصوم دپرمحبت دنیا میں خونخوار جانور بھی خونخوار نہیں ہیں۔ ہرنوں اور دوسرے جانوروں کو تو وہ دیکھ ہی چکا تھا۔ انسانوں کے پاس آکر آسانی سے کھڑے ہوجاتے تھے۔ بلکہ اس حیرتناک موت پر ہرن کے ساتھی ہرن کو شدید حیرت ہوئی تھی اور وہ بڑی بے چینی سے اپنے ساتھی کو دیکھتا رہا تھا۔ غالباً یہ تجربہ اس کے لیے نیا اور انوکھا تھا۔ شعبان بے حد متاثر ہوا۔ شیر یقینی طور پر بے ضرر تھا۔ اپنی فطرت کے خلاف وہ گوشت پر نہیں بلکہ پھلوں پر گزارہ کرتا تھا۔ یہ تجربہ بھی شعبان کے لیے زندگی کا انوکھا تجربہ تھا۔ وہ اب بھی نیچے نہ اترا۔ بہرطور خوف تو تھا شیر شیر ہی ہوتا ہے۔ کیا پتہ ذائقہ تبدیل کرنے کا خیال دل میں آجائے اور وہ شعبان کو کہیں پیچھے سے چھاپ لے۔ لیکن اس وقت شعبان کو بہت زیادہ ذہنی جھٹکوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اچانک ہی جس شاخ پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس کی اوپری شاخ سے دو پاؤں نیچے لٹکے اور اس کے چہرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے دوسرے شاخ پر پہنچ گئے۔ شعبان اس طرح اچھلا کہ شاخ سے گرتے گرتے بچا وہ مقامی آدمی تھا۔ جو درخت کی اوپری شاخ سے نیچے اترا تھا۔ شعبان کو اس سے پہلے اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر کود گیا اور اس کے بعد درخت کی شاخوں کے مختلف حصوں سے دو اور افراد نیچے اترے اور شعبان کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک جانب چل پڑے شعبان نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد شاخ پر اپنے جسم کو سنبھال کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑلیا۔ آس پاس کی درختوں کی شاخوں سے بے شمار انسان چمٹے ہوئے تھے۔ وہی مقامی باشندے اور یہاں کے رہنے والے۔ شاخوں پر ان کا بسیرا تھا۔ پرندوں اور جانوروں کی طرح۔ وہ اس علاقے میں بکھرے ہوئے تھے اس سے پہلے ان کی موجودگی کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا

لیکن اب شعبان انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ بڑے اطمینان سے درختوں کی شاخوں پر اپنے معمولات میں مصروف ہیں اور دن کے آغاز کے ساتھ ساتھ نیچے اُتر رہے ہیں اور اِدھر اُدھر روانہ ہوگئے ہیں۔ شعبان بہت کچھ سمجھنا چاہتا تھا یہاں کا طرزِ زندگی ان لوگوں کے رہن سہن کا انداز اب اس کی سمجھ میں آرہا تھا اور وہ یہ بھی اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ زمانہ قدیم کے غیر مہذب انسانوں کی طرح درختوں شاخوں اور یقینی طور پر زمین کے گڑھوں میں رہتے ہوں گے اسی لیے نہ ان کی بستیاں آباد ہیں نہ انہوں نے جھونپڑے اور مکان بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ انوکھا واقعہ تھا یہ ایک انوکھا انکشاف تھا۔ زمانہُ قدیم کی تاریخ میں قدیم انسانوں کی جو کہانیاں درج تھیں وہ نگاہوں کے سامنے آچکی تھیں۔ کون لوگ ہیں یہ سمندر کی دور دراز دنیا میں یہ ابھی تک اسی دور میں بسر کر رہے ہیں جہاں سے انسان نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ ابھی ایسی اور بھی بے شمار آبادیاں ہوں گی جو تہذیب کی لعنتوں سے محفوظ ہیں اور تہذیب کے عطیے ان تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ بے شک انسانوں نے جب اپنے آپ کو دریافت کیا تو انہوں نے بہترین اصول تراشے۔ آسمانوں سے انہیں بہترین زندگی گزارنے کی ہدایتیں دی گئیں۔ ان ہدایتوں پر عمل بھی کیا گیا لیکن تہذیب اس نکتے پر پہنچ گئی جہاں اسے بدترین کہا جاسکتا تھا۔ تہذیب میں تو یہ سب کچھ نہیں تھا لیکن تہذیب اپنانے والوں نے اس تہذیب کو مسخ کردیا تھا مگر یہ لوگ ان تمام ہنگامہ خیزیوں سے دور تھے۔ آج بھی اسی انداز میں زندگی گزار رہے تھے جس انداز میں زمانے قدیم کی کہانیاں اپنی زندگی کی روایات دہراتی ہیں۔ شعبان سوچنے لگا کہ زندگی گزارنے کا کون سا انداز درست ہے۔ وہ۔ یا۔ یہ۔ خیر تہذیب نے جہاں انسانوں کو اخلاق و اقدار کے عطیے دیئے وہاں تو اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن جہاں اس کا چہرہ مسخ ہوا وہاں ایسے ایسے لیے سامنے آئے کہ تہذیب سے نفرت ہونے لگی۔ یہ لوگ تو زمانہُ قدیم کے ان وحشیوں سے بھی زیادہ معصوم ہیں جو جانوروں کا شکار کرکے شکم سیری کیا کرتے تھے۔ یہاں اگر غور کیا جاتا تو قدرت کی بے پناہ عنایات ان کے لیے موجود تھیں۔ یہ سرسبز و شاداب درخت جو پھلوں سے لدے ہوئے تھے اور یہ معصوم لوگ ان درختوں کو کاشت کرنا بھی نہیں جانتے تھے۔ اس کا مقصد ہے کہ من و سلویٰ کا دور ہے اور قدرت کی طرف سے انہیں زندگی گزارنے کے تمام عطیات فراہم کردیئے گئے ہیں۔ یہی زندگی قدرت نے دنیا کے تمام انسانوں کو دینا چاہی تھی لیکن بدفطرت انسانوں نے برائیوں کا آغاز کرکے قدرت کے یہ عطیات واپس کردیئے تھے اور زندگی کو مشکل ترین بنادیا تھا مگر جہاں اس معصومیت کو فروغ دیا گیا وہاں قدرت کی عنایات کی بارشیں آج بھی اسی طرح موجود تھیں۔ غور کرنے کا مقام تھا کہ یہاں کم از کم اس انداز کا خوف نہیں تھا کہ کوئی اپنا کسی اپنے کو نقصان پہنچادے۔ جانور تک بے فکری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اپنی خونخوار فطرت کو چھوڑ کر دم ہلاتے چلے جاتے تھے۔ شعبان کے لیے یہ بہترین تجزیاتی مشغلہ تھا۔ وہ اب زیادہ پراطمینان ہوکر درخت سے نیچے اُتر آیا اور اس کے بعد ان انسانوں میں شامل ہوگیا اب اسے کوئی خوف نہیں تھا۔ وہ سب اتنے چالاک نہیں تھے کہ ایک ایسے انسان پر غور کرتے جن کا تعلق ان سے نہیں تھا لیکن جو ان جیسا ہی نظر آرہا تھا شعبان نے حسین ترین نوخیز اور نوجوان لڑکیوں کو دیکھا۔ معصومیت سے بھرپور۔ مسکراہٹوں سے معمور۔ قہقہے لگاتی شوخی اور شرارتیں کرتی۔ اٹھکیلیاں کرتی پھر رہی تھیں۔ کہیں خوف کا کوئی نشان نہیں تھا۔ وہ سب ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے۔ شعبان وہاں سے کافی آگے بڑھ گیا۔ قدرت کی ان نعمتوں سے ایک اجنبی کو لذت حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ شعبان اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھارہا تھا۔ پورا دن اسے ان لوگوں کا تجزیہ کرتے ہوئے گزرا۔ اب اسے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ اس دھماکے کے بعد ان لوگوں نے وہ جگہ خطرناک سمجھ کر چھوڑ دی اور اب یہاں آگئے ہیں۔ ان کے لیے کوئی جگہ اجنبی نہیں ہے۔ یہ سارا دیس ان کا ہے لیکن ان بدیسیوں کے لیے ہوسکتا ہے ان کے دلوں میں تجسس ہو۔ مگر یہ تجسس الفاظ کی شکل میں نہیں ڈھل سکتا تھا۔ وہ بات کرنا نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے زبان کا استعمال نہیں سیکھا تھا۔ البتہ شعبان نے یہ ضرور

دیکھا تھا کہ وہ اپنی ضرورتیں اشاروں سے پوری کرلیتے ہیں اور تب اس نے سوچا تھا اگر زبان ایجاد نہ ہوتی تو کیا انسان بہت زیادہ مجبور ہوتا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر خطہُ زمین کے رہنے والوں نے اپنی اپنی زبان ایجاد کرکے ایک دوسرے سے رابطے کا ذریعہ بنالیا تھا لیکن یہ جگہ بھی تو تھی جہاں زبان ایجاد نہیں ہوئی تھی لیکن یوں لگتا تھا جیسے ان کے اپنے مشاغل میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہوئی ہو۔ وہ گھل مل کر بھی رہنا جانتے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھی اور شریک بھی تھے لیکن ان کے اشاروں کی زبان کے لیے بھرپور تھی اور شاید انہیں کوئی کمی نہ محسوس ہوتی ہو۔ شعبان کا جی چاہ رہا تھا کہ ان لوگوں پر اتنی تحقیقات کرے کہ ساری باتیں اسے معلوم ہوجائیں لیکن وہ خود نہیں بولتے تھے تو کسی بولنے والے کو کیسے برداشت کرسکتے تھے۔ شعبان اگر کسی سے بات کرنے کی کوشش کرتا اور زبان استعمال کرتا تو نجانے ان لوگوں پر کیا ردعمل ہوتا اس لیے وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکا تھا۔ البتہ اسے یہ اطمینان ضرور ہوگیا تھا کہ ان کے درمیان کتنی ہی دور تک نکل جائے نہ تو وہ اس کے بارے میں سوچیں گے اور نہ اسے کوئی دقت پیش آئے گی۔ ابتدائی طور پر بس اتنی ہی معلومات حاصل کرنا تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے یہ معمولات جاری رکھے۔ وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا اور جگہ جگہ اب اسے انسانی غول نظر آنے لگے۔ حسین لڑکیاں قابل دید شکلیں رکھتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی نوجوان مرد نجانے ان کے آپس کے تعلقات کس انداز کے ہوتے ہوں گے۔ یہ ساری چیزیں لمحات میں معلوم نہیں ہوسکتی تھیں۔ پھر اس وقت وہ ایک ایسی جگہ موجود تھا جہاں چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں گھاس بچھا کر بچوں کو لٹادیا گیا تھا۔ ان کی مائیں ان کے قریب موجود تھیں۔ باپ نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی۔ بس بچے ماں کی آغوش ہی سے لپٹے رہا کرتے تھے۔ ان میں شیرخوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بڑے بھی ہوتے تھے۔ ہر عمر کے بچے ہوتے تھے۔ شعبان اندازے لگا رہا تھا کہ یہاں زندگی گزارنے کے لیے تعین کیا کیا جاتا ہے کہ اسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کردیا۔ اس بار دردانہ نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"ہاں آنٹی میں بول رہا ہوں۔"

"کہاں چلے گئے ہو تم اور کب تک واپس آؤ گے۔ آخر واپس تو آنا ہے نا تمہیں۔"

"جب آپ حکم دیں گی حاضر ہوجاؤں گا۔" شعبان نے جواب دیا۔

"کوئی خطرہ تو پیش نہیں آیا تمہیں؟"

"نہیں۔"

"وہ لوگ نظر آئے؟"

"ہاں میں انہی کے درمیان ہوں۔"

"کیا؟" دردانہ نے پوچھا۔

"انہی کے درمیان ہوں میں آنٹی۔"

"ت......تو۔ انہوں نے تمہیں قبول کرلیا۔"

"ہاں پتا نہیں کیوں آنٹی۔ وہ سب میرے اردگرد بکھرے ہوئے تھے لیکن کسی نے مجھ پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔"

"تعجب ہے خیر یہ ایک الگ بات ہے۔ مجھے بس تم یہ بتاؤ کہ تم واپس کب آرہے ہو۔ میں بے چین ہوں۔"

"آنٹی بہت جلد۔ بس تھوڑی سی مہلت اور دے دیجیئے میں جانتا ہوں کہ اس مختصر وقت میں میں ان کے بارے میں سب کچھ نہیں معلوم کرسکتا لیکن جو معلومات میں لے کر آؤں گا آپ ان پر یقین نہیں کرپائیں گی۔"

"اگر تم جلدی آجاؤ گے تو یقین کرلوں گی۔" دردانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس تو آپ مجھے یہ ایک رات اور کل کا آدھا دن اور دے دیجیئے۔"

"اتنا وقت" دردانہ نے کہا۔

"ہاں آنٹی...... چاہتا تو یہی ہوں۔ ورنہ آپ دیں تو یہ ٹرانسمیٹر بند کرکے فوری طور پر واپسی کا سفر طے کروں۔"

"نہیں! ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ بس مجھے تمہاری خیریت درکار ہے۔"

"یہاں سب خیریت ہے آنٹی۔ باقی باتیں میں

آپ کو آپ کے قریب پہنچ کر ہی بتاؤں گا۔"

ٹرانسمیٹر بند کرنے کے بعد شعبان اپنی جگہ سے ہٹ گیا پھر اس نے تقریباً آٹھ یا دس میل کے درمیانی حصے کا مکمل طور پر جائزہ لیا۔ ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھتا رہا کچھ اور بھی ایسے چھوٹے موٹے واقعات پیش آئے تھے جو دلچسپ تھے مثلاً یہ کہ ایک نوجوان لڑکی نے اسے دیکھا تھا ایک جگہ کھڑی دیکھتی رہی تھی کچھ مضمحل سی ہوگئی تھی اور اس کے بعد گردن جھٹک کر وہاں سے آگے بڑھ گئی تھی۔ شعبان اس کے انداز کو سمجھ نہیں پایا تھا اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہا تھا لیکن شاید سمجھ نہیں سکا بہر طور یہ ساری باتیں بعد میں بھی سمجھی جاسکتی تھیں۔ پہلے اسے اپنے یہ معاملات سرانجام دے لینے تھے۔ مقررہ وقت پر اس نے واپسی کا فیصلہ کیا اور پھر راستوں کا تعین کر کے چل پڑا۔ اب تک تجسس اسے ہر چیز کو دلچسپی سے دیکھنے پر مجبور کرتا رہا تھا اور ہر شہر اس کے لیے دلکشی کا باعث تھی۔ چنانچہ راستے ذہن میں نہیں محفوظ کر پایا تھا۔ کئی گھنٹے کے سفر کے باوجود اسے ساحل نظر نہیں آیا اور نہ ہی وہ راستے جہاں سے وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکتا۔ کئی جگہ وہ بھٹکا اور اس کے بعد کسی قدر پریشان سا ہوگیا۔ یہ تو بہتر نہیں تھا وہ جن راستوں سے گزر کر آیا تھا ان راستوں سے واپسی ناممکن ہی نظر آرہی تھی۔ اس سے قبل کہ رات گہری ہوجائے اور ساحل پر موجود لوگ اس کے لیے پریشان ہونے لگیں کوئی ایسا طریقہ کار منتخب کر لینا چاہیئے جس سے وہ اپنی منزل پر پہنچ سکے اور اس کے لیے اس نے ایک ہی فیصلہ کیا ایک بلند درخت کی شاخ پر پہنچنے کے بعد اس نے دور دور تک نظریں دوڑائیں اور اسے سمندر نظر آگیا لیکن یہ ساحل کا وہ حصہ نہیں تھا جہاں اسے اخناطون کو دیکھا جاسکے۔ البتہ بس اتنا ہی کافی تھا کہ سمندر اسے نظر آگیا تھا۔ چنانچہ اس نے سمندر کی سیدھ اختیار کی اور اس کے بعد پانی میں داخل ہوگیا۔ پانی میں پہنچ کر اپنی منزل کو تلاش کر لینا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ چنانچہ وہ پانی میں تیرنے لگا۔ کافی دور پہنچنے کے بعد اس نے سطح پر گردن اٹھائی اور بہت دور اسے اخناطون کا ہیولا نظر آگیا چنانچہ سمت اختیار کرنے کے بعد وہ اخناطون کی جانب چل پڑا جو کچھ بھی ہے اخناطون پر پہنچنے کے بعد سب ٹھیک ہوسکتا ہے۔

اخناطون پر پہنچا تو اچھا خاصہ وقت ہوچکا تھا اور اتفاق کی بات تھی کہ شیرازی جیکاس کے ساتھ اسی سمت کھڑا دوربین سے چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ اس نے شعبان کو دیکھ لیا اور اس کی دوربین نے شعبان کو فوکس کر لیا۔ اسد شیرازی کو یقینی طور پر حیرانی ہوئی ہوگی لیکن شعبان کو اس سے آسانی ہوگئی کیونکہ اخناطون سے فوراً ہی رسی کی سیڑھی لٹکا دی گئی جس کے ذریعے شعبان کا اوپر پہنچنا آسان ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اسد شیرازی اور جیکاس کے پاس تھا۔ شیرازی نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم تو وہاں جنگل میں۔"

"ہاں انکل شیرازی میں راستہ بھٹک گیا تھا اور پھر سمندر کے راستے یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوسکا۔"

"اوہ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اگر تم یہ راستہ اختیار نہ کرتے تو نجانے کہاں سے کہاں نکل جاتے۔"

"ہاں...... اس بات کے امکانات تھے۔"

"چلو خیر لباس تبدیل کرلو۔ اس کے بعد بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ کیا ان لوگوں کو ٹرانسمیٹر پر تم نے اطلاع دے دی ہے کہ تم راستہ بھٹک گئے ہو۔"

"نہیں انکل ابھی تک نہیں۔"

"دردانہ تمہارے لیے پریشان تھی۔ تاہم میں اسے اطلاع دے دوں گا کہ تم اخناطون پر پہنچ چکے ہو۔"

"آپ آنٹی کو اطلاع دے دیجیئے انکل اس کے بعد ہم لوگ باتیں کریں گے۔"

شعبان نے کہا۔ اپنے کیبن میں جاکر اس نے لباس تبدیل کیا۔ جیکاس اور شیرازی تنہا اخناطون پر تھے اور اخناطون پر گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس دوران غالباً اسد شیرازی نے دردانہ کو اور ایڈگر موراکس کو یہ اطلاع دے دی تھی کہ شعبان سمندر کے راستے اخناطون پر پہنچ چکا ہے جیکاس نے چائے تیار کرلی تھی یہاں سب رضاکارانہ طور پر کام کرتے تھے۔ چائے پیتے ہوئے اسد شیرازی نے کہا۔

"اور یہ دلچسپ بات ہے کہ میں سب سے پہلے تم سے اس علاقے کے بارے میں تمہاری معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ جبکہ کیپٹن موراکس اپنے طور پر تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

"انکل یہ اس کائنات کا سب سے انوکھا خطہ ہے۔ میں بہت دور تک ان لوگوں کا جائزہ لے آیا ہوں اور آپ سے یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جو کچھ کتابوں میں درج ہے یہاں پہنچنے کے بعد وہ غلط ثابت ہوجاتا ہے۔"

"گڈ...... تمہاری یہ معلومات یقینی طور پر انتہائی اہمیت کی حامل ہوں گی۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس انوکھی سرزمین پر پہنچنے کے بعد مجھے اپنی اس کتاب کی تکمیل کے لیے بڑا مواد مل رہا ہے۔ تاہم میں پہلے تمہاری کہانی سننا پسند کروں گا۔"

"میری کوئی کہانی نہیں ہے بس یہ ہے کہ میں ان سہمے ہوئے لوگوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔"

"سہمے ہوئے لوگ۔"

"ہاں...... یہ بظاہر ایک دوسرے سے خوفزدہ نہیں ہیں بلکہ امن وامان کی ایسی مثال اس علاقے میں پائی جاتی ہے جسے صرف کہانی کی باتیں تصور کیا جاسکتا ہے اور اگر ہم کسی کو یہ کہانی سنانے بیٹھیں تو وہ اسے صرف ہماری ذہنی اختراع سمجھے گا اور اس پر یقین نہیں کرے گا لیکن یہ ایک انوکھا سچ ہے کہ یہاں انسان زمانۂ قدیم کے ان انسانوں کی مانند رہتے ہیں جو تہذیب سے بہت پہلے کے انسان تصور کیے جاتے ہیں۔ یعنی پتھروں اور پہاڑوں کے دور کے انسان جو تہذیب کے ابجد سے بھی واقف نہیں تھے لیکن ان انسانوں کی نسبت ان لوگوں کی روایات بہت حسین ہیں یہ ایک دوسرے سے لڑتے نہیں ہیں۔ یہاں کوئی ہتھیار نہیں ہے جو جانداروں کو نقصان پہنچائے۔ سب کے سب درختوں پر لگے ہوئے پھلوں اور قدرت کی طرف سے عطا کیے ہوئے پانی پر گزارہ کرتے ہیں۔ انہیں جسم ڈھکنے کے لیے پتوں کے استعمال کا طریقہ تو آگیا لیکن اس کے علاوہ انہوں نے اور کچھ نہیں سیکھا۔ ان کے پاس زبان ہے لیکن وہ اس کا استعمال نہیں جانتے لیکن اشاروں میں ان کی پوری زندگی باآسانی گزر رہی ہے اور وہ اشاروں کی زبان سے ایک دوسرے کا مفہوم سمجھ لیتے ہیں" اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پھلوں پر انسان ہی نہیں جانور بھی گزارہ کرتے ہیں۔ میں آپ کو ایک انوکھی بات بتا رہا ہوں۔" شعبان نے اسد شیرازی اور جیکاس کو شیر کا واقعہ سنایا اور دونوں شدت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے۔

"انکل! یہاں انسانی ریسرچ غلط ہوجاتی ہے ان جانوروں کو خونخوار جانور کہا گیا ہے لیکن یہ وہ خطہ زمین ہے جہاں درندے تک نہیں ہیں۔ بلکہ جہاں انہیں انسانی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہاں وہ اپنا مفہوم نگاہوں کی زبان سے استعمال کرتے ہیں اور اس مفہوم کا مقصد بھی پالیتے ہیں۔ غذا کے طور پر یہاں قدرت کی طرف سے درخت اگائے گئے ہیں اور اس طرح من وسلویٰ کا تصور یہاں ایک بار پھر حقیقتوں کی شکل میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔ صدیوں کے تجربات یہاں آکر ناقص ہوجاتے ہیں اور یہ علاقہ ایک بار پھر انسانی معلومات کو چیلنج کرتا ہے۔ انسان نے تجزیے کیے صدہا برس گزارے ان تجزیوں میں اور اس کے بعد کتابیں لکھی گئیں اور یہی کتابیں تہذیب کے ارتقا میں معاون ثابت ہوئیں لیکن اس خطۂ زمین پر ان کتابوں میں درج بہت سی ایسی باتیں غلط ثابت ہوگئیں جنہیں آخری شکل دے دی گئی تھی اور اس کے بعد صرف ایک ہی نظریہ رہ جاتا ہے۔ یعنی خدا کی بنائی ہوئی مخلوق ایک دوسرے سے محبت کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا بنی نوع کے لیے نہایت ضروری ہے اور یہی دستور فطرت ہے۔ انکل ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ علاقہ فطرت کے دستور کا عکاس ہے۔ آپ بتائیے کیا ایک بار پھر ان درندوں کی فطرت پر ریسرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں خونخوار کہا جاتا ہے لیکن یہاں اس خطۂ زمین پر موجود وہ ساری درندوں کی نسلیں خونخوار نہیں ہیں بلکہ پھل خوار ہیں۔ وہ صرف قدرت کے دیئے ہوئے عطیات پر گزارہ کرتی ہیں۔ خوش وخرم، تندرست وتوانا اور طاقتور ہیں۔ ان کے اندر وہ تمام چیزیں موجود ہیں جنہیں دیکھ کر خوف کھایا جاسکتا ہے۔ مثلاً شیر کے لمبے لمبے دانت لمبے لمبے ناخن۔ لیکن اس کی آنکھوں میں وہ وحشت اور وہ درندگی ہے اس کا مقصد ہے کہ ہمیں بنیادی طور پر شیر کی اس کیفیت کے عوامل پر

غور کرتا ہوگا وہ خونخوار کیوں ہوجاتا ہے۔ گوشت پسند کیوں ہوتا ہے اگر اس کی فطرت میں کوئی ایسی نمایاں تبدیلی پیدا کی جائے جس سے اس کی قدرتی حیثیت برقرار ہے تو وہ نہ گوشت خور ہوگا بلکہ عام جانوروں کی مانند بے ضرر ہوگا اور یقینی طور پر یہ تجزیہ تاریخ کے لیے ایک تاریخی دہشت ہی اختیار کرسکتا ہے۔" اسد شیرازی اور جیکاس بہت زیادہ متاثر نظر آرہے تھے۔ بہت دیر تک ان کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا پھر اسد شیرازی نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ بہت انوکھا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ میرے دل میں اس خطۂ زمین پر ایک طویل عرصہ قیام کرنے کا تصور جاگتا ہے۔ بے شک میں ایک مہم جو تھا اور اس کے بعد میں نے ایک نظریۂ حیات اختیار کیا۔ ایک تصور میں نے اپنے ذہن میں قائم کیا انسانی فلاح کے لیے۔ میں نے اس پر کام کا آغاز کیا اور نکل کھڑا ہوا۔ میرے ساتھ جو لوگ ہیں وہ بھی مجھ سے متفق ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ذہنوں میں تجسس نام کی جو شے ہے وہ ہمیں ان چیزوں کے بارے میں معلومات کرنے سے کیسے روک سکتی ہے۔ کیا تمہارے خیال میں شعبان یہاں ہم ایک ایسا کیمپ بناسکتے ہیں جس میں کچھ عرصے قیام کرکے ہم اس خطۂ زمین میں انسانی اور حیوانی فطرت کا تجزیہ کرسکیں۔"

"آپ کو اس سے کون روکے گا انکل! اور میرے خیال میں فوری طور پر یہ لوگ بھی یہاں سے جانے کے حق میں نہ ہوں گے ہمارا مقصد بہرطور دنیا کی سیر ہے۔ سمندروں کے عجائبات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے اور ایک بات میں آپ سے اور عرض کروں کہ انکل اس جگہ کیمپ قائم کرنے کے بعد ہم سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ بھی لیتے رہیں تو یقینی طور پر ہمیں یہاں وہ نادر اشیاء حاصل ہوجائیں گی جو عام سمندروں میں اس لیے نہیں مل سکتیں کہ وہاں انسانی قدم پہنچ چکے ہیں۔" اسد شیرازی پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ جیکاس نے شعبان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ونڈر بوائے! تم ہمیشہ میرے لیے ایک حیرتناک انسان رہے ہو لیکن تمہاری نگاہ اتنی گہری ہے اس کا اندازہ مجھے آج ہی ہوا ہے۔ حقیقتاً تم ایسی ساحرانہ قوتوں کے مالک ہو جو لمحہ بہ لمحہ دل کی گہرائیوں میں اُترتی چلی جاتی ہیں۔"

"اب کیا ارادہ ہے شعبان۔ کیا ایڈگر کے پاس واپس جاؤ گے۔ یا......یا۔"

"انکل! جیسا آپ حکم دیں" شعبان نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں مائی ڈیر جیکاس کہ جب ہمیں اس قدر معلومات حاصل ہوگئی ہیں اور یہ آج تک کی تاریخ ہے کہ شعبان نے جس چیز کے بارے میں وثوق کے ساتھ جو اظہار کیا ہے وہ سچ اور حق نکلی ہے تو پھر ہم اخناطون کی طرف سے خوف کا احساس ختم ہی کرسکتے ہیں اور مل جل کر کسی بھی ایک جگہ بیٹھ سکتے ہیں۔ سمندری راستوں سے اخناطون کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے اور پھر ہم ساحل سے زیادہ دور بھی نہیں اور اخناطون پر دور سے بھی نگاہ رکھ سکتے ہیں چنانچہ کیوں نہ ایسا کریں کہ میں اور تم بھی یہاں سے شعبان کے ساتھ ساحل پر چلیں اور اس کے بعد ایڈگر سے مل کر یہ طے کرلیا جائے کہ اس مقام پر ہمیں ایک کیمپ لگانا چاہیے اور یہاں ہم ایک بہت بڑا ریسرچ سینٹر قائم کرکے سمندری معلومات حاصل کریں گے۔ جب ہمارا دل یہاں سے بھر جائے گا تو پھر آگے روانہ ہوجائیں گے۔ ہوسکتا ہے ہمیں یہیں پر بہت سی معلومات حاصل ہوجائیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہی جگہ ہماری واپسی کا راستہ بھی بن جائے۔"

"میں سمجھا نہیں مسٹر اسد شیرازی۔"

"یہاں ایک طویل عرصہ گزارنے کے بعد ہم یقینی طور پر اپنا وہ مقصد پالیں گے جس کے لیے ہم نے اتنا طویل سفر اختیار کیا ہے اور اس کے بعد ہم یہاں سے سیر ہوکر واپس اپنی سرزمین پر جائیں گے اور معلومات کا وہ بیش بہا خزانہ لے جائیں گے جو بنی نوع انسان کے لیے بہترین ثابت ہوگا۔"

"آپ جیسا فیصلہ کریں شیرازی صاحب میں بھلا اس میں مداخلت کی کہاں جرأت رکھتا ہوں۔"

شیرازی جیکاس اور شعبان نے مل کر یہ طے کیا کہ ایک اسٹیمر کے ذریعے وہ واپس ساحل پر پہنچ جائیں اور اس کے بعد اس نئی دنیا سے لطف اندوز ہونے کے تمام

انتظامات کریں چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ اسٹیمر سمندر میں اُتار دیا گیا اور اس کے بعد یہ تینوں اسٹیمر میں بیٹھ کر ساحل کی جانب چل پڑے۔"

ساحل پر زندگی پرسکون تھی۔ جو انتظامات یہاں کیے گئے تھے عارضی طور پر ان سب کے لیے اطمینان بخش تھے۔ ایڈگر اور وردانہ وغیرہ نے اسد شیرازی اور دوسرے لوگوں کی واپسی کو حیران نگاہوں سے دیکھا اور جب ان کے ساتھ شعبان کو دیکھا گیا تو سب ہی حیران ہوگئے۔ یہ اندازہ ہوچکا تھا کہ کوئی اہم اور خاص بات ہے۔ ورنہ اخناطون کو نہ چھوڑا جاتا۔ بہرحال یہ تجسس کچھ دیر بعد ختم ہوگیا۔ جب اسد شیرازی نے تمام تفصیلات ان لوگوں کو بتائیں تو ایڈگر اور دوسرے تمام ساتھی سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی سی بددلی بھی پیدا ہوگئی تھی انہیں اس سمندری سفر میں جو واقعات پیش آئے تھے وہ ایسے انوکھے تھے کہ بعض جگہوں پر انہیں خاصی ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ایڈگر موراس نے کہا۔

"میں اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ ہم اس پرسکون خطے میں رہ کر اپنا کام جس حد تک ممکن ہوسکے سرانجام دیں اور اس کے بعد جب ہمارے پاس ذخائر جمع ہوجائیں تو اپنی دنیا کی طرف روانہ ہوجائیں۔ سمندر حسین ہے اور اس میں عجائبات سجے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اپنی مختصر عمر میں اس دنیا سے تین گنا بڑے سمندر کے بارے میں مکمل معلومات حاصل نہیں کرسکتے۔ یہاں کم ازکم ہمیں کام کرنے کی آزادی ہوگی جہاں تک شعبان کی اطلاع کے مطابق مقامی لوگوں کا سوال ہے تو اسد شیرازی میری رائے ہے کہ ان لوگوں کو مہذب دنیا کی برائیوں سے بہرہ ور نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں کے انداز میں مست رہنے دیا جائے۔ بیچارے پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی زندگی میں کوئی ہلچل نہ مچائی جائے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے ایڈگر کیا ہم ان سے الگ رہ کر خوش رہ سکتے ہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ بلکہ انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ ہم کسی طور ان کے لیے نقصان دہ ثابت نہیں ہوسکتے۔"

"اس کے لیے یہ ضروری ہے یہاں سے ہتھیار بالکل ہٹادیئے جائیں اور انہیں اخناطون پر محفوظ کردیا جائے۔ یہ اندازہ ہوچکا ہے کہ اس معصوم آبادی میں ہمیں ہتھیاروں کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ غوطہ خوروں کو بھی ان باتوں سے آگاہ کردیا جائے اور ساری صورتحال بتاکر یہ کہہ دیا جائے کہ اخناطون پر اب کوئی نہیں جائے گا اور یہیں زندگی گزاری جائے گی۔ اور ایک مختصر وقت کے بعد یہاں سے واپسی کا سفر اختیار کیا جائے گا۔" تمام لوگ ان منصوبہ بندیوں پر بحث کرتے رہے اور یہ بات طے کرلی گئی کہ اب اسی انداز میں کام شروع کرنا ہے۔ ایڈگر نے اخناطون پر آنے والے تمام افراد کو ایک جگہ جمع کرکے انہیں بتایا کہ یہاں زندگی کیا ہے۔ اس نے کہا۔

"معزز دوستو! اخناطون کے لیے آپ لوگوں کا وجود اتنا ہی اہم ہے جتنا کپتان کی حیثیت سے میرا۔ ہم ایک مشن لے کر نکلے تھے اور ایک ایسی جگہ مل گئی ہے جہاں ہم اپنے اس مشن کو آخری شکل دے سکیں۔ چنانچہ طے یہ کیا گیا ہے کہ اس حسین اور دنیا کے اجنبی خطے میں ہم اپنی تحقیقات ازسرنو شروع کریں اور یہاں سے جو کچھ بھی مل سکے اس پر قناعت کرکے یہاں سے واپسی کا سفر اختیار کریں۔ اس دوران ہمیں پرسکون رہنا ہے۔ چیونٹی بھی دبتی ہے تو کاٹ لیتی ہے۔ اسی طرح ہمیں یہ خیال رکھنا ہے کہ اس زمین کے باشندے بالکل ہی بے ضرر نہیں ہوں گے۔ شعبان نے ان کے سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ محبت پیار کرنے والے اور معصوم بے ضرر انسان ہیں۔ انہیں کسی سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ ان کی عورتیں بہت حسین ہیں۔ اور یہ حسن اس لیے قائم ہے کہ وہ تخریب کاری سے واقف نہیں، یہاں وحشی درندے بھی ہیں لیکن ان میں وحشت نہیں ہے بلکہ اس پرسکون آبادی میں پرسکون رہ کر وہ جینے کا نیا انداز رکھتے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی کو کسی کی ذات سے نقصان پہنچنے کا تصور بھی نہ کیا جائے اور ہر شخص نقصان پہنچانے سے بھی گریز کرے اگر کسی نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو اس کے لیے بدترین سزا ہوگی۔ یہ میرا قانون اور حکم ہے۔"

خلاصیوں نے بڑی خوشی سے اس قانون کو قبول کرلیا تھا۔ اور اس کے بعد یہاں مجوزہ ریسرچ سنٹر کی کارروائیوں کا آغاز ہوگیا تھا اور ہر شخص اس میں حصہ لے رہا تھا۔ اس کے بعد پہلی سمندری مہم کا آغاز ہوا اور اس کی راہنمائی شعبان نے ہی کی تھی۔ اس نئی اور حسین دنیا میں کوئی شخص غیر مطمئن نہیں تھا۔ ایڈگر اور اسد شیرازی نے جب یہ دیکھا کہ تمام لوگ اپنا اپنا کام بخوشی سرانجام دے رہے ہیں۔ تو اس نے انہیں تھوڑی تھوڑی آزادی دینا شروع کردی۔ خلاصی اور دوسرے افراد اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد جنگل کے اندرونی حصوں میں جانے لگے اور وہاں کی زندگی سے لطف اندوز ہونے لگے۔ ایک بار پھر ٹھہراؤ پیدا ہوگیا تھا۔ اپنی آسائشوں کے لیے انہوں نے معقول انتظامات کرلیے تھے۔ آبادی دور ہٹ گئی تھی اور اب اس طرف لوگ نظر نہیں آتے تھے۔

لیکن اس وقت انہیں پہلی حیرانی کا سامنا کرنا پڑا جب ایک دن پانچ خلاصی واپس نہیں آئے۔ ان کی تلاش کے لیے کوششیں کی گئیں یہ اندازہ تو ہوچکا تھا کہ یہاں انسانی زندگی کو فطری خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ ورنہ اور کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پھر ان خلاصیوں کی غیر موجودگی کیا معنی رکھتی ہے۔ رفتہ رفتہ اور بھی خلاصی غائب ہونے لگے تو ایڈگر اسد شیرازی اور دوسرے لوگ پریشان ہوگئے۔ بہت جدوجہد کے بعد ایک ایسا خلاصی ہاتھ لگ گیا جو گم ہوگیا تھا لیکن وہیں قرب وجوار میں بھٹکتا ہوا پایا گیا تھا اور اس نے جو انکشاف کیا وہ حیرت ناک بھی تھا اور قہقہہ بار بھی۔ اس نے بتایا کہ کسی خلاصی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ بلکہ اس

دوران وہ لوگ علاقے کے باشندوں سے ملنے جلنے لگے ہیں اور علاقے کے باشندوں کو جب اس بات کا علم ہوا کہ وہ ان کے لیے نقصان دہ نہیں ہیں تو انہوں نے بھی ان سے دوستی کرلی۔ اس علاقے کی لڑکیاں بہت حسین ہیں اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ خلاصیوں نے اپنے لیے بیویوں کا انتخاب کرلیا ہے اور وہ انہی کے درمیان گم ہوگئے ہیں۔ قہقہے بھی لگائے گئے تھے اور تشویش کا اظہار بھی کیا گیا تھا۔ ایڈگر نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک دلچسپ بات ہے۔ بے شک ان لوگوں نے اپنے لیے زندگی گزارنے کا اچھا انتظام کرلیا ہے اور اب ان پر سختی نہ کی جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہ سختی انہیں روپوش ہونے پر مجبور کردے گی۔ البتہ یہ پیغام ان تک پہنچادیا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ وہ اپنا کام سرانجام دینے کے بعد اپنی بیویوں کے پاس واپس جاسکتے ہیں۔ اس پیغام کے پہنچنے کے بعد بارہ خلاصیوں نے واپس آکر ان لوگوں سے رابطے قائم کیے اور اپنی حماقت کا اعتراف کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ عورتیں جنہیں ہماری زندگی میں شامل کردیا گیا ہے بے حد وفادار بہت دلکش اور شوہر پرست ہیں لیکن ہماری یہ آرزو بھی ہے کہ انہیں اپنی مہذب دنیا میں لے جائیں اور وہاں ان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اگر ہمیں یہ یقین دلا دیا جائے کہ جب یہاں ریسرچ سنٹر ختم کیا جائے گا اور واپسی کا ارادہ کیا جائے گا اور ہمارے ساتھ ہماری بیویوں کو لے جانے کی اجازت بھی دی جائے گی تو ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ یہاں کام بھی کریں گے اور تمام ضرورتیں پوری کریں گے۔ ان سے یہ وعدہ کرلیا گیا تھا۔

اس طرح طویل عرصے کے بعد یہاں کی حالت بحال ہوگئی تھی۔ شعبان، دردانہ، اسد شیرازی، ایڈگر وغیرہ بے حد خوش گوار زندگی گزار رہے تھے۔ شعبان زیادہ تر زیر سمندر ہی رہتا تھا کام جاری تھا اور وہ کبھی کبھی کافی دور نکل جاتا تھا اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ شعبان نے اسد شیرازی سے اجازت لی تھی اور وہ سمندری راستے سے اس علاقے کے انتہائی دور دراز حصوں کی جانب نکل پڑا تھا۔ سمندر میں اس کے سفر کی رفتار اتنی تیز ہوتی تھی کہ عام سمندری ذرائع آمدورفت تک اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے اور شعبان واحد

شخصیت تھی جو اس علاقے میں دور دور تک نکل سکتی تھی۔

شعبان نے اس بار جس سمت کا رخ کیا تھا وہ بالکل نئی اور اجنبی تھی۔ خود اس کے اپنے دل میں اس علاقے کے بارے میں انتہائی تجسس تھا اور اس کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرلینا چاہتا تھا۔ اس بار طویل ترین سمندری سفر اختیار کرنے کے بعد وہ جس علاقے میں ساحل پر نکلا تھا وہاں پیلے رنگ کے خوبصورت پہاڑ بکھرے ہوئے تھے۔ ان پہاڑوں پر سبزہ نظر آرہا تھا۔ عظیم الشان چٹانیں۔ فلک بوس پہاڑی چوٹیاں یہ جگہ شعبان کے لیے بالکل اجنبی تھا۔ پہاڑوں کے دامن میں حسین جنگل بکھرا ہوا تھا اور اس جنگل میں ہر قسم کے جانور نظر آرہے تھے۔

دلچسپ بات یہ تھی کہ ان کے درمیان بھی کہیں کہیں اکا دکا انسان چلتے پھرتے نظر آجاتے تھے اور شعبان نے اس منظر کو انتہائی دلچسپی سے دیکھا جس میں ایک حسین لڑکی ایک زیبرے کی پشت پر سوار برق رفتاری سے سفر کررہی تھی۔ زیبرا جان توڑ کر بھاگ رہا تھا لیکن لڑکی جیسے اس کی پشت پر جمی ہوئی تھی۔ اس کے لمبے سیاہ بال اُڑ رہے تھے اور بادلوں کی چھاؤں کے پس منظر میں وہ بہت حسین نظر آرہی تھی۔ شعبان دلچسپی سے اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی بے تحاشہ قہقہے لگارہی تھی۔ گویا اس کے اور زیبرے کے درمیان مقابلہ ہورہا تھا۔ زیبرا بار بار اچھل رہا تھا اور لڑکی کو اپنی پشت سے گرادینے کی فکر میں تھا لیکن سوار بھی بے نظیر تھا اور زیبرے کی پشت نہیں چھوڑ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد اچانک ہی وہ شعبان کے سامنے آگیا اور لڑکی نے غالباً اسے دیکھ لیا۔ بس یہی ایک لمحہ تھا جب اس کی توجہ زیبرے پر سے ہٹی تھی اور وہی لمحہ زیبرے کے لیے کارآمد بن گیا وہ لڑکی کو اپنی پشت سے گرانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ لڑکی نے کئی قلابازیاں کھائیں اور زیبرا بھاگتا چلا گیا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ بھی ایک انداز تھا۔ ورنہ اس قدر برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے زیبرے کی پشت سے کوئی عام آدمی گر جاتا تو اس کی ہڈیاں پسلیاں ہی چکنا چور ہوجاتیں لیکن لڑکی شاید پہلے سے اس کے لیے تیار ہوگئی تھی اور اس نے اس انداز میں اپنے جسم کو نیچے گرایا تھا کہ ٹوٹ پھوٹ نہیں ہوسکی تھی۔

شعبان اس لیے آگے دوڑا کہ اس کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی ہے۔ وہ لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ لڑکی نے شعبان کو دیکھ لیا تھا اور شعبان چونکہ اس وقت صرف اس ساحلی لباس میں تھا جو اس کے زیریں جسم پر تھا باقی جسم کھلا ہوا ہی تھا۔ اس نے ابھی تک اپنے جسم پہ مقامی لوگوں کی مانند پتے نہیں لپیٹے تھے اور یوں اس کا زیریں لباس لڑکی کی نگاہوں میں آگیا تھا اور شاید وہ حیران تھی۔ لیکن اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ شعبان گھٹنوں کے بل لڑکی کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے لڑکی کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی نے کوئی حرکت نہیں کی تھی بلکہ عجیب نگاہوں سے شعبان کو دیکھتی رہی۔ شعبان نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی سادہ اور معصوم آنکھوں میں وہی حالت تھی جو مقامی باشندوں کی آنکھوں میں ہوا کرتی تھی۔ شعبان کا جی چاہا کہ اس سے اس کے بارے میں پوچھے لیکن جانتا تھا کہ زبان کا استعمال اسے بھڑکادے گا۔

لڑکی بیٹھ کر اسے دیکھتی رہی پھر دفعتاً جیسے اسے کوئی خیال آگیا۔ وہ پھرتی سے اپنی جگہ اچھل کر کھڑی ہوگی اور اس کے بعد اس نے اتنی لمبی چھلانگ لگائی کہ شعبان اس چھلانگ کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ لڑکی ایک جگہ رکی اور اس کے بعد اس نے دوڑنا شروع کردیا۔ کچھ ہی دیر کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ شعبان نے ایک گہری سانس لی لڑکی سے اسے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی بس وہ اس کی سرمستیاں دیکھتا رہا تھا اور اسے یہ احساس ہوا تھا کہ جنگل کی رہنے والی یہ لڑکی بہت مضبوط جسم کی مالک ہے۔

اس نے اسے اپنے ذہن سے جھٹک دیا یہاں کے مناظر ہر لمحہ ایک نئی کیفیت سے روشناس کراتے تھے۔ شعبان نے اس شام ایک جگہ قیام کیا۔ کہہ کر آیا تھا کہ جلدی واپس نہیں آئے گا اس لیے پریشانی کی کوئی بات بھی نہیں تھی۔ وہ

اپنے لیے بسیرے کی جگہ تلاش کرنے لگا۔ غذا کا کوئی مسئلہ نہیں تھا جگہ جگہ قدرت نے انسانی ضروریات پوری کرنے کے انتظامات کردیئے تھے شام کے جھٹپٹے رات کی سیاہیوں میں تبدیل ہونے لگے۔ دفعتاً شعبان کو اپنے عین سامنے جھاڑی ہلتی ہوئی محسوس ہوئی اس کی تیز نگاہوں نے جائزہ لیا تو اسے دو آنکھیں نظر آئیں جو ان جھاڑیوں کے پیچھے روشن تھیں۔ شعبان چونک پڑا یہ کیا ہوسکتا ہے پھر اسے احساس ہوا کہ اگر وہ کوئی درندہ بھی ہے تو اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ درندے کی دوستی وہ دیکھ چکا تھا۔ انہوں نے وہی فطرت اختیار کی تھی جو مقامی لوگوں کی تھی۔ البتہ اس وقت اسے شدید حیرانی ہوئی جب اچانک اس نے اس درندے کو جھاڑی کے پیچھے سے نکل کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ وہ درندہ نہیں تھا بلکہ وہی لڑکی تھی جو زیبرے پر اسے پہلی بار نظر آئی تھی۔ اس وقت بھی وہ چھلانگیں مارتی ہوئی جارہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ رات کی تاریکیوں میں گم ہوگئی۔ شعبان نے گردن جھٹکی اور مسکرانے لگا۔ لڑکی کے دل میں اس کے لیے تجسس پیدا ہوگیا ہے۔

دوسری صبح جب شعبان پھلوں کا ناشتہ کرنے کے بعد اس علاقے میں کافی دور فاصلے پر نکل گیا تو ایک جگہ اسے سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن فوراً ہی اسے یہ احساس ہوگیا کہ یہ سرسراہٹ زمین پر نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہے تب ہی اس نے درخت پر اسی لڑکی کو دیکھا۔ شعبان ہنسنے لگا اب وہ بھاگ نہیں سکتی تھی لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی جیسے ہی وہ درخت کے قریب پہنچا لڑکی نے اس درخت سے نیچے چھلانگ لگادی۔ شعبان کے حلق سے آواز نکل گئی تھی، اچھی خاصی بلندی سے وہ نیچے کودی تھی اور اس میں اسے چوٹ لگ جانے کا خطرہ بھی ہوگیا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے شعبان نے دیکھا کہ زمین پر قدم جماتے ہی اس نے پھر لمبی لمبی چھلانگیں لگانا شروع کردیں۔ شعبان تعجب کا شکار ہوگیا تھا۔ اتنے وقت سے کیا یہ لڑکی اس کا تعاقب کررہی ہے کیوں آخر کیوں؟

اسے اپنے دل میں کچھ آوازیں سنائی دیں اور اس نے ان آوازوں پر غور کیا۔ دل اس سے کہہ رہا تھا کہ تو بھی تو ایک تصویر چھپائے پھرتا ہے۔ ساری دنیا سے الگ تھلگ اسے اپنی تنہائیوں میں دیکھتا ہے اور وہ تصویر اس وقت بھی تیرے دل کے قریب موجود ہے۔ شعبان نے ایک ٹھنڈی سانس لی واپسی کا سفر شروع کردیا۔ شعبان سوچنے لگا کہ پہاڑوں کے دامن میں سفر کرتے ہوئے وہ سمندر کے قریب پہنچے تو نیا راستہ بھی دریافت ہوجائے گا اور اسے آسانی بھی ہوجائے گی چنانچہ اس نے وہی رخ اختیار کیا خاصہ سفر طے کرنے کے بعد جب اسے بھوک لگنے لگی تو وہ ایک درخت کے قریب پہنچا اور اس کے پھل توڑے۔ پھل کھانے کے بعد وہ کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔

تب ہی درخت کے پیچھے سے اسے دو پیر نظر آئے اور تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ اس بار بھی شعبان کو پہچاننے میں دقت نہیں ہوئی وہ وہی لڑکی تھی۔ شعبان پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا اب اس سے نہ رہا گیا تھا۔ لڑکی نے اسے کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو چھلانگ لگائی لیکن اب شعبان بھی اپنی برق رفتاری کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ لڑکی اس بار کسی قدر وحشت زدہ ہوگئی تھی۔ غالباً اسے اپنی تیز رفتاری پر بہت ناز تھا لیکن شعبان بھی کسی سے کم نہیں تھا اس جنگلی گھوڑے کو ابھی تک کسی نے پوری طرح پہچانا بھی نہیں تھا۔ فاصلہ کم ہونے لگا لڑکی کی رفتار ناقابل یقین تھی لیکن شعبان بھی اس وقت جسم کی پوری قوت سے دوڑ رہا تھا اگر یہ کوئی سمندری جگہ ہوتی تو شاید شعبان اب تک اس لڑکی کو دس بار پکڑ چکا ہوتا اور یہ بھی صرف اتفاق ہی تھا کہ سمندر کا تصور ذہن میں آتے ہی سامنے سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آگیا پہاڑی دیوار ایک دم ختم ہوگئی تھی اور آگے سمندر تھا لیکن لڑکی نے یہی سوچا کہ تعاقب کرنے والا سمندر میں اسے نہ پکڑ سکے گا۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر بدن کی پوری قوت سمیٹ کر لمبی چھلانگ لگائی اور پانی میں دوڑتی چلی گئی۔ شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ لڑکی پانی میں اُتر گئی اور شعبان بھی آہستہ آہستہ سمندر کی جانب بڑھنے لگا۔ اب اس نے اپنی رفتار کم کردی تھی۔

لڑکی نے ایک بار سطح سے گردن اٹھا کر شعبان کو دیکھا

اور اس کے بعد سمندر میں غوطہ لگا گئی۔ شعبان گہرے پانی میں داخل ہو گیا اور پھر اس نے برق رفتاری سے اس سمت کا رخ اختیار کیا جہاں لڑکی پانی کی سطح پر نظر آئی تھی اور چشم زدن میں وہ لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ لڑکی جس رفتار سے تیر رہی تھی وہ بھی معمولی نہیں تھی لیکن بیچاری کیا جانتی تھی کہ ایک آبی جانور ہی کے نزدیک موجود ہے۔ شعبان نے پانی میں اسے دبوچ لیا اور بے بس کر دیا۔ لڑکی نے اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے بہت زور لگایا تھا لیکن شعبان اسے سنبھالے ہوئے سطح پر آ گیا اور اس نے ساحل کی جانب تیرنا شروع کر دیا۔ لڑکی اب بھی اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک بار اس نے پوری قوت سے شعبان کے سینے پر لاتیں رسید کیں اور اس کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن اب شعبان نے بھی اس کے گرد اپنا بازو کا حلقہ تنگ کر دیا اور اسے لے کر سطح پر آ گیا۔ لڑکی اس کے بازو سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے بے اختیار کہا۔

"آہا میری پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔" اور دوسرے لمحے وہ شعبان کی گرفت سے نکل گئی۔ ان الفاظ کو سنتے ہی شعبان پر حیرت کا اتنا شدید حملہ ہوا تھا کہ وہ بازو کی گرفت بھول گیا تھا۔ بالکل ناقابل یقین۔ کیا وہ بول سکتی ہے دوسرے لمحے جب اس نے لڑکی کی جانب دیکھا تو وہ ساحل کے قریب پہنچ چکی تھی۔

شعبان کے لیے اب ناممکن تھا کہ وہ اس لڑکی کو چھوڑ دے۔ چنانچہ ساحل تک پہنچنا تو اس کے لیے کوئی مسئلہ ہی ثابت نہیں ہوا تھا۔ البتہ اس کے بعد کافی بھاگ دوڑ کرنا پڑی۔ لڑکی ہانپ گئی تھی شعبان اس کے قریب ہوتا جا رہا تھا اور پھر اس کے قریب پہنچ گیا۔ لڑکی زمین پر بیٹھ گئی اور بری طرح ہانپنے لگی۔ شعبان نرم نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اس کا وعدہ کرتا ہوں۔" اس بار لڑکی کی حالت بھی شعبان سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی اور وہ پلٹ کر زمین پر گر پڑی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شعبان کو دیکھ رہی تھی اور شعبان مسکرا رہا تھا۔

"تم ہماری طرح بولنا جانتی ہو۔ تم انسانوں کی طرح بول سکتی ہو۔ الفاظ تراش سکتی ہو اور میرے بارے میں اب تمہیں اندازہ ہو ہی چکا ہے۔ چنانچہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اب ہم اس خاموشی کو ترک کر کے ایک دوسرے سے گفتگو کریں۔ ایک دوسرے کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔" لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ متوحش نگاہوں سے شعبان کو دیکھتی رہی۔ شعبان اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا اس نے ایک بار پھر کہا۔

"لڑکی کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔" لڑکی نے گردن گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا اور ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

"تم بول سکتی ہو۔ تم نے جو الفاظ مجھ سے کہے ہیں ان کے بولنے کے انداز میں کوئی کمزوری نہیں تھی کوئی کمی نہیں تھی۔ لیکن اگر تم بولنا نہیں چاہتیں تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔" لڑکی نے پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور شعبان کے انداز میں کسی قدر جھلاہٹ پیدا ہو گئی۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں نے ایک بار بھی تمہارا تعاقب نہیں کیا میں تمہارے پیچھے نہیں دوڑا جبکہ تم جگہ جگہ مجھے ملتی رہی ہو مجھے دیکھتی رہی ہو۔ میرے دل میں یہ احساس بھی ہے کہ اس کی وجہ معلوم کروں لیکن اگر تم نہیں بتانا چاہتیں تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔" لڑکی خاموش رہی۔ البتہ وہ آہستہ آہستہ پیچھے کھسک رہی تھی اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ شعبان نے محسوس کیا کہ وہ بھاگ جانے کے چکر میں ہے۔ اس نے کسی قدر بیزاری کے انداز میں کہا۔

"راستہ کھلا ہوا ہے دراصل مجھے صرف اتنا تجسس تھا کہ تم میرے پیچھے پیچھے کیوں بھاگ رہی ہو۔ اس لیے میں تمہارے پیچھے لپکا تھا۔ کتنی ہی بار تم میرے سامنے آئیں مگر میں نے تمہیں پریشان کرنے کی کوشش نہیں کی میرے ذہن میں صرف یہ تجسس تھا کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہی ہو۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے یا یہ صرف اتفاق ہے۔ تاہم اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں اس بھاگ دوڑ کے بعد

تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا تو تم جا سکتی ہو مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" اس بار لڑکی نے اپنے چہرے کے تاثرات میں کچھ تبدیلی کی تھی لیکن شعبان اسے نہ جانے دیکھ کر خود ہی وہاں سے واپس پلٹ پڑا تھا۔ جہنم میں جائے اسے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اس سے۔ ابھی اس نے دو قدم ہی آگے بڑھائے تھے کہ عقب سے آواز آئی۔

"ٹھہرو۔ رکو۔ پلیز رک جاؤ۔ شعبان رک گیا۔ البتہ اس کی حیرت اب بھی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ کیا ان آبادیوں کے رہنے والے تمام لوگ بول سکتے ہیں یا اس لڑکی میں کوئی خاص بات ہے یہ ان سے بالکل مختلف نہیں تھی۔ ابھی تک آبادیوں کے بے شمار افراد نظر آئے تھے لیکن شعبان نے۔ ان میں سے کسی کی آواز نہیں سنی تھی۔ جبکہ یہ لڑکی وہ رک گیا لڑکی اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گئی۔

"سوری۔ ویری سوری۔" اس نے کہا اور شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ایک بار پھر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں اور میری ذات سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"میں جانتی ہوں۔ میں اچھی طرح جانتی ہو۔ مگر تم تم کون ہو؟"

"شاید تمہیں اس بات کا علم ہو کہ تمہاری اس آبادی کے ساحل پر ایک جہاز آیا ہے۔ میں اسی جہاز کا باشندہ ہوں۔"

"اوہ۔ مگر ایسے۔ اس طرح۔"

"ہاں میں سمندر میں تیرتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔ لباس جہاز پر ہی چھوڑنا پڑا تھا۔"

"مگر تم۔ مگر تم بہت تیز دوڑتے ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس سرزمین پر مجھ سے زیادہ تیز دوڑنے والا اور کوئی نہیں ہے لیکن لیکن تم نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ تم مجھ سے زیادہ تیز رفتار ہو اور پانی میں نجانے تم میرے قریب کس طرح پہنچ گئے تھے۔" شعبان ہنسنے لگا پھر بولا۔

"خیر میں تو تمہیں اپنے بارے میں بتا چکا ہوں کہ میں سمندری جہاز کا مسافر ہوں اور تمہاری اس دنیا میں ایک مہمان کی حیثیت سے آیا ہوا ہوں۔ لیکن کیا تم مجھے اپنے بارے میں بتانا پسند نہیں کرو گی۔"

"میرا نام رش ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"خوبصورت نام ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ میں نہیں جانتا لیکن رش۔ یہ بتاؤ یہاں ان آبادیوں میں جتنے لوگ رہتے ہیں کیا سب تمہاری طرح بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔" وہ ہنس پڑی پھر آہستہ سے بولی۔

"نہیں۔"

"کیا مطلب؟" شعبان تعجب سے بولا۔

"صرف میں بول سکتی ہوں یا میرے پپا بول سکتے ہیں۔"

"پپا۔ تمہارے پپا کہاں ہیں؟"

"وہاں پہاڑ کی بلندیوں پر وہ اس جگہ۔"

"کدھر۔" شعبان نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ جو تمہیں ایک تنہا درخت نظر آ رہا ہے۔ بس اس درخت کے عقب میں میرے پپا رہتے ہیں۔"

"تنہا؟"

"میرے ساتھ۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا میں تمہارے پپا سے مل سکتا ہوں۔" شعبان نے پوچھا اور وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے کہا۔

"ہاں چلو میرے پپا سے مل لو میں انہیں بتا دوں گی کہ تم اچھے انسان ہو۔"

"مگر تم اپنے گھر نہیں گئیں؟"

"گئی تھی۔"

"میں نے تو تمہیں اپنے قریب ہی دیکھا ہے۔"

"بس مجھے یوں لگا تھا جیسے تم اس آبادی کے باشندے نہیں ہو۔ مجھے شبہ ہوا تھا تم پر اور میرا شبہ سچ نکلا۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"مجھ سے خوفزدہ کیوں تھیں؟" شعبان نے سوال کیا؟

"بس تھی۔ یہ کیوں بتاؤں۔"

"ہوں۔ تو میں تمہارے پاپا سے مل سکتا ہوں۔"

"آؤ۔ لیکن ہو سکتا ہے پاپا ناراض ہو جائیں۔"

"میں انہیں منالوں گا۔" شعبان دلچسپی سے بولا۔ حقیقت یہ تھی کہ اسے اس لڑکی اور اس کے پاپا کی موجودگی پر حیرت ہوئی تھی۔ وہ صرف اس حیرت کا شکار تھا کہ یہ لوگ بول کیسے سکتے ہیں۔ جبکہ لڑکی صورت شکل سے بالکل مقامی باشندوں جیسی تھی۔ لڑکی خاصی بے جگر تھی پہاڑ کی بلندیوں پر بھی اس نے دوڑنے کی رفتار برقرار رکھی تھی اور شعبان بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ تجسس اسے اس جانب لے جارہا تھا۔ یہ درخت ایسی سپاٹ جگہ پر تھا جہاں آسانی سے نہیں چڑھا جاسکتا تھا۔ غالباً شعبان کے علاوہ کوئی بھی ہوتا تو اسے بہت دقت پیش آتی لیکن شعبان خود غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ درخت کے قریب پہنچ گئے۔ درخت کے عقب میں ایک گول سوراخ بنا ہوا تھا جو یقینی طور پر کسی غار کا دہانہ تھا۔ البتہ شعبان نے یہ اندازہ باآسانی لگالیا تھا کہ یہ سوراخ انسانی ہاتھوں کی تراش ہے۔ پہاڑوں میں غاروں کی موجودگی کوئی حیران کن بات نہیں تھی لیکن یہ راستہ۔ لڑکی سوراخ کے قریب پہنچی اور اس نے آواز دی۔

"پپا پپا۔" اور کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا آدمی باہر نکل آیا۔ بڑا تندرست توانا تھا اور مقامی باشندوں کی طرح اس کے جسم پر بھی مختصر سا زیریں لباس تھا لیکن لڑکی کے ساتھ شعبان کو دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے لڑکی کو دیکھا تو لڑکی نے کہا۔

"پپا۔ یہ بھی بول سکتا ہے۔ بوڑھے نے کسی قدر پریشان نگاہوں سے شعبان کو دیکھا تو شعبان نے کہا۔

"اس سے پہلے کہ آپ میرے بارے میں پریشان ہوں اور تجسس کا شکار ہوں جناب میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اس جہاز کا باشندہ ہوں جس کے بارے میں شاید آپ کو اطلاع ملی ہو کہ وہ ساحل سے آلگا ہے۔" بوڑھے نے کسی قدر ناخوشگوار نگاہوں سے لڑکی کو دیکھا تو لڑکی کہنے لگی۔

"پپا یہ اچھے آدمی ہیں اور بالکل مجبوری کے عالم میں مجھے ان سے بولنا پڑا۔ حالانکہ تم نے مجھے اس کے لیے منع کر دیا تھا۔"

"کیا تم اندر آنا پسند کرو گے۔" بوڑھا بولا۔

"کیوں نہیں جناب۔" شعبان نے جواب دیا اور بوڑھا اسے لیے ہوئے غار میں داخل ہوگیا۔ اندر سے غار بے حد کشادہ تھا اور اس میں جگہ جگہ ہوا کے داخلے کے لیے بھی سوراخ رکھے گئے تھے۔ یہاں کوئی سامان نہیں تھا۔ زمین پر دو بستر الگ الگ بچھے ہوئے تھے اور ایک طرف پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور اس کے علاوہ غار کی ننگی دیواریں تھیں۔ غالباً یہ قدرتی غار تھا بس اس میں یہ دروازہ تراشا گیا تھا۔ شعبان نے غار کا جائزہ لیا۔ بوڑھا متجسس نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آؤ۔ میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ تم اچھے انسان ہو مگر رش تمہیں کہاں ملی؟"

"یہیں ان آبادیوں میں۔"

"میرے دل میں بھی یہ تصور پیدا ہوا تھا کہ کاش میں جہاز والوں سے ملاقات کر سکتا۔"

"میں آپ کو کس نام سے پکاروں؟"

"صرف بابا کہہ لو۔ میرا کوئی نام نہیں رہا ہے اب۔ اور اگر کبھی کوئی نام تھا تو میں اسے بھول چکا ہوں۔" بوڑھے نے گہری سانس لے کر کہا اور پھر بولا۔

"بیٹھ جاؤ۔ کیا غار کی پتھریلی زمین پر بیٹھنا تمہیں ناگوار ہوگا۔"

"ہرگز نہیں۔" شعبان نے کہا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ بوڑھا اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔ رش تھوڑے فاصلے پر کھڑی مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اب اس کے چہرے پر زندگی کے آثار تھے۔ وہ خوش نظر آرہی تھی۔ کہ اس نے ایک دریافت کی اور اس کی یہ دریافت اس کے باپ کو بھی پسند آگئی۔ شعبان نے پھر بوڑھے سے کہا۔

"میرا نام شعبان ہے اور مختصر الفاظ میں، میں آپ کو یہ بتادوں کہ ہمارا جہاز اخناطون کہلاتا ہے۔ ہم لوگ سمندر کے نیچے پائے جانے والے ایسے پودوں کے بارے میں تحقیقات کرتے پھر رہے ہیں جو انسانی زندگی کے کام آسکتے ہیں اور ان سے دوائیں وغیرہ حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے ہمارا جہاز اخناطون اتنی دور نکل آیا ہے اور اب ہمیں یہ سرزمین نظر آئی تو ہم نے یہاں کچھ وقت قیام کرنے

کا فیصلہ کرلیا۔"

"تمہارے ساتھ جہاز میں بہت سے لوگ ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ یہ سب مقامی باشندوں سے گھل مل گئے ہیں اور ابتدائی آبادی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا شروع کر دیا ہے۔"

"ہاں ایسا ہوا ہے۔"

"کیا تم طویل زندگی یہاں گزارنا چاہتے ہو؟"

"نہیں بہت طویل نہیں۔ لیکن ایک اچھا عرصہ ہم یہاں گزاریں گے۔"

"تمہیں یہاں کے باشندوں سے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔"

"نہیں بالکل نہیں۔"

"کیا اس کے بعد میں تمہارے ذریعے لوگوں تک یہ پیغام پہنچانے میں حق بجانب ہوں کہ ان معصوم باشندوں کو کوئی جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنا۔ یہ فاختاؤں کی طرح سیدھے سادے اور معصوم ہیں اور ان کے ذہنوں میں کسی کو نقصان پہنچانے کا کوئی تصور نہیں ہے۔"

"پہلی بات تو یہ رہ جاتی ہے کہ مجھے آپ کو کس نام سے مخاطب کرنا ہوگا۔ میرے لیے صرف بابا کا لفظ کافی نہیں ہے۔"

"جتنی تمہاری عمر ہے نوجوان اس سے مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم تم میری اصلیت سے واقف نہیں ہو گے۔ چنانچہ اس بات کا یقین کرنے کے بعد اگر میں تمہیں اپنا نام اولیسو سابن زلما بتاؤں تو کیا تم اس نام سے شناسائی کا اظہار کرو گے۔"

"اولیسو سابن زلما۔ نہیں میرے لیے یہ نام اجنبی ہے۔ مگر کیا بہت سے لوگ اس نام کو جانتے ہیں۔"

"اب نہیں جانتے ہوں گے۔ بات بہت پرانی ہو گئی۔ کم از کم چوبیس سال پرانی اور یقینی طور پر چوبیس سال میں انسان ہر شخص کو بھلا دیتا ہے۔"

"کیا آپ کا تعلق مہذب دنیا سے ہے۔"

"تھا۔" اولیسو سابن زلما نے جواب دیا۔

"اور آپ نے وہ مہذب دنیا چھوڑ دی۔"

"ہاں اس کے پس پشت ایک کہانی ہے۔" بن زلما کہنے لگا اور شعبان کے چہرے پر دلچسپی کے آثار پیدا ہوگئے۔ میرے دل میں انتہائی خواہش ہے مسٹر اولیسو سابن زلما میں آپ کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ اور میں اسے اپنی خوش بختی سمجھتا ہوں کہ کم از کم اس خطے میں مجھے بولنے والا ایک شخص ملا۔ میں اپنی مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔"

"ہاں لیکن میں پریشان ہوں اس تصور کے ساتھ کہ کہیں تمہارا ذہن تبدیل نہ ہو جائے اور یہ خطہ جو محبتوں اور پاکیزگی سے مالا مال ہے داغ دار نہ ہو جائے۔"

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ہم صرف سمندری تحقیقات کے لیے نکلے ہیں کسی انسان تو انسان جانور کو بھی نقصان پہنچانا ہمارے لیے ایک بدنما فعل ہوگا۔ اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا ہم کچھ عرصہ یہاں قیام کریں گے اور اس کے بعد اپنی دنیا کا رخ اختیار کرلیں گے۔"

"تب میں اسے اپنی خوش بختی ہی سمجھتا ہوں کہ میری تم سے ملاقات ہوئی۔" بن زلما نے جملہ بدلا۔ اور پھر لڑکی کی طرف رخ کر کے بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مہذب دنیا کی روایات کو ہم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھلا دیا ہے لیکن اس کے باوجود آج ایک بار پھر میرے ذہن میں اپنی دنیا تازہ ہو گئی ہے۔ چنانچہ رش تم یوں کرو کہ تھوڑے سے پھل لے آؤ تاکہ میں اپنے اس مہمان کی خاطر مدارات کر سکوں۔" رش ان پھلوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔ شعبان مسکراتی نگاہوں سے بن زلما کو دیکھ رہا تھا۔ رش کے لائے ہوئے پھلوں میں سے ایک پھل اٹھا کر دانتوں سے کاٹتے ہوئے بالآخر شعبان نے کہا۔

"بن زلما میں آپ کے بارے میں مکمل تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ اور آپ سے اس خطے کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کا خواہش مند ہوں۔" بن زلما نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور بولا۔

"ہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ اپنی زبان بولنے والے

ایک شخص کو سامنے دیکھ کر میرے دل میں بھی بہت سی محبتیں بہت سے تصورات ابھر آئے ہیں۔ چوبیس سال پہلے کے وہ تمام تصورات جب لولیو سابن زاما ایک بحری قزاق تھا۔" بن زاما کے چہرے پر ماضی کی دھند چھا گئی اور اس دھند میں اسے لاتعداد مناظر نظر آنے لگے۔ اس کی مدھم آواز ابھری۔

"میری اس کہانی سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی جس میں صرف میری ذات ملوث ہے۔ میں نے کہاں جنم لیا۔ کس طرح پرورش پائی۔ کیسے جوان ہوا۔ وہ کون سے حالات تھے جنہوں نے مجھے سمندر کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا بہت طویل داستان ہے۔ اور اس داستان میں کوئی ایسی ندرت نہیں ہے جس سے تمہیں دلچسپی ہو۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں ایک مچھیرے کا بیٹا تھا۔ مچھیروں کی بستی میں رہتا تھا۔ ماں باپ مچھلیاں پکڑ کر زندگی کی گاڑی کو دھکیل رہے تھے اور ان لوگوں کے مظالم کا شکار تھے جنہوں نے اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی۔ اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر مچھیروں سے اپنا حصہ وصول کر لیا کرتے تھے۔ اتنا کہ خود مچھیرے اتنی رقم اپنے مصرف میں نہیں لا سکتے تھے۔ شاید یہ میری سرکشی ہی تھی کہ میں نے ان کی اس حرکت سے ہمیشہ نفرت کی جبکہ مچھیروں کی بستی کا ہر شخص اس بات سے متفق تھا کہ ان ٹھیکیداروں کو خراج ادا کرائے جو بقول ان کے ان کا تحفظ کرتے ہیں اور جن کے بغیر سمندر مچھلیاں نہیں اگلتے میں اس سرکشی میں مشہور ہو گیا اور ٹھیکیدار میری اس بغاوت کو کچلنے پر کمربستہ ہو گئے سو میرے اور ان کے درمیان ٹھن گئی اور میں نے نوجوانوں کا ایک ایسا گروہ بنا لیا جو میرا ہم خیال تھا اور ان ٹھیکیداروں کا مخالف، ٹھیکیداروں نے ہم سے باقاعدہ جنگ کا آغاز کر دیا جس کے نتیجے میں ان کے بہت سے افراد ہمارے گروہ کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ یعنی قانون نے ہمیں طلب کر لیا مگر ہم قانون کے قبضے میں نہیں آئے۔ سمندر ہماری جاگیر تھا اور ہم نے بچپن سے سمندر کی آغوش میں پناہ لی تھی۔ وہی ہمارا کھلونا تھا۔ وہی ہمارے لیے آغوش مادر، سو قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی کشتیوں میں ہمارا تعاقب نہیں کر سکے ہم نے انہیں سمندر میں ایسے ایسے کھیل دکھائے کہ وہ تنگ آ گئے لیکن نتیجے میں ہماری ساری بستی تباہی کا شکار ہو گئی اور ہم جیسے مجرموں کی وجہ سے اس بستی کو وہاں سے اجاڑ دیا گیا۔ ہم ان سے انتقام لینے پر کمربستہ ہو گئے اور یوں ہمارے اور قانون نافذ کرنے والوں کے درمیان ٹھن گئی جس کے نتیجے میں بڑی تباہی بڑی خونریزی ہوئی پھر بھلا ان آبادیوں میں ہماری کیا گنجائش تھی جب ہم ان لوگوں کا قتل عام کرتے کرتے تھک گئے تو ہم نے سوچا کہ اب ہمیں اپنے آئندہ مستقبل کا بھی فیصلہ کرنا ہے اور مستقبل سمندر ہی سے وابستہ تھا چنانچہ کچھ ایسے لوگوں کو جو دولت مند تھے اپنے قبضے میں کرنے کے بعد ہم نے ایک بحری جہاز خریدا اور اس کے ذریعے سمندر میں دور تک نکل گئے۔ ہمیں ان ویران جزیروں کی ضرورت تھی۔ جہاں ہم اپنا مسکن بنا سکتے اور یوں ایک بحری قزاقوں کا گروہ وجود میں آیا جس کو سربراہ صلاحیتوں کی بنیاد پر مجھے قرار دیا گیا اور پھر ہم نے اپنے فن میں ترقی حاصل کی۔ ہم مختلف ذرائع سے قوت حاصل کرنے لگے اور ہمارے بحری جہازوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر لولیو سابن زاما مشہور ہو گیا اور ہم بحری قزاقی کرنے لگے۔ زندگی کا ایک خاصہ بڑا حصہ میں نے اس عمل میں گزارا لیکن وقت تبدیلیاں لاتا رہتا ہے اور میری زندگی میں بھی تبدیلی رونما ہوئی جو قتل وغارت گری جو خونریزی میں نے کی تھی اس کی دھند میرے دماغ پر چھائی ہوئی تھی اور جب میں انسانیت کے راستوں پر ہوتا تو مجھے احساس ہوتا کہ میں نے اس دنیا کے ساتھ بڑا وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ ایسے ایسے مناظر نگاہوں کے سامنے آتے جو میرے وجود میں لرزشیں پیدا کر دیتے۔ مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی لیکن جب ان سب کا خیال آتا جو میرے اس راستے کے رہبر بنے تھے میں اپنے آپ کو تسلیاں دے لیتا۔ لیکن وہ واحد شخصیت میری تھی جو اس کشمکش کا شکار تھی۔ پھر یوں ہوا ایک بار ہم بحری قزاقی کرنے کے لیے نکلے ہم نے ایک سمندری جہاز پر دھاوا بولا اور جو کچھ ہم کیا کرتے تھے وہی کیا لیکن شاید کسی کی آہ کارگر ہو گئی۔ موسم حالانکہ سمندری قزاقی کے لیے بالکل سازگار تھا۔ لیکن جب ہماری کشتیاں واپسی کے لیے تیار ہوئیں

تو اچانک ہی سمندر میں طوفان کے آثار نمودار ہونے۔ اور ہم شدید ترین طوفان میں گھر گئے۔ ایسا طوفان تھا کہ شاید کسی انسانی آنکھ نے نہ دیکھا ہو۔ کشتیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ میرا پورا شیرازہ منتشر ہو گیا اور نجانے وہ لکڑی کا تختہ کہاں سے میرے ہاتھ لگ گیا جس نے سمندر میں میری زندگی تو بچالی لیکن مجھے مہذب دنیا سے انتہائی دور لا پھینکا۔ یہ تختہ بہتا رہا بھوکا پیاسا زندگی سے عاری میں سفر کرتا رہا اور نجانے کتنے عرصے کے بعد میں نے سورج دیکھا کتنے عرصے کے بعد میں نے اپنے آپ کو سلامت محسوس کیا۔ یہ یہی سرزمین تھی جہاں میں اس وقت موجود ہوں۔ اور اس سرزمین کے معصوم اور نیک باشندوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مجھے انسانی ہمدردی کے تحت نئی زندگی سے روشناس کیا۔ حالانکہ میں ان میں سے نہیں تھا۔ یہ لوگ تو بالکل مہذب دنیا سے کٹے ہوئے اور شاید ایسے لوگ ہیں جہاں تاریخ کی ہوائیں کبھی نہیں پہنچیں ہاں اگر تحقیقی لسکار ادھر کا رخ کریں اور یہاں کے بارے میں تحقیقات کریں تو ایک انوکھی کہانی لے کر یہاں سے جائیں گے۔ تہذیب کا آغاز کہاں سے ہوا اور اس نے کیسے کیسے مدارج طے کیے یہ ایک باقاعدہ تاریخ ہے لیکن اس خطے کی تاریخ بتاتی ہے کہ اگر یہاں ہمیشہ ہی سے آبادی تھی تو اس آبادی نے کبھی تہذیب کی جانب رخ نہیں کیا لیکن جو کچھ وقت سکھاتا ہے وہ انہوں نے ضرور سیکھ لیا جیسے جسم پوشی اور ان حصوں کو محفوظ رکھنے کا تصور جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہوتے ہیں اور یقینی طور پر تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہوگا کہ ان نگاہوں میں شرم و حیا کا وہی تصور موجود ہے جو مہذب آبادیوں کے انتہائی مہذب علاقوں میں ہوتا ہے اور مذاہب نے اس کی تلقین کی ہے لیکن ان کے ذہنوں میں وہ تمام چیزیں ابھی تک نہیں پہنچیں جو مہذب دنیا کی تخریب کاری کا حصہ ہیں۔ یہی وجہ ہے میرے دوست کہ یہاں جانور درندے اور وہ تمام انسان جو بعض جگہ درندوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں اتنے ہی معصوم ہیں جتنے شاید قبل از تاریخ یا تہذیب کے آغاز سے پہلے اور جب ان معصوم انسانوں نے مجھے اپنے درمیان جگہ دی اور بے لوث جذبوں کے تحت میری خاطر مدارات کی اور میں نے یہاں کے ماحول کو دیکھ کر اس کے بارے میں اندازہ لگایا تو اپنی دنیا مجھے بدترین محسوس ہونے لگی میں نے سوچا کہ شاید تقدیر نے مجھے ایک موقع دیا ہے اپنی سابقہ برائیوں کو ختم کرنے کا سو کیوں نہ یہیں رہ جاؤں اور اس سے بہتر خیال میرے ذہن میں اور کوئی نہیں آسکا۔ بے شک زبان کا رشتہ نہ ہونے کی وجہ سے میں ان لوگوں سے تھوڑا سا بددل ہوا تھا لیکن اشاروں کی زبان تو دنیا کے ہر خطے میں رائج ہے۔ اور وہ ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں جو انسانی ضرورتوں میں تصور کی جاتی ہیں اور سو یہی ہوا اور پھر ایک ایسی لڑکی میری زندگی میں شامل ہو گئی جو انہی میں سے ایک تھی اور اس سے میرا تمام تر ذہنی اور جسمانی رشتہ قائم ہو گیا جس کے نتیجے میں رش وجود میں آئی۔ وہ لڑکی میرا زیادہ عرصے ساتھ نہیں دے سکی لیکن رش کو وہ میری آغوش میں چھوڑ گئی تھی۔ سمندر ہی کی ایک لہر نے اسے اپنے آپ میں جذب کر لیا تھا اور اس کے بعد زندہ واپس نہ آسکی لیکن رش میری زندگی کا ایسا سرمایہ بن گئی جس کے بعد مجھے کسی اور شے کی طلب نہ رہی میں نے اسی کی پرورش میں اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کیں اور ان لوگوں سے رہنے کا تھوڑا سا مختلف انداز اپنایا جس کا انہیں کوئی احساس نہیں ہوا۔ یہ سوچنے کے معاملے میں بہت معصوم ہیں اور ان کا سوچنے کا انداز بالکل مختلف ہے۔ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں کسی کے دشمن نہیں ہیں۔ اور نہایت پرسکون انداز میں اپنی ان آبادیوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ ان کے لیے کوئی گھر کی ضرورت ہے۔ اور نہ ضرورت سے زیادہ لباس کی۔ جہاں شام ہو جائے وہیں پرندوں کی مانند بسیرا کر لیتے ہیں۔ زمین پر جھاڑیوں میں گھاس میں یا درختوں کی بلندیوں پر شاخوں اور پتوں میں۔ کھانے پینے کے لیے قدرت نے یہاں اتنا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہوگا اور شاید یہ وہ مہربانی ہے آسمان پر رہنے والے کی جو اس نے اپنے بندوں کے لیے ہمیشہ قائم رکھی تھی لیکن بدکاریوں نے ان سے وہ سب کچھ چھین لیا اور جنہوں نے اس کی نافرمانی نہیں کی انہیں دیکھ لو تم اپنی آنکھوں سے کہ اس نے اتنا دے رکھا ہے کہ نجانے ان کی

تاریخ اتنی طویل ہے اور یہ اسی سے گزارہ کرتے چلے آئے ہیں۔ نہ یہاں شکار کا تصور ہے نہ گوشت کھانے کا۔ یہاں تک کہ سمندری مچھلیاں بھی ان کے لیے ایک بے مقصد چیز ہیں۔ گھاس پھوس پتے اور یہ پھل۔ یہ ساری چیزیں یہ جانوروں کی مانند کھالیتے ہیں اور تندرست رہتے ہیں۔ شاید تم اس بات پہ یقین نہ کرو کہ ان آبادیوں میں، میں نے کبھی کسی شخص کو بیمار نہیں دیکھا انسانی زندگی کا ایک طویل وقت یہ گزارتے ہیں اور اس کے بعد طبعی موت مر جاتے ہیں۔ یہ ہے اس علاقے کی حیرتناک زندگی۔ البتہ رش کو میں نے مہذب دنیا سے ناواقف نہیں رکھا جب یہ سمجھنے کے قابل ہوگئی تو میں نے اسے زبان سکھائی یہ بول سکتی ہے۔ اچھی طرح بول سکتی ہے وہ تمام زبانیں جو میں جانتا ہوں۔ یہ ان سے ذہنی طور پہ بہتر ہے لیکن چونکہ تعلق انہی سے ہے اس لیے انہی کی مانند زندگی بسر کرتی ہے۔ اور میں یہاں اس پہاڑی غار میں اپنی طبعی موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے علم ہوا تھا کہ ایک سمندری جہاز جو بہت عظیم الشان ہے یہاں آکر ساحل سے لگا ہے اور مہذب آبادیوں کے لوگ وہاں اتر رہے ہیں۔ یہ اطلاع مجھے رش نے ہی دی تھی۔ باقی لوگوں سے میرے صرف اتنے رابطے ہیں کہ اگر سر راہ ان سے ملاقات ہو جائے یا کوئی اس سمت آنکلے اور مجھ سے اس کی کوئی ضرورت ہو تو میں پوری کر دوں۔ یہ ہے میری کہانی معزز نوجوان۔

"آپ نے اس خطے کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور انسانی زندگی کی جو کہانی سنائی ہے میں اس سے بہت زیادہ متاثر ہوں معزز لولیو سا بن زاما۔ کیا ان آبادیوں میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو ان کے لیے باعث تردد ہو۔"

"بظاہر کوئی ایسی چیز نہیں ہے اور شاید یہ تردد کو اپنے ذہن تک پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ شاید تمہارے ہاں کوئی دھماکہ ہوا تھا۔ جنہوں نے انہیں خوفزدہ کر دیا اور یہ وہاں سے دور ہوگئے لیکن ان کی سوچ ان معصوم جانوروں سے مختلف نہیں ہے جو شیر کے سامنے سے بھاگ جاتے ہیں اور تھوڑے فاصلے پر جاکر پھر گھاس چرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان پہاڑوں کے دوسری طرف کا جغرافیائی ماحول بھی ذرا مختلف ہے مگر اس کے لیے تھوڑے سے فاصلے درکار ہوتے ہیں۔ راستے میں ایک سمندری کھاڑی پڑتی ہے۔ جو اوپر سے نظر نہیں آتی کیونکہ اس پر عجیب و غریب گھاس پھوس کی بیلیں چھائی رہتی ہیں۔ لیکن کھاڑی کے دوسری جانب جو لوگ رہتے ہیں وہ کسی قدر کینہ پرور اور پستہ قد ہیں ان کے خدوخال بھی ان جیسے نہیں اور ان کا رہن سہن بھی ان سے تھوڑا سا مختلف ہے شاید تمہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ میں خود کبھی اس کھاڑی کو عبور کرکے ان لوگوں کے علاقے تک نہیں پہنچا لیکن وہ جب یہاں آتے ہیں تو کچھ ایسی حرکات کرکے جاتے ہیں۔ جو یقینی طور پہ ان کی شخصیت کی غماز ہوتی ہیں۔ کئی بار یہاں سے لڑکیوں کو اٹھالیا گیا ہے۔ لیکن معصوم اور بے ضرر لوگ انتقام کا کوئی جذبہ اپنے دل میں نہیں رکھتے۔ بعض اوقات جب ان کے کچھ گروہ کھاڑیاں عبور کرکے اس سمت نکل آتے ہیں تو قتل و غارت گری بھی کرتے ہیں اور بیکار ہنگامہ خیزیاں کرکے واپس چلے جاتے ہیں ایسے موقعوں پہ یہ لوگ صرف چھپ جانے میں عافیت سمجھتے ہیں۔"

"تو ہو اس کا مقصد ہے کہ وہ ذہنی طور پہ ان سے بدتر ہیں۔"

"یہ تو نہیں کہا جاسکتا ان کے جسم بھی ان لوگوں کی مانند بے لباس ہوتے ہیں لیکن ان کے چہروں پہ کینہ پروری کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ ہتھیار بھی استعمال کرتے ہیں۔ ہر چند کہ یہ ہتھیار لکڑیوں کے ٹکڑوں اور انہی لکڑیوں میں بنائی جانے والی نوکوں سے زیادہ نہیں ہوتے لیکن ان جیسے لوگوں کے لیے تو وہی کافی ہیں۔ میں چونکہ مہذب دنیا سے آباد ہوا ایک انسان تھا میں اگر چاہتا تو ان لوگوں کو بھی تخریب کاری پہ آمادہ کرسکتا تھا لیکن میں نے یہ سوچا کہ پھر وہی بات ہوگی یعنی یہاں پر بھی مہذب دنیا کا سا ماحول پھیل جائے گا ادھر سے کارروائی ہوتی ہے۔ ادھر سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ بھی زندگی گزار ہی لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے دلوں میں انتقامی جذبہ بیدار نہیں ہونے دیا۔ اب یہ میری سوچ ہے اس میں غلط بات ہو یا درست اس کا میں خود فیصلہ نہیں کرسکتا۔ لیکن گزر رہی ہے طویل

عرصہ ہوگیا مجھے اس علاقے میں اور میں نہیں جانتا کہ مزید کتنی زندگی باقی ہے میں نے رش آزاد ہے وہ مہذب دنیا کی رولتوں سے واقف ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی رگوں میں بھی یہیں کا خون دوڑتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے ان لوگوں سے مختلف کرنے کی کوششیں نہیں کیں اور وہ انہی کی مانند پروان چڑھ رہی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی بھی دن اس کی زندگی کا ایسا دن ہوگا جب وہ اپنے لیے بھی کسی کو منتخب کرلے گی اور شاید میرے مرنے کے بعد وہ اسی انداز میں زندگی گزارے جیسے یہاں کے لوگ۔ میں اس میں کوئی اختلاف پیدا بھی نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں یہ پہلا انوکھا موقع ہے جب تم میرے سامنے آئے ہو۔" لولیو سا بن زاما خاموش ہو کر شعبان کی صورت دیکھنے لگا۔ شعبان کو اس عجیب و غریب داستان میں بہت لطف آرہا تھا۔ رش بھی خاموش بیٹھی اپنے باپ کی داستان سن رہی تھی۔ جس سے یقینی طور پر وہ پہلے سے واقف تھی۔ کیونکہ اس کے چہرے پر کسی طرح کی اجنبیت یا حیرت کے آثار نہیں تھے۔ نہ ہی اس کی نگاہوں میں شعبان نے اپنے لیے کوئی ایسا جذبہ تڑپتا ہوا دیکھا جس کی توقع کی جاسکتی تھی۔

بن زاما نے شعبان سے بہت سی باتیں کیں۔ اس سے اس کے بارے میں پوچھا اور یہ معلوم کیا کہ جس جہاز سے سفر کرکے وہ یہاں تک آئے ہیں وہ کس نوعیت کا ہے۔ بن زاما کہنے لگا۔

"میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اندر اتنی سکت نہیں ہے کہ اتنا فاصلہ طے کرکے ساحل تک جاؤں۔ اور تمہارے شناساؤں اور دوستوں سے ملوں لیکن میرے بچے اگر کبھی ادھر سے گزر ہو تو اس بوڑھے شخص کے پاس بھی چند لمحات گزار لیا کرو مجھے خوشی ہوگی۔"

"اگر موقع ملا بن زاما تو میں اسد شیرازی اور ایڈگر مورالس کی ملاقات بھی تم سے کرالوں گا۔"

"کیا تم لوگ یہاں طویل عرصہ قیام کروگے؟"

"ہاں۔ ان لوگوں کا یہی ارادہ ہے۔"

"بہرحال میری اس گزارش کو زیر نگاہ رکھنا شعبان وہاں سے رخصت ہوا تو بن زاما نے رش سے کہا۔

"تو اس کی رہنمائی کر۔ یقینی طور پہ ان مختصر راستوں سے تو اسے اس کے گروہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائے گی جو تو جانتی ہے۔ جبکہ اسے دشواریاں پیش آئیں گی۔"

"کیا ایسے راستے موجود ہیں۔" شعبان نے پوچھا؟

"ہاں۔ یقیناً یہ اسی علاقے میں پیدا ہوئی ہے اور ساحل تک جانا اس کے لیے مشکل کام نہیں ہے اس نے ساحل پر آنے والوں کی اطلاع مجھے دی تھی۔"

"تب تو میں رش کی رہنمائی ضرور چاہوں گا۔" اور شعبان وہاں سے رخصت ہوا۔ رش نے بلاشبہ ایسے راستے اختیار کیے تھے جو شعبان کے علم میں نہیں تھے اور ساحل تک پہنچنے کے لیے اسے طویل ترین سمندری سفر اختیار کرنا پڑتا۔ گو سمندری راستے سے شعبان کو اختاطون تک پہنچنا ساحل پہ اس جگہ تک جانا آسان تھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ لیکن رش نے جو راستے اسے دکھائے یہ مختصر ترین تھے اور کچھ ہی دیر کے بعد اس نے اپنے گروہ کو دیکھا جو کاموں میں مصروف تھا۔ خلاصیوں کو عیش کی اجازت مل گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی عیش کوشی میں مصروف تھے اور انہیں کسی بات سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ویسے بھی یہاں اب اختاطون سے رابطے رکھنا بہت زیادہ ضروری نہیں تھا۔ جب شعبان رش کو رخصت کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو سب سے پہلے دردانہ نے ہی اس کا استقبال کیا۔

"کہو کولمبس کون سی نئی دنیا دریافت کرکے آئے۔" دردانہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"حقیقت یہی ہے کہ آنٹی میں نئی دنیا ہی دریافت کرکے آیا ہوں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس ماحول میں رہنے کے بعد دل یہ چاہتا ہے کہ زندگی کے بقیہ لمحات یہیں گزار دیے جائیں۔ لیکن ہم مہذب چوہے ہیں اور اپنی آبادیوں ہی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہاں خاصہ وقت گزاریں گے۔ اور تم جب بھی آتے ہو نئی کہانیاں لے کر آتے ہو۔ سو اس بار کی کہانی کیا ہے۔"

"انکل شیرازی اور کیپٹن ایڈگر مورالس کے سامنے

ہی سنائیں گا اور جب سب جمع ہو گئے اور سب نے دردانہ سے ملتے جلتے الفاظ کہے تو شعبان نے مسکراتے ہوئے انہیں بتایا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب ہم اس خطے کے رہنے والوں کے بارے میں سب کچھ جان چکے ہیں۔ لیکن اگر ان کی داستان کوئی ایسا شخص ہمیں سنائے جو ہماری زبان بول سکتا ہو اور مہذب دنیا سے تعلق رکھتا ہو اور اس کی ایک طویل ریسرچ ہو اس علاقے پر یقینی طور پر وہ سب کچھ آپ کے لیے بھی باعث دلچسپی ہوگا۔"

"آہ تو کیا تم ایسا کوئی شخص تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔" ایڈگر مورالس نے پر تجسس انداز میں پوچھا؟

"ہاں۔ اور یقینی طور پر وہ شخص بڑی دلچسپی کا باعث ہے۔ کم از کم میرے لیے اور ہو سکتا ہے آپ کے لیے بھی۔"

"کون ہے وہ۔" اسد شیرازی نے پوچھا؟

"اس کا تعلق کہاں سے ہے۔ اس کا اس نے کوئی تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اسے کریدا۔ لیکن کسی زمانے میں وہ ایک عظیم بحری قزاق رہ چکا ہے۔"

"کیا نام ہے اس کا؟" ایڈگر مورالس نے پوچھا۔"

"لولیو سابن زاما۔"

"لولیو سابن زاما۔ لولیو سابن زاما" کیپٹن ایڈگر مورالس یہ نام بار بار دہرانے لگا اور پھر گردن ہلا کر بولا۔"

"یقینی طور پر اس کا تعلق میری سمندری زندگی سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ [illegible] نام سے کان آشنا ہے۔ دراصل جب ہمیں تربیت دی جاتی ہے تو ایسے تمام رموز سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ جن کا تعلق سمندر سے ہوتا ہے۔ اور سمندری قزاقوں کی کہانیاں بھی ہمیں سنائی جاتی ہیں۔ اور اس کے لیے ایک باقاعدہ تربیت گاہ ہے۔ اور یقینی طور پر اس تربیت گاہ میں لولیو سابن زاما کا نام بحری قزاق کی حیثیت سے موجود تھا۔ مگر شعبان کیا لولیو سان سابن زاما یہاں موجود ہے۔"

"ہاں۔ وہ طویل عرصے قبل یہاں آیا تھا۔ غالباً اس عرصے کا تعین چوبیس سال ہے۔ جیسا کہ اس نے مجھے بتایا۔ اور یہاں آنے کے بعد اس نے اپنی خوشی سے مقامی زندگی اختیار کر لی تھی۔ اور اب وہ انہی میں سے ایک ہے۔ ایک پہاڑ میں سوراخ بنا کر رہتا ہے۔ اس کی ایک بیٹی ہے جس کا نام رش ہے اور وہ مقامی عورت کی اولاد ہے لیکن بن زاما زندگی کے آخری ایام تک بڑی خوشی سے یہاں گزار دینا چاہتا ہے۔ بقول اس کے چوبیس سال کے بعد اسے کوئی ایسی شخصیت ملی ہے جس کا تعلق بیرونی دنیا سے ہے اور وہ اس کی زبان بول سکتی ہے۔" شعبان نے بن زاما سے ملاقات کی ساری کہانی ان لوگوں کو سنائی تو ایڈگر مورالس نے دلچسپی سے کہا۔

"کسی بحری قزاق سے ہماری ملاقات واقعی بڑی دلچسپ رہے گی۔ کسی بھی مناسب وقت اس سے ملیں گے لیکن جہاں اس کا قیام ہے وہاں تک کا فاصلہ کتنا ہے۔" شعبان اس فاصلے کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔ اسد شیرازی نے کہا۔

"اس کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کریں گے۔" شعبان نے خلیج کے پار رہنے والوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور اس بات کو سن کر بھی ان لوگوں کو خاصی دلچسپی پیدا ہوئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں دو قومیں آباد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کھاڑی کے اس طرف رہنے والے کسی اور ذہنیت کے مالک ہوں بشرطیکہ انہیں دیکھا جا سکے۔"

"خیر ہمیں ان تمام چیزوں سے دلچسپی نہیں رکھنی چاہیے۔" اسد شیرازی نے کہا۔ ایڈگر مورالس گردن ہلا کر بولا۔

"بس یہاں کی کہانیاں سننے سے دلچسپی ہے ہمیں۔"

شعبان سب کچھ بھول گیا۔ دردانہ کی فرمائش پر اس نے یہاں قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور یہ وعدہ کیا کہ اب طویل عرصے تک وہ کہیں نہیں جائے گا۔ لیکن سمندر میں اترنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ یوں تقریباً بیس دن گزر گئے اور اس دوران کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا جو قابل ذکر ہوتا۔ پھر ایک دن اسد شیرازی اور ایڈگر مورالس دردانہ کے ساتھ شامل ہو کر شعبان کے ہمراہ بن زاما سے ملنے گئے۔ جیکاس اور دوسرے افراد کو یہاں کی ذمہ داریاں سونپ دی گئی تھیں۔ اس طویل عرصے

کے قیام میں انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہاں ان کے لیے مسائل موجود نہیں ہیں اور لوشین ٹریژر کے نمائندوں کے فرشتے بھی ادھر کا رخ نہیں کر سکتے بہر طور یہ ایک دلکش بات بھی تھی اور کبھی کبھی جب تنہائیوں میں سوچنے کا موقع ملتا تو خوفناک بھی محسوس ہوتی تھیں۔ کہ مہذب دنیا سے اتنے فاصلے پر وہ اپنے تمام اختیارات ختم کر کے مقیم ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ واپسی کا سفر کامیاب سفر ثابت ہو گا یا نہیں۔ یا واپسی کے سفر میں انہیں کس قدر طوالت اختیار کرنا پڑے گی البتہ اس بات سے سب ہی متفق تھے کہ اب سمندر میں یہ ان کی آخری منزل ہے اور یہاں سے اپنے راستوں پر واپسی ہی اختیار کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ یہ سب کے سب بن زاما کے پاس پہنچ گئے تو بن زاما کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ رش اس وقت موجود نہیں تھی۔ ورنہ شاید وہ بھی ان خوشیوں میں شریک ہوتی۔ بن زاما نے بتایا کہ وہ تین دن سے غائب ہے۔ لیکن آ جائے گی۔ اس کے سلسلے میں تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر زاما ایڈگر مورالس سے اس کی دنیا کے بارے میں پوچھتا رہا۔ اسد شیرازی اور دردانہ بھی بن زاما کی بتائی ہوئی باتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے اور اس کے بعد پہاڑ کی بلندیوں پر جا کر انہوں نے دوسری سمت کا جائزہ لیا حیران کن طریقے سے یہ سمت دوسری سمت سے بالکل مختلف تھی۔ وہاں جو جنگلات نظر آ رہے تھے وہ اس قدر آباد نہیں تھے جس طرح یہاں، جانوروں کا وجود بھی نہیں تھا۔ درخت عموماً خشک اور پتوں کے بغیر تھے۔ بہت کم درخت ایسے تھے جو سرسبز و شاداب ہوں۔ اس تبدیلی کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بن زاما سے سوال کیا گیا تو اس نے کہا۔

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ان بدنما لوگوں کی بدنمائی کی طرف اشارہ ہے۔ جو کھاڑی کے اس پار رہتے ہیں۔ یقینی طور پر وہ کینہ پرور اور ایسی فطرت کے مالک ہیں جو ناپسندیدہ تصور کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ قدرت نے انہیں ان کی شخصیت اور ان کی فطرت کی سزا دی ہے۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے بن زاما کہ ان لوگوں کی کینہ سوزی اور برائی اسی وجہ سے ہو کہ ان کے علاقے میں یہ سب کچھ نہیں ہے۔ یقینی طور پر انہیں اپنے مسائل سے سامنا کرنا پڑتا ہو گا۔ لیکن کیا انہیں سمندر سے بھی کچھ نہیں حاصل ہوتا۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے اس بارے میں مسٹر اسد شیرازی۔ کبھی اس طرف جانا نہیں ہوا۔ اور سچ بات یہ ہے کہ میرا بے پناہ تجسس بھی مجھے ہمت نہ دلا سکا۔ اس کی بنیادی وجہ شاید تنہائی ہو۔ ہاں اگر کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو اس سلسلے میں میرا معاون کار ہوتا تو شاید میں وہ خلیج عبور کر کے اس سمت ضرور پہنچتا۔"

"وہ دلکش جگہ ہے اور جب اس خطے میں قیام کیا ہے تو ایک بار ادھر بھی ضرور دیکھیں گے۔" بن زاما نے گزارش کی کہ ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارا جائے۔ لیکن شیرازی اور ایڈگر مورالس نے معذرت کر لی تھی۔ مورالس نے وعدہ کیا کہ جب بھی موقع ملا وہ اس سمت ضرور آئے گا بن زاما کی کہانیاں طویل عرصے تک دہرائی گئی تھیں۔ شعبان نے ایک بار دردانہ کے سامنے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ طویل سفر کر کے اس کھاڑی کے دوسری جانب جا کر ان لوگوں کی آبادی دیکھے۔ تو دردانہ نے کسی قدر ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے شعبان کہ تم ہمارے تسلط میں نہیں ہو۔ اب ہم تمہیں کسی ایسے کام کو کرنے سے منع نہیں کر سکتے جو تم کرنا چاہو لیکن طویل رفاقت اور میرے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے نتیجے میں، میں اگر تمہیں کبھی کوئی حکم دے دوں تو میں اپنے آپ کو اس میں حق بجانب سمجھتی ہوں۔"

"آنٹی کیا آپ کو مجھ سے کوئی شکایت پیدا ہو گئی؟"

"نہیں پیدا ہونے جا رہی ہے۔"

"کیا۔"

"یہ کہ تم اس طرف کا رخ نہیں کرو گے۔ نجانے کیسے لوگ ہیں نجانے کیا انداز ہے۔ ہم تو اس قدر ہمت نہیں رکھتے کہ ادھر جا کر تمہیں تلاش کر سکیں۔" شعبان ہنس کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔"

سمندر کی گہرائیوں سے جو کچھ نکالا جا رہا تھا اس پر تجزیہ بہترین طریقے سے کیا جا رہا تھا۔ لیبارٹری کے آلات اس علاقے میں لے آئے گئے تھے۔ اور وہ ان تحقیقات میں مدد دے رہے تھے۔ اسد شیرازی کی کتاب کے صفحات بھرتے جا رہے تھے۔ تحقیقات ہو رہی تھی اور یوں کئی ماہ انہیں وہاں صرف ہوگئے۔ زندگی کے معمولات جاری تھے۔ اور کبھی کبھی یہ گفتگو بھی ہونے لگتی تھی کہ جو ذخائر معلومات کے اکٹھا کیے گئے ہیں وہ یہاں بے مصرف پڑے ہوئے ہیں اب اگر مہذب دنیا کا رخ اختیار کر لیا جائے تو کوئی ایسا حرج نہیں جس کے لیے پیشانی ہو۔ اگر تقدیر نے موقع دیا اور ایک بار پھر ہمت اسی طرح بڑھ گئی تو دوبارہ سمندر کا رخ کیا جائے گا۔ ورنہ یہ جو کچھ معلوم ہو چکا ہے اسی پر قناعت کی جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے مزید ریسرچ اس سلسلے میں معاون کار ہو۔ اور پھر یہ ضرورت بھی محسوس کی جا رہی تھی کہ ان تمام چیزوں پر کسی ایسی مؤثر جگہ کارروائی کی جائے جہاں ہر وسیلہ حاصل ہو۔ اور اس کے لیے بھی مہذب آبادیوں کا رخ کرنا ہی بہت زیادہ مناسب تھا۔ شعبان اپنی کارروائیوں میں اسی انداز میں مصروف تھا اور جب انہوں نے واپسی کے سفر کی بات کی تو اس نے کسی ایسے ردعمل کا اظہار نہیں کیا جس سے اس کی دلی کیفیات کا اندازہ ہوتا۔ البتہ ایک شام دردانہ نے اس سے پوچھا۔

"اب اگر ہم واپسی کا سفر اختیار کریں شعبان تو کیا تمہیں اس میں کوئی الجھن ہوگی۔" شعبان نے ایک لمحے سوچا پھر دردانہ سے کہنے لگا۔

"نہیں آنٹی الجھن کیا ہوگی مجھے۔"

"میں تمہارے لہجے میں افسردگی کی کوئی ایسی کیفیت محسوس کر رہی ہو جسے مؤثر نام نہیں دے سکتی۔"

"نہیں آنٹی بس سمندروں میں دور تک نکل جانا میری خواہش تھی اور یہاں سے واپسی کا تصور میرے لیے کسی قدر افسوسناک ہے۔"

"یعنی تم۔ یعنی تم یہاں سے واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔"

"میں نہیں کہہ سکتا آنٹی کہ میں کیا چاہتا ہوں۔" دردانہ نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور پھر چونک کر بولی۔

"ارے ہاں شاید میں بھول گئی۔ لیکن شعبان عقل و ہوش اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ اگر کوئی تصور ہمارے ذہن میں پروان چڑھ جائے تو ہم اس کے لیے اپنی پوری زندگی صرف کر دیں۔ میرا مطلب تم سمجھ رہے ہو گے۔" شعبان نے دردانہ کی طرف دیکھ کر پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"لیکن جو تصور میرے ذہن میں ہے آنٹی اس کا وجود ہے اگر آپ زیادہ مؤثر الفاظ میں یہ بات سننا چاہتی ہیں تو سمجھ لیجیے کہ میں مکمل اعتماد رکھتا ہوں کہ اس تصور کی تکمیل کہیں نہ کہیں ہو سکتی ہے۔"

دردانہ خاموش ہوگئی۔ شعبان کے ان الفاظ کو بہت بڑی اہمیت دی جا سکتی تھی اور نظر انداز بھی کیا جا سکتا تھا۔ لیکن دردانہ بہر طور اگر اسد شیرازی اور ایڈگر واپسی کے لیے تیار ہو جائیں تو انہیں منع نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ خود اس کی اپنی کیفیت اس سلسلے میں ذرا الجھن کی سی تھی۔ تب اچانک پھر ایک اور ایسا واقعہ ظہور پذیر ہوا جو ان لوگوں کے لیے عجیب و غریب موڑ کا باعث بن گیا۔

اس دن شام کا وقت تھا۔ پورا دن سمندر گیری میں گزرا تھا اور ایسے ایسے پودے نکال کر لائے گئے تھے جن کی ابتدائی ٹیسٹ یہ بتاتی تھی کہ وہ بڑے تحقیق طلب ہیں لیکن رش کی اچانک آمد نے ان لوگوں کو اس کی جانب متوجہ کر دیا تھا رش شعبان شعبان کرتی ہوئی وہاں پہنچی تھی اور اس آبادی کی کسی لڑکی کی زبان سے یہ لفظ سننا بڑا عجیب لگتا تھا۔ اسد شیرازی نے رش کو خوش آمدید کہا تھا۔ رش سے ان لوگوں کی کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں اور سب اسے پہچاننے لگے تھے۔ رش کے چہرے پر جو تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ وہ کسی قدر پریشان کن تھے۔ اور رش نے کہا۔

"ادھر پہاڑوں کے دوسری طرف جنگلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انتہائی خوفناک اور بھیانک آگ۔ جس کے شعلے بہت اونچے اونچے ہیں اور یہ آگ دونوں سمت سے پھیلتی چلی آ رہی ہے۔" رش کا یہ انکشاف نہایت حیرتناک تھا سب چونک پڑے۔ اسد شیرازی نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

"رش کیا اس سے پہلے کبھی یہاں جنگلات میں آگ نہیں لگی؟"

"نہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری آنکھوں نے آگ دیکھی ہے آبادی کے سارے لوگ دہشت زدہ ہو گئے ہیں۔ خوف یہ ہے کہ اب یہ آگ دونوں سمتوں سے آگے بڑھ کر اطراف کے درختوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور پھر شاید یہ پورا خطہ ہی آگ سے بھڑک اٹھے۔ آپ ایک بار اس آگ کو دیکھیں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میرا کہنا غلط نہیں ہے۔ اس خبر نے سب کو تشویش زدہ کر دیا تھا۔ انوکھی بات تھی۔ اسد شیرازی ایڈگر شعبان وغیرہ فوراً ہی تیار ہو گئے۔ دردانہ کو البتہ یہاں چھوڑ دیا گیا تھا۔ جیکاس کشن داس وغیرہ معمول کے مطابق اس وقت بھی اس جگہ کی نگرانی کے لیے موجود تھے۔ لیکن انہیں ہوشیار کر دیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ اگر ایسی کوئی صورتحال شدید انداز میں پیش آ جائے اور آگ پر قابو نہ پایا جا سکے تو پھر مجبوراً اختاطون کی جانب رخ کرنا پڑے گا۔ اور یہ لوگ اس کے لیے تیار ہیں۔ ہرچند کہ علاقہ بے حد وسیع تھا اور اس بات کے امکانات کم ہی تھے کہ ایسا ہو جائے لیکن پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔ وہ لوگ برق رفتاری سے رش کے ساتھ چل پڑے۔ ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ لوگ بہت جلد وہاں پہنچ سکیں۔ چنانچہ پیدل ہی یہ سفر اختیار کرنا تھا اور تین ساڑھے تین گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد جب وہ تھکن سے چور چور اس جگہ پہنچے جہاں پہاڑی سلسلے شروع ہوتے تھے تو تپش کو محسوس کر کے دھوئیں کے غول کے غول دیکھ کر وہاں کا ماحول دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا کہ آگ کس قدر شدید ہے۔ شعلے پہاڑوں کی بلندیوں سے اونچے تو نہیں ہو سکے تھے لیکن احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت بلند ہیں انہیں دور ہی سے اولیوسا نظر آ گیا۔ جو ہاتھ کے اشارے سے انہیں اوپر بلا رہا تھا۔ بمشکل تمام مورالس اور اسد شیرازی شعبان کے ساتھ اوپر پہنچے رش تو خیر ان بلندیوں کو طے کرنے کی عادی تھی لیکن ان لوگوں کو ذرا اوپر پہنچنے میں دقت ہوئی تھی۔ پھر مزید اوپر چڑھنے کے بعد جب ایک ایسی جگہ سے جہاں سے وہ دوسری سمت دیکھ سکتے تھے انہوں نے جنگل کی اس آگ کو دیکھا تو انہیں چکر آ گیا واقعی سارے درخت آگ کے رشتے میں منسلک ہو چکے تھے اور دھڑا دھڑ جل رہے تھے لیکن ایڈگر نے بد اطمینان انداز میں کہا۔

"نہیں ہرگز نہیں۔ یہ آگ ان سمتوں سے نکل کر ان سرسبز و شاداب درختوں کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے سکے گی۔"

"آپ یہ بات دعوے سے کیسے کہہ سکتے ہیں مسٹر مورالس۔" اسد شیرازی نے کہا۔

"آپ ہم جو ہیں مسٹر شیرازی آپ کو یہ اندازہ مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے ہونا چاہیے تھا اس طرف کے درختوں کو جب بھی ہم نے دیکھا سرسبز نہیں پایا اور وہ خشک اور بغیر پتوں کے تھے۔ بے شک ان میں آگ لگائی جا سکتی ہے یا ان میں آگ لگ سکتی ہے لیکن یہ سرسبز و شاداب درخت اس آگ کا زور خود بخود توڑ دیں گے۔ کیونکہ ان میں سبزہ بناہ کی ہے اور پھر اس سمت جو گھاس موجود ہے وہ آگ کو پھیلنے میں تعاون نہیں دے گی بلکہ اس کی مزاحمت کرے گی۔"

اسد شیرازی نے غور کیا تو ایڈگر کی بات اسے بھی درست ہی محسوس ہوئی۔ اس نے اطمینان کی گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کہنا درست ہے لیکن نگرانی تو کرنا ہی پڑے گی۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ مگر یہ آگ آخر لگی کیسے۔"

"ابھی ابھی آپ نے کہا مسٹر مورالس کہ اگر یہ آگ لگائی گئی ہے آپ کا کیا خیال ہے محترم۔ بن یہ آگ لگائی گئی ہے۔"

"سو فیصد۔ سو فیصد۔ بن زاما نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔"

"بھلا وہ کیسے۔ آپ اتنے اعتماد سے یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"اس لیے کہ مجھے پچھلے دو دن سے اس سمت ان

پُراسرار لوگوں کی نقل و حرکت زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔"

"کون پُراسرار لوگ؟"

"وہی جو پستہ قامت ہیں اور خلیج کے دوسری جانب رہتے ہیں۔"

"اوہ مگر انہوں نے اس جنگل میں آگ کیوں لگائی۔"

"کیا کہا جاسکتا ہے لیکن میں پہلے ہی یہ بات بتا چکا ہوں کہ وہ حاسد اور کینہ توز ہیں اور اپنی دانست میں ایسی ہر کارروائی کرنا چاہتے ہیں جس سے مقامی آبادی کو نقصان پہنچے۔ بلکہ ابتدا میں تو مجھے یہ خدشات لاحق رہے تھے کہ کہیں منظم ہو کر وہ اس جانب حملے نہ کریں۔ پتا نہیں ان کا طرزِ زندگی کیا ہے لیکن وہ جنگ کرنا جانتے ہیں۔ جبکہ مقامی لوگ بالکل سادہ اور معصوم ہیں۔ اگر انہوں نے آج تک ان لوگوں سے کبھی جنگ نہیں کی تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے صرف اور صرف یہی کہ ان کی آبادی یہاں کی نسبت بہت کم ہو اور وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ لوگ بھی مقابلے کی سکت رکھتے ہیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی کوئی کوشش اس سمت سے ہو جائے تو یہ معصوم لوگ مقابلہ نہیں کریں گے۔"

"بہرطور یہ بات باعث تشویش ہے۔ ان لوگوں کی کارروائی اگر اس حد تک بڑھی تو اس کے بعد وہ اور بھی ایسی کارروائیاں کر سکتے ہیں۔"

"ہاں اور یہ بات آپ کو بتا دینا اس لیے ضروری سمجھا میں نے کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو ان معصوم انسانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔"

"ہم لوگ۔"

"ہاں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مہذب آبادیوں میں رہنے والوں نے اپنے لیے تو جینا تنگ کر لیا ہے۔ اگر ہم یہاں ایسی کوئی کوشش کرتے ہیں تو ہمارے ضمیر خود ہی ہمیں ملامت کریں گے لیکن آپ دیکھ لیجیے ایک سمت وہ لوگ ہیں جو جنگ کرنا جانتے ہیں دوسری سمت یہ معصوم پرندے ہیں جنہیں صرف اپنی غذا تلاش کر کے پیٹ بھرنے اور رات کو سو جانے کے علاوہ کچھ نہیں آیا۔ اگر وہ تھوڑی سی تعداد میں ہی ادھر حملہ آور ہوں تو باآسانی انہیں موت کی نیند سلا سکتے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔"

"مجبوری ہے۔ بالکل مجبوری۔"

"مگر چند افراد اور ہمیں تو ان کی آبادی کے بارے میں کچھ معلوم بھی نہیں ہے۔"

"یہ ایک دلچسپ مشغلہ ہوگا۔ آپ کے پاس جو جہاز موجود ہے وہ سمندری سفر کرنے کے بعد پہاڑوں کے پچھلے حصے کو عبور کر کے اس طرف جا سکتا ہے جہاں ان کی آبادیاں ہیں۔ وہ ساحل یقینی طور پر آپ کے جہاز کے لیے موزوں ترین ہوگا اور وہاں سے آپ ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔" بن زاما نے کہا اسد شیرازی اور ایڈگر بن زاما سے متفق نہیں تھے۔ بھلا انہیں کیا پڑی تھی کہ اپنے جنگی ہتھیاروں کو ایسے معصوم اور بے ضرر لوگوں کے خلاف استعمال کریں جو بے شک حاسد تھے لیکن بہرطور ان کا تعلق ایک ایسے خطۂ زمین سے تھا جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی اور گوشے میں شاید اس جیسی جگہ اور کوئی نہ ہو۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرتے ہوئے بالآخر غور کرنا ہی تھا۔ ایڈگر اسد شیرازی، اولیوسا بن زاما کے اس خیال سے ذہنی طور پر متفق نہیں تھے۔ شعبان کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ اور تاثرات سے عاری نظر آ رہا تھا یہ اس کا مخصوص انداز تھا۔ اگر کسی سلسلے میں مداخلت کرنا ہوتی تو پہلے ہی مرحلے پر وہ ایسا کر لیا کرتا تھا اور اگر خاموش رہ جائے تو پھر یہ مقصد ہوتا تھا کہ اب جو فیصلہ دوسرے کریں اور بہرطور وہ اسد شیرازی اور مورالس کا احترام کرتا تھا اور ان کے کیے ہوئے فیصلوں کو رد نہیں کرتا تھا۔ ایڈگر نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کام بے شک بڑی اہمیت کا حامل ہے مسٹر اولیوسا اور ہمیں اپنے وسائل دیکھنا ہوں گے اور اس کے بعد ہی کارروائی کی جا سکے گی۔"

"میں بھی یہ نہیں کہتا کہ ان لوگوں پر موت نازل

کر دی جائے۔ میں تو خود ان تشدد سے پُر واقعات کا شدید مخالف ہوں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ میری دلی آرزو ہے اور میں نے یہ لمحات جس پُرسکون کیفیت میں گزارے ہیں اس کی تمام لطافت میرے ذہن و دل میں رچی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں فوری طور پر یہ نہیں کہتا کہ ایسا کر لیا جائے آپ لوگ غور کر لیجیے ان کی طرف سے ہونے والی کارروائیوں کے نتائج بھیانک بھی نکل سکتے ہیں لیکن بہرطور میں یہ چاہتا ہوں کہ فیصلہ آپ ہی بہتر طریقے سے کریں۔ جنگل کی آگ اب بجھنے لگی تھی اور یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری طرف کے نم آلود درخت اس آگ سے مدافعت کی قوت رکھتے ہیں اور اس سے متاثر نہیں ہوں گے۔ تاہم مکمل جائزہ لے لینا ضروری تھا کہ دوسری سمت کے جنگل کو خطرہ تو نہیں ہے اور اس کے لیے وہ بہت دیر بن زاما کے پاس ٹھہرے پھر جب آگ کی قوت کم ہوتی چلی گئی تو انہوں نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ کم از کم اس سمت سے مطمئن ہو گئے تھے۔ واپسی کے سفر میں ایڈگر نے اسد شیرازی سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُدھر سے کارروائی ہوئی ہے۔ یہ اندازہ ہمیں بخوبی ہو گیا ہے کہ آگ خود نہیں لگی بلکہ لگائی گئی ہے اور جیسا کہ بن زاما نے خدشے کا اظہار کیا ہو سکتا ہے ان لوگوں کو راہنمائی مل گئی ہو لیکن مسٹر شیرازی میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں کسی کے خلاف محاذ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ بے شک اس طرف کے لوگ معصوم صفت ہیں اور اُدھر کارروائیاں ہو رہی ہیں لیکن یہ ان لوگوں کا بالکل ذاتی معاملہ ہے ہم اگر چند لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں گے تو ہمارا ضمیر ملامت کرے گا۔"

"نہیں نہیں میں تو سرے سے اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ ہمیں کیا حق پہنچتا ہے نہ ہم یہاں کے قانون کے محافظ ہیں اور نہ ہی ہم نے ان لوگوں کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ بن زاما اپنے طور پر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ایک الگ بات ہے۔ لیکن اس سے اتفاق کر لینا فوراً ضروری نہیں ہے۔ غور کرنا پڑے گا اس مسئلے پر کافی غور طلب مسئلہ ہے۔ واپسی کے سفر میں وہ تیزی نہیں تھی جو جاتے ہوئے تھی۔ رش کو بھی وہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ شعبان معمول کے مطابق خاموش تھا پھر یہ لوگ اپنے کیمپ کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ اس وقت بہت سے خلامی وہاں موجود تھے۔ جیکاس گن پارو اور کشن داس ان خلامیوں سے باتیں کر رہے تھے۔ یہ خلامی اس وقت یہاں نجانے کیوں جمع ہو گئے تھے۔ جبکہ انہوں نے تو صحیح معنوں میں زندگی کا لطف حاصل کرنا شروع کر دیا تھا اور جزیرے میں موجود تمام افراد کے ساتھ گھل مل گئے تھے۔ وہ بے ضرر لوگ جو کسی بھی مسئلے میں ٹانگ نہیں اڑاتے تھے۔ بھلا ان لوگوں کے کسی اقدام کی مدافعت کیوں کرتے وہاں تو شاید مدافعت کا تصور بھی نہیں تھا۔ چنانچہ عموماً یہ غائب ہی ہوا کرتے تھے۔ اس وقت ان کی موجودگی بڑی حیران کن تھی۔ بالآخر جب ان کی نگاہیں ان لوگوں پر پڑیں تو سب کے سب ہی ان کی جانب دوڑ پڑے۔ ایڈگر نے کسی قدر سرسراتی آواز میں کہا۔

"مسٹر شیرازی کچھ ہو گیا ہے۔ کوئی بات ہو گئی ہے۔"

"کیا؟"

"آپ دیکھ لیجیے یہ سب انتہائی متجسس ہیں۔" اسد شیرازی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہیں دیکھ کر ان کی جانب دوڑنے والے ان کے قریب پہنچ گئے۔ جیکاس سب سے آگے تھا۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مسٹر کیپٹن۔ مسٹر شیرازی، اخناطون اور بے اختیار ان کی نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں۔ جہاں اخناطون لنگر انداز تھا لیکن حیرتوں کے شدید دھماکے ان کے ذہن میں ہوئے کیونکہ اخناطون اس جگہ موجود نہیں تھا۔ ایک لمحے کے لیے سب ہی بری طرح چکرا کر رہ گئے تھے۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے جیکاس کو دیکھتے ہوئے ایڈگر نے کہا۔

"اخناطون کہاں گیا؟"

"وہ۔ وہ۔ اسے اغوا کر کے لے گئے۔ وہ اسے اس سمت لے گئے جیکاس نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا۔" اسد شیرازی کے منہ سے بھی پھٹی پھٹی آواز نکلی۔

"ہاں ہم معمول کے مطابق یہاں اپنے کاموں میں

مصروف تھے۔ ہمیں اندازہ بھی نہیں ہوسکا جو کچھ بھی کیا گیا نہایت احتیاط وہوشیاری کے ساتھ کیا گیا وہ لوگ، وہ لوگ اخناطون کو خاموشی سے یہاں سے آگے بڑھا لے گئے اور جب ہمیں اس کا علم ہوا تو اخناطون بہت آگے نکل چکا تھا۔ انہوں نے ایک لمبی سمت اختیار کر کے اس کا رخ تبدیل کیا تھا۔"

"ناممکن۔ ناممکن۔ میرے خدا ناممکن۔ ایڈگر نے مدھم لہجے میں کہا ان لوگوں کے ہاتھ پیروں کی جان نکل گئی تھی۔ اسد شیرازی بھی سکتے کے عالم میں تھا۔ دردانہ بھی حیران کھڑی ہوئی تھی۔ گن پاور نے کہا۔

یہ ایک منظم کارروائی ہے اور یقینی طور پر بہت سے افراد نے کی ہے کیونکہ بالآخر اخناطون کے انجن کے عملے کو تجربہ کار انجینئروں کی ضرورت بھی تھی اور ایسے لوگوں کی بھی جو خلاصیوں کی حیثیت سے اسے آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوں۔"

"اور تم لوگ ان کی آمد سے بے خبر رہے۔ ایڈگر نے جیکاس کو گھورتے ہوئے کہا۔"

"ہمیں کیا معلوم تھا اور پھر آپ کو علم ہے کہ ہم تو اس معاملے میں بالکل کورے لوگ ہیں ہم اپنے کاموں میں مصروف تھے اور یہ سب کے سب اپنی سرمستیوں میں گم تھے۔ ہمیں تو بالکل علم نہیں ہوسکا نہ ہی کوئی ایسی آواز سنائی دی تھی جس سے یہ اندازہ ہو کہ اخناطون کے انجن اسٹارٹ ہوگئے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ ہم اندازہ ہی نہ کر پائے۔" اسد شیرازی نے ایڈگر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ ہوچکا ہے وہ بہت خوفناک ہے۔ مسٹر مورالس۔ لیکن ہمیں صبر سے کام لینا ہے ہمیں ایک دوسرے پر الزام نہیں لگانا۔"

"یہ ان کی ذمہ داری تھی۔" مورالس جھلا کر بولا۔

"بہرحال جو کچھ بھی ہے بات کریں گے اس موضوع پر بات کریں گے۔"

"اب کیا خاک بات کریں گے۔ ہم۔ ہم یہاں قید ہو کر رہ گئے۔ ہم جزیرے کے قیدی ہو کر رہ گئے۔" شعبان نے آگے بڑھ کر مورالس کے سامنے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر مورالس ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اخناطون واپس آجائے گا۔ اسے لایا جائے گا" سب کی نگاہیں شعبان کی جانب اُٹھ گئیں۔ اس کے الفاظ پر غور کیا گیا اور مورالس کے انداز میں تھوڑی سی امید کی کرن پیدا ہوگئی۔

"ہاں واقعی تم سے یہ امید ہے کہ تم اخناطون کو واپس لاسکتے ہو لیکن شعبان ذمہ دار لوگوں کو اتنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

جیکاس اگر تیز مزاج کا آدمی ہوتا تو ایڈگر کی اس جھلاہٹ پر خود بھی جھلا جاتا اور الٹے سیدھے جواب دیتا لیکن وہ نرم خو اور تحمل رکھنے والی فطرت کا مالک تھا۔ چنانچہ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا اور اس بات کو اسد شیرازی وغیرہ نے محسوس کیا تھا۔ بہرحال اخناطون اغوا ہوگیا تھا۔ پھر شعبان نے کہا۔

"اور یہ ایک منظم سازش ہے۔ یقینی طور پر یہ ایک منظم سازش ہے۔ اُدھر جنگلوں میں پہاڑوں کے اس جانب سوکھے درختوں میں آگ لگا کر وہاں بلایا گیا اور اس کے بعد اخناطون کے اغوا کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچایا گیا۔" شعبان کے یہ الفاظ اتنے جامع تھے کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں تھی۔ ایڈگر اور اسد شیرازی بھی اس بات سے متفق ہوگئے ایڈگر نے کہا۔

"شعبان بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک خوفناک سازش ہوئی ہے لیکن اگر ایسی بات ہے مسٹر شیرازی تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اخناطون سے ابھی مایوس نہیں ہوئے بلکہ اس کی موجودگی کے امکانات ہیں۔ فوری طور پر انہوں نے اخناطون کو کسی طویل سفر پر لے جانے کا فیصلہ نہیں کیا ہوگا بلکہ اب یہ ہمیں اسی سمت مل سکتا ہے جدھر بقول لولیسا بن زلما کے وہ پستہ قد آباد ہیں۔"

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ان کا رہنما کون ہوسکتا ہے۔"

"یقینی طور پر مہذب دنیا کا کوئی فرد جس نے ان کی تربیت کی ہوگی۔ بالکل اسی طرح جیسے لولیسا بن زلما یہاں موجود ہے۔ لولیسا بن زلما چونکہ ایک خطرناک بحری قزاق

تھا اور اپنی اس تخریب کاری سے تنگ آچکا تھا جبکہ ہر شخص اس کی طرح نہیں ہوسکتا۔ اُدھر بھی کوئی ایسی شخصیت پہنچ سکتی ہے جو بدستور تخریب کار ہو اور مسلسل تخریب کاری کرتے رہنا چاہتی ہو۔ یقینی طور پر اس نے اس طرف جاسوسی کا نظام قائم کر رکھا ہوگا اور ہوسکتا ہے اپنے وسیع تر مفادات کے حصول کے لیے اس نے یہ اقدام کیا ہو۔"

"مگر اب ہونا کیا چاہیئے۔"

"اخناطون کی واپسی ضروری ہے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اور وہ ہمارے مستقبل کی ضمانت ہے ورنہ یہ ویران جزیرہ ہوگا ہمیں بھی زندگی کے آخری لمحات یہیں گزارنے ہوں گے۔" اسد شیرازی خود اپنے دل میں یہ تمام کیفیات محسوس کر رہا تھا۔ ایڈگر مورالس کی ان باتوں سے اسے بھی خاصی کوفت ہوئی تھی لیکن اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا ضروری تھا۔ دردانہ بھی خاموش تھی۔ اسد شیرازی نے شعبان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور ایسے ہر لمحے میں جو مایوسی کا لمحہ ہو جہاں ہم لوگ اپنی کارکردگی سے بالکل ہی غیر مطمئن ہوگئے ہوں۔ تم نے ہمیشہ آگے بڑھ کر کام کیا ہے اور اس وقت بھی اگر میں یہ ذمہ داری تمہارے سپرد کردوں تو کیا تم اسے قبول کرنے کو تیار ہوگے۔"

"انکل آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ آپ یوں سمجھ لیجیے کہ اخناطون کے بارے میں تمام تر معلومات میں حاصل کروں گا کہ اسے کہاں لے جایا گیا ہے اور اس کے بعد ممکن ہے یہ بھی ہو کہ میں ہی اخناطون کو واپس لانے کا باعث بنوں لیکن چونکہ میں وہاں بہت سے ایسے کام نہیں جانتا جو ضروری ہوتے ہیں اس لیے آپ لوگوں کو بھی تکلیف کرنا پڑے گی لیکن اس کے لیے کوئی مناسب اور موثر ذریعہ میں خود دریافت کروں گا۔"

"اور ہمیں افسوس ہے کہ ہم میں سے کوئی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا لیکن اس وقت ان تمام افراد کی زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ ہمارے پاس سے وہ سہارا چھن گیا ہے جو ہمیں ہماری دنیا میں واپس لے جاتا اور اس کی تلاش کے لیے سب کچھ کرنا بے حد ضروری ہے۔" گن پاور کہنے لگا۔

"یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہمارا خیال غلط ہو۔"

"کون سا خیال؟"

"یہی کہ اخناطون کو اغوا کرنے والے وہ نہ ہوں جنہیں ہم سمجھ رہے ہیں اور اخناطون تمام تر کوششوں کے بعد اس سمت نہ ملے جدھر ہم اسے تلاش کریں۔"

"مسٹر گن پاور آپ کا یہ خیال حقیقت سے دور نہیں ہے۔ ایسا ہوسکتا ہے لیکن چند شبہات اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ ہمارا خیال کچھ فی صد درست ضرور ہے۔"

"مثلاً کیا؟" گن پاور نے پوچھا۔"

"پہلی بات تو جنگلوں کی وہ آگ یہ کارروائی کسی اور طرح کسی اور سمت بھی کی جاسکتی تھی اُدھر بھی کچھ کیا جاسکتا تھا لیکن اُدھر یہ سب کچھ ہونے کا مطلب ہے کہ جو کارروائی کی گئی ہے اسی طرف سے کی گئی ہے اور اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ وہاں کچھ ایسی قوتیں موجود ہوں جن کا تعلق مہذب دنیا سے ہو۔ مگر انہیں اس بات کا علم کیسے ہوا کہ اخناطون پر کیا کیا چیزیں موجود ہیں۔" دفعتاً ہی ایڈگر مورالس چونک پڑا۔ اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شعبان ذرا یہ تو دیکھو کہ ہم میں جو خلاصی ہیں وہ پورے ہیں میرا مطلب ہے کہ کہیں ان خلاصیوں کو تو اغوا نہیں کرلیا گیا یا ان کے ذریعے تو یہ کام نہیں لیا گیا۔" شعبان اچھل کر کھڑا ہوگیا تھا۔ ایڈگر کی یہ نشاندہی بڑی مکمل تھی اور اس بات کے امکانات ہوسکتے تھے کہ اخناطون کے کچھ خلاصیوں کو بھی اغوا کرلیا گیا ہو۔ وہ باہر نکل گیا اور اس نے خلاصیوں کو دیکھنا شروع کردیا۔ صرف پانچ آدمی کم تھے لیکن یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں جہاز چلانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔

"اس بات کے ساتھ ہی میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہمارا یہ خیال غلط ہے۔ خیر اب یہ تو جو کچھ ہے سو ہے ہی مگر شعبان تمہیں فوراً اپنے مشن پر روانہ ہوجانا چاہیئے۔ دردانہ کسی قدر متردد نظر آرہی تھی۔ جب شعبان تیاریاں کرنے لگا تو دردانہ نے آہستہ سے کہا۔

"کہیں یوں نہ ہو کہ ہم شعبان کو بھی کھو بیٹھیں۔" اسد شیرازی نے پریشان نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ بھی تو نہیں ہے ہمارے

پاس۔"

"ہاں ایسا تو ہے۔" وردانہ نے آہستہ سے کہا۔ "آپ لوگ میرے بارے میں فکر نہ کریں میں سمندری راستہ اختیار کروں گا اور آپ اس بات کا بھی اطمینان رکھیئے کہ بالآخر میں اختاطون کا پتہ لگا کر ہی آؤں گا۔ بشرطیکہ وہ کسی لمبے سفر پر نہیں نکل گیا۔"

شعبان سمندر کی جانب بڑھ گیا۔ تمام لوگ اسے چھوڑنے آئے تھے یہاں جو صورتحال تھی وہ بڑی سنسنی خیز تھی لیکن اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ بھی نہیں تھا۔ پانی میں اترنے کے بعد جب شعبان نے کافی دور پہنچنے کے بعد سطح پر ابھر کر ہاتھ ہلایا تو سب ہی نے اسے دعائیں دی تھیں اور اس کے بعد شعبان پانی میں غوطہ لگا گیا تھا۔ اس کا ذہن بالکل صاف تھا اس وقت وہ ذہنی طور پر اپنے آپ کو ایک جانب متوجہ کئے ہوئے تھا۔ یعنی یہ کہ اسے کس طرح سے سفر اختیار کرنا چاہئیے۔ سمت کا تعین باقاعدگی سے نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن شعبان نے اپنے طور پر سمت بھی متعین کرلی تھی۔ ساحل کے ساتھ ساتھ اسے ایک لمبا سفر اختیار کرنا تھا اور اس کے بعد ان پہاڑوں تک پہنچنا تھا جن تک وہ پہلے بھی جاچکا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اب اسے ان پہاڑوں سے آگے کا سفر کرنا تھا۔ وہاں سے اگر وہ چاہتا تو کھاڑی میں بھی داخل ہوجاتا لیکن اس کھاڑی کا بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ کتنے فاصلے پر ہے۔ پھر اس وقت تک شعبان نے پانی سے گردن نہ نکالی جب تک اپنے اندازے کی بنیاد پر وہ وہاں تک نہ پہنچ گیا۔ جہاں ابھر کر اسے پہاڑ نظر آئے تھے اور جب اس نے اپنے اندازے سے سر ابھار کر اپنے داہنی سمت دیکھا تو پہاڑوں کا فلک بوس سلسلہ اسے نظر آگیا۔ پھر اس سے آگے کا تعین کرنے کے بعد ایک بار پھر وہ پانی میں آگے بڑھنے لگا اولیوسا بن زاما نے جس کھاڑی کا تذکرہ کیا تھا اب اسے اس کی تلاش تھی اور اس کا اندازہ اسے کچھ دیر کے بعد ہی ہوگیا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک کسی تارپیڈو ہی کی طرح سفر کرتا ہوا وہ آگے بڑھتا رہا تھا۔ رفتار بے پناہ تیز تھی اور پانی میں اس کا جسم کھلتا جارہا تھا۔ پھر جب اس نے دوبارہ سر ابھارا تو اپنے داہنی سمت اس کھاڑی کو پایا جس کے بارے میں اولیو سا بن زاما نے بتایا تھا کہ اس میں گھاس اگی ہوئی ہے اور پتے پانی پر بکھرے ہوئے ہیں اس نے اپنی داہنی سمت اس گھاس اور پتوں کا جال بچھا ہوا دیکھا۔ شعبان نے ذہانت سے کام لیتے ہوئے گھاس کی جانب رخ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ اس میں الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کھلے پانی ہی کی جانب سفر کیا اور کھاڑی کے دوسرے حصے کی طرف رینگنے لگا۔ اس بار اس کا یہ سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ داہنی سمت اس نے کھاڑی کے بعد کا خشک علاقہ دیکھا اور مطمئن انداز میں گردن ہلا کر آگے بڑھنے لگا۔ کھاڑی کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے بعد ہی وہ آگے کے سفر کے بارے میں اندازہ لگانا چاہتا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کتنا فاصلہ طے کر کے اس نے ان لوگوں کی آبادیوں تک پہنچنا ہے۔ چنانچہ کھاڑی کے جانب رخ کرکے وہ آگے بڑھنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد اسے ساحل نظر آگیا۔ بھوری زمین تھی اور دوسری سمت کے خطے سے بالکل مختلف یہاں پہاڑی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ بدہیئت نوکدار چٹانیں جن پر سفر کرنا بھی بہت مشکل کام تھا۔ چٹانوں کا یہ سلسلہ تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا اور یہاں بالکل ہریالی نظر نہیں آرہی تھی۔ شعبان کو اب یہ اندازہ ہوگیا کہ اس سمت کے رہنے والے اس سرسبز و شاداب خطے سے کیوں حسد رکھتے ہیں۔ یقینی طور پر زندگی ان کے لئے بڑی دشوار گزار ہوگی۔ حیران کن بات تھی کہ تھوڑے سے فاصلے پر ان علاقوں میں بالکل ہی متضاد کیفیات تھیں۔ ادھر سرسبزی اور شادابی ایسی کہ دیکھنے والے کی آنکھ نہ ٹھہر سکے اور ادھر اتنی ہی بدنمائی اور پریشان کن زندگی۔ اسے تو اس بات پر ہی حیرت ہونے لگی کہ اب تک ادھر کے رہنے والوں نے اس طرف کی آبادی پر حملہ کیوں نہیں کیا اور وہاں قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ لیکن اولیاسا بن زاما نے یہ بھی کہا تھا کہ ہوسکتا ہے اس سمت کی آبادی بہت کم ہو۔ جس کی بنا پر وہ زیادہ آبادی والے خطے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کرپائے ہوں لیکن وہ تھے کہاں اور اس دشوار گزار راستے کو عبور کرکے کھاڑی کے ذریعے وہ دوسری آبادی تک کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ شعبان کچھ دیر وہاں رک کر صورتحال کا جائزہ لینا چاہتا تھا چنانچہ ایک بہتر جگہ تلاش کرکے

وہ بیٹھ گیا اس کی نگاہیں سامنے کی سمت چاروں طرف بھٹک رہی تھیں اور وہ یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ یہاں کوئی زندگی کے آثار ہیں یا نہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے اندازہ ہوگیا کہ وہاں زندگی ہے۔ ایک قدآور جنگلی بھینسا زمین پر اپنی خوراک تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ وہ تھا تو کافی قدوقامت کا مالک لیکن بھوک پیاس سے نڈھال محسوس ہوتا تھا۔ شعبان اپنی جگہ ساکت ہوگیا۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اس سمت کے جنگلی جانور دوسری سمت کے جانوروں جیسی ذہنیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ تاہم وہ دلچسپی سے جنگلی بھینسے کو دیکھتا رہا جو اس کی موجودگی سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ یہاں زندگی تو ہے اس کا اندازہ اسی سے ہوگیا تھا اور پھر اولیوسا کا کہنا بھی غلط تو نہیں ہوگا۔ ابھی وہ بھینسے کی جانب متوجہ تھا کہ دفعتاً اسے پتھروں کے لڑھکنے کی آواز سنائی دی یہ آواز اس کے عقب سے آئی تھی۔ بھینسا البتہ اس جانب متوجہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن شعبان نے پلٹ کر دیکھا اور جو کچھ اس نے دیکھا اس نے اسے ششدر کردیا۔ کھاڑی کے کناروں سے لمبے سبز رنگ کے سانپ رینگتے ہوئے باہر آرہے تھے اور ان کے آگے بڑھنے کی رفتار اتنی تیز تھی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ وہ موٹے موٹے سانپ تقریباً دو انچ ڈیڑھ انچ اور بعض جگہ آدھے انچ کی موٹائی رکھتے تھے۔ لیکن ان کے آگے بڑھنے کی رفتار اس قدر طوفانی تھی کہ شعبان حیران ہوگیا تھا پھر اسے یہ احساس ہوا کہ درحقیقت یہ سانپ نہیں ہیں کیونکہ ان میں سانپوں جیسی کیفیت نہیں پائی جاتی تھی اور سانپ کہیں بھی اتنے لمبے نہیں ہوتے۔ سمندر کے ساحل سے تقریباً سو فٹ آگے بڑھ آئے تھے وہ لیکن ان کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا تھا اور پھر فوراً ہی یہ اندازہ بھی ہوگیا کہ وہ کھاڑی میں پائی جانے والی لمبی گھاس ہے لیکن یہ جاندار گھاس پہلی بار انسانی آنکھ نے دیکھی ہوگی۔ وہ گھاس کھاڑی کے سمندر سرے سے لے کر تاحد نظر پھیلے ہوئے سرے تک آگے بڑھ رہی تھی کہیں بہت لمبی کہیں بہت کم لیکن اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ دفعتاً ہی شعبان کو ایک اور بھی احساس ہوا وہ یہ کہ گھاس چاروں طرف سے اسے گھیرنے کی فکر میں لگی ہوئی تھی۔ ناقابل یقین منظر نے شعبان کو اس طرح ششدر کردیا تھا کہ وہ کچھ اور سوچ بھی نہیں سکا لیکن جب اسے یہ احساس ہوا کہ گھاس نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے تو وہ خوفزدہ ہوگیا اور اس کے بعد اس نے انہی نوکدار چٹانوں پر دوڑنا شروع کردیا۔ گھاس اسے چاروں طرف سے لپکنے کی کوشش کررہی تھی۔ اس کے اگلے سرے اوپر اٹھتے اور پھر زمین پر پٹخ جاتے۔ لیکن اس میں جانداروں جیسی کوئی کیفیت نہیں تھی۔ سوائے اس کے رینگنے کی رفتار کے۔ شعبان کو ایک بلند جگہ ملی جس پر لمبی چھلانگ لگا کر وہ اوپر پہنچ گیا۔ لیکن گھاس کا ایک سرا اس کے پاؤں تک پہنچ چکا تھا یہ صرف ایک ہی گھاس کی لمبائی تھی۔ جو اتفاق سے آگے بڑھ کر شعبان کے پاؤں کو چھونے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ دوسرے لمحے شعبان نے محسوس کیا کہ اس کا پاؤں لچ لچی اور نرم گھاس کی گرفت میں آگیا ہے۔ ممکن تھا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑتا اور اس طرح اسے پتھر سے ٹکرانے سے زخم آجاتا۔ لیکن ایک اور چٹان اس کی معاون بنی اور اس نے اس چٹان کو پکڑ لیا۔ گھاس اپنی پوری قوت سے اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی اور شعبان کو یہ محسوس ہورہا تھا کہ اس میں بے پناہ قوت ہے۔ لیکن پھر اچانک ہی شعبان کو پتھر کا ایک ٹکڑا مل گیا ٹکڑا تیز دھار والا تھا اس نے اسے پکڑ کر پوری قوت سے گھاس کے لچکدار جسم پر دے مارا اور وہاں سے وہ گھاس ٹوٹ گئی لیکن اس کی کڑے جیسی کڑی شعبان کے پاؤں میں پھنسی رہ گئی تھی اس طرح شعبان اس بلند چٹان پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن اسے یقین تھا کہ آگے بڑھتی ہوئی گھاس فوراً ہی اسے اپنے قبضے میں لے لے گی۔ البتہ یہاں سے اس نے ایک اور ہولناک منظر دیکھا۔ وہ بھینسا جو کچھ دیر قبل پہاڑی چٹانوں میں اپنے لئے غذا تلاش کررہا تھا گھاس کی گرفت میں آگیا تھا اور گھاس کے بہت سے سروں نے اسے اپنے جال میں پھنسالیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے بھینسا بالکل بے بس ہوگیا ہو۔ دوسرا منظر اس سے بھی زیادہ دل ہلا دینے والا تھا موٹی اور پتلی گھاس کے نوکیلے سرے بھینسے کے جسم میں اترتے جارہے تھے۔ حالانکہ وہ لچ لچی تھی۔ مگر اس میں جسم کے اندر سوراخ کرنے کی صلاحیت تھی۔ بھینسا خون سے

تر بتر ہو رہا تھا اور شعبان دہشت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا اسے یہ احساس ہوا کہ وہ خود بھی گھاس کی گرفت میں اس طرح آ سکتا ہے چنانچہ اس نے چٹان کے دوسری جانب جھانکا۔ بلندی کے دوسرے حصے میں گھاس موجود نہیں تھی اور چند ہی لمحات کے بعد شعبان کو یہ احساس ہوا کہ گھاس کی لمبائی ختم ہو گئی ہے۔ یعنی وہ اس کی رینج سے باہر تھا۔ بس چند ہی سرے ہو سکتے تھے۔ جو اتنے لمبے ہوں کہ اس تک پہنچ سکیں۔ ویسے اس نے چند سروں کو چٹان کی جانب رینگتے ہوئے بھی دیکھا تھا لیکن وہ اس طرح رک گئے تھے جیسے آگے بڑھنے کے لئے زور لگا رہے ہوں اور اس میں ناکام ہوں۔ یہ دنیا کا سب سے خوفناک منظر تھا۔ شعبان کبھی گھاس کی لمبائی کو دیکھتا اور کبھی اس کی نگاہیں بھینسے کی جانب اٹھ جاتیں۔ جس کا جسم آہستہ آہستہ خون سے خالی ہوتا جا رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں شعبان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ بھینسے کا ہڈیوں بھرا پنجرا سامنے پڑا ہوا ہے اور اس کے جسم پر گوشت یا خون نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ شعبان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پورے جسم میں سرد لہریں دوڑ رہی تھیں۔ کھارسی کی گھاس انتہائی خوفناک تھی یہ گھاس یقینی طور پر گوشت خور تھی اور انسان یا کسی بھی جانور کو ہڑپ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ لیکن یہ بھی شعبان کی خوش بختی تھی کہ اس کی لمبائی یہاں پہنچنے کے بعد ختم ہو گئی تھی اور یقیناً وہ اس رینج سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ شعبان نے جب پوری طرح یہ جائزہ لے لیا کہ اب اس گھاس سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے اور گھاس کے سرے بے بسی سے اس کی تلاش میں تڑپ رہے ہیں تو اس نے ٹھنڈی سانس لی اور وہاں سے آگے بڑھ جانا مناسب سمجھا ہو سکتا ہے یہ گھاس پانی سے ابھی کوئی قوت حاصل کر لے جس سے اس کی لمبائی کچھ اور بڑھ جائے شعبان کسی بھی وقت اس کی گرفت میں آ سکتا تھا چنانچہ اس نے وہاں سے آگے بڑھ جانا مناسب سمجھا۔ نوکیلی چٹانوں پر سفر انتہائی دشوار گزار تھا اور اسے نہایت سست رفتاری سے یہ سفر طے کرنا پڑ رہا تھا اب تک تو وہ جان توڑ کر دوڑا تھا اور راستے کے ہر خطرے کو نظر انداز کر دیا تھا لیکن اب اسے احساس ہوا کہ اس

کے جسم میں کئی جگہ ان نوکیلی چٹانوں سے خراشیں لگ چکی ہیں۔ لیکن وہ ہولناک گھاس وہ ہولناک گھاس شعبان اس کی پہنچ سے اتنی دور نکل آیا کہ اسے اب گھاس کے کسی بھی سرے سے کوئی خطرہ نہیں رہا تب اس نے رک کر وہ اس گھاس کو دیکھا۔ مایوس گھاس واپس سمندر کی جانب لوٹ رہی تھی اور سکڑتی چلی جا رہی تھی کچھ دیر کے بعد وہ سمندر کی گہرائیوں میں گم ہو گئی یہ انوکھی اور عجیب و غریب کہانی جب وہ ان لوگوں کو سنائے گا تو وہ دہشت سے کانپ اٹھیں گے یقینی طور پر اس علاقے میں اگر کوئی بھولا بھٹکا جانور ------ ہو گا تو گھاس اسے ایک لمحے میں ہڑپ کر لیتی ہو گی گویا اس سمت سے جاندار انسانوں کا سر سبز و شاداب خطے تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اور پھر بات خود بخود سمجھ میں آ جاتی تھی یعنی سر سبز و شاداب خطے پر حملہ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ ان کے پاس سمندری سفر کے ذرائع موجود نہیں تھے۔ لیکن پھر وہ لوگ اس علاقے تک کیسے پہنچے جنہوں نے جنگل میں آگ لگائی تھی۔ یہ تمام سوالات ابھی حل طلب تھے اور ان کا کوئی حل شعبان کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا۔ جب تک کہ وہ ان لوگوں کو دیکھ نہ لے۔ چنانچہ انہی کی تلاش میں وہ آگے بڑھتا رہا اور ایک بار پھر ان کی جسم میں نئی قوتیں بیدار ہو گئی تھیں۔ اسے اخناطون کی تلاش تھی۔ چٹانوں کا یہ سلسلہ کافی دور جا کر ختم ہوا اور اس کے بعد کسی قدر صاف ستھرا میدان آ گیا لیکن اس میدان میں عجیب و غریب قسم کے پہاڑی ٹیلے ابھرے ہوئے تھے۔ ٹیلے غیر قدرتی نہیں تھے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں خاص طور سے یہاں ایستادہ کیا گیا ہو۔ یہ صرف ایک احساس تھا جو شعبان کے ذہن میں آیا تھا۔ ان ٹیلوں میں اسے سوراخ نظر آ رہے تھے۔ قد آدم سوراخ جن کے بارے میں یہ اندازہ ایک نگاہ دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا تھا کہ ان میں مقامی آبادی رہتی ہو گی اور شعبان کو فوراً ہی اس کا اندازہ ہو گیا۔ دفعتاً ہی ان ٹیلوں نے انسان اگلنا شروع کر دیئے تھے لولیوسا بن زاما کے کہنے کے مطابق یہ لوگ پستا قد اور کسی قدر دبے ہوئے رنگ کے مالک تھے۔ جسم اسی انداز میں تھے جیسے دوسری طرف کے لوگوں کے دیکھے جا سکتے تھے۔ یعنی زیریں بدن

پتوں وغیرہ میں چھپے ہوئے یہاں پتے سر سبز نہیں تھے۔ بلکہ سوکھی ہوئی گھاس وغیرہ کو استعمال کیا گیا تھا، انسانی زندگی اس انداز میں یہاں موجود تھی۔ لیکن جس طرح وہ ان سوراخوں سے اچانک ہی باہر نکلے تھے اسے دیکھ کر شعبان رک گیا اور پھر اس نے بغور انہیں دیکھا وہ سب اس کی جانب نگراں تھے جیسے انہیں پہلے سے اندازہ ہو کہ شعبان یہاں آ رہا ہے۔ دوسری چیز جو اس نے دیکھی وہ ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے پتھر تھے اور اچانک ہی شعبان کو ایک سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان لوگوں نے اس کے گرد پتھر پھینکنا شروع کر دیئے تھے۔ لیکن یہ پتھر شعبان سے تھوڑے فاصلے پر گر رہے تھے۔ انسانوں کی شاید پوری آبادی ہی ادھر امڈ آئی تھی اور سب کے سب اپنے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے تھے البتہ ایک بات جس کا شعبان بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا وہ یہ تھی کہ پتھروں سے ان کے نشانے بہترین تھے۔ یعنی وہ پتھر شعبان کو نقصان نہیں پہنچا رہے تھے لیکن ایک دوسرے کے اوپر اس طرح گر رہے تھے کہ شعبان کے گرد ایک دیوار سی قائم ہوتی جا رہی تھی۔ غالباً وہ شعبان کو ان پتھروں سے ہلاک نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ پتھروں کا قیدی بنایا جا رہا تھا۔ پتھر اسی انداز میں ایک دوسرے پر گرتے رہے اور شعبان کے جسم کے کافی حصے کو ڈھانکنے میں کامیاب ہو گئے اس سے دو صورتیں ہوئی تھیں اول تو یہ کہ شعبان کے قدم رک گئے تھے اور وہ بھاگ نہیں سکتا تھا بلکہ وہ پتھروں کے دیوار میں قید ہو گیا تھا۔ دوئم یہ کہ وہ لوگ اسے یہ احساس دلا رہے تھے کہ اگر اس نے جنبش کرنے کی ذرا سی بھی کوشش کی تو یہ پتھر اس کے جسم تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ یوں اسے آدھے جسم تک پتھروں کا قیدی بنا دیا گیا اور شعبان ساکت و جامد کھڑا ان کی یہ کارروائی دیکھتا رہا وہ اسے گھور رہے تھے اور ان کی نگاہوں میں کوئی خاص کیفیت نہیں پائی جاتی تھی۔ شعبان صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا اسے یہ اندازہ تو بے شک ہو گیا تھا کہ اب وہ اس آبادی کا قیدی بن گیا ہے پھر اس نے ایک سوراخ سے چار ایسے افراد کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا جو قد و قامت میں لمبے تڑنگے تھے۔ جسم ان کے بھی اسی انداز میں پتوں اور گھاس

سے ڈھکے ہوئے تھے لیکن تبدیلی یہ تھی کہ ان کے قد و قامت زیادہ تھے اور رنگ کافی حد تک سفید تھے البتہ ان کے اندر جو حیران کن چیز تھی وہ یہ کہ ان کے سر کے بال کمر تک بکھرے ہوئے تھے اور داڑھی بھی سینے سے نیچے آ رہی تھی اسی طرح مونچھیں ہونٹوں کے اوپر گری ہوئی تھیں بھنویں تک سفید تھیں وہ بہت زیادہ عمر رسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ لیکن انتہائی چاق و چوبند اور بھرپور جسامت کے مالک ننگے پاؤں تھے اور ان کے ہاتھوں میں پتھروں کے لمبے لمبے ہتھیار تھے جنہیں وہ اپنی مٹھی میں جکڑے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ شعبان نے محسوس کیا کہ جیسے جیسے ان کے قدم آگے بڑھتے جا رہے ہیں مقامی آبادی کے پستہ قامت لوگ ان کے لئے احترام کے انداز میں راستہ چھوڑتے جا رہے ہیں۔ پھر وہ شعبان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے ان کی گہری سیاہ اور بڑی بڑی آنکھیں شعبان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تم اپنے آپ کو قیدی سمجھو۔" شعبان نے ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا کر کے گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"میرا یہی اندازہ تھا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔"

"اب یوں کرو کہ پتھروں کے اس حصار کو عبور کر کے باہر نکل آؤ اور بغیر کسی غلط حرکت کے ہمارے سامنے آگے کی سمت بڑھو۔ لیکن ایک بات اچھی طرح سمجھ لو اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی یا اپنی جسمانی قوتوں کا مظاہرہ کیا تو یہ پتھر پھینک پھینک کر تمہارے جسم کو گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل کر دیں گے۔"

"میں جانتا ہوں۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے وہی کرو۔"

شعبان نے پتھروں کے اس ڈھیر کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جو دیوار انہوں نے پھینکے ہوئے پتھروں سے قائم کی ہے وہ بالکل مضبوط ہے۔ پتھر اس طرح ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے کہ ایک مضبوط دیوار بن گئی تھی۔ بہر طور شعبان اس دیوار کو عبور کر کے دوسری طرف نکل آیا۔ وہ چاروں آدمی اس انداز میں

کھڑے ہوگئے جیسے چاہتے ہوں کہ وہ ان کے درمیان آجائے اور وہ اسے لے کر آگے بڑھیں۔ شعبان شدید تجسس اور دلچسپی کا شکار تھا۔ کسی حرکت کے کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اسے ان لوگوں پر حیرت تھی کہ نجانے کون ہیں۔ ویسے ان کی جسمانی مضبوطی کا اندازہ شعبان نے بخوبی لگالیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے لیکن ان کے ساتھ ساتھ ہی ان سے تقریباً سو گز کا فاصلہ دے کر وہ پستہ قامت لوگ چلنے لگے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بری طرح ان لوگوں کی گرفت میں ہوں اور وہی کرتے ہوں جو یہ چاہتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب قید شعبان کو بڑی سنسنی خیز محسوس ہو رہی تھی۔ پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اس نے بچوں کے رونے کی آوازیں بھی سنیں۔ عورتوں کی بولنے کی آوازیں بھی ابھر رہی تھیں۔ لیکن کوئی عورت یا کوئی بچہ ان پہاڑی ٹیلوں سے باہر نہیں نکلا تھا۔ جو ان لوگوں نے اپنے مکانوں کی حیثیت سے بنائے تھے اس کا مقصد ہے کہ ذہنی طور پر یہ سرسبز آبادی سے زیادہ برتری رکھتے ہیں اور زندگی گزارنے کے طریقے جانتے ہیں۔ ان کے وسائل بے شک کم ہوں گے لیکن انہوں نے کم از کم رہنے کے لئے ٹھکانے بنائے ہیں اور ادھر کی آبادی کی مانند گھاس اور درختوں پر قیام نہیں کرتے۔ بہت سے ٹیلوں کے درمیان سے گزرنے کے بعد شعبان کو ایک عظیم الشان پہاڑی سلسلہ نظر آیا۔ یہ سلسلہ غالباً پیچھے کی طرف زیادہ طویل ہوگیا تھا کیونکہ اس کے دائیں بائیں کی سمتیں خالی تھیں اور وہاں ویسے ہی ٹیلے نظر آرہے تھے۔ عجیب و غریب جگہ تھی۔ بالکل یوں لگتا تھا جیسے یہ جگہ ان لوگوں کی ضرورت کے مطابق قدرت کی طرف سے تشکیل دی گئی ہو۔ لیکن شعبان نے بہت زیادہ حیرت کا اظہار نہیں کیا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ اس وسیع و عریض پہاڑی سلسلے کے پاس پہنچ چکا تھا جس کے دامن میں ایک عظیم الشان سوراخ نظر آرہا تھا کسی بہت بڑے غار کا سوراخ اور یقینی طور پر شعبان کو اسی طرف لے جایا جارہا تھا۔ شعبان کے دل میں تجسس کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور وہ بہت کچھ جان لینے کا خواہش مند تھا۔ خوف وغیرہ کا کوئی تصور تو اس کے دل میں تھا ہی نہیں۔ بس سنسنی، تجسس جو اس کی زندگی کا سب سے اہم ترین حصہ تھا۔ وہ چاروں اسے لئے ہوئے غار کے دہانے پر پہنچے اور پھر ان میں سے ایک نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ خود وہ شعبان سے پہلے غار کے اندر داخل ہوگیا تھا۔ شعبان کو اندر قدم رکھتے ہی محسوس ہوا کہ اس غار کو بڑی ذہانت سے قابل استعمال بنایا گیا ہے۔ پتا نہیں وہ قدرتی سوراخ تھے جن سے روشنی اندر آرہی تھی یا پھر یہ سوراخ بنائے گئے تھے لیکن ان کے نتیجے میں یہ عظیم الشان غار پوری طرح روشن تھا یہاں جگہ جگہ پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور جو شخص شعبان کو پتھر کے ایک بڑے ٹکڑے پر سب سے پہلے نظر آیا اسے دیکھ کر شعبان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ یہ منظر بھی ناقابل یقین تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی طلسمی ماحول میں پھنس گیا ہو لیکن سامنے نظر آنے والی شخصیت کو پہچاننے میں اس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ سرخ و سفید جسم کی مالک گداز اور حسین ہونٹ رکھنے والی تیز اور شفاف آنکھوں سے مزین چہرے والی گارتھا اس کے سامنے بڑے سے پتھر پر غرور و تمکنت کے ساتھ بیٹھی ہوئی مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ شعبان کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے بند ہوگئیں۔ وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ اس کی بینائی نے جو منظر اس کے سامنے پیش کیا ہے وہ صرف اس کا وہم ہے یا حقیقت۔ وہ چاروں افراد جو اسے ساتھ لے کر آئے تھے پیچھے ہٹے اور آہستہ آہستہ ہٹتے ہوئے غار کے دہانے سے باہر نکل گئے۔ گویا اب انہیں اس بات کا خطرہ نہیں تھا کہ شعبان راہ فرار اختیار کرے گا یا اندر موجود گارتھا کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔ پتہ نہیں انہوں نے اس بات کا یقین کیوں کرلیا تھا۔ گارتھا کی مسکراہٹ میں بڑا طنز اور بڑا انوکھا پن تھا۔ شعبان آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگا اور بار بار پلکیں جھپکانے لگا۔ تب اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ پتھر پر لگایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سمندر کے بیٹے کو گارتھا خوش آمدید کہتی ہے۔"

شعبان درحقیقت اس وقت اتنا حیران ہوا تھا کہ اس کے اعصاب جواب دے گئے تھے۔ وہ ناقابل یقین نگاہوں سے گارتھا کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ یہ جادوگری ہی ہوسکتی ہے یا پھر اس کی آنکھوں کا تصور لیکن گارتھا کے الفاظ کو کیسے نظرانداز

کرسکتا تھا۔ آنکھیں دھوکا دے رہی تھیں تو کیا کان بھی خراب ہوگئے تھے۔ پھر یہ آواز اس کے کانوں میں کہاں سے ابھری ہے اور پھر آنکھیں روشن تھیں۔ منظر نمایاں تھا۔ تب پھر اس بات پر یقین کیوں نہ کیا جاتا کہ اس عظیم الشان غار میں گارتھا اس کے سامنے ہے شعبان نے گارتھا کے خلاف جو کچھ بھی کیا تھا وہ ایک الگ بات تھی لیکن اسے اس قدر اندازہ نہیں تھا کہ یہ عورت بالکل طلسمی حیثیت کی مالک ہوسکتی ہے۔ کوئی عقل میں آنے والی بات تھی اسے تو موت کے حوالے کردیا گیا تھا سمندر کی لہروں پر وہ چھوٹی سی کشتی بھلا کیا حیثیت رکھتی تھی جس میں اسے بٹھا کر روانہ کردیا گیا تھا اور پھر بہت زیادہ وقت بھی نہیں گزرا تھا۔ اگر سالہا سال ہو چکے ہوتے تو یہ سوچا جاسکتا تھا کہ گارتھا نے بالآخر سمندر میں ایک بار پھر موت کو شکست دے دی اور کسی نہ کسی طرح اس جزیرے تک پہنچ گئی اور یہاں اس نے اپنے طور پر تسلط حاصل کرلیا۔ چند منٹ کے اندر اندر یہ ساری کارروائی درحقیقت کوئی طلسمی عمل ہی معلوم ہوتی تھی۔ گارتھا دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر چند قدم آگے بڑھ کر شعبان کے سامنے پہنچ گئی اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری اور تمہاری شناسائی اتنی مختصر تو نہیں شعبان کہ تم مجھے پہچاننے میں دقت محسوس کرو یا پھر غالباً یہ سوچ رہے ہوگئے تم کہ یہ میں نہیں میری روح ہے جس نے بالآخر تمہیں یہاں تک بلالیا۔" شعبان اب بھی سحر زدہ نگاہوں سے گارتھا کو دیکھ رہا تھا اسے درحقیقت اپنی بصارت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ تب گارتھا نے کہا۔

"آؤ بیٹھو اب تو تم میرے مہمان ہو۔ تمہیں یہاں تک لانے کے لئے میں نے نجانے کیا کیا جتن کئے ہیں۔"

شعبان اپنے آپ کو سنبھال کر گارتھا کی طرف دیکھنے لگا۔ گارتھا نے ایک پتھر کی جانب اشارہ کیا اور شعبان تھکے قدموں سے اس طرح چل پڑا۔ پھر پتھر پر بیٹھ گیا۔

"تم تو سیمابی فطرت کے انسان ہو تمہارے چلنے کا یہ انداز مجھے پسند نہیں آیا۔ آہ میں سمجھی یقینی طور پر تم اعصابی کشیدگی کا شکار ہوگئے ہو۔"

"بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کررہی ہو گارتھا۔ سمندر میں جس کشتی میں تمہیں اتارا گیا تھا اس میں بہرطور کھانے پینے کی اتنی اشیاء موجود تھیں کہ تم زندہ رہ سکو اور یہی تصور ذہن میں بھی تھا کہ اگر تم اپنے طور پر زندگی حاصل کرلو تو ہم اس بات کو بھول جائیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کیا حیثیت رہی ہے۔ ورنہ باآسانی تمہیں جہاز ہی میں موت کے گھاٹ اتارا جاسکتا تھا۔"

"ہوں۔ گویا یہاں بھی تم اپنا ایک احسان جتانا چاہتے ہو مجھ پر۔"

"نہیں گارتھا لیکن اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکوں گا کہ تم شاید دنیا کی سب سے حیرت انگیز عورت ہو میں نے عورتوں میں کم از کم تم جیسی عورت کبھی نہیں دیکھی۔"

"میں نے تمہیں اپنا مرد بنانا چاہا تھا شعبان۔ لیکن تم نے۔"

"گارتھا تم نجانے کون سی نسل سے تعلق رکھتی ہو۔ مجھے اپنی زندگی میں معلومات کے دوران یہ تو پتہ چلا تھا کہ یورپ کی نسلیں وہ اقدار کھو چکی ہیں جو انسانی زندگی سے گہرا پیار رکھتے ہیں لیکن تمہیں دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ میری اور تمہاری عمر میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اور اس کے علاوہ تم اسیر اوتقاباشی کی داشتہ رہ چکی ہو۔ اس کے قدموں میں تم نے ایک طویل وقت گزارا ہے۔ پھر تم اس بات کی توقع کیسے رکھتی تھیں کہ میں تمہیں اپنی عورت کی حیثیت سے قبول کرلیتا۔" گارتھا برا ماننے کے بجائے ہنس پڑی پھر وہ کہنے لگی۔

"خیر تم جیسے نوجوانوں کا حصول میرے لئے چٹکیوں کا کام ہے۔ شاید میں پچھلے کچھ عرصے میں حماقتیں کرتی رہی ہوں اور میں نے اپنی حیثیت کو خود نظرانداز کردیا ہے۔ میں نے ایک بہت کم سطح کے لوگوں کو اپنی سطح کے برابر کردیکھا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ میں مشکلات کا شکار رہی ہوں۔ ورنہ شعبان تم جیسے گھٹیا قسم کے لڑکے میرے تلوے چاٹتے رہے ہیں۔ تمہارے سلسلے میں میں نے جو دھوکا کھایا ہے بہرطور میری زندگی کا ایک یادگار واقعہ ہے۔ لیکن

دیکھ لو اس کے نتیجے میں میں نے کیا کر دکھایا۔"

"ہوسکتا ہے تم بہت بلند فطرت کی مالک ہو گارتھا میں نے خود کو ہمیشہ ایک معمولی انسان سمجھا۔ لیکن میرے ہی ذریعے تمہیں وہ بدترین شکست نصیب ہوئی جس کے نتیجے میں تم اس وقت یہاں موجود ہو۔"

"لو ہو میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میری بہت بڑی کامیابی ہے۔"

"تم جو کچھ بھی سمجھتی ہو میں اس پر اعتراض تو نہیں کرسکتا۔"

"ٹھیک ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ سناؤ باقی تمام لوگ کیسے ہیں؟"

"سب ٹھیک ہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

گارتھا نے پھر ایک قہقہہ لگایا اور ہنستی ہوئی بولی۔

"واقعی تم بہت معصوم ہو۔ جس انداز میں تم یہ الفاظ کہہ رہے ہو ان پر مجھے ہنسی آرہی ہے۔ تم یہاں قیدی کی حیثیت سے آگئے ہو شعبان تمام لوگوں سے الگ ہو کر اور تم کہتے ہو کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"میڈم گارتھا زندگی میں یہ اونچ نیچ تو چلتی رہتی ہے۔ آنٹی دردانہ نے مجھے اس دنیا کے بارے میں سب کچھ بتایا ہے۔"

"دردانہ۔" گارتھا نے عجیب سے انداز میں کہا۔ کچھ دیر سوچتی رہی اور اس کے بعد اس نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"آہ میں نہیں سمجھ پائی تھی۔ میں واقعی نہیں سمجھ پائی تھی۔ تو یہ مسئلہ ہے۔" شعبان اسے دیکھتا رہا گارتھا پرخیال انداز میں سرہلاتی رہی اور اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کرلی۔ شعبان کے دل میں یہ تجسس تو ابھرا تھا کہ گارتھا سے پوچھے کہ کیا اندازہ لگایا اس نے۔ دردانہ کے نام پر اس کے ذہن میں کیا تصور ابھرا ہے۔ لیکن وہ اسے بہت زیادہ حیثیت نہیں دینا چاہتا تھا۔ گارتھا کچھ دیر سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"میں نے درحقیقت تمہیں کبھی نہیں بھلایا شعبان اور بھول بھی نہیں سکتی۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے مجھے کچھ دیر کے لئے ذہنی طور پر معطل کر دیا تھا۔ اپنی دانست میں تم نے بہت زیادہ چالاکی سے کام لیا تھا اور مجھے بیوقوف بنایا تھا۔ اعتراف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ میں لمحاتی طور پر تمہارے ہاتھوں بیوقوف بن گئی تھی۔ لیکن بس اپنی اس حماقت کو شاید میں زندگی بھر فراموش نہیں کرسکتی۔"

"چھوڑو ان باتوں کو گارتھا۔ مجھے اس جگہ کے بارے میں بتاؤ جہاں تم نے مجھے اپنا قیدی بنایا ہے۔"

"ہاں سب کچھ بتاؤں گی میں تمہیں بڑا پرلطف معاملہ ہے شعبان تم سنوگے تو خوش ہوجاؤ گے۔ ویسے ایک بات میں تمہیں بتادوں کہ کوئی ایسی حماقت مت کرنا جس سے مجھے تمہارے خلاف کوئی عمل کرنا پڑے۔"

"مثلاً۔"

"مثلاً یہ کہ یہاں سے بھاگنے کی کوئی کوشش کبھی مت کرنا۔ یہ کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یہ بڑی عجیب و غریب جگہ ہے۔ میرے لئے انتہائی باعث دلچسپی اور پھر ویسے بھی ابھی تو تمہیں اس قسم کی کوئی کوشش کرنی بھی نہیں چاہئے کیونکہ یہاں تمہاری ملاقات ایسے بہت سے دلچسپ لوگوں سے ہوگی جن سے مل کر تم انتہائی مسرور ہوجاؤ گے۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ گارتھا نے کچھ لمحات کے بعد پھر کہا۔

"اور اس میں تمہارے کچھ شناسا بھی ہیں شعبان تمہارے کچھ ایسے شناسا بھی ہیں جن سے مل کر تمہیں حیرت بھی ہوگی اور خوشی بھی۔"

بولتی رہو۔ میں تمہاری گفتگو میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔

"چلو چھوڑو ان باتوں کو۔ اب یہ بتاؤ کہ یہاں آکر تمہارے احساسات کیا ہیں۔ ہم اگر اپنی معلومات کا تبادلہ کرلیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے کہ تمہارے بقیہ ساتھی اب کیا کر رہے ہیں۔" شعبان نے گارتھا کو دیکھا ایک لمحے کے لئے اس کی ذہنی سوچ میں کچھ تبدیلی ہوئی اور پھر اس نے اس سے آہستہ سے کہا۔

"اختاطون کہاں ہے۔" گارتھا ہنس پڑی تھی۔ چند لمحات وہ دلچسپ نگاہوں سے شعبان کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"آرہا ہوگا۔ لابون اسے خود لارہا ہے۔ دراصل وہ اپنے ساتھ انجینئروں کو اختاطون پر تربیت بھی دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ پہلے اختاطون کو وہ ذرا لمبے راستے پر لے جائے گا اور پھر گھما پھرا کر اسے یہاں لے آئے گا۔ یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ اگر تمہارے پاس اسے تلاش کرنے کے کچھ ذرائع ہوں جبکہ میں نے لابون سے کہا تھا کہ وہ ذریعہ شعبان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا پھر بھی لابون احتیاط پسند آدمی ہے اس نے سوچا کہ سمندر میں ذرا دور تک نکل جائے اور یہ اندازہ لگالے کہ اگر اختاطون کا تعاقب کیا جارہا ہے تو اس کا ذریعہ کیا ہے۔ اس کے بعد ساحل کی جانب واپس آئے تو ڈیئر شعبان اختاطون یہیں آئے گا۔ تم اسے پاسکوگے یقینی طور پر تم اسے پاسکوگے یوں لگتا ہے اختاطون کا تمہاری زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ یہیں آرہا ہے۔ تمہارے لئے جبکہ باقی لوگوں کا رابطہ اس سے کٹ چکا ہے۔ میں نے تمہیں اختاطون کے بارے میں بتادیا۔ تمہارا پہلا سوال تھا اب کیا تم مجھے ان لوگوں کے بارے میں نہیں بتاؤ گے کہ وہ کیا کررہے ہیں اور تم یہاں کیسے آنکلے؟"

"کوئی حرج نہیں ہے اسد شیرازی اور ایڈگر وغیرہ ان پہاڑوں کے دوسری جانب موجود ساحل پر جہاں سے تم نے اختاطون کو چوری کیا ریسرچ سینٹر قائم کرکے سمندری تحقیقات کررہے ہیں ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی تھا اور اس کے لئے انہوں نے اتنا طویل سفر طے کیا تھا۔"

"آہ اب وہ ساری زندگی یہاں ریسرچ کرتے رہیں گے اور یقینی طور پر معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کرلیں گے کہ اگر لوشین ٹریژر کو اس کے بارے میں علم ہوجائے تو وہ اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ اس علاقے کی جانب آنکلیں۔"

گارتھا کی ایک ایک بات میں طنز تھا۔ شعبان اس طنز کو محسوس کررہا تھا لیکن عقل اسے سمجھا رہی تھی کہ اس وقت کسی بھی بات سے متاثر ہوکر کوئی عمل کرنا بالکل مناسب نہیں ہوگا۔ وہ پرخیال نگاہوں سے گارتھا کو دیکھتا رہا اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"بہرحال گارتھا میں تمہیں اس نئی زندگی کی مبارکباد دیتا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ اب تم زندہ رہنے کا حق رکھتی ہو کیونکہ تم نے موت کو بار بار شکست دی ہے۔"

"شکریہ شعبان۔ بے حد شکریہ۔"

"مگر کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کروگی کہ سمندری سفر کے بعد تم یہاں تک کیسے پہنچ گئیں۔"

"ہاں ابھی جب تک لابون واپس نہ آجائے یہ ضروری ہے کہ میں تم سے باتیں کرتی رہوں۔ ویسے بھی تمہیں یہاں سخت کوفت ہوگی اگر میرا سہارا بھی نہ ہو۔ میں نہیں جانتی کہ کون کب تم سے ملاقات کرے گا لیکن فی الحال تم یہ سمجھ لو کہ تمہیں یہاں قید کرنے میں میرا ہی ہاتھ ہے اور میں نے اس سلسلے میں بڑی سرگرمی سے کام لیا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ تم بے پناہ ذہین عورت ہو۔"

"ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں مائی ڈیئر شعبان ویسے میں جن لوگوں کے بارے میں تمہیں بتارہی تھی وہ لوگ بھی تمہارے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ چلو چھوڑو ان لوگوں کی بات میں تمہیں اپنے بارے میں سناؤں۔ ہوا یوں کہ تم نے مجھے کشتی میں بٹھا کر ان تمام اشیا کے ساتھ سمندر میں روانہ کردیا۔ درحقیقت وہ لمحات میرے لئے انتہائی خوفناک اور تکلیف دہ تھے آہ مجھے اس کشتی میں سو دن تک سفر کرنا پڑا۔ بے شک کھانا اور پانی میرے پاس موجود تھا لیکن سمندر کی تنہائی بھی بڑی عجیب چیز ہوتی ہے ان دنوں میں یہ سوچنے لگی تھی کہ یقینی طور پر میری زندگی اب خاتمے کے قریب ہے دراصل تمہارا معاملہ بڑا عجیب ہے شعبان تم سے میرے ذہنی ستارے کچھ اس طرح ہم آہنگ ہوگئے ہیں کہ میں کہہ نہیں سکتی کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ اٹلی میں میرا اپنا ایک عظیم مقام تھا اور میں ایک بہت بڑے ادارے کی مالک تھی۔ لوشین ٹریژر کے لئے میں نے بے شمار بار بے شمار کام کئے اور ان سے معاوضہ وصول کیا اس بار بھی اسی بنیاد پر میں نے اپنے کام کا آغاز کیا تھا لیکن یہاں سے میری زندگی کے نئے راستے شروع ہوگئے اور شعبان یہ

راستے بار بار تمہاری سمت اختیار کرتے رہے۔ بہت سے واقعات تمہیں معلوم ہیں کب سے میں تمہیں لوشین ٹریژر کے لئے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے بعد معاملات میرے لئے بالکل ذاتی ہوگئے۔ لوشین ٹریژر پس منظر میں چلا گیا اور میرا اور تمہارا مستقل راستہ قائم ہوگیا۔ خیر تو میں بتا رہی تھی کہ سمندر میں میری کشتی سفر کرتی رہی اور میں نجانے کیسے کیسے وسوسوں اور خوف کا شکار رہی۔ لیکن پھر میری تقدیر نے یاوری کی۔ ہواؤں نے میرا ساتھ دیا اور مجھے ایک ایسا جہاز نظر آیا جو مسافر بردار معلوم ہوتا تھا وہی ہوا جہاز سے مجھے دیکھ لیا گیا اور اس کے بعد مجھے جہاز پر اٹھا لیا گیا ان لوگوں کو متاثر کرنا بھی میرے لئے مشکل کام ثابت نہیں ہوا تھا۔" گارتھا نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا لیکن اسی وقت غار کے دروازے سے وہ چاروں بوڑھے آدمی اندر داخل ہوئے جو مجھے یہاں تک لائے تھے گارتھا چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"ہاں۔"

"اخناطون آگیا ہے میڈم۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ۔ لابون نے اس کا مقصد ہے زیادہ لمبا سفر نہیں کیا پھر کوئی خاص بات۔"

"لابون آپ کو طلب کرتا ہے۔"

"اوہ۔ اچھا ٹھیک۔ مگر اس کا کیا بندوبست کروگے۔" گارتھا نے میری جانب دیکھ کر کہا۔

"جو آپ حکم دیں میڈم۔"

"ہوں۔ اس کے سوا اور کیا حکم دے سکتی ہوں کہ اسے قید کردیا جائے لیکن میری نگرانی میں۔ یہ بہت شاطر آدمی ہے اور نکل سکتا ہے، چلو اسے لے چلو۔" چاروں قوی ہیکل بوڑھے شعبان کے اردگرد آکر کھڑے ہوگئے۔ شعبان خاموشی سے اٹھ گیا تھا اسے نکل جانے کی جلدی نہیں تھی۔ ویسے بھی یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ ان کے چنگل سے نکل جانا آسان کام نہیں ہوگا۔ خواہ مخواہ زندگی خطرے میں ڈالنا ممکن نہیں ہے اور اس سے زیادہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ خاموشی سے کچھ وقت گزار کر انتظار کرلیا جائے اور پھر اخناطون کی آمد کی اطلاع اسے مل ہی گئی تھی۔ اگر جدوجہد ہی کی جائے تو کم از کم اس شکل میں کی جائے کہ وہ اخناطون کے واپس لے جانے کے امکانات ہوں۔ چنانچہ وہ خاموشی سے ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا۔ غار اندر ہی اندر ایک سرنگ کی حیثیت اختیار کرگئے تھے اور ان میں ذیلی غار بھی تھے یقینی طور پر یہ لوگ خطرناک تھے اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوا تھا وہ چند روز کی کارروائی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ غاروں میں کئی جگہ ایسے قید خانے نظر آئے جو دیوار کے اندر بنے ہوئے تھے لیکن ان میں موٹی موٹی پتھر کی سلاخوں کے دروازے لگائے گئے تھے۔ یقینی طور پر یہ سلاخیں تراشی گئی ہوں گی اور دروازوں کو اس طرح ان پر فٹ کیا گیا ہوگا لیکن یہ بہت بڑا کام تھا۔ شعبان کو شدید حیرت تھی کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیا کررہے ہیں۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ پتھروں کے ایک بڑے دروازے کو ان چاروں نے طاقت لگا کے کھولا اور شعبان کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ گارتھا نے مسکراتے ہوئے شعبان کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"ہوسکتا ہے شعبان تم بہت زیادہ طاقتور ہو لیکن ان پتھروں سے سر ٹکرا کر مرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ انتظار کرلینا ہاں اگر ان غاروں سے نکل بھاگنے کی کوشش کی تو یقینی طور پر موت تمہارا استقبال کرے گی۔ یہاں کسی کو بھی تمہاری زندگی سے اتنی دلچسپی نہیں ہے کہ تمہارے لئے پریشان ہو۔ یہ لوگ جو تمہارے لئے پہرے دار مقرر کئے جائیں گے بڑے معصوم اور سادہ لوح ہیں نہ یہ تمہاری زبان سمجھیں گے اور نہ تم یہ بات کرسکیں گے۔ لیکن انہیں یہ ضرور سمجھا دیا جائے گا کہ اگر تم نکلنے کی کوشش کرو تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کردیں اور یہ پتھر ان کا بہترین ہتھیار ہیں۔ ان کا نشانہ کبھی خالی نہیں جاتا۔ چنانچہ سنگسار ہونے سے بچنا۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پتھروں کے دروازے کے پیچھے اسے دھکیل دیا گیا اور دروازہ بند کرکے اوپر سے چٹانوں کے وہ ٹکڑے گرا دیئے گئے جو بڑی مہارت سے دروازے کو بند کرنے کے لئے تالے کے طور پر تیار کئے گئے تھے۔ شعبان ان تمام چیزوں کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ دیوانہ نہیں تھا کہ دیوانگی کا مظاہرہ کرتا جانتا تھا کہ اس قید خانے میں وقت گزارنا پڑے گا۔ جس غار میں اسے قید کیا گیا تھا اس میں اوپر کی سمت چار چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے جو ہوا اور روشنی آنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ لیکن یہ سوراخ اتنے چھوٹے تھے کہ ان سے کسی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ ان سے باہر گزارا جاسکتا تھا۔ گارتھا مسکرائی اور ایک قاتل نگاہ شعبان پر ڈالتی ہوئی واپس مڑ گئی۔ ویسے بھی بے حجاب عورت تھی اور اس وقت اس کی بے حجابی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کیونکہ اس کے جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ جب وہ وہاں سے چلی گئی تو شعبان پتھر کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گیا اب اس نے اپنی قیدی کی حیثیت کو تسلیم کرلیا تھا اور یہ اندازہ اسے ہوگیا تھا کہ وقت ہی کوئی رد و بدل کرے اس کہانی میں تو ممکن ہے ورنہ آسانی سے وہ ان لوگوں کے چنگل سے نہیں نکل سکتا اور اس کے بعد اس نے ان آٹھ افراد کو دیکھا جو مقامی لگتے تھے تنگ رنگ اور پستہ قامت رنگ میں وہی بے رنگی جو مقامی لوگوں میں دیکھی گئی تھی اور جس کا تذکرہ لولیوسا نے پہلے ہی کردیا تھا۔ آٹھوں آدمی مختلف انداز میں اس کے سامنے سے گزرتے رہے اور شعبان گارتھا کے بارے میں سوچتا رہا۔ اسے اسد شیرازی دردانہ وغیرہ کا بھی خیال آرہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ کم از کم اس کی طرف سے پریشان نہیں ہوں گے۔ اسے کتنی بھی دیر لگ جائے یہی سوچا جائے گا کہ وہ اپنا کام سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن گارتھا بہت خطرناک عورت تھی اور شعبان کو اسے دیکھنے کے بعد اصل معنوں میں یہ احساس ہوا تھا کہ جس مہم پر وہ نکلا ہے اب وہ آسان نہیں رہی بلکہ اب اس کے سلسلے میں اسے ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑ سکتا ہے تو اخناطون کو اغوا کرانے والی گارتھا تھی۔ یقینی طور پر یہ اسی جیسی کسی ذہین عورت کا کام ہوسکتا تھا۔ مگر وہ بار بار ایک نام لے رہی تھی۔ لابون لابون کون ہے اس کے بارے میں ابھی گارتھا سے کچھ پوچھا بھی نہیں تھا شعبان نے کہ وہ کمبخت بوڑھے نازل ہوگئے۔ بہرطور یہ خبر تو مل گئی کہ اخناطون اغوا ہوکر یہیں آیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اسے کہیں اور نہیں لے جایا گیا۔ لیکن گارتھا سے یہی امید تھی کہ اخناطون کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد وہ فوراً یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرے گی۔ آہ کاش اتنا وقت مل جائے کہ اخناطون تک پہنچنے کا موقع مل سکے اس کے بعد تو جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ چاہے زندگی کی بازی لگانی پڑے لیکن اخناطون کو اتنی آسانی سے نہیں نکلنے دوں گا۔ شعبان انہی سوچوں میں گم رہا اور پھر سوچوں ہی سوچوں میں بہت سا وقت گزر گیا تاریکی پھیل گئی غاروں میں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ چنانچہ وہ تاریکی میں زمین پر لیٹ گیا۔ خیالات کو ذہن سے جھٹکنے کے بعد اس نے سونے کی کوشش کی اور نجانے کتنی دیر کی کوشش کے بعد اسے نیند آگئی پھر اس وقت آنکھ کھلی تھی جب سورج کی کرنوں نے ان سوراخوں سے اندر داخل ہوکر عین اس کے چہرے کے گرد احاطہ کرلیا تھا کرنیں اتنی تیز تھیں کہ شعبان کو اپنی آنکھیں دکھتی محسوس ہوئیں اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ جاگ کر ان کرنوں کی زد سے نکل آیا غار میں بیٹھ کر وہ سلاخوں اور دروازے کو تکنے لگا۔ پتھریلے دروازے کے آس پاس اب لوگ نظر نہیں آرہے تھے۔ شعبان آہستہ آہستہ اٹھا اور سلاخوں اور دروازے کے پاس پہنچ گیا یقینی طور پر اس کے پہرے دار اس وقت موجود نہیں تھے۔ پتہ نہیں کیوں انہیں وہاں سے ہٹا لیا گیا تھا اندازہ تو یہی ہوسکتا تھا کہ وہ حکم کے غلام ہیں اور جب تک انہیں منع نہ کیا جائے گا وہ اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے۔ پھر اچانک ہی شعبان کو قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور اس نے کسی کو دور سے آتے ہوئے دیکھا۔ انسانی قدم کسی ایک انسان کے تھے وہ اس کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا ہوسکتا ہے گارتھا ہو، خوشبو کا ایک جھونکا اس کے قریب پہنچا اور شعبان نے آنکھیں مل کر اس عورت کو دیکھا جو اسی سمت آرہی تھی لیکن اس بار اس کے دل کو پھر شدید دھکا لگا تھا یہ منظر بھی ناقابل یقین تھا اس بات پر یقین نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن جو چہرہ اس کے قریب آرہا تھا وہ اس کا اچھی طرح شناسا تھا۔ شناسا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تو شعبان اچھا خاصہ وقت گزار چکا تھا۔ یہ سینڈرا تھی پروفیسر بیرن کی بیٹی سینڈرا اس سے کوئی چار گز کے فاصلے سے گزری، شعبان کو اندازہ تھا کہ سینڈرا اسے دیکھ لے گی اور

یہ اندازہ یقین میں تبدیل ہوگیا۔ سینڈرا نے اسے دیکھا ایک لمحے کے لئے اس کے قدموں میں لغزش پیدا ہوئی اور پھر وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ شعبان ہونّقوں کی طرح کھڑا رہ گیا تھا۔ بے اختیار اس نے سلاخوں پر ہاتھ رکھ کر زور سے آواز دی۔

"سینڈرا۔ سینڈرا۔" لیکن سینڈرا نے یہ آواز نہیں سنی وہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ شعبان پوری قوت سے چیخا۔

"سینڈرا۔ سینڈرا۔ رکو تو سہی سینڈرا۔ سینڈرا میں شعبان ہوں۔" سینڈرا۔ سینڈرا۔ اس نے اسے بار بار یہ نام پکارا اور سینڈرا رک گئی۔ چند لمحات اس کی طرف رخ کئے بغیر وہ کھڑی رہی اور اس کے بعد واپس پلٹی۔ شعبان شدید حیرانی کا شکار تھا۔ سینڈرا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس سے کوئی دو گز کے فاصلے پر کھڑی ہوگئی۔ اس نے شعبان کو سپاٹ نگاہوں سے دیکھا۔

"سینڈرا تم مجھے پہچانی نہیں۔ میں شعبان ہوں شعبان۔ اخناطون پر ہم پروفیسر بیرن۔"

"کیا بات ہے کیا کہنا چاہتے ہو۔" سینڈرا نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"سینڈرا میں یہاں قیدی ہوں اور اور گارتھا بھی یہاں موجود ہے اس نے مجھے قید کیا ہے سینڈرا۔"

"تو میں کیا کر سکتی ہوں۔" سینڈرا نے جواب دیا۔

"تمہیں میری اس قید سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔" سینڈرا تلخ لہجے میں بولی۔

"اوہ سینڈرا سینڈرا۔ میں تمام صورتحال تمہیں سمجھاؤں گا مگر تم..... تم یہاں کیسے ہو۔ پروفیسر بیرن۔ کیا پروفیسر بیرن بھی یہاں موجود ہیں۔"

"تم نے مجھے کیوں آواز دی تھی۔" سینڈرا غراتے ہوئے لہجے میں بولی۔ اس کے چہرے پر انتہائی ناخوشگوار تاثرات تھے۔

"سینڈرا۔ تم مجھ سے ناراض ہو یا۔ یا تمہارے اندر کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے کم از کم اتنا بتادو کہ تمہارا یہ رویہ تمہیں اس سے بھی دلچسپی نہیں ہے سینڈرا کہ میں میں یہاں قید ہوں۔"

"اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔" سینڈرا نے بدستور اسی انداز میں سوال کیا اور شعبان کی زبان بند ہوگئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سینڈرا کو تکتا رہا۔ سینڈرا چند لمحات اسے دیکھتی رہی۔ پھر ایک جھٹکے سے مڑی اور واپس چل پڑی۔

"سینڈرا بس اتنا بتادو کہ پروفیسر بیرن بھی یہاں موجود ہیں۔" لیکن سینڈرا کی نہیں۔ شعبان نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ یہ ناقابل یقین بات تھی اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا تھا۔ گارتھا تو یہاں آگئی لیکن پروفیسر بیرن پروفیسر بیرن کو کیا ہوگیا۔ کہیں گارتھا وہ مگر کیسے آخر کیسے۔ وہ جھنجلاہٹ کے عالم میں اپنی پیشانی پر مکے مارنے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ بالکل سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ آخر یہ سب کیا ہے یہ تو بڑا طلسمی ماحول معلوم ہوتا تھا یہ تو بالکل ناقابل یقین واقعات نگاہوں کے سامنے آرہے تھے ان واقعات میں سچائی بھی ہے یا یہ صرف نظری دھوکا ہے۔ کہیں کوئی طلسمی جال تو نہیں پھیلایا گیا ہے اس کے ارد گرد یہ سب کچھ آہ یہ سب کچھ۔ سر اس طرح چکرایا کہ شعبان کو بیٹھنا پڑا۔ ناقابل یقین واقعات نے اس کے ذہن پر بہت برا اثر کیا تھا اور وہ پریشانی کے انداز میں سوچ رہا تھا کہ آخر یہ سب کیسے ہوا اور پھر سینڈرا کا رویہ لیکن پروفیسر بیرن یہاں اس کی ذہنی قوتیں جواب دے گئی تھیں۔ بہت دیر تک وہ اسی طرح سر پکڑے بیٹھا رہا اور پھر اس وقت چونکا جب دوبارہ قدموں کی آواز سنائی دی۔ پھر گارتھا کا چہرہ اسے نظر آیا تھا گارتھا کے ساتھ وہی چاروں بوڑھے تھے۔ گارتھا نے انہیں اشارہ کیا اور بوڑھوں نے قوت صرف کرکے دروازہ کھول دیا۔

"آؤ۔ تمہیں اس طرح یہاں قید دیکھ کر مجھے خوشی نہیں ہوئی۔ مائی ڈیئر شعبان۔ شعبان اپنی جگہ سے اٹھا اور لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکل آیا۔" گارتھا کہنے لگی۔

"میں نے تمہارے لئے ناشتہ تیار کرالیا ہے۔ یہاں تمہیں تمہاری پسند کا ناشتہ تو نہیں مل سکتا لیکن جو کچھ بھی ممکن ہوسکا ہے کیا ہے میں نے۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گارتھا اسے ایک غار میں لائی۔ یہ غار بہت زیادہ وسیع نہیں تھا پھر بھی اچھا خاصہ تھا اس کی لمبائی چوڑائی

تقریباً بیس بائی بیس تھی۔ یہاں بھی ویسے ہی پتھر پڑے ہوئے تھے لیکن ان پتھروں پر جانوروں کی کھال منڈھ دی گئی تھی۔ گویا انہیں باقاعدہ نشست گاہ بنایا گیا تھا۔ گارتھا نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اندر داخل ہوا۔ یہ لمبا تڑنگا لمبے لمبے بال بڑھی ہوئی ڈاڑھی بڑی ہوئی مونچھیں لیکن انتہائی شاندار صحت کا مالک اس نے اپنے ہاتھوں میں لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھا رکھا تھا اور ان برتنوں میں کوئی چیز موجود تھی۔ شعبان نے اس چیز کو دیکھا، چائے تو نہیں تھی لیکن ایک بھورے رنگ کا محلول تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک پلیٹ میں بھنا ہوا گوشت شعبان نے گوشت کی تازہ خوشبو کو محسوس کیا پھر گارتھا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟"

"گوشت۔"

"نہیں میڈم ورتھا تمہیں یقینی طور پر اس بات کا علم ہوگا کہ ہم جو گوشت کھاتے ہیں وہ باقاعدہ ذبح کیا ہوتا ہے اور اس کے بارے میں ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ وہ کون سے جانور کا گوشت ہے۔ ایسا گوشت جو ہماری نگاہوں میں مشتبہ ہو ہم نہیں کھاسکتے۔"

"اوہ اچھا تو پھر میں تمہارے لئے ڈرائی فروٹس وغیرہ منگوالیتی ہوں۔ بلکہ ٹھہرو کچھ دیر انتظار کرلو۔ اخناطون آچکا ہے اور وہاں اتنا ساز و سامان موجود ہے کہ۔ مگر مشکل ہوجائے گی۔ اچھا یوں کرو اس وقت تک یہ چائے پیو۔"

"چائے۔"

"ہاں۔ یہاں پیدا ہونے والی ایک گھاس کو خشک کرکے یہ چائے بنائی جاتی ہے بہت دلکش اور فرحت بخش ہے اور اس میں قدرتی مٹھاس ہے۔ اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے۔"

"ٹھیک ہے میں اس پر گزارہ کیے لیتا ہوں۔" شعبان نے کہا اور چائے کا پیالہ اٹھا کر منہ سے لگایا۔ چند گھونٹ لے کر اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ یقینی طور پر ایک بہترین خوش ذائقہ مشروب ہے۔ گارتھا کہنے لگی۔

"اگر تمہاری اس سے کچھ سیری ہوگئی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں واپس جاؤں۔"

"پلیز بیٹھو۔ میڈم گارتھا بیٹھو۔ مجھے تم سے بہت سی باتیں معلوم کرنی ہیں۔ تمہاری کہانی ادھوری رہ گئی تھی۔" شعبان نے سینڈرا کے بارے میں جان بوجھ کر کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ گارتھا کی فطرت سے واقف تھا۔ وہ مسکرا کر کہنے لگی۔

"ہاں میری کہانی ادھوری رہ گئی۔ کہاں تک سنائی تھی وہ کہانی میں نے تمہیں۔"

"بس یہاں تک کہ تمہیں جہاز سے دیکھا اور اٹھالیا گیا۔"

"ہاں بڑے دلچسپ اور سنسنی خیز واقعات تھے۔ کیونکہ اس جہاز کا کپتان جان سیموئل تھا۔"

"کیا۔" شعبان اچھل پڑا۔

"ہاں ڈیئر شعبان جان سیموئل۔ ایک بہترین کپتان۔ ایک انتہائی نفیس انسان اور اب تمہیں اس بات کا اندازہ ہوگیا ہوگا کہ جہاز پر پہنچنا میرے لئے سنسنی خیز کیوں ثابت ہوا جہاز پر امیر ارتقا ہاشمی اپنی بیویوں کے ساتھ موجود تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی پروفیسر بیرن اور اس کی بیٹی سینڈرا بھی تم سمجھ سکتے ہو کہ صورتحال کتنی پریشان کن ہوگئی ہوگی میرے لیے لیکن میرا نام گارتھا ہے اور میرا تعارف تم سے بخوبی ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں حالات پر بہت جلد قابو پالیتی ہوں۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ میرے مخالف ہیں۔ خصوصاً امیر ارتقا ہاشمی تو میری صورت سے نفرت کرنے لگا تھا۔ پروفیسر بیرن البتہ نارمل آدمی ہے اور صورتحال کی نزاکت کو سمجھنے کی قدرت رکھتا ہے مگر میں نے فوراً ہی جان سیموئل کو اپنے جال میں پھانسنا شروع کردیا اور اسے شیشے میں اتار لینا میرے لیے مشکل ثابت نہ ہوا۔ میں نے ان لوگوں کی شدید مخالفت کی وجہ جان سیموئل کو ایسے دل گداز انداز میں سنائی کہ وہ موم ہوگیا اور کسی بھی مرد کو موم کرلینا میرے لیے بھلا کیا مشکل کام ہوسکتا ہے چنانچہ جان سیموئل نے ان کی مخالفت کو نظر انداز کردیا۔ انہوں نے اسے میرے بارے میں نجانے کیا کیا کہانیاں سنائی تھیں۔ میری مراد امیر ارتقا ہاشمی سے ہے مگر سیموئل ان کی جہالت کا شکار

نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ جاہل آدمی نہیں تھا۔ اس نے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ وہ ایک جہاز کا کپتان ہے اور سمندری قانون ہے کہ اگر ہزار انسانوں کا قاتل بھی ایسی کیفیت میں سمندر میں مل جائے تو اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ گارتھا مدد کی مستحق ہے جن لوگوں نے اس کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ وہ قابل معافی نہیں ہیں اور اگر مہذب دنیا میں پہنچ کر ان پر مقدمہ قائم کردیا جائے تو انہیں بدترین سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ بہرحال جان سیموئل کے جہاز پر مجھے ایک باعزت حیثیت حاصل ہوگئی۔ امیر ارتقا ہاشمی بری طرح تلملا رہا تھا اور بار بار جان سیموئل سے یہ کہتا تھا کہ اس نے ایک آفت مول لے لی ہے۔ جس کے نتائج اسے بھگتنا پڑیں گے۔ خیر میں اس شخص سے اتفاق کرتی ہوں کیونکہ میرا وجود صرف کہانیاں تشکیل دیتا ہے۔ اتنی کہانیاں میری ذات سے وابستہ ہیں میرے پیارے شعبان کہ تم اپنی عمر کے اس حصے تک اتنی کہانیاں سن بھی نہ سکے ہوگے۔ اور بھلا یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ گارتھا جان سیموئل کے جہاز پر پہنچے اور کہانی یونہی سیدھی اور سپاٹ چلتی رہے مگر اس بار کہانی کی تبدیلی قدرتی طور پر رونما ہوئی تھی۔ سمندری طوفان کی شکل میں اور یہ سمندری طوفان اتنا ہولناک تھا کہ میں نے تذکرہ بھی نہیں سنا۔ جہاز کے انجن ٹوٹ گئے۔ اسے بادبانوں کے ذریعے سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن بادبان پھٹ کر ہوا میں تحلیل ہوگئے اور جہاز لمحہ لمحہ تباہی سے دوچار ہونے کے لیے تیار ہوگیا۔ جان سیموئل نے بے بسی کا اظہار کردیا لیکن تقدیر کچھ ساتھ دے رہی تھی۔ بالآخر طوفان تھما۔ جہاز بے شک ایک بے سہارا کشتی کی مانند سمندر کی لہروں پر ڈول رہا تھا لیکن ہوائیں اسے اس ساحل کی جانب لے آئیں اور چونکہ ساحل پر پہنچ کر اسے باقاعدہ لنگرانداز کرنے کا ہر ذریعہ ختم ہوگیا تھا۔ اس لیے وہ ساحلی پہاڑ سے ٹکرا گیا جس کے نتیجے میں خوفناک تباہی ہوئی اور جو لوگ اپنی زندگی نہیں بچاسکے تھے۔ وہ سمندر کی لہروں اور شارک مچھلیوں کا شکار ہوگئے اور جو اپنا آپ بچانا چاہتے تھے وہ کسی نہ کسی طرح نکل آئے۔ مثلاً امیر ارتقا ہاشمی اب صرف چار بیویوں کا شوہر ہے۔ اس کی بقیہ بیویاں سمندر کی نذر ہوگئیں۔ پروفیسر بیرن تو خیر پانی کا مینڈک ہے۔ اپنی بیٹی کو باآسانی بچالیا۔ خود میں نے تقریباً دس افراد کو زندہ ساحل تک پہنچایا یہ میرا دلچسپ مشغلہ تھا۔ کیونکہ شارک مچھلیوں کے درمیان کچھ وقت گزار چکی ہوں وہ ایک الگ کہانی ہے۔ خیر ہم ساحل پر آگئے بچنے والوں میں جان سیموئل بھی تھا اور اس کے بہت سے ساتھی۔ انجینئر اور ملاحی بھی۔ ہم ساحل پر سانس لے رہے تھے، کہ ہمیں لابون کے اطاعت گزاروں نے گھیر لیا اور بھلا ایسے لمحات میں ہم مدافعت کی کیا قوت رکھتے تھے۔ چنانچہ لابون کے قیدی بن گئے۔ اب ذرا لابون کے بارے میں سنو۔ وہ یہاں کا بے تاج حکمران ہے اور پستا قد اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ خاموش طبع سنجیدہ اور یقینی طور پر کوئی ایسی طاقت رکھنے والا جو ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ وہ ایک قوی ہیکل بوڑھا ہے جس کے بالوں کی سفیدی اور داڑھی کی لمبائی دیکھو تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی عمر سو سال سے تجاوز کرچکی ہے لیکن ہزار جوانوں کا ایک جوان ہے۔ پتھر پر گھونسا مارے تو اسے ریزہ ریزہ کردے۔ بڑی شاندار قوت رکھتا ہے وہ۔ اور بڑی شاندار جسامت" گارتھا نے اس انداز میں ہونٹ چوسے جیسے مٹھائی کی کھٹی میٹھی گولی منہ میں آگئی ہو۔ پھر کہنے لگی۔

"تو ہمیں لابون کا قیدی بننا پڑا اور اس کے بعد قیدی کی حیثیت سے میں نے یہاں کا ماحول دیکھا۔ بڑا عجیب وغریب ماحول ہے لیکن ایک بار پھر میرے لیے پریشانی اس وقت پیدا ہوگئی جب میں نے پروفیسر بیرن اور لابون کو گلے ملتے دیکھا وہ دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست اور گہرے شناسا تھے۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر امیر ارتقا ہاشمی اس وقت پروفیسر بیرن کی جگہ ہوتا تو سب سے پہلے لابون کی قید میں میری موت کا حکم صادر کیا جاتا مگر گنجے کو ناخن نہ ملے۔ امیر ارتقا ہاشمی قیدی ہی بنا رہا۔ جان سیموئل اور دوسرے زندہ بچ جانے والے بھی قیدیوں کی حیثیت سے یہاں وقت گزارنے لگے۔ ان پہاڑوں میں لاتعداد قید خانے ہیں اور شعبان ان قید خانوں میں کوئی بھی مقامی آدمی قید نہیں ہے۔ اس وقت یوں سمجھ لو کہ صرف امیر ارتقا ہاشمی جان

سیموئل وغیرہ قیدی کی حیثیت رکھتے ہیں یا پھر وہ ستائیس قیدی ہیں۔ جن کا تعلق مجھے لابون ہی کی نسل سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ لابون جیسے ہی ہیں تقریباً لمبے تڑنگے دیو قامت ہیں ان میں تین عورتیں ہیں۔ باقی سب مرد ہیں وہ میں تمہیں بتا رہی تھی کہ اس وقت میں بھی قیدی کی حیثیت سے زندگی گزار رہی تھی۔ سات یا آٹھ دن ہمیں یہاں بدترین حالات کا شکار ہونا پڑا۔ یہاں غذا کی بہت کمی ہے۔ جانور شکار کرلیے جاتے ہیں اور ان کا کچا گوشت تقسیم ہوجاتا ہے یا پھر ایسی ہی جنگلی گھاس اور جڑی بوٹیاں جنہیں تحقیق کے بعد انسانی زندگی کے لیے غیر مضر قرار دے دیا گیا ہے۔ کھانے پینے کی یہی چیزیں ہیں یہاں۔ بعد میں ایک دن مجھے طلب کیا گیا۔ گئی تو بڑے خوفزدہ انداز میں تھی لیکن میرا استقبال بڑے احترام سے کیا گیا تھا۔ وہاں لابون تھا۔ پروفیسر بیرن تھا اور چند اور قوی ہیکل بوڑھے نوجوان تھے۔ بیٹھنے کی پیشکش کی گئی۔ پروفیسر بیرن رابطے کا ذریعہ بنا حالانکہ وہ سارے بوڑھے ہماری ہی نہیں بلکہ بے شمار زبانیں جانتے ہیں۔ پروفیسر بیرن نے مجھ سے کہا۔

"گارتھا میں نے لابون کو بتایا ہے کہ تم بہترین ذہانت کی مالک ایک ایسی عورت ہو جو ماحول میں بڑی زبردست تبدیلیاں لاسکتی ہے۔ ہمیں ایک سفر کرنا ہے سمندر کے ذریعے اور اس کے لیے ہمیں اخناطون درکار ہے اور اگر تم اخناطون کے حصول میں کامیاب ہوجاؤ تو یوں سمجھ لو کہ ہم تمہیں اپنا مشیر خاص منتخب کرلیں گے اور تمہیں ان بہترین مراعات سے نوازیں گے جو تم پسند کرو گی۔ اس وقت ڈیئر شعبان مجھے اخناطون کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور کیا ہی مسرت ہوئی یہ جان کر کہ پہاڑوں کے اس پار سرسبز وشاداب ساحل پر اخناطون لنگرانداز ہے۔ یہ میرے لیے انتہائی ناقابل یقین بات تھی۔ مگر پروفیسر بیرن نے مجھے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اخناطون بھی اپنے سفر کی منازل طے کرتا ہوا اتفاقیہ طور پر اس علاقے میں پہنچ چکا ہے۔ مجھے علاقے کی جغرافیائی تفصیلات بتائی گئیں۔ ایڈگر اور اسد شیرازی کے تحقیقاتی مشن کے بارے میں بتایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ اس نے دوسری طرف کے ساحل پر اپنا کیمپ قائم کرلیا ہے مجھے یہ ساری باتیں سن کر بے حد خوشی ہوئی تھی اور میں نے آنکھیں بند کرکے اقرار کرلیا تھا کہ اخناطون کا حصول میری ذمہ داری ہے۔" میں نے پروفیسر بیرن سے کہا۔

"تمہیں صرف اخناطون درکار ہے پروفیسر یا اس پر موجود افراد بھی میرا مطلب اخناطون کے عملے کے افراد بھی۔"

"نہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" پروفیسر بیرن نے جواب دیا۔

"میں اس میں ناکام بھی ہوسکتی ہوں"

"تمہیں ناکام نہیں ہونا چاہیے"

"چاہتی تو میں بھی یہی ہوں لیکن امکانات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔"

"یہ ناکامی کے بعد سوچا جائے گا۔" بیرن نے خشک لہجے میں جواب دیا تھا۔

"اگر اس کوشش میں کچھ لوگ ہلاک ہوجائیں تو۔"

"میں جانتا ہوں تم یہ سوالات صرف معلومات حاصل کرنے کی غرض سے کررہی ہو لیکن انتظار کرو تمہیں سب کچھ بتادیا جائے گا۔ جلدی نہ کرو۔" پروفیسر بیرن جانتا تھا کہ یہ کام صرف میں کرسکتی ہوں اور اس کے لیے میری ذہنی قوتیں زیادہ کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔ لابون نے بھی پروفیسر بیرن کے انتخاب پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا تھا اور یوں اس نے مجھے اپنا مشیر خاص بنادیا تین چار دن تک مسلسل میرے ساتھ لابون کی میٹنگ رہی بے شک میں ان لوگوں کی شخصیت کو آج تک نہیں سمجھ پائی ہوں لیکن یہ بڑے شاندار لوگ ہیں میں نے پہلے یہی مناسب سمجھا کہ اپنی ذمہ داری کی تکمیل کردوں اور پھر ایک میٹنگ میں اتفاقیہ طور پر پروفیسر بیرن کے ساتھ تمہارا ذکر نکل آیا شعبان اور تمہارے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ پروفیسر بیرن نے میرے سامنے کسی نامانوس زبان میں لابون کو تمہارے بارے میں تفصیلات بتائیں اس کا اندازہ میں نے اس طرح لگایا کہ درمیان میں تمہارا نام شعبان کی حیثیت سے بار بار استعمال کیا جارہا تھا مگر میں نے دیکھا کہ لابون تمہارے نام پر مضطرب ہوگیا ہے پھر مجھے وہاں سے ہٹادیا اور وہ لوگ شاید

تمہارے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے میں اتنا جانتی ہوں کہ ایک سمندری ماہر کی حیثیت سے پروفیسر بیرن نے تمہارا تعارف لابون سے کرایا ہوگا اور لابون کو چونکہ اس وقت سمندری ماہرین کی اشد ضرورت ہے اس لیے وہ تمہارے نام پر بے قرار ہوگیا بہرحال یہ سلسلہ چلتا رہا میں یہ سوچتی رہی کہ اس طرح اختاطون کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے اور بالآخر میں نے کچھ منصوبے بنالیے پہلے چند روز تک کشتی کے ذریعے دشوار گزار سفر کرکے ہم اس پہاڑی دیوار تک پہنچے جہاں سے دوسری سمت کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اختاطون کے بارے میں تو صحیح طور پر اندازہ نہیں ہوسکتا تھا لیکن میں یہ جائزہ لیتی رہی کہ ایسا کون سا عمل کیا جاسکتا ہے جس سے ساحل پر کیمپ بناکر رہنے والے اختاطون سے دور ہٹ جائیں چونکہ اب اس کام کی ذمہ داری میرے شانوں پر ڈال دی گئی تھی اس لیے مجھے وسائل بھی مہیا کیے گئے ان کے پاس انتہائی بھدی قسم کی بیکار کشتیاں ہیں جن پر یہ قناعت کرتے ہیں چنانچہ ایسی ہی ایک کشتی سے مشکل ترین سفر طے کرکے میں نے اختاطون سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر اس کا جائزہ لیا تمہارے کیمپ کو بھی دیکھا اور اس کے بعد ایک منصوبہ اپنے ذہن میں لے کر واپس آگئی۔ یہاں ایک اہم مسئلہ تمہاری بازیابی کا بھی تھا وہ لوگ تمہیں ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے تھے مجھ سے جب اس سلسلے میں کہا گیا تو میں نے خوشی سے یہ ذمہ داری بھی قبول کرلی کہ میں تمہیں ان کی خدمت میں پیش کروں گی مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے انہیں بتایا کہ اختاطون ہمارے قبضے میں آئے گا تو وہ واحد شخصیت تمہاری ہوگی جو اختاطون کا سراغ لگانے نکل پڑے گی اور یقینی طور پر تم سمندر میں طویل سفر طے کرکے یہاں تک آنے کی حیثیت رکھتے ہو تمہارے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں ہوگا دلچسپ بات یہ ہے ڈیئر شعبان کہ ان عجیب وغریب لوگوں میں بھی سمندری ماہر اور جہاز راں موجود ہیں لیکن جان سیموئل کو اس سلسلے میں سب سے زیادہ اولیت دی گئی اور بالآخر اسے مجبور کیا گیا کہ اختاطون کے اغواء میں وہ اپنی ماہرانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے میرے لیے یہ ایک خوفناک کام تھا کیونکہ جان سیموئل تم لوگوں کو کا شکر گزار تھا تم نے غالباً اس کے جہاز کی روانگی کے سلسلے میں مدد دی تھی لیکن اس کے باوجود یہ کام مشکل ثابت نہیں ہوا ہم نے جان سیموئل کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا اور بالآخر ایک مقررہ وقت پر اس مہم کی تکمیل کر ڈالی گئی پستہ قامتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ پہاڑ کے دوسری جانب کے خشک جنگلوں میں آگ لگادیں اور آگ لگانے کا یہ سامان انہیں مہیا کیا گیا اور اس سے پہلے ہم لوگ سمندری راستوں سے اختاطون کی جانب چل پڑے۔ ضروری انتظامات کے سلسلے میں بڑی مشکلات پیش آئی تھیں لیکن میری زندگی کے لیے بھی یہ ایک دلچسپ مشن تھا میں بھی اپنا انتقام لینا چاہتی تھی شعبان۔ چنانچہ میری ذہانتوں نے بہت سی مشکلات کو آسان بنادیا۔ ادھر جنگل میں آگ لگی اور ادھر ہماری توقع کے مطابق تمہارے تمام ذہین ساتھی اس آگ کی جانب دوڑ پڑے۔ اختاطون بالکل خالی تھا۔ ہمیں اس تک جانے میں دقت بیشک پیش آئی لیکن جان سیموئل بڑا کارآمد آدمی ثابت ہوا وہ اختاطون کو دوبارہ اسٹارٹ کرکے آگے بڑھانے میں کامیاب ہوگیا اور اس کے بعد اختاطون بالآخر ہم تک پہنچ گیا۔ میں درحقیقت اختاطون کے اغواء سے اتنی زیادہ غیر مطمئن نہیں تھی مجھے یقین تھا کہ یہ سب کچھ ہوجائے گا اصل چیز تمہاری گرفتاری تھی اور یہیں پر میری ذہانت کا امتحان تھا اور شعبان دیکھو کس قدر آشنا ہوں میں تمہاری حالانکہ تم نے میرے ساتھ بدترین سلوک کیا لیکن اتنا سمجھ چکی ہوں میں تمہیں کہ شاید کوئی دوسرا تم سے اتنی واقفیت نہیں رکھتا۔ بالآخر تم یہاں آگئے اور اس کے بعد میری ہدایت کے مطابق تمہیں اپنے قبضے میں کرلیا گیا گویا میرا مشن انتہائی شاندار طریقے سے کامیاب ہوا ہے اختاطون ہتھیاروں سے لیس ہے۔ ہر چیز اس میں جوں کی توں موجود ہے اب بھلا تمہارے آدمیوں کی کیا مجال کہ وہ سمندری سفر کرکے یہاں تک پہنچ سکیں اور اگر انہوں نے پہاڑوں کی بلندیاں عبور کرکے اس کھاڑی کے ذریعے دوسری سمت آنے کی کوشش کی تو کھیل ہی ختم ہوجائے گا کیونکہ وہ کھاڑی ایسی ہولناک گھاس سے بھری ہوئی ہے جو گوشت اور خون کی رسیا ہے۔ ایسی خوفناک گھاس شعبان کہ

اگر تم دیکھو تو دہشت سے تمہارے دل کی حرکت بند ہوجائے وہ خشکی پر بھی بہت دور تک نکل آتی ہے اور اپنی خوراک حاصل کرکے واپس پانی میں چلی جاتی ہے بظاہر یہ ایک پودا ہے لیکن جانداروں سے کہیں زیادہ طاقتور کہیں زیادہ سمجھدار ایسی گھاس کا عالم خواب میں بھی تصور نہیں کیا جاسکتا تمہارے تمام ساتھیوں کو وہ صرف دس منٹ کے اندر اندر ہڈیوں کا پنجر بناسکتی ہے اچھا ہے ان کی کہانی یہیں ختم ہوجائے ہمیں اب اس کہانی سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے تو یہاں آکر شعبان میرے دوست میری کہانی ختم ہوجاتی ہے اور اب یہاں سے نئی کہانیوں کا آغاز ہوگا۔" شعبان سنجیدگی سے گار تھا کی صورت دیکھتا رہا تھا جو خوفناک صورتحال پیش آگئی تھی اس کا اسے بھرپور اندازہ تھا بس اتنا نہیں جانتا تھا کہ یہ پراسرار بوڑھے کیا حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے وہ کوئی سمندر سفر کہاں تک کا کرنا چاہتے ہیں ان کی قومیت کیا ہے ان کی حیثیت کیا ہے۔ پروفیسر بیرن البتہ اس سلسلے میں کارآمد ثابت ہوسکتا تھا اور شعبان کے لیے انتہائی ضروری تھا کہ وہ دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھ کر آئندہ اقدامات کے فیصلے کرے کسی بھی طرح کی جلد بازی نہ صرف اس کے لیے بلکہ ان سب کے لیے بھیانک بن جائے گی چنانچہ اس نے اپنے چہرے کے عضلات میں تبدیلی پیدا کی اور تعریفی نگاہوں سے گار تھا کو دیکھتا ہوا بولا۔

"میڈم ورتھا میں اپنے آپ کو ایک ضرورت سے زیادہ تجربے کار انسان نہیں کہہ سکتا میں نے زندگی میں درحقیقت بہت کم تجربات کیے ہیں ابھی تو میری تجربات کی عمر ہے لیکن اب تک جو تجربات میں نے اپنی زندگی میں کیے ہیں اور جو تجزیہ میں نے انسانوں کا کیا ہے ان میں آپ جیسی کسی عورت کا وجود نہیں دیکھا آشی دردانہ نے میری پرورش کی ہے بہت اچھی اور نفیس خاتون ہیں وہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے کردار زندگی میں مجھے ملے جنہوں نے مجھے متاثر کیا ہے لیکن ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں آپ کے مقابلے میں دو فیصد بھی نہیں ہیں۔ پہلے تو مجھے آپ کے بارے میں جاننے کا تجسس ہے آخر یہ قوتیں آپ نے کہاں سے حاصل کیں آپ کی شخصیت میں یہ شاندار کیفیت کہاں سے پیدا ہوئی؟" گار تھا نے مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"ڈیئر شعبان! تم نے ابھی مجھے ایک فیصد بھی نہیں دیکھا حقیقت یہ ہے کہ اوشین ٹریزر کے اس کام کے سلسلے میں میری حیثیت بھی دو کوڑی کی ہوکر رہ گئی ہے دنیا کے بیشتر ممالک میں ایسی ایسی سیکرٹ ایجنسیاں میرے نام سے کانپتی ہیں جنہوں نے دنیا بھر میں انتہائی خوفناک کارنامے سرانجام دیے ہیں ان ایجنسیوں کے سربراہوں کے سامنے جب گار تھا کا نام لیا جاتا ہے تو وہ پہلو بدلنے لگتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اس بات کی کہ کسی بھی سلسلے میں انہیں گار تھا کی مخالفت میں نہ آنا پڑے آہ کاش کوئی لمحہ ایسا ملتا جب میں تمہیں اٹلی لے جاتی وہاں تمہیں اپنا قائم کیا ہوا وہ ادارہ دکھاتی جس میں دنیا کے بہترین مجرم تربیت پاتے ہیں اور پھر دنیا بھر میں بکھر جاتے ہیں اور ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ سننے والے دانتوں میں انگلی دبا کر رہ جائیں۔ میں اس ادارے کی سربراہ ہوں میں نے وہاں تربیتی مراکز قائم کیے ہیں اور ان مراکز میں یہ بتایا جاتا ہے کہ دوسروں پر قابو پانے کے ذرائع کیا ہوتے ہیں لیکن بس بعض اوقات خود بھی انسان کو ان تمام چیزوں کا لطف لینا پڑتا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ میری اٹلی واپسی کب ممکن ہوگی یہ حیرتناک واقعات کب ختم ہوں گے میں واپس جا بھی سکوں گی یا نہیں، لیکن تم یقین کرو شعبان اگر کبھی ایسا کوئی موقع ملا تو تم دیکھو گے کہ گار تھا کیا ہے؟"

"میڈم ورتھا یہ لوگ کہاں کا سفر کرنا چاہتے ہیں؟"

"آہ ابھی یہ معلوم نہیں لیکن اطمینان رکھو بس لابون کے ذہن تک رسائی حاصل ہوجائے اس کے دل پر قبضہ جمالوں میں، تو یوں سمجھ لو سارا مسئلہ چٹکیاں بجاتے حل ہوجائے گا۔" گار تھا کی آنکھیں خیالات میں ڈوب گئیں نجانے کیا سوچنے لگی تھی وہ شعبان اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ صورتحال انتہائی مشکل ہوگئی ہے۔

اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ اسد شیرازی کا مشن اس جگہ آکر اختتام پذیر ہوگیا ہے۔ اب یہ مشکل ہے کہ وہ لوگ ان

بھیانک حالات میں اخناطون ان سے واپس لے سکیں۔ اسے بے حد افسوس تھا کہ وہ ان لوگوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

گارتھا کچھ دیر کے بعد چلی گئی۔ اس نے جو کچھ کہا تھا شعبان نے اسے تسلیم کیا تھا۔ اب یہ سمجھنا تھا کہ آئندہ کیا صورت حال ہو۔ گارتھا سے دوبارہ ملاقات ہوئی تھی اور شعبان نے بڑے ادب سے اس کے سامنے گردن جھکائی تھی۔ روتھی نے کسی قدر چونکے ہوئے انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہیں اس قید میں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

"صرف ذہن پریشان رہتا ہے۔"

"وہ لوگ یاد آتے ہیں؟"

"کیا میں آپ کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولوں۔"

"کیا مطلب؟"

"میں جانتا ہوں وہ میرے ماں باپ نہیں ہیں۔ لیکن میں نے ان کے درمیان آنکھ کھولی ہے۔ انسانی عظمت کو نہیں بھول سکتا۔"

"نہیں۔ میں تسلیم کرتی ہوں۔ لیکن تمہیں ان کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ان کا مستقبل کیا ہوگا؟"

"جدوجہد۔"

"کیا مطلب......؟"

"لابون مجھے اپنا مشیر بنا چکا ہے اور مجھے ان لوگوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوگیا ہے۔"

"آپ اس کی مستحق ہیں میڈم۔" شعبان نے آنکھیں بند کر کے کہا۔

"طنز کر رہے ہو؟"

"جی ہاں" شعبان چونک پڑا "اصولی طور پر مجھے خود پر طنز کرنا چاہیئے میڈم۔ اسی لیے کہ میں نے ان لوگوں کے لیے آپ جیسی شخصیت کو کھو دیا۔ اس سچ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے کہ آپ کے مقابلے میں وہ کچھ نہیں۔ آخر وہ ہیں کیا ایک شخص سمندری کھوج کرنا چاہتا تھا اس کے ساتھ ایک دولت مند شخص شامل ہوگیا اور اس نے اخناطون بنالیا۔ پھر ایک ریٹائرڈ کیپٹن ان میں آملا کچھ اور لوگ جو سمندری ریسیرچ کرتے ہیں۔ ان میں کوئی گارتھا ورتھا کا ہم پلہ کہاں ہے۔ لیکن......"

"ہاں آگے کہو۔" ورتھا مسکرا کر بولی۔

"آپ میری ناتجربے کاری سے انکار نہیں کر سکیں گی۔"

"ناتجربے کاری!"

"اور انسانی فطرت آپ کے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا، شعبان نے گارتھا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم نے کیا۔"

"کیا مطلب......؟"

"تم ناتجربے کار ہو لیکن انتہائی ذہین اور اعلیٰ کارکردگی کے مالک۔ میں دونوں سے اس کا تذکرہ کر چکی ہوں۔"

"یہ آپ کی عظمت ہے لیکن میں کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوں۔" شعبان نے کہا اور ورتھا نے قہقہہ لگایا۔

"میں نے ایسے ایسے لوگوں سے تعاون کیا ہے شعبان جنھوں نے اپنے ہاتھ سے میری گردن پر چھری رکھ دی تھی

تم نے تو کچھ نہیں کیا خیر یہ سب کچھ بہت دلچسپ ہے میں اس میں بہت دلچسپی لے رہی ہوں۔ تم بے فکر رہو میں ایک بار پھر تم سے دوستی کا آغاز کر سکتی ہوں۔"

"میں اس قابل نہیں ہوں مس گارتھا۔"

"کون کس قابل ہے۔ یہ میں جانتی ہوں دوسرے نہیں۔ تمہیں ان کے بارے میں کچھ اندازے ہوئے۔"

"کیسے اندازے؟"

"یہ لوگ۔ شعبان یہ لوگ بے حد پراسرار ہیں، تمہیں ان کا تجزیہ کرنے کا موقع نہیں ملا لیکن میں انہیں پڑھ رہی ہوں، وہ لوگ جن کا تعلق یہاں سے نہیں ہے غیر انسانی صفات کے مالک ہیں، ان کے اندر کچھ ایسی بات ہے کہ وہ ہم سے مختلف ہیں۔ میں تو پروفیسر بیرن کو بھی انہی میں شمار کرتی ہوں، مطلب یہ ہے کہ ان کا تعلق کسی ایسی دنیا سے ہے، جسے ہم خلائی دنیا بھی کہہ سکتے ہیں، یعنی کوئی ایسا سیارہ جو ہماری نگاہوں کی قوت سے باہر ہو یا پھر کوئی اور

ایسی پراسرار دنیا جو کہیں دور دراز سمندروں میں آباد ہو اور دنیا والے اس کے بارے میں کچھ نہ جانتے ہوں، یہ غیر انسانی صفات ایک ہلکا سا اشارہ کرتی ہیں۔ لابون عام انسانی صفات سے مختلف نہیں ہے، رفتہ رفتہ میری جانب راغب ہو رہا ہے، مجھ سے محبت کا اظہار کرتا ہے مگر ایک بھٹکا بھٹکا سا انداز ایک ایسی کیفیت جو اُسے ہماری دنیا کے لوگوں سے مختلف کرتی ہے اس کے اندر بھی موجود ہے، ان حالات میں ہمارا ایک دوسرے سے تعاون بے حد ضروری ہے، مثلاً جیسے تم جان سموئیل اور اس کے سترہ ساتھی، امیر ارتقاء ہاشی اور اس کی بیویاں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ سب سے زیادہ تکلیف دہ شخصیت امیر ارتقاء ہاشی کی ہے۔ وہ مجھے ایسی نگاہوں سے دیکھتا ہے جیسے کسی بے وفا بیوی کو۔" گارتھا قہقہہ مار کے ہنس پڑی پھر کہنے لگی۔ حالانکہ وہ گدھا مجھ جیسی ایک بیوی کو بھی نہیں رکھ سکتا۔" لابون کو مشورہ دوں گی کہ اس شخص کو اس کی بیویوں کے ساتھ جہنم رسید کر دے، یا پھر ان لوگوں کے پاس پہنچا دے یہ ضروری ہے۔ باقی رہے ہم تمام لوگ، تو ہم ان کے وفادار رہیں گے کیونکہ اس کے بغیر ہم ان دلچسپیوں میں نہیں کھو سکتے جن کا آغاز ہونے والا ہے لیکن ہمارا اپنا ایک گروپ علیحدہ رہے گا. درپردہ ہم ایک دوسرے سے رابطے رکھیں گے، جان سموئیل بڑا نفیس آدمی ہے اور چونکہ اس کا تعلق یورپ سے ہے اس لیے اس کے اندر رقابت کا جذبہ نہیں ہے۔ ہم لوگ تو حقیقتوں کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یعنی جان سموئیل کو یہ احساس نہیں ہوگا کہ میری دوستی لابون سے زیادہ ہے یا تم سے، سمجھ رہے ہو نا؟"

"ہاں۔" شعبان نے پرخیال انداز میں کہا۔ پھر بولا۔ "حقیقت تو یہ ہے میڈم گارتھا کہ اگر اخناطون پر سمندری تحقیقات کرنے والے اس بات کو خلوص دل سے تسلیم کر لیتے کہ ان سب کو میڈم کی کمان میں آجانا چاہیئے تو میرا خیال ہے اخناطون اپنی زندگی کا کامیاب سفر طے کرتا اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنی دنیا میں واپس لوٹتا۔"

"یہ ایک حقیقت ہے، اچھا تمہیں غیر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے، آرام سے رہو۔" گارتھا چلی گئی اور شعبان گہری سانس لے کر ایک جگہ جا بیٹھا، بہت سی انوکھی باتیں اس کے ذہن میں آرہی تھیں، لیکن چونکہ ان کا جواب کہیں سے نہیں مل سکتا تھا اس لیے ذہن کو بے مقصد مصروف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ایک دن گارتھا ورتھا ہی نے شعبان کو اطلاع دی کہ اخناطون روانہ ہو رہا ہے۔

"کہاں......" شعبان نے چونک کر پوچھا۔

"اس نامعلوم سفر پر جس کا علم نہ جان سموئیل کو ہے نہ مجھے۔ جو لوگ جانتے ہیں انہیں معلوم ہے، لابون صرف اتنا کہتا ہے کہ اخناطون اس دنیا کی طرف روانہ ہو رہا ہے جو اس کی اپنی دنیا ہے۔ میں اس سے کہتی ہوں کہ مجھے اس دنیا کی کہانی سنائے تو وہ ہنس کر کہتا ہے کہ کہانیاں الفاظ میں ادا کی جاتی ہیں اور الفاظ اس زندگی کی صحیح عکاسی نہیں کر سکتے جو اس کی اپنی دنیا کی ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وہ حقیقتوں کو بتانے سے گریز کر رہا ہے۔" گارتھا نے ایک جانب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خوب جان سموئیل کیسا ہے؟"

"سمجھدار آدمی ہے، مجھے بھی سمجھا رہا تھا کہنے لگا کہ جو کچھ نگاہوں کے سامنے ہے اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو جدوجہد کر کے موت قبول کی جائے، یا پھر انتظار کیا جائے، چنانچہ اُس نے انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اخناطون کے کپتان کی حیثیت سے پورا نظام سنبھال لیا ہے، ویسے یہ لوگ بھی جہازرانی کے اصول سمجھتے ہیں، اب تو کافی تعداد جمع ہوگئی ہے، میرا خیال ہے اخناطون پر جتنے آدمیوں نے سفر کا آغاز کیا تھا، موجودہ لوگ اس سے زیادہ ہوگئے ہیں وہی دو گروپ ہیں یعنی کچھ قیدی اور کچھ آزاد...... جو آزاد ہیں وہ لابون کے زیر سرکردگی ہیں۔"

شعبان خاموش ہوگیا۔ گارتھا کے اس انکشاف کے تیسرے دن شعبان کو بھی اس قید خانے سے نکالا گیا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی گئیں اور اس کے بعد اُسے اخناطون تک لے جایا گیا۔ جان سموئیل اور اُس کے خلاصی مسلسل کاموں میں مصروف تھے، شعبان نے لابون کو دیکھا...... حالانکہ کسی نے اُسے یہ بتایا نہیں تھا کہ وہ لابون ہے لیکن گارتھا نے اس کا حلیہ بتایا تھا لابون اس پر سو فیصد پورا اُترتا

تھا...... ایک بھیڑ نما انسان کو سرخ و سفید رنگت کا مالک تھا، لمبی سی داڑھی لیکن جسمانی طور پر طوفان ہی معلوم ہوتا تھا۔

گہرے پانیوں میں سفر کا آغاز ہو گیا، شعبان کسی قدر بے چینی کا شکار ہو گیا تھا یہاں بہت سے ایسے وسوسے تھے جو اُس کے دل میں اُبھر رہے تھے پھر کچھ دور جانے کے بعد ذرا سی تبدیلی ہوئی۔ اخناطون کی رفتار سست کر دی گئی، لنگر نہیں ڈالے گئے تھے لیکن وہ پانی پر ہچکولے کھا رہا تھا۔ انجن بند کر دیئے گئے تھے، شعبان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اس جانب نگراں ہو گئے تب شعبان نے کسی قدر اطمینان کی سانس لی۔ ارتقاء ہاشی اور اس کی بیویوں کو وہاں سے اُٹھا دیا گیا تھا اور اخناطون سے ایک لائف بوٹ کو نیچے اُتارا جا رہا تھا پھر ان پانچوں کو لائف بوٹ میں بٹھا دیا گیا۔ غالباً امیر ارتقاء ہاشی کو اسد شیرازی وغیرہ کے پاس پہنچایا جا رہا تھا، یہی غنیمت ہے، اُس کا جو انجام ہونا ہے انہی لوگوں کے ساتھ ہو۔ بعد میں گار تھا نے اس کی تصدیق بھی کر دی۔ لائف بوٹ اُن لوگوں کو لے کر چل پڑی تھی اور گار تھا ٹہلتی ہوئی شعبان کے پاس آ گئی تھی اس نے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

"اخناطون کا ساحل سے اتنا فاصلہ ہو جائے کہ پھر کسی کے تیر کر یہاں تک آنے کی گنجائش باقی نہ رہے تو تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے گا لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ شعبان گہرے سمندروں میں بھی تیرنے کی قوت رکھتا ہے تاہم میں تم سے یہی توقع رکھتی ہوں شعبان کہ تم کسی حماقت کا ثبوت نہیں دو گے۔"

"کیوں نہیں، ارتقاء ہاشی کا کیا کیا گیا۔"

"اس ناکارہ شخص کو اخناطون سے اتار کر اس کے ساتھیوں کے پاس واپس بھجوا دیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک لائف بوٹ اس پر قربان کر دی گئی ہے۔"

"کیا اُسے ایسے رخ پر اُتارا گیا ہے کہ وہ باآسانی وہاں تک پہنچ سکے۔"

"اگر تم قیدیوں میں نہ بیٹھے ہوتے تو ساحل پر اپنے ساتھیوں کو ضرور دیکھتے جو حسرت بھری نگاہوں سے اخناطون کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے تو دوربین سے ان کا جائزہ لیا، سب ہی وہاں موجود تھے اور اخناطون کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔"

"کیا آنٹی وردانہ بھی؟" شعبان نے بے اختیار سوال کیا اور گار تھا مسکرا دی۔ اس نے کہا۔

"خیر اسے میں نہیں دیکھ سکی۔ لیکن ظاہر ہے وہ بھی دوسروں کے ساتھ ہو گی۔ کیا تم اس سے بہت زیادہ الفت رکھتے ہو؟" گار تھا نے پوچھا، شعبان خاموش ہو گیا۔ چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

"لیکن کیا امیر ارتقاء ہاشی اس لائف بوٹ کے ذریعے ساحل پر پہنچ جائے گا؟"

"ہم نے اُسے ساحل تک پہنچتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہے۔ ان سب نے اس کی مدد کی ہے اور اسے ساحل پر اُتار لیا ہے۔" شعبان ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

انتظار جاری رہا اور اس کے بعد جب رات ہوئی تو تمام قیدیوں کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔ لابون نے پہلی بار ان سے خطاب کیا۔ اس نے پاٹ دار آواز میں کہا۔

"ماسو بیرا والو یہ بات تمہیں ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ہم اپنے دیس روانہ ہو رہے ہیں۔ کسی شخص نے بھی کوئی سازش کی تو اس کے ساتھ تین افراد کو موت کے گھاٹ اُتار کر سمندر میں پھینک دیا جائے گا اور تم جانتے ہو کہ یہ ہمیں اپنی بقاء کے لیے کرنا ہو گا چنانچہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اب تردانہ پہنچ کر آنے والے وقت کا انتظار کرو اور بہتر یہ ہے کہ اس سفر میں اس جہاز کے وفادار رہو اور میں لابون ہوں جس کے نام کا مقصد یہی ہے کہ وہ جو سوچتا ہے وہ کرتا ہے۔" لابون مڑا اور واپس چلا گیا۔

لیکن شعبان ان الفاظ پر غور کر رہا تھا جن کا مفہوم وہ جانتا تھا، نجانے کیوں...... پھر جب آزادی ملی اور انہیں ایک حصے میں مخصوص رہنے کے لیے کہا گیا لیکن ضرورتوں کے تحت انہیں کسی بھی جگہ طلب کیا جا سکتا تھا تو شعبان نے قیدیوں کے درمیان گشت شروع کیا وہ ایک ایک چہرے

کا جائزہ لے رہا تھا جس شخصیت نے شعبان کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ایک مجہول سی بوڑھی عورت کی تھی جس کے جسم پر طرح طرح کے رنگین موتی سجے ہوئے تھے اور جس نے اپنے بدنما چہرے کو کبھی رنگوں سے رنگا ہو گا۔ یہ مٹے مٹے رنگ اب بھی اس کے چہرے پر تھے اور اُس کی چمکدار آنکھیں مسکراتے ہوئے شعبان کا جائزہ لے رہی تھیں، شعبان اُسے دیکھتا رہا تو عورت نے محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ انگلی سے اُسے اشارہ کر کے قریب بلایا اور آہستہ سے بولی۔

"تیری ابتدا میں...... میں تیرے ساتھ تھی لیکن حیران ہوں کہ تیرا ذہن مجھ تک نہیں پہنچ سکا کیا تجھے سمندر سے مچھلی پکڑنے والے یاد نہیں۔ کیا تجھے وہ کہانی یاد نہیں جب سمندر پہ سورج کا عکس منتشر تھا اور پانی میں طوفان آ گیا تھا سو یوں ہوا کہ سمندر کے کنارے آباد مچھلیاں پکڑنے والے اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتیوں کو لے کر فرار ہوئے اور یوں ہوا کہ ایک ننھا سا بچہ ساحل سے جا لگا، سو وہ یہ سمجھے کہ وہ مچھیرے کی تخلیق ہے اور وہ ہے جس کی ماں سمندر میں گئی تھی لیکن پاگل تھے وہ لوگ۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ طوفان نے انہیں نگل لیا تھا لیکن وہ بچہ جو ساحل تک پہنچا تھا کسی سمندر میں رہنے والے کا نہیں تھا، بلکہ اس کے باپ کا نام تعیبور اور ماں کا شکالا تھا۔ تعیبور اور شکالا ادھر کیا کر رہے تھے یہ ایک الگ کہانی ہے لیکن یہ بھی ایک سچ ہے کہ اُن کا تعلق سوبیرا سے تھا اور سوبیرا والے جو کرنے کے لیے نکلے تھے اس میں ناکام رہے تھے کیونکہ اُن کے پیچھے ہی پیچھے تشتا والے بھی چل پڑے تھے، سو تجھے کچھ یاد نہیں اور کیوں یاد ہو گا، تعیبور نے تجھے کوئی نام ہی نہیں دیا تھا، تو تو نوزائیدہ تھا اور جو نام تجھے ملا وہ شعبان ہے اور میں تجھے یاد نہیں کہ میں نے ہمیشہ تیری نگرانی کی۔ اسی بستی میں تو میں بھی تھی وہیں پر میں نے بھی اپنا مسکن بنا رکھا تھا اور بستی والے مجھے مائی ماچھی کہا کرتے تھے، یاد کر میں انہیں طوفانوں کی آمد کا پتہ دیتی تھی، میں ان کے درمیان آباد تھی اور اُس دن کا انتظار کر رہی تھی جب سوبیرا کے لوگ نئی قوتیں لے کر تردانہ واپس پہنچیں گے اور مجھے اپنے ساتھ سفر پر لے جانے کے لیے پکاریں گے، لیکن شعبان میں بھی تجھے یہی کہنے پر مجبور ہوں، کیونکہ تعیبور نے تجھے کوئی نام نہیں دیا، تو سمجھتا ہے کہ تو سب کی نگاہوں سے اوجھل تھا لیکن ہم لوگ ایک دوسرے سے اوجھل کہاں ہیں، وقت کی گرد ہمیں کتنی ہی دور پہنچا دے مگر ہم شناسا تو ہیں، اور جب ہم اکٹھا ہوتے تو ہمیں کوئی نہ روک پاتا سو ایسا ہو گیا ہے اور تو اپنی منزل کی جانب سفر کر رہا ہے، بد نصیبی یہ ہے کہ اس کے بجائے سوبیرا والے تشتا والوں کو قید کر کے اپنے ساتھ تردانہ لے جاتے لیکن ہوا یوں ہے کہ ہم تشتا والوں کی قید میں ہیں اور شاید یہ پوری کہانی ابھی تیری سمجھ میں نہ آئے لیکن اس سے زیادہ وقت نہیں۔ مائی ماچھی کو پہچان، میرا نام طورنا ہے طورنا سمجھتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اگر میں تجھے شعبان کہوں تو تو مجھے مائی ماچھی کہہ کر پکار۔ باقی کہانی بعد میں، تمام باتیں ایک دم نہیں بتائی جاتیں کیونکہ یادداشت میں بیٹھ نہیں پاتیں، جا یہاں سے آگے بڑھ جا اور سن اپنی طرف سے کوئی جدوجہد مت کرنا۔ وہ جدوجہد جو تجھے نئی دنیا نے سکھائی ہے، ابھی جدوجہد کرنے کا وقت نہیں آیا ابھی تو ہمیں تردانہ پہنچنا ہے اور اگر تشتا والے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان فنکاروں کا فن ان سے چھین لیں گے تو یہ اُن کی غلط فہمی ہے یہ ایک پورا کھیل تشتا والوں سے حماقت ہوئی ہے، ہونا یہ چاہیئے تھا کہ سوبیرا کے جو لوگ ان کے قبضے میں آئے وہ انہیں یہیں ہلاک کر دیتے لیکن خبردار اپنی زبان سے ایک لفظ نہ کہنا کہ زبانوں سے نکلا ہوا ایک لفظ ہی تباہی بن جاتا ہے۔ انہیں بے عقل رہنے دے ان کا بے عقل رہنا ہی ہمارے حق میں سودمند ہے، تو جا نا کیوں نہیں آگے بڑھ آگے بڑھ جا، تو سامنے کھڑا رہے گا تو میں بھی بولتی رہوں گی لیکن میں خاموش ہونا چاہتی ہوں۔" شعبان سہمے سہمے قدموں سے آگے بڑھ گیا۔

"کیا کہہ رہی تھی یہ عورت، مائی ماچھی۔ مائی ماچھی، مائی ماچھی...... ہاں یہ نام ذہن کے خانوں میں محفوظ ہے اور یہ تو مجھے سمندر میں بھی ملی تھی اس وقت جب اسد شیرازی مجھے اپنے جہاز میں لے کر چلا تھا۔ آنٹی وردانہ نے بھی بار بار اس کا تذکرہ کیا تھا لیکن تشتا، سوبیرا..... مگر یہ نام

اجنبی کہاں ہیں۔ پروفیسر بیرن سینڈرا..... شعبان کی نگاہیں دور دور تک بھٹکنے لگیں۔ پروفیسر بیرن برج پر موجود تھا۔ لیکن سینڈرا موجود نہیں تھی، البتہ حالات سمجھ میں آتے جارہے تھے، سوبیرا اور تشتا کی وضاحت کافی حد تک ہوگئی تھی۔ لیکن مائی ماچھی سے ابھی بہت کچھ پوچھنا باقی تھا۔ آج رات جب قیدیوں کو سونے کی اجازت دی جائے گی تو میں اس کے پاس جاؤں گا تاکہ یہ معلومات حاصل ہوسکے۔ ہاں اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ دوہری ہی نہیں بلکہ تہری چال چلنا پڑے گی ایک جانب کارتھا ہے جو اپنا ایک الگ مقصد رکھتی ہے۔"

"واہ کیا الجھنیں درپیش ہیں آنٹی دردانہ تمہیں چاہئیے تھا کہ مجھے کسی ایسے ادارے میں تربیت کے لئے بھیج دیتیں جہاں سازشیں کی جاتی ہوں، جہاں سیکرٹ ایجنٹ بنائے جاتے ہوں، مگر تم اپنی دنیا میں ایک نیک خاتون تھیں اور اسد شیرازی، وہ دنیا میں آنے والوں کے لئے دائمی بقا کی تلاش میں نکلے تھے۔ سمندر کی جڑی بوٹیوں سے ان کا علاج کرنا چاہتے تھے مگر شعبان۔ شعبان کو انہوں نے درمیانی حیثیت کا آدمی رہنے دیا ہے۔ مگر اب کچھ ہوکر رہے گا مگر ایسے نہیں جیسے دنیا میں رہنے والے سوچتے ہیں یعنی جلد بازی قاتل ہوگی بہتر یہی ہے کہ فی الحال قید میں رہا جائے اور اگر کارتھا کی ذہانت کام کرجائے تو پھر آزاد.....

لیکن تشتا اور سوبیرا میں ایک فرق ہے، اس کی معلومات مائی ماچھی سے کرنے کے بعد آگے کے بارے میں سوچا جائے گا اور میرا باپ تھیبور نامی کوئی شخص ہے کہا تو جاتا تھا کہ اس کا نام رمضان ہے لیکن یہاں تو کہانی ہی بدل گئی میں نے اپنی دنیا کو دیکھا ہی کب ہے، یہ چند سال تو مجھے اجنبی دنیا میں گزارنے پڑے ہیں جس سے مجھے کوئی واقفیت نہیں ہے، میری اصل دنیا ہی میری اپنی دنیا ہے اور مجھے اس کا تجزیہ کرنا ہوگا۔"

شعبان رات ہونے کا انتظار کرنے لگا اور جب رات کا کھانا ان لوگوں میں تقسیم ہوا تو کارتھا نے پھر اپنا حق ادا کیا۔ بے شک شعبان کو قیدیوں کے درمیان جگہ ملی تھی لیکن کھانے میں فرق کیا گیا تھا جب کہ دوسروں کے لئے کوئی تفریق نہیں کی گئی تھی۔ کارتھا نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"اب لابون کو کسی بات کا کوئی خدشہ نہیں ہے، لیکن قیدیوں کے لئے یہ جگہ مخصوص کردی گئی ہے تمہیں بھی اس وقت تک یہیں رہنا ہوگا، جب تک کہ میں اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوجاؤں اور ظاہر ہے اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا کیونکہ میرا نام کارتھا ہے مگر میں ایسی کسی قدرتی چیز کا انتظار کررہی ہوں جس سے میں تمہیں ان لوگوں میں نیک نام قرار دے سکوں۔"

"کچھ اور معلومات حاصل ہوئیں اس بارے میں.....؟"

"نہیں یہ کم بخت اپنے معاملات میں بہت رازداری برت رہے ہیں، جان سموئیل بھی مجھ سے یہی کہہ رہا تھا وہ اس حوالے سے مجھ سے بات کرتا ہے کہ میں اس کی دنیا کی باشندہ ہوں، میں نے اسے بھی بہت سمجھایا بجھایا۔ میں نے اس سے یہ کہا ہے کہ اب اس کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے جان سموئیل کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ جیئیں اور ان کی ہدایات پر عمل کریں، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقت اپنی کہانی میں خود ہی کوئی ردوبدل کردے۔" شعبان خاموش ہوگیا پھر جب رات کو سونے کے لئے جگہ ملی تو شعبان کھسکتا ہوا مائی ماچھی کے پاس جا پہنچا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں تیرا انتظار کررہی تھی شعبان.....؟"

"مائی ماچھی!" شعبان نے اسے پکارا اور مائی ماچھی ہنس پڑی۔

"ہاں دنیا کے رہنے والے مجھے دیوانہ سمجھتے تھے اور ایک بات میں تجھے بتاؤں جب انسان خاموشی اختیار کرنا چاہے تو دیوانگی کی شکل اختیار کرے۔ چند الفاظ کہہ دے، تھوڑی سی حرکات کردے، بس اسے دنیا سے نجات مل جاتی ہے ان ناواقفوں سے جو اسے نہیں جانتے، خیر تو پریشان ہے.....؟"

"بہت۔ اور وہ اس لئے کہ میں اپنے آپ سے ناواقف ہوں۔"

"میں تجھے پوری کہانی سنائے دیتی ہوں۔ کہانی

بہت طویل نہیں ہے، لیکن اس کے بعد سب کچھ تیری سمجھ میں آجائے گا، جس دنیا میں تو نے وقت گزارا یہ پاگلوں کی دنیا کہلاتی ہے، یہاں کے رہنے والے دلچسپ اور احمقانہ حالات کے مالک ہیں۔ صدیوں سے یہ دنیا بھی آباد ہے اور صدیوں پہلے یہاں اقدار رائج کی گئی تھیں، اچھی باتیں تو سب ہی ایک دوسرے کو بتاتے ہیں لیکن اچھی باتوں کو ماننے والے کہاں ہوتے ہیں کچھ نے مانا کچھ نے نہ مانا۔ یوں وقت آگے بڑھتا رہا۔ یہ ترقی کے نام پر آگے قدم بڑھاتے رہے، میں بہت پہلے تو نہیں جاسکتی، کیونکہ دنیا کی عمر تو بہت وسیع ہے، ہم لوگ ان سے بہت زیادہ دور نہیں ہیں۔ لیکن سمندر درمیان میں ہے اور سمندر کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ یہ دنیا اس سمندر میں ایک چھوٹے سے جزیرے کی مانند ہے اس میں رکھا گیا ہے۔ ہاں سمندروں سے پرے ہماری دنیا جو تردانہ کہلاتی ہے کافی محفوظ ہے، گردانہ یا تردانہ یہ لفظوں کا فرق ہے، یہ دنیا بھی انسانوں سے ہی آباد ہے لیکن اس کی وسعتیں اتنی نہیں پھیلائی گئیں، کیونکہ وہاں ایک نظام قائم رکھا گیا ہے، ہر طرح سے ان لوگوں نے میرا مطلب ہے ہمارے لوگوں نے اپنی بقاء کا خیال رکھا ہے اور اصول تراش لئے ہیں اور اصولوں سے گردن نہیں گھمائی جاسکتی، ہماری اس دنیا کی تاریخ کتنی پرانی ہے حساب دانوں نے اس کا حساب بھی رکھا ہے۔ لیکن وہ صرف انہی تک محدود ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں کی زندگی بہت طویل ہے۔ تو میں تمہیں بتارہی تھی سوبیرا کے باشندے اپنی اس دنیا کے بارے میں جو تردانہ کہلاتی ہے کہ وہاں سب کچھ ہے جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہوتا ہے اور انہوں نے بھی اپنے لئے جینے کے ڈھنگ اختیار کرلئے ہیں لیکن بہت پرانی بات ہے اتنی پرانی کہ مجھ سے پہلے سو مرنے والے اس کے وقت کا تعین نہیں کرسکتے، ہماری اس پرسکون دنیا میں جہاں ہم کیڑے مکوڑوں کی مانند زمین پر رینگ کر زندگی گزار رہے تھے کچھ نئے لوگوں کی آمد ہوئی، سنا یہ جاتا ہے کہ سورج سے اٹھنے والے طوفانوں نے ایک ایسے سیارے کو جنم دیا، جو سورج کے لاوے کا ایک حصہ تھا اور خلاء میں پہنچ کر سرد ہوگیا تھا، لیکن وہ ہماری دنیا سے اتنا قریب تھا کہ ہماری دنیا سے اسے دیکھا جاسکتا تھا، پھر جب وہاں سیلن پیدا ہوئی تو زندگی کا آغاز اس طرح ہوگیا، جیسے گندی زمین میں کونپلیں پھوٹ آتی ہیں اور خوشنما درخت بن جاتی ہیں سو وہاں جو نمود ہوئی، وہ شاید کسی وجہ سے سورج کی توانائی جذب کرچکی تھی، اور یوں اس کی ذہنی قوتیں ہم سے زیادہ تھیں، لیکن جہاں وہ رہتی تھی وہاں اس کی بقاء کے انتظامات نہیں تھے کیونکہ سورج کے حرارے وہاں نمود کے لئے تکلیف دے رہے تھے اور انہیں تلاش ہوئی کسی ایسے اجنبی سیارے کی جہاں وہ اپنی نمود قائم رکھ سکیں، سو قریب ترین جگہ تردانہ ہی تھی اور وہ تردانہ میں اتر آئے اور انہوں نے اپنی ذہنی قوتوں سے تردانہ والوں کو اپنا فرمانبردار بنالیا اور ہم میں گھل مل گئے، سو ان کے جسموں سے ہمارے ہاں اولادیں بھی پیدا ہوئیں لیکن ان کے آنے کے بعد تردانہ کی اندرونی زندگی وہ نہ رہی جو تصور کی جاتی تھی اور اس اندرونی زندگی میں تفرقے پیدا ہوگئے اور انہی تفرقوں کے نتیجے میں وہاں دو قبیلے بنے، تشتا اور سوبیرا۔ دونوں نے اپنی اپنی رہائشگاہیں الگ اختیار کیں اور درمیان میں حدفاصل کھینچ لی گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ان کے درمیان طاقت کی دوڑ شروع ہوگئی، وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں ہوگئے اور سورج سے بنے ہوئے لاوے کی دنیا سے آنے والے اس بات سے مطمئن تھے کیونکہ اس میں ان کی بقاء پوشیدہ تھی یہ الگ بات ہے کہ وہ ختم ہوتے چلے گئے، لیکن وہ اپنی نسلوں کو سب کچھ سکھا کر چھوڑ گئے تھے اور ان کی نسلوں نے وہی کیا جو وہ پہلے کرتے چلے آئے تھے۔"

"اب ادھر سوبیرا والے اپنے آپ کو سورج والا کہتے ہیں اور ادھر تشتا والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ درحقیقت سورج والوں کی اولاد وہ ہیں۔ وہی برتری اور اقتدار قائم کرنے کا، دوسروں پر حکمرانی کرنے کا جذبہ اور ان جذبوں نے بالآخر تخریب کو جنم دیا۔ سو وہاں پر بھی جادو زیر اثر آیا اور ہر شخص اپنا جادو الگ رکھتا ہے۔ لیکن بالکل مختلف ہے۔ گویا تعین نہیں ہوسکا اس بات کا کہ ان دونوں میں سے زیادہ طاقتور کون ہے اور پھر ایک اور شخصیت ہوتی ہے ان میں، جو سلانوبیہ کہلاتی ہے سلانوبیہ درحقیقت ایک نام ہے جو کسی

بھی نامعلوم شخصیت کو دے دیا جاتا ہے اور وہ نامعلوم شخصیت کچھ ایسے لوگوں کی تحویل میں ہوتی ہے جنہیں معتبر تسلیم کیا جاتا ہے ان کی عمر کی بنیاد پر اور سارے مشکل مرحلے سلانوبیہ تک پہنچائے جاتے ہیں اور فیصلہ وہی کرتی ہے لیکن بس رسمی طور پر..... ورنہ اپنے اپنے لوگ اپنا اپنا عمل کرتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ یوں تروانہ سازشوں کا شکار ہے پھر یوں ہوا کہ انہی سازشوں میں سے ایک عمل سوبیرا والوں نے کیا یعنی انہیں علم ہوا کہ دور کے سمندروں کے پار ایک ایسی دنیا آباد ہے جو تخریب کاروں کی دنیا ہے اور وہاں تخریبی عمل زیادہ بہتری کے ساتھ انجام پا رہے ہیں، سوبیرا والوں نے سوچا کہ اگر ان کا اس دنیا سے رابطہ ہو جائے تو پھر وہ تشنا پر فتح حاصل کر سکتے ہیں اور وہاں سے ایسی تربیت لے کر آ سکتے ہیں جس سے تشنا والوں کو قابو میں کیا جا سکے۔ سو خفیہ طور پر تیاریاں کی گئیں، بہت سے گروہ بنا کر سمندر میں اتار دیئے گئے اور یہ گروہ اس دنیا کی جانب سفر کرنے لگے۔ میں بھی ایسے ہی ایک گروہ میں شامل تھی۔ سمندر کی لہروں نے ہمیں اپنی آغوش میں لے کر نجانے کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور اس کے بعد جب طویل زندگی گزار کے ہم نے اپنے آپ کو ہوش کے عالم میں پایا تو ہم اس دنیا تک پہنچ چکے تھے جہاں ہمیں بھیجا گیا تھا ہم نے خودسران کے درمیان ضم کر کے ان کوششوں میں مصروف ہو گئے کہ سوبیرا نے جو مشن ہمیں سونپا ہے اس کی تکمیل کریں۔ لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ ہم سب سمندر میں بچھڑ گئے تھے کیونکہ یہ علم نہیں تھا ہمیں کہ سمندر کی وسعتیں کتنی ہیں اور اس پر قابو پانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے، سو یوں ہوا کہ جو جہاں ساحل تک پہنچا وہیں آباد ہو گیا اور اپنے طور پر کام کرنے لگا، ہمارا اس طرح منتشر ہو جانا ہمارے مشن کا قاتل بن گیا، اور ایک طرح سے ہم کچھ نہ کرنے کے ناقابل ہو گئے، یکجا رہتے تو یقینی طور پر جو کام کرنا تھا کرتے اور واپسی کا سفر اختیار کرتے، لیکن دلچسپ بات یہ رہی کہ تشنا والوں کو ہماری اس کوشش کا علم ہو گیا اور بھلا وہ کیوں کسی سے پیچھے رہتے، سو انہوں نے بھی بالکل سوبیرا والوں کی مانند ہی عمل کیا اور بے شمار افراد کو سمندر میں اتار دیا، کہ یہ ان کی زندگی کھونے کے مترادف تھا، کون بچا، کون رہا، کون جانے کس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا، کون سمندر کی تہہ میں جا بیٹھا اور کون خلاء کی وسعتوں میں پرواز کر گیا اور کون اس سرزمین تک پہنچا، جہاں سے ہمیں تخریب لے کر جانا تھا اس کے اعداد و شمار کہیں سے نہیں مل سکتے۔

لیکن تم مجھے نظر آئے تو وہ پہلے فرد تھے جسے میں نے جانا لیکن ایک لوآئیدہ شکل میں..... اور تمہاری صورت اپنے باپ تہیبور سے ملتی ہے اور ہم پہچان لینے کی قوت رکھتے ہیں اور یہ طریقہ میں تمہیں بھی بتا دوں گی کہ کس طرح میں نے تمہاری ماں شکالا اور تمہارے باپ تہیبور کو پہنچانا۔ تہیبور اور شکالا کہاں ہیں، ہم میں سے کوئی نہیں جانتا بالکل اسی طرح جس طرح ہم سب ایک دوسرے کے بارے میں نہیں جانتے لیکن ہماری شناخت ہے، تشنا والے الگ پہچانے جاتے ہیں اور سوبیرا والے الگ، یہ ہمارے اندر کی قوتوں کا کھیل ہے اور پھر یہ ہوا کہ تشنا والوں نے اس جگہ اپنی پناہ گاہ بنائی جہاں ہم قید ہوئے، اور اس کے بعد وہ کوششیں کرتے رہے، سو سوبیرا کے جتنے افراد انہیں حاصل ہو سکے انہوں نے اسے حاصل کیا اور لابون اس میں کوئی شک نہیں کہ ذہنی طور پر ہم سب پر حاوی ہو گیا کہ اس نے ہمیں گروہی شکل میں منتشر کر کے ایک ایک کر کے اپنے قبضے میں کیا اور مجھے بھی اسی بستی سے حاصل کیا گیا۔ سمندر کے راستے ایک کشتی ساحل سے جا لگی اور جب مچھیرے اس کشتی سے معلومات حاصل کرنے لگے تو انہوں نے اپنی قوتوں سے کام لے کر مچھیروں کو گہری نیند سلا دیا اور رات کی تاریکی میں مجھ پر آ پڑے اور مجھے قید کرنا بلکہ کون سا مشکل کام تھا اور اس کے بعد نجانے کتنے طویل سفر طے کرا کر مجھے یہاں تک لایا گیا۔"

"یہاں میں نے لابون کو دیکھا، اس کے گروہ کو دیکھا اور پہچان گئی یہ تشنا والے ہیں تب ساری کہانی میرے علم میں آ گئی اور میرے پیارے معصوم سے بچے شعبان تیرا تعلق سوبیرا سے ہے، تہیبور سوبیرا کا سرگرم کارکن تھا وہ کہاں ہے مجھے اندازہ نہیں۔ لیکن وہ ان قیدیوں میں موجود نہیں ہے۔ ہاں اس بات کا مجھے یقین ہے کہ جتنے لوگ وہاں سے

بھیجے گئے تھے وہ شاید ابھی تک موت کی وادی میں نہیں پہنچے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے ہاں زندگی اتنی مختصر نہیں ہوتی اور اب یہ اس جہاز کا سہارا لے کر تروانہ واپس جانا چاہتے ہیں..... میں نہیں کہتی کہ تروانہ تک کا سفر یہ کامیابی سے طے کر سکیں گے یا نہیں۔ لیکن سنا یہ گیا ہے کہ لابون نے وہ راستے تلاش کر لیتے ہیں جو تروانہ کی طرف جاتے ہیں اور اس طرح اس جہاز کا یہ سفر اب تروانہ کی طرف ہے اور ہم سوبیرا والے تشنا والوں کے قیدی لیکن کھیل ابھی نہیں بگڑا، بالآخر ہمیں تروانہ تک پہنچنا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ یہ لوگ جو قیدی ہیں اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے، میں تو اپنے آپ کو ایک ناکارہ شخصیت سمجھتی ہوں، میں نے تو سوبیرا کے لئے کچھ بھی نہیں کیا اور اب تو ہے۔ تو بھی سوبیرا والوں میں سے ہے اور جب تو تروانہ پہنچے گا تو تجھے تیرے ماں اور باپ ملیں گے جو کچھ بھی تیرا ذہن کہے ہوشیاری سے سرانجام دینا، اور اپنے آپ کو پرسکون رکھنا، خبردار جنگ و جدل اور کوئی ایسا عمل جو ہمارے لئے مصیبت بن جائے کبھی نہ کرنا، ہمیں خاموشی سے یہ سفر کرنا ہے اور میں ایک تجربے کار عورت کی طرح تجھے یہ مشورے دے رہی ہوں..... تو پہلا تصور تو اپنے ذہن سے یہ نکال کہ تیرا تعلق اس دنیا سے ہے جس میں تو نے نمو پائی اور جس سے زندگی لے کر تو واپس اپنی منزل کی طرف جا رہا ہے، بس اب میں خاموش ہوئی جاتی ہوں، کیونکہ بتانے کے لئے میرے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔"

شعبان پر جو حقیقتیں منکشف ہوئی تھیں وہ بڑی حیرت انگیز تھیں لیکن اب ان میں ایسی کوئی بات بھی نہیں تھی جسے سمجھنے میں اسے دقت ہو سوائے اس کے کہ یہ تھوڑا سا فرق تھا۔ لیکن اپنے دل کی گہرائیوں میں اس نے نہ تشنا کے بارے میں نفرت پائی اور سوبیرا کے بارے میں محبت غالباً وہ جراثیم اس کے اندر نہیں پیدا ہوئے تھے جو نفرت اور محبت کو جذب کرتے ہیں۔ ہاں آج بھی اگر اس سے پوچھا جاتا کہ وہ کس کے مفاد میں کام کرنا چاہتا ہے تو وہ اسد شیرازی کا ہی نام لیتا اور اب جس کی منزل کی طرف اس کا سفر جاری ہے وہاں تک پہنچنے میں اب اسے کوئی تردد نہیں تھا تہیبور اور شکالا بہر طور اس کے دل پر نقش ہوئے تھے اور شاید اس دنیا میں بھی نمود کے اس انداز میں محبت کا عنصر موجود تھا اور یہ محبت شعبان کے دل میں بھی جاگزیں تھی اس کا مطلب ہے کہ تشنا والے سوبیرا کے دشمن ہیں اور یہ لوگ یہاں سے طاقت کے حصول کے لیے آنے کے بعد واپس جا رہے ہیں پتہ نہیں ان میں سے کون کون کیا کیا لے جا رہا ہے لیکن وہ سوبیرا والوں کے ساتھ سرگرم نہیں ہونا چاہتا تھا ابھی تو اسے اس بات کا اندازہ تھا کہ تشنا والے برتری حاصل کیے ہوئے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ برتری اولیت رکھتی ہے تو کم از کم شعبان کے بھی اندر یہ ذہانت بے شک بیدار ہو گئی تھی کہ وہ احمقانہ طاقت کے استعمال کا قائل نہیں رہا تھا اور اس کے بعد وہ صرف اس موقع کی تلاش میں رہا کہ کسی طرح تشنا والوں کے دل میں یہ تصور قائم ہو سکے کہ وہ ایک درمیانہ آدمی ہے اور کسی ایک کی طرفداری نہیں رکھتا بلکہ اس کی پرورش بھی اسی دنیا میں ہوئی ہے اور نمو بھی۔ چنانچہ وہ ان دونوں سے اتنا ہی لاتعلق ہے جتنا اس دنیا کے لوگ ہو سکتے ہیں۔

جان سموئیل بظاہر پرسکون نظر آتا تھا۔ لیکن اس کے انداز میں کبھی کبھی جو تردد نمایاں ہو جاتا تھا اس سے بھی شعبان ناواقف نہیں تھا وہ جان سموئیل کو دور سے دیکھتا۔ اس طرح کئی دن گزر گئے قیدیوں کو بھی کافی آزادی حاصل ہو چکی تھی۔ جہاز کے مختلف گوشوں میں انہیں مختلف کام سونپے جاتے تھے دوسروں کی مانند اور وہ انہیں سرانجام دینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے اجنبی چہرے اجنبی لوگ ایک دوسرے سے شناسائی نہیں تھی لیکن سب ایک دوسرے کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے جس سے یہ احساس ہو کہ وہ ان میں اپنائیت محسوس کر رہے ہوں یہی کیفیت ان کی آنکھوں میں شعبان کے لیے بھی تھی۔ ہر چند کہ کسی نے اس سے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔

نامعلوم سمندر میں یہ سفر جاری رہا۔ کسی نے کسی خاص سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ لابون جہاز کا حکمران تھا اور سارے کام اس کی ہدایت کے مطابق ہوتے تھے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا گو کہ تھا ور تھا اس سے زیادہ قریب

ہوتی جا رہی تھی۔ اور شعبان اب اکثر لابون کو اس کی تلاش میں سرگرداں دیکھتا تھا۔ بہت کم ایسا موقع ہوتا تھا جب گارتھا تنہا ہو۔ اس کی آتش ریزیاں شباب پر تھیں اور سمندری زندگی نے اسے مزید حسین بنا دیا تھا وہ جیسے نیا حسن حاصل کر رہی تھی۔ شعبان بعض اوقات اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا تھا جن لوگوں کا تعلق سوبیرا سے تھا ان کے ساتھ بھی لابون کا رویہ برا نہیں تھا بس ایک امتیاز برتا جاتا تھا اور انہیں اخناطون پر ایسے کام سپرد کیے جاتے تھے جو بہت گھٹیا درجے کے ہوں اس بات کا جائزہ لیا تھا کہ یہ لوگ یعنی سوبیرا والے بے شک ایک پر اسرار اور انوکھی دنیا سے تعلق رکھتے تھے لیکن ذہانت میں کسی سے کم نہیں تھے اور ان تمام سازشوں سے باخبر رہنے کا گر جانتے تھے جو اخناطون پر ان کے ساتھ کی جاسکتی تھیں۔ شعبان نے اس کئی روزہ سفر میں کم ازکم ان ساری باتوں کا اندازہ بخوبی لگا لیا تھا۔

پھر اس دن آسمان ابر آلود ہو گیا تھا اور ننھی ننھی بوندیں بلندیوں سے پھسلنے لگی تھیں اخناطون میں بارش سے بچاؤ کے انتظامات کیے جا رہے تھے اور شعبان بھی کاموں میں مصروف تھا کہ گارتھا ایک انوکھے لباس میں ملبوس اسے اپنی جانب آتی نظر آئی۔ اس کے چہرے پر مسرتیں اٹھکیلیاں کر رہی تھیں آنکھوں میں ایک خوبصورت چمک تھی بہت خوب صورت میک اپ کیا ہوا تھا اس نے اور بہت دلکش نظر آ رہی تھی شعبان ایک سنسان گوشے میں تھا۔ وہ اس کے قریب پہنچ گئی اور مست نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ شعبان اپنا کام چھوڑ کر کھڑا ہو گیا نجانے اس کے ذہن میں کیا تصور جاگزیں تھا۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں شعبان....؟"

شعبان نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری زبان سے کچھ نہ کہا نگاہوں سے وہ مفہوم ادا کرنے کی کوشش کرنے لگا جو گارتھا کے حسن و جمال کی ستائش الفاظ کی شکل میں رکھتا تھا اور گارتھا سے زیادہ تجربہ کار اور کون ہو سکتا تھا جو ان نگاہوں کا مفہوم سمجھ پاتا اس نے مست انداز میں اپنے جسم کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

"اور اس وقت تم نے میری حیثیت قبول نہیں کی۔ جب میں تمہارے لیے سب سے زیادہ آسان تھی۔ شعبان زندگی کی حقیقتوں کو ٹھکرانا کفران نعمت ہے اور تم نے یہ کیا؟" شعبان مدھم سے لہجے میں بولا۔

"اور کیا تم ان حقیقتوں کو تسلیم نہیں کرو گی گارتھا کہ میں آج تک کائنات کی اس لذت سے محروم ہوں۔"

گارتھا نے کس قدر متعجبانہ انداز میں شعبان کو دیکھا اور بولی۔

"یعنی....؟"

"میں تو شاید ان الفاظ کی ادائیگی بھی نہ کر سکوں میڈم جو میرے دل میں ہیں۔"

"گویا تم نے کبھی عورت کی قربت نہیں حاصل کی....؟"

"نہیں۔" شعبان نے گردن جھکا کر کہا۔

"اوہ مائی گاڈ" اس کا مطلب ہے۔" گارتھا کی آواز میں ایک لذت آمیز کیفیت تھی آنکھوں میں نشیلا پن پیدا ہو گیا تھا شعبان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ جلدی سے بولی۔

"شعبان تم میرے صبر کو انتہا تک پہنچا رہے ہو کیا میں تمہاری بات پر یقین کر لوں؟"

"میڈم آپ کی مرضی ہے۔ میں تو آپ سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ آنٹی دردانہ نے میری نگہداشت اور پرورش ایک ایسی عورت کی حیثیت سی کہ جسے میری ماں کا درجہ حاصل ہو اور اس نے مجھے ہر ایک جگہ محفوظ رکھا اور ایسی جگہوں پر میری بھرپور حفاظت کی جہاں میرے بھٹک جانے کے امکانات ہو سکتے تھے شاید تمہیں یہ بھی معلوم ہو میڈم کہ آنٹی دردانہ کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس میں بندش اور پابندیاں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اسی مذہب کی بنیاد پر میری ذہنی نشوونما بھی ہوئی اور اس طرح میں بہت سے ایسے امور سے ناواقف رہا جو اس آزاد دنیا کا ایک حصہ ہیں۔"

"مجھے یقین ہے اور بارہا میں نے تمہارے بارے میں اس انداز میں سوچا بھی ہے۔ لیکن۔ مگر کوئی بات نہیں ہے وقت خود اپنے فیصلے کرتا ہے ایک بات تو بتاؤ کیا

تمہارے دل میں کبھی یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ کوئی محبت کرنے والا تم سے قریب ہو؟"

"پہلے نہیں ہوتا تھا۔" شعبان نے جواب دیا۔

"اور اب۔" گارتھا نے پوچھا۔ اور شعبان نے ایک بار پھر گارتھا اور تھا کو نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ پھر بولا۔

"میڈم اخناطون کے اس نئے سفر سے پہلے آپ اتنی خوبصورت نہیں تھیں، شعبان نے جواب دیا اور گارتھا مسکرانے لگی۔ ان الفاظ سے شعبان کی پسند کا وہ تمام اظہار ہو جاتا تھا جو گارتھا کے لیے دلکشی کا باعث تھا۔ اس نے کہا۔

"بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت میں لابون کے قبضے میں ہوں اور لابون کی قربتیں بہتوں کے بھلے کے لیے ہیں یعنی یہ کہ اگر وہ بھٹکا اور اس نے کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی تو میں اسے سنبھال سکتی ہوں روک سکتی ہوں شعبان محسوس نہ کرنا میری فطرت میں کچھ عجیب سی کیفیات پوشیدہ ہیں، جہاں میری فطرت میں پہاڑوں کی سختی، اور ناقابل تسخیر چٹانوں جیسی قوتیں پوشیدہ ہیں۔ وہیں میں نرم و نازک کونپلوں سے بھی پیار کرتی ہوں اور ان کی طلب بھی مجھے ہمیشہ ویسی ہی شدت سے رہتی ہے زندگی ایک مسلسل سفر کا نام ہے اور اس سفر میں ہمیں مختلف مناظر سے دوچار ہونا پڑتا ہے کسی منظر سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو کھو دینا ہمیشہ نقصان کا باعث بنتا ہے میرے لئے انتظار کرو اور اس وقت کا تعین کرو۔ جب ہو سکتا ہے کہ تم اور صرف تم میری شخصیت پر حاوی ہو اور میں اپنے آپ کو تمہاری ملکیت کہہ کر خوش ہونے لگوں۔"

شعبان نے ایک ٹھنڈی سانس لی گارتھا نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہنے لگی۔

"پلیز شعبان خیال رکھنا۔ میں چاہتی ہوں۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گی اور اس وقت تک خاموش رہوں گی جب تک ہمارے راستوں کی رکاوٹیں دور نہ ہو جائیں۔ میں تمہارے لیے ہر وقت حاضر رہوں گی۔"

وہ واپس پلٹی اتنی دیر کھڑے رہنے سے اس کا لباس پانی میں بھیگ گیا تھا اور اس کے جسمانی خطوط نمایاں ہو گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مارشل آرٹس اور یوگا کی ماہر یہ عورت اپنی عمر کو اصل سے کئی گنا کم کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ لیکن پھر بھی وقت اپنی آواز خود سناتا ہے وہ آگے بڑھ رہی تھی اور شعبان اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن جب ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گیا کہ گارتھا پلٹ کر دیکھے اور شعبان کے چہرے کے تاثرات کو نہ سمجھ پائے تو شعبان کی آنکھوں میں ایک نفرت بھری کیفیت ابھر آئی اس نے اسی انداز میں کہا۔

"احمق عورت جتنی احمق تو ہے میرا خیال ہے عورتوں میں اتنی احمق کوئی نہیں ہو گی۔ اپنی عارضی کامیابیوں اور سازشوں سے تو عورت تو کہلا ہی نہیں سکتی جہاں تک تیرے حسن اور جسمانی کیفیت کا تعلق ہے تو جس کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ تو عورت کی منزل سے بہت آگے ہے تو وہ صرف تجھ سے نفرت کر سکتا ہے صرف نفرت لیکن سوبیرا والے مہذب دنیا میں اس لیے آئے تھے کہ وہ یہاں سے علم لے جائیں۔ جو انہیں تشنا پر برتری دلا دے۔ کم ازکم میں یہ علم لے کر اپنی زمین کی جانب سفر کر رہا ہوں کہ انسانوں سے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ وہ بار بار احمق بنتے رہیں۔ شعبان کو تھوڑی دیر کے بعد جہاز کے ایک حصے کو وائپر سے صاف کرنے کی ہدایت کی گئی اور شعبان وائپر لے کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا یہ جگہ کیبنوں کی قطار تھی جہاں بارش کے پانی سے پھسلن پیدا ہو گئی تھی اور اس جگہ کو صاف کرنا ضروری تھا۔ شعبان اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک بار پھر اس نے قدموں کی آہٹ سنی اور اس بار جو اس نے گردن گھمائی تو مس سینڈرا کو اپنے نزدیک دیکھا۔

سینڈرا۔ شعبان گردن اٹھا کر اسے دیکھنے لگا اور پھر اس نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ لیکن سینڈرا وہاں سے آگے نہیں بڑھی بلکہ اپنی جگہ جمی اسے کام کرتا دیکھتی رہی اس طرح کئی منٹ گزر گئے۔ شعبان نے ایک بار پھر گردن گھمائی اور سینڈرا کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ وہ آہستہ سے مسکرایا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ تب اس نے سینڈرا کے قدموں کی چاپ سنی اور سینڈرا اس کے قریب پہنچ

گئی۔ شعبان نے کام کرتے کرتے رک کر اسے دیکھا اور پرادب انداز میں بولا۔

"مجھ سے کوئی کام ہے مس سینڈرا۔"

سینڈرا کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی اور عالبأان میں نمی بھی تیرنے لگی تھی۔ پھر اس نے ہونٹ بھینچ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"تم... شعبان مکار ہو جھوٹے اور فریبی بھی ہو۔" شعبان نے معصوم سا چہرہ بنا کر کہا۔

"کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا تھا مس سینڈرا کہ مجھے میری اس حالت کے بارے میں اطلاع دیں گی؟"

"تم.... دوہری شخصیت رکھتے ہو۔"

"تب ان حالات میں مس سینڈرا جب کہ آپ مجھ پر حکمران ہیں۔ میں تو آپ سے یہ سوال بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے اچانک ہی اس کا تجزیہ کیسے کیا۔ میری حیثیت تو اس وقت ایک غلام کی سی ہے۔ بہرحال آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں وہی درست ہو گا کیونکہ میں اپنے لیے کوئی سزا نہیں چاہتا۔"

"اتنے معصوم مت بنو۔ مت بکواس کرو تم ورنہ۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔"

"معذرت خواہ ہوں میڈم اب خاموش ہوا جاتا ہوں۔"

"اٹھو یہ وائپر رکھو اور مجھ سے بات کرو۔"

"اور اگر مجھے اس کام کی تکمیل نہ کرنے کے الزام میں سزا دی گئی تو کیا آپ میری سفارش کریں گی؟"

"تم بہت مکار انسان ہو۔ تم نے مجھے ذہنی طور پر ختم کر کے رکھ دیا ہے۔"

"شاید یہ بات میرے علم میں نہیں ہے مس سینڈرا آپ یقین کیجیے"

"کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے تم نہیں جانتے تھے یہ سب کچھ۔ تم نے کس طرح مجھے چھوڑ دیا۔ تم نے کس طرح مجھے نظر انداز کر دیا۔" شعبان نے گہری نگاہوں سے سینڈرا کا جائزہ لیا۔ پھر بولا۔

"مس سینڈرا۔ اول تو آپ یہ سمجھ لیجیے کہ جس چیز کو عشق و محبت کہا جاتا ہے میری اس سے کبھی قربت نہیں رہی۔ میں نے کبھی اس موضوع کو اپنے سامنے نہیں دیکھا اگر ایسی بات ہے تو میں اس کی تردید کر سکتا ہوں۔"

"شعبان میں اب پہلے سے بالکل مختلف ہو گئی ہوں ڈیڈی نے مجھ پر سے تمام پابندیاں اٹھالی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب وہ میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو مجھ پر پابندیاں عائد نہیں کر سکتے۔ انہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا ہے کہ اپنی زندگی کی کسی طلب کو میں ان کے سامنے بیان کروں گی تو وہ مجھے کھلی اجازت دے دیں گے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق عمل کر سکوں سمجھے شعبان مجھے اب زبان مل گئی ہے "مجھے اب زبان مل گئی ہے۔"

"آپ جذباتی ہو رہی ہیں مس سینڈرا۔"

"نہیں میں حقیقتیں کہنے کی قوت رکھتی ہوں۔"

"تو پھر آج مجھ سے بھی کچھ حقیقتیں سن لیجیے پروفیسر بیرن افلاطون پر وہ منفرد شخصیت تھے جن سے میری سب سے زیادہ قربت ہو گئی تھی اور یہ بات میرے علم میں تھی مس سینڈرا کہ پروفیسر بیرن نے آپ کی پرورش بہت محنت سے کی ہے۔ انہوں نے آپ کو نوجوانوں کی قربت نہیں حاصل کرنے دی۔ اور چونکہ میں انہیں اپنا استاد مانتا تھا انہوں نے مجھے بہت سی حقیقتوں سے روشناس کرایا تھا اس لیے ان کے حوالے سے آپ بھی میرے لیے باعث احترام تھیں وہ احترام تھا جس نے مجھے آپ کی جانب راغب نہ ہونے دیا ورنہ شاید میں انسان تو ہوں۔"

شعبان کے ان الفاظ پر سینڈرا کا منہ حیرت سے کھل گیا اس نے حیران نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور بولی۔

"اوہ شعبان اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا تم نے کچھ نیک جذبے اختیار کیے اور ہم سب دوسری غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے۔"

"مس سینڈرا میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔"

"مگر شعبان اس طرح تو یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تم میرا مطلب ہے شاید میں اپنا مطلب الفاظ میں نہیں بیان کر سکتی۔ شعبان تم نے ایک بار پھر میرے ؛ میں ایک

نئی سوچ بیدار کر دی ہے کیا یہ بالکل سچ ہے۔"

"جو کچھ میں نے آپ سے کہا ہے مس سینڈرا وہ ایک ٹھوس حقیقت ہے ایک مضبوط سچ ہے۔"

"مگر گار تھا کی تمہاری جانب رغبت تمہارا اس سے قربت کا انداز کیا معنی رکھتا ہے؟"

شعبان نے ملامت آمیز انداز سے سینڈرا کو دیکھا اور کہا مس سینڈرا آپ نے مجھے اتنا گھٹیا انسان سمجھا ہے وہ عورت مجھ سے دوگنی عمر رکھتی ہے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی آپ کے علم میں ہے کہ وہ ایک بری عورت ہے۔ میں اس عورت سے شدید نفرت کرتا ہوں۔"

سینڈرا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اور چکرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میرے خدا میں تو صرف غلط فہمیوں کو پروان چڑھا رہی تھی یہ ساری ٹھوس حقیقتیں ہیں لیکن ڈیڈی کا تجربہ کہاں گیا یہاں تو وہ بالکل ہی فیل ہو گئے مگر شعبان ہم ایک بار پھر ان راستوں کو ہموار نہیں کر سکتے جن سے ہم دور ہٹ گئے تھے۔؟"

"مس سینڈرا اس کے بعد آپ مجھ پر نئے الزامات عائد کرنا شروع کر دیں گی مجھے عجیب حالات سے واسطہ پڑا ہے۔"

"نہیں شعبان بلکہ میں اب تک کی تمام حماقتوں کے لیے معافی چاہتی ہوں۔"

شعبان پھیکے سے انداز میں مسکرا دیا۔ پھر اس نے کہا۔ "آپ بہت معصوم ہیں مس سینڈرا یہاں کے جو حالات میرے علم میں آئے ہیں۔ ان کے تحت کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ مجھے پروفیسر بیرن کی یا آپ کی نگاہوں میں وہ درجہ حاصل ہو سکے اور پھر آپ کو یہ اندازہ نہیں کہ ہم لابون کے ماتحت ہیں اور پروفیسر بیرن مجھ سے بالکل ہی متنفر جو نیا کھیل یہاں شروع ہو گیا ہے وہ بہت انوکھا ہے ہو سکتا ہے مس سینڈرا وہ آپ کے علم میں نہ ہو لیکن آپ پروفیسر بیرن سے معلوم کریں۔ میری اب وہ حیثیت نہیں ہے جو ابتدا میں تھی پروفیسر بیرن نے آپ کو ہر طرح کی اجازتیں بے شک دے رکھی ہیں۔ لیکن اب وہ یہ اجازت کبھی نہیں دیں گے کہ آپ مجھ سے محبت کے راستے استوار کریں۔ میں ایک نئی شخصیت بن چکا ہوں جوان کی نگاہوں میں صرف دشمن کی حیثیت رکھتی ہے۔"

"کیسے رکھتی ہے۔ میں تمہارے لیے فائٹ کروں گی۔"

"اگر آپ کچھ کرنا چاہتی ہیں تو میں صرف اس لیے آپ سے اس کا اقرار کر سکتا ہوں مس سینڈرا کہ آپ کہیں مجھے غلط نہ سمجھ بیٹھیں لیکن بہتر یہ ہو گا کہ آپ پروفیسر کو بھی آزمائش میں نہ ڈالیں وہ اب اس کے لیے کبھی تیار نہ ہوں گے۔"

"تم تو تیار ہو نا....؟"

"میں اپنی حقیقت کو اچھی طرح پہچانتا ہوں آپ کو خود ان تمام باتوں پر دکھ ہو گا آپ دیکھ لیجیے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی سچ ہے۔"

"جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ بھی ایک سچ ہے۔ میں جا رہی ہوں شعبان ایک نیا تصور ایک نئی امنگ لے کر اور تمہیں اپنے وعدوں کا پاس کرنا ہو گا۔"

شعبان اپنی جگہ کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر جب سینڈرا نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو اس نے اپنے سر کو کھجاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شعبان اگر آنٹی دردانہ یہاں موجود ہوتیں اور انہیں حقیقت کا علم ہوتا اور اس کے بعد تمہارے اقدامات کا تو پہلے تو وہ بہت زیادہ حیران ہوتیں اور پھر اپنی خوبصورت آنکھوں سے تمہیں دیکھتیں اور پوچھتیں۔"

"شعبان تم نے یہ شیطانیت کہاں سے سیکھ لی۔ میں نے تو تمہیں شیطانوں سے بہت دور رکھا ہے اور خود میں شیطان نہیں ہوں تو مس سینڈرا مجھے یہی سب کچھ کرنا ہے آخر۔ شاید اپنے وطن کے لیے اپنے قبیلے کے لیے اپنی سو بیرا کے لیے۔ میں کم از کم اور کچھ نہیں تو سو بیرا والوں کے لیے اس دنیا سے مکاری لے جا رہا ہوں اور یہ مکاری میں تشتا کے لوگوں کے خلاف استعمال کروں گا۔"

اس نے وائپر اٹھایا اور ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ نگرانی کرنے والے ادھر

سے گزرنے لگے تھے۔ شعبان اپنا کام کافی دیر تک سرانجام دیتا رہا اور جب اس کا کام پورا ہوگیا تو آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان لوگوں کی جانب بڑھ گیا جن کا تعلق سوبیرا سے تھا اور جو اپنا اپنا کام سرانجام دینے کے بعد بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے تھے وہ خود بھی ایک گوشے میں جا بیٹھا۔

اور ان لوگوں کی جانب متوجہ ہوگیا جو کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ ظاہر ہے یہ سفر مختصر تو تھا نہیں شب و روز گزر رہے تھے دن کو سورج چمکتا رات کو چاند کبھی کبھی بادلوں سے نمی بوندوں کی شکل میں برسنے لگتی۔

پھر ایک شام جب شعبان اپنے کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد عرشے کے ایک گوشے میں کھڑا اداس نگاہوں سے سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ پلٹ کر دیکھا تو پروفیسر بیرن تھا۔

شعبان پروفیسر کو دیکھ کر ساکت ہوگیا۔ پروفیسر اپنی نیم غنودہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ شعبان کے ذہن راستے اس کے پورے وجود میں اُتر جانے کی کوششیں کر رہا ہو لیکن یہ کام بھی اس کے لیے آسان نہیں تھا کیونکہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور اس کی قوتیں اس قدر طاقتور نہیں تھیں کہ وہ شعبان کے مقابلے میں آسکتیں۔ چنانچہ شعبان سادہ سادہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اور پروفیسر بیرن کو یہ یقین آگیا کہ یہ نوجوان بے حد معصوم اور سادہ لوح ہے۔ وہ ایک قدم اور آگے بڑھا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں شعبان کے علاوہ اور کسی نام سے مخاطب بھی تو نہیں کیا جاسکتا۔"

"جی پروفیسر" شعبان نے آہستہ سے کہا۔ "تمہاری ملاقات سینڈرا سے ہوئی تھی۔ "اس کے اور تمہارے درمیان کچھ گفتگو بھی ہوئی۔

"جی ہاں۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں شعبان کہ تم نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ایک ایسی لڑکی کی دلجوئی کی ہے جو تم سے ؟ کرنے لگی ہے یا اس سے کہے ہوئے الفاظ میں کوئی صداقت بھی ہے۔"

"اس کا ثبوت میں کیسے دے سکتا ہوں۔" شعبان نے سوال کیا۔

"ثبوت۔"

"جی۔"

"میں تم سے ثبوت نہیں مانگ رہا۔"

"تو پھر مجھے حکم دیجیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں شعبان کہ سینڈرا سے تمہاری جو بات ہوئی وہ سچ پر مبنی تھی۔"

"میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں۔" شعبان نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے لہجے کی کرختگی کو پروفیسر نے بخوبی محسوس کیا پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

دراصل میری نگاہوں نے کسی ایسی شخصیت کی تلاش شروع کر دی جسے میں سینڈرا کا ساتھی بنا سکوں اور جو سینڈرا کو میری ہی طرح رکھ سکے۔ شعبان جب مجھے تمہارے بارے میں یہ علم ہوا کہ تمہارا تعلق میری ہی دنیا سے ہے تو یقین کرو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے شانوں کا بہت سا بوجھ اُتر گیا ہو اس وقت میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ تمہارا تعلق کون سے قبیلے سے ہوگا۔ معاف کرنا کم از کم تمہیں اتنا تو علم ہو ہی گیا ہوگا کہ جس بستی سے تمہارا تعلق ہے اس میں دو قبیلوں کی آپس کی دشمنی چل رہی ہے ایک کا نام تشتا ہے دوسرے کا سوبیرا اور تم سوبیرا والے ہو اور تشتا والوں کی قید میں ہو۔ میرا تعلق بھی تشتا ہی سے ہے اور یہ بات اس وقت مجھے معلوم نہیں تھی کہ تم سوبیرا کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ بہرحال وہ ایک الگ چیز تھی۔ ہم ایک ہی دنیا ایک ہی زمین کے رہنے والے ہیں۔ قبائلی نکتہ نگاہ ذرا مختلف ہوسکتا ہے لیکن زمین مختلف نہیں ہوسکتی اس بات کے امکانات ہیں کہ تمہیں تشتا والوں میں قبول کرلیا جائے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہوگا خیر میرا خیال ہے کہ میں وقت سے بہت آگے کی باتیں کرنے لگا ہوں۔ سینڈرا کے بارے میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تمہارے دل میں اس کے لیے وقعت ہے۔ جیسا کہ سینڈرا نے مجھ سے کہا کہ تم نے میرے احترام میں سینڈرا کو اس نگاہ سے نہیں دیکھا جس نگاہ میں تھوڑا سا میلا پن پایا جاتا ہے کیا یہ سچ ہے شعبان۔"

"جی پروفیسر بیرن یہ سچ ہے۔ میں نے آپ کو اپنا روحانی استاد سمجھا۔ سمندر کی گہرائیوں میں آپ جس طرح میرے ساتھی تھے کوئی اور وہ مقام نہیں لے سکا اس طرح مجھے آپ سے ایک عقیدت پیدا ہوگئی اور جس چیز کا تحفظ کرنے کے لیے آپ نے اتنا وقت صرف کیا اور محنت کی میں آپ سے انحراف کر کے اسے غلط راستوں کا راہی کیسے بنا سکتا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ میں نے مس سینڈرا کو ہمیشہ اپنے آپ سے دور رکھنے کی کوشش کی اور وہ مجھ سے ناراض ہوگئیں لیکن اس میں میری آپ سے عقیدت شامل تھی اس کے علاوہ اور کوئی جذبہ نہیں تھا۔"

"تب تو میں نے گناہ کیا ہے۔" پروفیسر نے غمناک لہجے میں کہا۔

"نہیں پروفیسر آپ آج بھی میرے روحانی استاد ہیں اور میں آپ سے لاتعداد باتیں سیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔"

"تم نے عظمت کا ایک معیار قائم کیا ہے، میں اسے تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"اور اگر میں یہ کہوں کہ اس معیار تک پہنچانے میں آپ میرے معاون ہیں تو آپ اسے خوشامد نہ سمجھ لیجیے گا۔"

"میں نے کیا کیا ہے تمہارے ساتھ۔ میں نے تو تمہیں کچھ بھی نہیں بتایا لیکن اب مجھ پر بہت سے فرائض عائد ہوگئے ہیں۔ سنو شعبان میرے بچے تم جو کچھ کر رہے ہو اب میرا دل اسے دیکھ کر دکھنے لگا ہے لیکن لابون ہمارا سربراہ ہے اور وہ یہ بات جانتا ہے کہ تمہارا تعلق سوبیرا سے ہے۔ میں اگر تمہارے لیے کوئی سفارش کرتا ہوں تو اس میں اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ لابون میری جانب سے بدظن ہوجائے۔ چنانچہ ایسا بہتر نہ ہوگا تمہیں یہ سب کچھ کرتے دیکھ کر مجھے ہی نہیں سینڈرا کو بھی افسوس ہوتا ہے لیکن ابھی تمہیں یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ میں اس موقع کی تلاش میں رہوں گا جب تمہیں اس مشکل سے نکال لیا جائے۔"

"اگر آپ یہ سمجھتے ہو کہ یہ سارے کام کرتے ہوئے مجھے دکھ ہوتا ہے تو یقین کیجیے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کم از کم آپ نے میری زندگی کا تھوڑا سا اندازہ ضرور لگایا ہے۔ زندگی کے عیش و آرام میں نے ہر طرح سے دیکھ لیے ہیں۔ یہ سب کچھ میرے لیے ایک تجربہ ہے اور میرا تعین میری مرضی کے خلاف کر دیا گیا ہے۔ میرا تعلق نہ تشتا سے ہے نہ سوبیرا سے۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور سوبیرا والوں میں میرا تعین کیوں کر لیا گیا ہے۔ میں نے تو سمندر کی آغوش میں نمو پائی اور اس کے بعد اس دنیا کے انسانوں کے درمیان پلا جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ میری دنیا نہیں ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا کہ یہ دنیا کیا ہے۔ بھلا ایک اجنبی شے کے لیے انسان جذباتی کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے میرا تعین کر دیا ہے کہ میرا تعلق سوبیرا والوں سے ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ سوبیرا کیا چیز ہے۔ صحیح معنوں میں اگر آپ میرا تعلق کسی سے قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس دنیا سے ہے جس میں اسد شیرازی اور آنٹی دردانہ رہتے ہیں نہ میں سوبیرا کا باشندہ ہوں تشتا کا۔ لیکن مجھ پر جو چھاپ لگادی گئی ہے وہ بلاوجہ ہے۔" پروفیسر نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔ دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔

"کاش میں یہ یقین لابون کو دلاسکتا۔ تم بالکل درست کہہ رہے ہو مگر یہ ایک انوکھی کشمکش ہے جس کے بارے میں، میں تمہیں زیادہ نہیں بتاسکتا۔ کیونکہ بتاکر غداری کا مرتکب قرار پاؤں گا۔ تم انتظار کرو میں یقینی طور پر خاموش نہیں بیٹھوں گا۔ تمہارے لیے کچھ کروں گا۔"

"آپ اس کے لیے بہت زیادہ پریشان مت ہوں یہ بھی میری زندگی کے لیے ایک دلچسپ تجربہ ہے۔" پروفیسر بیرن گردن ہلانے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"سینڈرا تم سے ملے تو اب تم اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرسکتے ہو۔" یہ کہہ کر پروفیسر بیرن نے واپسی کے لیے قدم اُٹھا دیئے۔ شعبان کے چہرے پر عقیدت واحترام کے جذبات تھے لیکن جب پروفیسر بیرن نگاہوں سے دور ہوگیا تو وہ آہستہ سے بولا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر میں خوش ہوں کہ میرے تجربات میرے کام آرہے ہیں اور تم بوڑھے ہوکر بھی ان تجربات سے نہیں گزرے جو مجھے اس عمر میں ہوچکے ہیں۔"

سمندر پُرسکون تھا۔ موسم بھی صاف وشفاف تھا۔ کیپٹن جان سیموئل لابون کے ساتھ برج پر کھڑا ہوا دوربین سے چاروں طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔ دفعتاً ہی اس نے کوئی ایسی چیز دیکھی جسے دیکھ کر اس کے ذہن میں تجسس بیدار ہوگیا۔ گارتھا لابون سے مسکرا مسکرا کر باتیں کررہی تھی اور لابون کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت کے آثار تھے۔ دفعتاً کیپٹن جان سیموئل نے لابون کو آواز دی۔

"مسٹر لابون۔ مسٹر لابون۔" اور لابون حیران نگاہوں سے جان سیموئل کو دیکھنے لگا۔ غالباً جان سیموئل کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی جس نے لابون کو چونکنے پر مجبور کردیا تھا۔ گارتھا بھی اس کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"کیا بات ہے؟" کیپٹن لابون نے گونجدار آواز میں پوچھا۔

"مسٹر لابون میڈم گارتھا آپ دونوں ذرا ادھر تشریف لائیے۔" کیپٹن جان سیموئل بولا اور دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

"یقیناً تم نے کوئی خاص بات دیکھی ہے۔"

"ہاں آپ بھی دوربین سے دیکھیے۔ وہ دور اس لکیر کے پاس وہ دھبے کیسے ہیں؟" جان سیموئل نے کہا اور لابون اُدھر نگاہیں جما کر کھڑا ہوگیا لیکن گارتھا ورتھا نے دوربین اپنے ہاتھوں میں لے لی تھی اور اسے فوکس کرکے دیکھنے لگی تھی پھر دفعتاً ہی لابون کے منہ سے آواز نکلی۔

"وہ سمندری جہاز ہیں اور ان کی تعداد آٹھ کے قریب ہے ہوسکتا ہے ان کے عقب میں اور بھی جہاز ہوں لیکن میں صرف آٹھ جہاز دیکھ رہا ہوں۔"

"اُف میرے خدا میرے خدا یہ اس سمت سمندری جہاز۔"

"یہ کون ہوسکتا ہے کیا وہ لوگ کسی طرح اپنی دنیا سے مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔" لابون نے کہا۔

"کون لوگ؟" گارتھا بولی۔

"وہی جن سے ہم نے اخناطون حاصل کیا ہے۔"

"ناممکن۔" گارتھا نے کہا۔

"لیکن وہ اخناطون جیسے جہاز ہیں اور ان کا تعلق کسی بھی طرح سمندر کے کسی دوسرے خطے سے نہیں ہوسکتا۔ وہ ہماری ہی سمت بڑھ رہے ہیں۔" لابون کے انداز میں تشویش پائی جاتی تھی۔ گارتھا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر کیپٹن جان سیموئل کو دیکھنے لگی پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "کیپٹن کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ لوشین ٹریژر کے جہاز ہوں۔"

"لوشین ٹریژرا" جان سیموئل کے بجائے لابون نے کہا۔

"ہاں۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟" لابون بولا۔

"سمندری تحقیقات کا ایک ایسا ادارہ جو دنیا بھر کے سمندروں میں تحقیقات کرتا ہے اور بہت زیادہ طاقتور ہے اس ادارے کے پاس بہترین وسائل ہیں اور یہ سمندر میں دور دور تک پایا جاتا ہے۔ سمندر میں انہوں نے بہت سے جزیروں پر قبضہ کرکے اپنے پوائنٹس قائم کیے ہوئے ہیں اور وہاں سے یہ لوگ ہر طرح کی کارروائیاں کرتے ہیں۔"

"اوہو مگر یہ اس طرف کیسے نکل آئے۔ سمندر کا یہ حصہ تو دنیا والوں کے تصور سے بھی دور ہے۔" لابون نے کہا۔

"نہیں یہ تمہارا غلط خیال ہے۔ دنیا کے رہنے والے خلاء میں بہت سی ایسی کارروائیاں کرچکے ہیں جس سے انہیں دنیا بھر کے سمندروں کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوچکی ہیں۔ یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں رہا ہے ان کے لیے اور اوشین ٹریژر کے پاس ایسے وسائل موجود ہیں کہ وہ اپنے جہازوں کو یہاں تک لاسکے۔"

"مگر تمہارے خیال میں ان کا ہماری طرف بڑھنا کیا معنی رکھتا ہے۔"

"مجھے یہ سب کچھ بہتر نظر نہیں آرہا۔"

"مطلب۔"

"ہوسکتا ہے یہ ہم سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہوں۔"

"جنگ۔ مگر کیوں؟"

"اخناطون والوں سے ان کی بہت پرانی دشمنی چل

رہی ہے اور اخناطون کے ذریعے انہیں کافی نقصان پہنچایا جاچکا ہے۔"

"مگر اس وقت اخناطون پر وہ لوگ نہیں ہیں جن سے ان کی دشمنی ہے۔" لابون نے کہا۔

"مگر وہ لوگ یہ بات کیا جانیں کہ ایسی کوئی بات ہے۔"

"اوہو۔ تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔" لابون کسی قدر جھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کیا کرنا چاہیئے۔ کیپٹن جان سیموئل آپ دیکھ رہے ہیں ان جہازوں کو۔"

"ہاں میڈم اب وہ کچھ اور واضح ہوچکے ہیں۔ ذرا دوربین مجھے دیجیئے۔ جان سیموئل نے کہا اور پھر وہ دیر تک دوربین آنکھوں سے لگائے رہا اور اس کے بعد بولا۔

"وہ سب جنگی جہاز ہیں اور ان کے پاس جنگی ساز وسامان ہے۔"

"جنگی جہاز۔ جنگی ساز وسامان۔" گارتھا کے منہ سے آہستہ سے نکلا اور اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار چمک لہرانے لگی۔ اس نے ایک نگاہ جان سیموئل کو دیکھا پھر دوسری نگاہ لابون کو اور اس کے بعد وہ جان سیموئل سے بولی۔

"فرض کرو کیپٹن اگر وہ لوگ اخناطون پر آتشی ہتھیاروں سے حملہ کریں تو ہم کیا کرسکتے ہیں؟"

"کچھ بھی نہیں۔" کیپٹن نے جواب دیا۔"

"لوہو مگر اخناطون پر بھی تو ہر قسم کا جنگی ساز وسامان موجود ہے گولہ بارود کا کافی ذخیرہ بھی ہے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے میڈم کیا میں کسی ایسے جہاز پر کیپٹن رہا ہوں جو جنگی نوعیت کا ہو۔ میں غیر فوجی آدمی ہوں۔ مجھے یا میرے ساتھیوں کو ہتھیاروں کے استعمال کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس سلسلے میں جو کچھ کرنا ہوگا آپ ہی کو کرنا ہوگا۔" کیپٹن جان سیموئل نے کہا اس کی آنکھوں میں بھی ایک عجیب کیفیت پائی جاتی تھی اور اس وقت وہ دل سے یہ دعا مانگ رہا تھا کہ خدا کرے وہ جنگی جہاز قریب آجائیں۔ اخناطون کو تباہ وبرباد کردیں۔ وہ خود ان سے پناہ مانگ لے گا اور یقینی طور پر مہذب دنیا کے مہذب انسان اسے پناہ دیں گے کیونکہ وہ ایک مظلوم کپتان ہے جسے زبردستی اس جہاز کا کپتان مقرر کردیا گیا ہے جبکہ وہ اپنی دنیا میں واپس جانا چاہتا ہے۔ گارتھا ورتھا اور لابون گہری سوچوں میں گم تھے اور لابون کی نگاہیں بار بار جنگی جہازوں کی جانب اُٹھ رہی تھیں۔ بلاشبہ سمندر میں وہ جتنے فاصلے پر نظر آئے تھے اسے اتنے مختصر وقت میں اتنا کم نہیں ہونا چاہیئے تھا اس کا مقصد تھا کہ ان کی رفتار بہت تیز ہے۔ گارتھا ورتھا خود بھی اخناطون کی سلامتی کی خواہشمند تھی اور ادھر سے جہازوں کی اس تیز رفتاری کو دیکھ کر یہ سوچ رہی تھی کہ بہت زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے پہلے اخناطون کی سلامتی کا بندوبست کرلینا مناسب ہے۔ لابون نے کہا۔

"یہ صورتحال بہت پریشان کن ہے اگر ہم پر حملہ ہوگیا تو اس کے جواب میں ہم کیا کریں گے۔"

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔"

"کیا۔ جلدی کہو؟"

"اس وقت ایک آدمی ایسا ہے اخناطون پر جو اس صورتحال کو کنٹرول کرسکتا ہے۔"

"کون؟"

"اس کا نام شعبان ہے۔"

"شعبان کون ہے۔ لابون نے پوچھا۔"

"وہ نوجوان لڑکا جسے ہم نے بعد میں گرفتار کیا تھا اور جس کے بارے میں نے تمہیں بتایا تھا۔"

"اوہ سویرا والا۔"

"ہاں۔"

"لیکن سویرا والا ہماری مدد کیونکر کرے گا۔" لابون نے پوچھا۔

"میں اسے اس کے لیے آمادہ کرسکتی ہوں۔"

"تو پھر کوشش کرو جلدی کرو۔ وقت کہاں ہے۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

"آؤ۔" گارتھا نے کہا۔ واقعی یہ قدرتی موقع ملا تھا اسے شعبان کو برتری دلانے کا اور وہ شعبان سے ایک بار پھر

متاثر ہوگئی تھی اور اس کے لیے سچائی سے کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن نہایت احتیاط کے ساتھ۔ شاطر عورت لابون کے ساتھ آگے بڑھتی رہی اور شعبان کو تلاش کیا جانے لگا۔ وہ اس وقت جہاز کے ایک حصے میں صفائی کر رہا تھا۔ گارتھا ورتھا کے ساتھ لابون کو دیکھ کر شعبان نے نگاہیں اُٹھائیں اور گارتھا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"شعبان ادھر آؤ۔" شعبان ہاتھ میں پکڑا ہوا صفائی کا برش رکھ کر ان کے سامنے پہنچ گیا۔

"شعبان لابون تمہیں ایک باعزت مقام دینا چاہتا ہے لیکن تم یہ بات جانتے ہو کہ کوئی بھی باعزت مقام حاصل کرنے کے لیے قربانی دینا پڑتی ہے کچھ کرنا پڑتا ہے اور اس وقت میں نے تمہاری سفارش لابون سے کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھاؤ گے۔ پہلا سوال تم سے یہ کیا جاتا ہے کہ کیا تم اپنے آپ کو سوبیرا کا نمائندہ سمجھتے ہو۔" شعبان نے سادہ سی نگاہوں سے لابون اور گارتھا کو دیکھا پھر بولا۔

"میں نہیں جانتا کہ سوبیرا کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تشتا کیا ہے۔ یہ بات تم لوگ جانتے ہو کہ مجھے گرفتار کرکے بلاوجہ ہی قیدی بنالیا گیا ہے۔ نہ میں نے سوبیرا کے لیے آج تک کچھ کیا نہ تشتا کے خلاف کوئی کام کیا۔ میں اسے اپنے ساتھ زیادتی سمجھتا ہوں۔" لابون نے نرم لہجے میں کہا۔

"اس بات کو خصوصی طور پر ذہن میں رکھا جائے گا۔ اس وقت تمہیں ہمارا ایک کام کرنا ہے۔"

"میں نے کبھی کسی کام سے انحراف نہیں کیا۔"

"تو پھر مختصر الفاظ میں میں تمہیں صورتحال بتا رہی ہوں اوشین ٹریزر کے جہازوں نے اخناطون کو چاروں طرف سے گھیرنا شروع کردیا ہے وہ جنگی جہاز ہیں اور لازمی طور پر اوشین ٹریزر اخناطون کو تباہ و برباد کردینا چاہتا ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ میں نے لابون سے کہا ہے کہ شعبان ایک غیر متعلق آدمی ہے۔ اسے تشتا اور سوبیرا کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے چنانچہ اگر اس وقت وہ اخناطون سے ان جنگی جہازوں کا مقابلہ کرے تو ہم اسے اپنے ساتھیوں میں تصور کرسکتے ہیں اور اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے اور اخناطون اوشین ٹریزر کے جہازوں سے بچ گیا تو تمہیں ایک اعلیٰ مقام دیا جائے گا کیا خیال ہے۔ کیا تم اس موقع سے فائدہ نہیں اُٹھاؤ گے؟"

"میڈم گارتھا جہاں تک آپ فائدہ اُٹھانے کی بات کرتی ہیں درحقیقت مجھے کوئی فائدہ درکار نہیں ہے لیکن مسٹر لابون سے مجھے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ وہ اس وقت ہمارے راہنما ہیں جو حکم مجھے دیں گے میں اس پر عمل کروں گا کیونکہ میں ایک غیر متعلق آدمی ہوں۔" لابون نے آگے بڑھ کر شعبان کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"اور میں ان لوگوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرسکتا جو مجھ پر تھوڑا سا بھی احسان کریں۔ تم فوراً اپنے یہ کام چھوڑ دو۔ جان سیموئل کے تمام خلاصیوں کو اور ان لوگوں کو جو میرے ساتھی ہیں فوراً ان جنگی ہتھیاروں پر متعین کردو اور انہیں ان کے استعمال کا طریقہ بتاؤ اور بھی تمام لوگوں کو فوراً ہی جمع کرلیا جائے۔ میڈم گارتھا آپ براہ کرم یہ کام سرانجام دیں۔" شعبان فوراً مستعد ہوگیا۔ گارتھا نے ایک نگاہ شعبان پر ڈالی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے کہا کہ شعبان بالآخر میں وہ موقع تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئی ہوں جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور اب تم پر منحصر ہے کہ تم کس طرح لابون کے دل میں اپنے لیے جگہ بناتے ہو۔

شعبان نے اپنے کام کا آغاز کردیا۔ جنگی ہتھیاروں پر غلاف چڑھا لیے گئے تھے جنہیں فوراً ہی اتارا گیا۔ ان کی آزمائش کی جانے لگی۔ لابون خود اس کام میں بہت دلچسپی لے رہا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ایسے ہتھیاروں سے بالکل ناواقف تھے لیکن شعبان خود بھی جانتا تھا کہ اگر اوشین ٹریزر کے جنگی جہاز اخناطون کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوگئے تو بہت تباہی پھیلے گی اور اس کے بعد اس کا مستقبل کچھ نہیں رہے گا۔ تیز رفتاری سے اس نے جنگی ہتھیاروں کو لوڈ کیا اور ان لوگوں کو ان ہتھیاروں کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔ تمام لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ کوئی زبردست خطرہ سر پر آگیا ہے اسی لیے سب ہی تعاون کر رہے تھے۔ پروفیسر بھی اس کام میں شریک تھا اور اس کی آنکھوں میں دلچسپی کے آثار تھے۔ اسے چونکہ پہلے سے صورتحال کا کوئی اندازہ نہیں

تھا لیکن بعد میں جب ساری تفصیلات اس کے علم میں آئیں تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"سینڈرا یوں لگتا ہے کہ وہ مشکل خود بخود حل ہوگئی جس کے لیے ہم پریشان تھے۔" سینڈرا نے تشویش سے کہا۔

"لیکن ڈیڈی کیا اخناطون ان جہازوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوجائے گا جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جو اب ہم سے بہت زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں۔"

"اس کا فیصلہ وقت کرے گا۔ ظاہر ہے دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے۔" پروفیسر نے جواب دیا۔ جہاز پر تمام حفاظتی انتظامات کرلیے گئے۔ اس وقت لابون حیران نگاہوں سے شعبان کو دیکھ رہا تھا جو پھٹے پرانے بوسیدہ لباس میں ملبوس ایک کیپٹن کی حیثیت سے ہر قسم کے انتظامات کر رہا تھا۔ جان سیموئل ٹک پھٹی پھٹی نظروں سے شعبان کو دیکھ رہا تھا اس نے اپنے ایک ماتحت سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"یہ شخص تو مکمل کیپٹن ہے۔ ابھی تک ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔"

تمام کارروائیاں بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہو رہی تھیں۔ اُدھر اوشین ٹریزر کے آٹھوں جنگی جہاز اپنی پوزیشن تبدیل کرچکے تھے اور اب انہوں نے ایک نیم دائرے کی سی شکل بنالی تھی۔ انداز اخناطون کو گھیر لینے کا سا تھا۔ شعبان نے سمندر پر سکون پایا تو جان سیموئل کو پہلا حکم صادر کیا۔

"مسٹر جان سیموئل جہاز کے انجن بند کرادیئے جائیں در لنگر ڈال دیئے جائیں۔ خصوصی طور پر اس بات کا انتظام کیا جائے کہ اخناطون کی اپنی یہ پوزیشن تبدیل نہ ہو۔" لابون نے جان سیموئل سے کہا۔

"جان اس وقت تمہیں مسٹر شعبان کے زیر ہدایت کام کرنا ہے۔" جان نے گردن ہلادی۔

جہاز کے انجن بند کردیئے گئے۔ لنگر ڈال دیئے گئے اور خصوصی طور پر اس کا انتظام کرلیا گیا کہ جہاز کی پوزیشن تبدیل نہ ہونے پائے اور پھر اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے تھے جب اوشین ٹریزر کے جنگی جہازوں کی جانب سے تارپیڈو فائر کیے گئے۔ شعبان بہترین صلاحیتوں کا مالک تھا اس نے اس بات کو مدنظر رکھا تھا کہ تارپیڈو پھینکے جاسکتے ہیں اور اخناطون پر تارپیڈو کو فاصلے پر ہی تباہ کرنے کا معقول بندوبست تھا۔ یہ جگہ شعبان نے خود سنبھالی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً ہی نشانہ لیا اور تارپیڈو پر نگاہیں جمائے ہوئے اپنی طرف سے تارپیڈو شکن میزائل فائر کردیا۔ تارپیڈو درمیان ہی میں تباہ ہوگئے۔ گارتھا لابون کو تمام حالات سے آگاہ کر رہی تھی۔ اس نے پرمسرت انداز میں بتایا کہ تارپیڈو کی کارروائی کیا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ شعبان سے وائرلیس پر رابطہ بھی قائم کیے ہوئے تھی۔ اس نے شعبان سے کہا۔

"شعبان اگر یہ لوگ پوری تیاریوں کے ساتھ آئے ہیں تو ہمیں کسی سب میرین کے سلسلے میں بھی ہوشیار ہونا ہوگا۔ ہوسکتا ہے زیر سمندر کوئی سب میرین بھی ان کا ساتھ دے رہی ہو۔" شعبان نے جواب دیا۔

"میڈم گارتھا یہاں اس کنٹرول بورڈ پر پورا نقشہ موجود ہے۔ سمندر میں کوئی سب میرین نہیں ہے میں جائزہ لے چکا ہوں۔"

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے او ہو دیکھو شاید اُدھر سے پھر تارپیڈو فائر کیے گئے ہیں۔"

"آپ مطمئن رہیں میں نے اب خودکار نظام کے تحت کام شروع کردیا ہے۔ آٹو کنٹرول خود ہی تارپیڈو چیک کرے گا اور انہیں درمیان میں تباہ کردے گا۔" شعبان نے جواب دیا۔

"یہ شخص یہ شخص تو ایک مکمل بحری کمانڈر ہے۔ مسٹر لابون یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اس وقت یہ بحری کمانڈر ہمارے پاس موجود ہے۔"

شعبان درحقیقت اپنی تمامتر توجہ اس جنگ کی جانب مبذول کیے ہوئے تھا اور ہر طرف سے ہوشیار رہ کر اپنا کام سرانجام دے رہا تھا۔ زبردست جنگ کا آغاز ہوگیا تھا۔ تارپیڈو کا یہ حشر دیکھ کر اوشین ٹریزر والوں نے اب دور مار توپوں سے گولہ باری شروع کردی تھی لیکن شعبان نے پوری قوت

سے جواب دیا اور ان لوگوں کو ہدایت جاری کردی گئی جو اخناطون کی توپوں میں متعین تھے۔ انہوں نے ایسی خوفناک گولہ باری کی کہ اوشین ٹریزر والوں کے جہازوں کو اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا اور وہ آگے بڑھ کر اخناطون کو رینج میں لینے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ باقاعدہ سمندری جنگ ہو رہی تھی۔ ایک جہاز سے ان آٹھ جہازوں کا مقابلہ کیا جارہا تھا۔ شعبان نے ابھی تک ہلکے ہتھیار استعمال کیے تھے۔ اخناطون پر جو شدید اور طاقتور قسم کی جنگ کا انتظار تھا ابھی وہ نظام عمل میں ہی نہیں لایا گیا تھا اور اس وقت شعبان کو اندرونی طور پر خوشی بھی ہو رہی تھی کہ عام روایات سے ہٹ کر وہ ایک ایسی آبادی کے لیے جنگ کررہا ہے جو اس کی اپنی ہے اخناطون کی بقا اس آبادی کی طرف آگے بڑھنے کی ضامن تھی چنانچہ اس وقت اوشین ٹریزر والوں کو شدید جنگی نقصان پہنچانا ضروری تھا۔ لابون پر البتہ سکتہ ساطاری تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی یہ جہاز اس حیثیت کا حامل نہ ہوتا تو تشا کا مشن سمندر کی گہرائیوں میں اُتر چکا ہوتا اور انہیں کبھی کامیابی نہ حاصل ہوتی لیکن وہ اس انوکھے نوجوان کی ذہنی صلاحیتوں کو بھی دل ہی دل میں تسلیم کررہا تھا اور غالباً اندرونی طور پر یہ بھی سوچ رہا تھا کہ یہ نوجوان تو بے حد ضروری ہے۔

جب اوشین ٹریزر والوں کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ اخناطون اتنا تر نوالہ نہیں ہے کہ اسے آسانی سے ہضم کرلیا جائے تو انہوں نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شروع کردیں اور یہ وہ وقت تھا جب شعبان خود ان پر حملہ کرسکتا تھا۔ اخناطون میں بھی تارپیڈو موجود تھے اور ان کی تعداد کافی تھی۔ یہاں شعبان نے سارا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا۔ دو تارپیڈو فائر ہوئے اور سب سے آگے والے جہاز کو نشانہ بنایا گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سمندر میں شعلوں کا رقص شروع ہوگیا۔ جہاز تباہ ہوگیا تھا۔ گارتھا نے پر مسرت انداز میں لابون کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"تم نے دیکھا اس نے تارپیڈو فائر کیے اور ان کا ایک جہاز تباہ ہوگیا۔" لابون نے خوشی کی دھاڑ کے ساتھ گارتھا کو اپنے بازوؤں میں اُٹھالیا اور گارتھا قہقہے لگانے لگی۔ تارپیڈو دوبارہ فائر ہوئے اور ایک اور جہاز نشانہ بن گیا اور اس کے بعد یہ دیکھا گیا کہ اوشین ٹریزر کے جہازوں میں افراتفری پھیل گئی۔ غالباً انہیں اس خوفناک صورتحال کا احساس ہوگیا تھا چنانچہ شعبان نے فوراً ہی حکم دیا۔

"جہاز کے لنگر فوراً ہی اُٹھا لیے جائیں اور اس کے انجن اسٹارٹ کیے جائیں۔" جان سیموئل نے یہ حکم انجن روم کو نشر کیا اور انجن روم سے کارروائی شروع ہوگئی۔ لابون متحیرانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ تم کیا شے لے آئی تھیں اپنے ساتھ۔ تم نے مجھے اس کے بارے میں تو کچھ بتایا ہی نہیں تھا یہ تو ایک پوری فوج ہے۔ ایک آدمی کے اندر اس کا مقصد ہے کہ اس شخص نے اس نوجوان نے اس دنیا میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ تو ہماری لیے انتہائی اہم ہوگیا ہے کچھ کرنا پڑے گا کچھ سوچنا پڑے گا کوئی ایسی بات جس سے ہمارا اس پر حق بن سکے۔ ڈیر گارتھا کچھ سوچنا پڑے گا۔ وہ دیکھو وہ دیکھو اس نے ایک اور جہاز کو نشانہ بنالیا ہے۔ افراتفری پھیلادی ہے۔ اخناطون نے اب آگے بڑھنا شروع کردیا تھا۔ جان سیموئل خود بھی اب شعبان کی ہدایت کو پوری طرح مد نگاہ رکھ رہا تھا۔

اوشین ٹریزر کے باقی پانچ جہاز اب واپسی کا سفر اختیار کرچکے تھے لیکن اب اخناطون کی رفتار تیز ہوتی جارہی تھی۔ تارپیڈو نے چوتھا حملہ کیا اور فرار ہوتے ہوئے جہازوں میں سے ایک اور جہاز نشانہ بن گیا۔ اُدھر شدید افراتفری پھیل گئی تھی۔ اب تو اُدھر سے کوئی حملہ ہی نہیں ہورہا تھا جبکہ اخناطون کی توپیں آگ کی ایسی بارش کررہی تھیں کہ سمندر روشن ہوگیا تھا اور چاروں طرف پھلجھڑیاں سی چھوٹ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ بقیہ چاروں جہازوں میں بھی آگ لگ گئی۔ ان کا سازوسامان جلنے لگا اور چار مشعلیں سمندر پر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں۔

ادھر شعبان حشر برپا کیے ہوئے تھا۔ وہ بھی موقع موقع سے تارپیڈو فائر کررہا تھا اور اس کا ہر حملہ کامیاب تھا۔ چنانچہ اب باقی رہ گئے تھے صرف دو جہاز مزید دو جہاز بھی نشانہ بن گئے تھے۔ چاروں طرف جہازوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے اور اب اخناطون ان کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ باقی دو

جہازوں کو نشانہ بنانا بھی اب کوئی مشکل کام نہیں رہا تھا۔ یقینی طور پر وہ آگے جاکر نقصان دہ ثابت ہوسکتے تھے یا کم ازکم اپنے دوسرے ساتھیوں کو اطلاع کرسکتے تھے چنانچہ انہیں بھی ٹھکانے لگا دینا بے حد ضروری تھا اور بالآخر وہی ہوا۔ شعبان نے ان آخری دو جہازوں کو بھی ڈبو دیا اور اس کے بعد جلتے ہوئے جہازوں کے ٹکڑے ڈوبتے ہوئے لوگ اور بکھرا ہوا سازوسامان بھی نظر آنے لگا۔

آٹھ خوفناک جنگی جہاز تباہ کردیئے گئے تھے اور اس کامیابی پر اخناطون میں چاروں طرف اچھل کود مچی ہوئی تھی۔ لوگ خوشی سے ناچ رہے تھے اور مسلسل فائرنگ کررہے تھے۔ اب دشمن سامنے بھی نہیں تھا غرض یہ ہنگامہ نجانے کب تک جاری رہا۔ سمندر پُرسکون ہوگیا تھا۔ اخناطون ان جنگی جہازوں کے درمیان سے نکل کر آگے بڑھ چکا تھا۔ رات گہری ہوگئی لیکن اخناطون کی خوشیاں کم نہ ہوئیں اور مست لوگ اپنی اپنی کارروائیوں میں مصروف رہے۔ کیپٹن جان سیموئل برج پر جھڑا ہوا بیکراں سناٹے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا خیالات آرہے تھے۔ دوسری جانب اخناطون والے اپنے اس شاندار ہیرو کو شانوں پر اُٹھائے اُٹھائے پھر رہے تھے بہت فاصلے پر گارتھا ورتھا کھڑی شعبان کی اس بے پناہ مقبولیت کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور اس سے بھی کچھ فاصلے پر پروفیسر بیرن سینڈرا کے ساتھ شعبان کی پذیرائی کا جائزہ لے رہا تھا۔

اخناطون اپنے متعین کردہ راستوں پر پھر سے سفر کرنے لگا اور یہ خاصے طویل فاصلے تک نہایت پر سکون رہا یہاں تک کہ یہ یقین ہوگیا کہ اب دشمن کی کوئی اور کارروائی ممکن نہیں ہے تو لابون نے برج پر موجود جان سیموئل سے کہا۔ کہ وہ اس شخص کو بلا کر لائے جو اس وقت اخناطون کا ہیرو ہے۔ شعبان جان سیموئل کے ساتھ لابون کے پاس پہنچ گیا۔ لابون اس وقت بھی گارتھا سے گفتگو کررہا تھا۔ اس نے شعبان کی جانب متوجہ ہو کر کہا۔

میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارا نام شعبان ہے۔"

"ہاں۔ میرا نام شعبان ہی ہے۔"

"تو آؤ اس گوشے میں چلتے ہیں اور میں اپنے لوگوں کو ہدایت کیے دیتا ہوں کہ میرے پاس اور کوئی نہ آئے۔" لیکن گارتھا کو لابون نے خود سے علیٰحدہ نہیں کیا تھا۔ گارتھا کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں تھا۔ تب لابون نے کہا۔

"میرے دوست میں احسان فراموش نہیں ہوں اور نہ ہی اس فطرت کا مالک جو کسی کے احسان کو قبول نہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آٹھ جنگی جہاز ہم سب کی کہانی اسی سمندر میں ختم کردیتے اور ہم میں یہ سکت نہیں تھی کہ ہم ان کا مقابلہ کرسکتے تھے۔ لیکن یہ ایک بہت بڑا سچ ہے۔ کہ اس وقت ہم لوگ زندگی کی جو سانسیں لے رہے ہیں وہ تمہاری مرہون منت ہیں۔ اور ہم سارے مسائل کو ایک طرف رکھ کر اگر صرف یہ سوچیں کہ تم ہماری زندگی بچانے والوں میں سرفہرست ہو تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ اس عالم میں، میں تمہیں وہ مقام اپنے طور پر دینے کے لیے مجبور ہوں جو تمہارا ہونا چاہیے۔ یہ سمندری جہاز میری ملکیت نہیں ہے۔ جس طرح بھی اسے حاصل کیا گیا ہے اس کا تذکرہ کرنا بیکار ہے۔ کیونکہ وہ سب کچھ تمہارے علم میں بھی ہے۔ اور اس سلسلے میں گارتھا نے بھی ہماری راہنمائی کی ہے۔ خیر یہ بات تو بعد کی ہے۔ لیکن مجھے جو مقصد سونپا گیا تھا اس کے لیے مجھے اس دنیا میں بہت جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سوبیرا کے تمام باشندوں کو میں گرفتار کرکے لے آیا ہوں۔ لیکن اس سے زیادہ وقت میں اس دنیا میں گزار بھی نہیں سکتا تھا۔ اک طویل عرصہ ہوگیا بے حد طویل عرصہ مجھے اپنی دنیا سے چلے ہوئے اور اب اس کے بعد واپسی ضروری تھی اور تمہارا تعلق کیونکہ قبیلہ سوبیرا سے ہے اس لیے بدقسمتی سے مجھے تمہیں قیدی بنانا پڑا۔ اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن تم نے اگر محسوس کیا ہو تو میری بات کا یقین کرو سوبیرا والے بے شک قیدی ہیں اور ان کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک کیا جارہا ہے لیکن اس سلوک میں ذاتی منافرت نہیں ہے۔ میں نے انہیں اپنی کسی نفرت کا شکار نہیں بنایا قیدیوں کے حصے میں وہ قیدیوں کی مانند زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ تو ان پر کوئی تشدد

ہوتا ہے نہ انہیں خوراک سے محروم رکھا جاتا ہے اور نہ ان بنیادی آفتوں میں انہیں تنہا چھوڑا دیا جاتا ہے جو آسمان سے تعلق رکھتی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر ان کا دشمن نہیں ہوں تم اس کی وجہ جانتے ہو کیا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔" شعبان نے صاف ستھرے لہجے میں کہا۔

"بنیادی وجہ یہ ہے کہ عظیم تردانہ کے رہنے والے کبھی زمانہ قدیم میں محبت اور پیار سے رہا کرتے تھے۔ ہماری ملکہ سلانوبیہ ہوا کرتی تھی اور سلانوبیہ کو وہ مکمل اختیارات حاصل ہوتے تھے جو ایک ملکہ کو حاصل ہوتے ہیں اور اس کے حکم پر بروں کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا تھا۔ اور اچھوں کو وہ تمام آسائشیں فراہم کی جاتی تھیں جو ملکہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یوں عظیم تردانہ سرسبز و شاداب تھا۔ اور وہاں امن و سکون کا دور دورہ تھا۔ جبکہ یہ دوسری دنیا جس کی کہانیاں ہمارے کانوں تک پہنچتی رہتی تھیں مسلسل آفات کا شکار رہتی تھیں۔ اور ان آفات کو یہ لوگ خود آواز دیتے تھے۔ اگر آفات آسمان سے نازل نہیں ہوتی تھیں تو یہ اس کی تخلیق میں معروف ہو جاتے تھے۔ کہ ان کی فطرت میں وحشت خیزی اور درندگی ہے اور یہ جب تک بد ترین موت کا شکار نہ ہوں سکون سے نہ بیٹھتے۔ لیکن تردانہ ان کیفیتوں کا حامل نہیں تھا۔ پھر تردانہ میں بد قسمتی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اور جادوگروں نے جادو کے کھیل دکھانے شروع کر دیے انہوں نے اپنے اپنے جادو سیکھے اور اپنی اپنی قوتوں کو اپنی گرفت میں رکھنے لگے۔ حالانکہ یوں ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا کہ سارے جادوگر سلانوبیہ کے زیر کمان ہوتے۔ اور اس طرح تردانہ کی ترقی میں نمایاں کام سر انجام دیتے۔ لیکن جادوگروں نے اپنا کھیل الگ الگ شروع کر دیا اور اپنی قوتوں کا مظاہرہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی حرکتوں نے نفرت کا آغاز کیا اور سب ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے میں کوشاں ہو گئے۔ اور پھر سلانوبیہ بھی ان کا شکار ہو گئی۔ انہوں نے سلانوبیہ پر اپنا قبضہ جما لیا اور سازشیں انتہا کو پہنچ گئیں۔ سلانوبیہ بعد میں صرف ایک نام رہ گیا۔ یعنی ایک ملکہ متعین کی جاتی اور جادوگر اسے اپنے قبضے میں کر لیتے اور پھر وہ ہوتا تردانہ میں جو جادوگر چاہتے تھے۔ یوں تردانہ نفرتوں کی گود میں آگے بڑھنے لگا۔ اور اس میں ایسے برے برے کام شروع ہو گئے جو اس سے پہلے تردانہ کے رہنے والے تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن دنیا یہی جانتی ہے کہ یہ سب جادوگروں کا کھیل ہے۔ اور جادوگر اپنے اپنے تماشے دکھاتے رہتے ہیں۔ اقتدار کا حصول ان کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی اور اس کے بعد موت شروع یہاں سے ہوتی ہے اور ختم وہاں ہو جاتی ہے۔

لیکن اس وقفے میں وہ نجانے کیا کیا چاہنے لگتے ہیں سو دو قبیلے تشکیل ہوئے ایک کا نام تشتا قرار پایا اور دوسرے کا سوبیرا۔ اور جادوگروں نے اپنے اپنے حصے بانٹ لیے۔ اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے برائیوں کی آخری حد تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے اور وہ سب بھی ان کا شکار ہوئے۔ جو کسی نہ کسی طرح قبیلوں میں بٹ گئے تھے۔ جیسے ہم۔ لیکن یہ بھی ایک سچ ہے کہ ہم سب تردانہ کی زمین کی تخلیق ہیں۔ اور تردانہ ہمارے لیے اولیت رکھتی ہے۔ تو سوبیرا والے میں یہ نہیں کہتا کہ تو ذہنی طور پر تشتا کا غلام بن جائے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے تو تردانہ کا باشندہ ہے اور میں بھی۔ اور جب میرے اور تیرے درمیان براہ راست کوئی اختلاف نہیں ہے تو نہ تو میری برائی چاہے گا نہ میں تیری۔ اور ہو سکتا ہے کہ تیری ذہانت کوئی ایسا رنگ دکھائے جس سے تردانہ میں کوئی نمایاں تبدیلی ہو۔ میں تجھے تیرا مقام دینا چاہتا ہوں لیکن میرا کھیل صرف اس جہاز تک ہے جب تو اس جہاز سے تردانہ کی سرزمین پر اترے گا تو مجھے بھی بھول جانا اور میرے جہاز کو بھی لیکن اس وقت تک یوں سمجھ کہ میں تیرے لیے ہر وہ عمل کرنے کے لیے تیار ہوں جو تیرے اس احسان کا صلہ بن سکے۔ شعبان نے محسوس کیا کہ لابون ایک سچا آدمی ہے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں تمام تر سچائیاں چھپی ہوئی ہیں۔ لابون کے خلاف ویسے بھی کوئی سازش یا کوئی عمل ممکن نہیں تھا اور نہ ہی ضروری چونکہ شعبان تو خود یہی چاہتا تھا کہ اب وہ اپنی

اس سرزمین کو دیکھے جس کی مٹی سے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ اخناطون کے اس سفر کو اب آگے ہی جاری رہنا چاہیے۔ بھلا واپسی کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اور جہاں تک رہ گئے وہ جنہوں نے اسے پروان چڑھایا تو بہر طور صرف اکیلے شعبان کی کوششوں سے تو انہیں وہ سب کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جس کے وہ ضرورت مند ہیں۔ ان کے لیے تو صبر کر لینا ہی زیادہ مناسب ہے۔" تو شعبان نے کہا۔

"معزز لابون۔ میں نے تیری گفتگو سنی اور ذہنی طور پر میں تجھ سے بے شک اتفاق رکھتا ہوں میرے سلسلے میں ایک اور بات ہے جسے تو غور سے سن۔ وہ یہ کہ میں نے تو اپنی دنیا دیکھی ہی نہیں۔ نہ میں تردانہ کو جانتا ہوں نہ تشتا اور سوبیرا کو جہاں تک کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے اپنے ماں باپ بھی کوئی اور ہیں اور میں نے ان کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ میں تجھے یہ بتانا چاہتا ہوں لابون کہ درحقیقت میری طرف سے کسی برائی کی توقع مت رکھنا کیونکہ میں ذہنی طور پر نہ سوبیرا کو جانتا ہوں نہ تشتا کو ایک طرح سے میں درمیانی آدمی ہوں۔ اگر یہ ایک سچائی ہے کہ ہم سب تردانہ کے باشندے ہیں تو میں بذاتِ خود بھی ان دو قبیلوں سے ناخوش ہوں۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ یہ پہلے کی مانند ایک ہو جائیں۔ اور دو کا تصور ختم ہو جائے۔ یہ کام نہ میں کر سکتا ہوں لابون اور نہ تو۔ لیکن ہم دیکھنے والے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔ ہاں یہ عہد ہم آپس میں کر سکتے ہیں کہ تو نہ مجھ سے نفرت کر نہ میں تجھ سے۔"

"تو پھر میں تجھ سے ہاتھ ملانا چاہتا ہوں۔" اور دونوں نے بڑی محبت سے ہاتھ ملایا۔ تب لابون نے کہا۔

"یہاں ان لوگوں کو قابو میں رکھنے کے لیے کیا یہ ضروری ہے کہ سوبیرا والوں کو ایک طرح سے قید ہی رکھا جائے۔ لیکن اگر تو ان کے لیے کچھ اور آسانیاں چاہتا ہے تو میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ وہ آسانیاں تو انہیں فراہم کر دے میں اس میں تیرا معاون رہوں گا باقی سارے معاملات جوں کے توں چلنے دیے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم اپنی سرزمین پر پہنچ جائیں۔ ویسے میں فوری طور پر تجھے اس جہاز پر نائب کپتان مقرر کرتا ہوں اور جان سیموئل تیرے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اور چونکہ وہ اس دنیا کا آدمی ہے اس لیے اسے تو کوئی حیثیت دی ہی نہیں جا سکتی سوائے اس کے کہ وہ ہمیں ہماری منزل پر پہنچا دے۔

"تو پھر ایک سوال میں تم سے ضرور کروں گا۔" "ان لوگوں کا مستقبل کیا ہو گا؟"

"فیصلہ تو تردانہ والے ہی کریں گے۔ میرا مطلب ہے وہ جو صاحبِ حیثیت ہیں۔ یعنی جن کا سلانوبیہ پر اقتدار قائم ہے۔ لیکن میری جہاں تک معلومات ہے وہ صرف یہ ہے کہ اب یہ لوگ طبعی موت کا انتظار کریں گے۔ یعنی ان کی واپسی تو کسی طور پر ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہاں انہیں ہر طرح کی آسائشیں فراہم کر دی جائیں اور کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جو ان لوگوں کے لیے مشکل ہو۔ زندگی گزارنے کے لیے دنیا میں چند ہی طریقے رائج ہیں۔ ایک عورت ایک مرد۔ سو میرا یہ خیال ہے کہ تردانہ والے انہیں اپنے درمیان قبول کر لیں گے۔ اب یہ دوسری بات یہ ہے کہ تشتا میں [illegible] یا سوبیرا میں یا صرف تردانہ میں یوں یہ زندگی گزاریں گے [illegible]ور بالآخر موت کی آغوش میں جا سوئیں گے میرے اپنے خیال میں تو اس کے علاوہ ان کا اور کوئی مستقبل نہیں ہے۔"

"لیکن انہیں اس مستقبل سے بے خبر رکھنا لابون۔ ورنہ یہ بددل ہو کر خودکشی کر لیں گے۔" لابون نے گردن ہلا کر اس بات سے اتفاق کیا تھا اور اس کے بعد شعبان اور لابون کے درمیان یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ لابون گار تھا کے ساتھ چلا گیا اور شعبان آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا اخناطون کے اس دوسرے گوشے کی جانب چل پڑا جو انتہائی فاصلے پر تھا اور شاید پروفیسر اور سینڈرا اس کی تاک ہی میں تھے پروفیسر بیرن تیز رفتاری سے آگے بڑھا سینڈرا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ پھر عرشے کے ایک گوشے میں پروفیسر بیرن نے اسے جا لیا اور مسکرا کر بولا۔

"شعبان تم نے جو کارنامہ سر انجام دیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں۔ بلاشبہ اب یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ تمہارا وجود بے مقصد ہے۔ اور لابون یقینی طور پر تمہیں یہاں ایک اعلیٰ مقام دے گا۔ لابون کے ساتھ تمہاری ایک طویل

نشست ہوئی ہے۔ اور میرے ذہن میں تجسس ہے کہ لابون سے تمہاری کیا گفتگو ہوئی۔"

شعبان نے بڑی سچائی اور سادگی کے ساتھ پروفیسر کو لابون سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔ سینڈرا کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ اس نے کہا۔

"اس کا مقصد ہے کہ وہ سارے کام نہیں کرنے پڑیں گے جو اب تک کرتے رہے ہو۔" پروفیسر ہنس کر بولا۔

"سینڈرا کو سب سے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ تمہیں عام لوگوں کی طرح اخناطون پر وہ کام کرنے پڑتے ہیں جو اخناطون کے عام لوگ کرتے ہیں۔"

"مجھے پہلے بھی ان سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی اور اب بھی نہیں ہوگی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ لابون میرے سپرد کیا کام کرتا ہے۔ ویسے اب میں آپ سے کچھ سوالات کرنے میں حق بجانب ہوں۔"

"بالکل۔ میں نے اب تمہیں پورا موقع دے دیا ہے۔ بتاؤ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"تردانہ کا سفر مزید کتنا طویل ہوگا؟"

"میری بات پر یقین کر لینا۔ میں نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ میں نہیں جانتا۔ لابون میں بس یہی تو ایک خوبی ہے کہ اس نے اپنی محنت سے تردانہ واپسی کے راستے دریافت کر لیے ہیں اور اسی خوبی کی بنا پر وہ ہمارا رہنما اور سربراہ قرار پایا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ یہ بات صرف لابون جانتا ہے۔"

"صرف اور صرف لابون۔ اور کوئی نہیں۔"

"کیا لابون پر مکمل اعتماد کیا جارہا ہے۔"

"مکمل ترین۔" پروفیسر بیرن نے جواب دیا۔

"پروفیسر ایک سوال اور جبکہ میں سوبیرا کا باشندہ ہوں اور آپ تشتا کے۔ تو کیا سینڈرا کو ان حالات میں میری زندگی میں شامل کیا جاسکتا ہے؟"

"میں اس سلسلے میں بہت سوچ میں ڈوبا رہا ہوں لیکن میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ سینڈرا کو تمہاری زندگی میں ہر قیمت پر شامل کروں گا۔ اور اگر ضرورت پیش آئی تو میں اسے سوبیرا کا باشندہ بنادوں گا۔"

"لیکن اب کیا سوبیرا والوں پر تشتا والوں کا عتاب نہیں نازل ہوگا۔"

"اس کے لیے میں تمہیں پہلے سے ہوشیار کیے دیتا ہوں۔ درحقیقت جیسا کہ تمہارے علم میں آیا کہ تشتا والے صرف یہ چاہتے تھے کہ سوبیرا والے اس مہذب اور تہذب یافتہ دنیا سے وہ عمل نہ لے آئیں جو تشتا والوں کو نقصان پہنچا سکے۔ جو لوگ بے عمل قرار پائے انہیں آزادی حاصل ہوگی اور صرف وہی لوگ زیر عتاب آئیں گے جن کا تعلق کسی ایسے فن سے ہے جو تشتا والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور جنگ وجدل کی بات بالکل مختلف رہی۔ ہتھیاروں کا استعمال تو بالکل ایک الگ ہی چیز ہے۔ عمومی طور پر تو تمہیں اپنے آپ کو یہ ظاہر کرنا ہے کہ تم کوئی ایسی حیثیت نہیں رکھتے۔ جو تشتا والوں کو نقصان پہنچا سکے اور میں اس سلسلے میں کوئی بہتر منصوبہ بندی کر رہا ہوں شعبان خاموش ہوگیا۔ کافی دیر تک وہ باتیں کرتے رہے اور اس کے بعد شعبان کو لابون کی طلبی کا پیغام ملا۔ چنانچہ وہ لابون کے پاس پہنچ گیا۔ جو اس وقت بھی برج پر موجود تھا۔ غالباً لابون جان سیموئل سے اس بارے میں گفتگو کر چکا تھا۔" اس نے کہا۔

"اور اس کے بعد مسٹر جان سیموئل ہمارا رہنما ایک طرح سے شعبان ہوگا۔ اب آپ کو اس سے تعاون کرنا ہوگا۔"

"مجھے اس میں بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔" جان سیموئل نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"مسٹر جان جہاز کے کپتان آپ ہی ہیں۔ مجھے آپ کے ساتھ تعاون کرکے بہت خوشی ہوگی۔" شعبان نے فوراً ہی وضاحت کر دی۔ لابون چلا گیا اور شعبان جان کے پاس کھڑا اس سے باتیں کرتا رہا۔ جان سیموئل کی آنکھوں میں کوئی سوال رقصاں تھا۔ بالآخر اس نے شعبان سے پوچھ ہی لیا۔

"کیا صرف انسانی بنیاد پر میں آپ سے اپنے لیے کوئی سوال کر سکتا ہوں مسٹر شعبان۔"

"میں جانتا ہوں مسٹر جان سیموئل کہ آپ کیا سوال کریں گے۔ آپ کے ذہن میں صرف ایک ہی سوال آسکتا ہے۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق۔ اور وہ ہے آپ کا اپنا مستقبل۔"

"ہاں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اب میں اپنی دنیا سے بالکل الگ ہوگیا ہوں۔ انسان موت کے بعد ایسے تصورات قائم کرتا ہے۔ میرا مطلب ہے وہ یہ سوچتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کا رابطہ ان تمام اپنوں سے ٹوٹ جائے گا جن کے درمیان اس نے زندگی گزاری ہے۔ لیکن میری تقدیر دیکھیے۔ مسٹر شعبان کے زندگی ہی میں مجھے وہ تمام مراحل درپیش آگئے جو موت کے بعد آتے ہیں۔ یعنی اب ان سمندروں میں بھلا اس بات کا کوئی امکان ہے کہ میں اپنی دنیا میں واپس جاسکوں۔"

"ایک سوال کروں گا آپ سے مسٹر جان سیموئل" شعبان نے آہستہ سے کہا۔

"ضرور۔"

"آپ کرسچن ہیں؟"

"ہاں۔"

"کون سے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"کیتھولک۔" جان سیموئل نے جواب دیا۔

"آپ کے مذہب میں کوئی امید کوئی آس دلائی گئی ہے۔"

"سمجھا نہیں۔"

"میں اپنے مذہب کی بات کرتا ہوں۔ یعنی وہ مذہب جس کو مجھ پر مسلط نہیں کیا گیا لیکن جس کے درمیان میں نے پرورش پائی ہے۔ میرے مذہب میں امید اور آس ایک ایسی چیز ہے جسے کبھی شکست نہیں دی جاسکی۔ اور آپ کے ہاں بھی خدا کا تصور موجود ہے۔ ہم جب کوئی کام اپنی پہنچ سے باہر پاتے ہیں تو پھر اس کے لیے خدا کا سہارا تلاش کر لیتے ہیں۔ میری ذاتی رائے ہے مسٹر جان سیموئل کہ جو کچھ ہو رہا ہے آپ اسے زندگی کی بقا کے لیے ضروری سمجھیں۔ اور اس کے بعد اپنے معاملات خدا کے سپرد کر دیں آپ کی مدد ہوگی۔" جان سیموئل حیران سا شعبان کو دیکھنے لگا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر شعبان درحقیقت یہ تو بالکل سامنے ہی کی بات ہے۔ لیکن آپ تو میرا مطلب ہے آپ کے بارے میں تو۔"

"ہاں میرے بارے میں آپ نے یہ سنا ہے کہ میں اس دنیا کا باشندہ ہوں جس کی سمت ہم لوگ رخ کر رہے ہیں۔ میرا معاملہ تو آپ یوں چھوڑ دیجیے کہ میں اپنا مستقبل اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا۔ لیکن آپ کو میں یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے خدا سے رجوع کیجیے۔ اور اس سے اپنی واپسی کی دعائیں مانگیے۔ صرف ایک وعدہ کر سکتا ہوں آپ سے۔ وہ یہ کہ تقدیر نے اور وقت نے کبھی مجھے کوئی ایسا موقع فراہم کیا کہ میں آپ کو آپ کی دنیا تک واپس لوٹا سکوں تو میں اس سے کوتاہی نہیں کروں گا۔"

"آپ کے الفاظ میرے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ایک طرح سے مجھے نئی زندگی سے روشناس کرا دیا ہے۔ شکریہ مسٹر شعبان بے حد شکریہ۔"

"آپ جو کچھ بھی کریں پوری ہمت اور دیانت کے ساتھ کریں ہم راستے سے واپسی کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس میں ہمیں شدید ترین تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن وقت شاید اپنا فیصلہ خود صادر کرے گا۔ اور آپ اس فیصلے کا انتظار کریں۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا۔ نہ صرف میں بلکہ میرے دوسرے ساتھی بھی۔" جان سیموئل نے کہا اور حقیقت یہ ہے کہ بعد کے جو دو دن شعبان کے سامنے آئے اس میں جان سیموئل کو زیادہ مستعد اور خوش و خرم پایا۔ گویا جان سیموئل اور اس کے ساتھیوں نے شعبان کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کر لیا تھا۔

"شعبان کو اس رات مائی ماچھی کے غصے کا شکار ہونا پڑا۔ تنہائی میں جب ایک بار شعبان اس سے ملا تو اس نے مائی ماچھی کی آنکھوں میں غضب کے تاثرات دیکھے۔ اور ان تاثرات کو شعبان نے ایک لمحے میں محسوس کر لیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام طورنا ہے۔ میں تمہیں مائی ماچھی کہہ کر مخاطب کروں یا طورنا۔" مائی ماچھی خشک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ سویرا کے غدار" شعبان نے محسوس کر لیا کہ ان الفاظ میں غصہ ہے۔ لیکن وہ مسکرا دیا اس نے آہستہ سے کہا۔

"میری بزرگ میری معزز طورنا یا مائی ماچھی۔ تو نے بے شک جو کچھ کہا تیرے اندازے کے مطابق بالکل درست ہے لیکن میں سویرا کا غدار کہاں سے ہوا۔"

"جو تشتا والوں کے منظور نظر بن جائیں وہ سویرا کے غدار نہیں تو اور کیا ہیں تو نے اخناطون کو تباہی اور بربادی سے بچا کر ان کی نگاہوں میں ایک مقام حاصل کر لیا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب تو تردانہ پہنچے گا تو سویرا والے اس ذہانت سے نقصان اُٹھائیں جو اب تو نے تشتا والوں کے لیے وقف کر دی ہے۔"

"سویرا میرا قبیلہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ تردانہ میں کیا کیا ہے اور اس بات سے تجھ سے زیادہ اور کون واقف ہے لیکن سن میری معزز بزرگ میں نے جو کچھ کیا وہ اپنے لیے ہی نہیں تیرے لیے سویرا والوں کے لیے وہ قیدی میں بھی کیا اور تو نا سمجھی کی گفتگو کر رہی ہے جب کہ تو دانا ہے۔ مجھے بتا اگر وہ جنگی جہاز جو اخناطون کو تباہ کر دینے کے لیے آئے تھے اخناطون کو تباہ کر دیتے تو کیا تشتا والے بچتے نہ سویرا والے۔ کون بچتا ان میں سے اخناطون کے ٹکڑے پانی میں تیر رہے ہوتے۔ بے شک ہم خود سمندر کے باسی ہیں لیکن کیا یہ ممکن تھا کہ اس کے بعد ہم سمندر ہی کے راستے تیرتے ہوئے تردانہ پہنچ سکتے۔"

"مطلب کیا ہے تیرا؟ مائی ماچھی نے کہا۔"

"میں شاید اپنے دل میں یہ بات ہمیشہ رکھتا اور کسی کو کچھ نہ بتاتا کہ میں نے کچھ اور بھی کیا ہے۔"

"کیا؟" مائی ماچھی نے پوچھا۔

"یہ بات بارہا میرے ذہن میں آئی تھی کہ اخناطون جو تردانہ کی جانب جا رہا ہے ایسے اسلحے سے لیس ہے جو اگر تردانہ والے حاصل کر لیں تو اس سے اپنے مخالفین کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میرے ذہن میں یہ بات بہت بار آئی لیکن کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جس کی بنا پر میں یہ اسلحہ تباہ کر سکوں اسلحے کی تباہی کا مطلب یہ تھا کہ اخناطون بھی تباہ ہو جائے لیکن میں یہ اکثر سوچتا رہا کہ کسی طرح اس اسلحے سے اخناطون کو نجات دلاؤں تاکہ یہ اسلحہ تردانہ کے انسانوں کے لیے خوفناک نہ ثابت ہو۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ اس اسلحے کی نقل وہاں شروع ہو جاتی اور اس کے بعد وہ سب کچھ وہاں بھی جاری ہو جاتا جو اس دنیا میں ہوتا ہے چنانچہ مائی ماچھی۔ میں نے وہ سارا اسلحہ بے مقصد ضائع کیا۔ آٹھ جہازوں کو تباہ کرنے میں جتنا اسلحہ صرف ہوا اس سے زیادہ اسلحہ میں نے بلاوجہ سمندر کی نذر کر دیا تاکہ وہ اسلحہ ختم ہو جائے اور یہ بات شاید کسی نے بھی محسوس نہیں کی۔ اب جہاز پر اسلحہ موجود نہیں ہے اسلحہ استعمال کرنے کے اوزار بے شک ہیں لیکن وہ گولہ بارود مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے جو تردانہ والوں کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔"

مائی ماچھی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے شعبان کو دیکھتی رہی اور حقیقت یہ تھی کہ شعبان نے یہ بات کسی کو بھی نہیں بتائی تھی لیکن یہ تصور اس کے ذہن میں ضرور تھا اور یہ ایک بڑی سچائی تھی جب مائی ماچھی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"وہ برا بھلا جو تجھے شکالا کہہ سکتی تھی یعنی تیری ماں وہ میں نے تجھے کہہ دیا ہے اور ماؤں کے کہے کا برا نہیں مانا جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ تو میری باتوں کا برا نہیں مانے گا۔" شعبان نے آگے بڑھ کر مائی ماچھی کے دونوں ہاتھ پکڑے اور انہیں ہونٹوں سے لگایا اور آہستہ سے بولا۔

"نہ میں سویرا کا غدار ہوں نہ تردانہ کا۔ اس بات کو ذہن میں ہمیشہ ہمیشہ رکھنا۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اسی رات اس کی ملاقات لابون سے بھی ہوئی جو سمندر کے سینے پر رواں دواں اخناطون کے ایک تنہا گوشے میں کھڑا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شعبان خود ہی اس کی جانب بڑھ گیا تو لابون نے گردن گھمائی شعبان کو دیکھ کر مسکرایا۔ اس وقت گار تھا لابون کے ساتھ نہیں تھی۔ ویسے بھی خاصہ وقت گزر گیا تھا اور شعبان صرف اپنے فرائض کے سلسلے میں نکل آیا تھا۔ تب لابون نے اسے دیکھا اور مسکرا کر بولا۔

"نوجوان کپتان۔ میں نے تیرے سپرد جو ذمہ داریاں

کی ہیں انہوں نے تجھے بے پناہ مصروف کر دیا ہے اور میں خود اپنی آنکھوں سے تیری مستعدی کی کارروائیاں دیکھتا رہتا ہوں۔ کاش تیرا تعلق تشتا سے ہوتا۔" شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"معزز لابون اس بات کو دل سے تسلیم کر لے کہ میرا تعلق تشتا سے بھی ہے۔"

"ہاں تیرے افکار و خیالات میں بھی تردانہ کی ہوائیں شامل نہیں ہوئی ہیں اور مجھے اس پر اعتراض بھی نہیں ہے کیونکہ میرے فرائض بھی بس تردانہ کی خشک زمین تک پہنچنے تک ہیں اور اس کے بعد میں بھی وہاں کا ایک عام شہری بن جاؤں گا لیکن تجھے دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے اور میرے دل میں یہ خواہش بار بار بیدار ہوتی ہے کہ تو ہمیشہ میرا دوست رہے یعنی تردانہ میں بھی۔"

"اس کا عہد تو ہم لوگ کر چکے ہیں۔ لابون۔"

"ہاں اور اس پر قائم رہنا میرے دوست۔ ورنہ مجھے دکھ ہوگا" لابون نے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ میرا تجھ سے وعدہ ہے معزز لابون۔" شعبان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور لابون نے اپنے قوی ہیکل ہاتھ میں شعبان کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ مسرور نظر آ رہا تھا۔

"ویسے معزز لابون مجھے یہ بتا کہ تو نے جہاز کی سمت کا صحیح تعین کیسے کر لیا۔ میرا مطلب ہے کہ ان ویران سمندروں میں ہم بغیر کسی خاص اشارے کے ایک سمت بڑھ رہے ہیں کیا تجھے یقین ہے کہ ہم اپنی منزل ہی کی جانب جا رہے ہیں۔"

"ہاں میں نے اس علم پر خصوصی مہارت حاصل کی ہے اور حقیقت یہ ہے میرے دوست شعبان کہ سورج ہمارا راہنما ہے سورج سے مجھے وہ راستے ملتے جا رہے ہیں جو مجھے میری منزل یعنی تردانہ لے جائیں گے اور ابھی تک سورج سچ بول رہا ہے وہ نشانات ملتے جا رہے ہیں جن سے مجھے یہ یقین ہو رہا ہے کہ ہم صحیح سمت پر ہیں۔ رات کو جب ستارے چمکتے ہیں تو سمندر کی اس دنیا میں ہمیں راہنمائی ملتی ہے۔ نامعلوم سمندروں کی یہ دنیا بڑی وسیع و عریض ہے اور اس میں صحیح سمتوں کا تعین سب سے مشکل کام ہے لیکن ستارے اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور وہ دیکھ آسمان پر اس وقت بھی وہ تین ستارے ہماری راہنمائی کر رہے ہیں۔ تو نے دیکھا کہ ان کی سیدھ کس جانب ہے اور جہاز کے رخ کا بھی تو اندازہ کر لے۔ یہ ستارے ہمیں سیدھا راستہ دکھا رہے ہیں۔ سورج کی کرنیں اپنے انداز بدلتی رہتی ہیں لیکن ان میں ایک راہنما کرن بھی ہوتی ہے جس کا نشان میں تجھے دن کی روشنی میں اس وقت بتاؤں گا جب سورج آسمان کی بلندی میں بیچوں بیچ ٹکا ہوا ہوگا ایک کرن ہمیشہ سمندر پر رہتی ہے اور یہی کرن تردانہ کا رخ کیے ہوئے ہے اگر یہ کرن صحیح راستے کی راہنمائی نہ کرے تو بے شک ہم بھٹک جائیں۔"

"خوب۔ حیرت کی بات ہے۔"

"نہیں اس میں حیرت نہیں علم کے سمندر سے تو ناواقف نہیں ہے کیونکہ خود تیرے پاس بھی ایک علم موجود ہے یعنی ہتھیاروں کے استعمال کا علم" شعبان نے گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور پھر بولا۔

"مزید کچھ سوالات میرے ذہن میں گردش کر رہے ہیں۔"

"کیا؟"

"جب تردانہ کے رہنے والے یکساں صورتوں کے حامل ہیں تو یہاں اس دنیا میں تو نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ کون سے لوگ سویرا سے تعلق رکھتے ہیں اور کون سے تشتا سے؟"

"یہ بھی ایک دلچسپ اور حیرتناک بات ہے جو تجھے نہیں معلوم ہوگی۔ لیکن پروفیسر بیرن جانتا تھا یہ سب جانتے ہیں کہ اک ذرا سا فرق تردانہ کے رہنے والوں میں ہے۔ یعنی ان دونوں قبیلوں میں جو تشتا اور سویرا کے کہلاتے ہیں۔ میرا چہرہ دیکھ لیکن بعد کے اس حصے میں تجھے میرے نقوش میں کوئی فرق نہیں نظر آئے گا۔ البتہ میں تجھے بتائے دیتا ہوں میرے چہرے کی رنگت میں تانبے جیسی سرخی شامل ہے اور ان سب میں جن کا تعلق تشتا سے ہے جانتا ہے یہ سرخی پہلے ہمارے رنگوں میں نہیں تھی۔ یہ پیدا کی گئی

ہے۔"

"کیسے؟"

"زمین میں جو دھات پیدا ہوتی ہے ان میں سے ایک دھات ایسی ہے جس کا استعمال اگر غذا کی حیثیت سے کیا جائے تو خون کے ذرات میں شامل ہو کر وہ چہرے کے رنگ میں تبدیلی رونما کرتی ہے۔ یہ بھی ہمارے جادوگروں کا ایک جادو تھا جو انہوں نے تشتا اور سویرا میں شناخت کی حیثیت سے بنایا۔ سویرا والے وہ دھات نہیں کھاتے اس لیے ان کے رنگوں میں سفیدی شامل ہوتی ہے جیسے تیرے رنگ میں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان کے جسموں میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے ان کی شناخت ہوتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"بس ان کے بدن سے ہلکی ہلکی خوشبو اُٹھتی ہے۔ جسے تم پسینے کی بو کہہ سکتے ہو لیکن تشتا والوں کو پسینہ نہیں آتا۔ وہ دھات ان کے جسم سے فاضل پانی ختم کر دیتی ہے۔"

"کیسی حیرتناک بات ہے۔"

"تو تردانہ میں چل کر دیکھے گا کہ تردانہ والوں کا جادو کیا کیا شکلیں اختیار کر چکا ہے۔ ابھی ہم یہاں سے آگے بڑھیں گے اور جب سبز سمندر آجائے گا تو ہمیں پھولوں کی بستی نظر آنے لگی۔"

"سبز سمندر۔ پھولوں کی بستی۔"

"آسمان کی رنگت میں تو جو نیلاہٹیں دیکھ رہا ہے آگے چل کر یہ رفتہ رفتہ سبزی مائل کیفیت اختیار کر جائے گی اور اس کے بعد ہم جس سمندر سے گزریں گے وہ پھولوں سے بھرا ہوا ہوگا مخصوص قسم کے پھول جو پانی ہی میں اپنا سارا نشوونما کا عمل رکھتے ہیں اور اسی میں زندہ رہتے ہیں۔ پھولوں کا یہ سمندر ہماری بستی کا آغاز ہوگا۔ یعنی وہاں سے ہمیں اپنی بستی کے کنارے نظر آنے لگیں گے۔ آہ میری آنکھیں ان کناروں کو دیکھنے کا کتنا شوق رکھتی ہیں۔ بس یوں سمجھ لے کہ جب آسمان کا رنگ سبز ہونے لگے اور پھولوں کے سمندر سے گزرنا پڑے تو ہم تردانہ پہنچ جائیں گے۔"

شعبان ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ ویسے اب اس کا تجسس بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اخناطون کے شب و روز میں بالآخر شعبان کو بھی اس طرح رنگ جانا پڑا کہ وہ مہذب دنیا کے ان تمام واقعات کو بھول گیا جو اس کی زندگی میں شامل ہوئے تھے۔ اب صرف اخناطون کا تحفظ سویرا والوں کو آسائشیں فراہم کرنا اور تشتا والوں کے ساتھ بہتر عمل کرنا ہی شعبان کا مشغلہ تھا۔ یوں بے شمار دن بے شمار راتیں گزر گئیں اور پھر ایک صبح جب شعبان نے جاگ کر آسمان کو دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ آسمان کا رنگ سبز تھا اور یہ رنگ یقینی طور پر آنکھوں کو قبول نہیں ہوتا تھا لیکن حقیقتیں یہ تھیں کہ اب جہاز پر ہلکا ہلکا سبز رنگ مسلط ہو گیا تھا جو آسمان کا عکس تھا۔ دھوپ کی تمازت وہی تھی اور اس کی شدت میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ سورج پر سبزی چڑھی ہوئی تھی ہلکی ہلکی سبزی جو سورج کی شعاعوں کو روک تو نہیں پا رہی تھی لیکن ایک خوشگوار سا رنگ اس نے پورے سمندر پر بکھیر دیا تھا اور یہاں سمندر بھی سبزی مائل ہی تھا۔ شعبان نے اس سلسلے میں کسی سے کوئی تذکرہ ہی نہیں کیا۔ یہ لابون کا راز تھا جو اس نے اسے دیا تھا۔

اخناطون کی رفتار تیز کر دی گئی تھی اور شعبان کے دل کی دھڑکنیں بھی اسی رفتار سے تیز ہوتی جا رہی تھیں کیونکہ اب وہ اس انوکھی بستی تردانہ پہنچنے والا تھا جس کی کہانیاں مہذب دنیا والوں کے لیے یقیناً ایک ساحر کی بستی کی کہانیاں ہوں گی لیکن شعبان تو اسی بستی کا ایک فرد تھا اور پھر دو رات اور دو دن کے سفر کے بعد انہوں نے سفر میں اُگے ہوئے پھول دیکھے۔ ہوسکتا ہے ان پھولوں نے تردانہ کے رہنے والوں کو نہ چونکایا ہو لیکن جان سیموئل نے حیرانی سے دوربین آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"میرے خدا ادھر دیکھو اُدھر دیکھو کیا یہ خشکی ہے مگر نہیں یہ خشکی تو نہیں ہوسکتی۔ سمندر پر تیرتے ہوئے پھول اور ان کا کوئی حدود اربعہ نہیں ہے۔ جدھر دیکھو پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ کیا یہ کنول کے پھول ہیں مگر سمندر میں کنول کیسے حیرانی کی بات ہے۔"

شعبان کو البتہ حیرانی نہیں ہوئی تھی کیونکہ لابون اسے بتا چکا تھا پھول سب ہی کی توجہ کا مرکز بن گئے تھے۔ مائی ماتھی بھی ریلنگ سے تکتی ہوئی پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی اور تردانہ والے بھی۔ لیکن حیران صرف وہ لوگ تھے جن کا تعلق اس دنیا سے نہیں تھا یعنی خلاصی اور جان سیموئل کے ساتھی۔ جہاز رفتہ رفتہ پھولوں کی آبادی میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ پھول یقیناً کنول کے پھول نہیں تھے کیونکہ ان کا حجم بہت زیادہ تھا۔ پانی پر وہ جا بجا تیرتے پھر رہے تھے۔ اتنے خوبصورت اور اتنے حسین کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں ان سے ہٹنے کا نام نہ لیں۔ شعبان بھی ان پھولوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کے دل میں نجانے کیا کیا خیالات آ رہے تھے۔ کاش اسد شیرازی اور دردانہ بھی شامل ہوتے۔ کیپٹن ایڈگر مورالس بھی ہوتا اور وہ جدید سمندری تحقیق میں ان پھولوں کا اور اضافہ کر لیتے لیکن اب تو ان کے لیے صرف یہ کہانیاں ہی رہ جائیں گی جو اگر کبھی ان کے کانوں تک پہنچ سکیں لیکن اس کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ہاں اگر جان سیموئل کو واپسی کا موقع ملا تو، اور پھولوں کی اس آبادی سے گزرتے ہوئے بھی بہت سے گھنٹے طے ہو گئے۔ لابون اس وقت برج پر کھڑا سامنے نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ گارتھا اس کے نزدیک تھی۔ شعبان بھی تھا۔ تبھی دفعتاً لابون کی دھاڑ گونجی۔"

"تردانہ۔ تردانہ۔ تردانہ" شعبان اور گارتھا نے بھی سمندر کے سرے پر نگاہوں کے اس زاویئے سے لے کر اس زاویئے تک پھیلی ہوئی اس لکیر کو دیکھا جو خشکی کا نشان دیتی تھی۔ ان کی آنکھیں تجسس سے سکڑ گئیں لیکن لابون کا شور جہاز پر سن لیا گیا تھا اور چاروں طرف خوشی اور قہقہے بکھر گئے تھے۔ یہاں تک کہ سویرا والے بھی اپنی جگہ سے اُٹھ اُٹھ کر کناروں کی جانب لپکے تھے تاکہ وہاں سے وہ تردانہ کا نظارہ کر سکیں اور چونکہ شعبان کی سفارش پر ان پر سے بہت سی پابندیاں ختم ہو گئی تھیں چنانچہ انہیں اس کا موقع مل گیا۔ لابون کے ارد گرد مجمع جمع ہو گیا۔ تشتا والے اسے چوم رہے تھے اور اس کی صحیح راہنمائی پر دیوانے ہو رہے تھے۔ یوں کچھ دیر کے لیے اخناطون کا ماحول کچھ عجیب سا ہو گیا گارتھا در تھا اس وقت شعبان کے نزدیک کھڑی ہوئی تھی اس نے مسکراتے ہوئے شعبان کے بازو پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے بولی۔

"تمہاری سرزمین آگئی شعبان۔"

"ایں۔" شعبان نے حیران سی نگاہوں سے گارتھا کو دیکھا۔

"ہاں۔ ایک بار پھر تمہیں برتری حاصل ہو گئی ہے۔" شعبان نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔ گارتھا مسکرا کر بولی۔

"لیکن جب بھی برتری کا حصول ہوا ہے تو تم نے میری جانب سے نگاہیں پھیر لی ہیں۔ کیا یہ ایک سچ نہیں ہے؟"

"نہیں میڈم گارتھا۔"

"اپنی زمین پر بے شک تم قیدی کی حیثیت سے اترو گے لیکن اب بھی تمہیں اس بات کا موقع ملے گا کہ تمہاری عزت افزائی ہو۔ ایسے لمحات میں گارتھا تم یاد رکھ سکو گے۔"

"ہاں۔ ہمیشہ ہمیشہ۔" شعبان نے جواب دیا۔

"کاش ایسا ہی ہو۔"

لابون کچھ دیر کے بعد واپس آگیا۔ جوش و خروش اب بھی وہی تھا۔ اس کے چہرے پر بھی خوشی و مسرت رقصاں تھی۔ اس نے گارتھا کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے کہا۔

"او ڈیئر گارتھا یہاں تردانہ میں تم میری ملکیت ہوگی صرف میری۔ سمجھ رہی ہو نا۔"

"کیوں نہیں ڈیئر۔ کیوں نہیں۔" گارتھا نے لابون کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ لابون کہنے لگا۔

"اور مجھے معاف کرنا میرے دوست شعبان اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم سویرا والوں کے ہاتھ باندھ لیں اور انہیں بالکل قیدیوں کی حیثیت دے دیں۔ جب ہمارا یہ جہاز اس زمین کے قریب پہنچے گا تو ہماری راہنمائی پیلی کشتیاں کریں گی اور یہ پیلی کشتیاں تشتا والوں کی ہوں گی اور وہ لوگ ان میں سوار ہو کر ہمیں چاروں طرف سے خوش آمدید کہنے آئیں گے اور ہم اخناطون کی کشتیوں سے خشکی تک پہنچیں

گے۔ انہوں نے ہمارے استقبال کا بھرپور انتظام کیا ہوگا۔ پیلے پھول ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوں گے۔ یعنی جہاں پھولوں کے یہ انبار ہوں گے وہیں ہمیں ساحل تک پہنچنا ہوگا۔ یہ ایک شناخت ہوتی ہے تشتا والوں کی۔"

"گویا پھولوں سے ہماری راہنمائی کی جائیگی۔"

"ہاں۔ اور ہمیں ہر قیمت پر چمکدار دن کا انتظار کرنا ہوگا یعنی اگر ہمیں اس لکیر تک پہنچتے پہنچتے رات ہوگئی تو ہم اخناطون کو لنگر انداز کردیں گے اور اس وقت اپنی منزل کا تعین کریں گے جب دن کی روشنی ہوگی تاکہ ہمیں پیلے پھولوں کا نشان مل جائے اور پیلی کشتیاں باآسانی نظر آجائیں۔"

شعبان نے حیرت و دلچسپی سے یہ بات سنی۔ بہرطور ہر جگہ کے اپنے اپنے انداز ہوتے ہیں۔ اس لے ان لوگوں کو قیدی بنانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا جو سویرا والے تھے اور ظاہر ہے یہ اصول کی بات تھی اور شعبان اس میں کوئی مداخلت بھی نہیں کرسکتا تھا لیکن مائی ماچھی کے ہاتھوں میں اس نے اپنے ہاتھوں سے رسیاں لپیٹی تھیں۔ مائی ماچھی نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شعبان۔" تم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کا خیال رکھنا ہوسکتا ہے خشکی پر پہنچنے کے بعد تمہیں یہ حیثیت حاصل نہ ہو لیکن جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ سویرا کے قیدی تمہاری ہی جانب دیکھتے ہیں اور جب وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ شعبان ان کا راہنما ثابت ہوگا۔ گو وہ تم سے مکمل طور پر واقفیت نہیں رکھتے۔"

"میں اپنا فرض پورا کروں گا۔" شعبان نے آہستہ سے کہا اور مائی ماچھی کے ہاتھوں پر رسی لپیٹ دی۔

سویرا والوں کو ایک جگہ بٹھایا گیا جبکہ تشتا والے پورے جہاز پر دندناتے پھر رہے تھے اور جان سیموئل اور اس کے ساتھیوں کو خصوصاً پیلے لباس پہنادیئے گئے تھے تاکہ وہ تشتا والوں کے لیے شناخت بن جائیں اور کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونے پائیں اور لابون کا یہ کہنا درست ہی ثابت ہوا کہ جب خشکی کی لکیر قریب آئی تو رات کے اندھیرے تاحد نگاہ پھیل چکے تھے اور اندھیری رات کی سیاہی میں وہاں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ تب لابون کے حکم پر جہاز کو لنگر انداز کردیا گیا لیکن یہ رات بھی سونے کی رات نہیں تھی نجانے کتنے عرصے کے بعد تردانہ والے اپنی سرزمین کے قریب پہنچے تھے اور اس وقت درحقیقت شعبان کی کیفیت بھی عجیب تھی۔ اس کے جسم میں اینٹھن ہورہی تھی اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ یہ اس کی زمین ہے۔ یہاں سے اس کا آغاز ہوا۔ جبکہ انتہائی حیرتناک طور پر وہ سمندر کی آغوش میں سفر کرتا ہوا مچھیروں کی ان بستی تک پہنچا اور مچھیروں نے اسے اپنوں میں سے سمجھ لیا۔ لیکن کتنی حیرتناک بات ہے اور یہاں یہاں اس اس انوکھی سرزمین میں اس کا اپنا کیا مقام ہوگا۔ یہ سب سوچنے کی بات تھی۔ سینڈرا نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور شعبان کے قریب پہنچ گئی۔

"شعبان یہ تمہاری میرے باپ کی بستی ہے۔ یہاں وہ لوگ رہتے ہیں جن کا تعلق میرے باپ سے ہے۔ لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ نہ میں ذہنی طور پر ان سے واقف ہوں اور نہ تم۔"

"ہاں سینڈرا۔"

"لیکن خیال رکھنا شعبان کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں کسی ایسی مشکل میں گرفتار ہوجائیں جو ہمارے لیے خوفناک ہو۔"

"میں خیال رکھوں گا۔" شعبان نے آہستہ سے کہا۔

وہ بدستور سحر کی سی کیفیت میں گرفتار تھا۔ ادھر سویرا اور تشتا والے ساری رات نہیں سوئے تھے اور ساحل پر اترنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ تب سورج خدا خدا کرکے نکلا اور اس طرح سورج کا انتظار شاید ہی کبھی کسی کو رہا ہوگا جس طرح اس وقت اخناطون والوں کو تھا۔ اور اخناطون کے انجن ایک بار پھر سے چلادیے گئے۔ لنگر اٹھانے کے بعد اخناطون نے ساحل کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کردیا۔ تب شعبان جان سیموئل اور دوسرے اجنبی لوگوں نے دیکھا کہ پیلے

رنگ کی لکڑی کی انوکھی ساخت کی کشتیاں سمندر میں بکھر گئی ہیں۔ ان کی تعداد بے پناہ تھی۔ شعبان کو وہ لمحات یاد آنے لگے جب ایک رات انہوں نے سمندر میں انوکھی ساخت کی چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھی تھیں۔ جو اوشین ٹریژر کی طرف سے اخناطون پر حملہ آور ہونے آئی تھیں۔ پیلی کشتیوں کی تعداد بے پناہ تھی۔ اور پھر وہ پھولوں کے انبار میں بھی نظر آنے لگے جن کا رنگ پیلا تھا اور لابون نے انگلی سے اس جانب اشارہ کیا۔ چنانچہ جان سیموئل اور اس کے ساتھی اخناطون کا رخ تبدیل کرنے لگے۔ اور اخناطون آہستہ آہستہ ساحل سے قریب ہونے لگا۔ یعنی ایک ایسی جگہ تک جہاں سے لنگر انداز کیا جاسکے۔ پیلی کشتیاں اخناطون سے دور ہی دور تھیں۔ اور اس پر انسان نظر آرہے تھے۔ سمندروں کے آخری سرے پر اس جگہ جہاں دنیا والے پہنچنے کا تصور بھی نہ کرسکیں انوکھی آبادی کے انوکھے لوگ دور دور سے اخناطون کو دیکھ رہے تھے۔ اخناطون والے ان کی شکلیں نمایاں طور پر نہیں دیکھ سکے تھے۔ پھولوں کے اس انبار کے پاس بھی بے شمار افراد نظر آرہے تھے۔ جو استقبالیہ انداز میں ہاتھ ہلا رہے تھے۔ اور پھر اخناطون لنگر انداز ہوگیا۔ کشتیاں تیار ہوئیں تمام لوگوں کو کشتیوں میں سوار کرانے کے بعد لابون انہیں اپنی رہنمائی میں ساحل کی جانب لے چلا۔ پیچھے سے پیلی کشتیاں بھی آرہی تھیں۔ اور یقینی طور پر سب کو ساحل پر ایک دوسرے سے گلے ملنا تھا۔ لابون کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ شعبان اس کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ دوسری سمت گارتھا در تھا اور ان کے عقب میں سینڈرا اور پروفیسر بیرن تھے کشتیاں آہستہ آہستہ ساحل کے قریب پہنچیں اور جب لابون نے ساحل پر قدم رکھا تو دفعتاً ہی وہ دہشت سے سکڑ کر رہ گیا۔ استقبال کرنے والوں کے چہرے پر استقبالیہ تاثر نہیں تھا بلکہ ایک خوفناک سی کیفیت تھی۔ لابون کے حلق سے بے اختیار نکلا۔

"آہ سویرا۔ سویرا والے۔ سویرا والے دھوکا ہوگیا زبردست دھوکا ہوگیا۔ یہ استقبال کرنے والے تشتا کے نہیں سویرا کے لوگ ہیں۔ آہ ہمارے دشمن۔ ہمارے دشمن۔"

سننے والوں پر بجلی سی گر پڑی۔ لابون کے الفاظ پگھلا ہوا سیسہ تھے۔ جو بہت سے کانوں کو زخمی کرگئے۔ سب کی پھٹی پھٹی آنکھیں یہ منظر دیکھ رہی تھیں اور سویرا والے ساحل پر منتشر ہوگئے تھے۔ لابون نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"بہت چالاکی سے کام لیا ہے۔ آخری لمحات میں آہ۔ آخری لمحات میں ہم دھوکا کھاگئے۔ سنو میرے تمام ساتھیوں غور سے سنو خبردار کوئی شخص جذباتی ہونے کی کوشش نہ کرے۔ ہمارا پلان عارضی طور پر فیل ہوگیا ہے اور ہم سویرا والوں کی ذہانت کا شکار ہوگئے ہیں۔ لیکن اب ہماری ذہانت یہی ہے کہ ہم ان کے درمیان رہ کر اپنی زندگی بچائیں اس لئے کوئی جدوجہد نہ کرے اور میں تمہارے سربراہ لابون کی حیثیت سے تمہیں یہ حکم دے رہا ہوں کہ جب تک میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں کوئی حرکت نہ کرے بلکہ صرف ان حالات کا تجزیہ کرے جو اب ہمیں پیش آنے والے ہیں۔"

گارتھا۔ شعبان۔ پروفیسر بیرن وغیرہ سب کے سب ساکت و جامد تھے شعبان کے ہونٹوں پر البتہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ دل ہی دل میں وہ یہ سوچ رہا تھا کہ انسان دنیا کے کسی بھی خطے کسی بھی گوشے میں ہو اس کے اندر وہ صفات موجود ہیں جن سے وہ ایک دوسرے کو دھوکا دے سکتا ہے اور اپنی بقا اپنی برتری کا سامان پیدا کرسکتا ہے۔ تمام کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں۔ پیچھے سے آنے والوں نے اب اپنا اصل روپ دکھایا اور اخناطون سے اترنے والوں کے عقب میں پہنچ کر ان پر نگاہ رکھنے لگے۔ یہ اندازہ نہیں تھا کہ اگر اخناطون سے اترنے والے کوئی پیش قدمی کریں تو وہ کس ردعمل کا اظہار کریں گے۔

سویرا والے اب ظاہر ہوگئے تھے اور کچھ دیر کے بعد جب اخناطون سے اترنے والے سب ایک جگہ جمع ہوگئے تو ایک نوجوان شخص نمودار ہوا جو اچھی شکل و صورت کا مالک تھا۔ جسم پر گوشت کے تودے جمے ہوئے تھے اور قد اتنا لمبا تھا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

گارتھا کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر ایک عجیب سی نشیلی کیفیت بیدار ہو گئی۔ وہ محبت بھری نظروں سے اور پراشتیاق انداز میں اس آنے والے کے تن و توش کو دیکھ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی ماہر سنگتراش نے پتھر کا ایک ایسا مجسمہ تراش دیا ہو جس میں خود بخود زندگی دوڑ گئی ہو۔ اس کے عضو کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جو اس کے پیروں کی جنبشوں سے ہلتا ہو۔ فولاد کی مانند یہ شخص ان کے سامنے پہنچ گیا اور اس نے ایک قطار پر نظر ڈالی پھر مسکرا کر بولا۔

"میرا نام ٹیلان ہے اور سوبیرا کے معزز بزرگوں نے مجھے سوبیرا والوں کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی ہے۔ سوائے لوگوں جو ایک عجیب غریب سفر سے آئے ہو اور یقیناً تمہارا علم مجھ سے برتر و اعلیٰ ہے۔ میں ایک ناچیز انسان ہوں تمہارے علم کے سامنے بالکل بچہ۔ لیکن جو ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے اس کے تحت میں ابتدائی احکامات نافذ کرتا ہوں اور اس بات کا خواہشمند ہوں کہ ہر شخص یہ حکم اس لئے مانے کہ یہ میرا نہیں بلکہ سوبیرا کے ان بزرگوں کا ہے جنہوں نے مجھے ان کے الفاظ تم تک پہنچانے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ میں ان کو بھی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتا جو تشتا سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے معزز ہم وطنوں تم لوگ جو بھی اختلاف رکھتے ہو وہ بزرگوں کا اختلاف ہے ہم نوجوانوں کا پیدا کیا ہوا نہیں۔ لیکن ذمہ داریاں ہر شخص خوبی سے نبھانے کا پابند ہے۔ بہتر یہ ہو گا کہ جب تک تمہارے لئے کوئی مناسب فیصلہ کن ہو جائے اپنے آپ کو پرامن رکھو۔ ورنہ مجھے اجازت ہے کہ ہر سرکشی کرنے والے کو فنا کر دوں اور یہ بہتر نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہم زندانہ میں زندگی چاہتے ہیں موت نہیں یہ۔ میرا حکم نہیں ہے یہ التجا ہے۔ اپنے معزز بزرگوں سے کہ مجھ سے تعاون کریں سوبیرا والے الگ ہو جائیں۔ تشتا والے الگ ہو جائیں اور اس کے بعد ان میں سے ایک حصہ قیدیوں کا ایک سمت ہو گا اور دوسرا دوسری سمت ہو گا۔ لیکن سوبیرا والے یہ نہ سمجھیں کہ وہ قیدی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بزرگ ان کی شناخت کریں گے اور اس شناخت کے بعد انہیں ان کا وہ اعلیٰ ترین مقام دیا جائے گا جو ان کا حق بنتا ہے اور میری اس بات کو غلط انداز میں محسوس نہ کیا جائے۔" سب کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

شعبان دلچسپی سے یہ سوچ رہا تھا کہ لابون نے اس پر بے حد اعتماد کیا ہے اور یقیناً وہ اس سے کسی بہتری کا خواہاں ہو گا۔ شعبان کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ لیکن ہوا یہی۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان لوگوں کی آنکھوں میں خاص قسم کے شیشے لگے ہوئے ہوں جو تشتا اور سوبیرا والوں کی فوری شناخت کر لیں۔ وہ رکے تو صرف چند افراد پر جیسے گارتھا سینڈرا، وغیرہ وغیرہ یا پھر کیپٹن جان سیموئل اور اس کے ساتھی ان کی نگاہوں کا مرکز تھے۔ چنانچہ وہ اس سلسلے میں اپنے سربراہ سے مشورے لینے لگے تب ٹیلان نے کہا۔

"اور جن کا تعلق میری رائے کے مطابق اس انوکھی دنیا سے ہے جس کی کہانیاں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں میرا اپنا یہ خیال ہے کہ عارضی طور پر وہ باقی لوگوں سے الگ ہو جائیں۔" پروفیسر بیرن نے بے بس نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ سینڈرا کچھ نہ سمجھ پا رہی تھی۔" تب پروفیسر بیرن کی نظریں شعبان کی جانب اٹھ گئیں اور اس نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا۔

"شعبان تم اس وقت ہمارے لئے مصیبتوں کا سب سے قیمتی حل ہو۔ براہ کرم سمجھداری سے کام لینا اور اس برے وقت کو ہم پر سے ٹالنا۔"

شعبان نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور اس کے بعد ان لوگوں کا قید خانہ متعین کیا گیا۔ جو ساحل سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ درخت نظر آ رہے تھے۔ جو اتنے خوش رنگ سبز تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں ایسی ٹھنڈک دوڑ جائے جو انہیں روشنی ہی روشنی بخش دے مجموعی طور پر یہ سرزمین بے حد خوبصورت تھی۔ اطراف میں احاطہ تعمیر کیا گیا تھا اور یہ ایک عجیب و غریب رسی سے بنایا گیا تھا جو چمکدار تھی اور جس کے آر پار دیکھا جا سکتا تھا۔ رسی درختوں کے تنوں سے کس کر باندھ دی گئی تھی اور ایسی گرہیں

لگائی گئی تھیں اس میں کہ دیکھی نہ جا سکیں اور وہ ایک سطحی ٹکڑا معلوم ہو اور یہ درختوں کا سلسلہ جو دونوں سمت سے دور تک چلا گیا تھا بڑا وسیع تھا اور اس کا سامنے کا حصہ بالکل کھلا ہوا۔ پتا نہیں اس قید خانے پر کیوں اعتماد کیا گیا تھا اور جب اختاطون سے اترنے والوں کو اس علاقے میں پہنچایا گیا تو یہ خیال نہ رکھا گیا جیسے کہ ٹیلان نے کہا تھا یعنی سب اسی جگہ پہنچا دیئے گئے اور ہوا یوں کہ وہ سب ایک دوسرے میں شامل تھے یہ الگ بات ہے کہ سوبیرا والے خود بھی ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ پروفیسر بیرن نے کسی قدر حیران لہجے میں لابون سے کہا۔

"ٹیلان نے تو کہا تھا کہ سوبیرا والوں کو الگ رکھا جائے گا۔" لابون نے کوئی جواب نہیں دیا اور پرخیال انداز میں گردن ہلا کر خاموش ہو گیا۔ پروفیسر بیرن پھر بولا۔

"مسٹر لابون کیا ہم لوگ ایک بڑی غلطی کا شکار نہیں ہوئے ہیں۔" لابون نے سوالیہ نگاہوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھا اور کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ مسٹر بیرن کیا ہم نے کوئی ایسی جان بوجھ کر غلطی کی جو فطرت سے مختلف ہو۔"

"نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ انہی لوگوں نے چالاکی کا ثبوت دیا۔"

"ہاں ظاہر ہے یہ اپنی ذہانت الگ رکھتے ہیں اور ترزانہ سے دور کے لوگ تو نہیں ہیں یہ۔ بنیادی طور پر اگر میری رائے پوچھی جاتی تو میں ہمیشہ اس بات سے اختلاف کرتا کہ ترزانہ کی فضا میں منتشر ہوں۔ لیکن ایسا ہو گیا اور ایسا نہ ہونے دینا کسی ایک فرد کے بس کی بات نہیں تھی۔"

"آہ ہماری اس حسین سرزمین پر نجانے کیسے کیسے عذاب نازل ہو گئے ہیں۔ لیکن ہو گا کیا میں یہ سوچتا ہوں؟"

"طویل عرصے کے بعد میں نے بھی اپنی سرزمین کا رخ کیا ہے اور وہ جو میرے منتظر ہوں گے ابھی اس احساس کا شکار ہوں گے کہ شاید ہم ان کے درمیان پہنچ جائیں اور جب انہیں علم ہو گا کہ ہم آ گئے ہیں لیکن سوبیرا کے قیدی ہیں تو ان پر کیا گزرے گی۔ اس وقت میں کسی مشن کا سربراہ نہیں بلکہ ایک عام انسان ہوں جو اپنی سرزمین پر پہنچنے کے بعد اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا ہے۔"

"کوئی ایسی تدبیر کوئی ایسی تجویز کہ ہم واقف رہیں سوبیرا والوں کے عمل سے اور یہ اندازہ ہو جائے ہمیں کہ آنے والے وقت میں یہ ہمارے لئے کیا ارادے رکھتے ہیں۔"

"اس وقت ہر شخص اپنی سرزمین پر پہنچ چکا ہے سوائے ان افراد کے جن کا تعلق یہاں سے نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی ایسی تجویز ہر شخص کے ذہن سے قبول کی جا سکتی ہے۔ جو ہماری بقا کا باعث بن جائے۔" لابون چونکا اور اس نے شعبان کی طرف دیکھا پھر وہ سرگوشی کے انداز میں پروفیسر بیرن سے بولا۔

"بیرن یہ نوجوان لڑکا اب تک ہمارا معاون رہا ہے۔ جبکہ اس کا تعلق سوبیرا سے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسے اپنا ترجمان بنا لیں تو کیا یہ سب سے بہتر نہیں ہو گا۔"

"اگر یہ الفاظ اس سے نہ بھی کہے جائیں تب بھی وہ ہمارا ترجمان ہوگا۔"

"آپ کو اس پر بہت زیادہ اعتماد ہے۔"

"ہاں عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے وہ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس دنیا میں اس کی پرورش ہوئی ہے اس کا بہترین پہلو اس نے حاصل کیا ہے۔"

"مسٹر بیرن! کچھ عرصے کے بعد ہوسکتا ہے یہ وقفہ زیادہ طویل نہ ہو۔ وہ سوبیرا والوں میں پہنچ جائے گا اگر اس سے بات کرلی جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔"

"میں کوشش کرتا ہوں۔" پروفیسر بیرن نے کہا اور اس کے بعد چند لمحات وہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سینڈرا کو اشارے سے اپنے پاس بلالیا اور کہنے لگا۔

"سینڈرا میں کچھ اہم باتیں تمہیں بتارہا ہوں۔ اس وقت شعبان سے یہ گفتگو تم کرو۔ میری طرف دوسروں کی نگاہ ہے جبکہ تمہیں مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھا جارہا۔" پروفیسر بیرن سینڈرا کو بتاتا رہا کہ اسے شعبان سے کیا باتیں کرنی ہیں۔

شعبان بھی اس وقت اتفاق سے تنہا ہی تھا۔ گارتھا کافی دور نکل گئی تھی اور اپنے اس دائرے میں مختلف جگہوں سے جائزے لیتی رہی تھی۔ شیطان عورت یقیناً کسی گہری سوچ میں تھی اور اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات پک رہے تھے۔ سینڈرا شعبان کے پاس پہنچ گئی۔ شعبان زمین پر بیٹھا ہوا تھا اور کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ سینڈرا کو دیکھ کر مسکرایا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سینڈرا بیٹھ گئی۔

"ہمارا نیا قید خانہ۔" شعبان بولا۔

"تمہارا نہیں ہمارا۔"

"ہاں ماحول اچانک اور اس انداز میں بدلا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ شعبان اگر تم تشتا کے قیدی ہوتے تو تمہیں تشتا والے کبھی اس بات کو نظر انداز نہ کرتے کہ تم نے اخناطون پر ان کی مدد کی۔ ویسے بھی تم نے محسوس کیا ہوگا کہ لابون تمہیں کیسی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔"

"تم جو کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔ ہوسکتا ہے ہمیں تفصیلی گفتگو کے لئے زیادہ وقت نہ مل پائے۔"

"شعبان ہمارا مستقبل کیا ہے؟ تم سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں اس دنیا کی فرد نہیں ہوں۔ یہ سب کچھ میرے لئے اجنبی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا باپ میرے لئے ماں کا درجہ بھی رکھتا ہے اور جن حالات کا شکار میرا باپ ہوا وہ میرے اپنے ہی حالات ہیں اور میں اپنے آپ کو ان سے منفرد نہیں پاتی۔ موجودہ وقت ہمارے لئے بدترین لمحات کا حامل ہے اور اتفاق سے تقدیر نے تمہیں وہ طاقت بخش دی ہے کہ تم ہماری بھی معاونت کرو۔ شعبان یہ دو قبیلوں کا جھگڑا ہے۔ جو ایک انوکھی دنیا میں اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ تم لاکھ اپنے آپ کو جہاں سے آئے ہو وہاں سے مختلف تصور کرلو لیکن جو چیز تمہارے خمیر میں بسی ہے کیا تم اسے بھول جاؤ گے۔"

"سینڈرا مختصر۔ میں محسوس کررہا ہوں کہ یہاں ہمیں بہت کم وقت ملے گا۔"

"شعبان تم سوبیرین ہو اور جلد ہی تمہیں یہاں کے اقتدار میں شامل کرلیا جائے گا کسی بھی لمحے یہ مت سوچنا کہ ہم لوگ تم سے الگ ہیں۔ ہمارے لئے جو بہتر کرسکتے ہو وہ تمہیں کرنا ہے۔ اس وقت ماحول تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

"کیا تم مجھ سے اس بات کی توقع رکھتی ہو سینڈرا کہ میں تم سب کے لئے نقصان کی بات سوچوں گا۔"

"بالکل نہیں۔ لیکن تمہیں ہوشیار کردینا ضروری ہے۔"

"کیا پروفیسر بیرن نے کوئی تجویز بھیجی ہے تمہارے ذریعے۔"

"تجویز نہیں صرف پیغام بھیجا ہے کہ ہمیں ان لمحات میں تمہاری ضرورت ہے۔"

"اطمینان رکھو۔ ماحول کا کچھ جائزہ لینے کے بعد جو کچھ مجھ سے بن پڑے گا میں ضرور کروں گا۔" اور سینڈرا اس کے بعد اطمینان سے اٹھ گئی۔ کیونکہ گارتھا اس سمت آتی نظر آئی تھی۔ وہی انداز وہی چال ڈھال۔ سینڈرا وہاں سے آگے بڑھ گئی تو گارتھا اسی کے انداز میں شعبان کے نزدیک آکر بیٹھ گئی۔ مسکرا کر اسے دیکھا اور کہنے لگی۔

"تو وقت نے تمہیں ان سب پر فوقیت دلادی۔ سمندر کے بیٹے! کیا میں نے غلط کہا۔"

"ہاں۔ ابھی تمہارے یہ الفاظ غلط ہیں۔"

"نہیں میری آنکھیں بہت دور تک دیکھتی ہیں اور سنو شعبان لگ رہا ہے کہ وقت بہت مختصر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ تمہیں عزت و احترام کے ساتھ کہیں اور لے جائیں گے۔ یہ انوکھی دنیا بڑی دلکش ہے اور شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں اپنا سب کچھ چھوڑنے کے باوجود اس میں اسی طرح دلچسپی لے رہی ہوں جیسے لی جاسکتی ہے۔ مگر ڈیئر شعبان تمہیں کچھ اہم باتوں کا خیال رکھنا ہے۔ لابون کو میں نے دلاسا دیا ہے اور اس سے کہا ہے کہ جو کچھ میں بن پڑتا ہے کروں گی اور ایسے حالات پیدا کروں گی کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے اور اس کی ذمہ داری تم پر بھی عائد ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"تو پھر تمہیں خیال رکھنا ہوگا۔ اودھر میں لابون کے ساتھ ہوں اور لابون کے ساتھ ہی رہوں گی کیونکہ یہ از حد ضروری ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر کسی طرح تشتا والوں کو برتری حاصل ہوئی تو وہاں تمہارا تحفظ کرنے والا کوئی ہوگا۔ یعنی میں اور اگر سوبیرا والے حاوی رہے تو ادھر سے حالات کو سنبھالنے والے تم ہو۔ سمجھ رہے ہونا۔ لابون ہمارے بہت زیادہ کام آسکتا ہے۔ تم یہاں میں وہاں۔ اس طرح صورتحال بہت عمدہ ہوجائے گی۔" شعبان ہنسنے لگا اس نے کہا۔

"میڈم گارتھا شاید آپ اس دنیا کی سب سے ذہین خاتون ہیں۔"

"شکریہ شعبان۔ یہ الفاظ میرا دل بڑھاتے ہیں اور ہاں آخر میں ایک ذاتی بات ضرور کرنا چاہوں گی۔ وہ یہ کہ یہ لڑکی تمہارے بہت قریب دیکھی جاتی ہے۔ یہاں اس نئے ماحول میں اس سے بہت زیادہ قربت کا اظہار مجھے پسند نہیں ہے۔ ذرا خیال رکھنا۔" شعبان ہنس کر خاموش ہوگیا تھا۔ گارتھا کے لئے اس کے دل میں نفرت کا احساس اور زیادہ شدید ہوگیا تھا۔ عورت کی اقسام میں سب سے بدترین عورت تھی۔ شعبان نے تو مشرق دیکھا تھا جہاں عورت کا ایک معیار تھا۔ محبت اور پاکیزگی کا ایک تصور تھا۔ جو اس عورت کے وجود میں آکر ریزہ ریزہ ہوگیا تھا۔

جب رات ہوئی تو کچھ لوگ سفید سفید ہاتھی دانت جیسی کسی چیز سے بنے ہوئے تھالوں میں کچھ لے کر آئے اور انہوں نے یہ اشیاء ان لوگوں کو پیش کردیں۔ ایک عجیب سی ہلکے پھلکے رنگ کی تھی۔ لگتا تھا جیسے کسی لمبی شاخ کے گول کٹے ہوئے ٹکڑے ہوں۔ ان تمام چیزوں کو قبول کرلیا گیا لیکن شعبان نہیں جانتا تھا سینڈرا علم نہیں رکھتی تھی جان سیموئل اور اس کے ساتھی بھی اس سے ناواقف تھے۔ جب یہ ٹکڑے انہیں پیش کئے گئے تو جان سیموئل نے ہی سب سے زیادہ حیرانی سے کہا۔

"یہ کیا ہے اور ہم اس کا کیا کریں؟"

"میں بتائے دیتا ہوں۔" پروفیسر بیرن نے جان سیموئل کی مدد کی۔ "یہ غذا ہے۔ بہت عرصے سے ہمارے جادوگر اس مشکل پر قابو پانے کے لئے جدوجہد کررہے تھے۔ غذائی قلت کم جگہ زیادہ آبادی۔ ان مشکلات کا اظہار کرتی تھیں کہ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی۔ غذا کا مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا جائے گا۔ زمین کی وسعتیں اتنی نہیں ہیں کہ اس بے پناہ آبادی کو رہائش بھی مہیا کریں اور اس کا غذائی مسئلہ بھی پورا کردیں۔ جادوگر ان کوششوں میں تھے کہ وہ کونسا ایسا طریقہ کار ہوسکتا ہے جو جسموں کی بقا کے لئے غذا کا مسئلہ بھی حل کردے اور زمین کی وسعتیں بھی کم نہ ہوجائیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ ایک موثر منصوبہ تھا۔ جس پر عمل کیا جارہا تھا اور یقیناً یہ عمل مکمل ہوچکا ہے۔ میں اس کے بارے میں معلوم کئے لیتا ہوں۔" غذا پیش کرنے والے ایک شخص سے پروفیسر بیرن نے کچھ دیر گفتگو کی اور اس کے بعد جان سیموئل کو بتایا۔

"میرا اندازہ بالکل درست ہے۔ یہ بات تمہاری دنیا

کے ماہ و سال کے مطابق تقریباً دو سو سال پرانی ہے کہ یہ لوگ غذا کے مسئلے پر قابو پاچکے ہیں اور اب بالکل مطمئن ہیں۔ جس کا اندازہ تم ان کی صحت چستی اور مستعدی سے لگا سکتے ہو۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہمارے جادوگروں نے اسی بنیاد پر جس کا تذکرہ میں کرچکا ہوں سوچا اور ایسی جڑی بوٹیاں سمندر سے حاصل کیں جن کی مدد سے انہوں نے یہ نادر شے تیار کی۔ یہ ایک ٹکڑا تقریباً ایک ماہ کے لئے تمام جسمانی ضروریات پوری کرنے کو کافی ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ضرورت پڑنے پر پانی پیا جاسکتا ہے۔ تاکہ جسم میں پانی کی مقدار قائم رہے۔ ویسے پانی بھی اس میں کافی حد تک شامل کیا گیا ہے۔ یہ ٹکڑا کھانے کے بعد جسم ایک ماہ تک اپنی غذائی ضروریات پوری کرتا رہے گا۔ اس کے معدے میں تحلیل ہونے کا وقفہ وہی ہے جس طرح چوبیس گھنٹے میں تین بار غذا کھائی جاتی ہے اس قسم کا انتظام رکھا گیا ہے اس ٹکڑے میں کہ یہ مخصوص وقت میں تحلیل ہو اور جسمانی نظام کو وہ قوتیں فراہم کردے جس کا وہ ضرورت مند ہے۔ یوں ہوتا ہے کہ ہر ماہ کا آخری دن یہاں یوم عیش تصور کیا جاتا ہے اور ہر ماہ تین دن کی چھٹی ہوتی ہے۔ دو دن اہتمام کے لئے اور تیسرا دن یوم عیش ہوتا ہے۔ اس دن وہ اپنی تمام خواہشوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ جو مختلف لذت دار اشیاء کا استعمال ہوتا ہے اور بس اس کے بعد ایک مہینہ اسی سکون سے گزرتا ہے۔ یہ ٹھوس غذا استعمال کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں ڈیئر جان سیموئل کہ تمہاری دنیا کو اس شہر کی اشد ضرورت ہے۔ وہاں آبادی کے بڑھنے کی جو رفتار ہے اسے دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بہت مختصر وقت جارہا ہے جب قدرتی آفات کے تحت شدید غذائی قلت زمینوں کی کمی وسائل کا نہ ہونا۔ ایک بدترین بحران کا آغاز کرے گا اور تمہاری دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی غذائی قلت کا شکار ہوکر موت کے گھاٹ اتر جائے گی۔ یہ ایک اہم بات ہے۔ ایک نگاہ جائزہ لے لو۔ تو اندازہ ہوجائے گا ہم نے اس مشکل پر قابو پانے کے لئے یہ طریقہ کار کامیابی سے ایجاد کرلیا ہے۔" جان سیموئل اور اس کے ساتھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھ رہے تھے جان سیموئل نے لرزتی آواز میں کہا۔

"آہ یہ تو انسانی مشکلات کا سب سے بڑا حل ہے۔"

"دلچسپ بات ہے کہ تمہاری دنیا کے انسان بنیادی طور پر صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں سوائے چند ناموں کے اور کوئی ایسا نام میری طویل ترین زندگی میں جو میں نے تمہاری دنیا میں گزاری سامنے نہیں آیا۔ جس نے صرف انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کیا ہو۔ تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد میں وہ لوگ ایک دوسرے پر سبقت لے گئے۔ لیکن انسانوں کی بقا کے لئے چند ہی افراد نے کام کیا۔ اگر موقع اور زندگی ملی تو یقیناً میں یہ کوشش کروں گا کہ تمام تر معلومات حاصل کروں اور پھر تمہیں ان کے بارے میں بتاؤں گا۔ بہرحال یہ صورتحال ہے۔"

تو ادھر یہ گفتگو ہورہی تھی کہ اچانک ہی ایک دردناک چیخ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کرلیا۔ جان سیموئل کا ایک آدمی تھا جو ان رسیوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جو احاطے کی شکل میں درختوں کے تنوں سے باندھ دی گئی تھیں۔ غالباً اس نے انہیں چھوکر دیکھا تھا۔ ایک تیز چمک ہوئی تھی اور اب اس شخص کے بدن کی راکھ آہستہ آہستہ زمین پر ڈھیر ہورہی تھی۔ چیخ اسی کی تھی لیکن اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی چیخے تھے۔ چند مقامی محافظ آگے بڑھے اور انہوں نے ان لوگوں کو سمجھایا۔

"قید خانہ اس لئے نہیں ہوتا کہ اس کی تفتیش کی جائے۔ یہ رسیاں آسمانوں پر چمکنے والی بجلی کے اشتراک سے بنی ہیں اور وہ بجلی ان میں دوڑ رہی ہے۔ انہیں چھونے والا ہر شخص خاکستر ہوسکتا ہے۔ اس کا خیال رکھا جائے۔" جان سیموئل کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اس کا ایک ساتھی جل کر راکھ ہوگیا تھا۔ اس نے روتے ہوئے شعبان سے کہا۔

"تم لوگ اپنی دنیا میں آگئے۔ بہت عظیم ہے تمہاری دنیا۔ ہر دولت سے مالا مال۔ لیکن یہ ہماری دنیا نہیں ہے تم میں سے کچھ تشنا والے ہیں۔ کچھ سویرا والے ہم کون

ہیں ہمارا کیا ہوگا۔" جان سیموئل بلک بلک کر رو رہا تھا۔ شعبان نے آہستہ سے کہا۔

"جان سیموئل میں نہیں کہہ سکتا کہ آنے والا وقت مجھے کیا حیثیت دے گا لیکن اگر مجھے اختیار ملا میری آواز سنی گئی میرے دوست تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں یہاں سے واپسی کے انتظامات بے شک کروں گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ اپنی زندگیاں یوں نہ کھونا جیسے تمہارا ایک ساتھی فنا ہوگیا مجھے بہت دکھ ہوگا جان سیموئل۔ اپنے آپ کو اپنے آپ تحفظ دینا میری بات پر غور ضرور کرنا۔ یہ نہ سوچنا کہ یہ ایک لمحاتی دلاسہ ہے۔"

جان سیموئل بہت دیر تک روتا رہا تھا۔ غذا کے وہ ٹکڑے سب کے لئے عجیب تھے۔ لیکن سب نے ہی استعمال کئے۔

اسد شیرازی، دردانہ اور وہ دنیا صرف ایک کہانی تھے۔ ایک ایسا خواب جو دلکش تھا۔ لیکن اس کے بعد جاگنا لازمی ہوتا ہے۔ سبز چاند آسمان پر نمودار ہوگیا اور سبز چاندنی نے ان سرسبز درختوں کو اتنا روشن اور اتنا حسین بنادیا کہ جان نکل جائے۔ دن کی روشنی میں تشنا اور سویرا والوں کی شناخت کا کام شروع ہوگیا یہ بات بڑی متاثر کن تھی کہ کسی نے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش نہیں کی جو تشنا کے لوگ تھے لابون سمیت الگ کھڑے ہوگئے۔ پروفیسر بیرن نے سینڈرا کو اپنے نزدیک کھڑا کیا تو ٹیلان نے اس کے بارے میں سوال کرڈالا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"یہ تشنا کی بیٹی ہے۔ میری بیٹی ہے۔"

"اس کی ماں کون تھی؟"

"اس دنیا کی باشندہ جہاں میں نے اپنی زندگی کا وقت گزاری اسے تشنا قرار دیا جائے۔ ٹیلان نے رخ تبدیل کرلیا۔ سویرا کے لوگوں کو اس نے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور پھر اس کی نظریں شعبان پر آرکیں۔" ایک بوڑھے شخص نے اس سے کہا۔

"اور یہ نوجوان کون ہے۔" یہ سوال ٹیلان نے شعبان سے کیا تو شعبان مسکرا کر بولا۔

"میں خود اپنی شناخت کرنے سے معذور ہوں۔ عظیم ٹیلان لوگ مجھے سویرا کا بیٹا کہتے ہیں اور کچھ کا کہنا ہے کہ میرے ماں باپ سویرا ہی سے تعلق رکھتے تھے۔"

فوراً ہی ایک ایسے شخص نے جس نے اخناطون پر سفر کیا تھا قیدی کی حیثیت سے اور جو سویرا کا باشندہ تھا اعتراف کیا۔

"عظیم ٹیلان یہ شخص ذہنی طور پر سویرا کا باشندہ نہیں ہے۔ کیونکہ دوران سفر جب اخناطون نامی جہاز پر ہم لوگ قیدیوں کی حیثیت سے تشنا کی غلامی کررہے تھے یہ تشنا والوں میں شامل تھا اور اس نے ان کے تحفظ کے لئے ایک عظیم قدم اٹھایا تھا۔" ٹیلان نے اس شخص کو قریب بلایا اور پوچھا۔

"وہ کیا قدم تھا؟"

"اس نے آزادی پاکر ان کے ساتھ شامل ہونے کا مظاہرہ کیا اور انہیں کے ساتھ رہا۔ جبکہ ہم سب قیدی تھے۔" ٹیلان کے ساتھ آنے والا شخص بولا۔

"ایسے کسی شخص کو ہم سویرا والا نہیں کہہ سکتے۔"

"یہ فیصلہ بزرگوں کا کام ہے اور میں خود کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔" مائی ماچھی فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور غراتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"وہ حماقتیں مت کرو تم لوگ جو تمہارے درمیان پھوٹ ڈلوائیں اور اس کا نتیجہ تباہی ہو جس دنیا سے یہ لوگ آئے ہیں وہ بہت خوفناک ہے اور تباہی اس کا شوق۔ احمق نہ بن چھوٹی عمر کے لڑکے۔ حقیقتوں کو پہچاننے کے لئے آنکھ نہیں رکھتا تو کس نے تجھے حق دیا کہ سویرا کا نمائندہ بنے اور اپنے آپ کو وہاں کا بڑا کہے۔" ٹیلان کے چہرے پر غصے کا کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مائی ماچھی کو دیکھا اور بولا۔

"تو میری بزرگ ہے اور مجھ پر لازم ہے کہ تیرے اس غصے کا سبب پوچھوں۔ یہ معلوم کروں تجھ سے کہ اس کی وکالت تو کیوں کررہی ہے۔"

"میں وکالت نہیں کر رہی۔ اس احمق نے ذہنی کم نظری کا ثبوت دیا ہے اور ایک ایسے شخص پر یہ الزام لگایا ہے جس نے آج اسے اس کی سرزمین پر لاکھڑا کیا ہے۔ زرا پوچھ اس سے کیا کیا تھا شعبان نے۔ کیا وہ تشنا والوں کا قیدی نہیں تھا۔ لیکن جب اس دنیا کے کچھ ایسے جہاز جو اخناطون کی تباہی چاہتے تھے اخناطون کو تباہ کرنے کے لئے سامنے آئے تو یہ واحد نوجوان تھا جو ان سے مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا تھا اور اس کی وجہ ٹیلان تو جانتا ہے کیا تھی۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"یہ جہاز جن لوگوں کی ملکیت ہے ان میں یہ واحد شخص ہے جو اس کی ملکیت کا دعوے دار ہے۔ جو لوگ اسے چل کر یہاں تک لائے ہیں۔ وہ بالکل اجنبی لوگ ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ جہاز پر ایسے تباہ کن ہتھیار موجود ہیں جو جنگ کر سکتے ہیں اور اس نے ان تباہ کن ہتھیاروں کی مدد سے اخناطون کو قائم رکھ کر ان سوبیرا والوں کو زندگی بخشی اور جانتے ہو یہ کون ہے۔ شاید نئی پود کو حقیقتوں کا علم نہ ہو۔ لیکن تعیبور جادوگر یقیناً آج بھی اپنے نام سے یہاں زندہ ہوگا اور یقیناً سوبیرا کے کسی گوشے میں آرام کر رہا ہوگا۔ یہ تعیبور کا بیٹا ہے۔ شکالا کا بیٹا ہے۔" ساتھ آنے والوں کی گردنیں اٹھیں اور آنکھیں حیرت سے شعبان کو دیکھنے لگیں۔ ان میں سے دو افراد نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تعیبور اور شکالا کہاں ہیں؟"

"میں نہیں جانتا۔ میں تو ان کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔" شعبان بولا۔

"آہ مگر تیری کہانی کیا ہے۔ تعیبور کے بیٹے۔ تو کہاں پیدا ہوا۔ کیا یہاں سے تحقیق کرنے کے لئے جانے والوں میں تو بھی شامل تھا مگر تو نہ ہوگا۔ کیونکہ تیری عمر اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ یعنی ان لمحات کا جب سوبیرا والوں نے اس دنیا میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ میں تو خود آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں؟"

"اس کا مطلب ہے کہ تعیبور اور شکالا اب بھی تردانہ سے دور ہیں۔ تعیبور ہواؤں کا جادوگر۔ ہواؤں کے دوش پر سفر کرنے والا ایک طویل سفر کے لئے ہوا کے رخ پر چل پڑا تھا اور ہوائیں ان دونوں کو فضاؤں میں لے گئی تھیں اور دیکھنے والی آنکھ نے انہیں دور بہت دور تک دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ سمندر میں گم ہوگئے اور اس کے بعد تعیبور کی واپسی کبھی نہیں ہوئی۔ جبکہ ہواؤں کے جادوگر کو آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ تعیبور کے بیٹے تو تو اول ہے۔ چونکہ تعیبور نے سوبیرا والوں کو ہواؤں کا جادو دیا اور وہ تنگدل نہیں تھا کہ اپنا جادو خود تک محدود رکھتا۔ معزز تعیبور کے نام پر ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہواؤں کے جادوگر کا بیٹا۔" ٹیلان کہنے لگا۔

"ایک احمقانہ اعتراض تھا جسے مسترد کیا جاتا ہے اور اب سوبیرا والوں میں تم سے شرمندہ ہوں کہ یہ رات تمہیں بھی اس انداز میں گزارنی پڑی لیکن آؤ اپنی دنیا میں چلو۔ تمہارا شدت سے انتظار کیا جا رہا ہے اور تمہارے لئے وہ تمام انتظامات میں نے بذات خود کرائے ہیں جو تمہاری شایان شان ہیں۔ آؤ سوبیرا کے لوگوں آؤ اور تشنا والوں تمہیں یہاں قید رہنا ہوگا۔ جو ناواقف ہیں انہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ آسمان پر کڑکنے والی چمک کا جادو ہے۔ تمہارے اطراف احاطہ کئے ہوئے ہے۔ تم میں سے کوئی اگر اس تک پہنچا تو یہ تمہیں خاکستر کر دے گا اور نئی دنیا کے لوگوں تم اپنے آپ کو قیدی نہ سمجھنا۔ کیونکہ تمہارے بارے میں بزرگ فیصلہ کریں گے۔ یہ تم پر منحصر ہے کہ تم ان کے ساتھ رہنا چاہو۔ جو ہمارے مخالف ہیں یا اگر ان سے جدا ہونا چاہو تو ہم تمہیں ایک الگ جگہ دیئے دیتے ہیں تاکہ تم اپنے طور پر بسر کرو۔ اطمینان رکھو۔ تمہارے ساتھ ہمدردی ہوگی اور تمہیں جس شے کی ضرورت ہو ہمارے آدمی تمہاری خدمت میں حاضر رہیں گے۔ ان سے اظہار کر دینا یہی تشنا والو تم سے کہا جاتا ہے۔ بے شک تم قیدی ہو ہمارے مخالف ہو۔ لیکن کوئی سختی تم پر روانہ ہوگی۔ سوائے اس کے کہ تمہیں منتشر ہو کر بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے چلو سوبیرا کے دانشمند و چلو۔ میرے ساتھ چلو۔"

سوبیرا کے وہ تمام لوگ جو اخناطون کے ذریعے یہاں تک پہنچے تھے۔ چل پڑے۔ لیکن گارتھا نے شعبان کو آنکھ کا اشارہ کیا تھا اور وہ لابون کے ساتھ ہی رہی تھی کہ یہ منصوبہ اس کے ذہن میں تھا کہ اگر لابون کو آزادی ملے تو وہ تشنا والوں کا ساتھ دے اور اس طرح دونوں سنبھل جاسکیں۔ شعبان یہ معلوم کر کے رنجیدہ ہوگیا تھا کہ اس کی ماں شکالا اور اس کا باپ تعیبور یہاں تردانہ میں نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے اسی دنیا کا سفر کیا تھا ہواؤں کے دوش پر اور نجانے کیا بیتی ان کے ساتھ۔ نجانے کیا واقعہ کیا کہانی تھی۔ لیکن تحمل سے کام لیا اس نے یہ تو تحقیق کرنے والی بات تھی کہ وہ دونوں کہاں گئے اور اس کے لئے جلدی ممکن نہ تھی۔ یوں اس قید خانے سے نکل کر وہ ٹیلان کی رہنمائی سے سوبیرا کے ان گوشوں کی جانب چل پڑے جو اپنے اندر ہزاروں رازہائے سربستہ چھپائے ہوئے تھا۔ سو یوں ہوا کہ اس جگہ سے کافی دور نکلنے کے بعد اچانک ہی شعبان نے چٹانوں کا ایک جنگل دیکھا ایک اتنا وسیع و عریض جنگل جو تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ جب وہ ان چٹانوں کے نزدیک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ چٹانوں کے نچلے حصوں میں قد آدم دروازے بنے ہوئے ہیں۔ اتنے وسیع کہ انسان بآسانی ان دروازوں سے اندر داخل ہو جائے اور یہ چٹانیں گویا کسی گھر کا اوپری حصہ تھیں اور ان دروازوں کے دوسری جانب صاف ستھری اور شفاف سیڑھیاں، سو انہیں لانے والے ان دروازوں سے اندر داخل ہونے لگے۔ بے شمار دروازے تھے۔ ہر چٹان کے نیچے لیکن سیڑھیاں طے کرنے کے بعد تمام راستے ایک بہت وسیع و عریض ہال نما جگہ پر کھلتے تھے۔ جو اندر سے پتھریلی دیواروں پر مشتمل تھی اور اس کا فرش نہایت ہموار چکنا دیواریں روشن طرح طرح کی چیزوں سے جو سمجھ میں نہیں آتی تھیں لیکن یہ بجلی کا کمال نہیں تھا بلکہ کوئی اور ایجاد تھی۔ جس نے اس ہال کو اس قدر روشنی بخش دی تھی کہ آنکھوں کو بری نہ لگے اور ہر چیز صفائی سے دیکھی جاسکے اور یہاں اس ہال میں پتھر سے تراشی ہوئی سنگی کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جن کی تعداد ہزاروں کے قریب تھی۔ درمیان میں میز نما نے تراشی گئی تھی اور یہ میز ایک دیوار سے لگی ہوئی تھی اور اس کے گرد بیٹھنے والوں کا رخ ان تمام نشستوں کی جانب تھا جہاں سے انہیں دیکھا جاسکے۔ یہ کوئی کانفرنس ہال تھا جہاں انہیں لایا گیا تھا۔ پھر نجانے کہاں کہاں سے لوگ ان دروازوں سے نمودار ہونے لگے اور سیڑھیوں سے گزرنے کے بعد ہال میں پڑی ہوئی نشستوں پر بیٹھنے لگے۔ جبکہ اخناطون سے آنے والوں کو میز کے گرد نشستوں پر ایک سمت جگہ دی گئی تھی اور وہ سب ان نشستوں پر بیٹھا دیے گئے تھے۔

ٹیلان اس میز کے عقبی حصے میں بنے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوگیا اور اس نے کچھ دیر کے لئے یہاں موجود لوگوں سے معذرت طلب کر لی تھی جب وہ برآمد ہوا تو اس کے ساتھ سفید لباسوں میں ملبوس معزز بوڑھے تھے۔ جن کے بال برف کی مانند سفید لیکن صحت قابل رشک اور دیکھنے سے تعلق رکھنے والی وہ سب جب اندر داخل ہوئے تو تمام لوگ احترام سے کھڑے ہوگئے اور اس کے بعد جب انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کو ترقی و خوشحالی کی دعائیں دیں اور خود بیٹھ گئے تو بقیہ تمام افراد بھی بیٹھ گئے۔ ٹیلان نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا۔

"سوبیرا کے دانشمند و خوشی کا مقام ہے کہ ہم نے اپنی زندگی میں انہیں دیکھا جو سوبیرا کے لئے برکتیں لینے گئے تھے کہ ہمیں فوقیت حاصل ہو۔ تشنا والوں پر اور امن و امان قائم کیا جائے تردانہ کی سرزمین پر اور یہ برتری حاصل کرنے والے واپس آگئے ہیں کہ وہ کہانی جو مجھے اس وقت سنائی گئی تھی جب سوبیرا کی سربراہی ان بزرگوں نے میرے شانے پر رکھی تھی اور جس کا مفہوم یہ تھا کہ زمانہ قدیم میں تردانہ کی سرزمین پر صرف ایک قبیلہ آباد تھا اور یہ سب تردانہ کے لوگ کہلاتے تھے لیکن پھر یوں ہوا کہ کچھ لوگوں نے غیر دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے دو گروہ بنا لئے اور ایک گروہ تشنا اور دوسرا سوبیرا کہلایا تو دونوں کے درمیان اقتدار کی دوڑ شروع ہوئی اور جادوگروں نے اپنے اپنے جادو سمیٹ لئے۔ کچھ تشنا کے ساتھ ہوئے اور کچھ سوبیرا کے ساتھی بن گئے اور اس

کے بعد انہوں نے اپنے جادو کی برتری کا اظہار شروع کردیا اور بد قسمتی یہ رہی کہ تشتا والوں نے سلانوسیہ چہارم کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور اس طرح وہ برتری کا اظہار کرنے لگے جس کی وجہ سے سوبیرا والوں کو پسپا ہو کر اپنے لئے دور دراز جگہ حاصل کرنا پڑی اور ہمارا یہ موقف رہا کہ تردانہ کی زمین تباہی کا شکار نہ ہو۔ بلکہ وہاں وہی قدیم امن قائم کیا جائے جو محبت کا پیامبر ہوتا ہے لیکن یہ پیشکش رد کردی تشتا والوں نے اور کہا کہ سوبیرا کا نام ختم کردیا جائے اور ہم ان کی غلامی اختیار کریں سو یہ تو ممکن نہیں تھا کہ ایک اعلیٰ ہو دوسرا آخر ایک برتر ہو دوسرا محکوم، یہاں سے تو نفرت کی ابتدا ہوتی ہے کیونکہ برابری کی بنیاد ہی محبتوں کو قائم رکھتی ہے اور سوبیرا والے بالآخر مجبور ہوگئے۔ اپنے آپ کو مستحکم کرنے پر۔ تاکہ ان کے جادو کا توڑ دریافت کیا جائے اور یہ سب ایک ہی گروہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے سب انہی صلاحیتوں کے مالک تھے جو ایک دوسرے کے پاس ہوتی ہیں۔ لیکن ایک طرف جارحیت تھی دوسری طرف دفاع۔ یہ نہ سوچا گیا کہ اپنی ان قوتوں کو لے کر میدانوں میں نکل آیا جائے بلکہ اصل جھگڑا ان جادوگروں کا تھا جو اپنی جادوئی قوتوں کو سبقت دلانا چاہتے تھے اور کچھ ایسے جادو دریافت کرنے کے بارے میں سوچا گیا جو تشتا والوں کے پاس نہ ہوں۔ یوں ایک گروہ ترتیب دیا گیا۔ جسے اس مہذب دنیا کی جانب روانہ کردیا گیا جہاں قوت کا ایک الگ مقام ہے اور یہ سمجھدار ایک طویل سفر پر چل پڑے نئے جہانوں کی تلاش میں اور علم ہوا کہ انہوں نے وہ جہان پالیئے اور مصروف ہوگئے لیکن کچھ عرصے کے بعد غداروں نے تشتا والوں کو یہ بتایا کہ سوبیرا کے لوگ کیا کررہے ہیں اور تشتا والوں نے سوچا کہ یہ تو بڑی خطرناک بات ہے سو انہوں نے بھی ایک گروہ تیار کیا اور اسے اسی دنیا کی جانب روانہ کردیا۔

"وہاں ان کا آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا لیکن بالآخر اب یہ دونوں گروہ یہاں واپس آچکے ہیں۔ یقینی طور پر اگر سوبیرا کے لوگ نئی دنیا کا جادو لے کر آئے ہیں تو تشتا والے بھی کچھ نہ کچھ معلوم کرکے ہی آئے ہوں گے اتفاق یہ کہ کچھ عرصے قبل سوبیرا والوں کو یہ علم ہوگیا کہ ایک سمندری جہاز اس سمت آرہا ہے اور اس میں دونوں گروہ کے افراد موجود ہیں۔ چنانچہ یہاں میری تھوڑی سی تجویز کام آئی میں جانتا تھا کہ طویل عرصے کے بعد اپنی سرزمین پر لوٹنے والے اس جغرافیائی کیفیت سے بے خبر ہوگئے ہوں گے جو تشتا اور سوبیرا کی تھیں اور یہ بھی علم ہوا ہمیں کہ تشتا والے کس طرح ان کا استقبال کریں گے۔ سو میں نے اتنا ضرور کیا کہ سوبیرا کے اس علاقے کے ماحول کو تشتا کے ماحول میں تبدیل کردیا اور اس طرح وہ لوگ بھٹک کر ادھر آگئے اب وہ میرے قیدی ہیں۔ تشتا والوں کو بے شک علم ہوگیا ہوگا کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ وہاں کیا ہورہا ہے یہ الگ بات ہے لیکن ہمارے جادوگر پہاڑوں کی چوٹیوں سے نگاہ رکھے ہوئے ہیں تشتا کے علاقے کی جانب اور اگر ادھر سے کوئی کارروائی ہوئی تو اس کا موثر جواب دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ایک حل درکار ہے ہمیں یقینی طور پر ہمارے معزز بزرگ جو میری راہنمائی کرتے ہیں اس وقت بہت کچھ سوچ چکے ہوں گے اس حل کے بارے میں کیونکہ میں نے انہیں وقت دیا ہے اور اب آنے والوں وقت ضائع کرنا دنیا کا سب سے بڑا کام ہے اور وہی پسپائی اختیار کرتے ہیں جو وقت سے پیچھے رہ جائیں۔"

"چنانچہ ساری کارروائی اس وقت سے شروع ہو کر اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ ہم اپنے لئے آئندہ کا حل نہ تلاش کرلیں۔ چنانچہ میں معزز بزرگوں کی اجازت سے نئی دنیا سے آنے والوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ سوبیرا کے لئے کیا لائے اور ہمیں کس انداز میں اب تشتا والوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہیئے میں دعوت دیتا ہوں آنے والوں میں سے ایک ایک شخص کو کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔" چند لمحات کے لئے خاموشی طاری ہوگئی۔ شعبان دلچسپی سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا ایک شخص نے جو چہرے سے مدبر نظر آتا تھا کھڑے ہو کر کہا۔

"نئی دنیا میں جو کچھ میں نے دیکھا اسے دیکھ کر مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی۔ بڑا غلط نظام قائم کیا ہے ان لوگوں نے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر شخص زندگی کو مختصر

سمجھتا ہو اور یہ سوچتا ہو کہ جیسے بھی ممکن ہو حیات کے ان مختصر لمحات میں آسائشیں حاصل کی جائیں اور اپنی زندگی گزار کر فنا کے راستے اختیار کئے جائیں۔ بڑی بے یقینی ہے اس دنیا میں کوئی ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتا۔ سب ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ مختلف انداز میں کسی کے پاس غذائی قوت ہے۔ تو وہ اپنی اس وقت کو سنہرے سکوں میں تبدیل کررہا ہے۔ کسی کے پاس کوئی اور طاقت ہے تو وہ اپنی اس طاقت کو استعمال کررہا ہے اور یہ دیکھ کر میں نے سوچا کہ ہماری سرزمین کے جادوگر بالکل اسی انداز میں عمل کرنے لگے ہیں لیکن میری آنکھوں نے دیکھا کہ وہ دنیا جسے ہم ترقی کی دنیا کہتے ہیں اتنی برق رفتاری سے پستی کے گڑھوں کی جانب جارہی ہے کہ کوئی بھی لمحہ اس کا اختتام بن سکتا ہے۔ وہاں ہتھیار تیار کئے جاتے ہیں۔ آتش و آہن سے بنائے جاتے ہیں۔ وہاں بیماریاں ایجاد کی جاتی ہیں۔ جراثیمی ہتھیاروں کی شکل میں اور جب کہیں کچھ گروہ آپس میں لڑتے ہیں تو وہ ہتھیار ایک دوسرے پر استعمال کرتے ہیں جنگ ختم ہوجاتی ہے لیکن ان ہتھیاروں سے جو فضاؤں کی کیفیت ہوتی ہے وہ دکھوں کو جنم دیتی ہے۔ بیماریاں گھر گھر پھیل جاتی ہیں۔ یہ بدترین المیہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اس معزز دنیا سے یہی احساس لے کر آیا ہوں کہ وہاں کے لوگ ترقی کے راستے ایک دوسرے کو فنا کرنے کی فکر میں سرگرداں ہیں اور میرے خیال میں اس دنیا کی عمر بہت مختصر ہے۔ میں صرف ایک تجربہ لے کر آیا ہوں تردانہ کے لئے۔"

"بہت افسوسناک بات ہے یہ ظاہر ہے ہمارا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن جہاں انسان رہتا ہے وہاں سے خود بخود ایک تعلق قائم ہوجاتا ہے کیونکہ ہم بھی انہی جیسے ہیں لیکن یہ بڑی فکر کی بات ہے کہ ان کی یہ سوچ رفتہ رفتہ تردانہ تک آپہنچی ہے۔ بے شک ہم ذی روح ہیں لیکن ان کی طرح زندہ نہیں رہنا چاہتے۔ قدرت نے ہمارے اور ان کے درمیان وسیع و عریض سمندر حائل کئے ہیں تو ہماری دعا ہے کہ خدا ہم کو ان سے محفوظ رکھے ہمیشہ ہمیشہ۔ وہ تو اپنا اختتام لکھ کر چلے جائیں گے لیکن اگر کچھ برائیاں ہم تک پہنچ گئیں تو بالآخر تردانہ کا بھی یہی انجام ہوگا۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ میرے معزز دوست نے اس دنیا سے جو کچھ لاکر یہاں سوبیرا والوں کو دیا وہ سب سے عظیم ہے۔ ایک ایسی سوچ جو محبتوں کو جنم دے۔ نفرتوں کو ختم کردے۔ دنیا کے ہر ہتھیار سے زیادہ قیمتی ہے اور اگر اس دنیا سے ہم یہ تصور ہی لے آئے تو سوبیرا کے لئے بہت کافی ہے۔"

"لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہ تصور تشتا والوں کے ذہنوں تک کیسے پہنچایا جائے۔"

"ہمارا اصلی کام یہی ہوگا کہ ہم ان سے سخت جنگ کرنے کے بجائے ذہنی جنگ کریں انہیں یہ احساس دلائیں کہ نفرتیں تباہی کو جنم دیتی ہیں۔"

"ساری باتیں اپنی جگہ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تشتا والے ہمارے ہم آواز کیسے ہوں؟"

"ہم۔ ہماری تمامتر قوتیں اسی مقصد پر صرف ہوئی

چاہئیں کہ ہم تشتا والوں کو یہ سب احساس دلادیں۔"

"اور ہتھیاروں کے طور پر آپ میں سے کوئی کیا لایا ہے؟"

"میں نے بارود کا جادو سیکھا ہے۔ زمین کے اندر پیلے رنگ کا ایک موم پایا جاتا ہے۔ جو اس سلسلے میں کارآمد ہوتا ہے۔ اس موم کو دوسری چند چیزوں میں شامل کر کے جن کے بارے میں مجھے علم ہے کہ زمین کے ہر خطے میں پائی جاتی ہیں ایسے دھماکے کئے جاسکتے ہیں جو آگ بھی اگلے اور اپنی قوت سے پہاڑ ریزہ ریزہ کردیں۔ میں نے اس جادو پر عبور حاصل کیا ہے۔"

"میں نے لوہے سے وہ ہتھیار بنانا سیکھے ہیں جن سے جسم کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔" میں نے یہ سیکھا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے۔ میں نے فلاں چیز سیکھی ہے۔ آنے والے اپنے بارے میں بتاتے رہے اور سننے والے لرزتے رہے۔ شعبان خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں کچھ لوگ ہتھیار بنانے کے طریقے سیکھ کر آئے ہیں۔ وہیں کچھ لوگ وہ عظیم کہانیاں لے کر آئے ہیں جو سب سے بڑا ہتھیار محسوس ہوتی ہیں لیکن اب تان عمل کی رہ جاتی ہے تشتا والوں سے وہ ذہنی جنگ کس طرح شروع کی جاتے جس سے انہیں نفرتیں ختم کر کے محبت پر آمادہ کیا جاسکے۔"

"یہ لمحوں کا کھیل نہیں ہے۔ ہم بوڑھے ہوچکے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری سوچ بوڑھی ہے۔ جوان ذہن زیادہ بہتر انداز میں سوچ سکتے ہیں اور ان کے جسموں میں عمل کرنے کی قوتیں بھی موجود ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سنبلور کا بیٹا ٹیلان ہمارا سربراہ قرار پایا اور یہ ہم سب کی خوش نصیبی ہے اور ایک روشن علامت کہ ٹیلان اپنے بزرگوں کی بات کو اولیت دیتا ہے اور اس نے ہم کو مقرر کیا ہے۔ اپنی راہنمائی پر سو ٹیلان کو مکمل اختیارات حاصل ہیں کہ وہ سوچے عمل کرے اور ہم سے مشورہ کرتا رہے۔ بہت سے مسائل رفتہ رفتہ حل کئے جاسکتے ہیں سب سے پہلا مسئلہ تشتا کے ان قیدیوں کا ہے اور ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ بھی وہاں سے وہ قوتیں لے کر آئے ہوں گے جو ہمارے مقابلے پر سامنے آسکتی ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے فیصلہ کرنا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے۔"

"سیدھی سی بات ہے انہیں تردانہ کے لئے خطرناک تصور کر کے ختم کردیا جائے۔"

"نہیں یہ حل نہیں ہے۔ مستقبل میں بہت سے ایسے معاملے آئیں گے اگر یہ آغاز ہماری سمت سے ہوگیا تو یہ ایک روایت بن جائے گی۔ ہمیں تقدیر پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ انہیں آزادی دینا ہوگی۔"

"یہ مناسب نہیں ہوگا۔"

"تو پھر اس کے لئے بعد میں کوئی حل سوچا جائے گا اور فیصلہ ٹیلان کرے گا۔"

شعبان دیکھ رہا تھا کہ ہر شخص آزادانہ طور پر بول رہا ہے اور سب اس کی بات سنتے ہیں اس پر غور کرتے ہیں یہ واقعی بہت اچھی بات تھی اگر کوئی غلطی پر ہوتا تو اس کی اصلاح ہوجاتی تھی اور اگر سچ کہتا تو اسے تسلیم کیا جاتا تھا۔ درحقیقت یہی انداز زندگی کو آگے بڑھاتا ہے۔ پھر یہ ضروری کارروائی ختم ہوئی معزز بوڑھوں نے کہا۔

"اور اب ان تمام باتوں کے بعد یہ طے پایا کہ بہت سے فیصلے غور کر کے کئے جائیں گے۔ ہم سب وطن واپس آنے والوں کو واپسی کی مبارکباد دیتے ہیں اور انہیں اس مقدس مشن کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ وطن واپس آنے والوں میں ایک نوجوان بھی ہے۔ جو تعیبور کا بیٹا ہے اور تعیبور اور شکالا ابھی اسی مقدس مشن پر ہیں یقیناً وہ واپس آئیں گے۔ ان کے بیٹے کو بھی وطن واپسی مبارک ہو۔ ہاں اسے انتظار کرنا ہوگا اپنے ماں باپ کا۔ اس یقین کے ساتھ کہ ان کی واپسی آخری بات ہے اور یہ لڑکا حیرتناک طور پر خوش نصیب ہے کہ ماں باپ کے نہ ہونے کے باوجود اس کا چچا سنبور یہاں موجود ہے۔ ٹیلان کا باپ سنبور اور عظیم ٹیلان اس کا چچازاد بھائی ہے۔ یہ انکشاف کچھ دیر سے کیا گیا لیکن سنبور نے کہا

تھا کہ یہ بعد ہی میں اسے بتایا جائے۔ عظیم سنبور اپنے بھتیجے کو محبت کے ساتھ اپنے گلے سے لگائے یہ اس کا حقدار ہے کیونکہ یہاں اس کا باپ موجود نہیں ہے۔"

شعبان حیرت سے چونک پڑا تھا۔ اس کا کوئی چچا بھی ہے۔ جس کا نام سنبور ہے اور یہ نوجوان ٹیلان درحقیقت اسی کا خون ہے اس کا چچازاد بھائی۔ ٹیلان مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگا تھا گویا اسے علم تھا اس بات کا لیکن ضبط کیا تھا اس نے کہ اس کا اعلان بوڑھے ہی کریں اور وہ بوڑھا شخص جو عام لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اٹھا۔ محبت سے شعبان کے پاس پہنچا اور اسے شانوں سے پکڑ کر سینے سے لگالیا۔ محبت کا یہ منظر سب ہی کے لئے متاثر کن تھا۔ شعبان محسوس کررہا تھا کہ بوڑھے سنبور کے بدن کا لمس اتنا سکون بخش ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ٹیلان نے محبت سے شعبان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"میرے تایا کے بیٹے میں سب سے زیادہ خوش ہوں کہ تو میرا خون ہے اور تو نے ایک ایسی دنیا میں پرورش پائی ہے جہاں سے تو نے بہت کچھ سیکھا ہوگا۔ محبتیں تو بے شک کائنات میں سب سے اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ لیکن تو میرا دست راست ہے۔ اب تجھ سے مجھے جو مدد ملے گی وہ لوگوں کے لئے ناقابل یقین ہوگی۔ میں اپنے تایا تعیبور کی واپسی کی دل سے دعا کرتا ہوں اور تجھے یہ یقین دلاتا ہوں کہ تو برتر رہے گا۔ میری اپنی ذات سے اور میں تیری ہر بات کو اپنے لئے بہت بڑی سمجھوں گا۔"

یہ حیرتناک انکشاف شعبان کو گنگ کر گیا تھا اور وہ دیر تک عجیب و غریب جذبات میں ڈوبا رہا تھا۔ پھر یہ تقریب ختم ہوئی اور لوگ منتشر ہونا شروع ہوگئے۔ یہ ہال خالی ہونے لگا اور سنبور اور اس کا بیٹا ٹیلان شعبان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے وہاں سے باہر نکل آئے۔ ٹیلان شعبان میں بہت دلچسپی لے رہا تھا۔ اس جگہ سے باہر نکلنے کے بعد ان ابھری ہوئی چٹانوں کے درمیان چلتے ہوئے اس نے شعبان سے کہا۔

"دل تو چاہتا ہے کہ تجھ سے ہزاروں باتیں ایک ساتھ کرلوں لیکن مجھے بہت سے احساسات ہیں اور اس لیے میں تجھے ابھی پریشان نہیں کروں گا۔ پہلے کچھ وقت میرے ساتھ چل کر آرام کر۔ پھر میری اور تیری باتیں ہوں گی کہ اس کے لیے سینکڑوں چاند اور سینکڑوں سورج ناکافی ہوں گے کیا تیرا دل مجھ سے باتیں کرنے کو چاہتا ہے۔" شعبان مسکرا کر محبت بھرے انداز میں ٹیلان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا۔

"میرے بھائی اور اس سے زیادہ میرے دوست میں تو بڑا خوش نصیب ہوں کہ میں نے تجھے پایا اور یہ انوکھی سرزمین جو میری اپنی ہے میرے لیے اس قدر اجنبی ہے لیکن اتنی ہی دلکش میں اس کی ہر بات جان لینے کا خواہشمند ہوں اور جی چاہتا ہے کہ میں بھی جاگتا رہوں اور تجھ سے اس کے بارے میں پوچھتا رہوں یہ انوکھے مکانات میری دنیا سے بالکل مختلف۔" ٹیلان کے چہرے پر شوق کے آثار ابھر گئے۔ اس نے کہا۔

"تو کیا تیرے ہاں مکانات اس طرح تعمیر نہیں ہوتے۔"

"نہیں بالکل نہیں وہاں کا طرز تعمیر بالکل مختلف ہے۔"

"کیسا؟" ٹیلان نے سوال کیا اور شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"وہ لوگ زمین کی گہرائیوں میں رہنا نہیں چاہتے۔ بلکہ وہ آسمان کی بلندیوں کی جانب پرواز کرتے ہیں عمارتیں زمین سے پرواز کرتی ہیں تو پہاڑوں کی مانند بلند ہوجاتی ہیں اور بعض ایسی جن کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر زمین کو دیکھو تو انسان نہ ہونے کے برابر نظر آئیں گے اتنے چھوٹے کہ جیسے انگلی کا چھوٹا حصہ۔"

"مگر ان بلندیوں تک پہنچنا کیسے ہوتا ہوگا۔"

"راستے بناتے جاتے ہیں اور جدید ترقی میں ایسی سیڑھیاں ایجاد کرلی ہیں۔ جن پر صرف کھڑا ہوا جائے اور پلک جھپکتے چوٹیوں تک پہنچ جایا جائے۔"

"گویا بلندی کا جادو۔" ٹیلان نے کہا اور شعبان ہنسنے

لگا۔

"ہاں اب میں جلد کو کچھ کچھ سمجھتا جا رہا ہوں یہ عمارتیں بے شمار انسانوں کی رہائش گاہیں ہوتی ہیں اور وہ وہاں مکمل زندگی گزارتے ہیں لیکن یہ بہت چھوٹی دار پست ہوتی ہیں اور کہیں بالکل نہیں ہوتیں۔"

"کیا مطلب؟"

لاتعداد انسان جو ایسی عمارتیں نہیں بنا سکتے کھلے آسمان کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں بے گھر بے در اور بعض اوقات لباس بھوک اور افلاس سے لرزتے ہوئے لاغر نحیف بیماریوں کا شکار موت کی جانب بڑھتے ہوئے جبکہ زندگی جگہ جگہ انہیں مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ وہ زندہ رہ سکتے ہیں لیکن ان کے پاس زندہ رہنے کے وسائل نہیں ہوتے۔ اور بالآخر وہ بے کسی کی موت مرجاتے ہیں۔"

یہ تو بہت افسوسناک اور تاریک پہلو ہے زندگی کا تردانہ میں ہر اس شخص کی ذمہ داری دوسرے شخص کے شانوں پر آپڑ سکتی ہے جو مشکل میں ہو اور اپنی مشکل خود نہ حل کرپائے۔ میرا خیال ہے تردانہ کی تاریخ میں کوئی شخص بے کسی سے نہیں مرا۔ ایک شخص اگر کسی شے کا ضرورت مند ہو اور یہ ضرورت اس کی زندگی پر بن جائے تو اگر اس کا بہترین دشمنی بھی ہو تو اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ دشمن کو عارضی طور پر خیر باد کہہ دے اور اس شخص کی ضرورت پوری کرے اگر کوئی گریز کرتا ہے تو وہ تردانہ میں بہترین سزا کا مجرم قرار پاتا ہے اور اسے سزائیں دی جاتی ہیں پہلی بنیادی حیثیت ایک دوسرے کا احساس کرنے کو دی جاتی ہے اور یہ ہی فطری قانون ہے سارے معاملات میں ایک دوسرے سے اختلاف تو کر سکتے ہیں لیکن انسانی ہمدردی اور انسانی ضرورت کے معاملات میں کبھی آنکھیں نہیں بند کر سکتے۔ آسمان کی بلندیوں پر جا بیٹھنے والے زمین کی پستیوں میں اگر ہم جیسوں ہی کا خیال نہ کر سکیں تو یہ بلندیاں تو بے مقصد ہوئیں کیونکہ وہاں سے وہ آسمان پر نہیں پہنچ سکتے کہ وہ ستارے بن جائیں۔ تیرا کیا خیال ہے شعبان۔"

"ہاں تم نے بالکل درست کہا اور حقیقی نیکیاں اور اچھائیاں کتابوں میں درج ہیں اور جن کی تقلید کرنے کے لیے احکامات دیے گئے اگر انہیں سے گریز کیا جائے تو بدترین مظاہرہ ہوتا ہے۔"

"ہمارے یہاں عمارتیں زیر زمین ہیں بلندیوں سے اگر یہاں کا منظر دیکھا جائے تو یہ صرف سرسبز و شاداب جنگل دو پہاڑوں کے درمیان بکھری ہوئی چٹانیں نظر آئیں گی اور کوئی نہ سمجھ پائے گا کہ ان کے نیچے زندگی پوشیدہ ہے ہم پستیوں میں رہ کر بلندیوں کو دیکھتے ہیں اور بلندیوں کا احترام کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ اس دنیا کے لوگوں نے اپنے آپ کو بلند کر کے اپنے وجود کو پست کر لیا ہے اور یہ اچھا عمل نہیں ہے ان تمام اقدار سے ہٹ کر جو جینے والوں کے لیے متعین کیے گئی ہیں۔" شعبان ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تو ٹیلان نے پھر کہا۔

"مگر تو تردانہ کا باشندہ ہے۔"

"سمجھا نہیں؟"

"تجھے اپنی زمین سے محبت ہوگی یقیناً ہوگی۔ چونکہ یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔"

"ہاں بے شک۔ مجھے تردانہ سے پیار ہے۔"

"پھر تو ان کے لیے افسردہ کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ وہ بھی جاندار ہیں اور سچ بات یہ ہے کہ مجھے ان سے بے پناہ محبت ہے میں کچھ ایسے افراد کو چھوڑ آیا ہوں جنھوں نے میری بے کسی کو اپنے سینے سے لگایا اور اس وقت میں ایک ناواقف بچہ تھا اور یقیناً اگر میری پرورش اس جگہ ہوتی جہاں میں نے ہوش سنبھالا تو آج میں کشتی لے کر سمندر میں مچھلیاں پکڑتا ہوتا شام کو یہ مچھلیاں فروخت کر کے اپنی پیٹ بھرتا اور پھر سو جاتا مسائل سے کوئی واقفیت نہ ہوتی مجھے اور نہ ہی میں کبھی تردانہ کی جانب رخ کر سکتا کیونکہ نہ تو میرے وسائل ہوتے اور نہ میرے ذہن کی پہنچ۔"

ٹیلان اسے ساتھ لیے ہوئے ایک ایسی چٹان نما جگہ پر

پہنچ گیا جہاں بڑا سا دروازہ بنا ہوا تھا اور اگر دنیا کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو ٹیلان اس جگہ کا سردار تھا اور اس میں سرداری کی شان ہونی چاہیے تھی لیکن وہاں جہاں سب لوگ جمع ہوئے تھے وہ بے شک سردار نظر آیا تھا اور اس کے بعد کچھ لوگوں سے گفتگو کرتا جا رہا تھا ٹیلان اور اس کے بعد کچھ نہیں پیچھے پیچھے چچا سنبور آ رہا تھا اور کچھ لوگوں سے گفتگو کرتا جا رہا تھا ٹیلان اس دروازے سے اندر داخل ہوا اور سیڑھیاں طے کر کے بڑے خوبصورت سجے ہوئے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا اس کمرے کا انداز مہذب دنیا کے کمروں سے مختلف نہیں تھا دیواریں چھت زمین پر کسی خاص قسم کی گھاس کے تنکوں سے بنا ہوا قالین جو موٹے موٹے تھے لیکن اتنے نرم کہ پاؤں ٹخنوں سے اوپر تک اس میں دھنس جاتے اس کے ساتھ ساتھ ہی مچھلیوں کے جسم کے ڈھانچوں اور ایسی ہی دوسری چیزوں پر خوبصورت کمال سے منڈھ کر نشست گاہیں بنائی گئی تھیں اور ساری کی ساری اتنی خوبصورت کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ جگہ جگہ فانوس لٹکے ہوئے تھے اور ان فانوسوں میں ہیرے جگمگا رہے تھے جو رات کو دن بنا کر پیش کرتے تھے اور ان کی روشنی اتنی ٹھنڈی مستقل پائیدار کہ اس میں نہ بجلی کا خرچ ہو اور نہ آنکھوں کو بری لگے رنگوں کی مناسبت بھی ذہن میں رکھی گئی تھی۔

ماحول اتنا دلکش تھا کہ بس جان کھنچی چلی جائے اور یہیں دو عورتیں نظر آئیں۔ پہلی بار اور شعبان نے انہیں دیکھا۔ ان میں ایک عمر رسیدہ عورت تھی کسی قدر بھاری بدن کی مالک خاص قسم کا لباس پہنے ہوئے اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جسم اتنا موزوں اور متناسب کہ مانو پتھر سے بنایا گیا ہو۔ شعبان نے اسے دیکھا اور اس کی مسکراہٹ شعبان کو بے حد پسند آئی۔ تب معمر عورت نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ خبر مجھ تک پہنچ گئی کہ تو تعیبور کا بیٹا ہے شتالی کی اولاد میں تیری چچی ہوں اور یہ میری بیٹی ٹیلی یعنی ٹیلان کی بہن۔ میں تجھے خوش آمدید کہتی ہوں میرے جسم و جان کے ٹکڑے کیونکہ تو میرے اپنوں میں سے ہے آ میرے سینے سے لگ جا۔"

شعبان آگے بڑھا۔ عقب سے سنبور بھی پہنچ گیا تھا معمر عورت نے شعبان کو سینے لگا لیا اور نہ جانے کیوں شعبان کی آنکھوں میں نمی سی آگئی۔ اس لمحے اسے دردانہ یاد آئی تھی جس نے حقیقتاً اسے ماں کا پیار دیا تھا محبت کا لفظ قیمتی ہوتا ہے اور سنبور مسکرا رہا تھا اس نے کہا۔

"تجھے شکوہ تھا میری بیوی کہ تیرے ایک ہی بیٹا ہے لیکن دیکھا تیری تقدیر نے تجھے دو بیٹے عطا کر دیے یہ ٹیلان کا بھائی ہے میرے بھائی کا بیٹا اور میری آنکھوں میں آنسو نکل آئے اسے دیکھ کر اگر مجھے یہ خدشہ ہوتا کہ میرا بھائی تعیبور واپس نہیں آئے گا لیکن تو جانتی ہے کہ میرے پاس سوچ کا جادو ہے اور میرے سوچ کا جادو مجھے یقین دلاتا ہے اور یہ یقین میں تجھے بھی دلاتا ہوں کہ تعیبور اور تیری ماں شتالی ہواؤں کے دوش پر سفر کرتے ہوئے کہیں بھی پہنچ چکے ہوں بالآخر ایک دن واپس آجائیں گے۔ میرے سوچ کا جادو مجھے بتاتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اگر پوچھتا ہے کہ میں اس اعتماد سے یہ بات کیسے کرتا ہوں تو میرا خیال ہے نہ پوچھ کیونکہ سوچ دل کی گہرائیوں میں پروان چڑھتی ہے کسی کو اتارنا ممکن نہیں ہوتا۔"

"نہیں چچا مجھے تیرے علم پر یقین ہے۔"

"خوب تو پھر یوں کر شعبان کہ اپنی دنیا کو اسی طرح خوش آمدید کہہ جس طرح تو یہاں واپس آتا اور تیرا باپ تعیبور تیرا استقبال کرتا تو تجھے خوشی ہوتی۔"

"ہاں مجھے اتنی ہی خوشی ہے چچا۔"

"اور اب اگر مجھے اجازت ملے تو میں شعبان کو اپنے کمرے میں لے جاؤں اور وہیں اس کے لیے آرام گاہ کا بندوبست جس کا نام بعد میں رکی پتہ چلا تھا۔ معمر عورت مسکرا کر کہنے لگی۔

"اور اگر تم لوگ سوچتے ہو کہ مرد بیرونی معاملات میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں اور عورت گھریلو معاملات میں احمق تو یہ تم مردوں کی سوچ ہے جبکہ تم نے ایسا کبھی نہیں پایا

مجھے علم ہوا کہ تعیبور کا بیٹا واپس آیا ہے تو میں نے بھی اپنے سوچ کے جادو کو اپنی وسعتوں کے مطابق پھیلایا اور یہ سوچا کہ بھلا اس کا کیا سوال ہے کہ تعیبور کا بیٹا ہمارے ساتھ نہ رہے۔ گو اس کا اپنا گھر موجود ہے لیکن وہ اس گھر میں تنہا نہیں رہے گا۔ چنانچہ میں نے ٹیلان کے کمرے میں اس کے لیے بھی بستر کا انتظام کیا ہے یقین نہ آئے تو جا کر دیکھ لو۔" سنبور ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

تیری سوچ کا جادو میرے علم میں ہے رل اور تو یقین کر کہ میں یہ بات جانتا تھا تو ٹیلان اب تیرا دوست تیرے حوالے اور یقیناً پانچ بزرگ جو فیصلے کر دیں گے وہ تجھ تک پہنچ جائیں گے۔ سو اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ شعبان کو تردانہ سے پوری طرح آگاہ کر دے اور یہ تو بڑی دلکش بات ہے کہ وہ سب یہاں سے جانے والے تھے جنہوں نے نئی دنیا دیکھی لیکن شعبان اس دنیا میں پیدا ہوا جتنا یہ اس دنیا کو جانتا ہوگا۔ بھلا کون جان سکتا ہے اور تجھے اس کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوں گی وہ صرف اتنی ہی نہ ہوں گی بلکہ میری سوچ کا جادو کہتا ہے کہ شعبان تیرے لیے بہت کارآمد ثابت ہوگا اور اس کے مشوروں سے تو تشتا والوں کے بارے میں بہتر فیصلے کر سکتا ہے۔"

"مجھے یقین ہے میرے باپ ایسا ہی ہوگا۔ اور تم دیکھنا میں اور میرا بھائی مل کر تردانہ کے لیے کیا کیا کرتے ہیں میں اکیلا تھا لیکن اب میرے ساتھ عقل کا عظیم جادو شامل ہو گیا ہے اور اگر میرا بھائی کہے کہ وہ سو بیرا کا ٹیلان ہے تو میں اپنا نام شعبان رکھ لوں گا۔" ٹیلان کی محبت میں انتہائی خلوص تھا اور اس کا کمرہ بے حد خوبصورت جو نیلی اور اس کی ماں رل نے ترتیب دیا تھا دو بستر نشستیں وسیع و عریض کمرہ اتنا ٹھنڈا کہ لگتا تھا جیسے ائر کنڈیشنڈ لگا ہوا ہو۔ ہواؤں کو ایک مخصوص زاویے سے سوراخوں سے گزار کر اندر تک لایا گیا تھا۔ شعبان ہر چیز کو محسوس کر رہا تھا اور اپنی دنیا کے لوگوں کے بارے میں سوچ رہا تھا بستر پر بیٹھا تو دھنستا ہی چلا گیا اور اسے ہنسی آگئی۔ ٹیلان نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا پوچھا۔

"کیوں ہنسا شعبان۔؟"

"میں سوچ رہا ہوں کہ انسان آسائشوں کے بارے میں ایک ہی انداز میں سوچتا ہے یہ بستر کتنا نرم و گداز ہے ہماری دنیا میں میرا مطلب ہے اس دنیا میں جہاں سے میں آیا ہوں اور بستروں کے گداز کے لیے عجیب و غریب اشیا کا استعمال کیا جاتا ہے جن میں سے ایک چیز فوم کہلاتی ہے جو مختلف اشیا کا مرکب ہوتی ہے تمہارے ان بستروں کے نیچے کیا ہے۔"

بستروں کا اوپری حصہ وہل مچھلی کی کھال سے بنایا گیا ہے اور اس کے نیچے سمندر کی سطح پر بہنے والی سفید رنگ کی گھاس کے انبار لگائے گئے ہیں اور یہ گھاس انتہائی نرم اور لچکدار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی کچھ ایسی صفات رکھتی ہے جس سے انسانی جسم کی کھچاوٹ دور ہو جائے اور اسے بہترین پایا گیا ہے اس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن میں سے ایک قسم وہ ہے جسے بن کر زمین پر بچھا دیا جاتا ہے تاکہ خوبصورت بھی لگے اور نرم بھی ہو۔" شعبان نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور میری کہانی بڑی مختلف ہے ٹیلان اور یاد کرتا ہوں ان لوگوں کو جو اپنی دنیا کی بقا کے لیے سمندر میں خزانے تلاش کرنے نکلے تھے۔ وہ خزانے جو انہیں دنیا کی بقا کے لیے ممتاز کر دیں اور ان کا مقصد یہی تھا اور اس مقصد میں کوئی کھوٹ نہیں تھی کیونکہ وہ اپنے وسائل سے مطمئن تھے لیکن دوسروں کی بہتری کے لیے خواہاں سمندر کی دنیا کا جو تجزیہ مجھے یہاں آ کر ہوگا وہ کہیں نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہاں سمندر کا شناسا موجود ہیں اور یقیناً جو کچھ انہوں نے سمندر سے حاصل کیا ہوگا اس دنیا کو اس کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔"

"ہاں نئی دنیا وہاں سے بالکل مختلف ہے اور ہمارے گزرنے والے یہ تاریخیں رقم کر گئے ہیں کہ ہم سمندر کے بیٹے ہیں سمندر ہی ہماری تشکیل کا باعث بنا ہے اور سمندر نے ہی ہمیں وہ وسائل دیئے ہیں جو ہم اس خشکی پر استعمال کر کے جی رہے ہیں۔"

"میرے بھائی میری فطرت میں وہ پہلو پوشیدہ ہے

جس کی تشکیل میری پرورش کرنے والوں نے کی تھی۔ یعنی آنٹی دردانہ اور انکل شیرازی اور میں سانسوں کے آخری لمحے تک ان دو محبت کرنے والوں کو نہیں بھول سکوں گا اور چونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا یہی مشن بنایا تھا اس لئے میری خواہش ہوگی کہ میں ایک ایک شے کے بارے میں تفصیلات معلوم کروں۔ مجھے اس تجسس پر معاف کر دینا۔"

"نہیں شعبان یہ تو ویسے بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ تم تردانہ سے دور پیدا ہوئے۔ تمہیں تردانہ کی ایک ایک شے سے واقفیت حاصل کرنا ہوگی ہمارے ہر طرف سمندر ہے اور سمندر ہمارا محسن اور ہمیں پرورش کرنے والا ہے سمندر کے نیچے جو کچھ بھی موجود ہے اس میں سے بہت کچھ کے بارے میں ہمیں معلوم ہے۔ مزید معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ تمہیں ان تمام چیزوں سے روشناس ہونا ہوگا اور فکر مت کرو یہ خود بخود ہو جائے گا۔ میرے تایا یعنی تعیبور ہواؤں کے جادوگر تھے اور اپنا جادو انہوں نے یقینی طور پر زبانی شکل میں محفوظ کیا ہوگا اور وہ رہائشگاہ جو ان کی ہے اب تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔ یقیناً اس وقت ان کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوگی کہ تم کبھی یہاں آؤ اور تمہیں ان کے بغیر ان اشیاء کی ضرورت پیش آئے گی لیکن یہ بھی ایک اصول ہے کہ جانے والے اپنی یادداشتیں محفوظ کر جاتے ہیں تاکہ اگر ان کی واپسی میں دیر ہو تو ان کی یادداشتوں سے ان کے مقاصد کا پتا لگ سکے۔ تو یقیناً ان کی رہائشگاہ میں تمہارے لئے راہنمائی بھی ہوگی یہ میرا سوچ کا علم کہتا ہے۔"

"مگر یہ یادداشتیں کہاں محفوظ ہوں گی۔ کیا یہاں تحریر کا رواج ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ ہم نے ضرورت کی ہر شے حاصل کر لی ہے۔ سمندر سے حاصل ہونے والی ایک مخصوص گھاس کے پتے بہت چوڑے اور سینکڑوں سال کے لئے کارآمد ہوتے ہیں۔ اگر ان پر تحریریں لکھ دی جائیں تو وہ تحریریں فنا نہیں ہوتیں۔ بلکہ محفوظ رہتی ہیں اور تحریروں کا رواج ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اور بھی طریقہ کار ہیں۔"

"وہ کیا؟" شعبان نے پوچھا۔

"سمندروں ہی کی گہرائیوں میں ہلکے نیلاہٹ مائل پتھر پائے جاتے ہیں اور ان پتھروں کو ایک دوسرے سے گھس کر ہموار کیا جاتا ہے اور انہیں انہی پتھروں کے نوکیلے ٹکڑوں سے کریدا جاتا ہے تو یہ آوازیں ان میں جذب ہو جاتی ہیں۔ کبھی نہ فنا ہونے کے لئے اور یہ بہت عام طریقہ ہے کہ کوئی شخص ان پتھروں کو اپنی آوازوں سے بھر دے اور جب انہی جیسا دوسرا پتھر جو ان لکیروں کا دوسرا عکس رکھتا ہو اس پتھر پر رکھ دیا جائے تو یہ آوازیں سماعت سے ٹکرانے لگیں کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب ان دو پتھروں کا ملاپ ہو جاتا ہے تو دونوں پتھر لرزنے لگتے ہیں اور یہ لرزشیں ہی آوازوں کے انتشار کا سبب بن جاتی ہیں۔ ویسے سمندر سے نکلنے والے ان پتھروں کو ہم سنگ طراری کہتے ہیں اور ہوتا بھی یہی ہے کہ جب ان پتھروں کو سمندروں میں تلاش کیا جاتا ہے تو ان لرزشوں کو محسوس کیا جاتا ہے۔ جو پانی میں ہلکی ہلکی آوازیں پیدا کریں۔ وہاں اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ پتھر وہاں موجود ہیں اور یقینی طور پر دوسرا پتھر ان پر آ پڑا ہے۔ جس سے یہ لرزشیں بیدار ہو رہی ہیں۔ بہت آسانی سے سمندر کی گہرائیوں میں ان پتھروں کو تلاش کیا جاتا ہے سو بات ہو رہی تھی میرے تایا تعیبور کی کہ وہ عظیم تھے اور ہواؤں کے دوش پر سفر کرتے تھے اور انہوں نے یقیناً اپنی تمام داستان اپنی رہائشگاہ کے کسی گوشے میں محفوظ کی ہوگی۔ یہ یہاں کا خاص طریقہ ہے۔" شعبان نے تحیر سے کہا۔

"لیکن ٹیلان کیا ایسا نہیں ہوتا کہ کسی شخص کا جادو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے دوسرا شخص ان آوازوں کو تلاش کرے۔"

"وہ ایک مجرمانہ فعل ہوتا ہے اور یہاں ہم ہر قسم کے مجرمانہ فعل سے گریز کرتے ہیں ایسا دشمنوں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا۔" شعبان نے آنکھیں بند کر لیں اور اس نے دل میں سوچا کہ اگر کبھی ایک بار صرف ایک بار اسد شیرازی سے ملاقات ہوئی تو وہ اپنی اس دنیا کی کہانیاں اسے ضرور سنائے گا اور چھوٹے چھوٹے نمونے ضرور اکٹھے کرے گا۔ ٹیلان نے اس

سے کہا۔

"میں تمہیں ایک مشروب پیش کرتا ہوں اس نے نیل کو اشارہ کیا تھا اور نیل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ مشروب یہاں پہنچادے گی۔"

"وہ مشروب کیسا ہے؟"

"گرم مشروب جسے ہم طوط کہتے ہیں۔ سمندری گھاس کو آگ سے گرم کر کے بنایا جاتا ہے۔ اس میں شیرینی ہوتی ہے اور ایک عجیب سی پراسرار کیفیت جو جسم اور ذہن کو تازگی بخشتی ہے۔ میری طرف سے یہ تیری یہاں خاطر مدارات ہوگی شعبان اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میری سمت سے تجھے ناگوار گزریں درگزر کرنا اور مجھ سے ان کا مفہوم پوچھ لینا۔ کیونکہ جب وقت کا فرق نمایاں ہوتا ہے تو غلط فہمیاں سامنے آجاتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری سمت سے تو کبھی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ تیرا احسان ہوگا مجھ پر اور میں ہمیشہ اس کے لئے شکر گزار رہوں گا۔" شعبان نے محبت سے ٹیلان کا ہاتھ دبایا اور کہا۔

"گو میں جس دنیا سے آیا ہوں وہاں نفرتوں کو فروغ مل رہا ہے۔ یقیناً وہی فطرت میرے خمیر میں بھی شامل ہوگی لیکن کوشش کروں گا کہ اپنی دنیا سے محبت کروں۔ یہی الفاظ میں تجھ سے اپنے بارے میں کہتا ہوں۔ ہر بات میں مشورہ کروں گا اور تجھ سے راہنمائی حاصل کروں گا۔"

"میں تیار ہوں۔" ٹیلان نے کہا پھر نیل نظر آئی جو نوکیلے برتنوں میں ایک گرم چیز لائی تھی اور جسے اس نے ان دونوں کو پیش کردیا تھا پھر محبت پاش نگاہوں سے اس نے شعبان کو دیکھا اور اس کے لہجے کا ترنم ابھرا۔

"شعبان پر مکمل اپنا ہی قبضہ نہ جمائے رکھنا ٹیلان۔ میرا بھی ان سے رشتہ ہے۔"

"کیوں نہیں میں تجھ سے ان کا رشتہ نہیں چھینوں گا۔ نیل۔ لیکن پہلے اسے ز دانہ کو سمجھ لینے دے۔"

"اور یوں نہیں ہے کہ ہم عورتیں اسی کو کوئی بات سمجھا ہی نہ پائیں۔ جب تم انہیں بہت کچھ سمجھا سکو تو پھر مجھے بھی کچھ سمجھانے دینا۔ شعبان خیال رکھنا ٹیلان میں یہ خوبی ہے کہ وہ شخصیتوں کو جذب کرلیتا ہے اور میرا بھائی اس خوبی میں یکتا ہے۔ لیکن تم جذب نہ ہونا۔ کیونکہ تم بہت سوں کی ملکیت ہو۔" شعبان کو ہنسی آگئی اس نے کہا۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ مجھے ریزہ ریزہ کر کے تقسیم کردیا جائے۔ تاکہ میں کسی کی قربت سے دور نہ رہوں۔" نیل ہنستی ہوئی باہر نکل گئی تھی ایسی دلکش ایسی پیاری کہ دنیا کی حسین ترین عورتوں میں اسے تلاش نہ کیا جاسکے۔

لیکن شعبان کی نگاہوں میں وہ تصویر آج تک موجود تھی اور نگاہوں ہی میں، بوڑھے جاپانی نے اسے جو تحفہ دیا تھا وہ واحد چیز تھی جسے شعبان نے اپنی زندگی سے لگا کر رکھا تھا اور وہ اس وقت بھی اس کے سینے کی قربتوں میں محفوظ تھا۔ یقیناً وہی چیز وہی چہرہ وہی شخصیت اس کے دل کا آئینہ بن گئی تھی اور وہ جب بھی اس میں جھانکتا اس کے علاوہ اور کوئی چہرہ فزوں نہ پاتا۔ سو وہ گرم شے جسے قہوے کا نام ہی دیا جاسکتا ہے اتنی لذیذ تھی کہ شعبان اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔

"یہ سمندری گھاس کا کمال ہے اس کا مقصد ہے کہ سمندر نے تمہیں ہر شے دے دی ہے ہمارے ہاں بھی یہ انوکھی چیز ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ہم اسے چائے کافی یا دوسرے مشروبات کا نام دیتے ہیں۔ نجانے کیا کیا ہے یہاں۔ نجانے کیا کیا ہے؟"

"اور یہ سب کچھ رفتہ رفتہ ہی تیری سمجھ میں آئے گا۔ جلدی کی ضرورت ہی نہیں۔"

"ہاں اب تو مجھے ایک محقق بننا پڑے گا۔ ہر چیز پر تحقیق کروں گا تب۔ کہیں جاکر مجھے سکون ملے گا۔ کیا وسعتیں ہیں۔ میری پہلی آمد میں اور کیا کیا ہوگا میرے یہاں آنے کے بعد۔" شعبان کو اپنی آنکھوں میں ہلکی سی نیند کا احساس ہوا تو اس نے کہا۔

"تو نے درست کہا ٹیلان یہ شہد سرور آمیز ہے اور مجھے نیند آرہی ہے۔"

"اور یہ بستر اس سے بھی زیادہ سرور آمیز۔ لیٹ اور

آنکھیں بند کرلے۔ ویسے بھی سونے کا وقت ہوگیا ہے؟ اور ٹیلان اپنے بستر پر دراز ہوگیا۔ مدھم روشنیاں تو ذہنی کو سکون ہی سکون دے رہی تھیں شعبان کو نیند آنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی۔ نہ ہی اس نے کوئی خواب دیکھا کہ طبیعت میں ذرا بے چینی نہیں تھی۔ جس کو بے چینی کا نام نہیں دیا جاسکتا۔"

جب یہ نیند مکمل ہوگئی تو وہ جاگا۔ سبز روشنی میں کچھ تبدیلیاں تھیں اور اب اسے تیز کہا جاسکتا تھا گویا یہ سورج کی روشنی ہے۔ ٹیلان کے بستر پر نظر پڑی تو وہ موجود نہیں تھا۔ شعبان خود بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تب اس کی ملاقات نیل سے ہوئی۔ جو باہر اس کی منتظر تھی۔ وہی شاداب چہرہ دل موہ لینے والا اور ہی دلنواز مسکراہٹ۔

"آؤ بہتر ہے کہ ٹیلان اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے نکل گیا ورنہ تمہارے ساتھ ہی ہوتا۔ میری ماں تمہارا انتظار کررہی ہے۔" شعبان کو ایک انوکھا احساس ہوا اور وہ احساس یہ تھا کہ وہاں کی دنیا میں صبح کے معمولات ہوا کرتے تھے۔ ناشتہ ایک اہمیت رکھتا تھا ہر چند کہ یہاں معدے میں کوئی کمی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ طبیعت سیر اور پرسکون تھی۔ لیکن مشغلے کے طور پر وہ وقت دلکش ہوتا تھا۔ جب سامنے ناشتہ آئے اور اب یہاں کوئی تصور نہیں تھا لیکن رل نے اس کے لئے وہی قہوہ تیار کیا تھا اور اس کے برتنوں سے نکلتی بھاپ کو دیکھتے ہوئے وہ شعبان کا انتظار کررہی تھی۔ کھڑے ہوکر اس نے شعبان کے ہاتھ کی درمیانی انگلی کو ہونٹوں سے لگایا اور اس کے بعد اپنے ہاتھ کے دونوں انگوٹھے اس کی پیشانی پر چسپاں کئے۔ یہ گویا محبت کا استقبالیہ انداز تھا۔ جسے شعبان نے اپنے ذہن میں رکھا۔ پھر وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی بیٹھ گئی۔ نرم و آرام دہ نشستوں پر شعبان نے بڑی فرحت محسوس کی نیل اور رل بیٹھے ہوئے تھے۔ سنبور موجود نہیں تھا شعبان نے خود ہی سوال کیا۔

"میرا چچا سنبور اور میرا بھائی ٹیلان کہاں ہیں؟"

"ٹیلان اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے سورج کی کرنوں کے ساتھ چلا جاتا ہے اور سنبور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور یقیناً تیری مصروفیات بھی اس سے مختلف نہیں ہوں گی۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اور اس وقت تو ہمارے ساتھ ہے۔ سو اب ہمیں وقت ملا ہے کہ تجھ سے باتیں کریں۔ کیا یہ تیری پسند سے الگ کی بات تو نہ ہوگی۔"

"نہیں میں تو اپنے آپ کو اپنوں میں پارہا ہوں۔ اور اپنوں سے باتیں کرنے کی خواہش کسے نہیں ہوتی۔"

"تو یوں بتا کہ تھیبو اور شکالا کو تو نے دیکھا تو نے پایا اور وہ کب تجھ سے جدا ہوئے اور وہ لمحات کیسے تھے؟" شعبان نے کہا۔

"بچی تمہیں اس نئی دنیا کی باتیں بہت عجیب محسوس ہوں گی کیونکہ تم نے نہ تو زیادہ اس کے بارے میں سوچا ہوگا اور نہ ہی اس سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس ذرائع پیدا ہوئے ہوں گے۔ میں مختصر الفاظ میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔" شعبان اپنی دنیا کی باتیں انہیں بتانے لگا۔ نیل دلچسپی سے شعبان کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے اپنی ماں کی جانب دیکھا اور کہنے لگی۔

"کیا اس کے بعد مجھے یہ اجازت ہوگی کہ میں شعبان کو باہر لے جاؤں۔"

"ہاں میں جانتی ہوں تو اس سے بہت کچھ جاننے اور سنانے پر تلی ہوئی ہے۔ لیکن اگر شعبان پسند کرے۔"

"کیوں نہیں۔"

"تو پھر آؤ میں تمہیں آس پاس کی سیر کراؤں اور اپنی زمین سے روشناس کراؤں۔"

شعبان خوشی سے تیار ہوگیا تھا وہ دونوں سیڑھیاں عبور کر کے چٹان سے باہر نکل آئے۔ نیل بہت خوش نظر آرہی تھی اور شعبان جب بھی اس پر بھرپور نگاہ ڈالتا رخ تبدیل کرنے پر مجبور ہوجاتا۔ کیونکہ نیل کی دلکشی اسے اپنی جانب کھینچتی تھی۔ باہر سورج کی سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی جسے دھوپ کہا جاسکتا تھا۔ لیکن دھوپ میں جو تلخ ہوتی ہے اور جو جلادینے والی قوت ہوتی ہے وہ اس دھوپ میں نہیں تھی۔ بلکہ ایک عجیب طرح کا سرور جو جسم کے مسامات کو فرحت بخشتا تھا اور نیل کا رخ سمندر ہی کی جانب

تھا اور وہ راستے کی دلکشی سے بے نیاز نجانے کس سوچ میں ڈوبی مسکراتی آگے بڑھ رہی تھی۔ پھر ایک بار اس نے رک کر شعبان کو دیکھا اور اپنا مرمریں ہاتھ آگے بڑھا دیا جسے شعبان نے تھام لیا۔ نیلی مسکرائی اور اس کے بعد آگے قدم بڑھا دیتی۔ ساحل کے ایک مخصوص گوشے میں پہنچ کر اس نے پھولوں کے وہ انبار دیکھے جو اب بھی سمندر کی سطح پر بہہ رہے تھے اور شعبان کو دیکھ کر ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"کیسی چالاکی کی سویرا والوں نے تشتا والوں کو اپنی جانب بلانے کے لیے لیکن یہ بات مزید دلچسپ ہے کہ ان کے ساتھ تم بھی تھے اور شعبان میں تمہارے آنے سے بہت خوش ہوں اپنوں کا احساس دل کی گہرائیوں میں پرورش پاتا ہے اور میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ تم اس طرح یہاں تک پہنچو گے۔ بیٹھو یہ جگہ بہت خوبصورت ہے۔ میں اکثر اسی جگہ آتی ہوں اور یہاں میری ایک دوست ہے جو سب سے زیادہ مجھے چاہتی ہے ابھی کچھ دیر بعد وہ آئے گی میں عام طور سے اس کے ساتھ سمندر کی سیر کو نکلتی ہوں بہت سی باتیں ہوں گی تم سے لیکن تھوڑا سا وقت اس کے لیے ضروری ہوتا ہے ہاں میں اس سے ایک فرمائش بھی کروں گی اور تمہیں میری دوست ضرور پسند آئے گی۔ شعبان مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

نیل بہت خوبصورت دنیا ہے۔ بے شک میں نے کبھی اسے نہیں دیکھا۔ اور پہلی بار یہاں آیا ہوں لیکن لگ رہا ہے کہ میرے دل کے تار یہیں سے بندھے ہوئے تھے۔ اور شاید ایک وقت گزارنے کے لیے مجھے انتظار تھا یہاں آکر میں بہت خوش ہوں۔ کاش میرے ماں اور باپ بھی مجھے مل جاتے تو میں خوش نصیب ترین انسان ہوتا۔"

نیل نے خلوص سے کہا۔

جیسا کہ میرے باپ سنبور نے کہا کہ وہ ضرور واپس آئیں گے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی تصویر موجود ہوتی ہے اور اگر یہ تصویر کبھی دل کے خانے میں دھندلا جائے تو تصور کر لیا جاتا ہے کہ اس شخص کا وجود نہیں ہے۔ لیکن میرا تایا تعیبور اور میری تائی شکالا اتنے ہی روشن ہیں جتنے زندگی میں لوگ ہوتے ہیں تو اس کا مقصد یہی ہے کہ وہ ضرور زندہ ہیں اور واپس آجائیں گے اور انتظار کرنا ہوگا ان کے لئے چنانچہ تم ان کا غم نہ کرو۔ دیکھو وہ میری دوست آرہی ہے وہ کتنی تیز رفتار ہے۔

نیل نے ایک جانب اشارہ کیا اور شعبان کی نگاہیں اس سمت اٹھ گئیں۔ سطح سمندر پر ایک سفید لکیر کسی تارپیڈو کی طرح سیدھ میں آرہی تھی اور کبھی کبھی وہ بلند ہوتی تو اس کی اصل پتہ چل جاتی۔ شعبان کے الفاظ میں وہ ڈولفن مچھلی تھی لیکن نجانے نیل اسے کیا کہتی تھی۔ شعبان دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔ مہذب دنیا میں ڈولفن کو سمندر کی سب سے ذہین مچھلی تسلیم کیا گیا ہے اور انسانوں سے اس کی قربت کو بھی یہاں بھی وہی نظارہ تھا۔ ساحل تک پہنچ کر ڈولفن مستیاں دکھانے لگی کئی بار اس نے چھلانگیں لگا لگا کر نیل تک آنے کی کوشش کی تھی۔

"میرے ساتھ شعبان ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ سمندر میں رنگ رلیاں مناؤں۔ ہاں اگر لاسکتی ہو تو اپنے ساتھ شعبان کے لیے بھی کسی کو لے آؤ تاکہ ہم دونوں تمہاری قربت سے لطف اندوز ہوں۔" اور جیسے ہی ڈولفن نے یہ الفاظ پوری طرح سمجھے ایک لمبی چھلانگ لگا کر وہ سمندر کی گہرائیوں میں اتر گئی اور نیل ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔

"آخر سمندر میں اس کا قبیلہ بھی آباد ہے اور تمہارے لیے وہ یقینی طور پر کوئی انتظام کرکے آئے گی۔"

شعبان پر مسرت نگاہوں سے سمندر کی سطح کو دیکھ رہا تھا۔

وہ ناخوش نہیں تھا۔ سوائے چند انوکھی یادوں کے اور ان یادوں میں بہت سے کالے دھبے بھی موجود تھے۔ جنہیں وہ اس ماحول میں اپنے ذہن سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہاں آنے کے بعد بھی اسے یہ احساس ہوا تھا کہ اس پر لاتعداد ذمہ داریاں عائد ہو چکی ہیں۔ بہت سے ایسے مسئلے تھے جو اس کی ذہن میں موجود تھے لیکن ابھی تو یہاں ابتدا ہوئی تھی اور مسئلوں کے حل کے لیے اسے پہلے ماحول میں

اپنے لیے جگہ بنانی تھی۔ اس کے بعد ہی کچھ کرنا تھا۔ کچھ دیر کے بعد واقعی نیل کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ اس بار ڈولفن تنہا نہیں تھی۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک اور ڈولفن موجود تھی۔ تندرست و توانا، طاقتور اور کافی بڑی بالکل پہلی ڈولفن کی جسامت کی مانند اور نیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آؤ شعبان میں تمہیں سمندر کے سفر کی دعوت دیتی ہوں۔" شعبان نے حیرت و دلچسپی سے نیل کو دیکھا اور بولا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔"

"یہ میری دوست ہے۔ مجھے اپنی پشت پر سوار کر کے سمندر کی گہرائیوں میں لے جاتی ہے اور سمندری عجائبات دکھاتی ہے تم بھی یقیناً سمندر کی گہرائیوں میں اترنے سے گریز نہیں کرو گے یا پھر تمہاری اس دنیا نے تمہیں سمندر سے دور کر دیا ہے۔" شعبان نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور بولا۔

"نہیں سمندر میرا دوست اور میرا ساتھی ہے۔" پھر شعبان نے جس طرح نیل کو بیٹھے ہوئے دیکھا خود بھی اس کی طرح بیٹھ گیا

نیل اس طرح ڈولفن کی پشت پر سوار ہو گئی جیسے کوئی گھوڑے کی پشت پر بیٹھ جاتا ہے اور شعبان نے بھی حیرت و دلچسپی سے دوسری ڈولفن کی چکنی پشت پر ڈیرا جما لیا۔ دونوں ڈولفن برق رفتاری سے منہ سے آوازیں نکالتی ہوئی سمندر کی سطح پر دوڑنے لگیں اور اگر مہذب دنیا کے لوگ یہ منظر دیکھ لیتے تو حیرت سے دانتوں میں انگلی دبا کر رہ جاتے سمندر میں مچھلیوں کو پانی کے گھوڑے کی طرح استعمال کرنا ایک انوکھا تصور تھا۔ لیکن یہ تصور اب ایک زندہ حقیقت کی شکل میں موجود تھا۔ سطح سمندر پر وہ دور تک چلی گئیں، لہروں سے کھیلتی ہوئی، پانی کے بلبلوں سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی اور اچانک ہی انہوں نے اپنا رخ تبدیل کیا اور تہہ کی طرف تیرنے لگیں نہ تو شعبان کو اور نہ ہی نیل کو اس میں کوئی تکلیف ہوئی تھی کہ سمندر تو ان کی زندگی تھا اور اگر نیل کو یہ معلوم ہو جاتا کہ شعبان نے اس مہذب دنیا کو اپنی تیراکی کے مظاہروں سے حیران کر کے رکھ دیا ہے تو وہ شاید اس قدر نہ محسوس کرتی بار بار اس کی نگاہیں شعبان کا جائزہ لے رہی تھیں اور رفتہ رفتہ اسے یہ احساس ہوتا جا رہا تھا کہ اس کا تایا زاد بھائی کسی بھی طرح پانی میں اس سے کم نہیں ہے۔ جبکہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ نئی دنیا سے آنے والا یہ شخص پانی سے اس قدر واقف نہیں ہوگا۔

ڈولفن مچھلیاں سمندر کی تہہ میں پہنچ گئیں اور اس کے بعد وہ تہہ کے ساتھ ساتھ اپنے مشاغل میں مصروف ہو گئیں اپنے جسموں پر بیٹھے ہوئے دوسرے جسموں کا انہیں جیسے کوئی احساس ہی نہیں تھا اور بلاشبہ سمندری عجائبات اس وقت شعبان کو زیادہ دلکش اور واضح نظر آرہے تھے کیونکہ اس نے پہلے اسے اپنا عمل بھی کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے ذہنی مصروفیت دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی لیکن یہ پر لطف سفر اسے بڑا بھایا اور دیر تک وہ ڈولفن کی پشت پر سمندر کی گہرائیوں کا نظارہ کرتے رہے اس کے بعد نیل نے ہی شاید ڈولفن کو اشارہ کیا تھا ایک ڈولفن سطح کی جانب بلند ہوئی تو دوسری نے فوراً ہی اس کا تعاقب کیا اور یہ بھی انہی کا کمال تھا کہ وہ اپنے آپ کو مچھلیوں کی پشت پر سنبھالے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سطح سمندر پر پہنچ گئے اور اس کے بعد ڈولفن ساحل کی جانب تیرنے لگی گویا انہیں ہر طرح سے ہدایت دی جا رہی تھی۔ ساحل پر پہنچنے کے بعد ڈولفن ایک بار پھر اچھلنے لگیں اور نیل نے انہیں رخصت کر دیا۔ دونوں ڈولفن تیرتی ہوئی پانی کی گہرائیوں میں غائب ہو گئی تھیں۔ نیل بے اختیار ہنس رہی تھی اور اس کی یہ ہنسی اتنی دلکش تھی کہ شعبان کوشش کے باوجود نظریں نہیں ہٹا سکا نیل نے کہا۔

"کہو۔ شعبان سمندر کی سیر کا لطف آیا اور سچ بتانا کیا اس سے پہلے اپنی دنیا میں تم نے مچھلی کی پشت پر ایسا سفر کیا ہے؟"

"کبھی نہیں۔"

"گویا تمہیں یہاں آکر لطف آیا۔"

"ہاں اور میں نے بہت عرصے کے بعد اپنے آپ کو

بچہ محسوس کیا۔"

"بچہ!" نیل نے اسے چونک کر دیکھا۔

"ہاں یہ بچوں ہی کا تو کھیل ہے۔" نیل اسے دیکھتی رہی۔ ایک لمحے کے لیے اس کے چہرے پر سنجیدگی سی آگئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ کر ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"تو پھر تم مجھے بڑوں کے کسی کھیل سے روشناس کراؤ گے۔ آج نہ سہی کسی دن۔" ان الفاظ میں بڑی معنی خیزیت تھی اور شعبان سنبھل سا گیا تھا۔ نیل کے چہرے سے اچانک ہی یہ احساس ہونے لگا تھا کہ وہ جس طرح معصوم بچوں جیسی نظر آتی ہے درحقیقت اتنی نہیں ہے۔ بلکہ معصومیت اپنی جگہ اور عمر اپنی جگہ اور بلاشبہ یہ نوجوانی کی عمر تھی جو اس کے سر سے پاؤں تک اس پر چھائی ہوئی تھی اور گہری نگاہوں سے دیکھنے پر بہت سے انوکھے جذبے دل میں بیدار ہو جاتے تھے نیل اس وقت بالکل سنجیدہ ہو گئی تھی اس نے کہا۔

"یوں لگتا ہے شعبان جیسے میں تمہیں آواز دے رہی تھی اور میری آوازیں تمہارے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ ہمارا تو خون بھی ایک ہے اور جب میرے چچا تھیبوا اور میری چچی شکالا واپس آجائیں گی..... شعبان تو....." نیل خاموش ہو گئی۔ یہاں بھی وہی تمام جذبے موجود تھے۔ یہاں بھی وہی احساسات موجود تھے لیکن شعبان کو سب سے زیادہ الجھن اسی چیز سے ہوتی تھی۔ تاہم اپنی اس عزیزہ کا دل وہ اس طرح نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ یہاں تو ایک انار اور سو بیمار والی بات تھی۔ نجانے کون تھا جو اس سے نجانے کیسے کیسے جذبوں کا طالب تھا نیل نے اسے سنجیدہ دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے۔ تمہارے ہونٹوں کی مسکراہٹ کہاں گم ہو گئی۔"

"نہیں میں اپنے باپ تھیبوا اور اپنی ماں شکالا کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" نیل آگے بڑھی اور اس نے شعبان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"وہ واپس آجائیں گے شعبان میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔" شعبان مضمحل انداز میں نیل کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

*

قیدیوں کو کوئی تکلیف نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ ان کے لیے ہر آسائش کا خیال رکھا گیا تھا۔ غذا کا وہ ٹکڑا جو ان کے جسموں میں پہنچا دیا گیا تھا ان کے لیے بہت کافی ثابت ہوا تھا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ جان سموئل اور اس کے ساتھی گارتھا اور سینڈرا۔ یہ سب بھی اس طرح مطمئن اور حیران تھے کہ انہیں یقین نہیں آتا تھا سینڈرا تو کئی بار پروفیسر بیرن سے اس موضوع پر بات کر چکی تھی اور اس وقت بھی وہ پروفیسر بیرن سے یہی سب کچھ کہہ رہی تھی۔

"ڈیڈی ہماری دنیا میں یہ ساری چیزیں کیوں نہیں ہوتیں ہیں بہت زیادہ وہاں کے مسائل سے تو واقف نہیں ہوں لیکن کم از کم اتنا اندازہ ضرور ہے مجھے کہ وہاں بیشتر برائیاں اسی بنیادی حق کی وجہ سے ہیں۔" پروفیسر بیرن نے بھویں اٹھا کر اسے دیکھا اور بولا۔

"کون سا بنیادی حق؟"

"ڈیڈی وہاں بے شمار افراد رزق کے حصول کے لیے نکلتے ہیں۔ بیماری بے روزگاری کا دور دورہ ہے اور اسی سلسلے میں جرائم بھی ہوتے ہیں۔ بہت سے افراد بھوک کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں پہنچ جاتے ہیں۔ ڈیڈی اگر ایسی کوئی چیز ہم سب کے لیے بھی ایجاد ہو جائے تو کیا اس دنیا کا مسئلہ حل نہ ہو جائے۔"

"ہاں یقیناً ہو سکتا ہے سمندر کی گہرائیوں میں بہت کچھ موجود ہے۔ اسد شیرازی بقائے انسانیت کی تلاش میں نکلا تھا۔ میں نے اس کا ساتھ جانتی ہو کس کے لیے دیا سینڈرا۔"

"کسی حد تک تو جانتی ہوں ڈیڈی۔"

"ہاں بس کسی حد تک جانتی ہو تم لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنی دنیا کی تلاش تھی میں یہ سوچتا تھا سینڈرا کہ ممکن ہے اخناطون کے اس سفر میں مجھے کچھ ایسے نشان مل جائیں جو میری تردانہ کی جانب نشاندہی کر دیں۔ خوش قسمتی دیکھو کہ میری اس خواہش کی تکمیل اس انداز میں ہو گئی۔ تردانہ تک واپس آجانا میری زندگی کا ایک ایسا بڑا

مقصد تھا میں شاید تمہیں الفاظ میں اپنے جذبات نہ بتا سکوں۔ بہرحال بات مختلف ہو رہی تھی یعنی اس غذائی مسئلے کے حل ہونے کی۔ تو سچ بات یہ ہے کہ جانداروں سے ہمدردی کے جذبے کے تحت اگر یہ مسئلہ اس دنیا تک پہنچ جائے کسی طرح تو مجھے خوشی ہو گی وہاں بڑا امن قائم ہو سکتا ہے اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو۔"

"ٹھیک ہے ڈیڈی لیکن اب آپ یہ بتائیے ہمارا کیا ہو گا۔ مسٹر لابون تو اپنی پالیسی میں بالکل ناکام رہے ہیں۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں بھی سازش اور عیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ ابتدا تو اسی وقت سے ہو گئی تھی جب سوبیرا والوں نے اپنے افراد کو اس دنیا سے ذہانتیں لینے کے لیے بھیجا تھا۔ ہم تو دوسرے گروپ میں تعلق رکھتے تھے مگر سوبیرا والے یہ عمل نہ کرتے تو ہم اپنے معاملات اپنے آپ تک ہی محدود رکھتے اور کبھی اس دنیا کی طرف رخ نہ کرتے۔ بہرحال جو ہوا اس کا کوئی نہ کوئی حل تو سامنے آئے گا۔" اتنی دیر میں لابون آتا ہوا نظر آیا اور پروفیسر بیرن سنبھل کر بیٹھ گیا۔ لابون ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے پروفیسر بیرن سے کہا۔

"گارتھا کہاں ہے۔ آپ نے اسے دیکھا تو نہیں پروفیسر؟"

"نہیں میری نگاہ اس پر نہیں پڑی یہیں کہیں ہو گی۔"

"میں نے ایک بڑی پریشان کن خبر سنی ہے اور اس کی وجہ سے میں بہت زیادہ الجھ گیا ہوں۔"

"کیا؟" پروفیسر بیرن چونک کر بولا۔

"میرا خیال ہے سوبیرا والے انسانیت کی حد سے گزر چکے ہیں وہ ہم سب کو قتل کر دینا چاہتے ہیں اور ان کا موقف یہ ہے کہ چونکہ ہم بھی اسی دنیا سے واپس آئے ہیں جس دنیا سے سوبیرا کے لوگ، ظاہر ہے یہ بات ایک ٹھوس حقیقت ہے لیکن وہ یہ سوچتے ہیں کہ جو جادو وہ وہاں سے لائے ہیں یقینی طور پر وہ ہمارے علم میں بھی ہے اگر ہم تشتا تک پہنچ جائیں تو اپنا جادو استعمال کریں گے اور اس طرح انہیں کوئی کامیابی نہیں حاصل ہو گی۔ چنانچہ اس کا بہتر طریقہ یہی دریافت کیا ہے انہوں نے کہ ہم سب کو قتل کر دیا جائے۔"

پروفیسر بیرن کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا اس نے سینڈرا کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر شدید خوف ابھر آیا تھا لابون نے کہا۔

"میں میڈم گارتھا کو تلاش کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ اس سلسلے میں مجھے کوئی اچھا مشورہ دے سکے۔" لابون آگے بڑھ گیا تو پروفیسر تشویش زدہ نگاہوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا کچھ دیر کے لیے مکمل خاموشی طاری ہو گئی پھر سینڈرا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"ڈیڈی یہ تو کچھ اچھا تو نہیں ہو رہا۔ اس کا مطلب ہے کیا آپ کی اس سرزمین پر بھی قتل و غارت گری کا بھی دور دورہ شروع ہو گیا ہے اور ڈیڈی ہم بھی نہ بچ سکیں گے۔"

پروفیسر بیرن نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

"ہاں حالات واقعی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں لیکن سارا الزام لابون پر ہی نہیں رکھا جا سکتا۔ یہاں ایسی، ایسی کارروائیاں ہو رہی ہیں جن میں تخریب جھلکتی ہے اور یوں لگتا ہے جیسے تردانہ میں بہت برا وقت شروع ہو چکا ہے۔"

"ڈیڈی شعبان نے اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا کیا آپ کے خیال میں شعبان ہماری کوئی مدد نہیں کرے گا۔"

"شعبان!" پروفیسر بیرن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ پھر کہنے لگا "میں اس شخص کے بارے میں کوئی صحیح بات نہیں کہہ سکتا۔"

"کیوں ڈیڈی؟"

"بعض اوقات مجھے لگتا ہے کہ یہ ایک معصوم بچہ ہے ایسا معصوم بچہ جسے دنیا کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے جو ہر چیز سے ناواقف ہے جو خطرناک سے خطرناک حالات میں اتنا بے خبر رہ سکتا ہے کہ چہرے پر خوف کی جھلک بھی نہ پیدا ہو اور جب وہ عمل کرتا ہے سینڈرا تو وہ عمل اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ سب لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ ان

دنوں بہت کچھ سوچ رہا ہوں۔"

"کیا ڈیڈی؟" سینڈرا کی آواز بدستور خوفزدہ تھی۔

"ہو سکتا ہے لسد شیرازی نے اسے زبردست ذہنی قوتوں سے آراستہ کیا ہو اس کا ماضی تو غلط نہیں ہے۔ یعنی جو کچھ اس کے بارے میں ہمارے علم میں آیا ہے اس کی تصدیق تو کئی بار ہو چکی ہے۔ وہ تردانہ ہی کا بیٹا ہے اور تھیبو اور شکالا نے اسے اس انوکھی دنیا میں جنم دیا ہے۔ جہاں میں نے بھی زندگی کا ایک طویل عرصہ گزارا اور جہاں تم نے بھی زندگی پائی لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ لسد شیرازی اس کی شخصیت سے واقف ہونے کے بعد اس کی تربیت میں مصروف ہو گیا ہو اور اسے زندگی کے دو رخ دیے گئے ہوں۔"

"دو رخ؟"

"ہاں دو رخ۔"

"وہ کیسے ڈیڈی؟"

"ایک سمت وہ ایک معصوم بچہ ہے تردانہ کا رہنے والا غیر معمولی صلاحیتوں سے آراستہ اور دوسری جانب وہ اس دنیا کا نوجوان ہے جو مکر و فریب کی دنیا ہے اور جہاں سازشیں جنم پاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شعبان کی اصل شخصیت کا ابھی تک کوئی صحیح روپ سامنے نہیں آیا۔ تو سینڈرا میں تم پر الزام نہیں رکھتا ظاہر ہے تم کہیں زیادہ معصوم ہو۔ ان عام لڑکیوں سے جو اس دنیا کی پروردہ ہیں کیونکہ میں نے تمہیں بہت سی الجھنوں سے دور رکھا ہے اور اپنی زیر نگرانی پروان چڑھایا ہے۔ یقینی طور پر شعبان کے بارے میں تم بھی دعوے سے نہیں کہہ سکتیں کہ وہ کس سے متاثر ہے اور کس سے نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بہت گہرا انسان ہو اور سب کو بیوقوف بنا رہا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ سچ مچ ایک احمق آدمی ہو۔" دفعتاً ہی گارتھا کی ہلکی سی ہنسی سنائی دی اور وہ ان کے عقبی حصے سے نمودار ہو گئی۔ دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے گارتھا ہنس رہی تھی۔

"بہت دیر سے میں آپ دونوں کی باتیں سن رہی ہوں۔ خیر باقی باتوں سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے لیکن شعبان کے سلسلے میں کچھ غلط فہمیوں کو دور کر دینا چاہتی ہوں۔ احمق لڑکی اگر تیرا خیال ہے کہ وہ تیری محبت میں گرفتار ہو گیا ہے تو اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دے۔ وہ نجانے کیا ہے اور نجانے کیا چاہتا ہے اور پروفیسر کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اسد شیرازی نے اس کو ایک خوفناک انسان بنا دیا ہے اور اس کے دو روپ ہیں لیکن مجھے دیکھو میرا نام گارتھا ہے اگر اس کے دو روپ ہیں تو میرے ہزار روپ ہیں۔ لوگوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں ہے ابھی تک اور دیکھ بھی نہیں سکتے کسی ایک آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ وہ میرا بھرپور جائزہ لے سکے۔ ابھی، ابھی لابون میری تلاش میں آیا تھا اور وہ خوفزدہ ہے اس بات سے کے سویرا والے ہم لوگوں کو قتل کر دیں گے یعنی تشتا کے ان لوگوں کو جو ان کے مقابلے میں جادو لائے ہیں۔ ڈیئر سینڈرا میں نے بارہا محسوس کیا تم شعبان کی قربت میں رہتی ہو اور شاید اس پر ڈورے ڈال رہی ہو، ہو سکتا ہے شعبان نے تمہاری محبت کا اعتراف کر لیا ہو اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہے کہ وہ اعتراف حقیقت ہے تو احمق لڑکی اسے دل سے نکال دو۔ اور پروفیسر بیرن تم بھی اپنا یہ احمقانہ خیال ترک کر دو کہ شعبان تمہاری قربت میں آسکتا ہے وہ کیا ہے یہ صرف میں جانتی ہوں صرف میں۔ اگر تم لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں تو سنو لابون احمق خوفزدہ ہے اس بات سے کہ ہمیں قتل کر دیا جائے گا لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ گارتھا موجود ہے اور پروفیسر اخناطون پر تم نے گارتھا کا اچھی طرح سے تجزیہ کیا ہو گا میری موت کے لیے کتنی کوششیں کی گئیں میں زندہ تمہارے سامنے ہوں اور یہاں تک آگئی ہوں جبکہ تم اپنی دنیا میں واپس آئے ہو۔

"جہاز چلانے والے اس لیے زندہ رکھے گئے ہیں کہ اخناطون کو انہیں یہاں تک لانا تھا۔ سینڈرا اس لیے زندہ ہے کہ وہ تمہاری بیٹی ہے میں کون ہوں میں صرف اپنی ذہانت سے یہاں تک آئی ہوں۔ مسٹر پروفیسر اور اپنی ذہانت سے تردانہ کی تاریخ میں بھی تبدیلیاں رونما کروں گی اور اس کا پہلا ثبوت میں تمہیں یہ دے رہی ہوں کہ اس وقت لابون جیسا آدمی بھی خوفزدہ ہے۔ تم سب اپنی زندگی

سے مایوس ہو گئے ہو۔ لیکن شعبان میرا تربیت یافتہ ہے اسد شیرازی نے تو اس پر جو محنت کی ہو سو کی ہو لیکن میں نے بہت کم وقت میں اس پر جو محنت کی ہے وہ کہیں زیادہ کارآمد ہے۔ شعبان ان لوگوں تک پہنچ چکا ہے لیکن وہ ہمارے لیے بالکل اسی طرح ہے جس طرح اخناطون پر اس نے اوشین ٹریٹرز والوں کو فنا کرنے کے لیے کارروائیاں کی تھیں۔ تم لوگ میری بات سمجھ رہے ہو نا اور احمق لڑکی اس کا خیال دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دینا تیری زندگی کی ضمانت میں دیتی ہوں۔ وہ میری ملکیت ہے صرف میری اور میں اسے جس طرح چاہوں استعمال کر سکتی ہوں۔" پروفیسر بیرن نے کہا۔

"نہیں میڈم گارتھا آپ کا خیال غلط ہے۔ سینڈرا نوجوان لڑکی ہے جوانی جوانی سے متاثر ہوتی ہے لیکن میں نے اسے یہ اجازت نہیں دی کہ وہ شعبان کی قربت اختیار کرے اور نہ ہی مستقبل میں میں یہ اجازت دوں گا۔ شعبان جو کچھ بھی ہے کم از کم میرے معیار پر پورا نہیں اترتا اور میں جس طرح چاہوں اپنی بیٹی کو تیار کر سکتا ہوں۔ آپ یہ بات اپنے ذہن سے نکال دیں کہ سینڈرا شعبان کے لیے کوئی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یعنی یہ کہ مستقبل میں ہمارا کیا ہو گا تو بہتر یہی ہے کہ جیسا آپ نے کہا ہم جینا چاہتے ہیں۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اور میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے شعبان کو کس حد تک مٹھی میں لے رکھا ہے اور یہ بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ شعبان ہمارے لیے کیا کر سکتا ہے۔"

"پروفیسر اگر شعبان ہماری زندگیاں بچا لے تو تردانہ میں اس کا کیا مقام ہو گا۔"

"کاش میں ابھی اس کا تعین کر سکتا۔ ہم تو خود مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہم زندہ بچتے ہیں یا نہیں اگر زندہ بچ جاتے ہیں تو تشتا والے ہمیں کس حیثیت سے قبول کرتے ہیں۔ یہاں سے نکلنا نصیب ہوتا ہے یا نہیں۔ پہلے یہ سارے فیصلے کر لیے جائیں اس کے بعد کوئی دوسری بات سوچی جائے گی۔" پروفیسر بیرن نے جواب دیا اور گارتھا پر خیال انداز میں مسکرانے لگی پھر اس نے کہا۔

"بہر حال آپ لوگ مطمئن رہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ایسی کوئی کارروائی یہاں نہیں ہو گی۔" گارتھا وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ وہ لابون کی سمت جا رہی تھی۔ جو بہت دور نظر آ رہا تھا۔ سینڈرا اور پروفیسر بیرن نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پروفیسر بیرن سرگوشی کے انداز میں بولا۔

"ہم مہذب دنیا سے اور کچھ لائے ہیں یا نہیں لائے ہیں لیکن گارتھا کی شکل میں تردانہ کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ لے آئے ہیں۔"

سینڈرا کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔ بارہا اس نے محسوس کیا تھا کہ گارتھا شعبان کی جانب متوجہ ہے۔ اور شعبان نے بھی اس سے کبھی نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ دونوں اکثر مسکرا، مسکرا گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ کیا شعبان درحقیقت دوہری شخصیت کا مالک ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔

❀

کئی سورج کئی چاند گزر گئے۔ سویرا کے لوگ اپنے اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔ شعبان کا زیادہ تر ساتھ نیل ہی سے رہتا تھا اس کی ماں رل شعبان کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھی اور شعبان کا تایا سنبوا اس پر جان چھڑکنے لگا تھا۔ شعبان کی اپنی فطرت میں بھی بڑی محبت تھی اور وہ ذہنی طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ پا رہا تھا۔

یہاں کا ماحول اسے اتنا اپنا اپنا لگا تھا کہ قدرتی طور پر وہ اس کی محبتوں میں گرفتار ہو گیا تھا۔ تاحد نگاہ پھیلا ہوا سبزی مائل سمندر جو نیا رنگ رکھتا تھا۔ آسمان پر ہلکا ہلکا سبز رنگ جس نے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا روشن درخت حسین پیلاہٹ مائل زمین آبادی کی دنیا سے ہٹ کر جنگلات کا سلسلہ اور مہذب دنیا کی مانند ان جنگلات میں کلیلیں کرتے ہوئے جانور جو شعبان کے لیے بے حد دلکش تھے اور اس کی بنیاد یہ تھی کہ وہ سب مختلف شکلوں کے

تھے۔ پرندے ایسے ایسے حسین اور ایسے خوشنما رنگوں سے سجے ہوئے کہ آنکھ لگے تو ہٹنے کا نام نہ لے۔ ساحل سمندر پر اترنے والی پرندوں کی ڈاریں شعبان جب بھی انہیں دیکھتا اس کے دل میں ایک آرزو بیدار ہوتی۔ کاش مہذب دنیا کے کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوتے اور وہ بھی شعبان کی سرزمین کو دیکھتے جیسے دردانہ اسد شیرازی یا کیپٹن ایڈگر کیا ہی انوکھی کیفیت محسوس کرتے وہ بہت کچھ سوچتا تھا وہ ان سب کے بارے میں یہاں کا ماحول بھی نظروں کے سامنے آچکا تھا اور اس میں بھی اس نے ایک اہم تجزیہ کیا تھا کائنات میں جتنے رنگ بکھرے ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی بے معنی نہیں ہے۔ ابتدا میں اس نے سوچا تھا کہ سمندر سے حاصل ہونے والی اور جڑی بوٹیوں سے جو خوراک تیار کی جاتی ہے اور جو جسموں کو مکمل غذا فراہم کر دیتی ہے ایک ماہ کے لیے وہ بلاشبہ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضرورتوں کا ایک حل تو ہے۔

لیکن انسانی زندگی اس کے بعد جس طرح معطل ہو جاتی ہے وہ ایک الگ تشویشناک مسئلہ ہے۔ مہذب دنیا کے چپے، چپے پر زندگی ہیجان کا شکار نظر آتی ہے اور یہی ہیجان ایجادات کو جنم دیتا ہے۔ بے شک اس ہیجان نے لاتعداد مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ زندگی کے لیے شدید مشکلات پیدا ہو چکی ہیں لیکن یہ ہیجان درحقیقت زندگی کا دوسرا نام ہے۔ یہاں تردانہ میں وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ لوگوں نے زمین کی گہرائیوں میں اپنے مکانات بنالیے ہیں۔ انہیں اپنی ضرورتوں سے بچالیا ہے اور اس کے بعد ان کے پاس کرنے کے لیے کچھ نہیں نہ وہ ہوائی جہاز ایجاد کرتے ہیں نہ مشینیں۔ نہ مل اور فیکٹریاں ان کی ضرورتیں آسانی سے پوری ہو جاتی ہے۔ تو وہ صرف سانسوں کی تکمیل کرتے ہیں یا پھر وہ اہم ترین مسائل جن کا تعلق ان کی اس مختصر اور سادہ سی زندگی سے ہے۔ پتہ نہیں یہ بہتر ہے یا وہ۔

حقیقت یہ تھی کہ وقت کی رفتار یہاں بہت سست ہو گئی تھی گزرنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ جبکہ اس دنیا میں یوں لگتا تھا جیسے دن اور رات ایک دوسرے کا پیچھا کر رہے ہوں۔ رات مختصر پڑتی تھی۔ تو اس کے بعد دن پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ کب صبح ہوتی اور کب شام اور زندگی کی یہ دوڑ غیر دلکش نہیں تھی۔ اس میں بڑا عمل تھا اور شعبان اسے اچھی طرح محسوس کر رہا تھا کہ وہاں کی اور یہاں کی زندگی میں کیا فرق ہے۔ یہ جگہ شدید ذہنی تھکن کے بعد اعصاب کو فرحت بخشنے کے لیے تو بے حد دلکش تھی۔ لیکن اگر یہاں طویل زندگی گزاری جائے تو اعصاب کا سکون ناقابل برداشت ہو جاتا تھا۔ یہ گہرا تجزیہ تھا شعبان کا لیکن نیل سے ایسا کوئی تذکرہ کسی بحث کا باعث بن سکتا تھا اور کسی نتیجے کا شعبان کے ذہن میں دوسرے بہت سے خیالات بھی تھے۔ محبت کرنے والوں کی آغوش میں اسے زندگی کا نیا لطف بے شک ملا تھا لیکن اگر ماں باپ ہوتے تو اس لطف میں نجانے کتنا اضافہ ہو جاتا۔ تھیبوا اور شکالا کہاں ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بہرحال سنبوا اور اس کی بیوی رل شعبان کو وہ تمام محبتیں دے رہے تھے۔

ادھر ٹیلان بھی شعبان سے دوستی نبھا رہا تھا اور شعبان نے گہری نگاہوں سے اس کا تجزیہ کیا تھا۔ وہ بے شک ایک ذہین نوجوان تھا اور اسے سویرا کی سربراہی بلاوجہ ہی نہیں دی گئی تھی۔ اس کی راہنمائی بے شک سویرا کے پانچ سب سے زیادہ معمر افراد کرتے تھے اور بڑا تعاون کرتے تھے وہ ٹیلان سے اور جہاں کہیں ٹیلان کو کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ سر جوڑ کر بیٹھ جاتے اور پھر فیصلے کر کے اسے مشورہ دیتے ان سب کے درمیان بڑی ہم آہنگی تھی۔ اور یونہی کاروبار زندگی چل رہا تھا۔ لیکن نہایت سست روی سے۔ آہستہ، آہستہ اس حسین ماحول میں جو فرحت چھپی ہوتی تھی اس سے شعبان کو انکار نہیں ہو سکا تھا۔ لیکن زندگی سیمابیت رکھتی تھی اور اگر اس سیمابیت کی تکمیل نہ ہوتی رہے تو سست روی کا احساس اعصاب کی تھکن بن جاتا ہے اس سے فرصت کے لمحات میں مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا تھا اس وقت بھی وہ اس کے ساتھ ایک الگ تھلگ گوشے میں بیٹھا اس سے مشورے کر رہا تھا۔

"میرے ذہن میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا

حل تلاش کرنے میں مجھے مشکلات پیش آرہی ہیں۔ بزرگوں سے مشورے جاری تھے اور وہ مختلف باتیں کہتے ہیں۔ وہ تمام لوگ جو مہذب دنیا کا جادو لے کر آئے ہیں اپنے جادو کو آزمانے کے لیے پر تول رہے ہیں لیکن تجزیہ کیا ہے میں نے کہ اگر میں انہیں ان کے جادو آزمانے کی اجازت دے دوں تو تردانہ میں جنگ کا آغاز ہو جائے گا اور ہمارے لیے سب سے بدترین مسئلہ یہ ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں۔ چند لوگوں کی متفقہ رائے ہے کہ تشتا والوں کو ہلاک کر دیا جائے اور اس جادو کو ہمیشہ کے لیے فنا کر دیا جائے۔ جو وہ وہاں سے لے کر آئے ہیں۔ اور اگر وہ جادو ان تک پہنچے تو ہمیں ان پر نئی دنیا کے جادو کی برتری حاصل ہو جائے۔ وہ جو بارود بنانے کی بات کرتا ہے کہتا ہے کہ آتشی ہتھیاروں سے انسان کو مجموعی تعداد میں باآسانی فنا کیا جاسکتا ہے۔ تم خود سوچو کہ ہم ایک ہی جیسے گوشت پوست سے بنے ہوئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے دوسرے کو فنا کریں گے وہ کام اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ جو فطرت کے ہوتے ہیں اگر ہمیں اس میں کامیابی حاصل ہو گئی تو کیا ہم میں ہر وہ اپنی سانس کے آخری لمحے تک نہ روتا رہے گا۔ جس نے اپنے جیسے کو درمیان سے ہٹا دیا اور اس طرح کہ وہ کبھی نہ واپس آئیں۔ تم خود سوچو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔" شعبان نے عقیدت بھری نگاہوں سے ٹیلان کو دیکھا اور بولا۔

"یہ بہت بڑا جذبہ ہے ٹیلان۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس نئی دنیا میں جو طوفانی نفرتیں پھیل گئی ہیں۔ وہ موت کو جنم دیتی ہیں اور وہاں ایسے، ایسے دردناک المیے بیدار ہوتے ہیں جنہیں سن کر وہاں کے رہنے والے بھی درد و کرب میں ڈوب جاتے تھے۔ سو بھلا ہم یہ کیسے کریں گے۔ چاہے حالات کچھ بھی ہوں کیسا بھی ہو جائے یہ عمل نہیں ہونا چاہیے۔"

"تو نے میرے سر سے اتنا بڑا بوجھ اتار دیا ہے شعبان میرے بھائی کہ میں تجھے بتا نہیں سکتا۔ بزرگوں نے خود بھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ شعبان کے پاس عقل کا جادو ہے۔ تھیبوا ہواؤں کا بیٹا تھا اور اس نے ہواؤں کے دوش پر چلنا سیکھا۔ لیکن شعبان عقل کا جادو لایا ہے اور وہ سب سے اہم جادو ہے۔ کیونکہ اس سے ہر طرح کا جادو جنم لیتا ہے سو ان لوگوں کے بارے میں شعبان کا مشورہ آخری مشورہ تصور کیا جائے اور تو نے یہ کہا کہ ہم موت کے سوداگر نہیں بنیں گے۔ بے شک ہم موت کے سوداگر نہیں بنیں گے اور ایسا ہی تشتا والے بھی سوچتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ ہم میں ہی سے ہیں۔ یہ بنیادی اختلاف جادوگروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ سو کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ جادوگروں کو ان کے جادو میں محکوم کر دیا جائے اور انہیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنا جادو صرف تردانہ کی بھلائی کے لیے استعمال کریں اگر کسی نے اپنا جادو کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے خرچ کیا تو درحقیقت سزا کا مستحق وہ ہو گا۔ تو میرے بھائی یہ جگہ غلط ہے لیکن میں اور تو جہاں یکجا ہو جائیں وہ جگہ غلط نہیں ہوتی۔ میں اب تجھ سے مشورے مانگتا ہوں چند بنیادی امور پر میری راہنمائی کر۔"

"کاش میری رہنمائی تیرے لیے کارآمد ثابت ہو۔ ٹیلان میں تیار ہوں۔"

"بنیادی طور پر سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم تشتا والوں کو گھیر کر یہاں لے آئے ہیں اگر ہم یہ نہ کر پاتے تو آج سویرا والے تشتا والوں کے قیدی ہوتے وہ کیا کرتے یہ ہم نہیں جانتے ہمیں ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ کیا انہیں قتل کر دیا جائے۔"

"اس بات کا اب کوئی امکان ہی ختم کر دیا گیا ہے ٹیلان....."

"ہاں بالکل ختم کر دیا گیا۔ اب ہم انہیں قتل کرنے کی بات نہیں کریں گے۔"

"تو پھر کیا انہیں آزاد کر دیا جائے....."

"نہیں میں تجھ سے پہلا سوال یہ کرتا ہوں ٹیلان کہ تشتا اور سویرا کے درمیان راستے کا کیا ذریعہ۔ اور تشتا کی سرحد کہاں سے شروع ہوتی ہے کہ میں نے ابھی مختصر ہی علاقہ دیکھا ہے۔ لیکن جہاں بھی دیکھا۔ سویرا والوں کو پایا۔ تشتا والے نظر نہیں آتے....."

"کافی فاصلے پر ایک پہاڑ جو فطری نوعیت کا ہے ہمارے درمیان حد فاصل بن گیا ہے۔ اور اس کے دوسری جانب تشتا آباد ہے اور یوں تھا کہ پہلے اس پہاڑ کے درے ادھر سے ادھر جانے کا راستے تھے۔ لیکن اب ان دروں کو وسیع و عریض چٹانی دروازے بنا کر بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس طرح تشتا اور سوبیرا تقسیم ہوگئے ہیں۔ جب کبھی ہمیں کوئی پیغام ان تک پہنچانا ہوتا ہے تو ہم روشنی کا جادو استعمال کرتے ہیں۔ اور رات کو جب سبز چاند نکلتا ہے تو ہم سرخ روشنی فضا میں منتشر کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم تشتا والوں کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں۔ تب ہم اپنی جانب کا سنگی دروازہ کھولتے ہیں۔ اور وہ اپنی جانب کا سنگی دروازہ پھر وہاں سے تین افراد جو مدبر ہوتے ہیں گزر کر ہمارے علاقے میں آتے ہیں۔ یا ہم میں سے کچھ گزر کر ان کے علاقے میں جاتے ہیں۔ سو ہمارے درمیان گفتگو ہوتی ہے۔ اور یوں پیغامات کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔۔۔"

"خوب تو میرے دوست دوسرا سوال یہ کہ کیا تشتا والوں کے پاس سوبیرا کے کچھ افراد قید ہیں"۔

ٹیلان نے چونک کر شعبان کو دیکھا اور بولا.....

"ہاں۔ بہت سے ایسے لوگوں کو انہوں نے قید کر لیا ہے جو غلطی سے یا کسی نہ کسی طرح وہاں تک جا پہنچے ہیں۔ یا کچھ ایسے خاندان جو ذہنی طور پر سوبیرین ہیں لیکن وہاں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ اب وہاں قیدیوں کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہمارے لوگ ہمیں واپس دے دیئے جائیں لیکن انہوں نے نہ مانا....."

"تو پھر سن ٹیلان ان لوگوں کی ہلاکت تو کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے۔ تو بس یہ کر کہ ان لوگوں کو پیغام دے اور جب وہ قاصد کی حیثیت سے آئیں تو دوسرا پیغام انہیں یہ دے کہ جو تشتا والے یہاں آئے ہیں اگر ان کی زندگی تشتا والوں کو درکار ہے تو وہ ہمارے تمام قیدیوں کو رہا کر دے۔ اور ہم ان لوگوں کو ان کے بدلے میں ان کے حوالے کر دیں"۔ ٹیلان پھٹی پھٹی آنکھوں سے شعبان کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر مسرت پھوٹ رہی تھی۔ اس نے کہا.....

"گویا قیدیوں کا تبادلہ!....."

"ہاں...."

"لیکن اس سے ایک خطرہ ہے شعبان؟"

"کیا؟"

"کیا یہ لوگ مہذب دنیا کا وہ جادو وہاں تک نہ پہنچا دیں گے؟"

"مہذب دنیا کا جادو وہاں تک پہنچ گیا تو ہمارے پاس اس کا توڑ موجود ہے ہم ان لوگوں کو سمجھائیں گے گفتگو کریں گے۔ اور اپنے نظریات ان تک پہنچائیں گے۔ میرے خیال میں تشتا والے اب اس قدر بد انسان ہو گئے ہیں کہ وہ یوں نہ سوچیں کہ جیسے ہم نے سوچا....."

"امکان نہیں ہے اس بات کا آخر وہ ہم میں سے ہیں۔ لیکن یہ نئے آنے والے ہم میں سے نہیں ہیں۔ جیسا کہ سوبیرا کے لوگ وہ اپنا جادو آزمانے کے لئے دیوانے ہو رہے ہیں۔ اور اپنی اپنی تلاش میں مصروف ہو گئے ہیں....."

"خوب اس کے باوجود ہم یہ خطرہ مول لیں گے اور ان کی طرف سے پیش آنے والے خطرات کا مقابلہ بھی کریں گے۔ لیکن ہمارے بچھڑے ہم میں واپس آ جائیں یہ بہت اچھی بات ہوگی....."

"میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ تو پھر تیرا کیا خیال ہے۔ ان لوگوں کو اس بنیاد پر آزادی دے دی جائے...."

"ہاں اور اگر تم انسانی نکتۂ نگاہ سے سوچتے ہو ٹیلان تو ہمارے سامنے کچھ اور افراد ایسے ہیں جن کے لیے ہمیں رحم کا انداز اختیار کرنا ہوگا....."

"وہ کون؟"

"اس دنیا کے وہ لوگ جو ہمارے قیدی بن کر یہاں تک آئے ہیں اور جہاز چلا کر لائے ہیں....."

"ارے ہاں ان کا مسئلہ بھی ہمارے لئے باعث تشویش ہے۔ ان کا کیا جائے؟"

"جان سیموئل اور اس کے ساتھیوں کو رہائی دینا ہوگی۔ اور ایک مخصوص وقت پر انہیں اجازت دے دی جائیگی کہ وہ اس جہاز اختاطون کو لے کر اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں۔ ان کی راہنمائی کر دی جائیگی اور اس کے بعد انہیں ان کی تقدیر پر چھوڑ دیا جائیگا۔"

"آہ میں نے وہ خوبصورت جہاز دیکھا۔ مہذب دنیا کے بارے میں جاننے کے لیے وہ ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں کیا کیا نہیں موجود ہے۔ میں تو اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ہم میں سے بہت سے اس کا جائزہ لے چکے ہیں۔"

"اسے مکمل طور پر محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ اس سے میری جذباتی زندگی وابستہ ہے ٹیلان۔"

"ایسا ہی کیا گیا ہے۔ شاید تجھے وہ اس جگہ نظر نہ آیا ہو جہاں اس کا استقبال کیا گیا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جان سیموئل ہی کے ذریعے ہم اسے ایک ایسے پہاڑی گٹاؤ میں لے آئے ہیں جو تین سمت سے چوڑی دیواروں میں ڈھکا ہوا ہے۔ اور وہ جہاز اس کے درمیان چٹان کا ایک حصہ بن گیا ہے اور وہاں مکمل طور پر محفوظ ہے۔ اس طرح کہ اس تک جانے کے راستے بھی ایک پہاڑی دیوار کے سوراخ سے گزرتے ہیں۔ لیکن اس سوراخ پر لوگوں کو متعین کر دیا گیا ہے کہ ہر کوئی اس تک جا کر اسے خراب نہ کر سکے...."

"ارے ہاں میں نے تو طویل عرصے سے اس کا جائزہ ہی نہیں لیا....."

"خیر اب یہ بتا شعبان کہ اس کے بعد ہم اور کیا کریں؟"

"دیکھو ٹیلان یہ ایک تجربہ ہوگا اور اس سے ہم ایک پیغام بھی بھیجیں گے۔ تشتا والوں کو کہ امن و امان بہتر ہے جنگ و جدل سے اور وہاں کے بڑے ہمارے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھیں اور یہ جو مہذب دنیا سے موت کا جادو حاصل کرنے گئے تھے۔ وہاں کے بارے میں ایک دوسرے کو بتائیں کہ وہاں زندگی کسقدر معمولی ہوگئی ہے۔ اور یہ برائیاں ہماری دنیا تک نہ پہنچیں۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس طرح ہو سکتا ہے وہ مسائل حل ہو جائیں۔ جو تردانہ کے لیے طویل عرصے سے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں"۔ ٹیلان تو خوشی سے اچھلنے لگا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا....

"کون کہتا ہے کہ وہ بوڑھے بزرگ تجھ سے زیادہ مدبر ہیں۔ جو صدیاں گزار چکے ہیں۔ اور مشورہ دیتے ہیں تردانہ والوں کو میں تو یہ کہتا ہوں کہ تو نے ایک ایسا حل چند لمحوں میں پیش کر دیا ہے۔ جسے صدیوں میں نہ سوچا جا سکا ہو۔ میں اسے عملی شکل یوں دوں گا کہ سب سے پہلے ہم تردانہ کے دوسرے حصے تشتا سے قیدیوں کا تبادلہ کرتے ہیں اور اس سے بھی پہلے ہم قیدیوں کے درمیان پہنچ کر انہیں یہ بتاتے ہیں کہ برائی ہر حال میں برائی ہوتی ہے۔ اور اس کے نتائج سنگین۔ اور تباہ کن پھر ہم بزرگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ ان آنے والوں سے اس دنیا کے بارے میں پوچھا جائے۔ جسے وہ نئی دنیا کہتے ہیں۔ اور جس کے جادو کو افضل قرار دیتے ہیں۔ سو یہ سب سے اچھی بات ہے کہ فیصلہ اسی شکل میں ہو جائے اور آخر کار ہم سلا نوبیہ کی اولیت قبول کر کے پھر سے یکجا ہو جائیں۔ واہ کیا خوابصورت حل ہے۔ اے کاش یہ سب کچھ اسی طرح ہو جائے۔ آ میرے دوست میرے بھائی تو نے میری آنکھوں کو روشن کیا ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تیری فراست ایسا کوئی حل پیش کر سکتی ہے۔ میں اب بزرگوں سے یہی بات کرتا ہوں اور ان کی منظوری دے کر ہم سب قیدیوں کے احاطے میں چلتے ہیں تاکہ انہیں سمجھا سکیں"۔

ٹیلان نے یہ حکم جس قدر جلد ممکن ہو سکا کر ڈالا۔ اس دن نیل رل اور سنبوا بھی بہت خوش نظر آ رہے تھے اور ٹیلان برا انسان نہیں تھا کہ اس کارروائی کو اپنے آپ سے

منسوب کرتا۔ اس نے کھلے عام یہ کہا تھا کہ شعبان اس کا بھائی نئی دنیا سے جو چیز لایا ہے اور جو سب سے زیادہ کار آمد ہے وہ ہے عقل کا جادو۔ جو بہتر سوچنا جانے اب سچ بات یہ ہے کہ ہر چیز سوچ سے عمل میں آتی ہے۔ اور سوچ کے لیے عقل ضروری ہے۔ سو عقل کا جادو برتر ہے۔ ان تمام چیزوں پر جو تباہی اور محبت کی پیغامبر ہوتی ہے۔ سو اس نے جو مشورہ دیا بزرگوں نے قبول کیا۔ اور بزرگوں کی قبولیت کے بعد لازمی امر یہ تھا کہ آغاز کر دیا جائے۔ پھر جب یہ لوگ چمک کے احاطے میں داخل ہوئے تو سب انہیں گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے کہ آج ان کے آنے کا انداز ذرا مختلف تھا۔

شعبان اور ٹیلان سامنے آگئے تھے۔ چند اور افراد ان کے ساتھ تھے جو چاروں طرف سے نگرانی کر رہے تھے۔ اور وہ ہوشیار تھے۔ تب ٹیلان آگے بڑھا اور اس نے کہا۔

"تشتا والو اور وہ جو نئی دنیا کے معزز لوگ ہیں ذرا سب مل کر میرے سامنے آجاؤ۔ میں تمہیں سو بیرا کی طرف سے پہلا پیغام دینا چاہتا ہوں۔ اور اس پیغام میں تمہارے لیے بھلائی ہے برائی نہیں"۔ سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ لابون بھی گارتھا درتھا بھی۔ گارتھا نے مسکراتے ہوئے لابون کے کان میں کہا۔

"اور میں نے تم سے کہا تھا کہ سو بیرا والے کچھ بھی کریں میں نے شعبان ان کے درمیان بھیجا ہوا ہے جو بہتر ہی خبر لائے گا خیر سنو۔ یہ حسین آدمی کیا کہتا ہے۔" گارتھا کی نگاہیں پاؤں کے ناخن سے لے کر سر کے بالوں تک ٹیلان کا جائزہ لے رہی تھیں اور ان میں ایک نشہ آلود کیفیت ابھرتی آرہی تھی۔ نجانے کس فطرت کی عورت تھی وہ۔

ٹیلان نے ان سب کو دیکھا جو اس کے سامنے آکھڑے ہوئے تھے۔ پھر اس نے کہا۔ "بات کسی ایک سے کہنے کی نہیں ہے بلکہ میں سب سے کہہ رہا ہوں ان سے جو تردانہ کے لوگ ہیں جنہیں اپنی زمین سے پیار ہے اور یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تردانہ کے لوگ تردانہ سے دشمنی کبھی نہیں کریں گے۔ بے شک طویل عرصے سے ہمارے درمیان ایک چپقلش چل رہی ہے۔ تردانہ دو گروہوں میں تقسیم ہو چکا ہے اور لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اب تشتا اور سو بیرا کبھی ایک نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن میں بنیادی طور پر تمہیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مقصد وہیں جا کر ختم ہوتا ہے، اگر تشتا والے، سو بیرا والوں پر برتری حاصل کر لیں تو زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے۔ یہی ناں کہ سو بیرا کو تشتا میں شامل کر لیں گے۔ اور پھر ایک کہلائیں گے۔ سو بیرا والوں کا مقصد بھی اس سے مختلف نہیں ہے، بات صرف ان افراد کی آجاتی ہے جو ذاتی طور پر اپنی برتری چاہتے ہیں اور اپنے جادو کو افضلیت دینے کے خواہش مند ہیں۔ دوستو! سارا کام اور سارا کھیل یہیں سے شروع ہوا ہے ہم میں سے ہر شخص جادوگر نہیں ہے اور جادوئی قوتوں سے واقف نہیں ہے۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص تردانہ کا باشندہ ہے اور تردانہ کی زمین پر امن چاہتا ہے۔" ٹیلان نے کہا۔

"سو بیرا والوں نے اپنی قوتوں کو بڑھانے کے لئے کچھ لوگوں کا انتخاب کیا اور انہیں خطرناک دنیا میں بھیجا جہاں جادو ایک الگ حیثیت رکھتا ہے، آتش و آہن کا جادو وہاں اول سمجھا جاتا ہے۔ لیکن آنے والوں نے جب اپنے وہاں کے تجربات بیان کئے تو پتہ یہ چلا کہ وہاں کے رہنے والے انسانوں کی مانند زندگی نہیں گزارتے وہ ہر لمحہ موت کے خوف کا شکار ہیں۔ اور یہ موت انہیں ان کے اپنے لوگوں سے مل رہی ہے، سو یہاں جو کچھ سامنے آیا وہ یہی ہے کہ ہم اس دنیا کی تخلیق کر کے اپنے لئے باہر سے موت منگانا چاہتے ہیں.... تردانہ کی حسین سرزمین کسی بھی طرح اس وحشت کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ امن کا جھنڈا کوئی بھی بلند کر دے یہ اس کا فرض ہے اور یہی تردانہ سے محبت کا فرض بھی ہے۔ آپ لوگ بھی تشتا کے لئے وہاں سے قوتوں کا خزانہ لے کر آئے ہیں۔ لیکن آپ یہ سوچئے کہ ہمارے جسموں کے تار ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، ہم نے ایک ہی سرزمین پر رہ کر زندگی گزاری ہے، ہم ایک دوسرے کو فنا کیسے کر سکتے ہیں، تردانہ کے کسی بھی باشندے کی موت آپ میں سے کس کے لئے باعث خوشی ہوگی۔

"دوستو! آپ نے یہ سنا ہوگا کہ شاید سو بیرا والے آپ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں، وہ دل کہاں سے لائیں گے ہم جس کے ذریعے اپنے جیسوں کو زندگی سے محروم کیا جاسکے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے اور نجانے کیوں ہمارا دل کہتا ہے کہ آپ لوگ بھی یہ نہیں کر سکتے بلکہ آپ تو زیادہ بینائی رکھتے ہیں، کیونکہ آپ نے بڑی دنیا دیکھی ہے، میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا بس اتنا بتانا چاہتا ہوں آپ کو کہ آپ کی زندگی محفوظ ہے اور شکر ہے کہ ہمارے آدمی بھی ہم تک پہنچ چکے ہیں، میں انتظامات کر رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو واپس آپ کے گھروں تک پہنچا دیا جائے اور اس کے لئے میں تردانہ کے دوسرے حصے سے سمجھ داروں کو طلب کر رہا ہوں، مطمئن رہیں اور بس ایک بات ذہن میں رکھیں وہ یہ کہ یہ محبت اور امن کی سرزمین ہے جو جادو آپ وہاں سے لائے ہیں اسے آپ نے اپنوں کے خلاف استعمال کیا تو وہ جادو جو سو بیرا والے وہاں سے لائے ہیں آپ کے خلاف استعمال ہوگا اور نتیجہ موت کے سوا اور کچھ نہیں نکلے گا۔

"آپ جب اپنی دنیا میں واپس جائیں تو بھرپور کوشش کریں کہ ہم محبتوں کو فروغ دیں، انہیں بتائیں کہ بری دنیا کس بے کسی کا شکار ہے، اقتدار کی ہوس میں وہ اپنی ہی موت کا باعث بن گئی ہے میں آپ کو یہی خوشخبری دینا چاہتا تھا اور اتنا ہی بتانا چاہتا تھا، کسی قسم کی بددلی کا شکار نہ ہوں اور اطمینان رکھیں کہ آپ کے لئے بہتری ہی بہتری ہے، باقی رہا ان لوگوں کا معاملہ جو جہاز اخناطون کو چلا کر یہاں تک لائے ہیں۔ معزز دوستو! بہت مختصر وقت میں آپ کو معزز مہمانوں کی حیثیت دے دی جائے گی لیکن ہم اتنا ضرور چاہیں گے کہ آپ سے کہ تردانہ کی سرزمین پر ایک طویل قیام کیجئے اور یہاں ہر قسم کی آسائش حاصل کیجئے۔ ہم اپنے مسائل کے حل کے بعد ہی آپ کو جانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اس سے پہلے اگر یہ ممکن ہوتا تو ہم ضرور ایسا ہی کرتے۔ آپ کا جہاز محفوظ رکھا جائے گا۔ اور آپ کو خود اجازت دی جائے گی کہ آپ اس کی حفاظت کریں۔

"چنانچہ آپ تھوڑے وقت انتظار کر لیں، آپ کو بھی امن و امان اور محبت کی پیشکش کی جاتی ہے۔ مجھے بس اتنا ہی کہنا تھا"۔ ٹیلان نے سلسلۂ گفتگو منقطع کر دیا۔ اور لوگوں کے منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکلنے لگیں۔ سبھی خوش تھے اور زندگی بچ جانے پر بہت مسرور نظر آرہے تھے۔ گارتھا نے فخریہ انداز میں کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو لابون۔ یہ الفاظ شعبان کے تھے اور آواز ٹیلان کی"۔ لابون نے عجیب سی نگاہوں سے گارتھا کو دیکھا اور بولا۔

"لیکن جو کچھ اس نے کہا وہ قابل غور تو ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں"۔ گارتھا بے نیازی سے بولی۔

سینڈرا نے پروفیسر بیرن سے کہا۔

"ڈیڈی اب کیا ہوگا؟" پروفیسر بیرن پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔

"صورت حال بری نہیں ہے سینڈرا اگر واقعی تشتا اور سو بیرا یکجا ہو جائیں تو پھر بتاؤ ہمارے راستے میں کونسی مشکلات پیش آئیں گی۔"

شعبان اخناطون پر جانا چاہتا تھا۔ اسی لئے ٹیدن سے ہی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بولا

"یہ پتہ کہ اس خوبصورت جہاز کو دیکھ چکا ہوں۔ لیکن میرے دل میں آرزو ہے کہ اسے تمہارے ساتھ دیکھوں معلومات حاصل کروں...."

"اگر ہم جان سمیوئل اور اس کے ساتھیوں کی بھی ساتھ لے لیں تو۔"

"تم میرے وجود کا نصف ہو۔ اپنی کسی خواہش پر مجھ سے سودے بازی نہ کیا کرو۔"

"اور میرے بغیر بھلا یہ کیسے ممکن ہے...." اس نے مداخلت کی۔

"تو پھر کیا طے رہا؟"

"سمیوئل کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ بلائیے اور ان کے قیام کا بندوبست قیدیوں سے الگ کر دیا جائے۔ میں اس کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ مجھے کچھ وقت دو۔"

"ہاں یہ مناسب ہے"۔ شعبان نے اتفاق کیا اور ٹیلان

نے گردن ہلادی پھر وہ سیموئل اور اس کے ساتھیوں کے قیام کے لئے انتظام کرنے چلا گیا۔

ٹیلان کی ذمے داریاں کچھ اور تھیں لیکن اس نے بھی وقت نکال لیا شعبان کے ساتھ اخناطون کو دیکھنے کا مزا کچھ اور ہی تھا۔ چنانچہ نیل اور ٹیلان بھی شعبان کے ساتھ تھے۔ شعبان زیرک تھا اس نے خود جان سیموئل کے پاس جانا مناسب نہیں سمجھا تھا اور ٹیلان نے اس کی ہدایت پر چند لوگوں کو سمجھا کر بھیج دیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد جان سیموئل اور اس کے ساتھی آگئے اور ٹیلان نے کہا۔

"شعبان مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتاچکا ہے۔ جان سیموئل اور اطمینان رکھو تمہارا جہاز تمہارے لئے محفوظ کردیا گیا ہے۔ تاکہ جب ہم لوگ یہاں کے مسائل پر قابو پالیں تو تمہیں عزت واحترام کے ساتھ روانہ کردیں۔"

"ان حالات میں تم نے ہمیں زندگی ہی بخشدی ہے تو تمہارا احسان ہے۔ ہم تم سے تعاون کریں گے۔" سیموئل نے کہا۔

"دوستو۔ سوبیرا کی وسعتیں تمہارے لئے کشادہ ہیں اور اب تم یہاں سے واپس قید خانے نہیں جاؤ گے بلکہ تمہارے لئے دوسری رہائش گاہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ وہاں تم خوش رہو گے۔"

جان سیموئل نے اس کا شکریہ ادا کیا تھا اس کے بعد یہ سب سیموئل کے ساتھ اخناطون پر چل پڑے۔ سیموئل نے اخناطون کے تحفظ کے انتظامات دیکھ کر اطمینان کا اظہار کیا۔ پھر اس نے کہا۔

"مسٹر شعبان اخناطون طویل عرصہ تک لنگر انداز رہے گا۔ اس کے انجن اور کچھ دوسرے حصوں کو اگر گریس میں ڈھک دیا جائے تو انجن محفوظ رہے گا۔"

"آپ کا کہنا درست ہے۔"

"میں ایک شریف آدمی ہوں مسٹر شعبان اور کسی سازش کا حامل نہیں ہوسکتا۔ آپ مجھ پر اعتبار کریں۔ اخناطون ہمارے لئے زندگی کا ضامن ہے کیونکہ اس پر ہماری واپسی کا انحصار ہے اس لئے میں صرف اس کی بقا چاہتا ہوں۔"

"مجھے آپ پر اعتماد ہے۔"

"تو مجھے اسے گریس کرنے کی اجازت دی جائے۔"

"بیس نوجوان آپ سے تعاون کریں گے مسٹر سیموئل۔ آپ ان کے ساتھ مل کر یہ کام کریں۔ کیا یہاں گریس موجود ہے۔"

"ایڈگر مورا س معمولی کپتان نہیں تھا۔ میں اخناطون کو چلاتے ہوئے اپنے انجینیئروں سے اس کا تذکرہ کرتا رہا ہوں۔ اخناطون پر ہر وہ شے موجود ہے جو اس کی ضرورت ہوسکتی تھی۔"

"گویا گریس موجود ہے۔"

"کوئی پچاس ڈرم۔ جو کئی بار اسے گریس کرسکتے ہیں۔" پھر شعبان ٹیلان اور نیل کو اخناطون کے مختلف شعبے دکھاتا رہا۔ اس نے اسے ہتھیار بھی دکھائے اور کہا۔

"یہ ہتھیار۔ آدھے تردانہ کو ختم کرسکتے ہیں۔"

"آہ۔ یہ تو بے حد خوفناک بات ہے۔"

"مگر اس کا ایمونیشن میں نے ختم کرلیا ہے اور اب یہ بارود کے بغیر نامکمل ہیں۔"

نیل کے لئے اخناطون ایک عجوبہ تھا۔ بہرحال میں نے جان سیموئل پر اعتبار کیا گیا اور اسے اخناطون کی حفاظت کی ذمے داریاں سونپ دی گئیں۔ اور پھر اخناطون سے واپسی ہوگئی۔

بزرگوں نے منظوری دے دی تھی۔ میں نے اتفاق کیا تھا چنانچہ انتظامات کیے گئے اور پھر روشنی کے جادوگر نے سرحدی پہاڑی کے پاس جاکر پتھروں میں آگ جلانا شروع کردی۔ اس کے بعد اس نے سرخ نگینے جیسی کوئی شے نکالی اور اسے سلگتے پتھروں میں ڈال لیا۔ روشنی نے اچانک سرخی اختیار کرلی اور اس کے بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سرخ نگینہ فضا میں سینکڑوں فٹ بلند ہوگیا۔ اوپر جاکر وہ پھٹا اور ایک چمکدار سرخ چھتری فضا میں بلند ہوگئی جو بہت دیر تک پہاڑوں کو سرخ رنگ میں نہلائے رہی تھی۔ بلاشبہ یہ عجیب چیز تھی۔ ٹیلان نے کہا۔

"ہم نے انہیں پیغام دے دیا ہے۔ اب سنگی دروازوں پر ان کا انتظار کرنا ہوگا۔" شعبان کو یہ سب بے حد پُراسرار لگ رہا تھا۔ رات کو نیل نے اس سے کہا۔

"تجھے یہ سب کیسا لگتا ہے شعبان۔"

"اچھا!"

"اور میں؟"

"تو بھی دنیا کا ایک حصہ ہے۔"

"گویا میں بھی اچھی لگتی ہوں۔"

"بیشک۔" شعبان بولا۔ نیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیر سمندر پہاڑوں میں۔ میں نے اپنا ایک گھر بنا رکھا ہے۔ وہ میری سکون گاہ ہے جہاں میں تنہا ہوتی ہوں۔ کل میں تجھے اپنے ساتھ وہاں لے جاؤں گی۔"

"سمندر کے نیچے۔"

"ہاں۔"

"یقیناً وہ دیکھنے کے قابل جگہ ہوگی اور مہذب دنیا کے لوگ تو یہ سوچ بھی نہ پاتے ہوں گے۔ میں وہ جگہ ضرور دیکھوں گا۔"

"وہاں میں نے ایک انوکھی چیز رکھی ہے۔"

"وہ کیا ہے؟"

"وہاں پہنچو گے تو دکھاؤں گی۔ تم اسے دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔"

"ایسی کیا چیز ہے؟"

"اسے سنگت بستہ کہتے ہیں۔ صدیوں میں سورج کی کوئی کرن سمندر کی گہرائیوں میں جھانکتی ہے تو وہ تہہ کے جس ٹکڑے کو چومتی ہے وہ سنگ بستہ بن جاتا ہے یعنی سچ کا جادو۔ اور اس پتھر کو چھو کر جو بھی کہا جاتا ہے سچ کہا جاتا ہے چاہے انسان کتنا ہی جھوٹ بولنا چاہے۔"

"تم مجھ سے کوئی سچ سننا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ ایک ایسا سچ جس پر میری آئندہ زندگی کا انحصار ہے..... نیل نے عجیب سے لہجے میں کہا اور شعبان چونک کر اسے دیکھنے لگا.....! کچھ بھی نہیں جانتا تھا وہ بھی اپنی دنیا کے بارے میں مگر بہت کچھ جاننا چاہتا تھا۔ بہت کچھ۔"

سوبیرا کے داخلی سنگی دروازے پر تشتا والوں کی طرف سے جواب کا انتظار کیا جارہا تھا اور سرخ روشنی کا پیغام فضا میں منتشر ہونے کے بعد سے اب تک ہر شخص بے چینی سے منتظر تھا کہ تشتا والے کیا جواب دیتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد تشتا والے جو شکل و صورت اور لباس میں بالکل سوبیرا والوں جیسے تھے اور یہ اندازہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ ان کے درمیان کوئی اختلاف ہے، ٹیلان نے محبت سے ان کا استقبال کیا اور کھڑے ہوکر انہیں تعظیم دی جس کے اعتراف کے آثار ان کے چہروں پر نظر آنے اور ان کے بیٹھنے کے لئے معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ سو ان میں سے ایک شخص جو عمر رسیدہ تھا اور چہرے سے تجربے کار معلوم ہوتا تھا آگے بڑھ کر ان سب کا تعارف کراتے ہوئے بولا۔

"میں سرخ روشنی کے جواب میں آیا ہوں اور اس بات کا آرزو مند ہوں کہ مجھے ایک مہمان ہی کا درجہ دیا جائے اور کسی دشمنی کا آغاز نہ کیا جائے کہ میں نمائندہ ہوں تشتا کا اور گفتگو کرنے آیا ہوں اس روشنی کے جواب میں۔" ٹیلان نے کہا۔

"معزز بزرگ ہم جانتے ہیں کہ صدیوں پہلے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی شکل میں تم سے ہمارا کوئی رشتہ قائم ہوگا اور وہ رشتہ تو اب بھی نہیں ٹوٹنا چاہیئے اس کا کوئی نام نہ ہو لیکن بدقسمتی ہے ہماری کہ ہم فاصلوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں جو ہوا سو ہوا۔ آپ کی آمد پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے اور میرے بزرگوں نے یہ طے کیا کہ جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ اپنی جگہ لیکن ہم یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ ہمارے درمیان زمین کا رشتہ ہے۔ سارے رشتے ایک سمت ہوجاتے ہیں۔ محبت اور امن سے زندگی گزارنے کے لئے زمین کا رشتہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور بہتر تو یہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ایک دوسرے کو نقصان پہنچے۔ لیکن آہ بدقسمتی نے ہمارے درمیان پہاڑی دیواریں کھڑی کردی ہیں اور ایک نہ ایک دن یہ دیواریں

ضرور ختم ہو جائیں گی مجھے اس بات کا یقین ہے۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا اور وہ جو نوجوان ہیں اور اپنے جسموں میں آتش دوزتی محسوس کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی معمولی چیز ہے۔ یہ نہیں جانتے وہ کہ آنے والی کوئی شے دوبارہ نہیں آتی چلے جانے کے بعد۔"

"چھوڑو یہ بتاؤ وہ پیغام کس لئے دیا گیا تھا۔" دوسرے شخص نے کہا۔

"کیا تمہیں مکمل اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اس گفتگو کے لئے معزز بزرگ۔" ٹیلان نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس حد تک اختیارات دیئے گئے ہیں مجھے کہ یہ پیغام سنوں اور اگر کوئی ایسی بات ہو جس پر میں خود ہی فیصلہ کر سکوں تو کروں اور اگر کوئی اتنا اہم مسئلہ ہو تو اس کے لئے تھوران سے بات کرنی پڑے تو یہ پیغام لے کر اپنے علاقے میں پہنچ جاؤں اور تھوران کو بتاؤں۔"

ٹیلان نے مختصر ساری بات بتا دی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

"وہ کون لوگ ہیں جن کا تم ان قیمتی لوگوں سے تبادلہ کرنا چاہتے ہو۔"

"وہ بالکل بے حقیقت لوگ ہیں۔ ان کے مقابلے میں اور تم یہ سوچ لو کہ معزز بزرگ کہ ہم کتنا بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں کو تمہیں دے رہے ہیں جو مستقبل میں ہمارے لئے ہی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک اچھے اور نیک پیغام کے ساتھ کہ جنگ اچھی چیز نہیں ہے۔ امن سے اور بہتر ہے کہ وہ جادو جو یہ لوگ اس بے سکون دنیا سے لائے ہیں سب اپنے اپنے ذہنوں میں تحلیل کر دیں اور نہ ہی یہ ہوگا کہ ہم لوگ یعنی سویرا والے جو جادو وہاں سے لائے ہیں اسے زیر عمل لائیں۔ صرف ایک وعدہ ہے جو کیا جا سکتا ہے اور بہتر ہے کہ اس کی پابندی ہو۔ اگر عقل و ہوش سے سوچا جائے اور اگر ایسا نہ ہوا تو جوابی طور پر سویرا پہلے بھی تشتا والوں سے جنگ کے لئے تیار تھا اور اب بھی تیار رہے گا۔ لیکن یہ اچھا ہو کہ یہ خیال ترک کر کے اور اس نیک اقدام کے بدلے بہتری کے راستے اختیار کئے جائیں۔" بزرگ نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر آہستہ سے بولا۔

"اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے بعض جگہ ذہنوں میں فتور ہے اور یہ سوچا جاتا ہے کہ قوت حاصل کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس سے تردانہ کی سرزمین لہوزار ہو جائے گی اور حاصل کچھ نہ ہوگا تھوران کو میں تمہارا یہ پیغام پہنچائے دیتا ہوں اور خود اس سے درخواست کروں گا کہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لی جائے۔ یہ ایک نیک خیال ہے۔ جسے ہر شخص خلوص دل سے مان لے گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں معزز بزرگ اور میری یہ خواہش ہے کہ سمجھدار لوگ تھوران کو سمجھائیں اور کہیں کہ ایسا ہی ہو جیسا ہم سب چاہتے ہیں۔"

"تم مجھے ان لوگوں کے نام گنا دو جن کی آزادی چاہتے ہو تم۔"

"چونکہ یہ لوگ نہایت قیمتی ہیں جو تشتا کے قیدی ہیں۔ اس لیے ہم یہ چاہیں گے کہ اب تک ہمارے جتنے افراد کو قید کیا گیا ہے سب کی رہائی عمل میں آئے اور اس کے لیے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔" ٹیلان نے کہا۔

"کیا؟" بزرگ نے پوچھا۔

"تجویز یہ ہے کہ دو سورج اور دو چاند گزر جائیں تو ہمیں سرخ روشنی سے جواب دے دیا جائے اور یہ روشنی اس بات کا اعلان ہوگی کہ ہمارا مطالبہ منظور کر لیا گیا ہے۔ جب دو سورج اور دو چاند گزر جائیں گے تو ہم ایک سورج کا انتظار کریں گے اور جب چاند آسمان پر بلند ہوگا تو تشتا کے تمام قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور ان کی لاشیں پہاڑی چٹانوں کی دوسری جانب پھینک دی جائیں گی۔ تاکہ تشتا والے انہیں اٹھا کر لے جائیں اور اس طرح یہ سمجھ لیا جائے گا کہ اب ہمارے درمیان جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اور پھر یہ تمہارا کام ہوگا کہ تم اپنے جادو کو کس طرح استعمال کرو۔ لیکن ہم آنے والوں سے کہیں گے کہ وہ جو کچھ اپنے ساتھ لائے ہیں اس کی تیاری کر لیں۔"

"ٹھیک ہے اس کے بعد میرے لیے ضروری ہے کہ

میں فوراً ہی واپسی کا سفر اختیار کروں۔ ہاں ذرا تفصیل سے ان ناموں کو میرے سامنے دہرا دو۔" ٹیلان نے جتنے نام اس کے ذہن میں تھے بتائے اور اس کے بعد کہا۔

"لیکن بہت سے لوگ نشاندہی کریں گے ان قیدیوں کی جو تشتا والوں کے پاس ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تھوران اچھائی چاہتا ہے تو ان سب ہی کو رہا کر کے ہمارے حوالے کر دے اور یہی اس کے حق میں بہتر ہوگا۔"

"ٹھیک ہے مجھے اجازت دو۔" بڑی عزت اور بڑے احترام کے ساتھ تشتا کی طرف سے آنے والوں کو رخصت کیا گیا تھا۔

تشتا کے قیدیوں کے درمیان کوئی بد دلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ غیر متوقع طور پر ٹیلان نے ان لوگوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا حالانکہ سب ہی جانتے تھے کہ وہ سویرا کے مخالفین میں شمار ہوتے ہیں اور درحقیقت سویرا والے اگر فرشتہ صفت نہیں ہیں تو ان کی زندگی کسی طور پر پسند نہیں کریں گے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں قتل کرنے کے بجائے مستقل اپنا قیدی بنائے رہیں یہ بھی ایک ممکن عمل نہیں تھا قیدی آپس میں یہ گفتگو کرتے رہتے تھے۔ گارتھا نے یہ بات پروفیسر بیرن اور سینڈرا سے بھی کہی جو وہاں موجود تھے۔

یہ بھی صرف اتفاق تھا کہ اسی وقت شعبان کسی کام سے قیدیوں کے اس کیمپ میں نکل آیا تھا۔ وہ لوگوں سے کچھ گفتگو کر رہا تھا اور گارتھا نے اچانک ہی اسے دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ مسکراتی ہوئی شعبان کے پاس پہنچ گئی اور شعبان گارتھا کو دیکھنے لگا۔ ایک لمحے کے لیے وہ گہری سوچ میں کھو گیا۔ پھر اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال کر گارتھا سے اس کی خیریت پوچھی اور گارتھا ہنس پڑی۔

"میں جہاں بھی ہوتی ہوں خیریت سے ہوتی ہوں کہو تمہاری مصروفیات کیا ہیں۔ کیا تم مجھے کچھ وقت دینا پسند کرو گے اور اس وقت ان لوگوں کے درمیان لو ہو میں سمجھ گئی۔ کیا تم اس لڑکی سینڈرا سے ملنے آئے ہو۔" شعبان نے چونک کر گارتھا کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں ان لوگوں کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ بلکہ تمہارا وہ لابون کہاں ہے۔ اصل بات اسے ہی بتانی چاہیے نظر نہیں آ رہا وہ۔"

"واہ قیدیوں کے درمیان بھلا ایک قیدی کو تلاش کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ لیکن لابون سے پہلے تم مجھے کچھ وقت دو اس کے بعد ہم لابون سے بات کر لیں گے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ میڈم" گارتھا اسے لے کر ایک ایسے گوشے کی جانب بڑھ گئی جہاں دوسرے لوگ موجود نہیں تھے کہنے لگی۔

"کہو شعبان کیسی گزر رہی اگر تم تشتا پہنچ جاتے تو وہاں تشتا والوں کے قیدی ہوتے اور وہ جگہ تمہیں حاصل ہوتی جو اب ہمیں حاصل ہے شعبان کیا۔ تمہارے دل میں یہ خواہش نہیں ابھری کہ تم مجھے آزاد سویرا میں لے جاؤ۔"

"میڈم گارتھا یہ تو آپ کی اپنی خواہش تھی کہ آپ کو قیدیوں کے درمیان ہی رہنے دیا جائے۔"

"اور اگر میرے دل میں یہ خواہش نہ ہوتی تو۔"

"تو آپ لوگوں کے درمیان رہتیں۔ آپ نے دیکھا کہ جان سیموئل اور اس کے ساتھی اب قیدیوں میں نہیں ہیں۔ میں نے انہیں ایک بہتر مقام عطا کیا ہے۔"

"ہاں اس بات پر میں حیران ہوں تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟"

"اس لیے کہ جان سیموئل ایک مظلوم انسان ہے اور کسی بھی طرح نہ تو وہ سویرا والوں کا دشمن ہے نہ تشتا والوں کا بلکہ وہ تو یہاں آ کر پھنس گیا ہے اور میرے بارے میں آپ جانتی ہیں کہ میں کسی بے گناہ انسان کو کوئی نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتا۔"

"ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری یہاں کیا حیثیت ہے"

"سویرا کا باشندہ ہوں بس جیسے عام باشندے ہوتے ہیں۔"

"نہیں شعبان غلط کہہ رہے ہو۔ میں محسوس کر رہی ہوں کہ سویرا کا ٹیلان تمہیں اولیت دیتا ہے۔"

"صرف اس لیے کہ میں وہاں پیدا ہوا اور وہاں پروان

چڑھا۔"

"خیر تمہیں اپنی زندگی کی داستان بتاؤں شعبان۔ میں نے روزِ اول ہی سے اپنے آپ کو اول رکھا ہے۔ جہاں میرا نمبر دو ہو جاتا ہے وہاں میں ایک لمحہ نہیں رہ سکتی۔ مصلحتاً کچھ وقت گزار دیتی ہے۔ لیکن مجھے اپنا مقام حاصل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ لابون اگر تشنا پہنچ جاتا تو میں تمہیں بہت بڑی شخصیت کی مالک نظر آتی لیکن وقت آرہا ہے کہ مجھے وہ حیثیت حاصل ہو جائے۔ میں تم سے یہ کہنا چاہتی ہوں شعبان کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ تمہیں چاہتی ہوں میں صرف تمہارے لیے وہاں جا رہی ہوں اگر میرے دل میں ایسا احساس نہ ہوتا تو میں سوبیرا کی وفاداریاں قبول کر لیتیں اور جو کچھ کرتی سوبیرا کے لیے کرتی۔ لیکن اب بھی یہ ذہن میں رکھنا جو میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ اگر میں تشنا پہنچی تو سوبیرا کے لیے اپنے دل میں نرمی رکھوں گی کہ تم یہاں موجود ہو۔ شعبان مجھے چٹانیں پسند ہیں اور چٹانی انسان میری بہت بڑی کمزوری ہیں لیکن تم میری نامکمل آرزو ہو اور ایک ایسی نرم و ملائم شخصیت جسے چٹانی سفر کے بعد سرسبز و شاداب خطہ زمین کہا جاسکتا ہے۔ اور زندگی کی بقیہ سانسیں اس پر بسر کی جاسکتی تھیں۔ نئے جہانوں میں میرا کیا مقام ہوگا شعبان یہ آنے والا وقت بتائے گا اور تم یہ بات اپنے ذہن میں رکھنا کہ میں لامحدود نہیں ہوں اور میری وسعتیں تمہاری سوچ سے کہیں آگے ہیں۔ مجھ سے کبھی منحرف نہ ہونا ورنہ تردانہ میں طوفان آجائے گا۔ ایک ایسا طوفان جس کے بعد یہاں کی تاریخ سو جائے گی۔" شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموش نگاہوں سے گارتھا کو دیکھتا رہا۔ تو وہ ہنس کر بولی۔

"اور وہ لڑکی جس کا نام سینڈرا ہے اور جو ایک بیوقوف پروفیسر کی بیٹی ہے۔ اپنی آنکھوں میں تمہارے لیے ایک محبت سجائے ہوئے ہے۔ کیا تمہارے دل میں اس کے لیے گنجائش ہے۔ شعبان"

"نہیں میڈم نہ تھی نہ ہے اور نہ آئندہ اس کا کوئی امکان ہے۔" شعبان نے فوراً جواب دیا۔ معصوم سینڈرا کو گارتھا کی شیطانیت سے بچانے کا ایک ہی ذریعہ تھا اور اس نے محسوس کیا کہ گارتھا کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے پھر اس نے کہا۔

"اب آؤ لابون سے ملو۔"

لابون کو شعبان یہی اطلاع دینا چاہتا تھا کہ تشنا والے آچکے ہیں اور جونہی ادھر سے کوئی اطمینان بخش جواب ملا ان کی منتقلی کا کام شروع ہو جائے گا اور یہ اطلاع ٹیلان ہی کے اشارے پر شعبان ان لوگوں کو دینے آیا تھا۔ سو اس نے لابون کو تفصیل بتائی اور لابون کے چہرے پر امید کے آثار پیدا ہو گئے۔ گارتھا ور تھا اس وقت بھی ان دونوں کے درمیان موجود تھی اور اس کی نگاہیں ایک سمت چٹانوں جیسی شخصیت لابون پر پڑتیں تو دوسری طرف شعبان کی جانب بھی اٹھ جاتیں۔ غالباً وہ اپنے دل میں دونوں کا موازنہ کر رہی تھی۔

تشنا والوں نے سوبیرا کی اس پیشکش کو فوراً قبول کر لیا تھا۔ چنانچہ مقررہ وقت میں قیدیوں کا وہ گروہ پہاڑی چٹانوں کو عبور کر کے سوبیرا کے علاقے میں داخل ہو گیا اور اس گروہ کو ساتھ لانے والے وہی افراد تھے جو وفد کے طور پر یہاں آئے تھے۔ چونکہ سوبیرا والوں کو انتظار تھا چنانچہ ادھر نگاہیں رکھی جارہی تھیں اور تشنا والوں کے اس اقدام کو بڑی اہمیت دی گئی۔ سب نے طویل عرصے سے تشنا میں قیدیوں کا استقبال کیا اور اس کے فوراً ہی بعد اس گروہ کو روک لیا گیا اور خیر سگالی کے طور پر ذرا بھی تاخیر نہ کی گئی اور طویل عرصے غیر دنیا میں زندگی بسر کرنے والوں کو بالآخر ان کی بستیوں کی جانب روانہ کر دیا گیا شعبان بھی ساتھ تھا اور ان لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پروفیسر بیرن نے موقع ملتے ہی شعبان سے کہا۔

"یہ سچ ہے شعبان کہ تم نے میرے دل پر ایک اثر چھوڑا ہے۔ کاش تم تشنا کے باشندے ہوتے اور کاش میں پورے خلوص کے ساتھ آج تمہیں اپنے ساتھ لے جارہا ہوتا لیکن شعبان صرف تمہاری وجہ سے صرف اپنی بیٹی کی وجہ سے آج میرا نکتۂ نظر تبدیل ہو گیا ہے میں بھی وہی چاہتا

ہوں جس کی خواہش سوبیرا سے کی گئی یعنی یہ کہ آنے والے وقت میں تشنا اور سوبیرا یکجا ہو جائیں اور ان کے درمیان نفرت کی دیوار گر جائے لیکن اس بات کو مدِ نگاہ رکھنا کہ میں صاحب اختیار نہیں ہوں اور ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے لمحات بھی آجائیں جن میں تشنا اور سوبیرا کے درمیان ناخوشگوار کیفیتیں پیدا ہوں۔ وقت جو بھی فیصلہ کرے شعبان اس فیصلے میں میری شخصیت نہ سمجھنا۔ ہاں کچھ مجبوریاں دامن گیر ہوئیں تو میں ان کے بارے میں نہیں کہہ سکتا لیکن سینڈرا کے لیے میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

سینڈرا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جب پروفیسر بیرن یہ گفتگو کر رہا تھا تو وہ قریب ہی موجود تھی۔ لیکن کسی نے بھی غور نہیں کیا تھا کہ اس وقت گارتھا بھی زیادہ فاصلے پر نہیں تھی اور ان لوگوں کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کے چراغ روشن تھے اور وہ پروفیسر بیرن اور سینڈرا کو خونی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

قیدیوں کا یہ قافلہ چلا گیا اور سوبیرا میں تشنا کی طرف سے آنے والے قیدیوں کی خوشی کا جشن منایا جانے لگا۔ سب ہی خوش تھے ان قیدیوں کے آنے سے۔ خصوصاً ان کے اپنے عزیز و اقارب اور شعبان اس وقت عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اداسی تیر رہی تھی اور عورت کی نگاہ غالباً بہت تیز ہوتی ہے۔ نہ تو سنبور نے نہ ہی ٹیلان نے اس وقت شعبان کی اس اداسی کو محسوس کیا۔ البتہ کچھ فاصلے پر موجود نیل شعبان کو بغور دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار تھے۔ وہ عجیب سا محسوس کر رہی تھی اور جب سب اپنے اپنے خوشیوں میں مصروف ہو گئے تو نیل آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شعبان کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے شعبان کے بازو پر ہاتھ رکھا تو شعبان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا دیا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں کوئی کام تو نہیں ہے۔" شعبان خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ نیل سفر کرتی ہوئی ساحل پر پہنچ گئی اور پھر اس نے شعبان سے کہا۔

"کیا تم میری پسندیدہ جگہ چلنا پسند کرو گے؟"

"ابھی!"

"ہاں اگر کوئی مصروفیت نہ ہو۔ ویسے بھی بہت دن سے ہم سمندر سے دور ہیں۔" شعبان نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر آمادگی کا اظہار کر دیا نیل نے فوراً ہی سمندر کی جانب رخ کیا تھا اور شعبان اس کے ساتھ تھا سمندر کی گہرائیاں انہیں اپنی آغوش میں لینے کے لئے بے چین ہو گئیں اور اس کے ساتھ آبی جانوروں کے ساتھ دو انسان ان سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے سمندر میں سفر کرنے لگے حسین ترین مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ خوبصورت مچھلیاں جنہیں یہاں زندگی کی آزادی تھی اس کے علاوہ دوسرے سمندری جانور جو مہذب آبادیوں کے قریب نہیں پائے جاتے تھے ان کے اطراف سے گزر رہے تھے اور شعبان کی نگاہیں ان کا جائزہ لے رہی تھیں گہرائیاں طے ہوتی رہیں۔ نیل ایک مخصوص سمت جارہی تھی پھر سمندری تہہ آگئی اور وہ زمین پر جا اترے۔ چٹانی علاقہ تھا۔ عظیم الشان درخت اور آبی پھول تاحد نظر بکھرے ہوئے تھے ان کے درمیان آکٹوپس کروٹیں بدل رہے تھے۔ بڑی بڑی سمندری مچھلیاں گول گول آنکھوں سے ان اجنبی جانوروں کو دیکھ رہی تھیں۔

لیکن نیل کا رخ ایک مخصوص سمت تھا۔ سمندر میں وسیع و عریض چٹانی اور پہاڑی سلسلے کے درمیان ایک مخصوص قسم کا غار نظر آیا اور نیل کا رخ اسی غار کی جانب ہو گیا۔ شعبان اس کے ساتھ تیرتا ہوا غار میں داخل ہوا۔ تھوڑی دور تک تاریکی رہی اور اس کے بعد جب نیل اوپری سمت بلند ہوئی تو آہستہ آہستہ یہ تاریکی ختم ہونے لگی۔ ایک عجیب سی مدھم روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ بلندیوں پر پہنچنے کے بعد کچھ ایسے چٹانی کٹاؤ سامنے آئے جن کی بھول بھلیوں میں سمندر کا پانی گم ہو گیا تھا اور پھر اس مخصوص جگہ جہاں پانی ختم ہوا تھا ایک وسیع و عریض اور کشادہ چٹانی چھت نظر آئی جس کا سفر طے کرنے کے بعد جب وہ گہرائیوں تک پہنچے تو وہاں ایک عظیم الشان غار پھیلا ہوا تھا اور حقیقتاً سمندر کی گہرائیوں میں ایک ایسی جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا جہاں پانی کی سائنس ختم ہو جاتی تھی اور

اس جگہ کو پانی سے محفوظ کہا جاسکتا تھا لیکن اگر دیکھنے والے گہری نگاہوں سے جائزہ لیتے تو انہیں وہ عمل معلوم ہوجاتا جس کی بنا پر پانی وہاں نہیں پہنچ پاتا تھا اور اس جگہ کی تلاش دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔

نیل نے اس جگہ کو تلاش کیا تھا اور وہاں اپنے لئے ایک جنت ترتیب دے ڈالی تھی۔ سمندری گھاس کے عظیم الشان ڈھیر بکھرے ہوئے تھے جو بستر کے طور پر استعمال کئے جاسکتے تھے۔ سمندر سے نکلنے والے قیمتی موتیوں کو دیواروں میں نصب کرکے روشنی پیدا کی گئی تھی اور یہ روشنی برسانے والے انمول ہیرے جو مہذب دنیا کی نگاہوں میں کبھی نہ آئے ہوں گے اس غار کی وسعتوں کو جگمگائے ہوئے تھے۔ آرائش کی تمام چیزیں سمندر ہی سے حاصل کی گئی تھیں اور شعبان حیرانی سے دیکھ رہا تھا کہ نیل نے کتنی محنت سے اپنی یہ جنت تعمیر کی ہے۔ بلاشبہ یہاں وقت گزارنا ایک مہذب دنیا کے لئے ایک ایسا عمل ہوتا جسے کوئی انسان کبھی فراموش نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن اس دنیا کی کہانیوں سے دور سمندر کے ایسے خطے میں جہاں انسانی تصور بھی نہ پہنچ پایا ہو یہ پراسرار دنیا جن روایتوں کی حامل تھی ان کے تحت اس جگہ کو بھی تسلیم کیا جاسکتا تھا۔ شعبان نے یہاں نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ نیل نے اسے گھاس کے بستر پر بٹھایا اور خود بھی بے سدھ سی ہوکر اس کے نزدیک نیم دراز ہوگئی۔ اس کے انداز میں شوریدہ سری نظر آرہی تھی اور آنکھوں میں ایک خمار آلود کیفیت سی جو غالباً سمندر کی گہرائیوں میں اس تنہائی کا نتیجہ تھی۔

دفعتاً ہی شعبان سنبھل گیا۔ اس نے جس دنیا میں پرورش پائی تھی اور جو اقدار اس نے سیکھے تھے ان کے تحت ایک سلیقہ انسانی زندگی میں ہونا بے حد ضروری تھا۔ جذبات ہر جگہ نہیں بھٹکنے چاہیئے تھے اور ویسے بھی شعبان اپنے طور پر ایک بہت محتاط نوجوان رہا تھا اس کی زندگی میں ایسے بے شمار مراحل آئے تھے اور اس نے نہایت خوش اسلوبی سے انہیں ٹال دیا تھا اور پھر یہ تو اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ ٹیلان کی بہن اور سنبور کی اولاد۔ یہاں تو اسے مہذب دنیا سے حاصل کی ہوئی تربیت کا خصوصی مظاہرہ کرنا تھا اور یہاں کے ان اقدار کے بارے میں ابھی اسے کچھ جاننے کا موقع نہیں ملا تھا۔ گویا ابھی وہ اپنی اس دنیا سے بالکل ناواقف تھا۔ دوسرے معاملات سے ہی فرصت نہیں ملی تھی جو اس سمت توجہ دیتا اور قیدیوں کے چلے جانے کے بعد اصلی زندگی تو اب شروع ہونے والی تھی۔ جس میں اسے اپنے ایک مقام کا تعین کرنا تھا۔ نیل ایک معصوم لڑکی تھی اور لڑکیاں کہیں بھی ہوں ان کے سینوں میں ایک ہی جذبہ پروان چڑھتا ہے کسی کی قربت کسی سے محبت اور کسی کی زندگی میں شامل ہوجانے کا۔ لیکن شعبان کے سینے میں جو تصویر محفوظ تھی اس کی جگہ شاید وہ زندگی بھر کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔ چنانچہ نیل کی اس خود سپردگی کو اس نے نظرانداز کیا۔ بلکہ اسے سنبھالنے کا فیصلہ کیا۔ نیل توجہ طلب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ شعبان نے آہستہ سے کہا۔

"تمہاری یہ دنیا اتنی حسین ہے نیل کہ انسان کا یہاں آنے کے بعد واپس جانے کو جی نہ چاہے۔"

"اسے صرف میری دنیا کیوں کہتے ہو۔ تم بھی تو اس کے مالک ہو۔" نیل نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ میرا تمہارا رشتہ ہی ایسا ہے۔"

"اور ایک اور رشتہ جو میرے سینے میں نمود لے چکا ہے تمہارے لئے زیادہ مستحکم ہوگا شعبان۔"

"وہ کون سا رشتہ ہے؟"

"محبت کا رشتہ۔"

"نیل۔ آج میں یہاں اس پرسکون دنیا میں تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میری معلومات میں اضافہ ہو۔"

"باتیں تو ہم اوپر جاکر بھی کرسکتے ہیں۔ سمندر کی یہ دنیا تو دلوں میں جذبات کو بھڑکاتی ہے۔ اپنے جذبات پر بھی نظر ڈالو شعبان۔ میں تمہاری طلبگار ہوں اور جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ میرے سینے میں تمہارا تصور پیدا ہوچکا ہے۔"

شعبان پریشان نظروں سے نیل کو دیکھنے لگا۔ اسے اس کی جذباتی کیفیت کا احساس تھا۔ لیکن یہ سمجھنے کے لمحات تھے ورنہ آنے والا وقت پریشان کن بھی ہوسکتا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"نیل۔ یہاں رشتوں کا تعین کیا ہوتا ہے؟" وہ کچھ دیر شعبان کو عجیب نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"رشتوں کا تعین بس یہی ہوتا ہے کہ..... میں تمہارے چچا کی بیٹی ہوں، سنبور تھیبو کا بھائی ہے اور ٹیلان میرا بھائی۔"

"ہمارے ہاں، میرا مطلب ہے ہمارے سویرا میں یا ہمارے زمانہ میں کچھ رشتوں میں تقدس بھی پایا جاتا ہے؟"

"ہر رشتے میں تقدس ہوتا ہے شعبان۔ ماں ماں ہوتی ہے باپ باپ ہوتا ہے، بہن بھائی بہن بھائی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جن کی رگوں میں ایک خون نہ دوڑ رہا ہو، جیسے میں اور تو شعبان ایک دوسرے سے محبت کرسکتے ہیں ایک دوسرے کو اپنی دنیا میں شامل کرسکتے ہیں۔"

"بالکل اسی دنیا کی مانند جس سے گزر کر میں یہاں آیا ہوں لیکن اس دنیا میں کچھ اور رشتے بھی ہیں، مثلاً جیسے اعتماد کا رشتہ، میرے چچا کی بیٹی ٹیلان کی بہن، میرے اور تیرے درمیان اعتماد کا ایک رشتہ قائم ہے اگر ٹیلان تجھے اپنی بہن کہتا ہے اور تو میرے چچا کی بیٹی ہے تو میرے لئے بھی تیرا درجہ اس سے کم نہیں ہے اور میں اب تک تجھے اسی نگاہ سے دیکھتا رہا ہوں اور ان نگاہوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہاں میں تیرے جذبات کا احساس بھی رکھتا ہوں۔ تیرے دل میں میرے لئے جو جذبے جاگے ہیں، ان کی تسکین جس انداز میں تو چاہتی ہے میری دنیا نے مجھے اس سے منع کیا ہے اور میں یقیناً تیری پذیرائی نہیں کرسکتا کہ انسان جن گڑھوں میں جاگرتا ہے گرنے سے پہلے ان کے بارے میں نہیں سوچتا..... لیکن بعد میں وہ اس کا بدترین احساس بن جاتے ہیں۔"

"شعبان آ میرے ساتھ آ..... مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے تجھے سمجھنے میں دیر لگائی، شاید وہ احساسات مجھے بے اختیار کرگئے جو تیرے لئے اب تک میرے دل میں پلتے رہے ہیں، میں نے پہلی ہی نگاہ میں تجھے اپنا مان لیا تھا، اور اسی انداز میں سوچتی رہی تھی۔ جو کچھ تو کہہ رہا ہے میری سمجھ سے باہر نہیں ہے، لیکن آ اور مجھے ایک بات کا یقین دلا۔ آ میرے ساتھ آ....." وہ اسے لئے ہوئے غار کے ایک دوسرے گوشے میں پہنچ گئی، جہاں ایک چمکدار پتھر جو الٹے توے کی مانند تھا اور ایک دوسری چیز پر رکھا گیا تھا جو ہڈیوں کو کھرا کرکے بنائی گئی تھی۔ نیل نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"یہ سنگ بست ہے وہی پتھر جس کا میں نے تجھ سے تذکرہ کیا تھا، تجھے یاد ہے نا؟"

"کیوں نہیں..... تو نے کہا تھا کہ سورج کی کنواری کرنیں جب کبھی سمندر کے بھنور سے گزر کر گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہیں تو ان کی زد میں آنے والا کوئی بھی چٹانی ٹکڑا سنگ بست بن جاتا ہے۔"

"ہاں یہی کہا تھا میں نے اور ایسا ہی ہے اور یہ صدیوں کے بعد ہوتا ہے۔ لیکن سنگ بت کی یہ خوبی ہے کہ اس پر ہاتھ رکھ کر جو کچھ کہا جاتا ہے، سچ کہا جاتا ہے اور اس پر ہاتھ رکھنے والا کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا، شعبان میں تجھ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس نیک نیتی کا درس تو نے مجھے دیا ہے کیا تو بھی اس پر کاربند ہے، کیا کوئی اتفاقی حادثہ کیا کوئی مجھ جیسی عورت تیری خلوت تک نہیں پہنچی اور تو نے وہاں بھی اپنے اقدار کا خیال رکھا ہے، اس کے بعد میں تیرے بارے میں اپنے معیار کا انتخاب کرلوں گی۔"

شعبان سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے اور اس نے غور کیا کہ عورت کے مسائل تقریباً کائنات کے ہر گوشے میں یکساں ہوتے ہیں اس کی سوچ میں کہیں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی۔ وہی ایک انداز محبت عشق، تاثر، سب سے اہم مسئلہ آج تک یہی ہوتا آیا تھا، مرد کی ملاقات کسی سے بھی ہو چاہے عورت ہو یا مرد..... لیکن جو اصل موضوع اس کے سامنے ہوتا ہے وہ اس پر توجہ دیتا ہے اور بعض اوقات اس کے

دل میں یہ تصور بھی نہیں ابھرتا کہ اس کا سامنا کسی عورت سے ہے، لیکن جہاں بھی عورت نظر آئی نوجوان یا خوبصورت، یا کسی بھی عمر کی عورت، اس کا ایک ہی مسئلہ سامنے آیا تھا، شعبان کو ہنسی آگئی۔ اس نے کہا۔

"تو میں کیا کروں.....؟"

"اس پتھر پر اپنا دلہنا ہاتھ رکھ دے۔" شعبان نے ایسا ہی کیا اور پھر سوالیہ نگاہوں سے نیل کی طرف دیکھنے لگا۔ نیل بولی۔ "اور اب اقرار کر کہ تو نے کسی عورت کو جذباتی طور پر متاثر ہو کر اپنی خلوت میں حاصل نہیں کیا؟"

"ہاں ایسا ہی ہوا نیل۔"

"کیا ایسا ہوا کہ کوئی حسین لڑکی تیرے دل کو بھائی ہو؟" شعبان نے اس تصور کا تصور کیا اور بولا۔

"ہاں ایسا ہوا ہے۔"

"تو کیا تجھے اس کی قربت حاصل نہیں ہوئی۔" نیل کی نگاہیں پتھر پر جمی ہوئی تھیں، پتھر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی "اور کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے تیری قربت حاصل کرنے کے لئے آخری حد تک کارروائی کی ہو اور تو نے وہاں بھی اسے تسلیم نہ کیا ہو؟"

"ہاں ایسا ہوا ہے۔"

"بس پتھر سے ہاتھ ہٹالے۔" نیل نے کہا اور شعبان نے مسکرا کر پتھر سے ہاتھ ہٹالیا۔ نیل کے چہرے پر کچھ اداسی سی دوڑ گئی تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"تو سچا ہے۔ یہ پتھر تیری تمام سچائیوں کا گواہ ہے۔"

"میں اس کا دوسرا رخ بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔" شعبان نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"دیکھنا چاہتا ہوں کہ سنگ بست میں سچ کو پرکھنے کی کیا صلاحیت ہے؟"

"تو پھر اس پر ہاتھ رکھ دے۔ نیل نے کہا اور شعبان نے ایسا ہی کیا۔ "میں تجھ سے سوال کرتی ہوں شعبان۔ کیا..... کیا تو نے اپنی خلوت میں کسی عورت کو حاصل کیا؟"

"ہاں۔" شعبان نے کہا اور دفعتاً ہی پتھر سے نیلی شعاعیں بلند ہونے لگیں۔ شعبان کے ہاتھ کو شدید گرمی کا احساس ہوا اور اس نے گھبرا کر اپنا ہاتھ پتھر سے ہٹالیا۔

"یہ تو واقعی بڑی انوکھی چیز ہے۔"

"نا صرف انوکھی بلکہ سزا دینے والی..... اگر تو اس پر تین جھوٹ بول لے، تو تیرا ہاتھ جل کر راکھ ہو جائے۔ یہ اس پتھر کی خاصیت ہے۔"

"خوب۔" شعبان نے مسکراتی نگاہوں سے پتھر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ دفعتاً ہی اس کے دل میں ایک ہوک اٹھی لسد شیرازی اور دردانہ یہی دونوں یاد آئے تھے ان کے سوا اس کی کائنات میں کچھ نہیں تھا اس نے محبتوں کا ہر تصور انہی کی ذات سے سمیٹا تھا اور جب بھی کوئی انوکھی چیز اس کے سامنے آئی اس کے دل میں یہی تصور ابھر آتا کہ کاش اسے دیکھنے والے یہ دونوں افراد بھی اس کے پاس ہوتے..... بہر حال نیل کو یہاں مایوسی ہوئی تھی وہ وہاں سے ہٹ آئی اور پھر اس نے کہا۔

"کیا خیال ہے۔ اب چلیں۔"

"ہاں وہی مناسب ہے ویسے تیری یہ عیش گاہ بے مثل ہے تیرے لئے کھلی ہے۔ جب دل چاہے یہاں آ..... ویسے بھی میرا تیرا اول کا رشتہ ہے اور یہ سچ ہے کہ تیرے اقدار اپنی جگہ مستحکم حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن میری محبت بھی اتنی ہی مستحکم ہے۔ میں تجھے چاہتی رہوں گی۔"

"واپس چلیں....."

"چلنا تو ہوگا۔" شعبان مسکرا کر بولا۔ "مگر ہم یہاں کیسے رہیں گے۔ بلکہ یہی چاہتا ہوں کہ تو مجھے اکثر یہاں آنے کی اجازت دے۔"

"تو آسکتا ہے شعبان۔" نیل نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں اس پراسرار غار سے باہر نکل کر سطح سمندر پر بلند ہونے لگے.....

❖❖

لابون کا قافلہ چل پڑا۔ گارتھا جانتی تھی کہ اس وقت

مد مونون اس کا واحد سہارا ہے۔ ورنہ اس اجنبی دنیا میں اس کے ساتھ بہت برا سلوک ہوسکتا ہے یہ لوگ تو مقامی ہیں۔ جس میں ایک سینڈرا ہے جس کا تعلق براہ راست اس دنیا سے نہیں ہے۔ لیکن پروفیسر بیرن اس کے لیے سب کچھ ہے۔ اور اسے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

گارتھا کے لئے یہ انتہائی مشکل حالات تھے، سوبیرا کی سرزمین کے سرحدی علاقے سے نکلنے کے بعد اس کا ذہن مستقل سوچوں میں ڈوبا رہا تھا اور وہ اب تک کے حالات پر یہ سوچ رہی تھی کہ جو کچھ ہوا اس میں حالات کا کتنا بڑا دخل تھا اور اپنی کوششیں کیا کیا تھیں، اسے خود ہی یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس بار اس نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی اب تک کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔

لابون نے کچھ دیر کے بعد اس پر توجہ دی، وہ خود بھی اس قید کے دوران سوچوں میں ڈوبا رہا تھا اور قید میں اس کی بہت کم گفتگو گارتھا سے ہوتی تھی۔ البتہ اس کی شخصیت میں ابھی گارتھا کے لئے بے حد دلچسپی باقی تھی کیونکہ لابون اس کی خواہشوں کی مکمل تکمیل کر دیتا تھا اور ایسے ہی توانا مرد گارتھا کی کمزوری رہے تھے۔ لیکن اس سرزمین پر آنے کے بعد اسے یہ احساس ہوا تھا کہ یہاں تو چٹانیں ہی چٹانیں بکھری ہوئی ہیں، شیلان، لابون سے کہیں زیادہ دلکش تھا، حسین لوگوں کی اس بستی میں گارتھا کے لیے دلچسپی کا کافی سامان موجود تھا، شیلان البتہ اس کی دسترس سے باہر کی چیز تھا اس لئے اس نے اس کے لیے بہت زیادہ تگ و دو نہ کی اور اب تشتا کی جانب سفر کرتے ہوئے وہ یہی سوچ رہی تھی کہ دیکھو آنے والی کہانیاں زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں رونما کرتی ہیں۔ لابون اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بولا۔

"میڈم گارتھا، تم کچھ سوچ رہی ہو؟" اس نے چونک کر لابون کو دیکھا اور دلکش انداز میں مسکرا دی.....

"ہاں لابون تیری یہ دنیا بہت دلکش ہے....."

"ہاں لیکن ابھی تم نے اس کی دلکشی نہیں دیکھی....."

"دیکھ رہی ہوں....."

"یہ سب ویرانے ہیں، میری بستی، میری آبادی میرا تردانہ بہت حسین ہے تم اس کے حسن و جمال کو دیکھو گی تو دیوانی ہو جاؤ گی....." گارتھا نے محبت بھری نگاہوں سے لابون کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر میں تردانہ کو لابون سمجھ لوں تو مطمئن ہو جاتی ہوں....."

"کیا مطلب؟"

"مطلب بتانے کا نہیں سمجھنے کا ہوتا ہے....." لابون اس کے الفاظ پر غور کرنے لگا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا.....

"میں بہت عجیب و غریب حالات سے دو چار ہوا ہوں....."

"کیا؟"

"حقیقت یہ ہے کہ اپنی دنیا سے طویل عرصے تک دور رہا ہوں لیکن اس وقت یہاں سے گیا تھا جب تمام تر حقیقتوں سے واقف ہو چکا تھا اور ان حقیقتوں میں عورت بھی تھی، میری بیوی ہے، بچہ کوئی نہیں ہے، میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکا تھا تمہاری دنیا میں رہ کر بھی میرا واسطہ عورتوں سے پڑا لیکن میں خوفزدہ رہا، حالات سے اور میں نے یہ نہ سوچا کہ کس جانب قدم بڑھاؤں لیکن میڈم تم سے ملنے کے بعد مجھے ایک اور احساس ہوا....."

"وہ کیا؟" گارتھا اس کے اس انکشاف کو خاموشی سے پی گئی تھی جس میں اس نے بتایا تھا کہ اس کی بیوی بھی ہے حالانکہ ایسے انکشافات گارتھا کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوا کرتے تھے کہ اس کی پسند میں کوئی اور بھی شامل ہو۔

"عورت صرف عورت نہیں ہوتی بلکہ تیری جیسی عورتیں اپنی دلکش گفتگو سے مرد کو ان لذتوں سے آشنا کرتی ہے جو اس کی چاہت کو دوبالا کر دیتے ہیں....." گارتھا نے مسکراتی نگاہوں سے لابون کو دیکھا اور بولی.....

"تم یہ الفاظ بھی کہہ سکتے ہو لابون؟"

"کیوں نہیں!"

"مجھے حیرت ہوئی....."

کیوں؟"

"اس لئے کہ میں نے تمہیں صرف ایک باعمل انسان پایا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں....."

"یہ تیری بھول تھی میڈم گارتھا....."

"کیوں؟"

"ہر شخص ذہنی طور پر جب آزاد ہوتا ہے تو زندگی سے دلکشی ابھرتی ہے۔ میرے بارے میں تو تو جانتی ہے کہ کیسے کیسے حالات کا شکار تھا، سوبیرا والوں کو قید رکھنا میرے لئے ایک انتہائی مشکل کام تھا اور میں نے یہ مشکل کام اپنے شانوں پر قبول کیا تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تردانہ کے لوگ سبھی ایک دوسرے سے واقف ہیں اور ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ کون کیا کر سکتا ہے ایسے حالات میں مجھے اپنی کامیابی کی امید کم تھی اور میری تمام تر توجہ اسی جانب تھی، اگر تو اس قدر دلکش نہ ہوتی اور خود میری جانب متوجہ نہ ہوتی تو شاید میرے تیرے درمیان اتنے ہی فاصلے رہتے، جتنے اجنبی لوگوں کے درمیان ہوا کرتے ہیں اور اب یہاں آنے کے بعد میرے مشن کی بدترین ناکامی مجھے افسردہ کئے ہوئے تھی لیکن یہ معاملہ بالآخر طے ہو گیا، مجھے خوشی ہے کہ میں تیری زندگی بچا کر لانے میں کامیاب ہو گیا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی بھی....."

"مجھے ایک بات بتاؤ لابون کہ اب کیا ہوگا؟"

"جس کا فیصلہ تھوران کرے گا....."

"تھوران کون ہے؟"

"ہمارے علاقے کا سردار....."

"لابون، میرے خیال میں تو تمہیں اس علاقے کا سردار ہونا چاہیے تھا....."

"نہیں یہ معاملہ ذرا مختلف ہوتا ہے جس کی جو ذمے داری ہوتی ہے وہ اسی کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور وہی زیادہ خوش اسلوبی سے اس ذمے داری کو بنھا سکتا ہے"۔

"میرے نزدیک تو تم ہر طرح کی ذمے داریاں نبھانے کے قابل ہو، ویسے سردار کا درجہ کیا ہوتا ہے؟"

"بہت اعلیٰ، سب اس کی بات مانتے ہیں اور اس کے اشاروں پر عمل کرتے ہیں، اپنے مسائل اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں....."

"تو کیا تھوران، تشتا میں سب سے بڑی حیثیت رکھتا ہے؟"

"عام لوگوں میں، ورنہ سب سے بڑی حیثیت کی مالک سلانوبیہ ہوتی ہے۔ یہ سب درجے ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ میں تجھے سمجھا دوں گا اور وہ تیری سمجھ میں آجائیں گے....."

"ہاں لابون، تمہاری یہ دنیا تمہاری وجہ سے میرے لئے اتنی دلکش ہے کہ میں اس کے ایک ایک رز سے آشنا ہونا چاہتی ہوں"۔

"اب ہم تشتا پہنچیں گے میری پیشی تو ان کے سامنے ہوگی اور اس کے بعد مستقبل کے فیصلے ہوں گے۔ میں تجھے یہاں کی ایک ایک شے سے آشنا کرادوں گ، یہ میرا وعدہ ہے۔"

"اور تمہاری بیوی۔ کیا وہ میری موجودگی پر اعتراض نہیں کرے گی؟" لابون مسکرایا۔ پھر اس نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں ایسا نہیں ہے۔" گارتھا خاموش ہو گئی۔ کافی سفر طے ہو گیا۔ پھر سفر کرنے والوں میں ہلچل مچ گئی۔ شاید تشتا کی آبادی آگئی تھی۔

"ہم تشتا پہنچ گئے؟"

گارتھا نے پوچھا۔

"ہاں وہ دیکھو درختوں کے درمیان آبادی کے نشان وہ وہ مکانات۔" لابون آہستہ سے بولا۔

سرسبز و شاداب درختوں کی گھنی چھاؤں میں لکڑی کے شہتیروں سے بنے ہوئے یہ مکانات جادو نگری کے گھر معلوم ہوتے تھے گو ان کی تعمیر میں کسی خاص ڈیزائن کا خیال نہیں رکھا گیا تھا، لیکن اس کے باوجود یہ بہت دلکش تھے۔ غور سے دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس انداز میں بھی کوئی اہم بات پوشیدہ ہے۔ گارتھا نے کہا.....

"لابون....." اور لابون اسے دیکھنے لگا..... "مجھے اس

کے بارے میں بتاتے چلو....."

"یہ سب کچھ تیرے سامنے ہے....."

"میں نے ایک بات محسوس کی ہے....."

"کیا.....؟"

"وہاں، پہاڑوں کے اس طرف مجھے یہ زندگی نہیں نظر آئی تھی۔ وہاں میں نے ایسے گھر نہیں دیکھے....."

"میں تجھ پر ایک انکشاف کرنا چاہتا ہوں جب میں تشتا سے گیا تھا اس وقت بھی تشتا ایسا نہیں تھا....."

"کیا مطلب؟"

"پہلی بات تو یہ کہ سوبیرا سے تشتا کا فاصلہ....."

"کیا یہ اتنا نہیں تھا؟"

"نہیں۔"

"پھر کیا صورت حال تھی؟"

"چٹانی تقسیم کے بعد ہی تشتا کی آبادی شروع ہو جاتی تھی جیسے سوبیرا میں ہے۔"

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ آبادی سمیٹ کر آگے بڑھا دی گئی۔"

"ہاں۔"

"یہ تو دانشمندی ہے۔"

"تم اس سے اتفاق کرتی ہو؟"

"بالکل، اور کیا تبدیلی ہوئی ہے؟" گارتھا نے پوچھا۔

"یہ مکانات ایسے نہیں تھے۔ بلکہ زیادہ تر لوگ زمینی گڑھوں میں رہتے تھے۔ یہ مکانات تو بہت خوشنما بنائے گئے ہیں۔ پہلے یہ اس طرح نہ تھے....."

"جب تم یہاں سے گئے تو تھوران سردار نہیں تھا....."

"نہیں اس وقت تو خاص تشتا کا سردار تھا۔"

"کیا وہ بوڑھا آدمی تھا؟"

"ہاں مگر بہت تجربے کار۔"

"اس کا مطلب یہ کہ تھوران ایک ذہین سردار ہے؟"

"شاید....." لابون نے آہستہ سے کہا کچھ ہی دیر کے بعد اچانک اس خاموشی میں زندگی دوڑ گئی۔ درختوں کی شاخوں سے انسان ٹپکنے لگے تھے۔ بالکل یوں لگ رہا تھا۔ جیسے تیز ہوا کے جھونکوں سے پھل گر رہے ہوں۔ گارتھا دلچسپی کے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ درختوں سے کودنے والے خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے ان کے قریب آگئے۔ وہ بھی تھے جو جن لوگوں کے عزیز و اقارب تھے۔ جو سوبیرا گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے محبتوں کا اظہار کیا۔ اور ایک دوسرے سے گلے ملے۔ اس وقت لابون بھی گارتھا سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور گارتھا تنہا رہ گئی تھی لیکن اس نے پروفیسر بیرن کو اپنی بیٹی کے ساتھ نہیں دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گئی۔

"ہیلو پروفیسر آپ اتنے الگ تھلگ کیوں ہیں۔

"یہ آپ کو بتانا ضروری ہے؟"

"مجھے تعجب ہو رہا ہے۔"

"آپ کو یہاں بہت سی باتوں پر تعجب ہوگا میڈم۔"

"اوہ کیا بات ہے پروفیسر کچھ اکھڑے اکھڑے لگ رہے ہو میں آپ میں آپ کی مہمان ہوں۔"

"میری۔" بیرن نے طنز کیا۔

"تشتا کی....."

"معاف کر دیجیئے میڈم گارتھا۔ آپ زبردستی کی مہمان ہیں ورنہ کسی نے آپ کو دعوت نہیں دی تھی۔"

"ہاں ایسا تو ہے....." گارتھا نے آہستہ سے کہا۔ گہری نظروں سے پروفیسر کو دیکھا اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

ملنے ملانے کے ہنگامے دیر تک رہے۔ شاید تھوران ان لوگوں کا استقبال کرنے نہیں آیا تھا۔ لیکن یہاں ان لوگوں نے قیام نہیں کیا۔ کچھ دیر کے بعد لابون نے گارتھا کو اپنے پاس بلایا۔ دو افراد سے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں میرے بھائی۔ شامان اور توسے ہیں۔ میرے ضعیف ماں باپ میرے استقبال کے لئے نہیں آسکے۔"

"یہ کون ہیں؟" توسے نے پوچھا۔ وہ پسندیدہ نظروں

سے گارتھا کو دیکھ رہا تھا۔

"میڈم گارتھا۔ نئی دنیا سے آنے والی....."

"آہ۔ کیا یہ وہاں کی باشندہ ہیں....." تو سے نے پوچھا۔

"ہاں ہاں"

"کیا نئی دنیا سے کچھ اور لوگ بھی آئے ہیں؟"

"صرف پروفیسر بیرن کی بیٹی۔"

"اور کوئی نہیں؟"

"نہیں" لابون نے کہا پھر گارتھا سے بولا۔ "یہ مکانات ان نگرانی کرنے والوں کے لیے ہیں جو سوبیرا کی طرف سے ہونے والی ہر کارروائی سے باخبر رہتے ہیں۔ ہمارے گھر آگے ہیں....."

"یہاں سے دور؟"

"زیادہ دور نہیں....."

"خوب....." گارتھا نے کہا۔ اور لابون کے ساتھ چلنے لگی اس نے غور کیا تھا کہ تو سے بار بار اسے دیکھتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گارتھا کے لئے پسندیدگی کے تاثرات ہیں۔ شکل و صورت سے بھی وہ ایک سرکش نوجوان نظر آتا تھا۔ گارتھا دل ہی دل میں مسکرا دی۔ گویا اس کی دلچسپی کا سامان موجود تھا۔

*

شعبان اپنا تجزیہ کر رہا تھا۔ رات کی تنہائیوں میں اکثر وہ سوچوں میں ڈوب جاتا تھا۔ وہ غور کرتا تر دانہ کی ایک اپنی زندگی ہے۔ یہاں بھی لوگ صدیوں سے جیتے ہیں۔ اسی ماحول میں گزارا کرتے ہیں۔ اگر اس کے ماں باپ دوسری دنیا کا رخ نہ کرتے تو یقیناً میں بھی یہاں پیدا ہوتا اور اس کی زمین میں اس دنیا کا تصور بھی نہ ہوتا لیکن کوئی احساس تھا کوئی ایسا احساس جو اس کے دل میں سسکتا تھا۔ اسے وہ دنیا یاد آتی تھی۔ اور وہ سوچنے لگتا تھا کہ وہ وہاں زیادہ خوش تھا.....یا..... وہ اپنے آپ سے سوال کرنے لگتا تھا..... یہ میری دنیا ہے..... مگر.....کیا میں یہاں عمر گزار سکتا ہوں..... کیسے آخر کیسے.....حالانکہ.....یہ سب درمیان میں ہوا تھا۔ بالکل درمیان میں وہ تو سمندر کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے بعد تمہیں واپس جانا تمہاری ذہن میں یہ بھی نہیں تھا کہ اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ لیکن بہت کچھ ہو گیا تھا..... بہت کچھ..... اور جب..... یہ تصور دل کو گھبرا دیتا تھا کہ بقیہ زندگی محدود ہے۔ ٹیلان نے کہا۔

"ہم سوبیرا کے دوسرے حصے نہیں دیکھتے۔ سوبیرا اس قدر مختصر نہیں ہے۔"

"ضرور دیکھوں گا۔"

"نہیں..... تم اس قدر خوش نظر آتے ہو جتنا اپنی سرزمین پر آنے کے بعد کوئی ہوتا ہے۔"

"میں تم لوگوں کے درمیان خوش ہوں۔"

"اس کی وجہ شاید میرے چچا تھیبور کا نہ ہونا ہے۔"

"ہاں مجھے اس کا خیال تو ضرور ہے۔"

وہ خود واپس آئیں گے یقیناً وہ واپس آئیں گے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو ٹیلان؟"

"جب انہیں علم ہوتا کہ سوبیرا اور تشتا کے لوگ واپس جا چکے ہیں تو وہ بھی واپسی کا سفر اختیار کریں گے۔"

"تم بے حد معصوم انسان ہو ٹیلان۔"

"کیوں؟"

"وہ کبھی واپس نہ آسکیں گے۔"

"آخر کیوں؟" ٹیلان نے بچوں کی طرح کہا۔

"اس لئے کہ ان کے پاس واپسی کے وسائل نہیں ہوں گے جیسا کہ میرے علم میں آیا ہے کہ وہ اس دنیا میں پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے مجھے جنم دیا تو اس کے بعد کیسے ممکن ہے کہ جو دور دراز سفر ہم نے اخناطون کے ذریعے اختیار کیا وہ انہیں بھی حاصل ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے ٹیلان اور شاید میری اداسی کی وجہ بھی یہی ہے۔ وہ سفر وہ لوگ کسی طور نہیں کر سکتے۔"

"وہ ہوا کے جادوگر ہیں اور یقیناً ہوا کے دوش پر سفر کرتے ہوئے وہ اپنی دنیا میں پہنچ جائیں گے۔" شعبان ہنسنے لگا ٹیلان کی اس بات کو معصومیت کے علاوہ اور کیا کہا

جا سکتا تھا۔ بہر حال ٹیلان نے اس پیش کش کی کہ وہ جس طرح بھی چاہے سوبیرا میں اپنا مقام بنا لے وہ جس سمت بھی اشارہ کرے گا وہ سمت اس کے لیے مخصوص کر دی جائے گی اور وہ اپنی پسند کے مطابق عمل کر سکے گا۔ شعبان نے ٹیلان کو یقین دلایا تھا کہ کچھ وقت بے شک گزرے گا اسے اپنی دنیا میں اپنے آپ کو ضم کرنے کے لیے لیکن بالآخر ایسا ہو جائے گا۔ نیل بھی ملتی رہتی تھی۔ سینڈر اشعبان کے لیے کوئی ایسی شخصیت نہیں رکھتی تھی کہ اسے یاد کیا جا سکے۔

دن اور رات سورج اور چاند گزرتے رہے اور پھر وہ دن آگیا جو یہاں جشن کے طور پر منایا جاتا تھا یعنی یوم خوراک اور یہ ہنگامہ خیزیاں بھی بڑی زبردست تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے سوبیرا کے سوئے ہوئے لوگوں میں زندگی جاگ اٹھی ہو۔ ہر شخص مصروف ہو گیا تھا۔

نیل اب زیادہ شعبان سے الگ تھلگ ہی رہا کرتی تھی اور جب شعبان نے اس کا یہ انداز دیکھا تو اس نے بھی نیل کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

عورت کی فطرت کو وہ پہلی بار جاپان میں سمجھا تھا اور جانتا تھا کہ نیل بھی اسی طرح بے اختیار لڑکی ہے۔

یوم خوراک میں شعبان نے بھی پورا پورا حصہ لیا اس کی اپنی سوچ اس سلسلے میں بالکل مختلف تھی اور وہ یہ غور کر رہا تھا۔ کہ انسان اپنی فطرت کے مطابق ہی جینا پسند کرتا ہے۔ بے شک ان لوگوں نے خوراک کا مسئلہ حل کر لیا تھا۔ ہو سکتا ہے سمندر سے حاصل ہونے والی یہ گھاس اپنے طور پر اس دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے کارآمد ہوا ایک ماہ نہ سہی ایک ہفتے کے لیے وہ لوگ شکم سیری کا مسئلہ حل کر لیں لیکن بہر حال زندگی وہی صبح کو اٹھ کر رزق کی تلاش میں نکلنا..... اور شام کو اپنے اپنے گھونسلوں میں واپس آجانا۔ انسان ہی نہیں جانوروں کے لیے بھی یہی راستہ متعین کیا گیا ہے اور فطرت سے ہٹ جانے والے کبھی پرسکون نہیں رہتے اور انہیں بالآخر فطرت کی جانب لوٹنا پڑتا ہے۔

سوبیرا کی مخصوص چیزیں کھائی گئیں اور دن جشن کے طور پر ختم ہوا۔ تو رات کورل نے اپنے شوہر سنبور سے کہا۔

"اب کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ شعبان کو اس کے باپ کے گھر کے حقوق سونپ دیے جائیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس کا میرے گھر میں رہنا مناسب نہیں ہے۔ میں صرف اس کی امانت اس کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔" اس کے شوہر سنبور نے کہا۔

"اور اس کی امانت محفوظ ہے میرے پاس اور شعبان اس کا مالک ہے سو جس طرح وہ چاہے اسے مجھ سے حاصل کر لے۔" شعبان ہنس کر بولا۔

"میرے معزز چچا۔ میں بے شک اپنا گھر ضرور دیکھوں گا۔ لیکن وہاں میرے لیے کیا ہے؟"

"ہاں وہ خالی گھر یقیناً تیرے لیے بے مقصد ہو گا لیکن تو اس کی ملکیت حاصل کر لے تاکہ ہم اس کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں اور اس کے بعد یہ گھر تیرے لیے حاضر ہے۔ بھلا یہ تو سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ہم تجھے خود سے جدا کرنا چاہیں گے لیکن تو ہم سے الگ نہیں ہے اور نشانی ہے میرے بچھڑے بھائی کی۔" رُل کہنے لگی۔

"ہاں یہ سچ ہے ہم تجھے خود سے جدا نہ ہونے دیں گے" سنبور بولا۔

"شعبان ہم نہیں جانتے کہ تشتا پہنچ کر ان لوگوں نے کیا رویہ اختیار کیا ہو گا اور تھورن اس بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا سنا یہ گیا ہے کہ وہ تشتا کا خادم ہے اور وہاں کے رہنے والوں کے لیے بہت محبت رکھنے والا ہے لیکن جو پیغام ہم نے انہیں دے کر بھیجا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ لوگ عمل ہی کریں گے۔"

"ہاں۔ کیونکہ میرا بھائی ٹیلان سوبیرا کی سرداری کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹاؤں۔"

"بے شک یہی میں بھی چاہتا ہوں شعبان بلکہ یہ تو میری دلی خواہش ہے بے شک تو عقل کا جادوگر ہے چونکہ وہ دنیا جیسا کہ تم سب نے کہا کہ جنگ و جدل کی دنیا ہے لیکن عقل کی دولت سے مالا مال تو میں یہ چاہوں گا کہ تو میری

ذمہ داریوں کا ایک بڑا حصہ سنبھال لے اور یہ طے کرکہ تجھے کیا کرنا ہے۔" ٹیلان نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں شعبان کہ تو مجھے ان جادوگروں سے ملا جو اپنا اپنا جادو رکھتے ہیں۔ ذرا میں دیکھوں کہ انہوں نے اپنی سائنس کو کیا درجے دیے ہیں؟"

"یہ کام میں کل ہی سے شروع کردوں گا خود نہ جاسکا تو کسی رہنما کے ساتھ تجھے ان جادوگروں کے پاس بھیجوں گا۔ غور کرنا اور اس سارے ماحول کو نگاہوں میں رکھ کر مجھے بتانا کہ ہم سوبیرا کو قائم رکھنے کے لیے کیا، کیا عمل کرسکتے ہیں اور شعبان کو یہ گفتگو نہایت دلچسپ محسوس ہوئی تھی۔" تب سنبور نے کہا۔

"رُل کے کہنے کے مطابق کل جب سورج درمیان کو پہنچے گا تو میں تجھے تیرے باپ کے گھر لے چلوں گا اور یقیناً وہاں تعیبور نے بہت کچھ چھوڑا ہوگا تو ان سب کا جائزہ لے کہ اس کے جانے کے بعد ہم نے اصول کے مطابق اس کے گھر کے دروازے کو بند کردیا تھا اور اس کے بعد سے آج تک کوئی اس دروازے کے اندر داخل نہیں ہوا۔"

شعبان کے دل میں تجسس بیدار ہوگیا اور اس نے سوچا کہ یہ سچ ہے کہ اسے اس کے باپ کے گھر سے تعیبور کی نشانیاں میں سو وہ بے چینیوں میں رہا اور اس کے بعد صبح ہوگئی دن معمول کے مطابق آگے بڑھا اور دوپہر کو جب سورج بلندی پر چمکنے لگا تو سنبور نے اپنے وعدے کی تکمیل کی ٹیلان تو اپنے سرداری کے کاموں میں مصروف ہوگیا تھا سنبور، ٹیلان اور رُل کے ساتھ اس مکان پر پہنچا جس کے دروازے بند تھے اور یہ مکان بھی زمین دوز ہی تھا اور ایک مضبوط چٹان نے اسے انسانی پہنچ سے الگ تھلگ کررکھا تھا سو سنبور نے ایک عمل کیا اور دروازہ کھل گیا۔ اندر سے ایسی ہوا باہر آئی جس سے احساس ہوا کہ بند مکان کو بہت عرصے کے بعد کھولا گیا ہے لیکن نیچے جاتے ہوئے شعبان کے دل میں انوکھے تاثرات تھے اس ماحول میں اسے کچھ خوشبوؤں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جن سے محبت کی بو آتی تھی اور دل سے یہ احساس ابھرتا تھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اس کا باپ تعیبور اور اس کی ماں شکالا چلتے پھرتے ہوں گے۔ ضروریات زندگی سے گزرتے ہوں گے اور یہ احساسات شعبان کے چہرے پر دیکھے جارہے تھے سو سنبور نے اپنے بھتیجے کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم جانتے ہیں کہ تیرے دل میں کیا، کیا احساسات ہوں گے لیکن وہ واپس آئیں گے ہمارا دل کہتا ہے اور شعبان اصولی طور پر ہمیں یہاں قیام نہیں کرنا چاہیے تاکہ تو اپنے جذبات کو نمایاں کرلے اور اس وقت میں واپسی چاہتا ہوں۔"

شعبان نے ایسی نگاہوں سے انہیں دیکھا جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ انہیں اجازت دے رہا ہے سنبور اپنی بیوی رُل اور نیل کو ساتھ لے کر چل پڑا تب شعبان نے دروازہ بند کرلیا اور اس ٹھنڈے اور پرسکون غار میں کھڑے ہوکر اپنے ماں اور باپ کے چہروں کا تصور کرنے لگا پھر اس نے اطراف میں دیکھا۔ مختلف اشیاء موجود تھیں، چونکہ فضائیں گرد آلود نہیں تھیں اس لیے ہر چیز ایسی لگ رہی تھی جیسے اسے ابھی ابھی کوئی چھوڑ کر باہر نکل گیا ہو شعبان احساسات میں ڈوبا رہا اور پھر اس کی نگاہوں میں دو چہرے ابھرے یہ چہرہ تعیبور یا شکالا کا نہیں تھا بلکہ دردانہ اور اسد شیرازی کا تھا۔ دو ایسے چہرے ان چہروں میں مدغم ہونے لگے جن کی شناخت شعبان کو نہ تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ ان چہروں کی بناوٹ کیا ہے لیکن جو چہرے سامنے ابھر آئے تھے وہ انہی دونوں کے تھے بہت دیر تک شعبان عجیب و غریب احساسات میں ڈوبا رہا فیصلے کرتا رہا تب ہی اسے کچھ آہٹیں محسوس ہوئیں اور اس نے چونک کر ادھر دیکھا پھر جو کچھ اس نے دیکھا اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا یہ بوڑھی طورنا تھی جو اسی گوشے میں خاموش کھڑی شعبان کو دیکھ رہی تھی۔ شعبان حیران رہ گیا پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچا۔

"طورنا!" اس نے کہا۔ طورنا مسکرادی۔ پھر بولی۔

"اگر تو مجھے مائی ماچھی کہے تو کوئی حرج ہے؟"

"نہیں میں تجھے طورنا کہوں گا کیونکہ میری بستی میں تو طورنا ہے۔"

"تو نے مجھے کبھی یاد نہیں کیا شعبان۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ کبھی تجھے میری ضرورت نہیں محسوس ہوئی۔"

"کن حالات کی بات کررہی ہے؟"

"تروانہ میں آنے کے بعد۔"

"ہاں۔ لیکن تو جانتی ہے میرا تیرا اس دنیا کا رشتہ ہے اور میں تجھے بھول نہیں سکتا۔ لیکن میں اس دنیا میں گم ہو گیا ہوں اس میں بھی کوئی شک نہیں اور یوں سہی یہ میری دنیا ہے۔"

"اور آج تو پہلی بار اپنے باپ کے گھر میں داخل ہوا ہے۔"

"ہاں لیکن میں تو اس دروازے سے داخل ہوا ہوں طورنا لیکن تو بتا تیرا یہاں آنا کیسے ہوا۔" طورنا کے چہرے پر جذبات کے سائے لرزنے لگے اس نے کہا۔

"تم لوگوں کے آنے سے پہلے میں یہاں موجود تھی لیکن پوشیدہ۔"

"میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔"

"ہاں۔ کہ میں جانتی تھی کہ آج تو اپنے گھر میں پہلا قدم رکھ رہا ہے۔ یہ بات ایسی نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو لیکن میں یہ بھی جانتی تھی شعبان کہ تو نے جس دنیا میں زندگی بسر کی ہے وہ مختلف سوچوں کی حامل ہے اور تو کیا سمجھتا ہے کب سے نہیں جانتی میں تجھے کیا اس وقت سے نہیں جانتی میں تجھے جب سمندر کی لہریں تجھے مچھلیاں پکڑنے والوں کے ساحل تک لے آئی تھیں اور انہوں نے تجھے رمضان کا بیٹا سمجھ کر اپنے درمیان جگہ دی تھی۔"

"ہاں طورنا۔ تو وہ لمحات بھی جانتی تھی جن سے میں خود آشنا نہیں ہوں۔" شعبان نے کہا۔

"میں نے وہاں اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ وہاں انسانوں کا رہن سہن جانوں۔"

"جبکہ تو سوبیرا کے لیے جادو لینے گئی تھی۔"

"نہیں ایسا نہیں تھا۔"

"پھر؟"

"میرا بیٹا گالس میرے ساتھ آگیا تھا اور وہی مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا کیونکہ میرا شوہر مرگیا تھا اور اس بیٹے کے سوا میرا کوئی نہیں تھا۔"

"وہ پھر؟"

"نئی دنیا میرے بیٹے کو کھا گئی۔"

"کیسے؟" شعبان نے دلچسپی سے پوچھا اور طورنا کے چہرے پر غم کے آثار نظر آنے لگے۔"

"وہ نئی دنیا کی عورت کے جال میں گرفتار ہوگیا تھا اور اسے آتشیں ہتھیاروں سے فنا کردیا گیا۔"

"وہ مرگیا؟"

"ہاں۔" طورنا نے غم آلود لہجے میں کہا۔

"مجھے بہت افسوس ہے" یہاں تو تنہا ہے؟"

"ہاں!" اب میرا کوئی نہیں ہے لیکن۔ یہ سب میرے ہیں۔ میں ان سے جدا نہیں ہوں۔"

"مچھیروں کی بستی تو کیسے پہنچ گئی؟" شعبان نے پوچھا۔

"میں سمندر میں بھٹکتے بھٹکتے۔ سمندر سے اکتا گئی تو خشکی پر جا پہنچی وہ معصوم لوگوں کی آبادی تھی۔ سب میری عزت کرتے تھے بس ان کے درمیان رہ گئی۔ پھر تو آگیا۔"

"میں بھی تیرے پاس نہ رہ سکا۔ مجھے اسد شیرازی لے آئے تھے۔" طورنا مسکرائی۔

"مگر میں تجھ سے دور نہ تھی کیونکہ میں تجھے پہچان چکی تھی۔"

"کہاں تھی تو؟"

"تیرے آس پاس"

"میں نے تو تجھے کبھی نہیں دیکھا۔"

"مگر میں تجھے دیکھتی تھی" طورنا نے کہا اور شعبان اسے تعجب سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں جانتا ہوں یہ غلط نہیں ہوگا۔"

"یہ میری کہانی ہے شعبان اب تجھے اپنے بارے میں بتا۔"

"کیا؟"

"تردانہ میں آکر تو خوش ہے؟" شعبان سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"شاید نہیں۔"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ تو اس سے آشنا نہیں ہے یہ دنیا تو اب مضطرب ہو گئی ورنہ یہاں ساکن سمندر جیسا سکون تھا۔ بہت بدل گئی ہے یہ زمین۔ تیرا کیا ارادہ ہے۔"

"میں فیصلہ نہیں کر پارہا۔"

"میں پیشنگوئی کر سکتی ہوں۔"

"کیا؟"

"تیری واپسی ہوگی تو وہیں واپس جائے گا اور تردانہ کو اس پر اعتراض بھی نہیں ہوگا لیکن یہ کام اتنی جلد بھی ممکن نہیں ہے۔" شعبان عجیب سی نظر سے طورنا کو دیکھنے لگا پھر اس نے اپنے دل سے بوجھ سا ہٹتا ہوا محسوس کیا۔ یہ ایک فیصلہ جو اس کی زبان سے نہیں ہوا تھا لیکن شاید اس کے دل کی آواز تھی۔ وہ طورنا کو دیکھتا رہا۔

"کیا ایسا ہوگا؟"

"اسی طرح جیسے چاند نکلتا ہے اور سورج ڈوبتا ہے۔" طورنا اطمینان سے بولی۔

"اور میرے ماں باپ؟"

"وہ وہیں ہیں۔ اگر انہیں کوئی حادثہ نہیں پیش آیا تو وہ وہیں آباد ہو گئے ہیں۔ اور ممکن ہے انہیں تیری تلاش ہو۔"

"تو نے میرے دل میں ایک نئی امنگ جگا دی ہے طورنا۔ کیا میں تجھ سے ایک درخواست کر سکتا ہوں؟"

"کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"تو مجھے اپنے بیٹے کا مقام نہیں دے سکتی۔" شعبان نے کہا اور طورنا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے! شعبان اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے اپنا سر طورنا کے سینے سے لگا لیا۔ "میں بھی تردانہ میں تنہا ہوں۔ بیشک سنبور میرا اچھا ہے ٹیلان میرا بھائی ہے لیکن میں پھر بھی تنہا ہوں۔ مجھے یہ مقام دے دے۔ میرے ساتھ یہاں رہ۔"

"طورنا نے اسے اپنے سوکھے ہوئے بازوؤں میں بھینچ لیا تھا۔

لابون کا گھر بھی خوب تھا۔ اس کا طرز تعمیر سوبیرا والوں سے جدا نہیں تھا۔ زیر زمین وسعتوں میں پھیلا ہوا جس میں الگ الگ کمرے بنے ہوئے تھے۔ لابون نے اسے اپنی بیوی سیرانا سے ملایا تھا جو سادہ سے نقوش کی عورت تھی مگر اس کے چہرے پر رقابت نہیں ابھری تھی۔ سیرانا نے اسے خوش آمدید کہا تھا۔ پھر لابون چلا گیا یہ کہہ کر وہ تھوران کو تفصیل بتائے گا اور کچھ وقت گزرے گا اور پھر واپس آجائے گا! یہاں گارتھا کا میزبان توسے بن گیا۔

"تو اپنے بھائی لابون سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ ذہین ہے" گارتھا نے کہا۔

"اور تو تردانہ میں بسنے والی ہر عورت سے حسین۔" توسے ترکی بہ ترکی بولا۔ گارتھا ہنس پڑی۔

"تو جھوٹ بولتا ہے۔"

"ہرگز نہیں۔"

"کیا تو مجھے پسند کرتا ہے۔"

"مگر تو میرے بھائی کی تحویل میں ہے۔"

"لابون کب واپس آئے گا!"

"شاید کئی سورج کئی چاند کے بعد۔"

"تو مجھے تشتانہ دکھائے گا!"

"اگر تو قبول کرے۔"

"مجھے اعتراض نہیں۔"

"میں خوشی سے تیار ہوں۔" توسے نے خوش ہو کر کہا۔ پھر وہ گارتھا کو لے کر باہر نکل آیا اور گارتھا نے تشتا کی آبادیاں دیکھیں۔ زمانہ دیکھے ہوئے تھی۔ حالانکہ سوبیرا میں قیدی تھی اور محدود تھی لیکن ...... اس لیے کہ تشتا والے وہاں کے لوگوں سے زیادہ مشاغل ہیں اور اپنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ سورج ڈھلے وہ جگہ جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے ساز بجا کر محفلیں جماتے ہیں۔ وہ رنگین مزاج بھی

معلوم ہوتے تھے کیونکہ بیشمار نظروں نے گارتھا کا سر سے پاؤں تک طواف کیا تھا۔

"تیری عورت نہیں ہے توسے!"

"نہیں۔"

"کیوں۔ نوجوان ہے تو؟"

"مجھے کوئی عورت پسند نہیں آئی۔"

"لوہ۔ ہاں شادیاں کیسے ہوتی ہیں۔"

"شادیاں؟" توسے نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"کوئی عورت بیوی کیسے بنتی ہے؟"

"ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اپنے بڑوں سے کہتے ہیں۔ دونوں کے بڑے سب کے سامنے پوچھتے ہیں اور وہ زندگی بھر کے ساتھی بن جاتے ہیں" توسے نے جواب دیا۔

"بس....!"

"ہاں اور یہ ساتھ پائیدار ہوتا ہے۔"

"دوسری عورت کا کیا تصور ہے؟"

"مرد دوسری اور تیسری عورت کو بھی پسند کر سکتا ہے۔"

"اور عورت!"

"نہیں۔ عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔"

"دھت تیرے کی۔ یہاں بھی عورت ہی پست ہے۔" گارتھا نے ہنستے ہوئے کہا پھر اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ کیا ہے؟"

"نوجوان خوش فعلیاں کر رہے ہیں۔" توسے نے جواب دیا اور گارتھا توسے کا ہاتھ پکڑ کر اس طرف چل پڑی! نہ جانے اس کے ذہن میں کیا تھا۔

توسے خوش تھا کہ اسے اتنی حسین عورت کا ساتھ حاصل ہوگیا تھا' اور عورت بھی وہ جس کا تعلق تردانہ سے نہیں تھا بلکہ وہ ایک انوکھی دنیا سے آئی تھی' توسے لابون کی نسبت ایک لاابالی اور ناکارہ سا نوجوان تھا اور اسے تشتا میں کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی بس عیش و عشرت کی زندگی میں ڈوبا ہوا تھا۔ غرضیکہ نوجوانوں کے غول کے درمیان گارتھا توسے کے ساتھ پہنچ گئی۔ اس نے ان سب کو دیکھا وہ عجیب و غریب سے ساز بجا رہے تھے' مقصد خوشی کا اظہار ہی تھا اور گارتھا محسوس کر رہی تھی کہ سب کی نگاہوں میں پسندیدگی کے تاثرات ہیں' گارتھا نے ان کے بیچ دائرے میں آکر گردن ہلائی اور پھر اس نے رقص شروع کر دیا' نوجوانوں نے حیرت اور مسرت کے ساتھ ایک عورت کو اپنے درمیان تھرکتے دیکھا اور شاید سرزمین تردانہ میں ایسا منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا' گارتھا نے ایک ایسا ہیجان خیز رقص شروع کر دیا کہ نوجوانوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور ان کی آنکھوں میں گلابی گلابی ڈورے تیرنے لگے' وہ سب مست ہو کر تالیاں بجا رہے تھے طرح طرح کی آوازیں نکال رہے تھے اور توسے خوشی سے دیوانہ ہو گیا تھا' گارتھا دیر تک نوجوانوں کے ساتھ رقص کرتی رہی اور نوجوان دور دور سے آکر جمع ہونے لگے' جب وہ بری طرح تھک گئی اور نوجوانوں کے ہاتھ سازوں پر الٹے سیدھے پڑنے لگے کہ وہ اتنی دیر تھرکنے والی رقاصہ کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے تو گارتھا نے یہ سلسلہ ختم کر دیا۔

مگر وہ نوجوانوں کی یلغار کا نشانہ بن گئی وہ سب اپنی پسندیدگی کا اظہار کر رہے تھے' کسی نے توسے سے اس کے بارے میں پوچھا تو توسے نے اسے بتایا کہ یہ حسینہ اس کی مہمان ہے اور اس پر خاص نظر رکھتی ہے' یوں توسے کو وہ مقام حاصل ہوگیا جو نوجوانوں کی نگاہوں میں حسرت بن جائے سب نے کچھ نہ کچھ کہا اور توسے گارتھا کے ساتھ وہاں سے واپس پلٹ پڑا لیکن اپنی رہائش گاہ کی جانب نہیں بلکہ ایک اور سمت جو انتہائی حسین تھی' گارتھا بیٹھ گئی' توسے نے کہا۔

"تو نے تو یہاں اپنا رنگ ہی الگ جما لیا اور کیسا انوکھا رنگ جمایا تو نے کہ میرے تمام شناسا مجھے مبارک بادیں دینے لگے آہ میں انہیں یہ کیسے بتاتا کہ مبارک باد مجھے نہیں میرے بھائی لابون کو دینی ہے اور اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش لابون کی جگہ میں اس دنیا کی سمت گیا ہوتا اور تیری شناسائی مجھ سے ہوتی۔" گارتھا ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"کیا تیرا دل مجھے پسند کرنے لگا ہے توسے؟"

"میں تو اب یہ سوچتا ہوں کہ آئندہ کیا ہوگا' تو میرے بھائی لابون کی ملکیت ہے مگر میں شاید تجھے لابون کے ساتھ برداشت نہ کر سکوں اور مجھے لابون سے پرخاش ہو جائے' اے عورت میں درحقیقت پریشان ہو گیا ہوں۔" گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر میں لابون کی عورت نہیں ہوں' وہ تنہا میرا مالک نہیں ہے تو بھی اس ملکیت کا دعوے دار ہو سکتا ہے۔" توسے نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گارتھا کو دیکھا اور کہنے لگا۔

"یہ ممکن نہیں ہوگا' یہ تو بہت خطرناک بات ہے اور اگر لابون کو اس کا علم ہو گیا کہ میری نگاہ تیری جانب اس طرح اٹھی ہے تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔"

"کیا تو اس سے ڈرتا ہے؟"

"ہاں وہ میرا بڑا بھائی ہے۔"

"یہ دوسری بات ہے اور ظاہر ہے میں اس میں مداخلت نہیں کر سکوں گی لیکن اگر میں خود لابون سے کہہ دوں کہ میں اس کی نہیں' توسے کی ملکیت بننا چاہتی ہوں تو لابون اس کے بعد کیا کرے گا۔" توسے نے خوشی سے دیوانہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اگر تو یہ کہہ دے گارتھا تو پھر بزرگ یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ لابون تجھ پر اپنا حق جما سکے' یہ تو حقیقت ہے کہ یہاں دونوں کی پسندیدگی ہی یکجائیت کا باعث بنتی ہے' "آہ کاش! تو ایسا کرلے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی سنور جائے تو تو بہت ہی انوکھی بہت ہی اجنبی ہے۔"

"ایسا کریں گے توسے' مگر ذرا احتیاط اور اطمینان کے بعد کہ میں تو تیری اس دنیا میں اجنبی ہوں اور نئی ہوں اور جیسا کہ تو میری محبت کا دعوے دار ہے ذرا مجھے یہ تو بتا کہ یہاں کی زندگی کیا ہے اور کیا کچھ ہوتا ہے یہاں' تھوران جو تیرا سردار ہے کس مزاج کا انسان ہے' اس کی عمر کیا ہے اور وہ عورت کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے؟"

"کیا تھوران ایک سے زیادہ بیویاں رکھتا ہے؟"

"ہاں اس کی خلوت میں بہت سی حسین لڑکیاں ہوتی ہیں اور وہ تو واقعی خوش نصیب ہے جہاں کہیں دیکھا جاتا ہے۔ اس کی خادماؤں کا غول اس کے ساتھ ہوتا ہے لیکن کسی کی مجال نہیں کہ اس کی کسی خادمہ کی طرف نظر اٹھا جائے ایسا کرنے والے کو سزا ملتی ہے۔"

"کیا سزا ہوتی ہے؟"

"اسے پتھروں کی وادیوں میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں زمین کے کیڑے اسے چاٹ لیتے ہیں اور پھر ان کے سوکھے پنجر انہی پتھروں میں پڑے سڑتے رہتے ہیں۔"

"تھوران' یہاں سب سے بڑی قوت ہے؟"

"نہیں بالکل نہیں' سب سے بڑی قوت سلانوسیہ کے پاس ہوتی ہے اور سلانوسیہ اگر تردانہ میں یہ اعلان کردے کہ آج سے اس نے ششتا اور سوبیرا کے نام ختم کردیئے اور سب تردانہ والے کہلائیں گے تو نہ سوبیرا والوں کی یہ مجال کہ اس سے انکار کریں اور نہ ہی ششتا والوں کی کیونکہ سلانوسیہ کا حکم' آفاقی حکم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔"

"لیکن سلانوسیہ تو صرف ششتا کی ملکیت ہے۔"

"ہاں یہ ہمارے جادوگروں کا کمال ہے' ششتا کے جادوگر یکجا ہوگئے ہیں اور یہی ششتا کی سب سے بڑی کامیابی ہے' جبکہ سوبیرا کے جادوگروں میں یکجائیت نہیں ہے' وہ اپنے اپنے جادو کے ساتھ الگ الگ زندہ ہیں اور کسی کی بات نہیں مانتے یہاں تک کہ سوبیرا کا سردار نیلان بھی اپنے جادوگروں کے زیر اثر رہتا ہے' جادوگروں نے سلانوسیہ کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور سلانوسیہ وہی احکامات دیتی ہے جو جادوگروں کے لئے پسندیدہ ہوں سو یہ کیفیت ہے۔"

"خوب' بہت خوب اور تھوران کہاں پایا جاتا ہے۔"

"اس کی رہائش گاہ کچھ دور ہے' میرا بھائی لابون اسی کے پاس تو گیا ہوا ہے۔" یوں گارتھا نے بہت سی معلومات توسے سے حاصل کرلیں اور نالبا" یہ توسے' لابون اور اس کے چھوٹے سے خاندان کی خوش بختی تھی کہ اس طرح تھوران کا نام سامنے آگیا ورنہ گارتھا نے سوچا تھا کہ اب توسے اور لابون میں چپقلش کرادی جائے اور اس کے بعد لابون کا کھیل ختم کردیا جائے کیونکہ لابون اب اس کے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا بلکہ اصل اہمیت ان بڑوں کی تھی جو ششتا میں اپنی آواز رکھتے تھے اور جن کی احکامات اول ہوا کرتے تھے۔ گارتھا نے صبر کیا اور پھر بہت دیر کے بعد وہ توسے کے ساتھ واپس اس کی رہائش گاہ پر چل پڑی۔

✡

طورنا نے خلوص دل سے شعبان کو اپنا بیٹا سمجھ لیا تھا' حالانکہ مچھیروں کی اس بستی میں جہاں طورنا' مائی ماچھی کے نام سے مشہور تھی' اس نے شعبان کو نگاہوں میں رکھا تھا اور کئی بار بعض امور میں اس کی مدد کی تھی یہاں تک کہ جب اسد شیرازی اور دردانہ شعبان کو لے کر چلے تو طورنا نے سمندر میں سفر کرکے ان لوگوں کو سیاہ پتھروں کی وہ تھیلی دی تھی جس کے بارے میں اس نے انہیں بتایا تھا کہ اس میں شعبان کے ہر مرض کا علاج ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہی پتھر اس تمام سفر کا باعث بنے تھے اور یہ احساس اسد شیرازی کے دل میں بیدار ہوا تھا کہ سمندر میں انسانی بقاء کے لئے بہت سی چیزیں موجود ہیں اور اب جبکہ ان کا براہ راست ساتھ ہوگیا تھا تو طورنا کے دل میں محبت کے سوتے کھل گئے تھے اور اس نے شعبان کو دل سے اپنا مان لیا تھا چنانچہ تمیسور کے غار میں ایک بار پھر رونقیں بیدار ہوگئیں اور طورنا ایک ایک چیز کو صفائی اور سلیقے سے اس کی جگہ رکھنے لگی اس نے پورے غار کو روشن کردیا۔

دو سورج اور چاند گزرے اور تمیسور کے بھائی سمبور نے اپنی بیوی رل سے کہا۔ "کم از کم شعبان کے غار میں جاکر دیکھا تو جائے کہ اس نے اپنے گھر میں زندگی کا آغاز کیسے کیا ہے اور دو دن تک وہ ہم سے جدا رہ کر کیا کرتا رہا کہ ہم انتظار ہی کرتے رہے کہ وہ آئے اور ہم سے ملے لیکن اس نے صورت نہ دکھائی میرے بھائی کا بیٹا خوش ہے یا نہیں۔" جب وہ دونوں اس سمت چلے تو نیل نے ان کا ساتھ دیا اور چل پڑی۔ وہ تینوں شعبان کے غار میں داخل ہوئے تو نیل نے تعجب بھری نگاہوں سے پورے ماحول کا جائزہ لیا اور ہنس کر اپنی ماں سے کہنے لگی۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ نئی دنیا سے آنے والا میرے چچا کا بیٹا' عورتوں کی صفات میں زیادہ مہارت رکھتا ہے' ذرا دیکھو اس نے کس طرح اس گھر کو صاف ستھرا کرلیا ہے جیسا کہ عورتیں۔" رل نے کہا۔

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے اور افسوس کہ ہم نے اس

بارے میں اس کی کوئی مدد نہیں کی لیکن وہ ہے کہاں؟"

شعبان اپنے گھر کے دوسرے حصے میں طورنا کے ساتھ مصروف گفتگو تھا اور جب اسے یہ احساس ہوا کہ کچھ لوگ اس کی رہائش گاہ میں آئے ہیں تو وہ تنہا ہی وہاں سے باہر نکلا اور اپنے چچا سمبور اور چچی رل کو دیکھ کر خوش ہوگیا' ساتھ ہی اس کی نگاہیں نیل کی جانب بھی اٹھی تھیں' نیل نے کہا۔

"واہ شعبان' تمہارے اس غار کو دیکھ کر تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم میں مردوں سے زیادہ عورتوں کی صفات پائی جاتی ہیں ارے وہ کون ہے؟" اس نے شعبان کے عقب میں طورنا کو دیکھ کر کہا۔ اور سمبور بول اٹھا۔

"آہا۔ معزز طورنا' تو شعبان کے پاس' شعبان کے غار میں' ہاں کیوں نہ ہو تیرا تو اس سے قدیم رشتہ رہ چکا ہے۔"

"اور ایک اور رشتہ میرے اور اس کے درمیان قائم ہوا ہے۔" طورنا نے کہا۔

"بھلا وہ کونسا ——— ؟"

"شعبان کہتا ہے کہ وہ مجھے اپنی ماں کی جگہ دیتا ہے اور اپنے آپ کو میرے بیٹے کے حوالے سے مجھ سے متعارف کراتا ہے' سو ہم دونوں نے یہ نئے رشتے قبول کرلئے ہیں۔" نیل ہنس پڑی اس نے کہا۔

"واہ چلو یہ اچھا ہوا شعبان کہ تمہارا کسی سے کوئی رشتہ تو قائم ہوا۔" سمبور نے شعبان سے کہا کہ وہ دو سورج اور دو چاند اس سے ملنے نہیں آیا تو شعبان کہنے لگا۔

"مجھے اعتماد کی فضا میں سانس لینے دے میرے چچا' میں اپنے آپ کو' سوبیرا میں محسوس کرنا چاہتا ہوں۔"

"بے شک یہ تیری سرزمین ہے اور ہم تجھے خوشی سے اجازت دیتے ہیں کہ ہم سے دور ہی سہی لیکن تو اسے اپنا سمجھے اور یہ بہت ہی اچھا ہے کہ طورنا جیسی سمجھدار نگراں کے ساتھ رہے میں اس بات سے بہت خوش ہوا۔"

جب وہ چلے گئے طورنا نے مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"شعبان' کیا تو عورت کی آنکھ پہچانتا ہے۔؟" شعبان نے تعجب سے طورنا کو دیکھا' پھر بولا۔

"تیری حکیمانہ باتیں بڑی مشکل سے میری سمجھ میں آتی ہیں طورنا۔"

"عورت کی آنکھ کے بارے میں کہہ رہی ہوں میں حالانکہ میں نے تجھے معصوم بچے کے طور پر دیکھا' لیکن زمانے کے تجربات بہت کچھ دیتے ہیں' ویسے میں سمجھتی ہوں کہ جب تو جاپان گیا تھا تو تیری آشنائی پہلی بار ایک ایسی عورت سے ہوئی جس نے تجھے اپنے مرد کے طور پر دیکھا۔" شعبان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ تو بہت بڑا سچ ہے کہ جب بھی تیری باتیں سنتا ہوں میں میری ماں تو مجھے شدید حیرانی ہوتی ہے بھلا تجھے کیسے معلوم کہ میں جاپان گیا تھا اور وہاں مجھے کوئی ایسی لڑکی ملی تھی' جس نے مجھے محبت کی آنکھوں سے دیکھا۔" طورنا مسکرادی پھر اس نے کہا۔

"میں نے تجھ سے کہا تھا ناں کہ میں تجھ سے زیادہ دور نہ رہی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ میرے وہاں سے سفر کرنے کے بعد ہی تو نے بھی مچھیروں کی وہ بستی چھوڑ دی۔"

"تقریباً ایسا ہی ہے۔"

"میں شدید حیران ہوں نجانے تو نے وہ سب کچھ کیسے کر ڈالا جس کے لئے وہاں لوگوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے' بہر طور میں تو تیری بصیرت پر یقین رکھتا ہوں' بات ہو رہی تھی عورت کی آنکھ کی' ہاں یہ سچ ہے کہ جاپان میں مجھے جو لڑکی ملی تھی' اس نے مجھے اپنے مرد کی حیثیت سے دیکھا تھا۔"

"اور تو نے اسے ٹھکرا دیا۔"

"مجھے تو یوں لگتا ہے معزز طورنا کہ اب مجھے دل کی ساری باتیں تیرے سامنے بیان کردینا پڑیں گی' پہلے تو یوں تھا کہ میں اپنی پرورش کنندہ یعنی دردانہ آنٹی کے ساتھ رہتا تھا اور ان کا احترام کرتا تھا سو ایک وقت ایسا بھی آیا جب دردانہ آنٹی میرے دل کی ساری باتیں جان گئیں لیکن اپنے جذبات کا اظہار میں ان سے بھی نہیں کرسکا لیکن معزز طورنا تو پراسرار قوتوں کی مالک ہے اور جو میں چھپاتا

چاہوں مجھے لگ رہا ہے کہ میں تجھ سے نہیں چھپا سکوں گا تو بہتر یہ ہے کہ میں دل کے سارے راز تیرے سامنے کھول دوں کہ تو بہتر رہنما ہوگی، میری بزرگ، میری دوست۔" شعبان نے کہا اور طورنا مسکرانے لگی۔ اس کی آنکھوں میں شعبان کے لئے ماتا کے جذبے موجزن تھے۔ شعبان چند لمحات سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے کہا۔

"شاید ایسا کبھی نہ ہوتا جیسا ہوا اور میں چونکہ ان لوگوں کے درمیان پروان چڑھا جہاں محبت اندھی ہے لیکن بعد میں یہ ہوا کہ میری ذہنی کیفیت بدل گئی اور میں نے ذرا مختلف انداز میں سوچا اور اس کی بنیادی وجہ جاپان ہی میں ہونے والا ایک واقعہ تھا۔ یعنی مجھے ایک بوڑھا شخص ملا جو سمندری سوار کا ماہر تھا اور اس نے سمندر میں ایک طویل عرصہ گزارا تھا۔ وہاں ایک تصویر ایسی تھی جس میں زیر سمندر ایک لڑکی سمندری پودوں کے درمیان کھڑی مسکرا رہی تھی اور مجھے یوں لگا معزز طورنا جیسے وہ لڑکی میری شناسا ہو اور سچی بات یہی ہے کہ اس وقت کے بعد سے وہ میرے سینے میں پیوست ہو گئی اور پھر یوں ہوا کہ جو بھی میرے سامنے آیا وہ اس کے تصور کے سامنے ہیچ ہو گیا اور میں نے صرف اس کے بارے میں سوچا اور کسی اور لڑکی کے بارے میں کبھی نہ سوچا۔ سو آج بھی اس کی تصویر میرے پاس محفوظ ہے کہ بوڑھے نے مجھے تحفتاً پیش کر دی تھی۔ معزز طورنا میں وہ تصویر تیرے سامنے بھی پیش کروں گا۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ اب تو نے اپنی ساری ذمہ داریاں مجھے سونپ دی ہیں اور مجھ پر یہ لازم ہو گیا ہے کہ میں تیرے تمام مفادات کی نگرانی کروں لیکن جہاں تک مسئلہ اس لڑکی نیل کا ہے تو تجھے خوش اسلوبی سے اسے طے کرنا ہوگا۔ کیونکہ بہر طور یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے۔" شعبان پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔ کچھ دیر کے بعد طورنا نے اسے مخاطب کر کے کہا۔"

"کیا وہ تصویر تیرے پاس محفوظ ہے؟"

"ہاں۔"

"مجھے دکھائے گا۔"

"کیوں نہیں۔ اب تو سب کچھ تیرے سامنے پیش کرنا ہوگا۔" شعبان نے اپنے پاس محفوظ کی ہوئی تصویر طورنا کو دکھائی اور وہ پرخیال نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لڑکی تروانہ ہی کی باشندہ ہے لیکن کون ہے یہ جاننا ہوگا اور تو اطمینان رکھ اب تو اس کی تلاش میں تنہا نہیں ہے میں بھی تیری ساتھی ہوں۔" شعبان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

⌧

"لابون ان تمام افراد کے ساتھ تھوران کے سامنے پیش ہوا۔ جنہیں وہ نئی دنیا سے سمیٹ کر لایا تھا۔ لابون کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔ وہاں تک تو وہ کامیاب رہا تھا۔ جہاں اس نے اختاطون حاصل کیا تھا اور اس کے بعد سویرا کے قیدیوں کو لے کر چل پڑا تھا لیکن اختتام بہت خلاف توقع ہوا تھا۔ گو اس میں لابون کی غلطی نہیں تھی لیکن اسے خوف تھا کہ تھوران اس سے سوالات کرے گا اور ہو سکتا ہے وہ سزا کا مرتکب قرار پائے۔

تھوران ایک عیاش طبع انسان تھا۔ اسے جادوگروں کی حمایت حاصل تھی اور سب سے بڑی حمایت یہ تھی اس کے لئے کہ سلانوسیہ اس کی سرپرست تھی اور عظیم جادوگر اس پر مہربان۔ بس یہی وجہ تھی کہ تھوران بہت بڑا مقام رکھتا تھا اور اپنے طور پر آزاد زندگی گزارتا تھا۔ غرض یہ کہ لابون تھوران کے سامنے پہنچا اور تھوران نے سرد نگاہوں سے اس کا استقبال کیا۔ جادوگر اس کے اردگرد موجود تھے۔ لیکن جادوگرنیاں بھی تھیں۔ یعنی وہ لڑکیاں جو اسے ہمیشہ معتدل رکھا کرتی تھیں۔ تھوران نے لابون کو قریب آنے کا اشارہ کیا اور وہ تمام لوگ بھی جو ساتھ آئے تھے اور جن کا تعلق ششتا سے تھا۔ تب تھوران نے کہا۔

"مجھے تجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے لابون کیونکہ حالات میں ہماری بھی کوتاہیاں شامل تھیں۔ یعنی ہم تیری صحیح رہنمائی نہ کر سکے اور یہ علم نہ ہو سکا ہمیں کہ تیرا سمندری جہاز کس سمت جا رہا ہے۔ حالانکہ یہاں تیرے استقبال کے لئے وہی تیاریاں کی گئی تھیں جو سویرا والوں نے کیں اور جن کی تجھے ہدایت دی گئی تھی لابون کی جان میں جان آئی۔ اس نے مودب لہجے میں کہا۔

"معزز تھوران جو ہوا سو ہوا۔ میں اس میں اپنا قصور زیادہ سمجھتا ہوں کہ آخری لمحات میں مستعد نہ رہا۔ لیکن اس نئی دنیا میں میں نے جو کچھ کیا وہ تیرے لئے دلکشی کا باعث ہوگا۔"

چند ایسے بزرگ بھی یہاں شامل تھے اور تھوران کے دربار میں موجود تھے۔ سو یہ ہوا تھا کہ جادوگروں کے ایما پر یہاں تھوڑی سی آزادی بخش دی گئی تھی اور راگ و رنگ کی محفلیں جم جاتی تھیں۔

پچھلے دنوں جب سویرا کے سردار ٹیلان کا پیغام موصول ہوا تھا اور جادوگروں کو لایا گیا تھا تو وہ اعتدال پسند بوڑھے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ سویرا کا ٹیلان بےشک نوجوان ہے۔ لیکن بوڑھوں کی سرپرستی میں اس نے امن سے زندگی گزارنے کا طریقہ سیکھا ہے اور اس کے اندر وہ احمقانہ جوش نہیں ہے جو آنکھیں بند کر کے آگ کی دیواروں کی طرف دوڑ پڑتا ہے اور انہوں نے ٹیلان کی بات کو بہت پسند کیا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جادوگروں نے تھوران کو کیا مشورہ دیا ہے۔ جادوگروں کا فیصلہ خفیہ تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ خاموشی کے ساتھ ٹیلان کی ہر بات منظور کر لی جائے اور اس کے تمام قیدیوں کو اس کی خواہش کے مطابق اس کے حوالے کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بے مصرف لوگ ہیں جبکہ ان کے عوض جو لوگ واپس آ رہے ہیں وہ نہایت قیمتی ہیں اور آئندہ چل کر وہ ششتا کی تقدیر بدل دیں گے اور سویرا کا نام و نشان مٹ جائیگا سو تھوران نے انہی کے حکم کے مطابق ہدایت کی تھی اور جادوگر بے حد خوش تھے کہ چالاکی سے ان کارآمد لوگوں کو یہاں بلانے میں کامیاب ہو گئے سو جب لابون نے یہ انکشافات کیئے اور تھوران کے انداز میں وہ چیز نہ پیدا ہوئی جس کی توقع وہ لوگ کر رہے تھے تو ان کے اندر بے چینی پیدا ہوئی۔ تھوران نے لابون سے کہا۔

"سویرا کی قید میں رہ کر تو نے لابون کیا اپنے اندر کچھ تبدیلیاں پیدا کیں یا تیرے ساتھ آنے والوں نے یہ سوچا کہ جب تو یہاں آئے گا تو ان تمام چیزوں کو چوپٹ کر دیں گے جنہیں وہ سیکھ کر آئے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں معزز تھوران۔"

"سمجھنا بے حد ضروری ہوتا ہے کیونکہ نا سمجھی موت کی علامت سمجھی جاتی ہے اور لابون مجھے یہ بتا کہ کیا تو ان سب کا نمائندہ ہے یا میں ان سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔"

"میں نے اپنی ذمہ داری صرف اس حد تک قبول کی معزز تھوران کہ ان سب کو یکجا کروں اور اس کے بعد جس طرح بھی ممکن ہو سکے انہیں تروانہ واپس لے آؤں۔ اور یہ سب برابر کی حیثیت کے مالک ہیں سو بہتر یہ ہوگا کہ انہی سے سوال کر۔"

تھوران نے جادوگروں کے ایما پر ان میں سے ایک ایک کو طلب کرنا شروع کر دیا اور ان سے سوالات کرنے لگا۔ وہ سب دنیا کی باتیں بتا رہے تھے اور اپنے اپنے کارنامے سنا رہے تھے۔ تھوران اور جادوگران کی جانب متوجہ تھے۔ اس نئی دنیا کی لاتعداد کہانیاں ان کو سننے کو ملیں گی۔ وہ کہتے تھے کہ جانور سواری کے لئے بے مقصد ہوتے ہیں بلکہ ایسی سواریاں بنائی جا سکتی ہیں جو آگ اور پانی پی کر دوڑتی ہیں اور بےشمار انسانوں کو اپنے اندر سمو لیتی ہیں۔ یوں فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ یہاں بتایا اسے سن کر جادوگر بھی ششدر رہ گئے اور ایک جادوگر نے جو آگ کا جادوگر تھا حیران لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کا جادو تو آسمانوں تک پہنچ چکا ہے۔ آہ ہم تو بالکل ہی پیچھے رہ گئے۔" بعد میں پروفیسر ہیرن کی باری آئی اور تھوران نے ہیرن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم ہیرن ہو۔ ہیرن اور تمہارے باپ کا نام ہامر تھا۔"

"تو نے بالکل صحیح پہچانا معزز تھوران اور کیا تجھے یہ یاد نہیں کہ میں اور تو ایک ساتھ تروانہ کی سرزمین پر سمندر کا سفر کیا کرتے تھے۔"

"آہ بہت عرصہ ہو گیا بہت سی ایسی صورتیں بعض اوقات نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں جن کے ساتھ بڑا وقت گزرا ہو اور ہیرن میں تجھے پہچان گیا۔ تو کیسا ہے مجھے بتا۔ خوش تو ہے نا۔"

"ہاں!"

"اور انوکھی دنیا سے تو یقیناً "انوکھا جادو لے کر آیا ہوگا۔ تیرا جادو کیا ہے، مجھے بتائے گا؟" ہیرن نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"معزز تھوران۔ میں سویرا میں قیدی رہا اور جب تیرے اور ٹیلان کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوا اور ٹیلان نے ہمیں مناسب شرائط پر رہا کر دیا تو میں نے یہ سوچا کہ جو جادو میں اس دنیا سے لے کر آیا ہوں وہ بڑا کارآمد ثابت ہوگا اور میں تروانہ کی سرزمین کو گلزار بنانے میں اپنی صلاحیتیں استعمال کروں گا لیکن یہاں مجھے کچھ بدلے ہوئے رنگ نظر آ رہے ہیں۔ میں اس دنیا سے کیا جادو لایا ہوں وہ تو ایک الگ بات ہے لیکن ان معزز جادوگروں کی موجودگی میں اور ان امن پسندوں کی موجودگی میں چند باتیں اس دنیا کے بارے میں تجھے بتانا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ہاں ضرور کیونکہ تو میرا دوست ہے۔" تھوران نے کہا۔

"معزز تھوران بنیادی چیز یہ ہے کہ اس دنیا کا آغاز امن پسندی پر ہوا۔ گروہ بنا کر رہنے کے گر تلاش کیئے گئے اور اس کے بعد جب یہ دنیا محبت کی دولت سے مالا مال ہو گئی تو انہوں نے نفرت کا آغاز کیا اور محبت اور نفرت کا فرق اتنا نمایاں ہے کہ بآسانی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ طوالت میں نہیں جاؤں گا۔ اس دنیا نے اپنے لئے آسائشیں تلاش کر لیں لیکن ان آسائشوں نے اسے نگل لیا اور آہستہ آہستہ تنگی چلی جا رہی ہے اور تو انتظار کر ان لمحات کا جب کچھ دن کے بعد ان کے درمیان ایک بھیانک جنگ ہوگی۔ زمین سے آسمان تک آگ ہی آگ ہوگی اور اس آگ میں جل کر وہ بھسم ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی یہ آگ بڑی محنت سے خود ہی تیار کی ہے۔ ایسے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات ہوتے رہتے ہیں جو انہیں یاد دلاتے رہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے لئے جو خوف پیدا کیا ہے وہ حقیقی ہے اور تو یقین کر وہ لوگ خود اپنے لئے ہتھیار بناتے ہیں اور بعض اوقات ہتھیاروں کے ان ذخیروں میں آگ لگ جاتی ہے جو خود ہی اپنی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔ پھر ماتم کرتے ہیں اور روتے پیٹتے ہیں اور دنیا ان سے ہمدردی کرتی ہے۔ لیکن جو ہمدردی کرنے والے ہوتے ہیں انہیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ان کے پاس موجود ہے جس میں کسی بھی دن آگ لگ سکتی ہے اور وہی لمحات ان پر نازل ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے معزز تھوران تو وہ دنیا پاگلوں کی دنیا ہے جو جان بوجھ کر ایسے گڑھوں کی جانب دوڑ لگا رہے ہیں جن کا اختتام تباہی اور بربادی پر ہوتا ہے اور میں تو بڑا مسرور ہوں اس بات پر کہ تروانہ تک وہ تباہی نہیں پہنچی ہے اور میری خواہش بھی یہی ہے کہ اس تباہی کو تروانہ کی تباہی نہیں بننا چاہئے اور اسے دور ہی روک دینا مناسب ہوگا۔ سو جیسا کہ ٹیلان نے کہا ہے کہ ہم جادوگروں کے جادو کو کسی بھی طرح عملی شکل نہیں دیں گے اور امن پسندوں کے ساتھ ہی رہیں گے اور ایک وقت ایسا آ سکتا ہے جب تروانہ صرف تروانہ رہ جائے گا اور سویرا اور ششتا کا نام و نشان نہ رہے۔ سو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ

ان جادوگروں سے کوئی کام نہ لیا جائے بلکہ سارا جادو امن و محبت کا جادو بن جائے اور تروانہ میں پھول ہی پھول کھلے رہیں۔" جادوگروں میں سے ایک ہنس پڑا۔ جو روشنی کا جادوگر تھا اس نے کہا۔

"لو یہ آیا ہے اس دنیا سے محبت کا پیغام لے کر۔ احمق نہیں جانتا کہ برتری کیا شے ہے اور انسان کی عظمت کیا چیز ہوتی ہے اور جو ان چیزوں کو جانتا ہی نہ ہو وہ بھلا کیا مشورہ دے سکے گا۔" "اے شخص کہ تیرا نام بیرن ہے۔ یہ بتا کہ تو اس دنیا سے کون سا جادو لایا ہے۔"

"اگر میرے جادو کی بات کی جاتی ہے تو پھر میں وہاں سے صرف محبت کا جادو لے کر آیا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" پروفیسر بیرن نے سرد لہجے میں کہا اور روشنی کا جادوگر پھر ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

"نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تو بزدلی کا جادو لے کر آیا ہے اور ایسے جادوگر پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔" تھوران نے کہا۔

"ہمارا مقصد جو ہے اگر اس کی تکمیل نہ ہوئی تو یہ طویل ترین جدوجہد بیکار ہو گی بہتر یہ ہے کہ اب ہمیں ان لوگوں سے گفتگو کرنے دے۔" تھوران نے کہا۔

"معزز جادوگروں کا راستہ میں نے اس سے پہلے کبھی روکا ہے اور نہ اب روکنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ جادوگر سوال کر سکتے ہیں۔" تب وہ جو صحیح معنوں میں مشتا میں برسراقتدار تھے آگے بڑھے اور انہوں نے ایک ایک شخص سے اس کے بارے میں پوچھا۔ ایک شخص نے کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ وہاں آگ و آہن کا جادو سب سے بڑی قوت رکھتا ہے اور جس کے پاس یہ جادو کی طاقت ہے وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ آگ کا طوفان نازل کر دیا جائے تو بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور اس کی ایک مثال میں اس شکل میں دیتا ہوں کہ پروفیسر بیرن ہی نہیں بلکہ تمام لوگ ہی اس کے گواہ ہیں۔ ہمارا وہ جہاز جو ہمیں لے کر تروانہ واپس آیا ایسے لوگوں کے سامنے آ گیا جو اس کی تباہی کے خواہش مند تھے۔ تبھی جہاز پر تھیبورا کے بیٹے نے ان پر آگ و آہن کا جادو نازل کر دیا اور کبھی ہم نے جو دیکھا وہ ناقابل یقین تھا کہ شعلے فضا میں پرواز کر رہے تھے اور آنے والوں پر تباہی نازل ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے بچا لیا ہمارے جہاز کو ورنہ شاید ہم تروانہ تک نہ پہنچ پاتے۔"

"آہ کیا شعلوں کا جادو اس قدر طاقتور ہے؟"

"یقیناً"

"تب تو پھر ہمیں شعلوں کا جادو حاصل کرنا ہو گا۔ آگ کے جادوگر تیرا کیا خیال ہے؟" روشنی کے جادوگر نے دوسرے شخص سے سوال کیا۔

"میں اپنے طور پر یہ بتا سکتا ہوں کہ آگ بہت طاقتور چیز ہوتی ہے اور اگر ہم اسے دوسری جگہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں تو اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمیں اس کے لئے ایک مضبوط آگ درکار ہے اور یہ شخص جو آگ کا جادو دیکھ کر آیا ہے بتا سکتا ہے کہ ایسا کون سا ذریعہ ہو سکتا ہے۔"

"ہاں وہ آگ اس جگہ سے حاصل کی جا سکتی ہے جہاں دلدلوں سے دھواں اٹھتا ہے اور میں نے جس قدر معلومات حاصل کیں ایک شے ہوتی ہے جسے وہ لوگ گندھک کا نام دیتے ہیں۔ گندھک آگ کی تکمیل کے لئے بڑی اہم چیز ہے اور بھی بہت سی ایسی اشیاء ہیں جو گندھک میں شامل کر کے ان سے ایسے گولے بنائے جا سکتے ہیں جو بظاہر پتھروں کی شکل کے ہوں لیکن جب وہ کسی جگہ جا کر گریں تو زمین سے رگڑیں اور اس کے بعد وہ ایسا دھماکہ پیدا کرتے ہیں کہ چٹانیں زمین بوس ہو جائیں اور آگ اتنی اونچی بلند ہو کہ اس کے دائرے میں جو چیز آئے وہ جل کر خاکستر ہو جائے۔" سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ تھوران نے کہا۔

"اس جگہ جہاں دلدلوں سے دھواں اٹھتا ہے وہ شے پائی جاتی ہے جس کا نام تو نے لیا تھا۔ وہ دھواں اس کی ملاوٹ سے بلند ہوتا ہے اور یہ تمام ترکیب میں نے سیکھی ہے کہ کس طرح گندھک حاصل کی جائے۔"

"تو ان لوگوں کے درمیان کیوں کھڑا ہے ہمارے پاس آ جا۔" جادوگروں نے کہا اور وہ شخص مسکراتا ہوا جادوگروں میں جا شامل ہوا۔ گویا جادوگر ہو گیا۔ اس کے بعد تھوران کا کام باقی نہ رہا اور جادوگر خود ہی اپنے کام کے لوگوں کو تلاش کرتے رہے جو نئی دنیا سے آئے تھے ان میں سے کوئی نہ کوئی جادوگروں کے لئے کارآمد ثابت ہوا۔ یوں بہت سے افراد انہوں نے اپنے درمیان سمیٹ لئے اور تھوران خاموشی سے تماشا دیکھتا رہا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوا۔ تو تھوران نے لابون سے کہا۔

"لابون تیری وجہ سے ہمیں کچھ دقتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعد میں جو کچھ ہوا وہ برا نہ رہا۔ اس لئے تجھ پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔ جا اب عام لوگوں کی طرح ان میں شامل ہو جا اور اپنے کام میں مصروف رہ کہ تمہارے ساتھ جو لوگ آئے انہوں نے اپنی اپنی افادیت ظاہر کر دی۔" جب آگ کے جادوگر نے واپسی کا تقاضا کیا تو تھوران نے انہیں محبت سے رخصت کیا اور وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو لے گئے جو اپنے اپنے جادو لے کر آئے تھے اور پروفیسر بیرن اپنی بیٹی سینڈرا کے ساتھ وہیں موجود رہا تو تھوران نے بیرن سے کہا۔

"تو آ بیرن میرے ساتھ کچھ وقت گزار اور تو نے جیسا بتایا کہ یہ تیری بیٹی ہے۔"

"ہاں یہ اسی دنیا سے آئی ہے۔"

"تو یہ میرے لئے بھی بیٹی کی مانند ہوئی۔ آ۔ میرے ساتھ آ۔" تب تھوران جو مشتا کا سردار تھا بیرن کو عزت سے اپنے ساتھ لے گیا اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ پروفیسر بیرن کی خاموشی کو بھی محسوس کر رہا تھا۔ تب اس نے پروفیسر بیرن کو بٹھاتے

ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تو غمزدہ ہے لیکن یہاں تروانہ میں اب یہی سب کچھ جاری ہو گیا ہے اور میں سردار اس لئے ہوں کہ جادوگروں سے تعاون کرتا ہوں لیکن تو ذرا یہ بتا کہ سویرا میں یہ سب کچھ نہیں ہے۔"

"میں سویرا میں چند لمحات قیدی کی حیثیت سے گزار کر آیا ہوں اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہاں جادوگروں کا کیا مقام ہے۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہاں بھی جادوگروں کا غلبہ ہو گا۔ لیکن یہ دیکھا میں نے کہ سویرا کے سردار نیلان نے ان تمام لوگوں کو عزت کے ساتھ رہائی دے دی اور یقیناً" اس کے دل میں نیک جذبے تھے۔ اس نے سب کو تلقین کی تھی کہ وہاں جا کر محبت کے جادو پر یقین رکھیں۔ اور امن و امان ہر لحاظ سے بہتر ہوتا ہے۔ گویا اگر وہاں جادوگروں کا غلبہ بھی ہے تو وہاں کے جادوگر تباہی اور بربادی پر یقین نہیں رکھتے۔ جبکہ تھوران میں جو کچھ تجھے بتا رہا ہوں وہ تیری دنیا کی بنیاد پر۔ اور اس میں میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے دیکھا جہاں نفرتیں پروان چڑھیں وہاں تباہی تحریر ہو گئی اور کبھی اس جگہ بہتری نہ ہوئی میں ایک پیشگوئی کر سکتا ہوں تھوران ذرا اس بات پر غور کر لے اور میری بات کا بالکل برا نہ ماننا۔ سویرا اگر امن کی سرزمین ہے اور وہاں سے محبت کے دھوئیں اٹھتے ہیں تو پھر یہ سمجھ لے کہ وہ قائم رہے گا۔ جبکہ تھوران نفرتوں کی گود میں پروان چڑھ رہا ہے۔ میری مراد مشتا سے ہے کیونکہ مشتا تھوران ہی کے نام سے منسوب کر دیا گیا ہے اور یہ میرا تجربہ ہے۔ اس دنیا سے بھی اور اس کے علاوہ عقل سے بھی کہ نفرتوں کو کبھی پائیداری نصیب نہیں ہوتی۔" تھوران کے چہرے پر غم کے تاثرات ابھر آئے اس نے کہا۔

"میرے دوست بیرن تو یہ جانتا ہے کہ جادوگر تو ہمیشہ ہی تروانہ پر قابض رہے اور ان کے بغیر کچھ نہ ہوا۔ اصل حکومت تو انہی کی ہوتی ہے بلکہ اب تو سلانو یہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور وہ صرف جادوگروں کی ایک تخلیق رہ گئی ہے اور یہ جو جادوگر ہیں بالآخر کچھ نہ کچھ کرا کر رہیں گے۔"

"ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔ زمین کی تقدیر ہی میں تباہی ہے۔ وہاں بھی اور یہاں بھی اور میں تجھے ایک اور بات بتا دوں تھوران کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا مطلب ہے ان جادوگروں کے ساتھ ایک عورت بھی آئی ہے۔ وہ اس دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ تم لوگ اسے کوئی اہمیت نہ دے کر بہت بڑی غلطی کر رہے ہو اس کا نام گارتھا ہے اور لابون اسے غیر متعلق سمجھ کر اپنی بستی میں چھوڑ آیا ہے لیکن وہ عورت سب سے بڑی گندھک ہے اور اس سے ہر طرح کا بارود تیار ہو گا یہ میری پیشگوئی ہے۔"

"تیرا مطلب ہے کہ وہ عورت بہت خطرناک ہے۔"

"نہ صرف خطرناک بلکہ یوں سمجھو کہ وہی عورت تمہاری تباہی تحریر کرے گی یہ میری پیشگوئی ہے۔"

"مگر لابون نے یہ تو جرم کیا کہ کسی ایسی شخصیت کو اپنی بستی میں چھوڑ آیا۔"

"ہاں لابون کا جرم ہے کہ وہ عورت اسی طرح ماحول پر حکمرانی کرتی ہے۔"

"میں اسے فوراً طلب کروں گا تم فکر نہ کرو مگر مجھے یہ بتا اب میں کیا کروں۔"

"جادوگروں نے ان سب کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور یہ نہ سمجھ تھوران کہ اگر یہ جادوگر اتنا کچھ سیکھ کر آئے ہیں تو وہ جو سویرا میں کچھ نہ کرپائے ہوں گے تیرے ایک آدمی نے آگ و آہن کے جادو کی تعریف کرتے ہوئے بتایا تھا کہ جب اخناطون پر حملہ ہوا اور کچھ لوگوں نے اسے تباہ کرنے کی ٹھانی تو ایک نوجوان نے ان پر آگ کا جادو برسایا اور وہ تباہ ہو گئے۔ وہ نوجوان سویرا کا باشندہ ہے اور وہاں امن و امان کی بہتری کا خواہشمند لیکن اگر اسے یہ پتا چلا کہ مشتا والوں نے آگ کا جادو تیار کر لیا ہے اور وہ مسلسل بد ارادے رکھتے ہیں تو کیا وہ خاموش بیٹھے گا اور میں تجھے یہ بتا دوں تھوران کہ وہ انتہائی ذہین نوجوان ہے اور یقینی طور پر سویرا والوں کے لئے ایک مضبوط پہاڑی دیوار ثابت ہو گا۔ یہ بھی میری پیش گوئی ہے۔"

"میں جانتا ہوں یقیناً" ایسا ہی ہو گا لیکن بیرن مجھے مشورہ دے کہ کیا کروں۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔" پروفیسر بیرن خاموش ہو گیا۔ اس سلسلے میں وہ بھی کوئی مشورہ نہیں دے سکتا تھا اس نے کہا۔

"پھر بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تجھے موقع ملے تو بہتری کی طرف قدم بڑھا۔ یہ جادوگر تو مشتا کو برباد کرائے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔"

"اپنی زبان بند رکھ پروفیسر زور سے یہ بات کبھی مت کہنا کبھی نہ کہنا۔"

"میں جانتا ہوں لیکن تو میرا دوست ہے تھوران اس لئے میں تجھ سے یہ بات کر رہا ہوں۔"

"اس عورت کے سلسلے میں لابون کو حکم دوں گا کہ اسے میرے سامنے پیش کیا جائے۔" پروفیسر بیرن کچھ دیر کے بعد سینڈرا کے ساتھ اپنی آرام گاہ کی جانب چل پڑا۔ اس کے ذہن میں تشویش کے سائے تھے اور اس کی نگاہیں مستقبل میں دور تک دیکھ رہی تھیں۔"

......

بوڑھی طورنا نے شعبان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور شعبان کو یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ یہاں آ کر جو بیزاری اور تنہائی کا احساس دل میں بیدار ہوا تھا وہ طورنا کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا۔ طورنا کی ممتا بھری نگاہیں اس کا طواف کرتیں تو وہ بہت سی محبتوں کو بھول جاتا تھا۔ دل کے گوشوں میں تھیبورا اور شکالا کا خیال بے شک تھا لیکن اب وہ اتنا مضطرب نہیں تھا۔ ادھر سنبورا اور نیلان کی محبت اسے حاصل تھی۔ نیل البتہ اب کچھ کھنچی کھنچی رہتی تھی اور اس نے شعبان سے کوئی خاص گفتگو نہیں کی تھی۔ طورنا ہر وقت شعبان کے ساتھ

رہتی تھی اور طورنا ہی کا مشورہ تھا کہ شعبان اپنا سویرا دیکھے۔ سو شعبان نے منظور کیا کہ اب تک اس نے صحیح معنوں میں تروانہ کی سرزمین نہیں دیکھی تھی۔ سویرا کا یہ علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا اور یہاں قدرتی حسن بکھرا ہوا تھا۔ سو اس نے سویرا کے مختلف علاقوں میں گھومنا شروع کر دیا۔ یہاں کا طرز زندگی دیکھا۔ مرد عورتیں بچے سب اپنے اپنے طور پر خوش تھے۔ ان کی زندگی کا ایک نظریہ تھا اور اس کے مطابق وہ جی رہے تھے اور صدیوں سے جی رہے تھے۔ اس وقت بھی شعبان انہی لوگوں کے درمیان تھا۔ جہاں محبتیں نہایت فراخ دلی سے لٹائی جاتی تھیں اور ہر شخص ایک دوسرے سے ہمدردی اور محبت کرتا تھا۔ شعبان طورنا کے ساتھ ایک گوشے میں جا بیٹھا جہاں شاداب درخت جھول رہے تھے اس نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی فضائیں کتنی خوشبودار ہیں طورنا اور کتنا سکون ہے ان فضاؤں میں۔ کوئی آلودگی نہیں ہے۔ نہ ماحول دھواں دار ہے اور نہ ہواؤں میں بدبو زہریلے جراثیم شامل ہیں۔"

"ہاں۔" طورنا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"میرا دل چاہتا ہے طورنا کہ کسی طرح میں یہ پیغام اس دنیا تک پہنچا دوں۔ کتنی سکون کی دنیا ہے ہماری۔" طورنا کہنے لگی۔

"تو نے ان کا بغور جائزہ لیا ہو گا شعبان۔ تو نے دیکھا کہ یہ لوگ کتنے صحت مند ہیں اور یہاں کہیں بیماری کا نام و نشان نہیں ہے۔ جبکہ اس دنیا میں تیرے علم میں ہو گا کہ ہر گھر میں مختلف بیماریاں ہیں۔ کہیں بھوک اور افلاس کی بیماری کہیں رشک و رقابت کی بیماری کہیں محبت اور نفرت کی بیماری۔ کیا کیا بیماریاں وہاں موجود نہیں ہیں۔ ہوس اور اس کی تکمیل کی بیماری جو دوسروں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مختلف بیماریوں کا شکار ہیں وہ لوگ اور جہاں تک دنیا کی تاریخ پر میری نظر جاتی ہے تو انسانوں نے تو یہ چاہا تھا کہ سکون اور آرام کی زندگی بسر کریں بے شک ایک دوسرے کی تہمت اور اس سے محبت ہی بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور جتنے مذاہب اس کائنات میں آئے ان میں ہمیشہ یہی تلقین کی گئی کہ ایک دوسرے کا خیال رکھو اور ایک دوسرے سے محبت کرو۔ نفرت کے سوا۔ اور نفرت برائیوں کی جڑ ہے اور اس کا تعلق شیطان سے ہے۔ سو یوں لگتا ہے کہ اب اس دنیا پر شیطان کی زبردست حکمرانی ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی ذات میں گم ہو گیا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے وہ لوگ واپس پہاڑوں میں جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔" شعبان کی آنکھیں خیالات میں ڈوب گئیں۔ بہت دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"جب سے تو نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ مجھے واپس اس دنیا میں جانا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے مجھے میرے اضطراب کا حل مل گیا ہو۔ میں پرسکون دنیا سے بے پناہ پیار کرتا ہوں لیکن جو پیار میں وہاں چھوڑ آیا ہوں۔ وہ میرے لئے اوروں سے بھی افضل ہے۔ اسد شیرازی نے سمندری معلومات کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی تھی اور اب وہ ایک جزیرے پر پڑا ہوا ہے اور میری آنٹی وردانہ جو درحقیقت میرے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہے وہاں بے بس ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح بھی بن پڑے میں واپس جاؤں اور اس جزیرے پر ان لوگوں کو تلاش کروں اور اس کے بعد اس دنیا میں میں محبت کا یہ پیغام لے جاؤں۔ ان تمام اشیاء کے ساتھ جو مجھے یہاں سے حاصل ہوئی ہیں۔ طورنا کیا یہ میرے لئے ممکن ہو گا۔؟"

اس نے پرخیال نگاہوں سے شعبان کو دیکھا اور کہا۔

"ہاں بے شک ممکن ہو گا۔ لیکن انتظار کرنا ہو گا تجھے طویل انتظار اور کیا تو یہ جانتا ہے شعبان کہ تیرا باپ تیمور ہواؤں کا جادوگر تھا۔ ابھی تک میں نے تیری زبان سے یہ نہیں سنا کہ ہوا کا جادو کیا ہوتا ہے۔"

"طورنا تیرے ساتھ مجھے عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ میری ماں میں تو تجھ سے تروانہ کے بارے میں ہر سوال کرنا چاہتا ہوں اور بہت سی آرزوئیں ہیں لیکن میری عقل یہ بھی کہتی ہے کہ اچانک ہی حد سے زیادہ سرگرمیاں شروع کر دینا مناسب نہیں ہوتا اور جلدبازی ہمیشہ ہی نقصان دہ ہوتی ہے۔" طورنا مسکرا دی پھر اس نے کہا۔

"تو میں یہ کب کہتی ہوں کہ میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار ہوں۔ شعبان ایک ایسا نوجوان ہے جس نے بہت سے عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور میری عقل بوڑھی ہے۔"

"نہیں۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا بلکہ میری مراد کچھ اور ہے۔ میں بہت سی باتیں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں اور اس کے بعد بہت سے عمل بھی کرنا چاہتا ہوں جو میرے ذہن میں موجود ہیں۔ تو نے میرے باپ کی بات کی اور مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ وہ بھی جادوگروں میں شامل تھا۔"

"اس کا جادو معمولی جادو نہیں تھا اور اگر تجھے اس سے دلچسپی پیدا ہوئی تو میں تجھے اس کے بارے میں بتا سکتی ہوں۔ آج ایک انکشاف کر رہی ہوں۔"

"ہوا کا جادو کیا ہے؟"

"تجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتاؤں گی۔ میں مچھیروں کی اس بستی میں ساکت ہو چکی تھی اور خیال تھا جب تک زندہ رہوں وہیں رہوں لیکن یہ تو تھا شعبان جس نے میرے اندر ایک نئی زندگی بیدار کی اور جب مجھے یہ علم ہو گیا کہ تو میری طرح تروانہ کا باشندہ ہے اور یقینی طور پر کوئی ایسا عمل ہوا ہے جس کی بنیاد پر تو وہاں پہنچا ہے تو میرے اندر دوسرے خیالات پروان چڑھنے لگے۔ اور پھر میں نے اپنے جادو کی مشق کی اور اس کے بعد تیرا تعاقب کرتی رہی۔ اس سے پہلے اس جادو کے بارے میں جو کچھ میں جانتی تھی ان سے مچھیروں کی مدد کرتی رہتی تھی۔ تو نے یقیناً نہیں دیکھا ہو گا لیکن اسد شیرازی نے دیکھا تھا کہ میں نے جو اپنی رہائش گاہ بنائی ہوئی تھی وہاں کچھ ایسی چیزیں تیار کی تھیں جو ہواؤں کے رخ کا پتہ دیتی

تھیں اور جب وہ مچھیرے ساحل پر اپنی کشتیوں کو درست کر رہے ہوتے اور اس کے بعد سمندر میں جانے کی تیاریاں کرتے تو میں انہیں بتاتی کہ آج سمندر میں طوفان آئے گا یا نہیں۔ درحقیقت ہواؤں سے میری شناسائی تھی اور میں انہی ہواؤں کی شناسائی کی بنیاد پر انہیں طوفانوں سے بچایا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکتا تھا میں کرتی تھی ان کے لئے اس لئے وہ میری عزت کیا کرتے تھے اور مجھے ایک جادوگر تصور کر لیتے تھے کہ ان کے ہاں جادو کا تصور ذرا مختلف ہی ہے۔ نجانے میرے چلے آنے کے بعد ان کا کیا حال ہوا ہو لیکن بسر طور وہ ان کی اپنی زندگی تھی۔"

"مگر ہواؤں کا جادو کیا ہوتا ہے اور تو اس جادو سے میرا تعاقب کیسے کرتی تھی۔"

"آج جب ہم واپس اپنی رہائش گاہ میں چلیں گے تو میں تجھے وہ چیزیں دکھاؤں گی جو تیرا باپ یقینی طور پر تیرے لئے چھوڑ گیا ہے۔"

"وہ کیا چیزیں ہیں؟"

"وہ جو ہواؤں کا علم ہے۔"

"کیا میری اس رہائش گاہ میں ایسی کوئی چیز موجود ہے؟"

"ہاں۔"

"تعجب ہے۔ میں اس سے ابھی تک ناواقف ہوں۔"

"میں تجھے اس سے واقفیت کرا دوں گی۔"

"مجھے بہت سی باتیں بڑی دکھ بھری محسوس ہوتی ہیں۔ جب مجھے اپنی اس دنیا میں واپس جانا ہی ہے تو میں یہاں سے وہ علم لے جانا چاہتا ہوں جس کے بارے میں میں نے تجھ سے کہا اور میں اسے تحریر کرنا چاہتا تھا۔"

"ہوں میں تیرا مطلب سمجھ رہی ہوں۔ لیکن یہاں کاغذ قلم کا رواج نہیں ہے مگر تو فکر نہ کر۔ آواز کے جادوگر علاس سے ملاقات کریں گے وہ آوازوں کی ترتیب جانتا ہے اور نجانے اس نے اپنے اس فن میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ وہ یہاں سے بہت فاصلے پر۔ وہاں پہاڑوں پر جہاں جادوگروں کا بسیرا ہے۔"

"ہم وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟"

"اس کے لئے ابھی ہمیں طویل وقت درکار ہو گا اور میں یہ چاہتی ہوں کہ تو اپنے باپ کا علم اچھی طرح سیکھ لے۔"

"مگر مجھے یہ علم کون سکھائے گا؟"

"میں۔" طورنا نے جواب دیا اور شعبان حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟"

"بالکل میں تجھے یہ علم سکھاؤں گی۔" طورنا نے جواب دیا اور شعبان مسرور نظر آنے لگا اس کے بعد وہ بے چین ہو گیا اور اس نے کہا۔

"میں واپسی چاہتا ہوں۔" اور طورنا نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

وہ اپنی رہائش گاہ میں واپس آ گئے۔ شعبان بری طرح بے چین ہو گیا تھا۔

"اور وہ گوشہ کون سا ہے جس کی نشاندہی تو نے کی۔" طورنا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آمیں تجھے دکھاؤں" طورنا ایک جگہ جا کر رک گئی پھر اس کی پراسرار آواز ابھری۔ "یہ تیرے باپ تیمور کی سحر گاہ ہے۔"

☆

گارتھا کو مقبولیت حاصل رہے میں مال حاصل تھا۔ مختصر ترین وقت میں اس نے بستا کے نوجوانوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ تو سے تو اس کا دیوانہ ہو گیا تھا اور کہتا تھا۔

"میں تو سوچتا ہوں لابون کی واپسی کے بعد کیا ہو گا؟"

"کیوں؟" گارتھا پوچھتی۔

"میں تو تیرے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"تو میرے بارے میں کیا سوچتا ہے' کیا تیرے خیال میں' میں تجھ سے محبت نہیں کرنے لگی۔"

"آہ کیا تو بھی مجھے چاہتی ہے۔؟"

"کیسا نوجوان ہے تو محبت کی آنکھیں نہیں پہچانتا۔"

"مگر میں کیا کروں تو ہی مجھے بتا۔"

"میں کیا بتا سکتی ہوں؟"

"لابون واپس آئے گا تو تجھ پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ تجھے اپنے ساتھ رکھ بھی لے۔"

"تو میرے لئے کیا کر سکتا ہے۔"

"صرف ایک کام۔"

"وہ کیا؟"

"لابون کو ہلاک کر دوں۔"

گارتھا کے دل میں مسرت کی لہریں اٹھنے لگیں۔ گویا اس امن و سکون کی دنیا میں بھی اسے یہ مقام حاصل ہے کہ ایک بھائی کے ہاتھوں دوسرے بھائی کو قتل کرا دے۔ لیکن ابھی وہ اپنے نام کے ساتھ کوئی ایسی منسوبیت نہیں چاہتی تھی چنانچہ اس نے کہا۔

"میں ابھی تجھے اس کا مشورہ نہیں دوں گی۔"

"اور اگر اس نے ایسا کر ڈالا تو پھر کیا ہو گا۔"

"تو مصالحت سے کام لینا۔"

"کیسے۔"

"اظہار نہ کرنا بلکہ انتظار کرنا۔ میں خود تجھے کوئی بہتر مشورہ دوں گی۔"

"دیکھ گارتھا میرا خیال رکھنا' کسی بھی طور مجھ سے منحرف نہ ہونا۔ ورنہ .... ورنہ .... میں سب کچھ فنا کر دوں گا۔ میں ایسا ہی انسان ہوں۔" گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ایسے انسان مجھے ہمیشہ پسند رہے ہیں۔"

وہ خدشہ سامنے آ گیا جو تو سے ظاہر کرتا رہا تھا۔ یعنی لابون کی

واپسی۔ لابون تھوران کے پاس تمام ساتھیوں کے ساتھ گیا تھا' جنہیں وہ اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اور جنہوں نے قید سے رہائی حاصل کی تھی۔ لیکن لابون تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ آٹھ افراد اور تھے یہ وہ تھے جنہیں تھوران نے اس کے ساتھ گارتھا کو لینے بھیجا تھا اور اس وقت لابون خود بھی بری طرح پریشان ہو گیا تھا۔

"یہاں آنے کے بعد گارتھا مجھے بہت سی باتوں کا علم ہوا ہے۔" لابون نے گارتھا سے کہا۔

"کیا لابون؟"

"یہی کہ شتا اب وہ شتا نہیں رہا ہے جو میں چھوڑ کر گیا تھا' پہلی بات تو یہ کہ یہاں جادوگروں کی مکمل حکمرانی قائم ہو گئی ہے اور یہ بات تو خیر ہم سب جانتے ہیں کہ جادوگر ہمیشہ سے طاقتور رہے ہیں اور جو کوششیں وہ کر رہے ہیں وہ انہیں مزید طاقتوں کے حصول میں مدد دیں گی لیکن اب تو ہر شخص اپنی سوچ کا مالک بن گیا ہے اور مجھے یہ خوف محسوس ہو رہا ہے کہ شتا کہیں کسی بدترین حادثے کا شکار نہ ہو جائے۔"

"کوئی ایسی اہم بات ہوئی ہے لابون جو تیرے لئے پریشان کن ہو۔"

"ہاں۔ آٹھ آدمی میرے ساتھ آئے ہیں۔ تجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے۔"

"کہاں؟"

"تھوران کے پاس۔" گارتھا دل ہی دل میں اچھل پڑی تھی۔ یہ تو اس کی خواہش تھی کہ وہ شتا کے سردار کے پاس پہنچ جائے۔ لیکن یہ آرزو اس طرح بغیر کسی محنت کے کیسے پوری ہو جائے گی۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ تاہم اس نے پریشان چہرہ بناتے ہوئے کہا۔

"تھوران میرا کیا کرے گا۔"

"یہی تو سب سے بڑا خوف ہے۔"

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ وہ عورت پرست ہے اور تو اس قدر حسین کہ کوئی بھی تجھے دیکھ کر تیرا دیوانہ ہو سکتا ہے' تھوران تجھے درحقیقت کسی بھی مقصد کے لئے بلانا چاہتا ہے' لیکن یہ خدشہ لاحق ہے مجھے کہ کہیں وہ تجھے پسند نہ کر بیٹھے۔"

گارتھا مسکرا دی۔ پھر بولی "کیا یہاں میرا مطلب ہے تمہارے شتا میں اگر کوئی کسی کو پسند کر لے تو کیا اس پر اس کی اجارہ داری ہو جاتی ہے؟"

"نہیں ...... لیکن سردار کو یہ حق حاصل ہے۔ اور اگر تو اس کا ساتھ نہ دے گی اور وہ تجھے چاہے گا تو پھر کسی کی یہ مجال نہ ہو گی کہ وہ تجھے اپنے لئے سمجھ سکے۔"

"ہاں یہ ذرا تشویش کی بات ہے۔"

"لیکن تجھے جانا ہو گا۔ میں بھلا اس کے حکم سے سرتابی کیسے کر سکتا ہوں۔"

"تو فکر نہ کر لابون' میں تھوران کو ایسی پٹی پڑھاؤں گی کہ وہ مجھے واپس تیرے پاس پہنچا دے۔"

یہ تجھے کرنا ہو گا گارتھا میں' میں تجھے بہت چاہنے لگا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں لابون ...... کب جانا ہو گا مجھے۔"

"باہر وہ لوگ موجود ہیں جو تیرا انتظار کر رہے ہیں۔"

"گویا ابھی۔ ٹھیک ہے تجھے فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔" گارتھا خوشی سے دیوانی ہو رہی تھی لیکن اظہار کرنا اس وقت مناسب نہیں تھا۔ البتہ جو تیاریاں اس نے کیں وہ ایسی تھیں کہ لابون دل پکڑ کر رہ گیا اور اس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"آہ یہ تو نے کیا؟"

"کیوں؟"

"اس صورت میں تجھے دیکھ کر تو تھوران پاگل ہو جائے گا وہ ...... وہ حسن پرست ہے میں نے تجھ سے کہا لیکن تو نے میری بات پر غور نہیں کیا۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے' یہ تو میری فطرت کا ایک حصہ ہے کیا تجھے میری دنیا کی اقدار نہیں معلوم' ہم لوگ جب کہیں جاتے ہیں تو اسی انداز میں جاتے ہیں اور یہی ہمیں مناسب لگتا ہے۔ لیکن آخر تو فکرمند کیوں ہے' میں جو کچھ تجھ سے کہہ چکی ہوں اس پر یقین رکھ اور میرا اعتبار کر۔ یقیناً" میں تیرے پاس ہی واپس آؤں گی' تجھے میرے لئے فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔"

لابون خاموش ہو گیا اور اس کے بعد گارتھا وہاں سے چل پڑی۔ لابون اس کے ساتھ تھا۔ وہ ان آٹھوں آدمیوں کے ساتھ ایک بار پھر تھوران کے پاس پہنچا تھا۔ تھوران اپنی رہائش گاہ میں تھا اور عیش و عشرت میں مصروف تھا کہ اسے لابون کے آنے کی اطلاع ملی اور وہ لابون کا انتظار کرنے لگا۔ گارتھا لابون کے عقب میں تھی اور اس وقت چھ خوب صورت لڑکیاں تھوران کے اردگرد موجود تھیں۔

تھوران نے گہری نگاہوں سے لابون کو اور پھر اس کے عقب میں دیکھا اور دوسرے لمحے سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ایک ایسا شعلہ سلگتا ہوا نظر آیا تھا اسے جسے دیکھ کر آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں اور یقیناً" تردانہ اور شتا کی عورتوں میں یہ خوبی نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح بنا سنوار سکیں اور عام عورتوں سے اتنی حسین ہو جائیں جبکہ یہ چھ نوخیز کلیاں جو تھوران کے اردگرد بکھری ہوئی تھیں' گارتھا سے کہیں زیادہ حسین اور دلکش تھیں۔ لیکن دلکشی تو وہی ہوتی ہے جو دوسرے کے من کو بھا جائے اور گارتھا اس سلسلے میں اپنا کمال صرف کرتی تھی۔ تھوران یہ بھول گیا کہ آنے والی ہستی کو اس نے کس لئے طلب کیا ہے یا پروفیسر بیرن نے اس کے بارے میں کن الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ وہ تو بس پرشوق نگاہوں سے گارتھا کو دیکھے جا رہا تھا اور پھر اس نے چونک کر لابون سے پوچھا۔

"کیا یہ وہی عورت ہے لابون' جسے تو نے چھپا کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا؟"

"چھپا کر نہیں معزز تھوران میں تجھے بتا چکا ہوں کہ اسے یہاں لانے کا مقصد کیا تھا؟"

"بہتر یہ ہے کہ تو میرے غضب کو آواز نہ دے اور یہاں سے واپس چلا جا؟"

"ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔" لابون نے کہا۔ ایک نگاہ گارتھا پر ڈالی اور اس کے بعد واپسی کے لئے مڑ گیا۔ تھوران اب بھی پاگلوں کی طرح گارتھا کو دیکھ رہا تھا پھر اسے احساس ہوا کہ وہ چھ لڑکیاں اس وقت اس کی خلوت میں مداخلت کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر نیچے گرا دیئے اور تمام لڑکیاں واپس چلی گئیں۔ اب صرف گارتھا رہ گئی تھی اور تھوران اس کے سامنے تصویر حیرت بنا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ تب گارتھا مسکرائی اور اس نے جھک کر اپنا ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"حسین شتا کے حسین سردار تھوران کو گارتھا تعظیم پیش کرتی ہے۔"

"تو تو ...... تو کتنی خوبصورت ہے کیا تیری دنیا میں عورتیں اتنی ہی حسین ہوتی ہیں۔"

"میری دنیا کی بات نہ کر معزز سردار۔ وہاں کی یادیں میں اپنے دل سے نکال چکی ہوں' مجھے وہ یادیں یاد نہ دلا۔"

"میں نے تجھ سے ایک سوال کیا تھا' کیا تیری دنیا کی عورتیں۔ اتنی ہی حسین ہوتی ہیں جتنی کہ تو۔"

"میری دنیا کے بیشتر افراد میرے دیوانے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں بھی مجھ جیسی شاید کوئی بھی نہ تھی۔"

"تو یہی لگتا ہے اور بہت پہلے کی بات ہے جادوگر کہا کرتے تھے کہ ہماری اس دنیا سے اوپر ایک اور دنیا آباد ہے اور وہاں حسین عورتیں رہتی ہیں مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے زمین کی دنیا سے تیرا تعلق ہی نہ ہو اور تو وہیں سے آئی ہو۔"

"اس کی ایک وجہ ہے۔" گارتھا نے کہا۔

"کیا ......؟"

"تھوران بہت اچھی اور حسین نظر کا مالک ہے اور کیوں نہ ہو۔ اس کے بارے میں بھی تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس سرزمین کا باشندہ ہی نہیں لگتا۔"

"تو کس طرح جواب دیتی ہے خوب صورت لفظوں میں اور ایسا تو کوئی نہیں جو تیرے جیسا ہو۔ آ میرے پاس بیٹھ تجھے کھڑے ہوئے دیکھ کر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کہیں تو تھک نہ جائے۔"

گارتھا ادائے دلبری سے آگے بڑھی اور اس کی چال میں ہزار فتنے جاگ رہے تھے۔ بے شک شتا کی عورتیں جوان تھیں حسین تھیں' جوانی کی دولت سے مالا مال تھیں لیکن ان کے اندر وہ تمام صلاحیتیں نہیں تھی جو گارتھا جیسی پرستم عورت میں تھیں اور اس کی ایک ایک ادا تھوران کو دیوانہ کئے دے رہی تھی۔ ایسا تو اس نے لابون کے ساتھ بھی نہ کیا تھا اور نہ ہی ارتقاء ہاشمی کے ساتھ' کیونکہ ہر ایک کو اس نے اس کی اوقات میں رکھا تھا اور یہ ایک ایسے علاقے کا سردار تھا جس کی حکمرانی بہت بڑی بات تھی۔ چنانچہ گارتھا اس پر اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر رہی تھی اور اس کے خاطر خواہ نتائج پا رہی تھی وہ ایک طرف بیٹھ گئی اور تھوران اس کے سامنے کھڑا رہا۔

"میں تو سب کچھ بھول گیا کہ کس لئے بلایا تھا میں نے تجھے' سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح ایک آسمانی شے میری قربت میں آ رہی ہے۔"

"ہاں اور تیرا نام تھوران۔"

"ہاں میں شتا کا سردار ہوں۔"

"میں جانتی ہوں اور خوش ہوں کہ سردار نے مجھے عزت بخشی۔"

"میرے دوست بیرن نے تیرے بارے میں بہت کچھ کہا ہے۔"

"کیا کہا تھا اس نے میرے بارے میں" گارتھا نے پوچھا۔

"یہی کہ تو بے حد خطرناک ہے' ذہین ہے' چالاک ہے اور اور شاید اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تو شتا کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو گی اور میں نے تجھے اسی لئے طلب کیا تھا کہ تجھے دیکھوں اور اگر ایسا پاؤں تو تیرے بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کروں۔"

گارتھا ہنس پڑی۔ اس نے کہا۔ "تو یہ کہا تھا پروفیسر بیرن نے میرے بارے میں حالانکہ اس کے بارے میں' میں یہ کہتی ہوں کہ بہت ہی ذہین' بہت ہی سمجھدار اور بہت ہی اچھا انسان ہے' یہ اپنا اپنا خیال ہے اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتا تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"وہ احمق ہے اور اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ واقعی احمق ہے اور جادوگر درست کہتے ہیں اس کے بارے میں وہ واقعی ایک بیوقوف انسان ہے۔"

"جادوگر کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں؟" گارتھا نے پوچھا۔

"ان کا کہنا ہے کہ بیرن جس جادو کا ذکر کرتا ہے اور جسے وہ امن کا جادو اور محبت کا جادو کہتا ہے وہ درحقیقت بزدلی کا جادو ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بیرن بزدل ہے اور جنگ و جدل سے خوف کھاتا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں۔ شتا کی حسین سرزمین پر ایسے بزدل لوگوں کا رہنا شتا کے مستقبل کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے معزز سردار میں تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ اگر تو اپنے شتا کو بچانا چاہتا ہے تو بہادر لوگوں کو اپنے درمیان جگہ دے اور بزدلوں کو خود سے دور رکھ۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"اور اگر تو میری بات کرتا ہے تو میری دنیا تو بالکل عجیب و غریب دنیا ہے' یقیناً" اس کے بارے میں تیرے ساتھیوں نے تجھے بہت سی

معلومات فراہم کی ہوں گی جن میں پروفیسر بیرن بھی شامل ہے۔ میں اس کا تذکرہ ابھی بالکل نہیں کرتی کہ تو سمجھے گا کہ چونکہ اس نے میرے لئے دشمنی کے الفاظ کہے اور میں اس کے جواب میں اس کے لئے دشمنی کے الفاظ کہہ رہی ہوں لیکن دوسرے لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ میری دنیا میں کیا ہوتا ہے اور میں تو اپنی دنیا میں بھی دوسرے لوگوں سے انتہائی منفرد ہوں۔ مشتا کے سردار تو مجھے طلب کرکے مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"میں نہ تو کچھ کہنا چاہتا ہوں اور نہ کچھ کرتا۔ کہا تو میں نے یہ تھا لابون سے کہ اسے لے کر آ جو فتنہ ساز ہے لیکن ثابت یہ ہوا کہ فتنہ ساز وہ ہیں جو تیری برائی کرتے ہیں۔ غالباً اس لئے کہ انہیں تیری نگاہ التفات حاصل نہ ہو سکی ہوگی۔"

"شاید ایسا ہی ہو؟" گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں....... جو کچھ بھی میرے دل میں ہوتا ہے کہہ دینے میں کمال رکھتا ہوں اور کیا میں تجھ سے یہ کہنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ تو میری اول پسند بن گئی ہے۔ تیرے حسن و جمال نے مجھے تیرا دیوانہ بنا دیا ہے۔"

گارتھا ہنس پڑی اور یہ ہنسی بھی اتنی دلکش تھی اور اس کی آواز اتنی نغمہ بار کہ تھوران نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اس آواز کی بازگشت سے لطف اندوز ہونے لگا۔ تب گارتھا نے کہا۔

"تو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تھوران۔ تیری قربت تو شاید ہر وہ عورت چاہے جس نے اس دنیا میں آنکھ کھولی ہو اور اگر تو کسی کو خود اس قربت کی پیش کش کردے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بڑی عورت اور کوئی نہیں ہوگی۔" تھوران خوشی سے اچھل پڑا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو کیا تو....... مجھے یہ مقام دے سکتی ہے؟"

"میں تیری غلامی کرنا فخر سمجھوں گی۔"

"تو میں سب کچھ بھول گیا بلکہ میں ——— میں تو اب پروفیسر بیرن کا شکر گزار ہوں کہ اس نے میرے سامنے تجھ جیسی عورت کی نشاندہی کی۔"

گارتھا اس کی خوشی کا اندازہ لگانے لگی اور اس کے دل میں مسرت کے پھول کھلنے لگے۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ شاید اس وحشی انسان پر بہت زیادہ محنت کرنی پڑے لیکن واقعی یہ تو کمال کی چیز نکلا اور اب رہ گئے لابون اور توسے۔ تو ان جیسے تو بہت سے تھے جو گارتھا کے لئے دل میں محبت رکھتے تھے لیکن اسے پا نہیں سکتے تھے۔ گارتھا ہمیشہ اس مقام پر ہاتھ ڈالتی تھی جس سے اس کے مستقبل کے بہت سے راستے نکلتے ہوں اور اسے احساس ہو رہا تھا کہ اب مشتا کی تاریخ میں یقینی طور پر کچھ تاریخ ساز تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔

*

طورنا کے چہرے پر پراسرار کیفیت بدستور چھائی ہوئی تھی اور شعبان اس جگہ کو دیکھ رہا تھا یہ جگہ تو اس نے بہت سی بار دیکھی تھی اور یہاں اسے کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی تھی۔ بس ایک کمرہ جیسا تھا جس میں غیر ضروری طور پر دیواروں میں سوراخ بنے ہوئے تھے۔ لیکن ان سوراخوں میں انہی کے برابر پتھر کے ٹکڑے ٹھونس دیئے گئے تھے تاکہ سوراخوں سے ہوا اور مٹی اندر نہ آسکے۔ یا پھر روشنی۔ شعبان نے اپنے باپ کے گھر کا جائزہ لیتے ہوئے کئی بار ان پتھروں کو ان کی جگہ سے ہٹا کر دیکھا تھا اور یہی اندازہ لگایا تھا کہ سوراخ قدرتی ہیں اور یقیناً" اس کے باپ نے گرد اور مٹی سے محفوظ رکھنے کے لئے پتھروں کے یہ ٹکڑے ان میں نصب کئے ہیں۔ باقی اور کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جسے قابل توجہ کہا جاسکے۔ لیکن طورنا اس جگہ کو اس کے باپ کی سحر گاہ کہہ رہی تھی۔ شعبان جانتا تھا کہ طورنا ایک ذہین اور تجربہ کار عورت ہے اور جو کچھ وہ کہتی ہے وہ بے مقصد نہیں ہوتا۔ لیکن کچھ سمجھ میں بھی تو آئے۔ تاہم وہ خاموشی سے طورنا کے بولنے کے انتظار کرتا رہا۔

طورنا نے اپنے لباس سے دو پتے نکالے۔ جو غالباً" درختوں سے توڑے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں پتوں کو ایک دوسرے سے منسلک کردیا اور انہیں کمرے کے وسط میں زمین پر ڈال دیا۔ شعبان اس کی تمام حرکتوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر طورنا نے آگے بڑھ کر ایک سوراخ سے پتھر کا وہ ٹکڑا نکال لیا جو سوراخ سے آنے والی ہوا اور روشنی کو روک رہا تھا۔ روشنی کی ایک کرن سیدھی اس جگہ آکر پڑی۔ جہاں وہ دونوں پتے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ شعبان اس کو بغور دیکھ رہا تھا۔ طورنا آہستہ آہستہ دوسرے سوراخ کی جانب بڑھی اور اس نے اس سوراخ سے بھی پتھر ہٹا دیا۔ روشنیاں ایک دوسرے کو کراس کرنے لگیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہوا بھی آرہی تھی۔ چنانچہ پتہ ہلکے ہلکے لرزنے لگا تھا اور پھر طورنا نے ان دونوں کے درمیان میں ذرا بلندی پر ایک اور سوراخ پتھر سے ہٹایا۔ ہوا بظاہر بہت تیز نہیں تھی لیکن آرہی تھی۔ پتہ فضا میں بلند ہوا اور اڑتا ہوا دور تک چلا گیا۔ پھر وہ نیچے گر پڑا۔ طورنا نے اسے اس کی جگہ سے اٹھا کر پھر واپس اسی جگہ رکھا اور اس کے بعد اس نے مخالف سمت سے دو ایسے سوراخ اور کھول دیئے جو نئی پتہ اوپر رکھا گیا دفعتا" وہ فضا میں بلند ہوا اور اسی سمت بڑھا جدھر وہ پہلے جا کر نیچے گر گیا تھا لیکن اچانک ہی ان دونوں سوراخوں سے آنے والی روشنی اور ہوا نے اسے پھر اس کی جگہ سے بلند کیا اور پتہ فضا میں تقریباً" سات یا آٹھ فٹ کی بلندی پر معلق ہو گیا گویا ہواؤں کا تناسب اس پر حاوی آگیا تھا اور پتہ فضا میں ایک جگہ رک گیا تھا وہ آہستہ آہستہ لرز رہا تھا اور اس کی لرزشیں شعبان کو بہت عجیب محسوس ہو رہی تھیں۔ دوسری بات اس کے ایک جگہ رک جانے کی تھی۔ گویا مختلف سمت سے آنے والی ہواؤں نے اسے بیلنس کر دیا تھا۔ اور وہ اپنی جگہ رک گیا تھا۔

شعبان کی سمجھ میں بہت سی باتیں آنے لگیں طورنا نے ان

ہواؤں کو کاٹنے کی کوشش نہیں کی اور شعبان سے بھی کہا کہ پتے پر جس جس سمت سے ہوا اور روشنی پڑ رہی ہے اسے کاٹنے کی کوشش نہ کرے بلکہ اگر اسے رخ تبدیل کرنا ہو تو ان سے بچ کر نکلے۔ مگر شعبان تو اپنی جگہ ساکت تھا۔ البتہ طورنا خود ہی ان سے بچتی ہوئی جھکتی ہوئی دیوار کے ایک اور حصے کی جانب پہنچ گئی۔ یہاں سے اس نے ایک اور سوراخ سے پتھر نکالا اور وہاں سے بھی روشنی اور ہوا اندر آنے لگی تب شعبان نے پتے کو ایک مناسب رفتار سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ یہ سوراخ کچھ اس قسم کا تھا کہ اس کی روشنی کمرے کی ایک دیوار سے نکل کر دوسری دیوار تک پہنچتی تھی اور شعبان دیکھ رہا تھا کہ وہ پتہ جسے اصولی طور پر زمین پر گر پڑنا چاہئے تھا آٹھ فٹ کی بلندی پر اس دیوار کی جانب آہستہ آہستہ سفر کر رہا تھا۔ شعبان حیران نگاہوں سے اس انوکھے جادو کو دیکھنے لگا اور اس کی آنکھیں شدت حیرت سے پھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ پتہ دیوار تک پہنچا اور پھر وہاں ساکت ہو گیا۔ طورنا نے اور عمل کیا اور ایک اور سوراخ کھولا۔ جس کی بنیاد پر پتہ واپس ہوا اور روشنی کے اسی دائرے میں اپنی جگہ جانے لگا۔ اور وہ اس دیوار تک پہنچ گیا۔ جو سامنے نظر آرہی تھی اب یہ دلچسپ اور انوکھا جادو شعبان کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ اور وہ ایک ایک بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ طورنا کافی دیر تک اس پتے کو معلق رکھے رہی اور اسے مختلف سمتوں میں سفر کراتی رہی پھر اس نے سوراخوں کی مزید تبدیلیاں کیں اور پتہ تقریباً" گیارہ فٹ بلند ہو کر چھت کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں بھی اس کا سفر اسی طرح جاری رہا۔ شعبان کا سر چکرا رہا تھا۔ درحقیقت یہ انوکھا جادو تھا۔ بلاشبہ جدید دنیا کی سائنس میں اس کا تصور موجود تھا لیکن جس انداز میں ہواؤں کو اس کمرے میں قید کیا گیا تھا پتہ نہیں جدید دنیا میں اس پر تحقیق ہوئی تھی یا نہیں۔ طورنا نے مزید تبدیلیاں کیں اور پتہ زمین پر آرہا۔ پھر اس نے وہ سوراخ بند کرنا شروع کر دیئے اور اس کے بعد مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے شعبان کے سامنے آگئی۔

"میں نے غلط تو نہیں کہا تھا۔ تو نے اپنے باپ کی سحر گاہ دیکھی۔"

"طورنا۔ تو نے تو مجھے حیران کر دیا ہے۔"

"نہیں یہ تیرے باپ کی حیران گاہ ہے کیا سمجھا ہے اور اس سے تو نے کیا اندازہ لگایا ہے مجھے جواب دے۔"

"وزنی پتہ ہواؤں کے دوش پر اپنے رخ تبدیل کر رہا تھا اور ہوائیں اسے مخصوص زاویوں سے فضا میں بلند کرکے آگے بڑھا رہی تھیں۔"

"ہاں بالکل ٹھیک۔ یہ ایک بڑا کمرہ ہے اور ان چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے جو ہوائیں آتی ہیں ان کی طاقت بہت معمولی ہوتی ہے۔ لیکن کھلی فضاؤں میں ہواؤں کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اب یہاں تو یہ دیکھ کہ یہ پتہ زمین پر پڑا ہوا تھا اصل میں اسے ایسے رخ اختیار کرنے تھے جہاں ہوا کی طاقت اس کے وزن پر حاوی ہو جائے حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہوائیں تیز ہوں۔ بس مشترکہ سمتوں سے آنے والی ہواؤں کا ایک جگہ جمع ہو جانا وہ طاقت بن جاتا ہے جو کسی بھی وزنی شے کو بے حقیقت کردے اور اس کا اصل وزن ختم کردے۔ تجھے ہوا کا رخ پہچاننا ہے اور یہی ہواؤں کا جادو ہے۔ ہواؤں کا رخ پہچاننے کے لئے بہت آسان طریقے ہیں جو میں تجھے کھلی فضاؤں میں لے جا کر بتاؤں گی اور جب تو ہوا کا رخ اختیار کرے گا۔ تو تیرا جسم بے وزن ہو جائے گا اور اس کے بعد ہواؤں کی صحیح ترتیب سے تو بلندیوں کا تعین کرسکے گا۔ اور سمتوں کا بھی۔ یہی ہوا کا جادو کہلاتا ہے۔" شعبان بدستور حیران تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جدید دنیا کی مکمل سائنس تھی لیکن اصل مسئلہ اس پر قابو پانے کا تھا اور یہ کام آسان نہیں ہو سکتا۔ اسے اپنی دنیا کے وہ ہوائی جہاز نظر آئے یا پھر وہ پتنگیں جو ایک دھاگے میں باندھ کر فضا میں اپنی مرضی سے اڑائی جا سکتی ہیں۔

"خوب سوچ چکا تو۔ تو نے خوب سوچا اور کیا تو نے وہ سمجھ لیا جو تو نے سوچا۔"

"میں دعویٰ نہیں کرتا عظیم طورنا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہوا کا جادو اپنے طور پر ایک بڑی قوت رکھتا ہے ہمارے ہاں ہوائی جہاز اڑائے جاتے ہیں راکٹ اڑائے جاتے ہیں۔ راکٹ کو فضا میں پہنچانے کے لئے بازو کی قوت درکار ہوتی ہے لیکن ہوائی جہاز جو انسانوں کو لے کر فضا میں بلند ہوتا ہے اس میں سو فیصد ہی ہواؤں کی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کا سائنسی طریقہ کار کیا ہے لیکن اندازہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں ہوا کی قوتوں کو یقینی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔"

"بالکل کیا گیا ہوگا۔ ہواؤں سے تعاون کے بغیر کسی چیز کا فضا میں رہنا ممکن نہیں ہے۔"

"تو معزز طورنا میں تو اس فن کو سیکھنے کے لئے بے چین ہو گیا ہوں۔ میں نے پتے کی پرواز اس کمرے میں دیکھی لیکن کیا میرا جسم بھی اسی پتے کی مانند فضا میں بلند ہو سکتا ہے۔" طورنا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"ہاں۔ آغاز تو یہیں سے ہونا ہے اور بھلا باہر کی فضاؤں میں سارے کام سمجھ لینا کیسے ممکن ہے۔"

"تت..... تو..... تت کیا لیکن ہوائیں تو اتنی تیز نہیں ہیں کہ مجھ جیسے شخص کو فضا میں بلند کردیں۔"

"ہوائیں تو ہر وقت تیز نہیں ہوتیں لیکن فضاؤں میں جس قدر بھی ہوائیں موجود ہوتی ہیں وہی ہمارے لئے کارآمد ہیں ورنہ کیا ہم آندھیوں کے چلنے کا انتظار کریں تاکہ یہاں سے کہیں اور منتقل ہو سکیں۔ نہیں میرے بچے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہی ہوائیں ماحول ہمارے لئے کارآمد ہو سکتا ہے۔"

شعبان اس بات سے اتفاق نہیں کر رہا تھا لیکن بوڑھی طورنا

نے اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک جگہ لا کھڑا کر دیا اور پھر سوراخوں کا عمل دہرانے لگی۔ شعبان کو محسوس ہوا کہ پہلے جب وہ کمرے میں کھڑا ہوا تھا تو ہوائیں اس شدت سے اپنی قوت اندر داخل نہیں کر رہی تھیں لیکن اب جبکہ ایک زاویہ منتخب کیا گیا تھا تو ہوائیں محسوس ہو رہی تھیں۔ پھر طورنا نے کچھ نئے عمل کئے۔ یعنی کمرے کے بالکل نچلے حصے میں جو سوراخ تھے انہیں کھولنے لگی اور اچانک ہی شعبان کو محسوس ہوا کہ اس کے قدم لرز رہے ہیں۔ اسے ہواؤں کا تیز شور بھی نہیں سنائی دیا تھا۔ لیکن اس کے پیروں پر پڑنے والی ہوائیں اس کے پیروں کو زمین سے اکھاڑے دے رہی تھیں اور اچانک ہی جب طورنا نے بائیں سمت کے نچلے حصوں سے دو پتھر نکالے تو شعبان ایک دم فضا میں اچھل گیا اور تھوڑے فاصلے پر زمین پر جا گرا۔ طورنا کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً ہی کہا۔

"میرے بچے یہ ایک تجربہ ہے بلکہ یوں سمجھ کہ ایک نصیحت ہے تیرے لئے۔ بے جان چیزوں کو قابو میں کرنا پڑتا ہے اور ان کے لئے زاویئے خود منتخب کرنے پڑتے ہیں لیکن جانداروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے جسم کا توازن قائم کر لے۔ تمہیں ان ہواؤں میں اپنے جسم کا توازن قائم کرنا ہو گا۔ درمیان میں اسی جگہ پہنچ جاؤ۔ میں یہ سوراخ بند کرتی ہوں۔ پھر جب میں یہ سوراخ دوبارہ کھولوں گی اور ہوائیں تمہارے قدموں کو اپنی طاقت سے دھکیلیں گی تو تمہیں فوراً ہی نئے نئے رخ تبدیل کرنا ہوں گے اور یہ تمہاری برق رفتاری پر منحصر ہے۔ سمجھ رہے ہو نا۔ دیکھو میں تمہیں عمل کر کے بتاؤں۔ تم یہاں ان دو پتھروں کے پاس آ جاؤ اور جب میں وسط میں اس جگہ کھڑی ہو جاؤں تو تم اچانک ہی انہیں کھول دینا۔"

شعبان نے گردن ہلا دی۔ اور اس کے بعد وہ عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا طورنا نے دونوں ہاتھ پھیلا لئے تھے اور شعبان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی شعبان نے پتھر ہٹائے ہوا کے تیز جھونکے اندر داخل ہوئے اور طورنا نے فوراً ہی اپنے جسم کو دو تین جنبشیں دیں۔ اور اس کے بعد سیدھی فضا میں بلند ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ چھت سے جا لگی۔ اب صورتحال یہ تھی کہ طورنا کا سر چھت سے لگا ہوا تھا اور اس کا بدن فضا میں معلق تھا۔ دونوں پتھر ایک سمت پڑے ہوئے تھے اور شعبان پھٹی پھٹی نگاہوں سے طورنا کو دیکھ رہا تھا۔ طورنا نے وہیں سے کہا۔

"ابھی اور ایسے سوراخ ہیں جنہیں اگر اپنی جگہ سے ہٹایا جائے تو میں اس کمرے کی فضا میں ٹھہر بھی سکتی ہوں لیکن ایسا نہیں کرنا بوڑھی عورت ہوں۔ اگر غلط جگہ سے ہوا آ گئی تو گر پڑوں گی اور چوٹ لگ جائے گی۔ تم نے اتنا دیکھا اسی پر عمل کرو۔" شعبان نے گردن ہلا دی۔

طورنا آہستہ آہستہ خود ہی نیچے اتر آئی تھی شعبان نے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ اسے تفصیل سمجھانے لگی۔ یہ اتنا دلچسپ مشغلہ تھا کہ شعبان کو انتہائی پر لطف محسوس ہو رہا تھا۔ پرندوں کی طرح فضا میں پرواز کرنے کا تصور بڑا عجیب تھا۔

طورنا نے اسے کافی سمجھا بجھا کر فضا میں بلند ہونے کے طریقے سکھائے اور جب ہواؤں کے رخ پر تبدیلیاں کی گئیں تو شعبان کو احساس ہوا کہ اس کا بدن تو بہ سہولت فضا میں ابھر سکتا ہے اور نیچے اتر سکتا ہے اور نجانے یہ عمل وہ کتنی دیر تک کرتا رہا کہ اس کا جی نہیں بھرتا تھا۔

*

"پروفیسر ہیرن کا ایک چھوٹا خوبصورت سا گھر تھا۔ بے شمار شناسا تھے اور ان شناساؤں میں اس کا جی لگتا تھا۔ لیکن نجانے کیوں ایک اضطراب اس کے سینے میں رہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اتنا مطمئن نہیں پاتا تھا جتنا اسے اپنی سرزمین پر آنے کے بعد ہو جانا چاہئے تھا اپنے طور پر وہ اس اضطراب کی وجہ جاننے میں کوشاں تھا۔ ادھر سینڈرا نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے گھر میں مصروف کرنے کے لئے عمل کرنے شروع کر دیئے تھے۔ پروفیسر اور سینڈرا باتیں کرتے ہوئے کافی دور تک نکل آئے۔ تبھی ان کی نگاہیں کچھ فاصلے پر اٹھ گئیں پروفیسر ہیرن نے بھی وہ منظر دیکھا اور سینڈرا نے بھی۔ سینڈرا نے تو باپ کی موجودگی کی بنا پر فوراً ہی رخ تبدیل کر لیا تھا۔ لیکن پروفیسر ہیرن کی تشویش ناک نگاہیں ادھر ادھر دیکھتی رہی تھیں۔ تھوران تھا جو اس پر سکون علاقے میں رنگ رلیاں منا رہا تھا۔ بستا کا سردار دوسری دنیا سے آنے والی عورت گار تھا کے سامنے بچھا ہوا تھا۔ دیوانہ ہو رہا تھا اس کا اور اس کے پاؤں چاٹ رہا تھا۔ گار تھا ورتھا شاہانہ انداز سے اسے اپنا غلام بنائے ہوئے تھی اور تھوران اس کے سامنے بالکل بے بس نظر آ رہا تھا۔ اس منظر نے پروفیسر ہیرن کو بہت خوف زدہ کر دیا۔ اس نے سینڈرا کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا۔

آؤ چلو۔ وہ درختوں کے جو کنج نظر آ رہے ہیں ان کی آڑ میں چلے جانا بہتر ہے۔ کہیں یہ لوگ ہمیں دیکھ نہ لیں۔" سینڈرا نے خاموشی سے باپ کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ وہ دونوں درختوں کے کنج میں چلے گئے۔ پروفیسر ہیرن نے پر خیال انداز میں کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ وہ اس عورت سے ہوشیار رہے وہ عورت سرزمین تردانہ پر فساد بن سکتی ہے۔ لیکن میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ تھوران اس کے سامنے بے بس ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے سینڈرا کہ وہ بہت زیادہ خوفناک عورت ہے اسے ماحول پر حکمرانی کا طریقہ آتا ہے اور وہ حالات کو اپنے بس میں کرنے کا گر جانتی ہے اور یہی محسوس ہو رہا ہے۔ تھوران اپنا منصب کھو بیٹھا ہے مجھے اس سے بات کرنی پڑے گی۔" سینڈرا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پروفیسر ہیرن کے چہرے کی تشویش کو وہ بھی تشویش کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"رنگ و بو کی مہذب دنیا سے دور ناقابل دور سمندروں سے پرے جہاں جہازوں کا گزر بھی نہیں ہوتا تھا اور جہاں سے فضائی پروازوں کا تصور ابھی نہیں کیا جا سکتا تھا ایک ناقابل یقین انوکھی دنیا سے اگر کسی سیاح کا گزر ہوتا تو وہ ایک ایسی مخلوق کی کہانی ضرور سناتا جو اسی دنیا میں رہنے والوں کی مانند تھی۔ لیکن فرق یہ تھا کہ وہ فضاؤں میں پرواز کرتی تھی۔ اگر وہ یہ نہ کہتا کہ اس نے وہاں لاتعداد انسانوں کو فضا میں پرندوں کی مانند اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو کم از کم یہ ضرور کہتا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے دو افراد کو اس طرح فضا میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جیسے تیز رفتار پر زور فضاؤں کے حکمران ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے وہ قسمیں کھا لیتا۔ کیونکہ یہ ایک سچ تھا۔ تردانہ کے اس حصے میں جو سویرا کہلاتا تھا۔ فضاؤں میں عموماً" شعبان کو دیکھا جا سکتا تھا۔ جو پہلے سمندروں کا رسیا تھا اور اب ہواؤں کا۔ طورنا کی راہنمائی میں اس نے ہواؤں میں اپنے آپ کو منوا لیا تھا ہوا کا ذرہ بھی شائبہ نہ ہوتا لیکن وہ ایسے زاویوں کو سمجھ چکا تھا۔ جہاں سے فضا میں موجود ہلکی ہلکی ہوائیں بھی جو کائنات پر مسلط رہتی ہیں اس کے خوبصورت بدن کو سنبھال کر اتنی بلندیوں تک پہنچا دیتیں کہ پرندوں کا گزر بھی وہاں سے نہ ہو۔ بوڑھی طورنا کی جسمانی قوتیں اب اس کا ساتھ نہیں دے پاتی تھیں اور وہ اتنی بلندیوں تک نہیں پہنچ پاتی تھی جہاں انسانی آنکھ ناکام رہے اور جہاں آکسیجن بے پناہ بھاری ہو جائے۔ یہ شعبان کی جوان قوتیں ہی تھیں جو آکسیجن کی کمی کو بھی برداشت کر لیتی تھیں اور وہ فضاؤں میں اٹکھیلیاں کرتا پھرتا تھا۔ اور یہ تو اس کی فطرت کا ایک حصہ تھا کہ جس کام کو وہ سیکھنا چاہتا ہے اسے سیکھنے میں اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ بس طریقہ کار دریافت ہو جائے سو یہی ہوا۔

طورنا اور وہ اب اکثر وادیوں میں دیکھے جاتے تھے اور یہاں شعبان ہوا کے جادو کی مشقیں کرتا تھا اور دیکھنے والے اگر اس عجوبے کو دیکھتے تو ناقابل یقین انداز میں آنکھیں پھاڑ کر رہ جاتے۔ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنا چشم زدن کا کام تھا۔ پلکیں جھپکیں اور فاصلے طے ہوتے۔ خود طورنا بھی یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کہ شعبان کا باپ تھیوا بھی اپنے فن میں اتنی مہارت نہیں حاصل کر سکا تھا جس نے یہ فن ایجاد کیا تھا۔ جتنی اس وقت شعبان کو حاصل ہے وہ کہتی تھی کہ شعبان کے اندر تردانہ کا سب سے بڑا جادوگر بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں اور وہ جو عمل سیکھنا چاہے دوسروں کو بے شک اس میں وقت ہو گی لیکن اسے نہیں۔ اس وقت بھی وہ تھک کر بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ شعبان فضاؤں کی سیر کر رہا تھا۔ طورنا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے قریب بلایا اور شعبان زمین پر آ کھڑا ہوا۔ طورنا مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"بہت زیادہ فضاؤں میں رہنا بھی درست نہیں۔ دیکھنے والوں کی نگاہیں حیران ہو جائیں۔ یہ بچپن ہے جو ابھی تک تمہارے اندر اس طرح موجود ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے طورنا کیا میں اپنے اس فن میں کامل ہو چکا ہوں؟"

"میرا خیال میرے ذہن تک ہی رہنے دے شعبان۔ میں تجھے صرف اتنا بتانا چاہوں گی کہ عام لوگوں کے سامنے اپنی اس پرواز کا مظاہرہ مت کرنا۔"

"میں اس پرواز میں مکمل ہونے کے بعد تیرے انکشاف کے مطابق ملاس سے ملنا چاہتا ہوں جو بقول تیرے آوازوں کا جادوگر ہے اور پہاڑوں پر رہتا ہے۔ اس دوران میں تجھ سے اس کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا کہ تو نے مجھے اس تک پہنچنے کی مشکلات کے بارے میں بتایا تھا۔" طورنا سنجیدہ نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں تیرے مقصد کی تکمیل ملاس سے ہو گی۔"

"تو پھر تو کب مجھے اس کے پاس لے چلے گی؟"

اب کوئی بھی دن مقرر کر لیں گے کیونکہ تو اپنے اس جادو کو مکمل کر چکا ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم آج اس موضوع پر بات کریں گے۔" طورنا کہنے لگی۔

"میں چلتی ہوں اور بہتر ہو گا کہ تو پھر بھی گھر ہی واپس آ جا۔ بہت دیر تک فضاؤں میں رہ چکا ہے۔ شعبان مسکرا دیا اس نے پر خیال نگاہوں سے دور چمکنے والے پہاڑ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں عجیب و غریب خیالات آتے ہیں طورنا سوچتا ہوں کہ اگر اپنی دنیا میں میں یہ فن لے کر پہنچا تو دنیا والے اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟" طورنا نے عجیب سی نظروں سے شعبان کو دیکھا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"ہاں تو اسے اپنی دنیا ہی کہہ سکتا ہے اور یہ بات میں نے بارہا محسوس کی کہ یہاں آنے کے بعد بھی تو تردانہ کو اپنی دنیا نہیں سمجھ سکا۔" شعبان سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"ہاں طورنا۔ میں نے پہلے بھی تجھ سے جھوٹ نہیں بولا اور آج بھی نہیں بولوں گا۔ بے شک یہاں کی زندگی میں سکون ہی سکون ہے لیکن میں نے جہاں ہوش سنبھالا وہاں کی زندگی تو یوں سمجھ میرے ذہن پر نقش اول ہے۔"

"میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ اچھا اب میں چلتی ہوں مگر تو کتنی دیر میں واپس آئے گا؟"

"زیادہ دیر میں نہیں؟" طورنا چلی گئی۔ شعبان چند لمحات سوچتا رہا۔ پھر اس نے فضا میں ایک جست کی اور بلند ہوتا چلا گیا۔ زمین نیچی ہو گئی۔ شعبان سوچ رہا تھا کہ درحقیقت اگر وہ اسد شیرازی کی دنیا میں واپس پہنچ ہی گیا تو وہاں کے لئے ایک عجوبہ بن جائے گا۔ اسے یاد تھا کہ سمندر کی گہرائیوں میں اس کے تیرنے کے انداز کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور لوگ اس کے بارے میں

طرح طرح کی کہانیاں سنانے لگتے تھے۔ کبھی کبھی تو اسے سمندر کا بیٹا بھی کہہ دیا جاتا تھا اب اسے لوگ ہواؤں کا بیٹا کہیں گے۔ بڑا دل چاہتا تھا اپنی دنیا میں واپس جانے کے لئے۔ ہاں اگر خلش تھی تو صرف ایک اور وہ خلش اس تصویر کی تھی جو آج بھی اس کے سینے میں محفوظ تھی اور اس کے بعد اس کے سامان میں۔ بلندیوں سے اس نے ساحل پر بیٹھی نیل کو دیکھا۔ خاموش اور پرسکون نظر آ رہی تھی۔

شعبان گردن جھکائے اسے دیکھتا رہا وہ فضا میں ساکت ہو گیا تھا۔ نیل کے بارے میں اس نے سوچا اور اس کا دل چاہا کہ نیل سے گفتگو کرے چنانچہ وہ نیچے اتر آیا۔ لیکن ایسی جگہ جہاں سے نیل اسے آسمان سے زمین پر آتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ البتہ جب قدموں کی آہٹ ابھری تو نیل نے گردن گھما کر شعبان کو دیکھا اور اس کے چہرے پر تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ اس نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ شعبان کا استقبال کیا کہنے لگی۔

"ہواؤں کا جادوگر زمین پر کیسے نظر آ رہا ہے۔"

"اس لئے کہ زمین پر میرا ایک بہت اچھا دوست موجود ہے۔" شعبان مسکرا کر بولا۔

"کون؟"

"نیل ہے اس کا نام۔" نیل پھیکے سے انداز میں مسکرا دی اور کہنے لگی۔

"یہ تیری شخصیت پر کچھ اچھا نہیں لگتا۔"

"کیا؟"

"غلط باتیں کرنا۔"

"کیوں؟"

"میں تیری دوست کہاں سے ہو گئی۔"

"تو کیا تم میری دشمن بن چکی ہو؟"

"نہیں۔ مگر دوستی تو بہت عظیم چیز ہوتی ہے۔"

"میں تمہارے اندر وہ تمام خصوصیتیں پاتا ہوں اور بعض اوقات مجھے تمہاری افسردگی پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ لیکن تم نے مجھ سے سچ بولنے کو کہا اور سچ بولنے کے پتھر کو چھو کر میں نے سچ ہی بولا اور یقیناً" یہ سچ تمہیں قبول کر لینا چاہئے۔"

"اس کے بعد میں نے تجھ سے کچھ کہا۔"

"نہیں۔ مگر تمہاری اداسی میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بس دل میں طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں۔ میں بھی سچ ہی بولتی ہوں اور جو کچھ میں نے تجھ سے کہا تھا شعبان وہ بھی ایک سچ تھا اور ہمیشہ ہی سچ رہے گا۔" شعبان خاموش ہو گیا۔ نیل کہنے لگی۔

"میں واپسی کا ارادہ کر رہی تھی۔ آ گھر واپس چل۔ کیا تیرا ارادہ کچھ اور ہے۔ شعبان۔"

"نہیں۔" شعبان آہستہ آہستہ نیل کے ساتھ چلتا رہا اور نیل اسے اپنے گھر لے گئی۔ نیلان اس سے کچھ لمحے پہلے ہی اندر داخل ہوا تھا۔ سنبور اور نیل کی ماں بھی وہیں موجود تھے سب نے شعبان کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھا۔ سنبور نے فخریہ انداز میں کہا۔

"سویرا والے کہنے لگے ہے کہ تیمبور کا بیٹا تیمبور کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور اس کا جادو سیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے تجھے فضاؤں میں دیکھا ہے اور میں نے بھی بلاشبہ تو تیمبور سے زیادہ بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن خیال رکھنا بعض اوقات بلندیوں پر خطرات بھی پیش آ جاتے ہیں۔"

"نہیں۔ میرے چچا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" شعبان نے کہا۔

"پھر بھی ہر چیز کو ایک حد میں رہنا اچھا ہوتا ہے۔"

"میں تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا تیرے بارے میں شعبان۔" نیلان کہنے لگا۔

"کیا؟"

"بیٹھ مجھے تجھ سے باتیں کرنی ہیں۔"

"کہو۔ میرے بھائی کیا بات ہے؟"

"بے شک تو یہاں ایک آزاد انسان کی حیثیت رکھتا ہے شعبان لیکن سویرا کے تمام ہی رہنے والے اپنی اپنی ذمہ داریاں بھی پوری کرتے ہیں جو ان کے لئے متعین کر دی جائیں۔ قیدیوں کو یہاں سے روانہ ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے اور یہ بھی ایک سچ ہے کہ ششتا والوں کی طرف سے اور کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو قابل ذکر ہو لیکن وہ ہماری دشمنی پر آمادہ تھے۔ میں نہیں جانتا کہ تھوران کے ذہن میں کیا ہے۔ لیکن میری خواہش ہے کہ ہمیں ششتا کے بارے میں معلومات حاصل ہوں۔" شعبان پر خیال نگاہوں سے نیلان کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تو کیا چاہتا ہے میرے بھائی؟"

"ششتا والے بے شک خاموشی اختیار کر چکے ہیں اور ان کی جانب سے کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو باعث تشویش ہو لیکن ششتا پر جادوگروں کا راج ہے اور جس طرح ہمارے ہاں کے جادوگر خاموشی سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور اپنی طاقتوں کو اپنے آپ تک محدود رکھے ہوئے ہیں۔ ششتا میں ایسا نہیں ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ششتا کے جادوگر تھوران پر پوری پوری نظر رکھتے ہیں اور اسے اپنے مقصد کے لئے آمادہ کرتے رہتے ہیں۔ تھوران نے بے شک سردار کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی ہیں لیکن ہماری معلومات کہتی ہے کہ تھوران ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں جادوگروں سے راہنمائی حاصل کرنے جاتا ہے اور پھر وہی کرتا ہے جو جادوگروں کا حکم ہو سو یہ نہیں معلوم کہ نئی دنیا سے آنے والے جو وہاں کا جادو اپنے ساتھ لائے ہیں۔ کس مقصد کے تحت وہاں زیر عمل ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جادوگروں نے تھوران کو مشورہ دیا ہو کہ چند ایسے لوگوں کو واپس دیکھ کر جن کا

کوئی مصرف نہیں ہے۔ اس کے پاس اگر کارآمد لوگوں کو بلا لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا تاکہ مقصد پورا ہو جائے۔ یعنی وہ جو مہذب دنیا سے جادو سیکھ کر آئے ہیں اپنا کام شروع کر دیں اور یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ ایک معاہدہ ہوا ہے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو شعبان کہ اس معاہدے کی یکطرفہ پابندی ہو رہی ہو۔ یعنی وہاں تو جادوگر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں اور یہاں ہم یہ سوچ کر مطمئن ہو بیٹھیں کہ اب سویرا کی جانب سے یا ششتا کی جانب سے کوئی کارروائی نہیں ہو گی۔ یہ تو میرے خیال میں بہت خطرناک بات ہے۔ کم از کم ہمیں ششتا والوں کی جانب سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ان کی طرف سے کبھی ہوا کے کسی جادوگر کا تذکرہ سننے کو نہیں ملا۔ سو یہ آسانی ہمیں حاصل ہے۔ یعنی تیری شکل میں اور تو نے چچا تیمبور کا جادو اپنے قبضے میں کر لیا ہے تو کم از کم تھوڑا سا تروانہ کا حق بھی ادا کر۔ یعنی اس جادو کو استعمال کرتے ہوئے تو ششتا کی خبر لے اور میرے بھائی میں تجھ سے یہ بات بڑے خلوص سے کہہ رہا ہوں اس خیال کے تحت کہ تو میری ذمہ داریوں کو خلوص سے سنبھالنے کی کوشش کرے گا۔ اگر تجھے اعتراض نہ ہو۔" شعبان کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے کہا۔

"نہیں نیلان اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں ششتا جا کر وہاں کے بارے میں معلومات حاصل کروں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہواؤں کے دوش پر ششتا کا سفر کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔ لیکن یہ کام مجھے کب کرنا ہے۔ کیا اس کے لئے بہت جلدی کی ضرورت ہے۔"

"نہیں یہ تیری اپنی مرضی پر منحصر ہے جیسا تو چاہے۔"

"تو اس کے لئے مجھے تھوڑا سا وقت درکار ہے۔ میں کچھ اور بھی کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور ضرور۔ بھلا اس سے تجھے کون روکے گا۔ یہ تو ایک تذکرہ تھا جو میں نے تجھ سے کر دیا۔ بلکہ میں تجھ سے پوچھنا بھی چاہتا ہوں کہ کیا ششتا کی خبر گیری غیر مناسب ہے۔"

"بالکل نہیں۔ بلکہ ایک سردار کی حیثیت سے تیری یہ سوچ قابل تحسین ہے اور ایسا ہونا چاہئے۔"

"بس اگر تو مجھ سے متفق ہے اور اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تو میں تجھ سے ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے یہ عمل کر۔ لیکن اس وقت جب تو اپنے آپ کو اس کے لئے مکمل طور پر تیار پائے۔"

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" شعبان نے کہا اسی رات اس نے طورنا سے بھی مشورہ کیا اور وہ کہنے لگی۔

"ہاں یہ تیرا فرض بھی ہے اور میں سمجھتی ہوں اپنے باپ کا علم سیکھنے کے بعد تجھ پر یہ لازم ہے کہ جب بھی تو یہاں سے روانہ ہو لیکن اس سے پہلے اپنے باپ کی اس سرزمین پر اپنا حق ادا کرتا جا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پہلے علاس سے ملوں گا۔ یہ دیکھوں گا کہ وہ میرے لئے کس قدر کارآمد ہوتا ہے اور اس کے بعد میں ششتا کی جانب نکل جاؤں گا۔"

"لیکن مجھ سے مشورہ کیئے بغیر نہیں۔ میں تجھے وہ تمام باتیں بتاؤں گی جو تیرے لئے ضروری ہوں گی۔" شعبان مسکرا دیا اس نے کہا۔

"نہیں طورنا۔ تو تو میرے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہے اور ماں کی اجازت کے بغیر میں کہیں قدم نہیں رکھوں گا۔" طورنا کی آنکھوں میں محبت سمٹ آئی اور وہ پیار بھری نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگی۔

بالآخر طورنا نے ایک دن اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا کہ وہ اسے علاس کے پاس لے جائے اور یہ دن ان کے ہاں یوم خوراک تھا اور سویرا میں جشن شروع ہو چکا تھا۔ مرد عورتیں بچے بوڑھے سب کے سب خوشیوں میں ڈوبے نظر آتے تھے اور اس دن آبادیوں کی چہل پہل ہی مختلف ہوا کرتی تھیں نوجوانوں کی ٹولیاں سمندر میں مچھلیوں کی تلاش میں نکل آتی تھی۔ اور ایسے ہر شعبے کو اپنا لیا جاتا تھا جس میں خوش ذائقہ خوراک حاصل ہو سکے۔ سو دوپہر تک شعبان اور طورنا ان ہنگاموں میں حصہ لیتے رہے سنبور نے ان لوگوں کی دعوت کی تھی۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد شعبان طورنا کو اشارہ کر کے خاموشی سے باہر نکل آیا اور دونوں ویران اور غیر آباد علاقے کی جانب چل پڑے۔ تاکہ وہاں سے ان پہاڑیوں کا رخ اختیار کریں جہاں علاس کا قیام تھا۔ شعبان کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ طورنا اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ باتیں کرتے ہوئے یہ لوگ بہت دور نکل آئے۔ سویرا کی ہنگامہ خیزیاں پیچھے رہ گئی تھیں اور پھر طورنا نے کہا۔

"علاس ایک گوشہ نشین انسان ہے اور اس لئے اس نے پہاڑوں کی بلندیوں پر بسیرا کیا ہے۔ وہاں اس نے ایک خانقاہ بنائی ہے۔ جس میں اس کا قیام رہتا ہے اور یہ خانقاہ اس نے اتنی بلندیوں پر بنائی ہے کہ عام لوگ وہاں جانے کا تصور نہیں کرتے۔ میں اب تجھے وہاں لئے چلتی ہوں اور یہ تیری ذمہ داری ہو گی کہ اسے آمادہ کر لے اور وہ تجھے آواز کا جادو سکھا دینے کے لئے آمادہ ہو جائے۔"

شعبان نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔ طورنا نے ایک زقند بھری اور شعبان نے اس کا تعاقب کیا۔ یوں یہ دو انسان ہوا میں اڑتے ہوئے سفر کرنے لگے اور یہ سفر اچھا خاصہ طویل تھا۔ جس کا اختتام ان چوٹیوں پر ہوا جو بلندیوں سے سبز نظر آتی تھیں اور قریب پہنچنے کے بعد وہاں درختوں کے جھنڈ دیکھے جا سکتے تھے اور پرندوں کی آبادی بھی کہ پہاڑوں پر انہوں نے بسیرا کیا تھا اور مطمئن تھے۔ ہرچند کے یہ علاقہ سویرا کے دوسرے علاقوں سے مختلف نہیں تھا۔ بس اتنا فرق تھا کہ یہاں ایک انسان نے اپنی رہائش گاہ

پہاڑی کی چوٹی پر بنائی تھی اور دوسرے باشندوں سے الگ تھلگ اپنے طور پر زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن ماحول نیچے کی وادیوں سے بالکل مختلف نہیں تھا اور پتھروں کے ٹکڑوں سے بنائی گئی وہ خانقاہ کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں تھی سوائے اس کے کہ گھاس کے خطوں کو عبور کیا جا سکے اور اس تک پہنچنا بالکل مشکل نہیں تھا حسین مناظر کے ساتھ جو بلندیوں اور گہرائیوں پر یکساں نظر آ رہے تھے اور اندر ایک آواز بھی تھی۔ جس سے زندگی کا احساس ہوتا اور شاید اندر موجود شخص نے باہر انسانی قدموں کی چاپ سنی اور خود باہر نکل آیا۔ وہ ایک کمزور اور لاغر بوڑھا تھا بہت زیادہ عمر تھی اس کی اور دنیا سے الگ تھلگ رہنے کے باعث اس کے چہرے میں بھی کچھ تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں اس نے دونوں کو دیکھا دونوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

"تجھے تو میں نے پہچان لیا تو طورنا ہے نا۔"

"ہاں۔ علاس کی غلام۔" طورنا نے گردن خم کر کے کہا۔

"اور یہ کون ہے؟"

"میرا نام شعبان ہے۔ تیمور کا بیٹا شعبان۔"

"مجھے تو طویل عرصہ ہوا سب لوگوں سے الگ تھلگ یہاں رہتا ہوں ہاں یہ معلوم ہوا تھا کہ کچھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں تردانہ میں اور وہ سب جو تردانہ میں امن و امان کے پیغامبر تھے اور جو جادوگر اپنے لوگوں کے لئے سکون تلاش کرتے تھے اب بے سکونی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ غالباً" اس خاموش دنیا میں رہتے رہتے ان کا جی اکتا گیا ہے اور اب وہ یہاں جنگ و جدل چاہتے ہیں تاکہ انسانوں کی آبادی کم ہو۔ لوگ ایک دوسرے سے دشمنی کریں اور معصوم اور سادہ دل غموں سے آشنا ہوں۔ تجربہ کار طورنا میں نے غلط تو نہیں کہا۔ کیا ایسا ہے۔"

"ایسا ہی ہے۔ عظیم جادوگر تیرا کہا بالکل درست اور سچ ہے کہ تردانہ والے تقسیم ہو رہے ہیں اور اپنی خواہشوں کے ساتھ اور تو نے دانشمندی کا مظاہرہ کیا کہ سب سے الگ تھلگ یہاں اپنی زندگی گزار رہا ہے اور یہ تنہائیاں یقیناً" تجھے پسند آئی ہوں گی۔"

"میں تنہا کہاں ہوں طورنا۔ لاتعداد پرندے میرے دوست ہیں۔ اس کے علاوہ زمین پر دوڑنے والے جانور ہم سب ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور وہ دنیا درحقیقت اب مجھے یاد نہیں آتی۔ پہاڑوں کی ان بلند چوٹیوں پر کوئی مجھ سے ملنے نہیں آتا اور میں یہاں پر سکون سے رہتا ہوں۔"

"لیکن تیری صحت بہت خراب ہو گئی ہے علاس اس کی کیا وجہ ہیں۔"

"یوں سمجھ لے کہ عمر اختتام کو پہنچ رہی ہے اور اس کے اندازے مجھے بخوبی ہو چکے ہیں۔ شاید تو میری صحیح عمر کا اندازہ نہ لگا سکے شاید بہت سے لوگ نہ لگا سکیں۔ میں نے تردانہ کو صدیوں دیکھا ہے۔ صدیوں۔ اتنی صدیاں بیت گئی ہیں کہ شاید میں ان کا حساب بھی نہیں رکھ پایا ہوں اور بالآخر اختتام کی جانب رخ ہے اور یہ تو ہر زندہ رہنے والے کے لئے ہے۔ سو یہ لمحات مجھ پر بھی گزر رہے ہیں اور کسی بھی وقت میں خاموش وادیوں میں چلا جاؤں گا۔"

طورنا نے شعبان کی طرف دیکھا اور شعبان آگے بڑھ کر بولا۔

"عظیم علاس تیمور کا بیٹا تیرے پاس ایک ضرورت کے تحت آیا ہے اور کیا تو اس کی یہ ضرورت پوری کرنا پسند کرے گا۔"

"میں نہیں سمجھتا۔ مجھ سے کسی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ تاہم تو مجھ سے کہہ میرے پاس اب کچھ نہیں ہے اور جو کچھ ہے اسے میں اپنی ملکیت میں رکھ کر کیا کروں گا۔ میں وہ سب کچھ تقسیم کر دینا چاہتا ہوں جو میرے پاس ہے۔ تجھے اس میں سے کیا چاہئے۔"

"پتھروں کا جادو۔" شعبان نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ علاس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر مسکرا دیا اور بولا۔

"ہاں اگر ابھی تک پتھروں کا جادو کسی اور کے پاس نہیں ہے تو میری جانب سے یہ تیرے لئے حاضر ہے۔ میں اس علم کو اپنے ساتھ لے جا کر کیا کروں گا۔" شعبان کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس نے کہا۔

"میں جب بھی کبھی اپنے اس جادو کا ذکر کسی سے کروں گا تو معزز علاس کا نام لوں گا کہ وہ میرا استاد تھا۔ علاس اگر تو اجازت دے تو میں جب اپنی زندگی کا اختتام کرنے لگوں گا تو تیرے نام پر تیرا یہ جادو کسی اور کو منتقل کر دوں گا۔"

"ہاں لیکن صاحب ظرف کو۔ کہیں یوں نہ ہو کہ تردانہ کے جادوگروں کی مانند جو چھوٹے چھوٹے علم سیکھ کر اپنے آپ کو دوسروں کی تقدیر کا مالک سمجھنے لگے ہیں کم ظرفی کا مظاہرہ نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے معزز علاس تیری یہ نصیحت بھی اپنی گرہ میں باندھ کر رکھوں گا۔"

"طورنا کیا تو بھی پتھروں کا جادو سیکھنا چاہتی ہے؟"

"نہیں۔"

"تو پھر تو جا۔ تیرا یہاں کام نہیں۔ یہ شخص جب بھی واپس آنا چاہے گا تیرے پاس پہنچ جائے گا۔" طورنا نے گردن خم کر کے کہا۔

"میں تو خود اس کے گھر کی نگرانی کرنا چاہتی ہوں۔ تو اے شعبان تیرا کام بن گیا۔ اب تو مجھے اجازت دے۔" شعبان نے طورنا کو رخصت کیا علاس بے شک کمزور اور لاغر تھا۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ چند قدم نہ چل سکتا اور پھر جب اس نے طورنا کو پرواز کر کے گہرائیوں تک جاتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا۔

"ہوا کا یہ جادو بھی خوب ہے۔ ارے ہاں تیرا باپ تیمور بھی تو ہوا کا جادوگر تھا۔ کیا تو نے طورنا سے ہوا کا علم نہیں سیکھا؟"

"کیوں نہیں۔ ہم دونوں اسی طرح یہاں پہنچے ہیں۔"

"تو پہلا جادوگر ہو گا جس کے پاس دو علم ہوں گے یہ واقعی بہت

اچھی روایت ہو گی۔ چل میں تجھے ابتدائی باتیں کل پہلے سورج کے ساتھ بتاؤں گا۔"

شعبان جانتا تھا کہ کوئی بھی علم اتنا آسان نہیں ہوتا کہ اسے لمحوں میں سیکھ لیا جائے۔ چنانچہ وہ خود اس خیال کے تحت یہاں پہنچا تھا۔ کہ جب تک بھی علاس چاہے گا وہ اس کے ساتھ قیام کرے گا اور پتھروں کا یہ جادو تو شعبان کے لئے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ سو جب دوسرے دن چمکتے سورج میں علاس نے اس سے کہا کہ پتھروں کے چند ٹکڑے اٹھا کر لائے اور شعبان نے عمل شروع کر دیا۔ علاس نے شعبان کو ایک فاصلے پر بٹھا دیا اور پھر نہایت مہارت سے پتھر کا ایک ٹکڑا زمین پر پھینکا۔ پتھر زمین پر گرا اور پھسلتا ہوا دور تک نکل گیا۔ شعبان نے علاس کی جانب دیکھا۔ دوسرا پتھر اس کے بائیں سمت تیسرا داہنی سمت چوتھا اس کے عقب میں اور پانچواں پتھر اس کے سامنے گرا اور یہی پانچ پتھر تھے جو شعبان نے علاس کو دیئے تھے۔ تو علاس آہستہ آہستہ چلتا ہوا شعبان کے قریب پہنچ گیا اور اس نے اس کے قریب بیٹھ کر کہا۔

"جب یہ پتھر زمین پر گرے تو کیا تو نے کوئی آواز سنی۔"

"آواز!" شعبان تعجب سے بولا۔

"ہاں پتھر کے زمین پر گرنے کی آواز۔"

"بے شک میں نے سنی۔" شعبان بولا۔

"اور یہ پتھر الگ الگ جگہوں پر گرے تھے۔ جہاں جہاں یہ پتھر گرے تھے وہاں سے آوازیں ابھری تھیں۔ کیا تو نے آوازوں میں کوئی فرق محسوس کیا۔"

"بے شک ہر پتھر کا اپنے گرنے کا ایک انداز ہوتا ہے اور آواز بھی اسی قسم کی۔"

"وہ نشان تیرے ذہن میں موجود ہیں۔ جہاں یہ پتھر گرے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ پتھریلی جگہ پر یہ پتھر گرے تھے جو تو نے منتخب کی اور دیکھ یہ نشان میرے دائیں اور سامنے موجود ہے۔"

"پتھروں کے وہ ٹکڑے کہاں گئے۔ جو میں نے پھینکے تھے۔"

"ان پر تو میں نے غور نہیں کیا۔"

"جاؤ انہیں تلاش کر کے لاؤ۔" علاس نے کہا اور شعبان اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ بعض ٹکڑے تو اسے قریب ہی مل گئے اور بعض کے لئے خاصہ فاصلہ طے کرنا پڑا۔ اس نے وہ پانچوں ٹکڑے لا کر علاس کے سامنے رکھ دیئے اور علاس ان تمام ٹکڑوں کو الگ الگ کرنے لگا۔ اس نے کہا۔

"یہ وہ جو میں نے داہنی سمت پھینکا تھا۔ یہ وہ جو بائیں سمت تیرے پیچھے گرا تھا اور یہ تیرے سامنے۔ اب آ یہ سامنے والا پتھر ہے۔ اس پتھر کو آہستہ آہستہ اس لکیر پر سے گزار۔ اور ذرا غور کر کہ کیا یہ آواز تو نے سنی ہے۔" تب شعبان نے وہی عمل کیا جو علاس نے کہا تھا۔ پتھر لکیر سے گزرا تو شعبان کے کانوں نے پتھر گرنے کی وہ مانوس آواز سنی اور اس کے بعد دائیں بائیں اور عقب والے پتھر سے بھی ویسی ہی آوازیں نکلیں تب علاس نے کہا۔

"گویا تو نے جانا کہ جب ایک لکیر ایک مخصوص آواز سے پتھر پر پڑی تو دوسرا پتھر اس پر سے گزارنے سے وہی آواز دوبارہ پیدا ہو سکتی ہے۔ یہاں پر صرف اس دباؤ کا معاملہ ہے جو اس لکیر پر ڈالا جائے۔ یعنی اگر یہ دباؤ آہستہ آہستہ ڈالا جائے تو آواز مدھم ہو گی لیکن اگر یہ دباؤ اسی قوت سے ڈالا جائے جس قوت سے پتھر آ کر یہاں گرا تو آواز اتنی ہی طاقتور ہو گی اس طرح یہ مدھم اور تیز ہو سکتی ہے۔ لیکن آواز محفوظ ہو گئی پتھر میں اور چونکہ یہ پتھر سخت اور دانے دار ہے اس لئے اگر تین چار بار اس آواز کو اس درز سے گزرا جائے تو پھر یہ آواز منتشر ہو جائے گی۔ پھٹ جائے گی اور اس کا انداز مختلف ہو جائے گا۔ میری بات سمجھ میں آ رہی ہے۔" شعبان نے پر سحر انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں سمجھ رہا ہوں۔"

"اس طرح تیرے لئے یہ پہلا سبق ہوا شعبان کہ اگر پتھر کو پتھر پر رگڑا جائے تو آواز پیدا ہوتی ہے اور اگر پتھر میں ایک لکیر بنا دی جائے اور اس لکیر کے ہم وزن ابھری ہوئی لکیر اس پر سے گزرے تو دوسری آوازیں اس میں پیوست ہو سکتی ہیں۔ اب میرے ساتھ آ میں تجھے بتاؤں کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ خانقاہ کی جیسی رہائش گاہ میں جو پتھر جڑے ہوئے تھے بظاہر یوں لگتا تھا جیسے وہ صرف ایک عمارت کی تعمیر کے لئے استعمال کیئے جانے والے پتھر ہوں لیکن حقیقت یہ تھی کہ علاس نے اپنا سرمایہ محفوظ کیا تھا اور ان میں مختلف قسم کے پتھر چنے ہوئے تھے۔" علاس نے دو پتھر اٹھائے اور انہیں شعبان کے سامنے کر دیا۔

شعبان دلچسپی کی نگاہوں سے ان پتھروں کو دیکھ رہا تھا۔ تب علاس نے ان کو ان کی جگہ سے الگ کیا۔ اور ایک پتھر کو آہستہ آہستہ دوسرے پتھر سے گزارنے لگا۔ پرندوں کی چہچہاٹیں سنائی دینے لگیں۔ مور کی آواز دوسرے خوبصورت پرندوں کی آوازیں اس میں سنائی دے رہی تھیں اور بہت صاف ستھری۔ اس کے بعد علاس نے اس پتھر کو ذرا سا اپنی جگہ سے بدل کر واپس دوسرے پتھر پر رگڑا۔ تو دوسرے جانوروں کی دہاڑیں سنائی دینے لگیں اور اس کے بعد علاس یہ عمل دہراتا رہا۔ پتھروں کے دو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں لاتعداد آوازیں موجود تھیں۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ ہواؤں کا شور علاس کی بڑبڑاہٹیں بے شمار آوازیں ناقابل یقین شکل میں اور اس کے بعد علاس نے دونوں پتھروں کو کھول کر سامنے کر دیا۔ شعبان نے دیکھا کہ ان میں باریک باریک سیدھی لکیریں پڑی ہوئی ہیں۔ علاس کہنے لگا۔

"اصلی کام ان لکیروں کی ترتیب ہے اور ایک نوک دار پتھر سے یہ لکیریں ایک مخصوص انداز میں ڈالی جاتی ہیں اور اس پتھر کا

دوسرا حصہ اس شکل میں بنایا جاتا ہے۔ یہ کام پتھروں کے گھسنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی تم جب دو پتھروں کو گھسو گے اور وہ ناہموار ہوں گے تو کچھ لکیریں اپنی جگہ بنالیں گی اور یہ پتھر مسلسل گھسنے کے بعد ایک فاعل ہوگا۔ دوسرا مفعول اور یہ دونوں پتھر اپنے اپنے اندر آوازیں جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کرلیں گے اور پھر ان میں سے جو آواز بھی گزار دی جائے۔ وہ ان میں محفوظ ہو جائیں گی۔ اب میں تمہیں یہ بتاؤں گا کہ ایسے دریا پتھر کون سے ہوتے ہیں جو آوازیں پھٹنے اور معدوم ہونے سے روک سکیں۔ یعنی انہیں محفوظ رکھ سکیں۔"

یہ تو ایک پورا فلسفہ تھا۔ یہ تو ایک پوری سائنس تھی۔ جو شعبان کے سامنے آرہی تھی اور ذہین ترین لوگوں کی آبادیوں سے دور اس پرسکون وادی میں رہنے والے یہ لوگ جو اپنے آپ کو جادوگر کہتے تھے درحقیقت بڑے سائنس دان کہے جاسکتے تھے اور شاید دوسرے لوگ نہ جانتے ہوں لیکن شعبان نے اس دنیا میں سائنس کا جادو دیکھا تھا جس نے اس دنیا کے رہنے والے ہر شخص کو آسانیاں فراہم کی تھیں۔ لیکن مشکلات کے ساتھ اور وہ پتھروں کی ترتیب دیکھتا رہا۔ ان لکیروں کو شناخت کرتا رہا اور عملاس کافی دن تک اسے پتھروں میں ڈالی جانے والی لکیروں میں جذب شدہ آوازوں کے بارے میں بتاتا اور سکھاتا رہا۔ پھر اس نے کچھ نئے پتھر شعبان کے سامنے پیش کئے اور شعبان کو ایک اور انوکھا تجربہ ہوا۔ عملاس نے کہا۔

"زمین کے پتھر چونکہ ہواؤں سے ترتیب پاتے ہیں اور ان میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں یعنی ہواؤں کی طاقت ان کے اندر بھربھرا پن پیدا کرتی رہتی ہے بے شک یہ دنیا کی نگاہوں میں ٹھوس ہوتے ہیں لیکن اندرونی طور پر کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں جبکہ سمندروں میں موجود چٹانیں ہواؤں سے محفوظ رہتی ہیں اور پانی کا دباؤ انہیں ٹھوس سے ٹھوس تر کرتا رہتا ہے۔ سو میرے بچے شعبان جب میرے ذہن میں یہ بات آئی تو میں نے سمندری پتھروں پر تجربات شروع کر دیئے اور یہ تجربات پہلے سے کہیں زیادہ موثر اور کارآمد ثابت ہوئے۔ یعنی ان میں پڑنے والی آوازیں صاف تھیں اور انہیں صفائی سے سنا جاسکتا تھا۔ دوئم یہ کہ ان میں جو آوازوں کی لکیریں ڈالی جاتی تھیں وہ بہت دیرپا اور بعض جگہ صدیوں تک چلنے والی ہوتی ہیں اور یہ لکیریں پتھروں کے ٹھوس ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوپاتیں لیکن اس سے بھی زیادہ شاندار تجربہ میری زندگی میں وہ تھا جب مجھے سنگ لرزاں حاصل ہوا۔"

"سنگ لرزاں۔" شعبان نے کہا۔

"ہاں۔ اس چھوٹی سے خانقاہ میں بڑے بڑے عجائبات موجود ہیں جو میں نے محفوظ رکھے ہیں۔ میں تجھے آج سنگ لرزاں کا تجربہ بھی کراتا ہوں۔" تب بوڑھے عملاس نے زمین کے نیچے بنے ہوئے ایک خانے میں سے کچھ ایسے پتھر نکالے جو دیکھنے میں عجیب نہیں لگتے تھے۔ لیکن ان کی عجیب بات یہ تھی کہ ان میں جنبشیں اور لغزشیں پائی جاتی تھیں۔ یعنی وہ متحرک تھے خود بخود جیسے جاندار ہوں۔ اور سنگ لرزاں کے دو ٹکڑے جب اس نے آپس میں ایک دوسرے کے اوپر رکھے تو آوازوں کا طلسم جاری ہوگیا انسانی آوازیں بے شمار آوازیں نجانے کیا کیا کہانیاں ان میں پوشیدہ تھیں اور انہیں ہاتھوں کی جنبش کی ضرورت بھی نہیں پیش آتی تھی سنگ لرزاں کے بارے میں شعبان نے اس دنیا میں سنا بے شک تھا۔ دیکھا نہیں تھا۔ عجائبات عالم میں سنگ لرزاں کا تذکرہ بھی کیا جاتا تھا۔ لیکن نگاہوں سے نہ گزرنے والی چیز تھی وہ جسے وہ یہاں دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے عملاس نے کہا۔

"یہ پتھر بھی میں نے سمندر سے حاصل کیئے اور ان کی خوبی یہ ہے کہ جب ان میں لکیروں کو نقش کر دیا جائے تو پھر ان کے لئے ہاتھوں کی جنبش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ لکیریں خود بخود ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ انگلی کا ہلکا سا دباؤ اصل جگہ پہنچ جاتا ہے' اور وہاں سے آوازوں کی نشریات شروع ہو جاتی ہیں۔" بوڑھا عملاس اسے یہ تجربات کراتا رہا۔

ایک طویل عرصہ شعبان نے عملاس کے قریب رہ کر پتھروں میں آوازیں جذب کرنے کے تجربات میں صرف کیا اور بالآخر رفتہ رفتہ وہ اس میں مہارت حاصل کرتا چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وادی تردانہ میں موجود جادوگر اپنی اپنی کہانیاں الگ رکھتے تھے۔ ہوا کا جادو اپنی جگہ ایک مکمل حیثیت رکھتا تھا لیکن پتھروں کے اس جادو نے شعبان کو ششدر کر کے رکھ دیا تھا۔ مہذب دنیا میں مختلف طریقوں سے آوازوں کو جذب کرنا بے شک منظر عام پر آچکا تھا۔ لیکن اس کے لئے بڑے بڑے سائنس دانوں نے کام کیا تھا۔ بڑی بڑی مشینیں اور بڑے بڑے لوازمات درکار ہوتے تھے۔ جبکہ سمندر میں پائی جانے والی ان اشیاء سے کام نہایت آسان کرلیا گیا تھا اور شعبان کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اب اس کے اس کام کا بھی آغاز ہو سکتا ہے اور وہ اس کی تیاریاں کرنے لگا۔ اس دوران طورنا تین بار اس کے پاس آچکی تھی اور وہ شعبان سے اس کی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی۔ لیکن عملاس نے اس وقت شعبان کو چونکا دیا جب ایک ڈھلتے ہوئے سورج وہ زمین کے ایک خوبصورت خطے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ عملاس نے مسکرا کر کہا۔

"تو کیا تو اپنے آپ کو آوازوں کی جادوگری میں مکمل سمجھ چکا ہے؟"

"نہیں۔" شعبان نے کہا اور عملاس چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرانی کے نقوش ابھر آئے۔ تب وہ بولا۔

"لیکن میں نے تو۔ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تمہیں سکھا دیا اور

تو نے تجربات کیئے وہ اس قدر مکمل ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتھروں کا جادوگر کہلانے میں حق بجانب ہے۔" شعبان کہنے لگا۔

"عظیم عملاس وادی تردانہ میں تو پتھروں کے جادوگر کی حیثیت سے اولیت رکھتا ہے اور چونکہ تو نے اس علم کو اپنے طور پر ایجاد کیا چنانچہ میں اپنا اس پر کوئی حق نہیں سمجھتا اور مکمل میں نہیں بلکہ تو ہے اور جب تک تو زندہ ہے میں کبھی اپنے آپ کو مکمل نہیں کروں گا۔ کیونکہ تو میرا نشان ہے میری شناخت ہے اور اگر میں تیرے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو یہ تجھ سے روگردانی ہوتی اور یہ میں کبھی نہیں کروں گا۔" عملاس شعبان کی باتوں سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ وادی تردانہ میں تجھ جیسے باظرفوں کی تعداد کتنی ہے۔ لیکن اگر میں نے تسلیم کیا تو یہ ضرور کہ جس دنیا سے تو آیا ہے وہاں کم از کم تہذیب ضرور سکھائی جاتی ہے اور تو نے جو پراحترام کے الفاظ مجھ سے ادا کیئے تو یقین کر ان سے مجھے دلی مسرت ہوئی۔ ایک بات میں نے اب تک تجھ سے چھپائے رکھی تھی شعبان۔ تو نے جب یہ کہا تھا کہ ہواؤں کی جادوگری کے ساتھ ساتھ تو نے پتھروں کا علم بھی سیکھنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ شاید وادی تردانہ میں تو واحد ہوگا جو دو علم رکھتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میں نے اپنے آپ کو چھپایا۔"

"میں نہیں سمجھا۔ عظیم عملاس۔"

"میں بھی دو علم رکھتا ہوں۔ ایک ایسا علم جس کا شاید ابھی کسی کے ذہن میں اس کا تصور بھی نہیں ہے۔"

"وہ کون سا علم ہے؟"

"عکس کا جادو اور عکس کے بارے میں تو جانتا ہے جب آسمان پر سورج چمکتا ہے تو سورج کی شعاعیں زمین پر آتی ہیں اور جو چیز ان کی راہ میں حائل ہوتی ہے اس کا سایہ زمین پر بکھر جاتا ہے۔ یعنی تاریکیاں اور میں تاریکیوں کا جادو بھی سیکھ چکا ہوں۔ لیکن ایک ایسے انداز میں کہ تو دیکھے اور سنے گا تو حیران رہ جائے گا۔ فرض کر تو سمندر کی سطح پر کھڑے ہو کر پانی میں جھانکتا ہے۔ تو تجھے اپنا عکس نظر آتا ہے۔ جانتا ہے کیوں۔ روشنی تجھے اپنے آپ سے گزار کر چسپاں کر دیتی ہے ایک نامعلوم شے پر اور یہ نامعلوم شے کیا ہے۔ دراصل تجزیہ اس کا کیا جاتا ہے اور تجھے یہ حیرت ناک تجزیہ بس یوں سمجھ لے اس وقت ہوا جب میں سمندر میں اپنی پسند کے پتھر تلاش کر رہا تھا اور انہی لمحات میں مجھے وہاں سے ایک عجیب و غریب شے ملی جسے میں نے حاصل کیا اور اسکے بعد میرے تجربات نے مجھے ایک نئی کہانی سنائی۔ یعنی نمی اور بھاپ کو جذب کر کے اس کی دیواریں بنائی جاسکتی ہیں اور یک مخصوص طریقے سے لیکن ان کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ یعنی زیادہ سے زیادہ ایک سورج اور ایک چاند اور اس کے بعد وہ زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے میری بات نہ سمجھ سکے۔ لیکن میں تجھے اس کا عملی تجربہ بھی بتاؤں گا۔ میں چاہتا ہو کہ وادی تردانہ میں تین جادوگروں کے بجائے ایک جادوگر ہوں جو تین علم جانتا ہو اور عکس کا جادو انہی میں سے ایک ہے۔ نمی اور بھاپ کو منجمد کر کے جب ہم سامنے کھڑا کریں گے تو وہ کسی کو نظر نہیں آئے گی۔ لیکن اس پر جس چیز کا عکس پڑے گا وہ دگنی اور سہ گنی تعداد میں لوگوں کو نظر آئے گی۔ اسے میں نے عکس کے جادو کا نام دیا ہے۔"

"بے شک میں تیری یہ بات نہیں سمجھ سکا۔ عظیم عملاس لیکن اگر تو پسند کرے تو میں اسے سمجھنا چاہتا ہوں۔" عملاس ہنس پڑا پھر کہنے لگا۔

"اور وہ برتری تجھے حاصل ہو جائے گی لیکن ہونی ہی چاہئے کیونکہ میرے پاس نہ تیسرے جادو کو سمجھنے کی گنجائش ہے اور نہ میری عمر۔ لیکن جو کچھ میرے پاس ہے میں اسے دینا چاہتا ہوں کسی کو۔ آمیں تجھے اس سمندری گھاس کے بارے میں بتاؤں جسے اگر خشک کر کے باریک پیس لیا جائے تو فضا میں منتشر کر دیا جائے تو اس سے نمی اور بھاپ جذب کرنے کی صلاحتیں پیدا ہوتی ہیں اور یہ جتنی بلندی سے زمین پر چھنکی جائے وہاں سے لے کر زمین تک اپنا عکس چھوڑ جاتی ہیں اور یہ عکس جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا کہ ایک سورج اور ایک چاند تک رہ سکتا ہے۔ لیکن اسے دیکھنے والے جو بھی ہوں گے وہ حیران رہ جائیں گے۔ کیونکہ اس میں انہیں ہر چیز دو دو گنا چار چار گنا اور بعض جگہ آٹھ آٹھ دس دس گنا نظر آئیگی۔ لیکن ان دیواروں کی ترتیب کرنا ہوگی۔ میں تجھے اس کے بارے میں مکمل طور پر بتاؤں گا۔" شعبان کا دماغ چکرا کر رہ گیا۔

اس دن اس نے اپنی کہانی کا پہلا باب شروع کیا اور یہ باب کچھ اس طرح شروع ہوا۔

"عظیم سرپرست اسد شیرازی اور میری ماں میری تربیت کنندہ وردانہ۔ میں شعبان' تم دونوں کی محنتوں کا پھل وادی تردانہ تک پہنچ چکا ہوں اور کہا یہ گیا ہے کہ یہ وادی میری آبائی وادی ہے جہاں میرے ماں باپ نے جنم لیا اور ایک لمبی کہانی ہے جسے میں مختصر کر کے تم لوگوں کے لئے محفوظ کر رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کیوں لیکن ہو سکتا ہے کبھی کوئی ایسا وقت آجائے جب یہ کہانی میرے بغیر تمہارے کانوں تک پہنچے' تو اسے سنو۔ تھیبو، اور شکالا نامی دو افراد جو سمندروں سے دور ایک ایسی وادی میں رہتے تھے جسے تردانہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ہواؤں کے دوش پر سفر کرتے ہوئے تمہاری دنیا تک پہنچے اور وہاں نہ جانے انہیں کیا واقعات پیش آئے کہ انہوں نے سمندر کی آغوش میں مجھے جنم دیا اور یوں سمندر کا یہ بیٹا پانی کے ہمرکاب مچھیروں کی اس بستی تک پہنچا جہاں اسے مچھیروں کا بیٹا سمجھا گیا اور اس کی پرورش کی گئی لیکن تم نے اس بچے کو حاصل کر کے ان

وسعتوں میں پہنچا دیا جہاں شاید کبھی اسے راستہ نہ ملتا۔ سو میں مختلف واقعات سے گزرتا ہوا ایک بار پھر اپنی وادی میں پہنچا۔ اور چونکہ تمہارا مقصد یہی تھا کہ سمندر کے بارے میں تحقیقات کرو۔ سو یہاں اس وادی میں مجھے اس کی بہت سی آسانیاں حاصل ہوئیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی تفصیلات اس طرح ان پتھروں میں محفوظ کر دوں کہ تمہارے کان انہیں بآسانی سن سکیں۔"

ابتدا یہاں سے کی گئی تھی اور اس کے بعد شعبان اپنے ساتھ گزرنے والے واقعات سمندر میں موجود اشیاء کی معلومات، ان تمام چیزوں کا ذخیرہ ان پتھروں میں جمع کر دینے کا خواہشمند تھا لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ جبکہ ہملاس اسے اپنا فن سکھانے پر آمادہ تھا اور پتھروں کا استعمال تو شعبان نے سیکھ ہی لیا تھا لیکن عکس کا جادو وہ بے حقیقت نہیں تھا۔ وہ آئینہ اس دنیا میں موجود تھا اور اس کے ہزاروں رنگ ہزاروں روپ دیکھے جا سکتے تھے لیکن جو کام اپنے ہاتھوں سے کیا جائے اس انداز میں کہ انوکھا ہو اور سمجھنے والے نہ سمجھ سکیں اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے اور شعبان کی عمر تو دلچسپیوں کے حصول کی عمر تھی۔ چنانچہ بوڑھے ہملاس کی معیت میں وہ جادو کے بارے میں تفصیلات دیکھتا اور دیکھتا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے پتھروں میں اپنی کہانی جذب کرنے کا عمل بھی جاری رکھا۔ یوں شاید وہ اپنی تربیت میں تکمیل حاصل کرتا جا رہا تھا اور آنے والے وقت میں نجانے کیا کیا کہانیاں جنم لینے والی تھیں۔ وقت خود اپنا فیصلہ کر رہا تھا۔ ہملاس کی زندگی کا چراغ مدھم سے مدھم ہوتا چلا گیا۔ شعبان نے کافی وقت اس کے ساتھ گزارا تھا اور اس سے عکس کا جادو مکمل طور پر سیکھ لیا تھا۔

غالباً" ہملاس اپنی زندگی کو اسی لئے روشن رکھے ہوئے تھا کہ اپنا علم کسی صحیح ہاتھ میں منتقل کر دے اور جونہی اس کا کام ختم ہوا اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جب سورج چمکا تو شعبان نے اسے بولتے ہوئے نہ پایا۔ وہ سیدھا اپنی جگہ لیٹا ہوا تھا۔ نجانے کیوں شعبان کو یہ احساس ہوا کہ ہملاس کے جسم میں اب سانس کا بسیرا نہیں ہے۔ اس نے ہملاس کو جھنجوڑ ڈالا اور ہملاس کو بے جان اور سرد پایا۔ وادی تردانہ میں شعبان نے یہ پہلی موت دیکھی تھی اور ششدر رہ گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے جی چاہا کہ طورنا کے پاس جائے۔ اس سے مشورہ کرے۔ ٹیلان، سنبور اور دوسرے لوگوں کو ہملاس کی موت کے بارے میں بتائے

لیکن یہ بھی خوش بختی ہی تھی کہ طورنا جو کافی دن سے یہاں نہیں پہنچی تھی بے چین ہو کر اس کے پاس پہنچ گئی اور شعبان نے اسے دیکھ کر حیرت سے کہا۔

"آج تیری آمد میرے لئے باعث حیرت ہے طورنا۔ کیونکہ میں نے بڑی شدت سے تیری ضرورت محسوس کی تھی۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہملاس شاید اب اس کائنات میں موجود نہیں ہے۔"

طورنا دیر تک خاموش کھڑی ہملاس کی موت کا سوگ کرتی رہی پھر اس نے کہا' اب ہم پر یہ فرض ہے کہ اسے اس کی آخری آرام گاہ دے دیں۔"

"میری تیری راہنمائی چاہتا ہوں۔"

"اگر ہم اطلاع دیں اہل تردانہ کو یا سویرا والوں کو کہ ہملاس مر چکا ہے تو وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے کہ اس کی لاش کو دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ یہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔ کیا فائدہ اس کہانی کو ان کے سامنے دہرانے کا۔ میں یوں کرتی ہوں کہ کوئی ایسا غار تلاش کرتی ہوں جہاں ہملاس سکون کی نیند سوتا رہے۔" شعبان نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلا دی۔

اور طورنا وہاں سے رخصت ہو گئی لیکن اس نے واپسی میں بھی بہت زیادہ وقت نہیں لگایا۔ کہنے لگی....

"ہاں یہاں ایسے بے شمار غار موجود ہیں جو ہملاس کی آرام گاہ بن سکتے ہیں' تو اس کے جسم کو اٹھا کر وہاں لے چل۔"

شعبان نے بڑے احترام سے اپنے استاد کا جسم ہاتھوں میں سنبھالا اور طورنا کی راہنمائی میں راستہ طے کرتا ہوا اس پہاڑی چٹان کے قریب پہنچ گیا جس کے سینے میں سوراخ تھا اور اس وسیع و کشادہ سوراخ میں ہملاس کے جسم کو رکھنے کے بعد اس پر ایک بھاری پتھر ڈھک دیا گیا کہ کوئی اس کی آرام کی نیند میں خلل انداز نہ ہو۔ طورنا کے چہرے پر بھی افسردگی طاری تھی اور شعبان کو اس مختصر وقت میں ہملاس سے بڑی عقیدت ہو چکی تھی۔ چنانچہ وہ بھی افسردہ تھا۔ پھر طورنا نے کہا۔

"اور یہی کریں گے کہ سویرا والوں سے اس کا تذکرہ ہی نہ کیا جائے۔"

"لیکن یہاں کا کیا ہو گا۔ کیا اب ہمارا ان پہاڑوں پر رکنا مناسب ہے۔"

"ہوتا تو یوں ہے کہ استاد کی وراثت شاگرد کو مل جاتی

ہے اور شاید تو ہملاس کا تنہا شاگرد تھا اس لئے اب یہ جگہ تیری ہے لیکن تو بھی یہاں رہ کر کیا کرے گا شعبان۔ تیرا تو مقصد ہی کچھ اور ہے۔ ہاں اگر ضرورتیں تجھے کبھی یہاں لے آئیں تو دوسری بات ہے۔ بلکہ اس جگہ کو ہی اپنا مسکن بنا اور جو کچھ بھی کرنا ہے یہاں سے کر۔ ویسے تیرا ارادہ اب کیا ہے؟"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں طورنا اور تو نے میرے خیال کی تصدیق کر دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں تردانہ کا انسان نہیں ہوں۔ بے شک میری نمود یہاں ہوئی اور یہی میری دنیا ہے۔ لیکن میں نے جس دنیا میں آنکھ کھولی ہے اور جہاں میں پروان چڑھا ہوں مجھے اس سے اتنی ہی محبت ہے جتنی کسی شخص کو اپنی جائے پیدائش سے ہوتی ہے اور اب تو اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ میرا ارادہ اپنی دنیا میں واپس جانے ہی کا ہے اور کوئی چیز نہ میرے لئے پسندیدہ شے کی حیثیت رکھتی ہے نہ میں یہاں رکنا چاہتا ہوں اور عظیم طورنا بے شک تو نے میرے لئے ماں کا درجہ سنبھالا ہے اور جس دنیا میں' میں پروان چڑھا وہاں کے ادوار کے مطابق مجھ پر تیرا ہر طرح سے احترام واجب ہے لیکن تو نے مجھے جو موقع دیا ہے اس کے تحت میں صرف تجھ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنی منزل بھی درکار ہے۔ یعنی وہ جو میرے سینے کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اور آج تک سویرا میں اسے تلاش نہیں کر پایا۔ نجانے کون ہے کہاں رہتی ہے۔ میری آرزو ہے کہ میں اسے تلاش کروں۔ ہاں اگر وہ مجھے میری پسند کے مطابق قبول نہ کرے تو دوسری بات ہے پھر میں اپنے خیالوں کو خاموش کر لوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن بہتر یہ ہو گا کہ تو واپس پہنچے' چل اور اپنے عزیزوں سے مل۔ ٹیلان کو بتا دینا کہ تو ششتا کی جانب جا رہا ہے تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ تو نے خود سری اختیار کی۔"

"نہیں' مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ٹیلان نے مجھ سے کہا تھا کہ ششتا کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے عظیم طورنا کہ تو نے ہوا کا جو جادو مجھے دیا ہے وہ میرے لئے آسانیاں پیدا کرے گا۔"

"تو پھر آ۔ واپس چلتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے پہلے تو اپنے عزیزوں سے مل لے اور خبردار جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ زبان بند رکھیں گے تو پھر ہملاس کے بارے میں کسی سے کچھ کہنا بے مقصد ہی ہو گا۔"

شعبان نے وعدہ کر لیا۔ طورنا کے ساتھ واپسی کا سفر طے کیا گیا لیکن ان پہاڑوں پر آ کر شعبان کو جو کچھ حاصل ہوا تھا وہ بہت عظیم تھا اور وہ جانتا تھا کہ ہملاس نے اسے بہت کچھ دے دیا ہے۔ وہ پتھر وہیں محفوظ کر دیئے گئے تھے۔ جن میں شعبان نے تردانہ کی کہانیاں لکھی تھیں۔ سمندری تحقیق کے بارے میں اس نے لکھا تھا کہ انسانیت کے لئے جو ایک عظیم تحفہ ہے وہ سمندری گھاس ہے جس سے ایک خاص قسم کی خوراک تیار ہوتی ہے اور یہ خوراک انسانوں کو بغیر کسی جسمانی تکلیف کے مہینوں زندہ رکھ سکتی ہے۔ چنانچہ دنیا بھر کے سمندروں سے اگر وہ گھاس حاصل کر لی جائے تو بہت سے مسئلے حل ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ بھی ان لوگوں کے لئے یہاں سے بہت کچھ لے جا سکتا تھا شعبان' بشرطیکہ اسے وہاں تک پہنچنے کا موقع ملتا اور اس کے اپنے اسے مل جاتے۔ یعنی اسد شیرازی اور دردانہ۔ جن کے بارے میں سوچ کر وہ افسردہ ہو جاتا تھا کہ نجانے وہاں ان پر کیا بیتی۔ غرض یہ کہ طویل عرصے کے بعد ٹیلان اور سنبور وغیرہ سے ملاقات ہوئی تو ٹیلان نے اس سے کہا۔

"میرے بھائی۔ یوں لگتا ہے جیسے وادی تردانہ کی ساری سیاحت کر ڈالی تو نے' بول کیا تو وادی تردانہ کو خوشگوار پاتا ہے۔"

"کیوں نہیں۔ یہ میری زمین ہے۔ افسوس تو صرف اس بات کا ہے کہ میری ماں شکالا اور میرا باپ تھیبور موجود نہیں ورنہ شاید مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔"

نیلی اس دوران بالکل خاموشی اختیار کئے ہوئے تھی اور اس کے انداز سے پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ اس کی اپنی ذہنی کیفیت کیا ہے۔ بہرحال ٹیلان اور دوسرے لوگ اس کے آجانے سے خوش تھے۔ طورنا اپنی قیام گاہ میں چلی گئی تھی اور شعبان سوچ رہا تھا کہ مناسب وقت پر ٹیلان وغیرہ کو اپنے مقصد سے آگاہ کر دے اور بھی بہت سے خیالات تھے اس کے دل میں جن کا وہ اظہار کسی سے نہیں کر رہا تھا لیکن ان کی تکمیل کرنا اس کا اولین مقصد تھا۔

❖

"پروفیسر بیرن گہری نگاہوں سے ششتا کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ یہ اندازہ تو لگا چکا تھا کہ گارتھا' تھوران پر قبضہ جما چکی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے اپنا مقصد بھی نہیں ختم کیا تھا۔ سینڈرا کی بد دلی سے اسے خود بھی اب ششتا سے اور تردانہ سے بد دلی کا احساس ہوا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ یہ سرزمین اب ان کے قابل نہیں رہی تھی۔ پتا نہیں اس دنیا سے آنے والے دوسرے افراد یہاں کیا کر رہے تھے یہ کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ نہ ہی تھوران نے اس بارے میں

بیرن سے کوئی کام کرنے کے لئے کہا تھا۔ پروفیسر بیرن اس سلسلے میں تھوران سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ اسے یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ وہ جادوگر جو اقتدار حاصل کر چکے ہیں اپنی دنیا الگ ہی بنائے ہوئے ہیں اور شاید ششتا کے عام باشندوں سے ان کا کوئی رابطہ نہیں رہا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا اظہار کرتی تھیں کہ یہاں بہتری نہیں ہے۔ بلکہ یقینی طور پر کسی نہ کسی موقع پر ان لوگوں کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنی اس دنیا سے اسے پیار تھا لیکن اب وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ دنیا اس کے لئے اجنبی اجنبی ہو گئی ہے۔ غرض یہ کہ بیرن نے منصوبہ بندیاں کیں اور بالآخر ایک دن وہ تھوران کے پاس اس وقت پہنچا جب تھوران تنہا تھا اور عام طور سے کرنے والے کام کر رہا تھا۔ پروفیسر بیرن کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور پھر اس کے چہرے پر ایک طنز سا پھیل گیا۔

"آؤ بیرن۔ میرے دوست۔ بہت دن کے بعد تمہیں میرا خیال آیا۔"

"عظیم تھوران ششتا کا سردار ہے۔ ظاہر ہے وقت بے وقت اسے تکلیف تو نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ ایسے وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے جب وہ تنہا مل جائے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تھوران اب تنہا کم ہی ہوتا ہے۔"

"تمہارے لہجے میں جو طنز چھپا ہوا ہے میں اسے سمجھ رہا ہوں۔ شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرے زیادہ لمحات گارتھا کے ساتھ گزرتے ہیں۔"

"اور یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آخر تو انہی راستوں پر چل پڑا جن راستوں کے لئے میں نے تجھے منع کیا تھا۔"

"یہ الفاظ صرف تم کہہ سکتے ہو کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔ ورنہ سردار کے سامنے ایسی باتیں کہنا ششتا میں جرم سمجھا جاتا ہے۔ تم کون سے راستوں کی بات کر رہے ہو۔ نشاندہی کرو گے۔"

"اس سے پہلے تو گارتھا سے واقف نہیں تھا اور میں نے یہ نشاندہی کی تھی' اس بات کی کہ یہ عورت' عورت کم اور ناگن زیادہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ یہاں بھی اپنی سازشوں کا جال پھیلا دے اور ششتا کو اس سے نقصان پہنچے اور اس کے جواب میں تو نے کہا تھا کہ تو لابون کو سرزنش کرے گا اور کہے گا کہ اس نے کسی ایسی شخصیت کو اپنے پاس کیوں رکھا اسی بنیاد پر تو نے گارتھا کو اپنے پاس بلایا تھا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں یہاں بھی کامیاب ہے اور تو اس کے ہاتھوں میں کھلونا بن گیا ہے۔" تھوران کے چہرے پر کسی قدر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ اس نے کہا۔

"گویا تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں اتنا ہی بے صلاحیت آدمی ہوں کہ کسی کی شناخت نہیں کر سکتا اور کسی غلط شخص کے ہاتھوں میں کھلونا بن سکتا ہوں۔"

"نہیں۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا بلکہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ عورت اس قدر باصلاحیت ہے کہ ماحول کو اپنے قبضے میں کرنا جانتی ہے۔"

"تو پھر اس کے جواب میں اس سے پہلے کہ تو اس کی مزید برائیاں کرے اور کچھ اور بھی کہے میں تجھے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا میرے لئے ناقابل برداشت ہے اگر تو سمجھتا ہے کہ میں ایک ناکارہ انسان ہوں اور کسی کے ہاتھوں میں کھیلنے کی اہلیت رکھتا ہوں تو پھر یہ سمجھ لے کہ میں اس کے ہاتھوں میں کھیلنا پسند کرتا ہوں اور تجھ سے اس بارے میں کوئی مشورہ نہیں چاہتا۔"

"مجھے اندازہ تھا جب وہ اپنا جال ڈالتی ہے کسی پر تو اتنا ہی مضبوط جال ہوتا ہے کہ پھر کوئی بھی اس کے جال سے نہیں نکل سکتا۔"

"میں نے تجھے منع کیا ہے بیرن کہ اس کے بارے میں میرے سامنے ایسے [illegible] نہ کہہ کہ مجھے غصہ آجائے۔"

"ٹھیک ہے اور میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو جادوگر اس دنیا سے اپنا اپنا جادو لے کر آئے ہیں کیا انہیں استعمال کیا جا رہا ہے۔"

"یہ ذمہ داری جادوگروں کی ہے جو مجھے ہدایات دیتے ہیں اور ابھی تک مجھے وہاں سے کوئی ایسی ہدایت نہیں ملی جس سے یہ علم ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔"

"تو پھر میں ان جادوگروں سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اگر تو اپنے طور پر اس سلسلے میں کوشش کر سکتا ہے تو ضرور کر۔ مجھے کیا اعتراض ہو گا۔"

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔" بیرن نے کہا اس کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گیا۔ یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ تھوران پر گارتھا کس حد تک قابض ہو چکی ہے لیکن بیرن ایک بات اچھی طرح جانتا تھا اور اسے خوب تجربہ تھا کہ گارتھا ان عورتوں میں سے ہے جو سکون سے نہیں بیٹھتیں۔ ان کے سامنے ساری دنیا لا کر رکھ دی جائے پھر بھی ان کے اندر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے بغیر ان کی زندگی ہی ممکن نہیں ہوتی۔ وہ کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی اور جو کچھ وہ کرے گی وہ تردانہ والوں کے لئے نقصان دہ ہو گا۔

جادوگروں نے اگر بیرن کی بات مان لی تو پہلا کام وہ ان سے یہی کرائے گا کہ گارتھا کو قابو میں کرا لے اور اس کے لئے کوئی قید خانہ منتخب کر دے۔ وہ اتنی ہی خطرناک عورت تھی۔ بیرن وہاں سے نکل کر چل پڑا۔ لیکن گارتھا بھی ماحول سے بے خبر رہنے والوں میں سے نہیں تھی۔ اس وقت اس کی توجہ کا مرکز تھوران ہی تھا اور وہ تھوران کو پوری طرح قبضے میں رکھنے کے لئے اس کے اطراف سے بھی باخبر رہنا چاہتی تھی اور اس نے دیکھ لیا تھا کہ پروفیسر بیرن' تھوران کے پاس آیا ہے اور بھلا پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن لیتی۔ چنانچہ جب بیرن چلا گیا تو وہ سیدھی تھوران کے پاس پہنچ گئی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔ لیکن گارتھا کے ہونٹوں پر جوابی مسکراہٹ نہیں پھیلی تھی۔ سو تھوران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے گارتھا۔ تو اس وقت ضرورت سے زیادہ سنجیدہ نظر آ رہی ہے۔"

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ درحقیقت میں عجیب عورت ہوں۔ میں جس کے بارے میں اچھے انداز میں سوچتی ہوں میری دلی آرزو ہوتی ہے کہ میں کبھی اس کے ذہن پر بار نہ بن سکوں اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ یہ لمحات میرے لئے غیر مناسب ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ میں تیری اور بیرن کی گفتگو سن چکی ہوں۔"

"تو پھر تجھے یہ علم ہو گیا ہو گا' گارتھا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

"تیری محبت پر مجھے اعتماد ہے تھوران' اور میں کہیں سے بھی تجھے ایسا نہیں سمجھتی جو میرے لئے باعث نقصان ہو لیکن جو دشمنی پر آمادہ ہوتے ہیں وہ اپنا عمل ضرور کرتے ہیں اور یقینی طور پر بیرن میرے خلاف ہے۔ جہاز پر بھی وہ میرے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا اور اس نے مجھے شدید نقصانات پہنچوائے تھے۔"

"اگر ایسا ہے تو بیرن کو سزا بھی دی جا سکتی ہے۔"

"میں یہ نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تجھے کوئی نقصان پہنچے۔ بیرن جادوگروں کے پاس جائے گا اور انہیں نجانے کیا کیا من گھڑت کہانیاں سنائے گا۔ ان سے کہے گا کہ تھوران ایک عورت کے جال میں گرفتار ہو گیا ہے اور وہ عورت تردانہ کی دشمن ہے۔ مجھے تو بس یہ خدشہ ہے کہ کہیں جادوگر تیرے خلاف کوئی عمل نہ کریں۔" تھوران سنسنی خیز نگاہوں سے گارتھا کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"ہاں ایسا ممکن تو ہے۔"

"میری رائے ہے کہ بیرن کو جادوگروں کے پاس نہ جانے دے۔"

"ٹھیک ہے میں یہ کام کئے دیتا ہوں۔ بیرن کو ایک پیغام بھیجتا ہوں کہ جب تک میں اسے اجازت نہ دوں وہ اپنا سفر جاری نہ کرے بلکہ اپنی جگہ محدود رہے۔"

"یہی مناسب ہے اور اس کی سخت نگرانی کرنا بھی ازحد ضروری ہے کیونکہ اس نے تو مجھ پر الزامات لگائے ہی ہیں لیکن اب میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ اس دنیا میں جو شخص ایک طویل وقت گزار آیا ہے۔ اسے بہت سی سازشیں کرنا آجاتی ہیں اور بیرن کوئی نہ کوئی ایسی چال چل سکتا ہے جو تیرے خلاف ہو۔"

"مجھے ششتا کی سرداری دی گئی ہے جو کسی بے وقوف آدمی کو نہیں دی جاتی۔ سمجھی گارتھا' ایسا بالکل نہیں ہو سکے گا۔ تو اطمینان رکھ۔" گارتھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچتی ہوں کہ ششتا کی سرداری کسی احمق کو واقعی نہیں دی جا سکتی۔" گارتھا سازشیں کرے اور ان کا کوئی مقصد نہ نکلے۔

چنانچہ کام شروع ہو گیا۔ بیرن نے تیاریاں کیں لیکن اسے حکم دیا گیا کہ وہ کہیں بھی نہیں جا سکے گا اور اپنے آپ کو اپنے گھر میں محصور تصور کرے۔ بیرن نے احتجاج کیا لیکن تھوران نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔ البتہ گارتھا نے اس سے ملاقات کی تھی۔ وہ خود ہی بیرن کی رہائش گاہ پر پہنچی تھی اور اس کے ساتھ ایک شخص شیلون نامی تھا۔ شیلون نامی یہ شخص نوجوان آدمی تھا اور فطرتاً "بڑا عجیب۔ گارتھا نے کئی بار اسے گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔ شخصیت اس کی بھی بہت شاندار تھی لیکن گارتھا نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آنکھیں بند کر کے تھوران کا وفادار ہے اور کم از کم تھوران کے خلاف کوئی عمل کبھی نہیں کرے گا لیکن اس وقت جب بیرن کے گھر میں اسے سینڈرا نظر آئی تو اس کے ذہن میں فوراً "ہی ایک منصوبہ آ گیا اور اس منصوبے کے تحت پروفیسر بیرن سے بہترین انتقام لیا جا سکتا تھا۔ بہرحال وہ پروفیسر بیرن کے سامنے پہنچ گئی اور اس نے سینڈرا کو بھی دیکھا۔ پروفیسر بیرن نے اسے دیکھ کر نفرت سے گردن موڑ لی تھی۔ گارتھا مسکرائی اور کہنے لگی۔

"اخناطون پر غالباً تم واحد انسان تھے جسے اخناطون والوں سے دلچسپی نہیں تھی اور نہ ہی امیر ارتقا ہاشمی سے نہ اسد شیرازی سے۔ ہاں شعبان چونکہ تمہاری دنیا کا ایک باشندہ تھا بس تم اس سے منسلک رہتے تھے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتی کہ تم نے میری دشمنی پر کمر کیوں باندھ لی ہے۔"

"مجھے بھلا تجھ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے گارتھا۔ تو اپنی دنیا کی عورت ہے اور میری دنیا تو تو دیکھ ہی چکی ہے۔"

"اس کے باوجود تم نے تھوران سے میرے لئے بہت کچھ کہا۔ جو میں نے خود بھی سنا۔"

"اس میں سچائی تھی اور میں تھوران کو حقیقتوں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔"

"اور مجھے موت کے حوالے کرنے کے خواہشمند تھے۔"

"میں تجھ سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ تیری آمد کی کوئی اور بھی وجہ ہے؟"

"نہیں۔" گارتھا نے جواب دیا اور اس کے بعد وہاں سے واپس پلٹ پڑی۔ راستے میں اس نے شیلون سے کہا۔

"تو کیسا نوجوان ہے مجھے تو صورت ہی سے احمق نظر آتا ہے۔"

شیلون حیرانی سے گارتھا کی صورت دیکھنے لگا۔ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی اور اس کا اظہار بھی کر دیا۔

"میں نہیں سمجھا گارتھا؟"

"کیا تو نے وہ خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی جو پروفیسر کی بیٹی ہے لیکن جو دوسری دنیا کی باشندہ ہے کیا تو یہ بات نہیں جانتا کہ وہاں کی رہنے والی عورتیں کس قدر دلکش اور پرکشش ہوتی ہیں جبکہ تیرے تروانہ کی رہنے والی عورتیں لکیر کی فقیر اور بالکل ویسی ہی ہیں جیسی ایک عام سی عورت ہوتی ہے اور جب تو اپنی زندگی میں کسی عورت کو شامل کرے گا تو اس میں کوئی ندرت نہ پائے گا جبکہ سینڈرا بہت حسین اور صاحب ذہن لڑکی ہے۔"

"آہ تو نے تو میرے دل کی بات مجھ سے چھین لی گارتھا اس لڑکی کو دیکھ کر تو میں بھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا ہوں۔"

"ہاں۔ لیکن اس بات کا تھوران سے کیا واسطہ؟"

"کیوں۔ کیا تھوران ششتا کا سردار نہیں ہے کیا وہ تیرا سرپرست نہیں ہے۔ تجھے دونوں میں سے کون سی بات سے اختلاف ہے؟"

"دونوں میں کسی بات سے نہیں۔" غریب شیلون بھلا اس جیسی شیطان عورت کی خباثت کو کیا سمجھ سکتا تھا۔

"تو پھر تو یہ بات تھوران سے کہہ سکتا ہے کہ تجھے بیرن کی بیٹی پسند ہے اور تیری شادی اس سے کر دی جائے۔ اس طرح کم از کم تیرے ذہن میں یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ تھوران تجھے کس قدر چاہتا ہے اور وہ حسین عورت تیری ہو جائے گی۔" شیلون کے چہرے پر خوشی کے آثار پھیل گئے۔ گارتھا نے پروفیسر بیرن پر ایک شاندار وار کیا تھا اور حقیقت یہ تھی کہ بھلا بے چارہ پروفیسر بیرن حیثیت ہی کیا رکھتا تھا اس شیطان عورت کے سامنے۔ سو شیلون تھوران کے پاس پہنچ گیا اور اس نے حال دل ظاہر کر دیا۔

"بیرن کی بیٹی؟ لیکن کیا وہ اس بات کے لئے تیار ہو جائے گا؟"

"کبھی نہیں ہو گا۔ خاص طور سے اس لئے کہ اب وہ تجھ سے دشمنی پر آمادہ ہے۔"

"وہ میرا دوست تھا لیکن اس نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ بھلا میری دشمنی کر کے وہ کیسے بہتری کے راستے اختیار کر سکتا ہے اور جہاں تک اس کی بیٹی کا تعلق ہے تو ٹھیک ہے شیلون میں اسے سردار کی حیثیت سے تیری تحویل میں دیتا ہوں۔ جب چاہے جا اور جا کر اسے اپنی تحویل میں لے لے۔ اگر بیرن تیرا راستہ روکے تو مجھے اس کی اطلاع دے کہ سردار کے حکم سے روگردانی قابل سزا ہے۔"

شیلون نے خوشی سے گردن ہلائی اور یہ اطلاع گارتھا کو دی۔ وہ بھی خوش ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "اس طرح بیرن مجھ سے بھی نفرت کرے گا لیکن ایک حسین لڑکی کے لئے ہر طرح کی نفرتیں قبول کی جا سکتی ہیں اور تجھے اس کی فکر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ حکم سردار کا ہے۔" شیلون نے گردن ہلا دی اور اس کے بعد وہ وہاں سے پروفیسر بیرن کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا جو انتہائی بددلی کے عالم میں سینڈرا سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے شیلون کو دیکھا اور اس کے چہرے پر ناگواری کی شکنیں پھیل گئیں۔

"کیا بات ہے۔ تیرا آنا کیسے ہوا؟"

"بات یہ ہے بیرن کہ میں تیری بیٹی سینڈرا کو پسند کرنے لگا ہوں اور انوکھی دنیا میں پروان چڑھی ہوئی یہ لڑکی میرے دل کے گوشوں میں گھر کر چکی ہے۔ سو میں نے اسے دیکھا اور تھوران سے اجازت مانگی کہ میں اس کا سرپرست بن جاؤں اور تھوران یہ جانتا ہے کہ میں ایک اچھا انسان ہوں اور میں نے ہمیشہ اس کے لئے وفادار جذبوں سے سوچا ہے۔

سو اس نے مجھے اجازت دے دی اور کہا کہ جا بیرن کے پاس چلا جا اور اسے سردار کے فیصلے سے آگاہ کر دے اور بیرن میں تو شہری دنیا ہی کا باشندہ ہوں البتہ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری بیٹی کو خوش و خرم رکھوں گا اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا۔"

"اگر تیرا دماغ خراب نہیں ہو گیا ہے شیلون تو ایک لمحے کے اندر تو یہاں سے نکل جا۔ ورنہ کہیں یوں نہ ہو کہ تروانہ کی سرزمین پر میں مجرم کہلاؤں۔ تیرا قاتل۔"

شیلون نے مسکراتی نگاہوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھا۔ سینڈرا بھی ساکت رہ گئی تھی۔ اس نے کہا۔ "لیکن تروانہ کے قوانین تیری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہیں بیرن اور جو حکم سردار دے اس کی تعمیل تو ہم سب پر فرض ہوتی ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ تو سینڈرا کو فوراً میرے حوالے کر دے۔ بجائے اس کے تو اپنے لئے مشکلات مول لے اور تیری یہ بیٹی تیری مصیبتوں سے خوش نہ رہ سکے۔ میں برا انسان نہیں ہوں اور تو اس سے جب دل چاہے پوچھ لینا کہ کبھی اس کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔" بیرن نے شدید غصے کے عالم میں اپنے قریب رکھا ہوا ایک وزنی پتھر اٹھایا جو کسی خاص کام میں استعمال ہوتا تھا اور شیلون پر دے مارا۔ شیلون بے شک زخمی ہو گیا لیکن ایسا نہیں کہ بے ہوش ہو جائے۔ اس پر بھی خون سوار ہو گیا اور وہ سینڈرا کی طرف جھپٹا۔

"یہ لڑکی اب میری ملکیت ہے اور اسے کوئی نہیں روک سکتا اور یہ بھی سن کہ میں تنہا نہیں آیا بلکہ میرے ساتھ چند وہ افراد بھی موجود ہیں جو تھوران کے وفادار ہیں۔" شیلون کے ساتھیوں نے بیرن کو بے بس کر دیا اور وہ سینڈرا کو بیہوش کر کے اپنے ساتھ لے کر چل دیئے۔ پروفیسر بیرن کو گرفتار کیا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اسے تھوران کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ گارتھا بھی وہیں موجود تھی۔ بیہوش سینڈرا کو دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آہ اس حسین لڑکی کے لئے تو نجانے کتنے خون ہونا چاہئے تھے تو تقدیر کا دھنی ہے تجھے اس دنیا کی مخلوق ملی اور سچی بات یہ ہے کہ اس طرح سے تو تھوران سے برابر کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ میرا مطلب اگر تیری سمجھ میں آ رہا ہو تو تو سمجھتا ہے۔" تھوران نے پروفیسر بیرن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مقصد ہے کہ تو نے شیلون کے راستے میں مداخلت کی تھی۔"

"تھوران کیا یہی میری دوستی کا صلہ ہے اور کیا یہی کرنا چاہئے تھا تجھے سردار کی حیثیت سے اور کیا یہ سب کچھ مناسب ہے دیکھ تیرے لوگ کس طرح بے عزتی کر کے مجھے یہاں لائے ہیں۔"

"یہ تیری بدقسمتی ہے بیرن کہ طویل عرصے تک ششتا کے لئے اپنا گھر بار چھوڑنے کے باوجود تو جب وہاں سے واپس آیا تو ششتا سے اتنا مخلص نہیں تھا جتنا تجھے ہونا چاہئے تھا۔ یہاں کے قوانین بھی بھول گیا ہے تو۔ اور یہ تو مجبوری ہے کیونکہ اگر آج تو نے ان قوانین سے گردن موڑ کر اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش کی ہے تو کل وہ لوگ بھی اس کا اظہار کریں گے جو تیرے ساتھ گئے تھے اور واپس آئے ہیں۔ چنانچہ یہ تو ایک مثال ہو گی ان کے لئے کہ تروانہ کے قوانین میں آج بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ جہاں تک شیلون کا تعلق ہے وہ ایک اچھا نوجوان ہے اور یقینی طور پر اس سے بڑا حقدار اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تیری بیٹی کی تقدیر کا مالک بننے کے لئے۔ لیکن یوں لگتا ہے تو نے شدید مداخلت کی اور شیلون کا زخم بھی یہ بتاتا ہے تو پھر بول میں تیرے ساتھ اس کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔"

"کیا تیرے ہاں مجرموں کے ساتھ رعایت برتی جاتی ہے تھوران اگر سرداری کے یہی اصول ہیں تروانہ میں تو سمجھ لے کہ تیری سرداری ممکن نہیں رہے گی۔ رعایت کا بھی کیا تصور ہو سکتا ہے۔ قوانین میں اس شخص نے تیرے حکم سے روگردانی کر کے تیرے وفادار ساتھی کو زخمی کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اس کو موت کی سزا ملنی چاہئے۔ موت کی سزا گارتھا نے کہا۔"

"نہیں گارتھا۔ یہ میرا دوست بھی ہے اور ایک احمق انسان بھی۔ میں اسے قید کی سزا دیتا ہوں۔ لے جاؤ اسے ششتا کے شمال میں پہاڑوں کے درمیان بنے قید خانے میں ڈال دو اور اس لڑکی کو شیلون کی تحویل میں دے دو کہ یہ میرا حکم اور یہی میرا فیصلہ ہے۔" تھوران نے کہا اور پروفیسر بیرن نے آنکھیں بند کر لیں۔ گویا تقدیر کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ سینڈرا اس سے چھن گئی تھی۔ اور اب اس کے دل میں نفرت کی آگ کے سوا کچھ نہیں تھا اور پہاڑوں کے درمیان جو قید خانہ تھا۔ وہ پہاڑوں ہی کے ایک حصے کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس سے باہر کے مناظر دیکھے جا سکتے تھے۔ دور سے نظر آتے ہوئے ششتا کا جائزہ لیا جا سکتا تھا۔ لیکن ایک محدود شکل میں۔ ایک قیدی کی حیثیت سے۔ اور یہ اس تمام محنت کا صلہ تھا جو اس نے اس دنیا میں کی تھی ششتا کے لئے۔ لیکن اب

.....اب اس کے دل میں نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ہاں وہ اپنی بے بسی کو پوری طرح محسوس کرتا تھا۔ کاش کوئی ایسا ذریعہ ہو سکتا کہ وہ اپنی بٹی کو ان لوگوں کے چنگل سے بچا سکے لیکن گارتھا جو بھی کام کرتی اس کی بنیاد مضبوط ہوتی تھی سوائے اس کے کہ شعبان نے اس کے راستے کاٹے تھے اور حقیقتاً سینڈرا کے لئے بھی گارتھا کے دل میں شعبان ہی کی آگ تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ نوجوان لڑکی اس وقت اس کے راستے میں مزاحم ہو جب وہ تمام معاملات سے نمٹنے کے بعد شعبان کو اپنی خلوت میں طلب کرے۔ حقیقت یہ تھی کہ یہ کڑیل جوان اگر اس کے لئے اس کا من پسند تھا تو شعبان ان نرم نرم اور لطیف لطیف تصورات کا ذریعہ جو ایک عورت کے لئے کسی مرد کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ گارتھا ان تمام لوگوں کی دوستی کے باوجود شعبان کے حسین تصور کو اپنے ذہن سے دور نہیں کر سکی تھی۔

*

"سنبور ٹیلان اور نیل اور رش وغیرہ شعبان سے بہت خوش رہتے تھے اور اسے اپنے درمیان ایک اچھی حیثیت دیتے تھے۔ جبکہ ٹیلان تو اسے بہت زیادہ چاہنے لگا تھا اور اس نے شکایت بھی کی تھی شعبان سے کہ یوں لگتا ہے جیسے وہ ان لوگوں سے قربت نہ محسوس کرتا ہو اور اس کے جواب میں شعبان نے اپنے بھائی کو اطمینان دلایا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اگر ملول رہتا ہے۔ تو صرف اپنے ماں باپ کے تصور سے ورنہ سویرا کی سرزمین تو اس کی اپنی ہے اور یہ بات طورنا نے شعبان سے کہہ دی تھی کہ حقیقتوں سے کسی کو آشنا نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح الجھنوں میں اضافہ ہو سکتا ہے اور شعبان طورنا کی ہر بات سے اتفاق کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹیلان کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ البتہ جب ٹیلان نے اس سے کہا کہ ششتا کے معاملات ابھی تک صیغہ راز میں ہیں اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا وہاں کے بارے میں جبکہ علم ہونا ضروری ہے تو شعبان نے کہا۔

"میرے بھائی۔ میں اس ذمے داری کو بخوشی اپنے شانوں پر قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اور آج اگر تیرے دل میں یہ شکایت پیدا ہوئی ہے کہ میں تجھ سے کچھ فاصلے اختیار کئے ہوئے ہوں تو در حقیقت اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے باپ کا جادو سیکھ رہا تھا۔ اور میرا باپ تھیور ہواؤں کا جادوگر تھا اور اس نے اپنا ورثہ میرے لئے چھوڑا تھا۔ سو طورنا کی مدد سے یہ ورثہ مجھے مل چکا ہے۔" ٹیلان آنکھیں پھاڑ کر شعبان کو دیکھنے لگا پھر انتہائی مسرور لہجے میں بولا.....

"گویا۔ اب تو ہواؤں کے دوش پر اڑ سکتا ہے۔ ہوائیں تیری معاون ہو چکی ہیں۔"

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ اور یہ جو فاصلے تجھ سے قائم ہوئے ان کی بنیادی وجہ یہی تھی۔"

"آہ میرے دوست تب تو تو دو آتشہ ہو گیا یعنی ایک تو تیرے پاس عقل کا جادو جو تو اس دنیا سے لے کر آیا ہے اور دوسرا ہواؤں کی جادوگری کا علم۔ اس کا مقصد ہے کہ تو نے جو مجھے ششتا کے بارے میں معلومات کی پیشکش کی وہ اسی بنیاد پر تھی۔"

"یہی سچ ہے ٹیلان اور یہ اطلاع تجھے دینا میرے لئے نہایت ضروری تھا۔ تاکہ میرے جانے کے بعد تو تشویش کا شکار نہ رہے میں ششتا جاؤں گا۔ وہاں یہ معلومات حاصل کروں گا کہ اس سرزمین پر کیا کیا ہو رہا ہے اور پھر تجھ تک پہنچوں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ وہاں کی صورتحال کیا ہے اور تجھے اطمینان رکھنا چاہئے اور اعتماد رکھنا چاہئے میرے باپ کے جادو پر کہ اس کے ذریعے مجھے آسانیاں بھی حاصل ہو گئی ہیں۔"

"اگر تو اجازت دے تو میں یہ خوشخبری سنبور کو ابھی سنا دوں۔"

"بات وہی اچھی ہوتی ہے جس کو راز میں رکھا جائے۔ اور سردار کی حیثیت سے تجھ پر یہ لازم ہے اور بہتر ہے کہ اس کا تذکرہ ابھی کسی اور سے نہ ہو اور اس میں فائدہ ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں اور تیرے انکار کی وجہ بھی جانتا ہوں ٹھیک ہے تو جو مناسب سمجھتا ہے وہی بہتر ہے۔ مگر تو کب روانہ ہو گا؟؟"

"بہت جلد۔ میں تجھے وقت کے بارے میں بتا دوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں ذرا اختاطون کے رہنے والوں سے مل لوں اور انہیں تسلی دے دوں کہ وہ مطمئن اور پر سکون رہیں۔" اور اس بات پر ٹیلان نے شعبان سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔

"پھر تیاریاں ہو گئیں طورنا کو تو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا اور یہ ضروری تھا کہ شعبان جان سیموئل کو اپنے پروگرام سے آگاہ کر دے تاکہ اس بیچارے غریب ملاح کے دل میں بھی اطمینان کی لہریں اتر آئیں ورنہ اس سے زیادہ نقصان میں یہاں اور کوئی نہیں رہا تھا۔ شعبان نے ایک پوشیدہ جگہ تلاش کی اور وہاں سے خود کو ہواؤں کے حوالے کر دیا۔ اور

جب وہ اختاطون تک پہنچا تو نجانے کیا کیا خیالات اس کے دل میں آنے لگے۔ کبھی اس اختاطون کا سمندر پر راج تھا اور اس میں ایک حسین و جمیل زندگی رواں دواں تھی۔ اسد شیرازی۔ دردانہ۔ کیپٹن ایڈگر مورالس۔ امیر ارتقا ہاشمی۔ پروفیسر بیرن جیسے تمام ذہین انسانوں کا اجتماع ہوتا تھا لیکن وقت نے کیا کیا تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں حالات میں۔ اختاطون اداس نظر آ رہا تھا۔ ساحل سمندر پر ایک مخصوص مقام پر وہ لنگر انداز تھا۔ اور جان سیموئل کی زندگی اسی پر گزر رہی تھی۔

جان سیموئل اپنے کیبن میں موجود تھا۔ جو ابتدا ہی سے کپتان کا کیبن تھا۔ جب شعبان اندر داخل ہوا تو جان سیموئل ایک سینٹر ٹیبل کے عقب میں بیٹھا مے نوشی کر رہا تھا۔ شعبان کو دیکھ کر خوش ہو گیا.....

"شعبان تم مگر مجھے تمہاری آمد کی اطلاع کیوں نہیں دی گئی جبکہ ایسا ہوتا ہے خیر تم آ گئے آؤ۔ بیٹھو۔ ہماری یاد کیسے آ گئی تمہیں۔" جان سیموئل مضمحل لہجے میں بولا.....

"ڈیئر جان سیموئل یاد آنے یا نہ آنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ میں نے کبھی تمہیں خود سے الگ نہیں سمجھا اور بارہا تمہارے بارے میں سوچتا رہا۔" جان سیموئل نے ایک سسکی سی بھری اور آہستہ سے بولا۔"

"ہمارے بارے میں کیا سوچتے رہے شعبان۔ سویرا میں نئی زندگی کا آغاز کر کے کیا تمہیں ایسی باتوں کا خیال بھی رہتا ہے....."

"کیا تمہیں کوئی شکایت ہو گئی ہے مجھ سے۔"

"نہیں میرے دوست۔ شکایت کسی فرد سے نہیں کی جاتی بلکہ اگر کبھی شکوہ کیا جاتا ہے تو تقدیر سے حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے بچے بہت یاد آتے ہیں اور جب بھی ان کے بارے میں سوچتا ہوں تو نجانے کیسی کیسی کیفیتوں کا شکار ہو جاتا ہوں۔ نجانے کیا کیا تصورات قائم ہو چکے ہوں گے میرے بارے میں۔ میرے بچے مجھے بھلا چکے ہوں گے یا پھر میں ایک یاد ماضی کی حیثیت رکھتا ہوں گا۔ ان کی نگاہوں میں میرے جہاز کو تباہ شدہ تسلیم کر لیا ہو گا اور..... اور نجانے اور کیا تبدیلیاں ہوئی ہوں گی۔ پہلے یہ بھی سوچا تھا میں نے کئی بار کہ اگر میں ان کے پاس واپس پہنچ گیا تو یقیناً مجھے اس بات پر اعتماد ہے کہ وہ میری آمد کا جشن منائیں گے لیکن تقدیر کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ ہو سکا۔ خیر زندگی بے شک یہاں آسان ترین ہے لیکن میں اس زندگی کو قبول نہیں کر پا رہا شعبان....."

"کیا تمہیں میری کہی ہوئی باتوں پر یقین نہیں ہے؟؟" شعبان اس کے سامنے بیٹھ کر بولا۔

"کون سی باتوں پر؟؟"

"یہی کہ اختاطون یہاں سے واپس جائے گا۔ تم کپتان کی حیثیت سے اسے کنٹرول کرو گے اور واپسی میں اسے اس پراسرار دنیا میں لے جاؤ گے جہاں اسد شیرازی اور دوسرے لوگ موجود ہیں۔ اور پھر وہاں سے اپنی دنیا کی جانب سفر ہو گا۔"

"بے شک یہ ایک حسین خواب ہے۔ لیکن وقت یہ بتاتا ہے کہ اس خواب کی تعبیر ملنا مشکل ہے۔"

"افسوس۔ یہ ایک دکھ بھری بات ہے کہ تم حالات پر یقین نہیں رکھتے۔ بہرحال وقت کا انتظار کرو ہم لوگ یہاں سے واپس جائیں گے۔ میں تمہارے ساتھ واپس چلوں گا۔"

"کیا؟" جان سیموئل نے آنکھیں پھاڑ کر شعبان کو دیکھا.....

"ہاں۔ واپسی میں میں بھی تمہارے ساتھ اسی دنیا میں چلوں گا جان سیموئل یہ دنیا مجھے پسند نہیں آئی جی نہیں لگتا میرا یہاں۔" جان سیموئل کے چہرے پر ایک دم سرخی سی دوڑ گئی۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"اگر تم یہ سچ کہہ رہے ہو تو ایک بار پھر تم نے پھر سے میری امیدوں کو تازہ کر دیا ہے اگر تمہارے دل میں واپسی کی لگن پیدا ہو جائے تو اس کام میں وقت نہیں ہو گی....."

"ہاں۔ مجھے وہ لوگ بہت یاد آتے ہیں۔ میں انہی کے درمیان زندہ رہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے ہوش وہیں سنبھالا ہے میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں کہیں اور جی سکوں۔" جان سیموئل نے شعبان کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ اگر تم مایوسیوں کی طرف قدم بڑھا چکے ہو تو تمہیں واپس اس زندگی کی جانب لے آؤں جو در حقیقت ہمارے لئے ہے اور میرا خیال ہے تمہیں اس بات پر کافی اعتماد ہو گیا ہے....."

"اب ہو گیا ہے....."

"میں چلتا ہوں۔ یہاں میں نے اپنی دنیا میں کچھ علوم سیکھے ہیں اور ان کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری اس دنیا میں مجھے کافی آسانیاں حاصل ہو جائیں گے۔"

"بالکل۔ یہ پراسرار دنیا ہے۔ اور واقعی اگر ہم اپنی دنیا میں واپس پہنچ سکے اور ہم نے اس دنیا کی کہانیاں دوسروں کو سنائیں تو لوگ یقین نہیں کر پائیں گے۔" شعبان مسکرا دیا

اس نے کہا۔
"اچھا اب مجھے اجازت۔۔۔"
"میں تمہیں چھوڑنے چلتا ہوں۔۔۔"
"نہ چلو تو بہتر ہے۔۔۔"
"کیوں۔۔۔"
"اس لئے کہ جہاز والوں کو میرے آمد کا کوئی علم نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ انہیں میری آمد کا علم بھی ہو۔۔۔"
"کیا مطلب۔ کیا تمہیں کسی نے نہیں دیکھا؟"
"ہاں اتفاق سے۔ اور پھر ظاہر ہے یہاں اخناطون پر لوگ بے اطمینانی کے انداز میں نہیں جی رہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہاں انہیں کوئی مشکل نہیں۔ اس لئے کوئی بھی میری جانب متوجہ نہیں ہوا۔۔۔"
"تاہم میں تمہیں چھوڑنے تو چلوں گا۔ اسٹیمر سے آئے ہو۔ میرا مطلب ہے تمہارے لئے یہ تو مشکل نہیں ہے کہ تم سمندر میں دور دراز فاصلے طے کرلو لیکن ساحل پر اسٹیمر موجود تھا جو آنے جانے والوں کے لئے وہیں رہتا ہے۔ تو کیا تم نے اس سے سفر کیا۔۔۔"
"نہیں۔ میں پانی ہی کے ذریعے آیا ہوں۔"
"مگر تمہارا لباس تو بالکل خشک ہے۔" اس نے کہا اور شعبان مسکرا دیا۔
"جو کچھ بھی ہے تم آرام سے بیٹھو۔ میں چلتا ہوں۔" شعبان نے کہا اور اس نے شانے ہلا دیئے۔ شعبان وہاں سے نکل آیا۔ اب کسی اور سے کچھ ہدایات لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ ٹیلان وغیرہ سے بھی وہ کہہ چکا تھا کہ اس کا دوسرا سفر شتا کی جانب ہوگا۔ اور وہ وہیں سے چلا جائے گا۔ طورنا پہلے ہی اسے اجازت دے چکی تھی۔
"چنانچہ جہاز کے سنسان گوشے میں آنے کے بعد شعبان نے ہواؤں کی سمت کا اندازہ کیا اور مدھم مدھم ہوائیں اس کے جسم کو گدگدانے لگیں۔ تبھی اس نے ایک کروٹ سی بدلی اور اپنے آپ کو ہوا کے دوش کے لئے خالی چھوڑ دیا۔ ہواؤں نے اس کا بے وزن جسم اٹھا کر فضاؤں میں منتشر کیا اور پھر وہاں سے اسے اس کی پسند کے مطابق لے چلیں۔ شعبان کے دل میں بہت سے عجیب و غریب خیالات تھے۔ شتا کی عجیب و غریب زندگی کے بارے میں اس نے سنا تھا۔ لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ شتا میں زندگی کو آزادی دے دی گئی ہے اور نوجوانوں کا اخلاق خراب ہو چکا ہے۔ گویا وہاں بھی اس دنیا کی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا جس سے شعبان اس طرف آیا تھا لیکن یقینی طور پر شتا کے جادوگر فضاؤں اور زمین کی نگرانی کرتے ہوں گے۔ چنانچہ کوئی ایسی سمت اختیار کی جائے جو پہاڑوں سے گھری ہوئی ہو۔ اور میدان اور صاف ستھرے علاقے میں کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جا سکے جو پرواز کرتا ہوا فضا میں سفر کر رہا ہو اور ایسے بھورے رنگ کے پہاڑ شعبان کو تروانہ کے شمال میں نظر آئے تھے۔ چنانچہ اس نے شمالی سمت ہی کا رخ اختیار کیا۔ اور جب ہواؤں نے اسے آہستہ آہستہ پہاڑوں تک پہنچایا تو ایک جگہ اس نے اترنے کے لئے منتخب کی۔
"چاروں طرف ویران سناٹے بکھرے ہوئے تھے۔ انسان کا کوئی وجود نہیں تھا یہاں۔ ہاں دوسرے جانور ضرور نظر آرہے تھے۔ جن کا تعلق پہاڑی علاقوں سے ہوتا ہے۔ شعبان نے اس سارے منظر کو دیکھا اور پھر ایک ایسی جگہ منتخب کرلی جہاں سے وہ دور دور تک کا جائزہ لے سکے۔ چند لمحات کے بعد وہ پہاڑوں کے سب سے بلند حصے پر موجود تھا۔ وہ علاقہ تو پیچھے رہ گیا تھا جسے شتا اور سوبیرا کے درمیان سرحدی علاقہ کہا جاتا ہے اور اب وہ شتا میں موجود تھا یا پھر اس جگہ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ شتا اور سوبیرا کے درمیان ایک ایسی جگہ ہے جس کا مالک کوئی نہیں ہے۔ یعنی جہاں سے ایک دوسرے کو دیکھا جا سکے کہ اس کا عمل کیا ہے تاہم شعبان کسی خاص بات کا اندازہ لگائے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے پہلے انسان کو دیکھا جو شتا کا باشندہ تھا لیکن قرب و جوار میں اس کے سوا اور کوئی نہیں تھا نہ کوئی آبادی گویا یہ شخص کسی کام سے اس سمت نکل آیا ہے لیکن شعبان بلندیوں سے اس پر ظاہر نہیں ہوا بلکہ اس نے خاموشی سے ایک ایسی جگہ اختیار کی جہاں سے اچانک نکل کر وہ اس شخص کے سامنے پہنچے تو اسے کوئی احساس نہ ہو سکے۔ اور اس نے دیکھا کہ یہ بوڑھا شخص کسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہے۔ لیکن جب بوڑھے نے اس کے قدموں کی چاپ سنی تو فوراً ہی پلٹ کر اس کی سمت دیکھنے لگا اور شعبان نے اسے تعظیم دی۔ بوڑھے شخص کے چہرے پر تیکھے نقوش تھے۔ کہنے لگا۔۔۔
"تو یہاں کیا کر رہا ہے بیوقوف نوجوان۔ آبادیوں کو چھوڑ کر ایسی سمتوں میں نکل آنا عقلمندی کی نشانی تو نہیں ہے۔۔۔"
"میں اگر یہ کہوں کہ میں معزز بزرگ کا پیچھا کرتا ہوا یہاں پہنچا ہوں تو کیا میرا بزرگ ناراض ہو جائے گا۔"
"میرا پیچھا کرتا ہوا۔۔۔"

"ہاں حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ صرف اتفاق ہے کہ میں اس سمت نکل آیا ہوں۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تو یہاں کسی خاص مقصد کے تحت پہنچا ہے۔"
"خاص مقصد کیا ہوگا۔ سرزمین شتا میں برائیوں کے سوا کیا ترقی کی ہے تم نوجوانوں نے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کے بارے میں میری پیشگوئی سن لو کہ بربادیوں کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ کیا ہی اچھی تھی ہماری سرزمین تروانہ۔ کہ یہاں عورتوں کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں لیکن تقسیم کر دیا تمہاری وحشتوں نے تم جیسوں کو ایک دوسرے میں اور اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لئے بھی میری پیشگوئی سن لو۔ سر پکڑ کر روؤ گے تم سب۔ سر پکڑ کر روؤ گے۔ جب اپنے ہی ہاتھوں سے ایک دوسرے کو فنا کر دو گے تو بعد میں تمہارے پاس رونے کے سوا اور کیا رہے گا۔"
"تم تو میرے ہم مذاق معلوم ہوتے ہو معزز شخص تمہارا نام کیا ہے۔"
"میرا نام سواس ہے۔ اور تم کون ہو؟" بوڑھے نے کسی قدر نرم لہجے میں پوچھا۔
"شعبان۔۔۔"
"یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"
"کہا نا! ہوں میں بھی ان لوگوں سے متفق نہیں ہو جو سارے نوجوانوں کو بدنام کرتے ہیں اور عظیم سواس تم نے یہ نہیں سوچا کہ سب ہی تو برے نہیں ہوتے مگر کون ہے جو شتا میں ایک دوسرے سے یہ سوال کرے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں تمہارا ہاتھ کس حد تک ہے۔"
"جادوگروں نے سب کو پاگل کر دیا ہے۔ دیوانے ہو گئے ہیں یہ اور جب ان کی دیوانگی منظر عام پر آئے گی تو دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ دیکھنا ذرا دیکھنا تم۔۔۔"
"مگر معزز بزرگ۔ آپ جیسے بزرگ اس بارے میں نہیں سوچتے۔۔۔"
"ارے میں کیا اور میری اوقات کیا۔ وہ جو پہاڑوں میں جا بسے ہیں سارے کام وہی تو کر رہے ہیں اور ان کے سوا کون ہے جن کی آواز سنی جاتی ہو۔ وہ جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں سلانوبیہ کی زبان سے ادا کرا دیتے ہیں اور پھر اہل تروانہ بھلا سلانوبیہ کے علاوہ کسی اور کو کیا جانیں۔ لیکن یہ سب کچھ ایک سازش ہے۔ ایک بدترین سازش مگر مجھے کیا۔ میں نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے لئے انتظام کر لیا ہے۔" بوڑھا اچانک خوش ہو کر بولا۔۔۔
"وہ لوگ جادوگر ہیں۔ جادو میں نے بھی سیکھا ہے۔ ان کا جادو دوسروں کو فنا کرنے لئے ہے اور میرا جادو اپنی بقاء کے لئے۔۔۔"
"تم جادو جانتے ہو۔"
"تو کیا سمجھتا ہے کہ میں یہاں جھک مارنے آیا ہوں۔ میں ان سب کی کسی بات سے اتفاق نہیں کرتا اور میں نے ایسے زاویئے ایجاد کر لئے ہیں جو مجھے اپنی آغوش میں پناہ دے کر ان کی آنکھوں سے اوجھل کر سکتے ہیں۔"
"زاویئے۔"
"ہاں۔ تو مجھے زاویوں کا جادوگر کہہ سکتا ہے۔" بوڑھے سواس نے کہا۔۔۔
"لیکن بات میری سمجھ میں نہیں آئی؟"
"کیا تو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر نہیں رہ جائے گا اس وقت جب میں اچانک تیری نگاہوں کے سامنے سے غائب ہو جاؤں گا۔ جانتا ہے کس طرح۔ تجھے کر کے دکھاؤں۔"
"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔"
"حقیقت یہ ہے کہ روشنی کی نگاہوں سے چھپ جاؤ کسی پر ظاہر نہیں ہو گے۔ بس روشنی کے صحیح زاویئے تلاش کرلو۔ میرا مطلب تو تم سمجھ ہی رہے ہو گے۔ جیسا ایک چھت کے نیچے یعنی ایک سائبان کے نیچے تاریکی ہوتی ہے اور اگر تم تاریکی میں آنکھیں پھاڑ کر کسی کو دیکھو تو وہ نظر نہ آئے۔ بشرطیکہ تاریکی گہری ہو۔ اس طرح روشنیوں کے ساتھ تاریکی کے نقطے بھی موجود ہوتے ہیں۔ بس ان نقطوں کی آغوش میں پناہ لے لو دیکھ میں تجھے بتاتا ہوں۔" بوڑھا اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک مخصوص حصے میں کھڑے ہو کر ایک پاؤں ایک سمت رکھا پھر دوسرا پاؤں دوسری سمت اور اس کے بعد اس نے پھرتی سے اپنا زاویہ بدل دیا۔ تیسرا پاؤں تیسری اور چوتھا چوتھی سمت رکھنے کے بعد جونہی اس نے پانچواں پاؤں ایک سمت رکھا اچانک ہی غائب ہو گیا۔ شعبان شدید حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تبھی بوڑھے کا قہقہہ سنائی دیا۔ کہنے لگا۔
"حالانکہ میں تجھ سے اتنے ہی فاصلے پر ہوں جتنے فاصلے پر پہلے تھا۔ لیکن تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ ہے زاویئے کا جادو۔ اور جب شتا کے پاگل بلکہ تروانہ کے پاگل ایک دوسرے سے جنگ کریں گے اور فنا ہو جائیں گے ایک دوسرے کے ہاتھوں تو جانتا ہے میں اس وقت کیا کروں گا۔ میں اپنے پورے خاندان کو روپوش کر دوں گا۔ زاویوں کی آغوش میں مرنے والے مرتے رہیں گے ان کے درمیان میں اور میرا خاندان بھی ہوگا۔ پاگل ہیں وہ جادوگر جو اپنے اپنے

خطرناک جادوؤں کو پروان چڑھا رہے ہیں پہاڑوں کی آغوش میں اور سمجھتے ہیں کہ وہ تروانہ کے لئے بقا لے کر آئیں گے۔ ہاں بقا بے شک کچھ لوگوں کو ہوگی جو اس جنگ میں زندہ بچ جائیں گے۔"

"لیکن معزز سواس۔ میں نے تو سنا ہے کہ سویرا والے جنگ نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ انہوں نے امن کا پیغام بھیجا ہے۔"

"یہ پیغام تھوران نے قبول کرلیا۔ شتا کے رہنے والوں نے قبول کرلیا لیکن کیا جادوگر اس پیغام کو قبول کریں گے اگر وہ اس پیغام کو قبول کرلیتے ہیں تو پھران کی جادوگری تو بے مقصد ہوجاتی ہے۔ وہ اختلاف کریں گے اور یہ بات میرے علاوہ شاید چند ہی افراد جانتے ہوں کہ جادوگروں نے ان لوگوں کو طلب کرلیا ہے۔ جو انوکھی دنیا سے اس دنیا کا جادو لے کر آئے ہیں اور ان سے معلومات حاصل کررہے ہیں سوائے چند افراد کے اور اس کے بعد جانتا ہے کیا ہوگا۔ وہ لوگ اس دنیا کا جادو بھی استعمال کریں گے۔ تیاریاں ہو رہی ہیں اور یہ خاموشی صرف اسی مقصد کے لئے ہے کہ وہ خاموشی سے تیاریاں کرتے رہیں اور بھلا کون ہے جو سلانوسیہ کی خلوت گاہوں میں جاکر یہ معلوم کرے کہ جادوگر کیا کررہے ہیں۔ لیکن اہل شتا تو اس جانب متوجہ بھی نہیں ہیں۔ بس وہ مطمئن زندگی گزار رہے ہیں اور زندگی اس طرح سے مطمئن ہے کہ انہیں برائیوں کی آغوش مل گئی ہے اور نوجوانوں کے لئے بھلا اس سے زیادہ دلکش اور دلچسپ بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ جس طرح بھی چاہیں رنگ رلیاں منائیں اور انہیں روکنے والا کوئی نہ ہو۔ سب بھٹک گئے ہیں۔ زاویوں کے جادو میں پوشیدہ ہوکر میں سویرا کا نظارہ بھی کروں گا یا پھر کسی ایسے شخص کی تلاش جو مجھے یہ بتائے کہ کیا سویرا والے بھی اسی پاگل پن کا شکار ہیں۔ میں انہیں احمق نہیں سمجھتا لیکن سویرا کا ٹیلان اگر واقعی جادوگروں کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے تو پھر یہ سمجھ لو کہ دونوں سمت سے بات مکمل ہوجائے گی۔" شعبان کو بوڑھے سواس کی گفتگو بڑی عجیب اور بڑی دلچسپ لگی تھی۔ اس نے کہا۔

"اور اگر تمہیں یہ معلوم ہوجائے معزز سواس کہ سویرا والے کیا کررہے ہیں تو کیا تم اس کی اطلاع اپنے جادوگروں کو دوگے؟"

"کبھی نہیں۔ میں جن سے نفرت کرتا ہوں ان کے لئے ذریعہ اطلاع بنوں گا؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے بہت ہی برا ہے۔"

"تم روشنی میں آؤ۔" شعبان نے کہا اور بوڑھا شخص اچانک ہی نمودار ہوگیا لیکن وہ ان زاویوں کے بیچ میں تھا۔ شعبان کو یہ جادو بھی بڑا عجیب لگا تھا۔ کہنے لگا.....

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمہاری گمشدگی نے مجھے حیران کردیا اور اگر تم زاویوں کے جادوگر ہو تو خود ان جادوگروں میں شامل کیوں نہیں ہوگئے۔"

"اگر برا نہ مانو تو میں یہ بات صاف زبان میں کہوں کہ موجودہ نسل احمقوں کی نسل ہے اور انہیں کوئی بات سمجھانا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔"

"میں سمجھا نہیں!" شعبان نے کہا۔

"ابھی میں تجھے اپنے خیالات بتا چکا ہوں۔ بھلا میں ان جادوگروں میں شامل کیسے ہوسکتا ہوں جن سے مجھے شدید اختلاف ہو۔ جن کے زیر اثر شتا برائیوں کی جانب سفر کر رہا ہو میں ان کا ساتھی کیسے بن سکتا ہوں۔ میں نے تو تجھ سے کہا ہے کہ میں ان کا مخالف ہوں۔"

"تو تم نے اس شاندار جادو کے سہارے ان لوگوں پر اپنا مقصد کیوں نہیں ظاہر کیا۔" شعبان نے پوچھا۔

"اس لئے کہ وہ مجھ سے بڑے جادوگر ہیں۔ اور سب ایک آواز ہیں میرا یہ جادو تو صرف میرے لئے ہے یا پھر ان لوگوں کے لئے جن کا تحفظ کرنا چاہتا ہوں۔ جب قومیں بگڑ جاتی ہیں نوجوان نسل تباہی کے راستے پر چل نکلتی ہے تو ان پر بڑی آفتیں نازل ہوتی ہے اور جب ان پر کوئی مصیبت نازل ہوگی تو وہ ان برائیوں کے بارے میں بھی نہیں سوچیں گے۔"

"مگر یہ تو شتا سے غداری ہے کہ تم اس کے بارے میں ایسے خیالات رکھتے ہو۔"

"میں شتا ہی کو نہیں مانتا۔ کیا شتا کیا سویرا۔ یہ سب جادوگروں کے تراشے ہوئے نام ہیں اور ہمارے اجداد نے اس قوم کو دو حصوں میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ یہ تو ان لوگوں کی اپنی کوششیں ہیں جنہوں نے تروانہ میں دشمنی کا آغاز کردیا ہے اور جانتے ہو صرف اس لئے کہ جادوگر اپنا مقام برتر چاہتے ہیں اور اپنے لئے عیش و عشرت مہیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے جادو کی قیمت وصول کررہے ہیں۔ تروانہ کے رہنے والوں سے۔"

"یہ تو بہت افسوسناک بات ہے۔ بہرحال تیرا سوچنا بھی غلط نہیں ہے۔ تو نے اپنے طور پر جو کچھ سوچا سواس وہ یقینی طور پر ایک حیثیت رکھتا ہے۔"

"میں نے تجھے یہ سب کچھ بتا دیا ہے نوجوان۔ کہیں ایسا نہ کرنا کہ تو میرے راز کو دوسروں تک پہنچا دے۔ میری تجھ سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور میں تجھ سے محبت کرنے لگا ہوں۔ سمجھ رہا ہے نا میری بات ویسے میرے جادو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔"

"انوکھا، دلچسپ اور نہایت حیرت انگیز۔ کیا میں دوبارہ تجھے تاریکیوں میں پوشیدہ ہوتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں۔" سواس کے انداز میں بچوں جیسی کیفیت پیدا ہوگئی اس نے ایک بار پھر انہی زاویوں پر قدم رکھے اور شعبان کی نگاہوں سے روپوش ہوگیا۔ اس بار بھی شعبان نے اس کا گہری نگاہوں سے تجزیہ کیا تھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس بار سواس خود ہی دوبارہ نمودار ہوگیا اور فخریہ انداز میں بولا.....

"یہ جادو انوکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سے صرف اپنا بچاؤ کیا جاسکتا ہے اور کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا جاسکتا۔ لیکن ابھی تک شتا یا سویرا میں تاریکیوں کے جادوگر کا ظہور نہیں ہوا۔ اور ایسا کوئی عمل سننے کو نہیں ملا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اگر تو برا نہ مانے تو میں تجھ سے کچھ کہوں۔"

"کیا....؟"

"یہ جادو تو میں بھی جانتا ہوں۔" شعبان نے کہا اور سواس نے مذاق اڑانے والے انداز میں اسے دیکھا۔ پھر بولا۔

"تیری بات سوائے ایک مذاق کے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔"

"نہیں سواس۔ تیرا خیال غلط ہے۔ جس طرح تو نے اس علم کا مظاہرہ کیا میں بھی کرسکتا ہوں....."

"تب تو مجھے ضرور اس بات کی تصدیق کرکے بتا۔ میں ضرور حیران ہوں گا۔ تیرے اس عمل پر۔ کیا تو مجھے اس کا مظاہرہ کرکے دکھائے گا۔"

"شعبان نے شانے ہلائے اور آہستہ سے اپنی جگہ سے ہٹ آیا۔ پھر اس نے بالکل اسی انداز میں عمل کیا اور سواس حیرانی سے آنکھیں پھاڑنے لگا۔ شعبان سواس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنی اس کاوش میں کامیابی نصیب ہوئی ہے یا نہیں۔ سواس کی پھٹی ہوئی آنکھیں اور کھلا ہوا منہ اس بات کا اظہار کررہا تھا کہ شعبان اپنی کوشش میں کامیاب ہوگیا ہے۔ سواس کے منہ سے آواز تک نہیں نکل سکی تھی۔ شعبان نے پھر زاویئے تبدیل کیئے اور سواس کے سامنے آگیا۔ سواس پتھر کے بت کی مانند کھڑا ہوا تھا۔ شعبان مسکرا کر بولا.....

"کیا میں تجھے دوبارہ یہ عمل کرکے دکھاؤں۔" سواس کے منہ سے آواز نہ نکلی۔ شعبان نے دوسری بار بلکہ تیسری بار بھی وہ عمل کیا اور سواس نڈھال نظر آنے لگا۔ اس بار جب شعبان نمودار ہوا تو وہ اپنی کیفیت پر قابو پاچکا تھا۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور اس نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

"تو کون ہے؟" کیا تو مجھے اپنے بارے میں تفصیل نہیں بتائے گا میرے نوجوان دوست اور حقیقت یہ ہے کہ تو نے مجھے نڈھال کردیا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ وادی تروانہ میں تاریکیوں کا جادوگر صرف میں ہوں۔ لیکن..... لیکن۔ سواس نے جملہ پورا نہیں کیا۔ شعبان ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"میرا ایک استاد ہے۔ تاریکیوں کا جادو سکھانے کے سلسلے میں۔ اور اسی نے مجھے یہ جادو سکھایا ہے۔"

"گویا۔ کوئی تیسرا بھی ہے۔" سواس نے مزید حیرت سے کہا۔"

"نہیں۔ صرف ہم دونوں۔"

"تت..... تو پھر تیرا استاد کون ہے؟" سواس بولا۔

"تو۔"

"میں۔"

"ہاں....."

"نہیں تو جھوٹ بولتا ہے۔"

"میں تجھ سے بالکل جھوٹ نہیں بولتا سواس۔ جب میں نے تیری عظمت کو تسلیم کیا تو تیرے سامنے ہر بات سچ بولی اور اب وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ بھی تیرے سامنے سب کچھ سچ بولوں گا۔ کیونکہ تو میری نگاہ میں ایک بہت اچھا انسان ہے۔"

"مگر۔ تو مسلسل۔ جھوٹ پر جھوٹ بولے جارہا ہے۔ کہتا ہے کہ تیرا کوئی استاد ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میں تیرا استاد ہوں۔ میں نے تو تجھے ایک جنبش بھی نہیں بتائی۔ اس جادو کے بارے میں اور کوئی بھی اتنی برق رفتاری سے یہ عمل نہیں کرسکتا۔"

"نہیں سواس۔ تیرا خیال غلط ہے۔ آ میں تجھے بتاؤں کہ میں نے تیرا یہ جادو کیسے سیکھ لیا۔"

"سواس نے حیران نگاہوں سے شعبان کو دیکھا تو شعبان مسکراتا ہوا بولا۔

"تو نے جتنی بار یہ عمل کیا میں نے اس پر غور کیا اور تو

یہ دیکھ جہاں تو نے کھڑے ہو کر یہ عمل کیا تھا وہاں تیرے قدموں کے نشانات زمین پر باقی رہ گئے تھے۔ میں نے ان نشانات کو ذہن میں رکھا اور تیرے بدن کی جنبشیں دیکھیں۔ میں نے ان نشانات کی گنتی بھی کی اور مجھے علم ہو گیا کہ تو پہلے کون سی جگہ پاؤں رکھتا ہے۔ پھر کدھر اور اس کے بعد اپنے جسم کو جنبش دے کر کون کون سے رخ اختیار کرتا ہے۔ بس یہ رخ میرے ذہن میں رہے اور ان نشانات نے میری راہنمائی کی اور میں نے یہ عمل ایک حد تک سیکھ لیا۔ اس طرح تو میرا استاد ہوا یا نہیں۔" سواس کا منہ ایک بار پھر حیرت سے کھل گیا۔ اس نے حیران لہجے میں کہا۔

"کبھی نہیں اور اگر یہ سچ ہے تو میں نے تجھ جیسا ذہین نوجوان کبھی نہیں دیکھا۔ آہ اگر تروانہ میں اور ششتا میں تجھ جیسے ذہین نوجوان بھی موجود ہیں تو...... تو پھر اس کی تقدیر اس قدر سیاہ کیوں ہو رہی ہے۔ کوئی ایسا کیوں نہیں جو لوگوں کو برائیوں سے روکے۔ نوجوان تو نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے اور اب میری دلی آرزو ہے کہ تجھ سے تیرے بارے میں مکمل معلومات حاصل کروں۔" سواس حیرت سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کبھی بے یقینی کے تاثرات ابھر آتے اور کبھی وہ تحسین آمیز نگاہوں سے شعبان کو دیکھنے لگتا۔

"شعبان کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پھیل گئے۔ سواس کے بارے میں اب تک جو وہ اندازے لگاتا رہا تھا اس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ تروانہ کا بوڑھا شخص ان افراد کا قائل ہے جو تروانہ کی سرزمین پر صدیوں سے رائج تھیں اور اب ان کے ختم ہو جانے سے سخت بددل ہے اور صرف اپنے بارے میں سوچ رہا ہے۔ ایسے شخص سے سچ بولنا کسی نقصان کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اور جسے استاد تصور کیا جاتا ہے سواس اس سے جھوٹ نہیں بولا جاتا کیونکہ اس کے بعد علم، علم نہیں رہتا بلکہ چوری بن جاتا ہے۔"

"واہ۔ بہت عمدہ بات کہی تم نے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ میں خود کو تیرا استاد نہیں سمجھتا بلکہ تیرے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا ہوں چونکہ تو برتر ذہانت کا حامل ہے اور مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے تیرا تعلق نہ ششتا سے ہے نہ سویرا سے بلکہ تو کسی اور ہی دنیا کا باشندہ ہے۔ کیونکہ یہاں اتنے اچھے اور اتنے سچے لوگوں کی کمی واقعی ہو گئی ہے۔"

"شعبان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سواس نے کہا۔

"اس طرف اس سمت کیوں نکل آیا تھا تو......؟

"یہ بھی ایک طویل کہانی ہے۔ اگر میں تجھے بتاؤں تو مجھے یہ شبہ رہے گا کہ تو اسے سچ بھی سمجھتا ہے یا نہیں۔ میرے اور تیرے درمیان سچائیوں کے رشتے قائم ہو چکے ہیں۔" شعبان نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں سویرا ہی کا باشندہ ہوں۔ بلکہ میرا تعلق تروانہ سے ہے اور میں ان لوگوں کے ساتھ یہاں واپس آیا ہوں جو اس دنیا کا علم لے کر آئے ہیں۔ جن کی کہانیاں تروانہ میں حیرانی سے سنی جاتی ہیں۔ میرے ماں باپ تیمور اور شکالا ہوا کے جادوگر تھے اور ہواؤں کے دوش پر اس دنیا کی جانب نکل گئے تھے۔ وہاں اس دنیا میں میرا جنم ہوا۔ اور میں نے اپنے باپ سے دور اس دنیا کے لوگوں کے درمیان پرورش پائی۔ پھر یوں ہوا کہ جب اہل تروانہ اپنی سرزمین کی جانب واپس چلے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا اور درمیان کی کہانیاں بہت طویل اور بہت عجیب ہیں لیکن میں یہاں پہنچا کیونکہ یہ میرے ماں باپ کی سرزمین تھی۔ میں نے اس سرزمین سے محبت کی اور دیکھا کہ یہاں نفرتیں پروان چڑھ رہی ہیں اور اس دنیا کی کہانیاں بھی وہاں جیسی ہوتی جا رہی ہیں۔

"جہاں نفرتیں... برائیاں جنم دی ہیں اور زندگی موت سے زیادہ قریب ہو گئی ہے۔ سو میں یہ نہیں چاہتا تھا سواس کہ ایسا ہو اور سویرا میں جب ششتا کے قیدی پہنچے تو میں نے اپنے بھائی ٹیلان سے کہا کہ ان کی زندگیاں لینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نفرتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائیں اور یہاں خونریزی کا دور دورہ شروع ہو جائے۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کر دیا گیا اور یہ میرے ہی کہنے پر ہوا اور میں نے اس دنیا کا جادو لانے والوں سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ اس جادو کو موت کے لئے استعمال نہ کریں۔ بلکہ تروانہ کی بقا کے لئے اسے جاری رکھا جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی نے میری بات نہیں مانی کم از کم سویرا والوں کے ہاں جنگ کی تیاریاں نہیں ہو رہیں۔ لیکن ہم ششتا کی جانب سے پریشان تھے اور سچ یہ ہے کہ میں چھپتا چھپاتا اس لئے ششتا میں داخل ہوا ہوں کہ معلوم کروں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اہل سویرا میرے کہنے کی وجہ سے جنگ سے باز رہیں اور ششتا والے جنگ کی تیاریاں کرتے رہیں۔ سو پھر یوں ہو کہ وہ لوگ شکست کھا جائیں ششتا والوں سے اور میری وجہ سے یہ نقصان ہو جائے سویرا کا۔ لیکن یہاں تو نے بتایا کہ جادوگر اپنی برائیوں میں مصروف ہیں اور باز آنے کے لئے تیار نہیں۔

یہ بات میرے لئے باعث تشویش ہے میرا خیال ہے میرا تجھ سے مکمل تعارف ہو گیا اور اس میں کوئی شک نہ کرنا کہ یہ ایک کھرا سچ ہے۔" سواس کے چہرے پر عجیب سی سرخی چھا گئی تھی۔ وہ دیر تک گہری سوچوں میں گم رہا پھر اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"اس طرح تو میرا اور تیرا مقصد ایک ہی ہو گیا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تو کچھ وقت کے لئے میرا مہمان بن جائے۔"

"ششتا میں داخل ہونے کے بعد میرے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں خود کو چھپائے رکھوں لیکن اگر تو میرا ہم خیال ہے اور میرے نیک جذبوں سے اختلاف نہیں رکھتا تو پھر مجھے کچھ وقت کے لئے ایک ٹھکانہ دے تاکہ میں تجھ سے مشورہ کر کے کوئی ایسا فیصلہ کر سکوں جو تروانہ کی بقا کے لئے ہو۔"

"آہ۔ تو میرے لئے دنیا کا سب سے قیمتی انسان ہے۔ آ میرے ساتھ چل اور خبردار کسی کو یہ نہ بتانا کہ تیرا تعلق سویرا سے ہے بلکہ ششتا کی وادی کا ہی ایک حصہ ہے تو اور ششتا کے کسی دور دراز گوشے میں تیرا قیام ہے۔ کم از کم مصلحت کے تحت اس وقت تجھے یہ جھوٹ بولنا پڑے گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" شعبان نے کہا۔ تب دونوں ساتھ چل پڑے۔ اسے خوشی بھی تھی کہ سواس ایک ایسا انسان ہے جس سے اسے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں۔ صاحب علم بھی ہے اور زاویوں کا جادو معمولی چیز نہیں تھی۔

"شعبان کو اس سے پوری پوری دلچسپی تھی اور اگر سواس سے زیادہ تعلقات ہو جاتے تو یقیناً اس جادو پر بھی عبور حاصل کر سکتا تھا جبکہ کم از کم وہ قدم اس کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور تاریک زاویوں کو وہ پہچاننے لگا تھا۔ سو ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد وہ آبادیوں میں داخل ہو گئے اور ششتا کی یہ پہلی آبادی شعبان کے لئے بہت دلچسپ اور دلکش تھی کہ طریقہ کار سویرا سے بالکل مختلف نہیں تھا۔ سوائے ان چند چیزوں کے جو ششتا کے نوجوانوں نے اپنی رنگ رلیوں کے لئے ایجاد کر لی تھیں اور شعبان دیکھ رہا تھا ششتا والوں کو کہ وہ مسرور اور خوش نظر آتے تھے اور وادی تروانہ تو تھی ہی سرسبز و شاداب قدرت کی نعمتوں سے مالا مال۔ چنانچہ وہ سواس کے گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے اپنے اہل خاندان سے اس کا تعارف کرایا۔ لیکن یہ کہہ کر کہ وہ اس کا مہمان ہے اور ششتا کے دور دراز گوشوں سے آیا ہے۔ اس کے قدیم دوست کا بیٹا۔ نام اس نے دوسروں کو شعبان ہی بتایا تھا اور اس طرح شعبان اس کے گھر میں مہمان ہوا اور یہاں اس کی ملاقات نیرا سے ہوئی۔ جو ایک شوخ و شنگ لڑکی تھی اور آنکھوں میں ششتا کی تمام نزاکتیں سنبھالے ہوئے اور اس کی جانب اس انداز میں نگراں جیسے وہ اسے پسند کرتی ہو پھر یہی ہوا کہ وہ دونوں بیٹھ کر یہ باتیں کرتے تھے کہ آنے والا وقت کس نوعیت کا حامل ہو گا اور اس کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ یا پھر سواس شعبان کو ساتھ لے کر نکل جاتا تھا۔ جادو سکھانے کے لئے اور نیرا اسے تلاش کرتی تھی۔ غرض یہ کہ شعبان کو اس طرح یہاں کئی دن گزر گئے۔ اور ایک دن سواس نے اس سے کہا۔

"کیا تو زاویوں کے جادو سے کوئی دلچسپی رکھتا ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تو پھر میرا خیال ہے تجھے اس کی مشق کرنی چاہئے۔"

"یہ میری دلی آرزو ہے لیکن میں نے تجھ سے یہ نہ کہا کہ تو یہ سمجھتا کہ کہیں میرا لالچ مجھے تجھ تک نہیں لے آیا۔"

"آہ اب ان باتوں میں کچھ نہیں رکھا۔ تو نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے۔ جتنا ذہین ہے تو اسے دیکھ کر میں یہ سوچتا ہوں کہ مہذب دنیا میرا مطلب ہے وہ دنیا جس سے ششتا اور سویرا کے لوگ علم لاتے ہیں یقینی طور پر ذہین لوگوں کی دنیا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی کہانیوں میں نفرتوں کی باتیں زیادہ سنائی جاتی ہیں۔ تو یوں کر کہ زاویوں کا جادو اپنا لے۔ ہمیں آگے چل کر بہت کچھ کرنا ہے۔ اور یقینی طور پر میں اور تو مل کر ششتا کے جادوگروں کو برائی سے باز رکھیں گے اور یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تو سویرا کے سردار ٹیلان کا بھائی ہے۔ اور یقینی طور پر اگر تو یہ چاہے گا کہ سویرا والے برائیاں نہ کریں تو وہ تیری بات کو تسلیم کریں گے اور یہاں ہم لوگ مل کر ششتا کے جادوگروں کے لئے کچھ سوچتے ہیں۔"

"شعبان نے آمادگی کا اظہار کر دیا اور اس کے بعد سواس شعبان کو زاویوں کی کہانی سنانے لگا اور بتانے لگا کہ تاریک زاویئے کائنات کے ہر گوشے میں ہر جگہ موجود ہیں۔ بس ان کی شناخت کر لی جائے اور انہیں اپنائے رکھا جائے۔ یعنی ایک مرتبہ اگر انسان زاویئے میں گم ہو جائے تو اس وقت تک اسے نہیں دیکھا جا سکتا جب تک وہ خود نہ چاہے اور روشن زاویوں کا رخ نہ کرے۔ یہ روشن زاویئے تاریک زاویوں سے منسلک ہوتے ہیں۔ لیکن تاریک زاویوں کی شناخت ایک الگ علم ہے۔ اور یہ شناخت ہی اصل میں زاویوں کا جادو ہے ورنہ صرف اتنا حاصل کر لینا

کہ زاویوں میں گم ہوجایا جائے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح سمت معلوم نہ ہونے کی بنا پر کسی بھی جگہ اس شخص کا ظہور ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں چھپ گیا ہو اور شعبان نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اس کا کہنا بالکل درست ہے۔ زاویوں میں گم تو ہوا جا سکتا ہے لیکن انہیں برقرار رکھنا صحیح معنوں میں علم ہے ورنہ اگر کہیں ایسی جگہ گم ہو جایا جائے اور رخ کا اندازہ نہ ہو تو انسان بری طرح مارا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ ظاہر ہو کر اور اس کے بعد سواس اسے زاویوں کے بارے میں سمجھاتا رہا۔ اس نے شعبان کو مختلف باتیں بتائیں اور شعبان انہیں ذہن نشین کرنے لگا۔ لیکن وہ لمحات سواس کے لئے باعث حیرانی تھے جب شعبان کے لباس سے ایک تصویر نکل کر نیچے گر پڑی تھی اور اس پر سواس کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے تصویر کو دیکھا اور پھر حیران نگاہوں سے شعبان کو۔ پھر وہ کہنے لگا۔

"یہ عکس کا جادو ہے۔ یقیناً یہ عکس کا جادو ہے کہ اس قسم کی چیز تیرے پاس موجود ہے۔ لیکن سلانوبیہ کا یہ عکس تیرے پاس کہاں سے آیا۔ تو نے اسے کیسے تیار کیا۔ کیا تو عکس کا جادوگر ہے؟" سواس کے الفاظ جو کچھ بھی تھے لیکن شعبان کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا تھا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سواس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ شکل تیری جانی پہچانی ہے ــــ؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ سلانوبیہ وقت۔ یہ سلانوبیہ ہے۔ آج کے دور کی سلانوبیہ۔"

شعبان سکتے کے سے عالم میں سواس کو دیکھتا رہ گیا' جاپان کے بوڑھے نقاش نے جو تصویر بنائی تھی اور جس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ اس نے نامعلوم سمندروں میں موتیوں کی تلاش کے دوران یہ چہرہ چٹوں کی آڑ میں چھپا دیکھا تھا' گویا دعویٰ بالکل درست تھا اور یہ ایک خیالی تصویر نہیں تھی لیکن نجانے وہ کون سے عوامل ہوں گے' نجانے کیوں سلانوبیہ وقت نے سمندر کا یہ سفر کیا ہو گا' اس سفر سے یقینی طور پر کوئی کہانی وابستہ ہو گی اور یہ کہانی اس شعبان کے دل میں موجود ہو گی جس کی تصویر کو شعبان نے اس طرح سنبھالے رکھا تھا۔ حالانکہ وہ اپنی فطرت میں عجیب تھا اور یہ بھی ایک کہانی تھی کہ کس کس نے اس کی جانب بڑھنے کی کوشش نہیں کی لیکن وہ ہر ایک کو نظر انداز کرتا رہا اور یہ بات صرف وردانہ کے علم میں تھی کہ شعبان کے سینے میں بھی محبت کی کونپل ابھر آئی ہے' وہ بھی کسی کو چاہنے لگا ہے۔ اس کے سوا کسی کو اور کچھ معلوم نہیں تھا لیکن بوڑھے سواس کی زبانی یہ سن کر کہ تصویر سلانوبیہ وقت کی ہے' شعبان کی آنکھوں میں چراغ جل اٹھے تھے' کم از کم اس وجود کا عالم وجود میں ہونے کا ثبوت تو ملا۔ باقی جہاں تک رہا جستجو اور تلاش کا معاملہ تو یقینی طور پر اب بھلا اس عمل سے اسے کون روک سکتا تھا۔ بوڑھے سواس نے اسے مسلسل خاموش پایا تو بولا۔

"مگر عکس کا یہ جادو بلاشبہ حسین تر ہے' یوں لگتا ہے جیسے سلانوبیہ کو اس کاغذ پر چسپاں کر دیا گیا ہو ذرا مجھے یہ تو بتا شعبان کہ عکس کا یہ جادو کس نے تکمیل کو پہنچایا؟"

"میں تجھ سے جھوٹ نہیں بولوں گا میرے استاد! اس تصویر کی تکمیل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے بلکہ مہذب دنیا کے ایک شخص نے اپنے جادو کی مشین سے جسے تم عکس کی مشین کہہ سکتے ہو' سمندر کی گہرائیوں میں یہ تصویر اتاری تھی اور تم دیکھو یہ حقیقی ہے' تم جسے سلانوبیہ وقت کہتے ہو اس نے کبھی سمندروں کا سفر کیا ہو گا اور دوسری دنیا کے اس شخص نے سمندر کی گہرائیوں میں اس کے عکس کو اس کاغذ پر منتقل کر لیا۔"

"میں جب بھی اس دوسری دنیا کی باتیں سنتا ہوں میرے سینے میں نجانے کیسے کیسے تصورات جاگ اٹھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے شعبان کہ دوسری دنیا کے جادوگر تروانہ کے جادوگروں سے کہیں زیادہ ذہین سمجھدار اور زیرک ہیں۔ میں نے اس بات کو خلوص دل سے تسلیم کیا ہے واقعی یہ ایک سچائی ہے اور میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر لانے والے اس دوسری دنیا سے کوئی برا جادو لے آئے تو تروانہ کی زمین کا کیا ہو گا۔ یہاں کے رہنے والے لاکھ برائیوں کی جانب مائل سہی لیکن پھر بھی ان کے مقابلے میں بہت معصوم ہیں۔ بہرحال سلانوبیہ کا یہ عکس مجھے بے حد پسند آیا۔"

"کیا میں اسے واپس اس کی جگہ رکھ لوں؟"

"ہاں کیوں نہیں' خیر اب تو مجھے یہ بتا شعبان کہ تیرا آئندہ کا ارادہ کیا ہے۔ زاویوں کا جادو بلاشبہ تیری ملکیت بن چکا ہے لیکن ایک استاد کی حیثیت ہی سے میں تجھے اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ اس سے تروانہ والوں کو نقصان نہ پہنچانا حالانکہ یہ بات تجھ سے کہتے ہوئے مجھے خود بھی احساس ہوتا ہے کہ مجھے یہ الفاظ نہیں کہنے چاہئیں۔"

"میں معزز استاد کے حکم کے مطابق یہ عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ہاں اس سلسلے میں اپنے جس جذبے کا اظہار کر چکا ہوں اس کی تکمیل کے لئے استاد کی مدد کا طالب ہوں۔"

"اگر تو تروانہ کی بھلائی کی بات کرتا ہے تو میرے اور تیرے درمیان محبت کے جو رشتے قائم ہوئے ہیں۔ ان کی بنیاد یہی ہے کہ میری اور تیری سوچ میں یکسانیت ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ سرزمین تروانہ خون خرابے کی زمین نہ بننے پائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جادوگر منفی سوچ رکھتے ہیں اور انہیں سنبھالنا بے حد مشکل کام ہے۔"

"میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا ہے۔ استاد۔" شعبان نے کہا۔

"کیا ــــ؟"

"جادوگر تو تو بھی ہے اور زاویوں کا جادو رکھتا ہے پھر ان جادوگروں میں ایسی کون سی خاص بات ہے جو عام جادوگروں سے مختلف کہلاتے ہیں اور اپنی برتری قائم کئے ہوئے ہیں۔"

"ایک اچھا سوال ہے۔ ہوا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جادو میں کمال حاصل کیا اور عام لوگوں سے الگ تھلگ ہو گئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنے جادو کے بارے میں یوں سوچا کہ اس سے عام لوگوں پر فوقیت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے اور اس طرح انہوں نے اپنا ایک مضبوط گروہ بنا لیا کہ جادو ان تک محدود رہے اور انہوں نے پہاڑیوں میں بسیرا کیا۔ جہاں سلانوبیہ کا معبد ہے اور وہیں انہوں نے اپنی طاقتوں کو حد سے آگے بڑھا لیا اور اکثر اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ یوں اہل تروانہ یا اگر تو ہشتا کی بات کرتا ہے تو ہشتا والے ان سے خوفزدہ رہتے ہیں اور پھر چونکہ انہیں سلانوبیہ کا قرب حاصل ہے اس لئے احکامات بھی انہی کے ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک طلسمی ماحول چل رہا ہے اور یہ ماحول انہی کا قائم کیا ہوا ہے' یہ ہے ان کی اپنی الگ حیثیت اور ہم جیسے جادوگر' جو چھوٹے موٹے جادو جانتے ہیں ان سے منسلک نہیں ہو سکے' حالانکہ ان کی طرف سے بارہا یہ پیش کش کی گئی ہے کہ ہر علم کے سلسلے میں ان سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان کے ساتھ شمولیت اختیار کی جائے' مثلاً" میں زاویوں کا جادوگر ہوں اور لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کا فن جانتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں بھی ایسے جادوگر ہوں جو یہ فن جانتے ہوں لیکن میں نے یہ فن اپنے آپ تک محدود رکھا ہے' صرف کسی برے وقت میں اپنے بچاؤ کے لئے۔ جب کہ وہ اس طرح دوسروں پر خوف کا اثر ڈالتے ہیں' مثلاً" تو خود سوچ' جب چند افراد ایک جگہ موجود ہیں اور وہاں اچانک ایک شخص کا ظہور ہو جاتا ہے' جب کہ اس سے پہلے وہ لوگ اسے کہیں نہ دیکھ سکے ہوں اور ان کا خوفزدہ ہو جانا ایک فطری امر ہے اور اس کے بعد وہ شخص انہیں جو بھی حکم دے گا وہ اسے خوف کے عالم میں تسلیم کر لیں گے کیونکہ یہ بات ان کے فہم سے دور ہو گی اتنی سی بات ہے' لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے علم کو اپنے فن کو اپنی بقا کے لئے استعمال کیا جائے نہ کہ دوسروں کے نقصان کے لئے' اور اب وہ لمحات آئے ہیں جب میں اور تو میرا ہونہار شاگرد جادوگروں کی بستیوں میں جائیں اور صرف یہ دیکھیں وہ تروانہ کو نقصان پہنچانے کے لئے کیا کر رہے ہیں ہم تھوران کی بات کرتے ہیں۔ تھوران بہت اچھا انسان نہیں ہے' لیکن برا بھی نہیں ہے اگر ہم اسے بتائیں کہ جادوگر معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سویرا کے مقابلے کے لئے برابر کام کر رہے ہیں تو تھوران مضطرب ضرور ہو جائے گا' لیکن اگر ہم اسے یہ تجویز پیش کریں کہ ہم اس کے خلاف کام کر سکتے ہیں تو یقینی طور پر وہ ہمیں آسانیاں ضرور فراہم کر دے گا۔"

شعبان بوڑھے سواس کی بات سمجھ رہا تھا۔ اس نے غور کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ بھی نہیں معلوم معزز استاد کہ وہ جادوگر جو دوسری دنیا سے جادو لے کر آئے تھے۔ تھوران کی تحویل میں ہیں یا پھر وہ جادوگروں کے پاس پہنچ چکے ہیں؟"

"یہی خبریں تو مجھے پریشان کر رہی ہیں' وہ جتنے لوگ تھے ان میں سے چند میرے شناسا تھے اور میرے شناسا اب اپنے گھروں میں نہیں رہتے بلکہ کسی نامعلوم مقام پر منتقل ہو گئے ہیں۔" شعبان چونک پڑا سواس کے اس انکشاف نے اسے خاصی تشویش کا شکار کر دیا تھا اور وہ کافی دیر تک گہری سوچوں میں گم رہا تھا۔

❋

سینڈرا شیلون کی رہائش گاہ میں پہنچا دی گئی اسے شیلون کی ملکیت قرار دے دیا گیا تھا' اور وہ اب اس کی تقدیر کا مالک تھا' اسے یہ دنیا عجیب عجیب سی لگی تھی حالانکہ پروفیسر بیرن نے اس سے بڑی الفت کا اظہار کیا تھا اور جب تروانہ کی جانب واپسی ہوئی تھی تو پروفیسر بیرن نے اپنی بیٹی کے سامنے ایسے ایسے سنہرے خواب سجائے تھے کہ سینڈرا چشم تصور سے ہمیشہ تروانہ ہی کو دیکھتی رہتی تھی بے شک اس کے دل میں شعبان کی محبت کا پودا جڑ پکڑ چکا تھا' لیکن شعبان کے ساتھ اپنے باپ کی سرزمین تروانہ بھی اسے اپنے تصور میں بہت حسین معلوم ہوتی تھی۔ ایک ایسی خوابوں کی دنیا

جو پھولوں کی سرزمین ہوگی اور جہاں پھول ہی پھول بکھرے ہوں گے اور پھولوں کی اس وادی میں شعبان اس کے ساتھ ہو گا۔ دکھ کا کوئی احساس ہی نہیں تھا لیکن وادی تروانہ میں قدم رکھنے کی بعد اس نے اس زمین کو اور اس پر بسنے والوں کو اپنا اپنا نہیں پایا تھا۔ ابتدا ہی قید سے ہوئی تھی اور سویرا والوں نے ششتا والوں کا عمل ناکام بنا دیا تھا۔

پھر کافی دن اس احساس کے ساتھ گزرے کہ پتا نہیں ان کا مستقبل کیا ہو' کبھی کبھی خوف کی ایسی جھلکیاں بھی نظر آتی تھیں جو دہشت زدہ کر دیتی تھیں لیکن یہ بھی سینڈرا اچھی طرح جانتی تھی کہ شعبان کی کاوشوں سے ان لوگوں کی زندگی بچ گئی ہے اور انہیں ششتا کی جانب بھیجا جا رہا ہے لیکن یہ معلوم ہونے کے بعد اس کے دل کا خون ہو گیا تھا کہ شعبان سویرا کا باشندہ ہے اور وہ سویرا ہی میں رہے گا۔ بس یہیں سے دل دکھنے لگا تھا اور وہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ اس سرزمین پر آکر اسے نقصانات کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔

پروفیسر بیرن نے اسے اپنا آبائی گھر دکھایا سینڈرا کو خوشی ہوئی لیکن اس گھر کے در و دیوار بھی اسے اجنبی اجنبی سے ہی لگے تھے۔ اس کا گھر تو پیراگوئے میں تھا۔ جہاں وہ پلی بڑی تھی اور پیراگوئے سے نکلنے کے بعد اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے لطف آیا تھا اور یہ لطف سیر و سیاحت کے نظریئے سے تھا لیکن اس نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس لطف میں بھی اس نے وہ مزہ محسوس نہیں کیا تھا جو ایک آزاد سیاحت کا ہوتا ہے اور پھر یہ طویل ترین سمندری سفر۔ اس کے باپ نے اسے ہمیشہ اپنے گرد بکھرے ہوئے نوجوانوں سے دور رہنے کی تلقین کی تھی اور اس نے اپنے باپ کی ہدایت پر ہمیشہ عمل کیا تھا لیکن آج یہ کیسے لمحات آگئے ہیں کہ اسے ایک ایسے عجیب و غریب شخص کے حوالے کر دیا گیا ہے جو کسی بھی طور اس کی دنیا کا انسان نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ قصور پروفیسر بیرن کا نہیں۔ اپنی ذات سے خوشی کے لئے اپنی زمین سے محبت کے نام پر اس نے اپنی بیٹی کو بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ جب اس کا تحفظ نہیں کر سکتا تھا وہ۔ جب تروانہ کی سرزمین اس قدر ہولناک تھی تو اسے کیا حق حاصل تھا کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور زندگی کو اپنی ان خواہشوں پر قربان کر دیتا۔

شیلون کے اس گھر میں سینڈرا انہی سوچوں کا شکار تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کا دل خون خون ہو گیا تھا' شعبان نہ ملا' ٹھیک ہے تقدیر کا فیصلہ لیکن یہ شیلون میں اسے کیسے قبول کر لوں۔ کیا یہ ایک ہولناک لمحہ نہیں ہے میرے لئے۔ کیا اس میں مجھے اپنے باپ کا تحفظ نہیں حاصل ہونا چاہئے تھا۔ سارا قصور پروفیسر بیرن کا ہے۔ میرے باپ تم نے مجھے اپنی پسند کی بھینٹ چڑھا دیا حالانکہ تمہیں اس کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ میری زندگی میں بہت سے نوجوان آئے' پیراگوئے کے رہنے والے ایک سے ایک حسین ایک سے ایک شاندار۔ تم نے میرے ہاتھوں ان کی توہین کرائی اور انہیں مجھ سے دور کر دیا اور پھر میرے لئے ایک راہ منتخب کی' جو تمہارے دائرہ عمل میں نہیں تھی مجھے وہاں ناکام بنایا اور اب ——— اب مجھے ایک وحشت کدے میں لا کر چھوڑ دیا ہے ——— آہ۔ آہ کیا کرنا چاہئے مجھے' کیا کرنا چاہئے' نوجوان تھی زندگی سے واقفیت رکھتی تھی۔ بھلا اس میں شک کی کیا بات تھی کہ اب اس کا وجود شیلون کی آغوش میں دم توڑنے والا تھا۔ اب وہ ایک بھیڑیئے کے چنگل میں پھڑپھڑانے کے لئے اس پنجرے میں چھوڑ دی گئی تھی۔ خودکشی اور صرف خودکشی' مجھے خودکشی کر لینی چاہئے۔ کم از کم اپنے دل میں تو زندہ رہوں گی اپنے احساس میں تو زندہ رہوں گی۔ وہ دیوانہ وار اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور کوئی ایسی شے تلاش کرنے لگی کہ شیلون کے خلوت میں آنے سے پہلے موت سے ہمکنار ہو جائے ——— لیکن یہاں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ دیوانوں کی طرح وہ اس رہائش گاہ کے ایک ایک کونے کو جھانکتی رہی اور پھر اچانک ہی اپنی جگہ رک گئی اگر خودکشی کر لوں گی تو پروفیسر بیرن کا کیا بگڑے گا رو دھو کر خاموش ہو جائے گا' خودکشی سے کیا حاصل ہو گا' یہ سب خوشیوں کی زندگی گزاریں گے اور یہ دنیا میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گی۔ نہیں خودکشی کرنے کا ایک ہی طریقہ نہیں ہوتا کہ زندگی کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ خودکشی اپنے وجود کی اپنے جذبات اپنے احساسات کی بھی کی جا سکتی ہے لیکن انتقام کے جذبوں کو زندہ رکھنا چاہئے۔ یہ انتقام سب سے پہلے پروفیسر بیرن سے لوں گی میں۔ ہاں مجھے اپنے باپ سے نفرت ہو گئی ہے میں پروفیسر بیرن کی ناپاک خواہشوں کی بھینٹ چڑھ گئی ہوں۔ اس نے باپ ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے نہیں تسلیم کرتی تمہیں پروفیسر بیرن ——— نہیں تسلیم کرتی تم میرا تحفظ کرنے میں ناکام رہے ہو۔ تمہیں انتقام کی آگ میں جھونک دوں گی میں۔ سمجھے۔ تمہیں انتقام کی آگ میں جھونک دوں گی۔

سینڈرا کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے۔ سارا وجود پھنک کر رہ گیا اور اسی لمحے اسے شیلون کا سایہ نظر آیا جو اپنے مکان کے دروازے سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ قابل نفرت چہرہ' بدنما وجود جسے دیکھ کر کراہت ہو۔ سینڈرا بے حد

نفاست پسند تھی۔ بہت صاف ستھرے کردار کی مالک تھی لیکن اس وقت وہ انتقام کے شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔ اپنے آپ کو بھسم کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ شیلون کو دیکھ کر وہ دلاویز انداز میں مسکرائی اور شیلون کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ متحیر انداز میں آگے بڑھ آیا اور سینڈرا کو دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے شیلون ـــــ؟"

"تو ـــــ تو مسکرا رہی ہے" وہ حیرت سے بولا۔

"کیوں ـــــ؟"

"مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ تو ـــ تو مجھ سے نفرت کرے گی۔ تو مجھے کبھی قبول نہیں کرے گی۔"

"کیوں۔ کیا خرابی ہے تجھ میں؟"

"کیا ـــ کیا کہہ رہی ہے تو سینڈرا۔ میں خوشی سے مر جاؤں گا۔"

"آخر کیوں شیلون ـــــ؟"

"سینڈرا۔ ایک خوش قسمت وہ ہے جسے گارتھا حاصل ہے انوکھی دنیا کی ہے وہ۔ گروہ سردار ہے۔ اسے فوقیت حاصل ہے دوسرا خوش نصیب میں ہوں کہ میرا مقام بھی وہی ہو گیا ہے۔"

"تو میری پسند ہے شیلون۔"

"اوہ ـــ اوہ۔ میں نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ مجھے تیرے ساتھ سختی کرنی پڑے گی۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں ہمت سے کام لوں۔"

"کس نے کہا تھا یہ ـــــ؟"

"گارتھا نے۔"

"گارتھا نے ایسا کہا تھا!؟"

"ہاں اس نے۔"

"وہ احمق ہے۔ میں تو خوش ہوں کہ مجھے تجھ جیسے شیر کے حوالے کیا گیا ہے سن شیلون مجھے بزدلوں سے نفرت ہے میں اس لئے خوش ہوں کہ تو بہادر ہے۔ تو مجھے صورت ہی سے بہادر لگتا ہے۔ آ میری آغوش تیرے لئے کھلی ہے ـــ آ ـــــ!" سینڈرا نے کہا اور شیلون آگے بڑھ آیا۔

☆☆☆☆

اہل ششتا جانتے تھے کہ اب دوسری دنیا سے آنے والی تھوران پر حکومت کرتی ہے اور تھوران اس کے ہر اشارے پر اس طرح عمل کرتا ہے جیسے وہ دیوتاؤں کا اشارہ ہو' ویسے بھی ششتا کے نوجوانوں کو گارتھا ورتھا پسند تھی ایسی حسین عورت' ایسی دلکش اور ان روایات سے بالکل دور جو ششتا کے بوڑھوں نے تخلیق کی تھیں' اسے نوجوانوں کے گروہوں میں آکر رقص کرنے پر عار نہیں ہوتی تھی اور وہ کبھی کبھی اس طرح ان میں آکر شامل ہو جاتی تھی کہ نوجوان حیرت اور دلچسپی سے اسے دیکھتے رہ جاتے تھے' تھوران کو بھی اس بات پر اعتراض نہیں تھا گارتھا کا مزاج سمجھ چکا تھا وہ' ایک فرنگی عورت تھی لیکن گارتھا کا مقصد کچھ اور تھا وہ اس ماحول کو سمجھ رہی تھی اس سے زیادہ شیطان ذہن رکھنے والا اور کون ہو سکتا تھا' وہ جانتی تھی کہ جب کبھی ایسے لمحات آئیں گے کہ اسے یہاں اقتدار حاصل ہو گا تو یہ نوجوان ہی اس کے دست و بازو ہوں گے' جوانی کا ایک تصور اس کے ذہن میں موجود تھا اور وہ سمجھتی تھی کہ جوان ذہنوں کو کس طرح اپنی جانب راغب کیا جا سکتا ہے' غرض اس کی اپنی فطرت کی یہاں بھی تسکین ہو رہی تھی' نجانے عورتوں کی کونسی قسم میں سے تھی وہ' کسی ایک جگہ اس کا ذہن نہیں جمتا تھا' بہرطور وہ اپنے مشاغل میں مصروف رہی۔

لیکن تھوران کو آج تک اس سے یہ شکایت نہیں ہو سکی کہ ذہنی طور پر وہ کسی اور جانب راغب ہے' ان بنیادی چیزوں کا گارتھا نے پورا پورا خیال رکھا تھا جو کسی مرد کو تصورات سے برگشتہ کر سکتی ہیں اور یونہی اسے تھوران کی محبت کے حصول میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اس وقت بھی تھوران کی حسین عیش گاہ میں بیٹھی وہ ایک خاص قسم کے پھلوں سے شغل کر رہی تھی' اس نے فاقہ کشی نہیں کی تھی اور ششتا کے ان اصولوں سے متفق نہیں ہوئی تھی جن کے تحت خوراک کا صرف ایک دن ہوتا ہے اور بھلا جب کسی کو تھوران کی توجہ حاصل ہو تو اس کی اپنی ضرورتوں کو کون روک سکتا ہے' اس نے تھوران سے کہا۔

"سرزمین ششتا پر یہ قانون بد لاگو کر کے درحقیقت تروانہ کے انسانوں کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔"

"وہ کیوں" تھوران نے سوال کیا۔

"میں نے کبھی فلسفے سے دلچسپی نہیں لی نہ مجھے فطرت انسانی کے تجزیے کا شوق ہے لیکن تو خود بتا تھوران' انسان چند ہی ضرورتوں کے تحت تو اس دنیا میں جیتا ہے اور اپنے لئے خوشیاں حاصل کرتا ہے جن میں سے دنیاوی ضرورتیں آسائشیں جسم اور شکم سیری کی ضرورتیں ہیں' ذرا غور کر پرندے صبح کو اپنے گھونسلوں سے باہر نکلتے ہیں اور سارا دن رزق کی تلاش میں پرواز کرتے ہیں اس طرح ان کا جسم عمل کرتا ہے اور عمل کے نتیجے میں خوراک انہیں ملتی ہے'

یہی فطرت ہے ہر ذی روح کی اور اگر اس سے اس کی فطرت چھین لی جائے تو بے شک وہ اپنے آپ کو اطمینان بخش لمحوں کا حامل کہہ سکتا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں ایسا نہیں' وہ ان لطافتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ جنہیں حصول کی لطافت کہا جاتا ہے۔"

"کیونکہ تیرے پاس دوسری دنیا کا علم ہے اس لئے تیری باتیں تو بہت مستحکم ہوتی ہیں لیکن ان میں سے بہت کم میں سمجھ پاتا ہوں۔" تھوران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں بھی لفظوں کو اس قدر مشکل نہیں کرنا چاہتی کہ انہیں سمجھنے میں وقت ہو' میرے الفاظ یہ ہیں کہ صبح کو اٹھ کر خوراک کا استعمال انسان کو خوش و خرم اور توانا رکھتا ہے' کم از کم میں فاقہ کشی کی یہ زندگی نہیں گزاروں گی۔"

"تو تھوران کی زندگی ہے گارتھا' تو تھوران کا سب سے حسین تصور ہے تو تو یہ سوچ کہ جو تو نے چاہا وہی عمل ہو گا۔"

"میں آج کی بات نہیں کر رہی' بے شک تو نے میرے لئے ہر طرح کی آسائشیں مہیا کر دی ہیں تھوران اور حقیقت یہ ہے کہ سرزمین تردانہ پر آنے والی میں سب سے خوش نصیب عورت ہوں کہ مجھے تجھ جیسے مرد کی محبت حاصل ہوئی میں تو اس وقت کی بات کر رہی ہوں جب تھوران پورے تردانہ کا مالک ہو گا۔ یہاں کا مکمل حکمراں' تردانہ میں سورج نکلے گا تو اس کے حکم سے' شام ہو گی تو تھوران کے احکامات پر' لوگ جنبش کریں گے تو اس کے کہنے سے' سکوت اختیار کریں گے تو اس کی خواہش پر' کیا حکومت کا یہ تصور غلط ہے تھوران؟" تھوران کی آنکھوں میں انوکھے خواب جاگنے لگے' اس نے کہا۔

"تصور تو بہت حسین ہے لیکن کیا یہ ممکنات میں سے ہے" جواب میں گارتھا بڑے غرور سے مسکرائی اور اس نے کہا۔

"لوگ کہتے ہیں کہ میں ہما ثانی ہوں' ہما کے بارے میں ایک تصور ہے ہماری اپنی دنیا میں کہ ایک پرندہ ہوتا ہے اور اس میں یہ خوبی ہے کہ جس کے سر پر بیٹھ جائے سمجھ لو اس کی خوش بختی کا آغاز ہو گیا اور وہ سب سے بہتر' سب سے اعلیٰ ہو گا تو یہی کیفیت ہے میری کہ جب میں کسی کے ساتھ ہوتی ہوں تو یوں سمجھ لو اس کی خوشیاں قید سے آزاد ہو جاتی ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے جو اس کی خواہش ہو۔"

"اور تجھ میں یہ صفت ہے۔" تھوران نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیوں نہیں' میں اس صفت کی مالک ہوں اور یہ سب کچھ مجھ میں ہے۔"

"آگے تو بول جو کچھ تو کہہ رہی تھی اس وقت میں واقعی نہیں سمجھ پایا تھا لیکن اب سمجھنا چاہتا ہوں اب مجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتا۔"

"میرے ذہن میں تردانہ کا ایک تصور ہے تھوران' بہت سی ایسی باتیں ہیں جن میں مجھے تیری معصومیت کا احساس ہوتا ہے اور اپنی دنیا کے اصولوں کے مطابق سوچتی ہوں تو یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ تجھ سے بہت کچھ چھین لیا گیا ہے' حالانکہ تو اس بہت کچھ کا حق دار تھا۔"

"کیا چھین لیا گیا ہے مجھ سے ___؟

"تیرے اختیارات۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"چل ٹھیک ہے تھوران' آج میں تجھے مکمل طور پر ساری باتیں سمجھائے دیتی ہوں' کسی بھی مملکت کا' کسی بھی ملک کا ایک سربراہ ہونا چاہئے جس کا حکم آخری ہو جس کا کہنا ہر شخص مانے لیکن تیرے تردانہ میں میں نے اقتدار کو تقسیم دیکھا ہے' ذرا مجھے بتا تو سہی کہ سلانوبیہ کیا چیز ہے اور اس کی حکمرانی کیوں ہے؟"

"یہ تردانہ کی روایت ہے۔"

"جس روایت کا کوئی مفہوم نہ ہو جس کا کوئی مقصد نہ ہو کیا اسے قائم رہنا چاہئے یا اگر کوئی مفہوم ہے تو ذرا مجھے اس کے بارے میں سمجھا۔" تھوران سوچ میں گم ہو گیا پھر اس نے کہا۔

"میرے علم میں نہیں۔"

"حالانکہ تجھے جو علم حاصل ہے وہ دوسروں کو نہیں ہو سکتا کیونکہ تو سردار ہے ذرا مجھے اس بات کا جواب دے کہ اگر سلانوبیہ صرف تیری ملکہ ہو یعنی تو اول اور اس کا حکم دوئم تو کیا یہ ایک دلکش تصور نہیں ہے' وہ تجھ سے برتر نہ ہو بلکہ تیری محکوم ہو اور تیری ملکہ ہونے کی حیثیت سے دوسرے لوگ اس کے محکوم ہوں۔"

"ہاں یہ ایک انوکھا خواب ہے۔"

"اور وہ بوڑھا جادوگر جو مردہ خور گدھوں کی مانند بیٹھے ہوئے اپنی شکم میری کر رہے ہیں کیا اس قابل ہیں کہ سردار وقت سے آگے بڑھ کر بات کریں' ذرا مجھے اپنے اقتدار کے بارے میں بھی تو بتا تھوران' کیا قوتیں اور کیا فوقیت حاصل ہے تجھے صرف چند احکامات' فرض کر تو میری زندگی چاہتا ہے' جادوگروں کی جانب سے میری موت کا پروانہ جاری کر دیا جائے اور سلانوبیہ اس کی توثیق کر دے تو کیا تو میری زندگی

بچا سکے گا" تھوران تڑپ سا گیا اس نے بے چینی سے گارتھا کو دیکھا اور بولا۔

"لیکن وہ ایسا کیوں کریں گے؟"

"فرض کر انہیں مجھ سے اختلاف ہو جاتا ہے یعنی میں کوئی ایسا عمل کر ڈالتی ہوں جو ان کے لئے ناپسندیدہ ہو تو وہ یہ حکم نازل کر دیں گے انہیں کون روکے گا۔"

"میں روکوں گا انہیں' میں ان سے سوال کروں گا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا" تھوران سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اور وہ اپنی بزرگی و برتری کا اظہار کرتے ہوئے تجھ سے کہیں گے کہ وہ جادوگر ہیں تو نہیں' وہ بہتر سمجھتے ہیں تو نہیں' تو اس کا کیا جواب دے گا تو؟" تھوران غصے سے سرخ ہو گیا اس نے کہا۔

"تو میں ان جادوگروں کو ہلاک کر دوں گا' میں انہیں مار ڈالوں گا جو تجھے مجھ سے دور کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔"

"سلانوبیہ کا بھی مقابلہ کرے گا تو۔"

"سلانوبیہ صرف جادوگروں کی تخلیق ہے اور وہ اس کے نام کا ہوا بنا کر ہر شخص پر اپنا اقتدار قائم کرتے ہیں۔"

"تو پھر میں اور کہنا کیا چاہتی تھی تھوران' سن ایک شخص کو حکمراں ہونا چاہئے' بہت سوں کو نہیں' ایک شخص کو صاحب اقتدار ہونا چاہئے' بہت سوں کو نہیں اور وہ شخص تو ہے تھوران تیرے علاوہ پورے تردانہ میں اور کوئی نہیں نہ صرف ہشتا بلکہ سوبیرا کا بھی مالک تجھے ہی ہونا چاہئے لیکن اس سے پہلے تجھے جادوگروں کے خلاف عمل کرنا ہو گا تجھے جادوگروں سے نمٹنا ہو گا میں تو یہ کہتی ہوں کہ ان جادوگروں کو تیرا محکوم ہونا چاہئے وہ اپنا اپنا جادو تیرے سامنے پیش کریں اور تیری ہدایت پر اسے استعمال کریں اور اگر ایسا نہ ہو تو ان کے لئے ایک قید خانہ مناسب ہو گا' جہاں بہت سے لوگ ان کی نگرانی کریں گے اور انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا سلانوبیہ صرف وہ عورت ہو گی جو حکمران وقت کی محبوب ہو اس کی بیوی ہو سمجھا اور تجھے اس پر عمل کرنا چاہئے بول تھوران کیا تو اس پر عمل کرے گا۔"

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"میں اس ناممکن کو ممکن کر کے دکھا سکتی ہوں اگر تو مجھے اس کی اجازت دے۔"

"تو پھر بھلا سلانوبیہ تیرے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے"

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں' میں سب سے پہلے تجھ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ سردار کی حیثیت سے تجھے کیا کیا اختیارات حاصل ہیں' مجھے پوری تفصیل سے بتا۔" تھوران کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

"سردار کی حیثیت سے وہ تمام افراد جو جنگ و جدل قائم کرتے ہیں میرے محکوم ہیں' میرے لئے یہ ہدایت ہے کہ ان معاملات جن میں جادوگر اپنی مداخلت پسند نہ کرتے ہوں میں مکمل شامل ہو کر ان کے لئے فیصلے کر سکتا ہوں اور یہی ہوتا ہے اگر کوئی ایسی ہی الجھی ہوئی بات ہوتی ہے جس کا فیصلہ میرے لئے ممکن نہ ہو تو میں جادوگروں تک پیغام پہنچاتا ہوں اور پھر جادوگر یا تو اس مجرم کو اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں جس کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہو یا پھر وہ ان کے لئے ہدایات جاری کر دیتے ہیں اور سلانوبیہ اس کی توثیق کر دیتی ہے۔"

"بہت خوب' بہت خوب گویا وہ جنگجو تیرے کہنے پر عمل کرتے ہیں' جن کے سپرد ہشتا کے حالات سنبھالنے کی ذمے داری ہے۔"

"مکمل طور پر ان کا کسی طرح جادوگروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تو پھر اور کیا چاہئے ہمیں' تو انہیں حکم دے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر کسی کے خلاف عمل کریں اور وہ اس حکم کی تعمیل کریں چنانچہ یہ ہو گا کہ ہمیں ایک قید خانہ تیار کرنا پڑے گا جو اتنا محفوظ ہو کہ وہاں جادوگروں کو قید رکھا جا سکے اور میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ تیری محکومیت کبھی قبول نہ کریں گے اور تجھ سے جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن ان کا جادو استعمال ہونے سے پہلے ہم انہیں قید کر کے اس قید خانے میں اکٹھا کر دیں گے اور پھر وہ آدمی جو تیرے حکم پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے ہیں ان کی نگرانی کریں گے اور اگر ان میں سے کوئی منحرف ہو کر تجھ سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اسے ہلاک کر دیا جائے گا اور جب تک یہ نہیں ہوتا' اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا یہ میری پیش گوئی ہے جو تجھے یاد رکھنی چاہئے' اب ذرا سوچ غور کر اور مجھے بتا کہ کیا تو میری ان ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے' کیا تجھے مکمل تردانہ کی حکمرانی پسند ہے' جواب دے میں تیرا جواب چاہتی ہوں۔" گارتھا نے کہا اور تھوران پاگلوں کی طرح اسے دیکھنے لگا۔ ناقابل یقین تھا گارتھا کا کہا ہوا۔ کیسے ممکن ہے یہ آخر کیسے؟"

❖

ہشتا کے اس علاقے میں سواس کا گھر شعبان کے لئے بہترین پناہ گاہ تھی۔ یہاں اسے نہ صرف ہر طرح کی آسائش

حاصل ہوئی تھی بلکہ اس نے ایک عظیم علم سیکھا تھا۔ بھلا سواس کو اس سے زیادہ کیا درکار تھا کہ اس کا ہمنوا ایک ایسا جوان ہو جو بیرونی دنیا کا علم بھی رکھتا ہے اور یہ بات زبانی نہیں تھی بلکہ شعبان نے خود کو اس کا اہل ثابت کیا تھا۔ ویرانوں میں زاویوں کے جادو کی مشق کرتے ہوئے اکثر سواس اس سے باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا۔

"تو بیرونی دنیا کا علم رکھتا ہے مجھے بتا کہ کیا جو ہم نے سوچا ہے وہ ممکن ہے"

"کیوں نہیں۔ میری باتوں پر یقین کرو گے استاد؟"

"تو سنو کچھ انوکھی کہانیاں سناتا ہوں میں۔ اس دنیا کی کہانیاں۔ تم دن کو چمکتے سورج کو دیکھتے ہو جو روشنی پھیلاتا ہے۔ تم جانتے ہو سورج کیا ہے؟"

"روشنی کا پہاڑ۔"

"یہ پہاڑ کہاں ہے؟"

"بلندیوں پر۔"

"نہیں۔ یہ خلا میں ہے اور اس کے فاصلے اس طرح ہیں جیسے ششتا اور سویرا کا سفر لیکن ٹھوس زمین پر نہیں بلکہ نامعلوم ہواؤں میں جہاں کچھ نہیں ہے۔"

"یہ سفر کیسے کیا جاتا ہے؟"

"ہواؤں میں۔ ایسی مشینوں کے ذریعہ جو زمین کی وسعتوں سے خلا میں نکل جاتی ہیں۔"

"یہ مشینیں کس نے بنائیں۔"

"وہاں کے انسانوں نے۔"

"اور وہ اس میں سفر کرتے ہیں۔"

"ہاں۔ بہ آسانی۔"

"تو کیا وہ سورج کے پہاڑ تک جا پہنچے؟"

"نہیں لیکن وہ چاند کے پہاڑ میں داخل ہو چکے ہیں۔"

"اور تو جھوٹ نہیں بولتا۔"

"نہیں میں جھوٹ نہیں بولتا۔"

"یہ کام تو روشنی کے جادوگر بھی نہیں کر سکے ہیں۔ انہوں نے روشنی کو بیشک قید کر لیا ہے اور وہ گہری تاریکیوں میں اجالا پیدا کر دیتے ہیں لیکن صرف تردانہ میں رہ کر۔"

"اس دنیا کے انسان کے قدم چاند کو چھو چکے ہیں۔ [illegible] انسان نے یہ تصور پیش کیا تھا۔"

"صرف تصور؟"

"ہاں۔ اس [illegible] خواہشوں کی کہانی لکھی تھی۔ چاند پر پہلا آدمی اور [illegible] کی دنیا کے لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا تھا یہ کہہ کر [illegible] پاگل ہے۔"

"پھر کیا ہوا۔۔۔؟"

"پھر کچھ سمجھداروں نے اس کی اس آرزو پر غور کیا۔ انہوں نے سوچا کہ کیا یہ ممکن ہے۔ اور اس غور نے انہیں راستے دکھائے یہاں تک کہ وہ چاند پر جا پہنچے۔ یہ سوچ کا جادو ہے۔"

"بیشک۔"

"تو پھر تو کیوں پوچھتا ہے معزز استاد کہ جو ہم نے سوچا ہے وہ ممکن ہے یا نہیں؟"

"ایں۔۔۔؟" سواس اچھل پڑا۔

"تو نے مجھ سے سوال کیا تھا نا۔"

"ہاں اور تو نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ شعبان تو صاحب عالم ہے تو زیرک ہے تو دیوتاؤں جیسی باتیں کرتا ہے۔ بھلا ششتا میں تیرے علاوہ کسی اور کو سردار ہونا چاہئے"

"نہیں میرے استاد۔ مجھے ششتا کی سرداری قبول نہیں مجھے تردانہ کی بقا درکار ہے۔"

"کاش ہمارے خواب پورے ہو جائیں۔" سواس حیرت سے بولا اس کے دل میں وطن کا پیار تھا اور اس کی بیٹی نیرا کے دل میں شعبان کا پیار۔

"کیا تو سچ مچ انسان ہے۔"

"تجھے شک ہے میرا۔"

"ہاں!"

"کیوں"

"اس لئے کہ نہ تجھ میں انسانوں جیسی صفات ہیں نہ نوجوانوں جیسی۔" نیرا نے کہا۔ وہ شعبان کو دھوکے سے یہاں لائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا باپ سواس اسے بلاتا ہے اور اس کا انتظار کر رہا ہے جبکہ سواس نے شعبان سے کہا تھا کہ وہ ششتا کی دوسری آبادی جا رہا ہے اور اسے کچھ کام سرانجام دینے ہیں اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اور وہ چلا گیا تھا لیکن نیرا کے پیغام پر شعبان نے سوچا کہ شاید سواس کو کسی اہم مقصد کے لئے اس کی ضرورت پیش آ گئی ہے چنانچہ وہ بے چون و چرا نیرا کے ساتھ چل پڑا لیکن یہ وہ راستے نہ تھے جہاں سواس اسے زاویوں کا جادو سکھانے کے لئے لے جاتا تھا بلکہ یہ نہایت پر فضا مقام تھا جہاں ایک چھوٹی سی خوش نما جھیل پھیلی ہوئی تھی اور اس کے گرد درختوں کے جھنڈ بکھرے ہوئے تھے۔ نیرا نے یہاں رک کر سوال کیا تھا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کیوں ہے؟"

"ایسا ہے میں ثابت کر سکتی ہوں بلکہ سچ یہ ہے کہ آج میں تجھے جان لینا چاہتی ہوں۔"

"میرا استاد سواس کہاں ہے؟

"وہ دوسری آبادی گیا ہے۔"

"مگر تو نے تو کہا تھا۔"

"کہ وہ تجھے بلاتا ہے۔" نیرا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ہاں یہی کہا تھا۔"

"جھوٹ بولا تھا میں نے۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"کیونکہ کہ میں تیرے ساتھ ایسی تنہائیاں چاہتی تھی جہاں میرے اور تیرے سوا اور کوئی نہ ہو۔"

شعبان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ تو نیرا نے کہا۔ "میں نے بارہا تجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ راتوں کو تیرے قریب آئی تیری سانسوں میں اپنی سانسیں شامل کیں لیکن تو انجان بنا رہا۔"

"اس کی وجہ ہے نیرا۔"

"کیا؟"

"تو میرے استاد کی بیٹی ہے۔"

"بیٹا تو نہیں ہوں۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

"کیا مطلب؟"

"عورت تو ہوں نا۔"

"کیوں نہیں لیکن میرے لئے مقدس۔ قابل احترام۔"

"مجھ سے تقدس کا اظہار اس طرح کر کہ مجھے قبول کر لے تو اگر میرے باپ سے کہے گا تو وہ مجھے تیری عورت بنا دے گا۔ وہ تجھے اتنا ہی پسند کرتا ہے۔"

"مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔"

"یہی تو وجہ ہے کہ میں نے تجھے غیر انسان کہا۔ اصل میں تو نے مجھے نگاہ بھر کر نہیں دیکھا اگر تو مجھ سے ناواقف ہے تو آج مجھے دیکھ لے۔ مجھے فیصلہ کرنا ہے۔"

"میں تجھے باز رکھنا چاہتا ہوں۔"

"مگر میں باز رہنا نہیں چاہتی۔ دیکھ مجھے غور سے دیکھ۔" وہ چند قدم آگے بڑھ کر جھیل کے قریب پہنچ گئی اور وہ اپنا لباس اتار کر پانی میں داخل ہو گئی۔ شعبان نے رخ بدل لیا تو وہ زور سے چیخی۔ "شعبان ادھر دیکھ، مجھے دیکھ اور میرے وجود سے پانی کا رنگ دیکھ۔ آہ۔ کیسا سنہرا ہو گیا ہے اس کا رنگ، احمق بے وقوف آگے آ۔"

"میں واپس جا رہا ہوں نیرا۔"

"اگر تو واپس گیا تو اپنی زندگی کے سب سے بڑے پچھتاوے سے دوچار ہو گا۔" نیرا پانی میں سے چیخی۔

"میں واپس جا رہا ہوں نیرا۔" "تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

شعبان نے واپسی کے لئے قدم اٹھائے تو نیرا کی غرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے فیصلہ کرنا تیرا کام ہے اگر تو مزید چند قدم آگے بڑھا تو پھر میں بھی تیرے بارے میں فیصلہ کر لوں گی شعبان، یہ عورت کی سب سے بڑی توہین ہے کہ کوئی اسے یہاں تک آنے پر قبول نہ کرے۔ میں اپنی اس توہین کو برداشت نہیں کر سکوں گی۔ دیکھ ساری بستی والوں کو علم ہو جائے گا کہ تو میرے گھر میں اجنبی ہے اور۔۔۔ اور تو نے، تو نے ششتا کے قانون کو توڑا ہے۔ شعبان میں کہوں گی کہ تو دھوکے سے مجھے یہاں تک لایا اور اس کے بعد اس کے بعد تو نے میری آبرو پر بری نگاہ کی، دیکھ کتے کی موت مارا جائے گا۔ میں یہ کام کر سکتی ہوں۔ اس سے زیادہ توہین کسی عورت کی کبھی نہ ہوئی ہو گی اور وہ بھی مجھ جیسی خوبصورت عورت کی۔ احمق تو خود کو سمجھتا کیا ہے میں، میں تجھے فنا کئے بغیر دم نہیں لوں گی۔ سن شعبان سن تیری زندگی خاک میں مل جائے گی۔ یہ میرا عہد ہے۔" وہ چیخ رہی، تبھی شعبان نے اپنے شانے پر کسی کا ہاتھ محسوس کیا اور چونک پڑا کوئی موجود نہیں تھا لیکن شعبان جانتا تھا کہ ہاتھ کا یہ لمس کس کا ہے، اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"استاد اعظم۔"

"ہاں میں سواس ہوں۔" آواز سنائی دی۔

"تو معظم استاد۔"

"آ میرے ساتھ آگے بڑھ مجھے ظاہر نہ ہونے دے یہاں سے آگے بڑھ۔ اب میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ اب ساری عمر زاویوں کی تاریکیوں میں بسر کر دوں میں تاریک وادیوں ہی کا رہنے والا بن جاؤں کیونکہ میرا دل تجھے اپنی صورت دکھانے کو نہیں چاہتا۔ میرے بچے میں تجھ سے بے حد شرمندہ ہوں۔ جو کچھ میں نے دیکھا، جو کچھ میں نے سنا، آہ میرا دل چاہتا ہے کہ اسے دیکھ کر اور سن کر میں زندگی ختم کر لوں اپنی، مجھے علم نہیں تھا کہ میرے گھر میں ایسی غلاظت پروان چڑھ رہی ہے۔ مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ شعبان اور تو۔۔۔ تو اتنا ہی اچھا انسان ہے جتنا میں نے تیرے بارے میں سوچا تھا بلکہ تو اس سے بھی زیادہ اچھا انسان ہے۔ تو نے ایک مثال قائم کی ہے نوجوانوں کے لئے اور آہ یہ مہر لگا دی

ہے میرے اس تصور پر کہ تو ان میں سے ہے جو تردانہ میں بھلائیاں چاہتے ہیں اور بے شک تو وہی ہے جو تو نے کہا اور بے شک میں نے تیرے ہر جذبے پر یقین کیا میری عقیدت تجھ سے بے پناہ بڑھ گئی ہے۔ شعبان مجھے غم ہے' مجھے افسوس ہے کہ تجھ جیسے اچھے انسان کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا اور تجھ پر ایسے ناپاک الزامات عائد کئے گئے مگر نہیں میں اگر چاہوں تو اسی جھیل میں اس کی قبر بنا دوں۔ یہی اس کا مدفن بنا دوں۔ بھلا کس سے کہے گی وہ جا کر مجھ سے' بستی والوں سے میری مرضی کے بغیر اور اس کے بعد' اس کے بعد اسے میری سزا کا تصور ہو سکتا ہے' میں اسے سزا دے سکتا ہوں شعبان' تو بتا کیا میں اسے سزا دوں۔"

"نہیں معظم استاد تو مجھے جانتا ہے اور میں تجھے' وہ بے وقوف لڑکی ہے' حماقتوں کا شکار ہو گئی ہے لیکن میں اس کے لئے بالکل کوئی سزا نہیں چاہتا۔" شعبان مسلسل آگے بڑھتا ہوا بولا

نیرا کی چیخیں عقب سے سنائی دے رہی تھیں' وہ غیظ و غضب کے عالم میں نجانے کیا کیا اول فول بک رہی تھی' لیکن شعبان رکے بغیر آگے بڑھ آیا تھا' یہ خوش بختی تھی اس کی کہ اس وقت زاویوں میں پوشیدہ سواس وہاں موجود تھا نجانے کیسے آ گیا تھا وہ' نجانے کیوں آ گیا تھا' کیا اس کے ذہن میں کوئی تردد تھا کیا وہ کسی شبے کا شکار تھا اب یہ تو خدا ہی جانے شعبان کو اس کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ غرضیکہ فاصلہ اتنا ہو گیا کہ نہ تو اب نیرا نظر آ رہی تھی اور نہ ہی اس کی آواز سنائی دے رہی تھی تب سواس نے کہا۔

"تو نے کیا فیصلہ کیا نیک انسان میں تیرا فیصلہ جانا چاہتا ہوں۔"

"استاد اعظم موجود ہے میرا فیصلہ کوئی بنیاد نہیں رکھتا جو حکم ہو گا اسی کے مطابق عمل کروں گا۔"

"بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے میرے ذہن کو بہت دکھ ہوا ہے مجھے اس کے کردار کا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اس بدبخت کو سزا دینے بیٹھوں تو اصل کام سے بہت دور ہٹ جاؤں گا اور نجانے میرا کتنا وقت ضائع ہو جائے گا۔ شعبان یوں کر کہ تو خود کو زاویوں میں پوشیدہ کر لے اور اس وقت تک کے لئے جب تک کہ ہم یہاں سے جادوگروں کی وادی کی جانب قدم نہ بڑھا دیں بہتر یہی ہو گا کہ تو اس کا سامنا نہ کر تیرے پیچھے وہ مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش نہیں کرے گی بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس نے یہ عمل کر کے ہمارے سفر کے لمحات مزید مختصر کر دیئے ہیں۔ میں ذہنی طور پر متاثر ہوئے بغیر اپنے اس کام کو جاری کرنا چاہتا ہوں اگر ہماری واپسی ممکن ہو سکی تو پھر میں دیکھوں گا کہ اسے کیا سزا دی جا سکتی ہے۔"

شعبان نے اپنے استاد سے پورا اتفاق کیا اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ شعبان بھی خود کو زاویوں میں پوشیدہ کر لے اور نیرا یا کسی دوسرے کے سامنے نہ آئے۔ سو ایسا ہی ہوا لیکن انہیں ایک چاند گزارنا پڑا کیونکہ اب خود سواس یہاں نہیں رکنا چاہتا تھا۔ صبح کو اس نے شعبان سے کہا جو ایک علیحدہ گوشے میں لوگوں کی نگاہوں سے گم موجود تھا۔

"میں انتظامات کر چکا ہوں شعبان اور اب ہم جادوگروں کی وادی کی جانب چلتے ہیں۔ میں نے اپنے اہل خاندان سے کہہ دیا ہے کہ وہ میری واپسی کا انتظار نہ کریں ہو سکتا ہے میرا یہ سفر طویل ہو جائے بس اس سے زیادہ کسی سے کچھ کہنا مناسب نہیں تھا۔"

"نیرا نے میری شکایت تو نہیں کی؟" شعبان نے پوچھا۔

"آہ نام نہ لے اس بدبخت کا میرے سامنے' اس مبارک سفر کے لئے روانہ ہوتے ہوئے میں اس جیسی آوارہ مزاج لڑکی کا تصور ذہن میں نہیں لانا چاہتا۔" شعبان خاموش ہو گیا اور اس کے بعد وہ شتنا کی اس آبادی سے باہر جانے والے راستے کی طرف تیز تیز قدموں سے بڑھنے لگے۔ حالانکہ شعبان ہوا کا جادو جانتا تھا اگر راہوں کا یقین ہوتا تو شاید وہ ہوا کے دوش پر خود اپنے استاد سواس کا بوجھ اٹھا کر بھی سفر کر سکتا لیکن اول تو وہ سواس کو یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ ہوا کا جادو جانتا ہے جس قدر جانکاری کا مظاہرہ کیا جاتا وہ کسی بھی لمحے نقصان دہ ہو سکتا تھا۔ بہتر یہی ہے کہ خاموشی سے سواس کے ساتھ سفر کیا جائے سو اس نے یہی طریقہ کار اختیار کیا۔

*

تھوران نے دل کی بات کہہ دی اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"جو کچھ تو نے کہا اس نے میری آنکھوں میں نجانے کتنے خواب جگا دیئے ہیں۔ میں جوان ہوں۔ طاقتور ہوں لیکن جادوگروں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوں۔ پہلی بار تیرے سامنے زبان کھول رہا ہوں۔ اس خوف سے کبھی زبان نہیں کھولی کہ اگر میرے خیالات دوسروں تک پہنچ گئے تو کہیں مجھے نقصان نہ پہنچے۔ لیکن ہوتا یہی ہے کہ میں اگر کچھ کرنا چاہتا ہوں تو جادوگر آڑے آ جاتے ہیں اور مجھے اپنا دل مار کر رہ جانا پڑتا ہے۔ سو یہ تو بہت بڑی بات ہے گارتھا کہ مجھے جادوگروں پر فوقیت حاصل ہو جائے اور میں ایک طاقتور

حکمران بن جاؤں مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ صدیوں سے جادوگر ہم پر حکومت کرتے چلے آئے ہیں میں ایک خاص بات محسوس کرتا ہوں اس دور میں' وہ یہ کہ کم از کم ہمارے علاقے کے لوگ یعنی شتنا والے اب اس قدر تیز مزاج اور آتش رد ہو چکے ہیں کہ وہ کسی کی بات نہیں مانتے اور یہ عمل بھی جادوگروں ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کو سکھایا ہے کہ ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے اگر سردار کوئی ایسا عمل کرے جو عام لوگوں کے لئے ناپسندیدہ ہو تو وہ احتجاج کر سکتے ہیں۔ جادوگروں تک اپنی شکایات پہنچا سکتے ہیں اور ایسا جادوگروں نے اس لئے کیا کہ وہ اپنا اقتدار قائم رکھیں چنانچہ یہ سرکش لوگ اب اگر جادوگروں کے خلاف بھی کھڑے ہو جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں' شتنا والے سو برا سے جنگ کر کے انہیں شکست دینا چاہتے ہیں لیکن اس وقت یہ آواز بھی بلند ہو رہی ہے کہ طویل ترین عرصے کے لئے جن لوگوں کو دوسری دنیا میں جادو کے حصول کے لئے بھیجا گیا تھا آخر وہ کون سا جادو لائے ہیں جو کارآمد ہو سکے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ صورت حال انتہائی نازک ہے اور ہمیں جو کچھ بھی کرنا پڑے گا سوچ سمجھ کر کرنا پڑے گا۔ لیکن جادوگروں کے خلاف کوئی مہم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ بات کم از کم میرا ذہن سمجھنے سے قاصر ہے۔ گارتھا کی دل آویز مسکراہٹ میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا تھا اس نے کہا۔

"بنیادی چیز تجھے بتاؤں تھوران۔"

"ہاں کیوں نہیں' تیری باتوں کو غور سے نہیں سنوں گا تو کس کی باتوں کو غور سے سنوں گا۔" تھوران کی آنکھوں میں محبت کے نقش ابھر آئے تھے کہنے لگا۔

"اول تو تو ایک حسین ترین ساتھی ہے جسے پا کر انسان کو ساری دنیا سے کنارہ کشی کر لینی چاہئے لیکن تیرا یہ حکم نہیں ہے ورنہ میں ایسا بھی کرتا' دوسری بات یہ گارتھا کہ تو انتہائی ذہین ہے۔ مجھے بتا تیرا منصوبہ کیا ہے؟"

"میرے عزیز ساتھی' بات دراصل یہ ہے کہ تیرے ہاں جادوگروں کا ایک غول جمع ہے انہوں نے اپنی اپنی عقل سے کام لے کر کچھ جادو ایجاد کئے اور ان کے ذریعے برتر بن بیٹھے جبکہ میرا دعویٰ ہے کہ وہ عام لوگوں سے مختلف نہیں ہیں لیکن یہاں بھی ان کا تصور اقتدار ہی تھا یعنی اقتدار کے حصول کے لئے انہوں نے طاقت حاصل کی اور اپنے آپ کو منوا کر عام لوگوں سے برتر ثابت ہو گئے۔ یہ عمل کیسے ہوا جواب دے گا؟"

"میں بالکل جواب نہیں دے سکتا کیونکہ تیری بڑی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"میں بتاتی ہوں تجھے' یہ عمل یوں ہوا عظیم تھوران کہ انہوں نے عقل استعمال کی گویا عقل کا جادو' تمام قسم کے جادوؤں سے برتر ہے اور گارتھا کے پاس عقل کا جادو ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اسے تیرا تعاون حاصل ہو۔"

"تو میرے ہاتھ میں ایک خنجر دے اور مجھ سے یہ کہے کہ میں اپنا گلا کاٹ لوں اور ایک لمحہ دیر ہو جائے تو مجھ پر اعتماد نہ کرنا لیکن اس سے پہلے اعتماد کرنا ازحد ضروری ہے۔"

"گویا تو یہ کہتا ہے تھوران کہ میری باتوں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرے گا۔"

"بالکل عمل کروں گا۔"

"تو پھر یہ کام میرے سپرد کر دے۔"

"میں نے کر دیا مجھے صرف اپنے احکامات دے اور اس پر عمل کیا جائے گا۔"

"ذرا غور کر کے بتا کہ تیرے ساتھیوں میں جو جنگجو ہیں اور جو تیرے ایسے وفادار ہیں جو اسی طرح تیری بات پر تیرے کہنے پر گلا کاٹ سکتے ہیں جس طرح تو نے مجھ سے کہا کیا ایسا کوئی نام تیرے ذہن میں ہے؟"

"یوں تو بہت سے نام میرے علم میں ہیں میرے بہت سے ساتھی ہیں اور یہ وہ ہیں جنہوں نے مجھے یہاں کا سردار بنایا لیکن دو افراد ایسے ہیں جنہیں مٹی کا پتلا کہہ سکتی ہے یعنی میں انہیں جہاں چاہوں اٹھا کر رکھ دوں وہ صرف میری زبان سے سوچتے ہیں۔ وہ صرف میری زبان پر جیتے ہیں وہ کرتے ہیں جو میں چاہوں۔"

"کون ہیں وہ؟"

"ان میں سے ایک کا نام ہوڈن ہے اور دوسرے کا فورال۔"

"کیا یہ طاقتور ہیں؟"

"سرزمین شتنا کے طاقتور ترین لوگ ہیں ان کے تحت ساٹھ ساٹھ آدمی ہیں اور یہ آدمی ان کے احکامات پر اسی طرح عمل کرتے ہیں جس طرح وہ میرے احکامات پر۔"

"اگر ان سے کہا جائے کہ فلاں شخص کو قتل کر دو تو کیا یہ اعتراض کریں گے؟"

"نہیں' تیرے منہ سے اس شخص کا نام نکلے اور لفظ قتل نکل جائے تو یوں سمجھ لے ان کی لاشیں تیرے پاس پہنچ

جائیں گی۔"

"بے رحم ہیں؟"

"انتہائی بے رحم وہ دو افراد سوا فراد پر بھاری ہیں۔"

"یہ تو نہایت عمدہ بات ہے اور یقینی طور پر اب یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ قابل اعتماد ہوں گے اچھا خیر چھوڑ تو یوں کر کہ ہوڈن اور فورال کو مجھ سے ملا دے اور انہیں حکم دے کہ میں جو کچھ کہوں وہی کریں۔"

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہو جائے گا۔"

"بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی تھوران اور بھی کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں تجھ سے۔ کیا ششتا میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو بڑی حیثیت رکھتے ہوں اور لوگ ان کی باتیں مانتے ہوں؟"

"ایسے بھی بہت سے افراد ہیں جو معزز ترین تصور کئے جاتے ہیں اور بے شمار سرکش جوان صرف ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔"

"ان کے نام بھی بتا مجھے؟" گارتھا خوشی سے مسکراتی ہوئی بولی۔

"گنتی گنی جا سکتی ہے ان کے ناموں کی لیکن اس میں بھی تو تین ناموں کو سرفہرست رکھ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر میں ششتا کا سردار نہ ہوتا تو انہی میں سے کوئی سرداری کے منصب پر فائز ہوتا۔"

"کیا نام ہیں ان کے؟"

"ایکان کورن اور ناویل۔"

"کیا حیثیت ہے ان کی؟" گارتھا نے پوچھا اور تھوران اسے ان کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ گارتھا ورتھا غور سے سنتی رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"ان کے اولادوں کے بارے میں بتا۔ خاص طور سے ان کی جوان لڑکیوں کے بارے میں۔"

"ایکان کی دونوں بیٹیاں حسن و جمال میں یکتا ہیں۔ کورن کی ایک جوان بیٹی اور آٹھ بیٹے ہیں۔"

"پرجوش ہیں یا ڈھیلے ڈھالے ہیں؟"

"پرجوش ہیں۔"

"آخر میں رہ گیا ناویل سو اس کی بھی دو جوان بیٹیاں ہیں۔"

"بہت خوب۔"

"مگر یہ کیوں پوچھا تم نے؟"

"نہیں، تھوران تو نے وعدہ کیا ہے۔ تو نے اعتماد کیا ہے مجھ پر اب یہ سب کچھ مجھے کرنے دے۔"

"میں نے تو بس یونہی پوچھ لیا تھا ورنہ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔" تھوران نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ٹھیک ہے ہوڈن اور فورال کو میرے پاس لے آ۔" گارتھا بولی اور تھوران نے گردن ہلا دی۔

*

شیلون کی مسرتوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ سینڈرا نے بھی حد کر دی تھی۔ خود کو لٹانے پر آئی تو ایسا لٹایا کہ خود کچھ نہ رہی اور یہ بھی سچ تھا کہ گارتھا اس کے سامنے کیا تھی۔ یوگا کی مشقوں نے گارتھا کو مصنوعی حسن بخشا تھا اور سینڈرا کومل اور نوشگفتہ تھی۔ شیلون اپنے منہ سے بول اٹھا۔

"میں تردانہ کا سب سے بڑا انسان ہوں۔"

"مگر کیسے؟"

"اس طرح کہ تو مجھے حاصل ہے تیرا پیار مجھے حاصل ہے۔"

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ مگر تیرے خیال میں گارتھا مجھ سے زیادہ حسین ہے۔"

"تجھ سے دل کی بات کرتا ہوں اگر سچ لگے تو یقین کر لینا۔ میں تھوران کا خیال کرتا ہوں اور کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا جو تھوران کی پسند کے خلاف ہو۔ حقیقت یہ ہے اس عورت کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ خود کو سجانا جانتی ہے اور اس کی ادائیں ایسی ہیں جیسے وہ دنیا میں سب کچھ دیکھ چکی ہو۔ وہ یہ جانتی ہو کہ مردوں کو کیسے لبھایا جاتا ہے۔ جبکہ تو کچی کلی ہے میں تجھ سے بہت زیادہ گفتگو نہیں کروں گا اس بارے میں۔ اول تو تو جھوٹ سمجھے گی سینڈرا۔ دوسری بات یہ کہ اس سے کچھ اور انکشافات ہوتے ہیں لیکن یہ ایک بڑی سچائی ہے کہ اگر تھوران کو تیری حقیقتیں معلوم ہو جائیں تو وہ گارتھا کو ٹھکرا کر تیری جانب رجوع ہو جاتا۔ یہ بہت بڑی سچائی ہے۔"

"یعنی تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں گارتھا سے زیادہ حسین ہوں۔"

"تیرا اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ تو اس سے ہزاروں گنا زیادہ خوبصورت ہے۔"

"آہ میں خوش ہوں۔ مجھے سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ تو مجھے پسند کرتا ہے باقی اور کچھ نہیں چاہئے مجھے۔ نہ مجھے سردار کی قربت پسند نہ کسی اور کی بس تو میرا ساتھی ہے۔" شیلون مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔

"لیکن افسوس ہے مجھے کہ میں سردار نہیں ہوں ورنہ

درحقیقت تجھے ایک سردار کی بیوی کی حیثیت سے اپنے پاس رکھتا۔"

"کیا تو مجھے اس دنیا میں کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ شیلون۔"

"میری زندگی مجھ سے مانگ کر تو دیکھ اب اتنا بے حقیقت بھی نہیں ہوں میں۔"

"میں سوچتی ہوں کہ اگر تو میری اس آرزو کو پورا نہ کر سکا تو خواہ مخواہ مجھے افسوس ہوگا۔"

"نہیں تو مجھ سے کہہ کر تو دیکھ میں اپنی بساط سے آگے بڑھ کر کام کروں گا اور تیری وہ آرزو پوری کر دوں گا۔"

"بیرن کے بارے میں۔"

"ہاں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ اسے قیدی بنا دیا گیا ہے۔"

"کہاں ہے وہ۔ زندہ ہے؟"

"ہاں زندہ ہے۔ قید خانے میں ہے۔"

"یہ قید خانہ یہاں سے کتنی دور ہے۔"

"کافی فاصلہ ہے۔ کیوں؟"

"میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اوہو اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر۔"

"کچھ اور نہیں۔ بس میں اس سے ملنا چاہتی ہوں تو جانتا ہے شیلون کہ مجھے اپنے باپ سے نفرت ہے بے پناہ نفرت۔"

"کیا۔۔۔؟ شیلون اچھل پڑا۔

"ہاں میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔"

"اپنے باپ سے۔"

"ہاں۔"

"مگر۔۔۔ تو میرا مطلب ہے یہ کیسے ہو گیا۔"

"ہو گیا ہے شیلون ہو گیا ہے۔"

مگر کیوں؟"

"مجھے اس سے کچھ گفتگو کرنی ہے۔ درحقیقت اس نے مجھے آج تک اس طرح پوشیدہ رکھا ہے جیسے کوئی اپنا قیمتی مال چھپا کر رکھتا ہے۔ مجھے زندگی کی لطافتوں سے بالکل ہمکنار نہیں ہونے دیا گیا۔ میں ایک الگ تھلگ زندگی گزارتی رہی اور جب مجھے تیری تحویل میں دینے کا فیصلہ کیا جا رہا تھا تو میرے باپ نے مجھ سے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر شیلون تجھ پر برتری قائم کرنے کی کوشش کرے تو اسے ہلاک کر دینا۔ آج میں سوچتی ہوں کہ اگر میں اس کی بات مان لیتی تو شیلون مجھے تیری محبت کیسے حاصل ہوتی۔ بس ایک بار میری آرزو ہے کہ ایک بار مجھے اس کے سامنے لے جا۔ اگر میں غلط کہوں تو تجھے اختیار ہوگا کہ وہیں مجھے ہلاک کر دے۔"

"تو بار بار ایسی باتیں کرتی ہے۔ سینڈرا میں تیرے ہاتھوں ہزار بار ہلاک ہونے کے لئے تیار ہوں۔"

"مگر سن کسی اور کو اس بارے میں نہ بتانا ورنہ میری یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی۔"

"کیوں نہیں۔ جیسا تو کہے گی میں ویسا ہی کروں گا۔"

"تو پھر کب مجھے میرے باپ کے پاس لے جا رہا ہے۔"

"بہت کم انتظار کرنا پڑے گا تجھے۔ تیری یہ آرزو پوری کرنا یوں سمجھ لے مجھ پر اسی لمحے فرض ہو گیا ہے۔" سینڈرا نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی تھی۔

*

شعبان کے دن اور رات گزرتے رہے۔ جادوگروں کی آبادی اب اتنی قریب بھی نہیں تھی کہ وہ پلک جھپکتے وہاں پہنچتے اور پھر ساتھ میں بوڑھا سواس بھی تھا جو زاویوں کے جادو کے سوا اور کچھ نہیں جانتا تھا۔ زاویوں کا جادو نگاہوں سے پوشیدہ تو کر سکتا تھا لیکن اس سے آگے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ سفر کرتے رہے اور جب بھی کبھی انہیں دور سے انسانوں کے غول نظر آتے کوئی ایسی آبادی جہاں ششتا کے لوگ ہوں یا جادوگروں کے وہ ہرکارے جو سبز لباس میں ملبوس ہوتے تھے اور جن کا احترام فرض ہوتا تھا جب بھی ایسے لوگ نظر آتے یہ دونوں خود کو زاویوں میں پوشیدہ کر لیتے اور بعض اوقات تو انتہائی دلچسپ واقعات پیش آتے۔ وہ ایسے کہ اچانک ہی کسی ٹیلے کے عقب سے کوئی برآمد ہوتا اور ان کے قریب سے گزر جاتا۔ یہ ضرورت کی چیزیں حاصل کر لیتے اور لوگ تلاش کرتے رہ جاتے۔ اس طرح خود سواس کو بھی لطف آ رہا تھا اس نے کہا۔

"جوان اگر تو میرے ساتھ نہ ہوتا تو سچی بات یہ ہے کہ یہ لطف ادھورا رہ جاتا۔"

"مگر جادوگروں کی آبادی آخر کتنے فاصلے پر ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں اب بہت زیادہ سفر باقی نہیں رہ گیا۔ وہ جو چوٹیاں نظر آ رہی ہیں تجھے پہاڑی ٹیلوں کی جن پر برف چمک رہی ہے بس ان کے عقب سے جادوگروں کا ٹھکانہ شروع ہو جاتا ہے۔"

"کیا ان کی باقاعدہ آبادی ہے؟"

"ہاں، انہوں نے بہت خوبصورت مکانات بنا رکھے ہیں

اپنے لئے۔ لیکن یہ سب جادو کا عمل ہے۔ تو دیکھے گا تو حیران رہ جائے گا۔ انہوں نے پہاڑی ٹیلوں کو مختلف شکلوں میں تراش لیا ہے اور انہی ٹیلوں کے درمیان وہ لوگ رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ ہر ٹیلہ ایک خوبصورت طرز تعمیر کا نمونہ ہوتا ہے۔ شعبان کو دلچسپی پیدا ہو گئی اور اس رات جب بہت دیر تک گفتگو کرنے کے بعد سواس گہری نیند سو گیا تو شعبان نے زاویوں کو تلاش کیا گو چاند کی روشنی زمین پر اتری ہوئی تھی لیکن زاویوں کی بھلا قید کہاں ہوتی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو نگاہوں سے او جھل کیا اور سواس کے پاس سے کافی آگے نکل آیا۔ اب اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو چکی تھی کہ وہ جلد از جلد جادو گروں کی آبادی دیکھ لے سواس نے اپنے آپ کو ہواؤں کے حوالے کر دیا اور کئی لمبی لمبی چھلانگیں لگانے کے بعد فضا میں بلند ہو گیا لیکن اس انداز میں کہ اب اس کا جسم نگاہوں سے او جھل ہو گیا تھا اور اس کا ہلکا بدن فضاؤں کے دوش پر سفر کر رہا تھا اور اس کا رخ اختیار کرنا بھلا کون سا مشکل کام تھا۔

چنانچہ وہ برق رفتاری سے ان پہاڑی ٹیلوں کی جانب بڑھنے لگا جن کی نشاندہی سواس نے کی تھی۔ البتہ اس کا ذہن سوچوں کا مسکن بنا ہوا تھا۔ بہت احتیاط سے کام لینا تھا اسے۔ جادو گروں کے بارے میں اسے مکمل تفصیلات معلوم نہیں تھیں کہ ان کا جادو کون کون سا ہے۔ صرف چند جادو گروں کے بارے میں اس نے سنا تھا جیسے روشنی کے جادو گر وغیرہ۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے وہاں ہواؤں کے جادو گر بھی ہوں۔ زاویوں اور عکس کے جادو گر بھی ہوں ظاہر ہے ان لوگوں نے اپنی برتری بلاوجہ تو قائم نہیں کی ہو گی۔ ہو سکتا ہے انہوں نے اس جادو گری کا توڑ دریافت کر لیا ہو گا۔ یعنی وہ جو ہوا کے دوش پر سفر کر رہا ہے اس طرح ہواؤں سے نیچے گرایا جائے کہ اس کی ہڈی پسلی برابر ہو جائے یا وہ جو زاویوں میں پوشیدہ ہے اس طرح سامنے لایا جائے کہ وہ خود حیران رہ جائے۔

غرض یہ تمام باتیں شعبان کے ذہن میں تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ چالاکی بھی جو در حقیقت دوسری دنیا کی سب سے اہم چیز تھی۔ یعنی اپنے آپ کو ان تمام چیزوں کے لئے پہلے سے تیار رکھنا اور اس کے بعد اپنے تحفظ کا انتظام کرنا۔ اس کے لئے اس نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ پہلے جب وہ زمین سے زیادہ بلند ہو گیا تھا وہ طریقہ ترک کر کے نیچے آ گیا۔ زمین پر قدم بڑھا کر چلنے کا مطلب یہ تھا کہ رفتار سست ہو جائے لیکن ہوائیں تو بہت قریب ہوتی ہیں۔ ہر جگہ ہر لمحہ موجود۔

اب وہ زمین سے اتنا اونچا تھا کہ اگر کسی طرح کسی ہوا کے جادو گر کے علم میں آ جائے اور اس کے پاس اس کی جادو گری کا توڑ ہو تو زمین پر گرنے کے باوجود اس کے جسم کو چوٹ نہ لگے لیکن جب پہاڑوں کی چوٹیوں کے کچھ فاصلے پر پہنچا تو پھر تو بلند ہونا ہی پڑا اور جب چوٹیوں کو عبور کرنا پڑا اس نے دوسری جانب کی دنیا دیکھی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں بلاشبہ ایک طلسمی دنیا آباد تھی اور یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ یہ خطہ غالباً" تردانہ کے تمام خطوں سے زیادہ حسین تھا۔ کیوں نہ ہوتا وہاں جادو گروں کی جادو گری جو تھی۔ تا حد نگاہ سرسبز و شاداب باغ پھیلے ہوئے تھے درختوں میں پھل اس کثرت سے آئے ہوئے تھے کہ اس کی انتہا نہ ہو۔ اتنا صاف ستھرا ماحول تھا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہاں روشنی کا اس طرح انتظام کیا گیا تھا کہ حیرانی ہوتی تھی۔ رات کی تاریکی میں وہاں ایک عجیب و غریب شے روشن تھی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ لیکن بغور دیکھنے سے یوں لگتا تھا جیسے بجلی ہی کا کرشمہ ہو حالانکہ وہ بجلی نہیں تھی اور اس کا شعبان نے تجزیہ انہیں روشن چیزوں کے پاس جا کے کیا۔

در حقیقت یہ روشنی کی جادو گری تھی۔ سورج اور چاند کی شعاعوں کو ایک ایسے پتھر پر قید کیا گیا تھا جس میں غالباً" شعاعوں کو جذب کرنے کی صلاحیت تھی اور اس طرح اس پتھر کو ایسی جگہ نصب کر دیا گیا تھا کہ وہ وہاں روشنی پھیلاتا رہے۔ یہ حیران کن طریقہ کار تھا۔ نجانے یہ کونسا پتھر ہے۔ شعبان نے پتھروں کا جادو بھی سیکھا تھا اور آواز کی جادو گری میں اس نے پتھروں کا استعمال کیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ پتھر بھی سمندر کی گہرائیوں سے لائے گئے ہوں لیکن اس کے پاس ایک اور علم آیا تھا۔ یعنی پتھروں میں ایسی روشنی جذب کی جا سکتی ہے جو بعد میں اس طرح روشن رہے کہ رات کو دن میں تبدیل کر دے اور جادو گروں کی اس طلسمی بستی میں ایسے پتھروں کو کثرت سے استعمال کیا گیا تھا۔ چنانچہ جگہ جگہ مدھم مدھم روشنیوں کے کنول بکھرے ہوئے تھے اور ان روشنیوں میں وہ پہاڑی ٹیلے نظر آ رہے تھے جنہیں سواس کے انکشافات کے مطابق تراش کر رہائش گاہوں کی شکل دے دی گئی تھی اور کیا ہی عجیب و غریب تھا یہ منظر بھی۔

زمانہ قدیم میں مصری اور اہرام لوگوں کے لئے باعث حیرت بنے ہوئے تھے۔ لیکن اگر ان مکانات کو دیکھ لیا جاتا تو حیرت کدہ اسے کہا جاتا اور یقینی طور پر ان کی ساخت اہرام

مصر سے کہیں زیادہ حسین اور بلند و بالا تھی۔ یعنی پورے پورے پہاڑوں کو اوپر سے نیچے تک اس طرح تراشا گیا تھا کہ وہ ایک باقاعدہ رہائش گاہ معلوم ہوں اور ان کے اندر نجانے کیا کیا لوازمات سجائے گئے ہوں گے۔ یہ تو ابھی اندر سے دیکھنے کی بات تھی۔

بیرونی منظر جو شعبان نے دیکھا تھا اسی نے اسے حیران و پریشان کر دیا تھا۔ ایک محدود جگہ رک کر وہ دیر تک اس منظر کا جائزہ لیتا رہا۔ اس طلسمی زندگی میں پوری طرح رونق ہی رونق تھی۔ سبز لباسوں میں ملبوس وہ لوگ جن کے بارے میں شعبان کو علم ہو چکا تھا کہ جادو گروں کے ہرکارے ہیں جگہ جگہ پھر رہے تھے۔ حسین و جمیل عورتیں انتہائی خوبصورت لباسوں میں ملبوس ان کے ہمراہ تھیں۔ جگہ جگہ سے قہقہے ابل رہے تھے۔ حالانکہ یہ رات کا منظر تھا۔ لیکن رات کو دن کی روشنی میں تبدیل کر دینا ان کے لیئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے وہ رات کو ہی رنگ رلیاں مناتے ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ بھی جادو گروں کا کوئی کھیل ہو۔ شاداب درختوں کے پاس پہنچ کر شعبان نے ان پھلوں کو بھی دیکھا تھا اور یہ پھل بھی بہت حسین و لذیز معلوم ہوتے تھے ان کی خوشبو فضا میں چکرا رہی تھی۔ آہ اگر اس حیرت کدے کو دنیا کی آنکھ دیکھ لے تو نجانے اس پر کیا اثر ہو۔ اسے ایک کہانی کا رنگ تو دیا جا سکتا ہے لیکن حقیقت کی آنکھ سے اگر دیکھا جائے تو ناقابل یقین حد تک خوبصورت جگہ تھی۔

شعبان نے دل میں حسرت کی ایک لہر بیدار ہو گئی۔ ہو سکتا ہے یہیں کہیں سلانوسیہ بھی ہو۔ سلانوسیہ وقت۔ اس کی منزل اس کی پسند۔ اس کا پیار اس کی آرزو۔ اور اب یہ سب کچھ کہنے میں شعبان کو کوئی دقت نہیں محسوس ہوتی تھی۔ یہ ایک سچائی تھی کہ وہ اس حسین و جمیل لڑکی سے عشق کرتا تھا جس کی تصویر اس نے سمندروں سے پائی تھی۔ کچھ اور آگے بڑھا اور اس طلسم کدے کی رنگ رلیاں دیکھنے لگا۔ جدھر نظر جاتی تھی زندگی سے سرشار لوگ نظر آتے تھے۔ اپنے محبوب کے ساتھ زندگی کی تمام دلچسپیوں میں مصروف۔ حسین عورتیں ان کی ساتھی ہوتی تھیں۔ کہیں رقص کی محفل بھی جمی ہوئی تھی۔ خوبصورت ساز نغمہ باری کر رہے تھے اور ان کے درمیان حسین جسم تھرک رہے تھے۔ اس وادی کو دیکھ کر یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ تردانہ کی سرزمین کا کوئی حصہ ہے۔ اس سے الگ تھلگ ایک اجنبی جگہ محسوس ہوتی تھی۔

حسن و جمال کے پیکر رقصاں رہے۔ اور شعبان کا جی بے اختیار چاہنے لگا کہ وہ سلانوسیہ کی تلاش میں سرگرداں ہو جائے۔ اور کسی طرح اسے پا لے اس وقت جو بے اختیاری اس پر طاری ہوئی تھی اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا حالانکہ دنیا کی حسین ترین لڑکیوں نے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی تھی شاید وہ کسی سے متاثر ہو جاتا مگر اس حسین تصویر نے اس کے دل میں ایسی جگہ بنائی تھی کہ پھر کوئی اور گنجائش باقی نہ رہی۔ شعبان کو اچانک ہی سواس یاد آیا۔ اور وہ چونک پڑا۔ سواس اگر جاگا تو پریشان ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ اس کی تلاش میں کوئی ایسا قدم اٹھا دے جو اس کے لئے نقصان دہ ہو جائے۔ چنانچہ واپسی مناسب ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے سواس کے ساتھ یہاں آئے گا تو اس کے بعد سلانوسیہ کو تلاش بھی کرے گا۔ کیونکہ اس نے سواس کو دل کی بات بتا دی تھی اور سواس یہ جانتا تھا کہ نوجوان شعبان سلانوسیہ سے متاثر ہے۔ چنانچہ اس نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ جو فاصلہ پیدل بہت طویل عرصے میں طے ہو سکتا تھا وہ ہواؤں کے دوش پر آن کی آن میں طے ہو گیا اور اس نے سواس کو اسی طرح سوتے ہوئے پایا۔ اس نے ماحول میں ایسی دلکشی تھی کہ کوئی بھی نوجوان وہاں سے واپس آنے کا ارادہ بھی نہ کر سکے۔ لیکن ذمہ داری بھی کوئی چیز ہوتی ہے شعبان کو سواس کی وجہ سے واپس آنا پڑا تھا۔ اور یہاں آ کر اسے اطمینان ہوا تھا کہ سواس جاگا نہیں ہے۔ ایک ٹھنڈی سانس لے کر وہ بھی وہیں دراز ہو گیا۔

جہاں سواس کے ساتھ دراز ہوا تھا۔ اور جہاں کے بارے میں سواس جانتا تھا کہ وہ یہاں موجود ہے پھر روشنی کی کرنیں پھوٹیں اور سواس جاگ گیا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے شعبان کو دیکھا جو گہری نیند سو رہا تھا۔ اور پھر اس نے اس نوجوان کو جگا دیا۔ اس کی آنکھوں میں محبت کے آثار تھے۔ کہنے لگا۔

"معاف کرنا میرے بچے۔ اصولی طور پر مجھے تمہیں سوتے رہنا دینا چاہیے تھا۔ لیکن ہم ان لوگوں کی سرزمین پر ہیں جن کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب کہاں پہنچ جائیں چنانچہ ہمیں محتاط رہنا پڑے گا۔ میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ کہ تمہیں جگا دیا۔ لیکن یہ ضروری تھا۔

"نہیں معزز سواس ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں تو خود اس بات پر حیران ہوں کہ اتنی دیر کیوں سویا۔ جبکہ یہ جگہ در حقیقت محتاط رہنے کے لیئے ہے۔ بہرحال ہمیں احتیاط تو کرنی ہی چاہیے پتہ نہیں کس وقت کون اس طرف آ نکلے

اور ہمیں اس کی ذات سے نقصان پہنچ جائے۔"

"میرا بھی یہی مقصد تھا اور اسی لیئے میں نے تمہیں جگا دیا۔ براہ کرم محسوس نہ کرنا۔"

"بالکل نہیں میرے معزز استاد۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بھلا اس میں محسوس کرنے کی کیا بات ہے۔ شعبان نے کہا اور اس کے بعد سواس وادی طلسم کے بارے میں تفصیلی گفتگو کرنے لگا۔ اور شعبان دل ہی دل میں مسکرانے لگا کہ جو کہانی معزز استاد اسے سنا رہا ہے اسے وہ اپنی آنکھوں سے بہت پہلے دیکھ چکا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں تذکرہ کرنا کسی طور مناسب نہیں تھا اور شعبان نے اس طرح اس حیرت کدے کی کہانی سنی جیسے درحقیقت اس کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔" پھر وہ کہنے لگا۔

"بہت ضروری باتیں ہیں یہ شعبان۔ اور ہمیں اس پر غور کرلینا ہے۔ دراصل جادوگروں کی اس بستی میں ہمیں کوئی بھی لمحہ خوف کا لمحہ تصور کرنا پڑ جائے گا۔ کیونکہ ان کے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ اور وہ اپنے دشمنوں کے بارے میں عام لوگوں سے زیادہ باخبر رہتے ہیں۔ کیونکہ مجرمانہ ذہنیت کے حامل ہیں۔ اس لیئے ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا کہ احتیاط کا دامن کسی شکل میں ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ لیکن بہتر ہے کہ اب ہم اس جانب سفر کریں۔"

"شعبان نے دن کی روشنی میں ایک بار پھر سفر اختیار کیا اور اس بار سواس بھی خاصی تیز رفتاری سے یہ سفر کر رہا تھا اور دونوں پوری طرح محتاط تھے۔ پھر دن کی روشنی میں پہاڑوں کی چوٹیاں طے کرنے کے بعد شعبان نے اس طرف کا منظر دیکھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں راتیں جاگتی ہوں اور دن سوتے ہوں۔ اس وقت وہاں مکمل طور پر خاموشی طاری تھی اور وہ لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے۔

شعبان کو یہ سب بہت عجیب محسوس ہوا۔ جادوگروں نے درحقیقت اپنی دنیا بالکل ہی الگ بسائی ہوئی ہے۔ اور صحیح معنوں میں وادی تروانہ میں عیش و عشرت کی زندگی ان کے نام لکھ دی گئی ہے جبکہ دوسرے لوگوں کو یہ زندگی میسر نہیں تھی شعبان سواس سے ان تمام چیزوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کرتا رہا اور سواس بڑی تفصیل سے اسے بتاتا رہا کہ جادوگر کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔

غرض یہ کہ یہ وقت خاصہ دلچسپ اور معلوماتی گزرا اور شعبان کو وہ باتیں بھی معلوم ہوئیں جو درحقیقت کسی استاد کے بغیر معلوم ہونا ممکن نہیں تھیں۔ تب اس نے اپنی پسند کا پہلا سوال کیا۔

"معزز استاد سلانوبیہ کیا انہی مکانات میں سے کسی ایک میں ہو سکتی ہے؟"

"بالکل نہیں۔ وہ تو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔"

"کتنے فاصلے پر۔" شعبان نے چونک کر پوچھا۔

"وہ جو پہاڑی ٹیلے نظر آتے ہیں جو اس وقت بھی دھند میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہاں سلانوبیہ کا مسکن ہے۔"

"کیا وہ جگہ یہاں سے زیادہ خوبصورت ہے؟"

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا اس لیئے اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا۔" سواس نے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔ بہت جلد اس جگہ کو دیکھ لیں گے۔"

"کیا تو وہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟"

"یہاں آنے کا مقصد اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ معزز سواس کہ میں سلانوبیہ کو بھی دیکھوں اور پھر ہمارے دوسرے معاملات سے تو تم واقف ہی ہو۔ ظاہر ہے ہمیں وہ بھی دیکھنا ہے اور یہاں ان جادوگروں کی بستی میں ان کا عمل بھی۔"

"یہی میں کہہ رہا تھا کہ شاید تو نے یہاں رکنے کے بعد کچھ باتوں کو نظرانداز کر دیا ہے شعبان مسکرا دیا اور بولا۔"

"نہیں میرے استاد۔ میرے محترم استاد بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ جو چیز ہمارا مقصد حیات ہو اسے نظرانداز کر کے دوسری باتوں کے بارے میں سوچا جائے۔ سواس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

گارتھا نے ہوڈن اور فورال کو دیکھا۔ ہوڈن پستہ قامت تھا اور فورال انتہائی طویل القامت۔ گارتھا کو ایک نگاہ میں اندازہ ہو گیا کہ ہوڈن انتہائی چالاک اور شاطر آدمی ہے جبکہ فورال صرف جنگجو اور خونخوار شخص۔ بہرحال دونوں کے بارے میں تھوران نے جو کچھ بتایا تھا وہ گارتھا کے ذہن میں تھا اس نے انہیں عزت اور احترام سے اپنے سامنے بٹھایا اور دونوں اس احترام سے خوش ہو گئے فورال نے کہا۔

"سچ بات یہ ہے کہ تو اس وقت ختنا کی خاتون اول ہے تیرا احترام ہم سب پر واجب ہے لیکن تو عزت دینا جانتی ہے اور جو عزت دینا جانتے ہیں ان کی عزت کرنا بھی فرض ہے۔ ہم تیرے اس احترام کے بے حد شکرگزار ہیں اور تجھے یہ

اطمینان دلاتے ہیں کہ تیرا حکم ہمارے لئے اول اور آخر ہوگا۔"

"تمہارا بے حد شکریہ دراصل میں اجنبی دنیا کی انسان ہوں اور اسی دنیا کی کہانیاں لے کر آئی ہوں یہاں، لیکن یہاں جو کچھ میں کرنا چاہتی ہوں اس کے لئے مجھے تھوران نے بتایا ہے کہ تم سے بہتر انسان اور کوئی نہیں ہے۔"

"تھوران ہم پر اعتماد کرتا ہے ہم اس کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتے ہیں۔"

"مجھے یہ بھی بتایا ہے تھوران نے کہ تم دو نہیں بلکہ ایک سو بائیس ہو۔" اس بات پر وہ دونوں ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے اور ہوڈن نے فوراً "ہی کہا۔

"آپ کا کہنا درست ہے خاتون اول۔"

"تم مجھے گارتھا کہہ سکتے ہو۔"

"یہ ہماری گستاخی ہوگی۔"

"نہیں میں تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ تم مجھے گارتھا کہو۔"

"خاتون گارتھا ہمیں حکم دیجئے ہمیں کیوں بلایا گیا ہے؟"

"بات اتنی مختصر نہیں ہے فورال تم لوگ اطمینان سے بیٹھو افسوس یہاں خاطرمدارات کا رواج نہیں ہے۔ ورنہ میں تمہاری خاطرمدارت بھی کرتی۔"

"آپ نے جس لہجے میں ہمیں مخاطب کیا جو عزت اور جو مقام دیا اس سے بڑی مدارات اور کوئی نہیں ہو سکتی ایک بار پھر آپ کا بے حد شکریہ۔"

"میں سب سے پہلے تم سے ختنا کے بارے میں کچھ سوالات کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے سویرا کی بات نہیں کی بلکہ ختنا کا ذکر کیا ہے اور ختنا ہی کی کہانیاں میں سننا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے ہم آپ کو ختنا کے بارے میں جتنا جانتے ہیں اتنا ضرور بتائیں گے۔"

"ختنا کی سرزمین کے بارے میں معلومات حاصل کر کے میں یہاں کچھ ایسی تبدیلیاں لانا چاہتی ہوں جن کے بارے میں سب سے پہلے تم سے معذرت کراوں کہ ہو سکتا ہے تمہیں پسند نہ آئیں۔" دونوں نے گردنیں خم کیں اور دونوں ہی بیک وقت بولے۔

"ہمیں صرف وہ بات پسند آتی ہے جو تھوران کو پسند ہو اور اگر تھوران نے یہ کہا کہ ہم گارتھا سے ملاقات کریں اور ہر وہ کام کریں جو گارتھا کا حکم ہو تو یہ حکم تھوران ہی کا ہوگا اور گارتھا ہم اس سے آگے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

"ہوں، ٹھیک ہے تو میں تم سے سوالات کرتی ہوں تم ان کے جوابات دو۔"

"ضرور۔"

"کیا تم جادوگروں سے خوفزدہ ہو؟"

"ہم جادوگروں سے خوفزدہ نہیں ہیں لیکن اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمارے اور تھوران کے درمیان کوئی ایسا طلسمی چکر نہ چلا دیں جس سے ہم پر تھوران کی مہربانیاں کم ہو جائیں اگر ہمیں ان سے کوئی خوف ہے تو صرف یہ ہے۔"

"تم براہ راست ان سے نہیں ڈرتے؟"

"بالکل نہیں"

اور تمہارے ساتھ جو افراد ہیں وہ؟"

"وہ اس قدر قابل اطمینان ہیں کہ اگر ہم انہیں ایک قطار بنا کر گڑھے کے سامنے کھڑا کر دیں اور پہلے آدمی سے کہہ دیں کہ وہ گڑھے میں کود جائے تو آخری آدمی تک اس گڑھے میں کود جائے گا۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس گڑھے میں اسے زندگی نہیں ملے گی۔"

"ویری گڈ۔" گارتھا نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں ہی اسے قابل اعتماد نظر آئے تھے۔ پھر اس نے کہا۔ "سنو میں تمہیں اپنے خیالات بتاتی ہوں اور اس کے بعد تم سے اس بارے میں مشورہ کروں گی۔" وہ مدھم لہجے میں فورال اور ہوڈن کو تفصیلات بتانے لگی۔

"دونوں بغور اس کی باتیں سن رہے تھے۔ بار بار ان کی آنکھیں حیرت سے سکڑ جاتی تھیں کبھی کبھی ان کے چہرے جوش سے سرخ ہو جاتے تھے گارتھا ور تھا کافی دیر تک انہیں سرگوشیوں کے انداز میں اپنا مقصد بتاتی رہی اور وہ دونوں ہی بار بار چونک کر حیرت سے کبھی اس کی اور کبھی ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دونوں گارتھا سے بہت متاثر ہو گئے ہوں اس نے انہیں اپنا پورا منصوبہ سمجھایا اس تفصیل میں اس نے اپنی ذہانت کو کار فرما رکھا تھا اور اس انداز میں بات کی تھی کہ وہ وقت سے پہلے کچھ نہ جان سکیں اس کے بعد اس نے اپنی گفتگو ختم کر دی، ہوڈن اور فورال ساکت تھے۔ گارتھا کے خاموش رہنے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک گنگ رہے تھے پھر ہوڈن نے گارتھا کو تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گارتھا تو ذہانت کا پہاڑ ہے میں تیری حقیقت سمجھ رہا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تو نے کہا اس کا مقصد کیا

ہے؟" گارتھا نے مسکراتی نگاہوں سے ہوڈن کو دیکھا اور کہا۔

"اور میں یہ سمجھتی ہوں ہوڈن کہ تم اور فورال میرے لئے اتنے ضروری ہو کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"یہ تیری محبت ہے' ہم اب اس بارے میں تجھ سے کچھ اور سوالات کریں گے۔"

گارتھا کو کم از کم ہوڈن کے بارے میں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ انتہائی ذہین انسان ہے' وہ خود بھی ذہانت کی قدر کرتی تھی اور ذہین لوگ اس کو بہت پسند تھے جبکہ اسے پہلے ہی یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ فورال صرف ایک جنگجو ہے' ذہانت میں وہ ہوڈن کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ ہوڈن کے سوالات کے جواب دینے کے لئے تیار ہو گئی' تھوران نے پہلے ہی اس حقیقت کا انکشاف کر دیا تھا کہ یہ دونوں اس کے انتہائی قابل اعتماد ساتھی ہیں' ہوڈن کہنے لگا۔

"پہلا سوال یہ ہے کہ تو ان کارروائیوں کے پس منظر میں کیا چاہتی ہے؟"

"تمہارے آقا تھوران کی مکمل سربراہی۔"

"اور جادوگروں کا کیا ہوگا؟"

"جادوگر زندہ رہیں گے' سلامت رہیں گے کیونکہ وہ تروانہ کے باشندے ہیں بات اصل میں یہ ہے ہوڈن کہ تھوران میری زندگی کا مالک ہے' اتنا شاندار انسان کہ میں اپنی تمام زندگی اس کے قدموں میں بسر کرنا فخر سمجھتی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ سادہ لوح انسان ہے اور خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتا' ذرا غور تو کرو تروانہ کا سب سے شاندار انسان سب سے دلیر سب سے بہادر اور جادوگروں کا محکوم' اصل میں جادوگروں کو اس کا محکوم ہونا چاہئے لیکن انہوں نے اپنی چالبازیوں سے تھوران کے گرد ایک دائرہ قائم کیا ہوا ہے اور بس بیچارہ تھوران اسی دائرے میں عمل کر سکتا ہے ایسی سرداری تو بے مقصد ہی ہوئی نا جس میں کسی کو اتنا اختیار حاصل نہ ہو اور وہ دوسروں کے احکامات پر چلتا ہو' نہیں میں یہ برداشت نہیں کر سکتی میں چاہتی ہوں کہ جادوگر اپنے مقام پر رہیں وہ صرف ایک مشین کے کل پرزے ہیں۔ اصل چیز دماغ ہوتا ہے اور تھوران کو دماغ کا کردار ادا کرنا چاہئے میرا خیال ہے اس سے زیادہ وضاحت سے تمہارے سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔"

"تو نے ٹھیک کہا' درحقیقت تھوران کو اس کا مقام ملنا چاہئے جو کہ نہیں دیا گیا۔"

"تمہارا دوسرا سوال؟"

"میں سمجھتا ہوں اس ایک سوال سے ہی میرے تمام مقاصد پورے ہو گئے ہیں' میں اپنے آقا تھوران کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اگر ہم ان کاوشوں کا آغاز کریں تو اس کے نتیجے میں ہمارے مالک کو کیا فائدہ ہوگا۔"

"اور تم میری بات سے مطمئن ہو گئے؟"

"مکمل طور پر۔"

"تو پھر اب یہ بتاؤ کہ میری ہدایت کے مطابق کام کا آغاز کب ہو رہا ہے؟"

"ہمیں کچھ سورج کچھ چاند انتظار کرنا ہوگا کیونکہ میں ایسے آدمی تیار کروں گا جو اس عمل کے لئے اچھے ثابت ہوں ایک جگہ کا تعین بھی کیا جائے گا اور ان لوگوں کا انتخاب بھی جو اس سلسلے میں ہمارے چھوٹے چھوٹے شکار ہوں گے اور اس کے بعد بڑے شکاروں پر ہاتھ ڈالا جائے گا کیا تو اس بات سے متفق ہے کہ ہمیں ایسے پھرتیلے اور تیز طرار نوجوان درکار ہوں گے جو اس کام کو برق رفتاری سے کریں اور کسی کو شبے کا موقع نہ دیں۔"

یقیناً "اور میں یہ جانتی ہوں کہ اس میں وقت بھی لگے گا۔" گارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے لئے اور کوئی ہدایت۔"

"صرف یہ کہ اپنا کام مکمل طریقے سے سرانجام دینا کبھی اپنے آپ کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ یقینی طور پر جب یہ سب کچھ ہوگا تو سردار تھوران کو اپنے آدمی گردش میں لانے پڑیں گے اور وہ معلومات حاصل کریں گے تم بھی ان میں شامل ہو گے' کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ حقیقت کیا ہے۔"

"ایسا ہی ہوگا عظیم گارتھا' دیکھنا کہ ہم جو کچھ کریں گے تیری خواہش کے مطابق ہی کریں گے گارتھا نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور اس کے بعد ہوڈن اور فورال کو رخصت کر دیا۔ ان لوگوں کے انداز سے وہ مطمئن تھی اور اسے یقین تھا کہ جس کام کا آغاز اس نے کیا ہے یہ دونوں اس کی بہترین تکمیل کریں گے دیر تک وہ مسکراتی رہی اور اپنے دشمنوں کے بارے میں سوچتی رہی' ماضی کی بہت سی کہانیاں اسے یاد آ رہی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ماضی سے اس کے حسین ترین تصورات وابستہ تھے۔

انلی میں اس کا ادارہ نجانے اب کس حال میں ہوگا۔ کروڑوں ڈالر کی دولت بینکوں میں جمع ہے جس کی وہ تنہا مالک تھی لیکن کیا ہی فطرت پائی تھی اس انوکھی عورت نے اتنا سب کچھ کیا لیکن اپنی ذات کے لئے ہمیشہ ہی منفرد رہی

اس نے ہر لمحے کو اپنی پسند کے مطابق بنا لیا' اس معاملے میں ادسٹین ٹریزر نے اسے جس طرح ملوث کیا تھا یہ ایک ناقابل فراموش بات تھی۔ پتا نہیں زندگی کہاں سے کہاں تک پہنچے۔ معلوم نہیں حالات کیا رخ اختیار کریں۔ پتا نہیں اپنی دنیا میں واپس جانا نصیب ہو یا نہ ہو لیکن جو زندگی گزر رہی ہے وہ بھی کیا بری ہے ہنگاموں سے بھرپور شاندار زندگی' گارتھا کو اپنے ماضی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی' وہ صرف حال سے دلچسپی رکھتی تھی اور اس وقت بھی اس کی پسندیدگی کے بہت سے سامان موجود تھے' ایک عظیم آبادی کی سربراہ ہونے کا تصور اس کے ذہن میں بہت بڑی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ تھوران ہے کیا چیز ان لاتعداد انسانوں پر میں حکمرانی کروں گی۔ اس دنیا میں جرم کے راستے پر چلتے ہوئے تھوڑی سی اجارہ داری قائم تو تھی لیکن اس انداز میں کہ بے شمار افراد زندگی کے گاہک بنے رہتے تھے۔ یہاں صرف وہ ہوگا جو میں چاہوں گی۔ آہ یہی تو میرا مقصد ہے۔ شاید اسی کے لئے میں آج تک زندہ رہی ہوں ورنہ کتنے لوگوں نے مجھے زندگی سے دور کرنے کی کوشش کی' کون کون تھا ان میں' وہ ماضی کے ایسے افراد کو یاد کرتی رہی جن سے اس کی بدترین دشمنی رہی تھی اور آہستہ آہستہ اس نے اپنے دشمنوں پر قابو پا لیا تھا۔

تصور کی آخری کڑی یعنی شعبان ایک نرم و نازک اور لطیف شے جس کی لطافتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا جس کے اندر ایک ایسی نامعلوم کشش تھی کہ گارتھا اپنی پسند کے بے شمار مردوں کے ساتھ وقت گزارنے کے باوجود اس کی آرزو مند تھی اور اسے اپنی خلوتوں میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔ پھر اس سے منسلک سینڈرا یاد آئی اور سینڈرا کو یاد کر کے وہ بری طرح چونک پڑی۔ سینڈرا کو اس نے عذاب میں گرفتار کر دیا تھا' پروفیسر بیرن تھوران کا قیدی بن چکا تھا لیکن سینڈرا کا کیا ہوا وہ تو شعبان سے محبت کرتی تھی اب شعبان کے بجائے شیلون کے ساتھ کیسا وقت گزر رہا ہے اس کا ارے ہاں میں نے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں کیا۔ کسی بھی دشمن کو نظر انداز کر دینا وہ حماقت ہوتی ہے جس پر ہمیشہ ہی کف افسوس ملنے پڑتے ہیں۔ ہرچند کہ سینڈرا معمولی سی حیثیت کی مالک ہے لیکن دشمنی تو اس کے دل میں بیدار ہو گئی ہوگی ذرا معلوم تو کیا جائے کہ اس کی کیا کیفیت ہے' اس کے لئے تھوران ہی' بہتر ثابت ہو سکتا تھا۔ ہوڈن اور فورال سے اطمینان بخش گفتگو ہو چکی تھی۔

اس لئے وہ اٹھی اور تھوران کی جانب چل پڑی۔ تھوران اپنی سرداری کے ضروری کام نمٹانے میں مصروف تھا' گارتھا کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے اس کا پرتپاک خیرمقدم کیا۔

"نہیں تھوران' میرا خیال ہے میں غلط وقت پر آ گئی تم اپنے کام سرانجام دو۔"

"اول تو میرے کام ختم ہو چکے ہیں' دوئم یہ کہ تیری آمد کے بعد تیرے علاوہ بھلا مجھے اور کیا یاد رہ سکتا ہے؟"

"تو اتنی محبت کر مجھ سے تھوران کہ میں اس کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں۔"

"آ بیٹھ میرے پاس کیسی رہی تیری ہوڈن اور فورال سے ملاقات؟"

"اطمینان بخش' تو نے ٹھیک کہا تھا تھوران بڑے کام کے آدمی ہیں وہ۔"

"چل تجھے اطمینان ہوا مجھے خوشی ہوئی۔" تھوران نے جواب دیا۔ گارتھا نے کہا۔

"تو نے اپنے بھائی شیلون کی پھر کوئی خبر نہیں لی تھوران؟"

"بھلا شیلون کی میں کیا خبر لیتا وہ مطمئن ہوگا۔"

"بیرن کی بیٹی کو اس کے حوالے کیا ہے تو نے' لڑکی کی مرضی کے خلاف کیا تیرے خیال میں سینڈرا' شیلون کے ساتھ مطمئن ہے۔"

"شیلون نے اس کے بعد مجھ سے کوئی ملاقات نہیں کی' اس کا مطلب ہے کہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جو قابل ذکر ہو۔"

"پھر بھی کم از کم اس کی خیریت تو معلوم کر' میرا خیال ہے کہ خاموشی سے اپنے پاس بلا لے۔"

"تھوران' گارتھا کی ہر بات پر آنکھ بند کر کے عمل کرتا تھا' یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کے پس منظر میں کچھ ہے' فوراً" ہی اس نے دو آدمیوں کو شیلون کی طلبی کے لئے بھیج دیا اور کچھ دیر کے بعد شیلون ان کے قریب پہنچ گیا۔ گارتھا نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور کہنے لگی۔

"تم بڑے ناسپاس ہو شیلون' اتنی حسین لڑکی ہم نے تمہیں بخشی جس کا تعلق اس دنیا سے ہے لیکن بعد میں تم نے ہم سے ملاقات بھی نہیں کی' یہ بھی نہیں بتایا کہ اس کے

ساتھ تمہارا وقت کیسے گزرا۔" شیلون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"میں اپنے بھائی کی معزز بیوی کا شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ فخر بخشا' درحقیقت وہ لڑکی بے حد حسین ہے' بے حد محبت کرنے والی اور ایسی دلکش کہ اس کے بعد دلکشی کا تصور ختم ہو جائے۔" گارتھا کی پیشانی کی لکیریں گہری ہو گئیں' اس نے غور سے شیلون کو دیکھا اور بولی۔

"کیا تو ہم پر طنز کر رہا ہے شیلون؟"

"طنز۔" شیلون حیرت سے بولا۔

"نہیں میرے بھائی کی معزز بیوی' میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی بلکہ اس نے تو میرا پہلا ہی استقبال اتنے پرجوش انداز میں کیا تو میں حیران رہ گیا۔ جبکہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے لئے قاتل ثابت ہو سکتی ہے وہ مجھے ذہنی طور پر کبھی قبول نہیں کرے گی لیکن اس نے تو اس طرح اپنے آپ کو میرے سامنے بچھا دیا کہ میں خود ہی شرمندہ ہو کر اس کی غلامی میں آگیا۔" گارتھا کے اندر اضطراب کی بے شمار لہریں بیدار ہو گئیں لیکن اس نے اظہار نہیں کیا' البتہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اس نے کہا۔

"بیٹھ اور تفصیل سے بتا کہ اس نے تیرا استقبال کیسے کیا؟" شیلون مسکرانے لگا اور پھر اس نے مزے لے لے کر اپنی اور سینڈرا کی کہانی اس کو سنائی' تھوران کو اس گفتگو سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن وہ سنتا رہا غور کرتا رہا۔ شیلون نے گارتھا کو سینڈرا کے بارے میں بہت سی باتیں بتائیں۔

"اور اس کے جواب میں اس نے تجھ سے کچھ طلب کیا؟" گارتھا نے پوچھا۔

"بالکل نہیں قطعی نہیں' ہاں اس نے ایک بار اپنے باپ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور یہ اچھا ہی ہوا کہ تو نے مجھے طلب کر لیا' میں اپنے بھائی سے ان کی اجازت بھی لے لوں۔"

"ہیرن سے ملاقات کرنا چاہتی ہے وہ؟" گارتھا بولی۔

"ہاں۔" وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی اور کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"حرج بھی کیا ہے' اس طرح تیرے تعلقات مزید بہتر ہوں گے۔ وہ جب بھی تجھ سے ہیرن سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کرے تو اسے اس قید خانے تک لے جانا جہاں ہیرن قید ہے اور باپ بیٹی کو ملا دینا۔"

"بہت بہت شکریہ اور میرے بھائی تجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

"جو الفاظ گارتھا کی زبان سے نکلیں سمجھ لے میرا حکم ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

شیلون شکریہ ادا کرنے کے بعد چلا گیا لیکن گارتھا گہری سوچ میں ڈوبی رہی' تھوران اس کے چہرے پر تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا' کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"کیا بات ہے گارتھا تو کسی قدر متفکر ہو گئی۔" گارتھا نے گردن اٹھا کر تھوران کو دیکھا' سوچتی رہی اور پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوران خاموشی سے اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا پھر دوبارہ بولا۔ "ضرور کوئی خاص بات ہے۔"

"ہاں ہے تو۔" گارتھا نے کہا۔

"کیا ایسی کہ مجھے بتانا مناسب نہ ہو۔" تھوران نے کہا اور گارتھا چونک پڑی۔

"اب اس کائنات میں کیا کچھ ایسا ہے جو میں جانوں اور تو نہ جانے۔"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے۔"

"تو پھر تو نے یہ کیوں سوچا؟"

"تیری خاموشی پر۔"

"نہیں۔ میں سینڈرا کے ماضی پر غور کر رہی تھی۔ یہ سوچ رہی تھی کہ یہ لڑکی زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتی ہے۔ اس کا بہت سا وقت میرے سامنے گزرا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"پروفیسر ہیرن' بے شک تیری دنیا کا انسان ہے۔ تھوران میں میں نے اسے ہمیشہ منفرد پایا۔ وہ اپنی بچی سینڈرا کے ساتھ ہی اپنا وقت گزارتا تھا اور۔۔۔ اور۔۔۔" گارتھا خاموش ہوئی تو تھوران نے کہا۔

"اور۔۔۔ کیا؟"

"ہاں۔ وہ اس نوجوان سے عشق بھی کرتی تھی۔"

"کس سے۔۔۔؟"

"سویرا کے شعبان سے۔"

"اوہو' تحسیور کے بیٹے سے۔"

"یہ میں نہیں جانتی۔"

"میں جانتا ہوں۔ مگر ان باتوں سے تیری سوچ کا کیا تعلق ہے؟"

"صرف ایک میری روح صرف ایک کچھ بھی ہے۔ سینڈرا کی ماں اسی دنیا کی باشندہ ہے۔ جہاں مکاری اور عیاری کی حکمرانی ہے۔ یہ چالاکی اسے ورثے میں ملی ہے مجھے

علم ہے کہ میں نے شیلون سے اس کے بارے میں کیا کہا تھا۔ میں نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ سینڈرا سے سختی کر کے اسے حاصل کرے۔ وہ آسانی سے قابو میں نہیں آئے گی مگر اس کی کہانی کچھ اور ہے۔"

"کیا۔۔۔؟"

"یہی کہ اس نے آسانی سے اسے قبول کر لیا۔ یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے پیچھے ضرور کوئی تصور ہے۔ تھوران میری زندگی سینڈرا کے ذہن میں ضرور کوئی سازش ہے۔"

"کیا سازش ہو سکتی ہے۔" تھوران بولا۔

"یہی معلوم کرنا ہے ہمیں۔"

"مگر تو نے تو شیلون کو اجازت دے دی ہے کہ اس کی خواہش پوری کر دے۔ اسے ہیرن کے پاس لے جائے۔ میرے خیال میں اسے خود منع کر دے اور ہدایت کر دے کہ سینڈرا پر کڑی نگاہ رکھے۔"

"کر نے دوں مگر کیوں؟"

"تاکہ وہ ہمارے علم میں آجائے۔ ہم اسے سمجھ لیں۔ جب وہ ہیرن سے ملنے جائے گی تو ہم اس جگہ سے دور نہ ہوں گے' کیا سمجھا؟"

"میری عقل تیرے سامنے کچھ نہیں۔ درحقیقت میں تیری طرح سوچ سکتا۔" تھوران نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔ اور گارتھا شیطانی انداز میں مسکرانے لگی۔

❖

جادوگروں کی اس بستی میں دن بھی کسی طور خراب نہیں تھا۔ بلکہ دن کی تفریحات بالکل الگ ہوتی تھیں۔ شعبان تو ان میں پوری پوری دلچسپی لے رہا تھا لیکن سورس کسی قدر خوفزدہ نظر آتا تھا۔ سب سے پہلے سورس نے اپنے ٹھکانے کی تلاش شروع کر دی۔ اس حسین و جمیل وادی میں جہاں پھلوں اور پھولوں کے باغات اور زمین کے ایک ایک گوشہ کو حسین بنا دیا گیا تھا۔ وہیں چھوٹے چھوٹے ایسے غار بھی موجود تھے جو بکھرے پڑے ہوئے تھے۔ جن غاروں کو اور پہاڑی ٹیلوں کو تراشا نہیں گیا تھا وہ ناقابل استعمال تھے اور یوں تھا کہ جادوگروں کی اس آبادی میں مختلف طبقات کے لوگ رہتے تھے۔ فوقیت جادوگروں کو حاصل تھی۔ باقی سب وہ تھے جو ان کے وفادار غلام تھے۔ سبز پوش جوان کے خاص آدمی ہوا کرتے تھے اور اس کے علاوہ یہاں انتظامات کرنے والے چنانچہ سورس نے ایک ایسا غار تلاش کیا جو اتنا بھدا اور بدنما تھا کہ وہاں یہ نفاست پسند لوگ کسی قیمت پر رہنا پسند نہیں کرتے۔ شعبان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"آہ یہاں تو بڑی بڑی خوبصورت جگہیں ہیں۔ بھلا یہاں اس بدنما غار میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اس میں ایک مصلحت ہے میرے بچے۔"

"کیا مصلحت ہے؟"

اس غار کو کوئی بھی اس قابل نہیں سمجھتا ہو گا کہ اس کی جانب رخ کیا جائے اور جب لوگ اس کی جانب سے غافل ہوں گے تو ہم اس میں محفوظ رہ سکیں گے" شعبان ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"استاد معظم درحقیقت تم ان حالات سے بہت خوفزدہ ہو۔ حالانکہ ہم زادیوں کی آغوش میں محفوظ ہیں۔"

"دیکھو شعبان اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے بیشتر موقع پر خود کو مجھ سے برتر ظاہر کیا ہے لیکن میرے بچے عمر ایک ایسا تجربہ ہوتی ہے جو اپنی ذات میں منفرد ہے اور بعض تجربات صرف عمر ہی دیتی ہے۔ نوجوانی میں وہ کبھی حاصل نہیں ہوتے۔ چند باتوں کو اپنی گرہ میں باندھ لینا۔ وہ یہ کہ اپنے سامنے پڑے ہوئے ذرے سے بھی محتاط رہو۔ کیونکہ وہ ہوا سے اڑ کر تمہاری آنکھ میں پڑ سکتا ہے اور تمہیں تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ یہ سوچ غلط ہے کہ ہر چیز ناکارہ ہوتی ہے۔ ہم جادوگروں سے واقف نہیں کہ وہ کون کون سے جادو حاصل کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہمیں صرف زادیوں پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہئے۔" شعبان نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"استاد معظم میں تم پر اعتراض نہیں کر رہا۔ میں نے تو ایک بات کہی۔"

"یہاں میری ہی درخواست کو قبول کر لو۔ میں تمہارا شکریہ ادا کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" شعبان نے اس غار میں رہنے پر آمادگی ظاہر کر دی اور اس کے بعد وہ زادیوں میں پوشیدہ اس آبادی کا نظارہ کرنے لگے۔

شعبان ایک نگاہ پہلے ہی اسے دیکھ چکا تھا۔ دن کی روشنی میں بھی اس نے اسے دیکھا وہی زندگی وہی تفریحات یہاں کے لوگوں کو کوئی کام نہیں تھا۔ یا پھر جادوگروں کا ایک کرشمہ ہی تھا کہ یہاں کے باغات پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ شاید ایسا بھی کوئی جادو ان کے پاس ہو۔ یا پھر یہ زمین کا خطہ سب سے زیادہ زرخیز تھا اور یہاں کسی خاص طریقے سے سب کچھ کیا گیا تھا لیکن ایک اہم بات جو دیکھی گئی وہ یہ کہ یہاں تردانہ کی دوسری آبادی کی مانند غذائی پابندی نہیں

تھی۔ تروانہ والے مہینے میں ایک دن یوم خوراک مناتے تھے اور عیش و عشرت کرتے تھے۔ تاکہ ان کی آبادیاں کبھی قحط کا شکار نہ ہوں۔

انہوں نے سمندری بوٹیوں سے اپنے لئے وہ غذائیں تیار کرلی تھیں جس کی بنا پر وہ ایک ماہ تک گزارا کر سکیں۔ لیکن جادوگروں کی اس بستی میں کھانے پینے کی کوئی قلت نہیں تھی۔ یہاں سب عیش و عشرت سے زندگیاں بسر کرتے تھے۔ غالباً" کسی ایسی شے سے شراب کی قسم کی کوئی چیز بھی بنائی گئی تھی۔ کیونکہ لکڑی کے خولوں میں ایسی شراب پائی جاتی تھی جسے وہ لوگ عیش و عشرت کے درمیان استعمال کرتے تھے۔ سورس اور شعبان بے شمار افراد کے درمیان سے گزرے اور انہوں نے ان پر غور کیا۔ شعبان نے ان سبز پوشوں کے بارے میں پوچھا جو دوسروں سے منفرد نظر آتے تھے تو سورس نے انہیں بتایا۔

"یہ سبز پوش ششتا کی آبادیوں میں آجاتے ہیں اور سب ان کا احترام کرتے ہیں۔ یہ جو عمل بھی کریں وہ جادوگروں کی اجازت سے ہوتا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ انہیں اس عمل سے روکے۔ گویا یہ جادوگروں کے خصوصی ہرکارے ہیں اور ان کے لئے کام کرتے ہیں۔"

"او ہو کیا یہ جادوگروں کی پیغام رسانی کرتے ہیں۔"

"ہاں یہی ان کا کام ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو یہ آبادیوں میں چلے جاتے ہیں اور انہیں مقدس سمجھا جاتا ہے۔"

"یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سارے تروانہ کی آبادی کو احمق اور پاگل سمجھ لیا گیا ہے اور ساری زندگی جادوگروں نے اپنے لئے وقف کرلی ہے۔"

"اس سے پہلے میں نے جادوگروں کی بستی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ حالانکہ یہاں صدیاں گزر گئی ہیں مجھے لیکن اس بستی کی جانب آنے کی اجازت کسی کو نہیں ہے۔ بارہا میرے دل میں یہ خوف ابھرتا ہے کہ اگر اس سلسلے میں بازپرس ہو گئی تو میں کیا جواب دوں گا لیکن خیر اب جو ہونا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ ہم اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے سرگرداں رہیں گے۔ شعبان میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہو بڑی احتیاط سے ہو اور اس میں ہمیں کہیں مصیبت کا شکار نہ ہونا پڑے۔ جادوگروں کی اس بستی میں آکر کم از کم ہمارے اس اندازے کی تصدیق ہو گئی ہے کہ جادوگر ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں اور اپنے لئے انہوں نے عیش و عشرت کے وہ سامان مہیا کر رکھے ہیں جن کی ہمیں ممانعت کی جاتی ہے۔ یہ درحقیقت ایک گندہ فعل ہے اور اب جبکہ ہم اس بستی کا جائزہ لے چکے ہیں تو ہمیں ان لوگوں کی تلاش کرنی چاہئے جو مہذب دنیا سے آئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر یہاں انہیں یہ آسائشیں فراہم کی گئی ہیں۔ جو یہاں موجودہ سرے افراد کو حاصل ہیں تو پھر بھلا وہ جادوگروں کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کریں گے۔ دیکھو تین عورتیں ہر شخص کے لئے ہیں جبکہ تروانہ پر قوانین مسلط کئے گئے ہیں کہ کیا کیا جائے اور وہ نہ کیا جائے۔"

شعبان خود اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہا تھا اور یہ محسوس کر رہا تھا کہ سورس ان تمام چیزوں کو دیکھ کر بے حد برگشتہ ہے اور جادوگروں سے ناراض لیکن شعبان یہ سوچ رہا تھا کہ ان جادوگروں پر قابو پانا واقعی ایک مشکل امر ہوگا۔ دن آہستہ آہستہ گزر گیا اور شام کے سائے زمین پر جھکنے لگے۔ یہ لوگ جو کچھ بھی کر سکتے تھے کر چکے تھے لیکن دن اور رات کا عمل روکنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ جوں جوں شام کی دھندلاہٹیں زمین پر اترتی آرہی تھیں۔ ایسے ہی روشنیوں کے ذخیرے روشن ہوتے جا رہے تھے۔ شعبان اس عمل سے بے حد متاثر تھا۔ پھلوں کے ایک درخت کے قریب پہنچ کر پھل توڑے۔ سرخ رنگ کے سیب نما پھل لیکن اتنے گہرے سرخ کہ ان پر کوئی اور جھلک نہیں تھی اور جب اس نے اپنے دانتوں سے ان پھلوں کو کاٹا تو گویا ان میں شہد کا ذخیرہ پوشیدہ تھا۔ بڑے لذیذ پھل تھے یہ۔ اس نے سورس کو بھی پیش کیے اور اس نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہ نہ کھا سکوں گا؟" کیونکہ یہ جادوگروں کی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"یہاں میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں استاد معظم۔ وہ یہ جذباتیت ہمیشہ نقصان دیتی ہے۔ ہمیں وقت کے ساتھ سفر کرنا پڑتا ہے اور جب بھی ہم جذبات کے ہاتھوں بھٹک کر وقت کے دوش پر بیٹھ گئے تو پھر ہمیں سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا۔" سورس شعبان کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پھل لے کر دانتوں سے کترنا شروع کر دیا گویا اس نے اپنے شاگرد کی استادی قبول کرلی تھی۔ پھل کھا کر اس نے کہا۔

"بلاشبہ یہ پھل ششتا یا سویرا کے باغات میں نہیں ہیں آہ ان جادوگروں نے تو سب لوگوں کو یقیناً" بیوقوف بنایا ہے اور ان کی چالبازیاں ابھی تک کسی کے علم میں نہیں ہیں۔ سورس جتنا جھنجھلاتا رہا۔ اسے اسی بات کا افسوس تھا کہ جادوگروں نے یہ سب کچھ کر ڈالا ہے۔"

لیکن شعبان اپنی ہی باتیں سوچ رہا تھا۔ وہ چمکدار

پہاڑیاں جن کے دوسری جانب سلانوسیہ فردکش ہے اس کی دلچسپی کا باعث بنی ہوئی تھیں اور وہ چشم تصور سے تصویروں والی حسینہ کو اس جانب دیکھ رہا تھا۔ جادوگروں نے خوب جادوگری کی تھی۔ اپنا تحفظ بھی کرلیا تھا انہوں نے اور اس کے ساتھ ہی سلانوسیہ کو عام نگاہوں سے محفوظ بھی کردیا تھا۔ تاکہ جب ان کا کوئی فعل ناکام ہو جائے تو وہ سلانوسیہ کی روایت کا سہارا لیں۔ سو یوں ہوا کہ جب رات خاصی گہری ہو گئی اور وادی میں رنگ رلیاں منانے والوں کے قہقہے پرلرزت سسکیوں میں تبدیل ہو گئے تو شعبان غار سے باہر نکل آیا اور سورس ہمیشہ گہری نیند سونے کا عادی تھا۔ شعبان نے ادھر ادھر دیکھا اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ اس نے مسلسل زمین کی قید اپنائی ہوئی تھی۔

بلکی ہوا نے اس کے جسم کے وزن کا اندازہ کیا اور شعبان نے ہوا کے پہلو میں قدم رکھ دیا جو اس کا بوجھ اٹھا سکتا تھا اور اس کا بدن فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ وہ ہواؤں کے دوش پر سفر کرتا ہوا ان خوشنما پہاڑیوں کی جانب جا رہا تھا جن کے دوسری جانب سے مدھم مدھم اجالا ابھر رہا تھا اور اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس جانب بھی روشنی کا وہی معقول بندوبست کیا گیا ہے ایک بات کا خصوصی طور پر شعبان کو یہ اندازہ ہوا کہ یہاں روشنی کے جادوگر کو سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ کیونکہ رات کو یہ حسین روشنیاں جلا دینا اسی کے عمل کا نتیجہ تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی باقاعدہ نظام قائم کیا گیا ہو اس کے لئے۔ بلاشبہ یہ تحقیق شعبان کی زندگی کا مقصد تھی اور اس نے پتھروں کے جادو سے کام لے کر پتھر کی کتاب میں جو آواز تحریر کی تھی وہ یہاں کی تحقیقات کے بارے ہی میں تھی۔ لیکن جوانی کی عمر محبت کا احساس اور وہ لمحات اسے سب کچھ بھلا دیتے تھے جب وہ لڑکی اس کی نگاہوں میں آتی اور اپنے آپ کو وہ بے بسی کا شکار پاتا تھا۔ ان لمحات میں اور اس کا تجزیہ بھی کیا تھا اس نے اور اس تجزیے کو الفاظ کی صورت دے دی تھی۔

روشنیوں کی یہ راہنمائی اسے ان پہاڑیوں تک لے گئی جن کے دوسری جانب سرسبز و شاداب پھولوں بھرے ڈھلان تھے۔ پھولوں کی قطاریں پہاڑوں کی چوٹیوں سے زمین کی گہرائیوں تک چلی گئی تھیں اور یہاں بھی ٹیلوں کی وہی تراش تھی لیکن ایک سب سے بڑا ٹیلہ جسے خوبصورت انداز میں تراشا گیا تھا وہاں نمایاں نظر آتا تھا۔ جو روشنیوں سے بقعہ نور تھا اور بھلا اس بات میں اب کیا شک ہو سکتا تھا کہ یہی ٹیلہ یا یہی مکان سلانوسیہ کی رہائش گاہ ہوگی۔ وہ بڑی وسعتوں میں پھیلا ہوا تھا اور اس کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے اور بھی کئی ٹیلے تھے جنہیں گنبدوں اور پرُ کور رہائش گاہوں کی شکل میں تراشا گیا تھا۔ ویسے یہاں خاموشی ہی نظر آرہی تھی اور ایک پرسکوت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ظاہر ہے رات کی رنگ رلیاں یہاں نہیں منائی جا رہی تھیں اور یہ چیز کم از کم شعبان کے لئے باعث دلچسپی تھی۔ ہو سکتا ہے اس کا واسطہ بہت زیادہ افراد سے نہ پڑے۔ اس خاموش سناٹے میں وہ ہوا ہی کے دوش پر ڈھلوانوں کو عبور کرکے زمین تک پہنچ گیا۔ بھلا ان حسین پھولوں کو اپنے قدموں تلے مسلنے کی کیا ضرورت تھی جنہیں اگر گہرائیوں سے دیکھا جائے تو پھولوں کا پہاڑ معلوم ہو۔

زمین پر قدم رکھنے کے بعد شعبان نے یہاں کی خوشگوار ہواؤں کو محسوس کیا اور اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔ یہاں اس کی زندگی کا محور موجود تھا۔ وہ جو جاپان میں اس کی نگاہوں میں لا کر بسا دیا گیا تھا۔ آہ بوڑھے موتی حاصل کرنے والے شخص نے یہ کیسا روگ لگا دیا تھا اس کے دل کو بھلا اب کسی اور سمت جانے کی کیا ضرورت تھی حالانکہ یہاں کے ماحول سے واقفیت ازحد ضروری تھی لیکن اس نے جلد بازی نہیں کی اور ان چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی درمیان سے گزرتا رہا۔ جہاں مختلف آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ایک جگہ ایک دروازہ کھلا پایا تو وہ اس میں داخل ہو گیا کہ ذرا دیکھے تو سہی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ یہاں اس نے دو حسین لڑکیوں کو دیکھا جو بے لباسی کے لباس میں ملبوس ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں ان کے مدھم مدھم قہقہے فضا میں بلند ہو جاتے تھے۔ لباس کی شکل میں انہوں نے اتنی معمولی چیزیں پہنی ہوئی تھیں کہ شعبان کو ان کی جانب سے نگاہیں ہٹانا پڑیں۔ البتہ وہ تاریک زاویوں میں لپٹا ان کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ نجانے کہاں کہاں کی باتیں کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"جب چاند کا آخری دن پورا ہو جائے گا تو ہمیں ہماری بستی بھیج دیا جائے گا اور ہماری جگہ دوسری لڑکیوں کو بلایا جائے گا۔ آہ کیا تو کسی کا انتظار کرتی ہے۔"

"حماقت کی بات ہے کون سا دل ہے جو محبت سے خالی ہوتا ہو؟"

"لیکن سنا کیا تو اپنے محبوب سے ملنے کے لئے بے قرار نہیں ہوتی؟" "میرے محبوب کی تو بات ہی نہ کرو۔ میں تو سچ بات یہ ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ واپس نہیں آنا چاہتی۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ جادوگروں کا حکم ٹالنے کی مجال کس میں ہے۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہماری جگہ جس دوسری شخصیت کو لایا جائے اسے یہاں مستقل کر دیا جائے۔"

"ہمارے پاس سوال کرنے کی جرات کہاں ہے۔ ہم تو صرف حکم کے پابند ہیں۔"

"ظلم ہے سراسر ظلم۔"

"لیکن یہ جادوگروں کا حکم بھی تو ہے۔"

شعبان ان کی گفتگو سے اندازے لگاتا رہا۔ دل تو یہ چاہ رہا تھا کہ ان سے معلوم کرے کہ ان پر کیا بیتی لیکن ان کے درمیان ہونے والی مزید گفتگو نے اسے صورتحال سے اسے آگاہ کر دیا اور اس پر یہ انکشاف ہوا کہ یہاں اس وادی میں شاید لڑکیاں ہی لڑکیاں رہتی ہیں اور مردوں کا گزر نہیں ہے۔ یہ بھی ایک انوکھی بات تھی۔ ان لڑکیوں کو آبادیوں سے لایا جاتا تھا اور انہیں سلانوسیہ کا غلام بنا دیا جاتا تھا۔ پھر انہیں کچھ عرصے کے لئے چھٹی دی جاتی تھی اور یہ اپنی آبادیوں میں پہنچ جاتی تھیں اور اپنے اپنے محبوبوں کی خلوت سے لطف اندوز ہوا کرتی تھیں۔ جبکہ یہاں سلانوسیہ کی وادی میں کسی مرد کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ شعبان کو اس کا اندازہ تھوڑے فاصلے پر ایک اور ٹیلے کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ہو گیا۔ غالباً" ہر جگہ دو دو لڑکیوں ہی کو رکھا گیا تھا۔ بہرحال یہ ماحول بھی بے حد پراسرار اور انتہائی دلکش تھا۔ رات کے جس حصے میں شعبان یہاں پہنچا تھا ہو سکتا ہے اس وقت تک یہاں کی تفریحات اور زندگی کے مشاغل ختم ہو جاتے ہوں۔ اب آگے بڑھ کر سلانوسیہ کی رہائش گاہ کو دیکھنا تھا۔ اندازے کے مطابق یہی وہ جگہ ہو سکتی تھی جہاں سلانوسیہ فروکش ہو گی۔

شعبان کے دل کی دھڑکنیں انتہائی تیز ہو گئیں اور وہ بڑی عجیب سی کیفیات محسوس کر رہا تھا۔ وہ اس ٹیلے کے قریب پہنچ گیا جسے انتہائی حسین مکان کی شکل میں تراشا گیا تھا۔ ٹھوس دیواریں جو پتھریلی تھیں اور ان میں جگہ جگہ نقش و نگار بنائے گئے تھے۔ گویا یہاں بھی فنون لطیفہ کا کوئی موثر تصور موجود تھا لیکن جو دروازہ اس بڑے سے مکان میں اندر داخل ہونے کے لئے بنایا گیا تھا اس کا کہیں نشان نہیں ملتا تھا۔ ہاں شعبان نے اپنے اندازے کی بنا پر اس تقریباً" ایک فٹ چوڑی اور موٹی سل کے بارے میں پتا لگا لیا جو یقینی طور پر اندر داخل ہونے والے دروازے کے منہ پر جمی ہوئی تھی۔ شعبان نے اس سل کو ادھر ادھر سے ٹٹول کر دیکھا اور اس کے چہرے پر مایوسی کی لکیریں پھیل گئیں۔ یہ وزنی اور چوڑی سل تو دس آدمیوں کے بس کا روگ بھی نہیں تھی۔ یقینی طور پر اسے بہت سے افراد دھکیل کر یہاں تک پہنچاتے ہوں گے۔ بلاشبہ ایسا ہی ہوتا ہو گا۔ یہ تو بڑی مشکل پیش آ گئی۔ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور ایسا جھروکہ یا کوئی جگہ ہو جہاں سے اندر داخل ہوا جا سکے۔ چنانچہ شعبان اس ٹیلے کی بلندیوں پر چڑھ گیا اور اس کے تمام گوشوں میں جھانکنے لگا۔ بلندیوں پر ایسی بہت سی جگہیں تھیں جہاں محفوظ رہا جا سکے لیکن اندر داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔ ہاں کچھ چھوٹے چھوٹے روشندان بے شک بنائے گئے تھے جو اندر ہوا کے لئے تھے۔

شعبان نے ان روشندانوں سے نیچے جھانکنے کی کوشش کی لیکن ان کی تراش بھی بہت عجیب و غریب تھی۔ وہ ٹیڑھے ترشے ہوئے تھے اور ان کے آخری سروں پر روشنی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ شعبان پر مایوسی کا غلبہ طاری ہو گیا۔ یہ تو بڑی مشکل صورتحال پیش آ گئی تھی کیا کیا جائے۔ کیا نہ کیا جائے۔ کافی دیر تک وہ اس ٹیلے کے مختلف گوشوں میں چکراتا رہا اور اس کے بعد وہاں سے واپس اتر آیا۔ اب یہ فیصلہ کرنا تھا کہ واپس چلا جائے یا یہاں رک کر انتظار کرے لیکن ابھی رات بہت باقی تھی اور وہ جانتا تھا کہ سورس گہری نیند سو رہا ہو گا اور اسے شعبان کی فکر نہیں ہو گی۔ چنانچہ شعبان خاموشی سے وہاں کے مختلف گوشوں کی سیر کرتا رہا وہ اس آبادی کے بارے میں پوری طرح جان لینا چاہتا تھا۔ ٹیلوں کی تعداد یعنی ان مکانوں کی تعداد گنی چنی تھی اور ان میں اگر دو دو لڑکیاں موجود ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہاں پچاس لڑکیاں ہو سکتی تھیں۔ یا پھر ہو سکتا ہے اس کی کچھ خادمائیں اندر بھی موجود ہوں۔ یہ ایک دلچسپ بات تھی کہ مردوں کا کوئی وجود نہیں تھا یہاں۔

شعبان آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا پھر اسے ایک جگہ درختوں کا ایک جھنڈ ایک عجیب سی شکل میں نظر آیا۔ یعنی ایک پورا دائرہ بنا ہوا تھا۔ درخت اس طرح سر جوڑے کھڑے ہوئے تھے جیسے بہت سے بزرگ گردنیں جھکائے آپس میں مشورے کر رہے ہوں۔ یہ خوبصورت منظر شعبان کو اس قدر بھایا کہ وہ اس کی جانب بڑھ گیا۔ درختوں کے درمیان سے اندر داخلے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئی تھی۔ لیکن اندر جونہی اس نے نگاہ ڈالی دفعتاً" اس کا دل بری طرح دھڑک اٹھا۔ اندر تقریباً" آٹھ لڑکیاں موجود تھیں اور وہ درختوں کے کنارے کنارے کھڑی ہوئی تھیں یہ اتفاق تھا کہ

شعبان جس سمت سے داخل ہوا تھا ادھر کوئی لڑکی موجود نہیں تھی لیکن اندرونی حصے میں اس نے پانی کی ایک جھیل دیکھی۔ گویا درختوں نے اس جھیل کے کنارے کنارے احاطہ کیا ہوا تھا۔ پتا نہیں یہ قدرتی جھیل تھی یا اسے کسی خاص طریقے سے یہاں بنایا گیا تھا لیکن جھیل میں ایک جسم تیر رہا تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ جو روشنیاں لگائی گئی تھیں وہ جھیل کے پانی کے اندر لگائی گئی تھیں۔ گویا یہ بھی یہاں کا ایک جادو تھا۔ یقیناً روشنی کا جادوگر اس بلانے کا سب سے بڑا جادوگر ہو گا۔ ظاہر بات ہے کہ وہاں بجلی کا کوئی سلسلہ نہیں تھا بلکہ سورج کی شعاعوں کو کسی خاص پتھر میں قید کر کے یہ پتھر جھیل کی گہرائیوں میں نصب کر دیئے گئے تھے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ اس تاریک جگہ یہ جھیل صحیح معنوں میں چاندی کی جھیل معلوم ہو رہی تھی اور چاندی کی جھیل میں جو جسم لباس سے بے نیاز کھیلیں کر رہا تھا اسے دیکھ کر شعبان کی آنکھوں میں جیسے پورے بدن کا خون سمٹ آیا۔ بھلا اس چہرے کو وہ نہ پہچانتا جو نجانے کب سے پتوں کی آڑ سے اسے تک رہا تھا نجانے کب سے اس کا لمس شعبان کے سینے کے پاس محفوظ تھا۔ ہاں یہ وہی تھی سو فیصد وہی۔

شعبان پر بے خودی سی طاری ہو گئی۔ وہ اس قدر بے خود ہو گیا کہ سب کچھ بھول گیا بس اس کی پتھرائی ہوئی آنکھیں اس کھیلیں کرتے ہوئے وجود پر جمی ہوئی تھیں حسن و جمال کا ایسا پیکر اس نے اس دنیا میں نہیں دیکھا تھا۔ بلاشبہ شعبان اسے سر سے پاؤں تک نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ تو تقدس کا پجاری تھا اور اس کی فطرت میں آج تک کوئی ایسا واقعہ موجود نہیں تھا جس پر اس کا ضمیر داغدار ہوتا لیکن اب جس چہرے کو وہ دیکھ رہا تھا وہ اس کی ذات میں اس طرح رچا بسا ہوا تھا جیسے اس کے دل ہی کا ایک ٹکڑا ہو اور وہ اس کی زبان میں سوچتا ہو۔ اس کے دماغ سے عمل کرتا ہو غرض یہ کہ شعبان پتھرایا ہوا اسی جگہ کھڑا رہا اور پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا۔ تب وہ باہر نکلی اور کئی لڑکیوں نے آگے بڑھ کر ایک پوشاک سے اس کا بدن ڈھک دیا۔ یہ سلانوسیہ وقت تھی نہیں حقیقتاً" وہ شعبان کے دل کی ملکہ تھی۔ گویا یہاں آ کر اس نے اپنا تصور پا لیا تھا اور یہ اس کی جستجو کی انتہا تھی۔ جب وہ درختوں کے درمیان سے نکلی اور لڑکیوں کے جھرمٹ میں آگے بڑھنے لگی تو دفعتاً" شعبان چونکا۔ بھلا اس میں اتنی سکت کہاں تھی کہ کوئی اور بات سوچ سکے۔ وہ ان کے عقب میں آہستہ آہستہ چل دیا اور کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ اس کے قریب پہنچ جاسکے

اس کا اندازہ بالکل درست تھا۔ وہی بڑا سا ٹیلہ وہی بڑا سا مکان اس لڑکی کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا لیکن یہ بھی ایک دلچسپ بات تھی کہ وہ ایک بہت بڑی چٹان جو اس مکان کے دروازے کو ڈھکے ہوئے تھی بلکہ اس کے لئے انہوں نے کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا تھا جو اس وقت شعبان کی سمجھ میں نہیں آیا لیکن اس قسم کے میکانکی کو سمجھنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ ساری کارروائی ان لوگوں نے کسی مشینی شکل میں کی ہے۔

چٹان اپنی جگہ سے ہٹ گئی تھی اور وہ لڑکی ان آٹھوں لڑکیوں کی معیت میں اندر داخل ہو گئی۔ اس سے بہتر موقع اور کون سا ہو سکتا تھا۔ شعبان کے لئے کہ وہ بھی ان کے پیچھے ہی پیچھے اندر چلا جائے۔ چٹان کو بند نہیں کیا گیا تھا۔ گویا ابھی ان لڑکیوں کا وہاں رکنے کا ارادہ تھا۔ چنانچہ شعبان آسانی سے کھلے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک بڑی سی جگہ پایا۔ جو پتھروں کو تراش کر کمرے کی شکل میں بنائی گئی تھی۔ سامنے ہی ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا جس میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور اندر سے تیز روشنیاں ابھر رہی تھیں جن میں رنگین روشنیاں شامل تھیں۔ اس عظیم الشان قدرتی ٹیلے کی وسعتیں لاانتہا تھیں۔ اندر چھوٹی چھوٹی سرنگیں بکھری ہوئی تھیں جن کا اختتام بڑے غاروں پر ہوتا تھا لیکن اندر کا سارا ماحول رنگین پتھروں سے روشن تھا۔ آرائش کی نادر اشیاء نے ان غاروں کو دلہن بنا رکھا تھا ان میں سے بیشتر اشیاء سمندر سے حاصل کی گئی تھیں۔

لڑکیاں سلانوسیہ کو لے کر شاید کسی دور دراز غار میں چلی گئی تھیں کیونکہ ان کی آوازیں نہیں آ رہی تھیں لیکن شعبان کو یہ اطمینان تھا کہ وہ اسی غار میں ہے اور اس کا دیدار مشکل نہیں ہو گا۔ اس وقت اس کے ذہن میں سلانوسیہ کے حسین تصور کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ باقی سب کچھ بھول گیا تھا۔

*

شیلون نے سینڈرا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے اپنے بھائی تھوران اور گارتھا سے قید خانے تک جانے کی اجازت لے لی ہے۔ اس کی ضرورت بھی نہیں تھی اور نہ ہی وہ اسے اجازت سمجھتا تھا۔ اگر تھوران اسے بلا نہ لیتا تو شاید وہ ان سے تذکرہ بھی نہیں کرتا۔ لیکن گارتھا نے اس سے پوچھا تھا اور اس نے خوش ہو کر سینڈرا کے روئیے کے بارے میں

بتا دیا تھا۔ خود شیلون کا اپنا مقام تھا اور قید خانے کے محافظوں کو اس بات کی جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ شیلون یعنی سردار کے بھائی کو کسی عمل سے منع کر دیتے۔ یہ کسی طور ممکن نہیں تھا۔

شیلون نے سینڈرا سے کہا۔ "تجھے قید خانے میں اپنے باپ سے ملاقات کے لئے کب چلنا ہے؟"

"یہ تو تجھ پر منحصر ہے۔"

"نہیں۔ تو اپنی خواہش کا اظہار کر۔"

"میرا کیا ہے میں تو ابھی یہ چاہتی ہوں۔"

"تو پھر خاموش کیوں ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا میں تجھ سے انکار کر دوں گا۔"

"تو۔۔۔ تو ابھی چل سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں؟"

"تجھے کوئی دقت نہیں ہو گی؟"

"کیسی دقت؟"

"میرا مطلب ہے کہ قید خانے کے محافظ تجھ سے تعاون کریں گے تیرا رستہ نہیں روکیں گے؟"

"تو مجھے کیا سمجھتی ہے سینڈرا۔" شیلون نے کہا۔

"میرے لئے تو بہت کچھ ہے شیلون۔ میں دوسروں کی بات کرتی ہوں۔" سینڈرا نے کہا۔

"جب میں پہلی بار تیرے سامنے آیا تھا تو تو نے مجھے کیا کہہ کر پکارا تھا یاد ہے؟"

"شیر، میں نے تجھے شیر کہا تھا۔"

"تجھے یاد ہے؟" شیلون مسکرا کر بولا۔

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تو پھر مجھے شیر ہی سمجھ۔ تو نے شیلون کو اپنا غلام بنا لیا ہے میرے بھائی تھوران کے علاوہ کسی کی مجال نہیں کہ میری کسی مرضی میں دخل دے اور یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔"

"کب چلنا ہے ہمیں؟"

"جب تیرا دل چاہے۔ ابھی چاہتی ہے تو تیار ہو جا۔"

"میں تیار ہوں۔" سینڈرا نے کہا اور شیلون نے گردن ہلا دی۔ کچھ دیر کے بعد دونوں باہر نکل آئے۔ شیلون نے بتا دیا تھا کہ فاصلے طویل ہیں اسے مشقت کرنی پڑے گی۔"

راستے طے ہوتے رہے۔ سینڈرا کے سینے میں آگ روشن تھی۔ پروفیسر کے لئے اس کے دل میں نفرت کا طوفان امڈ رہا تھا۔ اس شدت میں ایک لمحہ کی نہیں آئی تھی جب وہ شیلون کی آغوش میں ہوتی تو لمحہ لمحہ مرتی تھی۔ اس نے اپنا وجود شعبان کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ تنہائی کے وہ جذباتی لمحات جب وہ عورت بن کر سوچتی شعبان کی خوشبو سے آباد تھے اور بیرن نے اسے خود اجازت دی تھی لیکن وہ وطن پرست اپنی دنیا میں جی رہا تھا۔ اسے تروانہ عزیز تھا۔ اسے شتنا عزیز تھا۔ میں نے اپنی دنیا کے نوجوانوں سے اسے دور رکھا تھا اور سینڈرا نے ہر لمحہ اس سے تعاون کیا تھا۔ کیا اسی لئے۔ اس لئے کہ اس بھیڑیئے کی شکل کے ایک شخص کے حوالے کر دیا جائے۔

سینڈرا نرم و نازک تھی۔ مشقت سے ہمیشہ دور رہی تھی لیکن انتقام کی آگ نے اسے ذرا بھی نہ تھکنے دیا۔

ویرانے میں ایک پہاڑی تراش کر یہ قید خانہ بنایا گیا تھا اور یہ باقاعدہ قید خانے کی شکل میں تھا۔ ایک بڑے سے پنجرے میں بیرن قید تھا۔

محافظوں نے شیلون کو دیکھ کر گردن جھکا دی۔ "تھوران باغی کس حال میں ہے؟" شیلون نے سوال کیا۔

"پرسکوت 'خاموش۔"

"اسے کہاں رکھا ہے؟"

"داہنے گوشے میں۔" محافظ نے جواب دیا۔ شیلون نے سینڈرا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم تنہا اس کے سامنے جانا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ ابھی تنہا۔"

"اس کے بعد؟

"تمہیں آواز دوں گی۔ تم بھی آجانا اور سنو تمہیں وہی کرنا ہے جو اس وقت میں کہوں۔" سینڈرا کی آواز بے حد خوفناک ہو رہی تھی۔

شیلون عجیب سے احساسات لے کر واپس گیا تھا۔ ایک محافظ نے سینڈرا کو راستہ دکھایا اور وہ کچھ دیر کے بعد اس قدرتی غار کے سامنے پہنچ گئی جس کے دہانے پر پتھر کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ وسیع غار میں قدرتی طور پر روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اندر پروفیسر بیرن نظر آ رہا تھا۔

"قدموں کی چاپ ہوئی تو بیرن نے گردن اٹھا کر اس طرف دیکھا۔ سینڈرا پر نظر پڑی ایک لمحے یقین نہیں آیا۔ جب بینائی کو درست پایا تو تڑپ کر کھڑا ہو گیا۔

"سینڈرا - سینڈی میری بچی۔ میری بچی۔۔۔ میری سینڈی۔" وہ دیوانہ وار آگے بڑھا اور پتھر کی سلاخوں سے دونوں بازو باہر نکال دیئے۔ سینڈرا اس سے چند قدم کے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ "آہ۔ سینڈی یہ تو ہی ہے کہ میرا

تصور۔ میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں یا یہ سچ ہے۔ سینڈرا قریب آ میری بچی۔"

"ہیلو پروفیسر۔ کیسے ہو؟" سینڈرا نے زہریلی آواز میں کہا۔

"پروفیسر؟" پروفیسر حیرت سے بولا۔

"پروفیسر بیرن۔"

"تو کیا۔ تو کیا تو سینڈرا نہیں ہے۔"

غور کرو پروفیسر شاید یقین آجائے۔"

"آہ کیا تو مجھ سے ناراض ہے سینڈی۔ یقیناً" تو مجھ سے ناراض ہے۔ میرے قریب تو آ۔ میں تجھے چھونا چاہتا ہوں۔ میں۔۔۔ میری بچی میں۔ آ تو مجھ سے کیوں ناراض ہے؟"

"میں تم سے کب ناراض ہوں پروفیسر۔ میں تو خوش ہوں۔ میں تو بہت خوش ہوں میرے باپ کہ تو نے مجھے مرد کی قربت حاصل کرنے کا موقع دیا۔ ایک جوان عورت کی آرزو اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"پیراگوئے میں تم نے مجھ پر جس قدر مظالم کئے تھے پروفیسر میں نے ان کا ازالہ کر دیا ہے۔ آہ وہاں تم نے مجھ پر کتنی پابندیاں لگائی تھیں کتنے اقدار کے بوجھ لاد دیئے تھے۔ تم کہتے تھے عورت ایک آبدار موتی ہے۔ اس کی چمک دمک اس کی آبرو ہے۔ وہ ایک گوہر نایاب ہے جسے سب حاصل کرلینا چاہتے ہیں مگر اس کی قیمت عظیم ہے۔ وہ صرف چاہت کے مول فروخت ہوتا ہے یہی کہتے تھے نا تم پروفیسر؟"

"سینڈرا تجھے کیا ہو گیا ہے؟" بیرن رندھے ہوئے لہجے میں بولا۔

"یہی کہتے تھے نا تم؟" سینڈرا غرائی۔

"ہاں یہی کہتا تھا میں۔"

"بہت مکار ہو پروفیسر۔ مجھے اقدار کے جال میں جکڑ دیا تم نے دھوکے سے۔ وصول قیمت حاصل کرنا چاہتے تھے تم۔ یہاں اس گوہر نایاب کو کسی ایسے شخص کی گود میں ڈالنا چاہتے تھے جس سے تمہیں اقتدار حاصل ہو یا جس سے تمہیں سرخروئی ملے۔"

"سینڈرا۔۔۔" پروفیسر کرب سے بولا۔

"تم ہم میں سے تھے ہی کہاں پروفیسر؟ تم اجنبی تروانہ کے باشندے تھے۔ مجھ سے پہلے میری ماں سے اور اس کے بعد مجھ سے تمہیں کیا ہمدردی اور دلچسپی ہو سکتی تھی۔ تم تو ایک مشن پر گئے تھے اس دنیا سے۔"

"ایسا نہ سوچ سینڈرا۔ ایسا نہ سوچ" پروفیسر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"اپنے مقصد کے حصول کی ناکامی پر رو رہے ہو۔ وہ نہیں مل سکا تمہیں جو تم نے سوچا تھا۔"

"بکواس مت کرو سینڈرا۔" بیرن نے غرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تم میرا کیا بگاڑ لوگے بے بس قیدی۔ تم اپنے منصوبوں میں ناکام ہو چکے ہو۔"

"کیوں مجھے زخمی کر رہی ہے سینڈرا۔ کیوں مجھے چور چور کر رہی ہے کیا ہو گیا ہے تجھے؟"

"تمہارے پاس یہ سوال ہے پروفیسر"

کیا مطلب ہے تیرا؟"

"تم یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہو مجھ سے پروفیسر بیرن کیا رشتہ تھا میرا تمہارا؟"

"سینڈرا!"

"کیا کہہ کر لائے تھے مجھے تم کیا معیار بتایا تھا تم نے میرا۔ بولو جواب دو۔"

"میرا کیا قصور سینڈرا۔"

"تم نے مجھ سے تحفظ کا وعدہ کیا تھا پروفیسر۔ تم نے مجھے بیٹی کہا تھا۔ یہ تمہاری دنیا ہے میری نہیں۔ یہاں کے مکمل ذمے دار تم ہو۔ کس کے حوالے کیا ہے تم نے مجھے۔ بولو پروفیسر۔ یہاں بیٹھ گئے ہو آکر۔ فرض پورا ہو گیا تمہارا۔ میں نے تو کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ میں نے تو کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا تم سے۔ مجھے کیوں پامال کرا دیا تم نے۔ بولو پروفیسر اس گوہر نایاب کو کس کمخواب میں چھپایا ہے تم نے۔ اس ریچھ کے قابل تھی میں۔ بولو یہی میری تقدیر کا مالک تھا۔"

"سینڈرا۔ جو کچھ ہوا۔ میری توقع کے برعکس ہوا۔"

"کیوں آخر کیوں؟"

"بس ہو گیا۔"

"بہت ہو گیا پروفیسر اب میں بھی کچھ پیش کرنا چاہتی ہوں تمہارے سامنے۔ تمہیں خوشی ہو گی جو تم نے کیا ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھو۔ دیکھو پروفیسر میرے ارمانوں کا قبرستان۔ دیکھ اپنی آنکھوں سے میری آرزوؤں کے مزار۔ شیلون۔۔۔" سینڈرا نے زور سے پکارا اور شیلون اندر آگیا۔

"کیا بات ہے سینڈرا؟"

"شیر ہو تم بولو شیر ہو؟"

"کیا بات ہے؟" شیلون بولا۔

"میرے مالک ہو نا تم کہا تھا نے۔ تھوران نے مجھے تمہارے حوالے کیا ہے نا۔"

"ہاں!"

"پروفیسر کو یقین نہیں آتا۔ وہ اسے جھوٹ سمجھ رہا ہے۔"

"کیوں؟"

"تم اسے سچ ثابت کرو شیلون۔ اس شخص کو بتا دو کہ تم میرے انگ انگ کے مالک ہو۔ بتا دو اسے۔"

"کیسے؟" شیلون حیرت سے بولا۔

"مجھے پیار کرو" ثابت کرو کہ تم میرے مالک ہو۔ بتا دو اس پروفیسر کو کہ یہ سچ ہے۔"

"سینڈرا!" شیلون حیرت سے بولا۔

"شیلون شیر کہا ہے میں نے تمہیں۔ شیروں کی طرح جھنبوڑ کھاؤ مجھے نوچ دو میرا لباس۔ ورنہ شیلون۔ ورنہ۔"

سینڈرا کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو گئیں۔

"اوہ۔ ہاں تو کہتی ہے تو۔ تو ٹھیک ہے۔" شیلون نے کہا اور پھر وہ شیر بن گیا۔ پروفیسر بوٹیاں چبانے لگا۔ وہ زور سے چیخا۔

"شیلون کتے۔ سینڈرا۔ اسے۔"

"گوہر نایاب کا اصل مقام۔ پروفیسر بیرن کا متاع عظیم۔ یہ ہے اس کا مقام جو اسے اس کے باپ نے عطا کیا۔"

"پروفیسر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا تھا۔

"کیا نہیں ڈیڈی۔ ڈے۔ ڈی۔ یہی نہیں اب تو میں بہت سے کھلاؤں گی۔ جانتے ہو مستقبل میں' میں کیا کھیل کھلاؤں گی۔ خستا کی فاحشہ۔ ایسا ہی کروں گی میں پروفیسر۔ ایسا ہی کروں گی۔ تم سے وعدہ ہے میرا۔ خستا کے گلی کوچے بازار مجھے دیکھیں گے۔ نوجوان میرے ساتھ گزرے ہوئے رنگین لمحات کی کہانیاں ایک دوسرے کو لطف لے لے کر سنائیں گے اور جب کوئی مجھ سے پوچھے گا کہ میں کون ہو تو میں بڑے فخر سے بتاؤں گی کہ میں پروفیسر بیرن کی بیٹی ہوں' پروفیسر بیرن ماہر سمندریات ایک مخلص نیک اور ایماندار آدمی جس نے اپنی بیٹی کے لئے ایسا ماحول پیدا کیا' سنا تم نے پروفیسر سنا تم نے' آنکھیں بند کر لینے سے بلی نہیں بھاگ جاتی' تم ایک ناکام باپ ہو ایک ایسے باپ جس نے اپنی بیٹی کے ناموس کو اپنی خواہشات کے لئے داؤ پر لگا دیا' ارے یہ تمہاری دنیا تھی' میری تو نہیں تھی مجھے ایک اچھا مستقبل دے کر تم اپنی دنیا میں آ کر جہنم رسید ہو جاتے تو مجھے کیا پڑی تھی' پروفیسر کاش مجھے تم سے انتقام لینے کے لئے اور کوئی بہتر طریقے آتے تو میں ان سے بھی گریز نہ کرتی۔"

پروفیسر بیرن بدستور آنکھوں پہ ہاتھ رکھے رو رہا تھا لیکن سینڈرا کے انداز میں اس کے لئے رحم کا کوئی جذبہ نہیں پیدا ہوا تھا' وہ شدت غضب سے دیوانی ہو گئی تھی' تبھی قید خانے کے ایک پوشیدہ گوشے سے قدموں کی آواز ابھری اور ساتھ ہی ساتھ ایک نسوانی قہقہہ جسے سن کر نہ صرف شیلون بلکہ سینڈرا بھی چونک پڑی اور بے اختیارانہ طور پر پروفیسر بیرن نے بھی اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لیا' آنے والی گارتھا تھی جس کے عقب میں تھوران بھی موجود تھا ایک حسین لباس میں ملبوس' شاہانہ چال چلتی ہوئی گارتھا قید خانے کے اس حصے میں نمودار ہوئی اور آگے بڑھ آئی' سینڈرا بھونچکی رہ گئی تھی لیکن گارتھا کو دیکھ کر ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں نظر آنے لگی تھیں اور اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ گارتھا نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ حقیقت ہے سینڈرا کہ ساری زندگی میں نے تجھے ایک احمق اور بیوقوف لڑکی سمجھا' لیکن ان لمحات میں تو نے یہ بات ثابت کر دی کہ عورت جب تک احمق رہنا چاہے احمق رہتی ہے اور جب وہ اپنی کینچلی اتار کر اصل صورت میں نمودار ہوتی ہے تو ایک بپھری ہوئی ناگن ہوتی ہے' جس کا راستہ روکنے والا کوئی نہیں ہوتا' میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تو اتنے خوبصورت ارادوں کی مالک ہے' بلاشبہ میں اس سلسلے میں تجھ سے اتفاق کرتی ہوں کچھ لوگ اپنی اولادوں کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ اولاد پیدا کرنے کے بعد اسی طرح اس پر ان کا حق ہوتا ہے جیسے بازار سے خریدی ہوئی کسی چیز پر' میں تم سے یہ سوال کرتی ہوں معزز پروفیسر بیرن' تم تو بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان ہو' کیا تم نے خواہش کی تھی کہ تمہارے گھر سینڈرا پیدا ہو کیا تم نے اس کا پورا پیکر اپنے ذہن میں اتار لیا تھا' غالباً" ایسا نہ ہوگا' سینڈرا کی پیدائش صرف ان رنگین لمحات کا نتیجہ ہوگی جو تم نے اپنی بیوی کے ساتھ گزارے اور اس کے بعد جب سینڈرا اس دنیا میں نمودار ہو گئی تو تم نے اسے اس لئے پرورش کیا کہ وہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا مشترکہ کارنامہ تھا گویا اس میں تمہارا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ یہ وقت کی دین تھی اور اس کی پرورش' تمہاری ذمہ داری' پھر جب سینڈرا مرنا چاہے گی یا اسے موت آئے گی اور تم زندہ ہو گے تو کیا تم اسے ایک نئی زندگی دے سکتے ہو' دوبارہ اسی طرح جس طرح پہلے وہ اس دنیا میں آئی جب ایسا نہیں ہے تو باپ ہونے کے رشتے سے تم اس کے مالک کیسے بن گئے' تمہیں اس کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق کیسے مل گیا اور تم نے یہ کیوں سوچا کہ جو بات تم بہتر سمجھتے ہو وہی سینڈرا کے لئے بہتر

ہے۔ یہ اس دنیا کی انسان کہاں ہے' اس کی دنیا تو الگ تھلگ ہے' تم صرف اپنی خواہشوں کی تکمیل کے لئے اس کی زندگی کو داؤ پر لگانے کا ذریعہ بن گئے اور حقیقت یہ ہے کہ تم نے اس کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا۔ کبھی تم نے اسے شعبان کی طرف مائل کیا اور کبھی اس سے چھین اور چاہا' سینڈرا میں تیرے ساتھ ہوں' اس سے پہلے مجھے تجھ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر بیرن جیسے انسانوں سے انتقام لینا چاہئے۔"

سینڈرا ششدر تھی وہ سوچ رہی تھی کہ کمبخت گارتھا یہاں کہاں سے آمری اسے نہیں معلوم تھا کہ شیلون کے ذریعے گارتھا کو تمام تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں' خود شیلون بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا بھائی تھوران اپنی نئی بیوی کے ساتھ یہاں قید خانے میں پہنچ جائے گا۔ جو عمل سینڈرا کے مجبور کرنے پر اس نے یہاں کیا تھا اس پر اسے اپنے بڑے بھائی سے شرمندگی تھی' لیکن حقیقت یہ ہے کہ گارتھا جیسی شیطان عورت بھلا اس مسئلے کو ایسے کیسے چھوڑ سکتی تھی' وہ یہ معلوم کرنے کے لئے آئی تھی کہ سینڈرا اپنے باپ کے ساتھ مل کر کیا سازش کرتی ہے' شیلون جیسے شخص کو جسم کے جال میں گرفتار کر کے احمق بنا دینا کوئی مشکل کام نہیں تھا اور کسی بھی شکل میں گارتھا کے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے خود اپنی آنکھوں سے اس صورت حال کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا تھا اور تھوران کو ساتھ لے کر یہاں آ گئی تھی اور پھر اس نے پوشیدہ رہنے کے لئے بھی ایک اچھا مقام تلاش کر لیا تھا لیکن سینڈرا کا جو عمل اس نے دیکھا اس نے گارتھا کو باغ باغ کر دیا' حقیقت وہ نہیں تھی جو گارتھا نے سوچی تھی بلکہ حقیقت یہ تھی کی سینڈرا اپنے باپ سے انتقام لینے آئی تھی اور گارتھا یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ سینڈرا شعبان سے محبت کرتی ہے اور اس کی قربت کے خواب دیکھتی ہے لیکن اب صورت حال اس طرح بدلی تھی کہ سارا کھیل ہی تبدیل ہو کر رہ گیا تھا' سینڈرا جیسی احمق لڑکی جو اب شیلون سے ملوث ہو چکی بھلا جذباتی طور پر یہ کیسے پسند کرتی کہ اسے شعبان کی قربت حاصل ہو' اب تو یہ تصور بھی اس کے ذہن سے دور چلا گیا ہوگا اور اس کے بعد پروفیسر بیرن کے ساتھ یہ سب کچھ' گارتھا وہ تھا دل ہی دل میں قہقہے لگا رہی تھی لیکن سینڈرا کی آنکھوں میں خون کی چادر پھیل گئی تھی۔ یہ عورت' یہ عورت ہی اس کی مصیبتوں کا ذریعہ ہے اور شیلون کو اس کی زندگی پہ مسلط کرنے کا مشورہ اس نے دیا تھا' لیکن سینڈرا اب احمق نہیں تھی وہ جانتی تھی کہ گارتھا اس وقت تھوران کی محبوبہ ہے اور اس کا چاہنے والا یعنی شیلون بھی اگر چاہے تو گارتھا کو براہ راست کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' بلکہ شیلون کے انداز میں سینڈرا نے ہمیشہ گارتھا کے لئے احترام کے جذبات پائے تھے' اگر گارتھا ورتھا کے خلاف اس وقت کوئی بھی کارروائی کی جائے تو وہ کامیاب نہیں ہوگی اور اس کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ سینڈرا نے یہ بھی سوچا تھا کہ پروفیسر بیرن کو اپنی نفرت کا نشانہ بنانے کے بعد یہ دنیا اس کے لئے بے مقصد ہو جاتی ہے بھلا شیروں جیسا جنگلی جانور اس کی قربت کے قابل ہے یا اسے ایسی کوئی حیثیت دی جا سکتی ہے' بہرحال وہ زندگی ختم کر لینے کی خواہش مند تھی لیکن گارتھا کو دیکھ کر ہی اس کے ذہن میں ایک تبدیلی رونما ہوئی تھی اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"گارتھا تو نے ایک بار مجھے پھر زندہ رہنے پر مجبور کر دیا ہے' بے شک میں نے اپنے باپ کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا لیا ہے اور میرے دل میں سکون اتر آیا ہے' اس کے بعد تو مجھے زندگی کھو دینا ہی تھی کیونکہ زندگی کا محور شعبان بے شک ایک پاک باز نوجوان ہے اور اس کا اعتراف میں مرتے وقت بھی کرتی رہوں گی کہ اگر میں ذرا بھی لغزشوں کا شکار ہوتی تو شعبان کی قربت میرے لئے مشکل نہیں ہوتی اگر وہ چاہتا لیکن اس نے ہمیشہ ایک پاک باز نوجوان ہونے کا ثبوت دیا' میں بھلا اس شخص کے لئے کیسے زندہ رہ سکتی ہوں اب میں اس کے قابل کہاں' لیکن میرا مرجانا اس وقت مناسب نہیں ہے کیونکہ تو زندہ ہے میں کچھ دن اور زندہ رہوں گی' صرف اس لئے کہ تجھے زندگی سے محروم کر دوں۔" سینڈرا نے بہت سے فیصلے بیک وقت کئے تھے۔ گارتھا ورتھا نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگی۔

"اور اگر تو چاہے' تو اب میں تجھے اپنی پناہ میں لینے کے لئے تیار ہوں' یہ ایک حقیقت ہے تھوران کہ گارتھا کی زندگی عجیب رہی ہے' میں نے ساری عمر جس سے نفرت کی' ساری عمر جس کے ہاتھوں مجھے نقصانات پہنچتے رہے اگر اس کی ایک بات مجھے پسند آ گئی تو یہ سمجھ لے کہ میں نے اس سے زیادہ محبت کسی سے نہیں کی اور اس لڑکی کے اس انتقامی انداز نے اس کے اس جذبے نے میرے دل میں اس کے لئے بھی احترام پیدا کر دیا ہے سینڈرا تو فکر نہ کر میں یہ سمجھتی ہوں کہ پروفیسر بیرن جیسے باپ سے انتقام لینے کے

لئے تجھے سب کچھ کرنا چاہئے' میں تیرے ساتھ ہوں۔" سینڈرا نے گرمجوشی سے گارتھا کا ہاتھ پکڑلیا اور ہذیانی انداز میں بولی۔

"میں پروفیسر بیرن کو خون کے آنسو نہ رلادوں تو میرا نام سینڈرا نہیں ہے۔"

"پروفیسر بیرن' تمہیں اس خوشخبری سے مسرت ہونی چاہئے آؤ سینڈرا اب چلیں' بہت زیادہ جذباتی ہونا بعض اوقات تکلیف دہ ہو جاتا ہے آؤ" گارتھا نے محبت سے سینڈرا کا ہاتھ پکڑا اور سینڈرا اس کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی' شیلون' تھوران کے ساتھ ان دونوں کے پیچھے پیچھے تھا۔

*

ختشا کے مشرقی گوشے میں پھیلے ہوئے باغات میں پانچ نوجوان لڑکیاں کلیلیں بھر رہی تھیں' جوانی کی امنگوں سے بھرپور' رنگین داستانیں بیان کرتی ہوئی اپنی اپنی پسند کا اظہار کرتی ہوئی وہ ایک دوسرے سے چھیڑچھاڑ کر رہی تھیں' پانچوں گہری دوست تھیں' باغ کے خوشنما حصوں میں ان کے کھنکتے ہوئے قہقہے ابھر رہے تھے ان میں سے کچھ درختوں کی ڈالیوں پر اچک اچک کر لٹک رہی تھیں اور اپنے نازک ہاتھوں سے ایک دو جھکولے لینے کے بعد زمین پر آجاتی تھیں اور اپنے خوبصورت ہاتھوں پر پڑ جانے والے نشانات ایک دوسرے کو دکھاتی تھیں کہ دفعتاً ایک سمت سے چار سبز پوش برآمد ہوئے' سبز لباسوں میں ملبوس وہ نقش و نگار چہروں پر سجائے ہوئے جو جادوگروں کا نشان ہوتے تھے اور ان کے ہرکاروں کی علامت ہوا کرتے تھے' ان کو سکھایا گیا تھا کہ سبز پوش مقدس ہوتے ہیں اور ان کا احترام واجب چنانچہ تمام لڑکیاں سہم کر کھڑی ہو گئیں۔ گویا اجنبی چہرے ان کی جوان عمر کو متاثر کر رہے تھے اور وہ ان سے کسی قدر خوفزدہ تھیں' لیکن بزرگوں کی سکھائی ہوئی بات نظرانداز نہیں کی جا سکتی تھی' ان کے دلوں میں خوف اور احترام بیک وقت نمودار ہوا تھا' لیکن اس وقت وہ اپنی وحشت ناک چیخوں پر قابو نہ پا سکیں جب اچانک ہی ان نقاب پوشوں نے ان میں سے تین خوبصورت لڑکیوں کو پکڑ لیا اور انہیں گھسیٹتے ہوئے ایک سمت لے چلے' لڑکیوں کے حلق سے سہمی سہمی اور ڈری ڈری آوازیں نکل رہی تھیں' باقی دو لڑکیاں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی تھیں اور انہوں نے آبادی کی جانب رخ کیا تھا' سبز پوش ان لڑکیوں کو دبوچے ہوئے نجانے کہاں سے کہاں لے گئے تھے لیکن بھاگنے والی دونوں لڑکیاں بری طرح دہشت زدہ اپنے اپنے گھروں کو پہنچ گئی تھیں' ان کے چہرے خوف سے سہمے ہوئے تھے اور ان کی آنکھیں شدت خوف کا شکار نظر آ رہی تھیں بمشکل تمام انہوں نے اپنے اہل خاندان کو یہ واقعہ سنایا اور سب کے سب دنگ رہ گئے۔

جن گھروں تک ان بچیوں کا تعلق تھا وہاں خبریں بھجوائی گئیں اور وہاں بھی وحشت اور سنسنی چھا گئی یہ پہلا واقعہ تھا۔ سبز پوش آبادیوں میں آتے ہیں جادوگروں کا پیغام لاتے تھے اور اس پیغام کی پذیرائی ہوتی تھی لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی پیغام لائے بغیر انہوں نے ایک ایسا عمل کر ڈالا تھا جو اس سے پہلے کبھی سبز پوشوں نے نہیں کیا تھا سبھی جانتے تھے کہ جادوگروں کی آبادیوں میں حسین لڑکیوں کو طلب کر لیا جاتا ہے اور پھر وہاں انہیں ایک مقدس زندگی دی جاتی ہے لیکن اس طرح اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا جواب ہوا تھا۔ بہت سے افراد سر جوڑ کر بیٹھ گئے کسی نے کہا۔

"یقینی طور پر ان کے بارے میں یا تو کوئی اطلاع دی جائے گی یا پھر وہ واپس آجائیں گی' اب یہ پتا نہیں کہ اس بار جادوگروں نے یہ کیا نیا طریقہ کار اختیار کیا۔" غرض یہ کہ جتنے منہ اتنی باتیں' سبھی سوچوں میں گم تھے لیکن اس وقت ماری دہشت کے گنگ ہو گئے جب ان لڑکیوں کی بے آبرو لاشیں دستیاب ہوئیں اور اس کے بعد چند سورج اور چند چاند کے اندر اندر ایسی دو وارداتیں اور ہوئیں۔ سبز پوش سنسان جگہوں سے نوجوان نوخیز لڑکیوں کو اٹھا لیتے تھے اور اس طرح کئی لڑکیاں غائب ہو گئیں تھیں۔ لوگ مختلف خیالات کا اظہار کر رہے تھے اس خوف کا اظہار بھی کر رہے تھے کہ کبھی ان لڑکیوں کی بھی لاشیں دستیاب نہ ہوں۔ ایسا ہی ہوا۔ ان لڑکیوں کی لاشیں بھی مل گئیں اور کہرام مچ گیا۔ تھوران خود حیران رہ گیا تھا۔ اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ یہ سب کیا ہے۔ بیشک جادوگروں کے ہرکاروں کو ہر طرح کے اختیارات حاصل تھے لیکن اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ ہر شے کے مالک تھے لیکن کسی کی آبرو لوٹنا ان کے اختیار میں نہیں تھا۔ یہاں نہ صرف آبرو لوٹی گئی تھی بلکہ زندگیاں بھی چھین لی گئی تھیں۔ معصوم لڑکیوں کی لاشوں کو جس نے دیکھا سکتے میں رہ گیا خوف و ہراس کے بادل چھا گئے۔ قہر و غضب بیدار ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب نادیل اور عورن کی بیٹیاں گم ہو گئیں تو یہ طوفان پھٹ پڑا دونوں غضبناک ہو گئے۔ دونوں بپھرے ہوئے تھوران کے پاس پہنچ گئے۔

"تو ہمارا سردار ہے تو ختشا کا محافظ قرار دیا گیا ہے لیکن

تو خاموشی سے بیٹھا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ شاید اس لئے کہ تو صاحب اولاد نہیں ہے۔"

"کیا مجھ پر یہ الزام درست ہے؟" تھوران نے کہا۔

"تو بتا تو نے کیا کیا؟"

"کیا میں جادوگروں کے خلاف قدم اٹھانے کا اختیار رکھتا ہوں؟" تھوران نے سوال کیا۔

"تو کیا اب ختشا کی بیٹیوں کا یہی حال ہو گا۔"

"جادوگر اگر چاہیں گے۔"

"جادوگر ہمارے مالک نہیں ہیں۔"

"بیشک نہیں ہیں مگر ان کے اختیارات کس قدر ہیں۔ کیا ہم سبز پوشوں کو ان کے اقدامات سے باز رکھ سکتے ہیں۔"

"مگر ہم اپنی بیٹیوں کو قربان نہیں کر سکتے۔

"اگر میری بیٹیاں مجھے واپس نہ ملیں تو میں جادوگروں سے بغاوت کر دوں گا۔" عورن بولا۔

"اور میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دوں گا کہ اب اگر ختشا کی آبادی میں کوئی سبز پوش نظر آئے تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔" نادیل نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"تم لوگ اس کے نتائج سوچ لو" تھوران نے کہا۔

"نتیجہ کچھ بھی ہو۔ ہم تیری نصیحت نہیں مانتے۔ ہمارے دل میں جو آگ روشن ہے وہ تیرے دل میں نہیں ہے۔"

"میں تمہارا غم سمجھتا ہوں لیکن بات جادوگروں کی ہے۔ بس اس لئے خاموش ہوں۔"

"سردار کی حیثیت سے تو اپنی ذمے داری پوری کر تھوران۔"

"مجھے مشورہ دو کیا کروں؟"

"چند افراد کو جادوگروں کے پاس بھیجا جائے۔ ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے اس بدنما عمل کا آغاز کیوں کیا ہے؟"

"یہ اچھی تجویز ہے۔"

"میں اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دس آدمیوں کا انتظام کر لو اور ان کا سربراہ ایکان مقرر کرو۔ ایکان سنجیدہ مزاج انسان ہے اور معاملہ فہم جادوگروں سے وہ بہتر طریقے سے بات کر سکے گا۔" تھوران نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔ ایکان بولا۔

"بس تو پھر میں اس عمل کی منظوری دیتا ہوں۔" تھوران نے کہا۔ اپنی عشرت گاہ میں اس نے گارتھا سے کہا۔

"ایک عجیب و غریب کام شروع ہو گیا ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کیسے۔ نوجوان لڑکیوں کی لاشوں نے میرا دل دہلا دیا ہے۔ سبز پوشوں نے اس سے پہلے ایسا نہیں کیا تھا۔"

"مجھے خود حیرت ہے۔" گارتھا نے کہا۔

"یہ تو جادوگروں کے خلاف خود عمل شروع ہو گیا۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی۔"

"شاید" گارتھا نے آہستہ سے کہا۔

ختشا کی آبادیوں میں ہلچل مچی ہوئی تھی لوگ دن رات سڑکوں اور علاقوں میں نظر آنے لگے تھے۔ سبز پوشوں کو اس کا احساس ہو گیا چنانچہ وہ گم ہو گئے تھے۔ ادھر دس افراد کا ایک گروہ تیار ہو گیا تھا جس کی سربراہی ایکان کے سپرد تھی۔ اس گروہ نے سردار تھوران سے اجازت لی اور جادوگروں کی وادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر تیسرے دن اہل ختشا کو ایک روح فرسا سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔ باغوں کے محافظ نے اطلاع دی تھی کہ باغ کے درختوں سے تین لاشیں لٹکی ہوئی ہیں۔ تین لڑکیوں کی لاشیں یہ لاشیں نادیل اور عورن کی بیٹیوں کی تھیں۔

عورن اور نادیل سڑکوں پر دھاڑیں مارتے پھر رہے تھے۔ ان کے ساتھ بے شمار افراد رو رہے تھے۔ سب کے دل نفرتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور اب سب کھلم کھلا جادوگروں کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔

"یہ جادوگر ہمارے رہنما تھے۔"

"وہ دیوانے ہو گئے ہیں۔"

"احمق ہم ہیں کہ ہم نے انہیں یہ مقام دیا۔"

"ان سے یہ مقام چھین لو۔"

"ہمیں جادوگروں کی برتری قبول نہیں ہے۔ ہم صرف سلانویہ کے احکامات قبول کریں گے۔ جادوگروں کے پاس جانے والا وفد واپس آجائے۔ اس کے بعد ہم سلانویہ سے ملیں گے۔ ختشا میں طریق زندگی بدلنا ہو گا۔ جادوگر قابل نفرت ہیں۔ جادوگروں سے نفرت کرو۔" ختشا کی آبادیوں میں اب یہی نعرے گونج رہے تھے۔ ہر جگہ یہی چرچے تھے۔ ہر شخص ایک ہی بات کہتا تھا۔

تھوران کی پریشانیاں عروج پر تھیں۔ اس وقت بھی وہ پورے دن کی پریشانیوں کے بعد اپنے خلوت کدے میں داخل ہوا تھا۔ گارتھا اس کا چہرہ دیکھ کر مسکرا دی۔

"گارتھا۔ ختشا میں یہ کیا شروع ہو گیا؟"

"کیا بات ہے تھوران۔"

"پوری آبادی افراتفری کا شکار ہے اگر کچھ اور لڑکیاں

سبز پوشوں کا شکار ہو گئیں تو کیا ہو گا؟"

"نہیں تھوران۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔" گارتھا نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"ہو گیا تو؟"

"میں نے کہا نہیں ہو گا۔ میں نے سبز پوشوں کو منع کر دیا ہے۔"

"تو نے؟" تھوران چونک پڑا اور گارتھا ہنسنے لگی۔

"آہ میرے بھولے محبوب۔ اتنی جلدی بھول جاتا ہے۔"

"کیا۔۔۔؟"

"میں نے تیرے ذریعہ ہوڈن اور فورال کو طلب کیا تھا۔"

"ہوڈن۔ فورال۔ ہاں۔ تو پھر۔۔۔؟"

"سبز پوش جادوگروں کے بھیجے ہوئے نہیں۔ ہمارے بھیجے ہوئے تھے جنہوں نے جادوگروں کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا ہے اور خلاف توقع ہمیں پہلے ہی مرحلے پر وہ کامیابی حاصل ہو گئی جس کی امید اتنی جلدی نہیں تھی۔ اس طرح مجھے اہل ششتا کا مزاج سمجھنے کا موقع بھی ملا ہے۔"

"گارتھا تو نے۔ تو نے۔"

"میرے پاس عقل کا جادو ہے اور اس جادو نے تردانہ کے جادوگروں کو شکست دے دی۔ وہ مات کھا گئے۔ دیکھ لے آج ششتا کے لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہمیں جادوگروں کی نہیں سلانوسیہ کی حکمرانی چاہئے۔ یہی ہو گا۔ سلانوسیہ کی حکمرانی ہو گی اور سلانوسیہ کون ہو گی۔ اس۔ گارتھا در تھا اور جب سلانوسیہ کی حکمرانی ہو گی تو۔ اصل حکمراں کون ہو گا۔ تھوران۔ عظیم سردار تھوران۔"

تھوران کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

ایکان کا دل لرز رہا تھا اسے بہت بڑی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ جادوگروں سے گفتگو کرنے کی کہ ان کے سبز پوشوں نے ششتا میں کیا تباہی مچائی ہے اور کس قدر سنگدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہرچند کہ اسے تمام باتیں سمجھا بجھا کر بھیجا گیا تھا لیکن جادوگروں کی اتنی ہیبت طاری تھی اس پر کہ بار بار وہ اس گفتگو کو دہرانے لگتا تھا جو اسے جادوگروں سے کرنی تھی۔ تھوران نے اسے تمام تفصیلات بتا کر بھیجا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جادوگروں سے کہا جائے کہ اہل ششتا جادوگروں سے بددل ہو رہے ہیں اور اس کی وجہ ان کے ہرکارے ہیں۔ جنہوں نے ظلم و ستم کا طوفان برپا کر دیا ہے اور وہ وقت شاید قریب آ گیا ہے کہ ششتا کے لوگ جادوگروں کے خلاف بغاوت کر دیں۔ سو یہ ہونا چاہئے کہ جن لوگوں نے یہ عمل کیا ہے انہیں ایسی سزا دی جائے کہ اس کے بعد تردانہ کی تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ دہرایا نہ جا سکے۔

وہ اپنے باقی نو ساتھیوں سے اس گفتگو کے بارے میں پوچھنے لگتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا تو نہیں ہو گا کہ جادوگر اس گفتگو کا برا مان جائیں اور پہلی سزا انہیں ہی مل جائے۔ اس کے ساتھی اسے سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو قاصد ہیں۔ بھلا پیغام لانے والوں سے بھی کوئی بیر ہوتا ہے ان سے تو کوئی اختلاف رکھتا ہی نہیں۔ سو جادوگر اتنے احمق بھی نہیں ہیں کہ سوچے سمجھے بغیر ہمیں کوئی نقصان پہنچا دیں گے۔ جادوگروں کی آبادیوں تک پہنچنا بھی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ راستے دشوار گزار تھے۔ ہرچند کہ تردانہ کی سرزمین نے ویرانوں میں بھی اپنے حسن کا معیار قائم رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ جگہیں ایسی تھیں جہاں سے ان لوگوں کے قدموں کا گزر نہیں ہو سکا تھا۔ البتہ اول تو جادوگروں کی آبادی تک جانے کا کبھی کوئی موقع ہی نہیں آتا تھا اور اگر آتا بھی تھا تو اس کے لئے رہنما ساتھ ہوتے تھے اور رہنما وہی سبز پوش ہوتے تھے جو انہیں عام راستوں سے گزار کر لے جاتے تھے جبکہ جادوگروں کی وادی کا ایک نقشہ بنا کر ایکان کے سپرد کر دیا گیا تھا اور اس سے کہا گیا تھا کہ اسے کون کون سے راستوں سے سفر کرنا ہے لیکن دوفا نے چوتھے چاند ایک نئے راستے کا انکشاف کیا اس نے کہا۔

"بزرگ ایکان۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات میں تجھے پہلے نہ بتا سکا۔ سوچا تو میں نے تھا کہ تیری رہنمائی کروں لیکن پھر وہ منصب میں نے حاصل نہ کیا جو سبز پوشوں کو حاصل ہے۔ اچانک ہی میں سوچا کہ کیوں نہ میں تیرے سامنے یہ بات بیان کردوں کیونکہ اب تو ہم ان واقعات کی وجہ سے سبز پوشوں سے وہ عقیدت نہیں رکھتے جو کبھی ہمارے دل میں تھی۔ اس خیال کے ساتھ کہ وہ جادوگروں کے ہرکارے ہیں۔"

"کیا تو مجھے کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہے دوفا۔"

"ہاں معزز بزرگ۔"

"کیا ہے وہ بات؟"

"دراصل میں کافی عرصے پہلے ایک جادوگر کے ساتھ تھا اور یہ جادوگر آواز کا جادوگر تھا۔ پتھروں کی رگڑ سے وہ آوازیں پیدا کرتا تھا اور پھر ان آوازوں ہی کو پتھروں میں محفوظ کر لیتا تھا۔ اس کا نام ویلان تھا۔ تو ویلان اب بھی انہی میں شامل ہے اور اس نے مجھے کچھ دن خدمت کا موقع دیا

لیکن اس کے بعد مجھے اپنے آپ سے جدا کر دیا کہ کہیں میں پتھروں کا جادو نہ سیکھ جاؤں حالانکہ میں ایک بیکار سا انسان ہوں۔ تاہم میں نے ویلان کے ساتھ ان راستوں کو اور ان وادیوں کو دیکھا ہے اگر تو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہے تو میں تجھے ایک مختصر راستہ بتاؤں کہ وہ مشکل بھی نہیں ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ بہت خوبصورت راستہ ہے۔"

"کیا ہم اس راستے کو پیچھے چھوڑ آئے؟" ایکان نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں بلکہ جو راستہ نقشے کے مطابق ہمیں بتایا گیا ہے اگر ہم نے اس پر سفر کیا تو ہمیں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ اگر ہم یہاں سے بائیں سمت کا راستہ اختیار کر لیں تو پھر ہمیں وہ مشکل نہیں پیش آئے گی اور ہم بہت جلد جادوگروں کی وادی پہنچ جائیں گے۔"

"اور اگر تو راستہ بھٹک گیا تو۔"

"ویلان کا خیال تھا کہ میری یادداشت وادی ششتا میں رہنے والے تمام لوگوں سے بہتر ہے۔"

"گویا تجھے اعتماد ہے کہ تو ہمیں درست راستے سے وہاں لے جائے گا۔" ایکان نے پوچھا۔

"اگر ایکان دوفا پر اعتبار کرے۔"

"ٹھیک ہے تو صبح ہم وہی راستہ اختیار کریں گے اور تو ہماری رہنمائی کرے گا اس طرح تجھے ایک عزت کا مقام بھی ملے گا۔"

"یہ ایکان کی مہربانی ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ جس قدر جلد جادوگروں تک پہنچا جا سکے زیادہ بہتر ہے تاکہ اس کا کوئی نتیجہ ہمارے سامنے آ جائے اور وادی ششتا میں پھیلی ہوئی بے چینی ختم ہو جائے۔"

"یہ کون بدنصیب نہیں چاہتا۔" ایکان نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

رات کا قیام ختم ہوا۔ سورج کی روشنی نمودار ہوئی تو سب کے سب آگے سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ ویسے جادوگروں کی وادی تک پہنچنے کا معاملہ خاصہ لمبا تھا اور ان لوگوں کو جو راستہ طے کر کے وہاں تک جانا تھا اس کے بارے میں بھی تفصیلات انہیں معلوم تھیں اگر کوئی مختصر راستہ بتا دیتا ہے تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ ایکان نے سوچا اور پھر دوفا ان کا رہنما بن گیا۔ سورج نے ان کے ساتھ ساتھ سفر شروع کر دیا اور دوفا بڑے اعتماد کے ساتھ انہیں ایک ایسی وادی میں لے گیا جس کے بارے میں اس نے جو کچھ بھی کہا تھا درست تھا۔ سرسبز و شاداب وادی گھاس اور پھولوں کی بہتات درختوں کے جنگل پھلوں اور پھولوں کے انبار۔ وہ لوگ تردانہ کے اس حسین راستے سے گزرتے ہوئے خاصے خوش و خرم نظر آ رہے تھے یہاں تک کہ دن چھپ گیا اور شام کو وہ ایک ایسی وادی میں پہنچ گئے جہاں عجیب و غریب پھول کھلے ہوئے تھے اور پھلوں کے درخت بکھرے ہوئے تھے۔ یہاں قیام کرنا ان سب کے لئے ایک خوشگوار لمحہ ثابت ہوا اور سب ہنسنے بولنے لگے۔ کھانے پینے کی اشیا نکال لی گئیں اور یہ بھول کر کہ ششتا میں کیا رواج ہے وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ ایکان نے کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ مہینے کے آخری دن کا انتظار کرنا اب برا لگنے لگا ہے اور تم نے سنا کچھ عرصے پہلے یہ بات منظر عام پر آئی تھی اور کہا گیا تھا کہ اب یہ وقفہ کم کر دیا جائے گا۔ اس طرح ہم شکم سیر تو ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھوک نہیں لگتی لیکن ایک ایسی تشنگی طاری رہتی ہے جسے مٹایا نہیں جا سکتا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"یہ ایک بڑا سچ ہے معزز ایکان کہ اہل تردانہ نے غذائی مسائل حل کرنے کے لئے سمندر کا سہارا لیا ہے اور یہ رواج نجانے کب سے چلا آ رہا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس طرح زندگی بے کیف معلوم ہوتی ہے اور وہ لطف جاتا رہا ہے زندگی کا جو روزانہ یا کم از کم سات چاند گزرنے کے بعد کھانے سے حاصل ہو سکتا ہے اگر مجھے اقتدار مل جائے یا کوئی مجھ سے کہے کہ تردانہ میں کیا تبدیلیاں رونما ہونی چاہئیں تو سب سے پہلی بات میں لوگوں سے یہی کہوں کہ نہ کھانے کی اس رسم کو ختم کر کے کھانے کی رسم کو جاری کیا جائے اور پھر سچ یہ ہے کہ اہل تردانہ ان تمام چیزوں کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں اور ہم انہیں ضائع کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ سب کچھ موجود ہے جو ہماری غذائی ضروریات پوری کر سکتا ہے لیکن درختوں سے گرنے والے پھل زمین پر گر کر سوکھ جاتے ہیں اور سڑ جاتے ہیں۔ انہیں سمیٹ کر پھینکنا پڑتا ہے یا پھر وہ ہوا کے ساتھ مٹی میں مل جاتے ہیں جبکہ یہ خوشنما چیزیں جو لذیذ ہوتی ہیں ہمارے لئے روزانہ کی خوراک کو بھی کافی ہو سکتی ہیں۔ نیز یہ کہ سمندر میں موجود مچھلیاں اتنی ہیں کہ صدیوں ہم انہیں کھاتے رہیں تب بھی کوئی فرق نہ پڑے۔ یہ پابندی عجیب و غریب ہے اگر نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ زندگی میں ایک دلچسپی پیدا ہو جائے۔"

یہ ان کے اپنے خیالات تھے۔ وقت گزرنے کے لئے کوئی نہ کوئی گفتگو کرنا ہی تھی۔ جادوگروں کے بارے میں اور اپنے اس مقصد کے بارے میں بہت سی باتیں کر چکے تھے اب مزید کیا گفتگو کرتے۔ دوسرے دن کا سفر بھی ختم ہو گیا اور پھر کئی دن اسی طرح سفر جاری رہا یہاں تک کہ ایک دن وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں بڑا سرسبز و شاداب خطہ تھا۔ چٹانیں پھولوں سے لدی ہوئی تھیں۔ بڑے بڑے درخت جھول رہے تھے۔ ایک درخت کے دامن میں انہوں نے ایک ایسا پودا دیکھا جو ان کے لئے اجنبی تھا۔ یہ نوکدار پھلوں والا پودا تھا اور یہ پھل بہت اونچے اونچے تھے۔ اچانک ہی دوفا چونک کر رک گیا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس پودے کو دیکھ اور پھر حیرت و دلچسپی سے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگا۔ ایکان نے چونک کر پوچھا۔

"کیا بات ہے دوفا۔ تیرا چہرہ عجیب سا ہو گیا ہے۔"

"آہ معزز ایکان۔ کتنے خوش نصیب ہیں ہم لوگ کہ ہمیں کانچ کا پودا نظر آیا۔"

"کانچ کا پودا۔ یہ کیا ہوتا ہے۔"

"سرزمین تردانہ پر کانچ کے پودے کبھی کبھی کہیں کہیں اگ آتے ہیں اور ایسی جگہ جو انسان کی پہنچ سے باہر ہو اور دیکھ کیا یہاں انسانی قدم پہنچ سکتے ہیں۔ معزز ایکان جیسا کہ میں نے کہا کہ میں آواز کے جادوگر کے ساتھ رہ چکا ہوں اور جادوگر کی بات جادوگر ہی جانتے ہیں۔ کیا تو یہ جانتا ہے معزز ایکان کہ اگر کانچ کا ایک پھل کھا لیا جائے تو صدیوں کی زندگی مل جاتی ہے اور انسان اپنی عمر کا وہ لمحہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک نہیں کھو پاتا۔ آہ کاش ایسا ہوتا ایکان کہ تو بھی جوان ہوتا اور جب ہم شتا واپس پہنچتے تو ہماری بات ہی انوکھی ہوتی۔" دوفا خوشی کے عالم میں کہہ رہا تھا اور ایکان کے ساتھ ساتھ ہی دوسرے تمام لوگ بھی اسے حیران نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"تو کہنا کیا چاہتا ہے دوفا؟"

"یہ کہ کانچ کا ایک پھل کھا لیا جائے تو زندگی وہیں ساکت ہو جاتی ہے اور انسان کبھی اس عمر سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور یہ خوشی کا لمحہ مجھے حاصل ہوا ہے۔ یہ موقع مجھے ملا ہے۔" دوفا نے آگے بڑھ کر کانچ کا ایک پھل توڑ لیا اور اس کی دیکھا دیکھی تمام ہی لوگ ان پھلوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے ایک ایک پھل اپنے لئے حاصل کر لیا۔ تو ایکان بولا۔

"کاش میری عمر بھی اس قدر آگے نہ بڑھی ہوتی۔"

"اگر سچ پوچھو ایکان تو تیری عمر ابھی اتنی زیادہ بھی نہیں ہے کہ تو حسرت کرے۔ اب بھی تو جوانوں کا جوان ہے اور زندگی اگر یہیں رک جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میرے خیال میں تو بھی اس میں سے ایک پھل کھا لے۔"

"ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" ایکان نے کہا اور ایک پھل توڑ لیا۔

دوفا انہیں پھل کے خواص بتاتا رہا اور وہ اس لذیذ پھل کو کھاتے رہے لیکن سب ہی نے دیکھا تھا کہ خواص بتانے کے باوجود دوفا نے ابھی تک وہ پھل خود استعمال نہیں کیا تھا اور صرف ان لوگوں کے سامنے چرب زبانی سے کام لیا جا رہا تھا۔ البتہ اس بات کو کسی نے محسوس نہیں کیا۔ وہ سب پھل کے خواص کے داستان میں گم ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ دوفا نے نہایت چالاکی سے ان سب کو احمق بنا کر وہ پھل جو اس نے خود توڑا تھا ایک طرف پھینک دیا اور ظاہر یوں کیا جیسے وہ پھل اس نے کھا لیا ہو۔ یہ رات بھی گزر گئی اور وہ لوگ آرام سے لیٹ گئے لیکن دوسری صبح جب وہ جاگے تو اچانک ہی ایکان کو محسوس ہوا جیسے اس کا بدن مفلوج ہو گیا ہو۔ وہ حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

تب اسے احساس ہوا کہ وہ سب جو اس کے ساتھ آئے تھے اسی عالم میں ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سب اپنے جسموں کو جنبش دینے سے قاصر ہوں۔ تب ایکان خوف سے چیخ پڑا اور اس نے ان سب کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ سب ہی جاگے ہوئے تھے اور اپنی حالت سے وحشت زدہ تھے۔ ایکان کے قریب زمین پر لیٹے ہوئے شخص نے کہا۔

"بزرگ ایکان کیا تیرا جسم جنبش نہیں کر رہا۔"

"تو کیا تمہاری بھی وہی کیفیت ہے۔"

"ہاں نجانے ایسا کیوں ہے۔"

"ہم سب ایک ہی کیفیت کے شکار ہیں۔" ہر سمت سے آوازیں ابھریں۔

"کیوں۔ لیکن کیوں؟"

"کچھ نہیں معلوم۔"

"یہ سب کیسے ہوا؟" ایکان رنج و غم سے بولا۔ پھر کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے دھوپ نکل آنے کے بعد ہماری حالت بہتر ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں اپنے جسم کی جو حالت پاتا ہوں اگر وہی تم سب کی ہے تو۔" ایکان کی آواز بھرا گئی۔

دوفا بھی اسی طرح پڑا ہوا تھا اور ان سب کی باتیں سن سن کر مسکرا رہا تھا لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔ دھوپ نکل آئی اور وہ سورج کی شعاعوں کو اپنے جسم میں جذب کرنے لگے لیکن بھلا ان کے جسموں میں تبدیلی کہاں سے ہوتی۔ یہ تو ایک طے شدہ منصوبہ تھا اور کانچ کے اس پھل کی نشاندہی خصوصی طور پر کی گئی تھی اور یہ نشاندہی گارتھا کے وفادار تھوران کی تھی کہ وہ کانچ کے پھل کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ غرض یہ کہ یہ دن اسی طرح مفلوج گزر گیا۔ البتہ انہوں نے دوفا کو شام کے وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا تھا اور حیران رہ گئے تھے بلکہ ان میں سے سب ہی نے اپنے جسموں کو جنبش دینے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اس تصور کے ساتھ کہ اگر دوفا پر سے یہ اثرات ختم ہو چکے ہیں۔ شاید ان پر بھی یہی عمل ہو لیکن دوفا واحد تھا جو اس درخت کی جانب جا رہا تھا جو پھلوں سے لدا ہوا تھا اور پھر وہ پھل توڑ توڑ کر کھانے لگا۔

یہاں پھلوں کو توڑ توڑ کر کھانا ایک جرم سمجھا جاتا تھا اور لوگ ایسا نہ کرتے تھے کیونکہ یہ تردانہ کی روایات کے خلاف تھا۔ دوفا بے باکی سے پھل کھاتا رہا ایکان نے کہا۔

"دوفا نے یہ کیوں نہیں پوچھا ہم سے کہ ہماری جسمانی کیفیت کیا ہے؟" وہ سب ایکان کی صورت دیکھتے رہے۔ تب دوفا واپس ان کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا۔

"کہو دوستو کسی کو پھلوں کی حاجت تو نہیں ہے۔"

"دوفا یہ تیرے بولنے کا انداز کیسا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تجھے ہماری اس کیفیت پر کوئی افسوس نہ ہو۔" جواب میں دوفا نے قہقہہ لگایا تھا پھر اس نے کہا۔

"معزز ایکان ساری عمر گزر گئی مگر عقل نہ آئی۔ بھلا کانچ کے پودے کے بارے میں تم نے کبھی نہیں سنا۔ یہ پھل انسانی جسم کو مفلوج کر دیتا ہے۔ وہ جیتے تو ہیں لیکن اسی درخت کی مانند جو اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتے۔ ہواؤں سے ہلتے جلتے ہیں لیکن خود ان کے اپنے جسم اس سلسلے میں بے عمل رہتے ہیں۔"

"دوفا یہ تو کیا کہہ رہا ہے۔"

"ہاں معزز ایکان اور سچ یہ ہے کہ اب تھوڑے دن کی زندگی تمہیں دی جا رہی ہے اور پھر تمہاری یہ حالت موت پر ختم ہو جائے گی۔"

"دوفا کیا بک رہا ہے؟" ایکان چیخ پڑا۔

"چیخو۔ خوب زور سے چیخو۔ تم ایک ایسی عظیم ہستی کی سازشوں کا شکار ہوئے ہو جو مستقبل میں تردانہ کی حکمران بنے گی اور اس کا نام ہے گارتھا۔"

"دوفا کیا بک رہا ہے تو۔ تیری ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ عظیم ہستی۔ تردانہ کی حکمران۔ گارتھا" یہ سارے کے سارے الفاظ نہ سمجھ میں آنے والے ہیں۔"

"تمہاری سمجھ میں اتنا تو آ گیا بوڑھے ایکان کہ اب تم اپنی مرضی سے اپنے جسموں کو جنبش نہیں دے سکتے۔ ابھی کچھ وقت درکار ہے مجھے۔ چھ سورج اور چھ چاند اور گزر جائیں یہ وہ لمحات ہوں گے جب اس بات کا یقین کرایا جائے گا کہ تم جادوگروں کی آبادی میں پہنچنے کے بعد واپس چل پڑے ہو اور یہاں تک پہنچ گئے ہو۔ جانتے ہو اس کے بعد کیا ہو گا۔"

"کک۔ کیا ہو گا؟" ایکان نے پوچھا۔

"میں تمہارے جسموں کو پتھروں سے کچل کر تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ تم سب کی موت میرے ہاتھوں آئے گی اور اس کے بعد میں روتا ہوا زخمی حالت میں شتا پہنچوں گا اور وہاں فریاد کروں گا کہ جادوگروں نے قاصدوں کو بھی نہیں چھوڑا اور دیکھو انہوں نے تمام قاصدوں کو ہلاک کر دیا میں خوش نصیب تھا کہ اتفاق سے زندہ بچ گیا اور جادوگروں کے ہرکارے یعنی سبزپوش مجھے مردہ سمجھ کر وہاں سے واپس چلے گئے۔"

"مگر تو ایسا کیوں کرے گا؟ دوفا۔"

"یہ ایک لمبا کھیل ہے۔ مرنے سے پہلے اگر اس کے بارے میں جان لوگے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ خواہ مخواہ موت کے بعد بھی تمہارا ذہن الجھتا رہے گا۔ اس لئے رہنے ہی دو۔"

"اور تو جو ہم میں سے ہے۔ تو ہمارے ساتھ ایسا کرے گا؟"

"ہاں۔ کیونکہ یہی میرے آقا کا حکم ہے۔"

"تیرے آقا کا!"

"ہاں۔ کیا تجھے علم نہیں اس بات کا ایکان کہ فورال میرا آقا ہے۔"

"ہاں۔ یہ تو علم ہے مجھے لیکن فورال۔ وہ ہمارا دشمن کیوں بن گیا؟"

"گارتھا کی وجہ سے۔"

"اور گارتھا کیا چاہتی ہے؟"

"جادوگروں کی موت۔ شتا اور سویرا کو جادوگروں سے آزاد کرانا چاہتی ہے وہ۔ سلانوسیہ کی جگہ لینا چاہتی ہے

وہ۔ یہی اس کا منصوبہ ہے اور میرے آقا فورال نے مجھے یہی ساری تفصیلات بتائی ہیں کیونکہ وہ مجھ پر اعتبار کرتا ہے اور میں اس کے اعتبار کو کبھی دھوکا نہ دیتا اگر مجھے اس بات کا علم نہ ہوتا کہ اس کہانی کو تیرے سینے میں یہیں دفن ہوجانا ہے۔" ایکان غم و غصے کے عالم میں دوفا کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تو ایک کالی بھیڑ کی حیثیت سے ہمارے ساتھ شامل ہوا تھا۔"

"کالی بھیڑ! مجھے یہ لفظ بہت پسند آیا۔ تیرا خیال بالکل درست ہے معزز ایکان۔ ایسی ہی بات ہے۔"

"غدار قوم! تجھے۔۔ تجھے۔۔" ایکان اپنا جملہ پورا نہیں کرسکا۔

وہ سب غم و غصے کے عالم میں دوفا کو دیکھ رہے تھے اور پھر سب رونے اور چیخنے لگے اور دوفا قہقہے لگاتا رہا۔

دوفا کا کام بہت آسان تھا۔ اب یہ کیڑے کوڑے تھے اس کے سامنے اور وہ ایک سنگدل انسان تھا جسے فورال کی پشت پناہی حاصل تھی۔ وہ جو فیصلہ کرچکا تھا اس پر اپنی جگہ اٹل تھا اور یہی منصوبہ لے کر اس کے آقا فورال نے اسے یہاں بھیجا تھا مگر ساری تفصیلات بتانے کے بعد کیونکہ وہ اس کا انتہائی اعتماد کا آدمی تھا پھر یوں ہوا کہ دوفا نے اکیلے رہنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ لوگ اگر ان لمحات زندہ رہیں گے تو اس کے لئے نقصان وہ نہیں بن سکیں گے یہ سوچ کر اس نے انہیں زندہ رہنے دیا تھا اور اس کے علاوہ کچھ اور ایسے معاملات بھی تھے جن پر اسے غور کرنا تھا۔ تردانہ کی سرزمین پر ایک اور اچانک واقعہ رونما ہوا۔ اس سے پہلے جو بھیانک واقعہ ہوا تھا وہ ان لڑکیوں کی موت تھا جو ششتا میں مردہ پائی گئی تھیں اور جس کا الزام سبزپوشوں پر آگیا تھا۔ یہ دوسرا المناک واقعہ یہ تھا کہ بڑے بڑے پتھروں میں سے دوفا نے ان میں سے ایک ایک کو کچلنا شروع کردیا اور انہیں کچل کر ہلاک کردیا۔ نولاشیں زمین پر بے گور و کفن پڑی ہوئی آسمان کو تک رہی تھیں اور ایک سنگدل انسان مسکرا رہا تھا۔ اب اس کو وہ نشانات مٹانے تھے جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ یہاں ان کا قیام طویل تھا اور یہ سازش جادوگروں کی نہیں بلکہ دوفا کی ہے۔ البتہ دوفا کی سنگدلی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے اپنے جسم کو بھی کئی جگہ سے زخمی کرنے سے گریز نہیں کیا تھا اور چونکہ یہ اس کی ضرورت تھی اس لئے اس نے اس پر عمل کرڈالا تھا۔ اچھے خاصے زخم اپنے جسم پر لگا کر وہ وہاں سے چلا یہ سارا منصوبہ فورال ہی کا تھا اور اس نے دوفا سے کہا تھا کہ اس کے زخم اتنے وقت پرانے ہونے چاہیں جتنے وقت میں وہ وہاں سے سفر کرکے ششتا تک پہنچ سکے۔ سو دوفا نے واپسی کا سفر شروع کردیا لیکن جو کچھ اس نے اپنے ساتھ کیا تھا اس کا صلہ اسے جو کچھ ملنے والا تھا وہ اس کے لئے بڑا قیمتی تھا اور اس نے ان زخموں کی تکلیف بھی برداشت کرلی تھی۔ وہ ششتا کی آبادیوں میں داخل ہوگیا۔ لاچار نڈھال کپڑے پھٹے ہوئے' بال بکھرے ہوئے' آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے اس تکلیف نے اسے واقعی نڈھال کردیا تھا جو اس کے زخموں سے پیدا ہوئی تھی اور جب بستی کی لوگوں نے اسے دیکھا تو حیرت و غم سے چیختے ہوئے اس کی جانب دوڑ پڑے۔ اسے سہارا دیا اور دوفا کی خراب حالت کا جائزہ لینے لگے۔ دوفا نے نڈھال لہجے میں کہا۔

"آہ مجھے۔۔ مجھے سردار تھوران کے پاس لے چلو۔ میں سردار کے پاس جانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن دوفا۔۔ تو۔۔ تو ایکان کے ساتھ جادوگروں کی آبادی گیا تھا۔ باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"سب کو مار ڈالا گیا۔ ان کی لاشیں دور ویرانوں میں پڑی سڑ رہی ہیں۔ یہاں سے کافی فاصلے پر اس جگہ جہاں جادوگروں نے ہم پر ستم ڈھائے۔"

"جادوگروں نے!" لوگوں نے چیخ چیخ کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں تھوران ہی کو اس بارے میں بتاؤں گا۔ مجھے اس کے سامنے لے چلو۔"

دوفا کے لہجے کی مظلومیت سے کوئی بھی یہ اندازہ نہ لگا سکا کہ اس کے اندر ایک مکار انسان بول رہا ہے۔ لوگ غم و غصے میں ڈوبے ہوئے اسے تھوران کی قیام گاہ پر لے گئے اور لوگوں کی تعداد اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی۔ تھوران کی رہائش گاہ کے سامنے بے شمار افراد جمع ہوگئے اور تھوران کے سامنے دوفا کو پیش کیا گیا۔ جو خود اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔ اس نے دوفا کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے کہا۔

"میرے عزیز دوست۔ تجھے کیا ہوا۔ باقی لوگ کہاں ہیں۔"

"جادوگر ظالم ہیں۔ وہ ظالم ہیں۔ ہم تو ان کے پاس سبزپوشوں کے خلاف فریاد لے کر گئے تھے انہوں نے ہم سے ملاقات کی تو میں نے تمہارا پیغام ان تک پہنچایا اور میرے بزرگ ایکان نے بڑی لجاجت اور شرافت سے جادوگروں سے کہا کہ سبزپوشوں نے ششتا کی آبادیوں میں داخل ہو کر

ہماری بیٹیوں کو اپنے ستم کا نشانہ بنایا ہے اور اس کے بعد انہیں ہلاک کردیا ہے' ہم فریاد لے کر آئے ہیں۔ ہم تھوران کا پیغام لے کر آئے ہیں کہ۔ کہ نہ صرف سبزپوشوں کو اس بات سے باز رکھا جائے بلکہ جن لوگوں نے یہ عمل کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ ششتا کی آبادیوں میں ان کے خلاف نفرت پھیل رہی ہے۔ بس معزز تھوران وہ چراغ پا ہوگئے اور اس طرح بھڑکے کہ یوں محسوس ہوا ہمیں جیسے اسی جگہ ہمیں ہلاک کردیا جائے گا۔ جادوگروں نے چیخ چیخ کر تھوران کو گالیاں دیں اور ششتا کے رہنے والوں کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ان کی تقدیر ہے۔ ان کی آبادیوں کی تمام لڑکیاں ایک دن جادوگروں کی وادیوں میں لے آئی جائیں گی۔ ہر نوجوان لڑکی پر جادوگروں کا حق ہے اور اس حق کو کوئی نہیں روک سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ششتا والے انتظار کریں کہ یہ وقت ان پر نازل ہوجائے۔ یہ جواب دیا انہوں نے اور اس کے بعد ایکان انہیں سمجھانے لگا اور اس نے کہا کہ ہم تو ان کی عزت کرتے ہیں۔ ہم تو ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ ہم ان سے خوفزدہ نہیں ہیں بلکہ ہم انہیں اپنا سرپرست سمجھتے ہیں مگر جادوگروں کا غصہ کم نہیں ہوا اور انہوں نے کہا کہ ہم وہاں سے نکل جائیں ورنہ ہمارے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ جو انداز ہم نے ان کا دیکھا معزز تھوران اس سے یہ پتا چلتا تھا ہمیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہی کریں گے اور ایکان نے فیصلہ کیا اور واپسی کا سفر اختیار کرنا شروع کردیا جائے۔

"چنانچہ ہم وہاں سے چلے لیکن پھر جادوگروں کے سبز پوشوں نے ہم سے زبردستی ہمارے راستے تبدیل کرائے اور ایک ایسے اجنبی راستے سے ہمیں لے کر واپس چلے جس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ ہمیں مجبور کرتے رہے کہ ہم اسی راستے سے آگے سفر طے کریں اور ہم بالکل مجبور ہوگئے کیونکہ ہم نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ خونریزی پر آمادہ ہیں۔ تو پھر یہ ہوا کہ جب ایک مخصوص جگہ پر پہنچے تو انہوں نے قریب پڑے ہوئے پتھر اٹھا کر ہم لوگوں پر حملہ کردیا اور ہمارے جسموں کو کچل کچل کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ انہوں نے مجھے بھی مارا اور میں جب بیہوش ہوگیا تو وہ یہ سمجھ کر مجھے چھوڑ گئے کہ میں بھی دوسروں کی طرح مرچکا ہوں۔ میں نجانے کتنی دیر وہاں پڑا رہا وہ لوگ اپنی دانست میں ہمیں ہلاک کرکے واپس جاچکے تھے اور جب میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ سب کے سب ہلاک ہوچکے تھے۔ میں بتا نہیں سکتا کہ غم سے میری کیا کیفیت ہے۔"

لوگ غصے سے دیوانے ہوگئے۔ ہر شخص چیخ پکار کرنے لگا۔ سب کا ایک ہی مطالبہ تھا جادوگروں کو فنا کردو۔ جادوگروں کو گرفتار کرو۔ لشکر تیار کرو ہم جادوگروں کی وادی پر حملہ کریں گے۔ ہم جادوگروں کی وادی پر حملہ کریں گے۔

سواس' شعبان کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ شعبان کسی دوسری ہی دنیا کی سیر کررہا ہے پھر اس نے اس جگہ کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا۔ کم از کم اسے اس بات کا اطمینان تھا کہ زاویوں کی آغوش میں وہ دوسری کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکے گا۔

وادی ششتا کے لوگ رنگ رلیوں میں مصروف ہیں اور انہیں اپنی برائیوں کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ فی الحال ان کے لئے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ بہتر ہے کہ اپنے گھر کا راستہ اختیار کیا جائے۔ یہ معاملہ تو صدیوں سے چل رہا تھا اور نجانے کب تک چلتا رہے گا۔ وہ اپنے گھر سے دوران جنگلات میں سرگرداں کیوں رہے۔ اس نے آبادی سے دوسری سمت کا رخ کیا اور پھر نجانے کہاں کہاں بھٹکتا رہا۔ بہت وقت گزرنے کے بعد اچانک ہی اسے ایک ایسی جگہ نظر آئی جہاں اس نے کچھ انسانوں کو متحرک دیکھا۔ حالانکہ عام حالات میں اس طرح لوگ نظر نہیں آتے تھے۔ نجانے کیا مقصد ہے۔ کون یہاں رہتا ہے۔ اس نے سوچا اور قریب جا کر دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ زاویوں کی آغوش میں پوشیدہ شخص کو دوسروں کی نگاہوں سے چھپ کر کہیں پہنچ جانے میں بھلا کیا وقت ہوسکتی تھی چنانچہ وہ خاموشی سے راستے طے کرتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا اور یہاں آکر اسے یہ اندازہ ہوگیا کہ جو لوگ متحرک نظر آرہے ہیں دراصل وہ سپاہی ہیں اور جو دروازہ ایک پہاڑی تودے کے اندر نظر آرہا ہے وہ یقیناً ایک قید خانہ ہے۔ ایک بار پھر دل میں شعبان جاگ اٹھا تھا اور اس تصور کے تحت اس نے قید خانے میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا کہ ممکن ہے شعبان یہاں قیدی ہو۔ سپاہیوں کی نگاہوں سے بچ کر قید خانے میں داخل ہوجانا اس شکل میں کچھ مشکل نہیں تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ قید خانے کے اندر پہنچ گیا۔ قید خانے میں ایک ہی شخص قید تھا اور سواس نے اسے دیکھا۔ اس کے ذہن میں ہوائیں چلنے لگیں۔ یہ چہرہ اس کے لئے اجنبی نہیں تھا۔ کسی زمانے میں سواس اور بھیلن

بہت اچھے دوست تھے۔ تشتا اور سویرا اس وقت اس طرح الگ الگ نہیں تھے جب علاقے تقسیم ہوئے تو کچھ لوگ ادھر چلے گئے لیکن بیرن تشتا ہی کا باشندہ تھا چنانچہ سواس کی اس سے دوستی جاری اور اس کے بعد بیرن کو اس بڑے کام کے لئے روانہ کردیا گیا جس کا سواس اس وقت بھی مخالف تھا اور آج بھی اس کی مخالفت وہی حیثیت رکھتی تھی اور اس وقت تشتا کا بیرن اس کے بچپن کا دوست قید خانے کی سلاخوں کے پیچھے موجود تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیرن کے سامنے پہنچ گیا۔

بیرن بیزار سا بیٹھا ہوا تھا جیسے زندگی اب اس کی نگاہوں میں بالکل بے وقعت ہو گئی ہو۔ سواس کے دل میں محبت امڈ آئی اور اس نے مدھم لہجے میں بیرن کو پکارا' بیرن آواز سن کر چونکا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ یہ کیسی آواز ہے۔ تب ہی سواس کو خیال آیا کہ وہ جسمانی طور پر تو دیکھا ہی نہیں جاسکتا لیکن باہر چوکیدار موجود تھے چنانچہ یہ خطرہ بھی تھا کہ کوئی بھی کسی لمحے یہاں آجائے۔ سواس کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ جنگ کرکے اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھ سکے۔ زاویوں کی قید سے نکل کر دوبارہ انہیں اختیار کرنے میں بھی کچھ لمحات لگتے ہی ہیں۔ اس نے ایک بار پھر بیرن کو آواز دی اور اب بیرن چونک کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور بولا۔

"کون ہے؟ اور کہاں ہے؟"

"بیرن، آگے بڑھو سلاخوں کے پاس آجاؤ۔" اس نے کہا۔

بیرن پھٹی پھٹی آنکھوں سے سلاخوں کو گھورتا ہوا قریب آگیا۔

"میرا نام سواس ہے مگر ٹھہرو۔ کم از کم ایک لمحے کے لئے میں اپنے آپ کو تم پر ظاہر کرسکتا ہوں۔ ذرا ایک لمحے یہاں رکو۔" وہ واپس پلٹا۔ غار کے دروازے سے باہر آکر اس نے چوکیداروں کو دیکھا وہ اپنے اپنے آرام میں مصروف تھے اور کسی کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اندر آنے کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد سواس واپس آگیا۔ بیرن اب بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے باہر دیکھ رہا تھا پھر سواس نے اپنے آپ کو زاویوں کی قید سے آزاد کیا اور بیرن چونک پڑا۔ اس نے سواس کو دیکھا۔ دیکھتا رہا۔ دیکھتا رہا اور پھر اس کے منہ سے مدھم سی آواز نکلی۔

"سواس۔۔۔!"

"پہچان لیا تم نے مجھے؟"

"ہاں۔ میرے بچپن کے دوست۔۔۔"

"بیرن میرے رازدار۔ میرے ساتھی۔" سواس نے محبت بھرے انداز میں کہا۔

"تم یہاں اس قید خانے میں کیسے آگئے اور۔۔۔"

"کیا تمہیں علم نہیں کہ میں زاویوں کا جادو سیکھ رہا تھا۔"

"زاویوں کا جادو۔۔۔"

"ہاں۔ زمین پر پھیلی ہوئی روشنی کی کرنوں میں ایک ایسی سمت کی تلاش جو انسانی جسم کو نگاہوں سے اوجھل کردے۔ میں اسی جادو کو سیکھنے میں سرگرداں تھا اور میں نے اسے سیکھ لیا۔"

"تو تم اپنے جسم کو نگاہوں سے پوشیدہ کرسکتے ہو۔۔۔"

"ہاں۔"

پروفیسر بیرن کے ہونٹوں پر ایک غم آلود مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم یہاں کیسے اور ایک قیدی کی شکل میں۔ تمہارے بارے میں تو میں نے کچھ اور سنا تھا۔"

"کیا؟" بیرن نے اسی طرح مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کہ تم تشتا کے جنگ جوؤں کے لئے وہ جادو لینے جارہے ہو جو تشتا والوں کو سویرا پر برتری دلائے گا۔"

"ہاں۔ اسی لئے میں نے ایک طویل سفر طے کیا تھا اور میں وہاں سے جو کچھ لے کر آیا وہ تشتا کے حوالے کرنے کے بعد میری خدمات کو معطل کردیا گیا۔"

"یہاں اس قید خانے میں بھیج دیا گیا۔" سواس نے کس قدر مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور بیرن ہنس پڑا۔

"تمہارا خیال بالکل درست ہے اور اسی طرح تمہارا طنزیہ لہجہ بھی۔"

"کیا ملا تمہیں اس سے۔ مجھے بتاؤ۔ تم لوگوں کے لئے موت مزید لینے گئے تھے۔ تردانہ کے لوگوں کے لئے جو ہمارے اپنے ہیں۔ وادی تردانہ کی زمین کا ایک ایک چپہ ہمارا اپنا ہے۔ یہ تو صرف جادوگروں کی سوچ ہے کہ انہوں نے تشتا اور سویرا آپس میں بانٹ دیئے ہیں اور اپنا مقصد پورا کیا ہے اور اب اب۔۔۔ سویرا کے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار کر تشتا والے رنگ رلیاں منانا چاہتے ہیں۔"

"یہی بات ہے لیکن مجھے افسوس ہے سواس۔۔۔"

"کس بات کا؟"

"میں دوسری دنیا کا جادو لینے گیا تھا اور جو کچھ وہاں سے لے کر آیا اس کا صلہ مجھے یہاں یہ ملا ہے۔ کاش میں بھی تمہاری طرح زاویوں کا جادو سیکھ لیتا اور اپنے آپ کو پوشیدہ کرکے دنیا کے ہنگاموں سے الگ تھلگ ہوجاتا۔"

"یہی زیادہ بہتر رہتا۔ برے لوگوں کی سوچ نے سب کچھ تباہ کردیا ہے اور انسان انسان کا دشمن ہوگیا ہے۔ کیا یہ اچھا ہے؟"

"نہیں' یہ اچھا نہیں ہے۔" بیرن نے شرمندہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا تم تائب ہوگئے ہو اپنے اس عمل سے۔"

سواس نے پوچھا اور پروفیسر بیرن ہنس کر خاموش ہوگیا۔

"مگر یہ بتاؤ آخر تمہاری اس قید کی وجہ کیا ہے۔"

"بس موجودہ سردار نے مجھے آزاد دیکھنا پسند نہیں کیا۔" بیرن نے جواب دیا۔

"یہ ناسپاسی ہے۔ بے ایمانی ہے۔"

"شاید۔"

"مگر میں تمہیں قید میں نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔"

"چھوڑو میری قید ہی اچھی ہے۔" بیرن نے جواب دیا۔"

"یوں لگتا ہے جیسے تم بہت بددل ہوگئے ہو۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بس اب مرنا چاہتا ہوں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو۔ چلو باہر نکلو۔ میرے ساتھ میرے گھر چلو۔" بیرن نے عجیب سی نگاہوں سے سواس کو دیکھا اور پھر بولا۔

"باہر نکلوں۔۔۔"

"اگر تم اس قید خانے کی بات کرتے ہو تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ایسا کرتے ہیں میں چاند نکلنے کا انتظار کیے لیتا ہوں۔ جونہی چاند نکلے گا اور چوکیدار سو جائیں گے میں ان سے قید خانہ کھولنے کے لئے تمام چیزیں حاصل کرلوں گا اور اس کے بعد ہم تم یہاں سے نکل چلیں گے۔" بیرن اس کی صورت دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ان لمحوں کا انتظار کروں گا۔" باہر قدموں کی آہٹ ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کوئی آرہا ہے۔ تمہیں محتاط ہوجانا چاہیے۔" اور سواس نے فوراً ہی اپنے بدن کو جنبش دے کر اپنے آپ کو زاویوں کی آغوش میں پہنچا دیا۔

پہرے دار تھے جو اندر کا جائزہ لینے آئے تھے۔ انہوں نے ایک نگاہ بیرن پر ڈالی اور اس کے بعد بے پروائی سے واپس مڑ گئے۔ وہی رات بیرن کے فرار کی رات ثابت ہوئی۔ رات کے دوسرے پہر سواس نے اپنا کام کرلیا قید خانہ کھولنے کے لوازمات لے کر وہ بیرن کے پاس پہنچا اور اس نے قید خانے کا دروازہ کھول دیا۔ اس وقت بھی وہ زاویوں کا قیدی تھا اور اگر کوئی دیکھنے والا دیکھتا تو اسے صرف بیرن ہی نظر آسکتا تھا۔ غار کے باہر رات کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ چاند نکلا ضرور تھا لیکن بادل اس پر سایہ کیے ہوئے تھے اور وہ ان کے درمیان آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ کبھی وہ کالے بادلوں کی اوٹ سے نکل آتا اور کبھی ان میں جا چھپتا۔ غار کے ایک بغلی حصے میں کھڑے ہوکر سواس اور بیرن نے انتظار کیا۔ چاند اس بار منہ چھپائے تو وہ یہاں سے آگے بڑھیں اور یہ لمحہ انہیں کچھ ہی دیر کے بعد میسر آگیا جونہی چاند کالے بادلوں کی اوٹ میں ہوا وہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلے اور تاریکی میں دور تک دوڑتے چلے گئے۔ پہرے داروں کو کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ تاہم ایک خاص علاقے تک انہوں نے اسی طرح چاند کی تاریکیوں کا سہارا لیا اور پھر وہ قید خانے سے بہت دور نکل آئے بیرن کہنے لگا۔

"میرے دوست کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کوئی لمحہ ایسا آئے گا جب تم اس طرح میرے مددگار بن جاؤ گے لیکن وقت اپنے راستوں کا خود تعین کرتا ہے۔ اس قید خانے سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔"

"بہتر ہے کہ ہم رات بھر سفر کرتے رہیں اور صبح کو اپنے لئے کوئی قیام گاہ تلاش کریں چنانچہ گفتگو کا سلسلہ اس وقت تک کے لئے منقطع کیے دیتے ہیں۔"

پھر جب صبح کی روشنی پھوٹی تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک ویرانے میں پایا لیکن تردانہ کے ویرانے اتنے ویران نہیں ہوتے تھے۔ سبز شجر اور خوبصورت پرندے زندگی سے بھرپور نظر آتے تھے۔ انہوں نے ایک ایسی جگہ پناہ لی جہاں درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ آپس میں سر جوڑے کھڑے تھے اور ان کے درمیان خالی جگہ۔ بس یوں لگتا تھا جیسے کسی ماہر فنکار نے ایک خوبصورت جھونپڑی تراش دی ہو۔ ان درختوں کے جھنڈ کے درمیان بیرن اور سواس داخل

ہوگئے۔ سواس نے اپنے آپ کو ظاہر کردیا تھا۔ اس نے اپنے دوست ہیرن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جانتا ہوں کہ تمہارے ذہن میں ہزاروں کہانیاں پوشیدہ ہیں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ خود تم بھی میرے بارے میں نجانے کیا کیا جاننے کے خواہاں ہو گے لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم کچھ وقت آرام کرلیں۔ تاکہ رات بھر کی تھکن دور ہوجائے۔"

"یہی بہتر ہوگا۔" ہیرن نے جواب دیا اور سواس سونے کے لئے لیٹ گیا۔ اس کو تو شاید تھوڑی دیر کے بعد نیند آگئی تھی لیکن ہیرن گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا جو کچھ اس کے دل پر بیت رہی تھی وہی جانتا تھا۔ بہت سی سوچیں دامن گیر تھیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے درحقیقت اپنی بچی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اپنی ہی دنیا میں اس کے لئے کچھ باقی نہیں رہا۔ تروانہ کے لئے اس نے اپنے تمام جذبات اپنی ساری محبتیں وقف کردی تھیں لیکن تروانہ آکر اسے جو کچھ ملا وہ اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ نیند غیر اختیاری چیز ہوتی ہے وہ سو گیا پھر اسے سواس ہی نے جگایا تھا۔

"شام جھک آئی ہے ہیرن۔ تمہاری نیند بھی بھر گئی ہوگی۔ میں تو بہت دیر سے جاگا ہوا ہوں۔"

"ہاں کیا کوئی خطرہ پیش آیا۔"

"نہیں۔"

"میرے فرار کی خبر ان لوگوں کو ہوچکی ہوگی اور تھوران اب میری تلاش میں سرگرداں ہوگا۔"

"خیر تم محفوظ ہو اور اطمینان رکھو محفوظ رہو گے۔ میں تمہیں زاویوں میں چھپا کر ایسی جگہ لے جاسکتا ہوں جہاں سے تم ان کی نگاہوں سے محفوظ ہوجاؤ۔" ہیرن پرخیال نگاہوں سے سواس کو دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"ہاں تمہارا بے حد شکریہ۔"

"کچھ اپنے بارے میں بھی تو مجھے بتاؤ۔ آخر تم اس قید خانے تک کیسے پہنچے۔"

"دوست میں نہیں جانتا کہاں کہاں غلطی کی ہے میں نے۔ یوں سمجھ لو تھوران سے اختلاف ہوگیا تھا اور مجھے یہ احساس دلا دیا گیا کہ ششتا کے لئے جو کچھ کیا تھا وہ غلط ہے۔"

"میں تو ابتدا ہی سے اس کا مخالف ہوں۔ حالانکہ میرا اس قید خانے تک پہنچ جانے کا معاملہ کچھ ایسا سنگین نہیں ہے کہ میں پریشان ہوجاؤں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ششتا کا مستقبل میری نگاہوں میں مخدوش ہے۔ میں اس مستقبل کو نظرانداز نہیں کرسکتا کیونکہ اسی میں میری اپنی اولادوں کا مستقبل بھی پوشیدہ ہے۔ ہم کیسے اپنی دنیا کو برائی کے حوالے کرسکتے ہیں لیکن پتا نہیں تمہاری اپنی سوچ کیا ہو۔ میں اپنے الفاظ کہنے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ جادوگر درحقیقت ششتا کو بہتری نہیں بلکہ بدتری دے رہے ہیں اور اہل ششتا ان کے فریب میں آکر یوں سمجھ لو اپنی سرزمین کو خون میں نہلانا چاہتے ہیں' ہیرن پرخیال نگاہوں سے مسلسل سواس کو دیکھتا رہا۔ سواس نے کہا۔

"مجھے ایک نوجوان ملا تھا۔ ارے ہاں ہیرن تم بھی تو اس جہاز سے واپس آئے تھے جس جہاز سے وہ نوجوان آیا تھا اس کا نام شعبان ہے۔ کیا تم جانتے ہو؟" ہیرن چونک پڑا۔ اس نے عجیب سی نظروں سے سواس کو دیکھا اور پھر بولا۔

"ہاں۔ میں شعبان کو جانتا ہوں مگر تم اسے کیسے جانتے ہو۔" جواب میں سواس نے ہیرن کو پوری کہانی سنا دی اور اس نے بتایا کہ یہاں آنے کے بعد شعبان اچانک غائب ہوگیا ہے۔ ہیرن کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار تھے اس نے کہا۔

"تو پھر یوں سمجھ لو کہ کچھ ہو کر رہے گا۔"

"کیا مطلب؟" سواس نے پوچھا۔

"وہ نوجوان معمولی انسان نہیں ہے لیکن آخر تم اسے تلاش کرنے میں ناکام کیوں رہے اور وہ تمہیں بتائے بغیر کیسے کہیں چلا گیا۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم دونوں مل کر اسے تلاش کریں۔"

"دل تو میرا یہی چاہتا ہے مگر میں تھک گیا ہوں اور اب واپس جانا چاہتا ہوں۔"

"کہاں؟" ہیرن نے پوچھا۔

"اپنے گھر۔ مجھے یقین ہے کہ میں وہ سب کچھ نہیں کرسکوں گا جس کا ارادہ لے کر یہاں آیا تھا۔ اس نوجوان کی بات دوسری تھی اس کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات یہ بتاتے تھے کہ کچھ ہوجائے گا لیکن نجانے کیوں اس نے مجھے ساتھ رکھنا مناسب نہ سمجھا۔"

"ہوسکتا ہے وہ کسی مشکل کا شکار ہوگیا ہو۔"

"ہاں۔ امکانات کو تو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔" ہیرن اس سے کرید کرید کر شعبان کے بارے میں پوچھتا رہا اور اس بات کو محسوس کرکے سواس نے کہا۔

"کیا تم اس شخص سے بہت زیادہ متاثر ہو ہیرن؟" ہیرن نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر آہستہ سے بولا۔

"ہاں اگر تم نے اس کی شخصیت کو پہچانا ہے تو تمہیں اس کا اندازہ ہوگا کہ وہ کیا چیز ہے۔ میرے لئے بھی وہ اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے اس کی زندگی سے بڑی انوکھی کہانیاں بھی وابستہ ہیں۔ میں تمہیں کون کون سی کہانی سناؤں۔"

"ہاں۔ وہ بہت ذہین نوجوان ہے۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ جب اسے یہ علم ہوا کہ میں زاویوں کا جادوگر ہوں اور زاویوں کا علم میرے پاس ہے تو اس نے یہ بھی نہ کہا کہ وہ زاویوں کا علم سیکھنا چاہتا ہے بلکہ جب میں نے اسے چند بار وہ زاویئے بتائے جن سے نگاہوں سے پوشیدہ ہوا جاسکتا ہے تو اس نے کچھ دیر ہی کے بعد اپنے آپ کو زاویوں میں پوشیدہ کرکے مجھے ششدر کردیا۔" ہیرن اچھل پڑا۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔" اس نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ اس دوران زاویوں کا جادو سیکھ گیا۔"

"شعبان!" ہیرن کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا۔

"ہاں۔"

"آہ۔۔۔ تب تو۔۔۔" "تم نے اس بات پر توجہ نہیں دی سواس۔"

"کس بات پر؟"

"اگر وہ زاویوں کا جادو سیکھ گیا ہے تو کیا تمہارے خیال میں وہ کسی کے قبضے میں آسکتا ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ شعبان کو جو شخص قریب سے جانتا ہو وہ بڑے اعتماد سے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ وہ کسی مشکل کا شکار نہیں ہوسکتا اور اگر اسے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کا فن آتا ہو تب تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کا مقصد ہے کہ وہ کسی کارروائی میں مصروف ہے اور جب وہ نمودار ہوگا تو کسی ایسے واقعہ کے ساتھ جو دوسروں کے لئے ناقابل یقین ہو۔"

"تمہارا مطلب ہے۔"

"ہاں۔ میرا مطلب یہی ہے۔"

"بات سمجھ میں آتی ہے۔" سواس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آہ سواس کیا یہ ممکن ہے کہ میں زاویوں میں پوشیدہ ہوجاؤں۔"

"ہاں۔ میں تمہارے جسم کی ترتیب کرکے تمہیں نگاہوں سے اوجھل کرسکتا ہوں۔" ہیرن نے عجیب سی نگاہوں سے سوا کو دیکھا اور بولا۔

"میں تمہارا کتنا ہی گہرا دوست ہوں لیکن تم سے یہ فرمائش نہیں کرسکتا کہ مجھے بھی یہ فن سکھا دو۔" سواس آہستہ سے بولا۔

"ششتا کی صورت ہی بگڑ چکی ہے۔ ہیرن جادوگروں نے اپنے اپنے جادو سیکھ کر اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنا شروع کردیئے ہیں۔ یہ علم اگر میرے پاس محفوظ ہے تو میں بھلا کیا مقام حاصل کرسکتا ہوں اگر تم سیکھ لوگے تو میرا کیا جائے گا لیکن اس کے لئے شعبان جیسا ذہن ہونا ضروری ہے۔ زاویوں کو قید کرنا آسان کام نہیں ہے۔ پتا نہیں وہ شخص کیا چیز تھا۔ جس نے صرف چند بار دیکھنے کے بعد صحیح زاویئے پالئے اگر تم اس سلسلے میں کوشش کرنا چاہتے ہو تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

"یہ علم میں صرف کچھ لمحات کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں اور۔۔۔ ہیرن کی آواز گلوگیر ہوگئی تھی۔ سواس کچھ نہیں سمجھا تھا۔ اس نے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ میں تمہیں زاویوں کے بارے میں بتاتا ہوں۔" اس نے پہلے پروفیسر ہیرن کو زاویوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور اس کے بعد وہ عملی طور پر اسے اس سلسلے میں سمجھانے لگا۔ اس نے کوئی دس بار اپنے آپ کو زاویوں میں گم کرکے دکھایا۔ نشانات بتائے اور اس کے بعد پروفیسر اس کے لئے مشق کرنے لگا لیکن کیا ہی حیرتناک بات تھی جسم کی ذرا سی کاٹ غلط ہوجاتی تھی زاویئے منتشر ہوجاتے تھے۔ پروفیسر ہیرن نجانے کتنی دیر تک کوششیں کرتا رہا اور کامیاب نہیں ہوسکا۔ پھر سواس نے اسے اپنے ہاتھوں سے ان زاویوں سے گزارا اور پروفیسر ہیرن زاویوں میں گم ہوگیا۔ جسمانی طور پر اسے بے شمار بار اپنے ہاتھوں سے زاویوں کی قید میں لے کر سواس نے یہ ثابت کیا کہ زاویوں کا گزر ہیرن کے جسم سے ہے لیکن وہ زاویوں کو پا نہیں سکا۔ پروفیسر ہیرن نے کہا۔

"میں مسلسل یہ کوشش جاری رکھوں گا۔ ہوسکتا ہے کسی دن کرنوں کا راز پا جاؤں لیکن اب تم مجھے زاویوں میں ہی پوشیدہ رہنے دو اور ہم دونوں شعبان کو تلاش کریں۔ سواس نے آمادگی کا اظہار کردیا۔ پروفیسر ہیرن بھی زاویوں میں پوشیدہ ہوگیا اور اس کے بعد وہ دونوں شعبان کی تلاش

میں چل پڑے۔

"شعبان اپنی منزل مقصود پر پہنچ چکا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس وقت تک جب تک یہ تمام واقعات پیش نہیں آئے تھے اس نے اپنی منزل کا کوئی تعین نہیں کیا تھا۔ اصل مسئلہ تو یہی تھا کہ اسد شیرازی اور دردانہ نے ایک پروگرام بنایا تھا' سمندری تحقیقات کے لئے اور شعبان کی صلاحیتوں کی بنیاد پر اس تمام مسئلے کا آغاز ہوا تھا۔ شعبان کو اس وقت صرف اس بات سے غرض تھی کہ اسد شیرازی اور دردانہ کیا چاہتے ہیں۔ اس کی ہوش مندی کی پہلی دو شکلیں یہی تھیں اگر ماں اور باپ کا تصور کیا جا سکتا تھا تو انہی دونوں سے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس کے لئے اتنی اہمیت نہیں رکھتا تھا پھر جو واقعات پیش آئے انہوں نے شعبان کو دوسرے راستے دکھائے۔ وہ تصویر اسے جاپانی بوڑھے کے ہاتھوں سے ملی جس نے اس کے دل میں گھر کر لیا لیکن کبھی ہوش و حواس کے عالم میں یہ نہ سوچا کہ تصویر والی حسینہ اس کی زندگی میں آسکتی ہے لیکن ایک طلب ایک آرزو اس کے دل میں ضرور بیدار رہی اور اکثر رات کی تنہائیوں میں جب اس نے اس کے بارے میں سوچا تو نجانے کیوں اسے یہ احساس ہوا کہ تصویر والی شخصیت ایک زندہ حقیقت ہے اور جو حقیقتیں زندہ ہوتی ہیں وہ کبھی نہ کبھی عملی زندگی میں سامنے آہی جاتی ہیں چنانچہ دل میں ایک تجسس ضرور رہا کہ ہو سکتا ہے زندگی کے کسی موڑ پر اس سے ملاقات ہو جائے۔ لیکن پھر اسے گوہر مقصود کا نشان مل گیا اور اگر سلانوبیہ جیسا کہ اس کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا اسے مل جاتی تو پھر اور کوئی ایسا دلکش وجود یہاں نہیں تھا جو شعبان کو اسی زندگی میں شامل رہنے دیتا چنانچہ اب وہ اپنی منزل کے قریب تھا اور اس کے نظریات میں بڑی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ غاروں کا یہ عظیم الشان سلسلہ باہر موجود ٹیلے سے بالکل مختلف تھا اور شعبان اس وقت سوچ بھی نہ پایا تھا کہ اندر اتنی وسعتیں چھپی ہوئی ہوں گی تاہم چونکہ اس کا وجود نگاہوں میں آشکارا نہیں تھا اس لئے اسے کوئی دقت بھی نہیں ہوئی تھی۔ اپنے آپ کو اپنی محبت کے قریب پا کر اس کے دل کی جو کیفیات ہو رہی تھیں اس کا وہ تو صحیح انداز میں تجزیہ بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ان لذتوں سے نا آشنا تھا یہ لذت نہ اسے گار تھا کی قربت بخش سکی تھی نہ سینڈرا کی محبت بھری آنکھیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے اسے اس لذت سے آشنا کیا ہو۔

وہ ان غاروں میں موجود ہے اور میں اسے پالوں گا۔ یہی ایک تصور اس کے دل میں جاگزیں تھا اور اس تصور کو حقیقت بننے میں زیادہ وقت نہ لگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ اس وسیع و عریض غار میں پہنچ گیا جسے ناقابل یقین خوبصورتی بخشی گئی تھی۔ ایسا حسین اور جھلملاتا ہوا غار تھا وہ جسے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں کھل جائیں حسین لڑکیاں۔ سلانوبیہ وقت کی خوشامدوں میں مصروف تھیں۔ طرح طرح سے اسے خوش کرنے کی کوششوں میں مصروف تھیں۔ وہ بھی مسکرا رہی تھی اور شعبان کو اس کی مسکراہٹوں میں سارے جہاں کا حسن نظر آرہا تھا۔ وہ ایک گوشے میں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ کسی کو اس کے وجود کا احساس نہیں ہوا تھا تب اس نے پہلی بار سلانوبیہ کی آواز سنی۔

"اب مجھے آرام کرنے دو۔ میں تھک گئی ہوں۔"

"کیا میں بھی جاؤں؟" ایک اور حسین لڑکی نے پوچھا اور سلانوبیہ شکایتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اگر مجھ سے بیزار ہو گئی ہے تو چلی جا۔ میں کب منع کرتی ہوں۔" وہ لڑکی ہنسنے لگی۔ باقی لڑکیاں اٹھ گئی تھیں اور اس کے بعد اس غار میں اس لڑکی کے علاوہ اور کوئی نہ رہا۔ شعبان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ ان کی باتیں بھی سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم اتنی نازک ہو سلانوبیہ کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔"

"کیوں؟"

"ہمارے تردانہ کی لڑکیاں اتنی نازک کیوں ہوتی ہیں۔"

"تردانہ؟" سلانوبیہ کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"تو بار بار مجھ سے ایسے سوالات کیوں کرتی ہے۔"

"نہ کروں کیا؟"

"کیا فائدہ ان سوالات سے۔ میرا نظریہ تجھے معلوم ہے۔"

"کون سا؟" سولانہ نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"میں تجھ سے ناراض ہوں۔"

"ہرگز نہیں تم جانتی ہوں سلانوبیہ کہ تم نے مجھے کتنا بڑا درجہ دے رکھا ہے۔" سولانہ بولی۔

"مطلب ــــــــ؟"

"اگر تم ناراض ہو جاؤگی تو میں بغیر کسی جھجک کے تمہارے گدگدیاں شروع کر دوں گی اور اس کے بعد سمجھ لینا۔"

"بکواس مت کرو۔ تم جانتی ہو کہ میں کسی کے ہاتھوں کی سرسراہٹ برداشت نہیں کر سکتی۔"

"سوچ لو" سلانوبیہ جب کسی کے چوڑے بازو کی سرسراہٹ تمہارے جسم کے گرد محسوس ہوگی تو کیا تم اس سے بھی انکار کر دوگی۔

"آہ میری زندگی میں لمحات کہاں۔"

"کیا تم ان لمحات کا حصول چاہتی ہو۔"

"سولانہ کیوں تو مجھے پریشان کرتی ہے۔"

"نہیں تم مجھے بتاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔ میں اپنے تصور سے نہیں ہٹ سکتی۔ میرا تصور میرا تصور ہے اور پھر تو یہ بھی جانتی ہے کہ میرا مستقبل کیا ہے۔ ایک میں ہوں جسے سارے جہاں کی خوشیاں حاصل ہیں۔ جسے عزت و احترام سے زندہ رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ لیکن میرے دل کے سارے کنول مرجھائے ہوئے ہیں اور ایک تو ہے جو آزادی رکھتی ہے۔ اپنا محبوب رکھتی ہے۔"

"میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں۔" سولانہ نے کہا۔

"میں بزدل ہوں!" سلانوبیہ بھویں اٹھا کر بولی۔

"تو اور کیا' بزدل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ کیوں اپنے آپ کو اس طرح کھینچے ہوئے ہے۔"

"تم جانتی ہو اگر میں نے کسی کی طرف نگاہ الفت سے دیکھا تو اس کا کیا ہوگا۔"

"تمہیں اس سے کیا غرض۔ اپنی بات کرو۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اپنی محبت کے چند لمحات کے لئے کسی کی زندگی خطرے میں ڈال دوں۔ نہیں یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا ــــــــ؟"

"جادوگروں کا حکم ہے کہ سلانوبیہ کو ہر شخص عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ کوئی ایسا نہ بننے پائے جو اس کا طالب ہو اور اگر کسی نے اس کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے موت سے ہمکنار ہونا ہوگا۔"

"سلانوبیہ میں تجھے بتاتی ہوں کسی بھی نوجوان کو اپنی زندگی کا مرکز بنالے اس کی قربت حاصل کر۔ اس کے پیار سے لطف اندوز ہو اور جب تک جادوگروں کو اس کا پتا نہ چل سکے تجھے کیا پڑی ہے کہ اس کے بارے میں کسی کو بتا اور جب جادوگروں کو پتا چل جائے تو وہ جانے اور جادوگر۔"

"محبتیں اس طرح پامال تو نہیں کی جاتیں سولانہ' تو کیسی لڑکی ہے۔"

"میری بات نہ کر۔ میں تو آزاد ہوں اپنی محبت کی پرورش کے لئے۔ مگر تیرے اوپر موجود پابندیوں کا ذکر کر رہی ہوں۔"

"نہیں یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ حالانکہ میرے دل کی پہلی خواہش ہے کہ ــــــــ خیر چھوڑ۔"

"نہیں دل کی باتیں کہہ لینے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے۔"

"ہزار بار تو کہہ چکی ہوں دل کی باتیں تجھ سے اور تو بار بار وہی ایک مسئلہ لے کر بیٹھ جاتی ہے۔"

"اچھا جو لگتا ہے مجھے۔"

"میرا دل دکھا کر۔"

"نہیں۔ میں جانتی ہوں کہ تیری آنکھوں میں امید کی شمع روشن ہے تو نے کسی کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ پھر دوسرے نوجوانوں پر اور جادوگروں پر الزام کیوں لگاتی ہے۔ میرے خیال میں اگر وہ میرا مطلب ہے تیرا تصور کبھی تجھ تک نہیں پہنچا تو تو کسی سے محبت نہیں کرے گی۔"

"فائدہ بھی کیا۔ چند لمحوں کے لئے کسی کی زندگی سے کھیلنا۔"

"اور اگر تیرا محبوب تیرے پاس آجائے تو۔"

"تو اس کے لئے میں ہزاروں کی زندگیوں سے کھیل جاؤں گی۔ اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا دوں گی۔ مجھے کوئی عزت نہیں چاہئے۔ کوئی دلچسپی نہیں ہے مجھے سلانوبیہ بننے سے۔ میں ایک پتھر کے ٹکڑے کی طرح نہیں جینا چاہتی سولانہ۔ میں نے آج تک اپنی آرزوؤں کو زندہ رکھا ہے اور نجانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ میرا محبوب میری نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔"

"سولانہ نے مسکرا کر ایک سیاہ پردے کی جانب دیکھا جو ایک سمت لگا ہوا تھا۔" سولانہ جانتی تھی کہ سلانوبیہ کا مقصد کیا ہے۔ سلانوبیہ نے کہا۔

"ایک دن جب میں یہ پردہ ہٹاؤں گی تو وہ اس کے عقب سے برآمد ہوگا۔ یہ ایک بہت بڑی پیشگوئی ہے اور میں اس پر یقین رکھتی ہوں۔ روز میرے دل میں یہی تصور ہوتا ہے کہ میرا محبوب اس کے پیچھے سے برآمد ہوگا۔ تو شاید اس بات پر یقین نہ کرے کہ اگر اتنی سچی لگن ہو تو ایک دن ایک نہ ایک وجود اس پردے کے عقب میں نمودار ہو جائے گا اور میرا تصور دھوکا نہیں کھا سکتا۔"

شعبان کو ایک عجیب سا احساس ہوا ایک میٹھا میٹھا احساس ایک محبت بھرا احساس اور نجانے اس نے کیا کیا سوچا۔ بہرطور سلانوبیہ کے دل میں کسی کی محبت کا جادو جاگا

ہوا تھا۔ ایک ایسی محبت کا جو حقیقی شکل میں اس کی نگاہوں کے سامنے نہیں تھی۔ کیا وہ میں ہو سکتا ہوں۔ شعبان نے سوچا۔ تقدیر ساتھ دے رہی تھی۔ حالات خود بخود ایک ایسا رخ اختیار کر رہے تھے جس کی بنا پر اسے اپنی منزل کا نشانہ مل گیا تھا۔ آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے چلتا ہوا وہ اس سیاہ پردے کے عقب میں داخل ہو گیا۔ سیاہ پردے کے پیچھے ایک خوبصورت مسہری پڑی ہوئی تھی۔ جس پر گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا اور آرام دہ بستر ہو رہا تھا۔ یہ سلانوبیہ کا ایک حسین تصور ہے۔ اس کا محبوب اس بستر پر آمد ہو گا اور واہ یہ تو عمدہ بات ہے کیونکہ نہ ایسا ہی کیا جائے کہ کل صبح کو جب سلانوبیہ اس پردے کو سرکائے تو میں یہاں موجود ہوں۔ کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر میں اس کی نگاہوں میں کوئی مرکز نہ پاسکا تو بعد میں یہ فیصلہ کرا لوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کسی پر زبردستی اپنا تسلط قائم کرنا تو کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ شعبان نے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا بستر کے قریب پہنچ گیا۔ نرم بستر کسی خاص سمندری گھاس سے بنایا گیا تھا۔ غالباً" اس میں اسفنج کی آمیزش کی گئی تھی اور اصل اسفنج یہیں موجود تھا۔ چنانچہ اس پر بیٹھ کر جتنا لطف آیا شعبان کو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

سلانوبیہ اور اس کی دوست سولانہ کی باتیں ہو رہی تھیں۔ نجانے کیا کیا باتیں۔

شعبان اپنے ہی تصور میں کھویا ہوا تھا۔ وہ بالکل بے اختیارانہ انداز میں بستر پر لیٹ گیا۔ حالانکہ اس نے ابھی اپنے وجود کو نگاہوں کے سامنے روشن نہیں کیا تھا۔ لیکن خیالات کی یلغار اس پر ہو گئی تھی اور وہ بہت سی سوچوں میں گم ہو گیا تھا۔ اس کی محبوب اس کی آرزوؤں کی طلب اس کے سامنے موجود ہے۔ اس دنیا میں رہنے والے چاہے وہ سمندر کے اس جانب ہوں یا اس جانب اپنی اپنی آرزوؤں کے لئے جیتے ہیں۔ اپنی ہی خوشیوں کے لئے اور ایک نظریہ حیات تیار کر لیتے ہیں اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں میں بھی تو انسان ہوں۔ آنٹی دردانہ انکل شیرازی اور اس کے بعد باقی سب کردار میرے لئے اہمیت رکھتے ہیں لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ وہ میرے درمیان نہیں ہوں گے اور اس وقت میں تنہا ہوں گا۔ میری ماں اور میرا باپ تردانہ میں موجود نہیں ہیں۔ وہ کہاں ہیں میں نہیں جانتا اور انہیں تلاش کرنا بھی میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وقت ملے تو میں انہیں اس دنیا ہی میں تلاش کر سکوں جہاں واپس جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔"

اگر سلانوبیہ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو جائے تو ــــ شعبان کے دل میں بہت سی مسرتوں کے ساتھ یہ تصور بھی ابھر رہا تھا یہاں آنے کے بعد وہ اس قدر پرسکون ہو گیا تھا جیسے یہیں تک آنا اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہو۔ نرم و آرام دہ بستر پرسکون ماحول باہر مدھم مدھم آوازیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس کے دل کا تجسس اسے ایک لمحے بھی قرار نہ آنے دیتا۔ لیکن نجانے کیسا سحر طاری ہو گیا تھا اس پر اور اس کے بعد وہ اسی سحر کے عالم میں سو گیا۔ پلکیں ایک دوسرے سے جڑ گئی تھیں اور ایسی جڑی تھیں کہ الگ ہونے کا نام نہیں لیتی تھیں۔ یہ ایک حیرتناک اور کسی قدر غیر متوقع بات تھی لیکن ایسا ہو گیا تھا۔

بہر طور وقت گزرتا رہا۔

شعبان کو اپنی پیشانی پر ایک نرم سا لمس محسوس ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل گئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے صدیوں سوتا رہا ہو۔ صدیوں کے بعد جاگا ہو۔ طبیعت اس قدر فرحت انگیز تھی کہ حیرانی ہوتی تھی۔ غالباً" طویل عرصے کے بعد نیند بھری تھی لیکن پھر لمس کا یہ احساس، لمس کے اس احساس نے اسے ایک دم چونکا دیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ساتھ ہی ایک ہلکی سی چیخ بھی سنائی دی تھی اور لمس اس کی پیشانی سے ہٹ گیا تھا۔

"خود سے کچھ فاصلے پر چند فٹ کے فاصلے پر اس نے اپنی آرزوؤں کی تکمیل دیکھی۔"

اپنے خوابوں کا مرکز دیکھا۔

اپنی تمناؤں کا حسین شاہکار دیکھا۔ اس کے بال شعبان کے چہرے کو چھو رہے تھے۔

بے شک وہ اس سے دور ہٹ گئی تھی۔ غالباً" اس سے قبل اس سے بھی قریب تھی لیکن پھر بھی اس کے بالوں کی لمبائی اس قدر تھی کہ شعبان کا چہرہ ان کی چھاؤں میں تھا۔

شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے انداز میں شناسائی تھی۔ جبکہ سلانوبیہ کی آنکھوں میں حیرت اور مسرت کے نقوش۔ وہ اس کی آنکھیں کھولنے سے چونکی تھی۔ ڈری تو نہیں تھی لیکن ظاہر ہے انسان ہی ہے حیرانی تو ہوگی تاہم اس کے باوجود اس نے اس سے دور رہنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اور شعبان کو اس کے بدن کی قدرتی بھینی بھینی خوشبو بڑی عجیب سی لگ رہی تھی۔ وہ اسی طرح لیٹا اسے دیکھتا رہا تب سلانوبیہ نے جھٹکے سے اپنے بال پیچھے کئے اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے منہ سے سحر زدہ آواز نکلی۔

"تو تم ــــ سچ مچ ایک حقیقت ہو۔" شعبان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"یہ ــــ یہ پھر ــــ یہ آج ــــ یہ خواب آج کچھ زیادہ گہرائیوں میں اتر گیا ہے۔"

"نہیں تم اس پردے کے عقب میں مجھے تلاش کر رہی تھیں۔ آج میں تمہاری اس طلب کی مکمل تصویر بن کر سامنے آگیا ہوں۔ کیا تم مجھے اپنی طلب کے طور پر قبول کرو گی۔"

"تم بولتے بھی ہو۔ کیا تصور بھی بولتے ہیں۔"

"میں تصور نہیں حقیقت ہوں۔" شعبان تھوڑا سا کھسکا اور اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس کے حلق سے پھر ایک آواز نکلی اور اس بار وہ تھوڑا سا زیادہ پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھ کر خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور آہستہ سے بولی۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"کیوں وادی تردانہ میں ایسی باتوں کا ظہور ناممکن ہے۔"

"تم ــــ مگر ــــ تم ــــ کون ہو۔"

"میرا نام شعبان ہے۔"

"یہاں ــــ کیسے۔"

"ہاں آگے کہو۔"

"میرا مطلب ہے ــــ تم ــــ میں کون سے الفاظ میں تمہارا استقبال کروں۔ میں کیسے کہوں کہ ــــ"

"کہ تم ہر صبح یہاں مجھے تلاش کرتی تھیں کہ میں تمہارے تصورات میں بسا ہوا تھا ــــ یہ کہ جادوگروں نے تمہیں حقیقت کی دنیا سے اتنا دور کر دیا تھا کہ اب یہ تصور تمہارے لئے صرف ایک خواب کی مانند رہ گیا تھا اور تمہیں اس کی حقیقت پر کبھی یقین نہیں آتا تھا۔"

"یہ سب کچھ سچ ہے لیکن یہ سچائیاں تمہیں کیسے معلوم۔"

"دل سے دل کے راستے ہوتے ہیں۔ تم نے اپنے خوابوں میں مجھے محسوس کیا۔ تم نے اپنی تمناؤں سے مجھے چاہا تو کیا تمہارے خیال سے تم میری تمنا نہ بنتیں۔ سلانوبیہ میں بھی تمہیں اتنے عرصے سے چاہتا ہوں۔ اور میں نے ــــ میں نے تمہارا عکس اپنے اپنے سینے میں اتار رکھا ہے۔ کیا تم اس بات پر یقین نہیں کرو گی۔"

"مجھے سب سے بڑا مشکل کام اس وقت محسوس ہو رہا ہے کہ تم پر میں یقین کر لوں۔"

شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ بے باکی سے کھڑا ہوا دو قدم آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ سلانوبیہ کے شانوں پر رکھ دیئے۔ سلانوبیہ کے پورے وجود میں کیف و انبساط کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ اس کی آنکھیں بند سی ہونے لگیں اور وہ بے خود سی ہو گئی۔

شعبان خود بھی اسی کیفیت کا شکار تھا۔ وہ سلانوبیہ کے بازو پر اسی طرح اپنے ہاتھوں کا لمس قائم کئے رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"اور جو خواب ہوتے ہیں جو تصورات ہوتے ہیں ان کا کوئی لمس نہیں ہوتا۔ کیا تم میرے وجود کو چھو کر نہیں دیکھو گی۔"

وہ چونک کر شعبان کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور شعبان کے رخسار پر رکھ دیا۔ پھر شرما کر اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔

"تم واقعی ایک حقیقت ہو لیکن کیا ایسا بھی ہوتا ہے اور کیا ــــ کیا تم اس بات کو ــــ کیا تم اس بات کو ثابت کر سکو گے کہ تم بھی مجھے، میرا مطلب ہے ــــ"

"ہاں میں نے کہا نا، نجانے کب سے تمہارا لمس میرے سینے میں محفوظ ہے۔" شعبان نے ہاتھ اٹھایا، اپنے گریبان میں ڈالا اور وہ تصویر جو اس نے درحقیقت دل و جان سے قریب رکھی ہوئی تھی نکال کر سلانوبیہ کے سامنے کر دی۔

سلانوبیہ کے لئے حیرت کا ایک اور لمحہ تھا کہ وہ کاغذ پر موجود تھی۔ وہ اپنے وجود میں بھی تھی اور کاغذ میں بھی اس کا تصور موجود تھا۔ جبکہ اس سے پہلے بھی وہ پانی میں اپنی صورت دیکھ لیا کرتی تھی یا وہ آئینے جو بڑی دھندلاہٹیں رکھتے تھے اور ان میں چہرے نمایاں نہیں ہوتے تھے اور جو یہاں باقاعدہ موجود نہیں تھے لیکن اس کا مکمل عکس اس کی حسین تصویر اس کاغذ پر موجود تھی اس کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ دونوں ہاتھ آگے بڑھے اور اس نے اس تصویر کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ پھر اسے دیکھتی رہی۔ پلٹ کر دیکھا۔ ہلا کر دیکھا یہ یقین نہیں آ رہا تھا اسے کہ یہ عکس اس کاغذ کے ٹکڑے پر کیسے منتقل ہو گیا۔ تب اس نے حیرانی سے شعبان کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"تم عکس کے جادوگر ہو۔"

"نہیں میں صرف تمہارا پجاری ہوں۔"

"مجھے پجاریوں سے نفرت ہے۔" سلانوبیہ نے منہ بنا کر کہا۔

"میں وہ پجاری نہیں ہوں جو صرف تمہاری پوجا کرتے ہیں میں تمہارے وجود کی قربت کا طلبگار ہوں۔" سلانوبیہ کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"کتنے بے باک ہو تم اتنا ہی جتنا میں نے سوچا تھا۔ وہ بار بار اپنا عکس دیکھ رہی تھی پھر اس نے عجیب سے لہجے میں شعبان سے پوچھا۔

"یہ۔۔۔ میں رکھ لوں۔ یہ مجھے بہت پسند ہے۔" شعبان نے فرط محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تک جب تم میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھیں یہ میرے لئے زندگی کا۔۔۔ سرمایہ تھا۔ سب سے قیمتی چیز لیکن جانتی ہو کیوں۔"

"کیوں۔"

"اس لئے کہ یہ تم تھیں۔ یہ تمہاری یاد دلاتا تھا مجھے۔ یہ تمہاری کمی پوری کرتا تھا لیکن اب جب تم میرے سامنے موجود ہو تو میں اسے رکھ کر کیا کروں گا۔۔۔ یہ تمہاری نذر۔۔۔"

"یہ بہت عجیب ہے۔ میں سولانہ کو دکھاؤں گی۔ میں دوسروں کو دکھاؤں گی تو وہ کس قدر حیران ہوں گے۔" شعبان ہنس دیا پھر اس نے کہا۔

"اب جبکہ میں تمہاری زندگی میں آگیا ہوں تو نہ سولانہ تمہارے لئے کوئی حیثیت رکھتی ہے نہ وہ دوسری تمام لڑکیاں جو تمہاری خدمت گار تو ہو سکتی ہیں لیکن مجھ سے پوچھنا میں بتاؤں گا تمہیں کہ کس سے کیا گفتگو کرنی ہے اور کس کے ساتھ کس حد تک گفتگو کر کے میرے بارے میں بتانا ہے۔ تم بہت سی باتوں کو نہیں جانتی ہو گی سلانوبیہ لیکن میں جانتا ہوں۔ اچھا یہ تو بتاؤ وقت کیا ہو رہا ہے۔"

"سورج نکل چکا ہے۔"

"تم تنہا ہو۔"

"ہاں۔"

"اور تمہاری وہ خادمائیں جو تمہیں بہلانے آتی ہیں۔۔۔ وہ"

"وہ بس آنے ہی والی ہیں۔"

"کیا تم میرے بارے میں انہیں بتاؤ گی۔"

"میں۔۔۔ میری سمجھ میں کچھ آ نہیں رہا کیا کرنا چاہئے مجھے۔"

"حقیقتوں کو کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہئے جب تک ان سے پوری طرح آگاہی نہ ہو جائے۔"

"یہ تم نے جادوگروں جیسی بات کی۔ حکمت سے بھرپور۔"

"ہاں کیا یہ بات غلط ہے۔"

"نہیں۔"

"تو میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ کسی کو میرے بارے میں کچھ نہ بتانا۔ یہاں تک کہ سولانہ کو بھی نہیں۔"

"میں ایسا ہی کروں گی۔ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ میں بھی تمہیں خود میں چھپا کر رکھوں۔"

"تم میری فکر نہ کرو۔"

"لیکن میں تو تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔"

"میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤں گا یوں کرو کہ آج ان سے چھٹکارا حاصل کر لو ان سے کہو کہ آج تم ان کی رفاقت سے دور ہو گی۔ بتاؤ کیا یہ کام تمہارے لئے مشکل ہو گا۔"

"بالکل نہیں، میں جب بھی چاہتی ہوں ایسا کر لیتی ہوں۔ یہ میری اپنی طبیعت پر منحصر ہوتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے تو میں ان سے کہہ دیتی ہوں کہ آج میں تنہا آرام کروں گی۔ وہ مجھے بے چین نہ کریں۔"

"اور وہ مان جاتی ہیں۔"

"ہاں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ میں تنہائی چاہتی ہوں۔ در حقیقت۔۔۔ در حقیقت۔۔۔ مگر ابھی نہیں۔ میں بعد میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گی۔ تم یہاں پوشیدہ رہو۔ میں کسی کو اس پردے کے پاس نہیں آنے دوں گی۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ میری آرزوؤں کا مرکز ہے۔" وہ جملے کہتے کہتے شرما جاتی تھی۔

شعبان اسے دیکھ رہا تھا اسے امید نہیں تھی کہ اس کی زندگی بھر کی طالب اس طرح اس کی قربت میں آ جائے گی اور اسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھے گی۔ اس کا مقصد ہے کہ سلانوبیہ کے ذہن میں کوئی تصور واضح نہیں تھا بہرحال وہ اس کی اور سولانہ کی جو گفتگو سن چکا تھا اس سے اسے اس بات کا کسی قدر اندازہ ہوتا تھا کہ صورتحال کیا ہے وہ مسرت سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ پھر باہر سے کچھ آہٹیں سنائی دیں اور سلانوبیہ بے چین سی ہو کر بولی۔

"وہ آگئی ہیں اس وقت مجھے ان کا آنا بالکل پسند نہیں لیکن تم فکر مت کرنا۔ یہاں پوشیدہ ہو جاؤ۔ اس مسہری کے پیچھے چلے جاؤ، ادھر کوئی نہیں آئے گا اور اگر آیا تو میں اس سے کہہ دوں گی کہ اس سمت نہ آئے میں آرام کر رہی ہوں۔ میں ابھی یہ کہہ کر ان سب کو ہٹائے دیتی ہوں۔ آج کا دن تو تمہارے لئے ہے۔ اور اگر تم پسند کرو۔ اگر تم میرے پاس رہو۔ اگر تم ایک خواب نہ بن جاؤ دوبارہ تو میرا ہر دن

تمہارے لئے ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں گی کہ میں نے کس کس طرح تمہیں یاد کیا ہے اور کیسے کیسے تمہاری آرزو کی ہے۔"

شعبان مسرتوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے شعبان کی طرف دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑا ہونٹوں سے لگایا اور پردے کے دوسری جانب چلی گئی۔

شعبان اس جلتے ہوئے لمس کو محسوس کر رہا تھا.

کس قدر فرحت تھی۔

کس قدر تازگی تھی۔

کس قدر ملاحت تھی۔

اس لمس میں کس قدر پیار تھا آج یہ میری آرزوؤں کی تکمیل ہے اس کا مقصد ہے اس کائنات میں دنیا میں پیدا ہونے کے بعد مجھے میری زندگی کا پہلا مقصد ملا ہے۔

میرا گوہر مقصد۔

وہ باہر چلی گئی تھی اور شعبان باہر آہٹوں کا انتظار کر رہا تھا۔ تاہم سلانوبیہ کی تسلی کے لئے اس نے اپنے جسم کو جنبش دی اور خوابوں کی آغوش میں چلا گیا۔ اب سلانوبیہ بھی اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

باہر آہٹیں جاری رہیں اور کچھ دیر کے بعد ساری کی ساری لڑکیاں باہر چلی گئیں۔ تب اس نے پردے کے عقب سے خوفزدہ آواز میں اسے پکارا اور کہنے لگی۔

"کیا تم ہو۔" اس کی آواز میں اس قدر بے قراری تھی جس قدر خوف تھا۔ اسے شعبان نے محسوس کیا اور وہ خوابوں کی قید سے آزاد ہو گیا۔ آگے بڑھا پردہ سرکایا اور سلانوبیہ کی بند آنکھوں کو دیکھا وہ شدت جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے سائے منجمد تھے۔

شعبان کو اس پر بے پناہ پیار آگیا اس نے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور سلانوبیہ کے بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کر لیا۔ سلانوبیہ کا لمس اس کے سینے میں سما گیا اور سلانوبیہ نے اپنے بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کر دیئے گویا آنکھیں بند کئے کئے اس کے پورے وجود کا یقین کرنا چاہتی تھی۔

اس طرح بہت سے لمحے بیت گئے یہ دو محبت کرنے والے اگر اس طرح کھڑے کھڑے موت کی آغوش میں بھی چلے جاتے تو شاید دونوں کو احساس نہ ہوتا اس طرح ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے وہ اور سلانوبیہ کو اس کے وجود کا یقین آنے لگا اور یقین کرنے کے بعد اس کی آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔

* سینڈرا شیلون کے ساتھ واپس آگئی، گارتھا تو تھی ہی شیطان صفت۔ اسے یہ بات بڑی لذت انگیز لگی تھی کہ سینڈرا پروفیسر بیرن کے ساتھ اس قدر بے باک ہو گئی تھی۔ اس کی فطرت میں شیطان حلول کر گیا تھا اور کسی بھی انسان کو اذیت میں دیکھ کر اس کے دل کو مسرت کا جو احساس ہوتا تھا وہی اس کا بہترین اور دلچسپ مشغلہ تھا۔ غرض یہ کہ سینڈرا کا انداز ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ اب اس کے دل میں کیا تھا یہ وہی جانتی تھی۔ شیلون بھی خوش تھا کہ سینڈرا کی خوشیوں کی تکمیل ہوئی اپنے طور پر وہ بھی اپنے آپ کو بہت بڑا انسان سمجھنے لگا تھا۔

لیکن سینڈرا کے اندر جو کچھ تھا وہ صرف وہی جانتی تھی۔ اسے شدید غصہ تھا۔ شدید غم تھا اور یہ مجبوری کی انتہا تھی کہ اس نے اپنے مستقبل کے لئے یہ فیصلہ کیا تھا۔ واپس شتا کی آبادی میں آنے کے بعد سینڈرا اپنی رہائش گاہ میں چلی گئی۔ شیون کسی کام سے باہر چلا گیا تھا۔ ایک کمرے میں جا کر سینڈرا بستر پر دراز ہو گئی اس کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ پروفیسر بیرن پر جو کچھ بیتی ہو گی اسے اچھی طرح معلوم تھا۔ باپ بیٹی کا رشتہ تھا باپ کی فطرت کو اچھی طرح جانتی تھی۔ پتا تھا اسے کہ پروفیسر بیرن کس قسم کا انسان ہے۔ ہمیشہ پروفیسر بیرن نے اسے محفوظ رکھا تھا اور سینڈرا کی عادت بنا دی تھی کہ وہ نوجوانوں سے دور رہے لیکن غصہ تو یہی تھا کہ اتنا تحفظ دینے کے بعد اس نے اسے اپنی بستی کے وحشیوں کے رحم و کرم پر لا ڈالا تھا۔ اس نے یہی نظریہ قائم کیا تھا کہ پروفیسر کو ہر قیمت پر اپنی آبادی عزیز تھی اور اس کے لئے اس نے اپنی بیٹی کو بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ بہت سے پرانے واقعات اس کے ذہن میں آتے تو اسے یہ احساس ہوتا کہ ذہنی طور پر پروفیسر کبھی اس دنیا کا باشندہ نہیں بن سکا تھا یہاں تک کہ اس کی ماں سے بھی ایسا رویہ اختیار نہ کر سکا جو ایک اچھے شوہر کا رویہ ہوتا ہے۔ ہاں سینڈرا کا مسئلہ دوسرا تھا کیونکہ وہ اس کی اولاد تھی۔

وہ اسی غم و غصے میں ڈوبی ہوئی تھی اور گارتھا کا سامنے آ جانا سونے پر سہاگہ ثابت ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس شدت کے عالم میں وہ زندگی ہی کو خیرباد کہہ دیتی لیکن گارتھا نے سامنے آ کر اسے زندہ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پروفیسر کی آنکھوں کے سامنے جو کھیل کھیلا تھا اس نے اسے انتقام کی اس آگ سے گزار دیا تھا جو پروفیسر بیرن کے خلاف اس کے دل میں تھی لیکن گارتھا جوں کی توں تھی۔ گارتھا کو چھوڑنا نہیں ہے اسے کسی ایسی جگہ مارنا ہے جہاں اسے پانی بھی نہ

ملے اور اب اس مقصد نے اسے زندہ کر رکھا تھا اس کے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

"میرے باپ کو جو اذیت ہوئی ہے گارتھا' وہ تو ہوئی ہی ہے اور اس کا تجھ سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے لیکن تو ـــ تجھ جیسی شیطان صفت عورت کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ عورت جس نے نجانے کتنے مردوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ایک معمولی اور بے بس لڑکی کے ہاتھوں مرے گی۔ یہ میرا عزم ہے اور اگر تجھے ہلاک کرنے کی کوشش میں' میں خود بھی ہلاک ہو گئی تو ظاہر ہے مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں زندہ ہی کب ہوں۔ میری زندگی تو ایک مقصد ہے۔" گارتھا کی جانب سے بلاوا آگیا اور سینڈرا چونک پڑی آنے والے نے کہا۔

"میڈم گارتھا نے آپ کو طلب کیا ہے۔"

"میں آرہی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد سینڈرا گارتھا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کی آنکھوں میں وہی شیطانی چمک پھیلی ہوئی تھی۔ سینڈرا اسے دیکھنے لگی۔

کم بخت نے عالم جوانی میں نجانے کیا کیا گل کھلائے ہوں گے اس عمر میں ہونے کے باوجود اس نے قیامتیں زمین پر اتار لی ہیں۔ تاہم چہرے پر تبدیلی پیدا کرکے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کے وہ گارتھا سے ملی۔ اس نے اسے عزت و احترام سے اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگی۔

"اس وقت تمہارا عہدہ بہت بڑھ گیا ہے۔ جانتی ہو کیوں؟" سینڈرا خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ گارتھا بولی۔ "اس لئے کہ تم میرے شوہر کے بھائی کی بیوی ہو۔ اصولی طور پر تمہارا منصب یہی ہے لیکن حقیقت ـــ کچھ اور ہے"۔

سینڈرا اب بھی خاموش ہی رہی تھی۔ گارتھا نے خود ہی ایک قہقہہ لگایا اور بولی۔

شوہر ـــ ویسے سینڈرا تمہاری یہ تبدیلی میرے لئے بڑی حیرتناک ہے۔ درحقیقت میں دوسروں کے سامنے نہیں تنہائی میں تم سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتی تھی۔"

"کس موضوع پر میڈم ـــ؟"

"تمہیں اچانک اپنے باپ کے خلاف یہ عمل کرنے کا خیال کیسے آیا ـــ؟"

سینڈرا جانتی تھی کہ اس وقت اسے گارتھا سے کس قسم کی گفتگو کرنی ہے۔ ہر طرح سے اس کے ساتھ مفاہمت ہی اس کے حق میں بہتر ہو سکتی تھی۔ کہنے لگی۔

"آپ خود سوچئے میڈم پیراگوئے میں میرے باپ نے مجھے اس طرح قید کر رکھا تھا کہ میری دوستی کسی نوجوان سے نہ ہو۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ زندگی جب لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھتی ہے تو اس کے تقاضے بھی عمر کے ساتھ بدلتے چلے جاتے ہیں۔ بچی تھی تو میری نگاہوں میں اپنے باپ کا درجہ سب سے بلند تھا۔ بعد میں بھی یہ درجہ کم نہیں ہوا۔ ماں تو میری بچپن میں ہی مرگئی تھی۔ بے شک مسٹر بیرن نے مجھے ماں اور باپ بن کے پالا لیکن آپ خود سوچئے میڈم کہ اس شخص نے مجھے تحفظ کے نام پر دنیا کی تمام لذتوں سے دور رکھا اور پھر جب میں اس کی محکوم بن گئی تو اس نے مجھے اخناطون پر شعبان کی جانب متوجہ ہونے کے لئے کہا۔ شعبان بلاشبہ ایک اچھا نوجوان تھا لیکن آپ یقین کریں کہ مجھے اس سے عشق نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف میرے باپ کی ہدایت تھی کہ میں اس کی قربت حاصل کروں اور اسی بنا پر اس کی جانب بڑھی اور آج بھی میں یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں شعبان کے لئے مریض بن گئی تھی لیکن چونکہ یہ میرے باپ کی ہدایت تھی اس لئے میں نے شعبان کو اپنے ذہن کے آخری گوشوں تک پہنچا دیا اور اس کے بعد جب مجھے یہ احساس ہوا کہ شعبان بھی تھوڑا بہت میری جانب راغب ہے تو یقین کریں مجھے بے حد عجیب سا لگا۔ بہرطور میں نے اپنے دل میں شعبان کے لئے عشق تو نہیں بیدار کیا لیکن میں سوچنے لگی تھی کہ اگر میرا باپ یہی چاہتا ہے تو پھر یہی سہی۔ لیکن آپ ذرا غور کریں۔ مجھے میری دنیا سے یہاں لاکر مجھے میرے مزاج کے خلاف مجبور کرنے کے باوجود میرے باپ نے میرے لئے کیا کیا اس نے ـــ اس نے میڈم گارتھا۔ مجھے میری مرضی کے خلاف چھوڑ دیا۔ اپنی اس دنیا میں رہنے والوں کی خوشنودی کے لئے ـــ میں ـــ میں کیا آپ بتائیے کیا یہ مناسب رویہ تھا' کیا یہ درست بات تھی میرے باپ کی۔ کیا اسے ایسا کرنا چاہئے تھا؟"

"ہرگز نہیں۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس نے تم سے انتقام لیا۔ ہو سکتا ہے اس کے دل میں تمہاری ماں کی طرف سے کوئی بغض ہو اور اس نے اس بغض کو بیٹی سے نکالا ـــ"

سینڈرا کے منہ میں ایک گالی آتے آتے رہ گئی لیکن گارتھا کو اس وقت ایک دوسرے ہی انداز میں ہینڈل کرنا تھا چنانچہ اس نے کہا۔

"اس قدر تو میں نہیں جانتی لیکن پروفیسر بیرن نے

میرے لئے بہت بڑا جہنم تیار کر دیا۔"

"ایک سوال پوچھوں تم سے۔"

"پوچھیں۔"

"کیا شیلون تمہیں پسند نہیں ہے؟"

"شیلون!" سینڈرا نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ پھر بولی۔

"شیلون ایک اچھا اور محبت کرنے والا انسان ہے لیکن میں ذہنی طور پر اسے اس طرح قبول نہیں کر سکتی' دراصل تھوڑا سا فرق ہے' کلچرل کا فرق کہہ لیجئے آپ' ماحول کا فرق کہہ لیجئے آپ' مزاج کا فرق کہہ لیجئے آپ' دراصل یہ سب کچھ چونکہ میری مرضی کے خلاف اور ایک طرح بحالت مجبوری ہوا اس لئے مجھے یہ سب کچھ سوچنا پڑا کہ یہ سب کچھ میرے باپ کا کیا دھرا ہے۔ جہاں تک شیلون کی بات ہے وہ بہت اچھا انسان ہے اور ہو سکتا ہے آنے والے وقت میں اس کی ذات سے مطمئن ہو جاؤں۔"

"اتنا سچ بول رہی ہو تم کہ اس میں جھوٹ کی گنجائش نہیں ہے۔" گارتھا نے کہا۔

"نہیں میں دوستوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتی۔"

"تو تم نے مجھے اپنا دوست سمجھ لیا ہے؟"

"ہاں۔"

"بہت خوب ـــ" گارتھا مسکرانے لگی۔

"یقین کریں میڈم' وقت نے ثابت کر دیا کہ صحیح معنوں میں نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے اور پھر دشمنی تو میری اور آپ کی کبھی نہیں رہی۔ تاہم آپ کی دانائی مجھے پسند ہے اور میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ آپ میں ماحول پر چھا جانے کی قدرتی صلاحیت موجود ہے اور ظاہر ہے صلاحیتوں کا احترام کرنا چاہئے۔"

"او تھینک یو ڈیئر ـــ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو اگر شیلون سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہو تو گارتھا کے لئے یہ مشکل نہیں ہے۔ وعدہ کرتی ہوں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی اور تمہیں شیلون سے نجات مل جائے گی۔"

"کیا ـــ" سینڈرا چونک پڑی۔

"ہاں چٹکیوں کا کام ہے۔ میں اسے مسل کر رکھ دوں گی۔ میرے سامنے انسانی زندگی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔"

"نہیں میڈم اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال شیلون تھوران کے بھائی ہیں اور تھوران یہ پسند نہیں کریں گے۔"

"اوہ بے وقوف ہو تم۔ تھوران بھی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ بھی میرے اشاروں پر ہی ناچتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں اور پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ آپ کو ماحول پر قدرت حاصل کرنے میں کمال حاصل ہے۔" گارتھا ہنسنے لگی۔ سینڈرا کی اس ستائش سے وہ بے حد خوش ہوئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "دیکھو سینڈرا جہاں بھی تمہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے مجھ سے گریز مت کرنا' میں ـــ ارے ہاں یہ تو بتاؤ اب شعبان کے لئے تمہارے دل میں کیا گنجائش ہے؟"

"شعبان!" سینڈرا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کیوں وہ تو تمہارا محبوب ہے۔"

"آپ اب بھی یہ بات کہہ رہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میں آپ کو ساری کہانی سنا چکی ہوں کہ وہ میرا محبوب نہیں میرے باپ کا محبوب تھا ـــ گارتھا اس بات پر بہت ہنسی اور پھر اس نے کہا۔

"تم نے ٹھیک کہا ـــ ویسے سینڈرا ایک بات میں تمہیں بتاؤں۔ شعبان درحقیقت ایک نرم و نازک پھول کی مانند ہے جسے سونگھا جا سکتا ہے لیکن ـــ مردانگی جو تھوران میں ہے یا جو ٹیلان میں تھی وہ اوروں میں نہیں ہوگی۔ بہرحال کوئی حرج نہیں ہے تم فکر مت کرو' شعبان بچ کر کہاں جائے گا۔ یہ آبادی اب ہماری ہے' کیا سمجھیں۔ بیرونی دنیا کے صرف دو افراد ہی یہاں ہیں میں اور تم۔"

سینڈرا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلائی اور اسی وقت باہر سے اطلاع ملی کہ تھوران آیا ہے اور گارتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوسرا پاگل آرہا ہے۔ تم اگر چاہو تو آرام کر سکتی ہو۔" اور سینڈرا واپسی کے لئے اٹھ گئی۔

﴿

تھوران حیران پریشان گارتھا کے پاس پہنچا تھا' یہ حقیقت تھی کہ اب وہ گارتھا کے اشاروں پر ناچ رہا تھا اس دوران گارتھا سے الگ رہ کر بھی اس نے بہت کچھ سوچا تھا۔ شتنا کا پرانا باشندہ تھا اور پھر سرداری کا نظام سنبھالے ہوئے درحقیقت بات بہت لمبی تھی' جب شتنا اور سویرا الگ ہوئے تو دوسروں کی طرح تھوران کو بھی اسکا دکھ ہوا تھا' لیکن جادوگروں کا عمل بھلا کسی اور کے بس کی بات کہاں ہوتی ہے' کرنا وہی تھا جو جادوگر کہیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق تھوران نے بھی اپنا مزاج تیار کیا لیکن وادی تردانہ کے باشندے بہرطور ان قدیم روایتوں سے منحرف نہیں ہو

سکتے تھے جو ان کے آباؤاجداد کی تھیں اور جو صدیوں سے چلی آرہی تھیں۔ انہیں اس کے باوجود ایک دوسرے سے پیار تھا۔ جب بات حد سے زیادہ بگڑی اور ایک دوسرے کی آبادیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے دوسری دنیا کا جادو حاصل کرنے کے لئے جادوگر روانہ کردیئے گئے تو تموران نے بھی ذہنی طور پر یہی سوچا کہ اگر سویرا والوں نے جنگ مسلط کی تو بہرطور ان سے مقابلہ تو کرنا ہی پڑے گا' کیونکہ ششتا کو ان سے شکست نہیں کھانی ہے' یہ تمام صورت حال اس کے ذہن میں چل رہی تھی لیکن کبھی کبھی جب وہ یہ سوچتا کہ جنگ ہوگی اور ششتا اور سویرا کی آبادیوں میں بے شمار لوگ کم ہو جائیں گے تو اس لئے بہت افسوس ہوتا تھا لیکن کیا کرتا۔

یہاں صدیوں ہی کے جادوگروں کا راج تھا اور وہ جو کچھ کرتے تھے اسے سب سے افضل سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کے مقابلے میں سوچنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا اور یہ بھی جادوگروں ہی کی کارروائی تھی۔ پھر جب سویرا کے ٹیلان نے یہ اعلان کیا کہ گرفتار شدہ جادوگروں کو یعنی انہیں جو دوسری دنیا کا علم سیکھ کر آئے ہیں' قیدیوں سے تبادلے میں بدل لیا جائے اور یہ ایسا انداز ہوگا جو جنگ کا نہیں بلکہ دوستی کا اعلان کرتا ہے تو اسے بھی خوشی ہوئی تھی اور اس نے بڑی خوشی سے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ اب خونریزی نہ ہو پائے گی۔ پھر گارتھا اس تک پہنچ گئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گارتھا کے حسن کے سحر نے تموران کو مسحور کردیا تھا اور اس کی دلی آرزو تھی کہ ہر وہ کام کرے جس میں گارتھا کی خوشی پوشیدہ ہو' لیکن اب صورت حال کو دیکھ کر اسے بہت سے عجیب و غریب احساسات ہو رہے تھے۔ مثلاً جادوگروں کے خلاف کوئی مہم اور وہ بھی اس انداز میں کہ جادوگروں کو اسکا علم نہ ہو۔ یعنی سازش جادوگروں کی نہ ہو اور نقصان انہیں پہنچے۔

گارتھا کے کہنے پر اس نے وہ تمام عمل کئے تھے جن میں خود اس کی کوئی خاص مداخلت نہیں تھی۔ لیکن بہرحال اس کے نتائج اسی کے نام سے منسوب کئے جاتے تھے چنانچہ اب جو صورت حال اس کے علم میں آئی تھی اس نے اس کو بوکھلا دیا تھا اور وہ صحیح طور پر فیصلہ نہیں کرپایا تھا کہ کیا کرے۔ چونکہ سارا کیا دھرا گارتھا کا تھا اور وہ ہی اس کی منزل تھی۔ تموران اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر اسی مسکراہٹ میں گم ہوگیا۔"

"او تردانہ کے شہنشاہ آؤ۔ تردانہ کے سب سے بڑے انسان کو تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔"

"تیری نگاہ ہے گارتھا کہ قیامت۔ ایک نگاہ دیکھ کر تو انسان کو' شروع سے لے کر آخر تک پہچان لیتی ہے یہ خوبی میں نے تیرے علاوہ کسی اور میں نہیں دیکھی۔۔۔"

"اور بہت سی خوبیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تموران۔۔۔"

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو اس کائنات کی واحد عورت ہے جو ہر چیز اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ذہانت' حسن' محبت اور نجانے کیا کیا' میں تو اس کی تشریح بھی نہیں کرسکتا۔" تموران نے کہا۔ وہ ہنس پڑی۔ پھر اس نے کہا۔

"تمہارا شکریہ کہ ان الفاظ میں تم نے میری پذیرائی کی' میں تمہاری شکرگزار ہوں' مگر کیا بات ہے تم چہرے سے کچھ پریشان نظر آتے ہو؟"

"صورت حال واقعی بے حد سنگین ہوگئی ہے۔ ششتا کے رہنے والے جادوگروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔"

"ارے تو یہ تم نے مجھے کون سی نئی اطلاع دی ہے' کیا ہم لوگوں نے اس کے لئے محنت نہیں کی۔"

"آہستہ بول۔ آہستہ بول' کہیں کوئی سن نہ لے۔" تموران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کون ہے تمہارے علاوہ۔۔۔؟"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن لیکن گارتھا اب پتا ہے کیا ہو رہا ہے؟"

"بتاؤ کیا ہو رہا ہے۔؟"

"تاوین' لورل اور دوسرے تمام لوگ اس بات پر آمادہ ہیں کہ فوراً ہی جادوگروں کے خلاف لشکر کشی کردی جائے۔"

"واہ یہ تو خوشخبری ہے میرے لئے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ مگر۔۔۔ جنگ ہوگی۔۔۔ جادوگروں نے اگر جوابی کارروائی کی تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔۔۔؟"

"جادوگر جوابی کارروائی کرنے کے لئے کس قدر قوت رکھتے ہیں' کیا تمہیں اس کے بارے میں علم ہے؟"

"نہیں یہ بات تو میں جانتا ہوں کہ جادوگروں کے پاس بہت کم لوگ ہیں' لیکن ان کا جادو۔۔۔ کہیں وہ اپنے جادو سے ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔"

"لڑنے والے لڑیں گے۔۔۔ تمہیں اس سلسلے میں کیوں پریشانی ہے؟"

"نجانے کیوں میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔"

"نہیں یہ بات غلط ہے' مجھے اس سے اختلاف ہے' مردوں کا دل بیٹھنا نہیں چاہئے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن تو یہ سوچ کہ تردانہ میں خون کی ندیاں بہیں گی۔ درحقیقت ہماری وادیوں میں اختلافات بے شک ہوئے ہیں' لیکن وہ طے ہوگئے ہیں ان کے نتیجے میں خونریزی نہیں ہوئی۔ یہاں تو اگر ایک شخص ہلاک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے نجانے کتنے عرصے افسوس کیا جاتا ہے۔"

"پرانی باتوں کو چھوڑ دو تموران' نئی باتیں کرو بالکل نئی۔"

"اب یہ بتا مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

ان لوگوں کی قیادت۔ سنو بہت اچھا کیا تم میرے پاس آگئے اور اگر سردار ہی بزدل ہو تو پھر قومیں بھی بزدل ہو جاتی ہیں۔ لشکر کشی کے لئے تمہیں لوگوں کو اکسانا چاہئے۔ پوری طرح ان کے ساتھ رہو۔ ورنہ پتا ہے آنے والے دن کیا ہو گا۔"

"یہ کہ لوگ کہیں گے کہ ان کے سردار نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ لڑنے والے بے شک لڑیں گے' بلکہ ہو سکتا ہے کہ جادوگروں کی طرف سے کوئی مقابلہ ہی نہ ہو۔ لیکن اگر تم نے اس سلسلے میں کوئی بزدلی دکھائی تو یہ کہا جائے گا کہ سردار تموران بزدل ہے اور تموران تردانہ کا مکمل شہنشاہ بننے کے لئے بھلا ایک بزدل انسان کیسے کام آسکتا ہے۔"

تموران خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ گارتھا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کے درمیان جاؤ گے' جادوگروں کے خلاف جو زہر پھیل چکا ہے تم اس کی ہمت افزائی کرو گے اور کہو گے کہ جادوگروں نے وادی تردانہ کو جہنم بنا رکھا ہے۔ وادی تردانہ اب جادوگروں کے قبضے میں نہیں آنی چاہئے بلکہ جادوگروں کو اپنے اپنے جادو سرداروں کے لئے استعمال کرنے چاہئیں تاکہ وہ تردانہ کے رہنے والوں کی بقاء کے کام آئیں۔ اس طرح لوگ تمہاری برتری کا اعتراف کریں گے اور پھر سلانوبیہ کا واسطہ براہ راست سردار سے ہوگا بھلا اس سلانوبیہ کو معزول کرنا ہمارے لئے کونسا مشکل کام ہوگا جو جادوگروں کی تخلیق ہے۔ اور پھر اس کے بعد گارتھا سلانوبیہ ہوگی اور تموران سردار رہو گا۔ سمجھ لو یہاں کی تمام قوت ہمارے ہاتھ میں ہوگی۔"

"اس میں کوئی شک نہیں یہ بہت حسین تصور ہے اتنا حسین کہ میری آنکھیں اس کے تصور سے بند ہو جاتی ہیں' پوری وادی تردانہ کا سردار میں ہوں گا' میرے برابر کوئی نہیں ہوگا اور میری حکمران سلانوبیہ ہوگی جو مجھے روحانیت سے آگاہ کرے گی اور تجھ سے زیادہ روحانی شخصیت اور کون ہو سکتی ہے۔ تو نے جادوگروں کو نچا دیا اس میں کوئی شک نہیں گارتھا کہ تو سب سے بڑی سلانوبیہ ہے۔ بھلا جادوگروں کے خلاف سازش کرنے کی ہمت کس نے کی ہو گی' تو نے ان کے خلاف سازش کی اور آج کیفیت یہ ہے کہ ششتا کے تمام لوگ جادوگروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اگر میں ان کی رہنمائی نہ بھی کروں تو ایک لشکر تیار ہو گا اور جادوگروں کی وادی کی جانب رخ کرے گا۔"

گارتھا دل ہی دل میں خوش ہو کر بولی۔ "ہاں یہی میرا مقصد تھا۔ اتنا ہی جوش و خروش ہونا چاہئے تھا اگر اس سے کم ہوتا تو سچی بات یہ کہ جادوگر ہم پر قابو پا لیتے۔"

تموران چند لمحات سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا "تو اب میں تیری رہنمائی کا منتظر ہوں۔ یہ بتا مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"اب سب کی ہمت افزائی' آگے بڑھ کر جوش و خروش سے ان کی خواہش کے مطابق عمل اور یہ کہ انہیں جادوگروں پر فتح حاصل ہوگی۔ ابھی سے ان کے کانوں میں یہ بات ڈال دے کہ آخری حکم سردار تموران کا ہو گا' جادوگروں کا اقتدار ختم کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ طاقت کے نشے میں چور ہو کر تردانہ کو جہنم بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جہاں بیٹیوں کی عزت محفوظ نہ ہو جہاں کے رہنے والوں کو تحفظ حاصل نہ ہو۔ وہاں جادوگروں کی برتری کیسے قبول کی جاسکتی ہے۔ ان ساری کوششوں کے خلاف بدترین مہم' یہی سارا کام ہمیں کرنا ہے۔"

"یہ کام تو تقریباً ہو چکا ہے اب تو یہ ہے کہ ہمارے لشکر کو روانگی کی تیاریاں کرنی ہیں۔"

ان کی رہنمائی کر۔"

غرض یہ کہ گارتھا نے تموران کو پوری طرح تیار کردیا اور جب تموران اپنی رہائش گاہ سے نکلا تو بہت پرسکون تھا' گارتھا جیسی عظیم قوت اسے حاصل تھی جس کے پاس عقل کا جادو تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس وقت عقل کا جادو سارے جادوگروں پر حاوی ہو گیا تھا۔ لیکن یہ جادو آگے چل کر کیا رنگ دکھائے گا اس کا تموران کو اندازہ نہیں تھا۔

وہ بستی واپس پہنچ گیا تاوین' لورل اور دوسرے تمام افراد لشکر کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ پہلی بار یہاں یہ جوش و خروش پایا جا رہا تھا اور پہلی بار جنگ و جدل کا منظر وادی تردانہ کی سرزمین دیکھنے والی تھی۔ لیکن اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا تموران کے لئے کہ دل مضبوط کرے اور ان لوگوں کے جوش و خروش میں ساتھ دے۔

چنانچہ اس نے پوری طرح ہمت کرنے کے بعد اس لشکر کی ہمت افزائی کی تاویل اور لورل کے ساتھ مل کر وہ لشکر کا جائزہ لینے لگا اور منصوبہ بندیاں کرنے لگا۔ مجلس مشاورت بیٹھ گئی اور یہ طے ہونے لگا کہ لشکر کی روانگی کب رکھی جائے۔ تھوران نے کہا۔

"ہم لشکر کو فوراً روانہ کریں گے تاکہ جادوگروں کو سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔ اگر ہم دیر کریں گے تو جادوگر ہوشیار ہو جائیں گے اور ہمارے لوگوں کو زیادہ نقصان پہنچے گا اور ہم اپنے لشکر کے ساتھ جادوگروں کی وادی کو گھیر لیں گے اور اس کے بعد یہ حکم دیں گے انہیں کہ اپنے آپ کو ہماری تحویل میں دے دیں۔ اگر انہوں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا تو یوں سمجھو کہ خونریزی رک جائے گی اور اگر انہوں نے اپنے آدمیوں کو جنگ کے لئے آگے کر دیا تو جتنے لوگ ہمارے لشکر کے سامنے آئیں گے انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور جادوگروں کو اس کے بعد گرفتار کیا جائے گا۔

تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں' ہر شخص ہتھیاروں سے لیس ہو گیا تھا۔ وادی تروانہ میں اتنے ہتھیار کبھی دیکھنے میں نہیں آئے تھے۔ لیکن اب لوگوں نے جادوگروں سے نمٹنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔ دلوں میں اس قدر نفرت بٹھا دی گئی تھی ان کے کہ اب جادوگروں کی کوئی عزت نہیں کرتا تھا بلکہ ان کا نام سن کر زمین پر تھوک دیا کرتا تھا۔ سلانوسیہ کے بارے میں بھی یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ سلانوسیہ چونکہ جادوگروں کی پروردہ ہے اس لئے اسے اس کے منصب پر نہ رہنے دیا جائے گا اور اس کی جگہ نئی سلانوسیہ منتخب کی جائے گی۔ گویا جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب کچھ کارتھا کی اسکیم کے مطابق تھا اور اس شیطان عورت نے اس پرسکون وادی میں جو فساد پھیلایا تھا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

تھوران بھی احمق نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ کارتھا کے ہاتھوں میں کھیل رہا تھا۔ لیکن اس نے غور کیا تھا تو کارتھا کے عمل میں فائدے ہی فائدے نظر آئے تھے۔ جادوگروں کی برتری ختم ہو جائے تو پھر کون مقابل رہ جاتا ہے۔ وہ اکیلا شتا کا شہنشاہ ہو گا۔ یہ تصور اس کے لئے بہت جاں بخش تھا۔ اور اسی تصور کے تحت وہ یہ ساری کاروائی کر رہا تھا لیکن دل کے چند گوشوں میں خوف بھی چھپا ہوا تھا۔ کچھ بھی تھا بہرحال جادوگروں کے خوف کی ایک تاریخ تھی۔

✠

حسین سلانوسیہ کی نظر جب بھی شعبان کی جانب اٹھتی اس کی آنکھوں میں محبت کا سیلاب موجزن ہو جاتا' اس کا حسین محبوب ہر طرح سے اس کی آرزوؤں کی تکمیل تھا' خوبصورت تندرست و توانا نرم و نازک فطرت والا' اس سے محبت کرنے والا اسے یقین ہی نہیں آتا تھا کہ اس کی آرزوؤں کی تکمیل اس طرح ہو جائے گی اگرچہ اس کا دل اپنی تمام دوست لڑکیوں سے اچاٹ ہو چکا تھا اور اس نے ان سے معذرت کر لی تھی اور کہا تھا کہ اس وقت اس پر تنہائی کا دورہ پڑا ہے اور اس کا جی کسی سے بات کرنے کو نہیں چاہتا' نہ ہی وہ اپنے غار میں آہٹوں کو پسند کرتی ہے سو جب تک وہ نہ کہے کوئی اسے پریشان نہ کرے' سولانہ نے حیران لہجے میں اسے کہا تھا۔

"کیا بات ہے سلانوسیہ ایسی کیفیت تو تجھ پر کبھی طاری نہیں ہوئی تھی؟"

"میں خود نہیں جانتی سولانہ نجانے مجھے کیا ہو گیا ہے؟"

"کیا جادوگر کے پاس تیری اس کیفیت کی کہانی پہنچائی جائے؟"

"خبردار۔ نہ صرف تم بلکہ کسی اور کو بھی اس کی اجازت نہ دینا یہ میرا حکم ہے میں نہیں چاہتی کہ مجھے طرح طرح کے تجربوں سے گزارا جائے۔" سلانوسیہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"حالانکہ تیرے چہرے کی رنگت اور نکھر گئی ہے' تیری آنکھوں کی مستیاں اور بڑھ گئی ہیں' یوں لگتا ہے جیسے تجھ میں ایک نئی روح داخل ہو گئی ہے لیکن تو بات اس سے بالکل مختلف کرتی ہے۔"

"کیا تجھے اجازت ہے سولانہ کہ میرے بارے میں وہ سب کچھ پوچھے جو میں نہیں چاہتی!" سلانوسیہ نے اپنا لہجہ بدل دیا اور سولانہ فوراً سنبھل گئی۔

"نہیں' اگر تو اتنی سنجیدہ ہے تو میں ساری باتیں بھلا دوں گی حالانکہ دوسرے یہ سمجھتے ہیں کہ میں تیرے ایک ایک لمحے کی رازدار ہوں' لیکن ــــ لیکن مجھے اندازہ ہو گیا کہ تیرے اندر کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے' یقیناً تو تنہائی کی متلاشی ہے۔ مجھے معاف کرنا سلانوسیہ شاید میری بات تمہیں ناگوار گزری ہے۔"

"ہاں' بے شک تجھے میری زندگی میں ایک مقام حاصل ہے لیکن اس وقت میری یہی کیفیت ہے اور میں چاہتی ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس سے مختلف نہ کیا جائے اور تجھ پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ تو میرے احکامات کی تعمیل کرے۔"

"کیوں نہیں تو مطمئن رہ میں ضرور کروں گی جو تو نے کہا۔"

"سولانہ چلی گئی' سلانوسیہ کو تھوڑا سا افسوس بھی ہوا تھا' سولانہ اس کے لمحے لمحے کی ساتھی تھی لیکن کیا کرتی اس کے دل میں اب اس کا محبوب گھر کر چکا تھا اور وہ کسی اور کو وہ مقام نہیں دینا چاہتی تھی' حالانکہ اس کا دل چاہتا تھا کہ سولانہ کو بتائے کہ دیکھ اگر طلب صادق ہو تو منزل اتنے نزدیک آجاتی ہے اس نے ہمیشہ اپنے محبوب کو پردے کے پیچھے تلاش کیا اور بالآخر ایک دن پا لیا لیکن سولانہ لڑکی ہے' عورتوں کا پیٹ بھی ہلکا ہوتا ہے اور زبان بھی تیز کہیں یوں نہ ہو کہ وہ کسی اور سے کہہ دے اور اس کے محبوب کی یہاں آمد کا راز فاش ہو جائے' وہ اس کو آنکھوں میں روشنی کی طرح چھپا کر رکھنا چاہتی تھی بھلا کسی اور کے سامنے اسے کیسے لاتی چنانچہ اس نے خود ہی اسے محفوظ رکھا تھا اور اس بات کی خبر اس نے شعبان کو دی۔

"تجھے آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا' میرا دل تو چاہتا ہے کہ سورج چاند گزرتے جائیں اور میں تیرے سامنے بیٹھ کر باتیں کرتی رہوں' مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں نے تجھ سے کچھ بھی نہیں کہا شعبان تو ــــ تو درحقیقت میرے لئے نجانے کیا ہے؟" شعبان مسکرا کر بولا۔"

"اگر جواب میں میں تجھ سے یہ کہوں گا کہ میری کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہے تو تو اسے اپنی باتوں کا جواب سمجھے گی' یعنی وہی جو تو نے کہا سو میں نے دہرا دیا' کیوں آنکھوں میں خاموشی ہے اور اس خاموشی میں اگر جھانک سکتی ہے تو جھانک لے' سلانوسیہ یہ حقیقت ہے کہ میری کہانی بہت عجیب ہے اور تو نے نہ ابھی تک مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا نہ میں نے تجھ سے تیرے احساسات کے بارے میں' ہم تو ابھی ایک دوسرے سے بہت زیادہ اجنبی ہیں۔" سلانوسیہ ہنس پڑی اس نے کہا۔

"اتنا وقت ہمیں ایک دوسرے کی آمد کی خوشی ہی میں گزر گیا اور ہم نے اپنے بارے میں بات ہی نہ کی' ہاں شعبان مجھے اپنے بارے میں بتا تو کون ہے اور تو نے کہاں پرورش پائی اور اس طرح میرا مطلب ہے اچانک ہی میری دنیا میں کیسے داخل ہو گیا۔" شعبان ہنسنے لگا پھر بولا۔

"حالانکہ مختصر گفتگو اس بارے میں ہوئی ہے لیکن ہم دونوں ہی کو احساس ہے کہ اس گفتگو میں بے حد تشنگی ہے میں سلانوسیہ میں تروانہ ہی کا باشندہ ہوں لیکن میں تروانہ میں پیدا نہیں ہوا۔"

"کیا مطلب ــــ؟"

"میرا باپ تھیسور تھا ہواؤں کا جادوگر' شاید تو اس کا نام سن چکی ہو۔"

"نہیں' جادوگر مجھے یہ سب کچھ کہاں بتاتے ہیں میں تو بس میں تو بس ایک ایسی پتھر کی چٹان ہوں جس کو آہستہ آہستہ بجایا جاتا ہے اور جو آوازیں اس سے خارج ہوتی ہیں انہیں سمجھ لیا جاتا ہے کہ جادوگروں کی آواز ہے کیا' سمجھا؟"

"سمجھ رہا ہوں تو یوں سمجھ کہ میرا باپ تھیسور تھا اور میری ماں شکالا' وہ دونوں کسی طرح اس دنیا سے چلے گئے' دوسری دنیا کی جانب وہ جس کی کہانیاں جادوگروں کی دنیا میں عام ہیں۔"

"ہاں' اس کے بارے میں نے جانا اور یہ بھی علم ہے مجھے کہ کچھ جادوگر وہاں گئے تھے' علم کا جادو لینے کے لئے تاکہ سویرا کے خلاف جنگ کی جائے۔"

"کچھ سویرا سے گئے تھے علم کا جادو لینے کے لئے تاکہ شتا پر تباہی نازل کی جائے۔"

"یہ تباہی ان کے ذہنوں میں کیوں جاگ اٹھی؟"

"دیوانگی جب بھی سوار ہو جائے ایسا ہی عمل ہوتا ہے' تو میں اس دنیا میں پیدا ہوا لیکن اس طرح کہ میرے ماں باپ میرے پاس موجود نہ تھے بلکہ وہ سمندر کی آغوش میں چھوڑ کر مجھے نجانے کہاں گم ہو گئے' آج تک ان کا کوئی پتا نہیں چل سکا' یہاں سویرا میں میرے چچا کا بیٹا ٹیلان ہے جو سرداری کا منصب سنبھالے ہوئے ہے۔ جب جادوگر اپنی بستی میں واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا اور میرے پاس بھی کچھ جادو تھے جو سویرا کے لئے تھے لیکن میں نے یہ کیا کہ امن کے جادو کو ان لوگوں کے ذہنوں تک پہنچایا' میں نے کہا کہ جنگ' امن سے اچھی نہیں ہے' تروانہ کی روایات صبر و سکون کی روایات ہیں انہیں قائم رہنا چاہیے لیکن ایسا نہ ہوا اور شتا والوں نے نجانے کیا کیا کاروائیاں شروع کر دیں' میں اس سمت آیا اور جب میں اپنی دنیا میں تھا تو تیرا یہ عکس مجھے سمندر سے حاصل ہوا' ذرا مجھے یہ تو بتا کہ سمندر میں دوسری دنیا کے کسی اجنبی نے تیرا عکس کیسے حاصل کر لیا۔؟"

"میں سمجھی نہیں ــــ"

"تو نے سمندر کی گہرائیوں میں اس پودے کو دیکھا جس کے نزدیک تو کھڑی ہوئی ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا کبھی ایسا ہوا ــــــ؟"

"بہت سی بار یہ پودا تو سورا کا پودا ہے' سمندر کی گہرائیوں میں سورا کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جب پانی کے اندر سورا کی خوشبو پھیلتی ہے تو تو تصور نہیں کر سکتا شعبان کہ کتنی فرحت حاصل ہوتی ہے' مجھے سورا کے پودے بے حد پسند ہیں اور میں اکثر سمندر میں نجانے کتنی کتنی دور نکل جاتی ہوں' کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ میں مہینوں سمندر سے واپس نہیں آتی' سورج نکلتا ہے' چاند ڈھلتے ہیں اور میں سمندر کی گہرائیوں میں رہتی ہوں۔"

"کیا تمہیں سمندر کا شوق ہے؟"

"بے پناہ اور سچی بات یہ ہے کہ سمندر میں شاید مجھ سے آگے کوئی نہ جا سکا ہو وہ سورا کا پودا ہے جس کے پاس میں کھڑی ہوں اور بیشتر ایسا ہوا کہ میں بہت دور نکلنے کے بعد اپنی دنیا میں واپس آگئی۔"

"کیا تجھے اس بات پر حیرت نہیں ہوئی کہ جتنے فاصلے پر تو نکل گئی وہ بہت زیادہ تھا' اتنا کہ وہاں تک دوسری دنیا کے لوگوں کی رسائی تھی۔"

"یہ بات میرے لئے بہت خوفزدہ کر دینے والی ہے لیکن سمندر میں جا کر میں اس قدر مست ہو جاتی ہوں کہ پھر میں ہوش و حواس میں نہیں رہتی۔"

"کیا واپسی میں تمہیں کبھی کوئی دقت نہیں ہوتی؟"

"نہیں۔ مجھے اپنے راستے کا علم ہے اور میں سمندر کے نیچے اپنے راستوں کی جانب چل سکتی ہوں۔"

"گویا تیرا شوق مجھ سے مختلف نہیں ہے' ہو سکتا ہے میرے اور تیرے درمیان رابطے کی یہی وجہ ہو' بہر طور یہ معمہ حل ہوا کہ تیری تصویر وہاں کیسے پہنچ گئی؟"

"تصویر کیا ہوتی ہے؟"

"یہ جسے عکس کہا جاتا ہے اور عکس کا جادو تردانہ میں بھی ہے لیکن مختلف انداز میں تو خیر میں یہاں آیا اور جب یہ تصویر مجھے حاصل ہوئی میرا مطلب ہے میری اپنی دنیا سے یعنی اس دنیا سے جہاں میں رہتا ہوں تو مجھے تجھ سے محبت ہو گئی اور میں تیری تلاش میں بھٹکنے لگا۔ پھر یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا کہ تو شتا کی یا تردانہ کی سلانوبیہ ہے تو میں تیری تلاش میں چل پڑا اور یہاں تک آ گیا۔"

"گویا میری محبت کا جادو تجھے یہاں کھینچ لایا ہے۔" سلانوبیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو محبت کی جادوگر ہے۔" شعبان نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور سلانوبیہ آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی اسے یہ خطاب بہت پسند آیا تھا۔ سلانوبیہ بہت دیر تک ان الفاظ کا لطف لیتی رہی پھر اس کے چہرے پر غم کے آثار پھیل گئے اور شعبان بے چین ہو گیا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"میں خوفزدہ ہوں شعبان۔"

"کس بات سے؟"

"جادوگروں سے۔"

"کیوں؟"

"کیا تو نہیں جانتا؟"

"میں اپنے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہوں تجھے سلانوبیہ اور اب میں تیرے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"میں نہیں جانتی میری ماں کون تھی' میرا باپ کون ہے مجھے اس بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں گیا کیونکہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو جادوگروں کی تحویل میں تھی وہ مجھے اس طرح محفوظ رکھے ہوئے تھے جیسے سمندر کی گہرائیوں میں سیپ کے اندر سچا موتی' میری پرورش بہت اچھے طریقے سے ہوتی تھی۔ مجھے دنیا کی ہر آسائش حاصل تھی میری بہت سی خدمت گار عورتیں تھیں جو مجھے ہر طرح سے محفوظ رکھتی تھیں اور ایک طویل عرصے تک' طویل عرصے تک مجھے مرد کی صورت نہیں دکھائی گئی' جوان ہو گئی' لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کائنات میں مرد نامی بھی کوئی شے ہوتی ہے اور جب میں نے دیکھا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی یہ جادوگر ہی تھا جو پہلی بار میرے سامنے آیا تھا سب سے بڑا' سب سے مقدس جادوگر اور اس نے مجھے جوان ہونے کی مبارک باد دی تھی مگر تو یقین کر اسے دیکھ کر مجھے اتنی حیرت ہوئی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی اور اس کے بعد میری دوست لڑکیاں بدل گئیں یعنی اب وہ لڑکیاں آ گئیں' جنہیں نوجوانی کے عالم میں میری دوستی کا شرف حاصل کرنا تھا اور ان لڑکیوں میں سولانہ سب سے حسین لڑکی تھی سب سے پیاری جو مجھے بھی پسند تھی چنانچہ روز اول ہی سے وہ میری گہری دوست بن گئی' تب سولانہ نے مجھے اس دنیا کے بارے میں بتایا اس نے مجھے انوکھی لذتوں سے روشناس کرایا اس نے کہا کہ اس کائنات میں جتنی عورتیں ہیں اتنے ہی مرد بھی ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان محبت کے رشتے قائم ہوتے ہیں۔ پہلے تو مجھے اتنی حیرت ہوئی کہ میں بتا نہیں سکتی' لیکن رفتہ رفتہ مجھے اس صنف کی کشش کا احساس ہوا' دوسری لڑکیاں محبت کرتی تھیں اور اپنے اپنے محبت کے تذکرے بڑی لذت سے بیان کرتی تھیں اور میں حسرت سے سوچتی تھی کہ میں ان سب سے زیادہ بدقسمت ہوں کیونکہ میرا کوئی محبوب نہیں ہے لیکن اب جادوگر مجھے تعلیم دینے کے لئے آنے لگے تھے وہ مجھے بتاتے کہ میں شتا کی سلانوبیہ ہوں بلکہ تردانہ کی سلانوبیہ اور تردانہ کا ہر مرد و زن مجھ سے خوفزدہ رہتا ہے اور میرے احکامات کی پابندی کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ مجھے اپنی حقیقت کا احساس ہوا میں سلانوبیہ تھی ان سب کی روحانی پیشوا لیکن میری زبان سے جو الفاظ نکلتے تھے وہ جادوگروں کے الفاظ تھے' ماننے والے مجھے مانتے تھے لیکن حقیقت یہ تھی کہ میں جادوگروں کو مانتی تھی بلکہ میں ان کے درمیان ایک مقدس قیدی تھی میرے دل نے اس حیثیت کو کبھی قبول نہیں کیا میں جانتی تھی کہ میری اپنی کوئی اوقات نہیں ہے میں تو جادوگروں کے اشاروں پر ناچنے والی ایک کٹھ پتلی ہوں میرے ذہن میں ایک تصور ابھرا ایک ایسے محبوب کا تصور جو میری آنکھوں میں واضح نہیں تھا' مجھے نجانے کیوں یہ احساس ہوا کہ میں ایک ایسی جگہ بنا دوں جس کے عقب میں میرا محبوب پوشیدہ ہو اور میں نے وہ جگہ بنا دی میرے اشارے کی دیر تھی میری خواہش پر وہ سب کچھ ہو گیا کیونکہ ایسا ہمیشہ ہو جاتا ہے جادوگر ہر وہ بات مانتے ہیں جو میرے دل میں ابھرتی ہے لیکن صرف ایک لمحہ ایسا ہوتا ہے جب مجھے ان کے احکامات کے تحت بولنا ہوتا ہے اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ لوگ مجھ تک پہنچے ہوں لیکن جب ہوا ہے میں نے جادوگروں کی خواہش کی تکمیل کی ہے مگر میں اپنی خواہش کی تکمیل نہ کر سکی' بس ایک تصور تھا مجھے جسے میں نے اس پردے کے پیچھے آباد کر لیا تھا اور کبھی کبھی میں دل میں سوچتی تھی کہ شاید ایسا ہو جائے' شاید وہ ہو جائے جو میں سوچتی ہوں اور وہ ہو گیا شعبان وہ ہو گیا' لیکن سن' میں تجھ سے خلوص دل سے ایک بات کہتی ہوں یقین کر مجھے سلانوبیہ بننا بالکل پسند نہیں آتا میں تو ایک عام لڑکی بننا چاہتی ہوں جو اپنی مرضی سے تردانہ کی وادیوں میں کلیلیں کرتی پھرے جو اپنی مرضی سے ہنسے اپنی مرضی سے بولے اپنے محبوب کے ساتھ ان پرفضا وادیوں کی سیر کرے جہاں پھول کھلے ہوتے ہیں' اس جھیل میں اپنے محبوب کی قربت میں نہائے جس میں میں اکثر نہانے جاتی ہوں اور چمکتے چاند کی روشنی میں ــــ میں اپنے محبوب کی آغوش میں سر رکھ کر لیٹ جانا چاہتی ہوں تاکہ چاند کو دیکھ سکوں' یہ ساری خواہشیں پوری نہیں ہو سکتیں آہ میں میں قیدی ہوں ایک مقدس قیدی۔"

شعبان کے دل میں ایک عجیب سا جذبہ ابھرا اس نے آہستہ سے کہا۔

"سلانوبیہ تجھے تردانہ پسند ہے؟"

"میں تو تردانہ کو کبھی نہیں دیکھ سکی میں نہیں جانتی کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور پھر میرا یہاں ہے ہی کون' جادوگروں سے میرا کوئی رشتہ تو نہیں ہے' ماں باپ کو بھی میں بالکل نہیں جانتی اور بھی کوئی نہیں ہے میرا' سوائے اس کے کہ میں پتھر کا ایک ٹکڑا ہوں جسے سامنے رکھ کر لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں اور بس اس طرح مجھے بھلا تردانہ سے کیا الفت ہو سکتی ہے ہاں اب تو آیا ہے میری زندگی میں تو میرے سارے راستے تیری جانب مڑ جاتے ہیں میرے محبوب' میری ساری محبتیں تجھ پر مرکوز ہیں' اب تو میرا ہر طرح کا رشتے دار ہے میرا تجھ سے دل کا رشتہ ہے اور اس کے بعد مجھے کسی اور شے کی حاجت نہیں ہے۔"

"اگر میں چاہوں کہ تو میرے ساتھ میری اپنی دنیا میں چل وہ دنیا جہاں میں نے پرورش پائی' جہاں پروان چڑھا' سلانوبیہ میرا دل یہاں بالکل نہیں لگتا' یہاں نہ میری ماں ہے نہ میرا باپ' اور پھر یہاں کا ماحول نہیں' سلانوبیہ نہیں یہ ماحول بھی مجھے ناپسند ہے۔" شعبان دل کی سچائیوں سے بول رہا تھا اور سلانوبیہ کی آنکھوں میں محبت اتر رہی تھی اس نے کہا۔

"تو کیا سمجھتا ہے شعبان میں نے جو کچھ کہا غلط کہا' نہیں بالکل نہیں' اب میرا وجود تیرے وجود کا ایک حصہ ہے تو اگر گہرے پتھریلے غاروں میں بھی رہے گا تو وہاں بھی تیری قربت ہی میں وقت گزاروں گی' میں خلوص دل سے اس کے لئے تیار ہوں' کیا تو مجھے اپنی دنیا میں لے جا سکتا ہے؟"

"ہاں سلانوبیہ' تجھے میری دنیا میں جانا ہو گا' تھوڑا سا انتظار ہم کریں گے اور اس کے بعد اپنی دنیا کی جانب چل پڑیں گے۔ یہ میرا تجھ سے وعدہ ہے۔"

"تو پھر یوں سمجھ کہ ــــ" ابھی سلانوبیہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ باہر سے کچھ آہٹیں سنائی دیں اور اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

"میں نے ان لوگوں سے منع کر دیا تھا کہ کوئی مجھ تک نہ پہنچے کوئی میرے پاس نہ آئے لیکن تو یہاں رک میں دیکھتی ہوں کون ہے۔" سلانوبیہ نے کہا اور وہاں سے نکل کر آگے آ گئی' تب اس نے انتہائی خونخوار نگاہوں سے ان لڑکیوں کو دیکھا جو حیران پریشان یہاں پہنچ گئی تھیں' اس نے کڑی نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے' تم جنگلی جانوروں کی طرح کیسے گھس

آئیں کس کی اجازت سے اندر آئیں؟"
"ہم معافی چاہتے ہیں سلانوبیہ لیکن تجھے اطلاع دینا ضروری تھا۔"
"کیسی اطلاع؟"
"نجانے کیا ہوا ہے' ادھر آبادیوں میں بڑا شور برپا ہے' یوں لگتا ہے جیسے کوئی بہت بڑا ہنگامہ ہو گیا ہے۔"
"کیسا ہنگامہ؟" سلانوبیہ نے بھی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"ہم نہیں جانتے لیکن تجھے اطلاع دینا ضروری تھا۔"
"کیا جادوگروں کی طرف سے کوئی پیغام آیا ہے؟" سلانوبیہ نے پوچھا۔
"نہیں کوئی پیغام نہیں۔"
"تو پھر تم لوگ جاؤ اور معلومات کر کے آؤ کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے میں تمہارا انتظار کروں گی لیکن سب کی سب اس طرح مت پھر آنا بلکہ تم میں سے دو کو غار کے دروازے پر رہنا چاہئے تاکہ پہرہ رہے سمجھیں اور جب اندر آؤ تو تم میں سے ایک اس جگہ تک پہنچے مجھے آواز دے اور اس کے بعد اندر آئے۔"
"ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے۔" لڑکیوں نے کہا اور واپس نکل گئیں' سلانوبیہ کے چہرے پر عجیب سے نقوش پھیل گئے تھے۔ وہ واپس آئی اور شعبان کے سامنے پہنچ گئی۔
"کون تھا؟"
میری خادمائیں تھیں اور ایک عجیب خبر لائی ہیں۔ کہتی ہیں کہ آبادی کی جانب بڑا شور بلند ہوا ہے کوئی خاص واقعہ ہو گیا ہے حالانکہ ایسا ہوتا نہیں ہے۔"
"کیسا شور ہے؟"
"لڑکیاں خود نہیں جانتیں تاہم میں نے انہیں بھیجا ہے کہ معلومات حاصل کر کے آئیں۔"
"کیا کبھی ایسا نہیں ہوتا' کوئی ایسا جشن تو نہیں منایا جاتا جس میں لوگ شور مچاتے ہوں؟"
نہیں ایسا کوئی جشن نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو میرے علم میں ہوتا ہے۔"
"تو پھر یہ شور خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔"
"کہیں یہ تو نہیں ہے کہ کسی کو تیری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا ہو؟"
"خیر' میرے لئے تو فکر مند نہ ہو سلانوبیہ اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو ان میں سے کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"
"نہیں جادوگروں کے حکم کے بغیر کسی کا ادھر آنا منع ہے ہو سکتا ہے تیری نشاندہی ہو گئی ہو۔"
"اگر ایسا ہوا بھی ہے تو وہ لوگ مجھے کبھی نہیں پا سکیں گے۔"
"کیوں آخر کیوں؟"
"اس لئے کہ میں زاویوں کا جادوگر ہوں۔"
"زاویوں کا جادوگر۔"
"ہاں' میں اپنے آپ کو زاویوں میں پوشیدہ کر سکتا ہوں اور اس کے علاوہ سلانوبیہ تو مجھے اجازت دے کہ ذرا میں بھی اس شور کے بارے میں معلوم کر کے آؤں۔"
"تو کیا تو یہاں سے جا رہا ہے؟"
"صرف معلومات حاصل کرنے کے لئے۔"
"مم۔ مگر میں تنہا' میں تو ایک لمحہ بھی۔"
"نہیں سلانوبیہ تو اس کی فکر نہ کر میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد واپس آ جاؤں گا یہ معلوم کر کے کہ شور کیسا ہے؟" شعبان نے کہا اور سلانوبیہ اسے تشویش زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

*

تھوران یہ حقیقت جانتا تھا کہ جب لشکر حملہ آور ہوتے ہیں تو خون کے دریا بہہ جاتے ہیں' وادی تردانہ میں اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا' لیکن ششتا کے رہنے والے اسقدر پرجوش تھے کہ ان کا جوش ناقابل یقین تھا' جادوگروں نے جو کچھ یہاں کیا تھا وہ بہت خوفناک تھا اور اس کے سلسلے میں جو نفرت پھیلی تھی اب اسے شاید کوئی بھی نہیں دبا سکتا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ صدیوں کی ریت ختم ہو رہی ہے' جادوگروں کی برتری تو شاید اس کے تصور سے بھی آگے کی چیز تھی لیکن اب یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہے وہ بہت خوفناک ہے' لیکن گارتھاورتھا جس نے سینڈرا کو اپنے ساتھ لے لیا تھا بہت مسرور نظر آ رہی تھی یہ اس کی زندگی کا دلچسپ ترین مشغلہ تھا۔

انسانوں کا بہتا ہوا خون اس کی آنکھوں میں روشنی کی چمک پیدا کر دیتا تھا اور اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ خون کے سمندر میں نہائے' نجانے کیوں اسے بہتے ہوئے خون سے اسقدر دلچسپی تھی۔ چشم تصور سے وہ جادوگروں کی بستی میں کٹی ہوئی گردنیں اور اچھلتا ہوا خون دیکھ رہی تھی بالا خر پر خاروادیوں اور سبزپوش میدانوں کا سفر کرتا ہوا یہ لشکر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے جادوگروں کی آبادی کے نشانات دیکھے جا سکتے تھے' چونکہ پورا منصوبہ تیار کر لیا گیا تھا اور تھوران جانتا تھا کہ اسے کس طرح صف بندی کرنی ہے۔ گارتھاورتھا

کی تمام صلاحیتیں اس کے ساتھ تھیں اور وہ ہر لمحہ اسے بتا رہی تھی کہ جب دشمن کو گھیرا جاتا ہے تو کون کون سی ذہانتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر جادوگر جن کے بارے میں گارتھاورتھا کو تفصیلات معلوم تھیں' تو یہ وہ لوگ تھے جن کی صدیوں سے وادی تردانہ پر حکومت تھی اور وہ جانتے تھے کہ وادی تردانہ کے لوگوں کو کس طرح احمق بنایا جا سکتا ہے۔ غرض یہ کہ لشکر اپنی منزل پر پہنچ گیا جہاں آ کر لورل اور دوسرے افراد نے تھوران سے رابطہ قائم کیا۔ لورل کہنے لگا۔

"معزز سردار چونکہ تو دل و جان سے ہمارے ساتھ ہے اور ہم نے جو کچھ کیا اس میں ہمیں تیری ہمدردیاں اور محبت حاصل ہے اس لئے ہم میں موجود ہر شخص کی خواہش ہے کہ وہ تیری ہدایت کے مطابق عمل کرے۔ ہم یہاں تجھ سے کوئی انحراف کرنا نہیں چاہتے اور نا ہی کوئی ایسا باغیانہ قدم اٹھانے کے خواہشمند ہیں جس پہ تو ہم سے ناراض ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ہماری رہنمائی کر۔"
تھوران نے اس وقت ذہانت سے کام لینا مناسب سمجھا تھا' ہرچند کہ اس کے دل میں خوف جاگزیں تھا اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آنے والا وقت اس کے لئے کسی ایسے ہیبت ناک لمحے کا حامل ہو سکتا ہے جو اسے نجانے کہاں سے کہاں پہنچا دے لیکن اس وقت تو اس کی گردن بھی سولی پر لٹکی ہوئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی چوکا تو ایک سمت تو جادوگروں کے عتاب کا شکار ہو گا اور دوسری سمت ششتا کے لوگ اسے سردار کی حیثیت سے قبول نہ کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے نہایت سمجھداری سے کام لیا اور پھر وہ خود ہی اپنے آدمیوں کی تنظیم کرنے لگا۔
جادوگروں کی پوری آبادی نگاہوں کے سامنے تھی اور تھوران ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ فروکش کر رہا تھا سب ہی مطمئن تھے' طے یہ ہوا تھا کہ پہلے جادوگروں سے گفت و شنید کی جائے اور ان سے یہ کہا جائے کہ وہ اپنے آپ کو خاموشی سے تھوران کے حوالے کر دیں ورنہ دوسری صورت میں یہاں کشت و خون ہو گا اس بات پر سب ہی آمادہ ہو گئے تھے۔ رفتہ رفتہ صف بندیاں ہو گئیں' یقینی طور پر جادوگروں کی بستی میں آنے والے لشکر کا علم ہو گیا ہو گا۔ لیکن ابھی تک اس طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ سورج کا گولہ پہاڑوں کے عقب میں غروب ہونے لگا اور فضا میں دھند لکے اترتے چلے آئے۔

جادوگروں کی آبادی میں روشنیاں ہونے لگی تھیں اور ادھر لشکر والوں نے بھی اپنے لئے قیام کا بندوبست کر لیا تھا گویا یہ سب کچھ جاننے کے باوجود ادھر سے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا تھا' لیکن جب چاند نے سر ابھارا اور فضا میں ہلکی ہلکی روشنی کھل گئی تو انہوں نے دیکھا کہ جادوگروں کی آبادی کی جانب سے چھ سبزپوش سبک روی سے چلے آ رہے ہیں۔ تھوران نے اپنے چند ساتھیوں کو مقرر کیا کہ ان کا استقبال کریں۔ لیکن صورت حال اس وقت بگڑ گئی جب آنے والے نزدیک پہنچ گئے کہ یہ سبز لباس میں ملبوس تھے اس لئے لشکر والے اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے کیونکہ انہیں جو نقصان پہنچا تھا سبزپوشوں سے ہی پہنچا تھا اور درندگی کا پہلا مظاہرہ وادی تردانہ کی سرزمین پر رونما ہوا' لشکر کے بے شمار افراد ان چھ سبزپوشوں پر ٹوٹ پڑے تھے اور ان کے جسم اس طرح چندیاں چندیاں کر دیئے تھے کہ ان کے اعضا کا ایک حصہ بھی کسی کے ہاتھ سلامت نہ پہنچا اور تھوران یہ منظر دیکھ کر انتہائی دہشت زدہ ہو گیا اس لئے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی اپنی بستی کے رہنے والے اس وقت کس قدر درندہ صفت ہو رہے ہیں اور خون کی چاٹ کس طرح ان کے ہونٹوں کو لگی ہوئی ہے۔ لیکن یہ ایسے معاملات نہیں تھے جن میں چشم پوشی سے کام لیا جاتا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور اس نے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔
"یہ کیا حماقت ہے' ششتا کے لوگو۔ کیا تم سردار کی حیثیت کو بھول چکے ہو؟"
"ہمیں معاف کرنا معزز سردار' حقیقت یہ ہے کہ ہم ان سبزپوشوں کو دیکھ کر اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے' ہماری آنکھوں کے سامنے ان معصوم لڑکیوں کی لاشیں ہیں جنہیں درندگی کا نشانہ بنایا گیا ہے' وہ ہماری اپنی بیٹیاں اور اپنی بچیاں تھیں اور سبزپوش ہو سکتا ہے انہیں میں سے کچھ ہوں جو ہمارے سامنے آئے۔ ہمیں ان سبزپوشوں سے بے پناہ نفرت ہو چکی ہے۔ ہم ان سبز لباس والوں کو روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گم کر دینا چاہتے ہیں جو ہماری بیٹیوں کے قاتل بنے۔"
"میں جانتا ہوں لیکن تم یہ بھی جانتے ہو کہ جادوگروں کے ہرکارے ایسے ہی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں اور یقیناً یہ لوگ ان کی جانب سے کوئی پیغام لے کر آئے ہوں گے ان کی خاموشی ہمارے لئے حیرتناک ہے اور مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے اس قدر خاموشی کیوں اختیار کی' مجھے تو اب اس

بات کا خوف ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں پہلے سے ہشتا میں ہونے والے ان واقعات کا علم ہو۔"

"تو تیرا کیا خیال ہے معزز سردار کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ سبزپوشوں نے یہاں آ کر وہ سب تفصیلات بتائی ہوں آخر وادی ہشتا میں سبزپوشوں نے جو مظالم کئے تھے اس کے بعد وہ ہمیں کیوں نہ نظر آتے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ یہ جانتے تھے کہ اب ان سے بازپرس ہو گی اور انہیں گرفتار کیا جائے گا سزائیں بھی دی جائیں گی اس لحاظ سے وہ وہاں سے روپوش ہو گئے اور اب انہوں نے جادوگروں کی آبادی کو یہ بات ضرور بتائی ہو گی۔"

"اس کا مقصد ہے کہ جادوگروں کی آبادی میں جنگ کی تیاریاں کر لی گئی ہوں گی۔" تھوران نے آہستہ سے کہا۔

"تاہم تم لوگ اس کے لئے تیار رہو۔ ہو سکتا ہے جادوگر رات کے آخری پہر ہم لوگوں پر حملہ آور ہوں۔"

"ہم میں سے ہر شخص پر اس وقت تک نیند حرام ہے جب تک کہ ہم اپنا یہ مقصد پورا نہ کر لیں۔" تھوران پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"سنو میں تمہیں ایک سردار کی حیثیت سے یہ حکم دیتا ہوں کہ اب اگر ادھر سے کوئی قاصد کے طور پر یہاں آئے تو کم از کم مجھے اس سے گفتگو کرنے کا موقع دینا اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا۔"

"ٹھیک ہے اس کے بعد تجھے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں ہو گی۔" کیونکہ تھوران ان لوگوں کا ہمنوا تھا اور ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کر رہا تھا اس لئے انہیں بھی تھوران کی ذات سے کوئی انحراف نہ ہوا اور اس کے بعد نئے قاصدوں کی آمد کا انتظار کیا جانے لگا۔

لیکن ایسا نہ ہوا اور وقت گزرتا چلا گیا' پھر جب جادوگروں کی جانب سے اور کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو تھوران نے اپنے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چاروں

طرف سے جادوگروں کی وادی کی جانب پیش قدمی شروع ہو گئی اور دوسری جانب شور و شر کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جادوگر اپنی بستی میں محصور ہو گئے تھے اور حیران بھی تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے لیکن شاید ان چھ قاصدوں کی موت کے بعد کسی کی جرات نہیں ہوئی تھی کہ آگے آ کر صورت حال کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرے وہ سب خوفزدہ ہو گئے تھے۔

تھوران سب سے آگے آگے اپنے لشکر کی رہنمائی کر رہا تھا' گارتھا عقب میں تھی اور لشکر کے لوگ پوری طرح دیوانگی کا شکار نظر آ رہے تھے' تب جادوگروں نے سامنے آنے ہی میں عافیت سمجھی اور جادوگروں کا ایک گروہ آگے بڑھا ان کے جاہ و جلال کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لیکن اندر ہی اندر وہ خوفزدہ نظر آ رہے تھے' جادوگروں نے ایک قطار بنائی اور ان میں سے ایک نمائندے کے طور پر سامنے آیا اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ہشتا کے بدنصیب انسانوں! سمجھ میں نہیں آتا کہ تم پر یہ دیوانگی کیسے طاری ہوئی' ہمیں اس بات کا علم ہے کہ تم ہماری جانب روانہ ہو رہے ہو اور یہاں کوئی ایسا ارادہ لے کر آئے ہو جو خطرناک ہو؟"

"تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے بے وقوف لوگو اب تک تم نے ہشتا کی آبادیوں میں بلکہ سرزمین تردانہ پر جس طرح اپنا تسلط قائم رکھا ہے اب ایسا ممکن نہیں ہو گا ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو۔" تھوران بڑی ہمت کر کے بولا اور جادوگروں کے چہرے حیرت سے سکڑ گئے۔

"اے احمق' بے وقوف' پتا نہیں وہ کونسا عمل ہے جس کی بنیاد پر تو اس حد تک گفتگو کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے لیکن سچائی یہ ہے کہ نہ صرف تیری بلکہ وادی تردانہ کے ہر شخص کی موت آئی ہے کہ اس نے اس طرح جادوگروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی ہے ابھی تو ہم یہ نہیں سمجھ پائے کہ ایسا کیوں ہوا اور ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے لیکن اس کے بعد ہماری جانب سے جو ردعمل ہو گا اس کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا۔" تھوران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"عقل مندی ہے یہی میری بیوی کہتی ہے کہ جو دشمن کو کسی کارروائی کا موقع نہ دے' تم لوگ کیا سمجھتے ہو کیا تمہیں وہ سب کچھ کرنا آتا ہے جو اس وقت تمہارے سامنے ہے' اگر اپنے جادو کو زیر عمل لا سکتے ہو تو اسی وقت اس کا اظہار کرو ورنہ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو اور اگر تم نے ایسا بھی نہ کیا تو پھر ہم تمہیں گرفتار کر لیں گے اور اس کے بعد نہایت بے عزتی کے ساتھ تمہیں گھسیٹتے ہوئے ہشتا کی سرزمین پر لے جائیں گے۔" اب تو جادوگروں کے جسم پسینوں میں ڈوبنا شروع ہو گئے تھے' ہشتا کے سردار سے ایسی گفتگو کا تصور وہ خواب میں بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن جو

کچھ تھا نگاہوں کے سامنے تھا اور اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ تھوران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر ڈالے گا تاہم انہوں نے ہمت کر کے کہا۔

"تباہی اور بربادی تیرا مقدر بن چکی ہے تھوران اور اب ہمارے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ اس کے باوجود ہم تجھ پر رحم کریں چنانچہ تیار ہو جا۔" یہ غالباً گیدڑ بھبکی تھی جو جادوگروں کی جانب سے دی گئی کیونکہ عمل کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جسے فوری طور پر استعمال کیا جا سکے اور اس طرح انہوں نے ایک اور نادانی کی کہ اپنی جانب سے کسی عمل کے آغاز کا اعلان کر کے تھوران کو ہی نہیں بلکہ آنے والوں کو یہ موقع دے دیا کہ وہ اس سے پہلے کچھ کر ڈالیں اور نتیجہ بہت بھیانک ہوا تھا جس کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا' ہشتا کے دیوانے ان پر ٹوٹ پڑے' سبزپوشوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کر دیا گیا' یہ دوسری بات تھی کہ جادوگروں پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور انہوں نے صرف اسی پر اکتفا کی تھی کہ جادوگروں کو گرفتار کر لیا تھا اور ان کو پابہ زنجیر کر لیا گیا اور سبزپوشوں کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

سرزمین تردانہ پر جب خون بہا تو اس طرح کہ سبزہ زار' لالہ زار بن گیا اور چاروں طرف انسانی جسم تڑپتے ہوئے نظر آنے لگے' اب تو جادوگروں کے بھی حواس گم ہو گئے تھے وہ یہ جان نہیں پائے تھے کہ یہ جوش و خروش کس لئے پیدا ہوا ہے لیکن جاننے کا وقت بھی نہیں تھا اب تک انہوں نے سربلند ہو کر زندگی گزاری تھی۔ لیکن اب صورت حال بالکل مختلف ہو گئی تھی اور اب انہیں اپنے عیش و آرام کی قیمت ادا کرنی تھی۔ تھوران نے جب یہ دیکھا کہ آنے والے لشکر میں سے کسی ایک شخص کا بھی کوئی نقصان نہیں ہوا اور جادوگر جو کچھ کہتے رہے تھے اس کے بالکل ہی مختلف ثابت ہوئے یعنی وہ تو یہ بھی نہ کر سکے کہ سبزپوشوں میں سے کسی کو جنگ کے لئے آمادہ کر سکتے اور جو کچھ ہونا تھا بہ سانی ہو گیا۔

تھوران کی بھی ہمت بڑھ گئی اور اس نے بڑے پر مسرت انداز میں اپنی فتح کا اعلان کر دیا۔ اس طرح جادوگروں کی بازی طویل عرصے کے بعد ان لوگوں کے قبضے میں آ گئی' جو جادوگر نہیں تھے۔ وہاں ان کی رہائش گاہوں کو حیرت کی نظر سے دیکھا گیا اور ان پر قبضہ کر لیا گیا۔ تھوران گارتھا ورتھا اور دیگر لوگوں کے ساتھ جادوگروں کی رہائش گاہوں کا جائزہ لیتا رہا۔ گارتھا ورتھا خود بھی حیران تھی۔

یہاں ان لوگوں نے جو کچھ کر ڈالا تھا وہ ناقابل یقین تھا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ جادوگر کیا بلا تھے اور انہوں نے اپنے لئے کیا کیا آسائشیں نہ مہیا کر لی تھیں بلکہ اب تو یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ سرزمین تردانہ پر جو قوانین مسلط کئے گئے تھے۔ وہ وہاں رہنے والے عام لوگوں کے لئے تھے ورنہ ان جادوگروں کی رہائش گاہوں میں خوراک کے اتنے ذخائر تھے کہ صدیوں کے لئے کافی ہوں اس کا مقصد ہے کہ صرف ان لوگوں کو قناعت پر آمادہ کیا گیا تھا جو تردانہ کے عام باشندے تھے۔ یوں جادوگروں کے خلاف دلوں میں جو نفرت پیدا ہوئی تھی۔ ہر قسم کی تفصیلات سامنے آنے کے بعد اس میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ دوسری جانب گارتھا نے اپنے طور پر کارروائی شروع کر دی۔ اس نے کہا۔

"تھوران کیا اب تو سلابیہ کی جانب رخ نہیں کرے گا کیا تجھے اس بات کا علم ہے کہ سلانوبیہ کے کتنے محافظ ہیں اور وہ کس کس طرح اس کا تحفظ کرتے ہیں۔" تھوران چونک کر بولا۔

"ہاں ہاں تو نے بہت اچھی بات یاد دلائی۔ ہمیں سلانوبیہ کی جانب بھی رخ کرنا چاہئے اور وہ جو کچھ فاصلے پر ایک جگہ نظر آ رہی ہے وہی سلانوبیہ کی رہائش گاہ ہو سکتا ہے۔ آ جلدی چل ہم اس جانب چلتے ہیں' سلانوبیہ کو ہمارے قبضے میں آ جانا چاہئے تاکہ اس کے بعد ہر قسم کی سازش کا امکان ختم ہو جائے گی۔

گارتھا نے اپنے ساتھ کچھ جوانوں کو بھی لیا تاکہ اگر ان کی طرف سے کسی قسم کی مدافعتی کارروائی ہو تو اس کا مقابلہ کیا جائے اور اس کے بعد ان لوگوں کا رخ سلانوبیہ کی رہائش گاہ کی جانب ہو گیا۔

*

سواس بددل ہو گیا تھا۔ پروفیسر ہیرن کے ساتھ اس نے نجانے کتنا وقت صرف کر دیا تھا۔ وہ لوگ وادیوں میں ہر طرح سے شعبان کی تلاش جاری رکھے ہوئے تھے لیکن شعبان کا کوئی پتا نہیں چل چکا تھا' اس سلسلے میں ہیرن نے اپنے ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھایا تھا اسے ماضی کی وہ تمام باتیں یاد تھیں جو اخناطون کے سفر کے دوران پیش آئی تھیں اور اسے یاد تھا کہ شعبان ایک چالاک نوجوان ہے اور وہ یقیناً ایسے راستے منتخب کرتا ہے جن کا دوسروں کو گمان بھی نہیں ہوتا' یعنی وہ اپنے آپ کو حالات کے تحت پوشیدہ کر لینا جانتا ہے تاہم پروفیسر ہیرن کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ شعبان کس طرح اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے گا۔ حالانکہ

سواس نے اسے بتایا تھا کہ شعبان زاویوں کا جادو سیکھ چکا ہے' لیکن بیرن کے ذہن سے یہ تصور مٹ گیا تھا۔

جادوگروں کی تمام آبادی دیکھ ڈالی گئی تھی اور ہر وہ جگہ جہاں شعبان کے ملنے کے امکانات ہو سکتے تھے' البتہ ان کا ذہن سلانوبیہ کے غاروں کی جانب نہیں گیا تھا ویسے بھی اس سمت جانے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں جانا انتہائی جرم تھا اور کم از کم سواس اس بات کے لئے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ وہی ایک جگہ ایسی رہ گئی تھی جہاں اس قسم کی شخصیت کی تلاش کی جا سکے لیکن واقعات بالکل ہی مختلف ہو گئے تھے اچانک انہوں نے ایک دن ایک لشکر عظیم کو اس سمت آتے ہوئے دیکھا اور حیران رہ گئے سواس انتہائی حیرت زدہ تھا اور اس نے زاویوں کی آغوش میں پوشیدہ رہ کر اس لشکر کا قریب سے جائزہ لیا تو پتا چلا کہ ششتا کا تھوران اس سمت چلا آ رہا ہے۔ پروفیسر بیرن کو اس نے یہ تمام تفصیل بتائی تو پروفیسر بیرن نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس کے ساتھ وہ شیطان عورت بھی ہے۔ میں نے تو پہلے ہی اس بات کی پیشگوئی کر دی تھی اور تجھے کچھ بھی نہیں معلوم سواس مگر۔۔۔ مگر جادوگروں کی بستی کی جانب آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"لشکر جس طرح مسلح ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ارادے نیک نہیں ہیں؟"

"ایسا ہی ہوگا' یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ کارتھا جہاں جہاں جاتی ہے' قتل و غارتگری اور خون اس کے پیچھے پیچھے سفر کرتا ہے اسکا مقصد ہے کہ اس نے تھوران کو ان جادوگروں کے خلاف آمادہ کر لیا۔ وہ یہ تو ایک اچھا عمل ہے' تو کیا کہتا ہے اس بارے میں سواس؟"

"میں کچھ نہیں کہتا میں کچھ نہیں جانتا! اس لڑکے نے میرا دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے' بیرن وہ بہت اچھا نوجوان تھا اس کی تھوڑے عرصے کی رفاقت میں' میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے اندر شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے وہ دوسروں کی عزت رکھنا اور ان کی عزت کرنا جانتا ہے۔ مگر مجھے حیرت ہے کہ اس نے اس طرح ہمیں کیوں چھوڑ دیا اور اب اب میں بددل ہو گیا ہوں اب میں اپنی آبادی کی سمت جانا چاہتا ہوں۔"

"میں تجھے اس سے نہیں روکوں گا اور تیرا شکریہ ضرور ادا کروں گا کہ تو نے اتنا عرصہ میرے ساتھ گزارا اور میرے لئے پریشان ہوا۔ لیکن کچھ وقت کے لئے تو اور رک جاؤ ذرا دیکھ تو لیں آخر یہ چاہتے کیا ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟"

"ٹھیک ہے لیکن ایسی جگہ پوشیدہ ہو جا۔ جہاں ہم ان کی زد میں نہ آ جائیں"

بیرن نے یہ بات منظور کر لی" چنانچہ وہ اتنے فاصلے پر چلے گئے کہ لشکر کے عقب میں پہنچ گئے اور انہوں نے اپنے تحفظ کے لئے ایک جگہ بھی منتخب کر لی یعنی ایک ایسی جگہ جہاں انہیں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے سو یوں ہوا کہ جو کچھ بھی وہاں ہوا اس کا کوئی اندازہ انہیں نہ ہو سکا لیکن وہ خونریزی انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ پروفیسر بیرن کے جبڑے بھنچ گئے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ کارتھا ورتھا کیسی شخصیت ہے اس نے اختاطون پر امیر ارتقا ہاشمی کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا اور بعد میں جو کیفیت امیر ارتقاء ہاشمی کی ہوئی وہ پروفیسر بیرن کی نگاہوں سے مخفی نہ تھی اور اب اس کے بعد ششتا کا تھوران اس کی مٹھی میں تھا اور وہ اسے کسی لگام لگے گھوڑے کی مانند اپنے اشاروں پر دوڑا رہی تھی۔

یہ خونریزی سواس کے لئے بے حد خطرناک تھی اور پروفیسر بیرن بھی خود اس علاقے کے باشندوں کے لئے دکھی تھا لیکن قتل ہونے والے سبز پوش تھے' قتل و غارتگری کا یہ بازار گرم تھا کہ سواس نے غم زدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں سے میں تیرا ساتھ چھوڑتا ہوں پروفیسر میں اپنی آبادی میں جا رہا ہوں۔ جو کچھ ہو رہا ہے میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں لیکن دیکھ نہیں سکتا۔ یہ جادوگروں کی بدبختی تھی کہ ان کے خلاف کارتھا جیسی عورت آ گئی' جس کے بارے میں تو نے بتایا لیکن یہ جو قتل ہو رہے ہیں ان کی موت مجھے دکھ کا شکار کر رہی ہے۔ وادی تردانہ میں اس طرح انسانی خون ارزاں نہیں ہے۔" بیرن نے آہستہ سے کہا۔

"میں بھی تیرے ساتھ ہی چلوں گا اب میں بھی تھک چکا ہوں۔ میری تقدیر میں وہ سب کچھ نہیں ہے جو میں چاہتا ہوں اور مجھے تقدیر پر بھروسا کرنا ہی پڑے گا۔"

چنانچہ یہ لوگ ان حالات کو اسی طرح چھوڑ کر واپس چل پڑے۔ سواس بیرن سے پیچھا چھڑا کر اب اپنے گھر جانا چاہتا تھا جہاں وہ سکون کی زندگی بسر کرتا تھا اپنے بچوں کے ساتھ' نجانے کیا سمائی تھی اس کے دل میں کہ وہ اس طرف نکل آیا تھا اور واپسی کا سفر طے کرتے ہوئے اس نے کئی بار اپنے آپ پر نفرین کی اور کہا کہ اس سے غلط قدم اٹھانے کی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ جس کا نتیجہ اسے بھگتنا پڑا۔ اتنے عرصے بے کار سرگرداں پھرتا رہا۔ بیرن سے اس نے پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے وہ ششتا کا باشندہ ہے

اس لئے ششتا میں ہی جائے گا۔ بیرن کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ اس نے کہا۔

"نہیں تو مجھے سمندر کا راستہ دکھا سواس۔۔۔"

"کیا مطلب؟"

"سمندر کے راستے میں ایک مختصر سا سفر کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر اپنے آپ کو زاویوں کی قید سے آزاد کر لے۔"

"نہیں انسانوں کا سامنا کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ جب تک زندہ ہوں' زاویوں کا قیدی بن کر زندہ رہوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ اب میں دنیا کے سامنے آؤں۔ اگر تو مجھ پر یہ احسان کرے تو میں تیرا شکر گزار رہوں گا۔"

"میری طرف سے یہ احسان کیسا۔ صاف ظاہر ہے کہ میں زاویوں کا جادوگر ضرور ہوں لیکن زاویے میرے پاس سے خرچ نہیں ہوتے۔ تاہم اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو زاویوں کا قیدی رہ سکے گا تو یہ ممکن نہیں ہے کسی بھی وقت اگر تو نے سورج کی کرنوں کو یا چاند کی شعاعوں کو یا رات کی تاریکیوں کو یا ان لمحوں کو جو ہواؤں کے زیر اثر ہوتے ہیں بھول کر اپنے آپ پر مسلط کر لیا تو تو ظاہر ہو جائے گا اور اس کے بعد تجھے دوبارہ زاویوں کی پناہ حاصل نہ ہوگی۔"

پروفیسر بیرن خاموش ہو گیا۔ سینڈرا کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ۔ بیٹی کے بارے میں اس سے زیادہ اور کون جان سکتا تھا۔ اسے علم تھا کہ سینڈرا اس سے اس قدر بددل ہو چکی ہے کہ اس کے سامنے ان شرمناک حرکات سے بھی باز نہیں آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ اب جب بھی وہ اس کے سامنے جائے گا سینڈرا اسی قسم کا عمل کرے گی۔ میری مظلوم بچی بلاشبہ تو نے اپنے باپ کے سامنے اپنی نگاہوں میں جرم کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصل مجرم میں ہی ہوں۔ پروفیسر بیرن اپنی بچی کے لئے افسردہ ہو گیا تھا۔ پھر سواس نے اسے دیکھا اور کہنے لگا۔

"آؤ پروفیسر بیرن میں تمہیں سمندر کا راستہ دکھا دوں میں خود بھی اب جلد سے جلد اپنے گھر پہنچنا چاہتا ہوں۔" اور پروفیسر بیرن اس کے ساتھ سمندر کی جانب چل پڑا۔

سواس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد پروفیسر سمندر کی گہرائیوں میں اتر گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا آئندہ قدم کیا ہونا چاہئے۔ سمندر کا رہنے والا سمندر کی گہرائیوں میں بڑے صبر و سکون سے سفر کرتا رہا۔ ماحول سے بے نیاز ہو کر یہ بھول گیا کہ اس کا رخ کس جانب ہے بس وہ خیالوں کی دنیا میں ڈوبا ہوا سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی منزل کہاں ہے اب تو کوئی منزل بھی نہیں تھی۔ اس کے دل میں یہی خواہش تھی کہ سمندر میں اس کی سانسوں کا رابطہ ختم ہو جائے۔ اور وہ دم توڑ دے' نجانے کب تک وہ اسی عالم میں سفر کرتا رہا۔ پھر اچانک ہی اسے گہرائیوں میں کوئی ڈوبی ہوئی چیز نظر آئی' اس نے حیرانی سے اسے دیکھا اور یہ جانے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ کسی جہاز کا نچلا حصہ ہے لیکن جہاز صحیح سالم تھا اور پوری طرح سمندر میں ڈوبا ہوا نہیں تھا۔ یہ تو اختاطون ہے۔

پروفیسر بیرن غالباً سوبیرا کی آبادیوں تک پہنچ گیا تھا اور اختاطون کے قریب جا نکلا تھا یہ بھی ایک اتفاق تھا۔

پروفیسر نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر کچھ دیر کے بعد وہ پانی کی سطح پر بلند ہونے لگا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس وقت اختاطون کی کیا حالت ہے اور پروفیسر بیرن کے لئے یہ مشکل نہیں تھا چنانچہ وہ جہاز پر پہنچ گیا۔

پراسرار سحر انگیز اختاطون خاموش تھا۔ عرشہ ویران پڑا ہوا تھا۔ کوئی نہیں نظر آ رہا تھا۔ پروفیسر اپنی جگہ خاموش کھڑا اس جہاز پر نگاہیں دوڑاتا رہا۔ اختاطون کی پوری کہانی اس کے ذہن سے گزر رہی تھی۔ سرزمین مصر میں اس جہاز کی تیاری' وہاں سے روانگی' سحر انگیز مسائل' انوکھے واقعات اور حالات اور پھر اس کا تردانہ پہنچنا ایک طویل اور انوکھی داستان تھی۔

پروفیسر آگے بڑھ گیا اچانک اسے جان سیموئل نظر آیا عرشے کے ایک گوشے میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اداس اور تنہا۔ بیرن نے اسے دیکھا اور کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کا ذہن منتشر تھا۔ زاویوں کی قید عارضی طور پر تو درست تھی لیکن ایک نظر نہ آنے والا انسان بن کر وہ انسانوں سے دور ہو جاتا۔ خودکشی کی جا سکتی ہے لیکن موت ایسی دلچسپ چیز تو نہیں ہے۔ دفعتاً" اسے اپنے عقب میں نسوانی قہقہے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک کر پلٹا۔ ایک نوجوان خلاصی ایک سوبیرن لڑکی کے ساتھ کسی کیبن سے نکل کر آ رہا تھا۔ دونوں خوش تھے۔ پروفیسر بیرن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ انسان کسی حال میں ہو جینے کے راستے نکال لیتا ہے۔ یہ لوگ بھی جی رہے ہیں مگر میں کیا کروں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ سینڈرا نے تو ساتھ چھوڑ دیا۔ کیا میں دنیا چھوڑ دوں۔

بہت دیر تک وہ گم صم کھڑا رہا۔ اختاطون پر وہ خلاصی اور جان سیموئل اکیلے نہیں تھے۔ جینے والوں نے یہاں بھی اپنی دنیا آباد کر لی تھی۔ کئی جوڑے نظر آئے۔ لڑکیاں سوبیرا کی رہنے والی تھیں اور مرد خلاصی تھے۔

نہیں زندگی جینے کے لئے ہے۔ جیسے بھی ہو یہ سفر طے کرنا چاہئے۔ موت کا انتظار ضروری ہے۔ اسے اپنی مرضی کا کام نہیں سمجھنا چاہئے۔ انسان کہلاتا ہوں انسانوں کی طرح جیئوں۔ یہی مناسب ہے اس نے رخ بدل بدل کر خود پر سے زاویوں کا غلاف اتار دیا اور پھر آہستہ قدموں سے جان سیموئل کی طرف بڑھ گیا۔ کوئی محرم دل تو ہو انسانوں کی طرح کسی سے گفتگو تو کی جائے۔ وہ جان سیموئل کے قریب پہنچ گیا۔

"مسٹر جان۔" اس نے آواز دی۔

❖

شعبان کا رواں رواں مسرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ حاصل زندگی مل گیا تھا وہ بھی اس طرح کہ دوسری طرف بھی محبت کے وہی جذبے موجود تھے۔ تردانہ کا بے مثال حسن اس کا طلب گار تھا۔ وہ بھی اس کی آرزو مند تھی۔ اس نے بھی محبت کا وہی اظہار کیا تھا جو خود شعبان کے دل میں موجود تھا۔ اب اس کے بعد اس سے زیادہ کی طلب اس کے دل میں نہیں تھی۔ سرزمین تردانہ بیشک اس کے اجداد کی سرزمین تھی لیکن اب اس کے لئے اس میں کوئی دلکشی نہیں تھی۔ وہ اس محدود کائنات میں زندگی بسر نہیں کر سکتا تھا۔ اور اب اسے یہاں سے کچھ درکار بھی نہیں تھا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ خود سلانوسیہ بھی یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ یہاں اب اس میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اچانک ہی یہ اطلاع ملی تھی۔

غار سے باہر آکر اس نے جادوگروں کی آبادی کی طرف دیکھا۔ درحقیقت وہاں بڑا ہنگامہ تھا۔ کچھ اور آگے بڑھا تو وہ لوگ نظر آئے جو مسلح تھے۔ وہ چاروں طرف سے جادوگروں کی بستی کو گھیر چکے تھے۔ شعبان کے اندر تجسس بیدار ہو گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ معاملہ کیا ہے۔ آگے بڑھا اور ان کے قریب آگیا لیکن یہ وہ لمحات تھے جب جادوگروں سے مذاکرات ناکام ہو چکے تھے اور اہل ششتا بپھرنے والے تھے۔ اس سے قبل کہ شعبان کو صورت حال معلوم ہو وہاں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شعبان پیچھے ہٹ گیا جو کچھ ہوا تھا وہ اس کے لئے بڑا حیران کن تھا۔ ششتا کے بپھرے ہوئے لوگ جادوگروں کے ہرکاروں کو مار رہے تھے۔ پھر شعبان نے جادوگروں کی گرفتاری دیکھی لیکن اس کے فوراً بعد اس نے اسے دیکھا جسے دیکھنے کی توقع نہیں تھی۔ یہ گارتھا تھی لیکن اس شان و شوکت سے جو بے مثال تھی۔ اس کے ساتھ سینڈرا بھی تھی۔

شعبان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ وہ پاگلوں کی طرح انہیں دیکھتا رہا پھر تجسس اسے ان کے قریب لے گیا اور اس نے سوچا کہ کیا عمدہ وقت ہے۔ گارتھا خود کو سلانوسیہ بنانا چاہ رہی تھی اور اس کا رخ سلانوسیہ کے غار کی طرف تھا۔ شعبان نے وہاں سے چھلانگ لگائی اسی وقت اسے ہواؤں کی مدد درکار تھی ایک لمحہ دیر ہو جاتی تو سب کچھ بگڑ جاتا۔ ہواؤں نے اسے پلک جھپکاتے منزل پر پہنچا دیا۔ سلانوسیہ کو اپنی خادماؤں سے پتا چل گیا تھا کہ جادوگروں پر حملہ ہوا ہے اور سبزپوشوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ خادمائیں مزید خبریں لینے نکل پڑی تھیں۔ تب شعبان اس کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا تمہیں صورت حال کا علم ہوا؟"

"تو سلامت ہے مجھے تیرا خوف تھا۔"

"میں ٹھیک ہوں میری زندگی۔"

"مگر آخر قصہ کیا ہے۔"

"اہل ششتا جادوگروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔"

"یہی سنا ہے میں نے مگر یہ کیسے ممکن ہے؟"

"یہ ہو چکا ہے اور ــــ"

"اور کیا ــــ؟"

"تھوران کی محبوبہ سلانوسیہ بننا چاہتی ہے۔"

"ششتا کا تھوران۔"

"ہاں۔ اوہ۔ شاید وہ آگئے۔" شعبان کو باہر آوازیں سنائی دیں اور اس نے سلانوسیہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "خود کو میرے کہنے کے مطابق جنبش دے' یہاں پاؤں رکھ۔ اب یہاں۔ اپنے بدن کو جنبش دے اس طرح اور اب یہاں۔" شعبان اسے زاویوں میں لپیٹنے لگا۔ سلانوسیہ کچھ نہ سمجھ سکی تھی۔

"آ اس طرف سمٹ جا۔ اس طرف ــــ" شعبان نے ایک محفوظ پناہ گاہ حاصل کر لی۔ وہ سلانوسیہ کو عام نگاہوں سے محفوظ کر چکا تھا اور اسی وقت گارتھا اندر گھس آئی۔ اس کی ہدایت پر ہرکارے سلانوسیہ کو تلاش کر رہے تھے۔ فورال پیش پیش تھا گارتھا اسی غار میں آگئی تھی۔

کچھ دیر کے بعد فورال بھی آگیا۔ وہ موجود نہیں ہے۔ سلانوسیہ فرار ہو گئی ہے۔" فورال نے کہا۔

"آخر کہاں؟"

"پتا نہیں میں خود نہیں جانتا۔"

"مجھے اس کی لاش چاہئے اب میں سلانوسیہ وقت ہوں

اور یہ اعلان میں سلانوسیہ کی لاش پر کروں گی۔"

"میں جاتا ہوں۔" فورال باہر نکل گیا۔ شعبان نے سلانوسیہ کے بدن میں تھرتھری دیکھی وہ شدت خوف سے کانپ رہی تھی۔ اس نے سلانوسیہ کے کان میں سرگوشی کی۔

"تو خوفزدہ ہے۔"

"ہاں۔ یہ خوفناک عورت مجھے قتل کر دے گی۔"

"یہ تیرا بال بھی بیکا نہ کر سکے گی اور یہ اچھا ہوا کہ مجھے الجھنوں سے نہ گزرنا پڑا۔ فیصلہ خود بخود ہو گیا۔"

"کیسا فیصلہ؟"

"یہ کہ تو میری ہے۔ آ میں تجھے باہر لے چلوں۔" شعبان نے اسے آگے کھینچا تو وہ لرز گئی۔

"وہ سامنے موجود ہے۔"

"خاموشی سے میرے پاس آجا۔ وہ تجھے نہ دیکھ پائیں گے۔ اس لئے کہ تو زاویوں میں پوشیدہ ہے۔ میں نے تجھ پر عمل کر دیا تھا وہ زاویوں کا عمل تھا۔ آ مجھ پر اعتماد کر۔"

"یہ کیا کہا تو نے۔ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہو اور میں زندگی کا خوف کروں۔" سلانوسیہ نے کہا اور وہ مردانہ وار باہر نکل آئی۔ دونوں ان کے درمیان سے نکلے غاروں سے باہر کھلی فضا میں آکر اس نے حیرت و خوشی سے کہا۔

"کیا تو زاویوں کا جادوگر ہے۔"

"میں صرف تیرا پروانہ ہوں اور اب میں تجھے جادوگروں کی بستی کی جانب نہیں لے جاؤں گا کہ وہاں خون کے دریا بہہ رہے ہیں اب تجھے اس بستی سے سروکار نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں ہے۔ ان سب نے مجھے غیر انسان بنا دیا تھا۔"

"اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے۔"

"ہاں۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ شاید میں زیادہ پیدل نہیں چل سکوں گی۔"

دفعتاً شعبان نے جھک کر اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا۔ سلانوسیہ پھول کی مانند تھی۔ اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ شعبان کے قوی جسم کے لمس نے اسے سحرزدہ کر دیا تھا۔ شعبان اسے بازوؤں میں سمیٹے لمبی لمبی چھلانگیں بھرنے لگا اور اچانک سلانوسیہ کو محسوس ہوا کہ زمین کچھ نیچے جا رہی ہے اور وہ فضا کی وسعتوں میں بلند ہوتی جا رہی ہے۔ اونچی اور اونچی ــــــ اور اونچی۔ پہلے اس نے سوچا کہ شاید اس لمس کا سحر ہے جو وہ خود کو ہواؤں میں بلند ہوتا محسوس کر رہی ہے۔ اس خیال سے اس نے نیچے زمین دیکھی مگر زمین تو بہت گہرائیوں میں تھی۔ اس نے حیرت و مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"کیا تو ہواؤں کا جادوگر بھی ہے؟" کچھ اس انداز سے اس نے یہ سوال کیا تھا کہ شعبان کے حلق سے قہقہہ آزاد ہو گیا اس نے کہا۔

"میں تجھے بتا چکا ہوں کہ میں صرف تیرا پروانہ ہوں۔"

"مگر یہ سب کچھ کیسے ہو رہا ہے۔ تو مجھے بازوؤں میں لے کر پرندوں کی طرح اڑ رہا ہے۔ زمین کتنی گہرائیوں میں چلی گئی ہے۔ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

"آنکھیں بند کر لے سلانوسیہ۔"

"ایسا کروں گی تو تیرا چہرہ نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا۔" سلانوسیہ نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔

"تو پھر خود کو میرے بازوؤں میں محفوظ سمجھ۔"

"میرے محبوب۔ میری زندگی۔" سلانوسیہ نے اس کے سینے سے سر ٹکا دیا۔

شعبان کوئی فیصلہ نہیں کر سکا کہ اسے فوری طور پر کیا کرنا چاہئے۔ جو کچھ اس کی آنکھوں نے دیکھا وہ حیرانی کا باعث تھا لیکن گارتھا کو دیکھنے کے بعد اسے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ ششتا میں یہی سب کچھ ہونا تھا' خون کی دیوی کسی جانب رخ کرے اور وہاں خونریزی نہ ہو لیکن سب سے زیادہ حیران کن بات اس کے ساتھ سینڈرا کی موجودگی تھی۔ جس کے بارے میں شعبان کو کچھ پتا نہیں تھا۔ یہ تمام باتیں تھیں لیکن اپنی منظور نظر اپنی دل کی دنیا کو اپنے ساتھ دیکھ کر اسے زندگی کی ساری خوشیاں اپنے دامن میں سمٹی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ تاہم وہ تردانہ کے مفادات کو نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ گارتھا کے آئندہ اقدامات کیا ہوتے ہیں۔

سلانوسیہ کے حصول کے بعد اسے سویرا واپس لوٹ جانا چاہئے تھا لیکن وہ ذرا مختلف فطرت کا مالک تھا۔ اپنے منصوبے کے باوجود اس کا جی نہ چاہا کہ وہ سویرا کے رہنے والوں کو تنہا چھوڑ دے۔ یا ششتا میں یہ نہ دیکھے کہ گارتھا نے اپنے پنجے کس حد تک زمین میں گاڑ دیئے ہیں۔ یہ عورت اگر تردانہ کی تقدیر پر حاوی رہی تو ایک دن وہ آئے گا جب تردانہ میں خون کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔ اس کا فیصلہ کرنے کے بعد تردانہ کی سرزمین کو چھوڑنا زیادہ مناسب تھا چنانچہ اس کی نگاہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہی تھیں جو جادوگروں کی بستی سے فاصلے پر ہو اور ایسی ہو کہ اسے محفوظ سمجھا جائے۔ تب اسے وہ جگہ یاد آئی جہاں اس نے سواس کو چھوڑا تھا۔

سلانوبیہ کا پیار اسے سب کچھ بھلا دینے پر مجبور کر رہا تھا اور سواس بے چارہ بھی اسی زد میں آ گیا تھا۔ شعبان کو بے حد افسوس تھا کہ اس نے سواس کو تنہا چھوڑ دیا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے یہ پہلا کام کیا تھا۔ جس کا اسے تھوڑا بہت افسوس تھا۔ وہ اس غار کی جانب چل پڑا جہاں سواس قیام پزیر تھا۔ غار میں اس کا نام و نشان نہیں تھا سلانوبیہ یہاں آ کر سکون کی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ اس کی عقیدت اور محبت بھری نگاہیں اپنے محبوب کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس نے کہا۔

"کیسی انوکھی بات ہے کہ تو دہرا جادوگر ہے ایک طرف تو تو نے زاویوں کے جادو کو اپنی تحویل میں لیا اور پھر ہواؤں کا جادو بھی تیرے پاس موجود ہے۔ آہ تجھ جیسا تو وادی تردانہ میں شاید دوسرا نہ ہو لیکن۔ لیکن ابھی میرے دل کی تشنگی بجھی نہیں ہے۔ میں تجھ سے تیرے بارے میں اور بھی سوالات کرنا چاہتی ہوں تو مجھے اپنے بارے میں تفصیل سے بتا' یہاں تو موجود ہے تو مجھے بھی سکون ہے اگر انسان کو زندگی میں بہت ساری خوشیاں ایک ساتھ مل جائیں تو اسے پھر خوشیوں سے بھی نفرت محسوس ہونے لگتی ہے اور میں اسی احساس میں تھی۔ میں جادوگروں کی قیدی تھی۔ تو نے نہ صرف مجھے ان کی قید سے نکالا بلکہ اپنے دل کی دنیا میں آباد بھی کیا۔ تیرا شکریہ شعبان"

شعبان نے محبت بھرے انداز میں اس کا ہاتھ اٹھایا اور اپنے ہونٹوں سے لگا لیا پھر اس نے کہا۔

"سلانوبیہ میری زندگی۔ مختصر ترین الفاظ میں میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں کیا ہوں۔ آج جب تردانہ دو حصوں میں تقسیم ہے تو ایک کا نام سویرا اور دوسرے کا ششتا ہے تو میرا تعلق سویرا سے ہے۔ سویرا میں میرا باپ تیمور زندگی گزارتا تھا لیکن پھر جادوگروں کی سازشوں نے ششتا اور سویرا الگ الگ کر دیئے اور میرا باپ تیمور میری ماں شکالا کے ساتھ نجانے کس مشن پر اس مہذب دنیا کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں مجھے زندگی ملی نجانے اور کس طرح سمندر کی آغوش میں لہروں میں لپٹا ہوا میں اس دوسری دنیا کے ساحل پر پہنچ گیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے مجھے پروان چڑھایا اور پھر ایک دن میں ایک عظیم الشان جہاز لے کر اس سمت روانہ ہو گیا اور آخر کار یہاں پہنچ گیا۔ مجھے اپنی ہی دنیا میں جیسا کہ میں نے تم سے سوال کیا تمہارا یہ عکس ملا اور یہ عکس میرے دل پر نقش ہو گیا اور میرا یہ نقش اتنا مکمل تھا کہ میری طلب مجھے تم تک لے آئی اور آج میں تمہیں پانے کے بعد اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب انسان سمجھتا ہوں لیکن سچ یہ ہے کہ وادی تردانہ بہت مختصر ہے جبکہ وہ دنیا جہاں میں نے نمو پائی تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ کیسی ہے ہماری اس وادی میں سکون ہی سکون ہے لیکن اس دنیا میں بے سکونی کے باوجود دلکشی ہے۔ وسعتیں ہیں۔ ہنگامے ہیں۔ زندگی گزارنے کے لئے لاکھوں ذرائع ہیں۔ وہاں کا طرز زندگی یہاں کے طرز زندگی سے بہت مختلف ہے۔ یہ سب کچھ ہے وہاں اور آج میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ دنیا تردانہ سے زیادہ خوبصورت ہے۔ میں وہیں واپس جانا چاہتا ہوں۔ میرا باپ تیمور اور میری ماں شکالا واپس تردانہ میں نہیں آئے۔ ہو سکتا ہے وہاں وہ میری تلاش میں سرگرداں ہوں۔ میں تجھے بھی وہاں لے جاؤں گا۔ اب مجھے خلوص دل سے آخری بار بتا کہ کیا تو میری دنیا میں چلنے کے لئے تیار ہے؟"

"تیری دنیا تو میری دنیا ہے شعبان۔ یہ کوئی سوال ہے۔ تو اگر اس غار میں زندگی گزارے گا تو میں بھی تیرے ساتھ یہیں زندگی بسر کروں گی۔ تو جہاں بھی جائے گا وہاں میں تیرے ساتھ موجود ہوں گی۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ عارضی طور پر یہ غار ہمارا مسکن ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ خونخوار عورت یہاں کیا ارادے لے کر آئی ہے۔ بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ اس نے تردانہ کی تقدیر اپنی مٹھی میں جکڑلی ہے لیکن پھر بھی یہ میرے باپ کی دنیا ہے۔ میرا وطن ہے۔ میں اس کی بقا چاہتا ہوں اور یہ کسی طور مناسب نہیں ہو گا کہ گارتھا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔"

"گارتھا!" سلانوبیہ نے سوال کیا۔ "وہی خونخوار عورت جو حکم دے رہی تھی کہ سلانوبیہ کو تلاش کیا جائے اور ہلاک کر دیا جائے تاکہ وہ سلانوبیہ بن جائے۔ وہ احمق عورت یہ نہیں جانتی کہ جادوگروں کی قید کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے' سلانوبیہ نے کہا اور شعبان ہنس پڑا پھر بولا۔

"وہ عورت جادوگروں کی موت ہے۔ میں تو یہی محسوس کرتا ہوں اور جادوگروں میں شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو' میں نے خون بہتے ہوئے دیکھا ہے وہاں۔ ششتا کے لوگ بپھرے ہوئے ہیں اور نجانے جادوگروں کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا۔ تو اگر مجھے اجازت دے سلانوبیہ تو کیا میں کچھ دیر کے لئے تجھ سے جدا ہو جاؤں۔"

"تیری غیر موجودگی سے مجھے خوف محسوس ہو گا۔ میں تو یہاں بالکل ہی تنہا رہ جاؤں گی۔"

"اصل میں' میں ذرا زیادہ گہری نگاہ سے ان تمام حالات کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو کوئی بات نہیں ہے۔ بھلا میرا دل کب چاہتا ہے کہ تجھے ایک لمحے کے لئے تنہا چھوڑوں لیکن بس تردانہ سے ایک محبت کا احساس ہے مجھے۔ جس کی بنا پر میں چاہتا ہوں کہ تردانہ سے واقف رہوں اور وہ بھیانک عورت کسی طور یہاں اپنی کارروائیاں نہ کر سکے۔ سلانوبیہ یہ لمحات جو تیری جدائی میں گزریں گے میرے لئے موت کی مانند ہوں گے لیکن میری آرزو ہے کہ میں یہ سب کچھ کر لوں۔" سلانوبیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"تیری ہر آرزو کی تکمیل مجھ پر فرض ہے۔ بے فکر رہ۔ میں یہاں تیرا انتظار کروں گی۔"

"تو پھر مجھے اجازت دے۔ تاکہ میں ذرا وہاں کے ماحول کا جائزہ لے لوں کہ کیا ہو رہا ہے۔"

"تیری واپسی کب تک ہو گی؟"

"ہو سکتا ہے مجھے وقت لگ جائے۔" شعبان نے کہا اور سلانوبیہ کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیل گئے اس نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"کہیں یوں نہ ہو کہ میں اس خواب سے جاگ جاؤں اور مجھے احساس ہو کہ جو کچھ میں نے دیکھا صرف ایک خواب تھا۔ صرف ایک خواب۔"

"نہیں۔ اب یہ حقیقت کبھی خواب نہیں بنے گی۔"

"تو پھر جا۔ میں تیرا انتظار کروں گی۔"

"یہ غار تیرے لئے محفوظ ہے اور تو دنیا کی نگاہوں سے دور زاویوں کی قید میں ہے کبھی کوئی تجھے تلاش نہیں کر پائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تو مطمئن رہ۔"

شعبان سلانوبیہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لیکن اپنی اس متجسس فطرت کو بھی نہیں دبا سکتا تھا جو اس کی زندگی کا ایک حصہ تھی اور پھر تردانہ سے درحقیقت اسے پیار تھا۔ بات صرف یہیں تک محدود نہیں تھی۔ اہل ششتا اپنی تقدیر کو کالا کر چکے تھے لیکن سویرا کا سردار ٹیلان تھا اور جو کچھ بھی تھا وہ اس کا بھائی تھا اور شعبان نہیں چاہتا تھا کہ ٹیلان کسی طرح گارتھا کا شکار ہو۔ وہ کچھ کرنا چاہتا تھا کوئی ایسا کام کہ کم از کم تردانہ کو گارتھا سے نجات مل جائے چنانچہ وہ غار سے باہر نکل آیا پھر وہ ہواؤں کے دوش پر واپسی کا سفر طے کرنے لگا لیکن زمین پر ایک کالا دھبہ دیکھ کر اسے اپنا یہ سفر ملتوی کرنا پڑا۔ یہ کالا دھبہ انسانی شکل ہی کا تھا اور جب اس نے نگاہوں کے زاویئے درست کئے تو اسے مائی ماچھی یا طورنا نظر آئی اور وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ یہ یہاں کہاں طورنا ایک انتہائی پراسرار عورت تھی لیکن شعبان کے لئے نہایت قابل احترام ہواؤں کے دوش پر اس کا یہاں تک پہنچ جانا کوئی ناممکن بات نہیں تھی لیکن اسی وقت اس کا یہاں نظر آنا شعبان کے لئے بہت ہی کارآمد تھا۔ اس نے فوراً ہی زمین کا رخ کیا اور کچھ دیر کے بعد طورنا کے سامنے ظاہر ہوا۔ جو اسے دیکھ کر شدت حیرت سے اچھل پڑی تھی۔

"یہ کیا۔ نہ میں نے تجھے فضا میں دیکھا نہ زمین پر پھر یہ اچانک تو یہاں کہاں سے نمودار ہو گیا کیا تو نے زاویوں کا جادو سیکھ لیا ہے؟"

"تو زاویوں کے جادو کے بارے میں جانتی ہے طورنا!"

طورنا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ "میرے بچے کیا نہیں جانتی میں لیکن تو نا قابل یقین ہے۔ اتنا ناقابل یقین کہ اب تو میں خود بھی تجھ پر شک کرنے لگی ہوں۔" شعبان ہنس کر بولا۔

"لیکن تیرا یہاں کیسے آنا ہوا؟"

"میں نے اپنی زندگی کا محور تجھے بنا لیا ہے۔ بھلا اب اور کیا ہے میری زندگی میں تیرے سوا۔ تو نے مجھے ماں کی ممتا سے آشنا کر دیا ہے اور ممتا کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ تو اتنے عرصے اس کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔" شعبان نے محبت سے مائی ماچھی کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

"تو نے میرے ساتھ ابتدا کی تھی طورنا اور میں سمجھتا ہوں کہ میری انتہا بھی تیرے ساتھ ہی ہو گی۔"

"ایسے لفظ نہ کہہ۔ میری انتہا کی بات نہ کر اور یہ میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ وہ جو میرے دل میں تھا تیری زبان سے ادا ہوا۔ سنا جادوگروں کی بستی میں کیا ہو رہا ہے۔ ویسے میں نے ششتا کو دیکھا' عجیب عجیب کہانیاں گردش کر رہی وہاں تو۔"

"ہاں۔ تردانہ کی تاریخ بدل رہی ہے طورنا۔ تردانہ میں ایک انقلاب آ رہا ہے اور اتنی دلچسپ بات ہے یہ کہ اس دنیا سے صرف چند افراد یہاں پہنچے ہیں لیکن انقلاب ساتھ لائے ہیں۔ میں خود بھی اپنے آپ کو انہی میں شمار کرتا ہوں۔"

"ہوا کیا ہے؟"

"جادوگروں کی بستی تباہی کا شکار ہے اور شاید تردانہ میں ایک بار پھر سے محبت کی بہار آنے والی ہے لیکن وہ خونخوار عورت جس کا نام گارتھا ہے ابھی زندہ ہے اور تردانہ

کی تاریخ میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے میں اسے روکنا چاہتا ہوں تردانہ میں طورنا" اور اس کے ساتھ ساتھ تجھے ایک اور خبر بھی سنانے کا خواہش مند ہوں۔"

"کیا؟" طورنا نے پوچھا۔

"مجھے سلانوسیہ مل گئی ہے۔"

"کیا....؟" طورنا اچھل پڑی۔

"ہاں۔ میری تقدیر نے۔ میری طلب نے میرا ساتھ دیا۔ سلانوسیہ اب میری تحویل میں ہے۔"

"کہاں ہے وہ۔ کیا زاویوں میں لپٹی ہوئی تیرے پاس موجود ہے؟"

"میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں موجود ہے اور طورنا تیرا مل جانا میرے لئے خوش بختی کی علامت ہے کہ میں جس الجھن کا شکار تھا اب نہیں رہا۔"

"کچھ سمجھی نہیں۔ مجھے ذرا تفصیل سے بتا۔"

شعبان نے مختصر تفصیل طورنا کو سنا دی اور طورنا ششدر رہ گئی۔ اس نے کہا۔ "یہ تو واقعی انقلاب ہے۔ جادوگر شاید تردانہ کی تاریخ میں پہلی بار مصیبت کا شکار ہوئے ہیں۔"

"کیوں نہ ہوتے۔ اس دنیا کا ایک جادوگر جو یہاں اپنی جادوگری دکھانے آگیا ہے۔ یعنی گارتھا؟"

اور سلانوسیہ کہاں ہے؟"

"وہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں موجود ہے تنہا ہے اور خوفزدہ ہے اس بات سے کہ وہ تنہا ہے۔ طورنا کیا تو میرا ایک کام کرے گی؟"

"احمق۔ بیوقوف۔ چل مجھے اس کے پاس لے چل۔ تو یہی کہنا چاہتا ہے تاکہ جب تک تو موجود نہ ہو میں اس کے پاس رہوں۔"

"ہاں۔ تیرا تجربہ میری عمر سے سینکڑوں گنا بڑا ہے لیکن ایک بات میں تجھے اور بتا دوں۔"

"کیا؟"

"وہ زاویوں میں قید ہے اور اس کا اس طرح قید رہنا بے حد ضروری ہے کیونکہ گارتھا سلانوسیہ بننا چاہتی ہے اور وہ سلانوسیہ کی تلاش میں ہے۔"

"سلانوسیہ کو زاویوں کی قید میں رہنے دے۔ میں اس کا تحفظ کروں گی اگر اسے تلاش کرنے والے کبھی وہاں پہنچ گئے تو وہ صرف مجھے دیکھیں گے اور میں انہیں بتاؤں گی کہ میں تو ایک تارک الدنیا ہوں اور میرا تمہاری دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے چنانچہ میں یہاں اپنی زندگی کی سانسیں بسر کر رہی ہوں پھر بھی نہ مانے وہ تو میں ہواؤں کے دوش میں اپنا گھر بنا سکتی ہوں۔ سلانوسیہ کو وہ نہ دیکھ پائیں گے۔"

"یہ نہایت بہتر ہے۔" اور زاویوں میں لپٹی سلانوسیہ نے شعبان کی ہدایت کے مطابق زاویوں کی قید سے آزاد ہو کر طورنا کا استقبال کیا اور طورنا نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً" اب سے کچھ وقت پہلے تو تمام انسانوں کے لئے ناقابل یقین تھی اور کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی پہنچ تجھ تک ہوگی لیکن یہ بھی ایک انسان ہی کا کمال ہے کہ اس نے تجھے مجھ تک پہنچا دیا۔ میں سلانوسیہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے شعبان کی محبت کی حیثیت سے تجھے سینے سے لگا رہی ہوں۔ یقیناً" تیرا زاویوں میں پوشیدہ رہنا زیادہ ضروری ہے لیکن میں تجھے چھو کر محسوس کروں گی۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔"

شعبان نے سلانوسیہ کو طورنا کے بارے میں تفصیلات بتا دیں اور سلانوسیہ نے خوشدلی سے کہا۔

"بالآخر تو نے میرے لئے ایک ایسی محبت کرنے والی شخصیت کا انتظام کر دیا جس کا کوئی ثانی نہیں۔ شعبان تیرا شکریہ اور ہاں اب تو جا۔ میں زیادہ پرسکون رہ سکوں گی۔"

شعبان خود بھی پہلے سے زیادہ پرسکون ہو گیا اور اس نے فضاؤں کے دوش پر دوبارہ جادوگروں کی بستی کا رخ کیا۔ تاکہ وہاں کے واقعات دیکھ سکے۔"

☆

جادوگروں کی بستی میں قیامت آچکی تھی گارتھا جیسی شیطانی عورت جہاں پہنچ جائے قیامت تو وہاں خود بخود آجاتی تھی۔ شتا کا تھوران اس طرح اس کے جال میں پھنسا تھا کہ اپنی عقل کھو بیٹھا تھا اور اب تردانہ کے اس دوسرے حصے پر گارتھا کی عقل حکمراں تھی لیکن گارتھا کو سب سے زیادہ تردد اس بات کا تھا کہ آخر سلانوسیہ کہاں گئی۔ ان تمام لڑکیوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور انہیں شدید اذیتیں دی جا رہی تھیں۔ جو اس کی خادمائیں تھیں۔ ان سے پوچھا جا رہا تھا کہ آخر سلانوسیہ کہاں ہے۔ سب رو رو کر ایک ہی جواب دیتی تھیں کہ انہوں نے اسے اسی غار میں چھوڑا تھا جہاں وہ فروکش تھی وہ نہیں جانتیں کہ اب وہ کہاں ہے بہرحال گارتھا اس سے زیادہ ان سے اور کیا پوچھتی لیکن اس نے فورال کو حکم دیا تھا کہ وہ سلانوسیہ کو تلاش کرے اور فورال کے آدمی چاروں طرف بکھر کر دور دور کے علاقوں میں

سلانوبیہ کو تلاش کر رہے تھے۔ ادھر ختنا کے لوگوں نے جنہیں گارتھا ورتھا نے بہت زیادہ مشتعل کر دیا تھا۔ جادوگروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ "سبز پوشوں کی لاشوں کے پشتے لگا دیئے تھے کیونکہ یہی جادوگروں کے نمائندے تھے۔ جادوگروں کی ایک نہیں چل رہی تھی۔ سارا جادو ہوا ہو گیا تھا۔ صدیوں سے یہ لوگ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے آئے تھے اور انہوں نے ختنا والوں کو اپناویسے بھی دشمن بنالیا تھا لیکن اب ان کا کیا دھرا ان کے سامنے آرہا تھا اور ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔ سب کے جادو ان کے ذہنوں تک قید ہو کر رہ گئے تھے۔ ظاہر ہے جادو کرنے کے لئے بھی تو وقت درکار ہوتا ہے۔ بات اگر تھوران کی ہوتی تو وہ شاید ان کے ساتھ کوئی رعایت کر جاتا لیکن گارتھا نے جو جال بنائے تھے وہ اس قدر مضبوط تھے کہ جادوگر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت بھی وہ ایک دائرے میں قید کر دیئے گئے تھے اور ختنا کے رہنے والے ان کی نگرانی کر رہے تھے لیکن جادوگر جانتے تھے کہ اس وقت ایک بھی ان کا ہمنوا نہیں ہے۔ کوئی ان سے مرعوب نہیں ہوگا۔ انہیں زندگی بچانی ہے تو خاموشی اختیار کریں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ زندگی ان سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ ختنا کی سرزمین خون کا مزہ چکھ چکی تھی اور جب خون بہنے لگتا ہے تو زمین سیراب ہوئے بغیر بند نہیں ہوتا۔

گارتھا نے چاروں طرف سے اپنے حصار کو مضبوط کر لیا تھا۔ بس ایک ہی مشکل تھی کہ آخر سلانوبیہ کہاں گئی۔ سینڈرا اپنی آنکھوں سے اس خونخوار عورت کا کارنامہ دیکھ رہی تھی اور لرز رہی تھی کہ عورت کے روپ میں یہ کیسی بھیانک چیز موجود ہے اور اسی بھیانک چیز سے انتقام لینے کے لئے اس نے اپنے آپ کو زندہ رکھا تھا۔

سینڈرا کو وقت کا انتظار تھا۔ بہر طور پہلا چاند گزر گیا۔ دوسرا سورج نکلا۔ گارتھا نے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔ اہل ختنا کو خوشخبری روانہ کر دی گئی تھی اور تھوران نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جادوگروں کی بستی کی جانب طلب کیا تھا وہ خود واپس جانا چاہتی تھی کیونکہ جادوگروں کی بستی میں لاشیں سڑ رہی تھیں اور وہ اس ماحول سے نکل جانے کی خواہشمند تھی لیکن سب سے بڑا کام سلانوبیہ کی تلاش تھی۔ جو اس کے ذہن میں کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ ختنا والوں نے یہ دلچسپ باتیں سنیں تو تقریباً سارا کا سارا ختنا جادوگروں کی آبادی کی جانب امڈ پڑا حالانکہ طویل سفر تھا دشوار گزار اور مشکل، لیکن لوگ اس طلسم راز کو دیکھنا چاہتے تھے جہاں سے پورے تردانہ کی تقدیر کے فیصلے ہوا کرتے تھے یوں تین سورج اور تین چاند گزر گئے۔ گارتھا سلانوبیہ کی تلاش میں مایوس ہو گئی تھی لیکن یہ جانتی تھی کہ اب ان حالات میں اگر سلانوبیہ کہیں زندہ بھی ہے اور کہیں چھپ گئی ہے تو بھلا کون ہے جو اس کے نام کے ساتھ آگے بڑھ کر تھوران سے ٹکر لے گا۔ تھوران کی پشت گارتھا تھی کیا مجال تھی کسی کی کہ اس کو زیر کر لیتا چنانچہ اس نے تھوران سے تنہائی میں کہا۔

"تردانہ کے واحد حکمران۔ تو نے دیکھا کہ میری کوششوں نے مجھے کیا مقام دیا لیکن اب ان جادوگروں کا فیصلہ کر دینا ضروری ہے۔ شیطان اور سانپ جتنی دیر تک زندہ رہیں گے خطرے بنے رہیں گے۔ ان کا زہر کسی بھی لمحے ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔"

"تو ان کے بارے میں تیرا کیا فیصلہ ہے؟" تھوران نے پوچھا۔

"جس چیز سے خطرہ ہو اس کا وجود مٹا دیا جائے۔ جادوگروں کا نام ونشان اب تردانہ کی سرزمین پر باقی نہیں رہنا چاہئے۔"

"تت۔ تو کیا۔ انہیں بھی قتل کر دیا جائے گا؟" تھوران نے لرز کر پوچھا۔

"تو خوفزدہ ہے۔"

"نہیں۔ میں سب سے زیادہ خوفزدہ تجھ سے ہوں۔" تھوران نے مسکرا کر کہا۔

"مجھ سے۔"

"ہاں۔ کسی بھی لمحے تجھے ناراض کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ موت صرف موت۔"

"میں تیرے لئے ہزار بار مرنے کو تیار ہوں تیرے ہی لئے تو یہ سب کچھ کیا ہے اور اب تو دیکھ جادوگروں کا اقتدار ختم ہو گیا۔ کون ہے جو تیری آواز سے آواز ملائے۔"

"ایک شخص ہے اور اس شخص کے ساتھ ہزاروں آوازیں ہیں۔"

"کون؟" گارتھا نے غرا کر کہا۔

"سویرا کا ٹیلان۔"

گارتھا کے ہونٹ بھنچ گئے اس نے کہا۔ "تو تو کیا سمجھتا ہے آنے والے وقت میں سویرا 'سویرا رہے گا۔ نہیں اگر تو چاہے گا تو سرزمین تردانہ کا نام بدل کر ختنا رکھ دیا جائے گا اور اس پورے ختنا کا سردار صرف تھوران ہوگا یہ سلانوبیہ کا حکم ہے۔"

"میں یہ بات سوچ رہا تھا کہ اب تجھے سلانوبیہ کا تاج

پہنا دیا جائے۔ کیا خیال ہے تیرا۔"

"ہاں۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ سلانوبیہ کی حیثیت سے میں تردانہ کی روحانی پیشوا بن جاؤں گی اور تو سردار۔ جو میرے احکامات پر عمل کرے گا اور سن۔ بیوی روحانی پیشوا ہوگی اور شوہر سردار۔ تو پھر کسی تیسرے آدمی کی کوئی گنجائش باقی رہے گی؟"

"ہرگز نہیں مگر ٹیلان؟"

"وہ میرا کھیل ہے۔ جب میرا ایک کھیل کامیاب ہوا تو تو اطمینان رکھ کہ جو کھیل میں کھیلوں گی اس میں کامیابی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ البتہ جادوگروں سے نجات حاصل کر لینا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کا جادو اگر روبہ عمل آگیا تو اسے سمجھنے کے لئے وقت درکار ہوگا اور میں نہیں چاہتی کہ ان میں سے کوئی کامیاب ہو جائے۔ تاکہ دوسرے جادوگر بچ جائیں۔ ذرا غور کر تھوران اگر یہ جادوگر یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو جانتا ہے ان کا رخ سویرا کی طرف ہوگا یہ وہاں اپنا اقتدار قائم کریں گے۔ اہل سویرا کو طاقت بخشیں گے اور اس کے بعد وہ ختنا کا رخ کریں گے۔ ان کا طوفان اسی سمت بڑھے گا۔ ویسے ایک بات تو بتا کہ ختنا اور سویرا کی آبادی میں کتنا فرق ہوگا؟"

"ختنا کے مقابلے میں سویرا کی آبادی کچھ بھی نہیں ہے۔ یوں سمجھ لو ایک اور چار کا فرق ہوگا۔"

"واہ۔ یہ بہت اچھی بات بتائی تو نے۔ بلاشبہ انسانی قوت بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ جب ختنا کا طوفان سویرا کی جانب رخ کرے گا تو سویرا کے لوگ سیلاب میں بہنے والوں کی طرح بہہ کر سمندر میں جا گریں گے اور جو ہماری پناہ میں آئے گا ہم اسے ختنا کی آبادی بنا ئیں گے۔ کیا سمجھا' مگر جادوگر۔ ہم جادوگروں کے موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔"

"تو پھر تیرا کیا خیال ہے۔"

"ختنا والے یہاں پہنچ جائیں تو ان کی موجودگی میں تو میرے سلانوبیہ ہونے کا اعلان کرے گا اور اس کے بعد میں جادوگروں کے قتل کا حکم دوں گی۔ میرے ساتھی فورال وغیرہ اس کام کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ انہوں نے ہر لمحے میرے مقصد کی تکمیل کی ہے۔"

تھوران نے دل ہی دل میں شدید خوف محسوس کیا تھا لیکن اس خوف کا احساس ظاہر کرنا مناسب نہیں تھا۔ ویسے بھی گارتھا پر اسے مکمل اعتماد تھا۔ ختنا کے لوگوں کے سیلاب کا رخ جادوگروں کی آبادی کی جانب تھا اور پھر جہاں تک نظر پہنچتی تھی انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ جادوگروں کی آبادی کو حیرت سے دیکھا جا رہا تھا۔ کیا قیمتی ساز و سامان یہاں موجود تھا۔ جادوگروں نے اپنی مملکت کچھ اس انداز سے قائم کی تھی کہ دیکھنے والوں کو یقین نہ آئے لیکن ختنا کے لوگ آج اس طلسمی آبادی کو دیکھ رہے تھے جو بے شک گارتھا کی موجودگی کی وجہ سے خزاں میں تبدیل ہو گئی تھی لیکن اس خزاں کی بہار بھی لاجواب تھی۔ گارتھا نے اپنے لئے وہ سب سے شاندار رہائش گاہ منتخب کی تھی جو جادوگروں کے پاس ہوتی تھی اور یہیں سے وہ اپنے احکامات صادر کر رہی تھی۔ تردانہ کے ایک حصے سے لاشوں کو صاف کر کے ایک بڑے گڑھے میں پھینک کر گڑھا مٹی سے بھر دیا گیا تھا۔ جادوگروں کی قید کا دائرہ ہمیشہ کی مانند تنگ تھا اور وہ انتہائی بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ جب اہل ختنا وہاں پہنچ گئے تو تھوران نے ان سب کو جمع کر کے بالآخر گارتھا ورتھا کی ہدایت کے مطابق سلانوبیہ کا اعلان کیا۔ اس نے ایک بلند جگہ کھڑے ہو کر کہا۔

"ختنا کے رہنے والے جادوگروں نے ہمیں اپنی میراث سمجھ لیا تھا۔ وہ نجانے کب سے ہم پر حکمراں تھے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ جادوگر ہی تھے جنہوں نے تردانہ کی زمین کو آپس میں تقسیم کر دیا اور تردانہ پر جنگ وجدل کے بادل لہرا دیئے حالانکہ ہماری زمین سکون کا سمندر تھی۔ ہم سب یہاں مل کر رہتے تھے لیکن ہمارا مل جل کر رہنا جادوگروں کو پسند نہیں تھا اگر وہ ہمارے ذہنوں میں انتشار نہ برپا کرتے تو بھلا ان کا کام کیسے چلتا۔ ہم جادوگروں کے زیر اثر آتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ تردانہ دو ٹکڑے ہو گیا لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ ہماری اس پر سکون زمین پر نفرتوں کا بیج بویا گیا اور یہ سب جادوگروں کا کیا دھرا تھا۔ یہاں سے مطمئن ہونے کے بعد جادوگروں نے جنگ و جدل کا مزاج قائم رکھا اور اس کے بعد اپنے ہرکاروں کو ہمارے لئے موت کا فرشتہ بنا دیا۔ آپ لوگوں نے دیکھا کہ سبز پوش کس قدر درندے تھے۔ جدھر نکل جاتے تھے ہمارے لئے موت کا پیغام بانٹتے پھرتے تھے اور ہم سب ان کے سامنے بے بس تھے۔ ہم میں سے کسی کی ہمت نہیں تھی کہ ان کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ سلانوبیہ ان کی محکوم تھی حالانکہ سلانوبیہ کا مقام بالکل ہی مختلف ہوتا ہے اور اس کی بات حرف آخر کہلاتی ہے لیکن وہ سلانوبیہ بھلا ہمارے لئے کیا آواز اٹھا سکتی تھی جو جادوگروں کی تخلیق ہو۔ جو خود بھی جادوگروں کی غلام ہو چنانچہ سلانوبیہ کا سہارا بھی ہمارے

کسی کام نہیں آسکا۔ میں یہ کہتا ہوں تم سے شتنا والوں کہ کیا سلانوبیہ کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ کیا اسے ہماری خبر گیری نہیں کرنی چاہئے تھی۔ کیا اسے جادوگروں کو نہیں روکنا چاہئے تھا۔"

"روکنا چاہئے تھا۔" ہر طرف سے آوازیں آئی تھیں۔

"تو جو سلانوبیہ یہ نہ کر سکے۔ کیا اسے سلانوبیہ کہلانے کا حق ہے؟"

"بالکل نہیں۔" مجمع نے پھر با آواز بلند کہا

"جب جادوگروں پر مصیبت آئی تو سلانوبیہ اپنا راستہ اختیار کر کے یہاں سے بھاگ گئی اور اب سرزمین تردانہ پر کوئی سلانوبیہ نہیں ہے۔ تم لوگ غور کرو کیا سلانوبیہ کے بغیر ہم پر برکتیں نازل ہو سکتی ہیں کیا یہ زمین سلانوبیہ کے بغیر سمندر کی گرفت سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ وہ جو سمندروں کو چڑھ دوڑنے سے روکے ہوئے ہو۔ وہ جو ہوائیوں کے طوفان کو ٹالتی رہتی ہو اگر ہمارے ساتھ نہ ہو تو کیا سرزمین تردانہ کا وجود برقرار رہ سکے گا؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر میں اعلان کرتا ہوں کہ سلانوبیہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ وہ سلانوبیہ جو ہماری حفاظت کرنا جانتی ہے۔ وہ سلانوبیہ جو ہمیں جادوگروں کے طلسم سے نکال سکتی ہے۔ وہ سلانوبیہ جو ہماری عزتوں کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔ وہ جس کے اشارے پر جادوگروں پر حملہ کیا گیا اور انہیں ان کی برائیوں سے روک دیا گیا۔ ورنہ یہ ہوتا کہ شتنا کے رہنے والے اپنی بیٹیوں کو زمین کی گہرائیوں میں چھپائے پھرتے۔ جو کچھ آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ انہی جادوگروں کا کام تھا لیکن سلانوبیہ نے جادوگروں کو ناکام بنا دیا اور آج وہ سلانوبیہ آپ کے سامنے آئی ہے۔ آپ اسے خراج تحسین پیش کیجئے۔ آپ اسے اپنا روحانی پیشوا مانیئے۔ اہل شتنا میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر میں اس سلانوبیہ کو آپ کے سامنے لاؤں، تو کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟"

"ہم سب تمہارے ساتھ ہیں سردار۔ تم ہمارے راہنما ہو۔ تم ہمارے سردار ہو۔"

"تو پھر سلانوبیہ کا تاج گارتھا کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ یہ کام میں اپنے ہاتھوں سے سرانجام دوں گا۔"

"گارتھا کو بلند جگہ لایا گیا اور اسے سلانوبیہ کا اعزاز بخش گیا۔ اہل شتنا نے خوشی کے گیت گائے۔ سب سلانوبیہ کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرنے لگے اور انہوں نے خلوص دل سے اسے اپنا راہنما مان لیا۔ گارتھا ورتھا مسکراتی نگاہوں سے اس ماحول کو دیکھ رہی تھی کچھ فاصلے پر سینڈرا موجود تھی۔ گارتھا نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"دنیا کا کوئی خطہ ہو۔ انسانوں کی کوئی آبادی ہو گارتھا اسے اپنا غلام بنانا جانتی ہے۔ تم نے دیکھا ایک بیوقوف شعبان تھا۔ تم نے اس پر اپنا حق سمجھا تھا جبکہ تم نے یہ دیکھ لیا کہ سلانوبیہ تو ہر انسان پر اپنا حق رکھتی ہے۔ وہ جس جانب نظر کرے، کس کی مجال کہ وہ اسے اپنا نہ سمجھ لے۔" سینڈرا نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"جو گزرنی تھی سو گزر گئی میں تمہیں سلانوبیہ بننے کی مبارک باد پیش کرتی ہوں۔"

"ہاں۔ یہ ایک دلچسپ بات ہے۔ کہ کچھ عرصے قبل میرے اور تیرے درمیان ایک فرق موجود تھا لیکن تو نے اپنی حسین فطرت سے وہ فرق مٹا دیا۔"

سلانوبیہ کو اس کے محل تک پہنچا دیا گیا۔ خادمائیں اس کی خدمت پر مامور کر دی گئیں۔ سلانوبیہ نے کہا۔ کہ کل کے دن جب سورج نکلے گا تو وہ جادوگروں کے بارے میں فیصلہ سنائے گی۔ جادوگر بری طرح بے چین تھے۔ پریشان تھے۔ سلانوبیہ کو تھوران نے خراج تحسین پیش کیا اور گارتھا نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا پھر وہ کہنے لگی۔

"کل سلانوبیہ تھوران کے اختیارات کا اعلان کرے گی اور اپنا آئندہ منصوبہ بتائے گی۔" تھوران نے خوشی سے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور کہا۔

"میری تو پہلی خواہش یہی تھی کہ تجھے سلانوبیہ کا مقام دلواؤں۔"

البتہ وہ رات جادوگروں پر بہت بھاری گزری تھی۔ وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ وہ شیطان عورت جو ایک شیطانی دنیا سے آئی تھی ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنا چکی تھی اور اس بات کو ہر جادوگر سمجھ چکا تھا۔ ہوا بھی اس سے مختلف نہیں تھا۔ دوسری صبح جادوگروں کی بستی کے وسیع و عریض میدان میں سلانوبیہ کے لئے ایک تخت رکھا گیا اور مقررہ وقت پر سلانوبیہ اس تخت پر جلوہ گر ہوگئی۔ اس نے اہل شتنا کو مخاطب کر کے کہا۔

"شتنا کے رہنے والے جادوگر تمہاری زندگی پر ایک بوجھ تھے۔ سردار تھوران نے ان کے بارے میں تمہیں جو تفصیلات بتائیں ان میں سے ایک ایک تفصیل سچ پر مبنی تھی۔ جادوگروں کا کوئی کام نہیں ہے سوائے اس کے وہ تمہاری

معصوم شخصیتوں کو داغدار کریں۔ تم پر حکمرانی کریں۔ ایک ایک جادوگر کو زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ یہ میرا پہلا حکم ہے اور اس کے بعد میں تمہارے لئے خوش خبریاں ہی خوش خبریاں بکھیر دوں گی۔"

لوگ جو جادوگروں سے پہلے ہی نالاں تھے اس طرح جادوگروں پر چڑھ دوڑے کہ وہ بیچارے ان کے پیروں تلے ہی کچل کر مر گئے۔ ایک بھی جادوگر زندہ نہیں بچا تھا۔ اس طرح تردانہ کی سرزمین پر ایک نئی تاریخ کا آغاز ہوا تھا جبکہ یہ تاریخ صدیوں سے تردانہ کی سرزمین کا ایک حصہ تھی کہ جادوگر برتر ہیں۔ سلانوبیہ اول ہے اور باقی لوگ ان کے احکامات کے تحت کام کریں لیکن اب ایک بھی جادوگر زندہ نہیں بچا تھا وہ کام ہو گیا تھا جس کا شبہ جادوگروں کو تھا۔ سینڈرا نے یہ خوفناک مناظر دیکھے اور اس کا دل لرز لرز کر رہ گیا لیکن جو کچھ تھا اب اس کی نگاہوں کے سامنے تھا اور وہ یہ سوچ رہی تھی کہ میری زندگی کا مشن بھی بس ایک ہی ہے وہ یہ گارتھا کہ تجھے فنا کر دوں۔ تجھے صرف تجھے۔

☆

"جادوگروں کی بستی پہنچ جانا شعبان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ وہاں پہنچ کر اپنے آپ کو ان معاملات میں شامل کرنے لگا۔ جگہ جگہ اس نے لوگوں کو دیکھا اور وہاں کا جائزہ لیتا رہا۔ سلانوبیہ کی اب اسے بالکل فکر نہیں تھی کیونکہ طورنا کو اس کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ یہاں کوئی اہم کام ہو رہا ہے اور ان جادوگروں کے خلاف کوئی ایسا منصوبہ زیر عمل ہے جو آخر کار انہیں موت سے ہمکنار کر دے گا۔ شعبان خود بھی گہری نگاہ رکھتا تھا لیکن وہ ان معاملات میں اپنی ٹانگ نہیں اڑانا چاہتا تھا۔ تاہم یہاں سے جاتے ہوئے وہ اپنے ساتھ کچھ ایسے منصوبے لے جانا چاہتا تھا جن کا تعلق سویرا سے ہو اور اس کے لئے اس نے بہتر یہی سمجھا کہ جس حد تک ممکن ہو سکے گارتھا کے قرب میں رہا جائے۔"

گارتھا سلانوبیہ کے محل میں جلوہ افروز تھی اور تھوران اس کے سامنے موجود تھا۔ مستقبل کے منصوبے بن رہے تھے۔ تھوران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں محسوس کرتا ہوں کہ جب سے تو میری زندگی میں داخل ہوئی ہے میری تقدیر جاگ گئی ہے۔"

گارتھا کے چہرے سے یوں لگا جیسے اس نے ایک بے اختیار قہقہہ ضبط کیا ہو۔ وہ جانتی تھی کہ جتنے لوگوں سے اس کا تعلق رہا ہے ان کی تقدیر کس طرح جاگی ہے گارتھا نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"سلانوبیہ کی حیثیت سے میرا پہلا حکم کیا ہوگا تھوران کیا تو اس کے بارے میں کوئی نشان دہی کر سکتا ہے۔"

"میں تو آج تک تیرا چہرہ دیکھ کر جیتا رہا ہوں گارتھا۔ بھلا تیرے سامنے میں کوئی ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں جس کے بارے میں مجھے خوف ہو کہ وہ کہیں تیرے مزاج کے خلاف نہ ہو۔"

"اسی میں تیری زندگی ہے کہ جو کچھ میں کہوں اسے حرف آخر سمجھا جائے۔ جہاں بھی کہیں کسی نے میری بات سے اپنی بات بڑھانے کی کوشش کی یوں سمجھ لے کہ اس کے لئے مشکلات کا آغاز ہوا۔" گارتھا نے رعونت سے کہا۔

تھوران یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ جس عورت نے چند دنوں میں باہر کی دنیا سے آکر ایک پوری آبادی کا مزاج بدل دیا تھا وہ یقینی طور پر اپنے ان الفاظ میں صادق ہے اور تھوران کے لئے بہتر راستہ یہی تھا کہ وہ گارتھا کے اشاروں پر عمل کرتا رہے۔ گارتھا نے کہا۔

"شتنا اور سویرا یکجا ہو جائیں گے۔ لیکن ایسے نہیں۔ ہمیں سویرا کے رہنے والوں کو ایک سبق دینا ہے۔ انہیں یہ احساس دلانا ہے کہ جن کے چکر میں پھنس کر انہوں نے شتنا سے علیحدگی اختیار کی تھی وہ ان کے دوست نہیں تھے۔"

"مگر تیرا منصوبہ کیا ہے؟"

"شتنا کے جانبازوں کو اکٹھا کر کے سویرا کی طرف کوچ کرنا اور سویرا والوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا۔ یا پھر انہیں اپنا غلام بنا لینا۔ یوں بھی تو ہوگا تھوران کہ جب ہم اپنی اس نئی مملکت میں نئے دور کا آغاز کریں گے تو ہمیں کچھ غلاموں کی ضرورت ہوگی اور کیا یہ اچھی بات نہ ہوگی کہ سویرا کے رہنے والے ہمارے غلام ہوں۔" تھوران پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔

شعبان کے چہرے پر نفرت کے نقوش پھیل گئے تھے۔ اس نے دل ہی دل میں کہا۔ دوسری دنیا سے آنے والی یہ شعبان کی بستی ہے اور یہاں تیرے ان منصوبوں کی تکمیل کبھی نہیں ہوگی۔ یہ بہتر ہی ہوا کہ تو نے مجھے اپنے مستقبل کی کہانی سنا دی۔ لیکن اس کہانی میں تیری موت کی کہانی بھی پوشیدہ ہے اور یہ بات تو نہیں جانتی اور اس کے بعد اس نے اس آبادی میں رکنا مناسب نہیں سمجھا اور برق رفتاری سے واپسی کا سفر طے کیا کہ اس کے دل کی دنیا پہاڑوں میں آباد تھی یعنی سلانوبیہ جس کا حسن جہاں سوز اس کی آنکھوں کے راستے دل میں اتر گیا تھا اور اب وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس

سے جدائی کا ایک لمحہ کس قدر بھاری ہوتا ہے۔ چنانچہ وہاں سے واپسی کے سفر کی رفتار بہت تیز تھی سفر ختم ہوا اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس غار میں داخل ہو گیا۔ نجانے کیا کیا وسوسے نجانے کیا کیا احساسات دل میں تھے۔ لیکن اس نے طورنا اور سلانوبیہ کو بخیریت پایا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دونوں بھی اسے دیکھ کر خوش ہو گئی تھیں۔ سلانوبیہ کے بے اختیارانہ انداز سے یہ احساس ہوا کہ وہ شعبان کی قربت چاہتی ہے۔ لیکن طورنا ایک بزرگ تھی اور دونوں کو اپنے جذبات پر قابو پانا تھا۔ چنانچہ دونوں ہی سنبھل گئے۔ شعبان نے مسکرا کر پوچھا۔

"تم دونوں خیریت سے ہو۔"

"میں حیران ہوں سلانوبیہ نے مجھے اپنے بارے میں بتایا ہے۔ صرف ہم ہی نہیں بلکہ ہشتا اور سویرا بلکہ تردانہ کے لوگ کس قدر معصوم ہیں۔ جادوگروں کی جادوگری نے ایک ایسا بت تراشا تھا کہ کسی کا ذہن اصلیت کی طرف جاتا ہی نہیں تھا۔ وہ لڑکیاں مظلوم ہوں گی جو ہشتا کی سلانوبیہ بنیں۔ درحقیقت یہ سب جادوگروں کی قیدی ہوتی تھیں مگر یہ تو کوئی بہتر بات نہیں ہوئی۔ ہم تجھ سے اپنی داستان کہنے بیٹھ گئے۔ ذرا جادوگروں کی بستی کا حال سنا۔"

"کچھ حال سلانوبیہ نے تجھے بتایا ہو گا۔ معزز طورنا۔ باقی حال یہ ہے کہ ہشتا کے لوگ دیوانے ہو چکے ہیں اور جادوگروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔"

"اگر میرے دل کی بات پوچھی جائے شعبان تو میں یہ کہوں گی کہ ہشتا کے لوگوں نے یا اس عورت جس کا نام گارتھا ہے کوئی برا کام کیا بھی ہے تو ان میں ایک اچھا کام یہ ہے کہ تردانہ کو جادوگروں سے نجات دلا دی۔ اگر یہ زندہ رہتے تو یقین کر کہ تردانہ کی تقدیر کبھی نہ بدلتی۔"

"ہاں۔ بے شک جادوگروں کا غول ختم ہو گیا ہے لیکن ایک ایسی جادوگرنی ابھی تک یہاں موجود ہے جو ان جادوگروں سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہو گی۔ یعنی گارتھا۔"

"خیر اس عورت کی اتنی کہانیاں سنا چکا ہے تو مجھے شعبان کہ میں اب تیری اس بات پر حیرت نہیں کرتی۔ لیکن کیا تجھے اس کا موقع نہیں مل سکا کہ جس طرح ہشتا والوں نے جادوگروں کو موت کے گھاٹ اتار کر تردانہ کو ان سے نجات دلا دی ہے تو گارتھا سے بھی ان لوگوں کو نجات دلا دے۔"

"ایسا آسانی سے ممکن نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو میں یہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تردانہ والوں کی آنکھیں کھل جائیں۔"

"یعنی؟" طورنا نے پوچھا اور شعبان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"معزز ماں! تو نے مجھے مچھیروں کی بستی میں پایا اور میرا ہر طرح سے تحفظ کیا۔ لیکن جن لوگوں نے مجھے پروان چڑھایا وہ ذہانت میں بے مثال تھے اور ان کی دی ہوئی ذہانت کو استعمال کر کے میں تردانہ کو ایک نئی کہانی دے کر تردانہ سے واپس چلا جاؤں گا۔ اب یہ بہتر ہو گا کہ ہم واپسی کا سفر طے کریں اور یقیناً سلانوبیہ تو نے اتنا وقت آرام کر کے اپنے آپ کو چاق و چوبند کر لیا ہو گا۔ کیونکہ اس کے بعد ہمیں ہواؤں کے دوش پر ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔"

"میں تو ٹھیک ہوں شعبان اور ہر اس جگہ جانے کے لئے تیار ہوں جہاں تیرے قدم پہنچیں۔ لیکن زیادہ بلندیوں پر مجھے خوف محسوس ہوتا ہے اور میں اپنے طور پر ہواؤں میں نہیں تیر سکتی۔"

"تجھے میرے بازوؤں پر بھروسہ ہونا چاہئے۔ مجھے تو تیری زندگی کا بوجھ اپنی زندگی کی آخری سانس تک اٹھانا ہے سلانوبیہ' اور اس بات سے تو انکار نہیں کرے گی۔" طورنا نے مسکرا کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا اور شعبان جلدی سے سنبھل گیا۔ اس نے جھینپی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ماں تیرا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

"ہمیں سویرا کی جانب سفر کرنا ہے یہ یقینی امر ہے۔ لیکن تو نے کیا سوچا شعبان۔ اگر ہم زمینی سفر اختیار کریں تو کیا یہ مناسب نہیں ہو گا۔"

"نہیں معزز ماں۔ نہیں وقت سے بہت پہلے سویرا پہنچ کر تیلان کو ہوشیار کرنا ہے۔ کہیں یوں نہ ہو کہ برق رفتار گارتھا اپنا کام کر بیٹھے اور سویرا والوں کو نقصان پہنچ جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔"

"نہیں۔ نہیں۔ میرا مقصد بالکل یہ نہیں ہے۔ لیکن تم دونوں زاویوں میں قید ہو جاؤ گے۔ کیا میرے لئے بھی اس کے امکانات ہیں۔"

شعبان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "زاویے ہر ایک کے ساتھ ہیں اور میں نہیں جانتا کہ مستقبل میں مجھے زاویوں کے جادو سے کیا کیا کام لینے ہیں۔ لیکن فی الحال اتنا ہو گا کہ تجھے بھی میں زاویوں میں قید کر دوں گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ بہتر رہے گا اور سن چند باتیں اور بھی ہیں جو نہیں کرنی ہیں۔"

"ضرور مجھے بھی فوراً ہی یہاں سے کوچ نہیں کرنا تھا۔"

"سویرا میں داخل ہو کر تو کہاں جائے گا؟"

"میرا خیال ہے اپنے بھائی تیلان کے پاس۔"

"بس تو پھر چلتے ہیں۔ لیکن تو نے ایک اور کہانی بھی سنائی تھی مجھے۔ کیا تجھے یاد نہیں ہے۔"

"کون سی کہانی۔ معزز ماں؟" شعبان نے پوچھا۔

ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ چل یہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ ویسے بھی ہم سیدھے سویرا تو نہیں پہنچ جائیں گے۔ کہیں نہ کہیں ہمیں قیام کرنا ہو گا۔"

شعبان نے ایک لمحے سوچا۔ پھر وہ شانے ہلا کر اس بات کے لئے آمادہ ہو گیا کہ پہلے یہاں سے روانگی کا سفر اختیار جائے۔ اس نے پوچھا۔

"ویسے گارتھا نے ساتھی۔ میرا مطلب ہے ہشتا والے سلانوبیہ کی تلاش کرتے ہوئے اس طرف تو نہیں آئے۔"

"نہیں۔ ابھی ان کا ذہن اس جانب راغب نہیں ہوا۔" شعبان نے گردن ہلا دی۔

بوڑھی طورنا کو زاویوں کی تفصیل بتائی جانے لگی۔ طورنا خود تو اس سلسلے میں کچھ نہ سمجھ سکی۔ لیکن شعبان جواب زاویوں کے جادو کا ماہر ہو گیا تھا طورنا کو مختلف سمتوں میں گھما کر نگاہوں سے اوجھل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تجربہ سلانوبیہ کے لئے بڑی دلکشی کا باعث تھا۔ اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"جادوگر اتنے بدنما لوگ تھے کہ انہوں نے مجھے کبھی کسی ایسے جادو کے بارے میں نہیں بتایا۔ ویسے شعبان کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ جادوگروں نے اپنی کسی بھی قوت سے کام لے کر ہشتا کے ان لوگوں کو جو انہیں قتل کرنے کے درپے تھے نقصان نہیں پہنچایا۔"

"شاید ان کا کوئی جادو اس وقت موثر نہیں تھا۔ یا پھر وہ حالات سے اس قدر دلبرداشتہ ہو گئے تھے کہ اپنا جادو استعمال نہ کر سکے۔"

طورنا نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلا دی۔ سلانوبیہ کو زاویوں کی قید میں دینے کے بعد شعبان نے اپنے آپ کو بھی زاویوں کا قیدی بنایا اور اس کے بعد مسکراتے ہوئے سلانوبیہ کی جانب بڑھا سلانوبیہ کی آنکھوں میں شرم کے تاثرات پھیل گئے طورنا نے چند قدم آگے بڑھ کر قلانچیں بھریں اور اس کے بعد اس کا جسم فضا میں بلند ہو گیا۔ جب وہ کچھ فاصلے پر نکل گئی تو شعبان نے بھی سلانوبیہ کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"معزز عورت کی موجودگی میں مجھے شرم کا احساس ہوتا ہے۔"

"مگر یہ مجبوری ہے۔ اور پھر میں اس انداز میں جو سفر کروں گا وہ میرے لئے زندگی کا سب سے جاں فزا سفر ہو گا۔ اس بات سے تو کیسے انکار کر سکتی ہے۔" سلانوبیہ نے اپنے دونوں بازو شعبان کی گردن میں حمائل کر دیئے اور شعبان نے فضاؤں کا رخ اختیار کیا اور کچھ دیر کے بعد وہ سویرا کی سمت سفر کر رہے تھے۔

*

"پروفیسر بیرن کو دیکھ کر جان سیموئل کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ برق رفتاری سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نجانے کیوں پروفیسر بیرن کو دیکھ کر اسے بے حد خوشی کا احساس ہوا تھا۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے بیرن سے ہاتھ ملایا اور پھر چاروں طرف دیکھ کر حیرت سے بولا۔

"پروفیسر۔ آپ۔ یہاں۔ اخناطون پر۔ مگر آپ تو ـــــ"

"ہاں۔ جان۔ کیا تم مجھے اپنے اس جہاز پر کچھ وقت کے لئے پناہ دو گے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں پروفیسر۔ میں آپ کی شخصیت سے اچھی طرح واقف ہوں اور پھر یہ جہاز تو آپ لوگوں کا ہے میں تو اس کا ایک کپتان ہوں اور وہ بھی ایک حادثے کے تحت کپتان بنا دیا گیا۔ آپ کو تو پوری کہانی معلوم ہے پروفیسر۔ پھر آپ مجھ سے یہ سوال کیوں کرتے ہیں؟"

پروفیسر بیرن نے مضمحل سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"جب انسان سے اس کا سب کچھ کھو جائے تو پھر وہ ایک ایک کی صورت ہی دیکھتا رہ جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی اسے اپنے قابل نہ سمجھے۔"

"میں آپ کی بے پناہ عزت کرتا ہوں پروفیسر۔ مگر آپ سمندر کے راستے یہاں آئے ہیں۔ میرا مطلب ہے کسی کشتی کے بغیر۔"

"ہاں میں بس یہاں پہنچ گیا۔"

"آیئے' میرے پاس آپ کی جسامت کے صحیح لباس تو موجود نہیں ہوں گے۔ لیکن اخناطون پر کیا نہیں ہے۔ آہا' مجھے یاد آیا آپ کا کیبن جو تھا۔ وہاں آپ کے بہت سے لباس موجود تھے اور آپ کی بیٹی کے بھی۔ میں نے بارہا اس کیبن میں جا کر یہ لباس دیکھے ہیں۔"

"کیا میں وہاں جا سکتا ہوں جان۔"
"میں آپ کو اپنے ساتھ لئے چلتا ہوں۔ آئیے آپ کی آمد سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ پہلے آپ لباس تبدیل کر لیجئے اس دوران میں آپ کے لئے کافی تیار کراتا ہوں۔"
"کافی۔" پروفیسر بیرن نے عجیب سی نگاہوں سے جان کو دیکھا۔
"باقی باتیں آپ سے بعد میں کروں گا۔ آیئے۔" دونوں ساتھ اندر چل پڑے۔
جان سیموئل اسے اپنی رہائش گاہ پر چھوڑ کر وہاں سے واپس پلٹ گیا۔ پروفیسر حسرت بھری نگاہوں سے ایک ایک چیز کو دیکھ رہا تھا...... وہ کانپتے ہاتھوں سے اپنا ایک لباس نکال کر اسے پہننے لگا۔ اسی وقت جان سیموئل نے دروازے پر دستک دی تھی۔
"پروفیسر آپ کو اندر داخل ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے۔" پروفیسر باہر نکل آیا۔
جان سیموئل اسے لے کر اخناطون کے ایک ایسے حصے میں جا بیٹھا جہاں سے پروفیسر بیرن کی لاتعداد یادیں وابستہ تھیں۔ پروفیسر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"یہاں کی رسمیں تمہیں معلوم ہوں گی۔ ہم لوگ مہینے میں ایک بار کھاتے پیتے ہیں۔" "لیکن بدقسمتی سے ہم اس نعمت سے محروم ہیں ہمیں اپنی زندگی کے ایک اہم مقصد کے لئے سب کچھ کھانا پڑتا ہے پروفیسر' اور اخناطون ان تمام چیزوں سے مالا مال ہے۔"
"ہاں۔ اب مجھے احساس ہوتا ہے زندگی انہی اصولوں پر مبنی ہے۔ اگر انسان ان اصولوں سے ہٹ جائے تو زندگی کا تصور غیر دلکش ہو جاتا ہے۔" کافی کے ہلکے ہلکے گھونٹ لیتے ہوئے پروفیسر نے کہا۔ "بڑا عجیب محسوس ہوتا ہے یہ سب کچھ۔"
"میرے ذہن میں تجسس اب بڑھتا ہی جا رہا ہے کہ آپ یہاں کس طرح پہنچے۔"
"اپنی دنیا سے شکست کھا کر۔ لیکن اگر میں سویرا والوں پر ظاہر ہو جاؤں تو یا تو وہ مجھے شستا کا جاسوس سمجھ کر دھکیل دیں گے' مار ڈالیں گے یا پھر مجھے گرفتار کر لیں گے۔"
"اوہو۔ ہاں آپ غالباً" شستا کے رہنے والے ہیں۔ مگر پروفیسر اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہاں پوشیدہ ہو جائیں لیکن آپ------"
"میں اپنی اس دنیا سے بیزار ہو گیا ہوں۔ اس دنیا نے مجھ سے زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ چھین لیا۔"
"آپ کی بیٹی پروفیسر۔ معاف کیجئے گا مجھے یہ سوال نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آپ کی بیٹی آپ کے دکھ کا باعث بنی ہے۔"
"ہاں' اگر اس بارے میں نہ پوچھو تو تمہارا احسان ہوگا۔ مجبور کرو گے تو بتا دوں گا لیکن خوشدلی کے ساتھ نہیں۔"
"نہیں پروفیسر۔ مجھے آپ کی خوشدلی عزیز ہے۔ میں تو خود یہاں زندگی کی قید بھگت رہا ہوں۔ میرے بال بچے ہیں۔ ایک خاندان ہے' میرے یار دوست ہیں۔ احباب ہیں بہت سی یادیں میرے ساتھ چپکی ہوئی ہیں۔ جب بھی آنکھیں بند کر لوں تو خیالات کی لہریں ان لوگوں تک پہنچا دیتی ہیں مجھے۔ بس انہیں چشم تصور سے دیکھ کر رہ جاتا ہوں اور حسرت سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہوں کہ زندگی میں انہیں دوبارہ دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں۔" پروفیسر نے عجیب سی نگاہوں سے جان سیموئل کو دیکھا اور کہا۔
"اب اس بات کی کیا گنجائش ہے۔" جان سیموئل چند لمحات سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔
"اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ اس دنیا کے بجائے میری دنیا میں چلیں تو کیا آپ اس کے لئے تیار ہو جائیں گے۔"
"مجھے جینے ہی سے دلچسپی نہیں رہی دوست۔ کسی بھی دنیا میں چلا جاؤں میرے زخم تو ہرے ہی رہیں گے۔"
"میں آپ کو دعائیں ہی دے سکتا ہوں پروفیسر۔ لیکن اگر میری دنیا میں جانا چاہیں آپ تو' جس امید کے سہارے میں جی رہا ہوں اسی امید پر آپ بھی جی لیں۔"
"مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔"
"شعبان اخناطون کو واپس اپنی دنیا میں لے جانا چاہتا ہے اور اس نے مجھے اور دوسرے لوگوں کو تسلیاں دی ہیں اور کہا ہے کہ اخناطون پر میں اور خلاصی اپنے آپ کو زندہ رکھیں اور اخناطون کو ہمیشہ ورکنگ آرڈر میں رکھا جائے کہ کب اس کی واپسی کے انتظامات کرنے پڑیں۔" پروفیسر نے چونک کر جان کو دیکھا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔
"آپ اس کی مخالفت کریں گے پروفیسر؟"
"اوہ نہیں میرے دوست کبھی نہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھ سے زیادہ خوشی کسی اور کو نہیں ہوگی۔"
شکریہ پروفیسر! میں۔ میں اپنے بال بچوں کو بہت یاد کرتا ہوں۔ یہاں نوجوان خلاصیوں نے اپنے لئے زندگی کے

لوازمات مہیا کر لئے ہیں۔ لیکن میری بیوی میرے لئے جس طرح تڑپ رہی ہوگی میرا دل جانتا ہے' جان سیموئل رونے لگا۔" پروفیسر اسے تسلیاں دیتا ہوا بولا۔

"میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن میں تمہیں بتاؤں یہ دنیا بڑی ناپائیدار چیز ہے۔ محبت بے شک ایک آفاقی جذبہ ہے۔ لیکن بعض اوقات حالات ہمیں محبتوں سے اس طرح دور کر دیتے ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"مجھے زندگی کے چند لمحات یہاں رکنے کی اجازت دو گے تو تمہارا احسان مند ہوں گا۔ دراصل میں فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا مستقبل کس انداز میں ترتیب دینا چاہئے۔"

"سر آنکھوں پر۔ آپ کی موجودگی سے مجھے مسرت ہوگی۔"

"اپنے خلا بسیوں کو بھی یہ بتا دینا کہ میرا کسی پر اظہار نہ کریں۔ بس مجھے کوئی بھی گوشہ دے دو۔ میں وہاں پڑا رہوں گا۔"

"خلا بسیوں کو بالکل پتا نہیں چلنے پائے گا کہ آپ یہاں موجود ہیں۔ آپ اپنی اسی رہائش گاہ میں قیام کریں۔ میں آپ کی ساری ضروریات کا بندوبست کر دوں گا۔" وہ پروفیسر بیرن کی یہاں آمد سے کچھ زیادہ ہی خوش نظر آ رہا تھا۔

ہواؤں کا دلچسپ سفر جاری رہا اور شعبان یہ محسوس کرنے لگا کہ اس کے بازوؤں میں ہی سہی لیکن نازک اندام سلانوبیہ تھکن محسوس کر رہی ہے تو اس نے طورنا کو آواز دی۔ طورنا نے جان بوجھ کر اپنے اور شعبان کے درمیان فاصلہ رکھا تھا۔ کیونکہ بہرطور شعبان اسے اپنی بزرگ اور اپنی ماں کا درجہ دیتا تھا اور جس دنیا میں طورنا نے اور شعبان نے وقت گزارا تھا وہاں شرم و حیا کا تصور بھی موجود تھا۔ پھر شعبان نے جن لوگوں کے درمیان پرورش پائی تھی وہ بھی اقدار کے لوگ تھے۔ چنانچہ طورنا نے ان پر مسلط رہنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ لیکن شعبان کی آواز پر وہ شعبان کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔

"کچھ کہنا چاہتا ہے شعبان؟"

"ہاں۔ میں تھک گیا ہوں طورنا۔ کیا تم قیام کے لئے کوئی بہتر جگہ پسند نہیں کرو گی۔"

طورنا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا "تیری تھکن میں جانتی ہوں۔ دیکھ وہ سرسبز اور شاداب پہاڑ کی چوٹی کیسی رہے گی۔ ہمارے قیام کے لئے۔" طورنا نے ایک سمت اشارہ کیا اور شعبان ہنس کر بولا۔

"بہت مناسب اور بہت خوبصورت۔" پہاڑوں کی یہ دلکش چوٹیاں درحقیقت حسن و جمال کا بے مثال نمونہ تھیں۔ یہاں پھلوں کے درخت جھول رہے تھے۔ قدرت نے وادی تردانہ کو جس حسن اور خزانوں سے نوازا تھا اس کی مثال دنیا میں ملنا مشکل تھی سلانوبیہ بھی یہاں بہت خوش نظر آئی۔ اس نے کہا۔

"یوں تو پورا تردانہ ہی حسین ہے لیکن یہ جگہ تو کچھ اور بھی دلکش لگ رہی ہے۔ شاید اس لئے کہ یہاں تو میرے ساتھ موجود ہے شعبان۔" شعبان نے ہنس کر سلانوبیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کاش میں تیرے ان الفاظ کے جواب میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتا۔ مگر میری ماں میرے ساتھ ہے۔" سلانوبیہ بھی ایک دم سنبھل گئی۔ طورنا نے ہنس کر کہا۔

"میں تم لوگوں کو آزادی دیتی ہوں کہ اپنی محبتوں کا اظہار جاری رکھو۔ میں تم سے کچھ فاصلہ اختیار کئے لیتی ہوں۔" شعبان نے طورنا کو آگے جاتے ہوئے دیکھا اور ہنس کر سلانوبیہ کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیا میں تیرے لئے پھل توڑ کر لاؤں؟"

"ہاں۔ میں اپنے ماحول سے ہر طرح منحرف ہونا چاہتی ہوں۔"

پھلوں میں طورنا کو بھی شریک کیا گیا اور کھانے میں طورنا کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ البتہ وہ پھل کھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"سلانوبیہ سے تھوڑا سا وقت لے کر تجھے میرے پاس آنا ہوگا شعبان۔ کچھ اہم باتیں کرنی ہیں تجھ سے۔"

"ابھی پہنچ جاتا ہوں معزز ماں۔" شعبان نے کہا اور سلانوبیہ سے اجازت لے کر وہ طورنا کے پاس آ بیٹھا۔ سلانوبیہ ایک درخت کے نیچے گھاس پر نیم دراز ہو گئی تھی اور پر مسرت نگاہوں سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ طورنا نے شعبان سے کہا۔

"میری زیرک آنکھیں دور دور تک دیکھتی ہیں شعبان' اور میں ایک اور احساس کا اپنے دل میں ادراک رکھتی ہوں۔"

"وہ کیا۔۔۔۔۔؟" شعبان نے پوچھا۔

"کیا تو براہ راست ٹیلان کے پاس جائے گا؟"

"میرا ارادہ تو یہی تھا۔ اگر تیری کوئی رائے اس میں شامل ہو تو میں اس کو سب سے افضل سمجھوں گا۔"

"دیکھ شعبان' تیرے ساتھ سلانوبیہ ہے اور تو یہ بھی نہیں جانتا کہ سویرا میں اس دوران کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو چکی ہوں گی۔ ٹیلان تیرا بھائی ہے اور اگر تو برا نہ مانے تو میں تجھ سے نیل کا تذکرہ کروں جو تیرے چچا کی بیٹی ہے اور تجھ سے محبت کرتی ہے۔ عورت دنیا کی ہر چیز برداشت کر لیتی ہے۔ شعبان لیکن اپنی پسند کے ساتھ وہ ہمیشہ منصف رہتی ہے اور کبھی اس سے اختلاف نہیں کرتی۔ تو نیل کی محبت ہے اور اگر تیری محبت اس نے سلانوبیہ کی جانب منتقل پائی تو یقین کر ایک طوفان کھڑا ہو سکتا ہے۔ وہ کیا کر بیٹھے کوئی نہیں جانتا۔ اگر وہ نرم دل اور نرم خو ہے۔ تجھ سے سچی محبت کرتی ہے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے گی اور اگر انتقام کا مزاج رکھتی ہے تو سلانوبیہ اور تیرے لئے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ جب عورت خطرناک اقدامات پر اتر آئے تو اس سے اور ایک خوفناک زہریلی ناگن سے ہوشیار رہنا بے حد ضروری ہے۔" شعبان نے حیرت سے طورنا کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"تجھے یہ بات کیسے معلوم طورنا کہ نیل مجھ سے محبت کرتی ہے؟"

"کیا تو میرے عمر بھر کے تجربے کو چیلنج کرتا ہے شعبان' کیا تو اسے اس قابل نہیں سمجھتا کہ میں اپنے اس تجربے سے ان حقیقتوں کو جان سکوں۔"

"نہیں اس سے پہلے کبھی میں نے اس بارے میں نہیں سوچا تھا۔ لیکن آج اس بات کا اعتراف کرتا ہوں عظیم طورنا کہ تیری قیافہ شناسی بے مثال ہے اور تو اس میں باکمال ہے۔"

"ان باتوں کو چھوڑ یہ بتا اس کا کیا حل نکالا تو نے۔"

"ہاں میں تیرے ان الفاظ کے بعد پریشان تو ہو گیا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ اس کا کیا حل نکلنا چاہئے۔"

"حل میرے پاس موجود ہے۔"

"تو پھر انتظار کس بات کا۔ مجھے بتا۔"

"تجھے سیدھے اخناطون پر چلنا چاہئے وہاں پر صرف جان سیموئل موجود ہے۔ یا اگر کوئی اور بھی ہو تو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم زاویوں کے قیدی ہیں اور ہمیں دیکھا نہیں جا سکتا لیکن جو ہمارے مطلب کے لوگ ہوں گے ہم ان پر اپنے آپ کو آشکارا کریں گے۔ جیسے جان سیموئل وہ ایک اچھا انسان ہے اور پھر یہ بات میں اس لئے بھی کہہ رہی ہوں شعبان کہ مستقبل میں تو اخناطون سے سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کچھ وقت وہاں قیام کر کے اخناطون کی واپسی کے لئے انتظامات بھی کر لینا۔ میں جانتی ہوں کہ تجھے واپس جانا ہے۔"

شعبان نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔ "ہاں میں سلانوبیہ کو اس دنیا میں لے جاؤں گا اور اب یہ بات کہتے ہوئے مجھے نجانے کیوں دکھ نہیں ہوتا کہ وہی دنیا میری اپنی دنیا ہے تردانہ میں شاید میں اپنے لئے وہ مقام نہیں پا سکا جو مجھے دلی طور پر مطمئن کر دیتا اور پھر سلانوبیہ بھی اس ماحول سے اکتائی ہوئی ہے۔ یہاں جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کے شکار براہ راست ہم ہیں جبکہ ہماری دنیا میں یہ سب کچھ نہیں ہوگا اور ہمیں ایک پرسکون زندگی مل سکے گی اس کے علاوہ میری ماں اور میرا باپ اسی دنیا میں موجود ہیں ممکن ہے وقت بھی مجھے یہ موقع دے کہ میں ان کے درمیان پہنچ جاؤں۔"

"تو پھر تو کیا میری بات سے اتفاق کرتا ہے؟"

"بالکل۔ میں تجھ سے متفق ہوں۔"

اور پھر رات گزر گئی۔

سلانوبیہ شعبان کی قربت میں سرشار تھی۔ دوسری صبح انہوں نے سفر کا آغاز کیا اور یہ بات طورنا بھی جانتی تھی اور شعبان بھی کہ اب یہ سورج جو نکلا ہے انہیں اخناطون پر پہنچا کر ہی دم لے گا سو یوں ہوا کہ ہواؤں کے دوش پر جب وہ سفر کرتے ہوئے وادی تردانہ کے اس حصے میں پہنچے جو سویرا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور جہاں پہاڑیاں ان کی حد کا پتا دیتی تھیں تو انہوں نے اخناطون کو دیکھا جو اسی شان و شوکت کے ساتھ سر جھکائے کسی راج ہنس کی مانند سینہ تانے کھڑا ہوا تھا۔ اخناطون کی بہت سی کہانیاں افسردگی کی حامل تھیں لیکن اخناطون پر ان کہانیوں کا کوئی اثر نہیں تھا۔ وہ سمندر میں شاندار عمارت کی مانند نظر آ رہا تھا اور جب ان کے قدموں نے اخناطون کے عرشے کے تختوں کو چھوا تو نجانے کیوں شعبان کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔

لیکن دوسرا عجیب احساس اسے ان دونوں افراد کو دیکھ کر ہوا جو ایک گوشے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ شعبان کے لئے یہ ایک ناقابل یقین بات تھی کہ پروفیسر بیرن اخناطون پر موجود ہے۔ چند لمحات کے لئے وہ ششدر رہ گیا تھا۔ یہ دونوں باتیں انتہائی حیرتناک تھیں اول تو اس نے وہاں گارتھا ورتھا کے ساتھ سینڈرا کو دیکھا تھا اور جس روپ میں دیکھا تھا اس سے اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ سینڈرا اپنے طور پر وہاں مطمئن ہے لیکن پروفیسر بیرن سے اس کا اتنا فاصلہ ہے یہ بات شعبان کو معلوم نہیں تھی۔ چند

لمحات وہ سوچتا رہا طورنا بھی پروفیسر بیرن کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"کیا یہ شخص ششتا کا باشندہ نہیں ہے؟"

"ہاں اور ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جان کو کیا پٹی پڑھانے آیا ہے۔"

"اس پر ظاہر ہونا تو مناسب نہیں ہے۔ اب کیا کیا جائے یہ بات تو باعث تشویش ہوگی۔"

"نہیں میں نے صرف ایک کام سیکھا ہے۔ اگر کوئی دشمن ہو تو پھر اسے دشمن کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ وہ کیبن میری نگاہوں میں ہے جہاں میں قیام کرتا تھا اور میرا خیال ہے اخناطون جان کی ملکیت نہیں۔ اگر وہ کسی طرح پروفیسر بیرن کے جال میں پھنس رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس کو اپنی زندگی کے بدترین نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ تو میرے ساتھ اس کیبن میں چل۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ یہ پروفیسر یہاں کیوں موجود ہے۔" طورنا نے اثبات میں گردن ہلادی۔

اخناطون کے اس خوبصورت کیبن میں جہاں شعبان کی زندگی کا بہت حسین وقت گزرا تھا۔ شعبان نے ان دونوں کو منتقل کردیا۔ ان سے یہی کہا گیا کہ زاویئے کی قید میں رہیں اور اس طرح کی جنبش نہ کریں کہ انہیں آزادی مل جائے۔ پھر شعبان خود وہاں سے باہر نکل آیا اور اسی سمت چل پڑا جہاں جان سیموئل اور پروفیسر بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن اب وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ شعبان انہیں اخناطون کے مختلف گوشوں پر تلاش کرنے لگا اور ایک جگہ اسے جان نظر آگیا۔ جو تنہا تھا۔ شعبان اس کے قریب پہنچ کر اس پر ظاہر ہوا اور جان پھر اسی کیفیت کا شکار ہوگیا۔ آنکھوں جو اسے بیرن کو دیکھ کر اس پر طاری ہوئی تھی۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شعبان کو دیکھا۔ شعبان سرد نگاہوں سے جان کو دیکھ رہا تھا۔"

"مسٹر شعبان۔ آپ یہاں۔ اوہو آپ کا تو لباس بھی بھیگا ہوا نہیں ہے۔ خیر میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس پر سرار سرزمین کے بارے میں کچھ جانتا ہوں لیکن سمندر کے راستے پروفیسر یہاں آئے تھے اور آپ آپ ـــــ تو یوں لگتا ہے جیسے ہواؤں پر سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہوں۔ سب خیریت تو ہے نا۔"

"تم نے پروفیسر کا نام لے لیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس شخص کی یہاں آمد کے بارے میں تفصیل بھی بتادو گے۔"

"بڑی دردناک تفصیل ہے۔ لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ اس تفصیل کے بارے میں پروفیسر ہی سے بات کریں۔ دراصل میں نے پروفیسر سے وعدہ کیا ہے کہ میں انہیں اخناطون پر دوسروں کی نگاہوں سے بچا کر رکھوں گا اور یہی میں نے اب تک کیا ہے۔ کسی خلاصی کو ان کے بارے میں نہیں معلوم ہوسکا۔"

"مگر وہ یہاں کیوں پوشیدہ ہے؟"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ مجھے میری حیثیت میں رہنے دیا جائے۔ آپ دونوں جہاز کے دو بڑے انسان ہیں، بہتر ہے کہ آپ اکیلے ہی یہ گفتگو کرلیں۔"

"اگر تم نے پروفیسر بیرن کو دوسروں سے پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کیا ہے تو پھر میرے سامنے اسے کیوں لا رہے ہو۔ یا مجھے اس کے بارے میں کیوں بتادیا تم نے۔"

"اس لئے کہ آپ سے تو میں دنیا کی کوئی بات نہیں چھپا سکتا۔ آپ عام انسان تو نہیں ہیں۔ اخناطون کے مالک ہیں آپ میری کیا مجال کہ میں آپ سے کوئی بات چھپاؤں۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔ آؤ پھر بات کرتے ہیں ہم پروفیسر بیرن سے کہ وہ ششتا کا باشندہ ہے؟ اور ششتا ـــــ" شعبان کے دانت بھنچ گئے۔

پروفیسر بیرن یہی سمجھا تھا کہ دوبارہ آنے والا جان سیموئل ہی ہے اس لئے اس نے دروازہ کھول دیا تھا۔ لیکن جان سیموئل کے ساتھ شعبان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ۔ شعبان بھی اسے سرد نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد پروفیسر بیرن نے کہا۔

"میں تم سے کوئی رعایت نہیں مانگنا چاہتا شعبان، جو کچھ ہوا ہے جس انداز میں بھی ہوا ہے اسے میں صرف اپنی بدقسمتی کہہ سکتا ہوں اور یہ اچھا ہے کہ تم میری دردناک کہانی سن لو۔ شاید تم مجھ پر رحم کھا کر میرے لئے کوئی ایسا راستہ منتخب کردو کہ جو میرے لئے فائدہ مند ہو۔ میں بری طرح ٹوٹ پھوٹ گیا ہوں۔ میں اب وہ پروفیسر بیرن نہیں ہوں جس کی تم عزت کرتے تھے جس کی قدر کرتے تھے۔ میں ـــــ"

پروفیسر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور نجانے کیوں شعبان کے دل کے گوشے نرم ہوگئے۔ پر اس کی شخصیت نے شعبان کو بڑا سہارا دیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کو اس کی اصل سے آشنا کرنے والا یہی شخص تھا۔ اس نے نرمی سے پروفیسر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی ہے۔ لیکن تمہارے آنسو بتاتے ہیں کہ تم پر برا وقت پڑا ہے۔ میں نے سینڈرا کو گارتھا کے ساتھ دیکھا ہے وہ وہاں خوش ہے۔ لیکن تم ـــــ تم یہاں کیوں ہو؟"

"کچھ وقت بیٹھو گے میرے پاس! میں تمہیں اپنی درد بھری داستان سنانا چاہتا ہوں۔"

"کیوں نہیں۔" شعبان نے کہا اور پروفیسر بیرن کے سامنے بیٹھ گیا۔ پروفیسر بیرن نے اسے اپنی دردناک داستان سنائی اور شعبان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے وہ سمجھتا تھا کہ اس میں اس کی اپنی شخصیت بھی کافی حد تک ملوث ہے۔ سینڈرا اس سے محبت کرتی تھی اور اس کی محبت میں اس نے اپنے آپ سے اور پروفیسر بیرن سے انتقام لیا تھا۔ بہرطور کافی دیر تک شعبان غمزدہ رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے لیکن اب تم کیا چاہتے ہو۔"

"مجھے کوئی حل بتادو جیئوں یا نہ جیئوں کوئی مشورہ دے دو۔ تم ایک اچھے انسان ہو۔"

شعبان خیالات میں ڈوب گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان حالات میں اس سے کیا کہے۔ یہ ایک سچائی تھی۔ پروفیسر اتنا برا انسان نہیں تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ ششتا کا باشندہ تھا اور ایک اہم مشن پر اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ لیکن اب وہ کچھ بھی نہیں تھا اور جب وہ کچھ بھی نہیں تھا تو شعبان کو اس کے ساتھ رحم کرنے سے بھلا کون روک سکتا تھا۔

☆

گارتھا سے زیادہ اور کون جان سکتا تھا کہ جوانی کسی بھی ذی روح پر آئی ہو اس کی خواہشات کیا ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کا دل موہ لینے کے لئے اس نے سب سے پہلے ششتا میں وہ سب کچھ کیا تھا جس نے اسے نوجوانوں میں مقبول کردیا تھا اور اب جب ششتا کے نوجوانوں کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کی نئی سلانوبیہ گارتھا ہے تو انہوں نے سڑکوں پر خوشیاں منائیں اور گارتھا نے نوجوانوں کو خوش کرنے کے لئے سلانوبیہ کی حیثیت سے جو احکامات جاری کئے انہوں نے ششتا کے بوڑھوں کے تو منہ بنادیئے۔ لیکن نوجوانوں کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں تھا اور پھر یوں ہوا کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سڑکوں پر رقص و سرود کی محفلیں جمانے لگے۔ انہیں ہر طرح کی آزادی بخش دی گئی تھی تھوران گارتھا سے کیا انحراف کرتا اور نوجوان بوڑھوں کی کیا بات مانتے' لیکن یہ بھی تھا کہ جادوگروں کی قید سے آزادی سبھی کے لئے خوش کن ثابت ہوئی تھی اور اس بات کا اعتراف بوڑھے بھی کرتے تھے۔ سو انہوں نے برداشت کیا لیکن نوجوان تو گارتھا ورتھا کے دیوانے ہوگئے اور جب کئی دن اس رقص و سرود میں گزرتے گزر گئے تو گارتھا ورتھا نے اپنے اصل کام کا آغاز کیا۔ اس نے آہستہ آہستہ نوجوانوں کے ذہنوں کو اپنے شکنجے میں جکڑنا شروع کردیا اور اس کے آدمی تقریریں کرنے لگے کہ وادی تردانہ میں سویرا والے بھلا کیا چیز ہیں ان کے سامنے اور اگر یہ وسعتیں پھیل کر سویرا تک پہنچ جائیں تو سویرا کی حسین لڑکیاں ان نوجوانوں کی غلامی میں آجائیں گی۔ اس بات کو بڑی سنسنی سے سنا گیا تھا۔ لیکن نوجوانوں نے سوچا کہ بات واقعی درست ہے اور پھر سلانوبیہ کا حکم بھلا کون ٹال سکتا تھا۔

چنانچہ یہ بھی منظر حیران کن تھا کہ ششتا کے نوجوان ہتھیاروں کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ گارتھا ورتھا کا سحر اتنا عظیم تھا کہ کوئی بھی اس سے آزاد نہیں ہوسکتا تھا اور جس انداز میں اس نے نوجوانوں کو تربیت دی تھی وہ تو اور بھی زیادہ دو آتشہ تھا۔ سویرا کی حسین لڑکیوں کے تصور نے ہر نوجوان کو اس بات پر آمادہ کردیا تھا کہ وہ سلانوبیہ کے حکم پر جنگ کرے اور سویرا کی افرادی قوت کیا ہوگی مار کر کے وہاں سے ہر چیز حاصل کرلے یہاں تک کہ اقتدار بھی اور یہ تصور تو بہت ہی پسندیدہ تھا کہ سویرا والے ان کے غلام ہوں اور ان کی خدمتگاری کریں۔ سو پھر یہی ہوا کہ تیاریاں بھرپور طریقے سے ہونے لگیں۔ تھوران تو تھا ہی گارتھا ورتھا کا ساتھی۔ لیکن بوڑھوں نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے کہ ہم یہ معمولی سے ہتھیار لے کر سویرا کی جانب دوڑیں ہمیں یہ تو معلوم کرلینا چاہئے کہ سویرا کی افرادی قوت کیا ہو گئی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔"

"یہ بات بہت پہلے سے منظر عام پر ہے' معزز بزرگو کہ سویرا کی آبادی ششتا کے مقابلے میں چار گنا کم ہے اور تھوران اس کا گواہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی ہے کہ ششتا کے یہ جیالے جب سویرا پر ٹوٹیں گے تو انہیں زیادہ لوگوں سے مقابلہ نہیں کرنا پڑے گا۔"

"اگر سویرا والوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو۔"

"تب تو جنگ کرنا مشکل ہوجائے گا۔" چند نوجوانوں نے تشویش کا اظہار کیا۔

گارتھا نے ان کی ہمت بڑھائی اور کہا کہ سویرا میں ان کی تعداد کا دسواں حصہ بھی موجود نہ ہوگا۔ وہاں کے

جوان بھلا جنگ و جدل کیا جانیں۔ یوں اس طرح اس نے نوجوانوں کو تیار کیا اور اس نے اپنے لشکر کی مکمل طور پر تشکیل کی۔ پھر یہ لشکر سویرا کی جانب روانہ ہو گیا۔ نوجوان عورتیں بوڑھے بچے ختنا میں باقی رہ گئے تھے اور تقریباً تمام ہی جوان اپنی سلانوبیہ کی سرکردگی میں سویرا کی جانب چل پڑے تھے اس طرح گارتھا نے اپنا وہ قول پورا کر دکھایا تھا کہ وہ سرزمین تردانہ کو خون میں نہلا دے گی۔ سینڈرا بھی اس مشن پر ان کے ساتھ تھی۔ کیونکہ شیلون بھی موجود تھا اور سینڈرا نے شیلون کو پوری طرح اپنے شکنجے میں کسا ہوا تھا۔ گارتھا نے ہر طرح سے سینڈرا کا جائزہ لے لیا تھا۔ دوران سفر ایک جگہ قیام ہوا تو اس نے سینڈرا سے کہا۔

"وہاں سویرا میں شعبان موجود ہے۔"

"ہاں۔ وہ بد بخت وہیں مر رہا ہے۔" گارتھا ہنس پڑی۔

"تو نے جس انداز میں یہ بات کہی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج بھی تیرے دل میں شعبان کا کوئی تصور موجود ہے۔" گارتھا نے کہا

"میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔ لیکن تصور کے مختلف روپ ہوتے ہیں۔ اگر اب میرے ذہن میں اس کے لئے کوئی تصور ابھرتا ہے تو اس میں انتقام کی شدت ہے۔ میں اس شخص کو پیس کر رکھ دینا چاہتی ہوں۔ میں اسے اتنی اذیتیں دے کر مارنا چاہتی ہوں کہ دنیا میں کسی ذی روح کو اتنی اذیتیں نہ ملی ہوں گی۔"

"لیکن افسوس میں تجھے اس کی اجازت نہیں دوں گی۔"

"میں سمجھی نہیں۔" سینڈرا نے کہا۔

"جب سویرا کے غلام تقسیم ہوں گے تو میں سب سے پہلے جس غلام کو اپنی تحویل میں لینا پسند کروں گی وہ شعبان ہو گا اور تو سوچ جب شعبان میرے غلام کی حیثیت سے میرے پیروں کے تلوے چاٹے گا۔ اس سے زیادہ میں اسے کوئی اہمیت نہیں دوں گی۔ جو شخص میرے پیروں کے تلوے چاٹے گا وہ تیرے انتقام کا نشانہ کیسے بن سکتا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ۔" گارتھا نے کہا اور سینڈرا ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہو گئی۔

"تردانہ کی سلانوبیہ اگر کسی کام کو چاہے تو مجھ جیسی عورت بھلا اس کی مخالفت کیسے کر سکتی ہے۔"

"لیکن وہ دلچسپ منظر میں تجھے بھی دکھاؤں گی اور اگر کسی بات پر تو نے میرا دل خوش کر دیا تو یہی موقع تجھے بھی دوں گی۔ یقین کر مرد کو غلاموں کی طرح اپنی تحویل میں رکھنا سب سے دلچسپ کام ہے۔" گارتھا کی آنکھیں خوابناک ہو گئیں اور سینڈرا کی آنکھوں میں خون کے دریا موجزن ہو گئے۔ لیکن ان آنکھوں کو گارتھا سے چھپاتا تھا۔ کیونکہ اس سے زیادہ شاطر عورت سینڈرا کی زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی۔

❖

ٹیلان، شعبان سے محبت کرنے لگا تھا۔ وہ اسے بھائی کا درجہ دیتا تھا اور جب شعبان اچانک ہی ٹیلان کے سامنے آیا تو وہ شدت محبت سے دیوانہ وار شعبان سے لپٹ گیا۔ وہ جس مقصد کے لئے گیا تھا اس کے لئے سب ہی متردد تھے اور یہ جاننا چاہتے تھے کہ وہاں ختنا میں کیا ہو رہا ہے۔ فاصلے اتنے تھے اور وسائل اتنے محدود کہ سویرا والوں کو ختنا والوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو پاتا تھا۔ لیکن شعبان کو دیکھ کر ٹیلان سب کچھ بھول گیا۔ اس کے ماں باپ اور بہن سب ہی شعبان کی آمد سے خوش تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ نیل کی آنکھوں میں درد کا وہ تصور منجمد ہو گیا تھا جو شعبان کی محبت نے پیدا کیا تھا۔ لیکن وہ بھی صاحب اقدار تھی کہ اس کے بعد سے اس نے شعبان سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کچھ شعبان کو گھیر کر بیٹھ گئے اور جب ٹیلان نے اس سے کہا۔

"ختنا کا حال تو سنا۔" شعبان نے کہا۔

"بہتر ہو گا تمام بزرگوں کو طلب کر لیا جائے۔ صورتحال ایسی ہے کہ انہیں ختنا والوں کے ارادوں سے ہوشیار کرنا بے حد ضروری ہے۔" سنبور کہنے لگا۔ "یہ کام میں کئے لیتا ہوں۔ بلکہ شعبان کا یہ خیال بالکل درست ہے ہمیں بزرگوں کو اپنے ارادوں سے باخبر رکھنا چاہئے اور یہ زیادہ مناسب ہو گا۔" سنبور نکل گیا اور پھر سویرا میں ایک دھوم سی مچ گئی کہ شعبان واپس آیا ہے اور ختنا کی خبر لایا ہے۔ پھر جب سویرا والے جمع ہو گئے تو شعبان نے انہیں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ختنا والوں نے اپنے جادوگروں کو قتل کر دیا ہے اور وہاں سلانوبیہ تبدیل کر دی گئی ہے۔ سلانوبیہ وہ عورت ہے جس کے بارے میں میں خطرات سے آگاہ کرتا رہا ہوں۔ یعنی گارتھا جو اب تھوران کی بیوی بھی ہے اور ختنا کی سلانوبیہ بھی۔ لیکن اس نے طے کیا ہے کہ سویرا پر حملہ کر دیا جائے اور سویرا کے نوجوانوں کو قید کر کے غلام بنا لیا جائے اور لڑکیوں کو 'دامیں'۔ اس مقصد کے لئے وہاں برق رفتاری سے کام ہو رہا ہے اور یہ بھی ایک سچ ہے کہ ختنا والوں کی

تعداد سویرا والوں سے چار گنا زیادہ ہے۔" بزرگوں نے طیش میں آ کر کہا۔

"بے شک ان کی تعداد ہم سے بے حد زیادہ ہے۔ لیکن ہمارے نوجوان بھی غلام بننے کے بجائے موت کی نیند سو جانا پسند کریں گے۔ اگر یہ ساری باتیں سچ پر مبنی ہیں تو پھر ہمیں فوراً ہی ان سے جنگ کی تیاریاں کرنی چاہئیں۔" شعبان نے کہا "یہ ساری باتیں سچ ہیں اور معزز بزرگ میں نے غلط نہیں کہا۔ لیکن آپ اس انداز میں نہ سوچیں جہاں وہ لوگ طاقت کا جادو رکھتے ہیں وہاں ہم لوگ عقل کا جادو استعمال کر سکتے ہیں اور آپ لوگ مطمئن رہیں۔ تیاریاں بے شک کی جائیں گی۔ ہتھیار بھی بنائے جائیں گے لیکن ایک وعدہ میں آپ سے کرتا ہوں کہ میری عقل کا جادو ختنا والوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا۔ میں نے اس کے لئے موثر منصوبہ تیار کیا ہے اور مجھے اس کے لئے نوجوانوں کی مدد درکار ہے۔" ٹیلان نے کہا۔ "معزز بزرگوں کی موجودگی میں ان کی اجازت کے ساتھ میں شعبان کو اپنی فوجوں کا سالار منتخب کرتا ہوں اور اسے اختیار دیتا ہوں کہ جس طرح وہ چاہے جنگ کی تیاریاں کرے۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیونکہ دوسری دنیا سے آنے والے کے پاس بلاشبہ عقل کا جادو موجود ہے۔"

"تو بس پھر آپ لوگ اطمینان رکھیے۔ میں ختنا والوں کا ایسا استقبال کروں گا کہ وہ یاد رکھیں گے۔"

"خون بہے گا، اور وادی تردانہ سرخ ہو جائے گی۔ یہی تو ہم نہیں چاہتے تھے۔" ایک بزرگ نے کہا۔

"میں یہ کوشش بھی کروں گا کہ خون نہ بہے اور اس بات کا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکا میں سویرا والوں کو ایسی شکست سے دوچار کروں گا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہو گی۔" شعبان نے بہت بڑا دعویٰ کیا تھا لیکن اس دعوے کی کچھ وجوہات بھی تھیں جو اس کے ذہن میں پوشیدہ تھیں۔

❖

جان سیموئل، پروفیسر بیرن کے پاس پہنچ گیا دونوں شعبان کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

"پروفیسر مسٹر شعبان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟؟"

"بس کچھ نہ پوچھو۔ یوں سمجھو میرا عمر بھر کا تجربہ شعبان کو سمجھنے میں ناکام رہا۔ میں نے اس پر ایسی ذمہ داریاں مسلط کیں جو مجھ کو نہیں کرنی چاہئے تھیں اس سے برائی مول لے بیٹھا۔ نہیں لینی چاہئے تھی۔ اس نے مجھ سے زیادہ ذہانت سے سوچا اور اس کی ذہانت اس کے کام آئی جبکہ میں اپنی حماقتوں کا شکار ہو گیا۔"

"حضرات سنا یہ گیا ہے کہ شیطان کا نام لیا جائے تو شیطان آ موجود ہوتا ہے۔ میں اپنے آپ کو شیطان تو نہیں کہتا لیکن یوں سمجھئے کہ میری اور اس کی قربت ہے شیطان اور شعبان میں بس معمولی ہی سا فرق ہے۔" شعبان کی آواز سنائی دی، دونوں اسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

جان سیموئل تو اس وقت بہت ہی زیادہ حیران ہو گیا تھا۔ کیونکہ شعبان کسی ذریعے سے وہاں نہیں پہنچا تھا۔ جان سیموئل نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگا۔

"شعبان آپ اس وقت بھی بغیر کسی ذریعے کے یہاں آئے ہیں کیسے؟" شعبان مسکرا دیا پھر اس نے کہا۔

"بہت سی باتیں بتانے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ آپ لوگ اگر کوئی اہم گفتگو نہیں کر رہے ہیں تو مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں تو پروفیسر میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ دل کی بات مسٹر جان سیموئل کو بھی بتا چکے ہیں۔ آپ پر میں نے غور بھی بہت کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کو اپنے ان تمام معمولات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا، آپ کی تمام تر وفاداریاں بے اثر ہو گئیں اور آپ اب ایک ایسے دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں جہاں سے آپ کسی بھی سمت کا تعین نہیں کر سکتے۔ پروفیسر رشتے اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتے ہیں اور ان میں بڑی وسعتیں ہوتی ہیں مگر میں سمجھتا ہوں جب تمام قریب کے رشتے دور ہو جائیں تو اس کائنات میں پھیلا ہوا ہر انسان ایک دوسرے کا رشتہ دار ہوتا ہے اگر میں آپ سے یہ کہوں پروفیسر کہ اس وقت سرزمین تردانہ خون کے ساحل پر کھڑی ہوئی ہے اور یہاں کسی بھی لمحے لاتعداد انسانی زندگیوں کے نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا آپ کے دل میں تردانہ والوں کے لئے کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟؟"

"مجھے تمام حقیقتیں بتاؤ، میرا ذہن بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔" پروفیسر بیرن نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"کم بخت گارتھا ختنا والوں کو سویرا پر چڑھائے لئے آ رہی ہے یہاں خونریزی ہو گی...... ٹیلان نے یہ ذمہ داری میرے سپرد کر دی ہے کہ میں اس خونریزی سے کسی

طرح بچیں اور اگر یہ انتہائی ضروری ہو جائے تو پھر ششتا والوں کا مقابلہ تردانہ والوں کے ساتھ مل کر کروں۔ پروفیسر میں اس سلسلے میں آپ کی مدد چاہتا ہوں؟"

"میری......؟"

"ہاں۔ آپ میرے معاون کار رہیں اور مجھے میری کاوشوں میں مدد دیں۔ جان سیموکل تمہیں میں نے اس وقت اس لئے اپنے ساتھ شریک کیا ہے کہ تم بھی اس جنگ میں شریک رہو' خلا صیوں سے کہو کہ اپنی رنگ رلیاں ترک

کر دیں زیادہ سے زیادہ یہ کریں کہ اپنی پسندیدہ لڑکیوں کو جہاز پر منتقل کر لیں۔ لیکن اپنی جہازی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اگر ہمارے لئے ششتا والوں کو روکنا ناگزیر ہو جائے تو اخناطون کو ساحل سے ہٹا کر سمندر میں اتنی دور لے جائیں کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ہمیں اخناطون کی ضرورت ہے اس کے علاوہ یہ بات کیپٹن ایڈگر کے نائب کی حیثیت سے میں جانتا ہوں کہ اخناطون پر ایندھن کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ وہ بہت عرصے تک اسے استعمال کر سکتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ اخناطون کی روانگی کی تیاریاں مکمل کر لی جائیں ہو سکتا ہے ہمیں اس کے لئے جلد ہی عمل کرنا پڑے۔" جان کے چہرے پر سنسنی کے آثار پھیل گئے اس نے کہا۔ "خلا صیوں کو کنٹرول کرنا میری ذمہ داری ہے اور اگر آپ اس کی اجازت دے دیتے ہیں شعبان کہ وہ اپنی پسندیدہ لڑکیوں کے ساتھ یہاں پہنچ جائیں تب تو یہ سمجھ لیں کہ کوئی مشکل مشکل ہی نہیں رہتی۔ لیکن کیا یہ کام کسی تعین کے تحت کیا جا سکتا ہے میرا مطلب ہے آپ کتنا وقت دے سکتے ہیں مجھے۔"

"جس قدر جلد ممکن ہو اور تمہیں ان دونوں کا بھی پورا پورا خیال رکھنا ہے جنہیں میں نے مہمان کی حیثیت سے تمہارے سپرد کیا ہے۔"

"آپ ان سے مل لیں جناب۔ اگر وہ غیر مطمئن ہوں تو میں قابل سزا ہوں۔"

"ٹھیک ہے کیپٹن، گفتگو کا یہ انداز اختیار نہ کریں ہم لوگ دوستوں کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں۔ تو پروفیسر بیرن کیا آپ میرے ساتھ خشکی پر چلنے کے لئے تیار ہیں؟"

"اگر تم اسے مناسب سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن مجھے اہل سویرا کے سامنے لاؤ گے۔ وہ یہ نہ محسوس کریں گے کہ میں ششتا کا باشندہ ہوں؟"

"آپ ہر بات کو مجھ پر چھوڑ دیجئے یہ میرا کام ہے کہ میں آپ کو اہل سویرا کے سامنے کس حیثیت سے لاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے شعبان۔" پروفیسر بیرن نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

شعبان اپنا کام مکمل کر لینا چاہتا تھا اس نے سلافوریہ اور طورنا سے بھی جہاز پر ملاقات کی اور اس کے بعد واپسی کے لئے اسے جہاز کا ایک اسٹیمر استعمال کرنا پڑا تھا کیونکہ پروفیسر اس کے ساتھ تھا۔ بھلا سویرا والوں کی کیا مجال تھی کہ شعبان کے ساتھ کسی کو دیکھ کر انگشت نمائی کر سکتے۔ انہوں نے سرد نگاہوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھا۔ لیکن کسی نے کچھ کہنے کی ہمت نہیں کی اور نہ ہی شعبان نے ان کی سرد نگاہوں کو اہمیت دی اس نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ اس نے پروفیسر سے کہا۔

"سرزمین تردانہ پر پروفیسر مجھے میرے ماں باپ نہیں ملے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے اتنا کچھ مل گیا جس کا میں تصور نہیں کر سکتا تھا۔ میرے پاس پتھر کی ایک کتاب موجود ہے اور اس میں وہ یادداشتیں ہیں جو مجھے تردانہ سے حاصل ہوئیں اور اس کے علاوہ مجھے زندگی کا ایک ایسا محور ملا ہے جو یوں سمجھ لیجئے میری حیات کی پہلی اور آخری خواہش تھی۔۔۔۔ اور ان تمام باتوں کے علاوہ میں نے یہاں سے کچھ علوم حاصل کئے ہیں جن کی تفصیل اس وقت بتانا بے کار ہے۔ لیکن اتنا ضرور بتاؤں گا آپ کو کہ یہ علوم اس دنیا کے لئے ناقابل یقین ہوں گے۔ وہاں کی بات چھوڑیئے' یہاں اس سرزمین پر جہاں جادوگروں کی مملکت قائم ہے' میں نے اپنے ذہن کے سہارے اپنے علم کی بدولت ایک بہت بڑا کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے' اور اس کے لئے مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔"

"میں تمہارے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میری ذہنی کیفیت تم جانتے ہو۔"

"میں نے آپ کو انسانی ہمدردی کے نام پر پکارا ہے پروفیسر! بہت عرصے قبل تردانہ کی دونوں آبادیاں ایک ہی تھیں اور سب ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آپ تو اسی دور کے انسان ہیں' کیا آج آپ کے دل میں تردانہ والوں کی محبت نہیں جاگتی؟"

"نہیں نہیں یہ سب کچھ کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کرو میں نے تمہاری ہدایت ماننے سے انکار تو نہیں کیا ہے۔"

"کیا میں آپ کو اپنے دل کی وہ تمام باتیں بتا سکتا ہوں

اعتماد کے ساتھ جو میرے دل میں ہیں۔"

"ایک پتھر سے تم کسی شان کی امید نہ رکھو میں تو پتھرا چکا ہوں۔ تمہارے حکم کی تعمیل پر عمل پیرا ہو سکتا ہوں۔ باقی مجھ میں کیا رکھا ہے؟"

"تو سنئے گارتھا کی سرکردگی میں ششتا والے سویرا پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ بات بھی بخوبی میرے علم میں آ چکی ہے کہ ان کی تعداد سویرا والوں سے کہیں زیادہ ہے میں ان لوگوں کی معصومیت پر یقین رکھتا ہوں اگر انہیں سویرا والوں کی تعداد اپنے آپ سے سینکڑوں گنا زیادہ نظر آئے تو میرے خیال میں وہ جنگ کرنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے اور گارتھا اپنے منصوبے میں فیل ہو جائے گی۔ میں یہی کرنا چاہتا ہوں۔"

پروفیسر نہ سمجھنے والے انداز میں شعبان کو دیکھنے لگا۔ شعبان نے پھر کہا۔

"ہاں یہاں آئینے نہیں ہیں اس لئے لوگ آئینہ سازی سے واقف نہیں ہیں۔ لیکن عکس کا جادو یہاں ایک بڑے انوکھے طریقے سے موجود ہے اور میں نے عکس کے جادوگر سے وہ جادو حاصل کر لیا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میرا یہ فن ایک دن یہیں میرے کام آئے گا۔"

"میرا دماغ اب اتنا طاقتور نہیں ہے جتنا کبھی تھا ورنہ ہی میں ساری باتوں کو اتنی آسانی سے سمجھ سکتا ہوں۔" پروفیسر نے کہا۔ "تو پھر میرے ساتھ تجربے کے لئے تیار ہو جائیے۔ میں آپ کے ساتھ سب سے پہلے میدان جنگ منتخب کرتا ہوں۔ جہاں ہمیں ششتا والوں کا استقبال کرنا ہو گا اور اسی میدان جنگ کو میں سویرا کی فوجوں سے بھر دینا چاہتا ہوں۔"

پروفیسر نے پھر دھیمے سے انداز میں مسکرا کر ان الفاظ سے ناواقفیت کا اظہار کیا تھا اور شعبان نے سوچا تھا کہ اب پروفیسر بیرن کو اپنا تجربہ کر کے ہی دکھا دے تاکہ بات اس کی سمجھ میں آ جائے۔

عکس کے جادوگر نے جو طریقہ کار شعبان کو بتایا تھا وہ بے حد انوکھا تھا۔ اگر سرزمین تردانہ کا کوئی باشندہ ہوتا اور اسے زمانہ جدید کی سائنسی تحقیقات کا کوئی علم نہ ہوتا تو اس کے لئے اس تجربے کو ایک نیا رنگ دینا انتہائی مشکل کام ہوتا لیکن بھاپ کے وہ آئینے جو ایک مخصوص انداز میں تشکیل پاتے تھے' شعبان کے لئے تیار کر لینا مشکل کام نہ ثابت ہوا۔ اس نے نہایت ذہانت کے ساتھ سمندری پانی کو استعمال کرتے ہوئے بھاپ کی منجمد دیواریں قائم کیں اور ان دیواروں کی بلندی کے لئے ایک خاص طریقہ اختیار کیا۔ ان کے زاویئے اس کی ذہانتوں کا نمونہ تھے اور اس نے ہمیشہ ہی بہترین ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ پروفیسر بیرن کی مدد سے وہ بھاپ کی ایسی دیواریں قائم کر رہا تھا جو نظر نہ آئیں لیکن ان کا عمل پسند کے مطابق ہی ہو۔ خصوصاً" زاویوں کا اس نے ایک ایسا معیار قائم کیا تھا کہ دنیا بھر کے سائنس دان ان زاویوں کی ترتیب دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ بھاپ کی یہ منجمد دیواریں روشن اور چمکدار تھیں لیکن اس طرح کہ ان کا احساس کسی کو نہ ہو۔ شعبان پانچ چھ دن تک اس کام میں مصروف رہا تھا اور پروفیسر کی ذہانتیں جاگتی جا رہی تھیں'

جب ایک ایسا شخص اس کے ساتھ مصروف عمل تھا تو ایک ایسا آدمی جس نے خود ہی اپنی زندگی تحقیق میں گزاری ہو کیوں نہ دلچسپی پر آمادہ ہو جاتا۔ پروفیسر بیرن کو شعبان کے الفاظ یاد تھے۔ اس نے کہا تھا کہ اگر ششتا والوں کو ان کی اپنی تعداد سے سینکڑوں گنا زیادہ تعداد دکھا دے تو وہ جنگ پر آمادہ نہیں ہوں گے اور پروفیسر بیرن نے زاویوں کی ان دیواروں میں اپنا یہ عکس دیکھا تھا جو اسے کم از کم تیس چالیس جگہ نظر آیا تھا یعنی ایک شخص چالیس گناہ نظر آنے لگا تھا۔ ان دیواری زاویوں کے سامنے میدان جنگ پر آنے والے ایک تھوڑے سے لشکر کو ان زاویوں میں دیکھتے تو وہ انہیں چالیس گنا زیادہ محسوس ہوتا۔ پروفیسر بیرن عش عش کر اٹھا تھا اور اس نے شعبان کے ہاتھ چوم لئے تھے۔ اس نے کہا۔

"بعض اوقات انسان کسی دوسرے کے بارے میں کبھی صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ میں نے تمہیں ایک عام انسان سمجھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھاپ اور عکس کا جادو تم نے کسی جادوگر سے سیکھا ہو لیکن شعبان تم نے اس کا استعمال جس انداز میں بھی کیا ہے شاید میں اسے کبھی نہ بھول سکوں۔"

"پروفیسر اگر سچ پوچھیں تو میری حالت بھی عجیب ہے۔ آپ ان لمحات میں میرے دوست بنے تھے جب میں اپنی سرزمین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ میں اتنی عزت کرتا تھا آپ کی کہ بیان سے باہر ہے لیکن بدقسمتی سے جب ہم اپنی زمین کی حدود تک پہنچے تو ہمارے ذہن تقسیم ہو گئے۔ آپ ششتا کے باشندے کہلائے اور میں سویرا کا۔ اگر کوئی مجھ سے یہ رائے لیتا تو میں کھل کر یہ بات کہہ سکتا تھا کہ میں

شخصی محبت کا قائل ہوں صرف علاقے کی بنیاد پر میرے ذہن میں تفریق پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ لوگ چلے گئے لیکن میں اس مشکل کا شکار رہا کہ تردانہ کی سرزمین پر خون نہ بہنے دوں۔ اور کچھ نہیں پروفیسر تو کم از کم میرے ماں باپ کا تعلق یہیں سے تھا' سمبور میرا چچا ہے اور ٹیلان میرے چچا کا بیٹا۔ جو اس وقت سویرا کا سردار ہے۔ میں مسلسل ان کوششوں میں مصروف رہا ہوں پروفیسر کہ سرزمین تردانہ کی بھلائی ہو۔ لیکن پروفیسر اس کے ساتھ ساتھ میرا دل یہاں نہیں لگا۔ میں آپ کے سامنے دل کی ساری باتیں کھول رہا ہوں۔ میرا دل یہاں کبھی نہیں لگا پروفیسر۔ میں اپنی اس دنیا کو یاد کرتا ہوں شاید اگر میرے ماں باپ مجھے یہاں مل جاتے تو میں ان کی ذات میں ضم ہو جاتا۔ اور ان تمام باتوں کے بارے میں نہ سوچتا لیکن وہ بھی یہاں موجود نہیں تھے۔ میرا ذہن بھٹکا بھٹکا رہا اور بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ سرزمین تردانہ سے واپس چلا جاؤں گا۔ یہ فیصلہ آج تک قائم ہے۔ جان سے میں نے کہہ دیا ہے کہ اختاطون کو سفر کے لئے تیار رکھے۔ اسد شیرازی' آنٹی دردانہ' وہ تمام لوگ مجھے بے حد یاد آتے ہیں پروفیسر جن کے ساتھ میری زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ میں آپ کے دکھے ہوئے دل کو مزید دکھانا نہیں چاہتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے سینڈرا کو کبھی اس نگاہ سے نہیں دیکھا جس کے لئے مجھے کہا جاتا رہا ہے۔ آپ میری شرافت پر پورا پورا یقین کیجئے میں نے کبھی اپنے منہ سے سینڈرا سے وہ الفاظ نہیں کہے تھے جو محبت اور چاہت کے الفاظ ہوتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی پروفیسر کہ میں ایک ایسی شخصیت کو پسند کرتا تھا جو میری نگاہوں میں نامعلوم تھی۔ میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ جاپان کے سفر کے دوران ایک ایسے جاپانی نے جو بے حد معمر تھا اور سمندر میں موتیوں کی تلاش کا کام کرتا تھا ایک تصویر مجھے دی تھی جو کسی سمندری مخلوق کی تھی سمندر کی گہرائیوں میں وہ متجسس انداز میں سامنے دیکھ رہی تھی وہ تصویر میرے دل میں جا بیٹھی پروفیسر' میں اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ ہم جس دنیا کے باشندے ہیں خصوصاً" جہاں میں نے نمو پائی ہے اور جس ماحول میں میری پرورش ہوئی ہے اس میں پروفیسر میرا نظریہ مذہبی طور پر یہ ہے کہ انسان کی تقدیر اس کے لئے راستے متعین کرتی ہے۔ میرے دل میں جو مورت جاگزیں ہوئی تھی وہ ایک زندہ وجود رکھتی تھی اور تقدیر اس کی جانب میری رہنمائی کر رہی تھی۔ پروفیسر بالآخر میں نے اس مورت کو پا لیا اور اب وہ انسانی شکل میں میرے پاس موجود ہے۔ آپ جانتے ہیں پروفیسر وہ کون ہے؟" تنے طویل لمحات کے بعد پہلی بار پروفیسر بیرن کے چہرے پر تجسس اور دلچسپی کے آثار پیدا ہوئے تھے۔ وہ حیرانی سے بولا۔

"کون ہے وہ......؟"

"وہ ختشا کی سلانوسیہ ہے بلکہ تھی۔ وہ سلانوسیہ جو جادوگروں کی تحویل میں قیدیوں جیسی زندگی گزار رہی تھی اور جسے میرا انتظار تھا۔ پروفیسر سلانوسیہ اب میرے پاس ہے میرے ساتھ ہے اور وہاں ختشا میں گارتھا نے اپنا اقتدار قائم کر لیا ہے۔ اس عورت نے ہمیشہ ہی سازشیں کی ہیں اور یہ او شین کی جانب سے میرے اغوا کے لئے متعین کی گئی تھی لیکن حالات نے مجھے اور اسے ایک انوکھی راہ پر لا ڈالا۔ اس بھیانک عورت سے کوئی بات بعید نہیں ہے کہ کیا کر ڈالے اور کیا نہ کر ڈالے۔ میں تردانہ کو اس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا۔ ہمیں اس کے بارے میں بھی سوچنا ہے اور یہ سب کچھ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ سب اسی کی وجہ سے ہو رہا ہے اور اب ایک مقصد میرے سامنے ہے۔ ایک مشن میرے سامنے ہے۔ میں نے یہاں سے کچھ علوم حاصل کئے ہیں۔ واپس اپنی دنیا میں جاؤں گا تو ان علوم سے کوئی ایسا ناجائز فائدہ نہیں اٹھاؤں گا جو میری دنیا کے انسانوں کو نقصان پہنچائے۔ اس کے علاوہ اسد شیرازی کے لئے میں نے پتھری کتاب تیار کی ہے جس میں وہ یادداشتیں موجود ہیں جو ان کے لئے بڑی کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔ ہم انسانیت کی بقا انسانیت کی بھلائی کے لئے اتنا کچھ تو نہیں کر سکے جتنا ہمارے دل میں تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں کچھ ایسی چیزیں لے جاؤں گا اپنے ساتھ جو اسد شیرازی کی اس ساری محنت کا صلہ ہوں گی۔ یہ میری آرزو ہے۔ میں دوہری کیفیت کا شکار ہوں۔ ایک سمت میرے دل میں تردانہ کا پیار ہے لیکن صرف اس انداز میں کہ یہ میرے اجداد کی سرزمین ہے تو دوسری طرف مجھے اپنی اس دنیا سے بھی محبت ہے جس کے بارے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ میری منتظر ہو' جیسے اس کی کھلی آنکھیں میرا انتظار کر رہی ہوں۔" پروفیسر نے پردرد آواز میں کہا۔

"مجھ سے بھی کچھ ایسی غلطیاں ہوئی ہیں جن کا نتیجہ مجھے یہی ملنا چاہئے جو ملا ہے۔ میں تردانہ والوں کی جانب سے ختشا کے لئے موت کا جادو لینے گیا تھا تاکہ جب سویرا والے طاقتیں لے کر واپس آئیں تو ہم ختشا والے بھی ان سے پیچھے نہ رہیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد میں نے اس دنیا میں ضم

ہونے کے لئے ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ میری وفادار تھی وہ' مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن میں نے اس کے ساتھ وفا نہیں کی۔ میں نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک بچی کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ سینڈرا کو بھی میں نے اپنے مقصد ہی کا شکار بنایا تھا۔ یہ بات ہمیشہ سے میرے دل میں موجود تھی کہ میں تردانہ واپس جاؤں گا۔ سینڈرا کو میں نے وہاں کے لئے نہیں تردانہ کے لئے قائم رکھا تھا۔ اور اسے ایسے انداز میں پروان چڑھایا تھا کہ وہ تردانہ سے محبت کرے لیکن لاتعداد غلطیاں ہوئیں مجھ سے' اور جب مجھے اس بات کا علم ہو گیا کہ تم اس دنیا میں ہونے کے باوجود تردانہ کے باشندے ہو تو میں نے یہ سوچا کہ سینڈرا کو تم سے منسوب ہو جانا چاہئے مگر شاید یہ میری غلطی تھی ناکام رہا ہوں میں اپنی زندگی کے ہر مشن میں ناکام رہا ہوں اور یہاں تک پہنچ گیا ہوں کہ اب سب کچھ کھو دیا ہے میں نے' بہرحال تمہارا مذہب کہتا ہے کہ تقدیر بھی ایک چیز ہوتی ہے ہو سکتا ہے یہی میری تقدیر ہو۔" "اپنے جذبات پر قابو رکھیں' بعض اوقات جب انسان اپنے لئے وہ سب کچھ کرنے میں ناکام رہتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے تو پروفیسر پھر وہ دوسروں کے لئے سوچتا ہے اور دوسروں کے لئے کرتا ہے' زندگی کو اس طرح بھی سکون مل جاتا ہے اپنے آپ کو نقصان میں نہ سمجھیں' سینڈرا نے جذبات میں آ کر جو کچھ کیا ہے وہ اچھا نہیں ہے لیکن اب یہ سب کچھ ہو چکا ہے' ہم اس ہو چکے کو واپس نہیں لا سکتے تو اس کے لئے سر پیٹنے سے کیا فائدہ؟" شعبان خاموش ہو گیا تو پروفیسر نے کہا

"اب یہ بتاؤ شعبان کہ تمہارا مستقبل کا کیا پروگرام ہے؟"

"پروفیسر' پہلے تو میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ شاطر گارتھا نے ختشا والوں کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اس کے منصوبے سے مجھے جو واقفیت حاصل ہے کہ وہ سویرا حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور سویرا کے نوجوانوں کو اپنا غلام بنانے کی خواہشمند' بہت بڑا المیہ ہو جائے گا۔ پروفیسر اگر گارتھا زندہ رہی اس بار میں نے بحالت مجبوری یہ فیصلہ کیا ہے کہ اور جو کچھ ہو یا نہ ہو لیکن میں اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دوں گا' کم از کم تردانہ کی سرزمین سے یہ داغ مٹ جائے' پروفیسر بحالت مجبوری میں نے یہ فیصلہ کیا ہے' ورنہ آپ یقین کریں کسی ایسے انسان کو قتل کرنے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا جس کا کوئی قصور نہ ہو' میں اپنے آپ کو کسی کی موت میں ملوث نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے مگر اس کے لئے تمہیں ختشا جانا پڑے گا۔" پروفیسر نے مشورہ دیا۔

"ہاں میں اس معاملے کو نظرانداز نہیں کر سکتا آپ کو میں کچھ ذمے داریاں سونپ رہا ہوں ٹیلان کو آپ سے ملا دوں گا اور وہ میری خواہش پر آپ سے تعاون کرے گا' پروفیسر ان اوس کی دیواروں کا تحفظ کیجئے گا اپنے آدمیوں کو ہوشیار رکھیے گا' میں بہت جلد آپ کو اطلاع دوں گا کہ ہمیں کس طرح اپنا کام سرانجام دینا چاہئے۔"

یہ عجوبہ جو شاید تردانہ کے کسی جادوگر نے اس شکل میں نہیں تیار کیا تھا پروفیسر بیرن کے تحفظ میں دے دیا گیا۔ شعبان جانتا تھا کہ یہ کس قدر اہم چیز ہے اس کا برقرار رکھنا نہایت ضروری تھا اور اس کی دیکھ بھال کی ذمے داری کسی نہ کسی پر عائد کرنی تھی' پھر وہ پروفیسر بیرن کے ساتھ ٹیلان کے پاس پہنچ گیا۔ اہل تردانہ اپنے دوست اور دشمن کو اچھی طرح پہچانتے تھے' سو پروفیسر بیرن کو دیکھ کر ٹیلان کی آنکھوں میں حیرت کے نقوش نظر آنے لگے۔ سمبور بھی ششدر رہ گیا۔ شعبان نے کہا۔

"میرے بھائی اور میرے چچا' پروفیسر بیرن کے بارے میں تم لوگ یہ جانتے ہو کہ وہ ختشا کا باشندہ ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو سرزمین تشتہ کے لئے جادو لینے گئے تھے لیکن اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پروفیسر بیرن میرا بزرگ میرا ساتھی' میرا دوست اور اہل سویرا کا ہمدرد ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کر لو گے؟" ٹیلان نے فوراً" کہا۔

"ہاں میرے بھائی چونکہ یہ بات تو نے کہی ہے لیکن کیا درحقیقت ایسا ہے؟"

"ہاں ایسا ہی ہے اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا اس کی تصدیق پروفیسر بیرن سے ہو سکتی ہے۔ شیطان گارتھا بہت جلد ختشا کے لشکر کو لے کر ہماری جانب سفر کرنے والی ہے لیکن پروفیسر بیرن نے اب ایک ایسا حصار قائم کیا ہے کہ اہل ختشا شاید ہم سے جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکیں لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو ہم انہیں بہت مشکلات میں ڈال دیں گے۔"

"اگر یہ بات ہے تو تیرا کہا سر آنکھوں پر اور ہم اسے ایک یقینی امر جانیں گے کہ بیرن ہمارا ساتھی ہے لیکن ہمیں اب کرنا کیا ہے؟"

"بیرن کی ہدایت کے مطابق عمل اور ٹیلان چونکہ تم نے مجھے اپنی فوجوں کا سالار بنایا ہے اس لئے یوں سمجھو کہ پروفیسر بیرن میرے دست راست ہیں ان سے انحراف کیا گیا

تو مجھے خوشی نہیں ہوگی۔"

"ہرگز نہیں' جب میں نے کہا کہ تیرا کہا مانا جائے گا تو یوں سمجھ کہ وہی بات ہے۔"

بیرن کو تمام ذمے داریاں سونپنے کے بعد اب شعبان پر یہ لازم تھا کہ وہ ایک بار پھر ششتا کی جانب طویل سفر اختیار کرے' دوسرے لوگوں کے لئے تو یہ سفر واقعی بے حد طویل تھا لیکن ہواؤں کا جادوگر ہوا کے دوش پر اسی طرح سفر کر سکتا تھا جس طرح ایک ہوائی جہاز ایک ملک سے دوسرے ملک تک کا سفر مختصر ترین وقت میں کر لیتا ہے۔ مہذب دنیا کے تصور میں انسان کی پرواز نجانے کب سے ہے اس نے ایسی مشین تو ایجاد کر لی جو پرندوں کی مانند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکے لیکن وہ اپنی ذات میں وہ قوت نہیں پیدا کر سکا لیکن قدرت جسے جو دینا چاہے' سو اہل تروانہ اس جادو کے بارے میں جانتے تھے اور یقینی طور پر اگر یہ روبہ عمل ہو جائے تو بہت سے مسائل اس شکل میں بھی حل ہو سکتے ہیں لیکن شعبان پہلے اخناطون پر آیا تھا' طورنا اور سلانوبیہ مطمئن تھے جان سیموئل ویسے ہی ایک عمدہ انسان تھا' چنانچہ ان نادیدہ مہمانوں کے لئے جن کی صورت اس نے آج تک نہیں دیکھی تھی وہ ضروریات مہیا کرتا رہتا تھا۔ حیران بے شک تھا لیکن اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ سرزمین جادو کی سرزمین تھی اور جان سیموئل نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ اس کے علاوہ کوئی اس سمت نہ جائے جہاں شعبان کا کیبن آباد تھا۔ شعبان نے ان دونوں سے کہا کہ اب وہ آخری مراحل میں قدم رکھ رہا ہے اور انہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔" سلانوبیہ نے جواب دیا۔

"راتوں کو جب ہم اپنے کیبن سے نکل کر اس عظیم الشان جہاز پر سیر کرتے ہیں تو نجانے مجھے کیا کیا خواب گھیر لیتے ہیں۔ تمہاری دنیا کے خواب۔"

"وہ وقت اب بہت قریب آ رہا ہے جب تم میری دنیا کا نظارہ کرو گی سلانوبیہ' فی الحال مجھے تمہارا تعاون اس شکل میں درکار ہے کہ تم یہاں اپنے آپ کو محفوظ رکھو' میں اب چلتا ہوں اور ممکن ہے مجھے تمہاری دوسری ملاقات میں وقت لگ جائے" سلانوبیہ نے بے قرار لہجے میں کہا۔ "اپنا تحفظ کرنا شعبان' اپنے آپ کو میرے لئے محفوظ رکھنا۔"

شعبان نے اسے دلاسا دیا اور پھر اخناطون ہی سے اپنے آپ کو زاویوں میں قید کرکے ہواؤں کے دوش تک پہنچا دیا' سمندر عبور کرکے وہ اس جانب بڑھنے لگا جہاں سے پتھر کی ایک دیوار سرحدوں کا تعین کرتی تھی اور یہ قدرتی پہاڑ بلاشبہ بڑی اہمیت کے حامل تھے لیکن ان سے گزرنے کا راستہ ان کے نیچے سے تھا اور بلندی سے گزرنے والے بڑے دشوار گزار مراحل میں مبتلا ہو جاتے تھے لیکن ہواؤں کا مسافر ہواؤں کے ساتھ برق رفتاری سے سفر کرنے لگا اور اس نے زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا تھا کہ اس کے انداز میں شدید حیرانی کے آثار پیدا ہو گئے' اس نے دیکھا کہ ششتا کا عظیم الشان لشکر اب صرف دو سورج اور دو چاند کے فاصلے پر ہے۔ یہ لشکر جس رفتار سے سفر کرکے سویرا کی سرزمین پر پہنچے گا اس میں اسے اڑتالیس گھنٹے لگ جائیں گے۔ شعبان کو یہ امید نہیں تھی کہ گارتھا ورتھا اتنی برق رفتاری سے یہ سب کچھ کرے گی' فضا ہی میں رک کر اس نے اس لشکر کا پوری طرح جائزہ لیا اور گارتھا کو دیکھ لیا جو بڑی شان و شوکت سے اس لشکر کی سپہ سالار بنی ہوئی تھی اور احمق تھوران اس کے ساتھ تھا۔

نہ صرف وہ بلکہ سینڈرا کو بھی چار چاند لگے تھے۔ سینڈرا کی کیفیت سے شعبان بخوبی واقف تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ اگر موقع ملا تو سینڈرا کو سمجھائے گا اور اگر وہ مان گئی تو پروفیسر بیرن کی زندگی میں یہ ایک نہایت خوشگوار واقعہ ہو گا' لیکن اس وقت ان تمام باتوں کے بارے میں نہیں سوچا جا سکتا تھا یہاں تو صورت حال ہی بالکل مختلف تھی اور شعبان کو جلد از جلد واپس جا کر سویرا کے جوانوں کو منظم کرنا تھا تاکہ ششتا والوں کے ہوش و حواس پست کئے جائیں لیکن ایک خوف اور بھی تھا اس کے دل میں وہ یہ کہ اگر اہل ششتا لشکر کی تعداد سے خوفزدہ نہ ہوئے اور حملہ آور ہو ہی گئے تب وہ کیا کرے گا کوئی ایسا عمل ضروری تھا جس سے اہل ششتا کو خوفزدہ کیا جا سکے۔ اپنے طور پر یہ تمام اندازے قائم کرکے اس نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور اس کی واپسی پروفیسر بیرن تک ہی ہوئی' جسے دیکھ کر شعبان کو خوشی ہوئی تھی کہ ٹیلان اور اس کے تمام ساتھی پروفیسر بیرن کی عزت کرتے ہیں اور شعبان کے حکم کے مطابق اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک' شعبان نے انتظار کیا اس وقت کا جب پروفیسر بیرن اسے تنہا ملے اور اس کے لئے اسے چند گھنٹے درکار ہوئے پھر جب وہ پروفیسر بیرن کے سامنے ظاہر ہوا تو بیرن بھی ششدر رہ گیا اس نے کہا۔

"شعبان' کیا یہاں تم نے زاویوں کا جادو بھی سیکھ لیا ہے۔"

"آنے والا وقت یہ بتائے گا پروفیسر بیرن کہ میں نے کیا کیا سیکھا' فی الحال میں تم سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ بڑی سنسنی خیزی کا حامل ہے۔" "ششتا کا لشکر صرف اڑتالیس گھنٹے

کے سفر کے فاصلے پر ہے اور اس کی تعداد خوب ہے گارتھا اس میں موجود ہے اور ششتا والے اسے ایک دیوی کی حیثیت دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کی سلانوبیہ ہے اور ششتا کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ان کی روحانی پیشوا ایک جنگ کے لئے ان کی رہنمائی کر رہی ہے' گویا تروانہ کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو رہا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر اپنے نوجوانوں کو منظم کر دینا چاہئے۔"

"میرے ذہن میں کچھ اور بھی منصوبے ہیں پروفیسر۔"

"مجھے بتاؤ وہ کیا منصوبے ہیں؟"

"بدقسمتی سے میں ایک ایسا عمل کر بیٹھا ہوں جس سے مجھے نقصانات پہنچے ہیں اگر یہ نہ کرتا تو شاید مجھے فائدہ حاصل ہوتا۔"

"وہ کیا؟" بیرن نے سوال کیا

"میں اخناطون کے ہتھیار ضائع کر چکا ہوں' ہمارے پاس اگر گولہ بارود کے ذخائر ہوتے تو ہم بے شک ششتا والوں کو ان کا شکار نہ بناتے لیکن خوفناک دھماکے کرکے ہم انہیں خوفزدہ کر سکتے تھے یوں ہمیں فائدہ ہوتا حقیقت میں' میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر اہل ششتا اس تعداد سے خوفزدہ نہ ہوئے اور گارتھا انہیں اس بات پر آمادہ کر سکی کہ وہ ہر قیمت پر جنگ کریں کہ سلانوبیہ ان کی روحانی پیشوا ان کے ساتھ ہے' تو پھر یقینی طور پر سویرا والوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے' اس کا کیا سدباب ہو؟" پروفیسر بیرن چند لمحات سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"شعبان تم بہت ذہین انسان ہو اور تم نے ہمیشہ ناقابل یقین کارنامے انجام دیئے ہیں لیکن ایک تجویز میرے ذہن میں بھی ہے اگر تم پسند کرو؟"

"وہ کیا پروفیسر؟"

"وہ یہ کہ سرحد کی پہاڑیوں کے دامن میں اخناطون سے اٹھا کر پیٹرول کے کچھ ڈرم کنارے کنارے لگا دو اگر ششتا والے جوش میں آ کر ان پہاڑی دیواروں کو عبور کریں تو پیٹرول کے ان ڈرموں کو پتھر مار مار کر ان کا پیٹرول بہاؤ اور ان میں آگ لگا دو' یقیناً" یہ ان کے لئے ایک خوفناک عمل ہو گا اور وہ نیچے اترنے سے گریز کریں گے میرا خیال ہے اس کے بعد گارتھا کی بھی نہیں چلے گی۔"

شعبان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے پروفیسر بیرن کو دیکھا اور پھر عقیدت سے اس کے ہاتھ چوم کر بولا۔

"تجربے کی ایک ہی بات ناتجربہ کار کی ساری عمر پر بھاری ہوتی ہے کیا عالیشان ترکیب بتائی ہے' بلاشبہ ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن بہت جلد' اس کے لئے زیادہ وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہو گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے اخناطون سے پیٹرول کا ایک مناسب ذخیرہ یہاں منتقل کر دو' تروانہ کے نوجوان تمہاری مدد کریں گے۔" شعبان فوراً ہی اس کام کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

☆☆☆

سویرا کے جوان اپنی تعداد دیکھ کر خود دیوانے ہو گئے تھے جہاں تک نظر جاتی تھی وہ خود کو پاتے ٹیلان اور سیمبور کی حالت بھی دوسروں سے مختلف نہیں تھی۔ بہت وقت گزرنے کے بعد انہیں علم ہو رہا تھا کہ یہ عکس کا جادو ہے۔ وہ اپنی تعداد سے چالیس گنا زیادہ نظر آ رہے ہیں اور شعبان کی اس ذہانت پر وہ پھولے نہ سماتے تھے۔

دوسری طرف گارتھا' تھوران کے عظیم لشکر کے ساتھ سویرا تک کے سفر کا اختتام کر چکی تھی اور دشوار گزار پہاڑی راستوں کو بڑی مہارت سے عبور کر لیا گیا تھا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ ششتا کے لوگ سویرا کے منتظر لشکر کو اپنی جگہ سے دیکھ سکتے تھے اور جب انہوں نے پہلی نگاہ سویرا کے لشکر کی جانب ڈالی تو کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کے حلق سے حیرت تڑپ بھری آواز نہ نکل گئی ہو بلند و بالا پہاڑ کی چوٹی سے تھوران اور گارتھا ورتھا نے بھی تاحد نگاہ پھیلے ہوئے اس عظیم الشان لشکر کو دیکھا اور ان کے قدم بھی رک گئے' گارتھا ورتھا کی آنکھوں میں تشویش کی لہریں نمودار ہو گئی تھیں اور تھوران کا منہ شدت حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا' گارتھا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ اتنے بے خبر ہو کہ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ سویرا کی آبادی کتنی ہے' ہمارا لشکر تو اس عظیم الشان لشکر کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

"گارتھا تو یقین کر یا نہ کر مگر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ سویرا میں زمین سے انسان اُگ آئے ہیں' یہ تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ سویرا انسانوں کا سیلاب لے آئے گا ناممکن ہے گارتھا کہ میرے لشکر والے اس بھیانک لشکر سے مقابلہ کر سکیں' ارے ان کی تعداد ہی کتنی ہے ششتا کے لوگ تو بالکل ایک ہی ریلے میں پس کر رہ جائیں گے' یہ جنگ ناممکن ہو گئی گارتھا' یہ جنگ ناممکن ہو گئی' دیکھ ہمارے آدمیوں میں بددلی پھیل رہی ہے' دیکھ عقب سے لوگ واپس کھسکنا شروع ہو گئے ہیں اور تو دیکھ لینا ایک بھی نہیں رکے گا یہاں ایک بھی نہیں رکے گا۔"

"تھوران تم ان بزدلوں کو روکو' جاؤ تم ان کے عقب میں چلے جاؤ' جنگ ہوگی اور ضرور ہوگی' میں کوئی حکمت عملی نکالوں گی' کوئی ایسا عمل کروں گی کہ سویرا کے اس عظیم الشان لشکر کو فنا کیا جاسکے' جاؤ انہیں روکو ورنہ اچھا نہیں ہوگا' کہیں ایسا نہ ہو کہ میری توجہ کا رخ اب سویرا کی جانب ہوجائے۔ "جاتے نہیں ہو تھوران' کیا تم بھی بزدل ہوگئے ہو؟"

تھوران بادل نخواستہ اپنے لشکر کے عقبی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا' سینڈرا کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی اس نے گارتھا سے کہا۔

"یہ لوگ جنگجو نہیں ہیں گارتھا یہ اتنی معلومات نہیں رکھ سکتے' ذرا دیکھو تو سہی یوں لگتا ہے کہ سمندر انسانوں کی شکل میں زمین پر اُمڈ آیا ہو' یہ لوگ بھلا میرا مطلب ہے ششتا والے انسانوں کے اس سمندر کو کیسے عبور کرسکتے ہیں۔"

گارتھا کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آرہے تھے' اس نے کہا۔

"یہاں میں دھوکہ کھا گئی سینڈرا' میں نے اس بات کا احساس نہیں رکھا کہ یہ لوگ احمق بھی ہیں اور جنگ وجدل کے نام سے ان کا دم نکلتا ہے یہاں رک کر ہمیں غور کرنا اور سوچنا پڑے گا۔ وہ پہاڑ کی بلندیوں پر چڑھ کر ہم پر حملہ آور ہوسکتے ہیں کہ ہمارے نیچے اترنے کا انتظار کریں گے لیکن احمق تھوران اپنے لشکر کو روکنے میں کامیاب تو ہوجائے۔"

گارتھا کی ایک نگاہ سامنے تھی تو دوسری عقب میں' تھوران اپنے بھائی شیلون کے ساتھ اپنے آدمیوں کو سمجھانے میں مصروف تھا اور یقینی طور پر وہاں یہی بحث ہورہی ہوگی کہ اتنے بڑے لشکر سے کیسے مقابلہ کیا جاسکتا ہے یہ تو ایک ناممکن ہی عمل ہے' لیکن بہرطور تھوران اپنے لشکریوں کو فرار سے روکنے میں کامیاب ہوگیا تھا' وہ رک گئے تھے لیکن سب ایک دوسرے سے یہ سوال کررہے تھے کہ سویرا میں اتنے لوگ کہاں سے پیدا ہوگئے' سویرا کی آبادی کا پتا کیوں نہیں چل سکا اور کیا وہ اس عظیم انسان آبادی سے جنگ کرسکیں گے۔ تھوران انہیں روک دیتا اپنی جگہ' لیکن شاید اب ان میں سے کوئی بھی آگے بڑھ کر جنگ کرنے کے لئے تیار نہیں تھا' بلکہ وہ سب بھاگ جانے کی فکر میں تھے' پھر رفتہ رفتہ سورج ڈوبنے لگا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوپایا تھا' تھوران نے لشکر کو روک تو دیا تھا لیکن واپس آکر گارتھا ورتھا کو یہ بتایا تھا کہ اس کے لشکری سوال کرتے ہیں کہ ان لاتعداد انسانوں سے کیسے مقابلہ کیا جاسکتا ہے؟

"مرومت میں کوئی ترکیب نکالوں گی' میں کچھ سوچوں گی۔" گارتھا نے غراتے ہوئے کہا۔

شام کی دھندلاہٹیں رات کی تاریکیوں میں تبدیل ہوگئیں' گارتھا ورتھا کسی زخمی شیرنی کی مانند پہاڑوں کی بلندیوں پر ادھر سے ادھر گردش کررہی تھی' اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کیا جائے' لیکن رات کی تاریکیوں میں سویرا کے لشکریوں کی جانب سے ایک اور عمل نے ششتا کے لشکریوں کو بالکل ہی بدحواس کردیا' اچانک ہی خوفناک دھماکے ہوئے تھے اور جس پہاڑ پر وہ موجود تھے اس کے دامن میں آگ کے شعلے بلند ہوگئے تھے ششتا کے لوگوں میں شور مچ گیا اور وہ دہشت زدہ ہوکر ایک دوسرے سے لپٹ گئے' سب ایک دوسرے سے یہی کہہ رہے تھے کہ سویرا نے دوسری دنیا کا جادو استعمال کرلیا ہے اور اب اگر پہاڑ کے دامن میں اترا جائے تو ہم آگ کے شعلوں کی نذر ہوجائیں گے' گارتھا ورتھا ایک دور دراز گوشے میں کھڑی نیچے دیکھ رہی تھی اور یہ اندازہ لگارہی تھی کہ یہ شعلے کہاں سے بلند ہوگئے' اخناطون کا گولہ بارود تو تباہ ہوچکا تھا اور اب اس پر کچھ نہیں تھا لیکن کچھ دیر کے بعد ہی اس کی سمجھ میں آگیا کہ یہ پٹرول ہے جسے پہاڑ کے دامن میں جلادیا گیا ہے' اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے ادھر ادھر دیکھا' سینڈرا اب بھی اس کے قریب موجود تھی' گارتھا نے ایک قہقہہ لگاکر سینڈرا سے کہا۔

"یہ بات میرے علاوہ صرف تو جانتی ہے کہ یہ شعبان کا جادو ہے ورنہ ادھر سویرا میں اور کوئی نہیں ہے جو اس جیسی ذہانت کا مالک ہو۔"

"شعبان۔" سینڈرا نے آہستہ سے کہا' ادھر دیکھا پھر نیچے جھانکا اور اس کے بعد گارتھا سے کہا "شعبان کے بارے میں اب تیرے دل میں کیا ہے گارتھا؟"

"میری کیفیت نہ پوچھ سینڈرا' میں ذرا مختلف مزاج کی عورت ہوں' شعبان یقیناً میرے ہاتھ ضرور لگے گا اس وقت میں یہ تجزیہ کرسکوں گی کہ شعبان کے لئے میرے دل میں کیا ہے؟"

"مگر گارتھا' میں آج بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں اتنا ہی چاہتی ہوں اسے' جتنا روز اول سے چاہتی تھی اور میرے باپ نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اچھا نہیں کیا مجھے اس سے شکایت ہے کہ اس نے اتنا زمانہ ساز ہونے

کے باوجود ایسی احمق دنیا کی جانب رخ کیوں کیا جہاں انسان بیوقوفی کی آخری حدوں کو پہنچے ہوئے ہیں جہاں تک تیرا تعلق ہے گارتھا ورتھا' تو بہت طاقتور عورت ہے تو نے ہمیشہ اپنے آپ کو بلندیوں پر رکھا ہے' لیکن میری محبت نے مجھے وہ طاقت بخشی ہے کہ میں آج تجھے چیلنج کررہی ہوں' شعبان کو تو چھو بھی نہیں سکتی گارتھا' شعبان درحقیقت ایک ایسا انسان ہے جسے دل وجان کی گہرائیوں سے چاہا جاسکتا ہے جس کے لئے اس کائنات کی ہرشے قربان کی جاسکتی ہے شاید تو اس بات پر یقین نہ کرے گارتھا کہ میری زندگی کا ہر لمحہ' وہ جو شعبان کو دیکھنے کے بعد شروع ہوا' شعبان کے پیار میں بسر ہوا ہے اور اس کے پیار نے مجھے اتنی قوت بخشی ہے کہ آج میں تیرے سامنے سینہ تانے کھڑی ہوئی ہوں۔ گارتھا کے چہرے پر پہلے حیرت کے آثار نمودار ہوئے اور پھر وہ غصے سے سرخ ہوگئی۔

"سینڈرا کیا تو دیوانی ہوگئی ہے' میں گارتھا ہوں سینڈرا' اور گارتھا جس شے کی خواہش کرتی ہے وہ خود بخود اس کی ملکیت بن جاتی ہے' شعبان نے یہاں جو کچھ بھی کیا ہے وہ اپنی جگہ' لیکن وہ آج بھی میری ہی ملکیت ہے۔"

"گارتھا تو عورت کا کونسا روپ ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آسکا کتنے محبوب ہیں تیرے۔ کتنے انسان تیری ملکیت ہیں۔"

"یہ سوال تو میں تجھ سے بھی کرتی ہوں سینڈرا۔"

"کیا؟"

"تو بھی تو شعبان کو چاہتی تھی۔"

"چاہتی ہوں۔" سینڈرا نے کہا۔

"اور شیلون کے ساتھ رہتی ہے۔"

"وہ سینڈرا کی لاش ہے گارتھا۔ سینڈرا نہیں ہے۔"

"زندہ لاش!"

"ہاں۔ زندہ لاش۔"

"اور تو کون ہے؟"

"انتقام۔ میرا یہ وجود صرف انتقام کے سہارے جنبش کرتا ہے۔ یہ انتقام مجھے دو انسانوں سے لینا تھا۔ ایک تو میرے انتقام کا شکار ہوگئی ہے اور دوسرا۔"

"جو شکار ہوگیا ہے وہ کون ہے؟"

"پروفیسر بین۔ جس نے مجھے رشتے کی زنجیر سے باندھ کر یہاں تک لا پھینکا۔ میں نے اسے عمر بھر کی آگ میں جھلسا دیا ہے۔"

"دوسرا کون ہے؟" گارتھا نے پوچھا۔

"تو گارتھا۔ دوسری تو ہے جس نے اپنی حیثیت سے کام لے کر مجھے شیلون کے حوالے کردیا۔"

"تو میرا کیا بگاڑ سکتی ہے؟"

"میں کمزور ہوں گارتھا لیکن میرا انتقام بہت طاقتور ہے۔ یہ دیکھ۔" سینڈرا نے اچانک گارتھا کو اپنے بازوں میں دبوچ کر سینکڑوں فٹ بلند پہاڑ کی گہرائیوں میں چھلانگ لگادی۔ گارتھا کی بھیانک چیخ گہرائیوں کا سفر کررہی تھی۔

*

سویرا میں رقص و سرود کی محفلیں جمی ہوئی تھیں انہیں فتح حاصل ہوئی تھی ایسی فتح جس میں انہیں جنبش بھی نہیں کرنی پڑی تھی۔ دشمن ان کی تعداد سے خوفزدہ ہوکر بھاگ گیا تھا۔ انہیں کچھ نہیں کرنا پڑا تھا اور یہ عقل کا جادو تھا۔ شعبان عقل کا جادوگر تھا۔ وہ ان سب کی آنکھ کا تارا بنا ہوا تھا۔

لیکن اس رقص و سرود سے دور ایک انسان ایسا بھی تھا جس کے دل میں روشنی کی کوئی کرن نہیں تھی۔ شام کے جھٹپٹوں میں وہ سرحدی پہاڑ کے دامن میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک پتھر پر سینڈرا کی لاش رکھی ہوئی تھی کچلی ہوئی ٹوٹی پھوٹی لاش۔ ششتا کے لشکر کے فرار کے بعد پہاڑ کے دامن سے یہ دو لاشیں دریافت ہوئی تھیں اور انہیں پہچان لیا گیا تھا۔ ایک لاش گارتھا کی تھی دوسری سینڈرا کی اور سینڈرا کی لاش پروفیسر کے حوالے کردی گئی تھی۔ اس نے بڑے سکون سے کہا تھا کہ یہ لاش اسے دے دی جائے۔ اس وقت سے وہ یہیں تھا۔ ادھر سویرا والے فتح کا جشن منارہے تھے اور ادھر وہ سینڈرا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے لاش کے قریب آکر کہا۔

"سینڈرا۔ میری بچی ناراض ہے مجھ سے میں جانتا ہوں کیوں ناراض ہے تو مجھ سے' اچھا ٹھیک ہے۔ چل۔ گھر چل۔ میں تجھے وہاں سے لے آیا ہوں نا۔! غلطی ہوگئی معاف کردے۔ سوری سینڈرا۔ چلو گھر چلتے ہیں۔" اس نے آگے بڑھ کر بڑے پیار سے سینڈرا کی لاش کو بازوؤں میں اٹھالیا۔ اسے سینے سے لگاکر چوما اور پھر اسے بڑی احتیاط سے سنبھالے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

"سمندر زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اس کا رخ اسی جانب تھا۔ وہ ساحل پر پہنچ گیا۔ پانی میں داخل ہوگیا۔ لاش اس کے سینے سے بھنچی ہوئی تھی اور وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ لہریں اسے خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ زمین نیچے جانے لگی۔ پانی اس

کے شانوں اور پھر سر سے اونچا ہوگیا۔ اور اونچا۔ اور اونچا۔ پھر نہ جانے کتنا اونچا۔ ہیرن اور سینڈرا کی داستان اس کے بعد سمندر کی امانت بن گئی اور دنیا کی تباہی کی داستان اتنی مختصر نہیں کہ دنیا کے رہنے والوں کو معلوم ہو سکے۔ جو اس داستان کا انکشاف کرنے نکلے تھے۔ وہ خود کہانی بن گئے تھے۔ جیسے اسد شیرازی 'ایڈگر' امیرارتقا ہاشمی' دردانہ وغیرہ۔

اخناطون کب سویرا سے چلا' شعبان کو کتنی مشکل سے وہاں سے جانے کی اجازت ملی۔ ٹیلان کس طرح دہاڑیں مار مار کر رویا۔ جان سیموکل کو کس طرح اس سفر کے دوبارہ شروع ہونے کا یقین آیا۔ یہ الگ الگ کہانیاں ہیں لیکن انسانی آبادیوں سے ناقابل یقین حد تک دور آباد جدید دنیا کے باشندوں نے اپنی آنکھوں سے جب اخناطون کو دیکھا تو بیزاری سے رخ تبدیل کر لئے۔ ایسے خواب وہ اکثر دیکھتے رہتے تھے۔ ان خوابوں میں بھی ویسی ہی خوش کن کہانیاں ہوتی تھیں۔ بارہا انہوں نے چشم تصور سے اخناطون کو آتے ہوئے دیکھا تھا لیکن ہوش کی آنکھ سمندر کو ویران کر دیتی تھی۔

لیکن اس بار یہ خواب مشترک تھا۔ سب ایک ہی خواب دیکھ رہے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ پھر یہ خواب ٹکڑوں میں نہیں تھا جبکہ مربوط تھا اس کا سلسلہ ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ اخناطون لنگر انداز ہوا۔ اس سے کشتیاں اتاری گئیں۔ پھر یہ کشتیاں ساحل سے لگیں۔ پھر شعبان نظر آیا پھر وہ ان کے قریب پہنچا۔ پھر وہ دردانہ سے لپٹ گیا۔ دردانہ نے سوچا کہ آج اس خواب کو حقیقت تک پہنچا دے۔ چنانچہ اس نے بدن کی پوری قوت سے شعبان پر گرفت قائم کر لی اور بے ہوش ہو گئی۔

بڑی مشکل سے انہیں یقین آسکا تھا کہ یہ خواب نہیں بلکہ تعبیر ہے اور جب یقین آیا تو ان پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ زندگی بہت خوبصورت ہوتی ہے کون اسے چھوڑنا چاہتا ہے۔ کون اسے اپنی پسند کے مطابق نہیں گزارنا چاہتا۔ مایوسیوں کے گہرے بھنور سے نکل کر وہ خوشیوں کی آغوش میں آئے تھے۔ جزیرہ غیر آباد ہو گیا۔ اخناطون آباد ہو گیا پھر ارتقا ہاشمی اپنی بچی کچھی بیویوں کے ساتھ اپنے کیبنوں میں فروکش ہو گیا۔ ایڈگر مورالس نے کپتان کا عہدہ سنبھال لیا۔ جان سیموکل اس کا دست راست بن گیا اور اخناطون کے لنگر اٹھا دیئے۔ سفر طویل تھا۔ دشوار گزار تھا لیکن ہمت طوفانی تھی اور طوفان کچھ کر ہی گزرتے ہیں۔ کوئی بددل نہیں تھا۔ کوئی اداس نہیں تھا کچھ نئی مخلوق بھی اس سفر کی ساتھی بنی تھی۔ یہ ان خلاصیوں کے ساتھ آنے والی تردانہ کی لڑکیاں تھیں جنہوں نے تردانہ میں انہیں اپنا لیا تھا۔ عورت' پیکر وفا' جو اپنے محبوب کے لئے کائنات چھوڑ دیتی ہے۔ ان کی شکل میں موجود تھی اور پھولوں میں گلاب' پھولوں کا بادشاہ' یعنی سیلانوسیہ بھی سب کی آنکھ کا تارا تھی۔ دردانہ اس کی دیوانی تھی اور طورنا اس کی غلام——

اسد شیرازی کے خیال کے مطابق اخناطون کا یہ تحقیقی سفر کاناکام نہیں رہا تھا کیونکہ پتھر کی کتاب میں سمندر کی بیشمار کہانیاں درج تھیں اور شعبان نے یہ کتاب اسد شیرازی کی نذر کر دی تھی۔ لیکن سمندر کے اس بیٹے کے وجود میں تردانہ کے کتنے جادو پوشیدہ ہیں یہ نہ اسد شیرازی کو معلوم تھا نہ دردانہ یا مورالس کو۔ شعبان نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی تمام قوتوں کے بارے میں وہ کسی کو نہیں بتائے گا۔ اگر انہیں استعمال کرے گا تو صرف اپنے ماں باپ کی تلاش کے لئے۔ بس یہی ایک حسرت رہ گئی تھی اس کے دل میں کہ تھیبور اور شکالا اسے مل جائیں تو اس کی نمود کی کہانی کا بھی انکشاف ہو جائے۔

ختم شُد